# تاریخ ابن کثیر

اردو ترجمہ

## البدایۃ والنہایۃ

**جلد ہفتم**

حصہ سیزدہم و چہاردہم

آغاز ۵۹۹ ہجری، تاتاریوں کا ظہور، خلیفہ ناصر لدین اللہ کی خلافت اور ان کے بعد ان کے فرزند الملک الظاہر اور دیگر عباسی خلفاء کی خلافت کا بیان، مصر و شام میں چنگیز خان اور تیموریوں کی کامیابی اور دیگر ۶۹۸ ہجری تک کے اہم واقعات کا بیان۔

۶۹۸ ہجری کا آغاز، المستکفی باللہ کی خلافت، مصنف ابن کثیر کے دور کے واقعات ابن تیمیہ کے حالات، اسلامی سلطنتوں کا زوال، مصنف کے چشم دید واقعات ۷۶۷ ہجری تک کے اہم واقعات اجمالی تفصیل کے ساتھ۔

**جلد ہشتم**

حصہ پانزدہم و شانزدہم

قرب قیامت کے فتنے اور جنگیں، حضور ﷺ کی پیشین گوئیوں کا ظہور، وقوع علامات قیامت، مسیح دجال کی فتنہ انگیزیاں، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول، مہدی موعود کا آنا، قرب قیامت سے متعلق دیگر اسلامی تعلیمات قرآن و سنت کی روشنی میں۔

قیامت کے بعد کے مختلف احوال، حشر و نشر کا بیان، میدان حشر کی ہولناکیاں، حساب کتاب کی آزمائش، پل صراط کی تفصیل، حوض کوثر، جنت اور جنت کی نعمتیں، ماقبل جہنم اور جہنم کے عذابوں کا تذکرہ قرآن و سنت کی روشنی میں۔

حافظ عمادالدین ابوالفداء اسماعیل ابن کثیر متوفی ۷۷۴ھ

ترجمہ و تحقیق

**مولانا ابوطلحہ محمد اصغر مغل** فاضل جامعہ دارالعلوم کراچی

**مولانا ثناء اللہ محمود صاحب**

فاضل جامعہ دارالعلوم کراچی

ترجمہ و تحقیق

**مولانا عامر شہزاد**

فاضل جامعہ دارالعلوم کراچی

دارالاشاعت
اردو بازار ایم اے جناح روڈ
کراچی پاکستان 2213768

www.ahlehaq.org

www.ahlehaq.org

زیر نظر تحقیق کے جملہ حقوق ملکیت بحق ناشر محفوظ ہیں

باہتمام : خلیل اشرف عثمانی
طباعت : نومبر ۲۰۰۱ء علمی گرافکس
ضخامت : 920 صفحات

**قارئین سے گزارش**

اپنی حتی الوسع کوشش کی جاتی ہے کہ پروف ریڈنگ معیاری ہو۔ الحمدللہ اس بات کی نگرانی کے لئے ادارہ میں مستقل ایک عالم موجود رہتے ہیں۔ پھر بھی کوئی غلطی نظر آئے تو از راہ کرم مطلع فرما کر ممنون فرمائیں تاکہ آئندہ اشاعت میں درست ہو سکے۔ جزاک اللہ

◆ ملنے کے پتے ◆

ادارۃ المعارف جامعہ دارالعلوم کراچی
بیت القرآن اردو بازار کراچی
بیت القلم مقابل اشرف المدارس گلشن اقبال بلاک ۲ کراچی
مکتبہ اسلامیہ امین پور بازار۔ فیصل آباد
مکتبۃ المعارف محلہ جنگی۔ پشاور

ادارہ اسلامیات ۱۹۰ انارکلی لاہور
بیت العلوم 20 نابھہ روڈ لاہور
یونیورسٹی بک ایجنسی خیبر بازار پشاور
مکتبہ رشیدیہ سرکی روڈ کوئٹہ
کتب خانہ رشیدیہ۔ مدینہ مارکیٹ راجہ بازار راولپنڈی

◆ انگلینڈ میں ملنے کے پتے ◆

Islamic Books Centre
119-121, Halli Well Road
Bolton BL 3NE, U.K.

Azhar Academy Ltd.
54-68 Little Ilford Lane
Manor Park, London E12 5Qa
Tel: 020-8911-9797

◆ امریکہ میں ملنے کے پتے ◆

DARUL-ULOOM AL-MADANIA
182 SOBIESKI STREET
BUFFALO, NY 14212, U.S.A.

MADRASAH ISLAMIAH BOOK STORE
6665 BINTLIFF, HOUSTON
TX-77074, U.S.A.

www.ahlehaq.org

بسم اللہ الرحمن الرحیم

# فہرست مضامین

## البدایہ والنہایہ معروف بہ

# تاریخ ابن کثیر

## حصہ سیزدہم، چہاردہم، پانزدہم و شانزدہم

۱۳ ۱۴ ۱۵ ۱۶

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۳
فہرست ۳
آغاز ۵۸۹ھ ۲۹
آپ کا ذکر اور کچھ حالات ۳۱
مال نہ چھوڑنے کی وجہ ۳۱
فصل ۳۲
اس سال فوت ہونے والے اعیان ۳۳
امیر بکتمر صاحب خلاط ۳۳
اتابک عزالدین مسعود ۳۳
جعفر بن محمد بن فطیرا ۳۳
یحییٰ بن سعید غازی ۳۳
سیدہ زبیدہ ۳۳
شیخہ صالحہ طر خاتون ۳۳
آغاز ۵۹۰ھ ۳۴
اس سال فوت ہونے والے ۳۵
احمد بن اسمٰعیل بن یوسف ۳۵
ناظم شاطبیہ ابن الشاطبی ۳۵
آغاز ۵۹۱ھ ۳۶
اس سال فوت ہونے والے مشہور لوگ ۳۷
علی بن حسان بن سافر ۳۷
آغاز ۵۹۲ھ ۳۸
مؤیدالدین ابوالفضل ۴۸
آغاز ۵۹۳ھ ۴۸
سیف الاسلام طغتکین ۵۰
آغاز ۵۹۴ھ ۵۱
قاضی ابوالحسن علی بن رجاء بن زہیر ۵۲
امیر عزالدین جردیک ۵۲
آغاز ۵۹۵ھ ۵۲
حاکم مصر عزیز کی وفات ۵۲
سلطان ابومحمد یعقوب بن یوسف ۵۳
اس سال دیگر فوت ہونے والے مشہور افراد ۵۵
امیر مجاہدالدین قیماز رومی ۵۵
ابوالحسن محمد بن جعفر ۵۵
شیخ جمال الدین ابوالقاسم ۵۵
آغاز ۵۹۶ھ ۵۵
نظام الدین مسعود بن علی ۵۶
الفقیہ مجدالدین ۵۷
امیر لولو ۵۷
شیخ شہاب الدین طوسی ۵۷
شیخ ظہیرالدین عبدالسلام فارسی ۵۷
شیخ علامہ بدرالدین ابن عساکر ۵۷
شاعر ابوالحسن علی بن نصر بن عقیل ۵۷

www.ahlehaq.org

| | |
|---|---|
| آغاز ۵۹۷ھ | ۵۹ |
| اس سال فوت ہونے والے نامور حضرات | ۶۱ |
| عبدالرحمٰن بن علی | ۶۱ |
| عماد کاتب اصبہانی | ۶۱ |
| امیر بہاءالدین قراقوش | ۶۱ |
| مکلبہ بن عبداللہ المستنجدی | ۶۳ |
| ابو منصور بن ابی بکر بن شجاع | ۶۳ |
| آغاز ۵۹۸ھ | ۶۳ |
| اس سال فوت ہونے والے نامور حضرات | ۶۳ |
| محمد بن علی | ۶۳ |
| خطیب دولعی | ۶۵ |
| شیخ علی بن علی بن علیش | ۶۵ |
| صدر ابوثنا حماد بن ہبۃ اللہ | ۶۵ |
| تیقظیا بنت عبداللہ | ۶۵ |
| ابن تعقب شاعر ابوبکر | ۶۵ |
| آغاز ۵۹۹ھ | ۶۶ |
| اس سال دیگر فوت ہونے والے اعیان و اعظام | ۶۶ |
| امیر علم الدین ابو منصور | ۶۶ |
| قاضی ضیاء شہرزوری | ۶۶ |
| عبداللہ بن علی بن نصر بن حمزہ | ۶۷ |
| ابن نجا واعظ | ۶۷ |
| شیخ ابوالبرکات محمد بن احمد بن سعید تکریتی | ۶۷ |
| ست جلیلہ زمرد خاتون | ۶۷ |
| آغاز ۶۰۰ھ | ۶۸ |
| اس سال فوت ہونے والے حضرات | ۶۹ |
| ابو القاسم | ۶۹ |
| حافظ عبدالغنی مقدسی | ۶۹ |
| ابن [illegible] | ۷۰ |
| ابو محمد الحسین بن [illegible] | ۷۰ |
| ابوولی صاحب طریقت | ۷۱ |
| آغاز ۶۰۱ھ | ۷۱ |
| اس سال فوت ہونے والے نامور حضرات | ۷۲ |
| ابوالحسن علی بن عنتر بن ثابت الحلی | ۷۲ |
| ابوالفتح محمد بن سعداللہ | ۷۲ |
| ابوالعباس احمد بن مسعود | ۷۲ |
| ابوالفداء اسمٰعیل بن برتقش سنجاری | ۷۲ |
| ابوالفضل بن الیاس بن جامع اربلی | ۷۳ |
| ابوسعادات الحلی | ۷۳ |
| ابو غالب بن کمونہ یہودی | ۷۳ |
| آغاز ۶۰۲ھ | ۷۳ |
| اس سال فوت ہونے والے حضرات | ۷۳ |
| شرف الدین ابوالحسن | ۷۴ |
| تقی عیسیٰ بن یوسف | ۷۴ |
| ابوالغنائم المرکسلار بغدادی | ۷۴ |
| ابوالحسن علی بن سعاد فارسی | ۷۴ |
| اتاقون | ۷۴ |
| امیر مجیرالدین طاشتکین مستنجدی | ۷۵ |
| آغاز ۶۰۳ھ | ۷۵ |
| اس سال فوت ہونے والے نامور حضرات | ۷۶ |
| فقیہ ابو منصور | ۷۶ |
| عبدالرزاق بن شیخ عبدالقادر جیلانی | ۷۶ |
| ابوالحرم مکی بن زیان | ۷۶ |
| اقبال خادم | ۷۶ |
| آغاز ۶۰۴ھ | ۷۶ |
| اس سال جو حضرات فوت ہوئے | ۷۹ |
| امیر بلیامین بن عبداللہ | ۷۹ |
| عقیل بن عبداللہ | ۷۹ |
| عبدالرحمٰن بن عیسیٰ | ۷۹ |
| امیر زین الدین قراجا صلاحی | ۷۹ |
| خطیب عبدالعزیز | ۷۹ |
| ابو محمد جعفر بن محمد | ۸۰ |
| آغاز ۶۰۵ھ | ۸۰ |

www.ahlehaq.org

www.ahlehaq.org

اس سال فوت ہونے والے اعیان واعظام ۸۱
ابوالفتح محمد بن احمد بن بختیار ۸۱
مصر کے قاضی القضاۃ ۸۱
آغاز ۶۰۶ھ ۸۱
اس سال فوت ہونے والے نامور حضرات ۸۱
قاضی اسعد بن مماتی ۸۱
ابو یعقوب یوسف بن اسماعیل ۸۲
ابوعبداللہ محمد بن حسن ۸۲
ابو مواہب معتوق بن منیع ۸۲
ابن خروف ۸۲
ابو علی یحییٰ بن ربیع ۸۲
ابن اثیر، جامع الاصول اور النہایہ کے مؤلف ۸۲
آغاز ۶۰۷ھ ۸۳
موصل کے حاکم نورالدین کی وفات کا ذکر ۸۵
اس سال فوت ہونے والے حضرات ۸۶
شیخ ابوعمر ۸۶
شیخ الحدیث ابن طبرزد ۸۸
سلطان ملک عادل ارسلان شاہ ۸۸
ابن سکینہ عبدالوہاب بن علی ۸۹
مظفر بن ساسیر ۸۹
آغاز ۶۰۸ھ ۸۹
اس سال فوت ہونے والے معزز حضرات ۹۰
شیخ عماد الدین ۹۰
ابن حمدون تاج الدین ۹۰
روم کے حاکم خسرو شاہ ۹۰
امیر فخرالدین سرکس ۹۰
شیخ معمر رحلہ ابوالقاسم ابوبکر ابوالفتح ۹۰
قاسم الدین ترکمانی ۹۰
آغاز ۶۰۹ھ ۹۱
اس سال فوت ہونے والے اعظام ۹۱
مکہ مکرمہ میں حرم شریف کے فقیہ ۹۱
ابوالفتح محمد بن سعد بن محمد دیباجی ۹۱
شیخ صالح زاہد عابد ۹۱
آغاز ۶۱۰ھ ۹۲
اس سال فوت ہونے والے نامور حضرات ۹۲
شیخ الحنفیہ ۹۲
شیخ ابوالفضل بن اسماعیل ۹۳
وزیر معز الدین ابوالمعالی ۹۳
سنجر بن عبداللہ ناصری ۹۳
قاضی سلامہ ۹۳
تاج الامناء ۹۳
انساب کلبی ۹۳
جزولی مقدمہ مسمیٰ بالقانون کے مؤلف ۹۳
آغاز ۶۱۱ھ ۹۳
اس سال فوت ہونے والے نامور حضرات ۹۵
ابراہیم بن علی ۹۵
الرکن عبدالسلام بن عبدالوہاب ۹۵
ابو محمد عبدالعزیز بن محمود بن مبارک ۹۵
حافظ ابوالحسن علی بن انجب ۹۵
آغاز ۶۱۲ھ ۹۶
اس سال فوت ہونے والے اعیان ۹۶
حافظ عبدالقادر رہاوی ۹۶
الوجیہ الاعمٰی ۹۶
ابو محمد عبدالعزیز بن ابی المعالی ۹۷
شیخ فقیہ کمال الدین مودود ۹۷
آغاز ۶۱۳ھ ۹۷
اس سال فوت ہونے والے نامور حضرات ۹۸
ملک ظاہر ابو منصور ۹۸
زید بن حسن ۹۸
العز محمد بن حافظ عبدالغنی المقدسی ۱۰۰
ابوالفتوح محمد بن علی بن المبارک ۱۰۰
الشریف ابوجعفر ۱۰۰

www.ahlehaq.org

| | | | |
|---|---|---|---|
| ابو علی مزید بن علی | ۱۰۰ | شیخ الشیوخ صدر الدین | ۱۱۶ |
| ابو الفضل رضوان بن منصور | ۱۰۰ | صاحب حماۃ | ۱۱۶ |
| محمد بن یحییٰ | ۱۰۱ | صاحب آمد | ۱۱۶ |
| آغاز ۶۱۴ھ | ۱۰۱ | شیخ عبداللہ یونینی | ۱۱۶ |
| اس سال فوت ہونے والے نامور حضرات | ۱۰۲ | ابو عبداللہ حسین بن محمد بن ابی بکر | ۱۱۷ |
| شیخ امام علامہ شیخ عماد | ۱۰۲ | آغاز ۶۱۸ھ | ۱۱۷ |
| قاضی جمال الدین ابن الحرستانی | ۱۰۳ | اس سال فوت ہونے والے نامور حضرات | ۱۱۷ |
| امیر بدر الدین محمد بن ابی القاسم | ۱۰۳ | یاقوت کاتب موصلی | ۱۱۷ |
| شجاع محمود المعروف بابن الدماغ | ۱۰۳ | جلال الدین حسن | ۱۱۹ |
| شیخہ صالحہ عابدہ زاہدہ | ۱۰۳ | شیخ صالح | ۱۱۹ |
| آغاز ۶۱۵ھ | ۱۰۳ | خطیب موفق الدین | ۱۱۹ |
| فرنگیوں کا دمیاط پر قبضہ | ۱۰۵ | ابو الغیث شعیب بن ابی طاہر بن کلیب | ۱۱۹ |
| اس سال فوت ہونے والے نامور حضرات | ۱۰۶ | ابو العز شرف بن علی | ۱۱۹ |
| قاضی شرف الدین | ۱۰۶ | ابو سلیمان داؤد بن ابراہیم | ۱۱۹ |
| عماد الدین ابو القاسم | ۱۰۶ | ابو المظفر عبدالودود بن محمود بن مبارک | ۱۱۹ |
| ابو الیمن نجاح بن عبداللہ حبشی | ۱۰۶ | آغاز ۶۱۹ھ | ۱۲۰ |
| ابو المظفر محمد بن علوان | ۱۰۷ | اس سال فوت ہونے والے اعیان | ۱۲۰ |
| ابو الطیب رزق اللہ بن یحییٰ | ۱۰۷ | عبدالقادر بن داؤد | ۱۲۰ |
| آغاز ۶۱۶ھ | ۱۰۷ | ابو طالب یحییٰ بن علی | ۱۲۰ |
| چنگیز خان کا ظہور اور تاتاریوں کا نہر جیحون کو پار کرنا | ۱۰۷ | قطب الدین عادل | ۱۲۰ |
| اس سال وفات پانے والے سربرآوردہ لوگ | ۱۰۹ | شیخ نصر بن ابی الفرج | ۱۲۰ |
| ست الشام | ۱۰۹ | آغاز ۶۲۰ھ | ۱۲۱ |
| "ابو البقاء" "الاعراب واللباب" کے مصنف | ۱۰۹ | اس سال فوت ہونے والے نامور حضرات | ۱۲۱ |
| حافظ عماد الدین ابو القاسم | ۱۰۹ | شیخ الاسلام موفق الدین عبداللہ بن احمد | ۱۲۱ |
| ابن الدواوی شاعر | ۱۱۰ | فخر الدین بن عساکر عبدالرحمن بن محمد بن الحسن بن ہبۃ اللہ بن عساکر | ۱۲۳ |
| ابو سعید محمد بن محمود | ۱۱۰ | سیف الدین محمد بن عروہ الموصلی | ۱۲۳ |
| ابو زکریا یحییٰ بن قاسم | ۱۱۰ | شیخ ابو الحسن روزبہاری | ۱۲۳ |
| صاحب الجواہر | ۱۱۰ | شیخ عبدالرحمن یمنی | ۱۲۳ |
| آغاز ۶۱۷ھ | ۱۱۰ | رئیس عز الدین مظفر بن اسعد | ۱۲۳ |
| اس سال فوت ہونے والے نامور حضرات | ۱۱۰ | امیر کبیر خلیفہ کے چہرہ دار | ۱۲۳ |
| الملک الفائز | ۱۱۶ | ابو علی الحسن بن ابی المحاسن | ۱۲۳ |

www.ahlehaq.org

ابو علی یحییٰ بن مبارک ۱۲۴
آغاز ۶۲۱ھ ۱۲۵
اس سال فوت ہونے والے نامور حضرات ۱۲۵
احمد بن محمد ۱۲۵
ابو المکرم المظفر بن المبارک ۱۲۶
محمد بن ابی الفرج بن برکۃ ۱۲۶
ابوبکر بن حلب الموازینی بغدادی ۱۲۶
احمد بن جعفر بن احمد ۱۲۶
آغاز ۶۲۲ھ ۱۲۶
خلیفہ ناصر لدین اللہ کی وفات اور اس کے بیٹے ظاہر کی حکومت وخلافت ۱۲۷
خلافت ظاہر بن ناصر ۱۲۷
ابوالحسن علی جس کا لقب ملک افضل ہے ۱۲۸
امیر سیف الدین علی ۱۲۹
شیخ علی کردی ۱۲۹
الفخر ابن تیمیہ ۱۲۹
الوزیر بن شکر ۱۲۹
ابو اسحاق ابراہیم بن المظفر ۱۳۰
ابوالحسن علی بن الحسن ۱۳۰
الجماسنجاری ۱۳۰
عثمان بن عیسیٰ ۱۳۰
ابو محمد عبداللہ بن احمد بن محمد بزری ۱۳۰
ابوالفضل عبدالرحیم بن نصر اللہ ۱۳۱
ابو علی الحسن بن علی ۱۳۱
ابوبکر محمد بن یوسف بن طباخ ۱۳۱
ابن یونس تنبیہ کے شارح ۱۳۱
آغاز ۶۲۳ھ ۱۳۱
خلیفہ ظاہر کی وفات اور اس کے بیٹے المستنصر کی خلافت ۱۳۲
المستنصر باللہ عباسی کی خلافت ۱۳۳
اس سال وفات پانے والے مشہور حضرات ۱۳۳
الجمال مصری ۱۳۳
المعتمد والی دمشق ۱۳۴
صالحیہ کے راستے میں شعابیہ کو وقف کرنے والے ۱۳۵
دمشق اور حلب میں روداریہ کو وقف کرنے والے ۱۳۵
ابو محمد محمود بن مودود بن محمود ۱۳۶
یاقوت جنہیں یعقوب بن عبداللہ کہا جاتا ہے ۱۳۶
آغاز ۶۲۴ھ ۱۳۶
اس سال مرنے والے مشہور لوگ ۱۳۷
چنگیز خان ۱۳۷
ان کے آداب ۱۳۸
سلطان ملک معظم ۱۴۰
ابوالمعالی اسعد بن یحییٰ ۱۴۰
ابوالقاسم عبدالرحمٰن بن محمد ۱۴۱
ابوالنجم محمد بن القاسم بن ھبۃ اللہ التکریتی ۱۴۱
آغاز ۶۲۵ھ ۱۴۱
آغاز ۶۲۶ھ ۱۴۱
اس سال فوت ہونے والے نامور حضرات ۱۴۲
الملک المسعود اقسیس بن کامل ۱۴۲
محمد الحسنی النجار ۱۴۳
ابوالحسن علی بن سالم ۱۴۳
ابو یوسف یعقوب بن صابر حرانی ۱۴۳
ابوالفتوح نصر بن علی البغدادی ۱۴۳
ابوالفضل جبرائیل بن منصور ۱۴۳
آغاز ۶۲۷ھ ۱۴۴
اس سال فوت ہونے والے مشہور حضرات ۱۴۵
زین الامناء الشیخ الصالح ۱۴۵
الشیخ بیرم ماردینی ۱۴۵
آغاز ۶۲۸ھ ۱۴۵
اس سال فوت ہونے والے نامور حضرات ۱۴۷
یحییٰ بن معطی بن عبدالنور ۱۴۷
الدخوار الطبیب ۱۴۷
ابوالقاسم بن عبدالمجید بن العجمی الحلبی ۱۴۷

www.ahlehaq.org

| | | | |
|---|---|---|---|
| ابو اسحاق ابراہیم بن عبد الکریم | ۱۴۷ | واقف الرکنیۃ امیر رکن الدین منکورس الفلکی | ۱۵۶ |
| المجد البہنسی | ۱۴۸ | الشیخ الامام العالم رضی الدین | ۱۵۷ |
| جمال الدولہ | ۱۴۸ | الشیخ علی المصری | ۱۵۷ |
| الملک الامجد | ۱۴۸ | الشیخ عبد اللہ الارمنی | ۱۵۷ |
| بہرام شاہ بن فرخ شاہ بن شاہنشاہ | ۱۴۸ | آغاز ۶۳۲ھ | ۱۵۸ |
| جلال الدین تکش | ۱۴۹ | الشیخ شہاب الدین عبد السلام | ۱۵۸ |
| آغاز ۶۲۹ھ | ۱۴۹ | شیخ امام عالم صائن الدین | ۱۵۸ |
| اس سال فوت ہونے والے مشہور حضرات | ۱۴۹ | شیخ امام عالم خطیب ادیب ابو محمد محمد بن تیمیہ | ۱۵۸ |
| حافظ محمد بن عبد الغنی | ۱۴۹ | حلب کے قاضی القضاۃ | ۱۵۹ |
| الجمال عبد اللہ بن الحافظ عبد الغنی المقدسی | ۱۴۹ | ابن الفارض | ۱۵۹ |
| ابو علی الحسین بن ابی بکر المبارک | ۱۵۰ | آغاز ۶۳۳ھ | ۱۵۹ |
| ابو الفتح مسعود بن اسماعیل | ۱۵۰ | اس سال فوت ہونے والے حضرات | ۱۵۹ |
| ابو بکر محمد بن عبد الوہاب | ۱۵۰ | الحاجری الشاعر | ۱۵۹ |
| حسام بن غزی | ۱۵۰ | ابن دحیہ | ۱۵۹ |
| ابو عبد اللہ محمد بن علی | ۱۵۰ | آغاز ۶۳۴ھ | ۱۶۰ |
| ابو الثنا محمود بن رالی | ۱۵۱ | اس سال وفات پانے والے مشہور حضرات | ۱۶۰ |
| ابن معطی النحوی یحیی | ۱۵۱ | ملک عزیز ظاہر | ۱۶۰ |
| آغاز ۶۳۰ھ | ۱۵۱ | صاحب الروم | ۱۶۱ |
| اس سال وفات پانے والے مشہور حضرات | ۱۵۲ | الناصح الحنبلی | ۱۶۱ |
| ابو القاسم علی بن الشیخ ابی الفرج بن الجوزی | ۱۵۲ | الکمال بن المہاجر | ۱۶۱ |
| وزیر صفی الدین بن شکر | ۱۵۲ | شیخ حافظ ابو عمرو عثمان بن دحیہ | ۱۶۱ |
| ملک ناصر الدین محمود | ۱۵۲ | قاضی عبد الرحمن تکریتی | ۱۶۱ |
| قاضی شرف الدین اسماعیل بن ابراہیم | ۱۵۲ | آغاز ۶۳۵ھ | ۱۶۱ |
| ملک عزیز بن عثمان بن عادل | ۱۵۳ | تذکرہ وفات ملک کامل | ۱۶۳ |
| ابو المحاسن محمد بن نصر الدین بن نصر | ۱۵۳ | اس کے بعد کے واقعات | ۱۶۳ |
| الشیخ شہاب الدین سہروردی | ۱۵۳ | جواد | ۱۶۳ |
| ابن الاثیر اسد الغابہ اور الکامل کے مصنف | ۱۵۵ | اس سال وفات پانے والے حضرات | ۱۶۵ |
| ابن المستوفی الاربلی | ۱۵۵ | محمد بن زریع | ۱۶۵ |
| آغاز ۶۳۱ھ | ۱۵۵ | محمد بن ہبۃ اللہ بن جمیل | ۱۶۵ |
| اس سال وفات پانے والے مشہور حضرات | ۱۵۶ | قاضی شمس الدین یحیی بن برکات | ۱۶۵ |
| ابو الحسن علی بن ابی علی | ۱۵۶ | شیخ شمس الدین بن الخوبی | ۱۶۵ |

www.ahlehaq.org

| | |
|---|---|
| شیخ صالح المعمر | ۱۶۵ |
| صارم الدین | ۱۶۵ |
| آغاز ۶۳۶ھ | ۱۶۶ |
| اس سال وفات پانے والے نامور حضرات | ۱۶۶ |
| جمال الدین المصیری الحنفی | ۱۶۶ |
| امیر عماد الدین عمر بن شیخ | ۱۶۶ |
| الوزیر جمال الدین علی بن حدید | ۱۶۷ |
| جعفر بن علی | ۱۶۷ |
| حافظ کبیر زکی الدین | ۱۶۷ |
| آغاز ۶۳۷ھ | ۱۶۷ |
| اس سال وفات پانے والے نامور حضرات | ۱۶۸ |
| یر حمص | ۱۶۸ |
| قاضی الخوئی شمس الدین احمد بن خلیل | ۱۶۹ |
| آغاز ۶۳۸ھ | ۱۶۹ |
| اس سال فوت ہونے والے مشہور و نامور حضرات | ۱۷۰ |
| محی الدین ابن عربی | ۱۷۰ |
| قاضی نجم الدین ابو العباس | ۱۷۰ |
| یاقوت بن عبد اللہ امین الدین الرومی | ۱۷۰ |
| آغاز ۶۳۹ھ | ۱۷۰ |
| الشمس بن الخباز | ۱۷۱ |
| کمال بن یونس | ۱۷۱ |
| اس سال دمشق میں فوت ہونے والے حضرات | ۱۷۱ |
| عبد الواحد صوفی | ۱۷۱ |
| ابو الفضل احمد بن اسفندیار | ۱۷۱ |
| ابو بکر محمد یحییٰ | ۱۷۱ |
| بغداد کے قاضی القضاۃ | ۱۷۲ |
| آغاز ۶۴۰ھ | ۱۷۲ |
| خلافت مستعصم باللہ | ۱۷۲ |
| اس سال فوت ہونے والے نامور حضرات | ۱۷۳ |
| المستنصر باللہ | ۱۷۳ |
| خاتون بنت عز الدین مسعود | ۱۷۳ |
| آغاز ۶۴۱ھ | ۱۷۴ |
| اس سال فوت ہونے والے مشہور لوگ | ۱۷۶ |
| شیخ شمس الدین ابو الفتوح | ۱۷۶ |
| شیخ حافظ الصالح | ۱۷۶ |
| الکرویہ کو وقف کرنے والے | ۱۷۶ |
| ملک جواد یونس بن مودود | ۱۷۶ |
| مسعود بن احمد مسعود | ۱۷۶ |
| ابو الحسن علی بن یحییٰ بن الحسن | ۱۷۶ |
| آغاز ۶۴۲ھ | ۱۷۶ |
| اس سال وفات پانے والے نامور حضرات | ۱۷۷ |
| الملک المغیث عمر بن الصالح ایوب | ۱۷۷ |
| تاج الدین ابو عبد اللہ بن عمر بن حمویہ | ۱۷۷ |
| الوزیر نصر الدین ابو الازہر | ۱۷۸ |
| نقیب النقباء خطیب الخطباء | ۱۷۸ |
| آغاز ۶۴۳ھ | ۱۷۸ |
| اس سال فوت ہونے والے اعیان | ۱۸۰ |
| شیخ تقی الدین ابو الصلاح | ۱۸۰ |
| ابن النجار الحافظ صاحب التاریخ | ۱۸۰ |
| حافظ ضیاء الدین المقدسی | ۱۸۱ |
| شیخ علم الدین ابو الحسن سخاوی | ۱۸۱ |
| ربیعہ بنت ایوب | ۱۸۱ |
| معین الدین الحسن بن شیخ الشیوخ | ۱۸۲ |
| امیر سیف الدین بن قلج | ۱۸۲ |
| آغاز ۶۴۴ھ | ۱۸۲ |
| الملک المنصور | ۱۸۳ |
| صائن محمد بن حسان | ۱۸۳ |
| فقیہ علامہ محمد بن محمود بن عبد المنعم | ۱۸۳ |
| ضیاء عبد الرحمٰن غماری مالکی | ۱۸۳ |
| آغاز ۶۴۵ھ | ۱۸۳ |
| اس سال فوت ہونے والے نامور حضرات | ۱۸۴ |
| الحسین بن الحسین بن علی | ۱۸۴ |

الشلوبین النحوی ۱۸۳
شیخ علی المعروف بالحریری ۱۸۳
العزیہ کے وقف کرنے والے امیر عز الدین ایبک ۱۸۳
شہاب غازی بن عادل ۱۸۵
آغاز ۶۴۶ھ ۱۸۵
علی بن یحییٰ جمال الدین ابو الحسن المحرمی ۱۸۶
شیخ ابو عمرو بن الحاجب ۱۸۶
آغاز ۶۴۷ھ ۱۸۷
اس سال قتل ہونے والے حضرات ۱۸۸
فخر الدین یوسف بن شیخ بن حمویہ ۱۸۸
آغاز ۶۴۸ھ ۱۸۸
معز عز الدین ایبک ترکمانی بنی ایوب کے بعد مصر کا بادشاہ ہوتا ہے ۱۸۹
ناصر بن عزیز بن ظاہر حاکم حلب دمشق کا فرمانروا ہوتا ہے ۱۸۹
قبرستان صالح کو وقف کرنے والے صالح اسماعیل کے کچھ حالات ۱۸۹
اس سال فوت ہونے والے حضرات ۱۹۰
ملک معظم توران شاہ بن صالح ایوب ۱۹۰
خاتون ارغوانیہ ۱۹۰
امین الدولہ ابو الحسن غزال المتطبب ۱۹۰
آغاز ۶۴۹ھ ۱۹۰
بہاء الدین علی بن ہبۃ اللہ بن سلامہ الحمیری ۱۹۱
قاضی ابو الفضل عبد الرحمن بن عبد السلام ۱۹۱
آغاز ۶۵۰ھ ۱۹۱
جمال الدین بن مطروح ۱۹۲
اس سال نامور فوت ہونے والے حضرات ۱۹۲
عبد العزیز بن علی ۱۹۲
شیخ ابو عبداللہ محمد بن غانم بن کریم ۱۹۲
ابو الفتح نصر اللہ بن ہبۃ اللہ ۱۹۳
آغاز ۶۵۱ھ ۱۹۳
آغاز ۶۵۲ھ ۱۹۳
عبد الحمید بن عیسیٰ ۱۹۳
شیخ مجد الدین بن تیمیہ مصنف الاحکام ۱۹۳
شیخ کمال الدین بن طلحہ ۱۹۳
سعید بن علان ۱۹۳
ناصح فرج بن عبداللہ الحبشی ۱۹۳
الخضر بن صلاح الدین یوسف بن ایوب ۱۹۵
آغاز ۶۵۳ھ ۱۹۵
ابو العز اسماعیل بن حامد ۱۹۵
آغاز ۶۵۴ھ ۱۹۵
اس سال فوت ہونے والے نامور حضرات ۲۰۰
الشیخ عماد الدین عبداللہ بن الحسن بن النحاس ۲۰۰
یوسف بن الامیر حسام الدین ۲۰۰
مارستان صالحیہ کو وقف کرنے والے ۲۰۱
مجیر الدین یعقوب بن الملک العادل ابی بکر بن ایوب ۲۰۱
امیر مظفر الدین ابراہیم ۲۰۱
شیخ شمس الدین عبد الرحمن بن نوح ۲۰۱
آغاز ۶۵۵ھ ۲۰۲
اس سال وفات پانے والے نامور حضرات ۲۰۳
شیخ تقی الدین عبد الرحمن بن ابی الفہم ۲۰۳
شیخ شرف الدین ۲۰۳
المشد الشاعر الامیر سیف الدین ۲۰۳
بشارۃ بن عبداللہ ۲۰۳
قاضی تاج الدین ۲۰۳
ملک ناصر ۲۰۳
ملک معز ۲۰۳
شجرۃ الدر بنت عبداللہ ۲۰۳
شیخ اسعد ہبۃ اللہ بن صاعد ۲۰۵
ابن ابی الحدید الشاعر العراقی ۲۰۵
آغاز ۶۵۶ھ ۲۰۵
اس سال فوت ہونے والے نامور حضرات ۲۰۸
خلیفۃ الوقت المستعصم باللہ ۲۰۸
فصل ۲۱۲
فصل ۲۱۲

www.ahlehaq.org

الصرصری المادح رحمۃ اللہ علیہ ۴۱۳
البہاء زہیر صاحب دیوان ۴۱۳
حافظ زکی الدین المنذری ۴۱۳
النور ابوبکر بن محمد بن محمد بن عبدالعزیز ۴۱۳
وزیر ابن العلقمی رافضی ۴۱۳
محمد بن عبدالصمد بن عبداللہ بن حیدرہ ۴۱۳
المفہم شرح مسلم کے مصنف القرطبی ۴۱۴
الکمال اسحاق بن احمد بن عثمان ۴۱۴
العماد داؤد بن عمر بن یحییٰ بن عمر بن کامل ۴۱۴
علی بن محمد بن الحسین صدر الدین ابوالحسن بن نیار ۴۱۴
شیخ علی العابد الخباز ۴۱۵
محمد بن اسماعیل بن احمد بن ابی الفرج ابوعبداللہ المقدسی ۴۱۵
البدر لؤلؤ حاکم موصل ۴۱۵
ملک ناصر داؤد المعظم ۴۱۵
آغاز ۶۵۷ھ ۴۱۶
ملک مظفر قطز کی حکمرانی ۴۱۶
اس سال فوت ہونے والے ۴۱۷
صدریہ کو وقف کرنے والا صدر الدین اسعد بن المنجاۃ ۴۱۷
شیخ یوسف الاقمینی ۴۱۷
شمس علی بن شمس المحدث ۴۱۸
ابوعبداللہ الفاسی شاطبیہ کے شارح ۴۱۸
نجم بدر مفضل کے بھائی ۴۱۸
سعد الدین محمد بن شیخ محی الدین بن عربی ۴۱۸
سیف الدین بن صبیرہ ۴۱۸
نجیب بن شعیشعہ دمشقی ۴۱۸
آغاز ۶۵۸ھ ۴۱۸
ان کا دمشق لینے اور وہاں سے جلد حکومت ختم ہونے کا بیان ۴۱۹
عین جالوت کی جنگ ۴۲۰
ملک ظاہر بیبرس بندقداری کی حکومت کا ذکر ۴۲۲
اس سال فوت ہونے والے حضرات ۴۲۳
قاضی القضاۃ صدر الدین ابوالعباس ابن سنی الدولہ ۴۲۳
ملک سعید حاکم ماردین نے بھی اس سال وفات پائی ۴۲۴
ملک سعید حسن بن عبدالعزیز ۴۲۴
عبدالرحمٰن بن عبدالرحیم بن الحسن بن عبدالرحمٰن بن طاہر ۴۲۴
ملک مظفر قطز بن عبداللہ ۴۲۴
شیخ محمد فقیہ یونینی ۴۲۶
محمد بن خلیل بن عبدالوہاب بن بدر ۴۲۸
آغاز ۶۵۹ھ ۴۲۸
مستنصر باللہ کے لئے خلافت کی بیعت ۴۲۹
مستنصر باللہ کا خلافت ملک ظاہر کے سپرد کرنا ۴۳۰
آغاز ۶۶۰ ۴۳۰
حاکم بامر اللہ عباسی کی بیعت کا ذکر ۴۳۱
اس سال فوت ہونے والے نامور حضرات ۴۳۲
خلیفہ مستنصر بن ظاہر بامر اللہ عباسی ۴۳۲
العز ضیاء الحموی الحنفی ۴۳۲
ابن عبدالسلام ۴۳۲
کمال الدین بن العدیم الحنفی ۴۳۳
یوسف بن یوسف بن سلامہ ۴۳۳
محمود بن داؤد بن یاقوت صارمی ۴۳۳
آغاز ۶۶۱ھ ۴۳۳
حاکم بامر اللہ ابوالعباس کی خلافت ۴۳۳
ظاہر کا کرک پر کنٹرول اور وہاں کے حاکم کو پھانسی دینا ۴۳۴
اس سال وفات پانے والے نامور حضرات ۴۳۷
احمد بن محمد بن عبداللہ ۴۳۷
محمد بن احمد بن عنتر السلمی دمشقی ۴۳۷
علم الدین ابوالقاسم بن احمد ۴۳۷
شیخ ابوبکر دینوری ۴۳۷
شیخ الاسلام شیخ تقی الدین ابن تیمیہ کی ولادت ۴۳۷
امیر کبیر مجیر الدین ۴۳۷
آغاز ۶۶۲ھ ۴۳۸
خطیب عماد الدین بن حرستانی ۴۳۸
محیی الدین محمد بن احمد بن محمد ۴۳۸

www.ahlehaq.org

| | |
|---|---|
| شیخ صالح محمد بن منصور بن یحییٰ شیخ ابی القاسم قباری اسکندری | ۴۲۸ |
| آغاز ۶۶۳ھ | ۴۲۹ |
| خالد بن یوسف بن سعد نابلسی | ۴۳۰ |
| شیخ ابوالقاسم حواری | ۴۳۰ |
| قاضی بدرالدین کردی سنجاری | ۴۳۰ |
| آغاز ۶۶۴ھ | ۴۳۱ |
| اس سال فوت ہونے والے نامور حضرات | ۴۳۱ |
| ابو بکری بن عبداللہ | ۴۳۱ |
| ہلاکو خان بن تولی خان بن چنگیز خان | ۴۳۱ |
| آغاز ۶۶۵ھ | ۴۳۱ |
| سلطان برکہ خان بن تولی بن چنگیز خان | ۴۳۱ |
| دیار مصریہ کے چیف جسٹس | ۴۳۱ |
| واقف الضمیریہ امیر کبیر ناصر الدین | ۴۳۳ |
| شیخ شہاب الدین ابوشامہ | ۴۳۳ |
| آغاز ۶۶۶ھ | ۴۳۵ |
| سلطان ملک ظاہر کے ہاتھوں انطاکیہ کی فتح | ۴۳۵ |
| شیخ عفیف الدین یوسف بن البقال | ۴۳۶ |
| اس سال فوت ہونے والے نامور حضرات | ۴۳۷ |
| حافظ ابو ابراہیم اسحاق بن عبداللہ | ۴۳۷ |
| آغاز ۶۶۷ھ | ۴۳۷ |
| اس سال فوت ہونے والے نامور حضرات | ۴۳۸ |
| امیر عز الدین ایدمر بن عبداللہ | ۴۳۸ |
| شرف الدین ابوالطاہر | ۴۳۸ |
| قاضی تاج الدین ابوعبداللہ | ۴۳۸ |
| طبیب ماہر شرف الدین ابوالحسن | ۴۳۸ |
| شیخ نصیر الدین | ۴۳۸ |
| شیخ ابوالحسن | ۴۳۸ |
| آغاز ۶۶۸ھ | ۴۳۹ |
| اس سال فوت ہونے والے نامور حضرات | ۴۳۹ |
| صاحب زین الدین یعقوب | ۴۳۹ |
| شیخ موفق الدین | ۴۳۹ |
| شیخ زین الدین احمد | ۴۵۰ |
| قاضی تقی الدین ابن زکی | ۴۵۰ |
| الصاحب فخر الدین | ۴۵۰ |
| شیخ ابونصر بن ابی الحسین | ۴۵۰ |
| آغاز ۶۶۹ھ | ۴۵۰ |
| اس سال فوت ہونے والے مشہور حضرات | ۴۵۲ |
| الملک تقی الدین عباس | ۴۵۲ |
| قاضی القضاۃ شرف الدین ابوحفص | ۴۵۲ |
| الطواشی شجاع الدین مرشد المظفری الحموی | ۴۵۲ |
| ابن سبعین | ۴۵۲ |
| آغاز ۶۷۰ھ | ۴۵۳ |
| اس سال کے فوت ہونے والے مشہور حضرات | ۴۵۳ |
| شیخ کمال الدین | ۴۵۳ |
| وجیہ الدین محمد بن علی بن ابی طالب | ۴۵۳ |
| نجم الدین یحییٰ بن محمد | ۴۵۳ |
| شیخ علی البکاء | ۴۵۳ |
| آغاز ۶۷۱ھ | ۴۵۳ |
| اس سال ہونے وفات پانے والے مشہور حضرات | ۴۵۵ |
| شیخ تاج الدین ابوالمظفر محمد بن احمد | ۴۵۵ |
| خطیب فخر الدین ابومحمد | ۴۵۵ |
| شیخ خضر بن ابی بکر المہرانی العدوی | ۴۵۵ |
| "التعجیز" کے مصنف | ۴۵۶ |
| آغاز ۶۷۲ھ | ۴۵۶ |
| اس سال فوت ہونے والے نامور حضرات | ۴۵۶ |
| مؤید الدین ابوالمعالی الصدر الرئیس | ۴۵۶ |
| امیر کبیر فارس الدین اقطائی | ۴۵۷ |
| شیخ عبداللہ بن غانم | ۴۵۷ |
| قاضی القضاۃ کمال الدین | ۴۵۷ |
| اسماعیل بن ابراہیم بن شاکر | ۴۵۷ |
| ابن مالک مصنف الفیہ | ۴۵۷ |
| نصیر الطوسی | ۴۵۸ |

www.ahlehaq.org

شیخ سالم البرقی ۴۵۸
آغاز ۶۷۳ھ ۴۵۸
اس سال فوت ہونے والے نامور حضرات ۴۵۸
ابن عطا الحنفی ۴۵۸
محمد بن محمد بن محمد ۴۵۹
آغاز ۶۷۴ھ ۴۵۹
اس سال فوت ہونے والے نامور حضرات ۴۶۰
شیخ امام علامہ تاج الدین ۴۶۰
شیخ امام علاء الدین عبدالعزیز بن محمد ۴۶۰
مورخ ابن الساعی ۴۶۰
آغاز ۶۷۵ھ ۴۶۰
معرکہ بلستین اور فتح قیساریہ ۴۶۱
اس سال فوت شدہ نامور حضرات ۴۶۱
شیخ ابوالفضل بن شیخ عبید ۴۶۱
الطواشی یمن الحبشی ۴۶۱
شیخ محدث شمس الدین ابوالعباس ۴۶۱
شاعر شہاب الدین ابو المکارم ۴۶۲
قاضی شمس الدین ۴۶۲
شیخ صالح عالم زاہد ۴۶۲
شیخ صالح جندل بن محمد المنینی ۴۶۲
محمد بن عبدالرحمن بن محمد ۴۶۲
محمد بن عبدالوہاب بن منصور ۴۶۲
آغاز ۶۷۶ھ ۴۶۳
اس سال کے فوت شدہ حضرات ۴۶۵
امیر کبیر بدر الدین بیلبک بن عبداللہ ۴۶۵
قاضی القضاۃ شمس الدین الحنبلی ۴۶۵
شیخ محی الدین النووی ۴۶۵
علی بن علی بن اسفندیار ۴۶۶
آغاز ۶۷۷ھ ۴۶۶
اس سال فوت ہونے والے مشہور حضرات ۴۶۷
آقوش بن عبداللہ امیر جمال الدین النجیبی ۴۶۷
ابوبکر بن عبداللہ ۴۶۷
قاضی القضاۃ صدر الدین سلیمان بن ابی العز ۴۶۸
طہ بن ابراہیم بن ابی بکر کمال الدین الہمدانی ۴۶۸
عبدالرحمن بن عبداللہ ۴۶۸
قاضی القضاۃ مجد الدین عبدالرحمن بن جمال الدین ۴۶۸
وزیر ابن الحنا ۴۶۸
شیخ محمد بن ظہیر اللغوی ۴۶۸
ابن اسرائیل الحریری ۴۶۹
مظاہر علویہ ۴۷۰
معنوی مظاہر ۴۷۰
مظاہر جمالیہ ۴۷۰
مظاہر کمال ۴۷۱
ابن العود رافضی ۴۷۱
آغاز ۶۷۸ھ ۴۷۱
الملک السعید کی برطرفی الملک العادل سلامش کی تقرری ۴۷۲
الملک المنصور قلاوون الصالحی کی بیعت ۴۷۲
دمشق میں سنقر الاشقر کی سلطنت ۴۷۳
اس سال فوت ہونے والے نامور ۴۷۳
حضرات عز الدین ابن غانم واعظ ۴۷۳
الملک السعید بن الملک الظاہر ۴۷۳
آغاز ۶۷۹ھ ۴۷۴
اس سال فوت ہونے والے نامور حضرات ۴۷۵
امیر کبیر جمال الدین آقوش شمسی ۴۷۵
شیخ صالح داؤد بن حاتم ۴۷۵
امیر کبیر نور الدین ۴۷۶
شاعر الجزار ۴۷۶
آغاز ۶۸۰ھ ۴۷۶
معرکہ حمص ۴۷۷
اس سال فوت ہونے والے نامور حضرات ۴۷۹
شاہ تاتار ابغا بن ہلاکو خان ۴۷۹
قاضی القضاۃ نجم الدین ابو بکر ۴۷۹

www.ahlehaq.org

قاضی القضاۃ صدر الدین عمر ۲۷۹
شیخ ابراہیم بن سعید الشاغوری ۲۷۹
قاضی القضاۃ تقی الدین ۲۸۰
الملک الاشرف مظفر الدین ۲۸۰
شیخ جمال الدین الاسکندری ۲۸۰
شیخ علم الدین ابو الحسن ۲۸۰
الصدر الکبیر ابو الغنائم ۲۸۰
شیخ صفی الدین ۲۸۰
آغاز ۶۸۱ھ ۲۸۱
اس سال فوت ہونے والے نامور حضرات ۲۸۱
بقیۃ السلف شیخ صالح برہان الدین ۲۸۱
قاضی امین الدین الاشتری ۲۸۱
شیخ برہان الدین ابو الثناء ۲۸۱
قاضی امام علامہ شیخ القراء وزین الدین ۲۸۱
قاضی القضاۃ ابن خلکان ۲۸۲
آغاز ۶۸۲ھ ۲۸۲
اس سال فوت ہونے والے نامور حضرات ۲۸۲
صدر کبیر عماد الدین ابو الفضل ۲۸۲
شیخ اجمل شیخ علامہ شیخ الاسلام شمس الدین ۲۸۳
علامہ ابن ابی عصرون ۲۸۳
خطیب محی الدین ۲۸۳
امیر کبیر حاکم عرب آل مری ۲۸۳
شیخ امام علامہ شہاب الدین ۲۸۳
آغاز ۶۸۳ھ ۲۸۳
اس سال فوت ہونے والے حضرات ۲۸۳
شیخ طالب الرفاعی ۲۸۳
قاضی امام عز الدین ابو المفاخر ۲۸۳
الملک السعید فتح الدین ۲۸۴
قاضی نجم الدین ۲۸۴
الملک المنصور ناصر الدین ۲۸۴
قاضی جمال الدین ابو یعقوب ۲۸۴
آغاز ۶۸۴ھ ۲۸۵
اس سال فوت ہونے والے نامور حضرات ۲۸۵
البند قداری ۲۸۵
شیخ شرف الدین ابو عبد اللہ ۲۸۵
ابن عامر المقری ۲۸۵
قاضی عماد الدین ۲۸۵
شیخ حسن الرومی ۲۸۶
ابو القاسم علی بن بلبان ۲۸۶
امیر مجیر الدین ۲۸۶
شیخ عارف شرف الدین ۲۸۶
آغاز ۶۸۵ھ ۲۸۶
اس سال فوت ہونے والے نامور حضرات ۲۸۷
احمد بن شیبان ۲۸۷
شیخ جمال الدین ۲۸۷
قاضی القضاۃ یوسف ۲۸۷
شیخ مجد الدین ۲۸۷
شاعر وادیب شہاب الدین ۲۸۸
الحاج شرف الدین ۲۸۸
یعقوب بن عبد الحق ۲۸۸
البیضاوی صاحب تصانیف ۲۸۸
آغاز ۶۸۶ھ ۲۸۸
اس سال وفات پانے والے مشہور حضرات ۲۸۹
شیخ قطب الدین ۲۸۹
عماد الدین ۲۸۹
قاضی القضاۃ برہان الدین ۲۸۹
شرف الدین سلیمان ۲۸۹
شیخ صالح عز الدین ۲۹۰
حافظ ابو الیمن ۲۹۰
آغاز ۶۸۷ھ ۲۹۰
اس سال فوت ہونے والے نامور حضرات ۲۹۱
خطیب امام قطب الدین ۲۹۱

www.ahlehaq.org

شیخ ابراہیم ۲۹۱
اس سال فوت ہونے والے نامور حضرات ۲۹۲
شیخہ فاطمہ بنت شیخ ابراہیم ۲۹۲
عالم بن صاحب ۲۹۲
شمس الدین الاصبہانی ۲۹۳
شمس الدین محمد بن العفیف ۲۹۳
ملک منصور شہاب الدین ۲۹۳
شیخ فخر الدین ابو محمد ۲۹۳
آغاز ۶۸۹ھ ۲۹۳
الملک المنصور قلاوون کی وفات اور الملک الاشرف کی جانشینی ۲۹۴
اس سال فوت ہونے والے نامور حضرات ۲۹۵
سلطان الملک المنصور قلاوون ۲۹۵
امیر حسام الدین طرنطائی ۲۹۵
شیخ رشید الدین ۲۹۵
خطیب جمال الدین ابو محمد ۲۹۵
فخر الدین ابو الظاہر اسماعیل ۲۹۵
الحاج طیبرس بن عبداللہ ۲۹۶
قاضی القضاۃ نجم الدین ۲۹۶
آغاز ۶۹۰ھ ۲۹۶
عکا اور دیگر ساحلی علاقوں کی فتح ۲۹۷
اس سال فوت ہونیوالے نامور حضرات ۳۰۰
شاہ تاتار ارغون بن ابغا ۳۰۰
شیخ فخر الدین بن البخار ۳۰۰
شیخ تاج الدین الفزاری ۳۰۰
خطیب عز الدین ۳۰۰
شیخ علاء الدین ۳۰۱
شیخ امام ابو حفص الکرخی ۳۰۱
الملک العادل بدر الدین سلامش بن الظاہر ۳۰۱
العفیف التلمسانی ۳۰۱
آغاز ۶۹۱ھ ۳۰۲
قلعہ روم کی فتح ۳۰۲
اس سال فوت ہونے والے نامور حضرات ۳۰۵
خطیب زین الدین ابو حفص ۳۰۵
شیخ عز الدین الفاروثی ۳۰۵
الصاحب فتح الدین ابو عبداللہ ۳۰۵
امیر عماد الدین یونس ۳۰۵
جلال الدین الخبازی ۳۰۵
الملک المظفر ۳۰۵
آغاز ۶۹۲ھ ۳۰۶
اس سال فوت ہونے والے نامور حضرات ۳۰۶
شیخ ارموی ۳۰۶
شیخ ابن الاعمی صاحب المقامہ ۳۰۷
الملک الزاہر مجیر الدین ۳۰۷
شیخ تقی الدین الواسطی ۳۰۷
حاکم حماۃ الملک الافضل کا صاحبزادہ ۳۰۷
عبد الظاہر کا صاحبزادہ ۳۰۷
امیر علم الدین سنجر حلبی ۳۰۷
آغاز ۶۹۳ھ ۳۰۸
عساف نصرانی کا واقعہ ۳۰۸
اس سال فوت ہونے والے نامور حضرات ۳۰۹
شیخ تاج الدین ۳۰۹
خاتون مونس بنت سلطان عادل ابوبکر بن ایوب ۳۰۹
الصاحب الوزیر فخر الدین ۳۱۰
الملک الحافظ غیاث الدین بن محمد ۳۱۰
قاضی القضاۃ شہاب الدین بن الخوئی ۳۱۰
امیر علاء الدین الاعمی ۳۱۰
وزیر شمس الدین محمد ۳۱۰
آغاز ۶۹۴ھ ۳۱۱
الملک العادل کتبغا کی سلطنت ۳۱۱
اس سال فوت ہونے والے مشہور حضرات ۳۱۲
شیخ ابو الرجال المنینی ۳۱۲
شیخ صالح جمال الدین ۳۱۲

www.ahlehaq.org

شیخ محب الدین الطبری المکی الشافعی ۳۱۲
حاکم بن الملک المظفر ۳۱۳
شرف الدین المقدسی ۳۱۳
الصدر نجم الدین ۳۱۳
شیخ مجد الدین الطوخی ۳۱۳
عز الدین الفاروقی ۳۱۳
الجمال المحقق ۳۱۳
الملک الاشرف کی صاحبزادی الست خاتون ۳۱۳
الصدر جمال الدین ۳۱۳
آغاز ۶۹۵ھ ۳۱۳
اس سال فوت ہونے والے نامور حضرات ۳۱۶
شیخ زین الدین بن منجی ۳۱۶
المسعودی "المرقا" کے صاحب الحمام ۳۱۶
شرف الدین حسین المقدسی ۳۱۶
شیخ ابو محمد المالکی ۳۱۶
صاحب محی الدین بن النحاس ۳۱۶
قاضی القضاۃ تقی الدین العلائی ۳۱۷
آغاز ۶۹۶ھ ۳۱۷
الملک المنصور لاجین السلحداری کی سلطنت ۳۱۸
اس سال فوت ہونے والے نامور حضرات ۳۲۰
قاضی عز الدین الحنبلی ۳۲۰
شیخ عفیف الدین الحنبلی ۳۲۰
شیخ شعیب بن شیخ علی الحریری ۳۲۰
شیخ مقری جمال الدین ۳۲۰
سیف الدین السامری مدرسہ سامریہ کے وقف کرنے والے ۳۲۰
شمس الدین ابو العباس الحرانی ۳۲۰
شیخ ابو الحسن معروف بساروب دمشقی ۳۲۰
امیر نوروز ۳۲۱
آغاز ۶۹۷ھ ۳۲۱
اس سال فوت ہونے والے نامور حضرات ۳۲۲
شیخ حسن بن شیخ علی الحریری ۳۲۲
صدر کبیر شہاب الدین ۳۲۲
شیخ شمس الدین الایکی ۳۲۲
صدر بن عقبہ البصراوی ۳۲۲
شہاب الدین المقدسی ۳۲۲
تاریخ ابن کثیر ۳۲۳
حصہ ۱۴ ۳۲۳
بسم اللہ الرحمن الرحیم ۳۲۳
آغاز ۶۹۸ھ ۳۲۳
منصور لاجین کا قتل محمد بن قلاوون کی ملک کی طرف واپسی ۳۲۳
مشہور حضرات جو اس سال فوت ہوئے ۳۲۵
شیخ نظام الدین ۳۲۵
جمال الدین المفسر ۳۲۵
شیخ ابو یعقوب المغربی ۳۲۵
التقی توبہ الوزیر ۳۲۵
الامیر الکبیر ۳۲۵
سلطان الملک المظفر ۳۲۵
الملک الاوحد ۳۲۵
قاضی شہاب الدین یوسف ۳۲۵
نصر الدین ابو الغنائم ۳۲۶
یاقوت بن عبداللہ ۳۲۶
آغاز ۶۹۹ھ ۳۲۶
معرکہ قازان ۳۲۶
اس سال فوت ہونے والے نامور حضرات ۳۳۱
قاضی حسام الدین ابو الفضائل ۳۳۱
القاضی الامام العالی ۳۳۱
الصدر المعمر الرحلۃ ۳۳۲
الخطیب الامام العالم ۳۳۲
الصدر شمس الدین ۳۳۲
شیخ جمال الدین ابو محمد ۳۳۲
آغاز ۷۰۰ھ ۳۳۲
اس سال فوت ہونے والے مشہور حضرات ۳۳۲

www.ahlehaq.org

شیخ حسن کردی ۳۳۴
القاضی صفی الدین جوہر التفلیسی ۳۳۴
امیر عز الدین ۳۳۵
آغاز ۷۰۱ھ ۳۳۵
اس سال فوت ہونے والے مشہور حضرات ۳۳۶
امیر المومنین خلیفہ حاکم بامر اللہ ۳۳۶
المستکفی باللہ کی خلافت ۳۳۶
فوت شدگان کی تفصیل ۳۳۶
امیر عز الدین ۳۳۶
شیخ امام علامہ شرف الدین ابوالحسن ۳۳۶
الصدر ضیاء الدین ۳۳۶
امیر کبیر عمر ابوالحجاج ۳۳۶
الاتابکی المسند المعمر المصری ۳۳۶
الشریف صاحب مکہ ۳۳۸
آغاز ۷۰۲ھ ۳۳۸
عجائبات سمندر میں سے ایک عجوبہ ۳۳۹
معرکہ شقحب کی شروعات ۳۳۹
معرکہ شقحب کا بیان ۳۴۱
اس سال کے فوت شدہ مشہور حضرات علامہ ابن دقیق العید ۳۴۲
آغاز ۷۰۳ھ ۳۴۳
اس برس وفات پانے والے حضرات ۳۴۳
الشیخ القدوۃ العابد ابو اسحاق ۳۴۳
شیخ شمس الدین ۳۴۴
خطیب ضیاء الدین ۳۴۵
شیخ زین الدین الفارقی ۳۴۵
امیر کبیر عز الدین ایبک ۳۴۵
وزیر فتح الدین ۳۴۵
اس تاریخ کے مؤلف ابن کثیر کے والد کے حالات ۳۴۵
آغاز ۷۰۴ھ ۳۴۷
اس سال کے فوت شدہ معروف حضرات ۳۴۸
شیخ تقی الدین بن شمس الدین ابن الرفاعی ۳۴۸
الصدر نجم الدین ابن عمر ۳۴۸
آغاز ۷۰۵ھ ۳۴۹
شیخ تقی الدین ابن تیمیہ کے ساتھ احمدیہ فرقے کی مجلس مناظرہ کے احوال ۳۴۹
شیخ الاسلام ابن تیمیہ کی تکمیلی مجلس ۳۴۹
اس سال فوت ہونے والے نامور حضرات ۳۵۲
شیخ عیسیٰ بن شیخ سیف الدین الرجیحی ۳۵۲
الملک الاوحد ۳۵۴
الصدر علاء الدین ۳۵۴
خطیب شرف الدین ابوالعباس ۳۵۴
استاد شیخ علامہ [illegible] ابو زکریا [illegible] ۳۵۴
آغاز ۷۰۶ھ ۳۵۳
اس سال فوت ہونے والے مشہور حضرات ۳۵۵
قاضی تاج الدین ۳۵۵
شیخ ضیاء الدین الطوسی ۳۵۵
شیخ جمال الدین الحنفی ۳۵۵
شیخ جلیل سیف الدین الرجیحی ۳۵۵
امیر فارس الدین الرواوی ۳۵۵
شیخ عابد خطیب دمشق شمس الدین ۳۵۵
آغاز ۷۰۷ھ ۳۵۵
اس سال فوت ہونے والے نامور حضرات ۳۵۷
امیر رکن الدین العجمی ۳۵۷
شیخ صالح احمد رفاعی ۳۵۷
آغاز ۷۰۸ھ ۳۵۸
الملک المظفر رکن الدین بیبرس جاشنکیر کی سلطنت ۳۵۸
اس سال وفات پانے والے مشہور حضرات ۳۵۹
شیخ صالح عثمان الحلبونی ۳۵۹
شیخ صالح ابوالحسن ۳۵۹
السید الشریف زین الدین ۳۵۹
شیخ جلیل ظہیر الدین ۳۵۹
آغاز ۷۰۹ھ ۳۵۹
ملک ناصر محمد بن ملک منصور قلاوون بادشاہت کی طرف کیسے لوٹا ۳۶۱

www.ahlehaq.org

www.ahlehaq.org

| | | | |
|---|---|---|---|
| جاشنکیر کا قتل | ۳۶۴ | الشیخ صالح | ۳۷۲ |
| اس سال وفات پانے والے مشہور شخصیات | ۳۶۵ | امیر کبیر ملک مظفر | ۳۷۲ |
| خطیب ناصر الدین ابو الہدیٰ | ۳۶۵ | قاضی القضاۃ | ۳۷۲ |
| مصر میں حنابلہ کے قاضی | ۳۶۵ | آغاز ۷۱۳ھ | ۳۷۲ |
| شیخ نجم الدین | ۳۶۵ | اس سال وفات پانے والے نامور حضرات | ۳۷۵ |
| امیر شمس الدین سنقر الاعسر المنصوری | ۳۶۵ | شیخ امام محدث فخر الدین | ۳۷۵ |
| امیر جمال الدین آقوش بن عبداللہ رحیمی | ۳۶۵ | عز الدین محمد بن عدل | ۳۷۵ |
| التاج بن سعید الدولہ | ۳۶۵ | شیخ کبیر مقری | ۳۷۵ |
| شیخ شہاب الدین | ۳۶۶ | آغاز ۷۱۴ھ | ۳۷۶ |
| آغاز ۷۱۰ھ | ۳۶۶ | اس سال وفات پانے والے نامور حضرات | ۳۷۷ |
| اس سال فوت ہونے والے اہم حضرات | ۳۶۷ | صوفی زاہد حلب | ۳۷۷ |
| [illegible] شمس الدین ابوالعباس | ۳۶۷ | شیخ رشید ابو الفداء اسماعیل | ۳۷۷ |
| الصاحب امین الدولہ | ۳۶۸ | صاحب شرف الدین | ۳۷۷ |
| امیر سیف الدین قبجق | ۳۶۸ | شیخ سلیمان ترکمانی | ۳۷۷ |
| شیخ کریم الدین بن الحسین الایکی | ۳۶۸ | شیخہ صالحہ عابدہ [illegible] | ۳۷۷ |
| فقیہ عز الدین عبد الجلیل | ۳۶۸ | آغاز ۷۱۵ھ | ۳۷۸ |
| آغاز ۷۱۱ھ | ۳۶۸ | شیخ مطلع | ۳۷۸ |
| اس سال فوت ہونے والے نامور حضرات | ۳۷۰ | اس سال فوت ہونے والے نامور حضرات | ۳۷۹ |
| شیخ رئیس بدر الدین | ۳۷۰ | شرف الدین ابو عبداللہ | ۳۷۹ |
| شیخ شعبان بن ابی بکر بن عمر الاربلی | ۳۷۱ | قاضی مسند معمر رحلہ | ۳۷۹ |
| شیخ ناصر الدین یحییٰ بن ابراہیم | ۳۷۱ | شیخ علی بن شیخ علی الحریری | ۳۷۹ |
| شیخ صالح جلیل القدوۃ | ۳۷۱ | حکیم فاضل بارع | ۳۸۰ |
| ابن الوحید الکاتب | ۳۷۱ | آغاز ۷۱۶ھ | ۳۸۰ |
| امیر ناصر الدین | ۳۷۱ | اس سال وفات پانے والے نامور حضرات | ۳۸۲ |
| تیمی داری | ۳۷۱ | عز الدین بن مبشر | ۳۸۲ |
| قاضی امام علامہ حافظ | ۳۷۱ | شرف صالح بن محمد بن عرب شاہ | ۳۸۲ |
| آغاز ۷۱۲ھ | ۳۷۱ | ابن عرۃ مصنف مذکرہ الفقدیہ | ۳۸۲ |
| شام پر تنکز کی نیابت | ۳۷۲ | طواشی ظہیر الدین مختار | ۳۸۲ |
| اس سال وفات پانے والے نامور حضرات | ۳۷۲ | امیر بدر الدین | ۳۸۲ |
| ملک منصور صاحب ماردین | ۳۷۲ | شیخہ صالحہ | ۳۸۲ |
| امیر سیف الدین قطلو بک الشیخی | ۳۷۲ | قاضی محب الدین | ۳۸۳ |

www.ahlehaq.org

www.ahlehaq.org

شیخ صالحہ ۳۸۳
شیخ نجم الدین موسیٰ بن علی بن محمد ۳۸۳
شیخ تقی الدین موصلی ۳۸۳
شیخ صالح زاہد مقری ۳۸۳
شیخ صدر بن وکیل ۳۸۳
شیخ علاء الدین اسماعیل قونوی ۳۸۴
آغاز ۷۱۷ھ ۳۸۴
مقام جبلہ میں گمراہ مہدی کے ظاہر ہونے کا بیان ۳۸۵
اس سال وفات پانے والے نامور حضرات ۳۸۵
شیخ صالح ابوالحسن علی بن محمد بن عبداللہ المعروہ ۳۸۶
شیخ شہاب الدین رومی ۳۸۶
شیخ صالح عدل فخر الدین ۳۸۶
قاضی القضاۃ جمال الدین ۳۸۷
قاضی صدر الرئیس شرف الدین ۳۸۷
فقیہ امام عالم مؤرخ شرف الدین ۳۸۷
صاحب انیس الملوک ۳۸۷
صدر الرئیس شرف الدین محمد بن جمال الدین ابراہیم ۳۸۸
آغاز ۷۱۸ھ ۳۸۸
اس سال فوت ہونے والے نامور حضرات ۳۹۰
شیخ صالح ابوعبداللہ البالسی ۳۹۰
تقی الدین ابو محمد المعلی الحنبلی ۳۹۱
قاضی القضاۃ زین الدین ۳۹۱
شیخ ابراہیم بن ابی العلاء ۳۹۱
شیخ امام ابوالولید الاشبیلی ۳۹۱
شیخ کمال الدین بن الشریشی ۳۹۲
الشہاب المقری ۳۹۲
قاضی القضاۃ فخر الدین ۳۹۲
آغاز ۷۱۹ھ ۳۹۲
اس سال وفات پانے والے نامور حضرات ۳۹۳
شیخ محدث شہاب الدین ۳۹۳
شیخ امام تاج الدین ۳۹۳
محی الدین محمد ۳۹۳
امیر کبیر قرلو بن عبداللہ العادلی ۳۹۳
امیر جمال الدین آقوش رحبی منصوری ۳۹۳
خطیب صلاح الدین ۳۹۳
علامہ فخر الدین ابوعمرو ۳۹۳
شیخ صالح عابد ابوالفتح البعلبکی ۳۹۳
شیخ صالح عیسیٰ بن عبدالرحمن مقدسی ۳۹۵
آغاز ۷۲۰ھ ۳۹۵
اس سال فوت ہونے والے نامور حضرات ۳۹۶
شیخ ابراہیم الاصفہانی ۳۹۶
شیخ محمد بن محمود رومی ۳۹۶
شیخ شمس الدین بن صائغ حنفی ۳۹۷
آغاز ۷۲۱ھ ۳۹۷
اس سال فوت ہونے والے نامور حضرات ۳۹۸
شیخ صالح مقری ۳۹۸
شیخ فاضل شمس الدین ابوعبداللہ ۳۹۸
شیخ امام عالم علاء الدین ۳۹۹
امیر حاجب زین الدین ۳۹۹
آغاز ۷۲۲ھ ۳۹۹
اس سال فوت ہونے والے مشہور حضرات ۴۰۰
قاضی شمس الدین بن العز الحنفی ۴۰۰
شیخ امام عالم ابواسحاق ۴۰۱
شیخ علامہ زاہد رکن الدین ۴۰۱
شمس الدین محمد بن المغربی ۴۰۱
شیخ جلیل نجم الدین ۴۰۱
شمس الدین محمد بن الحسن ۴۰۱
شیخ عابد جلال الدین ۴۰۱
شیخ امام قطب الدین ۴۰۲
آغاز ۷۲۳ھ ۴۰۲
اس سال فوت ہونے والے نامور حضرات ۴۰۳
امام مؤرخ کمال الدین الفوطی ۴۰۳

www.ahlehaq.org

| | |
|---|---|
| قاضی القضاۃ نجم الدین بن صصری | ۳۰۳ |
| علاء الدین علی بن محمد | ۳۰۳ |
| شیخ ضیاء الدین | ۳۰۳ |
| شیخ صالح مقری فاضل | ۳۰۳ |
| شہاب الدین احمد بن محمد | ۳۰۳ |
| قاضی امام جمال الدین | ۳۰۴ |
| شیخ معمر حسن جمال الدین | ۳۰۴ |
| شیخ امام محدث صفی الدین | ۳۰۴ |
| ملکہ ام خاتون | ۳۰۴ |
| شیخ جلیل معمر رحلہ بہاء الدین | ۳۰۴ |
| وزیر امیر نجم الدین | ۳۰۵ |
| امیر صارم الدین بن قراسنقر الجوکندار | ۳۰۵ |
| شیخ احمد الاعقف الحریری | ۳۰۵ |
| شیخ مقری ابو عبداللہ | ۳۰۵ |
| شیخ الاصیل شمس الدین | ۳۰۵ |
| شیخ عابد ابوبکر | ۳۰۵ |
| خطیب مکہ شرف الدین الحرانی | ۳۰۶ |
| آغاز ۷۲۴ھ | ۳۰۶ |
| مدرسین صدر الدین بن ممدوح بن احمد حنفی | ۳۰۸ |
| الشیخۃ الکبیرۃ مشہور زاہدہ صالحہ | ۳۰۹ |
| شیخ محمد بن المظفر بن قرقوش | ۳۰۹ |
| شیخ ایوب سعودی | ۳۰۹ |
| شیخ امام زاہد نور الدین | ۳۰۹ |
| شیخ محمد باجریقی | ۳۰۹ |
| شیخ قاضی ابو زکریا | ۳۰۹ |
| قاضی الکبیر الصدر الامام العالم الخطیب بالجامع | ۳۱۰ |
| الکاتب المفید قطب الدین | ۳۱۰ |
| امیر کبیر ملک العرب | ۳۱۰ |
| المسند الکبیر علی شاہ بن ابی بکر التبریزی | ۳۱۰ |
| امیر سیف الدین تمر | ۳۱۰ |
| شرف الدین ابو عبداللہ | ۳۱۰ |

| | |
|---|---|
| الشیخ حسن الکردی المولہ | ۳۱۰ |
| کریم الدین الذی کان وکیل السلطان | ۳۱۰ |
| شیخ علامہ علاء الدین | ۳۱۱ |
| آغاز ۷۲۵ھ | ۳۱۱ |
| شیخ ابراہیم الصباح | ۳۱۲ |
| ابراہیم المولہ | ۳۱۲ |
| شیخ عفیف الدین | ۳۱۲ |
| شیخ صالح و عابد و زاہد عبداللہ بن موسیٰ | ۳۱۲ |
| شیخ تقی الدین | ۳۱۲ |
| شیخ امام صدر الدین | ۳۱۳ |
| الشہاب محمود | ۳۱۳ |
| شیخ عفیف الدین الآمدی | ۳۱۳ |
| بدر العوام | ۳۱۳ |
| الشہاب احمد بن عثمان الامشاطی | ۳۱۳ |
| قاضی صدر الدین | ۳۱۳ |
| احمد بن صبیح المؤذن | ۳۱۳ |
| خطاب بانی تمان خطاب | ۳۱۳ |
| رکن الدین الخطاب بن الصاحب کمال الدین | ۳۱۳ |
| بدر الدین ابو عبداللہ | ۳۱۳ |
| قاضی تقی الدین | ۳۱۳ |
| آغاز ۷۲۶ھ | ۳۱۳ |
| اس سال فوت ہونے والے نامور حضرات | ۳۱۶ |
| ابن المطہر الشیعی جمال الدین | ۳۱۶ |
| الحسن الکاتب | ۳۱۶ |
| عز حسین بن احمد بن زفر | ۳۱۶ |
| امام امین الدین سالم بن ابی الدرد | ۳۱۰ |
| شیخ حماد | ۳۱۶ |
| شیخ قطب الدین یونینی | ۳۱۷ |
| قاضی القضاۃ ابن مسلم | ۳۱۷ |
| القاضی نجم الدین | ۳۱۷ |
| ابن قاضی شہبہ | ۳۱۷ |

الشریف یعقوب بن فارس ۴۱۷
الحاج ابوبکر بن محمد الصیرفی ۴۱۸
آغاز ۷۲۷ھ ۴۱۸
اس سال فوت ہونے والے نامور حضرات ۴۱۹
امیر ابو یحییٰ ۴۱۹
شیخ صالح ضیاء الدین ۴۲۰
شیخ علی المغاری ۴۲۰
الملک الکامل ناصر الدین ۴۲۰
شیخ امام نجم الدین ۴۲۰
شیخ صالح ابو القاسم ۴۲۰
قاضی عز الدین ۴۲۱
شیخ کمال الدین ابن زملکانی ۴۲۱
جامع اموی کے مشہور الحاج علی المؤذن ۴۲۱
شیخ فضل بن عیسیٰ والی ۴۲۱
آغاز ۷۲۸ھ ۴۲۲
شیخ الاسلام ابو العباس تقی الدین احمد بن تیمیہ کی وفات ۴۲۲
اس سال فوت پانے والی اہم شخصیات ۴۲۹
الشریف الامام عز الدین ۴۲۹
الشمس محمد بن عیسیٰ التکریتی ۴۲۹
الشیخ ابو بکر الصائغ ۴۲۹
ابن الدوالیبی البغدادی ۴۲۹
قاضی القضاۃ شمس الدین بن الحریری ۴۳۰
الشیخ الامام المقری ۴۳۰
ابن العاقولی البغدادی ۴۳۰
الشیخ الصالح شمس الدین سلامی ۴۳۰
آغاز ۷۲۹ھ ۴۳۱
اس سال وفات پانے والی اہم شخصیات ۴۳۲
الامام العالم نجم الدین ۴۳۲
الامیر سیف الدین قطلوبک الششنکیر الرومی ۴۳۲
محدث الیمن ۴۳۲
نجم الدین ابو الحسن ۴۳۲
الامیر بکتمر الحاجب ۴۳۳
الشیخ شرف الدین عیسیٰ بن محمد بن قراجا بن سلیمان ۴۳۳
شیخ علامہ برہان الدین الفزاری ۴۳۳
الشیخ الامام الزاہد الورع ۴۳۳
الصاحب شرف الدین یعقوب بن عبداللہ ۴۳۴
قاضی القضاۃ علاء الدین القونوی ۴۳۴
الامیر حسام الدین لاجین المنصوری الحسامی ۴۳۴
الصاحب عز الدین ابو یعلیٰ ۴۳۴
آغاز ۷۳۰ھ ۴۳۵
اس سال وفات پانے والے اہم شخصیات ۴۳۶
علاء الدین بن الاثیر ۴۳۶
الوزیر العالم ابو القاسم ۴۳۶
ہمارے شیخ جو صالح، عابد، درویش اور خاشع ہیں ۴۳۶
بہادر آص امیر کبیر ۴۳۶
الحجار بن الشحنہ ۴۳۷
الشیخ نجم الدین بن عبدالرحیم بن عبدالرحمٰن ۴۳۷
الشیخ ابراہیم الہدمۃ ۴۳۷
الشیخہ بنت الامیر سیف الدین ۴۳۷
قاضی قضاۃ طرابلس ۴۳۷
الشیخ الصالح ۴۳۸
الشیخ حسن بن علی ۴۳۸
محی الدین ابو الثناء محمود ۴۳۳
آغاز ۷۳۱ھ ۴۳۸
اس سال فوت ہونے والے نامور حضرات ۴۴۰
قاضی القضاۃ عز الدین المقدسی ۴۴۰
الامیر سیف الدین قجلیس ۴۴۰
القاضی ضیاء الدین ۴۴۰
ابو عمرو عثمان بن سعید المغربی ۴۴۱
الامام العلامہ ضیاء الدین ابو العباس ۴۴۱
الصدر الکبیر تاج الدین الکارمی ۴۴۱
الامام العلامہ فخر الدین ۴۴۱

www.ahlehaq.org

| | | | |
|---|---|---|---|
| تقی الدین عمر ابن الوزیر شمس الدین | ۳۳۱ | اس سال فوت ہونے والے حضرات | ۳۵۰ |
| جمال الدین ابو العباس | ۳۳۱ | الشیخ الاجل التاجر بدر الدین | ۳۵۰ |
| آغاز ۷۳۲ھ | ۳۳۲ | والصدر امین الدین | ۳۵۰ |
| اس سال فوت ہونے والے نامور حضرات | ۳۳۳ | الخطیب الامام العالم | ۳۵۰ |
| الشیخ عبدالرحمٰن بن ابی محمد بن محمد | ۳۳۳ | والصدر شمس الدین | ۳۵۰ |
| الملک المؤید صاحب حماۃ | ۳۳۳ | الشیخ العالم الامام العالم الزاہد | ۳۵۱ |
| القاضی الامام تاج الدین السعدی | ۳۳۳ | القاضی مجد الدین بن حرمی | ۳۵۲ |
| الشیخ رضی الدین بن سلیمان | ۳۳۳ | آغاز ۷۳۵ھ | ۳۵۲ |
| امام علاء الدین طیبغا | ۳۳۴ | اس سال وفات پانے والے نامور حضرات | ۳۵۳ |
| قاضی القضاۃ شرف الدین ابو محمد | ۳۳۴ | شیخ صالح معمر جامع دمشق میں موذنین کے رئیس | ۳۵۳ |
| شیخ یعقوب الحسینی | ۳۳۴ | الکاتب المطیق المجود المحرر | ۳۵۳ |
| الخطیب تاج الدین | ۳۳۴ | علاء الدین السنجاری | ۳۵۳ |
| القاضی فخر الدین کاتب الممالیک | ۳۳۴ | العدل نجم الدین التاجر | ۳۵۳ |
| امیر سیف الدین الجائی الدوادار الملکی الناصری | ۳۳۴ | الشیخ الامام المحدث قطب الدین | ۳۵۴ |
| طبیب ماہر حاذق فاضل | ۳۳۴ | القاضی الامام زین الدین ابو محمد | ۳۵۴ |
| شیخ امام عالم مقری شیخ القراء | ۳۳۴ | السلطان ابو سعید بن خربندا | ۳۵۴ |
| قاضی القضاۃ علم الدین | ۳۳۵ | الشیخ المجد تقی | ۳۵۴ |
| قطب الدین موسیٰ | ۳۳۵ | اور بروز اتوار چودہ صفر | ۳۵۴ |
| آغاز ۷۳۳ھ | ۳۳۵ | اور دو شعبان کو دمشق میں | ۳۵۴ |
| اس سال فوت ہونے والے مشہور حضرات | ۳۳۶ | تاج الدین علی ابن ابراہیم | ۳۵۴ |
| شیخ عالم تقی الدین محمود علی | ۳۳۶ | الشیخ الصالح عبدالکافی | ۳۵۴ |
| شیخ الامام العالم عز القضاۃ | ۳۳۷ | الشیخ محمد ابن عبدالحق | ۳۵۴ |
| ابن جماعہ قاضی القضاۃ | ۳۳۷ | الامیر سلطان العرب | ۳۵۴ |
| الشیخ الامام الفاضل مفتی المسلمین | ۳۳۷ | الشیخ الزاہد فضل العجلونی | ۳۵۵ |
| تاج الدین عبدالرحمٰن بن ایوب | ۳۳۷ | ۷۳۶ھ | ۳۵۵ |
| الشیخ فخر الدین ابو محمد | ۳۳۷ | قاضی قضاۃ بغداد | ۳۵۶ |
| الامام الفاضل مجموع الفضائل | ۳۳۷ | الامیر صارم الدین | ۳۵۶ |
| الشیخ الصالح الزاہد الناسک | ۳۳۸ | الامیر علاء الدین مغلطائی الخازن | ۳۵۶ |
| الامیر عز الدین ابراہیم بن عبدالرحمٰن | ۳۳۸ | القاضی کمال الدین | ۳۵۷ |
| آغاز ۷۳۴ھ | ۳۳۸ | الامیر ناصر الدین | ۳۵۷ |
| القاضی ابن جملہ کا فیصلہ | ۳۳۸ | علاء الدین | ۳۵۷ |

www.ahlehaq.org

عز الدین احمد بن شیخ زین الدین ۳۵۷
شیخ علی بن ابی محمد بن شرف بن احمد حمصی ۳۵۷
امیر شہاب الدین بن برق ۳۵۷
امیر فخر الدین بن شمس لولو ۳۵۷
علاء الدین اسماعیل ۳۵۷
آغاز ۷۳۷ھ ۳۵۸
شیخ علاء الدین بن غانم ۳۵۹
الشرف محمود الحریری ۳۵۹
الشیخ الصالح عابد ۳۵۹
الشیخ شہاب الدین عبدالحق حنفی ۳۵۹
الشیخ عماد الدین ۳۶۰
الشیخ الامام ابو عبداللہ ملک ۳۶۰
المحدث البارع المحصل المفید المخرج المجید ناصر الدین محمد بن طغرل ۳۶۰
ہمارے شیخ الامام العابد ۳۶۰
الشیخ محمد بن عبداللہ بن مجد ۳۶۰
امیر اسد الدین ۳۶۰
شیخ صالح فاضل ۳۶۰
آغاز ۷۳۸ھ ۳۶۱
اس سال فوت ہونے والے نامور حضرات ۳۶۲
امیر کبیر بدر الدین محمد بن فخر الدین عیسیٰ بن ترکمانی ۳۶۲
قاضی القضاۃ شہاب الدین ۳۶۲
شیخ الامام العالم ابن مرحل ۳۶۲
قاضی القضاۃ جمال الدین صالحی ۳۶۲
شیخ الاسلام قاضی القضاۃ ابن البارزی ۳۶۲
شیخ الامام العالم ۳۶۳
القاضی محیی الدین بن فضل اللہ کاتب السر ۳۶۳
الشیخ الامام العلامہ ابن الکتانی ۳۶۳
الشیخ الامام العلامہ ابن القوبع ۳۶۳
آغاز ۷۳۹ھ ۳۶۴
العلامہ قاضی القضاۃ فخر الدین ۳۶۴
قاضی القضاۃ جلال الدین محمد بن عبدالرحمٰن ۳۶۵
الشیخ الامام ابی فداء ابن البرزالی ۳۶۵
آغاز ۷۴۰ھ ۳۶۶
تنکز کی گرفتاری کا سبب ۳۶۶
امیر المومنین المستکفی باللہ ۳۶۷
آغاز ۷۴۱ھ ۳۶۷
ملک ناصر محمد بن قلاوون کی وفات کا ذکر ۳۶۹
آغاز ۷۴۲ھ ۳۶۹
خلیفہ حاکم بامر اللہ کی ولایت ۳۶۹
ہمارے شیخ حافظ ابو الحجاج المزی کی وفات ۳۷۰
عجیب و غریب واقعہ ۳۷۰
عجیب و غریب واقعہ ۳۷۲
زمانے کا ایک عجیب واقعہ ۳۷۳
۷۴۳ھ ۳۷۷
آغاز ۷۴۴ھ ۳۸۳
آغاز ۷۴۵ھ ۳۸۵
آغاز ۷۴۶ھ ۳۸۸
ملک صالح اسمٰعیل کی وفات ۳۸۸
آغاز ۷۴۷ھ ۳۸۹
آغاز ۷۴۸ھ ۳۹۱
مظفر کا قتل اور ناصر حسن بن ناصر کی حکومت ۳۹۳
آغاز ۷۴۹ھ ۳۹۳
آغاز ۷۵۰ھ ۳۹۷
نائب السلطنت ارغون شاہ کی گرفتاری ۳۹۸
اچانک موت کا واقعہ ۳۹۸
واقعات ۷۵۱ھ ۵۰۰
شیخ شمس الدین بن قیم جوزیہ کے حالات ۵۰۱
واقعات ۷۵۲ھ ۵۰۳
نہایت عجیب واقعہ ۵۰۳
سلطان ملک صالح صالح الدین ابن الملک الناصر محمد ابن الملک منصور قلاوون الصالحی ۵۰۴
واقعات ۷۵۳ھ ۵۰۵

www.ahlehaq.org

www.ahlehaq.org

دمشق کے مشہور دروازے جیرون کے حالات ۵۰۶
چار ہزار بلکہ پانچ ہزار سال کی مدت سے اس دروازہ کے پہلے ہونے کا بیان ۵۰۶
یلبغا اروش کی بغداد آمد ۵۰۷
یلبغا کے ساتھیوں میں سے سات امراء کا قتل ۵۰۹
بادشاہ کا دمشق سے بلاد مصر جانا ۵۰۹
واقعات ۷۵۴ھ ۵۱۰
نہایت عجیب واقعہ ۵۱۰
واقعات ۷۵۵ھ ۵۱۱
ایک عجیب و نادر واقعہ ۵۱۲
ملک ناصر حسن ابن الملک ناصر محمد بن قلاوون کی واپسی ۵۱۳
واقعات ۷۵۶ھ ۵۱۳
واقعات ۷۵۷ھ ۵۱۵
واقعات ۷۵۸ھ ۵۱۷
نہایت عجیب و غریب واقعہ ۵۱۷
حلب کے ہسپتال کے بانی ارغون کاملی کی وفات ۵۱۸
امیر شیخون کی وفات ۵۱۸
واقعات ۷۵۹ھ ۵۱۸
نائب سلطنت منجک کا دمشق آنا ۵۲۰
دمشق میں تین قاضیوں کی معزولی ۵۲۰
دیار مصر کے امراء کے اتالیق امیر صرغتمش کی گرفتاری ۵۲۱
قتلو کی واپسی ۵۲۱
منجک کی دمشق سے معزولی ۵۲۲
واقعات ۷۶۰ھ ۵۲۲
نائب شام امیر علی ماردانی کی گرفتاری ۵۲۳
حوران بستی کا واقعہ اللہ نے اس میں انہیں سخت عذاب میں مبتلا کیا ۵۲۳
نائب سلطنت امیر سیف الدین استدمر بخاری کی آمد ۵۲۳
واقعات ۷۶۱ھ ۵۲۳
منجک کی گرفتاری اور اس پر غضب پانے کا بیان وہ ایک سال سے روپوش تھا ۵۲۵
کاتبوں اور عیسائیوں کی نگرانی ۵۲۶
قاضی ابن منجا کی وفات ۵۲۶
ابن ہلال کے غلام تمجیز کا عجیب واقعہ ۵۲۶
نائب سلطنت استدمر بخاری کی گرفتاری ۵۲۸
نائب سلطنت امیر سیف الدین بیدمر کی دمشق آمد ۵۲۸
امیر سیف الدین بیدمر کا ضیاء ابن منجا پر حملہ ۵۲۸
نائب السلطنت سیف الدین بیدمر کی دمشق آمد ۵۲۹
قاضی شہاب کی معزولی ۵۲۹
دمشق میں آپ علیہ السلام پر سب وشتم کرنے والوں اور کفریہ الفاظ کہنے والوں کا قتل ۵۲۹
قاضی القضاۃ تاج الدین شافعی کا نائب السلطنت کے پاس حاضری ۵۳۰
متعدد مقامات پر شدید سیلاب کا حملہ ۵۳۰
امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا نفاذ ۵۳۰
۷۶۲ھ ۵۳۰
حسن بن الخیاط کی گرفتاری ۵۳۱
نماز کسوف کی ادائیگی ۵۳۱
امیر الحاج قرشتمر المارداني کی گرفتاری ۵۳۱
سلطانی سپاہیوں کے دستے پر حملہ ۵۳۱
دریائے نیل کا خلاف عادت بہاؤ ۵۳۲
عراق کے ایلچی کی سلطان کی بیٹی سے منگنی ۵۳۲
مردہ بچے کے باپ کی نائب السلطنت کے سامنے حاضری ۵۳۲
مدرسہ سلطانیہ کے مینارہ کا گر جانا ۵۳۲
جنگل کی صفائی میں نائب السلطنت کا خود حصہ لینا ۵۳۲
ایک عجیب واقعہ ۵۳۲
شیخ علی بن الصوفی کی گرفتاری اور اس کی توبہ ۵۳۳
ملک منصور صلاح الدین محمد کی سلطنت ۵۳۳
لوگوں کے دلوں میں سلطان کی نفرت ۵۳۳
سیف الدین یلبغا الخاصکی کے ہاتھوں سلطان کا قتل ۵۳۳
منصور صلاح الدین محمد بن مظفر حاجی کے ہاتھ پر بیعت ۵۳۳
منصور صلاح الدین کی جاریہ لونڈی کی تعریف ۵۳۳

www.ahlehaq.org

قاضی القضاۃ الشافعی کا درس ۵۴۹
قاضی قطب الدین محمد بن حسن کی آخری رسومات ۵۴۹
قاضی القضاۃ جمال الدین کا بری ہونا ۵۵۰
زین الدین رہاوی کی آمد ۵۵۰
شدید سیلابی آفت کا حملہ ۵۵۰
چند شیوخ کی وفات ۵۵۰
قاضی القضاۃ جمال الدین المکفری کا جامع یلبغا میں درس دینا ۵۵۰
ایک حادثہ ۵۵۰
دیار مصر میں طاعون کی وبا کا عام ہونا ۵۵۱
ابو حاتم ابن الشیخ بہاء الدین السبکی کی وفات ۵۵۱
تدمر پر نائب السلطنت کا حملہ اور ابن خیاط کی امداد ۵۵۱
ملک اشرف ناصر الدین کی سلطنت ۵۵۱
ایک سلطانی دستے پر اعراب کا حملہ اور طاعون کی وبا کا پھیلنا ۵۵۱
خطیب جمال الدین محمود بن جملہ کی وفات اور ان کے بعد تاج ۵۵۲
الدین کا خطابت سنبھالنا ۵۵۲
شیخ شہاب الدین احمد بن عبد اللہ کی وفات ۵۵۲
صلاح الدین خلیل بن ایبک کی وفات ۵۵۲
قضاۃ و اعیان کا قاضی تاج الدین السبکی کی خطابت پر ۵۵۲
اظہار پسندیدگی ۵۵۲
نائب السلطنت سیف الدین تمر کی صفد روانگی ۵۵۲
قاضی امین الدین ابو حیان کی وفات ۵۵۳
عجیب خواب ۵۵۳
جامع دمشق میں تاج الدین السبکی کا خطاب ۵۵۳
ناظر جامع اموی تقی الدین سلیمان بن مراجل کی وفات ۵۵۳
امام مسجد درب العجم شیخ بہاء الدین عبد الوہاب کی وفات ۵۵۳
نائب السلطنت منکلی بغا کی آمد ۵۵۳
۷۶۵ھ ۵۵۳
شیخ شمس الدین بن العطار الشافعی کی وفات ۵۵۳
شیخ علاء الدین اسماعیل کا درس ۵۵۳
ذمیوں کے ساتھ نئے سلوک کا اعلان ۵۵۳
مختلف عہدوں پر مختلف شیوخ کی تقرری ۵۵۳
باب الفرج کے پل کے پاس شورہ کا جل جانا اور بارشوں کی کثرت ۵۵۳
حاجب الحجاب کی معزولی ۵۵۵
قاضی تاج الدین المناوی کی وفات ۵۵۵
شیخ نور الدین محمد بن شیخ ابی بکر کی وفات ۵۵۵
قاضی تاج الدین کا مدرسہ مشیخہ دار الحدیث کا انتظام سنبھالنا ۵۵۵
شیخ شمس الدین کی وفات ۵۵۵
دار السعادۃ میں عظیم الشان مجلس ۵۵۵
ٹڈی دل کا حملہ ۵۵۶
باب کیسان کا کھلنا ۵۵۶
شیخ شمس الدین محمد بن علی کی وفات ۵۵۶
ایک تحقیقی بحث ۵۵۶
اموات کی کثرت اور آسمانی آفت ۵۵۶
فتوح الشام سے دمشق کی فصیل کے اندر خطبہ دینے کی توجیہ ۵۵۷
۷۶۶ھ ۵۵۷
وادی التیم کی دو بستیوں کو گرانے کا حکم ۵۵۷
قاضی القضاۃ جمال الدین یوسفی کی وفات ۵۵۷
مدرسہ مشیخہ میں شیخ شمس الدین بن سند کا وعظ ۵۵۸
قاضی القضاۃ تاج الدین کی دیار مصر واپسی ۵۵۸
خبیث رافضی کا قتل ۵۵۸
ولی الدین ابن ابی البقاء السبکی کا نائب مقرر ہونا ۵۵۸
امیر ناصر الدین بن العاوی کی معزولی ۵۵۸
عز الدین کے خود معزول ہونے پر قاضی بہاء الدین کا تقیاء ۵۵۹
مصر کا عہدہ سنبھالنا ۵۵۹
شیخ المراوی کی وفات ۵۵۹
امیر سیف الدین بیدمر کو امارت ملنا ۵۵۹
شیخ نور الدین علی بن ابی الہیجاء کی وفات ۵۵۹
شیخ عبد اللہ الملطی کی وفات ۵۶۰
ایلچی کی آمد ۵۶۰
قیساریہ کی تعمیر مکمل ہو جانا ۵۶۰
کاتی ہوئی گلی اور درآمدی کپاس کے ٹیکس کا خاتمہ ۵۶۰
۷۶۷ھ ۵۶۰

www.ahlehaq.org

ملعون فرنگیوں کا اسکندریہ پر قبضہ کرنا ۵۶۰
شیخ برہان الدین ابراہیم کی وفات ۵۶۰
اسکندریہ پر فرنگیوں کے حملے کے حالات ۵۶۱
سلطان اور امیر کبیر یلبغا کے اقدامات ۵۶۱
قاضی تاج الدین کی آمد پر مجلس کا انعقاد ۵۶۲
افواج کا ناظر معظم داؤد کا وفات پا جانا ۵۶۲
نصاریٰ عورتوں کو اضافی وصول کردہ رقم و اموال کی واپسی ۵۶۳
نائب السلطنت کا ذمیوں کے بارے میں نیا حکم نامہ ۵۶۳
قاضی القضاۃ تاج الدین سبکی کا مسئلہ ۵۶۳
قاضی القضاۃ السبکی کی دمشق روانگی ۵۶۳
ایک نیا سلطانی حکم ۵۶۳
دیار مصر میں امراء کے درمیان معرکہ آرائی ۵۶۳
بغداد سے متعلق بات ۵۶۳
قاضی القضاۃ بدر الدین محمد ابن جماعہ کی وفات ۵۶۳
الجزک بیتارو کی بیعت ۵۶۳
مرجان قلیسی کی بغاوت ۵۶۵
امیر سیف الدین بیدمر کو جنگی تیاری کا امیر بنانا ۵۶۵
جامع دمشق میں درس ۵۶۵
قاضی القضاۃ شرف الدین بن قاضی الجبل کے لئے قضاء ۵۶۵
حنابلہ کا حکم نامہ
امیر حیار بن مہنا کا اطاعت میں واپس آجانا ۵۶۵
جامع اموی میں تفسیر کا درس ۵۶۶
دیار مصر کی جانب نائب السلطنت کا سفر ۵۶۶
جنگی کشتیوں کی آمد کی خبر اور جنگی تیاری ۵۶۶
امیر سیف الدین شرقی کی معزولی ۵۶۶
اسدری جیل سے قیدیوں کا فرار ہونا ۵۶۷
حاکم قبرص کا قیدیوں کو یلبغا کے پاس بھجوا دیا ۵۶۷
قاضی القضاۃ جمال الدین المسلاتی کی دیار مصر آمد ۵۶۷
دمشق اور حلب میں نیابت کی تبدیلی ۵۶۷
فرنگیوں کے ساتھ کشتیوں کا معاملہ ۵۶۸
امیر کبیر کا قتل ۵۶۸

## تاریخ ابن کثیر ۵۷۱

### حصہ ۱۵ ۵۷۱

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۵۷۱
فہرست مضامین ۵۷۱
مقدمہ از مترجم ۵۷۱
اللہ تعالیٰ کی امت محمدیہ ﷺ پر رحمت و شفقت کا بیان ۵۸۱
نبی کریم ﷺ کی مستقبل کی پیشن گوئیاں ۵۷۱
خلافت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ نبوی ﷺ ۵۷۱
فتح مصر سے متعلق رسول اللہ ﷺ کی پیشگوئی ۵۷۲
روم و فارس کی فتح سے متعلق رسول اللہ ﷺ کی پیشگوئی ۵۷۲
عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی شہادت سے متعلق پیشگوئی ۵۷۳
حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر آنے والی مصیبت کا اشارہ نبوی ﷺ ۵۷۳
حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کی شہادت کا اشارہ نبوی ﷺ ۵۷۳
نبی کریم ﷺ کا خلافت کو تیس سال تک محدود بتانا اس کے ۵۷۳
بعد مظالم ملوکیت کا دور ۵۷۳
حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے ذریعے مسلمانوں کے دو بڑے ۵۷۳
گروہوں میں صلح کا اشارہ ۵۷۳
بحری جہاد میں ام حرام بنت ملحان رضی اللہ عنہا کی شہادت کا ۵۷۳
اشارہ نبوی ﷺ
امت مسلمہ کے لشکر کے سندھ اور ہند تک پہنچنے کا اشارہ نبوی ﷺ ۵۷۳
ترکوں سے جنگ کا اشارہ نبوی ﷺ ۵۷۵
مسلمانوں کی حکومت نوجوانوں کے ہاتھ میں آنے اور اس ۵۷۵
کے نتیجے میں ہونے والے فساد کی طرف اشارہ نبوی ﷺ
بارہ قریشی خلفاء امت مسلمہ کے حکمران ہوں گے ۵۷۶
بارہ قریشی خلفاء بھی مراد نہیں جو کہ نبی کریم ﷺ کے بعد ۵۷۷
مسلسل خلیفہ ہے
بہترین زمانہ ”زمانۂ رسول ﷺ“ ہے اور اس کے بعد اس ۵۷۷
سے متصل زمانہ اور پھر اس سے متصل زمانہ، اس کے بعد
فسادات پھیل جائیں گے
حدیث میں پانچ سو سال کا ذکر ۵۷۷
قیامت سے ایک ہزار سال پہلے ہی نبی کریم ﷺ زمین پر نہ ۵۷۸

www.ahlehaq.org

قیامت کے لیے جو بات بہت مخفی نہیں رہی آپ ﷺ نے قیامت کا
وقت متعین نہیں فرمایا
ارض حجاز میں آگ کی پیشگوئی جس سے بصرہ کے اونٹوں کی
گردنیں بھی روشن ہو جائیں گی ۵۷۸
واقعہ ۵۷۸
۶۵۴ھ میں مدینہ منورہ میں آگ کا ظہور ۵۷۸
نبی کریم ﷺ کا آنے والے واقعات کی خبر دینا ۵۷۸
قیامت تک آنے والے اور گزشتہ واقعات کی طرف اشارہ نبوی ﷺ ۵۷۸
دنیا تھوڑی سی باقی رہ گئی ہے ارشاد نبوی ﷺ ۵۷۹
قیامت کی تعیین اور دنیا کی مدت پر مشتمل اسرائیلی روایات
بے بنیاد ہیں ۵۷۹
قیامت کی نزدیکی ۵۷۹
مسلمان کا حشر اپنے پسندیدہ لوگوں کے ساتھ ہوگا ۵۸۰
جو مر گیا اس کی قیامت آگئی ۵۸۰
پانچ چیزوں کا علم سوائے اللہ کے کسی کو نہیں ۵۸۰
رسول اللہ ﷺ کو بھی یہ علم نہیں تھا کہ قیامت کب آئے گی؟ ۵۸۰
فتنوں کا اجمالی ذکر اور پھر اس کی تفصیل ۵۸۰
ابتدا کی طرح اسلام کے اجنبی حالت میں دوبارہ لوٹنے کا ذکر ۵۸۱
امت کا تفرق ۵۸۱
فتنوں سے امت کے تقسیم ہونے اور نجات کے لیے مسلمانوں
کی جماعت سے جڑے رہنے کا اشارہ نبوی ﷺ ۵۸۱
امت گمراہی پر جمع نہیں ہوگی ۵۸۲
خواہشات اور فتنوں کے دور میں لوگوں سے الگ ہو جانے کا حکم ۵۸۲
موت کی تمنا کرنے کی ممانعت ۵۸۲
علماء کی وفات سے علم کا اٹھایا جانا ۵۸۲
ایک جماعت قیامت تک حق کو قائم رکھنے والی موجود رہے گی ۵۸۳
ہر سو سال بعد تجدید کرنے والے شخص کی پیدائش کی پیشین گوئی ۵۸۳
قیامت کی بعض نشانیاں ۵۸۳
آخری زمانے میں لوگوں سے علم اٹھ جائے گا ۵۸۳
آخری زمانے کی چند برائیوں کی طرف اشارہ نبوی ﷺ ۵۸۳
اگرچہ بعض ہمارے زمانے میں بھی پائی جاتی ہیں
جنت میں امیروں سے پہلے غریبوں کے داخل ہونے کی پیشگوئی ۵۸۶
فصل ۵۸۷
آخری زمانے میں "مہدی" کی پیشگوئی ۵۸۷
حضرت مہدی کی آمد کی احادیث ۵۸۷
اہل بیت پر ہونے والے مظالم کی پیشین گوئی ۵۸۹
فتنوں کی مختلف اقسام ۵۹۰
اسلام کے درمیانی دنوں میں فتنوں کی سرکشی کی پیشگوئی ۵۹۱
جو زمانہ گزرتا ہے وہ آنے والے سے بہتر ہوتا ہے ۵۹۱
آنے والے فتنے اور اس سے بچنے کی تلقین نبوی ﷺ ۵۹۱
لوگوں سے امانت اٹھ جانے کی پیشگوئی ۵۹۱
مشرق کی سمت سے فتنہ ظاہر ہوگا ۵۹۲
عرب کے بعض کناروں سے بت پرستی لوٹ آئے گی ۵۹۲
عرب میں دولت ظاہر ہونے اور اس کے نتیجے میں قتل و قتال
کی پیشین گوئی ۵۹۲
بہت سے دجال نکلنے اور قیامت کے قریب آنے کا اشارہ نبوی ﷺ ۵۹۳
اہل جہنم کی دو قسموں کے ظہور کا اشارہ نبوی ﷺ ۵۹۳
بدووں میں فراخی اور چھوٹے لوگوں کے قبضے میں حکومت کی
پیشین گوئی ۵۹۳
دین سے بڑی تعداد میں لوگوں کے نکل جانے کی پیشین گوئی ۵۹۳
ایسا فتنہ کہ دین کو تھامنے والے کو انگارے کو پکڑنے والے
جیسا بنا دے گا ۵۹۳
مسلمانوں کو کمزور کرنے کے لیے دوسرے علاقے کی وجہ سے مسلمانوں
کے خلاف دوسری قوموں کے متحد ہونے کی پیشین گوئی ۵۹۳
ہلاکت خیز فتنہ کی پیشین گوئی جس سے نجات علیحدگی میں ہوگی ۵۹۳
ایسا فتنہ جس میں اپنے ہم نشین بھی خطرہ ہوں گے ۵۹۵
فتنوں کی کثرت اور ان سے نجات کا طریقہ علیحدگی میں ۵۹۵
ہونے کا اشارہ نبوی ﷺ ۵۹۵
فتنوں کے وقت تکلیف برداشت کرنے اور برائی میں
شرکت نہ کرنے کی نصیحت ۵۹۶
بعض مسلمانوں کے بت پرست بن جانے کی پیشین گوئی ۵۹۶
تتمۃ الاطلاس ۵۹۷

www.ahlehaq.org

| | | | |
|---|---|---|---|
| ایسا فتنہ جس میں زبان کھولنا تلوار اٹھانے سے زیادہ سخت ہوگا | ۵۹۷ | فاطمہ بنت قیس کی حدیث | ۶۰۹ |
| روم سے پہلے قسطنطنیہ فتح ہونے کی پیشین گوئی | ۵۹۸ | حدیث کا ایک اور طریق | ۶۰۹ |
| مختلف علاقوں کی تباہی کی پیشگوئی جو نبی اکرم ﷺ کی طرف | ۵۹۸ | ابن صیاد مدینے کے یہودیوں میں سے تھا | ۶۱۳ |
| منسوب ہے (یعنی حدیث مستند نہیں ہے) | | بعض دو احادیث جن کی سچائی عقل تسلیم نہیں کرتی اور شاید | ۶۱۳ |
| فصل | ۵۹۹ | ممکن ہے کہ آپ ﷺ نے کسی اور قسم کی ہوں گی | |
| قیامت کی بہت سی نشانیاں ہونے کا بیان | ۵۹۹ | نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ کلابی کی روایت | ۶۱۴ |
| قیامت کی نشانیاں | ۵۹۹ | بعض وہ روایات جن کی نسبت آپ ﷺ کی طرف کی گئی ہے | ۶۱۴ |
| قیامت سے پہلے دس نشانیاں | ۶۰۰ | وہ روایت جس کی تاویل کرنا ضروری ہے | ۶۱۸ |
| عدن کی سرزمین سے آگ کا نکلنا | ۶۰۰ | دجال کے بارے میں مروی چند روایات | ۶۱۹ |
| رومیوں کے ساتھ جنگ اور اس کے آخر میں فتح قسطنطنیہ کی پیشگوئی | | حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی روایت | ۶۱۹ |
| قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک کہ حضرت عیسیٰ | ۶۰۲ | حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت | ۶۱۹ |
| علیہ السلام دجال کو قتل نہ کر دیں | ۶۰۲ | حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی روایت | ۶۱۹ |
| پکے مومن اور سچے ایمان سے "لا الہ الا اللہ واللہ اکبر" کہہ کر | ۶۰۲ | حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کی روایت | ۶۱۹ |
| قلعوں کو گرا دے گا اور شہروں کو فتح کرے گا | | حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی روایت | ۶۲۰ |
| رومی علاقوں کی فتح اور مسلمانوں کے قبضے کی پیشگوئی | ۶۰۲ | حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت | ۶۲۰ |
| بعض عرب جزیروں، روم و فارس کے علاقوں اور دجال کے | ۶۰۳ | حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی روایت | ۶۲۰ |
| خلاف جنگ کی پیشگوئی | | پہلا طریق | ۶۲۰ |
| اہل روم کے بعض اچھے اوصاف | ۶۰۳ | دوسرا طریق | ۶۲۰ |
| قیامت کے وقت اہل روم اکثریت میں ہوں گے | ۶۰۳ | تیسرا طریق | ۶۲۰ |
| بیت المقدس کی معموری مدینہ کی خرابی کا سبب ہوگی | ۶۰۳ | چوتھا طریق | ۶۲۰ |
| مدینہ منورہ کی طاعون اور دجال سے حفاظت کی پیشین گوئی | ۶۰۳ | پانچواں طریق | ۶۲۰ |
| مدینہ منورہ کی حدود بڑھنے کی پیشین گوئی | ۶۰۳ | چھٹا طریق | ۶۲۰ |
| اہل مدینہ کے مدینے سے نکل جانے کی پیشین گوئی | ۶۰۳ | حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ کی روایت | ۶۲۱ |
| قیامت سے پہلے کئی کذاب نبوت کا دعویٰ کریں گے | ۶۰۳ | حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی روایت | ۶۲۱ |
| امت مسلمہ میں جہنم کی طرف بلانے والے بھی آئیں گے | ۶۰۶ | حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ بن جندب و جنادہ بن ابی امیہ رضی اللہ عنہ کی روایت | ۶۲۱ |
| ابن صیاد کے بارے میں احادیث کا تذکرہ | ۶۰۷ | حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے ایک اور روایت | ۶۲۲ |
| دجال کے بعض اوصاف کا ذکر بزبان رسول ﷺ | ۶۰۷ | حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت | ۶۲۲ |
| دجال کی آگ جنت اور اس کی جنت آگ (جہنم) ہوگی | ۶۰۸ | حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی ایک اور روایت | ۶۲۲ |
| دجال کی قوت اور فتنے سے مرعوب ہو کر اس کا ساتھ نہ دینا | ۶۰۸ | حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی ایک اور روایت | ۶۲۳ |
| (ارشاد نبوی ﷺ) | | حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت | ۶۲۳ |
| ابن صیاد مسیح دجال سے جدا شخص | ۶۰۸ | دنیا میں دجال کے فتنے سے بڑا کوئی فتنہ نہیں | ۶۲۳ |

www.ahlehaq.org

منذ تھیں
جس کو علم ہو وہ بات کرے، جسے نہ ہو وہ چپ رہے ۶۵۳
مسلمانوں میں رات کو عبادت کرنے والے مغرب سے طلوع شمس تک باقی ہوں گے ۶۵۶
مہاجرین کی ہجرت دشمن سے لڑائی کے دوران قبول نہیں ہو گی ۶۵۷
قیامت سے پہلے دھوئیں کا ذکر ۶۵۸
قرب قیامت بجلیاں گرنے کی کثرت ہو گی ۶۶۰
قیامت سے پہلے شدید بارش کا ذکر ۶۶۰
ان امور کا ذکر جن سے پہلے قیامت نہیں آ سکتی ۶۶۰
بلند و بالا عمارات کی تعمیر بھی قیامت کی نشانیوں میں سے ہے ۶۶۰
قیامت کی نشانیوں میں سے علم کی کمی اور جہالت کی زیادتی بھی ہے ۶۶۱
عرب کی سرزمین کا مال و دولت، خیر و برکت سے بھر جانا بھی قیامت کی نشانی ہے ۶۶۱
قیامت سے پہلے بعض عربوں کے مرتد ہونے کی طرف اشارہ نبویہ ﷺ ۶۶۱
قیامت کی نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ امانتوں کو ضائع کیا جانے لگے گا ۶۶۳
قرب قیامت میں وقت سے برکت کے خاتمے کی طرف اشارہ نبویہ ﷺ ۶۶۳
نہایت معمولی چیزوں کا بولنا بھی قیامت کی نشانیوں میں سے ہے ۶۶۳
آخری زمانے والوں کی علامات ۶۶۶
بعض روایات جو متواتر ہوتے ہیں ۶۶۶
قیامت بدترین لوگوں پر قائم ہو گی ۶۶۶
قیامت سے تھوڑی دیر پہلے انسانیت ختم ہو جائے گی ۶۶۶
قیامت مومن پر قائم نہ ہو گی ۶۶۶
قیامت ان لوگوں پر قائم ہو گی جو نیکی کا حکم نہیں دیتے ہوں گے اور نہ ہی کسی گناہ سے پرہیز کرتے ہوں گے ۶۶۶
بدترین لوگ وہ ہوں گے جن کی زندگی میں قیامت آئے گی ۶۶۷
حضور ﷺ کا ارشاد مبارک "مجھے اور قیامت کو اس طرح بھیجا گیا ہے" ۶۶۸
حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت ۶۶۸
دوسرا طریق ۶۶۸
چوتھا طریق ۶۶۸
پانچواں طریق ۶۶۸
چھٹا طریق ۶۶۸
حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی روای ۶۶۹
پہلا طریق ۶۶۹
حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کی روایات ۶۶۹
حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایات ۶۶۹
باقی گزرے ہوئے زمانوں کی نسبت قرب قیامت کے بارے میں حدیث ۶۶۹
حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے ایک اور طریق ۶۷۰
ایک اور طریق ۶۷۰
تیسرا طریق ۶۷۰
اپنے زمانے کے لوگوں کے بارے میں آپ ﷺ کا ارشاد کہ "سو سال کے بعد اس زمانے کا کوئی فرد موجود نہیں رہے گا" ۶۷۰
حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی ایک اور روایت ۶۷۱
حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی ایک اور روایت ۶۷۱
قیامت کا بیان ۶۷۱
قرب قیامت کا تذکرہ قرآن کریم میں ۶۷۲
قرآن کریم میں بعض علامات قیامت کا ذکر ۶۷۳
دنیا کے جانے اور آخرت کے آنے کا بیان ۶۷۹
قیامت کا لمحوں میں آ جانا ۶۸۱
تفصیلی روایت ۶۸۳
فصل ۶۸۹
صور کا پھونکا جانا ۶۸۹
قیامت کی ہولناکی ۶۹۰
لوگوں کو دھکیلنے والی ۶۹۱
میدان حشر میں لوگوں کو تین گروہوں میں جمع کیا جائے گا ۶۹۲
قیامت کے روز ننگے پیر، ننگے بدن اور غیر مختون ہوں گے ۶۹۳

www.ahlehaq.org

فصل ۶۹۵
فصل ۶۹۶
فصل ۶۹۷
تیسری اور آخری مرتبہ (نفخ البعث) صور پھونکا جانا ۶۹۹
دوبارہ زندہ ہونے سے متعلق احادیث ۷۰۱
قیامت جمعہ کے دن آئے گی ۷۰۳
قیامت کس وقت آئے گی ۷۰۳
انبیاء کرام علیہم السلام کے اجسام مبارکہ کو زمین کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتی ۷۰۵
قیامت کے دن سب سے پہلے رسول اکرم ﷺ قبر سے اٹھیں گے ۷۰۵
قیامت کے دن لوگ ننگے پیر ننگے بدن ہوں گے ۷۰۷
قیامت کے دن سب سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حلہ (لباس) پہنایا جائے گا ۷۰۸
قیامت کے دن انسان اپنے عمل خیر یا عمل شر کے لباس میں اٹھایا جائے گا ۷۱۰
قیامت کے بعض ہولناک واقعات جن کا قرآن کریم میں ذکر ہے ۷۱۴
فصل ۷۱۹
قیامت کی ہولناکیوں اور اس کے بڑے واقعات پر دلالت کرنے والی آیات اور احادیث کا ذکر ۷۱۹
بعض لوگ اللہ تعالیٰ کے سائے میں ہوں گے
قیامت میں اللہ تعالیٰ کے سائے میں پہلے کون آئے گا ۷۲۰
مصنف کہتے ہیں ۷۲۰
مومنوں کے لیے عظیم بشارت ۷۲۱
قیامت میں بعض متکبرین کی سزا ۷۲۲
فصل ۷۲۳
روز قیامت کی طوالت کا ذکر ۷۲۳
زکوٰۃ نہ دینے والوں کو عذاب ۷۲۶
قیامت کا دن کافروں کے لیے مشکل اور طویل ہوگا اور مومنوں کے لیے طویل اور مشکل نہ ہوگا ۷۲۶
شفاعت عظمیٰ اور مقام محمود کا ذکر جو رسول اکرم ﷺ کا ۷۲۷
[illegible] ہے ۷۲۰
شفاعت ہی "مقام محمود" ہے ۷۲۷
وہ پانچ انعامات جو نبی کریم ﷺ کے علاوہ کسی اور نبی کو عطا نہیں ہوئے ۷۲۷
نبی کریم ﷺ قیامت کے دن بنی آدم علیہ السلام کے سردار ہوں گے ۷۲۹
روز قیامت رسول اکرم ﷺ امام الانبیاء ہوں گے ۷۲۹
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ۷۲۹
بھکاری کے چہرے سے قیامت کے دن گوشت اتار لیا جائے گا ۷۳۲
اس حوض محمدی کا ذکر جس سے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ انہیں سیراب فرمائیں گے ۷۳۳
سب صحابہ رضی اللہ عنہم حوض کوثر کی تصدیق کرتے اور اس کے وجود پر ایمان رکھتے تھے ۷۳۳
حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہما کی حدیث ۷۳۳
حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی حدیث ۷۳۳
حضرت انس رضی اللہ عنہ کی دوسری روایت ۷۳۴
حضرت انس رضی اللہ عنہ کی چوتھی روایت ۷۳۴
حضرت انس رضی اللہ عنہ کی پانچویں روایت ۷۳۴
حضرت انس رضی اللہ عنہ کی چھٹی روایت ۷۳۴
حضرت انس رضی اللہ عنہ کی ساتویں روایت ۷۳۴
حضرت انس رضی اللہ عنہ کی آٹھویں روایت ۷۳۴
حضرت انس رضی اللہ عنہ کی نویں روایت ۷۳۵
حضرت بریدہ بن حصیب الاسلمی رضی اللہ عنہ کی روایت ۷۳۵
حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کی روایت ۷۳۵
حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کی روایت کا ایک اور طریق ۷۳۶
حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ۷۳۶
حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کی روایت ۷۳۶
روایت جابر رضی اللہ عنہ رسول اکرم ﷺ امت کی کثرت پر فخر کریں گے ۷۳۷
حضرت جندب بن عبداللہ البجلی رضی اللہ عنہ کی روایت ۷۳۷

حضرت جاریہ بن وہب رضی اللہ عنہ کی حدیث ۴۳۷
حضرت حذیفہ بن اسید رضی اللہ عنہ کی حدیث ۴۳۷
حضرت حذیفہ بن یمان عبسی رضی اللہ عنہ کی حدیث ۴۳۷
حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کی حدیث ۴۳۷
حدیث حضرت زید رضی اللہ عنہ کی روایت نبی کریم ﷺ پر جھوٹ باندھنے والا جہنمی ہے ۴۳۸
حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی حدیث ۴۳۸
فصل: ہر نبی کا ایک حوض ہوگا اور آنے والوں کی کثرت پر ایک دوسرے سے فخر کریں گے ۴۳۸
حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ۴۳۸
حضرت سہل بن سعد الساعدی رضی اللہ عنہ کی روایت ۴۳۸
حضرت عبداللہ بن زید بن عاصم مدنی کی روایت ۴۳۸
حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ۴۳۹
حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی دوسری روایت ۴۳۹
حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی تیسری روایت ۴۳۹
حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت ۴۳۹
حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی ایک اور روایت ۴۴۰
حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی ایک اور روایت ۴۴۰
حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی روایت ۴۴۰
حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کی ایک اور روایت ۴۴۰
حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کی ایک اور روایت ۴۴۰
حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کی ایک اور روایت ۴۴۰
حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت ۴۴۱
حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی دوسری روایت ۴۴۱
حضرت عتبہ بن عبد السلمی رضی اللہ عنہ کی حدیث ۴۴۱
جو شخص سنت رسول سے اعراض کرے گا فرشتے اس کے چہرے کو حوض سے دور لے جائیں گے ۴۴۲
حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کی روایت ۴۴۲
حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی حدیث ۴۴۲
حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ کی حدیث ۴۴۲
حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ کی روایت ۴۴۲
حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ کی ایک اور روایت ۴۴۲
حضرت ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ کی حدیث ۴۴۳
حوض کوثر کو جھٹلانے والے کو کوثر کا جام نہیں ملے گا ۴۴۳
حضرت ابو برزہ رضی اللہ عنہ کی ایک اور روایت ۴۴۳
حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ۴۴۳
حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کی حدیث ۴۴۳
روایت حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ۔ قیامت میں نبی کریم ﷺ کے پیروکار زیادہ ہوں گے ۴۴۳
نبی کریم ﷺ کے روضے اور منبر کے درمیان جنت کا باغ ہے ۴۴۳
حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ۴۴۳
حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی دوسری حدیث ۴۴۳
حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی تیسری روایت ۴۴۳
حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی ایک اور روایت ۴۴۴
حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی ایک اور روایت ۴۴۵
حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی ایک اور روایت ۴۴۵
حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا کی روایت ۴۴۵
ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایت ۴۴۵
ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی روایت ۴۴۶
انتباہ ۴۴۶
روایت: نبی علیہ السلام کا حوض دوسرے انبیاء کے حوض سے بڑا ہے اور سب سے زیادہ لوگ پیاس بجھانے آئیں گے ۴۴۶
اللہ تعالیٰ کے اولیاء و انبیاء کرام کے حوضوں پر تشریف لائیں گے ۴۴۶
فصل: حوض پر لوگ پل صراط سے پہلے آئیں گے ۴۴۷
فصل ۴۴۷
حوض میزان قائم ہونے سے پہلے ہے ۴۴۸
فصل: نبی کریم ﷺ کا حلیہ بیان کرنے میں مختلف جگہوں کا نام کیوں لیا؟ ۴۴۸
میدان میں فیصلہ کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ کے نزول کے لیے درخواست کی جائے گی ۴۴۸
فصل: اللہ تعالیٰ کا فیصلہ کرنے کے لیے تشریف لانا ۴۴۹
النهاية في الفتن والملاحم قرب قیامت کے فتنے اور جنگیں ۴۴۹

www.ahlehaq.org

البدایہ والنہایہ معروف بہ تاریخ ابن کثیر حصہ پانزدھم ۱۵ ۷۴۹
پروردگار عزوجل کا قیامت کے دن لوگوں سے کلام فرمانا ۷۴۹
تاریخ ابن کثیر ۷۵۳
حصہ ۱۶ ۷۵۳
قیامت کے دن امت محمدیہ ﷺ کی دوسری امتوں پر شہادت ۷۵۳
قیامت کے روز اللہ تبارک و تعالیٰ کا آدم علیہ السلام سے کلام فرمانا ۷۵۳
دیگر امتوں کے مقابلہ میں امت محمدیہ ﷺ کی تعداد ۷۵۳
قیامت کے دن سب سے پہلے پیش ہونے والے شخص ۷۵۴
رسول اللہ ﷺ کا خیال کہ میری امت اہل جنت میں نصف تعداد میں ہوگی ۷۵۵
قیامت کے روز اللہ تبارک و تعالیٰ کا نوح علیہ السلام سے کلام فرمانا ۷۵۵
قیامت کے دن امت محمدیہ ﷺ کی دوسری امتوں پر شہادت (اس امت کیلئے یہ عدالت اور شرافت کا پروانہ ہے) ۷۵۶
یوم حشر کو ابراہیم علیہ السلام کی حاضرین پر فضیلت اور برتری ۷۵۶
قیامت کے روز اللہ تبارک و تعالیٰ کا عیسیٰ علیہ السلام سے کلام فرمانا ۷۵۷
قیامت کے روز خاتم النبیین حضرت محمد ﷺ کا مقام جس تک کسی اول و آخر پیغمبر کی رسائی نہ ہوگی ۷۵۸
مقام محمود ۷۵۸
فیصلے کے وقت اللہ عزوجل کا اہل علم سے کلام فرمانا ۷۵۸
اور اہل علم کا اکرام ۷۵۸
اللہ عزوجل کا مومنین سے پیارا کلام ۷۵۹
فصل ۷۵۹
جس نے اللہ کی امانت اور عہد میں خیانت کی اس کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں ۷۵۹
گناہگار مسلمان کے ساتھ اللہ کا معاملہ ۷۶۰
فصل ۷۶۱
جنت و جہنم کا ظاہر ہونا، میزان عدل کا قائم ہونا اور حساب کتاب کا شروع ہونا ۷۶۱
میدان محشر میں جہنم کا لایا جانا اور لوگوں پر ظاہر ہونا ۷۶۱
جہنم سے ایک گردن کا نکلنا اور اس کا کلام کرنا اور سرکش، مشرکین اور ناحق جان لیوا قاتلین کو جہنم رسید کرنا ۷۶۲
کیا جہنم کی آنکھیں ہوں گی؟ ۷۶۲
میزان عدل کا قائم ہونا ۷۶۳
حساب اور فیصلے کے بعد اعمال کا وزن ۷۶۳
میزان کے دو مجسم پلڑے ہونے کا بیان ۷۶۳
"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" پر کوئی شے بھاری نہیں ہو سکتی ۷۶۳
کیا قیامت کے دن عمل کے ساتھ عامل کا وزن بھی کیا جائے گا؟ ۷۶۳
قیامت کے دن "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ" کی شہادۃ میزان میں گناہوں پر بھاری ہو جائے گی ۷۶۳
قیامت کے دن بندے کے اعمال میں حسن اخلاق سب سے بھاری شئی ہوگی ۷۶۵
جامع روایت ۷۶۶
عائشہ بنت ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہا سے روایت کا دوسرا طریق ۷۶۷
قیامت کے روز حضور ﷺ کہاں کہاں ہوں گے؟ ۷۶۷
شقی یا سعید؟ ۷۶۷
فصل ۷۶۹
میزان کے متعلق علماء کے اقوال ۷۶۹
میزان ہر شخص کیلئے قائم نہیں ہوگی ۷۶۹
کیا آخرت میں کافر سے عذاب کی تخفیف ہوگی؟ ۷۷۰
فصل ۷۷۱
اللہ تعالیٰ کے سامنے پیشی، صحائف اعمال کا اڑنا اور اللہ تعالیٰ کا حساب کتاب لینا ۷۷۱
جس سے حساب میں جانچ پڑتال کی گئی وہ ہلاک ہو گیا ۷۷۳
فصل ۷۷۳
فصل ۷۷۵
فصل ۷۷۷
قیامت کے دن (بندوں کے اعمال میں) پہلی شئی جس کا حساب کیا جائے گا وہ خون (ناحق) ہوگا ۷۷۷
قیامت کے روز تمام امتوں میں سب سے پہلے امت محمدیہ کا حساب کتاب ہوگا ۷۷۷

قیامت کے دن جن چیزوں کا پہلے حساب کیا جائے گا ۷۷۷
اور کس سے حساب میں احتساب کیا جائے گا اور کس سے چشم پوشی سے کام لیا جائے گا ۷۷۷
جس نے زمین کا ٹکڑا غصب کیا اسے سات زمینوں تک وہ ٹکڑا گلے میں طوق بنا کر ڈالا جائے گا ۷۷۸
قیامت کے روز مصورین اور مجسمہ گروں کو عذاب ۷۷۸
وہ پانچ باتیں جن کا جواب دیئے بغیر قیامت کے دن بندے کے قدم زمین سے ہل نہ سکیں گے ۷۷۹
قیامت کے روز (اعمال میں) پہلے نماز کی پرسش ہوگی ۷۸۳
قیامت کے دن ظالمین سے قصاص ۷۸۳
خدا کے ساتھ شرک معاف نہیں ہوگا ۷۸۴
بندوں پر ظلم کا بدلہ ضرور لیا جائے گا ۷۸۴
خدا کی راہ میں جہاد ہر چیز کو بخش دیتا ہے سوائے امانت کے ۷۸۵
قیامت کے دن بندے سے نعمتوں کا سوال کیا جانا ۷۸۶
اللہ تعالیٰ کا بندوں کی جانب سے مصالحت کروانا ۷۸۶
فصل ۷۸۹
فصل ۷۹۰
حوض کوثر سے کچھ لوگوں کا دفع کیا جانا ۷۹۲
اسماء بنت ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہا کی روایت ۷۹۲
تو مولود کو دودھ پلانے والی ماں سے زیادہ اللہ پاک اپنے بندے پر رحم فرماتے ہیں ۷۹۲
امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں سے بغیر حساب کتاب جنت میں داخل ہونے والے ۷۹۳
ستر ہزار سے متعلق ایک اور حدیث ۷۹۳
میدان حساب سے لوگوں کے منتشر ہونے کی کیفیت ۷۹۳
ایک فریق جنت میں اور ایک فریق جہنم میں ۷۹۵
جنت میں داخل ہونے والا آخری شخص ۷۹۶
پل صراط کا ذکر ۸۰۰
فصل ۸۰۳
جہنم پر سے ہر شخص کو مؤمن ہو یا کافر گزرنا ہوگا ۸۰۳
فصل ۸۰۹
فصل ۸۱۲
اہل جنت کی بعض صفات اور بعض نعمتوں کا ذکر ۸۱۲
اہل جنت کی عمر کے بارے میں احادیث ۸۱۲
جہنم کی صفات ۸۱۳
ایک انصاری کا واقعہ جسے جہنم کے خوف نے ہلاک کر ڈالا ۸۱۹
حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کا جہنم سے خوف ۸۱۹
جہنم کا ذکر اور شدت تپش ۸۱۹
جہنم کی آگ دنیا کی آگ سے ستر گنا تیز ہوگی ۸۲۰
جہنم کی آگ تین ہزار سال جلائی گئی حتی کہ سیاہ و تاریک ہوگئی ۸۲۰
جہنم کی آگ کی تپش کبھی کم نہ ہوگی اور نہ اس کے شعلے بجھ کر بند ہوں گے ۸۲۰
اہل جہنم میں سب سے کم عذاب والے حضرت ابو طالب ہوں گے ۸۲۱
جہنم کی ہولناکی ۸۲۲
جہنم کی شکایت ۸۲۲
گرمی کی شدت جہنم کے سانس کی لپٹ سے ہے ۸۲۲
دنیا میں سب سے زیادہ عیش و عشرت والا جہنم میں جاتے ہی سب نعمتیں بھول جائے گا ۸۲۳
دنیا میں سب سے زیادہ مصائب میں گھرا شخص جنت میں جاتے ہی سب تکالیف بھول جائے گا ۸۲۳
اگر کافر کے پاس زمین بھر سونا ہو اور وہ اپنی جان کے عوض اس کو فدیہ کرے تو وہ قبول نہ کیا جائے گا ۸۲۳
دوسرا طریق ۸۲۳
قیامت کے روز مؤمن کی تمنا کہ دنیا کو لوٹے اور راہ خدا میں جہاد کرے۔ اور شہید ہو ۸۲۳
جہنم کی صفات، وسعت اور اس کے اہل کی جسامت (اللہ محفوظ فرمائے) ۸۲۴
بغیر سوچے سمجھے جانے والی بری بات کا قائل جہنم میں مشرق و مغرب جتنی گہرائی میں پھینک دیا جاتا ہے ۸۲۴
جہنم کی گہرائی ۸۲۵
جہنمیوں کے لمبے چوڑے جسموں کا بیان ۸۲۶

www.ahlehaq.org

توبیخ و تحقیر ۸۲۶
موحدین کے جہنم میں جانے کا ذکر ۸۲۶
جہنم کے دروازوں، اس کی صفات اور اس کے داروغوں کا ذکر ۸۲۶
پل صراط کی صفت اور اسے پار کرنے میں لوگوں کی تفاوت رفتار ۸۲۷
جہنم کے دروازوں کے نام
جہنم کے فرشتوں کی تعداد ۸۲۸
جہنم کی حدود ۸۲۸
جہنم کے عذابوں کی چند انواع و اقسام ۸۲۹
اہل جہنم کا کھانا پینا ۸۳۰
جہنم کے ناموں سے متعلق روایات اور ان کی وضاحت ۸۳۲
جب الحزن یعنی غم کی وادی ۸۳۳
جہنم کی نہر کا ذکر جس میں جہنمیوں کے میل کچیل اور لہو پیپ ۸۳۳
وغیرہ جمع ہوں گے
جنت میں شراب کا عادی، رشتہ ناطہ قطع کرنے والا اور جادوگر ۸۳۳
کی تصدیق کرنے والا داخل نہیں ہو سکتے
وادی لملم کا ذکر ۸۳۳
ایک وادی اور کنویں کا ذکر ۸۳۳
ویل اور صعود کا ذکر ۸۳۳
صعود کے معنی ۸۳۳
جہنم کے سانپ بچھوؤں کا ذکر، اللہ اپنی پناہ میں رکھے ۸۳۳
عبرت انگیز خطبہ ۸۳۵
جس نے خلوص دل کے ساتھ جہنم کی گرمی و سردی سے خدا کی ۸۳۶
پناہ مانگی خدا کی رحمت اس کے قریب ہے
فصل ۸۳۶
جہنم کے درجات اللہ اپنی پناہ میں رکھے ۸۳۶
جہنم کے اعنق نامی اژدھوں کا ذکر ۸۳۷
اہل جہنم کا رونا دھونا اور چیخ و پکار ۸۳۷
جہنم کی صفت سے متعلق مختلف احادیث ۸۳۷
ایک غریب روایت ۸۳۸
غریب روایات میں سے ایک روایت ۸۳۹
باب ۸۴۰
قیامت میں رسول خدا ﷺ کی شفاعت اور اس کی انواع ۸۴۰
وتعداد کا بیان
شفاعت عظمیٰ کا بیان ۸۴۰
دیگر انبیاء و مرسلین کے مقابلہ میں حضور ﷺ کی خصوصیات ۸۴۱
شفاعت کی دوسری اور تیسری قسم، عام مسلمان لوگوں کیلئے ۸۴۲
حضور ﷺ کی شفاعت ہے، جن کی نیکیاں اور بدیاں برابر
ہوں گی تاکہ وہ جنت میں داخل ہو جائیں اور ان لوگوں کے
واسطے جن کیلئے دخول جہنم کا حکم ہو چکا ہوگا تاکہ وہ دخول جہنم
سے بچ جائیں
شفاعت کی چوتھی قسم ۸۴۳
جنت میں بغیر حساب داخل کرنے والی اور گنہگار کے ۸۴۳
عذاب میں تخفیف کرنے والی شفاعت کا بیان ۸۴۳
شفاعت کی پانچویں قسم ۸۴۳
شفاعت کی چھٹی قسم ۸۴۳
شفاعت کی ساتویں قسم ۸۴۳
شفاعت کی آٹھویں قسم ۸۴۳
مختلف شفاعتوں سے متعلق مختلف احادیث ۸۴۵
ابی بن کعب کی روایت ۸۴۵
انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی روایت ۸۴۵
قیامت کے دن رسول اللہ ﷺ کی شفاعت ان لوگوں کیلئے ۸۴۵
جنہوں نے اپنی جان ہلاکت میں ڈالی
دیگر انبیاء کی شفاعت ۸۴۶
عبادۃ بن الصامت رضی اللہ عنہ کی حدیث ۸۴۶
حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا شفاعت کے منکر کو جواب ۸۴۶
شفاعت سے متعلق ایک طویل روایت ۸۴۷
شفاعت اور نصف امت کے جنت میں داخلہ کے درمیان ۸۴۸
حضور ﷺ کا اختیار
اے محمد ہم تجھے خوش کر دیں گے ۸۴۸
ایک وفد کا قصہ ۸۴۸
شفاعت کے اہل انبیاء پھر علماء اور پھر شہداء ہوں گے ۸۴۹
حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت ۸۴۹

www.ahlehaq.org

حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ کی روایت ۸۳۹
حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی روایت ۸۳۹
اس حدیث پر مسند الصدیق میں طویل کلام ہو چکا ہے۔ از مصنف ۸۳۹
حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت
جہنم میں مومنین کے ساتھ عظیم رعایت ۸۳۹
حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ کی روایت ۸۵۲
قیامت کے دن مومنین شفاعت کریں گے سوائے لعنت کرنے والوں کے ۸۵۳
مومنین کی اپنے اہل وعیال کیلئے شفاعت ۸۵۳
پانی کے بدلہ شفاعت کا قصہ ۸۵۳
اعمال کی شفاعت صاحب اعمال کیلئے ۵۸۵
ایک واقعہ ۸۵۵
فصل ۸۵۶
اصحاب اعراف کا بیان ۸۵۶
سب سے پہلے جو شخص جہنم سے نکل کر جنت میں داخل ہوگا ۸۵۷
سب سے آخر میں جہنم سے نکلنے والا شخص ۸۶۸
فصل ۸۵۸
مسلمانوں کے نکلنے کے بعد کافرین کے ساتھ پیش آنے والے احوال ۸۶۰
جنت کے دروازوں کے نام ۸۶۱
جنت کی چابی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی شہادت ہے ۸۶۳
اعمال صالحہ اس چابی کے دندانے ہیں ۸۶۳
جنت کے محلات، ان کی بلندی اور فراخی وکشادگی کا بیان
فی سبیل اللہ قلیل العمل اور جنت کی کمترین شے دونوں دنیا ومافیہا سے بہتر ہیں ۸۶۳
فردوس جنت کا سب سے اعلیٰ اور بلند درجہ ہے۔ نماز اور روزہ اللہ کی مغفرت کا سبب ہیں ۸۶۵
جنت کی نہریں فردوس سے پھوٹتی ہیں ۸۶۵
جنت کے درجات متفاوت ہیں لیکن ان کے تفاوت کی مقدار کا اللہ ہی کو علم ہے ۸۶۵
اہل جنت میں سے ادنیٰ اور اعلیٰ جنتی کیلئے نعمتوں کا بیان ۸۶۶
جنت کے بالا خانوں، ان کی بلندی، کشادگی اور فراخی کا ذکر ۸۶۷
اللہ کیلئے آپس میں محبت رکھنے والوں کے محلات ۸۶۷
جنت میں سب سے اعلیٰ ترین مرتبہ "وسیلہ" جس میں حضور ﷺ کھڑے ہوں گے ۸۶۸
وسیلہ جنت کا اعلیٰ ترین درجہ ہے جس کو محمد رسول اللہ کے سوا کوئی نہیں پا سکتا ۸۶۸
جنت کی بنیادوں کا ذکر کہ کس چیز سے اس کی تعمیر ہوئی؟ ۸۶۸
قیام اللیل، کھانا کھلانا اور کثرت صیام کی فضیلت ۸۷۰
جنت کے خیموں کا ذکر ۸۷۱
جنت کی مٹی کا ذکر ۸۷۲
جنت کی نہروں اور درختوں کا بیان ۸۷۲
جنت کی مشہور ترین نہر کوثر کا ذکر ۸۷۳
ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت اور کوثر کی ایک اور تفسیر ۸۷۳
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت ۸۷۳
جنت میں نہر بیدخ کا ذکر ۸۷۳
ایک صحابیہ رضی اللہ عنہ کے سچے خواب کا ذکر ۸۷۳
جنت کے دروازے پر جاری نہر بارق کا ذکر ۸۷۵
اور جنت کی نہروں کے نام ۸۷۵
بہت سی چیزوں کے آسمان پر اٹھائے جانے کا ذکر ۸۷۵
جنت کے درختوں کا بیان ۸۷۶
جنت کے ایسے درخت کا ذکر جس کے سائے تلے سو سال تک تیز رفتار گھوڑا بھاگتا رہے ۸۷۷
شجرہ طوبیٰ ۸۷۷
سدرۃ المنتہیٰ ۸۷۸
جنت کے پھلوں کا ذکر ۸۷۹
اللہ تعالیٰ اپنے فضل کے ساتھ ہمیں بھی ان سے کھلائے گا ۸۸۰
فصل ۸۸۱
اہل جنت کے کھانے پانی کا ذکر ۸۸۱
مذکورہ حدیث کی مؤید ایک دوسری روایت ۸۸۲
بعض جنتیوں کی خواہش کہ وہ کھیتی باڑی کریں، ایک دیہاتی کا واقعہ ۸۸۳
جنتیوں کے سب سے پہلے کھانے کا ذکر ۸۸۳

www.ahlehaq.org

ایک یہودی کا آپ ﷺ سے مکالمہ ۸۸۳
اہل جنت کے لباس، زیورات اور حسن وجمال کا ذکر ۸۸۵
اہل جنت کے بچھونوں کا ذکر ۸۸۷
حورعین کی تعداد اور ان کے زیورات اور بنات آدم کی ان پر فضیلت ۸۸۸
حوروں کی تخلیق کس چیز سے ہوئی ۸۸۸
ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے سوالات اور آنحضرت ﷺ کے جوابات ۸۸۹
جنت میں حوروں کے گانے کا بیان ۸۹۲
اہل جنت کے ہم بستر ہونے کا بیان ۸۹۲
اہل جنت کیلئے بچوں کا ہونا نہ ہونا ۸۹۳
جنت میں صغریٰ موت آئے گی اور نہ کبریٰ موت ۸۹۳
اہل جنت کو کبھی نیند نہ آئے گی ۸۹۵
جنتیوں کو اللہ تعالیٰ کی رضا نصیب ہونے سے متعلق فرمان الٰہی ۸۹۵
اللہ تعالیٰ کے اہل جنت سے ہمیشہ کیلئے راضی ہونے سے متعلق فرمان نبوی ۸۹۵
اللہ تعالیٰ کا اہل جنت کو اور اہل جنت کا اللہ تعالیٰ کو دیکھنا ۸۹۶
اس بات کا بیان کہ اہل جنت جمعہ کے دنوں میں حق تعالیٰ کا دیدار ایسی مجلسوں میں کریں گے جو خاص اس مقصد کے لئے تیار کی گئی ہوں گی ۸۹۶
جمعہ کا دن یوم المزید ہے ۸۹۸
جنت کے بازار کا ذکر ۹۰۰
جنت کی زمین اور جنت کی خوشبو کی مہک ۹۰۱
جنت کی ہوا اور اس کی خوشبو، اس کا پھیلنا، یہاں تک کہ وہ خوشبو کئی سال کی مسافت تک سونگھی جاسکے ۹۰۳
جنت کی روشنی اس کا حسن اس کے صحن کی خوبی اور صبح وشام اس کا خوبصورت منظر ۹۰۳
جنت کی چاہت کا حکم، اللہ کا اپنے بندوں کو اس کی ترغیب دینا اور ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کا حکم فرمانا ۹۰۳
جو آگ سے اللہ کی پناہ مانگے گا اللہ اس کو پناہ دیں گے اور جو جنت کا طلبگار ہوگا اللہ اس کو جنت میں داخل فرمائیں گے بشرطیکہ نیت صادق اور عمل صحیح ہو ۹۰۵
جنت اور دوزخ ایسے شفاعت کرنے والے ہیں جن کی شفاعت قبول کی گئی ہے ۹۰۵
اپنی طاقت بھر جنت کی طلب کرو اور اپنی طاقت بھر دوزخ سے بچاؤ ۹۰۶
جنت کو ناگواریوں نے گھیرا ہے اور دوزخ کو شہوات نے گھیرا ہے ۹۰۶
اللہ کی جنت میں حور کا گیت
جنت کے گھوڑے ۹۰۸
اہل جنت کا ایک جگہ جمع ہونا، ایک دوسرے کی زیارت کرنا اور اچھے وبرے اعمال کا تذکرہ کرنا ۹۰۹
جنت کے متعلق ایک جامع باب اور مختلف احادیث ۹۲
آباء پر اللہ تعالیٰ کا فضل اولاد کے نیک اعمال کی وجہ سے ۹۱۳
جنت اور دوزخ موجود ہیں
جنت والوں کی بعض صفات اور دوزخ والوں کی بعض صفات ۹۱۳
فصل ۹۱۵
فقیر امیروں سے پانچ سو سال پہلے جنت میں جائیں گے ۹۱۵
جنت میں جانے کے لئے اول جن کو پکارا جائے گا وہ اللہ کی تعریف بیان کرنے والے ہوں گے تنگی وخوشی میں ۹۱۶
امت محمدیہ کی جنت میں اکثریت اور بلند درجے اور مرتبے ۹۱۶
صحابہ کی پہلی جماعت اس امت کی بہترین جماعت ہے ۹۱۶
اس امت کی ایک بڑی تعداد بغیر حساب کے جنت میں جائے گی ۹۱۶
جنت اور دوزخ موجود ہیں ان کو پیدا کیا جاچکا ہے نہ یہ کہ وہ تاہنوز وجود میں نہیں آئے جیسا کہ بعض اہل باطل کا خیال ہے ۹۱۷
کئی شوہروں والی بیوی جنت میں اس کے ساتھ ہوگی جس کے اخلاق اچھے تھے ۹۲۰

ختم شد تاریخ ابن کثیر

حصہ سیزدہم، چہاردہم، پانزدہم وشانزدہم

به انتهى البداية وبعده بدأ البداية

www.ahlehaq.org

بسم اللہ الرحمن الرحیم

# تاریخ ابن کثیر……حصہ سیزدہم

## ۵۸۹ ہجری کے واقعات

اس سال سلطان ملک ناصر صلاح الدین یوسف بن ایوب رحمہ اللہ تعالیٰ کی وفات ہوئی، جونہی اس سن کا آغاز ہوا تو وہ پوری طرح صحت مند اور سلامت تھے چنانچہ ایک بار وہ اور ان کے بھائی عادل شکار کے لئے دمشق کی مشرقی جانب نکلے ان کے اور ان کے بھائی کے درمیان یہ طے پایا کہ جب انہیں فرنگیوں (انگریزوں) کے معاملے سے فراغت ہو جائے گی تو وہ رومی علاقوں کی طرف کوچ کریں گے اور اپنے بھائی (عادل) کو بغداد بھیجیں گے، پھر جب دونوں اپنی اپنی مہموں سے سبکدوش ہوں گے تو آذربائیجان کا رخ کریں گے جس میں عجمی علاقہ جات شامل ہیں کیونکہ ان علاقوں کا کوئی دفاع کرنے والا نہیں، اس کے بعد جب ۱۱ صفر کے دن حاجیوں کی آمد ہوئی تو بادشاہ ان کے استقبال کے لئے نکلا، اس وقت ان کے ساتھ ان کے بھتیجے "سیف الاسلام" تھے جو یمن کے والی تھے بادشاہ نے ان کا اکرام و اعزاز کیا اور انہیں اپنے ساتھ رکھا، اور جب قلعہ کی طرف لوٹے تو باب الحدید سے داخل ہوئے، یہ بادشاہ کی آخری سواری تھی جس پر وہ اس دنیا میں سوار ہوئے تھے، پھر انہیں ۱۶ صفر ہفتے کی رات صفراوی بخار یعنی یرقان ہو گیا، صبح کے وقت "قاضی فاضل" (ابن شداد) اور ان کے بیٹے "افضل" ان کے پاس آئے تو بادشاہ ان کے سامنے اپنی گزشتہ شب کی شدید تکلیف کی شکایت کرنے لگے، ایک دوسرے سے بات چیت انہیں بھانے لگی لہٰذا ان کی یہ مجلس بادشاہ کے پاس ذرا طویل ہو گئی پھر ان کے مرض میں اضافہ ہوا اور مسلسل بڑھتا گیا اس حالت کو دیکھ کر چوتھے دن اطباء و حکیم ان کے پاس گئے پھر ان کو خشکی ہو گئی اور اس کی وجہ سے انہیں اتنا پسینہ آیا کہ زمین پر بہنے لگا پھر خشکی تیز ہو گئی تو بادشاہ نے امراء اور سربرآوردہ لوگوں کو بلا بھیجا تو بادشاہ کے بیٹے "افضل نور الدین" کے لئے بیعت لی گئی جو اس وقت دمشق کا نائب تھا اور یہ بیعت کا قصہ اس وقت ہوا جب بہت زیادہ کمزوری اور کبھی کبھار ذہنی تعطل جیسی علامات ظاہر ہونے لگیں، اس حالت میں جو لوگ بادشاہ کے پاس آتے تھے ان میں "قاضی فاضل"، "ابن شداد" اور قاضی شہر ابن زکی شامل تھے۔ پھر صفر کی ستائیسویں تاریخ بدھ کی رات ان کی حالت بہت شدید ہو گئی تو بادشاہ نے کلاسہ کے امام الشیخ ابو جعفر کو آنے کا پیام بھیجا تا کہ وہ رات ان کے پاس قرآن پڑھیں اور جب جان کنی کا عالم ہو تو انہیں شہادت کی تلقین کریں، امام الکلاسہ شیخ ابو جعفر فرماتے ہیں کہ وہ بادشاہ کے پاس قرآن پڑھ رہے تھے اور وہ بے ہوش تھے، جب اس نے "هو الله الذى لا اله الا هو عالم الغيب والشهادة" (سورۂ حشر کی آخری) آیات پڑھیں تو بادشاہ نے آنکھیں کھولیں اور کہا یہ اسی طرح ٹھیک ہے اور جب فجر کی اذان ہوئی تو قاضی فاضل ان کے پاس آئے جب کہ وہ آخری سانس میں تھے، سو جس وقت قاری نے "لا اله الا هو عليه توكلت" آیت پڑھی تو بادشاہ نے تبسم فرمایا اور چہرہ کھل گیا اور اس نے اپنی روح اپنے رب کے سپرد کر دی اور فوت ہو گئے، اللہ تعالیٰ ان پر رحم فرمائے اور انہیں عزت کی جگہ دے اور جنت الفردوس میں ان کا ٹھکانہ بنائے (اس وقت) ان کی عمر کے

ستاون سال ہو چکے تھے کیونکہ ان کی پیدائش ۵۳۲ھ کے آخر میں تکریت میں تمام اسعد ایام میں جو جنت ہوں میں ہوئی تھی۔ یقیناً وہ اسلام کا حامی و محافظ اور کمینے کافروں کے مکر و فریب سے پناہ گاہ تھا یہ چیزیں اسے توفیق الٰہی حاصل ہوئی تھی، اہل دمشق کو اس روز جیسی مصیبت جیسی مصیبت نہیں پہنچی، ہر شخص یہی چاہ رہا تھا کہ کاش! وہ اپنی اولاد اور دوست احباب کو اس پر فدا کر کے اس کی زندگی بچا لیتا، اس عرصہ میں بازار بند رہے اور دکانوں کی نگہداشت کی گئی اس کے بعد لوگوں نے بادشاہ کی تجہیز و تکفین کا آغاز کیا، اس کے تمام اہل و اعیال وہاں موجود تھے، لوگوں میں سے غسل کی ذمہ داری شہر کے خطیب فقیہ دولعی نے لی، اور جس نے کفن اور تجہیز کے اخراجات اپنے ذمے لئے وہ قاضی فاضل تھے انہوں نے یہ چیزیں اپنے حلال مال سے پیش کیں، قاضی اور ان کی چھوٹی بڑی اولاد رو رہے اور پکار رہے تھے، چنانچہ اس حالت کو دیکھ کر لوگ بھی چیخ کے ساتھ گریہ زاری، پھوٹ پھوٹ کر رونے اور اس کے لئے گڑگڑا کر دعا کرنے لگے، پھر اس کے جسم کو اس کی نعش[1] (محافہ) میں جو تابوت میں تھی ظہر کے بعد ظاہر کیا گیا، قاضی ابن زکی نے لوگوں کو اس کی نماز جنازہ پڑھائی اور قلعہ منصورہ میں جو اس کی حویلی میں تھا دفن کیا گیا۔

پھر اس کے بیٹے نے اس کی قبر بنانی شروع کی، اور مسجد القدم کے قریب فقہ شافعیہ کا ایک مدرسہ بھی بنایا جس کے بارے میں بادشاہ نے بہت پہلے وصیت کی تھی مگر یہ تعمیر پایہ تکمیل تک نہ پہنچ سکی اور یہ اس وقت کی بات ہے جب اس کا بیٹا "عزیز" آیا جس نے اپنے بھائی "افضل" کا محاصرہ کیا ہوا تھا، جس کا بیان آگے آئے گا یعنی ۵۹۰ھ میں، پھر افضل نے کلاسہ کی شمالی جانب دار ان میں اس کے لئے ایک گھر خریدا جس کا قاضی فاضل نے کلاسہ میں اضافہ کیا تھا تو افضل نے اسے بنایا اس پر رحمت کی موسلا دھار بارش اور نرمی کے جھونکے پہنچیں۔

عاشوراء ۵۹۲ھ میں اسے وہاں منتقل کیا گیا اور اس مقام کے نیچے، قاضی القضاۃ محمد بن علی القرشی ابن زکی نے افضل کی اجازت سے اس کی نماز جنازہ پڑھائی، بادشاہ کا بیٹا افضل جو ان دنوں شام کا حکمران تھا قبر میں اترا اور خود اسے دفن کیا۔

وہ بیان کرتے ہیں کہ بادشاہ کے ساتھ وہ تلوار بھی دفن کی جو جہادی مہموں میں ان کے پاس رہتی تھی، اور یہ کام قاضی فاضل کے حکم سے کیا گیا، لوگوں نے اس سے یہ نیک فال لی کہ وہ روز قیامت اس پر ٹیک لگا کر اس کے حق کا سہارا لئے ہوئے ان شاء اللہ تعالیٰ جنت میں جا پہنچیں گے اس کے بعد بادشاہ کے عزیز و اقارب نے جامع اموی میں تین دن تک تعزیت کا اہتمام کیا جس میں ہر خاص و عام رعیت اور حکام حاضر ہوتے اور تعزیت کرتے، کئی شعراء نے بادشاہ کے متعلق مرثیے کہے ان میں سے سب سے بہتر مرثیہ جو عماد کاتب نے اپنی کتاب "البرق الشامی" کے اختتام پر تحریر کیا ہے جس کے دو سو دو اشعار تھے شیخ شہاب الدین ابو شامہ نے انہیں کتاب الروضتین میں بیان کیا ہے جس کے کچھ اشعار یہ ہیں:

> "اس نے ہدایت اور اپنی حکومت کو سمیٹا جو بڑی وسیع تھی، زمانے نے اپنی عادت کے مطابق تخلیل کیا اور اس کی اچھائیاں ختم ہو گئیں۔ وہ (بادشاہ) کہاں چلا گیا جس کی شان یہ تھی کہ ہر وقت لوگ اس سے ڈرتے تھے، اور ہمیشہ اس کے رعب و عطیات کی امید کی جاتی تھی۔ وہ شخص کہاں کھو گیا کہ ہماری عبادت و اطاعت اس کے لئے ہوتی تھی اور وہ اپنے رب کا مطیع و فرمانبردار تھا، خدا کی قسم! اس مرد ملک کہاں گیا جس کی نیتیں اللہ تعالیٰ کے لئے خالص تھیں، بتاؤ وہ کہاں گیا جو ہمیشہ ہمارا بادشاہ رہا جس کی بخشش کی امید اور اس کے حملوں کا خوف کیا جاتا ہے، وہ کہاں چلا گیا جس کی خوبیوں کے باعث زمانے نے شرف حاصل کیا۔ اور اس کی بزرگی اور شرافت نے فضلاء پر فوقیت حاصل کر لی وہ کہاں گیا جس کی جنگی مہارتوں کے سامنے انگریز ذلیل ہو کر سرنگوں ہو گئے۔ اور اس نے ان جنگوں کے ذریعے بدلے لئے، اس کی تلواریں دشمنوں کے گلے کا طوق اور اس کے انعام عمدہ گھوڑوں کے گلے کا ہار ہیں۔"

مندرجہ ذیل اشعار بھی اسی کے ہیں:

> "بلندی، پناہ اور ہدایت کی حفاظت کون کرے گا؟ جنگ کرنے اور عطا کرنے والا کون ہے؟! اس نے اپنی حکومت کی بقا بڑی تاخیر سے مانگی جبکہ تیز رو بادشاہ کی بقا کو بھی بھروسہ تھا، وہ ایسا سمندر تھا جس کی سخی نے خشکی کو سمندر بنا دیا اور اس کی تلوار سے بلاد و ساحل مفتوح ہوئے، اس کے زمانہ کے اہل حق اس کے جاہ و جلال سے اہل باطل کے پاس اترتے تھے، اس کی بجلی

---

(۱) محافہ: مانند چارپائی جس پر بادشاہ کو بیمار ہونے کے بعد اٹھاتے ہیں۔ محشی

www.ahlehaq.org

> فتوحات میں سے فتح قدس ہے جس نے بلا مقابلہ اس کے فضل کو باقی رکھا، میں تیری قبر کے لئے بارش کا سوالی نہیں کیونکہ میں نے دیکھا کہ تیری سخاوت نے بارش کو شرمسار کر رکھا ہے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی تجھے سیراب کرے، مجھے مسلسل برسنے والے بادلوں کی سیرابی اچھی نہیں لگتی۔"

**آپ کا ترکہ اور کچھ حالات** ...... عماد وغیرہ نے فرمایا ہے کہ آپ نے اپنے خزانے میں سوائے ایک منقش دینار اور چھتیس دراہم کے کچھ نہیں چھوڑا اور دوسروں نے بیان کیا ہے کہ سینتالیس دراہم چھوڑے، نہ کوئی گھر چھوڑا نہ جائداد نہ کھیت نہ باغ اور نہ کسی قسم کی املاک ترکہ میں چھوڑی، آپ کی اولاد میں سے سترہ لڑکے اور ایک بچی ہے اس کے علاوہ بقیہ اولاد آپ کی زندگی میں ہی وفات پا گئی اور جو آپ کے بعد باقی بچے وہ سولہ لڑکے ہیں جن میں سے سب سے بڑے لڑکے کا نام ملک نور الدین علی تھا جو مصر میں عید الفطر کی رات ۵۶۵ھ میں پیدا ہوئے، پھر عزیز عماد الدین ابو الفتح عثمان جو جمادی الاولیٰ ۵۶۷ھ کو مصر میں پیدا ہوئے پھر ظافر مظفر الدین ابو العباس خضر شعبان ۵۶۸ھ کو مصر میں پیدا ہوئے یہ افضل کے سگے بھائی تھے۔

پھر ظاہر غیاث الدین ابو منصور غازی مصر میں نصف رمضان سن ۵۶۸ھ میں پیدا ہوئے پھر عزیز فتح الدین ابو یعقوب اسحاق ربیع الاول ۵۷۰ھ کو دمشق میں پیدا ہوئے پھر نجم الدین ابو الفتح مسعود جو عزیز کے سگے بھائی ہیں ۵۷۱ھ میں دمشق میں پیدا ہوئے پھر اغر شرف الدین ابو یوسف یعقوب ۵۷۲ھ کو مصر میں پیدا ہوئے یہ بھی عزیز کے سگے بھائی ہیں پھر زاہر مجیر الدین ابو سلیمان داؤد جو ظاہر کے سگے بھائی ہیں ۵۷۳ھ مصر میں پیدا ہوئے پھر ابو الفضل قطب الدین موسیٰ جو افضل کے سگے بھائی ہیں وہ بھی ۵۷۳ھ میں مصر میں پیدا ہوئے انہیں مظفر کا لقب بھی دیا گیا ہے اس کے بعد اشرف معز الدین ابو عبد اللہ محمد ۵۷۵ھ کو شام میں پیدا ہوئے پھر محسن ظہیر ابو العباس احمد ۵۷۷ھ کو مصر میں پیدا ہوئے یہ اپنے سے پہلے بھائی کے سگے بھائی ہیں۔

پھر معظم فخر الدین ابو منصور توران شاہ ربیع الاول ۵۷۷ھ کو مصر میں پیدا ہوئے اور ۶۵۸ھ کو ان کی وفات ہوئی اس کے بعد جواد رکن الدین ابو سعید ایوب جو معز کے سگے بھائی ہیں ۵۷۸ھ کو پیدا ہوئے، پھر غالب نصیر الدین ابو الفتح ملک شاہ رجب ۵۷۸ھ کو پیدا ہوئے یہ معظم کے سگے بھائی ہیں، پھر منصور ابو بکر جو معظم کا ماں باپ شریک بھائی ہے حران میں بادشاہ کی وفات کے بعد پیدا ہوا اس کے بعد عماد الدین شادی ام ولد سے پیدا ہوا، نصر الدین مروان بھی ام ولد سے پیدا ہوا اور آپ کی جو بیٹی تھی ان کا نام مونسہ خاتون تھا ان سے ان کے چچازاد ملک کامل محمد بن عادل ابو بکر بن ایوب نے نکاح کیا، اللہ تعالیٰ ان پر رحم کرے۔

**مال نہ چھوڑنے کی وجہ** ...... بادشاہ نے جو اموال و املاک نہیں چھوڑے تو اس کی وجہ اس کا جود و کرم اور اس کا اپنے امراء وغیرہ حتیٰ کہ دشمنوں تک کے ساتھ احسان مندی ہے، اس کے متعلق پہلے بہت گذر چکا ہے، وہ بہت کم لباس، خوراک اور سواری والا تھا وہ سوائے سوتی کتانی اور اونی کے دوسرا لباس نہیں پہنتا تھا، اور نہ کسی غلط کام کی طرف اس نے قدم اٹھایا اور خصوصاً جبکہ اللہ تعالیٰ نے اسے سلطنت سے نوازا، بلکہ اس کا نصب العین اور سب سے بڑا مقصد اسلام کی نصرت، دشمنان اسلام کو ہزیمت دینا تھا وہ اس جنگی پالیسی میں صرف اپنی اور ان لوگوں کی رائے شامل کرتا تھا جن پر اسے رات دن بھروسہ تھا، عماد و قاضی فاضل ہی ہے، عماد و فضائل اور مناقب، علم لغت و ادب اور تاریخ میں بڑے نوکے فوائد حاصل تھے اس بارے میں یہاں تک کہا جاتا ہے کہ اسے مکمل "حماسہ" یاد تھا اور نمازوں کو ان کی اوقات میں جماعت کی پابندی کے ساتھ ادا کرتا تھا۔

لوگ کہتے ہیں کہ وفات سے پہلے ایک لمبا عرصہ تک اس کی نماز باجماعت فوت نہیں ہوئی، اور یہی حال مرض وفات میں رہا امام خود اس کے پاس پہنچتا اور اسے نماز پڑھاتا، اور بادشاہ باوجود ضعف کے مشقت قیام برداشت کرتا، چونکہ اسے لغت و ادب میں خاص ملکہ حاصل تھا اس لئے جو بحث مباحثہ اس کے سامنے کیا جاتا بادشاہ اسے سمجھتا اور اس میں اچھے طریقے سے مشارکت کرتا اگرچہ یہ مشارکت اصطلاحی انداز میں نہ ہوتی، قطب نیشاپوری نے اس کے لئے عقائد کے متعلق ایک تالیف کی تھی وہ خود اس کی اولاد میں سے جو کچھ بوجھ رکھتے وہ بھی یاد کرتے تھے قرآن مجید، حدیث شریف اور علمی باتیں سنتا اسے پسند تھا وہ پابندی سے حدیث کا سماع کرتا اور اس کی علمی لگن کا یہ عالم تھا کہ دوران جہاد صف بندی کے عالم میں بھی حدیث کا ایک جزء سنتا تھا(۱) اور اس پر مسرور ہوتا تھا اور کہتا تھا کہ یہ ایسا موقع ہے کہ اس موقع پر کسی نے حدیث کا اس طرح سماع نہیں کیا ہوگا، یہ کام

---

(۱) [illegible] هذا موقف لم يسمع احد في مثله حديثا علوی

www.ahlehaq.org

لہٰذا کاتب کے مشورے سے ہوتا تھا، حدیث سنتے وقت اس کا دل نرم پڑ جاتا اور فوراً آنسو بہہ پڑتے۔

وہ دینی احکام کی بڑی تعظیم کرتا، اس کے بیٹے ظاہر نے حلب میں ایک نوجوان جسے "شہاب سہروردی" کہا جاتا تھا کی مرافقت اختیار کر لی تھی، وہ نوجوان کیمیا سازی، شعبدہ بازی اور کئی نیرنگیات و تماشے بھی جانتا تھا، جس سے بادشاہ کا بیٹا فتنے میں پڑ گیا، بادشاہ نے اسے قربت و رفاقت، الفت و محبت کا بھانس دیکھا جب دیکھا کہ یہ علماء کا مخالف ہے تو اپنے بیٹے کو لکھا کہ اسے ضرور قتل کر دو چنانچہ ظاہر نے اپنے والد کے حکم سے اسے صلیب دی اور اس کی افتراء پردازی کی شہرت کی۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ نہیں ایسا نہیں بلکہ ظاہر نے اسے دو دیواروں کے درمیان قید کر دیا تھا یہاں تک کہ گھٹن سے اس کی جان نکل گئی، یہ واقعہ ۵۸۶ھ کا ہے۔

وہ تمام لوگوں میں جسمانی طور پر سب سے قوی اور قلبی طور پر سب سے بہادر تھا، باوجودیکہ اس کا جسم کئی بیماریوں اور تکالیف کا شکار ہو چکا تھا اور اس کی شجاعت کے لئے عکا کے محاصرہ میں جو ان کے لشکر کی کثرت اور امداد تھی وہ حیرت انگیز ثابت ہوئی ان جنگجوؤں کی مجموعی تعداد پانچ لاکھ تک پہنچ گئی تھی اور ایک اندازے کے مطابق چھ لاکھ، جن میں سے ایک لاکھ جانبازوں کو اس نے قتل کر دیا۔

جب جنگ ختم ہو گئی اور انہوں نے عکا کو لے لیا اور وہاں جو مسلمان موجود تھے انہوں نے انہیں قتل کر دیا اور تمام کے تمام قدس کی طرف چل نکلے، بادشاہ منزل بمنزل ان (فوجیوں) کے ساتھ چلتا، دشمن تعداد میں اس کی فوج سے دوگنے چوگنے تھے اس کے باوجود اللہ تعالیٰ نے اس کی مدد اور دشمن کو رسوا کیا اور یہ ان سے پہلے قدس پہنچ گیا قدس کو ان سے بچایا اور اپنی حفاظت میں لے لیا اور اپنے لشکر سمیت وہاں مسلسل ٹھہر کر انہیں خوفزدہ کرتا رہا، اور ان پر رعب و غلبہ پاتے پاتے ان کے علاقے چھیننے لگا یہاں تک کہ وہ اس سے عاجزی کا اظہار کرنے لگے اور تھک گئے بالآخر صلح پر مجبور ہوئے وہ اس کے پاس یہ پیغام لے کر حاضر ہوئے کہ ان اور اس کے درمیان جنگ بندی کی جائے تو اس نے ان کی صلح کو اپنی مرضی کے موافق قبول کیا نہ کہ ان کی رضامندی پر، وہ اللہ تعالیٰ کی ایک رحمت تھی جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے مومنوں پر رحم کیا، ابھی یہ چند سال نہ گذرے تھے کہ اس کا بھائی عادل بھی شہروں پر قابض ہو گیا جس کی وجہ سے مسلمان معزز اور کفار ذلیل ہوئے، وہ بڑا وسیع دست اور خوش خلق اور کشادہ رو تھا، نیکی کا کام کرنے سے ملول نہیں ہوتا، اچھائی اور نیکی کے کاموں میں بہت مستقل مزاج تھا، پس اللہ تعالیٰ کی اس پر رحمت ہو، شیخ شہاب الدین ابو شامہ نے اس کی سیرت و تاریخ اور اس کے ظاہر و باطن میں اعتدال کو بڑے اچھے انداز سے بیان کیا ہے۔

## فصل

اس نے مفتوحہ علاقوں کو اپنی اولاد میں تقسیم کر رکھا تھا چنانچہ دیار مصر کو اپنے بیٹے عماد الدین ابو الفتح کو، دمشق اور اس کے گرد و نواح کا علاقہ اپنے بڑے بیٹے افضل نور الدین علی کو، مملکت حلب ظاہر غازی غیاث الدین کو اور کرک اور شوبک اپنے بھائی عادل کو اور بلاد مصر اسی طرح کے کئی شہر فرات کا علاقہ اور اس کی چراگاہ اور اس کے ساتھ کئی معاملات ملک منصور محمد بن تقی الدین عمر جو سلطان کا بھتیجا تھا اس کو، اور حمص، رحبہ اور کوف اسد الدین ابن شیرکوہ بن ناصر الدین بن محمد بن اسد الدین شیرکوہ کبیر کو، جو نجم الدین ایوب کے باپ کا بھائی ہے، اور یمن اپنے قلعوں اور صوبوں سمیت تمام کا تمام سلطان صلاح الدین کے بھائی سلطان ظہیر الدین سیف الاسلام طغتکین بن ایوب کو، بعلبک اور اس کے مضافات امجد بہرام شاہ بن فروخ شاہ کو، بصری اور اس کے اطراف ظافر بن ناصر کو ملے۔

پھر جب صلاح الدین کی وفات ہوئی تو ان تمام ممالک کے حالات میں کھلبلی مچ گئی، بالآخر ان تمام ممالک کا اجتماع و استقرار ملک عادل ابوبکر صلاح الدین کے ہاتھ پر مجتمع ہو گیا اور اس کی اولاد میں مملکت، زوال و دوام ہو چکی جیسا کہ عنقریب ان شاء اللہ اس کا بیان ہوگا۔

اس سال خلیفہ ناصر الدین اللہ نے بغداد میں مدرسہ نظامیہ کی کتب کا نیا کتب خانہ بنایا، جس میں کئی ہزار خوبصورت اور قیمتی کتابیں لایا۔

اس سال محرم میں شہر بغداد میں ایک عجیب واقعہ پیش آیا کہ ایک تاجر کی بیٹی حسین میں اپنے باپ کے غلام پر عاشق ہو گئی، اس کا جب لڑکی

www.ahlehaq.org

کے باپ کو علم ہوا تو اس نے غلام کو گھر سے باہر نکال دیا، کسی وقت لڑکی نے اس سے وعدہ لے لیا کہ وہ رات کو اس کے پاس آئے چنانچہ وہ چھپ کر وہاں آنکلا تو لڑکی نے اسے گھر کے کسی حصہ میں چھوڑ دیا، رات کو جب اس کا باپ آیا تو لڑکی نے غلام کو اپنے باپ کے قتل کا حکم دے دیا سو اس غلام نے اس کو قتل کر دیا اور ساتھ ہی اپنی حاملہ ماں کے قتل کا بھی کہا، اس لڑکی نے غلام کو وہ ہزار دینار کی قیمت کا زیور دیا صبح اس کا کیس پولیس کے ہاں پیش ہوا تو وہ غلام گرفتار کیا گیا اللہ اس کا ناس کرے، اس کا مالک جسے اس نے قتل کیا نیک شخص اور بڑا صدقہ وخیرات کرنے والا تھا، اسی سال مدرسہ جدیدہ میں معروف کرخی کی قبر کے نزدیک شیخ ابوعلی الحوبانی نے درس دیا جس میں قضاۃ واعیان بھی حاضر ہوئے وہاں اس نے ایک دعوت کا انتظام کیا۔

**اس سال فوت ہونے والے اعیان**...... سلطان صلاح الدین یوسف بن ایوب ابن شاذی آپ کے حالات وفات پہلے وضاحت سے بیان ہو چکے ہیں۔

**امیر بکتمر صاحب خلاط**...... یہ اسی سال قتل ہوئے، یہ بڑے نیک بہادر اور اچھی سیرت والے بادشاہوں میں سے تھے۔

**اتابک عزالدین مسعود**...... بن مودود بن زنگی، یہ موصل کے تقریباً ۱۳ سال حاکم رہے، یہ بھی نیک سیرت بادشاہوں میں سے تھے، نسب میں نورالدین شہید ان کے چچا لگتے تھے، اسے اس مدرسہ کے قریب قبرستان میں دفن کیا گیا جو (مدرسہ) اس نے تعمیر کرایا تھا۔

**جعفر بن محمد بن قطیرا**...... عراق میں ایک کاتب تھا جس کا نام ابوالحسن تھا وہ شیعہ مسلک سے تعلق رکھتا تھا، اس طرح کے لوگ ان علاقوں میں بکثرت پائے جاتے تھے "اللہ تعالیٰ ان کی تعداد کم کرے" ابن قطیرا کے پاس اسی طرح کا ایک شخص آکر کہنے لگا کہ گذشتہ شب میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خواب میں دیکھا جو فرما رہے تھے کہ تم ابن قطیرا کے پاس جاؤ وہ تمہیں دس دینار دے گا، ابن قطیرا نے پوچھا تو نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو کب دیکھا؟ اس نے کہا رات کے ابتدائی حصہ میں اس پر ابن قطیرا نے کہا کہ میں نے انہیں رات کے آخری حصہ میں دیکھا وہ فرما رہے تھے کہ جب تمہارے پاس اس شکل وصورت کا آدمی آئے اور تم سے کسی چیز کا مطالبہ کرے تو اسے کچھ نہ دینا، یہ بات سن کر وہ شخص پیٹھ دے کر چل پڑا تو ابن قطیرا نے اسے بلا بھیجا اور اسے کچھ عطا کیا۔

اس کے کچھ اشعار جن میں سے ابن ساعی نے بعض ذکر کئے ہیں اس سے پہلے یہ اشعار کسی اور کے بیان میں گذر چکے ہیں:

> مجھ پر جب مصائب وآلام کے پہاڑ ٹوٹے تو میں نے قابل اعتماد کی تلاش میں لوگوں کو پرکھا، اپنی خوشی اور تنگی کے ایام میں غور فکر کی اور قبائل میں یہ اعلان کر دیا کہ کوئی مددگار ہے؟ سو مجھے مصیبت پر خوش ہونے والے کے علاوہ کسی نے دکھ نہیں دیا اور حاسد کے سوا مجھے کسی نے خوش نہیں کیا۔

**یحییٰ بن سعید غازی**...... ابوالعباس بصری حریری مقامات کے مؤلف، یہ شاعر، ادیب اور بڑے فاضل تھے انہیں لغت ونظم (اشعار) پر بڑی دسترس حاصل تھی، ان کے کہے ہوئے اشعار یہ ہیں:

> "نازک بدن عورت کے گانے کی آواز میرے کان میں لطف کو کھینچ لاتی ہے، بلا مشقت ہر کان میں آواز پہنچ جاتی ہے اور کان کے دروازے اسے کبھی واپس نہیں کیا کرتے اور نہ کبھی وہ زیارت کرنے والے کے پاس اجازت لے کر آتا ہے۔"

**سیدہ زبیدہ**...... امام مقتفی لامر اللہ کی بیٹی اور مستنجد کی بہن مستضیٔ کی پھوپھی تھیں، آپ نے بڑی لمبی عمر پائی، ان کے صدقات بہت پھیلے ہوئے تھے، سلطان کے زمانہ میں مسعود نے ان سے ایک لاکھ دینار مہر پر نکاح کیا لیکن خدا کی قدرت انہیں گھر لانے سے قبل ہی فوت ہو گئے، یہ واقعہ ان کے لئے بڑی ناپسندیدگی کا سبب بنا مگر کچھ عرصہ بعد انہیں اپنا مقصود ومطلوب حاصل ہو گیا۔

**شیخہ صالحہ فاطمہ خاتون**...... بنت محمد بن الحسن الحدیہ، بڑی عبادت گذار اور صاحب ورع وتقویٰ خاتون تھیں، انہوں نے ایک سو چھ سال

واعیال کے اشتیاق میں مصر واپس لوٹ گیا۔

افضل نے اپنے والد کی وفات کے بعد معاملات کو بگاڑ دیا اپنے والد کے مقرر کردہ امراء اور خواص کو دور کر دیا اور اجنبیوں کو اپنے ساتھ ملا لیا شراب اور چیزوں کے پینے اور لہو ولعب میں لگ گیا اس کا وزیر ضیاء الدین ابن الاثیر الجزری اس پر مکمل کنٹرول حاصل کر چکا تھا اور اسی نے افضل کو اس طرف لگایا تھا، سو خود بھی ہلاک ہوا اور اسے بھی ہلاک کیا خود بھی بھٹکا اور اسے بھی راہ سے برگشتہ کر دیا اس طرح آسائش ان سے جاتی رہی جیسا کہ عنقریب بیان ہوگا۔

اسی سال غزنہ کے بادشاہ اور کفار ہند کے درمیان ایک زبردست معرکہ وجود میں آیا وہ ایک کروڑ جنگجوؤں کو لے کر جن کے ساتھ سات سو ہاتھی تھے جن میں سفید ہاتھی بھی تھا جس کی نظیر نہ ملتی تھی، اس شاہ غزنہ کی طرف متوجہ ہوئے، اس کے بعد دونوں لشکر گتھم گتھا ہو کر ایسی زوردار جنگ لڑے کہ جس کی کوئی نظیر نہیں، شہاب الدین نے انہیں ملتان نامی شہر کے قریب شکست فاش دی یہ کافی بڑا شہر ہے، کفار کے بادشاہ کو قتل کر کے اس کے اور اس کے شہروں کے ذخائر پر قبضہ کر لیا ہاتھیوں کو مال غنیمت بنا کر ملک کے بڑے شہر میں داخل ہو گیا اور ان کے خزانوں سے ۱۴سو اونٹ سونے کے لاد کر اپنے ملک صحیح سالم غازی بن کر واپس لوٹ گیا۔

اسی سال سلطان خوارزم شاہ تکش جسے ابن الاصبہانی بھی کہا جاتا تھا رے کے علاقوں پر حکومت قائم کر لی اور سلطان طغرل بیگ سلجوقی سے صلح کر لی اس سے پہلے وہ "رے" کے علاقوں اور اپنے بھائی کی تمام حکومت اور خزانوں پر قبضہ کر چکا تھا جس سے اس کی شان وشوکت بڑھ گئی پھر جب اسی سال ربیع الاول کا مہینہ آیا تو خوارزم شاہ اور سلطان طغرل کے درمیان جنگ ہوئی جس میں سلطان طغرل قتل ہو گیا اور اس کے بعد اس کے سر کو خلیفہ کے پاس بھیج دیا گیا خلیفہ نے سر کو کئی دن باب النوبہ(۱) پر لٹکائے رکھا، پھر خلیفہ نے خوارزم شاہ کی طرف تحائف اور احکام بھیجے، خوارزم نے ہمدان اور دیگر وسیع علاقوں پر بھی تسلط حاصل کر لیا۔

اسی سال خلیفہ نے شیخ ابوالفرج ابن الجوزی کو واسط کی طرف ان سے ناراض ہو کر جلاوطن کر دیا اور وہاں وہ بغیر کھائے پندرہ دن ٹھہرے رہے اور وہاں اپنی ضروریات نفس کی خاطر پانچ سال مستقل قیام کر لیا، آپ انتہائی بوڑھے تھے اس وقت آپ کی عمر اسی سال کو پہنچ چکی تھی، آپ روزانہ رات دن میں ایک قرآن کریم ختم کرتے۔ کہتے ہیں کہ میں اپنے بیٹے یوسف کے غم میں سورۂ یوسف کو پڑھا کرتا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے میرا معاملہ حل کر دیا جیسا کہ عنقریب آئے گا۔ (ان شاء اللہ تعالیٰ)

## اس سال فوت ہونے والے

**احمد بن اسمٰعیل بن یوسف** ...... ابوالخیر قزوینی شافعی المسلک مفسر ہیں، بغداد پہنچے تو نظامیہ میں وعظ کہتے، اصول میں امام اشعری کا قول اختیار کرتے تھے، عاشوراء کے دن آپ بیٹھے تھے کہ کسی نے کہا کہ یزید بن معاویہ رضی اللہ عنہ پر لعنت کریں تو آپ نے فرمایا وہ مجتہد قابل اتباع امام تھے اس پر لوگوں نے انہیں اینٹیں ماریں اس حالت میں وہ چھپ گئے اور پھر وہاں سے فرار ہو گئے۔

**ناظم شاطبیہ ابن الشاطبی** ...... ابوالقاسم بن فیرہ بن ابی القاسم خلف بن احمد رعینی شاطبی نابینے قرآت سبعہ کے متعلق شاطبیہ کتاب کے مصنف، یہ ایسی کتاب ہے کہ اس سے آگے کوئی کتاب چل نہیں سکتی اور نہ ہی اس میں الحاق اور اضافے کی ضرورت ہے، اس میں رموز واسرار کے خزانے ہیں کہ جن کو صرف ناقد اور صاحب بصیرت شخص ہی پا سکتا ہے اس کے ساتھ ساتھ وہ نابینے تھے ۵۳۸ھ میں پیدا ہوئے، شاطبیہ اندلس کی شرقی جانب ایک گاؤں ہے، آپ فصیح آدمی تھے، آپ سے شہر کی خطابت سنبھالنے کی خواہش ظاہر کی گئی لیکن آپ یہ عہدہ قبول کرنے سے رک گئے کیونکہ خطباء منبروں پر بادشاہوں کی توصیف وتعریف میں بڑی مبالغہ آرائی سے کام لیتے تھے۔

دمشق بھی جب حج کے لئے روانہ ہوئے تو اسکندریہ تشریف لائے وہاں سلفی کو سماع کرایا، یہ دیکھ کر قاضی فاضل نے انہیں اپنے مدرسہ میں قراءت کا منصب سونپا، پھر آپ نے قدس کی زیارت کی اور رمضان وہیں پر گزارا، وہاں سے قاہرہ واپس آئے، اسی سال وہیں جمادی الآخری

---

(۱) یہ وہ دروازہ ہے جو سلطان وغیرہ کے لئے بنایا جاتا ہے۔ حموی

www.ahlehaq.org

میں آپ کی وفات ہوئی اور قاضیہ کے قبرستان کے قریب قرافہ میں آپ کو دفن کیا گیا آپ بڑے متدین خشوع و خضوع کے ساتھ عبادت کرنے والے اور بڑے وقار والے تھے فضول گفتگو آپ کی عادت نہ تھی، آپ اکثر ان اشعار کو بطور مثال پڑھا کرتے تھے۔

> کیا تو آسمان میں اس اڑنے والی چیز کو چھپاتا ہے جب وہ چمکتی ہے تو لوگ بھی جوش و حرکت میں آجاتے ہیں، کبھی تو اسے ہوا پائے گا اور کبھی وہ تجھے سواری نظر آئے گی جو امیر بھی اس پر چڑھتا ہے قیدی بنا دیا جاتا ہے، وہ تقویٰ پر ابھارتی ہے لیکن اس کے قرب کو ناپسند سمجھا جاتا ہے، ہر شخص اس سے بھاگتا ہے حالانکہ وہ ڈرانے والی ہے، اور رغبت سے اس کی زیارت نہیں کی جاتی بلکہ زیارت کیے جانے والے کی مرضی کے خلاف وہ زیارت کرتا ہے۔

## آغاز ۵۹۱ھ

اس سال زلاقہ کی جنگ اندلس کے شہر قرطبہ کے شمال بمقام مرج الحدید میں ہوئی، یہ بہت بڑا معرکہ ہوا جس میں اللہ تعالیٰ نے اسلام کی مدد فرمائی اور پرستاران صلیب کو بے یار و مددگار چھوڑ دیا اور یہ واقعہ اس طرح پیش آیا کہ الفنش جو کہ بلاد اندلس میں فرنگیوں کا بادشاہ تھا جس کا دارالحکومت طلیطلہ شہر میں تھا اس نے مغرب کے حاکم یعقوب بن یوسف بن عبدالمومن کو اس کی تعریف کرتے ہوئے، اسے عرض و گذارش کرتے اور اسے اپنی طرف بے اعتنائی کرتے ہوئے خط لکھا اور اس سے مقصد یہ تھا کہ حاکم مغرب ان لوگوں میں شامل ہو جائے جو الفنش کی غلامیوں اور جنگوں میں اس کے سامنے جھک جائیں گے، یہ خط کافی طویل تھا جس میں دھمکی ڈراوا اور تہدید و ترہیب اور سخت کلامی کی باتیں تھیں، اس پر سلطان یعقوب بن یوسف نے جوابی خط لکھا جس کے سر نامے پر قرآن مجید کی آیت ارجع الیہم فلنأتینہم بجنود لا قبل لہم بہا ولنخرجنہم منہا اذلۃ وہم صاغرون۔ اس کے بعد انتہائی جوش میں اپنے لاؤ لشکر میں کھڑا ہوا یہاں تک کہ اس نے جزیرۃ الخضراء کی گھاٹیاں قطع کیں اور مقام مذکور میں دونوں فوجیں آمنے سامنے آ گئیں۔ ابتداء میں مسلمان زد میں آئے ان کے بیس ہزار آدمی قتل ہوئے اور آخر میں کفار کی حالت دگرگوں ہوئی اللہ تعالیٰ نے انہیں شکست دی اور ان کی قوت کو پاش پاش کر دیا انہیں بڑی بری شکست ہوئی، ان کے ایک لاکھ ۴۳ ہزار آدمی قتل اور تیرہ ہزار قیدی بنا لیے گئے مسلمانوں نے ان سے کافی مقدار میں مال غنیمت جمع کیا جن میں ایک لاکھ ۴۳ ہزار خیمے ۴۶ ہزار گھوڑے ایک لاکھ خچر اور اتنی ہی مقدار میں گدھے ستر ہزار مکمل اسلحہ اسی طرح کی اور کئی چیزیں شامل تھیں، یعقوب حاکم مغرب نے ان کے بہت سے قلعوں پر قبضہ کر لیا ایک مدت تک ان کے شہر طلیطلہ کا محاصرہ کیا پھر جب وہ فتح نہ ہو سکا تو واپس اپنے علاقوں کی طرف لوٹ گیا۔

الفنش کو جب وہ چیز حاصل ہو گئی جو حاصل ہوئی تھی تو اس نے اپنی داڑھی اور سر منڈوا دیا صلیب توڑ دی، بجائے گھوڑے کے گدھے پر سوار ہونے لگا کیونکہ اس نے قسم کھائی تھی کہ وہ گھوڑے پر سوار نہیں ہوگا اور نہ لذیذ کھانا کھائے گا اور نہ ہی اپنی بیوی کے پہلو میں لیٹے گا یہاں تک کہ نصرانیت اس کی مدد کرے۔ اس کے بعد وہ فرنگیوں کے بادشاہوں کے پاس جا جا کر لشکر جمع کرنے لگا جس کی تعداد اللہ ہی جانتے ہیں، اس کی حالت کو دیکھ کر سلطان یعقوب پھر تیار ہو گئے، دونوں کی مڈبھیڑ ہوئی اور دونوں فوجوں نے انتہائی زبردست خونریز معرکہ کیا کہ اس کی نظیر نہیں مل سکتی، بہرحال اس موقع پر بھی فرنگیوں کو پہلی شکست سے بھی بری شکست سے دوچار ہونا پڑا۔

مسلمانوں نے جتنی پہلے غنیمت حاصل کی اس سے دوگنی بلکہ اس سے زیادہ حاصل کی، سلطان نے ان کے بہت سے مقامات اور قلعوں پر قبضہ حاصل کر لیا، وہی اللہ تعالیٰ ہی کی تعریف و احسان تھا اور یہاں تک بتایا جاتا ہے کہ ایک قیدی ایک درہم میں اور ایک گھوڑا پانچ درہم میں، خیمہ بھی ایک درہم میں اور تلواریں اس سے بھی کم قیمت میں فروخت کی گئیں، سلطان نے ان غنائم کو شرعی طریقے کے مطابق تقسیم کیا، مسلمان مجاہدین ہمیشہ کے لئے مستغنی ہو گئے اس کے بعد فرنگیوں نے سلطان سے امان کا مطالبہ کیا لہٰذا سلطان نے ان سے پانچ سال تک جنگ نہ کرنے پر صلح کر لی اور ایسا کرنے پر انہیں اس بات نے ابھارا کہ ایک آدمی تھا جسے علی بن اسحاق التوزری کہا جاتا تھا اور یہ "معظم" سے معروف تھا یہ شخص افریقی علاقوں میں ظاہر ہوا اس نے بادشاہ کی عدم موجودگی میں کئی مشکل امور سرانجام دیے اور تین سال تک فرنگیوں کے ساتھ خوب بیکار رہا اور اس طرح اس توزری نے صحراء میں

گئی، نامناسب امور پیدا کئے اور زمین کو فساد سے بھر دیا کافی مقدار میں لوگوں کو قتل کیا اور کافی شہروں پر قبضہ جمالیا۔

اسی سال اور اس سے پچھلے سال خلیفہ کا لشکر بلاد ری، اصبہان، ہمدان اور خوزستان اس کے علاوہ اور کئی علاقوں پر چھا گیا اس طرح خلافت کا پلہ بادشاہوں اور دیگر ممالک کے مقابلہ میں بھاری ہو گیا۔ اسی سال عزیز نے مصر سے اپنے بھائی افضل کے خلاف اور اس سے دمشق غصب کرنے کے ارادے سے خروج کیا جبکہ افضل نے توبہ و انابت اختیار کر لی شراب لہو و لعب وغیرہ سب کام چھوڑ دیئے، اور نماز روزے کا پابند ہو گیا اور اپنے ہاتھ سے قرآن مجید لکھنے میں لگ گیا اس کی روش بہتر ہو گئی مگر اس کا وزیر ضیاء جزری اس کی حکومت خراب کر رہا تھا اور اس کے صاف پن کو گدلا کر رہا تھا، جب افضل کو اپنے بھائی کے رخ کا علم ہوا تو فوراً اپنے چچا عادل کے پاس جا پہنچا جو اس وقت مصر میں تھے ان سے مدد مانگی، عادل اس کے ساتھ روانہ ہو گیا اور اس سے پہلے ہی دمشق پہنچ گئے، یہاں سے افضل اپنے بھائی ظاہر کے پاس بھی گیا اور یہ خود حلب میں تھا تو دونوں دمشق کی طرف چل پڑے، جب عزیز کو اس کی خبر ہوئی تو اس وقت وہ دمشق کے قریب پہنچ چکا تھا تو وہ جلد ہی مصر کی طرف واپس لوٹ گیا۔

یہ دیکھ کر عادل اور افضل اس کے پیچھے لگ گئے تاکہ اس سے مصر چھین سکیں، دونوں مصر کو تہائی عادل کو دینے پر اتفاق کر چکے تھے جبکہ دو تہائی افضل کا ہوگا، پھر اس سلسلہ میں عادل کو ایک ترکیب سوجھی لہٰذا اس بات کو درست کرنے کے لئے عزیز کو پیغام بھیجا اور افضل کو منع کرنے لگا ان دونوں نے مقام بلبیس میں کئی روز قیام کیا تا آنکہ قاصد قاضی فاضل عزیز کی جانب سے ان دونوں کے پاس آیا آخرکار اس بات پر صلح ہو گئی کہ قدس کو واپس کر دے جیسی اس کے صوبے افضل کے زیر دست ہوں گے عادل اپنی پرانی زمینوں میں ہی مقیم رہا، عادل نے اس کی تمام میں مستقل قیام کر لیا اس کے بعد جب عزیز عادل کو الوداع کرنے کے لئے نکلا تو عادل دمشق لوٹ آیا اور یہ جو صلح ہوئی اس کی حقیقت صرف اتنی تھی جیسے خس و خاشاک اور دھوئیں پر صلح کرے۔

## اس سال فوت ہونے والے نامور لوگ

**علی بن حسان بن سافر** ۔۔۔ ابو الحسن بغدادی کاتب ہیں آپ بڑے نامور ادیب اور شاعر تھے آپ کے اشعار میں سے چند یہ ہیں:

> اس نے میری نیند اڑا دی اور جس کا مقام طلوع میں بلند ہو گیا، وہ ایسے ظاہر ہوا جیسے حبشی کا ہاتھ تیز دھار سفید تلوار کھینچے، گویا کہ وہ ایسا چتکبرا گھوڑا ہے جو غبار جنگ میں ایڑ مارتا ہوا دوڑتا ہے، وہ اس طرح آشکارا ہوتا ہے جیسے جنڈ درخت کے انگاروں پر ہوا کے جھونکے چلتے ہیں، تو ہمیشہ ہوا کو گمان کرے گا چاہے تو آنکھ کھولے یا بند کرے یا آگ کا شعلہ بھڑک کر بلند ہوا یا پست ہوا، ہائے وہ چمکدار چیز جو سفید پتھروں پر چمکی، اس نے مجھے وہ پیمان یاد دلایا جو گزرنے کے ساتھ ساتھ ٹوٹ چکا ہے، میرے دل نے مجھے کہا کہ کیا تو کسی ضرورت کی وصیت کرنا چاہتا ہے پھر اس نے منہ پھیر لیا جس نے اسے مریض بنا دیا اور اس سے مطالبہ کرتا ہے کہ تو اس مریض بنانے والے پر قربان ہو جا اے میرے دل کے جوف تو نے میرے دل کو ایسے تیروں کا ہدف بنا دیا ہے گویا کہ انہیں تقدیر روانہ کرتی ہے۔

میں رات بسر کر رہا تھا لیکن مجھے اس میں کوئی تردد نہ ہوا کہ میری نیند ختم ہو گئی ہے، پھر وہ رات پچھلے پاؤں چلنے لگی قریب تھا کہ رات ختم ہونے کو تھی اور رات کی تاریکیوں پر روشن صبح آ گئی، مشرق میں مغرب پر روشنی چھا گئی اس کے بعد وہ روشنی ختم ہو گئی۔

## آغاز ۵۹۳ھ

اس سال رجب میں "عزیز" مصر سے اور اس کا چچا عادل اپنے لشکر کو لے کر آئے، پھر دونوں نے دمشق میں زبردستی داخل ہو کر افضل اور اس کے بد تمیز وزیر کو وہاں سے نکال دیا پھر اپنے والد صلاح الدین کی قبر کے پاس نماز پڑھی اور اس کے لئے خطبہ دیا اور ایک روز قلعہ منصورہ میں داخل ہوا اور وہاں دار العدل میں احکام نافذ کرنے اور فیصلے کرنے کے لئے بیٹھ گیا، تمام لوگ اور اس کا بھائی افضل اس کی حکومت کے لئے سب حاضر تھے اس کے بعد اس نے قاضی محی الدین بن زکی کو والد کی قبر کے پاس مدرسہ عزیزیہ کی سنگ بنیاد رکھنے کا حکم دیا اس وقت وہ امیر عز الدین کا گھر تھا پھر اس نے اپنے

www.ahlehaq.org

پہنچا عادل کو دمشق پر نائب مقرر کیا اور خود بروز جمعہ ۵ شوال مصر واپس آ گیا۔ دمشق میں ملک اور الشب اسی کو کہتے تھے اور افضل سے صرخد پر قبضہ کر لیا گیا ابن الاثیر الجزری اپنے جزیرے کی طرف بھاگ نکلا اس نے اپنے ہاتھوں اپنی حکومت اور اپنی جان کو نقصان سے تباہ کیا۔ افضل اپنی اہل و عیال اور بھائی قطب الدین کے ساتھ صرخد منتقل ہو گیا۔

اس سال زمین عراق میں ایسی سیاہ آندھی چلی جس کے ساتھ سرخ ریت بھی تھی یہاں تک کہ لوگ دن میں چراغ ڈھونڈنے لگے اسی سال بغداد میں قوام الدین ابو طالب یحییٰ بن سعید بن زیادہ نے کتاب الانشاء کے رئیس کے منصب سے استعفا دے دیا وہ بلیغ آدمی تھا مگر فاضل کے مرتبے تک نہ پہنچا۔ اسی سال نظامیہ میں مجد الدین ابو القاسم محمود بن مبارک نے درس دیا وہ فاضل اور مناظر آدمی تھا اور شافعیہ کے رئیس محمود بن عبد اللطیف بن محمد بن ثابت خجندی اصبہان میں اسی سال قتل ہوئے انہیں ملک الدین سنقر طویل نے قتل کیا یہی بات اصبہان کی حکومت کا دیوان سے زوال کا سبب بنی۔

**مؤید الدین ابو الفضل** — محمد بن علی بن قصاب فوت ہوئے آپ کے والد بغداد کے کسی شہر کے بازار میں گوشت بیچتے تھے ان کے بیٹے آگے بڑھے اور زمانے کے سردار بن گئے آپ کی وفات ہمدان میں ہوئی آپ نے کئی رستاق عراق و خراسان وغیرہ کے علاقوں سے دیوان کی طاقت کو واپس دلایا آپ نوجوان باہمت شجاع تھے حسن رائے کے مالک تھے آپ کے بڑے عمدہ اشعار ہیں۔

اسی سال الخطیب محمود بن علی الطوقانی شافعی نے حج سے واپسی پر وفات پائی اور مشہور شاعر ابو الغنائم محمد بن علی بن المعلم ہرثی نے ۹۰ سال کی عمر میں وفات پائی "ہرث" واسط کا ایک گاؤں ہے آپ بڑے شیخ شاعر تھے علامہ ابن الجوزی اپنی وعظ کی مجالس میں ان کے عمدہ اشعار سے استشہاد کیا کرتے تھے ابن الساعی نے ان کے عمدہ اشعار کا ایک قصیدہ شامل کیا ہے۔

اسی سال فقیہ ابو الحسن علی بن سعید بن الحسن بغدادی جو ابن العریف کے نام سے معروف ہیں نے وفات پائی ان کا لقب شیخ ذا [illegible] بھی تھا آپ حنبلی مسلک تھے لیکن ابو القاسم بن فضلان کے واسطے سے امام شافعی سے اشتغال علم میں مشغول ہو گئے اور یہی ابو القاسم ہیں جنہوں نے انہیں شافعیہ و حنفیہ کے مسلک میں اس مسئلہ کے کثرت تکرار کی وجہ سے یہ لقب دیا تھا بیان کیا جاتا ہے کہ آپ نے ان سب امور کے بعد امامیہ مذہب اختیار کر لیا تھا واللہ اعلم۔

اس سال شیخ ابو الخیر محمد بن علی بن مغیث بن دھان فرضی صاحب مصنف بغدادی نے وفات پائی آپ دمشق پہنچے اور کندی ابو الیمن زید بن حسن کی تعریف میں فرمایا:

> "اے زید! میرے رب نے تجھے اپنی مہربانیوں سے زیادہ نعمتوں سے نوازا ہے جتنی امیدیں پوری ہوتی ہیں وہ نعمتیں اللہ تعالیٰ نے تجھے عطا کی ہیں اللہ تعالیٰ ان کے حال نہ ہونے دے جب تک کہ نحاۃ (نحویوں) کے درمیان قال و حال کی بحث چلتی ہے تو لوگوں میں سے تو کتنا زیادہ مقتدر ہے کیا تیرے نام (ضرب زید) کو بطور مثال نہیں پیش کیا جاتا؟"

## آغاز ۵۹۳ھ

اس سال قاضی فاضل کا خط ابن زکی کے پاس آیا جس میں اسے مندرجہ ذیل امور سے آگاہ کیا گیا تھا کہ جمادی الاخریٰ جمعہ کی رات ایک بادل آیا جس میں بے درپے تاریکیاں، ایک ساتھ چلنے والی بجلیاں، تیز تند ہوائیں تھیں ان تمام امور سے فضا قوی ہو گئی اور اس کی رفتار تیز ہو گئی اس کے لئے آسمان کی گلیاں بلند ہو گئیں دیواروں میں کچا پن ہوا اور لرزہ شروع ہو گیا پورے ہوا کی ایک دوسرے سے مل گئیں زمین و آسمان میں گرد و غبار اٹھا یہاں تک کہ لوگوں نے کہا کہ آسمان زمین پر گر پڑا ہے گویا اس سے یہی سمجھا جاتا تھا کہ جہنم کی کوئی وادی کھول دی گئی ہے جس سے کوئی وادی والا وہاں سے بھاگ نکلا، ہوا کی تیزی اس قدر بڑھ گئی کہ اس نے آسمانی چراغوں کو بجھا دیا اور آسمانی کمال کو توڑ پھوڑ کر دیا اس کے بالائی نقوش کو مٹا دیا ہماری حالت بالکل اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی مانند ہو گئی کہ وہ بجلی کی کڑک سے اپنے کانوں میں انگلیاں دبا لیتے ہیں لوگ بجلی کے خوف سے اپنی آنکھوں پر ہاتھ رکھتے تھے سو نہ تو کوئی بجلی کی اچک سے بچانے والا تھا اور نہ مصائب سے بچانے کے کوئی قلعے تھے سوائے استغفار کے قلعوں کے

www.ahlehaq.org

مرد عورتیں اور بچے سب بھاگ گئے چلے اور بعض بھی قسم کے لوگوں نے گھروں سے نکلنا شروع کر دیا اور انہیں کوئی تدبیر سوجھتی اور نہ کوئی راہ دکھائی دیتی تھی، والد انہوں نے جو مساجد کی پناہ لی وہاں وہ بھی [illegible] گھٹنے مال سے اور اہل و عیال سے بے خبر جانوں کے ذریعے اس مصیبت سے فرار کر رہے تھے، آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں گویا انہیں کسی بڑی آفت کی توقع ہے زندگی سے ان کا تعلق منقطع ہو چکا تھا ان کے راستے نجات سے خالی ہو چکے تھے۔

انہیں اس کی فکر دامن گیر ہو گئی جس کی طرف وہ آ رہے تھے اس کے بعد وہ اپنی نمازوں کی نگہبانی کرنے لگے ان کی خواہش تھی کاش وہ ہمیشہ سے اس کے پابند ہوتے، یہاں تک کہ اسے روکنے کی اجازت دی گئی جمعہ پڑھنے والے چار ہونے کے قریب ہوئے، صبح ہوتے ہی ہر مسلمان اپنے دوست کو سلامتی کی مبارکباد دینے لگا اور وہ یوں سمجھ رہا تھا گویا کہ صور پھونکے کے بعد اٹھایا گیا ہے اور اسے پتہ چلا وہ قیامت کے بعد ملاقات ہوا ہے، اللہ نے اسے دوبارہ اٹھایا ہے اور ایک گرفت کے بعد اسے زندہ کیا ہے۔

پھر اس کے بعد یہ خبریں بھی پہنچیں کہ اس ہوا نے سمندری جہازوں کو سمندر میں اور درختوں کو باغات میں توڑ کر رکھ دیا ہے اور کافی مقدار میں مسافروں کو ہلاک کر دیا ہے، جو بھی بھاگا اس کا بھاگنا کچھ کام نہ آیا اس نے یہاں تک کہ [illegible] یہ خیال نہ کریں کہ میں نے قلم کو منحرف چھوڑ دیا ہے اور مبالغہ ہو رہا ہے [illegible] مگر اللہ تعالیٰ نے محفوظ رکھا ہمیں اللہ تعالیٰ [illegible] یہ وہ ہے کہ جس چیز کی اللہ تعالیٰ نے ہمیں نصیحت کی ہمیں اس سے [illegible] کر دیا ہے اور جن باتوں سے ہم ڈرا رہے تھے اس نے ہمیں ان پر متنبہ [illegible] کہ تمام بندوں نے کھلی آنکھوں قیامت کا مشاہدہ کیا ہے اور اس پر کسی دلیل و برہان کا جو یہاں نہیں ہوا ہاں مگر ہمارے شہر کے لوگوں کی مثال [illegible] اور یہاں نہیں کی اور نہ مقامات میں اس کی خبر دینے والا پایا وہ ہمارے [illegible] ہم کو خبر نہیں دی ہم اللہ تعالیٰ سے دست بدعا ہیں کہ وہ ہم سے [illegible] کے بادل کو ہٹا دے اور ہمیں [illegible] بادلوں میں سے بنا دے۔

اسی سال قاضی فاضل نے مصر سے ملک عادل کی طرف دمشق خط لکھا جس میں وہ اسے فرنگیوں سے جنگ کی ترغیب دے رہے تھے، جن حتیٰ مہموں میں وہ ان سے [illegible] کار تھا ان پر اور اسلام کی سرحدوں کے [illegible] علاقہ کی حفاظت پر اس کا شکریہ ادا کر رہے تھے انہی خطوط میں سے قاضی فاضل کا کسی خط میں یہ مضمون بھی ہے زندگی کی یہ گھڑیاں جن میں تم [illegible] جو عمر کا بہترین حصہ ہے اور جو اجر و ثواب تمہارے ہاتھوں سے ہو رہے ہیں وہ [illegible] حوروں کا مہر ہیں اس سے [illegible] کون سعادت مند ہوگا جو تمہارے ہاتھوں میں ہے وہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں دیدے، بیشک اس شخص پر اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت ہے اور وہ شخص ہے کہ [illegible] گئی ہے۔

ان مقامات کے [illegible] میں [illegible] تھے کہ تمام سعادت مند ہیں اور یہ [illegible] کے اوقات [illegible] ہیں ان کے علاوہ بھی انہیں کی [illegible] ہے۔

اللہ تعالیٰ اس [illegible] ملک کا تاج [illegible] والے [illegible] قسمیں ہیں انہیں جہاد [illegible] اسلام نے اس بات کو بھانپ لیا جس کا مشاہدہ [illegible] تقاضا کیا اور عادل [illegible] سے خوشی میں [illegible] اس کی [illegible] میں اضافہ کرے۔

> [illegible] ہاتھ کو [illegible] میں وہ طاقت رکھنے کے لئے قصداً
> اس ہاتھ کو طاقت دی جاتی ہے اگر اس میں کوئی تدبیر ہوتی تو اللہ [illegible] اس کی طرف [illegible] اور وہ آدمی اپنی آنکھوں سے
> دشمن کو دیکھ لے تو وہ اپنے [illegible] حاصل [illegible] کی مشقت [illegible] نہیں ہوتی جب اس
> کے [illegible]
> اس کے [illegible] نہیں ہوتی مشقت اٹھانے اور تکلیف [illegible] کی طرف [illegible] پھیرتا ہے
> وہ اللہ تعالیٰ کی [illegible]
> پر [illegible] اور اللہ تعالیٰ احسان کرنے والوں کے ساتھ ہیں۔

اس سال اس صلح کی مدت ختم ہو گئی جس پر ملک صلاح الدین نے فرنگیوں سے عہد کیا تھا وہ اپنی تیزی اور [illegible] کے ذریعے [illegible] سے ملک عادل

سے ''[illegible]'' [illegible] سے مدد چاہی اور انہیں شکست دی اور ان سے مال غنیمت حاصل کیا اور یافا کو بزور قوت فتح کیا اللہ تعالیٰ ہی کی تعریف اور اسی کا احسان ہے۔ فرنگیوں نے شاہ المان (جرمنی) کی طرف بیت المقدس کی فتح پر انتقام لینے کا مطالبہ کیا تھا تو اللہ تعالیٰ نے جلد ہی اس کی موت مقدر فرما دی۔ فرنگیوں نے اسی سال بیروت کو اس کے نائب عز الدین سامہ سے بغیر کسی جنگ و مقابلے کے لے لیا اسی وجہ سے کسی شاعر نے امیر سامہ کے متعلق کہا، اس نے قلعہ حوالے کر دیا قلعہ پر کوئی ملامت نہیں جو ساحل کا طلب گار ہو اس پر کوئی ملامت نہیں کی جاتی، جنگ کے بغیر قلعے [illegible] یہ سنت بیروت میں سامہ نے ہی جاری کی ہے۔

اسی سال فرنگیوں کا بادشاہ کند هری مر گیا بلند جگہ سے گرنے کے باعث اس کی موت واقع ہوئی فرنگیوں کی حالت ان بکریوں کی سی ہو گئی جن کا کوئی چرواہا نہ ہو یہاں تک کہ انہوں نے صاحب قبرص کو بادشاہ بنا لیا اور کند هری کی بیوی ملکہ سے اس کا نکاح کر دیا ان کے درمیان اور ملک عادل کے مابین کئی جنگیں اور معرکے پیش آئے۔ ہر دفعہ ملک عادل ان پر غالب آتا رہا اور انہیں شکست دیتا، ان کے بہت سوں کو کافی تعداد میں قتل کرتا، وہ اسی طرح اس سے لڑتے رہے یہاں تک کہ انہوں نے خود ہی مصالحت کا مطالبہ کیا تو ملک عادل نے آئندہ سال ان سے صلح کا معاہدہ کر لیا۔

سیف الاسلام طغتکین: سلطان صلاح الدین کا بھائی یمن کا بادشاہ تھا فوت ہو گیا اس نے اتنی وافر مقدار میں مال جمع کیا جو سونے کے [illegible] کے مانند [illegible] اس کی وفات کے بعد اس کا بیٹا اسمٰعیل اس کا جانشین ہوا جو بڑا [illegible] اور کم تدبیر تھا اس کی جہالت نے اسے اس بات پر ابھارا کہ وہ قریشی اموی ہونے کا دعویٰ کرے اور ہادی کا لقب اختیار کر لیا اس کے چچا عادل نے اسے لکھا کہ وہ ان امور سے باز آ جائے [illegible] ان باتوں کو قبول کیا اور نہ التفات کیا بلکہ سرکشی میں بڑھتا گیا اور امراء و رعیت کے ساتھ بد تدبیری کرنے لگا امراء نے اس کو قتل کر دیا اس کے بعد [illegible] میں سے کوئی غلام حکومت کا متولی ہوا۔

اسی سال امیر کبیر ابو الہیجاء السمین الکردی نے وفات پائی یہ صلاح الدین کے بڑے امراء میں سے تھے یہی ''عکا'' کے نائب تھے [illegible] سے وہ وہاں سے چلے گئے تھے پھر منصب [illegible] بغداد [illegible] کا نائب مقرر کیا [illegible] نے اس پر قبضہ کر لیا تو [illegible] کی طرف جانے والے لشکروں کا کمانڈر بنا دیا وہیں ان کی وفات ہوئی۔

اسی سال قاضی بغداد ابو طالب علی بن علی بن [illegible] عبد اللہ بن محمد البخاری نے وفات پائی انہوں نے [illegible] مشائخ سے حدیث کا سماع کیا اور ابو القاسم بن فضلان سے فقہ حاصل کیا، بغداد میں افتاء کی ریاست [illegible] پھر مستقل صاحب منصب ہو گئے اس کے بعد کسی وقت انہیں وزارت کی نیابت بھی سونپ دی گئی، پھر [illegible] قضاء سے معزول کر دیے گئے پھر دوبارہ اسی عہدہ پر [illegible] دیے گئے ان کی وفات اس وقت ہوئی جب یہ [illegible] تھے۔

آپ فقہ و عدالت [illegible] تھے آپ کے اشعار میں سے یہ شعر ہے:

''[illegible]
[illegible] ہے۔''

پھر اسی سال بغداد میں طالبیوں کے نقیب سید شریف ابو محمد الحسن بن علی بن حمزہ بن محمد بن الحسن بن محمد [illegible] بن زید بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب العلوی الحسینی، جو ابن الاقساسی کے نام سے مشہور ہیں فوت ہوئے آپ [illegible] آپ کا تعلق ادب و ریاست [illegible] کے مشہور گھرانے سے تھا جب آپ [illegible] آپ کو نقیب مقرر کر دیا [illegible] آپ کے کئی اشعار و قصائد بیان کیے گئے ہیں۔

[illegible]
[illegible]

اولاد کے بارے میں بھی وصیت ہے۔

پھر اسی سال الست عذراء دختر شہنشاہ بن ایوب کی وفات ہوئی، اس کی تدفین باب النصر کے اندرونی حصہ میں اس کے مدرسہ میں ہوئی، الست خاتون ملک عادل کی [illegible] تھیں، انہیں انہی کے گھر دمشق میں جو گھر اسد الدین شیرکوہ کے گھر کے پڑوس میں تھا دفن کیا گیا۔

## آغاز ۵۹۳ھ

اس سال فرنگیوں نے اپنی تمام فوجیں جمع کر لیں، بیروت کو لے لیا اور اس کا محاصرہ کر لیا، عادل نے ان سے جنگ کے لئے اپنے بھتیجوں کو بلایا تو مصر سے عزیز ان کے پاس آ گیا اور صرخد سے افضل آ گئے، فرنگیوں نے قلعوں کو چھوڑ دیا، اور انہیں شاہ جرمنی کی وفات کی خبر پہنچ گئی تو انہوں نے عادل سے صلح و امان کا مطالبہ کیا تو اس نے صلح کر لی، یوں تمام بادشاہ اپنی اپنی چھاؤنیوں کی طرف واپس لوٹ آئے، [illegible] معظم عیسیٰ بن عادل نے کافی جوہر دکھائے، اس کے باپ نے اسے دمشق کا نائب بنا دیا اور وہ اپنے ملک جزیرہ کی طرف چلا گیا [illegible] اس میں کافی ہنر [illegible] اس سال سلطان جو سنجار اور کئی بڑے شہروں کا حاکم تھا فوت ہو گیا، وہ عماد الدین زنگی بن مودود بن زنگی [illegible] تھا، وہ [illegible] خوش اخلاق، خوش صورت، عدل و انصاف والے بادشاہوں میں سے تھا، ہاں قدرے بخیل تھا، علماء سے بڑی محبت کرتا تھا خصوصاً حنفیوں سے [illegible] نے ان کے لئے سنجار میں ایک مدرسہ بھی بنایا، اس نے اس میں یہ شرط رکھی کہ ان میں سے ہر ایک کے لئے کھانا پکایا جائے گا [illegible] کے تقسیم سے زیادہ لائق ہے کیونکہ فقیہ اس کے ذریعہ تکرار و مطالعہ میں مشغول رہتا اور کھانے کی فکر سے بے فکر رہتا ہے۔

اس کے چچا زاد موصل کے حاکم نے اس کی اولاد پر تعدی کی اور ان سے بادشاہت چھین لی تو اس کے بیٹوں نے ملک عادل سے مدد مانگی تو اس نے انہیں ملک واپس دلا دیا اور ان سے ظلم ہٹایا، اس کے بعد حکومت اس کے بیٹے قطب الدین محمد کے لئے مضبوط ہو گئی، پھر بادشاہ نے ماردین کا رخ کیا اور رمضان میں اس کا محاصرہ کیا [illegible] اور دیگر علاقوں پر قبضہ کر لیا [illegible] کے قلعے [illegible] لگانے لگا کہ [illegible] حاصل کرے گا [illegible]۔

اسی سال خوارزمیوں نے [illegible] پر قبضہ کر لیا [illegible] کو شکست دی اور ان پر غالب [illegible] خلیفہ نے انہیں پیغام بھیجا کہ وہ خوارزم شاہ کو عراق میں داخل ہونے سے روک دیں اس لئے کہ وہ بغداد میں اپنا خطبہ دینا چاہتا تھا [illegible] اسی سال [illegible] حاصل کر [illegible] ان کے [illegible] کو معاف کر دیا اور دلی طور پر ان کو معاف کر دیا [illegible] خوارزم شاہ [illegible] خوارزمی کی طرف پھینک دیا اور کہنے لگے کہ یہ ان کا بادشاہ ہے [illegible] انہیں معاف کر دیا اللہ تعالیٰ بھی اس کا اچھا بدلہ دے۔

پھر اسی سال [illegible] جو باب [illegible] میں [illegible] فوت ہوا [illegible] اس کے [illegible] میں مسائل [illegible] اصول میں [illegible] اس کے یہ اشعار [illegible]

[illegible]

[illegible]

نیز اس کے یہ اشعار ہیں

زمانے کی گردش سے اس میں کمترین بلند ہوتے ہیں اور مصائب عام ہو جاتی ہیں، جیسے کہ ٹھہرا ہوا پانی ہو جب اسے حرکت

www.ahlehaq.org

جیرہ کے قریبی علاقوں میں سے جزیرہ کا نائب تھا، خط کا مضمون یہ تھا "اللہ تعالیٰ مولانا ملک عادل کی سلطنت کو سلامت رکھے اور اس کی عمر میں برکت دے اور اپنے امر کے ذریعہ اس کے امر کو بلند کرے اور اس کی نصرت سے اسلام کی مدد کرے، جانیں اس کی کریم ذات پر قربان ہوں اور اللہ تعالیٰ اپنی پر عظمت نعمتوں کے ذریعہ ان کے بڑے بڑے امور کو چھوٹا کر دے اور اسے حیات طیبہ بخشے وہ اور اسلام عظیم فتوحات میں اکٹھے ہوں، ان فتوحات سے امن و سلامتی اور اچھے انجام سے واپس لوٹے اس کے رجال کا درہم نہ ہوں کوئی جان اور پچھ گم نہ ہو حتیٰ کہ امن اور تندرست نہ ہو، نہ اس کی آنکھ کے سامنے وہ مکدر ہو نہ اس کے دل میں کدورت ہو اور اس کا گھاٹ گدلا ہو"

جب اللہ تعالیٰ نے ملک عزیز کی موت مقدر فرمائی تو اس کی زندگی اس کے لئے مکدر عیش اور فضول تھی لیکن جب وقت مقرر آ گیا تو مصیبت کی ابتداء بڑی سنگین تھی اور ناپسندیدہ امر کا آغاز بڑا اندوہ ناک تھا۔

اچانک یہ سے تھا اس بار چڑ گئے جو اس کے خوبصورت چہرے سے مٹی بناتے تھے "قیوم" سے وہ اسی کے بعد اس کی مرض الوفات کا زمانہ دو ہفتے رہا اور اٹھاویں محرم کی رات ساتویں گھڑی میں وفات ہوئی، غلام ایسی حالت میں تھے کہ تمام کے تمام دل و جسم کی بیماری، ہاتھ پاؤں کے درد اور جگر کی تکلیف میں بے اصل تھے، یتیم کر دیئے تھے اس آقا کو اپنے والد کے عہد قریب کا غم بھی اٹھانا پڑا، ہر روز اس پر غم نئے طریقے سے آتا۔

جب عزیز کی وفات ہوئی تو اس کی ذکر اولاد تھی اس کے امراء نے اس کے بڑے بیٹے محمد کو اپنا بادشاہ بنا لیا اور اسے منصور کا لقب دیا جبکہ دوسرے فوج اور تمام امراء کا میلان عادل کو بادشاہ بنانے کا تھا لیکن وہ اس کے مکان کو بعید سمجھتے تھے تو انہوں نے افضل کو پیغام بھیجا اس وقت وہ صرخد میں تھا ڈاک کے ذریعہ اسے جلد بلا بھیجا جب وہ ان کے پاس آیا تو ان کی کمک روک دی گئی لوگوں نے اس پر اتفاق کی کوئی صورت نہ پائی اور جس مہم کے لئے وہ آیا تھا وہ ادھورا رہ گیا، "ناصریہ" کے اکابر امراء نے اسے فریب دیا مصر سے نکل کر وہ قدس میں اقامت پذیر ہو گئے اور عادل کی فوجوں کو برانگیختہ کرنے کے لئے پیغام بھیجنے لگے اس نے اپنے بھتیجے کو تخت سلطنت پر براجمان کر دیا تمام مصری شہروں کے سکوں اور خطبوں پر اس کا نام بلند کیا۔

لیکن افضل نے اپنے اس سفر سے یہ فائدہ اٹھایا کہ مصریوں کا جم غفیر لشکر لے لیا اور اپنے چچا کی عدم موجودگی میں دمشق کو واپس لینے کے لئے آگے بڑھا یہ کام اس نے اپنے بھائی حاکم حلب ظاہر اور حمص کے بادشاہ اسد الدین کے مشورے سے کیا جب افضل دمشق پہنچا اور اس کے گرد و اطراف میں پڑاؤ کیا تو نہروں کو کاٹ لیا اور قنوں کو اجاڑ دیا ان کے پھل کھا لئے اور مسجد القدم میں اپنا خیمہ لگایا پھر اس کا بھائی ظاہر اور اس کا چچا زاد اسد الدین اس کے پاس آئے ساتھ اس کی حامی فوج بھی تھی سو اس کی فوج بڑھ گئی اور جنگی قوت سخت ہو گئی اس کے ساتھ اس کا لشکر شہر میں داخل ہوا انہوں نے افضل کے شعار سے پکارا عوام میں سے کسی نے ان کی متابعت نہیں کی۔

عادل ماردین سے اپنا لشکر لے کر آیا اس کے بھائی امراء اور اس کے بھتیجوں کی ایک جماعت اس کے پاس جمع ہو گئی اور ہر شہر نے اپنے اکابر کے ذریعہ اس کی مدد کی، افضل دو روز پہلے دمشق پہنچ چکا تھا اس نے اسے قلعہ بنا لیا اور محفوظ کر لیا، ماردین پر اپنے بیٹے محمد کامل کو نائب مقرر کر دیا، جب وہ دمشق آیا تو لشکر مصری امراء اور دیگر لوگوں نے اسے دھوکہ دیا، افضل کا معاملہ کمزور ہو گیا اور جو اسے اہل دمشق سے تنگی اور خیر کی امید تھی ناامیدی میں بدل گئی سو اس نے اپنے فوجیوں سمیت شہر کا محاصرہ جاری رکھا یہاں تک کہ سال گذر گیا پھر آئندہ سال یہ حالت نہ رہی جیسا کہ اس کا تذکرہ آئے گا۔

اس سال اس نے بغداد کی فصیلوں کو پکی اینٹوں اور چونے سے تعمیر کیا اس کام کو امراء کے سپرد کیا اس کی عمارت کا کام اس سال کے بعد پایہ تکمیل کو پہنچا، ان فصیلوں کی وجہ سے بغداد غرق ہونے اور محاصرہ کرنے سے محفوظ ہو گیا اس سے پہلے بغداد کی کوئی فصیل نہ تھی۔

**سلطان ابو محمد یعقوب بن یوسف:۔۔۔۔** ابن عبد المومن جو اپنے شہر میں مغرب و اندلس کا حکمران تھا اس اندلس کے قریب ایک خوبصورت شہر تعمیر کیا جس کا نام مہدیہ رکھا، یہ بادشاہ بڑا اچھا دین اور نیک سیرت تھا، باطنا بھی درست تھا، مسلک مالکی سے متعلق تھا مگر بعد میں ظاہری حزمی ہو گیا، پھر مذہب شافعی کی طرف مائل ہو گیا، اپنے بعض شہروں میں شافعی المسلک قاضی بھی مقرر کئے اس کی مدت حکومت ۱۵ سال تھی بڑا مجاہد شخص تھا، اللہ تعالیٰ اس پر رحمت کرے، نماز پنجگانہ میں لوگوں کو امامت کراتا، ضعیف اور کمزور کا مددگار تھا، یہ وہی شخص ہے جسے صلاح الدین نے فرنگیوں کے خلاف مدد کے لئے بلایا لیکن جب اسے امیر المومنین کے لقب سے نہ پکارا تو ناراض ہو کر اس نے نہ جواب دیا اور نہ مطالبہ پورا کیا اس کے

www.ahlehaq.org

بعد اس کا بیٹا محمد بادشاہ ہوا وہ بھی اپنے باپ کے نقش قدم پر چلا اور بعض شہروں نے اس کے باپ کی نافرمانی کی تھی انہیں واپس لوٹا لیا پھر اس کے بعد خوارزمشاہ نے انہیں ٹکڑے ٹکڑے کر دیا، ملک یعقوب کے بعد یہ خاندان برباد ہو گیا۔

اس سال دمشق میں ایک شخص نے عیسیٰ بن مریم ہونے کا دعویٰ کیا، قلعہ کے نائب امیر صارم الدین برغش نے فقہاء کے فتویٰ سے حمام کے قریب باب الفرج سے باہر اس چکی کے سامنے جو دو دروازوں کے درمیان ہے سولی دینے کا حکم دیا، یہ حمام بہت پہلے ویران ہو چکا تھا اس شخص کو صلیب دینے کے دو دن بعد عوام نے روافض پر چڑھائی کر دی، باب الصغیر کے قریب وہاں ایک شخص کو قبر سے نکال کر دو کتوں کے ساتھ سولی چڑھا دیا یہ حادثہ اس سال کے ربیع الثانی میں پیش آیا۔

اس سال خراسان میں بہت بڑا فتنہ اٹھا وہ یوں کہ امام فخر الدین محمد بن عمر الرازی ملک غیاث الدین غوری غزنی کے حاکم کے پاس آئے، بادشاہ نے آپ کا اکرام کیا اور آپ کے لئے ہرات میں ایک مدرسہ بنوایا، اہل غوریہ کے اکثر رہنے والے کرامیہ سے تعلق رکھتے تھے وہ امام رازی سے بغض و عداوت رکھنے لگے وہ امام رازی کو ملک سے دور کرنا چاہتے تھے اس کے لئے وہ اور چند حنفی فقہاء اور بڑی تعداد شافعیوں کی بھی جمع ہو گئی، ابن قدوہ جو لوگوں میں بڑے معظم بزرگ مذہباً کرامی ابن الہیصم کے تھے وہ بھی آ گئے، پس امام رازی اور اس کے درمیان مناظرہ ہوا مناظرے کو چھوڑ کر دونوں سب وشتم اور گالی گلوچ پر اتر آئے، دوسرے دن لوگ جامع مسجد میں اکٹھے ہوئے جب لوگ جمع ہو گئے تو ایک واعظ کھڑے ہو کر خطاب کرنے لگا، دوران خطاب اس نے کہا لوگو! ہم تو فقط رسول اللہ ﷺ کی صحیح ثابت باتوں کے قائل ہیں، رہا ارسطاطالیس کا علم اور ابن سینا کی کفریات، فارابی کا فلسفہ اور جو رازی نے تلبیسات کی ہیں انہیں ہم نہیں جانتے اور نہ ہی اس کے قائل ہیں ہاں جس چیز کے ہم قائل ہیں وہ اللہ تعالیٰ کی کتاب اور سنت رسول اللہ ﷺ ہے اور کس وجہ سے کل شام سے آج تک ایک شیخ الاسلام کو جو اللہ تعالیٰ کے دین اور سنت رسول کا دفاع کر رہا ہے ایک متکلم کی زبانی گالیاں دی جا رہی ہیں جس کے پاس اپنے مذہب پر کوئی دلیل بھی نہیں ہے۔

فرماتے ہیں کہ تمام لوگ آبدیدہ ہو گئے اور چیخنے لگے کرامیہ فرقہ بھی رونے لگا اور مدد طلب کرنے لگے لوگوں میں سے کچھ لوگوں نے ان کی اس معاملہ میں مدد کی اور بادشاہ تک اس صورت حال کو پہنچایا تو بادشاہ نے امام رازی کو شہر سے نکلنے کا حکم صادر کر دیا چنانچہ آپ ہرات لوٹ آئے، یہی وجہ ہے کہ امام رازی کو کرامیہ سے شدید بغض ہے اور اپنی گفتگو میں ہر جگہ ان سے الجھتے ہیں۔

اس سال خلیفہ واعظوں کے شیخ ابو الفرج ابن الجوزی سے راضی ہو گیا آپ کو بغداد سے واسط کی طرف جلا وطن کر دیا گیا تھا آپ وہاں پانچ برس مقیم رہے وہاں کے لوگ آپ سے مستفید ہوئے اور آپ کی علمی مجالس سے بہت نفع اٹھایا، جب آپ واپس بغداد آئے تو خلیفہ نے آپ کو پاس بلایا اور آپ کو حسب عادت سابق معروف کرخی کی قبر کے پاس وعظ کرنے کی اجازت دی۔ جو لوگ پہلے وعظ سنتے تھے اب ان سے کئی گنا زیادہ مجمع بڑھ گیا جس میں خلیفہ بھی آ شریک ہوا اسی وقت آپ نے خلیفہ کو ان اشعار سے مخاطب کیا:

> جس باغ کو تو نے لگایا اسے اپنے انعام کی بارش سے سیراب رکھ، نہ ہی اس لکڑی کو چھیل جس پر تو نے پانی چھڑکا، احتیاط کر
> کہ مجد کی بزرگی کم نہ ہو، اور اگر مجھ سے کوئی قصور ہو گیا ہو تو مجھے معاف رکھ کر رضا بخش، میں تجھ سے اپنی تمنا بر آوری کا امیدوار تھا
> لیکن آج صرف تیری رضا مندی کا طالب ہوں۔

انہی اشعار میں سے جو آپ نے اس دن پڑھے یہ بھی ہیں:

> ہم دوری کی وجہ سے اپنے آپ کو بدبخت سمجھتے رہے لیکن جب ہم ملے تو ہمیں کوئی بدبختی دکھائی نہ دی، ہم راتوں کی تاریکی میں
> ہراساں ہوتے تھے پھر اسی حالت میں ہم راضی بھی ہو گئے وہ کون ہے جو مرنے کے بعد ایک دن بھی زندہ نہ رہا ہو ہم تو مرنے
> کے بعد زندہ ہوتے ہیں۔

اس سال خلیفہ نے مصر سے قاضی موصل ضیاء الدین بن الشہرزوری کو بلا کر بغداد کا قاضی القضاۃ مقرر کر دیا اسی سال دمشق میں حافظ عبد الغنی مقدسی کی وجہ سے فتنہ برپا ہوا اور سبب یہ بنا کہ وہ جامع اموی میں حنابلہ کے محراب میں گفتگو کرتے تھے ایک دن عقائد کے متعلق کچھ گفتگو کی تو قاضی ابن زکی ضیاء الدین دولعی اور امیر صارم الدین برغش نے سلطان معظم سے ملاقات کی تو اس نے استواء علی العرش، نزول، حرف اور صوت کے مسئلہ پر گفتگو کے

www.ahlehaq.org

لئے ایک مجلس منعقد کی، نجم الدین حنبلی نے باقی فقہاء کی موافقت کی لیکن حافظ عبدالغنی مقدسی اپنی بات پر ڈٹے رہے اس سے رجوع نہیں کیا، بقیہ ان پر جمع ہو گئے اور انہیں طعن و تشنیع کرنے لگے، تاہم ان کے معاملہ میں جو انہوں نے شنیع کی تھیں یہاں تک کہ امیر برغش نے انہیں کہا کیا آپ حق پر ہیں اور یہ گمراہی پر؟ انہوں نے جواب دیا کہ ہاں۔ اس پر امیر نے ناراض ہو کر انہیں شہر سے جلاوطنی کا حکم دے دیا۔

پھر انہوں نے تین دن کی مہلت مانگی تو امیر نے مہلت دے دی، اس کے بعد امیر برغش نے قلعہ سے قیدیوں کو بھیجا جنہوں نے حنابلہ کے منبر کو توڑ دیا اس دن ظہر کی نماز حنابلہ کے محراب میں ادا نہیں کی گئی اور وہاں جو خزانے اور صندوق تھے انہیں بھی نکال دیا گیا بڑی بدحواسی پیدا ہوئی ہم اللہ تعالیٰ کی پناہ اور بچاؤ تمام فتنوں سے چاہتے ہیں اس مجلس کا انعقاد سوموار کے دن ۲۴ ذوالحجہ کو ہوا تھا، حافظ عبدالغنی مقدسی وہاں سے بعلبک، پھر مصر پہنچے تو وہاں کے محدثین نے آپ کو پناہ دی اور گرم جوشی سے آپ کا بڑا اکرام کیا۔

## اس سال دیگر فوت ہونے والے نامور افراد

**امیر مجاہد الدین قیماز رومی** ۔۔۔۔ موصل کا نائب اپنے استاذ نور الدین ارسلان کے بیٹے کے زمانہ میں موصل کی حکومت پر قبضہ کرنے والا، دانشمند، ہوشیار، حنفی فقیہ تھا بعض نے کہا کہ شافعی تھا تاریخ کی اکثر باتیں اسی طرح حکایات وغیرہ زبانی یاد تھیں اس نے کئی جامعات، مدارس، اصطبل، خانقاہیں تعمیر کروائیں اس کے بہت سے صدقات جاری رہتے، علامہ ابن اثیر فرماتے ہیں کہ وہ دنیا کی اچھی چیزوں میں سے تھا۔

**ابوالحسن محمد بن جعفر** ۔۔۔۔ ابن احمد بن محمد بن عبدالعزیز عباسی ہاشمی، ابن بخاری کے بعد بغداد کے قاضی القضاۃ تھے، آپ مسلک کے اعتبار سے شافعی تھے فقہ ابوالحسن بن خل وغیرہ سے حاصل کیا، آملہ میں خطیب اور قاضی بھی رہے، یہی آپ کا اصلی وطن تھا لیکن وہاں سے بغداد کوچ کیا دنیا سے جو حاصل کرنا تھا کیا اور بالآخر معاملہ وہاں پہنچا جہاں پہنچنا تھا آپ اپنی ایک دستاویز کی وجہ سے جس پر آپ کی تحریر تھی معزول کر دیا گیا لوگ کہتے ہیں وہ تحریر وغیرہ سب جھوٹ تھا اس کے بعد آپ اپنے گھر ہی میں رہے اور وہیں وفات ہوئی۔

**شیخ جمال الدین ابوالقاسم** ۔۔۔۔ یحییٰ بن علی بن فضل بن برکہ بن فضلان، بغداد میں شافعیہ کے شیخ تھے، ابوسعید بن محمد رزاز جو نظامیہ کے مدرس تھے ان سے فقہ حاصل کیا پھر خراسان چلے گئے وہاں محمد زبیدی امام غزالی کے شاگرد سے فقہ پڑھا وہاں سے بغداد لوٹ آئے وہاں آپ نے لغت و ریاضی کے ساتھ علم مناظرہ کا بھی اشتغال کیا اور اہل بغداد کے سردار ہو گئے طلبہ و فقہاء کو آپ سے بڑا نفع ہوا آپ کے لئے ایک مدرسہ بنایا گیا جہاں آپ اپنی شہرت کے مطابق درس دیتے تھے آہستہ آہستہ آپ کی تلامذہ کی تعداد بڑھ گئی آپ اکثر اوقات تلاوت اور حدیث کا سماع کرتے تھے، آپ خوبصورت زیرک اور ظریف الطبع شیخ تھے آپ کے اشعار میں سے چند یہ ہیں:

> اگر تم اشراف کے مرتبہ و مقام کو پہنچنا چاہتے ہو تو اپنے اوپر مدد کرنا اور انصاف کرنا لازم کرو، جب تمہارے ساتھ کوئی زیادتی
> کرے تو اسے اس کے حال پر چھوڑ دو زمانہ بدلہ لینے کے لئے کافی ہے۔

## آغاز ۵۹۶ھ

ادھر اس سال کا آغاز تھا ادھر ملک افضل مصری لشکر لے کر اپنے چچا کی طرف سے دمشق کا محاصرہ کئے ہوئے تھا اس نے نہروں کا پانی اور غلہ روک لیا، لوگوں کے پاس سوائے تھوڑے سے پانی اور روٹی کے کچھ نہ تھا، یہ حالت طول پکڑ گئی انہوں نے "الملوان" سے "لد" خندق کھودی ہوئی تھی تاکہ ان تک دمشق کا لشکر نہ پہنچ سکے اوپر سے موسم سرما آ گیا جس میں بارشیں اور کیچڑ زیادہ ہو گیا پھر جس وقت ماہ صفر شروع ہوا تو ملک کامل محمد بن عادل ترکمانوں کی کافی مقدار میں لوگوں اور بلاد جزیرہ و الرہا و حران کے لشکر کو لے کر اپنے باپ کے پاس پہنچا اس طرح یہ مصری لشکر واپس ہوئے ان کے ارادے تتر بتر ہو گئے۔

www.ahlehaq.org

ظاہر حلب کی طرف آ گیا اور اسد حمص، افضل مصر کی طرف لوٹ گئے یوں عادل دشمنوں کے مکر و فریب سے محفوظ رہا جبکہ وہ شہر کو حوالے کر دینے کا عزم کر چکا تھا مصری امراء افضل کے پیچھے چلے گئے تاکہ اسے قاہرہ میں داخل ہونے سے روکیں اور ادھر عادل کو خطرہ تھا کہ وہ بہت جلد ان تک پہنچ جائے تو وہ بہت تیزی کے ساتھ ان کی طرف اٹھ کھڑا ہوا، افضل مصر میں داخل ہو کر قلعہ جبل میں قلعہ بند ہو گیا باوجودیکہ اس پر ضعف و زوال طاری تھی عادل ایک تالاب پر اترا اور مصری حکومت پر قبضہ کر لیا، اس کا بھتیجا افضل ذلیل و عاجز ہو کر اس کے پاس آیا اس نے اسے جزیرہ کے کچھ شہر دیئے اور بڑی غیرت کی وجہ سے تمام سے جدا ہو کر رہا اس کے بعد عادل قلعہ میں داخل ہوا اور عہدہ قضاء کو صدرالدین عبدالملک بن درباس ماردانی کردی کو لوٹایا اور خطبہ و سکہ اپنے بھتیجے منصور کے نام پر باقی رکھا۔

عادل مستقل مزاج اور با اختیار آدمی تھا اس نے صفی الدین بن شکر کو اپنی جرأت، صدق، ذکاوت، سرداری اور بیداری کے باعث وزیر بنا لیا، پھر عادل نے اپنے بیٹے کامل کو خط لکھا جس میں وہ جزیرہ سے مصر کا بادشاہ بنانے کی دعوت دے رہا تھا جب وہ آ گیا تو اس کا احترام کیا اس سے معانقہ کیا بادشاہ نے فقہاء کو حاضر کر کے ان سے اپنے بھتیجے منصور بن عزیز کی حکومت کے صحیح ہونے کا فتویٰ مانگا، اس کی عمر دس سال تھی فقہاء نے فتویٰ دیا کہ اس کی حکومت صحیح نہیں کیونکہ یہ خود کسی ولایت میں ہے اس وقت اس نے امراء کو طلب کیا اور انہیں بیعت کرنے کو کہا وہ توقف، بیعت کرنے سے رک گئے، عادل نے انہیں رغبت و رہبت دونوں طرح سے منانا چاہا، جو گفتگو اس نے امراء سے کی اس میں یہ بھی کہا کہ فقہاء نے جو فتویٰ دیا وہ تم نے سن لیا اور تم یہ جانتے ہو کہ چھوٹے بچے سرحدوں کی حفاظت نہیں کر سکتے، ہاں البتہ بڑے بادشاہ ان کی حفاظت کرتے ہیں اس پر وہ مان گئے اور اس سے بیعت کر لی پھر اس نے اپنے بیٹے کامل کے لئے بیعت لی۔

اسی طرح خطباء نے خلیفہ کے بعد ان دونوں کے لئے خطاب کیے، ان ہی دونوں کے ناموں پر سکے ڈھالے گئے، دمشق میں حکومت عیسیٰ بن عادل کے معظم نام سے اور مصر میں کامل کے نام پر قائم ہو گئی۔

شوال میں امیر علم الدین ابو منصور سلیمان بن مسرور بن جلدک جو ملک عادل کا ماں شریک بھائی تھا دمشق واپس آیا، باب الفرادیس میں فلکیات کا محلے والا یہی شخص تھا وہیں اس کی قبر ہے وہاں وہ بڑے اعزاز و اکرام کے ساتھ مقیم رہا یہاں تک کہ اس سال فوت ہوا اس سال اور اس کے بعد والے سال مصر میں بڑی مہنگائی ہوئی جس سے فقیر و مالدار ہلاک ہوئے لوگ شام کی طرف بھاگ نکلے لیکن وہاں تک بہت کم پہنچے کیونکہ راستوں میں انہیں فرنگیوں نے اچکنا شروع کر دیا تھا انہیں اپنی جانوں کے بارے میں دھوکے میں رکھا تھوڑی بہت کھانے کی چیزیں مہنگے داموں دیں جبکہ عراق کے علاقوں میں سہولت و ارزانی تھی، ابن ساعی کہتے ہیں کہ اس سال بغداد میں ایک مرغ نے انڈا دیا تو میں نے ایک جماعت سے پوچھا تو انہوں نے مجھے یہ بات سنائی۔

اس سال فوت ہونے والے اعیان میں سلطان علاء الدین خوارزم شاہ تکش بن الپ ارسلان بھی ہے جو طاہر بن حسین کی اولاد سے تھا یہ خوارزم، خراسان و ری کے بعض شہروں، ان کے علاوہ اور کئی وسیع علاقوں کا حکمران تھا یہ وہی شخص ہے جس نے سلاجقہ حکومت کا خاتمہ کیا یہ بڑا عادل، درست سیرت والا آدمی تھا موسیقی میں کافی مہارت تھی حسن معاشرت میں سلیقہ مند تھا، فقہ حنفی کا فقیہ تھا اصول کا تعارف رکھتا تھا حنفیہ کے لئے ایک بہت بڑا مدرسہ بھی بنوایا، وفات کے بعد خوارزم میں جو قبر بنوائی تھی اس میں دفن کیا گیا اس کے بعد اس کے بیٹے علاء الدین محمد نے حکومت کی باگ دوڑ سنبھالی اس سے پہلے اس کا لقب قطب الدین تھا اسی سال سلطان خوارزم شاہ نے غور کو قتل کیا۔

**نظام الدین مسعود بن علی** —— نیک سیرت شافعی المذہب تھے آپ کا خوارزم میں بہت بڑا مدرسہ تھا اور وسیع جامع مسجد تھی آپ نے مرو میں شافعیہ کی بہت عظیم جامع مسجد تعمیر کی حنابلہ ان سے حسد کرنے لگے وہاں ان کے شیخ کو شیخ الاسلام کہا جاتا تھا، کہا جاتا ہے کہ انہوں نے اس کو جلا دیا، اس بات کو دین و عقل کی کمی پر ہی محمول کیا جا سکتا ہے، سلطان خوارزم شاہ نے ان پر تاوان لازم کیا جتنا وزیر نے اس کی تعمیر پر اٹھایا تھا۔

اس سال شیخ مسند معمر وقت کی منزل ابو الفرج بن عبد المنعم بن عبد الوہاب ابن صدقہ بن خضر بن کلیب اصلاً حرانی ہیں ولادت، سکونت اور وفات کے لحاظ سے بغدادی ہیں، آپ کی وفات ۹۶ سال کی عمر میں ہوئی، اکثر محدثین سے حدیث کا سماع کیا پھر آپ سے بھی کئی لوگ سماع حدیث کی نعمت

سے مستفید ہوئے، ایک روایت میں مشائخ کی ایک جماعت سے منفرد ہیں، آپ کا تعلق تاجر اور مالدار طبقے سے تھا۔

**الفقیہ مجد الدین** ...... ابومحمد بن طاہر بن نصر اللہ بن جمیل، قدس کے مدرس، آپ نے سب سے پہلے الصلاحیہ میں درس دیا، آپ بنو جمیل الدین کے فقہاء کے والد ہیں، فقہاء بنو جمیل مدرسہ جاروقیہ میں تھے پھر ہمارے اس زمانے میں "العمادیہ" اور "الدماغیہ" کی طرف منتقل ہو گئے ان کی وفات کے بعد صرف ان کی شرح ہی باقی رہی۔

**امیر صارم الدین قایماز** ...... ابن عبداللہ النجمی، آپ حکومت صلاحیہ کے سربرآوردہ لوگوں میں سے تھے صلاح الدین کے ہاں آپ کو استاذ کا رتبہ حاصل تھا، عاضد کی وفات کے وقت آپ ہی نے محل کی سپرداری سنبھالی جس کی وجہ سے آپ کو کافی مقدار میں مال ومتاع حاصل ہوا، آپ بہت زیادہ صدقہ وخیرات اور وقف کرنے والے تھے ایک دن آپ نے سات ہزار طلائی دینار صدقہ کئے، مدرسہ قیمازیہ آپ ہی کا وقف کردہ ہے جو قلعہ کی شرقی جانب میں ہے، دار الحدیث اشرفیہ اس امیر کا گھر تھا وہاں آپ کا حمام بھی تھا جسے بعد میں ملک اشرف نے خرید کر دار الحدیث بنا دیا اور حمام منہدم کر کے وہاں جو شیخ مدرس تھے ان کا گھر بنا دیا جب قیمازی کی وفات ہوئی اور اسے اس کی قبر میں دفن کر دیا گیا تو اس کے گھر، دفتر اور خزائن کو کھودا گیا ان پر بہت سے مال کی تہمت تھی تو وہاں سے ایک لاکھ دینار حاصل ہوئے جبکہ گمان یہ تھا کہ اس کے پاس اس سے بھی زیادہ مال تھا وہ اپنے اموال کو ویرانوں، دیہاتوں اور بنجر زمینوں میں دفن کرتا تھا اللہ تعالیٰ اسے معاف کرے۔

**امیر لولو** ...... دیار مصر کے حاجب ہیں، صلاح الدین کے زمانے میں بڑے امراء میں سے تھے سمندر میں فرنگی بیڑا اپنی کمان میں لیا، بہت سے سوار اور قیدی بنا لیا اور کافی مقدار میں کشتیاں توڑ دیں، اکثر جہاد میں شرکت کے باعث کشادہ دست تھا، ہر دن زیادہ سے زیادہ خرچ کرتا، مصر میں مہنگائی ہوئی تو اس نے بارہ ہزار روٹیاں بارہ ہزار آدمیوں میں صدقہ کیں۔

**شیخ شہاب الدین طوسی** ...... دیار مصر میں مشائخ شافعیہ میں سے ہیں تقی الدین شہنشاہ بن ایوب کی طرف جو مدرسہ منسوب ہے اس کے شیخ ہیں اس مدرسہ کو منازل العز کہا جاتا ہے، یہ محمد بن یحییٰ جو امام غزالی کے شاگرد ہیں ان کے ساتھیوں میں سے ہیں، آپ کی ملوک مصر کے ہاں بڑی قدر ومنزلت تھی، آپ انہیں نیکی کا حکم کرتے اور برائی سے روکتے، آپ اسی سال فوت ہوئے، وفات کے وقت آپ کے جنازے پر لوگوں کا تانتا بندھ گیا جو انتہائی متاسف تھے۔

**شیخ ظہیر الدین عبدالسلام فارسی** ...... حلب میں شافعیہ کے شیخ ہیں آپ نے محمد بن یحییٰ امام غزالی کے شاگرد سے فقہ حاصل کیا، نیز امام رازی کے سامنے بھی زانوئے تلمذ رکھا اس کے بعد مصر روانہ ہوئے وہاں آپ پر امام شافعی کی قبر کے قریب تدریس سپرد کی گئی لیکن آپ نے اسے قبول نہیں کیا پھر آپ حلب لوٹ آئے وہیں وفات تک مقیم رہے۔

**شیخ علامہ بدر الدین ابن عساکر** ...... دمشق میں حنفیہ کے رئیس ہیں ابوشامہ کہتے ہیں کہ انہیں ابن العقادہ بھی کہا جاتا ہے۔

**شاعر ابوالحسن علی بن نصر بن عقیل** ...... بن احمد بغدادی، ۵۹۵ھ میں دمشق آئے، آپ کے پاس اشعار کا دیوان تھا جس میں خوبصورت موتی تھے، آپ ملک امجد حاکم بعلبک کی مدح سرائی میں مشغول ہو گئے، آپ کے اشعار میں سے چند یہ ہیں:

لوگوں میں سے جو کامل سمجھے جاتے ہیں حقیقۃً وہ ناقص ہیں اور گمان میں سے ناقص سمجھے جانے والے بھی کامل ہیں، میں پاک
دامن لوگوں میں صاحب مال وثروت ہوں اگرچہ میرے پاس اتنا مال نہیں جسے کامل کہا جا سکے۔

پھر اس سال قاضی فاضل امام علامہ شیخ الفصحاء والبلغاء فوت ہوئے، ابوعلی عبدالرحیم بن قاضی اشرف ابوالمجد علی بن حسن بن بیسانی مولیٰ اجل قاضی فاضل، آپ کے والد عسقلان کے قاضی تھے تو انہوں نے اپنے بیٹے کو دیار مصر کی طرف حکومت فاطمیہ بھیجا وہاں ابوالفتح قادوس وغیرہ کے پاس

کتابت انشاء میں مشغول ہو گئے تو اتنی ترقی کی کہ پورے بغداد کے سردار بن گئے جس کی ان کے زمانے میں کوئی نظیر نہ تھی اور نہ ہمارے زمانے تک ہی کوئی موجود ہے۔

جب ملک صلاح الدین نے مصر میں استقلال حاصل کر لیا تو انہیں اپنا کاتب وزیر جلیس اور مصاحب بنا لیا وہ اس کے ہاں اہل و اولاد سے زیادہ عزیز تھے دونوں ایک دوسرے کے مددگار ثابت ہوئے ایک نے تو تیر تلوار سے کئی شہروں اور علاقوں کو فتح کیا اور دوسرے نے اپنے قلم زبان اور بیان سے، قاضی فاضل زیادہ مالدار ہونے کی وجہ سے بہت زیادہ صدقہ و خیرات صوم و صلوٰۃ والے تھے آپ پابندی سے ایک ختم قرآن روزانہ دن رات میں کیا کرتے تھے جس پر نوافل کی تعداد مستزاد تھی اور موصوف نیک سیرت پاکیزہ قلب و باطن تھے۔

دیار مصر میں آپ کا شافعیہ و مالکیہ کے مقابلہ میں ایک مدرسہ اور اوقاف تھا جو عیسائیوں کے ہاتھوں چھڑائے جانے والے قیدیوں کے لئے تھا، آپ نے تقریباً ایک لاکھ کتب جمع کیں، یہ وہ چیز تھی جس پر نہ کوئی بادشاہ خوش تھا اور نہ ہی کوئی وزیر و عالم دین، آپ ۵۲۲ھ میں پیدا ہوئے اور وفات اس رات ہوئی جب عادل قلعۂ مصر میں آپ کے مدرسہ میں آیا منگل کے دن چھ ربیع الثانی کو داخل ہوا لوگوں نے آپ کے جنازے [illegible] منصور بنا لیا دوسرے دن ملک عادل نے آپ کی قبر کی زیارت کی اسے بڑا افسوس ہوا پھر عادل نے صفی الدین بن شکر کو وزیر بنا لیا، جب قاضی فاضل سے یہ بات کی تو آپ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ اسے اس حکومت تک زندہ نہ رکھے کیونکہ ان دونوں کے درمیان منافست و مقابلہ تھا چنانچہ آپ کی وفات ہو گئی یوں آپ کو کوئی بھی کسی قسم کا نقصان و گزند نہ پہنچا، حکومت میں آپ سے بڑا کوئی نہیں دیکھا گیا شعراء نے بڑے اچھے اور عمدہ اشعار میں آپ کے مرثیے کہے ہیں جن میں قاضی ہبۃ اللہ بن سناء الملک کے یہ اشعار ہیں۔

> عبدالرحیم مخلوق کے لئے رحمت ہے مخلوق اس کی مصاحبت کی وجہ سے عذاب کے نازل ہونے سے محفوظ ہو گئے، مجھ سے اس کے اور اس کے اسباب کے بارے میں پوچھنے والے اور وہ آسمان پر پہنچ چکا ہے آسمان سے پوچھ وزارت اس سے مخاطب ہو کر اس کے پاس آئی، بسا اوقات وہ اس وزارت پر تھک بھی گیا، سعادت مندی اس کے دروازوں تک آ گئی اس شخص کی طرح نہیں جو سعادت مندی کے دروازوں تک آ کے دوڑ کر جائے۔

بادشاہ اس کے سامنے سرنگوں ہیں بلکہ انہیں گردنوں سے پکڑ کر ہانک کے اس کے دروازے تک لایا جاتا ہے، بادشاہ ان چیزوں میں لگے ہوئے ہیں جو زوال پذیر ہیں جبکہ اس کا نفس محراب میں ذکر و اذکار میں مشغول ہے، صوم و صلوٰۃ میں اس نے اپنے آپ کو تھکا دیا ہے، اور یتیمی کی کفالت بھی اس تعب و مشقت پر دال ہے، خوبی انجام و مآل پر بھروسہ کرتے ہوئے اس نے جلدی لذات نفس کو خیرباد کہہ دیا دنیا کو اپنے ملک کے فرمانروا اور اس کے علم و کتاب کے پڑھانے والے پر فخر کرنا چاہئے جن میں روزے دار، نگرانی کرنے والے، داتا، گورنر، خرچ کرنے والے عطا کرنے والے شامل ہیں۔

یہ تعجب انگیز بات ہے کہ قاضی فاضل کا شعر میں اتنی مہارت کے باوجود کوئی طویل قصیدہ نہ مل سکا اور جو بھی ملے وہ بھی صرف ایک یا دو بیتوں پر مشتمل ہوتے، جنہیں وہ اپنے رسائل وغیرہ میں ذکر کرتے تھے اگرچہ ان کے علاوہ ان میں دوسری باتیں بیش بہا ہوتی تھیں انہیں بعض اشعار میں سے یہ بھی ہیں:

> کجی درست کرنے کے لئے تم نے شرافت میں سبقت کی، جو لوگ بیان کرتے یا حکایت سناتے ہیں تمہارا ہم مثل کوئی نہیں۔
> میرا خیال تھا کہ میں اس میں تم سے مسابقت و مقابلہ کرتا، لیکن وہ مجھ سے پوشیدہ ہو گئی اور مجھے رونے پر اکسایا۔

نیز ان کا شعر ہے:

میرا ایک دوست ہے جب بھی مجھے زمانے کے کسی حادثے کے ظلم کا خوف ہوتا تو وہ میرے لئے آڑ بن جاتا، جب زمانے کی گردش مجھ پر چھا جاتی تو میں اس کے جھنڈوں کے ذریعے گردش زمانہ پر حملہ آور ہوتا۔

مندرجہ ذیل اشعار آپ نے اپنے کلام کے آغاز میں کہے تھے:

> مجھے تمام کاتب ایسے رزقوں کے ساتھ نظر آتے ہیں جو کئی سالوں کو شامل ہیں، جبکہ میرے لئے ان کے درمیان کوئی رزق نہیں

گویا کہ میں کراماً کاتبین سے پیدا کیا گیا۔

خط اور نقطہ کے بارے میں آپ نے یہ اشعار کہے ہیں:

جس میں دو گھوڑوں نے ایک دوسرے کو جواب دیا لوگوں نے انہیں تکلیف دینے سے روک دیا ہے۔ یا اپنے فعل کے خلاف
اور اتفاق سے کام لیتا ہے تو اس کی تعریف ہوتی ہے اور اس کی مذمت بیان کی جاتی ہے۔

نیز آپ کے شعر میں ہے:

ہم نے ایسی حالت میں رات گذاری جو محبت کو پوشیدہ کئے ہوئے تھی، لیکن اس کی تشریح ناممکن ہے۔ رات ہماری دربان تھی ہم
نے اسے کہا اگر تو ہٹ گئی تو صبح حملہ کر دے گی۔

ملک عزیز کی ایک لونڈی نے بادشاہ کی طرف سونے کا ایک جن بھیجا جس پر سیاہ عنبر لگا ہوا تھا، ملک عزیز نے قاضی فاضل سے اس کا مطلب پوچھا اس پر قاضی فاضل نے متعدد ذیل اشعار کہے ہیں:

اس نے تمہاری طرف عنبر کا تحفہ بھیجا جس کے درمیان میں باریک سونے کا جن ہے جن کا عنبر میں ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اسی طرح چھپ کر اندھیرے میں ملاقات کرو، ابن خلکان فرماتے ہیں کہ ان کے لقب میں اختلاف ہے کسی نے محی الدین تو کسی نے مجیر الدین کہا ہے، ہمارے شیخ ذہبی سے روایت ہے کہ انہیں ذکر کرتے ہیں کہ عادل ملک صالح نے اسکندریہ سے ان کے آنے کی خواہش کی اور یہ بات ان کی نیکیوں میں شمار ہے، ابن خلکان نے بھی اتنا ہی ذکر کیا جتنا ہم نے بیان کیا ہے البتہ اس میں کافی اضافہ ہے۔

## آغاز ۵۹۷ھ

اس سال سرزمین مصر میں بڑی تنگی ہوئی فقراء اور اغنیاء میں سے کئی لوگ چل بسے اس کے بعد ہی بڑی بربادی کا سامنا ہوا، شیخ ابو شامہ "الذیل" میں بیان کرتے ہیں کہ عادل نے اس سال کے مہینے میں اپنے مال سے تقریباً دو لاکھ بیس ہزار مردوں کو کفن دیا، اس سال مصر میں کتے اور مردار کھائے گئے، چھوٹے اور معصوم بچوں میں سے کافی حد تک کھائے گئے معصوم بچے کو اس کے والدین خود بھونتے اور کھاتے۔ یہ بات لوگوں میں عام ہو گئی یہاں تک کہ اس بات کو کوئی برا نہ سمجھتا، جب معصوم بچوں اور مردار کی تعداد ختم ہو گئی تو قوی ضعیف پر غالب آ گئے چنانچہ طاقتور کمزور کو ذبح کر کے کھاتا، آدمی فقیر آدمی کو حیلے سے لاتا اور اسے کوئی چیز دیکر ذبح کر کے کھا لیتا۔

اور بعض نے تو اپنی بیوی کو ذبح کر کے بھی کھایا، یہ بات ان میں بلا انکار و شکایت کے پھیل چکی ایک دوسرے کو معذور سمجھتا، کسی کے پاس مردوں کا شمار کیا گیا تو ایک آدمی کے پاس چار سو سر پائے گئے، کئی طبیب جو مریضوں کے لئے بلائے گئے تھے ہلاک ہوئے، ذبح کئے جاتے اور کھائے جاتے، لوگ طبیب کو بلاتے پھر اسے ذبح کر کے کھا جاتے، ایک آدمی نے ماہر طبیب کو بلایا وہ شخص صاحب ثروت اور مالدار تھا، طبیب ڈرتے کانپتے اس کے ساتھ گیا وہ شخص راستے میں جس سے ملتا اس پر صدقہ کرتا اللہ کا ذکر کرتا اور اس کی تسبیح بیان کرتا، طبیب کو اس کے بارے میں تردد ہوا اور دل میں طرح طرح کے خیال آنے لگے اس کے باوجود لالچ نے اسے اس کے ساتھ مسلسل چلنے پر مجبور کیا یہاں تک کہ وہ اس کے گھر پہنچ گیا تو وہ ایک کھنڈر تھا، جس سے طبیب کو شک پیدا ہو گیا اس شخص کا ساتھی خود باہر نکل آیا اور اس کو کہنے لگا اتنی دیر سے تو ہمارے لئے شکار لایا ہے، طبیب نے جب یہ بات سنی تو بھاگ نکلا، وہ دونوں بڑی تیزی کے ساتھ اس کے پیچھے دوڑے مگر اس نے بڑی مشقت و جستجو سے نجات پائی۔

اس سال بلاد عنزہ میں جو کہ حجاز و یمن کے درمیان کا علاقہ ہے سخت وبا پھیلی، یہ بیس گاؤں تھے جن میں اٹھارہ تو برباد ہوئے جن کا کوئی باشندہ بچا نہ آگ میں پھونکنے والا، بچے تو ان کے مویشی اور اموال ہی جنہیں جمع کرنے والا کوئی نہیں تھا اور نہ ان بستیوں میں کوئی رہ سکتا تھا اور نہ داخل ہو سکتا تھا بلکہ جو شخص بھی ان بستیوں میں سے کسی چیز کی طرف جاتا فوراً ہلاک ہو جاتا، ہم اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتے ہیں اللہ تعالیٰ کے عذاب اور اس کی سزا سے، اور اس کے غضب اور عقاب سے، بہر کیف جو دو بستیاں باقی بچیں سو ان کا تو کوئی آدمی نہ مرا اور نہ ہی انہیں اس بات کا علم تھا جو ان کے ارد گرد بستیوں پر عذاب آیا بلکہ وہ تو اپنی حالت پر تھے اور نہ ان میں سے کوئی کم ہوا وہی پاک ہے وہ ذات جو حکمت و علم والی ہے۔

www.ahlehaq.org

اس سال اتفاقاً یمن میں بڑا عجیب واقعہ پیش آیا وہ یہ کہ ایک شخص تھا جسے عبداللہ بن حمزہ علوی کہا جاتا تھا وہ اکثر بلاد یمن پر قابض ہو چکا تھا اس نے تقریباً بارہ ہزار گھڑ سواروں کو اپنے ساتھ جمع کر لیا اور پیادہ فوج کی بہت بڑی تعداد بھی شامل کر لی یمن کا بادشاہ اسمٰعیل بن سیف الاسلام طغتکین بن ایوب اس سے خوفزدہ ہو گیا اور اس کے ذہن پر یہ بات سوار ہو گئی کہ اس کی مملکت کا زوال اس آدمی کے ہاتھوں ہوگا اور اسے ہلاکت کا پورا یقین ہو گیا اس لئے کہ وہ اس کا مقابلہ کرنے سے عاجز تھا نیز اس کے امراء بھی اس کے ساتھ مشورہ میں شریک ہوتے پس اللہ تعالیٰ نے آسمانی بجلی بھیجی جو ان پر نازل ہوئی تو سوائے سواروں اور پیادوں کے کوئی باقی نہ بچا اس کے بعد اس کے لشکر میں اختلاف پڑ گیا تو المعز نے ان پر غلبہ پا کر ان میں سے چھ ہزار قتل کر دیے اس طرح وہ اپنی حکومت میں ٹھہر گیا۔

اس سال دو بھائیوں نے باہم خط و کتابت کی افضل نے مصر سے اور ظاہر نے حلب سے یہ کہ دونوں حصار دمشق پر جمع ہوں گے اسے معظم بن عادل سے دونوں چھین لیں گے اور وہ افضل کو ملے گی، پھر دونوں مصر کا رخ کریں گے وہاں اسے عادل (سے لیں گے) اور اس کے بیٹے کامل سے حاصل کر لیں گے پھر دونوں نے عہد و میثاق کی منصوبے کے مطابق عمل کیا اور مضبوط عہدوں کو توڑ دیا تو جب مصر کو حاصل کر لیں گے تو وہ بھی افضل کے لئے ہوگی اور دمشق حلب کے ساتھ ملا کر ظاہر کو دی جائے گی، عادل کو جب ان کی باہمی معاہدت کی خبر ہوئی تو فوراً امداد کے لئے ایک لشکر اپنے بیٹے عیسیٰ کی طرف دمشق بھیجا یہ ظاہر اور اس کے بھائی سے پہلے دمشق پہنچ گیا۔

جب یہ دونوں ذوالقعدہ میں بعلبک کی طرف سے دمشق پہنچے، مسجد القدم میں نزول کیا شہر کا محاصرہ سخت ہو گیا اور بہت سی فوج خان القدم کی جانب سے دیوار پھاند کر اندر آ گئی اگر رات کی تاریکی نہ چھا جاتی تو صرف شہر کو فتح کرنا ہی باقی رہ گیا تھا۔

پھر ظاہر کے خیال میں یہ بات ہوئی کہ بجائے اس کے کہ دمشق افضل کو ملے دمشق پہلے اسے ملنا چاہئے اور جب مصر فتح ہو جائے تو افضل اسے سنبھال لے تو یہ بات لکھ کر اس نے افضل کو بھیجی لیکن افضل نے اس بات کو قبول نہیں کیا اس وجہ سے دونوں میں اختلاف ہو گیا اور ان کی رائے ایک نہ رہی اور دمشق کی بادشاہت میں تنازعہ پڑ گیا وہاں کے امراء بھی ان سے جدا ہو گئے، عادل کو صلح کے لئے خط لکھے گئے تو اس نے دونوں کو ان کے مطالبات کا جواب دیتے ہوئے پیغام بھیجا اور جزیرہ کی زمینیں انہیں عطا کیں اور معرہ کی عملداری بھی سونپ دی۔

محرم ۵۹۶ھ میں یہ تمام لشکر دمشق سے ہٹ گئے اور یہ دونوں بھائی ان علاقوں کی طرف چل دیئے جو عادل نے انہیں دیئے تھے اس سال کئی مصائب و آلام آئے جن کی شرح کافی لمبی ہے ظاہر اور اس کے بھائی نے حاکم موصل نورالدین ارسلان اتابکی کو جزیرہ کے ان شہروں کا محاصرہ کرنے کو لکھا جو ان کے چچا عادل کے پاس تھے، سو وہ اپنا لشکر لے کر روانہ ہو گیا اس نے اپنے چچا زاد قطب الدین حاکم سنجار کو بھی پیغام بھیج دیا وہ دونوں کے ساتھ ماردین کا حاکم جس کا عادل نے محاصرہ کیا تھا آ ملا ایک مدت تک اسے تنگ رکھا پھر فوجوں نے حران کا رخ کیا جہاں فائز بن عادل تھا ایک عرصہ انہوں نے اس کا محاصرہ کئے رکھا بعد میں جب انہیں صلح کی اطلاع ملی تو یہ بھی صلح کی طرف مائل ہو گئے اور یہ صلح فائز کے مطالبے کے بعد ہوئی تھی۔

اس سال غیاث الدین اور اس کے بھائی شہاب الدین غوری نے ان تمام شہروں پر قبضہ کر لیا جو خوارزم شاہ کے پاس تھے اسی طرح جو خزانے اور اموال تھے وہ بھی لے لئے ان کے درمیان بہت سے مصائب رونما ہوئے اسی سال بہت بڑا زلزلہ آیا جس کی ابتدا بلاد شام سے لے کر بلاد جزیرہ روم کے علاقے اور عراق تک ہوئی، اس کا زیادہ زور شام میں رہا اس سے بہت سارے گھر منہدم ہو گئے اور کئی مقامات برباد ہو گئے، بصریٰ کی زمین میں ایک گاؤں دھنس گیا شام کے ساحل وغیرہ میں بہت سی چیزیں ہلاک ہو گئیں طرابلس، صور، عکا، نابلس کے کئی علاقے ویران ہو گئے نابلس میں سامرہ کے محلے کے علاوہ کوئی باقی نہ بچا وہاں اور اس کی بستیوں میں تیس ہزار افراد دیواروں کے نیچے دب کر مر گئے، دمشق کی جامع مسجد کے شرقی منارے کا اکثر حصہ اور اس کے چودہ کنگرے گر گئے اسی طرح کلاسہ اور بیمارستان نوری کا زیادہ تر حصہ سقوط پذیر ہوا۔

لوگ میدانوں کی طرف دعائیں کرتے نکل پڑے بعلبک کا قلعہ باوجودیکہ اس کی بنیادیں مضبوط تھیں اس کا بھی اکثر حصہ گر گیا سمندر پھٹ کر قبرص کی طرف بہہ نکلا، کشتیوں کو ساحل سے دے مارا اور مشرقی جانب تجاوز ہو گیا جس کی وجہ سے کئی گھر منہدم ہو گئے اور اتنے لوگ مرے جن کی تعداد شمار کرنا ممکن ہے اور نہ شمار کئے جا سکتے ہیں یہاں تک کہ صاحب مرآۃ الزمان کا کہنا ہے کہ اس سال زلزلے سے تقریباً ایک کروڑ ایک لاکھ انسان دب کر جاں بحق ہوئے بعض کا کہنا ہے کہ اس سال مرنے والوں کا شمار کسی نے نہیں کیا۔ واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

# اس سال فوت ہونے والے نامور حضرات

**عبدالرحمٰن بن علی**—— ابن محمد بن علی بن عبیداللہ بن حمادی بن احمد بن محمد بن جعفر الجوزی جس کی نسبت بصرہ کی نہر کے دہانے کی طرف ہے ابن عبداللہ بن قاسم بن نضر بن قاسم بن محمد بن عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن قاسم بن محمد بن ابی بکر الصدیق شیخ حافظ، واعظ جمال الدین ابوالفرج جو ابن الجوزی کے نام سے مشہور ہیں قرشی تیمی، بغدادی، حنبلی علماء کے ایک فرد ہیں آپ کئی علوم میں رونما ہوئے اور ان میں دوسروں سے انفرادی حیثیت اختیار کی، آپ نے چھوٹی بڑی تصنیفات تقریباً تین سو تصنیفیں جمع کیں اور اپنے ہاتھ سے تقریباً دو سو جلدیں لکھیں، فن وعظ ونصیحت میں منفرد انداز رکھتے ہیں جس کی طرف ان سے پہلے کسی نے پیش رفت نہیں کی اور نہ اس میدان میں کوئی آپ کا ہم پلہ ہے اور نہ ہی اس طریقے میں، نہ فصاحت وبلاغت میں نہ اس کی حلاوت وشیرینی میں اور اس کی تاثیر میں نہ معنی ومعانی میں غوطہ زنی میں اور نہ امور حسیہ کو امور مشاہدہ کے قریب کرنے میں، اپنی عبارت سے کام لیتے جو مختصر اور جلد سمجھ میں آنے والی ہوتی، ان کا انداز یہ ہوتا کہ بہت سی باتوں کو ایک کلمہ میں جمع کر لیتے، یہ تو چند اوصاف ہیں اس کے علاوہ آپ کو تمام علوم میں مکمل دسترس تھی، اسی طرح علوم کی دیگر اقسام مثلاً تفسیر، حدیث، تاریخ، ریاضی، نجوم وطب، فقہ، اس کے علاوہ لغت ونحو وغیرہ میں ید طولیٰ رکھتے تھے ان علوم میں آپ کی اتنی تصنیفات ہیں جن کی تعداد وشمار کے لئے ہماری اس کتاب کا دامن تنگ ہے۔

ان میں سے تفسیر میں آپ کی مشہور تفسیر زاد المسیر کے نام سے معروف ہے اس کے علاوہ بھی آپ کی ایک اس سے بڑی تفسیر ہے لیکن وہ اتنی مشہور نہیں، اسی طرح آپ کی کتاب جامع المسانید ہے جس میں زیادہ تر امام احمد کی مسند احمد، صحیح بخاری، صحیح مسلم اور جامع ترمذی کا حصہ شامل ہے، امتوں کی تاریخ میں چاہے ان کا تعلق عرب سے ہو یا عجم سے ایک کتاب المنتظم ہے جو بیس جلدوں میں ہے ہم نے اپنی اس تالیف میں اکثر واقعات اور حالات اسی سے لئے ہیں آپ اسے ایک دیوان کی طرح لکھتے رہے، بعد میں جب دیکھا تو ایک مستقل تاریخ بن گئی، کسی شاعر کا یہ قول کس قدر برحق ہے

آپ تاریخ میں چند مستقل سے کام لیتے رہے یہاں تک کہ میں نے آپ کا نام تاریخ میں لکھا ہوا پایا، آپ کی تصنیفات میں مقامات وخطب، موضوع احادیث، علل متناہیہ فی الاحادیث الواہیہ بھی ہیں، اس کے علاوہ دوسری باتیں ہیں، آپ کی پیدائش ۵۱۰ھ میں ہوئی جس وقت آپ کے والد فوت ہوئے آپ کی عمر تین برس کی تھی، آپ کا خاندان تانبے کا تاجر تھا، جب آپ بڑے ہو گئے تو آپ کی پھوپھی آپ کو حافظ محمد بن ناصر کی مسجد لے گئیں، پس آپ اسی وقت سے اپنے شیخ کے ساتھ رہنے لگے، آپ نے ان سے پڑھا اور حدیث کا سماع کیا اور ابن زاغونی سے فقہ پڑھا، وعظ دینے لگے اور بیس سال یا اس سے کم کی عمر میں وعظ کہنے لگے۔

ابومنصور جوالیقی سے علم لغت سیکھا، آپ بچپن سے ہی دیندار تھے آپ پرہیزگاری رکھنے والے تھے نہ کسی سے میل میلاپ رکھتے اور نہ کوئی شبہ والی چیز کھاتے سوائے جمعہ کے اپنے گھر سے باہر نہیں جاتے اور نہ بچوں کے ساتھ کھیلتے تھے، آپ کی مجلس وعظ میں خلفاء، وزراء، بادشاہ، امراء، علماء، فقراء وغیرہ غرض ہر قسم کا آدمی شریک ہوتا، آپ کی مجلس وعظ میں کم از کم دس ہزار لوگ جمع ہوتے اور کبھی کبھار ان کی تعداد ایک لاکھ یا اس سے زیادہ تک پہنچ جاتی، کبھی آپ فی البدیہہ نظم ونثر میں کلام کرتے، مختصر یہ کہ آپ وعظ میں ایک منفرد ماہر آدمی تھے، آپ اس شان میں غالب تھے آپ میں خود پسندی اور اپنے مقام سے بڑھ کر ترفع رہا تھا، یہ بات آپ کے کلام میں نظم ونثر کی صورت میں عیاں تھی اسی میں سے ان کا یہ قول ہے

> "میں ہمیشہ بلندی کی چیز کو پاتا رہا، بلاشبہ آرزو کے راستوں کی تکلیفیں اٹھاتا رہا، اس میں مجھے اپنے میدانوں میں سے کوئی روک نہ سکا، جیسے کوئی ایک اپنی امیدوں کے کھلے میدان میں دوڑتا ہے تو تیزی مجھے لے کر وہاں تک پہنچی جہاں میرے علاوہ دوسرے لوگ پہنچنے سے قاصر ہیں اگر میں مطلق بختی ہوتا ہوں میں اسے پوچھتا کہ کیا تو نے مجھ جیسا کوئی دیکھا ہے تو وہ کہتا کہ نہیں۔"

یہ شعر بھی انہی کے ہیں جس سے آپ کی ہمت جھلکتی ہے

جب تم تھوڑی روزی پر صبر کرو گے تو لوگوں میں شریف اور معزز بن جاؤ گے، اے میرے دل کی روزی جب میرے لئے
[illegible] وقت پر افسوس نہیں رہے گا۔

علم حدیث میں آپ کی [illegible] آپ کی ایک کتاب "[illegible]" ہے آپ نے لطیف کلام سے حدیث شریف میں اپنی امت

www.ahlehaq.org

کی عمریں ساٹھ اور ستر سال کے درمیان ہیں اس کے بارے میں ہے کہ ہم سے پہلے لوگوں کی عمریں زیادہ طوالت کی وجہ سے لمبی تھیں، جب تقاضا عمر ختم کے قریب آ جاتا تو ان سے کہا جاتا دوسروں وصیت کے ذریعہ تیز کرو، آپ کو ایک آدمی نے کہا میں بیٹھ کر تسبیح کروں یا استغفار ان میں سے کون سی بات زیادہ اولیٰ ہے؟ آپ نے فرمایا میلے کپڑے کو صابن کی زیادہ ضرورت ہے۔

اسی طرح آپ سے اس شخص کے متعلق پوچھا گیا جو جان کنی کے عالم میں وصیت کرے تو آپ نے فرمایا یہ ملی ہے جس کی آگ [illegible] میں سے ایک دفعہ دوران وعظ آپ نے خلیفہ مستضیئ کی طرف متوجہ ہو کر کہا امیر المومنین اگر بات کروں تو مجھے آپ کا خوف ہے اور نہ کروں تو آپ پر خوف ہے ولی آپ کو اللہ تعالیٰ کا خوف دلانے والا یہاں سے بہتر ہے کہ وہ آپ کو یوں کہے کہ آپ تو اہل بیت ہیں اور بخشے ہوئے ہیں۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب مجھے اطلاع ملی کہ فلاں گورنر ظالم ہے اور میں اسے تبدیل نہ کروں تو میں خود ظالم ہوں، اے امیر المومنین! حضرت یوسف علیہ السلام قحط کے زمانے میں سیر ہو کر نہ کھاتے تھے تاکہ کہیں بھوکے کو نہ بھولیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ عام الرمادہ کے زمانے میں اپنے پیٹ پر مارتے ہوئے کہتے گڑگڑا لے یا نہ گڑگڑا اے پیٹ اللہ کی قسم مسلمانوں کے خوشحال ہونے تک تو گھی نہیں چکھے گا خلیفہ رو پڑے، پس وہیں کچھ لوگ کہنے لگے کہ ابن جوزی کا بیان ہے کہ مستضیئ رو پڑا اور بہت زیادہ مال صدقہ کر دیا اور قیدیوں کو چھوڑ دیا اور کئی قیدیوں کو کپڑے پہنائے۔

علامہ ابن الجوزی کی پیدائش ۵۱۰ھ کی حدود میں ہوئی جیسا کہ پہلے تذکرہ ہو چکا ہے اور آپ کی وفات اس سال کی ۱۲ رمضان شب جمعہ مغرب اور عشاء کے درمیان ہوئی، ۸۷ سال کی عمر پائی، جنازہ لوگوں کے سروں پر اٹھایا گیا جنازے میں شریک لوگوں کی تعداد بہت زیادہ تھی، آپ اس قدر کثیر شخص کی وعظ میں حاضرین کی تعداد ہزاروں سے تجاوز ہو جاتی تھی ان کے جنازے میں انتہائی رش ہو گیا، باب الحرب امام احمد کی قبر کے پاس اپنے والد کے پہلو میں دفن کیا گیا، وہ دن جمعہ کا تھا یہاں تک کہا گیا کہ لوگوں کی ایک جماعت نے رش کی کثرت سے افطار کر لیا۔

علامہ ابن الجوزی نے وصیت کی تھی کہ ان کی قبر پر یہ اشعار لکھے جائیں:

> اے وہ ذات جو بہت زیادہ بخشنے والی ہے اے وہ ذات جس کے سامنے میری خطائیں بہت زیادہ ہو گئی ہیں، تیرے پاس
> ایک گناہگار اپنے ہاتھوں کے گناہوں کی معافی کی امید سے حاضر ہوا ہے، میں آپ کے در کا مہمان ہوں اور مہمان کے ساتھ
> دستور ہے کہ احسان ہی کیا جاتا ہے۔

آپ کی ذکر اولاد تین ہیں، عبدالعزیز یہ سب سے بڑے تھے یہ جوانی میں ۵۵۴ھ میں اپنے والد کی حیات میں ہی فوت ہو گئے ان کے بعد ابوالقاسم ہے یہ آپ کا نافرمان اور آزمائش کے زمانے میں آپ کا مخالف تھا آپ کے زمانہ محبوسیت میں واسط میں آپ کی کتب پر مسلط ہو گیا انہیں انتہائی کم قیمت پر فروخت کر دیا، محی الدین یوسف آپ کی اولاد میں سے چھوٹے اور سب سے سمجھدار تھے ۵۸۰ھ میں پیدا ہوئے والد کی وفات کے بعد ہی وعظ کہنے لگے، علم میں مشغول ہو گئے پھر اس میں کمال حاصل کیا اور ولی زمانہ پر پہنچ گئے، پھر خلیفہ کے قاصد بن کر ملوک کے اطراف میں گئے، بادشاہوں کے پاس گئے خصوصاً شام میں بنی ایوب کے پاس ان سے کثیر مال و متاع اور تحائف حاصل کیے اس سے انہوں نے دمشق میں ایک مقام پر مدرسہ جوزیہ بنایا اور اس کے لیے اوقاف کو وقف کر دیا۔

پھر وہ دوسرے تمام بادشاہوں سے بہت زیادہ مال لیا، کچھ عرصہ بعد انہیں خلیفہ مستعصم نے محتسب کا استاذ بنایا گیا تو آپ مسلسل اس خدمت پر رہے یہاں تک کہ ہلاکو ترکی بن چنگیز خان کے زمانہ میں خلیفہ کے ساتھ قتل کر دیا گیا۔

علامہ ابن الجوزی کی ایک بیٹیاں تھیں ان میں ایک رابعہ ان کے نواسے شمس الدین ابو المظفر یوسف بن قزاوغلی مرآۃ الزمان کے مصنف کی والدہ ہیں، یہ کتاب تاریخ میں سب سے جامع و عمدہ مفید کتاب ہے، علامہ ابن خلکان نے وفیات میں ان کا تذکرہ کیا ہے ان کے علوم اور ان کی تصانیف کو قدر کی نگاہ سے دیکھا اور تعریف کی ہے۔

**عماد کاتب اصبہانی**..... محمد بن محمد بن حامد بن محمد بن عبداللہ بن علی بن محمود بن ہبۃ اللہ بن اَلُہ امام کی کنیت ابو عبداللہ ہے اور عماد کے ساتھ، عماد کاتب کے نام سے مشہور تھے، کئی تصنیفات اور رسائل کے مصنف، یہ قاضی فاضل کے ساتھی ہیں انہی کے زمانہ میں مشہور ہوئے جو قاضی

www.ahlehaq.org

فاضل کے زمانہ میں مشہور رہا وہ بھی فاضل ہی کہلایا، آپ کی پیدائش اصبہان میں ۵۱۹ھ میں ہوئی آپ جب بغداد پہنچے تو شیخ ابو منصور سعید بن رزاز جو نظامیہ کے مدرس ہیں کے پاس علم میں مشغول ہو گئے ان سے حدیث کا سماع کیا پھر شام کا سفر کیا وہاں ملک نور الدین محمود بن زنگی کے ہاں بڑا مرتبہ پایا اور اس کے کاتب بن گئے، نور الدین نے باب الفرج میں جو مدرسہ تعمیر کیا جسے عمادیہ کہا جاتا ہے اس کا متولی بنا دیا، عمادیہ کی طرف نسبت آپ کی اس میں سکونت واقامت اور اس میں تدریس کی وجہ سے ہے ورنہ اسے تعمیر تو نور الدین نے کرایا تھا پھر آپ حکومت [illegible]

قاضی فاضل آپ کی تعریف اور قدر دانی [illegible] تھے لوگوں کا بیان ہے کہ آپ کے کلام پر جمود اور کمزوری طاری ہو جاتی جبکہ آپ کی صنعت انتہائی تیز اور عمدہ تھی، ایک دن قاضی فاضل [illegible] آپ نے شاگردوں سے کہا ہو تو وہ بات کرنے لگے انہوں نے اس صفت میں اسے بہت سی صفات میں تشبیہ دی لیکن قاضی فاضل نے انہیں قبول نہیں کیا اور کہنے لگے وہ چقماق کے پتھر کی طرح ہے جس کا ظاہر ٹھنڈا اور باطن گرم ہے، آپ کی تصنیفات میں بعض اعراب کے [illegible] خریدۃ القصر فی شعراء العصر، الفتح القدسی اور البرق الشامی اور کئی مسجع و متنوع عبارات اور طویل قصائد والی کتب ہیں، آپ کی وفات [illegible] ۷۸ سال کی عمر میں ہوئی آپ کی تدفین صوفیہ کے قبرستان میں ہوئی۔

**امیر بہاء الدین قراقوش** [illegible] خصی، آپ حکومت صلاحیہ کے امراء میں سے تھے بڑے بہادر اور شجاع تھے، عاضد کی وفات کے وقت [illegible] سنبھالی اسی طرح آپ نے ہی [illegible] تعمیر کی جو مصر کو محیط تھی، پھر آپ "المقسم" تک پہنچ گئے یہ وہ مقام ہے جہاں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم [illegible] تعمیر کیا آپ نے قلعہ جبل کو تعمیر کیا، صلاح الدین نے عکا آپ کے حوالے کیا تو آپ نے [illegible] آباد کیا جب [illegible] محاصرہ ہوا تو آپ وہاں موجود تھے پھر جب اہل عکا وہاں سے نکلے تو نکلنے والوں میں آپ بھی شامل تھے اس کے بعد ابن [illegible] واپس [illegible] وہ بیان کرتے ہیں کہ وہ قید [illegible] دس ہزار دینار آپ نے اپنا فدیہ دیا [illegible] آپ صلاح الدین کے پاس واپس آ گئے جس سے [illegible] بہت خوش ہوا۔

اس سال جب آپ کی وفات ہوئی تو [illegible] نے آپ کے ترکہ کی نگرانی کی اور آپ کی جاگیریں املاک ملک کامل محمد بن عادل کے حصہ میں آئیں، علماء ان سے [illegible] بیان کرتے ہیں کہ ان کی طرف عجیب و غریب احکام منسوب ہیں، یہاں تک کہ ایک شخص نے کوئی لطیف کتاب بھی تصنیف کی جس کا نام "کتاب الفاشوش فی احکام قراقوش" رکھا جس میں بہت سی باتیں [illegible] ہیں، لیکن میرا خیال ہے کہ یہ ساری باتیں وضع کی ہوئی ہیں [illegible] آپ پر اعتماد تھا وہ کیسے ایسے شخص کو اپنا معتمد بنا سکتا ہے جس کی یہ حالت ہو، واللہ تعالیٰ اعلم۔

**مکلب بن عبداللہ المستنجدی** ...... یہ بڑے عابد زاہد ہیں سحر کے وقت مؤذن کو منارہ پر یہ اشعار پڑھتے سنا:

اے رجال شب اپنی کوشش کرو کیونکہ بہت سی آوازیں ایسی ہیں جو روکی نہیں جاتیں، رات کو صرف وہی اٹھتا ہے جو [illegible] اور بخشش [illegible] ہو۔

یا [illegible] مکلب [illegible] مؤذن نے کہا [illegible] اور پھر [illegible] آپ کی موت واقع ہوئی صبح تمام اہل شہر آپ کے [illegible] سعادت مند وہ شخص تھا [illegible] رحمہ اللہ تعالیٰ۔

**ابو منصور بن ابی محمد بن شجاع** ...... المقری البغدادی، آپ [illegible] آپ کی عادت تھی کہ دن کے وقت بازاروں میں [illegible] آپ [illegible] آپ ظریف الطبع خوش مزاج اور [illegible] تھے، آپ کے بھائی شیخ [illegible] بغداد میں آپ کی [illegible] ہوئی وہاں آپ کے معتقدین اور مریدین [illegible] ان سے

لے چھوڑ گئے آپ کا نکاح خلیفہ کی ماں نے اپنی ایک خاص لونڈی سے کر دیا اور اسے دس ہزار دینار جہیز دیا تو آپ کے پاس بھیج دیا شادی کے بعد ابھی سال بھی نہ گزرا کہ اس میں سے صرف ایک ہاون دستہ باقی بچا، ایک دفعہ ان کے دروازے پر ایک سوالی آیا جس نے مانگنے میں بڑا اصرار کیا تو آپ نے ہاون نکال کر اسے دے دیا کہ یہ لے لو اور تمہیں دن تک اس کے دام سے کھاتے رہو اور کبھی لوگوں سے سوال نہ کیا کرو اور اللہ تعالیٰ کی برائی نہ کرو۔

آپ ایسے شخص تھے جن کا شمار صالحین میں ہوتا تھا مقصود کلام یہ ہے کہ انہوں نے اپنے بھائی ابو منصور سے کہا تمہارا اس ہو اور ہزاروں میں گھومتے ہو اور شعر کہتے ہو اور اپنے بھائی کی حالت تمہیں معلوم ہے تو اپنے اشعار سے اس نے فی البدیہہ جواب میں یہ دو بیت کہے جن میں سوال کا قافیہ تھا۔

> ”اس شخص نے نقصان اٹھایا جس نے چھری کے رستے کو دوسرے تکیہ ... اور شریف عورت پر ... میں مالدار ہوں اور میرا بھائی فقیر ہے اور مونچھوں میں مٹھاس اور کڑواہٹ لئے جاتے ہیں۔“

ایک دفعہ آپ کے سامنے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے شہید ہونے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے موجود ہونے کا تذکرہ ہوا تو آپ نے کہا جو ہوا سو ہوا اس شخص کے پڑوس میں ابن عفان جیسا شخص شہید ہو جائے اور وہ عذر کرے تو اس شخص پر لازم ہے کہ وہ شام میں یزید کا عذر قبول کرے، جب آپ نے یہ بات کی تو ایک شخص نے آپ کو قتل کرنے کا ارادہ کیا، اتفاقاً آپ رمضان کی کسی رات لوگوں کو سحری کرا رہے تھے پھر خلیفہ کے گھر کے پاس سے گزرے خلیفہ نے تخت پر چھینک ماری تو اس پر ابو منصور نے اسی راستے میں اسے یرحمک اللہ کہا خلیفہ نے آپ کی طرف سو دینار بھیجے اور اس شخص سے حفاظت کا حکم دیا یہاں تک کہ آپ کی اسی سال وفات ہوئی۔

اسی سال مسند شام ابو طاہر برکات بن ابراہیم بن طاہر خشوعی فوت ہوئے، ابن عساکر نے اپنے بہت سے مشائخ میں آپ کو شریک کیا، ان کی وفات کے بعد آپ کی عمر ۲۰ سال مستقر رہی جس میں پوتے دادوں سے جا ملے۔

## آغاز ۵۹۸ھ

اس سال شیخ ابو عمر محمد بن قدامہ بانی مدرسہ نے قاسیون کے پہلو میں جامع مسجد کی تعمیر شروع کی، وہاں ایک شخص نے جسے شیخ ابو داؤد محاسن فامی کہا جاتا تھا آپ سے اتفاق کیا، تعمیر شروع ہوئی اور ایک آدمی کے قد کے برابر پہنچ گئی کہ اخراجات و مال ختم ہو گئے تو ملک مظفر کوکری بن زین الدین اربل کے حاکم نے ان کی طرف بہت سا مال بھیجا تاکہ اس سے مسجد کی تعمیر مکمل کرے پھر مزید ایک ہزار دینار بھیجے تاکہ بردی کے پانی کو اس تک لایا جائے مگر یہ کام ملک معظم دمشق کے حاکم سے نہ بن پڑا اس نے عذر کیا کہ اس شخص نے مسلمانوں کی بہت سی قبروں کو زمین بوس کر دیا ہے اور اس نے صرف اتنا کیا کہ اس کے لئے ایک کنواں بنوا دیا جس پر گھوڑے اور گدھے گھومتے رہتے ہیں اور کچھ مال وقف بھی کر دیا، اس سال خوارزمیوں اور غوریوں کے درمیان بلاد مشرق میں کئی لڑائیاں اور مصائب رونما ہوئے جنہیں ابن اثیر نے بسط و تفصیل سے اور ابن کثیر نے مختصراً بیان کیا ہے، اس سال نظامیہ میں مجد الدین یحییٰ بن ربیع نے درس دیا، خلیفہ نے انہیں قیمتی سیاہ چوغہ اور ہلکی رنگت کا جوڑا عطا کیا، آپ کے پاس علماء و اعیان حاضر ہوئے اسی سال ابوالحسن علی بن سلیمان حنبلی بغداد میں قاضی بنے، خلیفہ نے انہیں بھی خلعت عطا کیا۔

## اس سال فوت ہونے والے نامور حضرات

**محمد بن علی:** بن محمد بن یحییٰ بن عبد العزیز ابو المعالی قرشی محی الدین دمشق کے قاضی القضاۃ آپ دونوں میں سے ہر ایک کا باپ اور دادا قاضی تھا آپ کے دادا کے باپ یحییٰ بن علی ہیں، یہ ان میں سے پہلے آدمی ہیں جنہوں نے دمشق میں عہدہ قضاء سنبھالا تو آپ حافظ ابوالقاسم بن عساکر کے ماں کی طرف سے دادا تھے، ابن عساکر نے آپ کے حالات میں قرشی سے آگے اضافہ نہیں کیا۔

شیخ ابو شامہ فرماتے ہیں اگر اموی عثمانی ہوتے تو اس بات کو ابن عساکر ضرور ذکر کرتے اس لئے کہ اس میں آپ کے دادا اور آپ کے دونوں ماموؤں محمد اور سلطان کے لئے عزت و شرف ہے اور اگر یہ بات درست ہوتی تو ابن عساکر پر مخفی نہ رہتی۔

www.ahlehaq.org

ابن زکی، قاضی شرف الدین ابو سعد عبداللہ بن محمد بن ابی عصرون کے ہاں علم میں مشغول ہو گئے اور فیصلوں میں ان کے نائب ہوئے، یہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے نیابت ترک کی اور یہی پہلے شخص ہیں جنہوں نے قدس میں فتح کے بعد خطاب کیا جیسا کہ پہلے گزر چکا پھر دمشق کے قاضی بنے ساتھ ہی انہیں حلب کی قضاء بھی سونپ دی گئی، آپ جامع کے اوقاف کے ناظر تھے وفات سے چند ماہ پہلے اس سے معزول کر دیئے گئے ضمناً پھر شمس الدین بن لبقی اس کے متولی بنے۔

ابن زکی علم منطق و کلام میں مشغول ہونے سے روکتے تھے مدرسہ نوریہ میں جس کے پاس ایسی کتب دیکھتے تو پھاڑ دیتے، امام غزالی کی کتاب مصابیح کے نام سے عقیدہ میں لکھی گئی ہے آپ اور آپ کی اہل اولاد بھی یاد کرتے، آپ کا درس تفسیر کلاسہ میں صلاح الدین کی قبر کے بالمقابل ہوتا تھا، اسماعیلیہ فرقہ کا آپ سے کسی مسئلہ میں نزاع ہو گیا تو وہ آپ کے قتل کے درپے ہو گئے تو آپ نے جامع مسجد تک جانے کے لئے ایک دروازہ بنایا تاکہ نماز کے لئے آیا جایا کریں، کچھ عرصہ بعد آپ ایسے مریض ہو گئے آپ پر مرگی جیسی کیفیت طاری ہو جاتی یہاں تک کہ اسی سال کے شعبان میں آپ کی وفات ہوئی اور قاسیون کے صحن میں جو مقبرہ ہے وہاں دفن ہوئے۔

لوگ کہتے ہیں کہ حافظ عبدالغنی نے آپ کو بددعا دی تھی جس کی وجہ سے آپ کو یہ بیماری کا عارضہ لگ گیا اور اسی میں فوت ہو گئے، اسی طرح الخطیب دولعی بھی اس سال فوت ہوئے، یہی دونوں شخص حافظ عبدالغنی کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے تھے اور اسی سال فوت ہوئے تو ان کی وفات دوسروں کے لئے عبرت بن گئی۔

**خطیب دولعی** — ضیاء الدین ابو القاسم عبدالملک بن زید بن یاسین ثعلبی دولعی، یہ موصل کے ایک گاؤں کی طرف نسبت ہے جسے دولعیہ کہا جاتا ہے اس میں ۵۱۸ھ میں آپ کی پیدائش ہوئی، مذہب شافعی میں تفقہ حاصل کیا اور حدیث کی ترمذی ابو الفتح الکروخی کو اور نسائی ابو الحسن علی بن احمد یزدی کو سنائی، دمشق پہنچے تو وہاں خطابت اور الغزالیہ کی تدریس کا عہدہ سنبھال لیا۔

آپ بڑے متقی، عابد، زاہد، درست رو اور حق کے بارے میں بڑے بارعب تھے، آپ کی وفات ۱۹ ربیع الاول بروز منگل ہوئی، باب صغیر کے مقبرہ میں شہداء کی قبروں کے نزدیک دفن کئے گئے، آپ کا جنازہ کا دن مشہور تھا، آپ کی وفات کے بعد آپ کا بھتیجا محمد بن ابی الفضل بن زید خطابت پر مامور ہوا جس نے ۳۶ سال تک اس کام کو بہت اچھی طرح انجام دیا، بعض نے کہا ہے کہ ان کے بعد ان کا بیٹا جمال الدین محمد رہا، ابن زکی نے اپنے بیٹے زکی کو مامور بنایا اس نے جب ایک نماز پڑھی تو جمال الدین نے عادل کے بھائی امیر علم الدین سے سفارش کی تو اس نے اسے دوبارہ اسی عہدہ پر بحال کیا، ۶۳۵ھ میں آپ کی وفات ہوئی۔

**شیخ علی بن علی بن علیش** — یمنی عابد زاہد ہیں، باب شرقی کے پاس شرقی جانب مقیم تھے، آپ کے کئی احوال و کرامات ہیں جنہیں آپ سے شیخ علم الدین سخاوی نے اور ان سے ابو شامہ نے نقل کیا ہے۔

**صدر ابو شجاع عماد بن ہبۃ اللہ** — ابن حمدان، آپ ... ہیں، ... ھ میں پیدا ہوئے بغداد اور مصر و شام میں حدیث کا سماع کیا، ذوالحجہ میں وفات پائی، آپ کی اشعار میں سے یہ شعر ہیں:

آدمی کی اطراف عالم میں سیر اور دولت اس میں کئی خوبیاں پیدا کرتی ہے جن کا اس کے اپنے شہر میں پیدا ہونا ناممکن ہے کیا
تجھے معلوم نہیں کہ یاقوت معدن میں رہتا ہے جب نکلتا ہے تو لوگ اسے اس سے بھی زیادہ قیمتی سمجھتے ہیں۔

**زیلخہ بنت عبداللہ** — خلیفہ مستضیء کی آزاد کردہ لونڈی ہے یہ ان کی ... تھیں ان کے بعد ... انہوں نے احسان و نیکی کرنے میں ... بغداد میں شیخ معروف کرخی کی قبر کے پاس ... آپ کے کئی صدقات و خیرات کے آثار ہیں۔

**ابن مختب شاعر ابو بکر** — محمود بن سلیمان بن سعید موصلی جو ابن مختب کے نام سے جانے پہچانے جاتے ہیں، بغداد میں تفقہ حاصل

کیا پھر کئی شہروں کا سفر کیا، ابن شہرزوری کی صحبت اختیار کی اور ان کے ساتھ واپس آئے، جب آپ کو بغداد کا قاضی بنایا گیا تو آپ نے انہیں اوقاف القاضیہ کا ناظر بنا دیا، آپ یہ شعر بھی کہا کرتے تھے، آپ کے شراب کے بارے میں کئی اشعار ہیں جن میں بھلائی کی تو کوئی بات نہیں لہٰذا ان سے بچنا ہی بہتر تھا کیونکہ ان میں ایک قسم کی نجاست ہے۔

## آغاز ۵۹۹ھ

ابن الجوزی رحمۃ اللہ کے نواسے اپنی کتاب مرآۃ میں بیان کرتے ہیں کہ محرم کے آخر میں ہفتہ کی رات ستاروں میں ہلچل مچ گئی، پھر آسمان پر مشرق و مغرب میں چکر لگانے لگے اور منتشر ٹڈیوں کی طرح دائیں بائیں اڑ گئے، کہتے ہیں کہ اس جیسی حالت صرف بعثت کے سال اور ۲۴۱ھ میں پیدا ہوئی، اسی سال قلعہ دمشق کی فصیل کی تعمیر شروع ہوئی اس کی ابتداء معظم کی طرف سے قبلی جانب اس برج سے ہوئی جو باب النصر کے نزدیک ہے۔

اس سال خلیفہ ناصر نے جوڑے اور تحائف کی شکل میں ملک عادل اور اس کے بیٹوں کی طرف بھیجے، اسی سال ملک عادل نے اپنا بیٹا موسیٰ اشرف ماردین کے محاصرے کے لئے بھیجا تھا اور موصل کی فوجوں نے اس کی مدد کی پھر ظاہر کے ہاتھ پر صلح ہوگئی اور صلح اس پر ہوئی کہ ماردین کا حکمران ہر سال ایک لاکھ پچاس ہزار دینار دے گا، جو سکہ اور خطبہ عادل ہی کا چلے گا اور یہ بھی کہ عادل جب اسے اس کی فوج کے ساتھ بلائے گا تو اسے حاضر ہونا پڑے گا، اسی سال مرزبانیہ خانقاہ کی تعمیر مکمل ہوئی جس کے متولی شیخ شہاب الدین عمر بن محمد شہرزوری مقرر ہوئے، آپ کے ساتھ صوفیاء کی ایک جماعت بھی تھی شیخ نے ان کے لئے بہت سے مال و وظائف اور خرچ مقرر کیا۔

اس سال ملک عادل نے محمد بن ملک عزیز اور اس کے بھائیوں کو "الرہا" تک جانے سے روک دیا کیونکہ اسے ان سے مصر میں فتنہ پردازی کا اندیشہ تھا، اسی سال الکرج نے دوین پر تسلط حاصل کرلیا، وہاں کے لوگوں کو قتل کردیا، مال و متاع لوٹ لیا، یہ آذربائیجان کا ایک شہر ہے اس کا بادشاہ اس کا [illegible] ہے، یہ خواری اور فسق و فجور میں لگ گیا تھا اس کی وجہ سے کفار نے مسلمانوں کی گردنوں کا فیصلہ کیا، یہ سب باتیں کل بروز قیامت اسی بادشاہ کی گردن کا طوق ہوں گی۔

اس سال ملک غیاث الدین غوری شہاب الدین غوری کے بھائی فوت ہوئے، اس کے بعد اس کا بیٹا محمود بادشاہ بنا اور اپنے باپ کا لقب اختیار کیا، غیاث الدین بڑا عقلمند، صاحب رعب و داب اور بہادر آدمی تھا اتنی زیادہ دشمنوں کے وجود میں بھی اس کا جھنڈا نہیں ٹوٹا، یہ شافعی المذہب شخص تھا اس نے شوافع کے لئے ایک مدرسہ بنوایا، اس کی سیرت و اخلاق انتہائی عالی اور عمدہ تھی۔

## اس سال دیگر فوت ہونے والے اعیان و اعظام

**امیر علم الدین ابو منصور** امیر علم الدین ابو منصور سلیمان بن شیروہ بن جندر ملک عادل کا باپ شریک بھائی، جن کی وفات ۱۹ محرم کو ہوئی تو [illegible] میں دفن ہوئے جہاں انہوں نے باب الفرادیس میں محلہ [illegible] اس مدرسے کے لئے خط کھینچا تھا جس کے لئے پورا علاقہ وقف کردیا تھا اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔

**قاضی ضیاء شہرزوری** ابوالفضائل قاسم بن یحییٰ بن عبداللہ بن قاسم شہرزوری موصلی، بغداد کے قاضی القضاۃ، یہ دمشق کے قاضی القضاۃ کمال الدین شہرزوری کے بھتیجے ہیں، جب ان کی صلاح الدین کے زمانے میں وفات ہوئی تو انہوں نے [illegible] کی وصیت کی تھی انہیں قاضی مقرر کردیا گیا بعد میں انہیں معزول کرکے ابن ابی عصرون کو قاضی بنادیا، قضاء کے عوض انہیں [illegible] پھر موصل کے قاضی بن گئے، کچھ عرصہ بعد بغداد بلا لئے گئے جس کی وہ سال چار ماہ ولایت سنبھالی پھر انہوں نے خود ہی [illegible] خلیفہ نے وہاں انہیں جو مرتبہ و مقام حاصل تھا اس کی وجہ سے استعفیٰ قبول نہ کیا تو انہوں نے اپنی اہلیہ [illegible]

خلیفہ کی ماں کے خلاف مدد مانگی، جس کا ان کے ہاں بڑا رتبہ تھا جس کا اسے جواب دیا گیا سو انہیں "حماۃ" کی قضاء کا عہدہ بیوی کی محبت کی وجہ سے سپرد ان پڑا اس پر انہیں ملامت بھی کیا جاتا تھا جسے ان کے ہاں کافی فضائل حاصل تھے آپ کے بڑے اچھے اشعار ہیں، آپ کی وفات اسی "حماۃ" میں اس سال کے نصف رجب میں ہوئی۔

**عبداللہ بن علی بن نصر بن حمزہ** —— ابوبکر بغدادی، جو ابن مرستانیہ سے مشہور ہیں، مشہور اصحاب فضائل میں سے ہیں، حدیث کا سماع اور اس کی جمع و تدوین کا کام کیا، آپ طبیب اور نجومی تھے پہلے لوگوں کے علوم اور تاریخ سے واقف تھے، دیوان الاسلام اور الاسلام کی تاریخ میں لکھا ہے ۳۰۰ کتابوں میں ترتیب دیا لیکن یہ مشہور نہ ہوا، ابن ہبیرہ کی سیرت کو بھی جمع کیا، ان کا گمان تھا کہ وہ صدیقی خاندان سے ہیں جس کے بارے میں لوگوں کو کلام ہے، انہیں میں سے بعض کے اشعار ہیں:

> انساب کو چھوڑو اور تیم سے تعرض نہ کرو، کیونکہ سفید اونٹ بھی خاص کی اولاد ہوتے ہیں تو تیم کالے یا لک ہو گیا جیسے "تیمی عمس" شاعر نے تیم کی طرف نسبت کا دعویٰ کیا تھا۔

**ابن نجا واعظ** —— علی بن ابراہیم بن نجا زین الدین ابوالحسن دمشقی حنبلی واعظ بغداد پہنچے وہاں حدیث کا سماع کیا اور فقہ پڑھا پھر اپنے شہر دمشق لوٹ گئے، پھر دوبارہ ۵۶۴ھ میں نور الدین کے قاصد بن کر آئے یہاں آپ نے حدیث بیان کی، آپ کو صلاح الدین کے ہاں بڑا رتبہ حاصل تھا، آپ نے عمارہ یمنی اور دیگر پر چغل خوری کی تو ان لوگوں کو سولی پر لٹکا دیا گیا، آپ کو مصر میں بھی بڑا اہتمام حاصل تھا، جمعہ کے بعد قدس میں خطبہ کے بعد آپ نے گفتگو کی، یہ جمعہ کا وقت تھا، کھانے پینے میں آپ کا رہن سہن بادشاہوں سے اچھا تھا، آپ کے پاس تیس سے زیادہ خوبصورت ترین لونڈیاں تھیں، جو ایک کی قیمت ایک ہزار دینار تھی، آپ ان کے پاس جاتے اور ان سے مستفید ہوتے۔

اس سب کے باوجود آپ کی وفات فقر کی حالت میں ہوئی کفن بھی باقی نہ چھوڑا، ایک دفعہ آپ منبر پر بیٹھے تھے وہاں وزیر طلائع بن رزیک نے یہ اشعار سنائے:

> تیرے بڑھاپے نے جوانی کے آغاز کو ختم کر دیا اور بادلوں کے گھونسلے میں اتر پڑا تو تو سو رہا ہے جبکہ زمانہ کی آنکھ بیدار ہے، مصائب کی وکلی آنکھ سے اچھلنے والی نہیں، تیری عمر کیسے باقی رہے، وہ تو ایک خزانہ تھا جس میں سے تو نے بلا حساب و کتاب خرچ کیا۔

**شیخ ابوالبرکات محمد بن احمد بن سعید تکریتی** —— ابن مؤید سے مشہور ہیں، آپ ادیب، شاعر، نحوی تھے، آپ کی نظموں میں سے ایک نظم وجیہ نحوی کے بارے میں ہے جب کہ وہ حنبلی تھے پھر وہ حنفی بن گئے پھر کچھ عرصہ بعد شافعی ہو گئے، یہ نظم انہوں نے نظامیہ میں نحو کے حلقہ میں پڑھی تھی، وجیہ کو میری طرف سے پیغام پہنچا دو اگرچہ پیغامات کام ان کے لیے فائدہ نہ دیں۔

امام ابن حنبل کے بعد تم نے امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابت کا مذہب اختیار کیا یہ اس وجہ سے کہ جب ماکولات و مشروبات نے تمہیں محتاج بنا دیا اور پھر امام شافعی کا قول بھی تم نے دین کی وجہ سے نہیں اختیار کیا بلکہ جس کی تمہیں خواہش تھی وہ فقہ میں تھا، میرے خیال میں کچھ دنوں بعد تم مالکی ہو گے سو دیکھو جہاں تم گیا کہہ سکتے ہو؟

**ست جلیلہ زمرد خاتون** —— خلیفہ ناصر لدین اللہ کی ماں اور مستضئی کی بیوی، بڑی نیک، عبادت گزار اور بڑی احسان و بھلائی، عطیات اور اوقاف والی خاتون ہیں، انہوں نے شیخ معروف کرخی کی قبر کے نزدیک اپنی قبر بنائی، ان کا جنازہ بڑا مشہور تھا، ان کی تعزیت اس وجہ سے ایک ماہ تک رہی، اپنے بیٹے کی خلافت میں ۲۴ سال زندہ رہیں، ان کی باتوں کو مانا جاتا اور ان کا حکم چلتا تھا۔

اسی سال شیخ شہاب الدین ابوشامہ کی پیدائش ہوئی انہوں نے ذیل میں اس سال اپنی پیدائش کا بڑا طویل تذکرہ کیا ہے جو ان کی سن وفات تک پہنچتا ہے جس میں انہوں نے اپنا آغاز، بچپن کا علم، اپنی تصنیفات، بہت سے اپنے اشعار اور اپنے مبشرات خواب کا ذکر کیا ہے اس سال ملک تقی

www.ahlehaq.org

[illegible] ہوتا تھا یہ وہ بادشاہ تھا اس پر اللہ تعالیٰ وہ عذاب نازل ہو جس کا وہ مستحق ہے یعنی "یاق" کا واضع تھا اس کے ذریعے تاتاری اور دیگر ترک امراء جو جاہلیت کا امر چاہتے ہیں اس کے پاس اپنا مقدمہ لے کر جاتے ہیں یہ تولی کا والد اور ہلاکو بن تولی جس نے خلیفہ مستعصم اور اہل بغداد کو ۶۵۶ھ میں قتل کیا [illegible]

## آغاز ۶۰۰ھ

[illegible] نے بہت سے لوگوں کو جمع کیا تاکہ مسلمانوں سے بیت المقدس واپس لے لیں، تو اللہ تعالیٰ نے ان کی رومیوں کے ساتھ جنگ [illegible] سے اس بات سے غافل کر دیا یہ جنگ اس طرح ہوئی کہ جب یہ اپنے راستہ میں قسطنطنیہ سے گزرے تو وہاں کے بادشاہوں کو باہم مختلف [illegible] جو محاصرہ کر کے اسے بزور قوت فتح کر لیا اور تین دن تک [illegible] مکانات جلا دیئے ان تین دنوں میں بڑی قتل و غارت [illegible] گرجوں میں جمع ہوا [illegible] اپنے [illegible] کر دیے جن کا وہ [illegible] میں [illegible] جب فرنگیوں نے [illegible] کی طرف [illegible] تاکہ ان کے قریب ہو کر ان کے ساتھ [illegible] تو انہوں نے ان میں سے کسی [illegible] کی طرف توجہ نہیں دی بلکہ ان سب کو قتل کر دیا اور گرجوں میں جو کچھ سونا اور زیورات اور بے شمار مال [illegible] لے لیا۔

تو [illegible] کے [illegible] پھر فرنگیوں کے بادشاہوں نے قرعہ اندازی کی وہ تین بادشاہ تھے ان میں ایک دوقس البنادقہ تھا جو بوڑھا [illegible] شخص تھا اور گھوڑا لے چلایا جاتا تھا اور ایک مرکیس افرنسیس اور کند افلند تھا یہ ان سے تعداد میں بڑھ کر تھے تینوں [illegible] کے نام قرعہ نکلا [illegible] لوگوں نے اسے قسطنطنیہ کا بادشاہ بنا دیا جبکہ دوسرے دو بادشاہوں نے شہر کو تقسیم کر لیا اس سال حکومت قسطنطنیہ میں رومیوں سے منتقل ہو کر فرنگیوں کے ہاتھ [illegible] رومیوں کے پاس صرف خلیج کا [illegible] علاقہ باقی رہا جس پر [illegible] نے قبضہ کر لیا تو دوسرے [illegible] اس جانب کا بادشاہ رہا اس کے بعد فرنگیوں نے شامی علاقوں کا رخ کیا انہوں نے اپنے قسطنطنیہ کے بادشاہ سے تقویت حاصل کی [illegible] اترے [illegible] کی طرف سے جہاں بہت سے اسلامی علاقوں میں لوٹ مار کی بہت سے لوگوں کو قتل کیا اور کافی کو قیدی بنایا اور ان کی طرف [illegible] اس وقت دمشق میں تھا اس نے وہاں مصری اور مشرقی فوجوں کو بلا بھیجا، عکا کے قریب ان سے مقابلہ کیا ان کے درمیان بڑی سخت جنگ اور بہت بڑا محاصرہ ہوا پھر ان میں صلح ہو گئی تو عادل نے انہیں بہت سے علاقے دے دیئے انا للہ وانا الیہ راجعون یہ بڑے افسوس کی بات ہے۔

اس سال بمقام مشرق [illegible] میں کئی لڑائیاں ہوئیں جن کا ذکر بہت لمبا ہے اسی سال موصل کے حاکم نور الدین اور سنجار کے حاکم قطب الدین کے [illegible] الاشرف بن عادل نے قطب الدین کی مدد کی پھر انہوں نے صلح کر لی الاشرف نے نور الدین کی بہن سے شادی کر لی جو [illegible] بنت عز الدین مسعود بن مودود بن زنگی [illegible] وقف کرنے والی ہے وہیں اس کی قبر ہے اس سال مصر و شام [illegible] نے اسے اپنی کتاب [illegible] میں بیان کیا ہے اس سال ایک تاجر جس کا نام محمود بن محمد [illegible] [illegible] ۶۱۹ھ کے بعد تک چھوڑا۔

[illegible] قاضی القضاۃ ابو الحسن علی بن عبداللہ بن سلمان الجیلی کے لیے وزیر کے گھر ایک مجلس منعقد ہوئی اور [illegible] اس مجلس میں اسے معزول [illegible] قرار دیا گیا [illegible] اس کی مدت ولایت دو سال تین ماہ تھی۔

اس سال [illegible] رکن الدین [illegible] کی وفات ہوئی یہ فلاسفہ کے اعتقاد کی طرف منسوب تھا اس قسم کے خیالات [illegible] کے آثار [illegible] اس کی موت سے پہلے اس سے بہت بڑا جرم ہوا [illegible] اس طرح کہ اس نے اپنے سگے بھائی [illegible] کہا جاتا ہے کہ [illegible]

نے اس پر اور اس کی اولاد پر قدرت حاصل کر لی تو ان کی طرف کچھ لوگ بھیجے جنہوں نے انہیں دھوکے اور فریب اور مکر سے قتل کر دیا ابھی پانچ دن بھی نہ گذرے تھے کہ اسے اللہ تعالیٰ نے سات دن قولنج کی بیماری میں مبتلا کر دیا اور اسی میں اس کی موت واقع ہوئی (سو نہ ان پر آسمان رویا اور نہ ہی زمین اور نہ ہی انہیں مہلت دی گئی)۔

اس کے بعد اس کے بیٹے الغ ارسلان نے حکومت سنبھالی، یہ صغیر سن تھا بعد ازاں صرف ایک سال بادشاہ رہا اس سے حکومت چھن گئی تو اس کے چچا کیخسرو کو حاصل ہو گئی اس سال واسط میں باطنیہ فرقہ کے کئی لوگ مارے گئے، علامہ ابن اثیر فرماتے ہیں کہ اس سال کے رجب میں صوفیاء کی ایک جماعت کا بغداد کی خانقاہ میں محفل سماع میں اجتماع ہوا اس موقع پر جمال حلی نے انہیں یہ اشعار سنائے:

> اے مجھے ملامت کرنے والے ملامت کم کر، میرا بڑھاپا ہی کافی ملامت کر رہا ہے، جوانی گویا تھی ہی نہیں، اور بڑھاپا شاید ہمیشہ رہے گا، میرا غم وصل کی راتوں پر ہے جوانی کی ابتدا اور انجام ہے، غزل کے سنتے وقت محبوب کے چہرے کا رنگ زرد ہے، اگر وہ بار وقم سے مری بار آشتی ہوئی تو میری زندگی میٹھی اور متصل ہو جاتی، مجھے جو رنج والم پہنچا اس کی پروا نہیں اور نہ مجھے اس ملال کی پرواہ ہے۔

علامہ ابن اثیر فرماتے ہیں تو صوفیاء میں حرکت و احتجاج شروع ہو گیا جیسے ان کی عادت ہے ان کے درمیان میں سے ایک شخص جسے احمد رازی کہتے ہیں پر وجد طاری ہو گیا وہ بے ہوش ہو کر گر پڑا جب انہوں نے اسے ہلایا تو وہ مر چکا تھا، وہ نیک آدمی تھا ابن ساعی کہتے ہیں یہ نیک صالح شیخ تھا جس نے صدر عبدالرحیم شیخ الشیوخ کی صحبت اختیار کی تھی، لوگ اس کے جنازے میں حاضر ہوئے اور اسے باب ابرز میں دفن کیا گیا۔

## اس سال فوت ہونے والے حضرات

**ابو القاسم**...... ابو القاسم بہاء الدین حافظ ابن حافظ ابو القاسم علی بن ہبۃ اللہ بن عساکر، آپ کی ولادت ۵۲۷ھ میں ہوئی، آپ کے والد کثیر نے آپ کو سماع کرایا، آپ نے اپنے والد کو اپنے مشائخ میں شامل کیا ہے نیز اپنے والد کی تاریخ کو دو مرتبہ اپنے ہاتھ سے لکھا، "کنز" نے بھی لکھا، سماع کرایا اور کئی کتابیں تحریر کیں، آپ جامع اموی میں حدیث کا سماع کرانے کے لئے اپنے والد کے جانشین اور خلیفہ بنے اور اپنے بعد دار الحدیث نوریہ چھوڑا، آپ کی وفات ۸ صفر جمعرات کے دن ہوئی اور اپنے باپ کی بالائی جانب باب الصغیر کے قبرستان میں احاطہ کے باہر صحابہ کی قبور کی مشرقی جانب دفن کیا گیا۔

**حافظ عبدالغنی مقدسی**...... حافظ عبدالغنی مقدسی ابن عبدالواحد بن علی بن سرور حافظ ابو محمد مقدسی، مشہور کتابوں کے مصنف جن میں سے اسماء الرجال میں الکمال ہے الاحکام الکبریٰ والصغریٰ وغیرہ کئی کتابیں ہیں، جماعیل میں آپ کی پیدائش ربیع الآخر میں ۵۴۱ھ میں ہوئی، آپ اپنے دونوں چچاؤں امام موفق الدین عبداللہ بن احمد بن قدامہ مقدسی اور شیخ ابو عمر سے چار ماہ بڑے ہیں ان دونوں کی آمد اپنے اہل و عیال کے ساتھ بیت المقدس سے مسجد ابی صالح کی طرف مشرقی دروازے کے باہر سب سے پہلے ہوئی پھر وہاں سے کوہ کی طرف منتقل ہو گئے ان کی وجہ سے محلہ کا نام صالحیہ پڑ گیا، اور یوں اسے محلہ صالحیہ کہا جانے لگے، یہ "دیر" میں سکونت پذیر ہو گئے، حافظ عبدالغنی نے قرآن مجید پڑھا اور حدیث شریف کا سماع کیا، وہ اور موفق ۵۶۰ھ میں بغداد گئے تو شیخ عبدالقادر نے انہیں اپنے پاس مدرسے میں ٹھہرایا، آپ کسی کو اپنے ہاں نہیں ٹھہراتے تھے لیکن ان میں بھلائی شرافت اور صلاحیت کو بھانپ لیا تو ان دونوں کا اکرام و اعزاز کر کے انہیں حدیث کا سماع کرایا پھر ان دونوں کی آمد کے چالیس دن بعد ان کی وفات ہو گئی۔

حافظ عبدالغنی کا میلان حدیث اور اسماء الرجال کی طرف تھا جبکہ موفق فقہ کی طرف مائل تھے، دونوں شیخ ابو الفرج بن الجوزی اور شیخ ابو الفتح ابن المنی کے پاس اشتغال علم کرنے لگے پھر دونوں چار سال بعد دمشق آ گئے اس کے بعد عبدالغنی مصر اور اسکندریہ میں داخل ہوئے پھر واپس دمشق آ گئے، کچھ عرصہ بعد جزیرہ اور بغداد کا رخت سفر باندھا، وہاں اصبہان پہنچے اور کئی لوگوں سے سماع کیا، حافظ ابو نعیم کی کتاب نے اسماء الصحابہ سے واقفیت

www.ahlehaq.org

حاصل کی، میں کہتا ہوں کہ حافظ ابونعیم کے خط کے ساتھ وہ کتاب میرے پاس بھی موجود ہے تو وہ کتاب کے ایک سو سے مقامات پر مواخذہ کرنے میں لگ گئے جس میں ابونعیم کی ذریت برہم ہو گئے اور آپ سے بغض رکھنے لگے، جہاں سے انہوں نے آپ کو ایک تہبند میں چھپا کر باہر کر دیا آپ مصر میں جب آپ موصل داخل ہوئے تو عقیلی کی کتاب الجرح والتعدیل کا سماع کیا تو حنفیہ نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ کی وجہ سے ان پر حملہ بول دیا تو وہاں سے بھی آپ خوف وہراس اور خیر کی امید کرتے ہوئے نکل پڑے۔

پھر جب دمشق پہنچے تو جامع دمشق میں حنابلہ کے دارالاقاموں میں جمعہ کی نماز کے بعد حدیث پڑھا کرتے تھے تو لوگوں نے آپ پر اتفاق کر لیا اور آپ کے پاس اکٹھے ہو گئے، آپ بڑے نرم دل، جلد اشکبار ہو جاتے تھے، لوگوں میں آپ کی بڑی مقبولیت ہو گئی جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ لوگوں کی دوستی، شافعیہ کے کبار دمشق اور بعض حنابلہ کو آپ سے حسد ہو گیا ان لوگوں نے آپ کے مقابلہ میں شیخ حنبلی کو تیار کیا اس نے قبۃ النسر کے نیچے آپ سے مقابلہ کیا ان لوگوں نے اسے یہ بھی کہا تھا کہ جب موقع ملے اپنی آواز بلند کرنا تاکہ حافظ پریشان ہو جائیں سو وہ ان کو "حافظ عبدالغنی" بڑی دیر تک کے بعد تنگ لے گئے تو ایک دن انہوں نے کرسی پر اپنا عقیدہ بیان کیا جس پر قاضی ابن زکی اور ضیاء الدین دولعی ان پر تیز ہو گئے پھر انہوں نے ۲۴ ذی قعدہ ۵۹۵ھ کو سوموار کے دن قلعہ میں ایک مجلس منعقد کی تو ان سے مسئلہ علو ونزول، مسئلہ حرف وصوت پر بحث ہوئی، بات لمبی ہو گئی حافظ دلائل میں ان پر غالب رہے، بیرقش جو قلعہ کا نائب تھا کہنے لگا کیا یہ سب گمراہی پر ہیں اور آپ حق پر ہیں تو اس پر حافظ کہنے لگے ہاں، بیرقش ناراض ہو گیا تو انہیں شہر سے نکل جانے کا حکم دیا تین دن کے بعد آپ وہاں سے بعلبک کی طرف چل پڑے وہاں سے قاہرہ پہنچے تو آٹا پیسنے والوں نے آپ کو جگہ دی وہاں آپ حدیث کا درس دینے لگے تو مصر میں فقہاء بھی آپ کے خلاف ہو گئے۔

انہوں نے وزیر صفی الدین بن شکر کو لکھا تو اس نے مغرب کی طرف آپ کی جلاوطنی کا فرمان دیا مگر آپ فرمان کے پہنچنے سے پہلے اسی سال ۲۳ ربیع الاول سوموار کے دن وفات پا گئے آپ کی عمر ستاون سال تھی آپ کو قرافہ میں شیخ ابو عمرو بن مرزوق کے پہلو میں دفن کیا گیا۔

علامہ سبط فرماتے ہیں کہ حافظ عبدالغنی عابد زاہد اور پرہیزگار آدمی تھے ہر روز امام احمد کے ورد کی طرح تین سو رکعات پڑھتے تھے رات بھر قیام کرتے، سال کے اکثر دنوں میں روزہ رکھتے، آپ بڑے شریف سخی آدمی تھے کچھ جمع نہ کرتے، بیواؤں یتیموں پر بڑی جگہ صدقہ کرتے کوئی دیکھنے والا نہ ہوتا، اپنے کپڑوں پر پیوند لگاتے اور نئے کپڑے کی قیمت دے دیتے، کثرت مطالعہ اور رونے کی وجہ سے آپ کی نظر کمزور ہو گئی تھی حدیث اور قوت حافظہ میں آپ یگانہ روزگار تھے، میں کہتا ہوں ہمارے شیخ حافظ ابوالحجاج المزی نے ان کی کتاب "الکمال فی اسماء الرجال" اور "رجال الکتب الستۃ" کو اپنی کتاب سے تہذیب دی ہے اور مختلف مقامات سے تقریباً ایک ہزار مقامات سے غلطیاں درست کی ہیں۔

اور یہ امام المزی ایسے شخص ہیں کہ ان کا کوئی مدمقابل نہیں اور ان کی کتاب التہذیب جیسی کتاب نہ پہلے لکھی گئی اور نہ اس شکل وصورت میں بعد میں لکھی گئی، اللہ تعالیٰ ان دونوں پر رحم کرے، آپ دونوں حضرات فن اسماء الرجال، معرفۃ واتقان اور سماع واسماع اور متون کی کانٹ چھانٹ میں یگانہ زمانہ تھے اور حاسد نہ فلاح پا سکتا ہے اور نہ کچھ فائدہ حاصل کر سکتا ہے۔

علامہ ابن اثیر فرماتے ہیں کہ اسی سال ابوالفتوح اسعد بن محمود العجلی تتمۃ التتمہ کے مصنف اسعد بن ابی الفضل بن محمود بن خلف عجلی شافعی فقیہ، اصبہانی، دین کا پابند فوت ہوئے، آپ نے حدیث کا سماع کیا فقہ پڑھا اور اس میں کمال حاصل کیا اور ابوسعد ہروی کے لئے تتمہ "التتمہ" لکھا، آپ بڑے عابد زاہد شخص تھے، آپ نے الوسیط والوجیز کے مشکل مقامات کی شرح بھی لکھی، آپ کی وفات صفر ۶۰۰ھ میں ہوئی۔

**البنانی الشاعر** — ابوعبداللہ بن محمد بن محمد شاعر جو بنانی کے نام سے مشہور ہیں، خلفاء، وزراء کے علاوہ دوسرے لوگوں کی بھی مدح سرائی کی اس مدح وتعریف میں بڑے مشہور ہوئے اور اسی میں آپ کی عمر گزر گئی، آپ کے اشعار بڑے لطیف اور آپ ظریف الطبع شخص تھے۔

آپ فرماتے ہیں: سراسر ظلم ہوگا اگر تو کسی کو محبت میں گرفتار دیکھ کر ڈانٹے، اور دوسرے کی محبت کا انکار کرنے لگ جائے، اے محبت پر ملامت کرنے والے اگر تو اس کے قاتل کو دیکھتا تو تو رخسار اور چہرے کی وجہ سے معذور سمجھتا، میں اس پر قربان جو جس وقت مجھے قتل کرنا چاہتا ہے تو اپنی آنکھوں کے سحر وجادو سے مجھے بتا دیتا ہے کہ میں اسے کیسے محسوس کرتا ہوں، وہ مسکرات کا فائدہ اٹھاتا ہے حالانکہ میں صبح تک بیدار رہتا ہوں میں تو اسے یاد کرتا

www.ahlehaq.org

ہوں اور وہ انگھے جلائے ہوئے ہے۔

**ابوسعید الحسن بن خلد** ــــ ابن المبارک نصری الدوانی جس کا لقب الوحید ہے نوعمری میں ہی علم الادب میں لگ گیا، عمدہ اشعار میں اسے کامل دسترس تھی، اسی میں اس کا یہ قول ہے اللہ تعالیٰ اس کو ہلاک کرے۔

میرے پاس ایک آیا جسے ایسے پوروں نے لکھا ہوا ہے فیضان میں سمندروں کو گھیرے ہوئے ہیں اور سمندر غرق ہو گیا ہے، یہ عجیب عجیب بات ہے کہ میں اس کے لکھے ہوئے کو سناتے ہوئے الفاظ پر قسم و پیچ کھا رہا ہوں حالانکہ اس کی دس کی دس انگلیاں بجھنے کی عادی نہیں ہیں۔

اسی طرح کہتا ہے کہ اس کی دونوں کنپٹیوں نے اس کے رخسار کا رنگ جذب کر لیا وہ شیشے کے پیچھے سائے کی مانند دکھائی دیتی ہے جس وقت وہ ظاہر ہوتی ہے تو ذوی النظر کو سخت ہوا میں ایک چھوٹی سی جماعت کی طرح دیکھے گا جو روانی کے دن کے لئے وہ ذری ہے یا صبح پر اجالی ہے یا رات کی کشیدہ کاری ہوتی ہے جو ہاتھی دانت کے پہلو میں آبنوس کے مشابہ ہے اس کی دونوں کنپٹیاں اس کے رخسار کے گلابی پھول میں گھس گئی ہیں جس پر اس نے بالوں کی باڑ لگا دی ہے۔

**طاوسی صاحب طریقت** ــــ رکن الدین ابوالفضل قزوینی بن محمد ہمدانی، طاوسی سے معروف ہیں، یہ علم الخلاف، جدل اور مناظرہ میں بڑے ماہر تھے انہوں نے ان چیزوں کا علم رضی الدین نیشاپوری حنفی سے حاصل کیا اور اس بارے میں ان کی تین تعلیقات بھی ہیں، علامہ ابن خلکان فرماتے ہیں کہ ان میں سے اوسط سب سے بہترین ہے اس کتاب کی طرف ہمدان سفر ہوا وہاں کسی حاجب نے ان کے لئے ایک مدرسہ بنایا جو حاجبیہ کے نام سے پہچانا جاتا ہے، بعض کہتے ہیں کہ نہیں بلکہ یہ مدرسہ طاوس بن کیسان مشہور تابعی کی طرف منسوب ہے۔ واللہ اعلم۔

## آغاز ۶۰۱ھ

اس سال خلیفہ نے اپنے بیٹے محمد جس کا لقب ظاہر تھا ۱۸ سال اس کا خطبہ دینے کے بعد ولی عہدی سے معزول کر دیا اپنے دوسرے بیٹے علی کو ولی عہد بنایا لیکن علی کی جلد ہی وفات ہو گئی، معاملہ پھر ظاہر کے ہاتھ میں آ گیا تو اس کے والد ناصر کے بعد اس کی خلافت کی بیعت ہوئی جیسا کہ اس کا ذکر ۶۲۳ھ کے ذیل میں آئے گا۔

اس سال دارالخلافہ کے اسلحہ کے ڈپو میں بہت زیادہ آگ بھڑک اٹھی بہت سے ہتھیار، سامان اور ایسے ایسے مکانات بھسم ہو گئے جن کی قیمت چار کروڑ دینار کے لگ بھگ تھی، لوگوں میں اس آتش زدگی کی خبر پھیل گئی تو بادشاہوں نے اس کے بدلے خلیفہ کی طرف اسلحہ کے تحفے بھیجے جو سوختہ اسلحہ سے کئی گنا زائد تھے۔

نیز اس سال گرجیوں نے مسلمانوں کے شہر میں فساد برپا کر کے کئی افراد قتل کر دیئے اور کئی قیدی بنا لئے اسی سال امیر مکہ قتادہ الحسینی اور امیر مدینہ سالم بن قاسم الحسینی کے درمیان جنگ ہوئی قتادہ نے مدینہ کا رخ کیا اور وہاں سالم کا محاصرہ کر لیا تو سالم حجرہ کے پاس نماز ادا کرنے کے بعد مقابلہ کے لئے نکلا اس نے اللہ تعالیٰ سے اس پر فتح پانے کی دعا کی پھر اس کے بعد تیر انداز ہوا تو اس نے قتادہ کو شکست دی، اور اس کے تعاقب میں مکہ تک پہنچ کر وہاں اس کا محاصرہ کر لیا، پھر قتادہ نے سالم کے امراء کی طرف پیغامات بھیج کر انہیں اس کے خلاف بھڑکا دیا سو سالم اس کی چال میں آ گیا اور صحیح سالم واپس مدینہ آ گیا۔

اسی سال غیاث الدین کیخسرو بن قلج ارسلان بن مسعود بن قلج نے بلاد روم پر قبضہ کر لیا اور انہیں اپنے بھتیجے سے چھین لیا اس کو پایہ تخت وہاں قائم کیا اور اس کی شان و شوکت بڑھ گئی اس کی فوج کی تعداد زیادہ ہو گئی، امراء اور گرد و نواح کے حکمرانوں نے اس کا لوہا مان لیا، سمیساط میں افضل بن صلاح الدین نے اس کا خطبہ دیا اور چل کر اس کی خدمت میں حاضر ہوا، اتفاقاً اسی سال بغداد میں ایک آدمی تھا جو دجلہ میں تیرنے کے لئے اترا اس نے اپنے کپڑے اپنے غلام کو دیئے، کچھ دیر بعد وہ پانی میں ڈوب گیا تو اس کے عمامے میں ایک ورق پایا گیا جس پر یہ اشعار لکھے ہوئے تھے: اے لوگو!

میری ایک خواہش تھی موت نے مجھے وہاں تک پہنچنے سے پہلے ہی روک لیا اس شخص کو اپنے پروردگار اللہ تعالیٰ سے ڈرنا چاہئے جس نے اسے قتل کی توفیق دی ہے، میں تنہا گھر کے صحن میں نہیں ہوں بلکہ ہر شخص اپنے قتل کو جلد دیکھے گا۔

## اس سال فوت ہونے والے نامور حضرات

**ابوالحسن علی بن عنتر بن ثابت الحلی** — جو شمیم کے نام سے مشہور ہیں، آپ شیخ، ادیب، نحوی اور شاعر تھے، انہوں نے اپنے اشعار کا ایک مجموعہ جمع کیا تھا اور سابقہ تمام شعراء پر ترجیح دیتے تھے، خمریات کے متعلق بھی ان کے اشعار ہیں جن کے متعلق کسی کا گمان ہے کہ یہ وہ ان کے خمریات سے زیادہ بہتر ہے، ابوشامہ نے ذیل میں نقل کیا ہے کہ یہ بے وقوف، بے حیا، بے شرم اور تھوڑے بہت دیندار آدمی تھے ان کے کئی حماسے اور رسائل ہیں ابن ساعی کہتے ہیں کہ یہ بغداد پہنچے تو علم نحو ابن خشاب سے حاصل کیا نیز ان سے عمدہ باتیں سیکھیں اسی طرح لغت اور اشعار عرب وغیرہ، پھر موصل میں اقامت پذیر ہو گئے اور وہیں وفات پائی ان کے اشعار میں سے چند یہ ہیں:

> جن لوگوں کی آنکھیں ان کے انگوٹھی بنانے والے کی طرف دیکھتی ہیں ان میں اوقات مقرر ہو کے جھگڑنے اور شکست کھانے کے مقامات ہیں، بہت سی آنکھوں نے ارادہ کیا لیکن انہیں جو تیر کا موقع ملا اور کتنے ہی اچھے اوقات جنگ میں چھوڑے گئے وہ ظاہر ہوئی لیکن اس نے میلان کی اجابت اور سخاوت نہ کی کہ سلام کے طوق متکبرین کا شیوہ ہے۔

تجنیس کے متعلق ان کے اشعار ہیں:

> اے کاش! وہ شخص جس نے اپنا قیام اور رجوع شام میں طویل کر لیا، زوراء یا زوراء اپنی وادی میں سے کسی وادی کو بغداد کے لئے کرے، کیا تو دیکھتا ہے کہ زمانہ مجھے دھوکا دیتا ہے، اس کی تنگی کی حلقہ میں اضافہ ہو گیا اور مجھے میری آنکھ کا نور پامال کرتے ہوئے دکھایا اور اس سے دو حالہ اور ہو گیا، نیز شراب کے متعلق ان کے اس کے علاوہ عمدہ اشعار بھی ہیں۔

**ابونصر محمد بن سعد اللہ** — ابن نصر بن سعید ارتاحی، یہ نحوی، بزرگ، فاضل، عقیل، واعظ اور عمدہ شاعر تھے، ان کے اشعار میں سے چند یہ ہیں:

> اگر تو جوان کے دلی حالات صحیح ہو جائیں تو خواہشات و آرزوؤں کو حاصل کرنا اس کے قبضہ میں ہوتا ہے، اگر تو دیکھے کہ دل نے اپنی وسعتیں درست کر لی ہیں تو بلندیوں پر ابھارنا اس کے لئے باعث تقویت ہوتا ہے اور اگر اس کے حالات منتشر اور پراگندہ ہو جائیں تو نوجوان کی تعبیر میں جو بھی نئی وقت صرف صرف کے احوال ہوتے ہیں۔

**ابوالعباس احمد بن مسعود** — ابن محمد قرطبی خزرجی، آپ تفسیر، فقہ، حساب، فرائض، نحو، لغت، عروض اور طب میں امام تھے، آپ کی بڑی عمدہ تصانیف ہیں آپ کے بہترین اشعار ہیں جن میں سے ایک دو یہ ہیں:

جو دو آنکھوں میں ہے وہی رخساروں میں ہے لیکن اس کی آنکھوں کی روشنی کا مطلب تو عجیب ہے، مجھے تعجب ہے جبکہ یہ تیر ان کی بات بھی نہیں کرتے ان کا کوئی بھیجنے والا کیسے متحمل ہو سکتا ہے؟

**ابو عبداللہ اسمٰعیل بن برتقش نجاری** — یہ غلام ہیں ان کے آقا عماد الدین زنگی بن مودود ہے، آپ خوبصورت سپاہی تھے، اچھا نظم کہنے والے، دیندار شخص تھے ان کے بعض اشعار میں سے جو انہوں نے اشرف موسیٰ بن عادل کو اس کے بھائی یوسف کی وفات پر تعزیت کے موقع پر لکھے تھے یہ ہیں:

بلندیوں اور شرافت کے آنسو بہہ پڑے، بلندی کا گھر تیرے گم ہونے سے ویران ہو گیا، جس صبح یوسف نے اس لحد میں ٹھکانہ بنایا اسی وقت سے تنگی اور سخاوت نے قبر میں اپنی قیام گاہ بنالی ہے، اس وقت موت کے ہاتھ نے اس کی روح کو اچک لیا ہے جو تلواروں سے روحوں کو اچک لیا کرتا تھا زمانے کے

www.ahlehaq.org

کہیں علماء نے اسے موت کا نام دیا ہے جبکہ وہ میدان جنگ میں موت کو چاہنے والے سے معروف تھا ہائے افسوس اگر افسوس موت کے لیے سود مند ہوتا ہائے حسرت کاش یہ مجاہد دینی میدان کی تکالیف و مصائب پر صبر کرنے والا اور وہ آدمی تھا جس میں مصیبت کے تحمل کی طاقت نہیں۔

**ابوالفضل بن الیاس بن جامع اربلی** ۔۔۔ انہوں نے نظامیہ میں تفقہ حاصل کیا اور حدیث کا سماع کیا اور تاریخ وغیرہ کی تصنیف کی اور وہ کئی حسن کتابت میں مشہور تھے آپ کی قراءات و شعریات ہیں۔ آپ کے اشعار میں سے چند یہ ہیں:

> اے میرے دل کو بیمار کرنے والے! کیا تیرے ہجر و جدائی کی کوئی انتہا ہے اور اے میری آنکھوں کو بیدار رکھنے والے! کیا
> تیرے خیال کو زیارت کا ارادہ ہے اور اے بے رخی سے ختم کر کے عذاب اور نیند کھینچنے والے! کیا محبت کی شریعت میں تجھے
> ذات کو پسند کرنے والا کوئی نہیں اے وہ! تجھے مبارک ہو جیسے میں نے اپنے کو ... اور اس کی یادوں پر وقت ...
> تیرا سفر شروع ہے ... کی وجہ سے منظم ہو ... یہاں تک کہ قدرت والا خدا اپنے حسن و لطافت کو ...
> میں مر جاؤں تو تیری طرف سے تمہیں سلام ہو جب تک تجھے کہنے والا اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے وہ وہاں تمہیں سلام پہنچتا ہے۔

**ابو سعادات الحلی** ۔۔۔ بغداد کے ایک تاجر تھے، ہر جمعہ جنگ کا لباس پہنتا خود گھر کے دروازے کے پیچھے کھڑا ہوتا یہاں تک کہ دروازہ اس پر بند ہوتا اور لوگ جمعہ کی نماز ادا کر رہے ہوتے اسے صاحب زمان محمد بن حسن عسکری کا انتظار رہتا کہ وہ غار سے نکل پڑ کر نکلیں گے اور یہ ان کی مدد اور لوگوں میں امام مہدی کی مدد کے لئے بھیجا جائے گا۔

**ابو غالب بن کمونہ یہودی** ۔۔۔ یہ کاتب تھا اور اس نے زور تحریر سے ابن مقلہ کے خط کی نقل اتاری تھی اللہ تعالیٰ کی اس پر لعنت ہو اس نے واسط کے جیل خانہ میں وفات پائی اور ابن الساعی نے اپنی تاریخ میں اس کا ذکر کیا ہے۔

## آغاز ۶۰۳ھ

اس سال شہاب الدین محمد بن سام غوری اور بنو کر اصحاب جبل جودی کے درمیان بڑی سخت لڑائی ہوئی، یہ لوگ اسلام سے مرتد ہو چکے تھے شہاب الدین غوری نے ان سے جنگ کی اور انہیں شکست دی اور ان سے اتنا مال غنیمت حاصل کیا جس کا شمار نہیں، بیان تو ان میں سے ایک آدمی نے اس کا تعاقب کر کے اسے اس سال کے شعبان کے آغاز میں عشاء کے بعد دھوکے سے قتل کر دیا، یہ بڑا بہادر، مضبوط اور جنگوں میں ثابت قدم رہنے والا بادشاہ تھا، جب قتل ہوا تو امام فخر الدین رازی اس کے پاس موجود تھے امام رازی کی عادت تھی کہ وہ بادشاہ کے سامنے بیٹھ کر اسے نصیحت کیا کرتے تھے جب امام رازی مجلس کے اختتام پر یہ جملہ کہتے کہ اے بادشاہ! نہ تیری بادشاہت باقی رہے گی اور نہ رازی رہے گا ہم سب کو اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹ کر جانا ہے تو بادشاہ اشکبار ہو جاتا، جب بادشاہ قتل ہوا تو کچھ لوگوں نے امام رازی پر بادشاہ کے قتل کی تہمت لگائی امام رازی کو اندیشہ ہوا تو انہوں نے وزیر مؤید الملک بن خواجگی کی جناب میں پناہ لی اس نے امام کو اس طرف جہاں امن ہو روانہ کر دیا۔

اس کے ایک غلام تاج الدین یلدز نے غزنہ پر قبضہ کر لیا اس کے بعد لاتعداد مصائب کا آغاز ہو گیا، جن کا چیدہ چیدہ ذکر ابن اثیر اور ابن الساعی نے کیا ہے اس سال کرجیوں نے مسلمانوں کے شہر پر غارت گری کی، یہ لوگ "اخلاط" تک پہنچ گئے تو کتنوں کو قتل کیا اور بہت سوں کو قیدی بنا لیا اخلاط کی فوج اور عوام نے ان سے قتال کیا۔ اس سال اربل کا حاکم مظفر الدین کوکری اور اس کے ساتھ حاکم مراغہ کے حکمرانوں سے آذربائیجان کے بادشاہ ابوبکر بن پہلوان سے جنگ کرنے کے لئے کوچ کیا کیونکہ اس نے کرج سے جنگ کرنے سے انکار کیا اور شب و روز نشہ آور اشیاء کے استعمال میں لگ گیا لیکن یہ لوگ اس پر قادر نہ ہو سکے پھر اس نے اس سال کرج کے بادشاہ کی بیٹی سے شادی کر لی اس طرح ان کا شر اس سے رک گیا۔

علامہ ابن اثیر فرماتے ہیں کہ اس کا حال ایسے ہی ہو گیا جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ بلاؤں نے گدھا دم میں کر لی اور اس کا بچل نکال لیا اس سال خلیفہ

www.ahlehaq.org

نصیر الدین ناصر بن مہدی نے ناصر علوی حسنی کو اپنا وزیر بنایا اور اسے وزارت کا جوڑا عطا فرمایا اور اس کے سامنے ڈھول بجائے گئے اس کے دروازے کے سامنے نمازوں کے اوقات میں بھی۔ اس سال بلاد ارمن کے حاکم ابن لاون نے حلب کے شہروں پر غارت گری کی لوگوں کو قتل کیا اور قیدی بنایا اور لوٹ مار شروع کر دی تو اس کی طرف ملک ظاہر غازی بن ناصر نے خروج کیا تو ابن لاون ملک ظاہر کے سامنے رفو چکر ہو گیا تو ظاہر نے اس کے بنائے ہوئے قلعہ کو منہدم کر کے ملیا میٹ کر دیا۔

اس سال کے شعبان میں باب مشرقی کے پاس رومانی بت ٹوٹ کر گر گیا تو اس کے پتھر چن لئے گئے تاکہ ان سے عادل کے وزیر صفی الدین بن شکر کی سفارت میں جامع اموی کا فرش بنایا جائے فرش کی اکھائی کا کام ۶۰۴ھ میں مکمل ہوا۔

## اس سال فوت ہونے والے حضرات

**شرف الدین ابوالحسن**...... علی بن محمد بن علی جمال الاسلام شہرزوری (شہرزور "موصل" کا ایک علاقہ ہے جس کی طرف یہ دمشق سے نکالے گئے تھے اس سے قبل وہ امینیہ میں مدرس تھے، جامع مسجد میں بروہ کے بالمقابل کا حلقہ تھا مذہب و خلاف کا انہیں اچھا علم تھا۔

**تقی عیسیٰ بن یوسف**...... ابن احمد عراقی نابینے یہ بھی امینیہ کے مدرس ہیں یہ مینارہ غربیہ میں سکونت پذیر تھے ان کے پاس ایک لڑکا تھا جو ان کی خدمت کرتا اور ان کا ہاتھ پکڑ کر لاتا لے جاتا تھا، ایک دفعہ شیخ کے کچھ دراہم گم ہو گئے تو اس لڑکے پر تہمت لگائی گئی لیکن اس سے کچھ برآمد نہ ہوا، شیخ نے اس عمل پر تہمت لگائی جو اس لڑکے سے انجام پذیر کرتا تھا لوگوں کو یہ گمان نہ تھا کہ اس کے پاس بھی کچھ مال ہو گا، جس مال تو ضائع ہوا ہی ساتھ ہی اپنی عزت بھی کھو بیٹھا، سترہ ذی قعدہ جمعہ کے دن غربی اذان گاہ کے اوپر سے لٹکا ہوا پایا گیا، لوگوں نے اس کی خودکشی کی بناء پر اس کا جنازہ چھوڑ دیا تو شیخ فخر الدین عبدالرحمن بن عساکر نے آگے بڑھ کر اس کی نماز جنازہ پڑھائی تو کچھ لوگوں نے ان کی اقتداء کی، ابوشامہ فرماتے ہیں کہ یہ جو کچھ اس نے کیا اس پر مال کے جانے اور بے آبرو ہونے نے مجبور کیا، راوی کا بیان ہے کہ اس قسم کا واقعہ میرے ساتھ بھی پیش آیا لیکن اللہ تعالیٰ نے مجھے محفوظ رکھا اس کے بعد امینیہ میں بیت المال کے وکیل جمال مصری مدرس ہوئے۔

**ابوالغنائم المرکسلار بغدادی**...... یہ عز الدین نجاح سرابی کے ساتھ خدمت کرتے تھے اور کافی مال حاصل کیا، جب اس کو مال حاصل ہوتا تو اس سے کوئی نہ کوئی جائیداد خرید لیتا، اور اسے اپنے قابل اعتماد دوست کے نام موسوم کر دیتا جب اس کی وفات کا وقت آیا تو اس شخص کو وصیت کی کہ اس کی اولاد کی دیکھ بھال کرے اور جو کچھ ان کے لئے چھوڑا ہے اس میں سے ان پر خرچ کرے تو جسے وصیت کی گئی وہ کچھ دنوں کے بعد بیمار پڑ گیا پس اس نے گواہوں کو بلا بھیجا تاکہ جو کچھ اس کے ہاتھ میں ابوالغنائم کے ورثاء کے لئے ہے اس پر گواہی دیں اس کے ورثاء نے گواہوں کے حاضر کرنے میں دیر کی اور اسے کچھ وقت ٹال دیا اسے سکتہ طاری ہو گیا اور اسی حالت میں مر گیا تو اس کے وارث ان کے اموال و املاک پر قابض ہو گئے اور ان کی اہل و اولاد کو اس ترکہ میں سے کچھ بھی نہ دیا۔

**ابوالحسن علی بن سعادہ فارسی**...... بغداد میں فقہ حاصل کیا اور پھر نظامیہ میں واپس آ گئے وہاں تدریس کی خدمات میں نائب مقرر ہوئے اور جو مدرسہ خلیفہ کی ماں نے بنایا تھا اس کے مستقل مدرس بن گئے مزید یہ کہ آپ کو ابو طالب بخاری کا نائب بنایا گیا آپ اس سے رک گئے اس نے آپ پر یہ بات لازم کی تو کچھ ایام یہ خدمت انجام دی، پھر کسی دن مسجد میں داخل ہوئے اور اپنے سر پر اون کا تہبند باندھ کر، وکلاء اور قیموں کو چلے جانے کا حکم دیا اور اپنے تئیں عہدہ قضاء سے معزول ہونے کی شہادت دی، اعادہ اور تدریس پر ڈٹ گئے ۱۰ ربیع الاول بروز جمعہ وفات پائی۔

**الخاتون**...... سلطان ملک معظم عیسیٰ بن عادل کی والدہ کی وفات ہوئی تو قاسیون کے صحن میں مدرسہ معظمیہ کے گنبد میں دفن کی گئیں۔

www.ahlehaq.org

امیر مجیر الدین طاشتکین مستنجدی ------ حاجیوں کا امیر اور خوزستان کے علاقوں کا ذمہ دار، آپ شیخ، نیک سیرت اور بڑے عبادت گذار اور تشیع میں بڑا غلو کرنے والے تھے، بمقام تستر ۲ جمادی الثانی کو وفات پائی، ان کا تابوت کوفہ لے جایا گیا اور ان کی وصیت کے مطابق مشہد علی میں دفن کیا گیا۔ ابن ساعی نے اپنی تاریخ میں اسی طرح ذکر کیا ہے، ابو شامہ نے ذیل میں ذکر کیا ہے کہ یہ طاشتکین بن عبداللہ مقتفوی ہیں جو امیر حاج تھے آپ نے لوگوں کو ۲۶ سال حج کروایا، حجاز میں آپ کو ایسا مرتبہ حاصل تھا گویا کہ آپ بادشاہ ہیں، وزیر ابن یونس نے آپ پر الزام لگایا کہ آپ صلاح الدین سے خط و کتابت کرتے ہیں تو خلیفہ نے آپ کو جیل میں بند کر دیا، کچھ دنوں بعد جب اس بات کا بطلان ظاہر ہوا تو آپ کو رہا کر کے خوزستان کا پھر دوبارہ حاکم بنا دیا۔ شیعہ مذہب میں آپ چوٹی پر تھے۔

آپ بڑے بردبار، سخی، فیاض اور بہت کم گفتگو کرنے والے تھے، آپ پر ہفتے گزر جاتے اور آپ ایک لفظ بھی زبان سے نہ فرماتے، آپ میں سادگی اور بھولاپن کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا، آپ سے آپ کے خلاف ایک شخص نے مدد مانگی تو آپ نے اسے جواب نہ دیا تو مدد مانگنے والے نے کہا کیا تو گدھا ہے؟ تو انہوں نے جواب نہیں دیا، اسی کے متعلق ابن تعاویذی نے کہا ہے:

شہروں کا ایک امیر جو آقا کی حیثیت رکھتا ہے شکایت کرنے والے نے اس کے پاس صرف خاموشی ہی کو جواب پایا ہے جب
وہ رفعت و بلندی میں بڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ انہیں تکلیف سے اموات تک پہنچاتا رہے۔

اس کے ایک ساتھی فراش نے اس کا ایک جبہ چرا لیا تا کہ اس سے اس کی حالت دریافت کریں، امیر طاشتکین نے اس جبہ کو دیکھ لیا تھا جب وہ شخص اسے لے جا چکا تھا تو اس پر آپ نے فرمایا کسی کو ملامت نہ کرو جس نے اس کو اٹھایا ہے وہ واپس نہیں کرے گا، اور جس نے اسے چراتے ہوئے دیکھا ہے وہ چغلی نہیں کھائے گا، اس وقت آپ کی عمر نوے سال تھی، اتفاق تھا آپ نے تین سو برس کے لئے وقف کی زمین کرایہ پر لے لی تو کسی کہنے والے نے کہا اسے مرنے کا یقین نہیں، نوے سال اس کی عمر ہو رہی ہے اور وہ تین سو سال تک کے لئے زمین کرائے پر لے رہا ہے، اس پر سب لوگ ہنس پڑے۔ واللہ اعلم۔

www.ahlehaq.org

## آغاز ۶۰۳ھ

اس سال مشرق میں غوریوں اور خوارزمیوں کے درمیان کئی طویل امور کا سلسلہ جاری رہا، طالقان میں خوارزم شاہ بن تکش ان کا بادشاہ تھا، اس سال خلیفہ نے عبداللہ بن دامغانی کو بغداد کا قاضی مقرر کر دیا اور اسی سال خلیفہ نے عبدالسلام بن عبدالوہاب بن شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ کو اس کے فسق و فجور کے سبب گرفتار کر لیا، اس سے پہلے ان کتب کو جلا دیا گیا جن میں فلاسفہ اور علوم اوائل وغیرہ کی کتب تھیں وہ لوگوں سے نذرانے لیتا تھا اور یہ اس کی ابو الفرج ابن الجوزی کے خلاف کھڑے ہونے کی غلطی کی وجہ سے تھا کیونکہ بے شک انہوں نے ہی وزیر ابن قصاب کے پاس اس کی شکایت کی تھی، یہاں تک کہ شیخ ابن الجوزی کی بعض کتب جلا دی گئیں اور بقیہ پر اس نے مہر لگا دی اور آپ کو واسط کی طرف پانچ سال کے لئے جلاوطن کر دیا گیا۔

لوگ کہتے ہیں اللہ تعالیٰ کافی ہے اور قرآن مجید میں ہے بے شک برائی کا بدلہ برائی ہی ہے اور صوفیا کا کہنا ہے "زمانہ پکڑ لیتا ہے" اطباء کہتے ہیں طبیعت بدلہ دینے والی ہے، اس سال فرنگی حمص میں اترے، ان سے حمص کے بادشاہ اسد الدین شیر کوہ نے جنگ کی، حلب کے بادشاہ ملک ظاہر نے اسے فوجی کمک دی تو اللہ تعالیٰ نے ان کے شر کو روک دیا، اس سال بغداد میں دو نوجوان شراب پر جمع ہوئے تو ان میں سے ایک نے دوسرے کو چھری ماری اور اسے قتل کر کے بھاگ گیا، بعد میں اسے پکڑ لیا گیا اسے بھی قتل کر دیا گیا، اس کے پاس سے ایک رقعہ ملا جس میں دو شعر اس کی نظم سے تحریر تھیں جس کے بارے میں اس نے کہا تھا کہ اس کے کفن میں رکھ دیے جائیں:

میں کریم ذات کے پاس اعمال کے توشہ کے بغیر صرف قلب سلیم لے کر حاضر ہوا ہوں اور یہ بڑی بدخلقی شمار ہوگی جب جاؤ تو کریم ذات کے
پاس ہو اور پھر زاد و توشہ تیار کیا جائے۔

## اس سال فوت ہونے والے نامور حضرات

**فقیہ ابو منصور**...... عبدالرحمن بن حسین بن نعمان حلی، جن کا لقب ان کی فضیلت، عقل اور کمال اخلاق اور ذہانت کی وجہ سے قاضی شریح ہے، پہلے وہ اپنے علاقے کے قاضی تھے پھر بغداد آئے تو انہیں بڑے عالی مناصب کی پیشکش کی گئی لیکن آپ نے انکار کر دیا، امیر طاشتکین نے انہیں قسم دی کہ وہ ان کے پاس نیابت کا کام کریں گے انہوں نے یہ خدمت ان کے پاس بیس سال تک انجام دی، پھر وزیر ابن مہدی نے مہدی کے پاس آپ کی چغلخوری کی تو اس نے آپ کو اور طاشتکین کو قید کر دیا یہاں تک کہ آپ کی اسی سال میں وفات ہوئی پھر اس چغلخور وزیر کے ساتھ یہی ہوا کہ وہ بھی اسی چغلی میں گرفتار ہوا اور قید ہوا اور اس کی مثال ہمارے محاورے میں یہی ہے کہ جیسا کرو گے ویسا بھرو گے۔

**عبدالرزاق بن شیخ عبدالقادر جیلانی**...... آپ محدث عابد زاہد اور پرہیزگار آدمی تھے اور شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ کی اولاد میں ان سے بہتر کوئی نہ تھا، یہ ان مناصب اور عہدوں میں نہ داخل ہوئے جنہیں انہوں نے قبول کیا بلکہ یہ دنیا کے بہت کم حصہ لینے والے اور آخرت کے معاملے کی طرف متوجہ ہونے والے تھے انہوں نے بہت سے لوگوں سے سماع کیا اور کئی لوگوں کو سماع کرایا۔

**ابوالحزم مکی بن زیان**...... ابن شیبہ بن صالح ماکسینی، سنجار کے گاؤں میں سے ہیں پھر موصلی نحوی نسبت رکھتے ہیں، بغداد آئے تو ابن الخشاب ابن قصار اور کمال انباری سے کسب فیض کیا، شام پہنچے تو بہت سے لوگ آپ سے مستفید ہوئے جن میں سے شیخ علم الدین سخاوی وغیرہ ہیں آپ نابینا تھے آپ ابو العلاء المعری کی بڑی طرفداری کرتے تھے کیونکہ آپ میں اور اس میں قدر مشترک مناسبت تھی ایک ادب اور دوسری نابینائی، ان کے اشعار میں سے چند یہ ہیں:

> جب فیاضی سفارش کی محتاج ہو جائے تو اسے قبول نہ کر، اگرچہ تو آسودہ حال ہو جائے گا، جب فیاضی کو احسان جتلانے کی وجہ سے ناپسند کیا جاتا ہے تو یہ بات زیادہ بہتر ہے کہ وہ احسانات کی وجہ سے ناپسند کیا جائے۔

اسی طرح یہ بھی ان کے اشعار ہیں:

> میرا دل نازو انداز اور نرم بدن رکھنے والے پر قربان، اس نے ہمیں حق بات کی جس وقت وہ الوداع کرنے آیا جو کسی کے قتل کی لالچ میں مبتلا ہے تو اس نے رخصت کرنے کے لئے ہمیں الوداع کیا۔

**اقبال خادم**...... جمال الدین صلاح الدین کے خدام میں سے ہیں، دو اقبالیہ جنہیں شافعیہ اور حنفیہ، دو گھر جنہیں اس نے وقف کر کے دو مدرسے بنا دیے ان پر وہ وقف کئے، بڑا شافعیہ کے لئے اور چھوٹا حنفیہ کے لئے اور اس پر ثلث وقف کیا اس کی وفات "قدس" میں ہوئی۔

## آغاز ۶۰۲ھ

اس سال تمام حاجی عراق لوٹ آئے، یہ لوگ اللہ تعالیٰ سے دعا و شکایت کر رہے تھے جو تکلیف انہیں صدر جہاں بخاری حنفی سے پہنچی، جو ایک پیغام کے سلسلہ میں بغداد آیا تھا خلیفہ نے اس کی کچھ پرواہ نہ کی تو وہ اس سال حج کے لئے چلا گیا اور اس نے لوگوں پر پانی اور گھاس کے بارے میں تنگی کی، جس کی وجہ سے چھ ہزار عراقی حاجی فوت ہو گئے اس تنگی کی کچھ کیفیت جو لوگ بیان کرتے ہیں یہ تھی کہ اس کے ساتھ جو نوجوان لڑکے تھے یہ انہیں حکم دیتا تو وہ سب سے پہلے گھاٹ پر پہنچے ہوتے پانی پر قبضہ کر لیتے جتنا پانی اٹھا سکتے اٹھا لیتے، جو بڑی سخت گرمی میں اس کے خیمے کے اردگرد پانی چھڑکتے، اس طرح سبزیاں اس کے ساتھ منی میں انتقالی ہوتی تھیں انہیں سیراب کرتے، عوام الناس، مسافروں، بیت اللہ کا ارادہ کرنے والوں کو جو اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور فضل تلاش کرتے تھے اس سے روک دیا۔

جب یہ لوگوں کے ساتھ واپس ہوا تو عوام نے اس پر لعنت کی اور خواص نے اس کی کچھ پرواہ نہ کی اور خلیفہ ناصر نے اس کا اکرام کیا اور نہ ہی کوئی اس کے استقبال کے لیے بھیجا، یہ حالت دیکھ کر بغداد سے نکل پڑا اور لوگ اس کے پیچھے تھے اس پر پتھراؤ اور لعنت کر رہے تھے اس کا نام صدر جہاں کی بجائے صدر جہنم رکھ دیا۔

ہم اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتے ہیں بے یار و مددگار ہونے سے اور اس سے سوال کرتے ہیں کہ وہ ہمیں اپنے بندوں پر زیادہ سے زیادہ رحمت و شفقت کرنے کی توفیق بخشے، بے شک وہ اپنے مہربان بندوں پر بڑی شفقت فرماتا ہے۔ اس سال خلیفہ نے اپنے وزیر ابن مہدی علوی کو گرفتار کیا اس کی نسبت یہ بات مشہور ہوئی کہ وہ خلافت کا مدعی ہے، بعض نے کہا نہیں کوئی اور سبب ہے، بہرحال اسے دار [illegible] میں قید کیا گیا یہاں تک کہ وہ وہیں فوت ہو گیا۔ [illegible] شعراء نے اس کے بارے میں یہاں تک کہا ہے۔

اے [illegible] دوست خلیفہ سے کہو اس کی بھلائی چاہو اے خلیفہ جو کچھ تو کر رہا ہے مجھے اس زوال سے بچایا جائے [illegible] دیا ہے وہ کام میں ہے جس میں اے بہترین انسان تیری نیکی ضائع ہو جانے کی امید کرتا ہوں [illegible] رضی اللہ عنہ کے منصب سے ہوتا اگر یہ حق ہے تو تیرا یہ وزیر خلافت کی طمع رکھتا ہے اور اگر یہ اپنے دعویٰ میں جھوٹا ہے تو اس پر جو احسانات ہیں تو انہیں یہ خود زیادہ ضائع کرنے والا ہے۔

بعض نے کہا ایسی بات نہیں بلکہ یہ شخص مال سے بے رغبت، نیک سیرت اور اچھی معاشرت اور صاف معاملے والا تھا، اللہ اس کے حال سے زیادہ واقف ہے، اس سال کے رمضان میں خلیفہ نے [illegible] کے لیے کئی گھر بنائے ضیافت تیار کی جن میں ہر روز ان کے بہت زیادہ صدقہ، چکنا کھانا، صاف ستھری روٹیاں بہت بڑی مقدار میں [illegible] یہ بھی اس نیکی کے مشابہ ہے جو قریش زمانہ حج میں [1] [illegible] تیار کرتے، جس کے ذمہ دار آپ کے چچا ابو طالب ہوتے، جس طرح حضرت عباس رضی اللہ عنہ سقایہ کے منتظم تھے انہیں کے [illegible] رفادت تھی۔ اس کا مفصل بیان پہلے اپنے مقام پر ہو چکا ہے یہ تمام مناصب مکمل طور پر عباسی خلفاء میں پورے کیے گئے تھے۔

اس سال [illegible] شیخ [illegible] جامع اموی میں [illegible] طرف والے کے پاس بھیجا اس میں [illegible] نے اپنی تمام اولاد کی طرف بھی [illegible] اس سال اوحد بن عادل حاکم میافارقین نے شہر خلاط پر اس کے حاکم شرف الدین [illegible] کے قتل کے بعد قبضہ کر لیا، یہ شرف الدین نوعمر اور بہت ہی خوبصورت شخص تھا اسے ان کے کسی غلام نے قتل کیا تھا بعد میں قاتل بھی قتل کر دیا گیا، شہر بادشاہ سے خالی تھا تو اوحد بن عادل نے اس پر اپنے پاؤں جما لیے۔

اس سال خوارزم شاہ محمد بن تکش طویل جنگوں کے بعد ماوراء النہر کے علاقوں پر قابض ہو گیا، بعض مقامات پر اسے عجیب واقعہ پیش آیا وہ یہ کہ سلطان خوارزم شاہ سے جدا ہو گئے صرف اس کے دوستوں کی ایک چھوٹی سی جماعت اس کے ساتھ رہ گئی ان میں سے اکثر [illegible] قتل ہو گئے اور بہت سے لوگ قیدی ہو گئے، سلطان خوارزم شاہ بھی گرفتار ہو گیا [illegible] ایک شخص نے گرفتار کیا [illegible] اس کے ساتھ ایک امیر مسعود کو بھی گرفتار کر لیا، جب یہ واقعہ ہو چکا اور اسلامی لشکر اپنے ٹھکانوں پر واپس آ گئے تو انہوں نے [illegible] نے آپس میں بڑا اختلاف اور بہت زیادہ اختلاف کیا، پھر خراسان پریشان ہو گیا لوگوں میں سے بعض نے تو بادشاہ کے قتل ہونے کا بھی گمان کیا۔

ادھر بادشاہ اور امیر کی حالت یہ تھی کہ امیر نے بادشاہ سے کہا کہ فی الحال آپ اپنے آپ سے بادشاہ کا لقب ہٹا دیں اسی میں مصلحت ہے اور آپ اپنے آپ کو میرا غلام ظاہر کریں چنانچہ بادشاہ نے امیر کی اس بات اور مشورہ کو قبول کر لیا پھر بادشاہ اس کی خدمت کرنے لگا، اسے کپڑے پہناتا، کھانا اس کے سامنے رکھتا، غرض خدمت میں کوئی کمی نہ کرتا [illegible] جس شخص نے ان دونوں کو گرفتار کیا تھا ایک روز وہ کہنے لگا [illegible] یہ شخص تمہاری خدمت کر رہا ہے [illegible] امیر نے جواب دیا [illegible] امیر مسعود [illegible] اگر آپ مناسب سمجھیں [illegible] ایسے شخص کو بھیجیں جو مال پر قبضہ کر سکے تو یہ آپ کی بھلائی ہوگی۔

---

[1] [illegible]

میں اس کو اس وقت قتل کیا وہ کہنے لگا ٹھیک ہے اپنے ساتھیوں میں سے ایک شخص متعین کیا جب یہ کام ہو چکا تو امیر مسعود نے اس سے کہا اگر آپ [illegible] خوارزم شاہ [illegible] آپ سے [illegible] آدمی وہ [illegible] ہوتے ہیں [illegible] سے خوارزم ہوتے [illegible] ہونے کی خوشخبری دے گا اس کے بعد یہ مال وصول کرنے میں جدوجہد کرے گا تو اس نے کہا ٹھیک ہے تو اس شخص نے خوارزم شاہ تک ان دونوں کی حفاظت پر ایک آدمی مقرر کر دیا، جب یہ خوارزم کے قریب پہنچے تو بادشاہ شہر کی طرف آگے بڑھا جب لوگوں نے اسے دیکھا تو اسے دیکھ کر وہ بہت خوش ہوئے جو خوارزم کے تمام شہروں میں خوشخبری کے طبل بجائے گئے، بادشاہ اپنے محل [illegible] تک گیا اسے وہیں سے سابقہ خوشی پھر سے حاصل ہوگئی اس کے قتل کی خبر مشہور ہونے سے جو خرابی اس کی بادشاہت میں برپا ہوئی تھی اس کی اصلاح ہوگئی اور ہرات کا محاصرہ [illegible]

وہ شخص [illegible] تھا اس نے امیر مسعود سے کہا کہ لوگوں نے یہ مشہور کر رکھا ہے کہ خوارزم شاہ قتل ہو گیا ہے تو امیر نے جواب دیا کہ لیکن جو شخص تمہاری قید میں تھا وہی خوارزم شاہ تھا اس پر اس شخص نے کہا تم نے مجھے پہلے کیوں نہ خبردار کیا تاکہ میں اسے عزت و عظمت سے واپس [illegible] کہا مجھے تم سے اس کے بارے میں خوف تھا اس لئے نہ بتا سکا اس نے کہا کہ چلو ہمیں اس کے پاس لے چلو تو یہ دونوں اس کے پاس [illegible] مسعود نے ان دونوں کی بڑی عزت کی اور ان سے حسن سلوک اور کرم کا معاملہ بھی کیا۔

سمرقند کے حاکم نے یہ غداری کی کہ اس کی قید میں جتنے خوارزمی تھے ان سب کو قتل کر دیا اور ایک آدمی کو اس نے دو ٹکڑے کر کے بازار میں یوں لٹکا دیا جیسے بازار میں قصاب کی دکان پر بکریاں لٹکی ہوتی ہیں، اس نے اپنی بیوی خوارزم شاہ کی بیٹی کو قتل کرنے کا ارادہ کیا لیکن پھر اس سے باز آگیا البتہ اسے قلعہ میں محبوس رکھا اور اس پر تنگی کی، خوارزم شاہ کو جب یہ خبر پہنچی تو وہ ایک لشکر لے کر چلا اور پھر اس سے جنگ کی اور اس کے شہر سمرقند کا محاصرہ کر کے زبردستی اس کو لے لیا وہاں کے تقریباً دو لاکھ باشندوں کو قتل کر دیا پھر بادشاہ کو قلعہ سے اترنے کا کہا اور اپنے سامنے باندھ کر قتل کر دیا اس کی نسل اور اولاد میں سے کسی کو باقی نہ چھوڑا وہاں جتنے ممالک تھے ان سب پر خوارزم شاہ نے قبضہ جما لیا۔

خوارزم شاہ تاتاریوں سے [illegible] شاہ ختن کی حکومت سے ملا ہوا ہے جنگ کی [illegible] بادشاہ نے خوارزم شاہ کو تاتاریوں کے خلاف [illegible] تمہارے شہروں کی طرف نکل کر آ رہے ہوں گے اور [illegible] تاتاریوں نے [illegible] میں اسے نصرت کے خطوط لکھے جس میں انہوں نے لکھا کہ [illegible] اور تمہارے [illegible] ان کے خلاف [illegible] اس نے دونوں فریق کو ایسی بات لکھی جس سے ان کے دل خوش ہوتے [illegible] یہ ان کی لڑائی میں موجود تھا لیکن فریقین سے جدا [illegible] مصیبت [illegible] سوائے چند افراد کے سب ہلاک ہو گئے، تاتاریوں نے خوارزم شاہ سے جو وعدے کر رکھے تھے ان میں خیانت کی ان میں [illegible] جنگ کے لئے تیار کرنے لگے، خوارزم شاہ ان سے خوفزدہ ہو گیا اور بہت سے ان شہروں کو جو کشلی خان سے ملے ہوئے تھے [illegible] قبضہ کر لیں، پھر چنگیز خان نے کشلی خان کے خلاف خروج کیا اس طرح وہ خوارزم شاہ کو چھوڑ کر اس سے [illegible] عجیب و غریب واقعات پیش آئے جنہیں ہم انشاء اللہ ذکر کریں گے۔

[illegible] حمص کے گرد و نواح پر فرنگیوں کے حملے ہوئے اس کا حاکم اسد الدین شیرکوہ ان کا مقابلہ کرنے سے کمزور [illegible] کی تقویت کے لئے ایک لشکر بھیجا، عادل مصر سے اسلامی فوجیں لے کر نکلا، اس نے [illegible] کو خطوط بھیجے [illegible] نے عکا کا محاصرہ کر لیا اس لئے کہ قبارسہ نے مسلمانوں کے جنگی جہازوں کے بیڑے کا ایک حصہ لے لیا تھا [illegible] اس شرط پر صلح ہو گئی کہ وہ قیدیوں کو واپس کر دیں گے [illegible]

عادل [illegible] سے نکل پڑا اور [illegible] جو حمص کے قریب ہے وہاں اترا پھر طرابلس کے شہروں کو روند ڈالا جہاں بارہ دن قیام کر کے قتل و قید اور [illegible] پھر فرنگی [illegible] صلح پر راضی ہو گئے پھر عادل دمشق کی طرف واپس آ گئے۔

[illegible] امیر شمس الدین [illegible] نے [illegible] اس سے قبضہ کر لیا تھا وہاں [illegible]

کا بادشاہ مر چکا تھا اس لیے اس کا بیٹا جو چھوٹا تھا بادشاہ ہوا اور معاملات کی تدبیر اس کا خادم کرتا رہا۔ ذی قعدہ کی نوچندی میں محی الدین ابو محمد یوسف بن عبد الرحمٰن بن الجوزی، قاضی القضاۃ ابو القاسم بن الدامغانی کے پاس حاضر ہوئے تو قاضی نے انہیں قبول کیا اور دونوں جانبوں کا والی بنا دیا، انہیں تحفے، سرگیں، عماری، حمار، جوڑا بھی عطا کیا، اس دن گذرنے کے بعد اپنے والد ابن الجوزی کی جگہ "باب درب شریف" میں وعظ کے لیے بیٹھے جہاں بہت سے لوگ حاضر ہوئے، چار دن بعد امام ابو حنیفہ کے مزار پر ضیاء الدین احمد بن مسعود ترکستانی نے درس دیا جہاں اکابرین اور حضرات حاضر ہوئے۔ اس سال کے رمضان میں قاصدین خلیفہ سے خلعتیں لے کر عادل کے پاس پہنچے جنہیں عادل اور اس کے دونوں بیٹوں معظم اور اشرف، وزیر صفی الدین بن شکر اور کئی امراء نے پہنا اور باب الحدید سے ظہر کے وقت قلعہ میں داخل ہوئے وزیر نے کھڑے ہو کر ان کا نام بتائے، یہ بڑا دن تھا۔

اس سال شرف الدین عبداللہ بن زین القضاۃ عبدالرحمٰن نے دمشق کے مدرسہ رواحیہ میں درس دیا اور اسی سال شیخ فخر بن بغدادی حنبلی مذہب چھوڑ کر شافعی المسلک ہوئے اور خلیفہ کی اس کے قائم کردہ مدرسہ میں درس دیا جہاں تمام مذاہب کے اکابر بھی حاضر تھے۔

## اس سال جو حضرات فوت ہوئے

**امیر بنیامین بن عبداللہ**……خلیفہ ناصر کے امیر ہیں، عقلمندی، پاک دامنی اور پاکیزگی کے اعتبار سے سادات امراء میں سے تھا، کسی نصرانی کاتب نے اسے زہر پلا دیا جس سے اس کی موت واقع ہوگئی جس نے زہر پلایا اس کا نام ابن ساوا تھا، خلیفہ نے اسے بنیامین کے بیٹوں کے حوالے کر دیا اور اس کی ابن مہدی وزیر نے سفارش کی اور کہنے لگا کہ عیسائیوں نے اس کے لئے پچاس ہزار دینار خرچ کئے ہیں تو خلیفہ نے اس رقعہ کے ذیل میں لکھا بے شک شیر تو جنگل ہی کے شیر ہوتے ہیں جن کا قصد سامان منع نہیں بلکہ مصلوب ہونا ہے، پھر بنیامین کے بیٹوں نے اسے اپنے گھر میں لے کر قتل کر دیا اور قتل کے بعد جلا دیا اس کے بعد خلیفہ نے ابن مہدی وزیر کو بھی گرفتار کر لیا جیسا کہ پہلے گذر چکا ہے۔

**حنبل بن عبداللہ**……ابن الفرج بن سعادہ رصافی حنبلی، جامع مہدی کے مکبر، مسند احمد کو ابن حصین عن ابن مذہب عن ابی مالک عن عبداللہ عن ابیہ سے روایت کرنے والے، نوے سال کی عمر پائی، بغداد سے نکلے تو اربل میں آپ کو سماع کرایا گیا اور دمشق کے بادشاہوں نے آپ کو خوش آمدید کیا اور جہاں لوگوں نے آپ کو مسند سنایا، معظم آپ کا بڑا اکرام کرتا اور آپ کے دسترخوان پر کھانا کھاتے تھے جس سے آپ کو جو کچھ بھی ملتا، آپ فقیہ اور کھانے کی کمی کی وجہ بہت کم کھانے والے تھے اور بغداد میں تنگدست تھے۔

کندی جب بھی معظم کے پاس آتا تو حنبل کا ضرور پوچھتا تو معظم اس سے کہتا کہ انہیں بدہضمی ہوگئی ہے، اس پر کندی کہتا انہیں مسور کی دال کے علاوہ تو معظم خوش ہوتا، پھر معظم نے آپ کو بہت سا مال دے کر بغداد پہنچا دیا جہاں آپ کی وفات ہوئی، آپ کی پیدائش ۵۱۰ھ کو ہوئی ہے، آپ کے ساتھ ابن طبرزد بھی تھے جن کی وفات آپ کی وفات سے مؤخر ۶۰۷ھ میں ہوئی۔

**عبدالرحمٰن بن عیسیٰ**……ابن ابو الحسن مروزی البغدادی واعظ، انہوں نے ابن ابی الوقت وغیرہ مشائخ سے سماع کیا، علامہ ابن الجوزی کے پاس فن وعظ گوئی سیکھنے میں مشغول ہو گئے پھر اول میں ابن الجوزی کی مشابہت اختیار کرنے کی بات آئی تو آپ کا نفس بڑا ہو گیا، پھر انہیں کے ساتھیوں میں سے ایک جماعت نے آپ پر اتفاق کر لیا، آخری عمر میں جب آپ کی عمر ستر سال کے قریب ہو چکی تھی تو شادی کی خواہش سے ادویہ استعمال کیا جس سے آپ کا عقل بھول گیا اور آپ کی اسی سال وفات ہوئی۔

**امیر زین الدین قراجا صلاحی**……صرخد کا حاکم، اس کا گھر باب الصغیر کے پاس "دار" کے ساتھ تھا اور قبر بیرون شاہراہ ابن امیرک کی قبر کے پاس ایک گنبد میں ہے، عادل نے اس کے بیٹے یعقوب کو صرخد پر برقرار رکھا۔

**طبیب عبدالعزیز**……ان کی وفات اچانک ہوئی، یہ سعد الدین طبیب اشرفی کے والد ہیں ان کے بارے میں ابن حمویہ نے کہا میں نے دیکھا، ایک طبیب کے پیچھے کوئی جماعت نہیں اور موت بھی اچانک آئی، یہ عبدالعزیز طبیب کی ہے۔

[illegible] بن حنیف بن [illegible] تین عربی [illegible] کے ایام میں فوت ہوئے۔

ابو محمد جعفر بن محمد [illegible] ابن محمود بن ہبۃ اللہ بن احمد بن یوسف اربلی، آپ کئی علوم میں مستند فضیلت رکھتے تھے خصوصاً فقہ شافعی مذہب، قراءت [illegible] ادب، نحو اور دوسرے علوم [illegible] قرآن کریم [illegible] تفسیر وغیرہ میں مہارت رکھتے تھے ان کے اشعار میں سے چند یہ ہیں۔

جو تقدیر کا وقت واقع ہونے والا ہے آدمی اسے روک نہیں سکتا اسباب میں تم غور و فکر کرو گے تو تم حیرت حاصل کرو گے تقدیر جب آ جاتی ہے تو اس وقت [illegible] احتیاط، خوف اور رنجیات نہیں ٹال سکتے، تمام کاموں میں صبر [illegible] استعمال کرو اور [illegible] کا اظہار نہ کرو [illegible] صبر کا نتیجہ بہتر ہوگا، کئی مشکلات جو ہمیں پہنچیں تو اللہ تعالیٰ نے ہم سے ان کا رخ پھیر کر اس کے بعد ہمیں آسانی عطا فرما دی، اللہ تعالیٰ کی رحمت سے [illegible] والوں کے لیے کوئی ناامید نہیں ہوتا، مجھے معلوم ہے کہ زمانہ دل کو گردش دینے والا ہے اور اس کے دو دن ہیں ایک امن والا اور ایک خطرے والا۔

## آغاز ۶۰۵ھ

اس سال کے محرم میں بغداد میں اس دارالضیافت کی تعمیر مکمل ہوئی جسے ناصر لدین اللہ نے غربی جانب میں حاجیوں اور مسافروں کے [illegible] ان [illegible] ضیافت کا بندوبست رہتا جب تک وہ وہاں مقیم رہتے، اور ان میں سے جب کوئی سفر کرنے کا ارادہ کرتا تو [illegible] اسے [illegible] ایک [illegible] دینار [illegible] اللہ تعالیٰ اسے جزائے خیر عطا فرمائے۔

اس سال ابوالخطاب بن دحیہ کلبی اپنے عراقی سفر سے واپس [illegible] شام سے گزرے تو وزیر محی الدین کی مجلس میں [illegible] [illegible] گفتگو میں [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] سے منقول ہے اس سال فخرالدین ابن تیمیہ خطیب [illegible] حران حج کر کے [illegible] بغداد پہنچے [illegible] محی الدین یوسف بن الجوزی کی مجلس وعظ کے لیے [illegible] اپنی گفتگو میں یہ اشعار کہے۔

[illegible] کی طرح حملہ کرنے کی طاقت نہیں [illegible] یوسف ابن الجوزی [illegible]

[illegible] ۔

[illegible] دمشق کی جامع مسجد میں تلوار سونتے داخل ہوا اور لوگ نماز جمعہ کے منتظر بیٹھے تھے تو وہ لوگوں کی طرف [illegible] تلوار [illegible] اس کی [illegible] کر کے [illegible]

[illegible] ۔

[illegible] دمشق [illegible] تو [illegible] جب آپ [illegible] آئے تو وعظ [illegible] آپ کی [illegible] یہ مال [illegible] اور مسکینوں پر تقسیم کر [illegible] محی الدین ابن الجوزی نے اپنی مجلس وعظ میں کہا کہ ایسے شخص کی کوئی ضرورت نہیں [illegible] اس کو چھوڑ دینا [illegible] زیادہ [illegible] کا ارادہ اس کے [illegible]

[illegible] ابن الجوزی [illegible]

[illegible]

اس سال فرنگیوں نے حمص کا رخ کیا اور "عاصی" کو پل کے ذریعے جلدی سے پار کر لیا، جب فوجوں نے انہیں پچھاڑا تو ان کے پیچھے ہو لئے وہ آگے بھاگتے رہے ان کے بہت سے لوگ مارے گئے اور مسلمانوں نے ان سے اچھی خاصی مال غنیمت حاصل کر لی الحمدللہ۔ اس سال جزیرہ کا حاکم قتل ہوا، یہ شخص تمام لوگوں میں سے بد سیرت اور خبیث الباطن تھا اور وہ ملک سنجر شاہ بن غازی بن مودود بن زنگی بن آقسنقر اتابکی، نورالدین موصل کے حاکم کا چچازاد بھائی تھا، اسے اس کے بیٹے غازی نے قتل کیا وہ اس تک اس وقت پہنچا جب وہ بیت الخلاء میں نشے کی حالت میں تھا اس نے اس پر چھری کے چودہ وار کئے پھر اسے ذبح کر ڈالا، یہ سب کام اس نے بادشاہت حاصل کرنے کے لئے کیا لیکن اللہ تعالیٰ نے اسے محروم رکھا، بادشاہت کی بیعت اس کے بھائی محمود کے ہاتھ پر ہوئی، غازی گرفتار کر لیا گیا اور اسی دن اسے قتل کر دیا، یوں اللہ تعالیٰ نے اس کی بادشاہت اور زندگی دونوں ہی سلب کر لیں، ہاں اتنا فائدہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو اس کے باپ کے ظلم و جور اور اس کے فسق سے راحت پہنچا دی۔

## اس سال فوت ہونے والے اعیان واعظام

**ابو الفتح محمد بن احمد بن بختیار۔۔۔۔** ابن علی ابو المعالی جو ابن مندائی سے معروف ہیں، احمد ابن الحصین سے مسند احمد کو روایت کرنے والے آخری شخص ہیں، آپ کا تعلق ایک فقیہ، قاضی اور دیندار گھرانے سے تھا، آپ نقل روایت میں ثقہ، عادل اور پرہیزگار آدمی تھے، اپنے حافظے سے جو اشعار آپ نے پڑھے وہ یہ ہیں:

اگر سورج کی طلوع ہونے کی جگہ بجلی کے دیکھنے سے ہوتی اور جب یہ غائب ہوتا تو یہ سورج کے پیچھے ہوتی تو میں اپنے دل سے اس کی بخشش کے انتظار کی وحشت نکالتا اور امید مجھے حتی دو قریب ہی ہے۔

**مصر کے قاضی القضاۃ۔۔۔۔** مصر کے قاضی القضاۃ صدر الدین عبدالملک بن درباس ماردانی کردی۔

## آغاز ۶۰۶ھ

محرم میں شیخ الحنفیہ نجم الدین خلیل، عادل کے قاصدوں میں دمشق سے بغداد پہنچے ان کے پاس بہت سے ہدیے تھے، ان کا اور شیخ النظامیہ محی الدین یحییٰ بن ربیع کا "یتیم اور مجنون کے مال پر زکوۃ" کے مسئلے پر مناظرہ ہوا، حنفی نے اس کے عدم وجوب پر استدلال کیا جس پر شافعی فقیہ نے اعتراض کر دیا، دونوں نے اس مسئلے میں بڑے اچھے دلائل دیے، پھر حنفی اور اس کے اصحاب کی وجہ سے خلعتوں سے نوازے گئے، یہ مناظرہ نائب وزیر ابن شکر کی موجودگی میں ہوا، بروز جمعہ ۵ جمادی الاولیٰ دمشق کے "مجیر الشامیہ" جمال یونس بن بدران مصری عادل کے قاصدوں کے ساتھ بغداد پہنچے، ان کی فوجوں نے صاحب المخزن کے ساتھ استقبال کیا، آپ کے ساتھ اربل کے حکمران مظفر الدین کوکری کا بھتیجا بھی تھا، یہ اربل کے حکمران کی طرف سے معذرت اور اس سے راضی ہونے کے سوال پر مشتمل تھا، اسے قبول کیا گیا، اس سال ملک عادل نے خابور اور نصیبین پر قبضہ کر لیا، کچھ عرصہ سنجار شہر کا محاصرہ رہا لیکن اس میں کامیاب نہ ہو سکا، پھر اس کے حاکم نے خود ہی صلح کر لی یوں عادل واپس آ گیا۔

## اس سال فوت ہونے والے نامور حضرات

**قاضی اسعد بن مماتی۔۔۔۔** ابو المکارم اسعد بن خطیر ابی سعید مہذب بن مینا بن زکریا اسعد بن مماتی بن ابی قدامہ بن ابی ملیح مصری شاعر اور کاتب، اس نے صلاح الدین کے دور میں اسلام قبول کیا، ایک مدت تک وہ دواوین کے ناظر رہے پھر وہیں پر ان کا انتقال ہوا۔

علامہ ابن خلکان فرماتے ہیں ان کے کئی فضائل اور تصنیفات ہیں، انہوں نے صلاح الدین کی سوانح عمری اور کلیلہ و دمنہ کتاب کو اشعار میں بیان

کیا ہے آپ کے اشعار کا ایک دیوان بھی ہے جب وزیر ابن شکر وزیر بنا تو آپ ان کے خوف سے حلب بھاگ گئے وہیں آپ کی وفات ہوئی آپ کی عمر ۷۰ سال تھی "مشمش" کے بارے میں جس نے دمشق میں آپ سے ملاقات کی یہ اشعار ہیں:

اس نے دوسروں کی بات سنائی اور زمین میں کوئی ایسا نہیں جو ان کے متعلق کچھ کہہ سکے اس نے کہا کہ اس کی پیدائش میں جوش اور اس کے اخلاق میں برودت و سردی ہے۔

**ابو یعقوب یوسف بن اسماعیل** ــــ ابن عبد الرحمن بن عبد السلام اللمغانی آپ بغداد کے حنفی ہیں آپ نے حدیث کا سماع کیا اور جامع سلطان میں درس دیا آپ اصول میں معتزلی تھے فروع میں بڑے ماہر تھے ابتدائی تعلیم اپنے والد اور چچا سے حاصل کی علم مناظرہ و خلاف میں پختگی حاصل کی نوے سال کے قریب عمر پائی۔

**ابو عبد اللہ محمد بن حسن** ــــ جو ابن خراسانی کے نام سے معروف ہیں حدیث کی کتابیں نقل کرنے والے آپ نے حدیث کی کئی کتب تحریر کیں اپنے اور دوسرے لوگوں کے خطبات بھی جمع کئے آپ کا خط بہت اچھا اور مشہور تھا۔

**ابو مواہب معتوق بن منیع** ــــ ابن مواہب خطیب بغدادی علم نحو اور لغت ابن خشاب سے حاصل کیا آپ نے خطبات کا ایک مجموعہ جمع کر رکھا تھا جس میں سے خطاب کرتے تھے آپ بڑے فاضل شیخ تھے آپ کے کچھ ابیات بھی ہیں ان میں سے چند ایک یہ ہیں: دشمن سے دوستی کی امید مت رکھو جو بظاہر اور چھپا ہوا دشمن ہے اگر برائے اتفاق اس کی محبت جدید ہو جائے تو شیخ اس کے پاس اجر میں تبدیل ہو جائے گا۔

**ابن خروف** ..... شارح سیبویہ علی بن محمد بن یوسف ابو الحسن ابن خروف اندلسی نحوی، کتاب سیبویہ کی شرح لکھ کر اسے مغرب کے حاکم کی خدمت میں پیش کیا جس نے آپ کو ایک ہزار دینار عطا کئے آپ نے "جمل الزجاجی" کی بھی شرح لکھی آپ شہروں میں سیاحت کرتے اور صرف سرائے میں سکونت پذیر ہوتے نہ نکاح کیا اور نہ لونڈی رکھی اسی لئے بیماری رذیلوں کی طبیعت پر غالب آجاتی ہے آخری عمر میں آپ کی عقل میں فتور آ گیا تھا تو آپ بازاروں میں ننگے سر پھرتے پچاسی سال کی عمر میں وفات پائی۔

**ابو علی یحییٰ بن ربیع** ..... ابن سلیمان بن حرار واسطی بغدادی نظامیہ میں فضلان سے تحصیل علم کیا پھر ان کے پاس سے ہرات کی محمد بن یحییٰ کی طرف سفر کیا ان سے فن خلاف میں ان کا مخصوص طریقہ سیکھا پھر بغداد واپس آئے تو نظامیہ کے مدرس اور اس کے اوقاف کے ناظر و نگران مقرر ہو گئے۔ آپ نے حدیث کا سماع کیا تھا آپ کے پاس بہت سے علوم تھے مذہب کی اچھی معرفت حاصل تھی آپ کی چار جلدوں میں ایک تفسیر بھی ہے جس سے آپ درس دیا کرتے تھے تاریخ بغداد اور اس پر ابن سمعانی کے حاشیہ کو مختصر کیا ہے اسی سال کے قریب عمر پائی۔

**ابن اثیر، جامع الاصول اور النہایہ کے مؤلف** ..... مبارک بن محمد بن محمد بن عبد الکریم بن عبد الواحد مجد الدین ابو السعادات شیبانی جزری شافعی جو ابن اثیر کے نام سے مشہور ہیں یہ وزیر ابو الفتح ضیاء الدین نصر اللہ اور حافظ عز الدین ابو الحسن علی الکامل فی التاریخ کے بھائی ہیں، حدیث کا بہت سماع کیا قرآن مجید پڑھا اور اس کے علوم میں پختگی حاصل کی اور انہیں لکھا آپ کی قیام گاہ موصل میں تھی آپ نے تمام علوم میں مفید کتابیں جمع کی ہیں جن میں سے ایک جامع الاصول ہے موطا، صحیحین، سنن ابی داؤد و نسائی و ترمذی، جن میں ابن ماجہ کو ذکر نہیں کیا، النہایہ غریب احادیث کے متعلق بھی آپ کی ایک کتاب ہے، مسند شافعی کی شرح اور چار جلدوں میں تفسیر بھی ہے اس کے علاوہ کئی فنون میں آپ کی کتابیں ہیں۔

موصل کے بادشاہ آپ کی بڑی عزت کرتے تھے جب بادشاہت نور الدین ارسلان کو حاصل ہوئی تو اس نے اپنا غلام آپ کے پاس بھیجا کہ میں آپ کو اپنا وزیر بنانا چاہتا ہوں تو آپ نے انکار کر دیا اس کے بعد بادشاہ خود آپ کے پاس گیا تب بھی آپ رک گئے اور اسے کہا میری عمر زیادہ ہو گئی ہے اور علم کی نشر و اشاعت میں مشغول ہوں مگر اس کام میں کچھ ظلم و زیادتی کی جاتی ہے لہذا یہ میرے مناسب نہیں چنانچہ سلطان نے آپ کو معذور سمجھا۔

علامہ ابو سعادات ابن اثیر فرماتے ہیں کہ میں علم عربیت سعید بن الدھان کو سناتا وہ مجھے عربی نظم بنانے کی تاکید کرتے جبکہ مجھے اس پر قدرت نہ ہوتی، جب میرے یہ شیخ فوت ہو گئے تو میں نے ان کو کسی شب خواب میں دیکھا تو حسب سابق انہوں نے پھر مجھے یہی بات کہی میں نے کہا بطور مثال آپ ایک شعر کہیں تاکہ میں اس کے مطابق شعر بناؤں، تو انہوں نے کہا اگر تجھے کامیابی نہ بھی ملے پھر بھی معالی حتیٰ سے محبت رکھ تو میں نے کہا یعنی کے گرد سے کھو اور رات چھائی ہوئی ہو عزت کی آماجگاہ رات کی پشت میں ہے اور بزرگی رات میں چلنے اور بیدار رہنے سے پیدا ہوتی ہے تو اس پر شیخ نے فرمایا بہت خوب، جب میں بیدار ہوا تو میں نے اسی طرح کے بیس شعر بنا لئے، آپ نے ذی الحجہ کے اختتام پر ۹۲ برس کی عمر میں وفات پائی، آپ کے بھائی نے الذیل میں آپ کے حالات بیان کئے ہیں وہ لکھتے ہیں، آپ کئی علوم کے عالم تھے جن میں سے فقہ، علم اصول، نحو، حدیث وغیرہ شامل ہیں، تفسیر، حدیث، فقہ، حساب، غریب احادیث میں آپ کی کئی مشہور تصانیف ہیں، آپ کے رسائل مدون شدہ ہیں، آپ مفلق شخص تھے، مشہور ہیں میں آپ ضرب المثل تھے، آپ نے سیدھے راستے کو لازم پکڑا، اللہ تعالیٰ کی آپ پر رحمت ہو، بے شک آپ زمانے کی بہترین شخصیات میں سے تھے۔

علامہ ابن اثیر فرماتے ہیں کہ اس سال مجاہد مطرزی نحوی خوارزمی نے بھی وفات پائی، آپ نحو میں امام تھے، آپ کی کئی اچھی اور عمدہ تصانیف ہیں، علامہ ابو شامہ فرماتے ہیں کہ اسی سال ملک مغیث فتح الدین عمر بن ملک عادل نے وفات پائی، انہیں اپنے بھائی معظم کی قبر کے پاس قاسیون کے دامن کوہ میں دفن کیا گیا، پھر وہاں سے حلب لا کر دفن کیا گیا۔

اسی سال فخر الرازی متکلم صاحب تفسیر و تصانیف جو ابن خطیب الری کے نام سے معروف ہیں فوت ہوئے، آپ کا نام محمد بن عمر بن حسین بن علی قرشی بکری ابو المعالی ابو عبد اللہ المعروف بالفخر الرازی ہے، آپ کو ابن خطیب الری بھی کہا جاتا ہے، فقہاء شافعیہ میں سے ہیں، چھوٹی بڑی دو سو کے لگ بھگ مشہور تصانیف کے مصنف ہیں جن میں تفسیر حافل، مطالب عالیہ، مباحث شرقیہ اور اربعین ہیں، اسی طرح اصول فقہ اور محصول بھی آپ ہی کی تصنیف ہے، آپ نے ایک جلد مفید میں امام شافعی کے حالات بھی لکھے ہیں اس میں کچھ عجیب باتیں بھی ہیں جن سے اتفاق کرنا مشکل ہے، آپ کی طرف کئی عجیب و غریب باتیں بھی منسوب ہیں، میں نے طبقات الشافعیہ میں آپ کے حالات لکھے ہیں، ملک خوارزم شاہ اور کئی دیگر سلاطین کے ہاں آپ کو بڑا مرتبہ و مقام حاصل تھا، کئی شہروں میں آپ کے لئے بہت سے مدرسے تعمیر کئے گئے، آپ اسی ہزار دینار خالص ہونے کے مالک تھے اس کے علاوہ اور سامان، سواریاں، گھر، جائیدادیں اور کپڑے بھی تھے۔

آپ کے پاس پچاس ترکی غلام تھے، آپ کی مجلس وعظ میں بادشاہ وزراء، علماء، امراء، فقراء اور عام لوگ بھی حاضر ہوتے تھے، آپ عبادات و اوراد بھی کرتے تھے، آپ کے اور کرامیہ کے درمیان کافی طعن و تشنیع بھی رہا، آپ انہیں ناپسند کرتے تھے وہ بھی ان کی مذمت میں مبالغہ آمیزی سے کام لیتے تھے، ہم اس سے پہلے ان کے حالات بیان کر آئے ہیں، آپ فن کلام میں وسیع علم رکھنے کے باوجود فرماتے ہیں، جو بوڑھی عورتوں کا دین تھامے گا وہی کامیاب رہے گا، موت کے وقت آپ کی وصیت کا تذکرہ میں نے کر دیا ہے اور یہ کہ آپ مذہب الکلام سے رجوع کر کے سلف کے طریقے کے معتقد ہو گئے تھے، اور جو کچھ بیان ہوا اس سے وہ امر اولیٰ ہے جو حق تعالیٰ شانہ کے لائق ہے۔

شیخ شہاب الدین ابو شامہ نے الذیل میں ان کے حالات میں لکھا ہے کہ آپ وعظ کہتے اور کرامیہ کو سب و شتم کرتے، اور وہ بھی ان سے کم نہ کرتے تھے بلکہ کہا گیا کہ ان کی بنا پر آپ کی تکفیر کرتے، بیان کیا گیا ہے کہ انہوں[۱] نے آپ کو زہر دینے پر ایک شخص کو مقرر کیا پھر جب آپ فوت ہو گئے تو انہوں نے اس پر خوشی منائی، وہ قاضی وغیرہ کے ساتھ آپ پر گناہوں کی تہمت لگاتے تھے، علامہ ابو شامہ فرماتے ہیں کہ ان کی وفات ذی الحجہ میں ہوئی، آپ کی انشاءات اور جو آپ کرتے تھے اس میں کوئی کلام نہیں۔

آپ سلاطین کی صحبت اختیار کرتے، اور دنیا سے محبت رکھتے اس میں حد سے زیادہ فراخی چاہتے جو علماء کی صفت نہیں، اس وجہ سے اور اسی طرح کی اور باتوں سے آپ کو بہت برا بھلا کہا گیا، اور ان عبارات کی وجہ سے تو آپ کی بہت تشنیع ہوئی جو آپ بیان کیا کرتے تھے مثلاً[۲] محمد بدوی نے یہ کہا مراد اس سے حضور علیہ السلام ہوتے، دیہات کی طرف نسبت کی وجہ سے اور اپنے بارے میں کہتے محمد رازی نے یہ کہا، اس سے اپنی ذات مراد لیتے۔

---

(۱) بعض ایڈیشن کی جلد میں حرف ک ہے۔ از محشی

(۲) امام رازی نے اپنی تفسیر کبیر کی جلد اول میں نماز کے ذیل میں جو حقیقت محمد علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام بیان کی ہے اسے بھی دیکھا جائے۔ از محشی

www.ahlehaq.org

انہی باتوں میں سے ایک یہ ہے کہ وہ مخالف کی جانب سے شبہ کو مختلف عبارتوں اور اسالیب سے پیش کرتے، جبکہ اس کا جواب معمولی انداز اور ادنیٰ اشارہ سے دیتے۔

راوی کا بیان ہے کہ مجھے یہ بات پہنچی کہ آپ نے منقش کپڑوں، چوپایوں اور آلات کے علاوہ اسی ہزار دینار خالص سونے کے چھوڑے، اور اولاد میں سے دو لڑکے چھوڑے جن میں سے ہر ایک نے چالیس ہزار دینار لئے اور آپ کا بڑا بیٹا فوج میں بھرتی ہو گیا اس نے بادشاہ محمد بن تکش کی خدمت کی، علامہ ابن اثیر اپنی کتاب الکامل میں فرماتے ہیں کہ اس سال فخر الدین رازی محمد بن عمر خطیب ری شافعی فقیہ فوت ہوئے۔ آپ فقہ و اصول میں کئی مشہور کتابوں کے مصنف ہیں، آپ اپنے وقت میں دنیا کے امام تھے، مجھے معلوم ہوا ہے کہ ان کی پیدائش ۵۴۳ھ میں ہوئی ان کے اشعار میں سے چند یہ ہیں:

> اے تمام مخلوق کے پروردگار! میرا چہرہ اور میرا رخ تیری طرف ہی ہے، تو ہی میرا مددگار ہے، اور تو ہی زندگی اور میری قبر میں میری پناہ گاہ ہے۔

علامہ ابن الساعی نے یاقوت حموی سے امام رازی کے بیٹے کا یہ قول نقل کیا ہے: "مخلوقات کے لئے سعادت مندی کے دروازوں کا کھلنا اور پورا کرنے والی چیز حمد اور معبود برحق کی عظمت کا ذکر ہے جو تمام ممکنات کی تدبیر کرنے والا اور انہیں درست اور اعتدال سے صدق و قسمت بنانے والا ہے، اللہ تعالیٰ کی عظمت مخلوق کی مشابہت سے بہت عالی شان ہے اسی نے مشرق و مغرب میں اس دین کی مدد کی ہے وہ خدا بڑے فضل و عدل اور بلندی والا ہے، وہی رشد و ضلالات اور بدبختی و نیک بختی کا مالک ہے، آپ اکثر یہ اشعار پڑھا کرتے تھے:

> ہماری روحیں ہمارے جسموں میں وحشت زدہ ہیں، ہماری دنیا کا حاصل اذیت اور وبال ہے، ہم عمر بھر اپنی ابحاث سے سوائے قیل و قال کے جمع کرنے کے کچھ مستفید نہ ہوئے۔ پھر فرماتے ہیں کہ میں نے علم کلام کے طرق اور فلسفی راستوں کو آزمایا ہے مجھے کوئی ایسی بات نہیں ملی جو بیمار کو شفا دے اور پیاسوں کو سیراب کرے، تمام طریقوں میں سے سب سے آسان اور قریب ترین قرآن مجید کے طریقے کو پایا ہے، وہ اثبات میں الرحمن علی العرش استوی، الیه یصعد الکلم الطیب اور نفی میں لیس کمثله شیء، هل تعلم له سمیا۔

## آغاز ۶۰۷ھ

شیخ ابوشامہ نے ذکر کیا ہے کہ اس سال جزیرہ کے بادشاہ جن میں موصل کا حاکم سنجر اور اربل اور ظاہر جو حلب کا حاکم تھا اسی طرح شاہ روم وغیرہ شامل ہیں سب عادل کی مخالفت اور اس سے جنگ و قتال کر کے اس سے حکومت چھیننے پر ایک دوسرے کی مدد کرنے لگے اور یہ کہ خطبہ حاکم روم کیخسرو بن قلج ارسلان کا ہو، ادھر انہوں نے کرجیوں کو پیغام بھیجا کہ وہ "خلاط" کا محاصرہ کرنے کے لئے آگے بڑھیں، اس سال ملک اوحد بن عادل نے بھی اس کے خلاف انہیں مدد دینے کا وعدہ دیا۔

میرے خیال میں یہی بغاوت اور زیادتی ہے جس سے حق تعالیٰ نے منع فرمایا ہے اس کے بعد کرجی اپنے بادشاہ ایوانی کے ساتھ آپہنچے اور انہوں نے "خلاط" کا محاصرہ کر لیا اور اس سے متصل ہو گئے اور وہ کہنے لگے کہ تب یہ بدبخت ان پر ہے، اور اللہ تعالیٰ نے یہ فیصلہ کر لیا کہ ربیع الثانی سوموار کے دن انہوں نے شہر کا محاصرہ سخت کر لیا اسی اثناء میں ان کا بادشاہ ایوانی اپنے گھوڑے پر نشے کی حالت میں وہاں آنکلا اس کا گھوڑا اسے لے کر شہر کے اردگرد جنگ کے لئے تیار شدہ کسی گڑھے میں جا گرا، شہری لوگوں نے فوراً اسے پکڑ لیا لیکن قیدی بنانے والوں اور کرجیوں کے مابین صلح ہو گئی۔

جب اسے اوحد کے سامنے گرفتار کیا تو اسے چھوڑ دیا اور اس پر احسان کیا، دو لاکھ دینار اور دو ہزار مسلمان قیدی، اکیس قلعے جو اوحد کے شہروں سے ملحق تھے دینے کا فدیہ قرار دیا، اور یہ کہ وہ اپنی بیٹی کا اس کے بھائی اشرف سے نکاح کرے، اور جو اس سے لڑے گا یہ اس کے خلاف اس کا مددگار ثابت ہو گا۔

www.ahlehaq.org

ان تمام باتوں کو اس نے قبول کر لیا اور اس پر اس سے قسمیں بھی لی گئیں تو اوحد نے اپنے باپ سے ان تمام امور میں اجازت لینے کے لئے آدمی بھیجا اور وہ اس وقت خراب سے باہر اس فتیح معاملے کی وجہ سے جس سے وہ دوچار ہوا تھا انتہائی غمگین حالت میں اترا ہوا تھا، وہ اسی حالت میں تھا کہ اسے یہ عظیم خبر پہنچی، جس کے بارے میں انہیں وہم و گمان بھی نہ تھا اور نہ انہیں اس پر کوئی قدرت تھی جو صرف اللہ تعالیٰ غالب حکمت والے کی طرف سے تھی [illegible] وہ انتہائی خوشی اور مسرت سے غفلت میں مبتلا ہو گیا، اس کے بعد ان تمام امور میں جس کی اس کے بیٹے نے شرط لگائی تھی اجازت دی، بادشاہوں کے درمیان جو امور طے پائے اس کی خبریں ادھر ادھر پھیل گئیں۔

جس پر یہ سب فرحاں اور سرنگوں ہو گئے، ہر ایک نے اس سے معذرت کی، جو باتیں اس کی طرف منسوب کیں اور دوسروں کو بتائیں تھیں، اس نے ان کے عذر قبول کئے، ان سے پختہ صلح کر لی، بادشاہ نے دور حاضر کا استقبال کیا اور ادھر کرج کے بادشاہ نے اپنے ذمہ تمام شرائط کو پورا کیا، اشرف سے اپنی بیٹی کی شادی کر دی، اس قصہ میں شیخ ابو شامہ نے جو عجیب و غریب بات ذکر کی وہ یہ ہے کہ بادشاہ کا پادری جو علم نجوم میں مہارت رکھتا تھا اس نے بادشاہ سے اس دن سے ایک دن پہلے کہا: آپ کو علم ہونا چاہئے کہ کل آپ خلاط کے قلعہ میں داخل ہوں گے لیکن اس صورتحال کے علاوہ اور مسلمانوں کی عصر کی اذان کا وقت ہو گا تو جس وقت بادشاہ کا قیدی بنا کر اس قلعہ میں داخل ہونا پایا گیا تو عین عصر کی اذان کے موافق وقت تھا۔

**موصل کے حاکم نور الدین کی وفات کا ذکر** —— ملک نور الدین شاہ بن عز الدین مسعود بن قطب الدین مودود بن زنگی موصل کے حاکم نے سلطان ملک عادل کی بیٹی کو نکاح کا پیغام دینے کے لئے آدمی بھیجا اس نے اپنے وکیل کو تین ہزار دینار پر عقد قبول کرنے کے لئے روانہ کیا، خدا کی قدرت ادھر اس کا وکیل راستے میں جا رہا تھا ادھر نور الدین کی وفات ہو گئی، وکیل نے اس کی وفات کے بعد عقد کیا۔

علامہ ابن اثیر نے اپنی کتاب "الکامل" میں اس کی بڑی تعریف کی، اس کی بہادری اور اس کے عدل و انصاف، جس سے وہ شہرت دوسروں کے پاس واقف تھے قدر دانی کی ہے انہوں نے کہا کہ اس کی مدت حکومت ۱۷ سال ۱۱ ماہ ہے، بہر کیف ابو المظفر سبط نے کہا ہے کہ یہ بڑا ظالم جابر بخیل اور کشت و خون کرنے والا شخص تھا، واللہ اعلم۔

اس کے بعد اس کا بیٹا قاہر عز الدین مسعود بادشاہ بنا، اس نے اپنی مملکت کی باگ ڈور اپنے غلام بدر الدین "لولو" جسے اس کے بعد بادشاہت ملی، کے حوالے کر دی۔

علامہ ابو شامہ نے بیان کیا ہے کہ اس نے ۸ شوال کو مصلیٰ کی تعمیر شروع کی، جس کی چار دیواری بنا دی اور اس میں دروازوں اور ٹیلوں کی نگہداشت کے لئے اس کے چار دروازے بنائے، اس کی قبلہ کی جانب پتھروں کا ایک محراب اور منبر بنایا، جس پر ایک گنبد تھا، پھر ۶۱۳ھ میں اس قبلہ کی جانب میں دو دار الاقامہ بنائے، وہاں ایک لکڑی کا منبر بنوایا اس کے لئے گھوڑا اور خطیب اور امام مقرر کئے، عادل فوت ہو گیا اور اس کا دوسرا دار الاقامہ ابھی تک مکمل نہیں ہوا، یہ تمام کام وزیر صفی ابن شکر کے ہاتھوں سر انجام پایا۔

راوی کا بیان ہے کہ اس سال کی ۸ شوال کو زور دیتے سے باب البرید کی جانب سے جامع اموی کے دروازوں کی تجدید کی گئی، اور انہیں اپنی جگہ رکھا گیا، اور شوال ہی میں اس نے فواروں، سڑکوں اور نالیوں کی مرمت شروع کی، اس کے نزدیک ایک مسجد تعمیر کی، اور اس کا مؤذن اور امام مقرر کیا، سب سے پہلے جو شخص اس کا امام بنا اس کا نام نفیس مصری تھا اس کی عمدہ آواز کی وجہ سے اسے جامع مسجد کا بلبل کہا جاتا تھا، جب وہ شیخ ابو منصور مصدر سے پڑھتا تو لوگوں کا کافی ہجوم رہتا۔

اس سال کے ذی الحجہ میں سواریاں عکا سے سمندر کی طرف "دمیاط" کی سرحد تک گئیں، وہاں قبرص میں اس سال ایمان نامی شخص نے قبضہ کر لیا، اس نے شب میں بعض شہروں پر سرحدوں کی جانب سے گھس کر غارت گری کی، کچھ لوگ مارے اور کچھ قیدی بنا کر واپس آ گیا، پھر اپنی سواریوں پر بیٹھ گیا، کوئی مخلوق واسطے سے نہ پاسکا، اس سے قبل اس قسم کے واقعات گزر چکے ہیں، یہ ایسی چیز ہے جس کا اس کے علاوہ اور کچھ اتفاق نہیں اللہ اس پر لعنت کرے۔

اس سال فرنگیوں نے قدس کے گرد و نواح میں دنگا فساد برپا کیا، جن کی طرف ملک معظم بڑھا، اور شیخ شمس الدین ابو المظفر ابن قز اوغلی جو سبط

ابن الجوزی کے نواسے اور ان کی بیٹی رابعہ کے بیٹے ہیں، یہی "مراۃ الزمان" کتاب کے مصنف ہیں، یہ کئی علوم میں فاضل اور خوبصورت اور عمدہ آواز والے تھے۔

آپ بڑا بہترین وعظ کرتے تھے، آپ کے وعظ کی شہرت کی وجہ سے لوگ آپ کو چاہتے تھے، آپ بغداد سے رخت سفر باندھ کر دمشق آئے وہاں کے حکمرانوں نے آپ کا بڑا اکرام کیا تا کہ آپ تدریس کی خدمات سنبھال لیں، آپ ہر ہفتے کے دن علی بن حسین زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کے دروازے کے پاس اس ستون کے قریب بیٹھ کر وعظ کہتے جیسا کہ ہمارے زمانے کے خطباء بیٹھتے ہیں، آپ کے ہاں بڑا مجمع رہتا، جس میں بیٹھنے والوں کا مجمع باب الناطفیین سے باب مشہد اور باب الساعات تک ہوتا، ایک دن آپ نے اس مجمع کا اندازہ لگایا تو مردوں اور عورتوں کی مجموعی تعداد تیس ہزار تھی، جمعے کی رات لوگ جامع مسجد میں ہی گزارتے اور جگہ پانے کے لئے کام کاج چھوڑ دیتے اذکار اور قرآن مجید کے ختموں میں رات بسر کرتے، جب لوگ آپ کے وعظ سے فارغ ہوتے ہوئے اپنے گھروں کو جاتے اسی وعظ کے بارے میں گفتگو کرتے جاتے جو انہوں نے آج کہا تھا، لوگ کہتے: آج شیخ نے یہ کہا، ہم نے شیخ سے یہ سنا تو اس بات کی وجہ سے ان میں عمل کی قوت اور برائی سے بچنے کی طاقت پیدا ہوگی۔

آپ کی مجلس وعظ میں اکابر بھی حاضر ہوتے، شیخ تاج الدین ابوالیمن کندی جیسے حضرات بھی شامل وعظ ہوتے، شیخ تاج الدین اور والی شہر معتمد والی الحرب ابن تیمرک باب المشہد کے پاس والے گنبد میں بیٹھتے۔

الغرض آپ جس وقت ہفتے کے دن وعظ کے لئے بیٹھتے، جیسا کہ پہلے بیان ہوا تو لوگوں کو جہاد کی ترغیب دی، تو بہ کرنے والوں کے جتنے بال ہوسکیں لانے کا حکم دیا، جس سے آدمیوں کے اٹھانے کے لئے رسی کے بندھن بنوائے، لوگوں نے جب انہیں دیکھا تو سب مل کر چلا اٹھے اور اشکبار ہوگئے اور اپنے بالوں کو ان کی مانند کاٹا، جب مجلس اختتام پذیر ہوئی اور آپ منبر سے اترے تو والی شہر معتمد اور والی ابن تیمرک نے آپ سے ملاقات کی، یہ نیک لوگوں میں سے تھا، وہ شیخ کے آگے اس طرح چلا کہ شیخ نے ان کے کندھے پر ہاتھ رکھا اور باب الناطفیین تک پہنچ کر گھوڑے پر سوار ہوئے جبکہ لوگ آپ کے آگے پیچھے دائیں بائیں چل رہے تھے، پھر آپ باب الفرج سے نکلے اور عیدگاہ میں رات گزاری۔ اور آئندہ کل بہت زیادہ لوگوں کے ساتھ باب الکسوۃ تک گئے، جو قدس کے شہروں کی طرف جہاد کی نیت سے نکلے جن میں سے پوری طرح اسلحہ سے لیس بہت زیادہ تعداد تقریباً تین سو اہل زملکا کی تھی۔

راوی کا بیان ہے کہ ہم افیق کی گھاٹی میں اترے اور پھر ہم سے فرنگیوں کے قلعوں سے پہاڑ کے پار جانے کی جرات نہیں کر رہے تھے، نابلس میں ہم سے معظم ملا، راوی کا کہنا ہے کہ اس سے قبل میری اس سے ملاقات نہیں ہوئی تھی جب اس نے تائبین کے بالوں سے بنے بندھن دیکھے تو انہیں چومنے لگا، اپنے چہرے اور آنکھوں پر ملتے ہوئے رونے لگا۔

ابوالمظفر نے نابلس میں ایک وقت طے کیا، جمعہ کے دن جہاد کی ترغیب دی، اس کے بعد آپ اور آپ کے ساتھی جن میں معظم بھی شریک تھا فرنگیوں کی طرف نکل پڑے، کئی لوگوں کو قتل اور کئی جگہوں کو ویران کیا، بہت سا مال غنیمت حاصل کر کے سلامتی کے ساتھ واپس لوٹے۔

معظم جبل طور کی حفاظت میں مصروف ہوگیا، اور وہاں فرنگیوں کے خلاف جمع ہونے کے لئے ایک قلعہ بنایا جس میں اسے کئی زیادہ اموال کا تاوان اٹھانا پڑا، فرنگیوں نے عادل سے امن و امان اور صلح کے مطالبہ کے لئے آدمی بھیجا، عادل نے ان سے صلح کرلی، یوں معظم کی یہ تعمیر اور جو خرچ کا تاوان اس نے اٹھایا تھا سب ضائع ہوگئے، واللہ اعلم۔

## اس سال فوت ہونے والے حضرات

**شیخ ابو عمر** ــــ قاسیون کے پہاڑی دامن میں اس مدرسہ کا بانی جس میں قرآن مجید میں مشغول فقراء رہتے ہیں، محمد بن احمد بن محمد قدامہ شیخ صالح ابو عمر مقدسی، دامن کوہ میں بانی مدرسہ جہاں قرآن مجید کی تعلیم دی جاتی ہے آپ شیخ موفق الدین عبداللہ بن احمد بن محمد بن قدامہ کے بھائی ہیں، ابو عمر، موفق الدین سے بڑے تھے کیونکہ موفق الدین کی پیدائش ۵۲۸ھ میں الساویا یا جماعیل نامی بستی میں ہوئی، شیخ ابو عمر نے شیخ موفق الدین کی

تربیت کی، ان پر احسان کیا، ان کی شادی کرائی، وہ ان کی ضروریات کے بھی ذمہ دار تھے۔

جب یہ لوگ ارض مقدس، شام چھوڑ کر آئے تو مسجد ابی صالح باب شرقی کے باہر اترے، پھر وہاں سے دامن کوہ منتقل ہوئے جہاں دیر حورانی کے سوا کوئی عمارت نہ تھی، آپ فرماتے ہیں کہ لوگ ہمیں مسجد ابی صالح کی وجہ سے صالحین کہتے نہ یہ کہ ہم صالح تھے اسی وقت سے اس جگہ کا نام صالحیہ پڑ گیا۔

ان کے بعد شیخ ابوعمر نے ابی عمرو کی روایت کے مطابق قرآن پڑھا فقہ میں "مختصر خرقی" یاد کی پھر ان کے بھائی موفق نے بعد میں ان کی اور اپنی شرح اپنے ہاتھ سے لکھی، تفسیر بغوی، ابونعیم کی الحلیہ، ابن بطہ کی الابانہ لکھی اس کے علاوہ کئی مصاحف لوگوں اور اپنی اہل کے لئے اپنے ہاتھ سے بلا اجرت لکھے۔

آپ بڑے عبادت گزار، زاہد اور تہجد گزار تھے ہمیشہ روزہ رکھتے، آپ زیادہ مسکراتے رہتے تھے، ہر روز ظہر اور عصر کے درمیان سات سورتیں پڑھتے، آٹھ رکعت چاشت ادا کرتے جن میں ہزار مرتبہ قل ھو اللہ احد پڑھتے اسی طرح ہر سوموار اور جمعرات کے دن "مغارۃ الدم" کی زیارت کرتے، راستے میں جاتے ہوئے بیواؤں اور مسکینوں کے لئے گھاس جمع کر کے لے جاتے اور جب بھی فتوح غیبی سے کچھ حاصل ہوتا تو اپنے اہل خانہ اور مساکین کو ترجیح دیتے، آپ کا لباس بڑا کم قیمت ہوتا بسا اوقات مدت گزر جاتی اور عام سادہ لباس کے علاوہ شلوار قمیص پہننے کی نوبت نہ آتی، اپنی پگڑی کا ایک گوشہ کاٹ کر صدقہ کر دیتے یا کسی میت کے کفن پورے کرنے میں دے دیتے، آپ اور آپ کے بھائی اسی طرح آپ کے ماموں زاد حافظ عبدالغنی اور ان کے بھائی شیخ عماد، اس جنگی مہم میں ضرور شریک ہوتے جو صلاح الدین فرنگیوں کے خلاف شروع کرتے، یہ لوگ قدس اور ساحل وغیرہ کی فتوحات میں اس کے ساتھ رہ چکے تھے، ایک دن ملک عادل ان سے ملنے خصوصاً ابوعمر کی زیارت کے لئے آیا اس وقت آپ نماز پڑھ رہے تھے تو آپ نے نماز توڑی اور نہ اسے مختصر کیا، یہ منظر دیکھ کر بادشاہ بیٹھ گیا، آپ نے اپنی نماز جاری رکھی اور اس کی طرف ذرا دھیان نہ دیا یہاں تک کہ اپنی نماز مکمل کر لی۔

شیخ ابوعمر نے ایک شخص کے مال سے پہلے پہل جامع مسجد کی تعمیر شروع کی جو کچھ اس کے پاس تھا اس وقت ختم ہو گیا جب کہ اس کی عمارت ایک آدمی کے قد کے برابر ہو چکی تھی، تو اربل کے حاکم ملک مظفر کوکری نے مال بھیجا جس سے اس کی تکمیل ہوئی، جس کے شیخ ابوعمر خطیب مقرر ہوئے، آپ خطابت فرماتے تو آپ پر بڑا معمولی لباس ہوتا اور آپ پر اللہ تعالیٰ کے خوف و خشیت اور تقویٰ کے انوارات جلوہ گر ہوتے، خوشبو آپ جتنا بھی چھپاتے وہ ظاہر اور آشکارا ہو کر رہتی، اس وقت جو منبر بنایا گیا تھا اس کی تین سیڑھیاں چڑھنے کے لئے اور چوتھی بیٹھنے کے لئے تھی جس طرح کہ منبر نبوی ﷺ ہے۔

ابو المظفر نے بیان کیا ہے کہ ایک دن وہ ان کے پاس نماز جمعہ ادا کرنے کے لئے گیا تو اس وقت شیخ کے پاس شیخ عبداللہ یونانی بھی نماز جمعہ کے لئے آئے ہوئے تھے، خطبہ کی انتہا میں جب شیخ نے سلطان کے حق میں یہ دعا کی کہ اے اللہ! اپنے بندے ملک عادل سیف الدین ابوبکر بن ایوب کی اصلاح فرما۔

جب آپ نے یہ بات فرمائی تو شیخ عبداللہ یونانی اٹھ کر کھڑے ہوئے اور اپنے جوتے لے کر مسجد سے باہر نکل گئے اور نماز جمعہ چھوڑ دی، جب ہم لوگ نماز جمعہ سے فارغ ہوئے تو میں شیخ یونانی کے پاس گیا اور ان سے کہنے لگا کہ آپ ان کی کس بات پر برہم ہو گئے تھے؟ تو انہوں نے کہا کہ یہ اس ظالم کو عادل کہتے ہیں، میں نے ان کے ساتھ نماز نہیں پڑھی، اسی اثناء میں شیخ ابوعمر آ گئے ان کے ہاتھ میں ایک روٹی اور دو کھیرے تھے، آپ نے روٹی توڑی اور کہا کہ نماز کا وقت ہو گیا ہے پھر آپ نے فرمایا کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں عدل کرنے والے بادشاہ کسریٰ کے زمانے میں مبعوث ہوا تو شیخ عبداللہ یونانی مسکرا دیئے اور ہاتھ بڑھا کر کھانے میں مشغول ہو گئے، جب کھانے سے فارغ ہوئے تو شیخ ابوعمر اٹھے اور چل دیئے، آپ کے جانے کے بعد شیخ عبداللہ یونانی نے فرمایا کہ ہمارے آقا تو بڑے نیک آدمی ہیں۔

شیخ ابوشامہ نے فرمایا کہ:

شیخ یونانی اکابرین صلحاء میں سے تھے، میں نے انہیں دیکھا ہے، ان کی وفات شیخ ابوعمر کی وفات سے دس سال بعد ہوئی، باوجودیکہ شیخ ابوعمر متقی آدمی تھے لیکن پھر بھی ان کے تساہل کو درگزر نہیں فرمایا۔

شیخ یونانی کی طرف سے یہ عذر ہو سکتا ہے کہ وہ مسافر آدمی تھے اور مسافر شخص پر جمعہ واجب نہیں، اور شیخ ابوعمر کا یہ عذر سمجھا جائے کہ ان کی یہ بات عادل، کامل اور اشرف جیسے اعلام کے لئے صادر ہوئی ہو یا جیسے سالم، غانم، مسعود اور محمود وغیرہ، اور کبھی ان ناموں کے مخالف اور برعکس بھی ہوتا ہے

جیسے وہ سالم، غانم، مسعود اور محمود نہیں ہوتے یعنی عادل کا اور دیگر بادشاہوں کے نام اور القاب ہیں یا تاجروں کے نام ہیں یا جیسے شمس الدین، بدر الدین، عز الدین اور تاج الدین کہا جاتا ہے اور اسی طرح کے نام برعکس اور الٹ ہوتے ہیں اور اسی طرح حنبلی، شافعی وغیرہ ہم بھی ہیں اور بسا اوقات ان کے گورنر اپنے امام کے پیچھے نہ وہ عبادات کے خلاف ہوتے ہیں اسی طرح لفظ عادل کا اطلاق مشترک پر ہو گا، واللہ اعلم۔

ابن کثیر کے نزدیک جس حدیث سے شیخ ابو عمر نے استدلال کر کے حجت بنایا ہے اس کی تو کوئی اصل ہے اور نہ ہی مشہور کتابوں میں یہ حدیث ہے اور ابو المظفر پھر ابو شامہ پر تعجب ہے کہ انھوں نے اس حدیث کو بیان و روایت جو شیخ ابو عمر کو قبول کر لیا ہے واللہ اعلم۔

پھر ابو المظفر نے شیخ ابو عمر کے فضائل و مناقب اور ان کی کرامات بیان کرنا شروع کیں، اسی طرح ان کے ان احوال صالحہ کو ذکر کیا جن کو انھوں نے اور کئی لوگوں نے مشاہدہ کیا تھا، فرماتے ہیں کہ آپ راستے اور ہدایت کے لحاظ سے سلف صالحین کے ہم مذہب اچھے عقیدے اور کتاب و سنت اور اقوال صحابہ کو ماننے والے تھے۔

آئمہ دین اور مسلمان علماء پر طعن و تشنیع کے بغیر جیسے یہ امور چلے آتے تھے انہیں مانتے تھے، آپ بدعتیوں کی صحبت سے روکتے اور ان صلحاء کی صحبت اختیار کرنے کا حکم دیتے جو سید المرسلین اور خاتم النبیین کی سنت کے تابع ہوں، بسا اوقات آپ مجھے یہ اشعار سناتے میں تمہیں قرآن کریم کے بارے میں اہل حق اور مضبوط علم لوگوں کی بات ماننے کی وصیت کرتا ہوں، وہ غیر مخلوق اور قدیم ہے، بلکہ جزا و سزا دینے والے بادشاہ کا کلام ہے، اس کی آیات روشن معانی والی ہیں جن کی تلاوت اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کے لئے ہوتی ہے جو سینوں اور دلوں میں محفوظ ہیں اور صحیفوں میں انگلیوں سے لکھی ہوئی ہیں، رہی مختلف صفات کے متعلق تو اے میرے بھائی وہ بھی ذات اور علم کی طرح ہے، انہیں کفر و تشبیہ سے بچ کر قرار دینے کے بغیر ویسا ہی ماننا چاہیے۔

نیز فرماتے ہیں کہ انھوں نے اپنے بارے میں یہ اشعار سنائے:

کیا لہو و لعب سے غافل کرنے والی کوئی چیز ہے کیونکہ سر کی سفیدی، کمزوری اور دکھ میرے لئے ظاہر ہو چکے ہیں، مجھ پر اتنی
مصیبت آن پڑی کہ جس پر اگر میں آبدیدہ ہوتا تو آنسو ختم ہو جاتے اور مجھے کوئی تکلیف نہ ہوتی۔

مزید ابو المظفر فرماتے ہیں کہ آپ کی روزہ یا زیارت ان کے باوجود اپنے معمول پر اور وظائف کو نہیں چھوڑا یا، آخر ۲۸ ربیع الاول منگل کی رات سحری کے وقت آپ کی وفات ہوئی، آپ کو دیر میں غسل دیکر قبرستان کی طرف اٹھا کر لایا، لوگوں کے ہجوم میں لے جایا گیا جن کی تعداد اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے، سرکاری امراء، علماء اور قاضیوں میں سے کوئی شخص باقی نہ بچا جس نے نماز جنازہ نہ پڑھی ہو اور یہ جمعہ کا دن تھا، سخت گرمی پڑ رہی تھی اسی عالم میں ایک بدلی نے گرمی سے بچاؤ کے لئے لوگوں پر سایہ کر دیا، جس سے شہد کی مکھی کی مانند بھنبھناہٹ آ رہی تھی، لوگ آپ کے کفن کی طرف لپک رہے تھے، آپ کے کپڑے انتہائی مہنگی قیمت میں بیچے گئے، شعراء نے بڑے اچھے اچھے مرثیوں سے تعزیت کی، لوگوں نے آپ کو اچھی حالت میں خوابوں میں دیکھا۔

آپ نے تین مذکر اولاد چھوڑی، جن میں ایک عمر ہیں اسی سے آپ کی کنیت مشہور تھی اور ایک شرف عبداللہ ہیں یہی آپ کے بعد خطیب مقرر ہوئے، یہ عز احمد اور عبدالرحمن کے والد ہیں، جب شرف عبداللہ کی وفات ہوئی تو خطابت کا عہدہ ان کے بھائی شمس الدین عبدالرحمن بن ابی عمر کو دیا گیا، یہ ان کے والد کی مذکر اولاد میں سے تھے، یہ آپ کی مذکر اولاد ہیں، اور مونث اولاد میں سے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد مسلمات، مومنات، قانتات، تائبات، عابدات، سائحات، ابکارا کی مانند بیٹیاں چھوڑی ہیں۔

راوی فرماتے ہیں کہ آپ کی قبر دیر حورانی کے بالمقابل گلی میں زیارت مقبرۃ الجبل میں ہے، اللہ تعالیٰ آپ پر اور ہم پر رحم فرمائے۔

**شیخ الحدیث ابن طبرزد**...... عمر بن محمد بن معمر بن یحییٰ جو ابو حفص بن طبرزد بغدادی دارقزی کے نام سے مشہور ہیں، آپ ۵۱۶ھ میں پیدا ہوئے، کئی لوگوں سے سماع کیا اور بہتروں کو سماع کرایا، آپ ظریف الطبع، کشادہ طبیعت اور خوبصورت آدمی تھے، دار القز میں آپ بچوں کی تربیت کرتے، حنبل بن عبداللہ مکبر کے ہمراہ دمشق آئے، وہاں کے لوگوں نے آپ دونوں سے سماع کیا جس کی وجہ سے ان دونوں کو کافی مال ملا، وہاں سے

www.ahlehaq.org

واپس بغداد آ گئے، فضل تو ۶۰۳ھ میں فوت ہو گئے البتہ آپ کی وفات اس سال یعنی ۹ رجب تک موخر ہو گئی، وفات کے وقت آپ کی عمر ۹۰ برس تھی، آپ نے بہت سا عمدہ مال چھوڑا لیکن بیت المال کے علاوہ آپ کا کوئی وارث نہ تھا۔ "باب حرب" میں آپ کو دفن کیا گیا۔

**سلطان ملک عادل ارسلان شاہ** ...... نورالدین موصل کا حاکم اور عزالدین شہید کا بھتیجا ہے، سابقہ واقعات میں ہم اس کے حالات زندگی بیان کر چکے ہیں، یہ شافعی المسلک تھا ان میں اس کے علاوہ کوئی اور شافعی المسلک نہ تھا، موصل میں شافعیہ کے لئے ایک بہت بڑا مدرسہ بنایا وہیں اس کی قبر ہے اس سال کے صفر کی اتوار کی رات وفات پائی۔

**ابن سکینہ عبدالوھاب بن علی** ...... ضیاء الدین جو ابن سکینہ صوفی کے نام سے مشہور ہوئے، آپ کا شمار ابدال میں ہوتا تھا، کئی لوگوں سے حدیث سنی اور بہت سوں کو مختلف علاقوں میں اس کا سماع کرایا۔

آپ ۵۱۹ھ میں پیدا ہوئے، آپ ابوالفرج ابن الجوزی کے ساتھی اور ان کے مجلس وعظ کے رکن رکین تھے، آپ کے جنازے کا دن لوگوں اور عوام وخواص کی کثرت کی وجہ سے گویا کہ جمعہ کا دن تھا۔

**مظفر بن ساسیر** ...... واعظ بغدادی صوفی، آپ کی پیدائش ۵۲۳ھ میں ہوئی، آپ نے حدیث کا سماع کیا، آپ اعزیہ، مساجد اور گاؤں میں وعظ کہتے تھے، آپ بڑے خوش طبع اور ظریف آدمی تھے، آپ کے پاس ایک آدمی اٹھ کر آیا پھر اس کے اور آپ کے درمیان گفتگو ہوئی کہ میں بھوکا اور بیمار آدمی ہوں، آپ نے فرمایا اپنے رب کی تعریف کرو تندرست ہو جائے گا۔

ایک دفعہ آپ قصاب کی دوکان کے پاس سے گزرے جو گھٹیا گوشت فروخت کر رہا تھا اور کہہ رہا تھا وہ لوگ کہاں ہیں جنہوں نے قسم کھائی ہے کہ وہ بھوکے نہیں رہیں گے، تو آپ نے اسے کہا یہاں تک کہ اس نے اسے چھوڑ دیا، راوی کہتا ہے کہ میں نے ایک دفعہ "یعقوبا" میں مجلس منعقد کی تو وہاں ایک شخص کہنے لگا میرے پاس شیخ کی نصفیہ ہے اور دوسرے نے کہا میرے پاس نصفیہ ہے اسی طرح ایک اور نے کہا یہاں تک کہ انہوں نے پچاس نصفیہ شمار کیں، میں نے اپنے دل میں کہا کہ آج رات میں مالدار ہو جاؤں گا اور تاجر بن کے شہر لوٹ جاؤں گا، جب صبح ہوئی تو کیا دیکھتا ہوں کہ جو کا ایک ڈھیر مسجد میں پڑا ہے تو مجھے کہا گیا یہ وہ نصافی ہیں جن کا رات جماعت نے ذکر کیا تھا تو وہ ہر ایک کا ایک برتن تھا، جس کا نام انہوں نے نصفیہ رکھا تھا جیسے زبدیہ ہے۔

اسی طرح ایک مجلس بصرا میں لگائی تو لوگوں نے میرے لئے کوئی چیز جمع کی جو مجھے معلوم نہ تھی، جب صبح ہوئی تو وہ بھینس کے بالوں اور اس کے سینگوں سے بنی کوئی چیز تھی تو ایک شخص نے کھڑے ہو کر کہنے لگا کہ لوگو تمہارے پاس شیخ کے بالوں اور سینگوں کی جو چیز ہے وہ لے آؤ، میں نے کہا مجھے اس کی کوئی ضرورت نہیں اور تم لوگ میری طرف سے آزاد ہو، یہ واقعہ شیخ ابوشامہ نے نقل کیا ہے۔

## آغاز ۶۰۸ھ

جب اس سال کی ابتداء ہوئی تو عادل "طور" پر قلعہ کی تعمیر کے لئے مقیم تھا اور بلاد مغرب سے یہ اطلاعیں آنا شروع ہو گئیں کہ عبدالمومن نے طلیطلہ میں فرنگیوں کو زبردست ہزیمت سے دوچار کر دیا ہے، کئی دفعہ شہر کو زبردستی فتح کر لیا اور ان کے کئی لوگ قتل کئے، اس سال مصر اور قاہرہ میں زبردست بھونچال آیا، جس سے کئی مقامات منہدم ہو گئے اسی طرح کرک اور شوبک کے قلعوں کے برجوں میں متعدد انہدام رہا، عورتوں اور بچوں میں سے کئی افراد ملبے تلے دب کر مر گئے، عائشہ کی قبر کے قریب دمشق کی غربی جانب مغرب اور عشاء کے درمیان آسمان سے دھواں آتا دیکھا گیا۔

اس سال فرقہ باطنیہ نے اسلام کا اظہار کیا اور حرام کا ارتکاب کرنے والوں پر حدود مقرر کیں، جامع مساجد کی تعمیر کی انہوں نے ملک شام کے مضافات میں مقیم اپنے بھائیوں کو اسی کے متعلق لکھا، ان کے سردار جلال الدین نے خلیفہ کو اس کی اطلاع دیتے ہوئے خط لکھا ان میں سے ایک

جماعت بلاد حج کے لئے آئی اس کی وجہ سے ان کا اکرام و اعزاز کیا گیا لیکن جب یہ لوگ عرفات میں پہنچے تو ان کا ایک شخص امیر مکہ قتادہ حسنی کے کسی قریبی آدمی کے قریب ہونے میں کامیاب ہو گیا اور اسے قتادہ سمجھ کر قتل کر دیا گیا جس کی وجہ سے مکہ کے حبشیوں اور عراقی قافلہ میں زبردست فتنے کی آگ بھڑک اٹھی، قافلہ لوٹ لیا گیا اور ان کے کئی آدمی قتل ہو گئے۔

اس سال ملک اشرف نے نیرب میں ظاہر کے چچازاد جعفر بن صلاح الدین سے ابن ریس کا محل خریدا اور اسے بڑی عمدگی سے تعمیر کیا جسے ہمارے آجکل کے دور میں ”الدہشہ“ کہا جاتا ہے۔

## اس سال فوت ہونے والے معزز حضرات

**شیخ عماد الدین** ..... محمد بن یونس موصل کے رہنے والے شافعی فقیہ ہیں، کئی کتب کے مصنف اور بہت سے فنون کے جاننے والے، آپ موصل میں شافعیہ کے رئیس تھے، نور الدین ارسلان کی موت کے بعد آپ کو قاصد بنا کر بغداد بھیجا گیا، آپ کو وضوء میں بڑا وسوسہ ہوتا تھا، آپ مال میں مسئلۃ العینہ سے لین دین کرتے تھے جسے عوام میں ہاتھی نکالنا اور مچھر چھاننا کہتے ہیں، اگر یہ بات اس کے برعکس ہوتی تو بہتر تھا۔

ایک دن آپ سے ”قضیب البان مولہ“ ملا تو اس نے آپ سے کہا شیخ صاحب میں نے سنا ہے کہ آپ اپنے اعضاء کو پانی کے ایک لوٹے سے دھوتے ہیں تو آپ اس لقمے کو کیوں نہیں دھوتے جسے آپ کھاتے ہیں تا کہ آپ کے دل اور باطن کو صاف کر دے؟ تو شیخ اس کی مراد سمجھ گئے، اس کے بعد انہوں نے یہ عادت چھوڑ دی، آپ نے بمقام موصل ۷۳ سال کی عمر میں وفات پائی۔

**ابن حمدون تاج الدین** ..... ابو سعد حسن بن محمد بن حمدون، تذکرہ حمدونیہ کے مؤلف، آپ بڑے فاضل اور ہوشیار تھے، منسوبہ اور کئی دوسری کتب جمع کرنے میں لگ گئے، خلیفہ نے آپ کو مقتدی اسپتال کا نگران بنا دیا، آپ نے مدائن میں وفات پائی، آپ کو قریش کے قبرستان میں لا کر دفن کیا گیا۔

**روم کے حاکم خسرو شاہ** ..... ابن قلج ارسلان اس سال فوت ہوئے، ان کے بعد ان کا بیٹا کیکاؤس بادشاہ بنا، پھر جب ۶۱۵ھ میں اس کی وفات ہوئی تو اس کا بھائی کیقباد بادشاہ بنا۔ صارم الدین برغش عادلی دمشق میں قلعہ کا نائب، بادشاہ عادل اس نے صفر میں وفات پائی، جامع مظفری کے غربی طرف کے قبرستان میں دفن کیا گیا، یہ وہی شخص ہے جس نے حافظ عبدالغنی المقدسی کو مصر کی طرف جلاوطن کر دیا تھا اور اسی کے سامنے مجلس کا انعقاد ہوا تھا اور یہ ان لوگوں میں سے تھا جس کے ابن زکی اور خطیب دولعی مخالف تھے، یہ چاروں جو اس کے مخالف تھے وہ اور ان کے علاوہ کئی لوگ فوت ہو گئے اور اپنے حاکم اور عادل پروردگار کے پاس اکٹھے ہو گئے۔

**امیر فخر الدین سرکس** ..... اسے چہارکس بھی کہا جاتا ہے، حکومت صلاحیہ کا امیر جس کی طرف سرکس کے گنبد منسوب ہیں جو پہاڑی دامن میں خاتون کی قبر کے سامنے ہیں وہیں اس کی قبر ہے، یہ وہی شخص ہے جس نے قاہرہ میں قیساریہ کبریٰ کی تعمیر کروائی جو اسی کی طرف منسوب ہے، اس کے اوپر ایک معلق مسجد اور بنگلہ بھی بنوایا، تاجروں کی ایک پارٹی کا کہنا ہے کہ انہوں نے شہروں میں اس کی نظیر، تعمیر کی مضبوطی، خوبصورتی اور بڑائی نہیں دیکھی، راوی کا کہنا ہے کہ چہارکس کا معنی چار آدمی۔

میں کہتا ہوں کہ یہ شخص عادل کی طرف سے بانیاس، شقیف، تبنین اور ہونین کا نائب تھا، پھر جب اس کی وفات ہوئی تو اس نے ایک چھوٹا سا لڑکا چھوڑا، عادل نے اسے اپنے باپ کے عہدہ پر برقرار رکھا اور امیر صارم الدین قطلبا تنیسی کو اس کا متولی و نگران بنایا، پھر اس بچے کی وفات کے بعد ۶۱۵ھ تک مستقل نائب ہو گیا۔

**شیخ معمر رحلہ ابوالقاسم ابوبکر ابوالفتح** ..... منصور بن عبدالمنعم بن عبداللہ بن محمد بن فضل فراوی نیشاپوری، آپ نے اپنے والد، پردادا اور

دوسرے لوگوں سے سماع کیا ہے اور آپ سے علامہ محدث ابن صلاح وغیرہ لوگوں نے سماع کیا ہے آپ نے اس سال کے شعبان میں بمقام نیشاپور چھیاسی سال کی عمر میں وفات پائی۔

**قاسم الدین ترکمانی**...... حمص شہر کے والی کے والد، ان کی وفات اس سال کے شوال میں ہوئی، واللہ اعلم۔

## آغاز ۶۰۹ھ

اس سال عادل فرنگیوں سے مقابلہ کے لئے اپنے بیٹوں کامل، معظم اور فائز کے ساتھ مصر کے شہروں سے دمیاط میں جمع ہوا، ان کی عدم موجودگی کو ایک بڑے امیر اسامۃ الجبلی نے غنیمت جانا، اس کے پاس قلعہ عجلون اور کوکب تھے، دوسرے علاقوں کو حاصل کرنے کے لئے یہ دمشق کی طرف چل نکلا تو عادل نے اس کے تعاقب میں اپنے بیٹے معظم کو روانہ کیا تو اس نے اسے قدس میں پالیا، اس پر حملہ کیا اور عجیب سا صیہون میں اس پر نشان لگا دیا، یہ ایک بوڑھا کھوسٹ اور نقرس کا مریض شخص تھا، نرمی سے اسے فرمانبرداری کی طرف لوٹانا شروع کیا، اس کے ذخائر، املاک اور اموال پر قبضہ کر کے اسے قلعہ کرک بھیج دیا جہاں اسے قید کر دیا، اور اس نے جو کچھ اس بڈھے سے چھینا اس کی قیمت تقریباً ایک کروڑ دینار تھی۔

اس میں سے اس کا گھر اور حمام بھی تھا جو باب السلام کے اندر ہے، یہ اس کا وہی گھر ہے جسے بادرائی نے شافعیہ کے لئے مدرسہ بنا دیا تھا، قلعہ کوکب کو ویران کر دیا اور اس کے ذخائر قلعہ طور منتقل کر دیئے جسے حال ہی میں عادل اور اس کے بیٹے نے از سر نو تعمیر کیا تھا۔

اس سال وزیر ابن شکر کو معزول کیا گیا، اس کے اموال کی دیکھ بھال کی گئی، خود اسے مشرق کی طرف جلاوطن کر دیا گیا، وزیر ابن شکر ہی نے دیار مصریہ کی طرف حافظ عبدالغنی کی جلاوطنی کا حکم نامہ لکھ کر بھیجا تھا کہ انہیں شام سے جلاوطن کرنے کے بعد یہاں سے بھی نکال دیا جائے، اس نے لکھا کہ انہیں مغرب کی جانب جلاوطن کر دیا جائے، تو اس کا خط پہنچنے سے پہلے حافظ عبدالغنی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس داعیٔ اجل پہنچ گیا اور آپ فوت ہو گئے، ادھر اللہ تعالیٰ نے وزیر کی قسمت میں مشرق کی طرف جلاوطن ہونا لکھ دیا جو زلزلوں اور شر و فتن کی جگہ ہے تو اسے ارض مقدس سے بدلے کے طور پر جلاوطن کر دیا۔

جب قبرص کے حاکم نے انطاکیہ کے شہر پر دسترس حاصل کر لی تو اس نے کئی شہروں کو حاصل کیا، مسلمانوں کے شہروں پر غارت گری کی قدرت مل گئی، خصوصاً ترکمانوں پر جو انطاکیہ کے گرد و نواح میں بستے تھے ان کے بہت سے افراد مار ڈالے، ان کی بہت سی بکریوں کو مال غنیمت بنا لیا، تو اللہ تعالیٰ نے اس کی تقدیر میں یہ لکھ رکھا تھا کہ انہیں اس پر کسی وادی میں قدرت دے دی، تو اسے قتل کر کے ان شہروں میں اس کے سر کو پھرایا۔

اس کے بعد اسے مصر میں ملک عادل کے پاس بھیج دیا تو وہاں بھی اس کا گشت کرایا گیا، یہ وہی شخص ہے جس نے مصر کے شہروں پر دمیاط کی سرحد سے دو دفعہ غارت گری کی تھی اور وہاں اس نے قتل و قید کا سلسلہ شروع کیا، اسے پکڑنے سے بادشاہ عاجز تھا۔

اس سال کے ربیع الاول میں ملک اوحد نجم الدین ایوب بن عادل خلاط کے حاکم نے وفات پائی، کہا جاتا ہے کہ اس نے بڑے خون بہائے، بے مروتی کا مظاہرہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کی عمر کو دراز نہ کیا، اس کے بعد ملک اشرف موسیٰ اس کا بھائی خلاط کا والی بنا، یہ نیک سیرت، محمود باطن شخص تھا، اس نے وہاں کے لوگوں سے احسان مندی سے کام لیا تو وہ لوگ اسے بہت زیادہ چاہنے لگے۔

## اس سال فوت ہونے والے اعظام

**مکہ مکرمہ میں حرم شریف کے فقیہ**...... محمد بن اسماعیل بن ابوالصیف یمنی ابواسحاق ابراہیم بن محمد بن ابوبکر قفصی مقری محدث فوت ہوئے، آپ نے بہت کچھ تحریر کیا اور بہت سے لوگوں سے سماع کیا، صوفیاء کے قبرستان میں دفن کئے گئے۔

**ابوالفتح محمد بن سعد بن محمد دیباجی** ...... آپ مرو کے باسی اور فن نحو میں علامہ زمخشری کی کتاب "المفصل" کی شرح "المحصل" کے مصنف ہیں، آپ بڑے ثقہ عالم ہیں، حدیث کا سماع کیا اس سال ۹۲ سال کی عمر میں وفات پائی۔

**شیخ صالح زاہد عابد** ...... ابوالبقاء محمود بن عثمان بن مکارم نعالی حنبلی، آپ عبادات، مجاہدات اور سیر و سیاحت کرتے تھے، باب الازج میں ایک خانقاہ بنائی جس میں مقادسہ اور اس کے علاوہ کے اہل علم آ کر ٹھہرتے تھے، آپ انہیں بڑی ترجیح دیتے اور ان کا خیال رکھتے ہوئے احسان کرتے تھے، آپ نے حدیث کا سماع کیا اور قرآن مجید پڑھا، آپ نیکی کا حکم دیتے اور برائی سے روکتے تھے، اسی سال سے کچھ زائد عمر میں وفات پائی۔

## آغاز ۶۱۰ھ

اس سال عادل نے حکم دیا کہ جمعہ کے دنوں میں راستوں کے سروں پر زنجیریں لگائی جائیں تاکہ گھوڑے جامع مسجد تک نہ پہنچ پائیں، یہ حکم مسلمانوں کو تکلیف سے بچانے کے لئے تھا تاکہ یہ نماز کے آنے والوں کے لئے راستہ تنگ نہ کریں، اس سال حلب کے حاکم ظاہر غازی کے ہاں ملک عزیز پیدا ہوا، یہ دمشق کے حاکم ملک ناصر کا باپ ہے اور دمشق میں "ناصریتین" کو وقف کرنے والا ہے۔

ان میں سے ایک باب الفرادیس میں ہے اور دوسری دامن کوہ میں وسیع دیواروں اور مضبوط عمارت والی ہے، جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ اس کی تعمیر بڑی مشکل سے ختم ہوئی ہے، یہ وہی ہے جسے ہلاکوخان (تاتاریوں کے بادشاہ) کے ہمراہی تاتاریوں نے گرفتار کیا تھا۔

اس سال مصر سے ایک ہاتھی لا کر کرج کے حاکم کے پاس بطور تحفہ بھیجا گیا، جس سے اور اس کی عجیب خلقت سے لوگوں کو بڑا تعجب ہوا، اس سال ملک ظاہر خضر بن سلطان صلاح الدین حلب سے عازم حج ہوا، لوگوں نے اس کا استقبال کیا اور اس کے چچا زاد نے بڑا اکرام کیا، پھر جب سفر کے بعد اس کے اور مکہ کے درمیان چند مراحل باقی تھے تو کامل مصر کے حاکم کے ایک دستے نے اس سے ملاقات کی اور مکہ میں داخل ہونے سے روک دیا اور وہ کہنے لگے تم یمن پر قبضہ کرنے آئے ہو، اس نے ان سے کہا مجھے بیڑیاں ڈال کر مناسک حج ادا کرنے کے لئے چھوڑ دو، اس پر انہوں نے کہا ہمارے پاس کوئی سرکاری حکم نامہ نہیں، ہمیں صرف تمہیں روکنے اور لوٹانے کا حکم ہے، تو لوگوں کی ایک جماعت نے ان سے مڈبھیڑ کا ارادہ کر لیا تھا جس سے ملک ظاہر کو فتنہ انگیزی کا اندیشہ ہوا تو وہ احرام کھول کر شام واپس چلا گیا، اس کے ساتھ جو کچھ ہوا لوگوں کو اس پر بہت افسوس ہوا اور جب اس نے انہیں الوداع کہا تو وہ رو پڑے اللہ تعالیٰ اس سے قبول فرمائے۔

اس سال کسی حنفی فقیہ کی جانب سے خراسان میں شیخ تاج الدین ابوالیمن کندی کی طرف خط آیا جس میں وہ اسے خبر دے رہا تھا کہ سلطان خوارزم شاہ اپنے تین ساتھیوں کے ساتھ بھیس بدل کر تاتاریوں کے شہر میں داخل ہو چکا ہے تاکہ بذات خود ان کی باتوں کا انکشاف کرے، انہوں نے انہیں اجنبی سمجھ کر پکڑ لیا ان میں سے دو کو زدوکوب کیا جس سے وہ ہلاک ہو گئے مگر اپنی مہم سے آگاہ نہیں کیا، انہوں نے بادشاہ سے پیمان کر لیا اور اس کا دوسرا ساتھی جیل میں بند ہے، پھر کسی رات دونوں بھاگ نکلے اس کے بعد بادشاہ اپنے ملک واپس آ گیا، یہ بھی یاد رہے کہ یہ واقعہ اس واقعہ کے علاوہ ہے جس میں اسے ایک جنگ میں امیر مسعود کے ساتھ قید کیا گیا تھا، اس سال ایک چکنے پتھر کا ایک چوکا نکلا وہ ایسے کہ یہ لوگ حلب کی خندق کھود رہے تھے تو اس کے نیچے سے ۵۰ رطل کا سونا اور ۲۵ حلبی رطل کی چاندی ملی۔

## اس سال فوت ہونے والے نامور حضرات

**شیخ الحنفیہ** ...... بغداد میں امام ابوحنیفہ کے مزار کے مدرس، شیخ ابوالفضل احمد بن مسعود بن علی رسانی، آپ مظالم کے قاضی تھے، آپ کو اسی مزار میں دفن کیا گیا۔

واپس بغداد آ گئے کہ جنبل تو ۶۰۳ھ میں فوت ہو گئے البتہ آپ کی وفات اس سال یعنی ۹ رجب تک موخر ہو گئی، وفات کے وقت آپ کی عمر ۹۰ برس تھی، آپ نے بہت سا عمدہ مال چھوڑا لیکن بیت المال کے علاوہ آپ کا کوئی وارث نہ بنا، "باب حرب" میں آپ کو دفن کیا گیا۔

**سلطان ملک عادل ارسلان شاہ** ...... نور الدین موصل کا حاکم، یہ نور الدین شہید کا بھتیجا ہے، سابقہ واقعات میں ہم اس کے کچھ حالات زندگی بیان کر چکے ہیں، یہ شافعی المسلک تھا ان میں اس کے علاوہ کوئی اور شافعی المسلک نہ تھا، موصل میں شافعیہ کے لئے ایک بہت بڑا مدرسہ بنایا وہیں اس کی قبر ہے اس سال کے صفر کی اتوار کی رات وفات پائی۔

**ابن سکینہ عبدالوہاب بن علی** ...... ضیاء الدین جو ابن سکینہ صوفی کے نام سے مشہور ہوئے، آپ کا شمار ابدال میں ہوتا تھا، کئی لوگوں سے حدیث سنی اور بہت سوں کو مختلف علاقوں میں اس کا سماع کرایا۔

آپ ۵۱۹ھ میں پیدا ہوئے، آپ ابو الفرج ابن الجوزی کے ساتھی اور ان کی مجلس وعظ کے رکن رکین تھے، آپ کے جنازے کا دن لوگوں اور عوام و خواص کی کثرت کی وجہ سے گویا کہ جمعہ کا دن تھا۔

**مظفر بن ساسیر** ...... واعظ بغدادی صوفی، آپ کی پیدائش ۵۲۳ھ میں ہوئی، آپ نے حدیث کا سماع کیا، آپ اعزیہ مساجد اور گاؤں میں وعظ کہتے تھے، آپ بڑے خوش طبع اور ظریف آدمی تھے، آپ کے پاس ایک آدمی اٹھ کر آیا پھر اس کے اور آپ کے درمیان گفتگو ہوئی کہ میں بھوکا اور بیمار آدمی ہوں، آپ نے فرمایا اپنے رب کی تعریف کرو صحت مند ہو جائے گا۔

ایک دفعہ آپ قصاب کی دوکان کے پاس سے گزرے جو گھٹیا گوشت فروخت کر رہا تھا اور کہہ رہا تھا وہ لوگ کہاں ہیں جنہوں نے قسم کھائی ہے کہ وہ دھوکہ نہیں دیں گے، تو آپ نے اسے کہا یہاں تک کہ اس نے اسے چھوڑ دیا، راوی کہتا ہے کہ میں نے ایک دفعہ "یعقوبا" میں مجلس منعقد کی تو وہاں ایک شخص کہنے لگا میرے پاس شیخ کی نصفیہ ہے، دوسرے نے کہا میرے پاس نصفیہ ہے اسی طرح ایک اور نے کہا یہاں تک کہ انہوں نے پچاس نصفیہ شمار کیں، میں نے اپنے دل میں کہا کہ آج رات میں مالدار ہو جاؤں گا اور تاجر بن کے شہر لوٹ جاؤں گا، جب صبح ہوئی تو کیا دیکھتا ہوں کہ جو کا ایک ڈھیر مسجد میں پڑا ہے تو مجھے کہا گیا یہ وہ نصفانی ہیں جن کا رات جماعت نے ذکر کیا تھا تو وہ دانے کا ایک برتن تھا، جس کا نام انہوں نے نصفیہ رکھا تھا جیسے زبدیہ۔

اسی طرح ایک مجلس باصرا میں لگائی تو لوگوں نے میرے لئے کوئی چیز جمع کی جو مجھے معلوم نہ تھی، جب صبح ہوئی تو وہ بھینس کے بالوں اور اس کے سینگوں سے بنی کوئی چیز تھی تو ایک شخص نے کھڑے ہو کر کہنے لگا کہ لوگو تمہارے پاس شیخ کے بالوں اور سینگوں کی جو چیز ہے وہ لے آؤ، میں نے کہا مجھے اس کی کوئی ضرورت نہیں، اور تم لوگ میری طرف سے آزاد ہو، یہ واقعہ شیخ ابو شامہ نے نقل کیا ہے۔

## آغاز ۶۰۸ھ

جب اس سال کی ابتدا ہوئی تو عادل "طور" پر قلعہ کی تعمیر کے لئے مقیم تھا ادھر بلاد مغرب سے یہ اطلاعیں آنا شروع ہو گئیں کہ عبدالمومن نے طلیطلہ میں فرنگیوں کو زبردست ہزیمت سے دوچار کر دیا ہے، کئی دفعہ شہر کو زبردستی فتح کر لیا اور ان کے کئی لوگ قتل کئے، اس سال مصر اور قاہرہ میں زبردست بھونچال آیا، جس سے کئی مقامات منہدم ہو گئے اسی طرح کرک اور شوبک کے قلعوں کے برجوں میں سقوط و انہدام رہا، عورتوں اور بچوں میں سے کئی افراد ملبے تلے دب کر مر گئے، عاتکہ کی قبر کے قریب دمشق کی غربی جانب، مغرب اور عشاء کے درمیان آسمان سے دھواں آتا دیکھا گیا۔

اس سال فرقہ باطنیہ نے اسلام کا اظہار کیا اور حرام کا ارتکاب کرنے والوں پر حدود مقرر کیں، جامع مساجد کی تعمیر کی انہوں نے ملک شام کے مضافات میں مقیم اپنے بھائیوں کو اسی کے متعلق لکھا، ان کے سربراہ جلال الدین نے خلیفہ کو اس کی اطلاع دیتے ہوئے خط لکھا، ان میں سے ایک

ہمارات عہد اور حج کے لئے آئی اس کی وجہ سے ان کا اکرام و اعزاز کیا گیا لیکن جب یہ لوگ عرفات میں پہنچے تو ان کا ایک شخص امیر مکہ قتادہ حسنی کے کسی قریبی آدمی کے قریب ہونے میں کامیاب ہو گیا اور اسے قتادہ سمجھ کر قتل کر دیا گیا جس کی وجہ سے مکہ کے حبشیوں اور عراقی قافلہ میں زبردست فتنے کی آگ بھڑک اٹھی، قافلہ لوٹ لیا گیا اور ان کے کئی آدمی قتل ہو گئے۔

اسی سال ملک اشرف نے نیرب میں ظاہر کے پچازاد عزیز بن صلاح الدین سے ارتبین کا محل خریدا اور اسے بڑی عمدگی سے تعمیر کیا جسے ہمارے آج کل کے دور میں "الدہشہ" کہا جاتا ہے۔

## اس سال فوت ہونے والے معزز حضرات

**شیخ عماد الدین**…… محمد بن یونس موصل کے رہنے والے شافعی فقیہ ہیں، کئی کتب کے مصنف اور بہت سے فنون کے جاننے والے، آپ موصل میں شافعیہ کے شیخ تھے، نور الدین ارسلان کی موت کے بعد آپ کو قاصد بنا کر بغداد بھیجا گیا، آپ کو وضو میں بڑا وسوسہ ہوتا تھا، آپ مال میں مسئلہ عینہ سے لین دین کرتے تھے جسے ہمارے ہاں بھی الٹنا اور پھر چھاننا کہتے ہیں، اگر یہ بات اس کے برعکس ہوتی تو بہتر تھا۔

ایک دن آپ سے "قضیب البان مولہ" ملا تو اس نے آپ سے کہا شیخ صاحب! میں نے سنا ہے کہ آپ اپنے اعضا کو پانی کے ایک لوٹے سے دھوتے ہیں تو آپ اس لقمے کو کیوں نہیں دھوتے جسے آپ کھاتے ہیں تا کہ آپ کے دل اور باطن کو صاف کر دے؟ تو شیخ اس کی مراد سمجھ گئے، اس کے بعد انہوں نے یہ عادت چھوڑ دی، آپ نے بمقام موصل ۷۳ سال کی عمر میں وفات پائی۔

**ابن حمدون تاج الدین**…… ابو سعد حسن بن محمد بن حمدون، تذکرہ حمدونیہ کے مؤلف، آپ بڑے فاضل اور ہونہار تھے، منسوب اور کئی دوسری کتب جمع کرنے میں لگ گئے، خلیفہ نے آپ کو عضدی ہسپتال کا نگران بنا دیا، آپ نے مدائن میں وفات پائی، آپ کو قریش کے قبرستان میں لا کر دفن کیا گیا۔

**روم کے حاکم خسرو شاہ**…… ابن قلیج ارسلان، اس سال فوت ہوئے، ان کے بعد ان کا بیٹا کیکاؤس بادشاہ بنا، پھر جب ۶۱۵ھ میں اس کی وفات ہوئی تو اس کا بھائی کیقباد صارم الدین برغش عادلی دمشق میں قلعہ کا نائب، بادشاہ بنا، اس نے صفر میں وفات پائی، جامع مظفری کے غربی طرف کے قبرستان میں دفن کیا گیا، یہ وہی شخص ہے جس نے حافظ عبدالغنی المقدسی کو مصر کی طرف جلاوطن کر دیا تھا اور اسی کے سامنے مجلس کا انعقاد ہوا تھا، اور یہ ان لوگوں میں سے تھا جس کے ابن زکی اور خطیب دولعی مخالف تھے، یہ چاروں جو اس کے مخالف تھے وہ اور ان کے علاوہ کئی لوگ فوت ہو گئے اپنے حاکم اور عادل پروردگار کے پاس اکٹھے ہو گئے۔

**امیر فخر الدین سرکس**…… اسے جہارکس بھی کہا جاتا ہے، حکومت صلاحیہ کا امیر، جس کی طرف سرکس کے گنبد منسوب ہیں جو پہاڑی دامن میں خاتون کی قبر کے سامنے ہیں وہیں اس کی قبر ہے، یہ وہی شخص ہے جس نے قاہرہ میں قیساریہ کبری کی تعمیر کروائی جو اسی کی طرف منسوب ہے، اس کے اوپر ایک معلق مسجد اور بنگلہ بھی بنوایا، تاجروں کی ایک پارٹی کا کہنا ہے کہ انہوں نے شہروں میں اس کی نظیر، تعمیر کی مضبوطی، خوبصورتی اور بڑائی نہیں دیکھی، راوی کا کہنا ہے کہ جہارکس کا معنی چار آدمی۔

میں کہتا ہوں کہ یہ شخص عادل کی طرف سے بانیاس، شقیف، تبنین اور ہونین کا نائب تھا، پھر جب اس کی وفات ہوئی تو اس نے ایک چھوٹا سا لڑکا چھوڑا، عادل نے اسے اپنے باپ کے عہدے پر برقرار رکھا اور امیر صارم الدین قطلبا تنیسی کو اس کا متولی و نگران بنایا، پھر اس بچے کی وفات کے بعد ۶۱۵ھ تک مستقل نائب ہو گیا۔

**شیخ معمر رحالہ ابو القاسم ابوبکر ابو الفتح**…… منصور بن عبدالمنعم بن عبداللہ بن محمد بن فضل فراوی نیشاپوری، آپ نے اپنے والد، پردادا اور

دوسرے لوگوں سے سماع کیا ہے اور آپ سے علامہ محدث ابن صلاح وغیرہ لوگوں نے سماع کیا ہے، آپ نے اس سال کے شعبان میں بمقام نیشاپور پچاسی سال کی عمر میں وفات پائی۔

**قاسم الدین ترکمانی**…… عقبی شہر کے والی کے والد ان کی وفات اس سال کے شوال میں ہوئی، واللہ اعلم۔

## آغاز ۶۰۹ھ

اس سال عادل فرنگیوں سے مقابلے کے لئے اپنے بیٹوں کامل، معظم اور فائز کے ساتھ مصر کے شہروں سے دمیاط میں جمع ہوا اور ان کی عدم موجودگی کو ایک بڑے امیر سامہ الجبلی نے غنیمت جانا اس کے پاس قلعہ عجلون اور کوکب تھے، دوسرے علاقوں کو حاصل کرنے کے لئے یہ دمشق کی طرف چل نکلا تو عادل نے اس کے تعاقب میں اپنے بیٹے معظم کو روانہ کیا تو اس نے اسے قدس میں پایا اس پر حملہ کیا اور قید کر کے صہیون میں اس پر تاوان لگا دیا یہ ایک بوڑھا کھوسٹ اور نقرس کا مریض شخص تھا، نرمی سے اسے فرمانبرداری کی طرف لوٹانا شروع کیا، اس کے ذخائر، املاک اور اموال پر قبضہ کر کے اسے قلعہ کرک بھیج دیا جہاں اسے قید کر دیا، اور اس نے جو کچھ اس بڈھے سے چھینا اس کی قیمت تقریباً ایک کروڑ دینار تھی۔

اس میں سے اس کا گھر اور حمام بھی تھا جو باب السلام کے اندر ہے، یہ اس کا وہی گھر ہے جسے بادرائی نے شافعیہ کے لئے مدرسہ بنا دیا تھا، قلعہ کوکب کو ویران کر دیا اور اس کے ذخائر قلعہ طور منتقل کر دیئے جسے حال ہی میں عادل اور اس کے بیٹے نے از سر نو تعمیر کیا تھا۔

اس سال وزیر ابن شکر کو معزول کیا گیا اس کے اموال کی دیکھ بھال کی گئی، خود اسے مشرق کی طرف جلاوطن کر دیا گیا، وزیر ابن شکر ہی نے دیار مصر کی طرف حافظ عبدالغنی کی جلاوطنی کا حکم نامہ لکھ کر بھیجا تھا کہ انہیں شام سے جلاوطن کرنے کے بعد یہاں سے بھی نکال دیا جائے اس نے لکھا کہ انہیں مغرب کی جانب جلاوطن کر دیا جائے تو اس کا خط پہنچنے سے پہلے حافظ عبدالغنی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس داعی اجل پہنچ گیا اور آپ فوت ہو گئے، ادھر اللہ تعالیٰ نے وزیر کی قسمت میں مشرق کی طرف جلاوطن ہونا لکھ دیا جو زلزلوں اور شر و فتن کی جگہ ہے تو اسے ارض مقدس سے بدلے کے طور پر جلاوطن کر دیا۔

جب قبرص کے حاکم نے انطاکیہ کے شہر پر دسترس حاصل کر لی تو اس نے کئی شہروں کو حاصل کیا، مسلمانوں کے شہروں پر غارت گری کی قدرت مل گئی، خصوصاً ترکمانیوں پر جو انطاکیہ کے گرد و نواح میں بستے تھے ان کے بہت سے افراد مار ڈالے، ان کی بہت سی بکریوں کو مال غنیمت بنا لیا، تو اللہ تعالیٰ نے اس کی تقدیر میں یہ لکھ رکھا تھا کہ انہیں اس پر کسی وادی میں قدرت دے دی، تو اسے قتل کر کے ان شہروں میں اس کے سر کو پھیرایا۔

اس کے بعد اسے دیار مصر میں ملک عادل کے پاس بھیج دیا تو وہاں بھی اس کا گشت کرایا گیا، یہ وہی شخص ہے جس نے مصر کے شہروں پر دمیاط کی سرحد سے دو دفعہ غارت گری کی تھی اور وہاں اس نے قتل و قید کا سلسلہ شروع کیا اسے پکڑنے سے بادشاہ عاجز تھا۔

اس سال کے ربیع الاول میں ملک اوحد نجم الدین ایوب بن عادل خلاط کے حاکم نے وفات پائی، کہا جاتا ہے کہ اس نے بڑے خون بہائے، بد سیرتی کا مظاہرہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کی عمر کا بیڑا ڈبو دیا، اس کے بعد ملک اشرف موسیٰ اس کا بھائی خلاط کا والی بنا، یہ نیک سیرت، عمدہ باطن شخص تھا، اس نے وہاں کے لوگوں سے احسان مندی سے کام لیا تو وہ لوگ اسے بہت زیادہ چاہنے لگے۔

## اس سال فوت ہونے والے اعظام

**مکہ مکرمہ میں حرم شریف کے فقیہ**…… محمد بن اسماعیل بن ابو الصیف یمنی، ابو اسحاق ابراہیم بن محمد بن ابوبکر قفصی مقری محدث فوت ہوئے، آپ نے بہت کچھ تحریر کیا اور بہت سے لوگوں سے سماع کیا، صوفیاء کے قبرستان میں دفن کئے گئے۔

**نحوی شیخ محمد بن سعد بن محمد دیباجی** آپ مروزی ہیں اور فن نحو میں علامہ زمخشری کی کتاب "المفصل" کی شرح "المحصل" کے مصنف ہیں آپ بڑے متقی تھے آپ نے حدیث کا سماع کیا اسی سال ۹۰ سال کی عمر میں وفات پائی۔

**شیخ صالح زاہد عابد** ابو بکر محمود بن عثمان بن مکارم نعال حنبلی آپ عبادات، مجاہدات اور سیر و سیاحت کرتے تھے باب الازج میں ایک خانقاہ بنائی جس میں فقہاء اور آپ کے مدرسے کے اہل علم رہتے تھے آپ ان کو اپنے پاس رکھتے ہوئے احسان کرتے تھے آپ نے حدیث کا سماع کیا اور قرآن مجید پڑھا آپ حنبلی کا مذہب رکھتے اور رافضیوں کے رد کرتے تھے اسی سال ستر سال کی عمر میں وفات پائی۔

## آغاز ۶۱۰ھ

اس سال عادل نے حکم دیا کہ جمعہ کے دنوں میں راستوں کے سروں پر زنجیریں لگائی جائیں تاکہ گھوڑے جامع مسجد تک نہ پہنچ پائیں اور یہ حکم مسلمانوں کو تکلیف سے بچانے کے لئے تھا نیز یہ کہ نماز کے لئے آنے والوں کے لئے راستہ تنگ نہ کریں۔ اور اسی سال حلب کے حاکم ظاہر غازی کے ہاں ملک عزیز پیدا ہوا اور دمشق کے حاکم ملک معظم کا باب جامع دمشق میں "باب مشہد" کو وقف کرنے والا ہے۔

ان میں سے ایک باب الفرادیس میں ہے جو دوسرا باب کی اولاد میں سے ہے اور معظم والی ہے جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ بڑی مشکل سے ملی ہے یہ وہی ہے جسے ملک (... کے بادشاہ) کے امراء نے گرفتار کیا تھا۔

اس سال مصر سے ایک ہاتھی ... کے حاکم کے پاس بطور تحفہ بھیجا گیا جس سے اور اس کی عجیب خلقت سے لوگوں کو بڑا تعجب ہوا اور اس سال ملک ظاہر غضنفر بن سلطان صلاح الدین حلب سے عازم حج ہوا لوگوں نے اس کا استقبال کیا اور اس کے چچا زاد نے بڑا اکرام کیا۔ پھر جب سفر کے بعد اس کے اور ملک کے درمیان چند معاملات باقی تھے تو مصر کے حاکم کے ایلچی نے اس سے ملاقات کی اور مصر میں داخل ہونے سے روک دیا اور وہ پہنچ گئے تو کامل پر قبضہ کرنے آئے ہوا اس نے ان سے کہا مجھے یہیں واپس کر کے حج ادا کرنے کے لئے چھوڑ دو اس پر انہوں نے کہا ہمارے پاس کوئی اور حکم تو نہیں ہمیں صرف تمہیں روکنے اور لوٹانے کا حکم ہے تو لوگوں کی ایک جماعت نے ان سے ... جس سے ملک عادل کو وقت گیری کا اندیشہ ہو ... اور وہ ... کو لے کر شام واپس چلا گیا اس کے ساتھ جو کچھ ہوا لوگوں کو اس پر بہت افسوس ہوا ہے جب اس نے انہیں ... نہایت ... اللہ تعالیٰ اس سے قبول فرمائے۔

اس سال ... کی جانب سے خراسان میں شیخ تاج الدین ابو الیمن کندی کی طرف خط آیا جس میں اس نے خبر دی ہوئی تھی کہ سلطان خوارزم شاہ اپنے تین ساتھیوں کے ساتھ بھیس بدل کر تاتاریوں کے شہر میں داخل ہو گیا ہے تاکہ بذات خود ان کی باتوں کا مشاہدہ کرے انہوں نے انہیں اجنبی سمجھ کر پکڑ لیا ان میں سے دو کو ... کیا جس سے وہ ہلاک ہو گئے مگر ... انہوں نے بادشاہ سے بیان کر دیا اور اس کا دوسرا ساتھی ... بند ہے پھر کئی راتوں تک ... اس کے بعد بادشاہ اپنے ملک واپس آ گیا یہ بھی یاد رہے کہ یہ اتفاق اس کے خود ہے جس میں ... ایک جنگ میں امیر مسعود کے ساتھ قید کیا گیا تھا۔ اس سال ایک ... کا ایک ... کے ... رہے تھے اس کے پیچھے ... علی ... کی ... ملی۔

## اس سال فوت ہونے والے نامور حضرات

**شیخ الحنفیہ** ...... بغداد میں امام ابو حنیفہ کے مزار کے مدرس، شیخ ابو الفضل احمد بن مسعود بن علی ترکستانی آپ مظالم کے قاضی تھے آپ کو اسی مزار میں دفن کیا گیا۔

**شیخ ابوالفضل بن اسماعیل** (۱)…… ابن علی بن حسین فخر الدین حنبلی، جو ابن ماشطہ کے نام سے معروف تھے نیز آپ کو فخر غلام ابن المنی کہا جاتا تھا علم خلاف میں آپ کا ایک حاشیہ ہے، جامع خلیفہ میں آپ کا علمی حلقہ لگتا تھا، آپ خلیفہ کی چیزوں کے نگران تھے پھر اس نے معزول کر دیا تو آپ اپنے گھر میں گوشہ نشین ہو گئے اور اسی فقر و فاقہ کے عالم میں آپ کے پاس کچھ نہ تھا کہ فوت ہو گئے، آپ کا ایک بیٹا محمد نامی بڑا بدبخت، شرارتی، اباذری، بیہودہ گو اور لوگوں کی امراء کے والیوں کے پاس جھوٹی باتیں پہنچاتا تھا، پس اس کی زبان کاٹ کر قید کر دیا گیا بالآخر اسی حالت میں فوت ہو گیا۔

**وزیر معز الدین ابوالمعالی**…… سعید بن علی بن احمد بن حدیدہ، حضرت قطبہ بن عامر بن حدیدہ انصاری صحابی رضی اللہ عنہ کی اولاد سے ہیں، ۵۸۴ھ ناصر کی وزارت کا عہدہ سنبھالا، پھر اس نے ابن مہدی کی سفارت سے آپ کو معزول کر دیا تو آپ مراغہ کی طرف فرار ہو گئے، پھر ابن مہدی کی وفات کے بعد واپس آ گئے، یوں بغداد میں عزت و عظمت سے اقامت پذیر ہو گئے، آپ بڑا صدقہ خیرات کرنے اور لوگوں پر احسان کرنے والے تھے انہیں مشاغل میں آپ کی وفات ہوئی۔

**سنجر بن عبداللہ ناصری**…… خلیفتی، اس کے کئی اموال تھے اور بہت سی املاک اسی طرح وسیع جاگیریں تھیں، لیکن اس سب کے باوجود بخیل، ذلیل اور کمینہ شخص تھا، اتفاقاً ۵۹۹ھ امیر حج بن کر نکلا تو دیہاتیوں کی ایک چھوٹی سی جماعت نے ان سے تعرض کیا، سنجر کے ساتھ پانچ سو گھڑ سوار تھے، دیہاتیوں سے ذلت اٹھانی پڑی، اعرابی نے اس سے پچاس ہزار دینار کا مطالبہ کر دیا، سنجر نے یہ رقم حاجیوں سے جمع کر کے اسے دی، جب یہ بغداد لوٹا تو خلیفہ نے اس سے پچاس ہزار دینار لئے اور جن سے لئے گئے تھے انہیں لوٹا دیئے گئے، خلیفہ نے اسے معزول کر کے اس کی جگہ طاشتکین کو مقرر کیا۔

**قاضی سلامہ**…… ظہیر الدین ابو اسحاق ابراہیم بن نصر بن عسکر ادیب شافعی فقیہ، عماد نے "جریدہ" میں اور علامہ ابن خلکان نے وفیات میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔

ان کی تعریف کی اور ایک شیخ جس کی ایک کتیا تھی اس کے اور اس کے مریدوں کے بارے میں ان کے اشعار بھی بیان کئے ہیں جنہیں یوں کہا جاتا ہے۔

خبردار! کسی سے خیر خواہانہ بات کہہ دو اور خیر خواہی کا یہ حق ہے کہ اسے سنا جائے، لوگوں نے اپنے دین میں کب یہ سنا ہے کہ گانا سننا کوئی قابل اتباع سنت ہے؟ اور یہ کہ مرد اونٹ جتنا کھا کر لوگوں میں ناچنے لگے اور بے خود ہو کر گر پڑے، اگر وہ خالی انتڑیوں والا بھوکا ہوتا تو نہ وہ جھومتا اور نہ ہی سماع کرتا۔

لوگ کہتے ہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ کی محبت میں مدہوش ہیں لوگوں کو سوائے کھانے کے برتن کے کسی اور چیز نے مدہوش نہیں کیا یہی حال گدھوں کا ہے جب وہ خوشحال ہوتے ہیں ان کی بدمستی اور چراگاہوں کی شادابی انہیں خوشی دلاتی ہے، تو انہیں دیکھے گا جب ان کو بدمستوں پر ہانکنے والا ساز و انداز سے گاتا ہے تو یہ اپنی داڑھیوں کو اچھالتے ہیں تو ایک چیختا ہے اور یہ آہ و بکا کرتا ہے، بے شک چیز اگر عادت ہو جائے تو وہ نہیں چھوٹتی۔

**تاج الامناء** (۲)…… ابوالفضل احمد بن محمد بن حسن بن ہبۃ اللہ بن عساکر، ان کا تعلق حدیث و روایت کے گھرانے سے ہے، یہ اپنے بھائیوں زین الحفاظ اور امناء سے بڑے ہیں آپ نے اپنے دونوں چچاؤں حافظ ابوالقاسم اور صائن سے سماع کیا، آپ علامہ ابوالیمن کندی کے دوست تھے آپ نے بروز اتوار ۲ رجب کو وفات پائی۔

---

(۱) تاج المکلل ۲۲۲، ۲۲۳، تکملۃ للمنذری ترجمہ ۱۲۸۷، تلخیص مجمع الآداب، النجوم الزاہرۃ ۶/۲۱۰، ذیل الروضتین ۸۳، ۸۵، ذیل طبقات الحنابلہ ۲/۶۶، ۶۸ شذرات الذہب ۴/۳۰، ۵/۳۱، لسان المیزان ۱/۳۲۲، ۳۲۳، مرآۃ الزمان ۸/۵۱۵، ۵۱۶، المختصر المحتاج ۱/۲۴۳

(۲) ذیل الروضتین ۸۶، شذرات الذہب ۵/۳۰، العبر ۵/۳۳

مسجد القدم کے محراب کے سامنے دفن ہوئے۔

**انساب کلبی** ۔۔۔۔ آپ کو تاج العلی الحسینی بھی کہا جاتا ہے آپ "آمد" میں ابن دحیہ کے ساتھ ملے آپ کو دحیہ کلبی کی طرف منسوب کیا جاتا ہے جبکہ دحیہ کلبی نے کوئی اولاد نہیں چھوڑی جس کی وجہ سے "ابن دحیہ" نے آپ پر مسائل موصلیہ کے متعلق جھوٹ کی تہمت لگائی ہے۔

علامہ ابن اثیر نے بیان کیا کہ اس سال کے محرم میں طبیب مہذب مشہور فوت ہوئے آپ کا نام علی بن احمد بن ہبل موصلی ہے آپ نے حدیث کا سماع کیا اپنے زمانے کے لوگوں میں طب میں سب سے زیادہ معلومات رکھتے تھے طب میں آپ کی اچھی تصنیف بھی ہے بہت زیادہ صدقہ کرنے والے اور اعلیٰ اخلاق کے مالک تھے۔

**جزولی مقدمہ مسمیٰ بالقانون کے مؤلف** ۔۔۔۔ وہ ابو موسیٰ عیسیٰ بن عبد العزیز جزولی ہیں "جزولہ" بربر کا ایک بطن ہے، پھر یزدکتنی نحوی مصری، شہرت یافتہ "الجزولیہ" کے "مقدمہ" کے مؤلف ہیں، خود آپ نے اور شاگردوں نے اس کی شرح لکھی، سب نے جا بجا اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ ہم اکثر مقامات میں ان کی مراد سمجھنے سے قاصر رہے ہیں، آپ مصر تشریف لائے اور ابن بری سے تحصیل علم کیا اس کے بعد اپنے علاقے میں واپس آگئے جہاں مراکش کے خطیب مقرر ہوئے۔

بعض نے کہا کہ ان کی وفات اسی سال اور بعض نے کہا کہ اس سے پہلے فوت ہوئے۔

## آغاز ۶۱۱ھ

اس سال خوارزم شاہ نے اپنا ایک خاص امیر بھیجا جو اس سے پہلے فوج کا کمانڈر تھا پھر امیر خاص ہوگیا، اس نے اسے ایک دستے میں بھیجا تو اس نے اس کے لئے "کرمان" اور "مکران" کو حدود سندھ تک فتح کرلیا ان شہروں میں اس کا خطبہ دیا، خوارزم شاہ تاتار اور کشلی خان کے خوف سے کہ مبادا یہاں کے ملحقہ علاقوں کی سرحدوں پر حملے کردیں موسم گرما سمرقند کے گرد ونواح ہی میں گزارتا تھا۔

شیخ ابو شامہ فرماتے ہیں کہ اس سال اس نے جامع اموی میں فرش بنوانا شروع کیا جس کا آغاز السبع الکبیر سے کیا، اس سے قبل جامع کی زمین نیچی اور گڑھوں کی شکل میں تھی اس کے فرش سے لوگوں کو بڑی راحت ملی، اس سال اس نے قلعہ بازی کی جانب سے خندق وسیع کی جس کی وجہ سے کافی گھر، دکانیں، حمام اور وہ تنور جو دار الحدیث النوریہ کے لئے وقف تھا خراب ہوگیا، اس سال معظم نے باب الجابیہ کے سامنے "مائک" کی قبر کی جانب اپنی جانب منسوب ایک ہوٹل بنوایا۔

اس سال معظم نے "ابن قراجا" سے صرخد کا قلعہ لے لیا اور اسے اس کا عوض دے کر اپنے غلام عز الدین ایبک معظمی کے حوالے کردیا، یہ قلعہ اسی کے پاس رہا تا آنکہ اس سے ۶۴۴ھ میں نجم الدین ایوب نے چھین لیا، اس سال ملک معظم بن عادل نے حج کیا، جو کرک سے اونٹوں پر ۱۱ ذی قعدہ کو سوار ہوکر نکلا اور اپنے باپ کے غلام عز الدین عمر کے استاذ اور دیگر لوگوں کے ساتھ تبوک اور العلاء کے راستے سے روانہ ہوا اس نے اپنی طرف منسوب تالاب اور دیگر کئی مصنوعات بنائیں، جب یہ مدینہ منورہ پہنچا تو مدینہ کے والی "سالم" نے اس کا استقبال کیا مدینہ کی چابیاں اس کے حوالے کیں اور اس کی بہترین خدمت کی جبکہ مکہ مکرمہ کے حاکم قتادہ کو اس کی کچھ پرواہ نہیں کی، اسی وجہ سے جب اس نے مناسک حج ادا کرلئے وہ قارن تھا(۱) اپنے ساتھ جو صدقات وہ لایا تھا وہ مجاورین مکہ میں خرچ کردیئے، وہاں سے واپس ہوا تو حاکم مدینہ سالم بھی اس کے ساتھ تھا جب وہ راس الماء کے پاس پہنچا تو حاکم مکہ کی اپنے باپ سے شکایت کی تو عادل نے سالم کی طرف حاکم مکہ کی پسپائی کے لئے ایک لشکر بھیجا جب یہ لوگ مکہ پہنچے تو یہ ان سے بھاگ کر وادیوں، پہاڑوں اور جنگلوں میں چلا گیا، معظم نے حجاز کے راستے میں اپنے اس سال کے حج کے دوران کئی اچھے آثار چھوڑے اللہ تعالیٰ اسے ثواب بخشے۔

---

(۱) عمرے اور حج کو اکٹھا کرنے والا از علوی

اس سال اہل دمشق نے کالے عادلی کا تھروں کا لین دین کیا لیکن بعد میں یہ سلسلہ چل نہ سکا اور دفن کر دیئے گئے، اس سال یمن کے حاکم نے وفات پائی، اور امراء کے اتفاق سے سلیمان بن شاہنشاہ بن ایوب نے اس کی حکومت سنبھالی تو عادل نے اپنے بیٹے کامل کو پیغام بھیجا کہ وہ یمن کی جانب اپنے بیٹے اقسیس [1] کو بھیجے تو اس نے اس کو بھیج دیا تو وہاں اس نے قبضہ جما کر قتل وغضب کیا، شرفاء میں آٹھ سو افراد قتل کیے اس کے علاوہ کئی اور لوگ ہیں یہ تمام بادشاہوں میں سے بڑا فاسق بہت دین داری اور حیاء میں کم درجہ کا تھا، لوگ اس کی نسبت ایسی ایسی باتیں بیان کرتے ہیں جس سے رونگٹے کھڑے ہو جاتے اور دل سے انہیں ناپسند کرتے ہیں، ہم اللہ تعالیٰ سے عافیت کا سوال کرتے ہیں۔

## اس سال فوت ہونے والے نامور حضرات

**ابراہیم بن علی**...... ابن محمد بن بکروس حنبلی فقیہ آپ نے فتویٰ دیا مناظرہ کیا اور حکام کے ہاں فیصلے کیے پھر ان سب باتوں سے جدا ہو گئے، باب النوبی کے پولیس افسر بن گئے لوگوں کو بطور سزا مارتے اور سخت اذیت دیتے، پھر کسی وجہ سے آپ کو مارا گیا جس سے آپ کی موت واقع ہوگئی اس کے بعد آپ کو دریائے دجلہ میں ڈال دیا گیا، آپ کی موت پر لوگوں نے بڑی خوشی منائی جبکہ آپ کے والد بڑے نیک آدمی تھے۔

**الرکن عبدالسلام بن عبدالوہاب** [2]...... ابن شیخ عبدالقادر، آپ کے والد بڑے پاکباز شخص تھے، آپ پر فلسفے اور نجوم کے ذریعے لوگوں سے مخاطب رہنے کی تہمت تھی، اس کے متعلق آپ کے ہاں کتب بھی ملیں، آپ کئی عہدوں پر فائز ہوئے، آپ کے اور آپ کے ہم شکلوں کے بارے میں بطور مثال کہا جاتا ہے کہ ددھیال کیا ہی خوب اور نسل کیسی بری! ایک دن آپ کے والد نے آپ کو بخارا کے کپڑوں میں ملبوس دیکھا تو کہا ہم نے بخاری اور مسلم کے بارے میں سنا ہے رہا بخاری اور کافر تو یہ بڑی عجیب بات ہے؟ یہ ابوالقاسم بن شیخ ابوالفرج ابن الجوزی کا مصاحب رہ چکا ہے جبکہ وہ مسرف، زانی اور فاسق تھا وہ دونوں شراب اور امردوں کی محفلیں جماتے۔

**ابومحمد عبدالعزیز بن محمود بن مبارک**...... بزار جو ابن الاخضر بغدادی محدث، مالدار حافظ، مصنف اور محرر کے نام سے معروف ہیں، آپ کی بڑی مفید اور مضبوط مستند کتب ہیں، آپ صالح شخص تھے، آپ کے جنازے کا دن گویا جمعہ کا دن لگ رہا تھا۔

**حافظ ابوالحسن علی بن انجب** [3]...... ابوالمکارم مفضل بن ابی الحسن علی بن ابی الغیث مفرج بن حاتم بن الحسن بن جعفر بن ابراہیم بن حسن لخمی مقدسی، پھر اسکندرانی، مالکی، آپ نے "سلفی" اور عبدالرحیم منذری سے سماع کیا، اسکندریہ میں آپ مالکیہ کے مدرس تھے نیز وہاں کے نائب الحکم تھے آپ کے اشعار میں یہ شعر ہیں:

> "اے نفس! جو باتیں خیر المرسلین اور آپ کے اصحاب و تابعین کی منقول چلی آرہی ہیں انہیں مضبوط تھام! قریب ہے کہ جب تو آپ علیہ السلام کے دین کی نشر و اشاعت میں انتہائی کوشش کرے گا تو جو باتیں عرف میں بہتر ہیں انہیں مضبوطی سے پکڑ لے، آئندہ کل حساب کے دن جہنم سے اندیشہ رکھ! جب اس کی آگ چہروں کو جھلس دے گی لہٰذا ان باتوں کو لازم پکڑ!"

ابن خلکان کہتے ہیں کہ اس سال آپ کی وفات قاہرہ میں ہوئی۔

---

[1] اقسیس، ایک ہی نسخہ میں بھی لکھا ہے۔

[2] التاج المکلل ۲۲۳، ذیل الروضتین ۸۸، شذرات الذہب ۵/ ۳۶، ۳، الکامل ۱۲/ ۲۲۹،

[3] تذکرۃ الحفاظ ۴/ [illegible] [illegible] تاریخ [illegible] حسن المحاضرۃ [illegible] دول الاسلام ۲/ ۹۶

## آغاز ۶۱۲ھ

اس سال دمشق میں مدرسہ عادلیہ کبیرہ کی تعمیر کا آغاز ہوا، اور اسی سال قاضی ابن زکی معزول ہوئے اور قاضی جمال الدین بن حرستانی کے سپرد فیصلہ کرنے کا کام ہوا اس وقت ان کی عمر ۸۰ یا ۹۰ سال تھی، تو انہوں نے عدل وانصاف اور حق کے فیصلے کئے، کہا جاتا ہے کہ وہ باب الخواصین کے پاس نوریہ کے قریب مدرسہ مجاہدیہ میں فیصلہ کیا کرتے تھے۔

اس سال عادل نے شراب اور گنہگار لونڈیوں کی ضمانت باطل قرار دی اللہ تعالیٰ اسے جزائے خیر دے، اس چیز کے دور ہونے کی وجہ سے بہت سی برائیاں لوگوں سے دور ہو گئیں، اس سال قتادہ امیر مکہ نے مدینہ اور اس کے باشندوں کا محاصرہ کر لیا، بہت سی کھجور کے درخت کاٹ دیئے، اہل مدینہ نے اس کا مقابلہ کیا جس کی وجہ سے اسے ذلیل و رسوا ہو کر واپس ہونا پڑا، اس وقت مدینہ کا حاکم شام میں تھا، تو اس نے عادل سے امیر مکہ کے خلاف مدد مانگی عادل نے اس کے ساتھ ایک فوجی دستہ بھیجا، یہ صورت حال دیکھ کر اس نے واپسی میں تیزی کی۔ خدا کی قدرت راستے میں اس کی وفات ہو گئی، فوج نے اس کے بھتیجے جماز پر اتفاق کر لیا اس نے مکہ کا قصد کیا امیر مکہ مقام صفراء میں اس سے ملا جہاں ان کی جنگ ہوئی اور اس کی فوج بھاگ گئی اور "جماز" نے اس سے بہت سا مال غنیمت لوٹا، قتادہ "ینبع" کی طرف فرار ہو گیا، انہوں نے اس کا رخ کیا اور وہاں جا کے اس کا محاصرہ کر کے اس پر تنگی کی۔

اس سال فرنگیوں نے اسماعیلیہ کے شہروں پر غارت گری کی وہاں قتل و غارت کا سلسلہ جاری رکھا، اسی سال روم کے بادشاہ کیکاؤس نے انطاکیہ شہر فرنگیوں سے لے لیا، پھر اس سے ارمن کے بادشاہ ابن لاون نے لے لیا اس سے طرابلس کے "ابرنس" نے چھین لیا اور اسی سال خوارزم شاہ محمد بن تکش نے شہر غزنہ بغیر جنگ کے زیر تسلط کر لیا اسی سال ولی عہد ابو الحسن علی بن امیر المومنین الناصر لدین اللہ کی وفات ہوئی، جب اس کی وفات ہوئی تو خلیفہ کو اس کا بڑا صدمہ ہوا اسی طرح عوام وخواص کو کیونکہ یہ لوگوں پر بہت صدقہ خیرات کرتا، اور ان پر احسانات کرتا تھا یہاں تک کہا گیا کہ بغداد میں کوئی گھر ایسا نہ بچا جو اس پر غمگین نہ ہوا ہو اس کے جنازے کا دن قیامت کا منظر پیش کر رہا تھا۔

اہل شہر نے دن رات اس پر نوحہ کیا، انہیں ان کی دادی کی قبر کے پاس معروف کرخی کی قبر کے قریب دفن کیا گیا اس نے ۲۰ ذیقعدہ روز جمعہ وفات پائی اور عصر کے بعد اس کی نماز جنازہ ادا کی گئی، اسی دن بغداد میں "منکلی" کا سر لایا گیا جس نے خلیفہ اور اپنے استاذ کی نافرمانی کی تھی، پھر اسے گھمایا گیا، اس کے بیٹے اور ولی عہد کی موت کی وجہ سے اس کی یہ خوشی پوری نہ ہوئی دنیا جتنی تکلیف دیتی ہے اتنی خوشی نہیں دے سکتی ہے، اس نے دو بیٹے چھوڑے ایک مؤید ابو عبداللہ الحسین اور موفق ابو الفضل یحییٰ۔

## اس سال فوت ہونے والے اعیان

**حافظ عبد القادر رہاوی** (۱) ...... ابن عبد القادر بن عبد اللہ بن عبد الرحمن ابو محمد حافظ محدث مخرج مفید متقن محرر کامل مصنف، آپ ایک "موصلی" کے غلام تھے، یہ بھی کہا گیا ہے کہ کسی جوہری کے غلام تھے، موصل کے "دار الحدیث" سے اشتغال رکھا، پھر "حران" میں وفات تک مقیم رہے، آپ کی پیدائش ۵۳۶ھ میں ہوئی تھی، آپ دیندار اور صالح شخص تھے، رحمہ اللہ تعالیٰ۔

**الوجیہ الاعمیٰ** (۲) ...... ابو بکر المبارک بن سعید بن دہان نحوی واسطی جن کا لقب وجیہ تھا، آپ کی پیدائش "واسط" میں ہوئی، بغداد آئے تو علم عربیت میں مشغول ہو گئے، اس میں مضبوطی پیدا کرنے کے بعد اشعار عرب کا بہت سا حصہ یاد کیا، حدیث کا سماع کیا آپ حنبلی مسلک تھے پھر امام

---

(۱) تذکرۃ الحفاظ ۱۳۸۷، ۱۳۸۹/۴، دول الاسلام ۸۷/۲، شذرات الذہب ۵۰، ۵۱/۵،

(۲) انباہ الرواۃ ۲۵۳، ۲۵۶/۳، بغیۃ الوعاۃ ۲۷۳، ۲۷۴/۲، شذرات الذہب ۵۳/۵، العبر ۴۳/۵

ابو حنیفہ کے مسلک کو چھوڑ دیا، اس کے بعد شافعی ہو گئے، "نظامیہ" میں نحو کی تدریس میں لگ گئے، انہی کے بارے میں ایک شاعر کہتا ہے۔[1]

آپ نے حکایات، ضرب الامثال اور کئی ظریفانہ باتیں یاد کی تھیں، عربی، ترکی، عجمی، رومی، حبشی، اور زنگی زبانوں سے معرفت تھی، شعر بنانے میں ید طولیٰ رکھتے تھے، انہی میں سے آپ کا یہ قول ہے۔

اگر کسی روز سمندر کی گہرائی میں بارش کا قطرہ تھم جائے، پھر چاہے تو اسے جدا کرے، اور اگر وہ دنیا کا بادشاہ ہو جائے تو مشرق و مغرب کے بادشاہ اس کے غلام بن جائیں تو پھر بھی اسے جدا نہ کر سکے۔

اور تجنیس کے متعلق ان کے یہ اشعار ہیں:

> تو نے مجھے گھٹیا اور کمینے لوگوں کی جماعت سے اجتناب کی وجہ سے بہت برا بھلا کہا ہے ان کے جود و سخا کی امید نہیں کی جاتی۔ انہوں نے اپنا مال تو محفوظ کر لیا ہے، اور ان کا دین اور عزت مباح ہیں انہیں عیب لگانے اور ہجو برائی کرنے والے سے کوئی خوف نہیں، جب فیاض لوگ سخاوت کے راستے مصروف ہونا شروع کرتے ہیں تو یہ کمینے لوگ بخل کے ستر راستوں میں گم ہو جاتے ہیں۔

آپ کی خوبصورت مدائح، عمدہ اشعار، فائق معانی ہیں، کبھی کبھار "بحتری" کے ایسے اشعار کا معارضہ کیا ہے جو ان کے قریب اور اس کی ٹکر کے تھے، لوگوں نے بیان کیا ہے کہ "وجیہ" کبھی غضبناک نہ ہوئے، ایک جماعت نے کسی شخص سے شرط لگائی کہ اگر وہ اسے غصہ دلا دے تو اسے فلاں فلاں چیز دے گی، تو وہ شخص ان کے پاس آیا اور کسی عربی مسئلہ میں استفسار کیا انہوں نے جواب دے دیا، اس پر ان سے اس نے کہا اے شیخ! آپ نے غلطی کی ہے، تو شیخ نے دوسری عبارت میں جواب دیا تو اس نے کہا: آپ جھوٹ بولتے ہیں بلکہ میرے خیال میں آپ تو بھول چکے ہیں، اس پر "شیخ وجیہ" نے کہا: بھئی شاید تم میری بات سمجھ نہیں پا رہے ہو، تو اس نے کہا کیوں نہیں لیکن آپ جواب میں غلطی کر رہے ہیں، تو "شیخ وجیہ" نے اسے کہا اچھا تمہیں جو جواب آتا ہے وہ بتا دو! تا کہ ہم بھی تم سے مستفید ہو سکیں، تو سائل نے ان سے سخت کلامی کی، اس کی حالت دیکھ کر آپ نے تبسم فرمایا اور اسے کہا: اگر تم نے شرط لگائی ہے تو تم مغلوب ہو چکے ہو اور تمہاری مثال تو اس مچھر کی سی ہے جو ہاتھی کی پشت پر گرا اور جب اڑنے لگا تو ہاتھی سے کہا ذرا ٹھہر جا میں اڑنا چاہتا ہوں، تو ہاتھی نے اس سے کہا: مجھے تمہارے گرنے کا تو احساس نہ ہوا لہٰذا تمہارے اڑنے کے لئے رکنے کی ضرورت نہیں، آپ کی وفات اس سال کے شعبان میں ہوئی "الوردیہ" میں دفن ہوئے۔

**ابو محمد عبدالعزیز بن ابی المعالی**[2] ...... ابن قیمہ جو ابن منینا کے نام سے مشہور ہیں آپ کی پیدائش ۵۱۵ھ میں ہوئی، بہت سے حضرات سے سماع کیا اور کئی افراد کو سماع کرایا اس سال کے ذی الحجہ میں ۹۷ سال کی عمر میں وفات پائی۔

**شیخ فقیہ کمال الدین مودود**...... ابن شاغوری شافعی آپ جامع اموی میں طلبہ کو فقہ اور شرح التنبیہ پڑھاتے تھے انہیں ٹھہر ٹھہر کر پڑھاتے تا کہ وہ مجرے کے سامنے مقید رہتے ہوئے سمجھ جائیں شہداء کی قبور کی شمالی جانب باب صغیر کے قبرستان میں دفن ہوئے، ان کی قبر پر ایک شعر بھی لکھا ہے جسے شیخ ابو شامہ نے ذکر کیا ہے۔ واللہ سبحانہ اعلم۔

## آغاز ۶۱۳ھ

ابو شامہ نے فرمایا ہے کہ اس سال قبۃ النسر کی خاطر چاروں لکڑی والے کھمبے لائے گئے، جن میں سے ہر ایک کی لمبائی بڑھئی کے ۳۲ ہاتھ تھی، اور اسی سال بانیاس کی جانب قدیم دار الطعم کے بالمقابل باب السر کی خندق تجدید و مرمت شروع ہوئی۔

---

(۱) اشعار کا ترجمہ ان اشعار و ابیات کے ذیل میں کر دیا گیا ہے۔ از محشی

(۲) شذرات الذہب ۵/۵۰، النجوم الزاہرۃ ۶/۲۱۵

میں کہتا ہوں: یہ وہی جگہ ہے جسے آج کل سلطان کا اصطبل کہا جاتا ہے، بادشاہ نے خود مٹی منتقل کی اور اس کے غلام اس کے سامنے چھوٹی زینوں کے اگلے حصوں پر مٹی اٹھاتے، پھر اسے میدان الاخضر میں ڈال دیتے، اسی طرح اس کا بھائی ''صالح'' اور اس کے غلام بدن بدن کام کرتے۔

اس سال اہل شاغور اور اہل عقبہ کے درمیان جنگ کا فتنہ بھڑک اٹھا، انہوں نے کشادہ جگہ جنگ کی، فوج ان کی طرف زرہیں پہن کر گئی اور ''معظم'' خود وہاں آیا، ان کے سرداروں کو گرفتار کیا اور انہیں قید کیا، اس سال عیدگاہ میں مستقل نماز اور خطیب مقرر ہوا، سب سے پہلے یہ کام صدر معید القلانسی نے کیا، بعد میں بہاء الدین بن ابی الیسر اس کے خطیب ہوئے، اس کے بعد سے آج تک بنو حسان خطبہ دیتے ہیں۔

## اس سال فوت ہونے والے نامور حضرات

**ملک ظاہر ابو منصور**...... غازی بن صلاح الدین یوسف بن ایوب، یہ نیکوکار اور درست سیرت والا بادشاہ تھا، ہاں اس میں اتنی خرابی تھی کہ معمولی غلطی پر بہت زیادہ سزا دیتا تھا، علماء، شعراء اور فقراء کا بڑا اکرام کرتا تھا، تیس سال حکومت کی، اپنے باپ کے ساتھ جنگوں میں شرکت کی، یہ بڑا ذہین اور عمدہ رائے کا مالک اور اچھی سمجھ والا تھا، ۴۴ سال عمر پائی، اپنے بعد اپنے بیٹے عزیز ''غیاث الدین محمد'' کو بادشاہ بنایا، اس وقت اس کی عمر تین سال تھی، اس کے بڑے بیٹے بھی تھے، لیکن یہ چھوٹا بیٹا جسے اس نے ولی عہد بنایا اس کے چچا عادل کی بیٹی سے تھا، اشرف، معظم اور کامل اس کے ماموؤں میں سے تھے، شاید کہ اس کا نانا اور اس کے ماموں اس سے رسہ کشی نہیں کریں گے، اگر اس کے علاوہ کسی اور کو ولی عہد بناتا تو اس سے بادشاہت چھین لیتے، بات اسی طرح برابر واقع ہوئی اس کے نانا عادل اور ماموؤں نے اس کی بیعت کر لی البتہ معظم نے اس سے حکومت چھیننے اور عہد توڑنے کا ارادہ کیا، لیکن اسے اس کا موقع نہ مل سکا، اس کی بادشاہت کا نظم ونسق شہاب الدین طغریل رومی گورے چٹے خصی نے سنبھالا۔

**زید بن حسن**...... ابن زید بن حسن بن سعید بن عصمہ شیخ امام یگانۂ روزگار تاج الدین ابوالیمن کندی، آپ بغداد میں پیدا ہوئے وہیں پلے بڑھے حصول علم میں مشغول ہوئے، پھر دمشق پہنچے وہاں اقامت پذیر ہوئے تو اپنے ہم عصروں پر مشرق و مغرب میں لغت، نحو اسی طرح علوم وفنون، عالی سند، حسن طریقت، عمدہ سیرت، اور اچھے عقیدے میں فوقیت کے حامل تھے آپ کے ہم زمانہ علماء نے ان سے نفع حاصل کیا، ان کی قدر دانی کی اور ان کے فرمانبردار ہو گئے۔

آپ حنبلی تھے بعد میں حنفی ہو گئے، ۵۲۰ھ کے شعبان میں پیدا ہوئے، دس سال کی عمر میں قرآن مجید روایات میں پڑھا، ثقہ شیوخ سے بہت سی عالی حدیث کا سماع کیا، اس میں اور عربی ولغت سیکھنے میں جان کھپائی اور اسی میں شہرت پائی، جب مصر میں سکونت اختیار کی تو ''قاضی فاضل'' سے ملاقات ہوئی، اس کے بعد دمشق منتقل ہو گئے، ''دار العجم'' میں رہائش پذیر ہوئے، علماء، وزراء اور امراء کے ہاں آپ کا بڑا مرتبہ تھا، آپ کے ہاں علماء، بادشاہ اور ان کے بیٹوں کا آنا جانا رہتا، ''افضل ابن صلاح الدین'' حاکم دمشق آپ کے گھر بھی آتے تھے، اسی طرح اس کے بھائی محسن اور معظم بھی بادشاہ دمشق کا بھی یہی معمول تھا، ''معظم'' ''درب العجم'' میں ''زمخشری'' کی ''المفصل'' سناتا ''معظم'' ''المفصل'' یاد کرنے والے شخص کو تیس دینار بطور انعام دیتا، ''درب العجم'' ''جملہ صنفکار جامع'' میں آپ کی مجلس میں حاضر ہوتے، جیسے شیخ علم الدین سخاوی، یحییٰ بن معطی الوجیہ النحوی، فخر ترکی وغیرہ، قاضی فاضل آپ کی بڑی تعریف وتوصیف کرتے تھے، علامہ سخاوی فرماتے ہیں: آپ کے پاس ایسے علوم تھے جو دوسروں کے ہاں نایاب تھے، اور یہ تعجب انگیز بات ہے کہ علامہ سیبویہ نے آپ کی کتاب کی شرح لکھی ان کا نام عمرو اور آپ کا نام زید ہے اس بارے میں میں نے کہا:

عمرو سیبویہ کا زمانے میں چلن نہ تھا، یہی سال کندی کا آخری زمانہ میں تھا، جو زید اور عمرو ہیں جبکہ نحو کی بنیاد ہی زید اور عمرو پر ہے۔

شیخ ابو شامہ نے فرمایا کہ یہ تو ایسے ہی ہے جیسے ابن الدھان مذکور نے ۵۹۲ھ میں ان کے متعلق کہا تھا۔

اے زید امراء اب تجھے اپنی زیادہ عطیات سے زیادہ کرے، جو نعمتیں عقلوں کی رسائی سے بالاتر ہیں، نحو کا سب سے زیادہ تو مستحق ہے، کیا تیرے سوا عمرو کو خستہ تن پایا جاتا ہے، پھر علامہ سخاوی نے ایک عمدہ قصیدہ میں آپ کی مدح سرائی کی ہے، آپ کی ابو المظفر سبط ابن الجوزی نے بھی تعریف کی ہے، کہتے ہیں کہ میں نے آپ کو دیکھا آپ عمدہ عقیدے، خوش اخلاق طبیعت کے مالک تھے آپ کی مجلس سے آدمی اکتاتا نہیں، آپ

کے کئی عجیب نوادرات، بہترین خط اور عمدہ اشعار تھے، آپ کے اشعار کا بڑا دیوان ہے۔

اس سال ۹ رشوال بروز سوموار ۹۳ سال ایک ماہ سترہ دن میں وفات ہوئی، جامع دمشق میں آپ کی نماز جنازہ ہوئی اس کے بعد صالحیہ کی طرف جنازہ اٹھایا گیا اور وہیں دفن ہوئے، آپ کی کتب جو بڑی نفیس تھیں انہیں اپنے معتق نجیب الدین یاقوت کے نام وقف کر دیا یہ ۷۶۱ جلدوں میں تھیں، اس کے علاوہ فقہ، لغت اور حدیث کے علماء کے لئے وقف کر دیں، ان کتب کو ابن سنان کے علمی حجرے میں بہت بڑے خزانے میں رکھ دیا گیا جو علی بن زین العابدین کے مزار کے پڑوس میں ہے، پھر یہ کتب بکھر گئیں اور ان میں اکثر بیچ دی گئیں صرف اس خزانے میں چند فرسودہ کتابیں رہ گئیں، اور خزانہ علمی حجرے میں تھا، پہلے پہل اسے حجرہ ابن سنان کہا جاتا تھا، آپ نے کئی نعمتیں اور بہت سے اموال چھوڑے، اسی طرح متعدد خوبرو ترکی غلام۔

آپ خوش حال، عمدہ اخلاق والے شخص تھے، طلبہ کے ساتھ کھڑے ہو کر اور کبھی تعظیم کے ذریعہ بڑا اچھا معاملہ کرتے تھے، جب آپ عمر رسیدہ ہوئے تو ان کے لئے کھڑا ہونا چھوڑ دیا، اس موقع پر یہ اشعار سناتے:

میں نے زیارت کرنے والے دوست کے قیام کو ترک کر دیا ہے میرا سوائے درازی عمر کے کوئی گناہ نہیں، جب یہ لوگ نویں سال کی عمر کے دسویں کے نصف حصہ کو پہنچیں گے تو انہیں خود میرا عذر معلوم ہو جائے گا۔

آپ نے جن اشعار میں ملک مظفر شہنشاہ کی مدح کی ہے مندرجہ ذیل اشعار وہی ہے جنہیں علامہ ابن ساعی نے اپنی تاریخ میں ذکر کیا ہے۔

گلوکار عورتوں کا وصال چقماق کی مانند بہت دور تھا اور قرب کا زمانہ درخشاں اور شاندار تھا، ایک وقت تھا کہ میری عمر بہتر سفارشی تھی، اس زمانے نے پیٹھ پھیری اور کھیل کود کا راستہ بالکل صاف تھا، جب حیا ظاہر ہوا تو عشق کی شمع بجھ گئی، اور جس بات کو عقل اچھا قرار دیتی تھی وہ میرے نزدیک قبیح ہو گئی، آسودہ زندگی یوں منہ پھیر گئی گویا میں اس میں جی نہیں، میں اس میں چراغ جلا کر خوش عیش کا چہرہ دیکھتا تھا، مجھے جوانی کی چادروں میں، خود پسندی اور فیشن کا اپنا دامن کھینچنے میں، خیال نہیں ہوا کیا تھے، مجھے شانوں والی نرم و نازک محبوب، جس کے منہ کی تری شہد کی طرح میٹھی اور جس کی آنکھیں سرگیں ہیں نے عار دلائی ہے؟ اس کی اپنی راتیں خوشی سے بجتی ہیں، جیسا کہ ان کی کمی تقصیر کی وجہ سے تاریکی اچک لے گئی ہے، اگر اس کا دل غمگین اور مصیبت زدہ ہو جائے تو عشق کے وہ دستے مسلسل راستے پر رواں دواں رہتا ہے، میں تنہائی سراسیمہ عاشق ہوں اور زیادہ دشمنوں سے خوفزدہ اور جھڑکا ہوا ہوں کئی بار میں اپنے دین سے خوش ہوا اور اس نے مجھے مسرور کیا، میں نے اسے اعمال صالحہ سے روشن کیا تو اس نے بھی مجھے روشن کیا، میں بہتری مجالس کا ہمنشیں رہا اور کئی بزرگوں سے ملاقات کی، اس کی دعوت میں میں جلدی سے شریک ہو گیا، اپنی فضیلت سے میں نے اس کے شخص کو آشکارہ کیا اور چھوڑ دیا، اس کے دل و حلق میں درد تھا، گویا کہ میری تعریف، میرے حاسدین کے کانوں میں دوشیزہ معانی کو سمیٹے ہوئے ہے، "تقی الدین" کی تلوار ہر نکلنے والے مسلح شجاع کی گردن میں لگ کر اسے زمین کی طرف ہانکنے[1] والی ہے۔

آپ نے اس کے معز الدین فرخشاہ بن شہنشاہ کی مدح سرائی میں کہا۔ کیا تو سرگرداں اور آبدیدہ شخص پر مہربانی کرنے والا اور عشق کو اس وقت پناہ دینے والا ہے جب اس کی چوٹیں ڈھیلی پڑ جائیں، یہ بات بعید ہے کہ قاتل اپنے مقتول پر رحم کرے، اس کا تیز دل میں نرمی سے نہیں گھسا، جب سے میں اس عشق میں تر دامن ہوا اور جب سے مجھے عشق کی بیماری لگی اس وقت سے میں بیم و غم نہیں ہوا، میں نرم و نازک جادوگر کی الفت میں مبتلا ہوا اسی کی نگاہوں کی وجہ سے انگلی کے پورے نے خنجر و تکبر کو کم قیمت اور سستا کر دیا ہے، میں اپنی سراسیمگی کا علاج اپنے معشوق کے پاس تلاش کرتا ہوں، ناز نخرے والا کب اپنے عاشق کی جھاڑ پھونک کرتا ہے؟

میں نے اس کے عشق میں کتنی آہ و بکا کی، کاش مجھے آہ بھرنا فائدہ دیتا اس کے وصل میں کچھ ضروریات تھیں اگر وہ پوری ہو جاتیں تو اس کے میٹھے ہونٹوں کے پاس ہوتیں، اے حسن میں یگانۂ روزگار تو حسن کی انتہا کو پہنچا ہوا ہے میں عشق میں انتہا کو پہنچا ہوا ہوں، تیرے متعلق مجھے کئی لوگوں نے ملامت کی تا کہ میں بے جا ملامت اپنی زندگی جو تو ہے اس سے باز آ جاؤں، میں اس کے پہلو میں آنسو بہاتا ہوں، اگر اسے عشق کی گلی اور رونے کی آواز محسوس ہوتی تو میں اسے مسکراتی نگاہوں سے دیکھتا، اے وہ صنم! جس کے محاسن اور میرے حال کا اسے علم ہے میں فکر مندی اور سوال نہ کرنے کے درمیان حیران و پریشان ہوں، وہ متضاد و مخالف چیزیں ایک لفظ میں جمع ہو گئیں اور میرے اس کے عشق میں وہ متفق ہیں، کیا تو فضیلتوں والا نہیں اگر ان

---

(۱) ہانکنے والی دونوں معنی کا احتمال ہے، از علوی

مجھ سے مرنے کے بعد تعزیت [illegible] کی جائے گی تو میرے علاوہ ان کی کون پرورش کرے گا۔

وہ اشعار جو "تاج الدین کندی" نے "عمارہ یمنی" کے بارے میں کہے جب اس نے کافروں اور مصریوں کی ملک صلاح الدین کے قتل کرنے پر مدد کی تھی اور انہوں نے دوبارہ فاطمی حکومت قائم کرنا چاہی تو اس نے اپنے معاملے میں مدد دی، جس کی پاداش میں اسے ۵۶۹ھ کو سولی دیئے جانے والے لوگوں کے ساتھ سولی دی گئی۔

"عمارہ" نے اسلام میں خیانت کا مظاہرہ کیا اور اس میں کوئی حرج اور عیب سے معاملہ کیا تو وہ احمد کے بغض میں شرک کا شریک ہو گیا اور صلیب کی محبت میں سخت ہو گیا اور صلیب کے ساتھ ملا دیا گیا، طبیب تھا تو اگر اسے چاہئے تو تعلق میں سے سخت لکڑی پائے گا۔ نیز آپ نے کہا۔

ہم دونوں میں زمانے کے ساتھ، جب ان کی ہم [illegible] تھے جب یہ دن گزر گئے تو مجھے ان کو [illegible] ایسا لگا جیسے کہ خواب اور نیند میں ہوں۔ بڑھاپے نے مجھے خطا یا تو کوئی چارہ گری کام نہ آئی مگر جس پر اسے ناکامی اور ملامت نے شکار کر دیا ہو، وہ مسافر ہے جو ہمیشہ برداشت سے کام لیتا ہے اور [illegible] ہلاکت کی طرف کھینچے چلا جاتا ہے۔ میں سال بہ سال شمار کرتا رہا اور اب میں دن بدن کی گنتی کرتا ہوں۔

**العز محمد بن حافظ عبد الغنی المقدسی**[1] ... آپ کی پیدائش ۵۶۶ھ میں ہوئی، آپ کے والد نے آپ کو "الکثیر" سے سماع کرایا، پھر آپ خود بغداد چلے گئے جہاں "مسند احمد" پڑھی، جامع دمشق میں آپ کا حلقہ درس لگتا تھا۔ آپ "معظم" کے ساتھیوں میں سے تھے، آپ بڑے عبادت گزار، نیک، پرہیزگار اور حافظ تھے، اللہ تعالیٰ آپ پر اور آپ کے والدین پر رحمت کرے۔

**ابوالفتوح محمد بن علی بن المبارک**[2] ... [illegible] بغدادی کثیر سے سماع کیا، آپ خلیفہ اور ملک اشرف بن عادل کے قاصدوں میں آیا جایا کرتے تھے، بڑے عقلمند، متدین، معتبر اور سچے آدمی تھے۔

**الشریف ابو جعفر** ... یحیی بن محمد بن محمد بن محمد بن علی علوی حسنی بصرہ میں اپنے باپ کے بعد "طالبیوں" کے نقیب تھے، آپ شاعر، ادیب، فاضل اور کئی فنون سے واقف خصوصاً علم انساب، عربوں کی جنگوں اور ان کے اشعار کو جانتے تھے، ان میں سے اکثر چیزیں آپ کو از بر تھیں، آپ خلیفہ "ناصر" کے مخصوصوں میں سے تھے، آپ کے عمدہ اشعار میں سے چند یہ ہیں:

تجھے وہ دن مبارک ہو جب دوست تیرے قریب ہے، یہی وہ ایام تھے جن کی ہم تمنا کرتے اور دن گنا کرتے۔ کوئی محبت مجھ پر فرض ہو گی
اور [illegible] کوئی [illegible] فرق کا خوف [illegible] اصل [illegible] اگر ہجر و فراق نہ ہوتا تو
وصل کی تیری لذت ہوتی جب [illegible] ملاقات ہوتی ہے تو محبوب کے لئے اس کا وصل بہت [illegible] ہوتا۔

**ابو علی مزید بن علی** ... ابن مزید جو "ابن الخشکری" کے نام سے جانے جاتے ہیں، مشہور شاعر ہیں، ان کا اپنا "دیوان" بھی ہے، "علامہ ابن الساعی" نے ان کا بہت حصہ بیان کیا ہے، ان میں سے یہ قول بھی ہے:

میں نے فراق کے روز تم سے ایک نظر کی خواہش کا سوال کیا تو [illegible] تسلیم مشکل ہو گی، مجھے حیرانی ہے کہ تم کیسے [illegible] ہے جو تم سے پوچھے تو کہ "ہاں" [illegible] میرے محبوب افسوس ہے [illegible] اور آنسوؤں سے [illegible] ہے۔

**ابو الفضل رضوان بن منصور** ... ابن رضوان کردی جو "منتخب" کے نام سے مشہور ہیں، اربل میں پیدا ہوئے، ایک قوم کی خدمت پر مامور ہوئے [illegible] ادیب شاعر تھے، مختلف علوم کے ساتھ [illegible] آپ کے اشعار میں سے یہ قول ہے۔

گھوڑوں اور جوانوں کے بارے میں مجھ سے پوچھو اور ان گھوڑوں کے متعلق جو [illegible] سے حقیقت [illegible] ہیں، میں [illegible]

---

[1] التذکرۃ الحفاظ ۴/۱۴۰۰، ۴/۱۳۰۲، ذیل الروضتین ۹۹، المختصر فی [illegible] ج ۴/۸۰، النجوم الزاہرۃ ۶/۲۱۵

[2] ذیل الروضتین ۹۹، شذرات الذہب ۵/۵۳، النجوم الزاہرۃ ۶/۲۱۵

بارے میں جس کا وقف مال گندم گوں نیزے ہیں، جب شیر جنگ کرنے کا ارادہ کرتے ہیں، جب جنگ میں کوئی چیخ کر بلاتا ہے تو میں عقل وخرد کے لحاظ سے ثابت قدم ہوتا ہوں، میں اپنی جان کو موتوں کے گہرے سمندر میں داخل کر دیتا ہوں جب وہ موجزن ہو، مجھے دشمن کا خوف نہیں ہوتا، بہت سی راتوں کو بیدار ہو کر صبح کے انتظار میں تارے دیکھتے گزار دیا، اور بہت سے ویرانوں میں میرا گھوڑا دوپہر کو آیا اور گیا، تیری آنکھ کی خاطر میں مصائب برداشت کرتا رہا ہوں، اور جنگ میں لاچار ہو کر ثابت قدم رہتا ہوں۔

**محمد بن یحییٰ**...... ابن ہبۃ اللہ ابو جعفر النحاس واسطی اس نے "قسط" کی طرف یہ اشعار لکھے:

> جب میری عمر ۹۰ سال ہو گئی تو بہت سی کہنے والیوں نے مجھے کہا، اس طرح زندگی گزار کہ باقی رہ اور سلامت رہ، ہمیشہ رہ اور زندگی کی روح سونگھ، کیونکہ یہ صعود و مقام کے تاریک گھر سے بہتر ہے، تو میں نے ان سے کہا کہ میرا عذر تمہارے سامنے "زہیر" کے گھر میں تیار کیا گیا ہے سو جان لے اور خوب جان لے، میں زندگی کی تکلیفوں سے اکتا گیا ہوں اور جو شخص اسی سال تک زندہ رہے تو لازماً وہ اکتا جائے گا۔

## آغاز ۶۱۳ھ

اس سال کے محرم میں جامع اموی کے اندر فرش کا کام پایۂ تکمیل تک پہنچا، معتمد مبارز الدین ابراہیم متولی نے دمشق پہنچ کر خوشی خوشی باب الزیادہ کے پاس اپنے ہاتھ سے آخری جوڑ لگایا، اس سال بغداد میں دجلہ کی سطح بہت بڑھ گئی پانی کی سطح بلند ہو کر قبروں تک پہنچ گئی صرف دو انگلیوں کا فاصلہ رہ گیا، پھر پانی اس کے اوپر سے پھر گیا، جس کی وجہ سے لوگوں نے ہلاکت کا یقین کر لیا، یہ سلسلہ مسلسل سات راتیں اور آٹھ دن جاری رہا، پھر اللہ تعالیٰ کا احسان ہوا تو پانی کم ہونا شروع ہو گیا، اور بہ عجلت ہی کم ہو گئی، بغداد ٹیلوں کی طرح رہ گیا، اکثر مکانات گر گئے۔

اس سال "نظامیہ" میں "محمد بن یحییٰ بن فضلان" نے درس دیا، جہاں ان کے پاس قاضی حضرات اور نامور شخصیات حاضر ہوئیں، اس سال "صدر بن حمویہ" عادل کی طرف سے خلیفہ کے پاس قاصد بن کر گئے، اسی سال اس کا بیٹا فخر بن کامل "معظم" کے پاس اپنے بیٹے اقسیس حاکم یمن کے لئے اس کی بیٹی کا رشتہ مانگنے گیا، اور دمشق میں بڑے پیمانے پر نکاح ہوا۔

اس سال "سلطان علاء الدین خوارزم شاہ محمد بن تکش" ہمدان سے بغداد پہنچا، اس کے ساتھ چار لاکھ جنگجو تھے، بعض نے چھ لاکھ بتائے ہیں تو خلیفہ اس کے لئے مستعد ہوا، اور فوجیں طلب کیں، خلیفہ کو پیغام بھیج کر سلجوقیہ کے دستور کے مطابق آگے ہونے کا مطالبہ کیا، اور یہ کہ بغداد میں اس کا خطبہ جاری ہو، خلیفہ نے اسے کوئی جواب نہ دیا، شیخ شہاب الدین سہروردی کو اس کے پاس بھیجا، جب آپ پہنچے تو اس نے ان کی عظمت اور بادشاہوں کا ان کے سامنے بکثرت کھڑے رہنے کا مشاہدہ کیا، آپ سونے کی گاڑی میں ساکھو کے تخت پر بیٹھے تھے آپ پر بخاری کی قبا تھی جس کی قیمت پانچ درہم کے مساوی تھی، سر پر ایک درہم کا پٹکا تھا، آپ نے جب اسے سلام کیا تو اس نے تکبر سے جواب نہ دیا، اور نہ بیٹھنے کی اجازت دی آپ نے تخت کی ایک جانب کھڑے ہو کر بہت عظیم خطبہ دیا، جس میں بنو العباس کی فضیلت اور شرف کا ذکر کیا، اور وہ احادیث پیش کیں جن میں انہیں تکلیف دینے سے روکا گیا ہے بادشاہ کا ترجمان ان باتوں کو اس کے سامنے دہراتا گیا، اس پر بادشاہ نے کہا کہ:

تو نے جو خلیفہ کی فضیلت ذکر کی وہ تو ایسا نہیں، لیکن جب میں بغداد آؤں گا تو اس کو کھڑا کروں گا جس میں یہ صفت ہو گی اور جو تم نے انہیں تکلیف دینے کی نہی بیان کی تو ان میں سے کسی کو میں نے کوئی تکلیف نہیں پہنچائی، لیکن خلیفہ کے جیل خانوں میں انہی کے بہت سے افراد ہیں جو قید خانوں میں ہی پیدا ہوئے ہیں، اسی نے بنی العباس کو اذیت دی ہے، تو آپ نے اسے چھوڑ دیا اور اس کے بعد کوئی جواب نہ دیا۔

سہروردی رحمہ اللہ وہاں سے واپس ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے بادشاہ اور اس کی فوج پر تین دن بڑی برفباری کی، یہاں تک کہ خیمے اور چھوترے بھر گئے، اور سر برآوردہ لوگوں کے سروں تک پہنچ گئی، لوگوں کے ہاتھ پیر شدت کی سردی سے کٹ گئے، اور ان پر ایسی مصیبت آئی جس کی کیفیت بیان سے باہر ہے اللہ تعالیٰ نے انہیں ناکام و نامراد واپس رجوع کر دیا۔ الحمد للہ

اس سال وہ صلح جو "عادل" اور فرنگیوں کے مابین تھی منقطع ہوگئی، اتفاقاً "عادل" "مصر" سے آیا اور بمقام "بیسان" اس کی اور اس کے بیٹے "معظم" کی ملاقات ہوگئی فرنگی "عکا" سے نکلے اور تمام ملوک سواحل نے ان کا ساتھ دیا اسی سبب سے عادل سے جنگ آزمائی کے لئے آ پہنچے، جب عادل کو ان کا احساس ہوا اور ان کی فوجوں کی کثرت اور اپنی فوجوں کی قلت دیکھی تو راہ فرار اختیار کی، یہ دیکھ کر اس کے بیٹے "معظم" نے کہا: یا حضور! کہاں کو چلے؟ تو "عادل" نے اسے عجمی زبان سے سب وشتم کیا اور اسے کہا: تو نے ملک شام تو اپنے غلاموں کو بطور جاگیر دے رکھا اور لوگوں کی اولاد کا خیال نہیں، اس کے بعد "عادل" نے دمشق کا رخ کیا اور اس کے والی "معتمد" کو لکھا کہ اسے فرنگیوں کے مقابلہ میں پناہ دے اور "داریا" سے قلعہ کی طرف سامان رسد منتقل کرے اور "داریا" "قصر حجاج" اور "شاغور" کی زمینوں پر پانی چھوڑ دے، لوگوں کو اس بات سے بڑا اندیشہ ہوا اور وہ اللہ تعالیٰ کے حضور عاجزی وانکساری میں لگ گئے، جامع مسجد میں بڑی چیخ وپکار سے دعائیں ہوئیں، سلطان متوجہ ہوا تو "مرج الصفر" میں ڈیرہ لگایا، وہاں سے اہل مشرق کے بادشاہوں کو فرنگیوں کا مقابلہ کرنے کے لئے یہاں آنے کا پیغام دیا۔

ان میں سے جو سب سے پہلے پہنچا وہ حمص کا حاکم اسد الدین تھا، لوگوں نے اس کا استقبال کیا، اس نے "ست الشام" کو اس کے گھر میں ہسپتال کے پاس سلام کیا، پھر اپنے گھر لوٹ آیا، ادھر فرنگی بیسان پہنچ چکے تھے جہاں انھوں نے غلوں، جانوروں اور جو کچھ پایا اس میں لوٹ کھسوٹ شروع کر دی، بہت سے لوگوں کو قتل کیا اور کمینوں کو غلام بنالیا، پھر ایسا فساد زمین میں قتل وقید اور غارتگری کا شروع کیا جس کی ابتدا بیسان اور انتہا بانیاس تک تھی، جولان کی زمینوں سے نوی وغیرہ علاقوں تک نکل گئے، ادھر "ملک معظم" نے کوچ کر کے لجون کی گھاٹی پر نابلس اور قدس کے درمیان پڑاؤ کیا کیونکہ اسے "قدس" کے بارے میں فرنگیوں کا خوف تھا اس لئے وہ بہت اہم تھا، فرنگیوں نے قلعہ طور کا بہت سخت محاصرہ کیا اور اس کے بہادروں نے اس کا بڑا مضبوط دفاع کیا، فرنگی منہ کی کھا کر واپس "عکا" پلٹ گئے، ان کے ساتھ مسلمان قیدی تھے، "ملک معظم" نے طور آ کر امراء کو قیمتی جوڑے دیے اور ان کے دلوں کو خوش کیا، پھر اس نے اور اس کے باپ نے اس کی ساقط شدہ حالت پر ہی اتفاق کر لیا جیسا کہ عنقریب بیان ہوگا۔

## اس سال فوت ہونے والے نامور حضرات

**شیخ امام علامہ شیخ عماد**(۱)...... حافظ عبدالغنی کے بھائی، ابو اسحاق ابراہیم بن عبدالواحد بن علی بن سرور مقدسی، شیخ عماد اپنے بھائی حافظ عبدالغنی سے دو سال چھوٹے تھے، ۵۵۱ھ ایک جماعت کے ہمراہ دمشق آئے، اور بغداد دو دفعہ داخل ہوئے، حدیث کا سماع کیا، آپ بڑے عابد زاہد، متقی اور پرہیزگار، بہت زیادہ روزے رکھنے والے تھے ایک دن روزہ اور ایک دن افطار کرتے، آپ فقیہ اور مفتی بھی تھے، "کتاب الفروع" آپ کی ہے نیز "احکام" تصنیف کی لیکن وہ مکمل نہ ہو سکی، شیخ موفق کے ساتھ حنابلہ کے محراب میں امامت کراتے، اور وہ بغیر محراب کے نماز پڑھتے تھے۔

پھر بعد میں ۶۱۷ھ میں محراب وضع کئے گئے، اسی طرح لوگوں کی قضا شدہ نمازوں کی امامت کراتے، یہ پہلے شخص ہیں جنھوں نے یہ کام کیا، جس دن آپ روزے سے تھے مغرب کی نماز پڑھی پھر اپنے گھر دمشق میں واپس ہوئے، افطار کیا تو اچانک فوت ہوگئے، "جامع اموی" میں آپ کی نماز جنازہ پڑھی گئی، شیخ موفق نے ان کی عید گاہ کے پاس نماز جنازہ پڑھائی، پھر انہیں لے کر دامن کوہ کی طرف چلے، لوگوں کے اژدحام کی وجہ سے آپ کی وفات کا دن جمعے کا دن لگتا تھا۔

شیخ سبط ابن الجوزی فرماتے تھے لوگ کہف سے مغارۃ الدم وہاں سے منظورہ تک پھیلے ہوئے تھے ان کے سروں پر اگر تل گرایا جاتا تو وہ زمین پر نہ گرتا، شیخ سبط ابن الجوزی فرماتے ہیں: جب میں اسی رات واپس ہوا تو میں نے ان کے اور ان کے جنازے اور وہاں حاضر ہونے والوں کی کثرت میں غور وفکر کرنی شروع کی تو میں نے کہا کہ یہ نیک آدمی تھے، شاید انھوں نے قبر میں رکھے جانے کے وقت اپنے رب کو دیکھا ہو اور میرے ذہن میں، سفیان ثوری رحمہ اللہ کے وہ اشعار جو انھوں نے اپنی وفات کے بعد خواب میں سنائے تھے چکر لگانے لگے۔

قبر میں رکھے جانے کے وقت میں نے اپنے رب کو آمنے سامنے دیکھا تو آپ نے فرمایا اے سعید کے بیٹے تجھے میری خوشنودی مبارک ہو۔

---

(۱) التاج المکلل ۲۲۵، ۲۲۷، ذیل طبقات الحنابلہ ۹۳، ۱۰۶/۱، شذرات الذھب ۵۳، ۶۰/۵

جب رات کی تاریکی ہو جاتی تھی تو زندگی والی اور مشتاق آنکھوں کے ساتھ اٹھ کھڑا ہوتا تھا، مجھے اختیار ہے جو کل چاہے لے لے اور میری زیارت کر کیونکہ میں تجھ سے دور نہیں ہوں۔

پھر میں نے کہا امید ہے کہ کمال نے بھی سفیان ثوری کی طرح اپنے رب کو دیکھا ہو، میں اسی حالت میں سو گیا تو میں نے شیخ کمال کو خواب میں دیکھا، آپ ان پر جبہ پہنے اور عمامہ باندھے ایک کشادہ جگہ میں تھے، شاید وہ کوئی باغ تھا، وہاں ایک وسیع چوڑی چیز کی چوکھٹ تھی، میں نے کہا یا کمال الدین! آپ کی رات کیسے گزری؟ بخدا میں آپ کے بارے متفکر ہوں! تو انہوں نے میری طرف دیکھا اور حسب عادت جیسا کہ میں دنیا میں ان کی اس عادت سے واقف تھا، مسکرا دئیے، پھر انہوں نے کہا:

میں نے اپنے رب کو اس وقت دیکھا جب مجھے میری قبر میں اتارا گیا، میں اپنے دوستوں، ملک، وطن اور چاہنے والوں سے جدا ہو گیا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ مجھے میری طرف سے اچھا بدلہ ہو، میں تم سے راضی ہوں، میری سعادت اور رحمت تمہارے شامل حال ہے، بخشو اور گذر جا تو نے ایک عرصہ تک میری قربت کی امید رکھی، آگ سے بچا دیا گیا اور میری جنت سے ملا دیا گیا ہے۔ سبط ابن الجوزی فرماتے ہیں کہ میں بیدار ہو گیا تو مجھ پر دہشت کا عالم تھا، پھر میں نے یہ اشعار لکھ لئے، واللہ اعلم۔

**قاضی جمال الدین ابن الحرستانی**...... عبدالصمد بن محمد بن ابی الفضل بن ابی القاسم الانصاری ابن الحرستانی دمشق کے قاضی القضاۃ تھے، آپ ۵۲۰ھ میں پیدا ہوئے، آپ کے والد اہل حرستان سے تھے، وہ باب توما میں رہتے اور مسجد قبی کی امامت کرنے لگے تو آپ کے اس بیٹے نے بڑی اچھی پرورش پائی، حدیث کا بہت سے لوگوں سے سماع کیا، حافظ ابن عساکر کے بہت سے مشائخ کے ساتھ شریک رہے۔ تھے آپ حجیرۂ خضر میں درس کرنے کے لئے بیٹھتے تھے، آپ ہمیشہ نماز پڑھتے اور جامع مسجد میں آپ کی نماز فوت نہیں ہوتی تھی، آپ کا گھر دربند میں تھا اور درس کا جابیہ میں ادا، آپ نے اسی حالت پر کامل عمر پائی، واللہ اعلم۔

فیصلوں کی عدالت میں ابن عصرون کے نائب ہوئے، لیکن اس عہدہ سے دستبردار ہوگئے اور گھر بیٹھے رہے اور نمازیں جامع مسجد میں ادا کرتے رہے۔ "عادل" نے قاضی ابن زکی کو معزول کردیا اور آپ پر عہدہ قضا لازم کردیا، اس وقت آپ کی عمر ۹۲ سال تھی، نیز "عزیزیہ" کی تدریس بھی آپ کے سپرد کردی، "عادل" نے "التقویۃ" کا کام ابن زکی سے لے کر فخر الدین ابن عساکر کے سپرد کیا تھا، علامہ ابن عبدالسلام فرماتے ہیں کہ میں نے ابن الحرستانی سے زیادہ فقیہ کوئی شخص نہیں دیکھا، امام غزالی کی "الوسیط" یاد کرتے تھے، اس بات کو کئی لوگوں نے بیان کیا کہ سب سے زیادہ عادل اور حق کو قائم کرنے والے تھے، اللہ تعالیٰ کے بارے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پرواہ نہیں کرتے تھے، آپ کے بیٹے عماد الدین جامع دمشق میں خطابت کرتے تھے، شیخ اشرفیہ آپ کے نائب ہوئے۔

قاضی جمال الدین "مدرسہ مجاہدیہ" میں فیصلے کے لئے تشریف فرما ہوتے، بادشاہ نے آپ کی طرف تکیہ اور چادر بھیجی کیونکہ آپ کہن سال آدمی تھے، آپ کے بیٹے آپ کے سامنے بیٹھتے، جب آپ کے والد اٹھ جاتے تو وہ ان کا جانشین ہوتا، پھر انہوں نے اپنے اس بیٹے کو اس نیابت سے معزول کردیا کیونکہ ان کے متعلق کوئی شکایت ملی تھی، اور شمس الدین شیرازی کو اپنا نائب مقرر کرلیا، وہ آپ کے سامنے "ایوان" کی مشرقی جانب بیٹھتا، اس کے ساتھ شمس الدین ابن سنا الدولہ اور شرف الدین بن موصلی حنفی بھی نائب تھا، یہ دونوں مدرسے کے محراب میں تشریف فرما ہوتے، آپ مسلسل دو سال چند ماہ حاکم و قاضی رہے، پھر ۴ ذوالحجہ بروز ہفتہ ۹۵ سال کی عمر میں وفات پائی، جامع دمشق میں جنازہ ہوا اور قاسیون کے دامن کی طرف تدفین عمل میں آئی۔

**امیر بدر الدین محمد بن ابی القاسم**...... ہکاری، قدس میں دو فقہی مدرسے کے بانی، آپ نیک امیر تھے، ہمیشہ آپ کو شہادت کی تمنا رہتی، چنانچہ فرنگیوں نے آپ کو طور کے قلعہ میں شہید کردیا اور اپنی تعمیر کردہ قبر میں بیت المقدس میں دفن کیا گیا جہاں آج تک مزار ہے۔

**شجاع محمود المعروف بابن الدماغ**...... یہ "عادل" کا دوست تھا اسے چاہتا، اس نے ان لوگوں سے بہت سے اموال حاصل کیے، آپ کا گھر باب فرج میں تھا، اس کی بیوی نے حنفیہ اور شافعیہ کے لئے مدرسہ بنایا، جس پر بہت جائداد وقف کی۔

شیخہ صالحہ عابدہ و زاہدہ...... عالمہ عورتوں کی شیخہ، آپ نے ''دہن اللوز'' کا لقب اختیار کیا، نور زمان کی بیٹی یہ ان کی فوت ہونے والی بیٹیوں میں سے سب سے آخری بیٹی ہیں، انہوں نے اپنا تمام مال اپنی مشہور بہن ست العصبہ کی قبر پر وقف کر دیا۔

## آغاز ۶۱۵ھ

اس سال کے آغاز پر عادل مرج الصفر میں فرنگیوں سے برسرپیکار ہونے کے لئے مقیم تھا اور اپنے بیٹے ''معظم'' کو قلعہ طور کو ویران کرنے کا حکم دیا، معظم نے اسے ویران کر کے اس میں رکھا سامان حرب فرنگیوں کے اندیشے کی وجہ سے دوسرے شہروں کی طرف منتقل کر دیا، ربیع الاول میں فرنگی ''دمیاط'' اترے، جمادی الاولیٰ میں ''برج السلسلہ'' پر قبضہ جمالیا، یہ بڑا محفوظ قلعہ تھا، اور جو بلاد مصر کے لئے تالے کی حیثیت رکھتا تھا، اسی سال معظم اور فرنگیوں کی ''القیمون'' پر مڈبھیڑ ہوئی، اس نے انہیں شکست دی ان کے کئی افراد قتل کر دیئے، اور سو عدد (۱۰۰) ''الداویہ'' کو قیدی بنا لیا، پھر اس نے ان کے سرداروں کو سرنگوں کر کے قدس میں داخل کیا۔

اس سال موصل میں پے در پے بادشاہوں کے فوت ہونے کی وجہ سے کئی مصائب پھوٹ پڑے، یہ بادشاہ ''قرا ارسلان'' کے بیٹے تھے، ان کے باپ کا غلام بدرالدین لؤلؤ امور سلطنت پر مسلط ہو گیا، واللہ اعلم۔ اس سال روم کا بادشاہ کیکاؤس بن کیخسرو، حلب کی حکومت چھیننے کے لئے متوجہ ہوا، جس پر افضل بن صلاح الدین سمیساط کے حاکم نے اس کی مدد کی، البتہ ملک اشرف موسیٰ بن عادل نے اسے اس بات سے روکا، اس نے شاہ روم کو زیر کر لیا، اس کی فوج کو شکست دی، یوں اسے ناکام واپس لوٹا دیا، اس سال ملک اشرف نے اپنے زیر دست علاقوں کے علاوہ سنجار شہر پر بھی قبضہ کر لیا۔

اس سال ''سلطان ملک عادل ابوبکر بن ایوب'' نے وفات پائی تو فرنگیوں نے ''دمیاط'' پر قبضہ کر لیا اور ''دمیاط'' کی سرحد سے بلاد مصر کا رخ کیا، جس کا انہوں نے چار ماہ محاصرہ کیا، جبکہ ''ملک کامل'' ان سے جنگ کرتا اور انہیں روکتا رہا، انہوں نے ''برج السلسلہ'' پر تسلط حاصل کر لیا جو بلاد مصر کے لئے تالے کی حیثیت رکھتا تھا، وہ دریائے نیل میں جہاں وہ سمندر سے منسلک ہے جزیرہ کے وسط میں واقع ہے، وہاں سے دمیاط پہنچتا ہے، وہ دمیاط کے کنارے اور اس سلسلے کا کنارہ دوسری طرف ہے، اس پر پل بنا ہوا ہے، دوسرا سلسلہ سمندر میں بحری بیڑوں کو روکنے کے لئے ہے، یوں داخل ہونا ناممکن ہے۔

فرنگیوں نے جب اس برج پر قبضہ کر لیا تو یہ بات مسلمانوں پر بڑی شاق گزری ''عادل'' کو جب بمقام مرج الصفر یہ خبر ملی تو اس نے ایک سرد آہ بھری، مسلمانوں اور ان کے شہروں پر افسوس کرتے ہوئے سینے پر ہاتھ مارا، اسی وقت سے مرض الموت میں مبتلا ہو گیا، جس کا اللہ تعالیٰ ارادہ فرما رہا تھا، پھر جب ۷ جمادی الثانیہ جمعہ کا دن ہوا تو عالقین کے گاؤں میں اس نے وفات پائی، اس کا بیٹا ''معظم'' جلدی سے اس کے پاس پہنچا، اس کے جنازہ کو جمع کیا اور اسے اسٹریچر میں ہمراہ خادم بھیجا کہ گویا بادشاہ بیمار ہے، جب اس کے پاس کوئی ایک سلام کرنے آتا تو خصی اس کی طرف سے انہیں سلام پہنچاتا کہ وہ سلام کا جواب دینے سے عاجز رہے، جب اسے قلعہ میں پہنچایا گیا تو کچھ مدت کے لئے اسے وہاں دفن رکھا، اس کے بعد ''عادلیہ کبیرہ'' اس کی قبر میں منتقل کر دیا، ملک سیف الدین ابوبکر بن ایوب بن شادی نیک، عمدہ سیرت، دین و عقل والا، جنگوں میں ثابت قدم اور باوقار بادشاہ تھا، اس نے اپنی تمام مملکت سے محرمات، شراب، اور موسیقی کے آلات کا خاتمہ کیا، جو مصر کے دور کے علاقوں سے یمن، شام، جزیرہ اور پورے ہمدان تک پھیلی ہوئی تھی، ان پر اس نے اپنے بھائی ''صلاح الدین'' کے بعد سوائے حلب شہر کے قبضہ کیا، اور حلب کو اپنے بھتیجے ''ظاہر غازی'' کے پاس برقرار رکھا، کیونکہ اس نے اپنی بیٹی ست خاتون کا نکاح اس سے کیا تھا۔

''عادل'' بڑا حلیم طبع، صاف دل، مصائب پر صبر کرنے والا، بذات خود اور اپنے بھائی کی معیت میں بہت جہاد کرنے والا تھا، فرنگیوں کے ساتھ نبرد آزمائی کے تمام یا اکثر مواقع پر اس کے ساتھ رہا، جس میں اسے بڑی شہرت حاصل ہوئی، وہ اگرچہ کشادہ دست نہ تھا پھر بھی اس نے مصر میں گرانی کے زمانے میں فقراء پر بہت سا مال خرچ کیا، ضرورتمند لوگوں کی اولاد اور اسی طرح اور لوگوں پر بہت زیادہ صدقہ کیا، پھر اس نے دوسرے سال گرانی والے سال کے بعد ایک لاکھ غرباء و فقراء بے گور و کفن انسانوں کو کفن پہنائے، خصوصاً مرض الوفات میں اس نے بہت ہی زیادہ صدقہ کیا حتیٰ کہ اپنے

تمام لباس اور سواری تک کو صدقہ کر دیتا، اور باوجود اکثر ایام روزے کی حالت میں رہنے کے صحت مند، بسیار خور شخص تھا، کئی عمدہ کھانے تناول کرتا، پھر سوتے وقت ایک رطل دمشقی خشک شیریں حلوہ کھاتا۔

بخار کے اوقات میں اس کی ناک میں ایک بیماری تھی، دمشق میں اس دوران کھڑے ہونے سے قاصر تھا، مرج الصفر میں اس کے لئے خیمہ لگایا جاتا، اس کے بعد وہ شہر میں داخل ہوتا، اس نے ۷۵ سال کی عمر میں وفات پائی، اس کی اولاد کی پوری جماعت تھی، محمد الکامل مصر کے حاکم، عیسیٰ معظم حاکم دمشق، موسیٰ اشرف حاکم جزیرہ، خلاط اور حران وغیرہ، اوحد ایوب جس کی وفات ''عادل'' سے پہلے ہو چکی تھی، فائز ابراہیم، مظفر غازی حاکم الرہا، عزیز عثمان، امجد حسن یہ دونوں معظم کے سگے بھائی ہیں، مغیث محمود، حافظ ارسلان حاکم جعبر، صالح اسمٰعیل، القاہر اسحاق، مجیر الدین یعقوب، قطب الدین احمد، خلیل جو سب سے چھوٹا تھا، اور تقی الدین عباس جس کی وفات سب سے آخر میں ہوئی، یہ ۶۶۰ھ تک حیات رہا۔

اس کی بیٹیاں بھی تھیں، جن میں سب سے مشہور الست صفیہ خاتون ہے جو ظاہر غازی حاکم حلب کی بیوی تھی، ملک عزیز کی والدہ تھی، ناصر یوسف کا والد تھا، جس نے دمشق پر قبضہ کر لیا، اس کی طرف ناصریتان جن میں سے ایک دمشق میں اور دوسرا قاسیون کوہ میں تھا، اسے ''ہلاکو خان'' نے قتل کیا تھا جیسا کہ اس کی تفصیل بیان ہوگی۔

**فرنگیوں کا دمیاط پر قبضہ:**...... جب ''عادل'' کی موت کی خبر مشہور ہوئی، اس کے بیٹے ''کامل'' کو دمیاط کی سرحد پر جب وہ فرنگیوں کے ساتھ صف آرا تھا، پہنچی، اس خبر نے مسلمانوں کے اعضاء کو کمزور کر دیا اور ان کی ہوا اکھڑ گئی، پھر ''کامل'' کو دوسری خبر یہ پہنچی کہ امیر ابن المشطوب، جو مصر کے سب سے بڑے امیر تھے، انھوں نے ''کامل'' کی بجائے ''فائز'' کی بیعت کا ارادہ کر لیا ہے، تو وہ تنہا ہی سواروں کا دستہ لے کر مصر میں داخل ہو گیا تاکہ وہ اس بڑی مصیبت کا تدارک کر سکے، جب فوج نے اسے اپنے درمیان نہ پایا تو ان کا نظام بگڑ گیا، اور یہ گمان کرنے لگے کہ شاید ''عادل'' کی موت سے بھی زیادہ کوئی بڑا واقعہ پیش آ گیا ہے۔

تو یہ بھی اس کے پیچھے چل پڑے، فرنگیوں نے یہ حال دیکھا تو بڑے امن و امان سے دیار مصر میں داخل ہو گئے، ''کامل'' کی چھاؤنی اور اس کے برجوں پر تسلط حاصل کر لیا، بڑی بدحواسی پھیل گئی، یہ سب اس غالب حکمت والے خدا کی تقدیر سے ہوا، جب ''کامل'' مصر میں داخل ہوا تو وہ کچھ درپیش نہ آیا، جس کا اسے گمان تھا، یہ فرنگیوں کی ایک جنگی اسکیم تھی، ابن المشطوب ''کامل'' سے بھاگ کر شام پہنچ گیا، پھر فی الفور لشکر میں سوار ہو کر فرنگیوں کی طرف چل نکلا، ادھر معاملہ ہاتھ سے نکل چکا تھا، کئی شہروں پر انھوں نے قبضہ کر لیا، بہت سے لوگوں کو قتل کر دیا، وہاں موجود دیہاتیوں نے لوگوں کے مال و متاع میں خرابی شروع کر دی، یوں یہ لوگ فرنگیوں سے زیادہ نقصان دہ ثابت ہوئے۔

''کامل'' نے فرنگیوں کے سامنے پڑاؤ کیا، اور انہیں ''قاہرہ'' میں داخل ہونے سے روکتا رہا، جیسا کہ وہ اس سے قبل سرحد کا ان سے دفاع کرتا رہا، اس نے اپنے بھائیوں کو ترغیب و امداد کے خطوط لکھے، چلو! چلو! جلدی کرو! جلدی کرو! مسلمانوں کی امداد کے لئے پہنچو قبل اس کے، کہ فرنگیوں کا پورے مصر پر قبضہ ہو جائے، تو ہر طرف سے اسلامی لشکر اس کی طرف امڈ آئے، ان میں سب سے پہلے جو پہنچا، اشرف تھا، اللہ تعالیٰ اس کے چہرے کو منور رکھے، اس کے بعد ''معظم'' ان کا فرنگیوں سے جو داؤ پیچ ہوا اسے ہم اس سال کے بعد بیان کریں گے۔

اس سال بغداد کا احتساب الصاحب محی الدین یوسف بن ابی الفرج ابن الجوزی نے سنبھالا، اس کے ساتھ ساتھ وہ اپنے والد کے قاعدے کے مطابق وعظ کے وقت پر عمل پیرا رہے، احتساب کے عہدے میں وہ داد و تحسین کے لائق رہے، اس سال اس نے ''معظم'' کو بدری قبرستان جو شبلیہ کے بالمقابل پل کے پاس ہے، نگران مقرر کیا، جو ثور پر واقع ہے اسے ''مقبرہ کمیل'' بھی کہا جاتا ہے، یہ حسن بن الدایہ کی جانب منسوب ہے، یہ اور اس کا بھائی نور الدین محمود بن زنگی کے بڑے امیروں میں سے تھا، ۶۲۰ھ میں اس نے ایک جامع مسجد تعمیر کروائی جس میں بروز جمعہ خطبہ دیتا۔

اس سال علاؤ الدین محمد بن تکش نے ''ملک عادل'' کی طرف اس وقت قاصد بھیجا جب مرج الصفر میں خیمہ زن تھا، تو اس نے قاصد کے ساتھ دمشق کے خطیب جمال الدین محمد بن عبد الملک الدولعی، اس کی طرف بھیجا اور ان کی جگہ شیخ موفق عمر بن یوسف بیت الابار خطیب، نائب خطیب مقرر ہوئے، چنانچہ انھوں نے ان کا کام سنبھالتے ہوئے ''عزیزیہ'' میں اقامت اختیار کی، یہاں تک کہ وہ واپس آئے اس وقت عادل فوت ہو چکا تھا۔

اس سال موصل کے حاکم ملک قاہر فوت ہو گئے ۔ [illegible] ان کے بیٹے نے ان کی جگہ قائم مقام بنایا گیا ۔ بعد میں وہ بھی فوت ہو گیا تو ان کی عمر تین سال تھی اور امور مملکت پر ان کے باپ کے غلام بدر الدین لؤلؤ نے تسلط حاصل کر لیا ۔ اس سال وزیر صفی الدین [illegible] مشرق سے "غزنی" کی وفات کے بعد [illegible] پھر ان کے متعلق "علم الدین" نے ایک مقدمہ تیار کیا جس میں اس کی [illegible] ذکر کیا ہے کہ وہ [illegible] اور فقراء اور فقہاء سے محبت رکھتا تھا اور جس وقت اپنی وزارت کی شان و شوکت میں [illegible] کرتا [illegible] حیثیت سے گرفتار ہوئے [illegible] "گاؤں" جو اس نے [illegible] کا سبب تھا اس نے اپنے بھائی "معظم" کو اس کے بارے میں لکھا تو اس کے [illegible] پر قبضہ کر لیا اور [illegible] سے معزول کر دیا [illegible] کا سبب ہوتا تھا ۔

اس سال کے رجب میں دمشق میں شراب ، گانے بجانے اور اس کے علاوہ دیگر فواحش و منکرات کا اعلان عام کر دیا گیا جنہیں اس کے باپ نے ختم کر دیا تھا ۔ اس وقت یہ حالت تھی کہ کوئی ایک شخص بھی شراب دمشق کی طرف منتقل کرنے کی جرأت نہ کر سکتا تھا مگر وہ کوئی خفیہ طریقہ استعمال کرتا ۔ اللہ تعالیٰ "عادل" کو اس کے نیک عمل پر جزا عطا فرمائے اور "معظم" نے جو کچھ کیا اس پر اس سے مواخذہ نہ کرے ۔

"معظم" نے یہ عذر پیش کیا کہ اس نے یہ ... فرنگیوں کے لئے [illegible] کی زیادتی کے ساتھ [illegible] نے [illegible] کی ضرورت پیش آ گئی ۔ اس نے یہ غلطی اپنی جہالت اور دین کی باتوں اور معاملات میں عدم معرفت کی وجہ سے کی [illegible] ایمان کے خلاف [illegible] زبان پر [illegible] خدمت [illegible] جنگ سے [illegible] کی وجہ سے [illegible] بات ہے [illegible] جیسا کہ ایک حدیث میں آیا ہے "جب میری معرفت رکھنے والا میری نافرمانی کرتا ہے تو میں اس پر ایسے شخص کو مسلط کر دیتا ہوں جسے میری معرفت نہیں ہوتی" [illegible] کی [illegible] نہیں تھی ۔

## اس سال فوت ہونے والے نامور حضرات

**قاضی شرف الدین** : ابو طالب عبداللہ بن زین القضاۃ عبدالرحمن بن سلطان بن یحییٰ اللخمی دمشقی ، آپ علم [illegible] کی طرف منسوب تھے [illegible] مذہب کے [illegible] میں مشہور تھے ۔ علامہ ابن ساعی نے ان کے متعلق ذکر کیا ہے کہ وہ ادیب تھے اور فقہ [illegible] معروف تھے ان کے اشعار میں سے یہ شعر ہے :

میں بہرے دل [illegible] تکلیف پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے شکایت کرتا ہوں [illegible] اور [illegible] کر گئے ، میں نے
تمہارے ساتھیوں کے بڑھنے والے کے متعلق پوچھا [illegible] سے فراق سے کیا [illegible] شوق ہے کیا فراق
سے بڑھ کر کوئی اور ذلت ہے ؟ اور ملاقات سے زیادہ لذت بخش کوئی زندگی ہے ؟

**عماد الدین ابو القاسم** ... بغداد کے قاضی القضاۃ عبداللہ بن الحسین بن الدامغانی [illegible] حدیث کا سماع کیا اور فقہ حنفیہ میں [illegible] کیا ۔ بغداد کے [illegible] مرتبہ [illegible] کی مدت تقریباً ۱۲ سال ہے ۔ آپ قابل تعریف سوانح والے اور [illegible] فرائض میراث [illegible] واقف تھے ۔

**ابو الحسن نجاح بن عبداللہ الحبشی** ..... مولائی نجم الدین خلیفہ ناصر کا غلام ، اسے دارالافضل "سلمان" بھی کہا جاتا تھا ، یہ خلیفہ کے [illegible] جب [illegible] فوت ہو گیا تو خلیفہ کو اس کی وفات پر بہت صدمہ ہوا ۔ اس کے جنازے کا دن لوگوں کے حاضر ہونے کا دن تھا ، اس کی [illegible] کے سامنے [illegible] اجزاء [illegible] اور ورق [illegible] خلیفہ نے بذات خود تابوت کے نیچے اس کی [illegible] اور اس کی طرف سے [illegible] اور اسی طرح [illegible] کے [illegible] پر صدقہ کیا [illegible] اپنے غلاموں کو آزاد کیا [illegible] کی طرف سے [illegible] مکانات وقف کئے ۔

**ابوالمظفر محمد بن علوان**...... ابن مہاجر بن علی بن مہاجر موصلی، نظامیہ میں فقہ پڑھا اور حدیث کا سماع کیا پھر موصل واپس آ گئے، جس کی وجہ سے اپنے ہمعصروں پر فوقیت حاصل کی، مدرسہ بدرالدین لولو اور اس کے علاوہ دیگر مدارس میں تدریس و افتاء کے لئے پیش رفت کی، یہ بڑے نیک اور دیندار شخص تھے۔

**ابوالطیب رزق اللہ بن یحییٰ**...... ابن رزق اللہ بن یحییٰ بن خلیفہ بن سلیمان بن رزق اللہ بن غانم بن غنام التاذفی محدث، سیاح، مسافر، ثقہ، حافظ، ادیب شاعر، ابوالعباس احمد بن برتکش بن عبداللہ العمادی، سنجار کے امیر تھے آپ کے والد ملک عمادالدین زنگی کے غلام تھے اور یہ "احمد" دیندار شاعر اور مالدار، صاحب جائیداد آدمی تھے، قطب الدین محمد بن عمادالدین زنگی نے آپ کے مال کی نگرانی کی اور آپ کو جیل میں ڈال کر بھول گیا اور آپ اسی غم میں جان بحق ہو گئے، آپ کے اشعار میں سے ہے۔

میں نے اسے الوداع کہا تو اس کے آنسو اس کے رخساروں پر داخل رہے تھے وہ کہہ رہی تھی، افادہ مدت عمر کا اکثر حصہ گزر چکا ہے، ازمی سے اس بقیہ عمر میں اعمال صالح کرا

## آغاز ۶۱۶ھ

اس سال شیخ محی الدین ابن الجوزی نے بغداد کے کوتوال کو منکرات کے ختم اور آلات لہو ولعب کو توڑنے کا حکم معظم کے حکم کے خلاف دیا، اور انہوں نے یہ حکم اسے اس سال کی ابتداء میں دیا تھا اللہ تعالیٰ ہی کی تعریف اور احسان ہے۔

**چنگیز خان کا ظہور اور تاتاریوں کا نہر جیحون کو پار کرنا**...... اس سال تاتاریوں نے اپنے شہروں سے، اپنے بادشاہ کی معیت میں نہر جیحون کو عبور کیا، یہ لوگ چینی علاقے طمغاج کے پہاڑوں میں رہتے ان کی زبان دوسرے تاتاریوں سے مختلف تھی، اور شجاعت دیگر تاتاریوں کے یہ لوگ زیادہ بہادر اور جنگوں میں ثابت قدم رہنے والے تھے، ان کے نہر جیحون میں داخل ہونے کا سبب یہ بات بنی کہ ان کے بادشاہ چنگیز خان نے کچھ تاجر بہت سارے مال کے ساتھ خوارزم شاہ کے شہروں کی طرف روانہ کئے جو اس کے پہنچنے کے لئے منافع میں کپڑے حاصل کریں گے، تو ان شہروں کے نائب نے خوارزم شاہ کو لکھا کہ ان لوگوں کے پاس بہت سامال ہے خوارزم شاہ کے منہ میں پانی آ گیا اس نے فوراً اسے لکھا کہ ان کا سامان چھین کر انہیں قتل کر دو! اس نے ایسا ہی کیا، جب چنگیز خان کو اس کی خبر ملی تو اس نے خوارزم شاہ کو دھمکی کا پیغام بھیجا، خوارزم شاہ نے جو کام کیا تھا بہتر بھی نہ تھا، دھمکی کے بعد خوارزم شاہ کو کسی نے مشورہ دیا کہ اس کی طرف اقدام اٹھائیں، چنانچہ خوارزم شاہ ان کی طرف روانہ ہو گیا اس وقت یہ لوگ کشلی خان کے ساتھ جنگ کرنے میں مصروف تھے۔

خوارزم شاہ نے موقع پاکر ان کے مال لوٹ لیے ان کی اولاد اور بچوں کو قیدی بنا لیا انہیں خبر ہوئی تو اسلحے سے لیس ہو کر اس کا رخ کیا، چار دن ایسی جنگ کی کہ ایسی جنگ کا کسی نے سنا نہ ہوگا، وہ اپنے حریم کا دفاع کرتے اور مسلمان اپنی جانوں کو بچانے کے لئے لڑ رہے تھے اور انہیں معلوم تھا کہ جب یہ حکمران بن گئے تو ان کی جڑ کاٹ دیں گے، دونوں فریقوں کے بہت سے لوگ مارے گئے، حتیٰ کہ گھوڑے خون میں پھسلتے تھے مسلمانوں کے تقریباً ۲۰ ہزار افراد مارے گئے، اور تاتاری ان سے بھی دوگنا تھے اس کے بعد دونوں جماعتیں رک گئیں اور واپس اپنے اپنے علاقوں میں چلی گئیں، خوارزم شاہ اور اس کے ساتھیوں نے بخارا و سمرقند میں پناہ لے کر انہیں اپنا قلعہ بنا لیا، اور وہاں بہت زیادہ جنگجو چھوڑ آیا، اور اپنے علاقے میں زیادہ فوج کی تیاری کے لئے واپس آیا، ادھر تاتاریوں نے غنیمت جانتے ہوئے، بخارا اور اس میں مقیم بیس ہزار مجاہدین کا قصد کیا، چنگیز خان نے تین دن ان کا محاصرہ رکھا، اہل بخارا نے اس سے امن کا مطالبہ کیا، چنانچہ اس نے امن تو دیا مگر وہاں داخل ہو کر دھوکا دہی سے ان کے ساتھ اچھا سلوک کیا، شہر میں قلعہ حائل ہوا تو اس کا بھی محاصرہ کیا، اور اہلیان شہر کو اس کی خندق پاٹنے کا حکم دیا، تاتاری منبر اور گھروں کی چادر و دیواری لاتے اور اسے خندق بھرنے کے لئے اس میں پھینک دیتے، سو انہوں نے اس قلعہ کو دس دن میں زبردستی فتح کر لیا، اور جو لوگ قلعہ بند تھے انہیں قتل کر دیا، پھر چنگیز خان شہر کی طرف پلٹا، تاجروں کا مال پسند کر کے اپنی فوج کے لئے حلال کر دیا، انہوں نے بخارا کے باسیوں کی اتنی تعداد قتل کی جس کا علم اللہ تعالیٰ ہی کو ہے، بچوں اور عورتوں کو قیدی

[illegible] اور اس کی اہل کی [illegible] سے بڑے گناہ کا ارتکاب کیا۔

دونوں شہر سے کسی نے اپنی مرضی کی بیوی کے تحفظ کی خاطر ان سے جنگ کی اور اسے قتل کر دیا جاتا اور جو قیدی بنا لئے جاتے تو انہیں طرح طرح سے عذاب ملتے تھے شہر میں مردوں عورتوں اور بچوں کی تعداد بکثرت تباہ و برباد ہو چکی تھی۔ کیونکہ انہوں نے اہل شہر کے گھروں [illegible] میں آگ پھینک دی اور سب بچوں سمیت گھر سے جلتے ہوئے [illegible] میں جل گئے۔

وہاں سے پلٹ کر انہوں نے سمرقند کا رخ کیا اور یہاں ان کا جو معاملہ ہوا اسے ہم عنقریب اسی سال کے ضمن میں ان شاء اللہ تعالیٰ بیان کریں گے۔ اس سال کی ابتداء میں بیت المقدس کی فصیل خراب کر دی گئی جسے ملک عادل نے اپنے ذکر کے ساتھ آباد کیا تھا۔ اس کا حکم "معظم" نے فرنگیوں کے قبضے کے ڈر سے دیا تھا کیونکہ [illegible] والے کے مشورے کے بعد اس نے یہ کیا تھا کہ فرنگی جب اسے حاصل کر لیں گے تو اسے پورے شام پر قبضہ کرنے کا ذریعہ بنا لیں گے۔ چنانچہ محرم میں اس نے فصیل گرانے کا کام شروع کر دیا تو وہاں کے باشندے فرنگیوں کے [illegible] حملے کے خوف سے [illegible] بھاگ گئے، اپنا سامان اور مال و متاع چھوڑ گئے اور شہر تقریباً خالی ہو گئے، یہاں تک کہا جاتا ہے کہ تیل کا ایک قنطار دس درہم میں فروخت ہوا اور [illegible] کا رطل نصف درہم میں [illegible] چیخے اور مسجد اقصیٰ [illegible] کے پاس اللہ تعالیٰ کے حضور آہ و زاری کرنے لگے۔ یہ بھی "معظم" کا ایک برا کام تھا۔ علاوہ ازیں [illegible] کے جواب سے [illegible] ظاہر ہوتا ہے کہ [illegible] "معظم" کی مذمت ہوتی ہے۔

اس نے رجب میں شراب جائز کی اور محرم میں بیت المقدس کو ویران کیا۔

اس سال فرنگیوں نے دمیاط شہر پر تسلط حاصل کر لیا اور وہاں کے باشندوں سے [illegible] کے بعد ان کے مردوں کو قتل اور عورتوں بچوں کو قیدی بنا لیا اور ان کی عصمت دری کی، جامع مسجد کا منبر [illegible] کی چادریں اور مصاحف لے کر [illegible] انہوں نے جامع مسجد کو "گرجا گھر" بنا لیا۔

اس سال "معظم" قاضی زکی الدین ابن الزکی پر برہم ہوا، اس کی وجہ یہ ہوئی کہ اس کی پھوپھی ست الشام بنت ایوب نے اپنے گھر جسے اس نے بعد میں مدرسہ بنا لیا تھا [illegible] قاضی زکی الدین کی طرف پیغام بھیجا کہ وہ اسے وصیت کرنا چاہتی ہے تو قاضی اس کے پاس گواہ لے کر پہنچا [illegible] اس نے وصیت لکھوا دی۔ اس پر "معظم" نے کہا کہ وہ میری اجازت کے بغیر میری پھوپھی کے پاس کیوں جاتا ہے۔ [illegible] اتفاق کی بات ہے کہ قاضی نے عزیزیہ کے [illegible] سے اس کا حساب مانگا [illegible] اپنے سامنے کوڑے لگوائے۔ "معظم" اس قاضی کو اپنے باپ کے زمانے سے ناپسند کرتا تھا، اس وجہ سے "معظم" نے قاضی کی طرف ایک گٹھڑی روانہ کی جس میں سفید قبا اور زرد ٹوپی تھی [illegible] نے کہا کہ دونوں [illegible] تھیں اور قاصد نے بادشاہ کی طرف سے اس کا [illegible] کہ وہ ضرور دونوں کو پہن کر دار العدل [illegible] کے درمیان فیصلہ کرے گا۔

یہ اتفاق کی بات ہوئی کہ جس وقت اسے یہ پیغام ملا تو وہ باب البرید [illegible] اپنے گھر کی دہلیز پر بیٹھا تھا اور مقدمے [illegible] کے لئے [illegible] تو اس نے انہیں پہن کر فیصلہ کیا، پھر اپنے گھر داخل ہوا تو مرض موت نے اس کا استقبال کیا، [illegible] وفات [illegible] سال کے [illegible] صفر میں ہوئی۔ شرف الدین [illegible] شاعر نے عبادت و اطاعت کا اظہار کیا [illegible] یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہ [illegible] جامع مسجد میں معتکف تھا تو "معظم" نے [illegible] کے پاس شراب [illegible] بھیجا تاکہ وہ اس میں مشغول ہو، اس پر "ابن عنین" نے [illegible] کی طرف یہ اشعار لکھ کر بھیجے:

اے شاہ معظم! آپ نے ایک بدعت گھڑی ہے جو ہمیشہ زندہ رہے گی [illegible] آپ [illegible] کریں گے۔

قاضی [illegible] دیں [illegible] شہادت [illegible]۔

[illegible] کے جانشین تھے۔ شمس الدین [illegible] شیرازی "مدرسہ [illegible]" کے امام [illegible][1] [illegible] فیصلہ کرتے [illegible] قریش کے [illegible] "شمس الدین ابن [illegible]" آپ [illegible] کے قریب "صلاح الدین" کی قبر کے پاس [illegible] میں بیٹھا کرتے "کمال الدین مصری" [illegible] "شرف الدین [illegible]" [illegible]

---

(۱) اصل سے [illegible] ہے۔

"مدرسہ طرخانیہ" میں فیصلے کرتے تھے، واللہ تعالیٰ اعلم۔

## اس سال وفات پانے والے سربرآوردہ لوگ

**ست الشام** (۲)...... دو مدرسوں "برانیہ" "جوانیہ" کو وقف کرنے والی معززہ محترمہ خاتون ست الشام بنت ایوب بن شادی، بادشاہوں کی بہن اور ان کی اولاد کی پھوپھی، نیز بادشاہوں کی ماں اس کے ذی رحم محرم ۳۵ بادشاہ تھے ان میں سے ایک اس کا سگا بھائی "معظم شاہ بن ایوب" یمن کا حاکم ہے جو تین قبور میں سے سامنے والی قبر میں اس کے پہلو میں مدفون ہے، اور پچھلی قبر میں اس کا سرتاج اور چچا زاد "ناصر الدین محمد بن اسد الدین شیر کوہ بن شادی حاکم حمص" مدفون ہے، اس سے شادی اس نے اپنے بیٹے "حسام الدین عمر بن لاجین" کے باپ کے بعد کی تھی، یہ اور اس کا بیٹا "حسام الدین عمر" اس تیسری قبر میں دفن ہیں، جو درسگاہ کے قریب ہے، قبرستان اور درسگاہ دونوں کو "حسامیہ" اس کے اس بیٹے حسام الدین عمر بن لاجین کی طرف نسبت کرتے ہوئے، کہتے ہیں، وہ عاموں کے ہاں کے اکابر علماء میں سے تھا۔

ست الشام بہت زیادہ صدقہ گزار، فقراء و حاجتمندوں پر احسان کرنے والی خاتون تھیں، وہ ہر سال اپنے گھر ہزاروں روپوں کے مشروبات، دوائیں اور بوٹیاں بنا کر لوگوں میں بانٹ دیتیں، آپ کی وفات اس سال کی ۱۶ ذی قعدہ بروز جمعہ دن کی آخری گھڑی میں ان کے گھر میں جسے انہوں نے مدرسہ بنا دیا تھا، میں ہوئی، یہ گھر ہسپتال کے نزدیک ہے، جسے شامیہ جوانیہ ہسپتال کہا جاتا ہے، وہاں سے انہیں شامیہ برانیہ ان کی قبر میں منتقل کر دیا گیا آپ کے جنازہ میں تل دھرنے کی جگہ نہ تھی، آپ پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو!

**"ابو البقاء" "الاعراب واللباب" کے مصنف**...... "عبداللہ بن حسین بن عبداللہ" شیخ ابو البقاء، العکبری، نابینے نحوی، مسلکاً حنبلی، "اعراب القرآن العزیز" اور نحو میں "اللباب" کے مصنف، آپ کے "مقامات"، "مفصل زمخشری" "دیوان متنبی" اور کئی کتب پر گراں قدر حواشی موجود ہیں، نیز حساب میں آپ کی ایک کتاب ہے، آپ بڑے نیک اور دیندار شخص تھے تقریباً اسی سال کی عمر میں وفات پائی رحمہ اللہ تعالیٰ۔

آپ لغت میں امام، فقیہ، مناظر، بلاغت و ریاضی اور فقہ کے ماہر تھے، قاضی ابن خلکان نے ان کی حکایت نقل کی ہے کہ انہوں نے شرح مقامات میں ذکر کیا ہے، کہ عنقاء مغرب پہاڑی چوٹی پر "اصحاب الرس" کے پاس آتا تھا، وہاں سے ان لوگوں کے بچے اچک کر لے جاتا، ان لوگوں نے اپنے نبی حضرت حنظلہ بن صفوان علیہ السلام سے اس کی شکایت کی، جس پر آپ نے بددعا کی اور وہ ہلاک ہو گیا، اس کے متعلق آپ فرماتے ہیں کہ اس کا چہرہ انسانی چہرے کی مانند تھا، اور اس میں ہر پرندے کی مشابہت پائی جاتی تھی۔

اور علامہ زمخشری نے اپنی کتاب "ربیع الابرار" میں ذکر کیا ہے کہ یہ پرندہ موسیٰ علیہ السلام کے دور میں تھا، اس کے ہر جانب چار پر، اس کا چہرہ انسان کے چہرے کے مشابہ، اور اس میں اکثر تمام پرندوں سے مشابہت تھی، یہ پرندہ "خالد بن سنان عبسی" کے زمانے تک رہا، یہ زمانہ فترت کے شخص ہیں انہوں نے دعا کی جس کے باعث وہ پرندہ ہلاک ہو گیا، واللہ اعلم۔

قاضی ابن خلکان نے ذکر کیا: کہ المعز الفاطمی کے پاس عجیب شکل کا ایک پرندہ "صعید" کے علاقوں سے لایا گیا، جسے لوگ "عنقاء مغرب" کہتے ہیں، میری رائے یہ ہے کہ خالد بن سنان، حنظلہ بن صفوان ہر ایک زمانہ فترت میں تھے، یہ ایک نیک آدمی تھے جبکہ نبی نہیں کیونکہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ میں عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کے سب سے زیادہ نزدیک ہوں، ان کے اور میرے زمانے کے درمیان میں اور کوئی نبی نہیں گزرا، اور یہ بات پہلے گزر چکی ہے۔

**حافظ عماد الدین ابو القاسم**...... علی بن حافظ بہاء الدین ابو محمد القاسم بن حافظ الکبیر ابو القاسم علی بن الحسن بن ہبۃ اللہ بن عساکر، دمشقی،

---

(۱) اس سے مراد ویلنگ ہے۔

(۲) دول الاسلام ۲/۹۰، ذیل الروضتین ۱۱۹، شذرات الذھب ۵/۹۷، النجوم الزاھرۃ ۹/۱۳۶

بہت سے شیوخ سے حدیث کا سماع کیا، کئی اشعار کہے، اسی سال بغداد میں وفات پائی۔ آپ کے کہے گئے لطیف اشعار میں سے چند یہ ہیں

تجھے کسی قسم جو ہر علم ختم کر دیتا ہے تجھے اس کی بڑی ضرورت رہتی ہے جیسے بڑی جہالت اور الکت، تیری تجھ میں اللہ تعالیٰ اس
سے بے پروا کر دیتا ہے۔

ابن الدوامی شاعر...... ابن ساعی نے اس کے عمدہ اشعار میں چند ایک ذکر کئے ہیں اور ابو سعید بن الوزان بغداد کے مشہور شخص ہیں، ابو البرکات سے سماع کیا۔

ابو سعید محمد بن محمود...... بن عبد الرحمن اصلاً المروزی ہیں، ولادت کے لحاظ سے ہروی، وفات کے لحاظ سے بغدادی ہیں۔ آپ اچھی صفات کے خوبصورت آدمی تھے، بہت اچھا لکھنے والے تھے، عقیدے کے لحاظ سے شافعی ہیں، مسائل خلافیہ میں گفتگو کرتے اور قرآن کی تلاوت کرتے تھے آپ کے شعر درج ذیل ہیں:

مجھے خوش عیش اور تندرستی کی دو چیزوں کی تقسیم بڑی عجیب لگتی ہے، ایک احمق مالدار اور ایک احمق نادار، ایک عقلمند
کسی حصے کے لئے ایک عقل کی حد ہے، مالداری اور فقر بے وقوف اور عقلمند سب کو تاسب ہے تقسیم امور سے پہلے اور بعد میں تدبیر
اللہ تعالیٰ ہی کا ہے۔

ابو زکریا یحییٰ بن قاسم...... ابن المفرج بن درع بن خضر شافعی شیخ تاج الدین تکریتی، تکریت کے قاضی، پھر بغداد کے "نظامیہ" میں درس دیا، کئی علوم کے ماہر تھے خصوصاً تفسیر، فقہ، ادب، نحو اور لغت، ان تمام علوم میں آپ کی تصنیفات ہیں، آپ نے اپنے لئے تاریخ کی بڑی بڑی کتاب لکھی، آپ کے اشعار میں سے یہ ہے۔

آدمی کے لئے تنگی اور ترشی کی ایسی خوشی جو اس کے لئے پوری ہو اور غم کا اظہار ضروری ہے، جب اللہ تعالیٰ اس سے اپنی نعمتوں کی شکر گزاری چاہتا ہے، جب تک وہ نعمتوں میں رہے اور مشکلات میں صبر چاہتا ہے تو تمام حالات میں مشغول کی صحبت میں رہو اور دونوں وقتوں میں تجھ سے راضی رہے گا اور ہمیشہ شدت پوری نہیں رہتی ہے اور نعمت ہمیشہ رہنے والی نہیں رہتی ہے۔

نیز یہ بھی ان کے اشعار ہیں:

جب محبت نے میرے خلاف یا میرے حق میں فیصلہ کیا تو میرے خلاف یا میرے حق میں فیصلہ دینے میں ظلم سے کام لیا،
اے میرے یوسف خوبصورتی تو تیرے ہی سبب، تیرے پاس تیرے لئے کوئی حیلہ نہیں، اگر یوسف علیہ السلام نہیں ہوتے تو پہلے
سے پہلا تجھ کو میں ... سے ... دل میں آ گئے ہیں۔

صاحب الجواہر...... شیخ امام علامہ ابو محمد عبداللہ بن نجم بن شاس بن نزار بن عشائر بن عبداللہ بن محمد بن شاس جذامی مالکی فقیہ، "الجواہر الثمینہ فی مذہب عالم المدینہ" کتاب کے مصنف، فروع مالکی میں یہ کتاب بڑی عظیم ہے، امام غزالی کی "الوجیز" کی ترتیب پر مرتب کی۔ یہ مالکی فائدہ مند کتاب ہے جس میں آپ کے علم و فضیلت کی وسعت پائی جاتی ہے، مصر میں مالکی جماعت اس پر اس کی خوبی اور کثرت فوائد کی وجہ سے انحصار کرتی ہے، آپ مصر میں مدرس تھے اور دمیاط میں مجاہد ہونے کی حالت میں فوت ہوئے، رحمہ اللہ تعالیٰ۔

## آغاز ۶۱۷ھ

اس سال چنگیز خان جسے "تموجین" کا نام دیا جاتا ہے کی مصیبت وآزمائش عام ہوئی، اللہ اس پر لعنت کرے، اور اس کے ساتھ جو لوگ تاتاری تھے ان سب کو تباہ کرے، اس کی جنگی کوششیں بڑھ گئیں، ان کا نشانہ چین کے ممالک سے شروع ہو کر ... شہروں اور ... کے ... تک پہنچ گئے۔

پاؤں ٹکے اور وہ اس کے حدود میں جا پہنچے تو اس سال انہوں نے تمام ممالک پر قبضہ کر لیا سوائے عراق، جزیرہ، شام اور مصر کے، ان طرف کی جو قومیں تھیں جیسے قفچاق، کرج، الان اور لغز وغیرہ ان سب کو تہس نہس کر دیا اور اس سال انہوں نے مسلمانوں اور غیر مسلموں کی اتنی تعداد قتل کی جس کا حساب بیان نہیں ہو سکتا۔

الغرض وہ جس شہر میں بھی داخل ہوئے وہاں کے تمام باشندوں جنگجو، مردوں اور عورتوں کو قتل کر دیتے اور جو چیز بھی پاتے اگر اس کی ضرورت ہوتی تو اسے اٹھا لیتے اور جو زیادہ ہوتی تو جلا کر ضائع کر دیتے یہاں تک کہ انہوں نے ریشم جمع کر لیا تھا جس کو اٹھانے سے عاجز آ گئے تو پیچھے دیکھے ان میں آگ لگا دیتے گھروں کو جلا دیا جنہیں پانی سے بجھا نہ سکے اس کو آگ لگا دی، اسی طرح انہوں نے مساجد اور عبادت گاہوں کو آگ لگا دی اور مسلمان قیدیوں کو لڑائی کے ذریعہ جیسے وہ مورچوں کا کام لیتے اور اگر وہ جنگ میں ان کی خیر خواہی نہ کرتے تو انہیں قتل کر دیتے۔

علامہ ابن اثیر نے اپنی کتاب "الکامل" میں اس سال ان کے واقعات بڑی وضاحت و تفصیل سے بیان کئے ہیں اور خصوصاً اس بڑی مصیبت کی عظمت پر بہت رونا رویا کی گفتگو کی ہے اور بیان کرتے ہیں: ہم کہتے ہیں کہ یہ فعل اس بڑے حادثے اور مصیبت کبریٰ کے بارے میں ہے جس نے وقت اور اس کی مثل پیش کرنے سے عاجز کر دیا ہے یعنی کہ جس نے تمام عالم اور مسلمانوں کو خصوصاً شامل ہوئی۔ اگر کوئی شخص یہ کہے کہ جب سے اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا ہے اس وقت سے آج تک دنیا اس جیسی مصیبت میں مبتلا نہیں ہوئی تو وہ سچا ہوگا، کیونکہ کتب تواریخ میں اس کے قریب قریب اور اس کے مقابلہ کی کوئی مصیبت بیان نہیں کی گئی ہے۔

مؤرخین جو سب سے بڑا واقعہ بخت نصر کا بنی اسرائیل کو قتل اور بیت المقدس کی تخریب کا بیان کرتے ہیں، مگر ان علاقوں سے جو تم برباد ہوتے دیکھتے ہو بیت المقدس سے کوئی نسبت نہیں رکھتی۔ یہ کون سے لوگ ہیں اور تمام اسرائیلی ان مسلمانوں سے کیا نسبت ہے، کیونکہ ایک شہر کے باشندے جو قتل کئے گئے ہر شخص سے زیادہ تھے، شاید ساری مخلوق اس جیسا حادثہ نہیں دیکھے گی یہاں تک کہ دنیا فنا ہو جائے سوائے یاجوج ماجوج کے، اور دجال تو اپنے پیروکاروں کو باقی رکھے گا اور مخالفین کو ہلاک کرے گا اور انہوں نے کسی پر رحم نہیں کیا بلکہ عورتوں، مردوں اور بچوں کو قتل کر دیا حاملہ عورتوں کے پیٹ چاک کر کے بچوں کو قتل کر دیا۔ "فانا لله وانا اليه راجعون" "ولا حول ولا قوة الا بالله العلي العظيم" اس حادثے کی چنگاریاں اڑیں اور اس کا نقصان عام ہوا اور شہروں میں ایسے چلے جیسے بادل کو ہوا کی پشت جاری کر دیتی ہو۔

طرف چین سے ایک قوم نکلی جس نے ترکستانی علاقوں جیسے کاشغر، بلاساغون کا رخ کیا پھر وہاں سے ماوراء النہر کے علاقوں جیسے سمرقند، بخارا اور ان کے علاوہ دوسرے علاقوں کا ارادہ کیا، ان پر قبضہ کرتے جاتے اور وہاں کے باشندوں سے بدسلوکی کرتے جو ہم عنقریب ذکر کریں گے، پھر ان کی ایک ٹولی خراسان پار ہوگئی اور وہاں بادشاہت کو تہ و بالا کیا، خراب کرتے، قتل اور لوٹ مار کرتے رہے، پھر وہاں سے رے، ہمدان اور جبل کے علاقوں اور وہاں کے جو علاقے حدود عراق تک ہیں، پھر آذربائیجان اور اران کے شہروں کا قصد کرتے اور ان کو برباد کرتے اور ان کے لوگوں میں سے اکثر کو قتل کر دیتے اور ان میں سے بہت تھوڑے لوگوں نے نجات پائی، یہ ایسا واقعہ تھا کہ اس کی مثل نہیں سنی گئی۔

اس کے بعد وہ "دربند شروان" کی طرف نکل پڑے اور وہاں کے شہروں پر قبضہ کر لیا، جس قلعہ میں ان کا بادشاہ تھا اس پر قبضہ نہ کر سکے، اس کے قریب "لان" اور اس خطے میں جو مختلف اقوام تھیں لکز وغیرہ، ان پر قبضہ کر لیا اور بڑی وسعت سے انہیں قتل و برباد کیا اور لوٹا، پھر قفچاق کے علاقوں کا رخ کیا جو ترکوں سے تعداد میں زیادہ تھے، جو سامنے آیا اسے قتل کر دیا، باقی لوگ جنگلوں کی طرف بھاگ گئے تو انہوں نے ان کے شہروں کا بادشاہ بنا لیا، ایک دوسری جماعت غزنہ اور اس کے مضافات، قریب میں جو ہندوستان کے علاقے تھے، سجستان اور کرمان چلے گئے، وہاں بھی اسی طرح کام کیے بلکہ اس سے بھی سخت کیے، ایسی بات نے کسی کانوں کے پردوں پر دستک نہیں دی ہوگی اس لئے کہ وہ سکندر جس کے بارے میں مؤرخین کا اتفاق ہے کہ اس نے پوری دنیا پر قبضہ کیا اور اس نے بھی ایک سال میں نہیں بلکہ دس سال کے عرصہ میں، اور اس نے کسی کو قتل نہیں کیا بلکہ لوگوں کی اطاعت کو ہی پسند کیا، جبکہ انہوں نے زمین کے اکثر آباد حصے، آبادی کے لحاظ سے بہترین اور وہاں کے لوگوں سے زیادہ عادل اور اخلاق و سیرت کے لحاظ سے عمدہ تھے ان پر قبضہ کر لیا اور وہ بھی صرف ایک سال میں اور جو شہر وہاں تک پہنچے تھے ان کے باشندے اس ڈر سے کہ ایک دن یہ یہاں بھی آ جائیں گے، خوف زدہ تھے اور ان تک پہنچنے کے منتظر تھے اس کے بعد وہ کہتے ہیں کہ ان کی ایک بات یہ بھی تھی کہ وہ کسی چیز کو لانے کے محتاج نہیں ہیں کیونکہ ان کے ساتھ ریوڑ ہیں اور دور دراز سے غلہ لانے کی ضرورت نہیں

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

کوئی بادشاہ نہ تھا، تمام علاقے اس کے تابعین کے زیر دست تھے۔

پھر یہ لوگ "مازندران" اور اس کے سب سے محفوظ قلعوں کی طرف روانہ ہوئے، جبکہ مسلمانوں نے انہیں ۹۰ھ میں سلیمان بن عبدالملک کے دور حکومت میں فتح کیا تھا، انہوں نے بہت کم عرصے میں انہیں فتح کر کے وہاں کا مال ومتاع لوٹ لیا، تمام لوگوں کو قتل وقید کر کے جلا دیا، پھر وہاں سے "رَی" کا رخ کیا، راستے میں انہیں خوارزم شاہ کی ماں ملی جس کے پاس بہت سا مال تھا، یہ مال انہوں نے لے لیا، اس میں ایسے عجیب ونفیس نادر جواہر تھے، جس کی نظیر نہ دیکھی گئی تھی، اس کے بعد یہ "رَی" میں اس وقت داخل ہوئے جب وہاں کے لوگ بے خبر تھے، لوگوں کو قتل کیا، غلام ولونڈی بنایا اور باقیوں کو قید کر لیا، پھر ہمدان پہنچے، وہاں سے "زنجان" تک تسلط حاصل کر کے قتل وقید کا بازار گرم کیا، یہاں سے قزوین کا قصد کیا، لوٹ مار مچا کر چالیس ہزار کے قریب لوگوں کو قتل کیا، پھر انہوں نے آذر بائیجان، کے علاقوں کا ارادہ کیا، تو وہاں کے بادشاہ "ازبک بن پہلوان" نے شہوات میں انہماک، برائیوں کے ارتکاب اور شراب نوشی میں مشغول رہنے کی وجہ سے ان کی طرف مال بھیج کر صلح کر لی، تو انہوں نے اسے چھوڑ دیا اور "موقان" کی طرف نکل گئے، "کرج" دس ہزار کی جنگجو نفری میں ان سے لڑا، تو کرج ان کے سامنے پلک جھپکنے کی مقدار بھی نہ ٹھہرے، اور شکست کھا گئے قریب ہونے کی وجہ سے اب انہوں نے تیز سے اور برجیوں سے مقابلہ کیا، تو تاتاریوں نے دوسری بار توڑ دیا، اور پہلے سے بڑی اور قبیح شکست دی۔

یہاں پہنچ کر علامہ ابن اثیر نے فرمایا کہ ان تاتاریوں کو وہ موقع ملا جس کی مثال ماضی میں ملتی ہے اور نہ عصر حاضر میں، ایک جماعت جو حدود چین سے نکلتی ہے اور دیکھتے ہی دیکھتے ایک سال سے کم عرصے میں اس طرف سے ارمینیہ کے علاقوں تک پہنچ جاتی ہے، اور ہمدان کی جانب سے عراق سے متجاوز ہو جاتی ہے، اللہ تعالیٰ کی قسم مجھے اس میں شک نہیں کہ جب کچھ زمانہ گزر جائے گا، اور ہمارے بعد آنے والے لوگ اس واقعے کو لکھا ہوا دیکھ کر اس کا انکار کر کے اسے بعید سمجھیں گے، "حق اس کے ساتھ ہے، جب وہ اسے بعید سمجھیں تو انہیں چاہیے کہ وہ اس بات میں غور کریں کہ ہم نے اور ہمارے زمانے کے مؤرخین نے اس واقعے کو اسی حالت میں لکھا کہ ہر شخص اس واقعے سے واقف، عالم اور جاہل اس کی شہرت کی وجہ سے اس کی معرفت رکھتا ہے۔

اللہ تعالیٰ مسلمانوں اور اسلام کو ایسا بادشاہ میسر فرمائے جو ان کی احتیاط وحفاظت کرے، بے شک ان کو دشمنوں اور مسلمان بادشاہوں سے جن کی ہمت وارادہ صرف پیٹ وفرج سے آگے نہیں، بہت سخت نقصان پہنچا، مسلمانوں کا بادشاہ خوارزم شاہ بھی نہ رہا۔

فرماتے ہیں: یہ سال گزر گیا تو وہ ابھی تک کرجیوں کے علاقے میں ہی تھے، جب انہوں نے دیکھا کہ ان کی مدافعت اور جنگ طول پکڑتی جا رہی تو انہوں نے دوسروں کا رخ کیا، یہی ان کی جنگی چال ہوتی تھی، "تبریز" پہنچے تو وہاں کے لوگوں نے مال دے کر ان سے صلح کر لی، پھر مراغہ روانہ ہوئے، اس کا محاصرہ کیا، اس پر منجنیقیں نصب کیں، اپنے ساتھ مسلمان قیدیوں کو بطور ڈھال کے رکھا، اس شہر کی حکمران ایک عورت تھی، "وہ قوم کبھی کامیاب نہیں ہو سکتی جس کی حکومت کسی عورت کے پاس ہو" کچھ دنوں بعد انہوں نے اس شہر کو فتح کر لیا، اور وہاں کے اتنے باشندے قتل کیے جن کی تعداد اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے، یہاں سے انہوں نے بہت سا مال غنیمت لوٹا، کئی لوگوں کو اپنی حسب عادت تمام لونڈی بنایا اور بہت سوں کو گرفتار کیا، اللہ تعالیٰ کی ان پر ایسی لعنت ہو، جو انہیں جہنم رسید کر دے، لوگ ان سے بہت زیادہ خوفزدہ تھے، یہاں تک کہ ایک تاتاری اس شہر کی گلی میں داخل ہوا جس میں سو مرد تھے کوئی بھی آگے بڑھنے کی جرأت نہیں کر سکا، وہ یکے بعد دیگرے انہیں قتل کرتا رہا آخر ان تمام کو ختم کر دیا، ان میں سے کسی نے اس کی طرف ہاتھ تک نہیں اٹھایا، اکیلے اس نے پوری گلی کو لوٹ لیا اور ایک تاتاری عورت مرد کی شکل وصورت اختیار کر کے ایک گھر میں داخل ہوئی تو تنہا اس نے تمام اہل خانہ کو قتل کیا، اس کے ساتھ جو قیدی تھا اسے معلوم ہو گیا کہ یہ عورت ہے تو اس نے اس ملعونہ کو قتل کر دیا۔

پھر انہوں نے "اربل" کا رخ کیا، تو وہاں کے مسلمان متفکر ہو گئے، ان اطراف کے لوگ کہنے لگے کہ یہ تو بڑا سخت معاملہ ہے، خلیفہ نے اہل موصل اور جزیرہ کے حاکم ملک اشرف کو خط لکھا، جس میں وہ کہہ رہا تھا کہ میں نے یہ لشکر تیار کر لیا ہے تم اس کے ساتھ مل کر ان تاتاریوں سے جنگ کرو، جس کے جواب میں ملک اشرف نے خلیفہ کو معذرت کا خط لکھا کہ فی الحال وہ دیار مصریہ میں اپنے بھائی کامل کی طرف متوجہ ہے وہاں کے مسلمانوں پر فرنگیوں کے اچانک حملے اور دمیاط کے چھین لینے کی وجہ سے خطرہ ہے کہ وہ تمام مصری علاقوں پر قبضہ کر لیں گے۔

اس کا بھائی "معظم" اپنے دونوں بھائیوں کامل اور اشرف کے لئے والی حران کے پاس کمک طلب کرنے کے لئے آیا تا کہ وہ دمیاط میں فرنگیوں

کے لئے رکاوٹ بن گئیں، وہ دوبارہ مصر کی روانگی کے لئے تیار تھا تو خلیفہ نے مظفر الدین حاکم اربل کو لکھا کہ وہ ان دس ہزار جنگجوؤں کے لشکروں کے پہلے دستے میں ہو جنہیں خلیفہ بھیج رہا ہے، لیکن ان میں سے صرف آٹھ سو گھڑ سوار اس کے پاس پہنچے، وہ بھی جمع ہونے سے پہلے ہی منتشر ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

لیکن اللہ تعالیٰ نے محفوظ رکھا اور تاتاریوں کے قصد کو "ہمدان" کی طرف پھیر دیا، وہاں کے باشندوں نے ان سے صلح کر لی، تاتاری ان کے پاس ایک سواروں کا دستہ چھوڑ گئے، تو اہالیان ہمدان نے دستے کو قتل کرنے پر اتفاق کر لیا، جس کی خبر پا کر تاتاری واپس لوٹے، ان کا محاصرہ کیا اور جبراً شہر فتح کر کے ان کے آخری شخص تک کو قتل کر دیا، پھر وہ آذربائیجان گئے اور اردبیل کو فتح کیا، پھر "تبریز" اس کے بعد بیلقان پہنچے جہاں کے بہت سے لوگوں کو قتل کیا، گھروں میں آگ پھونک دی، عورتوں سے بدکاری کرتے، انہیں قتل کر کے ان کے پیٹ حملوں سے بھرے چاک کر دیتے۔

پھر وہ کرج کے شہروں میں پہنچے، کرج ان کے مقابلہ کے لئے پہلے سے مستعد تھے، دونوں میں باہم مڈبھیڑ ہوئی تو انہوں نے کرجیوں کو بھی بری شکست سے دوچار کیا، اس کے بعد کئی علاقے فتح کرتے چلے گئے، لوگوں کو قتل کرتے عورتوں کو قیدی بنا لیتے ان کے مردوں کو گرفتار کر لیتے جو قلعوں میں ان سے لڑتے تھے، جن سے وہ دوران جنگ ڈھال کا کام لیتے تھے، ان میں سے جو باقی بچا اسے جنگ کے بعد قتل کر دیا، اس کے بعد یہ لان اور قفچاق کے علاقوں میں گئے، جن سے ان کی بڑی سخت جنگ ہوئی، انہیں بھی شکست دی، اور قفچاق کے سب سے بڑے شہر قفچاق کا رخ کیا، جس میں برطاسی قندر اور سنجاب کے کپڑے اور بہت سا سامان تھا، اہل قفچاق جو عیسائی تھے انہوں نے روس کے شہروں میں پناہ لی، وہ بھی ان سے تاتاریوں کے مقابلے کے لئے متفق ہو گئے، تاتاریوں نے انہیں بھی بری شکست دی، پھر وہ "بلغار" کی طرف ۶۲۰ھ کے عرصے میں پہنچے، ان سب سے فارغ ہو کر اپنے بادشاہ چنگیز خان کے پاس واپس آ گئے، اللہ اس پر اور ان پر لعنت کرے۔

یہ تمام امور تاتار مغربیہ نے سرانجام دیے، چنگیز خان نے اس سال ایک دستہ کلات اور دوسرا "فرغانہ" کی طرف روانہ کیا، جہاں انہوں نے تسلط حاصل کر لیا، نیز اس نے ایک لشکر "خراسان" بھیجا، اس نے بلخ کا محاصرہ کیا تو وہاں کے لوگوں نے ان سے صلح کر لی، اسی طرح انہوں نے اور کئی شہروں سے صلح کی، حتیٰ کہ وہ "طالقان" تک پہنچ گئے، اس کے قلعے نے انہیں عاجز کر دیا، وہ بہت مضبوط قلعہ تھا، جس کا انہوں نے چھ مہینے محاصرہ کیے رکھا، بالآخر انہوں نے چنگیز خان کو خط لکھا، وہ خود آیا اور مزید چار ماہ اس کا محاصرہ کر کے زبردستی فتح کر لیا، اور وہاں رہنے والے تمام لوگوں کو اور عوام سب کو قتل کر دیا، پھر اس فوج نے چنگیز خان کے امر سے مرو شہر کا ارادہ کیا، مرو سے باہر اندازاً دو لاکھ عرب جنگجوؤں کے ساتھ قیام کیا، جہاں بہت سخت جنگ ہوئی، بالآخر مسلمان شکست خوردہ ہو گئے، "انا للہ وانا الیہ راجعون" شہر کا پانچ دن محاصرہ کیا، اس کے نائب کو دھوکے سے بلا بھیجا اس سے اور اہل شہر سے خیانت کی، انہیں قتل کیا، ان کے مال کو غنیمت بنایا، ان سے سامان چھین لیا، اور انہیں طرح طرح کی اذیتیں دیں، یہاں تک کہ انہوں نے ایک دن میں سات لاکھ آدمی قتل کیے۔

اس کے بعد وہ نیشاپور گئے، وہاں بھی وہی کرتوت کیے جو اہل مرو سے کر چکے تھے، پھر "طوس" پہنچے، لوگوں کو قتل کیا اور علی بن موسیٰ الرضی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کو ویران کیا، اسی طرح خلیفہ ہارون الرشید کی قبر کو بھی مسمار کر کے کھنڈر بنا دیا، اس کے بعد یہ "غزنہ" پہنچے، جہاں جلال الدین بن خوارزم شاہ نے ان سے جنگ کی اور انہیں شکست دی، یہ منہ اٹھائے اپنے بادشاہ چنگیز خان کے پاس پہنچے، اللہ تعالیٰ اس پر اور ان پر لعنت کرے!

چنگیز خان نے ایک اور دستہ خوارزم شہر بھیجا جس نے شہر کا محاصرہ کیا، بالآخر انہوں نے جبراً شہر کو فتح کر لیا، اور جو وہاں باشندے تھے انہیں بری طرح قتل کر دیا، شہر کو لوٹ لیا، لوگوں کو قیدی بنایا، انہوں نے اس پل کو بہا دیا جو نہر جیحون کے پانی کے لئے رکاوٹ تھا، جس کی وجہ سے شہر کے گھر ڈوب گئے اور تمام لوگ ہلاک ہو گئے، پھر یہ "چنگیز خان" کے پاس واپس آ گئے، اس وقت وہ "طالقان" میں خیمہ زن تھا، تو اس نے ان کی ایک جماعت غزنہ کے لئے تیار کی، ان سے "جلال الدین بن خوارزم شاہ" نے جنگ کی اور انہیں بری شکست دی، اور کئی مسلمان قیدی ان کے ہاتھ سے چھڑا لئے، پھر اس نے "چنگیز خان" کا قصد کیا، وہ ان پر متوجہ ہوئے، "جلال الدین" کے ساتھی کمزور پڑ گئے اور جا کر بحر ہند میں سوار ہو گئے، اس موقع کو غنیمت جانتے ہوئے تاتاریوں نے "غزنی" بغیر کسی تکلیف اور رکاوٹ کے حاصل کر لیا، یہ تمام امور اور ان کا اکثر حصہ اسی سال درپیش آیا۔

نیز اس سال اشرف موسیٰ بن عادل نے اپنے بھائی شہاب الدین غازی الملک کے لئے خلاط، میافارقین اور آرمینیا کے علاقے چھوڑ دیے،

اس کے عوض الرہا اور سروج کو لے لیا، کیونکہ اسے اپنے بھائی کامل کی فرنگیوں کے خلاف مدد کرنے کی وجہ سے ان علاقوں کی دیکھ بھال کا موقع نہ مل سکا، اللہ تعالیٰ ان فرنگیوں پر لعنت کرے۔ اس سال بغداد میں ہوائیں چلیں، بجلیاں کوندیں، سخت کڑک کی آوازیں سنی گئیں، اور غربی جانب میں اعون اور معین کے مینارہ کے قریب بجلی گری جس نے اسے توڑ دیا، اس کے بعد اسے درست کیا گیا، بجلی زمین میں دھنس گئی، اس سال حنابلہ کا محراب جامع دمشق کے تیسرے برآمدے میں کچھ لوگوں کی ممانعت کے بعد نصب کیا گیا، لیکن بعض امراء نے اس کے نصب کرنے میں ان کی مدد کی، جن میں "امیر رکن الدین معظمی" بھی "شامل ہے اس میں "شیخ موفق الدین بن قدامہ" نے نماز پڑھی۔

میری رائے یہ ہے کہ ۷۳۰ھ کے عرصہ میں یہ محراب اٹھا لیا گیا، اس کے عوض انہیں باب الزیارہ میں غربی محراب دیا گیا جیسا کہ حنفیوں کو ان کے اس محراب کے بدلے جو جامع کی غربی جانب سے تھا، باب الزیارۃ میں شرقی جانب ایک نیا محراب دیا گیا، یہ اس وقت کی بات ہے جب اس میں واقع دیوار کو تنکز کے زمانے میں ناظر الجامع تقی الدین ابن مراجل کے ہاتھوں اس کی تجدید کی گئی، اللہ تعالیٰ اسے اس کا ثواب عطا فرمائے جیسا کہ اس کا بیان اپنے مقام پر ان شاء اللہ تعالیٰ آئے گا۔

اس سال سنجار کے حاکم نے اپنے بھائی کو قتل کیا، جس کا "ملک اشرف بن عادل" مستقل طور پر بادشاہ بن گیا، اسی سال "امیر عماد الدین بن مشطوب" نے "ملک اشرف" سے منافقت کی، حالانکہ اس نے اسے پناہ دی تھی، اور اس کے بھائی کامل کی ایذا رسانی سے اس کی حفاظت کی جب اس نے "فائز" کی بیعت کی تو "اشرف" نے اسے قید کر لیا، یہاں تک کہ وہ ذلت، غم اور عذاب کے ساتھ مر گیا، اس سال "کامل" نے دمیاط میں مقیم فرنگیوں کو سخت جنگ میں مبتلا کیا، ان کے دس ہزار افراد مار ڈالے، ان کے گھوڑے اور مال و متاع لے لیا، وللہ الحمد۔

اس سال "معظم" نے "معتمد مفاخر الدین ابراہیم" کو دمشق کی ولایت سے معزول کر دیا، عزیز خلیل کو اس کا والی بنا دیا، اور جب حجاج کرام مکہ (اللہ تعالیٰ اسے شرف بخشے) کی طرف نکلے تو معتمد ان کا امیر حج تھا جس کی وجہ سے اسے بہت سا مال حاصل ہوا، کیونکہ اس نے مکہ کے غلاموں کو حجاج کرام کو لوٹنے سے روکا تھا جبکہ اس سے پہلے وہ عراقی حاجیوں کے امیر اقباش ناصری کو قتل کر چکے تھے، یہ خلیفہ ناصر کا بہت بڑا اور خاص امیر تھا، کیونکہ وہ امیر حسین بن ابی عزیز قتادہ حسنی اور یس ابن حطاس بن عبدالکریم علوی حسنی زیدی کو اس کے ساتھ معزول کرنے آیا تھا تاکہ اس کے باپ کے بعد اسے مکہ کی امارت دیدے، اس کی وفات اس سال کے جمادی الاولیٰ میں ہوئی۔

اس بارے میں راجح نے جھگڑا کیا، جو قتادہ کا سب سے بڑا بیٹا تھا، وہ کہنے لگا کہ میرے علاوہ اس کا کوئی حاکم نہیں بن سکتا، جس سے فتنہ کھڑا ہو گیا، اور حالات نے یوں پلٹا کھایا تو اقباش غلطی سے قتل ہو گیا، قتادہ حسنی زیدی اشراف کے بڑے لوگوں میں سے تھا، یہ عادل، منصف اور انعام کرنے والا شخص تھا، ساتھ ہی مکہ کے غلاموں اور مفسدین سے ناراض بھی تھی، پھر اس نے اس کردار کے برعکس کیا، اور ظلم کرنے لگا، اور نئے محصول لگائے، کئی بار حاجیوں کو لوٹا، تو اللہ تعالیٰ نے اس کا بیٹا حسن اس پر مسلط کر دیا جس کے ہاتھوں یہ قتل ہوا، نیز اس نے اپنے چچا اور بھائی کو قتل کر دیا، اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے حسن کو بھی مہلت نہیں دی بلکہ اس سے بادشاہت چھین لی اور اسے شہروں میں دھتکار دیا۔

بعض لوگوں نے بیان کیا ہے کہ وہ قتل ہو گیا تھا جیسا کہ ہم نے ذکر کیا ہے، قتادہ بہادر، دراز قد اور بوڑھا شخص تھا، بادشاہوں اور خلفاء سے نہیں ڈرتا تھا، اور یوں نظر آتا تھا کہ وہ سب سے زیادہ حکومت کا مستحق ہے، خلیفہ چاہتا تھا کہ وہ اس کے پاس آئے تو اس کا اکرام و اعزاز کرے، جبکہ وہ اس بات سے انکار کرتا اور باز رہتا اور سختی سے رکا رہتا، وہ کبھی کسی کے پاس نہیں آیا اور نہ کسی خلیفہ اور بادشاہ کے سامنے فروتنی کرتا، ایک دفعہ خلیفہ نے اسے بلاتے ہوئے خط لکھا تو اس نے جواباً خلیفہ کو یہ اشعار لکھ بھیجے:

> میرا شیر کا سا پنجہ ہے جس کی گرفت سے میں توکل کرتا ہوں، اسی کے ذریعے سے میں لوگوں میں خرید و فروخت کرتا ہوں، زمین کے بادشاہ اس کی پشت کو چومنے لگے ہیں اور اس کی اندرونی جانب میں قحط زدوں کے لئے بہار ہے، کیا میں اسے ہتھیلی کے نیچے رکھ دوں، اس کے بعد چھٹکارا طلب کروں تو میں کم عقل ہوں گا، اور میری مثال ہر شخص میں کستوری کی مانند ہے جو مہکتی ہے لیکن وہ تمہارے پاس ضائع ہو جائے گی۔

اس کی عمر ستر سال ہو گئی تھی، علامہ ابن اثیر نے ۶۱۸ھ میں اس کی وفات کا تذکرہ کیا ہے۔ واللہ اعلم۔

## اس سال فوت ہونے والے نامور حضرات

**الملک الفائز** ۔۔۔ غیاث الدین ابراہیم بن عادل نے اس سال وفات پائی اور کامل جلدی اس کا تذکرہ کرتے تھے کہ یہ مصر پر اس کے باپ کے بعد اس کی حکومت امیر عماد الدین بن مشطوب نے قائم کی تھی مستحکم نہ ہوئی، پھر اس سال اس کے بھائی نے اسے دونوں کے بھائی اشرف موسیٰ کے پاس بھیجا تاکہ وہ فرنگیوں کی وجہ سے جمع ہونے کی ترغیب دلائے، وہ سنجار اور موصل کے درمیان فوت ہو گیا، یہ بھی ذکر کیا جاتا ہے کہ اسے زہر دیا گیا، پھر اسے سنجار لوٹایا گیا اور وہیں اس کی تدفین ہوئی، اللہ تعالیٰ اس پر رحمت کرے۔

**شیخ الشیوخ صدر الدین** (۱) ۔۔۔ ابو الحسن محمد بن شیخ الشیوخ عماد الدین محمود بن حمویہ جوینی، بنی ایوب کے ہاں ریاست و امارت کے گھرانے سے تعلق رکھتے تھے، یہ "صدر الدین" فقیہ اور فاضل شخص تھے، مصر میں امام شافعی کی قبر اور امام حسین رضی اللہ عنہ کے مزار کے پاس درس دیا، سعید السعداء کی مشیخت اور اس کی نگرانی سنبھالی، بادشاہوں کے ہاں انہیں بڑی عزت حاصل تھی۔ "کامل" نے انہیں خلیفہ کے پاس فرنگیوں کے خلاف مدد کرنے کے مطالبے کے لئے بھیجا تھا، موصل میں اسہال کے باعث ان کی وفات ہوئی، جبکہ آپ کو ۷۳ سال کی عمر ملی تھی۔

**صاحب حماۃ** (۲) ۔۔۔ ملک منصور محمد بن ملک مظفر تقی الدین عمر بن شاہنشاہ بن ایوب، یہ عالم، فاضل شخص تھے، تاریخ میں آپ کی ایک کتاب دس جلدوں میں ہے جس کا نام انہوں نے "مضمار" رکھا ہے، یہ بہادر اور گھڑ سوار آدمی تھے، آپ کے بعد آپ کا بیٹا "ناصر قلج ارسلان" بادشاہ بنا، پھر کامل نے اسے معزول کر کے جیل میں ڈال دیا، یہاں تک کہ اسی حالت میں فوت ہو گیا، اللہ تعالیٰ اس پر رحم کرے، آپ نے اپنے بھائی "مظفر بن منصور" کو امیر بنایا۔

**صاحب آمد** ۔۔۔ ملک صالح ناصر الدین محمود بن محمد بن قرا ارسلان بن ارتق، یہ بہادر اور علماء سے محبت کرنے والا شخص تھا، "اشرف موسیٰ بن عادل" کا مصاحب تھا، اس کی خدمت میں کئی بار آیا، اس کی وفات کے بعد اس کا بیٹا "مسعود" بادشاہ بنا، وہ بخیل، بد اخلاق آدمی تھا، پس "کامل" نے اسے اس کے ساتھ پکڑ لیا اور مصر میں محبوس کر دیا، پھر کچھ عرصے بعد اسے چھوڑ دیا، لیکن اس نے مال قبضے میں لے لیا اور تاتاریوں کے پاس چلا گیا تو انہوں نے اس سے وہ لے لیا۔

**شیخ عبد اللہ یونینی** ۔۔۔ جن کا لقب "اسد الشام" ہے، اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو، ملک بعلبک کے ایک گاؤں کے پاس تھے جسے "یونین" کہا جاتا ہے، آپ کا ایک حجرہ تھا جس میں آپ کی زیارت ہوتی تھی، یہاں بڑے کام کرتے تھے جن کی عبادت و ریاضت، امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا جذبہ تھا اور دنیا سے آپ بہت دور رہتے تھے، کوئی چیز جمع نہیں کرتے تھے، آپ کپڑوں کی کوئی چیز نہیں رکھتے تھے بلکہ سردی میں بکری کی کھال لے لیتے تھے، گرمیوں میں صرف قمیص اور سر پر بالوں کی ایک ٹوپی ہوتی تھی، آپ کے سر پر بکری کی کھال کا کنٹوپ ہوتا، جس کے نیچے اون کا ٹکڑا ہوتا تھا۔
آپ جہاد میں شرکت کرتے جبکہ کسی میں جہاد نہیں ہوتا، کبھی کمان سے تیر اندازی کرتے جس کا وزن اسی رطل تھا، کبھی آپ جبل لبنان میں تشریف لے جاتے اور سردیوں کے موسم میں بعلبک کے چشموں کے پاس پانی کی سردی کی وجہ سے رہتے، لوگ آپ کے پاس زیارت کے لئے آتے اور دمشق سے آتے تو قاسیون کے پاس کی مسجد میں ٹھہرا کرتے تھے، آپ کے کئی احوال اور عجیب کشف ہیں، آپ کو "اسد الشام" کہا جاتا تھا۔
شیخ ابو المظفر سبط ابن الجوزی نے "ابو محمد جمال الدین یعقوب" جو کرک البقاع کے خادم تھے، ان سے نقل کیا ہے کہ ایک دفعہ انہوں نے شیخ کو دیکھا وہ نہر کے پاس وضو کر رہے تھے، ان کے پاس سے ایک نصرانی کا گزر ہوا جس کے پاس خچر پر بوجھ اور شراب تھی، پل کے پاس بدک کر گر گیا، شیخ وضو سے فارغ ہو چکے تھے، اس نے شیخ کو بوجھ اٹھانے کے لئے آواز دی، اس پر شیخ نے مجھے بلایا اور کہا آؤ اے فقیہ! اس بوجھ کو اٹھاؤ، پس ہم نے

---

(۱) حسن المحاضرۃ ۱/۴۱۱، ذیل الروضتین ۱۲۵، شذرات الذہب ۵/۷۸، العبر ۵/۶۷

(۲) تاریخ حماۃ ۸۳، ذیل الروضتین ۱۲۳، شذرات الذہب ۵/۷۸، النجوم الزاہرۃ ۶/۲۵۰

ہماری مدد کرو اس کے بعد وہ نصرانی تو چلا گیا لیکن مجھے بڑا تعجب ہوا، میں نے مدینے جاتے ہوئے اس بوجھ کا تعاقب کیا، وہ نصرانی اسے لے کر عقبہ تک پہنچا وہاں سے شراب فروش کے پاس لے گیا، کھولتے پر وہ سرکہ بن گئی، شراب فروش نے اس سے کہا تیرا ناس ہو یہ تو سرکہ ہے تو نصرانی نے کہا:

یہ تو مجھے معلوم ہے کہ میں کہاں سے آیا ہوں، اس کے بعد سواری کو اصطبل میں باندھ کر محلہ صالحیہ میں چلا گیا، پھر شیخ کے بارے میں لوگوں سے پوچھنے لگا تو اس نے انہیں پہچان لیا، چنانچہ آ کر ان کے ہاتھ پر اسلام لے آیا، آپ کے کئی اور احوال اور کرامات ہیں، آپ کے پاس جو بھی آتا تو اس کے لئے کھڑے نہ ہوتے اور فرماتے لوگ پروردگار کے سامنے کھڑے ہوں گے، ”امجد“ جب ان کے پاس آتا تو ان کے سامنے بیٹھ جاتا تو آپ اسے فرماتے: اے امجد! تم نے یہ کیا وہ کیا، اسے جو حکم دینا ہوتا دیتے اور جس چیز سے روکنا ہوتا روکتے، آپ اسے جو کچھ کہتے وہ اس پر کاربند رہتا، یہ سب کچھ آپ کے زہد، ورع اور طریقے میں سچائی کے باعث تھا۔

آپ فتوحات سے حاصل شدہ مال بھی قبول فرماتے تھے، لیکن ان میں سے کل کے لئے کچھ بھی ذخیرہ نہ کرتے، اور جب کسی وقت بھوک شدت اختیار کر لیتی تو بادام کے درخت کا پتا لے کر رگڑتے اور منہ میں رکھ کر اوپر سے ٹھنڈا پانی پی لیتے، اللہ تعالیٰ ان پر رحم کرے، اور انہیں عمدہ ٹھکانہ عطا فرمائے! مورخین نے ذکر کیا ہے کہ آپ بعض سالوں میں ہوا میں اڑ کر حج کرتے تھے، ایسا بہت سے درویشوں اور نیک بندوں کے لئے واقع ہو چکا ہے، مگر ہمارے اکابر میں سے کسی کی طرف سے ایسی بات ہمیں نہیں پہنچی، سب سے پہلے جس شخص نے آپ کی اس کرامت کو ذکر کیا ہے وہ ”حبیب عجمی“ ہے، یہ ”حسن بصریؒ“ کے مریدوں میں سے ہے، اس کے بعد ہونے والے صالحین رحمہم اللہ اجمعین سے یہ بات پہنچی ہے، جب اس سال ۱۰ ذوالحج کے جمعہ کا دن ہوا، شیخ عبداللہ یونینی نے نماز فجر اور جمعہ بعلبک کی جامع مسجد میں ادا کیا، اس دن آپ جب نماز سے پہلے غسل خانہ میں داخل ہوئے تو اس وقت آپ تندرست تھے، جب آپ نماز سے واپس لوٹے تو شیخ داؤد جو موذن تھے سے فرمایا یہ مردوں کو غسل دیا کرتے تھے، دیکھو! ہم کل گئے ہوں گے، پھر شیخ اپنی خانقاہ کی طرف چڑھ گئے، اس رات اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول رہے، اور اپنے ساتھیوں اور مریدوں کو نصیحت کرتے رہے، جنھوں نے آپ کے ساتھ معمولی سی نیکی بھی کی تھی ان کے لئے دعا کرتے رہے۔

پھر جب صبح کا وقت داخل ہوا تو اپنے ساتھیوں کو نماز پڑھائی، اس کے بعد ٹیک لگا کر اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے لگے تسبیح آپ کے ہاتھ میں تھی، پھر آپ فوت ہو گئے، آپ اسی حالت میں بیٹھے رہے گرے نہیں، اور نہ تسبیح آپ کے ہاتھ سے چھوٹی، جب بعلبک کے حاکم ”ملک امجد“ کو یہ خبر پہنچی، وہ فوراً آیا، آپ کو اسی حالت میں دیکھا اور کہنے لگا: اگر ہم ان پر ایک عمارت بنا دیں اور لوگ اسی حالت میں ان کی زیارت کریں تو ایک نشانی دیکھتے، اسے کہا گیا: کہ یہ سنت کا طریقہ نہیں ہے، تو وہ ایک جانب ہو گیا، آپ کو کفن دیا گیا اور نماز جنازہ پڑھی گئی، آپ کو اسی بادام کے درخت کے پیچھے دفن کیا گیا، جس کے پیچھے بیٹھ کر آپ ذکر اللہ کیا کرتے تھے، اللہ تعالیٰ ان پر رحمت کرے اور ان کی قبر کو منور کرے، آپ کی وفات بروز ہفتہ ہوئی، عمر اسی سال سے متجاوز تھی اللہ تعالیٰ آپ کو عزت دے۔

شیخ محمد فقیہ جرینی آپ کے جملہ تلامذہ اور شاگردوں میں سے ہیں، اور جس کی زیر پناہ وہ تھے وہ بعلبک میں ان کے مشائخ کا ادارہ تھا۔

**ابو عبداللہ حسین بن محمد بن ابی بکر...... الحلی الموصلی**، جو ”ابن الحلی“ کے نام سے معروف تھے ذوخیر، فاضل تھے ”بدرالدین لولو“ موصل کے زمانہ کی کتابت الانشاء کے والی مقرر ہوئے، آپ کے اشعار میں سے دو یہ شعر ہیں۔

میری جان اس ذات پر قربان، جس کے بارے میں نے غور و فکر کیا، تعجب کے سمندر میں میں غرق ہو گیا، وہ رات کو صبح پر صبح کو چاند پر اور چاند کو شاخ پر اور شاخ کو خیال پر اور خیال کو ٹیلے پر ظاہر کرتا ہے۔

## آغاز ۶۱۸ھ

اس سال تاتاریوں نے کلاوہ، ہمدان، اردبیل، تبریز اور گنجہ جیسے کئی شہروں پر قبضہ کر لیا، وہاں کے باسیوں کو قتل کیا، جو کچھ وہاں تھا لوٹ لیا، بچوں کو قیدی بنا لیا، بڑھتے بڑھتے بغداد کے قریب پہنچ گئے جس کے باعث خلیفہ خوفزدہ ہو گیا، اس نے بغداد کو مضبوط کیا اور فوجوں سے کام لیا، لوگوں نے

نمازوں اور اوراد میں "قنوت نازلہ" پڑھنے کا اہتمام کیا پھر انہوں نے قبچاق سے جنگ کر کے انہیں شکست دی، اسی طرح روس کا حال ہوا جس پر قابو پاتے اسے لوٹ لیتے، پھر انہوں نے ان سے جنگ کی، ان کے بچوں اور عورتوں کو قیدی بنا لیا، اسی سال "معظم" اپنے بھائی "اشرف" کے پاس، اپنے بھائی "کامل" پر شفقت چاہنے کے لئے گیا، اس کے دل میں اس کے لئے "قلق" تھا جس کو اس نے ختم کر دیا، وہ دونوں دیار مصریہ کی طرف، ان فرنگیوں کے خلاف "کامل" کی مدد کرنے چلے گئے، جنہوں نے "دمیاط" کی سرحدوں کو لے لیا تھا اور وہاں ۶۱۳ھ سے اپنی حکومت مضبوط کر لی تھی۔

اس نے کسی وقت انہیں بیت المقدس اور بلاد ساحل کے جتنے علاقے "صلاح الدین" نے فتح کیے تھے، "دمیاط" کے چھوڑنے کے بدلے دینے کی پیشکش کی تھی، جس سے وہ باز رہے اور ایسا نہیں کیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ مقدر فرمایا کہ ان کا سامان رسد تنگ پڑ گیا، ان کے پاس کشتیاں آئیں جن میں سامان خوراک تھا تو بحری بیڑے نے انہیں اپنے قبضہ میں لے لیا، اور "دمیاط" کی زمینوں کی طرف ہر جانب سے پانی کھول دیا، تو اس حالت میں انہیں اپنے بارے کوئی فیصلہ کرنے کی نہ سوجھی دوسری طرف سے مسلمانوں نے ان کا محاصرہ کر کے ان کا تنگ جگہ میں گھیراؤ کر لیا، تو وہ بلا معاوضہ صلح پر راضی ہو گئے، ان کے مشیر ان کے پاس آئے، اس وقت اس کے پاس اس کے دونوں بھائی معظم عیسیٰ اور موسیٰ اشرف بھی موجود تھے وہ اس کے سامنے کھڑے تھے یہ اجتماع کا دن تھا، صلح اسی پر ہوئی جس کا "کامل محمد" (اللہ تعالیٰ اس کے چہرے کو روشن رکھے) نے ارادہ کیا تھا فرنگیوں کے بادشاہ اور ان کی تمام افواج اس کے سامنے دست بستہ کھڑی تھیں اس نے بہت بڑا دسترخوان بچھایا، جس پر مومن، کافر، نیک و بد سب جمع تھے اس وقت "راجح الحلی" "شاعر" کھڑا ہوا اور یہ شعر کہے:

> مبارکباد کی بات ہے کہ "سعد" نے ہمیشہ آرام دیا ہے، اور رحمن تعالیٰ نے مدد کے ساتھ وعدہ پورا فرمایا ہے، الہ العالمین نے فتح مبین، انعام اور ہمیشہ کی عزت سے نوازا ہے، زمانے کا چہرہ ترشروئی کے بعد کھل اٹھا، اور شرک کا چہرہ ظلمت سے سیاہ ہو گیا ہے، جب بڑے سمندر نے اپنی سرکش آبادی کے ساتھ سرکشی کی اور کشتیوں کو بھگا کر رہا دیا تو اس (یعنی کامل) نے اس دین کی مدد کے واسطے ایسے شخص کو کھڑا کیا، جس کا ارادہ سیف مسلول کی طرح ہے، ان سے صرف ہلاک ہونے والے، خاک آلود عضو نے نجات پائی، یا اس کے عضو نے جسے تو بیڑیوں میں مقید دیکھے، کائنات کی زبان سے مشرق و مغرب میں بلند ہو کر منادی کی کہ عیسیٰ علیہ السلام کے پرستار (عیسیٰ علیہ السلام) اور ان کی جماعت اور حضرت موسیٰ علیہ السلام تمام کے تمام حضرت محمد ﷺ کے خدمتگار ہیں۔

شیخ ابو شامہ فرماتے ہیں کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ اس نے یہ شعر کہتے وقت معظم عیسیٰ اشرف موسیٰ اور کامل محمد کی طرف اشارہ کیا، اور یہ حسن اتفاق کی بات تھی یہ اس سال کے رجب کی ۱۹ تاریخ اور بدھ کا دن تھا فرنگی عکا اور دیگر علاقوں کی طرف لوٹ گئے، اور معظم شام کی طرف، "اشرف" اور "کامل" نے اپنے بھائی "معظم" سے صلح کر لی۔

اسی سال "ملک معظم" نے دمشق کا عہدہ قضاء "کمال الدین مصری" کے سپرد کیا جو اس سے قبل بیت المال کے وکیل تھے، بڑے فاضل ذہین شخص تھے، "عادلیہ" میں نماز جمعہ سے فراغت کے بعد دستاویزات کے لئے بیٹھتے تھے، وہاں مدرسہ میں ان کے پاس تمام مراکز کے گواہ حاضر ہوتے حتیٰ کہ لوگوں کے لئے ایک ہی گھڑی میں ان کی درخواستوں کا اندراج آسان ہو جاتا، اللہ تعالیٰ اسے جزائے خیر دے!

## اس سال فوت ہونے والے نامور حضرات

**یاقوت کاتب موصلی**...... "امین الدین" جو "طریقہ ابن البواب" سے مشہور تھے علامہ ابن اثیر فرماتے ہیں ان کا زمانے میں ہم مرتبہ کوئی نہ تھا، ان کے بڑے فضائل ہیں تمام لوگ ان کی تعریف پر متفق ہیں، بہت اچھے آدمی تھے، ان کے بارے "نجیب الدین واسطی" نے ایک قصیدہ کہا ہے جس میں ان کی تعریف کی ہے۔

یہ ایک جامع شخصیت ہے جو علوم کو سمیٹنے والی ہے، اگر یہ نہ ہوتا تو فضائل کی ماں اپنے بیٹے کو گم پاتی، وہ ایسا صاحب قلم شخص ہے کہ جس کے تھوک سے ہی شیر خوفزدہ ہیں، فوجیں ذلیل ہو کر اس کے سامنے زیر نگیں ہوتی ہیں، جب اس کے سفید دانت، تاریکی میں چمکتے ہیں تو تیز نیزے اور تلواریں شرمندہ ہو جاتی ہیں، تو بدر کامل اور کاتب اپنے باپ کی طرح ابن ہلال ہے، جو کام سنبھالتا ہے اس پر فخر نہیں کرتا، اگرچہ وہ بہتر ہے لیکن تو فضیلت

کے اعتبار سے افضل ہے تو نے سوقت کی اور نماز پڑھی ہے۔

**جلال الدین حسن**...... اسماعیلیہ کے سرغنے "حسن بن صباح" کی اولاد سے ہیں، انہوں نے اپنی قوم میں شعائر اسلام کو زندہ کیا، حدود و محرمات کی حفاظت کی اور شرعی سزاؤں کو قائم کیا۔

**شیخ صالح**[1]...... شہاب الدین محمد بن خلف بن راجح مقدسی حنبلی، عابد زاہد اور درویش آدمی تھے، جمعہ کے دن لوگوں کے سامنے "حدیث نبوی" پڑھتے، جامع مظفری کے خطابت کے منبر کی پیچھے کی سیڑھی میں بیٹھے ہوتے، انہوں نے بہت سے لوگوں سے حدیث کا سماع کیا، کئی سفر کئے، پچاس راتوں میں "مقامات حریری" کو زبانی یاد کیا، آپ کئی فنون جانتے تھے، بڑے خوش طبع اور ظریف انسان تھے، رحمہ اللہ تعالیٰ۔

**خطیب موفق الدین**...... ابو عبداللہ عمر بن یوسف بن یحییٰ بن عمر بن کامل مقدسی، بیت الابار کے خطیب تھے جب "جمال الدین دولعی" خوارزم شاہ کی طرف قاصدوں کے ساتھ روانہ ہوئے تو یہ دمشق میں ان کے نائب مقرر ہوئے یہاں تک کہ وہ واپس آ گئے۔

**محدث تقی الدین ابو طاہر**[2]...... اسماعیل بن عبداللہ بن عبدالمحسن بن انماطی، حدیث پڑھی، سفر کیے اور حدیث کو لکھا، عمدہ خط والے اور علوم الحدیث میں ماہر شخص تھے، علوم الحدیث کے حافظ تھے، شیخ تقی الدین ابن صلاح ان کی تعریف کرتے تھے، کلاسہ میں مغربی گھر میں ان کی کئی کتب تھیں، یہ گھر ملک محسن بن صلاح الدین کی ملک میں تھا، پھر آپ نے ابن الانماطی سے لے لیا اور شیخ عبدالصمد دکالی کے حوالے کر دیا، جو برابر ان کے بعد ان کے ساتھیوں کے پاس رہا، ان کی وفات دمشق میں ہوئی اور صوفیہ کے مقابر میں دفن ہوئے، آپ کی نماز جنازہ "شیخ موفق الدین" نے جامع میں پڑھائی، اور باب النصر میں "شیخ فخر الدین ابن عساکر" نے پڑھائی، اور قبرستان میں قاضی القضاۃ "جمال الدین مصری" نے پڑھائی۔

**ابو الغیث شعیب بن ابی طاہر بن کلیب**...... ابن مقبل، ضریر، شافعی فقیہ، وفات تک بغداد میں مقیم رہے، آپ کے کئی فضائل ہیں اور آپ کئی کتابوں کے مصنف ہیں، آپ کے اشعار میں سے ہے، جب تم لوگوں کی سیاست کے اہل ہو تو لوگوں میں سے شریف لوگوں کے جود و عطا سے منتظم ہو، اور کمینے لوگوں کے ذلت کے ساتھ منتظم ہو تا کہ وہ ٹھیک ہو جائیں، کیونکہ ذلت ہی دین وحسب میں کمتر لوگوں کو درست کرنے والی ہے۔

**ابو العز شرف بن علی**...... ابن ابی جعفر بن کامل خالصی مقری، نابینے، شافعی فقیہ، آپ نے نظامیہ میں فقہ پڑھا، حدیث سنی اور اس کی روایت کی، آپ نے حسن بن عمرو حلبی سے یہ اشعار نقل کئے ہیں:

تم تو میرے سامنے آ گئے جبکہ گھر دور ہیں، مجھے خیال ہوا کہ دل کو تم سے کوئی مطلب ہے، میرے دل نے باوجودیکہ ہمارے درمیان دوری ہے تم سے سرگوشی کی البتہ تم لفظاً وحشت کرنے لگے اور معناً انس کرنے لگے۔

**ابو سلیمان داؤد بن ابراہیم**...... ابن مندار جیلی، مدرسہ نظامیہ کو دوبارہ آباد کرنے والوں میں سے ہیں آپ کے اشعار میں سے چند یہ ہیں:

اے جامع کرنے والے اپنی باگ کو کھینچ لے! کیونکہ زمانے کی سواریاں ٹھوکر کھاتی اور تقصیر کرتی ہیں، جب زمانہ کوتاہی اور خیانت سے کام لے گا تو دانت پیسے گا اور ندامت سے کاٹے گا۔
تیری گمراہی کے بعد تجھے نصیحت کرنے والا ملے گا، لیکن اس کی ملاقات تجھ سے اس وقت ہوگی جب تدبیر پیٹھ پھیر چکی ہوگی۔

**ابو المظفر عبد الودود بن محمود بن مبارک**...... ابن علی بن مبارک بن حسن واسطی الاصل، پیدائش اور گھر کے اعتبار سے بغدادی، "کمال الدین" جن کے والد "مجیر" کے نام سے مشہور ہیں، اپنے والد کے ہاں فقہ اور علم کلام پڑھا، باب الازج کے مدرسہ میں درس دیا، خلیفہ "ناصر" نے آپ کو وکیل بنایا تو

---

(۱) ذیل الروضتین ۱۳۰، شذرات الذهب ۵/۸۴، العبر ۵/۵۵، النجوم الزاهرة ۶/۲۵۱

(۲) تذكرة الحفاظ ۱۳۰۳، ۱۳۰۵، حسن المحاضرة ۱۶۵، ۱/۱۶۶

آپ بلاغت وجودت میں مشہور ہو گئے اور آگے بڑھ گئے، عباسیوں کو سنبھالا کیونکہ بڑی ترقی پا چکے تھے، متواضع اور اچھے اخلاق والے تھے آپ فرماتے ہیں:

"تم مجلس چھوڑ کر چلے گئے اور امارت کے سبب سواری کا ذکر سوار ہو جاتے ہو، کاش آپ جانتے کہ علم ہر ترقی کرنے والے کے پاس آتا ہے اور اترانے والے کا انکار کرتا ہے جیسا کہ پانی نشیبی جگہوں میں آتا ہے اور ٹیلوں پر نہیں چڑھتا۔"

## آغاز ۶۱۹ھ

اس سال "عادل" کا تابوت قلعہ سے اس کی قبر مدرسہ عادلیہ کبیرہ کی طرف منتقل کیا گیا، پہلے جامع اموی میں نسر کے پیچھے اس کا جنازہ پڑھا گیا، پھر مذکورہ قبر کے پاس انہیں دفن کیا گیا، ابھی تک مدرسہ پایۂ تکمیل تک نہیں پہنچا تھا، اس سال اس کی تعمیر بھی مکمل ہو گئی۔ "قاضی جمال الدین مصری" نے وہاں درس دیا، جس میں "سلطان معظم" بھی آپ کے پاس آیا اور سامنے بیٹھا، دائیں جانب قاضی اور دائیں جانب "صدر الدین حصیری" جو حنفیہ کے شیخ تھے، مجلس میں شیخ تقی الدین بن صلاح امام سلطان اور شیخ سیف الدین آمدی مدرس کی جانب اور ان کی طرف شمس الدین بن سناء الدولہ اور ان کے پہلو میں نجم خلیل قاضی عسکر بھی تھے اور حصیری کے بائیں جانب شمس الدین بن شیرازی اور ان سے نیچے محی الدین بن زکی تھے اس مجلس میں کئی سردار اکابر تھے جن میں فخر الدین ابن عساکر بھی تھے۔

اس سال "ملک معظم" نے "صدر بکری" دمشق کے کوتوال کو "جلال الدین بن خوارزم شاہ" کے پاس اپنے دونوں بھائیوں "کامل" اور "اشرف" کے خلاف مدد مانگنے کے لئے بھیجا جنہوں نے اس کے خلاف ایک دوسرے کی امداد کی تھی جس کا "جلال الدین" نے با عزت اور فرمانبرداری سے جواب دیا، جب صدر مذکور واپس لوٹے تو انہیں "شیخ الشیوخ" کا عہدہ بھی سونپ دیا، اس سال یمن کے حاکم ملک مسعود بن اقسیس بن کامل نے حج کیا، جس سے حرم میں بڑی شناعت انگیز افعال، نشہ، فجور اور قبہ زمزم کے اوپر سے کبوتروں کو غلیل سے مارنا شامل تھا صادر ہوئے۔ اور جب وہ طواف کرتے تو لوگوں کو اردگرد تلواروں سے مارا جاتا تھا کیونکہ اس کے لئے تشویش کا باعث بنتے، اور یہ نشہ کی حالت میں ہوتی تھی، لیکن ان سب کے باوجود بڑا ہیبت ناک اور قابل عزت تھا اور شہر اس سے محفوظ اور پر امن تھا قریب تھا کہ وہ اپنے باپ کے جھنڈے کو خلیفہ کے جھنڈے سے پہلے بلند کر دیتا جس کی وجہ سے عظیم فتنہ کھڑا ہوتا، وہ بڑی محنت اور جستجو سے پہاڑ پر آیا اور چڑھا جبکہ دن کا آخری پہر تھا، اس سال ملک شام میں بڑی ٹڈی نازل ہوئی جنہوں نے فصلوں، میووں اور درختوں کو خوراک بنایا۔

اس سال قبچاق اور کرج میں بڑی جنگیں ہوئیں اور قبچاق کے شہروں کے ان پر تنگ ہونے کی وجہ سے بہت زیادہ خونریزی ہوئی، اس سال بغداد میں "ابو عبد اللہ محمد بن فضلان" قاضی القضاۃ کے عہدے پر فائز ہوئے، مدرسہ نظامیہ میں "محی الدین محمد بن یحییٰ" نے اعیان و حکام کی موجودگی میں آپ کو خلعت شاہی سے نوازا اور نائب کی موجودگی میں مکتوب پڑھا گیا، جس کی طرف ابن ساعی نے نقل کی ہے۔

## اس سال فوت ہونے والے اعیان

**عبد القادر بن داؤد**..... ابو محمد واسطی شافعی فقیہ جو "محب" کے لقب سے ملقب ہیں ایک عرصہ تک نظامیہ میں با اختیار رہے اور ایسی مشغول رہے، بڑے فاضل، عالم اور نیک شخص تھے آپ نے یہ اشعار سنائے:

> فرقت اور ہجر و کمال نے اپنی تکمیل کی رات اس کی بیماری کی گواہی دی اور حزن و مرض کو مریض سے جب تاریکی چھا جاتی ہے تو اس کے سینے اور دل میں آتش عشق کی چنگاریاں بھڑکنے لگتی ہیں، اس کے رخساروں پر آنکھوں کے آنسو بہہ رہے ہیں سیلاب کی طرح جو حسب عادت بہتا ہے، وہ آنسو سے انکار کرنے والے کے حق میں بہتے ہیں، اے عاشق جس نے تجھے دیکھا اس کا جسم اس کی دوری سے کمزور ہو گیا اور کاش وہ محبوب جس نے اپنی آنکھوں کے جادو سے کمزور کیا ہے موت سے پہلے اس کی عیادت کرنے والوں میں شامل ہو جاتا۔

**ابو طالب یحییٰ بن علی**...... یعقوبی، شافعی الفقیہ بغداد میں امامت کرنے والے ہیں جو بڑے بزرگ، بڑی عمر والے اور خوبصورت چہرے والے تھے، بعض اعلیٰ عہدوں کے متولی تھے، بعض فضلاء کو جو شعر آپ نے سنائے وہ یہ ہیں۔

تمام واحد کے پہاڑ کو اٹھانا اور سمندر کا پانی برتن سے منتقل کرنا اسی طرح چٹانوں کو بہ بدھ پشت پر لے جانا ناپسند شخص کے پاس بیٹھنے سے زیادہ آسان کام ہے۔ یہ شعر بھی انہی کے ہیں جو کسی کی طرف کی بجائے ابو طالب یحییٰ بن علی نے کہے ہیں:

جب انسان کی عمر کے پچاس سال گزر جائیں پھر بھی وہ لغویات کی طرف مائل ہو تو مطلوبہ وصال کے اسباب اس کے پاس جمع کر کے بیٹھے ہیں تم سے سلف کیا ہے لہذا تو بھی اس پر قائم رہ جب سلام کے وقت اس کے چہرے کی چمک دیکھتا ہے تو کہتا ہے کہ میں اس شخص پر قربان ہو جو ناکام ہونے والا ہے۔

اشعار ان سے کچھ مال کا مطالبہ ہوا تو آپ سے ذہن پڑا تو آپ نے "لطون مصری" استعمال کیا، چنانچہ اسی دن آپ کی وفات ہوئی اور "وہ بہ ثمن" دفن کیے گئے۔

**قطب الدین عادل**...... نے "فیوم" میں وفات پائی انہیں تابوت میں منتقل کیا گیا اسی سال ملک کی میں حماۃ کے ملک کا انتقال ہوئے۔

**شیخ نصر بن ابی الفرج**[1]...... جو ابن الحصری کے نام سے مشہور ہیں، کافی عرصہ مکہ کے پڑوسی رہے پھر یمن سفر کیا، پھر مصر اور شام کی طرف لوٹ آئے، اسی سال وفات ہوئے آپ نے مشائخ کی ایک جماعت سے حدیث کا سماع کیا، اسی سال ربیع الاول میں ملک دمشق میں صاحب عبدالکریم بن نجم حنبلی "بھائی" اور "ناصح" کے بھائی نے وفات پائی، آپ بڑے فقیہ مناظر اور اکابر میں بڑے بصیرت افروز تھے، یہ وہ شخص ہیں جنہوں نے عزیزیہ کی سرپرستی "شیخ علم الدین سخاوی" کے ہاتھ سے چھین لیا۔

## آغاز ۶۲۰ھ

اس سال "اشرف موسیٰ بن عادل" اپنے بھائی "کامل" حاکم مصر کے پاس سے واپس آیا تو اس سے اس کا بھائی "معظم" ملا وہ سمجھ گیا کہ ان دونوں نے اس کے خلاف ایک دوسرے کی مدد کی ہے، جب اس نے دمشق میں اس کی خدمات کے مطابق کچھ نہ پایا تو وہاں سے نکل پڑا، جس کا اس کے بھائی کو علم نہیں تھا اور اپنے ملک چلا گیا اور اپنے بھائی "شہاب غازی" کو وہاں پایا جسے اس نے "خلاط اور میافارقین" کا نائب بنایا تھا انہوں نے اس کے مرکز آزاد کر دیا تھا، "معظم" سے دونوں کے باپ کے بعد معاہدہ و کتابت کی، انہوں نے اس کے لئے "اشرف" کی مخالفت بھی کروائی، جس پر "اشرف" نے اسے معافی کا خط لکھا جسے اس نے قبول نہیں کیا اور اس سے جنگ کے لئے فوج اکٹھی کر لی، اسی سال "اقسیس ملک مسعود" بن "کامل" یمن سے مکہ معظمہ کی طرف گیا، جہاں اس نے "حسن بن قتادہ" سے وادی مکہ میں صفا اور مروہ کے درمیان جنگ کی تو "اقسیس" نے اسے شکست دی اور وہ شکست کھا گیا، یمن کے ساتھ مکہ معظمہ کی بادشاہت میں اضافہ ہو گیا اور کئی قوت ثابت ہوئی اس سے پہلے اس کے باپ، چچا اور بھائی کا قاتل "حسن بن قتادہ" ان کا نمبر بادشاہوں میں سے پانچواں ہو گیا۔

## اس سال فوت ہونے والے نامور حضرات

**شیخ الاسلام موفق الدین عبداللہ بن احمد**[2]...... ابن محمد بن قدامہ مقدسی شیخ الاسلام "المغنی فی المذہب" کے مصنف ابو محمد مقدسی

---

[1] التاج المکلل ۲۲۹، دول الاسلام ۲/۱۹۳۔ ذیل الروضتین ۱۴۳۔ النجوم الزاہرۃ ۶/۲۶۳

[2] التاج المکلل ۲۲۹، ۲۳۱ دول الاسلام ۲/۱۹۳۔ شذرات الذہب ۵/۸۸، ۹۲

امام عالم ... نے وفات پائی، ان کے زمانے میں اور ان کے زمانے سے ایک عرصہ پہلے تک ان سے بڑھ کر فقیہ شخص کوئی نہیں تھا۔ جماعیل میں ۵۴۱ھ کے شعبان میں پیدا ہوئے۔ ۵۵۱ھ میں اپنے اہل وعیال کے ساتھ دمشق آئے، جہاں قرآن مجید پڑھا اور حدیث شریف کا کئی لوگوں سے سماع کیا، دو دفعہ عراق کا سفر کیا، پہلا ۵۶۱ھ میں اپنے چچا حافظ عبدالغنی کے ساتھ اور دوسرا ۵۶۷ھ میں اور ۵۷۴ھ میں حج کیا، بغداد ہی میں مذہب امام احمد کے مطابق فقہ پڑھی جس میں ماہر ہونے کے علاوہ دیگر بہت سے فنون میں مہارت حاصل کی، جس کے ساتھ ساتھ زہد وعبادت، تقویٰ، ورع، حسن اخلاق، سخاوت، حیا، نیکی، وقار، کثرت تلاوت، نماز روزے کا اہتمام، اچھا طریقہ اور سلف صالحین کی اتباع جیسی صفات بھی تھیں۔ آپ کے کئی احوال اور کشف ہیں۔

امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اگر علماء اولیاء نہیں ہیں تو پھر روئے زمین میں کوئی بھی اللہ تعالیٰ کا ولی نہیں۔ آپ اور شیخ عماد حنابلہ کے محراب میں نمازوں کی امامت کراتے۔ جب شیخ عماد کی وفات ہوگئی تو آپ اس عہدے پر مستقل ہو گئے، اگر آپ غائب ہوتے تو ابو سلیمان ابن حافظ عبدالرحمن بن حافظ عبدالغنی، آپ کی جانب سے نماز پڑھاتے، مغرب وعشاء کے درمیان آپ اپنے محراب کے قریب نوافل پڑھا کرتے، جب عشاء پڑھ لیتے تو اپنے گھر لوٹ جاتے جو "درب الدولعی" میں الرصیف میں واقع ہے، جو فقراء بھی آتے انہیں بھی اپنے ساتھ لے لیتے جو آپ کے ساتھ کھانا کھاتے۔ آپ کا اصلی گھر دامن کوہ میں قاسیون کی بستی میں تھا، عشاء کے بعد پہاڑ کی طرف چلے جاتے، اتفاقاً کسی رات کسی شخص نے آپ کا عمامہ اچک لیا، اس میں ایک کاغذ تھا جس میں ریت تھی، شیخ نے اس سے کہا: کاغذ لے لو اور عمامہ واپس پھینک دو، اس شخص نے سمجھا شاید یہ کوئی خرچ کرنے کی چیز ہے جو چھپا رکھی ہے، اس نے لے لیا اور عمامہ پھینک دیا، ان کی یہ بات بڑی تیز ذہانت پر دلالت کرتی ہے، اس طرح آپ نے نرمی سے اس سے عمامہ لے لیا۔

آپ کی کئی ایک مشہور تصانیف ہیں، جن میں سے "المغنی فی شرح مختصر الخرقی" دس جلدوں میں، "الکافی" دو جلدوں میں اور "المقنع" حفظ کے لئے ہے، "الروضۃ فی اصول الفقہ" اور اس کے علاوہ دیگر مفید تصانیف ہیں۔

آپ کی وفات اس سال کے عید الفطر کے روز ہوئی، اس وقت آپ کی عمر اسی سال تھی، ہفتہ کا دن تھا، آپ کے جنازے میں کئی لوگ حاضر ہوئے، اور اپنی مشہور قبر میں دفن کئے گئے، آپ کے بارے میں بہت سے اچھے خواب دیکھے گئے رحمہ اللہ تعالیٰ، آپ کی مذکر اولاد تھی، جب آپ زندہ تھے تو ان کی وفات ہوگئی، ان میں سے صرف آپ کے بیٹے عیسیٰ نے دو بیٹے چھوڑے، پھر وہ بھی فوت ہو گئے، یوں آپ کی نسل ختم ہوگئی۔

ابو المظفر سبط ابن الجوزی فرماتے ہیں کہ میں نے شیخ موفق الدین کے خط سے نقل کیا ہے:

ایسے شخص سے دور رہو جس کے گھر تک پہنچنا تجھے روکا جاتا ہے، تو کہتا ہے کہ مجھے اس سے کچھ حاجت ہے، اگر میں نے اس کا پتہ بتا دیا تو وہ اسے دور کر دے گا اور اسے چھوڑ دے گا اور ان کے پہرہ دار کا قصد کرے گا جن کی پیروی ہو جائے گی اور گھر کا مالک ناپسند کرتا رہے گا۔

شیخ موفق الدین نے اپنے بارے یہ اشعار کہے، اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو، کیا بالوں کی سفیدی کے بعد بھی میں قبر کے سوا کسی اور گھر میں رہوں گا؟! اگر ایسا میں نے کیا تو بے وقوف ہوں گا، مجھے میرا بڑھاپا خبر دار کرتا ہے کہ میں میت ہوں اور مجھے موت کی خبر سے ڈراتا ہے جو دوڑا کہتا ہے، میری عمر وفات کی جانب ہے تو کیا کوئی ادنیٰ چیز قابل فخر ہو سکتی ہے؟ گویا میں دیکھتا ہوں میرا جسم تختے پر پڑا ہے، کچھ لوگ خاموش ہیں، تو کچھ زور سے نالہ بلند کر رہے ہیں، جب ان سے میرے متعلق پوچھا جاتا ہے تو وہ جواب دینے میں پھنسے گئے ہیں اور ان کے آنسو رواں ہو رہے ہیں، ساتھیوں نے مجھے زمین کے شگاف کرنے میں چھپا دیا، اور قبر میں دفن کر دیا، [illegible] قابل بھروسہ دوست بھی مجھ پر مٹی ڈال کے لوٹ آیا اور جو مجھ پر مہربان تھے انہوں نے بھی مجھے قبر کے حوالے کر دیا تو اے میرے پروردگار میری وحشت کے وقت میرے مونس بن جائیے، اس لئے کہ جو کلام آپ نے نازل فرمایا میں اس کی تصدیق کرتا ہوں، مجھے اس بات سے کوئی تکلیف نہیں کہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف جانے والا ہوں، اور میرے مال و عیال میں کون اچھا یا تنگ

سلوک اور نیکی کرنے والا ہے؟

**فخر الدین بن عساکر عبدالرحمن بن الحسن بن ہبۃ اللہ بن عساکر**(۱)... ابو منصور دمشقی، دمشق میں شافعیہ کے شیخ تھے، آپ کی والدہ کا نام اسماء بنت محمد بن الحسن بن طاہر قرشیہ ہے تو آپ کے والد "ابو البرکات بن الزان" کے نام سے مشہور تھے انہی نے [illegible] کی مسجد القدم کی دوبارہ تعمیر کی، وہیں ان کی اور ان کی بیٹی کی قبر ہے، اس جگہ بہت اکابر علماء کی ایک جماعت مدفون ہے، یہ "قاضی محی الدین محمد بن علی بن الزکی" کی والدہ "آمنہ" کی بہن تھیں، شیخ فخر الدین بچپن سے ہی اپنے "شیخ قطب الدین مسعود نیشاپوری" کے پاس علم سیکھنے میں مشغول ہو گئے۔

آپ نے ابن تنا کی بیٹی سے شادی کر لی، اور ان کی جگہ "جاروخیہ" میں درس دینے لگے، وہیں ان کا مکتب تھا جن میں سے ایک میں آپ درس دیتے تھے جنہیں انہوں نے تعمیر کیا تھا، اور اسی جگہ ایوان کے غربی جانب وفات پائی، پھر آپ نے "قدس" کی "صلاحیہ ناصریہ" کی تدریس کے عہدے کو سنبھالا، اس کے بعد "عادل" نے انہیں "تقویہ" کی تدریس بھی دے دی، آپ کے پاس ہر رات دو فضلاء تھے، پھر آپ نے فراغت پا کر جامع مسجد کے پڑوس کو لازم پکڑ لیا اور وہاں چھوٹے سے کمرے میں "محراب الصحابہ" کی طرف عبادت کرتے، یہ خلوت نشین ہو گئے، درس و تدریس، مطالعہ اور فتویٰ کی ذمہ داری بھی انجام دی، اطراف عالم سے آپ کے پاس فتوے آتے تھے، آپ بہت ذکر کرنے والے نیک نیت شخص تھے، آپ پیر کے دن قبۃ النسر کے نیچے اپنے چچا کی جگہ عصر کے بعد حدیث کا درس دیتے کہ اسے جمع کیا، آپ کے سامنے دلائل النبوت اور کئی کتابیں پڑھی جاتیں، آپ دار الحدیث نوریہ کی مشیخت میں بھی حاضر ہوتے تھے، اور ابن عروہ کا مزار جب پہلے پہل تعمیر ہوا تو وہاں بھی تشریف لائے، ملک عادل نے اپنے قاضی ابن زکی کو معزول کرنے کے بعد آپ کو بلایا اور دسترخوان پر اپنے پہلو میں بٹھایا اور آپ سے پوچھا کہ اگر آپ دمشق کے قاضی بن جائیں تو کیسا رہے گا؟ آپ نے جواب فرمایا: میں اللہ تعالیٰ سے استخارہ کر کے پوچھوں گا، اس کے بعد آپ ہٹ رہے [illegible] آپ کا [illegible] کر دیا، اور اس نے آپ کو نشست دینے کا ارادہ کیا تو بادشاہ سے کہہ دیا کہ خدا کا شکر کر کہ اس جیسا آدمی یہاں موجود ہے، پھر جب "عادل" کی وفات ہوئی اور اس کے بیٹے "معظم" نے شراب نوشی دوبارہ شروع کر دی تو "شیخ فخر الدین" نے اسے برا بھلا کہا، جس کی وجہ سے اس کے دل میں آپ کے متعلق کوئی رنجش پیدا ہوئی، اور اس کی پاداش میں آپ سے "التقویہ" کی تدریس چھین لی، تو آپ کے پاس سوائے جاروخیہ، دار الحدیث نوریہ اور ابن عروہ کے مزار کے کچھ نہ رہا، آپ کی وفات اسی سال کی دس رجب بروز بدھ بعد نماز عصر ۷۰ سال کی عمر میں ہوئی، آپ کا نماز جنازہ جامع مسجد میں ایک بڑے اجتماع کے ساتھ پڑھا گیا، جنازہ صوفیاء کے قبرستان میں لا کر اس کے ابتدائی حصہ میں اپنے شیخ قطب الدین مسعود نیشاپوری کے قریب دفن کیے گئے۔

**سیف الدین محمد بن عروۃ الموصلی**:... جن کی طرف جامع اموی میں مشہد ابن عروہ منسوب ہے اس لئے کہ یہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے اسے صحیح کیا یہ بہت سے ذخیروں سے بھرا ہوا تھا، اس میں انہوں نے ایک حوض بنوایا، اور اس کو درس حدیث کے لئے وقف کیا، نیز ایک کتب خانہ وقف کیا، آپ قدس شریف میں مقیم تھے، لیکن چونکہ وہ "ملک معظم" کے خاص احباب میں سے تھے، جب بیت المقدس کی دیواریں گرا دی گئیں تو آپ دمشق منتقل ہو گئے اور وہیں وفات پائی، آپ کی قبر ایک [illegible] کے قبرستان کے پاس [illegible] کے پاس ہے۔

**شیخ ابو الحسن روزبہاری**:... آپ کو باب الفرادیس میں اس جگہ دفن کیا گیا جو آپ کی طرف منسوب ہے۔

**شیخ عبدالرحمن یمنی**:... آپ مینارہ شرقیہ میں مقیم تھے، بڑے صالح عابد زاہد عمدہ اخلاق کے مالک تھے، صوفیاء کے قبرستان میں دفن کیے گئے

**رئیس عز الدین مظفر بن اسعد**:... ابن حمزہ تمیمی ابن قلانسی دمشق کے رؤساء اور اکابر میں سے تھے، آپ کے دادا ابو یعلیٰ حمزہ [illegible]

---

(۱) [illegible] ۲۶۳، دول الاسلام ۲/ ۹۳، النجوم الزاہرۃ ۶/ ۲۵۹، الکامل ۱۲/ ۱۲

تاریخ کی کتاب ہے جسے "علامہ ابن عساکر" نے کتاب کے آخر میں لکھا ہے اور "عز الدین" نے یہ حدیث حافظ ابوالقاسم ابن عساکر وغیرہ سے سنی، شہاب بندی کی مجلس میں بھی پابندی سے بیٹھتے اور ان سے استفادہ کیا کرتے۔

**امیر کبیر خلیفہ کے پیش رو دار** ... محمد بن سلیمان بن قتلمش بن ترکانشاہ بن منصور سمرقندی، آپ امراء کی نسل سے تھے، آپ دیوان الحکمی عزیز کے صاحب الحجاب بنے، آپ بہت اچھا لکھتے تھے اور کئی علوم میں جان پہچان رکھتے تھے، جن میں سے ادب اور طب، ریاضی بڑی عمدہ عربی، اور عمدہ اشعار کے بنانے میں بھی آپ کو ایک ملکہ حاصل تھا، آپ کے اشعار میں سے چند یہ ہیں:

> میں اس زندگی کی تکالیف سے کیا چاہتا ہوں، میرا شباب تو گزر چکا ہے اور بڑھاپا آ گیا ہے تو میں بچے کی طرح ہوں جس کی دوست، غم کو اور بیماری زیادہ ہوتی ہیں، جب میں مجلس میں ہوتا ہوں تو سو جاتا ہوں اور کسی کی آواز آنے پر جاگ جاتا ہوں، میری سالوں کی حیثیتوں نے میرے پاؤں کو کمزور کر دیا اور مشقت نے میری لگام کو ڈھیلا کر دیا، مجھے چچا کے بیٹے کی طرح گھونسلے میں چھوڑ دیا گیا اور میں نے اپنے علم کا بہت سا حصہ بہت پیچھے چھوڑ دیا ہے، اس کے بدلے کئی تجھے زندگی کے علاوہ ہے، زندگی کے محل کی برائی کو آنا کیسے ہوا؟

اسی طرح آپ کے عمدہ اشعار میں سے ایک یہ ہیں:

اے میرے ساقی! میرا ہجر بہت زیادہ مصروف کرنے والا ہے، میرے جوانی کے گناہوں کو میں پیچھے کر چکا ہوں، صوفی فقراء ان لوگوں نے گناہوں سے اپنا چہرہ سیاہ کر لیا ہے اور تیرے سامنے ذلیل ہو کر بدکاری میں پڑا ہوں، تو اب اسے اچھی معافی کے ساتھ سفید کر دے اور مجھ سے درگزر فرما اور میرے عذاب کو ہلکا کر!

جب آپ کی وفات ہو گئی تو "نظامیہ" میں آپ کی نماز جنازہ ادا کی گئی اور "شونیزیہ" میں دفن کیا گیا، کسی نے آپ کو خواب میں دیکھا اور آپ سے پوچھا کہ پروردگار نے آپ سے کیا سلوک کیا؟ تو اس کے جواب میں آپ نے فرمایا:

میں نے حشر میں پشیمانی کے خوف اور اپنی برائی کی وجہ سے ملاقات سے کنارہ کشی کی کوشش کی، پھر جب میں اپنے پروردگار کے حضور حاضر ہوا، تو حساب و کتاب ہوا مجھ سے معمولی جھگڑا کیا، انصاف کی بات تو یہ تھی کہ میں جہنم رسید ہوتا، لیکن حق تعالیٰ نے از راہ کرم مجھ پر مہربانی کی اور آپ نے زبان حق سے مجھے پکارا کہ اے بندے! تجھے جہنم سے نجات مبارک ہو۔

**ابو علی الحسن بن ابی المحاسن** --- زہرہ بن علی بن زہرہ بن علوی حسینی حلبی، آپ "حلب" میں اشراف کے نقیب تھے، آپ بڑی فضیلت والے، لوگوں کی باتوں کا علم رکھنے والے، تاریخ، سیر اور حدیث جاننے والے شخص تھے، قرآن مجید کے مضبوط حافظ تھے، آپ کے بڑے اچھے اشعار ہیں ان میں سے کچھ یہ ہیں:

> میں نے معشوق کو دیکھا کہ فراق کی وجہ سے آنکھیں اس سے اٹھی جاتی ہیں، اس نے اس پر ہاتھ ڈالا اور حوادث زمانہ نے اس کے ہاتھ کو پھیر لیا ہو، وہ کسی ہو کر عزت کے بعد ذلت سے واپس لوٹا گویا اس نے کبھی ملاقات نہیں کی۔

**ابو علی یحییٰ بن مبارک** ... ابن القلاقی تاجروں کے خاندان سے تھے، حدیث کا سماع کیا، آپ خوبصورت شکل و صورت کے مالک تھے، ظریف الطبع، سچے تھے، صاحب مروت تھے، آپ کے بڑے اچھے اشعار ہیں جن میں سے چند یہ ہیں:

> تیرا بہترین بھائی وہ ہے جو تنگی میں تیرا شریک ہو اور آسودگی میں شریک کہاں! اگر تو اسے لوگوں میں دیکھے تو تجھے خوشی ہو اور جب تو غائب ہو وہ کان اور آنکھ بن جائے، جیسا کہ خالص سونا جب اسے آگ دی جائے تو جلا دے، اور اس کی خوبصورتی بڑھ جائے، اور برا بھائی وہ ہے کہ اگر وہ تیرے پاس نہ ہو تو تجھ سے مخالفت کرے گا اور حاضر ہو گا تو برائی کا سبب بنے گا، اس کا دل غیر خالص ہے، اس کی خواہش ہے کہ دوست مجھ سے عاشق ہو جائے، اس سے بچو، اس کے بارے میں افسوس نہ کر، اس کا تاوان میرے نقد قرض ادا کرنے کی طرح ہے۔

## آغاز ۶۲۱ھ

اس سال پہلے دو دستوں کے علاوہ چنگیز خان کی طرف سے ایک دستہ ری پہنچا، وہ تھوڑا ہی آباد ہوا اس نے وہاں کے باسیوں کو قتل کرنا شروع کر دیا، پھر انہوں نے "ساوہ" کا رخ کیا وہاں سے "قم" اور "قاسان" پہنچے ان دونوں علاقوں کو صرف اس مرتبہ زدوکوب کا سامنا کرنا پڑا، انہوں نے ان کے ساتھ بھی جیسا پہلے گزر گیا قتل و قید کا سلوک کیا، پھر یہ "ہمدان" گئے وہاں بھی لوگوں کو قتل کیا اور قیدی بنایا، اس کے بعد وہ خوارزمیوں کی تلاش میں آذربائیجان گئے، انہیں شکست دی اور ان کے بہت سے لوگ قتل کر دیئے، یہ لوگ وہاں سے "تبریز" بھاگ گئے، پیچھے پیچھے وہ بھی آ گئے، وہاں انہوں نے "ابن بہلوان" کی طرف لکھا کہ اگر تم صلح چاہتے ہو تو "خوارزمیہ" کو ہمارے پاس بھیج دو ورنہ تم بھی انہی جیسے ہو گے، پس اس نے ان کے بہت سے لوگوں کو قتل کر کے ان کے سروں کو بہت سے تحفوں اور ہدیوں کے ساتھ روانہ کر دیا، حالانکہ یہ دستہ تین ہزار پر مشتمل تھا، اور خوارزمیہ اور بہلوان کے ساتھ ان سے دوگنا زیادہ تھے، لیکن اللہ تعالیٰ نے ان سے مدد چھین لی اور ان پر بزدلی مسلط کر دی "اناللہ وانا الیہ راجعون"۔

اس سال "غیاث الدین بن خوارزم شاہ" نے بلاد فارس پر دسترس حاصل کر لی، اس کے ساتھ اس کے پاس اصفہان و ہمدان کی حکومت بھی تھی،

اسی سال "ملک اشرف" نے اپنے بھائی "شہاب الدین غازی" سے شہر خلاط واپس لے لیا اس نے یہ شہر آرمینیا، میافارقین، حانی اور جبل جور کے شہروں کے ساتھ سپرد کیا تھا، اور اسے اپنے بعد اسے ولی عہد بنایا تھا، لیکن جب "معظم" نے خط لکھ کر اس کی مخالفت کی اچھائی بیان کی، اور اس کے دماغ کو منتشر کیا تو "اشرف" نے جا کر اس کا "خلاط" میں محاصرہ کر لیا، اور یوں شہر اس کے سپرد ہو گیا، مگر اس کا بھائی "غازی" قلعہ بند ہو گیا، پھر جب رات ہو گئی تو وہ اپنے بھائی کے پاس آیا اور اس سے معذرت کرنے لگا، "اشرف" نے اس کا عذر قبول کر لیا اور کوئی سزا نہیں دی، بلکہ اسے میافارقین پر ہی برقرار رکھا، حاکم اربل اور معظم دونوں شہاب غازی کے ساتھ اشرف کی مخالفت پر متفق تھے۔

اس کے بعد "کامل" نے "معظم" کی طرف ذات سے بڑا ایک خط لکھا کہ اگر اس نے "اشرف" کے خلاف کسی کی مدد کی تو "کامل" اسے گرفتار کر کے اس کے علاقے چھین لے گا، ادھر موصل کا حاکم "بدرالدین لؤلؤ" "اشرف" کے ساتھ تھا شاہ اربل اس کی طرف سوار ہو کر پہنچا اور اس کی فوج کی کمی کے باعث اس کا محاصرہ کر لیا، کیونکہ اس نے اپنی فوجوں کو "اشرف" کی طرف بھیجا تھا جب "اشرف" نے "خلاط" میں پڑاؤ ڈالا تھا، اور بعد میں جب یہ تمام امور ختم ہو گئے جیسا کہ ہم نے بیان کیا تو حاکم اربل کو بڑی ندامت ہوئی، اس طرح "معظم" کو دمشق میں۔

اسی سال "معظم" نے اپنے بیٹے "ناصر داؤد" کو حاکم اربل کو اشرف کی مخالفت میں تقویت دینے کے لئے روانہ کیا، اور شمیساطیہ میں سے ایک "صوفی" کو جسے "الملق" کہا جاتا تھا "جلال الدین خوارزم شاہ" کی طرف بھیجا، اس نے اس سال آذربائیجان پر قبضہ کر لیا تھا اور اس کا دل مضبوط ہو گیا تھا کہ "جلال الدین" "معظم" کے ساتھ "اشرف" کی مخالفت پر متفق ہو جائے تو جلال الدین نے اس سے مدد اور مدد کا وعدہ کیا، اس سال "ملک مسعود اقسیس" "شاہ یمن" دیار مصر میں اپنے باپ "کامل" کے پاس آیا اس کے پاس بہت سے تحفے اور ہدیے تھے، ان میں سے دو سو خادم، تین بڑے مضبوط ہاتھی، عود اور اگر کی لکڑی، مشک، عنبر وغیرہ، اس کا باپ "کامل" اس کی ملاقات کے لئے نکلا، اور "اقسیس" کا ارادہ اپنے چچا "معظم" کے ہاتھ سے شام چھیننے کا تھا، اسی سال مصر میں "دار الحدیث کاملیہ" کی تعمیر مکمل ہوئی، جس کی "مشیخت" حافظ ابوالخطاب ابن دحیہ کلبی" نے سنبھالی، وہ بڑے مالدار اور بہت سے فنون والے تھے انہیں بہت سے فوائد اور عجائب حاصل تھے۔

## اس سال فوت ہونے والے نامور حضرات

**احمد بن محمد**...... ابن علی قادسی [illegible] حنبلی، "تاریخ ابن الجوزی" کے تتمہ کرنے والے کے والد، یہ "قادسی" "شیخ ابوالفرج ابن الجوزی" کی مجلس میں پابندی سے حاضر ہوتے، ان کی بڑی عزت کرتے تھے کیونکہ وہ ان سے عجیب باتیں سنتے تھے، اور فرماتے، بخدا یہ بڑے خوش طبع ہیں، ایک مرتبہ شیخ نے ان سے دس دینار قرض مانگے تو انہوں نے نہ دیئے، اس کے بعد وہ حاضر تو ہوتے لیکن بات نہ کرتے، تو ایک دفعہ شیخ نے ان سے فرمایا۔

قاری نہ ہمیں قرض دیتا ہے اور نہ ہم سے بات کرتا ہے کہ بغداد یہ کیسے خوش طبع انسان ہیں؟ رحمہم اللہ تعالیٰ۔

ایک بار "قاری" کو "مستنصر" کے گھر بلایا گیا تا کہ خلیفہ کو تراویح پڑھائیں اس سے کہا گیا کہ آپ کا کیا مذہب ہے؟ یہ بات خلیفہ سن رہا تھا تو آپ نے فرمایا حنبلی، تو اس نے کہا تو خلیفہ کے گھر نماز مت پڑھ جبکہ تو حنبلی ہے، تو آپ نے فرمایا میں حنبلی رہوں گا اور تمہیں نماز نہیں پڑھاؤں گا، اس پر خلیفہ نے کہا: انہیں چھوڑ دو انہیں یہی نماز پڑھائیں گے۔

**ابوالکرم المظفر بن المبارک**...... ابن احمد بن محمد بغدادی حنبلی حزامی حنیفہ وغیرہ کے شیخ، بغداد کی مغربی جانب کے احتساب سنبھالے، بڑے عالم فاضل، دیندار شخص تھے، شاعر تھے ان کے شعر میں سے چند یہ ہیں

> اپنے نفس کو صبر جمیل کے ذریعہ محفوظ رکھ اور اچھی باتوں کو غنیمت جان ان کا ثواب تجھ سے ضائع نہ ہو، ملاقی سے رو، تیرے متعلق اچھی گفتگو ہو، کرم سے زندگی گزار تیرے لئے زندگی کی مشکل باتیں آسان ہو جائیں گی، دن ختم ہو جائیں گے، ہر ایک جانے والا ہے، اس کی مٹھاس کم اور عذاب جمع رہے گا، زمانہ ایک دن رات کی بدمزگی ہے اور عمر تو بس اس کا لپٹنا اور جانا ہے مستقل مزاجی تو نیکی بھلائی جاری میں ہے، اور تجھ میں عمدہ اور بہترین باتیں پائی جاتی ہیں، آرزو اس کے ثواب چھوڑ دے اس واسطے کہ اس کی برائی اور درشتی عنقریب ظاہر ہو جائے گی۔

**محمد بن ابی الفرج بن برکۃ**...... شیخ فخر الدین ابو المعالی الموصلی، بغداد آئے تو "نظامیہ" میں مشغول ہو گئے اور وہیں تکمیل کی، آپ کو قرأت میں معرفت حاصل تھی، مخارج الحروف میں ایک کتاب لکھی، حدیث کی سند بیان کی، آپ کے بڑے لطیف شعر ہیں۔

**ابوبکر بن حلب الموازینی بغدادی**...... آپ علم ہندسہ اور وزن بنانے میں یکتائے زمانہ تھے، بڑی عجیب چیزیں ایجاد کرتے، ان میں سے ایک عجیب کام یہ تھا کہ انہوں نے خشخاش کے دانے میں سات سوراخ کیے اور ہر سوراخ میں ایک بال ڈالا، حکومت میں آپ کو ایک مقام حاصل تھا۔

**احمد بن جعفر بن احمد**...... ابن محمد ابوالعباس الدبیثی البیع الواسطی، ادیب، فاضل اور شیخ، آپ کا کلام نظم و نثر میں موجود ہے، اخبار و سیر سے واقف، آپ کے پاس بڑی عمدہ کتابیں تھیں، آپ نے "ابوالعلاء المعری" کے قصیدے کی تین جلدوں میں شرح لکھی، علامہ ابن الساعی نے ان کے عمدہ اور فصیح اشعار نقل کیے ہیں، جو کانوں کو بھائیں اور دل میں لطافت سے سمائیں۔

## آغاز ۶۲۲ھ

اس سال "خوارزمیوں" کو غزنی کے علاقوں سے ذلیل و رسوا ہو کر تاتاریوں کے ہاتھ شکست ہوئی تو خوزستان اور عراق کے علاقوں کی طرف "جلال الدین بن خوارزم شاہ" کے ہمراہ فساد برپا کیا، شہروں کا محاصرہ کر لیا اور دیہاتوں کو لوٹ لیا، اس سال "جلال الدین بن خوارزم شاہ" نے آذربائیجان اور کرج کے بہت سے شہروں پر قبضہ کر لیا، اور کرجیوں کو شکست دی وہ ستر ہزار جنگجوؤں کے ساتھ آئے، تو اس نے بیس ہزار سورماؤں کو قتل کیا، "جلال" کا قدم مملکت میں مضبوط ہوا اور اس کی شان بڑھ گئی، "تفلیس" کو بھی فتح کر کے ان کے تیس ہزار آدمی مار ڈالے، "شیخ ابوشامہ" کا خیال ہے کہ اس نے میدان جنگ میں کرجیوں کے ستر ہزار آدمی مارے اور تفلیس کے پورے ایک لاکھ افراد قتل کیے ہیں۔

اس جنگ میں مشغولی کے باعث وہ بغداد کا قصد کرنے سے غافل ہو گیا اور یہ اس وجہ سے کہ جب اس نے "دقوق" کا محاصرہ کیا تو وہاں کے لوگوں نے اسے گالیاں سنائیں، تو اس نے زبردستی فتح کر لیا، اور وہاں کے کئی افراد قتل کر دیے فصیلوں کو منہدم کر کے بغداد میں خلیفہ کا قصد کیا کیونکہ اس کا گمان تھا کہ وہ اپنے والد پر حاکم بنا ہے یہاں تک کہ وہ فوت ہو گیا اور تاتاریوں نے ملک پر قبضہ کر لیا، اور "معظم بن عادل" کو خلیفہ کے خلاف جنگ کرنے کے لئے بلاوے کا خط لکھا اور اسے اس کام پر ابھارنے لگا، تو "معظم" تو اس بات سے باز رہا، پھر جب خلیفہ کو "جلال الدین بن خوارزم

شاہ" کے ارادے کا علم ہوا تو اس کے پاؤں تلے سے زمین نکل گئی، چنانچہ اس نے بغداد کو مضبوط کیا اور فوجوں اور لشکروں سے خدمت لی، اور عوام میں ایک کروڑ دینار خرچ کیے، اور ادھر "جلال الدین" کرج کی جانب ایک لشکر روانہ کر چکا تھا، تو انہوں نے اس کی طرف لکھا کہ اگر وہ ہماری مدد کو پہنچے قبل اس کے کہ ہمارا آخری آدمی ہلاک ہو جائے، اور بغداد ہاتھ سے نہیں جائے گا تو وہ ان کی طرف نکل کر آیا پھر جو اس کا معاملہ ہوا ہم نے ذکر کر دیا ہے۔

اسی سال عراق اور شام میں بارشوں کی کمی اور ٹڈی دل کے پھیلنے سے سخت خشک سالی ہوئی، پھر اس کے بعد عراق اور شام ہی میں بہت زیادہ وباء و ہلاکت ہوئی، جس کی وجہ سے شہروں میں بہت سے افراد جان بحق ہوئے "انا للہ وانا الیہ راجعون"۔

**خلیفہ ناصر لدین اللہ کی وفات اور اس کے بیٹے ظاہر کی حکومت وخلافت**...... جب اس سال کے رمضان المعظم کا آخری اتوار آیا تو "خلیفہ ناصر لدین اللہ" ابو العباس احمد بن المستضیئ بامر اللہ ابو المظفر یوسف بن المقتفی لامر اللہ ابو عبد اللہ محمد بن المستظہر باللہ ابو عبد اللہ احمد بن المقتدی بامر اللہ ابو القاسم عبد اللہ بن الذخیرہ محمد بن القائم بامر اللہ ابو جعفر عبد اللہ بن القادر باللہ ابو العباس احمد بن الموفق ابو احمد بن محمد المتوکل ابو جعفر عبد اللہ بن القادر باللہ ابو العباس احمد بن الموفق ابو احمد بن محمد المتوکل علی اللہ جعفر بن المعتصم باللہ ابو اسحاق محمد بن ہارون الرشید بن مہدی محمد بن عبد اللہ ابو جعفر المنصور بن محمد بن علی ابن عبد اللہ بن العباس بن عبد المطلب ہاشمی عباسی امیر المؤمنین نے وفات پائی۔

اس کی پیدائش بغداد میں ۵۵۳ھ کو ہوئی، اور خلافت کی بیعت اس کے والد کی وفات کے بعد ۵۷۵ھ میں لی گئی، اور وفات اس سال، ۷۰ سال دو ماہ اور بیس دن کی عمر میں ہوئی، اس کی مدت خلافت ایک ماہ کم ۴۷ سال ہے اس سے پہلے کسی عباسی خلیفہ نے اتنی طویل مدت خلافت قائم نہیں رکھی، اور کسی کی مدت خلافت مطلقاً "مستنصر عبیدی" سے طویل نہ ہوئی، وہ مصر میں ۶۰ سال حکمران رہا، اور اس کے اور میرے نزدیک (ابن کثیر) سلسلہ نسب میں ۲۱ خلفاء اور ولی عہد ہوئے مگر ان کے علاوہ وہ بھتیجے کوئی اس کا چچا تو کوئی چچازاد ہے، اس کی بیماری بڑھتی گئی اور سب سے بڑی بیماری پیشاب کی بندش تھی باوجود یکہ اس کے لئے پانی بغداد سے دس اور چند مراحل سے لایا جاتا تا کہ صاف شفاف ہو، جس کی وجہ سے کئی بار اس کا آلہ تناسل شق کیا گیا، لیکن احتیاط نے بھی فائدہ نہ دیا، اسے غسل دینے کی ذمہ داری محی الدین ابن شیخ ابو الفرج ابن الجوزی نے سنبھالی، اور انہوں نے نماز جنازہ پڑھائی پھر اسے دار الخلافہ میں دفن کیا گیا، اس کے بعد اس سال کی دو ذوالحجہ کو رصافہ کے قبرستان میں دفن کیا گیا، یہ اجتماع کا دن تھا۔

علامہ ابن السباعی فرماتے ہیں: اس کی سوانح زندگی کا ذکر تو حوادث و واقعات میں گزر چکا ہے، اور علامہ ابن اثیر اپنی کتاب کامل میں فرماتے ہیں: ناصر لدین اللہ تین سال مکمل طور پر حرکت کرنے سے معطل رہا، اس کی ایک طرف کی نظر ختم ہو گئی تھی، اور دوسری آنکھ میں معمولی بصارت باقی تھی، اور سب سے آخر میں اسے بیس دن دست لگے اور اسی میں وفات ہوئی، اس نے اپنے بہت سے وزراء بنائے، جن کا ذکر پہلے گزر چکا، وہ وہ خلاف رسومات جو اس نے جاری کی تھیں اپنی بیماری کے ایام میں بھی انہیں ترک نہیں کیا، وہ اپنی رعیت سے بد ترین سلوک اور ان پر ظلم کرنے والا تھا، اس کے زمانہ حکومت میں عراق خراب ہوا اور وہاں کے لوگ شہروں میں بکھر گئے، ان کے مال و جائیداد پر قبضہ کر لیا، اس کی عادت تھی کہ وہ ایک کام کرتا اس کے برعکس بھی کرتا، ان میں سے ایک یہ ہے کہ اس نے رمضان میں افطاری کے لئے اور حجاج کی ضیافت کے لئے گھر تعمیر کروائے اس کے بعد یہ سلسلہ ختم کر دیا، ہاں البتہ اس نے محصول ساقط کر کے پھر دوبارہ اور بھی رائج کر دیا، اس کا بنیادی مقصد اور توجہ بندوق چلانا، پسندیدہ پرندوں کو شکار کرنا، اور دوشیزہ کی شلواروں میں تھی۔

علامہ ابن اثیر فرماتے ہیں کہ اگر وہ باتیں جو عجم اس کی طرف منسوب کرتے ہیں سچ ہیں کہ اسی نے تاتاریوں کو شہروں کی حرص دلائی اور ان سے مراسلت کی تو یہی سب سے بڑی مصیبت تھی جس کے سامنے ہر بڑا گناہ چھوٹا نظر آتا ہے، میں کہتا ہوں: کہ اس کے متعلق بڑی عجیب و غریب چیزیں ذکر کی گئی ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ جب اس کے پاس قاصد آتے تو یہ ان سے کہتا تم نے فلاں جگہ یہ کیا فلاں جگہ یہ کیا، یہاں تک کہ بعض لوگوں بلکہ اکثر کو یہ گمان ہونے لگا کہ اسے کشف ہوتا ہے یا اس کے پاس کوئی جن آتا ہے۔ واللہ اعلم۔

**خلافت ظاہر بن ناصر**...... جب خلیفہ "ناصر لدین اللہ" کی وفات ہوئی تو اس نے اپنے بیٹے کو اپنا ولی عہد بنایا اور اسے "ظاہر" کا لقب دیا، اور منبروں پر اس کا خطبہ جاری کیا، پھر کچھ ہی عرصہ بعد اسے معزول کر کے اس کے بھائی "علی" کو مقرر کر دیا تو وہ اپنے باپ کی زندگی ہی میں ۱۲ سال کی

عمر میں فوت ہو گیا، چنانچہ اسے دوبارہ اسے ولی عہد بنانے کی ضرورت ہوئی یوں دوبارہ اس کے لئے خطبہ دیا گیا، اور جب اس کی وفات ہوئی تو اس کے لئے خلافت کی بیعت ہوئی، اس وقت اس کی عمر ۵۲ سال تھی، بنی عباس میں اس سے عمر رسیدہ شخص نے خلافت نہیں سنبھالی، یہ بڑا عقلمند، باوقار دیندار، عادل اور محسن تھا، بہت مظالم کو ہٹایا ان محصولات کو ساقط کیا جنہیں اس کے باپ نے ایجاد کیا تھا، اور لوگوں سے اچھی روش کے ساتھ چلا، یہاں تک کہا گیا کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ تعالیٰ کے بعد اس سے بڑھ کر کوئی عادل نہیں گزرا، اگرچہ اس کی مدت خلافت طویل ہوتی مگر اس پر ایک سال بھی نہیں گزرا، بلکہ اس کی مدت خلافت ۹ ماہ تھی، اس نے بہت سی زمینوں سے گزشتہ خراج ساقط کر دیا، اور ایک علاقے کے باسیوں سے، جسے ”یعقوبا“ کہا جاتا ہے، ستر ہزار دینار کا ٹیکس معاف کر دیا جسے اس کے باپ نے خراج میں بڑھایا تھا، خزانہ کا باٹ شہر کے باٹ پر ہر سو پر نصف باٹ مقرر ہوتا، جب وہ کوئی چیز لیتے، اور جب کوئی چیز دیتے تو شہر کے باٹ سے دیتے تو اس نے عمر اوقاف کو لکھا ”ویل“ — خرابی ہے ناپ تول میں کمی کرنے والوں کے لئے، جب وہ لوگوں سے تول کر لیں تو پورا لیں اور جب انہیں تول کر یا وزن کر کے دیں تو کم کر کے دیں، کیا ان لوگوں کو یہ یقین نہیں کہ یہ اٹھائے جائیں گے، (یعنی) ایک بڑے دن کے لئے جس دن لوگ رب العالمین کے روبرو کھڑے ہوں گے۔ (سورۃ مطففین آیت ۱ تا ۶)

تو ایک کاتب نے اس کی طرف لکھا جس میں وہ کہہ رہا تھا: اے امیر المومنین اس سال کا پچھلے سال کی نسبت سے ۳۵ ہزار کا تفاوت ہے، تو اس نے اس کی طرف ڈانٹ کا پیغام بھیجا، اور اسے کہنے لگا کہ اس بات کو چھوڑ دیا جائے اگرچہ ساڑھے تین لاکھ کا تفاوت ہی کیوں نہ ہو، اور قاضی کو حکم دیا، کہ جس کسی کا بھی شرعی طریقے سے حق ثابت ہو اس تک بغیر چھان بین کے پہنچا دیا جائے، اور باقیماندہ مال پر نگرانی کے لئے ایک نیک آدمی کو مقرر کیا، اور قضاء کے لئے شیخ علامہ عماد الدین ابو صالح نصر بن عبدالرزاق بن شیخ عبدالقادر جیلی“ کو بروز بدھ ۸ ذوالحجہ کو منتخب کیا، وہ نیک مسلمانوں اور منصف قاضیوں میں سے تھے، جب اس نے اس پر عہدہ قضا پیش کیا تو انہوں نے صرف اس شرط پر قبول کیا کہ وہ ذوی الارحام کو وارث بنائے گا، اس پر ”ظاہر“ نے کہا، ہر مستحق کو اس کا حق دو اور اللہ سے ڈرو اس کے ماسوا کسی کا خوف نہ رکھو، اس کے باپ کی عادت تھی کہ لوگوں کے اٹھتے بیٹھتے محلات کے اجتماعات کی خبریں وہاں کی گلیوں کے پہرہ دار اس تک پہنچائیں، جب ”ظاہر“ خلیفہ بنا تو اس نے تمام باتوں کو ختم کرنے کا حکم دیا، اور کہنے لگا لوگوں کے حالات کے کھولنے اور ان کی پردہ دری کی کیا ضرورت؟ اس سے کہا گیا:

اگر تم ان باتوں کو چھوڑ دو گے تو رعیت خراب ہو جائے گی تو اس نے جواب دیا، کہ ہم ان کے لئے اللہ تعالیٰ کے حضور اس بات کی دعا کریں گے وہ ان کی اصلاح فرمائے، جیل سے ہر ایسے شخص کو رہا کر دیا جو قاہری اموال میں گرفتار تھے، اور اس سے پہلے ان سے جو ظلماً وصول کیا گیا تھا واپس کر دیا، اور قاضی کی طرف دس لاکھ دینار اس لئے بھیجے کہ ان سے ان شہری قیدیوں کے قرضے ادا کر دیئے جائیں جو جیلوں میں ادائیگی کی استطاعت نہیں رکھتے، اور بقیہ ایک لاکھ علماء میں بانٹ دیا، بعض لوگوں نے اسے ان تصرفات پر ملامت بھی کی، اس نے کہا: میں نے عصر کے بعد دکان کھولی ہے، مجھے چھوڑ دو تا کہ میں نیک عمل کروں اور خیر کو سمیٹ سکوں، کیا معلوم مجھے کتنی مقدار زندہ رہنا ہے؟ اس کی یہی عادت رہی تا آنکہ وہ آئندہ سال فوت ہو گیا، جیسا کہ عنقریب آئے گا، اس نے اپنے زمانے میں نرخوں کو کم کیا، اس سے پہلے انتہائی گرانی تھی یہاں تک کہ جو حکایت علامہ ابن اثیر نے بیان کی ہے کہ جزیرہ اور موصل کے شہروں میں کتوں بلیوں کو کھایا گیا، اس کی وجہ سے گرانی ختم ہو گئی، الحمد للہ، یہ خلیفہ ”ظاہر“ خوبصورت، خوش شکل، نرم طبیعت، مضبوط جوڑوں والا تھا۔

**ابو الحسن علی جس کا لقب ملک افضل ہے۔** — نور الدین ابن سلطان صلاح الدین بن یوسف بن ایوب، یہ اپنے والد کے ولی عہد تھا وہ سال بعد دمشق پر قبضہ کر لیا، اس کے بعد اس کے چچا ”عادل“ نے اس سے دمشق لے لیا، پھر قریب تھا کہ یہ اپنے بھائی ”عزیز“ کے بعد دیار مصر پر قبضہ کر لیتا تو وہ بھی اس کے چچا ”عادل ابو بکر“ نے اس سے چھین لیا، اس نے صرخد کی حکومت پر ہی اکتفا کیا، لیکن اس کے چچا ”عادل“ نے اس سے یہ بھی چھین لیا، پھر اس کے حالات بدلے تو اس نے ”سمیساط“ پر قبضہ کیا اور اسی میں اس سال فوت ہو گیا، یہ بڑا فاضل، شاعر اور عمدہ کتابت والا تھا، اس کے بعد اسے شہر حلب کی طرف منتقل کیا گیا وہاں اس کے ساتھ والے حصہ میں مدفون ہوا، علامہ ابن خلکان نے ذکر کیا ہے کہ اس نے ”خلیفہ ناصر الدین اللہ“ کی طرف اپنے چچا ”ابو بکر“ اور بھائی ”عثمان“ کی شکایت کا خط لکھا ہے، ”ناصر“ اسی کی طرح شیعہ تھا، اس نے لکھا اور مثال یہ دی:

اے میرے مولا! بے شک ابو بکر اور ان کے ساتھ عثمان دونوں نے بزور علی کا حق غصب کیا ہے، حالانکہ اسے اس کے والد نے ان دونوں

پر والی بنایا تھا اور جب وہ حاکم بنا تو معاملہ درست ہوگیا، پھر ان دونوں نے اس کی مخالفت کی اور بیعت توڑ دی، معاملہ ان دونوں کے درمیان تھا اور اس کے متعلق صریح نص موجود ہے، سو اس ہم کے حصے کو دیکھو بعد میں آنے والوں کو وہی مصیبت جھیلنی پڑی جو اس کے پہلے نے جھیلی۔

**امیر سیف الدین علی**…… ابن امیر علم الدین بن سلیمان بن جندر، حلب میں بڑے امراء میں سے تھا، ان کے بڑے صدقے اور خیرات ہوئے، جن میں سے دو مدرسوں پر وقف کیا جن میں سے ایک مدرسہ شافعیہ کا اور دوسرا حنفیہ کے لئے، کئی سرائے اور پل بنائے، اور کئی اس کے علاوہ نیکی کے کاموں اور جنگلوں میں صدقے کیے۔

**شیخ علی کردی**…… ان کی عقل میں فتور تھا، جابیہ سے باہر مقیم تھے، علامہ ابوشامہ فرماتے ہیں:

اس کے بارے میں اختلاف ہے بعض دمشقیوں کا گمان ہے کہ یہ صاحب کرامات شخص تھا، جبکہ دوسروں نے اس کا انکار کیا ہے، اور انہوں نے کہا ہے: اسے کسی نے نماز پڑھتے نہیں دیکھا، نہ یہ روزہ رکھتا اور کبھی جوتا پہنتا، بلکہ نجاستوں پر پھرتا اور اسی حالت میں مسجد میں داخل ہو جاتا، یہ تھا اور لوگوں کا کہنا ہے کہ اس کا کوئی جن تابع تھا جو اس کی زبان میں گفتگو کرتا تھا۔" سبط ابن الجوزیؒ نے ایک عورت سے حکایت نقل کی ہے اس نے کہا کہ مجھے "لاذقیہ" میں اپنی والدہ کی موت کی خبر پہنچی، مجھے کسی نے کہا: کہ وہ فوت نہیں ہوئی وہ کہتی ہے کہ میں اس کے پاس سے گزری، اس وقت وہ قبروں کے پاس بیٹھا تھا، میں اس کے پاس کھڑی ہوگئی تو اس نے سر اٹھا کر مجھ سے کہا: وہ مرگئی ہے مرگئی ہے اور تو کیا کر رہی ہے؟ سو ایسا ہی ہوا جیسا اس نے کہا تھا، مجھ سے "عبداللہ صاحبی" نے بیان کیا کہ اس نے کہا ایک دن صبح سے میں بھوکا تھا، جب میں اس کے پاس سے گزرا تو اس نے مجھے آدھا درہم دیا اور کہا: یہ روٹی اور شیرے میں ٹکڑے کرنے کے لئے کافی ہے، وہ مزید فرماتے ہیں کہ ایک دن خطیب "کمال الدین دولعی" ان کے پاس سے گزرے تو انہوں نے ان سے کہا: اے شیخ علی! میں نے آج خشک روٹی کے ٹکڑے کھا کر اوپر سے پانی پی لیا ہے جو مجھے کافی ہیں تو "شیخ علی کردی" نے ان سے کہا: کیا آپ کا دل اس کے علاوہ کسی اور چیز کا طالب نہیں؟ تو اس نے جواب دیا: نہیں، تو شیخ نے فرمایا: اے مسلمان! جو شخص خشک روٹی کے ٹکڑوں پر قناعت کر کے اپنے آپ کو اس حجرے میں بند رکھتا ہے، اور جو حج اللہ تعالیٰ نے اس پر فرض کیا اسے ادا نہیں کرتا تو اس کا کیا حال ہوگا؟

**الفخر ابن تیمیہ**[1]…… محمد بن ابوالقاسم بن محمد شیخ فخر الدین ابوعبداللہ بن تیمیہ حرانی، حران کے عالم دین، خطیب اور اس کے واعظ، امام احمد بن حنبل کے مسلک میں شغل علم کیا اور اس میں مہارت حاصل کی، پھر پڑھے اور مشہور ہوئے، کئی جلدوں میں ایک زبردست تفسیر جمع کی، ان کے کئی مشہور خطبات ہیں جو ان کی طرف منسوب ہیں، یہ "شیخ مجد الدین" "المنتقی فی الاحکام" کے چچا ہیں، علامہ ابوالمظفر سبط ابن الجوزیؒ نے فرمایا: کہ میں نے انہیں جمعہ کے دن نماز کے بعد لوگوں کو وعظ کرتے ہوئے یہ شعر پڑھتے سنا:

> ہمارے دوست و احباب کم ہو گئے، اور میری آنکھیں نیند کے لئے نہیں ملتیں کہ ہم ملاقات کریں، اے عشق زدہ دل پر رحم کرو اور جلنے والے جسم کی بیماری پر شفقت کرو، کتنی راتیں مجھے ملاقات کے لئے جاگتے رہو گے، عمر گزر چکی اور ہم نہیں ملے، اور ہم ذکر کر چکے ہیں وہ اپنے شیخ "ابوالفرج ابن الجوزیؒ" کی وفات کے بعد حج کے ارادے سے بغداد آئے، اور وہاں ان کے "مقام وعظ" پر وعظ کیا۔

**الوزیر بن شکر**…… صفی الدین ابومحمد عبداللہ بن علی بن عبدالخالق بن شکر، دیار مصریہ میں بمقام دمیرہ جو مصر اور اسکندریہ کے درمیان ہے ۵۴۰ھ میں پیدا ہوئے، اور مصر میں اپنے مدرسہ کے پاس اپنے قبرستان میں دفن ہوئے، یہ "ملک عادل" کے وزیر بھی رہے، اور اپنے زمانے میں کئی کام کیے جن میں سے دمشق کی جامع مسجد کا فرش ہونا بھی ہے اور عیدگاہ کے اردگرد فصیل بنائی، اسی طرح فوارہ اور اس کی مسجد نیز "جامع مزہ" کی تعمیر انہی امور میں شامل ہے، آپ ہٹائے گئے اور ۶۱۵ھ میں معزول کر دیے گئے، اور اس سال تک معزول ہی رہے، اور اسی سال وفات ہوئی، آپ کی سیرت قابل قدر ہے بعض لوگ کہتے ہیں آپ ظلم کرتے تھے، واللہ اعلم۔

---

(۱) التاج المکلل ۲۲۳، ۱۲۹، دول الاسلام ۲/۹۹، شذرات الذھب ۵/۱۰۲، ۱۰۳

**ابو اسحاق ابراہیم بن المظفر** ...... ابن ابراہیم بن علی جو "ابن برنی بغدادی واعظ" کے نام سے مشہور ہیں، آپ نے فن وعظ اپنے شیخ "ابو الفرج ابن الجوزی" سے کیا، کئی لوگوں سے حدیث کا سماع کیا، زہد کے متعلق آپ کے یہ اشعار ہیں:

یہ دنیا خوشی کا گھر نہیں ہے، تو اس کے مکر و فریب سے اندیشہ رکھ، ہمارے درمیان تو جوان اس دنیا میں اپنے نفس اور دل کو خوش کر کے پھر پورا فائدہ اٹھاتا ہے، یہاں تک کہ اس نے اسے موت کا ایک گھونٹ پلایا اور اس کے بعد اسے وہ دو ہو پانے سے بچاتی ہے، تو جو کچھ اس نے کمایا ہوتا ہے وہ رہن بن جاتا ہے اور جو مصیبت اسے پہنچائے گی اس کا علاج نہ کر سکے گا، اگر مردہ لوگ بولتے تو مٹی کے نیچے مردے کہتے، کہ جتنا ہو سکے تو جوان نیک عمل کریں۔

**ابو الحسن علی بن الحسن** ...... رازی ثم بغدادی واعظ، آپ کو کئی فضائل حاصل ہیں، آپ کے عمدہ اشعار ہیں، ان میں سے چند ایک یہ ہیں:

اے میرے نفس! موت کے لئے تیار ہو جا اور نجات حاصل کرنے کی کوشش کر کیونکہ احتیاط برتنے والا تیار رہتا ہے، تجھے یہ بات بخوبی معلوم ہے کہ زندہ آدمی ہمیشہ نہیں رہتا، اور نہ موت سے چارہ جوئی ہو سکتی ہے، تو نے تو ایک چیز مانگ کر لی تھی جسے عنقریب واپس کرے گا اور مانگی ہوئی چیزیں واپس کی جاتی ہیں، تو فراموش کر دیتا ہے جبکہ حوادث زمانہ نہیں بھولتے، اور غفلت برتتا ہے جبکہ موتیں جد و جہد کرتی رہتی ہیں، موت کی کان میں زندگی کی امید مت رکھ، اور نہ اس زمین کی جس میں تیرے لئے گھات ہو آدمی کے لئے زمین میں کوئی بادشاہت یا کوئی چیز اس کا حصہ ہے اس کا حصہ تو زمین میں فقط قبر ہے، انسان لذات زمانہ کو کیسے چاہتا ہے، جبکہ اس کے سانس گنے چنے ہیں۔

**البہاء سنجاری** ...... ابو السعادات اسعد بن محمد بن موسیٰ شافعی المسلک فقیہ اور شاعر علامہ ابن خلکان فرماتے ہیں کہ:

آپ فقیہ تھے اور علم خلاف میں کلام کیا ہے مگر آپ پر فن شعر غالب تھا، جو بڑے اچھے کہے، اور اپنی نظم بندی میں مشہور ہوئے اور اس کے ذریعے بادشاہوں کی خدمت کی، اور ان سے شہروں میں پھر کر انعامات حاصل کیے، دمشق "اشرفیہ قبرستان" میں آپ کی "کلیات" موجود ہیں آپ کے لطیف اور باریک اشعار میں سے یہ شعر ہیں:

تیرے معشوق کے دل میں تڑپنے کی بات کا خیال تک پیدا نہ ہوا، جبکہ تو محبت میں اس کی حالت سے واقف ہے، جب بھی کوئی ملامت زن تیرے پاس اس کی ملامت بیان کرے کہ وہ تیرے عشق کو بھلانے والا ہے تو وہ اس کے ملامت گروں میں شامل ہے، کیا پوشیدہ تکلیف میں مبتلا شخص کا کوئی کو نہیں جو تجھے اس کے سوال کرنے سے لاپرواہ کر دے، تو نے اس کی بیماری کو نیا جامہ پہنایا اور اس کی محبت کی چادر کو تار تار کر کے وصل کی رسی کو کاٹ دیا ہے یہ ایک لمبا قصیدہ ہے جس میں انہوں نے قاضی کمال الدین شہرزوری کی مدح کی ہے۔

نیز ان کے اشعار میں ہے۔

میرے ایام زندگی کا کہنا جو مرا ادور گئے ہیں، اور وہ میرے اچھے اوقات جو مجھے روکنے والے ہیں قریب ہے کہ گزرنے کی تیز رفتاری میں پہلا حصہ آخری حصے سے ٹکرا جائے۔

ان کی وفات اسی سال نوے سال کی عمر میں ہوئی اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے ان پر رحم فرمائے۔

**عثمان بن عیسیٰ** ...... ابن درباس بن فیر بن جہم بن عبدوس ہدبانی مارانی ضیاء الدین، "قاضی صدر الدین عبد الملک" "حکومت صلاحیہ کے دیار مصریہ میں حاکم ان کے بھائی یہ "ضیاء الدین" "المہذب" "کتاب کے چودہ جلدوں میں کتاب الشہادات تک کے حصے کے شارح ہیں، اسی طرح "اللمع فی اصول الفقہ" اور "التنبیہ للشیرازی" کے بھی شارح ہیں، مذہب کے بڑے ماہر اور بہت بڑے عالم ہیں۔

**ابو محمد عبد اللہ بن احمد بن بربری** ...... بوازیجی ثم بغدادی، فاضل شیخ، آپ کو حدیث کی روایت کرنے کی سعادت حاصل ہے، آپ نے

چند اشعار سنائے ہیں:

میں جزع اور حسرت میں مقید ہو گیا کیونکہ اگر ہم اپنی قسمت پر قناعت کریں تو وہ ہمارے لئے کافی ہے، ہمیں کیا ضرورت کہ ہم
لوگوں کی عبادت کریں جبکہ ہمارا فقر اور خزانے دونوں اللہ تعالیٰ کے قبضۂ قدرت میں ہیں۔

**ابو الفضل عبدالرحیم بن نصر اللہ** ... ابن علی بن منصور بن الکیال الواسطی، جن کا تعلق فقہ و تصوف کے گھرانے سے ہے آپ بغداد کے دانشمند شخص تھے، ان کے اشعار میں سے چند یہ ہیں:

دنیا بادلوں کی طرح ہے جس کا سایہ ہمیشہ نہیں رہتا تھوڑا سا خوش کرتی ہے پھر بہت رلاتی ہے تجھے کتاب میں خوبصورت سطریں
دکھاتی ہے پھر اس کے بعد پوشیدگی سے کتاب کے شمالی پہلو پر لپیٹنے والے کی طرح کرے گی۔

اپنے اشعار میں سے ان کا یہ قول ہے:

اگر دوستوں کے بعد میری آنکھوں نے تجھ سے چشم پوشی کی ہے تو وہ میری آنکھیں نہیں ہیں یا میں دوستوں کے بعد حسن کو دیکھنے
لگ گیا ہوں تو وہ میری آنکھیں نہیں ہیں، اگر میرا دل میرے بدن پر بیداری کرے تو تیرے کی طرح میں معاف ہیں۔

**ابو علی الحسن بن علی** ... ابن الحسن بن علی بن الحسن بن علی بن عامر بن محمد بن دکات البصری المقری کی طرف نسبت ہے بغداد کے شیخ فاضل ہیں، ان کی تفسیر وغیرہ میں کئی تصنیفات ہیں، معتزلہ کے خطبات، رسائل اور عمدہ شعر ہیں، ان کی گواہی قبول کی جاتی تھی۔

**ابو بکر محمد بن یوسف بن الطباخ** ... واسطی، بغدادی صوفی، بغداد میں بعض مسجدوں پر ناظر رہے، ان کے اشعار آپ نے کتنے ہی میں سے چند یہ ہیں:

حتیٰ کہ اپنی طرف سے ملنے کو مشکل ہوا ہے بجز ان کے لئے نہیں ہے یہ دونوں چیزیں نوجوان کی زینت ہیں اگر یہ دونوں نہ
ہوں تو زندگی کا نہ ہونا بہتر ہے۔

**ابن یونس تنبیہ کے شارح** ... ابو الفضل احمد بن شیخ کمال الدین ابو الفتح موسیٰ بن یونس بن محمد بن منعہ بن مالک بن محمد بن سعد بن سعید بن عاصم بن عائذ بن کعب بن قیس بن ابراہیم الاربلی الموصلی، علم و ریاست کے گھرانے کے فرد ہیں، اپنے والد کے پاس قرآن اور علوم سیکھنے میں مشغول رہے، اور ان میں مہارت حاصل کی اور اپنے زمانے کے بڑے مدرس بھی تھے، "التنبیہ" کی شرح بھی لکھی، "امام غزالی" کی کتاب "احیاء العلوم" کی ایک چھوٹی جلد میں تلخیص کی اور اسی سے درس دیتے تھے۔

علامہ ابن خلکان فرماتے ہیں کہ یہ اربل میں مدرسہ ملک مظفر میں ۶۱۰ھ میں اپنے والد کی وفات کے بعد مقرر ہوئے، بچپن میں میں ان کے پاس حاضر ہوتا تھا میں نے ان کی طرح کسی کو درس دیتے نہیں دیکھا۔[1] پھر ۶۱۷ھ میں اپنے شہر منتقل ہو گئے، اور وہیں پیر کے دن ۲۴ ربیع الاول کو ۷۰ سال کی عمر میں اسی سال وفات پائی۔

## آغاز ۶۲۳ھ

اس سال ملک جلال الدین بن خوارزم شاہ نے کرج سے جنگ کی اور انہیں بہت شکست دی اور ان کے سبب سے مشہور شہر تفلیس کا قصد کیا اور اسے زبردستی فتح کر لیا اور وہاں جو کافر تھے انہیں قتل کر دیا، ان کی اولاد کو قیدی بنا لیا اور وہاں جو مسلمان مقیم تھے ان میں سے کسی سے تعرض نہیں کیا، وہاں اسلام کا قدم مضبوط ہو گیا۔ "کرج" نے اس شہر کو مسلمانوں سے ۵۱۵ھ میں چھین لیا تھا، وہ ہمیشہ ان کے قبضے میں تھا تا آنکہ

---

(۱) اصل کتاب میں عبارت مبہم ہے۔

"جلال الدین" نے خراسان سے چھڑا لیا۔ یہ بہت بڑی فتح تھی۔ پس اللہ تعالیٰ ہی کا احسان ہے۔

اسی سال وہ خلاط کی طرف "ملک اشرف" کے نائب سے چھیننے کے لئے گیا لیکن اسے اس کی فرصت نہ مل سکی اور وہاں کے باشندوں نے اس سے سخت جنگ کی، سو وہ وہاں سے واپس آ گیا۔ "ابن اثیر" کہتے ہیں: "کرجیوں" میں قربانی اور مخالفت کی وجہ سے وہ واپس آ گیا، اس طرح وہ انہیں چھوڑ کر اس کی طرف آ گیا۔ اس سال "ملک اشرف" نے اپنے بھائی "معظم" سے صلح کر لی اور دمشق اس کی طرف روانہ ہوا۔ "معظم" نے اس کے خلاف "جلال الدین" کی مدد کی۔ "اشرف" کے ساتھ اس کا بھائی "کامل" اور "مظفر کوکبوری" بدر الدین لؤلؤ تھے۔ پھر ان سب نے اپنے بھائی "معظم" کو اپنا ہاتھ مضبوط کرنے کے لئے مائل کر لیا۔

اس سال "بنی اعطا" اور "کرجیوں" کے درمیان بہت بڑی جنگ ہوئی اور ان کے درمیان کئی جھگڑے ہوئے۔ اسی سال "ملک جلال الدین" نے ترکمانوں کے ساتھ سخت جنگ کی۔ یہ مسلمانوں کے راستے مارتے تھے۔ اس سال "محی الدین یوسف بن شیخ جمال الدین بن الجوزی" بغداد سے ایلچیوں کے ساتھ دمشق میں "ملک معظم" کے پاس آئے ان کے پاس تحائف اور بیش قیمت چیزیں تھیں جو خلیفہ "ظاہر بامر اللہ" کی طرف سے "ملک عادل" کی اولاد کے لئے تھیں، اور قاصدوں کے پاس خط کا مضمون "جلال الدین بن خوارزم شاہ" سے ترک موالات تھا کیونکہ وہ باغی ہے اور اس کا ارادہ خلیفہ سے جنگ اور بغداد پہنچنے کا ہے تو اس نے اس بات کو سراہا۔ "قاضی محی الدین بن الجوزی" "ملک کامل" کے پاس روانہ ہوئے جو دیار مصر میں تھا۔ یہ ان کی شام و مصر کی طرف پہلی آمد تھی۔ بادشاہوں سے انہیں کافی تحائف و انعامات حاصل ہوئے جن میں سے ایک مکان دمشق میں بمقام نشابین مدرسہ جوزیہ تعمیر کیا ہے۔

اسی سال دمشق میں "شمس الدین یوسف بن قزاوغلی سبط ابن الجوزی" "ملک معظم" کے سرکاری حکم دینے سے عدلیہ کی تدریس کے لئے مقرر ہوئے اور پہلے دن ان کے پاس قاضی اور اکابر حضرات حاضر ہوئے۔

## خلیفہ ظاہر[1] کی وفات اور اس کے بیٹے المستنصر کی خلافت

..... خلیفہ کی وفات کا حادثہ اس سال کی ۱۳ رجب بروز جمعہ چاشت کے وقت پیش آیا، یہ ہجری عمر ۶۲۳ھ ہے، لوگوں کو اس کی وفات کا علم نماز کے بعد ہوا، اس روز خطباء نے حسب معمول منبروں پر اس کے لئے دعا کی۔ اس کی مدت خلافت ۹ ماہ ۱۴ دن تھی اور اس کی عمر ۵۲ سال۔ یہ بنی عباس میں سب سے زیادہ بہتر سیرت و کردار والا انسان ہے۔ یہ زیادہ دینے والا، بڑا خوبصورت اور خوش منظر تھا۔ اگر اس کی مدت خلافت طویل ہوتی تو امت کی بہت زیادہ اصلاح اس کے ہاتھوں ہوتی۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اسے قریب کرنا پسند کیا تو اس نے بھی اسے پسند کیا۔ جو کچھ اس کے پاس تھا اس سے بہتر ہے۔ وہ احسان اور نوازش سے بھرا ہوا تھا۔ ہم ذکر کر چکے ہیں کہ جو اس نے اپنی خلافت کے آغاز میں اموال حکومت سے مظالم کو ہٹانے، ٹیکس معاف کرنے، لوگوں سے خراج میں تخفیف کرنے اور حاجتمندوں کے قرضوں کی ادائیگی میں، غلام اور فقراء سے احسان کرنے اور دیانت داروں کو مقرر کرنے کے کام شروع کئے تھے۔ اس نے اپنے والیان حکومت کو جو خط لکھا اس کا مضمون یہ تھا:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

"جان رکھو! ہمارا ڈھیل دینا اور چشم پوشی کرنا ڈھیل اور چشم پوشی نہیں، بلکہ یہ اس لئے ہے تاکہ تمہیں آزمائیں کہ کون بہتر عمل کرتا ہے۔ اس سے قبل کی باتیں ہم نے معاف کی ہیں کیونکہ تم لوگوں نے جو شہروں میں خرابی، رعایا کی بدحالی اور شریعت کی قباحت بیان کی اور کھلے ظلم کا اظہار پوشیدہ حق کی صورت میں کیا، یہ ایک ہی چالاکی چال کی بنا پر اپنی اغراض کو پورا کرنے کے لئے کی گئی اور شکار سے جس کا موقع تم نے شکاری درندوں اور خطرناک شیروں کے پنجوں اور ناخنوں سے پالیا، تم کو ان الفاظ سے ایک حکم پہنچا ہوا اور تم اس کے معتبر اور دیانت دار ہو جو تم اس کی امانت کو اپنی خواہشات کے تابع بنانا چاہتے ہو، اور اس کے حق کو اپنے باطل سے آمیزش کرنا چاہتے ہو، اور خیانت کی بات مان لے گا حالانکہ تم اس کے نگران ہو اور تمہاری موافقت کرے گا اور

---

[1] الوافی بالوفیات ۲/۱۳۱، ذیل الروضتین ۱۴۹، شذرات الذہب ۵/۱۱۱، العبر ۵/۹۲

> تم اس کے مخالف ہو۔ اور اب اللہ تعالیٰ نے تمہارے خوف کو امن سے، فقر کو مالداری سے اور باطل کو حق سے بدل دیا ہے اور تمہیں ایسا بادشاہ دیا ہے جو لغزشوں سے درگزر کرتا اور صرف اصرار کرنے والے کا مواخذہ کرتا اور لگاتار نافرمانی کرنے والے سے انتقام لیتا ہے، تمہیں عدل وانصاف کا حکم دیتا اور تم سے بھی اس کا خواہاں ہے اپنی فرمانبرداری کی تمہیں ترغیب دیتا، ظلم سے تمہیں روکتا، جسے وہ خود بھی ناپسند کرتا ہے، اللہ تعالیٰ سے ڈرتا اور اس کی تدبیر سے تمہیں ڈراتا ہے، اللہ تعالیٰ سے امید رکھتا ہے اور اس کی اطاعت پر تمہیں ابھارتا ہے، اگر تم اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ خلفاء کے رستوں پر چلے جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کا امین بنایا تو بہتر ہو گا ورنہ تم ہلاک ہو جاؤ گے۔ والسلام"۔

اس نے گھر میں مہر زدہ کاغذ کے ٹکڑے پائے جنہیں لوگوں کی پردہ داری اور ان کی عزتوں کی حفاظت کی خاطر نہیں کھولا، اس نے اولاد میں سے دس لڑکے اور لڑکیاں چھوڑیں، ان میں سے اس کا سب سے بڑا بیٹا "ابو جعفر منصور" تھا جس کے لئے اس کے بعد بیعت لی گئی، اسے "مستنصر باللہ" کا لقب دیا، اسے "شیخ محمد خیاط واعظ" نے غسل دیا، اور دارالخلافہ کے قبرستان میں دفن کیا گیا، اس کے بعد "الرصافہ" کے قبرستان میں منتقل کر دیا گیا۔

**المستنصر باللہ عباسی کی خلافت**...... امیر المومنین ابو جعفر منصور بن ظاہر محمد بن الناصر احمد، ۶۲۳ھ اس سال کی ۱۳ رجب بروز جمعہ جس دن اس کا باپ فوت ہوا اس کے لئے خلافت کی بیعت لی گئی، انہوں نے اس کے لئے تاج منگایا، تو تمام حل وعقد میں سے عوام وخواص نے اس کی بیعت کی، اور یہ جمعہ کا دن تھا، اس وقت اس کی عمر ۳۵ سال ۵ ماہ اور ۱۰ دن تھی، لوگوں میں سب سے خوبصورت شکل اور خوش منظر شخص تھا، وہ گویا شاعر کے اس قول کا مصداق ہے۔

ایسے لگتا ہے کہ ثریا اس کی پیشانی میں، شعریٰ اس کے رخسار میں اور چاند اس کے چہرے میں جڑا ہوا ہے۔

اس کے عالی نسب میں چودہ خلیفہ گزرے ہیں، ان میں سے پانچ اس کے ددھیال سے ایسے گزرے ہیں جو بالترتیب خلیفہ بنے ہیں، اس نے ان سے خلافت کو ایسے پایا جیسے چھوٹے بڑوں سے وراثت پاتے ہیں۔

یہ ایسی بات ہے کہ جو اس سے پہلے کسی خلیفہ کو میسر نہیں آئی، اس نے لوگوں کے ساتھ سخاوت کرنے، عمدہ کردار اور ان سے احسان کرنے میں اپنے باپ "ظاہر" کے نقش قدم پر سلوک کیا، اور ایک بڑا مدرسہ بنام "مستنصریہ" بنایا جس کی مانند دنیا میں کوئی مدرسہ نہیں بنایا گیا، جس کا بیان اپنے مقام پر انشاء اللہ تعالیٰ آئے گا، اور باب سلطنت انہی عہدوں پر فائز رہے جن پر وہ اس کے باپ کے دور حکومت میں تھے، جس وقت آئندہ جمعہ آیا تو منابر پر "امام مستنصر باللہ" کے نام خطبہ دیا گیا، اور اس کے نام کے ذکر کے وقت سونا اور چاندی نچھاور کئے گئے، اور یہ جمعہ کا دن تھا، شعراء نے مدحیہ اور مرثیہ کلام سنایا، اور انہیں خلعتیں اور انعامات دیئے گئے، اور شعبان کی نوچندی کو حاکم موصل وزیر "ضیاء الدین ابو الفتح نصر اللہ بن الاثیر" کی جانب سے ایک قاصد آیا، جس کے خط کا مضمون مبارکبادی اور تعزیت دونوں پر فصیح وبلیغ پیرائے میں، مشتمل تھا۔

پھر "مستنصر باللہ" پابندی سے لوگوں پر ظاہر کرنے کے لئے سوار ہو کر جمعہ کے لئے آتا، اس کے ساتھ دو خادم، اور ایک گھڑ سوار ہوتا، ایک دفعہ وہ سوار ہو کر نکلا، تو اچانک اس نے ایک بہت بلند چیخ سنی، مڑ کر اس نے کہا: یہ کیا ہے؟ تو اسے کہا گیا: کہ اذان کی آواز ہے تو وہ سواری سے اتر پڑا اور ننگے پاؤں چل پڑا، پھر اس نے عادت بنالی کہ وہ جمعہ کے لئے پیدل نکلا کرتا تاکہ اسے تواضع وخشوع میں رغبت ہو، امام کے قریب بیٹھتا، خطبہ سنتا، پھر اس کے لئے بند حجرے کو درست کر دیا جس میں چل کر وہ جمعہ کے لئے آتا اور ۲۲ شعبان کو عوام کو دکھانے کے لئے سوار ہو کر نکلا، اور جب رمضان کی پہلی رات ہوئی تو اس نے بہت مقدار میں آٹا، بکریاں اور نفقات علماء، فقراء اور حاجتمندوں میں صدقہ کیے تاکہ ان کے لئے روزے میں مددگار ثابت ہو اور انہیں کھڑے ہونے میں طاقت دے، ۲۷ رمضان کو "ظاہر" کا تابوت دارالخلافہ سے "الرصافہ" کے قبرستان میں منتقل کیا گیا، اور یہ جمعہ کا دن تھا، "خلیفہ مستنصر" نے عید کے روز بہت سے صدقات، کئی انعامات فقہاء، صوفیاء اور مساجد کے اماموں کے لئے "محی الدین ابن الجوزی" کے ہاتھ بھیجے۔

علامہ ابن الاثیر نے ذکر کیا ہے کہ اس سال سخت زلزلہ آیا، ان کے علاقوں میں کئی بستیاں اور قلعے زمین بوس ہو گئے، انہوں نے ایک بکری ذبح کی جس کے گوشت کو کڑوا پایا حتیٰ کہ سر پائے تک تمام بکری ایسی ہی تھی۔

## اس سال وفات پانے والے مشہور حضرات

**الجمال المحجی**[1] ..... یوسف بن ابراہیم بن جملہ جمال الدین محجی، اس وقت کے قاضی القضاۃ اور چیف جسٹس، طلب علم میں مشغول ہوئے اور اس میں مہارت حاصل کر کے [illegible] ہو گئے، امام شافعی کی کتاب الام کی تلخیص کی، علم اصول میں آپ کی ایک طویل کتاب ہے، "[illegible]" جنہوں نے خود تلخیص کی تھی کے بعد [illegible] کی تدریس سنبھالی، انہیں "ابو الفضل الدین بن [illegible]" نے اس عہدے پر فائز کیا، آپ بڑے فرض شناس تھے، دمشق کے بیت المال کی وکالت سنبھالی اور عالم دمشق کی جانب سے بادشاہوں اور خلفاء کی طرف [illegible] کی، پھر "[illegible]" نے آپ کو "[illegible]" کی معزولی کے بعد دمشق کا چیف جسٹس بنا دیا، "عادلیہ کبیرہ" کی تدریس بھی دے دی، اسی وقت اس کی بنیاد پر تکمیل تک پہنچ چکی تھی، آپ پہلے شخص ہیں جس نے وہاں درس دیا اور اعیان حکومت بھی حاضر ہوئے جیسا کہ ہم ذکر کر آئے ہیں۔

آپ پہلے [illegible] تھے۔ [illegible] اور [illegible] کے بعد [illegible] اور [illegible] کے لکھنے میں آپ اچھی طرح دیکھ بھال سے کام لیتے تھے، آپ ہر روز جمعہ اور منگل کی صبح بیٹھتے اور "دیوان عدلیہ" میں تمام شہود کے گواہ آپ کے پاس حاضر ہوتے، جس نے کوئی خط لکھا ہوتا وہ حاضر ہو کر اپنے گواہوں کو بلا لیتا اور وہ آپ کے سامنے گواہی دیتے یہ سب کچھ بہت جلدی ہو جاتا۔

نماز جمعہ کے بعد [illegible] میں بیٹھتے، وہاں فیصلے کرتے یہاں تک کہ عصر کی نماز پڑھتے اور کبھی [illegible] اور اسی طرح [illegible] آپ علم کا بہت زیادہ مذاکرہ کرنے اور زیادہ مشغول رہنے اور عمدہ طریقے سے کام کرنے والے تھے، آپ پر کسی کی [illegible] نہیں ہے۔

"علامہ [illegible]" فرماتے ہیں: آپ پر یہ [illegible] کی جاتی کہ آپ [illegible] بہت [illegible] ہجری [illegible] انہوں نے اپنے بیٹے "تاج محمد" کو اپنا نائب مقرر [illegible] کا طریقہ کار اچھا تھا جبکہ آپ [illegible] تھے۔

"علامہ [illegible]" فرماتے ہیں کہ ان کا [illegible] ہیں جس کی وجہ سے لوگوں نے آپ کے متعلق کلام کیا تھا، آپ کے بعد شمس الدین احمد بن [illegible] قاضی ہے، میں کہتا ہوں (ابن کثیر) آپ کی وفات اسی سال [illegible] میں ہوئی، اور اپنے گھر جو جامع [illegible] کی جانب [illegible] کے قریب واقع ہے دفن کیے گئے، آپ کی قبر [illegible] کی مشرقی جانب ہے، [illegible] نے آپ کے [illegible] ہے۔

مصری نے اپنے کام میں [illegible] کی کہ [illegible] سے [illegible] آگ سے [illegible] راستہ [illegible] ہے۔

**الحمد والی دمشق** ..... الامیر [illegible] جو "حمد والی دمشق" کے نام سے مشہور ہیں، [illegible] اور [illegible] سب سے بڑھ کر [illegible] تھے، اصل کے لحاظ سے موصل کے ہیں، شام آئے، "[illegible]" کے [illegible] ہو گئے، پھر "[illegible]" کے بھائی نے انہیں [illegible] دمشق کا [illegible] ان کی سیرت [illegible] کام [illegible] ، پھر وہ [illegible] سال تک دمشق کے [illegible] رہے ان کے دور میں بڑے [illegible] آئے [illegible] اور [illegible] ہوئے ان کی بہت زیادہ [illegible] فرماتے۔

[illegible] کے زمانے میں ایک واقعہ پیش آیا کہ ایک [illegible] جس کے [illegible] میں [illegible] کے [illegible] میں سے کسی نے حملہ کر کے [illegible] کے [illegible] تو انہوں نے اس کے خلاف شکایت درج کرائی مگر اس قاتل نے اقرار نہیں کیا اور بچے کی والدہ [illegible] اور اپنے خاوند سے طلاق کا مطالبہ کیا چاہا [illegible]

---

[1] [illegible] ۱۹۱/۱ [illegible] [illegible] ۴/۲۳۹

نے طلاق دے دی، وہ اسی قاتل کے پاس چلی گئی اور اس سے شادی کا اظہار کیا، اور اس بات کا اظہار کیا کہ وہ اسے پسند کرتی ہے سو اس نے شادی کرلی، وہ اس کے پاس کچھ عرصہ رہی، پھر کسی وقت اس نے اپنے اس بچے کے متعلق جس کی شکایت کی تھی پوچھا تو اس نے کہا: ہاں میں نے ہی قتل کیا ہے، تو عورت کہنے لگی میں اس کی قبر دیکھنا چاہتی ہوں کیا تم قبر دکھا سکتے ہو؟ چنانچہ وہ اسے خشکاشہ[1] کے قبرستان میں لے گیا، پھر اس نے قبر کھولی، تو عورت نے اپنے بچے کو دیکھا، اور اس کی آنکھیں ڈبڈبا گئیں اس نے پہلے سے اپنے پاس چھری وہاں رکھی تھی، جسے اسی دن کے انتظار میں تیار رکھا تھا، تو اسی چھری سے اسے مار کر قتل کردیا وہیں اپنے بیٹے کے ساتھ اسی قبر میں دفن کردیا قبرستان والے اسے "معتمد" کے پاس لے گئے، تو آپ نے اس سے پوچھا، تو اس نے ساری بات بتادی، آپ نے اس کے کام کی تعریف کی، کیونکہ اس نے قصاص میں مارا تھا، اس کے ساتھ احسان کیا اور رہا کردیا۔

"سبط ابن الجوزی" نے ان سے روایت کی ہے، فرماتے ہیں: کہ ایک دن میں "باب الفرج" سے باہر آرہا تھا، اچانک ایک آدمی پر نظر پڑی جو نشے کی حالت میں ہے اور اس کے ہاتھ میں طبل ہے، میں نے اس کے متعلق حکم دیا تو حد شرب خمر میں اسے کوڑے لگے، میں نے سپاہیوں سے کہا طبل توڑ دو، تو کیا دیکھتے ہیں کہ ایک بہت بڑا مٹکا ہے جب اسے بھی توڑا تو اس میں شراب تھی، "عادل" نے "شراب نچوڑنے اور کسی قسم کی شراب دمشق لے جانے پر پابندی لگا رکھی تھی، تو لوگوں نے طرح طرح کے حیلے اور مکر وفریب کے بہانے بنائے"، "علامہ سبط" فرماتے ہیں کہ میں نے پوچھا کہ آپ کو کیسے پتہ چلا کہ طبل میں کوئی چیز ہے تو انہوں نے فرمایا: میں نے چلتے ہوئے اسے دیکھا کہ اس کی پنڈلیاں کانپ رہی ہیں تو میں سمجھ گیا کہ یہ طبل میں کوئی وزنی چیز اٹھائے ہوئے ہے، ان کے اس قسم کے عجیب وغریب قصے ہیں۔

"معظم" نے اپنے دل میں کسی خفگی کی وجہ سے انہیں معزول کردیا، اور قلعہ میں پانچ سال تک محبوس رکھا، اس نے شہر میں ان کی منادی کرائی مگر کوئی بھی نہ آیا، کہ اس نے اس سے رائی کا دانہ بھی لیا ہے، جب آپ فوت ہوئے تو آپ کو مدرسہ ابو عمر کے پڑوس کے قبرستان میں بازار کی جانب دفن کیا گیا، آپ کی قبر کے پاس ایک مسجد ہے جو آپ کے نام سے ہی معروف ہے۔

**صالحیہ کے راستے میں شبلیہ کو وقف کرنے والے......** شبل الدولہ کافور الحسامی، جو حسام الدین محمد بن لاجین کی طرف نسبت ہے، ست الشام میں پیدا ہوئے، یہ وہی شخص ہیں، جو اپنے مالک ست الشام کو شامیہ برانیہ کی تعمیر کی ترغیب دیتے تھے، اور انہی نے شبلیہ کو حنفیہ کے لئے اور خانقاہ کو صوفیاء کے لئے اس کی جانب بنوایا، یہ آپ کا گھر تھا، آپ نے تیزاء کی لکڑیوں، کارخانے، اور چھت کا سامان وقف کیا، اور مقبرہ کے پاس شامیہ برانیہ کی شرقی جانب "عین الکرش" کی طرف لوگوں کے لئے راستہ کھلوایا، لوگوں کے یہاں سے پہاڑ کی طرف کوئی راستہ نہ تھا، وہ مسجد صفی کے پاس مقبرہ سے گزرتے تھے، آپ کی وفات رجب میں ہوئی، اور اپنے مدرسہ کی ایک جانب دفن کیے گئے، انہوں نے "کندی" وغیرہ سے حدیث کا سماع کیا۔ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

**دمشق اور حلب میں رواحیہ کو وقف کرنے والے......** ابو القاسم ہبۃ اللہ بن محمد جو "ابن رواحہ" کے نام سے معروف ہیں، تاجر تھے، بڑے مالدار اور صاحب مقدار تھے، اور دمشق کے معتبر شخص ہیں، انتہائی لمبے قد کے تھے ان کی داڑھی نہیں تھی، باب الفرادیس میں مدرسہ رواحیہ تعمیر کرایا، اور اسے شافعیہ کے لئے وقف کردیا، اور اس کی نگرانی اور تدریس شیخ "تقی الدین بن الصلاح شہرزوری" کے سپرد کی، اسی طرح ان کا ایک اور مدرسہ حلب میں تھا، اخیر عمر میں دمشق میں اسی مدرسہ میں گوشہ نشین ہوگئے، آپ اس گھر میں رہائش پذیر تھے، جو دمشق کے ایوان میں مشرقی جانب میں تھا، بعد میں انہوں نے چاہا کہ جب وہ فوت ہوجائیں تو اسی میں دفن کیے جائیں لیکن ایسا نہ ہوسکا، بلکہ صوفیاء کے قبرستان میں دفن کیے گئے، ان کی وفات کے بعد "محی الدین ابن عربی" طائی صوفی اور "تقی الدین خزعل" نحوی مصری ثم المقدسی امام مشہد دونوں نے ابن رواحہ کے لئے شہادت دی کہ انہوں نے ہی "شیخ تقی الدین" کو اس مدرسہ سے الگ کیا تھا تو اس کی وجہ سے کئی فتنے پھوٹ پڑے، اور ان دونوں نے جو ارادہ کیا تھا اس کا انتظام نہ ہوا، "خزعل" اسی سال فوت ہوا، اور جو راہ انہوں نے اختیار کی وہ بھی رائیگاں گئی۔

---

[1] نفیس اکیڈمی کے ترجمہ میں خشکاشہ لکھا ہے۔ علوی

**ابو محمد محمود بن مودود بن محمود** البلدی الحنفی: موصل میں ان کا اس میں اقبالی کے نام سے مشہور مدرسہ ہے، یہ آپ کی اولاد میں سے تھے جانے کے بعد آپ بھی ان سے ہو گئے ان کا مشہور دیوان ہے جہاں کے لوگ اور اس کے شعر میں ان میں سے ان کا یہ قول ہے۔

جو شخص کسی حالت کا دعویٰ کرے جو اسے شریعت کے راستے سے نکال دے تو ہرگز اس کے ساتھ نہ بیٹھنا کیونکہ یہ بیکار دوست ہے۔ آپ کی وفات بمقام موصل اسی سال ۶ جمادی الآخرۃ میں ہوئی آپ کی عمر اسی سال تھی۔

**یاقوت جنہیں یعقوب بن عبداللہ کہا جاتا ہے** ... نجیب الدین مولیٰ شیخ تاج الدین ابی الیمن الکندی: آپ کے لیے وہ کتابیں جو اس نے ترکہ کے کتب خانہ میں جامع دمشق کی شمالی جانب میں تھیں وقف کرائی تھیں، جو ۷۶۱ جلدوں میں تھیں۔ پھر ان کے بعد ان کے بیٹے پر وقف ہو گئیں، پھر بعد کے زمانہ میں یہ کتابیں ضائع ہو گئیں اور اکثر تو فروخت ہو گئیں۔ یہ یاقوت بڑے صاحب فضیلت و ادب، عمدہ اشعار والے تھے آپ کی وفات بغداد میں رجب کی چودہ کی ہوئی اور امام ابوحنیفہ کے مزار کے پاس خیزران کے قبرستان میں دفن کیے گئے۔

## آغاز ۶۲۴ھ

اس سال عام اہل تفلیس کے کرج ان کے پاس دفعۃً آگئے شہروں میں گھس کر وہ خوب قتل عام کیا، لوٹ مار کی، قیدی بنایا، خرابی کی، مگر جانے کے بعد ... بغاوت کی ... کی خبر "جلال الدین" کو ہوئی تو وہ فوراً چل پڑا کہ انہیں پکڑ سکے لیکن نہ پکڑ سکا، اسی سال امام حنبلیہ فرماتے ہیں "جلال الدین بن خوارزم شاہ" کے ساتھیوں میں سے ایک بڑے گروہ کو قتل کر دیا تو یہ ان کی طرف روانہ ہوا اور ان کے بہت سے افراد قتل کر دیے اور ان کے شہر کو اجاڑ دیا، بچوں کو قیدی بنایا اور مال لوٹ لیے، اللہ تعالیٰ انہیں ہلاک کرے! جب تاتاری لوگوں کے پاس پہنچا تو مسلمانوں کے خلاف ان کے سب سے بڑے مددگار تھے اور تاتاریوں سے کہیں زیادہ لوگوں کے لئے نقصان دہ تھے۔

اسی سال "جلال الدین" اور تاتاریوں کے بہت بڑے گروہ کے درمیان جنگ ہوئی اس نے انہیں شکست دی اور انہیں بری طرح قتل کیا اور مسلسل کئی روز ان کے تعاقب میں رہا، انہیں قتل کیا یہاں تک کہ "ری" تک پہنچ گیا، پھر اسے اطلاع ملی کہ ایک گروہ اس کا ارادہ کیے آ رہا ہے تو وہیں ٹھہر گیا کئی مہینے رکے رہے اس کا جو حال ہوا اس کا ذکر ۶۲۵ھ میں آئے گا۔ اسی سال "ملک اشرف بن عادل" کی فوج جس پر "حاجب علی" تھا، ان کے کئی شہروں پر قبضہ کر لیا، بہت سا مال غنیمت میں لوٹے اور اپنے ساتھ "جلال الدین" کی بیوی جو "طغرل" کی بیٹی تھی لے گئے۔ یہاں سے بعض اطراف کی، انہوں نے اسے شہر "خلاط" میں ٹھہرایا، آئندہ سال ان کی خبروں کا ذکر بیان ہوگا۔

اسی سال فرنگیوں کے بادشاہ "انبرور" کا قاصد ملک "معظم" کے پاس ان ساحلی شہروں کے مطالبے کا خط لے کر آیا جنہیں اس کے چچا سلطان ملک ناصر صلاح الدین نے فتح کیا تھا تو "معظم" نے انہیں سخت جواب دیا اور قاصد سے کہا: اپنے مالک کو کہہ دو: میرے پاس تو تلوار ہے۔ واللہ اعلم۔

اسی سال "اشرف" نے اپنے بھائی "شہاب الدین غازی" کو ایک بڑے اعزاز سے حج میں روانہ کیا، جس کا بوجھ جو سواریاں اٹھانے کے لئے تیار کیا اس کے ساتھ ... اونٹ تھے ہر وقت پر ایک غلام تھا، وہ عراق کی جانب سے روانہ ہوا راستے میں اس کے پاس خلیفہ کی طرف سے ملا یا آتے اور واپس جاتے ہوئے ... جس سے حج کے لئے گیا تھا۔

اس سال بغداد میں "محی الدین بن ابو الفضل عبدالرحمن بن علی الجوزی" "یوسف" محتسب مقرر ہوئے اور انہیں شاہی جبہ عطا کیا گیا جیسا کہ حکام کو دیا جاتا تھا۔ ... اس سال ... سخت گرانی ہوئی گوشت کی قلت ہوئی یہاں تک کہ "علامہ ابو شامہ" نے بیان کیا ہے کہ دمشق شہر میں بہار کے موسم بعض دنوں میں صرف ایک بکرا ذبح کیا گیا اور مزید فرماتے ہیں کہ اس سال کی ... اور عراق میں شدید اور سخت بیماری ہوئی جس سے ... فرماتے ہیں کہ ... بات تھی کہ ... عجیب تو اتفاق ہے کہ ... جاتے تھے ... ہو گئے۔

# اس سال مرنے والے مشہور لوگ

**چنگیز خان**(۱) ...... یہ تاتاریوں کے نزدیک شہنشاہ اور ان کے آج کے بادشاہوں کا باپ، جس کی طرف وہ منسوب ہیں، اور انہی کا جو آئین یاسا وہ شاہیت کا طالب تھا، اسی نے ان کے لئے سیاست وضع کی تھی کہ وہ اسی سے فیصلے کرتے تھے اور اسی سے حکم کرتے تھے، اس کا اکثر حصہ خدائی شریعتوں اور کتابوں کا مخالف ہے، چنگیز اس نے از خود ایجاد کی تھی اور انہوں نے اس کی پیروی کی، اس کی ماں کا گمان ہے کہ اس کا اس بیٹے کو حمل سے سورج کی شعاعوں سے ہوا ہے اس لئے اس کے باپ کا علم نہیں، ظاہر یہ ہے کہ یہ مجہول النسب شخص ہے، میں (ابن کثیر) نے بغداد میں ایک مجلد کتاب دیکھی جسے وزیر "علاء الدین جوینی" نے اس کے حالات زندگی میں جمع کیا ہے اور جس میں اس کی سیرت، سوجھ بوجھ، کرم نوازی، بہادری اور شجاعت کے متعلق حیرت انگیز واقعات اور تجربوں کے لئے عجیب قصے ذکر کر کے بتایا ہے کہ پہلے وہ "ملک ازبک خان" کے پاس خاص شخص تھا، یہ خوبصورت جوان تھا، اولاً اس کا نام تمرجی تھا پھر جب بڑا ہو گیا تو اپنا نام چنگیز خان رکھ لیا، اس بادشاہ نے اسے اپنے قریب رکھا، پھر حکومت کے بڑے بڑے لوگ اس سے حسد کرنے لگے، اس کی بادشاہ کے سامنے چغلی کھانے لگے یہاں تک کہ انہوں نے اسے اس کے خلاف کر دیا، لیکن بادشاہ نے اسے قتل کیا اور نہ اسے تنگ کرنے کی کوئی راہ پائی، بعد ازاں وہ اس پر مسلط ہو گیا تھا۔

اسی اثنا میں بادشاہ اور چھوٹے غلاموں پر برہم ہوا، انہوں نے بادشاہ کے خوف سے بھاگ کر چنگیز خان کے پاس پناہ لی، چنگیز خان نے ان کا اکرام و اعزاز اور ان سے احسان کا برتاؤ کیا تو انہوں نے اسے بتایا کہ بادشاہ اس کے قتل کا خفیہ ارادہ کئے ہوئے تھا، چنانچہ اس نے اپنا بچاؤ کیا اور حکومت میں وقت گزارا، بہت سے لوگ ایک گروہ نے اس کی پیروی کی اور "ازبک خان" کے گروہ سے بھی ان میں سے بہت لوگ آ گئے، یہ ان کی عزت افزائی کرتا، خلعت دیتا، یہاں تک کہ اس کی شان و شوکت اور قوی طاقت بڑھ گئی، اس کے بعد اس نے ازبک خان سے لڑائی کی، چنانچہ اسے فتح ہوئی، اس نے اسے قتل کر کے اس کی بادشاہت اور ملک پر قبضہ کر لیا، اس کی فوج اس کے ساتھ آ گئی، پھر تعداد میں خوب اضافہ ہوا اور شہرت کے بعد اس کی حکومت مضبوط ہو گئی، یہاں تک کہ "طمعاج" کے علاقوں میں ترک کے قبائل اس کے مطیع ہو گئے اور اس کے ساتھ چلتے، اکثر قبائل وہ تھے جن میں سے ایک قبیلہ "قیان" کہا جاتا تھا، پھر ان کے علاوہ دیگر قبیلے اس کے قریب ترین تھے جن کی تعداد سب سے زیادہ تھی، یہ قبیلے "کرات" "قنقورات" تھے، "چنگیز خان" پچاس سال کے قریب عرصہ تک مسلسل جنگ اور حکومت کرتا رہا۔

علامہ "جوینی" فرماتے ہیں، ان کا تذکرہ بڑا لمبا ہے جس کے بادشاہ اور ملک اس کے تحت آتے گئے یہاں تک کہ اس کے اور خراسان، عراق، آذربائیجان وغیرہ شہروں اور ملکوں کے حکمران "ملک علاء الدین خوارزم شاہ" کے درمیان جنگ ہوئی۔ "چنگیز خان" نے اسے ہرایا، شکست دی اور اس پر غالب آ کر اس کا مال و متاع سلب کر لیا، اس کے تمام شہروں پر بذات خود اور اپنی اولاد کے ساتھ تھوڑی سی مدت میں قبضہ کر لیا جیسا کہ ہم نے واقعات میں ذکر کیا ہے۔

ملک "چنگیز خان" کی ابتدا ۵۹۹ھ میں ہوئی اور خوارزم شاہ سے اس کی جنگ ۶۱۲ھ کے عرصے میں ہوئی، اور "خوارزم شاہ" کی وفات ۶۱۷ھ میں ہوئی جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے، اس وقت یہ بغیر کسی رکاوٹ اور تاتاریوں کے تمام علاقوں پر چھا گیا، اس کی موت ۶۲۴ھ میں واقع ہوئی تو انہوں نے اسے لوہے کے تابوت میں رکھا، اور زنجیروں سے دو پہاڑوں کے درمیان لٹکا دیا اور اس کی کتاب "الیاسا" دو جلدوں میں موٹے خط سے لکھی جاتی ہے اور ان کے ہاں اونٹوں پر لادی جاتی ہے، کسی نے ذکر کیا کہ وہ پہاڑ پر چڑھتا پھر اترتا، پھر چڑھتا پھر اترتا پھر یہاں تک کہ تھک جاتا اور بے ہوش ہو کر گر پڑتا، اور اس وقت جو اس کی زبان سے جاری ہوتا اس کے لکھنے کا حکم دیتا، اگر یہ بات ایسی ہی ہے تو صاف ظاہر ہے کہ شیطان اس کی کتاب میں بولتا تھا جو اس کی زبان میں ڈالتا تھا۔

علامہ "جوینی" ذکر فرماتے ہیں کہ ان کے بعض عبادت گزار سخت سردی سے عبادت کے لئے پہاڑ پر چڑھتے تو وہ کسی کہنے والے کو یہ کہتے

---

(۱) طبقات الشعب ۳: ۱۱۱: ۵، السیر ۹۸/۵: ۲، معجم البلدان ۲/۸۵۸

[illegible] چنگیز خان اور اس کی اولاد [illegible] فرماتے ہیں کہ [illegible]
[illegible]
[illegible] ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب کرے [illegible]
جھگڑا کرنے والوں میں سے [illegible] کی اعانت کرے [illegible] پانی میں پیشاب کرے [illegible] اسے قتل کیا جائے۔

جو کسی قیدی کو اس کے گھر والوں کی اجازت کے بغیر کھانا کھلائے، پلائے یا کپڑا پہنائے تو اسے قتل کیا جائے، [illegible] اسے قتل کیا جائے، جو [illegible] کھانے کی کوئی چیز کسی کی طرف پھینکے اسے قتل کیا جائے، بلکہ اپنے ہاتھ سے اس کے ہاتھ میں دے [illegible] کھانا دے تو پہلے اس سے خود کھائے [illegible] امیر ہو یا اسیر، جس نے کھایا اور اپنے پاس والے کو نہ کھلایا اسے قتل کیا جائے، [illegible] ذبح کیا [illegible] بلکہ اس کا پیٹ چاک کیا جائے اور اس کے ہاتھ سے پہلے اس کا دل نکالا جائے۔ ان تمام باتوں میں [illegible] کی مخالفت ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں میں سے انبیاء علیہم السلام پر نازل فرمایا ہے، جو کوئی اس محکم و منزل شریعت کو، جو محمد بن عبداللہ خاتم النبیین ﷺ پر نازل ہوئی [illegible] منسوخ شدہ شریعتوں میں سے کسی کو فیصل بنائے تو وہ کافر ہو جاتا ہے، [illegible] علیہ الصلوٰۃ والسلام پر مقدم کرے [illegible] مسلمانوں کے [illegible] اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "کیا یہ لوگ جاہلیت کا حکم چاہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر کس کا حکم اچھا ہو سکتا ہے یقین رکھنے والوں کے لیے" اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "تیرے رب کی قسم! یہ اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتے جب تک کہ آپ کو اپنے جھگڑوں کا فیصل نہ مان لیں اور پھر اپنے دلوں میں آپ کے فیصلے کے بارے میں [illegible] تسلیم [illegible]" صدق اللہ العظیم۔

ان کے آداب: جہاں تک ہو سکے بادشاہ کی اطاعت [illegible] بادشاہ کے سامنے اپنی خوبصورت کنواری لڑکیاں پیش کریں [illegible] جسے چاہے اپنے لیے [illegible] اور [illegible] ان کی عادت ہے کہ بادشاہ کو [illegible] کرتے ہیں اور جو کسی قوم کے پاس سے گزرے اور وہ کھانا کھا رہے ہوں تو [illegible] ان سے اجازت لیے بغیر [illegible] کے چولہے اور کھانے کے برتن پر سے نہیں گزرتے [illegible] اور [illegible] "علامہ جوینی" نے "چنگیز خان" کے [illegible] اور عقل کے [illegible] بہت [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] "خوارزم شاہ" سے [illegible] جب "چنگیز خان" نے [illegible] "خوارزم شاہ" [illegible] "چنگیز خان" [illegible] "خوارزم شاہ" [illegible] بادشاہوں کی طرف [illegible] تمہارے [illegible] ہم ان کے خون کا مطالبہ کرتے ہیں اور اگر تم انکار کرو گے تو ہم تمہارے [illegible] "چنگیز خان" کے قاصد [illegible] اس نے ان کی گردن مارنے کا حکم [illegible] تک [illegible] ہیں۔

جب "چنگیز خان" کو یہ اطلاع ملی تو اس نے اس سے جنگ کی تیاری کی اور اس کے علاقے [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] عجیب اور بری [illegible] واقعات [illegible] علامہ جوینی نے ذکر کیے ان میں سے ایک واقعہ یہ ہے [illegible]

کسان تین خربوزے چنگیز خان کے پاس لایا، اور اتفاق تھا چنگیز خان کے پاس کوئی خزانچی اور کلرک نہ تھا اس نے اپنی بیوی خاتون سے کہا: اسے اپنے کانوں کی بالیاں اتار کر دے دو، ان میں دو بڑے قیمتی جواہر تھے تو اس نے ان کے بارے بخل کرتے ہوئے کہا: اسے کل تک مہلت دو، تو چنگیز خان نے کہا: یہ آج کی رات دل میں کھٹک رکھ کر گزارے گا، اور ممکن ہے اسے اس بعد کوئی چیز نہ ملے، اور ان بالیوں کو جو بھی خریدے گا وہ تیرے پاس ہی لائے گا تو اس نے بالیاں اتار کر کسان کو دے دیں، انہیں دیکھ کر اس کی عقل اڑ گئی، اور انہیں لے جا کر ایک تاجر کے پاس ایک ہزار دینار میں فروخت کر دیا، اسے ان کی قیمت کا علم نہ تھا، تو تاجر انہیں اٹھا کر بادشاہ کے پاس لے آیا، یوں اس نے اپنی بیوی کو دے دیں اس وقت "علامہ جوینی" نے یہ اشعار سنائے جس نے یہ کہا: کہ سمندر اور قطرہ اس کی عطا کے مشابہ ہیں، تو اس نے سمندر اور قطروں کی تعریف کی۔

مؤرخین کہتے ہیں کہ ایک دن وہ بازار سے گزرا تو ایک سبزی فروش کے پاس عناب دیکھے، جن کی رنگت اسے اچھی لگی، اور اس کا دل ان کی طرف مائل ہوا، چنانچہ اس نے حاجب کو حکم دیا کہ انہیں اسے ایک بالس میں خرید لے، تو دربان نے چوتھائی بالس میں خرید لیا، جب اس کے سامنے رکھے تو اسے بڑا تعجب ہوا، کہا: کیا یہ تمام ایک بالس کے ہیں؟ دربان نے کہا: یہ اس کے پاس بچ گئے تھے، اور جو مال باقی رہ گیا اس کی طرف اشارہ کیا، اس پر چنگیز خان غصہ میں آ گیا اور کہنے لگا: اسے مجھ جیسا خریدار کہاں ملے گا؟ اسے پورے دس بالس دے دو!

مؤرخین کا بیان ہے کہ ایک شخص نے اس کے پاس حلب کا بنا ہوا شیشے کا پیالہ ہدیے میں پیش کیا، وہ چنگیز خان کو بہت پسند آیا، اس کے خواص میں سے ایک شخص نے اس کے مقام کو گھٹاتے ہوئے کہا: بادشاہ سلامت اس شیشے کی کوئی قیمت نہیں ہے، تو چنگیز خان نے کہا: کیا یہ اتنے دور دراز علاقوں سے اٹھا کر صحیح سالم ہمارے پاس نہیں لایا ہے؟ اسے دو سو بالس دے دو، راوی کا کہنا ہے: کہ اسے کہا گیا: کہ اس جگہ ایک عظیم خزانہ مدفون ہے اگر آپ اسے نکال لیں تو بہت سا مال حاصل ہو گا، تو چنگیز خان نے جواب دیا: جو کچھ ہمارے پاس ہے یہ ہمیں کافی ہے اسے نکالنے کی ضرورت نہیں، اسے یہیں چھوڑ دو، یہاں کے لوگ خود کھود کر نکال لیں گے وہ اس کے ہم سے زیادہ مستحق اور حقدار ہیں، اور اس سے تعرض نہیں کیا، راوی کہتا ہے اس کے شہر میں ایک شخص کے متعلق مشہور ہو گیا جو کہتا تھا: کہ مجھے خزانے کی جگہ کا علم ہے اور میں اس کی خبر صرف قاآن کو دوں گا، امراء نے اس سے معلوم کرنے کا کافی اصرار کیا لیکن اس نے ایسا نہیں کیا، انہوں نے قاآن سے اس کا ذکر کیا، پھر انہوں نے اسے ڈاک کے گھوڑوں پر بٹھا کر جلدی سے قاآن کے سامنے حاضر کر دیا، جونہی وہ اس کے سامنے حاضر ہوا تو قاآن نے اس سے خزانے کے بارے میں پوچھا اس نے کہا: میں تو تمہارا چہرہ دیکھنے کی خاطر یہ حیلہ کیا تھا، جب قاآن نے اس کی یہ حالت دیکھی تو اس کا کلام بدل گیا اور وہ غضبناک ہوا اور کہنے لگا: جو تمہارا مقصد تھا وہ تو پورا ہو گیا، اور اسے اس کی جگہ صحیح سالم واپس لوٹا دیا، کوئی چیز اسے دی نہیں، راوی کا بیان ہے: کہ اس کے پاس کوئی ایک انار ہدیہ لایا، اس نے اس کے دانے حاضرین میں تقسیم کر دیئے، اور دانوں کی مقدار اسے بالس عطا کیے اور یہ شعر پڑھا۔

اس وجہ سے اس کے دروازے پر لوگوں کا ہجوم رہتا ہے جیسے انار کے دانے باہم جڑے ہوتے ہیں۔

راوی کا بیان ہے کہ اس کے پاس ایک کافر آیا اور کہنے لگا: میں نے خواب میں چنگیز خان کو دیکھا وہ کہہ رہا تھا: کہ میرے باپ کو کہہ دے وہ مسلمانوں کو قتل کرے، اس نے کہا: یہ جھوٹ ہے اور اس کے قتل کا حکم دیا، اور اس نے تین ایسے آدمیوں کے قتل کا حکم دیا جن کا قتل "الیاسا" کتاب کے ذریعہ واجب تھا، اچانک ایک عورت رونے لگی اور طمانچے مارنے لگی تو اس نے کہا: کیا چیز ہے اسے میرے پاس حاضر کرو، اس نے آ کر کہا: یہ میرا بیٹا، یہ بھائی اور یہ میرا خاوند ہے، اس نے کہا: ان میں سے ایک کو چن لے تا کہ میں اسے تیرے لئے چھوڑ دوں، اس نے کہا: خاوند جیسا تو مل سکتا ہے، اور بیٹے کا بھی یہی حال ہے، اور بھائی ایسی ہستی ہے کہ اس کا عوض کوئی نہیں، تو اس نے اس کی بات کو پسند کیا، اور تینوں کو اس کے لئے چھوڑ دیا۔

راوی کا بیان ہے کہ وہ کشتی لڑنے والوں اور شاطروں کو پسند کرتا ہے اس کے پاس ان کی جماعت اکٹھی ہوئی، خراسان کے ایک شخص کا اس کے سامنے تذکرہ کیا گیا تو اس نے اسے بلا بھیجا، تو اس شخص نے، اس کے پاس جتنے تھے سب سے کشتی کی، تو اس نے اس کا اکرام کیا اور عطیہ دیا اور بادشاہوں کی بیٹیوں میں سے خوبصورت بیٹی اسے نکاح میں دی، تو وہ اس کے پاس کافی مدت رہی لیکن اس نے اس سے کوئی چھیڑ چھاڑ نہیں کی، اتفاق تھا اس کا آنا اردو کی طرف ہوا تو بادشاہ اس سے مزاح کر کے کہنے لگا: تو نے مستعرب کو کیسا پایا؟ تو اس نے ذکر کیا وہ تو اس کے قریب تک نہیں گیا ہے، اس سے وہ بہت متعجب ہوا اس نے بلوا کر اس سے پوچھا تو اس نے کہا: اے آقا! میں نے آپ کے پاس جو مرتبہ پایا ہے تو وہ چالاکی کی وجہ سے پایا ہے اور

جب میں اس کے قریب جاؤں گا تو آپ کے پاس میری قدر و منزلت گھٹ جائے گی تو بادشاہ نے کہا: تجھے کچھ نہیں کہا جائے گا تو اس نے اپنے چچا زاد کو بلایا وہ بھی اسی کی طرح تھا، اس کا ارادہ تھا کہ پہلے شخص سے کشتی لڑے تو بادشاہ نے کہا تم دونوں میں قرابت داری ہے اور تم میں کشتی مناسب نہیں پھر اس کے لئے بہت زیادہ مال کا حکم دیا۔

راوی کہتا ہے کہ جب اس کی جان کنی کی حالت ہوئی تو اس نے اپنی اولاد کو اتفاق کی اور بے اتفاقی سے بچنے کی وصیت کی، اور اس کی یہ مثال دی، اپنے سامنے تیر منگائے، اور ان میں سے ایک تیر لے کر ایک کو دیا جسے اس نے توڑ دیا، پھر تیروں کا گٹھا منگوایا، اور انہیں دیکر توڑنے کا کہا تو وہ اسے توڑ نہ سکے تو اس نے کہا تم اگر اکٹھے اور متفق رہے تو یہی تمہاری مثال ہے، اور اس ٹوٹے تیر کی طرح ہو جاؤ گے جب اختلاف کرو گے، راوی کا بیان ہے: اس کی مذکر و مؤنث کی اولاد تھی اس کے چار بڑے، اور عظیم لڑکے تھے، سب سے بڑا "توشی" "پھر" "جریول" "باتو" "برکہ" اور "ترکجار"، ان میں سے ہر ایک کو اس کی طرف سے وظیفہ ملتا تھا، پھر "علامہ جوینی" نے اس کی اولاد کی حکومت سے "ہلاکو خان" کے زمانے کے حالات پر گفتگو کی، وہ اس کے نام کے بارے میں فرماتے ہیں کہ اس کا نام بادشاہ زادہ ہلاکو خان تھا، پھر ان عجیب اور دردناک امور کا ذکر کیا، جو اس کے زمانے میں وقوع پذیر ہوئے، جیسا کہ ہم نے حوادث کے بیان میں مفصلاً ذکر کیا ہے۔ واللہ اعلم۔

**سلطان ملک معظم**...... عیسیٰ بن عادل ابوبکر بن ایوب، دمشق و شام کا بادشاہ، اس کی وفات اس سال کے اس جمعہ کے دن ہوئی جو ذی القعدہ کا گزرا ہوا جمعہ تھا، اور دمشق میں اس کی حکومت اس وقت ہوئی جب ۶۱۵ھ میں اس کے والد کی وفات ہوئی، یہ بڑا بہادر، نڈر، اور عالم فاضل شخص تھا، علامہ حصیری مدرس نوریہ کے پاس علم فقہ مسلک امام ابی حنیفہ کے مطابق سیکھنے میں مشغول ہو گیا، اور لغت و نحو کو تاج الکندی سے حاصل کیا، زمخشری کی مفصل اسے زبانی یاد تھی، اور جو اسے یاد کرتا اسے ۳۰ دینار انعام دیتا، اس نے حکم دیا کہ ایک کتاب لغت میں جمع کی جائے جو صحاح جوہری، جمہرہ ابن درید، تہذیب للازہری اور دیگر علمائے لغت کی کتب کو شامل ہو، اور مسند امام احمد کو مرتب کرنے کا بھی حکم دیا، علماء سے محبت رکھتا، اور ان کا اکرام کرتا، اور خیر کی اتباع کرنے میں کوشش کرتا۔

اور کہتا: میرا طحاوی والا عقیدہ ہے، اس نے وفات کے وقت وصیت کی کہ اسے سفید کپڑوں میں کفن دیا جائے، اور قبر لحد بنائی جائے چٹان میں دفن کیا جائے اور اوپر کچھ تعمیر وغیرہ نہ کی جائے، اور کہتا تھا: کہ دمیاط کے واقعہ میں اللہ تعالیٰ کے حضور ذخیرہ سمجھتا ہوں، اور امید کرتا ہوں کہ اس کی وجہ سے مجھ پر رحم فرمائیں گے، اس کی مراد تھی کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی وجہ سے انھیں آزمائش میں مبتلا فرمایا تھا رحمہ اللہ تعالیٰ، وہ بہادری، مہارت، علم اور اہل علم کی محبت سے سرشار تھا، ہر جمعہ اپنے والد کی قبر کے پاس آتا تھوڑی دیر بیٹھتا، پھر جس وقت مؤذن حضرات باخبر کرتے تو اپنے چچا "صلاح الدین" کی قبر کے پاس جاتا جہاں نماز جمعہ ادا کرتا، وہ بہت کم تکبر کرتا، اکیلے ہی اکثر اوقات سوار ہوتا، پھر اس کا کوئی غلام پیچھے سے آ ملتا، اس کے ساتھیوں میں سے "محب الدین بن ابی السعود بغدادی" نے اس کے متعلق یہ شعر کہے:

> "اگر کسی والی کی یہ خوبیاں مٹی میں چھوڑی جائیں تو مجھے تجھ پر قلبی غم نہیں ہے، جب سے تو میرے پاس سے غائب ہوا میں کسی
> با اعتماد دوست کو حاصل نہ کر سکا، ہاں میرے دل میں تیرا ہی خیال آتا رہا"۔

اس کے بعد اس کا بیٹا الناصر داؤد بن معظم دمشق کا بادشاہ بنا، اور امراء نے اس کے ہاتھ پر بیعت کی۔

**ابو المعالی اسعد بن یحییٰ**(۱)...... ابن موسیٰ بن منصور بن عبد العزیز بن وہب، شافعی المسلک فقیہ، بخاری شیخ، ادیب فاضل اور نیک آدمی تھے، ان کی نظم و نثر بڑی خوش طبع ہوتی، اور کئی عمدہ واردات ہیں عمر ۹۰ سال سے متجاوز تھی، حاکم حماۃ نے انہیں کسی وقت اپنا وزیر بنایا تھا، آپ کے بڑے اچھے اشعار ہیں "علامہ ابن الساعی" نے ان میں سے ایک عمدہ قطعہ ذکر کیا ہے جن میں سے چند یہ ہیں:

ان اشعار کا ترجمہ ۶۲۲ھ میں البحاستجاری کے ذیل میں ہو چکا ہے صرف آخری دو شعر وہاں نہیں تھے اس لئے ان کا ترجمہ کیا جاتا ہے۔

---

(۱) التاریخ ابن العبری ۲۲۲، ۲۲۳ تاج التراجم ۲۹ الجواہر المضیہ ۳۰۲ العبر ۵/۱۰۰ مرآۃ الزمان ۶۴۳ ۸/۶۵۲ النجوم الزاہرۃ ۲۶۷، ۲۶۸/۶

اس قیدی پر تعجب ہے، جس کی عادت ہے کہ آزاد شخص پر اپنی جان و مال سے فدا ہوتا ہے۔

نیز ان کے اشعار ہیں:

> ملامت کرنے والوں نے تیری محبت میں ملامت کی حد کر دی، کاش بے رخی کی مدت یوم حشر ہوتی، انہیں دلوں میں تیرے مقام و مرتبے کا کوئی علم نہیں، انہوں نے قصد کیا کہ وہ مجھ جیسا غم پائے تو کوتاہی کرتے، محبت کی مٹھاس اور عذاب پر صبر کرنا اور عاشق کو ہمیشہ ملامت کی جاتی ہے اور وہ معذور ہوتا ہے۔

**ابو القاسم عبد الرحمٰن بن محمد** ...... ابن احمد بن حمدان الطیب جو صائن کے نام سے مشہور ہیں، نظامیہ میں دوہرائی کرنے والے ہیں، مستنصریہ میں درس دیا، آپ مذہب، فرائض، اور حساب میں معرفت رکھتے تھے، "المنتہیٰ" کی شرح لکھی، "علامہ ابن الساعی" نے ان کا ذکر کیا ہے۔

**ابو النجم محمد بن القاسم بن ھبۃ اللہ التکریتی** ...... شافعی المسلک فقیہ، ابو القاسم بن فضلان کے پاس فقہ پڑھا، اور پھر نظامیہ میں دوہرائی کی، اور کسی اور مدرسے میں درس دیا، ہر روز ۲۰ درس دیتے، ان کا شغل صرف درس، تلاوت قرآن کی شب و روز پابندی، بڑے ہوشیار کئی علوم والے تھے، مذہب وخلاف میں پختگی حاصل کی، آپ طلاق ثلثہ کے مسئلے میں ایک طلاق کا فتویٰ دیتے تھے جس کی وجہ سے، قاضی القضاۃ ابو القاسم عبد اللہ بن حسین دامغانی ان سے خفا ہو گئے، آپ نے ان سے رجوع نہیں کیا تھا، پھر آپ کو "تکریت" کی طرف نکال دیا گیا اور وہیں قیام کر لیا، اس کے بعد بغداد بلائے گئے، تو پھر سے اپنی مشغولیات میں لگ گئے، قاضی القضاۃ نصر بن عبد الرزاق نے انہیں دوبارہ نظامیہ دوہرائی کے لئے لگایا، چنانچہ انہی مشاغل میں یعنی فتویٰ وغیرہ میں مصروف ہو گئے، اور وہی وجاہت حاصل ہو گئی تھی کہ آپ اسی سال فوت ہوئے رحمہ اللہ تعالیٰ، یہی علامہ ابن الساعی نے ذکر کیا ہے۔

## آغاز ۶۲۵ھ

اس سال "جلال الدین" تاتاریوں میں بہت سی جنگیں ہوئیں جن میں اسے کئی بار شکست ہوئی، پھر ان تمام حالات کے بعد، اس نے انہیں بڑی سخت اور عظیم شکست دی، ان کے کئی لوگوں اور اتنی جماعتوں کو قتل کیا، جن کی تعداد شمار سے باہر ہے، ان تاتاریوں نے چنگیز خان سے جدائی اختیار کی اور اس کی نافرمانی کی، تو چنگیز خان نے جلال الدین کو خط لکھا جس میں وہ کہہ رہا تھا یہ لوگ ہم میں سے نہیں ہم نے انہیں اپنے سے دور کر دیا ہے، لیکن عنقریب تو ہماری جانب سے وہ چیز دیکھے گا، جس کی تجھے قدرت نہ ہوگی۔

اس سال صقلیہ سے فرنگیوں کی ایک جماعت کثیر آئی، یہ لوگ "عکا اور صور" میں اترے، اور "صیدا" شہر پر حملہ بول کر اسے مسلمانوں کے ہاتھ سے چھین لیا، اسے معمور کر لیا، اس سے ان کی شان و شوکت بڑھ گئی۔

جزیرہ قبرص کا بادشاہ "انبرور" آیا، پھر چلا اور "عکا" پر پڑاؤ کیا، مسلمان اس کے شر سے خوفزدہ ہو گئے، اور اللہ تعالیٰ ہی قابل استعانت ذات ہے۔ ملک کامل محمد بن عادل، حاکم مصر سوار ہو کر بیت المقدس شریف گیا اور اس میں داخل ہوا، پھر نابلس روانہ ہوا تو ان امصر داؤد بن معظم اپنے چچا سے ڈر گیا، اس نے اپنے چچا اشرف کو خط لکھا اور اس سے فوج کا ایک دستہ طلب کیا، اور اپنے بھائی کامل کو بھیجنے پر مہربانی اور اس سے باز رہنے کا خط لکھا تو کامل نے اسے جواب دیا، میں تو بیت المقدس کی حفاظت اور اسے ان فرنگیوں سے بچانے کے لئے آیا ہوں جو اس پر قبضہ کرنا چاہتے ہیں، اللہ تعالیٰ اس سے بچائے کہ میں اپنے بھائی یا بھتیجے کا محاصرہ کروں، اور اب جبکہ تم دمشق پہنچ چکے ہو تو تم خود ہی اس کی حفاظت کرو گے میں واپس مصر جا رہا ہوں۔

اس پر اشرف اور اہل دمشق کو خوف ہوا کہ اگر کامل لوٹ گیا تو فرنگیوں کی طمعیں بیت المقدس کے بارے میں لمبی ہو جائیں گی، تو اشرف اپنے بھائی کامل کے پاس گیا اور اسے واپس جانے سے منع کر دیا، پھر دونوں نے وہیں قیام کر لیا، اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے، دونوں قدس کے محن کو فرنگیوں ملعونوں سے بچاتے تھے، بادشاہ کے پاس ان کے ملوک کی ایک جماعت جمع ہوئی، جیسے اس کا بھائی اشرف اور ان دونوں کا بھائی شہاب غازی

بن عادل اور ان کا بھائی صالح اسماعیل بن عادل اور حاکم حمص اسد الدین شیر کوہ بن ناصر الدین اور ان کے علاوہ کئی اور لوگوں نے اس بات پر اتفاق کر لیا کہ دمشق کی حکومت سے الناصر داؤد کو ہٹا کر اسے اشرف موسیٰ کے سپرد کیا جائے، اسی سال "صدر بکری" کو دمشق کے عہدۂ احتساب اور مشیخۃ الشیوخ سے معزول کیا گیا اور دو آدمیوں کو اس کے علاوہ مقرر کیا گیا۔

علامہ ابو شامہ نے فرمایا کہ رجب کی ابتداء میں شیخ صالح فقیہ ابو الحسن علی بن مراکشی، جو مدرسہ مالکیہ میں مقیم تھے فوت ہوئے، اور اس قبرستان میں دفن کئے گئے جسے امیر خلیل بن زویزان نے صوفیاء کے قبرستان کے سامنے وقف کیا تھا، اور یہ پہلے شخص ہیں جو یہاں دفن کیے گئے، رحمہ اللہ تعالیٰ۔

## آغاز ۶۲۶ھ

اس سال کے آغاز پر بنی ایوب کے بادشاہ باہم مخالف و مختلف تھے، جن کے کئی گروہ اور جماعتیں بن گئیں، ان کے بادشاہ متفق ہو کر "کامل محمد" حاکم مصر کے پاس گئے، اس وقت وہ قدس شریف کے نواحی علاقوں میں مقیم تھا فرنگیوں کے دل اپنی کثرت کی وجہ سے جو تنگ ساحلی سمندری راستے سے ان کے پاس آئے قوی ہو گئے، نیز "معظم" کی وفات اور بعد کے بادشاہوں کے آپس میں اختلاف کی وجہ سے انہوں نے مسلمانوں سے مطالبہ کیا کہ انہیں وہ علاقے واپس کیے جائیں جو "الناصر صلاح الدین" نے ان سے لیے تھے تو بادشاہوں اور ان کے درمیان اس بات پر صلح ہوئی کہ وہ صرف بیت المقدس واپس کریں گے، جبکہ باقی علاقے انہی کے پاس رہیں گے، سو انہوں نے قدس کو قبضہ میں لے لیا، "معظم" نے اس کی فصیلیں منہدم کر دی تھیں مسلمانوں کو یہ بات بڑی ناگوار گزری، بڑی بزدلی اور بے قراری ہر طرف پھیل گئی، انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اس کے بعد ملک کامل نے آ کر دمشق کا محاصرہ کر لیا اور وہاں کے باسیوں پر تنگی کی، نہریں کاٹ دیں، ذخیرے لوٹ لیے، نرخ گراں ہو گئے، فوجیں برابر اس کے ارد گرد رہیں، یہاں تک کہ وہاں سے اس کے بھتیجے "صلاح الدین" نے ملک الناصر داؤد بن معظم کو باہر نکالا، اور شرط یہ رکھی کہ وہ بطور بادشاہ صرف کرک، شوبک، نابلس، اور غور، بلقاء کے درمیانی علاقے پر راضی رہے گا، اور "معظم" کے گھرانے کا استاذ امیر عز الدین ایبک صرخد کا امیر ہو گا، پھر اشرف اور اس کے بھائی کامل نے لین دین کیا تو اشرف نے دمشق لے کر اپنے بھائی کو حران، رہا، رقہ، راس العین، اور سروج دے دیا، پھر کامل روانہ ہوا اور حماۃ کا محاصرہ کر لیا، اس وقت اس کا حکمران ملک منصور بن تقی الدین عمر تھا جو فوت ہو گیا تھا، اور اپنے بعد اپنے بڑے بیٹے مظفر محمد کو ولی عہد بنایا تھا، وہ کامل کا داماد تھا، اور حماۃ پر اس کے بھائی صلاح الدین قلج ارسلان نے دھونس سے حاصل کر لی تو کامل نے اس کا محاصرہ کیا یہاں تک کہ اسے قلعہ سے نیچے اتارا اور اس کے بھائی مظفر محمد کے حوالے کر دیا، پھر وہ روانہ ہوا اور ان علاقوں کو سنبھالا جو اس نے دمشق کے عوض اپنے بھائی ملک اشرف سے لیے تھے جیسا کہ ہم نے ذکر کیا ہے۔

دمشقی لوگ ملک الناصر داؤد کے دور میں علم الاوائل کے سیکھنے میں مشغول تھے، وہ اس کی نگرانی کرتا، اور پرانے زمانے سے بعض لوگوں نے اسے ایک قسم کی آزادی کی طرف منسوب کیا ہے، واللہ اعلم، پھر ملک اشرف نے شہروں میں منادی کرا دی کہ لوگ اس میں مشغول نہ ہوں بلکہ علم تفسیر، حدیث اور فقہ میں مصروف ہوں، "سیف الدین آمدی" "عزیزیہ" میں مدرس تھے تو انہیں اس نے وہاں سے معزول کر دیا، وہ اپنے گھر میں ہی گوشہ نشین ہو گئے، یہاں تک کہ ۶۳۱ھ میں فوت ہو گئے جیسا کہ آئے گا۔

اس سال "الناصر داؤد" نے "قاضی القضاۃ شمس الدین بن خولی" کے ساتھ قاضی "محی الدین یحییٰ بن محمد بن علی بن زکی" کو بھی شامل کر دیا، انہوں نے باب الکلاسہ کے شرقی جانب سدری میں کچھ دن فیصلے کیے، پھر فیصلے کی جگہ ان کا گھر ہو گیا، اس وقت وہ "ابن خولی" کے ساتھ شریک کار تھے۔

## اس سال فوت ہونے والے نامور حضرات

**الملک المسعود اقسیس بن کامل:** ...... یمن کے حاکم، یہ ۶۱۹ھ میں مکہ کے بھی حاکم رہے، وہاں بڑے عدل کے ساتھ کام کیا، اور وہاں سے "زیدیہ" کو جلاوطن کر دیا، راستے اور حاجی پر امن ہو گئے لیکن وہ اپنے آپ پر بڑی زیادتی کرنے والا تھا، نیز اس میں ظلم و زیادتی پائی جاتی تھی، اس کی

وفات مکہ ہی میں ہوئی اور باب المعلیٰ میں دفن کیا گیا۔

**محمد السحتی النجار** ...... کچھ لوگ انہیں ابدال میں شمار کرتے ہیں، علامہ ابو شامہ نے فرمایا کہ انہوں نے حلی راستے کی بائیں جانب دار الزکاۃ کے غربی حصے میں اپنے مال سے مسجد بنوائی تھی۔ آپ پہاڑ میں دفن ہوئے آپ کے جنازے میں بہت بھیڑ تھی، رحمہ اللہ تعالیٰ۔

**ابو الحسن علی بن سالم** ...... ابن یزبک بن محمد بن مقلد العبادی، مجید شعراء میں سے ایک ہیں، بغداد کئی بار آئے اور مستظہر وغیرہ کی تعریف کی، بڑے فاضل شاعر تھے اکثر غزل کہتے تھے۔

**ابو یوسف یعقوب بن صابر حرانی**[1] ...... ثم البغدادی المنجنیقی، اپنے فن میں فاضل، عمدہ شاعر، اور اچھے شعر کہنے والا تھا اس کے شعر بڑے لطیف اور خوبصورت معانی والے تھے، "علامہ ابن الساعی" نے اس کے اشعار کا ایک اچھا قطعہ لکھا ہے، اور اس کے ان اچھے اشعار میں سے جو اس کا قصیدہ ہے جس میں تمام لوگوں کی ڈھارس کا سامان ہے اور وہ یہ ہے:

کیا جو شخص بقا کا امیدوار ہے اس کے لئے ہمیشہ رہنا ہوگا؟ اللہ تعالیٰ کے علاوہ ہر چیز ہلاک ہونے والی ہے وہ جو مٹی سے پیدا ہوا، چاہے جتنی لمبی زندگی گزارے، مٹی ہی میں لوٹے گا، تمام لوگوں کو اسی کی طرف جانا ہے جس میں ان کے آباء و اجداد گئے ہیں، حضرت حوا و آدم علیہما السلام کہاں ہیں؟ کیونکہ وہ دونوں اسی کے لئے ایک دوسرے کے مخالف اور آپس میں حسد رکھتے تھے، حضرت نوح علیہ السلام اور ان کے ساتھ کشتی میں نجات پانے والے کہاں ہیں؟ تمام جہاں گم ہو گیا، زمانے نے اسے بچے کی طرح موت کے حوالے کر دیا، اور اس کی لمبی عمر اس کے لئے کافی نہ ہوئی، کہاں ہے عاد جنگ عاد کے باغات کہاں ہیں؟ یا کیا تجھے نظر آتا ہے صالح علیہ السلام اور ہود علیہ السلام کہاں ہیں؟ حضرت ابراہیم علیہ السلام کہاں ہیں جنہوں نے بیت اللہ کی تعمیر کی جو معظم و مقصود ہے، یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے ان سے حسد اور فریب کیا سو حاسد و محسود سب فوت ہو گئے، سلیمان علیہ السلام جو صاحب نبوت و بادشاہت تھے اپنے والد حضرت داؤد علیہ السلام کی طرح فیصلے کئے اس مخلوق کے فرمانبردار ہونے کے بعد چلے گئے، اور ان کے لئے لوہے کو موم کر دیا گیا، عمران کے بیٹے موسیٰ علیہ السلام جو معجزات اور سمندر پھاڑنے کے بعد مٹی میں گاڑ دیئے گئے اور عیسیٰ بن مریم علیہما السلام جو روح اللہ ہیں قریب تھا کہ یہودی ان کا کام تمام کر دیتے، انبیاء کے سردار جو حق کی طرف راہنما ہیں احمد محمود جن کا نام ہے وفات پا گئے۔

آپ کی اولاد و آل اطہار پر اللہ تعالیٰ نے رحمت بھیجی، کچھ وقت بعد آسمان کے ستارے بکھرنے والے اور ہوا ٹھہرنے والی ہے، دنیا کی آگ جو جنّاتوں کو راکھ کر دیتی ہے بجھنے والی اور پانی جمنے والا ہے، اسی طرح کل اس گیلی مٹی میں سے زلزلے اور گراوٹ لوگوں کے پیش پیش ہوگی، یہ تمام بنیادی چیزیں ہیں یعنی آگ، مٹی، ہوا اور ٹھنڈا پانی، عنقریب فنا ہونے والی ہیں جس طرح ہم فنا ہوں گے تو نہ باپ بچے گا اور نہ بیٹا۔

زمانے کی گردش گمراہ بخت بچ سکے گا اور نہ عقلمند نیک بخت، جو موتیں اپنی تلواریں سونت لیں گی تو نہ آقا بچیں گے اور نہ غلام۔

**ابو الفتوح نصر بن علی البغدادی** ...... شافعی المسلک فقیہ، ان کا لقب "ثعلب" تھا، مذہب اور خلاف میں مشغول ہوئے، ان کے اشعار میں سے ان کا یہ قول ہے:

میرا جسم تو میرے ساتھ ہے البتہ روح تمہارے پاس ہے، جسم تو غریب الوطنی میں اور روح وطن میں ہے، لوگوں کو مجھ پر تعجب ہوتا ہے کہ میرا بدن بغیر روح کے اور روح بغیر بدن کے ہے۔

**ابو الفضل جبرائیل بن منصور** ...... ابن ھبۃ اللہ بن جبرائیل بن الحسن بن غالب بن یحییٰ بن موسیٰ بن یحییٰ بن حسن بن غالب بن حسن بن عمرو بن حسن بن النعمان بن المنذر، جو "ابن زطینا البغدادی" کے نام سے مشہور ہیں، بغداد میں کاتب دیوان تھے، اسلام لائے، پہلے نصرانی تھے، حسن اسلام سے زندگی گزاری، نصیحت کرنے میں سب سے زیادہ بلیغ اور فصیح تھے اسی سلسلہ میں ان کا یہ ارشاد ہے: تیرا بہترین وقت وہ گھڑی ہے جو تو خالص اللہ

---

[1] شاعر کے اصل الفاظ کا ترجمہ "مٹی ہو گئے" چونکہ ہمارے عقیدے میں صریح نص موجود ہے کہ انبیاء کے جسم مٹی پر حرام ہیں اس لئے ہم نے وہ ترجمہ نہیں کیا۔

تعالیٰ کے لیے مخصوص کر لے، جس میں خدا تعالیٰ کے علاوہ کوئی شریک نہ ہو اور سیدھا ہو، اور جب تک تو بادشاہوں کی خدمت میں رہے گا تو زمانے سے فریب خوردہ ہی رہے گا، ہمیشہ کی امیدوں سے فخر و تکبر سے دور رہ سکتا ہے تو قائم ہو سکتے؟ یہ نشان نصیب ہو گا اپنے پروردگار کا شکر کرتے ہوئے اس کی تعریف ہو گی۔

نیز فرماتے ہیں: مسافر کو توشہ سفر سے چارہ نہیں ہے لہٰذا اپنا توشہ تیار کر، آخرت میں جو اہم ترین معاملہ ہے اس کا ارشاد ہے۔ تو کب تک غفلت میں بڑھتا جا رہا ہے، کتنی تو مہلت کی گھڑیاں لے گا انجام سے، اس میں بے شک کھیل کود کی عمر گزر گئی، اور جوانی کی عمر ختم ہو گئی ہے اور تجھے اپنے رب سے خوشنودی کا احساس حاصل نہیں ہوا، تیرا معاملہ بڑی اور سخت کمی کے زمانے میں چھپا اور تو نے اپنی نظر تو نافرمانی سے مشغول نہیں کی، فرماتے ہیں کہ تیری روح فرحت کرتی اور تیری آنکھیں آب دیدہ نہیں ہوتیں، تیرا دل خوش یا غمگین ہوتا ہے اور تیرا نفس مال جمع کرتا ہے، اپنے آپ پر ظلم کرتا ہے اور اس کے لیے دنیا کے لیے دوڑ بنا ہوا ہے، بدبختی کرتا ہے اور اس کی کوئی بھی عمر گھٹتا ہے، جو تیرا حق نہیں اسے طلب کرتا ہے اور جو تجھ پر واجب ہے اسے ادا نہیں کرتا ہے۔ اپنے رب کے فضل کا طلبگار ہے اور معمولی سی چیز سے منع کرتا ہے، تیرا نفس بہت عیب دار ہے اور کھیل کود سے باز نہیں رہتا تو اپنے عیب سے غافل ہو بیٹھا کرتا ہے اور تو اپنے حصے سے غافل رہتا اور مرغوب ہے، اپنی فکر کو غیر کے لیے خالی کرتا ہے اور تیرا نفس غافل نہیں، نفع، نقصان کے راز کھولتا ہے جبکہ تو باطل کا دلدادہ ہے۔ تو تنگ راستوں میں ٹھوکریں کھاتا ہے اور نجات کے راستے ہوتے ہوئے کشادہ ہیں تو جرم پر ڈٹا ہوا ہے اور امر مجرم کی نافرمانی بھی کرتا ہے، تھوڑی چیز میں تو احسان مندی کا اظہار کرتا ہے اور تو دیر سے تیری نیکیاں ادا کرتا اور اللہ کو یاد کرتا ہے تجھ پر اس کا اظہار واجب ہے۔ تو دوسروں کی جگہ یوں ملا ہوا ہے گویا کہ تجھے اپنے رب کی طرف لوٹنا ہی نہیں، تیرا گمان ہے کہ تیرا کوئی نگہبان نہیں، بلکہ تیرے احوال اس کے سامنے مشہور ہوتے ہیں تو گناہوں کا اقرار کرتا اور معصیت کرتا اور بخشش کی امید ہے اور تو گناہوں سے باز نہیں آتا۔ تجھے چاہیے کہ امور الٰہی سے ڈرے کہ وہ تجھے گھیرے ہوئے ہیں، گرد ہی لوگوں کے میدان میں شمار ہے، تجھے جانوں کے نکلنے کا ڈر نہیں ہے، نجات کا دارومدار انکساری پر ہے، جب وقت آن پہنچا، تو موت سے کس کا عرصہ نہ بچا، اس سے بلند ہو کر فخر کرنے والے کہاں ہیں، تو پیچھے رہ گیا ہے تجھے کس چیز نے فریب دیا ہے؟

"علامہ ابن الساعی" نے ان کے بہت سے اشعار میں سے چند نقل کیے ہیں، ان میں سے کچھ یہ اشعار ہیں:

اگر تیری آنکھیں عبادت میں بیدار ہیں تو یہ تیرے لیے نیند سے بہتر ہے، تیرے گذشتہ دنوں نے اپنے اسباب فوت کر دیے،
لہٰذا تو آج تلافی مافات کر لے۔

نیز ان کے اشعار ہیں:

بے شک میرے پروردگار نے کرسی کے بعد عبادت خانوں سے جو عبادت کی مستحق ہیں، تو اس کا غلام بن جا تو آزادی
پا سکتا ہے اور اس ہو سکتا ہے، جس نے فضل کے دوام کو طلب کر لیا۔

نیز ان کا قول ہے:

جب تو حرام سے اس لیے بچنے کا کہ تجھے پاک حلال بدلے میں ملے گا، قناعت اختیار کر، تو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے حرام
میں بھی حلال پالے گا۔

## آغاز ۶۲۷ھ

اس سال "اشرف موسیٰ بن عادل" اور "جلال الدین بن خوارزم شاہ" کے درمیان سخت جنگ ہوئی، جس کا سبب یہ ہوا کہ "جلال الدین" نے زبردستی مکمل طور پر "خلاط" پر تسلط حاصل کر کے اسے ویران کر دیا، وہاں کے باشندوں کو گرفتار کر لیا، اس سے "علاء الدین کیقباد شاہ روم" نے جنگ کی ابتدا کی، اس نے "اشرف" کو اس کی ترغیب دلائی اور لکھا کہ وہ فوج کا ایک دستہ دے، تو "اشرف" دمشق کی فوج سے ایک بڑے لشکر میں آیا اور "حران" سے بھی کوئی فوج بھی آئی اور جو خلاط کی فوج سے باقی رہ گئے تھے، ان کی تعداد پانچ ہزار جنگجوؤں پر مشتمل ہوگی، ان کے پاس مکمل سامان حرب تھا، مضبوط گھوڑے وغیرہ

پہلے تو آذربائیجان میں جلال الدین سے مقابلہ ہوئے اس کے ساتھ تیس ہزار فوج تھی تھوڑا جلال الدین ان کے سامنے ایک گھڑی بھی نہ ٹھہر سکا اور نہ صبر کر سکا۔ لٹے پاؤں پیچھے ہٹ گیا اور شکست کھا کے بھاگ نکلا انہوں نے اس کا پیچھا کیا۔ "خوئی" شہر تک وہ اس کے تعاقب میں رہے۔

اشرف شہر خلاط واپس آ گیا تو اسے مجبوراً بیعت کرایا۔ اس نے اس کی مرمت کی پھر اس سے جلال الدین نے صلح کر لی وہ اپنے ملک کے ہیڈ کوارٹر میں واپس آ گیا۔ اللہ تعالیٰ اس کی حفاظت کرے۔

اس سال اشرف نے طویل محاصرے کے بعد ملک امجد بہرام شاہ سے قلعہ بعلبک کی حوالت لے لی۔ پھر اپنے بھائی صالح اسماعیل کو دمشق کا قلیفہ بنایا۔ پھر اشرف کی طرف روانہ ہوا کیونکہ جلال الدین نے خلاط کے شہروں پر قبضہ کر لیا تھا اور وہاں کے بہت سے باشندوں کو مار ڈالا اور ان کے اموال لوٹ لیے تھے اشرف اسے جا ملا دونوں نے سخت جنگ کی۔ اشرف نے اسے بڑی بری شکست دی خوارزمیوں کے کئی لوگ ہلاک ہوئے شہروں میں خوارزمیہ کے مقابلہ میں اشرف کی کامیابی کی خوشی پر خوشخبری کے جشن منائے گئے کیونکہ وہ جس شہر میں بھی داخل ہوتے وہاں بد اخلاقی سے قتل کرتے ان کے اموال لوٹ لیتے تو اللہ تعالیٰ نے انہیں شکست سے دوچار کیا۔

اشرف نے جنگ سے پہلے خواب میں حضور ﷺ کی زیارت کی۔ آپ اس سے کہہ رہے تھے اے موسیٰ! تجھے ان پر فتح ہوگی جب وہ انہیں شکست دے کے فارغ ہوا تو شہر خلاط کی طرف لوٹا تو وہاں جو خرابی اور فساد ہو چکا تھا اس کی مرمت و اصلاح کی۔ اس سال اہل شام میں سے کسی نے پیچھے کی طرح اس سے قبل بھی کی تھی اور اس سال فرنگیوں نے جزیرہ "سورت" چھین لیا وہاں کے بہت سے لوگ قتل کر دیے اور باقی کو گرفتار کر کے ساحل کے پاس لے آئے۔ مسلمانوں نے ان کا استقبال کیا اور جو واقعات فرنگیوں کی جانب سے پیش آئے ان کی خبر دی۔

## اس سال فوت ہونے والے مشہور حضرات

**زین الامناء الشیخ الصالح(۱)** ابوالبرکات الحسن بن محمد بن الحسن بن ہبۃ اللہ بن زین الامناء بن عساکر دمشقی شافعی۔ آپ نے اپنے چچا حافظ ابوالقاسم اور صائن وغیرہ سے سماع کیا۔ لمبی عمر پائی سماعت میں منفرد ہیں۔ اسّی (۸۰) سے تین سال زائد عمر پائی۔ آخر عمر میں اپاہج ہو گئے آپ کو ایک پالکی میں اٹھا کر جامع مسجد اور دارالحدیث النوریہ سماع حدیث کرانے کے لئے لایا جاتا لوگوں نے کافی عرصہ ان سے استفادہ کیا۔ جب ان کی وفات ہوئی تو لوگ ان کے جنازے میں حاضر ہوئے انہیں اپنے بھائی شیخ فخر الدین بن عساکرؒ کے پاس صوفیہ کے قبرستان میں دفن کیا گیا۔

**الشیخ عبداللہ ارمنی** ..... آپ نیک، گوشہ نشینی کو پسند کرنے والے شخص تھے جامع مسجد کے غربی کونے میں مقیم تھے، جسے غزالیہ کہا جاتا ہے اور وہ ابن بدوی کے نام سے معروف ہے کیونکہ اسے نصر مقدسی نے بنایا تھا اور پہلے شیخ ابو نصر مقدسی کہا جاتا ہے یہ روایت شیخ شہاب الدین ابو شامہ نے بیان کی ہے آپ کے جنازے میں کثرت سے لوگوں کی بھیڑ تھی آپ کا مسکن تھا، آپ قاسیون میں دفن ہوئے اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم اور اپنے احسان و امتنان سے انہیں معاف فرمائے۔

## آغاز ۶۲۸ھ

اس سال کے آغاز پر ملک اشرف بڑے پیمانے پر ان علاقوں کی اصلاح کی جد و جہد میں مشغول تھا جنہیں جلال الدین خوارزمی نے تباہ کیا تھا اس سال تاتاری جزیرہ اور دیار بکر میں آئے تو انہوں نے وہاں بہت زیادہ قتل و غارت کی اور حسب عادت لوگوں کو قیدی بنایا اللہ تعالیٰ ان پر لعنت کرے۔ اس سال جامع دمشق سے ابوبکر کے دروازے تک کے راستے کو ہموار کیا گیا۔ اور اس میں بیماروں کے لئے کھانے کا اہتمام ہوا اس سال شیخ تقی الدین بن

---

(۱) ذیل الروضتین ۱۵۸، العبر ۵/۱۰۵، مرآۃ الزمان ۸/۶۶۳، النجوم الزاہرۃ ۶/۲۷۴

صلاح شہرزوری شافعی نے جامع جوائیہ جو شفا خانے کی طرف ہے جمادی الاولیٰ میں درس دیا۔

اس سال میں "ناصر ابن الحنبلی" قاسیوں کے دامن کوہ میں واقع مدرسہ صالحیہ، جسے خاتون ربیعہ خاتون بنت ایوب ست الشام کی بہن نے تعمیر کیا تھا، میں درس دیا۔

اسی سال ملک اشرف نے شیخ علی الحریری کو قلعہ عزتا میں قید کر لیا، اس سال دیار مصر، شامی علاقوں، حلب اور جزیرہ میں بارانی اور نہری پانی کی کمی کی وجہ سے بڑی گرانی ہوئی، اس سال کی صورت حال یہ رہی جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ "ہم تمہیں، کچھ خوف، بھوک، اموال، انفس اور ثمرات میں کمی کر کے آزمائیں گے" "اور صبر کرنے والوں کو خوشخبری سنا دو! جو مصیبت کے وقت کہتے ہیں بلاشبہ ہم سب اللہ ہی کے لئے ہیں اور اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔

علامہ ابن اثیر نے طویل کلام ذکر کیا ہے، جس کا مضمون تاتاریوں کا ایک گروہ کا ماوراء النہر کے شہروں سے نکلنا ہے، ان کا اس سال آنے کا سبب یہ بنا کہ اسماعیلیہ فرقے نے ان سے خط و کتابت شروع کر کے انہیں جلال الدین بن خوارزم شاہ کی کمزوری کی خبریں دیتے، اور یہ کہ اس نے تمام بادشاہوں حتیٰ کہ خلیفہ تک سے دشمنی مول لے رکھی ہے، اشرف ابن عادل اسے دو دفعہ شکست سے دوچار کر چکا ہے، ادھر جلال الدین سے بھی ایسے افعال کا صدور ہوا جن سے اس کی قلت عقل کا اندازہ ہوتا تھا، وہ یوں کہ اس کا ایک خصی آزاد کردہ غلام مر گیا جس کا نام قلج تھا، یہ اسے بڑا پسند تھا، اس کا اسے بہت قلق و دکھ ہوا یہاں تک کہ اس نے امراء کو حکم دیا کہ وہ اس کے جنازے کے ساتھ چلیں، چنانچہ وہ کئی فرسخ چلے، نیز اس نے حکم دیا کہ شہر کے لوگ اس کے غم میں باہر نکلیں جن کی کافی تعداد ہو، اس میں کچھ لوگوں نے پہلو تہی کی تو اس نے ان کی قتل کی ٹھان لی، بالآخر کچھ گورنروں نے سفارش کر کے معاملہ رفع دفع کیا، پھر اس نے قلج کی تدفین نہیں کی، یہ بعد میں اس کے ساتھ اٹھایا جاتا، اور جب اس کے سامنے کھانا پیش کیا جاتا تو وہ کہتا: یہ قلج کے پاس لے جاؤ، کسی نے اس سے کہا: بادشاہ سلامت! قلج تو مر چکا ہے تو اس نے اس شخص کے قتل کا حکم دے دیا سو وہ قتل کر دیا گیا، چنانچہ اس کے بعد لوگ لینے گئے، اسے چوم تو وہ زمین کو چومتا، اور ساتھ ساتھ کہتا: کہ وہ اب پہلے سے بہتر ہے اس کی مراد ہوتی: کہ وہ بیمار ہے مرا نہیں، اس کی وجہ سے بادشاہ راحت پاتا، اس کی عقل اور اس کا دین دونوں کم تھے اللہ اس کا برا کرے۔

پھر جب تاتاریوں کی آمد ہوئی تو وہ ان میں مشغول ہو گیا، اور قلج کے دفن کا حکم دیا، ان کے سامنے سے بھاگ کھڑا ہوا، اس کا دل خوف سے بھرپور تھا، جس علاقے سے گزرتا وہ اسے آ ملتے، جن شہروں اور ملکوں سے وہ گزرے اس میں خرابی کرتے گئے یہاں تک کہ جزیرہ پہنچ گئے، وہاں سے سنجار، ماردین اور آمد پہنچے، جس پر قدرت پاتے، اسے قتل و غارت اور قید سے برباد کرتے، جلال الدین کی حالت پراگندہ ہو گئی اور اس کی فوج کا شیرازہ بکھر گیا، امن کی بجائے خوف میں اور عزت کے بدلے ذلت میں مبتلا ہو گئے، اور بجائے اجتماع کے متفرق ہو گئے سو پاک ہے وہ ذات جس کے دست قدرت میں بادشاہت ہے، اس کے سوا کوئی عبادت کا اہل نہیں، جلال الدین کی خبر نہ مل سکی اور نہ یہ معلوم ہو سکا کہ وہ کہاں گیا؟ تاتاریوں نے تمام شہروں کے لوگوں پر قدرت پالی ان کا دفاع اور انہیں ہٹانے کے لئے کوئی نہ تھا، اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے دلوں میں ان کی جانب سے کمزوری اور ضعف ڈال دیا، وہ کئی لوگوں کو قتل کرتے تو انہیں دیکھ کر مسلمان کہتا: بخدا ایسا نہیں، بخدا ایسا نہیں، تو وہ گھوڑوں پر بیٹھ کر کھیلتے اور گاتے ہوئے لوگوں کی یہ بات نقل کرتے، اللہ کی قسم ایسا نہیں اللہ کی قسم ایسا نہیں، یہ ایک بڑی تباہی اور مصیبت عظمیٰ تھی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اس سال لوگوں نے شام سے حج کا احرام باندھا، حاجیوں میں شیخ تقی الدین ابو عمرو بن الصلاح بھی تھے، پھر لوگ اس سال کے بعد تاتاریوں اور فرنگیوں کے خوف اور جنگوں کی کثرت کی وجہ سے حج نہ کر سکے، انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اس سال بغداد کے بازار عجم میں واقع مدرسہ کی تعمیر، جو "اقبال الشرابی" کی طرف منسوب تھا مکمل ہوئی اس میں حاضر ہونے کا بڑا اجتماع کا دن تھا، جس میں بغداد کے تمام مفتی اور مدرس بھی تھے اس مدرسہ کے صحن میں حلوے کے گنبد بنائے گئے پھر انہیں تمام مدارس اور خانقاہوں میں لے جایا گیا، اس نے اس میں ۲۵ فقہاء کو مقرر کیے، جنہیں روزانہ شاہی تنخواہ ملتی، اور ایام حج میں حلوہ اور میوہ جات اپنے موسم میں، اس دن مدرس، معید، دہرائی کرنے والوں اور فقہاء کو جوڑے دیے گئے، بڑا اچھا وقت تھا اللہ تعالیٰ اس سے قبول فرمائے۔

اس سال اشرف ابو العباس احمد بن قاضی فاضل شاہ مصر کامل کی طرف سے خلیفہ مستنصر باللہ کے پاس قاصدوں کے قافلے میں آئے، اس نے ان کا اکرام کیا اور عزت کے ساتھ آپ کو واپس لوٹا دیا گیا، اس سال ملک مظفر ابو سعید کوکبری بن زین الدین حاکم اربل بغداد گیا وہ اس سے پہلے یہاں

کبھی نہیں آیا تھا، اسے قافلہ ملا اور اس نے دو وقت بالمشافہ روبرو خلیفہ کو سلام کیا، یہ اس کے لئے بڑے شرف کا مقام تھا، جس پر دنیا کے بادشاہوں نے رشک کیا، انہوں نے پوچھا کہ انہیں ہجرت کی اجازت دی جائے تاکہ انہیں بھی وہ شرف حاصل ہو جائے، لیکن وہ سرحدوں کی حفاظت کی وجہ سے ایسا نہ کر سکے، اور وہ عزت و عظمت سے اپنے ملک واپس آ گیا۔

## اس سال فوت ہونے والے نامور حضرات

**یحییٰ بن معطی بن عبدالنور**...... نحوی جو الفیہ وغیرہ کئی اور مفید نحوی کتابوں کے مصنف ہیں، زین الدین لقب رکھتے تھے، کندی وغیرہ علماء سے علم حاصل کیا، پھر مصر کا سفر کیا، اور قاہرہ میں اس سال کے ذوالحجہ کی نوچندی کو فوت ہوئے، آپ کی نماز جنازہ میں شیخ شہاب الدین ابوشامہ بھی شامل ہوئے جو اس سال مصر آئے ہوئے تھے، ان کا بیان ہے کہ ملک کامل بھی ان کے جنازے میں حاضر ہوا تھا، انہیں قرافہ میں شارع شافعی میں امام مزنی کی جانب دفن کیا گیا۔

**الدخوار الطبیب** (۱) ...... مہذب الدین عبدالرحیم بن علی بن حامد، جو "الدخوار" کے نام سے مشہور ہیں، دمشق میں اطباء کے شیخ ہیں، انہوں نے درب العمید میں واقع اپنا گھر جو الصاغۃ العتیقہ کے قریب ہے دمشق کے اطباء کو مدرسے کے لئے وقف کر دیا، ان کی وفات اس سال کے صفر میں ہوئی، اور قاسیون کے دامن کوہ میں دفن کیے گئے، ان کی قبر پر ایک گنبد ہے جو الرکنیہ کی مشرقی جانب پہاڑ میں لگے ستونوں پر قائم ہے، آپ چھ برس بیماریوں میں مبتلا ہوئے، جن میں سے ایک ریح اللقوہ کی بیماری تھی آپ کی پیدائش ۵۶۵ھ میں ہوئی، عمر ۶۳ سال پائی۔

علامہ ابن الاثیر فرماتے ہیں کہ اس سال القاضی ابوالقاسم بن العدیم فوت ہوئے، شیخ نیک آدمی تھے، عبادت و ریاضت میں بڑا مجاہدہ کرتے، ان لوگوں میں سے تھے جو اپنے علم پر عمل پیرا تھے، ان کے زمانے میں اگر کوئی شخص یہ کہتا کہ ان سے بڑا عبادت گزار کوئی نہیں تو وہ سچ کہتا، سو اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو اور انہیں بھی راضی کرے، کیونکہ یہ ہمارے شیوخ کی جماعت میں سے ہیں، ہم نے ان سے حدیث کا سماع کیا، ان کی روایت دیکھی اور ان کے کلام سے مستفید ہوئے۔

**ابوالقاسم بن عبدالمجید بن العجمی الحلبی** ...... علامہ ابن الاثیر فرماتے ہیں: کہ اس سال کے ۱۲ ربیع الاول کو ہمارے دوست ابوالقاسم فوت ہوئے، آپ اور آپ کے گھر والے اس سال حلب آئے، آپ بڑے صاحب مروت آدمی تھے، عمدہ اخلاق کے مالک، بردبار طبیعت، بڑی سیادت و سرداری والے، کھانا کھلانا بڑا پسند فرماتے، اور سب سے زیادہ عزیز انہیں وہ شخص تھا جو ان کا کھانا کھاتا، اور آپ کے ہاتھ کو چومتا، وہ اپنے مہمانوں سے ہشاش بشاش ملتے، انہیں راحت و آرام پہنچاتے اور ان کی حاجت برآری کے بغیر نہ بیٹھتے، اللہ تعالیٰ اپنی وسیع رحمت سے ان پر رحم فرمائے!

میرے (ابن کثیر) نزدیک یہ الکامل فی التاریخ کتاب جو حافظ عزالدین ابوالحسن علی بن محمد بن الاثیر رحمہ اللہ کی ہے، میں لکھی ہوئی آخری بات ہے۔

**ابواسحاق ابراہیم بن عبدالکریم** ...... ابن ابی السعادات بن کریم الموصلی، حنفی فقیہ، قدوری کے بہت بڑے حصے کی شرح کی، موصل کے حاکم بدرالدین لولو کے کتابت و انشاء کے عہدے پر رہے، پھر اسے مستعفی ہو گیا، بڑے فاضل اور شاعر تھے، ان کے شعروں کا کچھ حصہ یہاں نقل کیا جاتا ہے۔

اے چھوڑ دو! عشق کی مرضی ویسی ہی ہوگا، وہ اگرچہ وعدے توڑ دے میں پھر بھی عہد شکنی نہیں کروں گا، جہاں تک ہو سکے اس سے نرم گفتگو کرو اور حق سے کہ اس کا سخت دل میرے لئے نرم ہو جائے، میری حالت عشق کی اسے اطلاع کرو اور بار بار میری باتیں اس کے سامنے کرو، اس لئے کہ

---

(۱) ارشاد الاریب ۳ / ۲۹۲، تاج التراجم ۹۳، دول الاسلام ۲ / ۱۰۱، شذرات الذهب ۵ / ۱۲۹

باتیں اندوہ وغم ہوتی ہیں، مری جان ان پر قربان جو آنکھ کا حصہ پا کر جدا ہو گئے، لیکن ان کی محبت دل سے جدا نہیں ہوئی، جس دن انہوں نے سفر کیا تو عشاق پر تلوار سونت لیں ان کے میان ایسے لٹکے ہوئے جیسے ترچھی پلکیں ہوتی ہیں۔

**المجد البہنسی**...... ملک اشرف کا وزیر، پھر اس نے معزول کر دیا اور اصرار کے ساتھ مطالبہ کیا جب اس کی وفات ہوئی اس قبرستان میں دفن ہوا جو اس نے قاسیون کے دامن کوہ میں بنایا تھا، اور اپنی کتب اس پر وقف کر دیں، اور اس کے لئے بڑے عمدہ اور جاری رہنے والے اوقاف مقرر کیے رحمہ اللہ تعالیٰ۔

**جمال الدولہ**...... خلیل بن زویزان قصر حجاج کے رئیس، یہ بڑے عقلمند اور صاحب مروت شخص تھے، ان کے کئی صدقات ہیں، صوفیا کے قبرستان میں قبلہ کی جانب ان کی زیارت ہے، اپنے قبرستان میں مسجد فلوس کے قریب دفن ہوئے، رحمہ اللہ تعالیٰ۔

**الملک الامجد**[1]...... مدرسہ امجدیہ کو وقف کرنے والے، وہیں ان کی وفات ہوئی۔

**بہرام شاہ بن فرخشاہ بن شاہنشاہ**...... ابن ایوب حاکم بعلبک، وہ مسلسل اس کے حاکم رہے یہاں تک کہ اشرف موسیٰ بن عادل دمشق آیا اور اس نے ۶۲۶ھ میں اس پر قبضہ کر لیا، یوں ۶۲۷ھ میں ان سے بعلبک چھن گیا، اس نے انہیں دمشق میں اپنے پاس اپنے باپ کے گھر سکونت دے دی، پھر جب اس سال کا شوال کا مہینہ شروع ہوا تو اس کے ترکی غلاموں میں سے ایک غلام نے رات اس پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیا، اس نے اس پر اپنی بیوی کے متعلق تہمت لگا کر اسے قید کر دیا تھا، پھر کسی رات اس پر غلبہ پا کر اسے قتل کر دیا، اس کے بعد اس غلام کو بھی قتل کر دیا گیا، امجد کو اس کے قبرستان جہاں اس کے باپ کی قبر تھی شرق میں شمالی جانب دفن کر دیا گیا رحمہ اللہ تعالیٰ، یہ بڑے فاضل شاعر تھے ان کے اشعار کا ایک دیوان بھی ہے، ان کے عمدہ اور فائق اشعار میں سے ایک قطعہ" علامہ ابن الساعی نے نقل کیا ہے، طبقات شافعیہ میں میں (ابن کثیر) نے ان کے حالات ذکر کیے ہیں، علامہ ابوشامہ نے الذیل میں ان کا تذکرہ نہیں کیا ہے، ان سے یہ بڑی عجیب بات صادر ہوئی، ابن الساعی نے ان کے وہ اشعار جو انہوں نے ایک نوجوان کے بارے میں، جب اسے بید مجنوں کی ٹہنیاں کاٹتے دیکھا تو کہے تھے:

اس کمان کمر نوجوان کے بارے میں میرا کون ضامن ہے جس نے کہا، جب میں نے اسے بید مجنوں کی شاندار ٹہنیاں کاٹنے پر ڈانٹا، جب وہ نہروں اور باغوں میں سے سیراب ہو کر سرتا ہے تو ہرن کا بچہ اس کی عادات کی نقل اتارتا ہے، بید مجنوں کی شاخوں نے مری نرم خوئی چرا لی، اس لئے میں نے اسے کاٹ دیا، اور قطع وکاٹ ہی چوری کی سزا ہے۔ مجھے تو دیکھا اور یاد بے قرار رکھتی ہے، حالانکہ چار دیواریاں اور گھر خالی ہو گئے، سفر کرنے والے دور ہو گئے اور میرا دل محملوں کے ساتھ جہاں وہ جائیں گے چل رہا ہے اس نے قدر فراق و بعد چاہا اسی قدر رونے کی آواز اور شوق برابر بڑھتا رہا، جوں مقام دیدار دور ہوتا گیا، ان کی فرقت کے بعد رات بھی طویل ہو گئی تو چھوٹی راتیں کہاں گئیں، بے خوابی میری آنکھوں پر حاکم بن بیٹھی میرے نزدیک راتیں اور دن برابر ہیں، ان کی دوری کے بعد مری بے خوابی بڑھ گئی، اور میری نیند ان کے جانے کے بعد پلک جھپکنے کی مقدار رہ گئی، تو کون [illegible] لئے ایسی آنکھیں، جاگے گا جو سوئیں اور کیا آنکھیں بھی عادت پڑتی ہیں؟ میری رات کی صبح روشن نہیں اور نہ میرے وعدہ کو غلطی کہا جا سکتا ہے، جب قافلے رواں تھے تو کئی لوگوں نے کہا اس کے قتل کو اڑتے غبار نے چھپا لیا ہے تیرے لئے یہ عار کی بات ہے کہ دوست چلے گئے اور تو گھر میں کھڑا ہے حالانکہ تو زندہ ہے۔

ان کے دو شعر یہ ہیں:

کب تک یہ عمر خسارے میں گزرتی جائے گی، مجھے اس نے اس بارے میں کتنا غافل اور بھولا بسرا بنا دیا، میں نے اپنا تمام زمانہ
کھیل کود میں ضائع کر دیا، اے میری عمر! کیا تیری دوسری عمر بھی ہے۔

انہیں کسی نے خواب میں دیکھا تو پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا برتاؤ کیا؟ تو جواب میں انہوں نے کہا: میں اپنے دین کے بارے میں

---

[1] الاعلاق الخطیرۃ ۹۹/۲، شذرات الذہب ۱۲۶/۵، العبر ۱۱۰/۵

خوارزم تھا "مجھ سے یہ خوف دور ہو گیا، میں اپنے بارے میں تکلیف سے مطمئن ہوں، میں ان کے لئے زندہ رہا میں نے نئے مراد جس کے لئے آزاد ہوا ہو گیا ہے انشاء اللہ تعالیٰ۔

جلال الدین منکبرتی ...... اس کے نام کے متعلق محمود بن علاء الدین خوارزم شاہ محمد بن تکش خوارزمی بھی کہا گیا ہے۔ یہ چنگیز خان کے سلسلہ نسب سے ہیں ... ان کے والد وہی ہیں جنھوں نے سلجوقی حکومت کو ختم کیا تھا، تاتاریوں نے اس کے باپ پر غلبہ پا لیا اور وہ بھاگ کر کسی جزیرے میں جا کر ہلاک ہو گیا، پھر وہ اس جلال الدین کے پیچھے پڑ گئے جس کے نتیجے میں اس کا لشکر ادھر ادھر منتشر ہو گیا اور اس کے ہاتھوں سے چھوٹ گئے وہ بالکل تنہا رہ گیا ایک کسان اسے زمین میں ملا، اس کے گھوڑے اور سونے کے جواہرات دیکھ کر پہچان لیا اور اس سے پوچھا تم کون ہو؟ اس نے کہا میں خوارزم شاہوں کا بادشاہ ہوں، اس کسان کا بھائی قتل کیا گیا تھا تو اس نے بادشاہ کو اپنے پاس ٹھہرایا، جب رات ہو گئی تو کلہاڑی سے اسے مار ڈالا اور جو اس کے پاس تھا سب لے لیا، جواہرات وغیرہ سب اتار لیے، پھر جب شہاب الدین غازی بن عادل کو خبر پہنچی تو اس نے کسان کو بلوایا اور اس سے جواہرات لے لیے اور اس کے سامنے شرف ادا کیا۔ ... تاتاریوں کے درمیان ایک رکاوٹ تھا، ... اور یاجوج ماجوج کے درمیان ایک دیوار ہے۔

## آغاز ۶۲۹ھ

اس سال دمشق میں دو ادبی معرکے ہوئے، شمس الدین خوی اور شمس الدین بن سنی الدولہ ... عماد الدین ابن الحرستانی ... مقرر ہوئے، پھر ۶۳۱ھ میں معزول کر دیے گئے، پھر شمس الدین بن سنی الدولہ کو قاضی بنا دیا جیسا کہ آگے آئے گا اور اسی سال خلیفہ مستنصر نے اپنے وزیر مؤید الدین محمد بن عبد الکریم القمی کو معزول کیا اور اس کے بھائی حسن اور بیٹے فخر الدین احمد بن محمد القمی اور ان کے ساتھیوں کو گرفتار کر کے قلعہ میں بند کر دیا اور ان کی جگہ خلیفہ نے استاد الدار شمس الدین ابو الازہر احمد بن محمد بن الناقد کو وزیر بنا دیا اور وہ شخص جو اچھا تھا جس کی وجہ سے لوگ بہت خوش ہوئے۔

اسی مہینے تاتاریوں کا ایک گروہ شہر اربل پہنچا تو خلیفہ نے حاکم اربل مظفر الدین کوکبوری بن زین الدین کو بھیجا اور فوجیں بھی جو تعداد میں ان کے برابر تھیں، اس کے علاوہ بھی ان کی طرف نکل پڑے، جنھیں دیکھ کر تاتاری بھاگ کھڑے ہوئے اور لوگ کچھ عرصہ تک ان کے سامنے آنے سے بچے رہے، اس کے بعد مظفر الدین بیمار ہوا تو اپنے شہر اربل آ گیا اور تاتاری بھی اپنے علاقوں کی طرف پلٹ گئے۔

## اس سال فوت ہونے والے مشہور حضرات

**حافظ محمد بن عبد الغنی** (۱) بن ابی بکر بن شجاع ابو بکر بن نقطہ الحافظ المحدث الفاضل، مفید کتاب کے مصنف جس کتاب کا نام "التقیید فی تراجم رواۃ الکتب والمسانید" ہے ان کے والد بغداد کی مسجد میں امام تھے، ... اپنے ساتھیوں پر فوقیت لے گئے، حدیث کے حصول کے لئے مشرق و مغرب کے سفر کئے ... یہاں تک کہ اپنے ہم عصروں پر فوقیت پائی ... ۵۷۹ھ میں پیدا ہوئے اور وفات بروز جمعہ اس سال کی ۲۲ صفر کو ہوئی رحمہ اللہ تعالیٰ۔

**ابو محمد عبد اللہ بن الحافظ عبد الغنی المقدسی** (۲) ...... بڑے فاضل تھے، ... کئی شیوخ سے حدیث کا سماع کیا ...

---

(۱) التاج المکلل ۱۲۹، ... ۳۴۷، شذرات الذہب ۳۳/۱۳۳، العبر ۵/۱۱۷۔

(۲) ذیل الروضتین ۱۶۱، شذرات الذہب ۵/۱۳۱، مرآۃ الزمان ۸/۶۷۵۔

اور دنیا دار سے مکمل میلاپ رکھا جس کی وجہ سے ان کی حالت بدل گئی تھی، بعد ازیں شہر کے باغ میں جو صالح اسماعیل بن عادل کے پاس تھا، وفات پائی اسی نے کفن اور دفن کا سامان کر کے ان کو دفن کیا۔

**ابو علی الحسین بن ابی بکر المبارک** ①..... ابن ابی عبد اللہ محمد بن یحییٰ بن مسلم زبیدی ثم بغدادی، شیخ فاضل صالح اور حنفی، نیک نحو کے ماہر شخص تھے جن میں علم فقہ والعروض بھی ہے، ان کا اس میں ایک اچھا مجموعہ اشعار ہے جن میں سے بہترین کو علامہ ابن الساعی نے منتخب کر کے اپنی تاریخ میں لکھے ہیں۔

**ابو الفتح مسعود بن اسماعیل**..... ابن علی بن موسیٰ سلماسی، فقیہ، ادیب اور شاعر ہیں، ان کی کئی ایک تصانیف ہیں، مقامات اور المجمل فی النحو کی شرح لکھی، ان کے بڑے عمدہ خطبے اور اشعار ہیں۔ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

**ابو بکر محمد بن عبد الوہاب**..... ابن عبد اللہ الانصاری فخر الدین ابن الشیرجی الدمشقی، دمشق میں دیوانی کرنے والے، ان کی پیدائش ۵۱۹ھ میں ہوئی، حدیث کا سماع کیا، یہ ست الشام بنت ایوب کے دیوان کے والی تھے تو اس نے انہیں اس کے اوقاف کا بھی والی بنا دیا۔ علامہ سبط ابن الجوزی فرماتے ہیں: کہ یہ بڑے معتبر، باامانت اور نیک اور منکسر آدمی تھے، فرماتے ہیں: ان کا بیٹا شرف الدین محمد صاحب صدر اور وزیر رہا، فخر الدین کی وفات عید قربان کے روز ہوئی، باب الصغیر کے پاس دفن ہوئے۔ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

**حسام بن غزی**..... ابن یونس، حسام الدین ابو المناقب المحلی المصری ثم الدمشقی، بڑے نیک شیخ فاضل، اچھا شعر کہنے والے شخص تھے، ان کے عمدہ اشعار ہیں، علامہ ابو شامہ نے فرمایا: مجم القرشی میں ان کے اچھے حالات لکھے ہوئے ہیں، انہوں نے ذکر کیا: کہ ان کی وفات ربیع الثانی کی دسویں تاریخ کو ہوئی، اور صوفیاء کے قبرستان میں دفن ہوئے، علامہ سبط ابن الجوزی فرماتے ہیں: کہ یہ دمشق میں مقیم تھے، یہ کسی کی کوئی چیز حتیٰ کہ بادشاہ کی بھی چیز نہ کھاتے تھے، بلکہ جب ان کے سامنے کھانا لایا جاتا تو اپنی آستین سے کوئی چیز نکال کر کھاتے، بعض لوگ ان کو ایک بڑا دیندار شخص سمجھتے، ان سے یہ حکایت منقول ہے، فرماتے ہیں: ایک شب ملک عادل نے مجھے طیلسان پہنایا، جب میں باہر نکلا "تماذ" مجھے قاضی کہتے ہوئے میرے آگے آگے چلنے لگا، جب میں "دار سیف" کے قریب باب البرید میں پہنچا تو میں نے طیلسان اتار کر اپنی آستین میں ڈال لیا اور پیچھے ہو گیا، اس نے مڑ کر پیچھے دیکھا تو اپنے پیچھے کسی کو نہ پایا، تو وہ مجھے کہنے لگا: قاضی کہاں گیا؟ تو میں نے اسے ایک گدھے کی طرف اشارہ کیا اور کہا کہ وہ یہ گھر چلا گیا، جب وہ جلدی سے اس کی جانب گیا تو میں بھاگ کر مدرسہ امینیہ پہنچ گیا، یوں میں نے اس سے جان چھڑائی۔

علامہ ابن الساعی فرماتے ہیں: کہ ان کی پیدائش ۵۲۰ھ میں ہوئی تھی، انہوں نے بہت سا مال چھوڑا جس کے ان کے کسی رشتہ دار وارث ہوئے، فرماتے ہیں: شیخ ابو النجیب اور شیخ عبد القادر کی انہیں اچھی معرفت تھی، اس کے ساتھ ساتھ عابد، نیک اور مخلص آدمی تھے۔

علامہ ابن الساعی نے ان کے اشعار کا ایک ٹکڑا نقل کیا ہے جن میں سے یہ بھی ہیں: مجھے کہا گیا کہ تو کس سے عشق کرتا ہے؟ اس سے جس کے رخساروں کی تعریف میں شعر کہنا فضول ہے، میں نے کہا یہ کوئی عادی بات نہیں، مرجان کی سرخی نے موتیوں کو جوڑا ہوا ہے اس سے یہ ان شیریں حال کا رخسار ہے، نیز ان کے شعر ہیں: میری قربت تمہارے شوق سے کم ہے لیکن اس کی کچھ تشریح کی ضرورت ہے کیونکہ میں تو تمہارے دل سے غائب ہوں جبکہ تم دل ہی میں رہتے ہو۔

**ابو عبد اللہ محمد بن علی**..... ابن محمد بن الجارود الماراتی، شافعی المسلک، فقیہ، فاضل، اربل کے قاضی تھے، بڑے ظریف، کشادہ طبیعت اور زمانے کی اچھی چیزوں میں سے تھے، ان کے کچھ اچھے اشعار ہیں جو بڑے لطیف معانی سے پُر ہوتے، ان میں سے ان کا یہ قول ہے:

جب وہ آیا تو میری جدائی نے رخصت سفر باندھا، عاشقوں نے جمال اتر تا تماشا دیکھا تو بہت برا ہے اب تو لوٹ جا وہ ایسا کیوں ہو کہ سب مر گئے

---

① شذرات الذہب ۵/ ۳۰، العبر ۵/ ۱۳، المختصر المحتاج ۲/ ۵

وقت قریب ہے سو اللہ تعالیٰ کی دین میں کوتاہی نہ کر، اور لمبی امید تجھے دھوکا نہ دے۔

**ابوالثنا محمود بن رالی**...... ابن علی بن یحییٰ الطائی الرقی نزیل اربل، وہاں ملک مظفر الدین کی طرف سے اس کے نگران مقرر ہوئے، ادیب، شیخ اور فاضل شخص تھے ان کے اشعار میں سے ان کا یہ قول ہے، وہ تیر کر، کہ مقلی تیز اسی سے ہے، اور شاخ وہی ہے جسے اس نرمی موڑ دے، نیزہ وہی جسے اس کی نوک اٹھائے، اور تیر وہی جسے اس کی پلکوں پر لگائیں، شراب وہی ہے جسے اس کے دانت مصفیٰ کریں، جادو وہی ہے، جسے اس کی آنکھیں پوشیدہ رکھیں، وہ تو سراپا حسن ہے، ایسا کون ہے جو اسے دیکھے اور اس کے جنون میں اضافہ نہ ہو۔

**ابن معطی النحوی یحییٰ**...... ان کے حالات پچھلے سال کے ذیل میں علامہ ابوشامہ نے ذکر کئے ہیں، انہوں نے یہ حالات اچھی طرح ضبط کیے ہیں کیونکہ وہ مصر میں ان کے جنازے میں شریک تھے، ایک علامہ ابن الساعی نے ان کا تذکرہ اس سال میں کیا ہے، وہ فرماتے ہیں: کہ انہیں الکامل محمد حاکم مصر کے پاس مرتبہ حاصل تھا، اور یہ انہوں نے قراءات سبعہ میں ایک قطعہ اشعار جمع کیا ہے، نیز الجمہرہ کے الفاظ جمع کیے، جو جوہری کی صحاح کو بھی اشعار میں جمع کرنے کا ارادہ کیا تھا۔

## آغاز ۶۳۰ھ

اس سال العدل مجد الدین ابوالقاسم ہبۃ اللہ بن المنصوری نے بغداد کی خطابت اور عباسیین کی نقابت سنبھالی، اسے قیمتی شاہی جوڑا پہنایا گیا، بڑا فاضل تھا، فقراء اور صوفیاء کی صحبت میں رہ چکا تھا، ایک عرصہ زمانے سے بے رغبت رہا اور جب اس کام کے لئے اسے بلایا گیا تو فوراً قبول کرلیا اور دنیا اپنی زیب و زینت کے ساتھ اس کی طرف متوجہ ہوئی، غلاموں اور ترکیوں نے اس کی خدمت کی، اس نے متکبرین کا لباس پہنا، جس پر اس کے بعض شاگردوں نے ایک طویل قصیدے میں اسے سرزنش کی، اور جو کچھ اسے حاصل ہوا اس پر ناراضگی ظاہر کی، علامہ ابن الساعی نے اس پورے قصیدے کو اپنی تاریخ میں تحریر کیا ہے۔

اس سال قاضی محی الدین یوسف بن شیخ جمال الدین ابوالفرج قاصدوں کے گروہ میں شامل ہوکر خلیفہ کی طرف سے حاکم مصر کامل کی طرف گئے، ان کے پاس ایک شاندار خط تھا جس میں بادشاہ کی فرمانبرداری، اور کئی عمدہ احکام تھے جسے وزیر نصر الدین احمد بن ناقد نے تحریر کیا تھا اس کو بھی علامہ ابن الساعی نے تمام نقل کیا ہے، کامل جزیرہ کے علاقوں میں سے آمد کے باہر خیمہ زن تھا، جسے اس نے طویل محاصرے کے بعد فتح کیا تھا، اور اس کی بادشاہت ملنے پر وہ بہت مسرور تھا، اس سال حاجیوں کے لئے بغداد میں دارالضیافہ بنایا گیا جس میں حج سے واپسی پر یہ لوگ ٹھہرتے تھے، اس پر کئی اخراجات، کپڑے اور تحائف جاری کیے گئے، اس سال مستنصری فوجیں امیر سیف الدین ابوالفضائل اقبال الخاص المستنصری کی معیت میں شہر اربل اور اس کے اطراف روانہ ہوئیں، کیونکہ ان کا مالک مظفر الدین کوکبری بن زین الدین بیمار ہوگیا تھا، اور اس کے بعد ان علاقوں کی بادشاہت کے لئے کوئی نہیں تھا، جب یہ فوج وہاں پہنچی تو وہاں کے باسیوں نے انہیں اندر آنے سے روکا تو انہوں نے ان کا محاصرہ کرلیا اور بالآخر اسے اس سال کی سترہ شوال کو زبردستی فتح کرلیا، اس کی خوشخبری بغداد پہنچی جس کے نتیجے میں بغداد میں ڈھول بجے گئے، اور وہاں کے لوگ بہت خوش ہوئے، اس نے اقبال مذکور کے لئے حکم نامہ لکھا، جس میں مناصب کو ترتیب دی، جس میں اس نے اچھی کارکردگی دکھائی، اور شعراء نے جہاں یہ فتح ہوئی اس کی مدح سرائی کی، اور اسی طرح اس کے فاتح کی بھی تعریف کی۔ اس بارے میں سب سے اچھے جو اشعار کسی نے کہے وہ یہ ہیں:

اے سترہ شوال کے دن! جسے اول و آخر سعادت بخشی گئی، تجھے اس میں فتح اربل کی ایسی ہی مبارکبادی ہو جیسے تو اس میں وزیر
بن کے بیٹھا تھا۔

اس کی مراد وزیر نصیر الدین بن علقمی ہے وہ اسی طرح پچھلے سال وزیر بنایا گیا تھا اس سال کے رمضان کی ابتداء میں دمشق میں دارالحدیث الاشرفیہ کی تعمیر کا آغاز ہوا، اس سے پہلے یہ امیر قایماز کا گھر تھا، اور یہاں ایک حمام تھا جسے گرا کر اس کے بدلے دارالحدیث تعمیر ہوا۔

علامہ سبط ابن الجوزی نے ذکر کیا ہے کہ اس سال نصف شعبان کی شب، دارالحدیث اشرفیہ کا جو قلعہ دمشق کے پڑوس میں ہے افتتاح ہوا اور اس میں شیخ تقی الدین بن الصلاح نے حدیث شریف کا املاء کرایا اور اشرف نے اس پر کئی اوقاف وقف کیے، اور وہاں حضور ﷺ کا نعل مبارک رکھا، فرماتے ہیں: کہ اس سال اشرف نے زبیدی کو صحیح بخاری سنائی، میں (ابن کثیر) کہتا ہوں: اسی طرح انہوں نے صالحیہ کے دارالحدیث میں بھی اسے حدیث سنائی۔

اس سال کامل نے "آمد" اور "کیفا" کے قلعہ کو فتح کیا، اس کے حاکم کے پاس پانچ سو آزاد عورتیں بستر کے لئے پائیں، جس پر اشرف نے اسے سخت سزا دی، اسی سال حاکم ماردین اور بلاد روم کی فوج اور جزیرہ کے لشکر نے ایک دوسرے کا رخ کیا، انہوں نے قتل کیا اور لوٹ مار کی اور وہ کچھ کیا جو تاتاریوں نے بھی مسلمانوں کے ساتھ نہیں کیا تھا۔

## اس سال وفات پانے والے مشہور حضرات

**ابوالقاسم علی بن الشیخ ابی الفرج بن الجوزی**(۱) ...... شیخ، پرلطف اور خوش طبع انسان تھے فن وعظ گوئی میں مدت تک عمل پیرا رہے، پھر اسے ترک کر دیا، انہیں بہت زیادہ اخبار، نوادر اور اشعار یاد تھے، ان کی پیدائش ۵۵۱ھ میں ہوئی اور وفات اسی سال ۹۰ سال کی عمر میں ہوئی۔

**وزیر صفی الدین بن شکر** ...... اس سال وزیر صفی الدین بن شکر کی وفات کا تذکرہ سبط ابن الجوزی نے کیا ہے اور ان کی علم اور اہل علم کی محبت پر تعریف کی ہے، اور یہ ان کی ایک کتاب ہے جس کا نام انہوں نے البصائر رکھا، اور ان سے عادل ناراض ہو گیا تھا پھر راضی ہو گیا اور انہیں ان کی وزارت اور عزت دوبارہ بخش دی مصر کے مشہور مدرسے میں مدفون ہوئے، اور یہ بھی ذکر کیا ہے کہ ان کی اصل مصر کے ایک گاؤں سے تھی جسے دمیرہ کہا جاتا تھا۔

**ملک ناصر الدین محمود** ...... ابن عزالدین مسعود بن نورالدین ارسلان شاہ بن قطب الدین مودود بن عماد الدین بن زنگی بن آقسنقر حاکم موصل، اس کی پیدائش ۶۱۳ھ میں ہوئی، "بدر الدین لولو" نے اسے "صورہ" میں ٹھہرایا تھا، یہاں تک کہ اس نے اس کی امارت پر قدرت حاصل کر لی اور اس کی شان وشوکت بڑھ گئی، پھر "بدر الدین" نے اس پر پابندی عائد کر دی جس کی وجہ سے اس کے پاس کوئی لونڈی اور گھریلو لونڈی تک نہ آسکتی تھی، اس نے کوئی اولاد بھی پیچھے نہیں چھوڑی تھی، کھانا پینا بھی اس پر تنگ کر دیا۔

جب اس کا نانا "مظفر الدین کوکبری" حاکم اربل فوت ہوا تو اس وقت بھی اسے تیرہ دن کھانے پینے سے روکا، یہاں تک کہ بھوک، پیاس اور گھٹنے کی حالت میں فوت ہو گیا، یہ لوگوں میں سب سے خوبصورت شخص اور اتابکی گھرانے میں سے موصل کے آخری بادشاہوں سے تھا۔

**قاضی شرف الدین اسماعیل بن ابراہیم** ...... حنفیہ کے شیخ، ان کی فرائض میراث وغیرہ میں کئی تصنیفات ہیں، اور یہ قاضی شمس الدین بن الشیرازی شافعی کے خالہ زاد بھائی ہیں، اور دونوں ابن زکی اور ابن الحرستانی کے نائب ہوتے تھے، "طرخانیہ" میں درس دیتے وہیں ان کی سکونت تھی، جب "معظم" نے ان کی طرف پیغام بھیجا کہ وہ نبیذ التمر اور انار کے پانی کی حلت کا فتویٰ دیں تو وہ اس سے رک گئے، اور فرمایا کہ اس بارے میں میرا مذہب امام محمد بن الحسن رحمہ اللہ تعالیٰ والا ہے، اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے روایت شاذہ ہے، اور نہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث اس بارے میں صحیح ہے، اور اسی طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قول بھی نہیں معظم کو ان پر بڑا غصہ آیا، اور اس نے انہیں تدریس سے معزول کر کے ان کے شاگرد زین الدین بن العتال کو یہ عہدہ سونپ دیا شیخ اپنے گھر میں ہی مقیم ہو گئے، اور اسی حالت میں وفات ہوئی۔

علامہ ابوشامہ فرماتے ہیں کہ اس سال بادشاہوں کی ایک جماعت فوت ہوئی جن میں سے "المغیث بن المغیث بن عادل" "العزیز عثمان بن عادل" اور "مظفر الدین" حاکم اربل تھا۔

---

(۱) شذرات الذھب ۵/۱۳۷، العبر ۵/۱۲۰، مرآۃ الزمان ۸/۶۷۸، ۶۷۹

میں کہتا ہوں کہ حاکم اربل وہ ملک مظفر ابوسعید کوکبری ابن زین الدین علی بن تبکتکین ہے جو ایک فیاض، بڑا سردار، صاحب عزت وعظمت بادشاہ تھا، اس کی کئی اچھی یادگاریں ہیں، قاسیون کے دامن کوہ میں "جامع مظفری" تعمیر کروایا، اس نے برزۃ کے پانی کو یہاں تک پہنچانے کا بھی قصد کیا تھا مگر "معظم" نے اسے روک دیا تھا، اور وجہ یہ بتائی کہ یہ پانی دامن کوہ میں مدفون مسلمانوں کی قبروں پر سے گزرے گا، وہ ربیع الاول میں میلاد بھی کرتا تھا، جس میں بہت بڑا مجمع لگتا تھا، اس سب کے باوجود بڑا نڈر، بہادر، جوانمرد، دور اندیش، زیرک اور عالم وعادل شخص تھا، اللہ تعالیٰ اس پر رحم کرے اور اسے اچھا ٹھکانہ دے، اس کی خاطر "شیخ ابوالخطاب ابن دحیہ" نے میلاد النبی پر ایک کتاب لکھی تھی جس کا نام "التنویر فی مولد البشیر والنذیر" رکھا تو اس نے بطور انعام انہیں ایک ہزار دینار دیے، حکومت صلاحیہ میں اس کی مدت حکومت بہت طویل ہوئی ہے اس نے عکا کا محاصرہ بھی کیا۔ اس سال تک وہ اچھی سیرت وکردار کا حامل رہا، علامہ سبط ابن الجوزی فرماتے ہیں: کہ جو لوگ "مظفر" کے دسترخوان پر میلاد کے کسی دن حاضر تھے ان میں سے ایک شخص کا بیان ہے: کہ وہ اس دسترخوان پر پانچ ہزار بھنے ہوئے سر، دس ہزار مرغیاں، اور ایک لاکھ کابیوں اور تیس ہزار حلوے کی پلیٹیں پھیلا دیتا۔

راوی کا بیان ہے کہ اس کے پاس میلاد میں بڑے بڑے علماء اور صوفیاء آتے، یہ انہیں خلعتیں عنایت کرتا اور ان کی خاطر غلام آزاد کرتا، اور صوفیاء کے لئے ظہر سے عصر تک محفل سماع سجاتا، اور خود بھی ان کے ساتھ رقص کرتا، اس کا "دارالضیافۃ" بھی تھا جس میں ہر آنے والا چاہے وہ جس کام سے آیا ہو ٹھہرتا، اسی طرح "حرمین شریفین" پر بھی اور ثواب حاصل کرنے کے تمام راستوں پر اس نے صدقہ وخیرات کیا۔

ہر سال فرنگیوں سے کئی قیدی چھڑاتا، یہاں تک کہا گیا کہ ان کے ہاتھوں جتنے قیدی اس نے چھڑائے ان کی تعداد ساٹھ ہزار تھی، اس کی بیوی ربیعہ خاتون بن ایوب جس کی شادی کوکبری سے اس کے بھائی صلاح الدین نے کرائی تھی کیونکہ وہ اس کے ساتھ عکا کے معرکے میں شریک تھا، کہتی ہے: کہ اس کی قمیص پانچ دراہم کا کپڑا پہنتا اور باقی کو صدقہ کرتا اس سے بہتر ہے کہ میں قیمتی کپڑا پہن لوں اور فقراء ومساکین کو بھول جاؤں، ہر سال میلاد میں تین لاکھ دینار خرچ کرتا، اور دارالضیافہ پر ہر سال ایک لاکھ، اور حرمین شریفین اور درب الحجاز میں پانی پر تیس ہزار دینار صرف کرتا، یہ ان صدقات کے علاوہ تھے جو وہ پوشیدہ طور پر دیتا تھا رحمہ اللہ تعالیٰ، اس کی وفات قلعہ اربل میں ہوئی، اور وصیت کی تھی کہ اسے مکہ معظمہ کی طرف اٹھا کر لے جایا جائے، لیکن اس کا موقع میسر نہ آیا، اور اسے حرم علی میں دفن کیا گیا۔

**ملک عزیز بن عثمان بن عادل**...... یہ معظم کا سگا بھائی ہے، بانیاس کا حاکم تھا پھر وہاں کے قلعوں پر بھی قبضہ کر لیا، اسی نے معظمیہ تعمیر کروایا، بڑا عقلمند، کم گو، اور اپنے بھائی معظم کا بڑا فرمانبردار تھا، اسی کے پاس اسے دفن کیا گیا، اس کی وفات بروز پیر دس رمضان کو، اس کے اس خوبصورت باغ میں ہوئی جو لُحیا میں تھا، رحمہ اللہ تعالیٰ۔

**ابوالمحاسن محمد بن نصر الدین بن نصر**(۱)...... ابن الحسین بن علی بن محمد بن غالب الانصاری، جو "ابن عنین شاعر" کے نام سے مشہور ہے، "علامہ ابن الساعی" فرماتے ہیں: اصلاً یہ کوفی ہیں پیدائش دمشق میں ہوئی اور وہیں پلے بڑھے، کئی سال اس سے دور اسفار میں گزارے، مشرق ومغرب میں شہروں اور ملکوں میں سیاحت کی، جزیرہ، بلاد روم، عراق، خراسان، ماوراء النہر، ہندوستان، یمن، حجاز اور بغداد میں داخل ہوئے، ان ملکوں کے اکثر لوگوں کی مدح سرائی کی، اور بہت سا مال حاصل کیا، بڑے خوش طبع، ہنس مکھ، ملنسار، مشہور شاعر اور عمدہ اخلاق، اچھی معاشرت کے حامل تھے، بقول ابن الساعی اس کے بعد اپنے ملک دمشق واپس آ گئے، اور وفات تک یہیں رہے، بہرحال سبط ابن الجوزی اور دیگر مؤرخین نے ان کی تاریخ وفات ۶۳۳ھ بتائی ہے، یہ بھی کہا گیا ہے کہ ان کی وفات ۶۳۱ھ میں ہوئی واللہ اعلم۔

مشہور یہ ہے کہ ان کا اصلی علاقہ حوران ہے جو کاشتکاری کا شہر ہے، اور دمشق میں ان کی اقامت گاہ جزیرہ میں "جامع" کے سامنے کی جانب میں تھی، بڑے ہجوگو شاعر تھے اور اس پر انہیں قدرت بھی حاصل تھی، انہوں نے ایک کتاب بھی لکھی جس نام "مقراض الاعراض" رکھا، جو تقریباً پانچ سو اشعار پر مشتمل ہے اہل دمشق میں سے بہت کم ہی ایسے ہوں گے جو ان کے شر سے محفوظ رہے ہوں گے حتی ملک صلاح الدین اور اس کا بھائی عادل

---

(۱) ارشاد الاریب ۱۹/۱۲۱، لسان المیزان ۵/۴۰۵، وفیات الاعیان ۵/۱۴، ۱۵

تک نہ پہنچ سکے، ان پر فرض نماز چھوڑنے کی تہمت تھی، واللہ اعلم۔

انہیں ملک ناصر صلاح الدین نے ہندوستان کی طرف جلاوطن کر دیا تو اس کے بادشاہوں کی تعریف کی جس کے صلہ میں بہت سے اموال حاصل کیے، اس کے بعد یمن چلے گئے، کہا جاتا ہے کہ یہ ہندوستان کے کسی بادشاہ کے وزیر بن گئے تھے، پھر عادل کے زمانہ میں دمشق واپس آ گئے، جب معظم بادشاہ ہوا تو انہیں وزیر بنایا گیا تھا مگر انہوں نے اچھا کردار ادا نہ کیا اور خود ہی استعفیٰ دے دیا تو معظم نے معزول کر دیا، قیام ہندوستان کے دوران انہوں نے دمشقیوں کی طرف لکھا۔

کس وجہ سے تم نے ایک معتبر شخص کو دور کر دیا ہے جس نے گناہ کیا اور نہ چوری کی، مؤذن کو اپنے ملک سے جلاوطن کر دو اگر جلاوطنی صداقت کی سزا ہے۔

ان کے وہ اشعار جن میں ملک ناصر صلاح الدین رحمہ اللہ تعالیٰ کی ہجو کی تھی۔ ہمارا بادشاہ لنگڑا اور اس کا کاتب کمزور نگاہ والا اور اس کا وزیر کبڑا ہے۔ دولعی جو خطیب مختلف ہے وہ اونٹ کے جھلکے پر اچھلتا ہے "ابن باقا" کا وعظ ایسا ہے جس سے وہ لوگوں کو دھوکا دیتا ہے اور قطب عبداللطیف کو قریب بناتا ہے، صاحب حکومت کے اخلاق بڑے ادنیٰ ہیں اور فوج کے رخسار کی بیماری عجب ہے۔

"سلطان ملک عادل سیف الدین" رحمہ اللہ تعالیٰ کی ہجو میں یہ اشعار کہے:

> ہمارا بادشاہ جس سے ہماری امیدیں وابستہ ہیں اس کا مال تو بڑا وسیع ہے لیکن اس کا خرچ تنگ ہے اس کا نام تلوار تو ہے جیسے کہا جاتا ہے مگر وہ تعلقات اور رزق کو کاٹتی ہے۔

ایک دفعہ وہ "فخر الدین رازی رحمہ اللہ" کی مجلس میں خراسان حاضر ہوئے، وہ منبر پر بیٹھے لوگوں کو وعظ کہہ رہے تھے، ایک کبوتر آیا جس کے پیچھے کوئی زخمی کرنے والا پرندہ تھا تو اس نے اپنے آپ کو امام رازی پر یوں گرا دیا جیسے وہ ان سے التجا کر رہا ہے تو ابن عنین نے یہ اشعار کہنے شروع کیے:

سلیمان زمانہ کے پاس ایک کبوتر آیا اور موت اچکنے والے کے پروں سے چمک رہی تھی، وہ گوشت کا خواہشمند تھا بھوک نے اسے دوہرا کر دیا، یہاں تک کہ اس نے اسے دھڑکتے دل کے آتے سامنے کر دیا، کبوتر کو کس نے بتایا کہ تمہاری جگہ حرم ہے اور تم خوفزدہ کے لیے جائے پناہ ہو؟

**الشیخ شہاب الدین سہروردی**[1] ...... عوارف المعارف کتاب کے مصنف، عمر بن محمد بن عبداللہ بن محمد بن حمویہ، ان کا نام عبداللہ بکری بغدادی شہاب الدین ابو حفص سہروردی ہے بغداد کے صوفیاء کے شیخ، بڑے صلحاء اور مسلمانوں کے سرداروں میں سے تھے، خلفاء و ملوک کے ہاں آنے والے قاصدوں میں کئی بار آنا جانا ہوا، جس کی وجہ سے انہیں بہت سے اموال حاصل ہوئے جو انہوں نے فقراء اور حاجتمندوں کے درمیان تقسیم کر دیے، ایک دفعہ انہوں نے حج کیا تو ان کی صحبت و معیت میں بہت سے فقراء تھے جن کی تعداد اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے، ان میں مروت، مصیبت زدوں کی فریادرسی، امر بالمعروف و نہی عن المنکر جیسی صفات تھیں، لوگوں میں وعظ کرتے تو آپ کے جسم پر انتہائی کم قیمت کپڑے ہوتے، ایک دفعہ حج سے واپسی پر یہ اشعار پڑھے:

دوستوں میں کوئی صاحب وجد شخص نہیں جس کا شعر گوئی میں دوست مقابلہ کریں ہاں وہی ہو سکتا ہے جس کا قافلہ میں کوئی محبوب ہو، اسی مجلس میں سے ایک نوجوان اٹھا اور اس نے یہ اشعار سنائے:

> گویا ہر ہودج میں ایک یوسف ہے اور اس کے لیے ہر گھر میں یعقوب ہے، تو شیخ چیخ کر منبر سے نیچے اتر آئے تاکہ اس نوجوان سے معذرت کریں لیکن اسے نہ پایا، البتہ اس کی جگہ پر ایک گڑھا دیکھا جس میں بہت زیادہ خون اس کے مسلسل پاؤں مارنے کی وجہ سے جمع ہو گیا تھا۔

جب شیخ شعر کہہ رہے تھے، علامہ ابن خلکان نے ان کے اشعار میں سے کئی اور چیزیں ذکر کیں، اور ان کی تعریف کی، اور یہ کہ ان کی وفات اس سال ۹۳ سال کی عمر میں ہوئی رحمہ اللہ تعالیٰ۔

---

(۱) ذیل الروضتین ۱۹۳، طبقات السبکی ۵/۱۴۳، معجم البلدان ۳/۲۰۳

**ابن الاثیر اسد الغابہ اور الکامل کے مصنف** ...... وہ امام علامہ عز الدین ابو الحسن علی بن عبد الکریم بن عبد الواحد الشیبانی الجزری الموصلی ہیں جو ابن الاثیر کے نام سے معروف ہیں، مصنف کتاب اسد الغابہ فی اسماء الصحابہ اور کتاب الکامل فی التاریخ اس میں واقعات بڑی خوبی سے درج ہیں، جس کی ابتداء آغاز آفرینش سے ۶۲۸ھ تک ہے، موصل کے بادشاہوں کے پاس بطور مخصوص شخص آپ کی آمدورفت رہتی، ان میں سے کسی کے وزیر بھی رہے جیسے اس کا بیان پہلے گزر چکا ہے، اور موصل میں آخری عمر قیام کر لیا، وفات تک بڑی عزت وعظمت سے رہے یہاں تک کہ اس سال کے شعبان میں فوت ہوئے، اس وقت عمر ۷۵ سال تھی، رحمہ اللہ تعالیٰ۔

بہر حال آپ کے بھائی ابو السعادات المبارک، تو وہ جامع الاصول کتاب وغیرہ کے مصنف ہیں، انہیں دونوں کے بھائی وزیر ضیاء الدین ابو الفتح نصر اللہ ہیں جو ملک افضل علی بن ناصر فاتح بیت المقدس حاکم دمشق وجزیرہ ابن عمر کے وزیر تھے، جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے، کہا جاتا ہے، کہ یہ جزیرہ اس شخص کی طرف منسوب تھا جسے عبد العزیز بن عمر کہا جاتا ہے، جو برقعید قبیلے سے تھا، اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ یہ بنی عمر کی طرف منسوب ہے، بنی عمر اوس اور کامل ہیں جو عمر بن اوس کے بیٹے ہیں۔

**ابن المستوفی الاربلی** ...... مبارک بن احمد بن مبارک بن موہوب بن غنیمہ بن غالب علامہ شرف الدین ابو البرکات اللخمی الاربلی، کئی علوم میں امام تھے جیسے حدیث، فن اسماء الرجال، ادب اور حساب وغیرہ، آپ کی کئی تصنیفات اور آپ کے بہت سے فضائل ہیں، قاضی شمس الدین بن خلکان نے الوفیات میں ان کے حالات بڑے عمدہ اور تفصیل سے لکھے ہیں۔

## آغاز ۶۳۱ھ

اس سال بغداد میں مدرسہ مستنصریہ کی تعمیر مکمل ہوئی، وہاں اس سے پہلے اس جیسا مدرسہ تعمیر نہ ہوا تھا، مذاہب اربعہ کے لئے اسے وقف کیا گیا، مذاہب اربعہ میں سے ہر جماعت کے ۶۲ فقیہ، چار دہرائی کرنے والے، ہر مذہب کے لئے ایک مدرس اور شیخ الحدیث، دو قاری دس سننے والے، ایک طبیب، اور دس ایسے مسلمان جو علم طب سیکھنے میں مشغول ہوتے، یتیموں کے لئے ایک مکتب، اور سب کے لئے روٹیوں کے واسطے ایک ہانڈی جس میں گوشت، حلوہ اور اتنا خرچ ہوتا جو ہر ایک کے لئے کافی ہوتا اور جب پانچ رجب کی جمعرات کا دن ہوا تو اس میں اسباق کا آغاز ہوا جس میں خلیفہ المستنصر باللہ بذات خود اور اس کے اہل حکومت میں سے امراء، وزراء، قاضی فقہاء، صوفیاء اور شعراء وغیرہ غرض ان میں سے کوئی باقی نہ بچا، ایک بہت بڑے دستر خوان کا بندوبست کیا گیا جس پر حاضرین نے کھانا کھایا، اور وہاں سے بغداد کی چھاؤنیوں تک لا کر عوام وخواص کے گھروں میں تقسیم کیا گیا، وہاں کے تمام مدرسین اور حاضرین کو خلعتیں عنایت کی گئیں اسی طرح تمام اہل حکومت، اور فقہاء، اور دہرائی کرنے والوں کو، یہ جمعہ کا دن تھا، شعراء نے خلیفہ کی تعریف میں بہترین عمدہ اور شاندار نظمیں کہیں، علامہ ابن الساعی نے اپنی تاریخ میں اسے طول وبسط اور کافی شافی انداز میں ذکر کیا ہے۔

مسلک شافعی پڑھانے کے لئے الامام محی الدین ابو عبد اللہ بن فضلان، اور فقہ حنفی کے لئے امام علامہ رشید الدین ابو حفص عمر بن محمد فرغانی اور حنابلہ کے لئے امام علامہ محی الدین یوسف بن شیخ ابو الفرج ابن الجوزی مقرر ہوئے لیکن اس دن ان کی جگہ ان کے بیٹے عبد الرحمٰن نے نیابتاً درس دیا کیونکہ وہ قاصدوں کے کسی وفد میں بادشاہوں کے پاس گئے ہوئے تھے، اور مالکیہ کے لئے بھی اس دن شیخ صالح عالم دین ابو الحسن المغربی المالکی نے نیابتاً درس دیا، یہاں تک کہ ان کی جگہ دوسرے شیخ متعین ہوئے، اور کتابوں کا اتنا بڑا کتب خانہ وقف کیا گیا جس کی مثل سنی نہیں گئی ہوگی، کیونکہ ان کے نسخے اچھے اور وقف شدہ کتابیں عمدہ تھیں، اور اس مدرسہ کی تعمیر کے متولی موید الدین ابو طالب محمد بن علقمی تھے جو بعد میں وزیر بنے اس وقت وہ دار الخلافہ کے استاذ تھے اس دن بادشاہ نے انہیں اور وزیر نصیر الدین کو خلعت عطا کی پھر ۱۲ ذوالقعدہ کو شافعیہ کے مدرس معزول کر دیئے گئے اور ان کی جگہ قاضی القضاۃ ابو المعالی عبد الرحمٰن بن مقبل مقرر ہوئے، ساتھ انہیں قضاء کے وہ عہدے بھی دیئے گئے جو ان کے پاس تھے، یہ سب امور محی الدین بن فضلان کی وفات کے بعد طے پائے، وہ ایک عرصہ تک قاضی اور نظامیہ وغیرہ مدارس میں مدرس بھی رہ چکے تھے، پھر مستنصر نے انہیں معزول کر دیا،

پھر وہ واپس ہو گئے پھر انہوں نے تادم آخر مستنصریہ میں ہی تدریس کی، اور جب وہ فوت ہوئے تو ان کے بعد ابن عقیل مقرر ہوئے۔ رحمہم اللہ تعالیٰ۔

اس سال اشرف نے باب الصغیر کے باہر مسجد جراح تعمیر کروائی، اسی سال فرنگیوں کے بادشاہ الابزور کا قاصد اشرف کے پاس آیا جس کے پاس کئی ہدیے تھے جن میں سے ایک سفید ریچھ تھا جس کے بال شیر کی مانند تھے، لوگوں کا بیان ہے کہ وہ سمندر میں اترتا اور مچھلیاں نکال کر کھاتا، ان تحفوں میں مور بھی تھے۔

اس سال قیساریہ کی تعمیر مکمل ہوئی، جو نحاسین کی جانب تھی اور اسی کی طرف سناروں کا بازار، اور موتیوں کا وہ بازار جس میں لوہاروں کے نزدیک پرانے سنار رہائش پذیر تھے منتقل کر دیا۔ اس سال وہ دکانیں از سر نو تعمیر کی گئیں جو الزیادہ میں تھیں، میں (ابن کثیر) کہتا ہوں کہ اس جدید بازار میں زرگران کی شرقی جانب دو مزید قیساریے بھی بنائے گئے، وہاں سناروں اور سونے کے تاجروں کی رہائش ہے دونوں بڑے خوبصورت ہیں اور تمام کے تمام جامع پر وقف ہیں۔

## اس سال وفات پانے والے نامور حضرات

**ابوالحسن علی بن ابی علی**(۱) ...... ابن محمد بن سالم الثعلبی، شیخ سیف الدین آمدی ثم الحموی ثم الدمشقی، ریاضی، فلسفہ وغیرہ میں کئی کتابوں کے مصنف ہیں، ان میں سے علم الکلام میں "ابکار الافکار" "دقائق الحقائق" حکمت میں "احکام الاحکام" اصول فقہ میں "حنبلی المسلک" تھے پھر شافعی ہو گئے، اصول، منطق، جدل اور خلاف میں ماہر تھے۔

اچھے اخلاق، نرم گوشے والے، زیادہ رونے والے، نرم دل انسان تھے، لوگوں نے ان کے بارے میں کئی باتیں کی ہیں جن کی صحت کا علم اللہ تعالیٰ ہی کو ہے اور گمان غالب یہی ہے کہ ان میں سے اکثر باتیں صحیح نہیں ہیں، ملوک ابوایوب جیسے کامل اور معظم ان کی بڑی عزت کرتے اگرچہ انہیں زیادہ پسند نہیں کرتے تھے، معظم نے ان کے سپرد عزیزیہ کی تدریس کی تھی، لیکن اشرف جب دمشق کا حاکم بنا اس نے انہیں معزول کر دیا اور مدارس میں یہ منادی کرا دی کہ کوئی بھی تفسیر، حدیث اور فقہ کے علاوہ دوسرے علوم میں مشغول نہ ہو جو ایسا کرے گا اور پہلے لوگوں کے علوم میں لگے گا میں اسے جلا وطن کر دوں گا تو شیخ سیف الدین اپنے گھر میں مقیم ہو گئے بالآخر دمشق اسی سال کے صفر میں فوت ہوئے اور قاسیون کے دامن کوہ میں اپنی تمکین قبر میں دفن ہوئے۔

قاضی ابن خلکان نے ذکر کیا ہے کہ وہ بغداد میں ابوالفتح نصر بن فتیان بن المنی الحنبلی کے پاس اشتغال علم کے لئے مصروف رہے، اس کے بعد مسلک شافعی اختیار کر لیا تو ابن فضلان وغیرہ علماء سے کسب فیض کیا، شریف کی "طریقۃ الخلاف" کتاب اور "زوائد طریقۃ اسعد المیہنی" یاد کر لیں اس کے بعد شام منتقل ہوئے تو معقولات میں لگ گئے، پھر دیار مصریہ کا رخ کیا، قرافۃ الصغری میں واقع مدرسہ الشافعیہ میں دوہرائی کی، اور جامع ظافری سے فارغ ہوئے، آپ کے فضل و کمال کا ڈنکا بجنے لگا جس کی وجہ سے بہت سے لوگ آپ کے حاسد بن گئے اور آپ کو بدنام کرنے اور مذہب اوائل، تعطیل، انحلال کی جستجیں لگا کر آپ کے خلاف کتابیں لکھیں تو ان میں سے کسی نے مطالبہ کیا کہ آپ بھی ان کی موافقت کریں تو آپ نے لکھا

لوگوں نے اس نوجوان سے اس وجہ سے حسد شروع کر دیا ہے کہ وہ اس کی جدوجہد تک نہ پہنچ سکے لہٰذا ساری قوم اس کی دشمن اور مد مقابل ہے۔

اس کے بعد سیف الدین حماۃ کی طرف چلے گئے وہاں سے دمشق جہاں عزیزیہ میں تدریس شروع کر دی پھر وہاں سے بھی معزول ہو کر گھر کے ہی ہو رہے یہاں تک کہ اس سال ۸۰ سال کی عمر میں وفات پائی۔ رحمہ اللہ عنہ۔

**واقف الرکنیہ امیر رکن الدین منکورس الفلکی** ...... غلام فلک الدین ملک عادل کا بھائی، کیونکہ اس نے فلکیہ کو وقف کیا تھا جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے، یہ بہترین امیر تھا، ہر رات سحری کے وقت جامع مسجد میں اترتا، با جماعت نمازوں کی پابندی کرتا، کم گو اور کثیر الصدقات شخص تھا،

---

(۱) دول الاسلام ۲/۱۰۳، مرآۃ الزمان ۸/۶۹۱، النجوم الزاہرۃ ۶/۲۸۵

قاسیون کے دامن کوہ میں مدرسہ کبیرہ تعمیر کروایا، جس پر بہت سے اوقاف وقف کئے اسی کے پاس قبر ہوئی، جب حدود گاؤں میں اس کی وفات ہوئی تو اس قبر کے پاس اس کا جنازہ لایا گیا، رحمہ اللہ تعالیٰ۔

**الشیخ الامام العالم رضی الدین**(۱) ...... ابوسلیمان بن المظفر بن غنائم الجیلی الشافعی بغداد کے خطیب، اور وہاں کے مفتی اور ان لوگوں میں سے ہیں جو ایک عرصہ تک طلباء کو تعلیم دینے میں مشغول رہے، مذہب میں ان کی کتاب ۱۵ جلدوں میں ہے۔ اس میں انوکھی وجہیں اور نادر اقوال نقل کرتے ہیں، بڑے نازک مزاج اور خوش طبع انسان تھے۔ اس سال تین ربیع الاول بروز بدھ بغداد میں وفات پائی رحمہ اللہ تعالیٰ۔

**الشیخ علی المصری** ...... ملک شام دمشق میں اپنے حجرے میں ایک عرصہ مقیم رہے، لطیف و ظریف مزاج کے مالک بڑے عابد و زاہد اور عقلمند شخص تھے، اکابرین کی ان کے پاس آمد و رفت رہتی، اپنے اسی مذکورہ حجرے میں مدفون ہوئے، رحمہ اللہ تعالیٰ۔

**الشیخ عبداللہ الارمنی** ...... ان عابدوں زاہدوں میں سے ہیں جنہوں نے ملکوں کا سفر طے کیا، اور جو پہاڑوں میدانوں اور صحراؤں میں رہے، قطب، ابدال اور اوتاد(۲) سے ملاقاتیں کیں، جن کے لوگوں کے احوال و مکاشفات و مجاہدات اور تمام جہات میں ان کی سیر و سیاحت رہی، بچپن میں قرآن مجید پڑھا پھر فقہ پڑھی، جو مذہب امام ابوحنیفہ کی کتاب سے یاد کی، اس کے بعد معاملات اور ریاضیات میں لگ گئے پھر آخری عمر میں دمشق میں مقیم ہو گئے اور وہیں وفات پائی قاسیون کے پہاڑی دامن میں مدفون ہوئے۔

ان سے بہت اچھی باتیں منقول ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ ایک دفعہ دوران سیاحت میں ایک شہر سے گزرا میرے دل نے چاہا کہ میں اس میں جاؤں، اس کے بعد میں نے قسم کھائی کہ میں وہاں سے کچھ نہیں کھاؤں گا، چنانچہ جب میں داخل ہوا تو وہاں ایک دھوبی کے پاس سے گزرا اس نے میری طرف کن انکھیوں سے دیکھا جس سے میں خوفزدہ ہو کر شہر سے بھاگتا ہوا باہر نکل آیا اس کے بعد وہ مجھ سے آملا اور اس کے پاس کھانا تھا اس نے کہا کہ اب جبکہ تم شہر سے نکل آئے ہو، میں نے اس سے کہا تو بازار میں کپڑے دھوتا ہے اور یہاں کیسے؟ تو اس نے کہا اپنا سر مت اٹھانا اور اپنے عمل میں سے کسی چیز کی طرف مت دیکھ، اور اللہ تعالیٰ کا بندہ بن جا اگر وہ تجھے پاخانے میں بھی لگا دے تو اس پر راضی رہ، پھر اس نے کہا اگر مجھے کہا جائے مر جا تو میں بسروچشم قبول کروں گا اور موت کی دعوت دینے والے کو خوش آمدید کہوں گا۔

فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں اپنی سیاحت کے دوران ایک راہب کی جھونپڑی کے پاس سے گزرا تو اس نے مجھے کہا اے مسلمان! تمہارے پاس اللہ کی قربت و نزدیکی کا قریب ترین راستہ کون سا ہے؟ میں نے کہا نفس کی مخالفت، فرماتے ہیں اس نے اپنا سر جھونپڑی کی طرف پھیر لیا، وہ عرصہ بعد جب میں مکہ بغرض حج گیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ بیت اللہ کے پاس ایک شخص مجھے سلام کر رہا ہے میں نے پوچھا آپ کون ہیں؟ تو اس نے جواب دیا میں وہی راہب ہوں، میں نے پوچھا آپ یہاں تک کیسے پہنچے؟ تو اس نے کہا اس بات پر عمل کر کے جو آپ نے کہی تھی اور ایک روایت میں ہے کہ اس نے کہا میں نے اپنے نفس پر اسلام پیش کیا تو اس نے انکار کر دیا جس سے مجھے علم ہوا کہ اسلام برحق دین ہے۔ یوں میں مسلمان ہو گیا اور نفس کی مخالفت کی پس فلاح و کامیابی پائی۔

فرماتے ہیں کہ ایک دن میں جبل لبنان کے پاس تھا اچانک فرنگیوں کے سپاہیوں نے مجھے پکڑ کر ہتھکڑی لگا دی اور رسیوں سے کس دیا، میں ان کے پاس بڑی تنگی کی حالت میں تھا دن کے وقت انہوں نے شراب پی اور سو گئے میں اب ان کے سامنے جکڑا ہوا تھا اسی عالم میں مسلمان سپاہی ان کی طرف آ نکلے، میں نے انہیں متنبہ کر دیا چنانچہ وہ مجھے ایک گھاٹی میں لے گئے، اور مسلمانوں سے بچ گئے انہوں نے مجھے کہا یہ تم نے کیا کیا؟ حالانکہ وہ تمہیں چھڑا لیتے، میں نے کہا تم نے مجھے کھلایا پلایا اور صحبت رفاقت کا یہ حق تھا کہ میں تمہارے ساتھ دھوکہ نہ کروں تو انہوں نے مجھے دنیا کا کچھ ساز و سامان دینا چاہا میں نے لینے سے انکار کر دیا اس کے بعد انہوں نے مجھے چھوڑ دیا۔

---

(۱) التکملۃ للمنذری ۲/۱۹۵ طبقات السبکی ۵/۹۳

(۲) ولی، صدیق، قطب، ابدال اور اوتاد۔ دیکھیں عوارف المعارف، شیخ سہروردی، علوی

"سبط ابن الجوزی" نے بیان کیا ہے کہ میں نے بیت المقدس میں ان کی زیارت کی تھی میں نے نمکین مچھلی کھائی ہوئی تھی جس کی وجہ سے مجھے جب میں ان کے پاس بیٹھا ہوا تھا بہت زیادہ ہچکیاں آنے لگیں، ان کے ایک طرف پانی کا لوٹا تھا جس میں ٹھنڈا پانی تھا، مجھے ان سے شرم آنے لگی انہوں نے اپنا ہاتھ بڑھایا اس وقت ان کا چہرہ سرخ ہو گیا تھا لوٹا تھماتے ہوئے مجھے کہا لو! کب تک ڈکتے رہو گے، میں نے پانی پی لیا اور انہوں نے ذکر کیا کہ جب وہ بیت المقدس سے کوچ کرنے لگے تو اس کی فصیل ابھی تک اس نئے انداز پر قائم تھی جس کی تعمیر صلاح الدین نے معظم کی تخریب کاری سے پہلے کی تھی، وہ صخرہ سے ہو کر اپنے دوستوں کو الوداع کہہ رہے تھے اور ساتھ ساتھ فصیل کو بھی دیکھنے لگے، پھر فرمایا مجھے وہ کدال نظر آ رہی ہے جو عنقریب اس فصیل میں کام کرے گی، اس سے پوچھا گیا مسلمانوں کی یا فرنگیوں کی؟ تو انہوں نے جواب دیا مسلمانوں کی، پھر اسی طرح ہوا جیسا کہ انہوں نے فرمایا تھا، اور وہ بھی ان کے کئی اچھے احوال ہیں۔

کہا جاتا ہے کہ یہ اصلاً ارمنی تھے، انہوں نے شیخ عبداللہ یونینی کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا، کسی نے کہا کہ اصلاً قونیہ کے رومی ہیں، پھر وہ عبداللہ یونینی کے پاس آئے تو ان کے سر پر راہبوں کی ٹوپیوں جیسی ٹوپی تھی، شیخ عبداللہ یونینی نے ان سے فرمایا، مسلمان ہو جاؤ تو انہوں نے کہا کہ میں رب العالمین کے لئے مسلمان ہوتا ہوں، ان کی والدہ خلیفہ کی بیوی کی دایہ تھی اور آپ کو ایک عجیب بات درپیش آئی تھی جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے بچا لیا، خلیفہ نے اس کی معرفت کے بعد آپ کو چھوڑ دیا۔

## آغاز ۶۳۲ھ

اس سال "ملک اشرف بن عادل" زنجار نے اس سرائے کو خراب کیا جو عقیبہ میں تھا اس میں شراب نوشی اور دیگر کئی منکرات تھے، اس نے اسے گرا کر اس کی جگہ جامع مسجد تعمیر کرنے کا حکم دیا، جس کا نام جامع توبہ رکھا گیا اللہ اس کی یہ کاوش قبول فرمائے۔

اس سال قاضی بہاء الدین یوسف بن رافع بن تمیم بن شداد الحلبی، نے وفات پائی جو حلب کے ایک رئیس اور علم و سرداری کے گھرانے سے ان کا تعلق تھا، انہیں علم التواریخ، ایام الناس، وغیرہ علوم سے واقفیت تھی، کئی شیوخ سے حدیث کا سماع کیا اور روایت بیان کی۔

**الشیخ شہاب الدین عبدالسلام**...... الشیخ شہاب الدین عبدالسلام بن المطہر بن عبداللہ بن محمد بن عصرون الحلبی، نے بھی اس سال وفات پائی یہ فقیہ، عابد زاہد مخلص تھے، ان کی بیس کے قریب لونڈیاں تھیں، بوڑھے شخص تھے اور جماع کے بڑے عادی تھے جس کے باعث انہیں مختلف بیماریاں لاحق ہو گئیں جو انہیں لے ڈوبیں، دمشق میں فوت ہوئے اور قاسیون میں دفن ہوئے، یہ قطب الدین اور تاج الدین کے والد تھے۔

**شیخ امام عالم صائن الدین**...... ابو محمد بن عبدالعزیز الجیلی الشافعی، بغداد کے مدرسہ نظامیہ کے مفتی فقیہ اور اس کے مدرس، ان کی شیخ ابو اسحاق کی کتاب التنبیہ پر ایک شرح بھی ہے، ربیع الاول میں وفات پائی۔

**شیخ امام عالم خطیب ادیب ابومحمد محمد بن حمید**...... شیخ امام، عالم، خطیب اور ادیب ابو محمد محمد بن حمید بن محمود بن حمید بن ابی الحسن بن ابی الفرج بن مفتاح التمیمی الدینوری، وہاں کے خطیب، دمشق، شافعی المسلک فقیہ، نظامیہ میں فقہ حاصل کیا پھر اپنے شہر دینور واپس آ گئے، کئی کتابیں لکھیں، علامہ ابن ساعی نے ان سے یہ شعر سن کر بیان کئے

مجھے محبت کی روایت، بیتاب نے بادل سے، میرے عشق نے بیان کی، ہیم کی گزرگاہ سے، جیحان وادی اور نجد کے ٹیلوں
سے اور میرا عشق اور آہ دونوں مل گئے ہیں اور کبھی جدا نہیں ہوں گے یہاں تک کہ مجھے قبر میں رکھا جائے۔

علامہ ابوشامہ نے ذیل میں شہاب سہروردی مصنف عوارف المعارف کی وفات کا تذکرہ اس سال میں کیا ہے، انہوں نے ذکر کیا کہ ان کی پیدائش ۵۳۹ھ میں ہوئی، ان کی عمر ۹۰ سال سے متجاوز تھی، جبکہ سبط ابن الجوزی نے ان کی تاریخ وفات ۶۳۰ھ بیان کی ہے جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے۔

**حلب کے قاضی القضاۃ** ...... ابوالمحاسن یوسف بن رافع بن تمیم بن عتبہ بن محمد الاسدی الموصلی الشافعی، فاضل ادیب، مقری اور بادشاہوں کے ہاں بڑے معظم شخص تھے، حلب میں مقیم ہوئے اور اس کے قاضی بنے، ان کی تصانیف اور اشعار ہیں، اس سال وفات پائی۔ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

**ابن الفارض** (۱) ...... علم سلوک صوفیوں کا وہ طریقہ جو اتحاد کی طرف منسوب ہیں، تائیہ قصیدے کے کہنے والے ابو حفص عمر بن ابی الحسن علی بن المرشد بن علی اصلاً حموی پیدائش اور رہائش و وفات کے لحاظ سے مصری ہیں، آپ کے والد مردوں و عورتوں کے فرائض لکھتے تھے ان کے بارے میں ہوے کئی مشائخ نے ان کے مذکورہ قصیدے کی وجہ سے کلام کیا ہے، شیخ ابو عبداللہ الذہبی نے میزان میں ان کا ذکر کیا ہے ان پر جرح کی، اس سال ستر سال کے قریب عمر میں وفات پائی۔

## آغاز ۶۳۳ھ

اس سال "کامل" اور اس کے بھائی "اشرف" نے نہر فرات کو قطع کیا اور ان چیزوں کی اصلاح کی جو رومیوں کی فوج نے تباہ کی تھیں، "کامل" نے قلعہ الرہا کو خراب کیا اور دیسر میں تحت جنگ برپا کی، بدرالدین حاکم موصل کا خط آیا کہ رومی سو طلب کردہ کے ساتھ متوجہ ہوئے ہیں ہر طلب پانچ سو شہ سواروں پر مشتمل ہے، تو دونوں بادشاہ جلدی دمشق لوٹ گئے اور رومی لشکر اپنے علاقے جزیرہ کی طرف لوٹ گیا، اور انہوں نے پھر سے وہی کام شروع کر لیا جو پہلے تھا، اس سال تاتاری اپنے علاقوں کی طرف لوٹ گئے، واللہ تعالیٰ اعلم۔

## اس سال فوت ہونے والے حضرات

ابن عنین شاعر ان کا تذکرہ ۶۳۰ھ کے ذیل میں گزر چکا ہے۔

**الحاجری الشاعر** ...... ان کی مشہور کلیات ہیں، یہ عیسیٰ بن سنجر بن بہرام بن جبرائیل بن خمارتگین بن طاشتگین الاربلی، لاجواب شاعر تھے، علامہ ابن خلکان نے ان کے حالات بیان کئے ہیں اور ان کے اشعار کا بہت بڑا حصہ ذکر کیا ہے اور یہ بھی ذکر کیا ہے کہ انہوں نے اپنے بھائی ضیاء الدین عیسیٰ سے وحشت کھاتے ہوئے اسے خط لکھا:

اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ تیرے فراق نے سوائے چند سانس کے میرے لئے کچھ نہیں چھوڑا اے وہ شخص جس کی نزدیکی امید ہے، بس تو اپنا خط بھیج دے میں اسے اپنی تعزیت کا سامان بناؤں گا ہو سکتا ہے کہ شدت اشتیاق کی وجہ سے میں اس کے پہنچنے سے پہلے ہی فوت ہو جاؤں۔

اور انہوں نے "علی" کے متعلق کہا:

وہ باریک کمر جوان جس کے بالوں اور پیشانی کی وجہ سے مخلوق اندھیرے اور روشنی میں ہو گئی تم لوگ اس کے رخسار میں گئے تل کا انکار مت کرو، پورا گڑھا یا نقطے سے بھرا ہوا ہے۔

**ابن دحیہ** (۲) ...... ابوالخطاب عمر بن الحسن بن علی بن محمد بن فرح بن خلف بن قومس بن مزلال بن ملال بن بدر بن احمد بن دحیہ الکلبی الحافظ، حدیث میں اہل مصر کے شیخ ہیں، پہلے شخص ہیں جنہوں نے دارالحدیث کاملیہ میں بالفعل مشیخت حدیث کا آغاز کیا۔

علامہ سبط ابن الجوزی فرماتے ہیں مسلمانوں کی ملامت کرنے اور انہیں تہمت لگانے میں یہ ابن حزم کی طرح تھے اور اپنے کلام میں بڑھا چڑھا کے بیان کرتے تھے اسی وجہ سے لوگوں نے انہیں جھوٹا قرار دے کر ان سے روایت حدیث لینا ترک کر دی، کامل پوری طرح ان کی طرف متوجہ تھا،

---

(۱) تکملۃ ابن صابونی ٢٠٢، العبر ٥/١٢٩، میزان الاعتدال ٢/٢٦٦، حسن المحاضرۃ ١/٢٤٦

(۲) حسن المحاضرۃ ١/٢٦٦، دول الاسلام ٢/١٠٣، نفح الطیب ١/٣٦٨

جب یہ حال معلوم ہوا تو ان سے دار الحدیث لے لیا اور ان کی توہین کی، ربیع الاول کو قاہرہ میں فوت ہوئے اور مصر کے عام قبرستان میں دفن ہوئے۔

علامہ شیخ ابو شامہ فرماتے ہیں کہ ان کے متعلق علامہ سخاوی کے عمدہ اشعار بھی ہیں اور علامہ ابن خلکان نے بھی ان کا نسب بیان کرنے کے بعد ان کے خط و دست سے لکھے ہوئے اشعار ذکر کئے ہیں، اور یہ بھی ذکر کیا ہے کہ ان کی والدہ امۃ الرحمن بنت ابی عبداللہ بن البسام موسیٰ بن عبداللہ بن الحسین بن جعفر بن علی بن محمد بن علی بن موسیٰ بن جعفر بن محمد بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب تھیں، اسی وجہ سے وہ اپنے خط و قلم سے لکھتے ذو النسبین ابن دحیہ ابن الحسن والحسین۔

علامہ ابن خلکان فرماتے ہیں کہ یہ بڑے عالم اور مشہور فاضل علم حدیث اور متعلقات حدیث میں ماہر، نحو، لغت، ایام عرب، اور ان کے اشعار کی پہچان رکھتے تھے، بلاد مغرب میں اشتغال علم کیا پھر شام کا سفر کیا اس کے بعد عراق گئے ۶۰۴ھ میں اربل سے گزرے تو وہاں کا بادشاہ معظم مظفر الدین ابن زین الدین میلاد شریف کا اہتمام کرتے نظر آیا تو اس کی خاطر "التنویر فی مولد السراج المنیر" تیار کی اور بذات خود بادشاہ کے سامنے پڑھی تو اس نے بطور انعام ایک ہزار دینار دیئے، ان کا بیان ہے کہ ہم نے ملک معظم کو ۶۲۶ھ میں چھ مجلسوں کے اندر سنائی۔

میں (ابن کثیر) کہتا ہوں کہ یہ کتاب میں نے دیکھی ہے اور میں نے اس سے عمدہ عمدہ باتیں نقل بھی کی ہیں، علامہ ابن خلکان فرماتے ہیں کہ ان کی پیدائش ۵۴۴ھ کو ہوئی یہ بھی کہا گیا کہ ۵۴۶ھ یا ۵۴۹ھ اور وفات اس سال پائی ان کے بھائی ابو عمرو عثمان ان کے بعد مصر کے کاملیہ دار الحدیث میں شیخ الحدیث رہے اور ان کی وفات کے بعد وفات پائی، میں کہتا ہوں کہ لوگوں نے ان پر کئی طرح کی باتیں باندھنے کی کوشش کی ہے اور بعض نے انہیں نماز مغرب کی قصر کے بارے میں حدیث وضع کرنے کی تہمت لگائی ہے میں ان کی سند پر مطلع ہونا چاہتا تھا تاکہ پتہ چلے ان کے رجال کیسے ہیں؟ اور علماء کا اس پر اتفاق و اجماع ہے جیسا کہ ابن المنذر نے ذکر کیا ہے کہ نماز مغرب کی قصر نہیں، واللہ سبحانہ وتعالیٰ اپنے فضل و کرم سے ہمیں اور اسے معاف فرمائے۔

## آغاز ۶۳۴ھ

اس سال تاتاریوں نے منجنیقیں نصب کر کے اربل کا محاصرہ کیا اور فصیلیں پھلانگ کر شہر میں داخل ہوئے یوں زبردستی فتح کر لیا، لوگوں کو قتل کیا ان کی اولاد کو قیدی بنایا ایک مدت تک قلعہ بند رہا جس میں خلیفہ کا نائب تھا اور پھر سے موسم بہار بھی داخل ہو گیا تو انہوں نے قلعے کو گھیر لیا اور اس کے شہروں میں جا گھسے، کہا جاتا ہے کہ خلیفہ نے ان کے لئے ایک فوج تیار کی تھی جس سے تاتاری شکست کھا گئے تھے اس سال صالح ایوب بن کامل قلعہ کیفا کے حاکم نے ان خوارزمیہ کو خدمت میں لیا جو جلال الدین کی فوج سے باقی رہ گئے تھے اور روم سے جدا ہو گئے تھے اس سے صالح ایوب کی جمعیت خاطر میں اضافہ ہوا، اسی سال اشرف موسیٰ بن عادل نے اپنے بھائی کامل سے رقہ کا مطالبہ کیا تاکہ وہ اس کی قوت اور جانوروں کے لئے چارے کا باعث بنے جب وہ دریائے فرات کو پہلے پہل اپنے بھائی کے ہمراہ پار کرے گا تو "کامل" نے اسے کہا کیا اسے دمشق بنی امیہ کی حکومت کافی نہیں۔

اس پر اشرف نے امیر فلک الدین بن المسیری کو کامل کے پاس بھیجا "کامل" نے سخت جواب دیا اور کہا وہ بادشاہت لے کر کیا کرے گا؟ اسے گھوڑا اور اس کا کھیل جوا اور ان کے فن کی تعلیم کافی ہے اس کی وجہ سے اشرف ناراض ہو گیا اور ان دونوں کے درمیان وحشت پھوٹ پڑی، اشرف نے حماہ، حلب اور بلاد شرق پیغام بھیجا اور وہاں کے بادشاہوں سے اپنے بھائی کے خلاف ملک میں بڑا فساد برپا کرتا، کیونکہ اس کے کرم اور شجاعت کی وجہ سے دیگر بادشاہ اس کی طرف میلان رکھتے تھے جبکہ "کامل" کنجوس تھا لیکن موت نے اسے اس کا موقع نہ دیا اور اس سال کی ابتدا میں فوت ہو گیا، رحمہ اللہ تعالیٰ۔

## اس سال وفات پانے والے مشہور حضرات

**ملک عزیز ظاہر**(۱)……حاکم حلب محمد بن سلطان ملک ظاہر غیاث الدین غازی بن ملک ناصر صلاح الدین فاتح بیت المقدس شریف، وہ

---

(۱) تاریخ ابن الوردی ۲/۲۳۶، الحوادث الجامعۃ ۹۶، شذرات الذہب ۵/۱۶۸، العبر ۵/۱۴۰

اور ان کا دادا اور چچا ملک ناصر کے زمانہ حکومت میں وہ [illegible] حلب کے والی تھے اور [illegible] ملک عادل ابی بکر بن ایوب کی بیٹی تھی [illegible] خوبصورت اور [illegible] ۲۴ سال کی عمر میں وفات پائی [illegible] ان کی حکومت [illegible] ان کے بعد ان کے بیٹے الملک الناصر صلاح الدین یوسف نے حکومت سنبھالی۔ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

**صاحب الروم:** [illegible] ملک علاء الدین [illegible] بادشاہ [illegible] عظیم [illegible] عادل نے اپنی بیٹی سے ان کی شادی کی تھی [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible]

**النّاصح الحنبلی:** [illegible] عبدالوہاب [illegible] شیخ [illegible] حنبلی کی طرف منسوب ہیں [illegible] قرآن شریف [illegible] بیان کرتے ہیں [illegible] حافظ عبدالغنی [illegible] تصنیفات ہیں [illegible] وفات پائی [illegible]

**الکمال علی [illegible]:** [illegible] صدقات و خیرات [illegible] احسان کرتے تھے [illegible] دمشق میں [illegible] وفات ہوئی [illegible]

**شیخ حافظ ابو عمرو عثمان بن دحیہ:** حافظ ابوالخطاب بن دحیہ کے بھائی [illegible] دارالحدیث کاملیہ [illegible] جب ان کے بھائی معزول [illegible]

**قاضی عبدالرحمن تکریتی:** کرک کے حاکم [illegible] جب [illegible] دمشق [illegible]

## آغاز ۶۳۵ھ

اس سال [illegible] کامل [illegible] کے بھائی [illegible] وفات [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

صالحیہ میں نیک لوگوں، فقراء اور روساء وغیرہ کی طرف بھیجی جاتیں وہ زیادہ تر مسجد ابی درداء میں بیٹھتا تھا اس نے قلعہ کے اندر مزین کر کے جو لی تھی، بابرکت عزت والا بھی کسی معرکہ میں اس کا جھنڈا انہیں ٹوٹا، اس نے بغداد سے زبیدی کو بلا بھیجا جن سے اس نے اور لوگوں نے صحیح بخاری کا سماع کیا اس کا میلان حدیث اور اہل حدیث علماء کی طرف تھا جب اس کی وفات ہوگئی تو لوگوں نے اسے خواب میں دیکھا کہ اس نے سبز کپڑے پہنے ہیں اور وہ صلحاء کی جماعت کے ساتھ اڑ رہا ہے تو خواب دیکھنے والے نے پوچھا یہ کیا وجہ ہے تو تو شراب کا عادی تھا؟ وہ بدن جس کے ساتھ ہم یہ افعال کیا کرتے تھے تمہارے پاس رہ گیا ہے اور یہ روح جس کی وجہ سے ہم صلحاء سے محبت کرتے تھے تو یہ ان کے ساتھ ہے۔ بیشک اس نے سچ کہا۔

حضور ﷺ کا ارشاد ہے "انسان اس کے ساتھ ہوگا جس سے اسے محبت ہوگی" اپنے بعد اس نے اپنے بھائی صالح اسماعیل کے لئے بادشاہت کی وصیت کی تھی جب اس کا بھائی فوت ہوا تو وہ بادشاہ کی سواری میں سوار ہوا اور لوگ اس کے سامنے پیدل چلے اور اس کی ایک جانب حاکم حمص اور عز الدین ایبک معظمی نے اس کے سر پر غاشیہ اٹھایا۔

پھر دمشق کی ایک جماعت نکلی جن کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہ لوگ کامل کے ساتھ تھے ان میں عالم تعاسیف اور ابن مزہر کی اولاد تھی اس نے انہیں البصری میں قید کیا اور حریری کو قلعہ عزاز سے چھڑایا اور اس پر یہ شرط عائد کی کہ وہ دمشق میں داخل نہ ہو پھر کامل مصر سے آیا تو اس کے ساتھ ناصر داؤد حاکم کرک، نابلس اور قدس میں مل گیا انہوں نے دمشق کا بڑا مضبوط گھیراؤ کر لیا صالح اسماعیل نے اسے قلعہ بنایا تھا اور پانی کاٹ لیا اور کامل نے بردی کا پانی ثورا کی طرف موڑ دیا عقیبہ اور قصر حجاج جلا دیا گیا، بہت سے لوگ بے سروسامان ہوگئے اور کئی جل گئے، بہت سی مصیبتیں کھڑی ہوگئیں، آخرکار جمادی الاولیٰ میں یہ حال ہوا کہ صالح اسماعیل نے دمشق اپنے بھائی کامل کے سپرد کر دیا اور یہ شرط رکھی کہ بعلبک اس کے پاس رہے گا۔

یوں معاملہ ٹھنڈا پڑ گیا اس کے درمیان صلح قاضی محی الدین یوسف بن شیخ ابوالفرج بن الجوزی کے ہاتھ پر ہوئی اس کا اتفاق یوں پیش آیا کہ وہ خلیفہ کی جانب سے دمشق آنے والے قاصدوں کے ہمراہ آئے تھے اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے۔

کامل دمشق میں داخل ہوا تو حیات کے قید خانے سے فلک بن المسیری کو رہا کیا جسے قلعہ میں اشرف نے ودیعت رکھا تھا، اشرف کو اس کی قبر میں منتقل کر دیا گیا، بروز سوموار ۲ جمادی الثانی کو کامل نے یہ حکم صادر کیا کہ جامع مسجد کی امامت بڑے امام کے علاوہ کوئی مغرب کی نماز نہ پڑھائے کیونکہ ایک ہی وقت میں ان سب کے اجتماع سے تشویش واختلاف کا اندیشہ پیدا ہو گیا تھا اس نے بہت اچھا کیا، تراویح کی نماز کے بارے میں بھی اس نے ہمارے زمانے میں یہی کیا یوں تمام لوگ پہلے محراب میں منبر کے پاس ایک ہی امام کے پیچھے مجتمع ہو گئے تو وہاں اس دن حلیہ میں مزار علی کے پاس کوئی امام نہ رہا اگر وہ چھوڑ دیتا تو اچھا ہوتا، واللہ اعلم۔

**تذکرہ وفات ملک کامل**[۱] ..... محمد بن عادل رحمہ اللہ تعالیٰ "کامل" نے دو ماہ حکومت کی پھر اسے مختلف امراض لاحق ہو گئے ان میں سے کھانسی، دست، حلق میں نزلہ گرنا اور دونوں پاؤں میں درد نقرس شامل تھیں، اس کی وفات اتفاق سے گاؤں کے ایک چھوٹے سے گھر میں ہوئی یہ وہی گھر ہے جہاں اس کے چچا ملک ناصر صلاح الدین کی وفات ہوئی تھی۔

کامل کی ہیبت کے باعث موت کے وقت کوئی بھی نہ تھا بلکہ جب لوگ اس کے پاس آئے تو اسے مردہ پایا، رحمہ اللہ تعالیٰ، اس کی پیدائش ۵۷۶ھ میں ہوئی یہ "مودود" کے بعد "عادل" کا سب سے بڑا بیٹا تھا، عادل نے بادشاہت کی وصیت اسی لئے کی تھی کیونکہ وہ اس کی شان، کمال عقل اور پوری معرفت سے واقف تھا، "کامل" بڑا ذہین اور علماء سے محبت کرتا تھا ان سے مشکل سوالات کرتا صحیح مسلم پر اس کی اچھی تقریر ہے، نہایت ذکی اور رعب دار اور سخت جنگجو تھا، عادل، منصف اور بڑی عزت و حرمت اور طاقت و دبدبے والا شخص تھا، تیس سال مصر کا بادشاہ رہا اس کے زمانہ حکومت میں راستے پر امن رہا ایک دوسرے سے انصاف سے پیش آتے، کوئی کسی پر ظلم کرنے کی جرأت نہ کرتا، فوجیوں کی ایک جماعت کو سولی پر لٹکایا جنہوں نے آمد کی زمین میں کسی کسان کے جوتے لئے تھے۔

کسی رکاب دار نے اس سے شکایت کی کہ اس کے مالک نے چھ ماہ سے بلا تنخواہ کام لیا ہے اس نے فوجی کو بلا کر اس کی وردی رکاب دار کو اور

---

(۱) تاریخ ابن العربی ۳۰۵، حوادث جامعہ ۱۰۷، العبر ۱۳۳، النجوم الزاهرة ۲۳۴/۶

رکابدار کے کپڑے فوجی کو پہنائے، اور فوجی کو یہ حکم دیا کہ وہ رکابدار کی اسی حالت میں چھ ماہ خدمت کرے وہ رکابدار کے پاس فوج میں حاضر ہوتا اور خدمت کرتا یہاں تک کہ مدت پوری ہوگئی اس سے لوگوں نے بہت ادب حاصل کیا۔

دمیاط کی سرحد مسلمانوں کو واپس کرنے میں اس کا بڑا کارنامہ ہے اگرچہ بعد میں فرنگیوں نے اللہ تعالیٰ ان پر لعنت کرے اس پر قبضہ کرلیا یہ ان کے مقابلہ میں چار سال تک رہا بالآخر ان سے اسے چھڑا لیا جب اس نے اس سرحد کو ان سے چھڑایا اور واپس لیا تو یہ ایک اجتماع کا دن تھا جیسا کہ ہم تفصیلاً ذکر کرتے ہیں۔

اس کی وفات اس سال کی ۲۲ رجب کی رات ہوئی، اور قلعہ میں دفن کیا گیا تا آنکہ اس کی وہ قبر جو جامع کی شمالی دیوار کے پاس کھڑکیوں والی تھی مکمل ہوگئی جس کے پاس ابن سنان کا گنبد ہے وہ حلبیہ کے پاس تدریب ہے وہاں سے اسے جمعہ کی رات اس سال کی ۲۱ رمضان کو منتقل کیا گیا۔

اس کے دو شعر جن کے ذریعے اپنے بھائی اشرف کو بلاد جزیرہ سے ابھارا رہا تھا جب وہ دمیاط کا محاصرہ کیے ہوئے تھا۔

> اے میری حاجت پوری کرنے والے اگر تو حقیقت میں میری حاجت روائی کرنے والا ہے تو بغیر کسی قیام اور توقف کے رخت سفر باندھ لے منزلوں اور شہروں کو طے کر اور اپنا اونٹ ملک اشرف کے دروازے کے علاوہ مت بٹھا اس کے ہاتھ چوم لے تو سلامت رہے اور اسے میری طرف سے مہربانی اور نرمی سے کہہ اگر تیرا بھائی عنقریب چل بسا تو تو اسے ہندوستانی تلوار اور سیدھے کیے ہوئے نیزے کے درمیان پڑا ہوا ملے گا، اور اگر تو اس کی مدد و نصرت میں سستی کرے گا تو تو بروز قیامت کھلے میدان میں ملاقات کرے گا۔

**اس کے بعد کے واقعات** — اس نے اپنے بیٹے عادل کو جو ابھی چھوٹا تھا دیار مصریہ اور بلاد دمشقیہ کا ولی عہد بنایا اور اپنے بیٹے "صالح ایوب" کو جزیرہ کے علاقوں کا امیر، اس کا فرمان بھی جاری کردیا، رہا دمشق تو وہاں کے امراء نے ملک ناصر داؤد بن معظم اور ملک مظفر الدین یونس بن مودود بن ملک عادل کے بارے میں اختلاف کیا عماد الدین بن شیخ کا جھکاؤ جواد کی طرف تھا اور دوسروں کا ناصر کی طرف وہ "دار اسامہ" میں ٹھہرا ہوا تھا جواد کی امارت و حکومت درست ہوگئی، ناصر کی طرف قاصد آئے کہ وہ شہر سے نکل جائے تو وہ دار اسامہ سے سوار ہوا لوگ اس کے پیچھے پیچھے تھے انہیں اس کی ولایت و بشارت میں کوئی شک نہ تھا۔

وہ قلعہ کی گلی کی طرف چلا جب عمادیہ کے پاس سے گزرا تو اس نے اپنے گھوڑے کے سر کو باب الفرج کی طرف موڑا لوگوں نے چیخ کر کہا نہیں نہیں — سو وہ چل پڑا اور مقام برزہ کے پاس قابون میں اترا بعض اشرفی امراء نے اس کے گھوڑے کی لگام تھام لی اور آگے آگے چلنے لگا، رات اس نے "ام حکیم" کے تل میں گزاری، لوگ بھی اس کے پیچھے ہوئے پھر وہ عجلون کی طرف بڑھا اور اسے قلعہ بنا کر اس میں ہوگیا۔

**جواد** — رہا جواد تو اس نے شاہی گاڑی میں سواری کی، مال خرچ کیا اور امراء کو خلعتیں عنایت کیں علامہ سبط ابن الجوزی فرماتے ہیں کہ اس نے چھ کروڑ دینار اور پانچ لاکھ خلعتیں تقسیم کیں، شراب اور ٹیکس کو ختم کیا، ایچوں کو ملک بدر کیا، دمشق میں اس کی حکومت قائم ہوگئی، مصری اور شامی امراء اس کے پاس جمع ہوگئے، ناصر داؤد عجلون سے غزہ اور بلاد کی طرف روانہ ہوا اور اس پر قبضہ کرلیا، جواد اس کے تعاقب میں شام اور مصری فوجوں کے ساتھ لے کر نکلا اور اشرفیہ سے کہا کہ اس سے خط و کتابت رکھو اور اسے لالچ دلاؤ، جب ان کی طرف سے سات سو سواروں کے ساتھ نابلس واپس آگیا جواد نے اس کا رخ کیا اس وقت وہ جنتین میں پڑاؤ کیے ہوئے تھا اور ناصر سبسطیہ میں مقیم تھا ناصر اس کے خوف سے فرار ہوگیا جواد نے اس کے سامان وغیرہ پر قبضہ کرلیا اسی وجہ سے انہیں خوشی حاصل ہوئی ان کی بدولت ناصر انتہائی فقر میں مبتلا ہوگیا ناصر کرک کی طرف خالی ہاتھ لوٹا اس کا مال واسباب چھین لیا گیا تھا اور جواد غالب و منصور دمشق پہنچا۔

اس سال خوارزمیہ نے ملک صالح نجم الدین ایوب بن کامل حاکم کیفا اور وہاں کے دوسرے علاقوں کے بادشاہ کے خلاف بغاوت کی اس پر قبضہ کرنے کا ارادہ کیا وہ ان سے فرار ہوگیا انہوں نے اس کے اموال واسباب لوٹ لئے سنجار جاکر پناہ لی تو حاکم موصل بدر الدین لؤلؤ نے اس کا رخ کیا تاکہ اس کا محاصرہ کرکے اسے پنجرے میں گرفتار کرکے خلیفہ کے حضور پیش کرسکے لیکن وہاں کے باسی اس (ناصر) کے تکبر و طاقت و تسلط کے

باعث اس کے پڑوس کو ناپسند سمجھتے تھے تو اس کی گرفتاری پر بہت تھوڑے سے لوگ باقی رہے اس نے خوارزمیہ سے خط وکتابت کی اور ان سے کچھ اشیاء کے وعدے پر مدد طلب کی وہ دو دستوں کی صورت میں اس کی طرف آئے تا کہ اسے بدرالدین لولو سے بچائیں جب لولو کو ان کے آنے کی خبر ہوئی تو وہاں سے بھاگ نکلا تو انہوں نے اس کے مال و اسباب پر ہلہ بول دیا ان میں بے حساب و کتاب اشیاء پائیں یوں وہ اپنے شہر موصل خالی ہاتھ بے کام و مراد لوٹا اور صالح ایوب اس کی شدت وتنگی سے سلامت رہا۔

## اس سال وفات پانے والے حضرات

**محمد بن زید** (۱) ...... ابن یاسین الخطیب جمال الدین دولعی، یہ اصل موصل کی طرف نسبت ہے اس نسبت کا تذکرہ ہم اس کے چچا عبدالملک بن یاسین خطیب دمشق کے ذیل میں کر آئے ہیں یہ غزالیہ کے مدرس ہونے کے ساتھ ساتھ خطیب بھی تھے کسی وقت معظم نے انہیں فتویٰ دینے سے روک دیا تھا جس پر سبط ابن الجوزی نے اس پر ناراضگی کا اظہار کیا تھا اور اس نے یہ عذر پیش کیا کہ اس کے شہر کے شیوخ نے یہ مشورہ دیا تھا کیونکہ فتووں میں ان سے کافی غلطیاں سرزد ہوئی تھیں۔

یہ اپنے عہدے کی بڑی پابندی کرتے تھے حتیٰ کہ بیت الخطابہ کو ترک نہ کرتے اور باوجود بہت زیادہ مال ہونے کے بھی کبھی حج نہیں کیا، جیرون میں ایک اور جامع میں سات مدرسے وقف کئے وفات ہوئی تو جیرون اپنے مدرسہ میں مدفون ہوئے اور خطابت کا عہدہ ان کے ایک بھائی نے سنبھالا جو لاعلم تھا وہ زیادہ دیر وہاں نہ ٹھہر سکا، بعد میں الکمال بن عمر بن احمد بن ھبۃ اللہ بن طلحۃ النصیبی نے یہ عہدہ سنبھال لیا اور غزالیہ کی تدریس شیخ عبدالعزیز بن عبدالسلام کے سپرد ہوئی۔

**محمد بن ھبۃ اللہ بن جمیل** (۲) ...... شیخ ابو نصر بن شیرازی، ۵۴۹ھ میں پیدا ہوئے اکثر سماع حدیث شیخ ابن عساکر سے کیا فقہ میں مشغول ہوئے اور شامیہ برانیہ میں افتاء وتدریس کا عہدہ سنبھالا اور کئی سال عدالت کے نائب رہے، بڑی ذکی ذہن، عالم فاضل اور اخبار وتاریخ اور اشعار سے واقف تھے، کریم النفس، خوش اخلاق اور اچھے آثار کے مالک تھے، تین جمادی الثانی بروز جمعرات وفات پائی اور قاسیون میں دفن کیے گئے۔

**قاضی شمس الدین یحییٰ بن برکات** (۳) ...... ابن ھبۃ اللہ بن الحسن دمشقی، وہاں کے قاضی سناالدولہ کے بیٹے، عالم فاضل، عادل ومنصف پاکدامن اور صحت مند شخص تھے، ملک اشرف فرماتے ہیں کہ ان جیسا دمشق کا کوئی قاضی نہیں رہا، یہ اس کے شہر مقدس کے حاکم بھی رہ چکے تھے اور دمشق میں نائب قاضی، پھر وہ مستقل حاکم بن گئے ان کی وفات ۹ ذی قعدہ بروز اتوار ہوئی، جامع میں نماز جنازہ پڑھی گئی اور قاسیون میں مدفون ہوئے لوگوں کو ان کی وفات پر انتہائی صدمہ ہوا رحمہ اللہ تعالیٰ۔

**شیخ شمس الدین بن الحوبی** ...... قاضی زین الدین عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن علوان الاسدی نے وفات پائی، ابن الاستاذ الحلبی سے معروف تھے اور بہاء الدین بن شداد کے بعد حلب کے قاضی رہے یہ دولت مند، عالم عارف فاضل اور خوش اخلاق وخوش اطوار تھے ان کے والد بڑے نیک بزرگ تھے۔

**شیخ صالح المعمر** (۴) ...... ابوبکر محمد بن مسعود بن بہروز بغدادی ان کا سماع شیخ ابوالوقت سے ۶۱۵ھ میں ظاہر ہوا تو لوگ ان سے سماع حدیث

---

(۱) دول الاسلام ۲/۱۰۶، ذیل الروضتین ۱۶۶، النجوم الزاہرۃ ۶/۳۰۲

(۲) دول الاسلام ۲/۱۰۶، مرآۃ الزمان ۸/۷۰۹، ذیل الروضتین ۱۶۶

(۳) ذیل الروضتین ۱۶۶، طبقات ابن السبکی ۵/۱۰۵، النجوم الزاہرۃ ۶/۳۰۱

(۴) دول الاسلام ۲/۱۰۶، النجوم الزاہرۃ ۶/۳۰۲، العبر ۵/۱۳۵

کرنے کے لئے فارغ ہو گئے اور بیوی وغیرہ کے معاملات سے رعایت کرتے تھے، نیز خانقاہ مقرر ہوئے، شعبان کی ۱۹ تاریخ بروز جمعہ وفات پائی۔

**صارم الدین** ..... خطلبا بن عبداللہ شیرکوہی۔ کرک کے اور ان کے بعد ان کے بیٹے کے ساتھ تھے اور ان کے قلعوں کے نائب، بہت صدقات کرتے تھے، اپنے آقا کے ساتھ شیرکوہ کے گنبد میں دفن ہوئے جسے انہوں نے اپنے آقا کے بعد سے تعمیر کیا تھا، کیونکہ وہ ہمیشہ جامع کے پیچھے تربت شیرکوہ کی طرف شمالی جانب ہے، رحمہ اللہ تعالیٰ والطاف عنہ۔

## آغاز ۶۳۶ھ

اس سال ملک جواد نے شمس الدین بن مرزوق کے خلاف حکم صادر کیا اور اس سے چار لاکھ درہم کا مطالبہ کر دیا اور اسے قلعہ حمص میں قید کر دیا وہاں وہ تین سال رہا جہاں دھوپ اور ہوا نہیں پہنچتی تھی، اس سے قبل ابن مرزوق نے جواد کے ساتھ بڑے احسان کئے تھے، جواد نے اپنا ایک غلام جس کا نام ... تھا دمشق سے مطالبے پر مسلط کیا اس نے ان سے برا سلوک کیا، پھر اس کے بھائی فخر الدین ابن الشیخ سے خوفزدہ ہو گیا جو دیار مصر میں تھا اور دمشق کی حکومت سے دل برداشتہ ہوا اس نے کہا میں حکومت کو کیا کروں گا؟ مجھے تو شکاری کتا اس سے زیادہ محبوب ہیں اس کے بعد وہ شکار کے لئے نکلا، صالح نجم الدین ایوب بن کامل سے مکاتبت کی اور ان دونوں نے سنجار کے شہر اور دمشق تک کے علاقوں کے تبادلے کی بات کی، صالح ایوب دمشق کا حاکم ہوا اور اس سال کے جمادی الاولیٰ کے پہلے چاند میں دمشق میں داخل ہوا، جواد اس کے سامنے حاشیہ بردار تھا، اور جو کچھ اس سے پہلے ہو اس پر نادم تھا اس نے اس کا تدارک کرنا چاہا لیکن اس کا موقع نہ ملا اور دمشق سے نکلا تو لوگ اس پر لعنت کر رہے تھے کیونکہ اس نے ان سے مطالبات وصول کئے تھے، صالح ایوب نے اس کی طرف پیغام بھیجا کہ وہ لوگوں کا مال انہیں واپس کرے مگر وہ اس طرف متوجہ نہ ہوا اور روانہ ہو گیا اور کہا اموال اس کے ذمہ ہے اور جب صالح ایوب کی حکومت مصر میں مضبوط ہو گئی جیسا کہ آگے آئے گا تو وہ اس کی قید میں ہے کہ وہ تنہائی بری حالت میں مرا۔

”تیرا رب بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں۔“ (۴۱/ فصلت: آیت ۴۶)

اس سال ”صالح ایوب“ رمضان میں دمشق سے دیار مصر کے قصد سے روانہ ہوا تاکہ اسے اپنے بھائی ”عادل“ سے حاصل کرے، وہ نابلس میں آیا اور وہاں قبضہ کر لیا اسے ناصر داؤد کے ہاتھ سے چھڑا لیا اور اپنے چچا صالح اسماعیل کو بعلبک کی طرف آنے کا پیغام بھیجا تاکہ وہ مصر کی جنگ میں اس کے ساتھ ہو، وہ دمشق آ پہنچا تھا، کئی دن کی مہلت لے کر اس پر مسلط ہو گیا اور دمشق کے امراء سے حلف لیا، اس دوران کا بادشاہ ہو گیا، وہ کوئی بھی صالح ایوب پر اس کی زیادتی و طاقت کی وجہ سے کہ اسے فیصلہ ہو جائے گی، جرأت نہیں کر سکا، یہ سال گزر گیا تو وہ نابلس ہی میں مقیم تھا اس کی طرف سے وہ بھیجتا رہا اور وہ اس سے غافل رہا۔

## اس سال وفات پانے والے نامور حضرات

**جمال الدین الحصیری الحنفی** ... محمود بن احمد علامہ دمشق میں حنفیہ کے شیخ، نوریہ کے مدرس اصلاً حصیر کے ہیں جو بخارا کا علاقہ ہے وہاں کئی فقہاء سے فقہ حاصل کی اور کئی شیوخ سے حدیث کا سماع کیا، پھر دمشق پہنچے تو فتویٰ شان و ریاست ان پر ختم ہو گئی، خصوصاً معظم کے ایام حکومت میں، آپ کے سامنے جامع کبیر پڑھی، آپ نے اس کی شرح بھی کی ہے، معظم ان کا بڑا احترام و اکرام اور عزت کرتے تھے، جب انہوں نے کتاب الصدقات ”جامع“ ”صاف ستھرے اور پاک“ ... شخص تھے بہت ... اور صدقات کی وفات پائی، صوفیاء کے قبرستان میں دفن ہوئے، انہوں نے اپنی وفات تک ... سال کی عمر میں وفات پائی، ان کا پہلا سبق مدرسہ نوریہ میں ۶۱۱ھ میں ہوا شرف داؤد کے بعد جو ابن عمان ... اس کے بعد منتقل مقرر ہوئے اور اس کے پہلے مدرس تھے، رحمہ اللہ تعالیٰ۔

**امیر عماد الدین عمر بن شیخ** ... شیخ الشیوخ صدر الدین علی بن حمویہ، دمشق پر ”جواد“ کی نیابت کا سبب تھا، پھر مصر گیا تو مصر کے ... کر

عادل بن کامل بن عادل نے اسے ملامت کی اور اس سے کہا فی الحال تم دمشق واپس چلے جاؤ اور "جواد" کو اپنے پاس آنے کا پیام دو، ہاں شرط کی اس کے لئے اسکندریہ ہوگا دمشق کے عوض اور اگر وہ اس سے باز رہے تو میں اسے معزول کر کے تیرا وہاں نائب بن جاؤں گا تو اس کے بھائی فخر الدین بن شیخ نے اسے ایسا کرنے سے روکا، لیکن اس نے اس کی نہ مانی اور دمشق لوٹ گیا، "جواد" عید گاہ کے راستے اسے ملا اور اسے اپنے پاس قلعہ میں دار المسیرہ میں ٹھہرایا اور اپنے بارے میں اسے دھوکہ میں رکھا پھر اس کی طرف ایسا شخص پیچھے سے روانہ کیا جو اسے سامنے قتل کرے، دایسے آدمی کی صورت بنا کر جو اس سے مدد کا طالب ہو اس نے اس کے اموال و خزائن پر قبضہ جمالیا، اس کا جنازہ وہیں سے اٹھا اسے قاسیون میں دفن کیا گیا۔

الوزیر جمال الدین علی بن حدید ...... اشرف کا وزیر رہ چکا تھا صالح ایوب نے بھی کچھ دن وزیر رکھا، اس کے بعد فوت ہو گیا، اصلاً رقہ سے تعلق تھا، اس کی بہت زیادہ جائیداد تھی جس پر گزر بسر تھی، پھر دمشق میں اشرف کا وزیر بننے کا موقع ملا، بعض شعراء نے اس کی ہجو بیان کی ہے اس کی وفات بمقام جوالیق جمادی الثانی میں ہوئی اور صوفیاء کے قبرستان میں دفن کیا گیا۔

جعفر بن علی(۱) ...... ابن ابی البرکات بن جعفر بن یحییٰ الہمدانی سلفی راوی، دمشق پہنچے تو "ناصر داؤد" کی صحبت مل گئی، دمشق کے لوگوں نے آپ سے سماع کیا، ان کی وفات دمشق ہی میں ہوئی صوفیاء کے قبرستان میں مدفون ہوئے نوے سال عمر پائی۔

حافظ کبیر زکی الدین(۲) ...... ابو عبداللہ بن محمد بن یوسف بن محمد البرزالی الاشبیلی، اشتغال بالحدیث کرنے والوں میں سے ہیں اور اس میں کمال حاصل کیا، اور طلبہ کو فائدہ پہنچایا، ابن عروہ کے دار میں شیخ الحدیث تھے پھر حلب کا سفر کیا تو حماۃ میں اس سال کی ۱۳ رمضان کو وفات پائی، یہ ہمارے شیخ حافظ علم الدین بن ابو القاسم بن محمد البرزالی، کے دادا ہیں، جو دمشق کے مؤرخ ہیں جنہوں نے شیخ شہاب الدین ابوشامہ کی کتاب کا تکملہ لکھا ہے اور میں نے بھی ان کی کتاب پر الحمد للہ اضافہ کیا ہے۔

## آغاز ۶۳۷ھ

اس سال کے آغاز پر دمشق کا حاکم نجم الدین صالح ایوب بن کامل تھا، جس کے پاس خیمہ زن تھا، اس کا چچا اس سے دیار مصریہ کی طرف آنے کا مطالبہ کر رہا تھا کیونکہ وہ اس کے حاکم "عادل بن کامل" سے کھنچے بیٹھے تھے، صالح اسماعیل اپنے بیٹے اور "ابن یغمور" کو صالح ایوب کی صحبت میں روانہ کر چکا تھا، یہ دونوں امراء میں مال خرچ کرتے اور صالح ایوب کے خلاف صالح اسماعیل کے حق میں حلف لیتے، جب سلسلہ ختم ہوا اور صالح اسماعیل اپنی مراد حاصل کر چکا تو اس نے صالح ایوب کی طرف اپنے بیٹے کے مطالبے کا پیام بھیجا تاکہ وہ بعلبک میں اس کا عوض ہو سکے اور وہ اس کی خدمت میں چلا آئے، صالح ایوب نے اس کے بیٹے کو روانہ کر دیا، اور جو قصہ تھا اسے نہیں سمجھ رہا تھا یہ پوری چال ابو الحسن غزال جو صالح کا طبیب تھا اس کی ترتیب سے تھی یہ بعلبک میں امینیہ کو وقف کرنے والا ہے، اسی وجہ سے امین کہا گیا۔

جب صفر کی ۲۷ تاریخ بدھ کا دن ہوا تو صالح اسماعیل نے حملہ کر دیا اور اس کے ساتھ اسد الدین شیرکوہ، حاکم حمص تھا دمشق تھا انہوں نے اچانک باب الفرادیس کے راستے سے دمشق میں فوجیں داخل کیں تو صالح اسماعیل تو درب الشعارین کے پاس اپنے گھر اترا اور حاکم حمص اپنے گھر، نجم الدین بن سلامہ نے آ کر صالح اسماعیل کو مبارک باد دی اور اس کے سامنے رقص کیا اور وہ کہہ رہا تھا اپنے گھر آ گئے ہو، صبح ہوتے ہی انہوں نے قلعہ کا محاصرہ کر لیا وہاں مغیث عمر بن صالح نجم الدین تھا انہوں نے باب الفرج کی جانب سے قلعہ میں نقب لگایا اس کو بری طرح توڑ دیا اور اس میں داخل ہو کر اس پر قبضہ کر لیا اور مغیث کو وہاں ایک ستون سے باندھ دیا۔

---

(۱) دول الاسلام ۲/۱۰۷، ذیل الروضتین ۱۶۵، العبر ۵/۱۴۹، شذرات الذهب ۵/۱۸۰

(۲) ذیل الروضتین ۱۶۸، شذرات الذهب ۵/۱۸۲، هدیة العارفین ۲/۱۳

علامہ ابو شامہ فرماتے ہیں دارالحدیث اور قلعہ کے ارد گرد جو دکانیں اور گھر تھے سب جل گئے، جب یہ خبر صالح ایوب کو پہنچی تو اس کے دوست و امراء سب اس سے جدا ہو گئے اور اپنے اہل وعیال کے بارے میں صالح اسماعیل کا خوف کرنے لگے تو صالح ایوب اپنے غلاموں اور اپنی لونڈی ام خلیل کے ساتھ تنہا رہ گیا اس کے متعلق کسان اور دیہاتی طمع کرنے لگے۔

ناصر داؤد نے اس کی طرف حاکم کرک کو ایک خچر پر ذلت کے ساتھ سوار کر کے کہ اس کے ساتھ نہ کوئی مہمیز اور نہ مقدمہ اس سے دلیس چھن جانے کی وجہ سے اس نے اسے اپنے پاس سات ماہ قید رکھا، عادل نے مصر سے ناصر کی طرف اپنے بھائی صالح ایوب کے مطالبے کا پیغام بھیجا اور کہا میں اسے ایک لاکھ دینار دوں گا، ناصر نے اس کا کوئی جواب نہ دیا بلکہ اس کے برعکس کیا کہ صالح کو جیل سے نکال کر آزاد کر دیا وہ سوار ہو کر منزل بمنزل پڑاؤ کرتے کرتے پہنچ گیا۔

اس وقت دمشق و مصر کے بادشاہوں اور ان کے علاوہ ناصر داؤد نے جنگ کی، عادل دیار مصر سے باہر بلبیس آ گیا تا کہ ناصر داؤد سے جنگ کرے اس کا لشکر منتشر ہو گیا امراء میں اختلاف ہو گیا انہوں نے عادل کو بیڑیاں ڈال دیں اور اسے خرگاہ میں باندھ دیا، صالح ایوب کی طرف آنے کا پیغام بھیجا مگر ناصر داؤد نے پیام نہ بھیجا اور پہلے یہ شرط لگائی کہ اپنے لئے دمشق، حمص، حلب اور بلاد جزیرہ بلاد بکر اور مصر کی نصف مملکت اور خزانوں میں پڑے اموال و جواہر اور ذخائر کا بھی نصف لے گا۔

صالح ایوب نے کہا کہ میں نے مجبوراً ان تمام شرائط کو مان لیا اور ان شرائط پر جو اس نے لگائی تھیں زمین کے بادشاہ بھی قادر نہ ہوتے اور ہم چل پڑے میں نے اس کو اپنے ساتھ ڈرتے ہوئے لے لیا کہ یہ ہونے والی بات بھی مصریوں کی چال ہو گی، مجھے اس کی ضرورت بھی نہ تھی ذکر کیا جاتا ہے کہ وہ نشے میں ہوتا اور معاملات میں گریز کرتا صحیح آراء کی بھی مخالفت کرتا تھا پھر جب صالح مصریوں کے پاس پہنچا تو انہوں نے اسے اپنا بادشاہ بنا لیا وہ صحیح سالم مؤید و منصور کامیاب و کامران خوشی خوشی دیار مصریہ میں داخل ہوا پھر اس نے ناصر داؤد کی طرف بیس ہزار دینار بھیجے اس نے انہیں واپس کر دیا اور قبول نہ کیا اس کی حکومت مصر میں مضبوط ہو گئی۔

رہا "جواد" تو اس نے سنجار میں بدکرداری کا مظاہرہ کیا لوگوں سے مال کا مطالبہ کیا اور ان پر سختی کی انہوں نے حاکم موصل بدر الدین لؤلؤ کو خط لکھا اس نے ان کا رخ کیا جواد شکار کے لئے نکلا ہوا تھا تو بدر الدین نے بغیر کسی رکاوٹ کے شہر کو قبضہ میں لے لیا، "جواد" عانہ کی طرف چلا گیا اس کے بعد اسے خلیفہ نے خرید لیا۔

ربیع الاول میں قاضی الرفیع عبد العزیز بن عبد الواحد الجیلی نے شامیہ برانیہ میں درس دیا، اور تین ربیع الثانی بروز بدھ شیخ عز الدین عبد العزیز بن عبد السلام بن ابی القاسم سلمی جامع دمشق کے خطیب مقرر ہوئے اور صالح اسماعیل حاکم روم کے لئے دمشق وغیرہ میں خطبہ دیا کیونکہ اس نے "صالح ایوب" کی مخالفت کی تھی، علامہ ابو شامہ فرماتے ہیں کہ جون زردآلو(۱) کے دنوں میں بہت زیادہ بارش ہوئی بہت سی دیواریں منہدم ہو گئیں اور میں ان دنوں میں "حرۃ" میں تھا۔

## اس سال وفات پانے والے نامور حضرات

**حاکم حمص (۲)**...... الملک المجاہد اسد الدین شیرکوہ بن ناصر الدین محمد بن اسد الدین شیرکوہ بن شادی، اسے حمص کا حاکم، ملک ناصر صلاح الدین، اس کے والد کی وفات کے بعد ۵۸۱ھ میں بنایا تھا وہ اس میں ۵۷ سال رہا، نیک سیرت بادشاہ تھا اپنے علاقوں کو شراب، ٹیکس اور منکرات سے پاک کیا۔

حمص اس کے دور حکومت میں انتہائی پر امن اور انصاف میں تھا، فرنگیوں اور عربوں میں جو بھی اس کے ملک بغرض جنگ آنے کی جرأت کرتا تو

---

(۱) مشمش زردآلو مصباح اللغات ۸۲۳۔ ظفر

(۲) الحوادث الجامعہ ۱۳۷۔ دول الاسلام ۲/۱۰۱۔ النجوم الزاھرۃ ۶/۳۱۹

باپ سے بڑی محبت اور نیکی کرکے بھتیجا نجم ایوب کے بادشاہ ہوں۔ عادل سے تھے کیونکہ وہ ان سے زیادہ حکومت کا مستحق تھا اس کے والد نے مصر فتح کیا تھا اور ان میں سب سے پہلے بادشاہ تھا اس کی وفات حمص میں ہوئی اس کی تربت جامع دمشق میں کی گئی واللہ اعلم۔

**قاضی الخوبی شمس الدین احمد بن خلیل:** ... ابن سعادۃ بن جعفر الخوبی، ان دنوں دمشق کے چیف جسٹس، اصول فقہ اور طب میں بڑے ماہر تھے، ان کی وفات ۷ شعبان بروز ہفتہ ظہر کے بعد ہوئی ۵۵ سال مدرسہ عادلیہ میں گزارے۔

یہ اچھے اخلاق، اچھی معاشرت کے مالک تھے فرماتے ہیں کہ میں عہدوں کے مستحقین تک عہدے پہنچانے پر قادر نہیں ہوں۔ ان کی تصانیف بھی ہیں ان میں سے ایک عروض پر نظم ہے جس کے بارے میں علامہ ابو شامہ فرماتے ہیں کہ "احمد بن خلیل کو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا جیسے خلیل بن احمد کو پیدا کیا، یہ علم عروض کے موجد تھے اور سیدنا احمد اس کو راز اور کمزوری ظاہر کرنے والے ہیں"۔ پھر شیخ رفیع الدین عبدالعزیز بن عبدالواحد بن اسماعیل بن عبدالہادی الجیلی ان کے بعد قضاء اور عادلیہ کی تدریس کے لئے مقرر ہوئے، وہ بعلبک کے بھی قاضی تھے اور امین الدولہ جو سامری تھے پھر مسلمان ہوئے انہوں نے دمشق بلایا صالح اسماعیل کے دور میں، اور یہ قاضی لوگوں کے مال باطل طور پر کھانے کے لئے مختص ہو گئے۔

علامہ ابو شامہ فرماتے ہیں پھر ان سے بدکرداری، فسق، ظلم، اور مال کا مطالبہ کرنا ظاہر ہوا، ابن کثیر کہتے ہیں ان کے علاوہ اور لوگوں نے ان کی نسبت ذکر کیا ہے وہ بروز جمعہ دار الکلاب کے گھر کی طرف نشے کی حالت میں آتے اور شراب کی بوتلیں ان کے دار الکلاب میں پڑی ہوتی تھیں، وہ زکوٰۃ میں بہت بدکار تھے، اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے حضور کے مقدم کام میں لگایا اور اس قاضی کے ہاتھوں ہلاک کرایا جو ان کی سعادت کا سبب تھے جیسا کہ عنقریب انشاء اللہ تعالیٰ اس کا بیان آئے گا۔

## آغاز ۶۳۸ھ

اس سال صالح اسماعیل حاکم دمشق نے "شقیف ارنون" کا قلعہ صیدا فرنگی کے حوالے کر دیا جس کی وجہ سے اس پر شیخ عز الدین بن عبدالسلام خطیب شہر اور شیخ ابو عمرو بن الحاجب المالکی کا انکار سخت ہو گیا اس نے ان دونوں کو کچھ عرصہ قید رکھا اور پھر رہا کر کے انہیں اپنے گھروں پر پابند کر دیا عز الدین کی جگہ تدریس اور خطابت کے لئے عماد الدین داؤد بن عمر بن یوسف المقدسی خطیب بیت الآبار مقرر ہوئے پھر دونوں شیخ دمشق سے باہر نکل گئے اور دیار مصر کا قصد کیا، شیخ عز الدین دیار مصر پہنچے تو وہاں کا حاکم ایوب انہیں بڑے اکرام و احترام سے ملا اس نے انہیں قاہرہ کا خطیب اور مصر کا قاضی بنا دیا وہاں کے لوگ ان سے علم سیکھنے میں مشغول ہو گئے یہ شیخ تقی الدین ابن دقیق العید کے اساتذہ میں سے تھے۔

اس سال تاتاریوں کے بادشاہ قاآن بن چنگیز خان کا قاصد مسلمانوں کے پاس آیا جو فرمانبرداری چاہتا تھا انہیں اپنے شہر کی فصیلیں گرانے کا کہا، اس خط کا عنوان یہ تھا۔

رب السماء کے نائب، زمین کے چہرے کو پونچھنے والے، مشرق و مغرب کے بادشاہ "قاآن" کی جانب سے یہ خط ہے یہ خط اصبہان کے ایک خوش اخلاق مسلمان آدمی کے پاس تھا تو اس نے شہاب الدین غازی بن عادل کو آنے والے ان حالات کی خبر دی جو میافارقین میں ہو رہے تھے اور ان عجائبات کی خبر دی جو ان کی سرزمین میں دیکھے ہوئے ہیں ان میں سے ایک یہ کہ سرحدی علاقوں کے پاس ان کے بڑے عجیب لوگ ہیں ان کے ایسے آدمی ہیں جن کی آنکھیں ان کے کندھوں پر لگی ہیں اور منہ ان کے سینوں میں ہیں مچھلیاں کھاتے ہیں اور جب لوگوں کو دیکھتے ہیں تو ان سے دور بھاگتے ہیں اور اس نے ذکر کیا کہ ان کے پاس ایک بیج ہے جس سے گھاس زمین سے اگتی ہے جو بیل کی طرح ہے اور اس سے ایک مادہ پیدا ہوتی ہے اور اس سے اس کی نسل چلتی ہے۔

اس نے ان عجائبات میں سے بتایا کہ مازندران میں ایک چشمہ ہے جس میں پورے تیس سال سے ایک بہت بڑی لکڑی ظاہر ہوتی ہے پھر اس کی روشنی رہتی ہے پھر جب سورج غروب ہو جاتا ہے تو وہ اسی چشمہ میں چلی جاتی ہے پھر اسی مخصوص وقت میں دکھائی دیتی ہے۔ بعض بادشاہوں

لیے قبر اس سے نہ بچ سکا تھا کہ ... کا خیال تھا ... بیٹے ... اور جب ... رہا تھا وہ بھی شکست کھا گیا پھر جب وہ نکلے تو آج تک اس میں وہ ... علامہ ابو شامہ فرماتے ہیں کہ اس سال دمشق اور حماۃ میں بہت سے فصلوں کے کھیت اور باغ خراب ہو گئے واللہ اعلم۔

## اس سال فوت ہونے والے مشہور و نامور حضرات

محی الدین ابن عربی...... ”فصوص الحکم“ وغیرہ کتابوں کے مصنف، نام محمد بن علی بن محمد ابن عربی ابو عبداللہ الطائی الاندلسی ہے، شہروں میں پھرے پھر کچھ عرصہ مکہ میں مقیم رہے اور وہاں اپنی کتاب فتوحات مکیہ لکھی جو بیس جلدوں میں ہے اس کتاب میں معقول و غیر معقول کی سب باتیں، منکر و غیر منکر، معروف و غیر معروف سب جمع ہیں ان کی ایک کتاب فصوص الحکم بھی ہے جس میں بظاہر جو کچھ ہے کفر صریح پر دلالت کرتا ہے ان کی ایک کتاب العبادلہ اور شعر کا ایک بڑا دیوان بھی ہے اس کے علاوہ اور بھی کئی تصنیفات ہیں، وفات سے پہلے کافی عرصہ دمشق میں مقیم رہے، ابن الزکی ان کے پاس مجلس لگاتے اور ان سے بہت عزت سے پیش آتے اس میں احتمال ہے۔

علامہ ابوشامہ فرماتے ہیں کہ ان کی کئی ایک تصانیف ہیں ان کے لئے تصنیف کرنا کچھ مشکل نہ تھا ان کے اچھے اشعار اور تصوف کے متعلق بہترین کلام ہے، ان کا جنازہ جامع دمشق میں ہوا، محی الدین ابن الزکی کے قبرستان قاسیون میں دفن ہوئے ان کا جنازہ اس سال کی بائیس (۲۲) ربیع الثانی کو ہوا تھا۔ علامہ ابن الجوزی فرماتے ہیں کہ ان کو کہا جاتا تھا کہ شیخ اکبر ... علم تصوف کے بڑے عالم سمجھے ... کی کافی تصنیفات ہیں۔

قاضی نجم الدین ابوالعباس ...... احمد بن محمد بن خلف بن راجح المقدسی الحنبلی شافعی، ابن الحنبلی کے نام سے مشہور ہیں، بڑے متقی پرہیزگار قاضی تھے، علم خلاف کے ماہر، امام غزالی کی کتاب الوجیز ... کے حافظ تھے، بڑے ... خوش اخلاق آدمی تھے، طلب علم میں شہروں کی خاک چھانی، پھر دمشق میں مقیم ہو گئے ... مدرسہ شامیہ جوانیہ اور ام الصالح میں درس دیتے رہے ... ایک جماعت کے فیصلوں میں وفات سے پہلے تک نائب رہے اور رفیع جیلی کے بھی نائب تھے۔

ان کی وفات بروز جمعہ ۹ شوال کو ہوئی، قاسیون میں مدفون ہوئے۔

یاقوت بن عبداللہ امین الدین الرومی ...... آپ ... کی طرف منسوب، بغداد میں ... کے ساتھ آئے علامہ ابن الساعی فرماتے ہیں کہ ان کے ... ادیب تھے نہایت عمدہ خط تھا جس میں ... لکھتے تھے اچھے اشعار بھی کہتے تھے پھر انہوں نے ان کے کچھ اشعار بھی بیان کئے فرماتے ہیں کہ ان کی وفات جمادی الاولیٰ میں بحالت قید ہوئی۔

## آغاز ۶۳۹ھ

اس سال ملک جواد نے مصر جانے کا ارادہ کیا تاکہ صالح ایوب کی خدمت میں حاضر ہو سکے جب وہ مقام ... پہنچا تو صالح ایوب کی طرف سے خوف محسوس ہوا تو اس نے اپنی طرف ... کر دیا کہ اسے گرفتار کر لائے تو جواد بھاگ گیا اور ... سے پناہ مانگی اس وقت وہ ... میں تھا ... نے وہاں سے ایک لشکر بھیجا جو ابن شیخ کے ساتھ تھا ... لشکر نے اسے شکست دی اور اسے گرفتار کر لانے ... تو اسے سخت سست کہا پھر چھوڑ دیا۔

جواد مصری خدمت میں رہتا تھا ... کے متعلق کوئی خیال آیا تو اس نے اسے گرفتار کر لیا پھر ... بغداد بھیج دیا وہاں

عرب کے ایک قبیلے نے بڑی طاقت پکڑ لی تو کچھ عرصہ وہ حاکم دمشق کی نیابت میں رہا، مگر تھوڑی مدت بعد فرنگیوں کی طرف منتقل ہو گیا پھر جب دمشق والوں نے دوبارہ قبضہ کیا تو صالح اسماعیل نے اسے قلعہ میں قید کر دیا اور وہ قید میں مر گیا جیسا کہ آگے آئے گا۔

اسی سال صالح ایوب نے مصر میں مدارس کی تعمیر کا سلسلہ شروع کیا، جزیرہ میں ایک قلعہ بنایا جس پر بیت المال سے کثیر خرچ کیا اور تیس سے زیادہ مساجد خراب کیں، ایک ہزار کھجور کے درخت کاٹے، اس کے بعد ترکوں نے ۶۵۱ھ میں انہیں خراب کیا جیسا کہ اس کا ذکر آگے آئے گا۔

اسی سال ملک منصور بن ابراہیم بن الملک المجاہد حاکم حمص خوارزمیوں کے ساتھ حلبی جنگ کے لئے نکلے، حران کی زمین پر خوارزمیوں سے مڈبھیڑ ہوئی، انہیں شکست دی اور ان کا قلع قمع کر دیا اور کامیاب و کامران اپنے شہروں کی طرف واپس چلے گئے پھر شہاب الدین غازی حاکم میافارقین نے خوارزمیوں سے صلح کر لی اور انہیں اپنے شہر میں جگہ دی تا کہ وہ اس کی خدمت میں رہ جائیں۔

علامہ ابوشامہ فرماتے ہیں کہ اسی سال شیخ عز الدین بن عبد السلام دیار مصر کی طرف آئے، وہاں کے حاکم نے ان کا اکرام و اعزاز کیا اور انہیں قاضی شرف الدین بن عین الدولہ کے بعد قاہرہ کا خطیب اور مصر کا قاضی القضاۃ بنایا، پھر انہوں نے خود اپنے آپ کو دو مرتبہ معزول کیا اور اپنے گھر میں سب سے جدا ہو کر بیٹھ گئے۔

علامہ ابوشامہ فرماتے ہیں کہ اسی سال شمس بن الخباز النحوی نابینا ساتویں محرم کو فوت ہوئے اور کمال بن یونس نصف شعبان میں، دونوں اپنے اپنے فن میں اپنے شہر کے فاضل تھے۔

**الشمس بن الخباز** ...... ان کا نام ابو عبداللہ احمد بن الحسین بن احمد بن معالی بن منصور بن علی ہے، یہ نحوی موصلی ابن خباز سے معروف ہیں، علم عربیت میں مشغول ہوئے، "مفصل" "ایضاح" "تکملہ" عروض اور حساب کو زبانی یاد کیا، المجمل فی اللغۃ وغیرہ کتابیں بھی یاد کیں، مختلف فنون میں ان کے کئی فوائد اور دلچسپ باتیں ہیں، اچھے شعر کہتے تھے، وفات دس رجب کو ہوئی، ۵۰ سال عمر پائی، رحمہ اللہ تعالیٰ۔

**کمال بن یونس**[1] ...... ان کا نام موسیٰ بن یونس بن محمد بن منعہ بن مالک العقیلی ابوالفتح ہے، موصل میں شافعیہ کے شیخ ہیں، وہاں کئی مدارس کے مدرس رہے، اصول، فروع، معقولات، منطق اور حکمت کی معرفت تامہ تھی، طلبہ مختلف شہروں سے ان کے پاس سفر کر کے آتے، ۸۸ سال عمر پائی، ان کے بہت اشعار ہیں ان میں سے چند وہ ہیں جن میں "بدر لؤلؤ" حاکم موصل کی تعریف کی ہے۔

اگر دنیا کا معاملہ تیرے سوال سے عزیز تر ہوتا تو دنیا کی ملکیت تمہاری ہوتی، کامل شرف ہو، زمانے تک تو باقی اور تیرا حکم نافذ رہے، تیری بخشش تو علی قدر ہو اور تیرا حکم بھی با انصاف رہے۔

ان کی پیدائش ۵۵۱ھ میں اور وفات اس سال کے نصف شعبان میں ہوئی، رحمہ اللہ تعالیٰ۔

## اس سال دمشق میں فوت ہونے والے حضرات

**عبد الواحد صوفی** ...... یہ گرجائے مریم کے ستر سال راہب اور پادری رہے، اپنی وفات سے چند دن پہلے مسلمان ہوئے پھر چند دن سمیساطیہ کی خانقاہ میں مقیم ہوئے، تھوڑے ایام ہوئے تھے کہ انتہائی بڑھاپے کے عالم میں فوت ہوئے، صوفیہ کے قبرستان میں مدفون ہوئے، ان کے جنازے میں بڑی بھیڑ تھی، بڑی دھوم دھام سے جنازہ کی ادائیگی ایک ساتھ ہوئی، رحمہ اللہ تعالیٰ۔

**ابو الفضل احمد بن اسفندیار** ...... ابن الموفق بن ابی علی البوشنجی، واعظ اور جامع خانقاہ کے شیخ، علامہ ابن ساعی فرماتے ہیں کہ یہ بڑے خوبصورت، خوش اخلاق، بہت اچھی لطافت کے مالک، انتہائی متواضع، حکیم، شاندار گفتگو کرنے والے، دمشقی اور عمدہ عبارت کے عادی، بہترین املا کرنے

---

[1] الحوادث الجامعۃ ۱۴۹، ۱۵۰۔ دول الاسلام ۲/۱۰۹۔ شذرات الذہب ۵/۲۰۶۔

والے اور جواب شعر کہے تھے ان کی ایک اچھی نظم ہے پھر علامہ نے ان کی اس نظم کا ایک شعر نقل کیا ہے جس میں خلیفہ مستنصر کی مدح سرائی ہے۔

**ابوبکر محمد یحییٰ:** ... ابن المظفر بن علی بن نعیم جو ابن الحبر السلامی کے نام سے جانے پہچانے جاتے ہیں وہ شروع میں حنبلی تھے پھر شافعی ہو گئے اور اس کے بعد بغداد میں شافعیہ کے مذہب میں درس دیا اور وہاں وعظ اور کلام کرنے والے لوگوں میں سے تھے، کئی عہدوں پر فائز رہے فقہ، اصول اور علم خلاف کے عالم تھے، بچے چھوڑے جنہوں نے بڑی شان پائی۔ اس کے بعد ابن فضلان نے دار الحریم کا نائب بنایا پھر انہیں نظامیہ میں درس دینے کا موقع ملا، اس نے آپ کو ماوردی کے لئے چھوڑ دیا آپ کے ہاں حکومت کے نامور حضرات موجود ہوتے تھے آپ وہاں مسلسل پڑھاتے رہے۔ یہاں تک کہ ۸۰ سال کی عمر میں وفات پائی اور باب الحرب میں دفن ہوئے۔

**بغداد کے قاضی القضاۃ:** ... ابو المعالی عبد الرحمن بن مقبل بن علی الواسطی الشافعی بغداد میں اشتغال علم کیا، حصول علم کے بعد وہاں کے مدارس میں مدرسی کی پھر نجم قاضی القضاۃ محی الدین ابو صالح نصر بن عبد الرزاق بن عبد القادر نے خلیفہ ظاہر بن ناصر کے زمانہ حکومت میں اپنا نائب بنایا اس کے بعد مستقل قاضی القضاۃ مقرر ہوئے پھر ان کو مدرسہ مستنصریہ میں وہاں کے پہلے مدرس محی الدین محمد بن فضلان کی وفات کے بعد مدرس منتخب ہوئے پھر ان تمام عہدوں اور گوشہ نشینوں کی نگہداشت سے معزول ہوئے اور اسی سال وفات پائی آپ بہترین عالم فاضل اور متواضع شخص تھے۔ رحمہ اللہ تعالیٰ و عفا عنہ۔

## آغاز ۶۴۰ھ

اس سال خلیفہ مستنصر باللہ کی وفات ہوئی اور اس کے بیٹے: مستعصم باللہ کی خلافت قائم ہوئی۔ خلیفہ امیر المومنین کی وفات ۱۰ جمادی الثانی جمعہ کی صبح ہوئی اس وقت اس کی عمر اکاون سال چار ماہ اور دن تھی، اس کی موت کی خبر کو مخفی رکھا گیا اور اس دن منبروں پر اس کے لئے دعائیں ہوتی رہیں اس کی مدت خلافت ۱۷ سال ۱۰ ماہ ۲۵ دن تھی، دار الخلافہ میں دفن ہوا پھر رصافہ کے قبرستان میں منتقل کیا گیا یہ خوبصورت، صاف گو، بہترین سیرت، کثیر الصدقات، بہت زیادہ نیکی اور خیرات کرنے والا، رعیت کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنے والا تھا۔ اس کے دادا "ناصر" نے اتنا سونا جمع کیا جو اشرفی کے تالاب میں آ سکتا تھا، یہ اس کے کنارے کھڑے ہو کر کہتا تھا کیا تمہارا خیال ہے کہ میں زندگی میں اسے بھر سکوں گا، اور مستنصر اس کے کنارے کھڑے ہو کر کہتا کیا میری زندگی ہے یہاں تک کہ میں اس تمام کو خرچ کر سکوں گا، پس وہ یہ خرچ کرتا رہا اور راستے میں پل بنواتا اور بغداد کی تمام جگہوں میں مسافروں کے لئے مہمان خانے بنوائے، خصوصاً رمضان میں وہاں لوگوں کا قصد کرتا جن کی عمر بیس سال ہو جاتی انہیں خرید کر آزاد کرتا تھا اور انہیں تیار کر کے ان کی شادی کرا دیتا اور ہر وقت سونے کے برتن و زیورات سے مزین ہوتا، بغداد کے محلوں کے ضرورت مندوں میں حلوے اور نقدیں وغیرہ تقسیم کرتا، پس اللہ تعالیٰ اسے قبول فرمائے اور اسے بہترین بدلہ عطا فرمائے۔

اس نے بغداد میں بعض لوگوں کے لئے مدرسہ مستنصریہ بنوایا اس میں دار الحدیث، حمام اور دار الطب بھی بنوایا اور وہاں کے مستحقین میں گوشت اور کھانے پینے کا سامان، طلبہ کی خاطر وقت کی ضرورت پڑتی مقرر کئے اور بہت بڑی شان والا وقف اس پر وقف کئے۔ یہاں تک کہا گیا کہ اس کی زمینوں سے حاصل شدہ غلہ سے کئی لاکھ مدرسہ کے لئے کافی تھی اس میں ایسی کتب وقف کیں جن کی نظیر ملنا مشکل ہے لہٰذا یہ مدرسہ خود اور تمام شہروں کے لئے زینت بن گیا اس سال کے آغاز میں "سامرا" میں ابو محمد الحسن العسکری کی طرف منسوب تھا جل گیا ہے۔ "سلطان ارسلان بساسیری" نے ۴۵۰ھ میں ان علاقوں پر قبضہ کے وقت جلایا تھا۔

تو خلیفہ مستنصر نے اسے دوبارہ اسی حالت پر بنانے کا حکم دیا، بعض نے اس مزار کو آگ لگ جانے کی معذرت پر انتہائی طویل ہو کر کلام کیا جس کو سمجھنا ممکن نہیں اور اس کے متعلق خبریں تحریر کیں اور ایسے اشعار بنائے جن کا کچھ مطلب نہیں تھا۔

ان کا گمان ہے کہ یہ ان کی عزت ہے جس سے امام منتظر نکلا جس کی زندگی حقیقت دکھلائی ... بتا ... حسن بن

علی بن محمد جواد بن علی رضا بن موسیٰ کاظم بن جعفر صادق بن محمد باقر بن علی زین العابدین بن الحسین شہید بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم اجمعین، وہ بہت بڑا ہے جس کی یہ انتظار کرتے ہیں اور ان کی بہت سی باتیں ہیں جو وہ کہتے ہیں جن سے منقول ہے۔

مستنصر لوگوں سے ساتھ محبت سے پیش آتا اور وہ اچھی سیرت والا، نیک، پاکیزہ خوش اخلاق، تواضع کرنے والا اور سخاوت و بخشش کرنے والا تھا، عطایا سے مخلوق بہت خوش ہو گئے۔

بیان کیا جاتا ہے کہ ایک دفعہ وہ بغداد کی کسی گلی سے سورج غروب ہونے سے پہلے رمضان میں گزرا تو اس نے ایک بوڑھے آدمی کو دیکھا جس کے پاس ایک برتن ہے جس میں کھانا ہے جسے وہ ایک محلے سے اٹھا کر دوسرے محلے میں لے جا رہا ہے؟ اس نے کہا اے بوڑھے میاں! تو نے اپنے محلے سے کھانا کیوں نہیں لیا؟ کیا آپ کو ان سے حیا ہے؟ شیخ نے کہا حضور بات یہ ہے کہ اس نے کہا میں بھی تو گزرا ہوا ہوں ہمارے پاس معلوم ہو گا کہ یہ ضعیف ہے میں بوڑھا ہو گیا ہوں۔ مجھے وقت نے اس حال میں لا کھڑا کیا ہے میں اپنے محلے والوں سے کھانا لینے کے وقت شرم محسوس کرتا ہوں کیونکہ وہ مجھے اچھا سمجھتے تھے۔ مجھے کھانا دیتے ہیں اس لئے میں اپنے محلے کو چھوڑ کر دوسرے محلے سے کھانا لیتا ہوں اور لوگوں کا خیال ہے کہ میں ہر رات سوتا ہوں اور مجھ کو اپنے گھر جانا ہوتا ہے تو خلیفہ کو یہ بات پہنچی تو خلیفہ رو پڑا اور اس کے لئے ایک ہزار دینار کا حکم دیا جب وہ دینار اسے دیئے گئے تو وہ بہت خوش ہوا۔

کہا جاتا ہے کہ ان کا محل خوشی سے ان کا گھر بہت بڑا اور اس کے محدود حصے میں دینار رکھے ہوئے تھے جو خلیفہ نے جمع کئے تھے لیکن ان کو کوئی وارث نہ ملا ان میں سے ایک سے پوچھا گیا تو جواب دیا کہ میں نے ان کے لئے ان کو اس لئے جمع کیا تا کہ جب کوئی ضرورت پیش آئے تو یہ کام آئیں۔

اس نے کئی ادارے اور مدرسے بنائے ان میں سے ایک مدرسہ المستنصریہ ہے اس کے بعد خلیفہ بنا اور اس کا بیٹا ابو احمد عبداللہ اور ان کی بہت جدوجہد ہے لیکن اللہ تعالیٰ ان کی پردہ پوشی فرمائے لوگوں نے بہت سے اشعار میں اس کے مرثیے کہے ان میں سے ایک شعر علامہ ابن ساعی نے نقل کیا ہے ان کی کتاب میں آیا ہے کہ ابو الحسن علی بن محمد کا ہے اور ان کا اس نے مطلع ہے:

الا لہ جمیع کا قصہ ہوا کیونکہ جب وہ ختم ہو گیا اللہ ہم سب کو اپنا اجر عطا فرمائے۔۔۔

خلافت مستعصم باللہ: ... امیر المؤمنین المستعصم باللہ عباسی خلفاء میں آخری خلیفہ ہے جس کو ۶۵۶ھ میں ہلاکو خان تاتاری بادشاہ نے چنگیز خان کی اولاد میں سے قتل کیا تھا یہ ۶۵۶ھ کا واقعہ ہے جیسا کہ عنقریب اس کا بیان آئے گا۔

اس کا نسب: امیر المؤمنین مستعصم باللہ ابو احمد عبداللہ بن امیر المؤمنین المستنصر باللہ ابی جعفر المنصور بن امیر المؤمنین الظاہر بامر اللہ ابی نصر محمد بن امیر المؤمنین الناصر لدین اللہ ابی العباس احمد بن امیر المؤمنین المستضیء بامر اللہ ابی محمد الحسن بن امیر المؤمنین المستنجد باللہ ابی المظفر یوسف بن امیر المؤمنین المقتفی لامر اللہ ابی عبداللہ محمد بن امیر المؤمنین المستظہر باللہ ابی العباس احمد بن امیر المؤمنین المقتدی بامر اللہ ابی القاسم عبداللہ۔

یہ نسب حضرت عباس رضی اللہ عنہ تک پہنچتا ہے جو ان کے ۶۵۶ھ کے حالات میں مذکور ہے ان میں سے ہر ایک کا نام لیا گیا ہے کہ ہر ایک نے اپنے بعد والے کے لئے خلافت کی عہد کی اور مستعصم سے پہلے ان کا کوئی اولاد میں سے بیعت نہیں کی جن لوگوں نے خلافت کی اور ان کے بیٹوں کو خلیفہ بنایا یہ واقعہ نہیں تھا۔

جب اس کے والد کا ۱۰ جمادی الاولیٰ جمعہ کی صبح انتقال ہوا تو اس نے خلافت کی بیعت لی اور خلافت کی ذمہ داری اس کو ملی تو مستعصم لقب اختیار کیا اس وقت اس کی عمر ۳۰ سال کچھ ماہ تھی اس نے اپنے دادا کی طرح قرآن پاک کو حفظ کیا تھا اور اس نے بہت اچھی طرح اور نقل میں صحیح طریقے سے شیخ شمس الدین ابی المظفر علی بن محمد بن النیار سے جو کہ شافعی مذہب کے امام تھے سے ما قبل میں اس نے اسے خلافت ملنے سے پہلے تعلیم حاصل کی، مستعصم جب خلیفہ بنا تو اس نے اپنے استاد کو عزت دی اور اس کی تعظیم کی۔ اسی کی اولاد سے جو اس نے تعلیم حاصل کی اس نے اس کو ایک جگہ دی اور استاد کو اس کے قریب کیا [illegible]

جب مستنصر باللہ فوت ہوا تو اس کا بیٹا ابو احمد عبد اللہ [illegible] سے ان کی بیعت کی گئی، تمام امراء ان کے دور خلافت میں [illegible] سے شرف الدین ابو الفضائل اقبال مستنصری نے بیعت لی، مستعصم باللہ سب سے پہلے اس کے شہزادوں نے بیعت کی [illegible] پھر درباریوں نے اس کی بیعت کی اس کے بعد خلافت کے امراء، وزراء اور قاضیوں، علماء و فقہاء اور عدالت کے بعد اصحاب [illegible] وغیرہ نے بیعت کی، یہ جمعہ کا دن تھا جس میں [illegible] تعریف [illegible] حسین صاحب [illegible] اور تمام اطراف و علاقوں، شہروں اور ملکوں سے بیعت ہوئی اور تمام شہروں میں اس کے نام کا خطبہ [illegible] تمام منبروں پر [illegible] جیسا کہ اس کے باپ کے زمانہ [illegible] تھا۔

اس سال کی جو اہم باتیں ہوئیں ان میں سے [illegible] عراق میں [illegible] مستنصر کے [illegible] اور [illegible] خلیفہ مستنصر نے بہت زیادہ [illegible] کے لیے صدقہ کی [illegible] اللہ تعالیٰ اسے قبول فرمائے۔ شہاب ابو شامہ نے بیان کیا ہے کہ جب خلیفہ مستعصم [illegible] شیخ ابو الفرج [illegible] محی الدین یوسف بن شیخ ابو الفرج عبد الرحمٰن ابن الجوزی کو باب البدریہ میں [illegible] خلیفہ مستعصم کی [illegible] اس کے باپ کی [illegible]۔

اس سال [illegible] شہاب الدین [illegible] مصر [illegible] سے بہت [illegible] دمشق [illegible]۔

## اس سال فوت ہونے والے نامور حضرات

**المستنصر باللہ** ... امیر المومنین جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے [illegible] خلافت کی [illegible]۔

**خاتون بنت عز الدین مسعود** ... [illegible] اتابکیہ [illegible] مدرسہ [illegible] وقف کرنے والی [illegible] انہوں نے مدرسہ وقف کیا [illegible] وفات ہوئی [illegible] قبر [illegible] اللہ تعالیٰ ان کی [illegible] قبول فرمائے۔

## آغاز ۶۴۱ھ

[illegible] اس [illegible] دمشق [illegible] ملک صالح ایوب کے لیے [illegible]

بادشاہوں کے درمیان وحشت پھوٹ پڑی۔

صالح ایوب نے خوارزمیوں کو پیغام بھیجا کہ وہ حاضر ہو جائیں تاکہ دمشق کا محاصرہ کیا جائے، فانا للہ وانا الیہ راجعون۔ خوارزمیوں نے اس سال رومی علاقے فتح کر لئے تھے اور انہیں ان کے بادشاہ ابن علاء الدین سے چھین لیا تھا وہ بڑا ظالم شخص، کتوں اور درندوں کے ساتھ کھیلتا اور انہیں لوگوں پر مسلط کرتا تھا، اتفاقاً ایک دفعہ اسے درندے نے کاٹا جس سے وہ مر گیا اس وقت خوارزمیوں نے شہروں پر قبضہ کر لیا اس سال قاضی رفیع الجیلی کے اعوان وانصار پر پہرہ بٹھایا گیا، بعضوں کو درے لگائے گئے اور ان سے مالی مطالبہ کیا گیا، اس نے قاضی رفیع کے لئے باب الفرادیس میں مدرسہ مقدمیہ میں لکھا پھر رات کے وقت اسے شہر سے باہر نکال کر قریبی افقہ غار میں قید کر دیا گیا، اس کے بعد اس کا کچھ پتہ نہ چلا۔

علامہ ابوشامہ فرماتے ہیں کہ وہ فوت ہو گیا تھا ان میں سے کسی نے کہا کہ اسے بلند پہاڑ سے گرا دیا گیا تھا اور بعض نے کہا اسے پھانسی دے دی گئی، یہ سب کچھ اس سال کے ذوالحجہ میں پیش آیا۔

جمعہ ۲۵ ذوالحجہ کو دمشق میں عہدہ قضا کا منشور محی الدین ابن یحییٰ بن محمد بن علی بن محمد بن یحییٰ القرشی۔ کے لئے جامع کی کمالی کھڑکی میں پڑھا گیا۔ اسی طرح شیخ شہاب الدین ابوشامہ نے فرمایا ہے، علامہ سبط کا گمان ہے کہ اس نے انہیں معزول کر دیا تھا اور یہ واقعہ آئندہ سال پیش آیا اور انہوں نے یہ بھی ذکر کیا کہ ان کی ہلاکت کا سبب یہ ہوا کہ انہوں نے ملک صالح کو لکھا کہ اس نے خزانے میں لوگوں کے مال سے ایک کروڑ دینار جمع کئے ہیں، صالح نے اس کا انکار کیا اور اس کو یہ جواب دیا کہ اس نے سوائے ایک کروڑ درہم کا ارادہ نہیں کیا اس نے قاضی کو پیغام بھیجا کہ وہ سب کہ میں وزیر کو نہیں سمجھتا ہوں اور صالح وزیر کی مخالفت نہیں کرتا تھا تو اس نے اس وقت صالح کو مشورہ دیا سو اس نے معزول کر دیا تا کہ سلطان کا میدان لوگوں کی طعن و تشنیع سے منزہ رہے پھر اس نے اسے معزول کر دیا اور اس کا جو معاملہ ہوا سو ہوا۔

اس نے مدارس کا انتظام شیخ تقی الدین ابن الصلاح کے سپرد کر دیا، اور عادلیہ کمال تفلیسی کے لئے مقرر، اور یہ محی الدین ابن زکی کے جو بعد قاضی بنے، امینیہ ابن عبدالکافی کے لئے اور شامیہ برانیہ تقی حموی کے لئے متعین کیا، قاضی رفیع غائب کر دیا گیا اور اس کے گواہوں کی عدالت ساقط کر دی گئی۔

علامہ سبط ابن الجوزی فرماتے ہیں کہ امین نے اسے ایک جماعت کے ساتھ کسی لولائی کے پالان میں پھر پر بٹھا کر افقہ غار کی جانب بھیج دیا جو جبل لبنان کی طرف ساحل کی جانب ہے، وہاں وہ کئی دن مقیم رہا، پھر اس کی طرف بعلبک کے دو عادل شخص بھیجے تاکہ وہ اس کے خلاف گواہی دیں کہ اس نے اپنی املاک امین الدولہ کے ہاتھ فروخت کر دی ہیں ان دونوں نے بیان کیا کہ انہوں نے اسے دیکھا ہے اور اس پر ایک آبی جانور کی پوستین ہے، اور اس نے ان سے توشے میں سے کچھ کھانے کو مانگا اور اس نے تین دن سے کچھ نہیں کھایا تھا انہوں نے اسے اپنے توشوں سے کھانا دیا اور اس کے خلاف گواہی دی پھر واپس آ گئے پھر اس کے پاس داؤد نصرانی آیا تو اس نے اس سے کہا اٹھو تمہیں حکم ملا ہے کہ تمہیں بعلبک لے جائیں تو اس وقت اسے ہلاکت کا یقین ہو گیا اس نے کہا مجھے دوگانہ ادا کرنے کی مہلت دو تو اس نے کہا اٹھ جا جو پڑھنا ہے پڑھ تو اس نے دوگانہ ادا کیا، اس نے نماز لمبی کی تو اس نصرانی نے اسے پیچھے سے مارا اور پہاڑ کی چوٹی سے نیچے جو وادی ہے اس میں گرا دیا تو پہنچنے سے پہلے وہ ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔

بیان کیا جاتا ہے کہ اس کا دامن پہاڑ کی نوک سے اٹک گیا تو داؤد اوپر سے مسلسل پتھر مارتا رہا یہاں تک کہ اسے نیچے وادی میں گرا دیا، یہ واقعہ سقیف مطل کے پاس نہر ابراہیم پر پیش آیا۔

علامہ سبط ابن الجوزی نے کہا کہ وہ برے عقیدے والا اور امور شرع سے مذاق کرتا تھا مجلس قضا کی طرف اور اسی طرح جمعہ کے لئے نشے کی حالت میں نکلتا اس کا گھر سرائے کی طرح تھا، "لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم"۔

فرماتے ہیں کہ موفق واسطی بھی پکڑا گیا جو اس کے امانتداروں میں سے تھا اور یہ بڑی مصیبت تھا اس نے اپنے لئے لوگوں کے مال سے چھ لاکھ درہم لئے اسے سخت سزا دی گئی اور یہ پیسے واپس لئے گئے، اس کی دونوں پنڈلیاں توڑ دی گئیں، اور اسی حالت زدوکوب میں مر گیا اسے یہود ونصاریٰ کے قبرستان میں ڈال دیا گیا جہاں اسے کتے کھا گئے۔

## اس سال فوت ہونے والے مشہور لوگ

**شیخ شمس الدین ابو الفتوح** ۔۔۔ سعد بن [illegible] الخوئی النحوی [illegible] حران کے بڑے قاضی، پھر دمشق آئے [illegible] نے خلوت [illegible] کئی خدمت [illegible] اور [illegible] سے روایت حاصل کی، ان کی وفات [illegible] سال کی عمر میں ہوئی، رحمہ اللہ تعالیٰ۔

**شیخ حافظ [illegible]** (۱) ۔۔۔ تقی الدین ابو اسحاق ابراہیم بن محمد بن الازہر [illegible] محدث جانتے تھے اور اس میں بڑی اچھی معرفت تھی، ابو شامہ نے ان کی تعریف کی ہے اور جامع دمشق میں ان کی نماز جنازہ پڑھی گئی، قاسیون میں دفن ہوئے، رحمہ اللہ تعالیٰ۔

**الکروسیہ کو وقف کرنے والے** ۔۔۔ محمد بن عقیل بن کروس جمال الدین، دمشق کے [illegible] سے [illegible] شیخ [illegible] کے شمار میں [illegible] دمشق میں فوت ہوئے اور اپنے ہی گھر میں دفن ہوئے جسے انہوں نے مدرسہ بنایا تھا، ان کا دادا [illegible] تھا، رحمہ اللہ تعالیٰ۔

**ملک جواد یونس بن ممدود** (۲) ۔۔۔ بن عادل بن ابوبکر بن ایوب، ملک جواد اس کا والد [illegible] کا سب سے بڑا بیٹا تھا، اس نے [illegible] بیٹے چچا کامل محمد بن عادل کے بعد دمشق کا بادشاہ بنا تھا [illegible] پر ظلم [illegible] کی طرف منسوب کی [illegible] اسے [illegible] اس نے ملک صالح ایوب سے دمشق کے بدلے سنجار اور حصن کیفا لے لیا [illegible] ان کی حفاظت نہ کر سکا اور اس کے ہاتھ سے نکل گئے [illegible] اسے صالح اسماعیل نے حصن عزتا میں گرفتار کر لیا، آخر اسی سال اس کی وفات ہوگئی اور شوال میں [illegible] کے قبرستان [illegible] منتقل کیا گیا [illegible] بھی اس کے پاس گرفتار تھا، صالح اسماعیل نے اسے قلعہ دمشق منتقل کر دیا، پھر جب صالح ایوب دمشق کا بادشاہ بنا تو [illegible] مصر کی طرف منتقل کر دیا [illegible] صالح اسماعیل [illegible] صالح ایوب کے [illegible] صالح اسماعیل کی طرف منتقل ہوئی [illegible] اپنے [illegible] سے [illegible] ان [illegible] کا انتقام لیا [illegible] محفوظ ہے۔

**مسعود بن احمد مسعودی** ۔۔۔ ابن [illegible] ادیب اور فاضل، انہیں علم تفسیر و حدیث حاصل تھا اور کافی فضیلت رکھتے تھے [illegible] کے قاصد کے ساتھ بغداد آئے [illegible] حج کر کے [illegible] واپس ہوئے اور اسی سال بغداد میں فوت ہوئے۔

**ابو الحسن علی بن یحییٰ بن الحسن** ۔۔۔ ابن الحسن بن علی بن محمد البطریق بن نصر بن حمدون بن ثابت الاسدی الحلی، ثم الواسطی ثم البغدادی [illegible] شیعہ [illegible] شیعہ کے خطیب، دمشق میں کافی عرصہ مقیم رہے [illegible] بادشاہوں اور وزیروں [illegible] اپنے مذہب میں معروف [illegible] بڑے فاضل [illegible] دلالت کرتے ہیں۔

## آغاز ۶۴۲ھ

اس سال خلیفہ مستعصم باللہ نے مؤید الدین ابو طالب محمد بن احمد بن علی بن محمد العلقمی کو وزیر بنایا جو پہلے [illegible] کے لئے [illegible]

---

(۱) [illegible] النجوم الزاہرہ [illegible]

(۲) [illegible] النجوم الزاہرہ [illegible]

جب تھا جو مستعصم کو اپنی وزارت سے نہ بچا سکا تو وہ اچھا اور درست طریقے والا وزیر نہیں ہو سکتا تھا اسی نے بلاکو اور اس کے لشکر کی مسلمانوں کے معاملہ میں ان کی مدد کی، اللہ تعالیٰ اس کا اور ان کا برا کرے۔ ابن العلقمی اس وزارت سے پہلے دار الخلافہ کا استاذ تھا، پھر جب نصر الدین بن محمد ناقد فوت ہوا تو ابن العلقمی وزیر بنا دیا گیا اور استاداریہ میں اس کی جگہ شیخ محی الدین یوسف بن ابو الفرج ابن الجوزی مقرر ہوئے، یہ بہترین آدمی تھے انہوں نے ہی جوزیہ کو جو نشابین دمشق میں ہے وقف کرنے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔

اسی سال شیخ شمس الدین علی بن محمد بن الحسین بن نیار خلیفہ کے اتالیق بغداد کے شیخ الشیوخ بنائے گئے انہیں خلعت دی گئی اور خلیفہ عبد الوہاب بن المطہیر مطلق وکیل بنائے گئے اور انہیں بھی خلعت دی گئی اسی سال خوارزمیوں کے درمیان جنہیں صالح ایوب حاکم مصر نے صالح اسماعیل ابو الحسن حاکم دمشق کے خلاف امداد کے لئے بلایا تھا سخت جنگ ہوئی، وہ غزہ میں اترے اور صالح ایوب نے ان کی طرف خلعتیں، مال، لکڑی کا سامان اور لشکر بھیجے ادھر صالح اسماعیل ناصر داود حاکم کرک اور منصور حاکم حمص کے فرنگیوں سے مل کر خوارزمیوں کے ساتھ سخت جنگ کی، خوارزمیوں نے انہیں شکست فاش دی فرنگیوں نے اپنی صلیبیوں اور بلند جھنڈوں کے ساتھ شکست کھائی وہ جھنڈے مانگتے ہوئے مسلمان فوجیوں کے سروں پر تھے لشکروں میں شراب کے جام چلتے، سو شراب کے جام کی جگہ موت کے جاموں نے لے لی۔

ایک دن میں فرنگیوں کے تیس ہزار سے زیادہ افراد قتل ہوئے اور ان کے بادشاہوں، پادریوں اور راہبوں کی ایک جماعت قیدی بنائی گئی اور بہت سے مسلمان امراء بھی گرفتار ہوئے قیدیوں کو صالح ایوب کے پاس مصر بھیج دیا گیا اس دن ایک بڑے اجتماع کا دن اور قابل تعریف معاملہ تھا اللہ تعالیٰ ہی کی تعریف ہے، بعض مسلمان امراء نے کہا ہمیں معلوم ہے کہ جب ہم عیسائیوں کی صلیب کے نیچے کھڑے تھے تو ہم کامیاب نہیں ہو سکتے تھے۔

خوارزمیہ نے فرنگیوں سے اور جو لوگ ان کے ساتھ تھے بہت سا مال غنیمت حاصل کیا، صالح ایوب نے پیغام بھیجا کہ دمشق کا محاصرہ کر لیا جائے تو صالح اسماعیل نے اسے قلعہ بنا لیا اور اس کے ارد گرد کی عمارتیں گرا دیں، "باب توما" کا پل توڑ دیا جس کے نتیجے میں نہر بہہ پڑی اور پانی واپس ہوا یہاں تک کہ باب توما اور باب سلامہ کے پاس ایک بحیرہ بن گیا تو ان کے درمیان جتنی آبادی تھی سب ڈوب گئی بہت سے لوگ فقیر ہو گئے۔

## اس سال وفات پانے والے نامور حضرات

**الملک المغیث عمر بن الصالح ایوب** ۔۔۔۔۔۔ صالح اسماعیل نے اسے قلعہ دمشق کے ستون میں گرفتار کیا تھا جب اس نے صالح ایوب کی عدم موجودگی میں اس پر قبضہ کر لیا تھا اس کے باپ نے اسے چھڑانے کی ہر ممکن کوشش کی لیکن نہ چھڑا سکا اس میں امین الدولہ غزال المسلمانی، نے اس کی مخالفت کی جو بعلبک میں مدرسہ امینیہ کو وقف کرنے والا ہے تو یہ نوجوان اس قلعہ میں ۶۳۸ھ سے اس سال کی بارہ ربیع الثانی کی شب جمعہ تک محبوس رہا صبح کے وقت وہ اپنے قید خانے میں غم و دکھ کی وجہ سے مرا ہوا پایا گیا۔

کہا جاتا ہے کہ اسے قتل کیا گیا واللہ اعلم، یہ بہترین شہزادوں میں سے تھا اور صورت و شکل میں ان سے خوبرو اور کامل تھا اسے اپنے دادا کامل کی قبر کے پاس جامع کی شمالی جانب دفن کیا گیا جس کی وجہ سے اس کے باپ صالح ایوب کا غصہ اہل دمشق پر تیز ہو گیا۔

**تاج الدین ابو عبد اللہ بن عمر بن حمویہ** (۱) ۔۔۔۔۔۔ اس سال تاج الدین ابو عبد اللہ بن عمر بن حمویہ نے وفات پائی، جو دمشق میں شیخ الشیوخ تھے، فاضل، مورخ اور مصنف آدمی تھے ان کی ایک کتاب آٹھ جلدوں میں ہے جس میں اصول بیان کئے، ایک ان کی کتاب السیاسیہ بھی ہے جسے کامل محمد وغیرہ کے لئے لکھا، حدیث کا سماع کیا اور قرآن حفظ کیا اس وقت وہ اسی سال کے تھے۔

کہا جاتا ہے کہ نہیں وہ اسی سال تک نہیں پہنچے ۵۹۳ھ میں بلاد مغرب کے سفر کئے وہاں مراکش کے بادشاہ المنصور یعقوب بن یوسف بن عبد المومن سے مل گئے تو وہاں ۶۰۰ھ تک مقیم رہے اس کے بعد دیار مصریہ آ گئے جہاں اپنے بھائی صدر الدین بن حمویہ کی شیخ الشیوخ کے عہدے پر فائز ہوئے۔

---

(۱) ذیل الروضتین ۱۸۳۔ شذرات الذهب ۵/۲۱۳۔ العبر ۵/۱۷۲۔ النجوم الزاهرة ۶/۳۵۰

**الوزیر نصیر الدین ابو الازہر** (۱) ...... احمد بن محمد علی بن احمد ناقد بغدادی مستنصر اور پھر اس کے بیٹے مستعصم کے وزیر، یہ تاجروں کی اولاد میں سے تھے، اس کے بعد انہیں یہ مقام ملا کہ ان دونوں خلفاء کے وزیر رہے، بڑے فاضل، ماہر قرآن مجید کے حافظ اور کثرت سے تلاوت کرتے تھے، بڑی تنگی اور عسرت میں زندگی بسر کی پھر انہیں زبردست مقام حاصل ہوا، آخری عمر میں اپاہج ہو گئے تھے اس کے باوجود ان کا بڑا ادب و احترام کیا جاتا، ان کے بڑے عمدہ اشعار ہیں ان میں سے چند اچھے اشعار کا ایک ٹکڑا علامہ ابن الساعی نے ذکر کیا ہے، اس سال وفات پائی، عمر ۵۰ سال سے تجاوز تھی۔

**نقیب النقباء خطیب الخطباء** ...... خلفاء کے وکیل ابو طالب الحسین بن احمد بن علی بن احمد بن معین بن ھبۃ اللہ بن محمد بن علی بن خلیفہ المہتدی باللہ العباسی، یہ عباسی سردار اور مسلمانوں کے امام اور مومنین کے خطیب تھے ان کے حالات بہتری اور درستی سے گزرے، کبھی خطابت سے منقطع نہیں ہوئے اور نہ کبھی بیمار پڑے، بالآخر اس سال کی ۲۷ تاریخ ہفتہ کی رات ہوئی تو کسی وقت، کسی ضرورت کے لئے اٹھے تو سر کے بل گرے جس کی وجہ سے چہرے کا بہت زیادہ خون بہہ گیا تو ایسے خاموش ہوئے کہ اس پورے دن اور پھر رات تک کوئی بات نہیں کی اور فوت ہو گئے، ان کا بڑا پر رونق جنازہ تھا، اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے انہیں معاف فرمائے۔

## آغاز ۶۴۳ھ

یہ خوارزمیوں کا سال ہے اس لئے کہ انہیں صالح ایوب بن کامل حاکم مصر نے ان کے بادشاہ برکات خان کے ہمراہ معین الدین بن الشیخ کی صحبت میں روانہ کیا انہوں نے دمشق کو گھیرے میں لے لیا، اس کے چچا صالح ابو الجیش، حاکم دمشق کا محاصرہ کر رہے تھے، اتابک حاجب علی حاق کے خیمے جامع جراح جو باب الصغیر سے باہر اور کئی مساجد جلا دی گئیں، باب الصغیر اور باب الجابیہ کے قریب منجنیقیں نصب کی گئی اسی طرح دو منجنیقیں شہر کے اندر بھی نصب کی گئی، دو فریق ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے، صالح اسماعیل نے امیر معین الدین بن شیخ کی طرف مصلّٰی، جائے نماز، لاٹھی اور روٹی بھیجا اور ساتھ ہی یہ پیغام دیا کہ آپ کا ان چیزوں میں مشغول رہنا بادشاہوں کے محاصرہ کرنے سے زیادہ بہتر ہے۔

تو امیر معین الدین نے اس کی طرف بانسری، باجا اور سرخ و زرد رنگ کے ریشم کا زنانہ لباس بھیجا اور ساتھ یہ پیغام دیا کہ مصلّٰی تو میرے مناسب ہے لیکن تمہارے لئے زیادہ مناسب یہ ہے، پھر ابن شیخ نے صبح کو دمشق میں سخت محاصرہ کر لیا، صالح اسماعیل نے پیغام بھیجا تو اس کے باپ عادل کا محل جو حق جلا دیا گیا اور نہریں منقطع ہو گئیں، نرخ بڑھ گئے، راستے پرخطر ہو گئے اور دمشق میں بہت برے کام جاری ہو گئے جو یہاں کبھی نہ ہوئے تھے۔

محاصرہ کئی مہینے رہا جو اس سال کے جمادی الاولیٰ تک تھا تو امین الدولہ نے ابن شیخ کی طرف پیغام بھیجا کہ مجھے اپنے کپڑے دیں تو انہوں نے اس کی طرف اچکن، عمامہ، قمیص، اور رومال بھیجے، امین انہیں پہن کر معین الدین کی طرف روانہ ہوا اور عشاء کے بعد اس کے پاس کافی دیر رہا پھر واپس آیا اس کے بعد دوبارہ گیا بالآخر اس پر اتفاق ہوا کہ صالح اسماعیل بعلبک کی طرف نکلے اور دمشق صالح ایوب کے حوالہ کر دیا اس پر لوگوں میں خوشی کی لہر دوڑ گئی صبح صالح اسماعیل بعلبک کی طرف نکل چکا تھا۔

اور معین الدین ابن شیخ داخل ہوئے، دار اسامہ میں ٹھہرے، وہاں کچھ لوگوں کو معزول اور کچھ کو مقرر کیا، انہوں نے قاضی القضاۃ کا عہدہ صدر ابن سنی الدولہ کو دیا، قاضی محی الدین ابن زکی کو معزول کیا اور ابن سنی الدولہ تفلیسی کو نائب بنایا جو ابن زکی اور فرز سنجاری کے نائب تھے اور معین الدین ابن شیخ نے امین الدولہ غزال المسلمانی وزیر صالح اسماعیل کو زیر نگرانی دیار مصر کی طرف بھیجا۔

رہے خوارزمی تو وہ صلح کے وقت موجود نہ تھے، جب انہیں صلح کا علم ہوا تو سخت برہم ہوئے اور داریا کی طرف پہنچے جہاں لوٹ مار کی، وہاں سے بلاد مشرق کا رخ کیا، صالح اسماعیل سے خط و کتابت کر کے اس سے صالح ایوب کے خلاف حلف لیا تو وہ بہت خوش ہوا اور جو صلح اس سے ہوئی تھی توڑ

---

(۱) الحوادث الجامعة ۳۵،۲۳ مرآۃ الزمان ۸/۷۵۴ ، النجوم الزاہرۃ ۹/۳۵۰

دی خوارزمی واپس لوٹے اور دمشق کا محاصرہ کر لیا اور صالح اسماعیل بھی بعلبک سے آ گیا، اہل دمشق پر بڑی تنگی ہوئی، مال مویشی ختم ہو گئے، نرخ بہت زیادہ بڑھ گیا، یہاں تک کہ ایک بوری کی قیمت ۱۶۰۰ اور آٹے کا ڈھیر ۹۰۰ کا اور روٹی جو ایک اوقیہ کی مقدار ہوتی پونے درہم کی ملتی، اور گوشت کا ایک رطل سات درہم کا، املاک اور جائداد آٹے کے بدلے فروخت ہوئیں، بلیاں اور کتے، مردار اور گندگیاں کھائی گئیں، لوگ راستوں میں مرنے لگے، انہیں غسل دینے کی طاقت نہ تھی اور نہ تجہیز وتکفین اور قبر کا بندوبست ہو سکا، لوگ اپنے مردوں کو کنوئیں میں ڈالتے، یہاں تک کہ پورا شہر بدبودار ہو گیا، اور لوگ سخت خفا ہو گئے، فانا للہ وانا الیہ راجعون۔

انہیں دنوں شیخ تقی الدین ابن صلاح فوت ہوئے جو مدارس وغیرہ کے ساتھ دار الحدیث کے شیخ الحدیث تھے انہیں باب الفرج سے بڑی مشکل کے ساتھ نکالا گیا اور صوفیاء کے قبرستان میں دفن کیا گیا، علامہ سبط ابن الجوزی نے فرمایا ان سب باتوں کے باوجود شراب کے جام چلتے اور کھلے عام فسق وفجور کا بازار گرم ہوتا، ٹیکس اپنی جگہ پر اسی طرح تھے، شیخ شہاب الدین ابو شامہ نے ذکر کیا کہ اسی سال نرخ بہت بڑھ گئے اور فقراء راستوں میں مرتے، وہ ایک لقمے کا سوال کرتے تھے پھر وہ معمولی چیز مانگنے لگے پھر فلس میں جس سے چھان خریدتے اور بھگو کر کھاتے، جیسے دجاج رومی فرماتے ہیں کہ میں نے ان چیزوں کا مشاہدہ کیا ہے کھانوں میں مہنگائی اور نرخوں کی بڑھوتری کی تفصیل ذکر کی، پھر اس سال کے آخر میں عید الاضحیٰ کے موقع پر یہ سب کچھ ختم ہوا، الحمدللہ۔

جب صالح ایوب کو یہ خبر ملی کہ خوارزمی اس کے خلاف ہو گئے اور اس کے چچا صالح اسماعیل سے انہوں نے صلح کر لی ہے تو اس نے ملک منصور ابراہیم بن اسد الدین شیر کوہ حاکم حمص کو لکھا اور اس سے امداد کا مطالبہ کیا، یوں نائب دمشق معین الدین ابن شیخ کی جانب قوی ہو گئی، لیکن وہ اس سال کے رمضان میں فوت ہو گیا جیسا کہ وفیات میں آئے گا، جب منصور حاکم حمص صالح اسماعیل کی دوستی و موالات سے واپس لوٹا تو اس نے حلبیوں، ترکمانیوں اور دیہاتی لوگوں سے لشکر جمع کرنے کا آغاز کر دیا تاکہ دمشق کو خوارزمیہ سے چھڑا سکے اور جو محاصرہ انہوں نے وہاں کر رکھا ہے ختم کر سکے، جب اس کی اطلاع خوارزمیہ کو ملی تو وہ اس کی ہیبت سے خوفزدہ ہو گئے انہوں نے کہا دمشق ہاتھ سے نہیں جائے گا اور صلح اس کے شہر کے نزدیک جنگ ہے تو وہ بحیرہ دمشق چلے گئے، ناصر داؤد نے اپنا لشکر صالح اسماعیل کے پاس خوارزمیہ کے ساتھ بھیجا اور دمشق کا لشکر لے کر یہ لوگ حاکم حمص سے مل گئے تو پھر بحیرہ دمشق پر خوارزمیہ سے جا ملے، یہ بڑے اجتماع کا دن تھا اس میں عموماً خوارزمی قتل ہوئے نیز ان کا بادشاہ برکات خان مارا گیا اس کا سر نیزہ پر لایا گیا ان کی حالت غیر ہوئی اور وہ ادھر ادھر بکھر گئے۔

”منصور“ حاکم حمص بعلبک لشکر لے کر پہنچا تو صالح ایوب نے اسے اپنی دسترس میں لے لیا، اور دمشق آ کر ”بستان سامہ“ میں صالح ایوب کی خدمت کے لئے ٹھہرا پھر اس کے دل میں اس پر قبضہ کرنے کا خیال پیدا ہوا تو اتفاقاً بیمار ہوا اور آئندہ سال فوت ہو گیا، اسے حمص منتقل کیا گیا اس کے والد کے بعد اس کی مدت حکومت دس سال تھی، اور اس کا بیٹا ملک اشرف اس کے بعد بادشاہ بنا جس نے دو سال حکومت کی پھر اس سے حکومت لے لی گئی جیسا کہ آگے آئے گا۔

اور بعلبک اور بصریٰ کو صالح ایوب کے نائب نے اپنی دسترس میں لے لیا، یوں صالح اسماعیل کے ہاتھ کوئی علاقہ باقی نہ رہا جس میں جا کر پناہ لے نہ اس کی اولاد اس کے پاس تھی نہ بیوی اور نہ ہی مال بلکہ سب کچھ اس سے لے لیا گیا اور اس کی اولاد زیر نگرانی دیار مصریہ منتقل کر دی گئی وہ وہاں سے چلا اور ملک ناصر بن العزیز بن الظاہر غازی حاکم حلب سے پناہ طلب کی اس نے جگہ دی اور اکرام واحترام کیا، اتابک لولو الامینی نے اپنے استاذ زادے ناصر کو کہا اس وقت وہ چھوٹا کم عمر نوجوان تھا دیکھو الظلم کا انجام کیا ہوا؟ خوارزمی وہاں سے چل کر کرک کی طرف پہنچے تو کرک کے حاکم ناصر داؤد نے ان کا اکرام کیا ان سے حسن سلوک سے پیش آیا ان سے رشتہ مصاہرت قائم کیا اور انہیں صلت میں ٹھہرایا تو انہوں نے اس کے ساتھ نابلس کی لے لیا تو صالح ایوب نے فخر الدین ابن شیخ کی معیت میں ایک لشکر ان کی طرف روانہ کیا تو اس لشکر نے انہیں شکست دی اور وہاں کے شہروں سے جلاوطن کر دیا، ناصر حاکم کرک کا محاصرہ کر کے اس کی سخت اہانت کی۔

ملک صالح نجم الدین ایوب دیار مصریہ سے آیا وہ ایک بڑی شاہی گاڑی میں بیٹھ کر دمشق میں داخل ہوا وہاں کے لوگوں سے احسان کیا اور فقراء ومساکین پر صدقہ کر کے بعلبک، بصریٰ اور صرخد پہنچا اور وہاں کے حاکم عز الدین ایبک معظمی سے لے لیا اور اسے اس کا عوض دیا پھر وہاں سے

کامرانی و کامیابی سے مصر لوٹا سب نے اس کو خوش آمدید کہا۔

اس سال خلیفہ کے لشکر اور تاتاریوں کے درمیان سخت معرکہ ہوا مسلمانوں نے سخت شکست دے کر انہیں منتشر کر دیا اور اپنے سامنے انہیں شکست دی تو انہوں نے نہ ان کی پیروی کی اور نہ ان سے ملے ان کی ہیبت کے خوف سے اور حضور ﷺ کے اس ارشاد پر عمل کرتے ہوئے کہ ترکوں کو اس وقت تک چھوڑے رکھو جب تک انہوں نے تمہیں چھوڑے رکھا ہے۔

اس سال خوزستان کے علاقے میں کسی پہاڑ کی دراڑ میں ایک عجیب و غریب عمارت ظاہر ہوئی جسے دیکھنے والے حیرت زدہ ہو جاتے، کہا جاتا ہے کہ یہ جنات کی تعمیر تھی، علامہ ابن ساعی نے اپنی تاریخ میں اس کے کچھ حالات بیان کئے ہیں۔

## اس سال فوت ہونے والے اعیان

**شیخ تقی الدین ابو عمرو ابن الصلاح**[1] ...عثمان بن عبدالرحمن بن عثمان امام فاضل شام کے محقق اور محدث شہرزوری ثم دمشقی، دارالحدیث اشرفیہ میں حدیث کا درس دیا کرتے تھے، انہوں نے موصل، حلب وغیرہ میں فقہ حاصل کی اور ان کے والد اسدیہ میں جو حلب میں ہے مدرس تھے اس مدرسہ کو اسد الدین شیرکوہ بن شاذی نے وقف کیا، وہ چند فضلاء کے ساتھ شام آئے، ایک عرصہ قدس میں قیام کیا اور صلاحیہ میں تدریس کی، پھر وہاں سے دمشق منتقل ہو گئے رواحیہ میں درس دیا اور اس کے بعد دارالحدیث اشرفیہ میں، یہ پہلے شخص ہیں جو شیخ الحدیث بنے سب سے پہلے ان کے حوالے ہوئے انہوں نے اس کے وقف کی کتاب تصنیف کی، پھر شامیہ جوانیہ میں درس دینے لگے انہوں نے علم حدیث و فقہ میں کئی بہترین و مفید کتب تحریر کیں، ان کے اپنے بہت سے فوائد ہیں اور کئی فتاویٰ جس کی وجہ سے ان کی طرف رخت سفر باندھا جاتا تھا، یہ نیک، عابد، زاہد، متقی اور پرہیزگار تھے، ان کا طریقہ سلف صالحین والا تھا جو اکثر متاخرین محدثین کا طریقہ ہے کئی فنون میں انہیں فضیلت تامہ حاصل تھی یہ اسی بہترین طریقے پر رہے یہاں تک کہ ان کی وفات، اپنے گھر جو دار الحدیث اشرفیہ میں تھا بدھ کی رات ۲۵ ربیع الآخر ۶۴۳ھ میں ہوئی، جامع دمشق میں نماز جنازہ پڑھا گیا لوگ باب الفرج تک ان کے جنازے کے ساتھ آئے، لوگوں کو باہر نکلنے کا موقع اس وجہ سے نہ مل سکا کہ خوارزمیوں نے محاصرہ کیا ہوا تھا صوفیا تک صرف دس آدمی ان کے ساتھ آئے اللہ تعالیٰ انہیں اپنی رحمت میں چھپائے، کہتے ہیں شیخ تقی الدین نے اپنے انتقال میں یہ اشعار سنائے:

چار ہزار سے بچو اس کے لئے یہ موت ہے جو حسرت اور ذلت والی ہے، ٹھہر جا۔

علامہ ابن خلکان نے ان سے بیان کیا ہے کہ مجھے خواب میں وہ کلمات الہام کئے گئے جہاں تک ممکن ہو سکے سوال نہ کر اس لئے کہ ہر دن کا رزق تیار ہے، یہ طلب میں اصرار ہی آدمی کو محروم کرتا ہے، عزت سے عبادت کرنا تمہارا مقصد نہیں، بسا اوقات تنگی اور حسرت اقتضاء کے آداب میں سے ہوتی ہے، بخل نہ کرنے کے کئی دروازے ہیں جو کسی پھل کے پکنے سے پہلے اسے لینے میں جلدی مت کرو، کیونکہ تم اسے اس کے موسم میں ہی حاصل کر سکتے ہو، اپنی ضروریات میں جلد بازی سے کام نہ لو ورنہ تنگ دل ہو جاؤ گے اور تمہیں نا امیدی ڈھانپ لے گی۔

**ابن النجار الحافظ صاحب التاریخ**[2]۔ محمد بن محمود بن الحسن بن ہبۃ اللہ بن المحاسن بن النجار ابو عبداللہ البغدادی، حافظ بزرگ، کئی شیوخ سے سماع حدیث کیا اور مشرق و مغرب کا سفر کیا ۵۷۸ھ میں پیدا ہوئے اپنی کتاب جو تاریخ ہے اس وقت لکھنا شروع کی جب ان کی عمر ۱۵ سال تھی اسی طرح قرأت وغیرہ پڑھی ہیں اور خود کئی شیوخ سے پڑھا حتی کہ علم کو انہوں نے تین ہزار شیوخ سے حاصل کیا ان میں تقریباً چار سو عورتیں تھیں اور ۲۸ سال حالت غربت و مسافرت میں رہے، پھر بغداد آ گئے انہوں نے بہت سی چیزیں جمع کیں ان میں سے ایک "القمر المنیر فی المسند الکبیر" ہر صحابی کی روایات ذکر کرتے ہیں اور کنز الایام فی معرفۃ السنن والاحکام والمختلف والمؤتلف، السابق

---

[1] تذکرۃ الاسلام ۲۰۰/۱۲ طبقات السبکی ۱۳۷/۸ شذرات الذہب ۲۲۱/۵

[2] فوات الوفیات ۱۸۰/۵ دول الاسلام ۱۴۷/۲ شذرات الذہب ۲۲۶/۵

واللاحق، المتفق والمفترق، کتاب الالقاب، نہج الاصابة فی معرفة الصحابة، والکافی فی اسماء الرجال، ان کے علاوہ تصانیف جو آخر پوری نہیں ہوئیں، ان کی مدینة السلام کی تاریخ پر اضافہ کی ہے جو کامل ۱۶ جلدوں میں ہے، ان کی کتاب اخبار مکة والمدینة وبیت المقدس ہے غرر الفوائد ۵ جلدوں میں ہے اور کئی تصانیف ہیں جن کا ذکر علامہ ابن الساعی نے ان کے حالات میں کیا ہے۔

انہوں نے ذکر کیا کہ جب یہ بغداد واپس آئے تو ان کے لئے ماہانہ پیش کی گئی تو انہوں نے انکار کر دیا اور فرمایا میرے پاس اتنا ہے کہ میں اس کا محتاج نہیں، ایک ہزار دینار کی اراضی سے جامع المدینة پایا اور ایک عرصہ تک آپ اپنے اس اثاثے سے خرچ کرتے رہے پھر ضرورتمند ہوئے تو محدثین کی جماعت میں مدرسہ مستنصریہ میں جب اس کی تعمیر مکمل ہوئی حدیث بیان کرتے پھر وہاں پڑھاتے رہے، اپنے ترکہ کے متعلق ابن الساعی کو وصیت کر گئے، ان کی وفات بروز سوموار اس سال کی ۵ شعبان میں ہوئی، ۷۰ سال عمر پائی، مدرسہ نظامیہ میں جنازہ پڑھایا گیا۔

ان کے جنازے میں بہت سے لوگ حاضر ہوئے، ان کے جنازے کے گرد یہ منادی ہو رہی تھی کہ یہ رسول اللہ ﷺ کی احادیث کا وہ حافظ ہے جو آپ ﷺ کی احادیث سے جھوٹ کی آمیزش ہٹاتا تھا، انہوں نے کوئی وارث نہ چھوڑا، بیس دینار ترکہ اور بدن کے کپڑے تھے جنہیں صدقہ کرنے کی وصیت کر گئے تھے، نظامیہ کی کتب کے دو کتب خانے جن کی کتب ایک ہزار دینار کے مساوی تھیں وقف کیں، خلیفہ مستعصم نے یہ وقف پورا کر دیا، لوگوں نے ان کی تعریف کی اور بڑی تعداد میں ان کے مرثیے کہے جنہیں علامہ ابن الساعی نے ان کے حالات کے آخر میں ذکر کیا ہے۔

**حافظ ضیاء الدین المقدسی**[1] ...... یہ حافظ محمد بن عبد الواحد ہیں، شیوخ سے سماع حدیث کیا اور بہت سی کتب لکھیں، شہروں میں پھرے اور علم جمع کیا اور عمدہ و اچھی مفید کتب تالیف کیں، ان میں سے کتاب الاحکام ہے لیکن اسے مکمل نہ کر سکے، کتاب المختارة اس میں بہت اچھے حدیث کے علوم ہیں، یہ کتاب مستدرک حاکم سے بہت بہتر ہوتی اگر مکمل ہو جاتی، ان کی ایک کتاب فضائل الاعمال وغیرہ بھی ہے اور کئی اچھی کتابیں ہیں جو ان کے حافظے، عبور، اطلاع اور علم حدیث پر ان کی متن و سند کے لحاظ سے دسترس پر دلالت کرتی ہیں، یہ بڑے عابد و زاہد پرہیزگار اور صاحب خیر تھے، مدرسہ ضیائیہ کے کتب خانے میں محدثین و فقہاء کے لئے کئی کتابیں وقف کی ہیں جن پر بعد میں کئی اور کتابیں وقف کئے گئے۔

**شیخ علم الدین ابو الحسن سخاوی**[2] ...... علی بن محمد بن عبد الصمد بن عبد الاحد بن عبد الغالب الہمدانی المصری، دمشق میں قراء کے شیخ تھے، آپ کے پاس بہت سے لوگوں نے ختم قرآن کیا، نیز شاطبی اور ان کے قصیدے کی شرح پڑھی، مفصل کی شرح کی، اس کے علاوہ دیگر کئی تصانیف ہیں، حضور ﷺ کے بارے میں نعتیہ کلام اشعار ہیں، ان کا حلقہ درس جامع دمشق میں تھا، ام صالح کی قبر کے پاس قرأت پڑھنے کی مجلس پر فائز ہوئے، وہیں ان کا گھر تھا اور وفات بھی وہیں ہوئی، اتوار کی رات ۱۲ جمادی الثانی میں ہوئی، قاسیون میں دفن ہوئے، قاضی ابن خلکان نے ذکر کیا ہے کہ ان کی پیدائش ۵۵۸ھ میں ہوئی اور ان کے یہ اشعار ذکر کئے ہیں:

> لوگوں نے کہا کہ کل ہم یثرب کی طرف جائیں گے اور ان کے قطعے کی چوکھٹ میں اتریں گے تو جو شخص ان کا قریبی دار تھا ان کی ملاقات سے خوش ہوا، میں نے کہا میرا ایک گناہ ہے تو میں کیا بہانہ کروں گا اور کس چہرے سے ان کو ملوں گا تو انہوں نے مجھے کہا کیا معاف کرنا ان کی عادت نہیں، خصوصاً اس شخص کو جو ان کی امید رکھتا ہو۔

**ربیعہ بنت ایوب**۔۔۔ سلطان صلاح الدین کی بہن، ان کی پہلی شادی ان کے بھائی نے امیر سعد الدین مسعود بن معین الدین سے کی اور خود اس کی بہن عصمت الدین خاتون سے شادی کی، جو کہ نور الدین کی بیوی تھی جس نے خاتونیہ اور خانقاہ بنا کر وقف کی تھی، جب امیر سعد الدین کی وفات ہوئی تو اس کی شادی ملک مظفر کوکبری بن زین الدین حاکم اربل سے کر دی تو یہ ان کے پاس اربل میں ۶۳۰ھ تک رہیں، جب وہ فوت ہو گئے پھر دمشق واپس آگئیں اور دار العقیقی میں اس سال وفات تک مقیم رہیں، ان کی عمر ۸۰ سال سے زائد تھی، قاسیون میں دفن ہوئیں، ان کی

---

(۱) ذیل الروضتین ۱۷۷۔ شذرات الذہب ۲۲۴/۵۔ العبر ۱۷۹/۵

(۲) العبر ۱۷۸/۵۔ النجوم الزاہرة ۳۵۴/۶۔ طبقات المفسرین ۴۲۵/۱، دول الاسلام ۱۴۶/۲

خدمت میں بیٹھی سالہا سال رہیں۔ الخطیب بنت الحسنیٰ تھیں جو عادل کی ایک آستانہ ہیں ، انہی نے ، بیت المقدس کو مقابلہ پر تیسرے سال میں مدرسہ وقف کرنے کی وصیت کی اور ست اللطیف نے حنابلہ پر دوسرا مدرسہ وقف کیا جو آج تک خانقاہ عمری کی مشرقی جانب ہے، پھر جب خاتون کی وفات ہوئی تو ست اللطیف مطالبات میں واقع ہو گئیں اور کئی سال تک قید رہیں۔ پھر انہیں رہا کر دیا گیا تو عادل شمس اشرف نے ان سے نکاح کر لیا اس کے ساتھ ہو گئیں اور الرحبہ کی طرف سفر کیا پھر ۶۴۳ھ میں وفات پائی ، دمشق میں ان کے کئی ذخائر اور شیشے ملے جو باہر پائے گئے جن کی قیمت چھ لاکھ دراہم کے مساوی تھی املاک و وقف کے علاوہ ، رحمہا اللہ تعالیٰ۔

**معین الدین الحسن بن شیخ الشیوخ**[1] صالح نجم الدین ایوب کے وزیر ، اس نے انہیں دمشق کی طرف خوارزمیہ کے ساتھ اس کے محاصرہ کے لئے بھیجا یہاں تک کہ صالح اسماعیل کے ہاتھ سے لے لیا اور وہاں صالح ایوب کی جانب سے بطور نائب مقیم ہو گیا پھر خوارزمی صالح اسماعیل کے ساتھ اس کے خلاف ہو گئے اور دمشق میں اس کا محاصرہ کر لیا۔

پھر رمضان کے آخری عشرہ میں ان کی وفات ہوئی عمر ۵۶ سال تھی ، دمشق پر ان کی کل مدت حکومت سات ماہ تھی ، جامع دمشق میں نماز جنازہ پڑھی گئی اور قاسیون میں اپنے بھائی عماد الدین کے پہلو میں دفن ہوئے۔

**امیر سیف الدین بن قلیج** ۔۔۔ اسی سال حنفیہ پر شیخ کو وقف کرنے والے امیر سیف الدین بن قلیج کی وفات ہوئی اور مدرسہ کے ہی عالی قبر میں مدفون ہوئے جو دار الحدیث میں ان کا گھر تھا اللہ تعالیٰ ان کی اس کوشش کو قبول فرمائے۔

خطیب الحسن شرف الدین ابو عبداللہ بن الشیخ ابی عمر رحمہ اللہ اور السیف احمد بن عیسیٰ بن امام موفق الدین بن قدامہ فوت ہوئے ، یہ اس سال کے ابن شیخ تاج الدین ابوالحسن محمد بن ابی جعفر اپنے وقت کے محدث تھا چند زمانے کے بڑے محدث ، اصحاب میں شیخ الحدیث رحمہ اللہ تعالیٰ اور دوسرے محدث حافظ حسب اللہ ، شرف الدین احمد جوہری اور تاج الدین عبدالجلیل ابہری فوت ہوئے۔

## آغاز ۶۴۴ھ

اسی سال منصور نے بحیرہ حمص کے پاس خوارزمیہ کو شکست دی اور دمشق حلب اور مصر پر صالح ایوب کے نائب کا نام ہو گیا پھر جمادی الاولیٰ میں فخر الدین بن شیخ نے خوارزمیہ کو بہت سخت شکست دی جس سے ان کی جمعیت منتشر ہو گئی اس کے بعد اس نے الکرک کا محاصرہ چھوڑ دیا اور دمشق آگیا اور صالح ایوب نے بھی قصد کیا ، دمشق آیا اور لوگوں سے حسن سلوک سے پیش آیا اور امان دے کر بعلبک اپنی تحویل میں لے لیا ، امیر عز الدین ایبک کے ہاتھ سے بصریٰ لیا اور اس کا محاصرہ کر لیا اور صلخد داؤد بن المعظم سے اور حمص امیر سعید بن عز الدین عادل کے ہاتھ سے لے لی ، اس کی شان و شوکت بہت بڑھ گئی ، اس نے بیت المقدس کی زیارت کی اور اس کے حالات کی خبر لی اس نے حکم دیا کہ اس کی فصیلیں اسی طرح تعمیر کر دی جائیں جیسی حکومت ناصریہ کے آغاز میں تھیں ، اور اس کا خرچ خراج اور غلے سے پورا کیا جائے جو بیت المقدس کی زمینوں سے حاصل ہوتا تھا اور اگر کسی چیز کی ضرورت پڑے تو وہ اپنی طرف سے خرچ کرے گا ، اس سال شام میں پوپ کے قاصد پہنچے کہ اس نے انبرور شاہ فرنگ کے خون کو مباح کر دیا ہے کیونکہ اس نے مسلمانوں سے جنگ میں سستی دکھائی اور اپنی طرف سے اس کے قتل کے لئے ایک جماعت بھیجی ، جب یہ لوگ اس کے پاس پہنچے تو وہ ان کے لئے تیار بیٹھا تھا ، اس نے ایک غلام کو چارپائی پر بٹھایا ہوا تھا انہوں نے اسے بادشاہ سمجھ کر قتل کر دیا اسی وقت انبرور نے انہیں گرفتار کر لیا ، اور پوپ کی تعریف بیان کرنے کے بعد سولی پر چڑھا دیا ان کی کھالیں اتروائیں اور پھر ان کی کھالوں کو بھوسہ بھر کر پوپ کو اس کی اطلاع ملی تو پوپ نے اس کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے ایک بڑا لشکر بھیجا یوں اللہ تعالیٰ نے ان کے درمیان مخالفت ڈال دی اللہ تعالیٰ کے لئے ہی تعریف اور اسی کا احسان ہے۔

---

(۱) دول الاسلام ۲/۱۱۱ ، العبر ۵/۱۷۵ ، النجوم الزاہرہ ۶/۳۵۶

اس سال بروز منگل ماہ ربیع الثانی مکہ میں سخت بگولے چلے، جس سے کعبہ شریف کے پردے گر گئے، یہ پردہ بوسیدہ ہو چکا تھا کیونکہ دو برس سے خلیفہ کی طرف سے نیا نہ آنے کی وجہ سے اس کی تجدید نہ ہو سکی تھی اور یہ پہلی بار ہوا کہ کعبہ پردوں سے خالی تھا اس کو برا شگون سمجھا گیا تھا یہ بنی عباس کی حکومت کے خاتمہ کی علامت تھی، اور اس واقعہ کی توجیہ کی جو عنقریب تاتاریوں کی طرف سے پیش آنے والا ہے۔

بعض کہتے ہیں کہ نائب حرم ابن ابی سرال نے شیخ الحرم عفیف بن منعہ سے کعبہ کو غلاف پہنانے کی اجازت چاہی اس نے کہا یہ صرف خلیفہ کے مال سے ہو سکتا ہے اور اس کے پاس مال تھا نہیں تو اس نے تین سو دینار قرض لئے ان سے روئی کا کپڑا خرید کر اسے سیاہ رنگ چڑھایا اور اس پر پرانے نقوش ترکیب دیئے اور کعبہ کو پہنا دیا اور دوران کعبہ شریف کئی دن بغیر غلاف و پردے کے کھلا رہا۔

اس سال اس کتب خانے کا افتتاح ہوا جسے وزیر مؤید الدین محمد بن احمد علقمی نے دار الوزارۃ میں بنایا تھا، یہ کتب خانہ انتہائی شاندار تھا اس میں بڑی اچھی اور خوبصورت مفید کتب رکھیں، شعراء نے قصائد و ابیات میں اس کی تعریف کی، ذوالحجہ کے آخر میں خلیفہ مستعصم باللہ نے اپنے دونوں بیٹوں امیر ابو العباس احمد اور امیر ابو الفضل عبد الرحمٰن کو غسل دیا، اس کی دعوت بھی منعقد کی گئی جس میں ہر طرح کی فرحت اور مسرت تھی جس کی مثال کئی زمانوں تک نہیں دیکھی گئی، یہ تقریب اور سال بغداد کی خوشیوں کی اس زمانے میں آخری محفل تھی۔

اس سال ناصر داؤد صاحب کرک نے امیر عماد الدین داؤد بن موسک بن جسکو کو گرفتار کیا، یہ نیک اور متقی امراء میں سے تھا اس کے تمام مال چھین لئے اور اسے کرک میں قید کر دیا، اس کے متعلق فخر الدین بن شیخ نے سفارش کی، کیونکہ جب وہ کرک میں اس کا محاصرہ کیے ہوئے تھا تو اس نے اسے چھوڑ دیا تھا یہاں تک کہ اس کے گلے میں ایک زخم ہوا اسے چیرا تو وہ مر گیا اور شہداء کی قبروں کے پاس دفن ہوا۔

اس سال خوارزمیوں کا بادشاہ برکت خان اسی وقت فوت ہوا جب اس کے ساتھیوں کو حمص میں شکست ہوئی جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے۔

**الملک المنصور**[1] ...... اس سال الملک المنصور نے وفات پائی، نام ناصر الدین ابراہیم بن ملک المجاہد اسد الدین شیرکوہ، دمشق میں حاکم حمص، وفات صالح ایوب کی مدد کرنے کے بعد ہوئی وہاں سے حمص منتقل کیا گیا، پہلے یہ بستان سامہ میں ٹھہرا ہوا تھا پھر جب بیمار ہوا تو اسے نیرب کی بجائے بستان اشرف میں بمقام الاحصبہ لایا گیا جس میں وہ فوت ہوا۔

**صاحب محمد بن حسان**[2] ...... اس سال صدر محمد بن حسان ابن رافع العامری الخطیب نے وفات پائی، یہ مکہ کا بہت حج کیا کرتے تھے۔ قصر حجاج میں وفات ہوئی رحمہ اللہ تعالیٰ۔

**فقیہ علامہ محمد بن محمود بن عبد المنعم** ...... اس سال فقیہ علامہ محمد بن محمود بن عبد المنعم المرائی الحنبلی نے وفات پائی، یہ بڑے فاضل، صاحب فنون شخص تھے، ابو شامہ نے ان کی تعریف کی ہے، فرماتے ہیں کہ میں ان کے ساتھ بہت پہلے رہا، انہوں نے حلب میں ملک دمشق میں اپنی شغل کوئی نہیں چھوڑا، جامع مسجد دمشق میں نماز جنازہ پڑھی گئی اور قاسیون میں دفن ہوئے۔

**ضیاء عبد الرحمٰن غماری مالکی** ...... جو شیخ عمرو بن الحاجب کی اسامیوں کے متولی ہوئے جب وہ ۶۳۶ھ میں دمشق سے نکلے ان کے حلقہ میں بیٹھے اور ان کی جگہ مالکیہ کے مدرس رہے اور قبضہ تاج الدین اسماعیل بن جمیل کے طلبہ میں آپ بڑے فاضل اور آپ ہی افضل تھے۔

## آغاز ۶۲۵ھ

اس سال سلطان نجم الدین ایوب بن کامل کی شام سے دیار مصر کی طرف واپسی ہوئی، واپسی پر اس نے بیت المقدس کی زیارت کی وہاں کے

---

[1] شذرات الذہب ۵/۲۲۴، النجوم الزاہرہ ۶/۳۵۶، العبر ۵/۱۸۳

[2] ذیل الروضتین ۱۶۹، شذرات الذہب ۵/۲۲۰، النجوم الزاہرہ ۶/۳۵۶

دمشق میں ان کی املاک تقسیم کئے اور ان کی فصیلوں کو اسی طرح دوبارہ تعمیر کرنے کا حکم دیا جس طرح آپ سے پہلے ملک ناصر نے قبل ازیں کی تھیں اور ان میں طبریہ کی فصیلوں کا محاصرہ کرنے کے لئے فوجیں بھیجیں اور امیر فخر الدین بیت فتح ہو گیا اور معین الدین الثانی نے آخر میں عسقلان بھی فتح کر لیا اور جب یہ بات امور شرعیہ وغیرہ کے خطیب کے بیٹے خطیب عماد الدین داؤد کو خطابت اور غزالیہ کی تدریس سے معزول کر دیا گیا اور اس کی جگہ قاضی القضاۃ عماد الدین عبدالکریم بن الحرستانی کو مقرر کیا جو ابن الصلاح کے بعد دار الحدیث کے شیخ تھے۔ اس سال صالح ایوب نے دمشق کے معززین کی ایک جماعت کو طلب کرنے کا حکم دیا جن میں صالح اسماعیل کی طرف میلان کی تہمت تھی ان میں قاضی محی الدین ابن الزکی اور نصیر الدین ابن العماد تھے۔ شیخ عبد الملک بن سالم اور علم الدین القاسم بن احمد اور شہاب الدین ابن مقری شامل تھے جب یہ لوگ مصر پہنچے تو ملک نے ان کی بات نہیں سنی بلکہ انہیں عزت کے ساتھ واپس بااختیار طریقے سے عزت کے ساتھ چھوڑ دیا گیا۔

## اس سال فوت ہونے والے مشہور حضرات

**الحسین بن الحسین بن علی** ...... ابن حمزہ العلوی الحسینی ابو عبداللہ اقساسی نقیب قطب الدین اقساسی کے ہاں بغداد میں مقیم رہے وہاں کے نقیب مقرر ہونے پھر کوفہ میں گرفتار ہونے بڑے عالم فاضل ادیب اور کامل شاعر تھے۔ علامہ ابن الساعی نے ان کے بہت سے اشعار ذکر کئے ہیں۔ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

**الشلوبین النحوی**[1] ... ابو علی عمر بن محمد بن عبداللہ الازدی ابو علی الاشبیلی جو شلوبین کے نام سے معروف ہے اہل اندلس کی زبان میں سفید اور سرخ کو کہتے ہیں۔ علامہ ابن خلکان نے فرمایا ہے کہ آپ پر نحو ختم ہے جہاں تک اس کی قدر و منزلت کی بات ہے آپ کی کئی تصانیف ہیں جن میں سے "شرح الجزولیہ" اور "کتاب التوطئہ" ہے اس سال آپ کی وفات ہو گئی اور آپ اسی (۸۰) سال کی عمر سے تجاوز کر چکے تھے رحمہ اللہ تعالیٰ۔

**شیخ علی المعروف بالحریری** ... اصلاً بسر کے ہیں جو حوران کے مشرق میں واقع ہے اور دمشق میں کچھ مدت مقیم رہے جہاں آپ کپڑا بنا کرتے تھے پھر اسے چھوڑ کر شیخ علی المغربل کے ہاتھ پر فقیری اختیار کر لی۔

حریری کی جانب ایک گروہ منسوب ہے اور ان سے ایسے افعال ظاہر ہوئے جن کا فقہاء نے انکار کیا جیسے شیخ عزالدین بن عبدالسلام اور شیخ تقی الدین ابن الصلاح اور شیخ ابو عمرو بن الحاجب مالکی وغیرہ کے شیخ تھے پھر حریری کی حکومت قائم ہوئی (اور) آپ کو دمشق میں کئی سال قید کیا گیا پھر اشرف صالح اسماعیل نے اس شرط پر رہا کیا کہ وہ دمشق میں نہیں ٹھہرے گا چنانچہ انہوں نے اپنے شہر بسر کی طرف کوچ کیا اور اسی شہر میں وفات تک رہے۔

علامہ ابو شامہ شہاب الدین نے الذیل میں فرمایا ہے کہ رمضان میں شیخ علی حریری کے نام سے مشہور بسر میں فوت ہوئے جو زرع کے مشرق میں اپنے گاؤں میں مقیم تھے اور دمشق آتے جاتے تھے ایک جماعت ان کے پیچھے لگ گئی جو اصحاب حریری اور حریریت کے نام سے معروف تھے ان کے باطن میں شریعت سے ہٹ کر امور تھے اور فقراء کے لئے ان میں بدعت پیدا ہوئی اور کئی بڑے لوگوں کی اولاد آپ کے پاس بہت سے ایسے امور کا ارتکاب کرتی تھی جن میں امور شرعیہ سے اعراض تھا اور فسق و فجور کے طریقوں کا تتبع تھا۔ اور یہ سب دمشق کے کاملین کے اولاد کے ساتھ ہوا جنہوں نے ان کے مریدوں کی شکل و صورت اختیار کر لی انہوں نے مسجد کی ملازمت کو چھوڑ دیا تھا اور ان کی مجلس میں گانا بجانا اور رقص بھی ہوتا تھا۔ ان کے پاس امرد لڑکے بیٹھتے اور وہ کھانے پینے کی کوئی پرواہ نہ کرتے اور نماز بھی چھوڑ دیتے اور خواہشات پر چلتے رہتے اور بہت سے لوگوں کو گمراہ کر دیا اور اہل علم لوگوں کو فریب دیا علما شریعت نے کہا یہ لوگ قتل کئے جانے کے قابل تھے اللہ تعالیٰ نے اس سے راحت بخشی یہاں تک کہ یہ معاملہ ختم ہو گیا۔

**الخزبیہ کے وقف کرنے والے امیر عزالدین ایبک** ...... معظم کے گھر کے استاذ، بڑے نیک اور علم دوست انسان تھے معظم نے آپ کو صرخد کا نائب بنایا اس سے زیادہ حکایت شاہی اور وزارت کا عہدہ ہو اور عزیزیہ میں اپنا نائب بنایا اور پھر اسے وقف کیا جیسے صالح ایوب نے اس سے عہدہ

---

(۱) البدایۃ والنہایۃ ۲۳۰/۱۳ شذرات الذہب ۲۳۲/۵ فوات الوفیات ۲۰۴/۱

لیا تو اس کا عوض عطا کیا وہ دمشق میں مقیم ہو گیا پھر اس کی یہ عیب جوئی کی گئی کہ وہ صالح اسماعیل سے خط و کتابت رکھتا تھا تو اس پر پابندی لگا دی گئی اور اس کے اموال وذخائر زیر نگرانی لے لئے گئے، پھر بیمار ہوا اور کمزور ہوتا چلا گیا اس نے کہا یہ میرا آخری وقت ہے، پھر اس نے بات کی حتی کہ فوت ہو گیا، مصر میں باب النصریہ میں دفن ہوا پھر اسے اس کی قبر میں جو درقہ کے اوپر ہے منتقل کر دیا گیا، علامہ ابو شامہ نے ان کی تاریخ وفات ۶۲۷ھ لکھی ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

**شہاب غازی بن عادل**...... حاکم میا فارقین اور خلاط وغیرہ یہ بنی ایوب میں سے عقل مند اور فاضل و بیدار شخص تھا جو اشعار پڑھتا تھا وہ یہ ہیں:

یہ بات بڑی تعجب خیز ہے کہ تو دنیا میں زمین پر بیٹھا ہے حالانکہ تو جا رہا ہے۔ تیری یہ چال اس کشتی کی طرح ہے جو کسی قوم کو لے کر چل رہی ہے، جبکہ لوگ بیٹھے ہوں۔

## آغاز ۶۳۶ھ

اس سال سلطان صالح نجم الدین، دیار مصریہ سے دمشق آیا اور حمص کے لئے لشکروں اور منجنیقوں کو تیار کیا اس لئے کہ وہاں کے حاکم ملک اشرف بن موسیٰ بن منصور بن اسد الدین نے حاکم حلب ناصر یوسف بن العزیز سے تل باشر کا تبادلہ کر لیا تھا جب حلبیوں کو دماشقہ کے آنے کی خبر ہوئی تو یہ بھی ایک بڑی تعداد میں ان سے حمص کی مدافعت کے لئے باہر نکل آئے اتفاق سے شیخ نجم الدین البادرائی النظامیہ کے مدرس قاصدوں کے ساتھ آئے ہوئے تھے انہوں نے دونوں گروہوں میں صلح کرا دی، اور دونوں کو اپنے اپنے ہیڈکوارٹر کی طرف لوٹا دیا، اللہ تعالیٰ ہی کی سب تعریفیں ہیں۔

اس سال ایک ترکی نوجوان غلام نے اپنے آقا کے بیٹے کو قتل کر دیا جب اس نے اس سے برائی کا ارادہ کیا تو اس نے مدافعت کی اس غلام کو کیلیں لگا کر سولی چڑھا دیا گیا، یہ بہت خوبرو نوجوان تھا، لوگوں کو اس کی صغر سنی پر افسوس ہوا اس کے بارے میں قصائد کہے، ان میں سے شیخ شہاب الدین ابو شامہ نے اپنی کتاب ذیل میں بھی اس کے بارے میں اشعار کہے اور طوالت کے ساتھ اس کا قصہ بیان کیا ہے۔

اس سال دمشق کے آنے کے بازار میں پرانا رومی طرز کا بنا ہوا ایک پل گر پڑا، یہ قصر ام حکیم کے قریب تھا جس کی وجہ سے بہت سے گھر اور دکانیں انہدام کا شکار ہوئیں، یہ پل دن کے وقت گرا تھا، اور اتوار کی رات ۲۵ رجب شرقی مینارہ میں سخت آگ بھڑک اٹھی تو جو کچھ اس میں تھا سب جل گیا اس کی سیڑھیاں لکڑی کی تھیں، لوگوں کی اس میں رکھی تمام امانتیں راکھ ہو گئیں، اللہ تعالیٰ کی تعریف کہ اس نے جامع مسجد کو محفوظ رکھا، کچھ دنوں بعد سلطان دمشق آیا تو اس نے اسے دوبارہ اسی حالت پر بنانے کا حکم دیا، (میں ابن کثیر) کہتا ہوں کہ پھر یہ مینارہ ۷۴۰ھ کے بعد مکمل طور پر گر کر جل گیا تھا اور پھر دوبارہ اسے پہلے سے اچھی عمارت میں تعمیر کیا گیا۔ وللہ الحمد اس وقت مینارہ بیضاء شرقیہ دمشق میں باقی تھا جیسا کہ حدیث شریف کا مفہوم کہ اس پر عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہوگا جیسا کہ اس کا بیان اپنی جگہ پر ان شاء اللہ تعالیٰ آئے گا۔

پھر سلطان صالح ایوب شاہی چارپائی پر بیمار ہو کر دیار مصریہ کی طرف واپس آیا، اس کی طبیعت انتہائی بوجھل اور ہم ساز تھی اس بیماری نے اسے اپنے بھائی عادل بن ابی کامل جو دیار مصریہ کا اپنے باپ کے بعد حاکم تھا اس کے قتل نے اپنے کام سے غافل کر دیا، اس نے اسے اس وقت قید کر لیا جب اس نے مصر پر قبضہ کیا تھا، جب اس سال کا شوال کا مہینہ آیا تو اس نے اسے پھانسی دینے کا حکم دیا تو شمس الدولہ کی قبر کے پاس اسے پھانسی دی گئی تو اس نے اس کے بعد آئندہ سال کے نصف شعبان تک ہی انتہائی برے حال میں عمر پائی اس کی بیماری بڑھ گئی تو تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہی ہیں جو مخلوق کا مالک اور بادشاہ ہے۔

اس سال دیار مصریہ کے قاضی القضاۃ افضل الدین خونجی کی وفات ہوئی، یہ حکیم اور منطق میں ماہر تھے اس کے باوجود اپنے احکام میں عمدہ کردار کے مالک تھے، شیخ ابو شامہ نے فرمایا کہ کئی لوگوں نے ان کی تعریف کی ہے۔

**علی بن یحییٰ جمال الدین ابوالحسن المحرمی**…… نوجوان، عالم، فاضل، ادیب، شاعر اور ماہر فن تھے، انہوں نے ایک مختصر و بلیغ کتاب لکھی جو کئی فنون کو جامع ہے، ریاضت، عقل، خواہش کی مذمت وغیرہ وغیرہ، انہوں نے اس کا نام نتائج الافکار رکھا، اس میں انہوں نے حکمت والے کلمات کہے ہیں، سلطان ایسا امام ہے جو قابل اتباع ہے اور صاحب شریعت دین ہے، اگر وہ ظلم کرے تو حکام بھی اس کے ظلم و جور کی وجہ سے ظلم کرتے ہیں اور اگر وہ عدل و انصاف سے کام لے تو کوئی بھی شخص اپنے فیصلے اور حکم میں ظلم نہیں کرے گا جسے اللہ تعالیٰ نے اپنی زمین اور اپنے علاقوں میں قدرت دی ہے۔

اور اسے اپنے بندوں اور اپنی مخلوق کے لئے امین بنایا اس کے ہاتھ اور اس کی مشابہت کو پھیلایا اس کی جگہ اور اس کے مکان کو بلند کر دیا تو وہ اس بات کا حقدار ہے کہ امانت ادا کرے، خالص دیانت سے کام لے حسن کردار کا مظاہرہ کرے، سیرت کو بہتر بنائے، انصاف اپنی عادت بنالے اور بدلہ دینا اس کی غرض اور مقصود بن جائے اس لئے کہ ظلم قدم پھسلاتا ہے نعمت کو ہٹاتا ہے فقیری پیدا کرتا ہے، اور امتوں کو تباہ کرتا ہے۔

نیز وہ فرماتے ہیں کہ طبیب سے جھگڑا عذاب کا باعث ہے بہت سے ٹیلے اور تہ بہ تہ قبیلوں سے زیادہ وہ نفع بخش ہیں، غصہ کا موڑ کمزور ہے اور دھوکے کا والی معزول ہے، حکماء کے دل آنکھوں سے بھیدوں کو دیکھ لیتے ہیں اپنے بھائی کی ولایت و حکومت میں بھائی چارگی سے راضی رہ کر جیتا تو اس کی محبت کا خیال رکھتا ہے تو اضع و انکساری شرافت کے جال ہیں حسن ظن کتنی اچھی چیز ہے اگر اس میں عاجزی نہ ہوتی اور بدگمانی کتنی بری چیز ہے اگر اس میں احتیاط نہ ہوتی، اپنے کلام کی شاخوں میں انہوں نے ذکر کیا کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا ایک خادم تھا جس سے کوئی گناہ سرزد ہو گیا، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے اسے سزا دینی چاہی تو اس نے کہا اے میرے آقا! کیا آپ کوئی گناہ نہیں کرتے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہوں؟ تو انہوں نے کہا کیوں نہیں؟ اس نے کہا اس ذات کی قسم! جس نے آپ کو مہلت دی ہے تو آپ مجھے کیوں مہلت نہیں دیتے، چنانچہ آپ نے اسے معاف فرمادیا، اس خادم نے پھر غلطی کی تو آپ نے سزا دینی چاہی تو اس نے پھر دوبارہ ویسا ہی کہا چنانچہ آپ نے پھر اسے معاف کر دیا، جب اس نے تیسری مرتبہ غلطی کی تو آپ نے اسے سزا دی تو وہ کوئی بات نہیں کر رہا تھا۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا کہ تو نے اب کیوں نہیں کہا جیسا کہ تو نے پہلی مرتبہ کہا تھا؟ تو اس نے کہا مجھے آپ کے حلم پر اور اپنے بار بار جرم پر شرم آرہی تھی، اس پر حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ رو پڑے اور آپ نے فرمایا میں اپنے رب سے حیا کرنے کا زیادہ حقدار ہوں تو اللہ تعالیٰ کے لئے آزاد ہے۔

ان کے وہ اشعار جس میں خلیفہ کی مدح کی ہے یہ ہیں:

> اے وہ شخص! جس کے دونوں ہاتھ مخلوق پر اس وقت سخاوت کرتے ہیں جب بادل اپنا پانی دینے سے بخل کریں، اے حاتم کو
> بخیل کرنے والے تو نے کسریٰ پر ستم کیا، تیری امید پر امید اور مجد وریز ہیں۔

ابن ساعی نے ان کے اور بہت سے اشعار ذکر کئے ہیں۔ رحمۃ اللہ تعالیٰ۔

**شیخ ابو عمرو بن الحاجب**…… مالکی عثمان بن عمر بن ابی بکر بن یونس الدوینی ثم المصری، علامہ ابو عمرو شیخ المالکیہ، ان کے والد امیر عز الدین کے مصاحب تھے، یہ علم میں مشغول ہوئے، قرآت پڑھیں، نحو انتہائی اچھی تحریر میں لکھی، علم فقہ حاصل کر کے مقام حاصل کیا اور اہل زمانہ کے سردار ہوئے پھر کئی علوم میں امام بن گئے ان میں اصول فروع، عربیت، صرف، عروض، تفسیر وغیرہ کے علوم شامل ہیں۔

۶۱۷ھ میں دمشق کو وطن بنالیا، اور وہاں جامع میں مالکیہ کے لئے درس دینے لگے یہاں تک کہ ان کا خروج شیخ عز الدین بن عبدالسلام کے ساتھ ۶۳۸ھ میں ہوا، دونوں دیار مصریہ کی طرف چلے گئے بالآخر اسی سال اسکندریہ میں شیخ ابو عمرو کی وفات ہوئی اور مینارہ اور شہر کے درمیان والے قبرستان میں مدفون ہوئے۔

شیخ شہاب الدین ابو شامہ نے فرمایا کہ یہ تیز طبیعت، ذکی امام تھے، معتبر، قابل حجت، متواضع، پاکدامن، بہت شرمیلے، عادل، علم و اہل علم سے محبت رکھنے والے تھے، علم کے لئے تکالیف اٹھانے والے، اسے نشر کرنے والے، مصائب پر صبر کرنے والے، دمشق کئی بار آئے، آخری بار

۶۴۶ھ میں آپ دوبارہ اسکندریہ کے مدرسہ میں مقیم ہو گئے وہاں علم قرأت اور حدیث کے طالبین کے شیخ بن گئے اور علم و عمل میں ارکان دین کی طرح ایک رکن کی حیثیت حاصل کی علوم میں ماہر مسلک تھے، ایک مدت تک طلبہ میں رہے اور علامہ ابن خلکان نے ان کی بڑی تعریف کی ہے کہ وہ ان کے پاس گواہی دینے کے لئے آئے جب وہ مصر میں عدالت کے نائب تھے تو انہوں نے ان سے شرط کا شرط پر پیش کرنے کا مسئلہ پوچھا تھا جب انہوں نے کہا اگر تم کھاؤ اگر تم پیو تو تجھے (بیوی کو) طلاق ہے اگر تم نے پہلے پی لیا تو طلاق کیوں واقع ہو گی؟ تو فرماتے ہیں کہ انہوں نے انتہائی سکون اور متانت سے جواب دیا۔

میں (ابن کثیر) کہتا ہوں فقہ میں ان کی مختصر الفقہ تمام مختصرات سے عمدہ ہے اس میں ابن شاس کے اقوالات ترتیب دیئے ہیں اور اصول میں ان کی کتاب مختصر اصول الفقہ ہے اس میں علامہ سیف الدین آمدی کے اقوالات ہیں جو کہ اکثر فوائد ہیں اور اللہ تعالیٰ نے مجھ پر اس کے یاد کرنے کا فضل فرمایا ہے اس میں انہوں نے جو احادیث نبویہ لکھی ہیں میں نے کتابچوں میں ان پر کلام کیا ہے وللہ الحمد

علم نحو میں ان کی مختصر کی شرح بہت لوگوں نے لکھی ہے اور علم نحو میں مشہور مقدمہ ہے اس میں علامہ زمخشری کی مفصل کا اختصار اور شرح بھی ہے، اور لوگوں نے بھی مفصل کی شرح لکھی ہے اور ان کی کتاب تصریف اور اس کی شرح بھی ہے شاطبیہ کے وزن پر ان کے عروض بھی ہیں رحمہ اللہ تعالیٰ۔

## آغاز ۶۴۷ھ

اس سال شاہ مصر صالح ایوب کی وفات ہوئی اور اس کے بیٹے توران شاہ کا قتل ہوا اور معز عز الدین ایبک ترکمانی کی حکومت ہوئی اور [illegible] اور ملک صالح دمشق سے دیار مصر کی طرف شدید بیماری کی حالت میں آیا تھا، سبط ابن الجوزی کا بیان ہے کہ اس نے دمشق میں منادی کرا دی کہ جس کی کوئی چیز سلطان کے پاس ہو وہ آ جائے، چنانچہ قلعہ میں لوگوں کا جمگھٹا ہو گیا ان کو ان کے اموال دیئے گئے، اور صالح ایوب کی جانب سے دمشق میں اس کا نائب امیر جمال الدین بن یغمور تھا، باب البرید کے اندر باب الحدید تک [illegible] امیر نے باب برید کے وسط میں نئی دکانوں کو خراب کرنے کا حکم دیا کہ یہاں کوئی دکان نہ بنائی جائے سوائے ان دکانوں کے جو اس کے دونوں جانب قدیم تھیں اور شامی جانب کی دکانیں بھی تھیں اور میدان میں [illegible] سب کو بھی منہدم کر دیا گیا۔

ابو شامہ نے فرمایا کہ سلطان نے نائب کو حکم دیا تھا [illegible] امراء سے [illegible] کہ یہ ایک طرح [illegible] سال [illegible] تب [illegible] ملک صالح ایوب نے دمشق میں [illegible] جمال الدین بن یغمور [illegible] دمشق میں مصر کی طرف منسوب تھا خراب کرنے کا حکم دیا [illegible] جیسے کہ [illegible] یہ خراب کر دیا جائے اس کے [illegible] کی بھی خراب کیا جائے صالح ایوب نے [illegible] مصر سے [illegible] کے گھر [illegible] اموال [illegible] پر قبضہ کر لیا اور ایک [illegible] ایوب نے [illegible] حاصل ہو گئی۔

اس سال بغداد میں پانی میں طغیانی آئی جس کی وجہ سے بہت سے محلات اور گھر گر گئے اور تمام بغداد [illegible] جامع قصر کے علاوہ کسی جامع مسجد میں جمعہ ادا نہ ہو سکا اور [illegible] کی جماعت کے [illegible] اس خوف سے [illegible] کر دیئے گئے کہ ان کی [illegible] پانی میں غرق ہو جائے گی، [illegible] ابو علی [illegible] الماس کی [illegible] ۶۴۷ھ [illegible] اس کے بیٹے [illegible] کو قتل کر دیا گیا۔

اس سال فرنگیوں نے دمیاط پر [illegible] قبضہ کر لیا [illegible] سے [illegible] اور اس سال کے [illegible] نے ان کے مقابل [illegible] کے [illegible] فرنگیوں کے خوف سے فرار ہو گئے [illegible] سلطان [illegible] جب [illegible] کی وفات [illegible] میں فوت ہو گیا اس کی [illegible] ام خلیل نے [illegible] اس کی موت کو [illegible]

ظاہر کیا کہ وہ قریب المرگ ہے جب اس کے پاس کوئی شے آئے اور اس کی علامت ظاہر ہوئی اور امراء کو خبر کر دی گئی تو انہوں نے اس کے بیٹے ملک معظم کی طرف پیغام بھیجا وہ حصن کیفا میں تھا وہ لوٹ کر ان کے پاس بہت جلد آ گیا، یہ سب کچھ امراء کے اشارے سے تھا جن میں فخر الدین بن شیخ بھی تھے جب وہ آیا تو انہوں نے اسے اپنا بادشاہ بنا لیا اور سب نے اس کے ہاتھ پر بیعت کی تو وہ ملک کی جماعت میں سوار ہو کر فرنگیوں سے لڑنے لگا اور انہیں شکست دی، ان سے تیس ہزار سوار قتل کیے گئے۔ وللہ الحمد۔

اس سال کے آغاز میں ہوا یہ کہ ترکوں نے ... ملک معظم توران شاہ کو قتل کر دیا، قتل کرنے والے امراء تھے جن میں عز الدین ایبک ترکمانی بھی تھا اس نے اس کے ہاتھ پر مارا جس سے اس کی انگلیاں کٹ گئیں پھر وہ خیمے میں لکڑی کے برج کی طرف دوڑا انہوں نے اس برج کو آگ لگا دی اور وہ اس کے اوپر تھا تو وہ دریا کی طرف بھاگا انہوں نے اسے قتل کیا تو اس نے سمندر میں اترنے کی کوشش کی اور اس میں گھس گیا پھر وہ جب نکلا تو انہوں نے اسے بری طرح قتل کیا اپنے پاؤں سے روندا اور مردار کی طرح دفن کیا گیا فانا للہ وانا الیہ راجعون۔ جن لوگوں نے اسے مارا ان میں بندقداری بھی تھا اس نے کندھے پر مارا اور تلوار اس کی دوسری بغل کے نیچے سے نکل گئی وہ مدد مانگ رہا تھا لیکن کسی نے کوئی مدد نہیں کی۔

## اس سال قتل ہونے والے حضرات

**فخر الدین یوسف بن شیخ بن حمویہ** ..... وہ فضل و جمال اور رعب و جلال اور وجاہت کے حقدار تھے۔ امراء ان کی بڑی عزت کرتے تھے اگر صالح کے بعد یہ انہیں اپنی بیعت کے لیے بلاتے تو کوئی بھی اختلاف نہ کرتا لیکن وہ اسے نبی ایوب کی جانب سے حکومت دینا سمجھتے تھے، فرنگیوں نے انہیں معظم توران شاہ کے مصر آنے سے پہلے ذیقعدہ میں شہید کر دیا۔ ان کے اموال و خزائن لوٹ لیے، ان کے گھر کو ویران کر دیا اور کوئی مناسب اور برا ایسا نہیں چھوڑا جو ان سے نہ کیا ہو حالانکہ جن امراء نے ان کا حق دیا ان کی صدر جہ تعظیم بجا لاتے تھے۔ ان کے اشعار میں سے چند یہ ہیں:

میں نے بچپن میں بتقاضائے نفس کی مخالفت کی اور جب مجھے بالوں نے بڑھاپے اور دیار سالی کی طرف پہنچایا تو معاملہ کے برعکس میں نے خواہش نفس کی، کاش جوانی کی آنکھ میں بڑھاپا ہوتا اور پھر بچپن کی طرف لوٹ جاتا۔

## آغاز ۶۴۸ھ

محرم بروز بدھ معظم توران شاہ نے دمیاط کی سرحد پر فرنگیوں کو شکست دی اور ان کے ۳۰ ہزار افراد قتل کیے، ایک لاکھ افراد کو قید کیا اور بہت سا مال غنیمت حاصل کیا الحمد للہ۔ پھر قیدی امراء کی جماعت کو قتل کیا، قیدیوں میں فرانسیسیوں کا بادشاہ اور اس کا بھائی بھی تھا اور فرانسیسیوں کے بادشاہ کی ٹوپی دمشق بھیجی گئی تو نائب نے اسے پہنا، یہ سرخ لال رنگ کی تھی جس کے نیچے سنجاب کی کھال تھی، اس کے متعلق شعراء کی ایک جماعت نے اس خوشی پر اشعار کہے، قریب تھا کہ وہ جائے حرم میں داخل ہوتے اور انہیں خوشی تھی کہ اللہ تعالیٰ نے نصاریٰ پر فتح دی ہے قریب تھا کہ وہ اسے خراب کر دیتے اور عنقریب حملہ کرنے والے نصاریٰ اس وقت خوش ہوئے جب انہوں نے دمیاط پر قبضہ کیا تھا اور جب یہ شکست ہوئی تو ان کی صورتیں سیاہ ہو گئیں۔

پھر جب ان کی طرف نائب مصر نے پیغام بھیجا تو وہ پیچھے ہٹ گئے اور بہادروں کو حکم دیا انہوں نے اس کے چہرے پر طمانچے مارے۔ محرم کا مہینہ ختم نہیں ہوا تھا کہ امراء نے اپنے استاذ زادے توران شاہ کو قتل کر دیا اور مملکت کی دوسری جانب رخ کر دیا، اللہ تعالیٰ اس پر اور اس کے اسلاف پر اپنا فضل و رحمت فرمائے۔

**معز عزالدین ایبک ترکمانی بنی ایوب کے بعد مصر کا بادشاہ بنتا ہے:**...... جب حکومت صالحیہ کے آخری امراء وغیرہ نے اپنے استاذ زادے معظم غیاث الدین توران شاہ بن صالح ایوب بن کامل بن عادل ابوبکر بن نجم الدین ایوب کو قتل کیا جیسا کہ پہلے گذر چکا ہے کہ اس کی بادشاہی باپ کے بعد دو ماہ رہی، اور جب قتل کا قصہ ختم ہوا تو آپس میں ایک دوسرے سے کہنے لگے الا باس، کوئی حرج نہیں کوئی حرج نہیں تو انہوں نے اپنے درمیان سے امیر عزالدین ایبک ترکمانی کو بلا بھیجا اور اسے اپنا بادشاہ بنا لیا اس کے ہاتھ پر بیعت کی اور اسے معز کا لقب دیا، قاہرہ کی طرف چلے گئے، پانچ دن بعد انہوں نے بنی ایوب سے ایک دس سالہ لڑکا کھڑا کیا وہ ملک اشرف مظفر الدین موسیٰ بن ناصر یوسف بن المسعود واقسیس بن کامل تھا اور معز کو اس کا اتالیق بنا دیا، یوں سکہ اور خطبہ ان کے درمیان مشترک ہوتا اس سلسلہ میں شام کے امراء سے کتابت رکھی، شام میں یہ کام نہ ہو سکا بلکہ ان کے ہاتھ سے نکل چکا تھا سوائے دیار مصریہ کے کسی اور جگہ ان کی حکومت قائم نہ ہو سکی، یہ تمام کاروائی خاتون شجرۃ الدر ام خلیل، صالح ایوب کی لونڈی کے حکم سے ہوئی، اس نے معز سے شادی کر لی، یوں سکہ اور خطبہ اسی کا چلنے لگا مصر اور اس کے صوبوں میں جمعوں کے دنوں اس کے لئے منبروں پر دعائیں ہوتیں اور اسی طرح سکوں پر ام خلیل لکھا جاتا، منشور اور دستخطوں کے لئے اس کا خط اور نام لکھا جاتا، یہ تمام باتیں معز سے تین ماہ قبل تک رہیں پھر اس کا جو زوال و قتل کا حال ہوا اسے ہم عنقریب ذکر کریں گے۔

**ناصر بن عزیز بن ظاہر حاکم حلب دمشق کا فرمانروا بنتا ہے:**...... جب دیار مصریہ میں امراء کے ہاتھوں معظم توران شاہ بن صالح ایوب کا قتل ہوا تو تمام حلبی اپنے استاذ زادے ناصر یوسف بن عزیز محمد بن ظاہر غازی بن ناصر یوسف فاتح بیت المقدس کے ساتھ اور جو بنی ایوب میں سے وہاں تھا ان کے ساتھ جن میں صالح اسماعیل بن عادل تھا، باقی رہنے والوں میں یہ حکومت کا زیادہ حقدار تھا عمر، تیاری، عزت و سرداری ہر لحاظ سے، ان میں ناصر داؤد بن معظم بن عادل اور اشرف موسیٰ بن منصور ابراہیم بن اسد الدین شیر کوہ بھی تھا، حمص وغیرہ کا حاکم تھا ان سب نے آ کر دمشق کا محاصرہ کر لیا اور اس کے بڑی جلدی بادشاہ بن گئے، ابن یغمور کا گھر لوٹ لیا اور اسے قلعہ میں قید کر دیا گیا اور گرد کے علاقے جیسے بعلبک، بصریٰ، صلت، صرخد وغیرہ پر قبضہ جما لیا اور کرک اور شوبک ملک مغیث عمر بن عادل بن کامل کی وجہ سے ان کے لئے ممنوع ہو گئے، اس نے اس فتنہ میں (جب معظم توران شاہ قتل ہوا) ان دونوں علاقوں پر قبضہ کر لیا تھا مصریوں نے اس سے اپنا بادشاہ بنانے کا مطالبہ کیا تو اس نے جو کچھ اس کے چچا کے بیٹوں کے ساتھ ہوا دیکھ کر خوف سے یہ اقدام نہیں کیا اور ان کی طرف نہیں گیا، پھر جب حلبیوں کی حکومت دمشق اور گرد و نواح پر قائم ہوئی تو ناصر قلعہ میں بیٹھا، لوگوں کے دلوں کو خوشی ہوئی۔

اس کے بعد یہ لوگ غزہ کی طرف گئے، دیار مصریہ کو چھین سکیں، تو ان کی طرف مصری فوج نکلی ان سے بڑا سخت معرکہ ہوا تو پہلے شامیوں پر پانسہ پلٹا تو وہ شکست کھا گئے اور ان کے کئی بڑے بڑے لوگ گرفتار ہوئے اور صالح اسماعیل کے لشکر میں کوئی نہ رہا، یہاں پہنچ کر علامہ ابوشامہ نے کسی کے یہ اشعار نقل کئے ہیں جو برمحل ہیں:

اسماعیل نے ہمارے اموال ضائع کئے معنی کو بلا مقصد خراب کیا، اس نے دمشق و گرد و نواح سے راحت پائی یہ اس کا بدلہ ہوا جس نے لوگوں کو مفلس بنا کر خود مالدار بننے کی ٹھانی تھی۔

**قبرستان صالح کو وقف کرنے والے صالح اسماعیل کے کچھ حالات:**...... صالح عقلمند، ہوشیار بادشاہ تھا اس پر حالات نے کئی بار پلٹا کھایا، اشرف نے اپنے بعد اس کے لئے دمشق کی وصیت کی تھی، کچھ ماہ وہ اس کا بادشاہ رہا پھر اس سے اس کے بھائی ملک کامل نے چھین لیا پھر صالح ایوب سے دھوکہ بازی اور فریب کاری سے چھین کر بادشاہ بن گیا اسی میں چار سال سے زائد کا عرصہ بیت گیا، پھر خوارزمیہ کے سال ۶۴۳ھ میں صالح ایوب نے اس کے ہاتھ سے واپس لے لیا اور اس کے ہاتھ میں اس کے دو شہروں بعلبک اور بصریٰ کی حکومت قائم ہو گئی پھر یہ بھی اس سے لے لئے گئے جیسا کہ ہم نے ذکر کیا ہے، پھر اس کے پاس کوئی شہر جائے پناہ نہ رہا تو وہ حلبیوں کی طرف ناصر یوسف جو اس کا حاکم تھا کے پڑوس میں پناہ گزیں ہوا پھر ہم نے جو اس سال دیار مصریہ میں ہونے والے معرکہ کا ذکر کیا اس میں وہ گم ہو گیا نامعلوم کہاں چلا گیا۔ واللہ اعلم، وہ قبرستان میں مدرسہ اور دمشق میں دارالحدیث کو وقف کرنے والا ہے۔

## اس سال فوت ہونے والے حضرات

**ملک معظم توران شاہ بن صالح ایوب**[1] ...... ابن کامل بن عادل، وہ پہلے اپنے باپ کی حیات میں حصن کیفا کا حاکم تھا اس کا باپ اپنے دورِ حکومت میں اسے بلاتا رہا لیکن اس نے کوئی جواب نہیں دیا پھر جب اس کا والد فوت ہوا تو امراء نے اسے بلا بھیجا تو وہ آ گیا تو انہوں نے اسے اپنا بادشاہ بنالیا پھر اسے قتل کر دیا جیسا کہ ہم نے ذکر کیا ہے، یہ واقعہ محرم کی ستائیس تاریخ بروز پیر پیش آیا، یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہ جاہل تھا بادشاہت کی صلاحیت نہیں رکھتا تھا اس کے باپ کو اپنے بیٹے کے قتل کے بعد خواب میں دیکھا گیا تو وہ کہہ رہا تھا

انہوں نے اسے بری طرح قتل کیا اور وہ دنیا کے لئے مثل بن گیا انہوں نے اس کی رشتہ داری اور نہ اس شخص کا خیال کیا جو اس سے پہلے تھا تو
عنقریب دیکھے گا کہ وہ گھٹیا لوگوں کی خوراک بن جائے گا۔

پھر اس کی اور مصریوں اور شامیوں کی جنگ ہوئی جیسا کہ ہم نے ذکر کیا ہے، دونوں صفوں میں جو نامور مسلمان امراء ہلاک ہوئے ان میں شمس الدین لؤلؤ حلبی ملکوں کا نگران، یہ بڑا نیک آدمی تھا، نیکی کا حکم کرتا اور برائی سے منع کرتا تھا۔

**خاتون ارغوانیہ** ...... اسے حافظیہ، حافظ کی خدمت اور تربیت کی وجہ سے کہا جاتا تھا جو قلعہ جابر کا حاکم تھا، وہ بڑی عقلمند باسلیقہ خاتون تھی، لمبا زمانہ پایا، اس کے کئی اموال تھے، یہی مغیث عمر بن صالح ایوب کے لئے کھانا پکاتی تھی صالح اسماعیل نے اس سے مطالبہ کیا اور مال کے چار سو صندوق لے لئے اس نے دمشق میں واقع اپنا گھر خدمتگاروں کے لئے وقف کر دیا اور کیپ یاقوت، جو شیخ تاج الدین کندی کا غلام تھا اس کا باغ خرید لیا اور اس میں قبر اور مسجد بنوائی اور اس مسجد میں کئی عمدہ چیزیں وقف کیں رحمہا اللہ تعالیٰ۔

**امین الدولہ ابو الحسن غزال المتطبب** ...... صالح اسماعیل ابو الجیش کا وزیر جو اپنے بارے میں اور ملک کے متعلق بخل اور اپنے سے اور اپنے مخدوم سے نعمت کے زوال کا سبب، یہی وہ وزیر تھا جس کے متعلق علامہ سبط ابن الجوزی نے یہ تہمت لگائی ہے کہ یہ دین کے ساتھ مذاق کرتا اور یہ اس کا کوئی دین نہیں تھا تو اللہ تعالیٰ نے اس کے شر سے تمام مسلمانوں کو راحت بخشی اس کا قتل اس سال اس وقت ہوا جب صالح اسماعیل مصر میں لاپتہ ہو گیا، امراء میں سے کسی نے اس کا اور ابن یغمور کا قصد کیا اور انہیں پھانسی دیکر مصر کے قلعہ پر سولی دی، اس امین الدولہ کے کئی اموال تحائف، جواہر، سامان جو تین کروڑ دینار کے مساوی تھا دس ہزار جلدیں منسوب خط کے ساتھ اور اس کے علاوہ کئی عمدہ اور نفیس اشیاء تھیں۔

## آغاز ۶۳۹ھ

اس سال ملک ناصر حاکم حلب دمشق کی طرف واپس آیا، مصریوں کی فوجیں بھی آ گئیں تو انہوں نے ساحلی علاقوں سے لے کر شریعہ کی حد تک ایک حکومت قائم کر لی، تو ملک ناصر نے ان کے مقابلہ کے لئے ایک لشکر تیار کیا تو انہیں ہٹاتے ہٹاتے دیار مصریہ تک لے گئے اور ان پر تنگی کی، اسی سال ام خلیل شجرۃ الدر نے ملک معز عز الدین ایبک ترکمانی سے شادی کر لی، جو اس کے خاوند صالح ایوب کا غلام تھا اس سال صالح ایوب کا تابوت اس کے مدرسہ کی طرف قبرستان میں منتقل کیا گیا ترکوں نے تعزیت کے کپڑے پہنے، ام خلیل نے اس کی طرف سے بہت سا مال صدقہ کیا اس سال ترکوں نے دمیاط کو خراب کیا وہاں کے باشندوں کو مصر منتقل کیا اور جزیرہ کو بھی فرنگیوں کے واپس آنے کے خوف سے خالی کر دیا، اس سال "نہج البلاغۃ" کتاب کی شرح بیس جلدوں میں مکمل ہوئی جسے عبدالحمید بن داؤد بن ہبۃ اللہ بن ابی الحدید مدائنی نے تالیف کیا جو وزیر مؤید الدین بن علقمی کا کاتب تھا وزیر نے اسے سو دینار ایک جوڑا اور گھوڑا دیا اور عبدالحمید نے ایک قصیدے میں اس کی مدح کی کیونکہ وہ شیعہ معتزلی تھا، رمضان میں شیخ سراج الدین

---

[1] دول الاسلام ۲/۱۱۹، ذیل الروضتین ۱۸۵، النجوم الزاهرة ۶/۳۶۳

عمر بن بر کی النہرقلی، بغداد میں نظامیہ کے مدرس بنائے گئے، مذکورہ تدریس کے ساتھ ساتھ بغداد کے قاضی القضاۃ بنائے گئے اور انہیں خلعت دی گئی اور شعبان میں تاج الدین عبدالکریم بن شیخ محی الدین یوسف بن شیخ ابو الفرج بن الجوزی، اپنے بھائی عبداللہ کے بعد بغداد کے محتسب بنائے گئے جنہوں نے اسے بے رغبتی سے چھوڑ دیا تھا چنانچہ تاج الدین کو خلعت دی گئی اور ان کے سر پر سائبان کا بندوبست کیا گیا اور خدام ان کی خدمت کے لئے سوار ہوئے۔

اس سال صلیت میں عید کی نماز عصر کے بعد پڑھی گئی یہ عجیب بات ہے، اسی سال خلیفہ کی طرف سے حاکم یمن صلاح الدین بن یوسف بن عمر بن رسول کا خط آیا جس میں اس بات کا ذکر تھا کہ یمن میں ایک شخص خلافت کا دعویٰ کرتے ظاہر ہوا تو اس نے ایک لشکر روانہ کیا جس نے انہیں شکست دی اور اس کے جو مددگار تھے انہیں قتل کیا اور ان سے صنعاء چھین لیا، وہ خود ایک معمولی جماعت میں جو اس کے ساتھیوں سے باقی بچے تھے بھاگ نکلا، نیز اس سال خلیفہ نے مختلف تقرریں اور احکام جاری کئے۔

**بہاء الدین علی بن حبۃ اللہ بن سلامہ الحمیری** ...... اس سال بہاء الدین بن علی بن حبۃ اللہ بن سلامہ الحمیری خطیب بغداد کی وفات ہوئی، بچپن میں عراق کا سفر کیا اور وہاں اور دوسرے علاقوں میں سماع حدیث کیا بڑے فاضل تھے، امام شافعی کے مسلک میں مشہور معرفت والے شخص تھے، دیندار، خوش اخلاق، کشادہ دل، اور بڑے نیک باز تھے، بہت کم ایسا ہوا کہ ان کے پاس کوئی آیا ہو اور انہوں نے اسے کھانا نہ کھلایا ہو، کئی شیوخ سے جن میں سلفی وغیرہ ہیں سماع حدیث کیا اور لوگوں کو ان کی کئی زیادہ مرویات سنائیں، اس سال کی ذی الحجہ میں ان کی وفات ہوئی، عمر ۹۰ سال تھی، قرافہ میں دفن ہوئے رحمہ اللہ تعالیٰ۔

**قاضی ابو الفضل عبدالرحمن بن عبدالسلام**[1] ...... ابن اسماعیل بن عبدالرحمن بن ابراہیم اللمغانی الحنفی علم وقضاء کے گھرانے کے فرد، امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار میں درس دیا اور قاضی القضاۃ ابن فضلان شافعی کے نائب رہے، اس کے بعد قاضی القضاۃ ابو صالح نصر بن عبدالرزاق الحنبلی، پھر عبدالرحمن بن مقبل الواسطی کے نائب بنے، بعد میں ان کی وفات کے بعد ۶۴۳ھ میں بغداد میں قاضی عبدالرحمن اللمغانی عدالت بغداد کے مستقل قاضی بن گئے، انہیں قاضی القضاۃ کے بجائے اقضی القضاۃ کا لقب دیا گیا، ۶۳۵ھ میں مستنصریہ میں حنفیہ کے لئے درس دیا، وہ اپنی سیرت وکردار میں احکام کے نافذ اور ختم کرنے میں قابل قدر تھے، جب ان کی وفات ہوئی تو بغداد میں نظامیہ کے شیخ سراج الدین النہرقلی، قاضی القضاۃ مقرر ہوئے رحمہما اللہ تعالیٰ۔

## آغاز ۶۵۰ھ

اس سال تاتاری جزیرہ، سروج، راس العین اور گردونواح کے علاقوں کی طرف پہنچے قتل وغارت گری اور خرابی کا بازار گرم کر دیا، انا للہ وانا الیہ راجعون، سنجار پہنچے تو حران اور راس العین کے درمیان چلتے رہے ان سے چھ سو شکر کی بوریاں اور دیار مصریہ کا بہت سا سامان چھ لاکھ دینار لے لئے اس سال اہل جزیرہ میں سے جو لوگ قتل ہوئے ان کی تعداد دس ہزار تھی، اور اسی تعداد میں بچے اور عورتیں گرفتار ہوئیں۔

علامہ سبط ابن الجوزی نے فرمایا اس سال لوگ بغداد سے عازم حج ہوئے انہیں مستنصر کے زمانے سے دس سال ہو گئے کہ انہوں نے حج نہیں کیا تھا اس سال حلب میں آگ لگ گئی جس سے چھ سو گھر جل گئے، کہا جاتا ہے کہ فرنگیوں ملعونوں نے قصداً یہ آگ لگائی تھی۔

اس سال قاضی القضاۃ عمر بن علی النہرقلی نے مدرسہ تاجیہ کا انتظام واپس لے لیا جس پر عوام کی ایک جماعت نے قبضہ کر لیا تھا اور اسے قیساریہ کی طرح بنا لیا تھا جس میں ایک عرصہ خرید وفروخت کرتے رہے یہ مدرسہ انتہائی شاندار بالکل نظامیہ کے مشابہ ہے کہا جاتا ہے کہ اس کا بانی تاج الملک تھا جو ملک شاہ سلجوقی کا وزیر تھا اس میں پہلا درس شیخ ابو بکر شاشی نے دیا۔

---

(۱) الجواهر المضيه للقرشي ۱/۳۰۲،۳۰۱، الحوادث الجامعه ۱۵۷، العسجد المسبوق ۵۸۳.

**جمال الدین بن مطروح** ...... اسی سال جمال الدین بن مطروح کی وفات ہوئی، یہ فاضل رئیس، وزیرک اور شاعر شخص تھے ان کا شمار آسودہ حال لوگوں میں ہوتا تھا پھر ملک صالح ایوب نے دمشق میں کسی وقت انہیں اپنا نائب بنالیا انہوں نے فوجی لباس پہنا۔

سبط ابن الجوزی نے فرمایا کہ وہ اس میں جچتے نہ تھے ان کے وہ شعر جو انہوں نے ناصر داؤد حاکم کرک کے بارے میں اس وقت کہے تھے جب اس نے فرنگیوں سے قدس واپس لے لیا پھر جب حکومت کاملیہ میں ۶۳۱ھ میں قدس ان کے سپرد ہوا تو اس شاعر نے یعنی ابن مطروح نے کہا:

مسجد اقصیٰ کی یہ عادت چلی آرہی ہے جو ضرب المثل بن گئی ہے، جب بھی یہ کفر کا وطن بنی اللہ تعالیٰ نے اس کی مدد کے لئے کوئی مددگار بھیج دیا، پہلے ناصر نے پہلی مرتبہ اور دوسرے ناصر نے دوسری مرتبہ اسے پاک کیا۔

جب صالح نے انہیں نیابت سے معزول کیا تو یہ بے یار و مددگار رہ گئے فقراء و مساکین کے ساتھ بڑی نیکی سے پیش آتے، ان کی وفات مصر میں ہوئی۔

نیز اس سال شمس الدین محمد بن سعد مقدسی نے وفات پائی، یہ بہترین خط کے کاتب اور صاحب ادب تھے، کئی شیوخ سے حدیث کا سماع کیا، سلطان صالح اسماعیل اور ناصر داؤد کی خدمت کی، دیندار، فاضل اور شاعر تھے، ان کا ایک قصیدہ ہے جس میں سلطان صالح اسماعیل کو ان امور میں نصیحت کرتے ہیں اور لوگوں میں سے جو اس کا وزیر، قاضی اور حاشیہ بردار وغیرہ ملتا ہے اسے نصیحت کرتے۔

## اس سال نامور فوت ہونے والے حضرات

**عبدالعزیز بن علی** ...... ابن عبدالجبار المغربی، ان کے والد بغداد میں پیدا ہوئے وہیں حدیث کا سماع کیا، طلب علم میں جان کھپائی، اور حدیث میں حروف تہجی کی ترتیب پر کئی جلدوں میں ایک کتاب لکھی اور اس میں امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے مسلک کا بیان تحریر کیا ہے۔

**شیخ ابو عبداللہ محمد بن غانم بن کریم** ...... اصبہانی، بغداد تشریف لائے نوجوان اور فاضل شخص تھے شیخ شہاب الدین سہروردی کے سامنے زانوئے تلمذ طے کیا ان کا طریقہ بڑا اچھا تھا تفسیر میں ید طولیٰ رکھتے تھے، تصوف کی طرز پر ایک تفسیر لکھی، جس میں لطائف بیان کئے ہیں، وعظ میں ان کے کلام کا کچھ حصہ اس پر مشتمل ہے، یہ عالم اپنی فضا کی عظمت میں ایک ذرہ ہے اور کتاب حکمت میں ذرہ ایک عالم کی طرح ہے، اصول فروع بن جاتے ہیں جب اولیت کا جمال ہوتا ہے اور فروع اصول بن جاتے ہیں جب مغرب سے اس کی انتہا کا سورج طلوع ہوگا تعلقات ختم ہو جائیں گے رات پر پردے پڑے ہیں ستاروں کی شمعیں روشن ہیں رقیبوں کی آنکھیں مشتاقوں سے غافل ہیں رکاوٹ کے پردے وصال کے دروازے سے ہٹا دیئے گئے، یہ کیا واقعہ ہے حالانکہ دوست نے تو دروازہ کھول رکھا ہے، یہ کیسی جدائی ہے حالانکہ آقا نے پردوں کے حاجب کو پھاڑ دیا ہے۔

عقیق کے اطراف میں خیمہ نما فرمائی ہے جب میں ارادہ کروں اور آنسو اس میں منتقل ہیں، جب میں حی کے باسی کے عشق شوق میں مر نہ جاؤں، تو میں اپنے دعوے میں کب سچا ہوں؟ اے لیلیٰ کے گھر محبت میں مشتاق کب برابر ہوتے ہیں؟ اور نہ ہر شراب اصلی ہوتی ہے اور نہ وہ شخص جو تجھ سے دل سے ملے، برابر ہوتا ہے اور نہ وہ مشتاق ہے جو تیری طرف چلے۔ محبت کے دعوے بڑھ چڑھ کر ہونے لگے سو محبتوں میں قید اور آزاد برابر ہیں۔

اے اس وادی! کیا تم میں کوئی ایسا ہے جو آسمان پر چڑھ سکے؟ اور اے اپنے ناموں کے جیل خانوں کے قیدیو! کیا تم میں کوئی شیخ محمود جیسا شخص ہے جو وحشی جانور اور پرندوں کے اسرار سمجھ سکے؟ کیا تم میں کوئی موسیٰ کلیم اللہ کے شوق کی طرح شوق رکھتا ہو اپنی شوق کی زبان سے کہے اے پروردگار میں تجھے دیکھنا چاہتا ہوں، اس لئے کہ انتظار کو ایک زمانہ گزر گیا اور جب لوگوں نے پانی مانگا تو پانی مانگنے کے بعد کیا مشتاق کا نفس اللہ تعالیٰ کی طرف نہیں چڑھا، آسمانوں کی آنکھیں اشکبار ہو گئیں، اور بادلوں کو دودھ پلانے والیوں نے دودھ کی تلاوت کی، اور مٹی کے دودھ پیتے ذرات نے رحمت کے دودھ کو چوسا اور بادلوں کے پیچھے سے شفاف پانی کے قطرے نکلے، اس سے زمین سرسبز ہوگئی اور دوشیزاؤں کی آنکھیں ٹھنڈی ہوئیں اور باغات سبز ریشم سے مزین ہوگئے، رنگ کی روشنائی نے اسے اچھے انداز سے مزین کیا، باد صبا کے پودوں سے نور کے شگوفوں کو کھولا، اس نے اپنی سانسوں سے پھولوں کی جیبوں کو کھولا، کائنات کے اجزا اپنی صفات کی زبانیں اور تعبیر کی عادات میں بولنے لگے۔

اے سونے والو! بیدار ہو جاؤ، اور اے دور ہونے والو! لوٹ آؤ، دیکھو اللہ تعالیٰ کی رحمت کے آثار، کیسے زمین کو اس کی موت کے بعد زندہ کرتا ہے، یہی ذات مردوں کو زندہ کرنے والی ہے، اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

ابو الفتح نصر اللہ بن ہبۃ اللہ ...... ابن عبد الباقی بن ہبۃ اللہ بن الحسین بن یحییٰ بن صاقہ الغفاری الکنانی المصری ثم الدمشقی، ملک معظم اور اس کے بیٹے ناصر داؤد کے خصوصی آدمیوں میں سے تھے، انہوں نے اس کے ساتھ ۶۳۳ھ میں بغداد کا سفر کیا، خوش مذہب اور دلچسپ گفتگو کرنے والے تھے، ان کے اشعار میں سے یہ ہے: تم نے جب میری سرداری کا میری زیارت کے لائق انکار کیا اور مجھے قرب کی بجائے بعد، بعد میں دیا اور میری بے رخی میں وصال کی حلاوت گنتی کی رات کی دقت کی وجہ سے مجھ پر ایسی تم سے نہیں رک سکا تو تو نے میری آنکھوں کو خیال نہ دیا تو میں نے زندگی کی آسائش نیند اور حلاوت میں پائی۔

## آغاز ۶۵۱ھ

اس سال شیخ نجم الدین البادرائی، خلیفہ کے قاصد، حاکم مصر اور حاکم دمشق کے لشکر میں داخل ہوئے اور دونوں فوجوں میں صلح کرائی، ان میں جنگ بہت تیز ہو گئی اور سخت جھڑپ ہوئی تھی، مصری فوج نے فرنگیوں سے ساز باز کر لیا اور ان سے وعدہ کیا کہ وہ شامیوں کے خلاف ان کی مدد کریں گے تو انہیں بیت المقدس دے دیا جائے گا، اور کئی تھے پھوٹ پڑے تو انہوں نے ان میں صلح کرا دی، اور شاہی گھرانے کے کئی بادشاہوں کی ایک جماعت کو دیار مصریہ سے چھڑایا، ان میں صالح اسماعیل کی اولاد، اشرف کی بیٹی اور اس کے علاوہ حاکم حمص وغیرہ کی اولاد تھی، اللہ تعالیٰ اسے اس کا اچھا بدلہ عطا فرمائے۔

اس سال کے ذیل میں جیسا کہ علامہ ابن ساعی نے ذکر کیا ہے کہ بغداد میں ایک شخص تھا جس کے سر پر ایک ریشمی پیالہ بھرا تھا، وہ پھسلا تو پیالہ ٹوٹ گیا تو وہ کھڑے ہو کر رونے لگا، لوگوں کو اس پر بڑا دکھ ہوا کیونکہ وہ فقیر اور لاچار آدمی تھا، اور اس کا ملک میں اس کے سوا کچھ نہ تھا، تو وہاں موجود لوگوں میں سے کسی نے ایک دینار دیا، اس نے دینار لے کر اس میں غور سے دیکھا اور کہنے لگا: بخدا یہ دینار ہے میں اسے جانتا ہوں، یہ دینار پہلے سال جو دینار میرے ہاتھ سے نکل کر گر گئے تھے ان میں سے ہے، تو مجمع میں سے کسی نے اسے گالی دی تو اس شخص نے کہا: جو تو نے بات کی ہے اس کی کیا علامت ہے؟ کہا: اس کا اتنا وزن ہے، اس کے پاس ۲۳ دینار تھے، جب لوگوں نے ان کا وزن کیا تو وہ اتنے ہی نکلے جتنا وزن اس نے بتایا تھا تو اس آدمی نے ۲۳ دینار نکال کر دے دیئے، اس نے انہیں جیسا بتایا تھا ویسا ہی پایا جب سے وہ اس کے ہاتھ سے گرے تھے، لوگوں کو اس بات پر بڑا تعجب ہوا۔

علامہ ابن ساعی فرماتے ہیں کہ اسی سے ملتا جلتا یہ واقعہ مکہ مکرمہ میں پیش آیا ہے کہ ایک شخص نے زمزم سے غسل کرنے کے لئے اپنے کپڑے اتارے اور اپنے بازو سے ایک بازو بند اتارا جس کا وزن پچاس مثقال تھا، اور اپنے کپڑوں کے ساتھ رکھ دیا، غسل سے فارغ ہو کر اس نے کپڑے پہنے اور بازو بند بھول گیا اور وہاں سے چل دیا، بغداد پہنچا اور دو سال تک اسی طرح رہا اور اس سے مایوس ہو گیا، اور اس کے پاس تھوڑا سا مال رہ گیا تو اس نے ان پیسوں سے شیشے اور کچھ چیزیں خریدیں تاکہ انہیں بیچ سکے۔

اچانک تیز ہوا چلی اور وہ پھسلا اور شیشے ٹوٹ گئے، تو وہ کھڑے ہو کر رونے لگا، لوگ اس کے پاس جمع ہو گئے اور اس پر افسوس کرنے لگے، اس نے اپنی گفتگو کے دوران کہا: اے لوگوں کی جماعت! بخدا مجھ سے دو سال سے ایک بازو بند گم گیا ہے جس کا وزن پچاس مثقال ہے، مجھے اتنی اس کی پرواہ نہیں جتنی ان شیشوں کی ٹوٹنے سے ہے۔

اس کا کہنا ہے کہ جب میری ساری تجارت ٹوٹ گئی تو مجمع میں سے ایک شخص نے اسے کہا کہ بخدا مجھے وہ بازو بند ملا ہے اور اسے اپنے بازو سے اتارا، حاضرین کو اس پر بڑا تعجب ہوا، واللہ اعلم بالصواب۔

## آغاز ۶۵۴ھ

علامہ سبط ابن الجوزی نے اپنی کتاب مرآۃ الزمان میں فرمایا کہ اس سال مکہ مکرمہ سے یہ خبریں آنا شروع ہوئیں کہ وہاں عدن کی زمین میں ایک آگ کسی پہاڑ سے نکلی ہے، اس کے انگارے سمندر تک اڑتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں یہ تو رات کا معاملہ ہے اور دن میں اس کا بہت زیادہ دھواں بلند ہوتا نظر آتا ہے تو لوگوں کو اس بارے میں کوئی شک ہوا کہ یہ وہی آگ ہے جس کے متعلق حضور ﷺ نے فرمایا کہ وہ آخری زمانے میں ظاہر ہوگی، لوگ گناہوں سے تائب ہوئے اور ظلم و فساد سے اپنے ہاتھ کھینچے، بھلائی اور صدقات و خیرات کرنے لگے۔

اسی سال فارس اقطائی نجد سے آیا، مسلمانوں کے مال لوٹے، کچھ کو قید کیا اس کے ساتھ سمندری مفسدین کی ایک جماعت تھی انہوں نے بغاوت، سرکشی اور تشدد کا بازار گرم کر رکھا تھا وہ ملک معز ایبک ترکمانی اور اس کی بیوی شجرۃ الدر کی طرف کچھ دھیان نہ دیتے، معز نے اپنی بیوی سے مشاورت کی کہ وہ اقطائی کو قتل کرنا چاہتا ہے تو اس نے اجازت دیدی، اس نے اس کے خلاف مہم کا آغاز کر دیا بالآخر مصر میں قلعہ منصورہ میں اسے قتل کر دیا، اس طرح مسلمانوں کو اس سے راحت ملی۔

اسی سال شیخ عزالدین بن عبدالسلام نے مدرسہ صالح ایوب میں جو دو محلوں کے مابین ہے درس دیا اور اسی سال شاہ روم کی بیٹی انتہائی زیب و زینت اور شاندار قیام میں دمشق کے حاکم ناصر بن عزیز بن ظاہر بن ناصر کی بیوی آئی اس کی وجہ سے دمشق میں کئی پر رونق مجلسیں ہوئیں۔

**عبدالحمید بن عیسیٰ** ..... شیخ شمس الدین خسروشاہی، مشہور متکلم، اور ان لوگوں میں سے ہیں جو امام فخرالدین رازی کے پاس اصول وغیرہ سیکھنے میں مصروف رہے، پھر شام آئے تو ملک ناصر داؤد معظم کے ہو کر رہ گئے، اس کے پاس بڑا مرتبہ پایا، علامہ ابوشامہ فرماتے ہیں کہ یہ شیخ بارعب، با فضل، منکسر المزاج اور خوبصورت شخص تھے، علامہ سبط ابن الجوزی نے فرمایا کہ وہ متواضع زیرک ان کے پاس خیر کے کام ہوتے، ان کے متعلق یہ نہیں منقول ہے کہ کسی کو بھی تکلیف پہنچائی ہو، فائدہ ہی پہنچایا ورنہ خاموش رہتے، دمشق میں فوت ہوئے اور قاسیون میں ملک معظم کی قبر کے دروازے پر دفن ہوئے۔

**شیخ مجد الدین بن تیمیہ مصنف الاحکام** ..... عبدالسلام بن عبداللہ بن ابی القاسم الخضر بن محمد بن علی بن تیمیہ الحرانی الحنبلی، شیخ تقی الدین ابن تیمیہ کے دادا، ۵۹۰ھ کے اردگرد کے عرصہ میں پیدا ہوئے بچپن میں اپنے چچا خطیب فخرالدین کے پاس فقہ سیکھا اور کئی شیوخ سے سماع حدیث کیا، کئی شہروں کا سفر کیا، حدیث و فقہ میں کمال حاصل کیا، تدریس و افتاء کا کام کیا اور طلبہ کو پہنچایا، عیدالفطر کے روز حران میں انتقال فرمایا۔

**شیخ کمال الدین بن طلحہ**(۱) ..... جو دمشق میں دولعی کے بعد خطیب مقرر ہوئے، وہاں سے معزول ہو کر جزیرہ میں نصیبین کے قاضی بن گئے، پھر حلب پہنچے وہیں اسی سال وفات ہوئی، علامہ ابوشامہ فرماتے ہیں کہ عالم فاضل شخص تھے ان سے وزیر بننے کا مطالبہ کیا گیا تو وہ اس سے باز رہے، یہ تائید غیبی تھی، رحمہ اللہ تعالیٰ۔

**سید بن علان**(۲) ..... دمشق میں حافظ ابن عساکر سے سماع کے ذریعہ روایت کرنے والے آخری شخص ہیں۔

**ناصح فرج بن عبداللہ الحبشی** ..... حدیث کا کثرت سے سماع کرتے، مسند، بخاری، صحاح، اور سماع حدیث کے پابند آخر اسی مشغلے

---

(۱) اعلام النبلاء ۳/۳۳۷، ذیل الروضتین ۱۸۸، شذرات الذهب ۵/۲۲۱، طبقات الشافعیه ۸/۶۳، العبر ۵/۲۱۳، عیون التواریخ ۲۰/۷۸، النجوم الزاهرة ۷/۳۳، الوافی بالوفیات ۳/۱۷۶

(۲) تکملة اکمال الاکمال ۳۰۵، ذیل الروضتین ۱۸۸، شذرات الذهب ۵/۲۶۰، العبر ۵/۲۱۳، عیون التواریخ ۲۰/۷۷، النجوم الزاهرة ۷/۳۳

عمر دمشق کے دارالحدیث نوریہ میں وفات پائی۔

نصر بن صلاح الدین یوسف بن ایوب ...... اس سال حلب میں وفات ہوئی سب سے آخری شخص ہیں رحمہ اللہ تعالیٰ۔

## آغاز ۶۵۳ھ

علامہ سبط ابن الجوزی نے فرمایا کہ اس سال ناصر داؤد انبار سے دمشق واپس آیا پھر لوٹا اور بواسطہ عراق آ کر حج کیا پھر قیمن اور دلیل کر کے میں صلح کرائی پھر ان کے ساتھ حمام حلہ کی طرف لوٹا، اور اسی سال سوموار کی رات ۱۸ صفر حلب میں شیخ ضیاء الدین صقر بن یحییٰ بن سالم نے وفات پائی۔ وہ بڑے فاضل اور بزرگ شخص تھے۔ ان کے اشعار میں سے یہ قول ہے کہ جو شخص کسی ایسی حالت کا دعویٰ کرے جو اسے شریعت کے طریقے سے نکال دے تو ہرگز اس کے ساتھ نہ بیٹھنا کیونکہ وہ بغیر نقصان کے کچھ شے پیدا نہیں کرنے والے ہیں۔

ابو العز اسماعیل بن حامد[1] ...... بن عبدالرحمٰن القوصی آپ نے دارالحدیث کے لئے جب میں اپنے گھر کو وقف کر دیا اسی میں ان کی قبر ہے یہ دروس کے سامنے تعلیم دارالسلام کے علاقے میں تھی جو اس کا تعلق شہرت ہوئی۔ یہ خوش مزاج اور خوش طبع انسان تھے بکثرت گفتگو کرتے، لوگوں کا مجمع لگاتے اور آپ اپنے مشائخ سے حکایات نقل کر کے کئی شعر بنا کر سناتے تھے۔ علامہ ابو شامہ فرماتے ہیں کہ میں نے ان کی کئی معجم دیکھی ہیں جن میں سے بعض غلط اور اوہام پائی ہیں جن کا تعلق اسماء رجال کے فن سے ہے، اسی میں سے ان کی یہ غلطی ہے کہ انہوں نے حضرت سعد بن عبادہ بن دلیم کی طرف اپنے آپ کو منسوب کیا اور کہا سعد بن عبادہ بن صامت نے کہا حالانکہ یہ غلط ہے اور کہا کہ قوص کی کھادری کی شرح میں بھی غلطی کی ہے اور ابو بکر کو حسین لکھا ہے۔ علامہ ابو شامہ نے فرمایا: میں نے یہ ان کی تحریر سے لکھا ہوا دیکھا ہے۔ اس سال ۲۰ ربیع الاول وفات پائی، شرف الدین کے نقیب نے حلب میں وفات پائی اور ان کی وفات بھی وہیں ہوئی۔

## آغاز ۶۵۴ھ

اس سال حجاز کی زمین سے ایک آگ کا ظہور ہوا جس نے بصری میں اونٹوں کی گردنوں کو روشن کر دیا جیسا کہ اس کے متعلق وہ حدیث ناطق ہے جو باتفاق بخاری و مسلم میں منقول ہے جیسا کہ اس کے بارے میں شیخ ابو شامہ شہاب الدین مقدسی نے اپنی تاریخ میں کافی شرح کی ہے اور بہت سی کتب سے حوالے نقل کیا ہے جن میں اس آگ کا تذکرہ ہے اور لوگوں کا مشاہدہ کہ وہ کیسے نکلی اور اس کا کیا حال تھا، دمشق سے ... تک جو ... چلا آیا ہے اور یہ دلائل النبوۃ کی باب علامات قیامت میں اس کے اجمالی حصہ میں تھی۔ اس کا خلاصہ وہ ہے جو علامہ ابو شامہ نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ مدینہ منورہ کی طرف سے دمشق کی طرف خطوط آئے جن میں اس آگ کے نکلنے کا بیان ہے کہ اس آگ کا ظہور ان کے پاس اس سال کی پانچ جمادی الاخریٰ میں ہوا اور خطوط پانچ رجب کو لکھے گئے اور آگ اسی حالت پر تھی اور وہ ہمارے پاس یہ خطوط ۱۰ شعبان تک پہنچے پھر فرماتے ہیں:

اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے۔

صورت حال یہ ہے کہ ۶۵۴ھ کے شعبان کے ابتداء میں مدینہ رسول ﷺ سے شہر دمشق کی طرف چند خطوط آئے جن میں وہاں پیش آنے والے ایک بڑے معاملے کی شرح اور صحیحین میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ایک روایت کی تصدیق لکھی ہوئی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک کہ ارض حجاز سے ایک آگ نکلے گی جو بصری میں اونٹوں کی گردنوں کو روشن کر دے گی، جن لوگوں نے اس آگ کا مشاہدہ کیا ان میں سے قابل اعتماد شخص نے مجھے بتایا کہ اسے یہ بات پہنچی ہے کہ اس نے تیماء میں اس آگ

---

[1] العبر للذہبی ۵/۲۱۸، شذرات الذہب ۵/۲۶۰، تعلیم ۱۳/۲۱۵، النجوم الزاہرة ۷/۳۵

کی روشنی میں خطوط لکھے، اس کا بیان ہے کہ ہم انہی راتوں میں اپنے گھروں میں تھے، ہم میں سے ہر ایک گھر میں ایک چراغ تھا، اس کی گرمی نہ تھی اور نہ اس کی جلن تھی، یہ بھی اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی تھی، ابو شامہ بیان کرتے ہیں کہ مدینہ سے وہ صورت ہے جس پر آنے والے خطوط میں اشارہ کیا گیا ہے۔

پھر جب ۳ جمادی الثانی ۶۵۴ھ بدھ کی رات ہوئی، مدینہ شریف میں ایک عظیم آواز ظاہر ہوئی جس کے بعد ایک عظیم زلزلہ برپا ہوا جس سے زمین کانپ اٹھی اور دیواریں، چھتیں، لکڑیاں اور دروازے ہلنے لگے اور گھبراہٹ پیدا ہوگئی، یہ سلسلہ اس مہینے کی ۵ تاریخ جمعہ تک جاری رہا، پھر حرہ میں قریظہ کے قریب بمقام [illegible] ایک عظیم آگ ظاہر ہوئی، ہم اسے اپنے گھروں میں بیٹھے دیکھتے تھے، گویا وہ ہمارے پاس ہے، یہ بہت بڑی آگ تھی جس کے شعلے تین میناروں سے زیادہ بلند تھے، وادیوں میں اس کی وجہ سے پانی کی طرح آگ بہنے لگی، وادی شظا کے راستے اور گزرگاہیں بند ہوگئے۔

خدا کی قسم ہم نے ایک جماعت کو پہاڑ پر آگ دیکھنے کے لیے چڑھتے دیکھا، ہم نے دیکھا کہ پہاڑ اس سے بہہ رہے ہیں، [illegible] حاجیوں کے لیے عراقی راستہ بند ہوگیا اور وہاں سے چل کر وادی شظا تک پہنچ گئی، ہم ڈر گئے کہ یہ ہم تک پہنچ جائے گی، پھر وہ مشرق کی جانب چلی گئی، اس کے درمیان سے شعلے اٹھتے تھے گویا آگ کے پہاڑ ہیں جو پتھروں کو بہا لے جا رہے تھے، یہ وہ آگ تھی جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے: "وہ آگ ایسے شعلے پھینکتی ہے جیسے محل، گویا وہ زرد اونٹ ہیں"۔ میں نے یہ خط ۵ رجب ۶۵۴ھ کو لکھا، جب کہ آگ ابھی تک اسی حالت میں ہے اور ہم سخت ڈرے ہوئے ہیں، جس وقت یہ آگ ظاہر ہوئی اس سے چھ دن پہلے ہی آواز آتی تھی جو ہم اپنے کانوں سے سنتے تھے اور اس کی آگ ہم اپنی آنکھوں سے دیکھتے، رات کے وقت گویا وہ چراغوں کی مشعلیں ہیں اور دن کو گویا آگ کا دھواں ہے، آگ کے پہاڑ ہیں اور آگ کے بڑے بڑے ٹکڑے ہیں، ہم ہر گھڑی اس کے بارے میں لوگوں کو بتاتے اور ہم خوف زدہ ہیں، اللہ تعالیٰ اس کا اچھا انجام کرے، میں اس کی کیفیت بیان نہیں کر سکتا۔

ابو شامہ نے بیان کیا ہے کہ اس کے آخر میں تھا کہ ۶۵۴ھ کے جمادی الآخر کے پہلے جمعہ کو ظاہر ہوا اور مدینہ منورہ کی مشرقی جانب میں ایک بڑی آگ ظاہر ہوئی اس کے اور مدینہ کے درمیان آدھے دن کا فاصلہ تھا، زمین سے پھٹ کر یہ بڑی آگ نکلی جس کے بہاؤ سے بڑی وادی بہہ پڑی، پھر وہ مدینہ کے ساتھ ساتھ آگ کی طرح بہنے لگی اور اُحد کی طرف جا پہنچی، آگ ایسی پھیلی جیسے گویا وہ بڑے بڑے شہر ہیں، اس کے بعد مدینہ منورہ کے رہنے والے اللہ کی طرف رجوع کرتے ہوئے نبی علیہ السلام کے پاس استغفار اور اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرتے ہوئے آئے، یہ سب قیامت کے دلائل ہیں۔

بیان کرتے ہیں کہ ماہ کے آخر میں تھا جب سوموار کی رات ۳ جمادی الثانی کا چاند ۶۵۴ھ ہوا، مدینہ میں ایک آواز ظاہر ہوئی جیسے بادل کی گرج کی آواز، اس وقت سے اس کی حالت پر دو دن گزر گئے، پھر جب بدھ کی رات اس کے بعد ۳ تاریخ ہوئی تو ہم زلزلہ سے ڈر گئے جو زبان سے بیان نہیں ہو سکتا، ہم نے اس زلزلے کے آخری دن تک اس کو محسوس کیا، پھر جمعہ کے دن ایک بہت بڑی آگ ظاہر ہوئی جس کا ذکر ابھی ہوا، مسجد نبوی کے قریب گویا وہ مدینہ سے صرف ایک دن کی مسافت پر تھی، اور مسجد کے پاس یہ کسی بھی جگہ سے نکل رہی تھی، ہم نے کہا کہ یہ بڑی آگ پہلے ظاہر ہوئی ہے، بلکہ اس کی شکل بیان کی جا سکتی ہے، اس آگ سے وادی بڑھ کر چلی گئی، پھر یہ بنو قریظہ کی طرف چلی، اور اس کی آواز گرج کی طرح تھی، جس کی گرمی سے ... مدینہ کی آبادی کو خطرہ ہوا، آگ نے ہمیں خوف میں ڈال دیا اور سب سے بڑی مشکل یہ تھی کہ پہاڑ آگ سے بہہ رہے تھے، ہم نے اپنے سامنے ایک ایسی وادی دیکھی جو پگھلی ہوئی آگ کا دریا تھی، ہم اس سے پیچھے ہٹ گئے تو وہ مدینہ کی طرف بڑھی، اس کے پیچھے اس کا دھواں اٹھا جس کی شدت سے [illegible] کافی لوگوں سے چھوٹی ہوئی، شہر نے اپنے گناہوں سے توبہ کی اور اہل مدینہ نے بہت سے غلام آزاد کیے اور صدقہ کیا۔

قاضی سنان نے کہا ہے کہ ہمیں قاضی سنان بن عبد الوہاب بن نمیلہ نے بتایا کہ مدینہ کے امیر کو میں نے خط لکھا اور اپنے جیسا بتایا، جب زلزلہ ہوا تو ۳ جمادی الثانی کی رات کے آخری حصے میں مدینہ میں سخت زلزلہ آیا جس سے ہم خوف زدہ ہوگئے اور رات سے صبح تک یہ کیفیت رہی، ۵ تاریخ جمعہ کے دن دوپہر کو حرہ میں آگ ظاہر ہوئی، جب ہم نے اسے دیکھا تو مدینہ کے امیر نے خطبہ دیا اور کہا کہ ہم اپنی جانوں سے بچیں، پھر وہ ہمارے ساتھ آگ کی طرف نکلے، آگ کی آواز، بادل اور گرج کی طرح تھی، شہر کے لوگ اس سے اپنے گھروں میں بھی ڈرے رہے۔ یہ بات کہہ کر وہ دوبارہ

کے قریب ختم ہوا اس کی آواز اچک لینے والی بجلی کی طرح تھی، پھر جمعہ کے روز حرہ کے راستے میں احیلین کے سر پر ایک بہت بڑی آگ طلوع ہوئی جو بڑے شہر کی طرح تھی، وہ آگ ہم سے صرف ہفتہ کی رات جدا ہوئی ہم اس سے خوفزدہ ہو کر بہت حد تک ڈر گئے، میں امیر کے پاس اس سے گفتگو کرنے گیا، میں نے اس سے کہا کہ اللہ تعالیٰ کے عذاب نے ہمیں آگھیرا ہے اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرو، تو اس نے اپنے تمام غلام آزاد کر دیئے جس جماعت سے مال لیا تھا انہیں واپس کر دیا، جب وہ یہ کام کر چکا تو میں نے اسے کہا ہمارے ساتھ ذرا حضور ﷺ کے مزار کے پاس آؤ تو وہ امیر آیا تو ہم نے ہفتہ کی رات وہاں گزاری، ہمارے ساتھ سب لوگ، عورتیں اور بچے تھے۔

نخلستان میں، نہ مدینہ میں اور نہ حضور علیہ السلام کے مزار کے پاس کوئی بھی نہ رہا پھر وہاں سے آگ کی نہر جاری ہوئی اور احیلین کی وادی میں چلنے لگی راستہ بند ہو گیا پھر حاجیوں کے دریا کی طرف بڑھی یہ دریا انتہائی جوش کے ساتھ چلتا رہا اس کے اوپر ایک انگارہ ہے جو چلتا رہا یہاں تک کہ وادی نے وادی شظا کو کاٹ دیا، اس وادی میں اس جیسا سیلاب کبھی نہ آیا کیونکہ یہ آگ ڈیڑھ آدمی کے برابر بلند تھی۔

بخدا اے میرے بھائی ہماری آج کی زندگی بڑی مکدر ہے تمام اہل مدینہ نے توبہ کی، کوئی ستار، دف بجانے والا نہ رہا اور نہ شراب و کباب کی محفل رہی اور آگ برابر چلتی رہی یہاں تک کہ اس نے حاجیوں کے راستوں اور دریاؤں کو بند کر دیا اس میں سے ہمارے پاس آگ بہنے لگی، ہمیں اندیشہ ہوا کہ ہمارے پاس آ جائے گی، لوگ جمع ہو کر حضور علیہ السلام کے پاس گئے اور سب نے آپ کے پاس جمعہ کی رات توبہ کی اس کا جو حصہ ہمارے پاس تھا قدرت الٰہی سے بجھ گیا اور وہ المسلہ تک تھا، وہ آگ کم نہ ہوئی، وہاں آپ کو اونٹوں کی طرح پتھر دکھائی دیتے، اور اس کی آواز تھی جو ہمیں سونے نہیں دیتی تھی نہ ہم کھاتے اور نہ ہی پیتے تھے تمہارے سامنے اس کی عظمت اور اس میں جو ہولناکی تھی اسے بیان نہیں کیا جا سکتا۔

اہل ینبوع نے اسے دیکھا انہوں نے اپنے قاضی ابن سعد کو اس کی طرف بھیجا وہ ڈرتے ڈرتے اس کے پاس آیا لیکن وہ بھی اس کی عظمت و بڑائی کو بیان نہ کر سکا انہوں نے رجب کی پانچ تاریخ کو لکھا جبکہ یہ آگ اپنی حالت پر تھی لوگ اس سے خوفزدہ تھے اور سورج اور چاند جب بھی طلوع ہوتے تو بحالت گرہن طلوع ہوتے، ہم اللہ تعالیٰ سے عافیت کا سوال کرتے ہیں۔

علامہ ابو شامہ نے فرمایا کہ ہمارے پاس دمشق میں گرہن کا اثر سورج کی دھوپ سے کمزور دیواروں پر ظاہر ہوا، ہمیں حیرانگی تھی کہ یہ کیسے ہوا؟ بالآخر ہمارے پاس اس آگ کی خبر آ گئی۔

میں (ابن کثیر) کہتا ہوں کہ ابو شامہ نے اس آگ کے متعلق خطوط آنے سے پہلے کی تاریخ لکھی ہے، انہوں نے کہا کہ اس سال سوموار کی رات ۶ جمادی الثانی رات کے ابتدائی حصے میں چاند گرہن ہوا وہ بہت سرخ تھا پھر وہ صاف ہو گیا سورج گرہن بھی ہوا اور آنے والے کل میں طلوع اور غروب کے وقت پھر سرخ ہو گیا اور کئی دن اس کا رنگ تبدیل اور روشنی کم رہی، اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے پھر وہ فرماتے ہیں کہ اس سے اس مسئلے کی وضاحت بھی ہو گئی جس کی صورت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کسوف اور عید کے جمع ہونے کی بیان کی ہے، جسے اہل نجوم نے مستبعد سمجھا ہے۔

پھر علامہ ابو شامہ نے فرمایا، ابو قاشانی جو مدینہ کے باشندے تھے ان میں سے کسی کا آخری خط تھا جس میں وہ کہہ رہا تھا کہ جمادی الثانی میں ہمارے پاس عراق کے کچھ معزز لوگ آئے انہوں نے بغداد کے بارے میں یہ خبر دی کہ عراق بہت غرقابی کا شکار ہوا یہاں تک کہ پانی شہر کی فصیلوں کے اوپر سے گزر گیا بہت سے لوگ ڈوب گئے، پانی شہر کے درمیان دارالخلافہ میں داخل ہو گیا وزیر کا گھر اور ۳۸۰ گھر منہدم ہو گئے۔

خلیفہ کا خزانہ بھی گر گیا اسی طرح اسلحہ فیکٹری کا اکثر سامان خراب ہو گیا، لوگ ہلاکت کے قریب پہنچ گئے کشتیاں شہر کے درمیان داخل ہونے لگیں بغداد کی گلیاں پانی سے بھر گئیں۔ فرماتے ہیں کہ رہے ہم تو ہمارے پاس بڑا حادثہ پیش آیا وہ یہ کہ جب جمادی الثانی کی تین تاریخ بدھ کی رات ہوئی تو اس سے دو دن پہلے لوگ مسلسل ایک آواز سننے لگے جس کی آواز بادل کی کڑک کی سی تھی، لوگ اس سے گھبرا گئے، اپنی نیند سے بیدار ہو گئے اور چیخ چیخ کر اللہ تعالیٰ سے استغفار کرنے لگے اور گھبرا کر مسجد میں نماز پڑھنے لگے اور برابر وقفہ وقفہ سے صبح تک زلزلہ آنے لگا، یہ تمام واقعہ بدھ کے روز کا ہے، جمعہ کی صبح کو زمین بہت زور سے کانپی جس سے مسجد کے مینار آپس میں ٹکرا گئے، مسجد کی چھت کی بڑی سخت چرچراہٹ سنی گئی، لوگ اپنے گناہوں کی وجہ سے ڈر گئے، جمعہ کی صبح ظہر کی نماز کے وقت سے پہلے زلزلہ ختم ہو گیا پھر ہمارے پاس حرہ میں قریظہ کے پیچھے سوارقیہ کے راستے میں مقاعد میں صبح سے ظہر تک کے فاصلے کا جو راستہ ہے اس میں زمین سے بہت بڑی آگ پھوٹنے لگی، لوگ بہت سخت گھبرا گئے پھر اس آگ کا دھواں آسمان کی طرف

بلند ہونے لگا، جو سفید بادل کی طرح تھا، آسمان پر جا کر ٹھہر گیا اور مغرب کی جانب جمعہ کے دن پہنچ گیا پھر اس دھوئیں کی ایسی آگ ظاہر ہوئی جس کی لپٹیں تھیں وہ آسمان کی طرف چڑھ رہی تھی، گویا کہ وہ قلعہ ہے برابر بڑھنے لگی لوگ گھبرا کر مسجد نبوی اور حجرہ شریف کی طرف پناہ لینے لگے حجرے کا احاطہ کرلیا انہوں نے اپنے سر کھول کر گناہوں کا اقرار کیا اللہ تعالیٰ کے سامنے عاجزی کی اور نبی علیہ السلام کے حضور پناہ لی، لوگ ہر جانب اور نخلستان سے مسجد میں پہنچ گئے عورتیں، بچے گھروں سے نکل آئے سب نے جمع ہو کر اخلاص سے اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کی، آگ کی سرخی نے پورے آسمان کو ڈھانپ لیا، لوگ صرف چاندی کی سی روشنی میں رہ گئے آسمان گوشت کے لوتھڑے کی طرح ہو گیا، لوگوں کو ہلاکت یا عذاب کا یقین ہو گیا۔

لوگوں نے یہ رات نماز پڑھتے، تلاوت کرتے، رکوع و سجود کرنے کی حالت میں گزار دی، اپنے گناہوں سے ہاتھ کھینچے، گناہوں کی معافی مانگتے، توبہ کرنے میں گزار دی، آگ اپنی جگہ میں ٹھہر گئی، اس کی زیادتی اور بھڑک کم ہونے لگی، فقیہ اور قاضی امیر مدینہ کے پاس اسے وعظ و نصیحت کرنے کے لئے گئے اس نے ٹیکس ختم کر دیا، اپنے تمام غلام آزاد کر دیے جو کچھ اس کے زیر نگیں تھا سب کچھ ہمیں اور دوسروں کو واپس کر دیا، وہ آگ اپنی حالت پر ہی شعلہ زن رہی، لمبائی میں وہ ایک بڑا پہاڑ دکھائی دیتی اور چوڑائی میں پورا شہر تھی، اس سے ذرے جیسے نکلتے جو آسمان کی طرف چڑھ جاتے اور پھر اسی میں گرتے، بڑے پہاڑ کی طرح اس سے آگ نکلتی جو بادل کی کڑک کی طرح ان پتھروں کو پھینکتی، کچھ دن اسی حالت پر رہی اس کے بعد وادی شظیین کی طرف تخت رہے میں بھی وہاں وادی الشظا کی طرف نکل گئے، بالآخر اس کا سیلاب بحرۃ الحاج سے جا ملا، پتھر اس کے ساتھ حرکت کرتے رہے یہاں تک کہ حرہ کے عریض میدان کے قریب پہنچ گئے۔

پھر وہ آگ ٹھنڈی پڑ گئی اور ٹھہر گئی اس کے بعد پھر سے اپنے آگے اور پیچھے پتھر پھینکنے لگی حتیٰ کہ اس نے دو پہاڑ بنائے اس کی زبان کی دونوں تک دونوں پہاڑوں سے باہر نکلتی، پھر یہ آگ اور اس کی چمک ابھی تک بڑھ رہی ہے اور پہلے سے زیادہ بھڑک رہی ہے ہر دن رات کے آخری حصہ سے لے کر چاشت تک سخت آواز سنائی دیتی ہے اس کے بڑے عجائب ہیں میں تمہارے سامنے اس کی تشریح مکمل طور پر نہیں بیان کر سکتا، یہی کافی ہے، سورج اور چاند ابھی تک گہن زدہ ہی نکلتے ہیں، یہ خط لکھا گیا اور آگ ایک مہینہ ہو گیا کہ وہ اپنی جگہ پڑی ہے نہ آگے بڑھی نہ پیچھے ہٹی، اس کے متعلق کچھ لوگوں نے اشعار کہے ہیں ان میں سے ایک آدمی کے یہ اشعار ہیں:

اے تکلیف کو ہٹانے والے! ہمارے گناہوں سے درگزر فرما، بے شک اے پروردگار ہمیں مصیبت نے گھیر لیا ہے، ہم آپ کے حضور ان مصیبتوں کی شکایت کرتے ہیں جن کی ہم طاقت نہیں رکھتے، حالانکہ ہم ان کے حقدار ہیں، ایسے زلزلے جو سخت پہاڑوں کو ہلا دیتے ہیں، بھلا اس کے سامنے بلند پہاڑ کیا جرأت رکھ سکتے ہیں، وہ زلزلے سات دن زمین کو ہلاتے رہے اور وہ ٹوٹ گئی اسے دیکھنے سے سورج کی آنکھ خیرہ ہو گئیں، آگ کا سمندر جس کے اوپر پہاڑوں کی کشتیاں جو زمین میں لنگر انداز ہیں گویا اس کے اوپر پہاڑ تیر رہے ہیں اور اس پر موجیں تو اس صورت کی وجہ سے ٹپک رہی ہیں وہ محلات کی طرح اپنے شراروں کو دائیں بائیں پھینکتی ہے وہ گویا موسلا دھار بارش ہے جس کا میزاب و پرنالہ کھول دیا گیا ہے وہ چیختے تو ہمارے خوف کے چٹانوں کے دل پھٹ جائیں اور کھجور کی شاخ کی طرح روشنیاں کپکپاتی ہیں، اس کی وجہ سے آسمان میں گہرا دھواں چھا گیا جس کے باعث سورج سیاہ فام ہو گیا اس کی لپٹ نے بدر کامل میں بھی داغ ڈال دیا، اور چودھویں رات پوری کرنے کے بعد وہ تاریک رہی، ساتویں زمین اس کیفیت کو اپنی زبانوں سے بیان کر رہی ہیں جو اس کے پانی کو تحت الثریٰ لاحق ہے اس کی لپٹ نے برجوں کا احاطہ کر لیا، قریب ہے کہ گر ٹوٹ جائے زمین سے علاوہ اس نشانی میں کتنا تعجب ہے جو رسول اللہ ﷺ کے معجزات میں سے ہے جنہیں عقلمند قوم سمجھتی ہے۔

تیرے خفیہ اسم اعظم کی قسم! اگرچہ ہمارے گناہ بڑھ گئے اور سیاہ دل برا ہو گیا، ہر خطا فرط جہالت سے ہوئی البتہ درگزر فرما، بخش دے، فضل فرما، گناہوں کو مٹا دے، معاف فرما، اور سخاوت کرم کرتا ہیں۔

یونس علیہ السلام کی قوم جب ایمان لے آئی تو اللہ تعالیٰ نے ان سے عذاب کو ہٹا لیا، اور پوری قوم کو نعمتوں سے نوازا اور ہم اس مصطفیٰ ﷺ کی امت ہیں اور ہمیں ان کی طرف سے آپ کے قابل امید عفو و درگزر کی دعا ملی ہے، اگر یہ رسول (حضرت محمد ﷺ) نہ ہوتے تو اللہ تعالیٰ کے راستہ کی طرف کوئی روشن راستہ نہ پاتی تو رحم فرما اور رسول مختار ﷺ پر درود بھیج، جب تک اوراق منبر پر کبوتری چہکتی رہے۔

میں (ابن کثیر) کہتا ہوں: کہ اس آگ کے متعلق جو حدیث آئی ہے وہ صحیحین میں بروایت امام زہری رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے، انہوں نے

حضرت سعید بن المسیب، انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک کہ حجاز کی زمین سے وہ آگ نہیں نکلے گی جو بصریٰ میں اونٹوں کی گردنوں کو روشن نہ کردے گی، یہ بخاری کے الفاظ ہیں۔

یہ اس سال یعنی ۶۵۴ھ کا واقعہ ہے جیسا کہ ہم نے ذکر کیا ہے مجھے قاضی القضاۃ صدر الدین علی بن ابی القاسم التمیمی الحنفی نے جو دمشق کے حاکم تھے دوران مذاکرہ خبر دی اور اس حدیث کا ذکر چھڑ گیا اور اس سال جو اس آگ کا معاملہ ہوا تو انہوں نے کہا کہ ایک اعرابی نے بصریٰ میں انہی راتوں کی بات میرے والد کو بتائی کہ انہوں نے اس آگ کی وجہ سے جو حجاز میں ظاہر ہوئی اونٹوں کی گردنوں کو دیکھا۔

میں (ابن کثیر) کہتا ہوں: کہ ان کی پیدائش ۶۴۲ھ میں ہوئی ان کے والد بصریٰ میں حنفیہ کے مدرس تھے اسی طرح ان کے دادا بھی انہوں نے بھی یہی درس دیا، پھر وہاں سے دمشق منتقل ہوئے تو صادریہ اور مقدمیہ میں درس دیا اس کے بعد حنفیہ میں قاضی القضاۃ (چیف جسٹس) بن گئے۔

احکام میں ان کا بہت اچھا کردار رہا، جس وقت حجاز میں اس آگ کا واقعہ پیش آیا تو ان کی عمر ۱۲ سال تھی، انہی جیسی عمر والے لوگ اعرابی کی خبر کو جو اس نے ان کے والد کو دی ضبط کرنے والے ہیں، اللہ تعالیٰ کے نبی حضرت محمد ﷺ پر اللہ تعالیٰ کا درود و سلام ہو۔

کسی شاعر نے حجاز کی اس آگ اور بغداد کی غرقابی کا نقشہ شعر میں کھینچا ہے اس کی ذات پاک ہے جس کی مشیت ایک مقدار سے مخلوق میں جاری ہوئی، بغداد کو پانی میں ڈبو دیا جیسے حجاز کی سرزمین کو آگ سے جلایا۔

علامہ ابو شامہ نے فرمایا کہ بہتر تھا کہ وہ شاعر یوں کہتا کہ جس سال عراق کو غرق کیا اسی سال ارض حجاز کو آگ سے جلایا۔

علامہ ابن السباعی نے ۶۵۴ کی تاریخ میں فرمایا کہ ۱۸ رجب بروز جمعہ یعنی اس سال میں وزیر کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ مدینہ رسول اللہ ﷺ سے ایک قاصد کی معیت میں جو قیماز علوی حسنی مدنی سے معروف تھا خط آیا، کاتب نے خط لے کر پڑھا وہ اس خبر پر مشتمل تھا کہ سوموار کے روز ۲ جمادی الثانی مدینہ منورہ میں زلزلہ آیا جس سے قبر شریف بھی ہل گئی، لوہے کی آواز سنی گئی زنجیریں حرکت میں آ گئیں، مدینہ منورہ سے چار فرسخ کے فاصلہ پر ایک آگ ظاہر ہوئی وہ ایسے آگ پھینک رہی تھی جیسے پہاڑوں کے سر ہوتے ہیں، ۱۵ دن تک یہ آگ رہی، اس قاصد نے کہا میں آیا تو وہ آگ ابھی تک ایسے ہی ہے اس میں کوئی کمی نہیں آئی، وزیر نے اس سے پوچھا کہ وہ آگ کن اطراف میں چنگارے پھینکتی ہے؟ تو اس نے کہا ہم نے اس میں ایک شاخ پھینکی تو اس نے اسے نہیں جلایا بلکہ وہ پتھروں کو جلاتی اور پگھلاتی ہے، اس قیماز نے کچھ جلی ہوئی چٹانیں نکالیں تو وہ رنگ اور وزن کی میں کوئلے کی طرح تھیں۔

راوی کا کہنا ہے کہ خط میں ذکر کیا وہ خط قاضی مدینہ کے قلم سے تھا کہ بھونچال کے وقت لوگ حرم نبوی ﷺ میں داخل ہوئے سر کھول کر استغفار کرنے لگے، مدینہ کے نائب نے اپنے تمام غلام آزاد کر دیے، تمام مظالم سے ہاتھ کھینچ لیا وہ مسلسل استغفار کرتے رہے یہاں تک کہ زلزلہ ختم ہو گیا مگر وہ آگ ختم نہیں ہوئی، وہ قاصد آیا تو اس آگ کو چودہ دن گزر گئے ابھی تک وہ اپنی حالت پر ہے۔

علامہ ابن السباعی نے فرمایا کہ میں عادل شخص محمود بن یوسف بن الامعانی مدینہ منورہ علی ساکنہا افضل الصلوٰۃ والسلام کے حرم کے شیخ کے خط سے لکھا ہوا پڑھا ہے، جس میں وہ فرماتے ہیں "یہ آگ جو حجاز میں ظاہر ہوئی ایک بہت بڑی نشانی ہے اور وہ قرب قیامت کا ایک صحیح اشارہ ہے، نیک بخت وہ ہے جو موت سے پہلے فرصت کو غنیمت جانے، اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ اپنے تعلق میں جو کمی ہے اس کا تدارک موت سے پہلے کر لے، یہ آگ ایسی زمین میں ہے جو پتھریلی ہے جہاں درخت و نباتات کا نام تک نہیں، یہ آگ اگر کوئی چیز نہ پائے تو اپنے آپ کو کھاتی ہے پتھر کو جلاتی اور پگھلاتی ہے جو گارے کی طرح ہو جاتے ہیں اور جب انہیں ہوا لگتی ہے تو وہ لوہا کی بھٹی سے نکلنے والے لوہے کے میل کی طرح ہو جاتے ہیں، اللہ تعالیٰ اسے مسلمانوں کے لیے عبرت اور لوگوں کے لیے رحمت بنائے، حضرت محمد ﷺ اور ان کی آل اطہار کے طفیل۔

علامہ ابو شامہ نے فرمایا کہ اس سال رمضان کی آمد پر جمعہ کی رات مسجد نبوی ﷺ میں آگ لگ گئی اس کی ابتدا شمال کی جانب غربی کنارے سے ہوئی، ایک شخص خزانے میں داخل ہوا اس کے پاس آگ تھی وہ آگ دروازوں میں لگ گئی پھر بہت جلد چھت تک پہنچ گئی اس کے بعد چھتوں میں چلنے لگی قبلہ کی جانب پہنچ گئی تو لوگوں نے جلدی سے اسے کاٹ دیا، ایک گھنٹہ بھی نہ گزرا تھا مسجد کا پورا چھت جل گیا اس کے ستونوں میں بھی آگ لگ گئی جس سے اس کا تانبا پگھل گیا، یہ سارا واقعہ لوگوں کے سونے سے پہلے پیش آیا، حجرہ نبوی کی چھت بھی جل گئی اور جو کچھ وہاں ہوتا تھا وہ

اور یہ اسی حالت پر رہا یہاں تک کہ مسجد نبوی کی شمالی اور حجرے کی تعمیر شروع ہوئی، صبح کے وقت لوگوں نے نماز کے لئے جو جگہ بنائی اور اس کے دیوار آگ اور مسجد کی آگ کو نشانیوں میں شمار کیا گویا کہ حضور ﷺ نے آنے والے حالات کے لئے ڈرایا تھا، جنہیں ہم ذکر کریں گے، یہ شیخ شہاب الدین ابو شامہ کا قول تھا۔

علامہ ابو شامہ نے کہا اس سال اور اس کے بعد آنے والے واقعات کے متعلق یہ شعر کہا ہے:

۶۵۴ھ کے بعد چوتھے سال کے قریب ارض حجاز کی آگ اور مسجد نبوی ﷺ کی آتش زدگی اور بغداد کی غرقابی کا واقعہ پیش آیا، پھر پہلے سال تاتاریوں نے بغداد پر قبضہ کرلیا اس کے بعد اہل بغداد نے اس کی مدد نہ کی جبکہ کفر کے کئی مددگار تھے جو مسلمانوں کے خلاف تھے۔ ہائے افسوس! اسلام کیا تھا؟ خلافت کی حکومت اس سے خالی ہوگئی اور مستعصم بغیر خلافت کے رہ گیا، مبارک ہو بادشاہ مصر کو اور شام کے علاقوں پر سلام ہو، اے پروردگار اے عزت والے والجبروت والاکرام! سلامتی کی حفاظت فرما اور باقی شہروں کو عافیت دے۔

اس سال ماہ ذی القعدہ میں مدرسہ ناصریہ جوانیہ مکمل ہوا اور اس کے اوقاف اسے وقف کرنے والے الملک الناصر صلاح الدین یوسف بن الملک العزیز محمد بن الملک الظاہر غیاث الدین غازی بن الناصر صلاح الدین یوسف بن ایوب بن شاذی فاتح بیت المقدس نے حاضر ہوا اور اس میں شہر کے قاضی صدر الدین ابن سنی الدولہ نے درس دیا، ان کے پاس امراء اہل حکومت علماء اور اصحاب حل و عقد دمشق میں حاضر ہوئے اور اسی سال اس نے قاسیون کے پہاڑ کے دامن میں ناصری خانقاہ کی تعمیر کا حکم دیا۔

## اس سال فوت ہونے والے نامور حضرات

**الشیخ محمد الدین عبداللہ بن الحسن بن البلخی[1]**…… لوگوں سے تعلقات منقطع کر کے زہد کی طرف متوجہ ہوا، تلاوت و عبادت مسلسل کرتے اور قاسیون کے دامن کی ایک مسجد میں ۳۰ سال تہاجر رہنے کا اہتمام کیا، لوگوں میں سے بہترین شخص تھے، وفات ہوئی تو اپنی مسجد کے قریب اپنے نام سے مشہور قبر میں دفن ہوئے، صالحیہ کے راستوں میں ایک حمام بھی آپ کی طرف منسوب ہے، علامہ سبط ابن الجوزی نے ان کے متعلق تعریفی کلمات کہے، مورخین نے ان کی وفات کی تاریخ یہاں کی جو میں نے ذکر کی ہے۔

**یوسف بن الامیر حسام الدین[2]**…… قزاوغلی بن عبداللہ عتیق الوزیر عون الدین یحییٰ بن ہبیرہ الحنبلی رحمۃ اللہ علیہ الشیخ شمس الدین ابو المظفر الحنفی البغدادی ثم دمشقی، سبط ابن الجوزی، ان کی والدہ رابعہ بنت شیخ جمال الدین ابو الفرج ابن الجوزی واعظ ہیں، یہ خوبصورت خوش الحان واعظ تھے اور واعظ کی فضائل والے صاحب تصنیفات شخص ہیں، مرآۃ الزمان ۲۰ جلدوں میں ان کی کتاب تاریخ میں سب سے اچھا مجموعہ ہے، انہوں نے اپنے نانا کی کتاب المنتظم کو جمع کیا ہے اور اس پر اپنے زمانے تک کی تاریخ کا اضافہ کیا ہے جو سب سے خوبصورت تاریخ ہے ۶۰۰ھ کے قریب میں دمشق آئے بنی ایوب کے بادشاہوں کے ہاں کافی مرتبہ پایا، انہوں نے انہیں مقدم رکھا ان کے ساتھ حسن سلوک کیا، حضرت علی بن حسین زین العابدین کے دروازے کے ستونوں کے قریب جہاں آج کل واعظ کھڑے ہوتے ہیں ہر ہفتہ کی دوپہر آپ کے وعظ کی مجلس ہوتی تھی، جبکہ لوگ ہر ہفتہ کی رات جامع مسجد میں بسر کرتے تھے اور گرمیوں میں باغوں کو اس وقت تک چھوڑ دیتے تھے۔

یہاں تک کہ اس کے وعظ کو سنیں پھر جلدی سے باغوں میں آکر ان کی باتوں اور عمدہ اشارات اور اچھی باتوں کا تذکرہ کرتے جیسا کہ ان کے وعظ کی عادت تھی، ان کے پاس شیخ تاج الدین کندی اور دیگر کئی مشائخ آتے ہیں جو حوادث کے سامنے کے پاس ہوتے جیسے حاضر

---

(۱) ذیل الروضتین ۱۹۹، مرآۃ الزمان ۲۲، شذرات الذہب ۵/۲۶۵، النجوم الزاہرۃ ۷/۳۵

(۲) الجواہر المضیئہ ۲۳۰، ۲۳۲، ذیل الروضتین ۱۹۵، شذرات الذہب ۵/۲۶۶، مرآۃ الزمان ۸/۱۳۹، لسان المیزان ۶/۳۲۸، میزان الاعتدال ۴/۴۷۱، النجوم الزاہرۃ ۷/۳۹

ہوئے اور جو لوگ کہتے ہیں کہ تعصب کرتے تھے عزیزیہ جامع میں دفن ہوئے یا جیسے امیر عزالدین ایبک المعظمی کی، معظم کے گھر کے استاد نے تعمیر کیا تھا اور یہ جوانیہ کو وقف کرنے والے ہیں جو کشف میں ہیں پہلے وہ کل دور وہاں محلہ کے نام سے معروف تھا۔

ابو المظفر سبط ابن الجوزی نے ذہبیہ میں پہاڑ کے پاس تحفل کے قریب جو اور وہ یہ جو اس کے بالمقابل ان کے سپرد کر دیا گیا تھا ان کا گھر تھا اور اسی میں اس سال کی ۲۱ ذوالحجہ سوموار کی رات وفات پائی اور ان کے جنازے میں شہر کے بادشاہ ناصر بن العزیز اور جو لوگ ان سے کم درجے کے لوگ تھے حاضر ہوئے۔

علامہ ابو شامہ شہاب الدین نے ان کے فضائل و علوم ان کے مرتبے ان کے عمدہ وعظ ان کی اچھی آواز، چہرے کی رونق، ان کی تواضع، زہد و محبت کی تعریف کی ہے لیکن انہوں نے کہا کہ میں ان کی وفات کی رات بیمار تھا میں نے تنگی کی حالت میں بیداری سے پہلے انہیں بری حالت میں دیکھا اور میرے علاوہ دوسرے لوگوں نے بھی اسی حالت میں دیکھا تو ہم نے اللہ تعالیٰ سے عافیت کا سوال کیا۔

بیماری کی وجہ سے میں ان کے جنازے میں نہ آ سکا ان کا بہت بڑا جنازہ تھا سلطان اور عوام اس میں حاضر ہوئے اور وہیں دفن ہوئے۔ عالم فاضل تھے، ادب حکومت کے خاندانوں سے ہوار تھے اور ان کی تکریم کرتے اور میانہ روی پسند تھے بلندی سے منع کر کے اسی میں مشغول رہے۔ تصنیف و تحقیق میں معروف رہے اہل علم و فضل سے محبت کرتے ہیں اور ان سے ہوا کرتے۔ بادشاہ اور حکومت کے اہل عہدہ ان کی زیارت کے لئے آتے، اچھائی کے زمانے میں ان کی زندگی میں بہت پائی اور بیچ اور بعض مرتبے پائے ہیں۔ ہر وقت میں بادشاہوں اور عوام کے پاس حاصل تھی ان کے حلقہ کی مجلس بڑی پر رونق ہوتی تھی اس میں ان کی آواز بہت اچھی تھی رحمہ اللہ تعالیٰ و رضی اللہ عنہ

عاشورا کے روز ملک ناصر حاکم حلب کے زمانہ میں ان سے سوال کیا گیا کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کا تذکرہ کریں وہ منبر پر چڑھے اور کافی دیر خاموش بیٹھے رہے پھر اپنے چہرے پر رومال رکھ کر تیزی سے رونے لگے روتے ہوئے یہ اشعار کہے

خرابی ہے کہ اس شخص کے لئے جس کے سفارشی اس کے مدمقابل ہوں اور صور لوگوں کو جمع کرنے کے لئے پھونکا جائے گا قیامت میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا آنا ضروری ہے اور ان کی قمیص خون حسین رضی اللہ عنہ سے آلودہ ہوگی پھر وہ منبر سے روتے ہوئے اتر آئے اور اسی حالت میں صالحیہ کی طرف چلے گئے۔

**بیمارستان صالحیہ کو وقف کرنے والے۔۔۔** امیر کبیر سیف الدین ابو الحسن یوسف بن ابی الفوارس بن موسک القیمری الکردی قیمریہ کے سب سے بڑے امیر تھے لوگ قیمریہ کے سامنے بیت المقدس سے گزرتے تھے جیسے بادشاہوں کا معاملہ ہوتا ہے اس کی سب سے بڑی نیکی اس کا اس بیمارستان کو وقف کرنا ہے جو قاسیون کے دامن کو میں واقع ہے ان کی وفات ہوئی اور وہیں ان کی قبر میں دفن ہوئے بیمارستان کے سامنے ہے یہ بڑے عالم اور صاحب ثروت شخص تھے۔

**مجیر الدین یعقوب بن الملک العادل ابی بکر بن ایوب۔۔۔** اپنے والد کے پاس عادلیہ کے قبرستان میں دفن ہوئے۔

**امیر مظفر الدین ابراہیم۔۔۔** حاکم صرخد عز الدین ایبک معظمی کے گھر کا استاد صرخد میں رہا اور جوانیہ حنفیہ کے لئے وقف کرنے والے کے فرزند اپنے والد کے قبرستان میں ہر وقت کے قریب گنبد کے نیچے دفن ہوئے۔

**شیخ شمس الدین عبد الرحمن بن نوح۔۔۔** المقدسی الشافعی اپنے شیخ تقی الدین ابن الصلاح کے بعد رواحیہ کے مدرس صوفیاء کے قبرستان میں دفن ہوئے ان کا جنازہ بہت بڑا تھا۔

ابو شامہ نے فرمایا اس سال عام مرض بہت ہوئے جس کی وجہ سے بہت سے لوگ فوت ہو گئے اس سال زکی الدین ابو الغنائم بن سیدہ دمشق میں وہران کرنے والے اور عماد الدین بن الحسن جو ایک رئیس تھے اور عز الدین عبد العزیز بن ابی طالب بن عبد الغفار التغلبی ابی الحسین جو عرفی بن ناصر الدین بن الحرستانی کے لڑکے ہیں رحمہم اللہ تعالیٰ وعفا عنہم اجمعین فوت ہوئے۔

# آغاز ۶۵۵ھ

اس سال کے آغاز کے وقت ملک مصر کا معز عزالدین ایبک ترکمانی تھا جو اپنے استاد صالح نجم الدین ایوب کے بعد چند ماہ بادشاہ ہوئے تھے جس کا اول بیٹا تھا اس سال توران شاہ معظم بن صالح بادشاہ ہوا پھر اس کے بعد شجرۃ الدر ام خلیل تین ماہ خلیفہ رہی پھر وہ خود بادشاہ بنا دیا گیا اس کے ساتھ ملک اشرف موسیٰ بن ناصر یوسف بن اقسیس بن کامل کو بھی برائے نام بادشاہ رہا اس کا عہدہ ختم ہو گیا وہ مستقل بادشاہ بن گیا۔ مصر اس وقت شکست [illegible] جب اس نے دیار مصریہ کو بیچنے کا ارادہ کیا [illegible] انتقال ۶۵۴ھ میں قتل کیا اور اشرف کو معزول کر کے بادشاہ بن گیا اس کے بعد شجرۃ ام خلیل سے شادی کر لی یہ بڑا دلیر بہادر تھا [illegible] پھر اس کی وفات بروز سوموار ۲۳ ربیع الاول میں ہوئی۔

یہی مصر میں مدرسہ معزیہ کو وقف کرنے والا ہے اس کا واقعہ ابن جوزی سبط وغیرہ سے آتا ہے جیسا بعض نے کہا کہ یہ زیادہ درست ہے ان کی کوئی حقیقت نہیں جب اسے قتل کیا گیا تو اس کے غلاموں نے اس کی بیوی شجرۃ الدر ام خلیل پر اس کے قتل کی تہمت لگائی اس حاکم نے موصل بدر الدین لولو کی بیٹی سے شادی کا ارادہ کیا تھا تو اس نے اپنی لونڈیوں کو حکم دیا تھا کہ اسے (عزالدین) کو پکڑ کر اس (شجرۃ الدر) کے پاس لائیں لونڈیاں مسلسل اسے اپنی جوتیوں سے مارتی رہیں اور اس کے نازک مقامات کو گرفت میں لیتی رہیں حتیٰ کہ وہ اسی حالت میں مر گیا جب اس کے غلاموں کو خبر ہوئی تو سب لوگ اس کے پاس آئے اور امیر سیف الدین قطز کی سیادت میں متحد ہو گئے انہوں نے اسے (شجرۃ الدر) کو قتل کر کے پھینک دیا۔ کہا جاتا ہے کہ امیر پر اس سے حکومت کے چھوڑ کر تخت زوال پذیر رہے کے بعد بلکہ مقام کے بعد [illegible] اس کے نام کا خطبہ دیا اس کے نام پر [illegible] اب اس کی حالت ہوئی کہ نہ اس کی ذات کا علم اور نہ اس کے نشان کا پتہ [illegible] بادشاہت کا [illegible] بادشاہت دے اور جس سے چاہے بادشاہت چھین لے [illegible] عزت دے اور جسے چاہے ذلت دے، تیرے ہاتھوں میں سب خیر ہے اور تو ہر چیز پر قادر ہے۔

اس کے سبب سے بادشاہ امیر سیف الدین قطز کے اشارے سے سلطان کے استاد عزالدین ایبک ترکمانی کے بعد اس نے اس کے بیٹے نور الدین علی کو کھڑا کیا اور اسے ملک منصور کا لقب دیا اور منبروں پر اس کے لئے خطبہ دیا اور اس کے نام کا سکہ چلایا گیا اور تمام امراء اس کے مطیع اور تابع ہو گئے اور معاملات اس سے جاری ہوئے۔

اس سال بغداد اور اس کے نواح میں [illegible] بہت بڑا [illegible] بہت سے گھر غرق ہو گئے [illegible] المستعصم کی [illegible] اس سال حیدری فقراء شام میں داخل ہوئے ان کا شعار [illegible] داڑھیوں کو کم کرنے اور مونچھوں کو چھوڑنے [illegible] انہوں نے اپنے شیخ حیدر کی متابعت میں انہیں چھوڑ رکھا تھا [illegible] اور مونچھوں کو چھوڑ دیا [illegible] حضور ﷺ نے [illegible] دمشق کے باہر ان کے لئے ایک تکیہ تعمیر کیا گیا۔

اس مبارک سال کی ۱۸ ذی الحجہ جمعہ کے روز بادرائیہ کو وقف کرنے والے شیخ نجم الدین عبداللہ بن محمد البادرائی بغدادی [illegible] آفاق کے بادشاہوں کی طرف خلیفہ کے قاصد تھے اور مشکل حالات کی اصلاح کے [illegible] بغداد [illegible] انہوں نے دمشق میں [illegible] ایک خوبصورت مدرسہ بادرائیہ [illegible] اس کے [illegible] بہت [illegible] کے لئے بہت [illegible]۔

جب شیخ امام علامہ شیخ الشافعیہ فخر [illegible] برہان الدین ابو اسحاق ابراہیم بن شیخ تاج الدین الفزاری اس مدرسہ کے مدرس تھے اور [illegible] کے مدرس کے بیٹے تھے ذکر کرتے ہیں کہ جب واقف پہلے روز حاضر ہوا تو انہوں نے [illegible] ان کے پاس سلطان ناصر [illegible] حاضر ہوا انہوں نے کتاب

الواقف پر بھی جس میں تھا کہ اس میں کوئی عورت داخل نہ ہو، بادشاہ نے کہا، کہ ہاں کوئی بچہ بھی داخل نہ ہوگا، اس پر واقف نے کہا اے ہمارے آقا بادشاہ ہمارا رب ہمیں وہ لاٹھیوں سے نہیں مارتا، جب اس نے یہ حکایت ذکر کی تو اس پر وہ مسکرانے لگا۔ یہی پہلے مدرس ہیں پھر ان کے بیٹے کمال الدین ان کے بعد ہوئے اس کی نگرانی پر وجیہ الدین بن سوید کو مقرر کیا پھر یہ عہدہ ان کی اولاد میں ابھی تک قائم ہے کسی وقت قاضی شمس بن صائغ بھی اس کے نگران رہے، پھر ان سے چھین لیا گیا جبکہ ان کی نگرانی ثابت رہی۔

بادرائی نے اس مدرسہ پر بہت اچھے رہنے والے اوقاف وقف کیے اور اس میں عمدہ مفید کتب کا ذخیرہ منتقل کیا اس سال جب بغداد واپس ہوا تو وہاں زبردستی بغداد کے قاضی القضاۃ بنا دیے گئے وہاں ، ان متیم ہے پھر اس سال ذی الحجہ کی ابتداء میں فوت ہوئے شونیزیہ میں دفن ہوئے۔

اس سال ذی الحجہ میں بادرائی کی وفات کے بعد کچھ دنوں میں تاتاری بغداد میں اپنے بادشاہ ہلاکو خان بن تولی بن چنگیز خان کا کروپ بن کر آئے ان پر اللہ تعالیٰ کی لعنتیں ہوں ان کی بغداد پر فتح اور وہاں کے مسلمانوں پر ان کی دست درازی آئندہ سال کی ابتداء میں ہوئی جیسا کہ اس کا بیان وتفصیل آئے گی، واللہ المستعان۔

**اس سال وفات پانے والے نامور حضرات** ...... ایک تو بادرائی جو بادرائیہ کو وقف کرنے والے ہیں جو دمشق میں ہے جیسا کہ اس کا بیان پہلے گذر گیا ہے۔

**شیخ تقی الدین عبدالرحمٰن بن ابی الفہم** (۱) ...... الیلدانی اس میں ۸ ربیع الاول کو وفات پائی اور وہیں دفن ہوئے، شیخ فاضل علم حدیث میں مشغول تھے اس کا سماع کتابت اور اسماع کراتے، بالآخر اسی مشغلہ میں فوت ہوئے سو سال کی عمر پائی۔

میں (ابن کثیر) کہتا ہوں کہ ان کی اکثر کتب اور معاجم جو ان کے خط سے لکھی ہوئی ہے تمام کلاسہ کے فاضلیہ کتب خانہ میں وقف ہیں، انہوں نے خواب میں رسول اللہ ﷺ کی زیارت کی تو رسول اللہ ﷺ سے عرض کی یا رسول اللہ! کیا میں اچھا آدمی نہیں ہوں؟ آپ نے فرمایا کیوں نہیں تم بڑے اچھے آدمی ہو، رحمہ اللہ تعالیٰ۔

**شیخ شرف الدین** ...... محمد بن ابی الفضل المرسی، شیخ فاضل، مجتہد عالم، بحث میں محقق کثرت سے حج کیے، اکابر کے ہاں انہیں بڑا مرتبہ حاصل تھا، کئی کتب جمع کیں ان کی اکثر سکونت حجاز ہی میں رہی، جہاں اترتے تو وہاں کے رؤساء ان کی عظمت کرتے، اپنے کاموں میں میانہ رو تھے، ان کی وفات زعقہ میں عریش اور داروم کے درمیان اس سال کے نصف ربیع الاول میں ہوئی۔ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

**المسند الشاعر الامیر سیف الدین** ...... علی بن عمر بن قزل دمشق میں دیوان کو مضبوط کرنے والا، بڑے باکمال شاعر تھے ان کی کلیات بھی ہیں انہیں موت کے بعد کسی نے خواب میں دیکھا اور ان سے حال پوچھا تو انہوں نے کہا:

میں قبروں کی مٹی اور ان کی تنگی کی طرف منتقل کیا گیا، مجھے اپنے گناہوں کا خوف ہے کہ وہ ان کی وجہ سے کاٹ کھائے گی تو میں نے رحمٰن مہربان کا قصد کیا اور نعمتوں سے ملا اس نے مجھے اس اندیشہ کی وجہ سے پانی پلایا جس کا موت کی حالت میں اتنا اچھا گمان ہو کہ اللہ تعالیٰ معاف فرما دیں گے تو معاف کرنا ہی زیادہ مناسب ہے۔

**بشارۃ بن عبداللہ** ...... اصلاً ارمنی کے ہیں، بدر الدین کاتب شبل الدولہ معظمی، کے غلام کندی وغیرہ سے سماع کیا بڑا اچھا لکھتا تھا ان کے آقا نے اوقاف کی نگرانی انہیں سونپ دی اور اسے اپنی اولاد میں شامل کر لیا وہ آج تک شبلیین کا انتظار کرتے ہیں، ان کی وفات اس سال کے نصف رمضان میں ہوئی۔

**قاضی تاج الدین** ...... ابو عبداللہ محمد بن قاضی القضاۃ جمال الدین المصری اپنے والد کے نائب بنے اور شامیہ میں درس دیا ان کے

---

(۱) مرآۃ الزمان ۱/۷۰، ذیل الروضتین ۱۹۵، العبر ۵/۲۲۲،۲۲۳، النجوم الزاہرۃ ۷/۵۹

اشعار میں سے چند یہ ہیں:

> میں نے قصداً اپنے منہ کو اس کے منہ کا نقاب بنا دیا، اور اس کے دانتوں سے شراب چوسی، اس نے آنکھوں سے مجھے دیکھا اور
> کہنے لگا تو فقہ میں امام ہے، دیکھنا میرا لعاب بھی شراب ہے اور شراب تمہارے نزدیک حرام ہے۔

**ملک ناصر** ...... داؤد بن معظم عیسیٰ بن عادل، اپنے والد کے بعد دمشق کا بادشاہ ہوا پھر اس سے منصب چھین لیا گیا اس کے چچا اشرف نے اس کے ہاتھ سے لے لیا اس نے کرک اور نابلس پر اقتصار واکتفا کیا پھر حالات نے اسے پلٹا دیا اور اس پر کئی بڑی بڑی مصیبتیں آ گئیں، یہاں تک کہ ان جگہوں میں سے کچھ بھی اس کے پاس نہ بچا اور خلیفہ مستنصر کے پاس جو امانت اس نے رکھی وہ ایک لاکھ دینار کے قریب تھی وہ بھی اس نے واپس کرنے سے انکار کر دیا۔

اس کے بڑے اچھے اشعار ہیں اور وہ فصیح آدمی تھا اور اس کے بہت سے فضائل تھے، امام فخر الدین رازی کے شاگرد شمس خسروشاہی کے پاس علم کلام سیکھنے میں لگ گیا اسے علوم اوائل کا بہت علم تھا لوگوں نے اس کے متعلق بہت سے باتیں نقل کی ہیں جو اگر صحیح ہوں تو اس کے غلط عقیدے پر دلالت کرتی ہیں، واللہ اعلم۔

ذکر کیا جاتا ہے کہ وہ پہلے سبق میں مستنصریہ میں ۶۳۲ھ میں حاضر ہوا شعراء نے مستنصر کی مدح میں بہت سے مدحیہ اشعار کہے، ان کے بعض اشعار جو اس شاعر کے قصیدے میں کہے ہیں یہ ہیں:

اگر تو سقیفہ کے روز حاضر ہوتا تو تو ہی آگے اور بڑا امام ہوتا تو ناصر داؤد نے شاعر سے کہا خاموش رہو تم نے غلطی کی ہے کیونکہ امیر المؤمنین کا دادا حضرت عباس وہاں حاضر تھا پھر وہ مقدم نہ تھا اور امام اعظم صرف ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ ہی تھے تو خلیفہ نے کہا آپ نے سچ فرمایا یہ اس کی سب سے اچھی بات ہے جو اس سے منقول ہے اس کا معاملہ اتنا کمزور ہوا کہ ناصر بن العزیز نے اس پر بویضا گاؤں میں اس کے چچا مجد الدین یعقوب کے لئے نشان لگایا اور اسی گاؤں میں اس سال فوت ہوا لوگ اس کے جنازے میں حاضر ہوئے اور اس کا جنازہ پڑھا گیا اور اپنے والد کے پاس قاسیون کے دامن کوہ میں دفن کیا گیا۔

**ملک معز**[1] ...... عز الدین ایبک ترکمانی، پہلے ترکی بادشاہ، یہ صالح نجم الدین ایوب بن کامل کا سب سے بڑا غلام تھا، یہ دیندار، عفیف، پاکدامن اور سخی آدمی تھا، بادشاہت میں ۷ سال رہا پھر اس کی بیوی شجرۃ الدر ام خلیل نے اسے قتل کر دیا اس کے بعد اس کا بیٹا نور الدین علی بادشاہ بنا اور ملک منصور کا لقب اختیار کیا اس کے ملک کا مہتمم اس کے والد کا غلام سیف الدین قطز تھا پھر اس نے اسے معزول کر کے اس کے بعد ایک سال تک خود مستقل بادشاہ بن گیا اور مظفر کا لقب اختیار کیا، اللہ تعالیٰ نے اس کے ہاتھوں تاتاریوں کو عین جالوت پر شکست مقدر فرمائی، اس کی تفصیل ہم نے پہلے بیان کردہ حوادث میں کر دی ہے اور آئندہ بھی اس کا ذکر آئے گا۔

**شجرۃ الدر بنت عبد اللہ** ...... ام خلیل ترکیہ، ملک صالح نجم الدین ایوب کے بہترین عطیات میں سے تھی اس سے اس کا خوبصورت بیٹا خلیل پیدا ہوا تھا وہ بچپن میں مر گیا تھا، یہ اس کی خدمت میں سفر وحضر میں اس سے انتہائی الفت کی وجہ سے مصروف رہتی تھی، اپنے خاوند کے بیٹے معظم توران شاہ کے قتل کے بعد دیار مصریہ پر حکومت کرنے لگی اس کا خطبہ ہوتا، اور اس کے نام کا سکہ ڈھالا جاتا اور تین ماہ تک ملکی حکمرانوں سے باخبر رہتی، پھر معز حکمران بن گیا جیسا کہ ہم نے ذکر کیا پھر دیار مصریہ پر دسترس حاصل کرنے کے کچھ سال بعد اس سے شادی کر لی۔

اس نے معز سے اس وقت فریب کاری کا معاملہ کیا جب اسے معلوم ہوا کہ وہ حاکم موصل بدر الدین لؤلؤ کی بیٹی سے نکاح کرنا چاہتا ہے تو اس کے خلاف مہم چلا کر اسے قتل کر ڈالا تو اس کے معزیہ غلام اس پر لپک پڑے اور قتل کر کے تین دن تک ان کے اوپر ڈھیر ڈالے رکھا، پھر اسے سیدہ نفیسہ رحمۃ اللہ علیہا کی قبر کے پاس منتقل کر دیا گیا، یہ بہت بہادر تھی جب اسے علم ہوا کہ وہ گھیرے میں لے لی گئی ہے تو اس نے بہت سے جواہر اور عمدہ اور مہنگے

---

(۱) حسن المحاضرۃ ۳۹،۳۸، دول الاسلام ۲/۱۲۰، شذرات الذہب ۵/۲۶۸، العبر ۵/۲۲۲

موتی ضائع کئے اس نے انہیں پانی میں ڈال کر توڑ دیا تا کہ نہ اس کے کام آئیں اور نہ ان کے، اس کا وزیر اس کی حکومت میں صاحب بہاء الدین علی بن محمد بن سلمان جو ابن حناء کے نام سے مشہور تھا اور اس کا یہ پہلا عہدہ تھا۔

**شیخ اسعد ہبۃ اللہ بن صاعد**...... شرف الدین الفائزی، اس کی کافی عرصہ ملک فائز سابق الدین ابراہیم بن ملک عادل کی خدمت کرنے کی وجہ سے شہرت ہوئی، یہ پہلے عیسائی تھا پھر مسلمان ہوا، بہت صدقات، نیکی، نماز پڑھنے والا تھا معز نے اسے وزیر بنایا تھا اس کے پاس اسے بہت مرتبہ حاصل تھا وہ کوئی کام اس سے رجوع اور مشورے کے بغیر نہیں کرتا تھا اس سے پہلے وزارت میں قاضی تاج الدین ابن بنت الاعز تھا اور اس سے پہلے قاضی بدر الدین سنجاری پھر ان کے بعد یہ تمام عہدے شیخ اسعد المسلمانی کے ہاتھ آ گئے معز ایک غلام کے ذریعے فائزی سے خط و کتابت کرتا تھا پھر جب معز قتل ہو گیا تو اسعد کی اتنی اہانت کی گئی کہ وہ بدبخت ہو گیا امیر سیف الدین قطز نے اس کا خط ایک لاکھ دینار کے عوض لے لیا، بہاء الدین زہیر بن علی نے اس کی ہجو گوئی اور کہا:

اللہ تعالیٰ صاعد پر اور اس کے باپ اور ان سے اوپر لوگوں پر اس کے بیٹے پھر اس سے نیچے سب پر ایک کے بعد دوسرے پر لعنت کرے۔

اس کے بعد وہ قتل ہو گیا اور قرافہ میں دفن کیا گیا، قاضی ناصر الدین ابن المنیر نے اس کا مرثیہ کہا، جس میں اس کی مدح میں عمدہ فصیح اور بہترین اشعار ہیں۔

**ابن ابی الحدید الشاعر العراقی**...... عبد الحمید بن ہبۃ اللہ بن محمد بن محمد بن الحسین ابو حامد بن ابی الحدید عز الدین المدائنی کاتب، لاجواب شاعر، غالی شیعہ، اس کی بیس جلدوں میں "نہج البلاغۃ" کی شرح ہے، ۵۸۶ھ میں مدائن میں پیدا ہوا، پھر بغداد گیا تو وہاں خلیفہ کے دیوان کا شاعر اور کاتب بن گیا، وزیر ابن العلقمی کے ہاں اسے بڑا مرتبہ حاصل تھا، کیونکہ ان دونوں کے درمیان مناسبت و مقاربت تھی تیز تشیع، ادب اور فضیلت میں مشابہت تھی، علامہ ابن الساعی نے اس کے مدحیہ اور عمدہ اشعار میں سے اکثر ذکر کئے ہیں یہ اپنے بھائی ابی المعالی موفق الدین بن ہبۃ اللہ سے فضیلت و ادب میں بڑا ہوا تھا اگرچہ دوسرا بھی فاضل اور ماہر تھا ان دونوں کی اسی سال وفات ہوئی۔

## آغاز ۶۵۶ھ

خلاصہ یہ ہے کہ اس سال تاتاریوں نے بغداد چھین لیا اور وہاں کے اکثر باشندوں کو قتل کیا یہاں تک کہ خلیفہ کو بھی مار ڈالا اور بغداد سے بنی العباس کی حکومت ختم ہو گئی۔

اس سال کے آغاز پر تاتاریوں کے لشکر ان دو امیروں کی معیت میں بغداد اترے جو تاتاریوں کے بادشاہ ہلاکو خان کی فوجوں کے مقدمے پر تھے ان کے پاس حاکم موصل کی طرف سے امداد آ گئی جو انہیں اہل بغداد کے خلاف مل رہا تھا اور تحائف سے مدد دے رہا تھا کیونکہ اسے تاتاریوں کی جانب سے خوف تھا چنانچہ ان سے دوستی کیا، اللہ تعالیٰ ان پر لعنت کرے۔

بغداد کو چھپا لیا گیا اور اس میں منجنیقیں، سنگ افگن مشینیں اور دوسرے دفاعی آلات نصب کئے گئے جو اللہ تعالیٰ کی تقدیر کو نہیں ہٹا سکتے، جیسا کہ ایک حدیث میں آیا ہے، کوئی احتیاط و تدبیر قدر کے سامنے کارگر نہیں ہو سکتی، اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "اللہ تعالیٰ کا مقرر وقت آ جائے تو وہ ٹل نہیں سکتا" اور ارشاد باری تعالیٰ ہے "اللہ تعالیٰ اس قوم کی حالت تبدیل نہیں فرماتے جب تک کہ وہ قوم اپنی حالت قلبی کو تبدیل نہ کرے۔" "اور اگر اللہ کسی قوم کو برا عذاب دینے کا ارادہ کر لے تو نہ اسے کوئی ہٹا سکتا ہے اور نہ اس کے علاوہ کوئی۔"

تاتاریوں نے دار الخلافہ کا احاطہ کر لیا اور ہر جانب سے تیر برسانے لگے یہاں تک کہ ایک تیر خلیفہ کے سامنے کھیلتی ہوئی لڑکی کو جا لگا جو اس کی بہترین چیزوں میں سے تھی وہ ام ولد تھی اس کا نام عرفہ تھا کھڑکی سے تیر آیا اور اسے قتل کر دیا جبکہ وہ خلیفہ کے سامنے ناچ رہی تھی اس سے خلیفہ کو سخت غصہ آیا اور سخت گھبرا گیا اس نے وہ تیر منگوایا جو لونڈی کو لگا تھا جب اسے دیکھا تو اس پر لکھا ہوا تھا "کہ جب اللہ اپنی قضا و قدر کو نافذ فرمانا چاہتا ہے تو

اہل عقل کی عقل ختم کر دیتا ہے"۔

تو اس وقت خلیفہ نے سخت احتیاطی تدابیر کا حکم دیا اور دار الخلافہ پر پردوں کی کثرت ہو گئی، ہلاکو خان اپنے تمام افواج و لشکر سمیت آیا تھا جس میں تقریباً دو لاکھ سوار تھے، یہ لوگ اس سال ۱۲ محرم کو بغداد پہنچے وہ خلیفہ پر سخت برہم تھا کیونکہ پہلے جو معاملہ تقدیر الٰہی اور قضاء سے ہو چکا تھا جسے اللہ تعالیٰ نے نافذ اور جاری کر دیا تھا وہ یہ تھا کہ ہلاکو خان جب پہلی دفعہ ہمدان سے عراق کی طرف نکلا تھا اس وقت وزیر مؤید الدین محمد بن علقمی نے خلیفہ کو شاندار تحائف ہلاکو خان کی طرف بھیجنے کا مشورہ دیا تاکہ یہ اس کے ارادے کے لئے جو ان کے شہروں کے لئے تھا مدارات کا کام دے، لیکن اس کام میں دویدار صغیر ایبک وغیرہ نے خلیفہ کو بے یار و مددگار چھوڑ دیا انہوں نے کہا کہ وزیر اس کے ذریعہ تاتاریوں کے بادشاہ کی خوشامد کرنا چاہتا ہے کیونکہ وہ اس کی طرف مال وغیرہ بھیجتا ہے، ہاں تھوڑی سی چیز بھیجنے کا انہوں نے بھی مشورہ دیا تو خلیفہ نے کچھ معمولی ہدیے بھیجے جنہیں ہلاکو خان نے ٹھکرا دیا اور خلیفہ کو دویدار مذکور اور سلیمان کے مطالبہ کا پیغام بھیجا تو خلیفہ نے نہ انہیں بھیجا اور نہ ان دونوں نے ہی اس بات کی کچھ پرواہ کی یہاں تک کہ اس کی آمد قریب پہنچ گئی تو وہ اپنے کثیر کافر و جابر ظالم لشکر کو لے کر بغداد پہنچ گیا جن میں سے کوئی بھی اللہ تعالیٰ پر اور پچھلے دن پر ایمان نہیں رکھتا تھا تو انہوں نے بغداد کے مشرق و مغرب سے گھیراؤ کر لیا اور بغدادی فوجیں انتہائی کمزوری اور ذلت میں تھیں ان کی تعداد دس ہزار گھڑ سواروں تک بھی نہ تھی، انہوں نے اور باقی تمام فوج نے اپنی نوکریوں سے منہ پھیر کر لشکروں نے بازاروں اور مسجدوں کے دروازوں پر عطیات مانگے، اور ان میں شعراء نے ایسے اشعار پڑھے جن سے ان کے لئے مرثیے پڑھے، اسلام اور اہل اسلام کے لئے غم کرنے لگے، یہ تمام کام بھی وزیر ابن علقمی رافضی کی رائے سے ہوا۔

اس کی وجہ یہ تھی کہ پچھلے سال جب اہل سنت اور روافض میں سخت جنگ ہوئی جس میں کرخیوں اور روافض کے محلہ میں لوٹ مار ہوئی حتیٰ کہ وزیر کے بعض رشتہ داروں کے گھر بھی اس کا شکار ہوئے تو اس پر وزیر کو سخت غصہ آیا جس کی بدولت اس نے اسلام اور اہل اسلام کے خلاف وہ چال چلی جس کے نتیجے میں یہ انتہائی بھیانک واقعہ پیش آیا جس کی تاریخ میں بدترین مثال نہیں ملتی، جب سے بغداد بنا اسی وجہ سے پہلا شخص جو تاتاریوں کی طرف نکلا وہ یہی وزیر تھا وہ اپنے اہل و عیال دوست احباب اور خدم و حشم کے ساتھ نکل کر بادشاہ ہلاکو خان (اللہ اس پر لعنت کرے) کے ساتھ مل گیا، پھر وہاں سے واپس آ کر خلیفہ کو اس کے پاس جانے اور اس کے سامنے پیش ہونے کا مشورہ دیا تاکہ اس بات پر صلح ہو جائے کہ بغداد کا نصف خراج انہیں دیں گے اور نصف خلیفہ لے گا تو خلیفہ کو اس بات کی ضرورت محسوس ہوئی کہ وہ سات سو سواروں کے ساتھ نکلے جن میں قاضی، فقہاء و صوفیاء اور حکومت کے بڑے بڑے عہدیدار شامل تھے یہ لوگ جب ہلاکو خان کی منزل کے قریب پہنچے تو سوائے ۱۷ آدمیوں کے باقی سب چھپا دیئے گئے خلیفہ ان مذکورہ لوگوں کو بچا کر لے گیا اور بقیہ کو سواریوں سے اتار کر لوٹ لیا، آخری شخص تک قتل کر دیا، خلیفہ کو ہلاکو خان کے سامنے پیش کیا گیا تو اس نے خلیفہ سے بہت سی چیزوں کا سوال کیا، کہا جاتا ہے کہ خلیفہ کی آواز اس خطرے کی وجہ سے جو اہانت اور زبردستی کی وجہ سے اس نے دیکھی تھی لڑکھڑا گئی اس کے بعد وہ بغداد واپس ہوا اس وقت اس کے ساتھ خواجہ نصیر الدین طوسی اور وزیر ابن علقمی وغیرہ تھے، خلیفہ حفاظت اور مطالبات کے تحت تھا اس نے دار الخلافہ سے سونے چاندی زیورات اور جڑے ہوئے زیورات موتی اور بہت سی عمدہ چیزیں منگوائیں۔

ادھر روافض کے ان سرداروں اور دوسرے منافقین نے ہلاکو خان کو صلح نہ کرنے کا مشورہ دیا اس وزیر نے کہا کہ اگر صلح ہو بھی گئی تو کم از کم سال یا دو سال چلے گی، پھر وہی صورت حال پیدا ہو جائے گی، انہوں نے ہلاکو خان کے سامنے خلیفہ کا قتل کرنا مناسب سمجھا تو جونہی خلیفہ ہلاکو خان کے پاس آیا تو اس نے قتل کا حکم دے دیا، یہ بھی کہا جاتا ہے کہ قتل کا مشورہ وزیر ابن علقمی اور مولیٰ نصیر الدین طوسی نے دیا تھا اور یہ نصیر اس وقت ہلاکو خان کی خدمت میں تھا جب اس نے الموت کے قلعے فتح کئے تھے اور انہیں اسماعیلیہ سے چھین لیا تھا، نصیر، شمس الشموس اور اس سے پہلے اس کے باپ علاء الدین بن جلال الدین کا وزیر تھا اور یہ لوگ نزار بن مستنصر العبیدی کی طرف نسبت کرتے تھے۔

ہلاکو خان نے نصیر کو اپنی خدمت کے لئے منتخب کر لیا تاکہ اس کا وزیر و مشیر کی طرح ہو، پھر جب ہلاکو خان آیا اور خلیفہ کے قتل سے خوفزدہ ہوا تو وزیر نے اسے ہلکا کر دکھایا، تو انہوں نے اسے لاتیں مار مار کر قتل کر دیا وہ بوری میں بند تھا تاکہ اس کا خون زمین پر نہ گرے، اس لئے کہ انہیں خوف تھا کہ اس کا بدلہ لیا جائے، جس طرح کہا جاتا ہے کہ اس کا گلا دبا دیا گیا اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اسے پانی میں ڈبو دیا گیا واللہ اعلم۔

تو یہ لوگ اس کے قتل اور اس کے ساتھ جو علماء، قاضی اور بڑے بڑے امراء جو اصحاب حل و عقد میں سے تھے سب کے گناہ کے ساتھ لوٹے،

خلیفہ کے حالات و وفیات میں آئیں گے اس کے بعد یہ لوگ شہر کی طرف مائل ہو گئے تو جس مرد، عورت، بوڑھے، بچے اور جوان پر قدرت پائی اسے قتل کر دیا، بہت سے لوگ کنوؤں، جھاڑیوں اور گندگی کے ڈھیروں میں گھس گئے اور کئی روز تک وہاں چھپے رہے، بہت سے لوگ سرائے میں داخل ہو کر دروازہ بند کر لیتے تو تاتاری ان دروازوں کو توڑ کر یا جلا کر کھول دیتے وہاں داخل ہوتے تو یہ لوگ وہاں سے بھاگ کر بلند جگہوں پر چڑھ جاتے تو تاتاری انہیں چھتوں پر قتل کر دیتے، یہاں تک کہ پرنالوں سے گلیوں میں خون بہنے لگا، انا للہ وانا الیہ راجعون۔

یہی حال مساجد، جامع مسجدوں اور خانقاہوں کا تھا ان سے کسی نے نجات نہیں پائی سوائے اہل ذمہ، یہودی اور عیسائیوں نے یا جنہوں نے ان سے پناہ مانگی یا وزیر ابن العلقمی رافضی کے گھر کا سہارا لیا، تاجروں کی ایک جماعت نے بہت سا مال دے کر اپنے لئے امان لے لی، اب بغداد ایسا ہو گیا جیسے یہاں کوئی بستا ہی نہیں۔

ویران تھوڑے سے لوگ یہاں رہتے تھے جبکہ وہ محبوب ترین شہر تھا اور جو لوگ باقی بچے وہ بھی خوف و ہراس، ذلت و کمزوری کی حالت میں تھے، وزیر ابن العلقمی اس واقعہ سے پہلے فوجوں کو سرحدوں سے ہٹانے اور رجسٹر سے ان کا نام مٹانے کی بہت کوشش کرتا تھا یہاں تک کہ مستعصم کے آخری دنوں میں فوج کی تعداد ایک لاکھ کے قریب رہ گئی ان میں سے جو امراء تھے وہ بھی بادشاہوں کی طرح بڑے اور صاحب حیثیت تھے تو وزیر انہیں گھٹاتا رہا یہاں تک کہ صرف دس ہزار فوجی رہ گئے ان کے بعد تاتاریوں سے خط و کتابت کی اور انہیں بغداد لینے کا لالچ دیا اور ان کے لئے راستہ آسان کر دیا، ان سے حقیقت حال بیان کر دی، اور لوگوں کی کمزوری ظاہر کر دی، یہ سب کچھ اس نے اس لئے کیا تاکہ اہل سنت کا بالکلیہ خاتمہ ہو جائے اور رافضی بدعت کو غلبہ حاصل ہو اور یہ کہ کوئی فاطمی خلیفہ کھڑا ہو مفتیوں اور علماء کا نام و نشان مٹا دے، جبکہ اللہ تعالیٰ اپنے حکم کو غالب کرنے پر قادر ہے اللہ تعالیٰ نے اس کی چال کو اسی کے منہ پر مارا اور اسے مضبوط عزت کے بعد ذلیل کیا اور اسے خلفاء کا وزیر بنانے کے بعد تاتاریوں کا دم چھلا بنا دیا اس نے بغداد میں قتل ہونے والے مردوں عورتوں اور بچوں کے خون کا گناہ کیا تو حکم تو اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہے جو غالب اور برتر ہے، زمینوں اور آسمانوں کا رب ہے۔

یہی صورت حال جو اہل بغداد کو پیش آئی بالکل اسی طرح کی مصیبت بنی اسرائیل پر بیت المقدس میں آئی جس کا حال ہم نے اپنی کتاب میں بیان کر دیا ہے۔

فرمایا ہم نے کتاب میں بنی اسرائیل کے لئے یہ فیصلہ فرمایا کہ تم لامحالہ زمین میں دو مرتبہ بڑا سخت دنگا فساد مچاؤ گے تو پھر جب ہمارا پہلا وعدہ آیا تو ہم نے ان پر اپنے سخت جنگجو بندے مسلط کر دیئے وہ شہروں میں گھس گئے اور اللہ تعالیٰ کا وعدہ پورا ہو کر رہتا ہے۔

بنی اسرائیل کے بہت سے لوگ قتل ہوئے اور انبیاء کی اولاد کی ایک جماعت قید ہوئی، بیت المقدس ویران کر دیا گیا جبکہ وہ عابدوں، زاہدوں، علماء اور انبیاء جیسے بندوں سے آباد تھا تو وہ اپنے چھت سمیت گر پڑا اور اس کی بنیادیں کھوکھلی ہو گئیں۔

مؤرخین نے بغداد میں قتل ہونے والے مسلمانوں کی تعداد میں اختلاف کیا ہے، بعض کہتے ہیں آٹھ لاکھ، بعض کہتے ہیں ایک کروڑ آٹھ لاکھ بعض کہتے ہیں کہ مقتولین کی تعداد دو کروڑ تک پہنچتی ہے، فانا للہ وانا الیہ راجعون ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ یہ لوگ محرم کے آخر میں بغداد داخل ہوئے اور تلوار مسلسل چالیس روز وہاں کے باشندوں کو قتل کرتی رہی، اور خلیفہ مستعصم باللہ امیر المؤمنین کا قتل بروز بدھ ۱۴ صفر کو ہوا اور اس کی قبر کا نشان مٹا دیا گیا اس کی عمر ۴۶ سال ۴ ماہ تھی، اور مدت خلافت ۱۵ سال ۸ ماہ اور کچھ دن بنتی ہے اس کے ساتھ اس کا بڑا بیٹا ابو العباس احمد بھی قتل کر دیا گیا اس کی عمر ۲۵ سال تھی، پھر اس کا منجھلا بیٹا ابو الفضل عبد الرحمن قتل ہوا جس کی عمر ۲۳ سال تھی، اور اس کا سب سے چھوٹا بیٹا مبارک گرفتار کر لیا گیا اس کی تین بہنیں فاطمہ، خدیجہ اور مریم بھی گرفتار کر لی گئیں اور دار الخلافہ سے تقریباً ایک ہزار دوشیزہ عورتیں گرفتار ہوئیں، واللہ اعلم، فانا للہ وانا الیہ راجعون۔

اور دار الخلافہ کے استاذ شیخ محی الدین یوسف بن شیخ ابی الفرج ابن الجوزی بھی قتل ہوئے وہ وزیر کے دشمن تھے ان کی اولاد میں سے عبد اللہ، عبد الرحمن اور عبد الکریم تین افراد قتل ہوئے اسی طرح حکومت کے سربر آوردہ لوگ یکے بعد دیگرے قتل ہوئے جن میں دویدار صغیر مجاہد الدین ایبک، شہاب الدین سلیمان شاہ اور اہل سنت کے امراء اور شہر کے بڑے لوگ شامل ہیں، دار الخلافہ سے بنو العباس کا ایک شخص بلایا جاتا اور اپنے اہل و عیال کے ساتھ باہر لایا جاتا اور خلال کے قبرستان میں لے جا کر لوگوں کے سامنے بکری کی طرح ذبح کر دیا جاتا، اور اس کی عورتوں اور لونڈیوں میں

سے تھے جو جا گرفتار کر چکے۔ اسی طرح شیخ الشیوخ مؤدب خلیفہ کے اتالیق صدر الدین علی بن نیار کو بھی قتل کر دیا گیا، خطباء، ائمہ اور حفاظ قرآن بھی قتل کر دیے گئے۔ مسجدیں سب ویران ہو گئیں، جماعات اور جمعہ کی نمازیں کئی ماہ تک بغداد میں نہیں ہوئیں، وزیر ابن علقمی کی (خدا اس کا برا کرے اور اس پر لعنت کرے) اس نے ارادہ کیا کہ مساجد، مدارس اور خانقاہیں بغداد میں معطل رہیں اور مزارات روافض کے مقامات آباد رہیں اور یہ کہ روافض ہی کے لئے ایک بڑا مدرسہ بنائے جس میں وہ اپنا علم پھیلائیں اور ظاہر کریں لیکن اللہ تعالیٰ نے اسے اس کا موقعہ نہ دیا بلکہ اس کی نعمت کو ختم کر کے اس واقعہ کے چند ماہ بعد اس کی عمر کم کر دی، اور اس کے پیچھے اس کے بیٹے کو لگا دیا پس وہ دونوں ہلاک ہو گئے، اللہ تعالیٰ ان کے عمل سے خوب واقف ہے۔

جب یہ تقدیری فیصلہ پورا ہوا اور چالیس روز گزر گئے تو بغداد بالکل ویران ہو گیا، وہاں معدودے چند آدمی تھے، مقتولین راستوں میں یوں پڑے تھے جیسے ٹیلے، پھر جب ان پر بارش پڑی تو ان کی صورتیں بدل گئیں اور شہر ان کی لاشوں سے بدبودار ہو گیا اور ہوا خراب ہو گئی جس کی وجہ سے سخت وبا پھیلی اور بیماری متعدی ہو کر فضا میں شام تک پہنچ گئی، ہوا کی خرابی اور فضا کی گندگی سے بہت سے لوگ موت کا شکار ہوئے، لوگوں پر مہنگائی، وبا اور طاعون جمع ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

جب بغداد میں امن کی منادی ہوئی تو جو لوگ زمین دوز تہ خانوں، گڑھوں اور قبرستانوں میں تھے وہ باہر نکلے گویا کہ وہ مردے ہیں جن کی قبریں کھول دی گئی ہیں، اور وہ ایک دوسرے کو نہیں پہچانتے تھے، باپ بیٹے کو اور بھائی اپنے بھائی کو، انہیں بھی اس وبا نے آ لیا اور وہ فوت ہو گئے اور اپنے سے پہلے مقتولین سے جا ملے اور اس ذات کے حکم سے تحت الثریٰ چلے گئے جو پوشیدہ اور کھلی بات کو جانتا ہے، وہ اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں جس کے اچھے اچھے نام ہیں۔

وہاں پر مسلط بادشاہ ہلاکو خان کا کوچ بغداد سے اپنے ملک کے پایہ تخت کی طرف اس سال کے جمادی الاولیٰ میں ہوا اور بغداد کا انتظام امیر علی بہادر اور وزیر ابن علقمی کے سپرد کر دیا اور اسے اختیار بھی سونپ دیا لیکن اللہ تعالیٰ نے اسے اس کی مہلت نہ دی بلکہ اسے غالب قدرت والے کی پکڑ نے پکڑ لیا، جمادی الآخرہ کے ابتدائی ایام ۶۵۶ھ کا واقعہ ہے، اسے انشاء و ادب میں فضیلت حاصل تھی لیکن وہ پکا شیعہ اور خبیث رافضی تھا، مشقت، غم و اندوہ اور ندامت میں اسے موت آئی، موت نے اس کے گلے سے پکڑ لیا اور اس کے بعد اس کا بیٹا عز الدین ابو الفضل وزیر بنا، اسے بھی اللہ تعالیٰ نے بیٹے باپ کے ساتھ ہی ملا دیا، وللہ الحمد والمنۃ۔

علامہ ابو شامہ اور دوسرے شیخ ابو عبداللہ ذہبی اور قطب الدین یونینی نے ذکر کیا ہے کہ اس سال ملک شام میں لوگوں کو سخت وبا کا سامنا ہوا جس کا سبب انہوں نے ہوا اور فضا کی خرابی کو قرار دیا ہے جو عراق میں مقتولین کی کثرت سے پیدا ہوئی تھی اور پھیل کر شام کے علاقوں تک متعدی ہو گئی۔ واللہ اعلم۔

اس سال مصریوں نے حاکم کرک ملک مغیث عمر بن عادل کبیر سے جنگ کی، اس کی فوج میں بحری امراء کی ایک جماعت تھی جن میں رکن الدین بیبرس بندقداری بھی تھا، مصریوں نے انہیں شکست دی اور جو کچھ ساز و سامان ان کے پاس تھا سب لوٹ لیا، بڑے بڑے امراء کی ایک جماعت کو گرفتار کر لیا جنہیں باندھ کر مصر لے جایا گیا، یہ لوگ تباہی بدبختی موت میں ترک واپس لوٹے، زمین میں فساد اور شہروں میں بدامنی پھیلانے لگے تو ملک ناصر نے مصر اور دمشق کو بھیجا اس نے ایک لشکر انہیں اس سے روکنے کے لئے بھیجا تو بحریہ نے انہیں شکست دی انہوں نے مدد مانگی تو ملک ناصر ان کی طرف نکلا انہوں نے اس کی سختی برداشت کی اور مصر کی فوج میں ... اور افتخار کی دنیا کا سیلاب ... رکن الدین بیبرس مذکور کے اشارے سے یہ تمام امور کی تکمیل، ان سب جاری ہونے کی جس کی تفصیل طویل ہے، واللہ المستعان۔

## اس سال فوت ہونے والے نامور حضرات

**خلیفۃ الوقت: المستعصم باللہ** ... امیر المؤمنین عراق میں بنی عباس کا آخری خلیفہ جس کا نام ابو احمد عبداللہ بن المستنصر باللہ ابی جعفر منصور بن الظاہر بامر اللہ ابی نصر محمد بن الناصر لدین اللہ ابی العباس احمد بن المستضئ بامر اللہ ابی محمد الحسن بن المستنجد باللہ ابی المظفر یوسف بن المقتفی لامر اللہ ابی

عبداللہ محمد بن المستظہر باللہ ابی العباس احمد [illegible] ابی القاسم عبداللہ بن محمد [illegible] [illegible] عبدالمطلب بن ہاشم [illegible]

اس کی پیدائش [illegible]

[illegible]

اور ایک جماعت نے ان سے حدیث روایت کی ہے [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

اور تعجب کی بات یہ ہے کہ نبوت کے بعد آنے والی خلافت ۳۰ سال ہے جیسا کہ حدیث صحیح میں اس کی تصریح موجود ہے جس میں پہلے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ، پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور علی رضی اللہ عنہ اور ان کے بیٹے حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ جنہوں نے چھ ماہ حکومت کی ان تک تیس سال پورے ہو جاتے ہیں جیسا کہ ہم نے دلائل النبوۃ میں بیان کیا ہے۔

یہ خلافت تھی اس کے بعد بادشاہت کا آغاز ہوا تو اسلام میں پہلے بادشاہ بنو امیہ سے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بن ابی سفیان بن صخر بن حرب بن امیہ، پھر ان کے بیٹے یزید پھر معاویہ بن یزید بن معاویہ تھے یوں سفیانی شاخ کی بادشاہت کا آغاز امیر معاویہ سے ہوا اور معاویہ ثانی پر ہی ختم ہوا۔

پھر مروان بن حکم بن ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف بنی امیہ کے بادشاہ ہوئے ان کے بعد ان کے بیٹے عبدالملک پھر ولید بن عبدالملک، پھر ان کے بھائی سلیمان پھر ان کے چچازاد بھائی عمر بن عبدالعزیز پھر یزید بن عبدالملک پھر ہشام بن عبدالملک پھر ولید بن یزید اس کے بعد یزید بن ولید پھر ان کے بھائی ابراہیم الناقص، یہ بھی ولید کے فرزند ہیں پھر مروان بن محمد بن مروان جس کا لقب حمار[1] تھا۔

یہی آخری بادشاہ ہے پہلے کا نام بھی مروان اور آخری کا نام بھی مروان پھر بنو امیہ کا خاتمہ ہو گیا۔

اور بنی عباس کے پہلے خلیفہ کا نام عبداللہ سفاح[2] تھا اور آخری کا نام عبداللہ المستعصم تھا یہی حال فاطمی خلفاء کا ہے پہلا عبیداللہ المہدی اور آخری کا نام بھی عبداللہ عاضد تھا یہ اتفاق بڑا عجیب ہے اور بہت کم لوگ اس پر متنبہ ہوئے ہیں واللہ سبحانہ اعلم، یہ چند اشعار ہیں جن میں کسی فاضل نے تمام خلفاء کا ذکر کیا ہے۔

تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جس کا عرش بڑا ہے جو غالب ہے جس کی بخشش بڑی عظیم ہے [illegible] جو پھیرنے والا اور لوگوں کو حشر کے لئے جمع کرنے والا ہے، پھر نبی کے ساتھ حضرت محمد مصطفی ﷺ پر درود و سلام ہو اور آپ کی آل اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر جو مہاجر اور باایمان ہیں حمد و صلوٰۃ کے بعد عرض ہے کہ بادشاہوں کا مجموعہ جن میں نے یاد کیا اور ترتیب سے جمع کیا ہے جس میں ان خلفاء راشدین کا ذکر کیا ہے جو حضرت رسول اللہ ﷺ کے بعد قائم ہوئے پھر جنہوں نے ان کی پیروی کی سلسلہ بہ سلسلہ ان میں سے ہر ایک کا نام اور زمانہ بیان کیا ہے تا کہ عقلمند صاحب شعور شخص جان لے کہ بڑے بڑے بادشاہ کیسے چلے گئے ہیں، ہر قوت اور بادشاہت والا فنا و ہلاکت کا ہدف ہے یہ بات دل کے اندھے پن میں مبتلا شخص کے لئے بصیرت ہے اور بہت بادشاہ خدا اپنے علاقے کا جیسا چاہتا ہے اپنے بندوں میں سے وارث بنا دیتا ہے ہر مخلوق فنا ہونے کے لئے بنائی گئی ہے اور ہر بادشاہت ختم ہونے والی ہے اور اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی بادشاہت باقی نہیں رہے گی وہ ذات پاک ہے جو بادشاہ اور زبردست قدرت والا ہے جو عزت والا ہے بلکہ منفرد ہے سوا اس کے سب ختم ہونے والے ہیں حضور ﷺ کے بعد سب سے پہلے جن کے لئے خلافت کی بیعت لی گئی وہ ابو قحافہ رضی اللہ عنہ کے بیٹے (صدیق اکبر) ہیں۔

جو ہمارے امام ہیں صدیق ہیں پھر انہوں نے اپنے بعد فاروق رضی اللہ عنہ کو چنا جنہوں نے شہروں اور ملکوں کو فتح کیا اور ان کی تلوار نے کفار کی جڑ کاٹ دی، ایسا عدل قائم کیا جس سے عثمان ذوالنورین [illegible] ہاشمی ہیں پھر علی المرتضیٰ ہیں (حسن و حسین) سے بھی خوش رہے، اس کے بعد حضرت حسن کے ساتھ [illegible] تو اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھ پر صلح کروا دی جیسا کہ یہ بات درست ہے نبی کریم ﷺ نے اپنی حدیث میں ان کی طرف منسوب کی ہے لوگوں کو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر جمع کر دیا اور راوی نے یہ قصہ نقل کیا ہے انہوں نے جس طرح چاہا ملک کی بنیاد رکھی۔

ان کے بعد ان کا بیٹا یزید بادشاہ بنا پھر ان کا بیٹا [illegible] مروان ابو عبدالملک ہے جو [illegible] تھا انہوں نے خلافت چھوڑ دی کسی کے غلبے کی وجہ سے نہیں [illegible] حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ[3] حجاز میں بادشاہت کی طلب میں کوشش کرنے لگے اور وہاں [illegible] لوگوں نے مروان کے ہاتھ پر بیعت کر لی جس کے حکم سے [illegible] ملک [illegible] سال [illegible]

---

[1] [illegible]

[2] [illegible]

[3] [illegible]

تھا ہے موت کے تیروں نے اس سے نہ بھیجی کی، بادشاہت عبدالملک کے لئے مستحکم ہو گئی اور اس کی سعادت مندی کا ستارہ آسمان میں روشن ہوا اور جو بھی بادشاہت میں اس سے جھگڑا وہ ہلاکت کی تلواروں سے زیر ہو کر دھڑ کے بل گرا مصعب عراق میں قتل ہوئے اور حجاج بن یوسف مخالفت والا فوج لے کر اقدام کی تلواریں لے کر حجاز کی طرف چلا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے بیت اللہ میں پناہ لی اس نے انہیں قتل کرنے کے بعد انہیں سولی دے کر دیا اور اس میں اپنے رب کے عذاب سے نہ ڈرا جب اس کا معاملہ صاف ہو گیا تو اس کے جسم میں زمانے نے تبدیلی پیدا کی، پھر اس کے بعد ولید آیا پھر سلیمان جو عقلمند نوجوان تھا پھر مخلوق میں عمر کا عدل پھیل گیا انہوں نے اپنے رب کے حکم کی پیروی کی جیسا کہ اس نے فرمایا آپ وہ معروف کی سیرت اور معصوم کا پابند اور متقی کہا جاتا تھا انہوں نے عدل و انصاف اور احسان پھیلایا اور ظالموں اور سرکشوں کو روکا حضور ﷺ کی سنت کی اقتدا اور خلفاء راشدین جو متقی تھے ان کی پیروی کر کے اسلام نے ان کی گمشدگی کے پیالے کا گھونٹ پیا اور ان کے بعد ان کی مثل کوئی نہیں دیکھا گیا پھر یزید اور ان کے بعد ہشام پھر ولید بادشاہ ہوا جس کی کھوپڑی پھٹ گئی پھر یزید جسے الناقص کہا جاتا تھا بادشاہ ہوا جس سے موت نے جنگ کی ابراہیم کی بیعت پوری نہ ہوئی اور اس کے کام مضبوط نہ تھے، بادشاہت مروان کے ہاتھ آ گئی پھر اس کے احکام میں سے جو ہونا تھا ہوا، یہ حکومت اس کے ہاتھ پر ختم ہو گئی، حوادث زمانہ نے اس پر حملہ کیا اس کا قتل مقام صعید پر ہوا تھا اور ابو مسلم نے اس کو متوقع کر دیا اس میں آل حکم کی موت ہوئی اور ان سے حکم کی نعمتیں چھن گئیں، پھر بنی عباس کی حکومت آئی جو اولاد ہے [illegible] مضبوط بنیادوں پر رحم کی زمین سے بیعت ہوئی اور پوری امت نے ان کی بیعت کا قلادہ ڈالا لوگوں میں سے جو بھی اس سے جھگڑا تو پانچوں اور دھڑ کے بل گرا۔

ان میں سے جو اول بیٹے میں نے اس کا ذکر کیا ہے جب قائم اور مستعصم خلیفہ بنے ان میں سے پہلے کی صفت سفاح بیان کی جاتی ہے اس کے بعد منصور دوانیقی ہے ان کے بعد مہدی آیا اور ان کے پیچھے موسیٰ ہادی سخی آیا اس کے بعد ہارون الرشید پھر امین جس نے اس کی گمشدگی کو اٹھایا اس کے قتل کے بعد مامون اور اس کے بعد معتصم حکیم آیا، معتصم کے بعد واثق خلیفہ بنا پھر اس کا بھائی متوکل خلیفہ بنا جو بدعتیوں کو مٹانے والا تھا اللہ تعالیٰ عرش کے مالک کے لئے جو تعظیم اور اول ہے متوکل میں بیعت خاص کرے جس نے اپنے زمانے میں بدعات کا قلع قمع کیا اور سنتوں کو اپنی جگہ پر قائم کیا وہاں کوئی گمراہ کن بدعات نہ رہی اور معتزلی کو ذلت کا لباس پہنایا اس پر ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو جب تک کہ آسمان میں ستارہ ڈوبتے اور چمکتے۔

اس کے بعد منتصر پھر گیا اور بادشاہ بنا بادشاہت کی بنیاد گئی اور معتمدی کی تعمیر نہ کی اور یہ مستعین ہوا تو مستعصم خلیفہ بنا اس کے بعد مستعین جیسا کہ ذکر کیا جاتا ہے اس کی وفات کے بعد معتز جو ہدایت کا مشتاق اور [illegible] ترجمہ کی کتابوں میں لکھا ہوں اس کے بعد معتمد نے معاملات حکومت کی ڈور ڈھیلی رکھی اقوام کی عزت سے ملک مضبوط ہوا اس کے بعد [illegible] مقتدر جو [illegible] بھائی خلیفہ بنا مکتفی اور اس کے بعد مستکفی بادشاہ ہوا پھر مطیع خلیفہ بنا جس کی [illegible] اس کے بعد طائع جو اطاعت گزار تھا پھر قادر جو عبادت گزار اور شاکر تھا پھر مقتدی اس کے بعد مستظہر پھر مسترشد آیا جو باوقار تھا۔

پھر راشد اس کے بعد مقتفی پھر جب یہ فوت ہوا تو انہوں نے یوسف سے تمسک کیا جس کا کام عادلانہ اور روشن ہے، جس کی باتیں سچی اور قابل تصدیق ہیں، مستضی زیادہ عرصہ لوگوں میں رہا جو عطیات [illegible] کا بادشاہ تھا اس کے پیچھے ظاہر آیا جو کریم تھا جس کے عدل کو ہر صاحب علم جانتا تھا، مملکت میں اس نے زیادہ عرصہ نہ گزارا صرف چند ماہ گزارے تھے کہ اسے موت نے آ لیا اس کا زمانہ حکومت مستنصر تک رہا جو عادل نیک اور فطرۃً سخی تھا وہ اور اس کے [illegible] لوگوں میں اچھے کاموں سے ریاست کرتا رہا اور جمادی الثانی ۶۴۰ھ میں موت کا سامنا کیا لوگوں نے مستعصم باللہ کے ہاتھ پر بیعت کر لی اس پر ہمارے رب کی رحمت اور سلام ہو اس نے اطراف عالم میں قاصد بھیجے جو بیعت اور اتفاق کا فیصلہ کرتے منبروں کو اس کے ذکر سے شرف بخشا اور اس کی اصلاحات میں فخر کیا اور اطراف میں نیک سیرت رہا اور بیعت میں اس کا عدل مشہور ہوا۔

شیخ عماد الدین ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس کے بعد کچھ اشعار میں نے کہے پھر اللہ تعالیٰ نے اسے ۶۵۶ھ میں تاتاریوں کے ہاتھ میں مبتلا کر دیا جو چنگیز خان کے پیروکار تھے وہ اس کے پوتے ہلاکو خان کے ساتھ [illegible] انہوں نے اس کے لشکروں کو اور اس کی شان و شوکت کو [illegible] اور اس کی اہل [illegible] کو قتل کر دیا۔

بغداد اور شہروں میں گھس کر اسے خراب کر گئے بچوں اور [illegible] کو قتل کر دیا اور بیویوں اور مال لوٹ لیا اور غالب ذات کے غلبے سے نہ ڈرے،

[illegible]

[illegible]

## فصل

[illegible]

## فصل

[illegible]

[illegible]

[illegible]

---

[illegible]

اس کے بعد ان کے بیٹوں عبداللہ، عبدالرحمٰن اور عبدالکریم کو بھی شہید کر دیا گیا ۔۔ یہ قتل ہو گئے۔

یہ اپنے والد کی طرح [illegible] ہوئے ابن الجوزی کے مذہب میں ایک تصنیف ہے جو علامہ [illegible] پائی، اس نے ان [illegible] اشعار کہتے ہیں جن سے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے زمرے میں شمار ہوتے تھے جو ان کی فصاحت و [illegible] پر [illegible] ہے انہوں نے دمشق میں الجوزیہ وقف کیا جو سب سے خوبصورت مدرسہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سے قبول فرمائے۔

**الصرصری المادح رحمۃ اللہ علیہ:** یحییٰ بن یوسف بن یحییٰ بن منصور بن المعمر عبد السلام، شیخ الامام العلامہ ابو زکریا [illegible] کے فاضل، جمال الدین ابو زکریا الصرصری، ضریر، بغدادی حنبلی، آپ بغدادی ہیں، ان کے کثیر اشعار رسول اللہ ﷺ کی تعریف میں ہیں ان کا دیوان بہت مشہور ہے جس میں کوئی شعر ایسا نہیں ہے جس میں حضور ﷺ کی تعریف نہ ہو [illegible] شیخ علی بن ادریس [illegible] شیخ عبدالقادر کے [illegible] صحبت رہے، آپ ذکی اور ذہین تھے [illegible] آپ نے الخرقی کو منظوم کیا۔

حضور ضیاء اسلام کی مدح میں جو ان کے اشعار ہیں ان کی تعداد [illegible] جب تاتاری بغداد میں داخل ہوئے تو آپ کو ان کے سردار [illegible] کے پاس لے جایا گیا تو آپ نے [illegible] ان سے مقابلے کے لئے [illegible] جب تاتاری ان کے پاس آئے تو آپ نے لاٹھی سے ایک تاتاری کو قتل کر دیا [illegible] پھر تاتاریوں نے آپ کو شہید کر دیا، آپ کی عمر ۶۸ سال تھی۔

علامہ قطب الدین یونینی نے اپنی کتاب الذیل میں ان کے حالات میں ان کے اشعار کا ایک حصہ ذکر کیا ہے جو حروف تہجی کی ترتیب پر ہیں اور ان کے علاوہ اور بھی بہت سے قصائد ذکر کئے ہیں۔

**البہاء زہیر صاحب دیوان:** ابن الفضل زہیر بن محمد بن علی بن یحییٰ بن الحسین بن جعفر المہلبی العتکی المصری [illegible] قوص میں پرورش پائی اور قاہرہ میں قیام کیا، یہ بہترین شاعر اور بہترین قلم والے تھے۔ آپ کے اشعار کا ایک دیوان ہے۔ سلطان صالح ایوب کے پاس آنے کے بعد [illegible] باعزت لوگوں کو راحت و خیر پہنچانے میں بہت [illegible] علامہ ابن خلکان نے ان کی تعریف کی ہے اور کہا کہ انہوں نے مجھے اپنے دیوان کے اشعار سنائے [illegible] علامہ قطب الدین یونینی نے بھی ان کے حالات لکھے ہیں۔

**حافظ زکی الدین المنذری:** عبدالعظیم بن عبدالقوی بن عبداللہ بن سلامہ بن سعد بن سعید الحافظ العلامہ ابو محمد زکی الدین المنذری شافعی، مصری، اصلاً شامی ہیں اور پیدائش مصر میں ہوئی، ایک طویل مدت دارالحدیث [illegible] کئی سالوں تک [illegible] ۵۸۱ھ میں پیدا ہوئے [illegible] علم حدیث کے لئے سفر کیا [illegible] مختصر صحیح مسلم اور سنن ابی داؤد [illegible] حافظ [illegible] متقی [illegible] قرافہ میں دفن ہوئے۔

**النور ابوبکر بن محمد بن محمد بن عبدالعزیز:** ابن عبدالرحیم بن رستم الاسعردی مشہور شاعر [illegible] طبیعت کے شاعر [illegible] قاضی صدر الدین بن [illegible] ساعات کے [illegible]

اور انہیں [illegible] ایک کتاب بھی تالیف کی [illegible]

[illegible] کی تعریف نہیں کی جا سکتی۔

[illegible]

دوست شراب اور اس بارے میں ملامت کرنے والے کو گالی دیتا ہے۔

**وزیر ابن العلقمی رافضی** …… محمد بن احمد بن محمد بن علی بن ابی طالب، وزیر مؤید الدین ابو طالب ابن العلقمی، مستعصم کا بغدادی وزیر، مستنصر کے زمانہ میں ایک مدت تک استاذ دار الخلافہ کی خدمت پر لگا رہا، پھر یہ مستعصم کا ایسا وزیر بنا کہ اس نے اپنے آپ کو خلیفہ اور مسلمانوں کی برائی میں مبتلا کر دیا باوجودیکہ یہ ادب و انشاء میں فاضل تھا، یہ خبیث رافضی تھا جو اسلام اور مسلمانوں کے بارے میں برے ارادے رکھتا تھا، مستعصم کے زمانے میں اسے وہ مرتبہ مقام حاصل ہوا جو دوسرے وزراء کو حاصل نہ ہو سکا۔

پھر اس نے اسلام اور مسلمانوں کے خلاف کفار یعنی ہلاکو خان کی مدد کی یہاں تک کہ اس نے اسلام اور مسلمانوں کے ساتھ وہ کرتوت کئے جس کا ذکر پہلے گزر چکا ہے اس کے بعد اسے تاتاریوں کے پاس ذلت و اہانت حاصل ہوئی جن کی اس نے مدد کی تھی، یوں اللہ تعالیٰ کا پردہ اس سے دور ہو گیا اور دنیا میں رسوائی کا مزہ چکھا جبکہ آخرت کا عذاب سخت اور باقی رہنے والا ہے، تاتاریوں کے زمانہ میں ایک دفعہ یہ ایک ٹٹو پر سوار تھا جس پر نشان لگا ہوا تھا ایک شخص اپنے گھوڑے پر بیٹھا اسے ہانک رہا تھا اسی اثناء میں ایک عورت نے اسے دیکھا وہ اس کے پاس کھڑی ہو کر کہنے لگی اے ابن العلقمی کیا بنو عباس بھی تمہارے ساتھ یہ معاملہ کرتے تھے؟

اس کی بات گولی کی طرح اس کے دل پر لگی تو وہ اپنے گھر سے جدا ہو کر بیٹھ گیا اور اسی غم و گھبراہٹ تنگی اور ذلت میں اسی سال جمادی الثانی کے آغاز میں مر گیا، اس نے اپنی آنکھوں سے تاتاریوں کی جانب سے مسلمانوں کی اہانت دیکھی اور کانوں سے سنی جسے بیان نہیں کیا جا سکتا اس کے بعد اس کا خبیث لڑکا وزیر بنا، پھر اللہ تعالیٰ نے اسے ان ہستیوں کی طرح جلد گرفتار کیا جو ظالم تھیں۔

کسی شاعر نے اس طرح اس کی ہجو کی ہے اور کہا

اے اسلام کے فرقے مستعصم پر نازل ہونے والی مصیبت پر نوحہ کرو اور افسوس کے ساتھ غم کرو، وزارت کا منبر پہلے ابن فرات کے پاس تھا اب ابن علقمی کو مل گیا ہے۔

**محمد بن عبدالصمد بن عبداللہ بن حیدرہ** …… فتح الدین ابو عبداللہ بن العدل، دمشق کے محتسب، اپنے اچھے طریقے میں قابل قدر تھے ان کے دادا العدل نجیب الدین ابو محمد عبداللہ بن حیدرہ، انہوں نے ۵۹۰ھ میں زبدانی کا مدرسہ وقف کیا، تقبل اللہ منہ جزاہ خیراً۔

**المفہم شرح مسلم کے مصنف القرطبی** …… احمد بن عمر بن ابراہیم بن عمر ابو العباس الانصاری القرطبی المالکی، فقیہ محدث اور اسکندریہ کے مدرس تھے ۵۷۸ھ میں پیدا ہوئے اکثر مشائخ سے حدیث کا سماع کیا، صحیحین کو مختصر کر کے لکھا، مسلم کی مفہم نامی شرح تحریر کی جس میں عمدہ و راہنما باتیں لکھی ہیں۔

**الکمال اسحاق بن احمد بن عثمان** …… شافعیہ کے شیخ، شیخ نووی وغیرہ علماء نے ان سے استفادہ کیا ہے، رواحیہ میں مدرس تھے اس سال ذی قعدہ میں وفات پائی۔

**العماد داؤد بن عمر بن یحییٰ بن عمر بن کامل** …… ابو المعالی و ابو سلیمان زبیدی مقدسی ثم دمشقی، بیت الابار کے خطیب جامع اموی ہیں، علامہ ابن عبدالسلام کے بعد چھ سال خطابت کی اور غزالیہ میں درس دیا، پھر بیت الابار واپس آئے اور وہیں وفات پائی۔

**علی بن محمد بن الحسین صدر الدین ابو الحسن بن نیار** …… بغداد میں شیخ الشیوخ، پہلے پہل یہ امام مستعصم کے اتالیق تھے پھر جب اچانک زمانے کی گردش سے اسے خلافت حاصل ہوئی تو اس نے انہیں بلند مقام دیا ان کی عظمت کی، یوں انہیں اس کے ہاں وجاہت حاصل ہو گئی اور معاملات کی باگ ڈور ان کے ہاتھ میں آ گئی پھر بعد میں انہیں دار الخلافہ میں یوں ذبح کیا گیا جس طرح بکری ذبح کی جاتی ہے۔

**شیخ علی العابد الخباز:** بغداد میں ان کے احباب و مریدین تھے، ان کی ایک خانقاہ تھی جس میں ان کی زیارت کی جاتی تھی، تاتاریوں نے انہیں قتل کر کے ان کی لاش کو ان کے دروازے کی کوڑی پر پھینک دیا، اسی حالت میں تین دن تک ان کی لاش پڑی رہی حتیٰ کہ ان کا گوشت کتوں نے کھا لیا، کہا جاتا ہے کہ انہوں نے اپنی زندگی ہی میں اس واقعہ کی اطلاع دے دی تھی۔

**محمد بن اسماعیل بن احمد بن ابی الفرج ابو عبداللہ المقدسی:** ... مردا کے خطیب، مختلف مشائخ سے حدیث کا سماع کیا، ۱۰۰ سال کی عمر پائی، ۵۵۲ھ میں پیدا ہوئے۔

دمشق میں لوگوں نے کئی حدیثیں ان سے سنیں پھر اپنے شہر لوٹ آئے اور وہاں اسی سال وفات پائی۔

**البدر لؤلؤ حاکم موصل:** ... اس کا لقب بدرالدین بادشاہ تھا، شعبان میں ۹۶ سال کی عمر پا کر وفات پائی، موصل پر ۵۰ سال حکومت کی، بڑا عقلمند، ذکی اور ہوشیار شخص تھا، مسلسل اپنے استاذ (آقا ملک) کے بیٹوں کے خلاف سازشیں کرتا رہا، یہاں تک کہ انہیں تباہ کر کے چھوڑا اور وہاں اپنی حکومت موصل سے ختم کر دی، جب ہلاکو خان اس تخت گاہ کے واقعے کے بعد بغداد سے جدا ہوا تو یہ اس کی خدمت اور فرمانبرداری کے لئے روانہ ہو گیا، اس کے پاس بہت سے ہدیے و تحائف تھے، ہلاکو خان نے اس کا بڑا اعزاز کیا۔

پھر اس کے پاس سے آنے کے بعد چند دن موصل میں ٹھہرا، اس کے بعد اس کی وفات ہوئی اور اسے بدریہ میں دفن کیا گیا، لوگوں کو اس کی حسن سیرت اور عمدہ عدل پر افسوس ہوا، علامہ شیخ عزالدین نے اپنی کتاب الکامل فی التاریخ کو اس کے لئے تصنیف کیا تو اس نے انہیں نوازا اور ان سے احسان کا بدلہ دیا، یہ بعض شعراء کو ایک ہزار دینار انعام دیتا تھا۔

اس کے بعد اس کا بیٹا صالح اسماعیل بادشاہ بنا، بدرالدین لؤلؤ ارمنی تھا، ایک درزی نے خریدا، پھر بہترین طریقے سے ملک نورالدین ارسلان شاہ بن عزالدین مسعود بن مودود بن زنگی اتابک کے گھر موصل تک پہنچ گیا، بڑا خوبصورت تھا، بڑھتے بڑھتے مقام حاصل ہوا پھر اس کی حکومت میں پیش پیش رہنے لگا یہاں تک کہ تمام امور اس کے حکم سے چلنے لگے اور تمام اطراف کے بادشاہوں کے وفود اس کے پاس آنے لگے، اس نے بعد میں اپنے استاذ کے بیٹوں پر یکے بعد دیگرے حملہ کر دیا کہ ان کے ساتھ کوئی بھی نہ رہا، پھر وہ مستقل بادشاہ بن گیا، اس کے معاملات صاف ہو گئے، وہ ہر سال حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مزار پر ایک سونے کی قندیل بھیجا کرتا تھا جس کا وزن ایک ہزار دینار ہوتا تھا، وہ ۸۰ سال کے قریب اس کی عمر تھی، وہ خوبصورت اور چہرے کی تروتازگی کی وجہ سے جوان لگتا تھا، عوام اسے قضیب الذہب سونے کی شاخ کہتے تھے، بڑا باہمت، ہوشیار، تیز، مدبر اور دوراندیش شخص تھا، اسی طرح اس کا مزار علی پر ہر سال ان قندیلوں کے ساتھ ہدیہ بھیجنا اس کی کم عقلی اور شیعہ ہونے پر دال ہے، واللہ اعلم۔

**ملک ناصر داؤد المعظم:** ... علامہ شیخ قطب الدین یونینی نے ذیل المرآۃ میں اسی سال کے تحت ان کے حالات تحریر کئے ہیں، ان کا تذکرہ پہلے ہو چکا اور بیان کیا جا چکا ہے کہ ان کے ساتھ کیا ہوا تھا، انتہا تک جو حالات پیش آئے انہیں بھی لکھا ہے، ہم نے واقعات میں اس کا ذکر کیا ہے کہ انہوں نے خلیفہ مستعصم کے پاس ۶۴۷ھ میں ایک امانت رکھی تھی جس کی قیمت ایک لاکھ دینار تھی، خلیفہ نے اس کا انکار کر دیا، یہ بار بار اس کے پاس آتے اور اس کی دادرسی چاہتے اور وسائل و وسیلے بھی بنائے لیکن ان سب باتوں نے اسے کچھ فائدہ نہ دیا، انہی نے آگے چل کر ایک شاعر سے اس کے قول پر کہا جو شاعر خلیفہ کی مدح کرتا تھا۔

اگر تو سقیفہ کے دن حاضر ہوتا تو تو ہی مقدم اور پیش رو ہوتا، تو ملک ناصر داؤد نے اس سے کہا تو نے غلطی کی ہے، جد امیر المؤمنین عباس سقیفہ کے دن حاضر تھے، وہ مقدم نہ ہوئے حالانکہ وہ امیر المؤمنین سے افضل تھے، جبکہ ابوبکر الصدیق ہی مقدم تھے، خلیفہ نے کہا تو نے سچ کہا ہے، خلعت عطا کی اور اس شاعر کو بلاد مصر کی طرف جلاوطن کر دیا، اس کا نام وجیہ القیروانی تھا، ملک ناصر داؤد کی وفات بویضاء کی بستی میں ہوئی، اہل دمشق ان کے جنازے میں حاضر ہوئے۔

## آغاز ۶۵۷ھ

اس سال کا آغاز ہوا تو [illegible]

[illegible]

[illegible]

اس سال [illegible]

اس سال [illegible] کرنا واجب ہے۔

**ملک مظفر قطز کی حکمرانی**: اس سال امیر سیف الدین قطز نے [illegible]

جو تاتاریوں کو شکست سے دوچار کیا جیسا کہ اس کا بیان ان شاء اللہ آئے گا۔

اور اس کا عذر بھی ظاہر ہو گیا جو اس نے فقہاء، قضاۃ اور ابن العدیم کے سامنے پیش کیا تھا اس نے کہا تھا کہ مسلمانوں کا ایک زبردست بادشاہ ہونا چاہیے جو ان کی طرف سے دشمن کا مقابلہ کرے اور یہ چھوٹا بچہ ملک چلانے کی تدبیر سے ناواقف ہے۔

اس سال ملک ناصر حاکم دمشق وطاء کی طرف نکلا، وہ بہت سے فوجیوں، رضا کاروں اور دیہاتوں وغیرہم کے ساتھ نکلا، لیکن جب اسے علم ہوا کہ وہ مغلوں کے مقابلہ میں کمزور ہے تو اس لشکر کو واپس لے آیا، نہ وہ چلا اور نہ دوسرے لوگ، انا للہ وانا الیہ راجعون۔

## اس سال فوت ہونے والے

**صدریہ کو وقف کرنے والا صدر الدین اسعد بن المنجاۃ**(۱) — صدر الدین اسعد بن المنجاۃ بن برکات بن مومل التنوخی المعری ثم الدمشقی، وہ قابل اعتبار، صاحب ثروت و مروت اور بہت زیادہ صدقات کرنے والا شخص، حنابلہ کے لئے ایک مدرسہ وقف کیا، اسی میں اس کی قبر قاضی مصری کی قبر کی جانب ہے، جو درب الریحان کے سرے میں جامع اموی کی طرف واقع ہے، جامع کا ایک مدت تک ناظر مقرر رہا ہے اور وہاں کی چیزوں کی تجدید کی، جن میں جامع کی جانب سوق اللبادین بھی ہے، اور سناروں کو جہاں وہ آج ہیں منتقل کیا، جبکہ اس سے پہلے یہ لوگ سابقہ طریقہ میں تھے اور زیارت کے ستونوں کے درمیان کی دوکانوں کو مرمت کرایا، جس کی وجہ سے جامع کو نتیجہ میں بہت سا مال بذریعہ کرایہ حاصل ہوا اس کے کئی صدقات تھے اس کے متعلق ذکر کیا جاتا ہے وہ کیمیا جانتا تھا اور یہ بات صحیح ہے کہ اس نے چاندی بنائی تھی، لیکن میرے نزدیک یہ بات اس کی طرف منسوب کرنا درست نہیں، واللہ اعلم۔

**شیخ یوسف الاقمینی** — آپ اقمینی کے نام سے مشہور تھے اس واسطے کہ آپ قمین حمام نور الدین میں رہتے تھے لمبے کپڑے پہنتے جو زمین پر پھیلے جاتے، اپنے کپڑوں میں ہی پیشاب کرتے، آپ کا سر کھلا ہوتا، لوگوں کا خیال ہے کہ ان کے کئی احوال اور کشف ہیں، بہت سے عوام اور دوسرے لوگ ان کی صلاحیت اور ولایت کے معتقد ہیں کیونکہ لوگوں کو صالحیت اور ولایت کی شرائط کا علم نہیں، اور نہ یہ جانتے ہیں کہ کشف کا صدور نیک و بد کافر و مومن دونوں سے ہو سکتا ہے جیسے راہب وغیرہ ہوتے ہیں، یا جیسے دجال اور ابن صیاد وغیرہ۔

اس لئے کہ جن کوئی بات چرا کر انسان کے کان میں ڈال دیتا ہے خصوصاً ان کو جو مجنون ہوں اور جن کے کپڑے نجاست سے صاف نہ ہوں لہٰذا صاحب حال کے حال کو کتاب و سنت کے ذریعہ پرکھ لینا چاہیے، سو جس کا حال کتاب و سنت کے موافق ہو تو وہ نیک آدمی ہے چاہے اسے کشف ہوتا ہو یا نہ ہوتا ہو۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ جب تم کسی کو پانی پر چلتا اور ہوا میں اڑتا ہوا دیکھو تو اس سے دھوکہ مت کھاؤ یہاں تک کہ اس کے حال کو کتاب و سنت پر پیش نہ کر لو، جب یہ شخص فوت ہوا تو قاسیون کے دامن کوہ کے قبرستان میں دفن ہوا جو اسی سے مشہور ہے، روایہ کی مشرقی جانب، اس میں بڑی زیب و زینت ہے، عوام میں سے ان کے کسی معتقد نے یہ کام و اہتمام کیا ہے، قبرستان کو مزین کیا اور اس کی قبر پر منقش پتھر لگائے، یہ سب بدعات ہیں اس کی وفات اسی سال کی ۶ شعبان میں ہوئی۔

گمان کیا جاتا ہے کہ شیخ ابراہیم بن سعید جیعانہ شہر میں آنے کی جرأت نہیں کرتے تھے جب تک اقمینی زندہ تھے تو جس دن اقمینی فوت ہوا اس دن وہ شہر میں داخل ہوئے اور لوگ بھی ان کے ساتھ تھے وہ دمشق میں داخل ہوئے، یہ لوگ چیختے گئے اور شور مچا کر کہنے لگے کہ ہمیں شہر میں داخل ہونے کی اجازت مل گئی، وہ بے ہودہ آوازیں کسنے والے کے بیوقوف ہیں جنہیں نور علم نہیں دیا گیا، جیعانہ [illegible] کیا کہ اس سے پہلے کس چیز نے تمہیں روک رکھا تھا کہ میں جس دروازے سے بھی شہر میں آنے کی کوشش کرتا تو یہ درندہ بیٹھا ہوتا ہیں میں داخل نہ ہو سکتا تھا، اس نے شاغور میں رہائش اختیار کر لی، لیکن یہ جھوٹ

---

(۱) ذیل الروضتین ۲۰۳، شذرات الذہب ۵/۲۸۸، العبر ۵/۲۳۹، النجوم الزاہرۃ ۷/۷۰

حیلہ گر اور شعبدہ باز تھے اور شیبانی کی قبر کے پاس قاسیون میں دفن کیا گیا واللہ اعلم باحوال العباد۔

**شمس یحییٰ بن شمسی المحدث** ... صدر بکری کے احتساب میں نائب تھے، خود بہت کچھ پڑھا، کئی شیوخ سے سماع حدیث کیا اور بہت سوں کو سماع کرایا، اپنے ہاتھ سے بہت لکھا۔

**ابو عبداللہ الفاسی شاطبیہ کے شارح** ... کنیت سے مشہور ہیں، کہا جاتا ہے کہ ان کا نام قاسم تھا، حلب میں فوت ہوئے، عربیت اور قراءت میں عالم فاضل تھے، شاطبیہ کی بڑی اچھی اور مفید شرح لکھی ہے، علامہ ابو شامہ نے جو خود بھی اس کے شارح ہیں اس کی تعریف کی ہے۔

**نجم بدر مفضل کے بھائی** ... کلاسہ کی فاصلیہ کے شیخ تھے، انہیں جامع عقیبہ کے خطیب بدرالدین یحییٰ بن شیخ عزالدین بن عبدالسلام سے اجازت حدیث حاصل تھی، باب الصغیر میں اپنے والد کے پہلو میں دفن ہوئے، ان کا بہت بڑا جنازہ تھا۔

**سعدالدین محمد بن شیخ محی الدین بن عربی** ...... علامہ ابو شامہ نے ان کا ذکر کر کے ادب اور شعر میں ان کی فضیلت کی تعریف کی ہے، یہ بات تب درست ہے جب یہ بیٹا باپ کے دین کا نہ ہو۔

علامہ ابو شامہ نے شاعر واوی کی وفات کا ذکر بھی اسی سال میں کیا ہے۔

**سیف الدین بن صبرہ** ... دمشق میں پولیس کے نگران، ابو شامہ نے ذکر کیا ہے کہ جب ان کی وفات ہوئی تو ایک سانپ آیا اور اس کی رانوں کو کاٹنے لگا اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہ اس کے کفن سے لپٹ گیا تھا، لوگ اس کے دفن کرنے سے تھک گئے، کہا جاتا ہے کہ نصیری خبیث باطنی اور شراب کا رسیا تھا، ہم اللہ تعالیٰ سے پردہ پوشی اور عافیت کا سوال کرتے ہیں۔

**نجیب بن شعیشعہ دمشقی** ... دمشق میں مشہور ہونے والے درب باناسی کے دار الحدیث میں انہیں سماع اور اپنا گھر وقف کرنے کی سعادت حاصل ہے، یہ وہ گھر تھا جس میں ہمارے شیخ حافظ مزی رہا کرتے تھے دار الحدیث الاشرفیہ کی طرف منتقل ہونے سے پہلے۔ بانی یہ ہی تھے، علامہ ابو شامہ نے فرمایا ابن شعیشعہ، وہ نجیب ابو الفتح نصر اللہ بن ابی طالب شیبانی ہیں، لقب اسعد موفق الدین میں مشہور ہیں، یہ ان گواہوں میں سے تھے جن پر بہت قدح کیا گیا ہے، اس کے باوجود کہ ان سے حدیث نقل کی جائے، مزید فرماتے ہیں کہ یہ محی الدین یحییٰ جن کا لقب صدر ہے کی امداد تھی انہوں نے اپنی ولایت قضاء دمشق میں شہادت بحال کیا جس کے متعلق بعض شعراء نے کہا:

یہ بخت شعیشعہ گواہی دینے کے لئے بیٹھا ہے، تمہارے لئے ہلاکت ہو، جو کچھ ظاہر ہوا کیا اس نے اس میں تمہارا کہا ہے؟ کیا
زلزلے کی وجہ سے بھونچال آ گیا یا دجال نکل آیا ہے یا قیامت یا آخری لوگ ختم ہو گئے ہیں؟
اس گروہ پر تعجب ہے جسے شریعت کا علم نہیں اور اس نے اسے بیٹھنے کی اجازت دے دی ہے۔

ابو شامہ نے فرمایا کہ ۶۵۷ھ میں ایک زندیق شخص مرا جو فلسفہ اور علم الاوائل میں دست اندازی اور غور و فکر کرتا تھا، وہ مسلمانوں کے مدرسوں میں رہتا، مجھے پتہ چلا ہے کہ اس نے لوگوں کی ایک جماعت کے عقائد خراب کئے ہیں، اس کے باپ کا گمان یہ تھا کہ وہ خطیب رے امام رازی جو کئی تصنیفات کے مؤلف ہیں ان کا شاگرد تھا، سانپ کا بچہ سانپ ہی ہوتا ہے۔

## آغاز ۶۵۸ھ

اس سال کی ابتداء جمعرات کو ہوئی، مسلمانوں کا کوئی خلیفہ نہ تھا، کوفہ، بصرہ، خراسان وغیرہ بلاد مشرق ہلاکو خان تاتاریوں کے بادشاہ کے زیر تسلط تھے اور دیار مصر کا بادشاہ ملک مظفر سیف الدین قطز تھا جو سلطان معز ایبک ترکمانی کا غلام تھا اور حلب و دمشق کا بادشاہ ملک ناصر بن عزیز بن ظاہر تھا اور کرک اور شوبک

ملک مغیث ابن عادل بن کامل محمد بن عادل ابی بکر بن ایوب کے پاس تھے۔

وہ مصر حاکم دمشق کے ساتھ مل کر مصریوں سے جو جنگ تھی ان دونوں کے ساتھ امیر رکن الدین بیبرس بندقداری تھا یہ لوگ مصریوں سے جنگ کرنے اور ان سے مصر چھیننے کا قصد کر چکے تھے اسی اثناء میں کہ لوگ اس حالت میں تھے اور ادھر تاتاریوں نے بلاد شام کا قصد کرنے کی خبریں بھی مسلسل آ رہی تھیں کہ اچانک مغلوں کا لشکر اپنے بادشاہ ہلاکو خان کی کمان کر کے ملک میں داخل ہو گیا انہوں نے اپنے بنائے ہوئے پلوں کے ذریعہ نہر فرات کو عبور کر لیا۔

اور اسی سال کی ۲ صفر کو حلب پہنچ گئے سات دن اس کا محاصرہ کیا پھر امان دے کر فتح کر لیا اور وہاں کے باشندوں سے دھوکہ کیا اور ان کے بہت سے لوگ قتل کر دیے جن کی تعداد اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے، اموال کو لوٹ لیا عورتوں اور بچوں کو قیدی بنا لیا اور ان پر وہی مصیبت آئی جو اہل بغداد پر آئی تھی، شہروں میں گھس گئے وہاں کے معزز لوگوں کو قتل کیا انا للہ وانا الیہ راجعون۔

حلب کا قلعہ ایک مہینہ ان پر بند رہا پھر امان کے ذریعے لے لیا انہوں نے شہر اور قلعہ کی فصیلوں کو خراب کر دیا حلب کی حالت خالی گدھے کی طرح ہو گئی اس کا نائب ملک معظم توران شاہ بن صلاح الدین تھا وہ عقلمند اور ہوشیار تھا لیکن لشکر نے جنگ کے لئے اس کی بات نہ مانی، اور اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ایک انداز سے طے ہوتا ہے۔

ہلاکو خان نے حلبیوں کے لئے یہ پیغام بھیجا کہ ہم دمشق میں ملک ناصر سے لڑنے آئے تھے تم ہمارے لئے اپنے ہاں ایک دستہ تیار کر دو اگر ہمیں فتح ہوئی تو تمام علاقے ہماری دسترس میں ہوں گے اور اگر ہمیں شکست ہوئی تو تمہاری مرضی، دستہ رکھ لو یا دستے کو قبول کر لینا چاہو تو اسے چھوڑ دینا، انہوں نے اس کی بات کا یہ جواب دیا کہ ہمارے پاس تمہارے لئے صرف تلوار ہے تو ہلاکو خان کو ان کے ضعف اور جواب سے تعجب ہوا اور اسی وقت ان کی طرف پہنچ کر شہر کا محاصرہ کر لیا جو کچھ بھی ہوا اللہ تعالیٰ کی تقدیر سے ہوا جب حلب فتح ہو گیا تو اس علاقے کے حکمران نے اس کی چابیاں ہلاکو خان کو بھیجیں تو اس نے عجم میں سے ایک شخص کو اس کا نائب بنا دیا جس کا دعویٰ تھا کہ وہ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی نسل سے ہے اسے خسرو شاہ کہا جاتا تھا تو اس نے حلب شہر کی طرح اس کی فصیلیں خراب کر دیں۔

**ان کا دمشق لینے اور وہاں سے جلد حکومت ختم ہونے کا بیان** — ہلاکو خان نے جب وہ حلب اترا ہوا تھا ایک لشکر اپنی حکومت کے ایک بڑے امیر کے ساتھ جسے کتبغا نوین کہا جاتا تھا بھیجا یہ لوگ صفر کے آخر میں دمشق پہنچے اور جلد ہی اس پر بغیر کسی مزاحمت اور رکاوٹ کے قبضہ کر لیا بلکہ وہاں کے بڑے لوگ انہیں بڑی وسعت اور مبارکباد سے ملے ہلاکو نے شہر والوں کے لئے امان لکھ بھیجی تھی میدان اخضر میں اسے پڑھا گیا اور شہر میں اس کی منادی کرا دی گئی اور لوگ دھوکے سے ڈرتے ہوئے مامون ہو گئے جیسا کہ انہوں نے حلبیوں کے ساتھ کیا تھا یہ ان کی صورت حال تھی جبکہ قلعہ بند اور چھپا ہوا تھا اس کی بلندی پر منجنیقیں نصب تھیں بڑی سخت حالت تھی، تاتاریوں نے ایک منجنیق کو گاڑی پر لادا تھا گھوڑے کھینچ رہے تھے اور وہ خود گھوڑوں پر سوار تھے ان کا اسلحہ بہت سی گاڑیوں پر لدا ہوا تھا انہوں نے قلعہ کے غربی جانب منجنیقیں نصب کیں اور کئی دیواروں کو ڈھا دیا اور اس کے پتھر اٹھا کر قلعہ میں لگاتار ایسے جیسے موسلا دھار بارش ہو پھینکنے لگے اس کی بہت سی اونچی جگہیں اور منجنیقیں گرا دیں اور قلعہ گرنے کے لئے تیار ہو گیا۔

اس روز کے آخری حصہ میں اس کے متولی نے مصالحت کا جواب دیا تو انہوں نے اسے فتح کر کے جو کچھ وہاں تھا خراب کر دیا اور اونچے برج تھے خراب کر دیا یہ اسی سال کے نصف جمادی الاولیٰ کا واقعہ ہے انہوں نے اس کے متولی بدرالدین بن قرمجاہ کو قتل کر دیا اور اس کے نقیب جمال الدین بن الصیرفی الحلبی کو قتل کر دیا شہر اور قلعہ ان کے ایک امیر کے حوالے کر دیا جسے ایل سبان کہا جاتا تھا اس پر اللہ تعالیٰ لعنت کرے یہ نصاریٰ کے دین کی تعظیم کرتا تھا تو ان کے پوپ اور پادری اس کے پاس جمع ہو گئے تو اس نے ان کی بڑی عزت کی ان کے گرجوں کی زیارت کی اس کی وجہ سے انہیں حکومت اور غلبہ مل گیا نصاریٰ کا ایک گروہ ہلاکو خان کے پاس بہت سے تحفے اور ہدیے لے کر گیا وہ اس کے پاس سے آئے تو ان کے پاس اس کی جانب سے امان کا فرمان تھا وہ باب توما سے داخل ہو گئے ان کے پاس کھڑا کیا ہوا صلیب تھا جسے لوگوں کے سروں سے اونچا اٹھا رکھا تھا وہ اپنے شعار کے طریقے سے پکار کر کہہ رہے تھے مسیح کا دین غالب آیا اور دین اسلام اور مسلمانوں کی مذمت بیان کر رہے تھے۔

ان کے ہاتھوں میں شراب کے برتن تھے جس میں سے [illegible] شراب [illegible] جن سے لوگوں کے چہروں اور کپڑوں پر شراب چھڑکتے اور مسجدوں کے دروازوں پر [illegible] خطیب [illegible] نے [illegible] یہ لوگ جب [illegible] اہل ایمان کی [illegible] بازار سے [illegible] یہ لوگ جب [illegible] کے قریب پہنچے تو وہاں مسلمانوں کی [illegible] کی طرف [illegible] ایک [illegible] اور مسلمانوں [illegible] قاضی [illegible] سے پہلے [illegible] ہو گئی۔

علامہ قطب الدین نے ذیل المرآۃ میں نقل کیا ہے کہ انہوں نے [illegible] شراب [illegible] جامع مسجد میں داخل ہوئے [illegible] مسلمانوں کے [illegible] سے [illegible]

یہ اسی سال کا واقعہ ہے [illegible] سلطان شام [illegible] ملک مظفر قطز [illegible] جنگ کریں گے [illegible] ملک مظفر قطز نے [illegible] اس کے ہاتھ [illegible] کی موت ہوئی۔

**عین جالوت کی جنگ** ۔ ان تمام باتوں [illegible] اس سال کے رمضان کے آخری عشرہ میں [illegible] کے مقام عین جالوت [illegible] مسلمانوں [illegible] ملک مظفر قطز [illegible] مصر [illegible] دمشق [illegible] ملک مظفر قطز نے [illegible] مصر [illegible] کے پیچھے [illegible] کی طرف [illegible] مصر کے [illegible] کی طرف [illegible] اس کے بعد [illegible] نے ان [illegible] پایا۔

اور ایک [illegible] کے پاس [illegible] کے پاس [illegible] جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔

مقصود یہ ہے کہ مظفر قطز کو شام عروسہ کے ساتھ تاتاریوں کی اس حرکت کا علم ہوا اور یہ کہ وہ شام میں اپنی حکومت قائم کرنے کے بعد دیار مصر میں داخل ہونے کا ارادہ رکھتے ہیں تو قطز نے ان سے پہل کی اور ان کے آنے سے پہلے ان کے خلاف اقدام کیا وہ اپنے لشکر میں نکلا لشکر میں اس کا حکم چلتا تھا یہاں تک کہ شام پہنچ گیا مغلوں کی فوج اس کے آنے سے بیدار ہو گئی ان کا کمانڈر کتبغا نوین تھا اس وقت وہ بقاع مقام میں تھا، کتبغا نوین نے اشرف حاکم حمص اور مجیر ابن زکی سے مشورہ کیا تو انہوں نے مشورہ دیا کہ اسے مظفر کے مقابلہ کی طاقت نہیں ہو سکتی یہاں تک کہ ہلاکو سے مدد طلب کرنے لگے اس نے انکار کر دیا، وہ جلد جنگ کرنے کا خواہاں تھا وہ ان کی طرف اور مظفر ان کی جانب چلا، دونوں لشکر بروز جمعہ ۲۵ رمضان میں عین جالوت پر جمع ہوئے، آپس میں بڑی سخت جنگ کی مدد اسلام اور مسلمانوں کی تھی اللہ تعالیٰ کی تعریف ہے، مسلمانوں نے انہیں بڑی سخت شکست دی، مغلوں کا امیر کتبغا نوین مارا گیا اور اس کے گھر کے بھی لوگ بھی تھے، کہا جاتا ہے کہ کتبغا نوین کو امیر جمال الدین آقوش الشمسی نے قتل کیا تھا اور جیش اسلامی نے قتل کرتے ہوئے ہر جگہ ان کا پیچھا کیا، ملک منصور حاکم حماۃ نے ملک مظفر سے سخت لڑائی کی اسی طرح امیر فارس الدین اقطائی المستعرب نے، وہ فوج کا نگران تھا۔

کتبغا نوین کی جماعت سے ملک سعید بن عزیز بن عادل کو قیدی بنا لیا گیا تو مظفر نے اس کی گردن اڑانے کا حکم دیا اور اشرف حاکم حمص نے پناہ مانگی وہ بھی تاتاریوں کے ساتھ تھا، ہلاکو خان نے اسے پورے شام پر نائب مقرر کیا تھا تو ملک مظفر نے اسے امن دیا اور اسے حمص واپس دے دیا اسی طرح حماۃ منصور کو دے دیا اور اسے معرہ وغیرہ مزید عنایت کیا اور حلب امیر شرف الدین عیسیٰ بن مہنا بن مانع امیر عرب کو دے دیا امیر بیبرس بندقداری اور نوجوانوں کی ایک جماعت نے تاتاریوں کا ہر جگہ ان سے لڑتے ہوئے تعاقب کیا یہاں تک کہ ان کے پیچھے حلب پہنچ گئے اور جو ان میں سے دمشق کے تھے وہ بروز اتوار ۲۷ رمضان میں بھاگ گئے مسلمانوں نے ان سے لڑتے لڑتے ان کا پیچھا کیا اور ان سے قیدیوں کو چھڑانے لگے اور اس کی خوشخبری بھی آ گئی، اللہ تعالیٰ ہی کی تعریف ہے اس کی ان کو اپنے لطف وکرم سے درستگی پر کر دیا، مسلمان اللہ تعالیٰ کی مدد سے بہت خوش ہوئے اور اللہ تعالیٰ نے اسلام اور اہل اسلام کی خوب مدد کی، اور یہود ونصاریٰ اور منافقین کو ذلیل کیا اللہ تعالیٰ کا دین غالب رہا اور وہ ناپسند کرتے رہے۔

اس وقت مسلمانوں نے جلدی سے کنیسہ نصاریٰ کا رخ کیا جہاں سے صلیب نکلا تھا اور جو کچھ وہاں تھا لوٹ لیا اور کنیسہ کو جلا دیا اور اس کے اردگرد بھی آگ بھڑکی جس کی وجہ سے نصاریٰ کے بہت سے گھر سوختہ ہو گئے، اور اللہ تعالیٰ نے ان کے گھروں اور قبروں کو آگ سے بھر دیا، ایک شخص نے کلیسائے یعقوبیہ کو جلا دیا اور ایک جماعت نے یہود کو لوٹنے کا قصد کیا تو ان سے کہا گیا کہ انہوں نے کوئی نصاریٰ کی طرح کوئی سرکشی نہیں کی، عوام نے جامع کے درمیان میں ایک بوڑھے شخص کو قتل کیا جو لوگوں کے اموال پر تاتاریوں سے چاپلوسی کرتا تھا اسے فخر محمد بن یوسف بن محمد کنجی کہا جاتا تھا یہ خبیث طبیعت شرقی تھا اور مسلمانوں کے اموال پر ان کی مدد کرنے والا تھا خدا اس کا ناس کرے۔ اور انہی کی مثل منافقین کی ایک جماعت کو قتل کیا یوں ظالم قوم کی جڑ کاٹ دی گئی۔ الحمد للہ رب العالمین۔

ہلاکو نے تمام شہروں کی طرف جیسے مدائن، شام، جزیرہ، موصل، ماردین اور اکراد وغیرہ قاضی کمال الدین عمر بن بندار التفلیسی کی قضاء کا حکم نامہ بھیجا وہ دمشق میں ۱۵ سال سے قاضی صدر الدین احمد بن یحییٰ بن ھبۃ اللہ بن سنی الدولہ کے نائب تھے، جب یہ حکم نامہ ۲۶ ربیع الاول کو پہنچا تو میدان اخضر میں پڑھا گیا وہ دمشق کے مستقل قاضی بن گئے وہ فاضل شخص تھے دونوں معزول قاضی صدر الدین بن سنی الدولہ اور محی الدین بن زکی ہلاکو خان کی خدمت میں حلب پہنچے اور ابن زکی نے ابن سنی الدولہ کو دھوکہ دیا اور بہت سا مال خرچ کیا اور دمشق کا قاضی بن گیا دونوں واپس آئے، ابن سنی الدولہ بعلبک میں فوت ہوئے ابن زکی عہدہ قضاء پر آئے ان کے ساتھ حکم نامہ اور شاہی خلعت تھی، وہ اسے پہن کر ایل سیان کی خدمت میں قبہ الستر کے نیچے باب بریدہ کے پاس بیٹھے ان کے درمیان خاتون ایل سیان کی بیوی چہرے سے نقاب کھولے بیٹھی تھی وہاں اسی حال میں حکم نامہ پڑھا گیا اور جب ہلاکو خان کا نام لیا گیا تو لوگوں کے سروں پر سونا چاندی نچھاور کیے گئے، فانا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللہ تعالیٰ اس قاضی، امیر، وزیر اور سلطان کا ستیاناس کرے۔

ابو شامہ نے ذکر کیا ہے کہ ابن زکی نے تھوڑی ہی مدت میں کئی مدارس پر وہ تقرریاں حاصل کر لیں اسے سال کے آخر سے پہلے معزول کیا گیا اس نے اس مدت میں ابن داعی سے تقویہ لیا اور عزیزیہ کے ساتھ جو اس کے پاس تھے عذراویہ، سلطانیہ، فلکیہ، رکنیہ، قیمریہ اور کلاسہ لے لئے اور اپنے بیٹے

تمیمی کے لئے امینیہ کی تدریس اور شیخ الشیوخ کا عہدہ لے لیا اور ام الصالح کو اپنے ایک ساتھی العماد مصری کے لئے حاصل کیا اور شامیہ برانیہ اپنے دوسرے دوست کے لئے اور اپنے اس شریک بھائی شہاب الدین اسماعیل بن اسعد بن حبیش کو نائب قاضی اور رواحیہ اور شامیہ برانیہ کا متولی بنایا۔

علامہ ابوشامہ نے فرمایا کہ باوجودیکہ اس کو وقف کرنے والے نے اس کی شرط لگائی تھی کہ اس کا متولی کوئی اور کام نہ کرے، پھر جب دمشق اور دوسرے علاقے مسلمانوں کے ہاتھ واپس آئے تو اس نے قضاء میں کوشش کی اور بہت سا مال اس لئے خرچ کیا کہ یہ مدارس جو اس کے ہاتھ میں ہیں چلتے رہیں لیکن وہ اس کے ہاتھ نہ رہے بلکہ اسے معزول کر کے قاضی نجم الدین ابی بکر صدر الدین بن سنی الدولہ کو قاضی بنایا گیا اور اس کا شاہی فرمان، جامع دمشق میں مشہد عثمان کی کمانی سہ دری کے پاس ۲۱ ذی قعدہ بروز جمعہ نماز کے بعد پڑھا گیا۔

اور جب ملک مظفر قطز نے بمقام عین جالوت تاتاریوں کو شکست دی تو ان کے پیچھے آیا اور بڑے ٹھاٹ باٹ سے دمشق میں داخل ہوا، لوگ اس سے بہت خوش ہوئے اور اس کے لئے بڑی دعائیں کیں اور حاکم حمص اشرف کو وہیں برقرار رکھا، اسی طرح حاکم حماۃ منصور کو، اور حلب کو ہلاکو کے ہاتھ سے چھڑا لیا یوں حق اپنی جگہ آ گیا اور اپنی بنیادیں مضبوط کر لیں، اس نے اپنے آگے امیر رکن الدین بیبرس بندقداری کو حلب سے تاتاریوں کو ہٹانے اور اسے اپنے ہاتھ میں لینے کے لئے روانہ کر دیا تھا اور اسے نائب بنانے کا وعدہ دیا تھا لیکن جب اس نے انہیں وہاں سے ہٹا دیا اور نکال باہر کیا اور مسلمانوں نے اسے اپنے قبضہ میں لے لیا تو اس نے اس کے علاوہ دوسرے شخص علاء الدین حاکم موصل کے بیٹے کو نائب بنا دیا، یہی ان دونوں میں وحشت و نفرت پھیلنے کا سبب بنا اس نے جلد ہی ملک مظفر قطز کے قتل کا تقاضا کیا اس سے پہلے اور اس کے بعد اللہ تعالیٰ ہی کا حکم چلتا ہے۔

جب مظفر شام سے فارغ ہوا تو اس نے مصر کی طرف لوٹنے کا قصد کیا تو دمشق پر امیر علم الدین سنجر الحلبی الصالحی اور امیر مجیر الدین ابن الحسین بن آقشمر کو نائب بنایا، اور قاضی ابن الزکی کو دمشق کے عہدہ قضاء سے معزول کیا اور ابن سنی الدولہ کو قاضی بنایا، پھر وہ دیار مصریہ کی طرف لوٹا، اور اسلامی فوجیں اس کی خدمت میں تھیں اور اس صورت کی آنکھیں شمت و ہیبت سے اسے کن انکھیوں سے دیکھ رہی تھیں۔

**ملک ظاہر بیبرس بندقداری کی حکومت کا ذکر**...... وہ اسد انصاری ہے، اس کا سبب یہ ہوا کہ جب سلطان ملک مظفر قطز مصر کے ارادے سے واپس آیا وہ غزالی اور صالحیہ کے درمیان پہنچا تھا تو اس پر امراء نے حملہ کر کے وہیں قتل کر دیا وہ بڑا نیک اور کثرت سے جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے والا تھا کبھی شراب وغیرہ اور اسی طرح کی دوسری چیزیں جنہیں بادشاہ استعمال کرتے تھے ہاتھ نہ لگاتا تھا اس کی مدت حکومت جس وقت سے اس نے اپنے استاذ زادے منصور علی بن معز ترکمانی کو معزول کر کے اس مدت تک ۱۶ ذیقعدہ تک تقریباً ایک سال تھی ہے، اللہ تعالیٰ اس پر رحم فرمائے اور اسلام اور مسلمانوں کی جانب سے اسے اچھا بدلہ عطا فرمائے۔ امیر رکن الدین بندقداری امراء کی ایک جماعت کے ساتھ اس کے قتل پر متفق ہوا وہ جب اس مقام پر پہنچا تو اپنی دہلیز پر اترا اور ایک خرگوش کے پیچھے گھوڑا دوڑایا اس کے ساتھ ان امراء نے بھی گھوڑے دوڑائے اس کے پاس رکن الدین بیبرس نے کسی چیز کے بارے میں سفارش کی اس نے وہ قبول کر لی تو بیبرس نے چومنے کے لئے اس کا ہاتھ پکڑ لیا اور ان امراء نے اس پر تلوار کے ذریعہ حملہ کر کے گھوڑے سے نیچے گرا دیا اور تیر مار کر اسے قتل کر دیا پھر وہ خیمہ کی طرف واپس آئے اور ان کے ہاتھوں میں تلوار سونتی ہوئی تھی تو ان سے وہاں کے لوگوں نے پوچھا تو کسی نے کہا کہ اسے کس نے قتل کیا ہے؟ تو وہ کہنے لگے رکن الدین بیبرس نے، وہ کہنے لگے کیا تو نے اسے قتل کیا ہے؟ تو اس نے کہا ہاں تو انہوں نے کہا تو پھر تم بادشاہ ہو۔

کہا جاتا ہے کہ جب وہ قتل ہوا تو امراء کو حیرانگی ہوئی کہ کسے بادشاہ بنائیں، ان میں سے ہر ایک اس کی برائی سے ڈرتا تھا کہ جو اس کے غیر کو مصیبت پہنچی جلد ہی اسے پہنچ جائے گی تو سب کا بیبرس بندقداری کے ہاتھ پر بیعت کرنے کا اتفاق ہوا۔

وہ اوپر حقیقت میں سے نہ تھا لیکن وہ اسے آزمانا چاہتے تھے اس کا لقب ملک ظاہر رکھا وہ تخت شاہی اور حکم دینے کے لئے بیٹھا، خوشخبری کے ڈھول اور نوبتیں بجائے گئے، شور و شغب کرنے والوں نے سیٹیاں بجائیں اور اس کے سامنے گھڑیاں بجیں، ایک بڑے اجتماع کا دن تھا اس نے اللہ تعالیٰ پر توکل کیا اور وہ دیار مصریہ میں داخل ہوا اور فوجیں اس کی خدمت میں تھیں اس کے بعد وہ قلعہ الجبل میں داخل ہو کر اس کی کرسی پر بیٹھ گیا تو اس نے فیصلے کئے اور انصاف کیا، بعض کو کام پر لگایا کسی کو چھوڑا، کسی کو والی بنایا اور کسی کو معزول کیا وہ بڑا شجاع اور بہادر تھا اللہ تعالیٰ نے اسے انتہائی مشکل اور آڑے وقت میں کھڑا کیا جبکہ لوگوں کو بھی اس کی سخت ضرورت تھی۔

یہ پہلا شخص ہے جس نے اپنا لقب ملک قاہر رکھا تھا۔ اسے وزیر نے کہا کہ جو شخص یہ لقب اختیار کرتا ہے کامیاب نہیں ہوتا۔ معتضد کے بیٹے قاہر نے یہ لقب رکھا تو اس کی زندگی نے مہلت نہ دی یہاں تک کہ اس سے ملک سلب کر لیا گیا اور اس کی آنکھوں میں سلائی پھیری گئی اور صاحب موصل قاہر نے یہ لقب رکھا تو اسے زہر دیا گیا جس کے باعث وہ مر گیا تو اس نے اسی وقت اپنا لقب "قاہر" سے بدل کر "ملک ظاہر" رکھ لیا۔ پھر اس نے اس امر میں سے آغاز کیا اور [illegible] شروع کیا جنہیں [illegible] سے [illegible] تھا یہاں تک کہ اس نے ملک کی بنیادیں مضبوط کر لیں۔ جب تاتاریوں کو مسلمانوں کی طرف سے [illegible] پر ہونے والے اس عظیم معرکہ "عین جالوت" میں شکست [illegible] آیا تو اس نے [illegible] سے جو اس کے ساتھ [illegible] جماعت [illegible] کہ مسلمانوں کے ہاتھوں سے [illegible] ان کے [illegible] کے درمیان [illegible] حائل ہو گئی تو [illegible] افسوس کرنے لگے [illegible] ان کی طرف [illegible] "ملک ظاہر" [illegible] ہر طرف [illegible] کی حفاظت کے لئے روانہ کر دیں [illegible] کے قریب [illegible] حکومت [illegible] اللہ تعالیٰ کی [illegible] ملک شام کو حاصل ہو گئی [illegible] اللہ تعالیٰ کی رحمت نازل ہو گئی [illegible] جس کی [illegible] سے [illegible] مکمل ہو گئی ہیں۔

ملک مظفر قطز نے دمشق پر امیر علم الدین سنجر حلبی کو نائب مقرر کیا تھا۔ جب ملک مظفر کے قتل ہو جانے کی خبر پہنچی تو وہ قلعہ میں داخل ہو کر اپنے لئے دعا کی اور اپنا نام ملک مجاہد رکھا۔

پھر جب ملک ظاہر کی بیعت کا معاملہ آیا تو [illegible] جمعہ کے دن [illegible] کے لئے خطبہ دیا گیا تو خطیب نے پہلے ظاہر پھر مجاہد کے لئے دعا کی ان دونوں کے نام [illegible] جانے لگے پھر دونوں کے درمیان سے مجاہد [illegible] جیسا کہ اس کا بیان آئے گا۔

اس سال عجیب و غریب باتوں کا اتفاق ہوا کہ اس سال کی ابتدا میں شام سلطان ناصر بن عزیز بن ظاہر کی ملکیت میں تھا پھر [illegible] تاتاریوں کے پاس آیا اس کے بعد رمضان کے آخر میں مظفر قطز کو حاصل ہوا اور ذی قعدہ کے آخر میں ظاہر بیبرس کے ہاتھ آیا اور دمشق میں اس کے ساتھ ملک مجاہد سنجر بھی شریک رہا۔

اسی طرح شام میں ابتدائے سال میں عہدہ قضا ابن سنی الدولہ صدر الدین کے پاس تھا پھر کمال عمر تفلیسی کو ہلاکو کی جانب سے ملا پھر محی الدین ذکی کو ملا پھر نجم الدین ابن سنی الدولہ کو [illegible] دمشق کے خطیب عماد الدین ابن الحرستانی [illegible] اس سال کے شوال میں [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] اس سال کے [illegible] کمال تفلیسی کو [illegible] بنا دیا گیا [illegible] اس ذات کے لئے ہیں جس کے قبضہ قدرت میں تمام امور ہیں جو چاہتا ہے کرتا ہے اور جیسا چاہتا ہے فیصلہ کرتا ہے۔

## اس سال فوت ہونے والے حضرات

**قاضی القضاۃ صدر الدین ابو العباس ابن سنی الدولہ:** احمد بن یحییٰ بن ہبۃ اللہ بن الحسن بن یحییٰ بن محمد بن علی بن یحییٰ بن صدقہ بن خیاط، قاضی القضاۃ صدر الدین ابو العباس ابن سنی الدولہ [illegible] دمشقی شافعی [illegible] ابو الحسین بن یحییٰ [illegible] دمشق میں قاضی تھے ان کے [illegible] محمد بن علی بن یحییٰ بن صدقہ تغلبی ہے جو [illegible] میں پیدا ہوئے [illegible] حدیث [illegible] حدیث بیان کی [illegible] تھے۔

[illegible] دمشق کے [illegible] قاضی [illegible] معزول [illegible] قاضی [illegible] ابن سنی الدولہ [illegible] جب [illegible] مصر کی طرف [illegible] قاضی [illegible] تھے۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

---

[illegible]

[illegible]

ہو چکا ہے جہاں تک کہ اس نے کئی بادشاہ مرتے دیکھے تو مستضی نے ان کے علاوہ اور اس کو اسلام کی خدمت کے لئے مقرر کیا۔

جب وہ مصر سے چلا تو اس کی خدمت میں جو سب تحفے کے ہمراہ فقیر تھے مصر، عالم اسلام اور بادشاہوں کے بیٹے بھی اس کی معیت میں تھے تو اس نے ملا کہا کہ پیغام بھیجا اور وہاں پہنچ کر وہ دشمن کے مقابلے کی مشقت برداشت کرے جو بڑی مصیبت کے پاس جانے کے لئے ایک وقت کا کوئی ہو، جلدی کرو جلدی کرو!

جیسا کہ ہم نے ذکر کیا ہے کہ ان کے ساتھ ہو چکے مصر و سلطان کے آخری لشکر سے برہ ہو محرم کی بات میں بڑی بشارت تھی کیونکہ وہ بہت بڑی سلطنت میں ہوا تھا جس میں اسلام کی مدد کی گئی اور جب شوال میں ۵۶۹ھ میں آیا تو وہاں عدل و انصاف قائم کیا اور سعادت کو مرتب کیا اور مصر پر [illegible] کے پیچھے بھیجا تاکہ آپ اس طلب سے بچ کر [illegible] سلطان کا نائب بنانے کا وعدہ دیا تو آپ نے اس کی سلطنت کی ہے جس سے اس [illegible] کی وجہ سے اس دوران میں بڑی وحشت پھیل گئی اور جب وہ مصر واپس آیا تو اہل مصر کے ساتھ [illegible] آپ نے خلاف ہو گئے اور [illegible] صلیبی کے درمیان قتل کیا اور بڑی بہادری کا انجام ہوا گیا اس کی خبر پہنچ کا وقت ہو گئی۔

پھر جب تاریخ سلطنت حاصل ہوئی تو کسی کو اس کی طرف بھیجا گیا ہے جب کہ پایہ تخت [illegible] میں نے پہنچ کر ملک عادل کی قصیدہ [illegible] اسے قتل کر دیا شیخ قطب الدین نیشاپوری نے اپنے القرآن میں شیخ علاء الدین [illegible] کے قتل کے بعد مصر کے ایام حکومت میں خلیفہ کی وفات کے کاتب نے بیان کیا ہے جو فرماتے ہیں کہ جب ہم مصر کے ساتھ [illegible] آپ نے نظر سے مصر کا انتظام سنبھالا ہے پھر سلطان کے سامنے پیش کی گئی تو اس نے انہیں ملکوں کے پاس جانے سے روک دیا۔

کہتے ہیں کہ جب میں اس کے پاس گیا تو مجھے ایک قلعہ کی طرف بھیجا گیا اور پیش کیا گیا تو انہوں نے مصر پر قبضہ کر لیا تو میں نے کہا اس کا علم نہیں کیا ہے اس کے متعلق جو پیچھے ہے تو اس نے کہا کیا تم جانتے ہو کہ خدا وند تعالیٰ کی مدد و نصرت کے بغیر حکومت نہیں ملتی میں نے کہا ہاں بہت کچھ ہے جو اس نے کہا میں جب دیکھا تو اس کی خدمت کرتے ہوئے جو حکم دیا جاتا تھا میں نے کیا اور اس کی بات اور سلطنت کے متعلق اس نے مجھے ایک دن کہا تو اس سے قبل مجھے کیا ہوا ہے جب میں بادشاہ بنا تو میں نے کہا تو مجھے یاد آگیا کہ اس نے کہا میں نے خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو آپ نے مجھے فرمایا کہ تو عنقریب بادشاہ بنے گا اور ہم اس پر فتح دیں گے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات درست ہے اس میں کوئی شک نہیں تو میں نے اس وقت سے عہد کر رکھا ہے کہ میں جو کچھ کروں گا وہ اس کی امت کی بھلائی کے لئے کروں گا پس ہم کو شک نہ رہا۔

عماد کاتب نے فرمایا کہ جب اس نے مجھے یہ کہا تو میں نے کہا [illegible] مصری قلعہ کو بادشاہ دیکھ چکا ہے تو اس نے کہا کہ اسے اپنی زمین کی اصلاح اور حکمت کے ساتھ اسی طرح رہنا ہوگا اور جب وہ مصر پہنچا اور قلعہ کی طرف آیا اور وہاں سے فرمایا تو اس نے مصر کے لئے مقرر کیا اور شام کو بھی اس کی طرف بھیجا اور اس نے ہمیں اس کا بیان کر کے ملک اسماعیل کو بھی روانہ کیا پس وہ مصر میں ہی رہ گئے اور قلعہ نے اسے بھی بچا لیا اور ان کی سلطنت میں ملک عادل کا وعدہ پورا کیا اس کا نام ملک عادل الدین ترکمانی تھا۔

علامہ ابن اثیر نے فرمایا کہ میری عمر میں اس کے امیر بننے کے بعد اس سے ملاقات ہوئی تو اس نے مجھے بادشاہ مظفر کے متعلق کچھ خبر دی تھی تو مجھے کچھ معلوم نہ تھا پس اس نے بیان کیا کہ سب سے بڑی بات یہ ہے کہ اس نے اپنی قسمت سے اس قربان سے بچا لیا۔

اس سے پہلے قتل کیا جاتا ہے کہ اس نے جب ۳۳ برس کی عمر میں اس کو پہچانا تو اپنے ساتھیوں کے ساتھ اور اپنے ساتھیوں سے کہا کہ مصر کی فتح ملتے ہی ان کے ارادے سے ہم نے پہلے ان سے جنگ کی اور ان کے ملک قطب الدین اور نور الدین بھی کچھ عرصہ بعد ملک کا انتقال کر گیا۔

اس سال خلیفہ کو یہ خبر پہنچی کہ شام میں ملک نور الدین کی وفات کے بعد صلیبیوں کو جو جنگ کی تیاری ہو رہی تھی اس کی تفصیل کے لئے آپ نے اپنے آقا کو ان کے پاس بھیجا ہم نے کہا کہ ہم دور دراز علاقوں سے ان کے لشکر شام کو مضبوط کرنے کی طرف لے جا رہے تھے کہ صلیبیوں نے دریائے فرات کو پار کیا تاکہ مصر کی فتح کے بعد قاہرہ کی جانب اپنے مسلمانوں سے جنگ کریں۔ ملک شام میں ان کے لشکر والوں اور فوج سے کہا گیا کہ قلعہ جب تک فتح نہ ہو ان کے علاقے اور اس کے اردگرد کی زمین پر قبضہ کر لو ان کے پاس سے جب صلیبی قافلہ آئیں گے تو ان کو ایسے مقام پر گھیر لیا جائے جہاں وہ تم سے جنگ کریں اور جب ان کی زمین ان پر تنگ ہو جائے تو وہ بھاگ جائیں گے اور ان کی طاقت ٹوٹ جائے گی۔

[illegible] تمہارا پانی ختم ہو چکا ہے [illegible] ہمیں خوف ہے کہ ہم [illegible] تمہارا [illegible] پانی کے ختم ہونے کے بعد تمہارا زندہ رہنا مشکل ہے۔

لہٰذا [illegible] صلح کر لو [illegible] پانی بہت ہے ہمیں پانی کی ضرورت نہیں۔ [illegible] آدمی بھیج کر تصدیق کر لیں [illegible] پانی [illegible]

تو اہل [illegible] پانی دیکھنے کے لیے کوئی آدمی بھیجا [illegible] قلعہ میں داخل ہوتے [illegible] پانی میں [illegible]

شیخ قطب الدین یونینی [illegible]

[illegible] کر دیا گیا۔

[illegible]

شیخ محمد [illegible] یونینی [illegible] شیخ قطب الدین یونینی [illegible]

[illegible] الجمع بین الصحیحین [illegible]

حاصل کیا، عمدہ وشاندار تحریر کیا لوگ ان کے فنون کثیرہ سے مستفید ہوئے اور ان سے اچھے طریقے لیتے، بادشاہوں کے پاس انہیں بڑا مرتبہ اور وجاہت حاصل تھی، زبیدی کو بخاری سناتے ہوئے ایک دفعہ قلعہ میں ملک اشرف کے پاس وضو کیا، وضو سے فراغت کے بعد سلطان نے اپنی چمڑے کی جائے نماز جھاڑی اور زمین پر بچھادی تاکہ وہ اس پر چلیں اور سلطان نے قسم دی کہ یہ پاک ہے آپ اپنے قدم اس پر رکھیں تو انہوں نے ایسا ہی کیا، کامل اپنے بھائی اشرف کے پاس دمشق آیا اسے قلعہ میں ٹھہرایا اور اشرف دارالسعادۃ منتقل ہو گیا، وہ کامل کے سامنے شیخ فقیہ کے فضائل ذکر کرنے لگا، کامل نے کہا میں ان کی زیارت کرنا چاہتا ہوں تو اس نے بعلبک ان کی طرف ایک پرچی بھیجی کہ آپ حاضر ہوں، وہ دارالسعادۃ پہنچے، کامل ان کی طرف اترا پھر دونوں باتیں اور علمی مذاکرہ کرنے لگے۔

اس مذاکرہ میں بھاری چیز سے قتل کرنے کا مسئلہ اور حدیث الجاریہ چھڑ گیا، جس میں بچی کو یہودی نے قتل کیا اور اس کا سر دو پتھروں کے درمیان کچل دیا تھا، پھر حضور ﷺ نے اس یہودی کے قتل کا حکم دیا تھا تو کامل نے کہا کہ اس یہودی نے اعتراف نہیں کیا تھا، شیخ نے فرمایا کہ صحیح مسلم میں ہے کہ اعتراف کیا گیا، تو اس پر کامل نے کہا: میں نے صحیح مسلم کا اختصار کیا لیکن یہ لفظ میری نظر سے نہیں گزرا، کامل نے پیام بھیجا تو اس کا اختصار کیا ہوا پانچ جلدوں والا نسخہ لایا گیا، کامل نے ایک جلد لی، اشرف نے دوسری، عماد الدین بن موصل نے دوسری اور شیخ فقیہ نے بھی ایک جلد لی تو ابھی پہلا صفحہ ہی کھولا تھا کہ وہ حدیث پالی، جیسا کہ شیخ فقیہ نے کہا تھا تو کامل کو ان کے استحضار اور سرعت کشف پر بڑا تعجب ہوا اور انہیں اپنے ساتھ دیار مصریہ لے جانے کا ارادہ کیا تو اشرف نے جلدی ہی انہیں بعلبک روانہ کر دیا، اور کامل سے کہا: وہ بعلبک میں کسی چیز کو خاطر میں نہ لائیں گے تو کامل نے ان کی طرف بہت سا سونا بھیجا۔

ان کے بیٹے قطب الدین نے کہا میرے والد بادشاہوں کی چیزیں قبول فرماتے تھے اور فرماتے کہ میرے لئے بیت المال میں اس سے زیادہ ہے اور امراء و وزراء سے کچھ قبول نہ فرماتے الا یہ کہ کوئی کھانے وغیرہ کا ہدیہ ہو اور خود بھی ان کی طرف بھیجتے رہتے تو وہ تبرک اور شفاء حاصل کرنے کے لئے قبول کر لیتے۔

اور ذکر فرمایا کہ ان کا مال زیادہ ہو گیا اور وہ صاحب ثروت ہو گئے اور ان کے مال میں بہت وسعت ہو گئی ان کے بارے ذکر کیا جاتا تھا کہ اشرف نے ان کے لئے یونین کی بستی لکھ دی، اور وہ تحریر محی الدین بن الجوزی کو دی تاکہ اس پر خلیفہ کے دستخط لیں، جب میرے والد کو معلوم ہوا تو انہوں نے وہ تحریر لے کر پھاڑ دی اور فرمانے لگے مجھے اس کی ضرورت نہیں، وہ فرماتے ہیں کہ میرے والد صدقہ بھی قبول نہ فرماتے تھے اور ان کا گمان تھا کہ وہ حضرت علی بن ابی طالب کی اولاد میں جعفر بن محمد باقر بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب کی نسل سے ہیں۔

فرماتے ہیں وہ اس سے پہلے فقیر آدمی تھے ان کے پاس کچھ نہ تھا شیخ عبداللہ کی بیوی بھی تھی اور ایک خوبصورت بچی تھی، شیخؒ ان سے فرماتے اس کا نکاح شیخ محمد سے کر دو تو وہ جواب دیتی، وہ تو فقیر ہیں اور میں چاہتی ہوں کہ میری بچی سعادت مند ہو تو شیخ عبداللہ فرماتے کہ میں ان دونوں کو دیکھ رہا ہوں ان دونوں کے گھر میں برکت ہے اور اس کے پاس بہت سا رزق ہے، بادشاہ اس کے پاس زیارت کے لئے آ رہے ہیں چنانچہ ان کی بیوی نے اپنی بچی کا نکاح ان سے کر دیا اور معاملہ اسی طرح ہوا تو یہ ان کی پہلی بیوی تھی۔ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

تمام بادشاہ ان کی تعظیم و احترام کرتے، اور ان کے شہر عادل وغیرہ کے بیٹے آتے اسی طرح فقہاء کے مشائخ جیسے ابن صلاح، ابن عبدالسلام، ابن الحاجب الحصیری، شمس الدین بن سنی الدین اور ابن الجوزی وغیرہ ان کی عزت کرتے اور ان کے علم و عمل، دیانت و امانت کے باعث ان کے قول کی طرف رجوع کرتے، ان کے کئی احوال کشف اور بہت سی کرامات ذکر کی گئی ہیں، بعضوں کا خیال ہے کہ وہ بارہ سال سے قطب ہیں، واللہ اعلم۔

اور شیخ فقیہ نے ذکر کیا کہ ایک دفعہ میں نے حران جانے کا ارادہ کیا مجھے معلوم ہوا تھا وہاں ایک شخص علم الفرائض (میراث) بہت اچھی طرح جانتا تھا پھر جب وہ رات آئی جس صبح میں میں سفر کا ارادہ رکھتا تھا تو میرے پاس شیخ عبداللہ یونینی کا قاصد میرے لئے قدس شریف جانے کا پیام لایا، گویا میں نے یہ بات ناپسند کی، پھر میں نے تلاوت کلام کے لئے قرآن مجید کھولا تو میرے سامنے یہ آیت اتباع کرو ان کی جو تم سے اجر نہیں مانگتے اور وہ ہدایت یافتہ ہیں تو میں ان کے ساتھ قدس کی طرف نکل پڑا تو میں نے اس حرانی شخص کو قدس شریف میں پایا تو میں نے اس سے علم الفرائض سیکھا حتی کہ مجھے یہ گمان ہونے لگا کہ میں اس سے زیادہ ماہر ہو گیا ہوں۔

علامہ شیخ ابوشامہ نے فرمایا شیخ فقیہ بھاری بھرکم جسم والے آدمی تھے انہیں امراء وغیرہ سے قبولیت حاصل ہوئی وہ شیخ عبداللہ یونینی کی طرح کھال کی بنی ٹوپی پہنتے جس کی اون باہر کی جانب تھی، کہتے ہیں کہ انہوں نے معراج کے متعلق ایک کتاب لکھی جس پر میں نے رد کیا اور میں نے اس کا نام الواضح الجلی فی الرد علی الحنبلی رکھا ان کے بیٹے قطب الدین فرماتے ہیں کہ ان کی وفات اس سال کی ۲۹ رمضان میں ۸۸ سال کی عمر میں ہوئی۔ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

**محمد بن خلیل بن عبدالوہاب بن بدر** ...... ابو عبداللہ البیطار الاکال، اصلاً جبل بنی ہلال کے رہنے والے ہیں، قصر حجاج میں پیدا ہوئے، شاغور میں قیام پذیر تھے آپ میں ورع تقویٰ، دینداری، فقراء محتاجوں اور قیدیوں کو ترجیح دینے کی صفت تھی، ان کی عجیب حالت تھی کہ کسی کی چیز بغیر اجرت کے نہ کھاتے تھے شہر والے آپ کے پاس آتے تا کہ وہ ان کی عمدہ اور طیب چیزیں کھائیں لیکن وہ اچھی قیمت ادا کئے بغیر کھانے سے باز رہے اور جب بھی آپ ان سے رکتے لوگوں کو خبریں لگتے، وہ آپ کو جانتے اور آپ کی طرف مائل ہوتے، اور بہت سی میٹھی چیزیں اور بھنا ہوا گوشت اپنے ساتھ لاتے تو آپ انہیں اس کے عوض اجرت بھی دیتے۔ یہ بڑی عجیب بات اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے ان پر رحم فرمائے۔

## آغاز ۶۵۹ھ

اس سال کا آغاز بروز پیر ہوا جبکہ اسمبر کے کچھ ایام گزر چکے تھے مسلمانوں کا کوئی خلیفہ نہ تھا، حاکم مکہ ابو نمی بن ابی سعید بن علی بن قتادہ الحسنی اور اس کا چچا ادریس بن علی اس کا شریک تھا، حاکم مدینہ عز الدین جماز بن شیحہ الحسینی، اور حاکم مصر و شام سلطان ملک ظاہر بیبرس بندقداری اور دمشق، بعلبک، والصبیبہ اور بنیاس میں اس کا شریک امیر علم الدین سنجر جس کا لقب ملک مجاہد تھا اور حلب میں اس کا شریک امیر حسام الدین لاچین جوکندار العزیزی تھا، کرک اور شوبک ملک مغیث فتح الدین عمر بن عادل بن سیف الدین ابی بکر کامل محمد بن عادل کبیر سیف الدین ابی بکر بن ایوب کے پاس تھے صہیون اور برزیہ کے قلعے امیر مظفر الدین عثمان بن ناصر الدین منکورس کے ہاتھ میں تھے اور حماہ کا حاکم ملک منصور بن تقی الدین محمود تھا اور حاکم حمص اشرف بن منصور ابراہیم بن اسد الدین ناصر تھا اور حاکم موصل ملک صالح بن بدر لولو اور اس کا بھائی ملک مجاہد جزیرہ ابن عمر کا حاکم تھا ماردین کا حاکم ملک سعید نجم الدین الغازی بن ارتق، اور بلاد روم کا حاکم رکن الدین قلیج ارسلان بن کیخسرو سلجوقی اور ملک میں اس کا شریک اس کا بھائی کیکاؤس تھا اور علاقے ان دونوں کے مابین نصفا نصف تھے۔

مشرق کے تمام علاقے تاتاریوں کے قبضہ میں تھے جو ہلاکو کے ساتھی تھے، اور بلاد یمن پر کئی بادشاہوں کا قبضہ تھا اور یہی حال بلاد المغرب کا تھا ہر علاقے میں ایک بادشاہ تھا۔

اس سال تاتاریوں نے حلب پر غارتگری کی تو ایک حاکم حسام الدین عزیزی، منصور حاکم حماہ اور اشرف حاکم حمص نے ان کا مقابلہ کیا یہ جنگ حمص کی شمالی جانب حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی قبر کے پاس ہوئی۔

تاتاریوں کی تعداد چھ ہزار اور مسلمانوں کی تعداد ۱۴۰۰ تھی تو اللہ تعالیٰ نے انہیں شکست دی، مسلمانوں نے ان کے اکثر سپاہی مارے پھر تاتاری حلب کی طرف لوٹے اور چار ماہ ان کا محاصرہ کیا ان پر سامان رسد تنگ کر دیا اور بہت سے مسافروں کو ناحق قتل کر دیا، فانا للہ وانا الیہ راجعون، اور جن فوجوں نے انہیں حمص میں شکست دی وہ وہیں مقیم تھے حلب کی طرف نہیں لوٹے بلکہ مصر کو چل دیئے تو ملک ظاہر سے ان کی ملاقات ہوئی وہ سلطانی شان و شوکت میں تھا اس نے ان کے ساتھ اچھا برتاؤ کیا اور حلب محاصرہ میں ہی تھا اس کا کوئی مددگار نہ تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے محفوظ رکھا۔

۷ صفر بروز پیر ظاہر سلطانی ٹھاٹ کے ساتھ سوار ہوا امراء و فوجی اس کے آگے آگے چلے، یہ اس کی پہلی سواری تھی اس کے بعد وہ مسلسل سواری کرتا اور فٹ بال کھیلا کرتا، ماہ صفر میں دمشق میں امراء نے وہاں کے بادشاہ علم الدین سنجر کے خلاف بغاوت کی انہوں نے اس سے جنگ کی اور اسے شکست دی وہ قلعہ میں جا گھسا تو انہوں نے اس کا محاصرہ کیا وہاں سے وہ قلعہ بعلبک بھاگ گیا اور دمشق میں قلعہ کی سپرداری امیر علم الدین الحلبی بند قداری کے سپرد ہوئی وہ بہاء الدین بغدی کا غلام تھا پھر صالح ایوب بن کامل کا غلام بن گیا اسی طرف ملک ظاہر منسوب تھا تو ظاہر نے اس کی طرف پیام بھیجا

کر دیا تھا مصر پہنچ کر [illegible] سے دمشق لے گئے تو اس نے قبضہ کر لیا اور [illegible] پھر انہوں نے [illegible] کا علاقہ [illegible] کر کے [illegible] ظاہر کے پاس ایک قیدی [illegible] مصر بھیجا اور [illegible] کے وقت [illegible] اس نے [illegible] کا [illegible] ان کا اکرام کیا۔

محرم [illegible] ملک ظاہر نے [illegible] علاء الدین علی بن محمد المعروف ابن [illegible] کو وزیر بنایا اور [illegible] میں اس نے امراء کی ایک جماعت گرفتار کی جن کے متعلق اسے یہ خبر پہنچی تھی کہ وہ اس پر حملہ کرنا چاہتے ہیں اور [illegible] ملک مغیث [illegible] سلطان [illegible] ظاہر نے [illegible] کو حلب سے [illegible] کے لئے ایک لشکر تیار کیا جب یہ لشکر غزہ پہنچا تو ترکمانوں نے [illegible] کو [illegible] وہاں سے [illegible] گئے اور سب [illegible] کی ایک جماعت نے قبضہ کر لیا انہوں نے لوگوں سے مال کا مطالبہ کیا اور لوٹ مار [illegible] فرنگی [illegible] ظاہر [illegible] خلیفہ [illegible] امیر شمس الدین آقوش البرلی [illegible] سے [illegible] پر قبضہ کر لیا [illegible] اور [illegible] قصاص لیا۔

اسی سال ربیع الاول میں [illegible] مصر میں قضا کا عہدہ تاج الدین عبدالوہاب بن بنت الاعز [illegible] رشید [illegible] ابن [illegible] کو [illegible] نے سنبھالا [illegible] ظاہر کے [illegible] ملک ظاہر کی ان کے تحت [illegible] بدر الدین [illegible] ابو الحسن یوسف بن [illegible] معزول کر دیئے گئے [illegible] ان کی [illegible] بحال کر دی۔

## مستنصر باللہ کے لئے خلافت کی بیعت

ابو القاسم احمد بن امیر المؤمنین الظاہر[1]، بغداد میں قید تھا پھر [illegible] میں اعرابیوں کے ساتھ تھا پھر اس نے ظاہر کا قصد کیا [illegible] عربوں کی جماعت کے ساتھ مصر پہنچا جن میں امیر [illegible] سلطان [illegible] اس کے ساتھ وزیر، قاضی اور موذنین بھی تھے اور ان سے ملاقات کی [illegible] اجتماع کا [illegible] جمعرات [illegible] رات [illegible] لے کر [illegible] سب شہر سے بڑی شان و شوکت کے ساتھ [illegible] ۱۳ رجب [illegible] کے دن [illegible] اور خلیفہ [illegible] جبل [illegible] وزیر، قاضی اور امراء اپنے اپنے عہدوں پر تھے۔

خلیفہ [illegible] تاج الدین بن الاعز نے مقرر کیا [illegible] مستنصر باللہ مستنصر کا بھائی اور مستعصم کا چچا تھا مصر میں اس کی بیعت خلافت کی گئی [illegible] ظاہر، قاضی، وزیر اور امراء نے اس کی بیعت کی اور خلافت کے [illegible] مصر [illegible] امراء اس کے [illegible] لوگ اس کے ساتھ تھے۔

[illegible] ۶۴۸ [illegible] خلیفہ [illegible] اور عربوں کے درمیان ۱۳ [illegible] سب سے پہلے جس نے اس کی بیعت کی وہ قاضی تاج الدین تھا [illegible] اس کا نسب [illegible] ثابت ہو گیا پھر سلطان نے پھر شیخ عز الدین بن عبد السلام نے پھر دیگر امراء اور اہل حکومت نے [illegible] کے لئے [illegible] ان کا [illegible]۔

خلافت [illegible] سے ختم ہو چکی تھی کیونکہ مستعصم ۶۵۶ھ کے سال کی ابتداء میں قتل ہو گیا تھا اور اس کی بیعت [illegible] اس سال کی ۱۳ رجب کو ہوئی [illegible] ۶۵۹ھ [illegible] یہ بہت بلند ہمت اور صاحب شجاعت و اقدام شخص تھا لوگوں نے اس کو لقب مستنصر رکھا جیسا کہ اس کا [illegible] بھائی تھا اور یہ [illegible] جس کا اس سے پہلے کسی کو اتفاق نہیں ہوا کہ دو خلیفہ بھائی ہوں [illegible] ایک دوسرے کا لقب اختیار کرے اور بھائی خلیفہ بنائے گئے جیسے سفاح اور اس کا بھائی منصور، اسی طرح محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس [illegible] امین [illegible] معتصم [illegible] مستکفی، مستظہر کے بیٹے [illegible] اور مستنصر [illegible] متوکل [illegible] بیٹے تھے اور مستنصر، معتز اور معتمد متوکل کے بیٹے تھے اور [illegible] چار [illegible] ولید [illegible] عبد الملک بن مروان الولید کے بیٹے تھے سلیمان [illegible] یزید [illegible] مدت خلافت [illegible] امیہ [illegible] معاویہ بن یزید [illegible] کی مدت حکومت چالیس روز [illegible] ابراہیم بن یزید [illegible] دن [illegible] اور مروان بن الحکم کی مدت خلافت [illegible] ماہ اور خلفاء بنی العباس میں [illegible] مستنصر بن متوکل ہے جس کی مدت خلافت [illegible]

---

[1] الوافی بالوفیات [illegible]، ذیل مرآۃ الزمان [illegible]، العبر ۵/۲۵۸، ۲۵۹ [illegible]، النجوم الزاہرۃ [illegible]

کی مجلس میں [illegible] کی اور [illegible] خلیفہ کو [illegible] اس نے [illegible] بغداد کے [illegible] جب [illegible] کے ساتھ سوار ہو کر باب [illegible] کی طرف آیا جو قلعہ میں ہے [illegible] اور خطیب [illegible] کی طرف [illegible] اللہ [illegible] کے [illegible] ان کے بعد [illegible] سلطان ظاہر کے لئے [illegible] جماعت [illegible] انہیں نے [illegible] تھا۔

**مستنصر باللہ کا خلافت ملک ظاہر کے سپرد کرنا** ... جب [illegible] خلیفہ [illegible] وزیر [illegible] امراء [illegible] وغیرہ سوار ہو کر [illegible] کی طرف گئے [illegible] ان میں بیٹھ گئے تو خلیفہ نے اپنے ہاتھ سے سلطان کو [illegible] پہنایا اور اس کے گلے میں [illegible] اس کے پاؤں میں [illegible] قرآن [illegible] تھے [illegible] کے [illegible] اس [illegible] کے [illegible] تھا [illegible] گیا [illegible] اس کے [illegible] گیا تو [illegible] خطبہ [illegible] کیا [illegible]۔

پھر خلیفہ نے سلطان سے مطالبہ کیا کہ وہ اسے بغداد بھیجنے کے لئے تیار کرے تو سلطان نے اس کے لئے [illegible] لشکر تیار کیا [illegible] سلطان اس کی معیت میں دمشق کا قصد کرتے ہوئے [illegible] سلطان [illegible] کی طرف نکلنے کا سبب [illegible] حلب [illegible] خطیب [illegible] سے [illegible] سلطان [illegible] اس نے [illegible] حلب [illegible] وہاں سے [illegible] الدین [illegible] دین [illegible] وہاں سے روانہ ہوئے۔

[illegible] دمشق میں داخل ہوئے [illegible] دمشق میں [illegible] باب [illegible] سلطان [illegible] خلیفہ [illegible] سلطان نے خلیفہ [illegible] کے لئے [illegible] اس کے ساتھ [illegible] اس نے [illegible] مستقل [illegible] کے [illegible] کے لئے [illegible]۔

[illegible] اس کے پاس آیا تو اس نے اسے خلعت [illegible] حاکم [illegible] مستنصر [illegible] خلعت [illegible] اسے [illegible] کے [illegible] ایک لشکر [illegible] حلب کی طرف [illegible] گیا [illegible] اس کے [illegible] کا [illegible] ہے۔

## آغاز ۶۶۰ھ

اس سال کے آغاز میں محرم میں خلیفہ مستنصر [illegible] قتل کیا گیا جس کی پچھلے سال مصر میں بیعت [illegible] تھی [illegible] جب اس کے ساتھ [illegible] لشکر نے شکست کھائی [illegible] انا للہ وانا الیہ راجعون۔

ملک ظاہر [illegible] مصر کا مستقل بادشاہ بن گیا [illegible] کے لئے [illegible] ہو گئے [illegible] اس کا [illegible] پر قبضہ کر لیا [illegible]۔

اس سال محرم کے تیسرے دن سلطان ملک ظاہر نے [illegible] مصر کے تمام امراء [illegible]

خلعت پہنائی اور وہاں سے برہان الدین خضر [illegible] کو معزول کیا اور محرم کے آخر میں امیر بدرالدین [illegible] امیر لؤلؤ حاکم موصل کی بیٹی [illegible] سکتا تھا ظاہر نے اس شادی کا اہتمام [illegible] بہت اہتمام کیا [illegible] ظاہر کے [illegible] امراء نے [illegible] لاکھ [illegible] جب اس کی [illegible] کے [illegible] "بہرام گور [illegible] فرماتے [illegible] اس طرح لکھا [illegible] بات کا [illegible] ہے کہ اس [illegible] سال ہے اس لئے بہرام گور [illegible] سے کافی عرصہ پہلے گزر چکا ہے [illegible] کی عمر [illegible] ہے۔

میں (ابن کثیر) کہتا ہوں کہ ہو سکتا ہے کہ یہ بہرام شاہ ملک امجد ہو اسلئے کہ اس قسم کی [illegible] عرصہ [illegible] ہے کہ اس [illegible] نے [illegible] سے [illegible] اس نے بہرام تک لکھنے کا ارادہ [illegible] بہرام گور [illegible] سے اشتباہ اور شک پیدا ہو گیا ہے واللہ اعلم۔

**حاکم بامر اللہ عباسی کی بیعت کا ذکر** ... اس سال [illegible] خلیفہ ابو العباس الحاکم بامر اللہ احمد بن امیر ابو علی القمی بن امیر علی بن ابی بکر بن امام المسترشد باللہ [illegible] مشرق سے [illegible] وہاں کے [illegible] لوگوں کی جماعت نے [illegible] مستنصر کے ساتھ [illegible] ایک جنگ میں [illegible] ایک جماعت میں شامل ہو کر مصر [illegible] جب [illegible] آیا تو سلطان ظاہر نے اس کا استقبال کیا اور اس کے لئے خوشی کا اظہار [illegible] مجلس [illegible] کیا اور قلعہ جبل [illegible] میں [illegible] اس کے لئے [illegible] کا انتظام کیا گیا۔

[illegible] شوال میں ملک ظاہر نے امیر جمال الدین آقوش نجیبی کو معزول [illegible] کی [illegible] پر مقرر [illegible] کا نائب [illegible] کیا جیسا [illegible] ہے۔

[illegible] رجب [illegible] سلطان [illegible] جماعت میں [illegible] کے فیصلے کے لئے قاضی تاج الدین عبد الوہاب [illegible] تمام لوگ [illegible] قاضی کے [illegible] سلطان نے [illegible] دونوں سے [illegible] سلطان [illegible] انصاف [illegible] تھا۔

شوال میں ظاہر نے حلب کا نائب امیر علاء الدین [illegible] حلب [illegible] کی طرف [illegible] شکست [illegible] کی ایک جماعت [illegible] کر دیے گئے۔

اس سال سلطان نے دمشق کا نائب امیر عز الدین آقوش [illegible] کو بنایا [illegible] سے [illegible] معزول کر کے [illegible] بھیج دیا۔

ذیقعدہ میں سلطان کا [illegible] قاضی تاج الدین [illegible] کی طرف آیا [illegible] مذاہب میں سے ہر مذہب کا ایک نائب مقرر کرے [illegible] نے [illegible] صدر الدین سلیمان حنفی کو [illegible] شمس الدین [illegible] مالکی [illegible] شرف الدین [illegible] الکمال [illegible] کے [illegible] ملک ظاہر کے پاس [illegible] آئے تو اس نے [illegible] اکرام کیا [illegible] احسان [illegible] کیا [illegible] اسی طرح [illegible] موصل کی [illegible] سے اچھا سلوک کیا [illegible] کے لئے [illegible] مقرر [illegible]۔

اس سال ہلاکو خان نے اپنے لشکر سے تقریباً [illegible] تاتاریوں کی ایک جماعت [illegible] انہوں نے [illegible] مصر [illegible] منصب [illegible] مقرر کر دیا۔

اس سال [illegible] ترکی کی طرف [illegible] شکست [illegible] سے جنگ کی [illegible] کے ساتھ [illegible] نے [illegible] کی [illegible] سے [illegible] کی طرف [illegible] کے [illegible] سے [illegible] مصر میں [illegible] ملک ظاہر کے پاس [illegible] سے اس [illegible] احسان [illegible] عطا کرنے۔

اور تاتاری [illegible]

اس سال [illegible]

اس سال شام میں [illegible]

## اس سال فوت ہونے والے نامور حضرات

**خلیفہ مستنصر بن ظاہر بامر اللہ عباسی:** جس کے لیے مصر میں بیعت ہوئی [illegible]

**[illegible]:** [illegible]

**ابن عبد السلام:** عبد العزیز بن عبد السلام بن ابی القاسم بن الحسن بن محمد بن المہذب [illegible]

اور جب باجی نے ان کا ساتھ دیا چنانچہ صالح نے دونوں کو شہروں سے نکال دیا، ابو عمرو داؤد حاکم کرک کے پاس چلے گئے اس نے ان کا اکرام و اعزاز کیا اور ابن عبدالسلام دیار مصر ملک صالح ایوب بن کامل کے پاس گئے اس نے ان کا اکرام کیا اور انہیں مصر کا قاضی اور جامع عتیق کا خطیب بنا دیا پھر یہ دونوں عہدے ان سے لے کر صالحیہ کی تدریس دے دی، جب ان کی وفات کا وقت آیا تو اس کی امامت قاضی تاج الدین ابن بنت الاعز کے لئے کی اور جمادی الاولیٰ میں فوت ہوئے عمر ۸۰ سے متجاوز تھی، دوسرے دن مقطم کے دامن کی طرف دفن ہوئے، سلطان ظاہر اور بہت سے عوام ان کے جنازے میں حاضر ہوئے۔

**کمال الدین بن العدیم الحنفی** ..... عمر بن احمد بن ہبۃ اللہ بن محمد بن ہبۃ اللہ بن احمد بن یحییٰ بن زہیر بن ہارون بن موسیٰ بن عیسیٰ بن عبد اللہ بن محمد بن ابی جرادہ بن عامر بن ربیعہ بن خویلد بن عوف بن عامر بن عقیل حلبی حنفی ابو القاسم بن عدیم امیر وزیر۔ ابن کثیر ۵۸۶ھ میں پیدا ہوئے، حدیث کی اور بیان کی، فقہ پڑھا اور فتویٰ دیا، تدریس و تصنیف کی، کئی فنون میں امام تھے، کئی بادشاہوں اور امراء کی طرف ایلچی بن کر گئے، مشہور طریقے سے بہت اچھا لکھتے تھے، حلب کی تقریباً چالیس جلدوں میں تاریخ لکھی، حدیث میں بڑی اچھی معرفت تھی، فقراء اور نیک لوگوں کے بارے میں حسن ظن رکھتے اور احسان کرنے والے تھے، پھر ناصری حکومت میں دمشق میں مقیم ہو گئے، مصر میں ان کی وفات ہوئی، مقطم کے دامن میں ابن عبدالسلام کے پاس مدفون ہوئے، قطب الدین نے ان کے اچھے اشعار نقل کئے ہیں۔

**یوسف بن یوسف بن سلامہ** ..... ابن ہاشم بن الحسن بن ابراہیم بن موسیٰ بن جعفر بن سلیمان بن محمد بن العالقاضی بن ابراہیم بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس بن عبدالمطلب محی الدین ابو المحاسن ہاشمی عباسی موصلی کہلاتا ہے، ابن زبلاق شاعر سے مشہور ہیں، تاتاریوں نے جب اس سال موصل پر قبضہ کیا تو انہیں ۵۹ برس کی عمر میں قتل کیا، ان کے اشعار میں یہ شعر ہیں:

تو نے اپنی آنکھوں کے گھر سے میرے لئے اونگھ بھی ہے بے خوابی نیند کو بتا دیتی ہے کہ وہ آنکھوں سے الفت نہ کرے۔
میرے جسم نے تیری باریک کمر کے حسن کو دیکھا جس سے اس نے بیان کیا لیکن حق کی وجہ بھی محبت زیادتی کی ہے۔

تو ایسا چہرہ ظاہر کیا جس نے انگلی صبح کو شرما دیا اور قد سے چھدار شاخ پر فوقیت حاصل کر لی اگر آپ ہلال کے ہم شکل ہونے کی بات اس سے مشابہ ہو گی اور روشنی میں جیسے ہلال عمر میں مشابہ ہوں۔

کسی دن جب آپ کو ایک جگہ بلایا گیا تو اس نے معذرت کرتے ہوئے یہ اشعار کہے: میں اپنے گھر میں ہوں، مجھے اللہ تعالیٰ نے شراب کا ساقی، الحمد کی اور دیا ہوا شمع ہے ہم لوگ اپنے سے چھپے ہوئے جانے میں خود بخود آجاتی کا کہ ہماری بات کا اہل ہے کہاں سے عاد ہوائی جائے۔

علامہ ابو شامہ نے فرمایا کہ ہمارے اشرفی میں ابو عبداللہ الفاسی المقری جو فاسی سے مشہور تھے فوت ہوئے دمشق میں بلند پائے کے صاحب تھے ان کی استعداد میں جدل، اختلاف، فن منطق کا علم اور شافعیہ مذہب دل و جان سے خوش تھے۔

**محمود بن داؤد بن یاقوت صارمی** ..... بہت سی کتابیں طبقات وغیرہ لکھیں، سچے، نیک شخص تھے اپنی کتابیں مدرسہ کے لئے وقف کر دیے، ہمیشہ حدیث سننے میں مشغول رہے۔

## آغاز ۶۶۱ھ

اس سال کے آغاز میں شامی اور مصری علاقوں کا بادشاہ ظاہر بیبرس تھا اور شام پر اس کا نائب آقوش نجیبی تھا دمشق کے قاضی ابن خلکان اور وہاں کے وزیر صاحب ابن حنا تھے، ان دنوں لوگوں کا کوئی خلیفہ نہ تھا، مستنصر کے نام ہی سے جانا جاتا تھا جو قتل ہو چکا تھا۔

**حاکم بامر اللہ ابو العباس کی خلافت** ..... احمد بن امیر ابی علی قمی ابن امیر علی ابن امیر ابی بکر بن امام مسترشد باللہ امیر المؤمنین ابی منصور

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

خطوط نکالے اور اسے علماء ابن خلکان پر پیش کیا اس نے انہیں دمشق سے بلایا تھا، اور امراء کی ایک جماعت کے سامنے بھی پیش کیا اس کے بعد روانہ ہو کر ۱۳ جمادی الاولیٰ بروز جمعہ کرک کو قبضہ میں لے لیا اور اس میں شاہی ٹھاٹ سے داخل ہوا پھر مؤید و منصور مصر لوٹا۔

اس سال برکہ خان کے قاصد ظاہر کے پاس پیام لائے جس میں وہ کہہ رہا تھا کہ مجھے اسلام سے کتنی محبت ہے جسے تم بخوبی جانتے ہو، اور تمہیں بھی معلوم ہے کہ ہلاکو خان نے مسلمانوں کے ساتھ کیا سلوک کیا تھا؟ البتہ تم بھی سوار ہو کر ایک طرف آؤ۔ میں بھی آتا ہوں تا کہ ہم اس کے بارے میں صلح کریں یا اسے ایک طرف شہروں سے نکال کر باہر کریں اس کے ہاتھ میں جتنے علاقے ہیں، میں تمہیں دے دوں گا، تو ظاہر نے اس رائے کو درست سمجھا، اس کا شکریہ ادا کیا اس کے قاصدوں کو خلعتیں دیں اور ان کا اکرام کیا۔

اس سال موصل کی زمین میں سخت بھونچال آیا، وہاں کے اکثر مکان منہدم ہو گئے، رمضان میں ظاہر نے معماروں، لکڑیوں اور دیگر بہت سے آلات کو رسول اللہ ﷺ کی مسجد کی تعمیر کے لئے تیار کیا کیونکہ وہ جل گئی تھی، ان آلات اور لکڑیوں کو فرحت اور تعظیم شان کی وجہ سے مصر میں پھیرا گیا پھر انہیں لے کر مدینہ منورہ روانہ ہوئے، شوال میں ظاہر اسکندریہ وہاں کے حالات و معاملات دیکھنے گیا، تو وہاں کے قاضی اور خطیب ناصر الدین احمد بن المنیر کو معزول کر کے کسی اور کو مقرر کیا۔

اس سال برکہ خان اور ہلاکو نے جنگ کی، دونوں کے ساتھ کافی فوجیں تھیں ان میں سخت جنگ چھڑ گئی، اللہ تعالیٰ نے ہلاکو کو بہت بری شکست دی، اس کے اکثر فوجی مارے گئے اور جو بچے کچھ غرق ہوئے اور کچھ بھاگ نکلے، جن میں وہ خود بھی شامل تھا۔ وللہ الحمد۔

جب برکہ نے مقتولین کی کثرت دیکھی تو کہنے لگا مجھے یہ بات شاق گزرتی ہے کہ مغل ایک دوسرے کو قتل کریں، لیکن اس شخص کے بارے میں کیا حیلہ ہو سکتا ہے جو چنگیز خان کے طریقے کو بدل دے، اس کے بعد برکہ نے بلاد قسطنطنیہ پر غارت گری کی، تو وہاں کے حاکم نے اس کی خوشامد کی، ظاہر نے بہت عظیم ہدیے برکہ کے پاس بھیجے، ادھر ترکی نے حلب میں ایک اور خلیفہ قائم کیا، جس کا لقب حاکم رکھا، جب مستنصر وہاں سے گزرا تو وہ اس کے ساتھ عراق کو چل دیا، دونوں نے صلح پر اتفاق کیا اور مستنصر کو حاکم بنانے پر کیونکہ وہ اس سے بڑا تھا وللہ الحمد، لیکن تاتاریوں کی ایک جماعت نے ان دونوں کے خلاف بغاوت کر دی، ان دونوں کو منتشر کر کے جو لوگ ان کے ساتھ ان میں سے بہت سوں کو قتل کر دیا، مستنصر بھی ہلاک ہو گیا اور حاکم دیہاتیوں کے ساتھ بھاگ گیا۔

مستنصر نے اپنے شام سے عراق تک کے سفر میں بہت سے علاقے فتح کئے، جب بغداد کے اکثر حامی مار ڈالے، اور تاتاری فوج جو گھات لگائے بیٹھی تھی کمک کے لئے نکل آئی، جس کی وجہ سے وہ عربان اور کردی جو مستنصر کے ساتھ بھاگنے پر مجبور ہوئے، لیکن وہ ترکیوں کی ایک جماعت کے ساتھ ثابت قدم رہا، ان کے اکثر لوگ مارے گئے اور اس کا کچھ پتہ نہ چلا، حاکم نے ایک جماعت میں نجات پائی، یہ جنگ ۶۶۰ھ کے ابتدائی محرم میں ہوئی، وہ فوجوں کی کثرت کے ساتھ ارض عراق میں گھسنے میں، حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہ کے مشابہ تھا، اس کے لئے بہتر یہ تھا کہ وہ بلاد شام میں ٹھہر کر معاملات کو درست کرتا تا کہ حالت صاف ہو جاتی، لیکن جو اللہ تعالیٰ نے مقدر فرما دیا اور جو چاہا وہ ہو گیا۔

سلطان نے دمشق سے فرنگیوں کی طرف ایک اور لشکر تیار کیا انہوں نے غارت گری کی، قتل و قید کر کے سلامتی سے واپس لوٹے، فرنگیوں نے اس سے صلح کا مطالبہ کیا تو اس نے ان سے صلح کر لی، کیونکہ وہ حلب اور اس کے اطراف میں مشغول تھا، شوال میں مصر کے قاضی تاج الدین بن بنت الاعز کو معزول کر کے برہان الدین الخضر بن الحسین سنجاری کو مقرر کیا، اور دمشق کے قاضی نجم الدین ابوبکر بن صدر الدین احمد بن شمس الدین بن ھبۃ اللہ بن سنی الدولہ کو معزول کر کے شمس الدین احمد بن محمد ابراہیم بن ابوبکر بن خلکان کو قاضی بنایا، وہ قاہرہ میں ایک مدت تک بدر الدین سنجاری کے نائب رہ چکے تھے اس کے ساتھ انہیں اوقاف جامع، بیمارستان اور سات مدارس، العادلیہ، ناصریہ، عذراویہ، فلکیہ، رکنیہ، اقبالیہ اور بہنسیہ کی نگرانی بھی سونپ دی، اور یہ حکمنامہ جامع دمشق کی کمالی دری میں جمعہ کی نماز کے بعد عرفہ کے دن سنایا گیا، اور معزول قاضی نے سفر کیا اس حال میں کہ اس پر شاہی پابندی عائد تھی، ابو شامہ نے اس کے متعلق کلام کیا ہے، وہ ذکر کرتے ہیں کہ اس نے سونے کی امانت میں خیانت کر کے اس سے پیسے بنا لئے تھے اس کی مدت ولایت ایک سال اور کچھ ماہ تھی۔

ہفتہ بروز عید سلطان نے مصر کا سفر کیا، اسماعیلیہ کے ایلچی سلطان کے پاس دمشق میں ڈرانے دھمکانے آئے تھے ان کا مطالبہ تھا کہ انہیں بہت سی

جاگیریں اسے دی جاتی تھیں تو سلطان مسلسل ان سے لڑتا رہا، حتیٰ کہ ان کی بیخ کنی کر دی، اور ان کے علاقوں پر غلبہ پالیا۔

۶۵۹ھ میں تو ملک ناصر صلاح الدین یوسف بن عزیز محمد بن ظاہر غازی بن ناصر صلاح الدین یوسف بن ایوب بن شادی فاتح بیت المقدس کی تعزیت کا پروگرام کیا گیا، یہ تعزیت قلعہ مصر کے تخت کی مجلس میں بحکم سلطان ظاہر رکن الدین بیبرس منعقد ہوئی، جب انہیں یہ خبر پہنچی کہ تاتاریوں کے بادشاہ ہلاکو نے اسے قتل کر دیا ہے کیونکہ وہ ایک مدت سے اس کے قبضہ میں تھا، جب ہلاکو کو اس بات کی خبر ہوئی کہ اس کی فوج عین جالوت میں شکست کھا گئی ہے تو اسے سخت غصہ آیا اور اس سے کہا تم نے مصری فوج کو پیغام بھیجا تھا یہاں تک کہ وہ آئے اور مغلوں سے جنگ کر کے انہیں شکست دی، اس کے بعد اس کے قتل کا حکم دے دیا، کہا جاتا ہے کہ اس نے معذرت کی تھی کہ مصری اس کے دشمن تھے اور ان کے درمیان مخالفت چلی آرہی ہے تو اس نے معاف کر دیا تھا لیکن وہ اپنے مقام سے گر چکا تھا جبکہ وہ اس کی خدمت میں عزت مند تھا اس نے اس سے وعدہ کیا تھا کہ جب وہ مصر کا بادشاہ بنے گا تو اسے شام میں نائب مقرر کرے گا۔

لیکن جب اسے حمص کی جنگ کا واقعہ پہنچا اور اس میں ہلاکو کے ساتھی اپنے لشکر [illegible] کے ساتھ مارے گئے تو وہ غضبناک ہوا اور اس نے کہنے لگا [illegible] میں تمہارے سر کی تمہارے باپ کے انصار ہیں اور مصریہ میں تمہارے ساتھیوں نے ہمارے لوگوں کو قتل کیا ہے اس کے بعد اس کے قتل کا حکم دے دیا لوگوں نے اس کے قتل کی کیفیت ذکر کی ہے کہ اس نے اسے تیر مارے اور وہ اس سے معافی مانگ رہا تھا تو اس نے معاف نہ کیا بلکہ قتل کر دیا اور اس کے بھائی ملک ظاہر علی کو اس کے ساتھ قتل کیا اور اس کے بیٹے عزیز محمد بن ناصر اور غازی بن ظاہر کو چھوڑ دیا وہ دونوں چھوٹے انسانوں میں سے خوبصورت ترین تھے۔

ملک ناصر تو وہ تاتاریوں کی قید میں ہی فوت ہو گیا تھا اور ناصر کا بیٹا مصر چلا گیا تو وہاں کے لوگوں سے بھی خوبصورت ترین تھا اس کی ام ولد کنیز تھی جسے [illegible] کہا جاتا تھا، جس سے کسی امیر نے اپنے استاد کی وفات کے بعد شادی کر لی، کہا جاتا ہے کہ جب ہلاکو نے ناصر کو قتل کرنے کا ارادہ کیا تو حکم دیا کہ چار درختوں کو جو ایک دوسرے سے دور دور تھے ان کے سر رسیوں سے جوڑ لئے گئے پھر ناصر کو ان چاروں کے درمیان باندھ دیا گیا پھر رسیاں کھول دی گئیں تو ہر درخت اپنی جانب مڑ گیا اور اس کا ایک ایک عضو لے کر اڑ گیا۔ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

اور یہ ۶۵۸ھ کی ۲۵ شوال کا واقعہ ہے، اس کی پیدائش حلب میں ۶۲۷ھ کو ہوئی تھی، جب اس کا والد ۶۳۴ھ میں فوت ہوا تو اس کی حلب میں بیعت لی گئی اس کی عمر ۷ سال تھی، اور ملک کا انتظام اس کے باپ کے غلاموں کی ایک جماعت نے سنبھالا اور سب کام اس کی دادی ام خاتون بنت العادل ابی بکر بن ایوب کی رائے اور مشورہ سے ہوتا، پھر جب ۶۴۰ھ میں اس کی وفات ہو گئی تو مستقل بادشاہ بن گیا اور نیک سیرت، رعایا سے اچھا سلوک کرتا، اور ان کا [illegible] ان پر بہت خرچ کرتا خصوصاً جب دمشق، حلب، حمص [illegible] جزیرہ کے ایک بڑے حصے اور اس کے اضلاع کا بادشاہ بن گیا۔

بیان کیا جاتا ہے کہ اس کا دسترخوان روزانہ بکری کی ۴۰۰ سو سریوں سے مرغی کے علاوہ بطخوں اور مختلف قسم کے پرندوں پر مشتمل ہوتا، جس میں بھنے ہوئے اور [illegible] کے گوشت کے سوا بہت سے اقسام کے کھانے ہوتے، دسترخوان پر روزانہ کا خرچ ۲۰ ہزار درہم ہوتا، اور اس کے دونوں ہاتھوں سے اس کا عمومی حصہ نکلتا تو جیسا کہ اس میں سے کچھ بھی نہیں کھایا گیا وہ قصبے کے دروازے پر انتہائی سستے داموں بکتا، یہاں تک کہ ترکی کمرانوں والے گھروں میں کچھ بھی نہ پکاتے بلکہ اس چیز کو سستے داموں خرید لیتے جس چیز کو خرید پاتے، شفقت اور محبت سے پیچھے کی خرچ کرنے والے تھے کوئی بھی ایک درہم یا آدھے درہم سے دو بہترین چیزیں خرید لیتا جس پر قدرت ہو سکے [illegible] حاصل ہوتی تھی اور شاید کہ وہ اس کی قدرت بھی نہ رکھتا ہو [illegible] جیسی چیزیں اس کے زمانہ حکومت میں تمام [illegible] میں تھیں وہ خود [illegible] اور ظریف طبع انسان خوبصورت ادیب تھا اپنی نسبت سے وہ بڑے قول اور عمدہ اشعار کہتا۔

علامہ قطب الدین نے اپنی کتاب الذیل میں اس کے عمدہ اشعار میں سے ایک ٹکڑا نقل کیا ہے جو دمشق میں قتل ہوا اور وہیں دفن ہوا اس نے [illegible] میں [illegible] اس نے اپنے لئے ایک مقبرہ تعمیر کرایا جس میں دفن نہ ہو سکا اس نے ناصریہ [illegible] میں مدرسہ تعمیر کیا اور [illegible] کے لحاظ سے [illegible] جامع [illegible] تمام [illegible] سے عجیب اور خوبصورت ترین عمارت تعمیر کی [illegible] بہت مدت بعد [illegible] کی طرح

ناصریہ جوانیہ جیسے باب الفرادیس کے اندر تعمیر کرایا یہ سب سے خوبصورت مدرسہ ہے ایک بہت بڑا سرائے زنجاری کے بالمقابل ہوا یا، جہاں کھانا مشغل کیا گیا اس سے قبل وہ قلعہ کی مغربی جانب تھا جہاں آج کل سلطان کا اصطبل ہے۔

## اس سال وفات پانے والے نامور حضرات

**احمد بن محمد بن عبداللہ** ...... ابن محمد بن یحییٰ بن سید الناس ابوبکر الیعمری اندلسی حافظ، ۵۹۷ھ میں پیدا ہوا، کئی شیوخ سے سماع کیا بہت سی کتب حاصل کیں، اچھی چیزیں لکھیں، ان علاقوں میں حفاظ کا ان پر اختتام ہے، شہر تونس میں اس سال کی ۲۸ رجب کو وفات ہوئی۔

نیز اس سال عبدالرزاق بن عبداللہ بن ابوبکر بن خلف عز الدین ابو محمد رسعنی محدث مفسر نے وفات پائی، بہت سے مشائخ سے سماع کیا اور حدیث بیان کی، بڑے فاضل ادیب تھے، حاکم موصل بدر لؤلؤ کے ہاں انہیں بڑا مرتبہ حاصل تھا اسی حاکم سنجار کے ہاں بھی ان کو کافی مرتبہ حاصل تھا، سنجار ہی میں جمعہ کی شب ۱۲ ربیع الثانی کو وفات پائی، عمر ۷۲ سال سے زائد تھی ان کا شعر ہے:

> کوے نے کائیں کائیں کر کے ہمیں آگاہ کیا کہ دوست کی غیر حاضری کا زمانہ قریب ہو گیا، مجھ سے ان کے میری زندگی کی خوشی کا سوال کرنے والے پہلے میرے لیے زندگی تلاش کر پھر اس کی خوشی کا سوال کر۔

**محمد بن احمد بن عنتر السلمی دمشقی** ...... دمشق کے محتسب، وہاں کے عادل اور نامور شخصیت تھے، ان کی وہاں جائیدادیں اور وقف کی زمینیں تھیں، قاہرہ فوت ہوئے اور مقطم میں مدفون ہوئے۔

**علم الدین ابوالقاسم بن احمد** ...... ابن الموفق بن جعفر مرسی بورقی المغوی نحوی مقری، شاطبیہ کی مختصر شرح کی، اور مفصل کی کئی جلدوں میں نیز الجزولیہ کی شرح ہے اس کے مصنف سے ملے اور اس سے بعض مسائل کا استفسار کیا، بہت فنون والے، خوبصورت شکل اور عمامے والے تھے اچھی حالت اور لباس اور خوبصورتی والے تھے، کندی وغیرہ سے بھی سماع کیا ہے۔

**شیخ ابوبکر دینوری** ...... صالحیہ میں خانقاہ کے بانی وہاں ان کے ان مریدین کی جماعت تھی جو بہترین اور اچھی آوازوں سے ذکر اللہ کرتے تھے۔

**شیخ الاسلام شیخ تقی الدین ابن تیمیہ کی ولادت** ...... شیخ شمس الدین ذہبی نے فرمایا کہ اس سال ہمارے شیخ تقی الدین ابوالعباس احمد بن شیخ شہاب الدین عبدالحلیم بن ابی القاسم بن تیمیہ حرانی بروز پیر دس (۱۰) ربیع الاول ۶۶۱ھ میں پیدا ہوئے۔

**امیر کبیر مجیر الدین** ...... ابوالہیجاء عیسیٰ بن حشتر الازکشی کردی اموی دلیر اور نامور امیر تھے، عین جالوت کی جنگ میں انہیں تاتاریوں کی شکست میں بہت بڑا حصہ حاصل تھا، جنگ کے بعد جب ملک مظفر دمشق آیا تو انہیں امیر علم الدین سنجر حلبی کے ہمراہ دمشق کا نائب کو مشورے اور رائے عزائم وتدابیر میں شریک کار مقرر کیا اور اس کے ساتھ دارالعدل میں بیٹھے ان کی پوری جائیداد اور اچھی خاصی گزر اوقات تھی، بالآخر اسی سال وفات پائی۔

علامہ ابوشامہ نے فرمایا کہ ان کے والد امیر حسام الدین نے ملک اشرف کے اس لشکر میں وفات ہوئی جو بلاد مشرق میں تھا وہ امیر عماد الدین احمد بن مشطوب ہیں، میں (ابن کثیر) کہتا ہوں کہ ان کا بیٹا امیر عز الدین اس شہر یعنی دمشق کا ایک عرصہ تک والی رہا، وہ خوش سیرت تھا صالحہ حنفیہ میں دروب ابن منجون انہی کی طرف منسوب ہے چنانچہ کہا جاتا ہے کہ درب ابن ابی الہیجاء، کیونکہ آپ وہاں رہائش پذیر تھے وہاں ولایت کا کام کرتے تو اسی سے مشہور ہو گئے اور ان کی وفات سے کچھ عرصہ بعد ہوا ایسا اتفاق ہوا جب حران سے یہاں آئے تھے اس وقت میں بچہ تھا، میں نے یہاں ایک قرآن مجید ختم کیا تھا وللہ الحمد۔

## آغاز ۶۶۲ھ

اس سال کے آغاز پر خلیفہ حاکم بامر اللہ عباسی، سلطان ظاہر بیبرس، دمشق کا نائب امیر جمال الدین آقوش نجیبی اور وہاں کے قاضی علامہ ابن خلکان تھے، سال کی ابتداء میں قصرین کے مابین واقع مدرسہ ظاہریہ مکمل ہوا جس میں شافعیہ کی تدریس کے لئے قاضی تقی الدین محمد بن الحسین بن رزین اور حنفیہ کی تدریس کے لئے مجد الدین عبدالرحمٰن بن کمال الدین عمر بن العدیم اور وہاں کے شیخ الحدیث کے عہدے کے لئے شیخ شرف الدین عبدالمؤمن بن خلف الحافظ دمیاطی مقرر ہوئے۔

اس سال ظاہر نے قدس میں ایک سرائے تعمیر کرایا جس میں مہمانوں کے لئے کھانے اور ان کے جوتے وغیرہ مرمت کرنے کے لئے اوقاف مقرر کئے اور ایک چکی اور تنور بھی بنوایا۔

اس سال برکہ خان کے قاصد ملک ظاہر کے پاس آئے ان کے ساتھ شرف بن شہاب غازی بن عادل تھا ان کے پاس ہاتھ میں لئے خطوط تھے جس میں اسلام اور مسلمانوں کے لئے ہلاکو اور اس کے پیروکاروں پر آنے والی مصیبت پر خوشی کا اظہار تھا اور اس سال کے عماد الدین بن محمد بن حرستانی کی وفات کے بعد جمادی الثانی میں شیخ شہاب الدین ابو شامہ، عبدالرحمٰن بن اسماعیل مقدسی نے دار الحدیث اشرفیہ میں درس دیا ان کے پاس قاضی ابن خلکان اور قاضیوں اور معزز حضرات کی ایک جماعت حاضر ہوئی اپنی کتاب المبعث کا خطبہ ذکر کر کے ایک حدیث بمع متن و سند کے نقل کی، اور اس کے بہت سے اچھے فوائد بیان کئے، کہا جاتا ہے کہ آپ نے مراجعت کی اور نہ کسی چیز کو چھوڑا اور آپ جیسا آدمی اس پر فخر نہیں کرتا واللہ اعلم۔

اس سال نصیر طوسی، ہلاکو کی طرف سے بغداد آیا اس نے اوقاف اور شہر کے انتظام کو دیکھا اور تمام مدارس کے لئے بہت سی کتابیں لے لیں اور انہیں مراغہ شہر میں اپنی رصدگاہ منتقل کر دیا پھر واسط اور بصرہ کی طرف لے گیا۔

اس سال ملک اشرف موسیٰ بن ملک منصور ابراہیم بن ملک مجاہد اسد الدین شیرکوہ بن ناصر الدین محمد بن اسد الدین شیرکوہ کبیر کی وفات ہوئی، وہ یکے بعد دیگرے کابر بعد کابر اس وقت حمص کے بادشاہ چلے آتے ہیں وہ کریم الصفات شخص تھا اور دمشق کے بڑے مالداروں میں سے تھا جو کھانے پینے، سواری، خواہشات و حاجات کی تکمیل گھوڑوں اور محبوب عورتوں سے بہت آسودگی حاصل کرنے والے تھے، پھر یہ سب سلسلہ ایسا ختم ہو گیا گویا تھا ہی نہیں یا پراگندہ خواب تھا یا ختم ہونے والا سایہ تھا۔

اس کا تاوان، حساب، سزائیں اور عار باقی رہ گئی، اس کی وفات ہوئی تو بہت سے نفیس جواہر اور مال کثیر کے ذخیرے پائے گئے اس کی مملکت حکومت ظاہریہ کی طرف منتقل ہو گئی اور اسی کے ساتھ اس سال امیر حسام الدین جوکندار حلب کا نائب فوت ہوا۔ اس سال تاتاری قوم کو حمص میں شکست ہوئی اور ان کا کمانڈر بیدرہ اللہ تعالیٰ کی اچھی قدر و قضاء سے قتل ہوا۔

اس سال رشید عطار مصر کے محدث فوت ہوئے اور وہ شخص جو ملک اشرف موسیٰ بن عادل سے مسخر کرنے آیا تھا اور مشہور تاجر حاجی نصر بن ابی فوت ہوا، وہ جامع مسجد میں نماز کا پابند تھا وہ بڑا آسودہ حال اور صاحب خیر تھا۔

**خطیب عماد الدین بن حرستانی**...... عبدالکریم بن جمال عبدالصمد بن محمد حرستانی، دمشق کے خطیب تھے اور حکومت اشرفیہ میں اپنے والد کے ساتھ ابن صلاح کے بعد فیصلوں میں نائب تھے یہاں تک کہ دار الخطابہ میں ۲۹ جمادی الاولیٰ میں وفات پائی، جامع میں نماز جنازہ پڑھی گئی اور اپنے والد کے پاس قاسیون میں دفن ہوئے، ان کا بہت بڑا جنازہ تھا، عمر ۸۵ سال تھی، ان کے بعد ان کا بیٹا محی الدین اخر الیہ اور خطابت کا متولی بنا، اور دار الحدیث کی مشیخت کا عہدہ شیخ شہاب الدین ابو شامہ نے سنبھالا۔

**محی الدین محمد بن احمد بن محمد**...... بن ابراہیم بن حسین بن سراقہ، حافظ محدث انصاری شاطبی ابوبکر مغربی عالم فاضل دیندار، ایک مدت تک حلب میں مقیم رہے، پھر مصر کے ارادے سے دمشق سے گزرے، زکی الدین عبدالعظیم منذری کے بعد کاملیہ کے دار الحدیث کے متولی بنے، انتقال

وغیرہ کے علاقوں میں ان کا بہت اچھا اثر تھا، عمر اسی سال سے متجاوز تھی۔

**شیخ صالح محمد بن منصور بن یحییٰ شیخ ابی القاسم قباری اسکندری** ...... آپ اپنے باغ میں مقیم تھے اور وہیں سے گزر اوقات کرتے، اسی میں کام کرتے اور میوہ لگاتے، بہت متقی تھے اس کا پھل لوگوں کو کھلاتے، ۶ شعبان میں اسکندریہ میں وفات پائی۔ عمر ۸۰ سال تھی، نیکی کا حکم دیتے اور برائی سے منع کرتے تھے، گورنروں کو ظلم سے باز رکھتے وہ ان کی بات سنتے اور ان کی ہیبت کی وجہ سے مانتے، لوگ جب ان کی زیارت کے لئے آتے تو اپنے گھر کے طاقچے سے بات کرتے، لوگ ان کی اس بات پر راضی تھے۔

ان کے متعلق ایک عجیب و غریب بات نقل کی جاتی ہے کہ انہوں نے اپنا جانور کسی کے ہاتھ پر بیچا تو کچھ دنوں بعد وہ خریدار آیا اور کہنے لگا میرے آقا! جو جانور میں نے آپ سے خریدا تھا میرے پاس تو کچھ بھی نہیں کھاتا، شیخ نے اس کی طرف دیکھا اور پوچھا تمہارے پاس کمائی کے کیا اسباب ہیں؟ اس نے کہا میں والی کا ذمہ دار ملازم ہوں تو شیخ نے اس سے کہا ہمارا جانور حرام نہیں کھاتا ہے، گھر میں داخل ہوئے اور اسے دراہم لا کر دیئے ان کے پاس بہت دراہم تھے جو گھل مل گئے تھے ان میں پہچان نہیں ہو رہی تھی تو لوگوں نے بطور برکت ان میں سے ہر درہم تین دراہم کے بدلے میں خریدے اور شیخ نے اپنا جانور لے لیا جب وفات ہوئی تو اتنا مال چھوڑا جو ۵۰ درہم کے مساوی تھا تو انہیں ۲۰ ہزار میں فروخت کر دیا۔

علامہ ابو شامہ نے فرمایا کہ اس سال ابو الفتح اسعد الملقب کمال الدین عبدالعزیز بن منیر الدین ابراہیم بن مرزوق نے دمشق میں اپنے اس گھر میں وفات پائی جو مدرسہ فارسیہ کے قریب ہے۔ میں اتنا ہی کہتا ہوں کہ یہ ان کا وہی گھر ہے جو شافعیہ کے لئے مدرسہ بنایا گیا جسے امیر جمال الدین آقوش نجیبی نے وقف کیا جسے نجیبیہ کہا جاتا ہے اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔

دل میں ہماری خواہش ہے اللہ تعالیٰ اس گھر کو آباد فرمائے یہ بات کرتے ہوئے عظیم جدوجہد کامیابی دے، جمال الدین نجیبی کے علاوہ صفی الدین بن شکر اشرف کے وزیر تھے اور جائیداد والے اور ساز و سامان کے علاوہ ۱۰۰ ہزار دینار نقد کے مالک تھے ان کی زندگی و وفات مصر میں ۶۵۹ھ میں ہوئی، مقطم میں اپنی مخصوص قبر میں دفن ہوئے۔

ابو شامہ نے فرمایا کہ مصر سے محمد بن عثمان مصری جو شاعر تھے ان کی وفات کی خبر آئی، ہمارے بزرگ ابو الحسن بن ساعد موصلی نے وفات پائی انہیں کچھ علم ادب سے شغف تھا ایک مدت تک جامع اموی میں خطابت کی انہوں نے اپنے بڑھاپے میں جو خضاب لگایا اس کے متعلق یہ اشعار بنائے:

میں اعدو جب میرے رخسار پر بال آئے ایک قسم تک دوسروں کی طرح تھے میں نے بھی مہندی لگائی پھر جب مجھ پر
بڑھاپے کے آثار ظاہر ہوئے تو ہمارے درمیان جدائی ڈال دی میں نے اسے گوارا کر کے کرتا یہ پہنا دیا۔

اس سال بادشاہ ہلاکو نے زین الدین حافظی کو طلب کیا ان کا نام سلیمان بن عامر عقربانی ہے جو زین حافظی سے معروف ہیں ہلاکو نے ان سے کہا میرے ہاں تمہاری خیانت ثابت ہوئی ہے، جب تاتاری ہلاکو کے ساتھ دمشق وغیرہ کے علاقوں میں آئے تو اس بد بخت نے مسلمانوں کے خلاف مدد کی، انہیں تکلیف پہنچائی اور ان کی پوشیدہ باتیں بتائیں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اس پر مسلط کر دیا اور طرح طرح کے عذابوں میں مبتلا ہوا ہم اسی طرح ظالموں کو ایک دوسرے پر مسلط کر دیتے ہیں (الآیۃ)، جو ظالم کی مدد کرے گا اس پر کوئی اور مسلط ہو جائے گا اس لئے کہ اللہ تعالیٰ ظالم سے بذریعہ ظالم انتقام لیتا ہے، پھر سب ظالموں سے انتقام لے گا، ہم اللہ تعالیٰ سے اس کے انتقام، دردناک عذاب اور اس کے بندوں کی شر انگیزی سے عافیت کا سوال کرتے ہیں۔

## آغاز ۶۶۳ھ

اس سال سلطان ظاہر نے ایک بہت بڑا لشکر فرات کی جانب روانہ کیا وہاں بیرہ میں اترنے والے تاتاریوں کو ہٹانے کے لئے تیار کیا، جب انہوں نے لشکروں کی خبر سنی تو پیٹھ دکھا کر بھاگ گئے تو وہ جانب امن ہو گئی اور مصر پر امن تھا اس سال وہاں فساد و خوف کی کثرت سے کوئی حد نہ تھی اب وہاں امن اور آباد ہو گئی۔

اس سال ملک ظاہر اپنے لشکروں کو لے کر بلاد ساحل فرنگیوں سے جنگ کرنے روانہ ہوا، جس دن وہاں اترا تو ۹ جمادی الاولیٰ بروز جمعرات تین گھنٹوں میں قیساریہ فتح کر لیا، اور اس کے قلعہ کو دوسری جمعرات ۱۵ تاریخ کو قبضہ میں لے لیا، اسے گرا کر دوسری جگہ منتقل ہوا، پھر یہ خبر آئی کہ اس نے ارسوف شہر فتح کر کے وہاں جو فرنگی تھے انہیں قتل کر دیا ہے، یہ خبر بذریعہ ڈاک آئی اس کی خوشی میں مسلمانوں کے علاقوں میں طبل بجائے گئے اور وہ اس سے بہت شاداں ہوئے اور بلاد مغرب سے یہ خبر آئی کہ انہوں نے فرنگیوں سے مقابلہ کر کے ان کے ۴۵ ہزار فوجی قتل کر دیئے، ۱۰ ہزار قیدی بنا لئے اور ان سے ۳۲ شہر جن میں برنس، اشبیلیہ، قرطبہ اور مرسیہ تھے چھڑا لئے، یہ ۶۶۲ھ ۱۲ رمضان بروز جمعرات پہنچی۔

اس سال کے رمضان میں باب الجامع کے باب البرید سے اس نالی تک جو راستے کے پاس ہے فرش ڈالنے کا آغاز کیا اور اس کے سامنے والی صف میں ایک تالاب اور شاذروان ہوا یا اس کی جگہ نالیں<sup></sup>(۱) میں سے ایک نالی تھی جس سے لوگ فائدہ اٹھاتے تھے، جب نہر باناس کا پانی ختم ہو جاتا۔ چنانچہ اسے تبدیل کر کے شاذروان بنایا گیا پھر اس میں تبدیلی کر کے دوکانیں بن گئیں۔

اس سال ظاہر نے دمشق پر اپنے نائب امیر آقوش کو بلا بھیجا تو وہ اس کی بات سنتے اور مانتے ہوئے چل پڑا اور امیر علم الدین حصنی اس کا نائب، یہاں تک کہ عزت و احترام سے واپس لوٹا۔

اس سال ظاہر نے مصر میں بقیہ مسالک کے تینوں کو مستقل حاکم مقرر کیا جو اپنے اختیار سے شہروں میں فیصلے کرتے، جیسے شافعیہ کے قاضی کرتے، چنانچہ شافعیہ کے قاضی التاج عبدالوہاب ابن بنت الاعز اور حنفیہ کے شمس الدین سلیمان اور مالکیہ کے شمس الدین سبکی اور حنابلہ کے شمس الدین محمد مقدسی مقرر ہوئے، یہ معاملہ دار العدل میں بروز پیر ۲۲ ذی الحجہ کو ہوا تھا یا اس کا سبب قاضی ابن بنت الاعز کا کئی امور میں جو شافعیہ کے خلاف تھے توقف کرنا تھا اور دوسرے اہل مذاہب کا ان کی موافقت کرنا تو امیر جمال الدین ایدغدی عزیزی نے سلطان کو مشورہ دیا کہ ہر مسلک کا مستقل قاضی بنائے جو اپنے مسلک کے مقتضی پر فتویٰ دے، چنانچہ اس نے یہ بات مان لی وہ اس کی رائے اور مشورہ کو پسند کرتا تھا اس نے لکڑیاں، رسیاں اور بہت سے آلات رسول اللہ ﷺ کی مسجد کی تعمیر کی خاطر روانہ کیا ایک منبر بھی بھیجا جو وہاں نصب کیا گیا۔

اس سال مصر میں بہت بڑی آگ لگی جس کی تہمت نصاریٰ پر تھی تو ملک ظاہر نے انہیں سزا بھی بڑی دی، اس سال ہلاکو شاہ تاتار لعنۃ اللہ علیہ کی موت کی خبر آئی وہ ۱۹ ربیع الثانی مرگی کی وجہ سے مراغہ شہر میں ہلاک ہوا، قلعہ تلا میں دفن ہوا اور تاتاریوں نے اس کے بیٹے ابغا پر اتفاق کر لیا، شاہ برکہ خان نے اس کا رخ کیا اور اسے شکست دی اس کی فوجیں منتشر کر دیں، ملک ظاہر اس سے بہت خوش ہوا اس نے لشکروں کو جمع کرنا شروع کیا تا کہ عراق کے شہروں پر قبضہ کر سکے لیکن اس کی قدرت نہ ہوئی کیونکہ لشکر ادھر ادھر علاقوں میں پھیل گئے تھے۔

اس سال ۱۵ شوال ملک ظاہر نے اپنے بیٹے ملک سعید محمد برکہ خان کو بادشاہ بنایا اور امراء سے اس کے لئے بیعت لی، اسے سوار کیا اور امراء اس کے آگے پیادہ چلے اس کے والد ظاہر نے خود غاشیہ اٹھایا۔

امیر بدرالدین بیسری کے پاس روٹیاں اٹھائی ہوئی تھیں، قاضی تاج الدین اور وزیر بہاء الدین ابن حنا اس کے آگے سوار تھے اور تمام امراء بھی سوار تھے اور باقی پیادہ تھے یہاں تک کہ انہوں نے اسی حالت میں قاہرہ کو عبور کیا۔

ذیقعدہ میں ظاہر نے اپنے ایک بیٹے کا ختنہ کرایا جس کے ساتھ امراء کی ایک جماعت نے بھی اپنے بچوں کے ختنے کرائے، یہ عمدہ دن تھا۔

**خالد بن یوسف بن سعد نابلسی**...... شیخ زین الدین بن حافظ شیخ دمشق میں دار الحدیث النوریہ کے شیخ الحدیث فوت ہوئے وہ صناعت حدیث کے عالم اسماء الرجال کے حافظ تھے، آپ کے پاس شیخ محی الدین نووی نے زانوئے تلمذ طے کیا ان کے بعد دار الحدیث نوریہ کے شیخ الحدیث شیخ تاج الدین فزاری بنے، شیخ زین الدین خوش اخلاق، خندہ رو، محدثین کے طرز پر بہت مذاق تھے، بغداد کا سفر کیا اور وہاں مختلف علم اختیار کیا حدیث کا سماع کیا ان میں خیر و بھلائی، زہد و عبادت کی جھلک تھی ان کا بہت بڑا جنازہ تھا باب صغیر کے قبرستان میں دفن ہوئے۔

**شیخ ابوالقاسم حواری**...... ان کا نام ابوالقاسم یوسف بن ابی القاسم بن عبدالسلام اموی ہے، مشہور شیخ حواری خانقاہ والے اپنے شہر میں

---

(۱) یہاں نالیوں سے مراد آج کل کی گندی نالی مراد نہیں ہے بلکہ کاریز ہے۔ طوی

وفات پائی، بڑے نیک اور صالح شخص تھے ان کے اصحاب و مریدین ان سے محبت کرتے تھے اور ان کی بستیوں حل، شیبہ کے بہت سے لوگ ان کے مرید تھے جو حنبلی تھے ان کے نزدیک دف بجانا بلکہ ہاتھ سے بجانے کو بھی جائز نہیں سمجھتے تھے وہ غیروں سے بہتر ہیں۔

**قاضی بدرالدین کردی سنجاری** — جو مصر میں کئی بار قاضی بنے، قاہرہ میں فوت ہوئے، ابوشامہ نے فرمایا وہ اطراف کے قاضیوں اور فیصلہ کرنے والوں سے رشوت لینے میں مشہور تھے مگر وہ سخی، کریم شخص تھے ان سے اور ان کے گھر والوں سے مال کا مطالبہ کیا گیا۔

## آغاز ۶۶۳ھ

اس سال کے آغاز پر خلیفہ حاکم عباسی اور سلطان ملک ظاہر اور مصر کے چار قاضی تھے اس سال دمشق میں ہر مذہب کے چار قاضی بنائے جیسا کہ پہلے سال مصر میں بنائے تھے، شام کے نائب آقوش نجیبی تھے اور شافعیہ کے چیف جسٹس ابن خلکان تھے، حنفیہ کے شمس عبداللہ بن محمد بن عطاء، حنابلہ کے شمس الدین عبدالرحمن بن شیخ ابوعمر، مالکیہ کے عبدالسلام بن زواوی، وہ ولی بننے سے باز رہے تو ان پر لازم کردی گئی، یہاں تک کہ انہوں نے قبول کرلی، پھر استعفیٰ دیا، پھر لازم کردی تو اس شرط پر قبول کی کہ احکام پر تنخواہ نہیں لیں گے، اور فرمایا ہمارے پاس کافی ہے چنانچہ اس کی معذرت قبول نہ کی، یہ ان کا ایسا فعل ہے جو ان سے پہلے کسی نے نہیں کیا جو انہوں نے مصر میں پہلے سال کیا جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے اور حالات اپنے ڈگر پر چلنے لگے اس سال باب البرید کے شرقی کاریز کے حوض کی عمارت مکمل ہوئی اس کے لئے شاذروان، گنبد اور پائپ بنائے گئے جن سے شمالی راستے کی طرف پانی آتا تھا۔

اس سال ظاہر صفد اترا دمشق سے منجنیقیں منگوا کر اس کا محاصرہ کرلیا اور وہیں ٹھہرا رہا یہاں تک کہ اسے فتح کرلیا وہاں کے باشندے اس کے حکم سے اتر آئے تو اس نے ۱۸ شوال بروز جمعہ شہر کو اپنی دسترس میں لے لیا، جنگجوؤں کو قتل کیا ان کی اولاد کو قیدی بنا لیا، ملک صلاح الدین یوسف بن ایوب نے بھی اسے شوال ہی میں ۵۸۵ھ میں فتح کیا تھا۔

فرنگیوں نے اسے پھر واپس لے لیا تھا اور اس سال ظاہر نے ان کے ہاتھ سے زبردستی لے لیا، الحمدللہ، سلطان ظاہر اپنے دل میں ان سے بہت دشمنی رکھتا تھا جب وہ ان کی طرف روانہ ہوا تو انہوں نے امان کا مطالبہ کیا اس نے تخت شاہی پر امیر سیف الدین کرمون تتری کو بٹھایا، ان کے قاصد آئے اور اسے بیٹا کر چلے گئے اور یہ نہ جانتے تھے کہ اس نے یہ عہد انہیں امان کی وجہ سے دیا ہے وہی امیر ہے جس نے اسے تخت پر بٹھایا ہے، اور جنگ تو ایک امر کر دی ہے، جب معتمد اریہ وہ قلعہ سے نکل گئے انہوں نے مسلمانوں کے ساتھ بڑے بڑے سلوک کئے تھے اب اللہ تعالیٰ نے اسے ان پر قدرت دی تو سلطان نے اول سے لے کر آخر تک سب کو قتل کرنے کا حکم دے دیا اس کی خبر بذریعہ برید (ڈاک) شہروں تک پہنچ گئی، طبل بجائے گئے اور شہر سجائے گئے پھر اس نے دائیں بائیں فرنگیوں کے شہروں میں فوجی دستے بھیجے، یوں مسلمان بہت سے قلعوں پر چھا گئے جو تقریباً ۲۰ قلعے تھے، اور ایک ہزار کے قریب بچے اور عورتیں قیدی بنائے، بہت سی چیزیں غنیمت میں حاصل کیں۔

اس سال خلیفہ مستعصم بن مستنصر کا بیٹا قید سے رہا ہو کر آیا اس کا نام علی تھا اس کا اکرام کیا اور اسے دارالاعصریہ عزیزیہ کے مقابل میں اتارا، وہ تاتاریوں کے پاس قید تھا جب برکہ خان نے انہیں شکست دی تو یہ رہائی پا کر دمشق آ گیا اور جب سلطان نے صفد فتح کیا تو وہاں قیدی مسلمانوں نے اسے خبر دی کہ ان کی قید کا سبب یہ بنا کہ سبتی قارا والے انہیں پکڑتے اور اغوا کر کے تاتاریوں کی طرف اٹھا کر لے جاتے پھر ان کے ہاتھ بیچ دیتے اس لئے سلطان سوار ہو کر سبتی قارا پہنچا ان سے سخت جنگ چھڑ گئی اور بہت سے قتل کئے ان کی عورتوں اور بیٹوں کو مسلمانوں کے بدلے میں قید کیا اللہ تعالیٰ اسے اچھا بدلہ دے۔

پھر سلطان نے ایک زبردست لشکر سیس کی طرف روانہ کیا جو شہروں میں گھس گیا اور زبردستی سیس کو فتح کر لیا اس کے بادشاہ زادے کو گرفتار کرلیا اور اس کے بھائی کو قتل کیا، لوگوں کو لوٹا، باشندوں کو قتل کیا اسلام اور مسلمانوں کا ان سے بدلہ لیا کیونکہ تاتاریوں کے زمانے میں یہ مسلمانوں کے لئے

بہت زیادہ واقف نہ رہتے ہوئے تھے اور جب شہر حلب پر قبضہ کیا تو مسلمانوں کی عورتوں اور بچوں کی بڑی تعداد قیدی بنالی تھی اور پھر بلاد کو گئے نا سے تی مسلمانوں سے شہروں پر زیادتی بھی کرتے تھے۔

تو اللہ تعالیٰ نے اسماعیلیہ کے مددگاروں کے ہاتھوں اسے ہمدان کے امیر اغلمش کو ہلاک اور قتل کیا جس کا قصہ اس سال کی ۱۲ ذیقعدہ کے وقت ہوا جس کی خبر ان شہروں تک پہنچ گئی تو خوشخبریوں کے طبل بجائے گئے، ۱۵ ذی الحجہ سلطان کی خدمت میں حاکم حمص اور ان کے بادشاہوں کی ایک جماعت ذلیل ہو کر قیدیوں کے ساتھ داخل ہوئی تو حمص بھی ان کے ساتھ تحفے لیے ہوئے تھا۔

پھر کامیاب و کامران مصر روانہ ہوا اور حاکم حمص نے اپنے بیٹے کا فدیہ دینا چاہا تو سلطان نے کہا ہم اس صورت میں فدیہ قبول کریں گے کہ تاکہ یہ سے ہمارا قیدی چھڑا دو اسے مظفر اشرف کہا جاتا تھا، حاکم حمص شادی کر کے پاس گیا اس کے سامنے وقت دست بستہ ہوئی کا اظہار کیا جہاں تک کہ اس نے اسے رہا کر دیا، جب مظفر سلطان کے پاس پہنچا تو اس نے حاکم حمص کے بیٹے کو چھوڑ دیا۔

اس سال شہر کے قریب دروازے کے درمیان مسجد کی تعمیر اور اس کی تعمیر کا مسودہ ابن جمال الدین محمد بن ادریس جو دمشق کے حاکم تھے، جب اس کی تعمیر مکمل ہو گئی تو اس کے بعض ستون بیٹھ گئے، بادشاہ کو تشویش ہوئی اس نے اسے مضبوط کرنے کا حکم دیا تو اس وقت لوگ تیز پانی کو بند کر سکے تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہو کر یہاں ایک پل بنا جس سے پانی آتی اور پھر گیا کہ وہ اس کی اصلاح میں مرمت کر سکیں پھر پانی اپنی حالت پر بہنے لگا یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آسانی، مدد اور بہت بڑی عنایت ہوئی ہے۔

## اس سال فوت ہونے والے نامور حضرات

ابو محمد بن عبداللہ ... امیر جمال الدین جوزی مصری آسودہ امرا و ملک ظاہر کے ہاں صاحب رتبہ لوگوں میں سے تھے آپ ہر ان کی بات سے بیزار نہیں کرتا تھا، آپ نے ہر مسلک کے مستقل و حنفی مدرسے کا شہرہ وہ بہت متواضع شخص تھے تمام لوگ انہیں پہنچتے تھے، بہت سخی بادشاہ اور حکومت میں قابل عزت شخص تھے معتمد کے معاصرین کے درمیان آپ ایک مقام رکھتے جس کی وجہ سے مسلسل چلا رہے یہاں تک کہ وہ فوت ہوئے تو انہیں ان کے دمشق کے ہاں جامع مسجد عتیقہ میں دفن ہوئے جو صالحیہ کے قریب ہے۔

باتو خان بن تولی خان بن چنگیز خان ... تاتاریوں کا بادشاہ اور بادشاہ کا بیٹا ہوا ان کے بادشاہوں کا باپ ہے اکثر لوگ جو تاتاری جیسا ہے کہتے ہیں بڑا ولی عبادت گزار ہو گزرا ہے اللہ اس پر رحمت کرے مشرق و مغرب میں اسے مسلمانوں میں ایک ان کا تعلق حضرات ان کو تعلق میں جانا جاتا ہے اور اسے اس نے بڑی عزت اسے حاصل ہوئی جن کا معتقد تھا اس کا اپنا ایک نام جانتے تھے اور ان کی اصل نسل بھی کی وجہ سے نہیں کیونکہ کسی سے افضل کسی جگہ دو اور معقولات کا ارادہ تھا ان سے کسی چیز کا تصور نہ کرتا تو ان معقولات سے تعلق رکھنے سے بچتے تھے ان کی اس نے بڑی عزت دی بہت اور مرتبہ دیا، کافر ممالک کی تمدید اور شہروں پر آ کر جنت جب ہونے میں رہا تھا یہاں تک کہ اسے اللہ تعالیٰ نے اس سال ہلاک کیا اور یہ کہا جاتا ہے کہ نہیں بلکہ اس کی موت ۶۶۳ھ میں ہوئی، شہر مانا میں دفن ہوا اللہ تعالیٰ اس پر رحمت نہ کرے اس کے بعد اس کا بیٹا اغاخان بادشاہ بنا اس کے دو بیٹے تھے ایک تھا واللہ سبحانہ اعلم وہو حسبنا ونعم الوکیل۔

## آغاز ۶۱۵ھ

۶۱۵ھ کا آغاز ہوا تو ملک عادل دمشق سے دیار مصر کی طرف متوجہ ہوا اس کے ساتھ منصور و کامیاب المظفر تھا اس کی حکومت تمام بلاد مصر پر غالب آ گئی اسی طرح اس سال فرنگیوں نے بہت سے قلعوں پر بھی چڑھائی کی اس نے اپنے بیٹے معظم کو ان کی طرف فوجیں روانہ کر دی تھیں جبکہ وہ خود ترک کی جانب مڑ گیا تاکہ وہاں کے حالات دیکھیں، جب وہ "مرج الصفر" کے قریب پہنچا تو وہیں ٹھہر گیا اسی دوران وہ گھوڑے سے گر پڑا اسی کی وجہ سے فوت

کی وہ کچھ دن وہاں قیام کر کے دوادارو کیا یہاں تک کہ جب اس میں اتنی طاقت پیدا ہوگئی کہ وہ پالکی میں بیٹھ سکے تو وہاں سے مصر چلا گیا راستے میں اس کی ٹانگ ٹھیک ہوگئی تو وہ اکیلے گھوڑے پر سوار ہونے کے قابل ہو گیا پھر انتہائی ٹھاٹ باٹ سے "قاہرہ" میں داخل ہوا شہر سجایا گیا لوگوں نے اس کے لئے شاندار محفلیں سجائیں اس کے آنے اور عافیت پانے پر بہت خوش ہوئے۔

پھر اس سال رجب میں قاہرہ سے صفد واپس آیا اس کے قلعے کے اردگرد خندق کھودی، خود بھی اس میں کام کیا اور اس کے امراء اور لشکر نے بھی حصہ لیا، عکا کی جانب سے حملہ کیا قتل وقید اور غنیمت حاصل کر کے سلامتی سے لوٹا اس کی خوشی میں دمشق میں طبل بجائے گئے۔

۱۴ ربیع الاول کو ظاہر نے جامع ازہر میں جمعہ پڑھا اس میں عبیدیین کے دور سے آج تک جمعہ نہ ہوتا تھا باوجودیکہ وہ قاہرہ کی سب سے پہلی مسجد تھی، اس نے اس میں جمعہ قائم کیا اور جب حاکم نے جامع بنوایا تو وہاں سے اس کی طرف منتقل کر دیا، اور ازہر کو چھوڑ دیا پھر اس میں جمعہ نہ ہوتا وہ دیگر نمازوں کی مسجد کی طرح ہوگئی تو اس کا حال پراگندہ ہوا تو اس پر سلطان نے اس کی تعمیر اور بچاؤ کرنے اور اس میں جمعہ قائم کرنے کا حکم دیا اور جامع حسینیہ کے قیام کا حکم دیا، اس کی تکمیل ۶۶۷ھ میں ہوئی جیسا کہ ان شاء اللہ تعالیٰ آگے آئے گا۔

اس سال ظاہر نے یہ حکم صادر کیا کہ جامع دمشق میں کوئی بیوہ بھی رات نہ گذارے، وہاں سے ترازو اور حجرے نکالنے کا حکم دیا اس میں تقریباً ۳۰۰ حجرے تھے لوگوں نے اس میں پیشاب کی جگہیں بنالی تھیں، اور بہت سی جائے نمازیں پائی گئیں، یوں لوگوں نے اور جامع نے ان سے استراحت و آرام پایا، اور وہ نمازیوں کے لئے کشادہ ہوگئی اس سال سلطان نے صفد کی فصیلوں اور اس کے قلعے کی تعمیر کا حکم دیا اور یہ کہ اس پر یہ آیت لکھی جائے۔

(ولقد کتبنا في الزبور من بعد الذکر ان الارض يرثها عبادي الصالحون) (اولئک حزب الله الا ان حزب الله هم المفلحون۔)

اس سال ابغا اور منکوتمر میں جنگ ہوئی جو برکہ خان کے قائم مقام تھا، ابغا نے اسے شکست دے کر بہت سا مال غنیمت حاصل کر لیا۔

ابن خلکان نے بیان کیا ہے جسے وہ شیخ قطب الدین یونینی کے قلم سے لکھا ہوا نقل کرتے ہیں فرمایا: ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ بصریٰ کی جانب ایک شخص ہے جسے ابوسلامہ کہا جاتا تھا اس میں بے غیرتی اور دیوانہ پن پایا جاتا تھا اس کے سامنے مسواک اور اس کے فضائل کا ذکر کیا گیا تو وہ کہنے لگا کہ بخدا میں تو صرف دبر میں مسواک کروں گا، چنانچہ مسواک لے کر مقام مخصوص میں داخل کر کے باہر نکالی، اس کے بعد ۹ ماہ گزرے تھے کہ وہ پیٹ کے درد اور بڑی تکلیف محسوس کرنے لگا تو اس نے ایک بچہ جنا جو چوہے کی مانند تھا جس کی چار ٹانگیں تھیں سر مچھلی کی طرح، اور چار صاف ظاہر دانت تھے اور ایک بالشت چار انگلی لمبی دم تھی اس کی دبر خرگوش کی دبر جیسی تھی جب اس نے اسے جنا تو اس جانور نے تین چیخیں لگائیں تو اس شخص کی بیٹی اٹھی اور اس کا سر کچل دیا جس سے وہ مر گیا، یہ شخص اسے جننے کے بعد دو دن زندہ رہا اور تیسرے دن مر گیا اور وہ کہتا تھا کہ اس جانور نے مجھے مار ڈالا ہے میری آنتیں کاٹ گئیں، وہاں کے لوگوں کی ایک جماعت اور اس علاقے کے خطباء نے اس کا مشاہدہ کیا ہے کسی نے اس جانور کو زندہ اور کسی نے مرنے کے بعد دیکھا۔

**سلطان برکہ خان بن تولی بن چنگیز خان** ــــ وہ ہلاکو خان کا چچازاد بھائی تھا، اور مسلمان ہو گیا تھا، علماء وصالحین سے محبت کرتا تھا اس کی سب سے بڑی نیکی یہ ہے کہ اس نے ہلاکو کو قتل کر کے اس کے لشکر کو منتشر کر دیا تھا وہ ملک ظاہر کی خیر خواہی چاہتا تھا اس کی تعظیم کرتا اور اس کے قاصدوں کا اکرام کرتا ان کے لئے کئی چیزیں فراہم کرتا اس کے بعد اس کے گھر والوں سے کوئی بادشاہ بنا اور وہ منکوتمر بن طغان بن باتو بن تولی بن چنگیز خان ہے وہ اسی کے طرز و طریقے پر کاربند تھا، وللہ الحمد۔

**دیار مصریہ کے چیف جسٹس** ــــ تاج الدین بن عبد الوہاب بن خلف بن بدر بن بنت الاعز شافعی، وہ دیندار، پاکدامن اور صاف ستھرے شخص تھے اللہ تعالیٰ کے بارے میں کسی ملامت گر کی ملامت سے نہ ڈرتے تھے اور نہ کسی کی سفارش قبول کرتے ان کے لئے تمام دیار مصریہ کی قضا جمع ہوگئی اسی طرح خطابت، احتساب اور شیخ الشیوخ کا عہدہ، لشکر کی دیکھ بھال، عہدہ شافعی اور صالحیہ کی تدریس، جامع کی امامت بھی حاصل تھی، ان کے ہاتھ میں ۱۵ عہدے تھے بعض اوقات وزیر بھی رہے سلطان ان کی عزت کرتا اور وزیر ابن حنا ان سے بہت بغض رکھتا تھا اس کی دال نہ گلتی تھی۔

ان کی شان سلطان کے ہاں کم ہو لیکن وہ اس کی قدر نہ کر سکا وہ چاہتا تھا کہ آپ اس کے گھر آئیں چاہے عیادت کے لئے ہی کیوں نہ آئے ہوں، ایک دفعہ بیمار ہوا تو قاضی اس کی عیادت کے واسطے آئے وہ ان کے استقبال کے لئے گھر کے درمیان میں کھڑا ہو گیا تو قاضی صاحب نے اسے کہا ہم تو تمہاری عیادت کے لئے آئے تھے اگر تم ٹھیک ٹھاک ہو سلام علیکم، چنانچہ وہاں سے واپس آ گئے اور وہاں نہیں بیٹھے ان کی پیدائش ۶۰۳ھ میں ہوئی، ان کے بعد تقی الدین ابن رزین قاضی بنے۔

**واقف القیمیریہ امیر کبیر ناصر الدین** ——— ابوالمعالی حسین بن عزیز بن ابی الفوارس قیمیری کردی، بادشاہوں کے ہاں سب سے بلند مرتبے کے گورنر تھے انہی نے شام ملک ناصر حاکم حلب کے حوالہ کر دیا، جب توران شاہ بن صالح ایوب مصر میں قتل ہوا، یہی مدرسہ قیمیریہ کو فیروزی اذان گاہ کے قریب وقف کرنے والے ہیں اس کے دروازے پر ایسی گھڑیاں لگائیں جس کی مثال سابقہ ادوار میں نہیں ملتی، اور ان کی شکل جیسی بنائی گئیں، کہا جاتا ہے کہ ان پر ۴۰ ہزار درہم تاوان مقرر کیا گیا تھا۔

**شیخ شہاب الدین ابوشامہ** ——— عبدالرحمن بن اسماعیل بن ابراہیم بن عثمان بن ابی بکر بن عباس ابو محمد و ابوالقاسم مقدسی شیخ امام عالم حافظ محدث فقیہ مورخ جو ابوشامہ کے نام سے مشہور ہیں۔ دارالحدیث اشرفیہ کے شیخ الحدیث، رکنیہ کے مدرس، کئی مفید کتابوں کے مصنف تاریخ دمشق جو کئی جلدوں میں ہے ان کا اختصار ہے ان کی شرح شاطبیہ اور الرد الی الامر الاول، نیز مبعث اور اسراء و معراج پر بھی کتب ہیں، ایک کتاب الروضتین فی الدولتین النوریہ والصلاحیہ اور اس پر اضافہ بنام الذیل علی الروضتین ہے اس کے لئے ان کے اور بھی فوائد اور عجیب باتیں ہیں۔ ۲۳ ربیع الثانی ۵۹۹ھ جمعہ کی رات پیدا ہوئے، الذیل علی الروضتین میں اپنے حالات ذکر کئے ہیں اپنی تربیت گاہ اور جائے نشاۃ کا ذکر کیا، طلب علمی کا، حدیث کے سماع اور فخر بن عساکر اور ابن عبدالسلام، السیف آمدی اور شیخ موفق الدین بن قدامہ کے پاس اپنے فقہ پڑھنے کا حال، اور جو انہوں نے اچھے خواب دیکھے ان کا تذکرہ کیا ہے کئی فنون کے ماہر تھے، حافظ علم الدین البرزالی نے شیخ تاج الدین فزاری سے نقل کر کے مجھے بتایا کہ انہوں نے فرمایا کہ شیخ شہاب الدین ابوشامہ اجتہاد کے رتبے پر فائز تھے مختلف اوقات میں اشعار سناتے ان میں سے بعض شیریں حلاوت رکھتے اور بعض بے مزہ ہوتے، بس اللہ تعالیٰ ہماری اور ان کی مغفرت فرمائے۔

خلاصہ یہ کہ ان کے زمانے میں ان جیسا کوئی نہ تھا، پاکدامن، دانا، متقی شخص کوئی نہ تھا ان کی وفات کا سبب ایک جماعت کے کینے میں ان کے پاس جمع ہونا، انہوں نے ان کے پاس دو ہڑکانے کے لئے ایک شخص بھیجا اس وقت آپ اپنے گھر میں تھے جو طواحین الاشنان میں تھا ان پر ایک رائے کا اتہام تھا ظاہر بات یہی ہے کہ وہ اس سے بری ہیں، اہل حدیث وغیرہ علماء کی ایک جماعت نے کہا ہے کہ وہ مظلوم تھے وہ مسلسل تاریخ لکھتے رہے یہاں تک کہ اس سال رجب تک پہنچے پھر انہوں نے ذکر کیا کہ وہ اپنے طواحین الاشنان میں واقع گھر میں آزمائش میں مبتلا ہوئے اور جنہوں نے آپ کو قتل کیا وہ پہلے آ چکے تھے انہوں نے آپ کو مارا تاکہ آپ مر جائیں لیکن آپ فوت نہیں ہوئے ان سے کسی نے کہا کہ آپ ان کے خلاف حکومت کو شکایت کیوں نہیں کرتے آپ نے ایسا نہیں کیا اور یہ شعر سنائے۔

جس شخص نے مجھے کہا کہ تم شکایت کیوں نہیں کر دیتے تو میں نے اسے کہا جو واقعہ پیش آیا وہ بہت بڑا ہے اللہ تعالیٰ ہمارے لئے کوئی ایسا شخص مقرر کرے گا جو حق سے گا اور یہاں ختم کرے گا، جب ہم اس پر بھروسہ کریں گے تو وہی ہو گا اللہ تعالیٰ ہی بس ہے وہ بہترین کارساز ہے۔

گویا وہ دوبارہ ان کے پاس آئے اور وہ اسی مکان میں تھے تو انہوں نے ۱۹ رمضان پیر کی رات انہیں بالکل قتل کر دیا، اور اسی دن دارالفرادیس کے قبرستان میں دفن ہوئے ان کے بعد شیخ محی الدین نووی نے دارالحدیث اشرفیہ کی مشیخت سنبھالی۔ اسی سال حافظ علم الدین قاسم بن محمد البرزالی کی پیدائش ہوئی انہوں نے شیخ ابوشامہ کی تاریخ پر اضافہ کیا ہے کیونکہ یہ ان کی وفات کے سال پیدا ہوئے ان کے نقش قدم پر ان کی طرف چلے ان کی ترتیب تنظیم رکھی، اور آپ کی تہذیب کی قطع برید کی، مندرجہ ذیل اشعار بھی ان کے حالات میں بیان کئے جاتے ہیں

وہ مسلسل کوشش سے تاریخ لکھتا رہا یہاں تک کہ میں نے تجھے تاریخ لکھا پایا، یہاں یہ شعر سنانے مناسب ہیں۔

جب ہم میں سے ایک سردار چل بستا ہے تو اور سردار کھڑا ہو جاتا ہے وہ کام اور بات کرتا ہے جو معزز لوگ کہتے اور کرتے ہیں۔

## آغاز ۶۶۶ھ

اس سال کے آغاز میں حاکم عباسی خلیفہ اور علاقوں کا بادشاہ ملک ظاہر تھا۔ جمادی الثانیہ کی ابتداء میں سلطان دیار مصریہ سے کامران فوج لے کر نکلا وہ اچانک یافا شہر میں اترا اور اسے زبردستی لے لیا وہاں کے باشندوں نے اس کا قلعہ بطور صلح حوالہ کر دیا تو اس نے انہیں وہاں سے عکا کی طرف جلاوطن کر دیا شہر اور قلعہ کو خراب کر دیا اور رجب میں وہاں سے حصن شقیف کا رخ کیا راستے میں کسی ڈاکیے سے یہ خط لے لیا جو عکا والوں کی طرف سے شقیف والوں کو سلطان کے ان پر حملہ آوری کی خبر دینا چاہتے تھے اور انہیں قلعہ بند ہونے کا حکم دے رہے تھے اور شہر کی ان جگہوں کو جلد درست کرنے کا کہہ رہے تھے جہاں سے شہر پر حملے کا اندیشہ ہوتا ہے چنانچہ سلطان سمجھ گیا کہ شہر پر کیسے قبضہ کرے اور یہ پہچان گیا کہ کندھا کیسے کھایا جاتا ہے اس نے فوراً ایک فرنگی کو طلب کیا کہ وہ اس کے بدلہ ان کی زبان میں اہل شقیف کو خط کا جواب لکھے بادشاہ کو وزیر سے اور وزیر کو بادشاہ سے ڈرائے اور ان کے درمیان پھوٹ پیدا کرے، یہ خط ان کے پاس پہنچا تو اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت اور قوت سے ان میں دشمنی ڈال دی، سلطان نے آ کر ان کا محاصرہ کیا ان کی طرف منجنیق سے پتھر پھینکے، انہوں نے ۲۹ رجب قلعہ حوالہ کر دیا اس نے انہیں صور کی جانب نکال دیا، مال غنیمت دمشق روانہ کر دیا۔

پھر لشکر میں سے جو لوگ چست و چالاک تھے انہوں نے طرابلس اور اس کے صوبوں پر حملہ بول دیا لوٹ مار، قتل و غارت ذرہ ادھر ادھر کر کے مؤید منصور واپس ہوئے پھر وہ قلعہ اکراد پر اترا تو وہاں کے فرنگی اپنی نوکری کے مطابق اس کے پاس کچھ لائے اس نے لینے سے انکار کر دیا اس نے کہا تم نے میرے لشکر کا ایک سپاہی قتل کر دیا، میں اس کی دیت ایک لاکھ دینار چاہتا ہوں وہاں سے چل کر حمص اترا وہاں سے حماۃ پھر فامیہ پھر دوسری منزل روانہ ہوا حتیٰ کہ رات کو چلا اور لشکر سے پہلے پہنچ گیا جنگی ہتھیار سے لیس ہو کر انطاکیہ کا محاصرہ کر لیا۔

**سلطان ملک ظاہر کے ہاتھوں انطاکیہ کی فتح** ۔۔۔۔۔ یہ بہت بڑا اور کثیر الخیر شہر ہے، کہا جاتا ہے کہ اس کی فصیلوں کے ۱۲ میل تک دروازے ہیں، اور اس کے ۱۳۶ ستون ہیں، اس کے ۱۰۲۴ کنگرے ہیں سلطان یہاں رمضان میں پہنچا تو وہاں کے لوگ اس کے پاس امان طلب کرنے کے لئے نکل آئے انہوں نے اس کے کچھ شرائط اپنے اوپر لازم کیں، تو سلطان نے جواب دینے سے انکار کر دیا اور انہیں رسوا و ناکام واپس کر دیا، اور اس کے محاصرے کا عزم مصمم کر لیا اللہ تعالیٰ کی طاقت اور قوت اور مدد و نصرت سے اس نے یہ شہر ۲۴ رمضان ہفتہ کے دن فتح کر لیا، وہاں سے بہت سامال غنیمت لیا امراء کو بہت سامال دیا وہاں بہت سے حلبی مسلمان قید پائے یہ سب کام چار دن میں ہوئے اس شہر کا اور طرابلس کا حاکم جب تاتار نے حلب پر قبضہ کیا اور لوگ بھاگ گئے یہ مسلمانوں کے لئے سخت اذیت کا باعث تھے تو اللہ تعالیٰ نے اس شخص کے ذریعہ بدلہ لیا جسے اسلام کی نصرت اور صلیب مٹانے اور توڑنے کے لئے کھڑا کیا، وللہ الحمد والمنۃ۔ ڈاک کے ذریعہ یہ خبر پہنچ گئی جس کا جواب قلعہ منصورہ کے طبلوں نے دیا، جب بغراس والوں کو سلطان کے ارادے کا علم ہوا تو انہوں نے یہ پیغام بھیجا کہ وہ اس پر قبضہ کرنے کے لئے کسی کو بھیج دیں تو اس نے اپنے گھر کے استاذ امیر آقسنقر فارقانی کو ۱۳ رمضان کو بھیجا اس نے اس پر قبضہ کر لیا اور انہوں نے بہت سے قلعوں پر دسترس حاصل کر لی، سلطان کامیاب و کامران واپس ہوا۔

وہ سال انتہائی کروفر سے ۲۷ رمضان دمشق میں داخل ہوا اس کی خاطر شہر سجایا گیا اور اسلام کی کفار سرکشوں کے مقابلہ میں مدد کی خوشی پر طبل بجائے گئے لیکن اس نے بہت سی اراضی جن میں بستیاں اور باغات شامل تھیں پر قبضہ کرنے کا پکا ارادہ کر لیا جو وہاں کے بادشاہوں کے پاس تھی اس کا گمان تھا کہ تاتاریوں نے ان پر قبضہ کر لیا تھا پھر ان سے یہ زمینیں چھڑا لیں، بعض حنفی فقہاء نے اسے یہ فتویٰ بھی دیا تھا کہ جب کفار مسلمانوں کی کوئی چیز لے لیں تو وہ اس کے مالک ہو جاتے ہیں پھر جب دوبارہ وہ زمینیں واپس لی جائیں تو پہلے مالکوں کی طرف نہیں لوٹائی جائیں گی اور یہ مشہور مسئلہ ہے اس کے متعلق فقہاء کے دو قول ہیں جن میں اصح قول جمہور کا ہے کہ انہیں ان کے مالکوں کی طرف لوٹایا جائے گا حضور علیہ السلام کی حدیث عضباء جو آپ کی اونٹنی تھی کی وجہ سے، کیونکہ آپ نے عضباء واپس لے لی تھی جبکہ اسے مشرکین نے لے لیا تھا انہوں نے اس جیسی مثالوں کو امام ابو حنیفہ کے خلاف دلیل بنایا ہے۔

اور بعض علماء نے کہا ہے کہ مسلمانوں کا مال جب کفار کے قبضہ میں آ جائے پھر وہ مسلمان ہو جائے تو وہ انہی کے ہاتھ میں برقرار رہے گا

انہوں نے حضور ﷺ کے اس ارشاد سے استدلال کیا ہے کہ "کیا عقیل نے ہمارے لئے کوئی گھر چھوڑا ہے؟" انہوں نے اسلام سے پہلے ان مسلمانوں کی زمینوں پر قبضہ کر لیا تھا جو ہجرت کر گئے تھے حضرت عقیل مسلمان ہوئے تو وہ زمینیں انہی کے پاس رہیں ان سے نہیں لی گئی اور جب وہ ان کے ہاتھ سے لی جاتیں تو حدیث مذکور کی وجہ سے ان کے مالکان کی طرف لوٹائی جاتیں، مقصود یہ تھا کہ ظاہر نے ایک مجلس منعقد کی جس میں تمام مذاہب کے قاضی مفتی اور فقہا جمع تھے انہوں نے اس کے متعلق گفتگو کی، سلطان نے اس کا پختہ ارادہ کر لیا کیونکہ جو فتویٰ اس کے پاس تھا اس پر اسے اعتماد تھا لوگوں کو اس مصیبت کا اندیشہ ہوا تو فخر الدین بن الوزیر بہاء الدین بن حنا درمیان میں آ کر حائل ہوئے انہوں نے مدرسہ الشافعی میں ابن بنت الاعز کے بعد درس دیا تھا، انہوں نے کہا بادشاہ سلامت اشرم والے آپ سے ایک کروڑ درہم پر صلح کرتے ہیں جس کی ہر سال آپ ۱۰ لاکھ درہم قسط وصول کرتے رہیں، تو اس نے انکار کر دیا کہ نہیں چند ایام تک ہو جائے تو ٹھیک ورنہ نہیں، اور وہ دیار مصریہ کی طرف نکل گیا اور قسط وار ادائیگی قبول کر لی، اس کی بھی خوشخبری آ گئی اس نے حکم دیا کہ اس میں سے چار لاکھ درہم جلد از جلد ادا کر دیں اور وہ غلے بھی اس کی طرف پہنچائے جائیں جن کی تقسیم اور پھل کے زمانہ میں انہوں نے نگرانی کی تھی اس فعل سے لوگوں کے دل بادشاہ کے بارے میں پراگندہ ہو گئے تھے۔

اور جب ابغا کو تاتار پر حکومت حاصل ہو گئی تو اس نے طوسی کو اپنا وزیر بننے کا حکم دیا اور روم پر بروانا کو نائب مقرر کیا جس سے اس کی قدر و منزلت بڑھ گئی اور اس نے دمشق و شام میں مستقل ہونا چاہا، ہو گیا اس کی شان بڑھ گئی۔

اس سال حاکم یمن نے ظاہر کو عاجزی اور اس کی طرف نسبت کا خط لکھا اور یہ کہ بلاد یمن میں اس کا خطبہ ہو گیا اور اس کی طرف بہت سے تحفے اور ہدیے بھیجے تو سلطان نے بھی اس کی طرف ہدیے، تحفے، جھنڈے اور حکم نامے روانہ کئے۔ اس سال ضیاء الدین بن فقاعی نے الصاحب بہاء الدین بن حنا کو شکایت کے ذریعے ظاہر کے پاس حاضر کرایا تو اسے مسلسل درے مارتا رہا اور اس کا مال چھین لیا یہاں تک کہ اسی حالت میں مر گیا، کہا جاتا ہے کہ اس نے مرنے سے پہلے اسے ۱۸ ہزار سات سو کوڑے مارے۔ (۱) واللہ اعلم۔

اس سال بروانا نے ملک علاء الدین حاکم قونیہ کے قتل کی تجویز بنائی اور اس کے بیٹے غیاث الدین کو اس کا قائم مقام بنایا اس کی عمر ۱۰ سال تھی، اور بروانا شہروں اور لوگوں پر دسترس حاصل کر لی، روح الظفر نے اس کی اطاعت کی اس سال الصاحب علاء الدین کے صاحب دیوان نے بغداد میں ابن الخظری الاصبہانی الشاعر کو قتل کر دیا کیونکہ اس کی نسبت سے بہت بڑی بڑی چیز پھیل رہی تھیں، جن میں سے ایک یہ ہے کہ وہ اپنے اشعار کو قرآن مجید سے افضل خیال کرتا ہے اتفاقاً الصاحب واسط گیا جب وہ نعمانیہ پہنچا تو ابن خضری اس کے پاس آیا اس نے ایک قصیدہ پڑھا جس میں اس نے یہ بات کہی تھی، اسی دوران اذان ہوئی تو الصاحب نے اسے خاموش رہنے کو کہا

تو ابن الخظری نے کہا کہ آقا کوئی نئی بات سنو اور جس کو عرصہ ہو گیا اسے چھوڑو اس سے الصاحب کو اس کے متعلق ہونے والی باتوں کا یقین ہو گیا پھر اس نے اس کے ساتھ الفت و مودت کا اظہار کیا کہ وہ اس کی کسی چیز کا انکار نہیں کر رہا جب تک کہ اس سے معلوم نہ کرے، یوں ظاہر کیا جیسے وہ تصدیق ہے، سوار ہوتے وقت اس نے کسی آدمی سے کہا کہ راستے میں اسے تنہا لے جا کر قتل کر دو تو وہ اس کے ساتھ چلا پھر جب وہ لوگوں سے جدا ہوا تو ایک جماعت سے ہنسی مذاق کے طور پر کہا کہ اسے گھوڑے سے اتار دو۔

انہوں نے اسے اتارا تو وہ انہیں گالیاں اور لعن طعن کرنے لگا پھر اس نے کہا اس کے کپڑے اتار دو جب انہوں نے ننگا کیا تو وہ ان سے کہہ رہا تھا وہ لوگ تم بڑے اناڑی ہو اور یہ ایک خندق اصیل ہے پھر اس نے کہا اس کی گردن اڑا دو تو ایک شخص نے آگے بڑھ کر اس کا سر تن سے جدا کر دیا۔

**شیخ عفیف الدین یوسف بن البقال** …… مرزبانیہ خانقاہ کے شیخ، نیک پرہیزگار اور زاہد شخص تھے اپنے بارے میں بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ جب میں مصر میں تھا تو مجھے فتنۂ تاتار کے زمانے میں سخت قتل کی خبر پہنچی، میں نے اس بات کو اپنے دل میں بڑا سمجھا اور میں نے کہا یہ کیسے ہو سکتا ہے جب کہ ان میں سے ایسے کمسن بچے بھی ہیں جن کا کوئی جرم نہیں تو میں نے خواب میں ایک شخص کو ہاتھ میں کتاب لئے دیکھا وہ کتاب لے

---

(۱) یہ محض مبالغہ ہے اتنی [illegible] برداشت نہیں، ایک دو ہی [illegible] میں مر جاتا ہے [illegible]
[illegible] ملاحظہ ہو [illegible]

کر میں نے پڑھی اس میں یہ اشعار تھے جن میں مجھے ملامت کی گئی تھی۔

نہ تمہیں اختیار ہے اور نہ آسمان تمہارے حکم سے حرکت کرتا ہے لہٰذا اعتراض کرنا چھوڑ دو اور اللہ تعالیٰ سے اس کے کام کے متعلق سوال نہ کرو، جو سمندر کی گہرائی میں گھسے گا ہلاک ہو گا، تمام کاموں کا انجام اسی کی طرف ہے، اعتراض کرنا چھوڑ دے تو کتنا جاہل ہے۔

## اس سال فوت ہونے والے نامور حضرات

**حافظ ابو ابراہیم اسحاق بن عبداللہ**...... ابن عمر جو ابن قاضی الیمن کے نام سے مشہور ہیں، ۹۸ سال کی عمر میں فوت ہوئے، شرف اعلیٰ میں دفن ہوئے وہ چند محدود روایات میں منفرد تھے لوگوں نے ان سے استفادہ کیا اور اسی سال شیخ شرف الدین عبداللہ بن تیمیہ، شیخ الدین ابن تیمیہ کے بھائی اور حسیب ترین پیدا ہوئے۔

## آغاز ۶۶۷ھ

اس سال صفر میں سلطان ظاہر نے اپنے بعد اپنے بیٹے ملک سعید محمد برکہ خان کے لئے بیعت کی تجدید کی، تمام امراء، قضاۃ اور اہل حکومت کو حاضر کیا اسے سوار کر کے خود اس کے آگے پیدل چلا، ابن لقمان نے اس کے لئے اس کے باپ کے بعد شاہانہ حکم نامہ لکھا نیز وہ اس کی حیات میں حاکم تھا پھر سلطان اپنے لشکروں کو لے کر جمادی الثانیہ میں شام کی طرف گیا جب وہ دمشق میں داخل ہوا تو اس کے پاس شاہ تاتار ابغا کے ایلچی دستی خط اور زبانی پیغام لائے ان میں سے ایک پیغام یہ تھا کہ تو ایک غلام ہے جو سیواس میں خرید و فروخت کرتا تھا تو تم زمین کے بادشاہوں کی مخالفت کیسے کرتے ہو؟ یاد رکھو! تم آسمان پر چڑھ جاؤ یا زمین کی طرف اتر جاؤ تو پھر بھی مجھ سے نہیں بچ سکو گے لہٰذا اپنے آپ کو سلطان ابغا کے ساتھ صلح کرنے کا پابند بناؤ تو سلطان نے اس کی پروا نہیں کی اور نہ اسے خاطر میں لایا بلکہ ۔۔ پورا جواب دیا اور اس کے ایلچیوں سے کہا اسے بتا دو! میں اس کے پیچھے مطالبے کے لئے کھڑا ہوں اور مسلسل کوشش سے وہ تمام علاقے جو خلیفہ کے شہروں میں سے اور زمین کے وہ تمام حصے جن پر اس نے قبضہ کر رکھا ہے، اس سے چھین لوں گا۔

جمادی الثانیہ میں سلطان نے تمام شہروں سے شراب بہانے، مفسدات اور فاحشہ عورتوں کے دھندوں کو ختم کرنے کا حکم دیا، حتیٰ کہ انہوں نے نکاح کر کے پاکیزگی سے رہنے کا عہد کر لیا اور جو ٹیکس اس پر مرتب تھا وہ بھی ہٹا دیا اور جو کام اس کے بغیر مشکل میں تھا اس کا عوض دے دیا۔ وللہ الحمد والمنۃ۔

پھر سلطان اپنا لشکر لے کر مصر واپس آیا جب وہ راستے میں خربۃ اللصوص کے مقام پر پہنچا تو ایک عورت اس کے پیچھے پڑ گئی اس نے ذکر کیا کہ اس کا بیٹا شہر صور میں داخل ہوا، وہاں کے فرنگی حاکم نے اس سے غداری کر کے اس کا مال لے لیا اور اسے قتل کر دیا تو سلطان نے "صور" کا رخ کیا اور حملہ کر کے بہت سا مال لے لیا، اور کئی افراد کو قتل کر دیا، تو اس کے بادشاہ نے اسے پیغام بھیجا کہ اس کا سبب کیا ہے؟ تو اس نے تاجروں کے ساتھ دھوکہ دہی کا ذکر کیا پھر سلطان نے لشکر کے اگلے حصے سے کہا کہ میں لوگوں کو اس وہم میں ڈالتا ہوں کہ میں بیمار ہوں اور پالکی میں ہوں اطباء کو بلاؤ، ان سے میری حالت کا پوچھو، جو دوائیں فلاں فلاں بیماری کے لئے درست ہوں، جب وہ میرے لئے دوا تجویز کر دیں تو تم لوگ چلتے ہوئے میرے پاس شربت لانا، پھر سلطان ڈاک کی سواری پر بیٹھ کر جلدی اپنے بیٹے کے حالات معلوم کرنے لگا، اور یہ کہ اس کے بعد دیار مصریہ میں حکومت کیسی رہی؟ پھر وہ جلدی سے لشکر میں واپس آ گیا، پالکی میں بیٹھا لوگوں نے اس کی عافیت کا اظہار کیا اور ایک دوسرے کو خوشخبری دی یہ بڑی جرأت اور شاندار اقدام تھا۔

اس سال سلطان ظاہر نے امیر بدر الدین خزندار، چیف جسٹس صدر الدین سلیمان حنفی فخر الدین بن لقمان اور تاج الدین بن الاثیر کے ساتھ تقریباً تین سو بادشاہوں کے ہمراہ حج کیا، جس میں کامیاب لشکر بھی تھے کرک کے راستے سے اس کے حالات معلوم کرتے ہوئے گزرا، پھر وہاں سے مدینہ منورہ پہنچا وہاں کے لوگوں سے اچھا برتاؤ کیا اور ان کے حالات دریافت کئے پھر وہاں سے مکہ گیا مجاورین پر صدقہ کیا عرفہ ٹھہرا اور طواف افاضہ کیا کعبہ اس کے

لے کھولا گیا تو اس نے عرق گلاب سے غسل دیا اور اپنے ہاتھ سے خوشبو لگائی پھر وہ باب کعبہ پر کھڑا ہوا اور لوگوں کے ہاتھوں کو پکڑا تا کہ وہ کعبہ میں داخل ہو جائیں وہ ان کے درمیان تھا پھر وہ واپس آیا اور رمی جمرات کی پھر چلنے میں جلدی کی اور مدینہ منورہ واپس آ کر قبر شریف کی دوبارہ زیارت کی۔

**علی ساکنها افضل الصلوٰۃ واتم التسلیم وعلی آلہ واهل بیتہ الطیبین والطاهرین وصحابتہ الکرام اجمعین الی یوم الدین۔**

اس کے بعد وہ کرک گیا اور اس میں ذی الحجہ ۲۹ تاریخ کو داخل ہوا اور دمشق اس کی سلامتی سے واپسی کی خوشخبری بھیجی گئی تو امیر جمال الدین آقوش نجیبی نائب دمشق محرم کو خوشخبری دینے والے کے استقبال کے لئے نکلا، اچانک وہ سلطان خود ہی میدان اخضر میں چل رہا تھا وہ سب سے آگے تھا لوگوں کو اس کی تیز رفتاری، صبر اور بہادری پر تعجب ہوا پھر جلدی روانہ ہوا حتیٰ کہ ۶ محرم حلب میں اس کے حالات دریافت کرنے کے لئے داخل ہوا پھر حماۃ واپس آیا وہاں سے دمشق پھر مصر کا رخ کیا چنانچہ آئندہ سال ۳ صفر بروز منگل اس میں داخل ہوا۔

اواخر ذی الحجہ میں شدید آندھی آئی جس سے دو سو کشتیاں دریائے نیل میں غرق ہو گئیں، جن میں بہت سے لوگ ہلاک ہو گئے وہاں بڑی تیز بارش بھی ہوئی اس بارش سے شام میں بجلی گری جس سے فصلیں ضائع ہو گئیں اناللہ وانا الیہ راجعون۔ اسی برس تاتاریوں میں سے ابغا اور اس کے چچا زاد ابن منکوتمر کے ساتھیوں کے درمیان اختلاف پیدا ہوا تو وہ متفرق ہو کر ایک دوسرے سے الجھ گئے اسی سال اہل حران دمشق آئے ان میں ہمارے شیخ علامہ ابو العباس احمد تیمیہ اپنے والد کے ساتھ تھے اس وقت ان کی عمر چھ برس تھی ان کے ہمراہ شیخ کے دونوں بھائی زین الدین عبد الرحمٰن اور شرف الدین عبد اللہ بھی تھے جو شیخ سے چھوٹے تھے۔

## اس سال فوت ہونے والے نامور حضرات

**امیر عزالدین ایدمر بن عبد اللہ**...... الحلبی الصالحی، اکابر امراء اور بادشاہوں کے نزدیک صاحب حیثیت امراء میں سے تھے اور الملک الظاہر کے خواص میں سے تھے اپنی عدم موجودگی میں ان کو اپنا نائب بنا دیتے تھے اس سال انہیں اپنے ساتھ لے گیا تو قلعہ دمشق میں وفات پائی اور الظاہریہ کے قریب اپنی قبر میں دفن کئے گئے، بہت سارا مال ودولت پیچھے چھوڑا اپنی اولاد کے متعلق سلطان کو وصیت کی سلطان جامع دمشق میں اس کی تعزیت میں شریک ہوا۔

**شرف الدین ابو الطاہر**...... محمد بن حافظ ابو الخطاب عمر بن دحیہ مصری ۶۱۰ھ میں پیدا ہوئے اپنے والد اور دیگر کئی حضرات سے حدیث سنی ایک مدت تک دار الحدیث الکاملیہ کے شیخ کی حیثیت سے حدیث بیان کی بڑے فاضل انسان تھے۔

**قاضی تاج الدین ابو عبد اللہ**...... محمد بن وثاب بن رافع البجیلی الحنفی، درس دیا، دمشق میں ابن عطاء کی جگہ مفتی رہے حمام سے نکلتے وقت حمام کے چبوترے پر اچانک ان کی موت واقع ہوئی قاسیون میں مدفون ہوئے۔

**طبیب ماہر شرف الدین ابو الحسن**...... علی بن یوسف بن حیدرۃ الرحبی، دمشق میں اطباء کے شیخ تھے، مدرسہ دخواریہ کے وقف کرنے والے کی فرمائش کے مطابق اس کے مدرس تھے اس فن میں اہل زمانہ پر سبقت رکھتے تھے ان کے اشعار میں سے یہ شعر ہیں۔

دنیا والے زبردستی موت کی جانب گھسیٹے جا رہے ہیں لیکن پیچھے رہ جانے والوں کو گزر جانے والوں کے حال کا کچھ پتہ نہیں،
ایک دوسرے کے بارے میں الجھن میں گویا وہ جانور ہیں جیسا کہ وہ ایک دوسرے کی خونریزی کیا کرتے ہیں۔

**شیخ نصیر الدین المبارک**...... بن یحییٰ بن ابو الحسن ابو البرکات بن صباغ الشافعی فقہ اور حدیث میں علامہ تھے درس دیا مفتی بنے، کتابیں تصنیف کیں، لوگوں نے ان سے بہت نفع اٹھایا ۸۰ برس عمر پائی ۱۱، جمادی الاولیٰ کو فوت ہوئے، اللہ تعالیٰ ان پر رحم فرمائے۔

**شیخ ابو الحسن**...... علی بن عبد اللہ بن ابراہیم الکوفی المقری النحوی، سیبویہ ان کا لقب تھا فن نحو میں فاضل وکامل تھے، ۷۰ برس کی عمر میں قاہرہ

کے شفاخانے میں فوت ہوئے، رحمہ اللہ تعالیٰ۔ یہ ان کے اشعار ہیں:

''تو نے متصل فراق سے میرے دل کو عذاب دیا، اے وہ شخص! جس کی محبت ضمیر غیر منفصل ہے مجھے تیرے روکنے کی تاکید
کے علاوہ نے کچھ زیادہ نہیں دیا، عطف سے بدل کی طرف تیرا انحراف کیوں ہوا؟''

اسی سال میرے استاذ اور شافعیہ کے شیخ علامہ کمال الدین محمد بن علی الانصاری بن الزملکانی کی ولادت ہوئی۔

## آغاز ۶۶۸ھ

۲ محرم کو سلطان حجاز سے تیز رفتار گھوڑوں پر سوار ہو کر روانہ ہوا لوگوں نے اسے اس وقت دیکھا جب وہ میدان اخضر میں گھوم رہا تھا لوگ بہت شاداں و فرحاں ہوئے، اس نے لوگوں کو تحفوں اور ہدیے کے ساتھ استقبال کرنے سے بچایا، یہ اس کی عادت تھی لوگ اس کی تیز رفتاری اور علو ہمت سے تعجب کرنے لگے پھر وہ حلب سے ہو کر مصر روانہ ہوا اور مصری قافلے کے ساتھ ۶ تاریخ کو وہاں پہنچا۔

اس سال [illegible] بیوی ام الملک السعید حجاز میں تھی ۱۳ صفر کو وہ اپنے بیٹے اور دیگر امراء کے ساتھ اسکندریہ کی طرف گیا، وہاں جا کر اس نے شکار کھیلا اور امراء پر [illegible] تیر و اور خلعتیں لٹا کر مسعود و منصور واپس لوٹا۔

اسی برس شہر میں حاکم مراکش ابو العلاء ادریس بن عبداللہ بن محمد بن یوسف جن کا لقب واثق تھا قتل ہوئے، مراکش کے قریب بنو مرین کے ساتھ ایک لڑائی میں قتل کئے گئے، ۳۰ ربیع الثانی کو سلطان فوج کے ایک دستے کے ہمراہ دمشق پہنچا راستے میں ٹھنڈک اور کیچڑ کی وجہ سے انہیں سخت تکلیف اٹھانی پڑی تھی الزنبقیہ میں وہ خیمہ زن ہوا اسے اطلاع ملی کہ وہ زیتون کا بھانجا عکا سے مسلمانوں کی فوج سے لڑنے کا قصد لے کر نکل چکا ہے چنانچہ سلطان فوراً اس کی طرف روانہ ہوا اور عکا کے قریب ہی اسے جا لیا لیکن وہ سلطان کے خوف سے بھاگ کر شہر میں داخل ہو گیا، رجب میں سلطان کے نائبوں نے اسماعیلیہ سے مقام مصیاف لے لیا تو ان کا امیر الصارم بن مبارک الرضی وہاں سے فرار ہو گیا حماۃ کے حاکم نے چالبازی کر کے اسے گرفتار کر کے سلطان کے پاس بھیج دیا سلطان نے اسے قاہرہ کے ایک برج میں قید کر دیا۔

اسی سال سلطان نے نبی کریم ﷺ کی قبر مبارک کی حفاظت کے لئے لکڑی کے ستون بنوا کر روانہ کر دیئے اس کے گرد کے نصب کئے جائیں اور مصری میں اس کے کھولنے بند کرنے کے لئے دروازے بنا کر روانہ کر دیئے جو وہاں جوڑ دیئے گئے۔

اسی سال خبریں گردش کرنے لگیں کہ فرنگی شام پر حملے کرنے کا ارادہ کر رہے ہیں یہ سن کر سلطان نے ان سے دو دو ہاتھ کرنے کے لئے فوجیں تیار کیں اس کے باوجود وہ اسکندریہ کے خوف سے وہاں بہت اہتمام سے لگا ہوا تھا اسے مضبوط بنا کر وہاں پل تعمیر کروایا کہ اگر دشمن حملہ کرے تو اسکا مقابلہ کیا جا سکے، اور شہر کے کتوں کے مارنے کا حکم دیا، اسی سال بلاد مغرب میں بنی عبدالمومن کی حکومت کا خاتمہ ہوا ان کا آخری بادشاہ حاکم مراکش ادریس بن عبداللہ بن یوسف تھا جسے اسی سال بنو مرین نے قتل کر دیا تھا۔

## اس سال فوت ہونے والے نامور حضرات

**صاحب زین الدین یعقوب**...... بن عبداللہ الرفیع بن زید بن مالک مصری، اور ابن الزبیری کے نام سے معروف تھے فاضل اور رئیس تھے اور الملک المظفر قطز کے وزیر بنے پھر الملک الظاہر بیبرس کی شروع حکومت میں اس کے وزیر رہے پھر اس کو معزول کر کے بہاء الدین علی الحنا کو وزیر بنایا، چنانچہ انہوں نے اپنے گھر کو لازم پکڑا حتیٰ کہ اسی سال ۴ ربیع الآخر کو موت نے انہیں آ لیا، ان کی اچھی نظمیں بھی ہیں۔

**شیخ موفق الدین**...... احمد بن قاسم بن خلیفہ خزرجی الطبیب، ابن ابی اصیبعہ کے نام سے معروف تھے انہوں نے دس لطیف جلدوں میں تاریخ الاطباء لکھی وہ کتاب جامع اموی میں ابن عروہ کے مزار کے لئے وقف کی گئی تھی شیخ موفق الدین صرخد میں فوت ہوئے ۷۰ برس سے تجاوز عمر پائی۔

**شیخ زین الدین احمد:** بن عبدالدائم بن نعمت بن احمد بن محمد بن ابراہیم بن احمد بن بکیر مقدسی نابلسی ثم صالحی حنبلی، آپ نے بہت سے روایت میں تفرد اختیار کیا۔ ۵۷۵ھ میں پیدا ہوئے، حدیث سنی اور مختلف شہروں کا سفر کیا وہ فقیہ تھے بہت سرعت کے ساتھ لکھتے تھے، شیخ محی الدین نے بیان کیا۔ انہوں نے مختصر الخرقی کو ایک رات میں لکھا اور کامل خوبصورت تاریخ ابن عساکر کو دو مرتبہ لکھا اور آپ نے بہت سی مختصر کتابیں لکھیں، آخر عمر میں آپ نابینا ہو گئے، شیخ قطب الدین نے آپ کا بہت ذکر کیا ہے۔ آپ کی عمر کے ۹۳ سال ہیں اور وفات ہوئی، ان کی ... میں ... ہوئی اور جب ... قاسیون کے دامن میں دفن ہوئے ۹۰ برس سے زیادہ عمر پائی رحمہ اللہ تعالیٰ۔

**قاضی محی الدین ابن الزکی** ..... ابوالفضل یحییٰ بن قاضی القضاۃ بہاؤ الدین ابی المعالی محمد بن علی بن محمد بن یحییٰ بن علی بن عبدالعزیز بن علی بن عبدالعزیز بن علی بن الحسین بن محمد بن عبدالرحمٰن بن القاسم بن الولید بن عبدالرحمٰن بن ابان بن عثمان بن عفان القرشی الاموی ابن الزکی، آپ بارہا دمشق کے قاضی بنے، آپ کی طرح آپ کے باپ دادا بھی آپ سے پہلے سب دمشق کے والی رہے، آپ نے ابن طبرزد، حنبل، ابن الحرستانی اور ایک جماعت سے حدیث کا سماع کیا اور حدیث بیان کی، اور کئی مدارس میں درس حدیث دیا۔

ہلاکو نے آپ کو شام کا قاضی بنایا۔ بعض شیخ ابوشامہ کے قول کے مطابق آپ کی تعریف نہیں کی گئی اور جب آپ مصر میں وفات پا گئے تو رجب میں جبل مقطم میں دفن ہوئے ان کے ماموں اور حضرات اشعار ہیں۔ شیخ قطب الدین نے ان کا نسب ذکر کرنے کے بعد ان کا ذکر کیا ہے جیسا کہ ہم نے ان کے والد کی ... محی الدین کے متعلق ذکر کیا کہ وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر فضیلت دیتے تھے، بیان کیا جاتا ہے کہ شیخ محی الدین ابن عربی کی موافقت کی انہوں نے آپ کو جو علم دمشق میں ... جب ... حضرت علی رضی اللہ عنہ عثمان سے اعراض کرتے ہوئے تھے آپ بار انہیں بنو امیہ سے بڑا مصنف سے تکلیف پہنچی تھی اس لئے انہوں نے تعصب کیا اور اپنی عمر میں حضرت علی کی طرف اپنا میلان ظاہر کیا، اگرچہ وہ اموی تھے۔

پھر انہوں نے یہ شعر کہا جو میں نے سال کے ... عمر کی بات ہے، اگرچہ خواہ میں بھی اپنی اصل ... کہتے ہیں اگر میرے سامنے صفین میں آتے تو میری سواروں کی جنگ کے گھوڑوں کو اشکل میں ڈال دیتی، جیسا ان کی قوم سے ... بیچ کرتا، اور وہ جتنے ... پھر خلافت لینے سے منع کرتا۔

ان کا شعر ہے جو انہوں نے ... کہا کہ دمشق ... کہ عمر اور ان کے بعد کوئی تعریف کی چیز نہیں ہے، وہ جیسے مجھے تو پسند کرتا ہے اسے مجھے ملامت کرنے والے اس کی تیز نظر سے بچتا اس سے الگ تھلگ رہنے سے بچا کیا ہے۔

**الصاحب فخر الدین** محمد بن الصاحب بہاؤ الدین علی بن محمد بن سلیم بن حنا المصری، وزیر ابن وزیر تھے، فاضل تھے، آپ نے ایک خانقاہ بنوائی، مصر میں اپنے والد کے مدرسہ میں پڑھایا اور درس شافعی کو ابن بنت الاعز کے بعد دیا، شعبان میں وفات ہوئی، مقطم کے دامن میں دفن ہوئے، سلطان نے وزارت محمد صاحب کے بیٹے تاج الدین کو سونپ دی۔

**شیخ ابونصر بن ابی الحسین** ..... بن یحییٰ الزاہد صوفی بغدادی کا ... ہے، اچھی طرز سے شعر کہا کرتے تھے ... آپ کے پاس آپ کا ایک دوست آیا جس کے لئے آپ کھڑے ہونے سے پیچھے رہ گئے تو آپ نے یہ شعر سنائے:

جب تو آئے تو میرا نہ کھڑا ہونا اس لئے تھا کہ میں تیری محبت کی قدر ... بے وقار کا ہے، بے محبت کی وجہ سے کھڑے ہونا بہتر ہے کیونکہ جسم کے لئے کھڑے ہونے سے بہتر ہے۔

## آغاز ۶۶۹ھ

اس سال ماہ محرم میں سلطان ظاہر بادشاہ مصر سے فوج کا ایک دستہ لے کر "عسقلان" کی طرف گیا اور دیوار جو فرنگیوں کے زمانے میں تعمیر کی گئی باقی رہ گئی تھی حصہ باقی جو تھا اسے گرا دیا اور اس میں مدفون اموال سے دو گھڑے ملے جن میں دو ہزار دینار تھے جو سب امراء پر تقسیم کئے گئے۔ سلطان واپس آئے تو انہیں خوشخبری سنائی گئی کہ "منکوتمر" نے "ابغا" کی فوج کو شکست دی ہے پھر ... ۱۲ ربیع الاول کو ... ۱۷ ... اس میں سلطان کو خبر ملی کہ

اہل "عکا" نے شہر [illegible] کے بدلے مسلمان قیدیوں کو قتل کر دیا جو ان کے پاس قید تھے، چنانچہ اس نے اہل عکا کے قیدیوں کی گردنیں مارنے کا حکم دیا وہ کل دو سو کے قریب قیدی تھے اور ایک صبح میں ہی ان سب کی گردنیں اڑا دی گئیں، اسی سال "المعلیۃ" کی جامع مسجد مکمل ہوئی اور ۲۲ ربیع الآخر کو نماز جمعہ اس میں پڑھی گئی اور اسی برس فرنگیوں اور اہل تونس کے درمیان کئی جنگیں ہوئیں جن کا ذکر طوالت کا سبب ہوگا، فریقین کے لاتعداد افراد کے قتل کے بعد جنگ بندی پر صلح کر لی گئی۔

بروز خمیس ۹ رجب کو سلطان "الظاہر" دمشق میں داخل ہوا اس کا بیٹا "الملک السعید" بھی ساتھ تھا، وزیر "ابن الحنا" اور فوج کی بھی بھاری اکثریت ہمرکاب تھی، وہاں سے متفرق طور پر نکلے اور ساحل پر یکجا ہونے کا وعدہ کیا تاکہ "جبلہ" "لاذقیہ" "عرقا" "مرقب" اور وہاں کے دوسرے علاقوں پر حملہ کیا جائے، چنانچہ اکٹھے ہو کر انھوں نے "صافیتا" اور "المجدل" کو فتح کیا پھر چلے اور جا کر کردوں کے قلعہ کے قریب بروز سہ شنبہ ۱۹ رجب کو پڑاؤ ڈالا اس کی تین فصیلیں تھیں، منجنیقیں نصب کر کے ۱۵ شعبان کے روز اسے زبردستی فتح کر لیا، شہر میں فوجیں داخل ہو گئیں اس کا محاصرہ کرنے والا سلطان کا بیٹا "الملک السعید" تھا، سلطان نے اہل شہر پر احسان کر کے انھیں چھوڑ دیا اور "طرابلس" کی طرف انھیں جلاوطن کر دیا، فتح کے اس روز بعد قلعہ بھی سلطان کے حوالے کیا گیا، اہل قلعہ کو بھی جلاوطن کر دیا، شہر کے کنیسہ کو جامع مسجد میں بدل دیا اور جمعہ اسی میں پڑھا اور شہر میں اپنا ایک نائب اور قاضی مقرر کر کے شہر کی تعمیر نو کا حکم دیا، "طرسوس" کے حاکم نے اپنے شہر کی چابیاں بھیج کر درخواست کی کہ سالانہ پیداوار کے نصف کی ادائیگی اور سلطان کے ایک نائب کی وہاں موجودگی کی شرائط پر اس سے صلح کی جائے۔

چنانچہ سلطان نے اس کی شرطیں مان کر اس سے صلح کر لی، حاکم "مرقب" نے ایسا ہی کر کے نصف پیداوار پر صلح کر لی اور دس سال کی جنگ بندی کا معاہدہ ہوا، سلطان "حصن الاکراد" کے پاس خیمہ زن تھا کہ اسے اطلاع ملی کہ "جزیرہ قبرص" کا حاکم سلطان کے خوف سے اہل عکا کی نصرت کی غرض سے "عکا" کی طرف روانہ ہو چکا ہے، سلطان نے اس موقع کو غنیمت سمجھا اور فوج کی بھاری نفری کو ۱۶ کشتیوں میں سوار کر کے بھیجا تاکہ وہ جزیرہ کے حاکم کی عدم موجودگی میں اس پر قبضہ کر لیں، چنانچہ کشتیاں بڑی تیزی سے چلیں جب شہر کے قریب پہنچ گئیں تو ایسی شدید ہوا چلی کہ بعض کشتیاں آپس میں ٹکرا گئیں ان میں چار اللہ تعالیٰ کے حکم سے ٹوٹ گئیں، بہت سے لوگ غرق ہو گئے اور فرنگیوں نے کاریگروں اور مردوں میں سے اٹھارہ سو کو اسیر بنا لیا، انا للہ وانا الیہ راجعون، پھر سلطان چلا اور "عکا" کے شہر پناہ پر آ کر منجنیق نصب کی تو اہل شہر نے اپنی آزادی کا امان طلب کیا تو سلطان نے انھیں امان دے دیا اور عید الفطر کے روز شہر میں داخل ہو کر اس پر قبضہ کر لیا، یہ قلعہ مسلمانوں کے لئے بہت ضرر رساں تھا حالانکہ دو پہاڑوں کے درمیان ایک وادی تھی، پھر سلطان "طرابلس" کی طرف گئے، حاکم شہر نے پیغام بھیجا کہ اس زمین میں سلطان کی کیا غرض ہے؟ سلطان نے کہا کہ میں تمہارے کھیتوں کو چرانے اور تمہارے شہروں کو برباد کرنے کے لئے آیا ہوں پھر آئندہ سال تمہارے حصار کی طرف واپس آؤں گا تو اس نے مصالحت اور دس سال تک جنگ بندی کی درخواست کی اور سلطان نے اس کی بات مان لی۔

"اسماعیلیہ" نے سلطان کے پاس اپنے والد کی رہائی کی درخواست بھیجی جو "قاہرہ" میں قید تھا، سلطان نے کہا "العلیقہ" میرے سپرد کر کے اترو اور اس کے بدلے "قاہرہ" میں جاگیریں لے لو اور اپنے والد کو بھی لے جاؤ، پھر جب وہ اترے تو انھیں "قاہرہ" لے جا کر قید کرنے کا حکم دیا اور "العلیقہ" کے قلعہ پر اپنا نائب مقرر کر دیا، بروز یک شنبہ ۱۲ شوال کو دمشق میں عظیم سیلاب آیا، بہت سی چیزیں تلف ہو گئیں، لوگوں کی کثیر تعداد غرق ہو گئی، خصوصاً "روم" کے حجاج جو کہ دونوں دریاؤں کے درمیان اترے ہوئے تھے، سیلاب انھیں، ان کے اونٹوں اور سامان کو بہا لے گیا، اور سب ہلاک ہو گئے، شہر کے دروازے بند کر دیے گئے لیکن پانی شہر پناہ کی سیڑھیوں اور "باب الفرادیس" سے داخل ہو گیا، "خان ابن المقدم" غرق ہو گیا، اشیاء کثیرہ ضائع ہو گئیں، گرمیوں کا موسم اور زرد آلو کے دن تھے، ۱۵ شوال بروز چہار شنبہ سلطان "دمشق" میں داخل ہوا، اور قاضی "ابن خلکان" کو معزول کر دیا، اس کو قضا میں دس برس ہو چکے تھے، اور "قاضی عز الدین بن الصائغ" کو قاضی بنا کر خلعت دی گئی، وزیر "ابن الحنا" کی سفارت میں "طرابلس" کے باہر ان کی روانگی کا نامہ رکھا جا چکا تھا، اور "ابن خلکان" ذی القعدہ میں مصر کی طرف چلے گئے، ۲۰ شوال کو سلطان "الملک الظاہر" کے شیخ "خضر الکردی" اپنے اصحاب کے ہمراہ یہود کے کنیسہ میں گئے وہاں نماز پڑھی اور اس میں موجود یہود کے شعائر مٹا دیے، اس میں دستر خوان بچھایا گیا اور سماع حدیث کیا گیا، چند روز یونہی کرتے رہے پھر کنیسہ یہود کو واپس کر دیا گیا، پھر سلطان ساحلی علاقوں کی طرف نکل گیا، وہاں کے بعض علاقوں کو فتح

ہے اور [illegible] تعمیر پر [illegible] پھر [illegible] مصر کی طرف روانہ ہو گئے۔ [illegible] جنگ کی تھی لیکن ان کو [illegible] نے [illegible] ۱۳ [illegible] اپنے بھتیجے کے [illegible] امراء کی ایک جماعت کو جس میں "انکلی" وغیرہ تھے گرفتار کر لیا کیونکہ [illegible] سلطان [illegible] "المغیث" [illegible] تھا۔

ذی الحجہ کی [illegible] تاریخ کو [illegible] شراب [illegible] ظلم [illegible] اور انگور [illegible] شراب [illegible] دی اور اس کے ضمان کو ساقط کر دیا [illegible] ایک ہزار دینار تھی۔ پھر اس حکم کی تشہیر تمام آفاق میں کر دی گئی۔ اسی سال سلطان نے "الملک [illegible] "العزیز بن المغیث" اور ان کے ساتھیوں کو گرفتار کر لیا کیونکہ انہوں نے اس کی سلطنت کے خلاف عزم کر رکھا تھا۔

## اس سال فوت ہونے والے مشہور حضرات

**الملک تقی الدین عباس** … الملک تقی الدین عباس بن الملک العادل ابی بکر بن ایوب بن شادی، "الملک العادل" کی باقی اولاد میں سے آخری تھے، "[illegible] الکندی" اور "الحرستانی" سے حدیث کی سماعت کی، لوگوں کے نزدیک بڑے محترم تھے [illegible] کوشش نہیں کرتا تھا، خوش اخلاق اور خوش مجلس تھے، ان کی صحبت سے اکتاہٹ بالکل نہیں ہوتی تھی، بروز جمعہ ۲۲ جمادی الآخر کو "درب الریحان" میں وفات پائی [illegible] اپنی تربت میں مدفون ہوئے۔

**قاضی القضاۃ شرف الدین ابو حفص** … شرف الدین ابو حفص عمر بن عبداللہ بن صالح بن عیسیٰ السبکی المالکی ۵۸۹ھ میں پیدا ہوئے، علم حدیث و فقہ حاصل کیا اور مدرسہ "الصالحیہ" میں [illegible] ۶۶۳ھ میں جب ہر مسلک کا ایک قاضی مقرر کیا گیا تو انہیں بھی قضاء کی پیشکش کی گئی، پہلے تو انہوں نے انکار کیا لیکن بہت اصرار کے بعد [illegible] کی شرط پر یہ عہدہ قبول کر لیا، علم و دین میں معروف تھے، "قاضی بدرالدین بن جماعہ" وغیرہ نے ان سے روایت کی ہے، ذی الحجہ ۶۶۹ھ [illegible] کو انتقال ہوا۔

**الطواشی شجاع الدین مرشد المظفری الحموی** … یہ بہادر اور پہلوان [illegible] رائے والے تھے [illegible] ان کی بات نہیں [illegible] "الملک الظاہر" کا بھی [illegible] "حماۃ" میں وفات پائی [illegible] ایک مدرسے کے قریب اپنی تربت میں دفن ہوئے۔

**ابن سبعین** … عبدالحق بن ابراہیم بن محمد بن نصر بن محمد بن قطب الدین ابو محمد المقدسی الرقوطی "مرسیہ" کے قریب "رقوطہ" کی طرف منسوب ہیں، ۶۱۴ھ میں ولادت ہوئی [illegible] فلسفہ میں لگ گئے، جس کی وجہ سے الحاد کی طرف [illegible] ایک [illegible] اس کی تصنیفات میں سے "کتاب البدو" اور "کتاب الہو" [illegible] (نعوذ باللہ) [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] ۲۸ شوال کو "مکہ مکرمہ" میں مر گیا۔

## آغاز ۶۷۰ھ

اس کے آغاز میں خلیفۂ وقت "حاکم بامر اللہ ابو العباس احمد عباسی اور سلطان الاسلام "الملک الظاہر" تھے، بروز یک شنبہ ۱۳ محرم کو سلطان سمندر میں ان کشتیوں کو دیکھنے کے لئے گیا جنھیں "جزیرہ قبرص" میں غرق شدہ کشتیوں کے بدلے بنایا گیا تھا، ان کشتیوں کی تعداد چالیس تھی، ان میں سے ایک کشتی میں سوار ہوا اس کے ساتھ "امیر بدر الدین" بھی تھے، کشتی ایک طرف کو جھک گئی، "الخزندار" سمندر میں گر کر پانی کے اندر چلا گیا، ایک آدمی نے سمندر میں کود کر اس کو بالوں سے پکڑ کر غرق ہونے سے بچایا، سلطان نے اس شخص کو خلعت عطا فرمائی اور اس کے ساتھ اچھا سلوک کیا، اواخر محرم میں سلطان "الاسکندریہ" سے امراء و دیار مصریہ سے سوار ہو کر "الکرک" پہنچے وہاں کے نائب کو ساتھ لے کر دمشق میں ۱۲ صفر کو داخل ہوئے، سلطان کے ساتھ نائب "الکرک" "عز الدین ایدمر" تھے انھیں نیابت دمشق پر مقرر کیا۔

۱۷ صفر کو "جمال الدین آقوش النجیبی" کو معزول کر دیا، پھر "حماۃ" جا کر دس دن بعد واپس آئے، ربیع الاول میں تاتاریوں کے خوف سے "حلب" "حماۃ" اور "حمص" کے پناہ گزین دمشق پہنچے، اور اہل دمشق کی بھی کثیر تعداد بھاگ گئی، ربیع الآخر میں مصری افواج سلطان کی خدمت میں دمشق پہنچیں، ۲۰ تاریخ کو روانہ ہوئے، "حماۃ" سے گذرتے وقت ملک اور المنصور کو ساتھ لے کر حلب پہنچ کر وہاں "المیدان الاخضر" میں پڑاؤ ڈالا، اس مہم کی وجہ یہ تھی کہ رومی لشکر نے دس ہزار گھوڑ سوار جمع کر کے ایک جماعت کو بھیجا تھا وہ دستہ "عین تاب" میں غارت گری کر کے "قسطون" پہنچا، "حارم" اور "انطاکیہ" کے درمیان "ترکمان" کے ایک دستے پر حملہ کر کے اسے تہس نہس کر دیا، پھر تاتاریوں نے سلطان اور منصوری فوجوں کی آمد کی خبر سن کر الٹے پاؤں بھاگنا شروع کیا، اور سلطان کو اطلاع ملی تھی کہ فرنگیوں نے بلاد "قاقون" پر حملہ کر کے "ترکمان" کے ایک گروہ کو لوٹ لیا ہے تو وہاں کے امراء کو گرفتار کر لیا کیونکہ انھوں نے ان علاقوں کی حفاظت کا اہتمام نہیں کیا تھا، پھر دیار مصریہ کی طرف واپس ہوئے۔

۳ شعبان کو سلطان نے مصر میں حنابلہ کے قاضی "شمس الدین احمد بن العماد المقدسی" کو گرفتار کر کے تمام امانتیں اس سے لے لیں، اور ان کی زکوٰۃ کاٹ کر بعض کو مالکوں کو واپس کر دیں اور ۶۷۲ھ کے شعبان تک اسے قید رکھا، اہل "حران" کے "شعیب" نامی شخص نے ان کی شکایت کی تھی، پھر جب قاضی کی پاکیزگی اور براءت سلطان کے سامنے ظاہر ہو گئی تو ۶۷۲ھ میں ان کا منصب انھیں دوبارہ عطا کیا، شعبان میں سلطان نے بلاد "عکا" جا کر جنگ کی، حاکم شہر نے جنگ بندی کی درخواست کی تو سلطان بات مان کر دس سال، دس مہینے، دس دن اور دس گھنٹوں کی جنگ بندی کا معاہدہ کر کے "دمشق" واپس آیا، اور "دار السعادت" میں صلح نامہ پڑھا گیا، اور یہی حالت چلتی رہی، پھر سلطان نے بلاد "اسماعیلیہ" جا کر عوام کو پکڑا۔

قطب الدین فرماتے ہیں کہ جمادی الآخر میں "قلعہ الجبل" میں ایک زرافہ کی ولادت ہوئی، گائے سے اسے دودھ پلایا گیا، وہ کہتے ہیں کہ اس سے قبل اس طرح کا واقعہ پیش نہیں آیا تھا۔

## اس سال کے فوت ہونے والے مشہور حضرات

**شیخ کمال الدین** — سلار بن حسن بن عمر بن سعید الاربلی الشافعی، سلف شافعی کے مشائخ میں سے ہیں، شیخ محی الدین النووی نے ان سے پڑھا ہے، "الرویانی" کی کتاب "البحر" کا مختصر مجلدات میں [illegible] ان کے اپنے ہاتھ سے مکتوب میرے پاس ہے، "دمشق" میں اشتغال انھیں کے پاس آتے تھے، [illegible] میں فوت ہوئے، "باب الصغیر" میں دفن کئے گئے، "اوقاف" کے دور سے "البادرائیہ" میں افادۂ علوم میں مصروف تھے اس سے زیادہ [illegible] کچھ نہیں لی حتی کہ اس سال فوت ہو گئے۔

**وجیہ الدین محمد بن علی بن ابی طالب** — بن سوید التکریتی ابن سوید [illegible] صاحب ثروت شخص تھے حکومت خصوصاً "الملک الظاہر" کے ہاں قابل قدر تھے، "الملک الظاہر" ان کی عزت و توقیر بہت کرتا تھا کیونکہ سلطنت سے قبل دور امارت میں انھوں نے اس کے ساتھ بڑے اچھے سلوک کئے

تھے "قاسیون" میں "الرباط الناصری" کے قریب اپنے مقبرے میں دفن کئے گئے، خلیفہ کے خطوط ہر وقت اس کے پاس آتے رہتے تھے ان کی خط وکتابت کا تمام ملوک سے حتیٰ کہ ساحلی فرنگیوں کے بادشاہوں سے بھی، تاتاری یعنی ہلاکو کے ایام میں انھوں نے بڑے صدقات وخیرات کئے تھے۔

**نجم الدین یحییٰ بن محمد** ——— بن عبدالواحد بن اللبودی، "الملک المعز" کے حمام کے پاس "اللبودیۃ" "الاطباء" کو بطور وقف دیا تھا، طب میں بڑی فضیلت رکھتے تھے، دمشق میں ترکہ خانوں کے ناظم مقرر کئے گئے، "اللبودیۃ" کے پاس اپنے مقبرے میں مدفون ہوئے۔

**شیخ علی البکاء** ——— خلیل علیہ السلام کے شہر کے قریب میں واقع خانقاہ کے متولی تھے، سخی، عبادت اور زائرین اور مسافروں کو کھانا کھلانے میں معروف تھے "الملک المنصور قلاوون" ان کی تعریف کرتے کہتے تھے کہ امیری کی حالت میں اس سے ملاقات ہوئی اس نے بہت سی باتوں کی پیش گوئی کی جو سب کا ظہور ہوا، ان میں سے ایک یہ تھی کہ مجھے حکومت ملے گی "قطب الدین الیونینی" نے یہ بات ذکر کی اور فرمایا کہ ان کی کثرت گریہ کا سبب یہ ہے کہ انھوں نے ایک صاحب احوال وکرامات شخص کی صحبت اختیار کی، ایک روز اس کے ساتھ "بغداد" سے نکلے اور ایک گھنٹے میں ایک شہر میں پہنچے، اس شہر اور "بغداد" کے درمیان ایک برس کی مسافت تھی، اس شخص نے ان سے کہا "عنقریب میں فلاں وقت میں مر جاؤں گا، چنانچہ اس وقت فلاں شہر میں دیکھنا، خود فرماتے ہیں کہ اسی وقت میں ان پر نزع کی حالت طاری ہوگئی اس نے مشرق کی جانب چہرہ پھیر لیا، میں نے اسے قبلہ رخ کیا، پھر اس نے مشرق کی طرف رخ کیا میں نے پھر اسے قبلہ رخ کیا تو اس نے آنکھیں کھولیں اور کہا کہ اپنے آپ کو مت تھکاؤ میری موت اسی جہت میں واقع ہوگی پھر وہ راہبوں کی طرح باتیں کرنے لگا حتیٰ کہ مر گیا، چنانچہ اسے اٹھا کر ہم وہاں نصرانیوں کے عبادت خانے کے پاس آئے تو دیکھا کہ یہ حزن وملال میں ہیں، ہم نے پوچھا کہ تمھیں کیا ہوگیا ہے؟ کہنے لگے کہ ہمارے سو سال کے ایک بڑے بزرگ تھے، آج وہ حالت اسلام پر مرے ہیں، ہم نے کہا کہ اس کے بدلے میں یہ لے لو اور ہمارا آدمی ہمارے حوالے کرو، چنانچہ انھیں لے کر ہم نے نہلایا، کفن پہنایا اور جنازہ پڑھ کر مسلمانوں کے ساتھ اسے دفن کر دیا، اور وہ لوگ اس شخص کو لے کر نصاریٰ کے مقبرے میں دفن کر دیا، ہم اللہ تعالیٰ سے حسن خاتمہ کا سوال کرتے ہیں، "شیخ علی" اس سال رجب میں فوت ہوئے۔

## آغاز ۶۷۱ھ

محرم "الملک الظاہر" مفتوحہ ساحلی علاقوں کی دیکھ بھال کے بعد دمشق پہنچا، اور اواخر محرم "قاہرہ" جا کر ایک سال تک وہیں مقیم رہا پھر واپس روانہ ہو کر ماہ صفر کو "دمشق" میں داخل ہوا، اس برس کے محرم ہی میں "النوبہ" کا حاکم "عیذاب" پہنچ کر وہاں کے تاجروں کو لوٹ کر کئی آدمیوں کو قتل کر دیا، مقتولین میں والی اور قاضی بھی تھے، "امیر علاء الدین ایدغدی الخزندار" اس کی طرف روانہ ہوا، وہاں جا کر قتل وغارت کا بازار گرم کر دیا اور کھیتوں کو جلا دیا، اور "النوبہ" کے تمام علاقوں پر تسلط قائم کر کے بدلہ لے لیا۔

ربیع الاول میں "صہیون" کا حاکم "امیر سیف الدین محمد بن مظفر الدین عثمان بن ناصر الدین منکورس" فوت ہوگیا اور "سرزی" وادی میں اپنے والد کے مقبرے میں مدفون ہوا، "صہیون" اور "برزیہ" کی حکومت میں اس کو ۱۷ برس ہو چکے تھے، اس کے بعد اس کا بیٹا "سابق الدین" ان علاقوں کا حاکم بنا، اور "الملک الظاہر" کے پاس پیغام بھیج کر حاضر خدمت ہونے کی درخواست کی "الملک الظاہر" نے اجازت دے دی، جب حاضر ہوا تو صہیون و شہروں کے لئے اپنی طرف سے نائب مقرر کر کے بھیج دیئے۔

جمادی الآخرہ میں اپنی فوج کے ساتھ "فرات" پہنچا کیونکہ اسے خبر ملی تھی کہ تاتاریوں کا ایک گروہ وہاں موجود ہے، وہاں پہنچ کر خود سلطان اپنی فوج کے ساتھ دریا میں گھس گیا اور تاتاریوں سے لڑ کر ان کی بڑی تعداد کو قتل کر دیا، دریائے فرات میں پہلے اترنے والے "امیر سیف الدین قلاوون" اور "بدر الدین بیسری" تھے، ان کے بعد سلطان اترا گیا اور تاتاریوں کی حالت غیر کر دی گئی، وہاں سے "البیرہ" کی طرف چلا گیا، تاتاریوں کی ایک دوسری جماعت نے اس کا محاصرہ کیا ہوا تھا، سلطان کی آمد کی خبر سن کر اپنا مال ومتاع چھوڑ کر بھاگ گئے، اور سلطان "البیرہ" میں بڑی شان وشوکت

کے ساتھ داخل ہوا، اور شہر والوں میں اموال کثیرہ بانٹ دیئے گئے، پھر ۳ ربیع الآخر کو قیدیوں کو ساتھ لے کر "دمشق" میں داخل ہوا، وہاں سے سلطان دیار مصر کی طرف روانہ ہو گیا، ان کا بیٹا "الملک السعید" ان کے استقبال کے لئے نکلا اور دونوں ساتھ "قاھرۃ" میں داخل ہوئے، وہ بڑے اجتماع کا دن تھا، "قاضی شہاب الدین محمود کاتب" اور ان کی اولاد "جنھیں" "بنو شہاب محمود" کہا جاتا ہے، نے سلطان کے فوج سمیت "فرات" میں اترنے کے متعلق اشعار کہے ہیں:

> جہاں چاہے جا، اللہ تعالیٰ تمہارا مددگار ہوگا اور تم حکم کرو تقدیر آپ کی مرادوں کو برلائے گی، اے دین کے رکن، جس دین نے آپ کو غالب کر دیا ہے، دشمنوں کے پاس اس کا کوئی بدل نہیں ہے، جب سر رقص کرنے لگتے ہیں تو تمہارے کمانوں کے چلوں سے تیریں حرکت میں آتی ہیں، آپ فوج سمیت فرات میں اترے جیسے ذات فرات کی موجیں آجر کی طرح لے گئیں، آپ کو فرات کی موجوں نے اٹھایا، کس نے دیکھا ہے کہ سمندر کو نہروں نے اٹھایا ہو، اس کی موجیں ٹکڑے ٹکڑے ہو گئیں، اس وقت فرات میں بڑا نیلا آپ کا لشکر جرار تھا، اس منظر کا مشاہدہ کرنے والے ایک شخص نے کہا ہے۔

ہم نے اپنے گھوڑوں سمیت فرات کا سامنا کیا تو اسے اپنے نیزوں اور تلواروں سے بے ہوش کر دیا، ہم اس میں داخل ہوئے اور اس نے اموال اور خیموں کے ساتھ ہماری واپسی تک اپنی موجوں کو روکے رکھا۔

کسی اور نے کہا ہے خیر اس میں کوئی حرج نہیں۔

"الملک الظاہر" ہمارے سلطان ہیں، ہم اہل و مال کے ساتھ ان پر قربان ہوں، پانی میں گھس گیا تا کہ مقتولوں کی وجہ سے پیدا شدہ حرارت قلب کو ٹھنڈا کر دے۔

بروز سہ شنبہ ۳ رجب کو اپنے ماتحت امراء، اپنے حلقہ کے سربراہان اور ارباب حکومت کو خلعتیں دیں، اور ہر شخص کو اس کے مناسب حال گھوڑے، سونا اور جانور دیئے، ان سب کی مالیت تین لاکھ دینار کے لگ بھگ تھی، شعبان میں سلطان نے "منکوتمر" کے لئے بڑے ہدایا بھیجے، بروز دو شنبہ ۱۴ شوال کو سلطان نے اپنے شیخ "شیخ خضر الکردی" کو قلعہ میں اپنے پاس بلایا اور چند چیزوں کی تحقیق کی جن کا اس نے ارتکاب کیا تھا، پھر ان کو قید کرنے اور دھوکہ سے مارنے کا حکم دیا اور یہ ان کی آخری ملاقات تھی، ذی القعدہ میں اسماعیلیہ نے باقی ماندہ قلعے "الکہف"، "القدموس" اور "المنیقہ" بھی حوالے کر دیئے، انھیں بدلے میں جاگیریں دی گئیں اور شام میں ان کا کوئی قلعہ باقی نہیں بچا، سلطان نے وہاں اپنے نائبین مقرر کر دیئے، اسی سال سلطان نے ساحلی علاقوں میں پل تعمیر کرنے کا حکم دیا، اور ان پر اموال کثیرہ خرچ کئے، اس سے لوگوں کے لئے بڑی آسانی ہوئی۔

## اس سال ہونے وفات پانے والے مشہور حضرات

**شیخ تاج الدین ابوالمظفر محمد بن احمد**...... بن حمزہ بن علی بن ھبۃ اللہ بن الحبوبی التغلبی الدمشقی، اہل دمشق کے معروف لوگوں میں سے تھے، یتیموں کی نگہداشت اور محتسب کے عہدوں پر مقرر، پھر بیت المال کے وکیل بنے، احادیث کثیرہ کا سماع کیا، "ابن طبرزد" نے ان سے ایک مجموعۂ روایات سنا ہے نیز "شیخ شرف الدین الفزاری" نے "ابن جمیع" میں ان سے پڑھا اور دوسرا اور فضلاء کی ایک جماعت نے اس کا سماع کیا۔

**خطیب فخر الدین ابو محمد**...... عبدالقاہر بن عبدالغنی بن محمد بن ابی القاسم بن محمد بن تیمیہ الحرانی، "حران" کے خطیب تھے اور ان کا گھرانہ علم، خطابت، ریاست میں معروف تھا، "الصوفیہ" کے مقبرے میں مدفون ہوئے، ۶۰ برس کے قریب عمر تھی، اپنے دادا مشہور کتاب "دیوان الخطب" کے مصنف "فخر الدین" سے علم حدیث حاصل کیا، "دمشق" سے باہر "القصر" کے خانقاہ میں ان کی وفات ہوئی۔

**شیخ خضر بن ابی بکر المہرانی العدوی**...... "الملک الظاہر بیبرس" کے شیخ تھے، "بیبرس" کے ہاں محترم اور معظم اور بڑی قدر و منزلت رکھتے تھے، سلطان خود ہر ہفتہ میں ایک یا دو مرتبہ "الحسینیہ" میں ان کے لئے تعمیر کردہ خانقاہ میں تشریف لے جاتے تھے، خانقاہ کے پاس ان کے لئے ایک

ہوئی، مسجد قبیرہ روانی جس میں وہ خطبہ دیا کرتے تھے، سلطان انھیں مال کثیر دیتے تھے، جس کے متعلق وہ کہتے اس کو چھوڑ دیتے تھے، ان کے خانقاہ کے لئے بہت سی چیزیں وقف کر دی گئی تھیں۔ سلطان کی محبت اور تعظیم کے سبب تمام خواص و عوام کے نزدیک معظم تھے، سلطان مجلس میں ان سے مزاح کرتے تھے، دین، بھلائی اور نیکی سے بھرپور تھے، بہت سی چیزوں کی سلطان کے لئے پیشین گوئی کی تھی، ایک مرتبہ "بیت المقدس" میں "القمامۃ" کے کنیسہ میں داخل ہو کر اس کے راہب کو قتل کر دیا، اور اس کی تمام اشیاء کو اپنے ساتھیوں کو ہبہ کر دیا، "اسکندریہ" کے ان کے سب سے بڑے کنیسہ کے ساتھ بھی یہی برتاؤ کرتے ہوئے اسے مسجد و مدرسہ میں تبدیل کر کے بیت المال سے اس پر بہت سا مال خرچ کیا، اور "المدرسۃ الخضراء" اس کا نام رکھا، "دمشق" کے کنیسہ کو بھی یہی سال کیا اس میں داخل ہو کر تمام آلات اور مال و متاع لوٹ لیا اور دستر خوان بچھا کر ایک مدت تک اسے مسجد بنائے رکھا، پھر یہود نے اسے واپس کرنے اور ان کے پاس رہنے دینے کی کوشش کی، پھر اس سال اتفاقاً ان سے کچھ ناپسندیدہ حرکات کا ارتکاب ہوا، سلطان "الملک الظاہر" کے سامنے ان کی تحقیق ہوئی تو کچھ باتیں ثابت ہوئیں جن کی وجہ سے انھیں قید ہونا پڑا، پھر ان کے ختم کرنے اور ہلاک کرنے کا حکم دیا گیا، اسی سال ان کی وفات ہوئی، اپنے خانقاہ میں دفن ہوئے، اللہ تعالیٰ ان سے درگزر کرے۔ سلطان ان سے بہت زیادہ محبت کرتے تھے حتیٰ کہ ان کے نام کی موافقت سے اپنی بعض اولاد کا نام "خضر" رکھا، "الربوۃ" کے مغربی سمت پہاڑ پر موجود قبہ جسے "شیخ خضر" کا قبہ کہتے ہیں انھیں کی طرف منسوب ہے۔

**"التعجیز" کے مصنف** علامہ تاج الدین عبدالرحیم بن محمد بن یونس بن محمد بن سعد بن مالک ابوالقاسم الموصلی فقیہ، ریاست اور علم والے گھرانے سے تعلق تھا، ۵۹۸ھ میں پیدا ہوئے، حدیث کا سماع کیا اور بہت سے علوم حاصل کر کے مختلف کتابیں تصنیف کیں، اپنی کتاب "التعجیز" سے "الوجیز" کا اختصار کیا، اور "المحصول" کا اختصار کیا، اور اختلافی مسائل میں ان کا ایک الگ طریقہ کار تھا جو انھوں نے "رکن الدین الطاؤسی" سے سیکھا تھا، ان کے دادا "عماد الدین بن یونس" شیخ المذہب تھے جیسا کہ بیان ہوا۔

## آغاز ۶۷۲ھ

اس سال صفر میں "قاہرہ" سے "دمشق" آیا کیونکہ اسے خبر ملی تھی کہ "ابغا" "بغداد" پہنچا ہے اور وہاں اس نے شکار کیا ہے، چنانچہ اس نے مصری افواج کو حاضری کی تیاری کا پیغام بھیجا اور سلطان خود بھی تیار ہو گیا، جمادی الآخر میں "کرج" کا حاکم "دمشق" میں اس کے سامنے حاضر کیا گیا، کیونکہ وہ بیت المقدس کی زیارت کے لئے روپ بدل کر آیا تھا، جب وہ اس پر چڑھا تو اسے پکڑ کر لایا گیا اور قلعہ میں قید کر دیا گیا، اسی برس "الحسینیہ" کے جامع مسجد کی تعمیر مکمل ہوئی اور سلطان نے اس میں جمعہ پڑھا، اسی سال وہ "قاہرہ" کا بیٹا "الملک السعید" فوج کے ایک گروہ کے ساتھ "دمشق" آیا، ایک ماہ قیام کر کے پھر واپس چلا گیا، عید الفطر کے روز سلطان نے اپنے بیٹے خضر جس کا نام اپنے شیخ کے نام پر رکھا تھا کا ختنہ کرایا اور امراء کے بھی بہت سے بچوں کا ختنہ کرایا گیا، وہ بڑا یادگار وقت تھا، اسی سال شاہ تاتار نے بغداد کے صاحب دیوان علاء الدین کو "تستر" اور اس کے مضافات کی نگہداشت کا عہدہ دیا تو وہ ان علاقوں کے احوال معلوم کرنے وہاں گیا، وہاں اس نے تاجروں کی اولاد میں سے ایک نوجوان کو دیکھا جسے "لی" کہا جاتا تھا، اس نے قرآن، فقہ اور اشارات ابن سینا پڑھی تھی اور اسے علم نجوم سے بھی لگاؤ تھا، پھر اس نے عیسیٰ بن مریم ہونے کا دعویٰ کیا تھا اور جہلاء کی ایک جماعت نے بھی اس کی تصدیق کی تھی، علاء الدین نے اسے بلایا اور اس سے سوالات کئے، وہ ذہین تھا اور قصداً یہ کام کر دیا تھا، اسے قتل کرنے کا حکم دیا چنانچہ اس کے سامنے اسے قتل کر دیا گیا، اللہ تعالیٰ انھیں جزائے خیر دے، اور عوام نے تستر میں اس کا اور اس کے پیروکاروں کا سارا مال و اسباب لوٹ لیا۔

## اس سال فوت ہونے والے نامور حضرات

**مؤید الدین ابو المعالی الصدر الرئیس** ...... اسعد بن صاحب المظفر حی بن حریہ مؤید الدین اسعد بن حمزہ بن اسعد بن علی بن محمد بن التمیمی ابن القلانسی نوے برس سے متجاوز عمر پائی، وسیع الصحت بڑے رئیس تھے، کسی بھی عہدے کی انجام دہی سے پہلوتہی نہیں کرتے تھے، سلطان کے مصالح

کی انجام دہی کی ذمہ داری "ابن سوید" کے بعد ان پر لگائی گئی تو بلا تنخواہ اسے انجام دیتے رہے، اپنے باغ میں وفات پائی، بروز سہ شنبہ ۱۳ محرم کو "قاسیون" کے دامن کوہ میں مدفون ہوئے، "الصدر" کا والد "عز الدین حمزہ" "دمشق" اور "قاہرہ" کے رئیس تھے، ان کے دادا مؤید الدین اسعد بن حمزہ وزیر الملک الافضل علی بن ناصر فاتح القدس کے وزیر اور بڑے فاضل رئیس تھے، اور کتاب الوصیۃ فی الاخلاق المرضیۃ ان کی تصنیف ہے، اس کے علاوہ ان کی اور بھی تصنیفات ہیں، شاعری میں ان کو دسترس حاصل تھی، ان کے شعر ہیں:

> اے میرے رب، جب میری قبر مجھے اپنے ساتھ چمٹا لے تو مجھ پر اپنی رحمت کی ایسی سخاوت کرنا جو مجھے آگ سے نجات دے، اور جب میں اپنی لحد میں تیرا پڑوسی بن جاؤں تو میری اچھی ہمسائیگی کرنا کیونکہ تو نے پڑوسی کے ساتھ حسن سلوک کی وصیت کی ہے۔

اور حمزہ بن اسعد بن علی بن محمد التمیمی کے والد افسر اعلیٰ تھے، اور بہت عمدہ لکھتے تھے، انھوں نے ۴۴۰ھ سے اپنی وفات جو ۵۰۵ھ میں ہوئی تک کی تاریخ لکھی ہے۔

**امیر کبیر فارس الدین اقطائی**...... المستعربی، دیار مصریہ کے امیر تھے، یہ پہلے "ابن یمن" کے غلام تھے پھر جب وہ الصالح ایوب کے غلام بنے تو صالح نے انھیں امیر بنایا اور المظفر کی حکومت میں ان کی عظمت شان بڑھی اور فوج کے امیر بن گئے، جب المظفر قتل ہوا اور امراء کی نظریں مملکت پر لگ گئیں، تو اقطائی نے الملک الظاہر کی بیعت کی اور فوج نے بھی ان کی پیروی کی اور الظاہر اس کو ان کا احسان سمجھ کر بھلاتے نہ تھے، لیکن وفات سے کچھ مدت قبل ان کا مرتبہ گھٹ گیا، اور اس سال قاہرہ میں فوت ہو گئے۔

**شیخ عبداللہ بن غانم**...... بن علی بن ابراہیم بن عساکر بن حسین المقدسی نابلس میں ان کی خانقاہ ہے، ان کے عمدہ اشعار اور تصوف میں بہترین کلام موجود ہے، الیونینی نے ان کے تفصیلی حالات لکھے ہیں اور ان کے بہت سے اشعار ذکر کیے ہیں۔

**قاضی القضاۃ کمال الدین**...... ابو الفتح عمر بن بندار بن عمر بن علی التفلیسی الشافعی، تفلیس میں ۶۰۱ھ میں پیدا ہوئے، بڑے فاضل، اصولی مناظر تھے، قضا کی نیابت ایک مدت تک ان کے پاس رہی، پھر ہلاکو کی حکومت میں مستقل قاضی بن گئے، نہایت عفیف اور پاکدامن تھے کثرت عیال اور قلت مال باوجود کوئی عہدہ اور تدریس کی خواہش نہیں کی، جب ہلاکو کا دور ختم ہوا تو بعض لوگ قاضی سے ناراض ہو گئے اور انھیں قاہرہ جانے پر مجبور کیا، چنانچہ وہاں قیام کر کے لوگوں کو فائدہ پہنچاتے رہے حتیٰ کہ اس سال ربیع الاول میں وفات پائی اور القرافۃ الصغریٰ میں دفن کیے گئے۔

**اسماعیل بن ابراہیم بن شاکر**...... بن عبداللہ التنوخی، تنوخ قبیلۂ قضاعہ کی ایک شاخ ہے بڑے سربراہ تھے ناصر بن معظم کے منشی رہے تھے، مارستان نوری وغیرہ کے ناظر بھی بنے، قابل قدر سیرت کے مالک تھے، کئی ایک لوگوں نے ان کی ثنا کی ہے، اسی سال سے متجاوز عمر پائی۔ ان کے اشعار ہیں:

> جو شخص آسمانوں کے رب جس نے اسے جوڑا ہے کے غیر سے امید باندھے تو اس کی امید و آرزو ناکام ہو گئی، کیا وہ اس کے علاوہ کسی قابل اعتماد کو ڈھونڈتا ہے حالانکہ انتڑیوں کے اندر اسی نے اس کی کفالت کی ہے۔

اور یہ بھی ان کے اشعار ہیں:

> زبان گونگ ہو گئی اور آپ کے اوصاف کے بیان سے عاجز ہو گئی وہ کیا کہتی ہے اور تمہاری شان کیا ہے؟ معاملہ تو قائل کے قول سے بھی عظیم ہے، عقل آپ کے متعلق کچھ بتانے میں حیران ہے، عاجزی اور کوتاہی میرے دائمی اوصاف ہیں اور بخشش و احسان آپ کی طرف سے جانے جاتے ہیں۔

**ابن مالک مصنف الفیہ**...... شیخ جمال الدین محمد بن عبداللہ بن مالک ابو عبداللہ الطائی الجیانی النحوی، بہت ہی مفید اور مشہور تصنیفات کے

مصنف ہیں ان میں سے الکافیہ الشافیہ اور اس کی شرح التسہیل اور اس کی شرح الالفیہ جس کی ایک مفید شرح ان کے بیٹے بدرالدین نے لکھی، وغیرہ ان کی تصنیف ہیں، ۶۰۰ھ میں جیان میں پیدا ہوئے، ایک مدت تک حلب میں مقیم رہے پھر دمشق میں رہے، علامہ ابن خلکان سے بہت ملا کرتے تھے، کئی ایک آدمیوں نے ان کی تعریف لکھی ہے، قاضی بدرالدین بن جماعہ نے ان سے روایت کی اجازت دی تھی، چہارشنبہ کی رات ۱۲ رمضان کو دمشق میں فوت ہوئے اور قاسیون میں قاضی عزالدین ابن الصائغ کے مقبرے میں دفن کئے گئے۔

**نصیرالطوسی:** ـــ محمد بن عبداللہ طوسی، انہیں مولیٰ نصیرالدین اور خواجہ نصیرالدین کہا جاتا تھا، جوانی میں تحصیل علوم میں لگ گئے، علم اوائل کو خوب حاصل کیا، اس میں اور علم کلام میں تصنیفات لکھیں، ابن سینا کی الاشارات کی شرح لکھی، الالموت کے قلعوں کے اسماعیلیوں کے وزیر رہے پھر ہلاکو کے وزیر رہے، واقعہ بغداد میں اس کے ساتھ تھے، کچھ لوگ کہتے ہیں کہ انہوں نے ہلاکو کو خلیفہ کے قتل کا مشورہ دیا تھا، واللہ اعلم، لیکن میرا (ابن کثیر) کا خیال ہے کہ ایک عاقل اور فاضل انسان سے اس کا صدور نہیں ہو سکتا، ایک بغدادی نے ان کی تعریف و توصیف کرتے کہا کہ وہ فاضل عاقل اور خوش خلق تھے، سرداب میں موسیٰ بن جعفر کے مقبرے میں ان کو دفن کر دیا گیا، جو خلیفہ ناصر لدین اللہ کے لئے بنایا گیا تھا، انہوں نے ہی مراغہ میں رصدگاہ تعمیر کی تھی اور اس میں فلاسفہ، متکلمین، فقہاء، محدثین اور اطباء وغیرہ میں سے حکماء و فضلاء کو مقرر کیا تھا، اس میں ان کے لئے ایک مقبرہ بنایا گیا جس میں انہوں نے بہت بڑی تعداد میں کتابیں رکھیں، اس سال ۱۸ ذی الحجہ کو بغداد میں فوت ہوئے، ۷۵ برس کی عمر تھی، ان کے عمدہ اشعار ہیں، انہوں نے زیادہ تر اسباق المعین سالم بن بدران علی مصری معتزلی شیعی سے پڑھے اس نے ان کی بہت سی رگیں بگاڑ کر ان کے عقائد کو فاسد کر دیا۔

**شیخ سالم البرقی:** ـــ القرافۃ الصغریٰ کے رباط کے مالک تھے، بڑے نیک عبادت گذار تھے، وہ لوگ ان کی زیارت اور ان کی دعاؤں سے برکت حاصل کرنے آتے تھے، آج بھی ان کے طریق کے متبع لوگ موجود ہیں۔

## آغاز ۶۷۳ھ

اس سال سلطان کو اطلاع ملی کہ تیرہ امراء نے جن میں قبجاق الحموی بھی تھا، تاتاریوں کو مسلمانوں کے علاقوں پر حملے کی دعوت دی ہے اور کہا ہے کہ وہ سلطان کے خلاف ان کے ساتھ ہوں گے، چنانچہ وہ پکڑے گئے اور اس کا اقرار بھی کر لیا، اور قاصدوں کے ساتھ ان کے خطوط بھی پہنچ گئے اور یہ ان کی آخری ملاقات تھی، اس سال سلطان بروز دوشنبہ ۱۲ رمضان کو مصر سے کوچ کر کے روانہ ہوا اور بلاد سیس پہنچ کر اتنے لوگ قتل کئے کہ ان کی تعداد اللہ ہی کو معلوم ہے، اور گائے، بھینسیں، بکریاں، دیگر چارپائے، مال و متاع بطور غنیمت حاصل کر کے بہت سستے داموں فروخت کر دیا، اور ماہ ذی الحجہ میں فاتح بن کر دمشق پہنچا، اور آغاز سال تک وہیں مقیم رہا، اور اسی سال اہل موصل پر ریت کا ایسا طوفان آیا جس نے پورے افق کو بھر دیا تو لوگ اپنے گھروں سے نکل کر دعائیں کرنے لگے بالآخر اللہ تعالیٰ نے اس طوفان کو ہٹا دیا، واللہ تعالیٰ اعلم۔

## اس سال فوت ہونے والے نامور حضرات

**ابن عطاء الحنفی** ـــ قاضی القضاۃ شمس الدین ابو محمد عبداللہ بن الشیخ شرف الدین محمد بن عطاء بن حسن بن عطاء بن جبیر بن جابر بن وہیب الاذرعی الحنفی ۵۹۵ھ میں پیدا ہوئے، حدیث سنی اور امام ابوحنیفہ کے مسلک پر فقہ حاصل کیا، ایک مدت تک شوافع کے قاضی کے نائب رہے، پھر مستقل طور پر حنفیہ کے قاضی بنے، وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے مذاہب اربعہ سے قاضی مقرر کئے، جب لوگوں کے املاک کی نگہداشت کا مسئلہ پیدا ہوا تو سلطان نے چاہا کہ قاضی اس کے مسلک پر فتویٰ دے لیکن وہ غضبناک ہوئے اور کہا یہ لوگوں کی ملکیتیں ہیں اور ان کے قبضہ میں ہیں کسی مسلمان کے لئے ان سے تعرض کرنا حلال نہیں یہ کہہ کر نشست سے اترے اور چلے گئے پہلے تو سلطان بھی شدید غضب ہوئے لیکن بعد میں ان کا غصہ ٹھنڈا ہو گیا، پھر بعد

میں اس کی وجہ سے ان کی توصیف وتعریف کرتے اور کہتے کہ تمام کتابوں کا اثبات انہیں سے کرو، وہ ابن عطاء علماء اخیار، کثیر التواضع اور دنیا میں قلیل مال رکھنے والوں میں سے تھے، ابن جماعہ نے ان سے روایت کی ہے اور البرزالی کو بھی اجازت حدیث دی ہے، بروز جمعہ ۹ جمادی الاولیٰ کو وفات ہوئی، قاسیون کے دامن کوہ میں الخطیبیہ کے قریب مدفون ہوئے۔

**بیمند بن بیمند بن بیمند**...... ابرنس طرابلس الفرنجی، ان کا دادا گبکل کی بیٹی کا نائب تھا جس نے ۵۰۰ھ کی حدود میں طرابلس کو ابن عمار سے چھین کر اس پر قبضہ کر لیا تھا، یہ بڑی یتیم تھی، سمندری جزیرے میں رہتی تھی چنانچہ یہ اس کی دوری کی وجہ سے شہر پر غالب ہو گیا پھر اس کا مستقل حاکم اس کا بیٹا بن گیا، پھر اس کا یہ پوتا حاکم رہا، اچھی شکل وصورت کا آدمی تھا، قطب الدین الیونینی کہتے ہیں، میں نے اسے بعلبک میں ۶۵۸ھ میں دیکھا تھا جب وہ کتبغا نوین کے پاس مسلمان ہو کر آیا تھا اور اس نے بعلبک مانگنے کا ارادہ ظاہر کیا تو یہ بات مسلمانوں پر بڑی بھاری گذری، جب اس کا انتقال ہوا تو اسے طرابلس کے کنیسہ میں دفن کر دیا گیا، پھر جب ۶۸۸ھ میں مسلمانوں نے اسے فتح کر لیا تو لوگوں نے اس کی قبر کھود کر لاش نکالی اور اس کی ہڈیوں کو کوڑے کے ڈھیروں کے سامنے ڈال دیا۔

## آغاز ۶۷۴ھ

۸ جمادی الاولیٰ بروز جمعرات تاتاری تیس ہزار جنگجوؤں کے ساتھ البیرۃ میں اترے، ان میں ۱۵ ہزار مغل سپاہی اور ۱۵ ہزار رومی تھے، شاہ تاتار ابغا کے حکم سے بروانا فوج کا سپہ سالار تھا اور موصل ماردین اور کردوں کے لشکر بھی ساتھ تھے، فوج نے شہر پر ۲۳ منجنیق نصب کر دیئے، اہل بیرہ نے رات کو نکل کر اچانک تاتاری فوج پر حملہ کر دیا، منجنیقوں کو جلا کر بہت سی چیزیں لوٹ کر صحیح سلامت اپنے گھروں کو لوٹے، اسی دوران ۱۹ تاریخ تک فوج محاصرہ کئے پڑی رہی پھر کچھ حاصل کئے بغیر ذلت شکست ہوئی چلی گئی، اور اللہ تعالیٰ قتال کے لئے مومنین کی طرف سے کافی ہوا بے شک وہ بڑا طاقتور اور غالب ہے۔

سلطان کو جب تاتاریوں کی البیرہ پر آمد کی اطلاع ملی تو فوج پر چھ لاکھ دینار خرچ کر کے بڑی سرعت کے ساتھ روانہ ہوا اس کا بیٹا السعید بھی ساتھ تھا، رستے میں تھے کہ انہیں تاتاریوں کے کوچ کرنے کی خبر ملی تو دمشق کی طرف لوٹے، پھر رجب میں قاہرہ چلے اور ۱۸ تاریخ کو شہر میں داخل ہوئے، وہاں اطراف ارض کے بادشاہوں کے ۲۵ سفیر اس کا انتظار کر رہے تھے، چنانچہ ان سب نے ملاقات کر کے گفتگو وغیرہ کی اور آداب شاہی بجا لائے، پھر سلطان بڑی شان وشوکت کے ساتھ قلعہ میں داخل ہوا، جب البروانا اور روم پہنچا تو تمام بڑے امراء جن میں شرف الدین مسعود اور ضیاء الدین محمود الخطیری کے بیٹے امین الدین میکائیل حسام الدین بیجار اور اس کا بیٹا بہاء الدین شامل تھے، کو سلطان الملک الظاہر کا ساتھ دینے اور ابغا کو چھوڑ دینے کا حلف دیا اور سب سے حلف لیا اور اس نے الظاہر کو خط لکھ کر آگاہ کر دیا اور کہا کہ سلطان اس کی طرف فوج بھیجے، اور تاتاریوں کو جو خراج دیتا تھا وہ اس نے الظاہر کو بھیج دیا اور یہ کہ غیاث الدین کیخسرو اپنے عہدے پر برقرار رہے گا اور وہ مملکت روم کے تخت پر بیٹھے گا۔

اس سال اہل بغداد نے نماز استسقاء پڑھی لیکن بارش نہیں ہوئی، اسی سال بغداد میں رمضان میں دن کے وقت ایک مرد اور عورت زنا کرتے پکڑے گئے صاحب دیوان علاء الدین نے ان کے رجم کا حکم دیا چنانچہ دونوں کو رجم کیا گیا، بغداد کی تعمیر سے اب تک ان دونوں کے علاوہ کوئی رجم نہیں کیا گیا تھا، یہ بہت ہی انوکھی بات ہے، اس سال اہل دمشق نے دو مرتبہ نماز استسقاء پڑھی ایک مرتبہ اوائل رجب میں اور دوسری مرتبہ اوائل شعبان میں، یہ واقعہ جنوری کے آخر میں ہوا لیکن بارش پھر بھی نہیں ہوئی، اس برس سلطان نے دنقلہ کی طرف ایک لشکر بھیجا جس نے سوڈان کی فوج کو شکست دی، بہت سوں کو قتل کیا اور بڑی تعداد کو اسیر بنایا یہاں تک کہ ایک قیدی تین درہم میں بیچا جانے لگا، ان کا بادشاہ داود الانوبیہ کے حاکم کے پاس چلا گیا، حاکم نوبہ نے اسے الملک الظاہر کے پاس بطور امانت بھیجا اور الملک الظاہر نے اہل دنقلہ پر جزیہ مقرر کیا جسے وہ ہر سال ادا کریں گے، یہ سارے کام اس سال شعبان میں پیش آئے۔

اس سال الملک السعید بن الظاہر کا عقد نکاح امیر سیف الدین قلاوون الالفی کی صاحبزادی کے ساتھ ایوان میں سلطان اور ارکان حکومت کی موجودگی میں ہوا، پانچ ہزار دینار مہر مقرر ہوا جن میں سے دو ہزار دینار معجل (فوراً ادا کرنے تھے) تھے، نکاح نامہ قاضی محی الدین بن عبدالظاہر نے تحریر کیا اور خلعت دی گئی، اس کے بعد سلطان تیزی سے چلے اور الکرک کے قلعہ میں پہنچ کر قلعہ پر چڑھ کے لوگوں کو جمع کیا تو وہ کل چھ سو آدمی تھے اور ان کے قتل کا عزم پایا لیکن ان کے لئے سفارش ہوئی تو انہیں چھوڑ کر مصر جلاوطن کر دیا، کیونکہ سلطان کو اطلاع ملی تھی کہ یہ لوگ قلعہ والوں کے قتل اور ان پر ایک حاکم مقرر کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں، اس کے بعد قلعہ الکرک شمس الدین رضوان السہیلی کے حوالے کیا، اور دمشق کی طرف واپس روانہ ہوئے اور ۵ جمادی الآخر کو یہاں پہنچے، اسی سال قضاۃ اور علماء کو مصر میں بلا لیا۔

## اس سال فوت ہونے والے نامور حضرات

**شیخ امام علامہ تاج الدین** …… علامہ ادیب تاج الدین ابو الثناء محمود بن عابد بن حسین بن محمد بن علی التمیمی الصرخدی الحنفی، فقیہ، ادیب، حنفی، متقی، پاکیزہ نفس اور مکارم اخلاق میں مشہور تھے ۵۹۸ھ کو پیدا ہوئے، حدیث بیان کی، آپ صوفیہ کے قبرستان میں ربیع الاول میں دفن ہوئے، ۷۶ برس کی عمر تھی۔

**شیخ امام عماد الدین عبدالعزیز بن محمد** …… بن عبدالقادر بن عبدالخالق بن خلیل بن مقلد الانصاری الدمشقی، ابن الصائغ کے نام سے معروف العدل، راوی بھی عادل تھے، شہر میں خزانہ کے ناظم تھے، حساب سے اچھی طرح واقفیت تھی، حدیث کا سماع اور روایت بھی کی ہے، قاسیون میں مدفون ہوئے۔

**مورخ ابن الساعی** …… تاج الدین علی المحتسب البغدادی، ابن الساعی کے نام سے معروف تھے، ۵۹۳ھ میں پیدا ہوئے، حدیث کی سماعت کی، تاریخ پر خصوصی توجہ دی اور تصنیف و تالیف کا کام کیا، حافظہ اور ضبط روایت میں پختگی نہیں، ابن الجوزی نے اپنی وفات کے وقت ان کو خزانہ دار بنانے کے لئے مقرر کیا، ان کی ایک بڑی تاریخ ہے جس کا اکثر حصہ میرے پاس (ابن کثیر) ہے، دوسری مفید تصنیفات بھی ہیں، ان کی آخری تصنیف زہد کے متعلق ایک کتاب تھی، علاء الدین ابو عبداللہ بن جنی کاتب نے اس کے حاشیے میں یہ اشعار لکھے ہیں،

تاج الدین اپنی پوری عمر طلب علم اور دین میں بلا تکلف مشغول رہے، اپنی تصانیف کی وجہ سے مجھ سے بہت چند
ہو گئے اور یہ کتاب آخری کتاب ہے۔

## آغاز ۶۷۵ھ

اس سال ۲۰ محرم کو سلطان "دمشق" میں داخل ہوا اور فوجیں اس سے پہلے بلاد حلب کی طرف گئی تھیں جب وہاں پہنچیں تو اس نے الملحمین کی طرف اپنے آگے امیر بدر الدین الاتابکی کو ایک ہزار گھوڑ سواروں کے ساتھ بھیجا، وہاں روم کے لشکر کی ایک جماعت سے سامنا ہو گیا اس کی طرف چلے اور سامان وغیرہ لے لیا، یہاں پہنچ کر ایک جماعت نے دار الاسلام میں داخل ہونے کی اجازت مانگی چنانچہ ان کو اجازت دی، اور وہ داخل ہو گئے ان میں جاولی اور ابن الخطیر بھی تھے۔ ان کے لئے بڑی دعوت و ضیافت کا فرمان لکھا، الملک السعید نے ان کا استقبال کیا، پھر سلطان حلب سے قاہرہ کی طرف لوٹے اور ۱۲ ربیع الآخر کو قاہرہ پہنچے۔

۵ جمادی الاولی کو سلطان نے اپنے بیٹے الملک السعید کی قلاوون کی صاحبزادی کے ساتھ شادی کی دعوت ولیمہ کے لئے ایک عظیم اجتماع کیا، فوجی جوان پانچ دن تک گھوڑوں کو دوڑاتے اور ایک دوسرے پر نیزہ بازی کرتے رہے پھر امراء اور ارباب مناصب کو خلعتیں دی گئیں، مصر میں مقا

کر دہ ختنوں کی تعداد ۱۶۴۵ تھی، اہل شام کو بھی خلعتیں دیے جانے کے فرامین آئے، اور اس نے عظیم دستر خوان بچھایا جس میں عوام و خواص سب فرو فقیر سب شریک ہوئے، اس میں تاتاری اور فرنگی ایلچیوں کو بھی کھلایا، ان سب پر رعب طاری تھا کہ تعجب تھیں [illegible] دیکھنے کے قابل تھا، یہ کام ایسے ہی ہوئے جیسا کہ [illegible] کیا گیا۔ [illegible] اہم کعبہ شریف۔ [illegible]

**معرکہ ابلستین اور فتح قیساریہ**…… سلطان مصر سے فوجیں لے کر چلا، ۲۰ شوال کو دمشق پہنچا، تین دن وہاں قیام کر کے روانہ ہوا، ۲ ذی القعدہ میں حلب میں داخل ہوا، وہاں ایک دن قیام کیا اور حلب کے نائب کو حکم دیا کہ سرحدوں کی حفاظت کے لئے حلب کی فوج کو فرات بھیج دے، پھر وہاں سے چلے اور [illegible] کو نصف یوم میں قطع کر لیا، راستے میں سنقر الاشقر کی تین ہزار سواروں کے ساتھ مڈ بھیڑ ہو گئی اور انہیں ۱۰ ذی القعدہ بروز جمعہ شکست دے دی، فوج پہاڑوں پر چڑھ گئی اور ابلستین کے میدان پر نگاہ ڈالی تو دیکھا کہ تاتاریوں کی صفیں تیار ہیں، وہ ۱۱ ہزار جنگجو تھے، رومی فوج کو شراب نوشی کی وجہ سے ان سے الگ کر دیا تھا، جب انہوں نے دیکھا کہ سامنے مسلمان ہیں تو تاتاریوں کا میسرہ حملہ کر کے سلطان کے جھنڈوں سے ٹکرایا، ان کا ایک گروپ لشکر میں داخل ہو کر میمنہ (دائیں طرف کے دستہ) تک پہنچ گیا۔ سلطان نے جب یہ دیکھا تو خود اپنے امراء کے ساتھ ان کے پیچھے چلا، پھر جب اس نے میسرہ کو دیکھا کہ وہ ٹوٹنے کے قریب ہے، چنانچہ امراء کی ایک جماعت کو اس کے بچاؤ کا حکم دیا، پھر ہر اول فوج نے یک بارگی تاتاریوں پر حملہ کر دیا اور آخری [illegible] پیادہ ہو گئے، تاتاریوں نے مسلمانوں سے شدید لڑائی لڑی لیکن مسلمانوں نے بھی صبر و شجاعت کا مظاہرہ کیا، اللہ تعالیٰ نے اپنی نصرت بھیج دی۔

چنانچہ لشکر نے تاتاریوں کو ہر طرف سے گھیر لیا اور ان کی بڑی تعداد کو قتل کر دیا، مسلمانوں میں سے بھی شہید ہوئے، مسلمان سرداروں کے شہیدوں میں سے امیر کبیر ضیاء الدین بن الخطیر، سیف الدین قیماز، سیف الدین جولانی [illegible] اور عز الدین ایبک تھے، اور مغلوں اور تاتار کے امراء کی ایک جماعت قید ہو گئی، [illegible] اپنی جان بچا کر بھاگ گیا اور بروز [illegible] ذی القعدہ کو قیساریہ میں داخل ہوا، [illegible] امراء نے [illegible] ابلستین میں تاتاریوں کی شکست کی خبر دی تو اس نے انہیں ہزیمت کا مشورہ دیا، چنانچہ شکست خوردہ اسے خالی کر گئے، چنانچہ ملک ظاہر اس میں داخل ہو گئے اور ۱۷ ذی القعدہ کو جمعہ اس میں پڑھی اور اس کے نام کا خطبہ پڑھا گیا، پھر فاتح لشکر کامران واپس ہوا، اور تمام علاقوں میں خوشخبری ارسال کی گئی، اس دن مسلمان اللہ تعالیٰ کی نصرت کی وجہ سے بہت خوش ہوئے، جب اس معرکہ کی خبر ابغا کو ملی تو وہ اپنی فوج کے ساتھ آیا اور جائے معرکہ اور مقتول مغلوں کی لاشوں کا مشاہدہ کر کے شدید غصہ ہوا، اور پروانہ سے سخت ناراض ہوا کہ اس نے اسے اس کی اطلاع کیوں نہیں دی، اور وہ ملک ظاہر کی طرف سے بہت کم خیال کرتا تھا، پھر اس کا غضب اہل قیساریہ اور وہاں کے لوگوں پر بھڑک اٹھا اور اس نے تقریباً دو لاکھ آدمیوں کو قتل کر دیا، کہا جاتا ہے کہ اس نے وادی الروم اور قیساریہ کے باشندوں میں سے پانچ لاکھ کو قتل کر دیا، ان مقتولین میں قاضی جلال الدین حبیب بھی تھے، انا للہ وانا الیہ راجعون۔

## اس سال فوت شدہ نامور حضرات

**شیخ ابو الفضل بن شیخ عبید**…… بن عبد الحق الدمشقی، شیخ ارسلان کے قریب دفن کیے گئے، شیخ علم الدین کہتے ہیں کہا جاتا ہے کہ ان کی ولادت ۶۰۲ھ میں ہوئی تھی۔

**الطواشی محسن الصالحی**…… حرم شریف کے خدام کے شیخ تھے، بڑے متدین، متقی، عاقل اور کم گفتار تھے، ستر کے عشرے میں فوت ہوئے، رحمہ اللہ تعالیٰ۔

**شیخ محدث شمس الدین ابو العباس**…… احمد بن محمد بن عبد اللہ بن ابو بکر [illegible] دمشقی بصری تھے، بہت سے لوگوں کو سنا، بڑی بڑی کتابیں [illegible] اور [illegible] سے تخریج کیں، ۶۰ برس سے زیادہ عمر پائی، باب الفرادیس میں دفن ہوئے۔

**شاعر شہاب الدین ابو المکارم**۔۔۔۔ محمد بن یوسف بن مسعود بن برکۃ بن سالم بن عبد اللہ الشیبانی التلعفری صاحب دیوان الشعر، عمر ۸۰ سال سے متجاوز تھی، حماۃ میں فوت ہوئے شعراء ان کے فضل اور اس فن میں تقدم کے معترف اور مقر تھے ان کے اشعار میں سے یہ لکھے جاتے ہیں۔

> اے معشوق آرزو! میری زبان تیرے ذکر سے تر ہے، میری پریشانی یہ ہے کہ میں شاعر اور خطیب ہوں، تیرے چہرے کے
> حسن کی وجہ سے میں شعر کہتا ہوں اور یہ میرے آنسو تیرے جنون میں بکھرے ہوئے ہیں۔

**قاضی شمس الدین**۔۔۔۔ علی بن محمود بن علی بن عاصم الشہرزوری الدمشقی القیمریۃ کے مدرس تھے اس کے وقف کنندہ نے یہ شرط لگا رکھی تھی کہ ان کے بعد ان کی ذریت سے کسی اہل شخص کو تدریس سونپی جائے گی، چنانچہ وہ درس دیتے رہے یہاں تک کہ اس سال ان کی وفات ہوئی پھر ان کے بیٹے صلاح الدین مدرس بنے، ابن جماعۃ کے بعد پھر ان کا پوتا مدرس بنا اور طویل مدت تک درس دیتے رہے، ولایت اولیٰ میں ابن خلکان کی نیابت پر قاضی شمس الدین علی مقرر ہوئے تھے، بہترین فقیہ اور ناقل مذہب تھے، ابن العدیم کے ساتھ بغداد کا سفر کیا وہاں حدیث سنی الصوفیہ کے مقبرہ میں علامہ ابن الصلاح کے پاس مدفون ہوئے۔

**شیخ صالح عالم زاہد**۔۔۔۔ ابو اسحاق ابراہیم بن سعد اللہ بن جماعۃ بن علی بن جماعۃ بن حازم بن صخر الکنانی الحموی، حدیث و فقہ کی معرفت حاصل تھی، حماۃ میں ۵۹۶ھ میں پیدا ہوئے، القدس الشریف میں وفات پائی، اور ماملا میں مدفون ہوئے، فخر بن عساکر سے روایات سنیں اور ان سے ان کے بیٹے قاضی القضاۃ بدرالدین بن جماعۃ نے روایت کی۔

**شیخ صالح جندل بن محمد المنینی**۔۔۔۔ عابد زاہد اور نیک شخص تھے، لوگ المنین میں ان کی زیارت کے لئے جاتے تھے، ایسے غیر مانوس الفاظ کے ساتھ گفتگو کرتے تھے کہ حاضرین میں سے کوئی ان کی بات سمجھ نہیں پاتا تھا، شیخ تاج الدین فرماتے ہیں کہ میں نے انہیں کہتے ہوئے سنا کہ کوئی شخص تقرب اہل اللہ اور ان کے عمل اللہ تعالیٰ کا تقرب حاصل نہیں کر سکتا، اور فرمایا کہ عابد حقیقت میں اللہ تعالیٰ کے طریق سے کٹا ہوا ہوتا ہے اور مجذوب ہوتا ہے میں پہنچا ہوا ہوں، اگر اسے پتہ چلے کہ وہ کٹا ہوا ہے تو وہ اپنے خیال سے رجوع کرے گا کیونکہ اہل سلوک کے طریق پر کامل العقل لوگ ہی واقف ہوتے ہیں فرماتے تھے کہ سماع اہل ہمت کا وظیفہ ہے، شیخ تاج الدین فرماتے ہیں کہ شیخ جندل اہل طریقت اور علماء تحقیق میں سے تھے اور فرمایا کہ مجھے ۶۹۱ھ میں بتایا گیا کہ ان کی عمر ۹۵ برس تک پہنچ چکی ہے، میں (ابن کثیر) کہتا ہوں کہ اگر یوں ہی ہے تو اب ان کی عمر سو برس سے گذر چکی ہوگی کیونکہ اس سال رمضان میں وہ فوت ہوئے منین نامی بستی میں واقع اپنے مشہور خانقاہ میں مدفون ہوئے کئی دن تک لوگ دمشق اور اطراف سے ان کی قبر پر پڑھنے آتے رہے۔

**محمد بن عبد الرحمٰن بن محمد**۔۔۔۔ حافظ بدرالدین ابو عبد اللہ بن نویرۃ السلمی الحنفی، الصدر سلیمان اور ابن عطاء کے پاس پڑھا، ابن مالک سے علم نحو حاصل کیا، تمام علوم میں خصوصاً نظم و نثر میں کمال حاصل کیا، الشبلیہ اور القصاعین میں درس دیا، قضاء کی نیابت کے لئے بلائے گئے تو انکار کیا، منسوب کتابت لکھی، وفات کے بعد ان کے بعض ساتھیوں نے انہیں خواب میں دیکھا اور ان سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ تو یہ شعر پڑھنے لگے

> اس کے نزدیک میری شفاعت کرنے والا کوئی نہیں تھا سوائے میرے اس اعتقاد کے کہ وہ یکتا ہے۔

جمادی الآخر میں ان کی وفات ہوئی، دمشق کے باہر دفن ہوئے۔

**محمد بن عبد الوہاب بن منصور**۔۔۔۔ شمس الدین ابو عبد اللہ الحرانی الحنبلی شیخ مجد الدین بن تیمیہ کے شاگرد تھے وہ حنابلہ میں سے پہلے شخص ہیں جو مشہور ہوئے، دیار مصریہ میں قاضی تاج الدین بن بنت الاعز کی نیابت میں فیصلے کئے، جب شیخ شمس الدین بن شیخ العماد مستقل قاضی بنے تو یہ ان سے نائب ہوئے پھر یہ چھوڑ کر شام چلے گئے اور وہاں اپنی وفات تک تدریس و افتاء میں مشغول رہے، عمر ساٹھ سال سے اوپر ہو چکی تھی۔

# آغاز ۶۷۶ھ

اس سال بلادِ مصریہ، شامیہ اور حلبیہ وغیرہا کے حاکم الملک الظاہر رکن الدین بیبرس کی وفات ہوئی، ان کے بعد ان کا بیٹا ناصر الدین ابو المعالی محمد برکہ خان ملقب بالسعید جانشین بنا، اور اسی سال ۲۴ رجب کو شافعیہ کے امام شیخ محی الدین نووی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی، سلطان الملک الظاہر فلسطین میں تاتاریوں کو شکست دے کر منصور و مؤید بلادِ روم سے دمشق پہنچے ان کی تشریف آوری کا دن بڑے ابتہاج کا دن تھا، دمشق کے مغربی جانب دو سبز میدانوں کے درمیان تعمیر شدہ محل القصر الابلق میں اترے پھر متواتر خبریں آنے لگیں کہ ابغا نے جا کے معرکہ آ کر مقتولین کا مشاہدہ کر کے بڑا افسوس کیا ہے، اور البرواناہ کے قتل کا حکم دیا ہے، لوگوں نے بتایا کہ وہ قصد شام کا بھی عزم کر چکا ہے، سلطان نے امراء کے جمع ہونے اور مجلس مشاورت منعقد کرنے کا حکم دیا، مشورے میں طے پایا کہ وہ جہاں بھی ہو اس کا مقابلہ کیا جائے اور حکم دیا کہ محل کے آگے دہلیز بنائی جائے، پھر خبر آئی کہ ابغا اپنے علاقوں کی طرف لوٹ گیا ہے تو دہلیز کے روکا حکم دیا اور قصر ابلق میں مقیم ہوا جہاں اس کے پاس رؤساء، امراء اور ارکان حکومت خوش حالی اور خوش دلی کے ساتھ آتے رہے، البرواناہ بلادِ روم میں ابغا کا نائب تھا، اس کا نام معین الدین سلیمان بن علی بن محمد بن حسن تھا، اس کے قتل کا حکم اس کے الملک الظاہر کی طرف جھکاؤ کی تہمت کی وجہ سے دیا گیا تھا، اس کا گمان تھا کہ البرواناہ نے ہی اسے بلادِ روم میں دخول کا راستہ دیا تھا، البرواناہ بہادر دور اندیش کریم اور سخی انسان تھا، اور الملک الظاہر کی طرف تھوڑا سا جھکاؤ رکھتا تھا، قتل کے وقت اس کی عمر پچاس برس سے متجاوز تھی۔

بروز ہفتہ ۱۵ محرم کو الملک القاہر بہاء الدین عبد الملک بن سلطان معظم عیسیٰ بن عادل ابوبکر بن ایوب ۶۲ برس کی عمر میں فوت ہو گیا، یہ ایک سلیم الطبع، خوش اخلاق، نرم گفتار اور متواضع آدمی تھا، عرب کے ملبوسات اور سواریوں کو پسند کرتا تھا، حکومت میں قابل تعظیم، بہادر اور پیش پیش رہنے والا تھا، ابن الخلیلی سے روایت کی ہے، البرزالی کو اجازت روایت دی تھی، البرزالی کہتے ہیں کہ کہا جاتا ہے کہ انہیں زہر دیا گیا تھا، دوسروں کا کہنا ہے کہ سلطان الملک الظاہر نے شراب کے ایک گلاس میں زہر ملا کر اسے دیا جو اس نے پی لیا، سلطان اٹھ کر آرام گاہ کی طرف گیا اور جب واپس آیا تو ساقی نے گلاس القاہر کے ہاتھ سے لے کر بھر دیا اور سلطان کو تھما دیا جب کہ ساقی کو اس بات کا کچھ علم نہ تھا اور اللہ تعالیٰ نے سلطان کو بھی بے خبر کر دیا، اس نے اسے دوسرا گلاس سمجھا بہر حال اللہ تعالیٰ کے ارادہ اور فیصلہ کو پورا ہونا تھا، اس گلاس زہر میں سے بہت باقی بچا تھا، سلطان نے کچھ محسوس کیے بغیر سارا پی لیا اسی وقت کے پیٹ میں درد شروع ہوا اور آگ کی بھڑک گرمی اور شدید تکلیف ہونے لگی القاہر کو تو اسی وقت بے ہوشی کی حالت میں گھر لے جایا گیا اور اسی رات مر گیا، لیکن الظاہر چند روز بیمار رہنے کے بعد ۲۷ محرم بروز جمعرات ظہر کے بعد قصر ابلق میں چل بسا امراء کے لیے بڑا سخت دن تھا، نائب سلطنت عز الدین ایدمر کبار امراء اور حکومتی لوگ حاضر ہوئے، خفیہ طور پر نماز پڑھی اور ان کے جسد کو ایک تابوت میں ڈال کر اسے قلعہ کی فصیل سے اٹھا کر ایک صندوقی کمرہ میں رکھ دیا گیا پھر انہیں جمعہ کی رات ۵ رجب کو اس مقبرے میں منتقل کر دیا گیا جسے ان کے بیٹے نے ان کی موت کے بعد بنوایا تھا، وہ العادلیہ الکبیرہ کے سامنے دار العقیقی کا مقبرہ ہے، ان کی موت کو پوشیدہ رکھا گیا چنانچہ عوام کو کچھ علم نہ ہوا یہاں تک کہ جب ربیع الاول کے آخری عشرے میں ان کے بیٹے السعید کے لیے مصر سے بیعت آئی تو لوگ شدید غمگین ہوئے اور ان کے لیے رحم کی دعائیں کیں اور دمشق میں بھی تجدید بیعت ہوئی، اور شام کی تجدید نیابت کا فرمان عز الدین ایدمر ی کے نام آیا۔

الملک الظاہر قوی، بہادر، بلند ہمت، دور اندیش، جری، جرأت مند اور امور سلطنت پر خاص توجہ دینے والا تھا، اسلام پر مشفق تھا، ملک کی تزئین و آرائش کیا کرتا تھا، اسلام اور اہل اسلام کی نصرت اور محلّی قوانین کے نفاذ میں اس کے نیک ارادے تھے، اس کی حکومت یکشنبہ ۱۷ ذی قعدہ ۶۵۸ھ سے اس وقت تک رہی، اس مدت میں "قیساریہ"، "ارسوف"، "یافا"، "الشقیف"، "انطاکیہ"، "بغراص"، "طبریہ"، اور وہ مضبوط قلعے جو فرنگیوں کے قبضے میں تھے فتح کر لیے اسماعیلیہ کے پاس کوئی قلعہ نہیں چھوڑا اور المرقب، بانیاس، بلاد انطرسوس اور ان کے قبضے میں بقیہ علاقوں کا نصف لے لیا اور اپنے حصوں پر نائبین اور عمال مقرر کیے بلادِ روم میں سے قیساریہ کو فتح کیا اور فلسطین میں رومیوں اور مغلوں پر ایسی دھاک بٹھائی کہ اس سے قبل کے گذشتہ ادوار میں اس کا مثل سننے میں نہیں آیا تھا، سیس کے حاکم سے بہت سے علاقے واپس لئے، دشمن کے قلعوں اور علاقوں میں جاسوسی کی اور مسلمان تابعین سے الملک، بصری، صرخد، حمص، عجلون، الصلت، تدمر، الرحبہ، تل باشر، الکرک، اور الشوبک وغیرہ کے علاقے لے لئے، بلاد سوداں

میں سے نوبہ کا علاقہ فتح کیا اور ارتقیوں سے بھی بہت سے علاقے چھین لیے جن میں شہرزور اور البیرہ بھی تھے پس ان کی مملکت دریائے فرات سے نوبہ کے علاقوں کی انتہا تک تھی، بہت سے قلعے مراکز اور بڑے شہروں پر پھیلا ہوا تھا، مصر میں رافضی مذہب غالب آیا ہوا تھا اور منبروں پر ایک عرصہ سے [illegible] اس میں اپنے خواص کی تصویریں اور مورتیاں بنوا رکھی تھیں، چنانچہ مصر میں بہت سی نہریں اور ندیاں کھدوائیں، جن میں سے الصیر [illegible] کی نہر بھی ہے، بہت سی مسجدیں اور عبادت گاہیں تعمیر کروائیں، رسول اللہ ﷺ کی مسجد جل گئی تو اس کی از سر نو تعمیر کی اور حرم شریف کے گرد دیوار بنوائی، اس کی چھت اور چبوترے بنوائے اور [illegible] کی از سر نو تعمیر کی، حضرت یحییٰ علیہ السلام کی قبر کو جدید تعمیر کیا، اس کے خانقاہ اور پادریوں کے خرچ میں اضافہ کیا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قبر کی طرف منسوب مکان کے اوپر اور اس کی جانب ایک قبہ بنوایا، بیت المقدس میں خوبصورت چیزیں بنوائیں، جن میں قبۃ السلسلہ بھی ہے، الصخرہ وغیرہ پر پتھروں کی مرمت کی، مقدس میں اس کے علاوہ بھی ایک زبردست مسافر خانہ بنوایا، فاطمی خلفاء کے محل کا دروازہ مصر سے ان کے لیے منتقل کیا، اس میں چکی بنوائی، ایک باغ لگوایا اور وہاں آنے والوں کے سامان کی حفاظت اور کھانے میں خرچ ہونے کے لئے چیزیں وقف کیں، حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کی قبر پر ایک زیارت گاہ بنوائی اور زائرین کے لئے بعض چیزیں وقف کیں، [illegible] کا پل تعمیر کیا الکرک کے مضافات میں حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ کی قبر کا از سر نو تعمیر کیا اور زائرین کے لئے بہت سی چیزیں وقف کیں، [illegible] کے قصبے اور جامع کی از سر نو تعمیر کی، الرملہ کے جامع اور دیگر علاقے جن پر فرنگیوں نے قبضہ کر کے ان کی مساجد اور جماعات کو برباد کر دیا تھا، از سر نو تعمیر کیا اور حلب میں ایک بڑا مدرسہ بنوایا، دمشق میں القصر الاتابکی اور مدرسہ ظاہریہ تعمیر کیا اور لوگوں کے درمیان [illegible] عدالت اور دارالعدل بنوایا، فقہاء کے لئے خانقاہیں اور مدرسے اور [illegible] جاری کروائے، رحمہ اللہ تعالیٰ۔

ان کے بہت سے آثار اور اچھی تعمیرات موجود ہیں جن کی طرح دوسرے خلفاء اور ملوک نہ کر سکے [illegible] آثر جو ان کی [illegible] اللہ میں مصروف رہے [illegible] بہت سے کام لئے مظلوموں میں سے تین ہزار کے قریب آدمی اس سے آ ملے [illegible] اور بعض کو امیر بنایا [illegible] اور پوشاک کے معاملے میں میانہ رو تھا [illegible] ان کی فوج کا [illegible] تین سال تک بغیر کسی خلیفہ کے [illegible] ہر مسلک کا ایک گروہ [illegible] دلیر اور شجاع تھے اور دوران میں کسی بھی دشمن سے خائف نہیں رہتے تھے بلکہ اسلام اور مسلمین کے دشمنوں سے نبرد آزما اور مسلمانوں کی بھلائی اور اللہ کی مدد میں مشغول رہتا تھا [illegible] اللہ تعالیٰ نے [illegible] اس موقع پر اسلام اور اہل اسلام کی مدد کی [illegible] فرنگی اور [illegible] دشمنوں نے [illegible] ختم کر دینا [illegible] شہروں سے [illegible] اپنی صحت اور عادات کے مطابق [illegible] ہم نے ان کی سیرت کا اختصار ذکر کیا ہے جس سے ان کی [illegible] کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے، ان کے کاتب ابن شداد نے ان کی [illegible] لکھی ہے۔

[illegible] ابن شداد نے بھی ان کے حالات لکھے ہیں [illegible] وفات کے وقت ان کی عمر ۵۵ اور ۵۷ برس کے درمیان تھی، ان کے بہت سے اوقاف اور صدقات ہیں، اللہ تعالیٰ ان کی حسنات کو قبول فرمائے اور سیئات سے درگزر فرمائے۔

ان کے بعد ان کا بیٹا الملک الافضل جانشین ہوا جس کی بیعت باپ نے اپنی زندگی میں لی تھی، اس وقت الافضل کی عمر [illegible] برس سے کچھ زیادہ تھی [illegible] پہنچے [illegible] سلطان کے انتقال کا علم ہوا اور الملک الافضل [illegible] کا پتہ چلا [illegible] حکومت کوئی تبدیلی نہیں آئی اور [illegible] میں کوئی خلل نہیں آیا [illegible] نے اپنے [illegible] ملک پر [illegible] جب بھی اسلام کی فصیل کی کوئی سرحد کھلی [illegible] اور جب [illegible] لوگوں کا کوئی گروہ اسلام کے حرم میں داخل ہونے کی کوشش کرتا [illegible] اللہ تعالیٰ ان کو [illegible] سے ان کے ٹھکانے کو [illegible] اور جنت کو ان کا ٹھکانہ بنائے۔

شامی علاقوں سے [illegible] دیار مصر کی طرف روانہ ہوگئیں اور ان کے ساتھ [illegible] تھی جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ سلطان [illegible] ہو چکا

قاہرہ پہنچا اور الملک الظاہر کی شاہانہ شہیدی ہوئی اس کی موت کے ظاہر ہونے کے بعد سعید کی تجدید بیعت کی بروز جمعہ کو مصر اور دوسری علاقوں کی تمام جامع مسجدوں میں الملک السعید کے نام کا خطبہ پڑھا گیا اور اس کے والد کے لئے دعا کی گئی تو اس پر آنکھیں آنسوؤں سے بھر گئیں۔ نصف ربیع الاول کو وہ حسب عادت فوجی دستوں کو لے کر روانہ ہوگئے آگے مصری و شامی پوری طرح تیار تھی کہ شمالی مصر پہنچا لوگ اس سے بہت ہی خوش ہوئے اس وقت اس کی عمر ۱۹ برس کی تھی اور اس کے والد سے بادشاہی شوکت اور حکومت ورثہ میں ملی تھی بروز دوشنبہ ۱۶ جمادی الاولیٰ کو قاہرہ میں دارالعدل میں امیر شمس الدین آقسنقر کا مدرسہ امام ابو حنیفہ کے مسلک پر کھولا گیا اس میں ایک قاری اور ایک محدث کا استاد مقرر کیا گیا اس کے ایک روز بعد خلیفہ مستمسک باللہ ابن حاکم بامر اللہ کے بیٹے کا عقد نکاح خلیفہ المستعصم بن الظاہر کی بیٹی کے ساتھ ہوا عقد میں الملک والد، سلطان اور دیگر امراء حاضر ہوئے بروز جمعرات جمادی الاولیٰ کو العادلیہ کے سامنے دار العقیقی کے نام سے معروف عمارت کی تعمیر شروع ہوئی تا کہ اسے مدرسہ اور الملک الظاہر کے لئے مقبرہ بنایا جائے اس سے قبل یہ صرف العقیقی کا گھر تھا، حمام العقیقی کے ساتھ متصل ہے مدرسہ اور مقبرہ کی بنیاد ۵ جمادی الاولیٰ کو ڈالی گئی۔

رمضان میں ملطیہ شہر میں عظیم بادل آئے جن میں شدید بجلی چمکی اس سے آگ لگی ایک زبان ظاہر ہوئی اور ایک شدید خوفناک آواز سنی گئی اس کا ایک ٹکڑا ملطیہ کے مینارے پر گرا جس کی وجہ سے اس میں لوہے سے پہلے ایک شگاف پڑا جس میں پوری ہتھیلی داخل ہو سکتی تھی۔

## اس سال کے فوت شدہ حضرات

البیرواناہ محرم کے پہلے عشرے میں اور الملک الظاہر آخری عشرے میں فوت ہوگئے، ان دونوں کے کچھ حالات گزر چکے ہیں۔

**امیر کبیر بدر الدین بیلبک بن عبداللہ** ...... یہ دیار مصر میں الملک الظاہر کے نائب تھے بڑے عقلمند اور قابل قدر انسان تھے تاریخ اور گزشتہ جنگوں کے بارے میں خاص معلومات رکھتے تھے اور جامع ازہر میں شافعیہ کے لئے ایک وقف کیا، یہ بیان کیا جاتا ہے کہ انہیں زہر دے کر مارا گیا تھا، ان کی موت کے بعد الملک السعید کی گرفت کمزور پڑ گئی اور معاملات بگڑ گئے۔

**قاضی القضاۃ شمس الدین الحنبلی** ...... محمد بن شیخ العماد ابی اسحاق ابراہیم بن عبدالواحد بن علی بن سرور المقدسی، دیار مصر میں سب سے پہلے حنابلہ کے قاضی القضاۃ بنے، حدیث کا سماع کیا خصوصاً ابن طبرزد وغیرہ سے اور بغداد تشریف لے جا کر فقہ میں مشغول ہو گئے اور بہت سے علوم کمال حاصل کیا، مدرسہ صالحیہ کی شیخی ان کے سپرد ہوئی، بڑے با رعب، خوش صورت، متواضع اور نیک، سچے شیخ تھے، ولایت قبول کرنے کے لئے شرط لگائی کہ اس پر کوئی تنخواہ نہیں لیں گے تاکہ فیصلوں میں حق پر قائم رہیں، جب الظاہر نے ۶۷۰ھ میں انہیں قضاء سے معزول کر دیا اور ان کے پاس موجود ودیعتوں کی وجہ سے انہیں قید کر دیا اور دو سال قید رکھا پھر رہا کر دیا گیا تو وہ اپنے گھر میں رہنے لگے اور آخر عمر تک یہی حالت رہی تا آنکہ صالحیہ کی تدریس پر متمکن رہے۔ سامنے جامع الحاکم کے قریب المقطم کے پہاڑ کے دامن میں دفن کئے گئے اور انہوں نے البرزالی کو اجازت دے دی تھی۔

حافظ البرزالی کہتے ہیں کہ بروز ہفتہ ۱۲ ربیع الاول کو دیار مصر کے چھ امراء کی موت کی اطلاع آئی جن کے نام یہ ہیں: سنقر الفیضی، بیسری، ایبک الحمیدی، جری، بدرالدین الوزیری، سنقر الروحی اور آقسنقر الفارقانی۔ شیخ نصر المنبجی الملک الظاہر کے شیخ ان کا ذکر ۶۷۰ھ کے ذیل میں آ چکا ہے۔

**شیخ محی الدین النووی** ...... علامہ عالم محی الدین ابوزکریا یحییٰ بن شرف بن مری بن حسن بن حسین بن محمد بن جمعہ بن حزام الحزامی النووی ثم الدمشقی الشافعی، شیخ المذہب اور اپنے زمانے کے کبار فقہاء میں سے تھے نوی میں ۶۳۱ھ میں پیدا ہوئے، نوی حوران کا ایک گاؤں ہے، ۶۴۹ھ میں دمشق آئے قرآن کریم حفظ کر چکے تھے شیخ تاج الدین الفزاری سے التنبیہ پڑھی کہا جاتا ہے کہ ساڑھے چار ماہ میں وہ کتاب پڑھی اور بقیہ سال میں المہذب کا چوتھائی حصہ پڑھ لیا پھر حج اور زیارت کے لئے اپنے والد کے ساتھ چلے، پھر شیخوں سے ہر روز بارہ سبق پڑھتے تھے پھر تصنیف میں مشغول ہوئے اور بہت سی کتابیں تالیف کیں بعض مکمل ہوگئیں اور بعض نامکمل، مکمل ہونے والی میں سے شرح مسلم، الروضہ، المنہاج، ریاض الصالحین، الاذکار، التبیان، تحریر

تصحیح و تنقیح کی جیسے تہذیب الاسماء واللغات اور طبقات الفقہاء وغیرہ کتابیں شامل ہیں اور جسے مکمل نہ کر سکے وہ المہذب کی شرح المجموع ہے جو اگر مکمل ہو جاتی تو اس موضوع پر اس کی کوئی اور نظیر مشکل تھی اس میں جب کتاب الربا تک پہنچے تھے اور اس میں بڑی عمدگی، خوبصورت اور مفید باتیں لکھیں اور خوبصورت تحقیق کی تھی، اور مذہب اور غیر مذہب میں نقد و چھان بین کی تھی اور حدیث کے مواد اور لغت کی چھان پھٹک کر کے ایسی اچھی باتیں تحریر کی تھیں جو اس کے علاوہ کہیں اور نہیں مل سکتیں، میرے نزدیک وہ ایک عجیب چیز تھی۔ باوجود یکہ اس میں بہت سی چیزوں کے اضافے کی ضرورت ہے لیکن اللہ کی قسم اس سے بڑھ کر کوئی کتاب میرے علم میں نہیں۔

علامہ نووی زہد و عبادت، ورع و احتیاط اور لوگوں سے دوری میں بڑا اونچا مرتبہ رکھتے تھے فقہ وغیرہ میں سے کسی کو ان کے خلاف کرنے کی قدرت نہیں تھی، ہمیشہ روزہ رکھتے تھے اور کبھی وہ سالن نہیں کھاتے تھے ان کا کھانا زیادہ تر وہ ہوتا جو ان کے والد نویٰ سے لے آتے، الاشرفیہ کی مشیخت اور ابن خلکان کی نیابت میں منصب پر رہے، اسی طرح الفلکیہ اور الرکنیہ کی تدریس پر بھی مقرر رہے، الاشرفیہ کے دار الحدیث کی مشیخت ان کے سپرد کی اپنے اوقات میں سے بھی کسی چیز کو ضائع نہیں کرتے تھے، دمشق کی اقامت کے دوران حج بھی کیا اور آپ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کیا کرتے تھے نویٰ میں اسی سال ۲۴ رجب کی رات کو فوت ہو گئے اور وہیں دفن کئے گئے اللہ تعالیٰ ان پر اور ہم پر رحم فرمائے اور ہمیں بھی معاف کرے۔

علی بن علی بن اسفندیار: علامہ ابن الساعی نے ان کے متعلق لکھا ہے کہ وہ دمشق میں جامع اعظم کے قافلہ وعظ کے شیخ تھے۔ انہیں اس سال وفات ہوئی بغداد میں قتل ہوئے اور وہ الناصر کے دوست تھے وہ مجلس میں خوشبو لگاتے تھے، یہ اشعار نجم الدین کے کلام میں سے ہیں

جب میں نے علماء کے مسکنوں کی زیارت کرتے ہیں تو میرے دل میں ان کے گھر کی زیارت کرتا ہوں اگر ہو جائے تو اللہ ان کی وجہ سے ہر دو جہاں میں قریب ہوتا ہے

## آغاز ۶۷۷ھ

سال کا پہلا دن چہارشنبہ کا دن تھا خلیفہ الحاکم بامر اللہ عباسی تھے اور سلطان البلاد شام، مصر، حلب وغیرہ کا الملک السعید تھے سات سال کی معزولیت کے بعد اوائل محرم بروز جمعرات دمشق میں ابن خلکان کو قضاۃ دمشق کی سپردگی کی خبر مشہور ہوئی اور قاضی عز الدین بن الصائغ اس عہدے سے معزول ہو گئے اور لوگ سارے ابن خلکان کے استقبال کے لئے نکلے، ان میں سے بعض قصر تک گئے اور وہ جمعرات ۲۳ محرم کو داخل شہر ہوئے اور نائب سلطنت عز الدین ایدمر اور امراء اور رؤساء لوگ ان کے استقبال کے لئے نکلے لوگ بہت خوش ہوئے اور شعراء نے آپ کی مدح میں اشعار کہے فقیہ شمس الدین محمد بن جعفر نے یہ شعر کہے:

جب سات سال تخت سلطنت نے بعد شام کا عہدہ قضا اس کے ہاں قاضی القضاۃ کریم ابو العباس کو ملا تو اس نے خادم سے کہا کہ یہی وہ سال ہے جس میں لوگوں پر نعمتوں کی بارش ہوئی۔

سعد الدین بن مروان الفارقی نے کہا:

جس طرح تو نے شام کو پہلی طرح چھوڑا تو تو نے سات برس کے قحط کا عرصہ دیکھا اور جس طرح میں مصر سے تو نے اس کی زیارت کی تو اپنے دو ہاتھوں کو دمشق سے علیحدہ کر کے بھیجا دیا ہے۔

کسی اور نے یہ اشعار کہے تھے:

میں نے تو سالِ شام کو دیکھا اس میں کوئی بھی خوش نہیں تھا ان قحط کے بعد قحط سالی تھی وہاں بہت تنگی کے بعد کھلا ہوا تھا، تم کہتے ہو کہ انہیں خوشی کی انتہا نے کے بعد ان کو خوب انصاف کیا تھا طویل غم کے بعد انہیں خوش کر دیا قاضی کے معزول ہونے اور انہی کے آنے کی وجہ سے وہ بارہ سے شکر گزار ہیں جنہیں مستقبل اور ماضی کے احوال سے شادمانی ہیں۔

ابن کثیر کہتے ہیں کہ بروز چہار شنبہ ۱۳ صفر کو الظاہریہ میں درس ہوا جس میں نائب سلطنت امیر عز الدین ایدمر الظاہری بھی شریک تھے، بڑا پر رونق درس تھا، قضاۃ بھی موجود تھے، شافعیہ کا درس شیخ رشید الدین محمود بن الفارقی اور حنفیہ کا درس شیخ صدر الدین سلیمان الحنفی نے دیا تھا، اس وقت تک مدرسے کی تعمیر مکمل نہیں ہوئی تھی، جمادی الاولیٰ میں حنفیہ کی قضاء کو صدر الدین سلیمان نے مجد الدین بن العدیم کی وفات کی وجہ سے سنبھالا، پھر رمضان میں جب صدر الدین سلیمان کی وفات ہوئی تو حسام الدین ابو الفضائل حسن بن انوشروان رازی حنفی کو قضاء پر مقرر کیا گیا، وہ اس سے قبل ملطیہ میں قاضی تھے، ذی الحجہ کے پہلے عشرے میں مدرسہ نجیبیہ کھولا گیا اور ابن خلکان خود اس کی تدریس کے لئے حاضر ہوئے، پھر اپنے بیٹے کمال الدین موسیٰ کی خاطر اس سے الگ ہو گئے اور خانقاہ نجیبیہ بھی کھولی گئی، ان دونوں اور ان کے اوقاف کی اب تک دیکھ بھال کی جا رہی ہے۔

بروز سہ شنبہ ۵ ذی الحجہ کو سلطان الملک السعید دمشق میں داخل ہوا اور دمشق کی تزئین و آرائش کی گئی تھی اور اس کے لئے بڑے واضح قبے بنائے گئے تھے اور اہل شہر اس کے استقبال کے لئے نکلے، لوگ اس کے والد سے محبت کی وجہ سے اس سے بہت خوش ہوئے، اس نے عید الاضحیٰ کی نماز میدان میں پڑھی اور قلعہ منصورہ میں عید منائی، دمشق میں الصاحب فتح الدین عبداللہ بن القیسرانی کو وزیر بنایا اور دیار مصریہ میں بہاء الدین بن الحنا کی موت کے بعد الصاحب برہان الدین بن الخضر بن حسن السنجاری کو وزیر بنایا، ذی الحجہ کے آخری عشرے میں اس نے امیر سیف الدین قلاوون الصالحی کی قیادت میں بلاد سیس کی طرف فوجیں بھیجیں تو سلطان چند امراء اور خاص لوگوں کے ساتھ دمشق میں رہا اور الزنبقیہ کی طرف بہت کثرت سے آنے جانے لگے، بروز سہ شنبہ ۹ ذی الحجہ کو سلطان باب النصر کے اندر دار العدل میں بیٹھا اور اہل دمشق کے باغوں پر اس کے والد نے جو ٹیکس لگائے تھے وہ ختم کر دیئے تو لوگ اسے بہت دعائیں دینے لگے اور اس سے شدید محبت کرنے لگے کیونکہ ٹیکس بہت سے لوگوں کی املاک کو برباد کر گیا تھا، بہت سے لوگ چاہتے تھے کہ اپنی ساری ملکیت سے چھٹکارا پا لیں تو بہتر ہے اور اسی سال اس نے اہل دمشق کی املاک کے ٹیکس کے پچاس ہزار دینار تک لئے جو ظلم و زیادتی کے ساتھ ان سے لئے گئے۔

## اس سال فوت ہونے والے مشہور حضرات

**آقوش بن عبداللہ امیر کبیر جمال الدین النجیبی:** ابو سعید الصالحی، ملک نجم الدین ایوب الکامل نے انہیں آزاد کر کے اکابر امراء میں سے بنایا تھا اور اپنے گھر کا استاد بنایا، اس پر بہت بھروسہ اور اعتماد کرتے تھے، ۵۹۹ھ یا ۶۰۰ھ میں پیدا ہوئے تھے، الملک الظاہر نے بھی انہیں اپنے گھر کا استاد بنایا اور شام میں نو سال تک اپنا نائب بنائے رکھا، وہاں انہوں نے مدرسہ نجیبیہ بنایا اور اس پر بڑے وسیع اوقاف وقف کر دیئے لیکن انہوں نے مستحقین پر وقف کردہ چیز میں ان کا مناسب قدر مقرر نہیں کیا تو سلطان نے انہیں معزول کر کے مصر بلا لیا اور وہاں وہ ایک مدت تک بیکار رہے، پھر چار سال تک وہ فالج کے مرض میں مبتلا رہے، اس دوران الملک الظاہر ان کی عیادت کو جاتا رہا، یہی مرض ان کے ساتھ لگا رہا حتیٰ کہ جمعہ کی رات ۵ ربیع الآخر کو قاہرہ میں درب الملوخیہ میں واقع اپنے گھر میں فوت ہو گئے، بروز جمعہ نماز کے بعد القرافۃ الصغریٰ میں اپنے بنائے ہوئے مقبرے میں دفن ہوئے حالانکہ انہوں نے النجیبیہ میں اپنے لئے ایک مقبرہ بنایا تھا جس میں دو کھڑکیاں راستے کی طرف سے کھلی تھیں، لیکن اس میں دفن ہونا مقدر نہ تھا، بڑے کثیر الصدقہ، علماء کے ساتھ محبت اور احسان کرنے والے اور اچھے اعتقاد والے انسان تھے، شافعی المسلک تھے، سنت اور محبت صحابہ میں پیش پیش تھے، روافض سے سخت بغض رکھتے تھے، ان کے بہترین اوقاف میں سے وہ جائداد اور زمینیں ہیں جو آج کل جامع کریم الدین کے سامنے واقع ہیں، انہوں نے اپنے اوقاف پر ناظر علامہ ابن خلکان کو مقرر کیا تھا۔

**ایدکین بن عبداللہ:** امیر کبیر علاء الدین الشہابی، باب الخریج کے اندر واقع خانقاہ شہابیہ کو وقف کیا تھا، وہ دمشق کے بڑے امراء میں سے تھے، الملک الظاہر نے ایک مدت تک انہیں حلب کا والی بنائے رکھا، نیک اور بڑے امراء میں سے تھے، فقراء کے ساتھ حسن ظن اور احسان کا معاملہ کرتے تھے، ۵ ربیع الاول کو دمشق میں فوت ہوئے اور قاسیون کے دامن کوہ میں شیخ عمار الرومی کے مقبرے میں مدفون ہوئے، پچاس برس عمر تھی، باب الخریج کے اندر ان کی خانقاہ تھی، راستے کی طرف اس کی ایک کھڑکی بھی تھی اور الشہابی الطواشی شہاب الدین رشید الکبیر الصالحی کی طرف نسبت ہے۔

**قاضی القضاۃ صدر الدین سلیمان بن ابی العز:** ابن وہیب ابوالربیع الحنفی، آپ اپنے زمانے میں شرق و غرب میں حنفیہ کے شیخ اور عالم تھے، ایک مدت تک دمشق میں افتاء و تدریس کی خدمت انجام دیتے رہے، پھر دیار مصریہ کی طرف منتقل ہو گئے اور الصالحیہ میں درس دیتے رہے، پھر دمشق لوٹ آئے اور الظاہر بیبرس کی وفات کے بعد مجد الدین ابن العدیم کے بعد قاضی بنے، جمعہ کی شب ۶ شعبان کو وفات ہو گئے اور دوسرے دن نماز کے بعد قاسیون کے دامن میں اپنے گھر میں دفن کیے گئے، ۸۳ برس عمر تھی، ایک قول ہے کہ آپ نے اشرف المستنصر کی ایک باندی سے شادی کی تھی، اس کے متعلق یہ مختلف اشعار کہے تھے

اے میرے دوست! گردش زمانہ کے ساتھ ہونے والی باتوں میں سے ایک عجیب چیز دیکھو، چودھویں کا چاند مغرب کی جانب سے سورج سے بلند ہو گیا ہے حالانکہ سورج سے بلند ہونا اس کے مراتب میں سے نہیں تھا، پس میں اس کے گھر میں چلا گیا ہوں اور میں نے اعتبار سے اس کا شریک بن گیا ہے اور اپنی جماعت کے ساتھ برج کی طرف چلا گیا ہے۔

**محمد بن ابراہیم بن ابی بکر جمال الدین الہمدانی:** الاربلی الشافعی، جو صاحب فضل اور شاعر تھے، تصنیف پر بڑی قدرت تھی، قاہرہ میں مقیم رہے، اس سال جمادی الآخرۃ میں وفات پائی، آپ کی الملک الصالح ایوب کے ساتھ ملاقات ہوئی اور آپ نے منظوم علم نجوم کے متعلق بحث پھر اس کو ترک کر دیا اور یہ بہت عمدہ اشعار کہے

نجوم کو راہنمائی کے لئے چھوڑ دو ان کے ذریعے زندگی بسر کی جاتی ہے اور نشانہ پر عزم ہو کر اٹھو، یقیناً نبی کریم ﷺ اور آپ کے صحابہ نے علم نجوم سے منع کیا ہے اس کے بارے میں جو حدیث آئی ہے اس کا علم ہے جسے تم نے دیکھا ہے۔

اس کا ایک شمس الدین نامی دوست تھا جسے آشوب چشم کی بیماری تھی جب وہ تندرست ہوا تو اسے ملاقات کی تو اس کی دل لگی کے ساتھ یہ اشعار لکھ بھیجے:

میرے مولیٰ شمس الدین مجھے یہ کہا کہ تمہاری آنکھ ٹھیک ہو گئی ہے لہٰذا دل کو پریشان مت کرو اور اس کی وجہ سے خوش ہو جاؤ اے شمس!
(سورج) طویل مدت گذر گئی ہے کہ میں نے تمہیں کہاں دیکھا ہے، آنکھ کے تندرست ہونے کی صحت پر ہے وہ سورج
(شمس) کو دیکھ لے۔

**عبدالرحمٰن بن عبداللہ:** ابن محمد بن حسن بن عبداللہ بن حسن بن عثمان جمال الدین بن شیخ نجم الدین البادرائی البغدادی ثم الدمشقی، اپنے والد کے مدرسے میں ان کی وفات کے بعد سے اپنی وفات تک بروز چہارشنبہ ۶ رجب تک پڑھاتے رہے، قاسیون کے دامن میں دفن ہوئے، خوش اخلاق تھے، عمر پچاس برس تھی، یہ مجاور تھے۔

**قاضی القضاۃ مجد الدین عبدالرحمٰن بن جمال الدین:** عمر بن احمد بن ہبۃ اللہ الحلبی ثم الدمشقی ابن العدیم، آپ دمشق میں حنفیہ کی قضاء کے متولی ہونے والے مروہ کے بیٹے تھے، خوش اخلاق اور نیک آدمی تھے، اتابک کے بڑے جامع مسجد کی خطابت بھی ان کے سپرد ہوئی تھی اور یہ پہلے حنفی تھے جن کے سپرد یہ عہدہ ہوا تھا، اس سال ربیع الآخر میں دمشق میں اپنے گھر میں وفات پائی، جوسق کی مغربی سمت میں الحریری کی خانقاہ کے پاس اپنے بنائے ہوئے مقبرے میں دفن کیے گئے۔

**وزیر ابن الحنا:** علی بن محمد بن سلیم بن عبداللہ صاحب بہاء الدین ابن الحنا، وزیر الملک الظاہر اور اس کے بیٹے سعید کے وزیر، ذی القعدہ کے آخر میں ان کی وفات ہوئی، بڑے خوش نصیب صاحب منصب اور بڑے رئیس تھے، دولت ظاہریہ کے بڑے پایہ کے تھے، ان کی بات اور قلم کے علاوہ کوئی کام نہیں ہوتا تھا، بادشاہ ان کے بڑے معتقد تھے، شعراء نے ان کی مدح کی ہے، ان کے بیٹے تاج الدین وزیر صحبت تھے اور دولت سعیدیہ میں صاحب بنائے گئے تھے۔

**شیخ محمد بن ظہیر اللغوی:** محمد بن احمد بن عمر بن احمد بن ابی شاکر مجد الدین ابو عبداللہ الاربلی الحنفی "ابن الظہیر" کے نام سے معروف

تھے ۶۰۲ھ میں "اربل" میں پیدا ہوئے، دمشق میں مقیم ہو کر الاقبالیہ میں درس دیتے رہے اور وہیں مقیم رہے حتیٰ کہ جمعہ کی شب ۱۲ ربیع الآخر کو فوت ہوئے مقابر الصوفیہ میں دفن کئے گئے، نحو اور لغت میں مہارت تامہ رکھتے تھے، شاعری میں ان کو یدطولیٰ حاصل تھا ان کا ایک مشہور دیوان اور عمدہ اشعار ہیں، ان کے اشعار میں سے ان کے یہ بول بھی ہیں:

ہر زندہ موت کی طرف جا رہا ہے اور اس کی عمر کی مدت تیزی سے ختم ہو رہی ہے ہمیشگی کے گھر کو وہ برباد کر رہا ہے اور جس گھر کو برباد کرتا ہے اس کی تعمیر کر رہا ہے۔ تعجب ہے کہ وہ مٹی میں غرق ہونے والا ہے پھر اسے کس طرح اس کی خوشی اور اس کا کھیل غافل رکھتا ہے۔ ہر روز اس میں نقص بڑھتا جا رہا ہے اگر اس کی عمر زیادہ ہو تو اس کے روز اور ہفتے بیت جاتے ہیں۔ اور مخلوق زمانہ کے مراحل میں ہمیشہ سفر کرنے والا قافلہ جس کے لوٹنے کی کوئی امید نہیں۔ چنانچہ اپنے ساتھ توشہ لے لو اور تقویٰ بہترین توشہ ہے۔ عقلمند کا حصہ اس میں سے اس کی عقل ہے، عقلمند تو وہ ہے جو اپنی جوانی اور بڑھاپے کو سچائی کے ساتھ نیکی میں گذارتا ہے، اور جاہل انسان نفس کی خواہشات سے لذت حاصل کرتا ہے تو اس کی مصیبتیں اس کے سامنے شاہد بن جاتی ہیں۔

یہ بہت طویل نظم ہے اس میں تقریباً ۱۵۰ شعر ہیں، شیخ قطب الدین نے اس کے بہت عمدہ اشعار نقل کئے ہیں۔

**ابن اسرائیل الحریری** —— محمد بن سوار بن اسرائیل بن خضر بن اسرائیل بن حسن بن علی بن محمد بن حسین نجم الدین ابو المعالی الشیبانی الدمشقی بروز دوشنبہ ۱۲ ربیع الاول ۶۰۳ھ کو پیدا ہوئے، ۶۱۸ھ میں السری الحریری کی صحبت میں رہے، اس سے قبل شیخ شہاب سہروردی سے خرقہ خلافت حاصل کی تھی، ان کا کہنا تھا کہ شیخ نے انھیں تین خلوتوں میں بٹھایا تھا، ابن اسرائیل کا دعویٰ ہے کہ اس کے خاندان والے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے ساتھ شام آ کر دمشق میں مقیم ہوئے، بڑے ادیب، صناعت شعر میں فاضل اور نظم میں ماہر تھے، لیکن ان کے کلام میں ایسی باتیں ہیں جن سے ابن عربی، ابن الفارض اور ان کے شیخ الحریری کی طرح حلول اور اتحاد کے عقیدہ کی طرف اشارہ ملتا ہے، اللہ تعالیٰ ہی حقیقت حال کا زیادہ جاننے والا ہے، یکشنبہ کی رات ۱۴ ربیع الآخر کو اس سال ۷۴ برس کی عمر میں دمشق میں فوت ہوئے، شیخ رسلان کے مقبرہ میں قبہ کے اندر اس کے ساتھ دفن کئے گئے، شیخ رسلان شیخ علی المغربل کے شیخ تھے جن سے ابن اسرائیل کے شیخ الحریری پڑھ کر فارغ التحصیل ہوئے تھے، ابن اسرائیل کے اشعار ہیں:

> کسی عیادت کرنے والے نے شدت عشق سے میری عیادت کی تو کیا اس تل والی کے دامن کو وہ الا زمانہ لوٹنے والا ہے؟ اور کیا اس کی آگ چٹیل میدان میں بلند ہو گی ایک اکیلے شخص کے لئے جس نے تاریک رات کو تکتے تکتے سفید بنا دیا ہے؟ اے سعدی کے میرے دونوں دوستو اس کی باتوں کو دہراؤ کیونکہ اس کی محبت کا تذکرہ اور شراب دونوں میرے لئے ایک جیسے ہیں، وہ ملائم اعضاء والی اور شیریں محاسن ہے اس کی محبت کی مشقتیں میرے لئے شیریں ہیں، ماہ کامل پر تعجب ہے کہ اس نے اس کی اوڑھنی نہیں اوڑھی اور سورج پر تعجب ہے کہ اس نے ہار گلے میں نہیں ڈالے۔

اور یہ بھی ان کے اشعار ہیں:

> اے نیند کے عوض بے خوابی لے کر جھومتے ہوئے افکار کے سمندر میں تیرنے والے! معاملہ اس کے مالک کے سپرد کر کے صبر کر کیونکہ صبر کا انجام کامیابی ہی ہے۔ کشائش سے ناامید مت ہو کیونکہ دنیا تو عبرتیں ہی لاتے ہیں۔ صفائی کے وقت گندگی ہی ظاہر ہوتی ہے اور کدورت کے وقت صفائی پیدا ہوتی ہے۔ اور جب زمانہ ایک مرتبہ کسی کو دکھ دیتا ہے تو اہل زمانہ کو خوش بھی کرتا ہے چنانچہ جب وہ دکھ دے تو تو خوش ہو جا۔ لہٰذا تو اب اپنے رب کی تقدیر کے بارے میں راضی رہ کیونکہ تو تقدیر کا قیدی ہے۔

نبی کریم ﷺ کی مدح میں ان کا ایک طویل قصیدہ ہے جسے شیخ کمال الدین بن الزملکانی اور ان کے اصحاب نے شیخ احمد الاعقف سے سنا ہے اور شیخ قطب الدین الیونینی نے اس کے بہت سے اشعار نقل کئے ہیں، ان میں سے قصیدہ دالیہ بھی ہے جس کا اول یوں ہے:

جسے میں چاہتا ہوں اس نے علی الاعلان میرے وعدے کا پاس کیا اور میرے ملامت گروں اور حاسدوں کی ناک مٹی میں ملائی۔ عدم عادت اور بہت دوری کے بعد وہ اس نے شوق وصل میں مجھ سے طویل ملاقات کی۔ یہ کیا ہی خوب ہے وہ حسن جس نے اپنا جمال میری آنکھوں کو ہدیہ دے

دیا اور کیا خوب ہے وہ ٹھنڈک جس نے یہاں میرے دل کو تحفے میں دی۔ کیا خوب ہے میرے خوابوں کی صداقت کہ اس نے مجھے اس کے وصال کی خوشخبری دی اور میری امیدوں کا حصول اور میرے مقصد کی کامیابی بھی کیا خوب ہیں۔ میرا وجود روشن ہو گیا جب اس نے خوش قسمتی سے میرے پاس میں تجلی کی۔ وجود اور اہل وجود کے عشق کی وجہ سے پاک مجمع سے چمٹ گئیں۔

پھر طویل غزل کہنے کے بعد فرمایا:

جب اس کی تجلی ہر شاہد پر مجھ پر ظاہر ہوئی، اور ہر مجلس میں مجھ سے اشاروں میں گفتگو کی۔ تو میں نے مزید بلندی کی خاطر جمال کے اجزا اور چھپے اور بکھرے ہوئے اسرار کا مطالعہ کیا۔ شروع میں تو اس سے میری سماعت آزاد ہو گئی اور مجھ جیسا شخص سماع مقید کو کیسے قبول کر سکتا ہے۔ چنانچہ میرے دل نے ہر مشہود میں ایک شاہد ہے اور اس کے ہر مسموع کا ایک معروف طرز ہے۔

پھر فرمایا: جمال کے مشاہدہ میں وصل میں حلول کے بعد کا اعتقاد کئے بغیر تمام اوصاف جمال کے ساتھ اسے دیکھتا ہوں، ہر خوبصورت، باریک گردن اور چمکدار ونازک اندام میں اسے دیکھتا ہوں، ہر اس چاند میں اسے دیکھتا ہوں جو زم زم اور پلکدار شاخ اس کے بالوں کی رات میں چمکتا ہے۔ ہر باریک بدن سے معانقہ کرتے وقت اور ٹھنڈی شراب کی طرح لعاب دہن چوستے وقت، موتیوں، یاقوت خوشبو اور زیورات میں جو ہر حجلی ہوئی نگاہ والے کی گردن میں پڑے ہوتے ہیں، کپڑوں کے جوڑوں میں جو آتے جاتے میری نظروں کو بھاتے ہیں، شراب میں، ریحان میں، ٹیلے میں، گانے میں اور گانے والے کبوتر کی آواز کی گونج میں، درختوں، نہروں، پھولوں اور تری میں، ہر باغ اور ہر مضبوط محل میں۔ خوشبو دار باغ میں اس کی چھت کے نیچے جب سورج کی روشنی اس کی تازہ کلیوں کو جھلساتی ہے۔ تالاب کی روانی کی صفائی میں حکایت بیان کرتے وقت جھکا ہوا اسے اور حق کے پہلو کی طرح سرخ بجلی اور لہو ولعب میں خوشیوں میں اور غفلت میں جو اہل فرقہ کے ہر مقصد پر غالب آ چکی ہے۔ پھلوں کے اقسام سے ہر خوشگوار مجلس میں شراب کے انتشار کے وقت، ہر جمعہ، عید اور جدید جوڑوں کے اظہار کے لئے لوگوں کے اجتماع کے وقت (اس کی قدر کے مظاہر مجھے نظر آتے ہیں) اور ترائی میں مشرقی تلواروں کی چمک اور تیز تیروں کے پہلوؤں کے میلان میں، بھی اس کے مظاہر جمال نظر آتے ہیں۔

**مظاہر علویہ**...... اور اس کے مظاہر نظر آتے ہیں ان عمدہ گھوڑوں میں جو ہر میدان میں وفد ہوا کا مقابلہ کرنے کے لئے نکلتے ہیں، سورج میں جب وہ مشرقی افق کے پاس اپنے نور کے برج میں ہوتا ہے اور چاندی کا آئینہ دکھائی دیتا ہے، چودھویں کے چاند میں جب وہ شب تمام میں افق کا بدر ہوتا ہے اور آسمان اس سے مزین محل کی طرح چمکدار ہوتا ہے۔ اور ستاروں میں جنہوں نے اپنی تاریکی کو مزین کر دیا ہے گویا وہ زبرجد کے فرش پر بکھری ہوئی موتیاں ہیں۔ بارش میں جس نے زمین کو خشکی کے بعد سیراب کر دیا۔ اس کی بخشش کا رخ نجد کے بعد تہامہ کی طرف ہے۔ آسمانی بجلی میں جو اپنے بادل میں ہنستے دانتوں یا سونتی ہوئی تلوار کی طرح ظاہر ہوتی ہے۔ خطاب کے نقش ونگار کے حسن میں، سرعت جواب میں اور عمدہ خوشنما خط میں۔

**معنوی مظاہر**...... اس کے مظاہر نظر آتے ہیں اشعار کی رقت میں، جن کی تنظیم کرنے والے میانہ رو شاعر کی پیدا کردہ ندرت سامع کو بہت خوب لگتی ہے۔ اعراض کے بعد عید وصل کی واپسی میں اور دور کئے ہوئے اور بھگائے ہوئے شخص کے باطن کے پر امن ہونے میں، عاشق کے شکووں پر معشوق کی مہربانی میں، محبت کے وقت کے الفاظ کی لطافت میں اس کے مظاہر نظر آتے ہیں، تنگی کی شقاوت کی چھینٹوں میں اور ہر سید و سردار کے جذبات اور گذر میں اس کے مظاہر کو دیکھتا ہوں، اور عارفین کے انس، وسعت حال اور سماع مقید کے سننے کے وقت کی حرکات میں اور کتاب اللہ کی ان آیات کے لطف میں، جن کو ان کر روح وعید کے بعد خوشخبری کی وجہ سے کھل جاتی ہے۔

**مظاہر جلالیہ**...... اسی طرح اوصاف جلال بھی ظاہر ہیں جن میں میں بغیر کسی تردد کے اس کا مشاہدہ کرتا ہوں، قاضی جلیل کی سطوت اور بلندی میں نہایت طاقتور، وستاد کی سطوت میں بھی اس کا مشاہدہ کرتا ہوں، غضبناک آدمی کی حالت طیش کی گرمی ہیبت ناک مہر، آور وہ سرداری کی نخوت میں، شراب کے نشے میں جسے اس کے منتظم نے درست کیا ہے اور بداخلاق ساتھی کے اخلاق کی کجی میں سردی اور گرمی میں جنہوں نے زمانے کو تقسیم کر دیا ہے اور حاسد کے تکلیف دینے میں بھی اس کا جلال نظر آتا ہے اور نفس کے اپنا شر مجھ پر غالب کرنے کے بعد اور ظالم کو اپنا ظلم اچھا نظر آنے کے رد

[illegible]

**منظاہر کمال** [illegible]

**[illegible]** [illegible]

# آغاز ۶۷۸ھ

[illegible]

[illegible] مشغول ہو [illegible] لہو و لعب میں مشغول [illegible]

[illegible]

[illegible] ۔

[illegible] سلطان کی والدہ [illegible]

[illegible] اور امیر سیف الدین قلاوون الصالحی ان کا اتالیق ہو۔

**[illegible] الملک العادل سلامش کی تقرری** جب [illegible]

[illegible] الملک [illegible]

[illegible] سے اتفاق کیا تھا۔

**الملک المنصور قلاوون الصالحی کی بیعت** [illegible]

[illegible] الملک [illegible]

[illegible] الملک المنصور [illegible]

اٹھایا، کہا جاتا ہے کہ امیر شمس الدین سنقر الاشقر اس واقعہ سے خوش نہ ہوا اور لوگوں کے ساتھ اس نے حلف نہیں اٹھایا، بظاہر اس کو المنصور سے کچھ حسد تھا کیونکہ اس کا خیال تھا کہ الظاہر کے نزدیک اس کا مرتبہ المنصور سے بلند ہے، مصری اور شامی علاقوں میں منبروں پر اس کے نام کا خطبہ پڑھا گیا، اس کے نام کا سکہ ڈھالا گیا اور تمام معاملات اس کی رائے کے مطابق انجام پانے لگے، عزل ونصب کا کام شروع کیا، تمام علاقوں میں اس کے فرامین پھیلائے گئے، وزارت سے اس نے برہان الدین السنجاوی کو معزول کر کے اس کی جگہ دیار مصریہ کے کاتب السر اور دیوان انشا کے نگران فخر الدین بن لقمان کو وزیر بنایا، اسی سال بروز خمیس ۱۱ ذی القعدہ کو الملک السعید بن الملک الظاہر الکرک میں فوت ہوا، ان شاء اللہ تعالیٰ آگے اس کا ذکر آئے گا، شام کے سابق نائب امیر ایدمر کو ایک مرض کی وجہ سے پالکی میں اٹھا کر دیار مصر لایا گیا، ذی القعدہ کے آخر میں وہ مصر پہنچا اور قلعہ میں بند کر دیا گیا۔

**دمشق میں سنقر الاشقر کی سلطنت** ...... بروز جمعہ ۲۴ ذی القعدہ امیر شمس الدین سنقر الاشقر نماز عصر کے بعد دار السعادۃ سے سوار ہو کر نکلا، امراء اور فوج کا ایک حصہ پیدل اس کے آگے آگے تھا، شہر کے قریب والے قلعہ کے دروازے سے گذر کر قلعہ میں داخل ہوا، پھر اس نے سلطنت پر بیعت کی امراء سے استدعا کی تو امراء نے اس کی بیعت کر لی اور اسے الملک الکامل کا لقب دیا گیا، وہ قلعہ میں ٹھہرا اور منادی نے دمشق میں اس کا اعلان کر دیا، پھر ہفتہ کی صبح اس نے قضاۃ، علماء، سرداران اور رؤساء شہر کو قلعہ کی مسجد ابی الدرداء رضی اللہ عنہ میں بلا کر حلف دلایا اور بقیہ امراء اور فوج نے بھی حلف اٹھایا، سرحدوں کی حفاظت اور ٹیکسوں کی وصولی کے لئے اس نے غزہ کی طرف فوجیں بھیجیں، الشوبک کی طرف اپنے نائبین کو بھیجا اور نجم الدین خضر نے کوئی رکاوٹ نہیں ڈالی، اسی سال قبۃ النسر میں مغربی جانب چار شطبع بنائے گئے، اور اسی سال فتح الدین بن القیسرانی کو دمشق کی وزارت سے معزول کر کے تقی الدین بن توبہ التکریتی کو منتخب کیا گیا۔

## اس سال فوت ہونے والے نامور

**حضرات عز الدین بن غانم واعظ** ...... عبدالسلام بن احمد بن غانم بن علی بن ابراہیم بن عساکر بن حسین عز الدین ابو محمد الانصاری المقدسی، ماہر و مایہ ناز واعظ اور فصیح شاعر تھے، ابن الجوزی اور اس کے جیسوں کے طریق کے پیروکار تھے، قطب الدین نے ان کی بہت سی عمدہ چیزیں نقل کی ہیں، لوگوں کے نزدیک بڑے مقبول تھے، ایک بار انہوں نے کعبہ معظم کے سامنے گفتگو کی اس مجلس میں شیخ تاج الدین بن الفزاری، شیخ تقی الدین بن دقیق العید اور یمن کے ابن العجیل جیسے علماء اور دوسرے لوگ موجود تھے اس گفتگو میں اس نے عمدہ، فائدہ مند اور بلیغ وخوبصورت باتیں کیں، اس مجلس کی تفصیلات شیخ تاج الدین ابن الفزاری نے نقل کی ہیں اور فرمایا کہ اس وقت وہ ۷۰ برس کی عمر میں تھے۔

**الملک السعید بن الملک الظاہر** ...... برکہ خان ناصر الدین محمد بن برکہ خان ابو المعالی بن سلطان الملک الظاہر رکن الدین بیبرس البندقداری، اس کے والد نے اپنی حیات میں اس کے لئے امراء سے بیعت لی، جب اس کے والد کا انتقال ہوا تو ۱۸ سال کی عمر میں اس کے ہاتھوں پر سلطنت کی بیعت کی گئی، ابتداء میں معاملات نیک بختی کے ساتھ چلتے رہے پھر خاصکیہ والے اس پر قابو پا گئے اور یہ میدان اخضر میں ان کے ساتھ کھیلنے لگا، کہا جاتا ہے کہ یہاں کی پہلی غلطی تھی، کھیلتے کھیلتے کبھی ان کی باری آتی تو وہ ان کے لئے نیچے اترتے، کبار امراء نے اسے نامناسب سمجھا اور کہا کہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ان کا بادشاہ بچوں کے ساتھ کھیلے اور آپ کو ان میں سے ایک جیسا خیال کرے، چنانچہ ان لوگوں نے اس سے مراسلت کی تاکہ وہ پرانی حرکتوں سے باز آ جائے لیکن اس نے قبول نہیں کیا تو اسے برطرف کر دیا جیسے کہ گذر چکا ہے اور اواخر رجب میں سلطنت الملک المنصور قلاوون کے حوالے کر دی، اسی سال بروز جمعہ ۱۱ ذی القعدہ کو کرک میں فوت ہوا۔

کہا جاتا ہے کہ اسے زہر دیا گیا تھا، اللہ تعالیٰ ہی بہتر جاننے والا ہے، پہلے اسے جعفر اور اس کے دوسرے ساتھی جو اس کی موت سے قبل قتل کر دیئے گئے کے ساتھ دفن کر دیا گیا۔ پھر اسے دمشق لے جا کر ۶۸۰ھ میں اس کے والد کے مقبرہ میں دفن کر دیا گیا، اس کی وفات کے بعد کرک کا حاکم اس کا بھائی نجم الدین خضر اور الملک المسعود کا لقب اختیار کیا، لیکن المنصور نے اس سے یہ بھی چھین لیا جیسے کہ ان شاء اللہ بیان ہوگا۔

# آغاز ۶۴۹ھ

۲ محرم بروز اتوار اس سال کا پہلا دن تھا، خلیفہ مستعصم باللہ تھا اور مصر اور شام کے بعض علاقوں کا سلطان الملک المعز عزالدین ایبک ترکمانی تھا اور دمشق اور اس کے مضافات پر سلطان ناصر کا قبضہ تھا، الکرک کا حاکم الملک المغیث عمر بن العادل تھا، حماۃ کا حکمران الملک المنصور محمد بن المظفر تقی الدین محمود تھا، حمص اور تدمر پر الملک الاشرف موسیٰ تھا، موصل پر بدر الدین لؤلؤ تھا، آذربائیجان، دیار بکر، خلاط اور اس کے قریبی علاقے تاتاریوں کے زیر دست تھے اسی طرح بلاد روم بھی ان کے قبضے میں تھی لیکن وہاں کا حاکم غیاث الدین بن رکن الدین معروف تھا جو کہ ان کا حاکم تھا، یمن کا حاکم الملک المظفر شمس الدین یوسف بن عمر تھا، مکہ شریف کا حاکم محمد الدین بن ابی سعد حسنی تھا اور مدینہ منورہ کا حکمران عزالدین بن جماز بن شیحہ حسینی تھا۔

اس سال کے آغاز میں سلطان الملک الناصر سوار ہو کر قلعہ سے میدان کی طرف آگئے، امراء اور سربراہان فوج ساتھ تھے ان کے سامنے حسب دستور وزراء اور حضرات ان کے ساتھ سوار تھے، میدان میں گھوڑے دوڑائے پھر لوٹ کر قلعہ میں واپس آئے، اس سال امیر شرف الدین بن ... کی سرزمین فتح ہوئی اور اس سے پہلے ... الملک الکامل کی ... حاضر خدمت ہوا الملک ... نے ... شمس الدین بن ... شامل کرنے کا حکم دیا اور ... عہدہ بھی ابن ... الدین سے لے کر ان کے حوالے کیا۔

جب مصر میں الملک المعز کو شام میں سلطان الناصر کی حکومت کی اطلاع ملی تو اس نے ایک بھاری لشکر بھیجا جس نے سلطان الناصر کی فوج کو بھی شکست دی اور ... مصری لشکر ... کے قریب پہنچ گیا، الملک الکامل نے الجہاد ... کا حکم دیا ... چنانچہ سلطان ... اور ساتھ والوں کے لئے ... بڑی تعداد سے خدمت کی ... امیر شرف الدین ... بن ... اور شہاب الدین ... آئے ... بہت سے نوجوان اور ... کے لوگوں کی بڑی تعداد بھی آ کر ملی ... مصری لشکر امیر ... الدین ... کی سربراہی میں آئے ہوئے تھے۔

جب دونوں لشکر ... کے سامنے ... ہو گئے تو ان کے ... جاری رہی ... لوگوں کی بڑی تعداد قتل ہوئی، ملک الکامل سلطان الناصر نے بڑی بہادری دکھائی لیکن فوج نے اس کے ساتھ ... کیا ... مصری ... بعض ہر طرف سے شکست ... کے ساتھ ... گئے، چنانچہ اس کے پاس ... کی ... ایک ... سے ... کر ... کے ... شکست کھا کر بھاگنے کے علاوہ کوئی چارہ نہیں ہوا ... نے ... کی طرف ... اس ... میں ... کے ... جانوروں کے ... شکست ... ہوئے ... ملک ... کو ... وقت ... بند ہونے کی وجہ سے باہر پڑاؤ ڈالے ہوئے تھا اس ... قصد ... جب ... مصری ... سے ... گیا ... بیان ... نے ... الناصر نے قید ... تھا ...

... سے ... تک ... آزادی کی ... کر دیئے۔

اسی دوران ... کے ... تھے بڑی ... کے ... میں ... اور ... کی طرف سے ... بعض ... الملک ... کو ... سے ... گئے ... اور ... کی ... ایک ... تھا ... میں ... کو ... کے ... بعد ... ساتھ ... اس کے ... سے ... ہوا ... کی ... سلطنت کی جانب سے ایک خط آیا جس میں ... کا ... ساتھ ... ایک ... ہے ... جب ... کے ... نے ...

جمعہ پڑھی اور امراء کو سلام کیا اور امراء نے ان کی بہت تکریم و تعظیم کی لوگ ان کی برقراری اور ان سے عفو کے حکم سے بہت خوش ہوئے۔

جب سنقر الاشقر کی تلاش میں فوجیں نکلیں تو اس نے امیر عیسیٰ بن مہنا کو چھوڑ کر ساحل کی طرف چلا گیا اور بہت سے قلعوں پر قبضہ جمالیا جس میں صہیون کا قلعہ بھی تھا جس میں اس کی اولاد اور مال و متاع تھے اور حقیقت قلعوں میں بلاطنس، برزیہ، عکا، جبلہ، لاذقیہ، شغر بکاس اور شیزر کے قلعے تھے، وہاں اس نے امیر عز الدین ازدمر الحاج کو اپنا نائب مقرر کیا اور سلطان المنصور نے شیزر کے محاصرے کے لئے فوج کا ایک دستہ روانہ کیا اسی دوران جب تاتاریوں کو مسلمانوں کے اس اختلاف کی ہوا لگی تو انھوں نے حملہ کر دیا یہ دیکھ کر لوگ تمام علاقوں سے شام کی طرف بھاگ گئے پھر شام سے مصر کی طرف گئے، اور تاتاری حلب پہنچ کر بہت سے لوگوں کو قتل کر کے فوج کی بڑی تعداد کو خوفزدہ کر دیا، اور ان کا گمان تھا کہ سنقر الاشقر کی فوج المنصور سے مخالف ہونے کی وجہ سے ان سے مل جائے گی۔ لیکن انھوں نے معاملے کو برعکس پایا کیونکہ منصور نے سنقر الاشقر کو لکھا کہ تاتاری مسلمانوں پر حملہ کر چکے ہیں، اور مصلحت اسی میں ہے کہ ہم متفق ہو جائیں تاکہ مسلمان ہمارے اور تاتاریوں کے درمیان میں آ کر پسے نہ جائیں، اور اگر وہ ان علاقوں پر قابض ہو گئے تو ہم میں سے کسی کو بھی نہیں چھوڑیں گے۔

چنانچہ سنقر نے بھی اطاعت اور فرمانبرداری کا جواب لکھا اور اپنے قلعہ سے نکل کر اپنی فوج کے ساتھ باہر خیمے لگائے کہ اگر اسے طلب کیا جائے تو وہ فوری تیار ہو کر جواب دے سکے، اور اس کے تابعین بھی اپنے قلعوں سے نکل کر تاتاریوں کے مقابلے کے لئے تیار ہو گئے، الملک المنصور بھی اواخر جمادی الآخر میں فوجوں کے ساتھ مصر سے نکلا، بروز جمعہ ۲۰ جمادی الآخر کو دمشق کی جامع مسجد کے منبر پر سلطان کی جانب سے موصول شدہ خط پڑھا گیا کہ اس نے اپنے بیٹے علی کو ولی عہد بنا کر الملک الصالح کا لقب دیا ہے، جب خط پڑھ کر فارغ ہوئے تو ایلچیوں نے آ کر خبر دی کہ تاتاری حلب چھوڑ کر اپنے علاقوں کی طرف لوٹ گئے ہیں کیونکہ انھیں مسلمانوں کے اتفاق کی اطلاع مل گئی تھی، مسلمان اس سے بہت خوش ہوئے، وللہ الحمد، یہ سن کر المنصور بھی غزہ پہنچنے کے بعد مصر کی طرف لوٹ گیا اس سے وہ شام کی تاتار کو ختم کرنا چاہتا تھا، وہ نصف شعبان کو مصر پہنچ گیا۔

جمادی الآخر میں برہان الدین السنجاری کو دوبارہ مصر کی وزارت دی گئی اور فخر الدین بن لقمان پھر کتابت انشاء کی طرف لوٹ گیا اور آخر رمضان میں ابن رزین کو دوبارہ قضا کا عہدہ سونپا گیا اور ابن بنت الاعز کو معزول کر دیا گیا، قاضی شمس الدین بن شکر المالکی اور معین الدین الحنفی کو بھی دوبارہ قاضی بنا دیا گیا، اور حنابلہ کی قضا عز الدین المقدسی کو سونپی گئی، ذی الحجہ میں حلبی علاقوں ابن خلکان کے حوالے کرنے کا حکم آیا کہ وہ اپنے نائبین میں سے جسے چاہیں وہاں مقرر کر دیں۔

ذی الحجہ کے آغاز میں الملک المنصور مصر سے فوجیں ساتھ لے کر شام کا قصد کر کے روانہ ہوا اور مصر میں اپنی واپسی تک اپنے بیٹے الملک الصالح کو نائب مقرر کیا۔

شیخ قطب الدین نے بیان کیا ہے کہ عرفہ ۹ ذی الحجہ کے دن مصر میں بڑے بڑے اولے گرے جس سے بہت سی فصلیں تباہ ہو گئیں، اسکندریہ میں بجلی گری اور جبل الاحمر کی ایک چٹان پر دوسری بجلی گری جس سے وہ چٹان جل گئی وہ لوہے جا کر پگھلایا گیا تو اس سے رطل مصری کے بہت سے اوقیے نکلے، سلطان نے اپنی فوجوں کے ساتھ آ کر عکا کے سامنے پڑاؤ ڈالا تو فرنگی بہت خوف زدہ ہو گئے اور تجدید معاہدہ کے لئے مراسلت کی اور امیر عیسیٰ بن مہنا عراق سے اسی منزل میں المنصور کی خدمت میں حاضر ہوا تو سلطان نے اپنی فوج کے ساتھ اس کا استقبال کیا اور اس کا بڑا اکرام و احترام کیا اور اس کے ساتھ درگذر، معافی اور احسان کا معاملہ کیا۔

## اس سال فوت ہونے والے نامور حضرات

**امیر کبیر جمال الدین آقوش شمسی** اسلام کے امراء میں سے ایک تھے، عین جالوت کے دن تاتاری کے ایک قائد لیڈر کتبغا نوین کو انھوں نے ہی قتل کر دیا تھا، انھوں نے ہی ۶۷۸ھ میں حلب میں عز الدین ایدمر الظاہری کو قید کر دیا تھا حلب میں ہی ان کی وفات ہوئی۔

**شیخ صالح داؤد بن حاتم** —— بن عمر الحبال حنبلی مسلک کے تھے ان کی کرامات، احوال اور بہت مکاشفات مشہور ہیں ان کے اصل

آبا و اجداد حران کے تھے، لیکن بعلبک میں مقیم تھے ۹۶ برس کی عمر میں وہیں وفات پائی شیخ قطب الدین بن شیخ فقیہ یونینی نے ان کی تعریف کی ہے۔

**امیر کبیر نور الدین**...... علی بن عمر ابو الحسن الطوری، اکابر امراء میں سے تھے ۹۰ برس سے کچھ اوپر عمر پائی، ان کی وفات کا سبب یہ بنا کہ سنقر الاشقر کی صف بندی کے دن وہ گھوڑے کے سموں کے نیچے گر پڑے اس کے بعد دو ماہ تک بیمار رہ کر فوت ہو گئے اور قاسیون کے دامن میں دفن کیے گئے۔

**شاعر الجزار**...... ابو الحسین جمال الدین یحییٰ بن عبد العظیم بن یحییٰ بن محمد بن علی المصری ہے، وہ گو شاعر تھے، الجزار کے نام سے مشہور تھے، بادشاہوں، وزراء اور امراء کی مدح کی، بذلہ گو، ظریف اور شیریں کلام تھے ۶۰۱ھ یا ۶۰۲ھ میں پیدا ہوئے، اسی سال بروز شنبہ ۱۲ شوال کو فوت ہوئے۔ یہ اس کے اشعار ہیں:

مجھے چکلو سردی کی وجہ سے مجھے ایسی ٹھرک لگ گئی ہے جسے میں بھلا نہیں سکتا اور میرے پیٹ میں آگ بھڑک رہی ہے، امیدوں نے مجھے ماتم کا لباس پہنا دیا ہے کہ دیکھو میرا جسم ننگا ہے حالانکہ میرے پاس پوستین اور کپڑے ہیں جب بھی ٹھنڈ میرے جسم کو نیلا کرتی ہے تو میرا گمان ہوتا ہے وہ سنجاب ہے۔

اس کے والد نے ایک بڑھیا سے شادی رچائی تو اس نے کہا:

میرے بڑے والد نے ایک ایسی بوڑھیا سے شادی کی ہے جس میں عقل ہے نہ ذہن وہ اپنے فرش پر گویا ایک بوسیدہ ہڈی ہے اور اس کے بال اس کے ارد گرد روئی کے گالے ہیں، وہ مجھ سے کہا: اس کی عمر کتنی ہے، میں نے کہا اس کے منہ کوئی دانت نہیں (عربی میں عمر اور دانت کے لئے لفظ سن استعمال ہوتا ہے۔ مترجم) اگر وہ اندھیرے میں اپنی پیشانی کو ظاہر کرے تو جن بھی اسے دیکھنے کی جرأت نہیں کریں گے۔

## آغاز ۶۸۰ھ

اس سال کا آغاز ہوا تو خلیفہ حاکم بامر اللہ اور سلطان بلاد الملک المنصور قلاوون تھے ۱۰ محرم کو سلطان اور اہل عکا و اہل مرقب کے مابین معاہدہ طے پایا ان دنوں وہ روحاء میں پڑاؤ ڈالے ہوئے تھا وہاں اس نے اپنی امراء میں بہت سے امراء کو گرفتار کر لیا اور دوسرے کچھ بھاگ کر قلعہ صہیون میں سنقر الاشقر کی خدمت میں گئے، ۱۹ محرم کو المنصور دمشق میں داخل ہو کر قلعہ میں اترا، شہر کو اس کے لئے سجایا گیا تھا، ۲۹ محرم کو اس نے ابن خلکان کو معزول کر کے عز الدین بن الصائغ کو قاضی بنایا، اوائل صفر میں حنابلہ کی قضا کو نجم الدین بن شیخ شمس بن ابی عمر نے سنبھالا، ان کے والد کے مستعفی ہونے سے اب تک یہ منصب خالی تھا، اسی ماہ میں حلب کی قضاء پر تاج الدین یحییٰ بن محمد بن اسماعیل الکردی کو مقرر کیا گیا۔ اسی مہینہ میں الملک المنصور نے دار العدل میں بیٹھ کر فیصلے کئے اور مظلومین کو انصاف دیا، حماۃ کا حکمران آیا تو منصور نے خود جا کر اس کا استقبال کیا اور وہ باب الفرادیس میں اس کے گھر میں اترا۔

ربیع الاول میں الملک المنصور قلاوون اور الملک الکامل سنقر الاشقر کے درمیان ان شرطوں پر صلح ہوئی کہ سنقر شیرز کا قلعہ المنصور کے حوالے کر کے اس کے عوض انطاکیہ، کفر طاب اور شغر بکاس وغیرہ کے قلعے لے لے اور وہ اپنے علاقوں کی حفاظت کے لئے چھ سو شہسوار رکھے دونوں نے اس پر حلف اٹھایا اور اس کی وجہ سے خوشی کے شادیانے بجائے گئے، اسی طرح الکرک کے حاکم خضر بن الظاہر اور الملک المنصور کے درمیان اس بات پر صلح ہوئی کہ خضر کے ہاتھ میں موجود علاقے اس کے پاس رہنے دئے جائیں اور ان باتوں کی تمام علاقوں میں منادی کرا دی گئی۔

اسی مہینے کے پہلے عشرے میں دمشق میں شراب اور زنا کی ضمانت و مکس اس کے لئے شیخ اور سخت آدمی مقرر کیا گیا، لیکن علماء، صلحاء اور عبادت گزاروں کی ایک جماعت اس کے ابطال کے لئے کھڑی ہو گئی چنانچہ بیس روز کے بعد اس کو باطل قرار دے کر شراب گرائی گئی اور حدود قائم کیے گئے۔

وللہ الحمد والمنہ۔

۱۹ ربیع الاول کو خاتون برکہ خان، الملک الظاہر کی بیوی اپنے بیٹے السعید کی لاش کو الکرک کے قریب قریۃ المساجد سے اٹھا کر مقبرہ ظاہریہ میں اس کے والد کے پاس دفن کرنے کے لئے لے کر آئی، تو دروازے کی رسیاں اٹھائی گئیں اور اسے اس کے والد کے پاس دفن کر دیا گیا، اس کی والدہ حمص کے حاکم کے گھر میں اتری اور اس کے رہنے کے لئے جگہ بنائی گئی، ۲۱ ربیع الآخر کو مذکورہ مقبرہ میں اس کے بیٹے کی تعزیت کی مجلس عمل میں آئی، سلطان المنصور، ارباب حکومت قراء اور واعظین اس میں شریک ہوئے، ربیع الآخر کے آخری ایام میں التقی بن توبہ التکریتی کو دمشق کی وزارت سے معزول کر دیا گیا، بعد میں اسے تاج الدین السنہوری نے سنبھالا، تاتاریوں کے پہنچنے کی وجہ سے سلطان نے مصر وغیرہ کی علاقوں کی طرف خطوط لکھ کر فوجیں منگوائیں، چنانچہ احمد بن حجی عرب کے بہت سے لوگوں کو ساتھ لے کر آیا اور کرک کا حاکم الملک المسعود بھی بروز ہفتہ ۱۲ جمادی الآخر کو سلطان کی مدد کے لئے پہنچ گیا، ہر طرف سے لوگ جوق در جوق اس کے پاس آنے لگے، ترکمان اور اعراب وغیرہ بھی آگئے۔

دمشق میں افواہوں کی بھی کثرت ہو گئی، اور افواج بھی بڑی تعداد میں جمع ہو گئی، لوگ بلاد حلب اور ان اطراف سے تاتاری دشمنوں کے ظلم کے خوف سے اموال اور فصلوں کو چھوڑ کر بھاگ گئے، اور تاتاری منکوتمر بن ہلاکو کی قیادت میں حلب تک پہنچ گئے، اور منصوری افواج ایک دوسرے کے پیچھے نواحی حلب کی طرف چلی گئیں، تاتاری اواخر جمادی الآخر میں الرحبہ میں اعراب کی ایک جماعت سے دوچار ہو گئے، تاتاریوں کا بادشاہ بھی پوشیدہ طور پر اپنے ساتھیوں کو دیکھ رہا تھا کہ وہ کیا کرتے ہیں اور دشمن سے کیسے لڑتے ہیں، پھر منصور جمادی الآخر کے آخری ایام میں دمشق سے نکلا، اور خطباء نے جامع مسجدوں وغیرہ میں نمازوں اور خارج نماز قنوت نازلہ پڑھنے لگے، اور سلطان کی طرف سے دیوانوں اور دفتروں میں ذمیوں کو مسلمان بنانے اور نہ ماننے والوں کو صلیب پر لٹکانے کا حکم آیا، جب ان میں سے منکرین کو سوق الخیل میں صلیب کے سامنے لایا گیا تو وہ کہنے لگے کہ ہم ایمان لائے ہیں اور حاکم نے ہمارے اسلام کا فیصلہ سنایا ہے، اور ان کے گلے میں رسیاں ڈالی گئیں چنانچہ انھوں نے اسی حالت میں اسلام قبول کیا اور مجبوراً مسلمان ہو گئے، الملک المنصور نے "حمص" پہنچنے کے بعد الملک الکامل سنقر الاشقر کو مدد کے لئے بلاوا بھیجا۔

چنانچہ جب وہ آیا سلطان نے اس کا بہت اکرام اور احترام کیا، اور اس کے رہنے کے لئے جگہ بنائی، اور تمام فوجیں مکمل طور پر الملک المنصور کی قیادت میں دشمن کا مقابلہ کرنے کے لئے خلوص دل کے ساتھ پرعزم تھیں، سلطان کے خروج کے بعد لوگ جامع دمشق میں جمع ہو گئے، اور مصحف عثمانی کو سامنے رکھ کر اللہ کے حضور اسلام اور اہل اسلام کی دشمن پر فتح کے لئے دعائیں مانگنے لگے، اور اسی طرح مصحف کو سروں پر رکھ کر روتے ہوئے، دعائیں کرتے ہوئے اور گڑگڑاتے ہوئے عیدگاہ کی طرف نکل گئے، اور تاتاری تھوڑا تھوڑا آگے بڑھتے رہے حتیٰ کہ جب حماۃ پہنچے تو سلطان کے محل اور باغ اور وہاں کے تمام عمارتوں کو جلا کر خاکستر کر دیا اور سلطان المنصور حمص میں ترک، ترکمن اور دیگر بہت بڑی فوج کے ساتھ خیمہ زن تھا، اور تاتاری ایک لاکھ سے زائد جنگجوؤں کے ساتھ آگے بڑھ رہے تھے، انا للہ وانا الیہ راجعون ولا حول ولا قوۃ الا باللہ۔

**معرکہ حمص**...... بروز جمعرات ۱۴ رجب کو طلوع شمس کے وقت دونوں فوجیں بالمقابل ہو گئیں، تاتاریوں کے لشکر میں ایک لاکھ شہسوار تھے، جبکہ مسلمانوں کی فوج اس کے نصف کے برابر یا نصف سے کچھ زیادہ تھی، دونوں فوجیں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے مزار اور رستن کے درمیان میں پھیلی ہوئی تھیں، ایسی زبردست لڑائی لڑی گئی کہ اس سے قبل کے طویل زمانے میں ایسی لڑائی دیکھی نہیں گئی تھی، دن کے ابتداء میں تاتاری غالب رہے، میسرہ (فوج کے بائیں حصے) کو شکست دی میمنہ (دایاں حصہ) میں بھی کچھ اضطراب آیا، (واللہ المستعان) قلب کے بائیں بازو کو بھی توڑ دیا، لیکن سلطان نے تھوڑی سی جماعت کے ساتھ زبردست ثابت قدمی کا مظاہرہ کیا، مسلمانوں کی فوج کے بہت سے لوگ شکست کھا کر بھاگے اور تاتاری ان کے پیچھے لگے رہے حتیٰ کہ وہ بحیرہ حمص پہنچے وہاں سے حمص پہنچے لیکن اس کے دروازے بند تھے تو انھوں نے عوام وغیرہ میں سے بہت سوں کو قتل کر دیا اور مسلمان پر ہلاکت کے گہرے بادل منڈلا رہے تھے، پھر سلطان کی ثابت قدمی کو دیکھ کر بہادر اور شہسوار امراء جیسے سنقر الاشقر، بیسری، طیبرس الوزیری، بدر الدین امیر سلاح، اتامش السعدی، حسام الدین لاجین، حسام الدین طرنطائی اور الدویداری وغیرہ باہم مشورہ کر کے سلطان کی طرف لوٹ گئے اور نیک نیتی کے ساتھ متعدد حملے کئے اور مسلسل یکے بعد دیگرے حملے کئے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت وقوت سے تاتاریوں کو شکست دی اور منکوتمر زخمی ہو گیا۔

العرض کی جانب سے آیا ہوا امیر عیسیٰ بن مہنا تاتاریوں سے ٹکرا گیا، اس کے ٹکرانے سے تاتاری بوکھلا گئے، اور ان کی شکست تمام ہو گئی، اور تاتاریوں کی بہت ہی بڑی تعداد قتل ہوئی، شکست خوردہ مسلمانوں کا تعاقب کرنے والے تاتاری جب واپس آئے تو دیکھا ان کے ساتھی شکست کھا کر بھاگ رہے ہیں اور مسلمان مجاہدین ان کا تعاقب کر کے انھیں قتل کر رہے ہیں اور گرفتار کر رہے ہیں اور سلطان جھنڈوں کے پیچھے ایک ہزار سواروں کے ساتھ اپنی جگہ ثابت قدم ہے اور اس کے پیچھے طبل بجائے جا رہے ہیں تو انھیں لالچ نے ابھارا اور وہ وہاں سے اٹھ گئے لیکن سلطان نے عظیم جرات قدمی دکھائی اور پیچھے سے انھیں آ لیا تو ان میں سے اکثر قتل ہو گئے اور یہ مکمل فتح تھی، اور تاتاری غروب سے پہلے ہی شکست کھا کر دو حصوں میں بٹ گئے تھے ایک حصہ سلمیہ اور البریہ کی طرف جبکہ دوسرا حصہ حلب اور فرات کی طرف چلا گیا، سلطان نے ان کے تعاقب میں لشکر روانہ کیا، بروز جمعہ ۱۵/ رجب کو دمشق میں فتح کی خوشخبری کا بطاقہ آیا، لوگوں نے شمعیں روشن کیں، شہر کو سجا کر خوشیاں منائیں اور بہت خوش ہوئے، ہفتہ کی صبح کو شکست خوردہ امراء میں سے بیلیک الناصری اور الحاق وغیرہ نے آ کر لوگوں کو ابتدائے معرکے کے حالات وشکست کی خبر دی کیونکہ انھوں نے بعد کے حالات کا مشاہدہ نہیں کیا تھا تو لوگوں کو بڑا قلق اور شدید خوف ہوا اور بہت سے بھاگنے کی تیاری کرنے لگے اور لوگ اسی اضطراب میں تھے کہ قاصدوں نے آ کر تمام حالات کی تفصیلات بتائیں تو لوگ آپے میں آ گئے اور بہت خوش ہوئے۔ وللہ الحمد والمنہ۔

سلطان ۲۲/ رجب کو دمشق میں داخل ہوا اور اس کے ساتھ قیدی تھے ان کے ہاتھوں میں نیزوں کے اوپر مقتولین کے سر تھے، یہ بڑے ابتہاج کا دن تھا، سلطان کے ساتھ سنقر الاشقر کے ساتھیوں کا ایک گروہ بھی تھا جن میں علم الدین الدویداری بھی شامل تھا، سلطان فاتح و منصور آ کر قلعہ میں اترا اس کے لیے دعائیں اور محبت کی کثرت ہوئی، سنقر الاشقر حمص سے ہی سلطان کو رخصت کر کے صہیون لوٹ گیا تھا، تاتاری نہایت تباہ حالی میں شکست کھا گئے، ہر طرف سے انھیں چھینا جا رہا تھا اور ہر گھاٹی میں قتل کیے جا رہے تھے حتیٰ کہ فرات تک پہنچ کر ان میں سے بہت سے غرق ہو گئے، اور اہل بیرہ نے بھی آ کر بہت سوں کو قتل کر دیا، اور کچھ کو قیدی بنا لیا اور وہ بعض ان کا پیچھا کر کے انھیں شہروں سے بھگا رہے تھے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے شر سے لوگوں کو راحت عطا فرمائی۔

سادات امراء کی ایک جماعت اس معرکے میں شہید ہوئی جن میں امیر کبیر الحاج عزالدین ازدمر جمدار بھی تھے انھوں نے ہی تاتاریوں کے حاکم منکوتمر کو زخمی کیا تھا، وہ یوں کہ ان کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ مجھے اس پر حملہ کرنا چاہیے چنانچہ انھوں نے اپنا نیزہ دکھایا اور اس تک پہنچ کر نیزہ مار کر اسے زخمی کر دیا یہ دیکھ کر تاتاریوں نے انھیں شہید کر دیا رحمہ اللہ تعالیٰ، حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے مزار کے قریب انھیں دفن کر دیا گیا۔

بروز یک شنبہ ۲/ شعبان کو سلطان مصر کے ارادے سے علم الدین الدویداری کو ساتھ لے کر نکلا، لوگ اس کے لئے دعائیں کر رہے تھے، علم الدین الدویداری غزہ سے واپس ہوا کیونکہ اسے شام میں مصالح کی نگرانی اور دیکھ بھال کا عہدہ سونپا گیا تھا، سلطان ۱۲/ شعبان کو مصر میں داخل ہوا اور شعبان کے آخری ایام میں قاہرہ اور مصر کی قضا قاضی وجیہ الدین البہنسی الشافعی کے حوالے کی، ایک شنبہ کے دن ۱۷/ رمضان کو دمشق میں مدرسہ جوہریہ کا افتتاح اس کے بانی کی حیات میں ہوا اور اسے شیخ نجم الدین محمد بن عباس بن ابی المکارم التمیمی الجوہری نے وقف کیا تھا، اور حنفیہ کے قاضی حسام الدین الرازی نے انھیں درس دیا، ۲۹/ شعبان، ہفتہ کی صبح کو سحری کے وقت میں مدرسہ ابی عمر کی اذان گاہ کا منارہ جامع مظفری کے اوپر گرا جس سے ایک شخص جاں بحق ہو گیا جبکہ بقیہ جماعت کی اللہ تعالیٰ نے حفاظت کی۔ ۱۰/ رمضان کو دمشق میں شدید ہوا کے ساتھ بڑی برف باری ہوئی اور بہت اولے گرے، ایک ہاتھ کے بقدر برف زمین سے اوپر تھی، سبزیاں تباہ ہو گئیں اور لوگوں کا نظام معاش معطل ہو گیا، شوال میں سنجار کا حاکم تاتاریوں سے بھاگ کر اپنے اہل وعیال اور مال کے ساتھ سلطان کی اطاعت میں شامل ہونے کے لئے دمشق آیا، نائب شہر نے اکرام کے ساتھ اس کا استقبال کیا اور عزت واحترام کے ساتھ اسے مصر روانہ کر دیا۔

شوال ہی میں زبردستی مسلمان کیے جانے والے ذمیوں کے لئے ایک مجلس منعقد کی گئی کیونکہ مفتیوں کی جماعت نے فتویٰ لکھا تھا کہ انھیں جبراً مسلمان کیا گیا ہے لہٰذا انھیں اپنے دین کی طرف لوٹنے کا حق حاصل ہے اور انھوں نے قاضی جمال الدین بن ابی یعقوب مالکی کے سامنے آ کر ثابت کر دیا چنانچہ ان میں سے اکثر اپنے دین میں واپس داخل ہو گئے اور پہلے کی طرح ان پر جزیہ مقرر کیا گیا، اللہ تعالیٰ اس دن ان کے چہروں کو سیاہ کرے جس دن بعض چہرے سفید ہوں گے اور بعض دوسرے سیاہ ہوں گے، بیان کیا جاتا ہے کہ مزید برآں ان پر بڑے مال کا تاوان ڈالا گیا تھا، اللہ

تعالیٰ انھیں ذلیل کرے۔

ذی القعدہ میں سلطان نے ایتمش السعدی کو گرفتار کر کے قلعۃ الجبل میں قید کر دیا اور دمشق میں اپنے نائب سیف الدین بلبان الہارونی کو گرفتار کر کے اس کے قلعہ میں قید کر دیا، خمیس کی صبح ۲۹ ذی القعدہ بمطابق ۱۰ مارچ کو دمشق کی عیدگاہ میں لوگوں نے نماز استسقاء پڑھی اور دس روز کے بعد بارش ہوئی، اسی سال الملک المنصور نے الملک الظاہر کے اہل کی تمام عورتوں، بچوں اور خدام کو دیار مصریہ سے نکال کر الکرک الملک المسعود خضر بن الظاہر کی سرپرستی میں بھیج دیا۔

## اس سال فوت ہونے والے نامور حضرات

**شاہ تاتار ابغا بن ہلاکو خان**...... بن تولی بن چنگیز خان، بلند ہمت، دور اندیش، صاحب الرائے اور مدبر شخص تھا، پچاس برس کی عمر کو پہنچا تھا، بارہ برس اس کی حکومت کی مدت رہی، لیکن تدبیر و احتیاط میں اپنے والد کے مانند نہیں تھا، معرکہ حمص اس کی رائے اور مشورے سے نہیں ہوا بلکہ اپنے بھائی منکوتمر کی خواہش پر لڑائی کی تھی لہٰذا اس کی مخالفت نہیں کی۔ میں (ابن کثیر) نے بعض بغدادیوں کی تاریخ میں دیکھا تھا کہ منکوتمر شام سنقر اشقر کی دعوت پر آیا تھا، واللہ اعلم، ابغا خود معاملہ کی صورت حال کا مشاہدہ کرنے فرات کے قریب آ کر اترا تھا، لیکن جب اس نے اپنی فوج کی بری حالت دیکھی تو بڑا غمگین ہوا اور اس غم اور پریشانی سے مر گیا، اسی سال عیدین کے درمیان فوت ہو گیا، اس کے بعد ملک کو اس کے بیٹے احمد نے سنبھالا۔

**قاضی القضاۃ نجم الدین ابوبکر**...... بن قاضی القضاۃ صدر الدین احمد بن قاضی القضاۃ شمس الدین یحییٰ بن ہبۃ اللہ بن حسن بن یحییٰ بن محمد بن علی بن الشافعی بن سنی الدولہ، ۶۱۶ھ میں پیدا ہوئے، حدیث سن کر مذہب میں کمال حاصل کیا، اپنے والد کا نائب بن کر اپنی سیرت خوب بنائی، دولت مظفریہ میں مستقل قاضی بن کر قابل تعریف قرار پائے، شیخ شہاب الدین نے ان سے اور ان کے والد سے استفادہ کیا تھا، البرزالی فرماتے ہیں کہ احکام کے بارے میں متشدد اور خود رائے تھے، مصر میں مقیم رہ کر جامع مصر میں درس دیا، پھر دمشق لوٹ کر الامینیہ اور الرکنیہ میں مدرس رہے اور حلب کے قاضی بنے، وہاں سے پھر دمشق آئے تو سنجر نے انھیں دمشق کا قاضی بنایا، پھر ابن خلکان کی وجہ سے معزول کر دیے گئے، جیسا کہ بیان ہو چکا، بروز سہ شنبہ محرم میں فوت ہوئے اور دوسرے دن قاسیون میں اپنے دادا کے مقبرے میں دفن ہوئے۔

**قاضی القضاۃ صدر الدین عمر**...... بن قاضی تاج الدین عبدالوہاب بن خلف بن ابی القاسم العلائی ابن بنت الاعز المصری مذہب کے جاننے والے ماہر اور قاضی تھے، اپنے والد کی طرح احکام میں خود رائے تھے، ۱۰ محرم کو فوت ہوئے تھے القرافہ میں مدفون ہوئے۔

**شیخ ابراہیم بن سعید الشاغوری**...... بدچلن تھا، الجیعانہ کے نام سے دمشق میں معروف تھا، عوام اور کم عقل لوگوں کی زبان پر اس کے احوال و مکاشفات کا بڑا تذکرہ ہے، نماز اور روزوں کی پابندی نہیں کرتا تھا، اس کے باوجود عوام وغیرہ کی بڑی تعداد اس کی معتقد تھی، بروز یکشنبہ ۷ جمادی الاولیٰ کو فوت ہوا، قاسیون کے دامن میں بدچلن لوگوں کے مقبرے میں شیخ یوسف القمینی کے پاس دفن کیا گیا، شیخ یوسف کا اس سے قبل انتقال ہوا تھا، وہ البزوریین میں شہید ہونے والے شخص نور الدین کے قمین نامی حمام میں رہتا تھا اور نجاسات و گندگیوں پر بیٹھا رہتا، دیہاتی لباس پہن کر گلیوں میں نجاسات پر پڑا رہتا تھا، لوگوں میں اس کی بڑی مقبولیت، محبت اور اطاعت تھی، عوام اس کی محبت اور اعتقاد میں غلو سے کام لیتے تھے اور اس کی کرامات اور مکاشفات کا تذکرہ کرتے، یہ سارے عوام اور بیہودہ لوگوں کے خرافات ہیں جیسا کہ وہ دوسرے مجانین اور بے وقوفوں کے بارے میں یقین رکھتے ہیں۔

شیخ یوسف القمینی کی وفات پر عوام وغیرہ اس کے جنازے میں کثیر تعداد میں شریک ہوئے، اس جنازے میں بڑا انبوہ تھا، لوگوں کے کندھوں پر جب اسے قاسیون کے دامن کی طرف اٹھایا گیا تو جنازے کے آگے شور، چیخ و پکار اور ہا ہو کا بازار گرم تھا اور دوسرے عوام کی بدعات ہو رہی تھیں حتیٰ کہ

اسے قاسیون (اکراد) چلی لوگوں کے مقبرے میں دفن کر دیا گیا، بعض لوگوں نے اس کی قبر پر خاص اہتمام سے منقش پتھر لگوائے اور اس کی قبر پر رنگ و روغن والی چھت ڈالی گئی اور چبوترہ اور دروازے بنا کر بڑا غلو اور زیادتی کی گئی اور ابراہیم الجیعانہ اور ایک دوسری جماعت ایک مدت تک اس کی قبر پر قرأت و ذکر کے ساتھ مجاور رہے۔

مقصود یہ کہ شیخ یوسف القمینی کی موت کے وقت شیخ ابراہیم الجیعانہ اپنے متبعین کی ایک جماعت کے ساتھ الشاغور سے چیختے، پکارتے اور شور کرتے باب الصغیر تک یہ کہتے ہوئے آئے کہ ہمیں شہر میں داخلے کی اجازت مل گئی! ہمیں شہر میں داخلے کی اجازت مل گئی! اس بات کو بار بار کہہ رہے تھے، جب اس سے اس کے متعلق دریافت کیا گیا تو کہنے لگا کہ مجھے بیس سال ہو گئے ہیں کہ میں دمشق کی دیوار سے اندر داخل نہیں ہوا کیونکہ میں جب بھی اس کے کسی دروازے پر آتا تو اس درندے کو وہاں دیکھ کر اس کے خوف سے اندر داخل ہونے کی ہمت نہ کر پاتا، جب وہ مر گیا تو ہمیں شہر میں آنے کی اجازت مل گئی۔ یہ رذیل اور کمینے لوگوں کی عوام و بے وقوفوں میں رواج دادہ باتیں ہیں۔ عوام تو ہر چیخنے والے کے پیروکار بن جاتے ہیں کہا جاتا ہے شیخ یوسف کے پاس جو خطوط آتے تھے انہیں الجیعانہ کے پاس بھیج دیتا تھا، اللہ تعالیٰ ہی اپنے بندوں کے احوال کا زیادہ جاننے والا ہے اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے اور وہی حساب بھی لے گا۔

اس سے قبل ہم بتا چکے ہیں کہ معرکہ حمص میں شہید ہونے والے امراء میں امیر عز الدین ازدمر السلاح داری بھی تھے ان کی عمر ساٹھ برس تھی، اچھے امراء میں سے تھے زبردست عالی ہمت تھے امید ہے کہ اس کے بدلے انہیں جنت میں بھی بلند جگہ ملے گی۔

**قاضی القضاۃ تقی الدین** ...... ابو عبداللہ محمد بن حسن بن رزین بن موسیٰ العامری الحموی الشافعی ۶۰۳ھ میں پیدا ہوئے، حدیث کا سماع کیا، تقی الدین بن الصلاح سے استفادہ کیا، دار الحدیث میں ایک مدت تک امام رہے، اور الشامیہ میں مدرس بنے، دمشق میں بیت المال کے وکیل رہے، پھر مصر جا کر متعدد مدارس میں درس دیا اور مصر کے قاضی مقرر ہوئے، بڑے قابل قدر تھے، ۳ رجب یک شنبہ کی رات کو فوت ہوئے المقطم میں دفن کیے گئے۔

**الملک الاشرف مظفر الدین** ...... موسیٰ بن الملک الزاہر مجیر الدین داؤد مجاہد بن اسد الدین شیرکوہ بن الناصر ناصر الدین محمد بن اسد الدین شیرکوہ بن شاذی بن صاحب حمص، بروز ہفتہ ۲۳ ذی القعدہ کو ان کا انتقال ہوا قاسیون میں اپنے مقبرے میں دفن ہوئے۔

**شیخ جمال الدین الاسکندری** ...... ذی القعدہ میں وفات پا گئے، دمشق کے ریاضی دان تھے، مینارہ فیروز کے نیچے ان کا ایک مکتب تھا، بڑی خلقت نے ان سے استفادہ کیا ہے، اپنے زمانے میں ریاضی و حساب کے شیخ تھے۔

**شیخ علم الدین ابو الحسن** ...... محمد بن امام ابی علی حسین بن عیسیٰ بن عبداللہ بن رشیق الربعی المالکی المصری القرافۃ میں دفن ہوئے ان کا جنازہ بڑا پر ہجوم تھا لوگوں کی ایک کثیر تعداد جمع تھی، زبردست فقیہ اور مفتی تھے، حدیث کا سماع کیا، ۸۵ برس کی عمر کو پہنچے تھے۔

**الصدر الکبیر ابو الغنائم** ...... محمد بن مسلم بن علی بن مکی بن خلف بن غیلان القیسی الدمشقی ۵۹۴ھ کو ان کی ولادت ہوئی، بڑے رؤسا اور بڑے خاندان والے تھے، دمشق کے کونسلوں کی نگرانی وغیرہ کے عہدے ان کو دیے گئے، لیکن ان سب کو چھوڑ کر وہ عبادت اور کتابت حدیث میں لگ گئے، لکھنے کی رفتار بہت تیز تھی ایک دن میں تین کاپیاں لکھتے تھے، مسند امام احمد کو تین بار سنایا، صحیح مسلم اور جامع ترمذی وغیرہ کا درس دیا، البرزالی، المزی اور ابن تیمیہ نے ان سے حدیث کی، ۸۶ برس کی عمر میں فوت ہوئے اور قاسیون کے دامن میں اسی دن دفن کیے گئے، ان کی وفات بروز دوشنبہ ۲۵ ذی الحجہ کو ہوئی۔

**شیخ صفی الدین** ...... ابو القاسم بن محمد بن عثمان بن محمد التمیمی الحنفی، البصری میں حنفیہ کے شیخ اور الامینیہ میں کئی سال تک مدرس رہے، بڑے باکمال فاضل، عالم، عابد اور لوگوں سے دور رہنے والے تھے، وہی قاضی القضاۃ صدر الدین علی کے والد تھے، بہت طویل عمر پائی ۵۸۳ھ میں پیدا ہو کر اسی سال نصف شعبان کی رات کو ۹۶ برس کی عمر میں وفات پائی۔ رحمہ اللہ۔

# آغاز ۶۸۱ھ

آغازِ سال میں خلیفہ حاکم بامر اللہ اور سلطان الملک المنصور قلاوون تھے اسی سال شاہ تاتار "احمد" نے طلب مصالحت اور آپس کی خون ریزی سے بچاؤ کے لئے ایلچی بھیجے، ان ایلچیوں میں نصیر الدین الطوسی کے ایک شاگرد شیخ قطب الدین شیرازی بھی تھے المنصور نے رائے قبول کر کے اس مضمون کے خطوط شاہ تاتار کے پاس لکھے آغاز صفر میں سلطان نے امیر کبیر بدر الدین بیسری السعدی اور امیر علاؤ الدین السعدی الشمسی کو گرفتار کر لیا۔

اسی سال قاضی بدر الدین بن جماعہ نے القیمریہ میں درس دیا جبکہ شیخ شمس الدین بن الصفی الحریری نے السرحانیہ میں اور علاؤ الدین بن الزملکانی نے الامینیہ میں درس دیا، بروز دوشنبہ گیارہ رمضان کو اللبادین میں زبردست آگ لگی، وہاں نائب سلطنت امیر حسام الدین لاجین سلحدار اور امراء کی ایک بڑی تعداد حاضر ہوئی، یہ رات بڑی ہیبت ناک تھی اللہ تعالیٰ اس کے شر سے محفوظ رکھے، اس کے بعد الجامع کے نگران قاضی نجم الدین بن النحاس نے اس کے معاملے کو سنبھال کر کام کو درست اور سیدھا کیا اور عمارت کو پہلے سے زیادہ خوبصورت بنایا وللہ الحمد۔

## اس سال فوت ہونے والے نامور حضرات

**بقیۃ السلف شیخ صالح برہان الدین** …… ابو اسحاق بن شیخ صفی الدین ابی الفداء اسماعیل بن ابراہیم بن یحییٰ بن علوی بن رضی الحنفی الکشک میں المعزیہ کے امام تھے، بہت سے علماء سے سماع کیا، جن میں الکندی اور ابن الحرستانی بھی شامل ہیں لیکن ان دونوں سے سماع شیخ کی وفات کے بعد ظاہر ہوا ابو النصر الصیدلانی، عفیفۃ الفارقانیہ اور ابن المنادی نے ان کو اجازت روایت دی تھی، صالح آدمی اور حدیث سنانے کے شوقین تھے، طلبہ کے ساتھ بہت اچھا سلوک کرتے تھے حافظ جمال الدین المزی نے طبرانی کی معجم کبیر ان سے پڑھی، اور اسی کتاب کو حافظ البرزالی اور ایک بڑی جماعت نے ان سے قراءۃ سنا ۵۹۹ھ میں پیدا ہوئے، بروز یک شنبہ ۷ صفر کو فوت ہوئے، اسی دن حجاج بھی حجاز سے دمشق پہنچے، یہ ان کے امام تھے، دمشق پہنچ کر فوت ہوئے۔

**قاضی امین الدین الاشتری** …… ابو العباس احمد بن شمس الدین ابو بکر عبد اللہ بن محمد بن عبد الجبار بن طلحہ الحلبی الشافعی، الاشتری کے نام سے معروف بڑے محدث تھے، بہت سے لوگوں سے حدیث سنی اور علم حاصل کیا، دار الحدیث الاشرفیہ کے لئے کتابیں وقف کیں شیخ محی الدین نووی اس کی تعریف کرتے تھے ان کی امانت و دیانت اور پاکیزگی کی وجہ سے بچوں کو پڑھنے کے لئے ان کے گھر بھیجا کرتے تھے۔

**شیخ برہان الدین ابو الثناء** …… محمود بن عبد اللہ بن عبد الرحمٰن المراغی الشافعی مدرسہ فلکیہ میں مدرس تھے، بڑے فاضل اور باکمال تھے، ان کے سامنے قضاء پیش کی گئی تو اسے قبول نہیں کیا، حدیث سنی اور روایت بھی کی، بروز جمعہ ۲۳ ربیع الآخر کو ۶۷ برس کی عمر میں وفات پائی، ان کے بعد الفلکیہ میں قاضی بہاء الدین بن الزکی مدرس بنے۔

**قاضی امام علامہ شیخ القراء زین الدین** …… ابو محمد بن عبد السلام بن علی بن عمر الزواوی المالکی، دمشق میں مالکیہ کے قاضی القضاۃ تھے، یہ وہ شخص ہیں جو دمشق میں مالکیہ کے قاضی بنے پھر زہد و تورع کی بنا پر قضاء سے مستعفی ہو کر ۸ برس تک بغیر کسی عہدے کے رہے، سہ شنبہ کی رات ۹ رجب کو ۹۳ سال کی عمر میں اس دار فانی سے کوچ کر گئے، حدیث کا سماع کیا تھا، السخاوی اور ابن حاجب سے علوم حاصل کئے۔

شیخ صلاح الدین محمد بن شمس الدین علی بن محمود بن علی الشہرزوری، القیمریہ کے مدرس اور مدرس کے بیٹے تھے، اواخر رجب میں فوت ہوئے، ان کے بھائی شرف الدین ان سے ایک ماہ بعد فوت ہوئے، القیمریہ میں ان کے بعد قاضی بدر الدین بن جماعہ نے درس دیا۔

**قاضی القضاۃ ابن خلکان** شمس الدین ابو العباس احمد بن محمد بن ابراہیم بن ابی بکر بن خلکان الاربلی الشافعی ائمہ فضلاء، سادات علماء اور کبار رؤساء میں سے تھے، انہوں نے اپنے زمانے کے تمام مذاہب میں قاضی القضاۃ کے منصب کی تجدید کی، چنانچہ قضاۃ تین کے درجے سے بڑھ کر مستقل قاضی بن گئے، البتہ منصب قضاء ان کے اور ابن الصائغ کے درمیان چکی بن چکا تھا، کبھی یہ قاضی بنتے تو وہ معزول ہوتے اور کبھی یہ معزول ہوتے تو وہ قاضی بنتے، ابن خلکان نے متعدد مدارس میں درس دیا، ان سے قبل کسی نے اتنے مدارس میں نہیں پڑھایا تھا، لیکن آخر عمر میں ان کے پاس صرف مدرسہ امینیہ رہ گیا تھا اور ان کے بیٹے کمال الدین موسیٰ کے پاس النجیبیہ تھا، اسی مدرسہ نجیبیہ میں بروز ہفتہ ۲۶ رجب کو دن کے آخری پہر میں انہوں نے وفات پائی، ۷۳ برس عمر پائی، دوسرے دن قاسیون کے دامن میں دفن کیے گئے، نہایت عمدہ اور خوبصورت نظمیں لکھتے تھے، ان کی مجلس بڑی پرلطف ہوتی تھی، انہوں نے ایک مفید تاریخ وفیات الاعیان کے نام سے لکھی ہے جو نہایت معلومات افزا تصنیف ہے۔

## آغاز ۶۸۲ھ

اس سال بروز جمعہ ۱۶ رجب کو الملک المنصور بڑی شان و شوکت کے ساتھ دمشق آیا، بڑے اجتماع کا دن تھا، اسی سال محی الدین ابن الحرستانی کی وفات کی وجہ سے دمشق کی خطابت شیخ عبدالکافی بن عبدالملک بن عبدالکافی کے سپرد کی گئی، اور انہوں نے ۲۱ رجب جمعہ کے دن خطبہ پڑھا، اسی روز نماز سے قبل قاضی عزالدین بن الصائغ کو قلعہ میں گرفتار کیا گیا اور حنفی قاضی کے نائب ابن الحصری نے ایک مقدمہ لکھا کہ ابن الاسکان کی جانب سے ان کے پاس آٹھ ہزار دینار بطور امانت رکھے ہوئے ہیں، اس معاملے کو اٹھانے والا حلب سے آنے والا تاج الدین بن السنجاری نامی ایک شخص تھا، ان کے بعد قضاء بہاء الدین یوسف بن محی الدین بن الزکی کے حوالے کی گئی وہ ۲۳ رجب کو فیصلے کے لئے بیٹھے، اور لوگوں کو ابن الصائغ کی ملاقات سے بھی منع کیا گیا پھر ایک اور مقدمہ بھی دائر کیا گیا کہ ان کے پاس الصالح اسماعیل بن اسد الدین کی ۲۵ ہزار دینار کی قیمت کی ودیعت رکھی ہوئی ہے، اس معاملے کے لئے ابن الشاکری، الجمال بن الحموی اور کچھ دوسرے لوگ کھڑے ہوئے، اور ایک تیسرے قضیے کے متعلق بھی گفتگو کی گئی پھر ایک مجلس منعقد کی گئی جس میں بڑی سختی کی گئی اور ان کے خلاف تعصب سے کام لیا گیا، چنانچہ انہیں دوبارہ قلعہ میں لوٹا دیا گیا، لیکن ان کے حق میں نائب سلطنت حسام الدین لاجین اور امراء کی ایک جماعت کھڑی ہوگئی اور ان کے متعلق سلطان سے گفتگو کی تو سلطان نے انہیں رہا کر دیا اور وہ اپنے گھر کو چلے گئے، لوگ بروز دوشنبہ ۲۳ شعبان کو انہیں مبارکباد دینے آئے چنانچہ وہ العادلیہ سے درب النقاشین میں اپنے مکان میں منتقل ہوگئے، وہ عام طور پر اپنے گھر کے سامنے والی مسجد میں بیٹھا کرتے تھے۔

رجب میں جمال الدین بن صصری دمشق کے محتسب بنے شعبان میں خطیب جمال الدین بن عبدالکافی الغزالیہ میں خطیب الحرستانی کی جگہ مدرس بنے اور ابن الکافی سے الدماغیہ لے کر کمال الدین بن النجار کو دیا گیا جو کہ بیت المال کے وکیل تھے، پھر شمس الدین الاربلی نے الغزالیہ کی تدریس ابن عبدالکافی سے لے لی، اور آخر شعبان میں قضاء کی نیابت ابن الزکی سے شرف الدین احمد بن نعمۃ المقدسی نے لے لی، جو کہ امام فاضل اور علماء مصنفین میں سے تھے، جب ان کے بھائی شمس الدین محمد کی شوال میں وفات ہوئی تو الشامیہ البرانیہ کے مدرس بنے اور العادلیہ الصغیرۃ کی تدریس ان سے لے لی گئی، پھر اس میں قاضی نجم الدین احمد بن صصری التغلبی نے ذی القعدہ میں درس دیا، اور شرف الدین سے الرواحیہ بھی لے کر نائب قضاء نجم الدین البیانی کو دے دیا گیا، اللہ تعالیٰ ان سب پر رحم فرمائے۔

## اس سال فوت ہونے والے نامور حضرات

**صدر کبیر عماد الدین ابو الفضل** محمد بن قاضی شمس الدین ابی نصر محمد بن ہبۃ اللہ بن شیرازی کتابت میں طریقہ منسوبہ کے بانی ہیں، حدیث کا سماع کیا تھا، دمشق کے رؤساء اور نامور حضرات میں سے تھے اس سال صفر میں انتقال فرمایا۔

**شیخ الجبل شیخ علامہ شیخ الاسلام شمس الدین** ...... ابو محمد عبدالرحمٰن بن شیخ ابی عمر محمد بن احمد بن محمد بن قدامہ الحنبلی دمشق میں حنابلہ سے سب سے پہلے قاضی بنے، پھر اسے ترک کر کے الجبل میں واقع مدرسہ اشرفیہ کی تدریس اور قضا، اپنے بیٹے نجم الدین کے حوالے کی، بہت سی حدیثیں سنی تھیں، اپنے زمانے کے علماء، امانتداروں اور دیانتداروں میں سے تھے اس کے باوجود باوقار، متواضع اور نیک چال چلن کے مالک تھے، ربیع الآخر کے آخر میں سہ شنبہ کی رات کو ۸۵ برس کی عمر میں ہوئے اور اپنے والد کے مقبرے میں دفن ہوئے۔

**علامہ ابن ابی الصفوان** ...... شمس الدین ابو عبداللہ محمد بن محمد بن عباس بن ابی الصفوان الانصاری دمشقی الشافعی، محدث، فقیہ اور نحو و لغت کے ماہر تھے، میں نے اپنے شیخ ابن تیمیہ اور حافظ ابو الحجاج المزی سے سنا وہ دونوں فرما رہے تھے کہ یہ شخص "مسند امام احمد" پڑھ رہا تھا اور وہ دونوں سن رہے تھے، لیکن ان سے پڑھتے ہوئے کوئی متفق علیہ غلطی نہ پکڑی جا سکی کسی کے لئے ان دونوں کی تعریف ہی کافی ہے کیونکہ ان دونوں کا مقام سب کو معلوم ہے۔

**خطیب محی الدین** ...... یحییٰ بن خطیب قاضی القضاۃ عماد الدین عبدالکریم بن قاضی القضاۃ جمال الدین بن الحرستانی الشافعی جامع دمشق کے خطیب اور الغزالیہ کے مدرس تھے، فاضل ماہر، متقی اور مدرس تھے، اپنے والد کے بعد خطابت اور الغزالیہ ان کے حوالے ہوئے، ان کے جنازے میں نائب سلطنت سمیت کثیر خلقت نے شرکت کی، جمادی الآخر میں ۶۸ برس کی عمر میں وفات پائی اور قاسیون میں دفن ہوئے۔

**امیر کبیر حاکم عرب آل مری** ...... احمد بن حجی نام تھا، شہر "بصری" میں ۵ رجب کو فوت ہوئے، دمشق میں ان کی غائبانہ نماز جنازہ پڑھی گئی۔

**شیخ امام علامہ شہاب الدین** ...... عبدالحلیم بن شیخ امام علامہ مجد الدین عبدالسلام بن عبداللہ بن ابی القاسم بن تیمیہ الحرانی، ہمارے شیخ علامہ سراپا علم تقی الدین بن تیمیہ کے والد ہیں، تمام فرقوں کے مفتی اور فارق بین الفرق تھے، بڑے فضائل کے مالک تھے، جامع دمشق میں ان کی ایک کرسی رکھی ہوئی تھی، جس پر بیٹھ کر دین کی باتیں کیا کرتے تھے، القصاعین کے دارالحدیث السکریہ کی مشیخت ان کو سونپی گئی وہیں ان کی رہائش بھی تھی، پھر اسی مدرسہ میں ان کے بیٹے تقی الدین بن تیمیہ نے اگلے سال درس دیا، مقابر الصوفیہ میں مدفون ہوئے رحمہ اللہ تعالیٰ۔

## آغاز ۶۸۳ھ

اسی سال بروز دوشنبہ ۲ محرم کو القصاعین میں واقع دارالحدیث السکریہ میں شیخ امام علامہ تقی الدین ابو العباس احمد بن عبدالحلیم بن عبدالسلام بن تیمیہ الحرانی نے درس دیا، اس درس میں قاضی القضاۃ بہاء الدین بن الزکی الشافعی، شیخ تاج الدین الفزاری شافعیہ کے شیخ، شیخ زین الدین بن المرحل اور زین الدین بن المنجا الحنبلی شریک ہوئے، بڑا پر رونق درس تھا، اس کے فوائد کی کثرت اور حاضرین کی پسندیدگی کی وجہ سے شیخ تاج الدین الفزاری، نے اپنے خط سے اسے قلمبند کیا ہے، حاضرین نے ان کی نوجوانی اور صغر سنی کے باوجود ان کی بڑی قدر دانی کی، کیونکہ اس وقت ان کی عمر ۲۲ برس تھی، بروز جمعہ ۱۰ صفر کو شیخ تقی الدین، جامع اموی میں قرآن کریم کی تفسیر بیان کرنے کے لئے نماز جمعہ کے بعد ان کے لئے تیار کردہ منبر پر بیٹھے، اور ابتداء سے قرآن کریم کی تفسیر شروع کر دی، عبادات اور زہد و دیانت کے ساتھ متنوع تحقیقی علوم بیان کرنے کی وجہ سے ان کی مجلس میں انسانوں کا انبوہ کثیر شریک ہونے لگا اور ان کی شہرت چار دانگ عالم پھیل گئی، وہ کئی برس تک اسی حالت پر برقرار رہے۔

اسی برس بروز ہفتہ ۱۲ جمادی الآخر کو سلطان مصر سے دمشق آیا، اور حماۃ کا حکمران الملک المنصور ان کی خدمت میں حاضر ہوا تو سلطان نے بڑے اکرام کے ساتھ اس کا استقبال کیا، چہار شنبہ کی رات ۲۳ شعبان کو دمشق میں زبردست گرج چمک کے ساتھ بارش ہوئی، اور کافی بڑا سیلاب آیا حتیٰ کہ باب الفرادیس کے تالے ٹوٹ گئے، پانی اتنا بلند ہوا کہ بہت سے آدمی ڈوب گئے اور پانی مصری فوج کے اونٹوں اور اسباب کو بہا لے گیا، سلطان بھی

ان کے بعد یار مصر کی طرف نکل گیا علم کشیر طرد بدر الدین کی تجدید امیر شمس الدین سنقر کو قلعوں کا نگران مقرر کیا۔

اس سال تاتاری بادشاہ اپنے سلطان احمد کے متعلق اختلاف ہوا تو اسے معزول کر کے قتل کر دیا اور ارغون بن ابغا کو سلطان بنا کر تخت پر بٹھایا اور اپنی فوج میں اس کا اعلان کر دیا، پھر ان کے حالات سدھر گئے اور معاملات درست ہو گئے لیکن سلطان احمد کی حکومت برباد ہو کر ارغون بن ابغا کی حکومت قائم ہو گئی۔

## اس سال فوت ہونے والے حضرات

**شیخ طالب الرفاعی:۔** تعریف نامی بستی میں فوت ہوئے، ان کی ایک مشہور خانقاہ ہے جس میں مریدان سے تبرک لیتے تھے فوت ہو گئے۔

**قاضی امام عز الدین ابو المفاخر:۔** محمد بن شرف الدین عبد القادر بن عفیف الدین عبد الخالق بن خلیل الانصاری الدمشقی، دمشق میں دو مرتبہ قاضی بنائے گئے، ابن خلکان کی وجہ سے معزول کئے گئے، پھر ابن خلکان ان کی وجہ سے دوبارہ معزول کئے گئے، پھر اس کے بعد معزول ہو کر قید ہو گئے اور قاضی بہاء الدین بن الزکی کو قاضی بنا دیا گیا یہاں تک کہ یہ معزولی کی حالت میں اپنے باغ میں ۹ ربیع الاول کو فوت ہو گئے، جامع جبل میں ان کا جنازہ پڑھا گیا اور قاسیون کے دامن میں دفن ہوئے، ۶۲۸ھ میں پیدا ہوئے تھے، قابل قدر ریاست اور عقل و تدبیر کے مالک تھے، بہت لوگ ان کے معتقد تھے اور ابن جماعت نے ان سے حدیث کی ایک کتاب کی نقل اپنے ہاتھ سے لکھی جو انہوں نے ان کے سامنے پڑھا اور ان کے بعد مدرسہ ... میں ... شیخ زین الدین عمر بن مکی بن المرحل نے درس دیا اور ان کے بیٹے کمال الدین محمد نے اسماعیلیہ اور الکاملیہ کی خانقاہ عموماً ... کا ... درس دیا اور مدرسہ بہاذ چھ مہینے ... کی ایک بچی ... کا انتقال ہوا تو قاضی عز الدین بن الصائغ کے بیٹے ... مدرسہ ... کی نیابت میں شیخ زین الدین بن المرحل اور امام عز الدین نے درس دیا۔

**الملک السعید فتح الدین:۔** ... عبد الملک بن الملک الصالح ابی الحسن اسماعیل بن الملک العادل، یہ الملک الکامل ناصر الدین محمد کے والد ہیں ۱۳ رمضان بروز جمعرات کو فوت ہو گئے اور دوسرے روز ان کی والدہ کے مقبرے میں دفن کئے گئے، بڑے قابل اور امیر بھی اور ... امراء میں سے تھے، موطا امام مالک کو یحییٰ بن بکیر سے روایت کی ہے اور یحییٰ نے مکرم بن ابی الصقر سے روایت کی ہے اور ابن اللتی وغیرہ سے بھی انہوں نے حدیث لی ہے۔

**قاضی نجم الدین:۔** عمر بن نصر بن منصور البیسانی الشافعی شوال میں انتقال فرمایا، بڑے فاضل تھے، دمشق کی قضا ان کے سپرد ہوئی، پھر بعض قضاۃ کو سونپ دی گئی، اس کے بعد دمشق میں نائب بنے اور مدرسہ ... میں درس دیا، ان کے بعد امام شمس الدین عبد الرحمن بن نوح المقدسی نے اس مدرسے کو سنبھالا۔

**الملک المنصور ناصر الدین:۔**... محمد بن محمود بن عمر بن ملک شاہ بن ایوب حماۃ کے حاکم تھے ۶۳۲ھ میں پیدا ہوئے۔
۶۴۲ھ میں حماۃ کے حاکم بنے اور اپنی عمر کے چالیس برس سے زائد عرصہ تک حماۃ پر حکومت کی، یہ نہایت خوب ... اوقاف کے ... غلام ... کئے، یہ بڑی عمدہ ... آزادی والی ... ان کی وفات کے بعد ان کی ... کے مطابق ان کے بیٹے "الملک المظفر" نے حکومت کا انتظام سنبھالا۔

**قاضی جمال الدین ابو یعقوب:۔**... یوسف بن عبد المحمود الرازی المالکی کے قاضی القضاۃ نفیس الدین ... کے استعفے کے بعد ... کے مدرس بھی بنے شروع میں ان کے نائب کی حیثیت سے کام کیا پھر مستقل مدرس و قاضی بن گئے ... کے ... میں فوت ہوئے۔ ان کی وفات کے بعد منصب تین سال تک خالی رہا پھر شیخ جمال الدین الشریشی نے ... ان کے بعد ... نے اس

ان کے بعد جمال الدین ابوبکر السرخسی نے درس دیا پھر جب قاضی بہاء الدین بن سلیمان حاکم بن گئے تو انہوں نے مدرسہ میں درس دینا شروع کیا۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

## آغاز ۶۸۴ھ

اس سال محرم میں الملک المنصور فوجوں کے ساتھ دمشق آیا تو اس کا حاکم الملک المظفر بن المنصور سلطان کی خدمت میں حاضر ہوا، سلطان نے تمام فوج کے ساتھ اس کا استقبال کیا اور اسے بادشاہوں کی خلعت پہنائی، پھر وہ مصری اور شامی فوجوں کے ساتھ روانہ ہوا اور جا کر المرقب میں نزول کیا، پس اللہ تعالیٰ نے اس شہر پر انہیں فتح عطا فرمائی، دمشق میں اس کی خوشخبری پہنچی تو شادیانے بجائے، شہر کو سجایا گیا اور لوگ بہت خوش ہوئے کیونکہ یہ قلعہ مسلمانوں کے لئے بہت ضرر رساں تھا اور گزشتہ بادشاہوں میں سے کوئی اسے فتح نہیں کر سکا تھا، نہ سلطان صلاح الدین یوسف اور نہ الملک الظاہر رکن الدین البندقداری اور اس کے پاس بلنیاس اور مرقب کے قلعے بھی فتح ہو گئے، یہ سمندر کے کنارے ایک نہایت مضبوط قلعے کے پاس ایک چھوٹا سا شہر تھا جس تک کوئی تیر اور منجنیق کی پہنچ کی گنجائش نہ تھی پھر سلطان نے طرابلس کے حاکم کے پاس پیغام بھیجا تو اس نے الملک المنصور کا تقرب حاصل کرنے کی خاطر اسے منہدم کر دیا چنانچہ منصور نے فرنگیوں کے پاس مسلمان قیدیوں کی ایک بڑی جماعت کو وہاں سے نکال دیا۔ والحمد للہ، پھر سلطان دمشق واپس آیا اور وہاں سے مصری افواج کو لے کر قاہرہ روانہ ہو گیا۔

جمادی الآخرہ کے آخری ایام میں المنصور کا بیٹا الملک الناصر محمد بن قلاوون پیدا ہوا، اسی ماہ تقی الدین بن الجوہری کو جامع کی نظارت سے معزول کر کے عز الدین بن محی الدین بن الزکی کو مقرر کیا گیا اور ابن النحاس نے الاعسر تقی کی جگہ وزارت سنبھالی، اور الاعسر کو مصر طلب کر کے اس کے اموال واملاک پر قبضہ کر لیا گیا اور سیف الدین طوغان کو دمشق کی ولایت سے معزول کر کے عز الدین بن ابی الہیجاء کو مقرر کیا گیا۔

## اس سال فوت ہونے والے نامور حضرات

**شیخ عز الدین** محمد بن علی بن ابراہیم بن شداد نے مصر میں انتقال فرمایا، وہ فاضل اور مشہور تھے، الملک الظاہر کی سیرت پر کتاب لکھی اور تاریخ کے ساتھ خصوصی شغف تھا۔

**ایدمر قداری** . . امیر کبیر علاء الدین ابو یحییٰ ایدمر قداری محی الملک الظاہر مصر کے استاد ہیں بقیہ امراء میں سے تھے، اللہ تعالیٰ ان سے درگزر کرے، ربیع الآخر میں فوت ہوئے اور الصالح نجم الدین نے ایدمر قداری سے مطالبہ کر کے اس کے ملوک عمرون کو اس سے لے لیا اور زکات ولایت کی وجہ سے اپنے ساتھ ملا لیا چنانچہ وہ اپنے اختیار اور دوسرے لوگوں سے آگے بڑھ گئے۔

**شیخ شرف الدین ابو عبد اللہ** ..... محمد بن حسن بن اسماعیل الاحکمی، صالح، عبادت گزار، زاہد تھے، ان کا جنازہ بڑا پر وقار تھا، قاسیون میں دفن ہوئے۔

**ابن عامر المقری** ..... میعاد جس کی طرف میعاد کبیر منسوب ہے، یہ امام شیخ صالح مقری شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن عامر بن ابی بکر الغسولی الحنبلی ہے، شیخ موفق الدین سے پڑھا تھا اور بہت سی حدیث سنی، یہ شعبان کی رات کو میعاد کا عمل کرتے ہوئے جب اس سے فارغ ہوتے تو انہیں بلا کر وعظ کرتے، اور جمادی الآخرہ بروز چہار شنبہ وفات پائی اور شیخ عبد اللہ الارمنی کے مقبرے کے قریب دفن کئے گئے۔

**قاضی عماد الدین** . . . داؤد بن یحییٰ بن کامل القرشی البصروی الحنفی، کرک میں العزیہ کے مدرس تھے، قاضی نجم الدین بن العدیم

کے صاحب ہے، حدیث کا سماع بھی کیا، ۱۵؍شعبان کی رات کو انتقال فرمایا، یہی جامع تنکز کے خطیب اور حنفیہ کے شیخ "شیخ نجم الدین قحفازی" کے والد ہیں۔

**شیخ حسن الرومی** ...... قاہرہ میں سعید السعداء کے شیخ تھے ان کے بعد اس کے متولی شمس الدین الایکی، الرشید سعید بن علی بن سعید اور شیخ رشید الدین الحنفی الشطیہ کے مدرس تھے، ان کی بہت سی مفید تصنیفات ہیں، اور اچھی نظمیں بھی ہیں، جن میں سے یہ شعر ہیں۔

> جو شخص زمانے کے مصائب کے آنے سے ڈرتا ہے اس سے کہو کہ ڈرنے سے کچھ فائدہ نہیں، میرے اس اعتقاد نے غموں کو دور کر دیا ہے کہ ہر چیز قضا وقدر سے ہوتی ہے۔

یہ بھی ان کے اشعار ہیں:

> اے میرے رب! وہ تمام تعریفیں آپ کے لیے ہیں جن کا تو اہل ہے تمام نعمتوں پر جن میں تعریف کرنے کی طرف رہنمائی بھی ہے تو نے میرے جسم کو صحیح وسالم پیدا کیا اور تیرا لطف میرے ساتھ اس وقت سے ہے جب میں گہوارے میں تھا، میں یتیم تھا اور ہلاکتوں نے مجھے گھیر رکھا تھا تو تو نے ٹھکانہ دیا اور ہر ہلاکت سے میری حفاظت کی۔ اور مجھے وہ عقل عطا کی جس کی روشنی سے بھلائی کا طالب ہر خیر تک رسائی حاصل کر لیتا ہے، اور میرے قلب وزبان کو اسلام کی توفیق بخشی، یہ کیا ہی خوب نعمت ہے جو مجھے ملی ہے، اگر میں کسی نعمت کا بدلہ دینے کی کوشش کروں تو میری کوشش اس کے اطراف تک بھی نہیں پہنچ سکتی، تو ہی ہے جس کی رحمت کی امید ہے مجھے اس وقت جب میرے برادری کے لوگ مجھے لحد میں تنہا چھوڑ جائیں گے، تب مجھ پر ایسے لطف کا معاملہ کیجئے جس سے میرا قلب وہاں ہدایت پائے اور جو مجھے آپ سے بہت ہی قریب کر دے۔

۳؍رمضان بروز ہفتہ وفات پائی، الجامع المظفری میں عصر کے بعد نماز جنازہ پڑھی گئی، اور قاسیون کے دامن میں دفن کیے گئے۔

**ابوالقاسم علی بن بلبان** ...... بن عبداللہ الناصری محدث اور ماہر تھے، ابتدائے رمضان میں بروز خمیس وفات پائی۔

**امیر مجیر الدین** ...... محمد بن یعقوب بن علی، ابن تمیم الحموی کے نام سے معروف تھے اور شاعر تھے، شعروں کا ان کا ایک دیوان ہے، ان اشعار میں سے یہ ہیں:

> میں نے باغ کے گلاب کو دیکھا کہ وہ اپنے رخسار پر طمانچہ مارتا ہوا غصے سے بنفشہ کے بارے میں کہہ رہا ہے کہ اس کے قریب مت جانا اگرچہ اس کی بو تمہارے سامنے پھیل رہی ہو کیونکہ وہ ایک فطری دشمن ہے۔

**شیخ عارف شرف الدین** ...... ابوعبداللہ محمد بن شیخ عثمان بن علی رومی قاسیون کے دامن میں اپنے مقبرے میں مدفون ہوئے، انہیں میں سے شیخ جمال الدین محمد الساوی ابھرے، اور زی الجوالقیہ میں داخل ہو کر ان کے شیخ اور سربراہ ہوئے۔

## آغاز ۶۸۵ھ

اس برس کے آغاز میں خلیفہ حاکم بامر اللہ ابوالعباس احمد اور سلطان الملک المنصور قلاوون تھا، جبکہ شام کا نائب امیر حسام الدین لاجین السلحداری المنصوری تھا، گزشتہ برس کے اواخر سے امیر بدر الدین الصوابی شہر کرک کا محاصرہ کیے ہوئے تھا، اس کی مدد کے لیے مصر سے امیر حسام الدین طرنطائی کی قیادت میں فوج آئی وہ سب الکرک کی فصیل کے پاس جمع ہو گئیں حتیٰ کہ اس کے حاکم الملک المسعود خضر بن الملک الظاہر کو آغاز صفر میں قلعہ سے اتار دیا، اس کی خوشخبری دمشق آئی تو تین دن تک خوشیاں منائی گئیں، اور طرنطائی، خضر اور اس کے اہل خانہ کو لے کر دیار مصریہ کی طرف روانہ ہوا جس طرح اس کے والد الملک الظاہر نے الملک المغیث عمر بن العادل کے ساتھ کیا تھا جیسا کہ گزر چکا ہے، منصور کے حکم سے اس نے الکرک

میں نائب مقرر کیا شہر کے معاملات درست کیے اور بہت سے کرکیوں (کرک والوں) کو جلا وطن کر کے ان سے دمشق کے قلعہ میں خدمت لی، جب آل قلاؤن قاہرہ کے قریب پہنچے تو منصور نے اکرام واحترام کے ساتھ ان کا استقبال کیا، اور دونوں بھائیوں نجم الدین خضر اور بدر الدین سلامش کے ساتھ بہت اچھا سلوک کیا، اور انہیں اپنے بیٹوں علی اور الاشرف خلیل کے ساتھ سوار کیا لیکن ان دونوں کے کاموں کی نگرانی کے لئے جاسوس مقرر کئے، انہیں قلعہ میں مکانات دیئے اور ان کی کفایت بلکہ اس سے زیادہ کے وظائف مقرر کئے۔

امیر بدر الدین بکتوت العلائی جو کہ حمص میں تھے نے دمشق کے نائب لاجین کو لکھا کہ حمص میں ۱۷ر صفر بروز خمیس ایک ہوا کا بگولہ نمودار ہوا جو ایک بڑے اژدھے اور ستون کی مانند آسمان کی طرف بلند ہوا اور بڑے بڑے پتھروں کو اٹھا کر تیروں کی طرح اوپر پھینکنے لگا، اور اونٹوں مع سامان کے، خیموں کو مع اثاثہ جات کے اور جانوروں کو اٹھانے لگا، اور لوگوں کی اس قسم کی بہت چیزیں گم ہو گئیں انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اور اسی روز دمشق میں زبردست بارش ہوئی اور بڑا سیلاب الصالحیہ میں آیا۔

اسی سال علم الدین الدویداری کو دمشق کی کونسلوں کا نگران دوبارہ منتخب کیا گیا، اور صاحب تقی الدین بن توبہ کو دمشق کی وزارت سونپی گئی اور مصر میں اسی سال قاضی تقی الدین بن شاس جو مصر ہی میں فوت ہوئے تھے، کی جگہ زین الدین بن ابی مخلوف النویری کو مالکیہ کا قاضی بنایا گیا، اسی برس بدر الدین بن جماعہ نے العزالیہ، شمس الدین الایکی کے نائب اور الاتابکیہ کے امام شمس الدین سے لے کر اس میں درس دیا اور الایکی سعید السعداء کے شیخ تھے، ایک ماہ بعد دوبارہ الایکی کے حوالہ کرنے اور جمال الدین الباجریقی کو اس کا نائب مقرر کرنے کا فرمان آیا تو الباجریقی نے ۳ر رجب کو اس کی نیابت سنبھالی۔

## اس سال فوت ہونے والے نامور حضرات

**احمد بن شیبان** ...... بن تغلب الشیبانی، دمشق میں حدیث کے معمر اور قابل اعتماد مشائخ میں سے تھے، ۸۸ برس کی عمر میں صفر میں فوت ہوئے، قاسیون میں دفن ہوئے۔

**شیخ جمال الدین** ...... امام بارع وعالم شیخ جمال الدین ابوبکر محمد بن احمد بن محمد بن عبداللہ بن سحمان البکری الشریشی المالکی، ۶۰۱ھ میں شریش میں ولادت ہوئی، عراق جا کر القطیعی، ابن روزبہ اور ابن اللتی وغیرہ مشائخ سے حدیث سنی، اور علوم حاصل کر کے اپنے اہل زمانہ کے سردار بنے، پھر مصر لوٹ کر الفاضلیہ میں درس دیا، القدس میں حرم قدسی کے شیخ کی حیثیت سے قیام کیا، وہاں سے پھر دمشق آئے، ام الصالح کے مقبرے میں حدیث کی مشیخت الرباط الناصری اور مالکیہ کی مشیخت بھی سنبھالی ان کے سامنے قضاء پیش کی گئی لیکن اسے قبول نہیں کیا، بروز دوشنبہ ۲۳ر رجب کو قاسیون میں الرباط الناصری میں وفات پائی، الناصریہ کے سامنے قاسیون کے دامن میں مدفون ہوئے، ان کے جنازے میں لوگوں کا بڑا ہجوم تھا۔

**قاضی القضاۃ یوسف** ...... بن قاضی القضاۃ محی الدین ابی الفضل یحییٰ بن محمد بن علی بن محمد بن یحییٰ بن علی بن عبدالعزیز بن علی بن حسین بن محمد بن عبدالرحمٰن بن ابان بن عثمان (رضی اللہ عنہ) ابن عفان القرشی الدمشقی، ابن الزکی الشافعی کے نام سے معروف تھے، بڑے فاضل ومشہور تھے، اموی میں سے ان کے بعد آج تک کوئی قاضی نہیں بنا، ۶۴۰ھ میں پیدا ہوئے حدیث کا سماع کیا، ۱۱ر ذی الحجہ دوشنبہ کی رات میں انتقال ہوا، قاسیون میں سپرد خاک کئے گئے، ان کے بعد ابن الخوئی شہاب الدین قاضی بنے۔

**شیخ مجد الدین** ...... یوسف بن محمد بن محمد بن عبداللہ المصری ثم الدمشقی الشافعی کاتب تھے، ابن المہتار کے نام سے مشہور تھے، حدیث وادب میں فاضل تھے، نہایت خوبصورت لکھتے تھے، دارالحدیث النوریہ کے شیخ بنائے گئے، بہت سے علماء سے سماع کیا اور لوگوں نے ان سے اور ان کی کتابت سے بہت استفادہ کیا، ۱۰ر ذی الحجہ کو فوت ہو کر باب الفرادیس میں دفن کئے گئے۔

**شاعر وادیب شہاب الدین** ...... ابوعبداللہ محمد بن عبدالمنعم بن محمد ابن الخیمی کے نام سے معروف تھے ان کو بہت سے علوم میں مہارت حاصل تھی، خصوصاً عمدہ و خوبصورت شاعری میں ید طولیٰ رکھتے تھے، عمر اسی برس سے متجاوز تھی، ایک مرتبہ شہاب الدین اور نجم الدین بن اسرائیل کا ایک قصیدہ بائیہ میں جھگڑا ہوا فیصلے کے لیے دونوں ابن الفارض کے پاس گئے، اس نے انھیں اسی وزن پر چند ابیات بنانے کا حکم دیا، دونوں نے ابیات لکھے لیکن شہاب الدین کے ابیات عمدہ قرار دیئے گئے، اور ابن خلکان نے بھی ایسا ہی کیا اور اس نے اس وزن پر اچھے ابیات لکھنے پر ان کی تعریف کی، الجزری نے اپنی کتاب میں ان کے حالات کو تفصیل سے لکھا ہے۔

**الحاج شرف الدین** ...... بن مری شیخ محی الدین نووی رحمہ اللہ کے والد ہیں، اسی برس میں وفات پائی۔

**یعقوب بن عبدالحق** ...... ابو یوسف المرینی مغربی علاقوں کے سلطان تھے، واثق باللہ ابی دبوس کے خلاف خروج کیا تو حاکم نے مراکش کے باہر اس کے مال و اسباب چھین لئے آگے جا کر اس نے بلاد اندلس، اسپین اور جزیرہ خضراء پر قبضہ ہوا، یہ ۶۶۸ھ کا زمانہ تھا، اس سال کے محرم تک اس کی حکومت رہی، ان علاقوں میں موحدین کی حکومت انھیں کے ہاتھوں زوال کا شکار ہوگئی۔

**البیضاوی صاحب تصانیف** ...... قاضی امام علامہ ناصر الدین عبداللہ بن عمر الشیرازی، شیراز، آذربائیجان اور اس طرف کے علاقوں کے قاضی اور عالم تھے، تبریز میں ۶۸۵ھ میں وفات پائی، المنہاج فی اصول الفقہ ان کی مشہور تصنیف ہے، کئی لوگوں نے اس کی شرح لکھی ہے، شرح التنبیہ چار جلدوں میں، الغایۃ القصویٰ فی درایۃ الفتویٰ، شرح المنتخب، الکافیۃ فی المنطق، الطوالع اور شرح المحصول ان کی تصنیفات ہیں، ان کی اور بھی بہت سی مفید تصانیف ہیں انھوں نے وصیت کی تھی کہ انھیں تبریز میں قطب الدین شیرازی کے پاس دفن کیا جائے۔

## آغاز ۶۸۶ھ

ابتدائے محرم میں فوجیں نائب شام حسام الدین لاجین کی قیادت میں صہیون اور برزیہ کے قلعے کے محاصرہ کی غرض سے روانہ ہوئیں، وہاں پہنچیں تو امیر سیف الدین سنقر الاشقر ان کے آگے مانع ہوا، فوجیں وہیں رہیں یہاں تک کہ انھیں قلعے سے اتارا اور علاقے حوالے کر دیئے، اور وہ الملک المنصور کی خدمت میں چلا آیا، سلطان نے اکرام و احترام کے ساتھ اس کا استقبال کیا، اور ہدیۃً اسے ایک ہزار گھوڑے دے دیئے، اور وہ دولت منصوریہ میں تا آخر معظم و مکرم رہے اور پرانے تمام احوال بدل گئے۔

نصف محرم میں قاضی جلال الدین حنفی نے اپنے والد حسام الدین الرازی کی نیابت میں فیصلہ کیا، ۱۳ ربیع الاول کو قاضی شہاب الدین محمد بن قاضی شمس الدین بن خلیل الخوئی دمشق کے قاضی القضاۃ بن کر قاہرہ سے دمشق تشریف لائے اور بروز جمعہ ان کی بحالی کا فرمان پڑھا گیا، اور شرف الدین المقدسی کی نیابت پر برقرار رہے، ۳ شوال بروز یک شنبہ کو شیخ صفی الدین الہندی نے الرواحیہ میں درس دیا، اس میں قضاۃ اور شیخ علم الدین الفزاری و علم الدین الدویداری شریک ہوئے اور قاہرہ کے قاضی القضاۃ کا عہدہ تقی الدین عبدالرحمٰن بن بنت الاعز کو، برہان الدین خضر السنجاری کے بدلے دیا گیا، ابن الخوئی کے بعد ایک مدت تک یہ ان کے والی رہے تھے، چنانچہ ابن بنت الاعز کے پاس دیار مصریہ کی تمام قضاۃ جمع ہوگئی، یہ واقعات اس سال کے صفر کی ابتدا میں واقع ہوئے۔

اور اسی سال سیف الدین السامری سے حزرما کی وہ چوتھائی زمین خریدنے دمشق سے مصر بلایا گیا جسے اس نے الملک الاشرف موسیٰ کی صاحبزادی سے خریدا تھا، سیف الدین نے کہا کہ میں نے اسے وقف کر دیا ہے، اس معاملے میں حکومت کی نمائندگی کرنے والا علم الدین الشجاعی ایک ظالم شخص تھا، جسے الملک المنصور نے مصری علاقوں میں نائب مقرر کیا تھا، مال و دولت حاصل کر کے وہ منصور کے قریب ہونے لگا تھا، ناصر الدین محمد بن عبدالرحمٰن المقدسی نے شوشہ چھوڑا کہ سامری نے الملک الاشرف کی جب بیٹی سے یہ زمین خریدی ہے وہ سن رشد کو نہیں

پہنچی تھی اور ظالم و جاہل زین الدین بن مخلوف کے سامنے اس کی سفاہت ثابت کر کے بیع کو سرے سے ہی باطل قرار دلوایا اور سامری سے تیس برس کی پیداوار کی قیمت دو لاکھ درہم کا مطالبہ کیا، اور اس سے الزبقیہ کا ایک حصہ بھی لے لیا جس کی مکمل قیمت ۸۰ ہزار بنتی تھی، چنانچہ اسے علاقوں کی سرداری کے رحم و کرم پر فقیر بنا کر چھوڑ دیا، پھر اس لڑکی کا رشد ثابت کر کے مذکورہ حصے اپنی من مانی قیمت سے خرید لئے، پھر انھوں نے ارادہ کیا کہ دمشقیوں کو ایک ایک کر کے بلایا جائے کیونکہ انہیں اطلاع ملی تھی کہ دمشقیوں نے بطور طنز کہا ہے کہ جو شخص شام میں ظلم کرے گا وہ کامیاب نہیں ہوگا اور جو مصر میں ظلم کرے گا وہ کامیاب ہوگا اور اس کی مدت حکومت طویل ہوگی، چنانچہ وہ انہیں فرعونوں اور ظلم کی زمین مصر بلا کر جو چاہتے ان کے ساتھ معاملہ کرے۔

## اس سال وفات پانے والے مشہور حضرات

**شیخ قطب الدین**...... امام علامہ قطب الدین ابوبکر محمد بن شیخ امام ابوالعباس احمد بن علی بن محمد بن حسن بن عبداللہ بن احمد المیمونی القیسی التوزری المصری المالکی ثم الشافعی، القسطلانی کے نام سے معروف تھے، قاہرہ میں واقع دارالحدیث الکاملیہ کے شیخ تھے، ۶۱۴ھ میں پیدا ہوئے، بغداد جا کر حدیث اور دیگر علوم حاصل کئے مسلک شافعی پر فتویٰ دیتے تھے، مکہ مکرمہ میں طویل مدت تک قیام کیا، پھر مصر آ کر دارالحدیث کے شیخ بنائے گئے، خوش خلق اور لوگوں کے محبوب تھے، اواخر محرم میں وفات پائی، القرافۃ الکبریٰ میں دفن کئے گئے، ان کے عمدہ اشعار ہیں ان میں سے ایک اچھا قطعہ ابن الجزری نے نقل کیا ہے۔

**عماد الدین**...... محمد بن عباس الدنیسری، ماہر طبیب اور حاذق شاعر تھے، اکابر اور وزراء کی خدمت کی صفر کے مہینے میں ۸۰ برس کی عمر میں دمشق فوت ہوئے۔

**قاضی القضاۃ برہان الدین**...... خضر بن حسین بن علی السنجاری، مصر میں کئی بار قاضی بنائے گئے، وزیر بھی بنے تھے، باوقار اور بارعب رئیس تھے، ان کے بعد تقی الدین بن بنت الاعز نے قضاء سنبھالی۔

**شرف الدین سلیمان**...... بن عثمان مشہور شاعر تھے، ان کا ایک دیوان بھی ہے، صفر میں وفات پائی۔

**شیخ صالح عز الدین**...... عبدالعزیز بن عبدالمنعم بن الصیقل الحرانی، ۵۹۴ھ میں پیدا ہوئے، کئی لوگوں سے علم حاصل کیا، پھر مصر ہی کو وطن بنا لیا حتی کہ ۱۴ رجب کو وہیں وفات پائی، ۶۸۳ھ میں جب حافظ علم الدین البرزالی مصر گئے تو وہاں ان سے حدیث سنی، اور ان سے یہ حکایت نقل کی کہ وہ بغداد میں ایک جنازے میں شریک ہوئے تو ایک کفن چور ان کے پیچھے لگا، رات کے وقت اس نے آ کر قبر کھودی اور میت ایک نوجوان تھا جسے سکتہ کی بیماری لاحق ہو گئی تھی جیسے ہی اس نے قبر کھولی تو وہ نوجوان اٹھ کر بیٹھ گیا اور یہ کفن چور قبر میں گر کر مر گیا، نوجوان قبر سے نکلا اور کفن چور کو اس میں دفن کر دیا۔

ایک اور حکایت بیان کی کہ میں ایک قلیوب میں تھا اور میرے سامنے گندم کا ایک ڈھیر پڑا ہوا تھا، ایک چڑیا کہیں سے آ گئی اور ایک دانہ لے کر چلی گئی، پھر آ کر دوسرا دانہ لے گئی، پھر آ کر ایک اور دانہ لے گئی جب چوتھی مرتبہ آئی تو میں اس کے پیچھے گیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہاں درختوں کے درمیان ایک اندھی چڑیا ہے یہ دانہ اس کے منہ میں ڈال رہی ہے، انھوں نے فرمایا کہ مجھے شیخ عبدالکافی نے یہ حکایت سنائی کہ میں ایک مرتبہ ایک جنازے میں شریک ہوا تو دیکھا کہ ایک سیاہ فام غلام ہمارے ساتھ ہے لیکن جب لوگوں نے نماز جنازہ پڑھی تو وہ نماز میں شریک نہیں ہوا جب ہم اس کی تدفین کے لئے حاضر ہوئے تو اس نے میری طرف دیکھا اور کہا کہ میں اس کا عمل ہوں، یہ کہہ کر اس میت کی قبر میں چلا گیا، میں نے وہاں نظر دوڑائی تو مجھے کچھ بھی نظر نہیں آیا۔

حافظ ابوالیمن امین الدین عبدالصمد بن عبدالوہاب بن الحسن بن محمد بن حسن بن عساکر الدمشقی، آپ [illegible] کر لی تھی [illegible] قریباً [illegible] برس [illegible] زہد و عبادت میں مشغول رہے، آپ شافعی [illegible] مصری لوگوں اور مکہ [illegible] سے متعلق تھے [illegible] رجب کو انتقال فرمایا۔

## آغاز ۶۸۷ھ

اس سال الحجوبی اور ارباب سوال کے سوال [illegible] کی نیت سے مصر سے شام آیا اور [illegible] شیخ جمال الدین بن عبدالرحمٰن المقدسی بیت المال کے وکیل [illegible] کہ [illegible] کی حیثیت سے [illegible] ان کے پاس [illegible] تھا اس نے [illegible] کا [illegible] مختلف معاملات کے بارے میں [illegible] اور لوگوں کو [illegible] پہنچائی [illegible] کی ولایت [illegible] مصریہ کے [illegible] علم الدین [illegible] کی [illegible] لیا [illegible] شیخ شمس الدین [illegible] ابن الوحید کاتب کے [illegible] سے اس [illegible] حاصل کی [illegible] ان دونوں کی بات ان کے ہاں سنی جاتی تھی۔

اس سال کے آغاز میں دمشق کے بہت سے [illegible] کو مصر بلا کر ان سے [illegible] کا مطالبہ کیا، چنانچہ انہوں نے ایک دوسرے کا [illegible] کیا اور [illegible] کو [illegible] کر سکتا [illegible] سے [illegible] جب ابن المقدسی دمشق [illegible] کے [illegible] لوگ اس کے [illegible] آئے تھے۔

[illegible] الشہاب [illegible] ابن الساعاتی [illegible] دمشق [illegible] کے [illegible] تھے اور [illegible] ابن المقدسی کے [illegible] تھے، [illegible] اور لوگوں پر [illegible] کے [illegible] کرتا تھا اور [illegible] قاضی [illegible] صاحب تقی الدین [illegible] مصریہ سے آئے اور دمشق [illegible] قضاء کے [illegible] قاضی [illegible] قاضی القضاۃ تقی الدین محمد بن [illegible] قاضی [illegible] تشریف لائے [illegible] منصب [illegible] کرکے [illegible] معزز اور [illegible] تھے۔

جمعہ [illegible] الملک الصالح علاء الدین بن الملک المنصور قلاوون کا [illegible] انتقال ہو [illegible] کے والد [illegible] اسے اپنے بعد ولی عہد بنایا تھا اور [illegible] سے [illegible] چنانچہ [illegible] اپنے بعد اپنے دوسرے بیٹے الاشرف خلیل کو ولی عہد بنا دیا، جمعہ کے دن خطبوں میں اس کے والد کے بعد اس کا نام لیا جانے لگا [illegible] دیے گئے [illegible] فلیحین [illegible] کی وجہ سے [illegible] کا [illegible] سعدالدین [illegible] شرف الدین بن [illegible] کے [illegible] کا محتسب ہو گیا۔

اور اسی مہینے میں [illegible] کے خطیب قطب الدین کی وفات کے بعد شیخ [illegible] الدین بن [illegible] کے خطیب بن گئے [illegible] کے بعد [illegible] الدین [illegible] رمضان کی [illegible] ایک عمرانی کو [illegible] کے [illegible] دیا گیا [illegible] امیر [illegible] الدین [illegible] عمرانی کے [illegible] بہت [illegible] نکلے [illegible] الشہاب [illegible] نے ایک [illegible] کے متعلق چند ابیات ذکر کئے ہیں۔

## اس سال فوت ہونے والے نامور حضرات

**خطیب امام قطب الدین** ...... ابوالذکا عبدالمنعم بن یحییٰ بن ابراہیم بن علی بن جعفر بن عبداللہ بن محمد بن سعد بن ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عوف القرشی الزہری، چالیس برس تک بیت المقدس کے خطیب رہے، آپ کبار صلحاء میں سے تھے اور مقبول عنداللہ تھے، خوبصورت، بارعب اور معزز تھے، فتویٰ دیتے اور نماز صبح کے بعد محراب مسجد میں تفسیر قرآن بیان کرتے تھے، بہت سے لوگوں نے آپ سے علم حاصل کیا، ۶۰۱ھ میں پیدا ہوئے، بروز شنبہ عید رمضان کو ۸۶ برس کی عمر میں فوت ہوئے۔

**شیخ ابراہیم** ...... شیخ صالح عابد تقی الدین ابواسحاق ابراہیم بن معضاد بن شداد بن ماجد الجعبری، اصل میں قلعہ جعبر کے رہنے والے تھے، لیکن پھر قاہرہ میں مقیم ہو گئے، لوگوں کو وعظ کیا کرتے تھے اور لوگ ان کے کلام سے بہت مستفیض ہوتے تھے، قاہرہ ہی میں بروز ہفتہ ۲۴ محرم کو فوت ہوئے، حسینیہ میں اپنے مقبرے میں دفن کیے گئے، ان کے اچھے اشعار بھی ہیں، شیخ [illegible] رہے تھے۔

**شیخ الصالح** ...... یٰسین بن عبداللہ المقری الحجام شیخ محی الدین نواوی۔ آپ کے بہت سے احوال و کرامات ہیں، بیس حج کیے۔

**غازیہ خاتون** ...... الملک منصور قلاوون کی بیٹی اور الملک سعید کی زوجہ۔

**الحکیم الرئیس** ...... علاء الدین علی بن ابی الحزم بن نفیس، ابن سینا کی کتاب "القانون" کے شارح، الموجز وغیرہ فوائد کی تصنیف کی۔ آپ اپنی یادداشت میں لکھا کرتے تھے اور [illegible] سے اشتغال رکھتے تھے، ذوالقعدہ میں مصر میں فوت ہوئے۔

**شیخ بدر الدین** ...... محمد بن شیخ جمال الدین بن مالک نحوی "الفیہ" کے شارح۔ یہ آپ کی عمدہ تصنیف ہے۔ جو بہت سی شرح اور فوائد کثیرہ کی حامل ہے۔ آپ ذہین، نرم طبیعت اور فاضل انسان تھے۔ ۸ محرم بروز اتوار کو فوت ہوئے، باب الصغیر میں مدفون ہیں۔

## آغاز ۶۸۸ ہجری

اس سال طرابلس شہر فتح ہوا، اس کی صورت اس طرح ہوئی کہ سلطان قلاوون فاتح مصری فوجوں کے ساتھ دمشق آیا اور ۱۳ صفر کو اس میں داخل ہوا، پھر وہاں سے ان کے ساتھ اور دمشقی افواج اور بہت سے رضاکاروں کے ساتھ روانہ ہو گیا۔ جن رضاکاروں میں حنابلہ کے قاضی نجم الدین حنبلی اور قدس وغیرہ کے بہت سے آدمی بھی تھے۔ اس نے ربیع الاول کے آغاز میں جمعہ کے روز طرابلس سے جنگ کی اور منجنیق کے ذریعہ اس کا سخت محاصرہ کیا، اور اس کے باشندوں کو سخت تنگی میں مبتلا کر دیا اور ۳۴ عرادات اور منجنیق لگا دیں۔ پھر بزور قوت طرابلس فتح ہو گیا۔ اس کے باشندوں پر تلوار چلانے کے احکامات صادر ہو گئے اور ان میں سے کثیر تعداد قتل ہو گئی اور عورتوں اور بچوں کو قیدی بنا لیا گیا، تمام خزانہ اور اموال پر قبضہ کر لیا گیا، یہ شہر ۵۰۳ھ سے اس دن تک فرنگیوں کے قبضے میں تھا، اس سے قبل حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانے سے مسلمانوں کے زیر تسلط تھا، سفیان بن مجیب نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے حکم سے فتح کیا تھا، انہوں نے اس میں یہودیوں کو بسایا تھا، پھر عبدالملک بن مروان نے اس کی عمارت اور قلعے کی تجدید کر کے اس میں مسلمانوں کو بسایا تو پھر یہ اس پر مستحکم آباد اور محفوظ شہر بن گیا، اس سے شام و مصر کے لیے پھل آتے تھے کیونکہ اس میں اخروٹ اور کیلے کی پیداوار بہت تھی، اور نہریں وہاں ہوتے تھے اس میں اونچی جگہوں کی طرف بہنے والی بڑی نہریں تھیں، اس کے محل وہاں ایک دوسرے کے قریب تین شہر تھے پھر آبادی کی زیادتی کی وجہ سے ایک شہر بن گئے، بتایا گیا ہے کہ فتح کے قریب جب اعلان ہوا تو دمشق میں خوشخبری کا پیغام پہنچا تو شہر کو سجایا گیا اور خوشیاں منائی گئیں اور لوگ بہت خوش ہوئے۔

اس کے بعد سلطان الملک المنصور قلاوون نے شہر کی دیواروں، مکانات اور مضبوط قلعوں کو بہت منہدم کرنے کا حکم دیا اور کہا کہ اس سے ایک میل کے فاصلے پر ایک دوسرا خوبصورت شہر بسایا جائے چنانچہ حکم پر عملدرآمد کیا گیا اور یہی شہر ہے جسے طرابلس کہا جاتا ہے۔ یہ تمام انتظامات کرنے کے بعد منصور واپس دمشق کی طرف روانہ ہوئے اور جمادی الآخر کی ۱۵ تاریخ کے دن دمشق پہنچ گئے لیکن شہر کے معاملات اور اموال میں تنگی کا کام علم الدین الشجاعی کے حوالے کیا تو اس نے ایک جماعت سے مطالبہ کر کے اموال کثیر جمع کئے اس سے لوگوں کو بڑی اذیت پہنچی، منصور نے یہ بہت برا کام کیا اور یہ کام ظلم کی علامت اور بربادی کا پیش خیمہ تھی کیونکہ "شجاعی" کے جمع کردہ اموال نے "منصور" کو کوئی فائدہ نہیں پہنچایا کیونکہ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اسے عنقریب ہی [illegible] کی طرح پکڑ لیا جیسا کہ آگے بیان ہوگا پھر سلطان ۵ شعبان کو دیار مصر کی طرف فوجوں کے ساتھ روانہ ہوا اور آخر شعبان میں وہاں پہنچ گیا۔

اسی سال حلب کی جانب بہت سے قلعے فتح ہوئے مثلاً [illegible] کے نواح کے قلعے [illegible] کی طرف [illegible] وہاں کے ایک گروہ کو شکست دی گئی اور ملطیہ میں تاتاری [illegible] قتل کیا گیا۔

اسی سال جمال الدین یوسف بن [illegible] دمشق کے محتسب بنے پھر چند ماہ کے بعد تاج الدین الشیرازی نے یہ عہدہ آپ سے لیا اور اسی سال مقصورہ میں ایک عورت کی وجہ سے محراب صحابہ کے پاس ایک منبر رکھا گیا ایک امام شیخ برہان الدین الاسکندری تھے تب خطیب نے لوگوں کو جمعہ اور نماز پڑھائی ۱۲ ذی الحجہ بروز جمعہ اس کی ابتدا ہوئی۔

## اس سال فوت ہونے والے نامور حضرات

**شیخہ فاطمہ بنت شیخ ابراہیم**..... نجم الدین بن اسرائیل کی بیوی تھیں غریب گھرانے سے تھیں لیکن بڑی صاحب عبادت و زاہدہ تھیں نہایت عمدہ سیرت رکھتی تھیں طریقہ حریریہ وغیرہ میں ان کا کلام ملتا ہے، لوگوں کی بڑی تعداد ان کے جنازے میں شریک ہوئی شیخ رسلان کے قریب دفن کی گئیں۔

**عالم ابن صاحب**..... شیخ شمس الدین احمد بن یوسف بن عبداللہ بن شکر، بے مروت شیخ تھے علم و ریاست والے گھرانے سے تھے بعض مدارس میں درس بھی دیا، وہ رئیس تھے پھر جب [illegible] بری لوگوں کی صحبت اختیار کی اور ان کی وضع قطع اپنا لی اور بھنگ استعمال کرنے لگا اور خواہشات نفسانی میں مبتلا اور بے حیائی کی باتیں کرنے لگا [illegible] کسی بھی صورت میں [illegible] کمائی کی [illegible] صاحب [illegible] تھے جو ان حرکتوں سے منع کرتے تھے لیکن یہ ان سے باز نہیں آتا تھا یہاں تک کہ حالت بدل گئی [illegible] شب جمعہ اس دنیا سے رخصت ہوا [illegible] کے قضاۃ مقرر کئے گئے اور ان کو بھی [illegible] بھائی تاج الدین بن بنت الاعز [illegible] مستقل قاضی تھے ابن صاحب موصوف ان سے کہنے لگا کہ میں اس وقت تک نہ مروں گا جب تک کہ تجھے [illegible] نہ دیکھوں، انہوں نے کہا [illegible] اور تمہیں زہر پلا دیں گے موصوف نے جواب دیا تم پے [illegible] دین کی وجہ سے یہ کام کرو گے اور اپنی قلت عقل کی وجہ سے تمہاری بات ختم کے [illegible] بھنگ کی مدح کرتے ہوئے اس نے یہ شعر کہے ہیں۔

بھنگ کے بارے میں میرے مقصد کی حقیقت یہ ہے کہ عقل و فہم والا لوگوں نے اسے بغیر عقل و نقل کے حرام قرار دیا ہے حالانکہ غیر
حرام تو حرام کرنا خود حرام ہے

اور کہا

اے شخص اہو ولعب کی طرف مائل ہو جا کیونکہ لہو و لعب کے سبب تمہاری جوانی زندگی گزارے بے شک ایک دن کے نشے سے مست
اشیاء اگر شراب بڑھ اور بھنگ سے کام چلا۔

مزید کہا

میں نے شراب اور بھنگ کو ملایا تو بہت خوش ہوا اب میں نشے سے چھوٹ نہیں سکتا کوئی ہے جو مجھے میرے مدرسے کا دروازہ
دکھائے؟ اللہ کی قسم اسے بہت بڑی تنخواہ اور اجر ملے گا۔

ایک دوسرا صاحب بہاء الدین ابن الحنا کی مذمت کرتے ہوئے کہنے لگا:

اسے لے کر بیٹھ جا اور خوش ہو، تیرے لئے مشقت اٹھانا لازمی ہے تو اپنا آپ کوئی بن محمد سمجھتا ہے اے ابن حنا! تجھے یہ
فضیلت کہاں حاصل ہو سکتی ہے۔ یہ سن کر بہاء الدین نے اسے بلا کر اس کی پٹائی کی اور اسے بیمارستان لے جانے کا حکم دیا۔
ایک سال وہاں رہنے کے بعد اسے چھوڑ دیا۔

**شمس الدین الاصبہانی** ... علامہ محمد بن محمود بن محمد بن عباد الاصبہانی، ۶۵۰ھ کے بعد دمشق تشریف لائے، فقہاء کی تکرار میں بیٹھے اور ان کے فضائل کی شہرت ہوئی، مدرسہ عادلیہ میں کام کیا اور امام رازی کی کتاب المحصول کی شرح لکھی، دو فنون ادبیہ اصول فقہ اصول دین اور منطق اور خلاف میں قواعد تصنیف کئے منطق بھی ... اب میں ان کو بڑی معرفت حاصل تھی وہ مصر تشریف لے گئے اور وہاں مشہد حسین اور مشہد شافعی وغیرہ میں درس دیا اور ہر طرف سے طلباء ان کے پاس آتے تھے وہ عربی کی طرح قاہرہ میں ۲۶ رجب کو فوت ہوئے۔

**شمس الدین محمد بن العفیف** ... سلیمان بن علی بن عبداللہ بن علی التلمسانی کا بیٹا شاعر تھا اپنے والد کی زندگی میں فوت ہوئے تھے جس سے ان کے والد نہایت غمگین اور پریشان ہوئے اور کثیر اشعار ان کے مرثیے میں کہے، وہ چہار شنبہ ۱۴ رجب کو فوت ہوئے تھے اور جامع میں ان کا جنازہ پڑھا گیا اور الصوفیہ میں دفن کئے گئے ان کے عمدہ اشعار میں سے مندرجہ ذیل اشعار ہیں:

اس کے ثنایا (اگلے دانت) اس کے چاند کے ستارے ہیں، اور یہ ستارے اس کے حسن کے ہالے کے لئے بمنزلہ موتی ہیں، اس کی
کوکھ کتنی دور ہے حالانکہ وہ نحیف ہے اور اس کا منہ کیسے شیریں ہے حالانکہ لعاب خشک ہے۔

حشیش کی مذمت کرتے ہوئے کہتا ہے:

بھنگ خور کے نزدیک بھنگ کی کوئی فضیلت نہیں ہاں البتہ اتنا ہے کہ وہ اسے بھلائی کی طرف لوٹنے نہیں دیتا، اس کے چہرے پر زردی چھائی ہوئی ہوتی ہے حتیٰ کہ اس کی آنکھوں میں سرخی اور جگر میں سیاہی ہوتی ہے۔

اور ان کے اشعار ہیں:

اس کا چہرہ اس کے رخسار کی زردی کے اوپر سے ظاہر ہوا اور تمہاروں کی ہر بات میں وہ کچی تحریر ہے تعجب ہے کہ میرا
کیسے نہیں چھوٹ جاتا کیونکہ سورج ایک تیر سے پر طلوع ہوا ہے۔

اس کے بعض اشعار میں سے یہ بھی ہیں:

تم اور نرم و نازک شاخ میرے نزدیک ایک جیسے نہیں ہو کیونکہ اس کو ہوا حرکت دیتی ہے اور تم تو محبت (الھوی) کو حرکت
دیتے ہو۔

**ملک منصور شہاب الدین** ... محمود بن ملک صالح اسماعیل بن العادل، ۱۸ شعبان بروز چہارشنبہ وفات ہوئی، جامع میں ان کی نماز جنازہ پڑھی گئی اور پھر وہ اپنے دادا کے مقبرے میں دفن کئے گئے، اور اس مقبرے کے ناظر تھے، احادیث کثیرہ کا سماع کیا اور حدیث سے بہت محبت کرتے تھے نہایت لطیف الطبع اور متواضع تھے۔

**شیخ فخر الدین ابو محمد** ... عبدالرحمن بن یوسف البعلی الحنبلی، مشہد النور اور دار الحدیث النوریہ اور الصدریہ کے شیخ تھے مفتی تھے اور علم اور دیانت کے ساتھ لوگوں کو بہت فائدہ پہنچاتے تھے ۶۱۱ھ میں پیدا ہوئے اور رجب ۶۸۸ھ کو فوت ہوئے۔

## آغاز ۶۸۹ھ

اس سال الملک المنصور قلاوون کی وفات ہوئی، خلیفہ الحاکم العباسی تھا، مصر کا نائب حسام الدین طرنطائی اور نائب شام حسام الدین لاجین تھا شام میں قضاۃ شہاب الدین بن الخوئی الشافعی، حسام الحنفی، نجم الدین بن شیخ الجبل اور جمال الدین الزواوی المالکی تھے، اسی دوران شمس الدین سنقر الاشقر کو دیار مصریہ بلانے کے لئے ایلچی آئے جب وہ آئے تو سلطان نے اس کا بہت اکرام کر کے اسے تقویت اور ہمت دلائی اور اپنے اموال چھڑانے کا حکم دیا، البیرہ اور کخنا وغیرہ کے قلعوں کے متعلق گفتگو کے عہد کے ساتھ فوجوں کی مضبوطی کا عہد و مزید عطا کیا لہٰذا اس سے اس کا عکس و تجبر قوی ہو گیا، لیکن اس کے باوجود مروت اور درگذر اور اپنے متعلقین کے ساتھ خوبی کے ساتھ پیش آتا تھا اس پہ دنیا کے ساتھ چند دنوں کی دل لگی ہے، جمادی الآخر میں بیت المال کے وکیل اور ناظر خاص جمال الدین المقدسی کے حالات کی جستجو کے بارے میں خط آیا، جستجو ہوئی تو ظاہر ہوا کہ اس نے اوقاف وغیرہ کے اموال کھائے ہیں، چنانچہ العذراویہ میں اسے بند کر کے وہ اموال اس سے طلب کئے گئے اور اس پر نہایت تنگی کی گئی، سیف الدین ابو العباس السامری نے اپنے ساتھ کئے گئے ظلم و زیادتی کی خبر اس تک پہنچانے کے لئے اس کے بارے میں ایک قصیدہ لکھا اس کے باوجود اس کے پاس گیا اس کے سامنے غم کا اظہار کیا اور وہاں دونوں نے ایک دوسرے کے ساتھ مذاق کیا پھر اسے مصر بلائے جانے کا پیغام آیا تو نائبین کو اس کے جانے سے خوف ہوا جمعہ کی صبح کو دیکھا وہ مدرسہ عذراویہ میں گردن میں پھندا ڈالا ہوا مرا ہوا ہے چنانچہ قاضیوں اور گواہوں کو بلا کر دکھایا گیا پھر تجہیز و تکفین کے بعد نماز جمعہ کے متصل بعد نماز جنازہ پڑھی گئی اور مقابر الصوفیہ میں اس کے والد کے پاس اسے دفن کیا گیا۔ وہ وکالتوں اور نظارت کے ساتھ ساتھ الرواحیہ اور مدرسہ ام الصالح میں مدرس بھی تھا۔

عکا کے محاصرے کے لئے منجنیقیں بنانے کا حکم آیا تو الاعسر، اراضی بعلبک کی طرف سوار ہو کر چلا گیا کیونکہ وہاں ایسی بڑی بڑی لکڑیاں ملتی تھیں جن کا دمشق میں میسر ہونا دشوار تھا اور وہاں کی لکڑیاں اس کام کے لئے مناسب بھی تھیں لہٰذا ابتدائیات، چھینا جھپٹی اور بیگار بہت کثرت سے ہوا اور بزور حق لوگوں سے کام لیا گیا ان کی لکڑیاں چھین کر مشقت اور شدت سے دمشق لائی گئیں، انا للہ وانا الیہ راجعون۔

**الملک المنصور قلاوون کی وفات اور الملک الاشرف کی جانشینی** ...... لوگ اسی فکر اور لوٹ کھسوٹ وغیرہ میں لگے ہوئے تھے کہ قاصدوں نے آ کر خبر دی کہ ۶ ذی قعدہ بروز ہفتہ قاہرہ کے باہر خیمہ گاہ میں الملک المنصور کا انتقال ہوا ہے اور وہیں سے راتوں رات قلعے کی طرف لے جائے گئے ہیں، ولی عہد ہونے کی بنا پر ان کے بعد ان کا بیٹا الملک الاشرف خلیل تخت نشین ہوا تمام امراء نے اس کے لئے حلف اٹھایا منبروں پر [illegible] پڑھا گیا اور شاہی شان کے ساتھ سوار ہوا اور پوری فوج پیدل اس کے آگے تھی، قلعۃ الجبل سے نکل کر سوق الخیل میں واقع میدان اسود کی طرف گیا امراء سربراہان حکومت، قضاۃ اور رؤساء نے خلعتیں پہنی ہوئی تھیں، جب یہ خبریں پہنچیں تو شامی امراء نے بھی حلف اٹھایا، شام میں اپنے والد کے نائب حسام الدین طرنطائی کو گرفتار کر کے اس سے بڑا مال لیا اور اس مال میں سے فوج پر خرچ کیا۔

الاعسر کی کوششوں سے اسی سال جمال الدین بن عبد الکافی کے بدلے زین الدین عمر بن مکی بن المرحل کو دمشق کا خطیب بنایا گیا اور ناصر الدین بن المقدسی کی جگہ رئیس وجیہ الدین بن المنجا التنوخی کو الجامع کا ناظر مقرر کیا گیا، اسی سال حماۃ کے حاکم کا گھر جل گیا، ہوا یوں کہ اس کی غیر موجودگی میں آگ بھڑک اٹھی اور کوئی اس میں گھسنے کی ہمت نہ کر سکا نتیجۃً پورا گھر تمام اثاثے سمیت جل گیا۔

شوال میں تربت ام الصالح میں ابن المقدسی کے بعد قاضی امام الدین القونوی نے درس دیا، اسی سال الملک المنصور کی وفات سے پہلے کے ایک فرمان کی بنا پر شرف الدین حسین بن احمد بن شیخ ابی عمر اپنے چچا کے بیٹے نجم الدین بن شیخ الجبل کی جگہ حنابلہ کے قاضی بنائے گئے۔

اسی سال شام سے امیر حج امیر بدر الدین بکتوت العلائی تھے، قاضی القضاۃ شہاب الدین بن الخوئی اور شمس الدین بن السلعوس نے بھی اس سال حج کیا، قافلے کا سربراہ امیر عتبہ تھا، اس کے اور حاکم مکہ ابونمی کے درمیان عداوت تھی اس لئے ابونمی کچھ شک میں پڑ گیا اور مکہ مکرمہ کے دروازے بند کر کے لوگوں کو داخل ہونے سے روک دیا، چنانچہ اس نے دروازے کو جلا کر کچھ لوگوں کو قتل کیا اور بعض جگہوں میں لوٹ مار کی پھر لوگوں نے

قاضی ابن الخوئی کو دونوں فریقوں میں صلح کرانے کے لئے اندر بھیجا جب وہ ابونمی کے پاس پہنچا تو قافلہ روانہ ہو گیا اور وہ حرم میں اکیلا رہ گیا چنانچہ ابونمی کچھ آدمی اس کے ساتھ کر کے اسے روانہ کر دیا تاکہ وہ صحیح وسالم قافلے تک پہنچ جائے۔

عرفات میں تھے، یہ عجیب بات ہے اس دوران خط آیا کہ ابن سلعوس کو مصر بلایا گیا ہے سطروں کے درمیان الملک الاشرف کے اپنے خط سے لکھا ہوا تھا اے سرخ و زرد اے روئے خیر، وزارت کے حصول کے لئے جلد پہنچ جا چنانچہ وہ وہاں سے روانہ ہو کر ۱۰ محرم بروز سہ شنبہ قاہرہ پہنچ گیا او رسلطان کی بات کے مطابق وزارت کا قلمدان سنبھالا۔

## اس سال فوت ہونے والے نامور حضرات

**سلطان الملک المنصور قلاوون**…… بن عبداللہ ترکی الصالحی الالفی، الملک الصالح نجم الدین ایوب بن الملک الکامل محمد بن العادل ابوبکر بن ایوب نے اسے دو ہزار دینار میں خریدا اس کے دور میں اور اس کے بعد اکابر امراء میں سے تھا جب الملک السعید بن الظاہر نے اس کی بیٹی غازیہ خاتون کے ساتھ شادی کی تو الظاہر کے نزدیک بھی اس کی شان بہت بلند ہوگئی اس کی شان حکومت میں بڑھتی رہی حتیٰ کہ سلامش بن الملک الظاہر کا اتالیق بن گیا، پھر ۶۸۳ھ میں اسے درمیان سے نکال کر خود سلطان بن گیا، ۶۸۸ھ میں طرابلس کو فتح کیا اور عکا کی فتح کا عزم کر کے نکلا تھا کہ موت نے ۶ ذی قعدہ کو اس کا راستہ روک دیا، قصرین کے درمیان اپنے تعمیر کردہ مدرسے میں واقع اپنے مقبرے میں دفن ہوا یہ ایسا عظیم الشان مدرسہ تھا کہ اس جیسا مدرسہ مصر میں تھا نہ شام میں، اس میں دارالحدیث اور شفاخانہ بھی تھے بہت سے عظیم اوقاف جاری کیا اس میں تھے تقریباً ۷۰ برس کی عمر میں فوت ہوا، بارہ سال تک حکومت کی، خوبصورت، بارعب، تام الخلقت، سڈول داڑھی، بلند ہمت، شجاع اور باوقار انسان تھے، سلطنت کی شان اور ملک کی ہیبت اس پر نمایاں تھیں، اللہ تعالیٰ اس کے خطاؤں سے درگذر فرمائیں۔

**امیر حسام الدین طرنطائی**…… مصر میں سلطنت منصوریہ کے نائب تھے، الاشرف نے اسے پکڑ کر قلعہ الجبل میں قید کر دیا، پھر اسے قتل کر دیا گیا آٹھ دن تک اس کے بارے میں کچھ پتہ نہیں تھا پھر اسے ایک چٹائی میں لپیٹ کر کوڑے کے ڈھیر پر پھینک دیا گیا بعض لوگ اس کی موت سے پریشان ہیں، ملک کا اقتدار، وسیع دنیا اور نعیم کثیرہ کے بعد ایک فقیر کی طرح اسے دفن کیا گیا، سلطان نے مصر و شام میں اس کے املاک میں سے گھوڑوں، خچروں، اونٹوں، سامان، عمدہ قالینوں، قیمتی اسلحہ وغیرہ کے علاوہ بہت سے جواہر ۱۶ لاکھ دینار اور ستر قنطار مصری درہم لے لئے اس نے دو لڑکے چھوڑے ان میں سے ایک نابینا تھا ایک دن یہ اشرف کے پاس گیا اور اپنے چہرے پر رومال ڈال کر کہنے لگا تھا کہ اللہ کے لئے کوئی چیز دو اور کہا کہ کئی دنوں سے ان کے پاس کھانے کے لئے بھی کچھ نہیں، یہ سن کر اس کا دل کچھ نرم ہوا اور کچھ املاک ان کے لئے مختص کیں کہ اس کی پیداوار سے کھائیں، پاک ہے وہ ذات جو اپنی مخلوق میں جو چاہے تصرف کرتا ہے جسے چاہتا ہے عزت دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے ذلت دیتا ہے۔

**شیخ رشید الدین**…… امام علامہ رشید الدین عمر بن اسماعیل بن مسعود الفارقی الشافعی مدرسہ ظاہریہ میں مدرس تھے وہیں وفات پائی، ماہ محرم میں وہ گلا گھونٹ کر مرے ہوئے پائے گئے، ۹۰ برس سے متجاوز عمر پائی، الصوفیہ میں دفن کئے گئے، حدیث سنی علوم و فنون کثیرہ میں یکتائے روزگار تھے جیسے کہ علم نحو، ادب اور حل المترجم، کتابت، الانشاء، علم الفلک، علم النجوم، ضرب الرمل اور حساب وغیرہ، اچھے شعر بھی کہتے تھے۔

**خطیب جمال الدین ابومحمد**…… عبدالکافی بن عبدالملک بن عبدالکافی الربعی، دارالخطابہ میں وفات پائی، جمادی الاولیٰ کے آخر میں بروز ہفتہ جنازہ پڑھا گیا اور قاسیون میں شیخ یوسف الفقاعی کے پہلو میں دفن ہوئے۔

**فخر الدین ابوالظاہر اسماعیل**…… بن عز القضاۃ ابی الحسن علی بن محمد بن عبدالواحد بن ابی الیمن، زاہد اور دنیا سے بہت کم لگاؤ رکھتے تھے، ۲۰ رمضان کو وفات پائی، جامع میں ان کا جنازہ پڑھا گیا شیخ محی الدین ابن عربی کے ساتھ محبت کی وجہ سے ابن الزکی کے مقبرے میں قاسیون میں دفن کئے

کے لیے تھا اور شیخ ابن عربی کے کلام سے روایت ورق اور حدیث کے ورق لکھا کرتے تھے اس کے باوجود وہ بہت سی کتب لکھتے تھے نماز عصر کے ساتھ جو مسجد میں نماز پڑھا کرتے تھے کسی عالم نے بتایا کہ میں نے ان کے اپنے ہاتھ کا لکھا ہوا یہ شعر دیکھا ہے

ہر چیز میں اس کی ایک نشانی ہے جو اس پر دال ہے چونکہ وہ اس کا عین ہے جیسا کہ جو لفظ شعر میں ہے اس کی نفی کی گئی ہے
شعر کے راوی سے یہ شیخ مردود ومقبول ہیں ہے۔ قول ان کا یہ کہ وہ عین ہے ان کے کافر ہونے پر دلالت کرتی ہے۔

ان کے اشعار ہیں:

تم سب سے محبت کی وجہ سے شاخوں میں چھپ گئی تھی اپنے دل میں ان کا شکل جاری ہے جیسے کہ تمہارے نور کے عاشق پر صبر پر
غیرت آگئی وہ تم کو نہیں اس کے عمل سے بچا رہی ہے۔

یہ بھی ان کے اشعار ہیں:

جب تمہارے سامنے مکانات متحقق ہو گیا حالانکہ اس کا علم عالم صورت میں ظاہر ہو چکا ہے تو شیخ کو اپنے آپ سے جدا کر دیا جاتا کہ
وہ کہتا ہے جو تیرے تمہارا طریق عالم صورت میں ظاہر ہو گیا۔

یہ بھی ان کے اشعار ہیں:

مجھے اپنے محبوبوں کے سوا کوئی نظر نہیں آتا وہی میرا مقصد اور میرا دل ہیں وہ میرے ہر جوڑ کا احاطہ کیے ہوئے ہیں
اور میری آنکھ کے اندر اس سے بڑھ کر ہیں انہوں نے میری شدت کمزوری طول ذلت اور صبر پر نظر ڈالی تو میرے
ساتھ نفاست، بھلائی اور لطف خاص کا معاملہ کیا۔ مجھے ملامت مت کرو اگر میں ان پر فخر کرتا ہوں اپنا دامن گھسیٹوں یا
تکبر سے اتراؤں۔

ایک اور موقع پر کہا رب ذوالجلال کے انعامات مجھ پر پے در پے مسلسل آرہے ہیں کہ میں کوتاہ ہو گیا جس طرح وہ شعر بیان کر رہے ہیں حقوق کے بعد حقیقی ہے، سچا اور بشارت مسلسل ہو رہی ہے، وہ سب تمہاری تعریف ہے اور جو حقیقی ہیں کہ وہ تمام تعریف والوں کے لئے کافی ہیں۔

**الحاج طیبرس بن عبداللہ** علاء الدین الوزیری الملک الظاہر کے داماد تھے، بڑے امراء میں سے تھے، بہت نیکی والے اور کثیر الصدقات تھے دمشق میں ایک مسجد خانقاہ وقف کی قیدیوں کے کپڑے سینے اور جامع مسجد میں ان کی موت کے وقت شامی و مصری قیدیوں پر خرچ کرنے کے لئے تین لاکھ درہم کی وصیت کی چنانچہ سب سے بڑھ کر ۵۰ ہزار درہم ملے ذی الحجہ میں فوت ہوئے اور مقبرے کے باب النصر کے مقبرے میں دفن ہوئے۔

**قاضی القضاۃ نجم الدین**.... ابو العباس بن شیخ شمس الدین بن ابی عمر المقدسی ۱۲ رجب کو اپنے مقام میں فوت ہوئے بڑے فاضل، باکمال اور خطیب تھے اکثر مدارس میں درس دیتے تھے حنابلہ کے شیخ اور شیخ کے بیٹے تھے ان کے بعد شیخ شرف الدین حسین بن عبداللہ بن ابی عمر قاضی مقرر کئے گئے واللہ اعلم۔

## آغاز ۶۹۰ھ

اسی برس عکا اور بقیہ ساحلی علاقے جو طویل عرصے سے فرنگیوں کے قبضہ میں تھے فتح ہوئے اور وہاں ان کے قبضے میں ایک پتھر بھی نہ رہا۔ وللہ الحمد والمنہ۔

اس سال کے آغاز میں خلیفہ الحاکم بامر اللہ عباسی اور سلطان الملک الاشرف خلیل بن الملک المنصور قلاوون تھے سلطان کا مصر اور گرد ونواح میں نائب بدر الدین بیدرا اور وزیر ابن سلعوس صاحب شمس الدین تھے اور نائب شام حسام الدین لاجین السلحداری المنصوری تھا، قلعہ کا والی تھے

سے قتل مذکور ہوئے۔ یمن کا حکمران الملک المظفر شمس الدین یوسف بن المنصور نور الدین عمر بن علی بن رسول، مکہ مکرمہ کا حاکم نجم الدین ابو نمی محمد بن ادریس بن علی بن قتادہ الحسنی، مدینہ کا حاکم عز الدین جماز بن شیحہ الحسینی اور روم کا حاکم غیاث الدین کیخسرو بن رکن الدین قلیج بن ارسلان السلجوقی اور حماۃ کا حاکم تقی الدین محمود بن الملک المنصور ناصر الدین محمد بن الملک المظفر تقی الدین محمد تھا اور عراق، خراسان اور اس کے اطراف کے علاقوں کا سلطان ارغون بن ابغا بن ہلاکو خان بن تولی بن چنگیز خان تھا۔ اس سال کا پہلا دن جمعہ کا دن تھا۔

اسی روز الملک المنصور کی جانب سے سونے چاندی کے بہت سے اموال صدقہ کیے گئے۔ جمعہ کی رات سلطان کو قبہ کے پہلو میں ان کے مقبرے میں دفن کیا گیا اور ان کی قبر میں بدر الدین بیدرا اور علم الدین الشجاعی داخل ہوئے اور اس وقت بہت سارے صدقات تقسیم کیے گئے۔ صاحب شمس الدین بن سلعوس جب حجاز سے واپس آئے تو انہیں وزارت کی خلعت دی گئی، اور اس کی تحریر محی الدین بن عبد الظاہر کاتب انشاء نے اپنے ہاتھ سے لکھی اور وہ بڑی شان و شوکت کے ساتھ اپنے گھر گئے اور پختہ احکام ہوئے، بروز جمعہ شمس الدین سنقر الاشقر اور سیف الدین جرمک الناصری کو گرفتار کیا گیا، اور امیر زین الدین کتبغا کو رہا کیا گیا انہیں طرنطائی کے ساتھ گرفتار کیا گیا تھا اور ان کی جاگیریں واپس کی گئیں تو پھر وہ دوبارہ دمشق کا والی بنایا گیا۔

اسی سال ابن الخوئی نے الناصریہ کی تدریس زین الدین الفارقی سے لے کر شام کے قاضی کے حوالہ کرنے کے لیے درخواست کی جو منظور ہوئی۔

**عکا اور دیگر ساحلی علاقوں کی فتح** —— ربیع الاول میں عکا کے محاصرے کے لیے آلات کی تیاری کا پیغام دمشق آیا اور دمشق میں جہاد فی سبیل اللہ کی منادی کروا دی گئی اسی دوران اہل عکا نے وہاں موجود مسلمان تاجروں پر حملہ کر کے انہیں قتل کر دیا اور ان کے اموال لوٹ لیے۔ بعلبک وادی کی جانب سے تیار شدہ منجنیقیں نکالی گئیں عوام اور رضا کار حرکت کر گئے تھے، مدرسین اور صلحاء انہیں چھکڑوں پر لاد کر گھسیٹ رہے تھے پہلے فوجیں نکلیں آخر میں نائب شام خود نکلا اور حماۃ کا حاکم الملک المظفر بھی آ گیا اس کے علاوہ ہر جانب سے لوگ آئے۔ طرابلس کی فوج بھی آ گئی اور اشرف بھی اپنی فوجوں کے ساتھ عکا کا قصد کر کے مصر سے روانہ ہوا چنانچہ تمام فوجیں وہاں اکٹھی ہو گئیں، بروز جمعرات ۴ ربیع الثانی کو منزل پر پہنچ کر جہاں جہاں ممکن تھا منجنیقیں نصب کی گئیں، ابتدائی دور میں شہر پر تنگی کرنے کی خاطر حتی المقدور بھرپور کوششیں کی گئیں اور یہاں لوگ جامعات میں صحیح بخاری کی قرأت میں مشغول ہو گئے چنانچہ شیخ شرف الدین الفزاری نے بھی صحیح بخاری کی قرأت کی اور اس مجلس میں قضاۃ، فضلاء اور دوسرے اعیان بھی شریک ہو گئے اثنائے محاصرہ نائب شام حسام الدین لاچین سے کوئی غلطی ہوئی اس نے خیال کیا کہ سلطان اسے گرفتار کرے گا، امیر طرنطائی نے اسے اطلاع دی تھی چنانچہ وہ سوار ہو کر بھاگ کھڑا ہوا لیکن "علم الدین الدویداری" نے اسے تحت دست کر کے واپس کر دیا اور سلطان کے پاس اسے لے آیا، سلطان نے اسے راضی کر کے خلعت عطا کی لیکن تین روز کے بعد اسے گرفتار کروا کے قلعہ صفد بھیج دیا اور اس کے حواصل ضبط کر لیے اور اس کے گھر کے استاد بدر الدین بکتاش کو نگران لکھا۔

بہر حال ایسا واقعہ پیش آیا جو کسی طور پر بھی اس وقت مناسب نہیں تھا کیونکہ یہ تنگی اور محاصرے کا وقت تھا، پھر سلطان نے قلعے پر یکبارگی دھاوا بولنے کا عزم مصمم کر کے فوجوں کو مرتب کروایا اور ۱۷ جمادی الاولیٰ بروز جمعہ تمام فوجوں کو ایک ساتھ طلوع شمس کے وقت حملہ اور وہاں سورج افق پر چھایا ہوا تھا اور وہاں مسلمان مجاہدین قلعہ کی فصیلوں پر چھا رہے تھے اور اسلامی پرچم برجوں پر نصب کیے جا رہے تھے پس کچھ فرنگیوں کے اوسان خطا ہو گئے اور تجارتی کشتیوں میں سوار ہو کر بھاگ گئے اور اتنے قتل ہوئے کہ ان کی تعداد کا علم اللہ تعالیٰ کو ہی ہے، مسلمانوں کو مال غنیمت میں کثیر مال و متاع، غلام اور دوسری بہت سی اشیاء ملیں، سلطان نے قلعہ منہدم کرنے اور برباد کرنے کا حکم دیا تاکہ کوئی اس سے دوبارہ مستفیض نہ ہو سکے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے جمعہ کے دن اس کی فتح مقدر فرمائی جیسے کہ فرنگیوں نے بھی اسی روز اس پر قبضہ کیا تھا اور قلعہ صور اور صیدا کی قیادت بھی الاشرف کے حوالہ کی گئی چنانچہ پورا ساحلی علاقہ کفار سے پاک ہو کر مسلمانوں کے ہاتھ آیا اور ظالموں کا انجام بہت برا ہوا والحمد للہ رب العالمین۔

جب اس کی خبر دمشق پہنچی تو مسلمان بہت خوش ہوئے اور تمام قلعوں میں شادیانے بجے، ناظرین کی تفریح طبع کے لیے پورے شہر کی آرائش و زیبائش کی گئی، سلطان نے صور کی طرف ایک امیر کو روانہ کیا اس نے جا کر اسے منہدم کر کے اس کے تمام آثار مٹا ڈالے، یہ قلعہ ۵۱۸ھ سے

فرنگیوں کے قبضے میں رہا جیسا کہ ایک مرتبہ" ملک صلاح الدین یوسف بن ایوب" نے فرنگیوں سے چھینا تھا لیکن فرنگی پھر آ گئے اور انہوں نے اس کا محاصرہ کیا" سلطان صلاح الدین" نے تقریباً تین سال تک انہیں اس سے روکے رکھا، لیکن وہ بالآخر اس پر قابض ہو گئے اور اس میں موجود مسلمانوں کو قتل کر دیا۔

پھر سلطان الملک الاشرف خلیل بن المنصور قلاوون شاہی ٹھاٹھ باٹھ اور بڑی عزت کے ساتھ عکا سے دمشق کی طرف آیا اور اس کے ہمراہ اس کا وزیر ابن سلعوس اور فاتح افواج اس کے ہمراہ تھیں، پھر اس نے امیر علم الدین سنجر الشجاعی کو شام کا نائب مقرر کیا اور اسے ساحلی علاقوں کا انچارج بنا دیا، اور صیدا کو اس کی جاگیروں میں شامل کر دیا اس سے قبل وہ صیدا کی طرف بھیجا گیا تھا کیونکہ اس کی آبادی قلعہ کے ساتھ تنگ ہو گئی تھی اور صلح سے اس کے لئے دروازہ کھل گیا اور صور کے اور اسے فتح کر کے جیسے شہر کے پچھلے کا اختیار تفویض کیا اس کے بعد سلطان نے اسے صیدا شہر کی بالائی جانب ایک قلعہ کی فتح کے لئے روانہ کیا تو اس نے جا کر اسے فتح کیا اور یہاں اس کی بجائے خوشخبری ملی، یہ کام کر کے وہ دمشق سے مصر روانہ ہوا اور امیر علم الدین کو بیروت کی فتح کے لئے بھیج دیا، اس نے جا کر اسے بہت کم مدت میں فتح کر لیا، اور عثلیث اور طرطوس اور جبیل کے قلعے بھی زیر قبضہ آ گئے اور ساحلی علاقے فرنگیوں کی گندگی سے پاک ہو گئے، مسلمانوں نے جنہیں پایا تھا اللہ تعالیٰ نے مجاہدوں کے ذریعہ ان کے شر سے بچا لیا، پھر سلطان ۹ شعبان کو نہایت شان و شوکت کے ساتھ دمشق میں داخل ہوا وہ بڑے اجتماع کا دن تھا یہاں پہنچ کر بدرالدین بیسری کو نو سال کی قید کے بعد رہا کر دیا اور اب امیر علم الدین سنجر الحلبی کو قلعے سے رہا کر کے ۱۵ شعبان کو مصر کی طرف کوچ کیا اور گھروں کے پاس ان اطراف کا ایک چکر بھی لگا تھا۔

* سلطان کا امیر حسام الدین لاجین المنصوری کے ساتھ امراء کی ایک جماعت کو قید سے رہا کر کے ان کی جاگیریں انہیں لوٹا دیں، اسی اور ان کے ساتھ اکرام و احسان کیا اور اوائل رمضان میں قاضی بدرالدین بن جماعۃ کو قدس شریف سے مصر بلایا گیا اور وہاں وہ خطیب تھے چنانچہ ۱۲ رمضان بدھ کی رات مصر پہنچا، اس کے بعد وزیر ابن سلعوس کے ہاں اقامت کی، وزیر نے اس کا بہت اکرام و احترام کیا۔ دوسری رات وزیر نے تقی الدین ابن بنت الاعز کی معزولی اور بدرالدین بن جماعۃ کو مصر میں قاضی القضاۃ بنانے کی صراحت کر دی، چنانچہ قضاۃ اسے مبارکباد دینے آئے اور لوگ اس کی خدمت میں حاضر ہونے لگے اور فقہاء کے ساتھ طلباء بھی اور اس کی صحبت، اہل صالحین کی مجلس بھی ان کی بھی ہو گئی اور اس نے خلعت اور عزت کی چادر پہنی اور مدرسوں کے لئے فرمان جاری کیا ایک جمعہ مصر کی جامع میں گئے اور الازہر میں خطبہ دیا اور جمعہ کو لوگوں کو نماز پڑھائی اور یہ پہلی بار تھا جب کہ خلیفہ الحاکم بامر اللہ نے ... پھر لوگوں کے سامنے خطبہ دیا اور اس میں الاشرف خلیل بن المنصور کو سلطنت کی سپردگی کا ذکر بھی کر دیا، چنانچہ اس نے سیاہ خلعت زیب تن کی اور لوگوں کے سامنے وہ خطبہ پڑھا جو ظاہر کے سامنے پڑھا گیا تھا اس خطبے کو شیخ شرف الدین المقدسی نے ۶۶۱ھ میں لکھا تھا اور لفظوں کے معانی میں تیس سال کا عرصہ گزر چکا تھا، یہ خطبہ جو قلعہ میں پڑھا گیا اس کے بعد خلیفہ سلطان کے پاس قلعہ میں خطبہ دینے آیا اور جامع ازہر تک اپنا نائب بھیجتے رہے۔

اور ابن بنت الاعز نے وزیر کی جانب سے مصائب اٹھائے اور تب بات کا سامنا کیا ان کے مناصب میں سے ایک بھی اس کے پاس نہیں چھوڑا حالانکہ سترہ مناصب ان کے پاس تھے جن میں قضاء اور خطابت، محتسبات کی نگرانی، اور شیوخ کی مشیخت، خزانے کی نظارت اور بہت سے مدارس کی تدریس بھی تھی، اور اس پر بہت سی اشیاء کا جرمانہ کر کے جس کی مقدار ہزار درہم تھی اسے ان سے لے لیا لیکن انہوں نے کسی خوشنودی اور مدد کا اظہار نہیں کیا، پھر وقت نے پلٹا کھایا اس سے بدلہ لیا اور مشہد کے پاس اس کو دفن کیا گیا جو القرافہ میں امام احمد کی قبر کے پاس ایک قبہ تعمیر کیا گیا جس میں سوار ہو کر قضاۃ تشریف لائے، سلطان منصب کے ساتھ فوج کی کثرت ان کے پاس آیا اور خلیفہ نے ایک بلیغ خطبہ دیا اور لوگوں کو جہاد و قتال میں جہاد کرنے اور عکا کی تاریخ سے بچانے کو کہا اس سے قبل خلیفہ پوشیدہ رہا کرتا تھا لیکن اس بات نے لوگوں کو اس کا علم کر دیا اس کے بعد وہ اپنے ایوان میں واپس آیا، دمشق سے تعمیر کی طرف سیدان الشعری ایک عظیم لشکر بہت سے تیز رو گئے اس کے بعد شیخ نصر بن ... وزیر ابن المقدسی نے خطبہ دیا اور لشکر کے بادشاہ لوگوں نے ... کی عراق کی جنگ کے تیاری کا پرچار کیا اس کی لوگوں

میں منادی کرادی گئی اور بغداد کے دریائے دجلہ پر پل بنانے کے لئے بڑی بڑی زنجیریں نکالی گئیں اور مقصود کے لئے کام کرنے کا تجربہ بھی کیا گیا اگرچہ مقصود حاصل نہ ہوا اس وجہ سے بعض لوگوں کو تکلیف پہنچی۔

اسی نائب شام الشجاعی نے منادی کرائی کہ کوئی عورت بڑا عمامہ نہ پہنے نیز اس نے دریا کے اوپر دمشق اور شہر کے باب الفرج اور نہروں پر بنائے گئے تمام حوضوں کو منہدم کر دیا اور الاسپیکا پل اور اس پر موجود تمام دکانوں کو گرا دیا اور شہر میں اعلان کر دیا کہ منہدم کرنے کے بعد جنہوں نے ان کو بنایا تھا ان کو کوئی اجرت نہیں، بلکہ حکومت کے اخراجات پر تعمیری بنیادیں اٹھائیں۔

باب النصر کے باہر الملک السعید کے بنائے ہوئے حمام کو جو دوبارہ گرا دیا جو دمشق میں اس سے زیادہ خوبصورت حمام نہیں تھا اور ان احقر کو اس کے پیچھے حصے کے بعد شمالی سمت سے جو حمام تھا اس کے اور شہر کے درمیان تھوڑی سی جگہ رہ گئی تھی اس میں خود اس نے کام کیا اور امراء نے بھی اس میں حصہ لیا۔

اسی سال جمال الدین آقوش الافرم المنصوری حسب الطلب ایک اور امیر کو قلعہ میں گرفتار کر دیا گیا اور امیر علم الدین الدویداری کو قید کی حالت میں مصر لے جایا گیا۔

شیخ شہاب الدین محمود نے فتح عکا کے بارے میں ایک قصیدہ لکھا جس کے کچھ اشعار یہ ہیں:

> الحمد للہ صلیبیوں کی حکومت کمزور ہوا اور مصطفیٰ عربی ﷺ کا دین ترکوں کی وجہ سے غالب ہوا یہی وہ چیز ہے جس کے خلاف آرزو مند بھی طلب کرتی تھی تو اس کی طلب سے مغرور شمار تھی، عکا کے بعد جنگ کی خبریں سمندر میں گونجتی ہیں ترکوں کو خشکی کی کوئی حاجت نہیں، جس کے برباد ہونے کے بعد فخر کرنے کے لئے ہر وہ شخص فخر کرے کہ وہ نہایت ہی عمدہ قول جو نہیں پہنچی تھی، جنگوں نے ایسے بہت سے قلعے گرا دئیے جن کے اول سے بچنے بیٹھے ہوئے جاسوس مرد ٹوٹے ہوئے تھے اے عکا تو نے تو اہل کے حالات اور کتابوں میں لکھے گئے واقعات کو روشن کر دیا تیرے متعلق تو زبان کی حد شمار کرنے سے قاصر ہے اہل جنگ کسی شاعر و ادیب کے لئے یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے حضرت محمد ﷺ کے پرستاروں کو تو نے غضبناک کیا جب انہی کا خدمت کی خاطر جانب کیا، جس کی اس دعا گوئی سے اللہ تعالیٰ راضی ہو گیا حضرت محمد ﷺ جو کہ ہادی و بشیر ہیں نے سلطان الاشرف کی بھیجی ہوئی تلواروں پر شاہدوں کی طرح ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوئیں اور اس کی خوشی سے چھلکا عرب کی پرواز نہ کئے شور ہوا اور روز میں ایک چال چلا کر جس سے متعلق میں نے عجیب و غریب میں مصروف ہے اور عجیب ہیں۔

یہ بہت طویل قصیدہ ہے اور علم الدویداری اور دوسرے شعراء کے فتح عکا کے متعلق بہت سے اشعار ہیں جب الشجاعی واپس آئے تو انہوں نے منادی کی کہ جب سلطان مصر واپس لوٹ آیا تو اپنے وزیر ابن سلعوس کو بطور ضمیمہ دے دیئے اور دمشق کی آبادی میں جس پر وہ خود سوار تھے وہ دمشق کے بیت المال کے قرض سے قریب قریب ادا کرنے کے لئے لاکھ درہم دینے کا فرمان جاری کیا۔

۶۵۸ھ میں ہلاکو اور اس کے ساتھیوں کے ہاتھوں جو قلعہ حلب تباہ ہوا تھا اس کی تعمیر اس سال مکمل ہوئی سلطان الملک الاشرف خلیل بن قلاوون کے نائب علم الدین سنجر الشجاعی کے نام بھیجے گئے فرمان کے مطابق قبۃ الزرقاء اور سلطانی محل اور قلعہ دمشق کی تعمیر اسی سال شوال میں شروع ہوئی رمضان میں امیر ارجواش کو قلعہ کا نائب مقرر کیا گیا اور الشجاعی بھی بیروت کی گئی اسی سال شیخ یونس کے عمان کے ایک فرد شیخ کو محبوس کر کے قاہرہ بھیج دیا گیا۔

اسی سال مدرسہ نجیبیہ میں کمال الدین بن خلکان کی جگہ عز الدین الفاروقی نے درس دیا اسی روز جمال الدین نے ناصر الدین بن المقدسی کی جگہ العذراویہ میں درس دیا اور اسی روز کمال الدین بن الطبیب نے مدرسہ ظاہریہ میں درس دیا اس مہینے میں شیخ جمال الدین الشحادی نے الکلاسہ کی جگہ جمال الدین بن المصری نے الشامیہ میں برہان الدین الاسکندری نے القیمریہ میں اور مدرسہ الجوزیہ میں اور شیخ نجم الدین الدمشقی نے حادثہ کے ساتھ مدرسہ ظاہریہ میں درس دیا ابو العباس مرے جو الفارقی کو دیا گیا اسی طرح العادلیہ میں ابن الخطیب کے بعد قاضی نجم الدین بن صصری نے درس دیا فیل ان سے العادلیہ الصغیرہ کمال الدین بن الزملکانی کے لئے لیا گیا۔

## اس سال فوت ہونے والے نامور حضرات

**شاہ تاتار ارغون بن ابغا:** تاتاری شہنشاہ وہ خود جو تھا اپنے چچا احمد بن ہلاکو کو قتل کیا تو مغلوں کی نگاہ میں سربلند ہوا اس سال زہر ملی ہوئی شراب پی کر فوت ہوا مغلوں نے اس کی تہمت یہود پر لگائی کیونکہ اس کا وزیر سعد الدولہ ابن الصفی یہودی تھا چنانچہ عراق وغیرہ میں یہود کے بہت سے لوگوں کو قتل کر دیا اور ان کا بہت سا مال و اسباب لوٹ لیا پھر مغلوں میں آپس میں اختلاف ہو گیا کہ کس کو سلطان بنایا جائے ایک گروہ کیختو کی طرف مائل ہوا اور اس کو تخت پر بٹھایا کچھ مدت رہا، کہا جاتا ہے کہ ایک سال تک رہا جبکہ ایک قول اس سے بھی کم مدت کا کہا گیا ہے بہرحال اسے قتل کر کے بیدو کو بادشاہ بنایا ارغون کے وفات کی خبر الملک الاشرف کو پہنچی جب وہ عکا کا محاصرہ کئے ہوئے تھے تو وہ اس خبر سے بہت خوش ہوا ارغون کی مدت بادشاہی ۸ سال تک رہی عراق کے بعض مورخین نے اسے عدل اور اچھی سیاست دان کے طور پر پیش کیا ہے۔

**شیخ فخر الدین ابن البخاری:** ابو الحسن علی بن احمد بن عبد الواحد المقدسی الحنبلی، ابن البخاری کے نام سے معروف تھے، فاضل، محدث، بیان دان و سمجھدار شخص تھے ۵۹۵ھ کے آخر یا ۵۹۶ھ میں پیدا ہوئے بہت سے علوم حاصل کر کے اپنے علم کے ساتھ سفر کیا، بہت زاہد، صالح، متقی اور عبادت گزار شخص تھے طوالت عمر کی وجہ سے روایات کثیرہ میں منفرد و اکیلے رہ گئے ان کی بہت سی تصنیفات تھیں، کثیر طلبہ اور جم غفیر نے ان سے حدیث کا سماع کیا حدیث کا شوق رکھتے تھے یہاں تک کہ بوڑھے ہو کر حرکت سے بھی عاجز تھے، انہوں نے عمدہ اشعار بھی کہے ہیں، جن کا یہ حاصل ہے:

> مجھ پر اسی سال گزر گئے حتیٰ کہ میں پرانا ہو کر حتیٰ کہ کمزور ہو گیا میرا وقت بہت کم ہو چکا ہے لیکن روایات اور سماع حدیث سے دل بہلاتا ہوں اگر یہ کام بھی نہ کروں۔ یہ طول اس پر اجر بھی شفاعت بھی ہو جائے گی۔

یہ بھی ان کے اشعار ہیں:

> اے اللہ! میں تجھ سے عاجزی اور بیٹھ کر نماز پڑھنے کا عذر تیرے سامنے پیش کرتا ہوں اور جس مسجد میں لوگ نمازوں کے لئے حاضر ہوتے ہیں اس میں فرض نماز کو ترک کرنے کا عذر بھی سامنے ہے۔ میری اس حالت پر رحم فرما، میری کوتاہیوں سے درگزر کر کے مجھے آگ سے نجات دے۔

اور ۲ ربیع الآخر چہار شنبہ کی صبح کو ۹۵ برس کی عمر میں اس دنیا سے رحلت فرما گئے، بہت لوگ جنازے میں شریک ہوئے قاسیون کے دامن میں اپنے والد شیخ شمس الدین احمد بن عبد الواحد کے پہلو میں دفن کئے گئے۔

**شیخ تاج الدین الفزاری:** ...... عبدالرحمن بن سباع بن ضیاء الدین ابو محمد الفزاری، اپنے زمانے میں شافعیہ کے شیخ تھے اچھے کام معروف سے متعلق رہے۔ وہ شیخ برہان الدین کے والد ہیں ۶۳۰ھ میں پیدا ہوئے اور جمادی الآخرۃ شنبہ کی صبح مدرسہ بادرائیہ میں انتقال فرما گئے ظہر کے بعد جامع اموی میں ان کی نماز جنازہ پڑھی، نماز پڑھانے کے لئے قاضی القضاۃ شہاب الدین بن الخویی آگے بڑھے، پھر باب الجابیہ کے پاس شیخ زین الدین الفارقی نے دوبارہ نماز جنازہ پڑھائی اور باب الصغیر میں اپنے والد کے پاس دفن کئے گئے وہ بہت بڑے عالم تھے علوم اور فضائل اخلاق، فصاحت کلام، حسن تصنیف، بلند ہمتی اور نفاست نفس کا حامل انسان تھے۔

التعلیقہ ان کی کتاب ہے جو تنبیہ کے ابواب پر مرتب کی گئی ہے جس میں وہ باب الغصب تک پہنچے تھے یہ کتاب ان کے عالی النفس ہونے، بلند ہمت، وسعت نظر اور گہرائی اور ان کے اجتہاد کی دلیل ہے لوگوں نے اس سے بہت نفع اٹھایا ہے، ہمارے شیخ کے شیخ بھی ہیں شیخ محی الدین نووی کے شیخ ہیں انہوں نے علامہ ابن الجوزی کی الموضوعات کا اختصار کیا ہے جو ان کے اپنے خط سے ہے جس میں کوئی حذف بھی ہے، احادیث کثیرہ کا سماع کیا صحیح بخاری پڑھنے کے لئے ابن الزبیدی کے پاس تشریف لائے، ابن اللتی اور ابن الصلاح سے حدیث کی، ابن الصلاح اور ابن عبدالسلام سے علم حاصل کر کے بہت استفادہ کیا ان کے شاگرد حافظ علم الدین البرزالی نے ان کی بعض مرویات کو ۱۰ اجزاء میں مرتب کیا تھا، بڑے بڑے لوگوں نے

الیزلی ہے، جناب انہوں نے بہت عمدہ اشعار لکھے ہیں جن میں سے مندرجہ ذیل اشعار بھی ہیں:

> جماعت کے اجتماع کے ایام اللہ ہی کے لئے ہیں حوادث ان کے ساتھ برابر لگے رہے، یہاں تک کہ وہ ایک قصہ
> پارینہ بن گئی جانوں کی ابتدا تمہارے متعلق پوچھنے کی تاریخ سے ہے لہٰذا میری ملاقات کسی آنکھ سے ہوئی ہے اور نہ
> کسی شانی سے ملنے والا تمہارا تو فیصلہ ہو چکا اور تمہاری نجات ہو گئی اور ہم عاجزی کے لئے رہ گئے تقریباً ہم
> عاجز بھی نہ رکھے۔

ان کی وفات کے بعد لوگ ابوالفلاح کے قدر کی اور جامع کے خطیب کی جگہ ان کے بیٹے شیخ برہان الدین کے پیروکار، اور وہ بھی اپنے والد کے طریق اور طرز و انداز پر چلے۔

**طبیب عز الدین:** … طبیب حاذق عز الدین ابراہیم بن محمد بن طرخان السویدی الانصاری ۴ شعبان کو فوت ہوئے، ۸۰ برس عمر تھی، قاسیون کے دامن میں دفن ہوئے، کچھ حدیثیں بھی سنی تھیں، لیکن صناعت طب میں یہ پہلی زمانے سے آگے نکل گئے اور طب میں کچھ کتابیں بھی لکھیں، سستی و بے دینی، ترک نماز، روزہ، مذہب میں ہیرا پھیری اور یوم آخرت سے متعلق بہت سے امور کے انکار کا الزام ان پر لگایا جاتا ہے ان جیسے لوگوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ ہی عادلانہ فیصلہ فرمائے گا جس میں کوئی جور و ظلم نہیں ہوگا۔ ان کے اشعار میں ایسی باتیں پائی جاتی ہیں جو ان کے فساد عقل، دین اور عدم ایمان اور شراب کی حرمت پر اعتراض کی طرف اشارہ کرتی ہیں، شراب کے متعلق کہا کہ اس کے چھوڑنے کی وجہ سے رمضان بہت طویل ہو گیا۔

**شیخ علاء الدین:** …… علامہ امام شیخ علاء الدین ابوالحسن علی بن امام علامہ کمال الدین عبدالواحد بن عبدالکریم بن خلف الانصاری الزملکانی، اپنے والد کے بعد الامینیہ میں مدرس رہے، ان کے والد کا انتقال ۱۹ ربیع الآخر بروز منگل شب کی رات کو امینیہ ہی میں ہوا، مقبرہ صوفیہ میں اپنے الدامیر کبیر بدر الدین علی بن عبداللہ الناصری کے پاس اپنے استاد کی وصیت کی بنا پر دفن کئے گئے، الناصری الصالحیہ میں ہیں وہ کے دادا تھے جنہوں نے ہی جمال الدین ابن الشریشی کے بعد شیخ شرف الدین الفزاری کی حیثیت پیر ... اور وہ ... کے اندر مقبرے میں دفن ہوئے۔

**شیخ امام ابو حفص عمر الکرخی:** … شیخ امام ابو حفص عمر بن یحییٰ بن عمر الکرخی، شیخ تقی الدین بن الصلاح کے داماد اور شاگرد تھے۔ ۶۱۱ھ میں پیدا ہوئے، بروز چہار شنبہ ربیع الآخر ۶۹۰ھ میں اس دنیا سے رحلت فرمائی اور ابن الصلاح کے پہلو میں دفن ہوئے۔

**الملک العادل بدر الدین سلامش بن الظاہر:** ان کے بھائی الملک السعید کے بعد ان کی بیعت کی گئی تھی اور الملک المنصور قلاوون کو ان کا اتالیق بنایا گیا تھا جس نے انہیں دمشق بھیج دیا، پھر وہ قلاوون نے خود تخت سلطنت پر بٹھا کر انہیں الکرک بھیج دیا پھر انہیں وہاں بند کیا ہوا تھا یہاں تک کہ الاشرف خلیل نے اپنی ابتدائے حکومت میں انہیں استنبول کے نواحی علاقوں میں بلاد اشکری کی طرف روانہ کر دیا اور سلامش وہاں انتقال کر گیا جبکہ اس کا بھائی نجم الدین خضر اور کامل اہل خانہ وہیں مقیم رہے۔

سلامش لوگوں میں سب سے زیادہ حسین شکل اور خوش منظر تھے بہت سے لوگ اس کی وجہ سے فتنے میں مبتلا ہوئے خصوصاً وہ جن پر شہوت غالب تھی، بے شمار لوگوں نے ... اس لئے بہت سے شعراء نے اس کی تعریف میں لکھا ہے اور وہ صاحب وقار تھے۔

**العفیف التلمسانی:** … ابو الربیع سلیمان بن علی بن عبداللہ بن علی بن یاسین العابدی الکوفی ثم التلمسانی، زبردست شاعر اور کئی علوم میں ماہر تھا جن میں نحو، ادب، فقہ اور اصول شامل ہیں، ان میں اس کی تصنیفات بھی ہیں، مواقف النفری اور اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ کی شرح بھی لکھی۔ اس کا ایک مشہور دیوان بھی ہے اس کے بیٹے کا بھی ایک مجموعہ کلام ہے، عقیدہ اتحاد و حلول اور کفر محض کے اعتقاد کی طرف اس شخص کی نسبت اس کی شہرت ہی کافی ہے، بروز چہار شنبہ ۵ رجب کو وفات پائی، الصوفیہ میں دفن کیا گیا، کہا جاتا ہے کہ اس نے مسلسل چالیس چلے کاٹے تھے۔ واللہ اعلم۔

## آغاز ۶۹۱ھ

اس سال قلعہ روم فتح ہوا خلیفہ الحاکم بامر اللہ تھے شام اور اس کے مضافات وغیرہ سمیت بلاد حلب وغیرہ کا سلطان الملک الاشرف صلاح الدین خلیل بن الملک المنصور قلاوون تھا اس کا وزیر شمس الدین بن سلعوس تھا شام و مصر کے قضاۃ وہی حضرات تھے جو اس سے پہلے مذکور ہوئے نائب مصر بدرالدین بیدارا اور نائب شام علم الدین سنجر الشجاعی تھے تاتاریوں کا سلطان ایجار علی ارغون بن ابغا تھا قحط شدید قحط سالی سے جانوروں کا اکثر حصہ تلف کر دیا۔

۲۴ ربیع الاول کو خلیفہ حاکم بامر اللہ نے خطبہ پڑھا اور خطبے میں لوگوں کو جہاد اور ترغیب کی تلقین کی اس خطبہ کی ترتیب دی نماز جمعہ پڑھائی ۲۲ ربیع الاول کو جہاد کرنے کی تیاری کا آغاز کیا۔ ۱۲ صفر جمعہ کے شب کو اس برج ستون کو جو جامع کے باب البرادہ میں تھا آگ اس کی جگہ رکھا گیا ربیع الاول میں مطابق سے الغرب واقعہ اور جامع کے منبر کی تعمیر مکمل ہوئی اجمال خوبصورت مکمل اور جھنڈا تیار کیا گیا شعبان میں دمشق میں البخاری کی قرأت ختم ہوئی علاء الدین بن بنت الاعز کے بعد شیخ صفی الدین کے بعد محمد بن عبدالرحیم الارموی نے مدرسہ ظاہریہ میں درس دیا اسی روز العادلیہ میں کمال الدین ابن الزکی نے درس دیا۔ ۹ جمادی الآخر مدرسہ دار الحدیث الظاہریہ میں اتابکی کے وہاں سے اترنے کی وجہ سے شیخ عبدالعزیز ضیاء الدین الطوسی نے درس دیا واللہ اعلم بالصواب۔

**قلعہ روم کی فتح** …… ربیع الاول میں سلطان اشرف فوجیں لے کر شام کی طرف روانہ ہوا دمشق پہنچا ابن سلعوس وزیر ساتھ تھا فوج بھی مرتب کر کے اسباب جو لے جا رہے تھے لے کر حلب پہنچا اور وہاں سے قلعہ روم پہنچ کر اس کا محاصرہ کیا اور رجب ماہ بروز ہفتہ جبر و قہر سے تلوار کے ساتھ اسے فتح کر لیا اس کی خوشخبری دمشق پہنچی تو سات دن تک شہر کو مزین بنایا گیا مسلمانوں کی اس کوشش میں اللہ تعالیٰ نے بڑی برکت ڈالی یہ مقام تاتاریوں عیسائی امراء ان پر بڑا افسوس کرتے گرد ۳۰ روز کے محاصرے کے بعد یہ فتح ممکن ہوئی تھی اس پر ۲۰ منجنیق نصب کئے گئے تھے امراء میں سے شرف الدین بن الخطیر اس لڑائی میں شہید ہوئے اہل شہر کی بڑی تعداد قتل ہوئی اور سلطان نے وہاں کا مال غنیمت سب لے کر سلطان خود دمشق پہنچا اور شجاعی کو محاصرے کے وقت منجنیقوں کی سخت بمباری کی وجہ سے قلعہ کے ٹوٹے ہوئے حصوں کی تعمیر کے لئے قلعہ میں ہی چھوڑا۔

۱۹ رمضان ہفتہ کی صبح کو سلطان دمشق میں داخل ہوا اس کے داخل کے وقت لوگوں نے شمع جلا کر اس کے لئے دعا کی اور اس سے محبت کا اظہار کیا یہ اتفاق کا دن تھا سلطان کے لئے اس موقع پر ایسی گنجائش اور وسعت پیدا کی گئی جتنی کہ دیار مصر سے آنے پر اس کے لئے کی جاتی تھی یہ سب کچھ ابن سلعوس کے مشورے سے ہوا تھا اور پہلے محل ہیں جن کے لئے اچھے تکلفات کئے گئے اس کے بعد نے محل میں تھے تاتاریوں کو شکست دی اور الملک الظاہر نے روم میں ہیں اور دیگر علاقوں میں تاتاریوں اور دیگر کو شکستیں دیں لیکن ان کے لئے یہ تکلفات نہیں کئے گئے یہ ایک قبیح بدعت ہے جسے اس وزیر نے بادشاہوں کے لئے ایجاد کیا اس میں اسراف و ضیاع اموال کی بے شمار وجوہ اور بے جا لوگوں کو تکلیف دے کر اموال لے کر غیر مواضع میں خرچ کرنا اور ان کے علاوہ دیگر بھی قباحتیں ہوتی ہیں اللہ تعالیٰ اس سے اس کے متعلق پوچھے گا وہ خود تو چلا گیا لیکن اپنے بعد والے بادشاہوں اور لوگوں کے لئے ایک بدعت سیئہ چھوڑ گیا اس کی وجہ سے لوگوں پر ظلم عظیم ہوتا ہے جب بادشاہ کسی شہر کو جاتا ہے تو سب سے بڑا ستم ہے اور اپنی خواہش نفس اور مراد باطل کی وجہ سے اسلام میں کوئی نئی بات ایجاد کرے جو اللہ تعالیٰ کی ناراضگی اور اعراض کا سبب بنے دیکھئے کہ اس دنیا کی کے پاس ایسی راحت ہے اور کوئی اس میں ہمیشہ رہے گا واللہ سبحانہ اعلم۔

قلعہ روم کا بادشاہ سلطان کے ساتھ قیدی کی حیثیت سے تھا اسی طرح اس کے ساتھیوں کے سر بھی تھے جو نیزوں پر لگائے گئے اور ایسی حالت میں دمشق پہنچ کر وہ اپنے مقتول ساتھیوں کے سروں کو نیزوں کے سروں پر اٹھائے تھے سلطان نے کسروان کے پہاڑ کے باشندوں کی طرف فوج کا ایک دستہ تیار کر کے بھیجا کیونکہ یہ لوگ عرصہ سے مسلمانوں کے خلاف فرنگیوں سے دوستی کا تعلق رکھتے تھے فوج کا کمانڈر بیدرا تھا اور سنقر الاشقر بھی اس کے ہمراہ تھا بیدرا نے جب سنقر منصوری کو برقرار رہنے دیا لیکن سلطان نے اسے معزول کر کے اس کی جگہ سیف الدین طغان المنصوری کو نائب امیر مقرر کیا

جماعت کو مقرر کیا، جب بنداد مع فوج کے منزل پر پہنچا اور اہل شہر کی ہلاکت قریب تھی کہ انہوں نے رات کے وقت بنداد پر اتنے حملے کیے کہ وہ ان کے معاملہ کے بارے میں دل شکستہ ہو گیا اور فوجوں کے ساتھ انہیں چھوڑ کر سلطان کی طرف لوٹ گیا، سلطان اس کی استقبال کے لئے پاپیادہ باہر آیا کیونکہ وہ مصر میں اس کا نائب تھا لیکن ابن سلعوس نے سلطان کو اس کے فعل سے باخبر کیا تو سلطان نے اسے ملامت کی اور سخت سست کہا چنانچہ وہ اس بات کی وجہ سے شدید بیمار ہو کر اس قدر قریب المرگ ہو گیا، کہ لوگ کہنے لگے کہ وہ مر چکے ہیں، لیکن اس مرض سے وہ صحت یاب ہوا۔

اور جامع دمشق میں ایک زبردست مجلس ختم منعقد کی جس میں قضاۃ اور روساء بلاد شریک ہوئے اور جامع کو ۱۵ ارشعبان کی شب کی طرح روشنیوں سے منور کیا گیا اور یہ ختم رمضان کے پہلے عشرے میں ہوا سلطان نے بہت سے قیدیوں کو رہا کر دیا اور جہات سلطانیہ سے ۱۱ کو ضمان کے بقیہ حصے ترک کر دیے اور ان سے بہت سی چیزیں صدقہ کر دیں، اور خود وہ بہت سے ضمانات سے دستبردار ہوا، جن سے متعلق اس نے لوگوں سے حلف لیا تھا، وہ شہاب الدین محمود نے قلعہ روم کی فتح کی وجہ سے الملک الاشرف خلیل کی مدح میں ایک بہت بڑا قصیدہ لکھا ہے جس کی ابتدا یوں شروع ہوتی ہے۔

تیرے زرد جھنڈے کے آگے فتح ہوتی ہے یقیناً ان اور قیصر دونے بھی اسے دیکھا ہے جب افق میں وہ لہرانے لگتا ہے تو اس کے نور سے شرک کی خواہش سرنگوں ہوتی ہے اور ہدایت اونچی ہوتی ہے اور سرحدیں واضح ہو جاتی ہے، اگر میدان جنگ میں مغرب سے پہلے کے وقت کی مانند پھیل جائے تو غبار جنگ چودھویں چاند کی طرح اس کے طلوع کی روشنی سے چمکتی ہے، اگر وہ دشمنوں کی نیلی آنکھوں کا ارادہ کرتا ہے تو سبز رنگ کے فوجی دستے اس کے پیچھے ہوتے ہیں جن کا سائبان چمکتی تلواریں اور گندم گوں نیزے ہوتے ہیں، گویا غبار کا انتشارات ہے جھنڈے کا لہرانا بجلی کی چمک ہے آپ چودھویں کا چاند ہیں اور آسمان پلکوں کی ہے، ایک فتح کے بعد دوسری فتح ہوئی گویا کہ ایک آسمان ہے اس کے روشن ستارے پے در پے ظاہر ہو رہے ہیں کتنے ہی پناہ گاہوں کو تو نے دور سے چھڑایا زمانہ گذرتا گیا لیکن وہ اب تک بحر دوکنوارے ہیں، تو نے ان کے لئے بڑا عزم صرف کیا اگرچہ حیا کی چھپائی ہوئی ہیبت نہ ہوتی تو وہ بغیر مہر کے بھاگ کر تیرے پاس آتیں، تو نے قلعہ روم کی چراگاہ کا قصد کیا جو کہ تیرے علاوہ کے لئے مقدر نہ تھی جب مغلوں نے انہیں دھوکہ دیا تو وہ دھوکہ کھا گئے، چپکے سے ان سے دوستی کر لی تاکہ ان کے شر سے محفوظ رہیں لیکن بالآخر سر وجبر برابر ہو گئے تو تو نے ان کے خلاف ایسی ہمت صرف کی اگر تو اس کو سمندر کی طرف پھیر دیتا تو اس کا جزر مد پر غالب آجاتا، قلعہ روم جس کی فتح تیرے حصے میں آئی اگرچہ بڑا قلعہ ہے لیکن وہ دیگر قلعوں کے لئے پل ہے گویا وہ بعد میں آنے والے فتوحات کا پیش خیمہ ہے، جس طرح کہ طلوع شمس سے پہلے فجر کی روشنی ظاہر ہوتی ہے تو نے بوقت صبح تر و تازگی میں باغ کی مانند فوج کے ساتھ اس پر چڑھائی کی گویا فوج کی تلواریں باغ کی نہریں ہیں اور نیزے اس کے پھول ہیں، میں دور نکل گیا بلکہ وہ فوج سمندر کی مانند ہے اور تلواریں اس کی موجیں ہیں، عمدہ گھوڑے کشتیاں اور خودیں تھم ہیں، میں نے انوکھی بات کہی بلکہ وہ رات کی مانند تھی اس کی تلواروں کی بجلی گویا رات کا چاند ہے اور نیزے اس کے چمکدار ستارے ہیں، بکھو ہیں تھمیں نہیں، بلکہ گویا دن ہے اس کا سورج تیرا چہرہ ہے اور عصر و مغرب کا درمیانی وقت تیرے زرد چہرے جھنڈے ہیں، ترکوں کا ایک تیر ہے اس کا چھار نیزے ہیں، جن کے لئے ہر چوٹی میں ایک کامیابی ہے، ان کے یکجان ہونے کی وجہ سے ہوا ان کے درمیان نہیں چل سکتی اور بارش کا قطرہ ان کے اوپر سے نہیں گر سکتا، وہ تاک لگانے والے ہیں جب گھمسان کی جنگ زبان حال سے ان سے گفتگو کرنا چاہتی ہے تو کوئی مہران کو ان معلوم نہیں ہوتا۔

جب کمان ان کی تیروں کو پھینکتا ہے تو موت تجھ کو ان تیروں کے پھندوں سے پیوست نظر آئے گی اور نظریں خیرہ ہو جائیں گی۔ پس ہر بلند درخت میں بان کی شاخ کی سی باریکی ہے اور ہر کمان جسے کسی بازو نے کھینچا ہو گویا چاند ہے، جب پہاڑوں کی چوٹیوں سے ٹکرا جاتے ہیں تو ان میں زلزلہ برپا ہوتا ہے اور ہر سخت زمین ان کے گھوڑوں کے نیچے نرم بن جاتی ہے اور اگر ان کے گھوڑے دریائے فرات پر پانی پینے آئیں تو لوگ کہیں گے کہ گمان ہے کہ گزشتہ زمانے میں یہاں کوئی نہر تھی۔ اس شہر کے اردگرد انہوں نے فصیل ہوائی تو وہ چھنگلی کی انگوٹھی کی طرح بن گئی یا یہ کہ کمربند کے نیچے کمر کی طرح ہو گیا، انہوں نے اپنے سمندروں کی ہتھیلیوں سے اس کی جانب ایسا کثیف بادل چھوڑ دیا جس کے قطروں میں سے کوئی قطرہ خالی نہ رہا، اس قلعہ کے اردگرد قائم منجنیق گویا غصے کی کڑک ہیں اور ان کی ترزی آگ اور چٹانیں ہیں ان کی چٹانوں نے جنگ کی نماز قائم کر دی، جس کی اکثر رکعتیں جفت اور بڑی رکعتیں طاق تھیں جنہوں نے اس میں بڑے بڑے سرنگ نما سوراخ کئے اور پتھروں نے جو کچھ کیا وہ الگ ہے وہاں ان کی حالت اس عاشق کی ہو گئی جو رقیبوں کے خوف سے اپنی محبت کو چھپاتا پھرتا ہے لیکن اس کے دل میں انگارے ہوتے ہیں اس میں آگ بھڑک اٹھی حتیٰ کہ وہ پھٹ

گیا اور اس میں مخفی چیزیں ظاہر ہو گئیں اور پردے چاک ہو گئے تو انہوں نے تیرے عفو کے دامن کی پناہ مانگی لیکن تو نے ان کی امید پوری نہیں کی کیونکہ ان کے قصد میں مکر کا شائبہ تھا اور مغلوں نے ان سے تیرے اعراض کو بھاگنے کے وقت ناپسند نہیں کیا بلکہ خوش ہو گئے تو تو نے اس قلعہ کو بقسم فتح کر لیا اور تیری گزشتہ حسنیں بھی یوں ہی دشمن کو تو ذکر ہوئی ہیں۔

الحمد للہ اب وہ ایک مضبوط سرحد بن گیا ہے جو سونے کی حالت میں بھی راتوں اور دشمن کو ہلاک کر رہا ہے، اے باعزت بادشاہ! تو نے ایک ایسی جنگ میں کامیابی حاصل کی جس سے تجھے فتح، شہرت اور اجر حاصل ہوئے، تجھے محمد مصطفیٰ ﷺ کا قرب مبارک ہو کہ اس کے دین کی نصرت و تیری حکومت کی برکت سے مسلسل ہو رہی ہے، تجھے خوشخبری ہو کہ تو نے مسیح علیہ السلام اور احمد ﷺ کو خوش کیا اگرچہ اس سے عابد اور کفر ناخوش ہوئے ہوں لہٰذا تو جہاں چاہے سفر کر کیونکہ پوری زمین تیری فرمانبردار ہے اور تمام شہر مصر کی مانند ہے، دنیا میں تو دائم و ہمیشہ رہ تا کہ تجھ سے ہدایت زندہ رہے اور موجودہ زمانہ گزشتہ زمانے پر فخر کرے۔

اس قصیدے میں سے بہت سی چیزیں ہم نے حذف کر دی ہیں اس سال زین الدین الرحل کی وفات کے بعد دمشق کی خطابت شیخ عزالدین احمد الفاروثی الواسطی کے حوالے کی گئی انہوں نے خطبہ دیکر لوگوں کو نماز استسقاء پڑھائی لیکن بارش نہ ہوئی پھر چند روز کے بعد مسجد قدم میں خطبہ دیکر نماز پڑھائی پھر بھی بارش نہ ہوئی اس کے بعد لوگوں نے بغیر استسقاء کے گریہ زاری شروع کیں تو پھر جا کے بارش شروع ہوئیں، اسی دوران الفاروثی کو معزول کر کے اس کی جگہ خطیب حماہ خطیب موفق الدین ابو المعالی محمد بن محمد بن محمد بن عبد المنعم بن حسن الحمیرانی الحموی کو خطیب مقرر کر کے دمشق بلایا گیا جب وہ آئے تو کھڑے ہو کر خطبہ دیا الفاروثی کو اس سے بہت رنج ہوا چنانچہ وہ سلطان کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ شاید وزیر نے آپ کی لاعلمی میں مجھے معزول کیا ہے لیکن سلطان کو اس کی معزولی کا علم تھا اس نے یہ عذر پیش کیا کہ تجھے تیرے ضعف دین کی وجہ سے ہٹایا گیا ہے تو وہ کہنے لگا کہ میں نصف شب میں سو رکعتیں، سورۃ قل ھو اللہ احد کے ساتھ پڑھتا ہوں لیکن اس کی کچھ بات قبول نہ ہوئی، اور الحموی کو ہی برقرار رکھا گیا یہ الفاروثی کے عدم اخلاص اور قلت عقل اور دیانت کی دلیل ہے، سلطان اس کو معزول کرنے میں غلطی پر نہیں تھا۔

انہی دنوں میں سلطان نے امیر سنقر الاشقر وغیرہ کو گرفتار کرنے کی ٹھانی تو وہ اور امیر حسام الدین لاجین السلحدار فرار ہو گئے دمشق میں اعلان کروایا گیا کہ جو انہیں گرفتار کر کے لائے گا اسے ایک ہزار دینار دیئے جائیں گے اور جو انہیں چھپائے گا اس کو پھانسی دی جائیگی، سلطان اور اس کے اتحادی ممالک ان کی تلاش میں نکل کھڑے ہوئے، خطیب نے لوگوں کو میدان اخضر میں نماز پڑھائی اور فوج کی افراتفری، اتحاد کے پارہ پارہ ہونے کے سبب لوگ بہت غمگین اور کشمکش کی کیفیت میں مبتلا تھے۔

۹ رشوال کو عربوں نے سنقر الاشقر کو گرفتار کر کے سلطان کی پاس پہنچا دیا اور سلطان نے اسے قید کر کے مصر روانہ کر دیا، اسی روز الشجاعی کے بعد عزالدین ایبک الحموی کو نائب دمشق مقرر کیا گیا اور الشجاعی معزولی کے دوسرے روز روم سے واپس پہنچے اور الفاروثی نے اسے ملاقات کر کے کہا کہ مجھے خطابت سے معزول کر دیا گیا اور الشجاعی نے کہا کہ مجھے بھی نیابت سے معزول کیا گیا ہے تو الفاروثی نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

"عسى ربكم ان يهلك عدوكم ويستخلفكم في الارض فينظر كيف تعملون"

نزدیک ہے کہ رب تمہارا ہلاک کرے تمہارے دشمن کو اور خلیفہ کرے تم کو ملک میں پھر دیکھے تم کیسے کام کرتے ہو۔

(از ترجمہ شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ)

جب ابن سلعوس کو یہ بات پہنچی تو وہ بہت خفا ہوا اور وہ الشجاعی پر اس کے لئے متعین کر چکا تھا لیکن اسے بھی چھوڑ دیا، ۱۰ رشوال کو سلطان مصر کی طرف روانہ ہو کر شاہی شان کے ساتھ اس میں داخل ہوا دخول مصر کے دن حلب کی نیابت کے بدلے قراسنقر کو مصر میں سو گھوڑے دیئے اسی سال امیر سیف الدین طغائی الاشقری نے سلطان کے فرمان کے مطابق الملک المعظم بن العادل کے تعمیر کردہ معروف قیساریہ القلین کو بیت المال کی رقم سے خریدا، وہ سلطان کے نزدیک بڑا مرتبہ رکھتے تھے اور اس مدت میں ریشمی بازار کو بھی وہاں منتقل کر دیا گیا سلطان علم الدین الدویداری سے قلعہ روم سے واپسی کے بعد بہت خوش ہوا اسے دمشق طلب کر کے خلعت دی اور اپنے ساتھ قاہرہ لے جا کر سو گھوڑے دیئے اور ٹولسوں کی نگرانی کا عہدہ زبردستی ان کے حوالہ کیا۔

ذی القعدہ میں اس نے سنقر الاشقر اور قطلوبک کو بلا کر عتاب کیا تو انہوں نے اعتراف کیا کہ ہم نے آپ کے قتل کا ارادہ کیا تھا لاجین کے متعلق ان سے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ وہ ہمارے ساتھ تھا اور نہ ہمیں اس کے بارے میں کوئی علم ہے چنانچہ ان دونوں کو پھانسی دی اور لاجین نے گلے میں پھندا ڈالنے کے بعد اسے رہا کر دیا ایک مدت تک وہ ٹھیک رہا لیکن اس کے بعد سرکشی کر کے وہ بادشاہ بنا جیسے کہ اس کا واقعہ ہم عنقریب ذکر کریں گے۔

ذی الحجہ میں شیخ برہان الدین بن شیخ تاج الدین کا عقد نکاح قاضی شہاب الدین الخوئی کی صاحبزادی کے ساتھ العادلیہ میں ہوا جو بڑی پر ہجوم مجلس تھی اسی برس امیر سنقر الاعسر کی دمشق کے وزیر شمس الدین بن سلعوس کی صاحبزادی کے ساتھ ہزار دینار مہر کے عوض ہوئی جن میں سے پانچ سو دینار معجل تھے۔ اور اسی برس تاتاریوں کے تقریباً تین سو آدمی بھاگ کر مصر آگئے یہاں ان کا اکرام کیا گیا۔

## اس سال فوت ہونے والے نامور حضرات

**خطیب زین الدین ابو حفص** ..... عمر بن مکی بن عبدالصمد الشافعی ابن المرحل کے نام سے معروف تھے شیخ صدر الدین بن الوکیل کے والد تھے حدیث کی سماعت کی فقہ اور کئی علوم میں مہارت تھی اصول کے علم ہیئت میں ان کی ایک تصنیف ہے وہ دمشق کے خطیب ہے تدریس اور فتویٰ کا کام بھی کیا ۲۳ ربیع الاول بروز ہفتہ کی شب فوت ہوئے دوسرے روز باب الخطابہ میں ان کی نماز جنازہ پڑھی گئی۔

**شیخ عز الدین الفاروثی** ..... کچھ دن تک خطیب بنائے گئے پھر معزول کئے گئے، باب الصغیر میں دفن کئے گئے اللہ تعالیٰ ان کی اور ہماری مغفرت فرمائے۔

**الصاحب فتح الدین ابو عبداللہ** ..... محمد بن محیی الدین بن عبداللہ بن عبدالظاہر ہیں انہوں نے بعد دولت منصوریہ میں کاتب اسرار تھے اس صنعت میں ماہر اور منصور کے قریب اور اس کے بیٹے الاشرف کے ہاں بڑے عہدے کے مالک تھے ایک مرتبہ ابن سلعوس نے اس سے کہا کہ جو کچھ تم تصنیف ہو وہ مجھے پڑھ کر سنایا کرو تو اس نے جواب دیا کہ یہ ممکن نہیں کیونکہ شہنشاہ اور وہ سب ان کے علاوہ کسی کو خبر نہیں کیا جاتا اور تم اپنے لئے میرے علاوہ کوئی اور شخص تلاش کرو جو اس سے متعلق تمہارا ساتھ دے، جب اس بات کی خبر الاشرف کو ملی تو اس کو یہ بات بہت پسند آئی اور اس کی قدر و منزلت مزید بڑھ گئی، بروز ہفتہ نصف رمضان میں انتقال فرما گئے اس کے ترکہ میں سے ایک قصیدہ ملا جس میں انہوں نے تاج الدین بن حنا کا مرثیہ لکھا تھا جب کہ ایک وزیر ابن الاثیر کی مدت تک تشویش کی تھی اس نے سوچا کہ اس کا یہ مر جائے گا لیکن وہ تندرست ہوا اس کے بعد تک زندہ رہا ان کی موت کے بعد ابن الاثیر متولی ہے اور تاج الدین نے بھی ان کا مرثیہ لکھا اور ایک ماہ چوبیس دن بعد وفات پائی۔

**امیر بدر الدین یونس** ..... بن علی بن رضوان ابن برقش دولت ظاہریہ میں طبلخانہ کے امیر تھے پھر طبلخانہ دولت منصوریہ میں ختم کر دیا گیا اور آج تک یہی حال ہے، اللہ ان پر رحم کرے ماہ شوال میں وفات پائی تربت کے مقبرے میں اپنے والد کے پہلو میں دفن ہوئے۔

**جلال الدین الخبازی** ..... ابو محمد عمر بن محمد بن عمر الخجندی حنفیہ کے بہترین مشائخ میں سے تھے اصلاً ماوراء النہر کے خجند نامی شہر کے تھے علوم حاصل کرنے کے لئے خوارزم میں رہ کر مدرس رہا وہاں سے بغداد آئے پھر وہاں سے دمشق آ کر العزیزیہ اور الخاتونیہ البرانیہ میں مدرس رہا فاضل ماہر اور فنون کثیرہ کے مصنف تھے ۲۵ ذی الحجہ ان کی وفات ہوئی ۶۲ برس عمر تھی الصوفیہ میں دفن ہوئے۔

**الملک المظفر** ..... قرا ارسلان بن الارتقی ماردین کے حاکم تھے ۸۰ برس کی عمر میں فوت ہوئے ان کے بعد شمس الدین داؤد جو ان کے بیٹے تھے ان کے جانشین بنے، الملک السعید لقب اختیار کیا، واللہ سبحانہ اعلم۔

# آغاز ۶۹۲ھ

شمس الدین الکازرونی کی تاریخ میں ہے کہ اس برس مدینہ منورہ میں اس جیسی ایک آگ ظاہر ہوئی جو ۶۵۴ھ میں ظاہر ہوئی تھی لیکن اس برس کی آگ کے شعلے بہت اوپر کو اٹھ رہے تھے یہ پتھروں اور چٹانوں کو جلاتی تھی لیکن ساز و سامان کو جلاتی نہیں تھی۔

اس برس کے آغاز پر خلیفہ حاکم عباسی اور سلطان الملک الاشرف بن منصور تھے، نائب مصر بدرالدین بیدرا، نائب شام عزالدین ایبک الحموی تھے شام و مصر کے قضاۃ گزشتہ برس میں مذکور حضرات تھے جبکہ وزیر شمس الدین بن السلعوس تھا۔

جمادی الآخر میں سلطان الاشرف دمشق آکر قصر ابلق اور میدان اخضر میں اترا اور فوجیں مرتب کر کے بلاد سیس سے جنگ کی تیاری شروع کی، لیکن اسی دوران سیس کے حاکم کے قاصد طلب صلح کے لئے آئے امراء نے ان کے لئے سفارش کی لہذا صلح ہوئی اور انہوں نے بہسنا اور تل حمدون اور مرعش جو کہ ان کے بڑے خوبصورت اور مضبوط علاقے تھے اور یہ دربند کے دہانے پر واقع تھے کو سلطان کے حوالہ کر دیا، اور جب کہ سلطان اکثر فوج کو لے کر بظاہر سلمیہ کی طرف روانہ ہوا لیکن اس کا ارادہ امیر حسام الدین لاجین کو گرفتار کرنے کا تھا امیر عیسیٰ بن مہنا نے اس کی مہمان نوازی کی، جب ضیافت ختم ہوئی تو حسام الدین لاجین کو جو کہ اس کے پاس تھا لا کر سلطان کے سامنے پیش کیا اور سلطان نے اسے قلعہ دمشق میں قید کر دیا اور عیسیٰ بن مہنا کو بھی گرفتار کر کے اس کی جگہ محمد بن علی بن حذیفہ کو منصب عطا کیا پھر پوری فوج کو اپنے آگے بیدرا اور وزیر ابن سلعوس کے ساتھ مصر کی طرف روانہ کر دیا اور خود خاصکیہ کے ساتھ رہ کر پھر جا کے ان سے ملا۔

اسی سال بروز سہ شنبہ ۹ محرم کو قاضی حسام الدین الرازی الحنفی نے دار العدل میں دیانت کے مسئلہ میں علویوں اور جعفریوں کے درمیان شراکت کا فیصلہ سنایا جس کے متعلق وہ دو سو سال سے جھگڑ رہے تھے ابن الخویی اور دیگر کئی لوگوں نے بھی اس فیصلے سے اتفاق نہیں کیا اور جعفر طیار سے "اعقابیوں" کے ثبوت نسب کا فیصلہ سنایا اسی سال الملک الاشرف نے قلعہ شوبک کے انہدام کا فرمان جاری کیا جو بڑا مضبوط اور مانع قلعہ تھا چنانچہ اسے منہدم گیا، یہ فرمان عتبہ العقبی کی رائے سے جاری ہوا تھا اور اس نے سلطان اور مسلمانوں کے ساتھ اچھا نہیں کیا کیونکہ وہ قلعہ وہاں کے عربوں کے گلے میں پھنسی ہوئی ہڈی تھی، اسی سال سلطان نے قسطنطنیہ کے حاکم اور برکہ کی اولاد کی طرف علم الدین الدویداری کو بہت سے تحفوں کے ساتھ قاصد بنا کر بھیجا اور وہ اب تک نکلنے نہ پائے تھے کہ سلطان قتل کیا گیا چنانچہ وہ دمشق ہی میں رہے۔

۱۰ جمادی الاولیٰ کو قاضی امام الدین القزوینی نے ظاہریہ البرانیہ میں درس دیا، قضاۃ اور رؤساء اس درس میں شریک ہوئے ۲۲ ذی الحجہ بروز شنبہ الملک الاشرف نے اپنے بھائی الملک الناصر محمد اور اپنے بھتیجے الملک المعظم مظفر الدین موسیٰ بن صالح علی بن المنصور کو شاہی فصیل دلا کر ایک عظیم عمل کیا اور خود الاشرف نے قبق سے کھیلا اس دن انہوں نے بڑی خوشیاں منائیں، گویا یہ دنیا میں اس کی سلطنت کی آخری الوداعی تقریب تھی، آغاز محرم میں شیخ شمس الدین بن غانم نے عصرونیہ میں درس دیا اور آغاز صفر میں شیخ کمال الدین بن الزملکانی نے الرواحیہ میں نجم الدین بن مکی کے عوض درس دیا کیونکہ وہ مدرسے کو چھوڑ کر حلب منتقل ہو گئے تھے صفر کے آخر میں شاہی لشکر بھی پہنچ گیا، اس سال حج کرنے والوں میں شیخ تقی الدین بن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ بھی تھے، حجاج کے امیر الباسطی تھے، معان میں ایک شدید ہوا نے انہیں آلیا جس کی وجہ سے ایک جماعت ہلاک ہو گئی، ہوا نے اونٹوں تک کو اپنی جگہ سے اٹھایا اور پگڑیاں سروں سے اڑ گئیں اور ہر ایک کو اپنی فکر لگ گئی اسی سال مصر میں زبردست ژالہ باری ہوئی، بہت سے جانور مر گئے اور فصلیں برباد ہو گئیں حتیٰ کہ گندم کے ہر اوقیہ کی قیمت ایک درہم ہو گئی اسی سال کرک کے نواح میں زلزلہ آیا اور قلعے کے بہت سے مکانات گر گئے۔

## اس سال فوت ہونے والے نامور حضرات

**شیخ ارموی** ..... شیخ، صالح، فقیہ، زاہد، عارف ابو اسحاق ابراہیم بن شیخ صالح ابی محمد عبداللہ بن یوسف بن یونس بن ابراہیم بن سلیمان الارموی، قاسیون کے دامن میں اپنی خانقاہ میں مقیم تھے اسی میں عبادت اور خلوت کرتے تھے اور اوراد و اذکار کے پابند تھے، لوگوں میں مقبول تھے محرم میں

انتقال فرمایا، دامن کوہ میں اپنے والد کے پاس دفن ہوئے۔

**شیخ ابن الاعمی صاحب المقامہ** ...... شیخ ظہیر الدین محمد بن مبارک بن سالم بن ابی الغنائم الدمشقی، ابن الاعمی کے نام سے معروف تھے، ۶۱۰ھ میں پیدا ہوئے حدیث سنی، فاضل اور ماہر تھے، رسول اللہ ﷺ کی شان میں ان کے مدحیہ قصائد ہیں، ان قصائد کا نام الشفعیہ رکھا ہے ہر قصیدے میں ۲۲ بیت ہیں، البرزالی نے فرمایا کہ میں نے انہیں سنا ہے مشہور مقامہ بحریہ انہی کا ہے، محرم میں فوت ہوئے اور الصوفیہ میں دفن کیے گئے۔

**الملک الزاہر مجیر الدین** ...... ابوسلیمان داؤد بن الملک المجاہد اسد الدین شیرکوہ، حاکم حمص بن ناصر الدین محمد بن الملک المعظم، ۸۰ برس کی عمر میں اپنے باغ میں فوت ہوئے، جامع مظفری میں ان کی نماز جنازہ پڑھی گئی، قاسیون کے دامن میں اپنے مقبرے میں دفن ہوئے بڑے متدین اور کثیر الصلوۃ تھے، المؤید الطوسی، زینب الشعریہ اور ابوروح وغیرہ کی جانب سے ان کو اجازت حدیث حاصل تھی۔

**شیخ تقی الدین الواسطی** ...... ابو اسحاق ابراہیم بن علی بن احمد بن فضل الحسینی الواسطی ثم الدمشقی، دمشق میں مدرسہ ظاہریہ کے شیخ الحدیث تھے، ۹۰ برس کی عمر میں بروز جمعہ ۲۲ جمادی الآخر دن کے آخری پہر فوت ہو گئے، نہایت صالح اور عابد شخص تھے، علو روایت میں متفرد تھے ان کے بعد ان جیسا کوئی نہیں آیا، بغداد میں فقہ حاصل کی تھی پھر شام آئے اور تیس برس تک الصالحیہ اور مدرسہ ابی عمر میں درس دیتے رہے، اور آخر عمر میں الفاروقی کے سفر کے بعد ظاہریہ کے شیخ الحدیث بنے، سلف اور قرون اولیٰ کے مذہب کے داعی تھے، مریضوں کی عیادت کرتے تھے، جنازوں میں شریک ہوتے تھے، اچھائی کا حکم کرتے اور برائی سے منع کرتے تھے اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں میں سے تھے اللہ تعالیٰ ان پر رحم کرے، ان کی وفات کے بعد مدرسہ صالحیہ میں شیخ شمس الدین محمد بن عبدالقوی المرداوی نے اور دارالحدیث الظاہریہ میں تاج کے نام سے معروف جامع مسجد کے امام شرف الدین عمر بن خواجہ نے درس دیا۔

**حاکم حماۃ الملک الافضل کا صاحبزادہ** ...... نور الدین علی بن الملک المظفر تقی الدین محمود بن الملک المنصور محمد بن الملک المظفر تقی الدین عمر بن شہنشاہ بن ایوب، دمشق میں رحلت پائی اور جامع دمشق میں ان کی نماز جنازہ ہوئی، انہیں باب الفرادیس سے اٹھا کر ان کے والد کے شہر اور وہاں ان کے مقبرے کی طرف لایا گیا، وہ دو بڑے امیروں بدر الدین حسن اور عماد الدین اسماعیل کے والد ہیں، عماد الدین ان کی وفات کے کچھ مدت بعد حماۃ کا حاکم بنا۔

**عبدالظاہر کا صاحبزادہ** ...... محی الدین بن عبداللہ بن رشید الدین عبدالظاہر بن نشوان بن عبدالظاہر بن علی بن نجدہ السعدی، دیار مصریہ کے منشی تھے، اس فن میں اپنے اہل زمانہ اور اپنے ہم عصروں سے سبقت لیجانے والے آخری شخص تھے، صاحب فتح الدین القدیم کے والد تھے ان کی وفات کا تذکرہ اس سے قبل ہو چکا ہے۔

ان کی بعض تصنیفات بھی ہیں ان میں سے ایک سیرت الملک الظاہر ہے، بامروت شخص تھے عمدہ نظم اور بہترین نثر لکھتے تھے، بروز سہ شنبہ ۴ رجب کو انتقال فرمایا، عمر ۷۰ برس سے متجاوز تھی، القرافہ میں اپنے تعمیر کردہ مقبرے میں دفن ہوئے۔

**امیر علم الدین سنجر حلبی** ...... یہ دمشق میں قطز کے نائب تھے، جب الظاہر کی بیعت آئی تو انہوں نے اپنی بیعت کا مطالبہ کیا چنانچہ لوگوں نے ان کی بیعت کی اور الملک المجاہد نام رکھا گیا پھر جب ان کا محاصرہ کیا گیا تو بعلبک کی طرف بھاگ گئے پھر دوبارہ محاصرہ ہوا تو ظاہر کی خدمت میں حاضر ہوئے اس نے کچھ مدت انہیں قید کر کے پھر رہا کر دیا، پھر الملک المنصور نے انہیں ایک مدت تک پابند سلاسل رکھا اور الملک الاشرف نے اکرام واحترام کے ساتھ انہیں رہا کر دیا، اسی (۸۰) برس عمر پائی اس سال فوت ہوئے۔

## آغاز ۶۹۳ھ

ابتدائے سال ہی الملک الاشرف کا قتل ہوا، ہوا یوں کہ ۳ محرم کو وہ شکار کے لئے نکلا اور ۱۲ محرم کو وہ اسکندریہ کے قریب ارض بروجہ میں تھا جیسے ہی وہ فوج سے الگ ہوا امراء کے ایک گروہ نے جو اس کے قتل پر متفق ہو چکے تھے اس پر حملہ کر دیا، سب سے پہلے حملہ کرنے والا اس کا نائب بیدرا تھا اور باقی کام لاجین المنصوری نے پورا کر دیا، رمضان تک اس کی موت پوشیدہ رکھا گیا اور عید کے دن اس کی موت کا اعلان کیا گیا، اس کے قتل میں بدرالدین بیسری اور شمس الدین قراسنقر المنصوری بھی شریک تھا، الملک الاشرف کے قتل کے بعد امراء نے بیدرا کو سلطان بنانے پر اتفاق کیا اور اس کو الملک القاہر یا الملک الاوحد کا لقب دیا لیکن یہ سلطنت اسے راس نہ آئی اور وہ کتبغا کے حکم سے دوسرے ہی دن قتل کر دیا گیا، اس کے قتل کے بعد زین الدین کتبغا اور علم الدین سنجر الشجاعی نے اس (الاشرف) کے بھائی محمد الملک الناصر بن قلاوون کو جب کہ اس وقت اس کی عمر آٹھ برس اور چند ماہ تھی، بادشاہ بنانے پر اتفاق کر لیا اور ۱۴ محرم کو اسے تخت سلطنت پر بٹھا دیا، وزیر ابن سلعوس اسکندریہ میں تھا وہ بھی سلطان کے ساتھ شکار کے لئے نکلا تھا لیکن پھر اسکندریہ چلا گیا تھا اسے اس وقت خبر ملی جب وہ مصیبت اس کو گھیر چکی تھی، اور عذاب ہر طرف سے منہ کھولے کھڑا تھا کیونکہ وہ بڑے بڑے امراء کے ساتھ بھی چھوٹوں جیسا برتاؤ کرتا تھا چنانچہ سازشیوں نے اسے پکڑ لیا اور ان میں سے الشجاعی اس کی سزا پر مقرر ہوا اور اسے زبردست مار ماری اور اموال پر تسلط جمایا اسے مسلسل اذیت دیتے رہے حتیٰ کہ سزاؤں کی تاب نہ لا کر ۱۰ صفر کو وہ اس دنیا سے چل بسا اور اس سے قبل اس کے تمام اموال پر ہاتھ صاف کئے جا چکے تھے پھر الملک اشرف کے جسد خاکی کو لا کر ان کے مقبرے میں دفن کر دیا گیا، لوگ اس کے یوں دنیا سے جانے سے بہت غمگین ہوئے اور اس کے قتل کو بڑا معاملہ سمجھا گیا کیونکہ وہ طاقت ور، شجاع، بلند ہمت اور خوبصورت تھا وہ جنگ عراق اور وہاں کے علاقوں کو تاتاریوں سے واپس لینے کا عزم کر چکا تھا اس کی تیاری بھی کی اور شہروں میں اس کا اعلان کروا دیا، اپنے تین سالہ دور حکومت میں اس نے عکا اور تمام ساحلی علاقوں کو فتح کیا تھا اور وہاں فرنگیوں کے لئے کوئی نشان اور پتھر بھی نہیں چھوڑا قلعہ روم، بہسنا وغیرہ بھی اس نے فتح کئے تھے۔

جب الناصر بن قلاوون کی بیعت دمشق آئی تو منبروں پر اس کا خطبہ پڑھا گیا چنانچہ اس سے حالات پرسکون ہو گئے، امیر کتبغا کو اس کا اتالیق اور الشجاعی مشاورِ اعظم مقرر کیا گیا، لوگ اس سے خوش ہوئے اور حاملین سر کو بڑے اموال دیئے لہٰذا اب کتبغا کا کوئی مد مقابل نہ رہا تھا لیکن اس کے باوجود وہ امراء کے اطمینان قلب کی خاطر ان سے مشورہ لیا کرتا تھا۔

ابن سلعوس کے قتل کے بعد صفر میں بدرالدین بن جماعہ کو قضاء سے معزول کر کے ابن بنت الاعز کو دوبارہ لایا گیا اور ابن جماعہ مصر میں کفایت اور رئیسی کے ساتھ بدستور درس دیتے رہے، مصر میں صاحب تاج الدین بن حنا کو وزارت سونپی گئی، ۲۱ صفر چہار شنبہ کی ظہر کو کمال الدین عبدالرحمن بن القاضی محی الدین بن الزکی کو محراب صحابہ کرام کا امام مقرر کیا گیا۔ خطیب کے بعد اس نے نماز پڑھی، باب الناطفانیین میں واقع مکتب میں ضیاء الدین بن برہان الدین الاسکندری کو امام نامزد کیا گیا، الشریف زین الدین حسین بن محمد بن عدنان کو جامع کا نگران بنایا گیا اور حریریین کی مارکیٹ کو اس کی پرانی جگہ پر لا کر قیساریہ القلین کو خالی کر دیا گیا، شیخی کے تاجروں نے انہیں وہاں رہنے پر مجبور کیا تھا، دمشق کی خطابت شیخ علامہ شرف الدین احمد بن جمال الدین احمد بن نعمۃ بن احمد المقدسی، کے حوالہ کی گئی یہ کام موفق الدین الحموی کو معزول کر کے حماۃ بلانے کے بعد ہوا، ۱۵ رجب بروز جمعہ کو المقدسی نے خطبہ دیا، ان کی یہ ولایت خطابت وزیر مصر تاج الدین بن الحنا کے مشورے سے عمل میں آئی تھی کیونکہ المقدسی فصیح، بلیغ اور عالم و ماہر تھے۔

اواخر رجب میں تمام امراء کو امیر زین الدین کتبغا اور الملک الناصر محمد بن قلاوون کے لئے حلف دلایا گیا اور تمام شہروں اور قلعوں کی طرف اس بیعت کو پھیلایا گیا۔

**عساف نصرانی کا واقعہ** ــــ یہ شخص اہل سویداء میں سے تھا ایک جماعت نے اس کے خلاف گواہی دی کہ اس نے رسول اللہ ﷺ کی شان میں گستاخی کی ہے، عساف نے امیر آل علی رضی اللہ عنہ اور ابن احمد بن حجی کے ہاں پناہ لی تھی، چنانچہ شیخ تقی الدین بن تیمیہ اور شیخ زین الدین الفارقی،

دارالحدیث کے شیخ دونوں نے مل کر نائب سلطنت امیر عزالدین ایبک حموی کے پاس جا کر اس شخص کے متعلق ان سے گفتگو کی اس نے بات مان کر اسے بلانے کے لئے آدمی بھیجے یہ دونوں حضرات اس کے پاس سے نکلے ان کے ہمراہ لوگوں کی کثیر تعداد تھی، لوگوں نے عساف کو ایک عرب آدمی کے ہمراہ آتا ہوا دیکھا تو اس کو سب و شتم کرنا شروع کر دیا وہ بدوی کہنے لگا یہ تم سے بہتر ہے یعنی نصرانی تم مسلمانوں سے بہتر ہے یہ سن کر لوگوں نے ان پر پتھر برسانا شروع کر دیا، عساف بھی زخمی ہو گیا اور بڑا ہنگامہ ہوا نائب سلطنت نے آدمی بھیج کر شیخین ابن تیمیہ اور فارقی کو بلا کر ان کے سامنے انہیں مارا، اور عساف نصرانی کی بھی نظر بندی کر دی، نصرانی حاضر ہو کر مسلمان ہو گیا جس کی وجہ سے ایک مجلس منعقد کی گئی اور جس کے گواہوں کے درمیان دشمنی ثابت کی گئی اور اس کا خون محفوظ ہو گیا پھر نائب سلطنت نے شیخین کو بلا کر راضی کر دیا اور ان سے صلح کر لی، اس کے بعد نصرانی بلاد حجاز کی طرف چلا گیا اور مدینہ رسول ﷺ کے قریب اس کے بھتیجے نے اسے قتل کر دیا اسی واقعہ میں شیخ تقی الدین ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب الصارم المسلول علی ساب الرسول ﷺ تصنیف فرمائی۔

شعبان کے مہینے میں الملک الناصر شاہی شان و شوکت کے ساتھ سوار ہوا اور قاہرہ کے پہاڑ ... یہ جمعرات کا دن تھا یہ اس کی پہلی سواری تھی، تمام میں خوشی منائی گئی اور وہاں سے اس مضمون کا خط بھی آیا اور جامع کے منبر پر احکام پڑھے گئے جن میں عدل و انصاف پھیلانے، ظلم کی بساط لپیٹنے اور مالکان کی رضا کے بغیر اوقاف و املاک پر نقصان کو ختم کرنے کا حکم دیا گیا۔

شعبان کی ۱۴ تاریخ کو مدرسہ مسروریہ میں امام الدین کے بھائی قاضی جلال الدین القزوینی نے درس دیا جس میں ان کے بھائی قاضی القضاۃ شہاب الدین الخوئی اور شیخ تقی الدین ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ شریک ہوئے، یہ علم و دین میں فاضل تھے، علامہ البرزالی نے فرمایا کہ شعبان میں یہ بات مشہور ہو گئی کہ حمرین میں واقع الغیط میں ایک بڑے اژدہے نے ایک بکری کے بچے سالم کو نگل لیا ہے۔ اواخر شعبان میں امیر حسام الدین لاجین ظاہر ہوئے جو الملک الاشرف کے قتل کے وقت سے روپوش تھے، سلطان کے سامنے ان کی سفارش کی گئی جس نے قبول کر کے انہیں خلعت دی، ان کا بہت اکرام کیا گیا تھا انہوں نے سلطان کو اپنے اختیارات سے قتل نہیں کیا تھا۔

اسی سن ماہ شوال میں مشہور ہوا کہ کچھ مصریوں نے سلطان ناصر کی اطاعت سے بغاوت کر دی ہے وہاں سے نکل پڑے ہیں بروز چہارشنبہ ۲ ذی القعدہ کو خطیب شرف الدین المقدسی نے قاضی شہاب الدین الخوئی کی جگہ مدرسہ غزالیہ میں درس دیا کیونکہ انہوں نے معذرت فرما کر مدرسے سے شامیہ والا چھوڑ دیا تھا، ۲۴ ذی الحجہ بروز جمعرات قاضی بدرالدین بن جماعہ قضاء سنبھالنے شام تشریف لا کر عادلیہ میں اترے، نائب سلطنت جوہری فوج سمیت ان کے استقبال کے لئے نکلا، شعراء نے ان کی مدح کی، تاج الدین الجعبری کو نائب خطیب بنایا، شیخ زین الدین الفارقی شرف الدین المقدسی کی جگہ شامیہ برانیہ کے مدرس بنے گئے، ناصریہ ان سے لے کر ابن جماعہ کو دیا گیا پھر انہوں نے ۱۴ ذی الحجہ کو مدرسہ عادلیہ میں درس دیا اسی مہینے میں دمشق سے کتوں کو جنگل کی طرف والی شہر جمال الدین قیالی کے حکم سے نکال دیا گیا اس معاملے میں اس نے دربانوں اور لوگوں پر بڑی سختی کی۔

## اس سال فوت ہونے والے نامور حضرات

اس سال الملک الاشرف خلیل بن الملک المنصور قلاوون، بیدرا، الشجاعی اور شمس الدین ابن سلعوس فوت ہوئے۔

**شیخ تاج الدین** ..... شیخ امام علامہ تاج الدین موسیٰ بن محمد بن مسعود المراغی الشافعی ابن ابی الجواب۔ سے مشہور تھے مدرسہ قلیجیہ وغیرہ میں پڑھایا، فقہائے شافعیہ میں سے تھے، فقہ، اصول اور نحو میں اچھی کافی دسترس حاصل تھی، آپ بہت محنتی تھے، بروز جمعہ ۱۴ رجب کو انتقال فرمایا مقابر الصوفیہ میں دفن کیے گئے، عمر ۷۰ سال سے متجاوز تھی۔

**خاتون مونس بنت سلطان عادل ابوبکر بن ایوب** دار القطبیہ اور دار اقبال کے ناموں سے معروف تھیں، ۶۰۳ھ میں پیدا ہوئیں۔ عفیفہ الفارقانیہ اور عین الشمس بنت احمد بن ابی الفرج الثقفیہ سے سماعت حدیث کی اجازت ملی تھی، ماہ ربیع الآخر میں ۹۰ برس کی عمر میں فوت ہونے پر باب

میں دفن کی گئیں۔

**الصاحب الوزیر فخر الدین** ...... ابو اسحاق ابراہیم بن لقمان بن احمد بن محمد الشیبانی المصری موقعین کے لیڈر، اکثر مشہور وزراء کے استاد تھے، ۶۱۲ھ میں پیدا ہوئے، حدیث روایت کی ہے، ماہ جمادی الآخر میں قاہرہ میں فوت ہوئے۔

**الملک الحافظ غیاث الدین بن محمد** ...... الملک السعید معین الدین بن الملک الامجد بہرام شاہ بن المعز عز الدین فرخ شاہ بن شہنشاہ بن ایوب، فاضل اور باکمال تھے، حدیث سنی اور شیخ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی روایت کی، علماء اور فقراء سے بہت محبت کرتے تھے، ۲۹ رشعبان بروز جمعہ فوت ہوئے، باب الفرادیس کے باہر اپنے نانا ابن المقدم کے نزدیک دفن ہوئے۔

**قاضی القضاۃ شہاب الدین بن الخوئی** ...... ابو عبداللہ محمد بن قاضی القضاۃ شمس الدین ابو العباس احمد بن خلیل بن سعادۃ بن جعفر بن عیسیٰ بن محمد الشافعی، اصل میں خوئی کے تھے، علوم کثیرہ حاصل کر کے بہت سی کتابیں تصنیف کی ہیں، ان تصنیفات میں سے ایک کتاب ہے جس میں بیس فنون بیان کئے ہیں، علوم حدیث میں ایک نظم لکھی، کفایۃ المتحفظ وغیرہ کتابیں تصنیف کیں، احادیث کثیرہ سنی تھیں، حدیث اور اہل حدیث سے بہت محبت کرتے تھے انہوں نے چھوٹے ہونے کی حالت میں العادلیہ میں درس دیا، پھر القدس کی قضاء ان کے سپرد ہوئی اس کے بعد مصر کی قضاء ان کے حوالہ ہوئی، حلب کی قضاء پر مقرر ہوئے پھر المحلۃ کی طرف لوٹے، پھر قاہرہ کی قضاء پر مقرر ہوئے اس کے بعد العادلیہ اور الغزالیہ وغیرہ کی تدریس سمیت شام کی قضاء ان کے حوالہ ہوئی، زمانے کے صلحاء اور علماء اعلام میں سے تھے، عفیف، پاکدامن، باکمال اور علم حدیث، حدیث اور علماء سے محبت کرنے والے تھے، ہمارے شیخ حافظ المزی نے ان کی چالیس مختلف الاسناد حدیثوں کی تخریج کی ہے، تقی الدین بن عتب الاسعردی نے حروف تہجی کی ترتیب سے ان کی ایک مشیخہ کی تخریج کی ہے جو ۲۳۶ شیوخ پر مشتمل ہے، البرزالی نے فرمایا کہ ان کے تقریباً تین سو اور شیوخ ہیں جو اس کتاب میں مذکور نہیں ہوئے۔

۲۵ رمضان بروز جمعرات ۶۷ برس کی عمر میں فوت ہوئے، نماز جنازہ پڑھی گئی اسی روز قاسیون کے دامن میں اپنے والد کے مقبرے میں دفن کئے گئے، رحمہ اللہ تعالیٰ۔

**امیر علاء الدین الاعمی** ...... امیر کبیر علاء الدین ایدکین بن عبداللہ الصالحی النجمی، القدس کے ناظر اور موجودہ بہت سے معالم کے بانی ہیں، کبار امراء میں سے تھے، جب نابینا ہوئے تو القدس الشریف میں مقیم ہو گئے اور اس کی نگہبانی، تعمیر و ترقی اور پیداوار ان کے سپرد ہوئے، بارعب تھے ان کے فرمانوں کی کوئی مخالفت نہیں کر سکتا تھا انہوں نے ہی مسجد نبوی ﷺ کے قریب وضو خانہ بنوایا جس سے لوگوں نے وضو وغیرہ میں بہت فائدہ اٹھایا، اور اس سے لوگوں کو بڑی آسانی ہوئی، اور القدس میں بہت سے مراکز اور آثار حسنہ کی بنیاد ڈالی، معاملات خود ہی انجام دیتے تھے، بڑی عزت کے مالک تھے، شوال میں فوت ہوئے۔

**وزیر شمس الدین محمد** ...... بن عثمان بن ابو الرجال التنوخی، ابن السلعوس کے نام سے معروف تھے، الملک الاشرف کے وزیر تھے، ہزار کوڑوں سے متجاوز ضرب سے ۱۰ صفر کو فوت ہو گئے، القرافہ میں دفن کئے گئے، کہا جاتا ہے کہ انہیں قتل کے بعد شام منتقل کر دیا گیا ابتداء میں تجارت پیشہ تھے تقی الدین توبہ کی سفارت سے انہیں دمشق کا محتسب بنایا گیا، تجارت میں وہ الملک الاشرف کے ساتھ سلطنت ملنے سے پہلے معاملہ کرتے رہتے تھے۔

اس دوران الاشرف ان کے صدق و عدل سے باخبر ہوا چنانچہ جب وہ اپنے باپ المنصور کے بعد سلطان بنا تو اسے حج سے بلا کر وزارت اس کے سپرد کی تو اکابر امراء سے بڑا ظاہر ہونے کی کوشش کرنے لگا، ان کو ان کا نام لے کر پکارا کرتا اور ان کے لئے اپنی جگہ سے کھڑا نہیں ہوتا تھا، جب اس کا استاد الاشرف قتل ہوا تو امراء نے اسے مارپیٹ، اہانت اور عظیم اموال کے سپرد کر دیا حتیٰ کہ اس کی زندگی ہی ختم کر دی، اسے بلند عطا اور تحت الثریٰ میں پہنچا دیا حالانکہ وہ اپنے زعم میں ثریا تک رسائی حاصل کر چکا تھا، حق ہے کہ جس چیز کو اللہ تعالیٰ نے بلندی عطا کی اسے نیچا ضرور کر دیا۔

## آغاز ۶۹۴ھ

خلیفہ حاکم بامر اللہ تھا اور سلطان الملک الناصر محمد بن قلاوون تھا جس وقت اس کی عمر دس سال اور چند ماہ تھی مدبر دولت کا سپہ سالار امیر زین الدین کتبغا تھا نائب شام امیر عزالدین ایبک الحموی اور وزیر دمشق تقی الدین بن توبہ التکریتی ہے اور دواوین کے نگران شمس الدین الاعسر تھا شافعی کے قاضی ابن جماعہ اور حنفیہ کے حسام الدین الرازی تھے مالکیہ کے قاضی زین الدین الزواوی اور حنابلہ کے شرف الدین حسن تھے محتسب شہاب الدین الحنفی الاشراف کا نقیب زین الدین بن عدنان، بیت المال کا وکیل اور جامع کا ناظر تاج الدین الشیرازی اور خطیب شرف الدین المقدسی تھا۔

عاشورا کے دن الاشرف کے غلاموں کے ایک گروہ نے اٹھ کر سلطان کی حکومت پانے والوں کے خلاف بغاوت کا ارادہ کیا اور سوق السلاح میں آکر تمام موجودات کو اٹھا لیا پھر جب انھیں گرفتار کیا گیا تو بعض کو پھانسی دی گئی بعض کو قتل کر دیا گیا بعض کے ہاتھ اور زبانیں کاٹ دی گئیں بہت بڑا ہنگامہ برپا ہوا یہ لوگ تین سو یا اس سے کچھ زیادہ تھے۔

**الملک العادل کتبغا کی سلطنت**۔۔۔۔۔ ۱۱ محرم کی صبح کو امیر کتبغا تخت سلطنت پر بیٹھ گیا اور الملک الناصر کو معزول کر کے اس پر لازم کر دیا کہ اپنے گھر میں رہے اور وہاں سے نہ نکلے امراء نے اس کی بیعت کر کے اسے مبارک باد دی اس نے ایک بڑا دستر خوان بچھوایا بیعت کی خبر لے کر ایلچی تمام علاقوں کو روانہ ہو گئے اور دمشق میں بھی ان کی بیعت کی گئی منبروں پر ان کے نام کا خطبہ دیا گیا اور ان کے نام پر سکہ ڈھالا گیا جب تمام معاملات مکمل ہو گئے تو شہروں کو مزین و آراستہ کر کے خوشی منائی گئی۔ الملک العادل کا لقب اختیار کیا گیا اس کی عمر اس وقت پچاس برس کے قریب تھی مغل قیدی تھا کہ حمص کی جو پہلی جنگ ہوئی تھی اس میں قید ہو گئے تھے یہ ترکوں کے ایک قبیلہ عویرات سے تھے مصر میں اپنا نائب امیر حسام الدین لاجین السلحدار المنصوری کو بنایا جو کہ اس سے قبل بڑے مالک تھے علامہ جزری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تاریخ میں بعض امراء کے حوالے سے لکھا ہے کہ ہلاکو خان نے اپنے نجومی سے کہا مجھے میرے دور کے امراء میں سے اس کا نام بتاؤ جو مصر پر قبضہ کرے گا نجومی نے حساب کتاب کر کے کہا کہ کتبغا نام کا ایک شخص نظر آ رہا ہے جو مصر پر قابض ہو گا ہلاکو نے کہا کہ وہ ہلاکو خان کا داماد کتبغا نوین ہے جو بچپن سے فوج کا سپہ سالار بنا لیکن قبضہ کرنے والا وہ شخص نہیں تھا اس لئے وہ معرکہ عین جالوت میں قتل ہو چکا ہے جیسا کہ ہم نے بیان کر دیا ہے مصر پر قبضہ کرنے والا شخص یہی کتبغا تھا صالح، خوب سیرت اور عادل امراء میں سے تھے حضرت اسلام میں بڑے صادق کے ایک تھے۔

ربیع الاول کے شروع میں بروز جمعہ شیخ کتبغا شان و شوکت کے ساتھ سوار ہو کر بازار کے پاس نکلا تو لوگوں نے ان کے لئے دعا کی الصاحب تاج الدین بن حنا کو وزارت سے معزول کر کے فخر الدین بن الشیخی کو وزیر بنایا گیا دمشق میں مسجد قدم کے قریب جمعہ کی نماز مستقیم ہو گئی۔

تاج الدین صالح الجعبری نے شرف الدین المقدسی کی نیابت میں خطبہ دیا کیونکہ وہ بیماری کی وجہ سے مشغول ہو گئے تھے جس لئے الجعبری نے اس دن بھی خطبہ دیا بارش نہ ہونے کی وجہ سے مقام مصلیٰ پر بروز جمعرات جمادی الاولیٰ کو نماز استسقاء پڑھی گئی شرف الدین المقدسی نے خطبہ دیا اس دن پہلے سے زیادہ گرمی تھی لیکن اس دن بھی بارش نہ ہوئی رجب میں جلال الدین بن حسام الدین نے قاضی حسام الدین الرازی کی نیابت میں فیصلے کئے کیونکہ یہ ان کے بیٹے تھے قاضی شمس الدین الحریری نے مدرسہ مقدمیہ کو علاء الدین بن القلانسی سے لے لیا تھا۔

اسی ماہ القدس اور الخلیل کا والی الملک الاوحد بن الملک الناصر داؤد بن المعظم ماہ رمضان میں حکومت کے لئے مقرر ہو کر آیا کرتا تھا اس سے پہلے تراویح پڑھا کرتے تھے کیونکہ وہاں کے لوگ عشاء کے بعد پڑھا کرتے تھے جب محراب صحابہ کے سامنے مقرر کیا گیا تو سب ایک امام کے پیچھے پڑھنے لگے لیکن اس سے بڑی الجھنیں پیدا ہونے لگیں اس لئے یہ قاعدہ ترک کیا گیا کہ وہ علماء سے پہلے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی نماز کے وقت گویا کہ اپنے محراب کے پاس قبر سے مغربی طرف سے نماز پڑھا کرتے۔

میں (ابن کثیر) کہتا ہوں کہ یہ قاعدہ ۶۹۰ھ کے بعد بدل دیا گیا جیسا کہ آگے آئے گا اور رمضان میں قاضی نجم الدین بن صصری الشافعی

سے دمشق میں تشریف لائے، ۱۵ شوال جمعرات کے روز قاضی بدر الدین بن جماعہ نے امام اور خطیب کی حیثیت سے خطیب دمشق شرف الدین المقدسی کے عوض محراب جامع میں ظہر کی نماز پڑھائی اور اگلے دن خطبہ جمعہ دیا۔ لوگوں نے ان کی قرأت اور خطبے کو پسند کیا، یہ عہدہ انہیں قضاء وغیرہ کے علاوہ ملا تھا۔

ماہ شوال میں مصر سے مختلف شاہی فرامین آئے، ایک فرمان عزالیہ کی تدریس خطیب المقدسی کے بعد ابن صصری کے حوالے کرنے کے متعلق تھا اور دوسرا فرمان مدرسہ امینیہ کی تدریس نجم الدین بن صصری کی جگہ امام الدین قزوینی کے سپرد کرنے کے متعلق تھا اور ظاہریہ برانیہ کی تدریس ابن صصری کے بجائے اس کے بھائی جمال الدین کو دی گئی تھی۔

مسجد القصب کے پاس جس حمام کی بنیاد عز الدین الحموی نے ڈالی تھی اس کی تعمیر شوال میں مکمل ہوئی وہ بہترین حماموں میں سے ایک ہے۔ شرف الدین مقدسی کی جگہ شیخ علاء الدین بن العطار مدرسہ نوریہ کے دار الحدیث کے شیخ بن گئے۔ اس سال الملک العادل کتبغا کے بیٹے الملک المجاہد انس نے حج کیا، حرمین اور دیگر جگہوں پر بہت سے صدقے کئے، عرفہ کے دن ۹ ذی الحجہ کو دمشق میں اعلان کیا گیا کہ کوئی ذمی کسی گھوڑے یا خچر پر سوار نہ ہو، اگر کوئی مسلمان کسی ذمی کو اس حکم کی خلاف ورزی کرتے ہوا پائے تو وہ اس کا سامان و سواری اس مسلمان کو دیا جائے گا۔

اس سال کے اواخر میں اور آئندہ سال مصری علاقوں میں شدید قحط پڑا، بہت سے آدمی ہلاک ہو گئے، صرف ذی الحجہ کے مہینے میں بیس ہزار کے قریب لوگ مر گئے، اسی سال قازان بن ارغون بن ابغا بن تولی بن چنگیز خان تاتاریوں کا بادشاہ بن کر امیر توزون رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر مسلمان ہو کر اپنے اسلام لانے کا اعلان کیا، اس وجہ سے تاتاریوں کی اکثریت مسلمان ہو گئی، اس نے اپنے قبول اسلام کے دن سونا چاندی اور موتیاں لوگوں میں بانٹ دیں، محمود اس کا نام رکھا گیا، جمعہ اور خطبے میں شریک ہوا، بہت سے گرجوں کو منہدم کیا اور عیسائیوں پر جزیہ نافذ کیا، بغداد اور دیگر کئی علاقوں میں بہت سے مظالم کو روک دیا۔

## اس سال فوت ہونے والے مشہور حضرات

**شیخ ابو الرجال المنینی**...... شیخ صالح زاہد، عابد ابو الرجال بن مرعی بن محمد المنینی، ان کے بہت سے احوال اور مکاشفات معروف ہیں، اہل دمشق اور دیگر شہروں کے لوگ منین میں ان کی زیارت کے لئے آتے تھے، اگر کبھی وہ خود دمشق آتے تو ان کا اکرام اور ضیافت کی جاتی تھی۔ ان کے شہر منین میں ہی ان کی خانقاہ تھی۔ مرحوم حاتم شیبانی سے بڑے تھے، شیخ جندل کے شاگرد تھے اور شیخ جندل کبار صالحین اور طریق سلف کے متبع تھے اور شیخ ابو الرجال ۸۰ برس کی عمر کو پہنچے تھے، ماہ محرم کو منین میں اپنے گھر میں ہی انتقال فرمایا۔

دمشق سے لوگ ان کے جنازے میں شرکت کے لئے نکلے مگر شریک نہ ہو سکے، ان کے پہنچنے سے پہلے ہی جنازہ ہو گیا تو انہوں نے قبر پر نماز جنازہ پڑھی، اپنی خانقاہ میں دفن کیے گئے، اللہ تعالیٰ ان پر رحم فرمائے۔

اسی سال ماہ ربیع الاول میں خبر آئی عساف بن احمد بن حجی جس نے رسول اللہ ﷺ کی شان میں گستاخی کرنے والے نصرانی کو پناہ دی تھی قتل کر دیا گیا، یہ سن کر لوگ بہت خوش ہوئے۔

**شیخ صالح جمال الدین**...... صالح، عابد، زاہد، متورع، بقیۃ السلف شیخ جمال الدین ابو القاسم عبدالصمد بن الحرستانی بن قاضی القضاۃ وخطیب الخطباء عماد الدین عبدالکریم بن جمال الدین عبدالصمد، حدیث کی سماعت کی اور عزالیہ کی تدریس میں اپنے والد کے نائب رہے۔ پھر منصب اور دنیا کو ترک کر کے عبادت میں لگ گئے، لوگ ان کے متعلق نہایت اچھا اعتقاد رکھتے تھے، ان کے ہاتھوں کو بوسہ دیتے اور ان سے دعا کی درخواست کرتے تھے، ۶۰ برس سے زیادہ عمر پائی، ماہ ربیع الآخر میں وفات پائی، اپنے والد کے نزدیک دفن کئے گئے۔

**شیخ محب الدین الطبری المکی الشافعی**...... مشہور شیوخ سے حدیث سنی، بہت سے فنون میں تصنیفات لکھیں، ان میں سے کتاب

الاسلام کی ضخیم جلدوں پر مشتمل ہے، اور ان کی ایک کتاب جامع المسانید کی ترتیب پر ہے جسے یمن کے عالم کے لئے بنایا تھا اس سال بروز جمعہ ۱۸ جمادی الآخر کو انتقال ہوا ہے اور مکہ مکرمہ میں دفن ہوئے ان کے عمدہ اشعار بھی ہیں ان میں سے ایک قصیدہ مکہ و مدینہ کے درمیانی منازل کے متعلق ہے جو تین سو سے زائد اشعار پر مشتمل ہے، مؤرخ شرف الدین اسماعیل نے اپنی تاریخ میں ان کی روایت سے نقل کیا ہے۔

**حاکم یمن الملک المظفر** ..... یوسف بن المنصور نور الدین عمر بن علی بن رسول، ملک یمن اپنے والد کے بعد ۴۷ سال تک حکومت کرتے رہے آپ کے والد نے بیس برس سے زیادہ الملک اقسیس بن الکامل محمد کے بعد حکومت سنبھالی، عمر بن رسول اقسیس کی فوج کے سپہ سالار تھے، جب اقسیس کی وفات ہوئی تو اس نے تخت پر قبضہ کر لیا اور تمام معاملات درست کر دیئے الملک المنصور اس کا نام رکھا گیا اور بیس برس سے زائد عرصے تک حکومت چلاتا رہا۔ پھر ۴۷ سال تک اس کے بیٹے المظفر نے تخت سنبھالا اس کے بعد اس کا بیٹا الملک الاشرف ممہد الدین عمر بادشاہ بنا لیکن ایک سال پورا ہونے سے قبل فوت ہو گیا۔

اس کے بعد اس کا بھائی المؤید ہزبر الدین داؤد بن المظفر نے ایک مدت تک حکومت کی الملک المظفر کی وفات رجب میں ہوئی ۸۰ برس سے متجاوز عمر تھی، حدیث اور سماع حدیث کے دلدادہ تھے اپنے لئے چالیس حدیثیں جمع کی تھیں۔

**شرف الدین المقدسی**..... شیخ امام خطیب، مدرس، مفتی شرف الدین ابو العباس احمد بن شیخ کمال الدین احمد بن نعمۃ بن احمد بن جعفر بن حسین بن حماد المقدسی الشافعی ۶۲۲ھ میں پیدا ہوئے اور بکثرت احادیث کی سماعت کی اور متعدد علوم کی تحصیل کی، دمشق میں تدریس و خطابت کی، تحریر بہت عمدہ تھی، ان کی بھی جلوہ افروزی رہی، دار الحدیث النوریہ اور الغزالیہ۔ کے مدرس رہے، ایک وقت مدرسہ شامیہ برانیہ میں بھی درس دیا، قضاء کی ایک جماعت کو افتاء کی اجازت دی جن میں شیخ امام علامہ شیخ الاسلام ابو العباس ابن تیمیہ بھی تھے، وہ خوشی اور افتخار سے بیان کیا کرتے تھے کہ میں نے ابن تیمیہ کو افتاء کی اجازت دی ہے، مختلف فنون کے ماہر تھے بہترین مہارت کے حامل تھے خوبصورت اشعار بھی کہتے تھے، اصول فقہ کی ایک تصنیف میں بہت سی چیزیں اکٹھی کی ہیں، وہ کتاب ان کی اپنی خوبصورت تحریر میں میرے پاس موجود ہے ۷۰ برس سے متجاوز عمر پا کر ۱۷ رمضان بروز اتوار ایک شب انتقال فرمایا، باب الصغیر کے مقبرے میں اپنے والد کے قریب دفن ہوئے اللہ تعالیٰ ان پر اور ان کے والد پر رحم فرمائے۔ ان کی وفات کے بعد جامع جراح کے خطیب شیخ شرف الدین الفزاری نے مدرسہ کی تدریس، پھر خطابت ابن جماعہ کے حوالے کرنے کا فرمان آیا۔ ان کے اشعار میں سے یہ دو شعر بھی ہیں:

> پھولوں کا قصد کرو کہ تو اس کی ٹہنی کو ہاتھ سے اور پھلوں کے ہجوم میں جو بڑھ گئے ہوں پھینک دے، جو شخص پھول کے گرد اس کی
> تروتازگی کے وقت کٹنے سے پہلے طواف نہ کرے تو اس نے بڑی کوتاہی کی۔

**الصدر نجم الدین**..... ابو بکر محمد بن عیاش التمیمی الجوہری مدرسہ جوہریہ کو دمشق میں حنفیہ کے لئے وقف کرنے والے تھے آپ نے دو شنبہ ۱۲ شوال کو وفات پائی اپنے مدرسے میں دفن ہوئے ۸۰ برس سے زائد عمر پائی، بادشاہوں اور ان کے بچوں کی خدمت کی تھی۔

**شیخ مجد الدین التنوخی** ..... شیخ عالم مفتی خطیب طبیب مجد الدین ابو محمد عبد الوہاب بن احمد بن ابی الفتح بن سحنون التنوخی الحنفی جامع کے خطیب اور مدرسہ میں منتخب کے مدرس تھے ماہر اور حاذق طبیب تھے، رجب میں وفات پائی، جامع مسجد میں نماز جنازہ پڑھی گئی، عمدہ اشعار کہتے تھے، چند حدیثیں بھی روایت کی ہیں ۷۰ برس کی عمر میں ذی قعدہ کی شب انتقال فرمایا۔

**عز الدین الفاروثی** ..... شیخ امام عابد زاہد خطیب عز الدین ابو العباس احمد بن شیخ محی الدین ابراہیم بن عمر بن الفرج بن سابور بن علی بن غنیمہ الفاروثی الواسطی ۶۱۴ھ میں ولادت ہوئی، حدیث کا سماع کیا اور اس کے لئے سفر بھی کیا، حدیث، تفسیر، فقہ، وعظ اور بلاغت میں اچھی استعداد رکھتے تھے، متعدد پیچیدہ علوم اور ... ظاہر کی حکومت میں دمشق آئے تو نجیبیہ کی تدریس اور مسجد ابن ہشام کی امامت ان کو

ان کی کافی خدمت پہنچتی رہی۔ کئے نئے کچھ شعر اور بھی مقرر فرمائے ہمارا احوال صادقہ اور مکاشفات ظاہر ہوئے۔ کہتے تھے ایک روز نماز پڑھانے مسجد ابن ہشام کے محراب میں گئے اور تکبیر تحریمہ سے پہلے دائیں طرف رخ کر کے فرمایا جاؤ غسل کرو۔ لیکن کوئی نہیں نکلا پھر دوبارہ یہی کہا پھر بھی کوئی نہیں نکلا تو فرمانے لگے عثمان! نکلو اور غسل کر کے آؤ۔ چنانچہ صف سے ایک شخص نکلا اور غسل کر کے آیا۔ پھر شیخ کے پاس جا کر معذرت طلب کی۔ یہ شخص نیک آدمی تھا اس نے بتایا کہ رات کو نیند میں کوئی صورت نظر آئی بغیر مجھے احتلام ہو گیا تھا۔ میں نے سوچا کہ اس سے غسل واجب نہیں ہوتا پھر جب شیخ نے کہا تو میرا گمان تھا کہ شاید کوئی اور شخص ہے لیکن جب میرا نام لیا تو میں جان گیا کہ میں ہی مراد ہوں۔

الفاروثی، مصر و عراق وغیرہ میں ایک بار دمشق آئے اور کئی ماہ تک جامع دمشق میں خطبہ دیتے رہے پھر موفق الدین حموی کی خاطر معزول کئے گئے جس کی وجہ سے ان سے قبل [illegible] دارالحدیث ظاہریہ میں پڑھاتے تھے لیکن یہ سب کچھ چھوڑ کر اپنے وطن تشریف لے گئے واسط میں [illegible] کی آخر میں بیمار ہو کر شب کو اس دنیا سے رحلت فرمائی ان کی وفات کے دن واسط میں بڑے اجتماع کا اور دمشق اور دیگر علاقوں میں ان کی غائبانہ نماز جنازہ پڑھی گئی یہ صوفی تھے [illegible] سے خرقہ حاصل کیا تھا حدیث [illegible] ان سے صحیح بخاری اور جامع ترمذی، سنن ترمذی، ابن ماجہ، مسند شافعی، مسند عبد بن حمید، [illegible] معجم صغیر، مسند دارمی اور فضائل القرآن ابی عبید وغیرہ کتابیں پڑھی تھیں۔

الجمال المحقق۔۔۔ احمد بن عبداللہ بن حسین دمشقی، مسلک شافعی کے فقیہ عالم تھے۔ [illegible] میں ماہر تھے فتویٰ اور تدریس کا کام کیا طب میں بھی فاضل تھے۔ ہمیشہ سے لوگوں سے طب کی مہارت کی وجہ سے [illegible] کئے جاتے تھے، طبیبوں کے [illegible] بیمارستان نوری کے مریضوں کی عیادت کی [illegible] کے مدرس تھے اور [illegible] میں ماہر تھے۔

الملک الاشرف کی صاحبزادی ست الخواتین۔ الملک الاشرف موسیٰ بن العادل کی صاحبزادی اور الصالح اسماعیل بن العادل کے بیٹے [illegible] کی بیوی تھیں، یہی وہ خاتون ہیں جن کی [illegible] کے [illegible] نے [illegible]۔ [illegible] تھا اور ان کی [illegible] زین الدین المصری سے [illegible] گیا۔

الصدر جمال الدین۔۔۔ یوسف بن علی بن محمد [illegible] صاحب [illegible] کے بھائی ہیں، دمشق کے محتسب [illegible] کو اپنے [illegible] کے مقبرے میں دفن کئے گئے ان کے جنازے میں کافی مجمع تھا، [illegible] اور صاحب ثروت تھے تین بیٹے [illegible] علاء الدین علی اور عماد الدین حسن چھوڑ گئے۔

## آغاز ۶۹۵ھ

سال کے آغاز پر خلیفہ وقت حاکم بامر اللہ ابو العباس احمد العباسی تھا، سلطان الملک العادل زین الدین کتبغا تھا مصر میں اس کا نائب امیر حسام الدین لاجین السلحدار تھا اور اس کا وزیر فخر الدین بن خلیلی تھا، قاضیان شام و مصر گزشتہ سال میں مذکور ہو چکے، نائب شام عز الدین ایبک حموی [illegible] [illegible] قاضی ابن جماعہ تھے [illegible] شرف الدین بن الشیخ [illegible] کی [illegible] جمال الدین [illegible] کے حوالہ کیا گیا۔

اس سال کے آغاز ہی میں مصری علاقوں میں قحط [illegible] [illegible] ایک [illegible] لوگوں [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

یہاں تک کہا گیا کہ اسکندریہ میں مرغی کا ایک چوزہ ۳۶ درہم اور قاہرہ میں ۱۹ درہم میں فروخت ہونے لگا، تین انڈے ایک درہم میں بکنے لگے اور گدھے، گھوڑے، خچر اور کتے لوگوں کے کھانے کی وجہ سے ختم ہو گئے ان میں سے کوئی بھی جانور نظر آتا تو اسے پکڑ کر کھا لیتے تھے۔

۱۴ جمادی الاولیٰ بروز ہفتہ تقی الدین بن بنت الاعز کی جگہ شیخ علامہ تقی الدین بن دقیق العید، مصر کے قاضی القضاۃ بنائے گئے اور جمادی الآخر میں مصری قحط زدہ علاقوں میں خوشحالی آ گئی اور نقصانات و بھوک کا خاتمہ ہوا۔

صدر الدین بن رزین کی وفات کے بعد بروز چہار شنبہ ۱۷ رجب کو قاضی امام الدین نے قیمریہ میں درس دیا علامہ البرزالی نے فرمایا کہ اس سال زمزم کے قبے پر بجلی گری جس سے مسجد حرام کے موذن شیخ علی بن محمد بن عبدالسلام شہید ہو گئے، وہ مذکورہ قبے کی چھت پر اذان دیا کرتے تھے، کچھ حدیثیں بھی روایت کی ہیں، اسی سال الملک الظاہر کی اہلیہ ام سلامش، بلاد اشکری سے اواخر رمضان میں دمشق پہنچی، نائب شہر نے اس کے پاس ہدایا اور تحفے بھیجے اور اس کے لئے وظائف اور اقامت گاہ مقرر کئے انہیں خلیل بن المنصور نے سلطنت پا کر جلاوطن کر دیا تھا۔

علامہ جزری فرماتے ہیں کہ جب میں کمال الدین بن القلانسی نے جلال الدین القزوینی کی جگہ درس دیا، ۱۰ شعبان بروز چہار شنبہ شیخ امام علامہ شیخ الاسلام تقی الدین بن تیمیہ الحرانی نے مدرسہ حنبلیہ میں شیخ زین الدین بن المنجی کی جگہ درس دیا کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کے جوار رحمت کی طرف رحلت کر گئے تھے اور علامہ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے ابن منجا کا حلقہ درس شمس الدین الفز بعلبکی کی خاطر ترک کر دیا، شوال کے آخر میں قاضی جمال الدین الزرعی یعنی سلیمان بن عمر بن سالم الاذرعی جو زرع کے حکمران تھے دمشق میں ابن جماعہ کے نائب بنے بڑی خوبی سیرت کا مظاہرہ کیا، اسی سال اواخر شوال میں سلطان کتبغا مصر سے شام کا قصد کر کے روانہ ہوئے جب یہ خبر ڈاک کے ذریعے دمشق پہنچی تو قلعہ میں خوشیاں منائی گئیں اور لوگوں نے سلطان اور اس کے نائب ولاجین اور اس کے وزیر ابن الخلیلی کو غفلہ میں اتار دیا، بروز یک شنبہ ۱۹ ذی القعدہ کو قضاء حنابلہ شرف الدین کے بعد شیخ تقی الدین سلیمان بن حمزہ المقدسی کو دی گئی اور شیخ المقدسی ارباب ولایت، اکابر امراء اور بقیہ حکام کو خلعتیں نوازی گئیں اور نجم الدین بن ابی الطیب کو ابن الشیرازی کی جگہ بیت المال کا وکیل بنا دیا گیا اور مذکورہ لوگوں کے ساتھ انہیں بھی خلعت دی گئی، الاعسر اور اس کے بعد ساتھیوں، کاتبوں اور والیوں کی ایک جماعت ابن سلعوس کی بیٹی ابن عدنان اور بعض دوسرے لوگوں کے خلاف فرمان جاری کر کے اور ان سے رقوم کا مطالبہ کر کے ان کے اموال و آمدنیوں کو ضبط کیا گیا، اور بڑی ہیرا پھیری کی گئی۔

اسی دوران شیخ علی الحریری کے دونوں بیٹے حسن اور شیث، بسر سے سلطان کی زیارت کے لئے آئے اور سلطان نے ان کی مدد اور حاجت روائی کی اور پھر دونوں اپنے علاقے کی طرف واپس چلے گئے قلندریہ نے المزہ کے پہاڑ کے دامن میں سلطان کی ضیافت کی تو سلطان نے دس ہزار درہم اس کو ہدیے دیئے، حاکم حمص سلطان کی خدمت میں حاضر ہوا اور سلطان نے اس کے ساتھ میدان میں گیند کے ساتھ کھیلا، اشراف بلد نے ان کے نقیب زین الدین بن عدنان کی شکایت کی تو صاحب نے اس کے اختیارات ختم کر کے ان کے معاملات شوافع کے قاضی کے حوالے کئے۔

۲۲ ذی الحجہ بروز جمعہ سلطان نے خطابت کے چبوترے پر نماز پڑھی اس کے دائیں جانب حاکم حماۃ اس کے پیچھے بدر الدین امیر سلاح اور بائیں جانب الحریری کے لڑکے حسن اور اس کے دونوں بھائی تھے ان کے پیچھے نائب مملکت حسام الدین لاجین اس کے پہلو میں نائب شام عز الدین الحموی اس کے پیچھے بدر الدین بیسری اس کے پیچھے قرا سنقر اور اس کے پہلو میں الحاج بہادر اور ان کے پیچھے بڑے بڑے امراء تھے اسی روز خطیب بدر الدین بن جماعہ کو ایک قیمتی خلعت عطا کی، جب نماز پوری ہوئی تو سلطان کو سلام کیا گیا اور اس نے مصحف عثمانی کی زیارت کی پھر اگلے دن کی صبح کو میدان میں گیند کے ساتھ کھیل کھیلا۔

۲۳ ذی الحجہ بروز دوشنبہ امیر عز الدین الحموی کو شام کی نیابت سے بعض نازیبا حرکات کی وجہ سے معزول کر دیا اور سلطان نے اسے بہت سخت ڈانٹا پھر اسے معاف کر کے اپنے ساتھ مصر چلنے کا حکم دیا اور شام میں امیر سیف الدین غرلو العادلی کو نائب بنایا اور موجودہ نائب اور سابق نائب دونوں کو خلعت دی، پھر دار العدل میں آیا جہاں وزیر قضاۃ اور امراء بھی حاضر خدمت ہوئے اور وہ ماسکی یعنی عادل تھے اس کے بعد ۱۲ ذی الحجہ کو سلطان حلب کی طرف عازم سفر ہوا اور حرستا سے گذر کر البریہ میں چند دن مقیم رہا پھر لوٹ کر حمص آیا اور نائبین بلاد حاضر خدمت ہوئے اور نائب دمشق امیر غرلو دار العدل میں نزول اجلال فرما کر عادلانہ فیصلے کئے وہ قابل تعریف سیرت اور درست احکام دینے والے تھے اللہ تعالیٰ ان پر رحم فرمائے۔

## اس سال فوت ہونے والے نامور حضرات

**شیخ زین الدین ابن منجی:** امام، عالم، علامہ، مسلمانوں کے مفتی، صدر کامل زین الدین ابوالبرکات بن منجی بن صدر عز الدین ابو عمرو عثمان بن اسعد بن منجی بن برکات بن مومل التنوخی الحنبلی کے شیخ اور عالم تھے، ۶۳۱ھ میں پیدا ہوئے، حدیث سنی، فقہ حاصل کی اور علوم و فنون کثیرہ میں مہارت تامہ حاصل کی جیسے اصول، فروع، عربیت اور تفسیر وغیرہ، خوبصورتی، دینداری، علم و وجاہت، صحت ذہنی، صحت عقیدہ، مناظرہ اور کثرت صدقہ جیسی خوبیاں ان کے یہاں جمع ہو گئی تھیں، جامع میں تبرعاً فائدہ علوم کے لئے مواظبت کے ساتھ وعظ کیا کرتے تھے حتیٰ کہ ۴ شعبان بروز جمعرات انتقال فرمایا، ان کے ساتھ ہی ان کی زوجہ ام محمد ست البہاء بنت صدر الدین الخجندی کی بھی وفات ہو گئی، جمعہ کے بعد جامع دمشق میں دونوں کی نماز جنازہ پڑھی گئی اور دونوں کو قاسیون کے دامن میں جامع مظفری کی شمالی جانب الروضہ کے نیچے ایک مقبرے میں دفن کر دیا گیا وہ قاضی القضاۃ علاء الدین کے والد ہیں مدرسہ مسماریہ کے شیخ تھے ان کے بعد ان کے بیٹے شرف الدین اور علاء الدین ان کے قائم مقام بنے اور مدرسہ حنبلیہ کے بھی شیخ تھے وہاں ان کے بعد شیخ تقی الدین ابن تیمیہ نے درس دیا جیسا کہ حوادث کے بیان میں گزر چکا۔

**المسعودی "الحرۃ" کے صاحب الحمام:** امیر کبیر بدر الدین لؤلؤ بن عبداللہ المسعودی بڑے امراء اور بادشاہوں کی خدمت میں شہرت یافتہ امراء میں سے تھے الحرہ میں جامع اپنے باغ میں ۲۸ شعبان بروز ہفتہ فوت ہوئے یک شنبہ کی صبح وہیں اپنے مقبرے میں دفن کئے گئے اور نائب سلطنت بھی ان کے جنازے میں شریک ہوا، جامع دمشق میں الحرہ کے پیچھے ان کی مجلس تعزیت منعقد ہوئی۔

**شیخ صالح اسرائیل بن علی بن حسین البالدی:** باب السلامہ کے باہر ان کی خانقاہ تھی، ان سے ملنے لوگ وہیں آتے تھے، نماز و عبادت کے جامع تھے، کسی کے لئے بھی کھڑے نہیں ہوتے تھے چاہے آنے والا کوئی بھی ہو، صاحب ہیجان، شوق اور طریق تصوف کے عارف تھے، جمعہ کے علاوہ اپنے گھر سے بالکل نہیں نکلتے تھے، نصف رمضان کو انتقال فرمایا، قاسیون میں مدفون ہوئے۔

**شرف الدین حسین المقدسی:** قاضی القضاۃ شرف الدین ابو الفضل حسین بن امام خطیب شرف الدین ابو بکر عبداللہ بن شیخ ابو عمر المقدسی، حدیث کا سماع کیا، فقہ حاصل کی، فروع اور لغت میں ماہر تھے، ادیب، خوش گفتار اور شیخ الفنون تھے، ۶۸۷ھ کے اواخر میں نجم الدین بن شیخ شمس الدین کے بعد قاضی بنائے گئے، دار الحدیث الاشرفیہ میں درس دیا، ۲۲ شوال بروز جمعرات کی شب وفات پائی، ۷۰ برس کے قریب عمر تھی، قاسیون میں اپنے دادا کے مقبرے میں دوسرے دن دفن ہوئے، نائب سلطنت، قضاۃ اور رؤساء بلد نے ان کے جنازے میں شرکت کی، اور دوسرے دن جامع مظفری میں ان کی مجلس تعزیت منعقد کی گئی ان کے بعد تقی الدین سلیمان بن حمزہ قاضی بنائے گئے اسی طرح دار الحدیث الاشرفیہ کی مشیخت بھی ان کو دی گئی ان سے قبل چند دن تک شرف الدین المقاتلی حنبلی جو ... کے پاس رہی پھر ان سے لے کر مستحق تقی سلیمان المقدسی کو دی گئی۔

**شیخ ابو محمد المالکی:** شیخ، امام، عالم، عابد ابو محمد بن ابی حمزہ المغربی المالکی ذی القعدہ میں دیار مصر میں فوت ہوئے، حق گو، بھلائی کے زبردست داعی اور بدعتوں سے سختی سے منع کرنے والے تھے۔

**صاحب محیی الدین بن النحاس:** ابو عبداللہ محمد بن بدر الدین یعقوب بن ابراہیم بن عبداللہ بن طارق بن سالم بن النحاس الاسدی حلبی حنفی ۶۵۴ھ میں حلب میں پیدا ہوئے، تحصیل علوم میں لگ کر کمال حاصل کیا، حدیث کا سماع کیا، ایک مدت تک دمشق میں رہائش پذیر رہے، یہاں بڑے بڑے مدارس جیسے ظاہریہ، ریحانیہ وغیرہ میں درس دیا، حلب میں قاضی اور دمشق میں وزیر بنائے گئے، پھر تدریس کے منصب اور اوقاف کی نظارت کے عہدے ان کے حوالے کئے گئے، معظم اور صاحب فضیلت اور مناظرے میں منصف مزاج تھے، سلف کے طریقے کے مطابق حدیث اور محدثین سے محبت رکھتے رہے، شیخ عبدالقادر ان کی جماعت سے محبت کرتے تھے، المزہ میں واقع اپنے باغ میں ذی الحجہ کی آخری تاریخ دو شنبہ کی رات کو اس دنیا سے رخصت

فرما گئے، ۸۰ برس سے متجاوز عمر پائی، المزوی میں اپنے ایک مقبرے میں بروز سہ شنبہ ۶۹۶ھ کے پہلے دفن کئے گئے ان کے جنازے میں نائب سلطنت اور قاضی صاحبان شریک ہوئے۔

**قاضی القضاۃ تقی الدین العلائی** ...... تقی الدین ابوالقاسم عبدالرحمٰن بن قاضی القضاۃ تاج الدین ابو محمد عبدالوہاب بن القاضی الاعز ابوالقاسم خلف بن بدر العلائی الشافعی، جمادی الاولیٰ میں فوت ہوئے اور القرافہ میں اپنے مقبرے میں دفن کئے گئے۔

## آغاز ۶۹۶ھ

خلیفہ، سلطان، نائب مصر، نائب شام اور قضاۃ وہی حضرات تھے جو اس سے قبل مذکور ہوئے، سلطان الملک العادل کتبغا نائب مصر لاجین اکابر امراء کے ہمراہ حمص کے مضافات میں شکار کھیل رہا تھا جبکہ نائب شام امیر سیف الدین غرلو العادلی دمشق میں تھا۔

۹ محرم بروز چہار شنبہ سلطان کتبغا دمشق میں داخل ہوا، مقصورہ میں جمعہ کی نماز ادا کی اور ہود علیہ السلام کی طرف منسوب قبر کی زیارت کی اور وہاں نماز پڑھی، اور لوگوں کی درخواستیں اپنے ہاتھ سے وصول کیں، اور ہفتے کے روز دار العدل میں بیٹھ کر خود اس نے اور اس کے وزیر فخر الدین الخلیلی نے ان درخواستوں پر دستخط کئے، اسی مہینے میں شہاب الدین بن محی الدین بن النحاس اپنے والد کے دونوں مدرسوں الظاہریہ اور الریحانیہ میں حاضر ہوا اور لوگ اس کے پاس آئے، سلطان نے پھر بروز چہار شنبہ دار العدل میں مجلس لگائی اور جمعہ کی نماز مقصورہ ہی میں ادا کی، اسی دن مغارۃ الدم کی زیارت کے لئے اوپر چڑھے، وہاں دعا کی اور کچھ مال صدقہ کیا، وزیر الخلیلی ایک شنبہ کی رات ۱۳ محرم کو عشاء کے بعد جامع میں آیا اور الکلاسہ کی کھڑکی کے پاس بیٹھا، قراء حضرات نے ان کے سامنے تلاوت کی، اور اس نے جامع کی اندرونی فرش کو مکمل کرنے کا حکم دیا چنانچہ فرش کی تکمیل کی گئی دو مہینے کی یہی حالت رہی پھر فرش کی وہی پرانی حالت ہو گئی۔

اسی روز صبح قاضی شمس الدین بن الحریری نے ابن النحاس کے عوض ان کے مابین اس معاملے میں اتفاق کی وجہ سے القیمازیہ میں درس دیا، لوگوں کا ایک گروہ بھی حاضر درس ہوا سلطان نے دوسرا جمعہ بھی المقصورہ میں پڑھا، وزیر ابن الخلیلی اس کے ہمراہ تھا لیکن وہ ایک بیماری کی وجہ سے کمزور ہو گیا تھا، ۱۸ محرم کو سلطان نے الملک الکامل بن الملک السعید بن الصالح اسماعیل بن العادل کو طبلخانہ اور شربوش پہننے کا حکم دیا اور قلعہ میں داخل ہوا تو اس کے دروازے پر اس کے لئے ڈھول بجائے گئے۔

پھر ۲۲ محرم سہ شنبہ کی صبح کو فوجیں لے کر دمشق سے روانہ ہوا اس کے بعد وزیر روانہ ہوا دار الحدیث کے پاس سے گذر کر اثر نبوی کی زیارت کی شیخ زین الدین الفارقی نے اس سے ملاقات اور ناصریہ کی تدریس کے متعلق اس سے گفتگو کی کیونکہ اس نے شامیہ برانیہ کی تدریس ترک کر دی تھی تو قاضی کمال الدین الشریشی کو اس پر مقرر کیا، اس نے بتایا کہ وزیر نے شیخ کو نبوی متاع میں سے کچھ دیا جسے اس نے قبول کیا اس اثر نبوی کے خادم المعین خطاب کو بھی کچھ دے دیا، رؤسا اور قضاۃ وزیر کو رخصت کرنے کے لئے نکلے اور اسی روز اچھی بارش ہوئی لوگوں نے راحت پائی اور بارش نے فوج کے باقی ماندہ میل کچیل کو دھو دیا، اتفاق تو یہ وزیر کے الوداع سے اس حال میں لوٹے کہ انہیں خزانہ کی نگہداشت کا عہدہ سونپا گیا تھا اور شہاب الدین بن النحاس کو اس سے معزول کیا گیا تھا، بروز چہار شنبہ محرم کی آخری تاریخ کو شیخ ناصر الدین نے ناصریہ جوانیہ میں قاضی بدر الدین بن جماعہ کی جگہ درس دیا۔

اسی روز لوگ فوجوں کے درمیان ہنگامہ، اختلاف اور تشویش پھیل جانے کے متعلق آپس میں باتیں کرنے لگے تو قلعہ کا شہر کی طرف والا دروازہ بند کر دیا گیا اور الصاحب شہاب الدین الحنفی کی جانب سے قلعہ میں داخل ہوا اور نائب اور امراء نے حالات کا مقابلہ کرنے کی تیاری کی لشکر کا ایک دستہ حالات کا جائزہ لینے باب النصر پر سوار ہوا، عصر کے وقت سلطان الملک العادل کتبغا اپنے پانچ یا چھ غلاموں کے ساتھ قلعہ میں داخل ہوا تو سارے امراء اس کے پاس جمع ہوئے اس نے ابن جماعہ اور حسام الدین حنفی کو بلا کر امراء کو دوبارہ از سر نو حلف دلوایا تو انہوں نے بھی حلف اٹھایا، سب کو خلعت دی اور امیر حسام الدین لاجین کے نائبین اور اس کے خواص کی گرفتاری اور ضبطی کا حکم دیا، العادل نے یہ دن قلعہ میں مقیم ہو کر گذارے۔

ان کے درمیان اختلاف بروز دوشنبہ ۲۹ محرم کو وادی فحم میں پیدا ہوا تھا اس کا سبب یہ ہوا کہ امیر حسام الدین لاجین نے پوشیدہ طور پر امراء کی ایک جماعت کو العادل کے خلاف اکسایا تھا اور انہیں پورے طور پر اعتماد میں لیا تھا دمشق سے نکلتے وقت اس نے العادل کو مشورہ دیا تھا کہ خزانہ اپنے ساتھ مصر لے چلو اس کا مقصد یہ تھا کہ اگر الملک العادل ان سے بچ کر دمشق لوٹے تو یہاں اسے ایسی کوئی چیز نہ ملے جس سے وہ تقویت حاصل کرے۔ یہ سارا خزانہ اس کی خفیہ سازش کے لئے کارآمد ہوا جب لاجین وغیرہ مذکورہ مقام پر پہنچے تو لاجین اور عادلی امراء امیر سیف الدین بتخاص اور بکتوت الازرق کو قتل کر کے خزانہ اور فوج پر قابض ہو گیا اور دیار مصر یہ روانہ ہوا جب الملک العادل نے یہ خبر سنی تو راستہ بدل کر اکیلے دمشق پہنچ گیا جیسا کہ بیان ہو چکا ہے اس کے بعض مملوک جیسے کہ زین الدین غلبک وغیرہ لوٹ کر اس کے پاس آئے اور شہاب الدین حنفی مدبر مملکت کے واسطے قلعہ میں ہی رہا۔

ابن الشریشی نے شامیہ برانیہ میں آغاز صفر میں تیس کی تیج کو درس دیا ان ایام میں بہت سے معاملات درہم برہم ہو گئے، سلطان قلعے سے نکلتے ہی نہیں تھے، بہت سے ٹیکسوں کو چھوڑ کر ان کے متعلق فرامین لکھے اور وہ لوگوں کے سامنے پڑھے گئے اشیاء کی قیمتیں بہت بڑھ گئیں حتیٰ کہ ایک تھیلا دو سو درہم میں فروخت ہونے لگا، شدید تر ہو گئے اور معاملات کا شیرازہ بکھر گیا انا للہ وانا الیہ راجعون۔

**الملک المنصور لاجین السلحدار کی سلطنت** ...... وہ خزانہ اور فوج کے ساتھ شاہی شان و عظمت کے ساتھ مصر میں داخل ہوا تمام بڑے امراء نے اس کے ساتھ اتفاق کر کے اس کی بیعت کی اور اسے سلطان بنا دیا ۱۰ صفر بروز جمعہ سریر مملکت پر جلوہ فگن ہوا مصر میں خوشی کے شادیانے بجے شہری زیبائش و آرائش کی گئی منبروں پر اس کے نام کا خطبہ پڑھا گیا الملک المنصور کا لقب اختیار کیا القدس اور الخلیل اور الکرک اور نابلس اور صفد وغیرہ شہروں میں بھی خوشیاں منائی گئیں اسی دوران امراء دمشق کا ایک گروہ اس کے پاس گیا یہ گروہ اندلس کی سمت سے امیر سیف الدین کجکن کی امارت میں آ کر شہر سے پہلے قلعے کے میدان میں اترے اور العادل کی مخالفت اور المنصور لاجین صاحب مصر کی اطاعت و فرمانبرداری کا اقرار کیا اسی طرح یکے بعد دیگرے امراء کی جماعتیں جوق در جوق اس کی اطاعت میں آ گئیں اور العادل کی حالت بہت ہی کمزور ہو گئی، جب اس نے دیکھا کہ معاملہ ہاتھ سے نکل چکا ہے تو امراء میں سے چند ایک کہنے لگا کہ میں اور وہ ایک ہی چیز ہیں۔ میں اس کا فرمانبردار اور مطیع ہوں، وہ قلعے کے جس جگہ چاہے میں وہیں بیٹھ جاتا ہوں تاکہ تم اس سے مراسلت کر کے دیکھو کہ وہ کیا کہتا ہے اتنے میں ایک ایلچی نے آ کر خبر دی کہ قلعہ اور العادل کی نگرانی کا حکم دیا گیا ہے چنانچہ لوگ مزید فتنہ و فساد اور قسم قسم کی باتیں کرنے لگے قلعے کے دروازے بند تھے شہر کے بھی تمام دروازے سوائے باب النصر کی کھڑکی کے بند تھے عوام قلعے کے ارد گرد ہجوم در ہجوم کھڑے تھے اس کھینچاتانی میں بعض لوگ خندق میں گر کر مر گئے۔

ہفتہ کی شام کو رات گئے الملک المنصور لاجین کی سلطنت کا اعلان کیا گیا اور دوسرے روز عصر کے بعد شادیانے بجے مؤذنین نے جامع دمشق میں ایک شنبہ کی رات سحر کے وقت اس کے لئے دعا کر کے یہ آیت تلاوت کرتے رہے:

قل اللّٰھم مالک الملک تؤتی الملک من تشاء وتنزع الملک ممن تشاء وتعز من تشاء
وتذل من تشاء (سورۃ آل عمران آیت ۲۶)

تو کہہ اے اللہ بادشاہی کے مالک! تو جس کو چاہتا ہے بادشاہی عطا کرتا ہے اور جس سے چاہتا ہے بادشاہی چھین لیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے عزت دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے ذلیل کرتا ہے۔

یک شنبہ کی صبح قاضی صاحبان اور امراء جن میں غرلو العادلی بھی تھا دار السعادۃ میں مجتمع ہوئے اور منصور لاجین کی اطاعت کا حلف اٹھایا شہر میں بھی اس کی منادی کرائی گئی اور اعلان کیا گیا کہ لوگ اپنی دکانیں کھول لیں، الصاحب شہاب الدین اور اس کا بھائی زین الدین المحتسب روپوش ہو گئے اس کی روپوشی کے دنوں میں والی شہر ابن النشابی نے احتساب کی ذمہ داری سنبھالی، پھر زین الدین نے ظاہر ہو کر حسب سابق اس عہدے کو سنبھالا اسی طرح اس کا بھائی شہاب الدین بھی ظاہر ہو گیا، نائب شہر غرلو اور امیر جاغان سلطان کے فرمان کے مطابق حلف برداری کی اطلاع دینے مصر روانہ ہو گئے پھر خبر آئی کہ سلطان ۱۰ صفر بروز جمعہ تخت پر بیٹھا اور ۲۰ صفر خلعت خلیفہ زیب تن کر کے قاہرہ کا دورہ شہنشاہی شان کے ساتھ کیا تمام امراء اس کے آگے آگے تھے اس نے مصر میں امیر سیف الدین سنقر المنصوری کو اپنا نائب بنایا۔

دمشق میں ربیع الاول کے آغاز میں منصور لاچین کے نام کا خطبہ پڑھا گیا اور قبجق مع قضاۃ اور امراء دمشق کی ایک جماعت کے ساتھ شمس الدین الاعسر، کُرجی، کرتن اور بہادر وغیرہ موجود تھے قاضی امام الدین القزوینی، حسام الدین الحنفی اور جمال الدین المالکی برید کے چوپایوں پر مصر کی طرف روانہ ہو گئے اور وہ سلطان کے تخت پر حسام الدین اور سیف الدین جاغان سلطان کی جانب سے گئے، پھر آئے اور امراء کو دوبارہ حلف دلایا۔ پھر وہ قصر میں الحاجب کے پاس قاضی جلال الدین بن جماعہ اور تجیبی کو امراء لے کر آئے اور ترکی زبان میں طویل گفتگو کے بعد اسے بھی حلف دیا گیا اور اس نے کسی بھی چیز کو دینے پر رضامندی ظاہر نہ کی، حلف وغیرہ کے بعد قصر ان کی اقامت کے لئے متعین کیا گیا اور وزارت سے شہاب الدین حنفی کی معزولی اور تقی الدین توبہ کی تقرری کا فرمان آیا اور زین الدین بن عدنان کی جگہ امین الدین یوسف الارمنی الرومی کو محتسب بنا دیا گیا۔

۱۲ ربیع الاول جمعہ کی صبح امیر سیف الدین قبجق منصوری نائب ہو کر دمشق آئے دار السعادہ میں اترے سیف الدین غرلو العادلی کی جگہ انہیں نائب بنایا گیا تھا پوری فوج ان کے استقبال کے لئے نکلی جمعہ کے روز مقصورہ میں آ کر نماز جمعہ کے بعد اوقاف اور املاک پر مالکوں کی رضا کے بغیر لگائے ضمانات کے ابطال کے متعلق سلطان حسام الدین لاچین کا رسالہ منبر پر پڑھ کر سنایا گیا اسے قاضی محی الدین بن فضل اللہ دیوان انشاء کے افسر اعلیٰ نے پڑھا، جامع مسجد میں اعلان کرایا گیا کہ جس کسی کی بھی کوئی شکایت ہو وہ اپنی شکایت لے کر بروز شنبہ دار العدل میں حاضر ہو، امراء وغیرہ اور قاضی صاحبان، کاتب حضرات اور دیگر ارباب مناصب کو خلعتیں دی گئیں، ابن جماعہ کو دو خلعتیں عطا کیں ایک قضاء کے لئے اور دوسری خطابت کے لئے۔

ماہ جمادی الآخر میں ڈاک نے آکر خبر دی کہ جمال الدین بن جماعہ کی جگہ شام میں امام الدین القزوینی کو قاضی بنا دیا گیا ہے اور خطابت بدستور ابن جماعہ کے پاس رہنے دی گئی ہے اور تدریس قیمریہ بھی اور تدریس جو امام الدین کے پاس تھی ان کو دی گئی ہے اسی دوران سلطان کا خط بھی آیا جس میں ان کے لئے احترام و اکرام کے الفاظ تھے چنانچہ انہوں نے ۱۷ رجب خمیس کے دن امینیہ مدرسہ میں درس دیا تھا اور امام الدین ۸ رجب بروز چہار شنبہ ظہر کے بعد دمشق پہنچ گئے اور العادلیہ میں بیٹھ کر لوگوں کے فیصلے نمٹانے شعراء نے قصیدے کہہ کر ان کی مدح کی۔

ایک شاعر کہتا ہے:

زمانہ کی شکل بہتری سے تبدیل ہو گئی ہے اور شام کی سرحدیں تو تجدید کی وجہ سے خوش حال ہیں۔

دمشق میں یہ اطلاع آئی کہ وقت سلطان کی صحت اس کے بدن پر لوٹ آئی قاضی جمال الدین الزواوی المالکی کے قاضی شمس الدین الحنفی پہنچے ہوئے تھے کے عمر میں تھا اس نے ابن حنبل کی سیرت کی بڑی تعریف کی اور آپ کے حسن اخلاق اور دیانت کا اچھے طریقے سے ذکر کیا شہر میں دیوان کا نائب تھا، چہار شنبہ کی صبح اس نے عادلیہ میں درس دیا اور درس کے بعد اپنے بھائی جلال الدین کے نائب قاضی بننے کی خبر دیکر خلعت پہنے ہوئے دیوان صغیر میں آ کر بیٹھ گئے لوگ ان کو مبارک باد دینے آ رہے تھے، پھر نائب سلطان اور قضاۃ کی موجودگی میں جمعہ کی نماز کے بعد شباک الکمالی کے قریب شرف الدین الفزاری نے اس کا پروانہ پڑھا۔

شعبان میں خبر آئی کہ شمس الدین الاعسر نے مصر میں وزارت اور قلعوں کی نگرانی ان دونوں عہدوں کو بیک وقت سنبھال لیا ہے جو دمشق میں قلعوں کے ناظر زین الدین بن صصری کی جگہ فخر الدین بن الشیرجی کی جگہ بنائے گئے پھر وہ امین الدین بن ہلال نائب تھا جس سے ایک ماہ پاس سے کم مدت میں معزول کر دیئے گئے قاہرہ میں کمال الدین بن الشریشی کے غائب ہونے کے سبب مدرسہ ناصریہ کے ساتھ شامیہ برانیہ بھی شیخ زین الدین الفارقی کے حوالے کیا گیا۔

۲۰ ذیقعدہ والاثنین کو امیر شمس الدین قراسنقر المنصوری نائب مصر سمیت امراء کی ایک جماعت کو گرفتار کر لیا اور مصر و شام میں موجود ان کے اموال اور مکانوں کو ضبط کر لیا اور مصر کی نیابت امیر سیف الدین منکوتمر الحسامی کو سونپ دی گئی۔

گرفتار شدہ امراء وہی تھے جنہوں نے لاچین کی کتبغا کے خلاف اس کی مدد و بیعت کی تھی شیخ کمال الدین الشریشی شام سے واپسی کے بعد مصر کی تدریس سے متعلق رکھا تھا سے آئے ۲۲ ذی الحجہ بروز جمعرات وزیر مصر اور قلعوں کے ناظر امیر شمس الدین سنقر الاعسر کو قید کر دیا گیا اور مصر و شام میں اس کے اموال ضبط کر لئے گئے۔

ذی الحجہ میں مصر میں اعلان کیا گیا کہ کوئی ذمی گھوڑے اور خچر پر سوار نہ ہو اگر کوئی سوار ہو کر پکڑا گیا تو اس کا جانور اس سے چھین لیا جائے گا اسی سال ملک محمود بن نور الدین بن الملک المظفر جن کے بیٹے ان کے والد کا حال اس سے قبل گزر چکا ہے۔

## اس سال فوت ہونے والے مشہور حضرات

**قاضی عز الدین الحنبلی** ..... عز الدین عمر بن عبداللہ بن عمر بن عوض المقدسی الحنبلی، مصر میں حنابلہ کے قاضی القضاۃ تھے، بہت حاصل کی، مذہب میں مہارت حاصل کی اور مصر میں بحیثیت قاضی فیصلے کئے، اچھی سیرت اور فیصلوں میں کامل قدرت رکھتے تھے، ماہ صفر میں فوت ہوئے اور مقطم میں دفن کئے گئے، ان کے بعد شرف الدین عبدالغنی بن یحییٰ بن محمد بن عبداللہ بن نصر الحرانی مصر کے قاضی بنائے گئے۔

**شیخ عفیف الدین الحنبلی** ..... شیخ امام حافظ قدوہ عفیف الدین ابو محمد عبدالسلام بن محمد بن مزروع بن احمد بن عزاز المصری الحنبلی، ۶۲۵ھ میں پیدا ہوئے، احادیث کثیرہ سنیں، پچاس برس تک مدینہ منورہ میں مجاور رہے، مسلسل چالیس حج کئے، مدینہ منورہ ہی میں ماہ صفر میں فوت ہوئے، دمشق میں ان کی غائبانہ نماز جنازہ پڑھی گئی۔

**شیخ شعیب بن شیخ علی الحریری** ..... جو ان کے گاؤں بسر میں ۱۳ ربیع الاول بروز جمعرات فوت ہوئے، ان کا بھائی حسن اور فقراء دمشق سے ان کے بھائی حسن ان کی تعزیت کے لئے بسر گئے۔

**شیخ مقری جمال الدین** ..... شیخ صالح مقری عبدالواحد بن کثیر بن ضرغام المصری ثم الدمشقی، مدرسہ سبع الکبیر اور الغزالیہ کے نقیب تھے، السخاوی سے قرأت پڑھی اور حدیث کا سماع کیا، ماہ رجب میں انتقال فرمایا، جامع اموی میں نماز جنازہ ہوئی اور شیخ رسلان کے قبے کے قریب دفن کئے گئے۔

**سیف الدین السامری، مدرسہ سامریہ کے وقف کرنے والے** ..... صدر کبیر سیف الدین ابو العباس احمد بن محمد بن علی بن جعفر البغدادی السامری، دمشق میں اقراسیہ کی جانب میں مدرسہ سامریہ کو وقف کیا تھا، ان کا رہائشی گھر بھی اسی میں تھا، اسی میں دفن کئے گئے، اسے دار الحدیث و خانقاہ بنا کر وقف کر دیا تھا، دمشق منتقل ہو کر اسی گھر میں ایک مدت تک رہے تھے، یہ پہلے دار ابن قواس کے نام سے معروف تھا، اسے تراشے ہوئے پتھروں سے بنایا تھا۔ سامری صاحب ثروت، خوش اخلاق، ملنسار اور حکومت کے نزدیک معزز تھے، انہوں نے عمدہ اشعار کہے ہیں، ۱۸ رمضان بروز دوشنبہ فوت ہوئے، بغداد میں اکثر وزیر ابن العلقمی کے ہاں گیا، ان کی بڑی قدر و منزلت تھی، المستعصم کی مدح کی تو آپ نے انہیں سیاہ رنگ کی قیمتی خلعت عطا کی، پھر غضب کے حاکم الناصر کے طالب بن کر دمشق آ کر ان کے دور میں بڑا رتبہ حاصل کیا، اور جب حکومت نے ان کی مخالفت کی تو انہوں نے ارجوزہ میں ان کے خلاف ایک قصیدہ لکھ کر ان کے اور شکایات کا ایک دروازہ کھول دیا یہاں تک کہ سلطان نے ان سے ۳۰ ہزار دینار کا مطالبہ کیا تو ان لوگوں نے ان کی بہت تعظیم و تکریم کر کے ان کے ذریعے اپنی اغراض تک رسائی حاصل کی، انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی مدح میں ایک قصیدہ لکھا جس کے بعض اشعار شیخنا الیونینی نے نقل کئے ہیں۔

**شمس الدین ابو الفداء الحرانی** ..... رئیس شمس الدین ابو الفداء اسماعیل بن محمد بن عبدالواحد بن اسماعیل بن سلامہ بن علی بن صدقہ الحرانی الصیرفی، آپ مدرسہ نفیسیہ کے وقف کنندہ ہیں، دمشق میں شہادت دینے والے گواہ تھے، ایک اور یتیموں کے نگران تھے، صاحب ثروت و روایت تھے، ۶۱۸ھ میں پیدا ہوئے، حدیث بیان کی، اپنے گھر کو دار الحدیث کے طور پر وقف کر دیا، ۲۲ ذی قعدہ بروز ہفتہ ظہر کے بعد انتقال فرمایا، جامع اموی میں نماز جنازہ کے بعد قاسیون میں تپہ شیبانی کے ہاں ان کو دفن کیا گیا۔

**شیخ ابو الحسن معروف بساروب دمشقی** ..... مجذوب تھے، شیخ الجزری نے ان کے حالات لکھے ہیں جن میں ان کی کرامات اور عجیب باتیں بیان کی ہیں، ان کے متعلق بہت سی باتیں ذکر کی ہیں، اللہ تعالیٰ ان کے حال کو بہتر جانتا ہے۔

امیر نوروز...... اسی سال قازان نے امیر نوروز جس کے ہاتھ پر سلطان ہوا قتل کر دیا گیا اسی نوروز نے اسلام کی دعوت دی تھی اور خود مسلمان ہوا اسی کے ساتھ کئی تاتاری مسلمان ہو گئے لیکن پھر تاتاریوں نے اس کے متعلق قازان کو بیوقوف ظاہر کر کے اس سے اعراض پر ذلیل کر دیا اور اس کی حالت بگڑ گئی تھی کہا ہے اور اس کی طرف منسوب تمام لوگوں کو قتل کر دیا گیا۔ یہ شخص قازان کے دربار کے نیک امراء میں سے تھا، مضبوط اپنے اسلام میں مخلص ذکر و نوافل میں مشغول اور صدقات ادا کرنے والا صاحب احسان تھا اللہ تعالیٰ ان پر رحم فرمائے اور ان سے درگزر فرمائے۔ تاتاریوں کی ایک بہت بڑی تعداد ان کے ہاتھوں پر اسلام لائی۔ پس تمام کا کام اللہ تعالیٰ ہی کا ہے اور انھوں نے تسبیحات اور ... پہنیں اور نماز پنجگانہ کی جماعت اور جمعوں میں شریک ہونے لگے اور قرآن کریم پڑھنا شروع کیا۔

## آغاز ۶۹۷ھ

آغاز سال میں خلیفہ وقت حاکم بامر اللہ، سلطان لاجین، نائب مصر منکوتمر اور نائب شام قبجق تھے۔ اور معزول شدہ جلال الدین بن حسام الدین کو ان کے والد کی جگہ قاضی بنا دیا گیا کیونکہ ان کے والد کو مصر بلا لیا گیا تھا، سلطان کے پاس مقیم ہوئے، سلطان نے انہیں شمس الدین سروجی کے بجائے مصر کی حنفیہ قاضی القضاۃ (چیف جسٹس) مقرر کر دیا۔ ان کے بیٹے جلال الدین دمشق میں حنفیہ کے قاضی القضاۃ بنے اور مدرسہ شبلیہ و ریحانیہ کو چھوڑ کر اپنے والد کے بجائے مدرسہ خاتونیہ اور مقدمیہ میں درس دینا شروع کیا۔ انہیں یہ خبر ملی کہ مصر میں چوگان کھیلتے ہوئے سلطان گھوڑے سے گر پڑے ہیں تو شادیانے بجائے گئے اور شہر کی آرائش کی گئی یہ واقعہ یوں ہوا تھا کہ وہ گیند سے کھیلتے ہوئے اپنے گھوڑے سے گر پڑے تھے اسی طرح جیسے شاعر نے کہا

”آپ نے ہماری ... احسان اور معرفت کے اوصاف جمع کر دیئے ہیں ان سب کو ایک گھوڑا کہاں اٹھا سکتا ہے؟“

ہمراہ تو مصر سے امراء نائب سلطنت کے لئے تقلید اور خلعت شاہی کی تقسیم پڑھی گئی اور خلعت پہنی گئی۔ ربیع الاول میں امام الدین بن قاضی القضاۃ تقی الدین بن سلیمان نے الجوزیہ میں درس دیا اس درس میں امام الدین شافعی ان کے بھائی جلال الدین اور فضلاء کی ایک جماعت شریک ہوئی۔ تدریس کے بعد جلال الدین نے اپنے والد کی نیابت میں ان کی اجازت سے فیصلے کئے۔

ربیع الاول میں قاضی القضاۃ تقی الدین بن دقیق العید نے عہدے سے استعفیٰ دے کر چند روز تک قضا کا کام ترک کر دیا پھر راضی ہو کر واپس آئے لیکن ان پر شرط لگا دی گئی کہ وہ اپنے بیٹے المحب کو نائب نہیں بنائیں گے۔ ربیع الآخر بروز جمعہ مدرسہ معظمیہ میں امام ابن حرجی کی مدرسہ کے مدرس قاضی شمس الدین بن الحریری نے خطبہ دیا اسی وقت مشہور ہو گیا کہ بدر الدین بیسری کو گرفتار کر کے دیار مصر میں اس کے اموال کو ضبط کیا گیا ہے۔ سلطان نے علم الدین الدواداری کی قیادت میں آرمینیا کی طرف ایک فوجی دستہ روانہ کیا جس نے جنگ کر کے فتح کیا دمشق میں اس کی خبر ارسال ہوئی تو اس فتح کی وجہ سے خفیف نقصان پہنچا لیکن پھر اللہ تعالیٰ کی مدد سے دوبارہ غالب آ گئے۔ سلطان بروز جمعہ ۲۰ شعبان کو ... تھا اس کے بعد مرعش فتح ہوا اور ان سے فوج قلعہ حموص کی طرف منتقل ہوئی لیکن وہاں فوج کے بہت لوگوں کو زخم پہنچے جن میں امیر علم الدین سنجر طقصبا بھی تھا اور ان میں ایک ہلاک ہوا اور امیر علم الدین الدواداری کو پاؤں میں تیر لگا تھا۔

۷ شوال بروز جمعہ شیخ تقی الدین ابن تیمیہ نے جہاد کے بارے میں ایک مجلس منعقد کی جس میں جہاد کی ترغیب دے کر مجاہدین کے بڑے زبردست اجر و ثواب بیان کئے گئے۔ یہ عظیم الشان و پر ہجوم مجلس تھی۔

اسی ماہ میں الملک المسعود خضر بن الظاہر بلاد الاشکری سے مصر واپس آئے الملک الاشرف بن المنصور کے دور حکومت سے اب تک وہیں مقیم رہے تھے سلطان نے سواری کے ساتھ ان کا استقبال کر کے ان کی تعظیم و تکریم کی۔ اسی سال امیر خضر بن الظاہر نے مصریوں کے امیر حج کیا ان کے ساتھ خلیفہ حاکم بامر اللہ عباسی بھی تھے شوال کے پچھلے عشرے میں امراء ... نے مصر میں نائب سلطنت کے ہاتھ سے عدل کے عہدے میں اضافہ کیا یہ مدرسہ باب النصر کے اندر مدرسہ کا تعمیر ہوا ہے جس کی مسجد کے کھڑکیاں ... اور منبر کی جگہ سے توسیع کی گئی۔

اسی سال بھی جرار جنگجوؤں کا ایک دستہ بلاد سیس میں موجود فوج کی کمک کے لئے مصر سے روانہ ہوا جس کے سالار زکی الدین ہیں: نائب شام امیر سیف الدین

ایبک الحموی اس کے بعض اہل خانہ اور امراء کی ایک جماعت کو گرفتار کیا گیا، اس سال دمشق میں پانی کی بہت قلت ہو گئی تھی کہ دریائے ثورا کا پانی بعض حماموں تک اور انسان کے گھٹنے تک بھی نہیں پہنچتا تھا، بردی میں تو ایک ہاتھ پانی بھی نہیں بہتا تھا، بیروت کے پل تک بھی پانی نہیں پہنچتا تھا جس کی وجہ سے شہر میں برف کی قیمت بہت بڑھ گئی تھی اور دریائے نیل میں انتہائی کثرت کے ساتھ پانی موجود تھا۔

## اس سال فوت ہونے والے نامور حضرات

**شیخ حسن بن شیخ علی الحریری** ۔۔۔۔ ربیع الاول میں بسر کے قریہ میں فوت ہوئے، بڑے نیک لوگوں میں سے تھے، لوگ ان کے حسن اخلاق اور عمدہ معاشرت کی وجہ سے ان سے بہت محبت کرتے تھے، ۶۲۱ھ میں پیدا ہوئے۔

**صدر کبیر شہاب الدین** ۔۔۔ ابو العباس احمد بن عثمان بن ابی الرجاء بن ابی الزہر التنوخی الدمشقی ابن السلعوس کے نام سے معروف تھے، وزیر کے بھائی ہیں، حدیث پڑھی اور بہت سے علماء سے احادیث کو سنا، نیک انسان اور کثیر الصدقہ تھے، جمادی الاولیٰ میں اپنے گھر میں فوت ہوئے، جامع میں ان کی نماز جنازہ پڑھی گئی، باب الصغیر میں دفن کیے گئے، مسجد ابن ہشام میں ان کی مجلس تعزیت منعقد کی گئی۔

ایک زمانے تک جامع کے ناظر مقرر رہے اور عمدہ طریقے سے کام کیا، ان کے بھائی کی وزارت کے دنوں میں ان کو بہت وجاہت اور عزت حاصل ہوئی، پھر دوبارہ اپنی پہلی حالت پر آ گئے، ان کے جنازہ میں کثیر تعداد میں لوگ شریک ہوئے۔

**شیخ شمس الدین الایکی** ۔۔۔۔ محمد بن ابی بکر محمد الفارسی الایکی کے نام سے مشہور تھے، اصولی تھے، حاذق منطقی اور فلسفہ کے ماہر اور مشکل مسائل کو حل کرنے والے فضلاء میں سے تھے۔

ایک وقت میں مصر میں شیخ الشیوخ بنائے گئے، اس سے قبل الغزالیہ کے مدرس رہے تھے، جمعہ کے دن المحرم میں فوت ہوئے، ہفتے کے دن مقابر صوفیہ میں شیخ محمود کے پہلو میں دفن کیے گئے، ان کے جنازے میں کثیر تعداد میں لوگوں نے شرکت کی اور جنازہ کے ساتھ چلے، ان میں قاضی امام الدین القزوینی بھی تھے، خانقاہ سمیساطیہ کی جانب سے ان کی مجلس تعزیت کا انعقاد ہوا، بہت سے علماء اور عوام کی نظر میں قابل تعظیم تھے۔

**صدر بن عقبہ البصراوی** ۔۔۔ ابو اسحاق ابراہیم بن احمد بن عقبہ بن ہبۃ اللہ بن عطاء البصراوی، بصریٰ کے مدرس رہے، پھر حلب کے قاضی بھی بنائے گئے، وفات سے قبل مصر گئے، وہاں سے حلب کے قاضی القضاۃ کے عہدے کا پروانہ لے کر روانہ ہوئے، دمشق سے گزرتے وقت ماہ رمضان میں انتقال فرمایا، ۸۰ برس عمر ہوئی (ؒ) [illegible] جوان ہوتی ہیں ایک بیٹی اور ایک بیٹا ہے۔

**شہاب الدین العابر المقدسی** ۔۔۔۔ شہاب الدین احمد بن عبد الرحمن بن عبد المنعم بن نعمۃ المقدسی الحنبلی، احادیث کا سماع کیا اور روایت بھی کی، خوابوں کی تعبیر میں عجیب تھے اور اس فن میں ان کو ید طولیٰ حاصل تھا، اس بارے میں ان کی ایک تصنیف ہے جس میں بہت عجیب و غریب باتیں جو ان کے بارے میں منقول ہے۔

۶۲۸ھ میں پیدا ہوئے، ذی القعدہ میں فوت ہوئے، باب الصغیر میں دفن کیے گئے، ان کا جنازہ بڑا عظیم تھا، اللہ تعالیٰ ان پر رحم کرے۔

بحمد اللہ ختم شد

تاریخ ابن کثیر حصہ سیزدہم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

# تاریخ ابن کثیر...... حصہ چہاردہم

## آغاز ۶۹۸ھ

اس سال کے آغاز پر خلیفہ الحاکم العباسی تھا اور سلطان الملک المنصور لاجین تھا مصر میں اس کا نائب اس کا غلام سیف الدین منکوتمر تھا شافعیہ کا قاضی تقی الدین بن دقیق العید اور حنفی قاضی حسام الدین رازی تھا اور مالکی اور حنبلی قضاۃ وہی تھے جن کا تذکرہ پہلے ہو چکا ہے اور شام کا نائب سیف الدین قبجق المنصوری تھا اور شام کے قضاۃ وہی تھے جن کا تذکرہ اس سے پہلے سال میں ہوا ہے اور وزیر تقی الدین بن توبہ اور خطیب بدرالدین بن جماعہ تھے۔

ماہ محرم کے دوران فوج کا ایک حصہ ایک بیماری کی وجہ سے جو ان میں سے بعض کو لاحق ہوئی تھی بلاد سیس سے واپس ہوا تو ان کے پاس سلطان کی سخت ملامت اور شدید دھمکی کا ایک خط پہنچا اور یہ کہ تمام فوج نائب سلطنت قبجق کے ہمراہ وہاں چلی آئے اور اس نے کسی بھی عذر وغیرہ کے سبب متخلفین کے لئے پھانسی کے پھندے نصب کر دیئے، نائب سلطنت امیر سیف الدین قبجق فوج کو ساتھ لے کر نکلا اور اہل شہر افواج پر آسودگی کی دعا کی خاطر باہر نکلے اور نائب السلطنت بڑی شان و شوکت کے ساتھ باہر نکلا عوام نے اس کے لئے دعا کی کیونکہ وہ اس سے محبت کرتے تھے اور فوج بلاد سیس کا قصد کئے مسلسل چلتی رہی جب وہ حمص پہنچے تو امیر سیف الدین قبجق اور امراء کی ایک جماعت کو یہ اطلاع ملی کہ منکوتمر کی ان کے خلاف شکایت کی وجہ سے سلطان کا دل کینہ سے لبریز ہو گیا ہے اور انہیں یہ بھی معلوم ہوا کہ سلطان اس کی محبت کی وجہ سے اس کی مخالفت نہیں کرے گا چنانچہ انہوں نے اپنے آپ کو بچانے کی خاطر بلاد تاتار کی طرف نکلنے پر اتفاق کر لیا اور حمص سے اپنے مطیعین قبجق، بزلی، بکتمر السلحدار اور ایلی کو ساتھ لے کر چلے اور چلتے ہی رہے اور فوج کی ایک بڑی تعداد دمشق واپس آ گئی اور امور درہم برہم ہو گئے، عوام نے قبجق کے حسن سیرت کی وجہ سے اس پر بہت افسوس کیا اور یہ سب کچھ اسی سال ربیع الآخر میں ہوا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

**منصور لاجین کا قتل، محمد بن قلاوون کی ملک کی طرف واپسی**...... ہفتہ کے دن ۱۹ ربیع الآخر کو ڈاک والوں کی ایک جماعت نے آ کر سلطان منصور لاجین اور اس کے نائب سیف الدین منکوتمر کے قتل کی خبر سنائی اور یہ واقعہ جمعہ کی رات ۱۱ ربیع الآخر کو امیر سیف الدین کرجی اشرفی اور اس کے موافق امراء کے ہاتھوں وقوع پذیر ہوا اور یہ واقعہ قاضی حسام الدین حنفی کے روبرو ہوا وہ دونوں بیٹھے باتیں کر رہے تھے اس سے پہلے وہ شطرنج کھیل رہے تھے انہیں اس وقت خبر ہوئی جب قاتل ان کے سر پر آن پہنچے اور تیزی سے علی الاعلان جمعہ کی شب سلطان کی طرف بڑھے اور اسے قتل کر دیا اور اس کے نائب کو جمعہ کی صبح قتل کیا گیا بعد میں اسے کوڑے کے ڈھیر پر پھینک دیا گیا اور امراء اپنے استاذ کے بیٹے الملک الناصر محمد بن قلاوون کی واپسی پر متفق ہو گئے۔

جبکہ وہ کرک میں تھا آدمی بھیج کر اسے قاہرہ بلایا گیا اور اس کے قدوم سے قبل منبروں پر اس کے نام کا خطبہ پڑھا گیا شام کے نائب قبجق کے پاس خطوط آئے لیکن وہ لاجین کی معصیت کے ڈر سے بھاگ گیا تھا ایلچی اس کے پیچھے گئے اور اسے اس وقت جا لیا جب وہ ماردین کے علاقوں میں سے

، پر لاجین نے پاس مظفر سے قتل چاہا تھا اور وقت گزر چکا تھا ولا قوۃ الا باللہ۔

انہیں لوگوں کی طرح جو کسی جرم سے گرفتار ہوا۔ امیر سیف الدین جاغان تھا، نائب القلعہ علم الدین ارجواش اور امیر سیف الدین جاغان شہر میں قاصد بن کر آیا جو پہلے تھے جن لوگوں کو ان کی حکومت کے ساتھ کوئی اختصاص تھا ان کو نظر بند کر دیا گیا ان میں شہر کا محتسب جمال الدین یوسف رومی اور شافعیوں کا قاضی بھی تھے اور مدت کے بعد سے چھوڑ دیا گیا اور وہ اپنے امور شغل کی طرف لوٹ آیا اور سیف الدین جاغان اور والی بر حسام الدین بابیسی کو بھی نظر بند کر کے قلعہ میں داخل کر دیا گیا امیر سیف الدین کجکن مصر تک بھاگ گیا وہ جو دن ناصر کا نائب رہ چکا تھا اور کرجی بھی جس نے لاجین کو قتل کیا: سرداروں کی ایک جماعت کے ہاتھوں قتل کرنے کے بعد کوڑے کے ڈھیروں پر پھینکا گیا اور عام و خاص لوگ اس کی صورت دیکھنے گئے کیونکہ وہ بہت خوبصورت تھا پھر اسے اٹھا کر مال اور ملک کے جوتیوں نے انہیں چھپا لیا پھر سلطان لاجین کو ان کے پاس ان کے نائب منکوتمر کو دفن کیا گیا اور باقی کو ان کے مقابر میں دفن کر دیا گیا۔

دو روز بعد امیر جمال الدین آقوش الافرم کے مصر میں داخل ہونے کی خوشخبری آئی اور اجتماع کا دن تھا خوشی کے شادیانے بجائے گئے قلعہ اور امراء حکومت قلعہ میں آئے اور علم الدین ارجواش کی موجودگی میں ان کی بیعت کی گئی پھر دمشق اور دوسرے شہروں میں علماء، فقہاء اور امراء کی موجودگی میں منبروں پر ان کے لئے خطبہ دیا گیا پھر خلافت کی خلعت زیب تن کر کے شام کے نائب سے سوار ہو کر گزرا اور ان کے لئے قرآن کی خوشی کے شادیانے پھر بجائے گئے اس کے بعد ان کے سرکاری پروانے آئے اور منبر پر پڑھے جانے لگے، ان میں رعایا کے ساتھ احسان کرنے کے احکام تھے لوگوں نے ان کے لئے دعا کی امیر جمال الدین آقوش الافرم بروز جمعہ ۲۲ جمادی الاولیٰ مصر سے پہلے دمشق کا نائب بن کر پہنچا اور قدیم عادت کے مطابق دارالسعادۃ میں اترا لوگ اس کے آنے سے خوش ہو گئے اور شمعیں روشن کی گئیں اور اسی طرح جمعہ سلطان کی شمعیں روشن کی گئیں جب وہ نماز جمعہ کے لئے مقصورہ میں گیا۔ چند دن کے بعد جاغان اور بابیسی لاجین کی نظر بندی ختم کر دی اور وہ اپنے اپنے کام میں مشغول ہو گئے امیر حسام الدین استاذ الدار مصری فوج کا سپہ سالار مقرر ہوا اور امیر سیف الدین سلار ناصر کا نائب بنا اور کرجی ... میں قید سے نکالا گیا اور مصری وزارت انہیں سونپی گئی۔ اور قراسنقر منصوری کو قید سے نکال کر صبیبہ کی نیابت ان کے حوالے کی گئی پھر جب حماۃ کے والی الملک المظفر کا انتقال ہو گیا تو قراسنقر کو وہاں منتقل کیا گیا۔

شہر سے ... کے خروج کے بعد لاجین کی حکومت کے دور میں شیخ تقی الدین بن تیمیہ ایک آزمائش میں مبتلا ہوا تھا اور ایک جماعت ان کے در پے ہوئی اور ان کو قاضی جلال الدین حنفی کی مجلس میں حاضر کرنا چاہا لیکن چونکہ شیخ حاضر نہ ہوئے اس لئے شہر میں منادی کی گئی کہ ان کے عقیدہ حمویہ کی عقیدے کے متعلق سوال کیا تھا اس کی پورے شہر میں منادی کر دی گئی امیر سیف الدین جاغان نے شیخ کی مدد کی اور جو لوگ آپ کے در پے ہوئے تھے ان کی تلاش میں آدمی بھیجے لیکن اس کی گرفت سے سب چھپ گئے اور ان عقیدوں کی منادی کرنے والوں کی ایک جماعت کی پٹائی کی گئی اور باقی لوگ خاموش ہو گئے۔ پھر جمعہ کے دن شیخ تقی الدین نے عادت کے مطابق میعاد تفسیر کی اور اللہ تعالیٰ کے قول وانک لعلی خلق عظیم کی تفسیر کی پھر بروز ہفتہ قاضی امام الدین سے ملاقات کی اور فضلاء کی ایک جماعت بھی اکٹھی ہوئی اور عقیدہ حمویہ کے بارے میں بحث کی اور اس کے بہت سی جگہوں کے بارے میں مناقشہ کیا تو طویل کلام کے بعد شیخ نے ان اعتراضات کو مستحسن جواب دیے۔ پھر شیخ تقی الدین چلے گئے اور معاملات درست ہو گئے اور حالات اطمینان بخش ہو گئے اور قاضی امام الدین کا اعتقاد بہت اچھا اور مقصد نیک تھا۔

اور اسی سال شمس الدین بن تجرد نے اپنے دوستوں کے قرآن کے ختم کے موقع پر حدیث کو درس دار الحدیث کے لئے وقف کر دیا شیخ علاء الدین بن العطار اس کا سرپرست بنا، اور فوت ہو گیا اس کے پاس جمع ہوئے اور انہوں نے ان کی ضیافت کی اور قراسنقر کو مہم کیا گیا۔ بروز ہفتہ اسکندریہ کا محتسب ثقہ بنا جس کا عہدہ شیخ ناصر الدین بن عبدالسلام نے اور مرکز تفسیر بنا تھا اور ثانی صرف آپ کی خدمت کے تصور سے تھا فرمایا اور ان کے لئے ایک دستر خوان مقرر کیا اور کتابیں الماجدین کی کتاب حسین میں ... کے عنوان کی مثال ... دو ذی الحجہ کے پہلے عشرے میں قاضی حسام الدین "شام کی قضاء" کی طرف ہونے اور مصری قضاء سے معزول کر دیے گئے اور ان کا بیٹا شام کی قضاء سے معزول ہو گیا اور اسی سال ذی القعدہ میں یہ خبر مشہور ہوئی کہ ۔۔ تاتاری شام نے علاقوں کا قصد کئے ہوئے ہیں۔ واللہ المستعان۔

## مشہور حضرات جو اس سال فوت ہوئے

**شیخ نظام الدین** ... احمد بن شیخ جمال الدین محمود بن احمد بن عبد السلام حصیری حنفی مدرسہ نوریہ کے مدرس تھے ۸ محرم کو فوت ہوئے اور جمعہ کے دن مقابر الصوفیہ میں دفن کر دیئے گئے۔ وہ فاضل تھے ایک موقع پر نیابت قضا آپ کے سپرد ہوئی تھی اپنے والد کے بعد مدرسہ نوریہ میں درس دیتے رہے ان کے بعد شیخ شمس الدین ابن الصدر سلیمان بن نقیب وہاں درس دینے لگے۔

**جمال الدین المفسر** ... ابو عبد اللہ محمد بن سلیمان بن حسن بن حسین بلخی ثم المقدسی الحنفی نصف شعبان ۶۱۱ھ کو القدس میں پیدا ہوا قاہرہ میں تحصیل علوم میں مشغول ہو گئے اور ایک مدت تک "الجامع الازہر" میں رہے پھر انہیں بعض مدارس میں درس دیتے رہنے کے بعد القدس منتقل ہو گئے اور اسے وطن بنالیا یہاں تک کہ اسی محرم کے مہینے میں ستاسی سال فوت ہوئے، وہ قدس کے اندر عامل شیخ تھے تفسیر میں ان کی ایک بڑی تصنیف ہے جس میں انہوں نے تفسیر کی پچاس کتابوں کو جمع کیا ہے۔ لوگ قدس شریف میں ان کی زیارت کے لئے آتے اور ان سے تبرک حاصل کرتے تھے۔

**شیخ ابو یعقوب المغربی** ... شیخ ابو یعقوب المغربی بیت المقدس میں گوشہ نشین تھے لوگ ان کے پاس زیارت کو جاتے تھے، شیخ تقی الدین ابن تیمیہ ان کے بارے میں فرماتے تھے وہ ابن عربی اور ابن سبعین کے طریقہ پر چلا، بیت المقدس میں محرم میں وفات پائی۔

**التقی توبہ الوزیر** ... تقی الدین توبہ بن علی بن مہاجر بن شجاع بن توبہ ربعی تکریتی ۶۲۰ھ کو عرفہ کے روز میدان عرفات میں پیدا ہوئے، بادشاہوں کے ساتھ ملے جلے رہے اور دمشق میں کئی دفعہ وزیر بنے، جمعرات کی رات ۲ جمادی الآخری کو فوت ہوئے "جامع" اور "سوق الخیل" میں صبح کے وقت ان کی نماز جنازہ پڑھی گئی۔ دامن کوہ میں دار الحدیث الاشرفیہ کے سامنے ان کو دفن کر دیا گیا ان کے جنازے میں قضاۃ اور دیگر حضرات شریک ہوئے، ان کے بعد وزارت کی نگہداشت فخر الدین بن الشیرجی کے سپرد ہوئی اور خزانہ کے نگران امین الدین بن ہلال ہوئے۔

**الامیر الکبیر** ... شمس الدین بیسری نام تھا، بادشاہوں کی خدمت میں پیش پیش رہنے والے بڑے امراء میں سے تھے قلاوون کے زمانے سے کئی سال تک قلعہ مصر کی جیل میں فوت ہوئے۔ جامع مسجد میں ان کی تعزیت کی تقریب ہوئی اس میں نائب السلطنت اقوش افرم، قضاۃ اور دیگر حضرات شریک ہوئے۔

**سلطان الملک المظفر** ... تقی الدین محمود بن ناصر الدین محمد بن تقی الدین عمر بن شاہنشاہ بن ایوب "حماۃ" کے سلطان تھے اور حماۃ کے بادشاہوں کا شجرہ تھا جو بڑے زمانے سے اس کے حکمران چلے آ رہے تھے جمعرات کے دن ۲۱ ذی القعدہ کو وفات پائی اور جمعہ کے دن دفن ہوئے۔

**الملک الاوحد** ... نجم الدین یوسف بن الملک داؤد بن معظم "بیت المقدس" کا نگران تھا، جمعرات کی رات ۴ ذی القعدہ کو ان کا انتقال ہوا، اپنے قلعہ میں "باب حطہ" کے پاس دفن ہوئے ان کی عمر ستر سال تھی، ان کے جنازے میں لوگوں کی بڑی تعداد شریک ہوئی شہزادوں میں دین، فضیلت اور عفت اور حسن سلوک کے اعتبار سے بہت بہتر تھے۔

**قاضی شہاب الدین یوسف** ... شہاب الدین یوسف بن صاحب محی الدین محمد بن نحاس حنفی کے بڑے ساتھیوں میں سے تھے مدرسہ ریحانیہ اور ظاہریہ میں مدرس تھے بیماری میں جبکہ "امزہ" میں مقیم تھے ۱۷ ربیع الاول کو فوت ہوئے مدرسہ نحاسیہ میں دفن ہوئے، ان کے بعد قاضی جلال الدین بن حسام الدین مدرس بنے۔

**نصیر الدین ابو المعالی محمد** ..... بن محمد بن سالم بن عبد اللہ بن محفوظ بن صصری التغلبی، اپنے بھائی قاضی نجم الدین سے بڑے تھے، حدیث کی سماعت اور روایت بھی کی تھی، شہر کے چوہدری تھے، دیوان اور اوقاف کے ناظر مقرر ہوئے پھر منصب ترک کر کے حج کیا اور مکہ میں مجاور بنے رہے، پھر دمشق آ گئے اور یہیں اقامت پذیر ہو گئے ایک سال پورا نہیں ہوا تھا کہ جمعہ کے دن ۱۸ ذی الحجہ کو وفات ہو گئے۔ عصر کے بعد "جامع" میں ان کا جنازہ پڑھا گیا اور "قاسیون" کے دامن میں ان کے مقبرہ میں دفن ہوئے ان کی تعزیت کی تقریب "صاحبیہ" میں منعقد ہوئی۔

**یاقوت بن عبد اللہ** ..... ابو الدر المستعصمی الکاتب ان کا لقب جمال الدین تھا، عالم دین تھے بڑے فاضل اور بہت خوش نویس تھے ابن البواب کی شہرت تھی، بہت سی بہترین تحریریں لکھیں، بغداد میں لوگوں نے ان سے کتابت سیکھی، بغداد ہی میں اسی سال فوت ہوئے، ان کے بہترین اشعار ہیں ان میں وہ شعر ہیں جنھیں "برزالی" نے اپنی تاریخ میں ان سے روایت کی ہے۔

> اے میرے دوست! اے بشر جب سورج طلوع ہوتا ہے تو تیرے چہرے کے شوق کو یاد کرتا ہے اور جب شب کی تاریکیوں میں تیرے ذکر کی خوشبو پھیلتی ہے تو رات کو جاگتا ہے اور دوستوں کی جماعت میں تو بات چیت میں گزرے ہوئے دن میں تجھے نہ دیکھوں تو اسے اپنی عمر کی باقی میں شمار نہیں کرتا، میری بات دن ہوتی ہے جب تو میرے دل میں ہوتا ہے کیونکہ تیرا ذکر قلب و بصر کا نور ہے۔

## آغاز ۶۹۹ھ

اس سال "غازان" کا واقعہ پیش آیا اور اس طرح یہ سال شروع ہوا اور خلیفہ اور سلطان وہی تھے جو اس سے قبل کے سال میں مذکور ہوئے مصر کا نائب "سلار" اور شام کا نائب "جاغان" تھے، وزیر تقی الدین ابن البیع تھے جو پہلے مذکور ہوئے اور تاتاریوں کے ساتھ بلاد شام کا قصد کرنے کی خبریں آنے لگیں، اس سے لوگ شدید خوف میں مبتلا ہو گئے، اور "حلب" اور "حماۃ" کے علاقوں سے بھاگ گئے لوگوں کا ہجوم "دمشق" تک دور دور تک پہنچ گیا اور مشہور مکرم سلطان شدید بارش اور بہت کیچڑ کی حالت میں دمشق میں داخل ہوا اس کے بعد لوگ اس کے استقبال کے لئے نکلے، وہ "غزہ" میں تقریباً دو مہینے ٹھہر چکے تھے جب انھیں تاتاریوں کے شام کی طرف قصد کی اطلاع ملی تو انھوں نے سفر کی تیاری کی اور دمشق آ کر "الطارمہ" میں اترے ان کے لئے پورے شہر کو سجایا گیا اور ان کے لئے بہت دعائیں کی گئیں، یہ بہت شدید وقت اور سخت حالت تھی، شہر بھاگنے والوں اور اپنے علاقوں کو چھوڑنے والوں سے بھر گیا، وزیر نے "الامیر" کے ساتھ اعلان کیا اور مال طلب کیا اور فوج کی تنخواہ کے لئے تاجروں اور قیمتوں کے اموال کو جبراً لے لیا، سلطان فوج کو لے کر دمشق سے "المرج" کی طرف روانہ ہوئے فوج سے کوئی پیچھے نہیں رہا، عام لوگوں کی بہت بڑی تعداد بھی ساتھ ہو گئی، لوگ دعاؤں میں لگ گئے "جامع" میں اور اس کے علاوہ مساجد میں قنوت نازلہ پڑھتے رہے اور بہت تضرع کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کی اور عجز و انکساری کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے دعائیں کیں۔

**معرکہ غازان** ..... جب سلطان "وادی سلمیہ" کے پاس وادی "الخزندار" میں پہنچے تو وہاں تاتاریوں سے مڈ بھیڑ ہو گئی یہ ۲۷ ربیع الاول بدھ کا دن تھا، مسلمان ان سے جا ملے لیکن مسلمانوں کو شکست ہوئی اور سلطان پیٹھ پھیر کر بھاگا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

امراء اور فوجیوں کی ایک جماعت قتل ہوئی عوام میں سے بھی بہت سے مارے گئے اور معرکہ میں حنفیہ کا قاضی القضاۃ گم ہو گیا مسلمانوں نے بڑا صبر کیا اور بڑی شجاعت و بہادری کا مظاہرہ کیا لیکن اللہ تعالیٰ کا فیصلہ تو نافذ ہو کر رہتا ہے، چنانچہ مسلمان ایک دوسرے کی جانب التفات کئے بغیر بھاگ گئے لیکن حسن عاقبت تو متقین کے لئے ہی ہے، پھر مسلمان کرک کے پاس سے مصر کی طرف چلے، بہت سے دمشق پہنچے اور گزرے اہل دمشق پہاڑی جانوں میں بھاگے، اہل و اموال کے بارے میں شدید خوف طاری تھا۔

لیکن انھوں نے اطمینان کے ساتھ اپنے آپ کو قضاء و قدر کے حوالے کر دیا، تدبیر اس وقت کوئی فائدہ نہیں دیتی جب تقدیر کا نزول ہو جاتا ہے۔

سلطان فوج کے چند آدمیوں کے ساتھ "بعلبک" اور "البقاع" کی طرف لوٹ گیا، دمشق کے دروازے بند تھے قلعہ محفوظ تھا اشیاء کی گرانی شدید تھی، تنگ حالت تھی لیکن کشائش الٰہی قریب تھی شہر کے نامور حضرات وغیرہم کی ایک جماعت مصر فرار ہو گئی مثلاً قاضی امام الدین الشافعی، مالکیہ کا قاضی الزواوی، تاج الدین شیرازی، والی "بر" علم الدین صوابی، مدینہ کا والی جمال الدین بن نحاس، کوتوال شہر اور ان کے علاوہ دوسرے بہت لوگ تجار اور عوام میں سے بھی بھاگ گئے، ملک بغیر کسی محافظ کے باقی رہا اس میں کوئی حاکم سوائے نائب القلعہ کے نہ تھا۔

۳ ربیع الاول یکشنبہ کی رات قیدیوں نے "باب الصغیر" کی جیل کو توڑ دیا اور جرأت کے ساتھ وہاں سے نکلے اور شہر میں متفرق ہو گئے وہ سو کے لگ بھگ تھے، جس چیز پر ان کو قدرت ہوئی اسے لوٹ لیا اور "باب الجابیۃ" کی طرف آئے وہاں "الباب البرانی" کے تالے توڑ کر شہر کے بری علاقوں کی طرف نکل گئے پھر جہاں چاہا الگ ہو گئے اور کوئی ان کو لوٹانے کی ہمت نہیں کر سکا۔ "الحرافشۃ" نے شہر کے باہر فساد برپا کر کے بساتین کے دروازے توڑ دیے اور دروازوں اور کھڑکیوں کی بہت سی چیزیں اکھیڑ دیں اور انھیں بہت کم قیمت میں بیچ دیا، یہاں یہ ہو رہا تھا اور وہاں سلطان تاتار معرکے کے بعد دمشق کا قصد کئے ہوئے تھا۔

لہٰذا شہر کے مشہور حضرات اور شیخ تقی الدین ابن تیمیہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مزار میں جمع ہوئے اور یہ فیصلہ ہوا کہ سب لوگ "قازان" کی طرف سلطان تاتار سے ملنے کے لئے جائیں اور اس سے اہل دمشق کے لئے امان لیں چنانچہ وہ ۳ ربیع الآخر دوشنبہ کے روز روانہ ہوئے اور "نبک" کے مقام پر اس سے ملاقات ہوئی، شیخ تقی الدین نے اس سے عظیم مصلحت سے بھرپور قوی اور شدید گفتگو کی جس کا مسلمانوں کو بڑا نفع ہوا، وللہ الحمد۔

اسی رات مسلمان "قازان" کی جانب سے داخل ہو کر "البدرائیۃ" میں اترے، "باب توما" کے علاوہ شہر کے تمام دروازے بند کر دیے گئے اور خطیب نے جامع میں جمعہ کا خطبہ دیا لیکن اس نے اپنے خطبہ میں کسی سلطان کا ذکر نہیں کیا، نماز کے بعد امیر اسماعیل قاصدوں کی ایک جماعت ساتھ لے کر آیا، وہ "الطرن" کے پاس "بستان الظاہر" میں اترے پھر امان کا فرمان لایا گیا اور اسے پورے شہر میں گھمایا گیا، بروز ہفتہ مہینے کی آٹھویں تاریخ کو خطابت کے حجرہ میں وہ پڑھا گیا اور کچھ سونا چاندی نچھاور کیا گیا۔

پھر امان کے اعلان کے دوسرے روز گھوڑے، ہتھیار اور حکومت کی جانب سے لوگوں کے پاس چھپائے گئے اموال طلب کئے گئے، اور اسی وقت مدرسہ "قیمریہ" میں ان اشیاء کے استخلاص کے لئے اجلاس بٹھایا گیا، دوشنبہ کے دن مہینے کی دسویں تاریخ کو سیف الدین قبجق المنصوری نے آ کر میدان میں پڑاؤ ڈالا اور تاتاریوں کا لشکر بھی قریب آیا، شہر کے باہر بڑا فساد ہوا لوگوں کا ایک گروہ مقتول ہوا، شہر میں قیمتیں بہت بڑھ گئیں، قبجق نے نائب القلعہ کو پیغام بھیجا کہ وہ قلعہ تاتاریوں کے حوالے کر دے، ارجواش نے اس کا بہت سختی سے انکار کیا، قبجق نے شہر کے نامی لوگوں کو اس کے پاس جمع کیا اور انھوں نے اس سے گفتگو کی لیکن اس نے کوئی جواب نہیں دیا اور قلعہ ان کے حوالے نہ کرنے کا مصمم ارادہ کر لیا کیونکہ شیخ تقی الدین ابن تیمیہ نے پیغام بھیج کر نائب القلعہ سے کہلوایا کہ اگر اس میں ایک پتھر کے علاوہ کچھ بھی نہ بچے پھر بھی اگر تم سے ہو سکے تو قلعہ ان کے حوالے مت کرنا۔

اس فیصلے میں اہل شام کی عظیم مصلحت تھی، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس قلعے کی حفاظت فرمائی اور یہ وہ جگہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اہل شام کے لئے حرز جان بنایا جو ہمیشہ دار ایمان و سنت رہی ہے حتیٰ کہ حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام بھی وہیں نزول اجلال فرمائیں گے قبجق کے دمشق میں داخل ہونے کے روز سلطان اور اس کا نائب "سلار" مصر میں داخل ہوئے جیسا کہ قلعہ میں اس مضمون کا خط آیا تھا اس کے لئے خوشی منائی گئی اور لوگوں کے حوصلے کچھ بلند ہوئے لیکن معاملہ ان اشعار کا مصداق تھا۔

سعاد تک کیونکر پہنچا جا سکتا ہے جبکہ اس سے پہلے پہاڑوں کی بلندیاں ہیں اور ان سے پہلے موت ہے پاؤں برہنہ ہیں، سواری
کوئی نہیں ہتھیلی خالی ہے اور راستہ پرخطر ہے۔

بروز جمعہ ۱۷ ربیع الآخر کو حجرہ میں موجود مغلوں کے حضور دمشق کے منبر پر قازان کے لئے خطبہ پڑھا گیا نماز کے بعد اس کے لئے دعا کی گئی اور شام پر قبجق کی نیابت کا فرمان منبر پر سنایا گیا، اعیان شہر نے جا کر اسے مبارکباد دی اس نے آداب بجا لائے حالانکہ وہ تاتاریوں کے ساتھ سخت مشکل میں تھا اور شیخ المشائخ محمود بن علی شیبانی مدرسہ عادلیہ کبیرہ میں تشریف لائے، بروز ہفتہ ۱۸ ربیع الآخر کو تاتاریوں اور سیس کے حکمران نے "الصالحیۃ"، "مسجد الاسدیہ"، "مسجد خاتون" اور اس میں "دار الحدیث الاشرفیہ" کی لوٹ مار شروع کر دی اور "العقیبیۃ" میں "جامع التوبہ" جلائی گئی، یہ حرکت

نصف دن میں کرلی اور ارمن نے کی تھی جو تاتاریوں کے ساتھ تھے، اور اہل صالحیہ پر ظلم ہوا اور اس شہر کی بڑی تعداد کو قیدی بنالیا گیا اور لوگ "حنابلہ" کے محلے میں آئے تو تاتاریوں نے انہیں گھیر لیا لیکن مدرسہ کے ذریعہ شیخ الشیوخ نے غازان سے حفاظت لی اور "اماکن" میں موجود اپنا مال دے دیئے تو تاتاریوں نے ان پر پھر بھی حملہ کیا اور ان مسلمانوں کی بڑی تعداد میں سے بہت سے لوگوں کو قید کرلیا گیا انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اور جب وہ ان کے گھر میں آیا تو انہوں نے بہت سے مردوں کو قتل کر دیا اور بہت سی عورتوں کو قید کر لیا، اور قاضی تقی الدین کو تمام زمین پامال کی۔

کہا جاتا ہے کہ انہوں نے اہل "صالحیہ" سے چار ہزار (۴۰۰۰) کے قریب لوگوں کو قتل کیا اور چار ہزار کے قریب کو قیدی بنایا، "ناصریہ" اور "ضیائیہ" کے کتب خانوں اور "ابن البزوری" کے کتب خانے سے بہت سی کتابیں لوٹ لی گئیں، اور ان کو فروخت کیا جا رہا تھا حالانکہ ان پر لکھا ہوا تھا کہ وہ وقف ہیں، "المزہ" والوں کے ساتھ بھی یہی کام کیا جو اہل صالحیہ کے ساتھ کیا، اور اسی طرح "داریا" اور دوسرے محلوں میں بھی قتل و غارت کرتے رہے، ان لوگوں نے جا کر "داریا" کے جامع میں پناہ لی لیکن انہوں نے اس کو بزور فتح کر کے مردوں کو قتل اور عورتوں اور بچوں کو قید کر دیا گیا۔

شیخ ابن تیمیہ اپنے اصحاب کی ایک جماعت کے ساتھ بروز جمعرات ۲۰ ربیع الآخر کو تاتاری بادشاہ کی طرف گئے، اور دو دن کے بعد واپس لوٹے اور ان سے ملاقات نہ ہوسکی، وزیر سعد الدین اور رشید حکومت کا مشیر المسلمانی بن یہودی نے اسے پیچھے روک رکھا اور کام پورا کرنے کے لئے اس کے ساتھ لگے رہے اور کہا کہ تاتاریوں میں سے بہت سوں کو ابھی کچھ حاصل نہیں ہوا حالانکہ وہ کچھ لئے بغیر نہیں رہ سکتے، اور وہاں شہر میں مشہور ہو گیا کہ تاتاری دمشق میں داخل ہونا چاہتے ہیں اس پر لوگ گھبرا گئے اور ان پر شدید خوف طاری ہوا اور وہاں سے نکل جانے کا ارادہ کر لیا لیکن کہاں بھاگ کر نجات پاتے، تمام راہیں مسدود ہو چکی تھیں، شہر سے دس ہزار گھوڑے لئے گئے، اور اہل اسواق پر ہر بازار کے مناسب مال تقسیم کر کے پورے شہر پر ٹیکس مقرر کیا گیا۔ فلا قوۃ الا باللہ۔

تاتاریوں نے منجنیقوں کی کارروائی شروع کی، جامع کے صحن سے قلعہ پر سنگباری کی خاطر انہیں جامع ہی میں نصب کر دیا، جامع کے دروازے بند کئے گئے اور تاتاری منجنیق کی لکڑیوں کی حفاظت کی خاطر اس کے مشاہد میں بیٹھ گئے اور آس پاس کے بازاروں کو غارت کرنے لگے اور ارجواش نے قلعے کے گرد والے گھروں کو جلا دیا جیسے کہ دارالحدیث الاشرفیہ سے عادلیہ کبیرہ تک اور "دار السعادۃ" وغیرہ جلا دیا گیا تاکہ ادھر سے قلعہ کی حفاظت کی جائے، لوگ خندق کی گہرائی کے لئے بیگار لگنے سے بچنے کی خاطر اپنے گھروں کو لازم پکڑے رہے، راستوں پر کوئی نظر نہیں آتا تھا، جامع میں بہت تھوڑے لوگ نماز پڑھتے تھے، جمعہ کے روز ایک اور دوسری صف بھی بڑی مشکل سے پوری ہوتی تھی، اگر کوئی کسی ضرورت سے باہر نکلتا تو اپنی جان کو خطرے میں ڈال کر نکلتا اور جلدی واپس آنے کی کوشش کرتا تو اسے یہ خیال ہوتا تھا کہ شاید وہ ابھی گھر نہ پہنچ سکے گا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے گناہوں کے بدلے خوف اور بھوک میں مبتلا کر دیا تھا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ جانداروں کی تکلیف کی انتہا شامی اور مصری ان دنوں اہل بلاد کے خلاف کام میں لگی ہوئی تھی کہ ان سے سامان اشیاء کی تاوان سے ضبط کر لئے گئے جیسے جامع وغیرہ پھر جامع کی حفاظت اور اس کے اوقاف کی تو تمام تعداد بھی کی سلطنت سے یہ سب کچھ خرچ کیا جانے لگے فرمان جمعہ کے روز نصف جمادی الاولیٰ کو جامع میں پڑھا گیا۔

اسی دن سلطان قازان اپنے نائب کو شام میں ساٹھ ہزار جنگجوؤں کے ساتھ چھوڑ کر بلاد عراق کی طرف روانہ ہوا۔ اس کا خط آیا کہ "ہم نے اپنے نائب کو ساٹھ ہزار جنگجوؤں کے ہمراہ شام میں چھوڑا ہے، اور موسم سرما میں ان کی طرف ہماری واپسی کا عزم ہے اور پھر مصر میں داخل ہو کر ان کو فتح کرنا ارادہ ہے" حالانکہ قلعہ کے ایک پتھر تک بھی نہ پہنچ سکے سے عاجز رہے تھے، سیف الدین قبجق سلطان قازان کے نائب قطلوشاہ کو الوداع کہنے گئے تھے حتیٰ کہ اس کے پیچھے چلا اور یہاں تک کہ ان کے جانے سے خوشی کے شادیانے بجائے گئے کیونکہ قلعہ فتح نہیں ہوا تھا ارجواش نے قلعہ کے غربی کے بعد دوسرے قصبہ والوں کو جامع کی طرف بھیجا جنہوں نے جاکر وہاں منصوب منجنیقوں کی لکڑیاں توڑ دیں اور سلامت قلعہ میں واپس آگئے اور چند ایسے لوگوں کو بھی قلعہ کی طرف ساتھ لے آئے جو تاتاریوں کی پناہ لئے ہوئے تھے ان میں سے ایک الشریف القمی شمس الدین محمد بن محمد بن احمد بن ابو القاسم المرتضیٰ العلوی تھے، پھر قبجق کے دمشق آنے پر سلطان کا نام لیا گیا اور لوگوں کو خوشی ہوئی سلطان کے نائب سیف الدین سلار نے مصر سے ملاقات کی تیاری کی، چنانچہ لوگ اپنے مقامات کی طرف نکلے، ان کا مشاہدہ کیا اور وہاں جو خرابی اور ہلاکت ہوئی تھی اس سے دکھ اٹھایا

بہت کچھ کھینچنے کے بعد فرامین شاہی سے کٹ گئے۔

شیخ علم الدین البرزالی نے کہا کہ مجھے شیخ وجیہ الدین بن منجا نے بتایا کہ اس نے قازان کے خزانہ میں تین کروڑ چھ لاکھ درہم بھیجے تھے سوائے ان کے جو تاوان اور رشوت کے ذریعے وصول کئے گئے یا دوسرے امراء اور وزراء نے لئے اور بتایا کہ شیخ المشائخ نے تقریباً چھ لاکھ درہم لے لئے اور اصیل بن نصیر الطوسی نے ایک لاکھ اور الصفی السنجاری نے اسی ہزار درہم حاصل کئے۔ ۲۵ ربیع الاول بروز جمعرات ظہر کے بعد سیف الدین قپچق اللہ کی ایک جماعت کے ساتھ دمشق آیا اس کے آگے تلواریں سونتی ہوئی تھیں اور اس کے سر پر جھنڈا بندھا ہوا تھا وہ میدان میں اترا اور پورے شہر میں منادی کرائی گئی کہ تمہارا نائب قپچق آچکا ہے لہٰذا اپنی دکانیں کھولو اور معاش کی تلاش میں نکل جاؤ اور اس وقت میں کوئی اپنے نفس کو دھوکہ مت دے۔ چیزیں بہت گراں تھیں اور اشیاء کی قیمت انتہا کو پہنچی ہوئی تھی، ایک تھیلے کی قیمت چار سو درہم تک پہنچی ہوئی تھی گوشت کا ایک رطل دس درہم اور روٹی کا ایک رطل ڈھائی درہم میں فروخت ہوتا تھا آٹے کا دس رطل حصہ چالیس درہم میں، گھی کا ایک اوقیہ ایک درہم اور پانچ انڈے ایک درہم میں بیچے جانے لگے پھر آخر مہینہ میں قیمت کچھ کم ہوگئی۔

اسی دوران قپچق نے شہر میں اعلان کروایا کہ لوگ اپنی بستیوں کی طرف نکل جائیں پھر اس نے امراء مقرر کئے اور لشکر کا ایک حصہ اس سے آملا اس کے دروازے پر افواہیں گردش کرنے لگیں، اس کی شان بلند ہوئی، جمعہ کے روز نماز جمعہ کے بعد قپچق کے دروازے پر اور قلعہ میں خوشخبری کے ڈھول بجائے گئے۔ کئی شہروں میں لوگوں کے ساتھ سو سو بہادر نکلے جن کے آگے آگے تھے، "خربۃ اللصوص" کی طرف تقریباً ایک ہزار گھڑ سواروں کا قافلہ لے کر گیا اور دیہات میں بادشاہوں کی چال چلنے لگا، امراء کی تقرریاں اور معزولیاں کرنے لگا، محمل بلند کیا، احکام صادر کرنے لگا اور شاعر کے اس شعر کا مصداق بن گیا۔ ترجمہ: اے شہر کی چڑیا تیرے لئے تو پوری فضا خالی ہوگئی ہے اب تو انڈے دے اور آواز نکال اور جس چیز کو چاہے چونچ مار لے جا۔

پھر وہ شراب خانوں اور زنا کے اڈوں کا کفیل بن گیا اور "ابن جرادہ" کے گھر کو جو "باب توما" سے باہر تھا شراب خانہ اور فحاشی کا اڈہ بنا دیا جہاں سے اسے یومیہ ہزار درہم ملتے تھے، یہی وہ شخص ہے جس نے اسے برباد کر کے اس کے آثار تک کو مٹا دیا۔ اس نے مدارس کے اوقاف وغیرہ سے بہت سا مال اکٹھا کیا، "دار الحدیث" "غوطہ" ... صورتحال یہی رہی۔ غرض شہر میں بڑا فساد برپا ہوا شہروں کو لوٹا گیا اور ... اس کے ساتھ تاتاریوں کی ایک بڑی جماعت بھی تھی انھوں نے کئی بستیوں کو تباہ کر ڈالا لوگوں کو قتل کر کے بچوں کو قید کر لیا "العادلیہ" کے شیخ زنکلونی سے بھی ... اور افراد جمع کئے گئے قلعہ سے ایک جماعت نے نکل کر کچھ تاتاریوں کو قتل کیا اور انھیں نیز مسلمانوں کی ایک جماعت بھی اسی دوران قتل ہوئی اور تاتاریوں کے ... جا لیتے ... کے ایک گروہ کو پکڑا، قپچق نے شہر کے خطیب اور دوسرے مشہور حضرات کو بھیجا کہ وہ قلعے میں جا کر اس کے نائب سے مصالحت کے بارے میں گفتگو کریں چنانچہ وہ ۷ جمادی الاولیٰ بروز دوشنبہ اس کے پاس آئے اور اس سے گفتگو کی اور بڑے مبالغہ کے ساتھ گفتگو ہوئی لیکن نائب نے انھیں اس بارے میں کوئی جواب نہیں دیا اس نے اس معاملہ میں بہت اچھا موقف اختیار کیا اور بڑی مردانگی دکھائی اللہ تعالیٰ اس کے چہرے کو روشن کرے۔

اور جب قپچق نے قضاۃ اور دوسرا لوگوں سے "دولت محمودیہ" یعنی قازان کی حکومت کی خیرخواہی کا حلف لیا اور انھوں نے خیرخواہی کا حلف اٹھایا اور اسی دن شیخ تقی الدین ابن تیمیہ "بولائی" کے خیمہ کی طرف نکلے اور اس سے مسلمان اسیروں کی رہائی کے بارے میں بات چیت کی اور بہت سے قیدیوں کو ان کے ہاتھوں سے چھڑا لائے، تین دن اس کے پاس قیام کر کے واپس ہوئے، پھر دمشق کے رؤساء کی ایک جماعت اس کے پاس گئی جب وہ وہاں سے چلے تو "باب شرقی" کے پاس انھیں برہنہ کر دیا گیا اور ان کے کپڑے اور پگڑیاں چھین لیں اور وہ بہت بری حالت میں واپس ہوئے۔ پھر ان کی طرف ... فوج بھیجی لیکن ان میں سے اکثر چھپ گئے اور غائب ہو گئے۔

اور جب جمعہ کے بعد "جامع" میں نائب القلعہ کی طرف سے اعلان کیا گیا کہ مصری افواج شام کی طرف آرہی ہیں اور ہفتہ کی شام بولائی اور اس کے ساتھی تاتاری کوچ کر کے دمشق سے چلے گئے اور اللہ تعالیٰ نے ان سے لوگوں کو راحت دی اور وہ "مرج" کی گھاٹی کی طرف چلے گئے اور ان کے علاقوں میں جا اترے اور ... تک شہر کے اطراف میں ان میں سے کوئی بھی باقی نہیں رہا اور اللہ تعالیٰ نے ان کے شر کو دور کر دیا ... اور قپچق نے لوگوں میں اعلان کروایا کہ راستے پر امن ہیں اور شام میں تاتاریوں میں سے کوئی نہیں رہا پھر قپچق نے ... رجب کو جمعہ کے دن "القصور" ... ان کے ساتھ ... بھی نکل گئے ... جن میں ... ایک جماعت بھی تھی اور ...

شہروں میں امن قائم ہو گیا اور لوگ تفریح کے لئے ”غیض المرجل“ حسب عادت چلے گئے لیکن وہاں ان پر تاتاریوں نے حملہ کر دیا انھیں دیکھ کر یہ لوگ تیزی سے بھاگ کر شہر آ گئے اور بعض نے دوسروں کو لوٹ لیا ان میں سے کچھ لوگ نہر میں کود گئے۔

البتہ یہ حملہ آور جماعت وہاں سے گذر رہی تھی باقاعدہ پڑاؤ ڈالی ہوئی جماعت نہیں تھی لیکن شہر کے متعلق بہت قلق زدہ ہو گیا اور شہر کے رؤسا اور اعیان کا ایک طائفہ ساتھ لے کر مصری افواج کا سامنا کرنے کے لئے نکلا کیونکہ مصری افواج ۹ رجب کو شام کی طرف نکلی تھیں اور ڈاکیہ بھی یہی خبر لایا تھا، شہر میں کوئی ایک بھی نہیں رہا، ارجواش نے شہر میں منادی کرائی کہ شہر پناہ کی حفاظت کرو اور جتنا اسلحہ تمہارے پاس ہے سارا نکال لاؤ اور دروازوں اور فصیلوں کو خالی مت چھوڑو ہر کوئی شخص شہر پناہ پر ہی رات گذارے، جو شخص اپنے گھر میں رات گذارے گا اسے پھانسی دی جائے گی چنانچہ شہروں کی نگہداشت کی خاطر فصیلوں پر مجتمع ہو گئے شیخ تقی الدین بن تیمیہ ہر رات شہر پناہ کی گشت کرتا تھا لوگوں کو صبر اور قتال کی ترغیب دیتا اور جہاد و رباط کی آیات ان کے سامنے تلاوت کرتا تھا۔

بروز جمعہ ۱۷ رجب کو دمشق میں پھر دوبارہ مصر کے حکمران کا خطبہ پڑھا گیا تو لوگ اس سے مسرور ہوئے، اس سے پہلے بلاد شام کے دمشق وغیرہ میں قازان کا خطبہ برابر سو دن تک پڑھا جا رہا تھا، اسی مذکورہ جمعہ کی صبح کو شیخ تقی الدین بن تیمیہ رحمہ اللہ اور ان کے اصحاب نے شراب خانوں اور طوائف خانوں کا دورہ کر کے وہاں شراب کے برتن توڑ دیئے ظروف پھاڑ دیئے اور ساری شراب گرائی، اور ان فواحش و منکرات کے لئے استعمال کئے جانے والے طوائف خانوں کے مالکان کو بطور تعزیر سزائیں دیں، لوگ اس سے بڑے خوش ہوئے اور ۱۹ رجب بروز ہفتہ کو اعلان کیا گیا کہ شہر کی تزئین و آرائش کی جائے کیونکہ مصری افواج پہنچنے والی ہیں، اور یک شنبہ ۲۰ رجب کو ”باب الفرج“ سے ”باب النصر“ تک دروازے کھول دیئے گئے، اس سے لوگوں کو مسرت ہوئی اور کشادہ رو ہوئے کیونکہ اس سے قبل وہ صرف ”باب النصر“ سے ہی داخل ہوا کرتے تھے۔

شامی فوج دمشق کے نائب جمال الدین آقوش الافرم کی صحبت میں بروز ہفتہ ۱۰ شعبان کو پہنچی دوسرے دن باقی افواج بھی پہنچ گئیں ان میں امیر شمس الدین قراسنقر المنصوری اور سیف الدین قطلبک بھی شان و شوکت کے ساتھ موجود تھے اور اسی دن ”باب الفرج“ کھولا گیا، اس میں قاضی جلال الدین القزوینی نے ”الامینیۃ“ میں اپنے بھائی قاضی القضاۃ امام الدین المتوفی بمصر کی جگہ درس دیا اور دوشنبہ سہ شنبہ اور چہار شنبہ کے دنوں میں نائب مصر سیف الدین سلار کی قیادت میں دخول عساکر مکمل ہوا، اس کی خدمت میں ”الملک العادل کتبغا“ اور ”سیف الدین الطراقی“ بھی باہر میں موجود تھے انھوں نے ”المرج“ میں پڑاؤ ڈالا، سلطان بھی تشریف آوری کا عزم لے کر نکلے تھے اور ”الصالحیہ“ تک پہنچ کر مصر واپس لوٹ گئے تھے۔

نصف شعبان کو بروز خمیس قاضی بدر الدین بن جماعہ کو دمشق میں امام الدین کے بعد قاضی القضاۃ اور خطابت کا عہدہ دوبارہ سونپا گیا اسی روز اس کے ساتھ امین الدین العجمی نے انسپکٹری کی خلعت زیب تن کی، اس ماہ کی ۲۰ تاریخ کو تاج الدین الشیرازی کو فخر الدین الشیرجی کی جگہ ناظر دیوان مقرر کیا گیا، ”باب الوزیر“ شمس الدین سنقر الاعسر ”میں اقتیاشد دیوان کا نگران بنا، امیر عز الدین ایبک الدودار النجیبی ”بر“ یعنی خشکی کا والی بنایا گیا، لیکن امراء سلطنت میں شامل ہونے کے بعد وہ والی بر بنا، شیخ کمال الدین زملکانی نے ”ام الصالح“ میں شیخ جلال الدین قزوینی کے مقام پر بروز یک شنبہ ۲۱ شعبان کو درس دیا، قاضی حسام الدین رومی کی جگہ جو معرکہ میں ۲ رمضان کو گم ہو گئے تھے، حنفیہ کا قاضی شمس الدین بن الصفی الحریری مقرر ہوا۔ ۱۱ قلعے سے تین رمضان کو پردے ہٹائے گئے، ابتدائے رمضان میں امیر سیف الدین سلار ”دار العدل“ قائم کر کے ”المیدان الاخضر“ میں بیٹھ گیا، امراء قضاۃ ساتھ تھے یہ ہفتہ کے روز ہوا، اور دوسرے ہفتہ کے دن عز الدین القلانسی کو بیش بہا خلعت دے کر اس کے بیٹے کو خانہ کا شاہد مقرر کیا اور اسی دن ”سلار“ فوج ساتھ لے کر مصر چلا گیا اور شامی افواج بھی اپنے علاقوں اور مقامات کی طرف لوٹ گئیں۔ ۲۰ رمضان بروز دوشنبہ کو علی بن الصفی بن ابی القاسم البصراوی الحنفی نے ”المدرسۃ المقدمیۃ“ میں درس دیا۔

شوال کے مہینہ میں ایک ایسی جماعت کا پتہ لگا جو تاتاریوں سے ملکر مسلمانوں کی ایذا رسانی میں مشغول رہ چکی تھی ان میں سے بعض کو تختہ دار پر لٹکا دیا گیا، کچھ کی آنکھیں پھوڑ دی گئیں بعض کو مخصوص سرمہ لگایا گیا، کچھ کی زبانیں کاٹی گئیں اور بھی بہت کچھ ہوا، نصف شوال کو قاضی القضاۃ نائب العدالت جمال الدین الزرعی نے ”العادلیہ“ میں جمال الدین الباجریقی کی جگہ درس دیا، اسی ماہ کی ۲۰ تاریخ کو جمعہ کے روز نائب السلطنت جمال الدین آقوش الافرم دمشق کی فوج کو لے کر ”جبال الجرد“ اور ”کسروان“ کی طرف روانہ ہوا اور شیخ تقی الدین بن تیمیہ رضاکاروں اور مددگاروں کی بڑی

تعداد ساتھ لے کر ان اطراف کے لوگوں سے قتال کے لئے ان کی گمراہی، کفر، فساد عقائد اور فساد نیات کی وجہ سے نکلا اور بڑی وجہ یہ تھی کہ جب فوج تاتاریوں سے شکست کھا کر بھاگی اور ان لوگوں کے علاقوں سے گذری تو انھوں نے اہل فوج پر حملہ کر کے انھیں لوٹ لیا گھوڑے اور اسلحہ چھین لیا اور بہت سوں کو قتل کر دیا۔

جب یہ حضرات ان کے علاقے میں پہنچے تو ان کے رؤسا شیخ تقی الدین ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے پاس آئے شیخ نے ان سے توبہ کا مطالبہ کیا اور ان میں کی بڑی تعداد کو درست و واضح بات بتادی چنانچہ اس سے خیر کثیر حاصل ہوئی اور ان مفسدین کے خلاف بڑی مدد ملی، اور افواج سے ماخوذ مال کے لوٹانے کا التزام کیا اور ان پر اموال کثیرہ مقرر کئے جنھیں وہ بیت المال تک پہنچاتے رہیں گے ان کے اراضی اور جائیدادیں، بطور جاگیر لوگوں کو دی گئیں، اس سے قبل وہ فوج کی ماتحتی میں داخل نہیں تھے، احکام ملت کا التزام نہیں کرتے تھے، دین حق کی پیروی سے بیزار تھے، اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کی حرام کردہ چیزوں کی حرمت کا پاس ولحاظ نہیں رکھتے تھے۔

۱۳ تاریخ بروز یک شنبہ ماہ ذی القعدہ میں نائب السلطنت واپس ہوا اور لوگوں نے "بعلبک" کے راستے پر دن کے وقت شمعیں جلا کر اس کا استقبال کیا، بروز چہار شنبہ ۱۹ تاریخ کو اعلان کرایا گیا کہ لوگ اپنا اسلحہ دکانوں پر لٹکائیں اور تیر اندازی سیکھیں چنانچہ شہر میں بہت سے مقامات پر تیر اندازی کے لئے جگہیں بنائی گئیں اور بازاروں میں اسلحے لٹکائے گئے اور قاضی القضاۃ نے مدارس کے اندر تیر اندازی کی جگہیں بنانے کا حکم دیا اور فرمایا کہ فقہاء تیر اندازی سیکھیں تاکہ اگر کبھی دشمن کا حملہ ہو تو یہ حضرات اس سے قتال کے لئے مستعد ہوں۔ واللہ المستعان

ذی القعدہ کی ۱۷ تاریخ کو نائب السلطنت نے اہل بازار کو اپنے سامنے طلب کیا اور ہر بازار کا ایک چیف مقرر کر کے اس کے اہل بازار کو اس کے ارد گرد رکھا ۲۴ ذی القعدہ بروز خمیس اشراف شہر اپنے نقیب نظام الملک الحسینی کے ساتھ شان و شوکت کے ساتھ آئے، یہ بڑے اجتماع کا دن تھا، اس سال کے واقعات میں سے ایک یہ ہے کہ زکریا کی قبر کے سر پر ایک محراب اور امام مقرر کیا گیا اور وہ فقیہ شرف الدین ابو بکر الحموی تھا اس کے پاس عاشوراء کے دن قاضی امام الدین شافعی اور حسام الدین حنفی ایک جمعیت کے ساتھ آئے لیکن ان کی مدت عمل چند شہر ہی رہی پھر "الحموی" اپنے شہر لوٹ آیا اس وقت سے یہ وظیفہ اب تک بے کار پڑا ہوا ہے۔ وللہ الحمد۔

## اس سال فوت ہونے والے نامور حضرات

**قاضی حسام الدین ابو الفضائل**...... حسن بن قاضی تاج الدین ابی المفاخر احمد بن حسن ابوشروان الرازی الحنفی "ملطیہ" کی قضاء پر بیس سال تک فائز رہے پھر دمشق آئے اور وہاں ایک مدت تک قضاء ان کے سپرد رہی پھر مصر منتقل ہوئے اور وہاں ایک مدت تک قاضی بنے رہے اور ان کا بیٹا جلال الدین شام میں قاضی رہا، پھر مصر سے شام آئے تو دوبارہ وہاں قضاء ان کے سپرد ہوئی پھر جب قازان سے جنگ کے لئے فوج "وادی سلمیہ" کے پاس "وادی الخزندار" کی طرف روانہ ہوئی تو قاضی بھی ان کے ساتھ نکلے لیکن پھر صف سے گم ہو گئے پھر ان کی کوئی خبر نہ ملی، وہ ستر برس کی عمر کو پہنچے تھے، بڑے فاضل، لائق اور رئیس تھے، ان کی بڑی خوبصورت نظمیں ہیں، ان کی پیدائش بلاد روم میں "اقسیس" میں ماہ محرم ۶۳۱ھ کو ہوئی، اور بروز چہار شنبہ ۲۴ ربیع الاول ۶۹۹ھ میں گم ہو گئے، اور اس دن مشہور امراء کی بھی ایک بڑی تعداد قتل ہوئی، ان کے بعد صیغۂ قضا شمس الدین الحریری کے سپرد ہوا۔

**القاضی الامام العالی**...... وہ امام الدین ابو المعالی عمر بن قاضی سعد الدین ابو القاسم عبد الرحمٰن بن شیخ امام الدین ابو حفص عمر بن احمد بن محمد القزوینی الشافعی تھے، وہ اور ان کے بھائی جلال الدین دمشق آکر مدارس میں مدرس مقرر ہوئے، پھر امام الدین دمشق کی قضاء القضاۃ بدر الدین ابن جماعہ سے چھین کر قاضی القضاۃ بنے جیسا کہ یہ بیان ۶۹۷ھ کے تحت گذر چکا ہے، اور ان کا بھائی ان کا نائب رہا، وہ بڑے خوش اخلاق، کثیر الاحسان اور مرتجان مرج رئیس تھے، تاتاریوں کی آمد کے قریب وہ مصر چلے گئے، وہاں پہنچ کر ایک ہفتہ ہی رہے تھے کہ فوت ہو گئے ۴۶ برس عمر تھی "قبۃ الشافعی" کے قریب میں دفن ہوئے، پھر قضا کا منصب، خطابت وغیرہ کے ساتھ بدر الدین ابن جماعہ کو ملا، ان کے بھائی ان

کے بعد "الاسدیہ" میں درس دیتے رہے۔

**المسند المعمر الرحلۃ** ۔۔۔ ان کا نام شرف الدین احمد بن ہبۃ اللہ بن حسن بن ہبۃ اللہ بن محمد بن حسن بن عساکر دمشقی تھا، ۶۱۴ھ میں پیدا ہوئے، حدیث کا سماع کیا اور روایت بھی کی، ۱۵ جمادی الاولیٰ کو ۸۵ برس کی عمر پا کر فوت ہوئے۔

**الخطیب الامام العالم** ۔۔۔ موفق الدین ابو المعالی محمد بن محمد بن فضل الحموی القضاعی الحموی یعنی حماۃ کے خطیب تھے پھر "فاروثی" کی جگہ دمشق میں خطیب بنے اور "الغزالیہ" میں درس دیتے رہے پھر ابن جماعہ کی وجہ سے معزول کئے گئے اور اپنے شہر لوٹ گئے، پھر قازان کے سال دمشق آئے اور وہیں وفات پائی۔

**الصدر شمس الدین** ۔۔۔ محمد بن سلیمان بن حمائل بن علی المقدسی المعروف بابن غانم مشہور آدمی اور کثیر المروت تھے، "العصرونیہ" میں درس دیتے رہے ہیں۔ ۸۷ برس کی عمر میں وفات پائی، مشہور ادیب اور فاضل و ادیب تھے اور صدر علاء الدین بن غانم کے والد تھے۔

**شیخ جمال الدین ابو محمد** ۔۔۔ عبد الرحیم بن عمر بن عثمان الباجربقی الشافعی نام ہے، ایک مدت تک "موصل" میں افتاء و تدریس کا شغل اپنائے رہے پھر قازان کے سال دمشق آئے اور وہیں فوت ہوئے، یہاں بھی اسی طرح ایک مدت تک مقیم رہے تھے، "القیمریہ" اور "الغزالیہ" میں درس دیتے رہے، خطابت میں نائب رہے، "الغزالیہ" میں "الشمس الایکی" کے نائب کی حیثیت سے درس دیا، علم کو اور لوگوں سے دور رہنے والے تھے، وہ "الشمس محمد" کے والد ہیں جو عقیدہ سے بدری کی طرف منسوب ہیں، اس کے تعصبی پیروکار بھی ہیں جو انہیں باتوں کی طرف منسوب کئے جاتے ہیں جن کی طرف وہ منسوب ہے، یعنی وہ بھی انہیں چیزوں کی پابندی کرتے ہیں جن کی وہ پابندی کرتا تھا، جمال الدین مذکور نے "جامع الاصول" میں ابن الاثیر رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیفات کے بعض رجال سے بھی کچھ نقل کیا ہے، ان کی عمدہ تصنیفیں اور اچھی تحریر بھی ہے۔ واللہ سبحانہ اعلم۔

## آغاز ۷۰۰ھ

اس برس کی ابتداء میں شافعی اور حنفی قضاۃ کے علاوہ خلیفہ، سلطان، نائبین بلاد اور حکام وہی تھے جو اس سے پہلے سال میں مذکور ہوئے، ۳ محرم کو خراج وصول کرنے والا شخص لوگوں کے مکانات، اموال اور اوقاف سے چار مہینوں کا خراج وصول کرنے بیٹھ گیا تو اکثر لوگ شہر سے بھاگ گئے، بڑی افراتفری مچی اور یہ بات لوگوں پر بڑی شاق گزری۔

ماہ صفر کے آغاز پر تاتاریوں کے شام پر قصد کی خبریں آنے لگیں اور کہا گیا کہ وہ مصر میں داخلے کا ارادہ رکھتے ہیں تو لوگ بہت تنگ دل ہوئے اور ان کی کمزوری حد سے بڑھ گئی، لوگوں نے "الشیخ" اور "حلب" کے علاوہ بلاد مصر کی جانب بھاگنا شروع کر دیا اور کئی لوگ "الکرک"، "الشوبک" اور مضبوط قلعوں کی طرف جانے لگے، مصر تک گدھوں کا کرایہ پانچ سو درہم تک پہنچ گیا، اونٹ ہزار اور گدھا پانچ سو درہم میں فروخت ہونے لگے، سامان، کپڑے اور قیمتی اشیاء بہت ہی کم داموں پر فروخت ہونے لگیں، صفر کی ابتداء میں شیخ تقی الدین ابن تیمیہ نے "الجامع" میں بیٹھ کر لوگوں کو قتال پر ابھارا اور اس کے متعلق آیات اور احادیث سنائیں، بھاگنے سے منع کیا اور مسلمانوں اور ان کے اموال کے دفاع میں مال خرچ کرنے کی ترغیب دلائی اور فرمایا کہ بھاگنے کی اجرت میں جو مال خرچ کیا جاتا ہے اس کا اللہ کی راہ میں خرچ کرنا بہتر ہے، اور اس مرتبہ تاتاریوں کے خلاف جہاد کو فرض واجب قرار دیا، اس بارے میں مسلسل مجالس منعقد کرتے رہے، اور شہر میں منادی کرا دی گئی کہ کوئی شخص مرسوم اور اجازت کے بغیر سفر نہ کرے، چنانچہ لوگوں نے بھاگنے سے توقف کیا اور ان کا جوش ٹھنڈا ہوا، پھر لوگوں میں سلطان کے فوجوں سمیت مصر سے نکلنے کی باتیں ہونے لگیں اور اس کے خروج پر خوشی منائی گئی لیکن اس سے پہلے کئی خاندان دمشق سے نکل چکے تھے جیسے ابن المصری کا گھرانہ، ابن فضل اللہ، ابن منجا، ابن سویدی، ابن زملکانی اور ابن جماعہ کے گھرانے۔

انتہا ہے کہ ۶۵۸ھ میں تاتاریوں کی آمد کی خوشی میں نصاریٰ نے شعار اختیار کر لیا اور یہ آواز لگائی کہ "الیوم" تک حق ہے یہی دین مسیح ہے میں اعلان کیا گیا کہ وہ مسلمانوں کی عورتوں کے ساتھ ہم اہ "المسیح" سے عیسائی کی عورتوں کا حکم آیا تو شہر میں جو بھی ہوا اسے کہا کہ یہ تو پہلے ہی پہنچ کے کہ پھر انہوں نے استقامت کے ساتھ الحمد پڑھی اور ترجمہ کیا کہ خطیب "انا" ہما ہے ملک کی قوت پر ہے تھا سب کے انہوں نے اس کا اعلان کیا اور پہلے سے خبر پھیلا دی کہ آمد "طیب" محمد کا حق ہے یہی مطلب کا نہ "عمر" تک پہنچ گیا ہے جس کی لوگوں کو سخت ہنسا رہے ساتھ کی طرف توجہ دی کے لئے اعلان کیا گیا اور کہا گیا کہ سلطان قطز ان کے پیچھے تھا جب اس نے تمام نئی مسجد کا ایمان ختم کر دیا ہے جس میں سے کئی عمر شہر مصر خراج سے لوگوں کو پہنچے تھا ہو شہر سے دو لوگوں پر ہر طرف ہو گئے تو وہ سارا معاملہ کر دیا گیا اور جن کا جی چاہا انہیں بھی ختم کر دیا گیا۔

جیسا کہ ان حرکتوں کا انجام ہمارے ساتھ نقصان کا باعث بنتا ہے وہ ایسی حرکتیں کرنے والے کامیاب نہیں ہوا کرتے، پھر خبر آئی کہ سلطان مصر شام کا قصد کرنے کے لئے مصر سے نکل چکا ہے یہاں تک کہ شہر دمشق طائی ہوا اور مسلمانوں میں خوشی کی لہر دوڑ گئی اور دل ٹھکانے پر آ گئے اور مسلمان کی فتح و نصرت کی امید ہو گئی اور راستوں میں کچھ عیسائی کی گرفتاری کو لوگوں نے ان کے گھروں کے سامنے ماتم کیا اور عزت کے ساتھ ہی مسلمان بھی بھاگ جانے کے لئے خط و کتابت کی۔

بہت سے لوگ اپنے اہل و عیال کو لے کر بچھڑ گئے اور بہت سے لوگ بھی رو رہے تھے اور ان کے لئے کچھ نہ تھا تو وہ انہوں نے خیمے کے باہر گھر میں بڑی مشقت کے ساتھ جا کر اپنا سامان اور اپنے گھوڑوں پر اٹھانے کی کوشش کرتے تھے اور دمشق کی گلیوں میں مسلمان عورتیں روتی ہوئیں، لوگ کہاں بھاگیں کی آفت کی وجہ سے بیمار گر کر وہ سارا گھر کے اندر بیچ ڈالا۔

سلطان کو اطلاع دی کہ عیسائی شہر میں ان کے ساتھ تقریباً ایک لشکر قدم رکھے جا رہے ہیں تو سلطان نے ان کی خیر کی امید کی تو قریب آیا تو شیخ تقی الدین ابن عبد السلام نے فرمایا کہ یہ حملہ ان کے آنے کی خبر کے بعد "المرج" تک نائب شام کے پاس گئے اور ان سے بات چیت کی تو انہوں نے کہا کہ وصول کیا ہوا بھی ختم کر دیا گیا اور ان سے کسی کے خوف سے دوبارہ پکڑا گیا اور وہ تمام باتیں دی گئیں۔

"ومن عاقب بمثل ما عوقب به ثم بغي عليه لينصرنه الله إن الله لعفو غفور"

جس شخص نے بدلہ لیا اس کے مثل جتنی اسے تکلیف دی گئی تھی پھر اس پر زیادتی کی گئی تو اللہ تعالیٰ ضرور اس کی مدد کرے گا۔ بے شک اللہ تعالیٰ معاف کرنے والا اور مغفرت کرنے والا ہے۔

اور شیخ تقی الدین نے ایک شخص کی بات کو لکھ کر اس میں دخل نہ دیا، جب اس نے آپ سے ملاقات کی تو آپ نے اس کے گھروں پر دیوار بنانے پر مصر کی بہت سی سلطنت کو شام ہی کی زمین پر بتایا اور اس کی خبر بھی دی پھر شیخ سلطان کے پیچھے چلے اور سلطان مصر کی کمک پہنچا تھا تو جس وقت آپ سے ملے تھے اس کی باتیں ہی ایسا تھا تھا اور سلطنت کی ہمدردی کی تو شیخ نے ان سے کہا کہ اگر تم شام کی فکر رکھتے ہو تو تم بھی تیار کر کے شام بھیج دو تو شیخ نے ان سے کہا کہ اگر تم شام اور اس کی حفاظت سے ہٹ کر بیٹھے رہو تو تم شام کے لئے ایک الگ سلطان بنا لو کے جو اس کی حفاظت اور دفاع کرے، اور ساتھ اس میں اس کی پیروی سے صحیح الدین شیخ نے یہ بھی کہا کہ شام کے لئے تو تمہیں حصہ نہیں لینا چاہیے، یہ بھی ان سے کہا کہ اگر تم فرض کرو ہوئے کہ تم شام کے حاکم نہیں ہو اور ان کے لوگ ہو اور اگر اہل شام تم سے مدد طلب کریں تو ان کی حمایت کی مدد واجب ہو جاتی ہے اب جب تم شام کے حاکم ہو اور سلاطین ہو اور یہاں کی اتنی ہماری رعایا ہے اور تم ان کے بادشاہ ہو اور ان کی طرف سے غافل ہو کہ یہاں کی حفاظت سے بات کر کے تم پہنچو جو شیخ نے انہیں حد دلائی اور انہیں اس تمام کی ضمانت لی تو وہ تمام لوگ راضی ہو گئے۔

جب لوگوں نے شیخ تقی الدین کا جواب اور ان کی یہ بات سنی تو سب بہت خوش ہو گئے جیسا کہ اس سے قبل لوگ اپنے اہل و عیال اور اپنے اموال کے تحفظ کی وجہ سے پریشان تھے ایک بار پھر تاتاریوں کی آمد کی افواہیں شروع ہو گئیں، سلطان کو مصر روانہ کیا گیا "جب اٹھا کر پہلے آیا تو جس طرح لوگ ان کی طرف سے تیار کرایا کہ وہ جنگ کی استقامت رکھتا اور دمشق میں جنگ شروع ہو چکی تھی تو ان کی فوج کی جنگ کی تیاری لوگوں کو ہو گئی اور سلطان کا سامنا کیا اور اس سے روانہ ہو گئے، اور انہیں یقین ہو گیا کہ اب اللہ کے سامنے کوئی مدد نہیں اور اب شام پہنچے سال جب اس کے

۔ تو سلطان کی آمد کی خبر ملی [illegible] کے ساتھ جنگ کی [illegible] آپ جب وہاں گئے [illegible] کا مقابلہ کر سکتے ہیں؟ [illegible] سے لوگ اپنے اہل خانہ کے ساتھ [illegible] پہاڑوں، میدانوں اور [illegible] میں داخل ہو گئے اور شہر میں [illegible] کے ساتھ [illegible] کی طرف [illegible] سے [illegible] ہو گئے تھے۔ [illegible] ان سے [illegible] کے پاس گئے اور [illegible] سے [illegible] کے ساتھ [illegible] شیخ [illegible] الدین [illegible] شیخ [illegible] سلطان [illegible] کے پاس گئے اور [illegible] سے [illegible] کے [illegible] کے ساتھ [illegible] سے [illegible] ہو گئے [illegible] کی طرف [illegible] سے جنگ [illegible] کے لئے [illegible] ہو گئے۔

شیخ تقی الدین ابن تیمیہ [illegible] سے [illegible] کے [illegible] جمادی الاولیٰ کو [illegible] "قصر [illegible]" میں [illegible] شیخ نے سلطان [illegible] سے [illegible] سب سے [illegible] کیا اور [illegible] دمشق میں [illegible] بہت [illegible] اس سال [illegible] سے [illegible] ہو گیا [illegible] سے [illegible] ہو گئے اور لوگ [illegible] اپنے گھروں کو لوٹے۔ جب جمادی الآخرہ کے [illegible] تاتاریوں کے شام میں [illegible] کی خبر آئی تو لوگوں [illegible] سے [illegible] سلطنت [illegible] دمشق [illegible] "[illegible]" [illegible] سے لوگ [illegible] اپنے [illegible] کو لوٹنے لگے۔ [illegible] "[illegible]" میں [illegible] "[illegible]" سے [illegible] "[illegible]" میں [illegible] کی [illegible] دمشق [illegible] سے [illegible] کے ساتھ [illegible] کی [illegible] کے لئے [illegible] سے [illegible] مسلمانوں سے [illegible] بہت [illegible] سے [illegible] میں [illegible] سال [illegible]۔

شوال میں شیخ شہاب الدین بن احمد [illegible] "[illegible]" میں [illegible] ہو گئے [illegible] ذی القعدہ [illegible] قاضی [illegible] سے [illegible] کے [illegible] سلطان [illegible] کے [illegible] سال [illegible] دمشق [illegible] میں [illegible] چلے گئے۔

## اس سال فوت ہونے والے مشہور حضرات

**شیخ حسن کردی:** شیخ حسن کردی شاغور میں اپنے ایک باغ میں مقیم تھے [illegible] سے [illegible] کے [illegible] ہوئے [illegible] انہوں نے [illegible] سے [illegible] جمعہ [illegible] دفن کئے گئے۔

**الخواجہ [illegible] الدین جوہر التفلیسی:** [illegible]

طبیعت، بہادر، غیور اور ذکی شخص تھے اپنی مملوکہ تمام کتابیں محدثین کے لئے وقف کردیں۔

**امیر عز الدین**...... امیر عز الدین محمد بن ابی الہیجاء بن محمد الہیدبانی الاربلی دمشق کے متولی تھے تواریخ اور شعر کے متعلق بڑے صاحب فضائل تھے اس بارے میں ان کا شاید ایک مجموعہ بھی ہے "درب سعور" میں رہتے تھے اس لئے یونہی معروف ہوئے چنانچہ اس گلی درب بن ابی الہیجاء کہا جاتا تھا، یہی وہ پہلی منزل ہے جس میں ہم ۷۰۶ھ میں دمشق آتے ہوئے اترے تھے، اللہ تعالیٰ میرا خاتمہ بالخیر وبالعافیہ فرمائے، ابن ابی الہیجاء نے مصر کے راستے میں وفات پائی اسی برس ان کی عمر تھی، وہ قابل قدر سیرت کے حامل اور خوش مجلس آدمی تھے امیر جمال الدین آقوش الشریفی "بالہ" "بلیہ" کے والی الولاۃ تھے، ماہ شوال میں انتقال ہوا بڑی ہیبت سطوت اور عزت کے مالک تھے۔

## آغاز ۷۰۱ھ

اس سال کے آغاز پر پچھلے سال میں مذکور حکام تھے، امیر سیف الدین سالار شام میں تھے، نائب دمشق الافرم تھے، اس سال کے شروع میں امیر قطبلک کو ساحلی علاقوں کی نیابت سے معزول کر کے امیر سیف الدین استدمر کو سونپ گئے، شمس الدین الاعسر کو مصر کی وزارت سے معزول کردیا گیا اور سیف الدین بکتیا المنصوری کو "غزہ" کی نیابت دے دی گئی، اور اس کی جگہ قلعہ میں سیف الدین بہادر السنجری کو رکھا گیا وہ "الحجبہ" کے رہائشی تھے نصف صفر میں شاہ تاتار کے قاصد مصر سے دمشق لوٹے تو نائب سلطنت فوج اور عوام نے ان کا استقبال کیا، نصف صفر میں ہی "النوریہ" کی تدریس شیخ ولی الدین سمرقندی کی جگہ شیخ صدر الدین علی البصراوی الحنفی کے حوالے کی گئی، شیخ سمرقندی نے بنی الصدر سلیمان کے بعد وہاں چھ یوم متولی رہ کر چار دروس دیے تھے۔

پھر ان کی وفات ہوئی وہ کبار صالحین میں سے تھے ہر دن سو رکعتیں پڑھتے تھے۔

بروز چہارشنبہ ۱۹ ربیع الاول کو قاضی القضاۃ اور خطیب الخطباء بدر الدین بن جماعۃ شیخ یوسف بن حمویہ الحموی کی وفات کے بعد صوفیہ کی درخواست اور خواہش پر "خانقاہ شمیساطیہ" میں شیخ الشیوخ کی حیثیت سے بیٹھے اس سے صوفیہ بہت خوش ہوئے اور اس کے اردگرد بیٹھ گئے، یہ سارے مناصب ان سے پہلے کسی کے پاس یکجا نہیں ہوئے تھے اور نہ ان کے بعد سے ہمارے زمانے تک کسی کو یہ مناصب ملنے کی خبر ملی ہے یعنی قضا، خطابت اور شیوخ کی مشیخت۔

بروز دوشنبہ ۲۲ ربیع الاول کو مصریہ میں الفتح احمد بن الثقفی کو قتل کردیا گیا اس کے متعلق مذکورہ فیصلہ قاضی زین الدین بن مخلوف المالکی نے دیا تھا کیونکہ اس کے بارے میں ثابت ہو چکا تھا کہ اس نے شریعت کی تنقیص، آیات قرآنیہ کے ساتھ استہزاء اور بعض متشابہات کو بعض کے معارض قرار دینے جیسی حرکات کی ہیں، اس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ وہ بعض محرمات مثلاً اغلام بازی یعنی ہم جنس پرستی اور شراب وغیرہ کو اپنے پاس آنے والے فساق اور جہلاء جو ترک وغیرہ ہوتے تھے کے لئے حلال کہتا تھا، اس کے باوجود فضیلت علم اور ظاہری ڈیل ڈول کا مالک تھا، اس کی پوشاک عمدہ تھی جب دونوں محلوں کے درمیان "دار الحدیث الکاملیہ" کی کھڑکی کے پاس کھڑا کیا گیا تو اس نے قاضی تقی الدین بن دقیق العید سے مدد طلب کی اور کہا کہ آپ میرے بارے میں کچھ جانتے ہیں؟ کہنے لگے میں تمہاری فضیلت کا معترف ہوں لیکن اب تمہارا معاملہ قاضی کے ہاتھ میں ہے، چنانچہ قاضی نے جلاد کو اس کی گردن مارنے کا حکم دیا اور اس نے اس کی گردن اڑا دی پھر اس کے سر کو شہر میں گھما کر اعلان کیا گیا کہ یہ اس شخص کی جزاء ہے جس نے اللہ اور رسول ﷺ کے بارے میں بدگوئی کی۔

"البرزالی" نے اپنی تاریخ میں کہا ہے کہ ماہ ربیع الاول کے وسط میں بلاد حماۃ کے قاضی کی جانب سے خط آیا کہ "حماۃ" کے علاقے "بارین" میں مختلف حیوانات کی صورت کی ژالہ باری ہوئی ہے مثلاً درندوں، سانپوں، بچھوؤں، پرندوں، بکریوں، عورتوں اور مردوں کی شکل کے اولے گرے ہیں اور ان کی گردنوں میں سوت کے تھے، اور یہ بات وہاں کے قاضی کے سامنے بھی پایہ ثبوت کو پہنچی تھی پھر اس ثبوت کو قاضی حماۃ کے پاس منتقل کیا گیا، بروز سہ شنبہ ۱۰ ربیع الاول کو "قاہریہ" کے دربان شیخ علی الحوانی کو اس کے دروازے پر شیخ زین الدین سمرقندی کے قتل کے اعتراف کی پاداش میں

پھانسی دی گئی، اس ماہ کے نصف میں "الناصریۃ الجوانیہ" کی تدریس کے لئے کمال الدین ابن الشریشی کی جگہ قاضی بدرالدین بن جماعہ حاضر ہو گئے کیونکہ ایک مجلس میں ثابت ہوا کہ یہ دمشق میں شافعیہ کے قاضی کے لئے ہے چنانچہ ابن جماعہ نے اسے ابن الشریشی سے چھین لیا، بروز سہ شنبہ ۲۹ جمادی الاولیٰ کو الصدر علاء الدین بن شرف الدین بن القلانسی دو برس اور چند دن کی اسارت کے بعد تاتاریوں سے چھوٹ کر اپنے گھر تشریف لائے وہ ایک مدت تک قید رہے پھر اللہ تعالیٰ نے ان پر لطف فرمایا اور وہ تاتاریوں کی قید سے رہا ہو کر اپنے اہل کے پاس واپس آئے اور گھر والے بڑے مسرور ہوئے۔

۶ر جمادی الآخریٰ کو قاہرہ سے ڈاک پہنچی کہ امیر المومنین الحاکم بامر اللہ عباسی کی وفات کی خبر سنائی اور بتایا کہ ان کے بعد ان کے بیٹے ابوالربیع سلیمان کو خلیفہ بنایا گیا ہے اور اس کا لقب المستکفی باللہ ہے اور ان کے جنازہ میں تمام لوگوں نے پیدل شرکت کی ہے اور السیدہ نفیسہ کے قریب ان کو دفن کر دیا گیا ہے اس کو خلافت میں چالیس برس گزرے تھے اور ڈاک کے ساتھ ہی شمس الدین الحریری الحنفی کو قاضی بنانے کا حکم آیا، نوشل خانے کا ناظر شرف الدین بن مزھر کو بنایا گیا تھا، "القاقوتیہ الجوانیہ" بدستور قاضی جلال الدین بن حسام الدین کے پاس نائب سلطنت کی اجازت سے رہا اور جمعہ کے روز ۹ر جمادی الآخریٰ کو "جامع دمشق" میں خلیفہ المستکفی باللہ کے نام کا خطبہ پڑھا گیا اور اس کے والد کے لئے رحم کی دعا کی گئی، "الناصریہ" ابن الشریشی کے دوبارہ حوالے کیا گیا اور ابن جماعہ کو اس سے معزول کیا گیا چنانچہ انھوں نے بروز چہار شنبہ ۱۲ر جمادی الآخریٰ کو وہاں درس دیا، شوال کے مہینے میں شام میں ٹڈی دل آیا اس نے کھیتوں اور پھلوں کو چاٹ لیا اور درختوں کو عصا کی طرح صاف کر دیا، اس سے قبل اس طرح کبھی نہیں ہوا اس ماہ "الخیابرہ" کے یہود کے لئے ایک مجلس منعقد کی گئی اور دوسرے یہود کی طرح ان پر اداء جزیہ لازم کی گئی تو انھوں نے ایک مکتوب دکھایا جس کے متعلق ان کا دعویٰ تھا کہ رسول اللہ ﷺ کی جانب سے ان سے جزیہ ساقط کرنے کے متعلق ہے، جب فقہاء اس سے باخبر ہوئے تو معلوم ہوا کہ جھوٹا اور خود ساختہ مکتوب ہے کیونکہ اس میں رکیک الفاظ، بے جا تواریخ اور عربی کی فحش غلطیاں تھیں، اور شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے ان سے تحقیق طلب کی اور انھیں ان کا جھوٹ اور خطا کھول کر بتایا اور فرمایا کہ یہ من گھڑت اور جھوٹا ہے۔

چنانچہ وہ جزیہ کی ادائیگی پر آمادہ ہو گئے اور گذشتہ معاملات کی واپسی سے خائف ہوئے، میں کہتا ہوں، کہ میں بھی اس مکتوب پر واقف ہوا ہوں میں نے اس میں حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی گواہی "خیبر" کے سال کی دیکھی حالانکہ وہ "خیبر" کے واقعہ سے دو برس قبل وفات پا چکے تھے، اور اس میں لکھا تھا، وکتب علی ابن ابی طالب یہ ایسی غلطی ہے کہ اس کا صدور حضرت امیر المومنین رضی اللہ عنہ سے ہو ہی نہیں سکتا کیونکہ علم نحو کی سند ابوالاسود الدؤلی کے طریق سے ان تک بیان کی جاتی ہے، اور میں نے اس میں ایک الگ جزء جمع کیا ہے اور اس میں "قاضی الماوردی" کے ایام میں پیش آمدہ باتیں بھی ذکر کی ہیں، اس زمانے میں ہمارے اصحاب کی بھی ایک کتاب ہے، اور اسے "الحاوی" میں صاحب "الشامل" نے اپنی کتاب میں اور کئی دوسرے لوگوں نے ذکر کیا ہے اور اس کے اغلاط کو بیان کیا ہے۔ وللہ الحمد والمنۃ

اس مہینے میں حاسدوں کے ایک گروہ نے شیخ تقی الدین بن تیمیہ پر الزام لگایا اور شکایت کی کہ وہ حدود قائم کرتے ہیں، اور تعزیر کرتے ہیں اور بچوں کے سر مونڈتے ہیں، شیخ نے ان حاسدوں کے خلاف کلام کیا اور ان کا خطا کار ہونا ظاہر کیا پھر جا کے حالات پرسکون ہو گئے، ذی القعدہ میں دمشق کے قلعہ میں چند دن تک "بلادسیس" کے بعض مقامات کو بزور فتح کرنے کی خوشی منائی گئی، اسی مہینے میں ابن مزھر کی جگہ عزالدین بن میسر کو نوشل خانوں کا نگران بنا کر لایا گیا، بروز سہ شنبہ ۱۳ر ذی الحجہ کو یہود کا مذہبی پیشوا عبد السید بن المھذب اپنی اولاد کے ساتھ "دار العدل" آکر مسلمان ہوا اور نائب السلطنت نے ان کا اکرام کیا اور حکم دیا کہ وہ خلعت زیب بدن کر کے سوار ہو اور اس کے پیچھے طبل اور دو ڈھول بجا کر اس کے گھر تک جائیں، اور رات اس نے ایک بڑی دعوت کی جس میں قضاۃ اور علماء کو مدعو کیا گیا تھا اور یہود کی ایک بڑی جماعت اس کے ہاتھ پر مسلمان ہوئی اور عید کے دن وہ سب مسلمانوں کے ساتھ تکبیر کہتے ہوئے نکلے لوگوں نے ان کا زبردست اکرام کیا ۲۱ر ذی الحجہ کو سلطان تاتار کے ایلچی آکر قلعہ میں اترے اور تین دن کے بعد قاہرہ چلے گئے، ان کے جانے کے دو دن بعد ازجاش فوت ہو گیا، اور اس کی موت کے دو روز بعد فوج "بلادسیس" کا ایک حصہ فتح کر کے واپس آ گئی چنانچہ نائب سلطنت اور فوج ان کے استقبال کے لئے باہر آئے اور لوگ آسودگی کی خاطر نکلے اور فوج کی کامیابی اور آمد سے بہت خوش ہوئے۔

## اس سال فوت ہونے والے مشہور حضرات

**امیر المؤمنین خلیفہ حاکم بامر اللہ** ..... ابو العباس احمد بن المسترشد باللہ الہاشمی العباسی البغدادی المصری ۶۶۱ھ کے آغاز پر "الدولۃ الظاہریۃ" میں ان کی بیعت خلافت ہوئی۔ ان کی خلافت چالیس سال رہی۔ جمعہ کی رات ۱۸ جمادی الاولیٰ کو انتقال ہوا اور "سوق الخیل" میں نماز عصر کے وقت ان کی نماز جنازہ ادا کی گئی۔ ان کے جنازہ میں حکومت کے سرکردہ حضرات اور لوگ پیدل شریک ہوئے اور اس نے اپنے بیٹے ابو الربیع سلیمان کو خلافت کا ولی عہد بنایا تھا۔

**المستکفی باللہ کی خلافت** امیر المؤمنین بن حاکم بامر اللہ عباسی کو جب ولی عہد بنایا گیا تو اس کی تحریر لکھی گئی پھر وہ تحریر سلطان اور ارکان دولت کے سامنے اسی سال ۲۱ ذی الحجہ کو پڑھ کر سنائی گئی، مصری اور شامی علاقوں میں اس کا خطبہ پڑھا گیا اور تمام ممالک اسلامیہ میں اس کی خبر ڈاک بھیج دی گئی۔

## فوت شدگان کی تفصیل

**امیر عز الدین** ..... امیر عز الدین ایبک بن عبد اللہ النجیبی الدویدار دمشق کا والی اور "الظاہریہ" کے امراء میں سے ایک تھا، قابل قدر سیرت کا مالک تھا، لیکن ان کی مدت ملازمت طویل نہ ہو سکی، بروز سہ شنبہ ۱۷ ربیع الاول کو فوت ہوئے اور "قاسیون" میں مدفون ہوئے۔

**شیخ امام عالم شرف الدین ابو الحسین** ..... علی بن شیخ امام عالم علامہ حافظ فقیہ تقی الدین ابو عبد اللہ محمد ابن شیخ ابو الحسین احمد بن عبد اللہ بن عیسیٰ بن احمد بن محمد الیونینی البعلبکی، اپنے بھائی شیخ قطب الدین بن شیخ فقیہ سے بڑے تھے، شرف الدین ۶۲۱ھ پیدا ہوئے ان کے والد نے ان کو بہت کچھ پڑھایا پھر علم اور تفقہ میں مشغول ہو گئے وہ عابد، زاہد، عاقل اور کثیر الخشوع تھے، وہ اپنی کتابوں کی لائبریری میں تھے کہ ایک آدمی آ کر انہیں ڈنڈے اور چھریوں سے مارنے لگا چنانچہ اس صدمہ سے چند دن مریض رہ کر بروز شنبہ ۱۱ رمضان کو "بعلبک" میں جوار رحمت باری تعالیٰ میں پہنچے، "باب بطحا" میں دفن کئے گئے، لوگوں نے ان کے علم و عمل، حفظ احادیث، لوگوں سے حسن سلوک، تواضع، حسن سیرت اور مروت کی وجہ سے بہت رنج و غم کا اظہار کیا۔ تغمدہ اللہ برحمتہ۔

**الصدر ضیاء الدین** ..... احمد بن حسین بن شیخ السلامیہ، قاضی قطب الدین موسیٰ جو کہ مصر و شام میں فوج کا نگران رہے، یہ ان کے والد تھے، سہ شنبہ ۴ ذی القعدہ کو وفات پائی اور قاسیون میں مدفون ہوئے اور "الرواحیہ" میں ان کی تقریب تعزیت منعقد ہوئی۔

**امیر کبیر مرابط مجاہد** ..... علم الدین ارجواش بن عبد اللہ المنصوری شام میں نائب قلعہ تھے، بڑے ذی ہیبت و ہمت، ذکی الفہم اور نیک ارادوں کے مالک تھے، معرکہ قازان کے ایام میں جب تاتاری شام پر قبضہ جما رہے تھے تو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے قلعہ کی حفاظت اس شخص کے ہاتھوں مقدر کی تھی اور قلعہ تاتاریوں کے لئے بڑا بھاری ہوا اور اس شخص کے ہاتھوں نے ہی انہیں پیچھے روکا کیونکہ اس نے التزام کیا تھا کہ جب قلعہ میں ایک بھی متحرک آنکھ ہوگی قلعہ تاتاریوں کے حوالے نہیں کروں گا، یہ دیکھ کر دوسرے شامی قلعہ والوں نے بھی ان کی اقتداء کی۔ ان کی وفات ۲۲ ذی الحجہ ہفتہ کی رات کو قلعہ ہی میں ہوئی۔ ہفتہ کی صبح انہیں قلعہ سے نکال کر ان کی نماز جنازہ ادا کی گئی جس میں نائب سلطنت اور دوسرے حضرات شریک ہوئے پھر "قاسیون" کے دامن کوہ کی جانب لے جا کر انہیں ان کی قبر میں دفن کر دیا گیا۔ رحمہ اللہ۔

**الابرقوہی المسند المعمر المصری** ..... شیخ جلیل مسند رحلۃ بقیۃ السلف شہاب الدین ابو المعالی احمد بن اسحاق بن محمد بن المؤید بن علی بن

اسماعیل بن ابی طالب ابرقوہی ہمدانی ثم مصری، "بلاد شیراز" میں سے "ابرقوہ" میں ولادت رجب یا شعبان ۶۱۵ھ میں ہوئی، بہت سے مشائخ سے کثیر احادیث سنیں اور ان کی تخریج بھی ہوئی ہے، وہ ذکی لطیف الطبع اور اچھے انسان تھے، مکہ میں حجاج کی روانگی کے چار یوم بعد وفات پائی۔

**الشریف صاحب مکہ**۔۔۔۔۔ الشریف ابونمی محمد بن امیر ابوسعید حسن بن علی بن قتادۃ الحسنی چالیس برس سے مکہ کا حکمران تھا، حلیم، باوقار، صاحب رائے، سیاست دان اور عقل و مروت سے بھرپور تھا، اس کا کاتب اسماعیل بن عمر بن کثیر القرشی مصری شافعی اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرمائے مکہ ہی میں پیدا ہوا تھا۔ واللہ سبحانہ اعلم۔

## آغاز ۷۰۲ھ

ابتدا میں حکام وہی گذشتہ سال میں مذکور حضرات تھے، بروز چہارشنبہ ۲ صفر کو "انطرسوس" کے قریب "جزیرہ ارواد" فتح ہوا، جو کہ اہل ساحل کے لئے بہت خطرناک تھی، دستہ میں وہ دیار مصریہ کی جانب کشتیاں آئیں اور ان کے پیچھے "طرابلس" کی فوج آگئی چنانچہ دوپہر کے وقت وہ جزیرہ فتح ہوا اور وہ ہزار کے قریب اہل جزیرہ قتل ہوئے، پانچ سو کے لگ بھگ قید ہوئے، گویا اس کی فتح تمام ساحلی علاقوں کی فتح تھی، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو ان کے شرور سے نجات دی، ماہ صفر کی ۱۷ تاریخ بروز خمیس ڈاک نے آکر قاضی القضاۃ ابن دقیق العید کی وفات کی خبر سنائی اور اس کے ساتھ قاضی القضاۃ ابن جماعہ کے نام سلطان کا خط تھا اس میں ابن جماعہ کو تعظیم و اکرام اور احترام کے ساتھ اپنے پاس بلایا تھا تا کہ مصر میں آکر وہ حسب عادت منصب قضا کو سنبھالے چنانچہ اس نے جانے کی تیاری کرلی اور جب جانے کے لئے نکلا تو نائب سلطنت الافرم، ارباب حل وعقد اور اعیان بلاد سے الوداع کرنے کے لئے اس کے ساتھ نکلے، ابن دقیق العید کے حالات فوت شدگان کے حالات میں عنقریب آرہے ہیں، ابن جماعہ جب مصر پہنچا تو سلطان نے بڑھ کر اس کا اکرام کیا، اسے اون کی خلعت عطا کی، اور ایک خچر دیا جس کی قیمت تین ہزار درہم کے برابر تھی، اور اس نے چار ربیع الاول ہفتہ کے دن عہدہ قضا سنبھالا۔

تاتاری قاصد بلاد مصر کا قصد کئے ہوئے ربیع الاول کے اواخر میں پہنچے بروز خمیس ۱۸ ربیع الآخر کو شرف الدین الناسخ کی جگہ شرف الدین الفزاری "دار الحدیث الظاہریہ" کا سرپرست بنا، شرف الدین الناسخ کا نام ابو حفص عمر بن محمد بن عمر بن حسن بن خواجہ امام الفارسی تھا، ۷۰ برس کی عمر میں وہیں اس نے وفات پائی، پارسا، معروف اور اخلاق حسنہ کا مالک شخص تھا، مذکورہ شیخ شرف الدین نے ایک مفید درس دیا جس میں رؤسا کی ایک جماعت شریک تھی، بروز جمعہ ۱۱ جمادی الاولیٰ کو قاضی القضاۃ نجم الدین بن صصری کو ابن جماعہ کی جگہ شام کی قضا عطا ہوئی، "الفارقی" کو خطابت اور امیر رکن الدین بیبرس العلائی کو تربت خاتون کے انتظام کا عہدہ دیا گیا، اور لوگوں نے انہیں مبارک باد دی، اور نائب سلطنت اور نامور حضرات "المقصورہ" میں خطبہ سننے کے لئے حاضر ہوئے اور نماز کے بعد ابن صصری کی تقرری کا خط پڑھا گیا پھر وہ خود "شباک الکمالیہ" یعنی "الکمالی" نامی کھڑکی میں بیٹھا تو دوبارہ خط پڑھا گیا، جمادی الاولیٰ کے مہینے میں نائب سلطنت کے ہاتھ ایک من گھڑت خط لگا جس میں لکھا تھا کہ شیخ تقی الدین بن تیمیہ اور قاضی شمس الدین بن الحریری اور ان امراء اور خواص کا ایک گروہ جو "باب السلطنت" پر کسی کے قبضہ کی خواہش رکھتے ہیں اور تاتار سے خیر خواہی رکھتے ہیں۔ در پردہ ان سے خط و کتابت بھی کرتے ہیں۔

اس خط میں لکھا تھا کہ شیخ کمال الدین بن الزملکانی انہیں امیر جمال الدین الافرم کے احوال بتاتا ہے اور کمال الدین بن العطار کا بھی یہی حال ہے، جب نائب السلطنت نے اس کو دیکھا تو سمجھ لیا کہ یہ من گھڑت ہے پھر اس کی تفتیش شروع ہوئی تو پتہ چلا کہ اس کا گھڑنے والا ایک فقیر ہے جو "محراب الصحابہ" کے ساتھ والے زاویے میں مجاور ہے جسے "الیعفوری" کہا جاتا ہے اور دوسرا شخص اس کے ساتھ احمد الغناری ہے، یہ دونوں شرارت اور فسادات میں معروف تھے ان دونوں کے ساتھ خط کا مسودہ بھی پایا گیا، نائب سلطنت نے بھی اس کی تحقیق کی تو پھر ان کو تعزیراً سخت سزائیں دی گئیں، اس کے بعد ان کے بارے میں پھانسی کا فیصلہ ہوا اور ان کے لئے خط لکھنے والے کاتب کا ہاتھ کاٹ دیا گیا، وہ تاج منادیلی تھا، اواخر جمادی الاولیٰ میں امیر سیف الدین بہادر جوکندار منصوری ارجواش کی جگہ نیابت قلعہ کی جانب منتقل ہو گیا۔

**عجائبات سمندر میں سے ایک عجوبہ......** شیخ علم الدین البرزالی نے اپنی تاریخ میں بتایا ہے کہ میں نے قاہرہ سے آئی ہوئی بعض کتابوں میں پڑھا ہے کہ جمعرات کے دن ۲۴ جمادی الاولیٰ کو دریائے نیل سے "ارض المنوفیہ" "بوکر" بلاد منیۃ مسعود "اسطباری" اور "الراھب" کے درمیان ہے کی طرف ایک عجیب الخلقت جانور نکلا اس کی صفات یہ تھیں "اس کا رنگ بغیر بالوں والی بھینس کی طرح تھا اونٹ کے کانوں کی طرح کے اس کے کان تھے اس کی آنکھیں اور شرمگاہ اونٹنی کی طرح تھیں، اس کی شرمگاہ کے اوپر مچھلی کی دم کی طرح کی ڈیڑھ بالشت لمبی دم تھی، اس کی گردن کی موٹائی بھوسے سے بھرے ہوئے اژدھے کی طرح تھی، اور اس کا منہ اور ہونٹ بھینس کی مانند تھے، اس کے چار اگلے دانت تھے دو اوپر دو نیچے، ان میں سے ہر ایک طول میں ایک بالشت سے کم اور عرض میں دو انگلیوں کے برابر تھا، ان کے منہ میں اڑتالیس داڑھیں اور دانت تھے جو شطرنج کے دانوں کی مانند تھے، اس کے ہاتھوں کی لمبائی باطنی جانب سے زمین تک ڈھائی بالشت تھی، گھٹنے سے کھر تک اژدھے کے پیٹ کی طرح زرد اور گھنگریالا تھا اس کے کھر کی گولائی رکابی کی مانند اونٹ کے تلوؤں کی طرح چار تلوؤں والا تھا اس کی پیٹھ کا عرض ڈھائی ہاتھ کے برابر تھا منہ سے دم تک اس کی لمبائی پندرہ قدم تھی، اس کے پیٹ میں تین اوجھڑیاں تھیں، اس کا گوشت سرخ اور مچھلی کی طرح اس کا چھلکا تھا، گوشت کا ذائقہ اونٹ کی طرح تھا اس کی کھال کی موٹائی چار انگل کے برابر تھی تلواریں اس میں اثر نہیں کرتی تھیں، اس کی کھال پانچ اونٹوں پر لاد کر ایک گھنٹہ کی مقدار سے ایک اونٹ سے دوسرے پر رکھ کر لائی گئی قلعہ میں اسے سلطان کے سامنے لاکر بھوسے سے بھر کر کھڑا کیا گیا۔ واللہ اعلم۔

رجب کے مہینے میں تاتاریوں کے بلاد شام پر حملے کی قوی خبریں آنے لگیں اس سے لوگ بہت گھبرائے اور انھیں شدید خوف ہوا، خطیب نمازوں میں قنوت نازلہ پڑھنے لگا اور بخاری شریف کی قراءت شروع کی گئی، لوگ مصری علاقوں، "الکرک" اور محفوظ مقامات کی طرف جانے لگے پھر جب مصری افواج کے آنے میں تاخیر ہوئی تو خوف میں مزید اضافہ ہوا اور رجب کے مہینے میں امین الدین سلیمان کی جگہ نجم الدین بن ابو الطیب نے خزانے کی نگرانی کا منصب سنبھالا، بروز ہفتہ ۳ رشعبان کو ابن جماعہ کے بعد قاضی ناصر الدین عبدالسلام شیوخ کے سرپرست بنے اس تاریخ تک جمال الدین الزرعی اس منصب کی خاطر پری کئے ہوئے تھا، بروز ہفتہ ۱۰ رشعبان کو ذلیل تاتاریوں کے مقابلے کے لئے سلطان کے فوج کے ساتھ مصر سے نکلنے کی خوشی میں قلعہ میں اور امراء کے دروازوں پر شادیانے بجائے گئے، بعینہ اسی دن معرکہ "عرض" پیش آیا، دونوں کہ امراء اسلام کی ایک جماعت کا مقابلہ تاتاریوں سے ہوا ان میں استدمر، بہادر آص، قطلبک، قبجق اور قرالو العادلی جیسے لوگ تھے، ان میں سے ہر ایک اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار تھا، وہ پندرہ سو شہسوار تھے، اور تاتاری سات ہزار تھے لڑائی ہوئی مسلمانوں نے زبردست عزیمت کا مظاہرہ کیا چنانچہ وہ فتح سے ہمکنار ہوئے اور تاتاریوں نے شکست کھائی، ان میں سے کئی قتل ہوئے، کچھ قیدی بنا لئے گئے اور باقی پشت پھیر کر بھاگ گئے، مسلمانوں نے بہت سارا مال غنیمت حاصل کیا، چند لوگوں کے سوا جنھیں شہادت نصیب ہوئی باقی سب صحیح وسلامت لوٹ آئے، پھر جمعرات کے روز نصف شعبان کو قیدی لائے گئے، یہ عیسائیوں کی خمیس کا دن تھا۔

**معرکہ شقحب کی شروعات......** ۱۸ تاریخ کو مصری افواج کی ایک بڑی تعداد آگئی جس میں "امیر رکن الدین بیبرس الجاشنکیر" امیر حسام الدین لاجین معروف باستادار المنصوری اور امیر سیف الدین کراہی المنصوری تھے اس کے بعد ایک اور جماعت آئی جس میں بدرالدین امیر سلاح اور "ایبک الخزندار" تھے چنانچہ اس سے لوگوں کے دل کچھ مضبوط ہوئے اور بہت سے لوگوں نے اطمینان کا سانس لیا، لیکن "بلاد حلب"، "حماۃ" اور "حمص" کے لوگ بھاگ رہے تھے، حلب اور حماۃ کی فوجیں "حمص" آگئی تھیں پھر انھیں ڈر ہوا کہ کہیں تاتاری انھیں اچانک روند نہ ڈالیں چنانچہ وہ آکر ایک شنبہ ۱۵ رشعبان کو "المرج" میں اترے اور تاتاری "حمص" اور "بعلبک" پہنچ گئے تھے، وہاں انھوں نے بڑا فساد مچایا، لوگوں کو سخت قلق اور پریشانی ہوئی، شدید خوف زدہ ہوئے، سلطان نے بقیہ فوج کو لانے میں تاخیر کی تو پورا شہر لرزنے لگا، لوگ کہنے لگے کہ شامی فوج میں مصریوں کے باوجود ہمت نہیں ہے کہ تاتاریوں کی کثرت کی وجہ سے ان کا مقابلہ کر سکے، البتہ یہ ہو سکتا ہے کہ یہاں سے مرحلہ در مرحلہ پیچھے ہٹتے جائیں یوں جب لوگ اس قسم کی باتیں کرنے لگے تو امراء ایک شنبہ کے روز میدان میں مجتمع ہوئے اور دشمن سے مقابلہ کی قسمیں کھائیں اور دلیری کا اظہار کیا اور شہر میں منادی کرائی گئی کہ شہر سے کوئی نہ نکلے پھر جا کے لوگ خاموش ہو گئے قضاۃ "الجامع" میں آئے اور فقہاء اور عوام کے ایک ایک فرد کو قتال پر حلف اٹھوایا، شیخ تقی الدین بن تیمیہ "حماۃ" سے آنے والی فوج کی طرف گئے اور "القطیعہ" میں ان سے مل کر انھیں بتایا کہ امراء اور عوام نے دشمن سے لڑنے کی قسمیں کھائی ہیں تو انھوں

نے بھی یہی کہا اور حلف اٹھایا۔ شیخ تقی الدین ابن تیمیہ امراء اور عوام الناس کے سامنے قسم کھاتے تھے اس دفعہ تم ہی فتحمند ہو گے تو امراء کہتے کہ آپ انشاء اللہ فرمایا کریں تو آپ انشاء اللہ کہتے یقین بطور تحقیق کے نہ کہ بطور تعلیق کے یعنی انشاء اللہ سے یہ مراد لیتے کہ فتح ہو کر رہے گی یہ مراد نہ لیتے تھے کہ اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو فتح ہوگی ورنہ نہیں اور یہ بات اللہ تعالیٰ پر بھروسے کی بناء پر کہتے تھے۔

اس بارے میں کتاب اللہ کی آیات سے استدلال کرتے تھے مثلاً آیت کہ "ثم بغی علیہ لینصرنہ اللہ" لوگ ان تاتاریوں سے قتال کی کیفیت میں بحث کرنے لگے کہ ان سے قتال کس نوعیت کی ہوگی کیونکہ وہ اسلام کا اظہار کرتے ہیں اور امام کے خلاف بغاوت بھی نہیں کی کیونکہ وہ کبھی بھی امام کی ماتحتی میں نہیں رہے کہ کہا جائے کہ انھوں نے مخالفت کی ہے تو شیخ تقی الدین ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرمانے لگے کہ یہ لوگ خوارج کی طرح سے ہیں جنھوں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے خلاف خروج کیا تھا اور کہا تھا کہ وہ خلافت کے ان دونوں کے مقابلہ میں زیادہ حقدار ہیں، اور یہ لوگ بھی دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ نفاذ حق کے مسلمانوں سے زیادہ حقدار ہیں اور جن مظالم و معاصی میں وہ خود مبتلا ہیں انھیں مسلمانوں کے سر تھوپتے ہیں حالانکہ وہ خود اس سے کئی گنا بڑے گناہوں میں غرق ہیں، پھر جا کے علماء اور دوسرے لوگوں کے ذہن میں بات آ گئی، اور وہ لوگوں سے کہتے تھے کہ اگر تم مجھے اس جانب دیکھو اور میرے سر پر مصحف بھی ہو تو مجھے قتل کر دینا چنانچہ لوگ تاتاریوں کے خلاف دلیر ہو گئے اور ان کی نیتیں اور دل قوی ہوئے، وللہ الحمد۔

شعبان کی ۲۴ تاریخ کو شامی افواج نکل کر "الکسوۃ" کے پڑوس میں "الشورۃ" کے پاس خیمہ زن ہو گئے، ان کے ساتھ قضاۃ بھی تھے ان کے متعلق لوگ دو گروہوں میں بٹ گئے، ایک کہتا تھا کہ یہ لڑائی کی جگہ تلاش کرنے نکلے ہیں کیونکہ "المرج" میں بہت زیادہ پانی تھا جس کی وجہ سے وہاں لڑائی ممکن نہیں، جبکہ دوسرا گروہ کہتا تھا کہ وہ اس طرف اس لئے گئے ہیں تاکہ بھاگ کر سلطان سے جا ملیں، خمیس کی رات کو جب وہ "الکسوۃ" کی جانب بڑھے تو ان کے بھاگنے کے متعلق لوگوں کے گمان کو تقویت ملی، اور تاتاری "قارۃ" تک پہنچ چکے تھے، ایک قول یہ ہے کہ وہ "القطیفۃ" تک پہنچے تھے، تب یہ سن کر شہری بے چین ہوئے، شہروں اور دیہاتوں کے گرد کوئی نہ رہا، پورا شہر اور قلعہ بھر گیا گھروں اور راستوں میں بہت اژدحام تھا لوگ کافی اضطراب میں تھے۔

مذکورہ مہینے کے بروز خمیس شیخ تقی الدین ابن تیمیہ "باب النصر" سے بڑی مشقت سے نکلے، ایک جماعت ان کے ساتھ تھی تاکہ وہ خود اپنے امیروں کے ساتھ قتال میں شریک ہو سکیں، لوگوں نے سمجھا کہ شاید وہ بھاگنے کی خاطر نکل رہے ہیں چنانچہ بعض لوگوں نے انھیں ملامت کیا اور کہنے لگے تم نے ہی ہمیں جانے سے روکا تھا اور اب خود بھاگ کے جا رہے ہو تو شیخ نے انہیں کچھ جواب نہیں دیا، شہر کی یہ حالت تھی کہ اس میں کوئی حاکم نہیں تھا، شہر میں چور اور پیشہ ور اودھم مچانے لگے، اور لوگوں کے باغات میں گھس کر تباہی مچاتے اور جس چیز پر قدرت پاتے رہتے اسے لوٹ لے جاتے، زردآلو کو پکنے سے پہلے توڑتے اور جو، گندم اور تمام سبزیوں کو کاٹ دیتے حتیٰ کہ وہ لوگوں اور فوج کے احوال کے درمیان حائل ہو گئے اور "الکسوۃ" تک تمام راستے منقطع ہو گئے، شہر اور بازاروں میں دہشت چھا گئی، لوگ اذان گاہوں پر چڑھ کر دائیں بائیں دیکھتے اور "الکسوۃ" کی جانب دیکھنے کے علاوہ لوگوں کو کوئی کام نہیں تھا، کبھی کہتے کہ گرد نظر آئی ہے ممکن ہے تاتاریوں کے گھوڑوں کی گرد ہے اور فوج کے بارے میں تعجب کرتے کہ اتنی کثرت، عمدہ تیاری اور تعداد کے باوجود کہاں گئے؟ کچھ نہیں معلوم کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے ساتھ کیا کیا؟

تمام امیدیں منقطع ہو گئیں، دعاؤں، نمازوں کے ہر حال میں الحاح و زاری کرنے لگے، یہ خمیس کا دن شعبان کی ۲۹ تاریخ تھی، لوگ اس قدر خائف اور مرعوب تھے کہ بیان نہیں کیا جا سکتا لیکن اس سے چھٹکارا بہت قریب تھا، لیکن ان میں سے اکثر فلاح نہیں پائیں گے جیسا کہ ابو رزین رحمۃ اللہ کی حدیث میں ہے "تمہارا رب اپنے بندوں کی مایوسی اور غیروں کے قرب سے تعجب کرتا ہے وہ تمہیں دیکھتا ہے حالانکہ تم تھکے ماندے اور مایوس ہو چکے ہوتے ہو، وہ ہنستا رہتا ہے اور جانتا ہے کہ کشادگی قریب ہے"۔

اس دن کے آخری حصہ میں امراء دمشق میں سے امیر فخر الدین ایاس المرقی نے آ کر لوگوں کو بحری کی خوشخبری سنائی کہ سلطان مصری اور شامی افواج کے اجتماع کے وقت پہنچ گیا اور مجھے بھیجا ہے کہ دیکھ آؤں کہ تاتاریوں میں سے کسی نے شہر کا راستہ اختیار تو نہیں کیا، چنانچہ معاملہ پسند کے مطابق تھا کہ تاتاریوں میں سے کوئی شہر کی طرف نہیں آیا تھا، کیونکہ وہ دمشق کے اوپر سے مصری افواج کی طرف چلے گئے تھے اور کہا تھا کہ اگر ہم غالب ہو گئے تو شہر

اور بے وقت ملکی اس کی خبر دہشت کے بعد پھر شہر میں اعلان کر دیا گیا کہ خوشخبری سنا دی گئی کہ سلطان پہنچ چکا ہے یہ سن کر لوگ مطمئن ہو گئے اور دلوں کو سکون حاصل ہوا، جمعہ کی رات کو قاضی تقی الدین حنبلی نے (رمضان کے) مہینہ کو ثابت قرار دیا البتہ تعدیہ نہ ہو سکی، چنانچہ قندیلیں نکالی گئیں، نماز تراویح پڑھی گئی لوگ ماہ رمضان اور اس کی برکتوں سے مالا مال ہونے لگے، جمعہ کی صبح شدید فکر و اضطراب اور خوف کی صبح تھی کیونکہ لوگوں کو معلوم نہیں تھا وہ اس کشمکش میں تھے کہ امیر سیف الدین قرولو المنادی آ کر نائب قلعہ سے ملے اور جلد ہی فوج کی طرف واپس چلے گئے، کسی کو پتہ نہ چلا کہ اس نے کیا خبر دی، بے چینی بڑھتی گئی، بے حساب لوگ دعا و گریہ میں لگ گئے۔

**معرکہ شقحب کا بیان:** ..... ہفتہ کی صبح بھی اسی خوف اور تنگی کے ساتھ شروع ہوئی لوگوں کو اذان کے وقت سے قبل جنوب کی طرف سے گرد و غبار اٹھتا نظر آیا لوگوں کو یقین ہو گیا کہ آج معرکہ شروع ہو گیا ہے چنانچہ شہر والے مساجد میں اللہ تعالیٰ کے حضور دعاؤں میں گڑگڑانے لگے۔

عورتیں اور بچے گھروں کی چھتوں پر چڑھ گئے اور سر کھول دیے اور بڑا شور برپا ہو گیا، پھر بادل آیا اور اس کی زبردست موسلا دھار بارش شروع ہوئی پھر جا کر لوگ پرسکون ہو گئے پھر ظہر کے بعد اس مضمون کا ایک خط جامع مسجد میں پڑھا گیا کہ اس ہفتہ کے دن مصری اور شامی افواج مرج الصفر میں سلطان کے ساتھ اکٹھی ہو گئی ہیں اور اس خط میں لوگوں سے دعا، قلعہ کی حفاظت اور فصیلوں کی دیکھ بھال کا کہا گیا تھا چنانچہ لوگوں نے فصیلوں پر شہر میں دعا کرنے لگے تھے یہ دن خوف اور تنگی کی حالت میں بیت گیا، بعد عشاء لوگ تاتاریوں کی شکست کی خبر دے رہے تھے، لوگ الکسوہ کی جانب گئے اور جب واپس ہوئے تو ان کے ساتھ مال غنیمت اور تاتاریوں کے سر تھے، تاتاریوں کی شکست کی خبر یقینی ہونے اور بڑھتی گئی پھر جنگ کی پوری خبر واضح ہو گئی، لیکن لوگ شدت خوف اور تاتاریوں کی کثرت کی وجہ سے تصدیق نہیں کر رہے تھے لیکن ظہر کے بعد سلطان کا خط متولی قلعہ کے نام آیا کہ شقحب اور الکسوہ کی جنگ ہوئی ہے پھر عصر کے بعد نائب السلطنت جمال الدین آقوش الافرم کا ایک خط نائب القلعہ کے پاس آیا کہ ہفتہ کے دن عصر سے ایک شب گئے تک جنگ کا معرکہ گرم رہا اور تاتاریوں کی گردنوں میں تلوار چلائی جاتی رہی اب وہ بھاگ کر پہاڑ کی جانب جانے لگے، ساتھیوں نے پہاڑ اور ٹیلوں میں پناہ لی ہے اور ان میں سے تھوڑے ہی بچ نکلے ہیں اس حال میں شام ہوئی لوگوں کے اطراف تھے اب غنیمت و نصرت پہنچی اور نصرت کی خوشی میں اس دن کی صبح قلعہ میں خوشیوں کے شادیانے بجے سلطان کے قلعہ میں داخلہ کی وجہ سے قلعہ سے پناہ گزینوں کے نکلنے کا اعلان ہوا اور وہ نکلنا شروع ہو گئے۔

پیر کی ۴ رمضان کو دو شنبہ کو لوگ الکسوہ سے دمشق لوٹ آئے اور لوگوں کو فتح اور نصرت کی خوشخبری سنائی گئی اور شیخ تقی الدین ابن تیمیہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ میدان جہاد سے واپس آ کر شہر میں داخل ہوئے ان کی آمد سے لوگ خوش ہو گئے ان کے لئے دعائیں کیں اور انہیں اس عظیم فتح کی مبارکباد دی گئی جو ان کے ہاتھوں ظہور پذیر ہوئی تھی کیونکہ شامی افواج نے ان سے کہا تھا کہ وہ سلطان کے پاس جا کر اسے دمشق پہنچنے کی ترغیب دیں چنانچہ وہ سلطان کے پاس گئے اور انہیں دمشق آنے پر ابھارا مگر قریب تھا کہ سلطان مصر واپس چلے جائیں چنانچہ وہ سلطان کے پاس آئے تو سلطان نے ان سے درخواست کی کہ وہ معرکہ قتال میں اس کے ساتھ رہیں لیکن شیخ نے جواب دیا کہ سنت یہ ہے کہ آدمی اپنی قوم کے جھنڈے کے نیچے رہے ہم شام کی فوج کے ساتھ ہیں اور انہی کے ساتھ رہیں گے انہوں نے سلطان کو قتال کے لئے تیار کیا اور نصرت کی خوشخبری دی اور اللہ تعالیٰ کی قسم کھانے لگے جس کے سوا کوئی معبود نہیں کہ اس دفعہ تاتاریوں پر غلبہ پا لو گے امراء ان سے کہتے کہ آپ ان شاء اللہ فرمائیں تو وہ ان شاء اللہ فرمایا کرتے تحقیقاً نہ کہ تعلیقاً اور دوران جنگ لوگوں کو روزہ افطار کرنے کا فتویٰ دیا اور خود بھی افطار کرتے رہے اور لشکر اور امراء کے سامنے کچھ لے کر جاتے اور وہیں سے کھاتے تا کہ لوگ جان لیں کہ تقویت علی القتال کے لئے افطار افضل ہے چنانچہ انہیں دیکھ کر لوگ بھی کھاتے اور شام میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان بیان فرماتے "کل تم دشمن سے ملو گے افطار تمہارے لئے قوت کا باعث ہے" چنانچہ انہوں نے فتح مکہ کے سال کے افطار کو دلیل بنایا جیسا کہ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے خلیفہ ابو الربیع سلیمان سلطان کی معیت میں تھے جب دونوں صفیں آراستہ ہوئیں اور جنگ شروع ہو گئی تو سلطان نے عظیم الشان ثابت قدمی دکھائی اور اپنے گھوڑے کے پاؤں باندھنے کا حکم دیا تا کہ وہ بھاگ نہ سکے اور اسی موقع میں اس نے اللہ تعالیٰ سے عہد کیا پھر عظیم مشکلات سے سابقہ پڑا اور امراء کی ایک جماعت قتل ہوئی جن میں "دار السلطان" کا استاذ حسام

الدین الامین الرومی بھی تھا اس کے ساتھ امراء کے متقدمین میں سے آٹھ اور صلاح الدین بن الملک السعید الکامل بن السعید بن الصالح اسماعیل اور کبار امراء میں سے بھی بڑی تعداد تھی لیکن اسی دن عصر کے قریب نصرت خداوندی نے مسلمانوں کی دستگیری کی اور مسلمان تاتاریوں پر غالب آ گئے وللہ الحمد والمنہ۔

رات کے وقت تاتاریوں نے ٹیلوں اور پہاڑوں میں چھپ کر پناہ لی اور مسلمان انہیں گھیر کے روکتے رہے اور فجر تک ایک ہی کمان سے ان پر تیر برساتے رہے ان میں سے مقتولین کی تعداد اللہ تعالیٰ ہی کو علم ہے وہ ریتوں میں جکڑ کر لائے جاتے تھے پھر ان کی گردنیں ماری جاتی تھیں شکست خوردہ لوگ بھاگتے جا رہے تھے کچھ بچ نکلنے میں کامیاب ہو گئے تھے لیکن وہ بھی خطرناک گھاٹیوں میں گرتے جا رہے تھے تاریکی کی وجہ سے ایک جماعت دریائے فرات میں غرق ہو گئی تھی گویا اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر سے ایک عظیم و شدید بادل کو ہٹا دیا تھا۔ الحمد للہ۔

۵ رمضان بروز سہ شنبہ سلطان دمشق میں داخل ہوا اس کے آگے آگے خلیفہ تھا پورے شہر کو سجایا گیا تھا اہل جمعہ اہل سبت اور اہل اتوار یعنی مسلمان، یہود و نصاریٰ سب خوش ہو گئے سلطان ”القصر الابلق“ اور ”المیدان“ میں اترا پھر خمیس کے دن قلعہ میں گیا اور وہاں جمعہ کی نماز پڑھی اور دوسرے علاقوں کے امراء کو خلعتیں عطا کیں اور انہیں اپنے اپنے علاقوں کی طرف لوٹ جانے کے لئے کہا لوگ خاطر بجا ہوئے یاس کی بدلی چھٹ گئی قلوب پرسکون ہو گئے سلطان نے ”ابن النحاس“ کو مدینہ کی ولایت سے معزول کر کے اس کی جگہ ”میر علاء الدین ایدغدی“ امیر علم کو والی مقرر کیا اور امیر صارم الدین ابراہیم والی الخواص کو ”البر“ یعنی دمشق کے علاقوں کی ولایت سے معزول کر کے اس کی جگہ ”امیر حسام الدین الامین الصغیر“ کو مقرر کیا پھر سلطان بروز سہ شنبہ ۳ شوال کو دمشق میں رمضان کے روزے رکھنے اور عید کرنے کے بعد دیار مصر چلا گیا صوفیا نے نائب دمشق الافرم سے درخواست کی کہ وہ شیوخ کی مشیخت کا عہدہ ”شیخ صفی الدین ہندی کو ناصر الدین بن عبد السلام کی جگہ سونپ دیں چنانچہ اس نے جمعہ کے روز ۹ شوال سے شیخ ہندی کو یہ عہدہ سنبھالنے کی اجازت دی۔

سلطان بروز سہ شنبہ ۲۳ شوال کو قاہرہ میں داخل ہوا بڑا پر رونق دن تھا پورے قاہرہ کو سجایا گیا تھا اسی سال ماہ ذی الحجہ کی ۲۳ تاریخ کی صبح خمیس کے دن قاہرہ میں زبردست زلزلہ آیا اس زلزلہ کا پورا زور دیار مصر میں ہی تھا اس کی وجہ سے دریا میں طوفان آیا کشتیاں ٹوٹ گئیں اور مکانات منہدم ہو گئے لوگوں کی کثیر تعداد ہلاک ہو گئی صحیح تعداد ہلاک ہونے والوں کی اللہ ہی کو معلوم ہے دیواروں میں دراڑیں پڑ گئیں اس زمانے میں اس جیسا زلزلہ نہیں دیکھا گیا تھا اس کے کچھ جھٹکے شام میں بھی آئے تھے لیکن وہ باقی تمام علاقوں کی نسبت سے ہلکے جھٹکے تھے۔

ذی الحجہ میں ”شیخ شمس الدین الصفاقسی“ کی وفات کے بعد ”جامع دمشق“ میں محراب المالکیہ“ کی امامت شیخ ابو الولید بن الحاج الاشبیلی المالکی نے سنبھالی۔

اس سال کے فوت شدہ نامور حضرات علامہ ابن دقیق العید...... شیخ امام عالم حافظ قاضی القضاۃ تقی الدین بن دقیق العید قشیری مصری کی ولادت بروز ہفتہ ۲۵ شعبان ۶۲۵ھ کو سرزمین حجاز ”ینبوع“ نامی ساحلی شہر میں ہوئی حدیث کا سماع کیا اور طلب حدیث میں بہت سے سفر کئے پھر سند اور متن حدیث کے اعتبار سے متعدد مفید و نادر کتابیں تصنیف کیں ان کے زمانے میں علم کی ریاست ان تک پہنچ کر ختم ہوتی تھی اپنے ہمعصروں میں بہت آگے تھے طلباء ان کے پاس سفر کر کے آتے تھے بہت سی جگہوں پر انہوں نے درس دیا پھر ۶۹۵ھ میں دیار مصر کی قضا اور ”الکاملیہ“ کے دار الحدیث کے مشیخت پر ان کی تقرری ہوئی اس مرتبہ شیخ تقی الدین بن تیمیہ نے ان سے ملاقات کی تو شیخ تقی الدین بن دقیق ان کے علوم دیکھ کر فرمانے لگے کہ مجھے یقین نہیں کہ مخلوق میں تم جیسا کوئی اور ہو شیخ ابن الدقیق العید باوقار، کم گو تو اعد سے بھرپور اور سنجیدگی و دیانت کے ساتھ علوم کثیرہ سے لبریز شخصیت کے مالک تھے ان کے عمدہ اشعار بھی ہیں بروز جمعہ ۱۱ صفر کو وفات ہوئی اسی دن ”سوق الخیل“ میں ان کا جنازہ ہوا ان کے جنازے میں نائب السلطان اور امراء شریک ہوئے القرافۃ الصغریٰ میں مدفون ہوئے رحمۃ اللہ علیہ۔

شیخ برہان الدین الاسکندری...... ابراہیم بن فلاح بن محمد بن حاتم نام تھا حدیث کی سماعت کی دیندار اور فاضل آدمی تھے ۶۳۶ھ میں ولادت ہوئی بروز سہ شنبہ ۲۴ شوال کو ۶۵ برس کی عمر میں وفات پائی۔

**الصدر جمال الدین بن العطار**...... برہان الاسکندری کی وفات کے چند مہینے بعد وفات پائی چالیس برس سے دستاویزات کے کاتب تھے پورا نام ابو العباس احمد بن ابو الفتح محمود بن ابو الوحش اسعد بن سلامۃ بن سلیمان شیبانی تھا بہترین دمشقی لوگوں میں سے تھے "قاسیون" کے پہاڑ میں غار کے پیچھے ان کے اپنے مقبرے میں مدفون ہوئے لوگوں نے ان کے حسن سلوک کی وجہ سے ان کی وفات پر بہت افسوس کا اظہار کیا۔

**الملک العادل زین الدین کتبغا**...... صرخد کے بعد "حماۃ" کے نائب بنے وہیں بروز جمعہ عید الاضحیٰ کے دن فوت ہوئے "الربوۃ الناصری" کے مغربی جانب "قاسیون" کے دامن میں اپنے قبرستان میں منتقل کر دیئے گئے جسے "العادلیہ" کہا جاتا تھا ایک خوبصورت مقبرہ تھا اس میں دروازے کھڑکیاں اور اذان گاہ تھی اس میں قرأۃ اذان اور امامت وغیرہ کے تنخواہوں سے چلنے والے اور ملک العادل کے اوقاف تھے کبار امراء منصوریہ میں سے تھے "اشرف الخلیل بن منصور" کے قتل کے بعد مختلف علاقوں پر قابض ہوا تھا لیکن پھر لاجین نے ان سے ملک چھین لیا تو یہ دمشق کے قلعہ میں بیٹھ گئے پھر وہاں سے صرخد چلے گئے اور لاجین کے قتل تک وہیں رہے جب ملک پر الناصر بن قلاوون قابض ہوا تو یہ ان کا نائب بن کر "حماۃ" گئے اور وفات تک وہیں رہے بحیثیت نائب رہے جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے بہترین عادل اور نیک خصلت فرماں روا تھے اور خیار امراء ناصرین میں سے تھے۔

## آغاز ۷۰۳ھ

اس برس کے آغاز پر وہی پچھلے سال میں بیان کردہ حکام مامور تھے صفر میں شیخ کمال الدین بن الشریشی کو "الجامع الاموی" کی نگہداشت کا عہدہ سونپا گیا اور خلعت دی گئی اور انہوں نے اسے قابل قدر انداز میں سنبھالا اور لوگوں کے درمیان مساوات قائم کی پھر رجب میں خود اس سے مستعفی ہو گئے۔ شیخ شمس الدین الذہبی ماہ صفر میں "کفر بطنا" کی خطابت کے حوالے ہوئے اور وہیں قیام پذیر ہوئے اس سال جب شیخ زین الدین الفارقی کا انتقال ہوا تو اس وقت نائب السلطنت "بلقاء" کے نواحی میں بعض معاملات کی تفتیش میں مصروف تھے وہ جب تشریف لائے تو الفارقی کے مناصب کے متعلق اس سے بات کی تو اس نے خطابت پر شرف الدین الفزاری کو اور "الشامیہ البرانیہ" اور دار الحدیث پر شیخ کمال الدین بن الشریشی کو تعینات کیا یہ کام اس نے شیخ تقی الدین ابن تیمیہ کے مشورے سے کئے اور "الناصریہ" اس سے لے کر شیخ کمال الدین بن الزملکانی کے حوالے کیا اور اس وجہ سے محضروں کی کتابت بھی کروائی اور شیخ شرف الدین خطابت و امامت کا کام انجام دینے لگے لوگ ان کے حسن قرأت دلکش آواز اور خوبی آواز کی وجہ سے بہت مسرور ہوئے دوشنبہ کی صبح ۲۲ ربیع الاول کو شیخ صدر الدین بن وکیل کے ہمراہ مصر سے ڈاک آ گئی حالانکہ اس سے پہلے سلطان کا فرمان الفارقی کے تمام عہدہ جات کی منتقلی کا اس کے نام آ چکا تھا اس نے محل میں نائب السلطنت سے ملاقات کی پھر اس کے پاس سے نکل کر الجامع آیا اور دار الخطابہ کا دروازہ اس کے لئے کھول دیا گیا اور وہیں قیام کیا لوگ آ کر انہیں مبارک باد دینے لگے۔

قراء اور مؤذنین بھی حاضر خدمت ہوئے لوگوں کو عصر کی نماز پڑھائی اور دو دن تک اقامت کی لیکن لوگوں نے ان کی نماز اور خطابت سے ناراضگی کا اظہار کیا اور نائب السلطنت کے پاس ان کی شکایت لے کر گئے تو نائب السلطنت نے انہیں خطابت سے تو منع کیا لیکن تدریس اور دار الحدیث پر برقرار رکھا اور شیخ شرف الدین الفزاری کے لئے خطابت شاہی کا فرمان آیا اور انہوں نے ۱۷ جمادی الاولیٰ کو جمعہ کا خطبہ دیا ان کو دوائی خلعت دی گئی لوگ خوش ہوئے شیخ کمال الدین الزملکانی نے "الشامیہ البرانیہ" کی تدریس "ابن الوکیل" سے لے لی اور جمادی الاولیٰ کے آغاز میں تدریس کا شعبہ خود سنبھالا اور دار الحدیث پہلے دونوں مدرسوں کے ساتھ "ابن الوکیل" کے ہاتھ میں برقرار رہے۔ میرے خیال میں وہ "العذراویہ" اور "الشامیہ الجوانیہ" تھے۔

۱۲ جمادی الاولیٰ کو نیابت قلعہ الجعبری کے حوالے کرنے اور اس کے نائب "امیر سیف الدین البجکندرانی کو عزیز الدین الحموی" کی جگہ نائب حمص بنانے کے متعلق ڈاک آئی کیونکہ عزیز الدین کی وفات ہو چکی تھی۔

بروز ہفتہ ۱۲ رمضان کو مصر سے تین ہزار شہسوار آئے دمشق سے دو ہزار ان کے ساتھ ملے وہ اپنے ساتھ نائب حمص البجکندار کو لے کر چلے اور

"حماۃ" پہنچے وہاں حماۃ کا نائب (گورنر) اور امیر سیف الدین قبجق ان کے ساتھ ہوا اور نائب طرابلس ان سے آکر ملا اور حلب کا گورنر "قراسنقر" بھی ہمراہ ہوا چنانچہ حلب سے ہو کر دو حصے ہو گئے ایک حصہ قبجق کی سپہ سالاری میں "ملطیہ" اور قلعہ روم کی طرف روانہ ہوا جب کہ دوسرا حصہ قراسنقر کی سرداری میں چلتے چلتے "الدربندات" میں داخل ہوئے اور "تل حمدون" کا محاصرہ کر کے پڑاؤ ڈالا اور ایک طویل محاصرے کے بعد اسے تین ذی القعدہ کو بروز ہفتہ فتح کر لیا اس خبر کے پہنچنے پر دمشق میں خوشیاں منائی گئیں اور "سیس" کے حکمران کے ساتھ یہ معاہدہ طے پایا کہ نہر جیحون سے لے کر حلب تک کا علاقہ مسلمانوں کا ہوگا اور بلاد ماوراء النہر سے ان کے سرحدات تک کا علاقہ ان کا ہوا اور دو سال کا مال جلد مسلمانوں کو پہنچائیں گے۔

یہ معاہدہ آرمینیاء کے رئیس سالار اور امراء کی بڑی تعداد کے قتل کے بعد ہوا اس کے بعد تمام فوجیں فاتح و غالب بن کر دمشق پہنچیں پھر مصری فوجیں اپنے سپہ سالار امیر سلار کے ساتھ مصر روانہ ہو گئیں۔ سال کے اواخر میں "قازان" کا انتقال ہوا اور اس کا بھائی خربندا اس کا جانشین بنا۔ قازان تاتاریوں کا شہنشاہ تھا اس کا نام محمود بن ارغون بن ابغا تھا۔ اس کی موت کا واقعہ ۱۲ شوال یا ۱۳ کو ہمدان کے قریب پیش آیا تھا پھر اس کے جسد کو تبریز میں "شام" نامی جگہ میں واقع ان کے قبرستان میں منتقل کیا گیا کہا جاتا ہے کہ اسے زہر دے کر مارا گیا تھا اس کے بعد اس کے بھائی "خربندا محمد بن ارغون" نے ملک کو سنبھالا اس کو الملک غیاث الدین" لقب دیا گیا اور عراق، خراسان اور دوسرے شہروں کے منبروں پر اس کا خطبہ پڑھا گیا۔

اسی سال مصر کے گورنر "امیر سیف الدین سلار" نے حج کیا اس کے ہمراہ چالیس امراء اور امراء کی تمام اولاد بھی ان کے ساتھ وزیر مصر امیر عز الدین البغدادی نے بھی فریضہ حج ادا کیا ان کی جگہ برکت کی خاطر ناصر الدین محمد الشیخی "کو رکھا گیا اور سالار عظیم دبدبے کے ساتھ چلا مصری قافلہ حجاج کا امیر "اباق الحسامی" تھے اور شیخ صفی الدین نے مشائخ کی سرپرستی ترک کر دی تو ان کی جگہ قاضی عبد الکریم بن قاضی القضاۃ محی الدین بن الزکی مقرر ہوئے اور بروز جمعہ ۱۰ ذی الحجہ کو خانقاہ میں تشریف لائے پھر ان کے پاس ابن صصری عز الدین القلانسی الصاحب بن میسر کوتوال اور ایک جماعت بھی حاضر خدمت ہوئی ذی القعدہ میں تاتاریوں کا ایک بڑا لیڈر ان سے بھاگ کر اسلامی ممالک کی طرف آیا وہ امیر بدر الدین جنکلی بن البابا تھے ان کے ساتھ اسی آدمی اور تھے وہ جمعہ کو جامع میں آئے پھر وہاں سے مصر گئے وہاں ان کا اکرام کیا گیا اور اسے ہزار اشخاص کی امارت دی گئی اس کا مقام بلاد آمد میں تھا وہ سلطان کی بہتری کا خواہاں رہتا ان سے خط و کتابت کر کے ان کو تاتاریوں کے رازوں سے آگاہ کیا کرتا تھا جس کی وجہ سے دولت ناصریہ میں ان کی شان بہت بڑھ گئی۔

## اس برس وفات پانے والے حضرات

تاتاریوں کا بادشاہ قازان اسی سال فوت ہو گیا۔

**الشیخ القدوۃ العابد ابو اسحاق** ...... ابو اسحاق ابراہیم بن احمد بن محمد بن معالی بن محمد بن عبد الکریم الرقی الحنبلی ان کا اصل تعلق مشرقی علاقوں سے تھا ۶۴۷ھ میں "الرقہ" میں پیدا ہوئے سمجھدار ہو کر مشغول بالعلم ہو گئے علم حدیث کے علاوہ دوسرے علوم بھی حاصل کیے دمشق آئے اور "جامع" میں وضو خانہ کی جانب مشرقی اذان گاہ کے پیچھے اپنے اہل و عیال کے ساتھ قیام پذیر ہوئے خاص و عام کے نزدیک بڑے معظم تھے فصیح کلام اور کثیر العبادات تھے تنگی کے ساتھ زندگی بسر کرتے تھے عمدہ مجلس، لطیف کلام اور کثرت سے تلاوت کرنے والے تھے قوی التوجہ تھے تفسیر، حدیث، فقہ، ریاضی اور فلسفہ کے عالم تھے ان کی بہت سی تصنیفات خطبے اور عمدہ اشعار موجود ہیں اپنے مکان میں ۱۵ محرم جمعہ کی رات کو وفات پائی جمعہ کے بعد ان کی نماز جنازہ ادا کی گئی اور ان کو وہیں شیخ ابو عمر کے مقبرے میں دفن کئے گئے ان کے جنازے میں بڑی خلقت نے شرکت کی اللہ ان پر رحم کرے اور ان کے ٹھکانے کو ٹھنڈا رکھے۔

**شیخ شمس الدین** ...... شیخ شمس الدین محمد بن ابراہیم بن عبد السلام ابن الحنبلی کے نام سے معروف تھے بہترین آدمیوں میں سے تھے جن دنوں "عکا" پر فرنگیوں کا قبضہ تھا تو وہ مسلمان قیدیوں کی رہائی کے سلسلے میں وہاں جاتے رہے تھے اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے انہیں آگ

سے بچا کر جنت الفردوس میں داخل کرے۔

**خطیب ضیاء الدین**...... ابو محمد عبدالرحمن بن خطیب جمال الدین ابو الفرج عبدالوہاب بن علی بن احمد بن عقیل السلمی وہ اور ان کے والد ساٹھ برس تک بعلبک کے خطیب رہے۔ ۶۱۳ھ میں ان کی ولادت ہوئی بہت سے شیوخ سے علم حاصل کیا اور قزوینی سے تفرد اختیار کیا اچھے انسان بہترین قاری اور بڑے عادل تھے ۲۳ صفر دوشنبہ کی شب وفات پائی اور باب سطحا میں مدفون ہوئے۔

**شیخ زین الدین الفارقی**...... ابو عبداللہ بن مروان بن عبداللہ بن فیر بن حسن الفارقی شافعیہ کے شیخ تھے۔ ۶۳۳ھ میں پیدا ہوئے حدیث کا کثرت سے سماع کیا مختلف علوم حاصل کئے اور متعدد مدارس میں پڑھایا اور طویل مدت تک مفتی بھی رہے باہمت ذکی القلب اور شجاع آدمی تھے اوقاف کو بڑی خوبی کے ساتھ سنبھالتے تھے انہوں نے ہی "قازان" کے ہاتھوں دارالحدیث کی تباہی کے بعد اسے ازسرنو تعمیر کیا اور علامہ نووی کے بعد ستائیس برس تک اسے سنبھالتے رہے اور شامیہ البرانیہ اور جامع الاموی کی خطابت نو ماہ تک ان کے پاس رہی اپنی وفات سے قبل اس میں خطبہ دیا تھا اور وہاں سے دارالخطابۃ میں چلے گئے تھے اور وہیں جمعہ کے روز عصر کے بعد انتقال ہوا ہفتہ کو چاشت کے وقت ان کا جنازہ ہوا۔ ابن صصری نے باب الخطابۃ کے پاس ان کی نماز جنازہ پڑھی سوق الخیل میں حنفیہ کے قاضی شمس الدین بن الحریری نے اور جامع الصالحیہ کے پاس حنابلہ کے قاضی تقی الدین سلیمان نے نماز جنازہ پڑھی اور شیخ ابو عمر کے مقبرے کے شمالی سمت اپنے خاندان کے مقبرے میں مدفون ہوئے ان کے بعد خطابت پر شیخ شرف الدین الفزاری دارالحدیث کی مشیخت پر ابن الوکیل اور الشامیہ البرانیہ پر ابن الزملکانی مقرر ہوئے یہ تفصیلات اس سے قبل گزر چکی ہیں۔

**امیر کبیر عز الدین ایبک**...... ایک مدت تک دمشق کے نائب رہے جو وہاں سے معزول ہو کر صرخد چلے گئے۔ پھر وہاں سے اپنی وفات سے ایک ماہ قبل حمص کے گورنر بن کر گئے اور وہیں ۲۰ ربیع الآخر کو انتقال ہوا۔ "زاویۃ بن قوام کے مغربی جانب دامن کوہ میں اپنے مقبرے میں مدفون ہوئے پاس کی مسجد میں واقع حمام حموی انہی کی طرف منسوب ہے جسے انہوں نے اپنے دور گورنری میں تعمیر کیا تھا۔

**وزیر فتح الدین**...... ابو محمد عبداللہ بن محمد بن احمد بن خالد بن محمد بن نصر بن صقر القرشی المخزومی بن القیسرانی بڑے شیخ ادیب شاعر اور وزراء و رؤساء کے گھرانے سے تعلق رکھتے تھے ایک مدت تک دمشق کی وزارت ان کے پاس رہی پھر ایک عرصہ تک مصر میں دستخط کنندہ کی حیثیت سے کام کرتے رہے علم حدیث اور سماع حدیث پر خاص توجہ دیتے تھے ان کی ایک تصنیف ان اصحاب کے حالات میں ہے جن کی حدیثیں صحیحین (بخاری و مسلم) میں مروی ہیں اور وہ بڑے مجلدوں میں ان کی کچھ احادیث بھی لے کر آتے ہیں یہ دونوں مجلد دمشق میں مدرسہ ناصریہ کے لئے وقف ہیں ان کی گفتگو عمدہ لفظی و معنوی اعتبار سے نپی تلی ہوئی تھی۔ حافظ دمیاطی نے ان سے روایات لی ہیں ان کے شیوخ میں سب سے آخر میں فوت ہوئے۔ قاہرہ میں جمعہ کے روز ۲۱ ربیع الآخر کو وفات ہوئی۔ اصل میں قیساریہ سے تھے جو شام کا علاقہ ہے ان کے دادا موفق الدین ابو البقاء خالد نور الدین شہید کے وزیر تھے۔

عمدہ اور مایہ ناز کاتب تھے ان کی عمدہ تلخیص شدہ کتاب موجود ہے۔ صلاح الدین کے زمانہ میں ۵۸۸ھ میں ان کا انتقال ہوا ان کے والد محمد یحییٰ فتح الدین کے چچا تھے ان کے دادا علی بن نصر صقر "عکہ" میں فرنگیوں کے قبضے سے قبل ۴۷۸ھ میں پیدا ہوئے جب ۵۰۳ھ میں اس پر فرنگیوں کا قبضہ ہوا تو اس کے اہل خانہ وہاں سے ہجرت کر کے حلب آ کر مقیم ہو گئے وزیر فتح الدین خود بڑے شاعر تھے ان کا ایک مشہور دیوان ہے علم نجوم اور علم ہیئت وغیرہ میں بھی ان کو دسترس حاصل تھی۔

**اس تاریخ کے مؤلف ابن کثیر کے والد کے حالات**...... اسی سال والد صاحب فوت ہو گئے۔ ان کا نام خطیب شہاب الدین ابو حفص عمر بن کثیر بن ضوء بن کثیر بن ضوء بن درع القرشی تھا بنی حصلہ میں سے تھے بنی حصلہ شرف نسب کی طرف منسوب ہیں اور نسب بھی انہی کے ہاتھ میں ہے ان کے بعض انساب پر ہمارے شیخ المزی کو واقفیت ہوئی تو ان کو بہت پسند آیا اور خوش ہوئے اور اسی وجہ سے میرے نسب میں القرشی لکھتے

کے بصریٰ کی مغربی سمت بصریٰ اور اذرعات کے درمیان واقع "شرکوین" نامی گاؤں سے ان کا تعلق تھا یہ ۶۴۰ھ کے قریب پیدا ہوئے اور "بصریٰ" میں اپنے ننھیال "بنی عقبہ" کے پاس رہ کر حصول علم میں مشغول ہو گئے نیز مذہب حنفی کی البدایہ پڑھی، "جمل" زجاجی حفظ کی، نیز علم نحو، عربیت اور لغت پر خصوصی توجہ دی عرب کے اشعار خوب زبان پر رکھتے تھے حتیٰ کہ خود بھی عمدہ مرثیے، مدح اور ہجو کے اشعار بھی بڑے شائستہ انداز اور خوبی کے ساتھ کہتے تھے شہر کے شمالی جانب "مجدل القریہ" جسے دیکھنے لوگ جایا کرتے تھے میں واقع بصریٰ کے مدارس میں مدرس مقرر ہوئے لوگوں کے نزدیک یہ ایک "دیر" (عبادت خانے کی جگہ ہے) کے نام سے مشہور تھا۔ اللہ تعالیٰ کی اس جگہ کی صحبت کے باعث میں نے یہاں ہوتے ہیں پھر بصریٰ کی مشرقی جانب گاؤں کی خطابت کے لئے تشریف لے گئے اور امام شافعی کا مذہب اختیار کیا امام نووی اور شیخ تقی الدین الفزاری سے مستفید ہوتے رہے جیسا کہ شیخ علم الدین البرزالی نے بتایا کہ شیخ تقی الدین ان کا بہت اکرام اور احترام کیا کرتے تھے بارہ برس تک وہیں مقیم رہے۔

پھر وہاں سے "مجیدل" گاؤں کی خطابت کے لئے تشریف لے گئے اسی گاؤں سے میری والدہ تھیں طویل مدت تک عزت اور خوبی کے ساتھ اس گاؤں میں قیام پذیر رہے اچھا خطبہ دیا کرتے تھے ان کی دیانت، فصاحت و طلاقت کی وجہ سے ان کی عزت لوگوں کے یہاں بڑی اہمیت رکھتی تھی گاؤں کی اقامت کو شہروں پر آسودگی اور اپنے اہل و عیال کے لئے رزق حلال کے مواقع کی وجہ سے ترجیح دیتے تھے میری والدہ اور ان سے پہلی والی بیوی سے ان کی متعدد اولاد ہوئی سب سے بڑے کا نام اسماعیل دوسرے کا نام یونس اور تیسرے کا نام ادریس تھا، میری والدہ سے عبد الوہاب، عبد العزیز اور محمد ہوئے چند بیٹیاں بھی تھیں ان میں سب سے چھوٹا میں ہوں میرا نام میرے بڑے بھائی کے نام اسماعیل پر رکھا گیا کیونکہ والد صاحب کے پاس قرآن حفظ کرنے اور تحصیل علم کے لئے دمشق گئے وہاں انہوں نے ایک مقدمہ پڑھا جو "التنبیہ" اور اس کی شرح کی علامہ تاج الدین الفزاری کے پاس حفظ کی اور اصول فقہ میں "المنتخب" پڑھی یہ بات مجھے میرے شیخ ابن الزملکانی نے بتائی ایک دن "الشامیہ البرانیہ" کی چھت سے گر گئے اور چند دن تک زخمی رہ کر فوت ہو گئے والد صاحب کو ان کے انتقال پر شدید رنج ہوا اور ان کے مرثیہ میں بہت سے اشعار کہے اس کے بعد جب میری ولادت ہوئی تو میرا نام اسماعیل رکھا۔

چنانچہ ان کی اولاد میں سب سے بڑا اسماعیل تھا اور سب سے چھوٹا بھی اسماعیل تھا اللہ تعالیٰ رحم کرے۔ جو شخص پہلے فوت ہو گیا اللہ تعالیٰ اس پر رحم کرے اور جو باقی رہ گیا اس کا بھی خاتمہ بالخیر کرے۔ میرے والد نے جمادی الاولیٰ ۷۰۳ھ میں مجیدل گاؤں میں وفات پائی اور وہیں قبرستان کے پاس مقبرے میں دفن ہوئے میں اس وقت تین سال یا اس کے لگ بھگ کا چھوٹا سا بچہ تھا مجھے ایک خواب کی طرح یاد ہے پھر وہاں سے ہم کمال الدین عبدالوہاب کے ہمراہ ۷۰۷ھ میں دمشق آئے وہ میرا حقیقی بھائی اور مجھ پر بہت شفیق تھا اس کی وفات ۷۵۰ھ میں ہوئی اور ہم دمشق میں آ کر ان کے پاس علم حاصل کرنے میں لگ گئے اللہ تعالیٰ نے آسان کیا جو آسان تھا میرے لئے ان کے پاس کئی کتب حاصل ہوئیں میرے شیخ حافظ علم الدین البرزالی نے اپنی تاریخ میں یہ بیان کیا ہے ان کے شاگرد محمد بن سعد المقدسی نے بھی روایت کی اور میں نے یہ بات محدث شمس الدین بن سعد کے ایک مخطوطہ سے نقل کی ہیں اور ان کی طرح سے بہت سی کتابوں میں ہے وہ بصریٰ کی مسجد میں موجود دیوان کی ایک تحریر مجھے ملی شیخ برہان الدین کے ہاتھ میں لکھا ہے کہ عمر بن کثیر گاؤں کے خطیب تھے یہ اہل بصریٰ کے نزدیک بڑے ذہین شخص تھے ان کی عمدہ نظمیں ہیں بہت سی پہیلیاں انہیں حفظ تھیں یا صحیح کی تھیں۔ میں نے استاد شیخ تاج الدین الفزاری کی موجودگی میں آپ کے اشعار تحریر کئے جمادی الاولیٰ ۷۰۳ھ میں مجیدل گاؤں میں بصریٰ کے قریب جس میں وفات پائی خطیب گاؤں کا جس پر الحمد لکھا ابو حفص عمر بن کثیر القرشی نے نصف شعبان ۶۸۷ھ کو یہ ہمیں اپنے کچھ اشعار سنائے:

ترجمہ ہے:

> شاید میری بھول سے وہ موقع مل سکے۔ نہ رات جاگ کر عاشق بن کر سوتی عشق میں عمر کا گزارا اور یہ وہ صفات ان سے ہیں تم کسے گزاری عمر کی وجہ سے تم نے ستاروں کو بے ترتیب سمجھا دل یہ تھا کہ عشق و محبت کی تکلیف سے گزرنا پڑ رہا ہے تمہارا آنا مجھ پر اگر تم میری عیادت کے لئے آتے عشق کے ہاتھوں مجھے ایک ذرا سے اٹ پلٹ کر دیتے تو مجھے آپ کی نظر تو آتی ہے لیکن ان کے دل سے محبت محسوس ہوتی ہے "سعد" کے بچھڑنے کے بعد میرے جیسا عشق تمہیں نے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ہو دل میں جو کچھ ہے میرے اشکوں نے اس کو بیان کر دیا تاکہ اس کی آزمائش کم ہو لیکن آنسوؤں نے اسے ظاہر کر دیا

تو نے تو بڑی شان والی رات گزری گھر میں دوستوں کے بعد دوری کو کوئی مشقت نہیں سمجھتا اے وہ رات جس کی فجر میرے لئے ایسی طویل ہو گئی کہ میں نے خیال کیا کہ یہ رات ہمیشہ ایسی ہی رہے گی ایک نازک اندام شیریں دہن لگی ہے ایسی محبت اور ایسا وجد کہ اس کے اقل القلیل کو بھی بیان نہیں کیا جا سکتا اس کا چہرہ چودھویں کا چاند ہے اس کے جمال کو شدید سیاہ بالوں کے گیسوؤں نے مزین کر دیا ہے پھر تیکھے قد سے گویا نیزے کو بلا رہا ہے اور اپنی پلکوں سے ہندی تلوار سونت رہا ہے اس کے رخساروں کے گلاب اس کی جبین کی سفیدی اور اس کے دانتوں کی چمک میں میں نے اپنا صبر کھو دیا ہے ہر حسن اس کے آگے گھٹیا ہے رب الجمال (اللہ تعالیٰ) تنہا اسی کا ہو گیا ہے جب وہ تجھے گھور کر دیکھے اور ملاقات کے وقت حرکت کرے تو تجھے یوں قیدی بنائے گا کہ تجھے اپنی زبان اور ہاتھوں پر بھی قدرت نہ ہو گی اس کے اکرام و اجلال میں تو سجدے کرے گا اور قسمیں کھا کر کہے گا کہ تو حسن میں تنہا ہے بہت سے کافروں نے اس کے حسن میں غور کیا ہے تو اس کے اجلال کی وجہ سے کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گئے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام صلیب پر حضرت مریم علیہا السلام کا انکار کر دیا اور بغض ختم کر کے محمد ﷺ سے محبت کرنے لگے اے حسن کا کعبہ! جس کے گرد میرے دل نے طواف کیا چھٹکارے کے لئے میں کیا چیز فدا کروں؟ میں تیرے رات کو آنے والے خیال پر قناعت کر رہا ہوں حالانکہ میں تیری ہمیشگی کے وصل سے بھی راضی ہونے والا نہیں تھا مجھے ایسے شوق نے لاغر کر دیا جو حد سے متجاوز ہے اور حد سے گزر رہا ہے جب بھی تو ہمارے قبیلے سے گزرا تو اے ملاحت اور نازکی کے آقا میں نے تیرے فضل سے تجھے مانگا کہ شاید میری پلکوں کے آنسو تھم جائیں اور دل کو سکون آئے جو تیری جدائی سے اب تک پر سکون نہیں ہوا تو نے میرے فراق کو غلط خیال کیا ہے اگر تم اس فیصلے سے صاحب ہوتے تب بھی ملامتو! اور دشمن تمہیں مجھ سے نہیں روکتے۔

ان ابیات کی تعداد ۲۳۱ ہے اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے کیا شعر بنائے ہیں۔

## آغاز ۷۰۳ھ

اس سال کے آغاز میں بھی خلیفہ سلطان حکام اور امراء وہی تھے جو پہلے مذکور ہوئے ہیں بروز شنبہ ۳ ربیع الاول امیر بیبرس جاشنکیر منصوری کے جاری کردہ وظائف اور دروس کی جامع الحاکم میں قرأت ہوئی ۷۰۲ھ میں ہونے والے زلزلے سے جامع الحاکم تباہی سے دوچار ہوا تھا تو "جاشنکیر منصوری" نے اس کو از سر نو تعمیر کرایا تھا اور اربعہ کو مذاہب اربعہ کا مدرس مقرر کیا گیا۔ "سعد الدین الحارثی" کو "شیخ الحدیث" "اثیر الدین ابو حیان" کو "شیخ النحو" القونوی کو شیخ افادۃ العلوم مقرر کیا گیا جمادی الاولیٰ میں امیر رکن الدین بیبرس نے امیر سیف الدین سلار کے ہمراہ "الحجوبۃ" (شعبہ حاجی) کو سنبھالا اور دونوں دمشق میں بہت بڑے حاجب قرار پائے رجب میں شیخ تقی الدین ابن تیمیہ کے پاس ایک شیخ کو لایا گیا جو بڑا وسیع و عریض گدڑی پہنا کرتا تھا اسے مجاہد ابراہیم القطان کہا جاتا تھا شیخ تقی الدین نے اس کو پھاڑنے کا حکم دیا تو لوگوں نے ہر طرف سے ہجوم کر کے اسے پھاڑ ڈالا اس میں سے کچھ بھی نہیں رہنے دیا اس کے لمبے لمبے بال کاٹنے اور ناخن تراشنے کا حکم دیا جو بہت طویل تھے اور اس کی مونچھیں صاف کرنے کا حکم دیا جو سنت کے خلاف اس کے منہ پر لٹک رہی تھیں فحش باتوں حشیش اور دوسرے محرمات جو عقل پر اثر انداز ہوتے ہیں اس سے توبہ کرائی اس کے بعد شیخ محمد الخباز البلاسی کو لایا گیا اسے بھی محرمات اور ذمیوں سے میل جول رکھنے سے توبہ کرائی اور اس کے خلاف ایک مکتوب لکھا کہ خوابوں کی تعبیرات اور غیر معلوم چیزوں کے متعلق کوئی کلام نہیں کرے گا اسی مہینے میں شیخ تقی الدین ابن تیمیہ مسجد التاریخ گئے وہاں نہر قلوط کے قریب واقع چٹان تھی جسے لوگ دیکھنے جاتے اس پر نذریں چڑھاتے تھے شیخ نے اپنے ساتھیوں کو اسے پتھروں سے توڑنے کا حکم دیا۔

چنانچہ وہ چٹان توڑ دی گئی اور اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی اس چٹان سے اور شرک سے حفاظت فرمائی اور مسلمانوں نے ایسے شر کو ہٹا دیا جس سے بڑا شر پھیلنے کا اندیشہ تھا یہ اور اس جیسے دیگر کام کرنے کی وجہ سے لوگ ان کے حاسد اور دشمن بن گئے اس کے باوجود انہوں نے دین کے معاملے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پرواہ نہیں کی اور دشمن انہیں کوئی تکلیف نہیں پہنچا سکے زیادہ سے زیادہ انہیں قید کرا سکے لیکن وہ مصر میں اور نہ شام میں

کسی بحث سے پیچھے ہٹنے شخصوں کو دونوں ایک بات ان میں تفریق نہیں آتی جس سے ان پر عیب لگایا جاسکتا ہو البتہ انہیں پکڑ کر "القلعۃ" میں قید کر دیا جیسا کہ قبل ازیں بیان کیا جا چکا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی کی طرف لوگوں کو لوٹنا ہے اور وہی حساب لینے والا ہے۔ بعد ازیں قاضی القضاۃ نجم الدین ابن صصری "المدرسۃ العادلیۃ الکبیرۃ" میں بیٹھے مدرسہ کی تجدید عمارت کے بعد جو تعمیر کئے گئے عرصہ گزرا تھا ان کے بعد اس کی تباہی کی وجہ سے وہاں کوئی فیصلہ نہیں کرتا تھا شیخ امین الدین ابن القلانسی کے نام بیت المال کی وکالت کا فرمان آیا لیکن انہوں نے اسے رد کر دیا شیخ کمال الدین بن الزملکانی کے نام خزانہ کی نگہداشت کا پروانہ آیا اور انہوں نے اسے قبول کر لیا پھر انہیں خلعت کی چادر پہنائی گئی اور جمعہ کے دن ان کے ہمراہ حاضر ہوئے اس سے قبل یہ دونوں عہدے نجم الدین بن ابو الطیب کے پاس تھے جن کی وفات ہو گئی شعبان میں ایک گروہ نے ابو عمر کا مقام ضائع کرنے کی کوشش کی اور اس کے بارے میں علماء کے فتوے بھی لے لئے اور نائب سلطنت سے اس کے بارے میں گفتگو بھی کی لیکن اس پر اتفاق نہ ہو سکا چنانچہ اس ابن عمر کو چھوڑ دیا گیا اور نصف شعبان کی نماز پڑھی گئی اور ۵ شعبان کو مصر سے شیخ کمال الدین ابن الشریشی "بیت المال" کی وکالت لے کر پہنچے ۸ رمضان کو قلعہ کے قریب "الملک الکاملیہ" میں ابن صصری کے پاس حاضر ہوئے سے شاہی کو معزول کر کے ان کی جائیداد ضبط کر لی گئی اور ان کے خلاف حکم لگا کر انہیں سزا دی گئی یہاں تک کہ وہ زخمی ہو گئے اور سعد الدین محمد بن محمد بن عطا کو وزارت کا قلمدان سونپا گیا اور انہیں خلعت عطا کی گئی ۹ رجب کو قاضی القضاۃ کی عدالت میں قاضی القضاۃ جمال الدین الزرعی نے شمس محمد بن جمال الدین بن عبد الرحمٰن الباجربقی کے قتل کا فیصلہ سنایا کیونکہ الباجربقی پر کفر اور زندقہ کا ایک مقدمہ ان کے خلاف ثابت ہو چکا تھا ان کے خلاف گواہی دینے والوں میں شیخ مجد الدین التونسی النحوی الشافعی بھی شامل تھے لیکن الباجربقی مشرقی علاقوں کی طرف بھاگ گیا اور چند سال وہیں ٹھہرا پھر مذکورہ حاکم کی موت کے بعد واپس آیا جیسا کہ عنقریب بیان ہوگا۔

ذی القعدہ میں نائب سلطنت شکار کھیلنے کے لئے گیا تو بدوؤں کی ایک جماعت نے اس پر حملہ کر دیا اور مارے گئے الافرم میں مصروف ہو گئے اور ان میں سے نصف کو قتل کر دیا لیکن امیر سیف الدین بہادر آمر ان بدوؤں کو حقیر خیال کر کے نکل آئے تو ایک نے انہیں نیزا مارا اور قتل کر دیا پھر وہ واپس لوٹے دوران میں چند کو قتل کر دیا اور ایک کو گرفتار کر لیا اور یہ بھی کہا گیا کہ امیر کو قتل کیا ہے چنانچہ اسے قلعہ کے نیچے پھانسی دی گئی اور مقتول امیر کو "السعد" کے مقبرے میں دفن کر دیا گیا ذی القعدہ میں شیخ شمس الدین ابن الخطیب اور علماء کی ایک جماعت نے "الظاہریہ" اور "القوصیہ" کے دار الحدیث کے شیخ علاء الدین ابن العطار کے بارے میں فتوے دیئے کہ وہ شافعی مسلک کے خلاف ہے اور ان میں بہت سی باتیں ہیں تو شیخ علاء الدین کو اس سے خطرہ محسوس ہوا اور وہ قاضی کے پاس گئے تو قاضی نے ان کا خون بہانا چاہا لیکن ان کو سابقہ عہدوں پر برقرار رکھا پھر جب یہ بات نائب السلطنت تک پہنچی تو اس نے مخالفین کو سخت سست کہا اور انہیں سمجھایا تو انہوں نے آپس میں صلح کر لی اور نائب سلطنت نے فرمان جاری کیا کہ فقہا کے درمیان فتنوں کو ختم کیا جائے اوائل الحجہ کے آغاز میں شیخ تقی الدین ابن تیمیہ نے اپنے اصحاب کی ایک جماعت کے ساتھ کسروان اور جرد کے پہاڑوں کی طرف تشریف لے گئے ان کے ساتھ نقیب الاشراف زین الدین ابن عدنان بھی تھا وہاں جا کر بہت سے لوگوں کو توبہ کروائی اور انہیں اسلامی تعلیمات لازم کر کے مؤید و منصور واپس ہوئے۔

## اس سال کے فوت شدہ معروف حضرات

**شیخ تاج الدین بن شمس الدین ابن الرفاعی** ... طویل مدت تک مقام ام عبیدہ میں احمدیہ فرقے کے شیخ رہے جمادی کے مہینے میں وفات پائی اور اپنے بزرگوں کے پاس دفن ہوئے۔

**الصدر نجم الدین ابن عمر** ..... نجم الدین ابو عمر بن ابی القاسم بن عبد المنعم بن محمد بن حسن بن ابی الکاتب بن محمد بن ابو الطیب بیت المال کے وکیل اور خزانے کے نگران رہے، ایک وقت میں الملک حسام الدین لاجین المنصوری کے بھی نگران رہے تھے، بہت سیرت کے مالک اور اچھے آدمی تھے حدیث کو سنا اور روایت بھی کی ہے۔ ۵ شوال کو ہفتہ کی رات کو وفات پائی اور باب الصغیر میں اپنے مقبرے میں دفن ہوئے۔

## آغاز ۷۰۵ھ

اس سال کے آغاز پر خلیفہ مستکفی اور سلطان الملک الناصر تھا اور دوسرے حکام وہی گزشتہ برس والے تھے خبر آئی کہ تاتاریوں کے ایک دستے نے "حلب کی فوج پر چھاپہ مار کر حملہ کیا ہے اور بڑے بڑے لوگوں کو قتل کر دیا ہے اس کی وجہ سے حلب میں بڑی آہ و زاری ہوئی ہے محرم کے آغاز پر ابن صصری کی نیابت میں قاضی القضاۃ امام الدین کے بھائی جلال الدین قزوینی نے احکام جاری کئے ۲ محرم کو نائب السلطنت بقیہ شامی افواج کو لے کر نکلے اور اس سے قبل شیخ ابن تیمیہ فوج کی ایک ٹکڑی لے کر محرم کو ہی نکلے تھے اور الجرد" "الرفض اور التیامنہ کے علاقوں کی طرف گئے تھے چنانچہ نائب السلطنت "الافرم" خود جہاد کے لئے شیخ کی روانگی کے بعد نکلا اللہ تعالیٰ نے ان کی مدد کی اور انہوں نے وہاں کے لوگوں اور ان کے فرقہ ضالہ کی ایک بڑی تعداد کو برباد کر دیا اور ان کی کثیر اراضی کو روند ڈالا پھر نائب السلطنت فوج اور شیخ کی معیت میں دمشق لوٹ آیا اس مہم میں شیخ کی موجودگی کی وجہ سے خیر کثیر حاصل ہوا اور اس لڑائی میں شیخ رحمۃ اللہ نے علم و شجاعت کے جوہر دکھائے بنابریں ان کے دشمنوں کے دل حسد و غم سے بھر گئے جمادی الاولیٰ کے آغاز میں عز الدین بن میسر کی جگہ قاضی امین الدین ابوبکر بن قاضی وجیہ الدین عبد العظیم بن الرقاقی المصری قاہرہ سے دمشق کے کونسل خانوں کا ناظم بن کر آیا۔

**شیخ تقی الدین بن تیمیہ کے ساتھ احمدیہ فرقہ کے مجالس ثلاثہ کے احوال** ...... بروز ہفتہ ۹ جمادی الاولیٰ کو فرقہ احمدیہ کی ایک بڑی جماعت نائب السلطنت کے پاس "القصر الابلق" میں حاضر ہوئی اور شیخ تقی الدین ابن تیمیہ بھی تشریف لائے تو احمدیوں نے امراء کی موجودگی میں نائب سلطنت سے درخواست کی کہ شیخ تقی الدین اپنی امارت کا ان پر استعمال نہ کرے بلکہ انہیں اپنے حال پر چھوڑ دے شیخ نے انہیں جواب دیا کہ یہ ممکن نہیں ہر شخص پر لازم ہے کہ وہ قولاً و فعلاً کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ کی پیروی کرے اگر کوئی اس کے خلاف کرے گا تو اس کے خلاف آواز اٹھانا واجب ہے اور انہوں نے کچھ شیطانی افعال دکھانے چاہے جنہیں وہ اپنی سماعات میں کیا کرتے تھے تو شیخ نے فرمایا کہ یہ شیطانی باطل احوال ہیں اور ان میں سے اکثر حیلوں اور بہتان کی قبیل سے ہیں ان میں سے کوئی اگر آگ میں جانا چاہتا ہے تو پہلے حمام جا کر اپنے جسم کو اچھی طرح دھولے اور اشنان اور سرکے سے اس کو رگڑے پھر اگر وہ سچا ہے تو آگ میں داخل ہو جائے فرض کریں کہ غسل کرنے کے بعد اہل بدعت میں سے اگر کوئی آگ میں داخل ہو جائے تو اس کی نیکی اور کرامت پر دلیل نہیں بن سکتی بلکہ یہ دجل و شیطانیت کے احوال ہیں اور خلاف شریعت ہیں اگرچہ ان کا عامل سنت پر عامل ہو پھر سنت سے دور شخص کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے؟ اتنے میں المنیع کا شیخ صالح آگے بڑھ کر کہنے لگا کہ ہمارے احوال تو تاتاریوں کے ہاں منفق ہوتے ہیں شریعت کے ہاں نہیں حاضرین نے اس کلمہ کو بنیاد بنا کر اس پر اعتراضات کرنے شروع کر دیے پھر اس پر اتفاق ہوا کہ وہ اپنے گلے سے لوہے کے طوق اتار دیں جو بھی قرآن و سنت سے خروج کی کوشش کرے گا اس کی گردن ماری جائے گی اور شیخ نے احمدیہ فرقہ کے طریق کی وضاحت میں ایک تصنیف لکھی جس میں ان کے احوال ان کے مسلک تخیلات اور قرآن کی رو سے مردود و مقبول اقوال کو بیان کیا چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس کے ہاتھوں سنت کو غالب کر کے بدعتیوں کی بدعت کی آگ کو بجھا دیا۔

اس ماہ کے عشرہ وسطیٰ میں جلال الدین بن معبد عز الدین خطاب اور بکتاش الحسامی کے مملوک سیف الدین بکتمر کو امارت کی خلعت اور عزت کا لباس دیا گیا اور سوار ہو گئے اور جبل الجرد والکسروان اور البقاع کے علاقے ان کے حوالے کئے گئے بروز جمعرات ۳ رجب کو لوگ استسقاء کے لئے "المزہ" کے میدان کی طرف نکلے وہاں ایک منبر نصب کیا گیا نائب سلطنت قضاۃ علماء فقہا اور تمام لوگ وہاں پہنچے بہت اجتماع تھا اور عظیم و بلیغ خطبہ پڑھا گیا اور بارش کے لئے دعا کی گئی لیکن اس روز بارش نہیں ہوئی۔

**شیخ الاسلام ابن تیمیہ کی پہلی مجلس** ...... بروز سوموار ۸ رجب کو قضاۃ اور علماء ان میں سے شیخ تقی الدین بن تیمیہ بھی تھے محل میں نائب سلطنت کے ہاں حاضر ہوئے اور شیخ تقی الدین کا عقیدہ واسطیہ پڑھا گیا اس کے بعض مقامات کے بارے میں بحث ہوئی اور چند مجلسوں پر بحث کو

دوسری مجلس تک موخر کیا گیا اسی مہینے کی ۱۲ تاریخ کو جمعہ کی نماز کے بعد مجتمع ہوئے اور شیخ صفی الدین ہندی بھی تشریف لائے اور شیخ تقی الدین کے ساتھ طویل گفتگو کی لیکن ان کی نہر نے ایک سمندر سے ٹکر لی تھی پھر اس پر اتفاق ہوا کہ شیخ کمال الدین بن الزملکانی ہی بغیر کسی رعایت کے اس مسئلے کی تحقیق کریں گے چنانچہ دونوں نے اس مسئلے میں مناظرہ کیا اور لوگ شیخ کمال الدین بن الزملکانی کے فضائل ذہن رسا حسن بحث کی وجہ سے مطمئن ہوئے انہوں نے ابن تیمیہ رحمۃ اللہ سے بحث میں مقابلہ کیا اور ان کے ساتھ گفتگو کی بالآخر اس عقیدے کی قبولیت پر جا کر یہ بحث ختم ہو گئی شیخ معظم و مکرم اپنے گھر لوٹے اور مجھے یہ بات پہنچی کہ عوام نے ان جیسے مواقع پر اپنی عادت کے مطابق باب النصر سے القصاعین تک ان کے لئے شمعیں روشن کی تھیں ان جیسے اجتماعات منعقد کرنے کا سبب سلطان کا موصول شدہ ایک خط تھا اور اس خط کو بھیجنے کا باعث مالکیہ کا قاضی ابن مخلوف اور شیخ نصر المنبجی جاشنگیر کا شیخ وغیرہ شیخ کے دشمن تھے۔

وجہ یہ تھی کہ شیخ تقی الدین ابن تیمیہ المنبجی کے متعلق باتیں کر کے اسے ابن عربی کے معتقد سمجھتے تھے اور فقہا کی ایک جماعت ان کے حکومت سے قرب امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے معاملے میں ان کے انفراد عامۃ الناس کی ان سے محبت و اطاعت اتباع کی کثرت قیام فی الحق علم و عمل کی وجہ سے ان سے حسد کرتی تھی ایک موقع پر نائب السلطنت کی عدم موجودگی کی وجہ سے دمشق میں بڑی تنگی اور تشویش پھیلی قاضی نے شیخ کے اصحاب کے ایک گروہ کو طلب کر کے بعض کو تعزیر کی پھر یوں ہوا کہ استسقاء (طلب بارش) کی خاطر قرأۃ بخاری شریف کے بعد "قبۃ النسر" کے نیچے امام بخاری کی کتاب سے فرق جہمیہ پر ردّ کی خاطر افعال العباد کا ایک فصل شیخ جمال الدین المزی الحافظ نے پڑھا تو وہاں موجود فقہا میں سے بعض نے ناراض ہو کر شوافع کے قاضی ابن صصری سے ان کی شکایت کی وہ شیخ کا دشمن تھا۔

چنانچہ المزی کو اس نے جیل میں ڈال دیا شیخ تقی الدین کو جب یہ خبر پہنچی تو ان کو بڑا دکھ ہوا اور جیل جا کر خود انہیں وہاں سے نکالا اور پھر محل کی طرف گئے اور وہاں سے قاضی سے ملاقات ہوئی اور جمال الدین المزی کے متعلق گفتگو کی لیکن ابن صصری نے قسم کھائی کہ اسے واپس جیل بھیج دو ورنہ وہ مستعفی ہو جائے گا تو نائب نے قاضی کی تسکین قلب کی خاطر المزی کو دوبارہ جیل بھیجنے کا حکم دیا اور انہیں القوصیہ میں چند روز اپنے پاس محبوس کر کے چھوڑ دیا پھر جب نائب سلطنت واپس آیا تو شیخ تقی الدین نے انہیں اپنی غیر موجودگی میں اپنے ساتھ اور اپنے اصحاب پر ہونے والے واقعات سے آگاہ کیا تو ان کو اس سے دکھ ہوا اور شہر میں اعلان کرا دیا کہ آئندہ عقائد کے متعلق کوئی گفتگو نہ کرے اگر کسی نے بات کی تو اس کا مال اور اس کا خون حلال سمجھے جائیں گے اور اس کا مکان اور دکان ضبط کئے جائیں گے چنانچہ اس وجہ سے حالات پر سکون ہو گئے ابن کثیر نے ان مجالس ثلاثہ میں ہونے والے مناظرات کی کیفیت کے بارے میں شیخ تقی الدین کے کلام کا ایک حصہ لکھا ہے۔

تیسری مجلس ۷ شعبان کے روز محل میں منعقد ہوئی اور پوری جماعت عقیدہ مذکورہ پر راضی ہو گئی اور اسی دن بعض حاضرین مجلس کی کچھ باتوں سے ناراض ہو کر ابن صصری نے قضا سے استعفیٰ دے دیا باتیں کرنے والے شخص شیخ کمال الدین الزملکانی تھے پھر ۲۶ شعبان کو سلطان کا ایک خط آیا جس میں ابن صصری کو دوبارہ قاضی بنانے کے لئے کہا گیا تھا یہ کام المنبجی کے مشورے سے ہوا تھا اور خط میں لکھا تھا کہ ہم نے شیخ تقی الدین ابن تیمیہ کے لئے ایک مجلس کے انعقاد کا سنا ہے اور ہم یہ بھی جان چکے ہیں کہ ان کے لئے کتنی مجلس منعقد کی جا چکی ہیں اور یہ کہ وہ سلف کے مذہب پر قائم ہیں ان باتوں سے ہمارا مقصد ان کی طرف منسوب باتوں سے ان کے دامن کو بری قرار دینا ہے پھر ۵ رمضان کو بروز دوشنبہ کو سلطان کا دوسرا خط آیا جس میں شیخ تقی الدین ابن تیمیہ کے ساتھ "جاغان" اور قاضی امام الدین القزوینی کے ایام میں پیش آمدہ واقعات سے پردہ اٹھایا گیا تھا اور شیخ تقی الدین اور ابن صصری کو مصر پہنچنے کا حکم دیا گیا تھا چنانچہ تعمیل حکم میں دونوں ڈاک کے گھوڑوں پر مصر روانہ ہو گئے اور شیخ کے ساتھ ان کے اصحاب کی بڑی تعداد بھی جو رو رہے تھے اور دشمنوں کی جانب سے خطرہ بھی محسوس کر رہے تھے نائب سلطنت الافرم نے انہیں ارادہ مصر ترک کرنے کا مشورہ بھی دیا تھا اور کہا کہ میں سلطان سے خط و کتابت کر کے تمام قضیوں کا تصفیہ کر دوں گا لیکن شیخ نے انکار کیا اور اسے جواب دیا کہ میرے مصر جانے میں بہت سی مصلحتیں ہیں۔

چنانچہ جب وہ مصر روانہ ہونے لگے تو ان کو دیکھنے اور الوداع کہنے کے لئے لوگوں کا انبوہ اکٹھا ہو گیا حتیٰ کہ لوگ دمشق اور الکسوۃ کے درمیان ان کے گھر الجسورہ تک پھیل گئے ان میں سے بعض رو رہے تھے بعض غمگین تھے بعض خوش و کھیل میں مصروف تھے اور بعض مزاحمت میں تنگی کر رہے

تھے بروز جمعہ شیخ تقی الدین غزہ پہنچے اور اس کی جامع مسجد میں ایک عظیم مجلس کا انعقاد کیا گیا، پھر دونوں ساتھ قاہرہ میں داخل ہوئے اور لوگوں کے دل بھی ساتھ لے کر گئے چنانچہ بروز دو شنبہ ۲۲ رمضان کو دونوں مصر میں داخل ہوئے ایک قول ہے کہ بروز جمعرات داخل ہوئے تھے بروز جمعہ نماز کے بعد ان کے لیے قلعہ میں مجلس منعقد ہوئی جس میں قضاۃ اور امراء کی جماعت شریک ہوئی شیخ نے اپنی عادت کے مطابق گفتگو کا ارادہ کیا لیکن آپ کو بات کرنے نہ دیا گیا اور شمس الدین ابن عدنان الشافعی کو مدعی مقرر کیا گیا اس نے ابن مخلوف المالکی کے سامنے آپ پر دعویٰ قائم کیا کہ آپ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ آسمان پر حقیقتاً موجود ہے اللہ تعالیٰ حروف اور آواز کے ساتھ کلام کرتا ہے اس نے شیخ سے اس کا جواب طلب کیا تو شیخ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا میں لگ گئے تو اس نے کہا کہ آپ اس بات کا جواب دیں جس کے لیے آپ کو لایا گیا ہے شیخ نے پوچھا کہ میرے متعلق فیصلہ کون کرے گا تو ان کو جواب دیا گیا کہ قاضی مالکی فیصلہ کریں گے شیخ نے ان سے کہا کہ آپ میرے متعلق کیسے فیصلہ کر سکتے ہیں جب کہ آپ میرے مخالف ہیں اس پر وہ شدید غضبناک ہوا اور بہت تنگ دل ہوا اس نے شیخ کے خلاف مقدمہ کی کارروائی کی اور ان کو چند روز قلعہ کے ایک برج میں قید کر دیا گیا پھر عید کی رات کو انہیں ان کے بھائی شرف الدین عبداللہ اور زین الدین عبدالرحمٰن کو جب کی قید میں منتقل کر دیا گیا اور ابن مخلوف نے امیر الجاشنکیر کے حکم کے مشورے سے ایسا کیا تھا اور یہ خط بروز ۲۲ ذی القعدہ کو دمشق میں بھی آیا تو اس سے فقہاء اور دین کی مجلس کے لیے ہوتے تھے جامع میں ان کے بارے میں پڑھا گیا اور ان کے متعلق خط پڑھا گیا اس کے بعد ایک خط پڑھا گیا جس میں شیخ تقی الدین کے متعلق عقیدے کے حوالے اور حقیقت میں ان کی توقیف کے بارے میں کہا گیا تھا اور یہ بھی لکھا تھا کہ اس کی [illegible] علاوہ ان میں کہا گیا ہے کہ سب کو ان کی مخالفت کا الزام [illegible] مصر میں بھی کی گئی ہے [illegible] شیخ [illegible] ان کے خلاف کئے ہو گئے تھے اور امراء کی ایک بڑی جماعت سے ان کی دوستی تھی [illegible] بھی پہنچا ہے [illegible] مصر میں شمس کی بڑی تحقیق کی گئی کہ ان کا قاضی شرف الدین الحرانی [illegible] لئے خطاب [illegible] مستقل آ گیا اور ان کا حال ذکر کیا ہوا۔

ماہ رمضان میں حرم نبوی ﷺ کے خدام کے سربراہ کا خط آیا جس میں اس نے شکایت کی کہ قریب باب السلام کے پاس ایک الان کا دل [illegible] شروع کرنے کے لیے حرم نبوی کی کچھ قندیلیں فروخت کرنے کی اجازت طلب کی اس کا جواب نامہ لکھ کر بھیجا گیا تھا ان قندیلوں میں سے کئی قندیلیں تھیں جن کا وزن ایک ہزار درہم تھا اس نے وہ قندیلیں لے لیں [illegible] تعمیر شروع کر دی اور حرم نبوی ﷺ کی طہارت کے ساتھ قضاء کی سراج الدین عمر کے حوالے کر دی گئی اور بات [illegible] ختم کر دی۔

بروز جمعہ ۱۲ ذی القعدہ برید مصر سے یہ خبر لے کر آئے کہ شمس الدین بن الحریری کو معزول کر کے ان کی جگہ شمس الدین محمد بن ابراہیم الاذرعی الحنفی کو قاضی بنا دیا گیا ہے اور شیخ برہان الدین بن الشیخ تاج الدین الفزاری کو دمشق کی خطابت ان کے چچا شیخ شرف الدین کی جگہ دی گئی ہے کیونکہ ان کی اس وقت وفات ہو گئی تھی ان کو خلعت دی گئی بروز جمعہ ۱۴ [illegible] کو شیخ برہان الدین نے ایک اچھا خطبہ دیا جس میں لوگ حاضر ہوئے تھے پھر کچھ روز بعد قضاء سے مستعفی ہو گئے پس انہیں معلوم ہوا کہ ان کو [illegible] کی جانب الٹی تھی انہوں نے مدرسہ اور خطابت پر [illegible] سے مستعفی ہو گئے۔ چنانچہ حسب عادت [illegible] خطیب کے نائب ہو کر خطبہ دیتے رہے [illegible] کسی کو ولی خطیب نہیں [illegible] سنت نے اس [illegible] تو [illegible] سنانے کو قریب [illegible] پڑھا اس میں لکھا تھا کہ [illegible] ان کے پاس [illegible] چچا [illegible] الدین بن الحریری نے حسب خطابت سنبھالا اور دمشق [illegible] مصر میں شافعی [illegible] کی وجہ سے [illegible] اور خطابت سے مستعفی ہو کر اپنے گھر لوٹ گئے [illegible] سلطنت نے انہیں [illegible] کی [illegible] کے [illegible] سلطنت نے اس کی [illegible] شمس الدین بن [illegible] کی جگہ [illegible] کے منصب [illegible] امیر شرف الدین [illegible] سے [illegible] کر دیا۔

# اس سال فوت ہونے والے نامور حضرات

**شیخ عیسیٰ بن شیخ سیف الدین الرجیحی:** ... بن سابق بن شیخ یونس القیسی بروز شنبہ [illegible] ذوالقعدہ کو فوت ہوئے [illegible] معروف [illegible] ساتھ اپنی شرقی خانقاہ میں دفن ہوئے۔

**الملک الاوحد:** بن الملک تقی الدین شادی بن الملک الزاہر مجیر الدین داؤد بن الملک المجاہد اسد الدین شیرکوہ بن ناصر الدین محمد بن اسد الدین شیرکوہ بن شادی [illegible] بروز چہار شنبہ [illegible] شعبان کے آخری پہر قلعہ میں فوت ہوئے اور قاسیون کے دامن میں [illegible] دفن ہوئے، آپ بہترین بادشاہوں میں سے تھے، [illegible] اور اولیاء کی صحبت کے قائل تھے، قرآن پاک [illegible] اور علم میں بھی ان کو معرفت حاصل تھی اور کئی فضیلتوں کے جامع تھے۔

**الصدر علاء الدین:** علی بن معالی انصاری حرانی محتسب، جو ابن الزریزیر کے نام سے جانے جاتے تھے، فن ریاضی میں فاضل اور ماہر تھے، لوگوں کی ایک بڑی جماعت نے ان سے استفادہ کیا، اس سال کے آخر میں [illegible] ذوالقعدہ [illegible] قاسیون میں دفن کیے گئے تھے، [illegible] نے حساب ’’[illegible]‘‘ ... پڑھی [illegible] نے علاء الدین [illegible] سے حساب پڑھا [illegible]۔

**خطیب شرف الدین ابو العباس:** احمد بن ابراہیم بن سباع بن ضیاء فزاری، شیخ امام علامہ، شافعیہ کے شیخ تاج الدین عبد الرحمن کے بھائی، ۶۳۰ھ میں پیدا ہوئے، احادیث کثیرہ کا سماع کیا اور [illegible] ابن الصلاح اور [illegible] وغیرہ سے [illegible] استفادہ کیا [illegible] عربی [illegible] حاصل کی [illegible] ان سے [illegible] سے بہت [illegible] حدیث [illegible] ہوئے [illegible] جامع جراح کی خطابت [illegible] باب [illegible] جامع دمشق کی خطابت کے لیے [illegible] بروز چہار شنبہ [illegible] شوال کی [illegible] وفات پائی [illegible] کے پاس [illegible] باب الصغیر میں اپنے [illegible] دفن کیے گئے اللہ تعالیٰ ان سب پر رحمت نازل فرمائے [illegible] خطابت ان کے بھتیجے کو ملی۔

**ہمارے شیخ علامہ برہان الدین حافظ کبیر دمیاطی:** شیخ امام عالم حافظ شرف الدین ابو محمد عبد المومن بن خلف بن ابو الحسن بن شرف بن خضر بن موسیٰ دمیاطی [illegible] علم حدیث کے [illegible] ۶۱۳ھ میں پیدا ہوئے۔

[illegible] حدیث [illegible] علم کے لیے [illegible] بہت [illegible] ۶۴۳ھ [illegible] کی [illegible] ان سے [illegible] کتاب [illegible] ایک [illegible] کتاب [illegible] پہلے [illegible]۔

اس کے علاوہ [illegible] الصلوات اور الصلاۃ الوسطیٰ فی [illegible] [illegible] حدیث [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible]۔

# آغاز ۷۰۶ھ

اس سال کے آغاز میں حکام وہی گزشتہ سال کے مذکورہ حکام تھے اور شیخ تقی الدین ابن تیمیہ پہاڑی قلعہ کے کنویں میں قید تھے ربیع الاول بروز چہار شنبہ [illegible] کلاسہ کے امام شیخ شمس الدین کو خطابت سونپنے کے متعلق ڈاک آئی لوگوں نے انہیں مبارکباد دی لیکن انہوں نے اس سے ناپسندیدگی اور ضعف کا اظہار کیا اور نائب سلطنت کے [illegible] کے لئے چلے جانے کی وجہ سے اس عہدے کو سنبھال نہ سکے جب نائب سلطنت واپس آیا تو انہیں اجازت دی ربیع الاول کی [illegible] تاریخ بروز جمعہ انہوں نے اپنا کام شروع کیا سب سے پہلی نماز انہوں نے جمعہ کے دن [illegible] پھر انہیں خلعت دی گئی اور انہوں نے خطبہ بھی دیا۔ بروز چہار شنبہ [illegible] ربیع الاول قاضی نجم الدین احمد بن عبدالمحسن بن حسن المعروف بہ دمشقی نے تاج الدین ابن صالح بن تامر بن حامد الجعبری کی جگہ نائب قاضی بنائے گئے۔ [illegible] کثیر [illegible] کے [illegible] تھے اور خوش مزاج انسان تھے ۶۵۰ھ میں قاضی بنائے گئے اب ابن صصری کو قضاء [illegible] کی نیابت کو پیش کیا۔

بروز یک شنبہ [illegible] ربیع الاول کو ڈاک آئی جو قاضی شمس الدین ابن الحریری الحنفی کے نام [illegible] فرمان لے کر آیا لیکن لوگوں نے یہ سمجھا کہ یہ فرمان ابن الحریری کو قضاء [illegible] کے متعلق ہے [illegible] کے ساتھ [illegible] ہوگئے اور سب لوگ فرمان سننے جمع ہو گئے شیخ علم الدین البرزالی نے اسے پڑھنا شروع کیا [illegible] تو اسے معلوم ہوا کہ یہ ابن الحریری کے لئے [illegible] [illegible] پڑھنا روک دیا گیا اور [illegible] کے ساتھ [illegible] ابن الحریری کو بڑی شرمندگی اور تنگ دلی کا سامنا کرنا پڑا [illegible] ایلچی کے ساتھ [illegible] جس میں شیخ کمال الدین ابن الزملکانی کو [illegible] کیا گیا تھا لوگوں کو اس پر [illegible] شیخ تقی الدین ابن تیمیہ کی طرف انتساب کی وجہ سے ان کے معتقدین [illegible] محسوس کرتے تھے نائب سلطنت ابن [illegible] ان کا حوصلہ بڑھاتا رہا۔

یہاں تک کہ قاہرہ کی حاضری سے انہیں معاف کر دیا گیا [illegible] ۲۰ جمادی الاولیٰ شیخ [illegible] دمشق میں داخل ہوا اس کے ساتھ سو فقیر تھے لیکن سب [illegible] داڑھی منڈوائے ہوئے اور بڑی بڑی مونچھوں والے تھے ان کے پاس گھنٹیاں [illegible] جامع [illegible] میں جمعہ میں شریک ہوئے پھر وہاں سے قدس شریف جا کر زیارت کی اور مصر میں داخلے کی اجازت طلب کی لیکن انہیں اجازت نہیں ملی تو دمشق واپس آ کر رمضان کے روزے [illegible] پھر [illegible] مشرقی علاقوں کی طرف نکل کھڑے ہوئے ان کا چالیس سالہ شیخ [illegible] تاتاریوں کی بستیوں میں سے کسی بستی کا [illegible] اس کی [illegible] ایک مرتبہ قازان نے اس پر ایک چیتا چھوڑا تھا اس نے چیتے کو [illegible] قازان نے اس کی بڑی تعظیم کی [illegible] ایک دن اسے تیس ہزار درہم دیے لیکن اس نے وہ ساری رقم تقسیم کر دی سلطان [illegible] اس کے معتقدین کا یہ طریقہ تھا کہ وہ کسی بھی نماز کو نہیں چھوڑتے تھے جو نماز بھی چھوڑتا تھا اسے چالیس [illegible] مارے جاتے [illegible] یہ طریقہ [illegible] دنیا کے لائق ہے اور [illegible] اور ان کی [illegible] [illegible] جاننے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے۔

بروز چہار شنبہ ۷ جمادی الاولیٰ [illegible] کے مدرس جمال الدین یوسف بن کمال الدین احمد بن عبدالعزیز [illegible] شیخ ضیاء الدین طوسی کی جگہ تشریف لائے کیونکہ ان کی وفات ہو گئی تھی اور ابن صصری اور [illegible] کی ایک جماعت ان کے پاس حاضر ہوئی اس سال [illegible] میں [illegible] دمشق میں [illegible] چار سال سے [illegible] ابن تیمیہ [illegible] لوگوں کو [illegible] ان کا مقصد [illegible] فضیلت [illegible]

۱۷ رمضان کو قاضی تقی الدین [illegible] حنبلی نے محمد الباجربقی کی سزائے موت کا حکم [illegible] لیکن [illegible] کے نزدیک گواہی دینے والوں اور محمد الباجربقی کے درمیان دشمنی اور عداوت ثابت ہو گئی تھی اس دشمنی کی گواہی دینے والوں

گئی، جس میں مجد الدین بن حمید اسلام ابو یحییٰ الدین بن شرف الدین عثمان اور اسلام کے شیخ کے فرزند قطب الدین وغیرہ شامل تھے اسی [illegible] رمضان میں شہاب الدین بن حجی کی جگہ ناصر الدین الحکاری کو شامی لشکر کا نگران مقرر کیا گیا کیونکہ چار رمضان کو ان کی [illegible] سبب [illegible] کے دوران معزول کیا گیا تھا۔

[illegible] نائب مصر امیر سیف الدین [illegible] نے شیخ [illegible] قاضی مالکی، شافعی اور حنابلہ کی ایک عدالت [illegible] اور [illegible] ان سے شیخ تقی الدین بن تیمیہ کی کتب کے متعلق گفتگو کی، مالکی حضرات نے ان پر پابندی عائد کرنے کی تجویز دی، ایک شرط یہ [illegible] کہ [illegible] شیخ کے پاس قاصد بھیجا کہ شرعی فیصلہ کر کے ان سے گفتگو کریں۔ لیکن انہوں نے حاضری سے معذرت [illegible] قاصد ان تک پیغام پہنچا چکے تھے لیکن شیخ نہ آئے [illegible] باتیں [illegible] لائے [illegible] ان کی [illegible] حاصل [illegible] مختصر ہو گئے۔

بدھ چار شوال کو نائب سلطنت [illegible] قاضی جلال الدین القزوینی کو، علاء الدین شیخ شمس الدین کی جگہ جامع دمشق میں لوگوں کو نماز پڑھانے اور خطبہ دینے کی اجازت ہوئی کیونکہ شیخ شمس الدین انتقال فرما گئے تھے چنانچہ انہوں نے وہاں ظہر کی نماز پڑھی اور منبر پر خطبہ دیا [illegible] سے ان کی تقرری کا فرمان بھی آ گیا اور جمادی الاول [illegible] نائب سلطنت، قاضی صاحبان، امراء اور اعیان [illegible] شریک خطبہ ہوئے نہایت عمدہ خطبہ پڑھا گیا۔ مدرسہ عادلیہ [illegible] ناصری کے پاس نائب سلطنت امیر جمال الدین [illegible] نے جس جامع کی بنیاد رکھی تھی اس کی تعمیر بھی ختم ہو گئی تھی اس میں [illegible] بدر الدین محمد بن [illegible] کو خطیب جمعہ مقرر کیا گیا اور نائب سلطنت اور قاضیوں نے خطبے میں شرکت کی اور [illegible] صاحب [illegible] نے جامع [illegible] کے بعد [illegible] جنہوں نے [illegible] کی تعمیر میں [illegible] کی تھی اس کے باعث [illegible] تھے چنانچہ بہت [illegible] ان کی [illegible] ترتیب [illegible]۔

۳ ذیقعدہ کو ابن مصری نے قاضی صدر الدین سلیمان بن ہلال [illegible] خطیب [illegible] جلال الدین [illegible] کو نائب قاضی مقرر کیا کیونکہ جلال الدین خطابت کی [illegible] میں مصروف تھے قاضی القضاۃ [illegible] شیخ صفی الدین [illegible] الہندی [illegible] جگہ [illegible] سے [illegible] کی [illegible] ان کے استقبال کے لئے [illegible] مبارک [illegible] کی جامع [illegible] میں [illegible] گیا [illegible] الدین [illegible] امیر جمال الدین آقوش [illegible] کی جگہ [illegible] امیر الامراء [illegible] کے [illegible] سلطان کے حکم [illegible] شرف الدین کی جگہ [illegible] الدین بن [illegible] سلطان کی جانب سے [illegible] شرف الدین نے [illegible] بہت ناپسند کیا۔

۱۴ ذوالحجہ کو نائب سلطنت کو بتایا گیا کہ ایک [illegible] سے شیخ کمال الدین کا ایک [illegible] لوگوں کے سامنے [illegible] کہا کہ [illegible] کیا [illegible] کے [illegible] تھا [illegible] سلطانی [illegible] قبول [illegible] سے کی [illegible] ان کو [illegible] کیا [illegible] شرف الدین [illegible] نائب سلطنت [illegible] کے بعد [illegible] طرف سے [illegible] کے درمیان [illegible] شرف الدین [illegible] قاضی مالکی [illegible] ہو گئی۔

۲۲ ذوالحجہ کو [illegible] قاضی القضاۃ [illegible] نصر الدین [illegible] شیخ [illegible] کے [illegible] سے [illegible] جمال الدین یوسف [illegible] کی جگہ [illegible] ان کی [illegible] میں ان سے [illegible] میں ایک لاکھ کے قریب مسلمانوں نے [illegible] کیا اور شام سے [illegible] ان [illegible] کرایا۔

## اس سال فوت ہونے والے نامور حضرات

**قاضی تاج الدین** ...... صالح بن ثامر بن حامد بن علی الجعبری الشافعی دمشق کے نائب قاضی اور ناصریہ کے مدرس تھے، آپ محقق، عالم، فاضل، زاہد اور خوش اخلاق، محسن تھے ۶۱۵ھ میں قاضی بنے، فضائل و رسوم میں یکتا تھے، خوش شکل اور مجذوب نظر تھے، بہت کم ربیع الاول میں ۹۲ برس کی عمر میں فوت ہوئے، دامن قاسیون میں دفن کئے گئے، ان کے بعد نجم الدین دمشقی کو نائب قاضی بنائے گئے۔

**شیخ ضیاء الدین طوسی** ... ابو محمد عبد العزیز بن محمد بن علی الطوسی مدرسہ نجیبیہ میں مدرس تھے، حاوی اور مختصر ابن حاجب کے شارح، آپ فاضل اور ماہر تھے، ناصریہ میں اعادہ بھی کرایا ۲۹ جمادی الاولیٰ بروز چہارشنبہ حمام سے باہر نکلنے کے بعد انتقال فرما گئے، ظہر کے بعد جامع میں ان کی نماز جنازہ پڑھی گئی، نائب سلطنت امراء اور ساری ایک بڑی جماعت ان کے جنازہ میں شریک ہوئی، صوفیہ میں دفن ہوئے، مدرسہ میں ان کے بعد کمال الدین بن زملکانی نے درس دیا۔

**شیخ جمال الدین الطیبی** شیخ جمال الدین ابراہیم بن محمد بن سعد الطیبی ابن السوامیلی کے نام سے معروف تھے، سوامیلی بڑے بیچ کے بزرگوں کو کہا جاتا ہے۔ بلاد مشرق کے ناظم معظم تھے، بہت بڑے تاجر تھے، جمادی الاولیٰ میں فوت ہو گئے تھے۔

**شیخ الجلیل سیف الدین الرجیحی** ...... ابن سابق بن ہلال بن یونس مدرسہ یونسیہ کے شیخ تھے، ۱۰ رجب کو جامع میں ان کا جنازہ ہوا، وہاں سے باب توما میں شیخ ان کے گھر میں منتقل کیا گیا جو دار امین الدولہ کے نام سے مشہور تھا، وہیں دفن کئے گئے، ان کے جنازہ میں رؤساء، قضاۃ اور امراء کی ایک بڑی تعداد شریک ہوئی، حکومت اور ارباب حکومت کے نزدیک نہایت باعزت تھے، ان کا مرتبہ بہت بڑا تھا، ان کا مرتبہ ہر وقت بڑوں سے صاف رہتا تھا، جب سے سوال اور عجز ادا کو چھوڑ کر فوت ہوئے۔

**امیر عزالدین الرداوی** رمضان کے آخری عشرہ میں فوت ہوئے، وفات سے چند دن قبل ہی کرک کی نیابت میں تعیناتی ہوئی تھی، آپ سلطان سے فرار ہونے والے تھے، بیماری مغفرت کی جانب یہ اسی طرح کہ کوئی ملنے نہ پایا تو حسام الدین لاچین کے امراء میں سے تھے۔

**شیخ عابد خطیب دمشق شمس الدین** ...... شمس الدین محمد بن شیخ احمد بن عثمان الخلاطی الکلاسہ کے امام تھے، شیخ خوبصورت، خوش شکل اور بڑے عابد تھے، نہایت سکون اور وقار کے ساتھ رہتے تھے، چالیس برس تک کلاسہ کی امامت کی، پھر خیر کی طلب و خواہش کے آخر میں آکر جامع دمشق کا خطیب مقرر کیا گیا، ساڑھے چھ ماہ تک اسی خدمت پر مامور رہے اور بڑی عمدگی کے ساتھ یہ خدمت نبھائی، خوش آواز تھے، عبادات و معمولات کے ساتھ ساتھ موسیقی اور غنے کے بھی نام سے ماہر تھے، حدیث کا علم بھی حاصل کیا، ۶ محرم بروز جمعہ ۶۲ برس کی عمر میں دارالخطابت میں ان کی وفات ہو گئی، جامع دمشق میں ان کی نماز جنازہ ہوئی، مسجد لوگوں سے بھری ہوئی تھی، پھر باب الجابیہ میں دوبارہ نماز جنازہ پڑھی گئی جس میں نائب سلطنت، امراء اور عوام سب شریک ہوئے، دمشق کے دروازے سارے بند کئے گئے تھے، پھر وہاں سے قاسیون کے دامن میں لا کر انہیں دفن کیا گیا۔ رحمہ اللہ تعالیٰ

## آغاز ۷۰۸ھ

اس برس کے آغاز میں وہی امراء و حکام تھے اور شیخ تقی الدین ابن تیمیہ مصر کے قلعہ میں بدستور قید تھے، ماہ محرم میں سلطان الملک الناصر نے امیر ابن سلار اور امیر ابو شتمیر سے ناراض ہو کر قلعہ کے دروازے بند کر کے قلعہ بند ہو گیا، لوگوں کے پاس آنا چھوڑ دیا اور مذکورہ دونوں امیر بھی اپنے گھروں میں بیٹھ گئے، پھر امراء کا ایک گروہ ان کے گرد اکٹھا ہو گیا، قلعہ کا محاصرہ کیا گیا، بڑی گڑبڑ ہوئی، بازار بند کئے گئے، پھر سلطان سے مراسلت

نی کی اور بیٹا اور دل خوشی کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے اور حسب معمول کے مطابق ان کو مارتے گئے لیکن یہ دونوں پہلے کے مقابلے میں زیادہ طاقتور ہو گئے تھے سلطان سلار اور بیبرس دونوں میں پہلے سے زیادہ صلح ہو گئی۔

محرم میں ہی تاتاریوں اور اہل گیلان کے درمیان زبردست جنگ ہوئی اس کی وجہ یہ ہوئی کہ تاتاری بادشاہ نے ان سے کہا کہ وہ اپنے علاقوں کے درمیان سے اس کی فوجوں کے لئے راستہ کھول دیں لیکن اہل گیلان نے صاف انکار کر دیا تو تاتاری بادشاہ "خربندا" نے ساٹھ ہزار جنگجوؤں کا ایک بھاری لشکر تیار کر کے روانہ کیا ان میں سے چالیس ہزار قطلو شاہ کی قیادت میں اور بیس ہزار "جوبان" کے ساتھ تھے اہل گیلان نے ان سے کوئی تعرض نہیں کیا حتیٰ کہ جب یہ درمیانی علاقے میں پہنچے تو دریا کا ایک بند کھول دیا اور آگ بھی لگا دی ان پر پیچھے سے بہت سارے تو پانی میں ڈوب کر ہلاک ہو گئے اور بہت جل کر مر گئے اور کچھ کو قتل کر دیا بس تھوڑے سے بھاگ کر نکلنے میں کامیاب ہو گئے ان مقتولین میں تاتاریوں کا بڑا امیر قطلو شاہ بھی شامل تھا یہ حالت دیکھ کر خربندا کو اہل گیلان پر بڑا افسوس ہوا لیکن قطلو شاہ کے قتل سے خوش ہوا کیونکہ وہ خربندا کے قتل کے درپے تھا لیکن یہ اس کا کام تمام کر گئے اس کے بعد بولائی بھی قتل ہوا اس دوران جو تاتاری شکست خوردہ شیخ براق کو ساتھ لئے ہوئے اہل گیلان کی طرف متوجہ ہوئے تو انہوں نے اسے بھی قتل کر کے لوگوں کو اس سے نجات دلائی ان کے علاقے بڑے شاداب اور قدرتی محفوظ ہیں کہ کوئی ان تک پہنچ ہی نہیں سکتا وہ سب اہل سنت ہیں اکثر حنبلی مسلک سے تعلق رکھتے ہیں یہاں کوئی مبتدع ان کے درمیان نہیں رہ سکتا۔

۱۲ صفر بروز جمعرات قاضی بدرالدین ابن جماعہ نے قلعہ جبل میں اوحدی کے گھر میں شیخ تقی الدین ابن تیمیہ سے ملاقات کی دونوں کے درمیان طویل گفتگو ہوئی اور ملاقات سے پہلے جدا ہوئے لیکن شیخ تقی الدین جیل سے نکلنے کا ارادہ کئے ہوئے تھے ۲۳ ربیع الاول بروز جمعہ شام امیر حسام الدین مہنا ابن عیسیٰ خود قید خانہ میں گیا اور قسم کھا کر شیخ سے کہا کہ آپ میرے ساتھ باہر نکلیں جب وہ باہر نکلے تو قسم کھا کر کہا کہ آپ ضرور میرے ساتھ سلار کے گھر چلیں پس شیخ ان کے ساتھ بعض فقہاء بھی سلار کے گھر میں جمع ہوئے اور عصر تک طویل بحث ہوئی پھر مغرب تک گفتگو جاری رہی شیخ تقی الدین نے سلار ہی کے ہاں رات گزاری پھر اگلے جمعہ کے دن سلطان کے فرمان کے مطابق سلار دونوں اکٹھے ہوئے قاضیوں میں سے کوئی بھی نہیں آیا۔

ایک فقہاء کی ایک بڑی تعداد حاضر مجلس ہوئی اور ان کی تعداد پہلے سے زیادہ تھی ان میں سے فقیہ نجم الدین ابن رفعہ علاء الدین التاجی فخر الدین ابن بنت ابی سعد عز الدین ابن النمراوی اور شمس الدین ابن عدلان اور ان کے علاوہ بھی ایک جماعت تھی قاضیوں کو بلایا گیا تو انہوں نے مختلف اعذار پیش کیے بعض نے مرض بتلایا اور بعض نے کچھ دوسرے بہانے تراشے کیونکہ انہیں معلوم تھا کہ علامہ ابن تیمیہ علوم و دلائل میں ان پر چھا جائیں گے کوئی بھی ان سے گفتگو کی ہمت نہیں کر سکتا اب سلطنت نے ان کا عذر قبول کر کے انہیں حاضری پر مجبور نہیں کیا حالانکہ سلطان کا پیغام آ چکا تھا کہ وہ حاضر ہوں یا جیسے بہت سے ساتھ مجلس قضاء منعقد ہو یہ رات بھی شیخ نے نائب سلطنت کے ہاں گزاری اور امیر حسام الدین مہنا شیخ کو اپنے ساتھ دمشق لے جانے کا ارادہ رکھتے تھے لیکن سلار نے شیخ کو اپنے ساتھ مصر میں ٹھہرانے کا مشورہ دیا تاکہ لوگ ان کے علم و فضل کو دیکھیں ان سے استفادہ اور تفصیل حاصل کریں شیخ نے اپنے ساتھ پیش آنے والے واقعات پر مشتمل ایک خط لکھ کر شام بھیجا۔

علامہ برزالی فرماتے ہیں اس سال شوال میں صوفیاء نے قاہرہ میں شیخ تقی الدین کی ابن عربی وغیرہ کے بارے میں گفتگو سے شکایت کی اور اس معاملے کو شافعی کے سامنے پیش کیا اس نے ایک مجلس منعقد کی ابن عطاء نے شیخ کے خلاف بعض چیزوں کا دعویٰ کیا لیکن ان میں سے کوئی چیز ثابت نہ کر سکا اور اس نے بتایا کہ وہ صرف اللہ تعالیٰ سے استغاثہ کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ سے استغاثہ نہیں کرتے بلکہ ان کو وسیلہ بنا کر اللہ تعالیٰ سے شفاعت طلب کرتے ہیں بعض حاضرین نے کہا کہ اس کی وجہ سے ان پر جرم نہیں لگایا جا سکتا۔

قاضی بدرالدین ابن جماعہ نے کہا کہ اس میں صرف تھوڑی سی قلت ادب ہے پھر ایک حنفی قاضی کے پاس یہ کیس بھیجا گیا کہ وہ اس سے متعلق فیصلہ کرے قاضی نے کہا کہ میں نے ان سے بھی کچھ نہیں سنا جو کچھ ان کے بارے میں کہا گیا پھر حکومت نے ان کو دو باتوں کا اختیار دیا یا تو دمشق چلے جائیں یا اسکندریہ پس شیخ نے خود جیل کو اختیار کیا لیکن ان کے معتقدین نے ان سے بات کی اور انہیں شام کی طرف دمشق سفر کرنے کا حکم دیا تو شیخ نے ان کے دل کی خاطر کی وجہ سے ان کی بات مان لی اور ۱۹ شوال کو وہ سوار ہو کر روانہ ہوئے لیکن صبح کی

ارکان نے ان کے پیچھے قاصد بھیج کر انہیں واپس بلایا اور قاضی القضاۃ ابن جماعہ کے پاس لائے گئے ان کے پاس پہلے سے فقہا کی ایک جماعت موجود تھی انہوں نے شیخ سے کہا کہ حکومت قید کے سوا کسی بات پر راضی نہیں ہوئی قاضی نے کہا کہ اس میں مصلحت ہے کہ شیخ کو جیل بھیجا جائے پھر اس نے شمس الدین تونسی مالکی کو اپنا نائب بنا کر اسے اجازت دی کہ شیخ کے قید کرنے کا فیصلہ سنائے لیکن اس نے انکار کر کے کہا کہ میں کیسے فیصلہ کروں جب ان کے خلاف کوئی بات ثابت ہی نہیں ہوئی پھر اس نے نورالدین الزواوی المالکی کو کہا وہ بھی حیران ہو گیا کہ کیا کرے شیخ نے جب ان کے پس وپیش کو دیکھا تو فرمایا کہ میں خود جیل جاتا ہوں تمہاری مصلحتوں کا لحاظ کرتے ہوئے اور نورالدین الزواوی کہنے لگے کہ شیخ کو ان کی شایان شان جگہ میں رکھا جائے۔ اسے بتایا گیا کہ حکومت جیل کے علاوہ کسی پر راضی نہیں ہوتی۔

چنانچہ انہیں قاضی کی جیل بھیجا گیا وہ اسی مکان میں تھا جس میں تقی الدین بن بنت الاعز کو قید کے دوران رکھا گیا تھا اور انہیں خادم رکھنے کی بھی اجازت دی گئی یہ سب کچھ امیر نصر المنبجی کے اشارے پر ہوا جو حکومت میں اپنی وجاہت و منزلت کی وجہ سے کر رہا تھا کیونکہ اس نے الجاشنکیر کی عقل پر قبضہ کر لیا تھا جو بعد میں سلطان بنا اور دوسرے ارکان سلطنت بھی اس کے قابو میں تھے اور سلطان اس کے سامنے مجبور تھا وہاں شیخ جیل میں فتوے دے رہے تھے لوگ ان کی زیارت کی وجہ سے ان کے پاس حاضر ہوتے تھے اور امراء اور رؤساء کی جانب سے ان کے پاس ایسے مشکل استفتاءات آتے تھے جنہیں دوسرے فقہاء حل نہیں کر سکتے تھے اور شیخ کتاب و سنت کے مطابق ایسے جوابات لکھتے تھے کہ عقل حیران ہو جاتی تھی ان سب کے بعد شعبان میں ایک اجلاس طلب کیا گیا اور شیخ دوبارہ ابن تیمیہ کے گھر میں تشریف لے گئے اور لوگ دن رات ان کے پاس آنے لگے۔

۹ رجب کو یوسف کی وفات کی وجہ سے شیخ کمال الدین ابن الزملکانی نے خزانے کی کونسل کی وکالت سنبھالی ابن الزملکانی اس سے پہلے ایک مدت تک دمشق کے محتسب رہے تھے اس سے شمس الدین بن الحمید نے عہدہ لے لیا تھا اور وہ بھی امانت و دیانت میں معروف تھے۔ ۱۵ شعبان کی رات کو اس رات نماز پڑھنے کے رسم کو بدعت ہونے کی وجہ سے ختم کر دیا گیا تھا اور مسجدوں کو شور و شغب اور بے ادبی سے بچایا گیا تھا اس سے بڑی بھلائیاں حاصل ہوئیں والحمد للہ۔ رمضان میں الصدر شمس الدین بن البصروی عہدہ احتساب کے ساتھ خزانے کی نگرانی کے عہدے کا فرمان لے کر آیا وہ شمس الدین المنظر کی جگہ خزانے کا ناظر بن گیا اور رمضان میں موسلادھار بارش ہوئی طویل مدت سے بارش نہیں ہوئی تھیں لہذا لوگ بہت خوش ہوئے اور اشیاء کی قیمتیں کم ہو گئیں اور بارش کی وجہ سے عیدگاہ تک نہیں جا سکے اور جامع مسجد میں ہی عید کی نماز پڑھی گئی نائب سلطنت نے مقصورہ میں آ کر نماز پڑھی پھر محل میں سوار ہو کر لوٹا اس سال امیر حجاج سیف الدین بلبان البدری تاتاری الاصل تھے اسی سال حماۃ سے قاضی شرف الدین البارزی نے حج کیا ذی الحجہ میں معلوم ہوا کہ قبر نبوی کے قریب آگ لگ گئی آگ کی ابتدا مدرسہ کے سامنے المصحف کی طرف سے ہوئی لیکن اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے اس کی چنگاریاں راکھ ہو گئیں۔ میں ابن کثیر کہتا ہوں کہ ہم بھی والد صاحب کی وفات کے بعد اسی سال بصریٰ سے دمشق آ گئے یہاں آتے ہی ہم پہلے درب سعور میں رہے جو طویل حیتان کے نزدیک واقع مسجد جامع کے پاس ابی الہیجاء کی گلی کے نام سے مشہور تھا میں اللہ تعالیٰ سے حسن خاتمہ کی دعا کرتا ہوں۔

## اس سال فوت ہونے والے نامور حضرات

**امیر رکن الدین بیبرس**...... العجمی الصالحی "الجالق" کے نام سے معروف تھے الملک الصالح نجم الدین ایوب کے دور میں البحریہ کے سردار تھے ملک ظاہر نے اسے امیر بنایا تھا صاحب ثروت اور اکابر حکومت میں سے تھے رملہ میں جمادی الاولیٰ کی ۱۵ تاریخ کو فوت ہوئے کیونکہ وہ وہاں اپنی جاگیروں کی پیمائش اور تقسیم کرنے گئے تھے وہاں سے انہیں القدس منتقل کر کے دفن کیا گیا۔

**شیخ صالح الاحمدی رفاعی**...... المنیبع کے شیخ تھے تاتاری جب دمشق آئے تو ان کی بہت عزت کرتے تھے جب تاتاریوں کے نائب قطلوشاہ آیا تو قاضی کے گھر جا انہوں نے محل میں شیخ تقی الدین ابن تیمیہ سے کہا تھا کہ ہم تو اپنا حال و مال تاتاریوں کے مصرف کرتے ہیں نہ کہ شریعت کے لئے۔

## آغاز ۷۰۸ھ

حکام وہی گزشتہ سال والے تھے شیخ تقی الدین جیل سے نکالے گئے تھے اور لوگ زیارت تعلیم و تعلم اور استفتاء وغیرہ کے لئے ان سے رجوع کرنے لگے۔ ربیع الاول کے آغاز میں امیر مجاہد الدین [illegible] خضر بن الملک الظاہر کی [illegible] اسے برج سے نکال کر قاہرہ کے دار الحرم میں رہائش گاہ دی گئی پھر اسی سال ۵ رجب کو [illegible] کا انتقال ہو گیا اور جمادی الاولیٰ کو [illegible] کی نظارت ابن [illegible] کے عوض زین الدین شریف بن عدنان کو سونپی گئی پھر ابن المظفر کی جگہ جامع کا نگران [illegible] بنا دیا گیا محمد بن عدنان کی جگہ کمال الدین [illegible] کو [illegible] کرنے کی نگہداشت سونپی گئی رمضان میں دمشق کی [illegible] کی خطابت سے [illegible] جلال الدین [illegible] معزول ہو کر مصر چلے گئے اسی سال بیت المال کی وکالت سے مستعفی ہو گئے اور اپنے مشغلے پر برقرار رہے [illegible] کا ارادہ کر لیا پھر یہ عہدہ ان پر پیش کیا گیا لیکن انہوں نے قبول نہیں کیا اور دوسرے عہدے داروں کے ساتھ انہیں بھی خلعت دی گئی لیکن انہوں نے پہنا نہیں اور اگلے سال کے محرم تک اسی طرح رہے پھر نئی حکومت میں اس عہدے اور خلعت کو قبول کیا۔

اسی سال ۲۶ رمضان کو الملک الناصر محمد بن قلاوون مصر سے حج کا ارادہ ظاہر کر کے نکلا امراء کی ایک جماعت اسے رخصت کرنے کے لئے ساتھ ہو لی لیکن انہیں واپس کر دیا اور کرک کے قریب پہنچ کر اس کی طرف مڑ گیا اس کے لئے ایک پل نصب کیا گیا جب وہ پل کے درمیان پہنچا تو پل ٹوٹ گیا لیکن جو اس کے سامنے تھے ان میں سے کچھ لوگ [illegible] گھوڑا آگے تھا اگر کود گیا اس لئے وہ بھی سلامت رہا لیکن اس کے پیچھے جو لوگ تھے وہ سب گر گئے اور وہ پچاس کے قریب تھے ان میں سے چار مر گئے اور اکثر پل کے نیچے والی وادی میں گر گئے نائب شہر جمال الدین آقوش الافرم بہت شرمندہ ہوا اور یہ خیال کیا کہ شاید سلطان یہ سمجھے گا کہ میں نے قصداً ایسا کیا ہے اس نے ۲ ہزار دینار خرچ کر کے ایک ضیافت کی تیاری کی تھی جس کا موقع نہیں تھا کیونکہ سلطان اس واقعے میں ساتھیوں کے زخمی ہونے اور ہلاک ہونے کی وجہ سے ان کی دیکھ بھال میں مشغول رہا اس سے فارغ ہو کر سلطان نے نائب کو رخصت دے کر مصر جانے کی اجازت دے دی چنانچہ وہ مصر واپس ہو گیا اور سلطان کرک کے امور کے انتظام و انصرام میں مشغول ہو گیا [illegible] میں حاضر ہو کر [illegible] اس کی [illegible] بھی مصر سے بھیج دی گئی اور وہ [illegible] آمدنی کی قلت [illegible] کی شکایت سے اسے آگاہ کیا۔

**الملک المظفر رکن الدین بیبرس جاشنگیر کی سلطنت.....** اس کی سلطنت کا قیام [illegible] کے [illegible] کی وجہ سے ممکن ہوا تھا الملک الناصر نے الکرک میں اقامت کا عزم کر کے اپنے مستعفی ہونے کا اعلان کیا اور حکومت سے اپنے مستعفی ہونے پر مشتمل ایک خط لکھ کر مصر روانہ کر دیا یہ خط مصر کے قاضیوں کے سامنے پیش کیا گیا پھر شام کے قضاۃ کے پاس لایا گیا اور بروز ہفتہ ۲۳ شوال کو مصر کے بعد امیر سیف الدین سالار کے گھر میں امیر رکن الدین بیبرس الجاشنگیر کی بیعت کی گئی ارباب حل و عقد اور امراء وغیرہ شریک بیعت تھے اور اسے المظفر کا خطاب دیا گیا اور پھر وہ سوار ہو کر قلعے کی طرف گیا لوگ اس کے آگے آگے تھے قلعے میں جا کر تخت پر جلوہ افروز ہوا اور خوشیاں منائی گئیں اور یہ خبر لے کر تمام ملکوں میں چلے گئے۔ بروز بدھ ۲۰ ذی قعدہ کو امیر عز الدین البغدادی نے دمشق میں پہنچ کر [illegible] اس کی سلطنت [illegible] امراء اور [illegible] کے [illegible] ملاقات کر کے [illegible] مصر کے اہل مصر کی طرف [illegible] رکھا کہ وہ خود حکومت سے [illegible] طرف ہو گئے ہیں [illegible] تمام قضاۃ نے اسے ثابت کر لیا۔ البتہ حنبلی قاضی انکار کر کے کہنے لگا کہ اپنے اختیار سے کوئی حکومت ترک نہیں کرتا [illegible] معزول کر کے اس کی جگہ [illegible] کو مقرر کیا گیا اور سلطان ملک مظفر کے لئے [illegible] خطبہ دیا گیا اور [illegible] اور اس کے القاب پر [illegible] کئے گئے خوشیاں منائی گئیں اور شہر کو سجایا گیا۔

جب [illegible] میں ملک الناصر کا خط امراء کے سامنے پڑھا [illegible] تو جب اس بات پر پہنچے کہ اس نے کہا تھا کہ میں نے دس سال تک لوگوں کی صحبت اختیار کی اور اب ترک کر کے اپنے لئے [illegible] قبول کر لیا [illegible] نے [illegible] رکن الدین بیبرس جاشنگیر کے ساتھ عہد [illegible] سیف الدین سلار [illegible] کی [illegible] سیف الدین [illegible] پر مقرر ہو [illegible] کی جگہ [illegible] کے ساتھ [illegible] تب

امیر جمال الدین آقوش کو معزول کر دیا گیا۔ نائب سلطنت الافرم اور قاضی صاحبان بھی شریک خطبہ ہوئے ۱۴ ذی القعدہ کو خلعتیں اور نائب سلطنت کی نیابت کا فرمان آیا اور ان کو کاتب امراء اور قاضی محی الدین بن فضل اللہ نے امراء کی موجودگی میں محل میں پڑھا تمام امراء خلعتیں زیب تن کئے ہوئے تھے المظفر خلیفہ کی طرف سے عطا کردہ سیاہ خلعت و عمامہ پہن کر سوار ہوا ارکان حکومت خلعتیں پہنے ہوئے اس کے ساتھ آگے تھے یہ ذی القعدہ کا دن تھا اور صاحب ضیاء الدین الطوسانی خلیفہ کی طرف سے جاری کردہ فرمان کو جو عنبری رنگ کے لفافے میں تھا اٹھائے ہوئے تھا اس کی ابتداء یوں تھی یہ سلیمان کی طرف سے ہے بسم اللہ الرحمن الرحیم کہا جاتا ہے کہ یہ ہفتہ بھر امراء کو خلعتیں دی گئیں ہفتے کے دن تھے چند دن وہاں کا شیخ الکل خوش رہا، یہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے جلد ہی ان سے بیعت کی اسی سال ابن جماعہ نے قلعہ میں خطبہ دیا اور شیخ علاء الدین القونوی نے مدرسہ شریفیہ کی تدریس سنبھالی۔

## اس سال وفات پانے والے مشہور حضرات

**شیخ صالح عثمان الحلبونی** ... اصلاً سرزمین مصر کے تھے ایک مدت تک کوہ ان کے مضافات میں مقیم رہے طویل مدت تک روٹی یا حلوا نہیں کی مریدوں کی ایک جماعت ان کے پاس جمع ہوئی ذوالقعدہ میں حلبون نامی گاؤں میں وفات ہوئے اور بعد وفات وہیں دفن کیے گئے ان کے جنازہ میں نائب شام قاضی صاحبان اور رؤسا کی ایک جماعت شریک ہوئی۔

**شیخ صالح ابو الحسن** علی بن محمد بن کثیر الحرانی الحنبلی مسجد علیہ کے امام تھے ابن الحوری کے نام سے معروف تھے حدیث روایت کی مدارس حنابلہ کے فقیہ تھے ۶۳۳ھ کو حران میں پیدا ہوئے اور رمضان کے آخری عشرے میں دمشق میں انتقال فرمایا باب صغیر کے قبرستان میں دفن کیے گئے ان سے قبل شیخ زین الدین بن المرحل کی خبر میں وفات ہوئی اور دمشق میں ان کی قبر بہت کی قریب ہوئی اللہ تعالیٰ دونوں پر رحمت فرمائے۔

**السید الشریف زین الدین** ... ابو علی حسن بن محمد بن عدنان حسینی نقیب الاشراف تھے فاضل ادیب فصیح اللسان اور متکلم تھے معتزلہ کے طریقہ کے ماہر تھے مسیب بحث و مباحثہ کیا کرتے تھے اور شیخ یا فقیہ کے ساتھ ان سے مناظرہ کرتے تھے اپنی وفات سے قبل جامع الاموی کے ... نظارت سنبھالی ذی القعدہ میں جمعرات کے دن ۵۵ سال کی عمر میں وفات پائی اور باب الصغیر میں اپنے مقبرے میں دفن ہوئے۔

**شیخ جلیل ظہیر الدین** ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ بن ابو الفضل بن منعہ البغدادی اپنے چچا عفیف الدین منصور بن منعہ کے بعد مکہ مکرمہ میں حرم شریف کے شیخ بنے حدیث بھی پڑھی طویل مدت تک بغداد میں مقیم رہے پھر اپنے چچا کی وفات کے بعد مکہ مکرمہ چلے گئے اور اپنی وفات تک حرم مکہ کے شیخ رہے۔

## آغاز ۷۰۹ھ

خلیفۂ وقت امیر المومنین مستکفی باللہ بن حاکم بامر اللہ عباسی تھا۔ سلطان بلاد ملک مظفر رکن الدین بیبرس الجاشنکیر تھا مصر میں اس کا نائب امیر سیف الدین سلار شام میں آقوش الافرم تھا مصر اور شام کے قضاۃ وہی تھے جو گزشتہ سال کے تحت بیان کر دیے گئے۔

صفر کی آخری رات کو شیخ تقی الدین ابن تیمیہ امیر مقدم کی ہمراہی میں مصر سے اسکندریہ کی طرف روانہ ہوا اور سلطان کے محل میں داخل کر کے اس کے کشادہ اور وسیع اطراف میں ٹھہرایا لوگ شیخ کے پاس آ کر مختلف علوم میں استفادہ کرتے شیخ جمعہ کی جماعتوں میں شریک ہوتے رہے اور مسجد میں حسب عادت مجالس منعقد کرتے رہے یہ ایک شہر کے لوگ تھے۔

اسکندریہ میں داخل ہوئے تھے اس دن کے بعد جب ان کی خبر دمشق پہنچی تو لوگ بڑے خوفزدہ ہوئے اور جاگیر اور اس کے شیخ الکل کی نماز کا

خط و تمسخر کرتے تھے چنانچہ ان کی حفاظت کے لئے بہت دعائیں کی گئیں کیونکہ ان کا دشمن نصر المنبجی شیخ پر حاوی ہو چکا تھا اور دشمنی کا سبب یہ تھا کہ شیخ تقی الدین جاشنگیر اور اس کے شیخ المنبجی کے متعلق کہا کرتے تھے کہ اس کے دن پورے ہو گئے ہیں اس کی حکومت ختم ہونے والی ہے اور اس کی موت بھی قریب آنے والی ہے اور ابن عربی اور ابن سبعین اور ان کے متبعین کے متعلق بھی گفتگو کرتے تھے چنانچہ انہوں نے انہیں بلا کر اس آدمی کی طرح اسکندریہ بھیجا گیا تاکہ وہاں کا کوئی آدمی ہمت کر کے انہیں قتل کر دے لیکن ان کے پہنچتے ہی لوگ ان کے دیوانے ہو گئے ان سے عزت اور احترام کا معاملہ کرنے لگے علوم کی تحصیل اور استفادہ کرنے لگے اور ان کے قریب ہونے لگے اس کے بھائی کا ایک خط آیا جس میں انہوں نے لکھا تھا کہ یہ لوگ محرم میں جہاد کے جذبے سے خوش ہو رہے تھے اور اللہ کے دشمنوں نے اس سے اسلام اور اہل اسلام کے ساتھ مکر و فریب کا ارادہ کیا تھا لیکن یہ ہو نہ سکا حق میں کرامت ثابت ہوئی انہوں نے سوچا تھا کہ اس جال سے شیخ ہلاک ہو جائیں گے لیکن ان کے خبیث مقاصد انہیں کے خلاف پلٹ گئے اور تمام تدبیریں الٹی انہیں پر پڑ گئیں۔

اللہ تعالیٰ کے اور نیک اور باثر لوگوں کے نزدیک شیخ اور شام اور ہر وقت بیدار ہو گئے اور اچھے کے پر مسرت اور شفاعت کرنے لگے مصر کے تمام لوگ جلال صاحب کی طرف متوجہ ہو کر ان کا اکرام اور عزت کرنے لگے اور وہ ہر وقت کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ کی نشر و اشاعت میں مشغول رہتے ہیں جو مسلمانوں کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہے اور یہ دشمن کے حلق میں اٹکی ہوئی ہڈی کی طرح ہے۔

یہ اتفاق بھی ہوا کہ انہوں نے شیطان کو اسکندریہ میں دیکھا کہ اس نے انڈے اور چوزے دیئے بچھا رکھے ہیں اور ان کے ذریعے اس نے فرقہ سبعینیہ اور فرقہ عربیہ کو گمراہ کر دیا ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کے آنے سے ان فرقوں کو درہم برہم کر دیا اور ان کی جماعتیں چورے چورے ہو گئیں ان کے پردے چاک کر کے انہیں ذلیل و رسوا کر دیا ان کی کثیر تعداد نے توبہ کر لی اور ان میں سے ایک شیخ کو بھی توبہ کرائی گئی اور عام و خاص مسلمان جانتے ہیں جو امیر ہو یا غریب، حاضر ہو یا باقی، فقیہ ہو یا مجتہد سب نے ان جاہل اور گمراہوں سے علیحدگی اختیار کر کے شیخ کی محبت اور تعظیم ان کے کلام کے قبول کرنے اور ان کے امر و نہی کا اتباع کرنے کی طرف لوٹ گئے چنانچہ اسکندریہ میں اللہ اور رسول اللہ ﷺ کے دشمنوں سے مقابلہ میں اللہ تعالیٰ کا حکم بلند ہو گیا اور ہر جگہ ظاہر اور باطنا میں ہر وہ جو ان پر لعنت بھیجی جانے لگی۔

جب لوگوں کے اجتماعات میں ان کا نام لے کر چار ہوا تھا جب یہ باتیں نصر المنبجی کو پہنچیں تو اس پر ذلت چھا گئی اور ایسا خوف طاری ہوا کہ اسے تعبیر میں نہیں لایا جا سکتا اس کے علاوہ اس خط میں بہت کچھ لکھا تھا مقصود یہ تھا کہ شیخ تقی الدین اسکندریہ کی سرحد پر آئے ہوئے تھے ایک وسیع و کشادہ برج میں رہے جس کی دو کھڑکیاں تھیں ایک سمندر کی طرف کھلتی تھی اور دوسری شہر کی طرف ہر چیز ان کے پاس آتی تھی شہر کے اکابر، رؤسا اور فقہاء ان کے پاس آ کر ان سے پڑھتے اور استفادہ کرتے تھے اور وہ خوشگوار زندگی اور وسعت قلبی کے ساتھ دن گزار رہے تھے۔

ربیع الاول کے آخر میں شیخ کمال الدین بن الزملکانی کو علامہ ابن تیمیہ کی طرف منسوب ہونے کی بنا پر المنبجی کے مشورے سے ادارہ حسان (شفا خانے) کی نگرانی سے معزول کیا گیا اور شمس الدین بن الخطیری کے حوالے کیا گیا قاضی شرف الدین ابو محمد عبدالغنی بن یحییٰ بن محمد بن عبداللہ بن نصر بن ابی بکر الحرانی کی وفات کے بعد ۳ ربیع الآخر بروز سوموار شیخ امام حافظ سعد الدین ابو محمد مسعود بن احمد بن مسعود بن زین الدین الحارثی کو مصر میں حنابلہ کا قاضی بنایا گیا، جمادی الاولیٰ میں سلطان مظفر کے فرامین ساحلی علاقوں کی طرف روانہ کئے گئے کہ شراب اور شراب خانوں کو بند کر کے شراب کا کاروبار کرنے والے لوگوں کو شہر بدر کر دیا جائے چنانچہ اس پر عمل کیا گیا اور اس سے مسلمان بہت زیادہ خوش ہوئے۔ شروع جمادی الآخریٰ میں دمشق میں حنابلہ کی قضا کا عہدہ شیخ شہاب الدین احمد بن شریف حسن بن حافظ جمال الدین ابو موسیٰ عبداللہ بن حافظ عبدالغنی المقدسی کے حوالہ کرنے کی دلالت کی اور یہ عہدہ قاضی سلیمان بن حمزہ سے لیا گیا تھا کیونکہ اس نے الملک الناصر کی سلطنت سے برطرفی کے متعلق کوئی بات کی تھی جس میں یہ بھی تھا کہ اسے زبردستی تخت سے اتارا گیا ہے وہ اپنے اختیار سے نہیں اترا ہے حالانکہ وہ اپنے اس میں سچا تھا۔

جمادی الآخریٰ کو کاشتوں کی نگرانی کے عہدے کا فرمان اور رتی کے بدلے امیر سیف الدین بکتمر حاجب کے نام آیا لیکن اس نے اسے قبول نہیں کیا اور خزانے کی نگرانی کے منصب کا فرمان امیر عز الدین احمد بن زین الدین محمد بن محمود معروف بابن القلانسی کے نام آیا انہوں نے اسے قبول کر لیا اس عہدے سے محتسب شہر الصوفی کو معزول کیا گیا تھا اور قاضی القضاۃ ابن جماعہ نے صوفیاء کی خانقاہ پر مصر میں سعید السعداء

کی حیثیت سے نیابت اور صعید میں ایک مرتبہ وہاں حاضری پر راضی ہو گئے کریم الدین الاملی کو وہاں سے معزول کیا گیا کیونکہ اس نے گواہوں کو معزول کر دیا تھا جس سے گواہ اس کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے اور دین میں معیوب بعض چیزوں کے مقدمات اس کے خلاف دائر کر دیئے لہٰذا اسے وہاں سے الگ کر دیا گیا چنانچہ جیسا معاملہ وہ دوسرے حضرات کے ساتھ کیا کرتا تھا وہی اس کے ساتھ ہوا منجملہ ان باتوں کے ایک یہ ہے وہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ کے خلاف ہوا اور شیخ کے خلاف جھوٹی باتیں گھڑیں یہ اس کے جہالت اور قلت ورع کی علامت تھی لہٰذا اللہ تعالیٰ نے اس کے اپنے ہی ساتھیوں کے ہاتھوں پورے بدلے کے طور پر اس ذلت وخواری کا دن دکھایا۔

رجب میں دمشق میں بڑا خوف وہراس پھیلا اور لوگ شہر سے باہر نکل گئے وجہ یہ تھی کہ سلطان الملک الناصر محمد بن قلاوون اپنی حکومت کو دوبارہ لینے کی غرض سے الکرک سے دمشق کی طرف روانہ ہوا تھا کیونکہ امراء کی ایک ٹولے نے خفیہ طور پر اس سے مراسلت کر کے اسے آمادہ کر لیا تھا اور اس کی خیر خواہی کا دم بھرا تھا مصری امراء کی ایک جماعت بھی اس سے مل گئی تھی لوگ یہ باتیں بھی کرنے لگے کہ اب دمشق الافرم قاہرہ سفر کرنے والا ہے یہ سفر بھی ایک جم غفیر کے ساتھ ہوگا چنانچہ لوگ شدید اضطراب کا شکار تھے سورج بلند ہونے تک شہر کے دروازے نہیں کھلے معاملات درہم برہم ہو گئے، قاضیوں اور امراء کی ایک معتد بہ تعداد نے قصر میں جمع ہو کر الملک المظفر کے تجدید بیعت کی، بروز ہفتہ دن ڈھلے عصر کے بعد شہر کے دروازے بند کر دیئے گئے لوگوں نے باب النصیر کے پاس بڑا ہجوم کیا لوگ سخت مشکلات میں گھرے ہوئے تھے دیہاتوں سے آنے والوں کی وجہ سے شہر میں لوگوں کی تعداد میں مزید اضافہ ہوا اسی میں قاصد آئے کہ الملک الناصر الخمان تک پہنچ چکا ہے نائب شام اس سے گھبرا کر یہ ظاہر کرنے لگا کہ وہ اسے قتل کرے اور شہر سے روکنا چاہتا ہے۔

اسی دوران امیر رکن الدین بیبرس الحجون اور امیر بیبرس العلمی اس کی طرف گئے اور امیر سیف الدین جوبر حاجب الحجاب نے بھی جا کر انہیں واپس لوٹنے کا مشورہ دیا اور کہا کہ آپ مصریوں سے لڑنے کی طاقت نہیں رکھتے اور امیر سیف الدین بہادر آنے ان سے مل کر یہی کہا پھر ۵ رجب بروز چہارشنبہ وہ دمشق واپس آیا اور آکر بتایا کہ سلطان الملک الناصر الکرک کی طرف واپس ہو چکا ہے یہ سن کر لوگ پرسکون ہو گئے اور نائب سلطنت محل میں واپس آ گیا اور لوگ اپنے اپنے گھروں کو لوٹ کر مطمئن ہو گئے۔

**ملک ناصر محمد بن ملک منصور قلاوون بادشاہت کی طرف کیسے لوٹا**۔۔۔۔۔ ۱۳ شعبان ملک ناصر کی دمشق آمد کی خبر پہنچی تو دونوں امیر سیف الدین قطلبک اور الحاج بہادر کرک کی طرف اس کی خدمت میں گئے اور اسے دمشق آنے کی ترغیب دی، دمشق کے نائب کی حالت غیر ہو گئی وہ صلح کی خاطر اپنے کچھ ساتھیوں کے ساتھ ۱۹ شعبان کو روانہ ہوا اس کے ساتھ ابن صبح حاکم شقیف ارنون بھی تھا اور دمشق میں سلطان کے لئے شاہانہ شان وشوکت کا انتظام کیا گیا اور ویسی نشست گاہیں تیار کی گئیں جو اس کے لائق تھیں فوجی دستے اور جھنڈے باجوں کا بندوبست کیا گیا، وہ کرک سے بڑی ٹھاٹ بھاٹ سے چلا اور افرم کی طرف امان کا پیام بھیجا، موذنوں نے پیر کی رات ۲۷ شعبان میناروں میں اس کے لئے دعائیں کیں، صبح بھی اس کے لئے دعا اور اس کے ذکر کی خوشی میں ہوئی، لوگوں میں امان کی منادی کرا دی گئی اور یہ کہ وہ اپنی دوکانیں کھولیں اور اپنے اپنے علاقوں میں امن سے رہیں، لوگوں نے زیب وزینت کا اہتمام کیا، خوشخبریاں سنائی گئیں منگل کی رات لوگوں نے چھتوں پر سو کر گذاری تا کہ جب وہ بادشاہ داخل ہو تو وہ اس کے لئے وسعت پیدا کر سکیں، قضاۃ امراء اور اہل حکومت اس کے استقبال کے لئے نکلے۔

راقم الحروف (ابن کثیر) کہتا ہے کہ میں بھی ان لوگوں میں شامل تھا جنہوں نے بادشاہ کی آمد کا بروز پیر دوپہر کے وقت، جبکہ وہ بیرون کرک سے داخل ہوا مشاہدہ کیا تھا عید گاہ کے پاس اس کے لئے جگہ تیار کی گئی جہاں شاہی انتظام تھا اس کے گھوڑوں کے قدموں تلے ریشم کے ٹکڑے بچھائے گئے جب وہ ایک قدم چلتا تو وہ ٹکڑا اٹھا لیا جاتا، ایک چھتری اس کے سر پر تھی مسلح امراء اس کے دائیں بائیں اور آگے پیچھے تھے لوگ با آواز بلند اس کے لئے دعائیں کر رہے تھے اس دن تل دھرنے کی جگہ نہ تھی۔

شیخ علم الدین برزالی فرماتے ہیں کہ اس دن بادشاہ کے سر پر سفید عمامہ اور پاؤں میں سرخ جوتا تھا اور بادشاہ کا حاشیہ بردار الحاج بہادر تھا اس پر سنہری خلعت تھی جو فرو ماظم سے مرصع تھی، جب وہ قلعہ کے پاس پہنچا تو اس کے لئے پل لٹکایا گیا تو وہاں سے اس کا نائب امیر سیف الدین تجری اترا،

زمین بوسی کی، بادشاہ نے اس کی طرف اشارہ کیا کہ میں فی الحال اترنے کا ارادہ نہیں رکھتا، وہاں سے وہ قصر ابلق کی طرف نکل گیا امراء اس کے آگے آگے تھے، جمعہ کے دن اس کے لئے خطبہ دیا گیا۔

اس مہینے کی ۲۲ تاریخ ہفتہ کی صبح امیر جمال الدین آقوش افرم نائب دمشق سلطان کے پاس حکم بجالاتے ہوئے حاضر ہوا اس نے زمین بوسی کی سلطان اس کی خاطر چند قدم چلا اس کا اکرام کیا اور حسب عادت نیابت پر برقرار رہنے کا حکم دیا، لوگ افرم کی اطاعت شعاری سے بہت خوش ہوئے اسی طرح امیر سیف الدین قبجق نائب حماۃ اور امیر سیف الدین استدمر نائب طرابلس بروز پیر ۲۳ رشعبان کو پہنچے، لوگ اس کے استقبال کے لئے باہر آئے، بادشاہ نے ان سے بھی ملاقات کی جیسے افرم سے کی تھی۔

اس دن سلطان نے حنابلہ کی قضاء کا ادارہ واپس تقی الدین سلیمان کو دینے کا حکم جاری کیا، لوگوں نے انہیں مبارکباد دی وہ سلطان کے پاس آئے اور انہیں سلام کیا اور جوزیہ کی طرف چلے گئے وہاں تین دو فیصلے کئے، دوسرا جمعہ وہاں میدان میں قائم کیا گیا اور سلطان اور قضاۃ حاضر ہوئے اسی طرح اکابر امراء اور اہل حکومت بھی پہنچے، عوام بھی کافی تعداد میں تھے، اسی دن سلطان کے پاس امیر قراسنقر منصوری نائب حلب پہنچا سلطان کا خادم ۴ رمضان بروز جمعرات عصر کے وقت نکلا، اس کے ساتھ قضاۃ اور قراء تھے اسی طرح ۵ رمضان کا جمعہ میدان میں ادا کیا گیا پھر سلطان ۹ رمضان بروز منگل دمشق سے نکلا اس کے ساتھ ابن صصری، صدر الدین حنفی لشکر کے قاضی، خطیب جلال الدین، شیخ کمال الدین بن زملکانی، امیر زادگان فوجی رجسٹرڈ اور شام کی پوری فوج جو مختلف علاقوں اور شہروں سے اس کے پاس اس کے نائبین اور امراء کے ساتھ جمع ہوگئی تھی، جب سلطان غزہ کے قریب پہنچا تو بڑی شان بان سے شہر میں داخل ہوا امیر سیف الدین بہادر اور مصری امراء کی ایک جماعت نے اس کا استقبال کیا انہوں نے اسے خبر دی کہ ملک مظفر نے از خود حکومت سے ہاتھ کھینچ لیا ہے پھر مصر سے پے در پے سلطان کے پاس امراء آتے رہے اور اسے یہ خبر دیتے، اس سے شامیوں کے دل خوش ہوئے اور انہیں بڑی راحت ملی طبل بجائے گئے اور ناصری کی صورت میں پیام رساں کی آمد میں تاخیر ہوئی۔

اتفاق سے اس عید کے موقع پر ایسا ہوا کہ نائب خطیب شیخ تقی الدین جزری جو مقصاتی کے نام سے مشہور ہیں علم برداروں کے ساتھ حسب عادت عیدگاہ گئے اور شہر میں شیخ مجد الدین تونسی کو نائب مقرر کیا، جب عیدگاہ پہنچا گیا دیکھتے ہیں کہ عیدگاہ کے خطیب نے نماز شروع کر دی ہے تو ان لوگوں نے عیدگاہ کے صحن میں جھنڈے نصب کئے اور ان کے درمیان تقی الدین مقصاتی نے نماز پڑھائی اور پھر خطبہ دیا اسی طرح ابن حسان نے عیدگاہ میں کیا، اسی طرح اس دن دو عیدیں اور دو خطبے ہوئے، ہمارے علم کے مطابق ایسا اتفاق پیش نہیں آیا ہوگا۔

اس سال قصر ابلق میں سلطان کی آمد عید الفطر کے دن شام کے وقت ہوئی اور سلار کے لئے شوبک کی طرف سفر کرنے کا حکم صادر کیا، مصر پر امیر سیف الدین بکتمر جوکندار کو مقرر کیا جو صفد کا نائب تھا اور شام میں امیر قراسنقر منصوری کو، یہ ۴ شوال کا واقعہ ہے، اس کے دو دن بعد صاحب فخر الدین خلیلی کو وزیر بنایا، مصر میں بہاء الدین عبد اللہ بن احمد بن علی بن مظفر حلی کی وفات کے بعد جو ۱۰ شوال شب جمعہ کو فوت ہوئے تھے، قاضی فخر الدین کاتب الممالیک نے فوج کی نگرانی کا کام اپنے ہاتھ میں لے لیا، وہ مصر کے سربرآوردہ اور مشہور اکابر میں سے تھے، انہوں نے بعض احادیث بھی روایت کی ہے اس نے امیر جمال الدین آقوش افرم کو صرخد کی نیابت کی طرف بھیج دیا، امیر زین الدین کتبغا نوبۃ الحجہ ادبیہ کے سسر اور دار استاداریہ کے استاذ سیف الدین بلبان کی جگہ دمشق آئے، حکومت کی حالت متغیر ہوگئی اور اس میں زبردست انقلاب آیا۔

شیخ علم الدین برزالی فرماتے ہیں کہ سلطان جب عید الفطر کے روز مصر داخل ہوا تو شیخ تقی الدین ابن تیمیہ کو بڑے اعزاز و اکرام کے ساتھ طلب فرمایا چنانچہ اس نے شوال کے دوسرے دن اپنے پہنچنے کے ایک یا دو دن بعد ان کی طرف پیام بھیجا، سو شیخ تقی الدین ۱۸ شوال کو سلطان کے پاس حاضر ہوئے۔

اسکندریہ سے بہت سے لوگ شیخ کو الوداع کرنے باہر آئے جمعہ کے دن سلطان سے ملاقات ہوئی، اس نے ان کا اکرام کیا اور مصری اور شامی قاضیوں کی بڑی مجلس میں ان کے ساتھ چل کر شیخ کے اور ان کے درمیان صلح کرائی، شیخ قاہرہ میں اترے اور مزار حسین کے پاس ٹھہرے، عوام، امراء اور فوجی اور بہت سے فقہاء اور قضاۃ آ آ کر ان سے معذرت طلب کرتے، اور جو کچھ آپ سے ہوا اسے پسند کرتے، تو شیخ فرماتے کہ میں ہر اس شخص کو حلال قرار دیتا ہوں جس نے تکلیف پہنچائی۔

میں ابن کثیر کہتا ہوں کہ قاضی جمال الدین بن قلانسی نے مجھے اس مجلس کی ساری تفصیل بتائی ہے اور وہاں جو شیخ کا اعزاز و اکرام و حسن سلوک ہوا اور بادشاہ و صغیر امراء کی طرف سے جو تعریف اور قدر دانی شیخ کی اس طرح اس کے متعلق دمشق کے قاضی القضاۃ صدر الدین حنفی نے بھی بتایا لیکن ابن قلانسی کی باتیں زیادہ پر تفصیل ہیں کیونکہ وہ اس وقت فوج کے قاضی تھے اور وہ دونوں اس مجلس میں حاضر تھے انہوں نے مجھ سے ذکر کیا کہ جب سلطان کے پاس شیخ ابن تیمیہ تشریف لائے تو وہ شیخ کو دیکھتے ہی بڑی مجلس میں کھڑا ہو گیا اور ان کی طرف دور تک چل کر گیا وہاں دونوں نے بڑے ادب سے ایک دوسرے کا معانقہ کیا پھر وہ ان کا ہاتھ پکڑ کر اس طرف نکل گیا جہاں باغ کی طرف کھڑکی کھلتی ہے پھر وہاں بیٹھ کر باتیں کیں پھر دونوں آئے تو شیخ کا ہاتھ سلطان کے ہاتھ میں تھا سلطان بیٹھ گیا تو اس کی دائیں جانب ابن جماعہ قاضی مصر اور پھر ان کے بعد قاضی تھے اور بائیں جانب ابن حریری اور صدر الدین علی حنفی تھے شیخ سلطان کے سامنے اس کی چادر پر بیٹھ گئے وزیر نے اہل ذمہ کو دوبارہ سفید عماموں کو پہننے کے بارے میں گفتگو کی کہ انہوں نے دیوان حکومت کے لئے ہر سال سات لاکھ دینے کا التزام کیا ہے جو موجودہ مقدار سے زیادہ ہیں۔ تمام لوگ خاموش تھے ان میں مصر و شام کے قاضی اور شام کے بڑے بڑے علماء تھے جن میں ابن زملکانی بھی شامل تھے۔

ابن قلانسی فرماتے ہیں کہ میں بادشاہ کی مجلس میں ابن زملکانی کے پاس بیٹھا تھا تو کسی قاضی اور عالم نے کوئی جواب نہیں دیا سلطان نے ان سے کہا آپ لوگ کیا کہتے ہیں؟ اور ان سے اس کے متعلق فتویٰ مانگا وہ اس پر کچھ بھی نہ بولے تو شیخ اپنے گھٹنوں پر کھڑے ہو گئے اور سلطان سے سخت گفتگو کی اور وزیر نے کہا اس پر شدت کے ساتھ اعتراض کیا اور اپنی آواز بلند کر رہے تھے سلطان ان کی دلجوئی کرتے ہوئے انہیں نرمی سے خاموش کر رہا تھا شیخ نے وہ باتیں کہیں جنہیں اور کوئی نہیں کہہ سکتا تھا اور ان کے قریب کی باتیں بھی کوئی نہ کہہ سکتا تھا اور اس شخص کی بڑی شجاعت و دلیری بیان کی جو اس معاملے میں حمایت و موافقت کر رہا تھا شیخ نے اس میں انتہائی مبالغہ کیا انہوں نے سلطان سے کہا آپ اس سے بچیں کہ آپ شاہی مجلس میں بیٹھے ہوئے آپ اہل ذمہ کی عزت کو بحال کر کے اپنے خالق کی نافرمانی کرتے ہیں اور اللہ کی اس نعمت کو دور کریں جس نے آپ کو دوبارہ بادشاہت بخشی ہے آپ کے دشمنوں کو ہلاک اور ان کے خلاف آپ کی مدد کی ہے اس نے ذکر کیا کہ یہ فیصلہ تو جاشنکیر نے کیا تھا تو شیخ نے کہا جو کچھ جاشنکیر نے کیا وہ آپ کے حکم سے ہی کیا کیونکہ وہ تو آپ کا نائب تھا تو سلطان کو یہ بات بہت پسند آئی تو اس نے انہیں اسی صورت پر برقرار رکھا اور کچھ اور بھی تفصیلی باتیں ہوئیں جن کا ذکر طویل ہے۔

سلطان شیخ کی وجاہت و عظمت اور حق کی طرف رہنمائی اور آپ کی ہمدردی سے تمام حاضرین سے زیادہ واقف تھا میں نے شیخ تقی الدین سے وہ گفتگو بھی سنی جب وہ سلطان کے پاس بیٹھے ہوئے گفتگو کر رہے تھے وہ بات یہ تھی کہ سلطان نے شیخ سے بعض قاضیوں کے قتل کے بارے میں استفتاء کیا جنہوں نے آپ پر اعتراضات کیے تھے اور بعض قاضیوں کا فتویٰ بھی دکھایا جس میں انہیں عہدے سے ہٹانے اور مظفر سے بیعت کا تذکرہ تھا اور یہ کہ وہ آپ کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے یہاں تک کہ انہوں نے آپ کو تکلیف دی اور بار بار شیخ کو ابھارتا کہ شیخ ان علماء کے قتل کے بارے میں فتویٰ دے دیں اسے صرف اس وجہ سے غصہ تھا کہ انہوں نے اسے معزول اور مظفر کی بیعت کی کوشش کی تھی تو شیخ سلطان کا مقصد سمجھ گئے تو انہوں نے قاضیوں اور علماء کا اعزاز و اکرام شروع کر دیا اور اس بات کا انکار کرنے لگے کہ ان میں کسی کو کوئی تکلیف پہنچائی جائے اور سلطان سے فرمایا کہ اگر آپ انہیں قتل کر دیں گے تو ان جیسے لوگ آپ کو نہیں ملیں گے سلطان نے کہا انہوں نے آپ کو تکلیف پہنچائی اور بارہا آپ کے قتل کی تدبیر کی ہے تو شیخ نے فرمایا جس نے مجھے تکلیف پہنچائی ہے اس نے جو کام کیا ہے وہ معاف ہے اور جس نے اللہ اور رسول کی مخالفت کر کے انہیں تکلیف پہنچائی ہے تو اللہ تعالیٰ اس سے بدلہ لے گا میں اپنے لیے بدلہ نہیں لیتا اور آپ سلطان کو بار بار سمجھاتے رہے یہاں تک کہ اس نے بردباری اختیار کر لی اور ان سے درگزر کر کے معاف کر دیا۔

انہوں نے بیان کیا کہ مالکیہ کے قاضی ابن مخلوف کہتے ہیں کہ ہم نے ابن تیمیہ جیسا شخص نہیں دیکھا ہم نے انہیں بڑی تکلیف دینے کی کوشش کی لیکن ہم ان پر قادر نہ ہو سکے اور جب وہ ہم پر غالب آ گئے تو ہم سے درگزر کر کے ہماری حمایت کی پھر شیخ سلطان سے ملاقات کرنے کے بعد قاہرہ میں مقیم رہے اور دوبارہ علم پھیلانے لگے اور اس کی نشر و اشاعت میں لگ گئے اور مخلوق ان کی طرف متوجہ ہوئی اور مختلف طبقوں کے لوگ ان کے پاس آتے تھے ان سے فتویٰ مانگتے تو آپ انہیں تحریری یا تقریری جواب دیتے فقہاء بھی ان کے پاس آتے اور اپنی کوتاہی کی وجہ سے ان کے متعلق پیش آنے والی باتوں پر معذرت کرتے تو شیخ نے فرمایا میں نے سب کو اس سے بری الذمہ قرار دے دیا ہے۔

شیخ نے اپنے گھر والوں کی طرف ایک خط بھیجا جس میں اللہ تعالیٰ کی اس نعمت اور خیر کثیر کا تذکرہ کر رہے تھے اور ان سے اپنی تمام علمی کتب کا مطالبہ کر رہے تھے انہوں نے اس معاملہ میں جمال الدین المزی کی خدمات حاصل کیں اس لئے کہ انہیں معلوم تھا کہ شیخ کو مطلوبہ کتب جن کی طرف انہوں نے خط میں اشارہ کیا تھا کیسے ان باتوں کو نکالیں جن کا شیخ نے ارادہ کیا تھا اور اس خط میں فرماتے ہیں حق ہر طرح سے بلند ہوتا، بڑھتا اور غالب رہتا ہے جبکہ باطل ہر آن سرنگوں ہوتا، پستی اختیار کرتا اور اس کی روشنی ماند پڑتی رہتی ہے بے شک اللہ تعالیٰ نے مدمقابلوں کی گردنوں کو جھکا دیا ہے اور ان کے اکابر نے صلح جوئی کا مطالبہ کر لیا جس کا ذکر کرنا باعث تطویل ہے تو ہم نے ان کے متعلق ایسی کڑی شرائط رکھی جس میں اسلام اور سنت کی عزت اور باطل و بدعت کی بیخ کنی ہے وہ ان تمام شرطوں میں داخل ہیں اور ہم نے ان سے یہ شرائط قبول کرنے سے اپنے آپ کو باز رکھا ہے حتیٰ کہ فعل کی طرف ظہور ہو اور ہم نے ان کے کسی قول اور عہد پر اعتماد نہیں کیا، اور ان کے کسی مطالبے کا اس وقت تک جواب نہیں دیا یہاں تک کہ مشروط امور عمل پر پابندی نہ ہو جائے جو عوام و خواص کی نیکی بن کر ان کی برائیاں مٹا دے، انہوں نے وہ باتیں بھی ذکر کیں جن میں بادشاہ سے طویل گفتگو ہوئی جو یہود و نصاریٰ کے خاتمہ اور ان کی ذلت کو متضمن تھی جس میں انہیں اسی ذلت و رسوائی پر برقرار رکھا تھا۔ واللہ سبحانہ اعلم۔

شوال میں سلطان نے تقریباً ۲۰ امراء کو گرفتار کر لیا اور ۲۶ شوال اہل حوران کے قیسی اور یمنی لوگوں میں لڑائی ہوگئی ان میں سے بہت سے لوگ مارے گئے اور ان دونوں طرف سے سویداء کے قریب قتل ہونے والوں کی تعداد ایک ہزار تھی، لوگ اس جگہ کو سویداء اور جنگ سویداء کہتے ہیں اس میں یمنی شکست کھا گئے اور قیسیوں سے بھاگ کر اکثر بڑی بری حالت میں دمشق داخل ہوئے اور قیسی حکومت کے خوف سے بھاگ نکلے، بستیاں خالی پڑی رہ گئیں اور فصلیں چرنے کے لئے۔ (فانا للہ وانا الیہ راجعون)

۶ ذیقعدہ بروز بدھ امیر سیف الدین قبجق منصوری حلب کا نائب بن کر آیا وہ محل میں اترا اس کے ساتھ مصری امراء کی ایک جماعت تھی پھر جو امراء اور فوجی اس کے ساتھ تھے انہیں اپنے ہمراہ لے کر حلب گیا اور امیر سیف الدین بہادر طرابلس کا نائب بن کر جاتے ہوئے دمشق سے گزرا اس نے امیر سیف الدین استدمر کی جگہ ساحلی فتوحات کیں ان لوگوں کی جماعت بھی پہنچ گئی جنہوں نے سلطان کے ساتھ ذیقعدہ میں مصر کا سفر کیا تھا جن میں قاضی القضاۃ حنفیہ صدرالدین، محی الدین بن فضل اللہ وغیرہ شامل تھے، میں اس دن اٹھا اور جا کر قاضی صدرالدین حنفی کے پاس، جب وہ مصر سے واپس آئے تھے بیٹھ گیا انہوں نے مجھ سے کہا کیا تم ابن تیمیہ کو پسند کرتے ہو؟ میں نے کہا جی ہاں تو انہوں نے ہنستے ہوئے مجھ سے کہا بخدا تم ایک چیز سے محبت کرتے ہو جو قابل دید ہے اور قریب قریب وہی باتیں ذکر کیں جن کا ابن القلانسی نے ذکر کیا تھا لیکن ابن القلانسی کا طریقہ تعبیر پورا تھا۔

**جاشنکیری کا قتل** ...... وہ بمعیت اپنے ہمنواؤں کی ایک ٹولی کے ساتھ بھاگ گیا تھا پھر جب امیر سیف الدین قراسنقر منصوری مصر سے نکلا شام کی نیابت کے لئے اقرم کی بجائے متوجہ ہوا، وہ جب غزہ ۷ ذیقعدہ کو پہنچا تو اس نے شکار کے لئے ایک حلقہ بنایا تو اس حلقہ میں جاشنکیر اپنے تین سو ساتھیوں کے ساتھ آ گیا ان کا گھیراؤ کر لیا گیا اس کے ساتھی تتر بتر ہو گئے انہوں نے اسے گرفتار کر لیا قراسنقر اور امیر سیف الدین بہادر اونٹوں پر سوار ہو کر اسے واپس لائے جب وہ خطارہ پہنچے تو استدمر نے ان کا استقبال کیا اور جاشنکیر کو ان سے لے لیا اور وہ دوبارہ اپنے لشکروں میں پہنچ گئے، استدمر اسے لے کر سلطان کے پاس پہنچا سلطان نے اسے ڈانٹا اور ملامت کی، یہ اس کا آخری وقت تھا پھر قتل کر کے قرافہ میں دفن کیا گیا اس کے شیخ منبجی نے اسے کچھ فائدہ نہ پہنچایا اور نہ اس کے اموال ہی اسے کام آئے بلکہ وہ بری طرح قتل ہوا قراسنقر ۲۵ ذیقعدہ بروز پیر دمشق پہنچا محل میں اترا اس کے ساتھ ابن صصری، ابن زملکانی، ابن القلانسی، علاء الدین اور بہت سے مصری اور شامی امراء تھے۔

اور خطیب جلال الدین قزوینی ان سے پہلے ہی ۲۳ ذیقعدہ جمعرات کے روز پہنچ گئے تھے انہوں نے حسب عادت جمعہ کا خطبہ دیا پھر جب ۲۹ تاریخ کو دوسرا جمعہ آیا تو جامع دمشق میں قاضی بدرالدین محمد بن عثمان بن یوسف بن حداد حنبلی نے نائب سلطنت کی اجازت سے خطبہ دیا اور نماز کے بعد قضاۃ و اکابر اور اہم شخصیات کے سامنے منبر پر ان کی تقرری کا حکمنامہ پڑھا گیا اور اس کے بعد شاندار خلعت پہنائی گئی اس طرح وہ امامت اور خطابت کی خدمات کو ایک ساتھ ۳۲ دن سرانجام دیتے رہے پھر خطیب جلال الدین شاہی حکمنامے کے ذریعہ واپس بلا لئے گئے اور انہوں نے اس سال ۱۲ محرم بروز جمعرات اپنا عہدہ سنبھالا۔

ذی الحجہ میں کمال الدین بن شیرازی نے مدرسہ شامیہ برانیہ میں درس دیا جسے شیخ کمال الدین بن زملکانی کے ہاتھ سے چھین لیا تھا کیونکہ استدمر نے اس کی مدد کی تھی۔

اس سال تاتاریوں کے بادشاہ خربندا نے اپنے علاقوں میں رافضیت کا اظہار کیا اور خطباء کو حکم دیا کہ وہ سب سے پہلے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ان کے اہل بیت کا ذکر کریں اور ازج کا خطیب خطیب تھے، جب اس مقام پر پہنچا تو وہ بہت زور سے رویا لوگ بھی رونے لگے خطیب اتر آیا اور خطبہ مکمل نہ کر سکا، پھر کسی اور کو کھڑا کیا گیا اس نے خطبہ مکمل کیا اور لوگوں کو نماز پڑھائی، یوں اس علاقے کے اہل بدعت اہل سنت پر غالب آ گئے، فانا للہ وانا الیہ راجعون۔

اس سال اہل شام میں سے کوئی بھی حکومت کی ناسازی اور کثرت اختلاف کی وجہ سے حج نہ کر سکا۔

## اس سال وفات پانے والے مشہور شخصیات

**خطیب ناصر الدین ابوالمعالی** ...... احمد بن الخطیب بدر الدین یحییٰ بن شیخ عز الدین بن عبد السلام خطیب العقیبہ، اپنے گھر میں ہی وفات پائی، انہوں نے جامع اموی وغیرہ کی نظروں کی بحالی کا عہدہ سنبھالا تھا، نصف محرم بروز بدھ وفات پائی، جامع عقیبہ میں ان کی نماز جنازہ پڑھائی گئی۔

باب الصغیر میں اپنے والد کے پہلو میں دفن ہوئے انہوں نے احادیث کی روایت بھی کی ہے، اپنے والد بدر الدین کے بعد خطابت سنبھالی، ان کے پاس نائب سلطنت قضاۃ اور اہم حضرات تشریف لائے۔

**مصر میں حنابلہ کے قاضی** ...... شرف الدین ابو محمد عبدالغنی بن یحییٰ بن محمد بن عبداللہ بن نصر بن ابی بکر حرانی حران میں ۶۴۵ھ میں پیدا ہوئے، حدیث کا سماع کیا، مصر پہنچے تو خزانہ کی نگہداشت اور صالحیہ کی تدریس سنبھالی، پھر عہدہ قضا بھی انہیں سونپ دیا گیا، وہ قابل قدر سیرت اور عمدہ اخلاق والے تھے ۲۴ ربیع الاول جمعہ کی رات فوت ہوئے اور قرافہ میں دفن ہوئے ان کے بعد سعد الدین حارثی نے یہ عہدہ سنبھالا جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے۔

**شیخ نجم الدین** ...... ایوب بن سلیمان بن مظفر مصری جو مؤذن نجیبی کے نام سے مشہور ہیں، وہ دمشق میں مؤذنوں کے رئیس اور خطباء کے ضامن تھے، وہ خوبصورت اور بلند آواز شخص تھے، اسی حالت میں پچاس سال گزار دیئے، آخر جمادی الاولیٰ کو چھتری میں فوت ہوئے۔

**امیر شمس الدین سنقر الاعسر المنصوری** ...... اسی مہینے امیر شمس الدین سنقر الاعسر المنصوری نے وفات پائی، انہوں نے مصر میں عہدہ وزارت اور کچہری کا نظام سنبھالا کئی بار شام کی کچہریوں کے منتظم رہے، مصر میں ان کا مشہور گھر اور باغ ہے ان میں تیزی بہت، بلند ہمتی جیسی صفات تھیں ان کے پاس بہت سا مال تھا مصر میں فوت ہوئے۔

**امیر جمال الدین آقوش بن عبداللہ رحیمی** ...... دمشق میں کچہریوں کے نگران، وہ اس سے پہلے شہر کے بعد قبلی جانب کے والی الولاۃ تھے ان کا بڑا رعب تھا، ۹ جمادی الاول بروز اتوار وفات پائی شیخ رسلان کے گنبد کے سامنے جو گنبد انہوں نے بنوایا اس میں چاشت کے وقت دفن ہوئے، آپ کو کفایت شعاری اور تقیت حاصل تھا ان کے بعد قبجاق کچہریوں کے نگران مقرر ہوئے۔

**التاج بن سعید الدولہ** ...... شعبان یا رجب میں التاج بن سعید الدولہ نے وفات پائی، وہ مسلمان تھے اور حکومت کے مشیر بھی تھے عصر تک جو جاشنگیر کا شیخ تھا اس کے پاس بیٹھنے کی وجہ سے انہیں جاشنگیر کے رتبہ حاصل تھا انہیں وزارت پیش کی گئی لیکن قبول نہیں فرمائی، جب ان کی وفات

ہوئی تو ان کے بھانجے کریم الدین کبیر نے آپ کے کام سنبھالے۔

**شیخ شہاب الدین** ...... احمد بن محمد بن ابو المکارم بن نصر الاصبہانی جامع اموی میں موذنوں کے رئیس، ۶۰۲ھ میں پیدا ہوئے، حدیث کا سماع کیا، اذان کا عہدہ ۶۲۵ھ سے وفات تک سنبھالے رکھا، ۵ ذی قعدہ منگل کی شب وفات پائی وہ بہت عمدہ آدمی تھے واللہ سبحانہ اعلم۔

## آغاز ۶۱۰ھ

اس سال کا ہلال طلوع ہوا اور خلیفہ وقت مستکفی باللہ ابو الربیع سلیمان عباسی تھا اور شہروں کا سلطان ملک ناصر محمد بن قلاوون تھا، شیخ تقی الدین اعزاز و اکرام سے مصر میں مقیم تھے مصر کا نائب امیر سیف الدین بکتمر امیر خزندار تھا اور قضاۃ وہی پچھلے سال والے تھے، سوائے حنبلی کے کیونکہ وہ سعد الدین حارثی تھا مصر کا وزیر فخر الدین خلیلی تھا اور فوج کے نگران فخر الدین کاتب الممالیک تھے، شام کا نائب قراسنقر منصوری تھا دمشق کے قاضی وہی پہلے والے تھے، حلب کا نائب قبجق اور طرابلس کے حاجی بہادر اور صرخد میں افرم تھا۔

اس سال کے محرم میں شیخ امین الدین سالم بن ابو الدر، وکیل بیت المال، امام مسجد ہشام نے شامیہ جوانیہ کی اور شیخ صدر الدین سلیمان بن موسیٰ کردی نے عذراویہ کی تدریس سنبھالی، دونوں نے ابن الوکیل سے چھین لی، کیونکہ وہ مصر میں اقامت پذیر ہوگیا تھا وہ مظفر کے پاس آیا تو اس نے [illegible] کی طرف نسبت کی وجہ سے اسے کئی وظائف دیئے، پھر وہ شاہی حکمنامے کی وجہ سے اپنے دونوں مدرسوں کی طرف لوٹا، جہاں اس نے ایک ماہ یا ۱۲ دن قیام کیا پھر ان دونوں نے اس سے واپس کرنے کا مطالبہ کیا یوں وہ دونوں مدرسے پہلے مدرسین امین سالم اور صدر کردی کے پاس آ گئے، اور خطیب جلال الدین ۲۷ محرم کو خطابت پر واپس آ گئے اور بدر بن حداد وہاں سے معزول ہوا اور صاحب شمس الدین جامع کی بقیدیوں اور تمام اوقاف کی نگرانی بروز بدھ سنبھالی پھر اسے خلعت دی گئی اور شرف الدین بن صصری کو بھی جامع کی نگرانی میں اس کے ساتھ ملا دیا گیا وہ ان دونوں سے پہلے اس کا مستقل ناظر تھا، عاشوراء کے روز استدمر دمشق حماۃ کا نائب بن کر آیا، پھر سات دن کے بعد اس کی طرف سفر کیا۔

محرم میں بدر الدین بن حداد نے شمس الدین بن خطیری کی جگہ مارستان کی نگرانی سنبھالی اور عذراویہ کی وجہ سے صدر الدین بن المرحل اور الصدر سلیمان کردی کے درمیان جھگڑا ہوگیا انہوں نے وکیل کی طرف ایک محضر نامہ لکھا جس میں بری بھلی باتوں کے ساتھ ساتھ ابن الوکیل پر کفریہ باتوں کا الزام بھی تھا تو ابن وکیل نے جلدی قاضی تقی الدین سلیمان حنبلی کا رخ کیا تو انہوں نے اس کے اسلام کا حکم دیا اور اس کے خون کو رائیگاں جانے سے بچا لیا اور حکم دیا کہ اس سے سزا ہٹالی جائے اس کی عدالت اور قابل مناصب ہونے کا فیصلہ کیا یہ حنبلی کی ایک پیچیدگی تھی لیکن دونوں مدرسے اس کے ہاتھ سے جاتے رہے، عذراویہ سلیمان کردی کو اور شامیہ جوانیہ امین سالم کو مل گیا اس کے پاس سوائے دار الحدیث اشرفیہ کے کچھ باقی نہ بچا۔

۷ صفر پیر کی رات نجم محمد بن عثمان بصراوی مصر سے شام کا وزیر بننے کے لئے آیا، اس کے پاس اپنے بھائی فخر الدین سلیمان کے واسطے کوتوال بننے کی حکومتی مہر شدہ تحریر تھی تو ان دونوں نے جامع میں دونوں منصب سنبھالے، اور دونوں درب سلون تھے درب ابن ابی الہیجاء، کہا جاتا ہے پھر وزیر باب البرید کے پاس دار الامیر میں منتقل ہوگیا اور خزانہ کی نگرانی عز الدین احمد بن قلانسی، شیخ جلال الدین کے بھائی کے پاس ہی رہی۔

ربیع الاول کی نوچندی میں قاضی جمال الدین زرعی نے ابن جماعہ کی جگہ مصر میں قاضی القضاۃ کا عہدہ سنبھالا ان سے اس سے پہلے ذی الحجہ میں شیخ الشیوخ کا عہدہ لے لیا گیا تھا اور کریم ایکی کے سپرد کردیا گیا اسی طرح ان سے خطابت بھی لے لی گئی تھی ادھر قاضی شمس الدین بن حریری کو دیار مصر کے قاضی بننے کی طلب کی ڈاک آئی، چنانچہ وہ ۲۰ ربیع الاول کو روانہ ہوئے ان کے ساتھ ایک جماعت انہیں الوداع کہنے آئی، پھر جب وہ سلطان کے پاس آئے تو سلطان نے ان کا اکرام کیا عزت سے پیش آیا اور انہیں حنفیہ کا قاضی ناصریہ صالحیہ اور جامع الحاکم کی تدریس پر مقرر کردیا، وہ وہاں سے قاضی شمس الدین سروجی کو معزول کردیا وہ چھ دن رہے اور پھر فوت ہوگئے۔

اس مہینے کی نصف تاریخ میں دمشق سے ۷ اور قاہرہ سے ۲۲ امیر گرفتار کر لئے گئے اور ربیع الثانی میں سلطان نے امیر سیف الدین سلار کے مطالبہ کا اہتمام کیا وہ خود ہی اس کے پاس آ گیا، سلطان نے اسے ڈانٹا پھر اس سے اس کے اموال ذخیرے ایک ماہ میں لے لئے پھر وہ قتل کردیا گیا تو

سلطان نے اس کے پاس اصطبل، حیوانات، املاک، سلاح، غلام، چوپائے اور گدھے پائے جن میں بہت سے بیش قیمتی تھے، سب جواہر، سونا اور چاندی کی تو وہ اتنی مقدار میں تھے کہ جن کی زیادتی کا اندازہ نہیں لگایا جا سکتا۔

بہرکیف اس نے بیت المال اور سلطانوں کے اموال کا بہت بڑا حصہ اپنے لئے مخصوص کر لیا تھا جو اس کے پاس آتا، کہا جاتا ہے کہ وہ اس سب کے باوجود جابر، متکبر، بخیل اور حکومت و رعیت کا منظور نظر تھا [illegible]۔

اس نے مصر میں ۶۹۷ھ سے اس مہینے کی ۲۲ تاریخ بروز جمعرات قتل ہونے تک، تب سلطنت کا عہدہ سنبھالے رکھا اور جمعہ کی شب قرافہ میں اپنی مخصوص قبر میں دفن کیا گیا، اللہ تعالیٰ اس سے درگزر کا معاملہ فرمائے۔

ربیع الآخر میں قاضی شمس الدین بن السروجی نے ظاہریہ میں شمس الدین الحریری کی جگہ درس دیا، ان کے پاس ان کے اصحاب الصدر علی [illegible] نے جو حنفی القضاۃ اور حنفیہ تھے اور بہت سے حضرات تشریف لائے، اسی مہینے امیر سیف الدین استدمر اپنے گھر کی طرف سے دمشق آیا، اور شیخ صدر الدین بن الوکیل پر مہربان تھا، انہوں نے دار الحدیث کی نگرانی اور مقدادیہ کی تدریس کا حکم نامہ لکھا، چاہا اور ایسا نہ کر سکے یہاں تک کہ استدمر روانہ ہو گیا، اتفاق سے ان کے ساتھ دارالامان اور [illegible] میں ایک واقعہ پیش آیا۔

ذکر کیا جاتا ہے کہ ان کے پاس حضرات جمع ہو گئے تھے اور رافضی صالحیہ کی ایک جماعت نے ان پر اتفاق کر لیا، یہ بات نائب سلطنت کو پہنچی تو انہوں نے ان کے متعلق اسے خط لکھا، پھر جواب آیا کہ اس میں انہیں دینی مناصب سے معزولی کا حکم تھا، یوں ان کے ہاتھ سے دار الحدیث اشرفیہ نکل گیا اور دمشق میں ان کے پاس کوئی عہدہ نہ تھا، پھر جب رمضان کا آخری عشرہ آیا تو انہوں نے حلب کا سفر کیا تو وہاں نائب استدمر نے انہیں بہت سے عہدوں پر مقرر کر دیا اور وہاں کی تدریس بھی دے دی اور ان سے اچھا برتاؤ کیا۔

استدمر [illegible] حلب کی نیابت کی طرف سیف الدین قبجق کی [illegible] منتقل ہو گیا تو وہاں کی حکومت اس کے بعد امیر عماد الدین اسماعیل بن الافضل علی بن محمود بن تقی الدین عمر بن شاہنشاہ بن ایوب نے [illegible] القرم [illegible] نیابت کے لئے [illegible] منتقل ہو گیا۔

۱۹ شعبان بروز جمعرات شیخ کمال الدین بن زملکانی نے ابن الوکیل کی جگہ دار الحدیث اشرفیہ کی شیخ الحدیثی کا عہدہ سنبھالا، تفسیر، حدیث اور فقہ کا درس دینا شروع کر دیا اور اس سے اچھے اسباق ذکر کئے، پھر اس پر چند دن ہی گزرے ہوں گے کہ کمال الدین شریشی نے ان کے ہاتھ سے چھین لیا اور فوراً اس کا کنٹرول ۲ رمضان بروز جمعرات سنبھال لیا، شعبان میں [illegible] تب اہل شام نے [illegible] کو جمع کرنے کا حکم بھیجا تو مؤذنوں کا [illegible] پیچھے [illegible] کی طرف قبلہ [illegible] کی جانب کر دیا گیا اور [illegible] مسجد میں جنازہ [illegible] کی پابندی لگا دی گئی پھر اس کی اجازت ہو گئی۔

[illegible] دمشق کی طرف قلعہ الروم میں، تب [illegible] کا گورنر [illegible] شیخ علاء الدین علی بن اسماعیل القونوی نے [illegible] مصر میں شیخ کریم الدین عبدالکریم بن الحسین ایکی کی وفات [illegible] شیخ الشیوخ کا عہدہ سنبھالا، وہ صاحب علم [illegible] تھے [illegible] سعید السعداء [illegible] ذی القعدہ بروز جمعرات صاحب عز الدین [illegible] شام [illegible] وزارت سے اعراض [illegible] ذی القعدہ بروز جمعہ شیخ کمال الدین بن زملکانی [illegible] صاحب شمس الدین [illegible] نے جامع اموی کی نگرانی [illegible] امیر سیف الدین استدمر [illegible] حلب [illegible] گرفتار کر لیا گیا اور مصر بھیج دیا گیا، اسی طرح [illegible] امیر سیف الدین طغرطای [illegible] کے بعد [illegible] راتوں میں گرفتار کر لیا گیا۔

## اس سال فوت ہونے والے اہم حضرات

**چیف جسٹس شمس الدین ابو العباس** احمد بن ابراہیم بن عبدالغنی سروجی حنفی، شارح ہدایہ، وہ کئی علوم میں ماہر تھے، مصر میں ایک مدت

تک قاضی رہے اور اپنی وفات سے چند دن پہلے معزول کر دیے گئے [illegible] وہ وفات پا گئے اور امام شافعی کی قبر کے پاس دفن ہوئے۔ علم و کلام میں ان کے شیخ تقی الدین ابن تیمیہ [illegible] شیخ تقی الدین نے کئی جلدوں میں اس کا جواب دیا [illegible] اسی سال [illegible] وفات پائی۔

**الصاحب امین الدولہ** ...... اسی سال الصاحب امین الدولہ ابوبکر بن وجیہ عبدالعظیم بن یوسف جو ابن الرقاقی سے معروف ہیں [illegible] فوت ہوئے۔

**امیر سیف الدین قبجق** ...... نائب حلب، حلب میں آپ کی وفات ہوئی [illegible] وہ شجاع اور بہادر شخص تھے لاجین کے دور میں دمشق کے نائب تھے، پھر لاجین کے خوف سے تاتاریوں کے پاس چلے گئے [illegible] تاتاریوں کے ساتھ آئے ان کے ہاتھوں مسلمانوں کو تکلیف پہنچی، جیسا کہ ہم [illegible] کے سال میں ذکر کر چکے ہیں، پھر انہوں نے [illegible] حلب میں [illegible] اس کے بعد [illegible] بھی اسی سال کے آخر میں فوت ہوا۔

**شیخ کریم الدین بن الحسین الاملی** ...... مصر میں شیخ الشیوخ [illegible] انہیں معزول کر دیا گیا [illegible] شوال [illegible] وفات پائی [illegible] ذکر کیا ہے۔

**فقیہ عز الدین عبدالجلیل** ...... نمراوی شافعی [illegible] فاضل شخص تھے [illegible] شان [illegible] علامہ نجم الدین احمد بن محمد شارح التنبیہ ہیں اس کے علاوہ بھی ان کی کئی کتب ہیں، کئی علوم میں مہارت [illegible] اللہ ان سب پر رحم فرمائے۔

## آغاز ۷۱۱ھ

اس سال کے آغاز پر مصر میں وہی حکام تھے جن کا پچھلے سال میں تذکرہ ہو چکا ہے [illegible] معزول کر دیا گیا اور اس کی جگہ سیف الدین [illegible] نجم الدین [illegible] معزول ہوئے [illegible] عز الدین [illegible] نیابت کی طرف منتقل ہو گیا [illegible] شیخ ابن تیمیہ [illegible] سلطان [illegible] حلب [illegible] دمشق [illegible] سیف الدین [illegible] دمشق کی نیابت [illegible] حلب میں [illegible] شام کو [illegible] قراسنقر منصوری دمشق سے [illegible] اس کے ساتھ [illegible] حلب میں [illegible]

[illegible] امیر سیف الدین [illegible] دمشق کے معاملات میں [illegible] پہنچے [illegible] اس کی شان و شوکت [illegible] سیف الدین [illegible] منصوری دمشق [illegible] جمعرات [illegible] نجم الدین [illegible] ۱۳ صفر بروز جمعرات [illegible] کے ساتھ [illegible]

کے ساتھ سوار ہوا اور وہ جاگیروں میں اس کا امیر تھا جو بڑے طبلخانات کے مشابہ تھیں۔

۱۰ ربیع الاول بروز بدھ چاروں قضاۃ کی جامع میں مجلس ہوئی، یہ مجلس گواہوں کے معاملہ کو نافذ کرنے کے لیے منعقد ہوئی کیونکہ ان میں سے کسی نے انہیں باطل قرار دے دیا تھا اس کی نائب سلطنت کو اطلاع ہوئی تو وہ بہت غصہ ہوا اور اس کا حکم دیا مگر اس سے کسی بڑی چیز کا وقوع نہیں ہوا اور نہ حالت تبدیل ہوئی۔

اسی روز الشریف امین الدین جعفر بن محمد بن محی الدین عدنان شہاب الدین ہاشمی کی جگہ دفاتر کے نگران بنے اور تقی الدین بن زکی شیخ الشیوخ کے عہدہ پر واپس ہو گئے، اسی دن ابن جماعہ نے قاہرہ میں ناصریہ کی تدریس سنبھالی اور ضیاء الدین نسائی نے جامع شافعی کی تدریس اور جامع طولون کی معید عام اور حسین میں نئی چیز ان کی نگرانی لی، اور مصر میں ربیع الثانی کو وزارت کا عہدہ امین الملک ابو سعید نے سیف الدین بکتمر الحاجب کی جگہ لے لی، اسی مہینے وزیر عز الدین بن قلانسی پر دمشق میں جرمانہ لگا دیا گیا اور چودہ ماہ وہ نظر بند رہا، نائب سلطنت کو اس پر بڑا غصہ تھا پھر اس سے یہ پابندی ہٹالی گئی۔

بدر الدین بن جماعہ کو دوبارہ مصر میں ۱۸ ربیع الاول میں فیصلوں کے لیے واپس کر دیا گیا اور ساتھ دارالحدیث کاملیہ، جامع طولون، صالحیہ اور ناصریہ کی تدریس بھی دی گئی، سلطان کی طرف سے بڑی توجہ سے نوازے گئے اور وہ عمر جمال الدین زرعی فوج کی قضا اور جامع الحاکم کی تدریس پر لوٹ گئے اور ان کے لیے یہ حکم تھا کہ قضاۃ کے ساتھ حنفی اور حنبلی قاضیوں کے درمیان دارالعدل حنفی عدلیہ میں سلطان کے پاس بیٹھا کریں۔

جمادی الاولیٰ کی ابتدا میں قاضی نجم الدین دمشقی نے نائب ابن صصری کو اپنے گھر بلایا تاکہ اس ملکیت کی خریداری کو باطل قرار دیا جائے جو ابن القلانسی نے رشتہ داروں اور قصابیہ میں منصوری کے ورثاء سے خریدی تھی کیونکہ وہ حنفی کے علم کے بغیر تھی چنانچہ جو فیصلہ حنبلی نے کیا، بقیہ قاضیوں نے اسے نافذ کر دیا، ابن القلانسی کو دارالسعادۃ میں بلوایا گیا اور اس پر اس کی پیداوار کا دعویٰ کر دیا اور اس پر اس کی ادائیگی کا حکم لگایا گیا پھر قاضی القضاۃ تقی الدین حنبلی نے اس خریداری کی صحت کا فیصلہ کیا اور جو قاضی دمشقی نے فیصلہ کیا تھا اسے رد کر دیا اور بقیہ حکام نے بھی حنبلی کے حکم کی تنفیذ کی، اس ماہ اہل دمشق پر چودہ سو گھڑ سوار مقرر کیے گئے ہر گھڑ سوار کی تنخواہ ۵۰۰ درہم تھی اور املاک اور اوقاف پر جرمانے لگائے گئے اس سے لوگ بہت رنجیدہ ہوئے لوگ خطیب جلال الدین کے پاس آئے وہ قضاۃ کے پاس گئے تو تمام لوگ پیر کی صبح اسی مہینے کے پہلے عشرے میں جمع ہو گئے اور ایک اجتماع کی صورت اختیار کرلی وہ اپنے ساتھ مصحف عثمانی، آثار نبوی اور خلیفہ کے جھنڈے لائے اور ایک لشکر کی صورت اختیار کرلی، افرم نے جب انہیں دیکھا تو سخت غضب ناک ہوا اور قاضی اور خطیب کو گالیاں دیں اور مجد الدین تونسی کو مارا، اور اس پر پابندی لگادی، پھر انہیں ضمانت اور کفالت پر رہا کر دیا، جس سے لوگوں میں اور زیادہ غم ہوا، پھر اللہ تعالیٰ نے اسے مزید مہلت نہ دی کہ دس دن ہی گزرے تھے کہ اچانک اس کی معزولی کا حکم آیا اور وہ گرفتار کر لیا گیا جس سے لوگوں کو بڑی خوشی ہوئی۔

کہا جاتا ہے کہ شیخ تقی الدین نے اہل شام کی طرف سے یہ خبر پہنچائی تھی، انہوں نے سلطان کو آگاہ کیا تو اس نے فوراً فوج بھیج کر اسے بری طرح گرفتار کیا، اس کا قصہ یوں ہوا کہ امیر سیف الدین دوادار آگے بڑھا اور گلی میں اترا، پھر جب ۲۳ جمادی الاولیٰ جمعرات کا دن ہوا تو امیر سیف الدین کرائی کو شاندار خلعت پہنائی اس نے خلعت پہن کر چوکھٹ کو چوما اور لشکر میں حاضر ہوا دسترخوان بچھایا گیا پھر امراء کی موجودگی میں اسے گرفتار کرلیا، غرلو عادلی اور بعض مجنون کے ساتھ ڈاک کے گھوڑے پر کرک بھجوا دیا گیا اور عز الدین قلانسی دارالسعادۃ سے شاہی پابندی سے باہر آیا اس نے جامع میں ظہر کی نماز پڑھی پھر اپنے گھر واپس آیا اس کے لیے شمعیں روشن کی گئیں اور لوگوں نے دعائیں دیں اس کے بعد دارالحدیث اشرفیہ میں واپس آیا اور وہاں ۴۰ دن تک بیٹھا یہاں تک کہ نائب کرک جمال الدین آگیا۔

اس روز نائب صفت امیر سیف الدین بکتمر امیر جندار گرفتار کیا گیا اور اس کی جگہ کرک میں بیبرس دوادار منصوری مقرر کیا گیا اور نائب غزہ بھی گرفتار ہوا اور اس کی جگہ جاولی مقرر ہوا اور یوں کرک کی قید میں استمر نائب طرابلس، نائب حلب بکتمر، نائب مصر کرائی، نائب دمشق قطلوبک، نائب صفت قطلقتمر، نائب غزہ اور دیگر جمع ہو گئے اور جمال الدین آقوش منصوری جو کرک کا نائب تھا دمشق کا نائب بن کر ۱۳ جمادی الثانی بروز بدھ داخل ہوا اس نے کرک کی نیابت ۶۹۰ھ سے ۷۰۹ھ تک سنبھالی وہاں اس کی اچھی خدمات رہیں، اور عز الدین قلانسی نائب کے استقبال کے لیے نکلا اور بعد سے دن سلطان

کا خط نائب قلعہ دمشق اور اعیانِ حکومت کی موجودگی میں پڑھا گیا اس میں رعیت کے ساتھ احسان کرنے کا حکم تھا اور ان بقیہ لوگوں کو آزاد کرنے کا بیان تھا جن پر گرانی کے دور میں جرمانے عائد کیے گئے تھے، کثرت سے سلطان کے لئے دعائیں ہوئیں اور لوگ شادمان ہوئے ۱۹ جمادی الاولیٰ بروز پیر امیر سیف الدین بہادر آص کو صفت کی نیابت کی خلعت پہنائی گئی اس نے چوکھٹ چومی اور بروز منگل وہاں کے لئے روانہ ہوا اسی روز الصدر بدرالدین بن ابی الفوارس کو دمشق میں کچہریوں کی نگرانی کی خلعت پہنائی گئی وہ شریک بن عدنان کا شریک کار تھا، اور وہ اس کے دو دن بعد عزالدین بن قلانسی سے سلطان کی وکالت کا حلف نامہ آیا کہ وہ اپنے عہدوں پر برقرار ہیں اور انہیں وزارت سے معذور رکھا گیا کیونکہ وہ اسے ناپسند سمجھتے تھے۔

اور رجب میں ابن سلعوس نے اوقاف کی نگرانی کا عہدہ شمس الدین عدنان کی جگہ سنبھالا اور شعبان میں نائب سلطنت بنفس نفیس سوار ہو کر جیلوں کے دروازوں پر آیا اور خود قیدیوں کو رہا کیا تو بازاروں وغیرہ میں اس کے لئے بہت زیادہ دعائیں ہوئیں، اسی دن الصاحب عزالدین بن قلانسی مصر سے واپس آیا، نائب سے ملاقات کی اسے خلعت پہنائی گئی اور اسکے پاس سلطان کی وکالت کا ایک خط تھا جس میں اس کی عزت واحترام واکرام اور اسے برقرار رہنے کا مضمون تھا، نیز خواص پر نگرانی رکھنے اور دمشق میں جو کچھ اس کے لئے ثابت ہوا اس پر ناپسندیدگی کا اظہار تھا جبکہ سلطان کو اس کا علم تھا اور نہ اس نے اس کی وکالت کی۔ ابن القلانسی کی اس بارے میں مدد کرنے والا کریم الدین خواص شاہی کا نگران اور امیر سیف الدین ارغون دوادار تھا شعبان میں ابن مصری نے گواہوں اور بیوپاریوں کو اپنی طرف سے روک دیا یوں دوسرے لوگ بھی رک گئے اور مالکی نے انہیں واپس کر دیا، رمضان میں زین الدین ابن قتیبا منصوری کو حجاب الحجاب کا عہدہ اور امیر بدرالدین ابن ختوبات قرمانی طوغان کی جگہ کچہریوں کی نگرانی پر فائز ہونے کا ڈاک کے ذریعے حکم آیا اور دونوں کو اکٹھے خلعت پہنائی گئی۔

اسی مہینے بہادر حجری نائب قلعہ دمشق ڈاک کے گھوڑے پر مصر گیا اور سیف الدین طوبان بوری نے نیابت سنبھالی پھر حجری دن کے آخری پہر دوبارہ نیابت کے لئے واپس آیا، وہ اس کی طرف روانہ ہو گیا اور یہ خبر آئی کہ بغداد میں مسلمان مسافروں کی ایک جماعت کا گھیراؤ کر لیا گیا ہے جن میں سے ابن العقاب اور ابن البدر قتل ہو گئے اور عیدوہ بچ گیا وہ صحیح سالم واپس آ گیا، شوال میں قافلہ نکلا اور امیر حج امیر علاءالدین طبیرس بہادر آص کا بھائی تھا۔

ذیقعدہ کے آخر میں یہ خبر آئی کہ امیر قراسنقر زیرا کے حوض تک پہنچنے کے بعد براستہ حجاز واپس آ گیا ہے اور یہ کہ وہ مہنا بن عیسیٰ سے ملا ہے اور اپنے آپ پر خوف کی وجہ سے اس سے پناہ مانگی اس کے ساتھ اس کے خواص کی ایک جماعت تھی پھر اس تمام واقعہ کے بعد وہ تاتاریوں کے پاس چلا گیا افرم اور قرمشی اس کے ساتھ تھا۔

۲۰ ذیقعدہ کو امیر سیف الدین ارغون پانچ ہزار کی فوج میں دمشق پہنچا انہوں نے حمص اور وہاں کے علاقوں کا رخ کیا، ۷ ذی الحجہ کو شیخ کمال الدین بن شریشی اپنی وکالت پر برقرار رہتے ہوئے مصر سے واپس پہنچے ان کے پاس شامی فوج کی قضاء کی مہر تھی، عرفہ کے دن انہیں خلعت پہنائی گئی اسی دن دیار مصریہ سے تین ہزار کی فوج پہنچی جن پر سیف الدین علی امیر تھے انہوں نے اپنے ساتھیوں کو پیچھے بلاد شمالیہ کا رخ کیا اس مہینے کے آخر میں شہاب الدین شقری قاہرہ سے واپس لوٹے۔

ان کے پاس شیخ الشیوخ کے عہدے کے دستخط تھے وہ خانقاہ میں اترے اور قضاۃ واعیان کی موجودگی میں یہ عہدہ سنبھالا اور ابن زکی اس سے برطرف ہو گئے اسی مہینے الصدر علاءالدین بن تاج الدین ابن الاثیر نے مصر میں خفیہ انشاء کا عہدہ سنبھالا اور شرف الدین بن فضل اللہ اس عہدے سے برطرف ہوئے انہیں دمشق کی خفیہ تحریری کا عہدہ اپنے بھائی محی الدین کی جگہ مل گیا اور محی الدین صرف حصہ تحریری خدمات پر برقرار ہے، واللہ اعلم۔

## اس سال فوت ہونے والے نامور حضرات

**شیخ رئیس بدرالدین** محمد بن رئیس الاحنف ابواسحاق ابراہیم بن محمد بن طرخان الانصاری سعد بن معاذ سویدی کے خاندان سے تھے، سویدراان کا علاقہ ہے، حدیث کا سماع کیا، طب میں مہارت حاصل کی، رشیدیہ کے قریب اپنے بستان میں ربیع الاول میں وفات پائی اور اپنی اس قبر میں

جس میں کعبہ ہے ساٹھ سال کی عمر میں دفن ہوئے۔

**شیخ شعبان بن ابی بکر بن عمر الاربلی** ...... جو صالحیہ میں حلبیہ کے شیخ اور نیک مبارک شخص تھے آپ میں بڑی خیر پائی جاتی تھی اور ۔۔ میانہ روی اور فقراء کی بہت خیال رکھتے تھے ۔۔ شعبان کو بدھ کی رات ۔۔ ۹۰ ۔۔ سے ۔۔ جامع مظفری میں آپ کی نماز جنازہ پڑھی گئی اور قاسیون میں دفن ہوئے اور ۸۹ سال کی عمر تھی انہوں نے بہت سی حدیث کی روایت کی ہے آپ کے لئے جو قبر تھی وہ آپ وہاں حاضر تھے۔

**شیخ ناصر الدین یحییٰ بن ابراہیم** ... ابن محمد بن عبدالعزیز الجزری ۳۰ سال سے کتب خانے کے ناظم ۔۔ رمضان جمعہ کی نماز کے بعد ان کی نماز جنازہ جامع کی گئی اور قاسیون میں دفن ہوئے آپ باب السلطنت کے ذریعے ان سے بڑا متعلق تھے جس کے ذریعے سے وہ کام کرنے کو مصر سے پہنچا۔

**شیخ صالح جلیل القدوۃ** ... ابو عبداللہ محمد بن شیخ محمود بن ابراہیم بن شیخ عبداللہ ارموی قاسیون نے ۔۔ کو ۱۴ رمضان کو وفات پائی۔ اور وقت آنا تھا ان کی نماز جنازہ میں آئے اور جامع مظفری میں پڑھایا گیا اور ۔۔ کے پہلو میں دفن ہوئے اور ۔۔ لوگوں میں بڑے عالم تھے ان کی ملاقات ۔۔ صاحب فضیلت و ۔۔ شخص تھے ۔۔ ایک ۔۔ کیا تھا ۔۔ ہے ۔۔ ہوئی تھی۔

**ابن الوحید الکاتب** ... محمد شرف الدین محمد بن شریف بن یوسف زرعی جو ابن الوحید سے مشہور ہیں وہ ۔۔ تھے ۔۔ جانتے تھے لکھنے میں ۔۔ کی انتہا کو پہنچے ہوئے تھے لوگوں نے ان سے ۔۔ فائدہ ۔۔ قاہرہ ۔۔ بیمارستان منصوری جو مصر میں ہے وہاں ۱۶ شعبان کو فوت ہوئے۔

**امیر ناصر الدین** ... محمد بن عماد الدین حسن بن نسائی ۔۔ کے امیر ۔۔ کے حاکم سیف الدین ۔۔ کے بعد ۔۔ ہوئے ۱۰ رمضان کو وفات پائی

**تقی الداری** ... عبداللہ ۔۔ مصر کے وزیر ۔۔ فقیر ۔۔ تھے ۔۔ حالت میں ۔۔ ہوئے ۔۔ دمشق کے امیر ۔۔ کی جیل میں تھے وفات کی خبر آئی۔

**قاضی امام علامہ حافظ** ... سعد الدین مسعود حارثی حنبلی مصر کے حاکم ۔۔ حدیث کو ۔۔ کیا ۔۔ تخریج و تصنیف کا کام کیا ۔۔ اس فن میں ید طولیٰ تھا ۔۔ بہت ۔۔ مہارت رکھتے تھے ۔۔ ابوداؤد کی ایک ۔۔ شرح ۔۔ ۔۔ اور مفید ہے ۔۔ ۔۔ واللہ اعلم۔

## آغاز ۷۱۲ھ

اس سال کا آغاز ہوا تو وہی پچھلے سال کے حکام تھے ۔۔ امیر ۔۔ الدین ۔۔ ۔۔ ۔۔ مصر کی طرف متوجہ ہوئے ۔۔ سے ۔۔ مصر سے ۔۔ ۔۔ سلطان ۔۔ ۔۔ کی ۔۔ ۔۔ ۔۔ آئے ۔۔ ۔۔ خبر آئی کہ ۔۔ مصر ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ کے بھائی ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ لوگوں کو مصر ۔۔ ۔۔ کی ۔۔ ۔۔ پریشانی ۔۔ مصیبت ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔

نے اسے قتل کیا، امیر [illegible] جب دمشق کو امیر قبجق کا حکم پڑھ کر سنایا گیا تو وہ اسی وقت ڈاک کے گھوڑے پر سوار ہو کر مصر روانہ ہو گیا تاکہ نئی نیابت میں لاجین کے نائب ہونے پر تقرری ہو۔

اسی روز قطب الدین بن شیخ السلامیہ [illegible] کے قریب مصر طلب کئے گئے تو وہ [illegible] پہنچے تو ان کی جگہ فخر الدین [illegible] کاتب المما لیک نے اس کے [illegible] کے مطالبے [illegible] سے بہت سے [illegible] کی وجہ سے [illegible] ربیع الاول [illegible] تعلق۔

اس مہینے کی ۱۳ تاریخ کو مصر میں جمعہ کے روز [illegible] تقی الدین احمد بن [illegible] عبداللہ [illegible] مقدسی نے [illegible] شمس الدین [illegible] کے پہلے دمشق میں ان کے بھائی [illegible] امیر سیف الدین [illegible] کی طرف [illegible] نائب بن کر آیا اور ربیع الثانی میں نائب شمس الدین [illegible] ایک جماعت ایک دن میں [illegible] روانہ کر دیئے گئے، اسی مہینے نائب مصر امیر [illegible] سیف الدین [illegible] گرفتار ہوا اور اس کے بعد [illegible] نائب الشام جمال الدین [illegible] اور شمس الدین [illegible] مصر [illegible] میں وہاں ایک برج میں بند کر دیئے گئے، اسی ماہ [illegible] کے [illegible] کی وجہ سے [illegible] جن میں ابن ابی الفوارس اور شریف قنانی کا گھر بھی تھا۔

**شام پر [illegible] کی نیابت** ۱۰ ربیع الثانی بروز جمعرات امیر سیف الدین [illegible] منصوری دمشق کا نائب بن کر آیا [illegible] کے ساتھ بادشاہ کے غلاموں کی ایک جماعت تھی جن میں [illegible] لوگ اس کے استقبال کے لئے [illegible] اور بہت خوش ہوئے [illegible] میں [illegible] کے آنے پر [illegible] ۱۲ اگست کا دن تھا [illegible] جمعہ کو [illegible] میں خطبہ [illegible] کے لئے [illegible] روشنی کی گئی اور [illegible] مصری کے لئے فوج کی قضاء کے عہدے [illegible] اور نیابت [illegible] اس کا [illegible] جیسے سابق قضاۃ [illegible] شیخ الاسلام [illegible] کی جگہ [illegible] کی گرانی کا حکم دیا [illegible] شیخ الاسلام نے مصر [illegible] شمس الدین [illegible] ابن جمیل [illegible] ابن المیدوم [illegible] کی گرانی [illegible] فخر الدین [illegible] اپنے عہدے پر واپس آ گیا اور اس کے ساتھ قطب الدین بن شیخ السلامیہ کا معاملہ بھی تھا۔

اس مہینے شیخ [illegible] کے خلاف [illegible] جمعہ [illegible] انہوں نے اس کے خلاف ایک محضر [illegible] جس میں [illegible] کہ یہ [illegible] بے ادبی کرتا ہے [illegible] اعتراض کرتا ہے [illegible] طلب کیا گیا اس نے اپنے [illegible] شہر کے [illegible] اس کا سر [illegible] پھر [illegible] اس نے [illegible] جو [illegible] کے [illegible] اعتراض کرتا ہے اس کے [illegible] کیا [illegible] جمعرات [illegible] ایک [illegible] میں [illegible] کی گئی۔

اس مہینے [illegible] دمشق کی نیابت کے لئے آیا [illegible] اسے [illegible] اسی سال [illegible] دمشق میں [illegible] کے [illegible] تک پہنچ جاتے [illegible] شیخ تقی الدین [illegible] تھے۔

[illegible] دمشق [illegible] میں [illegible] کی [illegible] میں [illegible] کی [illegible] سے [illegible] کی طرف [illegible] کا [illegible] شیخ [illegible] بہت [illegible] کی [illegible] کا [illegible] ہے۔

دمشق میں سلطان کا یہ خط آیا کہ جس نے کوئی قتل کیا تو اس پر جنایت واجب الادا نہیں ہوگی، بلکہ قاتل کو پکڑا جائے گا، یہاں تک کہ شریعت کی رو سے قصاص لیا جائے گا۔

قاضی بدر مالکی نے بیان کیا ہے کہ جب سلطنت الملک ناصر کی موجودگی میں یہ حادثہ ہوا اس کا سبب یہ تھا کہ ابن تیمیہ تھے انہوں نے اس کا اور پہلے خط کا تجزیہ کیا تھا اور سلطان مصر کی ۱۸ تاریخ جب پہنچ گئے، دروازہ کا محاصرہ کیا اور آپ کے نائب امیر جمال الدین موسیٰ زرد کی نے ان سے لڑائی کی حتیٰ کہ جنگ کی اور انہیں وہاں سے روکے رکھا اور شہر واپس لوٹ آئے۔ تو حکم دیا کہ سلطان فریقین کی خدمت میں جاتے چاہئے اور اسے پیش کر کے معافی مانگی جائے۔ چنانچہ قاضی شمس الدین اسحاق اور امراء ان کے لئے پہنچ گئے اور ان کے سر قلعہ کی طرف بھیجے اور پیش کیا اور اسے قبول کر کے اپنے ملائے اور اپس چلا گیا، حلب، حماۃ اور حمص کے شہروں سے منتقل ہو گئے اور شہر ویران ہو گئے پھر لوگ واپس آ گئے جب اس بات کی تحقیق ہو گئی کہ تاتاری حلب سے واپس چلے گئے ہیں اور انہیں خبر ملی کہ ان کی ولایت میں سکون آ گیا اور خوشی کے گیت گائے گئے، اور مساجد میں قرآت پڑھی گئی اور خطیب نے خطبہ کے دوران خطبہ دیا اور لوگوں کو بشارت یاد دلائی۔ تاتاریوں کے واپس جانے کی وجہ سے مسجد کی رونق کی تمام عمارت درست تھی۔ ان کے بادشاہ کو دشمن ہونے کا مشورہ رشید نے جو ان سے دیا تھا۔

شوال میں سلطان کے مصر سے تاتاریوں کی ملاقات کے بعد وہ قتل کئے گئے۔ یہ قصہ غفلت کی وجہ سے ان کا امیر حسام الدین لاجین منصوری جو بڑی فوج کا امیر تھا مصری فوج جو مشرقوں کی شکل میں آئی سلطان کی دمشق آمد ۲۰ شوال کو تھی۔ لوگوں نے اس کے آنے پر مجلس سجائی اور قلعہ میں بیٹھ گئے اور شہر سجایا گیا۔ بعض بھاگ گئے پھر اسی رات اس کی طرف لوٹ آیا اور جامع کے مقصورہ میں جمعہ پڑھا، خطیب کو خلعت دی اور عادل کے دارالعدل میں بیٹھا اور وزیر ابن الملک سعد جو دمشق آیا اور سلطان کے مصاحب الامام عالم علامہ تقی الدین ابوالعباس احمد بن تیمیہ بغرض ملاقات بروز بدھ دمشق آئے اور دمشق سے سات سال غائب رہے، ان کے ساتھ ان کے بھائی اور ان کے ساتھیوں کی ایک جماعت بھی بڑی تعداد میں لوگ ان کے استقبال کے لئے نکلے، ان کے آنے سے اور عافیت و پڑوسی سے خوش ہوئے۔

لوگوں نے انہیں آنے کی بشارت دی یہاں تک کہ عورتیں بھی ان کے دیدار کے لئے باہر نکل آئیں۔ سلطان مصر سے ان کے ساتھ آیا اور جنگ کی نیت سے ان کے ساتھ گئے، جب یہ بات تحقیق ہو گئی کہ جنگ نہیں ہوئی اور تاتاری اپنے شہروں کو واپس لوٹ گئے تو شیخ نے مصر سے واپس جا کر بیت المقدس کی زیارت کی اور وہاں چند دن قیام کیا تو وہاں سے عجلون، بلاد سواد اور زرع کا سفر کیا اور دمشق ذی قعدہ کے پہلے دن پہنچ گیا جب شہر میں داخل ہوئے تو سلطان حج شریف جا چکا تھا اس کے ساتھ چالیس امراء تھے جو اس کے خواص تھے۔

یہ لوگ ۲۹ ذی قعدہ بروز جمعرات روانہ ہوئے تھے اور جب شیخ دمشق پہنچے اور وہاں اقامت اختیار کر لی تو مسلسل لوگوں کو علم و حلم میں پابندی سے پڑھانے میں لگ گئے، علم کی نشر و اشاعت تصنیف و تالیف، گفتگو کے ذریعہ اور لوگوں کے فتووں کا جواب دیتے اور احکام شریعت میں اجتہاد کرتے تھے بعض اوقات جمہور کے اجتہاد کی رو سے ائمہ اربعہ کے مسلک کے موافق ہوتے فتویٰ دیتے اور بعض مسائل میں ان کے مسلک کے خلاف اور بھی ان کے مشہور مسلک کے خلاف فتویٰ دیتے۔ ان کی کئی تفردات اور بہت سی ایسی چیزیں ہیں جن میں اپنے اجتہاد سے فتویٰ دیتے تھے جن پر کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ اور اقوال صحابہ اور سلف صالحین کے اقوال سے استدلال کرتے۔

جب سلطان حج کے لئے گیا تو لشکر اور فوج سے شام میں جمعہ ہوا اور غزن کو دمشق چھوڑا اور روز جمعہ شیخ کمال الدین زملکانی نے ابن الشریشی کی جگہ بیت المال کی وکالت کی خلعت پہنی اور وہاں کرسی میں حاضر ہوا، شہر میں سلطان کے وزیر نے گفتگو کی بہت سے اموال کا مطالبہ کیا اور کرائے سے اموال وصول کی ایک جماعت کی اہانت جن میں ابن فضل اللہ (؟) المقریٰ بھی تھے اسی سبب شہاب الدین محمد قیصری علاء الدین زملکانی کے لئے نجم الدین داؤد کردی جن کی وفات دمشق کی جگہ مقرر ہوئے اور وہاں ۳۰ سال سے مدرس تھے تو ابن الحمیل نے صلاح الدین کے بعد اس کا سفر کیا۔

اسی سال خربندا جس کا نام القاآن (؟) خان تھا فوت ہوا، اس نے ۲۰ سال حکومت میں گزارے اور اس کی عمر ۳۳ سال اور وہ خونریز اور ظالم تھا۔ اور منافقوں کی مجالس میں تاتاریوں کے پیروں پر تھا، ظالموں کی عزت کرتا جبکہ مسلمانوں کا اکرام تمام حکومت سے زیادہ کرتا تھا۔

[illegible]

## اس سال وفات پانے والے مشہور حضرات

**[illegible]** [illegible] سال کی عمر میں وفات پائی۔

**امیر سیف الدین [illegible]** آپ [illegible] وفات پائی۔

**الشیخ عماد** [illegible]

**امیر کبیر ملک مظفر** [illegible] میں تدفین ہوئی۔

**قاضی القضاۃ** [illegible]

## آغاز ۶۱۳ھ

[illegible]

ہو کر حلب کی سیوان میں چلا گیا، آپ نے شہر حلب کی [illegible] صاحب شمس الدین [illegible] نے [illegible] جمادی [illegible] سے خیال سے بدر الدین [illegible] شہر حلب کا انتظام کیا۔

اور اقر طلب نے [illegible] بیعت کے حصول کے لئے [illegible] ان لوگوں [illegible] [illegible] اور دمشق میں سلطان کا صاحب رہا۔

آپ نے شرف الدین بن [illegible] کو [illegible] مقرر کیا اور فخر الدین بن شیخ الاسلام سے جامع کا انتظام سنبھالا [illegible] ایک [illegible] سلطان محمد مصری طرف ۸ محرم بروز جمعرات لوٹ گیا [illegible] کے آگے پیچھے اور مصر کے آخری [illegible] شیخ صدر الدین [illegible] کا [illegible] شرف ملاقات حاصل کیا [illegible] ایک جماعت گرفتار کر لی گئی [illegible] لے چلی گئی [illegible] منصب [illegible] سلطان [illegible] شعبان [illegible] کو [illegible] [illegible] کو ظلم [illegible] کے روز [illegible] دمشق [illegible] امیر سیف الدین [illegible] کے بہت سے لوگوں نے فریضہ حج ادا کیا [illegible] آپ جیسا [illegible] سے پہلے [illegible] مصر [illegible] [illegible] سلطان [illegible] کی [illegible] کا تعمیر کی۔

## اس سال وفات پانے والے نامور حضرات

**شیخ امام محدث فخر الدین:** ابو محمد عبد الرحمن بن محمد بن عثمان بن ابو بکر بن محمد بن داود [illegible] کی وفات [illegible] الآخر بروز [illegible] کو [illegible] میں ہوئی، آپ نے بہت سے لوگوں سے حدیث کا سماع کیا اور آپ کو ایک جماعت [illegible] سے اجازت حدیث حاصل ہوئی، آپ نے بڑی بڑی کتابوں کے علاوہ بہت سی کتابیں پڑھیں جیسے بخاری شریف کو [illegible] مرتبہ پڑھا۔

**عز الدین محمد بن عدل:** شہاب الدین احمد بن [illegible] کے علاوہ [illegible] آپ شام الملک کے [illegible] آپ کی وفات [illegible] شوال جمعرات کی شب [illegible] میں ہوئی، وفات کے وقت ۷۲ سال کی عمر تھی، آپ نے [illegible] سے سماع کیا [illegible] آپ نے اپنے پیچھے [illegible]۔

**شیخ جبر مقری:** [illegible] لقب سے مشہور ہیں [illegible] اور لوگوں کو قرأت [illegible] پڑھاتے تھے [illegible] آپ کی وفات [illegible] الآخر [illegible] میں ہوئی [illegible] آپ کی عمر ۹۰ سال سے تجاوز کر گئی۔

## آقبغا [illegible]

اس سال کا آغاز [illegible] پچھلے سال [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

دانیاہ کے قریب دفن کیا گیا، وہ ایک خوبصورت اور باخلاق جوان تھا اور اسی ماہ کے آخر میں نائب صفد بلبان طرنائی منصوری کو گرفتار کر کے قید کر لیا گیا اور اس کی جگہ سیف الدین بلبان بدری امیر بنا۔

۶ ذی الحجہ کو امیر علاء الدین بن علی بن محمود بن معبد البعلبکی نے شرف الدین عیسیٰ بن البرقاسی کے بجائے البر کی امارت سنبھالی، اور امیر علاء الدین بن شیخ مصر سے عید الاضحیٰ کے روز آیا تاہم اسے ہٹا کر دیا گیا اور امراء نے اسے سلام پیش کیا اور اسی ماہ امین الملک مصر میں نگران اعظم بنا دیا گیا، اور اس نے سعد الدین حسن بن الاقفاصی کی بجائے صاحب بہاء الدین نسائی کو خزانے کے نگران کا خلعت عطا کیا اور اسی ماہ سلطان کا حکم لے کر ایلچی حاضر ہوئے کہ شامی افواج حلب کی طرف پیش قدمی کریں، اور یہ کہ سب فوجوں کا سالار اعظم تنکز ہوگا جو شام کا نائب تھا اور مصر سے چھ ہزار فوج کا امیر سیف الدین بکتمر ابو بکری کی قیادت میں آئے اور ان میں جلیس، بہاء الدین وزیری، کشلی، ابن طغیرس، شامی، ابن سالار وغیرہ حضرات شامل تھے چنانچہ وہ نائب شام تنکز کے آگے آگے حلب کے شہروں کی طرف بڑھے۔

## اس سال وفات پانے والے نامور حضرات

**سودی نائب حلب** ...... وہ اپنی قبر میں مدفون ہوئے آپ ہی کے سبب سے حلب کی طرف نہر جاری ہوئی، جس پر تین لاکھ درہم خرچ آیا، اچھے سیرت کے مالک تھے قابل تعریف راستے والے رحمہ اللہ تعالیٰ آپ کی وفات شعبان میں ہوئی۔

**شیخ رشید ابوالفداء اسماعیل** ...... بن محمد قرشی حنفی، ابن معلم کے نام سے مشہور تھے، بڑے فقہاء اور مفتیوں میں آپ کا شمار ہوتا تھا آپ مختلف علوم کے نام سے مشہور تھے، اس کے علاوہ مختلف فوائد اور انفرادی صلاحیتوں کے بھی مالک تھے، آپ زاہد اور تارک الناس تھے، آپ نے طرخیہ میں ایک مدت تک درس دیا، پھر اسکو اپنے بیٹے کی وجہ سے ترک کیا اور مصر جا کر قیام فرمایا، آپ کو دمشق کا منصب قضا سونپا گیا لیکن آپ نے انکار کر دیا، جب کہ آپ ستر سال سے تجاوز ہو چکے تھے آپ کی وفات ۱۵ رجب بدھ کی سحر میں ہوئی اور قرافہ کی جگہ پر مدفون ہوئے۔

**شیخ سلیمان ترکمانی** یہ وہ بدحواس تھا جو اپنی پسندیدہ جگہ پر ظلمتین میں بیٹھتا تھا اور اس سے پہلے باب البریہ کے طہارت خانہ میں قیام پذیر تھا، وہ نجاستوں سے بچتا اور نہ نماز پڑھتا، اور بعض ذلیل لوگ اس کے بارے میں ایسے رذیلوں کا سا تصور رکھتے تھے جو بڑا کام کرنے والے پاگل اور مجنون کے بارے میں رکھتے ہیں اور اس کے پیروکار ہوتے ہیں ان کے خیال میں وہ صاحب کشف اور نیک آدمی تھا اسے تخت پر قباری والے دن باب الصغیر کے قریب دفن کیا گیا۔

**شیخہ، صالحہ، عابدہ، ناسکہ** ...... ام زینب فاطمہ بنت عباس بن ابو الفتح بن محمد بن بغدادیہ کی وفات قاہرہ سے باہر ہوئی، اور آپ کو بہت سے لوگوں نے دیکھا، آپ عالمہ فاضلہ تھیں، اچھے کام کا حکم اور برے کاموں سے روکتی تھیں اور احمدیہ میں عورتوں اور مردوں کے بھائی چارے کی نگران تھیں۔

ان کے حالات اور بدعتیوں کے اصولوں کا انکار کرتی تھیں، اور ایسے کام کرتیں جن پر مرد بھی قادر نہ ہوتے آپ شیخ تقی الدین تیمیہ کی مجلس میں حاضر ہوتیں، آپ ان سے اس کے علاوہ اور بہت سے فوائد حاصل کرتیں، اور میں نے شیخ تقی الدین کو آپ کی ثنا کرتے اور آپ کے علم اور فضیلت کی باتیں کرتے ہوئے سنا، اور آپ کے بارے میں کہا جاتا تھا کہ آپ کو بہت سے یا اکثر مغنی یاد تھے اور شیخ آپ کے سوالات کی کثرت اچھے انداز سوال اور سمجھداری کی وجہ سے پہلے سے تیاری کرتے، اور آپ ہی تھیں جنہوں نے بہت سی عورتوں کو قرآن ختم کرایا، انہی میں میری ساس عائشہ بنت صدیق ہیں، اور شیخ جمال الدین مزی کی بیوی، اور آپ ہی نے اپنی بیٹی اور میری بیوی امۃ الرحیم زینب کو پڑھایا، رحمہن اللہ واکرمہن برحمتہ وجنتہ آمین۔

# آغاز ۷۱۵ھ

اس سال کے آغاز پر شہروں کے حکام وہی تھے جو پچھلے سال بیان ہو چکے ہیں۔

**فتح ملطیہ** — محرم کے شروع میں سوموار کے دن سیف الدین تنکز لشکر لے کر ملطیہ کے لیے چلا اور حلب کے گئے لوگ بھی اپنے جھنڈے لے کر آگے بڑھے انہوں نے اپنے آلات حرب اور تعداد کا مظاہرہ کیا وہ ایک جشن کا دن تھا اور لشکر کے ساتھ ابن صصری نکلا کیونکہ وہ لشکر کا قاضی اور شام کا چیف جسٹس تھا وہ چلتے رہے حتیٰ کہ گیارہویں ماہ میں حلب پہنچے لہٰذا انہوں نے محرم کی ۲۱ تاریخ کو اس کا محاصرہ شروع کر دیا اور وہ قلعہ محفوظ و مضبوط ہو گیا اور اس کے دروازے بند کر دیے گئے لیکن جب اہل قلعہ نے لشکر کی کثرت دیکھی تو اس کے حکمران اور قاضی نیچے اترے اور امان کے طالب ہوئے لہٰذا انہوں نے مسلمانوں کو امان دی اور قلعے میں داخل ہوئے اور ارمن اور نصاریٰ کے بہت سے لوگ قتل کر دیے اور بہت سے قیدی بنا لئے اور یہ بات مسلمانوں تک متجاوز ہوئی انہوں نے بہت سامال غنیمت اور مسلمانوں کے اموال حاصل کیے اور وہ جمعہ کے دن تین دن کے بعد لوٹے، یہ ۲۳ محرم تھا، اور یہ عین تاب کی طرف مرج دابق کی طرف لوٹ آئے، دمشق کو سجایا گیا اور خوشیاں منائی گئیں، اور کیم صفر کو ملطیہ کا نائب سلطان کی طرف روانہ ہوا اور اس ماہ کے درمیان اس کا قاضی شرف الدین شریف پہنچا جس کے ساتھ بہت سے مسلمان بھی تھے اور جمعہ کی صبح کو ۱۶ ربیع الاول تنکز دمشق میں داخل ہوا جبکہ اس کے ساتھ شامی اور مصری افواج تھیں اور لوگ حسب عادت ان کے استقبال کے لئے نکلے مصری کچھ دیر رکے اور پھر قاہرہ کو کوچ کر گئے اور ملطیہ جوبان کی جاگیر سے تھا جو بادشاہ تاتار نے اسے دی تھی اور اس نے ایک کردی کو اپنا نائب بنایا۔

اس نے ظلم و زیادتی سے کام لیا، کردی والوں نے سلطان ناصر کو لکھا کہ وہ اس کی رعایا بننا چاہتے ہیں، اور جب وہ اس کی طرف چلے اور اسے لیا اور اس میں جو کچھ کرتا تھا وہ کیا تو اس کے بعد جوبان آیا تو اس نے اسے آباد کیا اور اسے ارمن اور لوگوں کو واپس کیا، اور اسی مہینے کی ۱۹ تاریخ کو ہمارے پاس بکتمر حاجب اور ایدغدی شقیر وغیرہ کے گرفتار ہونے کی اطلاع موصول ہوئی اور یہ واقعہ اس ماہ کے آغاز میں بروز جمعرات پیش آیا، یہ گرفتاریاں اس لئے ہوئیں کہ انہوں نے سلطان کے خلاف محاذ بنایا تھا جس کی اطلاع سلطان کو پہنچ گئی تھی لہٰذا انہیں گرفتار کر لیا گیا اور ان کی جائیداد اور مال و دولت کی نگرانی کی گئی اور بکتمر کے بہت سے اموال، لکڑیوں کا سامان اور ذخیرے دریافت ہوئے اور تنکیس قاہرہ سے آیا اور طرابلس کے راستے میں دمشق سے گزرا پھر وہ تیزی سے آیا اور اس کے ساتھ امیر سیف الدین تمیر نائب طرابلس بھی زیر نگرانی تھا اور امیر سیف الدین بہادری منصوری کی گرفتاری دمشق میں عمل میں آئی، اسے پہلے قاہرہ لایا گیا اس نے اس کی جگہ کستائی کو طرابلس کی نیابت سپرد کی، اور دوسرے جمعہ کو اسے اعلام کر دیا جس پر لوگوں کو غم ہوا اور اس کے لئے دعا کی، اور ۲۱ ربیع الثانی کو جمعرات کے دن عز الدین بن بشر محتسب اور ناظم اوقاف بن کر دمشق آیا، ابن الحداد احتساب سے اور بہاء الدین اوقاف کی نگرانی سے واپس چلے گئے اور ۱۳ جمادی الاولیٰ سوموار کی رات کو باب صغیر کے اندر مسجد عباسی کے سامنے آگ لگ گئی جس میں مکان، اموال، سامان اور دکانیں جل کر راکھ ہو گئیں، اور ۱۹ جمادی الثانیہ کو ملطیہ کے قاضی شریف شمس الدین نے چیف جسٹس حنفی بصری کے بجائے مدرسہ خاتونیہ برانیہ میں درس دیا اور اس کے پاس خاص خاص لوگ حاضر ہوئے، یہ صاحب فضیلت اور با اخلاق تھے اور ملطیہ کے قاضی اور بیس سال سے وہاں خطابت پر فائز تھے۔

۱۲ جمادی الثانی جمعرات کے دن ابن الحداد کو دوبارہ محتسب مقرر کر دیا گیا اور ابن بشر ناظم اوقاف ہی رہا، اور ۱۹ جمادی الثانی کو بروز بدھ ابن صصری نے شیخ صفی الدین ہندی کے بجائے اتابکیہ میں درس دیا اور دوسرے بدھ کو ابن زملکانی آیا، اور اس نے ظاہریہ الجوانیہ میں ہندی کے بجائے درس دیا جو فوت ہو چکا تھا، ہندی کے حالات ابھی آئیں گے اور رجب کے آخر میں امیر آقوش نائب کرک کو قاہرہ کے قید خانے سے نکال دیا گیا اور دوبارہ امیر بنایا گیا، اور شعبان میں پانچ ہزار جوان حلب کے شہر سے گئے اور انہوں نے شہر میں قتل و غارت گری کی اور بہت سے شہروں کو فتح کر لیا اور لوگوں کو قتل کیا گیا اور بہت سوں کو قیدی بنا لیا گیا اور صحیح سالم واپس آئے اور پھر قیدیوں کا خمس لگایا اور پانچواں حصہ چار ہزار راس اور کسور کو پہنچا اور

رمضان کے آخر میں قراسنقر منصوری بغداد آیا اور اس کے ساتھ اس کی بیوی خاتون بنت ابغا شاہ تاتار بھی تھی، اور خربندا بھی اس کی خدمت میں حاضر ہوا اس نے اس سے مسلمانوں کے شہروں کی اطراف پر قتل اور لوٹ مار کی اجازت طلب کی لیکن اس نے اجازت نہیں دی اور اس پر ایک فدائی نے حملہ کیا لیکن وہ اس پر قابو نہیں پا سکا اور فدائی کو مروا دیا گیا۔

۱۹ رمضان کو جمعہ کے دن عادلیہ صغیر میں امام فخر الدین فقیہ محمد بن علی مصری جو ابن کاتب قطلوبک کے نام سے مشہور ہے اس نے اس کے مدرس کمال الدین زملکانی کے وہاں سے دستبردار ہونے کی وجہ سے درس دیا اور اس کے پاس قاضی، بڑے لوگ، خطباء اور ابن زملکانی بھی آیا اور اسی سال قیساریہ کی تعمیر مکمل ہوئی جو روئی والوں اور ستاروں کے پاس الرسمت کے نام سے مشہور ہے اور وہاں تاجر رہنے لگے ہیں اور اس سے جامع کے اوقاف ممتاز ہو گئے ہیں اور یہ الصاحب شمس الدین الصاحب کے سنبھالنے کی وجہ سے ہوا اور ۱۸ شوال کو احمد رومی کو قتل کر دیا گیا اس کے خلاف بڑی گواہیاں دی گئیں مثلاً واجبات کو چھوڑنا، حرام کو حلال سمجھنا اور قرآن و سنت کو ہلکا سمجھنا وغیرہ۔

لہٰذا مالکی نے اسے قتل کرنے کا حکم دیا خواہ وہ مسلمان ہی کیوں نہ ہو جائے لہٰذا اسے قید کرنے کے بعد قتل کر دیا گیا اور آج کے دن شامی قافلہ نکلا اور اس کا امیر سیف الدین طشتمر تھا، اور اس کا قاضی ملطیہ کا قاضی تھا اور اس میں حماۃ کے قاضی حلب کے قاضی اور ماردین کے قاضی اور ملک الامراء تنکز کا کاتب اور اس کے داماد فخر الدین مصری نے حج کیا۔

## اس سال فوت ہونے والے نامور حضرات

**شرف الدین ابو عبد اللہ**...... محمد بن عدل عماد الدین محمد بن ابو الفضل محمد بن ابو الفتح نصر اللہ بن مظفر بن اسعد بن حمزہ بن اسعد بن علی بن محمد التمیمی الدمشقی بن قلانسی، ۶۳۹ھ میں پیدا ہوئے اور خود اس کی نگہبانی سنبھالی، جبکہ اس سے پہلے القسمت میں حاضر ہو کر اسے چھوڑ دیا تھا آپ نے کثیر مال اور اولاد چھوڑی۔ آپ کی وفات ہفتے کی رات ۱۲ صفر کو ہوئی، اور قاسیون میں تدفین ہوئی۔

ابو عبد اللہ محمد بن عبد الرحیم بن محمد الارموی الشافعی المتکلم ۶۴۴ھ میں ہندوستان میں پیدا ہوئے اور اپنی ماں کے نانا سے علم حاصل کیا اور چند ماہ مکہ مکرمہ میں رہے پھر یمن میں داخل ہوئے جہاں کے حاکم نے آپ کو چار سو دینار دیئے پھر مصر آئے اور چار سال مقیم رہے پھر انطاکیہ کے راستے روم آئے قونیہ میں گیارہ سال قیام کیا، سیواس میں پانچ سال اور قیساریہ میں ایک سال اور قاضی سراج الدین سے ملاقات کی جس نے آپ کا اکرام کیا پھر ۶۸۵ھ میں دمشق روانہ ہوئے وہاں اقامت اختیار کی، اور اسے اپنا وطن بنا لیا اور رواحیہ، دولعیہ اور اتابکیہ میں تعلیم دی، اور علم اصول وکلام پر لکھنے اور اشتغال اور افتاء میں مصروف ہو گئے اور اپنی کتابیں دار الحدیث الاشرفیہ کو وقف کر دیں، آپ میں نیکی اور سادگی بھری ہوئی تھی۔

آپ منگل کی رات ۲۹ صفر کو فوت ہوئے اور صوفیہ کے قبرستان میں تدفین عمل میں آئی اور آپ کے پاس وقت وفات صرف ظاہریہ تھا اور وہیں آپ فوت ہوئے اور آپ کے بعد وہاں ابن زملکانی مسند حدیث پر فائز ہوا اور ابن صصری نے اتابکیہ کو اختیار کیا۔

**قاضی مسند معمر رحالہ**...... تقی الدین سلیمان بن حمزہ بن احمد بن عمر بن شیخ ابی عمر المقدسی حنبلی دمشق کے حاکم تھے آپ ۶۲۸ھ کو رجب کے مہینے میں پیدا ہوئے اور بہت سی احادیث کا سماع کیا اور خود پڑھا، اور دین کی سمجھ حاصل کی اور فیصلے دیئے اور حدیث بیان کی لوگوں میں سے بہترین تھے انہیں اچھے اخلاق تھے بے پناہ مروت والے، شہر سے لوٹنے کے بعد اچانک وفات پائی آپ کے فیصلے جوزیہ میں چلتے تھے پس جب آپ گھر لوٹے تو آپ کی حالت متغیر ہو گئی اور سوموار کی رات بعد نماز مغرب وفات پائی، یہ ذی قعدہ کی ۱۱ تاریخ تھی، اور اگلے روز اپنے دادا کی قبر کے ساتھ دفن ہوئے آپ کے جنازہ پر لوگوں کا اژدہام کثیر تھا۔

**شیخ علی بن شیخ علی الحریری**...... آپ اپنی جماعت کے سردار تھے، آپ کے والد آپ کو دو سال کی عمر میں چھوڑ کر خالق حقیقی سے جا ملے۔ آپ کی وفات بسر کی بستی میں جمادی الاولیٰ میں ہوئی۔

**حکیم فاضل بارع** ...... بہاء الدین عبدالسید بن مہذب اسحاق بن یحییٰ طبیب کمال شرف باسلام ہوئے پھر پورا قرآن پڑھا، کیونکہ آپ بھی جب البصیرہ مسلمان ہوئے تھے آپ کے ہاتھ پر آپ کی قوم سمیت بہت سے لوگ مسلمان ہوئے آپ اپنے اور ان کے لئے باعث برکت تھے آپ اس سے پہلے یہودیوں کے قاضی تھے لہٰذا اللہ نے آپ کو ہدایت سے نوازا آپ کی وفات منگل کے دن ۹ جمادی الثانیہ کو ہوئی اور اسی دن قاسیون کے دامن کوہ میں دفن ہوئے آپ نے شیخ الاسلام ابن تیمیہ کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا جب انہوں نے آپ کے گزشتہ دین کے باطل ہونے کی خبر دی اور اس بات کی کہ یہودیوں نے اپنی کتاب میں تحریف کر دی ہے اور اصل الفاظ کی جگہ دوسرے تھے لگا دیے ہیں۔ رحمہ اللہ۔

## آغاز ۷۱۶ھ

اس سال کے آغاز میں پچھلے سال کے وہی تمام حکام موجود تھے جن کا ذکر ماقبل والے سال میں گذر چکا ہے سوائے حنبلی کے جو دمشق میں تھے اور گزشتہ سال وفات پا چکے تھے اور محرم میں سپاہیوں کے تقاضے پر جو انہوں نے ازالہ کے لئے کیا تھا۔

سلطانی تعزیرات کا تفرقہ مکمل ہوا اور یہ واقعہ مصر میں پیش آیا اور لشکر کو سلطان کے سامنے پیش کیا گیا، اور سلطان نے قبلی اور شامی شہروں میں جو باقی بچے ہوئے تھے ٹیکس معاف کر دیا، اور اسی ماہ حنابلہ اور شافعیہ میں عقائد کی وجہ سے فتنہ پیدا ہوا چنانچہ وہ دمشق روانہ ہوئے اور نائب سلطنت تنکز کے پاس دارالسعادۃ حاضر ہوئے انہوں نے ان کے درمیان صلح کروا دی اور فریقین میں بغیر کسی جھگڑے اور پریشانی پیدا کئے خیریت کے ساتھ معاملہ طے کروا دیا، اور یہ منگل کا دن تھا۔

۱۹ محرم الحرام بروز اتوار کو چیف جسٹس شمس الدین ابوعبداللہ محمد بن مسلم بن مالک بن مزروع حنبلی کا حکم نامہ پڑھ کر سنایا گیا اور یہ حکم نامہ تقی الدین سلیمان کے علاوہ تھا جو فوت ہو چکے تھے، یہ حکم نامہ حنابلہ کے فیصلے اور ان کے اوقاف کی نگرانی کے بارے میں تھا اور حکم سنانے کی تاریخ ۹ ذی الحجہ تھی، اس حکم کو جامع اموی میں قضاۃ الصاحب اور معززین کی موجودگی میں پڑھا گیا پھر وہ ان کے ساتھ دارالسعادۃ کی طرف پیدل روانہ ہوئے۔

اور اس نے خلعت زیب تن کی ہوئی تھی اس نے نائب کو سلام کیا اور الصاحبیہ کی طرف روانہ ہوا، پھر دوسرے دن وہ الجوزیہ روانہ ہوا اور اپنے سے پہلے لوگوں کے قانون کے مطابق فیصلے کئے اور آپ نے چند یوم کے بعد شیخ شرف الدین بن حافظ کو نائب مقرر کیا اور ۱۷ صفر کو بروز سوموار شیخ کمال الدین بن شریشی ڈاک کے گھوڑوں پر مصر سے پہنچا اور اس کے پاس اپنے لئے وکالت کی واپسی کا حکم نامہ بھی تھا لہٰذا اسے خلعت دیا گیا اور خلعت لے کر اس نے نائب کو سلام کیا اور اسی ماہ وزیر عزالدین القلانسی کو گرفتار کر لیا گیا اور العذراویہ میں قید کیا گیا اور اس سے پچاس ہزار کا مطالبہ کیا گیا پھر جو کچھ اس نے اس سے لیا تھا اسے دیا اور خاص نگرانی کی کونسل سے فیصلہ کر دیا گیا اور ربیع الثانی میں فضل بن عیسیٰ مصر سے پہنچے اور انہیں اور ان کے بھتیجے موسیٰ بن مہنا کو صیدا میں جاگیروں سے نوازا گیا، یہ اس لئے ہوا کہ مہنا تاتاری علاقے میں چلا گیا تھا اور انہوں نے ان کے بادشاہ سے جس کا نام خربندا تھا ملاقات کا شرف حاصل کیا اور ۱۹ جمادی الاولیٰ بروز سوموار صوفیہ کے مطالبہ پر ابن مصری نے ان کے سلطنت کے نائب سے اس کا مطالبہ کرنے پر سمیساطیہ میں شیوخ کی مشیخت سنبھالی اور وہاں گیا اور شریف شہاب الدین ابوالقاسم محمد بن عبدالرحمٰن بن عبدالرحیم بن عبدالکریم بن محمد بن علی بن حسن بن حسین بن یحییٰ بن موسیٰ بن جعفر صادق کے بجائے امراء اس کے پاس آئے اور وہ کاشغر تھا اس کی وفات ۶۳ سال کی عمر میں ہوئی اور صوفیہ میں مدفون ہوا۔

اور جمادی الثانیہ میں بہاء الدین بن ابراہیم بن جمال الدین بن یحییٰ جو ابن علیہ کے نام سے مشہور تھے اور شام کے دیوان الانساب کے ناظر تھے انہوں نے شمس الدین محمد بن قادر خطیری حاسب و محاسب متوفی کے بجائے شام کی کچہریوں کا انتظام اپنے ہاتھ میں لیا اور وہ بہت سے شہروں کے نگران تھے مثلاً نوراء کے جامع اور شفاخانہ کے نگران، جبکہ شفاخانے کی نگرانی کا کام مسلسل دیوان نائب السلطنت کے زیر انتظام ہوا خواہ وہ کوئی بھی رہا ہو اور یہ ایک ابدی قانون بن گیا، اور ماہ رجب میں حمص کے حاکم نے امیر سیف الدین ترکستانی متوفی کے بجائے امیر شہاب الدین قرطائی کو طرابلس کا نائب بنا دیا۔

کہ امیر سیف الدین [illegible] نے شمس کی نیابت [illegible] سیف الدین [illegible] مصر کی [illegible] ذی قعدہ کے [illegible] شمس الدین [illegible] بن یوسف [illegible] جمال الدین [illegible] کمال الدین [illegible] کے [illegible] الحسبہ میں [illegible] اپنے والد اور بھائیوں کے ساتھ [illegible] میں دفن ہوئے اور [illegible] شعبان میں قاضی [illegible] الدین [illegible] کے بیٹے [illegible] شرف الدین [illegible] صاحب [illegible] الدین احمد بن محمد بن احمد بن [illegible] اوقاف کے انتظام کے لئے [illegible] دمشق پہنچا [illegible] ہاتھوں کی [illegible] حساب کا کام [illegible] اوقاف کی [illegible] دی گئی۔

آپ کی وفات [illegible] امیر سیف الدین [illegible] دمشق میں [illegible] مصر سے امیر سیف الدین [illegible] نے حج کیا [illegible] دی گئی۔

[illegible] اپنے شیخ خطیب جمال الدین [illegible] کی وفات کے بعد [illegible] امیر سیف الدین [illegible] کی زیارت کے لئے [illegible] امیر سیف الدین [illegible] حاجب مصر سے دمشق [illegible] قاضی [illegible] الدین [illegible] کے عہدہ قضاء سے [illegible] کی طرف [illegible] دمشق [illegible] حاجب کے ساتھ [illegible] بغداد کے [illegible] عراق [illegible] کی وفات کی خبر [illegible] سال سے زیادہ تھی۔

[illegible] کی طرف چلا گیا [illegible] اپنے شہروں میں [illegible] جمال الدین [illegible] کے [illegible] الدین [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] ہے۔

[illegible] حضرت علی [illegible] حضرت عثمان [illegible] اصفہان [illegible] کے خلاف [illegible] کی حالت میں [illegible]

[illegible]

## اس سال وفات پانے والے نامور حضرات

**عزالدین [illegible]** [illegible]

**شریف صالح بن محمد بن عرب شاہ** [illegible]

**ابن عرفہ مصنف [illegible] مالکیہ** [illegible]

**طواشی [illegible]** [illegible]

**[illegible] الدین** [illegible]

**شیخ صالح** [illegible]

**قاضی محب الدین** ابوالعباس بن قاضی تقی الدین سلیمان ہیں، آپ کے والد نے اپنے وقت میں نائب مقرر کیا تھا اور مقدسی نجیب سے سماع کرایا، آپ نے الجوزیہ میں پڑھایا اور اپنے باپ کے بعد مدرس بن گئے، آپ کی وفات جمعہ کے دن ۱۵ رمضان کو ہوئی۔ آپ کی عمر تیس سال کے قریب ہوئی تھی آپ اپنے والد کے پہلو میں [illegible] کی مقام میں دفن ہوئے۔

**شیخہ صالحہ** ست النعم بنت عبدالرحمن بن علی بن عبدوس الحرانیہ شیخ تقی الدین ابن تیمیہ کی والدہ، آپ کی عمر ستر سال سے تجاوز کر گئی تھی، آپ نے اپنی اولاد میں بھلائی دیکھی، آپ [illegible] بروز بدھ فوت ہوئیں، آپ کے جنازے پر بہت مخلوق حاضر ہوئی اور [illegible]۔

**شیخ مجدالدین موسیٰ بن علی بن محمد** الجیلی ثم الدمشقی، آپ فاضل ہیں اور ابن ابی الحسن کے نام سے مشہور تھے، آپ اپنے وقت میں کتابت کے فن کے امام تھے [illegible] آپ جیسی [illegible] کتابت [illegible] آپ نے کتابت سکھائی، آپ [illegible] تھے، آپ کی وفات ۱۲ ذیقعدہ بروز منگل ہوئی اور باب صغیر کے قبرستان میں دفن ہوئے، آپ کی عمر ۷۵ سال تھی۔

**شیخ تقی الدین موصلی** ابوبکر بن محمد [illegible] آپ [illegible] کے نزدیک شیخ القراء تھے اور [illegible] ابن عامر کے شیخ ہیں اور لوگوں نے تقریباً پچاس سال تک آپ سے قرأت سیکھی اور بہت سے لوگوں نے قرآن ختم کیا اور [illegible] کے لئے آپ کا [illegible] تھا، آپ [illegible] کرتے تھے [illegible] آپ کا انتقال بروز منگل [illegible] ذی قعدہ کو ہوا اور باب الصغیر میں دفن ہوئے۔

**شیخ صالح زاہد مغربی** ابو عبداللہ محمد بن طیب [illegible] مشہور صالحین سے تھے اور جامع اموی میں رہتے تھے، آپ نے [illegible] تقریباً پچاس سال [illegible] آپ [illegible] تکلیف تھی [illegible] آپ کی عمر ۸۲ سال تھی، آپ [illegible] کو وفات پائی اور [illegible] باب صغیر میں دفن ہوئے، آپ کے جنازے میں بہت مخلوق حاضر ہوئی، رحمہ اللہ تعالیٰ۔

**شیخ صدرالدین ابن الوکیل** علامہ ابو عبداللہ محمد بن شیخ امام [illegible] زین الدین عمر بن مکی بن عبدالصمد جو ابن المرحل کے نام سے مشہور تھے اور ابن الوکیل اپنے وقت میں شافعیہ کے شیخ تھے، آپ اپنے وقت میں فضیلت [illegible] علوم کی وجہ سے ان سب سے مشہور تھے اور آپ نے مذہب اور اصلین کی خوب معرفت حاصل کی [illegible] آپ [illegible] بہت [illegible] کرتے تھے اور آپ نے [illegible] کی مفصل [illegible] پڑھا تھا، آپ بہت سے علوم کے ماہر تھے، آپ ۶۶۵ھ میں [illegible] پیدا ہوئے [illegible] حدیث کی سماعت کی [illegible] آپ [illegible] شیخ [illegible] آپ بہت سے علوم کے [illegible]۔

آپ [illegible] کرتے تھے [illegible] آپ [illegible] آپ [illegible] آپ [illegible] شیخ تقی الدین [illegible] اعتراف کرتے تھے اور ان کی تعریف کرتے تھے [illegible] آپ کے مذہب [illegible] اور خواہشات کی مدافعت کرتے تھے [illegible] شیخ [illegible] ابن تیمیہ آپ [illegible] آپ کے علوم و فضائل کی تعریف کرتے اور جب آپ نے

[illegible]

[illegible]

[illegible]

## آغاز [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

اس سال نیل بھر گیا ایسا پہلے کبھی نہ سنا گیا تھا اس نے بہت سے شہروں کو غرق کر دیا اور کثیر افراد کو ہلاک کیا یعنی ایسی چیز بھی غرق ہوا اور اس میں لوگوں کی بہت سی چیزیں تباہ ہو گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اور ربیع الثانی کے شروع میں حلب کی فوج نے آمد شہر پر حملہ کیا انہیں لوٹا قیدی بنایا اور صحیح سالم واپس آ گئے اور ۹ ربیع الاول بدھ کے دن مصر سے مالکیہ کا قاضی علامہ فخر الدین ابو العباس احمد بن سلامہ بن احمد بن سلامہ اسکندری آ گیا۔ قاضی القضاۃ جمال الدین زواوی کے بجائے دمشق کی قضا پر آیا کیونکہ قاضی جمال الدین ضعیف ہو چکے تھے اور ان کا ذہن بگڑ گیا تھا پس قاضیوں اور معززین نے ان سے ملاقات کی اور ان کے پہنچنے کے اگلے دن ان کا حکم نامہ جامع میں پڑھا گیا اور معززین ان کے پاس آئے اور ان کے فضائل علوم، متانت و اصابت رائے اور دیانتداری کا ذکر کیا گیا اس سے آٹھ روز بعد معزول زواوی کا انتقال ہو گیا۔

اور وہ دمشق میں تین سال سے قاضی رہے اور اسی سال امیر سیف الدین بن بہادر آص کو کرک کے قید خانے سے نکالا گیا اور قاہرہ بھیجا گیا اور بادشاہ نے اس کا اکرام کیا اس کی قید شام کے نائب کے مشورے سے تھی کیونکہ یہ دونوں حلقہ میں دوست اور یار ہوتے تھے اور ۱۰ شوال بروز جمعرات قافلہ نکلا اور سیف الدین جشنی حج کا امیر تھا اور حاجیوں میں چیف جسٹس نجم الدین ابن صصری اور ان کا بھتیجا شرف الدین، کمال الدین بن شیرازی، قاضی جلال الدین حنفی، شیخ شرف الدین ابن تیمیہ اور بہت سے افراد شامل تھے اور اس سے [illegible] کو قاضی جلال الدین محمد بن شیخ کمال الدین شریشی نے جامع میں شیخ شرف الدین بن ابو سلامہ کی وفات کے بعد درس دیا اور اس کے پاس [illegible] حاضر ہوئے اور اسی مہینے کی ۹ تاریخ کو ابن زملکانی نے ابن سلامہ کی جگہ ظاہریہ میں درس دیا اور اس میں شیخ شرف الدین بن تیمیہ نے اپنے بھائی [illegible] سے اپنے ہاں شریک بھائی بدر الدین ابو القاسم بن محمد بن خالد کے بعد حنبلیہ میں درس دیا پھر شیخ شرف الدین حج کو گئے اور شیخ تقی الدین درس میں اس میں شریک ہوئے اور بہت سے لوگ اور معززین بھی آئے حتیٰ کہ آپ کے بھائی واپس آ گئے لیکن ان کی واپسی کے بعد بھی یہ سلسلہ جاری رہا اور پھر [illegible] کے ساحلی شہروں سے شراب اور منکرات کا خاتمہ کر دیا گیا ہے اور اس کے علاوہ طرابلس میں بھی ایسا ہی ہوا اور وہاں پر بہت سے [illegible] لوگوں سے [illegible] گئے اور نصیریہ کی بستی میں [illegible] اور ایک مسجد بنائی گئی ہے۔ والحمد للہ وحدہ۔

۱۸ شوال منگل کی صبح کو شیخ امام علامہ شیخ الکتاب شہاب الدین محمود بن سلیمان حلبی ڈاک کے گھوڑے پر شرف الدین عبد الوہاب بن فضل اللہ حموی کے بجائے مصر سے دمشق آئے اور صمصامیہ میں جسے مالکیہ کے لئے ازسرنو تعمیر کیا گیا تھا درس دیا۔

ذیقعدہ کا مہینہ اور اتوار کا دن تھا اور صاحب شمس الدین محمد [illegible] نے [illegible] وقف کر دیا اور وہاں فقہاء کرام نے بھی درس دیا اور جانب عدالت فقیہ نور الدین علی بن عبد النصیر مالکی کو اس کی [illegible] کے لئے منتخب کیا گیا اور قاضی حضرات اور معززین آپ کے پاس حاضر ہوئے اور آپ کے پاس حاضر ہونے والوں میں شیخ ابن تیمیہ بھی شامل تھے اور آپ انہیں [illegible] جانتے تھے اور اس میں طواریہ کے [illegible] شیخ جمال الدین محمد بن شیخ شہاب الدین احمد کمال نے درس دیا اور آپ کو [illegible] امین الدین سلیمان طبیب کے بجائے طب کا امیر مقرر کیا گیا اور اس نے اس عہدے کے لئے منتخب کیا گیا تھا [illegible] معزولی کی وجہ سے معزول [illegible] ایک جماعت بھی شام کے شہروں کی طرف جاتے ہوئے ان سے آ ملی [illegible] ان کی مسافت [illegible] ان پر حملہ آور ہوئے [illegible] تیروں سے ان پر حملہ کر دیا اور سب کو قتل کر دیا ان میں سے کوئی نہ بچ سکا سوائے ان [illegible] کے جو ان کے ساتھ تھے [illegible] کہنے لگے کہ انہیں قتل کر دیا تو ان میں سے ایک بولا کہ اگر تم مجھے مال غنیمت دو تو میں قتل کر دوں [illegible] انہوں نے انہیں قتل کر دیا [illegible] سو مسلمان [illegible] ہوئے [illegible] نے لاشوں سے پانچ حوض بھر دیئے [illegible] ان میں سے ایک ترکمان شخص بچ نکلا [illegible] اور اس نے جو منظر دیکھا تھا بیان کیا [illegible] کے ساتھ مل کر [illegible] کوشش کر کے ان کا پیچھا کیا [illegible] سب کو قتل کر دیا ان میں سے صرف تین آدمی بچے [illegible] جماعت کا [illegible] ان کا [illegible] ہوا [illegible]

**مقام جبلہ میں گمراہ مہدی کے ظاہر ہونے کا بیان** ۔۔۔۔۔ اور اس سال نصیریہ نے اطاعت سے ہاتھ اٹھا لیا اور ان کے درمیان ایک آدمی تھا

جس کا ساتھیوں نے محمد بن حسن مہدی نام رکھا اور امام قائم بتایا اور کبھی اسے علی بن ابی طالب بنا دیتا اور کبھی آسمان و زمین کا پیدا کرنے والا بتاتا تھا اور اللہ تعالیٰ ان کے اقوال سے بلند و برتر ہے اور کبھی وہ لوگوں کو اس بات کی دعوت دیتا تھا کہ وہ محمد بن عبداللہ ہے اور امام ہے اور مسلمانوں کو کافر قرار دیتا اور کہتا کہ نصیری حق پر ہیں اور بہت سے بے وقوف نصیری جہلاء اس کے پیچھے لگ گئے اور ان میں سے ہر ایک کو ایک ہزار آدمیوں کا لیڈر بنا دیا اور انہیں بہت سے شہروں اور علاقوں کا نائب بنا دیا اور انہوں نے جبلہ شہر پر حملہ کر دیا اور اس میں داخل ہو گئے اور بہت سے لوگوں کو قتل کر دیا اور وہ اس میں سے باہر نکلے اور یہ الفاظ کہہ رہے تھے ”لا الٰہ الا علی ولا حجاب الا محمد ولا باب الا سلمان“ انہوں نے شیخین کو گالیاں دیں اور [illegible] لوگوں نے ہائے اسلام، ہائے سلطان، ہائے امراء کہا اور ان کی مدد کرنے والا کوئی نہ تھا اور لوگ اللہ تعالیٰ کے حضور گریہ و زاری کرنے لگے۔

پس اس گمراہ نے ان اموال کو جمع کیا اور اپنے ساتھیوں میں برابر تقسیم کر دیا اور اس نے ان سے کہا۔ مسلمانوں کا کوئی ذکر باقی نہیں رہا اور حکومت اور ملک صرف میرا ہے اور میرے ساتھیوں کے لئے ہے اور ان کی اراضی جب ہم نے ان پر قبضہ کر لیا ہے اور اس نے ان شہروں کی مساجد کو گرا کر ان کی جگہ شراب خانے بنانے کا حکم دیا تاکہ ان میں رغبت والے آئیں اور اس نے اپنے ساتھیوں کو حکم دیا کہ وہ ان کو شراب خانے بنا دیں اور مسلمانوں کو پکڑ کر ان سے کہتے کہو لا الٰہ الا علی اور اپنے الٰہ مہدی کے سامنے سجدہ کرو جو مارتا اور جلاتا ہے تاکہ تمہاری جان بخشی کر دی جائے اور تمہارے لئے حکم جاری کر دیا جائے اور انہوں نے [illegible] اور فوجیں ان کی طرف بڑھیں اور انہیں شکست ہو گئی اور بہت سے لوگوں کو ان کے گمراہ لیڈر سمیت قتل کر دیا اور وہ روز قیامت اللہ کے عذاب کی طرف ان کا پیش رو ہوگا۔ جیسا کہ اللہ پاک نے فرمایا اور بہت سے لوگ ایسے ہیں جو علم کے بغیر اللہ کے بارے میں جھگڑتے ہیں اور ہر سرکش شیطان کی پیروی کرتے ہیں اور اس کے متعلق یہ لازم کیا گیا ہے کہ جو اس کو دوست بنائے گا وہ اسے گمراہ کرے گا اور اسے آگ کے عذاب کی طرف لے جائے گا۔ [illegible] لوگوں کا مجموعہ بتایا جاتا ہے۔

اور اسی سال امیر حسام الدین مہنا اور اس کے بیٹے سلیمان نے حج کیا اور ان کے ساتھ چھ ہزار آدمی تھے اور اس کا بھائی محمد بن عیسیٰ بھی ان کے ساتھ تھا اور [illegible] سلطان ملک ناصر سے ملاقات نہیں کی حالانکہ وہ مصریوں میں شامل تھا اور حج بھی کیا تھا واللہ اعلم۔

## اس سال وفات پانے والے نامور حضرات

**شیخ صدر الدین ابوالحسن علی بن محمد بن عبدالقادر الحنفی:** آپ قاضی القضاۃ تھے اور آپ نے اچھا لکھا اور تصنیف اور فیصلے کیے [illegible] لیکن لوگ آپ سے کتابیں لے جاتے اور آپ کے سامنے پیش کرتے اور آپ سے [illegible] آپ کے [illegible] جب آپ بیٹھتے تو آپ کی وفات ۹ محرم [illegible] دمشق میں ہوئی اور [illegible] آپ [illegible] تھے۔

**شیخ شہاب الدین الرومی:** احمد بن محمد بن ابراہیم بن مراغی آپ نے صحیح [illegible] پڑھی اور محراب حنفیہ میں [illegible] جامع میں ان کی امامت کی [illegible] محراب [illegible] اور آپ نائب سلطان الظاہر کی بات کرتے تھے اور آپ [illegible] کرتے تھے اور ان کو ان کے پاس ایک مقام حاصل تھا بعض اوقات فرماتے آپ کے [illegible] شمالی شرقی [illegible] جب آپ [illegible] فوت ہو گئے تو آپ کے [illegible] شرف الدین نے آپ کا منصب سنبھال لیا۔

**شیخ صالح عثمان [illegible]:** [illegible] آپ بہت امیر [illegible] اور کثیر [illegible] تھے آپ نے [illegible] کام آگیا [illegible] آپ کی

وفات ۲۲ ربیع الثانی منگل کے روز ہوئی آپ کو [illegible] آپ کے جنازے میں شریک تھی یہ وہ لوگ تھے جنہیں سوائے اللہ کے کوئی نہ جانتا تھا اور بہت سے اس قوم کے جنازے میں پہلے بھی شریک ہوئے تھے آپ کو باب الصغیر میں دفن کر دیا گیا۔

**قاضی القضاۃ جمال الدین:** ... ابو عبد اللہ محمد بن سلیمان بن یوسف زواوی جو ۶۸۷ھ سے مالکیہ کے قاضی تھے، آپ مغرب سے مصر تشریف لائے اور حصول علم میں مشغول ہوئے اور وہاں کے مشائخ سے علم حاصل کیا انہی میں سے شیخ عز الدین بن عبد السلام بھی تھے، پھر آپ دمشق قاضی کی حیثیت سے آئے۔ یہ سن ۶۸۷ھ تھا آپ کی پیدائش تقریباً ۶۲۹ھ میں ہوئی۔

آپ نے امام مالک کے مذہب کے شعار کو مضبوط کیا اور آپ کے زمانے میں مصاحف [illegible] اور آپ نے الشریف کی [illegible] تجدید کی اور صحیح مسلم اور موطا امام مالک یحییٰ بن یحییٰ سے امام مالک کے حوالے سے روایت کی، جبکہ قاضی عیاض کی الشفاء سے بھی کتاب کو بھی روایت کیا۔ آپ کو وفات سے بیس دن پہلے عہدہ قضاء سے ہٹا دیا گیا تھا مگر آپ کی معزولی میں [illegible] آپ قاضی ہونے کی حالت میں فوت نہ ہوئے۔ آپ کی وفات ۹ جمادی الثانی بروز جمعرات مدرسہ صمصامیہ میں ہوئی اور آپ کی نماز جنازہ جمعہ کے بعد پڑھی گئی اور باب الصغیر کے قبرستان میں دفن کئے گئے مسجد ربیع کے [illegible] لوگ آپ کے جنازے میں آئے اور آپ کی تعریف کی۔ آپ کی عمر امام مالک کی طرح ۸۰ سال سے زیادہ تھی اور آپ اپنے مذہب کے مطابق عالموں کی عمر کو نہ پہنچے۔

**قاضی صدر الرئیس شرف الدین:** ... کاتبوں کے سرکردہ شرف الدین ابو محمد عبد الوہاب بن جمال الدین فضل اللہ بن مجلی القرشی العدوی العمری، آپ ۶۲۹ھ میں پیدا ہوئے اور حدیث کا سماع کیا اور فصاحت کی، پھر آپ کا مرتبہ بلند ہوا اور مصر میں تعینات ہوئے۔

پھر آپ دمشق میں خفیہ کتابت کی طرف چلے گئے یہاں تک کہ آپ کی وفات ۸ رمضان المبارک کو ہوئی اور قاسیون میں دفن ہوئے۔ آپ کی عمر ۹۰ سال کے قریب تھی اس وقت بھی آپ کے ہوش و حواس اور اعصاب ٹھیک کام کر رہے تھے، آپ علماء کے بارے میں اچھا گمان رکھتے تھے خاص طور پر ابن تیمیہ اور [illegible] کے بارے میں [illegible] اور آپ کے بعد آپ کے بھائی شہاب الدین محمود خفیہ کتابت کرتے تھے اور علاء الدین بن غانم اور جمال الدین بن نباتہ نے آپ کا مرثیہ پڑھا۔

**فقیہ امام عالم مناظر شرف الدین:** ... شرف الدین ابو عبد اللہ حسین بن امام کمال الدین ابن علی بن اسحاق بن سلام الدمشقی الشافعی، آپ کی پیدائش ۶۳۳ھ میں ہوئی، آپ تعلیم و تعلم میں مشغول ہوئے اور مہارت تامہ پائی اور علم سے سیراب ہوئے، آپ نے جاروخیہ اور [illegible] میں درس دیا اور ظاہریہ میں دوبارہ لائے گئے اور [illegible] میں فتوے دیئے، آپ صاف دل کے مالک، باہمت، شریف النفس تھے، آپ اچھی فہم و فراست، خط، فصاحت و بلاغت اور مناظرہ میں کامل تھے۔ آپ کی وفات ۱۲ رمضان کو ہوئی، [illegible] بہت سی اولاد اور قرض چھوڑ گئے آپ کی طرف سے آپ کی اہلیہ [illegible] نے ادا کیا [illegible] اسی کی طرف [illegible] ان کے ساتھ احسان کا معاملہ کرے۔

**صاحب انیس الملوک:** ... بدر الدین عبد الرحمن بن ابراہیم اربلی، آپ کی پیدائش ۶۲۸ھ میں ہوئی۔ آپ ادب میں مشغول ہوئے اور اس میں مہارت تامہ حاصل کی اور بادشاہوں کے پاس اس کے ذریعہ رزق کمایا اور آپ کے لطیف اشعار میں سے یہ اشعار جنہیں شیخ علم الدین نے اپنی تاریخ میں بیان کئے ہیں:

اور شراب میرے محبوب کے گال سے سرخی رکھتی ہے اور میرے آنسو سے جام کو [illegible] پاتے ہیں اور میرے نزدیک میری
ملامت اور بصارت سے بھی زیادہ [illegible] ہے۔

اور آپ کا ایک قول ایک گانے والی کے بارے میں ہے:

دیکھا ہے [illegible] گوری [illegible] ترین محبت [illegible] خوشی سے [illegible] کرنے والی [illegible] آنکھوں والی اس نے [illegible] پایا [illegible]
سے [illegible] کہ وہ کوئی [illegible] ہے [illegible] ہے۔

صدر الرئیس شرف الدین محمد بن جمال الدین ابراہیم۔ ابن شرف الدین عبد الرحمن بن امین الدین سالم بن حافظ بہاء الدین [illegible] آپ [illegible] کی طرف گئے جب آپ مقام [illegible] پہنچے [illegible] فوت ہو گئے [illegible] فرمایا آپ کا انتقال [illegible] آپ نے [illegible] آپ کے جنازے میں شریک ہوئے اور آپ کی [illegible] آپ کا انتقال [illegible] آپ [illegible]

## آغاز [illegible]ھ

اس سال [illegible] دمشق میں [illegible] قاضی [illegible] علامہ [illegible] الدین بن [illegible] قاضی جمال الدین [illegible] کے بعد [illegible] بادشاہ [illegible] پہنچی [illegible] کی [illegible] کے [illegible] اور [illegible] انا للہ وانا الیہ راجعون۔

علامہ [illegible] حالات [illegible] کے [illegible] لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

[illegible] قاضی [illegible] الدین [illegible] عبد [illegible] بن [illegible] دمشق [illegible] آپ [illegible] بہت [illegible] ہلاک ہو گئے [illegible] کے بعد [illegible] شہر [illegible]

[illegible] آپ [illegible] شیخ الاسلام علامہ تقی الدین ابن تیمیہ سے ملاقات [illegible] سلطان [illegible] پہلے [illegible] آپ [illegible] کی [illegible]

انہیں رشید الدولہ فضل اللہ بن ابی الخیر بن علی ہمدانی کا قتل ہوا اسلام سے پہلے یہودی عطار تھا۔ طب میں اس نے مہارت حاصل کی اور قسمت نے ساتھ دیا [illegible] سے [illegible] ہو گیا [illegible] الجایتو [illegible] وزارت کا منصب [illegible] اموال [illegible] اور اس کی سعادت ایسی تھی کہ جس کی صفت اور تعریف بیان نہیں کی جا سکتی۔ اس نے اسلام کا بھی اظہار کیا تھا [illegible] قرآن کی تفسیر لکھی بہت سی کتابیں تصنیف کیں [illegible] اور عظیم اولاد اور ثروت کا شخص تھا [illegible] اس کی عمر کو پہنچا [illegible] اس نے [illegible] مسلمانوں کی جانب داری کی [illegible] اللہ ہی نے [illegible] بچا لیا۔

یہ اشکال بات ہے جیسا کہ گزر چکا کہ اسلام کے معاملہ میں خیر خواہ تھا لیکن اس سے بہت لوگوں کو تکلیف بھی پہنچی تھی لوگوں نے اس کے دین پر بھی تہمت لگائی ہے [illegible] اس کی تفسیر میں بھی کلام کیا ہے [illegible] کہ [illegible] سلطان ابو سعید [illegible] اس نے جواب دیا کہ [illegible] عزت [illegible] اس حال میں یہ حرکت کیسے کر سکتا ہوں [illegible] بلایا گیا [illegible] کے مرض میں [illegible] اس کے بیٹے [illegible] رشید نے اسہال کی دوا دی جس سے [illegible] اسہال [illegible] کے تحت [illegible] مر گیا [illegible] قتل [illegible] سے [illegible] ہے۔

چنانچہ [illegible] بیٹے ابراہیم کو قتل کر دیا گیا اس کے اموال و املاک کو ضبط کر لیا گیا وہ بہت بڑی مقدار میں تھے اس کے [illegible] کو [illegible] کی طرف بھیجا گیا [illegible] اس کے سر کو [illegible] کیا گیا یہ اس یہودی کا سر ہے جس نے کلام اللہ [illegible] بدل دیا [illegible] اس کے بیٹے کو [illegible] گیا [illegible] ہے۔

اسی ماہ [illegible] تھا [illegible] کا قاضی بنایا گیا [illegible] تھا میں ۲۰ دن [illegible] سال کی عمر میں [illegible] سلطان کے فرمان کے مطابق [illegible] الملک [illegible] کی [illegible] کی طرف [illegible] سے [illegible] باب [illegible] ہو گئی۔

[illegible] خطیب [illegible] شیخ نجم الدین [illegible] نے اس میں خطبہ دیا [illegible] شعراء [illegible] خطبہ [illegible] شیخ شمس الدین محمد [illegible] یوسف [illegible] سے خطبہ [illegible] آواز [illegible] شیخ شمس الدین بن تیمیہ [illegible] کی طرف [illegible] لوگ ان [illegible] کے لئے نکلے۔

اسی ماہ [illegible] شوال میں [illegible] تھے اور [illegible] کا قاضی [illegible] الدین [illegible] الدین [illegible] کے [illegible] کی وجہ سے [illegible] کے [illegible] گئے۔ [illegible] دمشق کے شرقی دروازے [illegible] کی [illegible] خطبہ شیخ شمس الدین [illegible] شیخ الاسلام ابن تیمیہ [illegible] شیخ کمال الدین بن الزملکانی [illegible] شیخ [illegible] شمس الدین محمد بن عثمان الذہبی [illegible] سال [illegible]

بروز سہ شنبہ اسی ماہ کی ۶ تاریخ فقیہ زین الدین بن عبیدان الحنبلی کو بعلبک سے بلایا گیا اور اس خواب کی تحقیق کی گئی جس کے بارے میں وہ دعویٰ کرتا تھا کہ اس نے یہ خواب نیند و بیداری کی درمیانی حالت میں دیکھا ہے، اس میں اعتزال کی آمیزش اور جہمیت کی، تھی۔ اس نے مجلس کی کہ مستقیم طبع انسان سے ان کا صدور مشکل ہے یا چاہیے تھا۔ اس نے اپنے مجلس میں اس کو بتایا تھا لیکن شوافع کے قاضی نے اس سے صلاحیت سے نکال کر اس کے خون ہونے کو چاہا لیکن بعض کی تحریر کر کے پورے شہر میں اس کی منادی کرائی گئی اور فتوی دیے اور خرابی پر پابندی لگائی گئی اور اسے چھوڑ دیا گیا۔ چہار شنبہ ۶ کو بہاء الدین بن محمد بن عثمان نے مدرسہ امجدیہ میں تجوید قراءت کی کلاس سنبھالی، جو شیخ محمد بن الدوری کی وفات کے بعد خالی ہو گیا تھا اور فضلاء بھی جلسے میں شریک ہوئے اس دن میں بھی شریک ہوا۔ اس سے قبل ان کے والد شیخ محمد بن ... الحنبلی نے مدرسہ شریفیہ میں قراءت کی کلاس سنبھالی تھی۔

۲۳ ذی الحجہ بروز جمعرات میرے شیخ اور محسن شیخ امام علامہ حافظ جمال الدین ابوالحجاج بن الزکی عبدالرحمن بن یوسف المزی نے کمال الدین بن الشریشی کی جگہ دارالحدیث الاشرفیہ کے شیخ الحدیث منتخب ہوئے لیکن ان کی مجلس میں کوئی بڑا آدمی شریک نہیں ہوا کیونکہ بعض لوگ ان کے اس انتخاب پر کچھ تحفظات رکھتے تھے حالانکہ ان سے کوئی بھی اس عہدے کا ان سے زیادہ حقدار اور حافظ حدیث نہیں تھا اور لوگوں کے منہ سے ان کا یہ عہدہ لینا لوگوں کا قرب ان کے لئے خوش تھا اور بعد میں نصیحت ہو گئی ہو واللہ اعلم۔

## اس سال فوت ہونے والے نامور حضرات

**شیخ صالح ابو عبداللہ البالسی:** ... ابو عبداللہ محمد بن شیخ صالح عمر بن مکی ... عابد کبیر معروف ابوبکر بن علی بن قوام البالسی ۶۵۰ھ کو بالس میں پیدا ہوئے، ابن طبرزد کے اصحاب سے حدیث سنی۔ جلیل القدر شیخ، قلیل گو، خوش شکل، خیر ... بہادر ... تھے، نیکی اور عزت کی نشانیاں ان پر ظاہر تھیں، ... قازان کے دن جب وہ شیخ تقی الدین ابن تیمیہ کے ساتھ قازان سے گفتگو کے لئے گئے تو یہ شیخ کے ساتھ تھے اور انہوں نے قازان کے ساتھ شیخ کی گفتگو، شیخ کی شجاعت اور جرأت کا تذکرہ کیا ہے کہ شیخ نے اپنے ترجمان سے کہا کہ قازان سے کہو کہ تم مسلمان ہونے کا دعویٰ کرتے ہو اور سنا ہے کہ تمہارے پاس مؤذن ہیں، قاضی، امام اور شیوخ ہیں جیسے کہ وہ کہتے ہیں، تم نے ہم سے لڑائی کی اور کیوں ہمارے علاقوں میں آئے؟ تیرا باپ تیرا دادا ہلاکو کافر تھے لیکن انہوں نے ہمارے اسلامی ملکوں سے لڑائی نہیں کی بلکہ معاہدہ کیا اور تم نے معاہدہ کر کے غداری کی اور اپنی بات کی پاسداری نہیں کی۔

فرمایا کہ قازان، قتلو شاہ اور بولائی کے ساتھ شیخ کی مختلف موضوعات پر گفتگو ہوئی، سب میں شیخ نے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کی خاطر بہت قوی دلائل سے بات کی اور اللہ تعالیٰ کے سوا کسی سے نہیں ڈرے۔ فرمایا کہ کھانا آیا تو علامہ ابن تیمیہ کے علاوہ سب نے کھایا، جب ان سے پوچھا گیا کہ آپ کیوں نہیں کھاتے؟ تو فرمایا کہ میں تمہارا کھانا کیسے کھاؤں جبکہ تمہارا کھانا لوگوں کے لوٹے ہوئے اموال سے ہے اور لوگوں کے درخت کاٹ کر ان پر پکایا گیا ہے۔ فرمایا پھر قازان نے ان سے دعا کی درخواست کی تو دونوں ہاتھ اٹھا کر فرمانے لگے اے اللہ! اگر تیرا یہ بندہ محمود تیرے کلمہ کی بلندی کے لئے لڑتا ہے تاکہ سارا دین تیرا ہو تو اس کی مدد و نصرت کر اور لوگوں اور شہروں کا اسے مالک بنا اور اگر یہ دکھاوے اور شہرت اور طلب دنیا کے لئے اٹھا ہے تاکہ اپنا کلمہ بلند کرے اور اسلام اور اہل اسلام کو ذلیل کرے تو اسے پکڑ لے، اس کو ہلاک کر دے اور اس کی نسل ختم کر دے۔ فرمایا کہ قازان ان کی دعا پر آمین کہہ رہا تھا اس نے بھی ہاتھ اٹھائے ہوئے تھے۔ اس دوران ہم اپنے کپڑے سمیٹنے لگے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ ان کے قتل کا حکم دے دیا جائے اور ہمارے کپڑے خون آلود ہو جائیں۔

جب ہم وہاں سے نکلے تو قاضی القضاۃ نجم الدین بن صصری وغیرہ نے ان سے کہا کہ قریب تھا کہ تم ہمیں ہلاک کر دیتے اور اپنے آپ کو ہلاک کر دیتے، بخدا قسم! یہاں سے ہم تمہارے ساتھ نہیں چلیں گے۔ شیخ نے فرمایا اللہ کی قسم میں بھی تمہارے ساتھ نہیں جاؤں گا۔ چنانچہ بعض لوگ انہیں چھوڑ کر آگے چلے گئے اور وہ خود اپنے بعض ساتھیوں کے ساتھ پیچھے رہ گئے۔ قازان کے امراء اور خاتونوں نے جب یہ سنا تو ان کے پاس آ کر ان کی دعا لینے لگے اور

ان کی طرف دیکھتے رہے اللہ کی قسم اور دمشق میں اس حالت میں پہنچے کہ اس کے ہم رکاب تین سو شہسوار تھے اور میں بھی ان کے ساتھ ہی تھا اور ساتھ دینے سے انکار کرنے والوں پر تاتاریوں نے حملہ کر کے سب کو نیست و نابود کر دیا، یہ قصہ اور اس جیسا کلام میں (ابن کثیر) نے اور دوسرے لوگوں نے بھی سنا ہے اور پیچھے بھی گذر چکا ہے۔

شیخ محمد بن قوام نے ۲۲ صفر دو شنبہ کی رات کو الصالحیہ والا صریہ اور العادلیہ کے مغربی جانب اپنی معروف خانقاہ میں انتقال فرمایا وہیں جنازہ پڑھ کر انہیں دفن کیا گیا ان کے جنازے میں انسانوں کے ایک جم غفیر نے شرکت کی اسی جماعت میں شیخ تقی الدین بن تیمیہ بھی شریک تھے کیونکہ وہ ان سے بہت محبت کرتے تھے، شیخ محمد حکومت وغیرہ سے کوئی تنخواہ نہیں لیتے تھے نہ اپنی خانقاہ کے لئے انہیں تنخواہ یا وقف لینا پڑا، کئی بار ان پر یہ چیزیں پیش ہوئیں لیکن قبول نہیں کیا لوگ ان کی زیارت کے لئے آتے، بڑے علم و فضل کے مالک تھے فہم صحیح اور معرفت تامہ انہیں حاصل تھی، صحیح العقیدہ اور احادیث اور آثار سلف کے خوگر تھے کثرت کے ساتھ تلاوت اور اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول رہتے تھے ایک کتاب بھی تصنیف کی ہے جس میں اچھی خبریں ہیں، اللہ تعالیٰ ان پر رحم فرمائے اور ان کی قبر پر رحمت کی پھوار برسائے۔

**تقی الدین ابو محمد الحلبی الحنبلی** ...... شیخ صالح ادیب بارع، شاعر حاذق، تقی الدین ابو محمد عبداللہ بن شیخ احمد تمام بن حسان الحلبی ثم صالحی حنبلی، شیخ محمد بن تمام کے بھائی تھے، ۶۳۵ھ میں پیدا ہوئے، حدیث سنی، فضلاء کی صحبت میں رہے، خوبصورت، خوش اخلاق، کریم النفس، دلچسپ مجلس، خوش گفتار تھے، ایک مدت تک حجاز میں رہے، ابن سبعین اور التقی الحورانی سے علم حاصل کیا، ابن مالک اور ان کے بیٹے کے پاس رہ کر ان سے نحو میں مہارت حاصل کی، پچاس سال تک الشہاب محمود کی صحبت میں رہے، وہ زاہد اور دنیا سے بے تکلفی پر ان کی تعریف و توصیف کرتے تھے، ۳ ربیع الآخر ہفتہ کی رات فوت ہوئے، قاسیون کے دامن میں دفن کئے گئے، شیخ علم الدین البرزالی نے ان کے حالات میں ان کے کچھ اشعار نقل کئے ہیں جس میں سے کچھ یہ ہیں:

> اے میرے دل کے میدانوں میں رہنے والو! اس کی ہر حرکت میں تمہارے لئے سکون ہے میں ہمیشہ تمہارے متعلق باتوں کو دہراتا ہوں تو وہ باتیں شیریں ہو جاتی ہے حالانکہ اس گفتگو کی اور بھی حاجتیں ہیں، میں اپنے آنسوؤں کی موتیاں اس میں پروتا ہوں اور پلکیں اور آنکھوں کے ڈھیلے انہیں بکھیر دیتے ہیں، میں تمہاری چاہت میں نئے معانی تراشتا ہوں اور تمہارے بارے میں ہر قافیہ آسان ہو جاتا ہے، میں رازداری میں آہ و بکا سے تمہارے متعلق سوال کرتا ہوں اور تمہاری محبت کا راز ایک محفوظ راز ہے، میں نسیم صبح کی شراب نوشی کرتا ہوں کیونکہ اس میں تمہاری اداؤں کی خوبیاں واضح نظر آتی ہیں، میں تمہاری محبت میں کس قدر فریفتہ ہوں! فریفتگی میں مجھے کیا کیا مشقتیں اٹھانی پڑتی ہیں۔

**قاضی القضاۃ زین الدین** ...... علی بن مخلوف بن ناہض بن مسلم بن منعم بن خلف النویری المالکی، دیار مصریہ کے قاضی تھے، ۶۳۳ھ میں پیدا ہوئے، حدیث سنی اور دیگر علوم حاصل کئے، ۶۸۵ھ میں ابن شاش کے بعد قاضی بنائے گئے اور ۷۱۸ھ یعنی اس سال تک قاضی رہے، صاحب مروت اور بردبار تھے فقہاء، گواہوں اور آنے جانے والوں کے ساتھ عمدہ سلوک کرتے تھے، ۱۱ جمادی الآخری چہار شنبہ کی رات میں راہی ملک بقا ہوئے، مصر میں المقطم کے دامن میں دفن ہوئے ان کے بعد مصر میں تقی الدین الاخنائی المالکی کو قاضی بنایا گیا۔

**شیخ ابراہیم بن ابی العلاء** ...... خوش آواز قاری تھے، ابن شعلان کے نام سے مشہور تھے، اچھے آدمی تھے، المسماریہ کے مضافات میں مقیم تھے خوش الحانی کی وجہ سے لوگ انہیں جشنوں میں بلاتے تھے، ادھیڑ عمر میں ۱۳ جمادی الآخری جمعہ کے روز فوت ہوئے، قاسیون کے دامن میں دفن ہوئے۔

**شیخ امام ابو الولید الاشبیلی** ...... شیخ امام علامہ ابو الولید محمد بن ابو القاسم احمد بن محمد بن عبداللہ ابن ابو جعفر احمد بن خلف بن ابراہیم بن ابی عیسیٰ بن الحاج تجیبی، قرطبی، اشبیلی، ۶۳۰ھ میں اشبیلیہ میں پیدا ہوئے، قرطبہ شہر میں ان کا گھرانہ علم، خطابت اور قضا میں مشہور چلا آرہا تھا، جب عیسائیوں نے اس پر قبضہ کیا تو اشبیلیہ منتقل ہو گئے ان کے اموال اور کتابیں برباد ہو گئیں، ان کا دادا قاضی ابن الحاج ۲۰ ہزار مثقال لایا ان کے دادا اور والد صاحب کا

۶۳۱ھ میں انتقال ہوا چنانچہ انہوں نے یتیمی کی حالت میں نشو و نما پائی، پھر حج کر کے شام گئے، ۶۸۲ھ سے دمشق میں رہنے لگے، ابن البخاری وغیرہ سے حدیث سنی، اپنے بیٹوں ابو عمرو اور ابو عبداللہ کی تحصیل علم کی سہولت کی خاطر تقریباً کتابوں کی سو جلدیں اپنے ہاتھ سے لکھیں، ۱۸ رجب بروز جمعہ اذان کے وقت مدرسہ صلاحیہ میں وفات پائی، عصر کے بعد جم غفیر نے ان کی نماز جنازہ پڑھی، دمشق میں باب الصغیر کے پاس قتداوی کے پہلو میں دفن کئے گئے۔

**شیخ کمال الدین بن الشریشی** ...... احمد بن امام علامہ جمال الدین بن ابو بکر بن محمد بن احمد بن محمد بن سحمان البکری الوائلی الشریشی، ان کے والد مالکی تھے جیسا کہ گذر چکا ہے لیکن وہ مسلک شافعی کی تحصیل میں مشغول ہو گئے اور کمال حاصل کر کے ماہر علوم بن گئے ان کے ساتھ کتابت میں بھی ماہر تھے حدیث سنی خود اطباق لکھا فتوے دیئے، درس دیا، مناظرے کئے، متعدد مدارس کے مدرس رہے اور کئی بڑے مناصب پر فائز رہے، سب سے پہلے ۶۸۵ھ میں اپنے والد کی وفات کے بعد مدرسہ تربۃ ام صالح کے دارالحدیث میں شیخ بنے اور اپنی وفات تک اس پر برقرار رہے، قضاء میں ابن صصری کے نائب بنے پھر اسے ترک کر کے بیت المال کے وکیل بنے، فوج کے قاضی بنائے گئے، جامع کے کئی بار ناظر مقرر ہوئے، الشامیہ البرانیہ کے مدرس رہے، اور مدرسہ ناصریہ میں بیس سال تک درس دیتے رہے۔

پھر ابن جماعہ اور زین الدین الفارقی نے اسے ان سے چھین لیا لیکن اس نے دوبارہ دونوں سے واپس لے لیا اور قاسیون میں رباط ناصری کے ایک عرصہ تک شیخ رہے، ۹ سال تک دارالحدیث الاشرفیہ کے شیخ الحدیث رہے، تمام عہدوں میں خوبی سیرت کا مظاہرہ کرتے رہے، اس سال حج کے ارادے سے اپنے اہل و عیال کے ساتھ روانہ ہوئے کہ شوال کے آخری ایام میں مقام الحساء میں موت نے انہیں آلیا اور وہیں دفن کئے گئے ان کے بعد جمال الدین القلانسی بیت المال کے وکیل، کمال الدین شیرازی، الناصریہ کے مدرس، حافظ جمال الدین المزی، دارالحدیث اشرفیہ کے شیخ شمس الدین ذہبی مدرسہ ام صالح کے اور ان کے بیٹے جمال الدین اور "رباط ناصری" کے مدرس بنائے گئے۔

**الشہاب المقری** ...... احمد بن ابی بکر احمد طیفہ اوی، علامہ دار اشراف کے نقیب تھے، نثر و نظم میں اسے خاصی فضیلت حاصل تھی جس میں وہ مبارک باد، تعزیت، حکمت اور دیگر واقعات کی منظر کشی کیا کرتا تھا موسیقی، شعبدہ بازی، اور ضرب رمل کا ماہر تھا لہو و لعب اور شراب و کباب و شباب پر مشتمل مجلسوں میں حاضر ہو جایا کرتا تھا پھر آخر عمر میں کبر سنی کی وجہ سے سب کچھ چھوڑ دیا، کسی شاعر نے انہیں جیسے لوگوں کے متعلق کہا ہے

میں اس کی توبہ کے متعلق سوال کرنے لگا تو معلوم ہوا کہ اس کے پاس توبہ کا افلاس ہے۔

۶۳۳ھ میں دمشق میں پیدا ہوا تھا، ۵ ذی قعدہ ہفتہ کی رات کو فوت ہوئے، باب الصغیر کے مقابر میں سے ایک ایسی قبر میں دفن کیا گیا جسے پچاس سال سے اس نے اپنے لئے تیار رکھا تھا، اللہ تعالیٰ ان سے درگزر فرمائے۔

**قاضی القضاۃ فخر الدین** ...... ابو العباس احمد بن تاج الدین ابو الخیر سلامہ بن زین الدین ابو العباس احمد بن سلامہ الاسکندری المالکی، ۶۷۱ھ میں پیدا ہوئے بہت سے علوم میں کمال حاصل کیا، اسکندریہ میں نائب قاضی بنائے گئے، اپنی سیرت و دیانت اور متانت سے قابل قدر قرار پائے، پھر گزشتہ سال شام میں مالکیہ کے قاضی بن کر تشریف لائے اور ڈیڑھ سال تک اپنی ذمہ داری کو بحسن و خوبی سنبھالے رکھا، شروع ذی الحجہ چہار شنبہ کی صبح کو مدرسہ صمصامیہ میں فوت ہوئے، باب الصغیر کے پاس قتداوی کے پہلو میں دفن کئے گئے، جنازے میں لوگوں کی بڑی تعداد نے شرکت کی، لوگوں نے ان کی بڑی قدر و قیمت اور تعریف کی۔

## آغاز ۷۱۹ھ

حکام وہی گذشتہ سال کے تھے محرم کی پہلی رات کو دمشق میں تیز ہوا چلی جس سے کئی دیواریں گر گئیں اور درخت جڑوں سے اکھڑ گئے، ۲۶ محرم بروز سہ شنبہ کو ابن الشریشی کی بیت المال کی وکالت کی خلعت جمال الدین بن القلانسی کو پہنائی گئی، ۵ صفر چہار شنبہ کے دن ابن صصری نے ابن الشریشی کی الناصریہ الجوانیہ میں درس دیا، بحسب عادت لوگ اس کے پاس حاضر ہوئے، ۱۰ صفر کو جمال الدین آقوش الرحبی نے فخر الدین ایاس کی

جگہ کونسلوں کے نگران بنائے، آقوش ۷۰۰ ہ میں دمشق کے والی تھے اب ان کی جگہ امیر علم الدین طرقش کو والی بنایا گیا جو العقیبہ میں رہائش پذیر تھے اسی روز شہر میں اعلان کیا گیا کہ لوگ نماز استسقاء کے لئے نکلنے کی خاطر روزہ رکھیں۔

صحیح بخاری کی قرأت شروع ہوئی لوگوں نے تیاری کی، خطبوں اور نمازوں کے بعد دعائیں مانگنے لگے اور بارش کے لئے اللہ تعالیٰ کے سامنے خوب گڑگڑائے، ۱۵ صفر ہفتہ کے دن بمطابق ۷ اپریل اہل بلد سارے کے سارے مسجد قدم کی طرف نکلے، نائب سلطنت اور امراء پیدل روتے اور گڑگڑاتے ہوئے جا رہے تھے چنانچہ تمام لوگ وہاں جمع ہو گئے بڑا پر ہجوم دن تھا قاضی صدر الدین سلیمان الجعفری نے خطبہ دیا اور لوگوں نے ان کی دعا پر آمین کہا اور دوسرے روز صبح کو اللہ کے حکم سے بارش شروع ہوئی یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت و رأفت کا کرشمہ تھا نہ کہ انسان کی قوت و طاقت کا مظہر لوگ بہت خوش ہوئے تمام علاقوں میں بارش ہوئی تعریف اور احسان اس رب کا ہے جو اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔

اواخر مہینہ میں جامع کے سنگ مرمروں کی درستگی اور مرمت، دروازوں کی تزئین اور باقی اشیاء کی خوبصورتی میں لگ گئے، ۱۴ ربیع الآخر کو الناصریہ الجوانیہ کو سلطانی فرمان کے مطابق ابن شیرازی نے ابن صصری سے لے کر اپنی وفات تک اس میں درس دیا، بروز خمیس ۱۹ جمادی الاول کو شیخ سلامیہ کے بیٹے اور فوج کے نگران کے بھائی فخر الدین نے ابن الحداد کی جگہ دمشق کا عہدہ احتساب سنبھالا، اور ابن الحداد شیخ سلامیہ کے بیٹے کی جگہ جامع کے ناظر بنائے گئے دونوں کو خلعت دی گئی۔

بروز سہ شنبہ ۵ جمادی الآخری کو قاضی القضاۃ شرف الدین ابو عبد اللہ محمد بن قاضی القضاۃ معین الدین ابو بکر بن شیخ زکی الدین ظافر الہمدانی المالکی مصر سے دمشق تشریف لائے اور ابن سلامہ کے وفات کی وجہ سے شام میں مالکیہ کے قاضی بنے، اس دوران چھ ماہ کا عرصہ گذر چکا تھا لیکن ان کے عہدہ سنبھالنے کی تاریخ ربیع الاول کا آخر بتایا جاتا ہے ان کو خلعت دی گئی اور جامع میں فرمان پڑھا گیا اسی ماہ قاضی بدر الدین بن نویرہ الحنفی نے ملطیہ کے قاضی، قاضی شمس الدین محمد کی وفات کی وجہ سے ان کی جگہ خاتونیہ برانیہ میں درس دیا ان کی عمر اس وقت ۲۵ برس تھی، ۱۵ رمضان بروز ہفتہ دمشق میں عظیم سیلاب آیا بہت سی چیزیں ضائع ہو گئیں سیلاب کا پانی بلند ہو کر باب الفرج سے داخل ہوا اور عقیبہ تک پہنچا لوگ پریشان ہو کر اپنے مکانات سے نکل گئے لیکن پانی زیادہ دیر نہیں رہا، کیونکہ یہ اہل السوق اور الحسینیہ میں بارش کی وجہ سے ہوا تھا اسی روز جمال الدین الزرعی کی موت کے بعد طرقش نے کونسلوں کا عہدہ سنبھالا اور صارم الدین الجوکندار والی شہر بنائے گئے دونوں کو خلعت دی گئی۔

۲۹ رمضان بروز سہ شنبہ قضاۃ اور رؤساء دار السعادۃ میں نائب سلطنت کے پاس اکٹھے ہو گئے ان کے سامنے سلطان کا خط پڑھا گیا جو شیخ تقی الدین بن تیمیہ کو مسئلہ طلاق میں فتویٰ دینے سے منع کرنے کے حکم پر مشتمل تھا، چنانچہ اس حکم کی تاکید پر یہ مجلس ختم ہوئی۔

۹ شوال بروز جمعہ بدر الدین بن ناصر الدین بن عبد السلام کی جگہ قاضی صدر الدین الداراتی نے جامع جراح میں خطبہ دیا وہ اس سے قبل وہاں خطیب تھا پھر بدر الدین حسن المعتز بانی اس کا متولی بنا اس کا بیٹا اس کی خطابت پر برقرار رہا، جو اس کے والد کے ہاتھ میں تھی، بروز ہفتہ دس تاریخ کو قافلہ حجاج نکلا، ان کا امیر عز الدین ایبک المنصوری امیر علم تھا اسی سال قاضی القضاۃ صدر الدین الحنفی، برہان الدین بن عبد الحق، شرف الدین بن تیمیہ، نجم الدین دمشقی، جو قافلے کے قاضی تھے، رضی الدین المنطقی، شرف الدین بن الزریر، جامع القبیبات کے خطیب اور عبد اللہ بن رشیق المالکی وغیرہ نے حج کیا، اسی سال سلطان اسلام الملک الناصر محمد بن قلاوون نے بھی امراء کی ایک جماعت کے ساتھ حج کیا، سلطان کا وکیل کریم الدین، کاتب ممالیک فخر الدین، کاتب اسرار ابن الاثیر، قاضی القضاۃ ابن جماعہ، حاکم حماۃ الملک عماد الدین اور الصاحب شمس الدین غبریال نے بھی سلطان کی معیت میں حج کیا ان کے علاوہ رؤساء کی بھی ایک بڑی تعداد ساتھ تھی۔

اسی سال تاتاریوں کے درمیان ایک عظیم معرکہ ہوا سبب یہ ہوا کہ ان کا بادشاہ ابو سعید، جوبان سے تنگ آ گیا تھا اور اسے گرفتار بھی نہیں کر سکتا تھا چنانچہ اس کے حکم سے چند امراء نے جن میں اس کے والد کا ماموں ایرنجی، دقماق اور قرمشی وغیرہ شامل تھے نے اس کی گرفتاری کی ذمہ داری لی اور اس ارادہ سے نکلے لیکن وہ بھاگ کر سلطان کے پاس آیا اور ساری بات بتا دی، وزیر علی شاہ بھی اس کے ساتھ تھا وہ سلطان کے پاس رہا یہاں تک کہ وہ جوبان سے راضی ہو کر ایک بھاری فوج اس کے حوالہ کی، سلطان بھی اس کے ساتھ سوار ہوا، جا کر دشمنوں پر حملہ آور ہوا انہیں شکست دے کر قید کر دیا اور جوبان کو فیصلہ کرنے کا اختیار دے دیا۔ چنانچہ اس نے سال کے آخر تک ان میں سے چالیس امراء قتل کرا دیئے۔

## اس سال وفات پانے والے مشہور حضرات

**شیخ مقری شہاب الدین** ابو عبداللہ حسین بن سلیمان بن فزارہ بن بدر الکفری الحنفی تقریباً ۶۳۷ھ میں پیدا ہوئے حدیث سنی اور ساتوں قراءتوں کی قراءات پڑھ کر ایک مدت تک مقرر رہے لوگ ان کے پاس قراءات پڑھنے آتے تھے جن میں سے بہت سے طلباء نے ان سے قراءات سیکھیں نحو، ادب اور دیگر فنون تحریر سے واقف تھے ان کی مجلس بہت دلچسپ ہوتی تھی فوائد کثیرہ کے مالک تھے مدرسہ طرخانیہ میں چالیس برس سے زائد عرصہ تک درس دیا اور قاضی کی ولایت کے دوران قضاء میں ان کے نائب رہے اچھے اور مبارک آدمی تھے آخر عمر میں نابینا ہو گئے تھے اپنے گھر میں گوشہ نشین ہو کر عبادت، ذکر اور قرآن کریم پڑھانے میں مشغول رہے ۱۳ جمادی الاولیٰ کو فوت ہوئے۔ پیر کے دن ظہر کے بعد جامع دمشق میں ان کی نماز جنازہ پڑھی گئی قاسیون میں دفن کیے گئے۔

**شیخ امام تاج الدین**: عبدالرحمٰن بن محمد بن ابو حامد تبریزی شافعی افضلی کے نام سے معروف تھے۔ جمادی الاولیٰ میں ان کی موت کی خبر آئی، یہ بغداد میں صفر کے پہلے عشرے میں فوت ہوئے تھے فقیہ صالح اور نیک انسان تھے رشید الدولہ سے محبت کرتے تھے اس کے قتل پر ... ایک لاکھ غم ... کے قتل سے پہلے رشید الدولہ نے انہیں خوش کرنا چاہا لیکن وہ راضی نہ ہوئے۔ کسی سے کوئی چیز قبول نہیں کرتے تھے شونیزیہ قبرستان میں دفن ہوئے، ستر برس کی عمر کو پہنچے تھے اللہ ان پر رحم فرمائے۔

**محی الدین محمد** محی الدین محمد بن فضل اللہ العمری سلطان الامراء کے کاتب اور اوقاف کے وصول کرنے والے تھے اچھے عقل مند، صاحب عقل کے مالک تھے بہت سے لوگوں کے ساتھ نیکی اور خدمت کا معاملہ کیا تھا ۱۳ جمادی الاولیٰ کو فوت ہوئے قاسیون کے دامن میں اپنے بیٹوں کے مقبرے میں دفن کیے گئے ۷۶ برس کی عمر پائی، شمس الدین بن الاثیر نے ان کے بعد ان کا عہدہ سنبھالا۔

**امیر کبیر قرلو بن عبداللہ العادلی** اکابر حکومت، بزرگوں، سرداروں اور امراء میں سے تھے ۶۹۵ھ میں ملک عادل کتبغا نے دمشق میں اپنے استاذ الملک العادل کتبغا کے نائب ۶۹۶ھ کے شروع تک نائب رہے پھر ایک امیر کبیر کی حیثیت اختیار کر لی حتیٰ کہ ۱۳ جمادی الاولیٰ جمعہ کے دن وفات پائی، قاسیون میں "جامع مظفری" کے شمال جانب اپنے مقبرے میں دفن ہوئے تجربہ کار قوی اور اسلام اور اہل اسلام کے خیر خواہ تھے۔ ساٹھ برس کی عمر میں وفات پائی۔

**امیر جمال الدین آقوش الرحبی المنصوری** ... طویل مدت تک دمشق کے والی رہے اصلاً رحبہ کی بستی سے تعلق رکھتے تھے قید ہوئے اور الادب کے نائب کے ہاتھ فروخت ہوئے پھر سلطان الملک المنصور کی طرف منتقل ہوئے تو اس نے انہیں آزاد کر کے امیر بنا دیا، طویل مدت تک دمشق کی ولایت پر فائز رہے پھر چار ماہ تک اصطبلات کے نگران رہے۔ اپنی ولایت کے دور میں عوام میں خاصے محبوب رہے۔

**خطیب صلاح الدین** یوسف بن محمد بن عبداللطیف بن المعتز الحموی، ان کی تصنیفات اور فوائد کی کئی جلدیں ہیں حماۃ میں جامع کے خطیب تھے ابن البارزی سے ملے، جمادی الآخرۃ میں فوت ہوئے۔

**علامہ فخر الدین ابو عمرو** عثمان بن علی بن یحییٰ بن عبداللہ بن ابراہیم بن سلمان بن علی الانصاری الشافعی المصری، ابن بنت ابی سعد کے نام سے مشہور تھے، مصر کے بہت سے علماء میں سے تھے قاہرہ میں نائب قاضی رہے جامع طولون میں ان کی جگہ شیخ الشیوخ شیخ علاء الدین القونوی اور جامع ازہر میں شمس الدین بن عدلان مقرر ہوئے ۲۳ جمادی الآخرۃ کی ایک شب کی رات کو فوت ہوئے، مصر ہی میں دفن ہوئے ۷۸ سال عمر تھی۔

**شیخ صالح عابد ابوالفتح نصر المنبجی** ... شیخ صالح عابد ابوالفتح نصر بن سلیمان بن عمر المنبجی، حسینیہ میں ان کی خانقاہ تھی بہت سے لوگ ان کے پاس

آتے تھے صرف جمعہ کے لئے اس سے نکلتے تھے، حدیث سنی، بروز سہ شنبہ ۲۶ جمادی الآخریٰ کو عصر کے بعد انتقال فرمایا، دوسرے دن اپنی اسی خانقاہ میں مدفون ہوئے۔ اللہ تعالیٰ ان پر رحم فرمائے۔

**شیخ صالح عیسیٰ بن عبدالرحمٰن مقدسی** …… شیخ صالح معمر کثیر الرحلہ عیسیٰ بن عبدالرحمٰن بن معالی بن احمد بن اسماعیل بن عطاف بن مبارک بن علی بن ابوالجیش المقدسی، نیک اور مہمان نواز تھے صحیح بخاری وغیرہ کے راوی ہیں متعدد مشائخ سے حدیث سنی، شیخ علم الدین البرزالی نے ان کے حالات قلمبند کئے ہیں، ۱۳ ذی الحجہ ہفتہ کی رات کو فوت ہوئے دوسرے روز ظہر کے بعد جامع مظفری میں ان کا جنازہ ہوا، موصلیین کے مقبرے کے نزدیک میدان میں دفن ہوئے ۹۰ برس کی عمر پائی، اللہ تعالیٰ ان پر رحم فرمائے۔

## آغاز ۷۲۰ھ

حکام وہی گزشتہ سال والے تھے، اس سال سلطان سفر حج میں تھا، ۱۲ محرم بروز ہفتہ قاہرہ پہنچے، خوشیاں منائی گئیں، الصاحب شمس الدین شام کے راستے سے واپس ہوا، امیر ناصر الدین خازندار اس کے ہمراہ تھا، حاکم حماۃ سلطان کے ساتھ قاہرہ آیا، سلطان نے اسے انعام وغیرہ دے کر الملک المؤید کے لقب سے اسے ملقب کیا اور حکم دیا کہ قاہرہ کے منبروں اور مضافات میں اس کے نام کا خطبہ پڑھا جائے اور مقام عالی میں مولوی سلطانی علی مویدی خطبہ دے جیسا کہ اس کا چچا منصور خطبہ دیتا تھا۔

اسی سال شہاب الدین ابن المرجانی نے تقریباً بیس ہزار درہم خرچ کر کے مسجد خیف کی تعمیر کروائی، محرم میں امین الدین نے طرابلس کی نظارت چھوڑ کر القدس میں سکونت اختیار کی، آخر صفر میں قاضی شمس الدین محمد بن احمد قفصہ، مالکی کے نائب بنے، وہ مصر سے قاضی القضاۃ شرف الدین کے ساتھ آئے تھے، بروز دوشنبہ ۲۵ ربیع الاول کو عبداللہ رومی نامی ایک شخص کی گردن ماری گئی جو کسی تاجر کا غلام تھا وہ چند روز جامع میں رہا، پھر اس نے نبوت کا دعویٰ کیا اس سے توبہ طلب کی گئی تو بہ نہیں کی تو اس کا سر تن سے جدا کر دیا گیا وہ سرخ رنگ اور نیلی آنکھوں والا جاہل شخص تھا شیطان نے اسے شیشی میں ابھر کر اسے حسین باغ دکھائے، حقیقت میں اس کی عقل خراب ہو گئی تھی جو انسانی شیطان تھا۔

۴ ربیع الآخر بروز دوشنبہ کو بلاد قبچاق سے آئی ہوئی ایک عورت سے سلطان کا عقد نکاح ہوا، یہ عورت ایک شہزادی تھی قاضی بدر الدین بن جماعہ اور کاتب اسرار اور کریم الدین اور امراء کی ایک جماعت کو خلعتیں دیں، اسی مہینے میں فوجیں بلاد سیس پہنچیں، نہر جاحان میں طرابلس کے لشکر کے تقریباً ایک ہزار شہسوار ڈوب کر مرے، اسی روز آل مہنا کے حالات کی خبر گیری اور انہیں اسلامی علاقوں سے نکالنے کے متعلق سلطانی فرامین آئے کیونکہ ان کے والد مہنا کے سلطان کے حکم پر نہ آنے کی وجہ سے سلطان ان پر غضبناک ہو گیا تھا۔

۲۳ جمادی الاولیٰ بروز چہار شنبہ شیخ محی الدین الاسمر انکی نے مدرسہ رکنیہ میں درس دیا اور الجوہریہ ان سے لے کر شمس الدین البرقی الاعرج کو دیا گیا اور جامع القلعہ کی تدریس عماد الدین بن محی الدین الطرسوسی کے حوالے کی گئی، اس کے بعد حنفیہ کے قاضی بنے، البرقی سے مسجد نور الدین جو کہ یہودی محلہ میں تھی امامت لے کر عماد الدین بن الکیال کو دی گئی اور دار بوری امامت شیخ محمد الحمصی کو دی گئی۔

جمادی الآخریٰ میں بیس ہزار کے قریب کا اسلامی لشکر سرزمین حلب میں مجتمع ہوا، سپہ سالار نائب حلب الطنبغا تھا نائب طرابلس شہاب الدین قرطبی بھی ان کے ہمراہ تھا اسکندرونہ سے ارمنی علاقوں میں گھس کر سرحد کو فتح کیا پھر تل حمدان سے گزر کر دریائے جاحان میں داخل ہوئے کئی لشکری ڈوب گئے اور بقیہ لوگوں نے سیس پہنچ کر اس کا محاصرہ کیا، اہل شہر پر تنگی کی شہر کے اندر حاکم شہر کے گھر کو جلایا، درختوں کو کاٹ دیا، بیلوں، بھینسوں اور بکریوں کو ہنکالائے اور طرسوس میں بھی یہی کیا زمینوں، مکانوں اور کھیتوں کو تباہ و برباد کر دیا، واپسی پر نہر جاحان کو عبور کیا لیکن اس دفعہ ڈوبنے سے بچ گئے واپس ہو کر مہنا اور اس کی اولاد کو اپنے علاقوں سے نکال باہر کر دیا اور ان کے تعاقب میں عانات اور حدیثہ تک گئے اسی دوران فوج کو اطلاع ملی کہ حاکم سیس مر گیا ہے اور اس کا بیٹا اس کا جانشین بن گیا ہے چنانچہ اس کے علاقوں پر سخت غارتگری اور پے در پے حملے کئے، مال غنیمت لوٹا اور لوگوں کو قیدی بنایا البتہ چوتھی مرتبہ ان کو ایک دھچکا لگا کہ ان میں سے بہت سے قتل ہوئے۔

اسی سال بلاد مغرب میں مسلمانوں اور فرنگیوں کے درمیان عظیم معرکہ ہوا اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی ان کے دشمنوں کے خلاف مدد کی چنانچہ ان میں سے پچاس ہزار قتل ہوئے پانچ ہزار گرفتار ہوئے۔ مقتولین میں فرنگیوں کے ۲۵ بڑے بڑے بادشاہ تھے اور اموال کثیرہ بطور غنیمت ملے، کہا جاتا ہے کہ منجملہ مال غنیمت کے ستر قنطار سونے اور چاندی کے تھے، اس لڑائی میں مسلمان مجاہدین کی تعداد تیر اندازوں کے علاوہ ڈھائی ہزار تھی، ان میں سے صرف گیارہ شہید ہوئے، یہ واقعات میں سے عجیب واقعہ ہے، بروز جمعرات ۲۲ رجب کو نائب سلطنت کی موجودگی میں دار السعادۃ میں شیخ تقی الدین ابن تیمیہ کے لئے ایک مجلس منعقد کی گئی، اس مجلس میں قاضی حضرات اور تمام مسالک کے مفتیان کرام حاضر ہوئے اور شیخ بھی حاضر ہوا اور شیخ کو دوبارہ مسئلہ طلاق میں فتویٰ دینے پر عتاب کیا گیا اور انہیں قلعہ میں پانچ ماہ اور ۱۸ دن محبوس رکھا گیا پھر ۷۲۱ھ میں ۱۰ محرم بروز دوشنبہ انہیں رہا کرنے کے متعلق سلطانی فرمان آیا ہے کہ عنقریب بیان ہوگا، اس واقعہ کے چار دن بعد امیر علاء الدین بن معبد کو ولایت بر کے ساتھ اوقاف کی نگرانی کا عہدہ دیا گیا اور بدر الدین العکوری کو شام سے معزول کیا گیا۔

آخر شعبان میں امیر علاء الدین الجاولی نائب غزہ کو گرفتار کر کے اسکندریہ منتقل کیا گیا کیونکہ اس پر الزام تھا کہ وہ دار الیمن میں داخل ہونا چاہتا ہے اس کے اموال اور املاک پر قبضہ کیا گیا اس نے نیکی و احسان کیا تھا اور اس کے اوقاف بھی تھے غزہ میں اس نے ایک خوبصورت اور عمدہ جامع بنوایا تھا اسی ماہ تاتاری بادشاہ ابوسعید نے شراب گرائی اور شراب خانوں کو بند کرا کے عوام کے سامنے عدل و احسان کا مظاہرہ کیا وجہ یہ تھی کہ ان پر زبردست اولے گرے اور خطرناک سیلاب آیا تو انہوں نے رجوع الی اللہ کیا اور اللہ تعالیٰ کے سامنے گڑگڑائے توبہ کر کے اچھے اعمال کئے تو پھر جا کے محفوظ رہے اور اس کے بعد اچھے کام کرنے لگے۔

شوال کے پہلے عشرے میں نہر کریمی میں پانی جاری ہوا، جسے کریم الدین نے ۲۵ ہزار میں خرید کر اپنے جامع القبیبات کی طرف ایک نالی کے ذریعہ لے گیا اس سے لوگوں کو زندگی ملی اور اس طرف کے تمام افراد خوش ہوئے اس نہر پر درخت اور باغات لگائے گئے جامع کے مغربی جانب ایک بڑا حوض بنایا گیا جس سے لوگ اور حیوانات پانی پینے لگے، ایک وضو خانہ بھی بنوایا، جس سے بڑا نفع اور لوگوں کو بڑی آسانی حاصل ہوئی، ۱۱ شوال کو قافلہ میں زین الدین کتبغا حاجب کمال الدین الزملکانی، قاضی شمس الدین بن المعز، حماۃ کا قاضی شرف الدین البارزی، قطب الدین بن شیخ السلامیہ، بدر الدین بن قطاط، علاء الدین بن غانم، اور دقاقلہ کے قاضی نور الدین کے قاضی مجد الدین حری، الشرف عیسیٰ مالکی، قاضی قافلہ بھی تھے اسی ماہ اس حمام کی تعمیر مکمل ہوئی جسے الحوطائے معظم کے مغربی سمت میں بنوایا تھا اس میں لوگ داخل ہوئے۔

آخر ذی الحجہ میں تاتاریوں کی جانب سے الخواجہ مجد الدین اسماعیل بن محمد بن یاقوت السلامی تاتاری بادشاہ کی طرف سے حاکم مصر کے لئے ہدایا اور تحائف لے کر دمشق پہنچا اور مشہور کر دیا کہ وہ مسلمانوں اور تاتاریوں کے درمیان صلح کروانے آیا ہے چنانچہ فوج اور حکومتی ارکان نے اس کا استقبال کیا، دار السعادۃ میں وہ ایک دن رہ کر پھر مصر چلا گیا، اسی سال عرفات میں اس قدر لوگوں نے وقوف کیا کہ اس سے قبل اتنی تعداد نہیں دیکھی گئی تھی، یہ سب لوگ روئے زمین کے مختلف اطراف سے آئے تھے عراقیوں کے ساتھ بہت سے محمل تھے جن میں سے ایک پر موجود سونے اور موتیوں کی قیمت کا اندازہ ایک کروڑ مصری دیناروں سے لگایا گیا تھا یہ عجیب بات ہے۔

## اس سال فوت ہونے والے نامور حضرات

**شیخ ابراہیم الدھستانی** ...... بہت ہی بوڑھے اور معمر ہو گئے تھے، بیان کیا جاتا تھا کہ جب تاتاریوں نے بغداد پر قبضہ کیا تو اس وقت ان کی عمر چالیس برس تھی، وہ اور اس کے ساتھی قبۃ النسر کے نیچے بیٹھ کر جمعہ میں شرکت کرتے تھے، دمشق کے گھوڑوں کی منڈی کے پاس اپنی خانقاہ میں ۲۴ ربیع الآخر جمعہ کی شب میں فوت ہوئے وہیں ان کی تدفین عمل میں آئی، ۱۰۰ برس ان کی عمر تھی، واللہ اعلم۔

**شیخ محمد بن محمود بن علی** ...... الشامی المقری، میعاد ابن عامر کے شیخ تھے، خوبصورت اور خوب سیرت شیخ تھے پابندی کے ساتھ تلاوت قرآن کیا کرتے تھے جس رات شیخ دھستانی کی وفات ہوئی تھی اسی رات یا اس سے ایک رات قبل ان کی وفات ہوئی اللہ تعالیٰ دونوں پر رحم فرمائے۔

**شیخ شمس الدین بن صائغ لغوی** ...... ابو عبداللہ محمد بن حسین بن سباع بن ابو بکر الجذامی اصل میں مصر کے تھے پھر دمشق منتقل ہو گئے تھے تقریباً ۶۴۵ھ میں مصر میں پیدا ہوئے تھے حدیث سنی وادیب فاضل تھے نظم ونثر علم عروض، علم بدیع نحو اور لغت کے ماہر تھے صحاح جوہری کو مختصر کیا ہے، مقصورہ ابن درید کی شرح لکھی ہے ان کا ایک قصیدہ تائیہ ہے جو دو ہزار سے زائد ابیات پر مشتمل ہے اس میں علوم وصنائع کا تذکرہ کیا ہے بااخلاق وخوش مجلس تھے، بستان القط کے پاس رسی بٹنے والوں اور رضائیاں بنانے والوں کی گلی میں رہتے تھے بروز دوشنبہ ۳ شعبان کو اپنے گھر میں فوت ہوئے باب الصغیر میں دفن کیے گئے۔

## آغاز ۷۲۱ھ

حکام وہی گزشتہ برس والے تھے، اس برس کے پہلے روز لجری کی گلی کے نکڑ میں واقع حمام مزیت کو کھولا گیا اسے ایک ساوی شخص نے از سر نو تعمیر کیا یہ تقریباً اسی سال القوارزمیہ کے زمانے سے منہدم پڑا تھا اب یہ ایک شاندار وسیع حمام بن چکا ہے، ۶ محرم کو تاتاری شہنشاہ ابو سعید کی طرف سے سلطان کے لیے صندوقوں اور آنے کا تحفہ بطور ہدیہ آیا عاشوراء کے دن سلطانی فرمان کے مطابق شیخ تقی الدین ابن تیمیہ قلعہ سے رہا ہو کر اپنے گھر تشریف لے گئے وہ پانچ ماہ اٹھارہ روز وہاں مقیم رہے تھے رحمہ اللہ تعالیٰ۔

۳ ربیع الآخر کو وکیل سلطان قاضی کریم الدین دمشق آکر دار السعادۃ میں اترا، مصر کے حنبلی قاضی اور ناظر خزانہ قاضی القضاۃ تقی الدین بن عوض دمشق آکر شافعیہ کے مدرسہ عادلیہ کبیرہ میں اتر کر چند دن وہیں مقیم رہ کر پھر مصر چلے گئے وہ سلطان کے کسی کام سے آئے تھے القدس کی بھی زیارت کر کے چلے گئے تھے۔

اسی ماہ سلطان نے میدان کے قریب ایک حوض کھدوایا تھا اس کے قریب ایک کنیسہ تھا والی شہر نے منہدم کرنے کا حکم دیا چنانچہ جب اسے گرا دیا گیا تو شر پسندوں وغیرہ نے مصر کے کنیساؤں پر قبضہ کرنا شروع کیا اور جو ان کے قبضہ میں آتا اسے گرا دیتے، سلطان اس سے بڑا کبیدہ خاطر ہوا اور قاضیوں سے دریافت کیا کہ اس جرم کے مرتکب کی سزا کیا ہے؟ قاضیوں نے جواب دیا کہ اس کی سزا تعزیر ہے چنانچہ اس نے جیل سے واجب القتل لوگوں کی ایک جماعت کو نکال کر بعض کے ہاتھ کاٹے بعض کو پھانسی دی کچھ کو مال ودولت سے محروم کیا گیا اور بعض کو دیگر سزائیں دیں وہ اس سے یہ تاثر دے رہا تھا کہ وہ کنیساؤں کو گرانے والوں کو سزا دے رہا ہے چنانچہ یہ دیکھ کر لوگ پرسکون ہو گئے اور نصاریٰ بھی مامون ہو گئے اور چند دن پوشیدہ رہنے کے بعد پھر دوبارہ ظاہر ہوئے اسی ماہ حرامیہ نے بغداد میں فساد مچایا اور ظہر کے وقت منگل بازار کو لوٹا لیکن لوگوں نے ان کا تعاقب کر کے سو کو قتل کیا اور دیگر کو گرفتار کر لیا۔

شیخ علم الدین البرزالی کی عبارت میں (ابن کثیر) یہاں نقل کر رہا ہوں کہ وہ فرماتے ہیں کہ بروز چہار شنبہ ۹ جمادی الاولیٰ قضاۃ، روساء اور مفتیان کرام القابون کی طرف نکلے اور وکیل سلطان قاضی کریم الدین کی زیر تعمیر مجوزہ جامع مسجد کے قبلہ کی سمت کھڑے ہو گئے اس کے قبلہ کو متعین کیا اور اس بات پر متفق ہو گئے کہ اس کے قبلہ کی سمت جامع دمشق کی مانند ہونا چاہیے اسی ماہ پھر دمشق کے سربر آوردہ امیر جوبان کا دوبارہ نائب سلطنت تنکز کے ساتھ تکرار ہو گیا لہٰذا اسے گرفتار کر کے دو ماہ قلعے میں رکھ کر مصر بھیج دیا گیا وہاں اسے سزا دی گئی پھر اسے اس کی شان کے موافق روٹی پانی دیا گیا، علم الدین نے لکھا کہ قاہرہ کے خوبصورت گھروں اور بلند وبالا مکانوں اور بعض مساجد میں اس روز زبردست آگ لگی، لوگوں کو بڑی مشکلات پیش آئیں اور نمازوں میں قنوت نازلہ تک پڑھی گئی لیکن جب معاملہ کی تحقیق ہوئی تو پتہ چلا کہ یہ نصاریٰ کا کیا دھرا ہے انہوں نے اپنے کنائس کے جلانے اور منہدم کرنے کے انتقام میں یہ کارروائی کی تھی چنانچہ سلطان نے ان میں سے بعض کو قتل کر دیا اور نصاریٰ پر پابندی لگائی کہ نیلے رنگ کے کپڑے پہنیں اور سروں پر بھی نیلے رنگ کا کپڑا باندھیں اور حماموں میں گھنٹیاں لٹکائیں اور ان سے کسی قسم کا بھی کام نہ لیا جائے چنانچہ حالات بہتر ہو گئے اور آگ بھی بجھ گئی۔

جمادی الآخریٰ میں تاتاری بادشاہ ابو سعید نے بازار کو جا بجا برباد کر کے بدکار عورتوں کا نکاح کروا دیا اور شراب بہا دیا اور اس معاملہ میں سخت ترین

سزائیں دیں، اس سے مسلمانوں نے خوش ہو کر اس کو دعائیں دیں، اللہ تعالیٰ اس پر رحم فرمائے اور اس سے درگزر کا معاملہ فرمائے۔

۳ جمادی الآخریٰ کو جامع قصب میں جمعہ کی نماز پڑھی گئی، شیخ علی المناخلی نے اس میں خطبہ دیا، بروز خمیس ۱۹ جمادی الآخریٰ کو جامع تنکز کے سامنے تعمیر کردہ حمام کو کھولا گیا، اس کے سنگ مرمروں، کثرت روشنی اور خوبصورتی کی وجہ سے اس کا یومیہ کرایہ چالیس درہم مقرر ہوا، بروز ہفتہ ۱۹ رجب کو یہود کے محلّہ کے سامنے واقع کنیسہ قرائین کو نیا تعمیر شدہ ثابت ہونے کے بعد گرا دیا گیا، اس بارے میں سلطان کا حکم آیا تھا، اواخر رجب میں سلطان کی طرف سے خواجہ مجد الدین السلامی کے ساتھ ملک تاتار کے لئے تحفے تحائف بھیجے گئے جن میں اونٹ گھوڑے اور عتابی کدھے تھے، نصف رمضان کو القصاعین میں واقع جامع کریمی میں جمعہ پڑھایا گیا جس میں قضاۃ حاضر ہوئے، اور روساء کی ایک جماعت شریک تھی، شیخ علم الدین نے فرمایا کہ بغداد کے امام ابو حنیفہ کے مزار کے مدرس شیخ قوام الدین امیر کاتب ابن امیر عمید عمر الاتقانی الفارابی شروع رمضان میں دمشق تشریف لائے۔

اس سال حج کر کے مصر گئے وہاں ایک ماہ مقیم رہے پھر بغداد جاتے ہوئے جب دمشق سے گزرے تو مدرسہ خاتونیہ حنفیہ میں اترے، وہ صاحب فنون بحث و ادب اور صاحب فقہ تھے، شامی قافلہ حجاج بروز دوشنبہ ۱۰ شوال کو روانہ ہوا، امیر قافلہ شمس الدین حمزہ الترکمانی تھے اور قاضی کاروان نجم الدین دمشقی تھے، اسی سال نائب شام تنکز نے حج کیا، اس کے ہمراہ اس کے اہل و عیال بھی تھے، مصر سے امیر رکن الدین بیبرس حاجب ان کی واپسی تک ان کی جگہ شام کی نیابت سنبھالنے تشریف لائے اور مدرسہ نجیبیہ برانیہ میں پڑاؤ ڈالا۔

اس سال کے حج کرنے والوں میں خطیب جلال الدین قزوینی، عز الدین حمزہ بن قاضی، ابن العز شمس الدین حنفی، جلال الدین بن حسام الدین حنفی، بہاء الدین بن علیہ اور علم الدین البرزالی شامل تھے، شہاب الدین احمد بن محمد الانصاری کے غلط تصرفات کرنے کی وجہ سے بروز چہارشنبہ ۱۹ شوال کو ان کی جگہ خانقاہ شافعی میں علامہ ابن جماعہ نے درس دیا، انہیں خلعت دی گئی، ان کے درس میں روساء اور عوام کی کثیر تعداد نے شرکت کی، جس سے جمعہ کا سا سماں بندھ گیا اور ان کے لئے شمعیں روشن کی گئیں اور لوگ زوال معزول سے کافی خوش ہوئے۔

علامہ برزالی نے فرمایا کہ ۱۹ شوال بروز یک شنبہ مدرسہ عکاریہ کے محدث امام علامہ تقی الدین السبکی نے بھی ابن الانصاری کے عوض درس دیا، ان کے درس میں شرکت کرنے والوں میں القونوی بھی شریک تھے اور درس میں انہوں نے المتبایعان بالخیار یعنی خرید و فروخت کرنے والوں کو اختیار حاصل ہوتا ہے والی حدیث بھی روایت کی جسے وہ قاضی القضاۃ ابن جماعہ کی سند سے روایت کر رہے تھے، شوال میں علاء الدین بن سعید کو ولایت بر اور ٹیکسوں کی نظارت سے معزول کر کے مختصر کے سفر حجاز کی وجہ سے ان کی جگہ جو ان کے بلاد قبلیہ کی ولایت سونپی گئی اور ان کے بھائی بدر الدین کو اوقاف کا نگران منتخب کیا گیا اور امیر علم الدین طرقشی کو ٹیکسوں کی نگرانی کے ساتھ ولایت بر دی گئی اور ناظر حلب شرف الدین یعقوب کے بھائی شمس الدین کی جگہ ابن الانصاری حلب کے بیت المال کا والی بن کر حلب روانہ ہوا اور التاج موصوف کو الکرک کا والی بنا دیا گیا۔

عید الفطر کے دن امیر تمرتاش بن جوبان جو بلاد روم میں نائب ابو سعید تھا تاتاریوں، ترکمانوں اور قرمانوں کی ایک بھاری فوج لے کر بلاد سیس پہنچا، قتل کرنے لوگوں کو قیدی بنایا، آگ لگائی اور تخریب کاری کی، نائب حلب الطنبغا کو اس نے خط لکھا تھا کہ اس کی مدد کے لئے وہ فوج تیار کرے لیکن وہ سلطان کے فرمان کے بغیر یہ نہ کر سکا۔

## اس سال فوت ہونے والے نامور حضرات

**شیخ صالح مقری** ــــ بقیہ سلف عفیف الدین ابو محمد عبداللہ بن عبدالحق بن عبداللہ بن عبدالواحد بن علی قرشی مخزومی دلاصی حرم مکی کے شیخ تھے، ساٹھ برس سے زائد عرصہ وہاں رہے، اعزازی طور پر لوگوں کو قرآن پڑھاتے تھے، مکہ مکرمہ میں ۱۲ محرم شب جمعہ کو فوت ہوئے، ۹۰ سال سے زائد عمر تھی رحمہ اللہ تعالیٰ۔

**شیخ فاضل شمس الدین ابو عبداللہ** ــــ محمد بن ابوبکر بن ابی القاسم الہمدانی، ان کے والد الصالحی، السکاکینی کے نام سے معروف تھے، ۶۳۵ھ میں الصالحیہ میں پیدا ہوئے، روایات پڑھیں، نحو کا ایک مقدمہ پڑھا، اچھی اور عمدہ نظمیں کہیں، حدیث کی فخر الدین البعلبکی سے اس کے

شیوخ کے ایک جزء کی تخریج کی ہے پھر انہوں نے تشیع اختیار کر کے شیخ شیعہ ابو صالح الحلی سے کتابیں پڑھیں، اور مدت تک ان کی صحبت اختیار کی اور اس کے بچوں کو پڑھایا پھر مدینہ منورہ کے امیر منصور بن جماز نے اس کو بلایا، سات برس تک اس کے پاس مقیم رہ کر دمشق واپس آیا، ضعیف ہو گیا تھا اس کی سماعت بھی منتقل ہو گئی تھی حدیث کے بارے میں اس نے کسی کے ذریعہ شیخ تقی الدین بن تیمیہ سے سوال کیا تھا جس کا شیخ نے جواب دیا تھا اس کی موت کے بعد اس کا ایک خط ملا جس میں اس نے یہود اور دیگر مذاہب باطلہ کے لوگوں کی مدد و نصرت کے بارے میں لکھا تھا جب تقی الدین السبکی قاضی بن کر دمشق آئے تو اسے دھتکارا، جب وہ مرا تو قاضی شمس الدین بن مسلم اس کے جنازے میں شریک نہیں ہوا ۱۶ صفر جمعہ کے دن انتقال کر گیا، قاسیون کے دامن میں دفن کیا گیا اس کا بیٹا قیماز ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور دیگر امہات المومنین رضی اللہ عنہن وشیخ قاذفین پر تہمت لگانے کی وجہ سے قتل کر دیا گیا۔

شروع رمضان جمعہ کے بعد دمشق میں چند غائبین کی نماز جنازہ پڑھی گئی ان میں سے ایک شیخ نجم الدین عبداللہ بن محمد الاصبہانی تھے جو مکہ میں فوت ہوئے دوسرے مدینہ منورہ میں مدرسہ مالکیہ کے مدرس عبداللہ بن ابوالقاسم بن فرحون شیخ یحییٰ الکردی اور شیخ حسن المغربی الدقاق تھے جو مدینہ منورہ میں فوت ہوئے تھے۔

**شیخ امام عالم علاء الدین**...... علی بن سعید بن سالم الانصاری، جامع دمشق کے مشہد علی رضی اللہ عنہ کے امام تھے۔ نیک متواضع اور دلکش آواز کے مالک تھے، جامع میں ہر وقت قرآن مجید پڑھاتے رہے ان کا بیٹا علامہ بہاء الدین محمد بن علی الامینیہ کے مدرس اور دمشق کے محتسب، نائب سلطنت کی امامت کرتے تھے شیخ علی ۱۷ رمضان دوشنبہ کی رات کو فوت ہوئے، قاسیون کے دامن میں دفن کئے گئے۔

**امیر حاجب زین الدین**...... امیر زین الدین کتبغا منصوری، دمشق کے حاجب تھے، اخیار امراء میں سے تھے اور فقیروں کے ساتھ کثرت سے احسان کا معاملہ کرتے تھے، ختم، جلسوں اور یوم پیدائش کی تقریبات کا شوقین تھا، حدیث سنی تھی، محدثین کی صحبت میں رہے اور ان کے ساتھ اچھا سلوک کرتے تھے، ہمارے شیخ ابو العباس ابن تیمیہ کی صحبت میں تو بہت کثرت سے تشریف لاتے، حج کرتے تھے، صدقہ دیتے تھے، ۱۹ شوال بروز جمعہ دن کے آخری پہر میں فوت ہوئے، دوسرے دن القبیبات کے سامنے اپنے مقبرے میں مدفون ہوئے، ان کی تدفین میں بڑی خلقت نے شرکت کی اور ان کی تعریف کی، رحمہ اللہ تعالیٰ۔

اس سال کے فوت شدگان میں شیخ بہاء الدین بن المقدسی، شیخ سعد الدین ابوزکریا یحییٰ المقدسی، محدث مشہور شیخ شمس الدین محمد بن سعد کے والد بھی شامل ہیں، سیف الدین کاتب اور کتابوں کے اعلان کرنے والے اور شیخ احمد الحرام، جنازہ کے قاری بھی اس سال فوت ہوئے، شیخ احمد اور التنبیہ کا تکرار کرتے تھے اور سوالات کرتے تھے جن میں سے بعض اچھے ہوتے اور بعض بیکار قسم کے سوالات ہوتے۔

## آغاز ۷۲۲ھ

ارباب ولایات وہی گذشتہ برس والے تھے، صرف دمشق کے والی برعلم الدین طرقشی تھے، اور ابن معبد کو اس اولوالعزمی، قوت اور امانت و دیانت کی وجہ سے حوران کی ولایت عطا کی گئی تھی محرم میں دمشق میں بڑا زلزلہ آیا لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کے شر سے حفاظت کی، ۱۰ محرم سہ شنبہ کی رات کو تنکز حجاز سے واپس آیا، وہ تین ماہ تک غائب رہا تھا، وہ رات کو آیا تا کہ اپنے آنے کی وجہ سے کسی کو تکلیف میں نہ ڈالیں، اور مدت غیبت میں جو حضرات ان کے نائب تھے وہ ان سے دو روز قبل چلے گئے تھے تا کہ انہیں کسی ہدیہ وغیرہ کی تکلیف میں نہ ڈالیں، مصری امراء میں مغلطائی عبدالواحد جمدار، سلطان کی طرف سے تنکز کے لئے ایک بیش قیمت خلعت لے کر آیا اس نے وہ خلعت پہنی اور حسب عادت چوکھٹ کو بوسہ دیا بروز چہار شنبہ ۹ صفر کو شیخ نجم الدین القحفازی نے حنفیہ کے مدرسہ ظاہریہ میں درس دیا ان کے درس میں قضاۃ اور رؤساء شریک ہوئے انہوں نے قرآن کی آیت ان اللّٰہ

یامرکم ان تودوا الامانات الی اھلھا کے متعلق درس دیا، یہ کام قاضی شمس الدین بن العز الحنفی کی وفات کے بعد ہوا، وہ حجاز سے واپسی پر فوت ہوئے تھے ان کے بعد ان کے داماد عماد الدین طرسوسی نیابت قضاء کے متولی بنے وہ ان کی عدم موجودگی میں ان کے نائب ہوا کرتے تھے ان کے بعد یہ سلسلہ برقرار رہا پھر یہ مستقل قاضی بن گئے۔

اسی ماہ الخوارزمی، کتبغا کی جگہ حاجب بن کر تشریف لائے، ربیع الاول میں شیخ قوام الدین مسعود بن شیخ برہان الدین محمد بن شیخ شرف الدین محمد الکرمانی حنفی، دمشق آ کر القصاعین میں اترے، طلبہ ان کے پاس آنے لگے وہ خود نائب سلطنت سے ملے اس وقت وہ جوان تھے ان کی پیدائش ۶۷۱ھ میں ہوئی تھی، میں بھی ان سے ملا فروع و اصول کے عالم تھے لیکن ان کا دعویٰ ان کے علم سے زیادہ وسیع تھا ان کے والد اور دادا کی تصنیفات ہیں، ایک مدت کے بعد مصر چلے گئے اور وہیں فوت ہوئے جیسا کہ عنقریب بیان ہوگا۔

ربیع الاول میں ایاس کی فتح اور اس کے معاملات اور صلیبیوں سے واپسی مکمل ہوئی اور برج اطلسی پر قبضہ ہوا ایاس اور برج اطلسی کا سمندر میں درمیانی فاصلہ ایک تیر کے بقدر تھا جس پر مسلمانوں نے اللہ تعالیٰ کی مدد سے قبضہ کر کے اسے تباہ کر دیا اس کے دروازوں پر لوہے اور سیسے کی ملمع کاری کی گئی تھی اس کی دیوار کا عرض تیرہ ہاتھ تھا مسلمانوں کو بہت زیادہ مال غنیمت ملا اس کے دیہاتوں کا محاصرہ کیا لیکن گرمی اور مچھروں نے انہیں بہت تنگ کیا تو سلطان نے انہیں واپسی کا حکم دیا چنانچہ وہ تحصینوں کو جلا کر ان کے لوہے اٹھا کر بخیر سلامت اور مال غنیمت حاصل کر کے لوٹے، ان کے ساتھ اطاعت گذاروں کی ایک بڑی جماعت بھی تھی۔

بروز خمیس ۲۳ جمادی الاولیٰ کو جامع کی اندرونی جانب کا فرش مکمل ہوا اس سے مسجد لوگوں کے لئے کافی وسیع ہو گئی، لیکن پہلے کے برعکس اب سامان کے نقل و حمل کے لئے لوگوں کو تنگی محسوس ہوئی کیونکہ اس سے قبل لوگ برآمدے کے درمیان سے گذر کر باب بریدہ سے نکل جاتے تھے اور جو بھی چاہتا جوتوں سمیت دوسرے دروازے سے نکل جاتا تھا باقی برآمدوں کے برخلاف صرف مقصورہ کو جوتوں کے ساتھ آنے کی بالکل اجازت نہیں تھی، چنانچہ جامع کے ناظر ابن مراحل کے مشورے سے نائب سلطنت نے اس کے فرش کی تکمیل کا حکم دیا، جمادی الثانیہ میں لشکر بلاد سیس سے واپس آیا لشکر کا سپہ سالار آقوش قتال تھا آخر رجب میں دارانی جعفری کی جگہ قاضی محی الدین بن اسماعیل بن جہبل، ابن صصری کا قضاء میں نائب بنا، اور دارانی نے جامع عقیبہ کی خطابت سے استعفیٰ دیا، ۲۰ رجب کو نائب سلطنت سلطان کی خدمت میں حاضر ہوا سلطان نے اس کا اکرام کر کے اسے خلعت دی، شروع شعبان میں وہ واپس ہوا لوگ اس سے خوش ہوئے، رجب ہی میں اس حمام کی عمارت مکمل ہوئی جسے امیر علاء الدین بن صبیح نے شامیہ برانیہ کی شمالی جانب اپنے گھر کے پڑوس میں بنوایا تھا۔

۹ شعبان بروز دو شنبہ امیر سیف الدین ابوبکر بن ارغون نائب سلطنت کا عقد نکاح الناصری کی صاحبزادی سے ہوا اس کے ساتھ اس دن امراء کے لڑکوں کا ختنہ کیا گیا، ختنہ کرنے والوں کے سروں پر چاندی نچھاور کی گئی، بڑے اجتماع کا دن تھا سلطان نے اسی روز مکہ مکرمہ کے ماکولات سے ٹیکس ختم کرنے کا فرمان جاری کیا، حاکم شہر کو اس کے عوض الصعید کے علاقے میں جاگیریں دیں۔

آواخر رمضان میں اس حمام کی عمارت مکمل ہوئی، جسے بہاء الدین بن علیم نے قاسیون کے الماجیہ کے کوچہ میں اپنے گھر کے قریب تعمیر کروایا تھا اس سے اس علاقے اور قریب کے لوگوں نے بڑا نفع اٹھایا، ۸ شوال خمیس کے دن شامی قافلہ حجاج روانہ ہوا امیر قافلہ نائب الحاجب سیف الدین جملی تھے ان کا گھر ابن صبرہ کی گلی میں باب الجابیہ کے اندرونی جانب تھا قافلہ کے قاضی شمس الدین ابن النقیب قاضی حمص تھے۔

## اس سال فوت ہونے والے مشہور حضرات

**قاضی شمس الدین بن العز الحنفی** ...... ابو عبداللہ محمد بن شیخ شرف الدین ابو البرکات محمد بن شیخ عز الدین ابی العز صالح بن ابی العز بن وہیب بن عطاء بن جبیر بن کاثن بن وہیب الاذرعی الحنفی، حنفیہ کے مشائخ، ائمہ اور علوم و فنون متعددہ کے فضلاء میں سے تھے تیس برس تک نیابۃً قاضی رہے، درست فیصلہ کن، خوش سیرت، عمدہ طریقہ، با اخلاق اور اپنے اصحاب وغیرہ کے ساتھ احسان، نیکی اور اچھائی کا معاملہ کرنے والے تھے۔

جامع اقمر میں ایک عرصہ تک خطیب رہے آپ ہی تھے جو پہلے خطیب تھے اور معظمیہ، مخرومیہ، قطبیہ اور ظاہریہ کی تدریس دی اور اوقاف کے ناظر تھے لوگوں کو افتاء کی اجازت دی بڑے معظم اور صاحب رعب تھے حج سے واپسی کے چند روز بعد ۲۶ محرم میں انتقال فرمایا اسی روز جامع اقمر میں ظہر کے بعد ان کی نماز جنازہ پڑھی گئی۔

مدرسہ معظمیہ میں اپنے والد صاحب کے قریب دفن کیے گئے ان کا جنازہ بڑا پر ہجوم تھا لوگوں نے ان کی بھلائی کی گواہی دی اور ان کی طرح کی موت پر رشک کرنے لگے رحمہ اللہ ان کے بعد ظاہریہ میں مجاہد الدین تبریزی نے درس دیا معظمیہ، قطبیہ، جامع اقمر کی خطابت کو ان کے صاحبزادے صفی الدین نے سنبھالا قاضی جلال الدین بن طرسوسی حنفی نے نیابت قضاء لے لی۔

**شیخ امام عالم ابو اسحاق** ۔ عفیف الدین ابو اسحاق ابراہیم بن محمد بن ابراہیم بن ابی بکر بن محمد بن ابراہیم ... شافعی، پچاس برس سے زائد عرصے تک الکلاسہ کے امام رہے اپنے شہر کے شیوخ اور بزرگوں سے ملے ان سے حدیث کی طلب میں سفر کیا طویل مدت تک ان کی صحبت میں رہے کہا جاتا ہے کہ علامہ بغوی کی شرح السنۃ کا انہوں نے اختصار کیا ہے ۸ جمادی الاخریٰ کو بروز ہفتہ ... میں انتقال فرمایا اور قاسیون میں دفن ہوئے نہایت حسنات کے حامل شیوخ میں سے تھے۔

**شیخ علامہ زاہد رکن الدین** ۔ ابو محمد عبداللہ بن محی الدین ابو العباس احمد بن ... بن ابی طالب بن حمزہ بن ... علی بن محمد بن ابی بکر الرحبی الحنبلی الحراني، دمشق کے معزز ترین لوگوں میں سے تھے ان کے والد پہلے دمشق آئے اور مقدم ہو گئے حکومت میں لوگوں سے قبل بڑی عظمت حاصل کی ان کی پیدائش ۶۵۰ھ شوال میں ہوئی ... کے پاس ... ۲۲ رجب جمعرات کے دن فوت ہوئے۔ قاسیون کے دامن میں اپنے مقبرے میں دفن ہوئے رحمہ اللہ۔

**شمس الدین محمد بن المغربی** ۔ مؤرخ کہتے ہیں کہ ... مسافروں کے لئے مدرسہ ... کے والی تھے ... ۱۱ شوال کو فوت ہوئے اللہ تعالیٰ ان پر رحم فرمائے ان کی حسنات قبول فرمائے ان کی قبر ... شمال میں ہے۔

**شیخ جلیل مجد الدین** ... مجد الدین ابو محمد حسین بن محمد بن اسماعیل بن ... ابن ... مصری کے نام سے معروف تھے حکومت میں بڑی وجاہت والے شخص تھے ۱۳ شوال بعد نماز جمعہ کو فوت ہوئے ... میں دفن کیے گئے ... کا اہتمام ان کے بعد ان کے بھتیجے نے سنبھالا۔

**شمس الدین محمد بن الحسن** ۔ بن شیخ تقی الدین ابو الصدق ... بن شیخ شہاب الدین ابو ... ۶۵۳ھ میں پیدا ہوئے ان کے والد انہیں مشائخ کے پاس لے جا کر حدیث سنواتے قرآن مجید پڑھا کر فقہ حاصل کی کثرت سے تلاوت کرتے تھے لکھتے بھی تھے مدارس اور ... میں حاضر ہوتے تھے ۲۱ شوال کو فوت ہوئے باب الصغیر کے مقابر میں اپنے والد کے پاس دفن کیے گئے۔

**شیخ عابد جلال الدین** ...... جلال الدین ابو اسحاق ابراہیم بن زین الدین ... بن احمد بن محمود بن احمد الخطیبی ابن القلانسی کے نام سے معروف تھے ۶۵۰ھ میں پیدا ہوئے ... سے روایت کیا دوسرے حضرات سے بھی حدیث کی سماعت کی اور ... میں مشغول ہو گئے لیکن پھر سب کچھ چھوڑ کر عبادت اور زہد میں لگ گئے امراء نے مصر میں ان کے لئے ایک خانقاہ تعمیر کروائی ... شیخ ... تھے ... ان کی ... تھی ... ہو گئے تھے ... دمشق ... ملاقات ... حدیث ... جامع ... ۳ ذی القعدہ بروز ... انتقال فرمایا ... میں دفن ہوئے ... ابن ... کے ماموں ہیں۔

**شیخ امام قطب الدین**...... محمد بن عبدالصمد بن عبدالقادر السنباطی مصری، الروضہ کو مختصر کیا، کتاب التحجیز تصنیف کی مدرسہ فاضلیہ میں درس دیا مصر میں نائب قاضی بنے، مشہور فقہاء میں سے تھے بروز جمعہ ۱۲ ذی الحجہ کو ۷۰ برس کی عمر میں فوت ہوئے ان کے بعد قاہرہ کے نائب قاضی ضیاء الدین المناوی الفاضلیہ کی تدریس کے لئے آیا اس کے بعد درس میں ابن جماعہ اور دوسرا موجود تھے، واللہ اعلم۔

## آغاز ۷۲۳ھ

بروز یک شنبہ محرم میں اس برس کا آغاز ہوا، حکام وہی گزشتہ برس والے تھے سوائے دمشق کے والی بر کے کہ وہ امیر علاء الدین علی بن حسن مروانی تھے گزشتہ سال صفر میں وہ والی بنائے گئے تھے، اس سال کے صفر میں مدینہ منورہ کی ولایت صلاح الدین جوکنداری کی جگہ امیر شہاب الدین بن برق کو دی گئی اور اسی ماہ وکیل سلطان قاضی کریم الدین ایک مرض سے شفایاب ہوئے اسی خوشی میں قاہرہ کی تزئین و آرائش کی گئی، شمعیں جلائی گئیں، اور مارستان منصوری کا صدقہ لینے کے لئے فقراء کو جمع کیا گیا لیکن کثرت ہجوم کی وجہ سے ربیع الاول کے آخر میں ان میں سے بہت سے مر گئے، قاضی جمال الدین الزرعی کے دمشق منتقل ہو جانے کی وجہ سے ان کی جگہ قاہرہ کے مدرسہ منصوریہ میں امام علامہ محدث تقی الدین السبکی الشافعی، نے درس دیا، ۳ جمادی الاولیٰ بروز جمعہ نجم الدین بن صصری کی جگہ شیخ الشیوخ علاء الدین القونوی الشافعی، ان کے پاس حاضر ہو کر العادلیہ میں اترا نیز وہ قاضی القضاۃ شیخ الشیوخ، افواج کے قاضی، العادلیہ، الغزالیہ اور الاتابکیہ کے مدرس بن کر تشریف لائے تھے۔

اتوار کے دن وکیل سلطان قاضی کریم الدین بن عبدالکریم بن ہبۃ اللہ بن السدید کو گرفتار کیا گیا وہ سلطان کے نزدیک ایسی منزلت و مکان حاصل کر چکا تھا کہ اس تک اس کے علاوہ بڑے وزراء میں سے کوئی نہیں پہنچا تھا اس کے اموال و جائدادوں کو ضبط کر لیا گیا پہلے اس کو نائب سلطنت کے پاس رکھا گیا پھر اسے القرافۃ میں ان کے مقبرے میں رکھا گیا اس کے بعد اسے اسوان و کرک الشوبک کی طرف جلاوطن کر دیا گیا اور القدس الشریف میں اپنی رہائش میں رہنے کی اجازت دی گئی اور اس کے بھتیجے کریم الدین صغیر کو نسلوں کے ناظر کو بھی گرفتار کیا گیا اس کے اموال ضبط کر کے اسے برج میں قید رکھا گیا، عوام اس سے خوش ہوئے اور ان دونوں کی گرفتاری کی وجہ سے سلطان کے لئے دعائیں کیں پھر اسے صفد کی طرف نکال باہر کیا گیا اور القدس سے امین الملک عبداللہ کو بلا کر مصر کی وزارت سونپی گئی اور اسے دوبارہ از سر نو وزیر بننے پر خلعت پہنائی گئی، عوام اس سے خوش ہوئے اور اس کے لئے شمعیں روشن کیں اور الصاحب بدرالدین غبریال کو دمشق سے طلب کیا گیا وہ اموال کثیرہ ساتھ اٹھا کر سوار ہوا پھر کریم الدین کبیر کے اموال بھی اس نے حاصل کر لئے اور عزت و اکرام کے ساتھ دمشق واپس آیا، قطب الدین بن شیخ السلامیہ کی معزولی کی وجہ سے ان کی جگہ شامی افواج کی نظارت پر قاضی معین الدین بن الحشیش مقرر ہو کر آ گئے، بیس روز تک العذراویہ میں ان پر پابندی لگائی گئی پھر انہیں گھر جانے کی اجازت دے دی گئی۔

جمادی الاولیٰ میں کونسلوں کی نگرانی سے طرقشی کو معزول کر کے امیر بکتمر کو نگران مقرر کیا گیا، ۱۲ جمادی الثانیہ کو ابن مجمل نے الزرعی کی جگہ نیابت قضاء سنبھالی، اس سے چند روز قبل انہیں تیموں کی نظارت کا عہدہ دیا گیا تھا، شعبان میں طرقشی کو دوبارہ نگران کونسل بنایا گیا اور بکتمر اسکندریہ کی نیابت کے لئے چلے گئے وہ اپنی وفات تک وہیں رہے، رمضان میں مشرق کے حجاج کی ایک جماعت آئی جس میں الملک ایلخان ہلاکو کی صاحبزادی اور ارغون کی بہن اور قازان اور خربندا کی پھوپھی بھی تھیں ان کی عزت و اکرام کرتے ہوئے انہیں قصر ابلق میں اتارا گیا، موسم حج تک انہیں رہائش اور کھانا پینا و دیگر خرچے دیئے گئے۔

۹ شوال بروز دوشنبہ قافلہ حجاج قطلیجا الابوبکری کی سربراہی میں روانہ ہوا، وہ القصاعین کے رہائشی تھے قافلہ کے قاضی قاضی القضاۃ شمس الدین بن مسلم الحنبلی تھے ان کے ساتھ حج کرنے والوں میں جمال الدین المزی، عماد الدین الشیرجی، امین الدین الوانی، فخر الدین البعلبکی اور دوسرے حضرات بھی شامل تھے اس بارے میں گفتگو کی ذمہ داری شرف الدین بن سعد الدین بن نجیح کو سونپی گئی تھی، یہ بات مجھے شہاب الدین الظاہری نے بتائی، مصریوں میں سے حجاج میں قاضی القضاۃ بدرالدین بن جماعہ اس کا بیٹا عزالدین، فخر الدین کاتب ممالیک اور شمس الدین الحارثی، شہاب الدین الاذرعی اور علاء الدین الفارسی شامل تھے۔

شوال میں تقی الدین السبکی نے قاہرہ کے مدرسہ ظاہریہ کے دارالحدیث کی مشیخت زین الدین کی جگہ سنبھالی، انھیں عبدالعظیم بن حافظ شرف الدین الدمیاطی کہا جاتا تھا، پھر اس سے یہ مشیخت منتقل ہو کر فتح الدین بن سید الناس الیعمری کے حوالے کی گئی، بروز جمعرات شروع ذی الحجہ میں قطب الدین بن شیخ السلامیہ کو خلعت دے کر معین الدین ابن حشیش کی مصاحبت میں افواج کا ناظر مقرر کیا گیا، پھر تھوڑی مدت کے بعد ابن حشیش کو معزول کر کے قطب الدین کو مستقل طور پر نگران مقرر کیا گیا۔

## اس سال فوت ہونے والے نامور حضرات

**امام مؤرخ کمال الدین الفوطی:۔۔۔۔۔۔** ابوالفضل عبدالرزاق احمد بن محمد بن احمد بن الفوطی عمر بن ابی المعالی الشیبانی البغدادی ابن الفوطی کے نام سے معروف تھے، یہ ان کے نانا تھے ۶۴۲ھ میں بغداد میں پیدا ہوئے، تاتاریوں کے ساتھ لڑائی میں قید ہوئے پھر وہاں سے رہائی پائی۔ المستنصریہ میں کتابوں کے پڑھنے میں لگے رہے، تقریباً ۵۰ جلدوں میں ایک تاریخ لکھی تھی پھر دوسری تاریخ ۲۰ جلدوں میں لکھی، ان کی دیگر تصنیفات بھی ہیں، اچھے شاعر بھی تھے، محی الدین ابن الجوزی سے سماع کیا، ۳ محرم کو فوت ہوئے، الشونیزیہ میں دفن کئے گئے۔

**قاضی القضاۃ نجم الدین بن صصری:۔۔** ابو العباس احمد بن العدل عماد الدین ابی محمد ابن العدل امین الدین سالم بن حافظ المحدث بہاء الدین ابو المواہب حسن بن ہبۃ اللہ بن محفوظ بن حسن بن محمد بن حسن بن احمد بن محمد بن صصری التغلبی الربعی شافعی، شام کے قاضی القضاۃ تھے، ۶۵۵ھ میں پیدا ہوئے، حدیث کی سماعت کی اور دیگر علوم بھی حاصل کئے، قاضی ابن خلکان سے وفیات الاعیان پڑھی، اور شیخ تاج الدین الفزاری سے فقہ پڑھی اور ان کے بھائی شرف الدین سے نحو پڑھی، انشاء پردازی اور حسن عبارت میں انہیں کمال حاصل تھا۔

۶۸۲ھ میں مدرسہ عادلیہ صغیرہ میں درس دیا، ۶۹۰ھ میں امینیہ میں اور ۶۹۳ھ میں غزالیہ میں درس دیا، العادل کتبغا کے دور میں افواج کے قاضی بنے، ابن الخویی کی وفات کے بعد جب ابن جماعہ کو مصری قضاء کے لئے بلایا گیا تو تمام شام کی قضاء سپرد کی گئی اس کے ساتھ مشیخۃ الشیوخ، جامع العزیزیہ اور القیمریہ کی تدریس بھی ان کے حوالے کی گئی، یہ مالدار سخی صاحب تھے جنہیں بیٹے بیٹیوں کے لئے چھوڑ کر چلے گئے، موت کے وقت ان کی سب سے بڑی خواہش یہ تھی کہ کاش میں ان مناصب کو قبول نہ کرتا، کیونکہ یہ سب لاحاصل ہے، دنیا کی چند روزہ زندگی کی چیزیں ہیں، بڑے عمدہ، ایک دل والے، باوقار، کریم، خوش اخلاق اور سلطان و ارکان دولت کے نزدیک با عظمت تھے، ۱۶ ربیع الاول جمعرات کی رات کو اپنے باغ میں تیر لگنے سے اچانک فوت ہو گئے، جامع مظفری میں ان کی نماز جنازہ ہوئی، ان کے جنازے میں نائب سلطنت، قاضی صاحبان امراء اور رؤساء شریک تھے، پھر قاسیون کے دامن میں الرکنیہ کے نزدیک اپنے مقبرے میں دفن کئے گئے۔

**علاء الدین علی بن محمد:۔۔** ابن عثمان بن احمد بن ابی الحسن بن خلیل دمشقی شافعی، ۶۵۸ھ میں پیدا ہوئے، اکثر شیخ زین الدین الفارقی کا ساتھ رہے، الاسدیہ اور الرکنیہ میں درس دیا، بیت المال کے ناظر رہے، الرکنیہ کے پاس ایک خوبصورت مکان بنوایا اسے چھوڑ کر ربیع الاول میں انتقال فرمایا، ان کے بعد الاسدیہ میں قاضی جمال الدین بن جملہ اور الرکنیہ میں قاضی رکن الدین خراسانی نے درس دیا۔

**شیخ ضیاء الدین:۔۔** عبداللہ الزربندی النحوی، ان کا عقل و ذہن بگڑ گیا تھا چنانچہ دمشق سے قاہرہ روانہ ہو گئے، شیخ الشیوخ القونوی کے مشورے سے انہیں ہسپتال میں رکھا گیا لیکن افاقہ نہیں ہوا، پھر ایک روز ننگی تلوار لے کر قلعہ میں داخل ہو گئے اور ایک امیر کو قتل کر دیا، سلطان کے پاس لائے گئے لوگوں نے کہا کہ یہ پاگل ہے چنانچہ سلطان نے انہیں پھانسی دینے کا حکم دیا اور ربیع الاول میں انہیں پھانسی دی گئی، مگر غالباً ان سے توبہ کی گئی۔

**شیخ صالح مقری فاضل** ...... شہاب الدین احمد بن طیب بن عبداللہ الحنفی المقریزی الفواری، ابن حلوبیہ کے نام سے معروف تھے، خطیب مرداوی اور ابن عبدالدائم سے حدیث پڑھی، دیگر علوم حاصل کر کے لوگوں کو پڑھایا، ربیع الاول میں ۸۰ سال کی عمر میں فوت ہو گئے، دامن کوہ میں مدفون ہوئے۔

**شہاب الدین احمد بن محمد** ...... بن قطلیہ الذرعی، کثرت اموال، سامان خرید و فروخت کی وجہ سے مشہور تاجر تھے، کہا جاتا ہے کہ معرکۂ قازان کے سال ان کے مال کی زکوۃ ۲۵ ہزار دینار کو پہنچی تھی، اسی سال ربیع الآخر میں فوت ہوئے، القابون کے راستے میں ثورا کے پاس مرتفع اپنے باغ کے دروازے کے پاس واقع قبرستان میں دفن کیے گئے جو زبردست بڑا قبرستان ہے، ان کی بڑی ملکیتیں بھی تھیں۔

**قاضی امام جمال الدین** ...... ابوبکر بن عباس بن عبداللہ القابوری بعلبک کے قاضی تھے، شیخ تاج الدین فزاری کے بڑے اصحاب میں سے تھے، قاضی الذرعی سے ملنے کی غرض سے بعلبک سے آئے اور مدرسہ بادرائیہ میں ۷ جمادی الاولیٰ بدھ کی رات کو انتقال فرمایا، قاسیون میں دفن کیے گئے، ان کی عمر ستر برس تھی جو پراگندہ خواب کی طرح تھے۔

**شیخ معمر مسن جمال الدین** ...... عمر بن الیاس بن الرشید البعلبکی تاجر تھے، ۶۰۲ھ میں پیدا ہوئے، ۱۲۰ سال کی عمر پا کر ۲ جمادی الاولیٰ کو فوت ہوئے، بعلبک میں دفن کیے گئے، رحمہ اللہ تعالیٰ۔

**شیخ امام محدث صفی الدین** ...... صفی الدین ابوالثناء محمود بن ابوبکر بن محمد الحسنی بن یحییٰ بن حسین الارموی الصوفی، ۶۳۶ھ میں ان کی ولادت ہوئی، احادیث کثیرہ سنیں، طلب علم کے لیے سفر کیے اور بہت کچھ لکھا، ابن الاثیر کی النہایہ پر حاشیہ لکھا اور التنبیہ پڑھی تھی، لغت کی تحصیل میں لگ کر اس کی خوشہ چینی کی، ۷۰۲ھ میں ان کا عقل و توازن بگڑ گیا جو خلط سوداء کے غلبہ کی وجہ سے تھا بھی اس مرض سے افاقہ ہو جاتا تو درست مذاکرہ کرتے پھر اچانک یہی مرض لاحق ہو جاتا تھا، یہی حالت برقرار رہی حتیٰ کہ اس سال جمادی الآخری میں نوری شفاخانے میں انتقال فرمایا، باب الصغیر میں دفن کیے گئے۔

**پاک دامن خاتون** ...... خاتون بنت الملک الصالح اسماعیل بن العادل بن ابوبکر بن ایوب بن شادی، اپنے گھر میں فوت ہوئیں جو دار کافور کے نام سے معروف ہے، قابل احترام رئیسہ تھیں، ساری زندگی غیر متزوج رہیں اس وقت بنی ایوب میں ان کا ہم عمر کوئی باقی نہیں تھا، ۲۱ شعبان بروز جمعرات فوت ہوئیں، ام صالح کے مقبرے میں مدفون ہوئیں۔

**شیخ جلیل معمر رحلہ بہاء الدین** ...... بہاء الدین ابوالقاسم بن شیخ بدرالدین ابوغالب المظفر بن نجم الدین بن ابوالثناء محمود بن امام تاج الامناء ابوالفضل احمد بن محمد بن حسن بن ہبۃ اللہ بن عبداللہ بن حسین بن عساکر دمشقی طبیب معمر، ۶۲۹ھ میں ان کی ولادت ہوئی، حاضر ہو کر مشائخ کثیرہ سے احادیث حاصل کیں، شیخ علم الدین البرزالی نے ان کے ایک مشیخہ کی تخریج کی ہے جسے ہم نے ان کی وفات کے سال ان سے سنا تھا، اسی طرح حافظ صلاح الدین العلائی نے ان کی سند عالی والی حدیث کی تخریج کی ہے، محدث مفید ناصر الدین بن طغربل نے سات جلدوں میں ان کا مشیخہ لکھا ہے جو پانچ سو ستر شیوخ کی سماع اور اجازت والی احادیث پر مشتمل ہیں، جو ان کے سامنے پڑھا گیا جسے حفاظ وغیرہ نے سنا، البرزالی نے فرمایا کہ میں نے متعدد مرات کے ساتھ پڑھے ہیں، علامہ برزالی فرماتے ہیں کہ وہ طب کا کام کرتے تھے لیکن بغیر اجرت کے لوگوں کا علاج کرتے، بہت سی احادیث، حکایات اور اشعار انہیں حفظ تھے، شعر و شاعری اور کتابت کے لحاظ سے ان کی بڑی خدمات ہیں، پھر اسے چھوڑ کر اپنے گھر کو لازم پکڑ کر حدیث سنانے کو اپنا مشغلہ بنا لیا، آخر عمر میں بہت سے مسائل میں تفرد اختیار کیا، حدیث سنانے کے معاملہ میں بڑے نرم تھے، آخر عمر میں اپنا دار الحدیث بنا کر وقف کر دیا تھا، حافظ البرزالی اور المزی نے ان کی بعض نیک خصلتوں کا تذکرہ کیا ہے، ۲۵ شعبان بروز پیر ظہر کے بعد انتقال فرمایا، قاسیون میں دفن کیے گئے۔

**وزیر وامیر نجم الدین** ...... محمد بن شیخ فخر الدین عثمان بن ابوالقاسم المصراوی الحنفی، اپنے چچا قاضی صدر الدین حنفی کے بعد بصری میں درس دیا، پھر دمشق کے محتسب اور ناظر خزانہ مقرر ہوئے، پھر ان کو وزیر بنایا گیا لیکن بعد میں ان سے اس عہدے کو چھوڑنے کی درخواست کی گئی جس کے بدلے میں انہیں زبردست جاگیریں دی گئیں اس معاملے میں عزت اور اکرام میں ان کے ساتھ وزراء کا سا معاملہ کیا گیا، ۲۹ شعبان جمعرات کے دن بصری میں فوت ہوئے اور وہیں دفن بھی کئے گئے، بڑے سخی، رقاق، مدح پر صحبت، کثیر الصدقہ اور لوگوں کے ساتھ نیک سلوک کرنے والے تھے بکثرت اموال چھوڑے، لیکن ان کے بعد سب فنا ہو گئے اور سارے اموال بکھر گئے اس کی بیویوں نے دوسری شادیاں کرلیں اور اس کے مکانات میں رہنے لگیں۔

**امیر صارم الدین بن قرا سنقر الجوکندار** ...... خواص کے ناظر تھے، دمشق میں انہیں ایک عہدہ دیا گیا لیکن اپنی موت سے چھ ماہ قبل اس سے معزول ہوئے، ۱۰ رمضان کو فوت ہوئے، مسجد تاریخ کے مشرقی جانب اس نے اپنے لئے ایک سفید وخوبصورت مقبرہ تیار کرایا تھا اسی میں دفن کئے گئے۔

**شیخ احمد الاعقف الحریری** ...... شہاب الدین احمد بن حامد بن سعید التنوخی الحریری ۶۴۳ھ میں پیدا ہوئے، بچپن ہی میں شیخ تاج الدین الفزاری سے التنبیہ پڑھی، حریری کی صحبت اختیار کر کے ان کی خدمت کی اور شیخ نجم الدین بن اسرائیل کی مصاحبت کو حرز جان بنایا، حدیث سنی، کئی بار حج کیا، خوبصورت، لوگوں سے محبت کرنے والے خوش اخلاق تھے، ۲۳ رمضان بروز اتوار المزہ میں واقع اپنی خانقاہ میں فوت ہوئے، المزہ کے مقبرے میں دفن ہوئے ان کا جنازہ پر ہجوم تھا بروز جمعہ ۲۹ رمضان کو دمشق میں شیخ ہارون المقدسی کی غائبانہ نماز جنازہ پڑھی گئی وہ رمضان کے آخری عشرے میں حلب میں فوت ہوئے تھے، فقراء کے نزدیک صالح اور مشہور تھے۔

**شیخ مقری ابو عبداللہ** ...... محمد بن ابراہیم بن یوسف بن حصر الانصاری المقری، بعد میں القدس کے الصبت نامی علاقہ میں مقیم ہو گئے تھے بروز جمعرات ۱۳ ذی قعدہ کو فوت ہوئے، اور ماملا میں دفن ہوئے، پرہجوم جنازہ تھا، کریم الدین اور دیگر لوگ ان کے نماز جنازہ میں پیدل شریک ہوئے تھے، وہ ۶۵۳ھ میں پیدا ہوئے، بارعب شیخ تھے، مہندی سے ان کی داڑھی سرخ رہتی تھی، اس سال جب میں نے القدس الشریف کی زیارت کی تو ان سے ملا اور بحث ومباحثہ کیا، میری یہاں ان سے پہلی ملاقات تھی، مالکی المسلک تھے، آٹھ ماہ میں موطا پڑھی الجمل للزجاجی کے شارح ابوالربیع سے شرح کے طریق سے نحو پڑھی تھی۔

**شیخ الاصیل شمس الدین** ...... شمس الدین ابونصر محمد بن محمد بن عماد الدین ابوالفضل محمد بن شمس الدین ابونصر محمد بن محمد بن ہبۃ اللہ بن محمد بن یحییٰ بن بندار بن ممیل الشیرازی، شوال ۶۲۹ھ میں پیدا ہوئے، شیوخ کثیرہ سے حدیث سنی پھر خود حدیث پڑھائی، ہمارے شیخ (المزی اللہ تعالیٰ انہیں اپنی رحمت سے ڈھانپ دیں) کے مدرسہ علیہ میں افادہ علوم میں مشغول رہے، خود ان سے متعدد اجزاء پڑھتے تھے، امام باللہ، شیخ، خوبصورت، سراپا خیر وبرکت اور متواضع تھے، مصاحف اور کتابوں پر سونے کا پانی چڑھاتے تھے، اس صفت میں انہیں کمال حاصل تھا، ولایتوں، مدارس کے وظائف اور سندات سے کبھی اپنے دامن کو آلودہ نہیں ہونے دیا، المزہ میں واقع اپنے باغ میں عرفہ یعنی ۹ ذی الحجہ کو فوت ہوئے، المزہ کی جامع میں ان کا جنازہ پڑھا گیا اور شہر کے قبرستان میں مدفون ہوئے۔

**شیخ عابد ابوبکر** ...... ابوبکر بن ایوب بن سعد الزرعی الحنبلی، مدرسہ الجوزیہ کے قیم تھے، صالح آدمی، عبادت گذار، سیدھے سادے اور فاضل تھے، الرشیدی العامری سے دلائل النبوۃ کا کچھ حصہ پڑھا، مذکورہ بالا مدرسہ میں ۱۹ ذی الحجہ یک شنبہ کی شب کو اچانک فوت ہوئے، ظہر کے بعد جامع میں ان کا جنازہ ہوا، باب الصغیر میں مدفون ہوئے، پرہجوم جنازہ تھا لوگوں نے بھلائی کے ساتھ ان کا تذکرہ کیا، رحمہ اللہ، وہ کتب کثیرہ ونافعہ کے مصنف علامہ شمس الدین محمد بن قیم الجوزیہ کے والد ہیں۔

امیر علاء الدین بن شرف الدین، محمود بن اسماعیل بن معبد البعلبکی، طبلخانہ کے امراء میں سے تھے ان کے والد بعلبک کے تاجر تھے ان کے اس

بیٹے نے بڑے ہو کر حکومت سے الگ کر دی تو وہ معزولیت پا لی حتیٰ کہ انہیں مغلوں نے دیا گیا دمشق میں باہتمام کی قضاء کے ساتھ واک کے عہدے کو بھی سنبھالا پھر وہ ان کے اہل الوداع مینہ و ابن انہیں ایک مرض لاحق ہو گیا وہ معذول و غریب بدن تھے پھر لوگوں سے عہدے کو قبول کرنے کا مطالبہ کیا گیا کہ وہ اسے ترک کر کے القدس شریف چلے جائیں وہیں اپنے باغ میں ۲۸ ذی الحجہ کو انتقال فرما گئے انہیں ان کا جنازہ ہوا اور القدس کے قبرستان میں دفن ہوئے، دیانت و بھلائی کے ساتھ نیک ہمراہ میں سے تھے اللہ تعالیٰ ان سے عمدہ گزر کا معاملہ فرمائے۔

**فقیہ مالکی شرف الدین الحرانی** ...... شرف الدین ابو عبداللہ محمد بن محمد بن سعد اللہ بن عبدالاحد بن سعد اللہ بن عبدالقاہر بن عبدالواحد بن عمر الحرانی ابن نجیح کے نام سے معروف تھے، ۱۵ ذی الحجہ کو وادی بنی سالم میں وفات پائی، وہاں سے اٹھا کر انہیں مدینہ منورہ لایا گیا غسل دیا گیا اور روضہ میں ان کی نماز جنازہ پڑھی گئی اور بقیع میں عقیل کی قبر کی مشرقی جانب دفن ہوئے لوگ ان کی موت اور ان کی قبر پر رشک کرنے لگے ان پر رشک کرنے والوں میں قاضی حنابلہ شیخ شمس الدین بن مسلم بھی تھے جو ان کے تین سال بعد فوت ہوئے اور ان کے قریب دفن ہوئے۔

شیخ شرف الدین نے ابن المعز کے حج سے واپسی پر ان کی موت سے ایک ہفتہ قبل کہے ہوئے دور طویل مسافت پر اس میت کو دیکھ کر رشک کرنے لگے لہٰذا انہیں بھی مدینہ منورہ میں فوت ہونے کا شرف حاصل ہوا، شیخ شرف الدین بن نجیح معروف ہادی شیخ علامہ تقی الدین بن تیمیہ کی صحبت میں رہ چکے تھے، بڑے سخت مواقع پر ان کا ساتھ دیا جہاں تک بڑے بڑے ساتھی اور فقہی بہادری جرأت کر سکتے ہیں ان کے ساتھ قید بھی ہوئے ان کے بڑے فضائل اور اصحاب میں سے تھے ان کی وجہ سے تکالیف سہتے تھے کوئی اہل مذہب سے انہیں تکلیف بھی اٹھانی پڑی لیکن ان تکالیف کے تحمل اور دشمنوں کے مصائب پر صبر سے ان کی محبت میں اضافہ ہی ہوتا رہا۔ یہ شخص فی نفسہ اور لوگوں کی نظر میں بھی اچھے قابل قدر، بہترین، باوقار، دانشمند، دیانت دار اور زاہد تھے لہٰذا اس کا انجام بھی قابل رشک ہوا کہ حج کے بعد فوت ہوئے اور رسول اللہ ﷺ کی مسجد کے، جنت البقیع (آج کل اسی نام سے معروف ہے) میں ان کا جنازہ ہوا اور مدینہ منورہ کے قبرستان بقیع غرقد میں مدفون ہوئے اور نیک اعمال پر ان کا خاتمہ ہوا، سلف صالحین میں سے بڑے بڑے حضرات کثرت سے یہ تمنا کرتے تھے کہ کسی نیک شخص کے بعد ان کی موت واقع ہو ان کے جنازے میں کثیر تعداد میں لوگ شریک تھے، رحمہ اللہ تعالیٰ واللہ سبحانہ اعلم۔

## آغاز ۷۲۴ھ

اس سال بھی حکام وہی گزشتہ سال کے تھے خلیفہ مستکفی باللہ ابو الربیع سلیمان بن حاکم بامر اللہ العباسی تھے اور سلطان الملک الناصر تھے مصر میں نائب سلطان سیف الدین ارغون، وزیر امین الملک اور قضاۃ مصر وہی گزشتہ سال والے تھے، شام میں نائب سلطان تنکز تھے شام کے قضاۃ حسب ذیل تھے، شافعی قاضی جلال الدین القزوینی، حنفی قاضی الصدر علی البصروی، مالکی قاضی شرف الدین ہمدانی اور حنبلی شمس الدین بن مسلم تھے، جامع اموی کے خطیب جلال الدین القزوینی تھے بیت المال کے وکیل جمال الدین بن القلانسی، محتسب عز الدین بن القلانسی، شیخ الشیوخ شہاب الدین تھے کوتوالی کے ناظر شمس الدین محمد بن ابی المنعم علم الدین بن طرقشی تھے فوج کے ناظر قطب الدین بن شیخ السلامیہ تھے بن اسکتی نائب شہاب الدین محمود، نقیب الاشراف شرف الدین بن عدنان، ناظر جامع بدر الدین بن معاویہ، ناظر خزانہ عز الدین بن القلانسی عماد الدین بن الشیرازی اور مال کے وکیل شہاب الدین بن بصری تھے۔

۱۵ ربیع الاول کو امین شیخ السلامیہ کی جگہ عز الدین بن القلانسی نے نظارت خزانہ کے ساتھ احتساب کا عہدہ بھی سنبھالا، اسی ماہ وکیل سلطان کریم الدین کو القدس الشریف سے اٹھا کر دیار مصر میں قید کر دیا گیا اور ان سے اموال اور ذخائر وغیرہ لے لئے گئے پھر اسے علماء کے عیان کو سلطان کی طرف سے کی طرف جلاوطن کر دیا گیا کریم الدین صغیر کو بھی طلب کر کے اس سے اموال کثیر ضبط کر لئے گئے، ۱۳ ربیع الآخر کی جمعہ بعد جامع اموی کے مقصورہ میں سلطان کا خط پڑھا گیا نائب سلطنت اور دیگر امراء بھی موجود تھے اس میں شام کے تمام بلاد و مدارس میں غلے کے ٹیکس کو ختم کرنے کا کہا گیا تھا اس کی وجہ سے سلطان کے لئے دعائیں کی گئیں، ۱۵ ربیع الثانی کو نائب شام کے نام شاہیہ کے قاضی القضاۃ کو معزول کر

نے کا پیغام آیا جب انہیں اس بات کی اطلاع ملی تو وہ خود فیصلے سنانے سے رک گئے معزولی کے بعد پانچ روز تک العادلیہ میں مقیم رہ کر الاتابکیہ منتقل ہو گئے وہاں شیخ الشیوخ اور مذکورہ مدرسے کے مدرس کی حیثیت سے رہے، نائب سلطنت نے ہمارے شیخ امام زاہد برہان الدین الفزاری کو بلا کر انہیں قاضی بنانا چاہا لیکن انہوں نے انکار کر دیا، نائب سلطنت نے ہر طرح کا اصرار کیا لیکن شیخ بضد رہے اور وہاں سے نکل کر چلے گئے تو ان کے پیچھے ان کے مدرسے سے رؤساء کو بھیجا وہ حیلے بہانے کر کے ان کے پاس گئے لیکن اپنے عزم پر قائم رہ کر قضاء کو قبول نہیں کیا، اللہ تعالیٰ انہیں اس مروت کا جزائے خیر عطا فرمائے۔

جمعہ کے دن ایلچیوں نے آ کر انہیں شام کی قضاء پر مقرر ہونے کی خبر دی اسی روز تقی الدین سلیمان بن مراجل کو بدر الدین بن حداد کی وفات کی وجہ سے جامع کی خلعت دی گئی اور ابن مراجل سے ذہبیری کی نظارت لے کر بدر الدین بن العطار کو دی گئی، ۱۵ جمادی الآخری جمعرات کی رات عشاء کی وقت چاند گرہن ہوا، خطیب نے صلاۃ کسوف میں چار سورتیں سورۃ ق، سورۃ واقتربت، سورۃ القیامۃ پڑھیں، اس کے بعد عشاء کی نماز پڑھی اور خطبہ دیا پھر اگلی صبح لوگوں کو فجر کی نماز پڑھائی، اس کے بعد ڈاک کے گھوڑوں پر سوار ہو کر مصر چلے گئے وہاں سلطان سے انہیں عزت ملی اور چند دن کے بعد قاضی بنائے گئے پھر شام واپس ہوئے اور ۵ رجب کو دمشق میں قاضی، خطیب العادلیہ اور الغزالیہ کے مدرس کی حیثیت سے داخل ہوئے اور یہ تمام مناصب سنبھالے، الامینیہ کی تدریس ان سے لی گئی وہاں جمال الدین بن القلانسی نے درس دیا، وہ وکیل بیت المال بھی تھے قضاء افواج بھی انکو دی گئی اور قاضی القضاۃ جلال الدین قزوینی کے نام سے یاد کئے جانے لگے۔

اسی سال ”التکرور“ کے بادشاہ حج کی غرض سے آتے ہوئے ۲۵ رجب کو قاہرہ آئے اور القرافہ میں اترے ان کے ساتھ مغاربہ اور خدام میں بیس ہزار کے لگ بھگ لوگ تھے ان کے پاس کثیر مقدار میں سونا بھی تھا کیونکہ اس کی قیمت گر چکی تھی اور ایک مثقال سونے کی قیمت دو درہم ہو گئی تھی، ان کا نام الملک الاشرف موسیٰ بن ابو بکر تھا وہ نوجوان اور خوبصورت آدمی تھے، ان کی مملکت تین برسوں کی مسافت تک وسیع تھی، کہا جاتا ہے کہ ان کے ماتحت ۲۴ بادشاہ تھے اور ہر بادشاہ کے ماتحت خلق کثیر اور افواج تھے جب وہ قلعہ الجبل میں سلطان کو سلام کرنے کے لئے داخل ہوا تو اسے زمین کو بوسہ دینے کا حکم دیا گیا لیکن انہوں نے زمین کو بوسہ نہیں دیا، سلطان نے ان کا اکرام کیا وہ بیٹھے نہیں اور یونہی سلطان کے سامنے سے نکل کر چلے گئے انہیں ایک سرخ گھوڑا زرد اطلس کے زنار کے ساتھ دیا گیا اور گھوڑے اور دیگر آلات مناسب حال انہیں دیئے گئے، اس نے بھی سلطان کو مختلف تحفے دیئے جن میں تقریباً چالیس ہزار دینار بھی تھے اور نائب کے لئے دس ہزار دینار اور دیگر کئی تحفے روانہ کئے۔

شعبان اور رمضان کے مہینوں میں دریائے نیل کا پانی چڑھ آیا اس سے قبل کے سو سالوں میں اتنا بلند نہیں ہوا تھا، ساڑھے تین ماہ تک پانی زمینوں پر رہا جس سے بانسوں کی فصلیں ڈوب گئیں لیکن اس سے جو فائدہ ہوا وہ اس کے نقصان سے زیادہ تھا، بروز جمعرات ۱۸ شعبان کو قاضی جلال الدین قزوینی نے دو نائب قضاء مقرر کئے اور ایک یوسف بن ابراہیم بن جملہ محجی شافعی تھے جو بعد میں مستقل قاضی بنے جیسے کہ آگے بیان ہوگا، دوسرے محمد بن علی بن ابراہیم مصری تھے دونوں نے اسی دن فیصلے کئے دوسرے روز ڈاک آئی اس میں شیخ کمال الدین بن الزملکانی کو حلب کی قضاء سونپنے کا فرمان تھا نائب سلطنت نے انہیں بلا کر ان سے گفتگو کی لیکن انہوں نے انکار کر دیا، نائب نے ان سے دوبارہ گفتگو کی اور سلطان کو اطلاع دی، ۱۲ رمضان کو عہدہ حوالہ کرنے کا پیغام آیا چنانچہ وہ حلب جانے کی تیاری کرنے لگے وہ اس میں پس و پیش کرتے رہے حتیٰ کہ ۱۲ شوال جمعرات کی صبح کو روانہ ہو گئے۔

۲۹ شوال بروز منگل حلب میں داخل ہوئے وہاں ان کا زبردست اکرام کیا گیا وہاں انہوں نے درس دیا اور ان بلاد کی حیثیت سے زائد علوم کی اشاعت کی ان کے فنون اور فوائد سے ان لوگوں کو شرف حاصل ہوا لیکن ان کے بلند پایہ اور خوبصورت اسباق کے چلے جانے کی وجہ سے اہل شام کو بڑا افسوس ہوا، شمس الدین محمد الخیاط نے اپنے ایک طویل قصیدے میں کیا ہی یہ خوب شعر کہا ہے:

> تجھے کھونے سے دمشق اور اس کے آس پاس کے مرغزاروں اور سبزہ زاروں نے افسوس کیا اور تیرے آنے سے شہباء یعنی حلب خوش ہوا۔

۱۲ رمضان کو امین الملک مصری کی وزارت سے معزول کئے گئے اور دار السلطان کے استاذ امیر علاء الدین مغلطائی الجمالی کو وزارت دی گئی،

۱۱ر رمضان میں الصاحب شمس الدین غبریال کو مصر بلا کر کریم الدین صغیر کی جگہ دمشق کا ناظر بنایا گیا، کریم الدین موصوف شوال میں دمشق سے آئے اور القصاعین کے دار العدل میں اترے، سیف الدین تمر الدمشقی کو مصر کی ولایت سونپ دی گئی وہ بہادر اور خونریز آدمی تھا چنانچہ شراب، بدکاری، حشیش کا سلسلہ بند کیا اور شریروں کو گرفتار کر لیا گیا اور مصر و قاہرہ کے حالات درست کر دیئے، یہ شیخ ابن تیمیہ کی مصر میں اقامت کے دوران ان کی صحبت میں رہتے تھے۔

رمضان میں شیخ نجم الدین عبدالرحیم بن الشحام الموصلی سلطان ازبک کی مملکت سے مصر آئے وہ علم طب وغیرہ فنون کے ماہر تھے ان کے ساتھ ان کی وصیت کی ایک کتاب بھی تھی، مدرسہ ظاہریہ برانیہ کی تدریس ان کے حوالے کی گئی ہے، جمال الدین بن القلانسی نے ان کے لئے چھوڑ دیا اور العالیہ میں اسے سنبھالا اس کے بعد البادرائیہ میں بھی درس دیا، ۱۰ شوال کو قاضی علاء الدین [illegible] الامیر تھے، شہاب الدین الظاہری قاضی تھے اس سال حج کرنے والوں میں برہان الدین الفزاری اور شہاب الدین قرطائی الناصری، عزالدین [illegible] اور رشید وغیرہ کے نائب قتل تھے، نصف شوال میں سلطان نے اپنے مدرسے ناصریہ میں [illegible] اضافہ کیا اس میں ہر مسلک کے [illegible] ہر مسلک کے ۲۲ فقیہ مقرر کر دیئے اور [illegible] میں بھی ان کی تعداد میں اضافہ کر دیا، ۲۲ شعبان کو سلطان کے سابق وکیل کریم الدین الکبیر کو ان کے ایک [illegible] میں گلے میں پھندا ڈال کر لٹکا ہوا پایا گیا، بعض لوگ کہتے ہیں کہ گلے میں پھندا ڈال کر پاؤں کے نیچے ایک پتھر رکھا تھا پھر پتھر کو پاؤں سے ہٹا کر خودکشی کر لی تھی، یہ واقعہ اسوان میں پیش آیا، ان کے حالات آگے بیان ہوں گے۔

عادل [illegible] دمشق کی تزئین و آرائش کی گئی کیونکہ سلطان ایک مرض کی وجہ سے موت کے منہ سے بچ کر شفایاب ہوئے تھے، ذوالقعدہ میں ابن الزملکانی کے طلب کی حد سے بڑھنے کی وجہ سے جمال الدین بن القلانسی نے ظاہریہ میں ان کی جگہ درس دیا [illegible] کے دور میں قاضی [illegible] بھی شریک ہوئے تھے، بغداد سے مولیٰ شمس بن حسن کے نام ایک قافلہ آیا جس میں [illegible] کہ امیر جوبان نے امیر محمد حسینا کو شراب سے بھرا ہوا ایک پیالہ پینے کے لئے دیا لیکن انہوں نے پینے سے معذرت کر دی [illegible] نے اصرار کیا اور قسمیں دیں لیکن [illegible] جوبان نے کہا شراب پی لو ورنہ [illegible] میرے حوالے کرو، انہوں نے جواب دیا ٹھیک ہے [illegible] لیکن شراب نہیں پیوں گا اسی طرح انہوں نے اس پر حجت تمام کر دی، چنانچہ وہاں سے نکل کر ایک امیر کے پاس گئے اور ان سے ۳۰ تومان بطور قرض مانگا لیکن اس نے ۱۰ تومان کے [illegible] کے ساتھ قرض دینا منظور کر لیا [illegible] نے جوبان کو پیغام بھیجا کہ حسینا سے جس مال کا آپ نے مطالبہ کیا ہے وہ میرے پاس ہے اگر آپ حکم دیں تو میں اسے خزانہ شریف میں [illegible] تو آپ کی مرضی، جوبان نے محمد حسینا کے پاس پیغام بھیج کر [illegible] کہا کہ [illegible] تومان [illegible] شراب کا ایک پیالہ نہیں پی سکتے ہو؟

انہوں نے کہا جی ہاں، انہیں یہ بات پسند آئی اور اس پر [illegible] کو چھوڑ دیا اور ان کے مال [illegible] انہوں نے اسے اپنے تمام [illegible] کا [illegible] کے عہدے پر مقرر کر دیا، جوبان [illegible] اللہ تعالیٰ حسینا پر رحم فرمائے، اسی سال [illegible] جس کے سبب سے [illegible] ہلاک ہو گئے [illegible] ان میں جنگ جاری رہی، اسی دمشق میں اجناس کی [illegible] کی قیمت [illegible] خورد و نوش کی چیز [illegible] کے لئے مصر سے [illegible] اس سال کے [illegible] نصف سال کی مدت [illegible] شروع ہوئے [illegible] الحمد للہ۔

## متوفین

جمال الدین بن محمد بن عبدالرحمن بن احمد الدمشقی [illegible] ابتدا میں [illegible] شریف [illegible] کے قاضی تھے [illegible] عجیب آدمی تھے [illegible] بیت المقدس سے [illegible] دمشق میں ان کی [illegible] شرف الدین بن [illegible] کی نائب [illegible]

جنازہ میں بھی کئی بیدہ حضرات تو ان کے دمشق میں آنے سے قریباً ہونے کے بعد فوت ہوئے تھے، اس کا سبب یہ بتایا کہ انہوں نے شیخ تقی الدین ابن تیمیہ کے مقابلہ اور ابن تائی کی اس صحبت پر رشک کیا تھا جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے، چنانچہ انہیں اس کی توفیق دی گئی ہاں وہ بڑے نیک عمل میں حج کی فراغت کے بعد فوت ہوئے۔

**الجہۃ الکبیرۃ خوند بنت منکیہ** ... ملک ناصر کی بیوی، وہ اس کے بھائی ملک اشرف کی بیوی تھیں، پھر ناصر نے ان سے جدائی اختیار کر لی اور قلعہ سے نکال دیا، ان کا جنازہ بڑا ہجوم والا تھا اور اس قبر میں دفن ہوئیں جو انہوں نے تیار کی تھی۔

**شیخ محمد بن جعفر بن فرعوش** ... انہیں لبادی کہا جاتا ہے اور شواذ قرأتوں کے امام سے مشہور تھے، ۴۰ سال سے لوگوں کو جامع میں قرأت کراتے، میں (ابن کثیر) نے بھی ان سے کچھ قرأتیں پڑھی ہیں، وہ بچوں نے بچوں کو پڑھائی اور اسی طرح مختصر ابو المحرف جیسے املا مشق کراتے۔ وہ دنیاوی چیزیں بہت کم استعمال کرتے، کسی چیز کو طلب نہ فرماتے، ان کا گھر قریب تھا، نماز کا وقت ہو جاتا تو جامع میں آتے، عصر کی اذان میں وفات ہوئی، عمر ۸۰ سال سے متجاوز تھی، باب الفرادیس میں دفن ہوئے۔

**شیخ ایوب سعودی** ... اسی ماہ میں شیخ ایوب سعودی نے وفات پائی، ان کی عمر ۱۰۰ سال کے قریب تھی، انہوں نے شیخ سعود کا زمانہ پایا، ان کے جنازے میں بڑی بھیڑ تھی، اپنے شیخ کی قبر کے پاس قرافہ میں دفن ہوئے، قاضی القضاۃ تقی الدین سبکی نے آپ کی حیات میں ان کے ساتھی شیخ ابوبکر رحبی نے ذکر کیا کہ وہ جب سے قاہرہ میں مقیم ہوئے انہوں نے اس وقت سے اب تک اس جیسا جنازہ نہیں دیکھا۔

**شیخ امام زاہد نور الدین** ... ابو الحسن علی بن یعقوب بن جبرائیل بکری مصری شافعی، بہت سی تصنیفات ہیں، انہوں نے مسند شافعی وغیرہ بہت سنا ہے، پھر پڑھی پھر مصر میں رہائش اختیار کر لی، یہ ان لوگوں میں سے ہیں جو شیخ الاسلام ابن تیمیہ کی تردید کرتے تھے، اہل حکومت میں سے کسی نے انہیں قتل کرنے کا ارادہ کیا تو وہ بھاگ کر ابن تیمیہ کے پاس روپوش ہو گئے جیسا کہ پہلے گذر چکا ہے کیونکہ ابن تیمیہ مصر میں مقیم تھے، ان کی مثال ایسی ہی ہے کہ جیسے کوئی بھولی تیر سے اور صاف سمندر کو تیز سے مارے یا کوئی ریت کا ٹیلہ پہاڑ کو ہٹانے کی کوشش کرے، انہوں نے حکومت کے اوپر ہونے کا کوئی سامان نہیں کیا، سلطان نے ان کے قتل کا ارادہ کیا تو کسی امیر نے سفارش کی، پھر کسی چیز کا حکومت پر اعتراض کیا تو مصر سے ایک گاؤں جسے دیروط کہا جاتا ہے کی طرف نکال دیے گئے تو وہیں مقیم رہے یہاں تک کہ ربیع الثانی بروز جمعہ وفات پائی، قرافہ میں دفن ہوئے، ان کا جنازہ مشہور تھا لیکن اس میں زیادہ لوگ نہیں آئے، ان کے شیخ نے ان پر شیخ ابن تیمیہ کی مخالفت کی وجہ سے ناپسندیدگی کا اظہار فرماتے تھے، فرماتے کہ تم اچھا اعتراض نہیں کرتے۔

**شیخ محمد باجربقی** ... ان کی طرف فرقہ ضالہ باجربقیہ منسوب ہے، ان کی طرف سے مشہور عقیدہ یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے منکر ہیں، اہل علم جانتے ہیں، ان کے والد جمال الدین بن عبد الرحیم بن عمر موصلی علماء شافعیہ میں سے تھے، بڑے نیک آدمی تھے، دمشق میں کئی جگہ درس دیا، ان کے بیٹے فقہاء کے درمیان پلے بڑھے، پھر بعض چیزوں کے سیکھنے میں لگ گئے، پھر تصوف کی طرف متوجہ ہوئے، انہوں نے اس جماعت کا لازم پکڑا، جاہلوں کی مشغولیت اور ان کی تیاری کی، اور جاہلوں کے طریقے پر چلتے اسے کھلاتے پلاتے اور انہیں بتاتے تھے جو سمجھتے نہیں تھے، پھر قاضی مالکی نے انہیں قتل کرنے کا حکم صادر کیا تو وہ مشرق کی طرف بھاگ گئے، پھر انہوں نے ان کے اور گواہوں کے درمیان دشمنی کا ثبوت پیش کیا تو حنبلی نے ان کے خون نہ کرنے کا حکم دیا تو وہ قابون میں کئی سال مقیم رہے، یہاں تک کہ ۱۶ ربیع الثانی بروز بدھ کی رات ان کی وفات ہوئی، قابون کے دامن کی ستارہ العمدی کی جگہ کے قریب مستارہ کے نیچے پہاڑ کے دامن میں ایک قبہ (گنبد) میں دفن ہوئے، عمر ۶۰ سال تھی۔

**شیخ قاضی ابو زکریا** ... محی الدین ابو زکریا یحییٰ بن فضل بن جمال الدین اسحاق بن خلیل بن فارس شیبانی شافعی، نواوی کے پاس تحصیل علم کیا اور ابن مقدسی کو لازم پکڑا اور ... وغیرہ میں حاکم مقرر ہوئے، پھر دمشق میں جامع میں مشغول ہو گئے اور بہت سے مدارس میں درس دیا اور کئی مدارس میں دہرائی

کی دیوانی تک کی ربیع الاول کے آخر میں فوت ہوئے اور قاسیون میں دفن ہوئے۔ غنی و مالدار تھے۔ بکثرت عوالی احادیث کا بہت سماع کیا امام ذہبی نے ان کی کئی جزء کی تخریج کی اور ہم نے ان سے دار قطنی کا سماع کیا۔

**الفقیہ الکبیر الصدر الامام العالم الخطیب بجامع** بدر الدین ابو عبداللہ محمد بن عثمان بن یوسف بن محمد بن الحداد الآمدی ثم الحنبلی حدیث کے حصول میں مشغول ہو گئے اور بعد پڑھی اور تفوق حاصل کیا مذہب امام احمد پر مشتمل مختصر المقنع حفظ کی اور ان کی شان پر برتری حاصل کی اور ان کی علمی منزلت کے مدارج تھے اور ان کے کمال فہم اور قوت حافظہ کی تعریف کرتے تھے تصنیف و اشاعت کیا اور امیر قراسنقر کی خدمت میں طلب حاضر ہوئے، ان کے ساتھ شام کے بعد تو انہوں نے اوقاف کے نگران مقرر کئے اور جامع مسجد مظفری کی خطابت پر مامور کیا پھر جب دمشق کا رخ کیا تو جامع اموی کے خطابت پر متعین ہوئے۔ وہ چالیس دن تک اس پر خدمات انجام دیتے رہے۔ جلال الدین قزوینی کے لوٹنے تک، پھر وہاں کے شعبہ احتساب اور شفاخانوں کے نگران اعلیٰ مقرر کئے گئے اور مذہب حنابلہ کے قاضی القضاۃ مقرر ہو گئے۔ سات جمادی الآخرۃ بدھ کی رات وفات پائی اور باب الصغیر میں سپرد خاک ہوئے۔

**الکاتب المفید قطب الدین** ...... احمد بن مفضل بن فضل اللہ المصری کاتب تنکز محی الدین کے بھائی تھے اور شرف الدین کے والد تھے فن کتابت کے ماہر تھے اپنے بھائی کے نائب مقرر ہو گئے ان کی وفات کے بعد دو شخصوں نے ان کو کتابت سکھائی۔ جب ماہ صفر کی ۲۵ تاریخ جمعرات کی رات ان کا انتقال ہوا۔

**امیر کبیر ملک العرب** ...... محمد بن عیسیٰ بن مہنا اخو مہنا رجب کی ساتویں تاریخ ہفتہ کی رات جون بوتا آخری کے سپرد کردی وفات کے وقت ان کی عمر ۵۰ سے زیادہ گزر گئی تھی۔ بڑے عقلمند، دور اندیش تھے عادل کامل اور عارف تھے اسی مہینے ان کی وفات کی خبر آ کر دمشق پہنچی۔

**الوزیر الکبیر علی شاہ بن ابی بکر التبریزی** ...... سعد الدین ساوی کے قتل کے بعد وزیر مقرر کئے گئے۔ بڑے عقلمند شیخ تھے اور خربندا کا خزانہ تھا تبریز میں آسودہ خواب ہوئے۔

**امیر سیف الدین بختمر** ...... کئی شہروں کے نگران اوقاف اور قاضی تھے مدرسہ ابی عمر اور دیگر مدارس میں پڑھاتے رہے پانچ رمضان کو اسکندریہ میں وفات پائی۔

**شرف الدین ابو عبداللہ** ...... قاضی القضاۃ علاء الدین کے والد محمد بن الشیخ الامام العلامہ صفی الدین ابن المنجا بن عثمان بن اسعد بن المنجا التنوخی حنابلہ کے مذہب پر تھے علم حدیث میں مہارت حاصل کی ایک عرصہ تک فتویٰ نویسی کا کام کرتے رہے اور پڑھاتے رہے علامہ تقی الدین ابن تیمیہ کی صحبت پائی اور حدیث کرم کے طالب رہے تھے بیک وقت کئی کاموں کو نبھاتے رہے تھے ان کی زندگی اسلامی زندگی کا نمونہ تھی شوال کی چوتھی تاریخ کی رات داعی اجل کو لبیک کہا ۶۷۵ھ میں ان کی تاریخ ولادت تھی۔

**الشیخ حسن الکردی المولہ** ...... ننگے پاؤں گھومتے تھے گندگیاں جمع کرتے تھے اور بہکی بہکی باتیں کرتے تھے جو مجذوبوں کی طرح ہوتی تھی لوگوں کو ان کی ایسی باتوں پر یقین ہوتا جو کرامات لوگوں کے ہاں رائج ہے شوال میں فوت ہوئے۔

**کریم الدین الذی کان وکیل السلطان** ...... عبدالکریم بن المعلم ہبۃ اللہ المسلمانی سلطنت ترک میں بادشاہ کے نمائندہ سے بڑے بااثر تھے بہت بڑی ریاست اور جائیداد کے مالک بنے رتبہ بلند ہوگیا اور جابر سلطان کے تمام معاملات انہی کے ہاتھ میں تھے جامع مسجد کے ہاں ان کے حوالے کی ایک بڑی نہر کھدوائی پچاس ہزار کی لاگت پر لوگوں کے لئے بہت مفید ثابت ہوئی جاری کی اس سے کفالت اور دوسری ایک مسجد تعمیر کی ان کا اہتمام تعمیر کی ان کے حوالے کردی۔ بہت سارے صدقات چھوڑ گئے آخری عمر میں چپ لگ گئی باتیں نہیں کر سکتے تھے قدس کو منتقل کر گئے اور بعض روایت کے مطابق

اسوان کے شہر میں اپنی بگھی میں بیٹھا اچانک مر گئے۔ اسی کے مطابق تیس شوال کو ان کی موت واقع ہوئی حسین شکل و صورت کے مالک تھا بچے پیچھے بہت سارے خزانے چھوڑ گئے۔ اللہ ان کی مغفرت کرے۔

**شیخ علامہ علاء الدین:** علی بن ابراہیم بن داؤد بن سلیمان بن العطار نوریہ کے شیخ الحدیث اور قوصیہ کی جامع مسجد کے مدرس۔ عید الفطر کے دن ان کی ولادت ہوئی ۶۵۴ھ ان کی تاریخ میلاد ہے۔ علم حدیث پڑھنے میں مشغول ہو گئے شیخ محی الدین کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کیا کئی کتابوں کے مصنف ہیں تصنیف و تالیف اور تخریج کا ایک حصہ وافر چھوڑ گئے تیس سال تک نوریہ میں شیخ الحدیث کے منصب جلیلہ پر فائز رہے۔ ذی الحجہ کے اوائل میں پیر کے دن وفات پائی۔ علم الدین بن البرزالی نوریہ میں ان کے قائم مقام بنائے گئے اور قوصیہ کا منصب شہاب الدین بن جزاللہ نے سنبھالا۔ جامع میں ان کا جنازہ پڑھا گیا اور قاسیون میں مدفون ہوئے۔ رحمہ اللہ۔

## آغاز ۷۲۵ھ

سال ہذا کا آغاز جمعہ کے دن سے ہوا اس سال کے پانچ صفر کو شیخ شمس الدین محمود اصبہانی سفر حج سے واپسی پر دمشق تشریف لے گئے ان کی علمی شخصیت کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ شرح مختصر ابن الحاجب، شرح التجرید، شرح الطبعیہ اور ان کی تفسیر بھی شاہکار تصنیفات ہیں ان کی علمی مقام پر واضح دلیل ہے۔ دمشق آتے ہی طلب علم کی جوق در جوق لوگ ان سے علمی پیاس بجھانے کے لئے آتی رہیں۔ اور قاضی جلال الدین قزوینی کے ہاں ان کو بڑی شرف پذیرائی حاصل تھی لیکن وہ یہ سب چھوڑ کر شیخ ابن تیمیہ کی مجلس علمی میں ہونے لگے اور ان سے ان کی تصنیفات سنتے رہے ان کی صحبت میں ان کی وفات تک رہے اور جب وہ وفات ہو گئے تو مصر واپس لوٹ گئے۔

ماہ ربیع الاول میں سلطان نے تقریباً پانچ ہزار کا دستہ یمن کی طرف روانہ کیا کیونکہ یمن کے چچا نے اس کے خلاف بغاوت کر دی تھی۔ بہت سے لوگوں نے اس کا ساتھ دیا جن میں رکن الدین بیبرس نوری بھی شامل تھے۔ اس سال شہاب الدین بن مری کو مصر میں لوگوں سے شیخ تقی الدین بن تیمیہ کے طریقہ پر گفتگو سے روک دیا گیا اور قاضی مالکی نے اس کے باعث آپ پر تعزیر لگائی۔ اور پھر آپ سلطان کے سامنے حاضر ہوا اور امراء کی ایک جماعت نے آپ کی تعریف کی۔ پھر آپ اپنے اہل و عیال کے ساتھ شام کی طرف روانہ ہوئے اور بعلبک میں آئے۔ پھر بلاد شرق کی طرف چلے گئے اور سنجار و ماردین کے صوبوں میں گفتگو کرتے اور لوگوں کو وعظ و نصیحت کرتے ہوئے اقامت اختیار کر لی۔ یہاں تک کہ آپ کی وفات ہوئی۔ رحمہ اللہ۔ ان کا ذکر ہم آگے کریں گے۔

ربیع الآخر میں نائب شام مصر آ گئے جہاں سلطان اور دیگر امراء نے ان کی بڑی تعظیم کی۔ جمادی الاول میں مصر میں ایک شدید موسلا دھار بارشیں ہوئیں کہ اس سے پہلے کبھی سننے میں نہیں آیا اور دریائے نیل کا پانی تیزی سے بڑھتا ہوا بہہ رہا تھا بغداد میں دریائے دجلہ کے کنارے تمام مکانات صفحہ ہستی سے مٹ گئے بہت سے لوگ اس سے تباہی ہوئی لوگ گھروں میں گھس رہے۔ پانی میں ڈوبی بستیوں کی کشتی کا منظر پیش کر رہی تھی۔ ان کی گت جامع سے منع ہو گئیں لوگوں نے قرآن سروں پر اٹھا کر اللہ کے سامنے عاجزی کی دعائیں کیں پھر اللہ نے رحم فرمایا اور پانی خشک ہو گیا اور دریا بیٹھ گیا اور لوگ اپنے گاؤں کی طرف لوٹ گئے۔ ایک شمار کے مطابق سو لاکھ کے قریب گھر تباہ ہو گئے جتنا نقصان ہوا کسی کی تلافی اس حال تک نہ ہو گی۔

جمادی الآخر کے ابتدائی ایام میں خانقاہ کھول دیا جس کی تعمیر قوصون نے کی تھی اس کی شہر پناہ کے قریب تھی۔ ایک ایک گل تعمیر کیا سلطان اپنے وزراء اور قضاۃ کو ساتھ لے گئے شمس الدین اصفہانی کو اس کا منصب شیخ بنایا آپ کو اس سے علاوہ بہت سی اور ۲۰ درہم دیے اور اکرام و اعزاز سے نوازا اور ان کے ساتھیوں کو بھی بلند مقام پر بٹھایا شیخ الشیوخ علاء الدین القونوی جو شیخ خانقاہ تھے ان سب کو بڑے احترام سے رکھا اور بدھ کے دن چودہ رجب کو شیخ زین الدین بن الکتانی الدمشقی نے درس حدیث یا کتاب کے لکھنے پر جو بہت سارے لوگ اس درس سے مستفید ہو گئے اسے فقہ میں بہت دسترس حاصل تھی لیکن علم حدیث میں اسے مہارت حاصل نہیں تھی جس مقام پر وہ گئے تھے ان میں نمایاں تھے۔

رجب کے آواخر میں شیخ زین الدین محمد بن عبداللہ بن المرحل مصر سے برانیہ شامیہ منتقل ہو گئے جو اس سے پہلے ابن زملکانی کا مسند درس تھا ان کے حلب میں قاضی مقرر ہونے کے بعد یہ اسی مسند پر جلوہ افروز ہو گئے اور پڑھاتے رہے۔ رجب کے آواخر میں قاضی عز الدین بن بدر الدین بن جماعہ اپنے بیٹے کے ساتھ مصر سے چلے گئے ان کی مشایعت میں شیخ جمال الدین الدمیاطی اور طلباء کی ایک بڑی تعداد تھی جو سماع حدیث کے لئے آئی تھی، سو ان کو پڑھایا اور بہت فائدہ پہنچایا، اس کے بعد بروز بدھ ۹ شوال کو شیخ شمس الدین بن اصبہانی ابن الزملکانی کے حلب جانے کے بعد ان کی جگہ رواحیہ میں پڑھایا اور وہاں کے قضاۃ اور شیوخ کے پاس حاضری دی جن میں امام ابن تیمیہ سرفہرست تھے اسی علمی مجلس میں (عام اذا خص) اور (استثناء بعد النفی) پر بحث چل نکلی اور بہت طویل ہو گئی، اس علمی مجلس میں امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے دلائل کے ایسے انبار لگا دیے کہ حاضرین انگشت بدنداں رہ گئے اور ان کی علمی منزلت سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے، عید الفطر کی خبر دیر سے آئی یہاں تک کہ نماز عید دوسرے دن ادا کی گئی لوگوں نے مشتعل ہو کر بہت سارے موذنوں کو قید بھی کیا۔

۱۰ ذی قعدہ کو قافلہ حجاج روانہ ہوا امیر قافلہ صلاح الدین بن ایبک الطویل تھے اسی قافلہ میں صلاح الدین بن اوحد اور المنکورسی بھی تھے قاضی قافلہ شہاب الدین الظاہری تھے، ۱۷ ذی القعدہ کو حسام الدین قزوینی نے جو کہ طرابلس کے قاضی تھے قاسیون میں واقع رباط ناصری میں درس دیا، جمال الدین بن الشریشی نے المسروریہ کی تدریس کے بدلے انہیں یہ درس سونپا تھا اصل میں ان کے نام العفد رواحیہ اور ظاہریہ کی تدریس کا فرمان آیا تھا لیکن قاضی القضاۃ جمال الدین اور ان کے دونوں نائب ابن جملہ اور الفخر المصری آڑے آ گئے چنانچہ کمال الدین بن الشیرازی اور ان کے لئے ایک مجلس منعقد کی گئی اور اس کے ساتھ شامیہ برانیہ کی تدریس کا دستخط شدہ فرمان تھا چنانچہ ان دونوں کے ہاتھ سے معاملہ نکل گیا کیونکہ وہ اس مجلس میں اپنا استحقاق ثابت نہ کر سکے البتہ العفد رواحیہ اور الشامیہ ابن المرحل کو دے دیے گئے جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں اور المسروریہ قزوینی کے حوالہ کیا گیا اور انہوں نے یہ مدرسہ ابن الشریشی کو دے کر ان سے رباط ناصری لے لیا اور اسی روز اس میں درس دیا ان کے درس میں قاضی جلال الدین شریک ہوئے ان کے بعد ابن شریشی نے المسروریہ میں درس دیا ان کے درس میں بھی لوگ شریک ہوئے اسی ماہ بحکمی فوجی دستہ بھی واپس ہوا، ان کے بچوں اور دیگر لوگوں کی ایک بڑی تعداد گم ہو گئی تھی، چنانچہ اس دستے کے پیش امام نور الدین مہجری کو اس کے غلط کرداری کی وجہ سے گرفتار کر لیا گیا۔

**شیخ ابراہیم الصباح**...... ابراہیم بن منیر البعلبکی، بہت بڑے عارف تھے دعوت واصلاح کے سلسلہ میں بڑی شہرت کے حامل تھے امام تقی الدین ابن تیمیہ کے خواصوں میں سے تھے محرم کے ابتدائی ایام میں بدھ کی رات وفات پائی باب الصغیر کے قبرستان میں دفن ہوئے جنازے میں لوگوں کی کثرت کی وجہ سے تل دھرنے کی جگہ نہ تھی۔

**ابراہیم المولہ**...... کعبہ شرقی میں رہنے کی وجہ سے قمینی کہلاتے تھے، نماز کے پابند نہیں تھے جس کی وجہ سے تقی الدین ابن تیمیہ نے تائب کرایا اور بدست سزا بھی دی کیونکہ ذاکر کٹ جمع کرتے تھے جہاں بہت سارے لوگ ان کے تماشے دیکھنے کے لئے اکٹھے ہوتے تھے اسی مہینے میں ان کا انتقال ہوا۔

**شیخ عفیف الدین**...... محمد بن عثمان بن عمر المعلی الدمشقی کے نام سے پہچانے جاتے تھے امام مسجد تھے اور ابن الصلاح سے سنن بیہقی کی کچھ احادیث پڑھی ایک روایت کے مطابق صفر میں وفات پائے۔

**شیخ صالح وعابد زاہد عبداللہ بن موسیٰ**...... عبداللہ بن موسیٰ بن احمد الجزری، جامع دمشق میں مقیم تھے۔ بڑے باوقار اور سنجیدہ شخص تھے، گہرے مطالعے کے مالک تھے، معلومات کا ایک خزانہ اس کے پاس تھا شیخ تقی الدین ابن تیمیہ کے خواص میں سے تھے انہی کے خوشہ چین تھے بروز بدھ ۱۹ صفر کو وفات پائی اسی جامع دمشق ہی میں ان کا نماز جنازہ پڑھایا گیا اور باب الصغیر میں سپرد خاک ہوئے۔

**شیخ تقی الدین**...... تقی الدین ابن الصائغ المقری المصری کے نام سے پہچانے جاتے تھے، شافعی مسلک تھے اور قراء کے قافلے کا آخری

[illegible] صفر میں انتقال ہوا قرافہ میں دفن ہوئے نوے سال کی عمر پائی تھی ان کے بارے میں کسی نے کہا تھا کہ طویل عمر اور اچھے اخلاق و اعمال کے مالک تھے۔

**شیخ امام صدر الدین**...... ابوزکریا یحییٰ بن علی بن تمام بن موسیٰ الانصاری السبکی، شافعی المسلک تھے علم حدیث حاصل کیا فقہ اور اصول میں مہارت حاصل کی، سماجیہ میں پڑھاتے رہے ان کے بعد اس جگہ کو ان کے بھتیجے تقی الدین سبکی نے سنبھالی جو بعد میں شام کے قاضی بنے۔

**الشہاب محمود**...... علم انشاء پردازی میں چوٹی کے ماہرین میں سے تھے قاضی فاضل کے بعد اس میں ان کا کوئی ہمسر نہ تھا بہت سارے قصائد بھی کہے، امام شہاب الدین ابو الثناء کنیت محمود بن سلمان بن فہد الحلبی الدمشقی، ۶۴۴ھ میں حلب میں پیدا ہوئے علم حدیث پڑھی اور لغت ادب اور شعر میں مہارت حاصل کی، انشاء پردازی اور نثر و نظم میں ان کو ید طولیٰ حاصل تھا، اور پچاس سال تک انشاء پردازی کا کام انجام دیتے رہے، پھر دمشق کی جاسوسی کتابت پر مقرر ہو گئے، آٹھ سال کے بعد ہفتہ کی رات بائیس شعبان کو وفات پا گئے، اسی سال عمر پائی اور مقصور کے قرب میں جگہ پائی۔

**شیخ عفیف الدین الآمدی**...... دار الحدیث ظاہریہ کے شیخ عفیف الدین اسحاق بن یحییٰ بن اسحاق بن ابراہیم بن اسماعیل الآمدی، ۶۲۰ھ کو ولادت ہوئی، بہت سارے محدثین سے علم حدیث پڑھا جن میں سے یوسف بن خلیل، مجد الدین ابن تیمیہ سرفہرست ہیں بڑے خوش رو اور کریمانہ اخلاق والے تھے، ۲۲ رمضان بروز پیر وفات پائی قاسیون میں مدفون ہوئے فخر الدین رئیس نجوم کے والد تھے ان کی وفات سے ایک دن قبل معین الدین یوسف بن زغیب الرحبی مشہور تاجر فوت ہو گئے۔

**بدر العوام**...... محمد بن علی حنفی تھے کریمانہ صفات کے مالک تھے یمن کے تجار کے سربراہ تھے ایک مرتبہ بحری سفر میں کشتی ڈوبنے میں ان کے ساتھ ڈوبے موت کے قریب تھے کہ نکالے گئے، بڑے دیانتدار تھے قرآن کی تلاوت بہت کرتے تھے تیرہ حج کیے، ۸۸ سال (اٹھاسی) کی عمر پائی، شیخ تقی الدین ابن تیمیہ کے درس میں شریک ہوتے تھے اور اسی میں فوت ہو گئے۔

**الشہاب احمد بن عثمان الامشاطی**...... شعر و شاعری کی اقسام ازجال، موشحات، موالیا، دوبیت، بلالیق کے ادیب اور ان کے فنون کے جاننے والوں کے ماہر استاذ تھے، ساٹھ سال ان کی عمر میں وفات ہوئی۔

**قاضی صدر الدین**...... صدر الدین سلیمان بن ہلال بن شبل بن فلاح بن خصیب جعفری شافعی معروف خطیب داریا، ۶۴۲ھ کو ان کی ولادت ہوئی، بصرہ کے علاقے میں اپنے والد کے ساتھ صالحیہ کا سفر کیا وہاں شیخ نصر بن عبید سے قرآن پڑھا شیخ محی الدین النووی سے حدیث پڑھی شیخ تاج الدین وغیرہ سے بھی شرف تلمذ حاصل کیا، داریا میں خطیب مقرر ہو گئے پھر وہاں سے لوٹنے کے بعد قاضی ابن صصری کے نائب رہے، بڑے زاہد تھے کوئی تفریح پسند نہیں کرتے تھے جعفر طیار سے ان کا نسب ملتا ہے، ان کے درمیان دس اجداد گزرے تھے پھر عقیبہ کی خطابت پر فائز ہونے کی وجہ نیابت ترک کی اور اسی پر اکتفاء کرتے رہے۔

جمعرات کی رات پانچ ذی قعدہ کو وفات پائی باب الصغیر میں مدفون ہیں، ان کی خطابت پر ان کے بیٹے مقرر ہو گئے۔

**احمد بن صبیح المؤذن**...... دمشق کے جامع مسجد کے مؤذن تھے بڑی پیاری آواز رکھتے تھے اور خوش الحان تھے ۶۵۰ھ میں ان کی ولادت ہوئی حدیث پڑھی اور پڑھائی ان کے اساتذہ میں ابن عبد الدائم وغیرہ شامل ہیں ان کے والد شہدہ بنت کمال الدین التفلیسی نئی صورت کے سوالی تھے فخر الدین الکرخی کی بیوی تھی، مسجد کی خدمت اور اذان میں وقت گزارا نائب سلطان کے پاس بھی بڑی طویل عرصہ مؤذن رہے، شوال یا ذی الحجہ میں وفات ہو گئے باب الفرادیس کے قبرستان میں مدفون ہوئے۔

**خطاب بانی خان خطاب**...... امیر عز الدین خطاب بن محمود بن مرتعش العراقی کے نام سے مشہور تھے، بڑے دولت مند تھے حمام جو کہ السماق میں واقع تھا ان کا ایک مشہور مسافر خانہ سرائے تھا، برج الصغیر کے نام سے مشہور تھا جہاں بہت سارے مسافر ٹھہرتے تھے سترہ ربیع الآخر کو وفات ہوئے اور قاسیون میں دفن کیا گیا۔

**رکن الدین خطاب بن الصاحب کمال الدین**...... ابن خطاب الرومی کے بھتیجے تھے جو سبیہ اس کے خانقاہ کے مسند نشین تھے حجاز کے سفر میں کرک کے مقام پر وفات ہوئے، جعفر اور ان کے دیگر اصحاب کے قریب میں دفن کیے گئے ذی قعدہ کے اواخر میں وفات پائی۔

**بدر الدین ابو عبد اللہ**...... محمد بن کمال الدین احمد بن ابی الفتح بن ابی الوحش اسد بن سلامہ بن سلیمان بن فتیان الشیبانی المعروف بابن العطار، ۶۴۷ھ میں پیدا ہوئے، حدیث پڑھی خطاطی سیکھی، شعر کہا، افرم کے دور میں ان کی بڑی آؤ بھگت تھی، بڑے دولت مند تھے، تواضع اور خوش اخلاقی ان میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی قاسیون میں دفن ہو گئے۔

**قاضی محی الدین**...... ابو محمد بن الحسن بن محمد بن عمار بن فتوح الحارثی زبدانی کے قاضی تھے پھر کرک کے قاضی مقرر ہو گئے اور وہیں پر بیس ذی الحجہ کو وفات پائی، یوم ولادت ۶۴۵ھ تھا علم حدیث میں مہارت حاصل کی متواضع اور زاہد تھے شیخ جمال الدین ابن قاضی الزبدانی مدرس ظاہریہ کے والد تھے۔

## آغاز ۷۲۶ھ

اس سال کے آغاز پر وہی پچھلے سال والے حکام تھے سوائے دمشق کے خفیہ منشی شہاب الدین محمود کے ان کی وفات ہو چکی تھی ان کا عہدہ ان کے بیٹے الصدر شمس الدین نے سنبھالا، اس سال تاجر دھوسہ جامع سے دھوسہ سوق علی تک عورتوں کے سلے ہوئے کپڑے لے کر لوٹے، ۸ محرم بروز بدھ ظاہریہ کے شیخ الحدیث کا عہدہ شیخ شہاب الدین بن جہبل نے عفیف اسحاق کی وفات کے بعد سنبھالا اور قدس شریف صالحیہ میں تدریس چھوڑ دی، دمشق اختیار کر لیا ان کے پاس قضاۃ اور اعیان حاضر ہوئے اس سال کی ابتداء میں وہ حمام کھولا گیا جسے امیر سیف الدین جوبان نے اپنے گھر کے پڑوس میں دار جالق کے قریب بنایا تھا اس کے دو دروازے تھے ایک مسجد وزیر کی طرف تھا اس سے بڑا نفع حاصل ہوا، ۱۳ صفر بروز پیر الصاحب غبریال مصر سے ڈاک کی سواری پر حسب عادت دمشق کی کچہریوں کی نگرانی کے لئے متوجہ ہوا اور کریم الصغیر وہاں سے چلا ہوا لوگ بہت خوش ہوئے، ۱۲ ربیع الاول منگل کی صبح ناصر شرف ابو الفضل بن اسماعیل بن ہیتی کو سوق الخیل میں اس کے کفر اور اللہ تعالیٰ کی آیات کی تحقیر و اہانت اور زندقہ جیسے نجم بن خطایا، شمس محمد باجریقی، ابن معمار بغدادی کے ساتھ نشست و برخاست کی وجہ سے قتل کیا گیا ان لوگوں میں کج روی، زندقہ لوگوں کے درمیان مشہور تھا۔

شیخ علم الدین برزالی فرماتے ہیں کہ یہ مذکورہ شخص جس کی گردن کفر و دین کے ساتھ مذاق نبوت اور قرآن کی اہانت کی وجہ سے ماری گئی اور فرماتے ہیں کہ میں اس کے قتل میں علماء اکابر اعیان حکومت حاضر تھے انہوں نے کہا کہ ابتداء میں اس شخص نے التنبیہ کتاب یاد کی تھی قرآن کے ختم پر بڑی اونچی آواز سے پڑھتا تھا وہ بڑا ذہین اور سمجھدار تھا مدارس اور قبرستانوں میں ٹھکانہ رکھتا پھر یہ سب چیزیں اس سے چھوٹ چھاٹ گئیں اس کا قتل اسلام کی عزت اور زندقہ و اہل بدعت کو ذلیل کرنے کے لئے تھا۔

میں ابن کثیر کہتا ہوں کہ میں بھی اس کے قتل میں حاضر تھا اس دن ہمارے استاد ابو العباس ابن تیمیہ بھی موجود تھے وہ اس کے پاس آئے اور اسے تنبیہ کیا جو اس سے کفر صادر ہوا تھا قتل سے پہلے ہوا پھر اس کی گردن اڑا دی گئی میں یہ منظر دیکھ رہا تھا ربیع الاول میں دمشق سے کتے نکالنے کا حکم صادر ہوا، لوگ ان کو باب الصغیر کی جانب خندق میں شرقی دروازے سے ڈالتے تھے، کتے ایک طرف اور کتیاں دوسری طرف اور یہ کام دکانوں والوں پر لازم کیا اس معاملہ میں ان پر بہت زیادتی کی گئی، ربیع الاول میں شیخ علاء الدین مقدسی معید البادرائیہ قدس شریف صالحیہ کے شیخ الحدیث مقرر ہوئے انہوں نے اس کا سفر کیا اور جمادی الآخرہ میں قرطائی طرابلس کی ولایت سے معزول ہوا اور طینال اس عہدے پر فائز ہوا اور قرطائی کو دمشق میں حمزہ الترکمانی کے قلعہ دمشق میں قید ہو جانے کی وجہ سے مقرر کیا گیا، برزالی فرماتے ہیں کہ سولہ شعبان عصر کے قریب بروز پیر شیخ العالم العلامہ تقی الدین ابن تیمیہ قلعہ

دمشق میں بھجوا دیئے گئے ان کے پاس نائب سلطنت کی طرف سے تنکز، اوقاف کا نگران اور ابن الخطیری آئے، جب انہوں نے شیخ کو خبر دی کہ اس بارے میں بادشاہ کا خط آیا ہے اور انہوں نے اپنے ساتھ ان کے سوار ہونے کے لئے سواری لائی تو شیخ نے اس پر خوشی اور مسرت کا اظہار کیا اور فرمایا کہ میں اس کا منتظر تھا اس میں بہت خیر اور بڑی مصلحت ہوگی۔

اور سب شیخ کے گھر سے سوار ہو کر باب القلعہ تک گئے اور ان کے لئے ہال خالی کیا گیا اور اس میں پانی چھوڑا گیا اور ان کو وہیں ٹھہرنے کا حکم تھا ان کے ساتھ ان کے بھائی زین الدین بھی سلطان کی اجازت سے مقیم ہو گئے اور ان کے لئے بقدر کفایت چیزوں کا حکم دیا گیا جو ان کی ضرورت تھیں۔ مذکورہ مہینے کی دس تاریخ بروز جمعہ جامع دمشق میں سلطان کا خط منبر پر پڑھ کر سنایا گیا اور اس کا سبب وہ فتویٰ تھا جو شیخ کے خط کا لکھا ہوا سفر میں پایا گیا اور انبیاء اور صالحین کی قبروں کی زیارت کے لئے سفر کرنے کے بارے میں تھا اور فرماتے ہیں کہ نصف شعبان بروز بدھ قاضی القضاۃ شافعی نے شیخ تقی الدین کے ساتھیوں کی ایک جماعت کو حکم کے جیل خانے میں بند کرنے کا حکم دیا اور یہ نائب سلطنت کے حکم اور اجازت سے تھا جو شریعت ان کے بارے میں فیصلہ کرتی ہے اور ایک جماعت کو سواریوں پر بٹھا کر سزا دی گئی اور ان پر آواز لگائی گئی پھر چھوڑ دیا گیا سوائے شمس الدین ابن قیم الجوزیہ کے، انہیں قلعہ میں قید کر دیا گیا اور معاملہ ختم ہو گیا۔ رمضان میں خبر پہنچی کہ ایک چشمہ مکہ کی طرف جاری کر دیا گیا ہے اور اس سے بہت زیادہ نفع ہوا ہے یہ چشمہ قدیم زمانے سے [illegible] کے نام سے مشہور ہے اسے امیر جوبان نے [illegible] اللہ تعالیٰ سے ثواب حاصل کرنے کے لئے [illegible] اور [illegible] تک پہنچ گیا جس سے فقیر، ضعیف اور شریف سب نے پانی پیا [illegible] بہت [illegible] کرنے لگے [illegible]۔

اور اس سال [illegible] سال کی ابتداء سے شروع ہو کر [illegible] آخر تک [illegible] اس سال [illegible] پانی کم ہو گیا [illegible] اس ملک سے [illegible] ہلاک ہو جاتے [illegible] جیسا کہ ہم نے ۷۱۶ھ میں [illegible] اس کا مشاہدہ کیا ہے۔

سلطان کا نائب [illegible] کے پاس آیا [illegible] [illegible] شہاب الدین [illegible] [illegible] شیخ [illegible] الدین [illegible] کی وفات ہو گئی [illegible] انہوں نے [illegible] کیا۔

۔۔۔ [illegible] قاضی شمس الدین [illegible] قاضی القضاۃ جلال الدین [illegible] [illegible] سیف الدین [illegible] مصر سے [illegible] سال [illegible] سلطان کے [illegible] فخر الدین [illegible] صدر الدین [illegible] نے [illegible]۔

۔۔۔ [illegible] شیخ [illegible] ابن تیمیہ کی [illegible] کی [illegible] شیخ [illegible] الدین نے [illegible] کتاب [illegible] ایک دن شیخ [illegible] الدین کے پاس [illegible] [illegible] سلطنت [illegible] قاضی جمال الدین [illegible] [illegible] زیارت کے بارے میں [illegible] جواب [illegible] ابن تیمیہ کے [illegible] [illegible] انبیاء کی قبروں کی زیارت [illegible] شیخ ابن تیمیہ [illegible] انبیاء [illegible] قبروں کی زیارت [illegible] زیارت کے لئے سفر کرنے [illegible] ہیں

[illegible] کتابیں اور بہت سی [illegible] ہیں [illegible] مصیبت [illegible] [illegible] کی نیابت [illegible] کی [illegible] کے سامنے [illegible] تھے ہیں۔

[illegible] شیخ [illegible] نے [illegible] کا لقب [illegible] [illegible] ان [illegible] عاجز [illegible] ہو گئی [illegible] [illegible] کر دیا۔

## اس سال فوت ہونے والے نامور حضرات

**ابن المطہر الشیعی جمال الدین** ...... ابو منصور حسن بن یوسف بن مطہر الحلی عراقی شیعہ [illegible] شیعوں کے مقتدا ہیں ان کی بہت سی تصانیف ہیں [illegible] اصول [illegible] ان کی [illegible] تعلیقات [illegible] کتاب [illegible] منہاج الاستقامۃ [illegible] ابن تیمیہ [illegible] رمضان المبارک ۶۴۸ھ میں پیدا ہوا [illegible] ۲۰ محرم کو فوت ہو گیا [illegible] سے حاصل کر لیں۔

**الشمس الکاتب** ...... محمد بن [illegible] کے نام سے مشہور [illegible] میں [illegible] باب الصغیر کے قریب دفن کیا گیا۔

**عز حسن بن احمد بن زفر** ...... [illegible] سال کی عمر میں [illegible] باب الصغیر کے قریب دفن ہوئے۔

**امام شمس الدین سالم بن ابی الدر** ...... عبدالرحمن بن [illegible] شافعی [illegible] باب الصغیر کے پاس دفن ہوئے۔

**شیخ [illegible]** ...... [illegible] قرآن مجید پڑھاتے [illegible] ان کی زیارت کے لیے لوگ آتے [illegible] باب الصغیر کے پاس دفن ہوئے [illegible] تھا۔

**شیخ قطب الدین یونینی:** ... الشیخ الامام العالم المؤرخ مصنف قطب الدین ابو الفتح موسیٰ ابن الشیخ الفقیہ الحافظ الکبیر شیخ الاسلام ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن عبد اللہ بن عیسیٰ بن احمد بن محمد البعلبکی الیونینی الحنبلی ۶۴۰ھ میں دمشق میں دار الفضل میں پیدا ہوئے۔ آپ نے بہت سے سماعات کئے اور [illegible] ان کے والد اور ابن عساکر کے پاس لے گئے اور ان کے لئے روایت حدیث کی اجازت حاصل کی، آپ نے [illegible] اور مرتب کیا اور اس سے حاشیہ لکھا جو مفید باتوں پر مشتمل ہے، آپ کی عبارت خوبصورت اور عمدہ ہے، اس حاشیہ میں انہوں نے بڑی اچھی باتیں [illegible] ذکر کی ہیں، کثرت سے عبادت کرنے والے اور خوبصورت جماعت والے تھے [illegible] پر اتفاق کرتے تھے۔ شوال [illegible] بروز جمعرات کو انتقال ہوا۔ [illegible] بھائی شیخ شرف الدین کے [illegible] دفن کئے گئے [illegible]

**قاضی القضاۃ ابن مسلم:** ... شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن مسلم بن مالک بن مزروع بن جعفر الصالحی الحنبلی ۶۶۲ھ میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد جو کہ نیک آدمی تھے ۶۶۸ھ میں انتقال کر گئے۔ انہوں نے یتیم اور فقیر ہونے کی حالت میں پرورش پائی پھر تحصیل علم میں مشغول ہو گئے اور علم حاصل کیا، بہت سے اساتذہ سے حدیثیں سنیں [illegible] علم سے لوگوں کو فائدہ پہنچانے کے لئے مشغول رہے [illegible] ان کی شہرت ہوئی، جب ۷۱۵ھ میں تقی سلیمان کا انتقال ہوا تو حنابلہ کا عہدہ قضا ان کے سپرد ہوا [illegible] طریقہ سے اس کی ذمہ داریوں کو نبھایا [illegible] اس سال حج کے لئے تشریف لے گئے [illegible] رسول اللہ ﷺ کی زیارت کی اور ان کی مسجد میں نماز پڑھی [illegible] جب [illegible] آپ کا انتقال ہوا [illegible] کے مقام پر ان کی نماز جنازہ ادا کی گئی [illegible] کی قبر کے مشرق میں [illegible] کے سال میں موت پائی [illegible] ان کے بعد قضا کا عہدہ عز الدین بن التقی سلیمان کو سونپا گیا۔

**القاضی نجم الدین:** احمد بن عبد المحسن بن حسن بن معالی الدمشقی الشافعی ۶۳۲ھ میں پیدا ہوئے۔ تاج الدین الفزاری کے پاس تحصیل علم کے لئے تشریف لے گئے اور علم حاصل کیا [illegible] حاصل کی [illegible] دمشق واپس آئے [illegible] ایک عرصے تک قضا [illegible] جامع [illegible] ان کی نماز جنازہ [illegible] باب الصغیر میں دفن کئے گئے۔

**ابن قاضی شہبہ:** الشیخ الامام العالم [illegible] ۶۵۲ھ میں [illegible] پیدا ہوئے [illegible] دمشق میں تحصیل علم کے لئے شیخ تاج الدین الفزاری کے پاس [illegible] بہت [illegible] تحصیل [illegible] شیخ شرف الدین [illegible] علم حاصل کیا [illegible] ان کے بھائی شیخ شرف الدین کی صحبت [illegible] قضا [illegible] آپ [illegible] مشغول [illegible] آپ کی [illegible] مشغولیات [illegible] مدرسہ [illegible] باب الصغیر [illegible] دفن ہوئے۔

**الشرف یعقوب بن فارس:** اسی سال الشرف یعقوب [illegible] کی وفات ہوئی [illegible] آپ قرآن کے حافظ [illegible] شیخ [illegible] دمشق کی [illegible] ان کے پاس بہت [illegible]

[illegible] شیخ تقی [illegible] تحصیل [illegible] بعد [illegible] کا انتقال ہو گیا ہے۔

**الحاج ابو محمد بن [illegible] الاسعردی** اسی سال الحاج ابو بکر بن [illegible] الاسعردی کی وفات ہوئی، آپ کے اموال بہت سے تھے اور [illegible] کرتے تھے ان کے [illegible] صدقات بھی بہت تھیں، آخری عمر میں یہ سب [illegible] جاتا رہا اور قریب تھا کہ آپ کا حال [illegible] مگر اللہ تعالیٰ نے وفات کے ذریعہ ان کی تلافی فرما دی۔

## آغاز ۷۲۷ھ

اس سال کی ابتداء جمعہ کے دن ہوئی اور حکام، خلیفہ، سلطان، نائب اور قاضی وہی تھے جن کا پچھلے سال تذکرہ ہوا سوائے حنبلی کے جیسا کہ پہلے گذر چکا ہے، ۸ محرم کو ارغون نائب مصر، مصر میں آیا تو اسے گرفتار کر کے قلعہ میں داخل کر دیا گیا پھر دو دن بعد چھوڑ دیا گیا، سلطان نے اسے حلب کے نائب کے پاس بھیجا اور دمشق سے ۱۳ محرم جمعہ کی رات کے وقت گزرا تو نائب سلطنت نے اسے [illegible] کے پاس [illegible] گزار کر [illegible] کی طرف چل پڑا، اس سے ایک دن پہلے [illegible] نے مصر کا [illegible] حلب کے نائب علاء الدین الطنبغا حلب سے [illegible] کی طرف سوار ہوا [illegible] کی معیت اختیار کر لی۔

بروز بدھ ۲۱ ربیع الاول کو قاضی [illegible] عز الدین محمد بن التقی سلیمان بن حمزہ الحنبلی کی تقرری کا حکم نامہ پڑھا گیا جو خطابت کے لیے [illegible] ابن مسلم کی جگہ مقرر ہوئے [illegible] قضاۃ اور اہل حکومت کے [illegible] موجود تھے انہوں نے فیصلہ کرنے کا آغاز کیا [illegible] سے پہلے [illegible] [illegible] کے [illegible] ابن [illegible] کے متعلق [illegible] آیا کہ [illegible] مقرر کیا جائے اور [illegible] قضاۃ حنفی دمشق کے نائب کے طور پر [illegible] کر دیا گیا [illegible] ہیں۔

[illegible] مصر سے شام [illegible] کی طرف سے [illegible] ماہ جمادی الاول کے مہینے میں [illegible] شام میں [illegible] [illegible] بروز جمعرات قاضی [illegible] حنبلی نے [illegible] کی نیابت [illegible] کے پاس [illegible] کی ایک جماعت حاضر ہوئی [illegible] جمادی الاولیٰ میں بروز جمعہ قاضی قزوینی شافعی کو مصری [illegible] کا حکم [illegible] آیا تو وہ رجب کے آغاز میں مصر میں داخل ہوئے تو انہیں مصر کے چیف جسٹس کی خلعت پہنائی گئی اور ساتھ ہی [illegible] کا فیصلہ [illegible] [illegible] گئے [illegible] کر [illegible] تھا انہوں نے ان کا [illegible] تھے [illegible] ایک [illegible] کے [illegible] کے ساتھ [illegible] دمشق کی جامع اموی کا خطیب [illegible] کے ساتھ اسے شام [illegible] کی [illegible] کہ ان کے [illegible] [illegible] کے [illegible] رجب کے [illegible] قضاۃ [illegible] اور [illegible] ان کے پاس حاضر ہوئے۔

[illegible] میں امیر سیف الدین [illegible] الساقی [illegible] کی سلطان کی [illegible] سے [illegible] ہوئی جس میں [illegible] کی [illegible] کی [illegible] امیر [illegible] [illegible] کا [illegible] نائب شام کی [illegible] سے [illegible] کے [illegible] [illegible] [illegible] خلعت [illegible] گئی۔

[illegible] میں بہت [illegible] ایک [illegible] کی [illegible] [illegible] [illegible] کے بعد [illegible] کرنے کا حکم [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] سے پہلے [illegible] جب [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] جس سے [illegible] [illegible] کی [illegible]

وہاں کے بند قیدی نکل کھڑے ہوئے، نائب البلد کو یہ بات پہنچی اور اسے یقین ہو گیا کہ یہ وہی قید خانے ہوں گے جس میں امراء قید تھے تو اس نے شہر میں قتل و قتال اور تخریب کاری کی اجازت دے دی، پھر یہ خبر سلطان کو پہنچی تو اس نے جلدی سے وزیر طیبغا جمالی کو روانہ کیا جس نے آ کر باغیوں کو قتل کیا اور مالی مطالبات کئے قاضی اور اس کے نائب کو سزا دی اور انہیں معزول کر دیا بہت سے اکابر کی توہین کی اور ان پر بھاری جرمانے عائد کئے، متولی کو معزول کیا لیکن پھر اسے بلایا گیا اس کے بعد بہاء الدین علم اخناتی شافعی نے عہدہ قضاء سنبھالا جو بعد میں دمشق کے قاضی بنے، اسکندریہ کے قاضیوں کو جن میں مالکی اور اس کے نائب تھے معزول کیا انہیں بیڑیاں پہنا کر ذلیل کیا اور ابن الحسنی کو کئی مرتبہ سزا دی۔

۲۰ شعبان بروز ہفتہ حلب کے قاضی القضاۃ ابن زملکانی ڈاک کی سواری پر دمشق پہنچے دمشق میں چار دن ٹھہر کر پھر مصر کا رخ کیا تاکہ قضاۃ شام کی قضاء کا عہدہ سلطان کی موجودگی میں سنبھال سکیں، اتفاق سے قاہرہ پہنچنے سے پہلے ہی فوت ہو گئے:

وحیل بینھم وبین ما یشتھون کما فعل باشیاعھم من قبل انھم کانوا فی شک منہ مریب (سورہ سبا ۵۴)

۲۹ شعبان بروز جمعہ صدر الدین مالکی نے شیخ الشیوخ کے عہدہ کے ساتھ قضاۃ المالکیہ کی قضاء کا عہدہ سنبھالا لوگ اس کے پاس حاضر ہوئے اس کے متعلق حکم نامہ زرعی کے مصر چلے جانے کے بعد پڑھا گیا نصف رمضان میں قاضی الحنفیہ عماد الدین ابو الحسن علی بن احمد بن عبد الواحد طرسوی دمشق پہنچے جو قاضی القضاۃ صدر الدین علی بصری کے نائب تھے تو اس کے بعد ان سے منصب کا حلف لیا گیا اور جامع میں ان کا حکم نامہ پڑھا گیا انہیں خلعت دی گئی اور انہوں نے عدالت سنبھالی، اور قاضی عماد الدین بن العز کو نائب بنایا اور اس عہدہ پر جچتے ہوئے نوریہ میں درس دیا ان کی سیرت قابل قدر ہے۔

رمضان میں فرنگی تاجروں کے ساتھ قیدیوں کی ایک جماعت آئی یہ لوگ مدرسہ عادلیہ کبیرہ میں اترے انہوں نے قیدیوں کے عوض تقریباً ۶۰ ہزار دراہم کے بدلے آزادی کا مطالبہ کیا اور جو اس بات کا سبب بنا اس کے لئے بہت سے دعائیں ہوئیں، ۱۰ شوال شامی قافلہ حجاز کی طرف نکلا اس کا امیر سیف الدین بالیان محمدی تھا اور قاضی بدر الدین محمد بن محمد قاضی حران تھا شوال میں ہی شافعیہ کی قضاء کا حکم نامہ بنام جمال الدین ابن قاضی القضاۃ ابن عز الدین بن صائغ دمشق پہنچا اس کے ساتھ خلعت بھی تھی تو انہوں نے اس کا تختی سے انکار کیا، اہل حکومت نے بہت اصرار کیا لیکن انہوں نے قبول نہیں کیا وہ بہت روئے ان کا مزاج متغیر ہو گیا اور وہ غصہ سے بھر گئے جب ان کا اسی پر اصرار رہا تو تنکز نے سلطان سے مراجعت کی۔

پھر جب ذیقعدہ کا مہینہ آیا تو علاء الدین علی بن اسماعیل قونوی کو شام کا قاضی مقرر کرنے کی خبر مشہور ہو گئی تو وہ مصر سے اس کی طرف روانہ ہوئے راستہ میں قدس کی زیارت کی اور بروز پیر ۲۶ ذیقعدہ دمشق میں داخل ہوئے نائب سلطنت سے ملاقات کی خلعت پہنی، حاجیوں اور اہل حکومت کے ساتھ سوار ہو کر عادلیہ پہنچے وہاں ان کی قضاء کا حکم نامہ پڑھا گیا اور حسب عادت انہوں نے فیصلے کئے لوگ ان سے بہت خوش ہوئے کیونکہ وہ راست رو، شیریں کلام، نرم طبیعت والے اور محبت کرنے والے تھے ان کے بعد مصر میں شیخ الشیوخ کے عہدہ پر مجد الدین اقصرائی صوفی شیخ سریاقوس فائز ہوئے۔

۲۳ ذی قعدہ بروز ہفتہ قاضی محی الدین بن فضل اللہ نے خلعت پہنی، جو انہیں ابن شہاب محمود خفیہ منشی کے عوض میں دی گئی اور ان کا بیٹا شرف الدین بکر قریب کی کتابت کے عہدہ پر قائم رہا اسی سال ابن زملکانی کی جگہ قاضی فخر الدین بارزی حلب کے قاضی مقرر ہوئے، ذی الحجہ کے پہلے عشرے میں جامع اموی کی شمالی دیواروں کی سنگ مرمر سے چنائی کا کام ختم ہوا، تنکز آیا تو اسے دیکھتے ہی بہت خوش ہوا اور اس کام کے نگران تقی الدین بن مراجل کی قدر دانی کی ادھر بقر عید کے دن حمص شہر میں سخت سیلاب آیا وہاں کے باشندے بھاگ کھڑے ہوئے شہر میں نمازیں اور عید الاضحی نہیں ہوئی، برسوں سے اس جیسا سیلاب نہیں دیکھا گیا جس کی وجہ سے وہاں کی بستیاں اور باغات تباہ ہو گئے، فانا للہ وانا الیہ راجعون۔

## اس سال فوت ہونے والے نامور حضرات

**امیر ابو یحییٰ:** ...... زکریا بن احمد بن محمد بن عبد الواحد ابو حفص ہنتانی لحیانی المغربی، بلاد مغرب کے امیر تونس میں پیدا ہوئے، تاریخ ولادت

کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ ۶۵۰ھ تھی، فقہ و عربی پڑھی، تیونس کے بادشاہ ان کی تعظیم و تکریم بجالاتے تھے کیونکہ ان کا تعلق شاہی گھرانے سے تھا پھر اہل تیونس نے ۶۹۴ھ میں ان سے بادشاہت کی بیعت لی وہ بڑے بہادر اور ہر کام میں آگے بڑھنے والے تھے، یہی پہلے شخص ہیں جنہوں نے خطبہ سے ابن التومرت کا ذکر ختم کیا جو کہ ان کے دادا ابن التومرت کے خاص آدمیوں میں سے تھے اسی سال اسکندریہ میں فوت ہوئے۔

**شیخ صالح ضیاء الدین** ...... ضیاء الدین ابو الفداء اسماعیل بن رضی الدین ابو الفضل المسلم بن الحسن بن نصر دمشقی، جو ابن الحموی سے معروف ہیں ان کے والد اور دادا ان مشہور تاجروں میں سے تھے جو قدر کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے وہ کثرت سے تلاوت، نماز، روزے، سخی صدقہ اور فقراء و ضعفاء کے ساتھ احسان کرنے والے تھے، ۶۲۸ھ میں پیدا ہوئے کئی شیوخ سے حدیث کا سماع کیا، برزالی ان کے لئے مشیخت میں تخریج لائے تو ہم نے ان سے سنا، آپ اہل دمشق کے سربرآوردہ لوگوں میں سے تھے ۲۳ صفر بروز جمعہ فوت ہوئے، جمعہ کی صبح جنازہ پڑھا گیا اور باب الصغیر میں دفن ہوئے انہوں نے حج کیا اور بیت اللہ کے پڑوس میں رہے بیت المقدس کی زیارت کی اور ایک عرصہ تک وہاں مقیم رہے، ۷۰ سال کی عمر میں وفات پائی ان کے والد فرماتے ہیں کہ جب ان کی پیدائش ہوئی تو نیک فال کے طور پر قرآن مجید کھولا گیا تو یہ آیت سامنے آئی: تمام تعریف اس ذات کے لئے جس نے مجھے بڑھاپے کی عالم میں اسماعیل و اسحاق جیسے فرزندوں سے نوازا (ابراہیم ۳۹) تو انہوں نے ان کا نام اسماعیل رکھا اور دوسرے بیٹے کا اسحاق، یہ ایک اچھا اتفاق ہے، رحمہم اللہ تعالیٰ۔

**شیخ علی الحارثی** ...... علی بن احمد بن حوش ہلالی ان کے دادا اصلاً اہل بسوق گاؤں کے تھے وہاں سے والد قدس میں مقیم ہو گئے انہوں نے ایک دفعہ حج کیا اور وہیں مکہ کے پڑوس میں رہنے لگے اس کے بعد پھر حج کیا وہ مشہور نیک آدمی تھے حارثی سے جانے پہچانے جاتے تھے، کیونکہ وہ کثرت سے کلمہ طیبہ کا ورد کرتے اور جو ذکر کرتے ان پر وقار اور ہیبت ظاہر ہوتی ایسی گفتگو کرتے جس سے جہنم کا خوف اور اس سے بچاؤ کی تعلیم اور [illegible] والے اعمال سے بچنے کی ترغیب ہوتی، وہ ابن تیمیہ کی مجلس میں پابندی سے بیٹھتے، ان کی وفات ۲۳ ربیع الاول بروز [illegible] کو ہوئی، اور دامن کوہ میں شیخ موفق الدین کی قبر کے پاس دفن ہوئے ان کا جنازہ [illegible] بارونق تھا۔

**الملک الکامل ناصر الدین** ...... ابو المعالی محمد بن الملک سعید فتح الدین عبد الملک بن سلطان ملک صالح اسماعیل ابی الجیش بن الملک عادل ابی بکر بن ایوب، امیر کبیر اور شہزادے تھے، شہر کے خوبصورت شخص تھے، ذکی ذہین، اچھے معاملہ اور نرم کلام کرنے والے تھے جس میں بہت سی دلچسپ باتیں اور واقعات اپنے دادا کی تیز سمجھ سے بیان کرتے، وہ حمص میں تھے اور لوگوں میں سب سے زیادہ اونچی تھے، ۲۲ جمادی الاولیٰ بدھ کی شام فوت ہوئے اور [illegible] کے جامع کی آنگن میں جمعرات ظہر کے بعد جنازہ پڑھا گیا پھر لوگوں نے انہیں ان کے دادا کامل کے پاس دفن کرنے کا ارادہ کیا لیکن اس کا موقع نہ مل سکا تو انہیں ام صالح والے قبرستان میں دفن کیا گیا اللہ تعالیٰ ان سے درگزر فرمائے، انہوں نے حدیث کا بہت زیادہ سماع کیا ہم نے بھی ان سے بہت اچھی چیزیں سنیں ان کے بیٹے صلاح الدین ان کے بعد طبلخانہ کی امارت پر فائز ہوئے اس نے اپنے بھائی سے اچھا سلوک کیا اور دونوں نے شاہی نعمتیں دیکھیں۔

**شیخ امام نجم الدین** ...... احمد بن محمد بن ابی الحزم قرشی مخزومی، عمدہ یادداشت، فقیہ تھے وہ بڑے مشہور شافعی المسلک تھے وسیط اور حاوی کی دو جلدوں میں شرح لکھی، مصر میں تدریس و قضاء کی خدمات سر انجام دیں، آپ وہاں کے کوتوال تھے، ان کی سیرت و کردار قابل قدر ہے ان کے بعد نجم الدین بن عقیل قاضی اور ناصر الدین بن قار السطوق محتسب بنے ان کی رجب میں وفات ہوئی، عمر ۸۰ سال سے متجاوز تھی قرافہ میں دفن ہوئے۔

**شیخ صالح ابو القاسم** ...... عبد الرحمٰن بن موسیٰ بن خلف حزامی، مصر کے مشہور نیک آدمی، روضہ میں وفات ہوئی ان کا جنازہ دریائے نیل کے کنارے لے جایا گیا جہاں جنازہ ادا ہوا، لوگوں نے سروں اور ہاتھوں پر ان کا تابوت اٹھایا ابن ابی حمزہ کے پہلو میں دفن ہوئے، عمر ۸۰ سال کے

قریب تھی، لوگ ان کی زیارت کے قصد سے آتے تھے۔

**قاضی عزالدین** ...... عبدالعزیز بن احمد عثمان بن عیسیٰ بن عمر بن خضر ھکاری شافعی محلہ کے قاضی، وہ اچھے قاضی تھے، رمضان میں جمع ہونے کے بارے میں انہوں نے ایک کتاب تصنیف کی، کہا جاتا ہے کہ انہوں نے اس میں ایک ہزار احکام مستنبط کئے اور بہت سی عمدہ کتابیں تلخیص کی جن میں ہمارے شیخ المزی کی کتاب "کتاب التہذیب" بھی ہے۔

**شیخ کمال الدین بن زملکانی** ...... شام وغیرہ کے ملکوں میں شافعیہ کے شیخ، مسلک شافعی کی تدریس، افتاء اور مناظرہ کی ریاست وسرداری ان پر ختم تھی، ان کی نسبت سما کی ہے جو ابو حاتہ سماک بن خرشہ کی نسبت ہے واللہ اعلم ۸ شوال بروز پیر ۶۶۶ھ میں پیدا ہوئے بہت سے شیوخ سے حدیث کا سماع کیا شیخ تاج الدین فزاری کے پاس اور اصول سیکھے قاضی بہاء الدین بن زکی اور نحو سیکھے بدرالدین بن ملک وغیرہ کے پاس مشغول رہے جن میں کمال حاصل کیا اور ان علوم کو حاصل کر کے اپنے اہل مسلک ہم عصروں پر فوقیت لے گئے اور اپنے تیز ذہن کے ذریعہ تحصیل علم میں جس نے آپ کو راتوں میں بیدار رکھا اور آپ کی وہ عبادات جو عادتاً ہر چیز سے پسندیدہ ہوگئیں اور آپ کی لکھائی جو چمکدار پھولوں کی کلیوں سے زیادہ جاذب نظر ہوتی ان تمام صفات کی وجہ سے سبقت کا نشان لے گئے، دمشق کے کئی مدارس میں پڑھایا اور کئی عہدوں پر فائز ہوئے جیسے خزانہ کی نگرانی، مارستان نوری، دیوان الملک السعید، بیت المال کی وکالت کی نگرانی وغیرہ، ان کے مفید حواشی اور اچھے قابل تعریف تفردات اور باعث برکت مناظرے ہیں ان کا سب سے بڑا حاشیہ امام نووی کی کتاب المنہاج پر ہے اور ایک جلد میں الرد علی شیخ ابن تیمیہ فی مسئلۃ الطلاق پر ہے۔

رہے ان کے مختلف مقامات پر درس تو میں نے کسی کو ان سے زیادہ خوبصورت، شیریں عبارت، اچھی تقریر عمدہ احترازات وقیودات والا درست ذہن، طبیعت کی قوت، حسن فہم والا نہیں دیکھا انہوں نے شامیہ برانیہ، عذراویہ، ظاہریہ جوانیہ، رواحیہ، مسروریہ وغیرہ مدارس میں پڑھایا وہ ان تمام مدارس کا حق بھی ادا کرتے اور ان میں درس سے پہلے جو وقت بچتا اس میں اپنی حسن فصاحت سے کچھ تحریر بھی فرماتے، اسباق کی کثرت اور فقہاء وفضلاء کا مجمع ان پر گھبراہٹ طاری نہ کرتا، بلکہ جتنا مجمع زیادہ ہوتا اور فضلاء کی کثرت ہوتی اتنا ہی درس شاندار، روشن، شیریں، نصیحت آموز اور فصاحت سے پر ہوتا تھا پھر جب وہ حلب کی قضاء کی طرف منتقل ہوئے تو وہاں کے مدارس میں بھی یہی طرز اختیار کیا گیا اور وہاں کے لوگوں کو فضیلت سے وسعت دی اور انہوں نے ایسے علوم سے جنہیں نہ انہوں نے سنا ہوگا اور نہ ان کے آباء واجداد نے، پھر ان سے مطالبہ ہوا کہ وہ شام کے دارالسلطنت کے مہتمم بنیں تو اس تک پہنچنے سے پہلے ہی موت نے انہیں آلیا جب وہ ڈاک کی سواری پر جا رہے تھے تقریباً مسلسل نو دن بیمار رہے تو انہیں حمام کے گرم پانی کی وجہ سے بیماری لاحق ہوئی اور اس کے بعد لذتوں کو توڑنے والی چیز یعنی موت نے آلیا جو ان کے تمام ارادوں، خواہشات اعمال اور نیتوں کے درمیان حائل ہوگئی، جس شخص کی ہجرت دنیا کے حصول کے لئے یا کسی عورت سے نکاح کی غرض سے ہو تو اس کی ہجرت اسی کے متعلق شمار ہوگی جس کے ارادے سے اس نے ہجرت کی ہوگی ان کی ایک بری نیت یہ تھی کہ جب وہ شام کے متولی بن کر آئیں گے تو شیخ الاسلام ابن تیمیہ کو اذیت دیں گے تو شیخ نے ان کے لئے بددعا کی اور وہ اپنی آرزو اور مراد کو نہ پہنچ سکے۔

ان کی وفات ۱۶ رمضان بدھ کی سحری کو بلبیس شہر میں ہوئی، وہاں سے انہیں قاہرہ لایا گیا اور قرافہ میں امام شافعی کے گنبد کے پاس جمعرات کی شب دفن کئے گئے اللہ تعالیٰ ان کو اپنی رحمت میں چھپائے۔

**جامع اموی کے مشہور الحاج علی المؤذن** ...... الحاج علی بن فرج بن ابی الفضل کتانی، ان کے والد بڑے اچھے مؤذن تھے ان میں نیکی دینداری اور لوگوں کے ہاں قبول عام تھی، آواز خوبصورت اور بلند تھی بڑے ملنسار، خدمت گزار اور کرم نواز آدمی تھے، کئی بار حج کو گئے اور ابو عمرو وغیرہ شیوخ سے حدیث کا سماع کیا، ۱۳ ذی قعدہ بدھ کی رات وفات ہوئی اور دوسرے دن جنازہ پڑھا گیا باب الصغیر میں دفن ہوئے۔

**شیخ فضل رجیحی تونسی** ...... اور ذیقعدہ میں ہی شیخ فضل رجیحی تونسی کا انتقال ہوا اور ان کے بھائی یوسف کو ان کی جگہ خانقاہ میں بٹھایا گیا۔

# آغاز ۷۲۸ھ

اس سال ذوالقعدہ میں شیخ الاسلام ابوالعباس احمد بن تیمیہ قدس اللہ روحہ کی وفات ہوئی، جیسا کہ عنقریب ان شاء اللہ تعالیٰ وفیات میں ان کی وفات کا حال بیان ہوگا۔

اس سال کے آغاز پر نائب مصر اور قاضی حسب سابق وہی حکام وہی تھے جو پچھلے سال تھے، ۱۷ محرم بروز بدھ کو قدس کے علاقہ میں شیخ حافظ صلاح الدین علائی نے درس دیا، ان کی تقرری کا حکم نامہ جو مصر سے پہنچا تو آئے ان کے پاس فقہاء وقضاۃ اور بڑے بڑے معزز حضرات تشریف لائے انہوں نے بہت مفید اور اچھا درس دیا، ۲۱ محرم بروز جمعہ صالحیہ کی شیخ الشیوخ کی مسند کے لئے قاضی مالکی شرف الدین کی جگہ قاضی القضاۃ علاء الدین قونوی حاضر ہوئے اور حسب عادت ان کے پاس صوفیاء اور فقہاء حاضر ہوئے، ۲ صفر بروز اتوار مدرسہ رواحیہ میں جمال الدین قرشی کی جگہ جو شامی حمص کی قضاء کے لئے منتقل ہو گئے تھے تقی الدین عبدالرحمن بن شیخ کمال الدین بن زملکانی نے درس دیا لوگ ان کے پاس حاضر ہوئے اور ان کے والد کے لئے دعائے رحمت کی۔

۲۵ صفر بروز اتوار امیر کبیر امیر تمرتاش بن جوبان بادشاہ مصر دمشق آیا تو نائب سلطنت اور فوج اس کے استقبال کے لئے نکلی وہ عمدہ جوان، خوبصورت شکل اور اچھے چہرے والا تھا اور جب یہ مصر سلطان کے پاس پہنچا تو سلطان نے اس کا اکرام کیا اور اسے بڑے آدمیوں کی قیادت ملی ہوئی تھی اس کے ساتھیوں کو امراء کے اس نوع پر مہمان تقسیم کر دیا جنہوں نے ان کا شاندار اکرام کیا اور اس کے مصر آنے کی وجہ یہ تھی کہ حاکم عراق ملک ابوسعید نے اپنے بھائی خواجہ دمشق کو پچھلے سال شوال میں قتل کر دیا تھا اور جوبان اس کے والد نے سلطان ابوسعید سے جنگ کرنی چاہی لیکن وہ ناکام رہا اور جوبان اس وقت ملک کی دیکھ بھال کرتا تھا تو اس وقت اس تمرتاش کو بادشاہ کا خوف ہوا تو وہ اپنا خون بچانے کے لئے مصر سلطان ناصر کے پاس بھاگ گیا۔

ربیع الاول میں نائب شام سیف الدین تنکز سلطان کی زیارت کے لئے دیار مصریہ کی طرف متوجہ ہوا تو سلطان نے اس کا اکرام و اعزاز کیا اس نے اس سفر میں دمشق اور قصر کے قریب دار الفلوس خرید لیا جو اس کی مشرقی جانب واقع ہے آج کل جو دوپہر کے بازار کو گندم کا بازار کہا جاتا ہے اس نے یہ گھر خرید لیا اور اسے خوبصورت بنگلے کی صورت میں تعمیر کیا، پورے دمشق میں اس سے خوبصورت گھر کوئی نہیں، اس نے اس کا نام دار الذہب رکھا اس کی جانب حمام سوید گرا دیا اور اس سے خوبصورت دار القرآن بنا دیا اور اس کے لئے کئی جگہیں وقف کیں اور اہل مشائخ اور صوفیاء کو رکھا جیسا کہ اس کی تفصیل اپنی جگہ آ جائے گی، مصر سے واپسی پر وہ قدس شریف سے ہوتا ہوا گیا اس کی زیارت کی اور وہاں ایک حمام اور دار الحدیث اور خانقاہ بھی تعمیر کرنے کا حکم دیا جیسا کہ اس کا بیان آئے گا۔

ربیع الاول میں نہر قدس مکمل ہوئی جس کی تعمیر کا حکم سیف الدین تنکز نائب نے دیا تھا اور خود وہاں کے والیوں کے ساتھ اس کی تعمیر میں مشغول رہا اور سلطان اس سے بہت خوش ہوئے وہ مسجد اقصیٰ کے کنارے تک پہنچ گئی اس پر ایک شاندار حوض بنایا گیا جو صخرہ اور اقصیٰ کے درمیان سنگ مرمر سے تعمیر ہوا اس کی ابتداء پچھلے سال شوال سے ہوئی تھی اور اسی مدت میں مسجد حرام کے باب، چھت اور ستون تعمیر ہوئے، اور مکہ میں باب بنی شیبہ کے قریب وضو خانہ بنایا گیا۔

بزار الفراء کے پیچھے باب الفرادیس کے باہر حمام کی تعمیر مکمل ہوئی جس کے دروازے سے ۸ ربیع الثانی میں باب الفرادیس کے پاس قبلہ کی جانب جو صبح دمشق کی دیوار میں تھے گئے تو لوگوں نے دونوں پلوں کو کھلا پایا، ان کے کرنے کا ارادہ پیش ہوا تو تنکز بذات خود حاضر ہوا اس کے ساتھ قضاۃ حضرات اور علماء بھی تھے سب کا اس بات پر اتفاق ہوا کہ ان کو کھول کر درست کیا جائے۔

۶ ربیع الثانی بروز جمعہ نماز کے بعد نائب سلطنت نے سلطان کی جانب آدمی کو خط لکھا جس میں اس کی تعمیر کی اجازت مانگی تو اس کی اجازت کا حکم آگیا تو ۱۵ جمادی الاولیٰ بروز جمعہ کی نماز کے بعد شروع ہوئی اور ۲۲ جمادی الثانی بروز بدھ تعمیر کا آغاز ہوا۔

زیادہ اور مقصورۃ الخطابۃ کے درمیان ایک محراب بنایا گیا جو محراب الصحابہ کے قائم مقام تھا پھر انہوں نے سخت کوشش کی اور اس کی تعمیر میں

گئے۔ ہر قسم کے لوگوں نے بطور ثواب اس کے کام میں حصہ لیا تقریباً روزانہ سو آدمیوں سے زائد لوگ کام کرتے یہاں تک کہ دیواری تعمیر مکمل ہوگئی اور اس کے طاق چھت والی اپنی جگہ پر ۲۰ رجب کو لگائے گئے یہ تقی الدین بن مراجل کی ہمت و کوشش کا نتیجہ تھا یہ عجیب بات ہے کہ اس کی دیوار و چھت کی جانب مستقر گیا تھا اور اتنی جلدی اس کی تعمیر کر کے اپنی جگہ پر لا دیا گیا کہ کسی کو اتنی مدت کا خیال بھی نہ گزرا ہوگا اور اسی دوبارہ کی تعمیر میں انہیں ان پتھروں نے بڑی مدد دی جو خزانے کے قریب غربی گرجے کی بنیادوں سے ملے تھے اس عمارت کے بنانے کے دوران میں ایک گرجا تو جیسا کہ غربی اور شرقی دو گرجے قبلہ کی جانب ہیں تو قدیمی دو گرجوں کو گرا دیا گیا اور ہے سہاروں کی مرمت میں ان دونوں میں سے سوائے غربی شمالی ستون کا کچھ نہیں بچا تو پہاڑ کو دوبارہ بنانے میں سب بڑی مدد تھی اور یہ بھی تعجب کی بات ہے کہ جامع کے ناظر ابن مراجل نے جامع کے معماروں کو کسی چیز کی کمی نہیں ہونے دی۔

پانچ جمادی الاولیٰ ہفتہ کی رات کو القراعین میں ایک بڑی آگ لگ گئی جو دکانوں تک جا پہنچی قیساریہ اور اس کی مسجد بھی آگ میں جل گئی اور لوگوں کے گرم کپڑے سے ... سوختہ ہو گئے اور طرح طرح کے اسباب اور سامان کی بڑی مقدار ضائع ہوگئی فانا للہ وانا الیہ راجعون۔

گیارہ جمادی الاولیٰ نماز جمعہ کے بعد مصر میں احناف کے قاضی القضاۃ (چیف جسٹس) قاضی شمس الدین ابن الحریری کی نماز جنازہ پڑھی گئی اور دس تاریخ کو قاضی برہان الدین ابن عبدالحق حنفی کے پاس مصر طلبی کا پیغام لایا گیا۔ ابن حریری کے بعد مصر میں قضاء کا عہدہ سنبھالیں چنانچہ وہ مصر کی طرف روانہ ہوئے اور پچیس جمادی الاولیٰ کو مصر میں داخل ہوئے اور سلطان سے ملاقات کی سلطان نے قضاء کا عہدہ ان کے سپرد کیا ان کی عزت افزائی کی اور انہیں خلعت عطا کی اور بڑا عمدہ خچر ان کی خدمت میں پیش کیا اور مدرسہ صالحیہ میں ان کا تقرر کیا اور دونوں کی سوموار کو حکم جاری کیا اور قاضی برہان الدین کے بیٹے کے لئے ابن حریری کے تمام مناصب کا اعلان کیا۔

۹ جمادی الثانیہ پیر کے دن شیخ تقی الدین ابن تیمیہ سے ان کی تمام کتابیں، قلم، کاغذ، دوات وغیرہ ضبط کر لئے گئے اور انہیں مطالعہ و تحقیق سے روک دیا گیا اور رجب کے آغاز میں ان کی کتابوں کو العادلیہ الکبیر (عدالت عظمیٰ) کے گودام میں منتقل کر دیا گیا برزالی کہتے ہیں کہ وہ ساٹھ جلدیں تھیں اور چودہ بنڈل کاپیوں کے تھے فقہاء و قضاۃ نے ان کتابوں میں غور و فکر کیا اور آپس میں تقسیم کر لیں۔

اس واقعہ کا سبب یہ تھا کہ جب مسئلہ زیارت میں تقی الدین ابن الاخنائی مالکی نے ابن تیمیہ کے موقف کو رد کیا تو ابن تیمیہ نے اس کا جواب دیا اور تقی ابن الاخنائی کے موقف پر نکیر کی اور انہیں جاہل قرار دیا اور انہیں اس بات پر متنبہ کیا کہ وہ علم میں بہت کم پونجی کے مالک ہیں اخنائی نے اس بات کی شکایت سلطان سے کی جس کے نتیجے میں ان تمام چیزوں کے ضبط کرنے کا حکم دیا اور جو ہونا تھا وہ ہو گیا جیسا کہ ہم نے ذکر کیا۔

۲۳ رجب بروز منگل حنفی، مالکی اور حنبلی محرابوں کے بعد جامع اموی کی قبلے والی دیوار میں نماز کی امامت کا حکم جاری کیا گیا چنانچہ تعمیر شدہ محراب جو الکلاسہ اور المقصورہ کے درمیان میں تھا وہ حنفی امام کے لئے مقرر کیا گیا محراب صحابہ مالکی امام کے لئے اور حجرہ خضر کا محراب جو پہلے مالکی امام کے لئے مقرر تھا وہ حنبلی امام کے لئے متعین کر دیا گیا اور وہ محراب جو مقصورہ کے بائیں کونے کے بدلے میں الکلاسہ کا محراب دیکھا گیا یہ محراب اس سے پہلے تعمیر تھا اور اس حجرہ سے جو کہ حنفیہ کے نام سے مشہور تھا محراب حنفی تک پہنچا ہوا تھا اور محراب حنبلی تیسرے غربی برآمدے میں ان کے پیچھے تھا یہ دونوں محراب دو ستونوں کے درمیان تھے چنانچہ یہ سب محراب اپنی اپنی جگہ سے منتقل کر دیئے گئے اور ان کے بدلے میں قبلے والی دیوار میں مستقل محراب بنائے گئے اور اس طرح یہ کام مستقل ہو گیا۔

۲۰ شعبان کو امیر تمرتاش جو کہ فرار ہو کر سلطان مصر کے پاس آ گیا تھا اس کو اور اس کے ساتھیوں کے ایک گروہ کو گرفتار کر کے مصر کے ایک قلعے میں قید کر دیا گیا اور ۲ شوال کو اس کی موت کا اعلان کیا گیا کہا جاتا ہے کہ سلطان نے اسے قتل کیا اور اس کا سر عراق کے حکمران ابو سعید کے پاس بھیج دیا جو تاتاریوں کے بادشاہ خربندا کا بیٹا تھا ۹ شوال بروز پیر شامی قافلہ حج کے لئے روانہ ہوا اس قافلے کے امیر امراء دمشق میں سے ایک امیر فخر الدین عثمان بن شمس الدین لولو حلبی تھے اور قافلے کے قاضی حنابلہ کے قاضی القضاۃ عز الدین بن تقی سلیمان تھے۔

اس سال جن لوگوں نے حج کیا ان میں امیر حسام الدین شمقدار اور امیر حسام الدین ابن النجیبی، تقی الدین بن السلعوس، بدر الدین ابن الصائغ، حمص کے والد ... فخر المصری، شیخ علم الدین البرزالی اور شہاب الدین الظاہری شامل تھے۔

اس سے ایک دن قبل قاضی منفلوطی جو حلب کے حاکم اپنے شیخ قاضی القضاۃ علاء الدین القونوی کے نائب کے طور پر دمشق کے حاکم بنے، قاضی منفلوطی قابل تعریف کردار کے مالک تھے اہل حلب ان کے چلے جانے سے رنجیدہ ہوئے وہ قونوی کے سفر حج کی وجہ سے دمشق میں ان کی جگہ قاضی مقرر ہوئے تھے پھر جب الفخر المصری حج سے لوٹے تو وہ بھی دوبارہ قاضی بنے اور منفلوطی بھی بدستور قاضی رہے، چنانچہ اب قاضی علاء الدین کے تین نائب ہو گئے یعنی ابن منجا، الفخر المصری اور المنفلوطی۔

۲۲ شوال کو ابن الخشیشی قاہرہ روانہ ہوئے تا کہ وہ قاضی فخر الدین کاتب الممالیک کی حج سے واپسی تک ان کی نیابت کا فریضہ انجام دے سکیں، چنانچہ جب وہ قاہرہ پہنچے تو دیوان الجیش کی نگرانی ان کے حوالہ کی گئی اور وہاں سنجیدگی سے کام کرتے رہے اور قطب الدین ابن شیخ السلامیہ دمشق میں حسب دستور فوج کے مستقل نگران رہے، شوال میں امین الملک کو مملکت مصر کی خلعت عطا کی گئی اور انہیں کچہریوں کا ناظم بنا دیا گیا وہ ایک ماہ دو دن اس عہدہ پر برقرار رہے اور پھر معزول کر دیئے گئے۔

**شیخ الاسلام ابو العباس تقی الدین احمد بن تیمیہ کی وفات**...... شیخ علم الدین برزالی اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں کہ بیس ذی القعدہ پیر کی شب کو الشیخ الامام العالم العلم العلامہ الفقیہ الحافظ الزاہد العابد المجاہد القدوۃ شیخ الاسلام تقی الدین ابو العباس احمد بن الشیخ الامام العلامہ المفتی شہاب الدین ابو المحاسن عبد الحلیم ابن شیخ الاسلام شیخ الامام ابو البرکات عبد السلام بن عبد اللہ بن ابو القاسم محمد بن الخضر نے دمشق کے قلعہ میں اس کمرے میں وفات پائی جہاں آپ کو قید کیا گیا تھا آپ کی وفات کی خبر سن کر لوگوں کی کثیر تعداد قلعے میں پہنچ گئی چنانچہ لوگوں کو آپ کے پاس آنے کی اجازت دے دی گئی جنازے کو غسل دینے سے پہلے بہت سے لوگ آپ کے پاس بیٹھ گئے اور قرآن کی تلاوت کرنے لگے اور بہت سے لوگ آپ کا دیدار کر کے آپ کو بوسے دے کر تبرک حاصل کرنے لگے، پھر یہ لوگ وہاں سے واپس آ گئے اور عورتوں کے گروہ جنازے کے پاس آنے لگے اور انہوں نے بھی اسی طرح کیا پھر وہ بھی واپس چلی گئیں اور جنازے کے پاس صرف غسل دینے والوں کو بٹھا دیا گیا۔

جب غسل دینے والا انہیں غسل دے چکا تو ان کو باہر لایا گیا قلعے اور جامع مسجد کے راستے پر خلق کثیر کا اجتماع تھا اور جامع مسجد، اس کا صحن، کلاسہ، باب البرید اور باب الساعات، باب اللباّدین اور الفوارۃ تک لوگوں سے بھر چکے تھے، جنازہ دن کے چوتھے پہر یا اس کے قریب قریب پہنچا اور جامع مسجد میں رکھا گیا جسے فوج نے لوگوں کی بھیڑ سے بچانے کے لئے گھیرے میں لے رکھا تھا اولا آپ کی نماز جنازہ قلعہ میں پڑھی گئی اور سب سے پہلے شیخ محمد بن تمام آپ کی نماز جنازہ پڑھانے کے لئے آگے بڑھے پھر نماز ظہر کے بعد جامع مسجد اموی میں آپ کی نماز جنازہ پڑھی گئی لوگوں کی تعداد پہلے مذکورہ تعداد سے دگنی ہو گئی پھر مجمع اس قدر بڑھا کہ کھلے میدان گلیاں اور بازار لوگوں کے لئے تنگ ہو گئے پھر نماز جنازہ پڑھنے کے بعد لوگوں نے اپنے ہاتھوں اور سروں پر جنازہ اٹھایا اور نعش کو لے کر باب البرید سے باہر نکلے بھیڑ انتہائی سخت ہو گئی رونے اور طلب رحمت کی صداؤں اور دعاؤں اور ان کی تعریف کی کلمات کی آوازیں بلند ہونے لگیں، لوگ ان کی نعش پر اپنے رومال، عمامے اور کپڑے پھینکے (بھیڑ کی زیادتی کی وجہ سے) لوگوں کے پاؤں سے ان کے جوتے، کھڑاؤں، رومال اور عمامے گر رہے تھے لیکن وہ جنازہ کو دیکھنے کے اشتیاق میں ان کی طرف توجہ نہ دیتے تھے نعش لوگوں کے سروں پر کبھی آگے ہوتی کبھی پیچھے ہوتی اور کبھی رک جاتی یہاں تک کہ لوگ گذر جاتے، بھیڑ کی شدت کی وجہ سے لوگ جامع اموی کے تمام دروازوں سے باہر نکلے ہر دروازے میں دوسرے دروازے کے مقابلہ میں زیادہ ہجوم تھا پھر لوگ بھیڑ کی زیادتی کی وجہ سے شہر کے تمام دروازوں سے باہر نکلے لیکن سب سے زیادہ ہجوم چار دروازوں سے نکلا یعنی باب الفرج، جس سے جنازہ نکلا، باب الفرادیس، باب النصر اور باب الجابیہ سے سوق الخیل میں تو معاملہ زیادہ بڑھ گیا الخلق خدا وچند ہو گئی لوگوں کی کثرت ہونے لگی اور وہاں جنازہ رکھا گیا اور علامہ ابن تیمیہ کے بھائی زین الدین عبد الرحمٰن نماز جنازہ کے لئے آگے بڑھے جب نماز جنازہ ادا ہو چکی تو جنازے کو مقبرہ صوفیہ کی طرف لے جایا گیا اور انہیں اپنے بھائی شرف الدین عبد اللہ کے پہلو میں دفن کر دیا گیا رحمہ اللہ۔

ان کی تدفین عصر سے کچھ دیر پہلے ہوئی اس کی وجہ یہ تھی کہ باغبان، وادیوں اور دیہات کے رہنے والے لوگ آ کر آپ کی نماز جنازہ پڑھتے تھے لوگوں نے اپنی دکانیں بند کر دیں اور آپ کے جنازے میں شرکت سے معذور لوگوں کے علاوہ کوئی بھی پیچھے نہ رہا (جو معذوری کی وجہ سے پیچھے رہے)

وہ بھی ان کے لئے اللہ سے رحمت کی دعا کرتے رہے، اور اگر وہ حاضری پر قادر ہوتے تو وہ بھی حاضری سے پیچھے نہ رہتے، عورتوں کی بھی بڑی تعداد جنازے میں حاضر ہوئی جس کا اندازہ پندرہ ہزار عورتوں تک لگایا گیا ہے یہ تعداد ان عورتوں کے علاوہ ہے جو مکانوں کی چھتوں وغیرہ پر تھیں یہ سب ان کے لئے اللہ تعالیٰ سے رحم کی دعا کر رہی تھیں اور ان پر رو رہی تھیں جیسا کہ کہا گیا ہے۔

رہی بات مردوں کی تو ان کی تعداد کے بارے میں اندازہ لگایا گیا ہے کہ ساٹھ ہزار سے ایک لاکھ بلکہ اس سے بھی زیادہ دو لاکھ تھے لوگوں کے ایک گروہ نے ان کے غسل سے بچا ہوا پانی پیا ایک جماعت نے غسل میں استعمال ہونے والے بیری کے بچے ہوئے پتے آپس میں تقسیم کرلئے اور وہ دھاگہ جس میں جوؤں سے بچاؤ کے لئے پارہ لگا ہوا تھا اور وہ آپ نے گلے میں ڈال رکھا تھا اس کے ایک سو پچاس درہم دیئے گئے اور کہا جاتا ہے کہ اونی ٹوپی جو آپ کے سر پر ہوا کرتی تھی اس کی قیمت پانچ سو درہم ادا کی گئی، آپ کے جنازے میں بہت آہ و بکا اور چیخ و پکار ہوئی اور عاجزی سے دعائیں کی گئیں اور آپ کے لئے الصالحیہ اور شہر میں بہت سے ختم کئے گئے اور لوگ آپ کی قبر پر بہت دنوں تک دن رات آتے رہے۔ لوگ ان کی قبر کے پاس راتیں اور صبح گذارتے ان کے بارے میں بہت سی رویاء صالحہ دیکھی گئیں اور بہت سے لوگوں نے (ان کے انتقال پر) بہت سے مرثیہ قصیدے لکھے۔

علامہ ابن تیمیہ کی پیدائش بروز پیر دس ربیع الاول ۶۶۱ھ کو حران میں ہوئی، بچپن میں آپ اپنے والد اور گھر والوں کے ہمراہ دمشق تشریف لائے، آپ نے ابن عبد الدائم، ابن ابی الیسر، ابن عبدان، شیخ شمس الدین حنبلی، شیخ شمس الدین بن عطاء حنفی، شیخ جمال الدین بن صیرفی، مجد الدین بن عساکر، شیخ جمال الدین البغدادی، نجیب بن مقداد، ابن ابی الخیر، ابن علان، ابن ابی بکر الیہودی، کمال عبد الرحیم، فخر علی، ابن شیبان، شرف بن قواس اور زینب بنت مکی سے علم حدیث حاصل کیا اور خلق کثیر سے آپ نے علم حدیث حاصل کیا، اور اپنے طور پر بھی بہت مطالعہ کیا اور حدیث کی طلب میں لگے رہے اور محدثین کے طبقات اور ثبت تحریر کئے کئی سالوں تک آپ نے حدیث شریف کی سماعت کا التزام کیا بہت کم ایسا ہوتا تھا کہ آپ کوئی بات (علم کی) سنیں اور اسے یاد نہ کریں پھر آپ دوسرے علوم کی تحصیل میں مشغول ہو گئے چونکہ آپ بہت ذہین تھے اور علوم کا ایک بڑا حصہ محفوظ کئے ہوئے تھے اس لئے آپ تفسیر اور اس سے متعلقہ علوم کے امام اور فقہ کے عالم بن گئے چنانچہ کہا جاتا ہے کہ آپ مختلف فقہی مذاہب کو ان مذاہب والوں سے زیادہ جانتے تھے، آپ اختلاف علماء کے عالم تھے اور اصول وفروع، نحو، لغت وغیرہ علوم عقلیہ ونقلیہ کا علم رکھنے والے تھے آپ جس مجلس میں بھی کوئی دلیل پیش کرتے اور جب بھی کوئی عالم آپ سے کسی فن کے بارے میں گفتگو کرتا تو وہ گمان کرتا کہ آپ کا خصوصی فن یہی ہے اور وہ آپ کو اس فن میں گہری پہچان رکھنے والا اور مہارت رکھنے والا خیال کرتا، اور جہاں تک حدیث کی بات ہے تو اس کے تو آپ گویا علمبردار، حافظ اور صحیح اور ضعیف حدیث کے درمیان امتیاز کرنے کا ملکہ رکھتے تھے، اسماء رجال کے عالم اور اس میں کامل دسترس رکھنے والے تھے۔

اصول وفروع میں آپ کی بہت سی تصنیفات اور مفید تعلیقات ہیں ان میں کچھ مکمل ہوئی ہیں اور ان کی تبییض بھی ہوئی، اور بعض کتابیں ان سے نقل کی گئیں اور وہ پوری یا ان کے بعض حصے آپ کو سنائے گئے اور کتابوں کی ایک بڑی تعداد کو آپ مکمل نہ کر سکے اور بعض مکمل کیں لیکن ابھی تک وہ منظر عام پر نہ آسکیں۔

آپ کے زمانے کے بہت سے علماء نے آپ کی ذات اور علم وفضل کی بڑی تعریف کی جیسے قاضی خویی، ابن دقیق العید، ابن النحاس، قاضی احناف بن حریری قاضی القضاۃ مصر، ابن زملکانی وغیرہ، مجھے ابن زملکانی کا ایک خط ملا جس میں وہ لکھتے ہیں کہ آپ میں تمام شروط اجتہاد حقیقی معنوں میں پائی جاتی تھیں، آپ کو حسن تصنیف، عبارت کی عمدگی، ترتیب (مضامین کی) تقسیم اور تدین میں کامل دسترس حاصل تھی، آپ کی ایک تصنیف پر یہ اشعار مرقوم ہیں:

> آپ کے اوصاف بیان کرنے والے کیا کہتے ہیں حالانکہ آپ کی صفات شمار کرنے سے بالاتر ہیں وہ اللہ تعالیٰ کی غالب حجت
> ہیں اور ہمارے درمیان وہ عجائبات زمانہ میں سے ہیں وہ مخلوق میں اللہ تعالیٰ کی کھلی نشانی ہیں اور ان کے انوار فجر کی روشنی سے
> بڑھ کر ہیں۔

آپ کی تعریف میں یہ شعر اس وقت کہے گئے جب آپ کی عمر تیس سال کے قریب تھی، میرے اور ان کے درمیان بچپن ہی سے محبت اور دوستی کا تعلق قائم تھا، سماع حدیث اور طلب علم میں ایک سال ساتھ گزارا، وہ بہت فضائل کمالات والے تھے ان کی تصانیف کے نام، ان کی سیرت آپ کے

اور مصر سے قلعہ بار شہر میں [illegible] نے حالات اور [illegible] مرتبہ آپ کی قید اور اس کے حالات کے بیان کا یہ مقام نہیں ہے تب مکمل کیا۔

انہوں نے جب وفات پائی اس وقت میں دمشق میں حاضر نہ تھا بلکہ حجاز کے سفر پر تھا مجھے ان کی موت کی خبر پچاس دن بعد اس وقت ملی جب ہم تبوک پہنچے اور ان کی جدائی پر سخت افسوس ہوا رحمہ اللہ تعالیٰ۔ یہ حافظ ابن زملکانی کے الفاظ ان کی تاریخ میں اسی جگہ درج ہیں پھر شیخ علم الدین نے علامہ ابن تیمیہ کے ان حالات کو ذکر کرنے کے بعد ابوبکر بن ابی داؤد کے جنازے اور ان کی کثرت اور امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ کے جنازے کی تعداد اور آپ کی شہرت کا تذکرہ کیا ہے۔

امام ابو عثمان الصابونی فرماتے ہیں کہ میں نے ابو عبدالرحمن السلمی کو کہتے سنا کہ وہ فرماتے ہیں کہ میں شیخ ابوالحسن الدارقطنی کے ساتھ ابوالفتح القواس الزاہد کے جنازے میں شریک ہوا جب وہ اس عظیم مجمع تک پہنچے تو ہماری طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ میں نے ابو سہل بن زیاد القطان سے سنا کہ وہ فرماتے ہیں کہ اہل بدعت سے یہ کہہ دو کہ ہمارے اور تمہارے درمیان (حق و باطل کا) فیصلہ جنازے کریں گے۔ عبداللہ بن احمد بن حنبل کہتے ہیں کہ اس میں شک نہیں کہ حضرت امام احمد بن حنبل کے شہر کے [illegible] ان کی کثرت اور ان کے اجتماع امام احمد بن حنبل کے لئے ان تعظیم کے جذبات اور محبت کی وجہ سے تھے۔ [illegible] ان کا جنازہ بہت بڑا تھا شیخ تقی الدین ابن تیمیہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے دمشق میں وفات پائی اور دمشق کی آبادی بغداد کی آبادی کا دسواں حصہ بھی نہ تھا لیکن ان کے جنازے پر لوگ اتنی بڑی تعداد میں جمع ہوئے کہ کوئی طاقت ور حکمران یا کوئی تخت گیر حکومتی عمل بھی ان کو جمع کرتا تو وہ اس کثرت [illegible] جس کثرت سے وہ ان کے جنازہ میں جمع ہوئے اور جنازہ تک پہنچنے میں کامیاب ہوئے باوجود اس کے کہ سلطان کی طرف سے اس عظیم شخص نے قلعے میں قیدی حالت میں وفات پائی اور باوجود اس کے کہ بہت سے علماء اور فقہاء آپ کے بارے میں لوگوں میں ایسی باتوں کا تذکرہ کرتے تھے جس سے اہل اسلام متنفر ہو جائیں مگر تب بھی لوگوں کی محبتیں ان کی نصرت کرتی تھیں۔ (اس کے باوجود بھی) ایسا تھا آپ کا جنازہ۔

راوی کہتے ہیں کہ حضرت ابن تیمیہ کی وفات کا واقعہ پیر کی شب سحری کے وقت پیش آیا قلعے کے موذن نے قلعے کے مینار پر اس کا تذکرہ کیا اور قلعے کے [illegible] برجوں پر [illegible] گفتگو کرتے ہوئے لوگوں نے صبح تک [illegible] امر عظیم اور بڑی خبر ہو [illegible] سے [illegible] پہنچ گئی [illegible] لوگ جلدی جلدی قلعے کے گرد جمع ہونے لگے حتیٰ کہ [illegible] بھی لوگ جنازہ میں شرکت کے لئے آئے۔ اس دن بازاروں نے کوئی چیز نہیں کھولی اور [illegible] کی حالت یہ ہوئی [illegible] کے پاس [illegible] عادت کے مطابق [illegible]۔

اس دن نائب السلطنت شکار کھیلنے کے لئے کسی مقام پر گیا ہوا تھا جس کی وجہ سے اہل حکومت پریشان ہو گئے کہ اب کیا کریں قلعے کا نائب [illegible] صاحب شمس الدین [illegible] حالت میں آیا کہ اس نے تعزیت کی [illegible] اور ان کے قریب بیٹھ گیا اور اس نے خواص اور امام ابن تیمیہ کے ساتھیوں اور رشتہ داروں میں سے جو لوگ اندر آنا چاہتے تھے ان کے لئے قلعے کا دروازہ کھول دیا چنانچہ شیخ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے پاس ان کے گھر کے لوگ اور ان کے احباب جن کا تعلق حکومت سے تھا وہاں کے علماء و فقہاء اور [illegible] کے بہت سے لوگ جمع ہو گئے اور ان کے پاس بیٹھ کر رونے اور ان کی تعریف کرنے لگے

میری ذات کی [illegible] انسان خودکشی کر لیتا ہے۔

میں اپنے شیخ الحافظ ابوالحجاج المزی رحمہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ وہاں حاضرین میں موجود تھا میں نے شیخ کے چہرے سے کپڑا اٹھایا اور ان کی زیارت کی اور ان کا بوسہ لیا آپ کے سر پر [illegible] والا عمامہ تھا جس وقت آپ [illegible] اس وقت سے [illegible] آپ پر [illegible] گیا تھا۔

ان کے بھائی زین الدین عبدالرحمن نے حاضرین کو بتایا کہ میں نے اور شیخ ابن تیمیہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے جب سے وہ قلعے میں آئے تلاوت میں اسی قرآن کریم ختم کیا اور اکیاسیویں مرتبہ شروع کر کے سورہ اقتربت الساعۃ کی آخری آیت ان المتقین فی جنات ونہر۔ فی مقعد صدق عند ملیک مقتدر۔ تک پہنچے پھر وہاں سے دو صالح بزرگوں شیخ عبداللہ بن المحب اور عبداللہ الزرعی الضریر نے شروع کیا شیخ ابن تیمیہ رحمہ اللہ ان دونوں کی قرأت کو بہت پسند کرتے تھے چنانچہ ان دونوں نے سورہ رحمن کی ابتداء سے تلاوت شروع کی یہاں تک کہ قرآن کریم ختم کر لیا۔ بعد میں

ہزار سے بھی زیادہ تھی اور یہ دن بڑا دن تھا پھر وہ لوگ شیخ ابن تیمیہ کو غسل دینے میں مشغول ہو گئے اور میں وہاں سے ایک مسجد کی طرف چلا گیا ان لوگوں نے شیخ کے قریب سوائے ان لوگوں کے جو غسل دینے میں مدد دے رہے تھے کسی کو نہ چھوڑا انہی لوگوں میں سے ہمارے شیخ الحافظ المزی اور کبار صالحین اور بہترین لوگ تھے جو اہل علم و ایمان والے تھے جو جیسے ہی وہ لوگ غسل دینے سے فارغ ہوئے تو لوگوں سے بھر گیا اور لوگوں کے رونے دعا کرنے اور شیخ کے لئے اللہ تعالیٰ سے رحمت طلب کرنے کی آوازیں بلند ہونے لگیں پھر لوگ جنازہ لے کر جامع مسجد کی طرف روانہ ہوئے اور فوجی دستے ساتھ سے ہوتے ہوئے البرید باب الخیر کی طرف گئے پھر وہ لوگ جنازہ اٹھا کر جامع کی طرف بڑھے اس لئے کہ باب البرید کا دروازہ ازدحام کے لئے بند کر دیا گیا تھا وہ لوگ جنازہ لے کر جامع اموی میں اس حالت میں داخل ہوئے کہ جنازے کے آگے پیچھے دائیں بائیں اتنی زیادہ مخلوق تھی کہ ان کا شمار اللہ تعالیٰ کی ذات کے علاوہ کوئی نہیں کر سکتا ایک پکارنے والے نے بلند آواز سے کہا اہل سنت کے جنازے اس طرح ہوا کرتے ہیں چنانچہ لوگ رونے لگے اور اس آواز بلند کرنے والے کی بات سن کر چیخ پڑے ۔

شیخ کی چارپائی کو محراب کے قریب جنازہ گاہ میں رکھ دیا گیا اور لوگ اپنی کثرت اور بھیڑ کی وجہ سے صفوں کی ترتیب کے بغیر بیٹھ گئے بلکہ ایک دوسرے کے ساتھ اس طرح مل کر بیٹھ گئے تھے کہ بغیر مشقت کے کوئی بھی سجدہ کرنے پر قادر نہ تھا جامع مسجد گلیاں اور بازار بھرے ہوئے تھے یہ ظہر سے کچھ دیر پہلے کا قصہ ہے لوگ ہر جگہ سے آئے آج مخلوق نے روزے کی نیت کر لی تھی اس لئے کہ وہ آج کے دن کھانے پینے کے لئے فارغ نہیں ہو سکتے تھے لوگوں کی تعداد اتنی زیادہ تھی جو حد و بیان سے باہر ہے جب مؤذن اذان ظہر سے فارغ ہوا تو خلاف معمول بڑی جلدی میں نماز ظہر ادا کی گئی جب لوگ نماز سے فارغ ہو گئے خطیب مصر کی عدم موجودگی کی وجہ سے نائب خطیب نے امام ہونے کی حیثیت سے نماز جنازہ پڑھائی اور نائب خطیب شیخ علاء الدین الخراط تھے پھر لوگ جامع مسجد اور شہر کے تمام دروازوں سے باہر نکلے جیسا کہ ہم نے ذکر کیا اور سوق الخیل میں جمع ہونے لگے لوگوں میں بعض وہ بھی تھے جنہوں نے نماز پڑھ کر قبرستان کی طرف جانے میں جلدی کی اور ہر شخص بھیڑ کے بارے میں خوف کی وجہ سے دوسرے بھی جلدی کا ارادہ کرنے لگے اور یہ رش و ازدحام السوق میں مشغول تھا یہاں سے لے کر قبرستان تک عورتیں چھتوں پر کھڑی رونے اور دعا کرنے میں مصروف تھیں ۔

فی الجملہ طور پر یہ ایک قسم کی قیامت کا دن تھا جس کی مثال اس سے پہلے دمشق میں نہیں دیکھی گئی تھی سوائے اس وقت کے جب دمشق بنی امیہ کے دور میں دارالخلافہ تھا اور اس کی آبادی بہت زیادہ تھی ۔

پھر شیخ ابن تیمیہ رحمہ اللہ تعالیٰ کو مقبرہ صوفیہ میں ان کے بھائی کے قریب اذان عصر سے کچھ پہلے دفن کیا گیا جنازے میں شریک ہونے والے لوگوں کا شمار کرنا کسی کے لئے ممکن نہیں تھا اس کی وجہ یہ ہے کہ شہری اور اس کے آس پاس کے رہنے والے تھے ۔ بہر کیف جس کے لئے بھی جنازے میں شریک ہونا ممکن تھا شریک ہوا سوائے معذور بچوں اور پردہ نشین عورتوں کے علاوہ لوگوں میں سے کوئی بھی پیچھے نہ رہا میں اہل علم میں سے بہت تھوڑے آدمیوں کے علاوہ جن کی تعداد تین تھی کسی کو بھی نہیں جانتا تھا جو شیخ کے جنازے میں شریک ہونے سے رہ گیا اور وہ تین آدمی ابن جملہ الصدر اور القحفازی تھے یہ لوگ تھے جو علامہ ابن تیمیہ کے ساتھ عداوت رکھنے میں مشہور تھے چنانچہ یہ لوگ لوگوں کے خوف سے لوگوں کی نظروں سے روپوش ہو گئے تھے اس لئے کہ انہیں معلوم تھا کہ اگر یہ لوگ نکلیں گے تو انہیں قتل کر دیا جائے گا اور لوگ انہیں ہلاک کر ڈالیں گے ۔

ہمارے شیخ علامہ امام برہان الدین الفزاری تین دن تک ان کی قبر پر حاضری دیتے رہے اسی طرح علماء شافعیہ کی ایک جماعت بھی قبر پر آتی رہی ، علامہ برہان الدین گدھے پر سوار ہو کر تشریف لایا کرتے تھے اور ان پر وقار اور جلال کے آثار نظر آیا کرتے تھے علامہ ابن تیمیہ کے لئے بہت سے ختم کئے گئے اور ان کے بارے میں عجیب و غریب قسم کے خواب دیکھے گئے اور ان کی یاد میں بہت سے مرثیے اشعار اور لمبے لمبے قصیدے کہے گئے ۔

آپ کے حالات زندگی کے بارے میں علیحدہ علیحدہ کتابیں لکھی گئی ہیں اور علماء کرام اور مختلف افراد کی ایک جماعت نے انہیں مرتب کیا ہے کہ آپ کے مناقب بہت زیادہ ہیں اور آپ کی بہادری ، شجاعت ، اخلاص ، زہد ، جہاد ، سخاوت اور آپ کے مختلف اقسام کے پاکیزہ علوم اور آپ کی بھلائی کی صفات کے بارے میں ان کتابوں کے مجموعے سے ایک مختصر سوانح حیات مرتب کروں جو آپ کے کثرت علوم اور ان خصوصی کمالات کا احاطہ کئے ہوئے ہوں جو

کے ذریعے آپ نے کتاب وسنت کی نصرت کی اور لوگوں کی دینی رہنمائی فرمائی۔

مجموعی طور پر آپ کا شمار ان بڑے علماء میں ہوتا تھا جن سے خطاء وصواب دونوں کا صدور ہوتا ہے لیکن آپ کی خطاء آپ کے درست فیصلے کی نسبت اس طرح ہے جس طرح گہرے سمندر کے مقابلہ میں قطرہ اور آپ کی خطاء بھی معاف ہے جیسا کہ بخاری شریف میں روایت ہے کہ جب ایک عالم (کسی مسئلہ کا حل تلاش کرنے کے لئے) محنت وکوشش کرتا ہے تو اگر وہ درست نتیجے پر پہنچے تو اس کے لئے دو اجر ہیں اور پوری کوشش کے باوجود (نتیجہ اخذ کرنے میں) اس سے خطاء ہو جائے تو بھی اسے ایک اجر ملتا ہی ہے لہٰذا اس حدیث کی روشنی میں آپ کو (آپ کی خطاء پر) بھی اجر ملا ہوگا۔ حضرت امام مالک بن انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہر ایک کو اس کے قول پر گرفت ہو سکتی ہے سوائے اس قبر والے کے۔

ذی القعدہ کی چھبیس تاریخ کو تنکز نے اپنے خزانے اور مال واسباب باب الفرادیس میں واقع دار الذہب سے اپنے گھر کی طرف منتقل کیا جسے اس نے تعمیر کروایا تھا اور دار القرآن کے نام سے مشہور تھا اب اس کا نام دار الذہب رکھ دیا گیا اور اس نے قرطائی ناصر الدین محمد بن [illegible] کو معزول کر دیا اور اس کی جگہ اپنے غلام ابابکی کو مسند سپرد کی۔ ۲۸ ذیقعد کو عجلون کے شہر میں صبح کے وقت ایک خوفناک سیلاب آیا اور عصر تک رہا۔ جس کی وجہ سے شہر کی جامع مسجد، بازار، دکانیں، حویلیاں اور گھروں کے متعدد حصے گر گئے اور سات افراد یہاں ہلاک ہو گئے لوگوں کے مال واسباب، گھریلو سامان اور مویشیوں کی بڑی مقدار ضائع ہو گئی جس کی قیمت تقریباً بارہ لاکھ درہم ہے واللہ اعلم، انا للہ وانا الیہ راجعون۔

۱۸ ذی الحجہ بروز جمعرات قاضی شیخ علاء الدین قونوی شافعی نے باقی مراکز کے ائمہ حضرات پر اس بات کو لازم قرار دیا کہ وہ اپنے عماموں کا شملہ چھوڑ دیں تاکہ اس کے ذریعے عوام الناس سے ممتاز ہو سکیں چنانچہ انہوں نے اس حکم پر چند دن تک عمل کیا لیکن پھر اس کی وجہ سے انہیں مشکل پیش آنے لگی جس کی وجہ سے انہیں اس کے ترک کرنے کی چھوٹ دے دی گئی لیکن اس کے باوجود ان میں سے بعض ایسے لوگ بھی تھے جو اس حکم پر عمل پیرا رہے۔

۲۰ ذی الحجہ بروز منگل کو شیخ امام علامہ ابو عبداللہ شمس الدین ابن قیم جوزی کو رہا کر دیا گیا وہ بھی شیخ تقی الدین ابن تیمیہ کی گرفتاری کے چند روز بعد شعبان ۷۲۶ھ سے اس وقت تک قلعے میں قید تھے اور یہ خبر بھی آئی کہ سلطان نے جاولی، امیر فرج بن قراسنقر اور لاچین منصوری کو رہا کر دیا اور یہ لوگ عید کے بعد سلطان کے سامنے پیش کئے گئے اور اس نے انہیں خلعت پیش کی نیز امیر کبیر جوبان کی وفات کی خبر ملی جو کہ سلطان ابو سعید کا نائب تھا اسی طرح قراسنقر المنصوری کی وفات کی خبر بھی ملی یہ دونوں اس سال ذوالقعدہ کے مہینے میں فوت ہوئے۔

اور یہ جوبان وہ ہے جس نے مسجد حرام تک آنے والی نہر بنوائی اس نے اس نہر پر بہت بڑی مقدار میں دولت خرچ کی تھی۔ اس کی قبر مدینہ منورہ میں ہے اور ایک مشہور مدرسہ بھی ہے اس کی بہت سی اچھی یادگاریں ہیں وہ ایک اچھا مسلمان اور عالی ہمت آدمی تھا اس نے ابو سعید کے زمانے میں طویل زمانے تک مملکت کے امور کو بحسن وخوبی چلایا پھر ابو سعید نے اس کو گرفتار کرنا چاہا لیکن وہ بچ نکلنے میں کامیاب ہو گیا جیسا کہ ہم نے ذکر کیا پھر ابو سعید نے اس کے بیٹے خواجہ دمشق کو گزشتہ سال قتل کر دیا اور اس کا دوسرا بیٹا تمرتاش بھاگ کر سلطان مصر کے پاس چلا گیا چنانچہ ایک عرصے تک سلطان مصر نے اس کو پناہ دی پھر ان دونوں بادشاہوں کے درمیان اس کے قتل کے معاملے میں ایلچیوں کا تبادلہ ہوا جس کے نتیجے میں کہا جاتا ہے کہ مصر کے بادشاہ نے تمرتاش کو قتل کر دیا اور اس کا سر ابو سعید کے پاس بھیج دیا پھر کچھ عرصے کے بعد اس کا والد جوبان بھی انتقال کر گیا واللہ تعالیٰ ہی ہمیشہ رہنے والے ہیں۔

قراسنقر منصوری مصر وشام کے بڑے امراء میں سے ایک تھا اور یہ بھی ان لوگوں میں سے ایک تھا جنہوں نے اشرف خلیل بن منصور کو قتل کیا جیسا کہ پہلے یہ بات گزر چکی ہے پھر ایک مدت تک یہ مصر کا نائب امیر رہا اس کے بعد دمشق کی نیابت کی طرف منتقل ہو گیا اور وہاں سے حلب کا نائب امیر سالار بنا۔ پھر وہ افرم اور زردکاش فرار ہو کر تاتاریوں کے پاس چلے گئے تاتاریوں کے بادشاہ خربندا نے انہیں پناہ دی اور ان کا اعزاز واکرام کیا اور انہیں بہت سے شہر جاگیر میں عطا کیے۔ قراسنقر نے ہلاکو کی بیٹی کے ساتھ شادی کر لی اور پھر مراغہ شہر جس کا یہ حاکم تھا میں اسی سال وفات پا گیا اس کی عمر نوے برس کے قریب تھی واللہ اعلم۔

# اس سال فوت پانے والی اہم شخصیات

اس سال وفات پانے والی بڑی ہستیوں میں شیخ الاسلام علامہ تقی الدین ابن تیمیہ شامل ہیں جیسا کہ اس سال میں پیش آنے والے حوادث میں ہم نے ذکر کیا اور ان شاء اللہ ان کے حالات کو ہم عنقریب علیحدہ بیان کریں گے۔

**الشریف العام عز الدین**...... نام ونسب عز الدین ابو اسحاق ابراہیم بن احمد بن عبد المحسن العلوی الحسینی العراقی الاسکندری الشافعی، آپ نے کثیر علوم کا سماع کیا فقہ میں الوجیز (کتاب کا نام) اور نحو میں الایضاح کو حفظ کیا، آپ دنیا سے بے رغبت اور اسے گھٹیا چیز سمجھنے والے بزرگ تھے، آپ کی عمر نوے سال ہونے کے باوجود آپ کی عقل علم وفراست برقرار اور بیدار تھی، آپ ۶۳۸ھ میں پیدا ہوئے اور پانچ محرم بروز جمعۃ المبارک ۷۲۸ھ کو وفات پائی اور اسکندریہ میں المدنیین میں دفن ہوئے، اللہ تعالیٰ ان پر اپنی رحمت نازل فرمائے۔

**الشمس محمد بن عیسیٰ التکریدی**...... آپ صاحب فہم وفراست اور دور اندیش بزرگ تھے اور آپ شیخ تقی الدین کے سامنے اس شخص کے طرح رہتے تھے کہ جب اس کو کوئی حکم دیا جائے یا کسی کام سے روکا جائے تو وہ اس کو نافذ کرے، امراء وغیرہ آپ کو اہم کاموں کی انجام دہی کے لئے بھیجا کرتے تھے اور آپ کو اپنے پیغام پہنچانے کی مکمل طور پر پہچان اور سمجھ حاصل تھی۔

۲ صفر ۷۲۸ھ کو آپ نے القبیبات میں وفات پائی اور اسکندریہ میں مدفون ہوئے رحمہ اللہ تعالیٰ۔

**الشیخ ابوبکر الصالحی**...... ابوبکر بن شرف بن محسن بن معن بن عثمان الصالحی، ۶۵۳ھ میں پیدا ہوئے، شیخ تقی الدین ابن تیمیہ اور علامہ مزی کی صحبت میں رہ کر بہت سے علوم حاصل کئے، آپ کا شمار ان لوگوں میں ہوتا تھا جو شیخ تقی الدین سے محبت کرنے والے تھے اور ان دونوں کی خدمت میں ان کے خادم کی طرح رہتے تھے، آپ فقر وفاقہ کا شکار ہونے کے ساتھ عیال دار بھی تھے اور زکوٰۃ وصدقات سے گزر اوقات چلاتے تھے، آخر عمر میں آپ نے حمص میں رہائش اختیار کر لی تھی، آپ بڑے فصیح وبلیغ تھے، اصول فقہ اور اس کے علاوہ دوسرے علوم میں آپ کی کچھ تصانیف وتعلیقات ہیں۔

وہ جمعہ کی نماز کے بعد سے عصر تک لوگوں سے اپنے حافظے کی بنیاد پر ہم کلام ہوتے تھے، ایک مرتبہ میں اپنے شیخ المزی کے ہمراہ ان سے اس وقت ملا جب وہ حمص سے تشریف لائے ہوئے تھے چنانچہ وہ فصیح اور عمدہ تعبیرات والے تھے البتہ علم میں ان کا رسوخ درمیانے درجہ کا تھا وہ اپنے احوال واعمال اور دلی اعتبار سے تصوف اور کلام کی طرف میلان رکھتے تھے اور شیخ تقی الدین ابن تیمیہ کا تذکرہ کثرت سے کیا کرتے تھے۔

اسی سال ۲۲ صفر کو آپ نے وفات پائی شیخ ابن تیمیہ لوگوں کو ان کے ساتھ احسان کرنے کی ترغیب دیتے تھے اور خود بھی ان کے ساتھ عطاء وبخشش کا معاملہ کرتے تھے۔

**ابن الدوالیبی البغدادی**...... الشیخ الصالح العالم العابد الرحلۃ المسند المعمر عفیف الدین ابو عبد اللہ محمد بن عبد المحسن بن ابی الحسین بن عبد الغفار البغدادی الازجی الحنبلی المعروف بابن الدوالیبی، جو المستنصریہ کے دار الحدیث کے شیخ ہیں، ربیع الاول ۶۳۸ھ میں پیدا ہوئے بہت سے علوم کا سماع کیا، آپ کے پاس حدیث کی عالی سندیں تھیں الخرقی کو آپ نے زبانی یاد کیا نحو وغیرہ کے آپ فاضل تھے شعر گوئی کا اچھا ذوق رکھتے تھے۔

آپ ایک نیک خو انسان تھے نوے سال سے زیادہ آپ نے عمر پائی عراق میں آپ کی ہستی مرجع خلائق (جس کی طرف لوگ اپنی ضرورتوں کے لئے سفر کر کے آتے ہیں) تھی، ۲۹ جمادی الاولیٰ بروز جمعرات آپ نے وفات پائی اور امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ کے قبرستان میں مقابر شہداء میں مدفون ہوئے۔

آپ نے بغداد کے جن مشائخ کو اجازت عطا فرمائی ان میں میں بھی شامل تھا، واللہ اعلم۔

**قاضی القضاۃ شمس الدین بن الحریری** ...... ابو عبداللہ محمد بن صفی الدین ابی عمرو عثمان بن ابی الحسن عبدالوھاب الانصاری الحنفی، آپ ۶۵۳ھ میں پیدا ہوئے، حدیث کا علم حاصل کرنے کے بعد الھدایہ پڑھنی شروع کی، آپ ایک بہترین فقیہ تھے اور دمشق میں بہت سے مقامات پر درس دیتے تھے پھر آپ کو دمشق کا قاضی بنا دیا گیا لیکن اس کے بعد آپ کو مصر میں عہدہ قضاء سنبھالنے کی دعوت دی گئی چنانچہ آپ ایک طویل مدت تک باعزت طور پر اس عہدے پر متمکن رہے، آپ نہ کسی سے ہدیہ قبول کرتے اور نہ ہی کسی فیصلے کی تنفیذ میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا اثر قبول کرتے۔

آپ فرمایا کرتے تھے کہ اگر ابن تیمیہ شیخ الاسلام نہیں ہیں تو پھر کون شیخ الاسلام ہے؟ آپ سے آپ کے کسی دوست نے پوچھا کہ کیا آپ شیخ تقی الدین سے محبت کرتے ہیں؟ آپ نے جواب دیا جی ہاں، پھر فرمایا اللہ کی قسم! میں بے شک ایک خوبصورت چیز سے محبت کرتا ہوں۔

آپ نے بروز ہفتہ ۴ جمادی الاخری وفات پائی اور القرافہ میں مدفون ہوئے، آپ نے اپنے منصب کے لئے قاضی برہان الدین بن عبدالحق کو جانشین مقرر کیا چنانچہ آپ کی وصیت اس بارے میں پوری کی گئی اور انہیں دمشق پیغام بھیج کر بلایا گیا چنانچہ انہوں نے شیخ کی رحلت کے بعد قضاء کا عہدہ اور دوسرا انتظامی شعبے جو حریری کے زیر انتظام تھے ان کا انتظام سنبھالا۔

**الشیخ العالم المقری** ...... شہاب الدین ابو العباس احمد بن الشیخ الامام تقی الدین محمد بن جبارہ بن عبد الولی بن جبارہ المقدسی المرداوی الحنبلی جو شاطبیہ کے شارح ہیں ۶۴۹ھ کو پیدا ہوئے بہت سے علم حاصل کرنے کے بعد قرآت کی طرف متوجہ ہوئے اور اس میں دوسروں پر سبقت لے گئے لوگوں نے آپ سے بہت نفع اٹھایا، آپ ایک مدت تک مصر میں رہے اور وہاں القرافی سے اصول الفقہ کی تحصیل میں منہمک رہے اور القدس میں ۲ رجب ۷۲۸ھ میں وفات پائی رحمہ اللہ تعالیٰ۔ آپ کا شمار صلحاء واخیار میں ہوتا تھا، آپ نے خطیب مردا وغیرہ سے بھی سماع کیا۔

**ابن العاقولی البغدادی** ...... الشیخ العلامہ جمال الدین ابو محمد عبداللہ بن محمد بن علی بن حماد بن ثابت الواسطی العاقولی ثم البغدادی الشافعی جو کہ چالیس سال کی طویل مدت تک المستنصریہ میں مدرس رہے اور ایک زمانے میں اوقاف کے نگران رہے اور ایک زمانے میں قاضی القضاۃ کے عہدے کے لئے بھی ان کا تقرر ہوا۔

آپ اتوار کی رات ۱۰ رجب ۶۳۸ھ میں پیدا ہوئے، آپ نے علم حدیث حاصل کیا اور اس میں کمال حاصل کر کے اس کی مشغولیت اختیار کی اس کے علاوہ آپ نے ۶۵۷ھ سے فتویٰ کا کام بھی شروع کیا جو کہ آپ کی وفات تک برابر جاری رہا، گویا یہ اکہتر برس کی مدت بنتی ہے جو کہ ایک انتہائی حیران کن بات ہے، آپ بڑے مضبوط دل والے آدمی تھے حکومتی حلقوں میں بھی آپ بڑے اثر و رسوخ والے تھے، کتنے ہی لوگوں کے غم و پریشانیاں آپ کی محنت و کوشش سے دور ہوئے، آپ نے بدھ کی رات ۲۲ شوال ۷۲۸ھ کو وفات پائی اور اپنے گھر کے احاطے میں سپرد خاک ہوئے، آپ کی عمر ۹۰ سال سے اوپر تھی۔

آپ نے اپنا گھر ایک بڑے میاں اور دس بچوں پر وقف کر دیا تھا جو کہ قرآن کریم سنتے اور اسے حفظ کرتے تھے، آپ نے ان لوگوں پر اپنی تمام جائیداد وقف کر دی، اللہ تعالیٰ آپ کی طرف سے اس کو قبول فرمائے اور آپ پر رحم فرمائے۔ آپ کے بعد مستنصریہ میں قاضی القضاۃ قطب الدین نے درس دینا شروع کیا۔

**الشیخ الصالح شمس الدین سلامی** ...... شمس الدین محمد بن داؤد بن محمد بن ساب السلامی البغدادی کشادہ دست لوگوں میں سے ایک تھے اہل علم کے ساتھ خصوصاً شیخ تقی الدین کے ساتھیوں کے ساتھ آپ کی بڑی نیکیاں ہیں انہوں نے بہت سی کتابیں وقف کیں کئی مرتبہ حج کیا اور اتوار کی شب ۲۲ ذوالقعدہ کو شیخ تقی الدین کی وفات کے چار دن بعد فوت ہوئے، آپ کی نماز جنازہ نماز جمعہ کے بعد ادا کی گئی اور باب الصغیر میں دفن ہوئے، رحمہ اللہ تعالیٰ واکرم مثواہ۔

اسی رات والدہ محترمہ مریم بنت فرج بن علی اس بستی میں فوت ہوئیں جس میں ان کے والد ۶۷۳ھ میں خطیب تھے وہ بستی کی خوبصورت عورت تھی، جمعہ کے بعد ان کا جنازہ پڑھا گیا اور صوفیہ میں شیخ تقی الدین ابن تیمیہ کی قبر کے مشرقی جانب ان کی تدفین کی گئی رحمہا اللہ تعالیٰ۔

# آغاز ۷۲۹ھ

نیا سال اس حال میں شروع ہوا کہ خلیفہ اور باقی تمام حکام اپنے اپنے عہدوں پر برقرار تھے البتہ قطب الدین بن شیخ السلامیہ فوج کا نگران بن گیا۔ محرم میں دمشق کے معتمد خاص (سیکرٹری) قاضی محی الدین بن فضل اللہ اور اس کے بیٹے اور شرف الدین بن شمس الدین بن الشہاب محمود کو ڈاک کے گھوڑوں پر مصر بلایا گیا چنانچہ الصدر الکبیر محی الدین جس کا ذکر ابھی ہوا ہے، علاء الدین بن اثیر کی جگہ اس کی بیماری کی وجہ سے مصر میں معتمد خاص کا عہدہ سنبھالا، اور اس کا بیٹا شہاب الدین اس کے پاس مقیم ہو گیا اور شرف الدین الشہاب محمود دمشق چلا گیا تاکہ وہاں پر ابن فضل اللہ کی جگہ معتمد خاص کا عہدہ سنبھال سکے۔ اسی مہینے اوقاف کے نگران ناصر الدین، القدس اور الخلیل کے حاکم بن کر گئے اور وہاں پر ملک الامراء تنکز کے لئے بہت سی عمارتیں تعمیر کروائیں اور مسجد اقصیٰ میں محراب کی دائیں اور بائیں دونوں اطراف میں کھڑکیاں کھلوائیں، اور امیر نجم الدین داؤد بن محمد بن ابی بکر بن محمد بن یوسف بن الزرعی حمص کی کچہریوں کی نظامت سے منتقل ہو کر دمشق کی کچہریوں کی نگرانی کے لئے مامور ہوا۔

۲۱ صفر کو جامع دمشق کی سامنے والی دیوار پر سنگ مرمر کا کام اور مسجد کی کشادگی کا کام مکمل ہو گیا لوگوں نے اگلے دن جامع دمشق میں ہی جمعہ کی نماز ادا کی اور باب الزیادہ جو کچھ دنوں سے بند تھا وہ بھی کھول دیا گیا، یہ سارا کام تقی الدین بن مراحل کی نگرانی میں ہوا اور ربیع الثانی میں مصر سے امیر شمس الدین قراسنقر کے بیٹے دمشق آ کر باب الفرادیس میں واقع اپنے والد کے گھر اور وطیۃ المقدمیہ میں رہائش پذیر ہو گئے ان کے باپ کی وراثت میں چھوڑی ہوئی تمام جائیداد انہیں واپس کر دی گئی جو کہ حکومت کی تحویل میں تھی اور جب قراسنقر کے وہاں پر وفات پانے کے بعد ان املاک کو اور ان کے اکثر حصے کو واگذار کر دیا گیا۔

ربیع الثانی کے آخر میں جمعہ کے دن امیر جوبان اور اس کے بیٹے کو مدینہ منورہ کے قلعے سے مردہ حالت میں تابوتوں میں بند کر کے باہر لایا گیا اور مسجد نبوی میں ان کی نماز جنازہ ادا کی گئی اور سلطان کے حکم پر ان دونوں کو جنت البقیع میں دفن کر دیا گیا جوبان کی خواہش تھی کہ اس کے مدرسہ میں اسے دفن کیا جائے لیکن ایسا ممکن نہ ہو سکا۔

اسی دن مدینہ منورہ میں تقی الدین ابن تیمیہ اور قاضی نجم الدین البالسی المصری کی غائبانہ نماز جنازہ ادا کی گئی، ۱۵ جمادی الثانیہ بروز بدھ قاضی شہاب الدین احمد بن جہبل نے مدرسہ بادرائیہ میں اور ۔۔ شیخ برہان الدین الفزاری کی جگہ درس دینا شروع کیا، اور حافظ شمس الدین ذہبی نے ان سے دار الحدیث کی مشیخت لے لی، اور ۳ تاریخ بروز بدھ کو دار الحدیث میں تشریف لائے اور شیخ جمال الدین المسلاتی المالکی کے لئے علماء کی خطابت سے دستبردار ہو گئے چنانچہ شیخ جمال الدین نے بروز جمعہ ۱۹ جمادی الثانیہ کو علماء میں خطبہ دیا۔

اس ماہ کے آخر میں حلب کا نائب امیر سیف الدین ارغون، سلطان کی خدمت میں حاضری کے ارادے سے دمشق آیا دمشق کے نائب امیر نے اس سے ملاقات کی اور جامع دمشق کے قریب اپنے گھر میں ٹھہرایا پھر وہ مصر چلا گیا اور تقریباً چالیس دن غائب رہ کر دوبارہ حلب کی نیابت کی طرف واپس آ گیا، اور رجب کو الصاحب تقی الدین بن عمر و بن الوزیر شمس الدین السلعوس کو مصر طلب کیا گیا اور وہاں کی کچہریوں کی نگرانی اس کے سپرد کی گئی یہاں تک کہ وہ جلد ہی وفات پا گیا۔

ہفتے کے دن ۹ شوال کو قافلہ روانہ ہوا جس کے امیر سیف الدین بلطی، اور اس کے قاضی شہاب الدین الظہیری تھے، ملک الامراء تنکز کی بیوی اور اس کی خدمت کے لئے شبل الدولہ کا غلام، اور صدر الدین مالکی، الصاحب تقی الدین توبہ کا بھتیجا اس کا بھائی شرف الدین، شیخ علی المغربی، شیخ عبداللہ المغربی اور لوگوں کی ایک جماعت حج کے لئے جانے والوں میں شامل تھی۔

۳ شوال بدھ کے دن صبح سویرے قاضی ضیاء الدین علی بن سلیم بن ربیعہ فیصلے سنانے کے لئے قاضی القضاۃ قونوی کے نائب کے طور پر الفخر المصری کی جگہ پر اس منصب سے ان کی معزولی اور ۱۹ رمضان کو ان کے اس عہدے سے اعراض کرنے کی بنا پر عدالت عظمیٰ العادلیہ الکبیرہ میں فروکش ہوئے، ۶ ذوالقعدہ جمعہ کے دن اذان جمعہ کے بعد جاولی کے غلاموں میں ایک غلام جس کا نام ارطنی تھا مصر میں جامع الحاکم کے منبر پر چڑھا اور اس نے دعویٰ کیا کہ وہ مہدی ہے اور کاہنوں کے طرز پر بے تکی اور مسجع کلام پیش کیا چنانچہ اس کو بہت ذلیل و رسوا کیا گیا، یہ سب دیکھ کر وہ مسجد کے خطیب

کے آنے سے پہلے ہوا۔

اس کے آخر میں ذوالقعدہ سے پہلے اور بعد میں اور اگلے سال کے شروع میں دمشق کی اندرونی و بیرونی گلیوں و بازاروں کو کشادہ کیا گیا جن میں سوق السلاح (اسلحہ کی مارکیٹ)، باب الرصیف، السوق الکبیر، باب البرید اور مسجد القصب سے ذکیلیہ تک اور باب الجابیہ کے باہر سے مسجد الدبان تک اور اس کے علاوہ دوسرے وہ مقامات جن میں چلتے ہوئے لوگوں کو تنگی محسوس ہوتی تھی، یہ کام تنکز کے حکم سے ہوا اس نے شہروں کی صفائی کا بھی حکم دیا جس کی بدولت انہوں نے پانی کے گندگیوں سے آلودہ ہونے سے نجات پائی، پھر ذوالحجہ کے آخری عشرے میں تنکز نے کتوں کو ہلاک کرنے کا حکم دیا جس کی وجہ سے کتوں کی ایک بڑی تعداد کو مار دیا گیا پھر ان سب کو بیرون باب الصغیر جو باب کیسان کے ساتھ ملا ہوا ہے میں ایک خندق میں ڈال دیا گیا اور ان کے نر اور مادہ کو الگ الگ کر دیا گیا تا کہ یہ جلدی ختم ہوں اور مزید بچے نہ جن سکیں، مردار جانوروں کی طرف لے جائے جاتے تھے اس طرح لوگوں نے پانی اور کتوں کی گندگی سے نجات پائی اور پانی کے راستے بھی کشادہ ہو گئے۔

۱۲ ذوالحجہ کے دن قاضی القضاۃ قونوی شافعی کی وفات کے بعد قاضی القضاۃ شرف الدین مالکی سمیساطیہ میں مشیخۃ الشیوخ کے لئے تشریف لائے اور آپ کے تقرر کا فرمان چمڑے کے کاغذ سے پڑھ کر سنایا گیا، آپ کی خدمت میں بڑی بڑی شخصیات حاضر ہوئیں اور آپ جس عہدہ پر تھے اسی کی طرف لوٹا دیا گیا۔

## اس سال وفات پانے والی اہم شخصیات

**الامام العالم نجم الدین** ...... نجم الدین ابو عبداللہ محمد بن عقیل بن ابی الحسن بن عقیل البالسی الشافعی جو تنبیہ کے شارح ہیں، ۶۶۰ھ میں پیدا ہوئے حدیث فقہ اور دوسرے علوم وفنون حاصل کئے اور ان میں کمال حاصل کیا، انہوں نے ابن دقیق العید کی صحبت اختیار کی اور فیصلوں اور قضاء میں ان کے نائب بنے، آپ نے المغربیہ، الطیبرسیہ اور جامع مصر میں تدریسی خدمت انجام دیں، آپ حسن اخلاق، دینداری اور اپنے کاموں پر استقامت میں مشہور تھے ۱۲ محرم جمعرات کی شب آپ کا انتقال ہوا اور القرافہ میں آپ کی تدفین ہوئی، آپ کے جنازے میں لوگوں کی بہت بڑی تعداد نے شرکت کی۔

**الامیر سیف الدین قطلو بک الششنکیر الرومی** ...... آپ کا شمار بڑے بڑے امراء میں ہوتا تھا ایک زمانہ میں آپ کو بادشاہ کے خصوصی تحائف دینے کا افسر بھی بنایا گیا، یہ وہی صاحب ہیں جنہوں نے القدس میں نہر جاری کی، بروز پیر ۲۰ ربیع الاول کو وفات پائی اور باب الفرادیس کے شمال میں اپنی قبر میں دفن ہوئے وہ خوبصورتی میں مشہور ہے، ان کے جنازے میں نائب السلطنت اور دیگر امراء سوق الخیل میں حاضر ہوئے۔

**محدث الیمن** ...... شرف الدین احمد بن فقیہ زبید ابی الحسین بن منصور الشماخی المذحجی، آپ نے اہل مکہ اور ان کے علاوہ دیگر شیوخ سے حدیث روایت کی، آپ کے شیوخ کی تعداد پانچ سو یا اس سے بھی زیادہ ہے ان شہروں میں آپ مرجع الآفاق تھے اور ان کے لئے خیر بانٹنے والے تھے، آپ حدیث، فقہ اور دیگر علوم کے بڑے فاضل تھے، اس سال ربیع الاول میں آپ نے وفات پائی۔

**نجم الدین ابوالحسن** ...... علی بن محمد بن عمر بن عبدالرحمن بن عبدالواحد ابو محمد بن مسلم دمشق کے مشہور رؤساء میں سے ایک ہیں، آپ کا تعلق بڑے گھرانے سے ہے اور بڑے عالی نسب، آن بان والے اور بڑے کنبے والے تھے، ایک عرصہ تک آپ نے یتیموں کی دیکھ بھال کی امداد کی ذمہ داری سنبھالے رکھی، آپ نے بہت سے علوم کا سماع کیا اور حدیث کی روایت کا مشغلہ اختیار کیا، آپ بڑے علم وفضل والے اور بڑے دولت مند آدمی تھے ۶۴۹ھ میں آپ پیدا ہوئے اور پیر کے دن ۵ ربیع الثانی دوپہر کے وقت انتقال کر گئے ظہر کے بعد جامع اموی میں آپ کی نماز جنازہ ادا کی گئی اور قاسیون کے دامن میں اس قبر میں دفن ہوئے جو آپ نے اپنے لئے خود تیار کی تھی آپ کے قریب دو قبریں اور بھی ہیں، آپ کی قبر پر یہ آیت لکھی ہوئی ہے:

**قل یا عبادی الذین اسرفوا علی انفسہم لا تقنطوا من رحمۃ اللہ ان اللہ یغفر الذنوب جمیعا** (الآیۃ)

ہم نے ان سے موطا و دیگر کتابیں پڑھیں۔

**الامیر ملکتمر الحاجب**...... یہ الصوفیہ کے قبرستان کی طرف جانے والے راستے پر بیرون باب النصر میں میدان کے کنارے واقع حمام کے مالک تھے ان کی وفات القاہرہ میں ۱۰ ربیع الثانی کو ہوئی، اور اس مدرسہ میں دفن ہوئے جو انہوں نے اپنے گھر کے قریب بنایا تھا۔

**الشیخ شرف الدین عیسیٰ بن محمد بن قراجا بن سلیمان**...... یہ سہروردی سلسلے کی ایک صوفی منش واعظ تھے ان کے کچھ اشعار بھی ہیں اور آپ کو ترنم سے نغمے وغیرہ پڑھنے کا سلیقہ آتا تھا ان اشعار میں کچھ شعر پیش خدمت ہیں:

اے سعد! تجھے خوشخبری ہے کہ اس قبیلے سے اس کا ساربان جدا ہو گیا ہے جو عنقریب اونٹوں اور وادی کو ختم کر دے گا۔
بہت سی منازل ہیں، ہم ان میں سے اچھی منزل پر نہیں اترے یہاں تک کہ ہم نے بعض مرتبہ موت کے پیالے پی لئے۔
ہم اس کی طرف جانے کی شوق اور محبت میں مر گئے پس تب سے قرب کی یاد صبا عطا کرنے والے نے ہمیں زندہ کر دیا ہے۔

آپ کی وفات ربیع الثانی میں ہوئی۔

**شیخ علامہ برہان الدین الفزاری**...... وہ شیخ امام، عالم، علامہ، مذہب کے شیخ اور اس کی علامت اور مذہب والوں کے لئے فائدہ مند، شیخ الاسلام، مختلف فرقوں کے ملجا، بقیۃ السلف، برہان الدین ابو اسحاق ابراہیم بن الشیخ العلامہ تاج الدین ابی محمد عبدالرحمن بن الشیخ الامام المقری المفتی برہان الدین ابو اسحاق ابراہیم بن سباع بن ضیاء الفزاری المصری الشافعی ہیں، آپ ربیع الاول ۶۶۰ھ میں پیدا ہوئے اور حدیث کی تعلیم حاصل کی اور اپنے والد صاحب سے حصول علم میں مشغول ہو گئے اور ان کے حلقے میں اپنی تعلیم دہرائی اور صاحب کمال بن گئے اور مذہب کی سمجھ بوجھ اس کو نقل کرنے اور لکھنے میں اپنے ہم عصر لوگوں اور تمام زمانے کے امام بن گئے پھر البادرائیہ میں تدریس کے سلسلے میں اپنے والد کے منصب پر فائز ہو گئے اور جامع اموی میں آپ نے طلبہ کو تحصیل علم میں منہمک رکھا، چنانچہ مسلمانوں نے آپ سے خوب نفع اٹھایا۔

آپ کے سامنے بڑے بڑے عہدے پیش کئے گئے لیکن آپ نے قبول کرنے سے انکار کر دیا انہیں میں [illegible] آپ نے اپنے چچا علامہ شرف الدین کے بعد ایک مدت تک خطابت کے فرائض انجام دیئے لیکن پھر خطابت چھوڑ کر دوبارہ البادرائیہ میں [illegible] لے آئے۔

آپ کے سامنے ابن صصری کے بعد شام کے قاضی القضاۃ کا عہدہ بھی پیش کیا گیا اور خود شام کے نائب امیر اور اس کے حکومتی عہدیداروں نے آپ سے بہت اصرار کیا لیکن آپ نے قبول کرنے سے انکار کر دیا، اور عہدہ قبول نہ کرنے کا مصمم ارادہ کیا اور بہت سختی سے انکار کر دیا، آپ کاموں کی طرف بہت متوجہ رہنے والے اپنے زمانے کے حالات سے باخبر اور اوقات کو دن رات کام کاج اور عبادت میں مصروف رکھنے والے تھے مطالعہ کثرت سے کرتے تھے اور طلبہ کو حدیث پڑھایا کرتے تھے ہم نے ان سے صحیح مسلم اور دوسری کتابیں پڑھیں، آپ مذکورہ مدرسہ میں پڑھاتے تھے التنبیہ پر آپ کے بہت سے حواشی ہیں جن میں بعض فوائد ایسے ہیں جو کسی دوسرے حاشیے میں نہیں ملتے، علامہ ابن الحاجب کی کتاب المختصر جو اصول فقہ میں ہے اس پر بھی آپ نے حاشیہ لکھا ہے اس کے علاوہ بھی آپ کی بڑی بڑی تصانیف ہیں۔

مجموعی طور پر میں نے اپنے مشائخ میں ان جیسا ثانی نہیں دیکھا، آپ حسین صورت کے مالک تھے جس پر خوبصورتی، جلال اور وقار اور حسن اخلاق کے آثار نمایاں تھے، آپ کو غصہ بھی آ جاتا تھا لیکن جلدی اپنی اصلی حالت میں آ جاتے تھے، آپ بڑے سخی آدمی تھے اور طلبہ پر آپ کے احسانات بہت زیادہ تھے، آپ کبھی کسی چیز کو جمع کر کے نہیں رکھتے تھے، مدرسہ سے ملنے والی تنخواہ اپنی ضروریات میں خرچ کر دیتے تھے آپ نے البادرائیہ میں ۷۰۷ھ سے اس سال تک تدریس کی اور ۷ جمادی الاولیٰ کو جمعہ کی صبح اسی مدرسہ میں وفات پائی، جمعہ کی نماز کے بعد آپ کی نماز جنازہ جامع مسجد میں پڑھائی گئی اور آپ کی چارپائی لوگوں کے سروں اور ہاتھوں پر اٹھائی گئی، جنازے میں بے حد بھیڑ تھی، آپ کو اپنے والد، چچا اور دوسرے رشتہ داروں کے پاس باب الصغیر میں دفن کیا گیا رحمہ اللہ تعالیٰ۔

**الشیخ الامام الزاہد الورع**...... مجد الدین اسماعیل الحرانی الحنبلی، ۶۳۹ھ میں پیدا ہوئے اور قرآن کریم کی مختلف قرأتیں سیکھنے کے بعد

جب اپنے گھر والوں کے ساتھ ۶۷۱ھ میں دمشق آئے تو وہاں علم حدیث حاصل کیا اور شمس الدین بن ابی عمر کی صحبت میں رہ کر آپ سے مستفیض ہوئے فقہ اور حدیث کی روایت میں مہارت حاصل کی، آپ لایعنی باتوں سے بچنے کا بہت اہتمام فرماتے تھے اور اپنے کاموں اور وظائف کی ادائیگی میں بہت استقامت والے تھے اور بغیر کسی عذر شرعی کے ان کی ادائیگی سے نہ رکتے تھے یہاں تک کہ اتوار کی شب ۹ جمادی الاولیٰ کو اس جہاں سے کوچ کر گئے اور باب الصغیر میں دفن ہوئے، اسی زمانہ میں آپ کی وفات ہوئی۔

**الصاحب شرف الدین یعقوب بن عبداللہ** ...... حلب میں کچہریوں کے نگران تھے اور پھر وہاں سے ان کا تبادلہ طرابلس میں ہوا جہاں کی کچہریوں کی نگرانی کی ذمہ داری آپ نے سنبھالی، آپ نے حماۃ میں وفات پائی، آپ علماء سے محبت کرنے والے اور صاحب ثروت شخص تھے اور سخاوت و احسان کی دولت بھی آپ کو حاصل تھی، آپ قاضی ناصر الدین جو کہ دمشق کے معتمد خاص تھے اور حلب کی افواج کے قاضی اور العصامیہ کے شیخ الشیوخ تھے کے والد ہیں قاضی ناصر الدین حلب کے مدرسہ الاسلامیہ اور دمشق کے الناصریہ اور الشامیہ الجوانیہ کے مدرس بھی رہے ہیں۔ حافظ بن علم الدین مسعود بن ابو المعالی عبداللہ بن ابی الفضل بن الشقیشی جو کہ کسی زمانے میں مصر کے معتمد اور لشکر کے نگران ہوا کرتے تھے، اور دمشق میں ایک طویل مدت تک مستقل طور پر قطب الدین بن السلامیہ کے شریک کار بن کر بھی لشکر کے نگران رہے اور اس معاملہ میں آپ بڑے باخبر تھے اور اپنے ذہن سے اس کے معاملات کو یاد رکھتے تھے، آپ عربی میں بہت عمدہ صلاحیت رکھتے تھے اور ادب اور علم حساب میں بھی ماہر تھے، بہترین شاعر بھی تھے آپ میں محبت اور انکساری کا ملکہ بھی تھا ۱۵ جمادی الثانیہ کو مصر میں وفات پائی اور کاتب السماء ایک فخر کے قبرستان میں دفن ہوئے۔

**قاضی القضاۃ علاء الدین القونوی** ...... علاء الدین القونوی، ابوالحسن علی بن اسماعیل بن یوسف القونوی التبریزی الشافعی ۶۶۸ھ میں قونیہ کے شہر میں پیدا ہوئے اور علم کی تحصیل میں منہمک ہو گئے، ۶۹۳ھ میں وہ دمشق تشریف لائے تو آپ کا شمار علماء میں ہوتا تھا، دمشق میں آپ نے مزید تعلیم حاصل کی، حدیث شریف کی سماعت کی اور جامع دمشق میں صدر نشین ہو گئے اور اقبالیہ میں بھی درس دیتے رہے پھر مصر چلے گئے اور وہاں بہت سے مدارس میں تدریس کی، آپ کو مصر اور دمشق میں شیخ الشیوخ بھی بنایا گیا، آپ مصر میں مسلسل علمی مشغلے میں مصروف رہے طلباء آپ سے مستفید ہوتے رہے یہاں تک کہ ۷۲۷ھ میں قاضی بن کر دمشق آ گئے، آپ کی فقہ وغیرہ میں بہت سی تصانیف ہیں، آپ نحو، صرف، قرآن، حدیث اور فقہ جیسے بہت سے علوم کے جامع تھے علامہ زمخشری کی کتاب الکشاف کی بڑی واقفیت رکھتے تھے آپ کو حدیث کی سمجھ کا ملکہ حاصل تھا اور آپ میں انصاف، عمدہ عادتیں اور اہل علم کی تعظیم جیسی صفات پائی جاتی تھیں، آپ نے اپنی سند سے حدیث کی ایک کتاب لکھی ہم نے آپ سے وہ کتاب پڑھی تھی، آپ ہمارے شیخ المزی کے سامنے بہت تواضع کرتے تھے، ۱۴ ذی القعدہ ہفتہ کے دن اپنے باغ میں عصر کے بعد تپ لگنے سے وفات پا گئے اگلے دن آپ کی نماز جنازہ پڑھی گئی اور قاسیون کے دامن میں مدفون ہوئے اللہ تعالیٰ آپ کی لغزشوں سے درگذر فرمائے۔

**الامیر حسام الدین لاجین المنصوری الحسامی** ...... وہ لاجین الصغیر کے نام سے مشہور ہیں ایک مدت تک دمشق کے والی امیر رہے پھر غزہ کی نیابت اور پھر البیرہ کی نیابت آپ کے سپرد ہوئی اور وہیں پر ذوالقعدہ کے مہینے میں وفات پائی اور وہیں مدفون ہوئے، انھوں نے باب شرقی کے باہر اپنی بیوی کے لئے قبر بنوائی تھی لیکن وہ وہاں پر دفن نہ ہو سکے وما تدری نفس بای ارض تموت، اور کوئی شخص نہیں جانتا کہ اس کی موت کس زمین میں ہوگی۔

**الصاحب عز الدین ابو یعلیٰ** ...... حمزہ بن مؤید الدین ابی المعالی اسعد بن عز الدین ابی غالب المظفر بن الوزیر مؤید الدین ابی المعالی بن اسعد بن العمید ابی یعلیٰ حمزہ بن اسعد بن علی بن محمد التمیمی الدمشقی ابن القلانسی، دمشق کے بڑے روساء میں سے ایک ہیں، ۶۴۹ھ میں پیدا ہوئے، بچپن ہی سے علم حدیث حاصل کیا اور پھر حدیث شریف کی تعلیم میں مصروف ہو گئے ہم نے ان سے حدیث کا علم حاصل کیا۔

آپ بڑی شان و شوکت والے تھے اور اپنی ضروریات پوری کرنے کے لئے مال و دولت اور عظیم الشان جائیداد کے مالک تھے آپ مسلسل کئی عہدوں پر متمکن رہے، یہاں تک کہ سلطان نے مصر کے وکیل مقرر ہوئے اس کے بعد ۷۱۰ھ میں آپ کو وزیر بنا دیا گیا پھر معزول ہو گئے اور بعض

اوقات آپ کے اموال کو ضبط بھی کیا گیا، آپ کی عنایتیں خواص اور بڑے لوگوں پر بھی تھیں، آپ فقیر و محتاج لوگوں پر احسان کا معاملہ کرتے رہے، آپ بعض حکومت کے بادشاہوں، نوابوں، امراء اور دوسرے لوگوں کے نزدیک صاحب حیثیت اور قابل تعظیم رہے یہاں تک کہ بستان میں ہفتہ کی شب ۱۹ ذی الحجہ کو انتقال فرمایا، اگلے دن آپ کی نماز جنازہ پڑھی گئی اور قاسیون کے دامن میں دفن ہوئے الصالحیہ میں گنبد کے قریب آپ کی ایک اچھی خانقاہ تھی اس میں دارالحدیث اور نیکی اور صدقہ کا سامان پایا جاتا تھا۔

## آغاز ۷۳۰ھ

بدھ کے دن نیا سال شروع ہوا، اور ملکوں پر وہی لوگ امیر تھے جن کا پہلے ذکر گزر چکا ہے سوائے شافعی کے کہ وہ وفات پا گئے اور ان کی جگہ اس سال کی محرم کو علم الدین محمد بن ابوبکر بن عیسیٰ بن بدران السعدی الاخنائی الشافعی کو مقرر کیا گیا وہ محرم کی ۲۲ تاریخ کو نائب سلطنت تنکز کی معیت میں دمشق تشریف لائے انہوں نے القدس کی زیارت کی اور تنکزیہ کی تدریس کے لئے حاضر ہوئے جو کہ وہاں پر انہوں نے تعمیر کروایا تھا جب وہ دمشق آئے تو حسب عادت العادلیہ الکبیرہ میں ٹھہرے اور وہاں اور الغزالیہ میں درس دیا اور مستقل طور پر المنفلوطی کی نیابت اختیار کی پھر انہوں نے زین الدین بن المرحل کو نائب مقرر کیا۔

صفر میں شرف الدین محمود بن الخطیری نے اوقاف کی دیکھ بھال کا انتظام سنبھالا اور نجم الدین الدمشقی اوقاف سے الگ ہو کر حمص کا گورنر بنا، ربیع الثانی میں جامع اموی کی مشرقی جانب کو مغربی جانب کی طرح سنگ مرمر لگانے کا کام شروع ہوا ابن مراجل نے جامع کی قبلے والی دیوار کے لئے تختے جمع کرنے کے لئے اپنے نائب اور قاضی سے مشورہ کیا اور پھر ان دونوں نے اس کا حکم جاری کیا۔ جمعہ کے دن مصر کے مدرسہ صالحیہ کے ایوان شافعیہ میں نماز جمعہ کا اہتمام کیا گیا اس ایوان کو کرک کے نائب امیر جمال الدین نے علماء سے فتویٰ پوچھنے کے بعد اس کو بنوایا تھا۔

ربیع الثانی میں فخر الدین بن البارزی کی جگہ حلب کی قضاء کا عہدہ شمس الدین بن النقیب کو دیا گیا فخر الدین کے وفات پانے کی وجہ سے اور ابن النقیب کی جگہ طرابلس کا قاضی شمس الدین بن مجد البعلبکی کو بنایا گیا اور جمادی الاولیٰ کے آخر میں محی الدین بن جمیل کو المنفلوطی جو کہ وفات پا گئے تھے کی جگہ اخنائی کی نیابت کا عہدہ سنبھالا، اور اسی مہینے میں امیر وزیر علاء الدین مغلطای الناصری نے احناف کے لئے ایک مدرسہ وقف کیا جس میں صوفی کی ایک جماعت بھی تھی اس میں قاضی علاء الدین بن ترکمانی نے تدریسی خدمات انجام دیں اور اس میں فقہاء کرام نے سکونت اختیار کی، جمادی الثانیہ میں مصری اور شامی شہروں کو مزین کیا گیا اور اس جنگ میں جس میں سلطان کا ہاتھ ٹوٹ گیا تھا اس کے زندہ بچ جانے پر خوشی کے شادیانے بجائے گئے اور مصر کے امراء اور اطباء کو خلعتیں پیش کی گئیں اور قیدیوں کو آزاد کیا گیا، جمادی الثانیہ میں ہی سلطان کے پاس فرنگیوں کے سفیر بعض ساحلی علاقوں کا مطالبہ لے کر آئے سلطان نے انہیں جواب دیا اگر یہ قانون نہ ہوتا کہ سفیروں کو قتل نہ کیا جائے تو میں تمہیں قتل کر دیتا، پھر انہیں ذلت و رسوائی کے ساتھ ان کے علاقوں کی طرف بھیج دیا گیا۔

اتوار کے دن ۹ رجب کو سلطان اس درس میں حاضر ہوا جسے قاضی فخر الدین سررشتہ ممالیک نے جامع دمشق میں حنفیہ کے لئے ان کے محراب میں شروع کرایا تھا، شیخ شہاب الدین ابن قاضی الحصین نے جو کہ دیار مصر کے قاضی القضاۃ برہان الدین ابن عبدالحق کے بھائی تھے درس دیا اور قاضیوں اور اہم شخصیات نے اس کی خدمت میں حاضری دی پھر انہوں نے شیخ شہاب الدین سے ان کے بھتیجے صلاح الدین جو کہ الجوہریہ میں تھے کی طرف رجوع کیا اور وہاں پر شمس الدین ابن الترکی کے بجائے درس دیا جو کہ ان کے لئے اس درس سے منتقل ہو گئے تھے اور رجب کے آخر میں اس جامع مسجد میں خطبہ دیا گیا جسے امیر سیف الدین الماس الحاجب نے قاعہ کے پاس پر تعمیر کروایا تھا اور ۱۱ رمضان بروز جمعہ اس جامع مسجد میں خطبہ دیا گیا جسے قوصون نے جامع طولون اور الصالحیہ کے درمیان میں تعمیر کروایا تھا اس خطبے میں سلطان اور اہم امراء حاضر ہوئے اور اس دن خطبہ قاضی القضاۃ جلال الدین القزوینی الشافعی نے دیا اور انہیں ایک قیمتی خلعت سے نوازا گیا اور بدر الدین بن شکری اس کے مستقل خطیب بن گئے۔

۱۱ شوال بروز ہفتہ شامی قافلہ حج کے لئے روانہ ہوا اس کے امیر سیف الدین المرساوی داما جان الحمیری اور اس کے قاضی شہاب الدین بن المجد

عبداللہ تھے جو کہ اوائل میں مدرس تھے اور بعد میں قاضی القضاۃ بنائے گئے جیسا کہ گزر چکا ہے۔

اس سال جن لوگوں نے حج کیا ان میں رضی الدین ابن المنطقی، الحسس الاربلی، شیخ الحجاز، صفی الدین بن الحریری، شمس الدین ابن خطیب یبرود، الشیخ محمد امیر بانی اور دیگر لوگ شامل تھے جب وہ لوگ اپنے مناسک ادا کر چکے تو مکہ کی طرف لوٹے تاکہ طواف وداع کر سکیں، وہیں اسی دوران کہ وہ خطبہ سن رہے تھے کہ اچانک انہوں نے بنی حسن کے غلاموں اور گھوڑوں کا شور وغوغا سنا جو مسجد حرام میں لوگوں کو روند رہے تھے چنانچہ ترک قتال کے ارادے سے ان پر ٹوٹ پڑے جس سے ان میں لڑائی چھڑ گئی جس میں مصر کے قبیلہ طبلخان کا ایک امیر قتل ہو گیا جس کو سیف الدین الخضر کہا جاتا تھا اور اس کا ایک بیٹا اور غلام اور ایک قبیلے کا سردار جسے الباقی کہا جاتا تھا اور مردوں اور عورتوں کی ایک جماعت قتل ہو گئی اور بہت سے ساز وسامان لوٹ لیا گیا اور مسجد میں ایک عظیم قسم کی مڈبھیڑ ہوئی اور لوگ اپنے اپنے ٹھکانوں کی طرف جو کہ ابیار زاہر میں تھے بھاگے لیکن ان تک پہنچ نہ پائے اور نماز جمعہ بڑی مشقت سے ادا کی گئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

تمام امراء نے ان سے بدلہ لینے کے لئے مکہ مکرمہ کی طرف لوٹنے پر اتفاق کیا پھر وہ واپس پلٹتے ہوئے حملہ آور ہوئے اور ان کے پیچھے ان کے غلام بھی آئے یہاں تک کہ وہ حاجیوں کے خیموں تک پہنچ گئے اور لوگوں کو کھلم کھلا لوٹنے لگے اور اس آخری زمانے میں اہل بیت لوگوں کو بیت اللہ سے روکنے لگے اور ترکوں کی نسل وہ ہے جو اسلام اور اہل اسلام کی مدد کرتے ہیں اور اپنے جان ومال کے ذریعہ ان سے تکلیفوں کو دور کرتے ہیں جیسے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ان اولیاءہ الا المتقون اور اللہ کے دوست متقین ہی ہوتے ہیں۔

## اس سال وفات پانے والے اہم شخصیات

**علاء الدین ابن الاثیر** ...... مصر کے معتمد خاص علی بن احمد بن سعید بن محمد بن الاثیر جو کہ اصلاً حلبی ہیں اور بعد میں مصر میں سکونت اختیار کی، آپ صاحب عزت ووجاہت اور مال وثروت والے اور سلطان کے دل میں بڑا مقام رکھنے والے تھے، راز اور خفیہ باتوں کے کاتب۔ آپ پر آخری عمر میں فالج کا حملہ ہوا جس کی وجہ سے اپنی خدمات سے الگ ہوئے اور آپ کی [illegible] میں آپ کے عہدے پر ابن فضل اللہ متعین ہوئے۔

**الوزیر العالم ابو القاسم** ...... محمد بن محمد بن سہل بن محمد بن سہل الازدی الغرناطی الاندلسی، جو مغربی علاقوں کے ایک بڑے شان وشوکت والے گھرانے سے تعلق رکھتے تھے، وہ دمشق میں جمادی الاولیٰ ۶۹۸ھ میں تشریف لائے اور وہ حج کا ارادہ رکھتے تھے میں نے دو مجلسوں میں شیخ تقی الدین ابن تیمیہ سے [illegible] ان کی گفتگو اور قراءت سنی [illegible] پھر ان کی ۲۲ محرم کو قاہرہ میں وفات ہوئی۔ آپ فقہ، نحو، تاریخ اور اصول میں بڑی مہارت رکھتے تھے، بڑے بلند حوصلہ شریف النفس اور اپنے علاقوں میں بہت قابل احترام شخصیت کے مالک تھے اس علاقے کے بادشاہوں کو مقرر کرتے اور معزول کرتے تھے لیکن آپ نے یا آپ کے گھرانے کے کسی فرد نے بھی کوئی سرکاری عہدہ حاصل نہ کیا اور ان کا لقب جو وزیر لکھا گیا وہ مجازاً ہے۔

**ہمارے شیخ جو صالح وعابد، درویش اور خاشع ہیں** ...... شمس الدین ابو عبداللہ محمد بن الشیخ الصالح العابد شرف الدین ابو الحسن بن حسین بن غیلان البعلبکی الحنبلی جو دار الشیخ الحنفیۃ کی مسجد السلاطین کے امام ہیں انہوں نے حدیث کا علم حاصل کیا اور دوسروں کو بھی حدیث پڑھائی۔ آپ صبح وشام دونوں اوقات میں قرآن کریم پڑھا کرتے تھے، [illegible] میں انہیں کے پاس میں نے قرآن کریم ختم کیا، آپ کا شمار بڑے بڑے صلحاء اور عابد وزاہد لوگوں میں ہوتا تھا، ۲۰ صفر بروز بدھ آپ نے وفات پائی اور آپ کی نماز جنازہ جامع مسجد میں پڑھی گئی اور باب الصغیر میں آپ کو دفنایا گیا [illegible] آپ کو بہت [illegible] اور اسی مہینے میں یعنی صفر میں قاہرہ کے گورنر القندیدار نے وفات پائی وہ بڑے عجیب وغریب کمالات کے مالک ہیں۔

**بہادر آص امیر کبیر** ...... شام کے لشکر کے میمنہ کے سردار سیف الدین بہادر آص المنصوری دمشق کے سب سے بڑے امیر تھے وہ ان لوگوں میں شامل ہیں جنہوں نے طویل عمر دولت وحشمت میں گذاری اور ان لوگوں میں ان کا شمار ہوتا ہے جن پر یہ آیت کریمہ صادق آتی ہے [illegible]

للناس حب الشہوات من النساء (الآیۃ) کی اداؤں کے عجوبے تھے اور حسن صورت اور شکل کا منتہا تھا، جمعہ کے دن وفات پائی اور باب الجابیہ کے باہر مقبرہ صوفیہ میں دفن ہوئے اور وہ مشہور ہے۔

**الحجار ابن الشحنہ:** الشیخ الکبیر المعمر الرحلہ شہاب الدین ابوالعباس احمد بن ابی طالب بن نعمہ بن حسن بن علی بن بیان دیر مقرنی ثم الصالحی الحجار جو کہ ابن الشحنہ کے نام سے معروف ہیں، انھوں نے بخاری شریف علامہ زبیدی سے ۶۳۰ھ میں قاسیون میں سنی اور ۷۰۶ھ میں آپ کا سماع ظاہر ہوا جس سے محدثین بہت خوش ہوئے اور انھوں نے حدیث کے سماع کے لیے ان کے پاس کثرت سے جانا شروع کیا اور لوگوں نے آپ سے ساٹھ مرتبہ کے قریب بخاری شریف کا سماع کیا اور ہم نے مدارس کے حلقوں میں پانچ سو جزء ان سے اجازت اور سماع کے ساتھ پڑھے، آپ نے مسند ولایت ابن اللتی سے سماع کیا اور بغداد کے ۱۳۸ شیوخ نے آپ کو اجازت دی ہے جو سب سے عالی سند والے ہیں اور آپ تجارت کی ایک مدت تک پتھر توڑتے رہے جو کہ پچیس سال کے قریب ہے پھر آخری عمر میں کپڑوں کی سلائی کرتے تھے اور حدیث کی تدریس میں مشغول ہونے کی وجہ سے آپ کی گزر اوقات ہوتی گئی، سلطان الملک الناصر نے گھر میں ان سے حدیث پڑھی اور اپنے ہاتھوں سے انہیں خلعت پہنائی، مصر اور شام کے مختلف علاقوں کے کثیر لوگوں نے آپ سے حدیث کا سماع کیا جن کی گنتی مشکل ہے، لوگوں نے آپ سے خوب استفادہ کیا، آپ ایک اچھے بزرگ تھے جو کہ خوبصورت چہرے والے اور سلیم القلب اور اپنے حواس اور صلاحیتوں سے نفع اٹھانے والے تھے۔ بے شک تحقیقی بات یہ ہے کہ آپ سو سال تک زندہ رہے بلکہ اس سے بھی زیادہ، اس لیے کہ آپ نے بخاری علامہ زبیدی سے ۶۳۰ھ میں پڑھی اور ۲۵ صفر ۷۳۰ھ کو پیر کے دن دمشق میں ان کا انتقال ہوا اور ہم نے بھی اسی دن آپ سے بخاری کی سماعت کی۔

**الشیخ نجم الدین عبدالرحیم بن عبدالرحمٰن:** الموصلی جو ابن الشحام کے نام کے ساتھ مشہور ہوئے، ابتداءً اپنے شہر میں علم کے حصول میں لگے پھر اس کے لیے دوسرے شہروں کا سفر کیا، اور سلطنت "مغل" کی خدمات میں رہے جو مغلوں کی ایک مدت تک رہی، پھر پچیس سال کی عمر میں دمشق تشریف لائے اور مدرسہ "ظاہریہ البرانیہ" میں اور "جامع" میں تدریس کے فرائض سرانجام دیتے رہے، یہ ہی وہ زمانہ ان کو "دارالشعر" کے شیخ الحدیث کا عہدہ سونپ دیا گیا، پھر اپنے والد ماجد ابن ... کی جگہ مدرسہ ... کے مدرس ہوئے، اور ... کے وقت ... کے بعد ... ہے جسے ... علم ... ایک بہت بڑے حصے میں انجام دیتے رہے ... معرفت رکھتے تھے۔

**الشیخ ابراہیم الصدمۃ:** ان کا اصل وطن "کرک" ہے جو مشرق کے شہروں میں سے ایک شہر ہے، ملک شام آئے، قدس اور خلیل کے درمیان ایک زمین میں قیام پذیر ہوئے جو کہ غیر آباد تھی، انہوں نے اسے آباد کیا اور اس میں پانی نکالا جس سے طرح طرح کی کھیتیاں اگائیں اور ہمیشہ ان کے علاقہ میں بیت المقدس کی زیارت کا قصد کرنے والے لوگوں نے ان سے بہت سی ان کی کرامات نقل کی ہیں۔ سو سال کی عمر پائی اور اس زمانے میں ... سے ... کو ... رجب کے مہینے میں وفات پائی۔

**ستیتہ بنت الامیر سیف الدین:** ... باب الخواصین میں قبرجان ترابا خورد و سنقر تیمر کمال المنصوری نائب شام کی بیوی تھیں، جنہوں نے بڑا تر ادب کیا "دارالذہب" میں وفات پائی اور جب ان کی تجہیز "جامع" میں کی گئی جنازہ ادا کیا گیا اور "باب الخواصین" کے پاس قبرجان کے ساتھ مصحف میں ان کی قبر ہوئی جہاں ایک مسجد بھی ہے اس مسجد کے ایک کنارے میں عورتوں کے لیے کھڑا مکان ہے اور قیدیوں کے لیے ایک کتب بھی ہوا ہے اس کے ساتھ صدقہ ہے ... لوگوں کے ساتھ بھلائی کرنے ... ان سے بعض لوگوں نے ... جہاں تمام ... کا حکم ... ایک سال ... حج ... کا ارادہ کیا تھا۔

**قاضی قضاۃ طرابلس:** شمس الدین محمد بن عیسیٰ بن محمود البعلبکی ... ابن المجد کے نام سے مشہور ہیں، مسلکاً شافعی ہیں، اپنے شہر میں ہی ابتدائی تعلیم حاصل کی اور بہت سارے فنون میں مہارت حاصل کی اور دمشق میں ایک مدت تک قیام پذیر رہے ... اور ...

[illegible]

**الشیخ الصالح** [illegible]

**الشیخ حسن بن علی** [illegible]

**محی الدین** [illegible]

[illegible]

## آغاز [illegible]

[illegible]

[illegible]

پیش آئی تھی، جس میں بڑی بڑی چٹانیں بھی تھیں، انہوں نے وادیوں پر پل باندھے تھے اور بڑی مشقت اور انتہائی جدوجہد کے بعد پہنچے فللّٰہ الحمد وحدہ لاشریک لہ، اور جب نائب حلب ارغون واپس آیا تو سخت بیمار پڑ گیا اور اسی بیماری میں چل بسا۔

۷ صفر کو "تنکز" نے باب الجابیہ کے باہر راستوں کو وسیع کرایا، اور ہر اس چیز کو گرا دیا جو راستہ تنگ کر رہی تھی، ۲ ربیع الاول علاء الدین قلانسی نے ابن العادل کی جگہ کچہریوں اور دیوان ملک الامراء اور مارستان کی نگرانی کا شاہی لباس پہنا اور ابن العادل بڑی کچہری کی دربانی کے لئے واپس آ گیا، اور ربیع الاول کے دوسرے دن "عماد الدین بن شیرازی" نے "ابن مراحل" وہ کسی دوسرے عہدے کی طرف منتقل نہیں بلکہ معزول کر دیا گیا تھا، کی جگہ جامع اموی کی نگرانی کا لباس پہنا، اور "جمال الدین بن القویرہ" نے ابن شیرازی کی جگہ قیدیوں کی دیکھ بھال کا عہدہ سنبھالا، ربیع الاول کے آخر بروز جمعرات قاضی شرف الدین بن عبداللہ بن شرف الدین حسن بن حافظ ابوموسیٰ عبداللہ بن حافظ عبدالغنی مقدسی نے عز الدین بن التقی سلیمان، جس کی وفات ہو گئی تھی کی جگہ قضاۃ حنابلہ کی خلعت پہنی اور دار السعادہ سے جامع کی طرف روانہ ہوئے اور قضاۃ و اعیان کی موجودگی میں ان کی منظوری کا حکم نامہ پڑھا گیا، پھر وہ جوزیہ گئے اور فیصلہ کیا اور خلعت پہنے ہوئے ہی صالحیہ پہنچے۔

اس دن انہوں نے اپنے بھتیجے تقی عبداللہ بن شہاب الدین احمد کو اپنا نائب مقرر کیا، ربیع الثانی کے اختتام پر امیر علاء الدین طنبغا دمشق سے ہوتا ہوا حلب پہنچا وہاں ارغون کی وفات کی وجہ سے اس کا نائب بننے کے لئے پہنچا، نائب سلطنت اور لشکر نے اس کا استقبال کیا، جمادی الاولیٰ کی ابتداء میں امیر شریف رمیثہ بن ابی نمی مکہ حاضر ہوا تو سلطان کی طرف سے اسے امیر مکہ بنانے کے لئے حکم نامہ پڑھا گیا، لشکر کی موجودگی میں اسے خلعت پہنائی گئی، اور مصر و شام کے سرکردہ امراء جو کعبہ میں تھے انہوں نے بیعت کی اور ان کی لشکر کی آمد تک ۷ ربیع الاول کو ہوئی تھی تو وہ باب المعلیٰ میں ٹھہرے، اور نماز و طواف کا بڑا ثواب حاصل ہوا اور وہاں کا بھاؤ بھی ارزاں تھا۔

۷ ربیع الثانی بروز ہفتہ قاضی عز الدین بن بدر الدین بن جماعہ کو سلطان کا وکیل، جامع طولون اور ناصریہ کی نگرانی کی خلعت پہنائی گئی تو لوگوں نے اسے خوشخبری دی، وہ تاج بن اسحاق عبدالوہاب کی جگہ مقرر ہوئے جن کا انتقال ہو چکا تھا، قرافہ میں دفن ہوئے اسی مہینے عماد الدین بن قاضی القضاۃ اخنائی نے صارمیہ کی تدریس سنبھالی، وہ "نجم ہاشم بن عبداللہ" بعلبکی شافعی کی وفات کے بعد چھوٹے تھے وہ اس کے لئے رجب میں پہنچے اور لوگ ان کے پاس ان کے والد کی خدمت کرنے کی وجہ سے حاضر ہوئے، ۲۰ جمادی الثانیہ "امیر سیف الدین ایکی بغا" کی قیادت میں واپس لوٹی، وہ ۵ ماہ چھ دن غائب رہے تھے، انہوں نے مکہ میں ایک ماہ ایک دن قیام کیا، ان کے رعب و دبدبے سے عرب بڑے متاثر ہو کر فرمانبردار ہوئے، انہوں نے عطیفہ کو معزول کر کے اس کے بھائی رمیثہ کو والی مقرر کیا، پھر نماز، طواف اور عمرہ کیا اور بعض حج کے لئے ٹھہر گئے، ۲ رجب ابن ابی طیب کو بیت المال کے دفتر کی ابن صاین کی جگہ جن کی وفات ہو گئی تھی نگرانی کی خلعت پہنائی گئی۔

شعبان کی ابتداء میں دمشق میں سخت تیز تند ہوا چلی جس کی وجہ سے کئی درخت اور شاخیں ٹوٹ گئیں اور حمام کے چاندی کے کچھ برتن ٹوٹ گئے اسی شعبان کے مہینے میں مدرسہ معزیہ میں جو دریائے نیل کے کنارے پر ہے جسے امیر سیف الدین طغو دمر ناصر امیر مجلس نے بنایا تھا، خطبہ دیا گیا، اس میں خطیب عز الدین عبدالرحیم بن فرات حنفی تھا، نصف رمضان میں شیخ تاج الدین عمر بن علی بن سالم لخمی بن فاکہانی مالکی آئے، وہ قاضی شافعی کے ہاں ٹھہرے اور ان کی تصنیفات سے کچھ کتابیں سنی، اور اسی سال شامیوں سے حج کے لئے روانہ ہوئے، اور دمشق پہنچنے سے پہلے قدس کی زیارت کی، اسی مہینے سوق الخیل کو پامال کیا گیا، اس میں بجری بچھائی گئی، جس میں چار دن کے اندر چار سو کے قریب لوگوں نے کام کیا، یہاں تک کہ انہوں نے اسے بالکل برابر درست کر دیا، اس سے قبل اس میں بہت گندگی اور پانی ہو جاتا تھا، اسی مہینے باب الجابیہ جوانیہ کی طرف سوق الدقیق ٹھیک کیا گیا، اور اس پر چھت لگائی گئی۔

۹ شوال بروز پیر شامی قافلہ نکلا، جس کا امیر عز الدین ایبک امیر علم اور اس کا قاضی شہاب الدین ظاہری تھا، اس مہینے جن لوگوں نے حج کیا ان میں شہاب الدین بن جہبل، ابونصر، ابن جملہ، فخر مصری، صدر مالکی، شرف الدین القوی حنفی، بہاء بن امام مشہد، جلال الدین اعیالی یتیم خانوں کے نگران، شمس الدین کردی، فخر الدین بعلبکی، مجد الدین بن ابی المجد، شمس الدین بن قیم جوزیہ، شمس الدین بن خطیب یبرود، شرف الدین قاسم عجلونی، تاج الدین بن فاکہانی، شیخ عمر سلاوی اور راقم الحروف اسمٰعیل بن کثیر شامل تھا، اور دوسرے مسالک کے لوگ بھی تھے یہاں تک کہ شیخ بدر الدین،

فرماتے ہیں کہ ہمارے اس قافلے میں ۴۰۰ فقیہ، چار مدارس خانقاہیں اور دار الحدیث جمع ہو گئے، ہمارے ساتھ ۱۳ مفتی حضرات تھے، مصریوں کے فقہاء کی ایک جماعت تھی جس میں مالکیہ کے قاضی تقی الدین اخنائی، فخر الدین نویری، شمس الدین بن حارثی، مجد الدین اقصرائی، شیخ الشیوخ، شیخ محمد المرشدی، اور عراقی قافلہ میں شیخ احمد سروجی سب سے مضبوط تھے وہ مشہور آدمی ہیں، شامیوں میں شیخ علی الواسطی ابن مرجانی کے ساتھ تھے، مصریوں کے امیر مغلطائی جمالی تھے جو فی الوقت وزیر تھے وہ اس وقت بیمار تھے، ہم تبوک کے چشمے سے گزرے جس کی اس سال تعمیر ہوئی تھی، اور ایک یا دو اونٹوں کے روندنے سے محفوظ کیا گیا، اس کا پانی انتہائی خوبصورت، شفاف، میٹھا ہو گیا، جمعہ کا وقت تھا طواف کے دوران ہم پر بارش ہوئی۔

نصف ذی الحجہ میں "منکتمر" قلعہ مصر سے واپس آیا، اس کی خدمت میں زیادہ تر شاہی لشکر تھا، اس نے ان علاقوں میں بڑی شان و شوکت کا اظہار کیا، ۱۹ ذی الحجہ کو قاضی علاء الدین بن قلانسی کو ان تمام اطراف کی نگرانی سونپی گئی جو اس کے بھائی جمال الدین کے پاس تھیں کیونکہ اس کا انتقال ہو چکا تھا، یوں ان کے لئے ایسے مناصب جمع ہو گئے جو اس دور میں کسی رئیس کے لئے جمع نہ ہو سکے، ان میں سے بیت المال کی وکالت، فوج کی قضاء، علم [illegible]وں کی تحریر، ملک الامراء کی وکالت، ہسپتال کی نگرانی، حرمین شریفین کی دیکھ بھال، دیوان سعید کی نگرانی، امینیہ، ظاہریہ، عصرونیہ وغیرہ مدارس کی تدریس شامل ہے۔

## اس سال فوت ہونے والے نامور حضرات

**قاضی القضاۃ عز الدین المقدسی** ...... عز الدین ابو عبد اللہ بن محمد ابن قاضی القضاۃ تقی الدین سلیمان بن حمزہ بن احمد بن عمر ابن الشیخ ابی عمر المقدسی الحنبلی، ۶۶۵ھ میں پیدا ہوئے۔

محدثین کرام سے احادیث سنیں اور اپنے والد ماجد سے باقاعدہ طور پر احادیث پڑھیں، ایام ولایت میں اپنے والد ماجد کے نائب مقرر ہوئے، پھر جب ابن مسلم کو والی بنایا گیا تو آپ نے ان کے گھر کو لازم پکڑ لیا، جوزیہ اور دار الحدیث الاشرفیہ کے درس میں حاضر ہوتے تھے اور ان کے گھر میں رہا کرتے تھے پھر جب ابن مسلم کی وفات ہوئی تو آپ کو فقہ حنبلی کا قاضی مقرر کر دیا گیا، تقریباً چار سال کے عرصہ تک اس عہدہ پر فائز رہے، آپ کے اندر انکساری، محبت اور لوگوں کی ضروریات پوری کرنے کا جذبہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا، ۹ صفر کو بدھ کے دن آپ کی وفات ہوئی جو بارش کا دن تھا، اس کے باوجود آپ کے نماز جنازہ میں کثیر تعداد میں لوگوں نے شرکت کی، ان کو اپنے قبرستان میں دفن کیا گیا، آپ کی وفات کے بعد آپ کے نائب شرف الدین ابن الحافظ کو وہ عہدہ سونپ دیا گیا، جو اسی سال کی عمر پا کر صفر کے درمیان میں وفات پائی۔

**الامیر سیف الدین قطلیس** ...... سیف الدین کو سیف الصمد بھی کہا جاتا ہے انہوں نے حجاز اور بیت المقدس میں حدیث کا سماع کیا، امیر سیف الدین ارغون بن عبد اللہ الدویدار الناصری ماہ صفر کے درمیان میں فوت ہوئے، مصر کے نائب حاکم کی حیثیت سے عرصہ دراز تک کام کرتے رہے پھر کسی وجہ سے حاکم وقت آپ سے ناراض ہو گئے جس کے نتیجے میں آپ کو مصر کی نیابت سے معزول کر کے "حلب" کی نیابت کی طرف بھیج دیا، جہاں پر آپ ایک عرصہ تک ٹھہرے رہے پھر ۲۰ ربیع الاول کو وہاں پر وفات پائی، بڑے سمجھدار اور فقیہ تھے، دیانت دار اور اتباع شریعت کے پابند تھے آپ کے استاذ حجاز سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ جیسے جلیل القدر محدث نے سماع کیا اور پوری کتاب کو اپنے خط سے لکھا، بعض علماء نے آپ کو فتویٰ دینے کی اجازت بھی عطا کر دی تھی، آپ کا میلان شیخ تقی الدین بن تیمیہ کی طرف تھا جو کہ مصر میں مقیم تھے پچاس سال کی عمر سے قبل ہی وفات پا گئے تھے، طبعی طور پر کھیل کود کو نا پسند کرتے تھے وہ جب امیر ساجور کا استقبال کرنے نکلتے تو انتہائی تواضع اور مسکنت سے نکلتے، ان کے ساتھ امراء یا وہ اللہ اکبر اللہ اکبر اور لا الٰہ الا اللہ اور الحمد للہ کی صدائیں بلند کرتے ہوئے نکلتے، انہوں نے گانے بجانے اور لہو و لعب سے منع کر دیا۔

**القاضی ضیاء الدین** ...... ابو الحسن علی بن سلیم بن ربیع بن سلیمان اذرعی شافعی، بہت سارے مدارس میں قضاۃ کے عہدہ میں منتقل ہوتے رہے، ۶۰ سال کے عرصہ تک یہی سلسلہ چلتا رہا، طرابلس، عجلون، اذرع اور ان کے علاوہ دوسرے علاقوں کے حاکم رہے اور دمشق میں ایک ماہ کے عرصہ

علم قراءت کے ماہر ہو گئے اور بہت سی تصنیفات لکھیں آپ کی بہت ساری تصنیفات ہیں جن میں سے ایک نظم الشاطبیہ ہے جو [illegible] ہزار اشعار پر مشتمل ہے اور دوسری تجوید کی نظم ہے جو [illegible] اشعار پر مشتمل ہے [illegible] اور ان کے علاوہ کئی قصیدے ہیں [illegible] سال کی عمر میں ۲۳ [illegible] کو اپنے گھر میں وفات پائی آپ نے وفات کے بعد چار لڑکے چھوڑے جن میں سے ایک عبدالرزاق ہیں جو اپنے زمانے کے لوگوں میں سے ایک ہیں اور علم قراءت [illegible] دونوں میں مہارت رکھتے تھے۔

ابوعلی عثمان بن سعید المغربی: [illegible] اپنے وقت کے بادشاہ تھے پھر ایک جماعت ان پر غالب آ گئی جس نے انہیں [illegible] انہوں نے [illegible] مصر کی طرف [illegible] اور [illegible] مغرب کی شکل وصورت میں [illegible] سواری کرتے تھے بہت [illegible] تھے ہمیشہ مخلوق خدا کی خدمت میں رہتے تھے یہاں تک کہ جمادی الاولیٰ کے مہینے میں وفات پائی۔

الامام العلامہ ضیاء الدین ابوالعباس: محمد بن قطب الدین محمد بن عبدالصمد بن عبدالحق [illegible] شافعی [illegible] مدرس اور مصر کے نائب حاکم [illegible] علم کے حصول کے لئے مختلف مقامات کا سفر کیا اور اپنے والد [illegible] ذوالحجہ کے مہینے میں وفات پائی۔ آپ کی وفات کے بعد [illegible] آپ کا عہدہ سنبھال لیا۔

الصدر الکبیر تاج الدین الکارمی: [illegible] کے نام سے مشہور تھے [illegible] اور مصر کے بہت بڑے تاجر تھے جمادی الاولیٰ کے مہینے میں وفات پائی۔ کہا جاتا ہے کہ آپ نے اپنی وفات کے بعد ایک لاکھ [illegible] چھوڑے [illegible] کے [illegible] جامع الاقمر [illegible] تھے۔

الامام العلامہ فخر الدین: عثمان بن ابراہیم بن مصطفیٰ بن سلیمان [illegible] الترکمانی الحنفی فخر الدین نے الجامع کی شرح کی ہے اور [illegible] رجب کے مہینے میں وفات پائی آپ [illegible] آپ کی وفات کے بعد آپ کے صاحبزادے تاج الدین [illegible] دیا گیا۔

تقی الدین عمر ابن الوزیر شمس الدین: محمد بن عثمان بن السلعوس [illegible] جب ان کے والد [illegible] وفات [illegible] اس وقت آپ بہت چھوٹے بچے تھے [illegible] مصر میں [illegible] ایک دن [illegible] بادشاہ کے سامنے حاضر ہوئے جب وہاں سے نکلے تو آپ کی حالت خراب ہو رہی تھی اسی حالت میں اپنے گھر تک پہنچے [illegible] پانی پلایا گیا۔
۲۹ جمادی الآخرہ [illegible] کے دن وفات پائی [illegible] جنازہ [illegible] القرافہ میں [illegible] کے پہلو میں دفن کیا گیا آپ کے جنازہ میں لوگوں کی کثیر تعداد موجود تھی۔

جمال الدین ابوالعباس: احمد بن شرف الدین [illegible] جمال الدین محمد بن ابی الفتح نصر اللہ [illegible] محمد [illegible] قاضی [illegible] بہت [illegible] علم [illegible] ریاست [illegible] تھے [illegible] اپنے وقت [illegible] کرنے کی صفات [illegible] تھیں۔

[illegible]

## آغاز ۶۴۲ھ

اس سال کا آغاز ہوا تو شہروں کے حکام [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

تھا، پھر کمال الدین بن زکی نے اس کی طرف سے خطبہ دیا، اسی مہینے نائب سلطنت نے سوق الخیل کے ان گھروں کو جو میدان الحصا کی جانب تھے پیوند لگانے کا حکم دیا، چنانچہ ایسا ہی کیا گیا اس سال دریائے فرات کی مقدار آب اتنی بڑھ گئی کہ اتنی مقدار کبھی سنی نہ گئی تھی، وہ مسلسل چالیس دن بڑھتا رہا، جس کی وجہ سے دیہ میں کافی مال و اسباب تباہ ہوئے، دریا کے پاس والا پل ٹوٹ گیا، مہنگائی بڑھ گئی، لوگوں نے پل درست کرنا شروع کیا مگر وہ دوسری مرتبہ پھر ٹوٹ گیا۔

۹ شوال بروز ہفتہ شامی قافلہ نکلا، جس کا امیر سیف الدین اوزان اور قاضی جمال الدین بن شریشی تھا، جو فی الحال حمص کے قاضی تھے، اس سال سلطان، قاضی القضاۃ قزوینی، عز الدین بن جماعہ، موفق الدین حنبلی اور دیگر حرم امراء کی معیت میں حج کیا۔ ۱۲ شوال پنجشنبہ کی شب الصاحب عز الدین قمر یال پر مدرسہ نجیبیہ جوانیہ میں پابندی لگ گئی، اس سے مال کا مطالبہ ہوا اور بہت سا مال لے لیا گیا۔ اور آئندہ سال محرم میں اسے رہا کر دیا گیا۔

## اس سال فوت ہونے والے نامور حضرات

**الشیخ عبدالرحمن بن ابی محمد بن محمد** ...... ابن سلطان قرانلدی جو عبادت، تقویٰ، جامع اموی کی ملازمت، کثرت تلاوت اور کثرت ذکر کے ساتھ مشہور ہونے والے حضرات میں سے ایک ہیں، آپ کے معتقدین آپ کی مجلس میں موجود رہتے تھے۔ ان روحانی صفات کے ساتھ ساتھ مال و دولت کی فراوانی اور جائدادیں آپ کے پاس موجود تھیں۔ ۸۵ یا ۸۶ سال کی عمر میں محرم الحرام کے مہینے میں فوت ہوئے۔ باب الصغیر میں دفن کئے گئے۔ اپنی ابتدائی زندگی میں مختلف شیوخ سے حدیث کا سماع کیا اور علم حدیث میں مشغول رہے، پھر آخر میں اشتغال بالحدیث کو ترک کر کے عبادت الٰہیہ میں مشغولیت اختیار کر لی یہاں تک کہ اس دار فانی سے رحلت فرما گئے۔

**الملک المؤید صاحب حماۃ** ...... عماد الدین اسماعیل بن الملک الافضل، نور الدین علی ابن الملک المظفر تقی الدین محمود ابن الملک المنصور ناصر الدین محمد بن الملک المظفر، تقی الدین عمر بن شاہنشاہ بن ایوب، علم فقہ، علم ہیئت، علم طب اور ان کے علاوہ متعدد علوم میں آپ کے بہت زیادہ فضائل ہیں اور آپ کی متعدد تصنیفات ہیں، ان تصنیفات میں سے ایک تصنیف "تاریخ حافل" کے نام سے ہے جو دو بڑی بڑی جلدوں میں ہے۔ نظم الحاوی اور اس کے علاوہ اور بھی مشہور و معروف آپ کی تصنیفات ہیں۔ اپنے زمانہ کے علماء سے محبت کرتے اور بہت سارے فنون میں ان کو شریک کیا کرتے تھے۔ بنو ایوب کے فضلاء میں سے ہیں، ۴۱ سال کی عمر میں "حماۃ" کے بادشاہ مقرر ہوئے آخر عمر تک اسی عہدہ پر فائز رہے۔

بادشاہ ناصر آپ کی تکریم و تعظیم کیا کرتا تھا، آپ کی وفات کے بعد آپ کے فرزند "افضل علی" کو بادشاہت کا عہدہ سونپ دیا گیا۔ جمعرات کے دن صبح سویرے ۲۸ محرم الحرام کو فوت ہوئے۔ والدین کے پاس حماۃ کے باہر صبح کے وقت دفن ہوئے۔

**القاضی الامام تاج الدین السعدی** ...... تاج الدین ابوالقاسم عبد الغفار بن محمد بن عبد الکافی بن عوض بن سنان بن عبداللہ السعدی المصری الشافعی، بہت سارے شیوخ سے حدیث کا سماع کیا، تین جلدوں میں جمع کی اپنے لئے تخریج فرمائی اور خود بہت کچھ پڑھا، بہت اچھے انداز میں تحریر کرتے تھے اس فن میں خوب پہچان اور مہارت رکھتے تھے کہا جاتا ہے کہ انہوں نے اپنے خط کے ساتھ تقریباً پانچ سو جلدیں تحریر کی ہیں۔

شافعی المسلک اور متقی تھے، اس کے باوجود ایک وقت میں قاضی حنبلی کے نائب رہے، مدرسہ صاحبیہ کے شیخ الحدیث کے منصب پر بھی فائز رہے، ربیع الاول کے شروع میں ۸۲ سال کی عمر میں مصر میں انتقال فرمایا۔

**الشیخ رضی الدین بن سلیمان** ...... المنطقی الحنفی آپ کا اصل وطن آق سرا ہے، جو بلاد قونیہ میں سے ایک شہر ہے، اولاً "حماۃ" میں رہائش پذیر تھے پھر وہاں سے ہجرت کر کے دمشق میں مقیم ہوئے، "قیماریہ" میں درس دیا، منطق اور علم جدل میں فاضل تھے، ایک مدت سے

ان سے یہ علم حاصل کیے۔ ۸۶ سال کی عمر پائی اور بتاریخ پیر کی رات ۲۶ ربیع الاول کو فوت ہوئے، جمعہ کے بعد ان کی نماز جنازہ ہوئی، "صوفیہ" میں مدفون ہوئے۔

**امام علاء الدین طیبی** ..... ربیع الاول میں فوت ہوئے، "الصالحیہ" میں اپنے مقبرے میں دفن ہوئے، اسی طرح "امیر سیف الدین تدلاق" بھی اپنے قبرستان میں دفن ہوئے۔

**قاضی القضاۃ شرف الدین ابو محمد** ..... عبداللہ بن حسن بن عبداللہ بن حافظ عبدالغنی المقدسی الحنبلی، ۶۴۶ھ میں پیدا ہوئے۔ ایک عرصہ تک ابن مسلم کے نائب رہے، وفات سے ایک سال قبل قاضی بنائے گئے۔ جمعرات کی رات جمادی الاولیٰ کے شروع میں اچانک فوت ہوئے، اور صبح کے وقت "شیخ ابو عمر" کے مقبرے میں دفن ہوئے۔

**شیخ یعقوب الحسبانی** ..... الشافعی الاسعردی، ۹۰ برس کی عمر پائی، ان کے متبعین اور شاگردوں کی کثیر تعداد تھی، ان میں سے ایک "شمس الدین ابن الطبان الفقیہ الشافعی" ہیں، وہ ان کی بہت عزت اور تعریف میں مبالغہ کرتے تھے اور ان کی طرف بہت سے حالات منسوب کرتے تھے، اللہ تعالیٰ ہی ان کی صحت اور جھوٹ کا زیادہ جاننے والا ہے، جمادی الاولیٰ میں وفات ہوئی، ان کا جنازہ بڑا پرہجوم تھا۔

**الخطیب تاج الدین** ..... محمد بن عبدالرحیم بن قاسم بن اسماعیل الدمشقی الماسحانی کے لقب سے مشہور تھے، "الشہاب المقری" کے شاگرد رہے اور ان کی وفات کے بعد تعزیت اور مبارکبادی کی مجلسوں میں شرکت کرتے تھے، یہ بہت اچھی قراءت جانتے تھے، لوگوں سے بہت زیادہ میل جول رکھتے تھے، اسی لئے لوگ انہیں زیادہ طلب کرتے تھے، اس کے باوجود جب ان کا انتقال ہوا تو ان کے ذمہ بہت سے قرضے تھے، رجب کے آخر میں فوت ہوئے۔

**القاضی فخر الدین کاتب الممالیک** ..... محمد بن فضل اللہ المصری، فوجوں کے نگران تھے، اصلاً قبطی تھے، پھر اسلام لائے، اسلام میں ان کی بڑی کوشش رہی، انہوں نے بہت سی نیکیاں کیں، وقف کیے، "الفخریہ" نامی مسجد بنائی، وہ بہت احسان کرنے والے تھے، سلطان سے انہیں ولایت ملی، وہ ان سے بہت زیادہ محبت کرتا تھا، "القدس الشریف" میں مدرسہ بھی ان کی طرف منسوب ہے۔ رجب کی ۱۵ تاریخ کو فوت ہوئے۔ انہوں نے جو مال اور املاک چھوڑی ان کی وفات کے بعد ضبط کر لیا گیا، رحمہ اللہ تعالیٰ۔

**امیر سیف الدین الجائی الدوادار الملکی الناصری** ..... ترکی تھے اور فاضل تھے، اپنے ہاتھ سے ایک چوتھائی لکھا، اور بہت سی صحیح کتابیں حاصل کیں، اہل علم کے ساتھ بہت زیادہ احسان کرتے تھے، رجب کے آخر میں فوت ہوئے۔

**طبیب ماہر حاذق فاضل** ..... امین الدین سلیمان بن داؤد بن سلیمان، دمشق میں اطباء کے رئیس رہے، ایک وقت تک ان کے مدرس رہے۔ پھر "جمال الدین بن الشہاب الکحال" کی وجہ سے ان کی موت سے قبل کچھ مدت تک معزول کیے گئے، کیونکہ آپ کے معاملے میں نائب سلطنت نے ان کے خلاف تعصب سے کام لیا تھا، بروز ہفتہ ۲۳ شعبان کو فوت ہوئے، "قبیبات" میں دفن ہوئے۔

**شیخ امام عالم مقری شیخ القراء** ..... برہان الدین ابو اسحاق ابراہیم بن عمر بن ابراہیم بن خلیل الجعبری ثم الخلیلی الشافعی، قراءت وغیرہ میں ان کی بہت سی تصنیفات ہیں۔ قلعہ جعبر میں ۶۴۰ھ کو پیدا ہوئے، بغداد میں علم حاصل کیا، پھر دمشق آئے، "الخلیل" شہر میں مقیم ہو گئے اور چالیس سال تک لوگوں کو قرآن پڑھاتے رہے۔ "الشاطبیہ" کی شرح لکھی، حدیث کی اجازت یوسف بن خلیل سے حاصل کی، عربیت، عروض اور قراءت میں نظم اور شرح میں تصنیفات لکھیں، فضائل، روایت، بلاغت اور پرہیزگاری میں مشہور مشائخ میں سے تھے، بروز اتوار رمضان میں وفات پائی، "الخلیل" شہر میں "ترعیہ" کے پیچھے دفن ہوئے، ۹۲ برس کی عمر پائی، رحمہ اللہ تعالیٰ۔

**قاضی القضاۃ علم الدین**...... ابو عبداللہ محمد بن قاضی شمس الدین ابو بکر بن عیسیٰ بن بدران بن رحمۃ اللہ الاخنائی السعدی، المصری، الشافعی، دمشق اور اس کے مضافات کے قاضی تھے، عفیف، پاکدامن، ذکی، خوش عبارت، اور فضائل کے محب تھے، اہل فضائل کی تعظیم کرتے تھے، "عادلیہ قاسیون" کے دامن میں پہاڑ کی جانب سے "العادل کتبغا" کی قبر کے سامنے اپنی بیوی کے پہلو میں مدفون ہوئے۔

**قطب الدین موسیٰ**...... احمد بن حسین بن شیخ السلامیہ، شامی فوجوں کے ناظر تھے، صاحب ثروت اور اموال کثیرہ تھے، فضائل کے مالک تھے، اہل خیر کے ساتھ احسان، کرم اور فضل کا معاملہ کرتے تھے، مہمات میں قوی الارادہ تھے، ۲۰ ذی الحجہ بروز منگل فوت ہوئے، عمر ۷۰ برس سے متجاوز تھی، قاسیون میں "مدرسہ ناصریہ" کے سامنے اپنے مقبرے میں فوت ہوئے، وہ "مدرسہ حنبلیہ" کے مدرس "شیخ امام علامہ عز الدین حمزہ" کے والد ہیں۔

## آغاز ۷۳۳ھ

نئے سال کا چاند بروز بدھ طلوع ہوا، حکام وہی پچھلے سال والے تھے، شافعیہ کا کوئی قاضی نہ تھا، حنفیہ کا قاضی عماد الدین طرسوسی، مالکیہ کا شرف الدین ہمدانی اور حنابلہ کا علاء الدین بن منجا تھا، خطیب دمشق محی الدین بن فضل اللہ تھا اور جامع کا ناظر عز الدین بن شیرازی تھا۔

۴ محرم، حجاز سے سلطان کی سلامتی کی خوش خبری آئی کہ وہ شہروں کے قریب پہنچ چکا ہے، خوشی کے طبل بجائے گئے، شہر سجایا گیا، اور بشیر نے امیر سیف الدین بکتمر ساقی اور اس کے بیٹے "شہاب الدین احمد" کی وفات کی خبر دی، حج کر کے یہ دونوں مصر کے قریب پہنچے تھے تو راستے میں آتے ہوئے پہلے والد کا اور اس کے تین دن بعد عیون القصب میں بیٹے کا انتقال ہوا، پھر انہیں قرافہ میں اپنی قبروں میں منتقل کیا گیا، بکتمر کے اموال، جواہر، موتی، پیسے، سامان اور بہت سے ذخائر پائے گئے، جن کا کوئی حد حساب نہ تھا، محرم میں الصاحب شمس الدین غبریال کو رہا کیا گیا، اور صفر میں مصر طلب کیا گیا، وہ ڈاک کی سواری پر سوار ہوا، اس کے جانے کے بعد اس کے گھر والوں پر پابندی لگا دی گئی، ان سے بہت سا مال بیت المال کے لئے لیا گیا۔

محرم کے آخر میں الصاحب امین الملک "غبریال" کی جگہ دمشق کچہریوں کی نگرانی کے لئے آیا، اور اس کے چار دن بعد قاضی فخر الدین بن علی، قطب الدین بن شیخ سلامیہ کی وفات کے بعد فوج کی نگرانی کے لئے آئے، نصف ربیع الاول میں ابن جملہ نے دمشق دار السعادۃ میں شافعیہ کی قضاء کی خلعت پہنی، اور اسی حالت میں وہ جامع آئے، اور وہاں سے عادلیہ گئے ان کی تقرری کا حکم، اعیان حکومت کی موجودگی میں پڑھا گیا، اور اسی مہینے بروز بدھ عادلیہ اور غزالیہ میں درس دیا، ۲۲ ربیع الاول بروز سوموار ان کے بھتیجے جمال الدین محمود دوبارہ قیمریہ کے لئے آئے جس کی مسند سے وہ علیحدہ ہو گئے تھے، پھر انہوں نے اسے مجلس میں نائب بنایا اور عادلیہ کی طرف جا کر فیصلہ کیا، پھر زیادہ دیر نہ گزری تھی کہ اسی دن وہ معزول کر دیئے گئے، ان کے بعد جمال الدین ابراہیم بن شمس الدین محمد بن یوسف حسبانی ان کے نائب ہوئے وہ بڑے باہمت شخص تھے انہیں احکام کی سمجھ بوجھ اور خبر تھی۔

ربیع الاول میں شہاب قرطائی طرابلس کے نائب مقرر ہوئے، اور طینال وہاں سے معزول ہو کر غزہ اور حمص کے نائب بنے، اور جو شخص ان کی تقرریوں کے حکم نامے لایا اس کی وجہ سے اسے ایک لاکھ درہم ملے، ربیع الثانی میں قاضی محی الدین بن فضل اللہ اور ان کے بیٹے کو مصری خفیہ تحریر لکھنے پر واپس بلا لیا گیا، اور شرف الدین بن شہاب محمود شام کی خفیہ تحریریں لکھنے کے لئے جیسے وہ پہلے مقرر تھے، واپس لوٹے۔

اس مہینے کے نصف میں اشراف کی نقابت کے لئے علاء الدین موسیٰ حسنی، اپنے بھائی شرف الدین عدنان، جن کی پچھلے ماہ وفات ہوئی تھی، مقرر ہوئے، وہ اپنی قبر مسجد الذبان کے پاس دفن ہوئے، اس مہینے "فخر مصری" نے ابن جملہ کی جگہ (کیونکہ وہ قاضی بن گئے تھے) دولعیہ میں درس دیا۔

۲۵ رجب بادرائیہ میں "قاضی علاء الدین علی بن شریف" نے، جو ابن الوحید سے مشہور تھے، "ابن جملہ" کی جگہ جن کا پچھلے ماہ انتقال ہوا تھا، درس دیا، ان کے پاس قضاۃ و اعیان حکومت حاضر ہوئے، اس وقت میں (ابن کثیر)، اور شیخ شمس الدین بن عبدالہادی اور کئی دوسرے لوگ قدس میں تھے، اسی مہینے سلطان نے بندوق چلانے پر پابندی لگا دی اور یہ کہ اس کو دستہ نہ بیچا جائے اور نہ بنایا جائے، اس کی وجہ یہ تھی کہ بندوق چلانے والوں نے لوگوں کے بچوں کو خراب کر دیا تھا، اور اکثر یہ کام لونڈے باز، اوباش اور بے دین لوگ کرتے تھے، تمام بلاد مصریہ اور شامیہ میں اس کی منادی کرا دی گئی۔

"برزالی" فرماتے ہیں: کہ نصف شعبان میں سلطان نے نجومیوں کو والی قاہرہ کے حوالے کرنے کا حکم دیا، انہیں سزا دی گئی اور جیل میں ڈال دیئے گئے کیونکہ انہوں نے عورتوں کی حالت خراب کر دی تھی، ان میں سے چار تو سزا بھگتنے کے دوران ہی مر گئے، تین مسلمان اور ایک عیسائی، یہ بات "برزالی" نے "شیخ [illegible]" سے نقل کر کے بھیجی، رمضان کی ابتداء میں امیر فخر الدین بن شمس لؤلؤ کو دمشق میں بری فوج کی نگرانی کا حکم بذریعہ ڈاک آیا، جب "شہاب [illegible]" کی وفات ہو چکی تھی، رمضان میں مکہ سے دمشق ایک خط پہنچا، جس میں ذکر تھا کہ حجاز کے علاقوں میں بجلیاں گری ہیں، بہت سے آدمی مر گئے ہیں، مختلف حصوں پر متفرق جگہیں جل گئی ہیں، اسی طرح کثرت سے بارشوں کا ذکر تھا۔

۲۳ رمضان بذریعہ ڈاک یہ حکم آیا کہ قاضی محی الدین بن جمیل" کو طرابلس کا قاضی مقرر کیا جاتا ہے، سو وہ اس کی طرف روانہ ہوئے اور "ابن المجد عبد اللہ" نے "اصبہانی" کی جگہ دوبارہ تدریس دی، کیونکہ اصبہانی مصر میں بحکم شاہی مقیم ہو گئے تھے، رمضان کے آخر میں الصاحب علاء الدین اور اس کے بھائی "شمس الدین موسیٰ بن تاج اسحاق" کو ڈیڑھ سال قید کے بعد رہا کر دیا گیا، ۱۰ شوال بروز جمعرات شامی قافلہ روانہ ہوا اس کا امیر "بدر الدین بن معبد" اور قاضی علاء الدین بن منصور حنفی جو "مدرسہ" قدس میں حنفیہ کے مدرس تھے، اور حاجیوں میں صدر الدین مالکی، شہاب الدین ظہیری، تقی الدین بن [illegible] اور دوسرے حضرات تھے، ۱۳ شوال بروز اتوار "ابن جملہ" نے "ابن جمیل" کی جگہ جو طرابلس کے قاضی بن گئے تھے، [illegible] میں درس دیا، ۲۰ شوال بروز اتوار قاضی شمس الدین محمد بن کامل تدمری" نے فیصلہ کیا یعنی عہدہ قضاء سنبھالا، وہ دمشق میں ابن جملہ کی جگہ خطابت الخلیل کے نائب تھے، لوگوں کو ان کی دیانتداری اور فضیلت سے بے حد خوشی ہوئی۔

ذیقعدہ میں "تنکز" نے وزیر ناصر الدین محمد کو گرفتار کیا، وہ اس کے پاس بڑا صاحب مرتبہ تھا اس نے اپنے سامنے اس کو بڑی سخت سزا دی اور اس سے بہت سا مال لے لیا، اس کے بعد قلعہ میں قید کر دیا، پھر وہاں سے قدس کی طرف جلا وطن کر دیا، اسی طرح اس کی جماعت کے لوگوں کو بھی سزا دی جن میں علاء الدین ابن مقلد "حاجب العرب" بھی تھا، وہ اس کی زبان کاٹی گئی، وہ مر گیا، حکومت کی حالت پراگندہ ہو گئی، دوسری حکومت آئی جس کا چہرہ اس کے پاس "[illegible]" تھا جو اس کا امیر (رات کا قصہ گو) اور اس آخر مدت میں اس کا دسواں آدمی تھا، یوں یہ نعمت وزیر ناصر الدین" کو اور اس کے قریبی [illegible] سے ختم ہو گئی۔

۲۱ ذیقعدہ بروز منگل کعبہ زادھا اللہ شرفاً وعزاً پر لوہے کا وہ دروازہ جس پر سرخ رنگ کی شاخیں جڑی ہوئی تھیں گویا وہ اوس سے لگایا گیا، جو سلطان نے بھیجا تھا، اس پر چاندی کے تختے تھے جن کا وزن ۳۵ ہزار ساڑھے تین سو تھا، پرانا دروازہ نکال دیا گیا، وہ ساکھو کی لکڑی کا بنا ہوا تھا، اس پر کچھ تختے تھے [illegible] شیبہ (عبد المطلب حضور علیہ السلام کے دادا جو عبد المطلب سے مشہور تھے ان کا نام شیبہ تھا، دیکھیں "سیرت نبوی [illegible]") نے لے لیا اس کا وزن ۶۰ رطل تھا انہوں نے بڑے ہی [illegible] کے بدلے فروخت کیا، کیونکہ وہ متبرک دروازہ تھا، [illegible] اس واسطے کہ یہ [illegible] کے بدلے فروخت کر دیتے تاکہ کوئی صورت نہ تھی۔ پرانے دروازے کی لکڑیاں لعنه اللہ کے اندر چھوڑ دی گئیں [illegible] دونوں لکڑیوں میں لکھا تھا ایک پر: اللھم یا ولی یا علی اغفر لیوسف بن عمر بن علی، اے اللہ! اے ولی! اے بلند ذات! آپ یوسف بن عمر بن علی کی بخشش فرمائیے۔

## اس سال فوت ہونے والے مشہور حضرات

**شیخ عالم تقی الدین محمود** — ابن محمود بن [illegible] ابو [illegible] بغدادی جو پچاس برس تک بغداد کے محدث رہے اور مستنصریہ میں ان کو شیخ الحدیث [illegible] گیا، وہ [illegible] حافظے والے، [illegible] حاصل کرنے والے اور نیکوکار تھے، وہ لوگوں کو وعظ کرتے اور خوش دلی کے موقع پر ان سے گفتگو کیا کرتے تھے [illegible] سال عمر پائی، ان کے جنازہ میں بہت سے لوگ حاضر ہوئے اور "امام احمد" کے قبرستان [illegible] سے ایک [illegible] بھی نہیں چھوڑا، ان کے دو قصیدے ہیں جن میں شیخ تقی الدین ابن تیمیہ کا مرثیہ بیان کیا ہے جسے [illegible] دمشق [illegible] کی طرف لکھ کر بھیجا تھا۔

**شیخ الامام العالم عز القضاۃ** فخر الدین ابو محمد عبداللہ بن [illegible] بن محمد بن [illegible] الاسعردی جو مشہور فضلاء میں سے ایک تھے [illegible] میں ان کی ایک تفسیر ہے۔ [illegible] "کشاف" کے انداز پر [illegible] قصیدہ [illegible] بہت سے لوگوں سے احادیث کی روایت کی۔ [illegible] میں وفات پائی [illegible]

**ابن جماعہ قاضی القضاۃ** [illegible] بدر الدین ابو عبداللہ محمد بن الشیخ الامام الزاہد برہان الدین ابو اسحاق ابراہیم بن سعد اللہ بن جماعہ بن حازم بن صخر [illegible] الاصل ۶۳۹ھ [illegible] پیدا ہوئے [illegible] احادیث کی سماعت [illegible] میں مشغول ہوئے [illegible] قاضی اور خطیب [illegible] مصر [illegible] قضاۃ [illegible] کے عہدے پر فائز [illegible] مصر میں [illegible] شیخ الشیوخ [illegible] کے علاوہ [illegible] عہدوں کے فرائض [illegible] دیتے رہے۔

[illegible] حکومت [illegible] تکلیف [illegible]

انہوں نے [illegible] خطبات [illegible] قرأت [illegible] محراب [illegible] پڑھا کرتے تھے۔ [illegible] مصر [illegible] "قضاۃ" [illegible] شیخ [illegible] حالت [illegible] حنبلی [illegible] کوئی بات [illegible] وفات پائی۔

انہوں نے ۹۴ سال [illegible] مصر [illegible] "جامع [illegible] نماز [illegible] قرافہ" میں دفن [illegible] لوگوں کا بہت بڑا مجمع تھا۔

**الشیخ الامام الفاضل مفتی المسلمین** شہاب الدین [illegible] بن [illegible] الحنبلی [illegible] الشافعی [illegible] میں [illegible] مشغول ہوگئے اور [illegible] حدیث [illegible] "قوت" [illegible] "التحقیق" [illegible] "الظاہریہ" [illegible] الحدیث [illegible] حدیث [illegible] حنبلی [illegible] نماز جنازہ [illegible] "صوفیہ" [illegible] دفن [illegible]

**تاج الدین عبدالرحمٰن بن ایوب** [illegible] میں [illegible] دمشق [illegible] [illegible] وفات پائی۔

**شیخ [illegible]** [illegible] الحنفی [illegible]

[illegible]

**الامام المحدث [illegible] القضاعی** [illegible] عبدالوہاب [illegible]

[illegible]

نے خوبصورت تحریر عطا کی تھی اور صحیح بخاری کو [illegible] کرتے تھے اور بخاری کے ایک نسخے کو [illegible] یا اس سے زیادہ قیمت پر فروخت کرتے تھے اور انہوں نے تاریخ کی ایک کتاب تیس جلدوں میں تصنیف فرمائی اور کتاب [illegible] ہزار سے زائد قیمت پر فروخت کیا کرتے تھے [illegible] ان کی ایک کتاب تیس جلدوں میں ہے جس کا نام "منتہی الارب فی علم الادب" ہے [illegible] کے ساتھ ساتھ اپنے زمانے کے [illegible] تھے [illegible] رمضان المبارک [illegible] ان کی وفات ہوئی۔ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

**الشیخ الصالح الزاہد الناسک** کنیت ابو الحسن اور لقب ہے نام علی بن حسن بن احمد الواسطی ہے [illegible] کی کثرت کے ساتھ مشہور زاہد تھے کہا جاتا ہے کہ انہوں نے چالیس سے زیادہ حج کئے تھے [illegible] صاحب نصیحت انسان تھے ۱۹ [illegible] میں وفات پائی [illegible]۔

**الامیر عز الدین ابراہیم بن عبدالرحمن** [illegible] الصغیرۃ [illegible] وفات پائی۔

## آغاز ۷۳۴ھ

اس سال کا آغاز ہوا تو بلاد کے حکام وہی تھے جو پچھلے سال والے تھے [illegible]

**قاضی ابن جملہ کا فیصلہ** [illegible]

سے جدا ہو کر مسجد میں آ گئے تو جب قاضی اپنے گھر واپس چلا گیا تو شیخ محمد نے اس کی طرف پیغام بھیجا کہ آپ جس بات میں مصلحت سمجھیں اس پر فیصلہ کر دیا جائے یہ نائب کے حکم سے تھا اور [illegible] ایک ہفتہ تھا وہ بظاہر قاضی کی اس کے خلاف مدد کرتا تھا تو قاضی نے [illegible] اس کی جھڑکی سے اس کو منع کیا تو اس نے اسے اپنے سامنے سے ہٹا دیا۔ پھر جب وہ اس کے پاس سے باہر نکلا تو ابن جملہ کے مددگاروں نے اسے اپنی گرفت میں لے لیا اور [illegible] اس کے سر پر [illegible] کر شہر کا چکر لگایا اور اسے بہت تکلیف دی اور اس پر الزام لگایا کہ یہ شریعت پر جرأت کرتا ہے اور لوگوں کا اس سے بڑا اصرار ہوا کیونکہ ابن رمضان [illegible] ابن جملہ [illegible] کی حالت [illegible] جاتا ہے کہا جاتا ہے اس دن میں [illegible] مر گئے واللہ اعلم۔

اور شام تک [illegible] قاضی سے نفرت [illegible] کے پاس گئے اور ابن رمضان نائب سلطنت نے تمام معاملہ اپنے سامنے رکھا اور تمام مسالک کے قاضیوں کو ایک مجلس میں اکٹھا کیا۔ ابن جملہ قاضی شافعی کو بھی حاضر کیا گیا اور لوگوں سے بھی [illegible] انہوں نے [illegible] اور [illegible] کے ایک طرف بیٹھ گئے۔ جو یوسف کے قریب تھا جس میں شیخ محمد بیٹھے تھے انہوں نے بڑے قضاۃ کے سامنے ان پر دعویٰ کیا کہ [illegible] چنانچہ [illegible] انہوں نے خود دیکھا [illegible] ان کے متعلق [illegible] یہ بات [illegible] لوگوں نے نائب کی جانب سے ابن جملہ کے متعلق [illegible] اس کی طرف [illegible] ہونے سے پہلے قاضی شرف الدین [illegible] کے متعلق انہیں معزول کرنے اور قید کرنے کا فیصلہ سنا دیا اور [illegible] ابن جملہ [illegible] پھر [illegible] قلعہ میں منتقل کر دیے گئے [illegible]۔ انہوں نے [illegible] ان کے متعلق [illegible] صفات پائی جاتی تھیں [illegible] اس واقعہ میں ان سے متعلق [illegible] تعجب ہوگا۔

۱۰ شوال بروز [illegible] جس کا نام [illegible] اور وہ شیخ [illegible] مصری تھا ۲۳ شوال بروز [illegible] حنفیہ میں [illegible] الدین بن [illegible] قاضی القضاۃ [illegible] سروجی حنفی [illegible] شمس الدین محمد بن عثمان بن محمد اصبہانی [illegible] "الحنفی" سے معروف تھے [illegible] سال کی [illegible] مشغول [illegible] قاضی القضاۃ [illegible] اپنے والد کی حیات میں [illegible] کے فیصلے [illegible]۔

اس مہینے کے وسط میں [illegible] بن محمد [illegible] کے متعلق [illegible] بیت المال کی املاک فروخت کر دیا [illegible] جائیداد کے [illegible] علاء الدین [illegible] جمال الدین [illegible] کے سامنے پیش کیا [illegible] "المحتسب عز الدین [illegible]" [illegible] کر دیا گیا [illegible]۔

۱۸ ذیقعدہ بروز [illegible] شیخ شہاب الدین بن [illegible] جمال الدین [illegible] بیت المال کی طرف [illegible] نائب سلطنت [illegible] کے سامنے [illegible] قاضی [illegible] فیصلہ [illegible] ان سے [illegible] "الحنفی" [illegible]

اور منقولی وغیرہ قسم کی چیز پر تھیں، بہت سے گاؤں اسے جاگیر میں دیئے اور اسے اپنے گھر والوں میں خرچ کی اجازت دی، لوگ اس سے بہت خوش ہوئے لوگ کہتے ہیں کہ سلطان نے جو انعام "صحنا" پر کیا اس کی مجموعی قیمت ایک لاکھ [illegible] ہے اور جو خلعت اس کے علاوہ اس کے ساتھ والوں کو پہنائی ان کی تعداد بارہ سو تھیں تھیں۔

۱۶ ذی الحجہ ہفتہ کو روز جمعہ میں قاضی القضاۃ ابن المجد کی جگہ "الحر مصری" نے درس دیا، ان کے پاس چار قاضی اور سب فضلاء حاضر ہوئے، عزت کے دن "ابن المجد" کی "نجم الدین بن ابی الطیب" کو بیت المال کی وکالت کی خلعت پہنائی گئی اور عماد الدین بن شیرازی "کو عز الدین بن قلانسی" کی محتسبی کی خلعت پہنائی گئی اور الصلاۃ سے [illegible] نکالے گئے۔

## اس سال فوت ہونے والے حضرات

**الشیخ الاجل التاجر بدر الدین** بدر الدین لؤلؤ بن عبداللہ مقتی الخطیب فخر الدین اور یہ بہت خوب صورت آدمی تھے، "حریرخ" میں تجارت کیا کرتے تھے۔ پانچ محرم کو جمعرات کے دن مصر میں اچانک فوت ہوئے، بہت سا مال، اناث اور اپنی دولت چھوڑ گئے، "باب الصغیر" میں دفن ہوئے نیکی، صدقہ اور بھلائی کے کاموں میں معروف تھے، منگل کے دن مسجد ہشام میں ان کے لئے ایصال ثواب کیا گیا۔

**الصدر امین الدین** محمد بن فخر الدین ابو عبداللہ ابراہیم بن عبدالرحمن بن محمد بن یوسف بن ابی العیش الانصاری دمشقی اور جو کی مشہور مسجد کے بانی ہیں جو "بروی" کے کنارے پر واقع ہے اور اس مسجد کے کنارے میں واقع گھروں سے بنے ہوئے "وضوخانے" کے بانی ہیں اور وہاں کے مینارے بھی بنائی ہیں۔ "جامع النیرب" میں [illegible] ہیں ۱۶۹۸ھ میں پیدا ہوئے علامہ برزالی رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث کی ہیں اور ان کو بیان کی گئی ہے بڑی مال و دولت والے بڑے تاجروں میں سے تھے، چھ محرم الحرام کو [illegible] کی صبح وفات پائی اور اپنی جائے پیدائش "قاسیون" میں دفن ہوئے۔

**الخطیب الامام العالم** موفق الدین ابو حفص عمر الخطیب شمس الدین عبدالرحیم بن یحییٰ بن ابراہیم بن علی بن جعفر بن عبداللہ بن حسن قرشی، زہری، نابلسی "قدس" کے خطیب ہیں اور ایک عرصہ دراز تک "دمشق" کے قاضی رہے پھر انہیں قدس کی خطابت کے ساتھ ساتھ "قدس" کا قاضی بنا دیا گیا [illegible] مشغول اور صاحب فضیلت انسان تھے، فی البدیہہ [illegible] بات کو بہت جلدی [illegible] لیتے تھے اور بہت جلدی لکھنے والے تھے۔

دس محرم الحرام کو [illegible] سال کی عمر میں فوت ہوئے اور [illegible] میں دفن کئے گئے۔

**الصدر شمس الدین** محمد بن اسماعیل بن حماد، جو [illegible] کی تجارت کرتے تھے انہوں نے "المنسوب" نامی ایک کتاب لکھی جسے لوگوں نے بہت پسند کیا، [illegible] سال کی عمر میں وفات پائی اور قاسیون میں دفن ہوئے۔

**جمال الدین قاضی القضاۃ الزرعی** ابو الربیع سلیمان بن خطیب مجد الدین عمر بن سالم بن عمر بن عثمان [illegible]

[illegible]

[illegible] ایک سال کے بعد

[illegible] کے عہدہ سے معزول ہوئے تو اس کے بعد بھی شیخ الحدیث کی حیثیت سے مدرسہ کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔

پھر شام سے مصر چلے گئے وہاں مدرسہ اور قضاء کی سرپرستی کے فرائض سرانجام دیتے رہے بالآخر یوم ہفتہ کو [illegible] کے دن وفات پا گئے۔ ۸۰ سال کے قریب ان کی عمر تھی وہ واحد شخص تھے [illegible] ۔ دمشق میں منگل کے دن ان کی غائبانہ نماز جنازہ پڑھی گئی۔

الشیخ العالم الامام العالم الزاہد ... زین الدین ابو محمد عبدالرحمٰن بن محمود بن عبیدان البعلبکی الحنبلی: بعلبک کے فضلاء میں سے ایک ہیں اور ان جلیل القدر مصنفین میں سے ایک ہیں جنہوں نے حدیث، فقہ، تصوف اور اعمال قلوب وغیرہ میں کتابیں تصنیف کی ہیں، صاحب فضیلت اور بہت زہد و اعمال صالحہ کے حامل انسان تھے۔

ایک دفعہ [illegible] کے ساتھ [illegible] آیا کہ ان کی عقل میں خلل واقع ہوا [illegible] انہوں نے ریاضت کا مظاہرہ کرتے ہوئے [illegible] بھوک کی شدت کی وجہ سے [illegible] کے نتیجہ میں وہ ایسے خیالات دیکھتا تھا جن کی کوئی حقیقت نہیں ہوتی تھی لیکن وہ یہ اعتقاد رکھتا تھا کہ [illegible] حالانکہ [illegible] ماہ [illegible] ان کی وفات ہوئی [illegible] سال سے [illegible] ان کی نماز جنازہ دمشق میں غائبانہ طور پر پڑھی گئی۔

الامیر شہاب الدین [illegible]: [illegible] نائب ناظم تھے اوقاف، صدقات، اخلاق اور [illegible] جمعہ کے دن [illegible] میں وفات پائی اور [illegible] دفن ہوئے۔

الشیخ عبداللہ بن یوسف بن ابی بکر الاسعردی المحوقت: [illegible] علم [illegible] کمال اور مہارت رکھتے تھے [illegible] ان کی جائیداد بہت زیادہ تھی جس کی وجہ سے [illegible] اور باب الصغیر میں دفن کیے گئے۔

الامیر سیف الدین بلبان طرنا بن عبداللہ: دمشق میں پہلے آنے والے لوگوں میں سے تھے ان کے واقعات کی بہت سی تفصیل ہے جس کے ذکر کرنے سے کلام طویل ہو جائے گا [illegible] جمادی الاولیٰ میں وفات پائی اور [illegible] میں دفن ہوئے [illegible] ایک مسجد بنوائی جس میں امام اور مؤذن مقرر کیے۔

شمس الدین محمد بن یحییٰ بن محمد بن قاضی حران: دمشق [illegible] ان کا انتقال ہوا اور [illegible] میں دفن ہوئے [illegible] مقرر ہوئے۔

شیخ الامام ذوالفنون ... تاج الدین ابو حفص عمر بن علی بن سالم بن صدقہ اللخمی الاسکندرانی، جو ابن الفاکہانی کے نام سے مشہور ہیں۔ ۶۵۴ھ میں پیدا ہوئے حدیث [illegible] میں مشغول ہوگئے [illegible] معرفت میں ماہروں سے آگے بڑھ گئے ان کی [illegible] تصنیفات ہیں [illegible] ۷۳۱ھ میں دمشق آئے [illegible] ان سے [illegible] دمشق میں ان کی [illegible] گئی۔

الشیخ الصالح المسند المکثر ... [illegible] سے جماعت [illegible] ماہ [illegible] الاولیٰ کی [illegible] دمشق میں [illegible]

**شیخ نجم الدین قبابی حموی:** عبدالرحمٰن بن حسن بن یحییٰ لخمی قبابی جو کہ اشمون رمان کے گاؤں میں سے ایک گاؤں کا نام ہے علاقہ سے اپنے دادا سے ہی حماۃ میں مقیم ہوگئے جہاں ان کی سیادت، زہد اور اعمال بالخصوص کی پابندی [illegible] سے عابد متقی پرہیزگار ذکر کا التزام کرنے والے صاحب عالی ہمت تھے [illegible] اچھے طریقے سے [illegible] یہاں تک کہ [illegible] اور جب وہ کسی سے [illegible] ۷۲ سال پائی ان کا جنازہ بڑا پر رونق تھا اور [illegible] گئے۔ صاحب فضیلت شخص تھے۔ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب میں مشغول رہے ان کا کلام جو ان سے منقول ہے بڑا عمدہ ہے۔

**شیخ فتح الدین بن سید الناس:** حافظ علامہ حجت فتح الدین ابو الفتح محمد بن امام ابو عمرو محمد بن امام حافظ الخطیب ابی بکر محمد بن احمد بن عبداللہ بن محمد بن یحییٰ بن سید الناس الربعی الیعمری اندلسی اشبیلی ثم مصری ۶۷۱ھ ذوالقعدہ کے پہلے عشرہ میں پیدا ہوئے حدیث کا کثیر سماع کیا [illegible] کی ایک جماعت نے انہیں اجازت دی [illegible] سال کی عمر میں دمشق داخل ہوئے وہاں [illegible] وغیرہ سے سماع کیا علم میں مشغول ہوئے مہارت حاصل کی اور حدیث کے کئی علوم میں اپنے ہم عصروں پر فوقیت لے گئے اسی طرح [illegible] ادب میں [illegible] مہارت حاصل کی [illegible] میں بڑی اچھی سیرت تالیف کی۔ جامع ترمذی کے پہلے حصے کی بڑی اچھی شرح کی۔ میں نے ان کے خط [illegible] آپ [illegible] انہوں نے بہت [illegible] کی [illegible] سے [illegible] کے [illegible] اشعار [illegible] اور [illegible] ہیں۔

ان کی [illegible] اور [illegible] ادبیات [illegible] تھا بعض چیزوں میں ان کی جانب سے [illegible] جلی ہے اللہ ان سے درگزر فرمائے [illegible] کے بارے میں بہت خوب شعر کہے ہیں۔ [illegible] شیخ الحدیث تھے جامع [illegible] میں خطابت [illegible] سے [illegible] کرنے کی [illegible] حافظ [illegible] ہوئے [illegible] ابن ابی جمرہ کے پہلو میں دفن کیے گئے۔

**القاضی محی الدین بن فضل اللہ:** [illegible] یحییٰ بن فضل اللہ [illegible] العمری [illegible] کاتب [illegible] سے [illegible] کے ساتھ [illegible] ان کی [illegible] رہے اور لوگ ان سے [illegible] وفات [illegible] ان کے بعد [illegible] کتابت [illegible] تھے۔

## آغاز ۷۳۵ھ

اس سال کا آغاز ہوا تو شہروں کے حکام وہی تھے جو پچھلے سال ذکر ہوئے۔ [illegible] کے [illegible] محتسب [illegible] تھے۔ [illegible] خطیب [illegible] قاضی القضاۃ [illegible] لیا۔ ان کے [illegible] سلطان کے پاس سے [illegible] استعمال [illegible] سلطان [illegible] قاضی [illegible] بہت [illegible] حنفی [illegible] سے [illegible] کے [illegible] ان کا [illegible]

اضافہ ملایا اور اسے اپنے سامنے بندوق سے ان کے پچھوڑے سے اس کے بدن پر مارا، پھر اسی ماہ میں دمشق کے بعد پھر طرابلس کی طرف منتقل کر دیا گیا، جس میں وہ غرق ہو گیا اور امیر جمال الدین نائب کرک طرابلس کی نیابت سے معزول ہو کر مصر چلے گئے جیسا کہ انہوں نے اس کا سوال کیا اور شیخان ادھر منتقل ہوا، نائب کرک دمشق آ گیا اور اس کے لئے سرخ میں خیمہ لگا ہوا تھا پھر جب نائب سلطنت اور عسکر نے اس کا استقبال کیا تو وہ دارالسعادہ میں ٹھہرا وہاں اس کی تلوار لے لی گئی، پھر قلعہ میں وہاں سے صفد، وہاں سے سکندریہ منتقل کر دیا گیا اور یہ اس کا آخری وقت تھا۔

جمادی الاولیٰ میں امیر نجم حاجب حمای کے گھر قاہرہ میں پابندی لگا دی گئی وہ دولت لا گیا اور وہاں سے بہت سی چیزیں لے لی گئیں اور اس کی اولاد کا ذکر بھی نائب کرک نے ذکر کیا تھا۔ ۲ جمادی الآخر بروز جمعہ علاء الدین ابو بکر بن امیر عز الدین ایبک نے ابن جماعتی کی جگہ اوقاف کی نگرانی سنبھالی، ابن جماعتی کو جو کوئی نگرانی دی گئی، خلعت پہنائی گئی اور لوگوں نے اسے مبارکباد دی۔ اس مہینے کی نصف میں مصحف عثمانی پر نیا غلاف چڑھایا گیا اور ریشم کا غلاف بنا تھا جس کی لمبائی آٹھ گز اور چوڑائی ساڑھے چار گز تھی اس پر چار ہزار پانچ سو درہم خرچ ہوئے اور یہ ۶ ماہ کی مدت میں تیار ہوا گیا۔ ۷ شوال بروز جمعرات شامی فوج کی مدد کا امیر علاء الدین قاضی شہاب الدین ظاہری تھا اس نے حلب کا لشکر واپس آیا اور لوگ ترکمانوں کے علاوہ ان پر حملہ آور ہوئے اور ایاس کے علاقوں میں ایسے کے ہوئے تھے، جہاں تیر سے قتل سے بہت سے لوگوں کو ہلاک کیا۔ ان میں سے کوئی بھی بچا ایک آدمی بچا جو شہر میں ان میں ادب کیا، جس کا فرس نے ان کا قتل عام شروع کر دیا اور مسلمان ان کے پیچھے تقریباً ایک ہزار آدمیوں کے قریب تھے۔ یہ بہت عظیم واقعہ ہے۔ فانا للہ وانا الیہ راجعون۔

اسی مہینے حماۃ میں سخت آگ لگی جس سے کئی بازار اور اوقاف جل گئے اور بہت سے اموال ہلاک ہو گئے جو شمار سے بھی باہر ہیں۔ اس طرح انطاکیہ میں آگ لگ گئی جس سے مسلمانوں کو سخت صدمہ ہوا۔ اسی ماہ ذی الحجہ میں وہ مسجد جو باب الشرقی اور باب الطاہری کے درمیان راستے میں چوک ہے نائب سلطنت کے حکم قاضیوں کے فیصلے سے منہدم کی گئی اور اس کی غربی جانب ایک خوبصورت مسجد جو پہلے سے عمدہ تھی تعمیر کی گئی۔

## اس سال وفات پانے والے نامور حضرات

**شیخ صالح معمر جامع دمشق میں موذنین کے رئیس** ...... برہان الدین ابراہیم ابن محمد ابن احمد بن محمد الوانی جو ۶۲۴ھ میں پیدا ہوئے اور انہوں نے صحیح بخاری اور بہت سی احادیث سنیں اور بہترین آواز اور اچھی شکل والے تھے اور لوگوں کے محبوب تھے۔

انہوں نے ۶ صفر المظفر بروز جمعرات وفات پائی اور انہیں باب الصغیر میں دفن کیا گیا ان کے بعد ان کا بھائی امین الدین محمد الوانی تھا جو محدث اور مفید تھا ان کی وفات کے ۴۰ دن سے کچھ کم مدت بعد یہ بھی وفات پا گیا۔ رحمہما اللہ

**الکاتب المطبق المجود المحرر** ...... بدر الدین محمد ابن خطیب بعلبک علی بن محمد بن عبد الرحیم بن عبد الوہاب سلمی۔ جو ۶۵۲ھ میں پیدا ہوئے اور اس کتابت کو اختیار کیا اور اس میں کمال حاصل کیا، خاص شیخ اور دوسرے خطاطوں سے اپنے تمام اہل زمانہ پر سبقت لے گئے اور وہ بہترین شکل صورت اور پاکیزہ اخلاق والے اور آواز والے بہترین محبت کرنے والے تھے۔ ربیع الاول کے نصف میں انہوں نے وفات پائی اور شیخ ابو عمر رحمہ اللہ کی قبر کے قریب دفن کئے گئے۔

**علاء الدین ابن السنجاری** ...... شمالی صحن دمشق میں باب الطاقین کے پاس دارالقرآن کو وقف کرنے والے۔

علی بن اسماعیل ابن محمود بہترین تاجروں میں سے تھے مال دار تھے کاموں میں سبقت کرنے والے تھے۔ شب ۲۰ جمادی الثانی کو پیر میں وفات پا گئے اور قاضی باب الصغیر قبر کے قریب دفن کئے گئے۔

**العدل نجم الدین ابن التاجر** ...... عبد الرحیم ابن ابو القاسم عبد الرحمن ابن الحنبلی مشہور محبوب بانی انہوں نے مسجد اور اس

[illegible] ۔

**الشیخ الامام** [illegible] [illegible] ۔

**القاضی** [illegible] [illegible] ۔

[illegible] **ابراہیم** [illegible] شافعیہ [illegible] باب الصغیر میں دفن کئے گئے۔

**الشیخ** [illegible] [illegible] ۔

**الشیخ** [illegible] [illegible] ۔

**امیر سلطان العرب** [illegible] شام میں عرب کے امیر تھے [illegible] ۔

[illegible] ۔

**الشیخ** [illegible]

وفات سلمیہ کے ایک شہر میں ہوئی اور وہیں پر دفن کیے گئے۔ رحمہ اللہ۔

**الشیخ الزاہد فضل العجلونی**...... فضل ابن عیسیٰ ابن قندیل العجلونی الحنبلی مسماریہ میں مقیم اصل میں یہ حورانی کے شہر کے تھے دنیا داری کو بہت کم اختیار کرنے والے لمبے کپڑے اور عمدہ عمامہ پہنتے تھے اور یہ بہت کم قیمت والے ہوتے تھے تعبیر رؤیا میں ماہر تھے اور لوگ خوابوں کی تعبیر کے لئے ان کے پاس آتے تھے اور یہ کسی سے کوئی چیز بھی قبول نہیں کرتے تھے اور ان پر وظائف و تنخواہیں پیش کیے جاتے تھے وہ ان کو قبول نہیں کرتے تھے بلکہ خستہ حال زندگی کی تھوڑی سے آسودگی پر راضی تھے یہاں تک کہ ذی الحجہ میں وفات پا گئے اور تقریباً نوے سال کی عمر کے تھے شیخ تقی الدین ابن تیمیہ کی قبر کے قریب دفن کیے گئے رحمہ اللہ۔ اور ان کے جنازہ پر بڑا ہجوم تھا۔

## ۷۳۶ھ کے واقعات

یہ شروع ہوا جمعہ کے دن اور بادشاہ وہی ہیں جن کا ذکر پہلے ہو چکا ہے اس سال کے پہلے دن تنکز سوار ہو کر قلعہ جعبر کی طرف گیا اس کے ساتھ لشکر اور منجنیقیں تھے پس ایک مہینہ اور پانچ دن سفر کیا اور سلامتی کے ساتھ واپس لوٹ آئے اور آٹھ صفر کو خانقاہ کھولی گئی جس کو سیف الدین قوصون الناصری نے باب القرافہ کے باہر تعمیر کیا تھا اور اس خانقاہ کا شیخ ''شیخ شمس الدین'' ''الاصبہانی المتکلم'' کو بنایا اور دس صفر کو قلعہ کی جیل سے ابن جملہ رہا ہوا اور تاتاریوں کے بادشاہ ابو سعید ابن خربندا ابن ارغون ابن ابغا ابن ہولاکو ابن تولی ابن چنگیز خان کی وفات کی خبر آئی ۱۳ ربیع الثانی بروز جمعرات قراباغ کے دار الحکومت یہاں ان کی رہائش تھی سردیوں میں پھر اس کو منتقل کیا گیا اس شہر کے قبرستان کی طرف جس کو اس نے تعمیر کیا تھا اپنے باپ کے شہر سلطانیہ کے قریب اور یہ تاتاریوں کے بادشاہوں میں نیک آدمی تھا اور اچھی عادت والا اور سنت کو مضبوطی سے تھامنے والا اور سنت کو نافذ کرتا تھا اس کے دور حکومت میں اہلسنت نے عزت پائی اور روافض ذلیل ہوئے۔

بخلاف اس کے باپ کے دور حکومت کے۔ پھر اس کے بعد تاتاری مضبوطی سے نہ ٹھہر سکے اور ان میں اختلاف پڑ گیا اور ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے۔ ہمارے اس زمانہ تک۔ اس کے بعد بادشاہ ارپکاوون بنا جو ہلاکو کی اولاد میں سے ہے اور اس کی بادشاہت تھوڑا ہی عرصہ قائم رہ سکی۔

اور بروز بدھ ۱۵ جمادی الاولیٰ ناصریہ جوانیہ میں بدر الدین اردبیلی نے درس دیا کمال الدین ابن شیرازی کی جگہ پر جو وفات پا گئے تھے اور قاضی اس کے پاس حاضر ہوئے اور اسی دن ظاہریہ برانیہ میں درس دیا الشیخ الامام المقری سیف الدین ابو بکر الحریری نے بدر الدین الاردبیلی کی جگہ پر جب الناصریہ جوانیہ کا درس ملا تو بدر الدین الاردبیلی نے اس درس کو چھوڑ دیا تھا اور ایک دن بعد النجیبیہ میں درس دیا جس کو اسماعیل ابن کثیر نے شیخ جمال الدین ابن قاضی الزبدانی کی جگہ پر لکھا اور شیخ جمال الدین نے اس کو اس وقت چھوڑ دیا تھا جب ان کے لئے الظاہریہ الجوانیہ میں درس دینا تعین کیا گیا اور اس کے پاس قاضی قضاۃ اور سردار حاضر ہوئے اور درس بڑے مجمع میں ہوتا تھا، تمام حاضرین امیر تعریف کرتے اور اس کے حسن ترتیب اور جمع پر خوش ہوتے اور یہ درس اللہ تعالیٰ کے فرمان ''انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء'' کی تفسیر میں تھا اور ربا الفضل کے مسئلہ تک کلام کیا۔

**اور بروز اتوار چودہ صفر**...... ظاہریہ مذکور میں ابن قاضی الزبدانی نے علاء الدین ابن القلانسی متوفی کی جگہ پر درس دیا اور اس کے پاس قاضی اور سردار حاضر ہوئے اور اس دن بارش برسی تھی اور جمادی الثانی کے شروع میں مصر کے علاقوں میں مہنگائی بہت زیادہ ہو گئی اور رمضان کے مہینہ تک مہنگائی بڑھتی رہی اور رجب میں لوگوں کی ایک کثیر تعداد تقریباً پچیس سو آدمی مکہ کی طرف چلے گئے ان لوگوں میں عز الدین ابن جماعہ اور فخر الدین النویری اور حسن السلامی اور ابو الفتح السلامی اور بہت سے لوگ تھے اور رجب میں باب الفرج کے پل کی عمارت مکمل ہو گئی اور اس پر باسورہ نے کام کیا تھا اس کے کھولنے کا حکم ہوا عشاء کے بعد تک دوسرے دروازوں کی طرح اس سے پہلے یہ دروازہ مغرب کو بند کر دیا جاتا تھا۔

اور رجب کے آخر میں جس جامع مسجد کو نجم الدین ابن خلیخان نے باب کیسان کی جانب تعمیر کیا تھا اس میں جمعہ کی نماز ادا کی گئی اور اس میں خطبہ الشیخ الامام العلامہ شمس الدین ابن قیم الجوزیہ نے دیا۔

**اور دو شعبان کو دمشق میں** ..... القاضی علم الدین محمد ابن قطب الدین احمد ابن مفضل کو کمال الدین ابن الاثیر کی جگہ پر جو معزول ہو کر مصر چلے گئے تھے خفیہ منشی مقرر کیا گیا۔ چودہ رمضان المبارک بروز بدھ الشیخ بہاء الدین ابن امام المشہد نے علاء الدین ابن قلانسی کی جگہ پر امینیہ میں درس دیا۔

اور بیس رمضان المبارک صدر نجم الدین ابن ابی الطیب کو خزانہ کی نگرانی اور جو پہلے سے بیت المال کی وکالت تھی کا خلعت پہنایا گیا ابن قلانسی کی وفات کے بعد چند مہینے۔

۹ شوال بروز بدھ شامی سواروں کی ایک جماعت نکلی ان کا امیر قطلودمر الخلیلی ان لوگوں میں سے جن میں حج کیا تھا قاضی طرابلس محیی الدین ابن جہبل اور الفخر المصری ابن قاضی الزبدانی اور ابن العز الحنفی اور ابن غانم اور سخاوی اور ابن قیم الجوزیہ اور ناصر الدین ابن ربوہ حنفی نے اور تاتاریوں کے درمیان جو واقعہ رونما ہوا اس کی خبریں آئیں، بہت سے لوگ مارے گئے، علی پاشا اور اس کے بادشاہ جس نے علی پاشا کو مقرر کیا تھا نے مدد دی اور دو بادشاہ موسیٰ کاؤن علی اور باکاؤن اور ان کے ساتھی تھے، پس وہ اور اس کا وزیر ابن رشید الدولہ مارا گیا اور بہت لمبے لمبے خطبے پڑھے گئے اور دمشق میں خوشخبریاں سنائی گئی۔

ذوالقعدہ میں ۱۰ تاریخ کو جامع شیخ عز الدین ابن منجا کو اوراق میں، پورینس عمل کرنے کی وجہ سے شامی اور غربی اور شرقی کی خلعت پہنائی گئی اور اس سے پہلے ان کی کوئی رپورٹ نہیں تھی۔ سات ذی الحجہ بروز بدھ حنبلیہ میں قاضی نجم ابن قاضی القضاۃ عماد الدین الطرسوسی الحنفی نے درس دیا اس وقت ان کی عمر سترہ سال تھی، اس کے پاس قاضی اور سردار حاضر ہوئے اور انہوں نے اس کے فضیلت اور کمال پر تعریف کی۔ اور اس میں اس کے باپ پر خوش ہوئے اور اس مہینہ میں ابن الخطیب حلب کی قضاء کے عہدہ سے معزول ہوا اور اس عہدہ پر ابن خطیب جبرین کو مقرر کیا گیا اور قاہرہ میں تقی الدین یوسف ابن ابی بکر بن محمد بیت الآبار کے خطیب کو کاتب مقرر کیا گیا اور بادشاہ نے ان کو خلعت پہنائی۔ ذیقعدہ میں سلطان نے خلیفہ مستکفی اور اس کے اہل و عیال کی گرفتاری کا حکم دیا۔ فرماتے ہیں کہ ان کا حال ایسا ہی ہوا جیسے ظاہر اور منصور کا تھا۔

اور جو سردار اس سال وفات پا گئے ان میں سے

**السلطان ابو سعید بن خربندا** ..... یہ آخری شخص ہیں جن پر تاتاریوں کا گروہ مجتمع رہا ان کی وفات کے بعد تاتاری فرقوں میں بٹ گئے۔

**الشیخ البندنیجی** ..... شمس الدین علی ابن محمد بن ممدود ابن عیسیٰ البندنیجی الصوفی۔ یہ بغداد سے ہمارے ہاں تشریف لائے اور یہ بزرگ تھے، بہت سی احادیث کو روایت کرنے والے تھے ان میں صحیح مسلم اور ترمذی اور اس کے علاوہ دوسری کتابوں کو اور ان کے پاس بہت سے چھ سو ... میں پیدا ہوئے ان کے والد محدث تھے انہوں نے ان کو بہت سارے شیوخ کی مرویات سنائی اور ان کی موت دمشق میں ہوئی۔

**قاضی قضاۃ بغداد** ..... قطب الدین ابو الفضائل محمد بن عمر بن الفضل التبریزی الشافعی جو اخوین کے نام سے مشہور تھے وہ نوجوان بننے کے بعد فقہ میں مشغول ہو گئے اور اصول، منطق، لغت، معانی اور بیان وغیرہ میں اور اس کے علاوہ دیگر بہت سارے فنون میں ... الغازانی کے بعد مستنصریہ میں تدریس اختیار کی اور بڑے بڑے مدارس میں تدریس اختیار کی اور یہ بہترین اخلاق والے اور کثرت سے ... فقہ پر بہت خرچ کرتے تھے اور متواضع اور بہترین کاتب تھے محرم کے آخر میں وفات پائی اور بغداد میں ان کے گھر کے قریب ان کے ہی قبرستان میں دفن کیے گئے۔

**الامیر صارم الدین** ..... ابراہیم بن محمد بن ابی القاسم ابن ابی الزہر جو مغزال کے نام سے مشہور تھے اور ان کا مطالعہ اور علم تاریخ بھی ان کے پاس چھوٹا ... تھے اور بروز سوموار نماز جمعہ کے وقت چھبیس محرم الحرام کو وفات پا گئے اور صارم العدیم کے پاس ان کو اپنے قبرستان میں دفن کیا گیا۔

**الامیر علاء الدین مغلطائی الخازن** ..... قلعہ کے نائب اور جامع المظفری کی غربی جانب قبرستان کے مجاور تھے یہ بہت عمدہ آدمی

تھے بہت سارا مال وقف کرنے والے اور نیکیوں اور صدقہ کرنے والے تھے۔ دس صفر بروز بدھ صبح کے وقت وفات پا گئے اور [illegible] قبرستان [illegible] میں ان کو دفن کیا گیا۔

**القاضی کمال الدین**...... احمد ابن محمد ابن محمد ابن عبداللہ ابن ھبۃ اللہ ابن الشیرازی الدمشقی چھ سو ستر میں پیدا ہوئے حدیث سنی اور الشیخ تاج الدین الفزاری اور الشیخ زین الدین الفارقی سے فقہ حاصل کی اور مختصر المزنی کو حفظ کیا اور ایک زمانہ بادرائیہ میں درس دیتے رہے اور ایک وقت میں شامیہ برانیہ میں درس دیتے رہے پھر ناصریہ جوانیہ کی تدریس ان کے سپرد کی گئی یہ بڑے سینے والے تھے اور دمشق کے قاضیوں کو بہت مرتبہ درس دیا اور تین صفر کو وفات پائی اور ان کو ان کے قبرستان سفح قاسیون میں دفن کیا گیا۔

**الامیر ناصر الدین**...... محمد ابن الملک المسعود جلال الدین عبداللہ ابن الملک الصالح اسماعیل ابن العادل یہ بڑی عمر والے بزرگ تھے انہوں نے صحیح بخاری کو مختصر کرنے کا ارادہ کیا اور ان کی فہم وفراست بہت عمدہ تھی بڑی فضیلت کے مالک تھے عزہ میں خلوت اختیار کی اور وہیں چوبیس صفر ہفتہ کی شب کو وفات پا گئے ان کی عمر ستر سال تھی اور عزہ میں ان کے قبرستان میں ان کو دفن کیا گیا۔

**علاء الدین**...... علاء الدین علی بن شرف الدین محمد بن القلانسی فوج کے سپہ سالار تھے، بیت المال کے نگران تھے مہر لگانے کے عمل پر مامور تھے اور مدرسہ امینیہ اور مدرسہ ظاہریہ کے مدرس تھے اور اس کے علاوہ دیگر عہدے اور منصب بھی ان کے پاس تھے۔ پھر مذکورہ دو مدرسوں کی تدریس کے علاوہ دیگر تمام عہدے اور مناصب ان سے چھین لئے گئے پھر یہ ان عہدوں سے معزول ہی رہے یہاں تک کہ پچیس صفر بدھ کی صبح کو اس دار فانی سے رخصت ہو گئے اور ان کو اپنے وطن میں سپرد خاک کر دیا گیا۔

**عز الدین احمد بن شیخ زین الدین**...... محمد بن احمد بن محمود عقیلی جو کہ ابن القلانسی کے نام سے مشہور ہیں یہ دمشق شہر کے محتسب اور وزیر خزانہ تھے (یا خزانچی تھے)۔ اچھی معاشرت والے تھے پھر حساب وکتاب کے عہدے سے تو معزول ہو گئے البتہ خزانچی کے عہدے پر برقرار رہے یہاں تک کہ جمادی الاولیٰ کی انیس تاریخ کو سوموار کے دن ان کی وفات ہوئی اور انکو قاسیون شہر میں دفن کیا گیا۔

**شیخ علی بن ابی مجد بن شرف بن احمد حمصی**...... شیخ علی بن ابی مجد پہلے حمص میں رہے پھر دمشق چلے گئے اور ربوہ شہر کی جامع مسجد میں پینتالیس سال تک موذن رہے۔ ان کا اشعار پر مشتمل ایک دیوان بھی ہے اور بہت سے حواشی بھی ہیں اور ان کی کچھ پسندیدہ باتیں بھی ہیں اور یہ اپنے دین کے معاملے میں اچھے تھے۔ ان کی بھی جمادی الاولیٰ میں وفات ہوئی۔

**امیر شہاب الدین بن برق**...... امیر شہاب الدین بن برق دمشق کے والی تھے ان کے جنازے میں بہت زیادہ مخلوق نے شرکت کی۔ دو شعبان کو ان کی وفات ہوئی اور صالحیہ مقام میں انکو دفن کیا گیا۔ لوگ اس کی بہت تعریف کرتے تھے۔

**امیر فخر الدین بن شمس لؤلؤ**...... امیر فخر الدین بر شہر کے والی تھے اور بڑے قدر دان انسان تھے اور کافی بوڑھے آدمی تھے۔ چار شعبان کو المزہ مقام میں اپنے باغ کے اندر ان کی وفات ہوئی اور انکو وہیں دفن کیا گیا اور انہوں نے اپنے پیچھے بہت ساری اولاد چھوڑی۔

**عماد الدین اسماعیل**...... عماد الدین ابن شرف الدین محمد بن وزیر فتح الدین عبداللہ بن محمد بن احمد بن خالد بن صغیر بن القیسرانی مہر لگانے والوں سے ایک تھے اور بہترین لوگوں میں سے تھے فقیر اور نیک لوگوں سے محبت کرنے والے تھے اور بہت با مروت انسان تھے مصر میں کاتب رہے اس کے بعد حلب پہنچے اور موقع دمشق بن گئے۔ پھر دمشق چلے گئے اور پھر وہیں مقیم رہے یہاں تک کہ تیرہ ذوالقعدہ اتوار کے دن ان کی روح پرواز کر گئی اور اگلے دن دمشق کی جامع مسجد میں ان کی نماز جنازہ پڑھی گئی اور پینسٹھ سال کی عمر میں ان کو قبرستان صوفیاء میں سپرد خاک کر دیا گیا۔ ابرقوہی وغیرہ سے حدیث کا سماع کیا۔

ذوالقعدہ ہی میں شہاب الدین ابن القدیہ جو کہ حجاز شریف کے طریقے پر محدث تھے اور ذوالحجہ میں شمس محمد موذن کی وفات ہوئی جو کہ تجار کے نام سے مشہور ہیں ان کا عرف "حق" تھا۔

اور وہ مجلسوں میں گفتگو کرتے تھے اور اشعار کہا کرتے تھے۔ اللہ سبحانہ تعالیٰ ہی زیادہ جاننے والے ہیں۔

## آغاز ۷۳۷ھ

اس سال کا آغاز جمعہ کے دن ہوا اور اسی سال خلیفہ مستکفی باللہ کو سلطان ملک ناصر نے قید کر دیا تھا اور لوگوں کے ساتھ ملنے سے اس کو روک دیا تھا نائب شام تنکز بن عبداللہ ناصر تھا اور قضاۃ وہی پچھلے سال والے تھے سوائے حنفیہ دمشق کے اس لئے کہ وہ "علم الدین ابن القطب" تھے اور دمشق کے علاقوں کے والی امیر بدر الدین بن قطلو بک بن شنشکر اور شہر کے والی "حسام الدین طرقطای" جو کہ تاری تھے اور اس سال کے پہلے دن یعنی جمعہ کے دن یہ خبر پہنچی کہ علی بادشاہ کے لشکر کو شکست ہو گئی۔ اور یہ خبر بھی پہنچی کہ اس کو قتل کر دیا گیا ہے اور بائیس محرم کو حاجیوں کے خطوط پہنچے جس میں اس مشقت کا تذکرہ تھا جو کہ اونٹوں کے مرنے اور ساز و سامان کے ضائع ہونے اور بہت سے مردوں اور عورتوں کے پیدل چلنے کی وجہ سے انہیں پہنچی ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون والحمد للہ علی کل حال۔

اور محرم کے آخر میں قاضی حسام الدین حسن بن محمد غوری جو کہ بغداد کے قاضی تھے وہ اور ان کے ساتھ وزیر نجم الدین محمود بن علی بن شروان کردی اور شرف الدین عثمان بن حسن بلدی دمشق آئے اور تین دن تک یہاں ٹھہرے رہے اس کے بعد وہ مصر کی طرف چلے گئے۔ چنانچہ وہاں ان کو بادشاہ کے دربار میں مقبولیت حاصل ہوئی اور بادشاہ نے قاضی حسام الدین حسن بن محمد غوری سے حنفی مذہب کے مطابق قاضی بننے کا مطالبہ کیا جیسا کہ عنقریب اس کی تفصیل آ رہی ہے اور دوسرے کو (یعنی نجم الدین محمود بن علی کو) وزیر بنایا اور تیسرے کو (اشرف الدین عثمان بن حسن) امیر بنا دیا۔

اور دس محرم عاشورا کے دن شمس الدین محمد بن شیخ شہاب الدین بن اللبان، فقیہ شافعی بادشاہ کی دربار عالی میں حاضر ہوئے اور ان کے ساتھ شہاب الدین بن فضل اللہ مجد الدین اقصرائی جو کہ شیخ الشیوخ تھے اور شہاب الدین اصبہانی بھی تھے۔ تو ان پر شمس الدین محمد بن شیخ شہاب الدین نے ان کے خلاف (یعنی قاضی حسام الدین کے خلاف) چند ناپسندیدہ امور کا دعویٰ کیا گیا جیسے حلول، اتحاد اور قرامطہ فرقہ میں غلو وغیرہ۔

چنانچہ ان میں سے بعض کا قاضی صاحب نے اقرار کر لیا تو بادشاہ نے پہلے ان کے قتل کا حکم جاری کر دیا لیکن بعد میں ان کے معاملے میں وہ نرمی ظاہر کی اور سزا کی کچھ شقیں باقی رہیں اور انہیں لوگوں کے ساتھ گفتگو سے روک دیا گیا۔ ان کی صف میں امراء اور نامور حضرات کی ایک جماعت کھڑی ہوئی صفر میں حجاج کے محل میں آگ لگ گئی جس سے کئی گھر جلے اور بہت سی دکانیں جل گئیں۔

اور ربیع الاول میں بادشاہ کے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوا تو اس خوشی میں خوشخبریوں کے اعلان کیے گئے اور کئی دنوں تک شہروں کو آراستہ کیا گیا۔ اور ربیع الاول کے دوسرے نصف میں امیر "صارم الدین ابراہیم الحاجب" نے جو جامع کریم الدین کے سامنے رہائش پذیر تھا اپنے ٹھکانے کی تعمیر کا حکم دیا اور وہ شیخ تقی الدین رحمہ اللہ کے بڑے ساتھیوں میں سے تھے ان کے بہت اچھے عزائم اور ارادے تھے اور وہ بذات خود بہت اچھے آدمی تھے اسی مہینے "خلیفہ مستکفی" کو گنجائش دی گئی اور ۱۲ ربیع الثانی کو رہا کر دیا گیا اس نے اپنا گھر لازم پکڑ لیا۔

اور دس جمادی الآخر جمعے کے دن مصر کی دو جامع مسجدوں میں جمعہ کی نماز ادا کی گئی جن میں سے ایک امیر عز الدین ایدمر بن عبداللہ خطیری سے بنوائی تھی اور وہ اس کے بارہ دن بعد اس دنیا سے رخصت ہو گئے۔ رحمہ اللہ تعالیٰ اور دوسری ایک عورت نے ساحل نیل کے پاس بنوائی۔ جو کہ "الست حق" کے نام سے منسوب تھیں۔ سلطان الناصر کی دایہ تھیں۔

شعبان میں "قاضی شہاب الدین احمد بن شرف بن منصور" جو کہ دمشق میں نائب قاضی تھے انہوں نے طرابلس کا قاضی بننے کے لئے طرابلس کا سفر کیا۔ ان کے بعد دمشق کے نائب قاضی جناب شیخ شہاب الدین احمد بن نقیب بعلبکی منتخب ہوئے۔

اور شعبان ہی میں "عز الدین بن جماعہ" کو مصر کے بیت المال کے نگران بننے کی وجہ سے خلعت پہنائی گئی اور ضیاء الدین بن خطیب بیت الابار

تو قاضی [illegible] کے قریب [illegible] سے خلعت پہنائی گئی [illegible] ان کے پاس [illegible] اور منصب بھی تھے جیسے [illegible] وغیرہ اور ان کے بیٹے [illegible] کے لئے [illegible] کا حکم دیا اور وہ [illegible] ان کے بعد [illegible] ہو گئے۔

اور رمضان المبارک کی [illegible] تاریخ کو [illegible] مصر سے دمشق [illegible] کی طرف [illegible] ہو گئے [illegible] بہت [illegible]

[illegible] کا امیر [illegible] اور ان [illegible] شیخ [illegible] الدین [illegible] مجد الدین [illegible] شیخ [illegible] شہاب الدین [illegible] گئے۔

اور [illegible] میں [illegible] کے ساتھ [illegible] کر لیا اور [illegible] بہت [illegible] حاصل ہوا [illegible] القعدہ میں [illegible] شیخ [illegible] حاصل ہوئی

اور اس ماہ میں سلطان [illegible] خلیفہ [illegible] اور ان کی دیکھ بھال کے لئے ایک نگران بھی مقرر [illegible]

اور اس خوف [illegible] سے [illegible] کیا جاتا ہے۔

**شیخ علاء الدین بن غانم** ... شیخ علاء الدین ابوالحسن علی بن محمد بن سلمان بن حمائل بن علی المقدسی ابن غانم [illegible] ان لوگوں میں سے ہیں جو [illegible] بہت زیادہ [illegible] کی صفت [illegible] مشہور تھے۔ ان کی پیدائش [illegible] ہوئی [illegible] سے بہت [illegible] حدیث کا سماع کیا اور قرآن کریم [illegible] لوگوں نے [illegible] اچھے [illegible] حالات میں ان سے [illegible] کے ساتھ بہت زیادہ [illegible] کرنے والے تھے۔ [illegible] تبوک [illegible] ان کا انتقال ہوا اور وہیں مدفون کیا گیا رحمہ اللہ تعالیٰ۔

پھر رمضان کے مہینے میں ان کے بھائی شہاب الدین احمد ان کے نقش قدم پر چلے [illegible] اور بہت زیادہ [illegible] دینے والے تھے۔

**الشرف محمود الحریری** ... الشرف محمود الحریری اموی جامع مسجد میں مؤذن تھا انہوں نے [illegible] میں ایک حمام [illegible] میں ان کی وفات ہوئی۔

**الشیخ الصالح العابد** ... شیخ صالح عابد [illegible] الدین [illegible] شیخ ابراہیم بن [illegible] بن شداد [illegible] مصری (جو کہ پہلے [illegible] مصر [illegible]) ان کی پیدائش ۶۵۰ھ [illegible] صحیح مسلم وغیرہ کا سماع کیا اور [illegible] لوگوں کو نصیحت کرتے تھے اور بہت [illegible] تفسیر وغیرہ [illegible] بہت نیک اور عبادت گزار آدمی تھے۔

[illegible] ان کی وفات ہوئی اور انہیں باب نصر کے [illegible] اپنے والد کے قریب دفن کیا گیا۔

**الشیخ شہاب الدین عبدالحق حنفی** ... شیخ شہاب الدین عبدالحق حنفی احمد بن علی بن احمد بن علی بن یوسف [illegible] عبدالحق [illegible] کے نام سے مشہور [illegible] حنفیہ [illegible] مدرس تھے [illegible] اور [illegible] میں ان کی وفات ہوئی۔

**الشیخ عز الدین** ... شیخ عز الدین [illegible] ابراہیم بن علی بن عبدالرحمن بن عبدالمنعم [illegible] المقدسی [illegible]

اور عبادت گذار تھے، نابلس میں حنابلہ کے شیخ تھے اور بہت سے ان کے فقیہ تھے، ربیع الاول میں ان کی وفات ہوئی۔

**الشیخ الامام العابد الناسک** ... شیخ امام عابد ناسک محب الدین عبداللہ بن احمد بن المحب عبداللہ بن احمد بن ابی بکر محمد بن ابراہیم بن احمد بن عبدالرحمن بن اسماعیل بن منصور المقدسی الحنبلی نے بہت سی کتابیں سنی تھیں اور بہت کی قرأت خود پڑھیں اور انہوں نے ایک طریق لکھا جس سے لوگوں نے بہت نفع اٹھایا اور ان کی جامع مسجد مظفری اور دیگر مساجد میں قرآن و حدیث کی روشنی میں وعظ و نصیحت کی مجلسیں ہوا کرتی تھیں۔
قرآن پاک کی تلاوت میں ان کی بہت پیاری آواز تھی۔
اور شیخ الاسلام تقی الدین ابن تیمیہ ان سے بہت محبت کرتے تھے اور ان کی قرأت کو بہت پسند کرتے تھے۔ ماہ ربیع الاول میں ان کی وفات ہوئی اور ان کے جنازے میں بہت بڑا مجمع شریک ہوا تھا اور جبل قاسیون میں دفن کیا گیا تھا اور لوگ ان کا ذکر بالخیر کرتے تھے، رحمہ اللہ تعالیٰ، ان کی کل عمر پچپن سال تھی

## المحدث البارع المحصل المفید المخرج المجید ناصر الدین محمد بن طغریل

ناصر الدین محمد بن طغریل بن عبداللہ الصیرفی، ان کے والد تھے، ان کا لقب فوائد ہے۔ کئی شیوخ سے حدیث کا سماع کیا اور خود بھی پڑھا اور تحریر کی پڑھا اور تجربہ تھے اور بڑی بڑی کتابیں پڑھیں اور انہی کی تخریج کی اور اس معاملے میں ماہر تھے۔ انہوں نے حج کیا تو ربیع الاول میں مقام العلا میں ان کو موت نے آلیا۔ اور وہیں بقیع قبرستان میں انہیں دفن کیا گیا۔

**ہمارے شیخ الامام المحدث** ... شمس الدین ابو محمد عبداللہ بن شیخ محمد بن شیخ تقی الدین یوسف بن عبدالمنعم بن نعمۃ المقدسی، نابلس کی مسجد حنابلہ کے امام، ۶۹۴ھ میں پیدا ہوئے۔ بہت سے شیوخ سے سماع کیا اور حدیث بیان کی، بہت نیک اور خوبصورت آواز والے تھے، ان پر رونق اور چمک تھی، خوبصورت شکل والے تھے [illegible] بخاری انہوں نے ۳۲۳ دفعہ پڑھی [illegible] ہمارے دوست شیخ جمال الدین یوسف [illegible] مفتی ہیں ان سے [illegible] مشہور ہیں۔ ۲۲ ربیع الثانی بروز جمعرات وفات ہوئی اور وہیں دفن ہوئے۔

**الشیخ محمد بن عبداللہ بن المجد** ... ابراہیم مرشدی، مرشدی خوابوں کے مقیم، لوگ ان کی زیارت کے لئے آتے اور وہ لوگوں کے حسب مراتب ضیافت کرتے اور بہت زیادہ خرچ کرتے، وہ لوگوں میں سے کسی سے کچھ نہیں لیتے تھے۔ واللہ اعلم۔
[illegible] ایک مدت تک [illegible] کہا جاتا ہے کہ انہوں نے فقہ میں التنبیہ پڑھی تھی۔ پھر مرشدی خواب پر بیٹھ گئے اور لوگوں میں ان کا حال مشہور ہوا [illegible] اور جب بھی کوئی امیر داخل ہوتے تو ان کے پاس لوگوں کا ہجوم لگ جاتا۔ ۸ رمضان بروز جمعرات ان کی وفات ہوئی [illegible] اور دمشق میں ان کا جنازہ پڑھا گیا۔

امیر اسد الدین [illegible] عبدالقادر بن عبدالعزیز بن ملک معظم عیسیٰ بن عادل ۶۴۳ھ میں پیدا ہوئے، کئی شیوخ سے سماع کیا اور حدیث [illegible] حدیث میں مشغول لوگوں کا اکرام کرتے تھے [illegible] ان کے بعد بھی [illegible] رمضان کے [illegible] میں فوت ہوئے۔

شیخ [illegible] قاضی [illegible] ابن ابراہیم بن [illegible] تھے [illegible] ۲۰ شوال کو فوت ہوئے، لوگوں نے [illegible] ان کے جنازے [illegible]

# آغاز ۷۳۸ھ

اس سال کے آغاز میں [illegible] خلیفہ مستکفی قوص میں جلاوطن تھا۔ اور اس کے [illegible] بیٹا اس کے [illegible] کے ساتھ تھے۔ شہروں کا سلطان ملک ناصر محمد بن ملک منصور تھا۔ اور مصر میں اس کا نائب [illegible] اور دمشق میں اس کا نائب تنکز تھا اور شہروں کے قاضی اور نائب وہی تھے جو پچھلے سال اپنے عہدوں پر فائز تھے۔ [illegible] ربیع الاول [illegible] سلطان [illegible] کی [illegible] آخری خلیفہ کے بیٹوں کو [illegible] کا حکم [illegible] ربیع الاول بروز جمعہ قاضی شمس الدین بن [illegible] قطب [illegible] سے معزول ہونے [illegible] کا مطالبہ کیا گیا۔

اور اسی ماہ [illegible] قاضی [illegible] "الصیرفی" [illegible] معزول کر دیئے گئے [illegible] [illegible] کا [illegible] گیا۔

۲۳ ربیع الاول بروز [illegible] مغرب کے بعد مصر میں تیز [illegible] کے بعد [illegible] اور [illegible] کے [illegible] کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ [illegible] بات [illegible] کا مشاہدہ [illegible] کی رات کے پچھلے حصہ میں [illegible] ہوئی [illegible] کا مشاہدہ ایک زمانے سے نہیں کیا گیا [illegible] مسجد [illegible] ہو گئے [illegible] "[illegible] الدین [illegible]" نے بیان کیا ہے۔

۱۲ جمادی الاولیٰ کو قاضی "جلال الدین" مصر کے [illegible] سے معزول ہونے [illegible] قاضی [illegible] معزول ہونے [illegible] قاضی ابن [illegible] کی وفات [illegible] تو سلطان نے انہیں [illegible] کا قاضی بنا [illegible] پھر سلطان نے برہان الدین بن عبدالحق قاضی حنفیہ اور قاضی حنابلہ "تقی الدین" کو معزول کیا اور [illegible] کے [illegible] کرتے تھے۔

پھر جب [illegible] جمادی الثانیہ بروز [illegible] سلطان [illegible] تو سلطان نے ان سے پوچھا کہ مصر کا قاضی [illegible] قاضی [illegible] کے [illegible] [illegible] اور [illegible] قاضی [illegible] [illegible] شیخ [illegible] [illegible] سلطان [illegible] اور [illegible] [illegible] معزول قاضی [illegible]

رمضان میں [illegible] شمس الدین [illegible] قاضی [illegible] مصر [illegible] [illegible]

[illegible]

اثیر الدین بن ابی حیان کی روایت سے استدلال کیا اور ان کے شیخ ابن زبیر کی سند سے ایک حدیث نقل کی سلطان کے لیے دعا کی اور ان کے پاس قضاۃ و اعیان حکومت حاضر ہوئے یہ مجلس کیا ہی عجیب ہوئی تھی۔

۲۰ ذی الحجہ بروز جمعرات "تاج الدین عبدالرحیم بن قاضی القضاۃ" جلال الدین قزوینی" نے شیخ شمس الدین بن نقیب کی جگہ جو حکم شاہی سے حلب کے قاضی ہو کر گئے تھے درس دیا اور وہاں ان کے پاس اعیان و فقہاء حاضر ہوئے اسی مہینے میں قاضی صدرالدین بن قاضی جلال الدین نے [illegible] "[illegible]" نے اپنے باپ کی نیابت میں درس دیا۔ انتہی واللہ اعلم۔

## اس سال وفات پانے والے نامور حضرات

**امیر کبیر بدرالدین محمد بن فخرالدین عیسیٰ بن ترکمانی:** اپنی امارت کے دوران دیار مصر میں جامع خطیری کے بانی، پھر امارت سے معزول ہو کر شام کے امیر بنے، ان کے بعد مصر واپس ہو گئے حتیٰ کہ ۸ ربیع الثانی کو مصر میں وفات ہوئی۔ [illegible] قابل تعریف تھے۔

**قاضی القضاۃ شہاب الدین:** محمد بن مجد الدین عبداللہ بن حسین بن علی رومی الاصل ثم دمشقی شافعی، دمشق میں شافعیہ کے قاضی ۶۶۲ھ میں پیدا ہوئے علم میں مشغول رہے اور مہارت حاصل کی۔ ۶۹۳ھ میں فتوے دینے لگے، اقبالیہ، رواحیہ اور [illegible] میں پڑھایا [illegible] بیت المال کے وکیل رہے پھر شام کے چیف جسٹس بنے بالآخر جمادی الاولیٰ کی ۲۴ تاریخ کو مدرسہ عادلیہ میں وفات پائی اور باب الصغیر کے قبرستان میں دفن ہوئے۔

**شیخ الامام العالم ابن مرحل:** زین الدین محمد بن عبداللہ بن شیخ زین الدین عمر بن مکی بن عبدالصمد بن مرحل دمشقی شافعیہ [illegible] اس سے پہلے مشہد حسین میں مدرس تھے، عالم و فاضل اور فقہی و اصولی اور صاحب فکر تھے خوبصورت اور اچھے اخلاق والے [illegible] تھے ایک وقت دمشق میں "علم الدین [illegible]" کہا جاتا ہے ان کی سیرت قابل تعریف رہی ان کی وفات [illegible] ہوئی [illegible] اپنے قبرستان میں دفن ہوئے [illegible] قاضی جلال الدین حاضر ہوئے [illegible] قاضی برہان الدین عبدالحق [illegible] ان کے ساتھ ان کی نقل [illegible] ان کے بعد [illegible] قاضی القضاۃ علاء الدین بن [illegible] نے سنبھالا [illegible] کی وفات ہو گئی [illegible] شیخ علم الدین [illegible] تھے۔

**قاضی القضاۃ جمال الدین صالحی:** جمال الدین ابو المحاسن یوسف بن ابراہیم بن جملہ بن مسلم بن ہمام بن حسین بن یوسف [illegible] شافعی [illegible] فوت ہوئے [illegible] ظہر کی نماز کے بعد ان کی نماز جنازہ پڑھائی گئی [illegible] ۶۸۳ھ [illegible] میں پیدا ہوئے [illegible] مختلف فنون میں فاضل شخص تھے [illegible] ہوئی تھی۔

[illegible] قاضی [illegible] جب [illegible] ان کا انتقال ہوا ان کے جنازے میں بہت [illegible] اعیان حکومت حاضر ہوئے۔

**شیخ الاسلام قاضی القضاۃ ابن البارزی:** شرف الدین ابوالقاسم ہبۃ اللہ بن قاضی القضاۃ نجم الدین عبدالرحیم بن قاضی شمس الدین [illegible]

نیز امام، قاضی ابراہیم بن ہبۃ اللہ بن مسلم بن ہبۃ اللہ الجہنی الحموی "ابن البارزی" کے نام سے مشہور، حماۃ کے چیف جسٹس، مختلف فنون میں کئی مفید کتب کے مصنف، ۶۴۵ھ ماہ رمضان کو پیدا ہوئے، کئی شیوخ سے سماع کیا، بہت سے فنون حاصل کیے، بے شمار کتب تصنیف کیں، بہترین اخلاق کے مالک اکثر حاضرین سے مشکور رہے، صالحین کے مشفق، بہ اعتقاد رکھتے تھے، لوگ ان کی بہت تعظیم کرتے، انہوں نے ایک جماعت کو شہر میں فتویٰ دینے کی اجازت دی، آخری عمر میں نابینا ہو گئے تھے مگر اس کے باوجود لوگوں کے فیصلے کرتے، پھر اپنے پوتے "نجم الدین عبدالرحیم بن ابراہیم" کی خاطر اس منصب سے دستبردار ہو گئے، ان کی نظر منصب سے تنگ آ گئی تھی، ان کی وفات ۱۴ ذوالقعدہ کے بعد ۱۰ ذوالقعدہ بدھ کی رات ہوئی، ان کی فرض نماز کے بعد نماز جنازہ ادا کی گئی، دمشق میں ان کی نماز جنازہ پڑھی گئی اور ظہر کی جانب دفن ہوئے، عمر ۹۳ سال تھی۔

**شیخ الامام العالم......** شہاب الدین احمد بن برہان مذہب حنفیہ کے شیخ، جامع کبیر کے شارح، وہ نیک آدمی اور لوگوں سے کنارہ کش تھے، لوگوں نے ان سے استفادہ کیا، ان کی وفات ۱۸ رجب شب جمعہ کو ہوئی، انہیں علم عربیت اور قرأت میں معرفت اور دیگر علوم میں قدر مشترک مہارت تھی، رحمہ اللہ، واللہ اعلم۔

**القاضی محی الدین بن فضل اللہ کاتب السر......** وہ ابو المعالی یحییٰ بن فضل اللہ بن مجلی بن دعجان بن خلف العدوی العمری ہیں، وہ ۶۴۵ھ کو کرک میں پیدا ہوئے، انہوں نے حدیث کی سماعت کی اور حدیث بیان کی، وہ اپنے بھائی "شرف الدین" کی زندگی میں بھی اور ان کے بعد بھی سلطنت میں ایک معزز شخص کی حیثیت سے مصر و شام کے علاقوں کی مرکزی وزارتوں کو تحریر کرتے تھے، ان کی وفات بدھ کی رات ۹ رمضان کو دیار مصر میں ہوئی اور صبح کے وقت ان کو قرافہ میں دفن کیا گیا، ان کے بعد ان کے بیٹے علاء الدین کو منصب سپرد کیا گیا، اور وہ ان کے بیٹوں میں سب سے چھوٹے تھے جو اس منصب کے صدر نشین تھے۔

**الشیخ الامام العلامہ ابن الکتانی......** زین الدین ابن الکتانی دیار مصر میں شافعیہ کے شیخ تھے، وہ اصل میں ابو حفص عمر بن ابی الحرم بن عبدالرحمٰن بن یونس الدمشقی ہیں، ۶۵۳ھ کے بعد دمشق میں پیدا ہوئے اور دمشق میں ہی مشغول ہو کر فقہ حاصل کی، پھر مصر کی طرف کوچ کیا اور وہاں "التنبیہ" پر "تکملہ" لکھا اور انہیں [illegible] سپرد کیے گئے، پھر وہ "شیخ تقی الدین ابن دقیق العید" کے نائب بنے جبکہ ان کی زندگی ختم ہوئی، وہ بڑے مدارس میں درس دیا کرتے اور قبہ منصوریہ میں دار الحدیث کے متولی مقرر ہوئے اور وہ بڑے پایہ کے عالم تھے اگرچہ وہ [illegible] کے قائل تھے۔ لیکن بُرے اخلاق والے اور لوگوں سے متنفر رہتے تھے، انہوں نے کبھی شادی نہیں کی تھی، وہ بھی [illegible] کھانے تھے اور بازار سے [illegible] کرتے تھے، ان کے کئی فوائد، فرائد اور [illegible] اور دیگر کتب پر مفید حواشی تھے۔

اور ان میں بعض [illegible] کے بارے میں [illegible] اللہ تعالیٰ ان سے درگزر فرمائے، ان کی وفات منگل کے دن ۱۵ رمضان المبارک کو ہوئی اور قرافہ میں ان کو دفن کیا گیا۔

**الشیخ الامام العلامہ ابن القوبع......** رکن الدین ابن القوبع ابو عبداللہ محمد بن عبدالرحمٰن بن یوسف بن عبدالجلیل القرشی الجعفری التونسی المالکی، جو "ابن القوبع" کے نام سے مشہور ہیں اور جو کئی فنون [illegible] علوم [illegible] میں [illegible] تھے، [illegible]

[illegible]

[illegible] "شیخ شہاب الدین [illegible] المقدسی" [illegible]

[illegible]

اور علامہ حریری نے کیا ہی خوب کہا ہے:

"اگر تجھے کوئی عیب نظر آئے تو اس خلل کو بند کر، یہ بہت بڑی بات ہے کہ کوئی بن عیب کے بلندی حاصل کر لے"۔ یہ تحریر اسماعیل بن کثیر بن ضوء القرشی عفا اللہ تعالیٰ عنہ کی ہے آمین۔

## آغاز ۷۳۹ھ

[illegible] اور مسلمانوں کے سلطان دیار مصریہ اور اس کے ارد گرد، اور دیار شامیہ اور اس کے ارد گرد کے علاقوں اور حرمین شریفین میں طلوع ہونے والے [illegible] محمد بن الملک المنصور قلاوون ہیں، نہ ان کا کوئی نائب ہے اور نہ ہی کوئی وزیر ہے اسی طرح مصر میں بھی، اور مصر کے قاضیوں میں شافعیوں میں سے قاضی القضاۃ "عز الدین ابن" قاضی القضاۃ صدر الدین محمد بن ابراہیم بن جماعۃ، ہیں اور حنفیہ میں سے قاضی القضاۃ "حسام الدین الغوری" (اور حسن بن محمد ہیں) جبکہ مالکیہ میں سے "تقی الدین الاخنائی" ہیں اور حنابلہ میں سے "موفق الدین بن نجا" المقدسی ہیں اور شام میں ان کے نائب "الامیر سیف الدین تنکز" اور اس کے قضاۃ میں سے جلال الدین القزوینی الشافعی ہیں، جو دیار مصریہ سے [illegible] تھے اور حنفیہ میں سے عماد الدین الطرسوسی اور مالکیہ کے "شرف الدین الہمدانی" اور حنابلہ کے "علاء الدین بن المنجا التنوخی" [illegible]

اس سال ہونے والے امور میں سے دارالحدیث سکریہ کی تکمیل ہے اور اس دارالحدیث کے شیخ الحدیث الشیخ الامام الحافظ مؤرخ الاسلام شمس الدین محمد بن احمد الذہبی" بنائے گئے۔ اور اس دارالحدیث میں ۳۰ محدث مقرر کیے گئے، ان میں سے ہر ایک کے لئے [illegible] تھی اور ہر مہینے کی [illegible] درہم اور [illegible] رطل خبز تھی، جبکہ شیخ کے لئے ۴۰ اور ایک رطل خبز مقرر کی گئی، اور اس دارالحدیث میں ۲۰ ایسے آدمی مقرر کیے گئے جو قرآن پڑھتے تھے اور ان پر ایک شیخ مقرر کیا گیا تھا، اور ان قراء میں سے ہر ایک کے لئے ایسا ہی مرتبہ تھا جو محدثین کے لئے مقرر کیا گیا تھا اور [illegible] امام اور قاری حدیث اور بہت سارے نائب مقرر کیے گئے اور قاری حدیث کے لئے ۳۰ درہم اور آدھی اوقیہ مقرر تھی۔ اور [illegible] اور تعمیر کو عمدہ بنایا گیا تھا، اور وہ عمارت سونے کا گھر نظر آتی تھی جسکو تنکز کے امیر وقف نے تعمیر کروایا تھا۔ اور اس پر بہت [illegible] موقوف تھے جن میں قشاشین کا بازار بھی تھا، جو باب الفرج کے قریب واقع ہے جس کی لمبائی شرقاً غرباً تین زراع تھی جسکو کتاب [illegible] میں [illegible] ہے اور ایک مقام بلند زیدین میں بھی تھا اور حمص کا قدیم حمام بھی، اور اس کے بہت سارے حصے دوسری بستیوں پر بھی موقوف تھے جن میں سب سے غالب تھے قشاشین کے علاوہ [illegible] زیدین اور حمص کا حمام۔

اس سال قاضی تقی الدین علی بن عبدالکافی السبکی الشافعی دیار مصر سے دمشق اور اس کے قضاء پر حاکم بن کر آئے، لوگ ان سے بہت زیادہ خوش ہوئے، [illegible] لوگ ان کی محبت کی وجہ سے ان کو سلام کرنے کے لئے آتے تھے اور ان کی دیانت وامانت کی وجہ سے وہ پہلے لوگوں کے طریقے پر عمل [illegible] تھے اور انہوں نے غزالیہ اور اتابکیہ میں درس دیا اور نائب بنایا اپنے چچازاد "قاضی بہاء الدین ابو البقاء" کو پھر اپنے چچازاد [illegible] اور ان کی حکومت شام میں بھی تھی، قاضی القضاۃ جلال الدین محمد بن عبدالرحیم القزوینی الشافعی کی وفات کے بعد اس سال [illegible] میں عنقریب ان کے بارے میں بھی گفتگو ہوگی۔

[illegible] میں سے تھے جو اس سال محرم ۷۳۹ھ میں فوت ہوئے۔

علامہ قاضی القضاۃ فخر الدین — عثمان بن زین علی بن عثمان الحلبی، ابن خطیب جبرین الشافعی، حلب کے قاضی مقرر کیے گئے وہ مشہور لوگوں سے امام تھے انہوں نے فقہ میں "مختصر ابن حاجب" کی شرح لکھی، اور ابن الساعاتی کی البدیع کی شرح بھی لکھی، ان کے بہت عمدہ حواشی اور تعلیقات [illegible] ہیں، وہ شیخ ابن النقیب کی معزولی کے بعد حلب کے والی مقرر ہوئے، پھر سلطان نے ان کو بلایا، پس ان کا انتقال ہوا اور ان کی عمر

غریبہ کے بڑی کی بیان تصنیفات میں سے ہیں، جن کی وفات اس سال میں ہوئی تھی۔

**قاضی القضاۃ جلال الدین محمد بن عبدالرحمن:** جو القزوینی الشافعی ہیں، وہ اور ان کے بھائی مصیبت کے دنوں میں اپنے شہر سے دمشق آئے، وہ فقیہ فاضل تھے، ۶۹۰ھ کے بعد جب ان کے بھائی امام الدین نے [illegible] تو جلال الدین نے ان کی نیابت کی۔ پھر شیخ بدرالدین ابن جماعۃ الشافعیہ کے پاس [illegible] پھر ان کے حوالے [illegible] دمشق میں شافعیہ کا قاضی مقرر کیا گیا۔ وہ قاضی بدرالدین ابن جماعۃ کے ہاتھ سے [illegible] پھر وہ مصر کی طرف [illegible] کے ساتھ [illegible] بیمار ہو کر فوت ہو گیا۔

اور ابن عطاء [illegible] شہر کی خدمت [illegible] جلال الدین کا تذکرہ پہلے ہو چکا ہے، پھر دمشق کا قاضی مقرر ہوا، پھر وہاں سے دوبارہ مصر کی طرف منتقل ہو گئے [illegible] کے بعد جب قاضی القضاۃ بدرالدین بن جماعۃ [illegible] سلطان الملک الناصر نے ان پر مصیبت کا [illegible] کے سبب [illegible] اور اسکندریہ کی طرف جلاوطن کر دیا [illegible] قاضی القضاۃ شہاب الدین ابن المجد عبداللہ کی [illegible] جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے، پھر سلطان نے [illegible] پھر ان کے بیٹے بدرالدین کو [illegible] دمشق کا خطیب [illegible] ان کی وفات اس سال کے [illegible] میں ہوئی [illegible] وہاں [illegible] حاصل تھا، انہوں نے بہت سے فتوے بھی دیے [illegible] المعانی میں مشہور تصنیفات ہیں جن میں سے ایک تلخیص [illegible] علامہ سکاکی نے [illegible] بہت سے فضائل کا جامع تھا [illegible] وفات [illegible] ان کی عمر [illegible] سال فوت ہونے والوں میں سے [illegible] ہوا۔

**شیخ الاسلام حافظ المؤرخ البرزالی:** علم الدین ابو محمد القاسم بن محمد البرزالی المؤرخ الشافعی، جس سال شیخ ابن ابی شامہ فوت ہوئے اسی سال ۶۶۵ھ میں پیدا ہوئے، انہوں نے "شیخ شہاب الدین" کی تاریخ پر حواشی لکھے [illegible] ان کی وفات ہوئی [illegible] حالت احرام میں [illegible] ان کو غسل دیا گیا اور کفن پہنایا اور ان کے سر کو ننگا رکھا گیا، لوگوں نے ان کی نعش کو اٹھایا [illegible] ایک جزء [illegible] محدث شمس الدین ابن سعد [illegible] احادیث [illegible] تخریج [illegible] بہت ساری حدیثیں پڑھیں [illegible] اور ان کی تحریر بڑی عمدہ تھی [illegible] خلائق کے [illegible] ان کے مشائخ [illegible] ہمارے شیخ [illegible] فرماتے تھے کہ برزالی کی بات [illegible] وہاں [illegible] وہ ان سے محبت کرتے [illegible] ان سے پہلے فوت ہو گئے [illegible] ان کو مبارک دیا۔

وہاں سے [illegible] کی حیثیت [illegible] لکھتے تھے [illegible] شیخ الحدیث تھے، اسی سال انہوں نے اپنی کتابیں [illegible] حدیث کی کتابوں کے وقف میں وہ بہت زیادہ [illegible] فوت ہو گئے۔

**المؤرخ شمس الدین:** محمد بن ابراہیم الجزری، جنہوں نے تاریخ [illegible] لکھی [illegible] الجزری [illegible] ۹۰ برس [illegible] جانتے تھے

## آغاز ۳۰۹ھ

[illegible] اللہ تعالیٰ ان پر رحمت فرمائے۔

**حلاج کی گرفتاری کا سبب** [illegible]

القدس اور دمشق میں دارالحدیث تھے اور القدس میں خانقاہ اور مدرسہ بھی تھا اور اصطبل اور بازار مسجد اقصیٰ پر موقوف تھے انہوں نے مسجد میں ایک گھڑی بھی بنوائی تھی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

اور اس سال جو شخصیات فوت ہوئیں ان میں:

**امیر المومنین المستکفی باللہ** ...... ابو الربیع سلیمان ابن الحاکم بامر اللہ بن العباس احمد بن ابی علی الحسن بن ابی بکر بن علی ابن امیر المومنین المسترشد باللہ الہاشمی العباسی خلیفہ وقت اور اصلاً بغدادی مولداً ان کی ولادت ۶۸۳ھ یا اس سے پہلے سال میں ہوئی۔ انہوں نے تعلیم حاصل کی اور تھوڑی سی مشغولیت اختیار کی، اور اس کے والد نے اس کے ساتھ کام کا عہد کیا اور ۷۰۱ھ میں اپنے والد کی وفات کے موقع پر اس کے لئے خطبہ دیا گیا، اور وہ تمام امور جو حل وعقد سے متعلق تھے "سلطان الملک الناصر" کے سپرد کئے گئے، اور تاتاریوں کے خلاف جہاد کے لئے نکلے اور مصاف شقحب پہنچے اور شعبان ۷۰۲ھ کو دمشق میں داخل ہوا اس حال میں کہ وہ سلطان کے ساتھ سوار تھا، جبکہ لشکر کے تمام بڑے پیادہ تھے، اور جب سلطان نے حکومت سے اعراض کیا اور کرک کے مقام پر اسے چھوڑ دیا تو دیگر امراء نے المستکفی سے التماس کیا کہ اس شخص کو بادشاہت دی جائے جو اس کی صلاحیت رکھتا ہو، پس "ملک مظفر رکن الدین بیبرس الجاشنکیر" کو حکومت سپرد کی گئی، اور اس کے لئے جھنڈا بنایا گیا اور سلطنت کا لباس اسکو پہنایا گیا۔ پھر الناصر مصر لوٹ آیا اور خلیفہ کے سامنے اپنے کام کا عذر پیش کیا، پھر اس پر غصہ کیا گیا تو وہ قوص کی طرف لے جایا گیا تو اسی سال شعبان کے ابتداء میں اس کی وفات ہوئی۔

## آغاز ۷۴۱ھ

جب جمعہ کا دن آیا تو سلطان المسلمین الملک الناصر محمد بن الملک المنصور قلاوون اور اس کے قاضی جن کا ذکر پہلے ہو چکا ہے مصر میں تھے، اور دمشق میں کوئی نائب السلطنت نہیں تھا، اور وہ شخص جو معاملات کو درست رکھتا تھا "امیر سیف الدین طشتمر تھا" جس کا لقب حمص الاخضر ہے، وہ "امیر سیف الدین تنکز" کے پاس قبض میں آیا، پھر موسوم رجوع سے صفد آیا اور دن کے آخری حصے میں سوار ہو کر اپنے شہر کی طرف چلا اور "امیر تنکز" کی چاندی دیوار کے نیچے ایسے ہی محفوظ تھی جیسے ہونی چاہئے۔

پھر اسی سال چار محرم کو ہفتے کے دن صبح کے وقت دیار مصر سے پانچ امراء آئے۔ ایک امیر سیف الدین بشتک الناصری" اور اس کے ساتھ "برصبغا" کا دربان تھا اور "طاشار الدویدار" اور "بہادر المدعو بطا" تھے وہ "بخشاز" "قصر ابلق اور" میدان" کے پاس اترے، اور اس کے ساتھ تھوڑے سے اس کے مملوک و غلام تھے، وہ صرف تجدید بیعت کے لئے سلطان کے پاس آئے تھے کیونکہ انہیں وہم ہوا تھا کہ کچھ امراء جدا ہونے والے نائب شام کا ساتھ دیں گے۔ اسی طرح وہ امیر سیف الدین تنکز جو شام کی نیابت سے جدا ہوا تھا کے خزانوں پر قبضہ کرنے کے لئے اور انہیں دیار مصر تیار کر کے بھیجنے کے لئے آئے تھے۔

اور چھ تاریخ سوموار کے دن صبح کے وقت امیر علاء الدین الطنبغا دمشق کا نائب بن کر آیا اور لوگوں نے اس سے ملاقات کی بشتک اور مصری امراء نے بھی اور وہ عقبہ کے پاس اترے اور عتبہ شریف کو انہوں نے بوسہ دیا اور ان کے ساتھ دارالسعادۃ واپس ہوئے وہاں اس کی دستاویز پڑھی گئی۔

اور پندرہ تاریخ سوموار کے دن امراء مقدمین میں سے دو بڑے امیروں کو گرفتار کیا گیا ایک انجی بغا العادلی اور دوسرا "طاطبغا الحجی" تھا اور ان کو قلعہ منصورہ پہنچایا گیا اور ان کے اموال وغیرہ حکومتی تحویل میں لے لئے گئے۔

اور منگل کے دن "ملک الامراء سیف الدین تنکز" اور اس کے گھر والے اور اس کی اولاد کو گھر سمیت دیار مصریہ منتقل کر دیا گیا۔

پندرہ تاریخ جمعہ کے دن نائب السلطنت "امیر علاء الدین ابن الطنبغا" اور اس کے ساتھ امیر سیف الدین بشتک الناصری اور "الحاجب قطلیجا" اور "سیف الدین قطلو بغا الفخری" اور امراء مقدمین کی ایک جماعت سوار ہو کر سوق الخیل میں جمع ہوئے اور انہوں نے امیر سیف الدین تنکز کے غلاموں سے دو عیسائیوں کو جو بڑے متعصب تھے پھر ان کو درمیان میں لانے کا حکم دیا گیا پس ان کو درمیان میں لایا گیا اور ایک بانس کی لکڑی پر لٹکا دیا گیا اور ان کے بارے میں اعلان کیا گیا کہ یہ بدلہ ہے ان کے لئے جو سلطان الناصر سے بغاوت کرتے ہیں۔

اس ماہ کی ۱۴ تاریخ بروز بدھ قلعہ اسکندریہ میں نائب شام امیر "تنکز" کی وفات ہوئی، کہا جاتا ہے کہ اسے پھانسی دی گئی کوئی کہتا ہے کہ زہر دیا گیا، اور کسی نے کہا جیتے جی [illegible] باتیں، لوگوں کو اس کے مرنے کا بے حد صدمہ ہوا، جو کئی روز تک طویل رہا، ہر وقت اس کا تذکرہ کرتے کہ وہ بارعب تھا، حفاظت کرتا تھا اور اس میں مسلمانوں کے حرم اور اسلام کے محارم کے بارے میں بڑی غیرت تھی اور یہ کہ وہ ضرورتمندوں کی حاجات پوری کرتا تھا اور یہ غم بے حساب ہی گیا "قاضی امین الدین بن القلانسی" نے ہمارے شیخ حافظ علامہ عماد الدین ابن کثیر کو بتایا کہ امیر تنکز "جمعہ کے دن گرفتار ہوا، بدھ ہی کے دن مصر میں داخل ہوا، بدھ ہی کے روز اسکندریہ میں داخل ہوا اور بدھ ہی کے روز اس کی وفات ہوئی، اسکندریہ میں نماز جنازہ پڑھی گئی اور وہاں کے مقبرے میں ۲۳ محرم کو قباری کی قبر کے پاس دفن کیا گیا، اس کا جنازہ بڑا شاندار تھا، ماہ صفر جمعرات "امیر سیف الدین طشتمری" آیا جس نے "تنکز" کو دمشق کی طرف گرفتار کیا تھا، وہ وطاق برزہ میں اپنے لشکر اور جو لوگ اس کے ساتھ تھے اترا، پھر حلب محروسہ کا طلبغا کی جگہ جو وہاں سے بیمار ہو گیا تھا، نائب بن کر متعین ہوا۔

۱۳ ربیع الاول جمعرات کی صبح شہر میں شیخ صالح عابد ناسک قدوۃ شیخ محمد بن تمام کے جنازے کا اعلان ہوا جو صالحیہ میں فوت ہوئے تھے، لوگ ان کا جنازہ جامع مظفری میں لائے ظہر کی نماز کے لئے جامع میں جمع ہوئے تو یہ مسجد تنگ پڑ گئی تو لوگوں نے راستوں اور مدرسہ صالحیہ کے اطراف میں نماز پڑھی، لوگوں کا مجمع بہت زیادہ تھا، "شیخ تقی الدین ابن تیمیہ" کے جنازے کے بعد اس جیسا جنازہ نہیں دیکھا گیا، کیونکہ اس میں مردوں، عورتوں، قضاۃ اور امور حضرات امراء کی تعداد زیادہ تھی، مجموعی طور پر لوگوں کی تعداد ۴۰ ہزار کے قریب تھی، لوگ نائب سلطنت کے منتظر تھے، اور وہ اس خط میں لگا ہوا تھا جو اس کے پاس دیار مصر سے آیا تھا تو شیخ نے ظہر کی نماز کے بعد جامع مظفری میں ان کا جنازہ پڑھایا اور اپنے بھائی کی قبر کے پاس "موفق" اور "شیخ ابی عمر" کی قبر کے درمیان دفن ہوئے۔ رحمہم اللہ۔ پھر جمادی الاولیٰ منگل کی شام ہمارے شیخ حافظ جمال الدین المزی کی اہلیہ برگزیدہ خاتون، نیک، صالحہ، عالمہ قرآن کی قاریہ "ام فاطمہ بنت ابراہیم بن صدیق" نے وفات پائی، اور بدھ کی صبح جامع مسجد میں ان کی نماز جنازہ ادا کی گئی اور صوفیہ کے قبرستان میں "شیخ تقی الدین ابن تیمیہ" کی قبر کے مغربی پہلو میں دفن کی گئیں۔

آپ اپنے زمانے کی عورتوں میں کثرت عبادت، تلاوت اور قرآن کی فصاحت و بلاغت اور صحیح ادا کے ساتھ قرأت کی وجہ سے بے نظیر خاتون تھیں۔

حالانکہ بہت سے لوگ قرآن کی تجوید سے عاجز ہو جاتے ہیں، اور بہت سی عورتوں کو قرآن ختم کرایا اور ان سے بہت سی عورتوں نے قرآن پڑھا ان کی ذات وصفات صلاحیت، دین کی وجہ سے اور ان کی دنیا سے بے رغبتی سے فائدہ اٹھایا۔ اور دنیا کو بہت کم تصور کرتی تھیں، باوجود یکہ ان کی لمبی عمر تھی، ان کی عمر "۸۰" اسی سال کے قریب تھی جسے انہوں نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت و عبادت میں خرچ کیا، اور شیخ رحمۃ اللہ علیہ ان کے محسن اور فرمانبردار تھے اور ان سے طبعی و شرعی محبت کی وجہ سے ان کی مخالفت نہیں کر سکتے تھے۔ اللہ تعالیٰ ان پر رحم فرمائے اور ان کی روح کو مقدس بنائے اور اپنی رحمت سے ان کی قبر کو منور کر دے۔ آمین۔

۲۱ جمادی الاولیٰ بدھ کے دن قاسیون کے دامن کوہ میں واقع شیخ ابو عمر کے مدرسہ عمریہ میں امام "شمس الدین محمد بن احمد بن عبد الهادی المقدسی الحنبلی" نے "قاضی برہان الدین الزرعی" کی جگہ درس دیا، ان کے پاس بڑے بڑے امام اور کبار حنابلہ حاضر ہوئے، اور شہر والے اس دن بارش اور کیچڑ کی زیادتی کی وجہ سے حاضر نہ ہو سکے، اور جامع اموی میں مشرقی منارہ کی تعمیر رمضان کے آخری عشرے میں مکمل ہوئی، اس کی تعمیر و پائیداری کو لوگوں نے سراہا، اور بعض لوگوں نے یہاں تک کہہ دیا کہ اسلامی تاریخ میں اس جیسا منارہ نہیں بنایا گیا۔ اور بہت سے لوگوں کا خیال ہے کہ یہ سفید مشرقی منارہ وہی ہے جس کا ذکر "نواس بن سمعان" کی حدیث میں ہے کہ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام دمشق کے مشرقی سفید منارہ پر نزول فرمائیں گے ممکن ہے کہ حدیث کے لفظ کو کسی راوی نے پلٹ دیا ہو، کیونکہ حدیث کے الفاظ تو یہ ہیں "**کان علی المنارة الشرقیة بدمشق**" یعنی دمشق کے مشرقی منارہ پر اتریں گے، اور یہ منارہ مشرقی اس لئے کہا جاتا ہے کہ اس سے متصل ہی ایک مغربی منارہ ہے۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

شوال کے مہینے کے گزرنے پر منگل کے دن دار السعادۃ کے دار العدل (کورٹ) میں ایک مجلس منعقد ہوئی اور اس میں [illegible] تو سب [illegible] شیخ صاحبان [illegible] اور اس روز عثمان دکالی (اللہ تعالیٰ اسے ذلیل کرے) کو مجلس میں لایا گیا اور اس شخص نے [illegible]

جو لوگوں نے ادا کی تھی جس کی نظم "حلاج" (جس نے بیخودی میں "انا الحق" کہا تھا) کے معتقدین ابو محمد فرغانی نے بھی لکھی اور اس نے نظم کی شرح بہت طویل کی اس نے اس میں اتحاد کا دعویٰ کیا ہے۔ اور دوسری چیزوں کے بارے میں بھی کلام کیا ہے جو انبیاء علیہم السلام کی شان میں گستاخی اور اسلام پر طعن ہے کہ وہ جہمیہ وغیرہ اتحادی لوگوں کے مذہب پر ہے جو کہتے ہیں سب کچھ خدا کی ذات ہے ابن عربی کی کتاب فصوص میں بھی یہی ہے حالانکہ یہ قول اہل سنت اور اکابر کی طرف سے ہی کی گئی تاویل ہی ہے۔ اس نے بعض ابواب کے متعلق دلائل خطبہ کا دعویٰ بھی کیا ہے وہ ان میں [illegible] قتل [illegible] اللہ تعالیٰ ہی [illegible] سے ہی بچائے۔

اور جب ۱۱ ذی الحجہ بروز منگل عثمان دکالی کو دار السعادۃ لایا گیا اور امراء و قاضیوں کے سامنے کھڑا کیا گیا تو اس سے چند باتوں کے متعلق جو اس کے خلاف ثابت ہو چکی تھیں پوچھا گیا تو وہ انکار نہ کر سکا اور قاضی مالکی کی طرف متوجہ ہوا تو مالکی سے اس کے متعلق فیصلہ پوچھا گیا تو انہوں نے اس کے قتل کا حکم دیا اور اسلام پیش کیے جانے کے بعد فیصلہ صادر کیا کہ اس کی گردن ماری جائے تو اس شخص کو بازار اور دمشق کے سوق الخیل میں لایا گیا اور اس کی گردن مار دی گئی اس کے خلاف اعلان کیا گیا اور اس کی لاش کو دکھایا گیا کہ جب یہ مرتد تھا اور مسلمانوں کی جماعت میں لوگوں کی حاضری کا بہت بڑا مجمع تھا اور بڑے بڑے امراء و مشائخ کے ساتھ ایک بڑا مجمع بھی تھا۔ شیخ جمال الدین المزی اور حافظ شمس الدین ذہبی بھی حاضر تھے۔ ان بعض حضرات نے اس حادثہ میں غیر معمولی گفتگو بھی کی اور اس کی تردید کی اور اس کے [illegible] جیسا کہ ان کے ساتھ ... [illegible] کی طرح [illegible] اور اس کے بعد [illegible] کہا گیا [illegible] اللہ [illegible] کے حق میں [illegible] بعد میں [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] اور اسی طرح [illegible] کوئی [illegible] اور [illegible] میں بیٹھے گئے تھے اس حادثے سے لوگ بہت خوش ہوئے۔

ملک ناصر محمد بن قلاوون کی وفات کا ذکر: ۲۰ ذی الحجہ کی صبح امیر سیف الدین قطلوبغا الفخری "شام" تشریف لائے تو ان سے ملنے کے لیے نائب سلطنت اور دوسرے بڑے بڑے امراء نکلے۔ امیر [illegible] ان کے گھوڑے سے اترے تو انہیں سلطان "ملک الناصر" کی وفات کی خبر دی گئی کہ وہ پچھلے بدھ کو انتقال کر گئے تھے اور جمعہ کے روز عصر کے بعد ان کی نماز جنازہ پڑھی گئی اور اپنے والد "ملک منصور" کے ساتھ اپنے بیٹے "انوک" کے ساتھ دفن کیے گئے اور انہوں نے اپنی موت سے پہلے اپنے بیٹے سیف الدین ابوبکر کو ولی عہد بنایا اور ان کا لقب "ملک منصور" ہے۔ تو جب جمعہ کی رات بادشاہ سلامت دفن کیے جانے لگے تو بہت کم امراء اس موقع پر حاضر تھے اس لیے کہ ان "امیر علم الدین جاولی" کو اور نائب قاضی جو [illegible] ایک شخص جو جامع مسجد سے [illegible] گیا تھا اور قاضی عز الدین [illegible] کیا گیا اور [illegible] اور وہ ان کے وقت حاضر نہیں ہوئے اور یہ بات امراء کے عام لوگوں سے چھپی ہوئی تھی کہ وہ ان میں [illegible] اور [illegible] بن جماعہ نے نماز جنازہ پڑھائی اور "ابن" امیر [illegible] علاء الدین [illegible] ایک امیر سے امیر بھی حاضر تھے اور ملک منصور سیف الدین ابوبکر بن ناصر کی بیعت پر مملکت کے تخت پر [illegible] ۲۱ ذی الحجہ بروز جمعرات کی بیعت ہوئی مصری لشکر نے ان سے بیعت کی اور شام سے بیعت لینے کے لئے فخری کو آئے اور ۲۲ ذی الحجہ کو نائب نے ملک منصور بن ناصر محمد بن منصور کی بیعت کی اور ۲۳ ذی الحجہ جمعرات کی صبح دمشق کے قلعہ میں خوشی کے گیت بجائے گئے اور لوگ نئے بادشاہ سے بہت خوش ہوئے اور بادشاہ کے انتقال پر انہوں نے تعزیت کی اور اس پر بہت افسوس کیا۔

## آغاز ۷۴۲ھ

جمعرات کے دن سے سال کا آغاز ہوا اور دیار مصر اور ملک شام کے بادشاہ سلطان الاسلام ملک منصور سیف الدین ابوبکر بن ملک سلطان ناصر ناصر الدین محمد بن سلطان ملک منصور سیف الدین قلاوون صالحی اور شام کے نائب "امیر علاء الدین طنبغا" اور شام اور مصر کے قضاۃ وہی تھے جو پہلے تھے۔

پہلا کی طرح لوٹا دیا گیا اور ان کے علاوہ دیگر کو بھی [illegible] سے الحضرات اشرف کے بیٹے محمد جو اپنے باپ کے عہد میں پکڑے گئے تھے۔

**خلیفہ حاکم بامر اللہ کی ولایت** اسی روز امیر المؤمنین ابو القاسم احمد بن المستکفی باللہ ابو الربیع سلیمان عباسی سے خلافت کی بیعت کی گئی۔ کالا جبہ زیب تن کئے ہوئے ملک منصور نے امور مملکت کے تخت پر رونق افروز تھے اس نے ان کو بھی کالا جبہ پہنایا تو دونوں کالے جبے زیب تن کئے ہوئے تخت نشین تھے اور اسی دن خلیفہ نے فصیح و بلیغ خطبہ دیا جو امر بالمعروف و نہی عن المنکر پر مشتمل تھا اور اسی دن امراء و سرداروں کی ایک جماعت کو خلعت عطا کی گئی اور وہ دن جمعرات کا تھا (یعنی بیعت سے لوگ اسی دن موجود تھے) راوی کہتا ہے کہ اس نے [illegible] سے خلافت کا عہد لیا تھا لیکن "ناصر" اس معاملے پر قدرت نہ پا سکا اور [illegible] کے بیٹے ابو اسحاق ابراہیم کو ولی عہد بنا دیا اور اس کا لقب [illegible] تھا۔ اور جب آخر میں ایک جمعہ کا خطبہ دیا تو منصور نے اسے معزول کر دیا اور [illegible] کو بحال کیا اور اس کا عہد [illegible] اور اس کا لقب رکھا گیا "المستعصم باللہ" تھا۔

ماہ صفر کے آخری جمعہ امیر سیف الدین یلبغا الیحیاوی کو گرفتار کیا گیا اور [illegible] کی بیعت کا حکم نامہ لکھا گیا اسے اس پر خلعت دی گئی اور اس کے سامنے [illegible] پھر ملک منصور کے پاس اجازت لینے گئے۔ بادشاہ نے اسے غرض آمد [illegible] دونوں نے بادشاہ ان کی جہاں پر [illegible] ہوئے اور [illegible] رخصت کرنے کھڑے ہو گئے اور [illegible] ان کے سامنے آ کھڑے ہوئے قدم چلا [illegible] اس کی طرف نکلے تو ایک نے اس کی تلوار [illegible] سے [illegible] کے نیچے [illegible] تھے [illegible] گیا اور سب [illegible] بادشاہ کی موجودگی میں [illegible] پھر اسے [illegible] کر دیا گیا اور [illegible] گیا پھر ان کے غلاموں سے کہا گیا کہ جاؤ اور امیر کی سواری لے آؤ [illegible] بادشاہ کے [illegible] مملکت کے تخت پر بیٹھ اور چند امراء [illegible] کی گرفتاری کا حکم دیا اور ان کے گھروں اور اموال و املاک پر قبضہ کر لیا [illegible] ایک کے پاس [illegible] کے پاس [illegible]۔

**ہمارے شیخ حافظ ابو الحجاج المزی کی وفات** شیخ صاحب چند دن ایک بیماری میں مبتلا رہے [illegible] انہیں جماعت اور دن میں حاضر ہونے اور حدیث سننے سے نہیں روکا۔ گیارہ صفر بروز جمعہ جب لوگ [illegible] کے قریب انہوں نے حدیث سنائی پھر اپنے گھر تشریف لے گئے [illegible] شریک ہوں تو انہیں پیٹ کی شدید درد لاحق ہوا انہوں نے [illegible] وقت [illegible] حاضر ہو گئے جب نماز سے فارغ ہوئے تو [illegible] ان کے پاس گیا [illegible] داخل ہوا [illegible] دیکھا تو میں نے ان سے ان کی حالت دریافت کی تو انہوں نے الحمد للہ کہا پھر مجھے [illegible] کے پیش آنے کا واقعہ بتایا اور انہوں نے ظہر کی نماز تو پڑھی اور بہت [illegible] سخت درد کی حالت میں بیٹھ کر وضو کیا پھر ان کی یہی حالت [illegible] ہفتہ [illegible] جب ظہر کا وقت ہوا میں اس وقت موجود نہیں تھا لیکن ان کی بیٹی [illegible] میری بیوی [illegible] نے بتایا کہ جب ظہر کی اذان ہوئی تو ان کا ذہن [illegible] ہوا اور ان کی بیٹی نے کہا کہ ابا جان ظہر کی اذان ہو گئی ہے تو شیخ نے اللہ کا نام لیا اور نماز پڑھنے کا ارادہ ظاہر کیا اور تیمم کر کے نماز ادا کی پھر لیٹ گئے اور آیت الکرسی پڑھتے رہے اسی حالت میں ان کی زبان اٹک گئی [illegible] روح پرواز کر گئی [illegible] ان کو غسل [illegible] ان کی نماز جنازہ جامع اموی میں ادا کی گئی [illegible] قاضیوں و سرداروں کے علاوہ [illegible] ان کی نماز جنازہ میں حاضر تھے [illegible] باب النصر [illegible] کے نائب امیر علاء الدین [illegible] سلطان [illegible] امراء کے ساتھ جنازہ میں شریک ہونے کے لئے باب النصر کے باہر [illegible] تقی الدین [illegible] قبرستان [illegible] شیخ تقی الدین ابن تیمیہ کی قبر کے مغربی جانب میں مدفون ہوئے۔ اللہ تعالیٰ ان سب پر رحم فرمائے۔

**عجیب وغریب واقعہ**...... ۳۰ صفر بدھ کے دن دیار مصر سے امیر ملک اشرف علاء الدین کجک ابن الملک الناصر کی بیعت سمیت آئے اور یہ واقعہ ان کے بھائی منصور کی معزولی کے بعد کا ہے جب کہ اس سے وہ کرتوت سرزد ہوئے جن کا ذکر پہلے کیا گیا، شراب و کباب کا دور دورہ، منکرات اور نامناسب افعال اور امارد کے ساتھ تعلقات وغیرہ نامناسب افعال کرتا تھا تو بڑے بڑے امراء کو جوڑ کر اسے معزول کرنے کے لئے متحد ہوئے، جبکہ انہوں نے اسے بڑے فساد کی طرف بڑھتا ہوا دیکھا تو یہ امراء خلیفہ حاکم بامر اللہ ابو الربیع سلیمان کے پاس حاضر ہوئے اور جو افعال اس مذکور منصور بادشاہ کی طرف منسوب تھے اسے خلیفہ کے سامنے ثابت کر دیا تھا تو اس وقت خلیفہ اور دوسرے امراء نے اسے اتار دیا اور ان کی جگہ ان کے بھائی کی تقرری ہوئی اور اسے باندھ کر نیل بھیج دیا گیا اور اس کے ساتھ تین بھائی بھی تھے۔ بعض نے کہا کہ تین سے زیادہ تھے اور امراء نے ملک اشرف کو تخت پر بٹھایا اور امیر سیف الدین قوصون الناصری کو ان کا نائب مقرر کیا، معاملات درستگی کے ساتھ انجام پانے لگے اور جب بیعت کا معاملہ شام کی طرف آیا تو بدھ کے روز گورنر و امراء نے اس سے بیعت کی اور آغاز ربیع الاول جمعرات کی شام خوشی کے طبل بجائے گئے اور اس نے جمعہ کے دن سلطنت کے نائب قضاۃ اور امراء کی موجودگی میں دمشق میں خطبہ دیا۔

اور ۔ ربیع الاول بروز بدھ قاضی القضاۃ تقی الدین سبکی ہمارے شیخ حافظ جمال الدین المزی کی جگہ دارالحدیث اشرفیہ میں حاضر ہوئے اور وہ یہ کے دارالحدیث کی مشیخت میں ان کے بیٹے کی جگہ حاضر ہوئے۔ رمضان اور جمادی الاولیٰ کے مہینے میں یہ بات مشہور ہوئی کہ حلب کے نائب امیر سیف الدین طشتمر الملقب بالحمص الاخضر، سلطان کے بیٹے امیر احمد ساکن کرک کی مدد کے لئے کھڑے ہوئے ہیں اور یہ ان کی مدد اور ان کا تعاون کرے گا اور اس کام کے لئے اسے فوجوں کی ضرورت ہے۔ چنانچہ وہ ان کے لئے جمعیت اکٹھی کر رہا ہے، واللہ اعلم۔ اور جمادی الاولیٰ کے دوسرے عشرے میں امیر سیف الدین قطلو بغا کی معیت میں بادشاہ کے بیٹے امیر احمد کی بازیابی کے لئے کرک لشکر بھیجے گئے اور اس مہینے میں امیر احمد بن ناصر ساکن کرک کے متعلق باتیں ہوئیں، اس وجہ سے کہ فخری کی معیت میں لشکر نے اس کا محاصرہ کر رکھا تھا۔ اور مشہور ہوا کہ حلب کے نائب امیر سیف الدین طشتمر (جس کا لقب الحمص الاخضر ہے) بادشاہ کے ان بچوں کی مدد کر رہے ہیں جنہیں دیار مصر سے الصعید جلاوطن کیا گیا اور اس کے امیر احمد کی موافقت میں کھڑے ہونے کی خبر بھی پھیل گئی تاکہ فوج کو اس سے روک سکیں اور وہ اس کا محاصرہ چھوڑ دے اور اس نے اپنے استاد کے بیٹے احمد کی مدد کے لئے الکرک جانے کا بھی ارادہ کیا اور دمشق میں شام کے نائب نے بھی اس کی تیاری کی اور اس نے فوج سے لڑنے اور جو فتنہ و فساد وہ پیدا کرنا چاہتا ہے اس سے اسے روکنے کا اعلان کر دیا اور فوج نے بھی اسی کا اہتمام کیا اور وہ اس کے لئے مکمل تیار ہو گئے اور انہیں اس معاملے میں بڑی مشقت اٹھانی پڑی اور اس کی وجہ سے بہت سے لوگ بے چین ہو گئے اور فتنے کے برپا ہونے سے خوف زدہ ہو گئے اور انہوں نے یہ خیال کیا کہ اگر ان میں جنگ ہوئی تو قبائل پہاڑوں اور خود ان میں قیام کریں گے اور کھیتی باڑی وغیرہ کے مصالح معطل ہو کر رہ جائیں گے۔ پھر حلب سے سلطان کا دوست ایلچیوں کے ساتھ دمشق کے نائب امیر علاء الدین الطنبغا کے پاس زبانی پیغام لے کر آیا جسے اس نے سنجیدگی سے سنا اور اس نے ان کے ساتھ مصر کے امیر امان ساقی کو بھیجا تو دونوں حلب پہنچے پھر دونوں جمادی الآخر کے اواخر میں واپس آئے اور دیار مصر کا رخ کیا اور مشہور ہو گیا کہ معاملہ جوں کا توں ہے یہاں تک کہ منصور کے سوا ملک ناصر کے لڑکوں کے مصر واپس آ جانے پر اتفاق ہو گیا اور الکرک کے محاصرے کو چھوڑنے پر بھی اتفاق ہوا۔

جمادی الاولیٰ کے آخری عشرے میں ملک العرب مظفر الدین موسیٰ بن مہنا فوت ہو گئے اور تدمر میں مدفون ہوئے۔ ۲ جمادی الآخر منگل کی صبح طلوع آفتاب کے قریب خطیب بدرالدین محمد بن قاضی جلال الدین القزوینی نے دیار مصر سے واپس آنے کے بعد دارالخطابہ میں وفات پائی جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔ اور اس نے ایک جمعہ کا خطبہ دیا اور دوسرے جمعہ کی رات تک لوگوں کو نماز پڑھائی پھر بیمار ہو گئے اور ان کی جگہ ان کے بھائی تاج الدین عبدالرحیم نے حسب عادت تین جمعوں کا خطبہ دیا اور خطیب بدرالدین بیمار تھے کہ اسی میں ان کا انتقال ہو گیا۔ اور لوگوں نے اس کے حسین شکل اور چہرے کی صباحت اور حسن ملاقات و تواضع کی وجہ سے اس پر اظہار افسوس کیا اور ان کا جنازہ پڑھنے کے لئے لوگ ظہر کے وقت اکٹھے ہوئے لیکن ان کی تجہیز عصر تک مؤخر ہو گئی اور چیف جسٹس تقی الدین سبکی نے جامع میں ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور لوگ اسے صوفیہ کے قبرستان لے گئے اور ان کا جنازہ بڑا بھرپور تھا اور انہیں اس قبرستان میں اپنے والد کے پہلو میں دفنایا گیا جسے خطیب بدرالدین نے وہاں بنایا تھا۔ اللہ تعالیٰ ان سب حضرات پر رحم فرمائے۔ (آمین)

اور ۵ جمادی الآخر کے دن نماز کے بعد نائب السلطنت امیر علاء الدین طنبغا اور تمام فوج حلب کے نائب امیر سیف الدین طشتمر کو گرفتار کرنے کے لئے بلاد حلب جانے کے ارادے سے نکلے اس لئے کہ اس نے بادشاہزادے امیر احمد جو الکرک میں تھا کے ساتھ کھڑے ہونے کا اظہار کیا تھا۔ اور لوگ شدید بارش اور بہت کیچڑ والے دن میں نکلے اور وہ سخت قیامت کا دن تھا اللہ تعالیٰ انجام اچھا کرے اور قاضی تقی الدین سبکی نے خطیبوں اور موذنوں کو ان اذکار کے اضافہ کا حکم دیا جن کے بارے میں خطیب بدرالدین نے تسبیح و تحمید و تہلیل کے ۳۳ بار کرنے کا حکم جاری کیا تھا۔ اور السبکی نے انہیں اس سے پہلے تین بار استغفار اور اللّٰھم انت السلام ومنک السلام الخ زیادہ پڑھنے کا حکم دیا تھا اور پھر اس نے انہیں اس عمل کی تاکید کی جو صحیح مسلم میں فجر اور مغرب کی نماز کے بعد پڑھنے کا حکم آیا ہے۔ یعنی اللّٰھم اجرنا من النار ۷ مرتبہ، اعوذ بکلمات اللّٰہ التامات من شر ما خلق ۳ مرتبہ۔ اور ان ساتوں سے قبل انہوں نے اذان دینے کے بعد جمعہ کی رات آیت اور رسول اللہ ﷺ پر سلام پڑھنے کا اضافہ کیا تھا اور ادا کرنے والا اس کی ابتدا کرتا اور جماعت اچھے طریقے سے اسے دہراتی اور یہ بات جامع کے صحن میں لوگوں کے جمع ہو کر اسے توجہ سے سننے کا باعث بن گئی اور جب بھی ابتدا کرنے والا خوش آواز ہوتا تو جماعت زیادہ اکٹھی ہوتی لیکن اس کی وجہ سے اوقات مقررہ میں لمبا فاصلہ ہونے لگا اور نماز اول وقت سے موخر ہونے لگی۔

**عجیب و غریب واقعہ** …… ہفتہ اور اتوار کی درمیانی شب امیر سیف الدین قطلو بغا الفخری ان حمایتیوں کے ساتھ جو بادشاہزادے امیر احمد بن ناصر کو گرفتار کرنے کے لئے الکرک کے محاصرے کے لئے بلاد مصر سے آئے تھے دمشق سے باہر جسورہ اور قصیٰ کے میدان کے درمیانی وادی میں اترے اور وہ گھاٹی پر محاصرہ کرتے ہوئے اور تنگی کرتے ہوئے وہاں ٹھہرے یہاں تک کہ شام کے نائب حلب کی طرف روانہ ہوئے اور یہ کئی ایام گزر گئے۔ اور لوگوں کو پتہ ہی نہ چلا کہ فخری فوج سمیت آگیا اور انہوں نے امیر احمد کی بیعت کی اور اس کا نام الناصر بن الناصر رکھا اور اس کے بھائی ملک اشرف علاء الدین کجک کی بیعت توڑ دی اور انہوں نے اس کے کم عمر ہونے کا عذر پیش کیا۔ اور انہوں نے بیان کیا کہ امیر سیف الدین قوصون الناصر کے اتابیق نے سلطان کے دو بیٹوں پر ظلم کیا اور بلاد صعید میں ان کا گلا گھونٹ کر انہیں قتل کیا اور اس نے ان کی طرف امراء اور افراد کو بھیجا اور وہ ملک منصور ابوبکر اور رمضان تھے اور اس کے باعث امیر اجنبی بن گئے۔ اور ان امراء نے کہا کہ یہ چاہتا ہے کہ ان کے گھر سے اٹھا دے تاکہ وہ حکومت و مملکت حاصل کرنے کی قدرت پا سکے۔ تو وہ اس بات کی وجہ سے ناراض یعنی ناراض ہو گئے اور اپنے استاد کے بیٹے کے ہاتھ بیعت کی اور وہ جانے کے لئے فوج کے پیچھے آئے تاکہ یہ امیر سیف الدین طشتمر حلب کے نائب اور ان کے رفقاء کے معاون ہوں اور ان حضرات نے امراء کو اس طرف مائل کرنے کے لئے خطوط لکھے اور جب یہ دمشق سے باہر اترے تو دمشق میں جو بڑے اکابر قاضی اور منتظمین تھے مثلاً والی بر، والی مدینہ ابن الشمعہ اور وغیرہ ان کے پاس آئے۔

صبح ہوئی تو اہلیان دمشق سب کے سب صبح سویرے اپنے دستور کے مطابق جیسا کہ وہ بادشاہوں اور حاجیوں کی آمد پر نکلتے تھے باہر نکلے بلکہ بعض وجوہ کی بنا پر ان سے زیادہ وہ نکلے قضاۃ، اصحاب، امراء، اور والیان وغیرہ بھی نکلے۔ اور امیر سیف الدین قطلو بغا اس سلطنت کی زیارت کے لئے جسے نئے بادشاہ ناصر نے اس کے سپرد کیا تھا دارالخلافہ (صدر مقام) میں داخل ہوئے اور حسب عادت ان کے دائیں جانب شافعی قاضی اور بائیں جانب حنفی قاضی تھے۔ اور پوری فوج نے ہتھیار بند ہو کر اسے گھیر رکھا تھا۔ اور گانے کی آواز، باجے، شاہی تیر انداز غلافی اور شاہی جھنڈے لہرا رہے تھے۔ اور لوگ فخری کے لئے دعا و ثناء میں مگن تھے اور لوگ انتہائی شاداں و خرم اور خوش تھے۔ اور کبھی کبھی کسی جاہل نے حلب چلے جانے والے نائب کو گالیاں بھی دیں اور اس کے بعد حملاشی اپنی ترتیب کے مطابق مجمع میں داخل ہوئے اور وہ دن جشن منانے کا تھا وہ دمشق کے مشرق میں سرائے لاجین کے پاس اترا اور اس نے اس دن فوج بھیجی اور قاضیوں اور حواریوں کو بلانے کے لئے یتیموں وغیرہ کے اموال میں سے پانچ لاکھ لے لئے اور اس کے عوض ان لوگوں کو بیت المال کی طرف سے ایک چیز دے دی گئی اور اس نے ان امور کی رجسٹریشن کروائی اور اچھے ملازم میں تیار کئے اور اس کے ساتھ وہ امراء بھی آئے جو دمشق میں پیچھے رہ گئے تھے انہی میں سے تمر الساقی، مقدم ابن قراسنقر، ابن الاکل ابن المعظم اور ابن البلدی وغیرہ افراد تھے۔ ان سب نے دمشق کے منتظمین سمیت ناصر بن ناصر کی بیعت کی اور الفخری نے سرائے لاجین میں اقامت اختیار کی اور ضرورت مند لوگ اس کے پاس گئے۔ اور اس ماہ کی ۲۹ تاریخ کو قلعہ میں خوشی کے شادیانے بجے اور شہر میں اعلان کیا گیا کہ آپ کے بادشاہ ملک الناصر احمد بن الناصر محمد بن قلاوون اور تمہارے

نائب سیف الدین قطلو بغا الفخری ہیں تو اس اعلان سے بہت سے لوگ خوش ہوئے اور ان کے ساتھ صفد کے نائب بھی آ گئے اور حلب کے نائب نے بھی ان کی بیعت کی اور انہوں نے جوان اور فوج بن کر ان کی خدمت کی اور ان کے پاس امیر سیف الدین تمر الجنقدار جو دمشق میں میمنہ کے مقدم تھے واپس آ گئے اور یہ دمشق کے نائب علاء الدین الطنبغا سے سفر میں کسی بیماری کی وجہ سے پیچھے رہ گئے تھے تو جب الفخری آئے تو یہ ان کے پاس لوٹ آئے اور ناصر بن ناصر کی بیعت کر لی پھر اس نے حماۃ کے نائب قمر دمر سے خط و کتابت کی، جسے ملک منصور نے مصر میں اپنا نائب بنایا تھا۔ قمر دمر نے اس کی دعوت قبول کی اور ماہ مذکور کی ۲۷ ویں تاریخ کو بڑی شان و شوکت خزانوں اور بڑے ساز و سامان کے ساتھ فوج کے پاس آیا۔ اور ماہ مذکور کی ۲۹ ویں تاریخ اتوار کی صبح کو ظہر سے پہلے سورج گرہن ہوا اور جمادی الآخری ۲۹ ویں تاریخ پیر کی صبح غزہ کے نائب امیر آق سنقر غزہ کی تقریباً دو ہزار فوجیوں کے ساتھ آئے اور ظہر کے وقت دمشق میں داخل ہوئے اور الفخری کے پڑاؤ کی طرف جا کر ان کے ساتھ شامل ہو گئے جس سے وہ بہت خوش ہوئے۔ اب وہ تقریباً پانچ ہزار سے زیادہ جانباز ہو گئے۔

رجب کا آغاز ہوا تو اکابر تجار کی جماعت احبہ سے الفخری کو مطلوب تھی کہ انہوں نے ان سے اپنی فوج کی طاقت کے لئے بہت مال کا مطالبہ کیا تھا اور اس مال کی تعداد جس کا الفخری نے ان سے مطالبہ کیا تھا تقریباً ایک کروڑ درہم تھی۔ اور اس کے پاس امیر سیف الدین قوصون ملک اشرف علاء الدین کجک کے اتابیق اور ابن الناصر کی شاہی املاک کی فروخت کے متعلق ملک الناصر بن الناصر کا حکم نامہ بھی تھا۔ کیونکہ اس نے احمد بن ناصر کی بیعت سے انکار کیا تھا تو کسی نے الفخری کو مشورہ دیا کہ خاص کی جائیداد کو تاجروں کے ہاتھ فروخت کر دی جائے اور قوصون کے مال کو بھی خاص کی جائیداد میں شامل کر دے تو اس نے اس کا حکم جاری کر دیا کہ وہ بیع کی بستی کو تاجروں کے ہاتھ فروخت کر دی جائے جس کی قیمت ایک کروڑ پانچ لاکھ رکھی گئی۔ پھر اللہ تعالیٰ کی مہربانی کی بدولت وہ تین راتوں کے بعد انہیں رہا کر دیا گیا۔ اور انہوں نے اس کے عوض قوصون کے خزانے حاصل کئے۔ اور الفخری اپنے ساتھیوں اور ان کے ساتھ ملنے والے امراء اور افواج سمیت ثنیۃ العقاب میں ٹھہرے رہے اور اس نے علاقے کے ایک ہزار سے زیادہ جوان تیر اندازوں کی ایک بڑی جماعت کو اپنا خادم بنایا اور ان کا امیر راستوں کی نگرانی اور ناکہ بندی کیا کرتا تھا اور امیر علاء الدین الطنبغا اپنی دمشقی افواج، حلبی عوام اور طرابلس دستے کے ساتھ آئے اور انہوں نے ان کے لئے تیاری کی۔ جب اس ماہ کی گیارہویں تاریخ ہوئی تو مشہور ہو گیا کہ طنبغا القسطل تک پہنچ گیا ہے اور اس نے اپنے ہراول دستے کو بھیجا ہے اور ان کا سامنا الفخری کے ہراول دستے سے ہوا لیکن جنگ کی نوبت پیش نہیں آئی۔ **وللہ الحمد والمنۃ**۔

الفخری نے قاضیوں اور ان کے نائبین اور فقہاء کی جماعت کی طرف پیغام بھیجا تو یہ سب چل پڑے اور شافعی خفیہ راستے سے واپس لوٹ گئے۔ جب یہ حضرات الفخری کے پاس پہنچے تو اس نے انہیں حکم دیا کہ وہ اس کے اور طنبغا کے درمیان صلح کی کوشش کریں۔ نیز یہ کہ الفخری اس معاملے میں اس سے اتفاق کرے اور ناصر بن ناصر کی بیعت کر لے۔ تو اس نے انکار کر دیا تو اس نے انہیں ان کے پاس بار بار بھیجا تا کہ صلح و مصالحت ہو لیکن ہر بار وہ انکار کرتا رہا اور جب ۱۳ رجب پیر کے دن عصر کا وقت ہوا تو الفخری کی جانب سے متولی شہر کے پاس ایلچی اور قاصد آیا کہ وہ اسے شہر کے دروازوں کے بند کرنے کا حکم دیتا ہے تو دروازے بند کر دیئے گئے اور یہ اس وجہ سے ہوا کہ فوج بھی جنگ کرنے کے لئے پوری طرح متوجہ اور کھڑی ہو جائیں انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اور یوں جب طنبغا کو معلوم ہوا کہ قطلو بغا کی جماعت نے ثنیۃ العقاب پر **المعیصرۃ** کی جانب سے چوٹی کو گھیرے میں لے لیا ہے اور وہاں سے فوج لے کر آیا ہے تو امیر سیف الدین قطلو بغا الفخری اپنی جماعت کے ساتھ اس کی جانب مڑ گیا اور اس کے لئے اس کے راستے میں کھڑا ہو گیا اور اس کے اور شہر راستے کے درمیان حائل ہو گیا اس سے لوگ بہت زیادہ بے قرار اور بے چین ہو گئے اونٹ اور بازار بند کر دیئے گئے اور لوگ لوٹ پڑنے کے خوف سے ایک دوسرے سے خوفزدہ ہو گئے تو اس حالت کو دیکھ کر شہر کے متولی امیر ناصر الدین بن بکباشی اپنے بیٹوں، ماتحتوں اور پیادوں کے ساتھ سوار ہو کر نکلے اور شہر میں چکر لگایا اور لوگوں کو تسلی و اطمینان دلایا لوگوں نے ان کے لئے دعا کی، جب مغرب کا وقت قریب آیا تو ان کے لئے جابیہ کا دروازہ کھول دیا گیا تا کہ شہر کے لوگ اس میں داخل ہو جائیں تو دروازے پر بڑا رش ہو گیا اور اس رات فوج لوگوں پر برہم ہوئی اور اتفاق سے وہ میلاد کی رات تھی لوگوں نے فوج اور اپنے اختلافات کے باعث افسردگی میں رات گزاری اور منگل کے دن بھی باب الجابیہ کے سوا شہر کے دیگر دروازے بند

رہا اور معاہدوں کو توڑ دیا۔ اور جب ان کی خاص جماعت بھی [illegible] تو دونوں فوجیں ایک دوسرے کے قریب ہو گئیں اور ان کے امراء [illegible] دمشق کے امراء اور ان کے ساتھی [illegible] ہو گئے اور ان سب نے اس بات پر اتفاق کیا کہ [illegible] مسلمانوں سے جنگ نہیں کریں گے اور ان الخزری اور ان کے ساتھیوں کے متعلق [illegible] کہ وہ شام کے قلعوں کی [illegible] کے لئے [illegible] اس نے انکار کیا اور [illegible] بات پر مصر رہا اور اس کا دل اس بات پر [illegible] گیا۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم بالصواب۔

**زمانے کا ایک عجیب واقعہ** لوگوں نے ایک دوسرے کے [illegible] اور دونوں فوجوں [illegible] [illegible] والا حصہ تھا۔ اور دولت [illegible] داخل ہو گئی۔ [illegible] کی جماعت میں سے بہت سے لوگ [illegible] سمجھنے والے اکابر امراء اور اعیان الخزری کے پاس پہنچے اور جب صبح ہوئی [illegible] تو [illegible] اور چند امراء الخزری کے پاس [illegible] اور خود بھی اس معاملہ پر اپنے دل کو مضبوط کرنے لگا [illegible] سے تھوڑی دور [illegible] الخزری کے پاس تیزی سے [illegible] کیونکہ [illegible] بہت تنگ [illegible] تھے اور ان کے پاس [illegible] اور جانوروں کا [illegible] مشقت بہت تھی تو انہوں نے دیکھا کہ [illegible] پر [illegible] اپنے [illegible] پر [illegible] خوش ہوئے اور [illegible] کے [illegible] سے [illegible] کوئی بات [illegible] [illegible] تو انہوں نے [illegible] کے [illegible] اس کے پاس [illegible] جب [illegible] صورت حال دیکھی تو [illegible] نائب امیر سیف الدین قبجق اور [illegible] امراء نے [illegible] کی صاحبت [illegible] [illegible] امراء [illegible] سے پہلے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] مشقات [illegible] بہت خوش ہوئے۔ اور [illegible] [illegible] [illegible] الخزری [illegible] [illegible] امراء سے [illegible] کے لئے معاہدہ [illegible] کے لئے آیا تو لوگوں نے اس سے معاہدہ کیا اور حضرت [illegible] بڑی شان [illegible] اور عزت کے ساتھ دمشق میں داخل ہوا اور قصر ابلق میں اترا اور امیر [illegible] [illegible] [illegible] اترا اور انہوں نے [illegible] اور انہوں نے [illegible] کے [illegible] پر [illegible] کیا اور الخزری امراء کی ایک جماعت [illegible] [illegible] امیر جمال الدین [illegible] اور امیر صاحب بھی [illegible] [illegible] [illegible] الخزری کے پاس [illegible] شہر میں داخل ہو گیا اور [illegible] [illegible] اس نے ساتھ لیا اور ان سب نے [illegible] [illegible] الخزری کے پاس واپس آگئے۔

بعض لوگوں نے بیان کیا کہ جب [illegible] واپس آیا تو [illegible] [illegible] [illegible] نے [illegible] کی [illegible] اور ان کے ساتھ [illegible] قاضی شہاب الدین [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] امیر سیف الدین [illegible] [illegible] اور اس پر بہت زیادہ [illegible] [illegible] [illegible] کی طرف [illegible] [illegible] اور [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] نے اس معاملہ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] کے [illegible] [illegible] [illegible] اور اس کے ساتھ اپنے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] تبارک و تعالیٰ نے [illegible] [illegible] کا سبب [illegible] [illegible] اور اس نے [illegible] [illegible] [illegible] ولله الحمد والمنة۔

اور اسی [illegible] [illegible] [illegible] قاضی [illegible] [illegible] کے ساتھ [illegible] [illegible] کے [illegible] [illegible] [illegible] کے سپرد کی گئی اور اس [illegible] [illegible] کا سبب یہ تھا کہ اس نے الخزری کے ساتھ جنگ کرنے کا فتویٰ دیا تھا۔

اور شیخ تقی الدین ابن تیمیہ کے اصحاب [illegible] [illegible] سے [illegible] ہوئے [illegible] ان کے [illegible] اور [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] نے بہت سے [illegible] اور [illegible] [illegible] کئے تھے۔ اور جب [illegible] [illegible] کے [illegible] کے آخر [illegible] امیر [illegible] [illegible] الملک [illegible] [illegible] [illegible]

نے پیش کیا اور انہیں [illegible] کے سامنے [illegible] تو وہ اس سے بہت خوش ہوا [illegible] سلطان نے [illegible]

بہت خوش ہوا اور اس کے [illegible] سے [illegible] اور [illegible]

میں البکری [illegible]

ان پر [illegible] نے البکری کو بہت [illegible]

[illegible] البکری [illegible]

البکری نے [illegible] اور اسے فیصلے کی [illegible] شیخ تقی الدین ابن تیمیہ [illegible]

[illegible]

البکری نے [illegible]

[illegible] البکری نے [illegible]

[illegible] جب ان کتابوں کو البکری کے پاس لایا گیا تو بہت خوش ہوئے اور انہوں نے [illegible] بھائی شیخ زین الدین عبدالرحمن [illegible]

شمس الدین عبدالرحمن بن [illegible] الجزری [illegible]

[illegible] شیخ زین الدین [illegible]

[illegible]

آنے والے کی [illegible] خوشی کے [illegible]

ہو گئے [illegible]

انہوں نے [illegible]

[illegible]

[illegible] البکری [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] شیخ [illegible] ابن تیمیہ [illegible]

[illegible]

[illegible]

امیر ابن تقی الدین [illegible] سلطان ناصر کی طرف سے [illegible] کی نگہداشت کی امارت [illegible] سلطانی جہت سے [illegible] رکھے گئے [illegible] کے ساتھ تھے۔ اور اس سے پہلے بروز شنبہ سلامت کی طرف سے قاضی شہاب الدین بن [illegible] حمص کے قاضی مقرر ہوئے تھے، جس سے لوگ بہت خوش ہوئے تھے کہ سلطان نے مملکت کے بارے میں [illegible] کی ہے اور [illegible] ہے، اور ۱۳ رمضان بروز بدھ امیر سیف الدین قشتمر المنصوری [illegible] حلب سے دمشق [illegible] مصر کی طرف آئے۔ اور [illegible] امراء اور [illegible] نے ان کا بڑا استقبال کیا اور بڑی شان و شوکت کے ساتھ [illegible] ان کو [illegible] اور [illegible] میں [illegible] ہونے اور [illegible] کے [illegible] سے [illegible] جانے کے بعد جب اس نے حلب تک اس کو [illegible] تو [illegible] بہت خوش ہوئے۔ جیسا کہ ان کا تذکرہ پہلے کیا جا چکا ہے۔

۱۶ رمضان بروز جمعرات کے دن [illegible] السعید سے [illegible] کے نکلنے کے وقت [illegible] کی نگرانی کے لئے [illegible] دمشق سے [illegible] اور [illegible] بروز [illegible] عبدالغنی [illegible] کی طرف نکلے اور جب [illegible] کے دن [illegible] الافرم [illegible] اور بہت سے امراء کے ساتھ [illegible] اور اس کے بعد دمشق میں [illegible] حضرت [illegible] کی مملکت کے [illegible] کے لئے [illegible] ضرورت تھی۔ [illegible] قاضی [illegible] ان کے ساتھ فوج کا کاتب [illegible] سب اس کے ساتھ روانہ ہو گئے اور ۲۳ رمضان اتوار کی شب شیخ طریقت [illegible] الملقب [illegible] وقت پہنچ [illegible] ان کی جنازہ [illegible] اور صوفیہ کے قبرستان میں شیخ جمال الدین [illegible] کی قبر کے قریب دفن ہوئے۔ اللہ تعالیٰ ان پر رحم کرے اور اپنی رحمت میں ڈھانپ دے۔ [illegible] ہوئے [illegible] تھے اور [illegible] کے پابند تھے اور [illegible] کی طرف [illegible] بلاتے تھے اور منکرات سے روکتے تھے [illegible] لوگوں کے [illegible] ان میں [illegible] بہت زیادہ پایا جاتا تھا اور آپ کے [illegible] مشہور ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان پر اور ہم پر رحم فرمائے۔ اور ماہ شوال کے آخر میں مشہور ہوا کہ سلطان [illegible] الدین [illegible] کی ایک جماعت کے ساتھ [illegible] سے [illegible] مصر چلے گئے۔ پھر ماہ ذوالقعدہ [illegible] تاریخ [illegible] ہوئی اور [illegible] مصر میں قتل ہوا۔ [illegible] ثابت ہو گئی۔ [illegible] مصر کی طرف [illegible] اس نے [illegible] اور مشہور ہو گیا [illegible] امیر سیف [illegible] کے ساتھ [illegible] کی [illegible] حکومت کے تخت پر [illegible] اس لئے [illegible] اور [illegible] کے مطابق [illegible] ہو گئے۔ اور [illegible] مصر سے [illegible] سلطان [illegible] امیر شہاب الدین کے [illegible] حکومت پر [illegible] کے دن [illegible] اور خلیفہ [illegible] کی [illegible] ان کے پیچھے [illegible] بیٹھے تھے۔ خلیفہ نے [illegible] اور [illegible] خلافت [illegible] دمشق کو [illegible] مصر کی نیابت [illegible] کرنے کے لئے [illegible] کی نیابت [illegible] کے لئے اور [illegible] کے لئے [illegible]۔

[illegible] ذوالقعدہ [illegible] شب [illegible] دمشق میں خوشی کے شادیانے بجائے گئے [illegible] کے دن تک بجتے رہے۔ اور [illegible] اتوار کے دن [illegible] اور خوشی [illegible] کے [illegible] لوگوں کا [illegible] ہوا۔

اور [illegible] جمعرات کو مصر کے [illegible] امیر سیف الدین [illegible] کی نیابت [illegible] کے لئے [illegible] اور جمعہ کے دن نماز کے بعد [illegible] مصر سے [illegible] اور [illegible] اس واقعہ سے لوگ بہت [illegible] حیران ہوئے [illegible] دمشق میں [illegible] امیر [illegible] وغیرہ [illegible] اس نے [illegible] کی طرف گیا اور اس نے اسے اس کی [illegible] اور سلطان کے حکم کے مطابق اسے [illegible] دمشق میں نیابت کرے یہاں تک کہ امیر [illegible] کے متعلق حکم آ جائے [illegible] اور [illegible] بہت سے [illegible] کے ساتھ [illegible] اس [illegible] کے [illegible] اور اس کے پیچھے [illegible] کے ساتھ [illegible] مصر سے ایک ہزار [illegible] آئے۔ [illegible] پیچھے چھوڑ کر آگے نکلا اور [illegible] کے ساتھ [illegible] انہوں نے [illegible] کو واسطہ [illegible] کی چیز پر [illegible] اور [illegible] نے ان میں سے بہت سے لوگوں کو قتل کیا اور اس نے اپنے [illegible] کے [illegible]

اپنے دوست کے پاس گئے۔ تب امیر سیف الدین ایلمش نے اس امیر پر قصد کیا کہ وہ اس کی مدد کرے گا اور سواری اس سے لی ہے۔ پس جب یہ اس کی حفاظت کرے گا۔ پس جب یہ پہنچا تو اس نے اس کا اعزاز و اکرام کیا اور اس نے اس کے پاس رات گزاری اور جب صبح ہوئی تو اس نے اسے گرفتار کر لیا اور بیڑیاں ڈال کر اسے گھوڑے پر دیار مصر کی جانب روانہ کر دیا اور وہاں اس کے پاس امراء وغیرہ کے احکام بھی تھے۔ اور وہ قید ہو گئے آخر محرم میں پیر کے دن سلطان ملک ناصر شہاب الدین احمد بن الناصر محمد بن المنصور قلاوون کی بیعت حکومت کے ساتھ دیار مصر سے الکرک گیا اور وہاں کا ارادہ کرتے ہوئے نکلے شوال کے دن اس میں داخل ہوا اور مستقر رہے۔ پہلی عید جمعرات کا دن تھا اور آخری پانچ لال ہو کر اس کی بیعت کی گئی تو وہ دونوں الکرک کے قلعہ میں قید کر دیئے گئے۔ سلطان نے الکرک کے ایک اصطبل درستگی کے لئے لکڑیوں کے آلات وغیرہ اور دوسرا ساز و سامان طلب کیا اور دمشق سے بہت سی چیزیں مخصوص کیں تو یہ اتفاق ہوا کہ اس نے پہنچا دیں گئیں۔

۱۲ ذی الحجہ بروز اتوار کو جب خبر آئی کہ صفد سے نائب امیر رکن الدین بیبرس احمدی اپنے خدام، حشم اور قرابتداروں کے ساتھ گرفتاری کے خوف سے شہر سے نکل کر روم کی طرف گیا اور اس نے بتایا کہ خبر دی گئی ہے کہ نائب نے سلطان کے حکم کے مطابق اسے گرفتار کرنے کا ارادہ کیا ہے جو الکرک سے اس کے پاس آیا تھا۔ پس الاحمدی اسی وجہ سے بھاگ نکلا اور جب یہ خبر دمشق پہنچی اور دمشق میں گونج ہوئی تو نائب نے اس کی وجہ سے گھبرا کر امراء کو بلایا تو وہ ہو گئے اور ایلچی وہاں جمع ہوئے۔ اور وہاں اس بات پر مشورہ کرتے رہے انہوں نے مشورہ کیا پھر انہوں نے البرید کی طرف جانے سے پہلو تہی کی اور تلاش کی طرف ایک امیر کو روانہ کیا اور جب ہفتہ کی صبح ہوئی تو خبر آئی کہ الاحمدی الکرک کے علاقے میں ہے اور اس کے جانے میں کوئی رکاوٹ نہیں تو وہ سب کے سب سوار ہو گئے اور اعلان کرنے والے نے سلطان کی طرف سے اعلان کیا کہ جو شخص جنگ میں جانے والے لشکر سے پیچھے رہے گا اسے پھانسی دی جائے گی۔ اور انہوں نے حمص کے مضافات کا قصد کیا اور اس کی طرف اپنے ایلچیوں کو بھیجا اس نے عذر پیش کیا اور ان سے چھوٹ گیا۔ بیان کیا گیا ہے کہ وہ سخت گرمی میں بھی لباس پہنے ہوئے تھے اور ان کے پاس صرف اس دن کا کھانا تھا اور جب منگل کی رات ہوئی تو امراء اسے تلاش کرنے عقب کی طرف گئے اور وہ صبح سلطان اسے ساتھ لے کر آئے۔ اور وہ اور اس کے ساتھی شہر کے قریب تکبیر کہتے ہوئے نکلے اترا اور وہیں ٹھہرا۔ پس ان کی پوری مدد کی گئی جو کچھ ہوا اور اس قصر ضرورت کی چیزوں پر مشتمل تھیں اور اس کے ساتھ اس کے غلام اور خدام بھی تھے۔ ۲ محرم منگل کے دن سلطان کی طرف سے ایک خط آیا جو امراء کے سامنے پڑھا گیا جس میں اس کے اعزاز و اکرام اور اس کی سلامتی کو شامل تھا [illegible] کے خاص سلطان ملک ناصر اور اس کے بیٹے ملک منصور کے پیش آیا ہے۔

اور جب محرم کا [illegible] تو نائب امیر رکن الدین [illegible] کی طرف الاحمدی کو گرفتار کرنے کا خط آیا [illegible] کے [illegible] مسلح [illegible] کے ساتھ ساتھ [illegible] انہوں نے خط لکھے اور وہ اپنے مال کے ساتھ اپنے غلاموں کے ہمراہ گیا اور [illegible] جواب [illegible] امراء [illegible] اس کی [illegible] جب امراء کو یہ بات پہنچی تو انہوں نے اس کے سامنے [illegible] اور انہوں نے [illegible] اپنے گھر کی طرف لوٹ گیا۔

## آغاز ۷۴۳ھ

یہ سال شروع ہوا اور مسلمانوں کے بادشاہ الملک الناصر شہاب الدین احمد بن الملک الناصر محمد بن المنصور قلاوون تھے اور وہ الکرک میں مقیم تھے اور انہوں نے اپنے [illegible] کے قلعہ کی طرف منتقل کر دیے تھے اور دیار مصر میں اس کا نائب امیر سیف الدین آقسنقر السلاری تھے [illegible] دمشق میں [illegible] [illegible] ساتھ تھا اور [illegible] امیر سیف الدین [illegible] کے ساتھ تھا اور امیر [illegible] شہر کا [illegible]

[illegible] اس نے ابن [illegible] سال میں [illegible]

[illegible] الد [illegible]

اس سال [illegible] ۷۱۱ھ [illegible]

[illegible]

[illegible] طرف چلا جائے گا اور مصر کے لوگ [illegible]

[illegible] تعالیٰ [illegible]

[illegible] تکلیف پہنچی۔ جب انہوں نے [illegible] خوف سے کہ وہ ان کی مخالفت کریں گے اور وہ [illegible] سلطان کی محبت [illegible] مطمئن ہو گئے تو [illegible]

[illegible]

دیا تھا اور اس کی حالت شامی لشکر کی سی [illegible] تھی۔

اور ۲۴ صفر بروز جمعرات امیر سیف الدین قبجق نائب السلطنت دمشق آیا وہ حلب سے آتے ہوئے کوہستان کی جانب سے اس کی آمد ۲۶ محرم کو ہوئی اور لوگوں نے اس کا استقبال کیا اور اس نے نیابت کا منصب سنبھالا تو لوگ اس کے لیے اکٹھے ہوئے اور شمعیں روشن کیں اور [illegible] اس کی تعریف کرنے لگے اور اس کے لیے دعا کی۔ جب کہ وہ ان کے ساتھ نرمی سے پیش آیا اور یہ شخص بہادر تھا اس نے جمعہ کے دن جامع اموی کے مقصورہ میں نماز پڑھی اور اس کے ساتھ امراء اور قاضی بھی تھے اور [illegible] پر اس کا عہد نامہ پڑھا گیا اور اس نے خلعت پہنا ہوا تھا اور اس کے ساتھ امیر سیف الدین [illegible] بھی تھا اور اس نے بھی خلعت پہنا ہوا تھا۔

اور ۱۹ صفر بروز منگل امیر علم الدین سنجر الجاولی دمشق آیا اور شوبک کی نیابت کی طرف جاتے ہوئے اسے نائب السلطنت اور امراء نے مسجد قدم تک اس کا استقبال کیا اور [illegible] اس کی طرف نکلا [illegible] شافعیہ [illegible] کیا اور اس نے اس پر کام کیا [illegible] اس نے اس کو لکھا اور اس نے [illegible] شافعیہ وغیرہ بالاتفاق [illegible] کیے۔

اور ۱۷ صفر بروز جمعہ نماز کے بعد اس نے مجلس منعقد کی [illegible] کے پاس قاضی فخر الدین ابن مصری اور صدر الدین ابن الوکیل [illegible] سے [illegible] کے واسطے [illegible] ہو گئی [illegible] قاضی فخر الدین ابن مصری حاضر ہوا [illegible] اور اس نے [illegible] مقرر [illegible] کیا [illegible] علیحدہ [illegible] سے اس کو ثبوت مل گیا۔

اور ۲۰ ربیع الاول کو قاہرہ یا مصر سے حکم آیا کہ امیر جمال الدین آقوش الافرم دمشق سے آئیں اور [illegible] کے لیے جس کی سلطان [illegible] نے [illegible] کیا [illegible] اس کے پاس [illegible] تھا اس نے [illegible] مصر [illegible] سے [illegible] کی طرف اور [illegible] نے اس کے خلاف خروج کیا [illegible] کرتے ہوئے [illegible] اور لوگوں کا اس پر اتفاق ہوا اور وہ اپنے ساتھ [illegible] لے گئے۔

اور ۳ ربیع الاول بروز [illegible] امیر [illegible] الدین [illegible] مصری [illegible] سے [illegible] ہو گئے اور جمعرات ۱۰ ربیع الاول کو [illegible] امیر [illegible] ابن [illegible] سے [illegible] کے ساتھ [illegible] اور [illegible] نے [illegible] کر کے امیر [illegible] کی طرف اور امیر [illegible] گئے۔ [illegible] امیر [illegible] مصری [illegible] کی طرف [illegible] چلے گئے اور [illegible] کی طرف [illegible] گئے اور امیر [illegible] الدین مسعود بن الخطیر [illegible] دمشق کے [illegible] مقرر ہوئے۔ جمعرات ۱۶ ربیع الاول کو [illegible] کی طرف دمشق سے ایک [illegible] ہوا "[illegible]" کے [illegible] "امیر شہاب الدین [illegible]" [illegible] "امیر سیف الدین [illegible]" "[illegible]" کے [illegible] چلے گئے۔ [illegible] اور مصر [illegible] ایک [illegible] شافعیہ کے قاضی کے [illegible] [illegible] "[illegible]" [illegible] اور اس [illegible] "[illegible]" [illegible] [illegible]۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] سے نکلی تھی۔ اس روز [illegible] کی وجہ سے خطیب ابن جمال الدین نے خلعت پہنی اور خطبا کی عادت کے مطابق [illegible] خطبہ [illegible]

اس دوسرے سال [illegible] نے دروازے پر [illegible] منجنیق کو نصب کر دیا۔ اس کے کمان کا طول ۱۸ ہاتھ تھا اور تیر کا طول ۶ ہاتھ تھا [illegible] کے لئے [illegible] کے ساتھ [illegible] پتھر اس کے [illegible] یہ پہنچا کر [illegible] میدان کے [illegible] کے سامنے منجنیق [illegible] اس جیسا کوئی منجنیق نہیں [illegible] "قاضی محمد اصفہانی" نے "[illegible]" کے [illegible] "الملک الناصر" [illegible] "المنصور" کے بیٹے [illegible] اس کی [illegible] ایک [illegible] "سلطان [illegible]" کی طرف [illegible] قاضی شہاب الدین [illegible] کے بعد [illegible] تھا۔

میدان [illegible] "السیفی" [illegible] منجنیق کی حفاظت اور [illegible] نصب کے [illegible] تھے [illegible]۔

[illegible] الملک الناصر [illegible] سلطان [illegible] قاضی [illegible] تھے۔

[illegible] تھے۔

[illegible] بھائی [illegible]۔

جمعرات کے دن ۹ ذی الحجہ کو شیخ [illegible] قراءت سبعہ کے شیخ فوت ہو گئے [illegible] سے مشہور تھے اسی روز ظہر کے بعد جامع مسجد میں ان کا جنازہ ہوا [illegible] کے لئے شیخ [illegible] شہاب الدین محمد بن الخطیب [illegible] قرأت پڑھنے کے لئے حاضر ہوئے ان کے دل میں [illegible] ایک جماعت اور مجلس [illegible] اس لئے قرآن کریم کی آیت "ولا یحسبن الذین کفروا انما نملی لہم خیر لانفسہم" کے اعراب اور قراءت کے متعلق [illegible] آخر میں [illegible] بہت [illegible] ایک درہم [illegible] کی قیمت ایک درہم [illegible] "انا للہ وانا الیہ راجعون" [illegible] سوال کیا جانے لگا [illegible] بہت [illegible] بعض [illegible] تھے [illegible] ۔

## آغاز ۶۳۳ھ

اس سال [illegible] سلطان المسلمین الملک الناصر داود [illegible] الملک [illegible] ناصر الدین [illegible] محمد بن [illegible] الملک الاشرف [illegible] ۔

[illegible] جمعرات کے دن [illegible] دمشق میں داخل ہوا [illegible] کی طرف روانہ ہوئے [illegible] ۔

[illegible] گئے تھے۔

[illegible] ۔

[illegible]

کھدائی کی گئی لیکن نا امیدی کے علاوہ انھوں نے کچھ نہیں پایا یہ کھدائی پورے شہر میں مشہور ہوگئی لوگ تعجب کی وجہ سے اسے دیکھنے کے لیے آنے لگے بالآخر بات اس پر ختم ہوئی کہ اس محال چیز کے مدعی شخص کو گرفتار کیا جائے اور پھر گڑھے کو بھر کر پہلے کی طرح برابر کر دیا گیا۔

۱۹ ربیع الاول بروز پیر قاضی حلب جمال الدین بن خشاب ڈاک کی سواری پر دمشق سے گزرتے ہوئے آئے تو جامع کبیر میں انھوں نے خبر دی کہ اس نے محدث ماہر فاضل حافظ شمس الدین محمد بن علی ایک سروجی مصری کی اس مہینے کی آٹھ تاریخ بروز جمعہ حلب میں نماز جنازہ پڑھی ہے۔ وہ سات سو چودہ ہجری میں پیدا ہوئے۔ علم حدیث کے معتد بہ حصہ میں پختگی حاصل کی۔ اسماء الرجال یاد کیے۔ احادیث جمع کیں اور تخریج کی۔ ربیع الثانی کی ابتداء میں قاسیون کے دامن کوہ میں سخت آگ لگی جامع مظفری کے قریب صالحیہ کا بازار جل گیا جو دکانیں جلیں وہ سب تقریباً ایک سو تھیں۔ ایک زمانے سے اتنی بڑی اور عظیم آگ نہیں دیکھی گئی۔ "فانا للہ وانا الیہ راجعون"

۹ جمادی الثانی بروز جمعہ یہ حکم صادر کیا گیا کہ اس شہر کے تمام اذان گاہوں میں نماز کا ذکر کیا جائے جیسا کہ جامع کی اذان گاہوں میں کیا جاتا ہے چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ اسی ۱۰ ربیع الثانی بروز منگل قاضی تقی الدین سبکی قاضی القضاۃ شافعیہ سے دیوان سلطان کے لئے یتیموں کے اموال سے جو ان کے پاس تھے قرض دینے کا مطالبہ کیا گیا۔ انھوں نے سختی سے انکار کیا تو کچہریوں کا نگران اور نائب سلطنت کے بعض حاشیہ بردار آئے۔ انھوں نے یتیموں کا خزانہ کھولا اور اس سے پچاس ہزار درہم زبردستی لے لئے اور انھیں بعض عرب کو دیدیا اس کی طرف سے جو رقم دیوان سلطانی دینے کے لئے تاخیر ہوگئی تھی۔ اور ایسا بڑا معاملہ پیش آیا جس کی مثال نہیں ملتی۔

۱۰ جمادی الاولیٰ بروز بدھ ہمارے دوست شیخ امام عالم علامہ حافظ مختلف فنون کے ماہر شمس الدین محمد بن شیخ عماد الدین احمد بن عبدالہادی مقدسی حنبلی اللہ انھیں اپنی رحمت میں چھپائے اور جنت کے وسط میں ٹھکانہ دے۔ وہ تین ماہ سے پھوڑے اور تپ دق میں مبتلا تھے۔ پھر ان کا معاملہ بڑھ گیا اور اسہال کی زیادتی ہوئی جس سے ضعف بڑھ گیا یہاں تک کہ اسی دن عصر کی اذان سے پہلے فوت ہوئے۔ ان کے والد نے بتایا کہ ان کا آخری کلام جو انھوں نے کہا یہ تھا:

"اشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد ان محمداً رسول اللہ اجعلنی من التوابین واجعلنی من المتطھرین"

جامع مظفری میں بروز جمعرات جنازہ پڑھا گیا اور جنازہ میں شہر کے قاضی اور مشہور علماء، امراء، تاجر اور عوام حاضر ہوئے۔ ان کا جنازہ بڑی بھیڑ والا تھا اس پر روشنی اور نور تھا وہ سیف بن مجد کی قبر کے پاس روضہ میں دفن کیے گئے۔ رحمہ اللہ تعالیٰ وہ سات سو پانچ ۷۰۵ھ میں پیدا ہوئے۔ چالیس سال کی عمر تک نہ پہنچ سکے۔ وہ وہ علوم حاصل کیے جن تک بڑے شیوخ اور اکابر بھی نہیں پہنچ سکے۔

تصنیفات فی الحدیث، صرف و نحو، فقہ، تفسیر، لغت، حساب، تاریخ، قرأت وغیرہ ان کی مجامع اور مفید تعلیقات ہیں۔ وہ اسماء الرجال کے اچھی طرح حافظ تھے۔ جرح و تعدیل، طرق حدیث کو پہچانتے، علل حدیث کی بصیرت رکھتے تھے۔ نحو کو حسن ذوق سے سمجھتے تھے۔ عمدہ مذاکرہ کرنے والے، درست ذہن والے، سلف کے طریقہ پر سیدھے چلنے والے اور کتاب و سنت کی اتباع کرنے والے، نیکی کے کاموں کی مداومت کرنے والے تھے۔

جمادی الاولیٰ کے اختتام پر بروز جمعہ حنابلہ کے محراب میں ہمارے دوست شیخ امام شرف الدین بن قاضی حنبلی نے حلقہ میں قاضی تقی الدین بن حافظ کی جگہ درس دیا۔ ان کے پاس قضاۃ اور فضلاء حاضر ہوئے۔ یہ درس بڑا اچھا تھا انھوں نے "ان اللہ یامر بالعدل والاحسان" والی آیت کی تفسیر کی اور بعض اقوال و نصیحت دینے کے مسئلے کو بیان کیا۔

۷ جمادی الاولیٰ بروز جمعرات کرک کی طرف ایک دستہ نکلا جس کے پیشوا امراء تھے ایک امیر شہاب الدین صبح اور امیر سیف الدین قلاوون الجوانی تھے بالخصوص دمشق کے دیوان اور شور و شغب میں تھے۔

۱۶ جمادی الاولیٰ کے دن شیخ سوق الخیل میں حسن بن شیخ سکاکینی کو کفر محض پر دلالت کرنے والے قول کی وجہ سے قتل کیا گیا ان کے خلاف قاضی شرف الدین مالکی نے فیصلہ دیا بہت سی گواہیاں دی گئیں جو ان کے کفر پر دلالت کرتی تھیں اور وہ ایسی باتیں ہیں جن کے ذکر سے ڈر لگتا ہے۔

ان میں سے شیخین کی تکفیر اور ام المومنین حضرت عائشہ و حفصہ رضی اللہ عنہما پر تہمت لگانا تھا اس کا گمان تھا کہ جبرائیل سے وحی لانے میں غلطی ہوئی اس کو حضرت علی کی طرف بھیجا گیا تھا وہ غلطی سے حضور ﷺ کے پاس آ گئے اس کے علاوہ اور کئی غلط اور بری باتیں تھیں اللہ تعالیٰ اس کا [illegible]

کرے اور ایسے ہی ہوا۔

شیخ محمد سکاکینی کے والد رفضیہ اور شیعہ کے مذہب کو اچھے طریقے سے جانتے تھے۔ ان کے اہل خیبر کے مذہب کے بارے میں سوالات ہیں، جنہیں ہمارے شیخ امام شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے حل کیا ہے اور انہوں نے اسے نظم میں جمع کیا ہے شیخ کے اصحاب میں سے کئی لوگوں نے ذکر کیا کہ سکاکینی نے مرنے سے اپنے مذہب سے رجوع کر لیا تھا اور مرنے سے پہلے اہل سنت کے مذہب پر آ گئے تھے۔ واللہ اعلم۔

مجھے خبر ملی کہ ان کے اس بڑے بیٹے نے انہیں قتل کرنے کا ارادہ کیا جب انہوں نے سنت کا اظہار کیا۔

۵ رجب بدھ کی رات امیر سیف الدین تنکز نائب شام کی لاش پہنچی، جو اس قبر میں رکھی ہوئی تھی جو اس کے اپنے جامع جسے اس نے دمشق میں باب نصر کے باہر بنایا تھا، کی جانب میں تھی، وہ اسکندریہ سے ساڑھے تین سال یا اس سے زیادہ عرصہ میں اپنی بیٹی ناصر کی بیوی جو اس کے بیٹے سلطان ملک صالح کے پاس تھی کی اجازت سے منتقل کی گئی۔ تو اس نے اس کی اجازت دے دی، لوگوں کا ارادہ تھا کہ اسے اس کے مدرسہ میں جو قدس شریف میں ہے دفن کر دیں لیکن اس کی نوبت نہیں آئی، تو اسے دمشق اس کی مخصوص قبر میں لایا گیا، وہاں ختم قرآن ہوا اور قضاۃ و اعیان حکومت حاضر ہوئے۔

۱۱ شعبان مبارک بروز منگل ہمارے دوست امیر صلاح الدین یوسف تکریتی الصاحب تقی الدین بن توبہ وزیر کے بھتیجے ہوتے ہیں، اپنے گھر قصاعین مقام میں فوت ہوئے، وہ چالیس سال کے ذہین و ذکی، اچھی بصیرت و کلام والے شخص تھے، شیخ ابن تیمیہ اور خصوصاً ان کے شاگردوں سے بہت محبت تھی، اسی طرح عموماً اہل علم میں سے جو ان کی ملاقات کرتا، ان میں ایثار و احسان فقراء و صالحین کی محبت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی، قاسیون کے دامن کوہ میں اپنے قبرستان دفن ہوئے۔

۱۵ شعبان بروز ہفتہ دمشق میں زلزلہ آیا، اکثر لوگوں کو اس کا علم نہ ہوا کیونکہ زلزلہ ہلکا تھا وللہ الحمد والمنہ۔ پھر یہ خبر پے در پے لگاتار آنے لگیں کہ بلاد حلب میں بہت سے عمارتیں خراب ہو گئی ہیں حتیٰ کہ قلعہ حلب کے کچھ برج و مینارے بھی گر گئے، اسی طرح وہاں کی مساجد، مزار، دیوار اور کئی گھر زمین بوس ہوتے رہے، قلعوں کے اردگرد بہت نقصان ہوا، کہا جاتا ہے کہ منبج شہر میں صرف چند عمارتیں ہی بچی ہوں گی، اور وہاں کے اکثر باسی ملبے تلے دب کر ہلاک ہوئے۔ اللہ تعالیٰ ان پر رحم فرمائے۔

شوال کے آخر میں کرک کی طرف دستے نکلے، ان کے دو پیشرو امراء تھے جن میں سے ایک امیر علاء الدین قراسنقر اور امیر الحاج بیدمر تھا، انہی دنوں یہ بات مشہور ہونا شروع ہوئی کہ کرک کے حالات ناساز اور حکومت کا معاملہ ان پر بوجھ گیا ہے خورد و نوش کی اشیاء کی بہت تنگی ہے، ان کے رؤساء اور امیر احمد بن ناصر کے خواص کی کچھ جماعتیں اسے دھوکا دینے کی غرض سے نیچے اتریں وہ صبح سے چلے یہاں تک کہ قاہرہ پہنچے، دیار مصریہ تک حلقہ کے پیشرو ان سے جا ملے، انہوں نے خبر دی کہ احمد کے پاس ذخیرے بہت کم رہ گئے ہیں پس اللہ تعالیٰ سے سوال ہے کہ انجام بہتر بنائے۔

۲۸ ذی الحجہ بدھ کی رات قاضی امام علامہ برہان الدین بن عبدالحق شیخ الحنفیہ جو ابن الحریری کے بعد دیار مصر میں ایک لمبے عرصہ تک چیف جسٹس رہے، کی وفات ہوئی، پھر وہ وہاں سے معزول ہو کر دمشق میں مقیم ہو گئے تھے، اور تنکز مرحوم کے ایام حکومت میں اپنے بیٹے قاضی امین الدین کی خاطر درس دیتے، چنانچہ پھر انہوں نے اپنے والد کی وفات سے تین دن پہلے بروز اتوار درس دیا، برہان الدین رحمہ اللہ کی وفات، صالحیہ کے راستے میں ارزونا کی جگہ میں واقع ان کے اپنے باغ میں ہوئی، اور دوسرے دن قاسیون کے دامن کوہ میں شیخ ابن عمر کے مقبرہ میں دفن ہوئے، جامع مظفری میں جنازہ ہوا۔ ان کے جنازے میں قضاۃ و اعیان اور اکابر حاضر ہوئے۔

## آغاز ۷۴۵ھ

اس سال کا چاند طلوع ہوا تو دیار مصریہ و شامیہ اور ان کے گرد و نواح کے علاقوں کا بادشاہ ملک صالح ابن اسماعیل بن سلطان ملک ناصر محمد بن ملک منصور قلاوون تھا اور دیار مصریہ و شامیہ اس کے قضاۃ وہی سال پچھلے والے تھے مصر میں اس کا نائب الحاج آل ملک سیف الدین اور وزیر وہی تھا جس کا نام

پہلے گزر چکا ہے اور شام میں گورنر قاضی [illegible] الدین [illegible] کا گورنر قاضی [illegible] الدین بن [illegible] اور [illegible] تھا حنبلیوں کا گورنر [illegible] الدین [illegible] اوقاف کا متولی امیر [illegible] الدین [illegible] بیت المال کا وکیل علاء الدین [illegible] کا گورنر قاضی تقی الدین ابی الطیب [illegible] تھے جن کا ذکر پہلے ہو چکا ہے [illegible] کاتب [illegible] بدر الدین بن [illegible] شمس الدین [illegible] خطیب [illegible] امین الدین بن [illegible] اور قاضی شہاب الدین بن [illegible] اور قاضی شرف الدین بن [illegible] شمس الدین بن شہاب محمود اور قاضی علاء الدین [illegible] تھے۔

محرم کے پہلے ہفتہ میں قلعہ کرک کا محاصرہ کیا گیا [illegible] اس پر قبضہ ہو گیا [illegible] امیر سیف الدین [illegible] مصر [illegible] امراء [illegible] قلعہ [illegible] امراء سے [illegible] وہ [illegible] اس کی وجہ سے بہت [illegible] امیر سیف الدین [illegible] محاصرہ [illegible] امراء کے [illegible] ایک جماعت [illegible] قتل [illegible] مرضی [illegible] ہے [illegible] شہر سے قلعہ [illegible] محاصرہ ختم [illegible] ہو جاتے۔

[illegible] بہت جلد [illegible] قلعہ فتح ہو گیا [illegible] امیر احمد [illegible] جماعت نے [illegible] کا مطالبہ کیا [illegible] ۲۲ تاریخ [illegible] ظہر کی نماز کے بعد [illegible] ربیع الاول [illegible] جمعہ کے [illegible] قلعہ [illegible] سلطان ملک صالح کے [illegible] فتح ہونے [illegible] خوشی [illegible] جب ظہر کے بعد [illegible] ختم کرنے کا حکم دیا گیا تو بہت سے لوگ [illegible] اور بعض لوگوں نے یہ خبر [illegible] شروع [illegible] امراء نے اس کے ہاتھ پر بیعت کر لی ہے [illegible] کوئی حقیقت نہیں تھی [illegible] ربیع الاول [illegible] کرک سے [illegible] اور [illegible] میں داخل ہوئے اور احمد بن ناصر کی ہلاکت کی خبر مشہور ہو گئی۔

ربیع الاول [illegible] جمعہ جامع اموی میں شیخ [illegible] الدین [illegible] نماز جنازہ پڑھی گئی [illegible] وفات [illegible] ربیع الثانی میں سلطان احمد کے قتل کی خبر مشہور ہوئی [illegible] سر [illegible] کرک [illegible] اس کے بھائی ملک صالح اسمٰعیل کی طرف سے [illegible] ۲۲ تاریخ [illegible] کے سامنے حاضر کیا گیا۔

لوگ اس سے بہت خوش ہوئے [illegible] سلطان ملک صالح کے پاس [illegible] مطالبہ کیا [illegible] ختم کر دیا۔ امیر ناصر الدین بن [illegible] کے لئے [illegible] کی اجازت [illegible] سلطان [illegible] منظور کر لئے۔ [illegible] سلطان نے [illegible] ربیع الثانی [illegible] شیخ [illegible] سلطان سے [illegible] تمام [illegible] ناصر الدین بن [illegible] امیر سیف الدین [illegible] کے مقام پر [illegible] جمعرات [illegible] بہت سے [illegible] اور ان کا مال [illegible]۔

اس مہینے باب الفرج کے باہر ایک [illegible] بنا دیا گیا اور [illegible] مدرسہ [illegible] کے لئے [illegible] اور مسجد [illegible] امیر سیف الدین [illegible] کی طرف منسوب [illegible] شامیین کے [illegible] ہے۔

[illegible] الثانی [illegible] تقی الدین [illegible] شیخ [illegible] الدین [illegible] شرف الدین [illegible]

اور شمس الدین [illegible] وغیرہ کے طبقہ کی وفات ہوئی وہ دار [illegible] میں [illegible] کے پیچھے گواہی دیتے تھے پھر حدیث کی قراءت اور [illegible] کی اعلیٰ صحبت حاصل کی [illegible] ان سے [illegible] کے تصنیف میں [illegible] پائی [illegible] [illegible] نے [illegible] خوشی خوشی [illegible] آئے [illegible] بہت [illegible] آخری بات [illegible] ان تمام [illegible] سے [illegible] جنازہ پڑھا گیا اپنے والد کے پہلو میں باب الصغیر کے قبرستان میں دفن ہوئے۔

۱۸ رجب بدھ [illegible] باب النصر کے باہر [illegible] خطیب [illegible] حاضر تھے۔

۱۹ رجب جمعہ [illegible] قضاۃ [illegible] جمعہ کی نماز کے بعد [illegible] جنازہ [illegible] انہوں نے [illegible] کی جانب [illegible] [illegible] مصر [illegible] کے ساتھ [illegible] گئے [illegible] کے بیٹے [illegible] [illegible] تھے۔

۲۲ شعبان [illegible] جامع [illegible] کے خطیب [illegible] وفات [illegible] جنازہ پڑھا گیا باب النصر [illegible] [illegible] کے ساتھ [illegible] ہوئے۔

اس دن [illegible] شیخ [illegible] باب النصر [illegible] جنازہ [illegible] ایک عرصہ [illegible] قرآن پڑھتے [illegible] رمضان المعظم [illegible] جمعہ [illegible] کے جنازے میں [illegible] حاضر ہوئے [illegible] بات [illegible] کے پاس [illegible] کی صلاحیت [illegible] گیا۔

[illegible] جس کا [illegible] لوگوں [illegible] کرنے لگے [illegible] اعلان کیا گیا۔ [illegible] اللہ تعالیٰ نے [illegible] لوگوں [illegible] تکلیف [illegible]۔"

۲۳ رمضان [illegible] جمعہ جامع اموی میں [illegible] جنازہ پڑھا گیا [illegible] کے [illegible] پہلے [illegible] [illegible] خطیب [illegible] جمعہ [illegible] نماز [illegible] لوگوں [illegible] [illegible] کے پاس [illegible]

اس آیت کی تفسیر میں:

"قال رب اغفرلی وھب لی ملکا لا ینبغی لاحد من بعدی انک انت الوھاب" (سورۂ ص: ۳۵)

اور اس کے بعد [illegible] کا [illegible] پوچھا گیا تو [illegible] ایک جماعت نے [illegible] کے [illegible] کو [illegible] کی [illegible] کی [illegible] ہے [illegible] جب [illegible] کے [illegible] اور [illegible] کے خلاف [illegible] کے [illegible] کرتے تھے۔

## آغاز ۶۴۹ھ

اس سال کا آغاز ہوا تو [illegible] مصر پر [illegible] کے [illegible] سلطان [illegible] ملک [illegible] اسمٰعیل [illegible] پہلے سے تھے۔

[illegible] کی [illegible] کو [illegible] جس [illegible] کی [illegible] ہوئی [illegible] کی [illegible] نے [illegible] کو [illegible] کی [illegible] اور [illegible] کی [illegible] کا [illegible] کیا ہے۔

**ملک صالح اسمٰعیل کی وفات** اس سال ۲۷ ربیع الثانی [illegible] ملک صالح عماد الدین اسمٰعیل بن عادل [illegible] شعبان [illegible] ملک [illegible] سلطان [illegible] کے [illegible] ہو گئے تھے [illegible] سلطان ملک [illegible] کے [illegible] ملک کامل کے [illegible] ہو گیا تھا۔

[illegible] کے وقت [illegible] ملک [illegible] اور [illegible] کو [illegible] کر دیا گیا۔

نائب دمشق امیر سیف الدین تغردمر کو دیار مصریہ طلب کیا گیا وہ بیمار تھے بیماری کی وجہ سے کئی بار جمعہ سے رہ گیا اور اسے حلب جانے تاکہ امیر سیف الدین یلبغا دمشق کی نیابت کے لئے آجائے اور ذکر کیا کہ الحاج ارقطیہ حلب کی نیابت کے لئے متعین ہو گیا ہے ۳ جمادی الاولی جمعہ کے دن امیر سیف الدین تغردمر نائب کے سازوسامان، گھوڑے اور غلام چلے گئے اور ثقل خانے اور اس کی اولاد انتہائی زیب و زینت اور ٹھاٹھ باٹھ سے ثقل اور محافل، کجاوات اور شاہی چارپائیاں اس کی عورتوں، بیٹیوں اور اہل خانہ کے لئے بڑی ہیئت میں تھیں۔ یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب وہ دارالسعادۃ میں تھا پھر ۵ جمادی الاولی منگل کے دن سحری کے وقت امیر سیف الدین تغردمر شاہی چارپائی میں صبح کے وقت سلامتی سے کسوۃ کی طرف نکلا۔ جب اس دن سورج طلوع ہوا حلب سے دار امیر سیف الدین یلبغا یحیاوی کا استاد آیا اس نے دارالسعادۃ کو سنبھالا لوگ اس سے بہت خوش ہوئے اور انہیں خوش آمدید اور مبارکباد دینے کے لئے آئے۔ جب ۱۲ جمادی الاولی منگل کا دن آیا تو پوری فوج نائب سلطنت امیر سیف الدین یلبغا کے استقبال کے لئے نکلی۔ وہ انتہائی زیب و زینت سے داخل ہوا اور وہاں آکر باب السر کے پاس اترا حسب عادت چوکھٹ چومی اور دارالسعادۃ چلا گیا۔

۱۴ جمادی الاولی پیر کی شام نائب سلطنت کے ہاتھ کاٹے گئے۔ یہ ان تیرہ آدمیوں میں تھا جن کے ہاتھ کاٹنے واجب تھے انہیں ہاتھ کے ساتھ ساتھ پاؤں کاٹنے کی سزا بھی سنائی گئی۔ اس لئے کہ ان کی پے در پے جرائم کی خبریں پہنچی تھیں اور تین کو کھمبوں پر سولی چڑھایا گیا جن کا قتل واجب تھا لوگ اس سے بہت خوش ہوئے کیونکہ اس نے مفسدین اہل شر و فساد کا قلع قمع کیا ہے۔

جمادی الثانی کے درمیانی عشرے میں امیر سیف الدین تغردمر کی دیار مصریہ پہنچنے کے چھ ایام بعد وفات کی خبر مشہور ہوگئی۔ یہ اس مہینے کی جمعرات کی شب کا واقعہ ہے ذکر کیا جاتا ہے کہ اس نے اپنے بیٹے اور اہل تعلق پر پابندی لگائی ہے اور ان سے بہت زیادہ مال کا مطالبہ کیا ہے۔ واللہ اعلم۔

۱۲ جمادی الثانی بروز پیر قاضی علاء الدین بن عز حنفی نائب قاضی نے صالحیہ اپنے باغ میں وفات پائی اور وہیں دفن ہوئے یہ واقعہ مدرسہ ظاہریہ کے ان کے پاس واپس آنے کے بعد کا ہے، انہوں نے اسے اپنے چچا قاضی عماد الدین اسماعیل سے لیا تھا جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں انہوں نے صرف ایک دن اس میں درس دیا وہ بیمار تھے پھر وہ صالحیہ لوٹے ان کا مرض بڑھتا گیا یہاں تک کہ وہ فوت ہو گئے اور قافلہ حجاز شریف کی طرف ۱۱ شوال بروز ہفتہ روانہ ہوا بہت سے لوگ شہر سے نکلے، بعد بارش ہوئی تو لوگ اس سے بہت خوش ہوئے کہ بارش رمضان میں بہت تھوڑی ہوئی تھی۔

جب ایسا ہوا تو لوگ اس سے بہت خوش ہوئے اور حاجیوں پر اس کے مضرت سے ڈر گئے۔ پھر بارش آہستہ آہستہ ہوتی اور رکنے لگی "ولله الحمد والمنة" لیکن حاجی سخت کیچڑ اور انتہائی پھسلن میں چل پڑے اور اللہ ہی سلامت رکھنے والا مددگار اور حامی ہے۔ اور جب جانے والے حاجیوں کی تعداد مکمل ہو گئی تو ضمین کے درمیان ان پر سخت بارش ہوئی جس نے انہیں کچھ دن وہاں روکے رکھا۔ پھر وہ زرع کی طرف بڑھے تو وہاں بڑی مشقت اور سخت تکلیف کے بعد پہنچے، بہت سے واپس آگئے اور لوگوں نے کئی چیزوں کا ذکر کیا ہے جن کی مشقت انہوں نے اٹھائی بارش کی تیزی اور کیچڑ کی کثرت وغیرہ۔ ان میں سے بعض وہ تھے جو بصریٰ کی طرف بڑھے جس کی وجہ سے انہیں آسانی میسر آئی۔ "واللہ المستعان"۔

کہا جاتا ہے کہ بہت سی پردہ نشین عورتیں مقام زرع اور ضمین کے درمیان ننگے پاؤں چلیں اور امیر حج سیف الدین ملک آص اور قاضی شہاب الدین بن مجد عالک بھی ننگے پاؤں چلے۔

## آغاز ۷۴۷ھ

اس سال کا چاند طلوع ہوا تو دیار مصریہ شامیہ اور حرمین وغیرہ شہروں کا بادشاہ ملک کامل سیف الدین شعبان بن ملک ناصر محمد بن ملک منصور قلاوون تھا مصر میں اس کا کوئی نائب نہیں تھا۔ مصر کے قاضی وہی پچھلے سال والے تھے، دمشق کا نائب امیر سیف الدین یلبغا یحیاوی تھا اور دمشق کے قضاۃ وہی پچھلے سال والے تھے مگر قاضی القضاۃ عماد الدین بن اسماعیل حنفی عہدہ قضاء سے اپنے بیٹے قاضی القضاۃ نجم الدین کے لئے دست بردار ہوئے۔ وہ مستقل والی بنے اور نوریہ کی تدریس سنبھالی ان کے والد ریحانیہ کی تدریس پر باقی رہے۔

۷ محرم بروز جمعہ شیخ تقی الدین شیخ صالح محمد بن شیخ محمد بن قوام اپنے حجرے میں فوت ہوئے۔ جامع افرم میں جمعے کے دن جنازہ ہوا

گیا پھر حجرے میں دفن ہوئے تھا اور امیر اور بہت سی مخلوق حاضر ہوئی اور ان کے اور ان کے بھائی کے درمیان چوبیس دن کا فرق تھا اور یہ اس سے بھی سخت بات ہے۔ سال کی ابتدا میں قیساریہ کھولا گیا جسے امیر سیف الدین یلبغا نائب السلطنت نے باب الفرج کے باہر تعمیر کیا تھا اس پر بہت زیادہ خرچ آیا تقریباً ہر ماہ دو ہزار کے قریب۔ اس کے اندر تجارتی کمرے درمیان میں حوض اور مسجد تھی۔ باہر دوکانیں اور بالائی جانب بھی رہنے کے لئے کمرے ہے۔

۱۱ ربیع الاول بروز پیر صبح کے وقت مشہد عثمان میں نور خراسانی کے لئے مجلس منعقد کی گئی اور جامع تنکز میں قرآن پڑھا جاتے۔ لوگوں کو شرفاء کے فرائض سکھاتے۔ ان کے بارے میں دعویٰ کیا گیا کہ وہ ائمہ اربعہ پر اعتراضات کرتے ہیں اور انہوں نے صحابہ میں گفتگو کی ہے اور صحیح میں وارد عبارات سے دیانتاً اختلاف کرتے ہیں۔ ان کے خلاف کئی چیزوں کی گواہی دی گئی جس کا تقاضا یہ تھا کہ اس کی تعزیر کی جائے۔ چنانچہ انہیں گدھے پر بٹھا کر شہر میں گھمایا گیا۔ پھر انہیں قید کر کے جیل ڈال دیئے گئے۔

۱۴ ربیع الاول جمعرات کے دن ان کے متعلق امیر احمد بن مہنا ملک العرب نے نائب سلطان کے پاس سفارش کی نائب سلطان نے اسے سامنے حاضر کروایا اور ان کے اہل و عیال کی طرف روانہ کر دیا۔ پھر جب ۱۳ جمادی الاولیٰ جمعے کی تاریخ ہوئی تو نائب سلطنت امیر سیف الدین یلبغا یحیاوی ناصری نے جامع تنکز و مسجد کے باہر باب النصر میں نماز پڑھی۔ اس کے پاس قاضی شافعی آگئے اور بڑے علماء نے نماز ادا کی۔ جب نماز کھڑی ہوگئی تو امیر کے بعض فقہاء نماز چھوڑ کر بیٹھ گئے ان کے پاس اس کی حفاظت کے لئے ہتھیار تھے۔ پھر جب نماز سے فارغ ہوا تو وہ امراء سے ملاقات کی خبر پر کچھ مشورہ کرتے رہے۔ پھر نائب دارالسعادۃ کی طرف اتر کر چلا گیا اور جب سہ پہر کا وقت ہوا تو اپنے خادموں، غلاموں، ہتھیار، اسلحہ اور خزانے کے ساتھ ظاہر ہوا اور مسجد قدم مقبلی کی جانب اترا۔ لشکر اور امراء میں ان کی آمد کی خبر پھیل گئی لوگ گھبرا گئے اتفاق سے پوری رات گزری میں طلوع ہوا اور پھر لشکر سواری ہو کر نائب کے خیمے کی جانب گیا اور گھوڑوں پر نکلے۔

۲۳ ذی قعدہ بروز جمعرات شیخ تقی الدین کے بھائی "شیخ زین الدین عبدالرحمن بن تیمیہ" کی نماز جنازہ جامع [illegible] ادا کی گئی اور ۲۷ ذی قعدہ بروز ہفتہ شیخ علی قطنانی" نے قطنا میں وفات پائی۔ کئی چند سالوں میں ان کا شہرہ ہوا تھا کہ نوجوانوں کی ایک جماعت نے جو احمد بن رفاعی کی طرف منسوب تھی ان کی پیروی کی۔ ان کا معاملہ بڑھ گیا اور ان کا ذکر پھیلنے لگا کئی بار امراء اور دوسرے لوگ ان کی زیارت کے لئے آئے۔ وہ حسب عادت [illegible] جماعت ان کے مریدین ایک [illegible] سے [illegible] کا اظہار اور عجیب احوال کا مظاہرہ کرتے۔ اسی وجہ سے لوگ ان کے خلاف ہو گئے تھے [illegible] انہیں ان کی حالت معلوم ہے کیونکہ وہ واقف ہیں اور [illegible] برقرار رکھے تھے یہ بھی ان کی طرح ہیں۔" واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم"۔

اس مہینے [illegible] کے بعد سے امراء کے نگران نے اس جامع کی تعمیر کا اہتمام کیا جو قصر کے نیچے ہے [illegible] السعادۃ ہے "جامع مستحسن کا نام" وہاں جمعہ کی نماز [illegible] بنا کر شہر کے اطراف سے بہت سے پتھر جمع کئے گئے [illegible] مصریوں کی [illegible] سے لئے گئے۔ یہ الکتاب کے عقب میں [illegible] کے پیچھے واقع ہے۔ یہاں سے بہت پتھر نکلے تھے اسی طرح قاسیون کے پہاڑ سے بھی کافی پتھر [illegible] دوسرے جانوروں پر لاد کر لائے گئے۔ اس سال بھی [illegible] کا انتظام ہوا تھا گندم کی بوری کی قیمت ۲۰۰ درہم [illegible] تک پہنچ گیا تھا [illegible] اس سے بھی [illegible] قیمت فروخت ہوئی [illegible]۔

## آغاز ۷۲۸ھ

اس سال کے آغاز پر بلاد مصریہ، شامیہ اور حرمین وغیرہ علاقوں کا بادشاہ "ملک ناصر [illegible] ناصر محمد بن قلاوون تھا" دیار مصریہ میں اس کا نائب امیر سیف الدین قطلوبغا تھا اور مصر کے قاضی وہی تھے جو سابقہ سالوں میں قاضی رہ چکے تھے۔ شام [illegible] میں اس کا نائب سیف الدین تنکز ناصری تھا۔ شام کے قاضی وہی تھے جو پچھلے سالوں میں رہ چکے تھے۔ البتہ قاضی [illegible] الدین حنفی اپنے بیٹے قاضی القضاۃ نجم الدین کے لئے [illegible] انہوں نے اپنی زندگی ہی میں یہ عہدہ [illegible] بتوں کے نگران فخر الدین [illegible] تھے اس سال کے آغاز پر [illegible] سوق خیل کی غربی جانب [illegible] جامع مسجد کی تعمیر شروع کر دی تھی۔ یہ جامع مسجد جس جگہ ہے اس کا نام [illegible] مستحسن ہے۔

۲۸ محرم قاضی القضاۃ "شرف الدین محمد بن ابی بکر ہمدانی مالکی" نے وفات پائی۔ جامع میں ان کی نماز جنازہ پڑھی گئی [illegible] میدان الحصا میں اپنی [illegible] قبر میں دفن ہوئے لوگوں کو ان کی پاک دامنی، دیانت داری اور اہل [illegible] کے ساتھ احسان مندی پر بہت افسوس ہوا۔

۳۰ محرم بروز اتوار مالکیہ کے عہدہ قضا کا حکم نامہ قاضی جمال الدین مسلاتی کے نام آیا جو اس سے پہلے قاضی شرف الدین کے نائب تھے [illegible] انہیں خلعت پہنائی [illegible] ربیع الاول کے مہینے میں شہر کے باہر [illegible] سوق خیل کی جدید جامع مسجد کی تعمیر کا آغاز کیا۔ شہر کے باہر [illegible] عمارت کے ساتھ ملحق کرتے [illegible] لئے اور اس کی جگہ [illegible] ایک [illegible] سوق [illegible] میں [illegible] سے پرانے کا ایک گنبد تھا۔

حافظ ابن عساکر نے فرمایا کہ یہاں عیسیٰ جانوروں کے [illegible] کی [illegible] کا مرکز تھا جب جانور [illegible] کے گرد پھراتے تو اس کی [illegible] پھر جب اس سال ۲۷ ربیع الاول اتوار کا دن آیا تو انہوں نے اسے اپنی جگہ سے اکھیڑ دیا۔ [illegible] جہاں [illegible] سالہا سال [illegible] تھے" واللہ اعلم"۔ میں نے [illegible] دیکھا تھا سوق [illegible] میں [illegible] کیا تھا [illegible] سوق کبیر سے جامع [illegible] کی طرف [illegible] اور اسے باب الجابیہ الکبیر سے باہر [illegible] لا الہ الا اللہ (محمد تجیب) [illegible] کے آخر میں جامع کی عمارت [illegible] نائب نے [illegible] کی دیوار کے پیچھے [illegible] اس وقت [illegible] جب انہوں نے اس کی بنیاد رکھی تھی [illegible]۔

ماہ ربیع الثانی کے اختتام پر دیار مصریہ سے [illegible] امراء کی گرفتاری کی خبر پہنچی [illegible] ناصر [illegible] سے تعلقات رکھنے والے شامل ہیں تو شام میں [illegible] نے [illegible] کی اور [illegible] نائب السلطنت دیار مصریہ [illegible] نے [illegible] طلب کر [illegible] انہوں نے [illegible] کسی کو تکلیف نہ دی [illegible] ملک الامراء [illegible] سے [illegible]۔

اس نے اور اس کے حاشیہ برداروں نے اپنے آپ کو بچا لیا اس مہینے کی ۱۴ تاریخ بروز بدھ دیار مصریہ کا امیر ڈاک کے گھوڑے پر آیا اس کے پاس سلطان کا خط تھا جس میں نائب شام ملک امراء ''قبلغا'' کو معزول کرنے کی تصریح تھی جسے قصر ابلق میں امراء کے سامنے پڑھا گیا وہ اس سے غمگین ہوا اور اسے برا سمجھا اس میں تھا کہ وہ اسی ڈاک گھوڑے پر دیار مصریہ کی طرف آ جائے تاکہ اسے دیار مصریہ کا والی بنایا جائے۔ بظاہر یہ اس کے ساتھ فریب کاری کا کام تھا اس نے باز رہنے کا اظہار کر دیا۔ یہ کہ وہ بھی دیار مصریہ نہیں جائے گا اس نے کہا کہ اگر سلطان مجھے دمشق کی ولایت دینے پر زور دیتا ہے تو جس شہر کا چاہے مجھے والی بنا دے میں اس پر راضی ہوں اور اس کا جواب دے دیا پھر جب جمعرات ۱۵ تاریخ تھی تو وہاں سے روانہ ہو کر جسورہ کے قریب چلا گیا اور اسی جگہ خیمہ لگایا جہاں وہ سال کے شروع اور مہینے میں بھی خیمہ زن ہوا تھا جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے اس نے شب جمعہ وہاں گزاری اور امراء کو وہاں خیمے نصب کرنے کا حکم دیا جیسا انہوں نے حسب عادت پہلے سال کیا تھا۔

جب ۱۶ تاریخ جمعہ کا دن ہوا تو نماز کے بعد لوگوں کو اس وقت علم ہوا جبکہ امراء قلعہ کے نیچے جمع ہو چکے تھے انہوں نے دو زرد سلطانی علم منگوائے جن کے طبل بجائے گئے، اور سب کے سب سلطانی علم کے نیچے جمع ہو گئے۔

ان میں سے کوئی سوائے نائب اور اس کے ہمواروں جیسے بیٹے بھائی حاشیہ بردار کے پیچھے نہ رہا ''امیر سیف الدین قلاوون'' ہزاروں کی شرکت کرنے والوں میں سے ایک تھا، نیابت کے بعد اس کی خبر سب سے عظیم ہو گئی، امراء نے اس کی طرف پیام بھیجا کہ وہ بادشاہ کی اطاعت فرمانبرداری اور حکم سننے میں جلدی کرے، اس نے ایسا کرنے سے انکار کیا، چنانچہ کئی بار اس کے اور ان کے درمیان قاصدوں کا آنا جانا ہوا اور وہ قبول نہ کرتا وہ ملاقات اور بات سے انکار کرتا تو وہ جنگی ہتھیاروں سے لیس ہو کر اس کی طرف سے روانہ ہوئے۔

وہاں پہنچے تو کیا دیکھتے ہیں کہ اس نے اپنا لباس پہن کر گھوڑے پر سوار ہو کر مکمل جنگ کی تیاری کر لی ہے جب وہ ان کی طرف متوجہ ہوا تو اس نے اور جو اس کے ساتھ تھے ان سے جنگ کی تو وہ ایک آدمی کی طرح بھاگ کھڑے ہوئے، فوج اس کے تعاقب میں نکلی لیکن وہ غبار کو اس کی آڑ نہ بنا سکے، عوام اور قیبات کے ترکمانی آئے اور جو اس کے کیمپ میں جو بھریاں، خیمے اور بچے تھے سب لوٹ لئے، یہاں تک کہ انہوں نے خیموں اور طنابوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا تو جو چیزیں ایک کروڑ درہم کی تھیں اس کے لئے اور اس کے ساتھیوں کے لئے بے کار کر دیں، اس کی طلب کی جو لدی اور اس کے پیچھے جانے کے لئے حاجب کبیر تیار ہوا جو دیار مصریہ سے آیا اور شہاب الدین بن صبیح کے قریب تھا ایک ہزار فوج کا لیڈر، وہ اشرفیہ کے راستے نکلا اور پھر قرنین کے راستے سے مڑ گیا۔

جب اتوار کا دن ہوا تو امیر فخر الدین ایاس نائب صفد اس میں آیا، امراء اور جماعت نے اس کا استقبال کیا، پھر وہ آخر کل میں اترا، اسے پیر کے وقت وہ لشکروں کے ساتھ سوار ہوا، اس نے دمشق میں کسی کو نہیں چھوڑا سب اس کے ساتھ روانہ ہوئے اس نے ''قبلغا'' کا پیچھا کرتے ہوئے اس کا رخ کیا، دیہاتیوں نے ہر طرف سے اسے پچھاڑنا شروع کیا، وہ مسلسل اسے روکتے رہے حتی کہ وہ حماۃ کی طرف چل پڑا، اس کا نائب نکلا جو انتہائی ناتوانی کی حالت میں تھا، وہ اور اس کے ساتھ والے اترے، دشمنوں کا ان کی طرف رخ کرنے اور ہر طرف سے حملوں نے تھکا کر چور کر دیا تھا، چنانچہ اس نے اسلحہ پھینک دیا تو ''حاجب کبیر'' نے اس کی اور اس کے ساتھیوں کی تلواریں لے لیں اور حماۃ میں اسے گرفتار کر دیا، تلواریں دیار مصریہ کی طرف بھیج دیں اور دمشق یہ خبر اس مہینے کی ۱۲ تاریخ بروز بدھ صبح کے وقت پہنچی تو حسب عادت باب المیادین اور قلعہ میں خوشی کے طبل بجائے گئے، لشکر وہ نے حماۃ کو ہر جانب سے احاطہ میں لے لیا اور وہ اس کے منتظر تھے کہ سلطان کیا حکم جاری کرتا ہے؟

''ایاس'' دمشقی فوج کے ساتھ حمص اور طرابلس کا والی بن کر مقیم ہو گیا پھر اسی مہینے کی ۲۹ تاریخ بروز جمعرات دمشق کی طرف واپس ہوئے ''قبلغا'' آیا وہ اور اس کا باپ کدیش پر بیڑیوں میں جکڑے ہوئے تھے اس کے ساتھ ڈھول والی فوج اور دوسری فوج تھی۔ وہ رات کے وقت اسے لے کر داخل ہوئے بازار اور حاق بند ہو چکا تھا اور کوئی ان کو دیکھ نہ سکا تھے سوق کے راستے سے گزرے، پھر وہ شیخ رسلان باب الشرقی اور باب صغیر کے پاس سے گزرے، پھر مسجد دیان کی عیدگاہ سے وہ دیار مصریہ کی طرف روانہ ہو چکے، رہے اسی اثنا میں بادشاہ کی طرف سے اس کے اور اس کے ساتھ نکلنے والے لوگوں کے ذخائر، اموال اور املاک وغیرہ کی نگرانی کرنے کا حکم بھی آتا رہا، دیار مصریہ سے ۳ جمادی الثانیہ بروز بدھ ڈاک آ گئی تو ''قبلغا'' کے قتل کا حکم آیا کہ اسے ''قاقون'' اور ''طنطورہ'' کے درمیان قتل کر دیا جائے، اور ان کے سر سلطان کی طرف پہنچا دیئے جائیں اسی طرح حمص میں وہ تین

امراء بھی قتل ہوئے جو اس کے ساتھ مصر سے نکلے تھے اور حاکم وزیر ابن سرد بن طیغا اوبی، دوادار طغیتمر اور بیدمر بدری، جو قائد تھا، سلطان نے اسے "یلبغا" کی مدد پر ملامت کی تھی، انہیں مصر سے اس حال میں نکالا کہ ان کا تمام مال ضبط کر کے شام بھیج دیا۔

جب یہ لوگ غزہ پہنچے تو ڈاک انہیں جہاں پائے قتل کا حکم لے کر پہنچ گئی، اسی طرح "یلبغا" راستے میں جہاں مل جائے اس کے قتل کا حکم تھا، جب ڈاک غزہ سے جدا ہوئی تو وادی الفحمہ میں اسے جا لی، چنانچہ وہاں اسے پھانسی دیکر اس کا سر تن سے جدا کر لیا اور سلطان کے پاس پہنچا دیا گیا، دیار مصر سے "یلبغا" کے اموال کی نگرانی کے لئے دو امیر اور بیت المملکت سے ایک شخص آیا، اس نے ڈھالا ہوا سونا اور عمدہ جواہر جو امیر نے سلطان نے اس کی املاک اور جو وقف اس نے سوق الخیل کی مسجد کی تعمیر پر کیا تھا کی خریداری کا حکم دیا، یہ بات مشہور ہوئی تھی کہ اس نے باب الفرج کے سامنے والی عمارت اس کے لئے وقف کر دی ہے اور وہ حمام جو باب الجابیہ کے باہر والے حصے سے قریب ہیں، سلطان عتیق کے سرائے کے پاس ہیں اور وہ کئی حصے جو اس نے دوسرے گاؤں میں اپنے لئے جن کی گواہی اس نے اس سے پہلے دی تھی، کو وقف کیا۔ واللہ اعلم

پھر اس کے بقیہ ساتھیوں کو حماہ سے طلب کر کے دیار مصریہ کی طرف بھیج دیا، اس کے بعد سے ان کی کوئی خبر نہ آئی، نامعلوم وہ کس طرح ہلاک ہوئے۔

اس سال جمادی الثانیہ کی ۱۸ تاریخ بروز منگل صبح کے وقت امیر ارغون شاہ دمشق میں نائب بن کے آیا، اس کی آمد حلب سے ہوئی، وہاں سے جدا ہوا تو امیر فخر الدین ایاس حاجب نے اس کی طرف توجہ دی، ارغون شاہ دیہ سے گزر کر شہر سے داخل ہوا، اس پر شاہی جوڑا تھا اور دشمنوں والا عمامہ وہ شکل و شباہت میں تنکز کے قریب تھا۔ وہ دارالسعادہ میں ٹھہرا، وہاں فیصلہ کیا، اس میں یکسوئی اور جوانمردی پائی جاتی تھی۔

اسی مہینے کی ۲۳ تاریخ بروز جمعرات امیر قراسنقر کی جامع اموی میں نماز جنازہ پڑھی گئی، قضاۃ، نامور حضرات اور امراء جنازہ میں حاضر ہوئے، جامع کریمی کے قریب میدان الحصا کے قبرستان میں دفن کیا گیا اور نصف شب حسب عادت قنادیل جلائی گئیں، لیکن لوگوں نے قندیلیں نہیں جلائیں کیونکہ وہ مہنگائی، روٹی کی تنگی اور خشک سالی میں مبتلا تھے، چوتھائی چھٹانک غلہ ایک درہم کا ملتا، وہ بھی بدلا ہوا، تمام چیزیں مہنگی تھیں، ایک رطل تیل درہم والی تھی، شہد، چاول اور پنیر کا حال تھا، یہ سب تین درہم کے ملتے تھے، بقیہ تمام چیزیں اسی طرح تھیں کوئی چیز سوائے گوشت کے قریب سال اور تازہ نہ تھی، وہ سو سو درہم کا، اکثر اہل حوران دور دراز علاقوں سے آتے، گزر اوقات اور کھلیان کے لئے دمشق سے گندم حاصل کرتے، صاف شدہ گندم کا ایک مدان کے ہاں چار درہم کا بکتا، وہ بڑی مشقت میں تھے، اللہ تعالیٰ ہی سے امید اور سوال کیا جاتا ہے، اور جب کوئی شخص سفر کرتا تو اسے اپنے لئے اور اپنے گھوڑے اور جانور کے لئے پانی کی مشقت برداشت کرنا پڑتی کیونکہ چھوٹی نہروں میں جتنا پانی تھا سب خشک ہو گیا، ادھر قدس کا حال اس سے بھی زیادہ برا اور شدید تھا۔

جب اس سال شعبان کا آخری عشرہ آیا تو اللہ تعالیٰ نے کرم فرمایا، پے در پے بارشیں بھیجیں، جس سے لوگوں اور شہروں میں جان پیدا ہوئی، اور لوگ وادیوں اور تالابوں میں پانی کی وجہ سے اپنے اپنے علاقوں کو واپس ہوئے، زرع کا تالاب پانی سے بھر گیا جبکہ اس میں پانی کا ایک قطرہ بھی نہ تھا، اس کی خوشخبریاں نائب سلطنت کے پاس پہنچیں اور ذکر کیا گیا کہ تمام شہروں کو پانی پہنچ گیا ہے اور بنی ہلال کے پہاڑ پر برف کی بڑی کثرت ہے، وہ پہاڑ جو دمشق کے ارد گرد ہیں، وہاں بھی برف کی بڑی کثرت ہے، لوگوں کے دل مطمئن ہوئے اور کافی کشادگی، وسعت حاصل ہوئی، وللہ الحمد والمنۃ، یہ سب امور نومبر کے آخری دن میں پیش آئے۔

۱۴ رمضان بروز منگل "شیخ عز الدین محمد حنبلی" کی صالحیہ میں وفات ہوئی، وہ جامع مظفری کے خطیب تھے، مشہور صالح بزرگ تھے، وہ زیادہ تر مرنے والوں کو دفن کے بعد تلقین کرتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے بھی انہیں ثابت کی تلقین کی اور حق بات پر دنیا و آخرت میں ثابت قدم رکھا۔

**مظفر کا قتل اور ناصر حسن بن ناصر کی حکومت** — رمضان کے آخری عشرہ میں غزہ کے نائب کی طرف سے دمشق کے نائب کی طرف سلطان ملک مظفر حاجی بن ناصر محمد کے قتل کی اطلاع آئی، اس کے اور امراء کے درمیان اختلاف ہوا، وہ قبۃ النصر میں محفوظ ہو گئے، وہ ان کی طرف چھوٹی سی جماعت لے کر نکلا تو انہوں نے اسے وہیں قتل کر دیا گیا اور اپنے قبرستان میں دفنا دیا گیا، یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے گئے

[illegible] الدین [illegible] حموی

[illegible] کے وقت [illegible] سے [illegible] کے بھائی خطیب [illegible] بن سلطان [illegible] محمد بن القزوینی کی بیعت [illegible]
[illegible] بھی [illegible] ہو گئے [illegible] ان کا وقت [illegible] وہ [illegible] اپنے [illegible]
[illegible] کے بعد [illegible] اور [illegible] فرمائی۔

۱۰ شوال بروز منگل امیر [illegible] نائب حلب [illegible] کے قبرستان [illegible] دار السعادۃ میں [illegible] کی جانب سے [illegible]
[illegible] ان کو [illegible] اس نے [illegible] قلعہ میں [illegible]
[illegible] کے [illegible] مصر کی طرف روانہ کر دیا گیا۔ اس کے بعد اس کا کیا ہوا مجھے معلوم نہیں۔

[illegible] شیخ [illegible] شیخ الحدیث [illegible] ابو [illegible] نے [illegible] میں [illegible]
[illegible] دمشق [illegible] ان کا جنازہ پڑھا گیا اور باب [illegible] کے [illegible] حدیث [illegible]
[illegible] کی روایت میں [illegible]

[illegible] ۱۹ ذوالحجہ بروز [illegible] امام الصالح کے قبرستان میں [illegible] ان کے جنازے میں [illegible] موجود تھا [illegible]
[illegible] کی [illegible] والتسلیم والعلم [illegible] میں نے [illegible]
[illegible] بن [illegible] نے ارشاد فرمایا کہ [illegible] جنت [illegible]
[illegible] کی طرف [illegible] ۔

[illegible] ۲۱ ذوالحجہ بروز جمعہ نائب سلطنت نے [illegible] کے [illegible] سے [illegible] کی [illegible]
[illegible] ان کی آنکھوں میں [illegible] سلطانی [illegible] کی۔

# آغاز ۷۳۹ھ

اس سال کا آغاز ہوا تو مصر اور شام کا بادشاہ ملک ناصر الدین بن [illegible] بن قلاوون تھا [illegible] مصر میں اس کا نائب امیر سیف الدین
[illegible] اور اس کے [illegible] قاضی [illegible] قاضی علاء الدین بن ترکمانی [illegible] الدین [illegible]
[illegible] دمشق [illegible] الدین [illegible] دمشق میں اس کا نائب امیر سیف الدین [illegible]
[illegible] دمشق کے [illegible] تقی الدین [illegible] الدین [illegible] الدین [illegible]
[illegible] کی طرف [illegible]
[illegible] کی قبر [illegible]
[illegible] کے متعلق [illegible] کی طرف منتقل [illegible]
[illegible] کی طرف سے [illegible] دمشق [illegible]
[illegible] اس سال کی [illegible]
[illegible]

[illegible] سے [illegible]
[illegible] دمشق [illegible] کے [illegible]
[illegible] دمشق [illegible] ۹ ذوالحجہ [illegible] ۱۲

سورہ نوح کی تلاوت کی کیونکہ ایک شخص نے خواب میں حضور اکرم ﷺ کی زیارت کی تو آپ علیہ السلام نے اسے اس سورۃ کے پڑھنے کی تلقین کی۔ (۱)

اسی سال طاعون کی وجہ سے لوگوں میں بہت اموات ہوئیں، ہر روز ۱۰۰ سو سے زائد موتیں ہوئیں "فانا للہ وانا الیہ راجعون" اور جب کسی گھر میں موت واقع ہوتی تو اس وقت وہاں سے نکلتی یہاں تک ان کے اکثر افراد مر جاتے لیکن لوگوں کی مردم شماری کے لحاظ سے یہ موتیں کم تھیں، ان ایام میں اس مہینے بہت سے لوگ بڑی مقدار میں فوت ہوئے خصوصاً عورتیں، اس لئے کہ ان میں مردوں کی نسبت موتیں زیادہ ہوئیں۔

اس سال ۶ ربیع الاول مغرب کے بعد جمعہ کے روز سے خطیب نے تمام نمازوں میں دعائے قنوت نازلہ اور وباء کے خاتمہ کے لئے دعاؤں کا آغاز کیا، جس کے باعث لوگوں میں خشوع وخضوع اور انابت پیدا ہوئی، اس مہینے بڑی کثرت سے اموات ہوئیں۔ ہر دن تعداد دو سو ۲۰۰ سے بڑھ جاتی، فانا للہ وانا الیہ راجعون" مرنے والے لوگوں کی تعداد بڑھ گئی، لوگوں کے مصالح معطل ہو گئے، اور مردوں کو نکالنے میں تاخیر ہونے لگی، مردوں کا کرایہ زیادہ ہو گیا، یوں لوگوں کو زیادہ نقصان اٹھانا پڑا خاص کر فقراء وناداروں کو، اس واسطے کہ میت پر بہت بھاؤ لیا جاتا تھا تو نائب سلطنت نے نعشوں، اور غسل دینے والوں اور اٹھانے والوں کے تاوان کی منسوخی کا حکم صادر کیا، اس تنسیخ کا اعلان ۱۰ ربیع الاول بروز پیر ہوا، بہت سے نعش اطراف شہر میں وقف کئے جس سے لوگوں کو کافی وسعت ہوئی، لیکن مردوں کی تعداد پھر بھی زیادہ تھی۔ فاللہ المستعان۔

اسی مہینے کی ۲۳ تاریخ بروز پیر شہر میں تین دن روزہ رکھنے اور چوتھے دن جو جمعہ کا دن تھا مسجد القدم کی طرف نکلنے اور اللہ تعالیٰ کے حضور آہ وزاری کرنے اور رفع وبا کے سوال کرنے کا اعلان کیا گیا، تو بیشتر لوگوں نے روزہ رکھا اور جامع مسجد میں رات گزاری، راتوں کو جاگے جیسے وہ رمضان میں کرتے تھے اور جب صبح ۲۷ ربیع الاول جمعہ کا دن ہوا تو لوگ دور دراز سے جمعہ کے لئے آئے، یہود ونصاریٰ، سامرہ، شیوخ، بوڑھی عورتیں، فقراء، امراء، حکام، اور قضاۃ صبح کی نماز کے بعد آنا شروع ہوئے، وہ وہاں مسلسل دعا کرتے رہے یہاں تک دن کافی چڑھ آیا، یہ بڑے اجتماع کا دن تھا۔

جمادی الاولیٰ کی دسویں کو بروز جمعرات ظہر کے بعد خطیب نے ۱۶ میتوں کی اجتماعی نماز جنازہ پڑھائی، جس سے لوگ بہت خوفزدہ ہوئے اور کانپنے لگے، اس دن وباء بہت زیادہ پھیلی ہوئی تھی، شہر کے قرب وجوار میں ۳۰۰ کے قریب جنازے ہوئے، فانا للہ وانا الیہ راجعون" نماز کے بعد جامع دمشق میں ۱۵ میتوں کی نماز جنازہ پڑھائی، اور گیارہ میتوں کا جنازہ بھی پڑھا گیا رحمہم اللہ۔

۲۱ جمادی الاولیٰ بروز پیر نائب السلطنت نے شہر کے کتوں کو قتل کرنے کا حکم دیا، وہ شہروں میں بہت زیادہ ہو گئے تھے، اور ان لوگوں کو ضرر پہنچاتے تھے، رات کو ان کے راستے روک لیتے اور مختلف جگہوں میں ان کا نجاست پھیلانا تو اتنا عام ہو گیا تھا کہ اس سے بچنا مشکل تھا۔

ان کے قتل کے بارے میں احادیث کا ایک مجموعہ تیار کیا گیا، اس حکم کے نسخ میں علماء کا اختلاف ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ خطبہ میں کبوتروں کے ذبح کرنے اور کتوں کو قتل کرنے کا حکم دیتے تھے اور امام مالک نے ابن وہب کی روایت میں ایک متعین شہر کے کتوں کے قتل کے جواز پر تصریح کی ہے اور یہ جب ہے کہ حاکم وقت کسی مصلحت کی بناء پر اس کی اجازت دے۔

اس مہینے کی ۲۸ تاریخ بروز پیر "زین الدین عبدالرحمن بن حافظ شیخ مزی فوت ہوئے، وہ دارالحدیث نوریہ کے شیخ الحدیث تھے، وہ مقبرہ صوفیاء میں اپنے والد کے سرہانے دفن ہوئے، جمادی الثانیہ کے نصف میں پھر اموات میں قوت واضافہ ہونے لگا، اور اللہ تعالیٰ ہی قابل استعانت ذات ہے، بہت سے عوام وخواص جنہیں ہم جانتے تھے یا نہیں جانتے تھے فوت ہوئے، اللہ ان پر رحم کرے اور انہیں جنت میں داخل فرمائے اور اللہ تعالیٰ کی ذات سے ہی مدد مانگی جاتی ہے جامع میں اکثر ایام ۱۰۰ سے اوپر میتوں کی نماز جنازہ پڑھی جاتی، فانا للہ وانا الیہ راجعون" بعض مردوں کو جامع میں نہیں لایا جاتا، رہے وہ افراد جو شہر کے اطراف واکناف میں فوت ہوئے، ان کی تعداد اللہ تعالیٰ ہی جانتے ہیں اللہ ان پر رحم فرمائے آمین۔

اسی مہینے کی ۱۳ تاریخ بروز پیر صدر شمس الدین ابن صاحب تاجر کثیر سفر کرنے والے مدرسہ صاحبیہ کے بانی فوت ہوئے، وہ مدرسہ جو ظاہریہ کے پاس دارالقرآن ہے، اور عادلیہ کبیرہ کے سامنے ہے، یہ جگہ ایک مدت سے بڑی ویران پڑی ہوئی تھی تو اس آدمی نے اسے تعمیر کیا اور اسے حنابلہ کی خاطر

---

(۱) [illegible] تمام امور شریعہ کی تعلیم فرما دی ہے [illegible] مزید تفصیل کے لئے دیکھیں "فیض الباری" جلد [illegible] (ازمترجم)

دارالقرآن اور دارالحدیث بنا دیا۔ اس نے خود اور دوسرے لوگوں نے اس پر بہت زیادہ اوقاف لگائے۔ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

ماہ رجب کی ۱۹ تاریخ بروز جمعہ کے بعد جامع اموی قاضی علاء الدین بن قاضی شہبہ" کی غائبانہ نماز جنازہ پڑھائی گئی پھر بیماری کی [illegible] آدمیوں کی نماز جنازہ ہوئی ان کی صفوں کی وجہ سے جامع اموی کا صحن کافی نہ ہوا بلکہ بعض مردوں کو باب السر کی راہ کی جانب نکالا گیا اس کے بعد خطیب اور نقیب آئے اور وہاں ان کی نماز جنازہ پڑھائی، یہ جمعہ کا دن اور عبرت کا مقام تھا۔ فانا للہ وانا الیہ راجعون۔ "اس روز [illegible] فوت ہوا۔ جس نے باب الجابیہ کے باہر [illegible] "حمص" کی قبر کے سامنے مدرسہ بنوایا تھا اس کی دیوار رنگین پتھروں سے بنی ہوئی تھی اس نے اسے دارالقرآن العظیم بنایا اور اس پر بہت زیادہ اوقاف لگائے۔ وہ مشہور اور تاجر شخص تھا، رحمہ اللہ واکرم مثواہ۔

۳ رجب بروز ہفتہ "شیخ علی المغربی" کی نماز جنازہ پڑھائی گئی، یہ "شیخ تقی الدین ابن تیمیہ کے شاگرد ہیں، جامع افرم کی قاسیون کے دامن [illegible] میں جنازہ ہوا اور وہیں دفن ہوئے وہ بڑے عابد، زاہد، صاحب ورع و تقویٰ تھے اس دنیا میں بالکل کوئی عہدہ قبول نہیں کیا، ان کے پاس کوئی مال نہ تھا بلکہ قوت لایموت سے جو بچتا تھا اس میں سے تھوڑا تھوڑا خرچ کرتے تھے، تصوف کے [illegible] کرتے تھے ایک بیوی اور تین بیٹے چھوڑے۔ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

۱۰ رجب بروز منگل کی صبح قاضی زین الدین شیخ قاضی حنبلی کے نائب کی نماز جنازہ جامع مظفری میں پڑھائی گئی قاسیون کے دامن کوہ میں دفن ہوئے، عہدہ قضا میں ان کی قابل قدر خدمات ہیں لیکن انہیں فضائل حاصل تھے بڑے دیانتدار اور عبادت گزار تھے۔ یہ بھی شیخ تقی الدین ابن تیمیہ کے شاگرد ہیں ان کے اور قاضی شافعی کے درمیان کئی باتوں کی وجہ سے اختلاف و جھگڑا رہا، پھر دونوں نے بعد میں صلح کرلی۔

۱۴ رجب بروز بدھ ظہر کی نماز کے بعد دمشق اور اس کے اطراف میں سخت آندھی آگئی جس نے سخت غبار اڑایا فضا زرد ہوگئی اس کے بعد سیاہی میں تبدیل ہوگئی یہاں تک کہ دن کی ظلمت رات کی طرح چھا گئی لوگوں نے اسی حالت میں چار گھنٹے گزار دیے، وہ اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگ رہے تھے، استغفار اور آہ و زاری کر رہے تھے اور جو وہ مبتلا تھے آنے والی موت میں پھنسے ہوئے تھے لوگوں کو امید تھی کہ یہ حال ختم ہو جائے گا کیونکہ وہ طاعون میں مبتلا تھے، [illegible] معاملہ بڑھتا ہی گیا، اللہ ہی سے مدد مانگی جائے۔

جامع اموی میں پڑھے جانے والے جنازوں کی تعداد ۱۹۰ سے زیادہ تک پہنچ گئی، یہ ان جنازوں کے علاوہ ہیں جو اطراف شہر سے جامع اموی میں نہیں لائے گئے، یہ جو ذمی مرے تھے، شہر کے آس پاس کا حال تو اس سے بھی زیادہ تھا، کہا جاتا ہے کہ ان کی تعداد ان دنوں میں ہزار تک پہنچ گئی، فانا للہ وانا الیہ راجعون۔ آج ظہر کی نماز کے بعد جامع مظفری میں شیخ ابراہیم بن محب کی نماز جنازہ پڑھائی گئی جو جامع اموی اور جامع تنکز میں حدیث پڑھاتے تھے اور ان کی مجلس میں ان کی صالحیت اور نافع باتوں کے دہرانے کی خوبی سے بہت مجمع رہتا۔

قاسیون کے دامن کوہ میں دفن ہوئے ان کا جنازہ بڑا بارونق تھا، ۲۷ رجب کی شب کو جامع اموی میں مجلس منعقد کی گئیں جسے شب معراج کی رات کہتے ہیں لیکن اس میں لوگ حسب عادت جمع نہیں ہوئے، کیونکہ مرنے والوں کی کثرت اور لوگوں کو اپنے مریضوں اور میتوں کی مشغولی درپیش تھی، اتفاق سے اس رات دوستوں کی ایک جماعت شہر سے باہر خیموں میں رہی تو وہ سب حسب عادت اس میں داخل ہونے کے لئے باب النصر سے آئے جس [illegible] کا تالا بند ہو گیا، اور کئی لوگ ہلاک ہو گئے، [illegible] اس وقت لوگوں جنازوں میں کثرت اژدحام سے مر جاتے ہیں، اس پر نائب [illegible] برہم ہوگیا، وہ خود باہر نکلا اور انہیں جمع ہونے کو کہا جب صبح ہوئی تو انہیں سلاخیں پھیرنے کا حکم دیا، پھر بعد میں انہیں معاف کردیا، شہر کے [illegible] والے [illegible] اور اس کے نائب کو رات کے وقت [illegible] سلاخیں پھیر دی اور باب النصر میں دربان کو بھی [illegible] اس کے بعد یہ حکم ہوا کہ [illegible] نماز کے بعد کوئی نہ کھولے پھر اس میں [illegible] دے دی۔

[illegible] آیا اور لوگوں میں [illegible] مسلسل بیماری تھی [illegible] اوقات شہر [illegible] فانا للہ وانا الیہ راجعون۔ "۱۳ شعبان [illegible] شیخ شمس الدین بن الصبوحی فوت ہوئے اور ۱۴ شعبان بروز جمعہ نماز کے بعد [illegible] "قاضی عماد الدین [illegible]" [illegible] وہ دمشق کے بڑے حاکموں سے تھے ایک مدت تک جامع [illegible] ہوئے [illegible] ایک ہی وقت میں دفن کیا قاسیون کے دامن کوہ میں دفن ہوئے۔

شیخ [illegible] جو شیخ ابو اسحاق کی قربانی جانب سے فوت ہوئے انہوں نے اس کی جانب ایک

قبرستان اور مسجد تعمیر کی [illegible] اپنے گھر کے پاس ایک [illegible] بنایا اور اس کے [illegible] کی وجہ سے بڑی عزت [illegible] ہوا پھر [illegible] ان کے [illegible] آئے اور اپنے اس قبرستان میں دفن ہوئے، بہت مال [illegible] جنہیں ان کے بعد نائب السلطنت نے لے لیا۔

[illegible] دمشق [illegible] کے خطیب [illegible] خطیب [illegible] قاضی جمال الدین [illegible] ان [illegible] کی وجہ سے لوگوں [illegible] اسی طرح ان کے [illegible] کی [illegible] ان کے بھائی [illegible] کی نماز جنازہ [illegible] کے قبرستان میں [illegible] دفن ہوئے۔

[illegible] کے پاس [illegible] شیخ جمال الدین [illegible] طلب کیا [illegible] سلطنت نے [illegible] اور [illegible] لوگوں پر تقسیم [illegible] جمال الدین [illegible] کے پاس [illegible] انہوں نے لوگوں [illegible] کی نماز پڑھائی [illegible] سے خطاب کیا۔

[illegible] شہاب الدین [illegible] مصر [illegible] کر دیئے گئے [illegible] سے [illegible] کے [illegible] کی [illegible] تصنیفات [illegible] شیخ [illegible] اپنے گھر [illegible] اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت کرے۔ آمین ثم آمین۔

اسی روز شیخ [illegible] ابن تیمیہ کی کتب کے کاتب تھے [illegible] کی [illegible] نماز جنازہ [illegible] کی مغفرت فرمائے آمین۔

## آغاز ۷۰۲ھ

اس سال کے آغاز میں بلاد مصریہ، شامیہ اور حرمین کا بادشاہ الملک الناصر محمد بن قلاوون تھا اور مصر کا نائب [illegible] امیر سیف الدین [illegible] اور شام کا نائب امیر [illegible] دمشق کے قاضی [illegible] خطیب [illegible]

اس سال [illegible] کا [illegible] شہاب الدین [illegible] شیخ [illegible]

[illegible]

حالت بد تر ہو گئی۔ واللہ اعلم۔

**نائب السلطنت اوزون شاہ کی گرفتاری:** ...... جمعرات کی شب ۲۳ ربیع الاول کو دمشق میں نائب سلطنت امیر سیف الدین اوزون شاہ گرفتار ہوا [illegible] کے [illegible] میں [illegible] تھا۔ آدھی رات کے وقت اسے معلوم ہوا کہ [illegible] نائب امیر سیف الدین [illegible] کی طرف آیا انہوں نے اس کا محاصرہ کر لیا [illegible] نے [illegible] ان کی طرف نکلا تو انہوں نے اسے گرفتار کر لیا [illegible] لوگوں نے اس کے بارے میں [illegible] امیر سیف الدین [illegible] کے پاس جمع ہو گئے [illegible] اس وقت [illegible] جس کے ہاتھ میں اختیار [illegible] چاہتا ہے [illegible] جسے چاہتا ہے [illegible] اللہ تعالیٰ نے فرمایا [illegible] بہت سے [illegible] ہو گئے [illegible] مشغول [illegible] ۲۳ ربیع الاول کی شب جمعہ [illegible] واللہ تعالیٰ اعلم۔

**[illegible] کا واقعہ:** اس کے بعد جب ۲۵ ربیع الاول ۸۰۰ھ کو [illegible] امیر سیف الدین [illegible] نائب طرابلس کے درمیان اختلاف ہوا [illegible] جس نے آ کر دمشق کے نائب امیر سیف الدین اوزون شاہ ظاہری کو جمعرات کی رات گرفتار کیا [illegible] میدان اخضر میں جمع ہو [illegible] کرنے لگے [illegible] امراء نے اس بات کا انکار کیا [illegible] انہوں نے اس سے کہا [illegible] سلطان [illegible] انہوں نے [illegible] کے بارے میں [illegible] قصر کے نیچے میدان [illegible] آ گئے [illegible] ساتھیوں [illegible] دوسرے [illegible] گئی۔

[illegible] کی طرح ان کا [illegible] امیر سیف الدین [illegible] سال کے قریب [illegible] سیف الدین [illegible] ساتھ [illegible] سلطان [illegible] جمعرات کی شب [illegible] سیف الدین [illegible]

دارالسعادۃ کے بالمقابل ہے قلعہ میں پہنچا دیا گیا۔ یہ سب سلطان امیر سیف الدین قطلیجا نائب الشام کی موجودگی میں سرانجام پایا اور لوگ اس سے بہت خوش ہوئے فللّٰہ الحمد والمنۃ

پھر جب ۱۳ ربیع الثانی سوموار کا روز آیا تو ان دونوں کو قلعہ سے سوق الخیل (گھوڑا بازار) کی طرف نکالا گیا اور فوج کے آگے سامنے میدان میں ساتھ ان کے جسم چیر دیئے گئے، پھر ان کے جسموں کو لکڑی کے تختے پر لٹکا کر شہر میں پھرانے کے لئے ڈال دیا گیا، وہ لکھان [illegible] سے پھر انہیں [illegible] صوفیوں کے قبرستان میں دفن کر دیئے گئے۔

جمادی الاولیٰ کے ابتدائی دنوں میں حلب کے نائب سیف الدین قطلیجا الحموی کی موت کی خبر آئی۔

لوگوں کو اس کی موت پر بہت خوشی ہوئی کیونکہ اس نے ظالمانہ [illegible] کے زمانے میں [illegible] کی وجہ سے بیماری [illegible] ہے کہ یہ [illegible] پر اس [illegible] لوگوں کے مال لے لیتا، جس کی وجہ سے اسے بہت کچھ حاصل ہوا تھا اسے امیر سیف الدین یلبغا کے بعد دمشق کی نیابت کے بعد دمشق کے نائب منتخب ہونے حلب کی طرف منتقل کر دیا گیا اور لوگ اس کے استقبال کے لئے باہر آئے [illegible] حلب کی ایک منزل میں پہنچا تھا کہ راستے میں مر گیا اور جب [illegible] پہنچا تو [illegible] تک [illegible] کی واقعہ [illegible] آخرت میں [illegible] جسے اس نے [illegible] تھا۔

۱۲ جمادی الثانیہ بروز [illegible] امیر سیف الدین [illegible] مصر سے دمشق کا نائب ہو کر آیا حسب عادت لشکر اس کے آگے گیا پھر اس نے [illegible] کی [illegible] اور [illegible] اس نے [illegible] کے بعد [illegible] کی طرح [illegible] اور [illegible] کر کے [illegible] سے [illegible] اور [illegible] الاوّل الملک الناصر [illegible] سے [illegible] دن [illegible] سے گرفتار کیے گئے [illegible] کو [illegible] قلعہ میں قید کر دیا گیا کیونکہ انہوں نے "ابن ابی المظفری" کی [illegible] کے مقابلے میں مدد کی تھی۔

[illegible] جمادی الثانیہ بروز [illegible] "قاضی [illegible] الدین بن قاضی عماد الدین طرسوسی حنفی" نے فیصلہ کیا جو سلطان [illegible] مصر میں [illegible] کے تحت تھا۔ ۱۹ جمادی الثانیہ بروز [illegible] "قاضی القضاۃ تقی الدین سبکی" اور "شیخ [illegible] الدین" [illegible] کے درمیان امیر سیف الدین [illegible] ملک الامراء کے ہاتھ پر قاضی القضاۃ کے باغ میں [illegible] طلاق کے مسئلہ میں [illegible] کے نزدیک [illegible] سے [illegible] کی تحریر کیا۔ ۲۹ جمادی الثانیہ بروز جمعہ امیر سیف الدین [illegible] شاہ [illegible] قبرستان سے [illegible] کی طرف [illegible] نے جامع کے [illegible] کی امامت [illegible] سے پہلے [illegible] کی [illegible] کا آغاز [illegible] نے [illegible] سے پہلے "ابن ابی المظفری" کے ہاتھوں [illegible] پہنچا دیا جب انہوں نے [illegible] کو قتل کیا تو رات کے وقت شیخ تقی الدین ابن الصلاح [illegible] کے پاس صوفیاء کے قبرستان میں دفن کر دیا پھر اسے [illegible] میں اس رات منتقل کر دیا گیا۔

اور جب بروز [illegible] لوگوں نے ایک گھنٹہ پہلے [illegible] لوگوں نے [illegible] جامع اموی میں [illegible] نماز [illegible] پھر انہوں نے [illegible] کی وقت [illegible] خطیب نے [illegible] کے بعد [illegible] اور [illegible] نماز [illegible] کا اشتباہ بھی ہوا تھا۔

[illegible] شعبان بروز [illegible] قاضی القضاۃ علاء الدین [illegible] مصطفیٰ [illegible] جامع اموی کی محراب [illegible] کی [illegible] [illegible] کے باہر جنازہ [illegible] کے [illegible] میں دفن کئے گئے۔

[illegible] عثمان [illegible] "شیخ جمال الدین [illegible]" [illegible] طلب کئے گئے [illegible] کا حکم [illegible] پہلے [illegible] کے سامنے [illegible] ان کے [illegible] انہوں نے [illegible] لوگوں نے [illegible] انہوں نے [illegible] قتل کرنے [illegible] حالت میں [illegible] پہنچے لوگوں نے [illegible] کی [illegible] قاضی القضاۃ [illegible] کے بعد انہوں نے [illegible] سے [illegible] کرتے

سے جہاں تک کہ آپ نے عہدہ قضا قبول کر لیا اور لوگ ان کی بابت عبادت، خطابت اور امامت کی وجہ سے [illegible] ہو گئے۔

چند دنوں کے بعد شیخ شمس الدین محمد بن مسلّم حنبلی نے قاضی القضاۃ "[illegible] حنفی" کی نیابت میں فیصلے کئے۔ شیخ ابن مسلّم کے [illegible] تھے، ذیقعدہ کے آخری عشرہ میں [illegible] الاشراف [illegible] مدرسہ [illegible] کی سمت میں [illegible] نے ان کی خاطر [illegible] آئے۔ [illegible] کے وکیل تھے، [illegible] حضرات [illegible] کے پاس آئے، اس سال کے آخر میں علماء کے [illegible] امیر سیف الدین [illegible] کی طرف منسوب [illegible] جو دمشق میں [illegible] اسی طرح [illegible] جانب کی [illegible] سے پہلے [illegible] نے اسے [illegible] کر لیا۔ اللہ تعالیٰ ان کی [illegible] قبول فرمائے۔ آمین۔

## واقعات ۷۰۱ھ

اس سال کا آغاز ہوا تو مصر و شام کا بادشاہ ملک ناصر محمد بن قلاوون تھا، اس کا نائب مصر میں امیر سیف الدین سلار اور اس کا بھائی سیف الدین [illegible] وزیر تھا، اس کے نائب [illegible] مصر کے قاضی اور حکام گذشتہ سال والے تھے، شام کا نائب امیر جمال الدین آقوش الافرم تھا، [illegible] کمال الدین یوسف [illegible] کے علاوہ قاضی بھی گذشتہ سال والے تھے۔ شیخ الشیوخ [illegible] کے شیخ گذشتہ سال والے تھے، [illegible] ان کے ساتھ [illegible] تقی الدین بن [illegible] مختصر [illegible] تھا۔

ماہ محرم [illegible] نائب سلطان کی طرف سے شہر میں [illegible] کے بارے میں [illegible] مصر سے آیا کہ اعلان کیا گیا کہ [illegible] کے بارے میں اور مصر میں بہت [illegible] کی گئی [illegible] سے ادا کر دیا گیا۔

[illegible] کے محلہ میں [illegible] اس سال [illegible] القرآن [illegible] الدین [illegible] تھا۔

[illegible] محراب کے قریب امیر سیف الدین [illegible] دوسرے [illegible] کے ساتھ [illegible] کی جانب [illegible] وقت [illegible] الدین بن [illegible] کے لئے آئے [illegible] قرآن [illegible] تک [illegible] گیا۔

[illegible] جامع [illegible] کی امامت کے لئے ایک مؤذن [illegible] ان کے ساتھ [illegible] حاضر نہیں ہوا [illegible] امامت [illegible] سے [illegible] بات تھی۔

[illegible] کے [illegible] قاضی [illegible] سے بھی [illegible] قرآن [illegible] نے اس [illegible] کے لئے [illegible] سے [illegible] کہ ان [illegible] تھا [illegible]

بلکہ ان کے حسب منشی ہی ہوا اور یہ فیصلہ کامل ہے اس لئے کہ امام احمد بن حنبل کا مذہب ہے کہ وقف جب باطل ہو جائے اور علاوہ اس سے نفع کا حصول ممکن نہ ہو تو اسے بیچ دیا جائے، حنبلی قاضی نے اس کے ثبوت کا فیصلہ کیا، شافعی اور مالکی نے اسے نافذ کر دیا اور معاملہ اس پر ختم ہو گیا اور اس دوران موالی سوال و جواب عجیب شور پیدا ہو گیا۔

علاوہ ازیں الشافعی سے منصب ... سنبھالا اور ایوان الصالحیہ میں منتقل ہو گیا اور اس سے حنبلی مکمل ختم ہو گیا اور آج کل کا اولی حصہ کھلا اور ایوان قبلہ سے کچھ نمایاں تھا۔

## شیخ شمس الدین ابن قیم جوزیہ کے حالات

اور ماہ رجب جمعرات کی شب عشاء کی اذان کے وقت ہمارے شیخ امام علامہ شمس الدین محمد بن ابی بکر بن ایوب زرعی امام الجوزیہ ابن قیم نے وفات پائی اور دوسرے روز ظہر کی نماز کے بعد جامع اموی میں جنازہ ہوا اور باب الصغیر میں اپنی والدہ کے پاس دفن کئے گئے۔

آپ ۶۹۱ھ میں پیدا ہوئے آپ نے حدیث کا سماع کیا اور علم کی تحصیل میں مشغول رہے اور متعدد علوم میں آپ نے مہارت حاصل کی خصوصاً علم تفسیر، حدیث اور اصولین میں، اور جب شیخ تقی الدین ابن تیمیہ دیار مصر سے ۷۱۲ھ میں آئے تو آپ وفات تک ان کی صحبت میں رہے اور آپ نے ان سے بہت علم حاصل کیا اور آپ نے دن رات کثرت کے ساتھ محنت کر کے خوب علم حاصل کر کے بہت سے فنون میں یکتا ہو گئے آپ بہترین قرأت، حسن اخلاق کے مالک تھے، کسی سے حسد کرتے نہ تکلیف دیتے نہ عیب لگاتے۔ کسی سے کینہ نہ رکھتے آپ سے محبت رکھتے تھے میں آپ کے ساتھیوں اور محبین میں سے تھا میں نے اس زمانے میں آپ سے بڑا کوئی عابد نہیں دیکھا، آپ کا نماز پڑھنے کا طریقہ مختلف تھا کہ آپ بڑی طویل نماز پڑھتے تھے اکثر اوقات آپ کے ساتھیوں نے اس بارے میں آپ کو ملامت بھی کی لیکن آپ نے اپنا طریقہ نہیں چھوڑا آپ کی بہت سی عمدہ تصانیف ہیں، آپ نے اپنے عمدہ خط سے بہت سی چیزیں لکھیں اور کتب سے علم کا اتنا حصہ جمع کیا کہ سلف و خلف میں سے کسی نے اس کا دسواں حصہ بھی جمع نہیں کیا۔

مجموعی طور پر آپ تمام احوال و امور میں عدیم النظیر تھے، آپ پر خیر اور اخلاق صالحہ کا غلبہ تھا، اللہ تعالیٰ آپ کی لغزشوں کو معاف فرمائے۔

طلاق کے مسئلہ میں آپ نے شیخ تقی الدین ابن تیمیہ کا فتویٰ اختیار کیا۔ اسی وجہ سے آپ کے اور قاضی القضاۃ تقی الدین سبکی وغیرہ کے درمیان بہت زیادہ جھگڑے ہوئے، آپ کا جنازہ عظیم الشان تھا، جس میں قاضی، امراء اور صالحین میں سے عام و خاص نے شرکت کی، آپ کے جنازے کو اٹھانے پر لوگوں نے بھیڑ کی، آپ کی عمر ساٹھ سال کی تھی اللہ آپ پر رحم فرمائے۔

۲۷ شعبان پیر کے روز شرف الدین قاضی القضاۃ کی موجودگی میں شیخ امام علامہ شمس الدین بن قیم الجوزیہ کے بیٹے برہان الدین ابراہیم نے اپنے والد کی جگہ پر الصدریہ میں درس دیا جس میں آپ نے قول باری تعالیٰ کی تفسیر بیان کی اور اختتام ہوا۔

دو سو سال یا اس سے بھی زیادہ عرصہ سے شب برات کے موقع پر جو چراغاں کیا جاتا تھا اسے بند کر دیا گیا، عجیب و غریب اتفاقات میں سے ہے کہ آپ نے لوگوں کی طرح اس شب میں ایک قندیل بھی روشن نہیں کی جس سے اہل علم بہت خوش ہوئے انہوں نے اسے بدعت سمجھ کر ختم کرانے کی کوشش کی کہ یہ بدعت شہر میں جو حضرت مسیح کی ... جامع اموی کی چھت ... اس بدعت کا خاتمہ سلطان ملک ناصر حسن ابن الملک الناصر محمد بن قلاوون کے حکم سے ہوا جس کی حکومت باقی رہے۔ علماء اس کے کافی عرصہ سے کوشش کر رہے تھے اس کے خاتمہ کے لئے امیر حسام الدین ... نے کئی دفعہ اس کو ختم کرنے کی کوشش کی، یہاں تک کہ مصر کی طرف سے اس بدعت کے خاتمہ کے بارے میں ایک فتویٰ لکھا جس پر شیخ تقی الدین بن تیمیہ اور شیخ کمال الدین الزملکانی وغیرہ کے دستخط تھے انہوں نے اسے نافذ کر دیا۔

یہ بدعت سیکڑوں سال سے اب تک لوگوں میں رائج تھی اس دوران کا علم ہے کہ ملکی اور ... طور پر عالم دین امیر ... اہل علم اور اہل حدیث وغیرہ نے اسے ختم کرنے کی کوشش کی تھی اور اس سال اس کا خاتمہ سلطان کے ہاتھوں ہوا جس سے اس دور کے لوگوں کی دعا کے ... کہ وہ جہالت جس کے زمانے میں یہ بدعت جمع ہو گئی ہے جس کو سلطان وقت کی موت کے سال اس کے ہاتھوں کی طرح اٹھا دیا گیا ہے اور اس کی کوئی حقیقت نہیں ہے اور یہ

وقیاس کے مطابق [illegible] بھی ٹھیک ہے۔

رمضان کے مہینے میں ایک ایسا امر پیش آیا جو طویل مدت سے پیش نہیں آیا تھا اس کا تعلق قضاء اور دین سے ہے اور یہ ہے کہ ابن اللبان حنبلی نے صالحیہ میں وفات پائی ان کے ہاتھ میں ان القضاۃ کی [illegible] کے لئے [illegible] اور مصری [illegible] دمشق میں [illegible] شیخ شرف الدین [illegible] حنبلی کے [illegible] اس نے حکم دیا اور پہنچے [illegible] حنبلی کی جانب سے آپ کے پاس [illegible] قاضی القضاۃ [illegible] الدین [illegible] حنبلی [illegible] الدین [illegible] کا امیر [illegible] شیخ شرف الدین [illegible] کے ساتھ [illegible] سلطنت کے پاس گئے انہوں نے [illegible] ان کے سامنے بیان کی اس نے شیخ شرف الدین [illegible] قاضی [illegible] آپ کی خدمت میں گئے [illegible] اور اعیان [illegible] شیخ شرف الدین [illegible] اور بہت سے [illegible] جس سے لوگ بہت خوش ہوئے۔

اس سال [illegible] میں [illegible] مصر [illegible] حکومت کا منتظم امیر سیف الدین [illegible] مصری [illegible] اس کے ساتھ امراء کی ایک جماعت بھی تھی۔ جب [illegible] امراء کی ایک جماعت نے اس کے بھائی امیر سیف الدین [illegible] اور [illegible] کی طرف [illegible] تھے۔ انہوں نے [illegible] امیر سیف الدین [illegible] قلعہ میں [illegible] اس کی اور [illegible] کے لئے [illegible]۔

[illegible] سلطان [illegible] دیار مصر سے [illegible] اس نے امراء [illegible] دمشق چلا گیا [illegible] امراء کی طرف سے بہت [illegible] ملا۔

[illegible] شہاب الدین [illegible] امراء [illegible] سلطان [illegible] امیر سیف الدین [illegible]۔

ذوالقعدہ [illegible] مشہور ہوئی [illegible] شہاب الدین [illegible] دمشق کے [illegible] اس نے [illegible] جب وہ [illegible] سلطنت [illegible] داخل ہوئے۔

[illegible] ذوالحجہ [illegible] مصری اور شامی امراء [illegible] کے ساتھ [illegible] مصر [illegible] انہوں نے [illegible]۔

ذوالحجہ کے آخر میں مشہور ہوا کہ [illegible] امیر سیف الدین [illegible] اپنے ساتھیوں [illegible] حلب سے [illegible] سیف الدین [illegible] دمشق [illegible]

نائب صفد کے حصار میں مشغول ہوا تو اچانک اس پر حملہ کر دیا۔ کیا اس کے قلعے پر قبضہ کر لیں گے۔ جب وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ چلا تو بدوؤں نے اسے چاروں طرف سے گھیر کر اس کے کچھ اموال لوٹ لیے اور وہ غلاموں کی ایک چھوٹی سی جماعت کے ساتھ رہ گیا اور حماۃ کے پاس سے گزرا تو کہا اس کا نائب ارغمان کے ساتھ ہو جائے لیکن اس نے انکار کر دیا۔

جب وہ حمص کے پاس سے گزرا تو اس نے خود اپنے جیل کو بادشاہ کے پاس جانے پر آمادہ کر لیا۔ چنانچہ نائب حمص کے پاس آیا تو بعض سردارات اور بڑے امیروں نے اس کا استقبال کیا۔ وہ ۲۲ کو خبر تھا جمعہ کے بعد شہر میں داخل ہوا اور دار السعادۃ میں داخل ہوا اور بیہ کے میدان میں اترا۔

## واقعات ۷۵۲ھ

اس سال کے آغاز میں بلاد شام و دیار مصر و حرمین شریفین اور ان سے ملحق اقالیم اور شہروں کا بادشاہ ملک ناصر حسن ابن السلطان الملک محمد ابن سلطان ملک منصور قلاوون الصالحی تھا اور اس کا نائب دیار مصر میں امیر سیف الدین بیبغا اروس تھا جو امراء کی ایک جماعت کے ساتھ حج پر گیا۔ سلطان نے اس کی عدم موجودگی میں اسے معزول کر کے منجک کو گرفتار کر کے جیل بھیج دیا، جب وزیر کی جگہ تھا، اس کے اموال پر قبضہ کر لیا۔ اس سے اس کا دل ہوا اس کی جگہ قاضی علم الدین بن زنبور کو وزیر بنا دیا اور امیر سیف الدین طشتمر المعروف بحمص اخضر کے الحاجب کے کام پر دمشق چلا گیا اور معزولی کے وقت سے شام میں مقیم تھا یہاں تک کہ سال کے آخر میں دوبارہ سے معزول کر دیا گیا جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا اور مصر کا تجربہ کیا اور تھا آدمی تھے جن کا ذکر گزشتہ سالوں میں ہو چکا ہے۔

اس سال کے آغاز میں نائب صفد نے قلعہ کو مضبوط کیا اور اس کا ساز و سامان کھانے کی اشیاء ذخائر فوج اور جوان تیار کیے اور اس نے حکومت سے دشمنی کی، ہر طرف سے نائب مصر طرابلس، دمشق وغیرہ سے فوج نے اس کا قصد کیا۔

بلاد شام میں بیبغا اور اس کے ساتھیوں کی اطلاعات اس کے موافق تھیں اور دمشق کا نائب اس بات سے خوف کا شکار تھا کہ بلاد شام آ کر بیبغا اور اس کے ساتھیوں پر اچانک آ پڑے گا۔ لوگ اس سے خوف زدہ تھے انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اسی زمانے میں خبر آئی کہ یمن کے حاکم نے اس سال حج کیا، اس کے اور امیر کے درمیان ایک بہت بڑی جنگ ہوئی کہ اس نے بہت بڑے بدترین طریقے سے حملہ کرنے کا ارادہ کیا۔ مگر ان سے مصری امراء نے آپ کی شکایت کی اس وقت امیر سیف الدین طاز کی ایک بڑی جماعت کے ہمراہ وہاں مقیم تھے، انہوں نے اپنے بھائی بیبغا کو گرفتار کر کے بیڑیاں ڈال دیں، یمن کی سرداری ان پر مضبوط ہوگئی، انہوں نے اسے حقیر سمجھا انہوں نے لوگوں کے حج سے فارغ ہونے تک صبر سے کام لیا۔ جب لوگوں کی واپسی کا پہلا دن جمعرات کا دن تھا تو اس نے اور انہوں نے صف بندی کی۔ فریقین کے متعدد افراد ہلاک ہوئے اور بہت سے یمنیوں کی گئی۔ وادی کے قریب جنگ ہوئی۔ حجاج خوف زدہ ہو گئے کہ کہیں ترک مغلوب ہو گئے تو یمنی انہیں لوٹ لیں گے اور قتل کر دیں گے۔ اللہ نے ترکوں کی یمنیوں پر مدد کی اور انہیں غلبہ عطا فرمایا حتیٰ کہ ملک مجاہد نے پہاڑ کی چوٹی پر پناہ لی لیکن وہاں سے پکڑ لیا گیا انہوں نے اسے ذلیل و حقیر کر کے گرفتار کر لیا۔

لوگوں نے آ کر یمنیوں کو لوٹ لیا اور ان کی کوئی چھوٹی بڑی چیز نہیں چھوڑی امراء نے بادشاہ مکہ ثقبہ اور اس کے بھائی احمد ثقیل پر حفاظت کی اور وہ اس کے گھوڑوں اور خیموں تک آنے لگے۔ انہوں نے سردار کو اس کے اہل اور گروہ سمیت پکڑ لیا، انہوں نے اس شخص کو بھی حاضر کیا جس نے گزشتہ سال مدینہ کا محاصرہ کیا تھا، اس کی گردن میں طوق ڈالا اور قیدیوں کی طرح اس کے حرم سمیت اسے ہانک کر لے گئے۔ وہ وہاں سے اپنے شہروں کو لوٹ گئے انہوں نے ایسا کارنامہ انجام دیا جس کی یاد ایک زمانے تک باقی رہے گی۔

۲۲ محرم منگل کے روز حسب عادت مسعودہ شمالی لشکر دمشق پہنچا اور آج کے روز صفد شہر سے یہ خبر آئی کہ امیر شہاب الدین بن صبح المظفر قلعہ سے نکلا جہاں اس نے سرکشی اختیار کر رکھی تھی کہ اس نے اس پر قبضہ کر لیا، اس کے جب اس نے قلع کیا سواروں اور پیدل لوگوں کو قتل کیا اور اسے کھانے کی اشیاء اسلحہ، غلاموں اور غلاموں سے بھر دیا تھا اس کی گرفتاری کے متحقق ہونے پر لوگوں نے مکہ کا سانس لیا اس کا شعلہ پرسکون ہو گیا اور اس

سے ہونے کے متعلق خبر ملی تو [illegible] نے اپنے نائب [illegible] حلب کی طرف [illegible] کی طرف [illegible] اور اس کا اختیار اور نیابت کا وقت ختم ہو چکا تھا اس نے اپنا لشکر [illegible] ان کے پاس بھیج دیا [illegible] ملک [illegible] نے [illegible] کر لیا اور [illegible] کے مال [illegible] کرنے کا ارادہ ہے۔

دمشق [illegible] کے [illegible] سیف الدین [illegible] نائب حلب [illegible] دمشق [illegible] نائب شام [illegible] امیر سیف الدین [illegible] کے ساتھ [illegible] چنانچہ نائب شام [illegible] امراء نے [illegible] کا استقبال کیا [illegible] کے محل میں [illegible] اپنی بیوی کے پاس [illegible] سے [illegible] ہے۔

اور [illegible] کو [illegible] نے [illegible] طلب کیا [illegible] کے متعلق [illegible] کا حکم دیا [illegible] نائب سلطنت کی آمد سے [illegible] کر دیا۔

اور ۲۳ جمادی الاولیٰ بروز جمعرات کے روز قاضی القضاۃ تقی الدین سبکی کے [illegible] قاضی [illegible] اپنے [illegible] بہت [illegible] ان کے [illegible] کوئی چیز [illegible] کی [illegible] نے ان [illegible] ہو گئے۔ [illegible] نے ان پر بہت [illegible] افسوس [illegible] ان کے لئے [illegible] کہ انہوں نے [illegible] اس کا [illegible] تھا۔

اور جمادی الاولیٰ جمعرات [illegible] میں آگ لگ گئی [illegible] بہت [illegible] اور [illegible] تک [illegible] کے قریب [illegible] گئی۔

اور [illegible] میدان [illegible] نائب سلطنت [illegible] کا حکم دیا [illegible] قاضی [illegible] شروع کر دیا [illegible] مال [illegible] قیمت [illegible] ۔ واللہ اعلم۔

**نہایت عجیب واقعہ:** اور جمادی الاولیٰ [illegible] قاضی [illegible] نے [illegible] ایک جماعت [illegible] اسلام [illegible] سلطان [illegible] ان کے [illegible] انہوں نے [illegible] نائب سلطنت کے پاس لے گئے [illegible] قاضی [illegible] کے پاس [illegible] انہوں نے [illegible] اسلام قبول کر لیا ان میں سے ایک [illegible] سلطان [illegible] کی طرف لے گئے [illegible] انہوں نے [illegible] اور [illegible]۔

## سلطان ملک صالح صالح الدین ابن الملک الناصر محمد ابن الملک منصور قلاوون الصالحی

اور ۱۵ رجب کو ایلچی دیار مصر سے سلطان ملک ناصر حسن بن ملک ناصر بن قلاوون کی معزولی کی خبر لایا اور اس کے بارے میں امراء کا اتفاق [illegible] اس کے بھائی ملک صالح [illegible] کی بیعت [illegible] ملک الامراء [illegible] نے [illegible] اس کی عمر [illegible] سال تھی اور دمشق کے لئے آئے [illegible] خوشی کے شادیانے بجائے [illegible] حسب دستور [illegible] آراستہ کیا گیا۔

بعض کا قول ہے کہ [illegible] کوئی تحفہ دے کر ذبح کیا گیا جو امر واقعہ ہے [illegible] پیغام بھیجا [illegible] گرفتار ہو گیا تھا جب وہ دیار مصر میں آیا تو اس نے [illegible] کے بعد [illegible] سے نکال کر دیار مصر بھیج دیا گیا۔

اور امراء جو اس وقت [illegible] کی طرف تھے [illegible] جس وقت [illegible] میں گرفتار ہوئے [illegible] اسکندریہ پہنچا دیا گیا۔ ۱۸/ جب جمعہ کے روز جامع دمشق میں ملک صالح کے لئے خطبہ دیا گیا تو نائب سلطنت امراء اور قاضیوں نے حسب عادت [illegible] شہر میں [illegible]۔

رجب کے آخر میں نائب سلطنت سیف الدین [illegible] کی دمشق کی نیابت سے معزول کر کے دیار مصر طلب کیا گیا [illegible] کی طرف گیا۔

۱۵ شعبان [illegible] کے روز نائب امیر سیف الدین ارغون الکاملی حلب سے [illegible] شان و شوکت سے دمشق میں داخل ہوا امراء [illegible] نے اس کا استقبال کیا ان میں سے بعض [illegible] تک گئے [illegible] آپ کی [illegible] بہت خوشی ہوئے [illegible] حسب عادت دارالسعادۃ میں اترا۔

[illegible] جب وہ باب الفرج کی طرف چلا گیا تو [illegible] امیر [illegible] گھوڑے [illegible] حکم دیا [illegible] سلطان ناصر حسن کے حکم پر جامع اموی میں ۱۵ شعبان کو [illegible]۔

نائب کی طرف سے شہر میں اعلان کیا گیا کہ جو شخص کسی [illegible] کی حالت میں پایا [illegible] اس کے گھوڑے [illegible] کپڑے لے لئے [illegible] دارالسعادۃ کی طرف [illegible] اعلان سے لوگوں میں خوشی کی لہر [illegible] روٹی اور گوشت کا ایک [illegible] درہم میں [illegible] ہو گیا [illegible] لوگوں میں [illegible] اس کا ذکر ہوا۔

۱۸ شعبان [illegible] امیر احمد [illegible] حاکم کی [illegible] اسکندریہ میں قید کر دیا گیا [illegible] حکومت میں اسے جیل سے نکال کر [illegible] دمشق میں داخل ہو گیا [illegible] نائب کے ساتھ [illegible] کی جانب [illegible] چلا گیا [illegible] کے سامنے [illegible]۔

۲۱ شعبان [illegible] سابق نائب دیار مصر امیر سیف الدین [illegible] آیا [illegible] گرفتار کر کے [illegible] پہنچایا [illegible] حکومت میں اسے جیل سے نکال کر حلب کا نائب بنا دیا گیا [illegible] نائب سلطنت نے اس کا استقبال کیا [illegible] میدان اخضر میں [illegible] خیمہ لگایا گیا۔

## واقعات ۷۵۳ھ

اس سال کے آغاز میں دیار مصر و شام [illegible] کا بادشاہ ملک صالح صلاح الدین صالح [illegible] امیر سیف الدین [illegible] سلطان [illegible] کے [illegible]

سامنے دو ستے تھے اور وہ تین تھے (۱) سیف الدین [illegible] (۲) [illegible] (۳) [illegible] امیر سیف الدین [illegible] نے [illegible] حال [illegible] تھے [illegible] نائب امیر سیف الدین [illegible] امیر سیف الدین بن [illegible] نائب [illegible] شہاب الدین بن [illegible] تھا۔

بعض لوگ [illegible] تاریخ کو دمشق پہنچے [illegible] انہوں نے السلطان الملک الصالح [illegible] کے بعد شمس الدین بن سعید [illegible] خبر دی۔

[illegible] کی شب باب جیرون کی شرقی جانب بہت آگ لگی اور اس نے لکڑی کی دکانوں اور ان کے اوپر کے حصے [illegible] سے [illegible] تک [illegible] گئی [illegible] پھر انہوں نے [illegible] کے [illegible] میں [illegible] کر دیا [illegible] اور معبد [illegible] سے [illegible] کہتے ہیں [illegible] اس نے [illegible] شہر کے [illegible] ہزار [illegible] سے زیادہ [illegible] ہوگی۔

**دمشق کے مشہور دروازے جیرون کے حالات** : جس کی [illegible] محمد بن [illegible] جامع دمشق کا [illegible] تھا جس سے [illegible] دنیا کی مشہور عمارتوں میں [illegible] رکھا گیا [illegible] ہوئے [illegible] دمشق کے [illegible] تھے [illegible] جیرون بن سعد بن عاد [illegible] کی طرف منسوب ہے [illegible] حضرت ابراہیم [illegible] سے [illegible] ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں ذکر کیا [illegible] ایک [illegible] قبیلہ آباد تھا۔

بعض کا قول ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے [illegible] کی طرف منسوب ہے [illegible] کا نام جیرون تھا [illegible] قول [illegible] ہزار سال [illegible] آگ [illegible] نقصان پہنچایا تھا۔

[illegible] سے آگ لگی [illegible] جامع [illegible] دمشق [illegible] معلوم [illegible] تھا گویا آج [illegible] اس سے [illegible] جن [illegible] لوگوں [illegible] پہلے [illegible] زمانے کے لوگوں کے لیے [illegible] ایک [illegible] تھی۔

**چار ہزار بلکہ پانچ ہزار سال کی مدت سے اس دروازے کے پہلے ہونے کا بیان** : حافظ ابن عساکر نے اپنی تاریخ کے آغاز میں دمشق کی تعمیر کے باب میں اپنی سند سے [illegible] بیان کیا ہے [illegible] کے [illegible] دمشق [illegible] عثمان [illegible] کی حکومت [illegible] انہوں نے ایک پتھر دیکھا جس پر [illegible] لکھا ہوا تھا [illegible] جیرون [illegible] ہزار سال [illegible] عبدالرحمن بن عبداللہ [illegible] ہزار سال

ہو چکے تھے اور ان کی بربادی ۱۳۲ھ میں ہوئی جیسے کہ ہم نے تاریخ کبیر میں بیان کیا ہے۔ اس لحاظ سے اگر دروازوں کی بربادی تک جو اس سے مانی جائے تک ۱۳۲ھ میں ہوئی چھ ہزار [illegible] سال ہو چکے ہیں۔ واللہ اعلم۔

ابن عساکر نے ایک شخص سے نقل کیا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کے بعد [illegible] نے ان کے بعد دمشق کی بنیاد رکھی، جیسے طوفان کے گزرنے کے بعد واقعہ ہے یعنی یہ قول ہے، ذوالقرنین کے غلام دمشق نے اس کی بنیاد رکھی یعنی کا قول ہے عاد ارم کا لقب دمشق تھا اور حضرت ابراہیم کا غلام دمشق نے اس کی تعمیر کی، اس کے علاوہ بھی دیگر اقوال ہیں۔ لیکن سب سے واضح یہ ہے کہ یونانیوں نے اس کی تعمیر کی ہو اسی لیے ان کی عبادت گاہوں کے محراب قطب شمالی کی طرف ہوتے تھے پھر اس کے بعد نصاریٰ بھی مشرق کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے رہے پھر ان کے بعد تمام مسلمان کعبہ شریف کی طرف رخ کر کے نماز پڑھتے رہے۔

ابن عساکر نے بیان کیا ہے کہ اس کے سات دروازے ہیں جن پر ستاروں کے ہیکل بنائے گئے تھے جن میں سے ایک ہیکل کی عبادت ہوتی ہے جیسے باب القمر جسے باب السلامت کہا جاتا ہے باب الفرادیس المشتری کا ہے جو عطارد کا، باب الفرادیس کو باب الفرادیس کہتے تھے اور باب توما زہرہ کا، باب شرقی مریخ کا، باب الجابیہ مشتری کا اور باب الصغیر زحل کا ہے جسے باب کیسان کہتے تھے۔

ماہ رجب کے شروع میں مشہور ہو گیا کہ حلب کے نائب طشتمر اور طرابلس کے نائب ایدغمش حلب کے نائب امیر [illegible] سلطان کی اطاعت سے باہر ہو گئے تاکہ وہ [illegible] اور [illegible] کو گرفتار کر لیں، حالانکہ ان دنوں ان کی حیثیت [illegible] تھی، انہوں نے اس سلسلہ میں نائب دمشق امیر سیف الدین [illegible] سے [illegible] کا مطالبہ کیا لیکن انہوں نے انکار کر دیا اور [illegible] خوف زدہ ہو گئے اور اس امر کی وجہ سے گھبرا گئے [illegible] سے [illegible] ہے۔

آخر جب لوگوں کو دنیا [illegible] تو نائب سلطنت نے امراء کو قصر ابلق میں جمع کیا تا کہ سلطنت کے ملک صالح کی [illegible] بیعت کے لئے ان سے قسم لی انہوں نے قسم اٹھا کر سلطان کی [illegible] اطاعت کا اقرار کیا [illegible] اور جب [illegible] ہوا تو جنہوں نے ان علاقوں سے بھی [illegible] کے اطراف اور [illegible] کے باشندے تھے ان کی آمد سے [illegible] کو بچانے کے لئے [illegible] ان کی وجہ سے اہل [illegible] ان کے [illegible] بہت نقصان پہنچا۔

ماہ رجب ختم ہونے کے بعد نائب سلطنت سیف الدین [illegible] مسلمانوں سے جنگ کرتا ہوا [illegible] کی جانب چلا گیا [illegible] سے نکل جانے کا [illegible] نائب [illegible] تھی مگر [illegible] سے قتل ہو گئے امیر سیف الدین [illegible] نائب تھا، لوگ [illegible] سے [illegible] گئے [illegible] اپنے [illegible] مصر میں قتل کر دیے "انا للہ وانا الیہ راجعون"۔

امیر الطنبغا اپنے ساتھیوں سمیت جب دمشق میں داخل ہونے کے قریب ہوئے تو لوگ گھبرا گئے۔ اس کے ساتھ ہی [illegible] کے [illegible] اطراف میں [illegible] ہو گئے [illegible] شہر کے سب دروازے بند کر دیے گئے [illegible] باب الفرج اور باب الفرادیس [illegible] کے [illegible] سے نکل ہو گئے انہوں نے [illegible] کے [illegible] بچانے [illegible] قتل کریں [illegible] اپنے راستے کی بستیوں میں سے [illegible] اور [illegible] کے لئے [illegible] بعض جگہوں سے خرابی کی [illegible] اور لوگ بہت خوفزدہ ہو گئے اور ان کے دل پریشان ہو گئے۔

**علاء الدین الطنبغا کی آمد** ... ماہ رجب ۲۷ کے [illegible] نائب امیر سیف الدین الطنبغا [illegible] کے [illegible] دمشق میں داخل ہوئے [illegible] نائب امیر سیف الدین [illegible] نائب امیر شہاب الدین [illegible] نائب امیر [illegible] الطنبغا [illegible] ان کے ساتھ تھے [illegible] کے [illegible] کی [illegible] کے ساتھ [illegible] سلطان کے [illegible] سے [illegible] اس کے ساتھ وہاں سے آئی تھی [illegible] کیا [illegible] شان و شوکت کے ساتھ [illegible] کے [illegible] سے [illegible] کی [illegible] کے [illegible] بیان کیا [illegible] اس [illegible] کی طرف [illegible] سے [illegible] کے [illegible] ہو کے [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

انگوٹھی کو بخاری سے سماع ہے اور زینب بنت مکی نے احمد بن حصین عن ابن المذہب عن ابی بکر ابن مالک عن عبداللہ بن احمد عن ابیہ روایت کیا اور اس نے ان دونوں کا ذکر کیا ہے اصل یہ کہ وہ دونوں جوان خوبصورت شکل، شیریں گفتار، متواضع، دھیما الطبع اور شیریں بیان تھے اللہ آپ کے سلف پر رحم فرمائے۔

۱۳ تاریخ کو نائب حلب سے بیبغا کے گرفتار اصحاب کی گردنیں لے کر آیا ۱۵ تاریخ جمعرات کے روز سلطان ملک صالح شاہانہ ٹھاٹ باٹ کے ساتھ طارمہ سے قصر ابلق میں منتقل ہو گیا اور وہ نماز جمعہ کے لئے باہر نہیں آیا بلکہ اس نے قصر مذکور ہی میں نماز پر اکتفا کیا۔ جمعہ کے روز دن کے ابتدائی حصہ میں امیر سیف الدین شیخون اور طاز بلاد حلب سے اپنی فوج کے ساتھ آئے وہ بیبغا اور اس کے بقیہ ساتھیوں سے ان کے بلاد ترکمان میں داخل ہونے کی وجہ سے مل نہیں سکے اور وہ گم تھے انہوں نے اس کے امراء کی ایک جماعت گرفتار کر لی اور وہ بیڑیوں اور زنجیروں میں امیر شیخون کے ساتھ تھے۔ وہ دونوں بادشاہ کے پاس قصر ابلق میں آئے، انہوں نے سلام کیا اس کے سامنے زمین کو بوسہ دیا اور اپنے مبارک دار الاحتشام کے گھر میں شمال مشرقی جانب اترا اور شیخون دار الذہب کے گھر میں باب الفرج کے قریب اترا باقی لشکر شہر کے اطراف میں اترا امیر سیف الدین ارغون نے دوبارہ دمشق کی طرف نائب کی حیثیت سے حلب میں قیام کیا تھا ہم جمعہ میں اس کے ساتھ تھے اس نے نائب کو اعلیٰ خلعت پہنایا اس کی بہت زیادہ تعظیم کی گئی کیونکہ بیبغا کے خلاف جو وہ چاہیں کیوں کہ ان دونوں میں سخت عداوت تھی سلطان نے مصریوں اور شامیوں کے ساتھ عید کی نماز پڑھی خطیب تاج الدین المناوی المصری نے جو مصری لشکر کا قاضی تھا سلطان اور اس کے اقارب کے حکم سے انہیں خطبہ دیا اس پر خلعت کی گئی۔

**بیبغا کے ساتھیوں میں سے سات امراء کا قتل** تین شوال بدھ کے روز عصر سے پہلے بادشاہ سوار ہو کر قصر ابلق سے طارمہ کی طرف گیا اس کے سر پر چھتر اور پرندہ تھا جسے امیر بدرالدین بن الخطیر اٹھائے ہوئے تھا اور طارمہ میں بیبغا لشکر اس کے سامنے قصر کے نیچے کھڑا ہوا انہوں نے ان امراء کو حاضر کیا جنہیں وہ بلاد حلب سے لائے تھے وہ امیر کو کھڑا کرتے گئے اور اسے مشورہ دیتے گئے ان میں بعض نے اس کی سفارش کی بعض نے ٹکڑے کرنے کا مشورہ دیا چنانچہ سات کے ٹکڑے کر دیئے گئے پانچ طبلخانات اور دو عشرات تھے ان میں نائب صفد برناق بھی تھا باقیوں کے بارے میں سفارش کی گئی انہیں واپس جیل بھیج دیا گیا وہ پانچ تھے۔

۵ تاریخ جمعہ کے روز سات امراء دمشق گرفتار کیے گئے بہت سی حکومتیں تبدیل ہو گئیں فوجی سپاہیوں کی ایک جماعت سے استعفا لیا گیا۔

**بادشاہ کا دمشق سے بلاد مصر جانا** سات شوال جمعہ کے روز بادشاہ اپنی فوج کے ساتھ نماز جمعہ کے لئے قصر ابلق سے جامع اموی گیا جب وہ باب النصر کے قریب پہنچا تو ساری فوج اس کے آگے پیدل چل رہی تھی ایک سرد اور ابر آلود دن تھا بادشاہ نے صف اول کے پہلو میں نماز ادا کی پہلی صف میں اس کے ساتھ کوئی نہیں تھا باقی تمام امراء اس کے پیچھے صف میں تھے اس نے خطیب کو خلعت دی نماز کے بعد عصر کے وقت مصر کے کوچ کرنے کا اعلان کر دیا گیا۔

بادشاہ اپنی فوج کے ساتھ باب النصر سے نکلا لشکر سوار ہوا بادشاہ اپنی تمام فوج کے ساتھ سلامتی اور عافیت سے الکسوہ کی جانب روانہ ہو گیا بادشاہ نے دمشق میں کوئی نائب سلطنت نہیں چھوڑا اور نائب امیر بدرالدین بن الخطیر تھا جو امور کے بارے میں گفتگو کرتا تھا پھر کوئی نائب آ کر متعین ہو جائے اور عافیت کے ساتھ بادشاہ کے دیار مصر آنے کی اطلاعات آ جائیں، چنانچہ ذوالقعدہ کے آخر میں سلطان بڑی شان و شوکت سے وہاں آیا وہ ایک یادگار دن تھا اس نے تمام امراء پر خلعت کی اور شام کی نیابت کی خلعت امیر علاء الدین امیر علی المارادنی نے پہنی اور امیر عز الدین دندار گرفتار ہو گیا وزارت الصاحب موفق الدین نے سنبھالی۔

ذوالحجہ کے وسط میں امیر علاء الدین علی المارادنی دیار مصر سے دمشق کو آیا اور وہ نیابت پر متعین تھا جب دمشق میں آیا تو اس کے ساتھ امراء تھے وہ پہلے قبر کے پاس قصر ابلق کے قریب اس کی پیشوائی کی گئی وہ دارالسعادۃ میں داخل ہوا وہ تمام نیابت کے معاملات میں اس کے ہاتھ ان کے بیچ وہ مسلمانوں کے لئے مبارک ہو جائے۔

۲۹ ذی الحجہ ہفتہ کے روز دوادار سلطان امیر عز الدین مغلطائی دیار مصر سے آیا وہ قصر ابلق میں اترا وہ بیبغا اور اس کے ساتھیوں کی طرف فوج بھیجنے کے لئے بلاد حلب جانے کا ارادہ رکھتے ہوئے تھا۔

## واقعات [illegible]ھ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

بڑھتے بڑھتے ذکر اور خصیتین کے مشابہ ہو گئی، میں نے اس سے سوال کیا کہ وہ چھوٹی تھی یا بڑی وہ عجیب کیا، پھر اس نے بتایا وہ انگلی کے برابر تھی، پھر میں نے اس سے احتلام کے بارے میں سوال کیا اس نے جواب دیا کہ جس وقت سے میرا یہ حال ہوا ہے اس وقت سے دو بار مجھے احتلام ہوا، اور اس نے یہ بھی بتایا کہ اس کی اس حالت کو چھ ماہ ہو گئے ہیں۔

اس نے یہ بھی بتایا کہ وہ عورتوں والے کام سوئی کا کام، پھول بوٹے بنانا، زردوزی وغیرہ بہت خوب جانتی ہے جو شاید اس کے بعد میں نے اس سے اس کے عورتوں میں شامل ہونے سے پہلے اس کے نام کے بارے میں پوچھا، اس نے بتایا اس وقت میرا نام نفیسہ تھا، پھر میں نے پوچھا اب تیرا نام کیا ہے اس نے کہا عبداللہ، اس نے یہ بھی بتایا کہ جب اس کی یہ حالت ہو گئی تو اس نے اسے اپنے گھر والوں حتیٰ کہ اپنے باپ سے چھپائے رکھا، پھر اس کے گھر والوں نے جو جنگ میں تھے ایک شخص سے اس کی شادی کرنے کا ارادہ کیا اس وقت اس نے اپنی والدہ سے کہا کہ میری تو یہ حالت ہے پس جب اس کے اہل خانہ کو اس کی اس حالت کا علم ہوا تو انہوں نے نائب سلطنت کو اس سے آگاہ کیا اور اس کا معاملہ لکھ کر پہنچا دیا، اس کا امر مشہور ہو گیا، پھر وہ دمشق آیا اور نائب کے سامنے کھڑا ہوا، نائب نے اس سے سوال کیا، اس نے نائب کے سامنے وہی کچھ بیان کیا جو میرے سامنے بیان کیا تھا، حاجب سیف الدین کھین بن اقوش نے اسے اپنے پاس رکھ لیا اور اسے فوجی لباس پہنا دیا۔ اس کے چہرہ، چال، گفتار میں عورتوں جیسا زنانہ پن تھا۔ پاک ہے وہ ذات جو چاہتی ہے کرتی ہے۔ یہ واقعہ دنیا میں شاذ و نادر ہوتا ہے میرے سامنے اس نے ذکر کیا کہ اس کا ذکر پردے کے اخروٹ میں پوشیدہ تھا، پھر اس نے بچے دیئے پھر وہ آہستہ آہستہ نمایاں ہوا حتیٰ کہ پورے طور پر نمایاں ہو گیا، پھر انہیں معلوم ہو گیا کہ وہ مرد ہے نیز اس نے مجھے یہ بھی بتایا کہ اس کا ذکر اکثر اوقات عورت کی حالت میں ظاہر ہوتا رہا، اس کا نام عثمان رکھا گیا اور یہ بات بہت پائی جاتی ہے واللہ اعلم۔

ماہ رجب کے آخر میں امیر عز الدین قطلوبغا حلب سے دمشق آیا، جس بات پر حلبی افواج نے اتفاق کیا تھا وہ نائب اور ان کے ساتھیوں کے ساتھ نہیں اور فوج کے ساتھ قطلوبغا قرا تمر کے پیچھے جا پہنچے اس کے بارے میں بتایا جس نے بغاوت کی تھی اور اس کے لوگوں کی سلطان کے خلاف خروج کرنے پر مدد کی تھی اور وہ اس کے ساتھ دمشق آیا، اس کی تفصیل ہم گذشتہ سال میں بیان کر چکے ہیں۔

انہوں نے اس کے ساتھیوں اور خاندان والوں کے گروہوں کو ترکمان کے رشتہ داروں اور اس کی بیوی بچوں سے بہت سے لوگوں کو گرفتار کر لیا تو فوج نے ان کی بکریاں، گھوڑیاں، لباس، ہتھیار اور سامان وغیرہ سے بہت کچھ چھین لیا اس نے ابن دلغادر کی پناہ لی، اس نے اس کی محافظت کی بجائے اسے یہاں قید کر لیا، پھر اس نے سلطان سے اس کے معاملہ میں مراسلت کی، لوگ اس فوج کے راحت حاصل کرنے اور بہت کوفت برداشت کرنے کے بعد اس کی ملاقات پر بہت خوش ہوئے۔

اسی ماہ ۲۰ تاریخ بدھ کے دن ان امراء کی آمد ہوئی جو اسکندریہ میں سلطان کی بار مصر سے واپسی کے وقت سے قید تھے ان میں سے بعض قطلوبغا کی مدد کرنے اور اس کی خدمت کرنے کے جرم میں تھے جیسے امیر سیف الدین ملک آص، علاء الدین علی السعدی اور طلس الجلالی اور ان کے ساتھی تھے۔

اور شعبان کے شروع میں مصری فقہاء کی ایک جماعت نے فقہ کے فتووں میں سے ایک پر فتویٰ دیا وہ دونوں امام شافعی کے مذہب کے مقصود تھے وہ گرجوں کے گرانے کے بعد ان کے اعادہ کو جائز سمجھتے تھے، قاضی القضاۃ تقی الدین سبکی نے ان کا مقابلہ کیا، انکی ذات پہنچائی اور انہیں فتویٰ دینے سے روک دیا، انہوں نے اس بارے میں ایک کتاب "الدسائس فی الکنائس" تصنیف کی جو بہت ضخیم پر مشتمل تھی۔

۵ رمضان کو امیر ابن دلغادر قرا تمر کو لایا گیا، جس نے گذشتہ سال قطلوبغا کی مدد کی تھی، اس پر تنگی کی گئی، پھر اسے قلعہ منصورہ میں قید کر دیا گیا۔

## واقعات ۷۵۵ھ

اس سال کا آغاز ہوا تو دیار مصر، بلاد شام اور حرمین کے علاقوں، حرمین شریفین اور ان کے علاوہ دیگر دیار و بلاد وغیرہ کا بادشاہ ملک صالح صلاح الدین ابن الملک ناصر محمد ابن الملک المنصور قلاوون الصالحی تھا، جبکہ نائب شام کا امیر دولت ناصریہ میں تھا اس کا نائب دیار مصر میں امیر سیف

الدین تنکزی: مصری تھے، اور اس کا وزیر قاضی موفق الدین تھا۔ اس کے شہروں کے قاضی گزشتہ سال والے تھے مصر میں سے قاضی القضاۃ عز الدین بن جماعۃ شافعی تھے جنہوں نے اس سال حجاز شریف کی مجاورت اختیار کر لی تھی اور قاضی تاج الدین مناوی ان کے منصب پر کام کر رہے تھے۔ تحریری قاضی علاء الدین بن فضل اللہ تھے اور مملکت کے منتظم امراء سیف الدین شیخون اور صرغتمش ناصری امیر کبیر تھے اور عز الدین مغلطائی مصری تھے۔

اس سال کا آغاز ہوا تو امیر سیف الدین شیخون ایک ماہ یا اس کے قریب سے مصائب میں مبتلا تھا۔ دمشق کا نائب امیر علاء الدین امیر علی المارданی تھا اور دمشق کے قاضی گزشتہ سال والے تھے۔

کچھ دنوں کا آغاز شمس الدین موسیٰ بن بدر بن اسحاق ہکاری قاضی ناصر الدین بن فرفور کے عوض شہر کا محتسب بنا۔ جمال الدین محمود بن جملہ کا کاتب شیخ علاء الدین انصاری تھا جو شیخ بہاء الدین بن امام المشہد کا قریبی تھا اور اس کی بہن کا بیٹا بھی تھا۔

ماہ ربیع الاول میں امیر علاء الدین مغلطائی آیا جو اسکندریہ میں مقید تھا پھر اسے رہا کر دیا گیا اس سے قبل وہ حکومت بھی کرتا تھا۔ شام کی طرف جانے کا حکم دیا گیا تاکہ وہ طرابلس کے نائب کی حیثیت سے دمشق کے پاس رہے حتیٰ کہ جب وہ مصر میں اس کا وزیر تھا وہ بھی مغلطائی کے ساتھ اسکندریہ میں قید تھا اور بیمار رہنے کے لئے صفد میں مقیم تھا جس طرح مغلطائی کو بیمار رہنے کے لئے طرابلس میں قیام کا حکم دیا گیا تاکہ اس کے پاس سے کسی کا حکم آ جائے۔

ایک عجیب و نادر واقعہ...... جمادی الاولیٰ کے سوموار کے روز بعد العصر ایک رافضی جو جامع دمشق کے باب سے گزرا اور وہ آل محمد پر سب سے پہلے ظلم کرنے والے شخص کو گالیاں دے رہا تھا اور وہ مسلسل بار بار یہی بات کہہ رہا تھا اس نے لوگوں کے ساتھ نماز پڑھی اور نہ حاضر جمعہ ہوا علاوہ ازیں حالانکہ لوگوں کے نماز میں مشغول ہونے کے وقت وہ بار بار یہی بات کہہ رہا تھا۔

جب ہم نماز سے فارغ ہوئے تو لوگوں نے اس کی طرف جلدی کی اور اسے پکڑ لیا کیا دیکھتے ہیں کہ قاضی القضاۃ تقی الدین شافعی اس جامع میں لوگوں کے ساتھ شریک ہیں۔ میں نے اس کے قریب جا کر اس سے پوچھا کہ آل محمد پر سب سے پہلے ظلم کرنے والا کون ہے؟ اس نے کہا ابوبکر صدیق، پھر اس نے لوگوں کے سامنے بلند آواز سے کہا خلفائے راشدین ابوبکر، عمر، عثمان، معاویہ اور یزید پر اللہ کی لعنت ہو۔ اس نے دو بار یہ بات کی حاکم نے اسے جیل میں بند کرنے کا حکم دیا۔ مالکی نے اسے بلا کر کوڑے لگائے لیکن وہ اپنی حرکت سے باز نہیں آیا جو کسی بدبخت انسان ہی سے صادر ہو سکتی ہے۔ اس ملعون کا نام علی بن ابی الفضل بن محمد بن حسین بن کثیر تھا اللہ اس کو برباد کرے۔

۱۸ جمادی الاولیٰ بروز جمعرات۔ کے روز اس کے بارے میں غور کرنے کے لئے دار السعادۃ میں ایک مجلس منعقد ہوئی جس میں چاروں قاضی حاضر ہوئے۔ اسے طلب کیا گیا، نائب مالکی نے اللہ کے فیصلے کے مطابق اس کے قتل کا حکم دیا اور فوراً اسکے پیچھے سے قتل کر دیا گیا عوام نے اسے جلا دیا اس کے سر کو شہر میں گشت کرایا گیا اور یہ اعلان کیا گیا کہ اصحاب رسول کے گالی دینے والے کی یہی سزا ہے۔

میں نے قاضی مالکی کے ساتھ بھی اس حال سے مناظرہ کیا اس کے پاس کچھ باتیں تھیں جو غالی رافضی کہتے ہیں اس نے ابن مطہر کی کتاب سے تقرر و تعلیم حاصل کی۔ تمہیں کسی بھی انسان کا دل ان کا ساتھ نہ دے۔

سلطان کا خط آیا کہ عیسائیوں کو شرعی طریقہ کا پابند کیا جائے۔

ماہ رجب کے روز جامع دمشق کے محراب میں نائب سلطنت، ممالک کے امیر، امراء، علماء، حکام، فقہاء اور عام لوگوں کی موجودگی میں بادشاہ کا خط پڑھا گیا کہ عیسائیوں کو شرعی طریقہ کا پابند کیا جائے اور مندرجہ ذیل شروط کی پابندی کرنی ہوگی۔

(۱) حکومت انہیں نوکریاں اور امراء ان سے خدمت نہیں لیں گے۔

(۲) ان کا عمامہ دس ہاتھ سے کم ہوگا۔

(۳) گھوڑے اور خچر کی سواری نہیں کریں گے صرف گدھے پر چوڑے پالان کی صورت میں سواری کریں گے۔

(۴) گھنٹی یا زنار باندھے یا تختی لٹکائے [illegible] علامات سے حمام میں داخل ہوں گے۔

(۵) ذمی عورتیں مسلمان عورتوں کے ساتھ حمام میں داخل نہیں ہوں گی۔

(۶) ان کے لئے مخصوص حمام ہوں گے۔

(۷) نصاریٰ کی چادر نیلی کتان کی اور یہودی کی چادر اصفر کتان کی ہوگی۔

(۸) ان کا ایک موزہ سیاہ اور دوسرا سفید ہوگا۔

(۹) ان کے مردوں کی میراث شرع اسلام کے مطابق تقسیم ہوگی۔

۱۲ جمادی الثانی کو اتوار کی شب باب الجابیہ کا افتتاح کیا گیا، مسلمانوں نے [illegible] باب الجابیہ [illegible] گیا۔ معززین [illegible] کے لئے جامع [illegible] کے سامنے مجلس [illegible] آپ کی [illegible] میں شریک ہونے والوں نے [illegible] خطاب [illegible] کے بعد آپ کے [illegible] کو [illegible] تعریف کی اور [illegible] ہو گیا۔

۲ رمضان اتوار کے روز جامع اموی کے [illegible] قاضی [illegible] قاضی القضاۃ تقی الدین سبکی شافعی اور اس کے نائب کا جنازہ پڑھا گیا، آپ سلطنت [illegible] علاء الدین [illegible] کے قاضی [illegible] آپ [illegible] قاضی [illegible] تھا، آپ کے والد قاضی القضاۃ [illegible] کے [illegible] سے جنازہ [illegible] آئے [illegible] اس وقت [illegible] نے [illegible] جنازہ پڑھا۔ آپ [illegible] اخلاق [illegible] کی وجہ سے لوگوں نے آپ کی وفات پر افسوس کیا [illegible] آپ نے [illegible] آپ نے اللہ کا [illegible] حاصل [illegible] آپ [illegible] کے نام سے مشہور تھا۔

**ملک ناصر حسن ابن الملک ناصر محمد بن قلاوون کی واپسی**۔۔۔ ۲ شوال پیر کے روز [illegible] امراء نے امیر شیخون العمری [illegible] کے خلاف [illegible] ہو جانے کی [illegible] خبر [illegible] ملک صالح [illegible] کی وجہ [illegible] اس کے بھائی ملک ناصر حسن [illegible] امیر سیف الدین [illegible] نائب شام [illegible] کر دیا، اس کے بھائی [illegible] کے [illegible] اس کے بعد [illegible] بیعت کی خبر [illegible] سے [illegible] خطبہ دیا [illegible]۔

خطیب نے جمعہ کے روز منبر پر نئے سلطنت [illegible] خطبہ پڑھا۔

۱۸ شوال جمعرات کی شام امیر سیف الدین [illegible] کے ساتھ قصر [illegible] چند روز قیام کے بعد وہ اپنے شہر حلب چلا گیا۔

۲۲ ذی قعدہ جمعرات کی شام امیر سیف الدین [illegible] حلب کی نیابت [illegible] سلطنت نے [illegible] کا استقبال کیا [illegible]۔

## واقعات ۷۵۶ھ

اس سال کا آغاز ہوا تو [illegible] سلطان [illegible] ملک ناصر حسن [illegible] دمشق کا نائب امیر علی [illegible] قاضی [illegible] خطیب [illegible] گزشتہ سال والے تھے

حلب کا نائب امیر سیف الدین طاز تھا طرابلس کا نائب منجک تھا حماۃ کا نائب امیر احمد [illegible] تھا صفد کا نائب امیر شہاب الدین ابن صبح تھا حمص کا نائب ناصر الدین بن الاقوش العجمی کا نائب [illegible] کا والی تھا۔

۳ صفر بدھ کے روز امیر ارغون کامل کو گرفتار کیا گیا جو ایک مدت تک دمشق کا نائب پھر اس کے بعد حلب کا نائب رہا پھر جس وقت طاز دیار مصر کو [illegible] اسے دیار مصر کی طرف طلب کیا گیا اس نے اسے گرفتار کر کے اسکندریہ بھجوا دیا۔

۱۸ صفر کے جمعہ کے روز قاضی القضاۃ تاج الدین عبدالوہاب بن قاضی القضاۃ تقی الدین سبکی کے پاس [illegible] آیا تھا [illegible] آپ اس کے والد کی موجودگی میں [illegible] مطالعہ کرنے کے لئے اس کے پاس گئے۔

۲۶ ربیع الثانی کو قاضی القضاۃ تقی الدین سبکی اپنے بیٹے تاج الدین عبدالوہاب کے قاضی القضاۃ اور دارالحدیث اشرفیہ کی مشیخت میں مستقل ہونے کے بعد بیماری میں [illegible] دیار مصر گئے اور آپ کے [illegible] آپ کے لڑکوں اور [illegible] کی ایک جماعت بھی تھی اور ان میں آپ کے [illegible] قاضی جمال الدین [illegible] بھی تھے اس سے قبل لوگوں نے آپ کو الوداع کہا آپ کمزور ہو چکے تھے لوگ [illegible] اور ضعف کی وجہ سے آپ کے بارے میں سفر کی مشقت سے ڈرتے تھے۔

۳ جمادی الثانی جمعہ کے روز نماز عصر کے بعد قاضی القضاۃ تقی الدین ابوالحسن علی بن عبدالکافی بن تمام سبکی مصری شافعی کا جنازہ پڑھا گیا [illegible] سوموار کے روز آپ نے مصر میں وفات پائی [illegible] میں دفن کئے گئے آپ کی عمر کے ۷۳ سال مکمل ہو گئے تھے اور ۷۴ سال شروع ہو چکا تھا دمشق میں آپ سترہ سال تک فیصلوں پر متمکن رہے پھر اپنے فرزند قاضی القضاۃ تاج الدین عبدالوہاب کے لئے دستکش ہو گئے پھر بیماری میں [illegible] دیار مصر چلے گئے [illegible] مصر پہنچنے کے بعد ایک ماہ سے کم عرصہ میں آپ کی وفات ہو گئی اور آپ [illegible] میں [illegible] کا [illegible] اور آپ کی [illegible] حسب دستور آپ کی نقل کے [illegible] قاضی القضاۃ [illegible] اپنی جوانی میں دیار مصر میں حدیث کا سماع کیا اور شام کی طرف کوچ کیا اور [illegible] اور آپ کی بہت سی [illegible] تصانیف [illegible] اور آپ [illegible] آخر عمر میں اپنی وفات تک لکھتے اور تصنیف کرتے رہے اور آپ بہت عبادت کرنے والے تھے اور مجھے بتایا گیا ہے [illegible] پڑھتے تھے۔

اس سال ماہ جمادی الاولیٰ میں مشہور ہوا کہ فرنگیوں [illegible] نے شہر طرابلس پر قبضہ کر لیا ہے [illegible] قاضی مالکی قاضی القضاۃ [illegible] اس سال کے ماہ ربیع الاول کے شروع میں جمعہ کے روز فرنگیوں نے اس پر قبضہ کیا پھر [illegible] مسلمانوں نے ان سے دوبارہ چھین لیا اور ان کے [illegible] انہوں نے مسلمانوں کو قتل کیا تھا، فالحمدللہ وحدہ۔

حکومت نے شامی [illegible] سلطان [illegible] طلب کرتے تھے تاکہ انہیں ان کے قبضے سے چھڑایا جائے۔

اس سال ۱۰ رجب [illegible] کے روز قاضی القضاۃ [illegible] نے [illegible] کا فیصلہ [illegible] کی عدالت [illegible] اس پر ثابت ہو گیا اس نے [illegible] کا اعتراف کیا [illegible] اور آپ [illegible] مسلمانوں [illegible]، فالحمدللہ وحدہ۔

۱۰ شعبان اتوار کے روز قاضی [illegible] آپ کے [illegible] قاضی القضاۃ تاج الدین عبدالوہاب ابن قاضی القضاۃ تقی الدین سبکی [illegible] آپ کے درس میں [illegible] آپ نے قرآن کی آیت (ويؤثرون على انفسهم ولو كان بهم خصاصة) سے درس کا آغاز کیا۔ اسی روز ظہر کے بعد شیخ شہاب [illegible] جمال الدین عبداللہ [illegible] کی نماز جنازہ [illegible] آپ کو اپنے والد کے پاس باب الصغیر کے قبرستان میں دفن کیا گیا [illegible] آپ [illegible] جواب [illegible] آپ نے فتوی [illegible] اللہ آپ پر رحم فرمائے۔

۱۴ شوال [illegible] کے روز دن کے وقت [illegible] نائب سلطنت [illegible] کے [illegible] آپ [illegible] نے [illegible] سے [illegible] آگئے [illegible] سے [illegible] ہو گئے۔

## واقعات ۷۰۷ھ

اس سال کا آغاز ہوا تو دیار مصر و شام [illegible] کا بادشاہ [illegible] الملک المنصور قلاوون [illegible] تھا [illegible] اور [illegible] سیف الدین [illegible] اور [illegible] عز الدین [illegible] تھے۔

شام کے [illegible] حلب کا نائب امیر سیف الدین [illegible] کا نائب امیر سیف الدین [illegible] شہاب الدین [illegible] کا نائب [illegible] تھا۔

[illegible] کے پہلے [illegible] اصول کے [illegible] نائب سلطنت [illegible] ہوا۔

اسی سال [illegible] امیر سیف الدین [illegible] آپ [illegible] شیخ تقی الدین بن تیمیہ کے [illegible] آپ نے اپنے [illegible] سیف الدین [illegible] سلطان [illegible] جمادی الاولیٰ جمعرات کے روز [illegible] سیف الدین [illegible] امیر سیف الدین [illegible] تھے۔

اسی ماہ میں [illegible] کے مسئلہ میں اختلاف ہو گیا [illegible] امیر سیف الدین [illegible] کے [illegible] تمام [illegible] بارے میں [illegible] طرف [illegible] اپنے طریقے سے [illegible] قاضی القضاۃ جمال الدین [illegible] شیخ تقی الدین ابن تیمیہ [illegible] کے لیے جانا ہے۔

اس بارے میں شیخ [illegible] نے ایک کتاب تصنیف کی [illegible] مطالعہ کرنے [illegible] حضرت [illegible] مسجد [illegible] ہے [illegible] ہے۔

۲۳ جمادی الاولیٰ [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

تاریخی دن تھا میں ان حاضرین میں سے تھا جو سو کے قریب تھے۔

ایک عجیب و غریب بات: میں نے ذوالقعدہ میں ایک خط پڑھا جو ایک شخص نے طرابلس سے اپنے کسی دوست کو لکھا تھا۔ اس میں لکھا تھا کہ شیخ عماد الدین کو آگ کی وجہ سے جلنے والے سواحل میں ہونے والے تمام واقعات معلوم ہیں اور وہ طرابلس سے بیروت کی آخری سرحد تک ہیں۔ پھر وہاں تک یہ آگ پہنچی۔ تمام پہاڑ جل گئے، تمام وحشی جانور جیسے چیتا، لومڑی، خرگوش اور خنزیر وغیرہ آگ کی شدت سے جل گئے۔ وحشیوں کے بھاگنے کی جگہ نہیں رہی۔ آگ چند روز تک رہی اور لوگ آگ کے خوف سے سمندر کی طرف بھاگ گئے، بہت سے درخت جل گئے۔ جب ذوالحجہ آیا تو اس نے اللہ کے حکم سے آگ بجھائی اور آگ کم ہو گئی۔

راوی کا قول ہے: ایک عجیب و غریب بات یہ ہوئی کہ درخت کا ایک پتہ گرمی کی شدت سے زرد پڑ گیا اور بہت سارے علاقے جل گئے۔ ان شہروں کے کثیر باشندے اور افراد بچ گئے۔ میں نے یہ خط اس سے نقل کیا جو محمد بن سلطان نے اپنے دوست کو لکھا تھا اور وہ دونوں سچے اور پاکباز ہیں۔

۱۰ ذوالقعدہ کو شیخ امام ابن المرحلی حنبلی اور اس کے حنفی اصحاب کے درمیان بعض لوگوں پر نماز کے مسئلہ میں زیادتی کی وجہ سے تنازع ہو گیا۔ اس کی وجہ سے یہاں تک نوبت پہنچی کہ اسے عدالت میں حاضر ہونے کا حکم دیا گیا۔ جب وہ حاضر ہوا تو حنفی نائب قاضی شہاب الدین نے اس کی عدالت منقطع کر دی۔ پھر مجھے معلوم ہوا کہ اس نے خود مصر کا ارادہ کیا ہے۔ نائب نے اسے پکڑنے کے لئے اس کے تعاقب میں آدمی بھیجے۔ پھر اسے دور کر دیا۔ قاضی القضاۃ حنفی نے اس کے بارے میں نائب کی بات پسند کی تھی۔

## واقعات ۷۵۸ھ

اس سال کے آغاز میں خلیفہ امیر المومنین معتضد باللہ ابو بکر بن مستکفی باللہ ابی الربیع سلیمان عباسی تھا۔ دیار مصر و شام کے علاقوں، بلاد شام، حرمین وغیرہ کا بادشاہ ملک ناصر حسن بن الملک الناصر محمد بن الملک المنصور قلاوون صالحی تھا۔ مصر کا نائب وزیر سے خالی تھا اور امیر کبیر سیف الدین شیخون اور صرغتمش کے پاس معاملات جاتے تھے۔ مصر کے قاضی گذشتہ سال والے تھے۔ شام کا نائب امیر علاء الدین امیر علی ماردانی تھا۔ دمشق کے قاضی گذشتہ سال والے تھے۔

نہایت عجیب و غریب واقعہ...... اس سال ۱۳ رجب بدھ کے روز جامع دمشق کے مجاورین کی ایک جماعت وغیرہ سے نکل کر آئی اور ان کی ایک جماعت بھی آئی اور وہاں بچوں کی طرف گئے جو شراب اور بھنگ کی فروخت میں مصروف تھے۔ انہوں نے شراب کے بہت سے برتن توڑ دیے اور ان میں موجود شراب گرا دی۔ انہوں نے بہت سی بھنگ وغیرہ تلف کر دی۔ پھر وہ سوق کی طرف چلے گئے اور ان پر حملہ کر دیا اور ان میں سے بعض نے بعض کو پکڑ لیا۔ انہوں نے ان کو ہاتھوں سے مارا، بعض مرتبہ بعض لوگوں نے ان پر تلواریں سونت لیں جیسا کہ ذکر کیا گیا ہے۔

ملک الامراء نے والی مدینہ اور والی بر کو حکم دیا کہ وہ شراب اور بھنگ فروشوں کے خلاف ان کے معاون و مددگار ہوں۔ انہوں نے ان کی مدد کی اور ان کے ساتھ شور و غل ہو گیا۔ انہوں نے ایک جھنڈا نصب کیا، بہت سے لوگ ان کے ساتھ جمع ہو گئے۔ جب دن اختتام کے قریب ہوا تو قباء اور قرنداب کی ایک جماعت آگے بڑھی، ان کے پاس زنجیریں تھیں۔ انہوں نے جامع کے مجاورین کی ایک جماعت کو پکڑ کر زدوکوب کیا اور انہیں شہر کا گشت کرایا اور یہ اعلان کیا کہ سلطانی حکم کے بغیر تعرض کرنے والے کی یہ سزا ہے۔ لوگوں نے اس سے تعجب کیا اور اس کا انکار کیا حتی کہ بعض خواص نے منادی کو ملامت کی۔ ایک سپاہی نے گرز مار کر ایک کو قتل کر دیا اور دوسرے کو بھی گرز مارا حتی کہ وہ اگلے روز مر گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اسی سال شعبان میں امیر سیف الدین قراکموداری آزاد کردہ عبد الغنی کی یہی حالت رہی، پھر اس سے قتل کرانا شروع کر دیا۔ اس نے چالیس دن میں اٹھارہ اور مشرقی لڑکے اور بچوں کو قتل کر دیا، ان کے بعد یہ حادثہ ختم ہو گیا۔

کی حالت تبدیل کر دی اور مصر و شام میں [illegible] امیر سیف الدین منکوتمر پر ایک غلام نے حملہ کر کے اسے زخمی کر دیا جس سے اس کا [illegible] مختلف جگہوں سے [illegible] ہو گیا [illegible] کی حالت میں اسے گھر لایا گیا اور امراء کی ایک جماعت نے اس پر [illegible] کا مظاہرہ کیا انہوں نے [illegible] مقابلے [illegible] لیکن کامل [illegible] اس کی وجہ سے حالات خراب ہو گئے انہوں نے امیر سیف الدین [illegible] کا [illegible] سب [illegible] ہو گئے۔

**حلب کے [illegible] کے بانی [illegible] کی وفات** ... اسی سال ۲۹ شوال [illegible] کی وفات ہوئی، آپ نے اس [illegible] میں [illegible] آپ نے [illegible] آپ [illegible] دمشق کے نائب [illegible] کا [illegible] حلب [illegible] آپ [illegible] اقامت [illegible] جیسا کہ ہم نے [illegible] ذکر کیا [illegible] آپ کو دفن کیا گیا۔

**امیر [illegible] کی وفات** ۲۶ [illegible] کی وفات کی خبر آئی [illegible] دفن ہوئے [illegible] نے [illegible] ملک المنصور [illegible] کی [illegible] تھے [illegible] سلطان [illegible] کی وجہ سے [illegible] کی [illegible] وفات کے بعد اس کی [illegible] کیے گئے [illegible] الدین [illegible] آپ [illegible] سلطان [illegible] کے بعد [illegible] نائب تھے۔

## واقعات ۶۹۹ھ

اس سال کا آغاز ہوا تو [illegible] خلیفہ [illegible] الملک [illegible] کی وفات سے [illegible] کے [illegible] جیسا کہ ہم نے گزشتہ سال کے [illegible] ۲۹ [illegible] بیان کیا [illegible] سے [illegible] نے [illegible] امیر [illegible] سے [illegible] اور [illegible] نائب [illegible] گزشتہ سال [illegible] تھے [illegible] کے نائب [illegible] قاضی القضاۃ [illegible] الدین [illegible] کے [illegible] گزشتہ سال [illegible] تھے، حلب کا نائب سیف الدین [illegible] کا نائب [illegible] احمد [illegible] نائب شہاب الدین [illegible] کا نائب [illegible] کا نائب ناصر الدین [illegible] تھا۔

[illegible] کو [illegible] کی [illegible] کی طرف گیا [illegible] سلطنت سے [illegible] کر لیا جائے [illegible] سلطنت کی طرف [illegible] نے اعلان کیا کہ [illegible] اور [illegible] سے [illegible] کے ساتھ [illegible] کی طرف گیا [illegible] کے ساتھ [illegible] کی طرف آ [illegible] گھبرا گئے [illegible] سے [illegible] لے جایا گیا [illegible] امراء [illegible] گھروں میں [illegible] ہو گئے [illegible] سے [illegible] ہو گئے [illegible] کے [illegible] باب [illegible] ہو گئے۔

۲۲ محرم [illegible] کے [illegible] کے [illegible] منتقل ہونے کی وجہ سے [illegible] امیر سیف الدین [illegible] کی [illegible] سے [illegible] دیا گیا [illegible] جمال الدین [illegible] کے [illegible] کے [illegible] سے [illegible] کے ساتھ باب [illegible] گیا [illegible] نائب [illegible] کے [illegible] سے [illegible] گیا لیکن

جنگ نہیں ہوئی۔ واللہ اعلم۔

پھر اس نے امرائے حلب سے صلح کے بارے مراسلت کی کہ وہ اس کی جان بچا لیں اور وہ بیدغون کے ساتھ [illegible] سلطان سے بچ [illegible] اور اس سے الگ ہو جائے [illegible] انہوں نے [illegible] بادشاہ اور امراء [illegible] کے پاس [illegible] تھا [illegible] تو بادشاہ نے اس کی بات مان لی اور [illegible] کی صحبت [illegible] بھیجا [illegible] اس کی طرف [illegible] اپنے بیٹے کے لئے صحبت کی [illegible] امیر علاء الدین [illegible] امیر [illegible] اکبر الیٰ [illegible]۔

۲۳ محرم بروز [illegible] دمشق [illegible] کے لئے [illegible] انہیں [illegible] قبول کرنے [illegible] اور [illegible] اس کی بات [illegible] سلطنت [illegible] دمشق [illegible] ان کے [illegible] کہ [illegible] اس [illegible] کے قریب [illegible] تھے۔

اس نے اپنے [illegible] دمشق سے [illegible] اس کے پاس [illegible] کہ [illegible] مصر کی طرف بیدغون کے ساتھ جانے کے بارے میں [illegible] اس [illegible] لوگ [illegible] اس کی بات [illegible] اس [illegible] گیا۔

اس کے بعد مصر سے [illegible] امراء [illegible] ان کے [illegible] دمشق سے [illegible] بیدغون کے ساتھ [illegible] اس نے [illegible] دمشق [illegible] سامان [illegible] اس نے [illegible] مصر [illegible] اس کے [illegible] اور [illegible] سلطان [illegible] کی طرف سے [illegible] ساتھ [illegible] جب بات [illegible] سلطان [illegible] اس کی اطاعت [illegible] پھر [illegible] مصر چلا گیا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

۲۳ صفر بروز [illegible] حاجب [illegible] مصر سے [illegible] امراء [illegible] ایک جماعت [illegible] استقبال کیا [illegible] اس کے گھر [illegible] بہت [illegible] ساتھ [illegible] جمعرات کے [illegible] گیا [illegible] جاتا ہے [illegible]

۲ ربیع الاول بروز [illegible] حاجب [illegible] جمعرات [illegible] حاجب [illegible] اس کے [illegible] حاجب [illegible] مصر سے آیا [illegible] سلطنت کے پاس [illegible] اس نے اس کی [illegible] اپنے گھر چلا گیا۔

جمعہ کی رات [illegible] کے ساتھ مدینہ منورہ پہنچ گیا بہت سے لوگ [illegible] اس کے ساتھ تھے [illegible] سب سے عجیب واقعہ ہے اس شخص کی [illegible] بہت تکلیف پہنچی [illegible] کیا گیا اور قصبہ [illegible] میں اسے [illegible] یہ سب [illegible] ایک [illegible] میں ہوا۔

● جمادی الاولیٰ کے آخر میں دمشق سے نائب سلطنت کے معزول ہونے کی اطلاعات آئیں [illegible] کے روز [illegible] اور [illegible] نائب سلطنت کی طرف ہونے [illegible] نائب نے دمشق آنے کی اطلاعات [illegible] سے اس کی روایت [illegible] کی وجہ سے اس نے [illegible] افسوس [illegible] ان کے [illegible] بہت [illegible] اور اس کے مال کے [illegible] جنگ [illegible] ہونے [illegible]

[illegible] کے ساتھ [illegible] کی طرف [illegible] اور اس نے [illegible] میں [illegible] نائب سلطنت کی طرف [illegible] سیف الدین [illegible] مصر سے [illegible] کے ساتھ اپنے [illegible] استقبال کیا جائے [illegible] اور [illegible] کی اور [illegible] گئے [illegible] میں [illegible]

### نائب سلطنت منجک کا دمشق آنا

۲۳ جمادی الاولیٰ بروز جمعرات کو نائب سلطنت منجک حلب کی طرف آیا حسب عادت اس کے آنے کا اہتمام کیا گیا شمعیں جلائی گئیں لوگ اس کے استقبال کو نکلے بعض لوگوں نے شمعوں پر رات گزاری وہ ایک یادگار دن تھا۔

۸ رجب کے آخر میں نائب سلطنت دمشق آیا اس نے [illegible] کو حاضر کیا [illegible] حلب [illegible] ہونے والوں میں سے تھا۔ چنانچہ [illegible] نائب سلطنت [illegible] تقسیم [illegible] کرنے کا حکم [illegible]

کیونکہ اس کے لئے [illegible] کہ ان میں [illegible] کیے جائیں۔ اور ان حماموں کا [illegible] پانی پیتے تھے۔ [illegible] حماموں کے [illegible] کا فیصلہ کیا گیا [illegible] کے ختم کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔ [illegible] تمام حماموں کے پانی [illegible] کا فیصلہ کیا گیا [illegible] کا حکم [illegible] گلیوں اور [illegible] سے [illegible] کر دیا جائے [illegible] کے ہوتے ہیں۔

۸ شعبان کے آخر میں نائب سلطنت [illegible] مصر نے [illegible] کرنے کے لئے [illegible] کی وجہ سے [illegible] نائب سلطنت نے [illegible] کا حکم [illegible] سے [illegible] پھر ان [illegible] کر کے [illegible] کے [illegible] کیا [illegible] سے [illegible] کر دیے گئے۔

### دمشق میں تین شخصوں کی معزولی

۸ شعبان [illegible] مصر سے [illegible] جس میں [illegible] قاضی [illegible] شافعی [illegible] کی معزولی کی خبر [illegible] قاضی القضاۃ جمال الدین [illegible] حنفیہ [illegible] مقرر کیا گیا [illegible] مصر [illegible] شعبان [illegible] مصر سے [illegible] قاضی [illegible] کے لئے [illegible] قاضی [illegible] قاضی القضاۃ جمال الدین [illegible] مالکی [illegible] شیخ [illegible] الدین [illegible] قاضی القضاۃ جمال الدین [illegible] کے [illegible]

پھر وہ [illegible] کی طرف آیا [illegible] قاضی القضاۃ جمال الدین [illegible] قاضی [illegible] کے [illegible] اس کے پاس حاضر ہوا [illegible] کے [illegible] کا آغاز کیا۔ پھر وہ اس کے ساتھ [illegible] قاضی القضاۃ [illegible]

درس دیا، قاضی بہاء الدین اس کے پاس حاضر ہوا، مؤرخین نے بیان کیا کہ قاضی حنفی نے (یایھا الذین آمنوا کونوا قوامین بالقسط) درس کا آغاز کیا۔ اس کے بعد قاضی بہاء الدین مدرسہ عادلیہ کبیرہ چلا گیا، اس نے وہاں پر قول الٰہی (ان اللہ یامرکم ان تؤدوا الامانات الی اھلھا واذا حکمتم بین الناس ان تحکموا بالعدل) سے درس کا آغاز کیا۔

۸ رمضان بدھ کی صبح دیار مصر سے قاضی مالکی آیا، اس نے اس روز خلعت پہنا اور جامع اموی کے حجرہ میں آیا، قضاۃ اور خواص کی موجودگی میں شیخ نور الدین بن صارم نے وہاں اس کا تقلید نامہ پڑھا، قاضی مالکی کا نام قاضی القضاۃ شرف الدین احمد ابن الشیخ شہاب الدین عبد الرحمٰن ابن الشیخ شمس الدین محمد بن عسکر العراقی البغدادی تھا، آپ چند بار شام آئے، پھر قطب الدین اخوی کی نیابت میں بغداد میں فیصلے کرنے کے بعد دیار مصر کو وطن بنالیا، آپ نے اپنے والد کے بعد المستنصریہ میں درس دیا، آپ نے دمیاط میں بھی فیصلے کئے، پھر مالکیہ کے قاضی ابن کرو دمشق منتقل ہو گئے، آپ بہت محبت کرنے والے، وسیع البیان، ملاقات کے وقت خندہ رو شیخ تھے، آپ عفیف، پاکدامن اور فیاض شیخ تھے، اللہ آپ کو صراط مستقیم کی توفیق دے۔

**دیار مصر کے امراء کے اتفاق امیر صرغتمش کی گرفتاری** ...... ۲۵ رمضان کو اس کی گرفتاری کی اطلاع آئی، ۲۰ رمضان سوموار کے روز بادشاہ کی موجودگی میں اسے گرفتار کیا گیا، پھر اس کے قتل کے بارے میں مختلف خبریں آتی رہیں، البتہ اس کے اموال اور ذخائر پر محافظت کی گئی۔ اس کے اصحاب اور متعلقین سے مطالبہ کیا گیا۔ مطالبہ کے تحت مارے جانے والوں اور قید کئے جانے والوں میں قاضی ضیاء الدین ابن خطیب بیت الآبار بھی تھے، آپ کے بارے میں مشہور ہو گیا کہ آپ سزا کی وجہ سے وفات پا گئے، آپ دیار مصر کی طرف آنے والوں کا مقصود تھے خصوصاً اہل دمشق کا، آپ نے بہت سے کام انجام دیئے، آخری عمر میں بادشاہ سلطان کے تمام امور کے نگران تھے، آپ نے جامع اموی میں اعتراضات کئے جس کی وجہ سے کاتبوں کی ایک جماعت کی رسد بند ہو گئی، امور خاص وعام میں آپ نے امیر صرغتمش کی مدد کی، اسی کی وجہ سے ۸۰ سال کی عمر میں آپ ہلاک ہوئے۔

**قضاۃ کی واپسی** ...... صرغتمش نے دمشق کے تینوں قاضیوں یعنی، قاضی حنفی شافعی اور حنبلی کو معزول کر دیا تھا، ان سے پہلے ابن جماعۃ کو معزول کر کے ابن عقیل کو مقرر کیا تھا، صرغتمش کی گرفتاری کے بعد بادشاہ نے تینوں قاضیوں کو اپنے کام پر واپس آنے کا حکم دیا، جب یہ خبر دمشق پہنچی تو تینوں قاضیوں نے فیصلہ کرنا چھوڑ دیا، البتہ وہ عید کی شب رویت ہلال کے لئے جامع اموی گئے، اور عید کی صبح قاضیوں کے دستور کے مطابق نائب کے ساتھ سوار ہو کر عیدگاہ کی طرف گئے، اور وہ اس وقت خوف زدہ تھے، اور وہ مدارس الحکم سے منتقل ہو گئے، پھر قاضی القضاۃ ابو البقاء شافعی الزعلبیہ میں اپنے باغ چلے گئے، قاضی القضاۃ ابن السراج اپنے گھر التعدیل چلے گئے اور قاضی القضاۃ شرف الدین المالکی الصمصامیہ الصالحیہ کی طرف چلے گئے، لوگوں کو قاضی مالکی کی معزولی پر بڑا صدمہ ہوا، کیوں کہ آپ دیار مصر سے مسافرانہ طور پر آئے تھے، علاوہ ازیں آپ مفلس اور تنگدست تھے آپ نے بڑے اچھے فیصلے کئے، پھر آخر میں معلوم ہوا کہ آپ معزول نہیں ہوئے آپ بدستور برقرار ہیں، جیسا کہ ابھی ہم بیان کریں گے اس خبر کی وجہ سے لوگ بہت خوش ہوئے۔

۳ شوال اتوار کے روز ایلچی قاضی القضاۃ ابن تاج الدین سبکی شافعی اور قاضی القضاۃ شرف الدین کفری حنفی کا تقلید نامہ لے کر آیا، اور قاضی القضاۃ شرف الدین مالکی عراقی المالکیہ کی قضاء پر برقرار رہے، کیوں کہ بادشاہ کو یاد آ گیا کہ اس نے آپ سے شام کی قضاء کی زبانی بات کی تھی، پھر اپنے سامنے آپ کو دمشق بھجوا دیا، پس آپ کی نیت آپ کی سیرت کی طرح قابل تعریف رہی، لوگ اس سے بہت خوش ہوئے۔

۱۳ ذیقعدہ سوموار کے روز محدث شمس الدین محمد بن سعد حنبلی نے وفات پائی۔ دوسرے روز السفح میں دفن کئے گئے، آپ کی عمر ساٹھ سال کے قریب تھی، آپ نے بہت کچھ لکھا اور تخریج کی آپ کو اجزاء کے اسماء اور ان کے رواۃ جو متاخرین شیوخ میں سے تھے اس کے بارے میں اچھی معرفت حاصل تھی، آپ نے حافظ برزالی کے لئے اس کے مشائخ کا ایک بڑا حصہ لکھا، اور ہر ایک کے لئے ایک یا ایک سے زائد احادیث روایت کی لیکن اس کی تکمیل سے قبل ہی برزالی کی وفات ہو گئی۔

اسی سال جامع فوقانی کے بانی بہاء الدین بن مرجانی جانے وفات وپائی، جامع فوقانی اصلاً ایک مسجد تھی، پھر آپ نے ہی اسے جامع بنا کر اس میں خطبہ دیا۔ میں نے سب سے پہلے اس میں ۵۸ ھ میں خطبہ دیا، آپ نے کچھ حدیث کا سماع کیا، اسی برس بدوں کے امیر سیف الدین بن

فضل بن عیسیٰ بن مہنا کی وفات کی خبر ہمیں ملی آپ بارہا آل مہنا کے امیر بنے جیسا کہ آپ سے پہلے آپ کے والد امیر بنے تو آپ کے ایک عمزاد نے آپ پر حملہ کر کے بارادہ قتل آپ کو قتل کر دیا جیسا کہ ذکر کیا گیا لیکن آپ نے حملے کے وقت دفاع کرنا چاہا تو اس نے تلوار مار کر آپ کا سر پھوڑ دیا اس کے چند روز بعد آپ کا انتقال ہو گیا اللہ آپ پر رحم فرمائے۔

**منجک کی دمشق سے معزولی** ...... ۱۲ ذی الحجہ اتوار کے روز دیار مصر سے ایک امیر، دمشق کے نائب سیف الدین منجک کے لئے صفد کی نیابت کا تقلید نامہ لے کر آیا چنانچہ منجک عرفہ کے روز دار السعادۃ سے القبۃ کی بلند اور کشادہ جگہ کی طرف منتقل ہو گیا، اسوقت وہ صفد کا عزم کئے ہوئے تھا اس نے عید وہیں کی پھر وہ صفد چلا گیا شراب فروشوں اور مفسدین نے اس کے بارے میں شمع کی، اور اس کے وہاں سے چلے جانے پر وہ بہت خوش ہوئے۔

عید کے روز دار السعادۃ میں امراء کے سامنے بادشاہ کا خط پڑھا گیا، جس میں امیر علی ماردانی کو امیر بنانے اس کے ان کی طرف آنے، اس کی اطاعت تعظیم کرنے کی صراحت تھی۔ اسی سال امیر شہاب الدین بن صبیح صفد کی نیابت سے آیا، اور وہ شہر کے باہر الشامیہ البرانیہ کے نزدیک اپنے گھر میں اترا ۲۱ ذی الحجہ ہفتہ کے روز ایلچی صاحب حجاب سید امر اسماعیل حماۃ شہر کی طرف جلاوطنی کی خبر لے کر آیا۔

## واقعات ۷۶۰ھ

اس سال کے آغاز میں دیار مصر و شام اور ان سے ملحق اسلامی ممالک کا بادشاہ ملک ناصر حسن ابن السلطان ملک ناصر محمد ابن السلطان الملک المنصور قلاوون صالحی تھا اور ان کے شہروں کے قاضی گذشتہ سال والے تھے، دمشق کا نائب امیر علاء الدین امیر علی ماردانی تھا، شام کے قاضی مالکی کے علاوہ گذشتہ سال والے تھے اس نے جمال الدین مسلاتی کو شرف الدین عراقی اور حاجب الحجاب امیر شہاب الدین بن صبیح کے ذریعہ معزول کروا دیا۔

۳ محرم بدھ کی صبح امیر علاء الدین امیر علی نائب سلطنت حلب کی نیابت سے دمشق آیا اس کی آمد پر لوگ بہت خوش ہوئے، راستے میں نکل کر لوگوں نے اس کا استقبال کیا، لوگوں نے اس کے لئے شہر کے راستوں میں شمعے اٹھائے، امیر شہاب الدین بن صبیح نے صفد کی نیابت کے عوض نیابت کا یہ خلعت پہنا۔

۱۳ محرم ہفتہ کے روز ۲۰ ذی الحجہ کے لکھے ہوئے العلاء سے حجاج کے خطوط آئے، جن میں انہوں نے لکھا تھا کہ سلطانی خلعت پہنتے وقت حاکم مدینہ پر دو فدائیوں نے حملہ کر دیا، یہ اس وقت کی بات ہے جب محمل مدینہ شریف آیا انہوں نے حاکم مدینہ کو قتل کر دیا، اس کے غلاموں نے شہر کے اندر موجود حجاج پر حملہ کر دیا، ان کے اموال لوٹ لئے بعض کو قتل کر دیا، اور بھاگ گئے فوج سے بچنے کے لئے انہوں نے شہر کے دروازے بند کر دیئے فوج نے بعض دروازے جلا دیئے، سلطانی فوج نے اندر داخل ہو کر لوگوں کو غلاموں کے ہاتھ سے چھڑا لیا۔

محمل سلطانی حسب عادت اس ماہ کی ۲۰ تاریخ کو ہفتہ کے روز دمشق آیا محمل کے آگے حاکم مدینہ کو قتل کرنے والے دو فدائی بھی تھے اس کے بارے میں امور شنیعہ ذکر کیے گئے جو رفض میں اس کے غلو مفرط پر دلالت کرتے ہیں، ان امور شنیعہ میں سے ایک یہ بھی ہے اس کا کہنا تھا کہ اگر میں قادر ہوا تو شیخین کو ان کے حجروں سے نکالوں گا، اس کے علاوہ بھی اس کے بارے میں دیگر باتیں ہیں اگر وہ صحیح ہیں تو وہ اس کے عدم ایمان تک پہنچانے والی ہیں۔

۹ صفر سوموار کی صبح امیر شہاب الدین بن صبیح حاجب الحجاب کو ان کے دونوں لڑکوں سمیت گرفتار کر لیا گیا، پھر انہیں قلعہ منصورہ میں بند کر دیا گیا، پھر چند روز بعد امیر ناصر الدین بن خاربک اسے دیار مصر لے گیا، اس کے پاؤں میں بیڑیاں تھیں، بعض کا قول ہے کہ راستے میں اس نے پاؤں سے بیڑیاں کھول دی تھیں۔ ۱۳ صفر سوموار کے روز نائب طرابلس امیر سیف الدین عبدالغنی آیا، اسے قلعہ میں داخل کیا گیا، پھر امیر علاء الدین اسے اپنی نگرانی میں اس پر تنگی کرتے ہوئے دیار مصر لے گیا خبر آئی کہ منجک صفد سے ڈاک کے گھوڑے پر سوار ہو کر سلطان کا مطلوب بن کر آ رہا ہے، جب اس کے اور غزہ کے درمیان ایک میل کا فاصلہ رہ گیا تو وہ اپنے خادموں سمیت بادیہ التیہ کی طرف بھاگ گیا، جب نائب غزہ کو اس کا علم ہوا تو اس نے اس

کی تلاش میں خوب کوشش کی لیکن وہ ہاتھ نہ آیا اور معاملہ ہاتھ سے نکل گیا۔

**نائب شام امیر علی ماردانی کی گرفتاری**......اصل اس کی یہ ہے کہ ۲۲ رجب بدھ کی صبح فوج ہتھیار بند ہو کر قلعہ کے پیچھے آ گئی الطارمہ کو جانب قلعہ میں خوشی کے شادیانے بجے، ہر طرف سے طبلخانات کے امراء امیر یار کا منظم اور نائب سلطنت دارالسعادۃ میں آئے، ایلچی اس کے اور فوج کے درمیان آتے جاتے رہے، پھر اسے نکال کر تھوڑی سی زینوں پر سوار کر کے دیار مصر لے جایا گیا، باب النصر کے پاس اس نے اہل شام سے وحشت محسوس کی، لوگ اس کی نیابت قلت اذیت اور علماء فقراء اور قضاۃ سے اس کے حسن سلوک کی وجہ سے اس پر متاسف ہوئے اور روئے۔

اس کے بعد ۲۳ رجب جمعرات کے دن امیر سیف الدین طیفا، امیر سیف الدین قطلیجا الدوادار اور طبلخانات کے امیر، امیر علاء الدین ایدغمش ماردانی پر محافظت کی گئی، یہ تینوں نائب سلطنت کے حاضر باشوں میں سے تھے، اور اس کے ہمنشین اور شاہانہ مجلس کے ممبر تھے، اسی کی سفارت کی وجہ سے ان کو فوج اور طبلخانات دیئے گئے، ان تینوں کو قلعہ منصورہ لے جایا گیا، اور وہاں پر جو امراء گرفتار تھے ان کے ساتھ قید کر دیا۔

پھر خبر آئی کہ امیر علی کو غزہ سے آگے بڑھ جانے کے بعد راستے سے واپس کر دیا گیا، اور اس کی طرف صفد کی نیابت کا تقلید نامہ بھیجا گیا، پس اس کا حال متماثل ہو گیا، اور اس کے ساتھی اور احباب بہت خوش ہوئے۔ اور دمشق کی سپردگی لینے والا جسے دیار مصر میں کئی بار استعفیٰ دینے کے بعد ۱۹ رجب جمعرات کے روز اس کی نیابت کا خلعت دیا گیا، اور اس نے کئی بار زمین کو بوسہ دیا مگر سلطان نے اسے معاف نہیں کیا، اور وہ امیر سیف الدین استدمر تھا، جو طیفا الحجازی کا بھائی تھا اور اس کی بیٹی آج سلطان کی بیوی تھی، اس کا لینے والا اس ماہ کے آخر میں جمعرات کے روز دمشق آیا، اور دارالسعادۃ میں اترا، اور قضاۃ و اعیان اسے سلام کرنے اور اس سے دوستی کرنے اس کے پاس گئے، اور ضیافتوں اور پرتعیش چیزوں کو اس کے پاس لے گئے۔

**حوران بستی کا واقعہ اللہ نے اس میں انہیں سخت عذاب میں مبتلا کیا**......اصل واقعہ یہ ہے کہ حوران سے ایک ماہ گزرا، یہ بستی نائب شام کے لئے مخصوص تھی، اور وہ یمنی جلی تھے، انہیں بنی لعب اور بنی ہاشمی بھی کہا جاتا ہے، یہ ایک مضبوط اور محفوظ بستی تھی، جس کی طرف ہر مفسد، راہزن اور باغی پناہ لیتا تھا۔ ایک شیطان رومی ابن العشیر جو عمر قاوالدیہ سے مشہور تھا، نے ان کی پناہ لی، انہوں نے العشیر کو لوٹنے کے لئے بہت سے افراد تیار کئے، اس وقت والی الولاۃ جو شنکل منکل سے مشہور تھا نے ان کی طرف جستجو کی، پس وہ انہیں منع کرنے اور ان کی رہنمائی کرنے کے لئے ان کے پاس آیا، اور اس نے ان سے عمر الدیہ کا مطالبہ کیا، انہوں نے انکار کر دیا اور وہ اس سے جنگ کے لئے تیار ہو گئے لیکن ان کی کثرت کو دیکھ کر وہ پیچھے ہٹ گیا۔

اس نے نائب کو خط لکھا کہ وہ ان کے اور ان جیسے لوگوں کے مقابلہ کے لئے فوج سے اس کی مدد کرے، تو نائب نے امراء طبلخانات العشروات کی ایک جماعت اور تیراندازوں کے حلقہ میں سے ایک سو افراد اس کے لئے تیار کئے۔

جب وہ اچانک ان کے پاس پہنچا تو وہ فوج سے لڑنے کے لئے تیار ہو گئے انہوں نے اسے پتھر مارے، وہ اس کے اور شہر کے درمیان حائل ہو گئے، اس وقت ترکیوں نے چاروں طرف سے ان پر تیروں کی بارش کر دی، اور ایک سو سے زائد ان کے افراد قتل کر دیئے، وہ ایڑیوں کے بل بھاگ گئے، اور والی الولاۃ نے ان کے ساٹھ افراد گرفتار کر لئے، اور مقتولین کے سر قلم کر کے ان قیدیوں کی گردنوں میں لٹکانے کا حکم دیا، کسانوں کے سارے گھر لوٹ لئے، انہیں نائب سلطنت کے غلاموں کے حوالے کر دیا، عصری واپس لوٹ آیا العشیرات کا شیوخ بھی ان کے ساتھ تھا، اس نے ابن الامیر صلاح الدین ابن خاص ترکی کو اطلاع دی، وہ ان امراء طبلخانات میں سے تھا جنہوں نے بسوط میں خاص طور پر ان سے صلح کی۔

جب وہ کسی قیدی کو ذبح کرنے سے تھک جاتا تو مشاعل کو اس کے ذبح کرنے اور اس کے سر کو بقیہ قیدیوں کے سر پر لٹکانے کا حکم دیتا، اس نے بار ہا ان سے یہ کام لیا حتیٰ کہ ایک نوجوان کا سر قلم کر کے اس کے بوڑھے باپ کی گردن میں لٹکا دیا، اناللہ وانا الیہ راجعون۔

پس اس سے بڑی عبرتناک سزا تھی، جس کی مثال اس حوران کو اس وقت تک نہیں ملی تھی، یہ سب کچھ ان کو ان کے کئے گئے گناہوں کا بدلہ ملا آپ کا رب بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں، اسی طرح ہم بعض ظالموں پر ان کے افعال کے باعث بعض لوگوں کو مسلط کر دیتے ہیں، اناللہ وانا الیہ راجعون۔

**نائب سلطنت امیر سیف الدین استدمر یحیاوی کی آمد ۔ ۔ ۔** اس سال ۱۱ شعبان سوموار کی صبح امیر سیف الدین استدمر بہادر دیار مصری جانب سے دمشق کا نائب بن کر آیا، لوگوں نے اس کا شاندار استقبال کیا اس کے لئے چلے گئے۔ جب وہ چوکھٹ کو بوسہ دینے کے لئے پیدل چلا تو میں نے دیکھا اس کے پہلو میں امیر سیف الدین بیبرس تھا جو حاجب الحجاب تھا اسے حلب بھی اس کا نائب بنا لیا گیا اس نے رو بقبلہ ہو کر قبر کے پاس بیٹھ گیا۔ اس کے پاس اس کے نئے فرزند اور بڑی بڑی چٹائیاں بچھائی گئیں، بعد وہاں وہ سوار ہوا تو بیبرس نے اسے پہلو میں لے لیا، پھر وہ قلعہ کی طرف چلا گیا، پھر اس نے اسے سوار کیا، پھر وہ گذشتہ آئین کے طریق پر دارالسعادۃ واپس آیا۔ دن کے آخری حصہ میں امیر سیف الدین بیبرس کے لئے حلب کی امارت کی نیابت کا فیصلہ سنایا۔

منگل کے روز عصر کے بعد دن کے آخری حصہ میں خبر ملی کہ قاضی بہاء الدین ابو البقاء سلیمان کے اہل و عیال کے لئے جاگیر کی خوشحالی کے طرابلس کی طرف جا رہے تھے کہ گھوڑے سے گر گئے، یہ بات آپ اور دیگر لوگوں پر بہت گراں گذری آپ نے جمعہ کی شب مغرب کو کوچ کیا آپ کو اس طرف کی نیابت اختیار کرنے کی اجازت دی گئی تو آپ نے اپنے بڑے لڑکے عز الدین کو نائب بنا دیا۔ شوال میں مشہور ہو گیا امیر سیف الدین بیبرس شیخ جو شہنشاہ نائب سلطنت تھا بھاگ گیا، اور وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ ہو گیا، پھر ان دونوں کے ساتھ اس کے بارے میں معلوم ہوا کہ وہ کرانے میں جو بادیہ کا ایک صحرا ہے صحراء کے پاس میں گرفتار کیا گیا اور اس پر محافظت کی گئی، بادشاہ نے اس کے بارے میں فیصلہ کیا، پس لوگوں کو اس پر بڑا تعجب ہوا، پھر اس کی کوئی حقیقت واضح نہیں ہوئی، اس کے دیکھنے والوں نے خیال کیا تھا کہ یہ وہی ہے۔ حالانکہ حقیقت میں وہ صحرا میں سے ایک فقیر تھا جو شکل و صورت میں اس کے مشابہ تھا۔

ماہ ذیقعدہ میں مشہور ہو گیا کہ امیر عز الدین خیاض بن حنا ملک العرب نے بادشاہ کی اطاعت سے سرکشی اختیار کر لی ہے، اور وہ عراق چلا گیا وجہ یہ تھی کہ دمشق کی فوج تھی اور وہ رسالداروں کی ماتحتی میں چار ہزار تھے اور اسی طرح حلب کی فوج وغیرہ کے پاس سلطانی حکم آیا کہ اسے تلاش کر کے بادشاہ کے سامنے حاضر کیا جائے، انہوں نے اس پر پوری کوشش صرف کر دی لیکن وہ ان سے مل نہ سکے، جنگلات میں اس کے پیچھے جانے سے عاجز آ گئے، اور وقت جاتا رہا، اور وہ عراق چلا گیا سو وقت تنگ ہو گیا اور اس کا ملنا مشکل ہو گیا۔

## واقعات ۷۶۱ھ

اس سال کا آغاز ہوا تو مسلمانوں کا بادشاہ ملک ناصر حسن بن الملک الناصر محمد بن الملک المنصور قلاوون تھا، مصر و شام کے قاضی گذشتہ سال والے تھے، شام کا نائب یلبغا یحیاوی کا عزیز سیف الدین استدمر تھا اور کاتب السر قاضی ناصر الدین بن یعقوب تھا۔

محرم کے شروع میں بیت المقدس شریف میں شیخ صلاح الدین العلائی کی وفات کی خبر آئی، جمعہ کے روز مسجد اقصیٰ میں بعد نماز ظہر جنازہ ہوا اور باب الرحمۃ کے قبرستان میں دفن کئے گئے، آپ کی عمر ۶۶ سال تھی، آپ قدس میں قیام کے دوران ۳۰ سال تک مدرسہ صلاحیہ کے مدرس اور دارالحدیث السکریہ کے شیخ رہے۔ آپ نے تصنیف و تالیف کا کام کیا، علوم حدیث کی تخریج کی اور آپ کو عالی و نازل کی معرفت، جزء اور فوائد کی تخریج میں کمال حاصل تھا، اور لغت عرب میں ماہر تھے، آپ کی کتابت کمزور تھی لیکن صحت و ضبط کے ساتھ مشکل نہیں تھی، آپ کی متعدد تصانیف ہیں۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ نے اپنی کتب دمشق کی خانقاہ السمیساطیہ پر وقف کر دی تھیں، آپ کے بعد مدرسہ صلاحیہ کی تدریس اور نگرانی خطیب برہان الدین جماعہ کے سپرد کی گئی اور اس تاریخ سے پہلے بھی آپ کے پاس کی تفویض تھی۔

۹ محرم جمعرات کے روز حوالی شہر ابن عماد الدین شحنہ کی تحویل کی گئی، اسے علاقہ دار پر لکھا گیا کیونکہ اس کو نصاب البقاء کے حاجب اور قاضی حسن مطلب حاصل کرنے کی اس پر تہمت تھی، ظاہر یہ ہے کہ یہ مقدمات ان کے دشمنوں کی طرف سے تھا حقیقت میں اس کی کوئی بات نہیں تھی۔ واللہ اعلم

پھر ایک شخص کے بارے معلوم ہوا کہ وہ کچھ سلطانی احکام چاہتا ہے اور اس کی وجہ سے منصب سے ہٹا ایک عدل پکڑا گیا جس کو وہ مدرسہ نورویہ میں اس کے پاس تھا اسے امراء کے سامنے تقاضے کے کوڑے مارے گئے اور اسی طرح شیخ زین الدین بن مطری شافعی تھا اس کے بارے میں مشہور کیا گیا کہ

[illegible] کے لئے حضرت امیر [illegible] قید خانہ میں [illegible] کا حکم [illegible] شہر کے [illegible] شہاب [illegible] سلطنت [illegible] کیا۔ [illegible] سب [illegible] میں [illegible] دیا۔

[illegible]

[illegible] کے [illegible] ان کی وجہ سے [illegible] حکومت کا [illegible] کرنا پڑا۔ [illegible]

[illegible] کے [illegible] کا [illegible] جب [illegible] میں [illegible] اس کے ساتھ [illegible] وقت [illegible] کی طرف [illegible] دوسرے وقت [illegible] گیا۔ [illegible] شہاب الدین [illegible] گیا [illegible] ایک [illegible] کیا [illegible] کے قید خانہ میں [illegible] سے پہلے [illegible] گئے۔

**چک کی گرفتاری اور اس پر ظلم پڑنے کا بیان** [illegible] ایک مدت سے روپوش تھا [illegible] حضرت امیر یوسف [illegible] کے پاس [illegible] ایک شخص [illegible] میں [illegible] سلطنت نے اس کا [illegible] کے پاس [illegible] ایک جماعت [illegible] جب [illegible] سلطنت [illegible] چک کی [illegible] تعجب کیا [illegible] میں چلا گیا [illegible] دیکھا۔ [illegible]

[illegible] کے درمیان [illegible] کے مقابلہ میں [illegible] اس کے [illegible] ساتھ [illegible] گیا [illegible] کے پاس [illegible] نعمت [illegible] آیا [illegible] کے [illegible] کیا۔

[illegible] کے [illegible] کا [illegible] کے پاس [illegible] کی [illegible] تھے۔

[illegible] ایک [illegible] کی طرف [illegible] حکومت [illegible] کے [illegible] تھے [illegible] ان [illegible] تھے [illegible]

نے مصالحت قرار دیا اور ان کے بعد [illegible] بادشاہ اور [illegible] سے چلے گئے [illegible] ان کے بعد سے قرار پائے ایک سبب ایسا تھا کہ [illegible] جس کی تفصیل آگے بیان کی گئی ہے۔

اس ماہ میں امیر سیف الدین [illegible] قدس شریف آیا [illegible] کی طرف حاجب [illegible] کے [illegible] لائق [illegible] کے پاس [illegible] کی طرف [illegible] اس کی بہت زیادہ تعریف کی، [illegible] حکومت [illegible] عبادت میں بیان ہے۔

ربیع الثانی کے آخر میں اس نے ابن ہلال کے غلام سنجر کو [illegible] کے مطابق [illegible] اس سے پہلا [illegible] کی [illegible] کے لئے [illegible] کے لئے [illegible] اس نے [illegible] کے لئے [illegible] ایک نیک شخص تھا [illegible] کے لئے [illegible] اس نے [illegible] کی طرف [illegible] گئے۔

**کاتبوں اور کچہریوں کی نگرانی** ... [illegible] آیا اس کے پاس [illegible] کچہریوں کی نگرانی کے [illegible] کے لئے [illegible] اس نے [illegible] بہت اموال لازم [illegible] کی طرف [illegible] کے پاس [illegible] کے لئے [illegible] کرنے کے لئے [illegible] اور ان سے مطالبہ [illegible] انہوں نے [illegible] بہت [illegible] اس سے پہلا [illegible] کے لئے [illegible] کیا گیا۔

**قاضی [illegible] کی وفات**... [illegible] کی وفات کی خبر [illegible] بہت خوش ہوئے سلطان کے پاس [illegible] کیونکہ وہ سلطان کی [illegible] اس کے متعلق [illegible] گئی ہیں:

(۱) اس نے لوگوں پر ظلم کیا۔

(۲) اس نے طلاق [illegible] کا انکار کیا۔

(۳) [illegible] اپنے اصحاب [illegible]۔

**ابن ہلال کے غلام سنجر کا عجیب واقعہ** ربیع الثانی [illegible] سے پہلا [illegible] کرنے کے بعد [illegible] کے پاس [illegible] کی طرف [illegible] کے بعد [illegible] کی طرف [illegible] انہوں نے [illegible] کے لئے [illegible] انہوں نے [illegible] کرنے کے لئے [illegible] انہوں نے [illegible] کے [illegible]

خوف سے دروازوں اور چھتوں پر رات گذاری تجر اور اس کی اولاد نے نگرانی میں قلعہ منصورہ میں رات گزاری لوگوں کو اس عظیم مصیبت کی وجہ سے اس پر بڑا رحم آیا جو پہلی مصیبت کے بعد جلدی اسے پہنچ گئی۔

اس ماہ کے آخر میں امیر ناصر الدین محمد بن الدوادار السکری نے وفات پائی اسے اپنے استاد کے ہاں بڑا مرتبہ حاصل تھا، اور اس نے اپنے کام میں خوش بختی سے انتہائی حد کو پایا، پھر اللہ نے اس کے استاد کے دل کو اس سے پھیر دیا، اس نے اس کو مارا، اور اس کو معزول کر کے جیل میں ڈال دیا، لوگوں کے ہاں اس کا مرتبہ گر گیا، نوبت بایں جا رسید کہ وہ اپنے گھوڑے پر اپنے قمیصین کے پاس کھڑا ہوتا تھا ان سے خرید و فروخت کرتا تھا، اور ان سے بیوپاری کرتا تھا، اور اپنی حاجت اپنی زین پر اٹھاتا تھا، لوگوں کے سامنے عبرت بن گیا، حالانکہ اس سے قبل الدویداریہ میں وہ عزت و جاہ و مال اور دنیاوی سربلندی کا حامل تھا، اور اللہ پر دنیاوی شی کو بلند کرنے کے بعد اسے پست کرنا واجب ہے۔

اس ماہ کی سترہ تاریخ اتوار کے روز مسلم بلای اور اس کے دونوں لڑکوں کو جیل سے رہا کر دیا گیا، ان کے گھر اور ان کے ذخائر ان کے سپرد کر دیے گئے، لیکن گھر کا مال لے لیا گیا اور وہ تین لاکھ بیس ہزار درہم تھا، اور اس کے دلائل پر مہر لگا دی گئی تا کہ ایک مجلس اس کی ضامن ہو اور وہ اپنا راس المال اللہ کے قول (**وان تبتم فلكم رؤس اموالكم لاتظلمون ولاتظلمون**) کے تحت اپنے اصل مال پر قبضہ کرے، شہر میں اعلان کیا گیا کہ اس سے یہ سلوک اس لئے کیا گیا ہے کہ یہ لوگ دلالیں کرتا تھا، سودی کا روبار کرتا تھا، سلطان کے حاجب، شہر کے متولی اور عامہ پوش شہر کے بازاروں میں اور اس کے اطراف میں یہ اعلان کرتے رہے، اس ماہ کی ۲۸ تاریخ کو سلطانی حکم آیا کہ کچہریوں کی کونسلوں کو ان کے گھروں اور حالوں تک چھوڑ دیا جائے، لوگ شدید عقوبت اور مطالبے کے بعد ان کی رہائی پر بے حد خوش ہوئے۔ لیکن یہ سلسلہ قائم نہ رہ سکا۔

اس ماہ کے آخر میں شیخ شہاب الدین مقدسی واعظ نے گفتگو کی، وہ دیار مصر سے محراب صحابہ کے سامنے آیا، لوگ اس کی طرف گئے قاضی شافعی اور مالکی بھی حاضر ہوئے، اس نے قرآنی آیات کی تفسیر پر گفتگو کی، وہ فصیح اور شیریں الفاظ میں صوفی کی اشاراتی باتوں کی طرف اشارہ کیا، اس نے خوب بیان کیا اپنے شہر والوں تک لوگوں کو الوداع کہا، جب اس نے دعا کی تو لوگ اٹھنے کے لئے کھڑے ہوئے پاس کی دعا میں لوگ کھڑے رہے ہیں، میں نے بھی ان سے ملاقات کی میں نے ان کو خوش ہیئت خوش گفتار اور مؤدب پایا، اللہ اس کی اور ہماری اصلاح کرے۔

جمادی الثانی کے شروع میں امیر سیف الدین بیدمر نائب حلب فوج کے ساتھ بلاد سیس سے جہاد کے لئے گیا، اللہ اس کی مدد و نصرت فرمائے۔

اس ماہ کے شروع میں اہل قلعہ نے صبح کی تو امراء اعراب کی ایک جماعت عباسوں اور رسیوں کے ساتھ ان کی نشستگاہوں کے اوپر سے خندق میں اتر گئی، اور نصر اللہ لابیہ کے پاس سے نکلی ان میں سے دو نکل گئے اور تیسرا پکڑا گیا جو بعد میں جیل میں رہا گویا وہ ان دونوں کے لئے رسی پکڑتا تھا جس سے وہ نیچے اترتے تھے، اس کے بعد نائب سلطنت کی ملامت نائب قلعہ پر بڑھ گئی، نقیب نے اس کے دونوں لڑکوں اور اس کے بھائی کی پٹائی کی اور ان کو جیل میں بند کر دیا، نائب نے اس واقعہ کے بارے میں سلطان سے مکاتبت کی، نائب قلعہ کو معزول کرنے اور اسے وہاں سے نکالنے کے بارے میں بادشاہ کا خط آیا، اس نے سلطانی اموال کے لئے طلب کیا جس پر اس نے چھ سال میں قابو پایا تھا۔ اس کا لڑکا نقابت سے معزول کر دیا گیا، پس وہ عزت سے عذل تک پہنچ گئے۔

سترہ جمادی الثانی سوموار کے روز امیر تاج الدین جبرئیل نائب حلب امیر سیف الدین کے پاس سے آیا، اس نے بلاد سیس کے دو شہر طرسوس اور اذنہ فتح کئے، ان کی چابیاں جبرئیل مذکور کے ساتھ سلطان کے پاس بھیج دی، پھر اس نے تھوڑی مدت میں بہت سے قلعے فتح کئے، اسکندری قاضی ناصر الدین نے بڑا موثر خطبہ دیا، مجھے خط کے ذریعہ معلوم ہوا اذنہ کے گرجوں کے دروازے کشتیوں میں لاد کر دیار مصر لائے گئے، میں کہتا ہوں کہ الناصریہ کے دروازے جو جامع میں ہیں یہ وہی دروازے ہیں، قازان کے سال سیس نے انہیں لیا، اور واقعہ ۶۹۹ھ کا ہے اور وہ اس سال میں اللہ کے فضل سے پہنچ گئے۔

اس ماہ کے آخر میں ہمیں اطلاع ملی کہ شیخ السلطان سے قطب الدین ہرماس کو ان کے مقدم کے صحن سے نکال دیا گیا، انہیں مارا گیا اور ان پر مطالبہ کیا گیا، ان کا گھر بنیاد تک ویران کر دیا گیا، انہیں مصیاف کی طرف جلا وطن کر دیا گیا آپ دمشق کے پاس سے گزرتے ہوئے باب الفرج کے باہر مدرسہ جلیلیہ میں اترے اور میں نے سلام کرنے والوں کے ساتھ آپ کی ملاقات کی، میں دیکھتا ہوں کہ وہ ایک خوبصورت شیخ ہے، اور جو کچھ بیان

کیا جاتا ہے۔ اس کے پاس ہے اور وہ فصیح الفاظ بولتا ہے اور اس میں خوبی پائی جاتی ہے اور اس کے ہاں تواضع اور تصوف بھی ہے اللہ اس کے انجام کو اچھا کرے، پھر وہ اطرابلس کی طرف منتقل ہو گیا۔

سات رجب کی صبح شیخ شرف الدین احمد بن حسن ابن قاضی جبل حنبلی دیار مصر گیا، وہ ڈاک کے گھوڑے پر سلطان کو مدرسہ میں جسے سلطان نے قاہرہ معزیہ میں حنبلی گروہ کی تدریس کے لئے تعمیر کیا تھا، مطلوب تھا، اور راستے میں قضاۃ و اعیان اسے الوداع کرنے آئے اللہ اسے سلامت رکھے۔

**نائب سلطنت استدمر البخاری کی گرفتاری** ...... ۲۵ رجب بدھ کی صبح بلغا بخاری کے بھائی نائب سلطنت امیر سیف الدین استدمر کو اس خطا کی وجہ سے جو سلطان کی طرف سے الدوادار الصغیر لے کر آیا تھا گرفتار کر لیا گیا اور اس دن وہ میدان ابن ہابک کی طرف سوار تھا، جب وہ وادی پر یہود و نصاریٰ کے قبرستان کے پاس پہنچا تو حاجب کبیر نے فوج کے ساتھ اس پر سختی کی انہوں نے اسے طرابلس کی طرف جانے کا حکم دیا۔

چنانچہ وہ طرابلس چلا گیا، اور دار السعادۃ کی طرف اس کے لئے جانا ممکن نہ ہو سکا، پاک ہے وہ ذات جس کے قبضہ قدرت میں ہر شئے ہے، جو وہ چاہتا ہے کرتا ہے۔ وقتی طور پر شہر نائب سے خالی ہو گیا، حاجب کبیر بادشاہ کے حکم سے اس میں فیصلے کرتا تھا، امیر سیف الدین بیدمر نائب حلب کو نیابت کے لئے مقرر کیا گیا۔

ماہ شعبان میں امیر سیف الدین بیدمر کے لئے دمشق کی نیابت کا حکم نامہ آیا، حلبی فوج کی ایک جماعت کے ساتھ سوار ہو کر آنے کا حکم دیا گیا امیر خیار ابن مہنا کا ارادہ کئے ہوئے تھا تا کہ وہ اسے سلطان کی خدمت میں حاضر کرے، حماۃ اور حمص کے نائبین کو امیر سیف الدین بیدمر کے لئے معاون بننے کا حکم دیا گیا ۴ شعبان جمعہ کے روز سلیمان کے پاس خیار سے ان کی ملاقات ہوئی، ان کے درمیان کشیدگی پیدا ہو گئی، واقعہ کے مشاہد امیر تاج الدین الدوادار نے مجھے خبر دی کہ بدوؤں نے چاروں طرف سے ان کا محاصرہ کر لیا، کیوں کہ بدوؤں کی تعداد ۸۰۰ آٹھ سو تھی، حماۃ حلب اور حمص کے ترکی ڈیڑھ سو تھے، ترکیوں نے بدوؤں پر تیر اندازی کر کے ان کے متعدد افراد ہلاک کر دیئے، ترکیوں کا صرف ایک آدمی قتل ہوا ایک ترکی ہی تھا اسے دور سے بدو سمجھ کر تیر مارا، جس سے وہ قتل ہو گیا، پھر ان کے درمیان رات حائل ہو گئی، اور ترکی دائرے سے نکل گئے، راستے میں ترکیوں اور بدوؤں کے اموال لوٹ لئے گئے، ایک قسم کا فتنہ برپا ہو گیا اس کے تدارک کے لئے چند دمشقی امراء آئے، نائب سلطنت ان کی آمد کا منتظر تھا۔

**نائب سلطنت امیر سیف الدین بیدمر کی دمشق آمد** ...... ۱۹ شعبان ہفتہ کے روز نائب سلطنت کی اپنے لشکر کے ساتھ وطاۃ برزہ میں رات گزار کر دمشق آمد ہوئی، لوگوں نے اس کا استقبال کیا اور میدان میں بدوؤں کے ساتھ جو واقعہ پیش آیا قبل ازیں اس کا ذکر ہو چکا۔ چنانچہ وہ شاہانہ ٹھاٹ کے ساتھ دمشق میں داخل ہوا حسب عادت چوکھٹ کو بوسہ دیا، پھر دار السعادۃ چلا گیا، اس کی جرأت خودداری، اور بالمعروف نہی عن المنکر کی وجہ سے اس کی آمد سے مسلمان بہت خوش ہوئے۔ اللہ اس کی مدد کرے۔ واللہ اعلم۔

**امیر سیف الدین بیدمر کا خیار بن مہنا پر حملہ** ...... ماہ شعبان میں امیر سیف الدین بیدمر کو نائب دمشق ہونے کا پیغام ملا اور ساتھ ہی اسے یہ حکم دیا گیا کہ وہ حلبی فوج کے ایک لشکر کے ہمراہ امیر خیار بن مہنا پر لشکر کشی کرے تا کہ اسے سلطان کی خدمت میں پیش کرنے اور حماۃ اور حمص کے نائبین کو سیف الدین کی مدد کا حکم دیا۔ شعبان کی چار تاریخ کو بروز جمعہ انہوں نے سلیمہ کے پاس خیار پر پہنچے اور خوب جھڑپیں ہوئیں۔ امیر تاج الدین الدوادار (جو کہ اس جنگ کے عینی شاہد ہیں) کہتے ہیں کہ اعراب نے چاروں اطراف سے ان کا گھیراؤ کر لیا، وہ تقریباً آٹھ سو تھے جبکہ حماۃ، حمص اور حلب کے ترک صرف ایک سو پچاس تھے۔ پس انہوں نے اعراب پر تیر اندازی شروع کر دی اور بہت سے اعراب قتل ہو گئے اور ادھر ترکوں میں سے صرف ایک شخص مرا، وہ تاج عرب ہونے کے مغالطے میں قتل ہوا۔ اسی دوران رات حائل ہو گئی اور ترک عربوں کے گھیرے سے نکل گئے اور پھر دوبارہ جنگ شروع ہو گئی۔ ترکوں کے نقصانات کی تلافی کے لئے متعدد امراء کو دمشق سے روانہ کیا گیا۔ نائب السلطنت نے ورود کے انتظار میں وہاں قیام کیا۔

امیر عمر ملقب مصمع بن موسیٰ بن مہنا مصر سے اعراب کا امیر ہو کر آیا اور اس کے ہمراہ امیر ان عرب بدر الدین ابن عماد بھی آیا۔ مصمع "ابلق" کے

قفچق اور امیر رملہ "الخوزیہ" میں اترا، پھر یہ دونوں اپنے مطیع عربوں کے ساتھ جو کہ افواج دمشق سے برسر پیکار تھے، مل گئے۔ جو کہ حماۃ اور حمص کی فوج کے ساتھ امیر زیاد کو حاصل کر کے اسے سلطان کی خدمت میں حاضر کرنے کے لئے خیار کی جانب گئے تھے اور اللہ ہی انجام بخیر کرنے والا ہے۔

**نائب السلطنت سیف الدین بیدمری کی دمشق آمد** ...... ۲۹ شعبان بروز ہفتہ صبح کے وقت حلب اپنی افواج کے ہمراہ آیا اور رات وطاۃ اور برزہ میں گزاری۔ لوگوں نے حماۃ اور اس کے علاوہ وہ لشکر کا اس کے ہمراہ پرزور استقبال کیا۔ وہ عربوں کے ساتھ معرکے کے بعد بڑی شان وشوکت کے ساتھ آیا۔ اس نے حسب سابق چوکھٹ کو بوسہ دیا اور دارالسعادہ پیدل روانہ ہو گیا۔ پھر اس کے گرد گھوڑے، روشن زرہیں اور بہت بڑی تعداد میں قیمتی سامان کے ساتھ آئے۔ پھر لوگ اس کی ذہانت اور خودداری اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے قائل ہو گئے۔ اللہ اس کی تائید اور رہنمائی کرے۔

**قاضی شہاب کی معزولی** ...... ۲ رمضان المبارک کو بروز جمعہ حنابلہ نے جامع القبیبات میں خطبہ دیا اور قاضی شہاب الدین کو جو کہ حنبلی افواج کا قاضی تھا، نائب السلطنت کے حکم پر عہدے سے معزول کر دیا گیا کیونکہ اسے اس بات کا علم تھا کہ جب سے وہ اس عہدے پر فائز ہوا ہے اس وقت سے لے کر اب تک اس نے حنابلہ کا سہارا لیا ہے۔

**دمشق میں آپ ﷺ پر سب وشتم کرنے والوں اور کفریہ الفاظ کہنے والوں کا قتل** ...... ۱۹ رمضان بروز جمعہ ابن باب الرقاق جس کا اصل نام عثمان بن محمد تھا آہنی ہتھیار سے قتل کر دیا گیا جیسا کہ ایک جماعت اس کی شاہد ہے جن کا کذب پر اتفاق کرنا ناممکن ہے۔ وہ آپ ﷺ پر سب وشتم کرتا تھا چنانچہ اسے مالکی حاکم کی خدمت میں لایا گیا اور اس پر بزدلی کرنے کا دعویٰ کیا گیا۔ پھر فیصلہ یہ ہوا کہ اسے قتل کر دیا جائے۔ اللہ اس کا برا کرے اور اس پر رحم نہ کرتے ہوئے ہلاک کرے۔

۲۹ رمضان بروز پیر بعد از ظہر مالکی نے ابن معبد کو قتل کر دیا کیونکہ اس نے کفریہ باتوں کا دعویٰ اور آپ ﷺ کو حضرت کا گالیاں دی تھیں۔ کہا جاتا ہے کہ وہ نماز اور روزہ ادا کرتا تھا مگر اس کے وجود و حضرت ابوبکر، حضرت عمر اور حضرت ام المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین اور نبی کریم ﷺ کے بارے میں نازیبا کلام کہتا تھا چنانچہ اسے اس روز سوق الخیل میں قتل کر دیا گیا۔

۱۳ شوال کو سلطان کا محمل اور اس کا امیر ناصر الدین بن قرا سنقر اور قاضی الحجاج شمس الدین محمد بن سند المحدث نکلے۔ ماہ شوال کے آخر میں ایک "حسن" نامی شخص کو گرفتار کر لیا، جو محلہ شاغور میں رہتا تھا، وہ فرعون ملعون کے مطابق کہتا اور اس کا گمان تھا کہ اس کی موت اسلام پر ہوئی ہے اور وہ سورۃ یونس کی اس آیت سے دلیل دیتا تھا کہ غرق کے وقت اس نے کہا:

آمنت انہ لا الہ الا الذی آمنت بہ بنو اسرائیل وانا من المسلمین

"میں ایمان لاتا ہوں کہ کوئی معبود نہیں جس پر بنواسرائیل ایمان لائے ہیں اور میں مسلمانوں میں سے ہوں"۔

یہ شخص اس آیت سے تو دلیل پکڑتا تھا مگر قرآن کی بہت سی آیات اور احادیث صریحہ کا منکر تھا جیسا کہ اللہ فرماتے ہیں:

آلآن وقد عصیت من قبل وکنت من المفسدین

"تو اب ایمان لایا ہے جبکہ تو نے پہلے نافرمانی کی ہے اور تو مفسدین میں سے ہے"۔

اور دوسری جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

فاخذہ اللہ نکال الآخرۃ والاولیٰ

اور ایک جگہ آیا ہے کہ:

وفاخذنہ اخذا وبیلا، وغیرہ وہ آیات اس بات کو ثابت کرتی ہیں کہ دنیا کا سب سے بڑا کافر فرعون ہے جس پر مسلمانوں اور یہود ونصاریٰ کا اتفاق ہے۔

**قاضی القضاۃ تاج الدین شافعی کا نائب السلطنت کے ہاں حاضری** ..... ۹ ذوالقعدہ بروز جمعہ کی صبح کو پہنچے نائب السلطنت کے ہاں مصر میں تکریم و تعظیم کے ساتھ حکم کے حسب سابق آیا۔ نائب مصر ۲۳ ذوالقعدہ کو پہنچے کے دن صبح کے وقت ایوان شریف کی تعظیم میں قیمتی تحائف اور تعظیم ہو لیے کر مصر روانہ ہوا۔ روانگی کے وقت حاجیوں اور امراء کے قضاۃ و اعیان نے آ کے الوداع کیا۔

ذوالحجہ کے شروع میں نائب السلطنت کا ایک خط قاضی القضاۃ تاج الدین الشافعی کو ملا جس میں قدس شریف اور حضرت خلیل کی قبر کی زیارت کے لیے بلایا اور ساتھ ہی اس میں سلطان کے احسان و اکرام کا بھی ذکر کیا اور اس کے ساتھ عطایا، گھوڑے، مال اور خلعات کا بھی ذکر کیا۔ چنانچہ بروز بدھ قاضی القضاۃ اس ماہ کی چار تاریخ کو ڈاک کے گھوڑوں پر مناسب حال تحائف کے ساتھ اس کی جانب روانہ ہوا اور پھر ۱۸ تاریخ کو ہی شام کے وقت بستان واپس آ گیا۔

**متعدد مقامات پر شدید سیلاب کا حملہ** ..... اس ماہ اور اس سے ماقبل کے ماہ میں بیشتر مقامات پر بڑے سیلاب آئے، جس کے آثار بعلبک میں ہم نے دیکھا۔ سیلاب کی بدولت درخت اکھڑ گئے، متعدد جگہیں پھٹ گئیں اور متعدد جگہ پانی کے بہاؤ کے اثرات رہ گئے۔ بعلوص کے مقام پر بھی شدید سیلاب آیا جس میں بہت سی چیزیں اس کے ساتھ قاضی بھی غرق ہو گیا۔ جن لوگوں نے ٹیلوں پر آسرا لیا وہ بھی اس میں ہلاکت سے نہ بچ سکے۔ مقام حمص و جبال میں بھی ایک سیلاب آیا۔ جس نے بہت سے درخت، بکریاں اور انگور وغیرہ تباہ کر دیے۔ حلب کے علاقے میں شدید قسم کے سیلاب نے تباہی مچائی۔ بہت سے ترکمان اور گھوڑ سوار، عورتیں، مرد، بچے، مویشی اور اونٹ ہلاک ہو گئے۔ یہ سب میں نے ایک شاہد کے خط میں پڑھے اور اس نے یہ بھی بتایا کہ وہاں اولے بھی گرے جن میں سے ایک اولے کا وزن سات سو درہم تھا اور ان اولوں میں چھوٹے بڑے دونوں شامل تھے۔

**امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا نفاذ** ..... ۵ شوال بروز منگل کو سلطان کا ایک حکم نامہ دمشق پہنچا جس کا اعلان عام جمعہ کی صبح کیا گیا۔ اس حکم نامے کی تفصیل یہ ہے کہ مسلمانوں پر اہل اسلام کا لباس اختیار کرنا، مجوس اور اعاجم کا لباس ترک کرنا لازم ہے۔ ان لوگوں کو سلطان کے علاقے میں داخل ہونے کی اس وقت تک اجازت نہ ہوگی کہ یہ لوگ مجتمع اور ان کا لباس اس کو چھوڑ نہ دیں اور جو اس کی خلاف ورزی کرے گا اس پر شرعی حدود نافذ ہوں گی۔ مگر یہاں مناسب حال یہ تھا کہ ان کو ولیل حشیش کو ترک کرنے اور اس کے کھانے سے مست ہونے پر حد جاری کی جاتی جس کے خلاف بعض مفتیوں کا بھی فتویٰ تھا۔

اسی ماہ میں علاقہ "جبر اص" میں ۱۵ ذوالحجہ بروز منگل کو شیخ احمد بن موسیٰ الزرعی کے انتقال ہونے کی اطلاع ملی۔ وہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے نفاذ، سلطان اور حکومت کے لوگوں کی خاطر الگ ہو چکے تھے۔ عوام ان کی وجاہت و کمال کے قائل تھے۔ امیر سیف الدین دمشق میں امیر تھا وہاں سے معزول ہوا تو اسکو طرابلس کی جانب جلاوطن کر دیا اور وہیں اس کی وفات ہوئی۔

پھر نائب السلطنت واپس مصر آیا۔ سلطان نے اس کا نہایت پرجوش انداز میں استقبال کیا۔ پھر وہ واپسی میں قدس شریف سے گزرا اور وہاں یوم عرفہ اور نحر میں قیام کیا۔ پھر ادصوف کے جنگلات میں شکار کرنے گیا مگر راستے میں ہی بخار نے آ لیا اور وہ شکار سے رک گیا۔

بالآخر وہ جلدی سے چلا اور اسی ماہ کی ۱۲ تاریخ کو بروز پیر صبح کے وقت بڑی شان و شوکت کے ساتھ دمشق میں داخل ہوا۔ عوام اس کی آمد اور اس کے احساس کو دیکھنے آئے۔ وہ اس وقت نکل ہونے والے قیدی میں تھا اور اس کے آگے صوفیاء اور شاہد تھے۔ اور ان کو مقدم رکھنے کا مقصد رعایا کی اصلاح، اوقاف کی نگرانی اور حکم کے مطابق ان کی اصلاح کرنا تھا۔ واللہ اعلم۔

## آغاز ۷۶۳ھ

اس سال کے آغاز میں دیار مصر و شام اور حرمین شریفین اور اس کے ملحقہ علاقوں پر ملک ناصر حسن بن ملک ناصر محمد بن ملک منصور قلاوون الصالحی کی حکومت تھی اور مصر میں اس کے نائب کے بجائے وہی پرانے قضاۃ تھے جن کا ذکر پچھلے سال میں گزر چکا ہے۔ اس کا وزیر قاضی بن خطیب تھا۔

دمشق میں نائب امیر سیف الدین بیدمر خوارزمی تھا وہ فوج کا ناظر محتسب، قضاۃ و خطباء اور شرفاء کا نگران تھا۔ ابن قدوے اس کا وزیر اور قاضی امین الدین بن القلانسی اور بیت المال کا منتظم صلاح الدین صفدی تھا جو کہ چاروں مجالس شاہی قرائن لکھنے والوں میں سے ایک تھا۔ اوقاف کا منتظم امیر ناصر الدین بن فضل اللہ اور حاجب الحجاب ایوسفی تھا۔

وہ دیار مصر کو گیا تاکہ "بتھمار" کی امارت حاصل کرے اور اس شہر کا منتظم "ناصر الدین" اور "ابن الشجاعی" تھا۔ ۹ محرم بروز سوموار صبح کے وقت حماۃ کا نائب "امیر علی" بن گیا۔ پھر وہ مصر کی جانب سفر کے دوران دمشق میں قصر ابلق میں اترا۔ پھر وہاں سے "دویدار دعاجعا" کے مکانوں کی جانب چلا گیا۔ جس نے القصاعین میں بہت سی تعمیرات کی تھیں، لوگ اس کے استقبال کو آئے۔ وہ اس ماہ کی ۹ تاریخ، جمعرات کی صبح تک وہیں رکا اور پھر مصر روانہ ہو گیا۔

**حسن بن الخیاط کی گرفتاری** ...... ۱۹ محرم بروز اتوار کو "محلّہ شاغور" کے قید خانے سے "حسن بن الخیاط" کو مالکی عدالت میں پیش کیا گیا اور اس نے فرعون کے ایمان لانے کا دعوے کیا اور اس کو کامیاب گردانتا تھا۔ اس نے پہلے اپنے اعتراف سے اس کی تصدیق کی اور دوسری و تیسری مرتبہ مناظرے سے تصدیق کا اظہار کیا۔ وہ ایک پر جوش بوڑھا تھا، وہ کوئی دلیل بیان نہ کر سکا۔ بس اس کے خیال میں ایک شبہ پیدا ہوا تھا جس پر وہ کوئی حجت قائم نہ کر سکا۔ چنانچہ اس کو گھیراؤ کر لیا گیا۔

اس عامی آدمی نے یہ گمان کیا کہ جب اس نے اللہ کے عذاب عظیم کو دیکھا اور غرق کے قریب ہو گیا تو کہا (میں ایمان لایا کہ صرف وہی معبود ہے جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے ہیں اور میں مسلمانوں میں سے ہوں) حالانکہ اللہ فرماتے ہیں کہ (تو اب ایمان لایا ہے حالانکہ قبل ازیں تو نے نافرمانی کی اور تو مفسدین میں سے تھا پس آج ہم تیرے بدن کو نجات دیں گے تاکہ تو آنے والوں کے لئے نشان ہو) لہٰذا اس کی یہ حالت اس کو فائدہ نہ دے گی۔ جیسا کہ اللہ دوسری آیت میں فرماتا ہے کہ (جب انہوں نے ہمارے عذاب کو دیکھا تو کہنے لگے ہم خدائے واحد پر ایمان لائے اور جن کو ہم شریک بناتے تھے ہم ان کا انکار کرتے ہیں۔ پس ہمارے عذاب کو دیکھ کر ان کا ایمان لانا انہیں فائدہ نہ دے گا۔ یہی اللہ کی سنت ہے جو اس کے بندوں پر ہو چکی اور کافر وہاں خسارے میں ہوں گے) ایک جگہ اللہ فرماتے ہیں (بلاشبہ جن لوگوں پر تیرے رب کی بات واجب ہو گئی ہے وہ اس پر ایمان نہ لائیں گے خواہ ان کے پاس جتنی آیات آ جائیں حتیٰ کہ وہ عذاب الیم کو نہ دیکھ لیں، اس نے کہا تم دونوں کی دعا قبول ہو گئی ہے)۔ پھر اس کو دوسرے روز لایا گیا تو وہ اپنی گمراہی پر جما تھا چنانچہ اس کو سو کوڑے مارے گئے تو وہ توبہ کی جانب راغب ہو گیا۔ پھر زنجیروں سے باندھ کر قید خانے میں ڈال دیا گیا۔ پھر تیسرے روز حاضر کیا گیا تو وہ ظاہرا اونچی آواز میں توبہ کر رہا تھا۔ چنانچہ اس کو چھوڑ دیا گیا اور شہر میں اعلان کروا دیا گیا۔

**نماز کسوف کی ادائیگی** ...... ۱۳ تاریخ بروز منگل چاند گرہن ہوا مگر وہ بادلوں میں چھپا تھا اور عشاء کے متصل دوبارہ روشن ہونے لگا، چنانچہ خطیب نے نماز کسوف پڑھائی جس کی پہلی رکعت میں سورۂ عنکبوت اور دوسری رکعت میں سورۂ یٰس کی تلاوت کی اور وہ عشاء کے بعد اترا۔

ادھر حاجیوں کے خطوط، امن اور ارزانی کے متعلق موصول ہوئے اور ماہ ذوالحجہ اس سال کے آخر تک پانی کی فراوانی رہی اور پہلے یہ بات کبھی نہیں دیکھی گئی۔ جیسا کہ تمام مشائخ نے اس کا سبب یہ بتایا کہ پانی بعض پہاڑوں سے اترا اور دریا کے راستے بہہ پڑا۔

**امیر الحجاج شرتمر الماردانی کی گرفتاری** ...... ۱۸ محرم الحرام منگل کو مصر سے پہلے سلطانی محمل آیا اور اس نے امیر الحجاج شرتمر الماردانی کو گرفتار کر لیا جو کہ ان دنوں مکہ میں مقیم تھا۔ اللہ بلد مکہ کی حفاظت کرے اور اسے ان جیسے اوباش لوگوں سے بچا کر رکھے۔ (آمین)

**سلطانی سپاہیوں کے دستے پر حملہ** ...... پھر فوج حاجیوں کے ہمراہ دمشق پہنچی ان کے ساتھ قراسنقر بھی تھا۔ ان کے پہنچتے ہی اسے پابجولاں ان کے ذاتی گھوڑے پر سوار کر کے مصر کی جانب روانہ کر دیا۔ پھر اطلاع ملی کہ اس سلطانی لشکر پر امیر سند امیر مکہ نے حملہ کر کے تباہ کر دیا ہے اور ان کے خواص کو قتل کر دیا ہے۔ ان کے گھوڑے بھی چھین لئے ہیں۔ چنانچہ وہ خستہ حال لٹ لٹا کر مصر کو چل دیے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

**دریائے نیل کا خلاف عادت بہاؤ** ۔۔۔۔ ماہ شوال کی کچھ تاریخ کو مصر میں جو خلاف عادت دریائے نیل کے بہاؤ سے پانی جمع ہونے کی خبریں بن گئی تھیں، جس کی وجہ سے ہر روز دو ہزار سے زیادہ آدمیوں کی موت کی اطلاع ملتی رہی بیماری بہت عام ہوگئی اور کام کاج کی کمی کی بنا پر بھاؤ آسمان پر پہنچ گئے۔ عام روز مرہ کی چیزیں مہنگی ہوگئیں۔ سلطان شہر سے باہر آیا وہ بہت پریشان ہوا اور وہیں رہ گیا مگر بالآخر وہ خدا کے فضل و کرم سے بالکل تندرست ہوگیا۔

**عراق کے ایلچی کی سلطان کی بیٹی سے منگنی** ۔۔۔ ۳ ربیع الاول کو مصر سے حاکم عراق کا ایلچی [illegible] سلطان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ وہ سلطان کی بیٹی سے منگنی کی غرض سے آیا تھا۔ اس نے ان کی پیشکش اس شرط پر قبول کی کہ مملکت بغداد اسے مہر میں دی جائے۔ چنانچہ اس نے ان کو سلطانی استحقاق دیا اور بہت سے تحفے تحائف اموال و خلعت دیں۔ پھر ایلچی نے ایک بستی بیت المال سے خریدنے اور پھر اسے اس خانقاہ پر جو دمشق میں خانقاہ ’’الفخریہ‘‘ سے قریب ہے وقف کرنے کی خواہش کا اظہار کیا۔ چنانچہ نائب مفتی صاحب الحجاب ملکتمر [illegible] اور عوام اس کے استقبال کے لئے نکل آئے۔

**مردہ بچے کے باپ کی نائب السلطنت کے سامنے حاضری** ۔۔۔ میں نے ۲۰ ربیع الآخر بروز اتوار ایک رقعہ پڑھا جو کہ الخطیب شمس الدین الحورانی کی تحریر میں اس کے حوالہ کی جانب ’’صفد‘‘ سے آیا تھا۔ اس نے اس میں یہ اطلاع دی کہ ۱۲ ربیع الاول بروز سوموار وہ دار العدل میں نائب السلطنت کی خدمت میں تھا کہ ایک مرد اس کے مردہ بچے کے ساتھ حاضر کیا گیا جو کہ اس کے ہاں پیدا ہوا اور ایک گھنٹہ کے بعد وفات پا گیا۔ حاضرین مجلس اور مؤرخین نے اس کو دیکھا تو وہ ایک لڑکا تھا کہ [illegible] تھا مگر اس کے ہر کندھے پر گول چہرے والے سر تھے اور ہر پہلو میں دو دو بازو تھے۔ فسبحان الخلاق العلیم

**مدرسہ سلطانیہ کے مینار کا گر جانا** ۔۔۔ ربیع الآخر میں یہ خبر آئی کہ مصر میں مدرسہ سلطانیہ کے لئے تعمیر کیا گیا مینار گر گیا ہے۔ یہ اپنی تعمیر کے لحاظ سے عجیب طرز کا تھا جس کی ایک بنیاد پر دو مینار تھے جو کہ دروازے کے ساتھ والے ایوان کے اوپر تھی۔ جب یہ مینار گرا تو اس نے بڑی تباہی پھیلائی۔ مدرسے کے [illegible] لوگ اور بچے جو اس مدرسے میں زیر تعلیم تھے ہلاک ہو گئے، جن کی تعداد تقریباً تین سو بتلائی گئی ہے اور صرف چھ بچے ہی باقی بچے۔ بعض جگہ اس تعداد سے بھی زیادہ اور بعض جگہ اس سے بھی کم بیان کی گئی ہے۔ واللہ اعلم۔

**جنگل کی صفائی میں نائب السلطنت کا خود حصہ لینا** ۔۔۔ ربیع الآخر کی ۲۹ تاریخ کو نائب السلطنت نے بروز سوموار جنگل کی اصلاح کے ارادے سے سفر کیا۔ اس کے ساتھ ان کا لشکر اور امراء دونوں بھی تھے اور وہ سب کے سب جنگل کو موذی جانوروں اور درختوں اور جھاڑیوں سے صاف کرتے گئے۔ یہاں تک کہ کوئی بھی اثر پیچھے باقی نہ چھوڑا۔

المرج اور الغوطہ کے بہت سے کسان بھی آپ کی خدمت کے لئے آ جاتے تھے بالآخر یہ سب لوگ مہینے کی پانچویں تاریخ کو جنگلات درختوں اور [illegible] کو صاف کر کے واپس لوٹ گئے۔

**ایک عجیب واقعہ** ۔۔۔ اتفاق سے ایک سوال پر ایک عجیب واقعہ پیش آیا اور وہ یہ ہے کہ تنکزی کی بیوی کی قبر پر ایک جماعت فجر سے پہلے صدقے کی روٹی وصول کرنے کی غرض سے جمع ہوئی اور جب [illegible] کے پاس جمع کے بعد ہجوم بڑھنے لگے اور اپنے ایک ساتھی کو شدت سے [illegible] وہ [illegible] پھر وہ غصے میں بھاگ گئے۔ جب یہ [illegible] سے ہوش میں [illegible] تو [illegible] کے پاس [illegible] لے گیا مگر وہ اسے [illegible] میں کامیاب نہیں ہو سکا تھا۔ اس جماعت میں سے ایک فرد نے مجھے بتایا کہ اس نے اس سے دو دینار، تین سو کے قریب درہم اور ایک ہزار [illegible] درہم کھینچے تھے اور [illegible] تین [illegible] تھا۔ واللہ اعلم بالصواب

**شیخ علی بن الشباوی کی گرفتاری اور ان کی توبہ**...... ۵ جمادی الاولیٰ بروز ہفتہ صبح کو قاضی القضاۃ شرف الدین نے شیخ علی بن الشباوی کو حاضری کا حکم دیا۔ جو کہ جامع اموی کے بارے میں عوام سے خطاب کرتا تھا اور وہ اپنے دل میں وعظ کی باتیں اور کچھ اس سے حق بحق باتیں رکھتا تھا وہ اپنی گفتگو میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ پر تنقید کرنے والا تھا۔ چنانچہ اسکو قاضی نے بلایا اور توبہ کا حکم دیا اور توبہ تک اسے لوگوں سے کلام کرنے سے روک دیا اور قید کروا دیا۔ اور مجھے اس کے معاملے کے بارے میں اطلاع ملی کہ قاضی نے اس کو اسی روز مسلمان ہونے کی بنا پر رہا کر دیا۔

ابن الشباوی بہت زاہد ادیب اور مصری شخص تھا وہ حدیثوں کو سنتا اور پڑھتا اور اسے اپنے وعظ میں شیریں الفاظ اور کچھ ضرب الامثال کے ساتھ لوگوں کو سناتا تھا۔ چنانچہ لوگ اس کی طرف مائل ہو گئے اور اس کے معتقد ہو گئے۔ اس کے کلام کے الفاظ ان کے مفہوم کے قریب تھے۔ میں نے اس کے کلام کا تجزیہ کیا تو وہ مطرزۃ فہم کے قریب تھا۔ مگر جیسا کہ مشہور ہے کہ اس نے اپنی شطحیات میں بعض ایسی باتوں کا ذکر کیا ہے جو اس کے منصب کے مناسب نہ تھیں وہ اس روز کی آٹھ تاریخ کو عوام کی نظر میں ان کے سامنے حاضر ہوا تو قاضی نے اسے طلب کر لیا۔ اور بیان کے مطابق اس کو تکلیف دی گئی۔ واللہ اعلم۔

**ملک منصور صلاح الدین محمد کی سلطنت**...... ابن الملک المظفر حاجی بن الملک الناصر محمد بن الملک المنصور قلاوون بن عبداللہ الصالحی اور ان کے چچا ملک الناصر حسن بن الملک الناصر محمد بن الملک المنصور کی حکومت کے زوال کی چند وجوہات ہیں اور وہ یہ ہیں کہ جب اس نے ٹیکس میں اضافہ کی وجہ سے رعیت کے معاش اور کمائی میں تنگی کر دی اور اس نے بلا ضرورت بڑی بڑی عمارتیں تعمیر کروائیں اور بیت المال کے اکثر املاک اپنے قبضے میں لے لئے اور اس سے بہت سی بستیاں اور شہر خرید لیے۔ اس کے خواص اور علماء و مشائخ میں سے کسی میں بھی اسکو وعظ و نصائح کرنے اور اسے ملامت کرنے کی جرأت نہ تھی۔ چنانچہ لوگوں پر یہ بات بہت گراں گزری۔

**لوگوں کے دلوں میں سلطان کی نفرت**...... بالآخر اللہ نے اس سے انتقام لینے کی ٹھان لی اور اس کے لشکر کو اس پر مسلط کر دیا اور عوام و خواص کے دل اس سے پھیر دیئے اس نے ان کی رسد، کھانا اور تنخواہیں روک دیں۔ چنانچہ اس وجہ سے اس کے خواص اور امراء اور لشکر میں کمی آ گئی۔ اس نے لوگوں اور ان کے اہل و عیال اور ان کے پاس پناہ لینے والوں پر ظلم و ستم کیا۔ اس موقع پر اللہ نے اس کی پکڑ کی۔

**سیف الدین یلبغا الخاصکی کے ہاتھوں سلطان کا قتل**...... اس وقت اللہ نے سلطان کو اس کے ایک خاص آدمی امیر کبیر سیف الدین یلبغا الخاصکی کے ہاتھوں ہلاکت کا فیصلہ کیا اور واقعہ اس طرح پیش آیا کہ اس نے سلطان کی گرفتاری کا ارادہ کیا۔ سلطان بھی اس کے اس ارادے کی بنا پر اس کی گرفتاری کو گیا۔ پھر وہ بھی اپنی افواج کے ساتھ نکلا اور قاہرہ پر دونوں کی مڈبھیڑ ہوئی جہاں سلطان خیمہ زن تھا۔ سلطان نے اسے بری طرح سے شکست دی اور دونوں فریقوں کی ایک ایک جماعت قتل ہو گئی۔ پھر سلطان نے قلعہ جبل میں پناہ لی۔ اور کوئی بھی بوجھ نہ اٹھائے گا اور احتیاط بھی قضاء و قدر سے نجات نہیں دے سکتی۔ پوری فوج نے قلعہ کا گھیراؤ کئے ہوئے رات بسر کی۔

ادھر اس نے رات کو دشت پر بھاگنے کا ارادہ کیا۔ اس نے اسے "الکرک" بھاگ جانے پر آمادہ کیا اور جب وہ نکلا تو گرفتار ہو گیا اور قید ہو گیا اور اسے "یلبغا الخاصکی" کے گھر لے جایا گیا یہ اس سے اس کی آخری ملاقات تھی یہ اس سال ۹ جمادی الاولیٰ بروز بدھ کا واقعہ ہے۔

**منصور صلاح الدین محمد بن مظفر حاجی کے ہاتھ پر بیعت**...... اس واقعے کے بعد امیر سیف الدین یلبغا الخاصکی اور حکومت تک معاملہ پہنچا اور مشورہ کیا گیا۔ حتمی فیصلے کے بعد ملک منصور صلاح الدین محمد بن مظفر حاجی کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ پھر اس نے خطبہ کو خطبے دیے اس کو سکہ ڈھالا گیا اور ایلچی اس کے ہاتھ پر بیعت کے لئے روانہ ہوئے اس وقت اس کی عمر تقریباً ۱۲ یا ۱۵ سال تھی اور بعض لوگوں نے ۱۹ سال بتائی ہے۔ اس نے اپنے باپ کے دور کے تمام معاملات دوبارہ جاری کر دیئے اور جو کچھ اس کے باپ نے لیا تھا اسے باطل کر دیا۔ اور لوگوں کی رسد اور تنخواہوں کو دوبارہ جاری کر دیا۔ طاشتمر قاسمی و اسعد دیرے کے قید خانے سے رہا کر کے انہیں بھیجنے کا حکم دیا۔

مصر کے طبلخانات کے امراء میں سے ایک امیر سیف الدین بزلار جو کہ منتظم ترخانہ تھا، کے ذریعے اس ماہ کی سولہ تاریخ کو دمشق میں خبر ملی تو قلعہ اور امرائے طبلخانات کے دروازوں پر خوشی کے شادیانے بجائے گئے اور پورے شہر کو سجایا گیا۔ اسی دن صبح کو دارالسعادہ میں بیعت لے کر نائب السلطنت کو بڑی خلعت سے نوازا گیا۔ اور امراء و عوام دونوں ہی خوش تھے اور امر صرف اللہ ہی کا ہے۔

الحمیہ میں ایک پتھر پر یہ نقش لکھوایا گیا جسے ماموں کے لئے پڑھا گیا وہ یہ تھا کہ رات و دن کا متواتر باری باری آنا اور فلک کے ستاروں کا گردش کرنا صرف اس لئے ہے کہ ایک بادشاہ کا اقتدار ختم ہو اور دوسرے بادشاہ کی جانب آسودگی و راحت کو منتقل ہو گیا اور صاحب عرش کی حکومت ہمیشہ قائم رہنے والی ہے جو کبھی نہ فنا ہونے والی ہے اور نہ ہی مشترک ہے۔ اسی کو اللہ فرماتے ہیں کہ (قل اللھم مالک الملک تؤتی الملک من تشاء وتنزع الملک ممن تشاء وتعز من تشاء وتذل من تشاء)

**منصور صلاح الدین کی جاریہ لونڈی کی تعریف** ...... سلیمان بن عبدالملک سے روایت ہے کہ وہ بروز جمعہ نماز کے لئے نکلا وہ اس وقت سبز حلہ پہنے خوب صورت جوان لگ رہا تھا اور اچھے اخلاق والا تھا تو وہ کچھ مغرور ہو گیا اور پھر جب وہ گھر کے صحن میں پہنچا تو اس کی تحقیق لونڈیوں میں سے ایک جاریہ نامی لونڈی کی صورت میں اسکو ملی اور اس نے یہ اشعار سنائے:

تو بہت اچھا ہے اگر باقی رہے مگر انسان کی زندگی نہیں ہے اور میرے علم میں تجھ میں کوئی قابل عیب نہیں ہے مگر تجھے فنا ہے۔

**نماز جمعہ کی ادائیگی کے بعد خلیفہ کی بیماری اور موت** ...... اس کے بعد جامع دمشق کے منبر پر چڑھ کر اس نے بلند آواز میں خطبہ شروع کیا لوگ اس کی جانب متوجہ تھے مگر آہستہ آہستہ اس کی آواز پست ہوتی گئی یہاں تک کہ اہل حجرہ بھی اس کی آواز نہ سن سکے۔ نماز سے فراغت کے بعد سے اٹھا کر اس کے گھر لے جایا گیا اور اس لونڈی کو بلایا گیا۔ "جاریہ" حاضر ہوئی تو اس نے پوچھا تو نے وہ کون سے دو شعر سنائے تھے؟ اس نے کہا میں نے تو آپ کو کچھ بھی نہیں سنایا۔ تو اس نے کہا: خدا کی قسم! مجھے میری موت کی اطلاع ملی ہے۔ اس نے وصیت کی کہ اس کے بعد اس کے ہم عمر حضرت عمر بن عبدالعزیز کو خلیفہ مقرر کیا جائے۔

طرابلس کا معزول نائب بیمار ہو کر حاضر ہوا اور امیر سیف الدین استدمر جو کہ دمشق کا نائب تھا۔ دونوں ۲۶ تاریخ کو بروز ہفتہ صبح کو کتنے مقیم تھے پھر یہ دونوں ایک ساتھ دارالسعادہ آئے مگر نائب السلطنت نے ان کی پروا نہ کی۔

**دار بزنیاۃ کی از سر نو تعمیر** ...... اس ماہ میں باب الناطفیین کی مغرب میں واقع دار بزنیاۃ میں برآمدے کی از سر نو مرمت اور محراب کی تکمیل کا کام کیا گیا۔ دار بزنیاۃ میں مغرب کے بعد تلاوت قرآن پاک وقف کیا گیا اور اس کی کھڑکیاں بنائی گئیں۔ اور یہ سب ایک آدمی نے خواب میں دیکھا۔ اس خواب کے متعلق نائب السلطنت کو اطلاع دی گئی تو اس نے فوراً اس کی مرمت کا حکم صادر کیا۔ اس نے کھڑکی کی جانب مدرسہ کی بنیاد اٹھائی جسے سب سے پہلے علم الدین بن ہلال نے رکھا تھا۔ پھر اس سے مطالبہ کیا گیا تو اس سے لے کر سلطان کے ساتھ لگا دیا گیا انہوں نے بنیادوں کے اوپر تعمیرات کروائیں سامنے کے دروازے، محراب، تالاب اور راستے بنوائے۔ مشرقی جانب میں پانچ کھڑکیاں بنوائیں۔ اور اس کی دیواریں سیاہ و سفید پتھروں سے بنوائیں اور اوپری حصے کو اینٹوں سے مکمل کرایا گیا اور بہت خوبصورت ہو گئی۔ سلطان ناصر نے حکم دیا کہ اسے یتیموں کے لئے وقف کر دیا جائے مگر وہ اس حکم کی تکمیل سے پہلے ہی قتل کر دیا گیا۔

**گائے اور کتوں کے پلوں کا عجیب واقعہ** ...... اس ماہ ایک عجیب واقعہ مشہور ہوا کہ باب الجابیہ کی طرف ایک گائے ہے اور گرجا مریم کے جنگل میں یہ گائے، کتوں کے پلوں کے پاس آتی ہے اور ان کے پاس آ کر لیٹ جاتی ہے ان کو دودھ پلاتی ہے اس نے یہ کام کئی بار کیا ہے۔ یہ واقعہ مجھے متقی شاہد محدث تقی نور الدین بن احمد بن المقصوص نے بتایا ہے۔

**نائب السلطنت کے حکومتی انتظامات** ...... جمادی الاخریٰ کے درمیانی عشرے میں نائب السلطنت نے اعلان کر دیا کہ عورتیں پردے کا

خصوصی انتظام کریں اور اپنی چادروں کو اپنے چہروں کے نیچے تک کھینچیں اور بے پردگی اور اعضاء کو نمایاں نہ کریں۔ چنانچہ انہوں نے اس پر عمل کیا۔ امیر العرب جبار بن مہنا کا استقبال نائب السلطنت نے بڑی شان و شوکت سے کیا۔ وہ باب فرج پل کی طرف جا رہا تھا اور رجب کے آخر میں امیر سیف الدین قرا لیبغا ارغون کی نیابت سے صاحب الحجاب کی حیثیت سے دمشق پہنچا اور وہ سلار کے پرانے ساتھیوں میں تھا۔

نائب السلطنت نے بہت سے ٹیکس معاف کر دیئے جیسے شتا الطباخین ٹیکس، الحرین، ابریدون، الکلاب، مهدی گائے اور سقین سے خفیف درہم وغیرہ اور اسے باطل قرار دے دیا اور ان کی طرح مردود کرتے تھے۔ یہ معاف ٹیکس درہم کی معمول کو بھی باطل کر دیا۔ اس نے قیساریہ کے اموال و ضرورت کے لئے سہولت دی اور بہت سے اموال سے بہت کچھ دینے کا حکم دیا یہ ایک نیک عادت اچھا امر تھا۔

اسی طرح اس نے دمشق کی بہت سی دکانات کرنے سے روکنے کا حکم دیا جو اس کے ساتھ مخصوص تھی۔ چنانچہ اس سے لوگوں کو بہت آسودگی اور فراخی ہوئی یہاں تک کہ ایک قنطار ایک سو درہم سے کم یا زیادہ درہم میں فروخت ہوا۔

ماہ شعبان میں امیر جبار بن مہنا مصر آیا اور قصر ابلق میں اترا۔ نائب السلطنت نے اس کا پرجوش استقبال کیا اور دونوں نے ایک دوسرے کی عزت افزائی کی۔ پھر تھوڑے سے عرصے کے بعد وہ واپس چلا گیا۔

**اسکندریہ کی جیل سے امراء کی بازیابی** ۳ شعبان کی جمعرات کو جب اسکندریہ کی جیل سے امراء کو رہا کیا گیا جن میں شہاب الدین بن تاج سیف الدین بیدمر، طیبغا، طرف اور جرابی امیر اور عمر شاہ تھے۔ نائب السلطنت نے ان تمام ٹیکسوں کو ختم کر دیا جن میں اس سماع کا ضرر تھا۔ مجھے اطلاع ملی ہے کہ اس کا ارادہ ہے کہ ان کے اوزار کو برابر کرنے کی اجازت دے۔

**ایک عجیب واقعہ اور اس پر تنبیہ** ہمیں اطلاع ملی ہے کہ نائب السلطنت امیر سیف الدین بیدمر مصر کے قید امیر سیف الدین یلبغا الخاصکی سے ڈرتا تھا جو کہ وہاں کی سلطنت کا منتظم تھا اس نے مخفی طور پر کہا کہ وہ اسے شام سے ہٹانے کی کوشش کر رہا ہے جبکہ دوسرے نائب کے دل میں قوت خودداری تھی اور اس نے اس کی اطاعت سے منکر ہو۔ نیز وہ سلطان کا فرمانبردار تھا۔ اگر اتفاق ہو جاتا تو وہ نیابت کی جانب سے معزول ہو جاتا۔ اس نے یہ کام کئے اور وہ اطاعت کرتا تھا۔

اسی دوران دمشق کے قصر منصور کے نائب امیر سیف الدین برناق ناصری کا انتقال ہو گیا۔ نائب السلطنت نے اپنے خواص میں سے ایک شخص کو قلعہ کی نیابت کے لئے بھیجا۔ وہ خود اس جانب آیا اور قلعہ امیر زین الدین زبالہ کو طلب کیا اور اسے نائب بنایا گیا۔ وہ ذخائر اور اموال کا سب سے زیادہ جاننے والا تھا چنانچہ وہ اس کے ساتھ قلعے میں گھوما اور اس کے ذخائر دکھائے۔ اسلحہ اور سامان اور ہتھیار دکھائے اور جو کچھ اس میں تعمیرات کروائی تھیں انہیں بھی دکھایا۔ لوگ یہ دیکھ کر حیران ہو گئے کیونکہ اس سے پہلے کسی نائب کا ایسا اتفاق نہیں ہوا۔ اور اس نے دارالسعادۃ کے سامنے کھلنے والے دروازے کو بھی کھول دیا۔ اس کے بعد نائب السلطنت اس قلعے میں اپنی پوری شان و شوکت کے ساتھ آنے جانے لگا جو کہ اس کی سلطنت پر دلالت کرتی تھی اور وہ اس کے مناسب حال پر غور و فکر کرنے لگا۔ اللہ مؤیدہ

۱۵ شعبان بروز ہفتہ وہ حسب عادت رستے کے ساتھ سوار ہوا اور نائب شام امیر سیف الدین منکوتمر کو جو کہ اپنے گھر میں نظر بند تھا اور کوئی نہ کر سکتا تھا اپنے پاس بلوایا اور اپنے ساتھ سوار کر لیا اور اسی طرح مصر سے آنے والے امراء اور طیبغا ایک ہزار کی فوج کے ساتھ اور طیبغا ان کے ساتھ تھا اور ابن تاج اور عمر شاہ وہ جمعہ کے روز شام کے وقت سفر پر چلے۔

خلاصہ کلام یہ کہ وہ اپنے لشکر اور امراء و خواص کو سوق الخیل میں دارالسعادۃ کے سامنے لے کر آیا اور ان کا باہم معاہدہ اس بات پر ہوا کہ جو شخص ان کو ایذا دینے کا ارادہ کرے گا وہ اس کے مقابلے میں متحد ہوں گے اور جو ان میں سے کسی کو معزول کرنے یا قتل کا ارادہ کرے گا وہ اس کے مقابل متحد ہوں گے اور جو ان سے جنگ کرے گا وہ متحد ہو کر اس سے جنگ کریں گے۔ وہ سب نائب سلطنت کی رائے کی اطاعت میں ان کے استاذ کے بیٹے ملک منصور بن حاجی بن ناصر بن منصور قلاوون کو سلطان مان لیا۔ چنانچہ وہ اس معاہدے پر وہاں سے چلے اور حسب عادت نائب السلطنت بڑی شان و شوکت سے کھڑا تھا۔ اللہ ہی کا نیک انجام کرے۔

۱۶ شعبان اتوار کی صبح ملک الامراء نے غمی کی تقریبات اور خوشیوں پر ٹیکس ختم کر دیئے اور اس نے عورتوں کو مردوں کے لئے اور مردوں کو عورتوں کے لئے گانے کی پابندی ایک بڑی مصلحت کی بناء پر جاری کی جو اپنے اندر بہت خیر و عمدگی لئے ہوئے تھی۔

**قلعے کے برجوں پر منجنیقوں کا نصب کروانا** ۱۸ شعبان بروز منگل نائب السلطنت سیف الدین بیدمر نے قلعے کے برجوں پر منجنیق نصب کروانا شروع کر دیں اور قلعے کے چاروں طرف منجنیق نصب کیں۔ مجھے اطلاع ملی کہ اس نے قلعے کی دیوار کے آخری حصے میں حوض کے قریب ایک منجنیق نصب کروائی پھر دوسری اور تیسری یہاں تک کہ لوگوں نے چھ منجنیق برجوں کی چھتوں پر نصب دیکھیں۔ اس نے قلعوں کے مقیموں کو نکال کر ترکمانوں، کردوں اور دوسرے بہادر نوجوانوں کو وہاں ٹھہرایا۔

اور قلعوں کے محاصرے کی صورت میں جن اشیاء مثلاً غلہ جات، سامان، کھانے پینے کی اشیاء اور آلات حرب وغیرہ جن چیزوں کی ضرورت ہوتی ہے ان سب کو مہیا کر دیا اور جب اہل بساتین نے یہ صورتحال دیکھی تو وہ گھبرا گئے اور اکثریت شہر کی جانب منتقل ہو گئی اور ان میں سے بہت لوگوں نے اپنے قیمتی و خاص اموال اہل شہر کے پاس بطور امانت رکھوا دیئے۔ اور انجام بخیر ہو گا انشاء اللہ۔

**ایک بڑے مسئلے پر فتویٰ** اسی دوران میرے پاس ایک مسئلے پر فتویٰ آیا جو کہ یہ تھا کہ بڑے بڑے مفتی حضرات اس مسئلے کے بارے میں کیا فرماتے ہیں کہ ایک بادشاہ نے ایک غلام خریدا اور اس کے ساتھ عطا کیا اور حسن سلوک کا معاملہ کیا اور اسے مقدم کیا مگر اس نے اپنے آقا کو قتل کر دیا اور اس کے اموال پر قابض ہو گیا۔ وہ مالک کے بیٹوں کو الگ کر کے حکومت میں تصرف کیا اور ایک نائب کو اسے قتل کروانے کے لئے آنے کا حکم دیا۔ کیا اسے اس سے روکنا چاہیے؟ اور وہ اگر جان و مال کی حفاظت کی خاطر جنگ میں قتل ہو جائے تو شہید ہو گا یا نہیں؟ اور کیا مقتول کے ورثاء میں سے کسی کو حق قصاص اور مال کی بازیابی پر ثواب ملے گا یا نہیں؟ ہمیں ماجور ہو کر فتویٰ دیں۔

امیر کی جانب سے اس فتویٰ کو لانے والے کو میں نے کہا کہ اگر اس نے اپنے اس عہد سے خلاصی حاصل کرنے کا قصد کیا ہے جو اس کے اور اللہ کے درمیان ہے تو وہ اپنے ارادے کو بہتر جانتا ہے اور وہ اپنے اس معین حق کو حاصل نہ کرے جو بڑے فساد کا ذریعہ ہے اور اپنے مطالبہ کو امکانی وقت تک روکے رکھے۔

اور اگر اس کا اس استفتاء سے یہ قصد ہے کہ وہ اس کی بدولت حکومت اور خواص و امراء کو اس کے خلاف جمع کرنے میں مدد لے گا تو اسے چاہیے کہ پہلے قضاۃ و مشائخ کی جانب اس معاملہ کو لکھے اور پھر بقیہ مفتی اپنے طرز پر فتویٰ دیں۔ **واللہ الموفق للصواب**

**نائب السلطنت کی موافقت کا اظہار** اسی دوران ادھر تمام امرائے شام نے نائب السلطنت پر اتفاق کر لیا۔ اور بیان کیا گیا ہے کہ تقریباً ستر امرائے سلطنت ان میں شامل تھے اور سب کے سب بڑے بڑے دستوں کے ساتھ دار السعادہ میں اس کے حضور آتے تھے۔ وہ ان کے ساتھ دستر خوان بچھوا کر کھانا کھاتا تھا۔ اور یہ اطلاع ملی کہ بیت المقدس میں مقیم امیر منجک الطرجاقسی نے بھی نائب السلطنت کی موافقت کر لی ہے اس نے فوج کو اکٹھا کر کے غزہ اور اس کے نائب پر غلبہ حاصل کر لیا اور "الی دوا" کو گرفتار کر کے بہت سے گروہوں کو خادم بنا لیا ہے۔ اور وہ کسی بھی آنے جانے والے شخص کو خطوط کی ہیر پھیر کے احتمال کی بناء پر بغیر تلاشی نہ چھوڑتا تھا مگر اس کے باوجود وہاں امن و امان تھا اور یہی حالات دمشق اور اس کے مضافات میں تھے۔

مگر بعض اہل بساتین وہم کی بناء پر شہر منتقل ہو گئے اور بعض نے اپنے قیمتی سامان شہر میں لوگوں کے ہاں امانت رکھوا دیئے اور یہ منجنیق کے نصب ہونے کی بناء پر تھا۔

پھر نائب السلطنت نے چاروں قضاۃ اور تمام امراء کو بلوایا اور ان سے خط لکھوایا جس کے درمیان میں بیلر ترکی نے لکھا کہ وہ سلطان کو پسند کرتے ہیں اور یلبغا کو ناپسند کرتے ہیں اور اسے نہیں چاہتے ہیں اور سلطنت میں اس کے تصرف سے اتفاق نہیں کرتے ہیں اور آخر میں قضاۃ نے ان کی گواہی دی۔ پھر انہوں نے مصر میں یلبغا کے مثل امیر طیبغا الطویل کے غلام کے ہاتھوں خط بھجوایا۔ پھر نائب السلطنت نے ایک فوجی دستہ اپنے آگے چلنے کا

ٹھہر گیا۔ ۲۹ شعبان بروز منگل رات کو نائب شام جو کہ استدمر کے ساتھ تھا وہ بڑے لشکر کے ساتھ امیر منجک کی مدد کو گیا۔ اور اطلاعات کے مطابق نائب السلطنت بقیہ لشکر کے ساتھ تھا جو اس کے پیچھے تھی۔ اور ۱۶ رمضان کو مزید تین ہزار فوجی روانہ ہوئے۔

**شیخ حافظ علاء الدین مغلطائی المصری** ...... شیخ کا اسی سال ۲۴ شعبان بروز منگل انتقال ہو گیا اور دوسرے روز آپ کو "الریدانیہ" میں دفنا دیا گیا۔ آپ نے بیشمار تالیف و تصنیف کی اور بے شمار کتب اپنے پاس چھوڑیں۔

**دار العدل میں تاجروں کی طلبی** ...... یکم رمضان المبارک کو دار العدل کے "باب السر" پر تاجروں کی ایک جماعت کو بلوایا گیا تاکہ بادشاہ کے خزانے میں سے کچھ شیشے وغیرہ ان کے ہاتھ فروخت کیا جائے تو انہوں نے واپس لینے کے ڈر سے خریدنے سے انکار کر دیا۔ چنانچہ بعض تاجروں کو کچھ یوں اور حاجب منتظم کے سامنے مارا گیا اور پھر دوسرے دن آزاد کر دیا گیا۔ ان تاجروں میں شہاب الدین ابن الصواف بھی تھا۔ پس اللہ نے کشادگی کر دی۔

**نائب طرابلس کی دمشق آمد** ...... بروز منگل رات عشاء کے بعد ایک دستہ داخل ہوا جس میں عراق ابن صبح اور طرخیہ سپہ سالار تھے۔ ادھر نائب طرابلس امیر سیف الدین تومان ۱۰ رمضان بروز منگل کی صبح کو دمشق پہنچا تو نائب السلطنت نے اقصر تک اس کا استقبال کیا پھر دونوں بڑے رعب و دبدبے سے آئے۔ تومان قصر ابلق پر ہی اترا مگر اس کا لشکر باب الفرج کے ختم تک چھا گیا۔ اور صورت حال یہ تھی کہ نائب السلطنت جہاں تک اور تحت حفاظتوں میں بہت محفوظ تھا۔ جمعرات کی صبح کو تومان نے ملک الامراء کے ساتھ غزہ میں منجک اور اس کے ساتھیوں اور آگے جانے والے لشکر سے ملنے کی غرض سے غزہ جانے کا عزم کر لیا تاکہ اللہ اس بات کا فیصلہ فرما دے جو ہونے والا ہے۔

چنانچہ اس نے اس کی بات مان لی اور آج کے دن اسے اپنے لشکر کا ہراول بنایا۔ سب سے پہلے ہراول دستہ نکلا اور قلعہ کے چار دروازوں کو بند کر دیا گیا جو کہ وہ اور فرج بیت پر کھلتے تھے۔ اس امر کی بنا پر لوگوں میں وحشت چھا گئی۔ پس اللہ انجام بخیر کرنے والا ہے۔

**ملک الامراء بیدمر کی دمشق سے غزہ روانگی** ...... ۱۳ رمضان کا جمعہ نائب السلطنت اور نائب طرابلس نے حجرے میں پڑھا پھر دونوں خطابت کے حجرے میں اکٹھے ہوئے پھر دار السعادہ گئے پھر وہ اور اس کے متعلقین بڑی شان و شوکت کے ساتھ عصر کے بعد نکلے پھر انہیں حاضری کو کہا اور پھر دار السعادہ واپس چلے گئے۔ رات گزری اور پھر صبح نماز کی ادائیگی کے بعد وہ اور نائب طرابلس لشکر کے پیچھے گئے اور پھر بقیہ حفاظ، اصحاب اور عوام بھی نکلے اور انہیں اللہ نے بچا لیا۔ اور ہفتے کی صبح کو دمشق میں سوائے نائب الغیبہ امیر سیف الدین بن حمزہ ترکمانی اور اس کے نزدیکی شہر کا متولی امیر بدر الدین صدیق بن اوحد اور محتسب شہر اور قضاۃ کے علاوہ کوئی نہ تھا اور قلعہ بدستور قائم تھا اور حجابی بھی۔

اتوار کی صبح تک وہ واپس آ گئے اور پھر ملک الامراء اور تومان تمر بھی اور دونوں ایک دوسرے سے گرفتار کروانے کے ڈر میں مبتلا تھے اور سب لوگ اسی خوف میں تھے۔ تمام کے تمام اچھی طرح مسلح تھے پھر دار السعادہ میں داخل ہو گئے اور وہ قصر ابلق کی طرف چلا گیا اور عصر کے وقت منجک اور استدمر طوق ڈالے ہوئے آئے ان کو ان فوجوں نے شکست دی جن کو بیدمر نے منجک کی جانب مصریوں کے خلاف کمک کے طور پر بھیجا تھا اور اس شکست میں سیف الدین تمر کا ہاتھ تھا جو کہ المہمندار کے نام سے مشہور تھا۔

واقعہ اس طرح ہوا کہ جب وہ منجک کے پاس پہنچا تو اس نے منجک سے کہا کہ ہم سب ان لوگوں کے خادم ہیں جو اہل مصر ہیں اور ہم بیدمر کی اطاعت پر تیرے مطیع نہیں ہیں پس دونوں میں تلخ کلامی ہوئی اور لڑائی ہوئی اور منجک نے اسے شکست دی۔ مگر منجک، تمر اور اس کے لشکر سب کے سب لوگ بھاگ گئے۔ ۱۵ رمضان پیر کی صبح کو تومان تمر اور طبجرق اور تمام امرائے دمشق کا کوئی نام و نشان تک نہ تھا اور وہ سب کے سب حاکم مصر کے مطیع ہو گئے تھے۔

چنانچہ اس وقت مقدم امراء میں سے صرف ابن قراسنقر اور بیدمر، منجک اور استدمر کے سوا کوئی فرد دمشق میں نہ بچا۔

قلعے میں بیدمر کی واپسی سے لوگوں کو سخت تشویش تھی کیونکہ اس کے بعد مصری افواج کا محاصرہ ہوتا تھا اور قلعے کو مجانیق اور دوسری اشیاء سے تیار کیا گیا اور بعد میں لوگوں کو تکلیف اور مشقت کا سامنا کرنا تھا۔ پس اللہ ہی انجام خیر کرنے والا ہے۔

**ایک جنگی تدبیر** ...... ۱۹ رمضان المبارک سوموار کے دن قلعے میں خوشی کے شادیانوں کے ذریعے لوگوں کو اطلاع دی گئی کہ بیدمر یلبغا کو شام کی جانب ملک بدر کر دیا گیا ہے۔ اور اس طرح مغرب کے وقت بھی کیا گیا اور یہی عمل منگل کی صبح اور بعد نماز عشاء دہرایا گیا اور اس کے ساتھ ساتھ تینوں امراء منجک، بیدمر اور استدمر ہتھیاروں سے لیس ہو کر گھوڑوں پر سوار شہر کے باہر جاتے اور پھر واپس آ جاتے۔ مگر اس عمل پر لوگ صدق و کذب کے درمیان تھے۔ مگر اس نے قلعے کو بچانے اور محاصرہ کی تیاری شروع کر دی۔

**یلبغا کی جنگی تیاری** ...... مگر بعد میں حالات نے واضح کر دیا کہ ان شادیانوں کی کوئی حقیقت نہ تھی۔ چنانچہ اس نے قلعہ کو پردے پہنانے اور پتھروں اور لکڑیوں اور ذخائر اٹھانے کا اہتمام کیا۔

ہمیں اطلاع ملی کہ سلطانی رکاب اور یلبغا اپنی تمام افواج کے ساتھ غزہ سے آگے بڑھ گیا ہے جس موقع پر دمشق کا حکم نامہ لے کر آنے والے "امیر علی" کے استقبال کے لئے متولی ہنکرزی اور قضاۃ اور فوج کا ناظر حماۃ آئے اور شہر حاکم کے بغیر رہ گیا اور لوگ اس ریوڑ کی طرح تھے جس کا کوئی چرواہا نہ ہو اور صرف قضاۃ اور محتسب تھے مگر حالات بدستور درست تھے۔ اور ادھر بیدمر، منجک اور استدمر قلعے کو مضبوط کرنے اور سامان خورد و نوش کے ذخیرے حاصل کرنے میں لگے تھے۔ مگر اللہ اپنے امر پر غالب ہے تم جہاں بھی ہو موت تمہیں آ کر ہی رہے گی چاہے تم بلند برجوں پر ہو یا پردے اور برج پر کام کرنے والے ہو۔

۱۹ رمضان کو بیدمر نے جمعہ کی نماز مزار عثمان کی کمالی کھڑکی پر ادا کی اور منجک نے اس کے پہلو میں قضاۃ کی جگہ پر نماز ادا کی ادھر حاجبوں اور نقیبوں میں سے کوئی بھی نہیں تھا اور شہر میں صرف چند سپاہی تھے اور کوئی منتظم نہ تھا اور باقی سب سلطان کی جانب چلے گئے تھے۔ منتظمین محروس شام کے نائب امیر علی کے استقبال کے لئے حماہ گئے اور پھر واپس قلعے لوٹ آئے۔ استدمر نماز میں حاضر نہ ہوا اور وہ اطلاعات کے مطابق منقطع تھا یا اس نے قلعے میں ہی نماز ادا کر لی تھی۔

**دمشق میں سلطان کے ایلچی کی آمد اور سازش** ...... اس ماہ کی ۲۰ تاریخ بروز ہفتہ سلطان کی جانب سے ایک ایلچی نائب دمشق کے خیالات حاصل کرنے پہنچا جو کہ ایلچی کے بیٹوں میں سے ایک بیٹا تھا۔ اس ایلچی کے بیٹے نے نائب السلطنت کے خواص میں سے ایک خاص آدمی کو اکسایا کہ وہ قلعے پر قبضہ کر کے خطبہ دے اس میں آلات اور خورد و نوش کی اشیاء جمع کرے اور مجانیق اور پردوں کو تباہ کر دے اور اس نے سلطانی اموال میں بادشاہوں کی مانند کیونکر تصرف کیا ہے۔

پس پھر ملک الامراء اس سے نکلا اور اس نے کہا کہ اس کے اپنے فوجی ہی قلعے میں اس کی گھات لگائے بیٹھے ہیں وہ اس میں داخل نہ ہوا اور قلعے کے دروازے کھلے ہیں اور وہ صرف سلطانی قلعہ کا قرضدار ہے۔ اس بات کو قضاۃ نے بیان کیا اور اس سے ان کی مراد یلبغا تھی۔ چنانچہ اس نے جواب لکھا اور اسے قطب الدویدار کے غلام کلفدی ایلچی کے ہاتھ بھیجا اور اس نے اس کے ہمراہ اسی دن امیر صارم الدین جو کہ ہزاری امراء میں سے تھا، بھیجا۔

**دمشق کی فتح** ...... ۲۲ رمضان المبارک بروز سوموار ظہر کے وقت شہر کے دروازے بند رہے اور باب النصر اور باب الفرج کے علاوہ تمام دروازے کھول دیئے گئے اور لوگ بہت زیادہ خوف و ہراس میں آ گئے۔ ادھر سلطان اور اس کے لشکر کی آمد قریب آ گئی اور بدھ کی صبح پہلے سے بھی زیادہ بڑھ گئی۔ یلبغا الخاصکی یلبغا کے گنبد پر چڑھ گیا۔ اس کی فوج اس گنبد سے لے کر داریا کے کنارے تک پھیلی تھی مگر سواری کے اونٹ ابھی تک اس کے اصحین سے پیچھے رہنے کی بنا پر پیچھے تھے اور اسی روز بیدمر قلعہ بند ہو گیا۔

۱۸ رمضان کو باب الفرج اور باب النصر کے علاوہ تمام دروازے بند کر دیئے گئے اور لوگوں کا معاملہ بہت تنگ ہو گیا۔ ادھر مصریوں نے شہر پناہ کی عمارتوں کی شاخوں اور دیگر نہروں کی جانب سے آنے والی نالیوں کا پانی کاٹ دیا۔

جس سے اہل شہر گھبرا گئے اور انہوں نے تمام برتنوں کو حماموں کے تالابوں سے بھر لیا اور ایک مشکیزہ پانی کی قیمت نصف درہم تھی ایک درہم میں بکا۔ پھر ایک دو عصر کے بعد نالیاں کھول دی گئیں تو لوگوں کو کچھ خوشی ہوئی۔

جمعۃ المبارک ۲۰ رمضان کی شب طلوع آفتاب کے بعد بیدمر نے اپنے چار امراء امیر زین الدین زبالہ جو کہ نائب قلعہ تھا، ملک صارم الدین لبنی کامل اسنائی جو کہ بیدمر کا نائب الغیبہ تھا اور ایک اور امیر کو سلطان کی جانب بھیجا۔ وہ شہر میں پہنچے اور انہوں نے شہر کے دروازوں میں سے ۲۰ سے زائد دروازے کھول دیئے۔ بیدمر نے جب یہ دیکھا تو اس نے چابیاں ان کے پاس بھیج دیں۔

**سلطان کا دمشق میں مقام المصطبہ پر اترنا** ۔۔۔۔ ۲۶ رمضان جمعہ کے دن سلطان خیمہ شاہی میں لشکر کے ساتھ المصطبہ پر اترا جو جسر کی بنی کے بیچ ملک اشرف خلیل بن قلاوون کی جانب منسوب ہے۔ پھر شہر کے امراء خوش ہو کر سلطان کی خدمت میں حاضر ہوئے اور زمین کو بوسہ دیا۔ حلب کا حاکم اور نائب حماۃ امیر عمادالدین الماردانی بھی پہنچ گیا جسے دمشق کا نائب مقرر کیا گیا۔ اس نے اس کا حکم نامہ لکھوا کر اس کی جانب بھیج دیا۔

۲۷ رمضان کو سلطان نے نیابت کی خلعت عطا کی اور حسب سابق اسے لوٹا دیا یہ تیسری دفعہ تھا۔ پھر اس نے سلطان کے ہاتھ کو بوسہ دیا پھر وہ سلطان کی دائیں جانب سوار ہوا تو لوگ اسے مبارکباد دینے لگے۔ ادھر قلعہ بیدمر کے ہاتھ میں تھا۔ قلعے میں بیدمر، منجک، اسندمر اور ان کے ساتھیوں نے پناہ لی (مگر تقدیر کہاں جا سکتی ہے کہ تم جہاں کہیں بھی ہو گے موت تمہیں آ لے گی)۔

بعد ازاں سلطان نے قاضی القضاۃ کو بیدمر اور اس کے ساتھیوں کی جانب قلعے میں بھیجا اور حکم دیا کہ وہ اگر تھوڑی سی چیز پر شرط لگائیں تو ان سے مصالحت کر لینا۔

**بیدمر کا قلعے سے نکلنے کی شرط لگانا** ۔۔۔۔ ۲۸ رمضان کو سلطان نے قاضی القضاۃ کو مصالحت کے لئے قلعے میں بھیجا اور ان کے ساتھ شیخ سراج الدین الہندی حنفی، شیخ شرف الدین ابن مفلح اور مصری فوج کے قاضی کو بھی بھیجا تاکہ وہ امراء اور ان سے مذاکرات کی مجلس میں مشغول ہونے سے پہلے ان کی شرائط قبول کر لیں۔ اور انہوں نے چند شرائط بھی منوائے۔

چنانچہ جب قضاۃ اپنے ساتھیوں کے ہمراہ ان سے ملے اور سلطان کے حکم کو بتایا کہ انہیں مصالحت کرنے کی صورت میں امان دے دی گئی ہے تو انہوں نے مطالبہ کیا کہ وہ اپنے اہل کے ساتھ بیت المقدس میں رہیں گے اور منجک کو بلاد میں سے کچھ عطا کیا جائے جہاں سے وہ رزق کا حصول کر سکے۔ نیز اسندمر نے مطالبہ کیا کہ اسے طرابلس عطا کیا جائے۔

پھر قضاۃ ان کی شرائط کے ساتھ دوبارہ سلطان کے پاس آئے اور ان کے ہمراہ امیر زین الدین جبرئیل بھی تھا۔ انہوں نے سلطان کو ان کی شرائط سے آگاہ کیا تو سلطان نے ان کی شرائط تسلیم کر لیں۔ پھر جبرئیل کو سلطان نے خلعت دی اور پھر وہ واپس قلعہ کے پاس آ گئے اور ان کے ہمراہ امیر ابن الطنبغا برناق بھی تھا۔ پھر انہوں نے قلعے میں رات گزاری اور امیر اپنے اہل و عیال کے ساتھ طرزین میں اپنے مکان میں چلے گئے۔ ۲۹ رمضان بروز سوموار تینوں امراء قلعے سے جبرئیل کے ساتھ نکلے۔ پھر قضاۃ نے قلعے پر قبضہ کر کے اسے اسلحہ خانہ سمیت امیر الطنبغا ابن البرناق کے سپرد کر دیا۔

**خروج کے بعد امراء کے حالات** ۔۔۔۔ اس کی ۲۹ رمضان بروز سوموار صبح کے وقت قضاۃ خیمے میں گئے اور ان کے ساتھ سلطان کی جانب سے مامون امراء اور ان کے اہل و عیال بھی تھے۔ پس قضاۃ اور مذکورہ امراء کے ساتھ آئے۔ اس نے قضاۃ اور مذکورہ امراء کو سلامتی کے ساتھ بھیج دیا۔ مذکورہ امراء کو گھوڑوں پر سوار کر کے ہر ایک کے پیچھے ایک ایک سوار بٹھا دیا گیا تاکہ کوئی ان سے جھگڑا نہ کرے۔ پھر لوگوں کے درمیان کھلے عام چھوڑ دیا گیا۔ اور وہ اپنی ذلت کو دیکھ رہے تھے جو ان کے مناسب حال ہے۔ لوگوں نے بڑی تعداد میں ان کو

چاروں اطراف سے گھیر لیا جن کی تعداد تقریباً ایک لاکھ بتائی جاتی ہے۔ اور ساقی ان کو تل کے میدان الاخضر میں لے گئے اور وہاں بٹھا دیا۔

وہ چار ہزار تھے جن میں تین نائب، بیبرس، الشیخ، استمر اور ساوں شامل تھے اس وقت ان سب کا یہی گمان تھا کہ ان کے ساتھ مکر و فریب والا معاملہ ہوگا۔ ان قیدیوں کو بڑی شان و شوکت کے ساتھ دمشق بھیجا گیا اور آلات جنگ اور سواریاں نیزے پر قبضہ پر موجود تھے۔ پھر آخر میں سلطان عصر کے بعد مختصر لباس پہنے ہوئے آیا۔ امیر سیف الدین قبجق ان پر چھتر اور پرندے کو سر پر لئے ہوئے تھا اور امراء اس کے آگے پیادہ تھے گھوڑے کھینچے ہوئے قاضیوں اور اپنے پیچھے اصول کی آواز میں چل رہے تھے اور پھر منصورہ منصوریہ میں ترک الجوبیہ میں پہنچے اور وہاں آلات حرب اور نصب شدہ مجانیق کو دیکھا۔ پھر وہ بیبرس اور اس کے ساتھیوں پر بہت غصہ ہوا اور طارمہ میں حکومتی تخت پر بیٹھا۔ امراء و خواص اس کے سامنے حاضر تھے پس حق واپس لوٹ آیا۔

اس دن کے آخر میں بروز منگل صبح کے وقت مسلمانوں کے ساتھ لڑائی کرنے والے امراء کو قلعے کے علیحدہ علیحدہ برجوں میں اتارا گیا جن کی کوششیں ناکام ہو گئی تھیں اور وہ ذلیل و خوار اور قید میں تھے حالانکہ ماقبل میں وہ حاکم اور معزز تھے۔ اس کے بعد ان کے ساتھیوں کی تحقیق کروائی گئی اور شہر میں ان کے متعلق اعلان کروا دیا گیا کہ جو بھی ان کے متعلق اطلاع کرے گا اسے امارت اور بے شمار مال دیا جائے گا۔

اسی دن رئیس امین الدین ابن القلانسی سیکرٹری کو اس نے ایک کروڑ درہم کے مطالبہ کا لکھا اور اسے امیر زین الدین زبالہ نائب قلعہ کے حوالے کر دیا اور وہ بروز ہفتہ اس جانب لے گیا۔ اس نے ابن قراسنقر کو بھی پیشانی دے کر حکم دیا کہ اسے سزا دے یہاں تک کہ وہ ان کا وزن کر لے۔ سلطان اور اس کے امراء نے نماز عید میدان الاخضر میں ادا کی۔ نماز عید کا خطبہ اور نماز شافعی افواج کے قاضی تاج الدین السلاوی نے پڑھائی۔ سلطان اور امراء دروازے سے قلعہ میں پہنچے۔ پھر ان کے لئے بڑے دستر خوان بچھائے گئے اور انہوں نے کھانا نوش کیا پھر وہ اپنے گھروں اور محلات میں واپس لوٹ گئے۔ اس روز امیر علی نے سلطان کے سر سے پرندہ اٹھایا تو اسے عظیم خلعت ملی۔

آج ہی کے دن نائب طرابلس امیر قبجق کو گرفتار کر لیا گیا پھر وہ بیبرس کی طرف گئے جو ان کے ساتھ تھا۔ پھر وہ واپس مصریوں کی طرف گیا اور ان سے معذرت کی تو انہوں نے عوام الناس کے سامنے اسے معذور قرار دیا اور وہ سلطان کے سر سے روئی اٹھانے کی حالت میں داخل ہوا۔ پھر اسے نائب حمص مقرر کیا تو انہوں نے اس کی بہت بے عزتی کی پھر ان کی جانب جاتے ہوئے القابون کے پاس اپنے آدمی کو بھیج کر اسے گرفتار کروا لیا اور واپس لے آئے۔ انہوں نے اس سے بیبرس کے لئے ہوئے ایک لاکھ کا مطالبہ کیا پھر اسے نیابت حمص پر واپس کر دیا۔

بروز جمعرات اطلاع ملی کہ مصری افواج کے طورشیہ اور خاصکیہ کے دستوں نے حسین ناصر کو اپنا بادشاہ مان لیا ہے اور پھر آپس میں اختلاف کی بناء پر لڑ پڑے۔ بالآخر حسین ناصر کو اس کی قید کی جگہ واپس بھیج دیا گیا یوں معاملہ ٹھنڈا ہو گیا۔

آج ہی کے دن کے آخر میں قاضی ناصر الدین بن یعقوب نے رئیس علاء الدین بن القلانسی کے بجائے سیکرٹری کا عہدہ دونوں مدارس اور مشیخۃ الشیوخ کی خلعت زیب تن کی۔ لوگ اپنے کام کاج سے واپسی کے وقت ہونے کی وجہ سے اسے مبارکباد دیتے گئے۔

**شامی امراء کی جماعت کی گرفتاری** ...... ۳ شوال جمعہ کی صبح کو شامی امراء کی ایک جماعت پکڑی گئی۔ جس میں حاجب کبیر کا بھتیجا الجمدار اور دو حاجب صلاح الدین اور حسام الدین، ناصر الدین بن ملک صلاح الدین ابن الکامل، تمر المظفر خانی، ابن حمزہ اور دو بھائی طیغا، زفر اور لطی شامل تھے۔ یہ تمام جملہ دوست تھے اور تمر و قتر حاجب الحجاب نکال دیئے گئے اور اس طرح الحجوبیہ کو بھی نکال دیا گیا کیونکہ وہ بھی ایک امیر مصری کا قریبی تھا۔

۷ شوال بروز منگل دس امراء عرب کو گرفتار کر کے قلعہ منصوریہ لایا گیا۔ جن میں امیر العرب عمر بن موسیٰ بن مہنا، معیقل بن فضل بن مہنا اور دیگر امراء تھے۔ ان کو اس وجہ سے گرفتار کیا گیا کہ آل فضل کی جماعت نے حلب سے لائے گئے سیف الدین الاحمدی سے تعرض کی اور تھوڑا سا مال لیا تھا اور ان کے درمیان جنگ ہونے والی تھی۔

**ترک اور عرب امراء کی دیار مصر آمد** ـــ بروز جمعرات مغرب کے بعد ترکوں اور عربوں کے بیس امراء کو جن میں استمر، بیبرس،

منگک، جیر بکل، صلاح الدین بعلبک اور حسام الدین حاجب وغیرہ تھے ڈاکی گھوڑوں پر طوق ڈال کر مصر لایا گیا۔ ان کے ساتھ دو سو ہتھیار بند سوار ان کی حفاظت کے ذمہ دار بھی تھے۔ پھر انہوں نے مقتول لوگوں کی ایک جماعت کو حکم دیا جن میں الاقوش کے بیٹے بھی شامل تھے۔ اس رئیس امین بن القلانسی کو مطالبہ کا وزن پورا کر دینے کے بعد قلعہ میں ملامت اٹھانے اور مطالبہ سے چھوڑ دیا۔ پھر اپنے گھر کو چلا گیا اور لوگوں نے اسے مبارکباد دی۔

**سلطان کی مصر واپسی** ...... ۱۰ شوال بروز جمعہ یلبغا کی فوج بڑی شان و شوکت سے روانہ ہوئی جو عمدہ آلات حرب اور کوتل گھوڑوں اور غلاموں پر مشتمل تھی۔ لوگوں نے اس کی تعظیم اور شاندار فوج پہلے کبھی نہ دیکھی تھی۔ حالانکہ عام شامی فوج ایک دن پہلے چل پڑی تھی۔ ظہر کی اذان سے پہلے سلطان جامع اموی کی جانب آیا۔ پھر اس نے اور اس کے ہمراہ مصری امراء اور حاجب شام نے مزار عثمان میں نماز ادا کی۔ پھر فوراً وہ باب النصر سے الکسوہ جانے کو نکلا۔ لوگ حسب دستور راستوں اور چھتوں پر کھڑے تھے اور آراستگی کا حکم صبح حماموں، خواتین اور باب البرید میں آج تک ویسی ہی باقی ہے اور وہ مسلسل دس روز تک رہی۔

۱۱ شوال ہفتے کے دن اس نے عماد الدین ابن شیرجی کو معزول کر کے شیخ علاء الدین کو دوبارہ محتسب بنا دیا اور خلعت سلطانی حسب دستور ۱۹ شوال بروز جمعرات محمل نکلا۔ اس وقت مصطفیٰ البیری امیر تھا۔ بروز جمعرات اور جمعہ ششم فی جنوب الخلیل اور تو روز میں چند امراء دمشق میں انتقال ہوا جن میں سے تمر المحمدی امیر اور حاجب الحجاب تھا اور اس نے کسی وقت قدس میں نیابت کی تھی پھر مصریوں نے تنگ کر کے اسے معزول کر دیا اور وہ بیمار ہو گیا اور اس بیماری میں انجام کار جمعہ کے دن وفات پا گیا اور بروز ہفتہ دفن کیا گیا۔ مگر اس قبر میں اسے نہیں دفنایا گیا جو اس نے الصوفیہ میں بنوائی تھی بلکہ اس کے دروازے پر اسے دفنایا گیا گویا وہ اعلان کرنے والا ہے کہ مسلمانوں کی قبروں کے اوپر ہونے پر نادم ہے۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

**امیر ناصر الدین بن الاقوش کی وفات** ...... ۲۰ شوال بروز سوموار امیر ناصر الدین بن الاقوش وفات پا گئے انہیں القبیبات میں دفنایا گیا۔ اس نے بعلبک اور حمص میں نیابت کے فرائض انجام دیے۔ پھر اس کا بھائی اپنے عہدے پر ہو گیا پھر انہیں مختلف شہروں سے جلاوطن کر دیا گیا بعد میں امیر یلبغا اس سے راضی ہو گیا اور اس نے اس پر دوبارہ مشکلات کی دونوں کا احسان کیا۔ ابھی تھوڑا ہی عرصہ گزرا تھا کہ ان کا انتقال ہو گیا۔ اس نے اپنے پیچھے بہت اچھے نشانات چھوڑے جن میں ایک خوبصورت سرائے جو کہ عقبۃ الرمانہ کے پاس ہے، بعلبک کی جامع مسجد اور حمام وغیرہ قابل ذکر ہیں۔ ان کی عمر ۵۹ سال تھی۔

۲۹ شوال منگل کے دن قاضی نور الدین محمد بن قاضی القضاۃ بہاء الدین ابن ابی البقاء الشافعی نے مدرسہ مسرور یہ میں درس دیا۔ سلطانی فرمان کے مطابق اس کا باپ اس سے دست بردار ہو گیا تھا۔ اس نے قضاۃ اور اعیان کی حاضری کے بعد پہلے درس کا آغاز کلام الٰہی (الصحیح انہ یسر معلومات الآیۃ) سے کیا اور اسی دن قاضی نجم الدین احمد بن عثمان النابلسی الشافعی نے مدرسہ ... میں درس دیا۔ وہ ابن الجابی سے مشہور تھا، وہ اس سے قاضی امین الدین بن القلانسی کے مطالبے سے ہٹ گیا تھا۔

اسی طرح ۲۹ شوال بروز سوموار صبح کو امینیہ اور الظاہریہ دونوں مدرسوں میں قاضی ولی الدین عبد اللہ بن قاضی بہاء الدین ابی البقاء نے قضاۃ اور اعیان کے سامنے درس دیا۔ اس کا باپ سلطانی فرمان کے مطابق اس کے حق میں دستبردار ہوا تھا۔

**شیخ اسعد بن الشیخ الکروی کا انجام** ...... شوال کے آخر میں جمعرات کی صبح شیخ اسعد بن الشیخ الکروی کو جو کہ دیوم کے مددگاروں میں سے تھا اونٹ پر سوار کر کے شہر کے قرب میں گھمایا گیا اور ذلیل کیا گیا اور یہ اعلان کروایا گیا کہ یہ اس شخص کا انجام ہے جو سلطان کے نائبین کو گستاخ اور اسکو چھوڑ دے۔ پھر اسے اونٹ سے اتار کر گدھے پر سوار کر دیا گیا اور شہر کا چکر لگوایا گیا۔ پھر اسے قید خانے میں ڈال کر بہت سا مال بطور تاوان طلب کیا گیا۔ یہی وہ شخص تھا جو دیوم کے زمانے میں قلعہ کی سپردگی لینے والا تھا۔

**قاضی القضاۃ بدر الدین ابی الفتح پر سلطان کا انعام و اکرام** ...... ۱۱ ذوالقعدہ سوموار کی صبح کو اس نے قاضی القضاۃ بدر الدین بن ابی

اتیج کو علاء الدین قرمونی کے لشکر سے موفق لشکری کی قضاء کا خلعت عطا کیا گیا۔ لوگوں نے اس کو مبارکباد دی۔ وہ دراصل نہایت علم و تدریس کے بعد اقتدار ولی پھر رسوا ہوا۔

۱۹ تاریخ بروز سوموار صالحیہ میں اربلی کی تدریس کو دوبارہ قاضی القضاۃ شرف الدین الکفری حنفی نے سلطانی حکم کے مطابق قاضی عماد الدین بن عزت سے لے لی اور اس نے اسکری کو خلعت عطا کر دی تو لوگوں نے آ کے مبارکباد دی۔

**مجلون کے کسانوں کی باہم لڑائی** ...... ماہ ذوالحجہ میں ایک خبر مشہور ہوئی کہ مجلون کی جانب سمرقون کے درمیان فتنوں کا پھوٹ پڑنا تھا انہوں نے باہم لڑائی کی اور قیسی اور یمنی فریقین میں سے ایک جماعت قتل ہوئی۔ انہوں نے وہاں کے درختوں کو کاٹ ڈالا اور حما کے چشمہ کو جو مجلون کے مشرقی سمت میں ہے جانے کی جگہ کر ڈالا۔

۲۲ ذوالحجہ بروز جمعرات کو طلوع آفتاب کے بعد امیر کسبوغا کی محافظت کی خاطر دمشق کے دروازے بند کر دیے گئے تو لوگوں نے اسے پریشان کیا۔ امیر کسبوغا دیار مشرق کی جانب بھاگا جا رہا تھا مگر اسے فوراً پکڑ لیا گیا۔

**امیر سیف الدین طاز کا قصر ابلق میں اترنا** ...... ۲۶ ذوالحجہ بروز جمعہ کی رات کو امیر سیف الدین طاز قدس سے قصر ابلق میں اترا اور وہ اسکندریہ کی قید کے دوران ایک عرصے سے آنکھوں کی بینائی کھو چکا تھا۔ پھر وہ ایک مدت تک بیت المقدس میں مقیم رہا۔ پھر سلطان کا حکم آیا کہ وہ بھی ہو گا اور وہ سلطانی علاقوں کی حدود میں سے ساتھ دیار مصر کے جانا چاہے تو مقیم ہو جائے۔ چنانچہ وہ قصر ابلق آ گیا اور لوگ اس کے سامنے اپنے مرتبے کے مطابق اسے سلام کرنے آئے مگر وہ کچھ دیکھ نہ سکتا تھا مگر وہ پہچانتا تھا۔ اس کا ارادہ یہ قائم تھا کہ اس کے لئے رہائش کے لئے دمشق میں گھر خریدا جائے یا کرائے پر لے گا۔

## آغاز ۷۶۳ھ

جب اس سال کا آغاز ہوا تو حرمین شریفین، مصر و شام اور دیگر اسلامی مملکتوں پر اس سال کا حکمران سلطان ملک منصور صلاح الدین محمد بن ملک مظفر امیر حاجی بن ملک منصور قلاوون کی حکومت تھی۔ اس کے آگے حکومتوں کا منتظم امیر یلبغا تھا۔

اور دیار مصر میں مشہور تھا سیف الدین قزدمر بن بر جو کہ قریب المرگ تھا اور باقی قضاۃ وہی تھے جو اپنے فرائض کی انجام دہی سے عہدے پر تھے۔

دمشق کے علاقے میں نائب امیر علاء الدین الماردانی تھا اور قاضی وہی تھے جو اپنے فرائض انجام دے رہے تھے اور اسی طرح وکیل بیت المال اور خطیب بھی وہی تھے اور محتسب علاء الدین انصاری تھا۔ ایک مصری اور اسماعیلی کا رشتہ دار قلعہ کا حاجب الحجاب تھا۔ جامع مسجد کا ناظر تقی الدین المکری تبریزی، قاضی ناصر الدین محمد بن یعقوب حلبی تھا۔ اسی سال قاضی حنفی نے شافعی کے ساتھ ظہر کی جماعت فرمائی اور ... کے قاضی تھے، جامع مسجد کی از سر نو تعمیر کروائی۔

**بلاد قبرص کے حالات** ...... محرم کو نائب السلطنت یلبغا جو کہ حج کے بعد ... ہو آیا۔ اس نے اپنے رعب سے بلاد فرنگ پایا اور یہاں ان کے مرکز سے لوگوں کو پکڑ کر قید کر لیا۔ اور ساتھ ساتھ یہ خبر مشہور ہوئی کہ اس نے بلاد مجلون کے ... پر حملہ کا قصد کیا۔ پھر میں نے ... سے سوال کیا تو اس نے مجھے بتایا کہ ... صلح اور مصالحت پر اتفاق کی خاطر جانے ... کے ساتھ تھی۔ اس نے عرب پر ... حملہ کیا اور ... لوگوں نے شکست دی۔ پھر اس نے بہت سے لوگوں کو قتل کیا۔ پھر ... کا ایک لشکر جو گھات لگائے بیٹھا تھا ظاہر ہوا۔ پھر ترکوں نے ان کی "مرج" میں پناہ لی۔ پھر انہوں نے ان کا محاصرہ کر لیا مگر بعد میں اعراب پیٹھ پھیر کر بھاگ گئے۔ ترکوں میں سے صرف ایک امیر زخمی ہوا اور اعراب کے بہت سے آدمی مارے گئے۔

۲۲ محرم بروز اتوار کو ... پہنچ کر سلطان صلاح الدین سوار ہو کر ... کی رات کو دمشق کے بعد آیا۔ اس کے قبضے ... کے دوران فرنگ سے ... تک شدید

سردی کا سامنا کرنا پڑا اور اس میں تقریباً سو آدمی مر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اس لئے حسب عادت اس کے دخول کی پروانہ کی گئی۔

**حاکم مکہ کے بھائی کی وفات**...... اس قافلے نے واپسی پر بہت امن وسکون کی خبر دی اور بتایا کہ حاکم مکہ عجلان کے بھائی کی وفات ہوگئی ہے اور اس کی وفات سے وہاں کے لوگ بہت خوش وخرم ہیں کیونکہ اس نے اپنے بھائی عجلان کے خلاف بغاوت کی تھی۔

**ایک نہایت عجیب خواب**...... ۲۲ محرم ۶۳ھ بروز سوموار رات کو میں نے ایک خواب دیکھا۔ میں نے اس میں دیکھا کہ شیخ محی الدین النواوی رحمہ اللہ علیہ موجود ہیں تو میں نے ان سے پوچھا کہ آپ نے اپنی شرح المہذب میں ابن حزم کی کسی تصنیف کو شامل کیوں نہیں کیا ہے؟ انہوں نے کہا جس کا مفہوم یہ ہے کہ وہ اسے پسند نہیں کرتے میں نے کہا: آپ اس معاملے میں معذور ہیں البتہ انہوں نے اپنے اصول وفروع میں نقیضین کی دونوں جانب میں توافق کر دیا ہے اور فروع میں خشک اور جامد ظاہری ہے اور اصول میں خونخوار شیر اور بہنے والی آفت ہے اور ساتھ ہی میں نے اپنی آواز کو بلند کر دیا یہاں تک کہ میں نے سوتے ہوئے اپنی آواز سنی۔

پھر میں نے آپ کو ایک سرسبز زمین کی جانب اشارہ کیا جو کہ کھجوروں کی مانند اور شکل میں اس سے بھی ردی تھی جو غلہ حاصل کرنے اور چرانے کے لحاظ سے فائدہ مند نہیں تھی۔ میں نے آپ سے کہا: یہ وہ زمین ہے جسے ابن حزم نے بویا ہے۔ آپ نے فرمایا: دیکھو کیا تم اس میں کوئی پھلدار درخت یا کوئی ایسی دوسری چیز جس سے فائدہ حاصل ہو، دیکھتے ہو؟ میں نے جواب دیا کہ یہ چاندی کی چاندنی میں بیٹھنے کے قابل جگہ ہے۔

یہ تھا میرے خواب کا خلاصہ اور میرے دل میں آیا کہ جب میں نے شیخ کو ابن حزم کی زمین کی طرف اشارہ کیا تو آپ بالکل خاموش تھے اور گفتگو نہ کرتے تھے۔

**قاضی عماد الدین کو دوبارہ محتسب کا عہدہ ملنا**...... ۲۳ صفر بروز جمعرات علاء الدین انصاری قریب المرگ مرض میں مبتلا ہونے کی بناء پر نزع میں کمزور ہو گیا تھا لہٰذا اس نے قاضی عماد الدین کو دوبارہ محتسب بنا دیا اور پھر لوگوں نے حسب عادت اسے مبارکباد دی۔ ۲۶ صفر بروز ہفتہ شیخ علاء الدین انصاری مدرسہ امینیہ میں وفات پا گئے۔ جامع اموی میں نماز ظہر میں ان کا جنازہ ادا کیا گیا۔ آپ کو باب الصغیر کے قبرستان میں محراب جامع مسجد کے عقب کی ایک قبر میں دفنایا گیا۔ اس وقت آپ کی عمر ۴۰ سال تھی اور آپ نے ترکہ میں چھوٹے بچے اور بہت سا مال چھوڑا۔ آپ نے امینیہ اور المحتسب میں دو دفعہ درس دیا۔ اللہ آپ پر درگزر اور رحم کا معاملہ فرمائے۔ آپ کے بعد حکم نامے کے مطابق قاضی القضاۃ تاج الدین السبکی نے مدرسے کے انتظامات سنبھال لئے۔

**قاضی القضاۃ الاخنائی کی وفات**...... صفر المظفر کے آخری عشرے میں قاضی القضاۃ الاخنائی مصر میں وفات پا گئے آپ مصر میں قابل تعریف کتب اور خزانے کے ناظر تھے آپ کے بعد آپ کا بھائی برہان الدین ابن قاضی القضاۃ علم الدین الاخنائی الشافعی خزانے کا ناظر ہوا اور اپنے بھائی کی جگہ قاضی ہوا علم الدین کا باپ بھی قاضی تھا۔

**قاضی القضاۃ تاج الدین السبکی کا درس**...... مورخہ ۴ ربیع الاول اتوار کے دن قاضی القضاۃ تاج الدین ابو نصر عبد الوہاب ابن قاضی القضاۃ تقی الدین بن حسن بن عبد الکافی السبکی الشافعی شیخ علاء الدین کی وفات کے بعد پڑھانے مدرسہ امینیہ پہنچے۔ بہت سے علماء ومشائخ اور اعیان آپ کے سامنے حاضر ہوئے۔ پھر آپ نے اپنے درس کا آغاز کلام الٰہی "ام یحسدون الناس علی ما اتاھم اللہ من فضلہ" سے کیا اور بڑی شیریں اور رواں عبارت میں علوم کو بیان کیا اور بہت سی اچھی باتوں کا استنباط کیا۔ لوگوں نے بلا کسی تکلف اور پس وپیش کے درس کو سمجھا اور خوب تعریف کی۔ یہاں تک کہ ایک آدمی نے کہا کہ اس نے اس کی مانند درس کہیں نہیں سنا ہے۔

**الصدر برہان الدین بن لولو الحوضی کی وفات**...... ۲۵ صفر سوموار کو الصدر برہان الدین بن لولو الحوضی ایک دن علالت کے بعد القصاعین میں اپنے مکان میں وفات پا گئے۔ آپ کی نماز جنازہ دوسرے روز جامع دمشق میں پڑھایا گیا۔ آپ کو باب النصر سے باب الصغیر لے گئے

اور وہاں آپ کو آپ کے والد کے پاس دفنایا گیا آپ لوگوں کے ساتھ نہایت مروت کا معاملہ کرتے تھے۔ آپ علماء اور اہل فہم کو پسند کرتے تھے اور حکومت اور ان کے دوستوں کے ہاں مقبول اور بہت وجاہت والے تھے۔ آپ صاحب اموال و ثروت تھے اور حدیث کے سماع پر مواظبت کرتے تھے۔ آپ کا انتقال ۹۰ سال کی عمر میں ہوا۔

**شیخ شمس الدین محمد بن النقاش المصری کی وفات** ..... یہ مصر سے ایک ایلچی آیا اور اس نے خبر دی کہ دیار مصر میں شیخ شمس الدین محمد بن النقاش فوت ہو گئے ہیں۔ وہ بہت بڑے واعظ ماہر فصیح شاعر اور متعدد فنون میں ماہر تھے۔ حکومت و امراء کے حصول میں دخل حاصل تھا اور آپ کی عمر چالیس سال تھی۔

ساتھ ساتھ ایلچی نے یہ بھی خبر دی کہ قاضی القضاۃ شرف الدین مالکی بغدادی جو شام میں مالکی قاضی تھے، معزول ہو گئے۔ پھر آپ اس عہدے سے معزول ہو کر دیار مصر کے حاضر ہو گئے اور آپ کی گزر اوقات آپ کی کفالت ہوتی تھی اور خدمت سے زیادہ تھی جو دی جاتی تھی۔ اس پر آپ کے سبب ذکر تھے۔

**قاضی امین الدین محمد بن الصدر کی وفات** ..... ۱۰ ربیع الاول بروز اتوار قاضی امین الدین محمد بن الصدر جمال الدین ابو بکر بن قاضی شمس الدین محمد بن القلانسی کی وفات ہو گئی۔ آپ شہر کے رؤساء اور دمشق کے ایک باعزت اور سردار آدمی تھے۔ آپ نے اپنے باپ اور چچا علاء الدین کی طرح بڑے بڑے کام کئے۔ لیکن آپ کو اپنے آباء جیسی ترقی حاصل نہ ہوئی۔ آپ نے ایک عرصے تک بیت المال کی وکالت اور افواج کے قاضی کے فرائض انجام دیے۔ پھر آپ نے مشیخۃ الشیوخ اور مدرسہ امینیہ اور الجوانیہ میں تدریس کے فرائض کے ساتھ کیلرزی کا کام بھی کیا۔ اس سے قبل ۷۰۳ھ میں العصرونیہ میں پڑھایا مگر سلطان نے اپنی آمد کے بعد آپ کو ان کے فرائض سے معزول کر کے دو لاکھ کا ضمان عائد کر دیا۔ چنانچہ آپ نے اپنی بہت سی املاک کو فروخت کر کے ادا کئے اور آپ کے ہاتھ تنگ ہو گئے۔ پھر آپ گمنام ہو گئے اور اچانک فوت ہو گئے۔ آپ وفات سے قبل ایک عرصہ تک خاموش رہے اور پھر فوت ہو گئے جسے کسی نے محسوس نہ کیا۔ آپ کی نماز جنازہ جامع دمشق میں ادا کی گئی اور آپ کو باب الفتح کے قریب قاسیون کے دامن میں واقع ہے لے جا کر دفنایا گیا۔ رحمہ اللہ علیہ۔

**جمال الدین کا قاضی القضاۃ بننا** ..... مورخہ ۱۸ ربیع الاول کی صبح کو اس نے قاضی جمال الدین بن قاضی القضاۃ شرف الدین الکفری کو جو آپ کے ساتھ تھے جس میں حاضر کیا اور خلعت عطا کی اور یہ قرمن سلطان کی جانب سے ایلچی لے کر آیا اور اس میں آپ کو قاضی القضاۃ کا لقب دیا گیا۔ چنانچہ آپ کو دار السعادہ میں خلعت پہنائی گئی۔ پھر آپ تاج الدین سبکی کے ساتھ العادلیہ آئے اور مسجد میں اترے اور اس میں بیٹھا گیا اور تلاوت قرآن پاک کا اہتمام کیا گیا مگر درس نہ ہوا اس وجہ سے کہ آپ کو اپنے باپ کے ساتھ حکومت میں حصہ ملا تھا۔ لوگوں نے آپ کو مبارکباد دی۔

**تاج الدین بن شیخ زین الدین الفارقی کا انتقال** ..... منگل کی صبح کو تاج الدین بن شیخ زین الدین الفارقی نے وفات پائی۔ وہ دار الحدیث کے شیخ اور جامع کے موذن تھے آپ صالح، عابد اور درویش صفت آدمی تھے۔ آپ نے لوگوں سے الگ تھلگ رہ کر یاد الٰہی اور عبادت اور درویش صفت سے حالت میں گزاری اور اسی دن کی صبح کو آپ کی وفات ہوئی۔ آپ کو باب النصر سے الصالحیہ لے جا کر دفنایا گیا۔

**شیخ جمال الدین یوسف بن شرف الدین الکفری کا قضاۃ الحنفیہ کا قاضی بننا** ..... مورخہ ۱۰ جمادی الاولیٰ کی صبح کو ایلچی قرابغا نائب شام کے پیچھے سے نائب کے پاس آئے اور ان کے پاس ایک سلطانی فرمان تھا جس میں شیخ جمال الدین یوسف بن قاضی القضاۃ شرف الدین الکفری کے قضاۃ الحنفیہ کی قضاء ہونے کا حکم نامہ تھا۔ کیونکہ آپ کا والد اس منصب سے سبکدوش ہو گیا تھا۔ آپ دار السعادہ میں خلعت پہنا کر لے جائے گئے پھر آپ جامع کے حجرے میں تشریف لائے تو آپ کا حکم نامہ پڑھ کر سنایا گیا۔ جسے نائب محتسب شمس الدین بن الحلی نے پڑھا۔ آپ نے ان کے ساتھیوں میں دو افراد شمس الدین منصور اور بدر الدین بن الخراش کو نائب مقرر کیا۔ وہ آپ کے ساتھ العادلیہ آئے اور وہاں

دیا۔ آپ کا والد ان سب امور میں موجود نہ تھا۔

**خلیفہ معتضد باللہ کی وفات**...... جمادی الاولیٰ کے درمیانی عشرے میں مجھے اطلاع ملی کہ خلیفہ معتضد باللہ قاہرہ میں فوت ہو گیا ہے اور اس کی نماز جنازہ جمعرات کو ادا کی گئی اور یہ بات قاضی القضاۃ تاج الدین الشافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے بھائی کے خط کے حوالے سے بتائی۔

**متوکل علی اللہ کی خلافت**...... پھر اس کے بعد اس کے بیٹے متوکل علی اللہ علی ابو عبداللہ محمد بن المعتضد ابو بکر ابو الفتح بن المستکفی باللہ ابو الربیع سلیمان بن الحاکم بامر اللہ ابو العباس کی بیعت لی گئی۔ اللہ اس کے اسلاف پر رحم کرے۔

**ایک عجیب بات**...... جمادی الاولیٰ میں حاکم مصر کی جانب سے ایک ایلچی حاکم موصل اور سنجار کے لئے خلافتی اور سلطانی جھنڈے اور حکم بمع خلعت لے کر آیا تاکہ وہ ان دونوں شہروں میں اس کا خطبہ دے۔ قاضی القضاۃ تاج الدین حاکم دمشق نے اس کی جانب سے دونوں شہروں کے دو قاضیوں کے لئے دو حکم نامے سنبھال لئے اور یہ میرے علم کے مطابق ایک عجیب بات تھی جو پہلے کبھی نہیں ہوئی تھی۔ سلطان نے دونوں شہروں کی جانب جو کچھ بھی بھیجا تھا اس کے ساتھ ان دونوں کو بھی بھیج دیا۔

**"مرج الفسولہ" کی جانب نائب السلطنت کی آمد**...... جمادی الآخر میں نائب السلطنت اپنے رشتے داروں، بیگمر یتری اور نقیب کے ہمراہ مرج الفسولہ آیا اور اس کا ارادہ ایک عرصے تک قیام کا تھا مگر دیار مصر سے ڈاک گھوڑے پر ایلچی آیا تو وہ واپس لوٹ گیا۔

۲۱ جمادی الآخر اتوار کی صبح کو اس میں داخل ہوا اور نائب السلطنت نے صبح کی اور حسب دستور افواج حاضر ہوئی اور اس نے امیر سیف الدین بلیغا کو خلعت دی۔ پھر سلطانی حکم نامہ آیا جس میں سیف الدین کلکن کے بجائے رودار کو خلعت دینے کا حکم تھا اور اس نے صدر مقام کے حکم سے آج الصدر شمس الدین مرقی کو خلعت دی۔ اس کے علاوہ دیار مصر سے لائے ہوئے اور مزید امور بھی سرانجام دیے۔ آج قاضی القضاۃ شمس الدین الکفری الحنفی کو قاضی القضاۃ مالکیہ کے اوپر بٹھانے کی خبر ملی مگر وہ آج حاضر نہ ہوا اور یہ مالکی کو اس کے اوپر بٹھانے کے بعد کا واقعہ ہے۔

**عالم شمس الدین بن مفلح کی وفات**...... ۲ رجب کو قاضی امام عالم شمس الدین بن مفلح المقدسی الحنبلی، نائب معیۃ قاضی القضاۃ جمال الدین یوسف بن محمد المقدسی الحنبلی اور اس کی بیٹی کے خاوند نے وفات پائی۔ آپ کی اس سے سات اولاد تھیں۔ آپ علوم کثیرہ کے فاضل اور ماہر، خصوصاً علم الفروع کے ماہر تھے۔ فقہ حنبلی میں آپ کی بات آخری ہوتی تھی۔ آپ نے ی کتابوں کی تالیف کی جن میں کتاب المقنع تین جلدوں پر مشتمل ہے اور یہ خبر مجھے قاضی جمال الدین نے دی۔ اس طرح آپ نے شیخ مجد الدین ابن تیمیہ کے احکام کے مخطوطہ پر دو جلدوں کا حاشیہ لکھا۔ اس کے علاوہ آپ کی بہت سی تصانیف اور فوائد ہیں آپ نے پچاس برس کی عمر میں وفات پائی اور آپ کی نماز جنازہ بروز جمعرات نماز ظہر کے بعد جامع مظفری میں ادا کی گئی جس میں بہت سے قضاۃ و اعیان نے شرکت کی اور آپ "شیخ موفق" کے قبرستان میں دفنایا گیا۔

**چند لوگوں کی بے ادبی اور ان کی سزا**...... مؤرخہ ۲۰ رجب، ہفتے کی صبح نائب السلطنت نے عاتکہ کی قبر پر مقیم لوگوں کی جماعت کو ایک نو تعمیر شدہ جامع مسجد میں خطبے کے سبب، نائب اور اس کے غلاموں کی بے ادبی کرنے کے سبب کوڑے مارے۔

دراصل ایک فقیر نے اس جامع مسجد پر قبضہ کر کے اس میں ناچنے والوں کی خاطر زاویہ بنانا چاہا جبکہ قاضی حنبلی نے اسے جامع مسجد بنانے کا فیصلہ کیا اور اس میں منبر نصب کیا۔ شیخ الفقراء خود حکم نامہ لے کر آیا کہ وہ اس کے حوالے کر دے۔ اس کے بعد اس علاقے کے لوگوں نے جامع کے بعد اس کے زاویے بن جانے کو برا محسوس کیا اور اسے بڑی بات گردانا اور کچھ لوگوں نے بدکلامی کی۔ چنانچہ نائب السلطنت نے ان میں سے ایک جماعت کو بلایا اور اپنے سامنے کوڑے لگوائے اور اس امر کو لوگوں کے درمیان اعلان کروا دیا۔ مگر کچھ عوام نے اس کا انکار کرنا چاہا اور اس نے قبۃ النسر کے نیچے مغرب کے بعد اس کرسی پر حدیث پڑھنے کا وقت مقرر کیا جس کرسی پر قرآن پڑھا جاتا تھا۔ چنانچہ قاضی عماد الدین بن الشیرازی کے بیٹے کی مرتب کردہ حدیث کو علاء الدین سراج نے لوگوں کے سامنے بیان کیا اور آپ نے میری تحریر کردہ سیرت نبویہ ﷺ کے بارے میں پڑھا اس ماہ کے پہلے عشرے کی بات ہے۔

**ایک عجیب شخص** ...... ماہ رجب میں بلاد تبریز خراسان سے ایک جوان حاضر ہوا اس کا دعویٰ تھا کہ اسے صحیح بخاری، مسلم، جامع المسانید اور کشاف الزمخشری اور دیگر علوم کی کئی کتب زبانی یاد ہیں۔ رجب کے آخر میں جمعہ کو اس جوان نے جامع اموی کی شمالی دیوار کے قریب دروازے باب الکلاسہ پر صحیح بخاری پڑھنا شروع کی اور کتاب العلم تک فرفر سنا دی۔ میں نے اپنے موجود ایک نسخے سے اس کا موازنہ کیا تو عجمی ہونے کے سبب بعض کلمات اور اعراب کی غلطی کی مگر ادائیگی اچھی طرح کی۔ اس کے گرد عام و خواص کی ایک بڑی تعداد جمع ہوگئی اور لوگوں کو یہ بات بہت عجیب لگی اور بعض لوگوں نے کہا کہ اگر وہ بقیہ کتاب کو اسی طرح سنا دے تو بہت بڑا عجوبہ ہوگا۔

چنانچہ دوسرے روز یکم شعبان کو مذکورہ مقام پر سب جمع ہوئے۔ قاضی القضاۃ اور فضلاء کی ایک بڑی جماعت بھی حاضر تھی اور عوام بھی آ گئے۔ اس نے اس کے بعد حسب عادت پڑھا مگر پہلے دن کی طرح زیادہ روانی سے پڑھا گیا اور اس میں چند احادیث ساقط ہو گئیں اور بعض الفاظ کو پڑھنے اور ان کے اعراب میں غلطی کی۔ اس کے بعد حنفی اور شافعی دو قاضی حاضر ہوئے اور اس نے ان کے سامنے سامنے پڑھا تو عوام نے اسے گھیر لیا اور حیران و پریشان اس کے ہاتھوں کو بوسہ دینے کے لئے قریب ہو رہے تھے۔ اس کے بعد وہ میری اجازت سماع حاصل کر کے خوش ہوا اور بولا کہ میں نے اپنے ملک سے آپ کی خدمت میں حاضری کے ارادے سے سفر کیا تھا کیونکہ ہمارے ملک میں آپ کی بہت شہرت ہے لہٰذا مجھے اجازت مرحمت فرما دیں۔ پھر قضاۃ و اعیان نے ایک ہزار درہم اسے تحفہ دیا پھر وہ دیار مصر کی جانب چلا گیا۔

**امیر علی کی نیابت دمشق سے معزولی** ...... ۱۱ شعبان بروز اتوار دیار مصر سے سلطانی ایلچی ایک حکم نامہ لے کر آیا۔ اس حکم نامہ میں امیر علی کی نیابت دمشق سے معزولی کا حکم تھا۔ اس نے دار السعادۃ میں امراء و خواص کو بلوا کر حکم نامہ پڑھ کر سنایا۔ ایلچی کے پاس ایک خلعت بھی تھی اور اس نے اسے بستی دوسہ اور طرابلس کی دو بستیوں کو تنخواہ دینے کا حکم دیا۔ اور یہ بھی حکم سنایا کہ وہ حماۃ اور دمشق میں سے جس علاقے میں چاہے رہے۔

چنانچہ وہ اسی روز دار السعادۃ سے اپنے اصحاب و ممالیک کے ہمراہ القصاعین میں دار کمیلی میں اترا۔ اور اس کی اس نے از سر نو تعمیر کروائی اور دیوار و طبقات نے اس میں مزید اضافہ کیا۔ یہ بہت بڑا گھر تھا۔ پس لوگ اس امر پر افسوس کرنے لگے۔

**قاضی القضاۃ تاج الدین بن عبد الوہاب کی دیار مصر میں طلبی** ...... ۱۱ شعبان ۷۶۳ھ بروز اتوار عصر کے بعد ایلچی آیا اس کے پاس اس کی طلبی کا حکم نامہ تھا۔ چنانچہ حاجب الحجاب قماری نائب الغیبہ نے اسے اسی دن اس کے ساتھ روانگی کا حکم دیا مگر اس نے ایک دن کی مہلت مانگی تو اس نے اسے دے دی۔ اور یہ بھی خبر ملی کہ اس کا بھائی شیخ بہاء الدین بن السبکی اس کی جگہ شام کا قاضی ہوگا۔ اس نے دونوں کے بھائی قاضی القضاۃ تاج الدین کو روانگی اور تیاری کا حکم بھیجا۔ لوگ اسے الوداع کہنے آئے اور اس کے معاملے میں فکرمند تھے۔ وہ ۱۴ شعبان کو ڈاک کے گھوڑے پر سوار ہو کر دیار مصر کی جانب چلے گئے۔ قضاۃ و اعیان اور قاضی القضاۃ بہاء الدین ابو البقاء السبکی آپ کے آگے تھا۔ یہاں تک کہ علاقہ الکسوہ میں انہیں واپس کیا مگر چند لوگ اس سے آگے گئے۔ اللہ ہی دنیا اور آخرت میں بہتر انجام والا ہے۔

**ایک عجیب واقعہ** ...... ۲۳ شعبان بروز منگل کو مجھے شیخ علامہ کمال الدین بن الشریشی شیخ الشافعی کے باغ میں طلب کیا گیا۔ وہاں اعیان کی ایک جماعت موجود تھی جن میں شیخ شمس الدین بن موصلی شافعی، شیخ امام علامہ صلاح الدین الصفدی وکیل بیت المال، شیخ امام علامہ شمس الدین موصلی، شیخ ابو اسحاق فیروز آبادی امام لغت کے بیٹے شیخ امام مجد الدین محمد بن یعقوب شیرازی اور بلیغ محدث شیخ امام علامہ نور الدین علی بن الصارم شامل تھے۔ انہوں نے تمیمی برمکی کی کتاب "المنتہی" کی چالیس سے زائد جلدیں حاضر کیں۔ جو کہ الناصریہ کو وقف کی گئی کتاب لغت تھی۔ پھر شیخ کمال الدین الشریشی کا بیٹا علامہ بدر الدین محمد بھی حاضر ہوا۔

پھر ہم سب نے ایک ایک جلد پکڑ لی اور اس سے استشہاد میں پیش کردہ اشعار کے بارے میں دریافت کرنے لگے۔ تو وہ ان سب کو کھول کر مفید و واضح کلام کرتا۔ بالآخر سب نے اس بات پر اتفاق کیا کہ وہ شواہد لغت کا حافظ ہے اور قلیل ہی ان میں خلاف قیاس ہیں۔ یہ ایک عجیب تر اور بلیغ واقعہ ہے۔

**نائب السلطنت سیف الدین قشتمر کی آمد:** اوائل رمضان میں بدھ کے دن چاشت کے وقت نائب السلطنت سوق الخیل [illegible] میں اس کو سوار کرا کے باب السر لایا گیا اس کے آگے اس کی فوج تھی [illegible] آیا اور سلام میں کئے گئے۔

پھر اس نے سب سے پہلے [illegible] کے والی کے قاتل کو صلیب دینے کا فیصلہ کیا۔ اس نے اس کو نماز جمعہ کو جاتے ہوئے قتل کیا اور بھاگ گیا۔ لوگوں نے اس کا پیچھا کیا تو اس نے ان میں سے ایک کو قتل اور کئی کو زخمی کر دیا پھر لوگوں نے اس پر غلبہ پایا اور گرفتار کر لیا۔ صلیب سے پہلے وقت پر سوار کر کے [illegible] کی گلیوں میں گھمایا گیا اور وہ [illegible] کے بعد مر گیا۔

آپ شوال کے اوائل میں مصر کے بعد آئے اور سب سے پہلے [illegible] کی جانب بھیجے گئے۔ [illegible] قاضی القضاۃ تاج الدین [illegible] آپ کو سلام کرنے آئے۔ آپ بہت متواضع [illegible] تھے اس لئے آپ اپنے [illegible] آپ کا اپنے وطن اور عزیز و اقارب سے مفارقت [illegible] بہت غم تھا [illegible] تھے۔

۱۸ شوال بروز جمعرات کو [illegible] سلطان [illegible] کمال الدین [illegible] قاضی [illegible] تھے۔ [illegible]

**قاضی ناصر الدین محمد بن یعقوب کی وفات:** ۲۰ ذوالقعدہ بروز اتوار کی رات کو قاضی ناصر الدین محمد بن یعقوب نے وفات پائی۔ آپ نے [illegible] حلب اور قضاۃ الشافعی کے عہدے پر بھی اپنے فرائض انجام دیئے۔ آپ اس کے علاوہ شیخ الشیوخ دمشق کے منصب پر [illegible] حلب میں [illegible] آپ نے شیخ کمال الدین الزملکانی کے [illegible] کا ترجمہ [illegible] ہے۔

آپ کو علوم پر مہارت [illegible] حاصل تھی آپ نے بہت سی کتب پڑھیں جن میں الاصول المختصر [illegible] ابن الحاجب [illegible] بھی شامل ہے۔ آپ اپنی استطاعت کے مطابق [illegible] کرتے تھے [illegible] یہاں تک کہ ایک مرتبہ آپ نے [illegible] کیا ہے۔

اسی روز آپ کی نماز جنازہ [illegible] کے بعد آپ کے [illegible] نائب السلطنت دارالسعادۃ سے نکل [illegible] تھے۔

آپ کے بعد آپ کے عہدے کے حصول پر فقہاء کی ایک جماعت ایک دوسرے سے [illegible]۔

## آغاز ۷۶۳ھ

اس سال کا آغاز ہوا تو حکومت کی باگ ڈور [illegible] مصر و شام اور ان کے ملحقہ علاقوں پر سلطان اسلام ملک منصور صلاح الدین [illegible] کے ہاتھ میں تھی۔ [illegible] سیف الدین [illegible] نائب دمشق امیر سیف الدین قشتمر المنصوری [illegible] قاضی القضاۃ [illegible] تاج الدین [illegible] السبکی اور ان کے بھائی قاضی القضاۃ [illegible] تھے۔ [illegible]

قاضی القضاۃ حنفیہ شرف الدین الکفری [illegible] قاضی القضاۃ [illegible] تھے۔ ان کے [illegible]

[illegible] اور عبادت و طاعات میں اپنے اوقات گزارنے گئے اور شیخ جمال الدین قاضی القضاۃ [illegible] اور قاضی تقی الدین حنابلہ شیخ جمال الدین ابو داؤد محمود بن جملہ اور شیخ محمد بن [illegible] شہر کے محتسب تھے۔ نیز شیخ جمال الدین عبداللہ بن الاثیر تھے۔ آپ دیار مصر سے ناصر الدین ابن جعبر کی جگہ پر آئے تھے اور آپ کی آمد [illegible] سال کے آخری دن میں ہوئی تھی۔ بدر الدین حسن بن [illegible] بھی یہاں کے ناظر اور تقی الدین ابن مراجل خزانہ کے ناظر تھے۔ ۲۲ محرم جمعہ کے دن بارش کے خوف سے سلطانی محل مصر کی جانب آیا۔ کیونکہ چند روز پہلے شدت بارش ہوئی تھی۔ جس سے جبال اور غیرہ کے علاقوں میں [illegible] کی تباہی جاری ہوئی تھی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

**ایک عجیب واقعہ۔** ۷ محرم الحرام کو بروز بدھ [illegible] سے قبل ایک سوار قلعہ جنوبی سے باب الفرج کی جانب آیا۔ اس وقت کی دروازے میں نماز [illegible] اور جب [illegible] کی دوسری جانب دو زنجیریں تھیں۔ تاکہ کوئی بھی سوار قلعہ [illegible] دروازے کو پار کر سکے چنانچہ مذکورہ سوار نے پہلی زنجیر کے پاس گیا اور اسے قطع کر دیا پھر دوسری کے پاس گیا اور اسے بھی قطع کرتے ہوئے [illegible] کو پار کر گیا اور کسی نے [illegible] اسے پہچانا نہ گیا۔

**امیر سیف الدین زبلک کی دیار مصر میں طلبی۔** ۔۔۔۔ ۱۰ صفر المظفر اور اس سے ایک دن قبل دیار مصر سے سلطانی ایلچی یہاں آئے کہ امیر سیف الدین زبلک کو عزت کے ساتھ دیار مصر میں طلب کیا گیا تھا۔ اور پہلے ہونے والے عیب کی بنا پر اسے نیابت قلعہ سے الگ کر دیا گیا تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ ایلچی کے پاس دستاویزات تھیں جو بہت سے لوگوں کے ہاتھوں میں جو جامع کے اوقاف کے متعلق تھے جو انہیں واپس کر دیے گئے اور جو مکانات ان کے ہاتھوں میں [illegible] سے تھے وہ ان پر قائم رہے اور جامع کے ناظر الصاحب تقی الدین بن مراجل نے [illegible] کے زمانے میں ہونے والے اضافے کے بعد جو اضافہ ہوا اسے نکالنے کی کوشش کی مگر اسے پورا نہ کر سکا۔

**شیخ بہاء الدین السبکی قاضی القضاۃ الشافعیہ کی دیار مصر آمد۔** ۔۔۔ آپ ۱۲ صفر بروز اتوار دمشق سے دیار مصر گئے۔ اور وداع کے وقت پتہ چلا کہ اس کے بھائی قاضی القضاۃ تاج الدین نے دیار مصر کے [illegible] اور اس نے دیار مصر پہنچ کر شام کی جانب ہونے والا تھا۔ اور اس نے یہ بات بتائی کہ اس کا بھائی شام کو پسند نہیں کرتا۔ ۱۳ صفر بروز شنبہ کو قاضی صلاح الدین الصفدی نے [illegible] کے اپنے متعلق اس کے پاس جو اشعار اپنے سنائے وہ ان کو کہتا ہے:

"جب تو جن [illegible] میں پھنسنے کا عادی ہو جاتا ہے تو سب سے آسان چیز جس کے پاس سے تو گزرے [illegible] ہے۔"

اور اس نے کہا:

دمشق میں تو مجھے [illegible] اس سے ملاقات میں قربت ہے اور جب کوئی اس میں جانے کا عادی ہو جاتا ہے تو سب سے آسان چیز جس سے دوری سب سے بہتر ہے۔

یہ شعر اتفاق سے [illegible] اور جنس بھی ہے۔

**جامع کی ازسرنو تعمیر۔** ۲۶ صفر بروز جمعہ جامع کے [illegible] سے [illegible] نصب کیا گیا کیونکہ اس کی ازسرنو تعمیر بہت عمدگی سے مکمل ہوئی تھی۔ نیز کہ اس کے [illegible] پتھر سے بنائے گئے تھے۔ روشنی کے انتظام کے لیے بڑے بڑے [illegible] بنائے گئے تھے اور اس کے سامنے ایک خوبصورت سرسبز [illegible] بنایا گیا تھا جس کی بدولت اس کی بہتری میں بے پناہ اضافہ ہو گیا تھا۔ اور پوری عمارت کو سفید کیا گیا [illegible] اور دوسری اشیاء کی تجدید کی گئی پھر اس [illegible] میں [illegible] اس کا [illegible] گزر گئے۔

[illegible] جب [illegible] تو اس نے [illegible] کا اظہار کیا کیونکہ [illegible] اس سے پہلے دوسری [illegible] میں دیکھا تھا [illegible] ایک [illegible] کی حیثیت سے [illegible] خیال کیا۔

**تاج الدین السبکی کی شام واپسی** ...... ماہ ربیع الاول کے آغاز میں دیار مصر سے تاج الدین السبکی ۱۲ تاریخ کو بروز منگل کو شام کی قضاء کے عہدے پر واپس آ گیا۔ اس نے وزارت سے جا کر نائب السلطنت کو سلام کے بعد قضاۃ ثمین میں امیر علی کے گھر کا رخ کیا اور عصر سے سلام کیا پھر زوال سے پہلے الصلح لے آئے۔ پھر عوام و خواص آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کو آپ کی واپسی پر مبارکباد دی اور سلام عرض کیا۔ آپ نے بھی انہیں خوش آمدید کہا۔ اس ماہ کی ۱۶ تاریخ کو آپ نے دارالسعادہ میں بڑی شان و شوکت کے ساتھ خلعت پہنی پھر انعام لے گئے وہاں آپ کا تقرر نامہ قضاۃ و اعیان کے سامنے پڑھ کر سنایا گیا۔ جس پر لوگوں، شعراء اور قضاۃ نے آپ کو مبارکباد دی۔

**حسین بن ملک ناصر کی وفات** ...... قاضی القضاۃ تقی الدین جب شام آئے تو اس نے حسین بن ملک ناصر کے انتقال کی خبر دی اس کے بعد آپ کی نسلی بیٹوں میں سے ان کے سوا آپ کا کوئی بیٹا نہ رہا تھا۔ اس کی موت سے بہت سے امراء و خواص خوش ہوئے کیونکہ اس میں بعض بدعت اور چند ناپسندیدہ امور کا ارتکاب ہوتا تھا اور آپ نے ساتھ ساتھ قاضی فخر الدین سلیمان بن قاضی علاء الدین بن الاثیر مل کے انتقال کی بھی خبر دی۔

احمد تا اپنے باپ کے بعد اس نے دمشق میں احتساب کا عہدہ سنبھال لیا۔ جو کہ اپنے ضعیف ہونے اور کمزوری کے باعث اپنی مرضی سے اس کی خاطر اس عہدے سے علیحدہ ہو گیا۔ پھر مصر میں اسے خلعت پہنائی گئی اور اسے صرف ذاتی گھوڑوں پر سواری کے قابل تھا ایک وزیر کے دوام اور پھر فوت ہو گیا۔ جس پر اس کے باپ کو بہت صدمہ ہوا اور لوگ ان کی تعزیت کرنے اور اس کے غم کو کم کرنے ان کے پاس آئے۔

**عیسائیوں کے نصف جزیہ کو معاف کرنے کی عظیم بشارت** ...... دیار مصر سے سعد الدین ماجد بن التاج اسحاق کی حکومت مصر کے ساتھ عیسائیوں کے نصف جزیہ کو اسقاط کر دینے کی عظیم بشارت آئی ہوئی ہے۔ یہ جزیہ جو عیسائیوں کا ظلم تھا۔ چنانچہ پہلے والی اس کی سرحدوں اور مطروح اور آپ کی امارت و حکومت سے لوگ بہت خوش ہوئے۔ اور نصف جزیہ کا خاتمہ تقریباً تمام لوگوں پر کر دیا گیا۔ جب یہ ادب کی بعض حالات میں ہو گیا۔

۲۰ ربیع الآخر بروز جمعرات کے دن شہر میں اس معاملے کی منادی کروائی گئی تو لوگوں نے بہت خوش ہو کر دعائیں دیں۔ اس کی بدولت وحشت بہت سا جاتا رہا اور لوگ پہلے والی حالت کی طرف لوٹ آئے۔ اللہ نے مسلمانوں کو ذلت سے نجات عطا فرمائی اور بہت سی سختیاں آئیں جن سے لوگ بہت دکھی تھے جس سے جزیہ کی بالکل چھوٹ ہو گئی۔ پھر بروز جمعہ نماز کے بعد منبر پر یہ خط لوگوں کے سامنے پڑھا گیا۔

**شیخ شمس الدین بن الصعدی کی پکڑ اور سزا** ...... ۲۲ ربیع الآخر بروز جمعرات کو دارالسعادہ میں فقیہ شیخ شمس محمد بن الصعدی کو [illegible] کی وجہ سے کوڑے مارے گئے۔ چنانچہ ان میں سے ایک جماعت میرے پاس ان کے ظلم کی شکایت لے کر آئی جو کہ شیخ شمس نے ان کے ساتھ وقف کی شرط کے متعلق گفتگو کی جس سے ان پر سختی پڑی تھی۔ الصعدی نے [illegible] کی جانب سے الٹا لٹا کر مارا گیا۔ پھر اس کے بارے میں سفارش کی گئی چنانچہ پھر اس سے کلام کیا گیا اور پھر اس کی سفارش نہ کی گئی پھر تیسری مرتبہ پیٹ کے بل لٹا کر مارا گیا اور اسے قیدخانے میں ڈال دیا گیا۔ دو یا تین روز کے بعد اسے نکال دیا گیا۔

**قاضی القضاۃ الشافعی کا درس** ...... ۲۶ ربیع الآخر بروز اتوار کی صبح کو قاضی القضاۃ الشافعی نے اپنے مدرسہ میں درس دیا۔ وہ اپنے مدرسہ الجامعہ میں قاضی نجم الدین بکر کی موت کے بعد ان کے بھائی کے کیے ہوئے وقف کی شرط کے مطابق حاضر ہوا اور اعیان اور فقہاء کے سامنے درس دیا اور اس نے اپنے درس کا آغاز سورۂ فتح سے کیا اور "انا فتحنا لک فتحا مبینا" آیت کے بارے میں اپنے دلائل کی تفسیر سنائی گئی۔

**قاضی قطب الدین محمد بن حسن کی آخری رسومات** ...... جمعرات کے روز نماز ظہر و عصر کے بعد قاضی قطب الدین محمد بن حسن حاکم کا جنازہ لایا گیا۔ آپ اپنے سالے قاضی القضاۃ تاج الدین السبکی الشافعی سے ملنے دمشق آئے اور وہیں بیمار ہو گئے اور اسی بیماری میں آپ کی وفات ہوئی۔ آپ کا جنازہ جامع مسجد میں پڑھا گیا پھر آپ کا جنازہ باب الفرج سے لے کر باب صغیر کے قبرستان میں دفن کیا گیا۔ آپ کی عمر ۷۵ سال تھی۔

**قاضی القضاۃ جمال الدین کا بری ہونا......** ۳ جمادی الاولیٰ بروز اتوار حلب کے حنفی اور حنبلی قاضی اور وہاں کے خطیب اور وہاں کے شیخ شہاب الدین الاذرعی اور شیخ زین الدین الباری اور ان کے ساتھ جو مصر سے آئے تھے مدرسہ اقبالیہ میں پہنچے اور وہاں کے قاضی القضاۃ شافعی کمال الدین دیار مصر میں مطلوب تھا۔ چنانچہ انہوں نے اپنے قاضی کے بارے میں جو کچھ باتیں پھیلی تھیں اور جس کی بنا پر وہ اس کی بداخلاقی سے ناراض تھا اس سے وہ بری ہو گیا۔ وہ مصر کے مواقف میں بیان کرتے تھے۔ ۸ جمادی الاولیٰ بروز جمعہ کو وہ دیار مصر کی جانب سفر کر گیا۔

**زین الدین زبالہ کی آمد......** بروز جمعرات کو دیار مصر کے قلعہ کا نائب امیر زین الدین زبالہ ڈاکی گھوڑے پر بڑی شان و شوکت کے ساتھ آیا۔ لوگوں نے اس کا استقبال شمعوں کے ساتھ کیا۔ وہ دارالذہب میں اترا۔ پھر لوگ اسے وہاں دیکھنے آئے جو بہت تھے کہ سواری کے پاس کھڑے ہو رہے تھے اور اسے سلام کرنے آئے اور اس کو تیسری دفعہ نیابت ملی تھی۔ اس نے وہاں معاملے کو مکمل حاصل کیا ہے اور اس نے اس معاملے میں کئی مرتبہ قابل تعریف کوشش کی تھی۔

۲۱ جمادی الاولیٰ بروز جمعرات کو نائب السلطنت نے دونوں قاضیوں، عسکری امراء و اعیان کے ساتھ فجر کی نماز ادا کی اور تعمیر سلطانی حمام سنجر کیا کہ نکریوں کا جس پر خرچ کر کے صرف وہ ہم نے بالکل کھول دیا ہے اس پر دل نے امراء اور اس کے اقبال پر لوگوں نے تعریف کی۔

**شدید سیلابی آفت کا قصہ......** اسی ماہ میں دو پہاڑوں نے بہت زور پکڑا اور زمین کا پانی بہت چڑھ گیا اور نہروں سے سوق الخیل کی جانب بہہ پڑا یہاں تک کہ تمام حیاتوں میں پانی بھر گیا۔ اور سوق ابن کعب نامی میدان پر بھی پانی چھا گیا چنانچہ آمد و رفت کے لئے اس میں چھوٹی کشتیاں چلائی گئیں جس سے لوگ ایک جانب سے دوسری جانب جاتے تھے۔ یہ صورت حال کئی دنوں تک رہی یہاں تک کہ نائب السلطنت اور اس کے لشکر نے وہاں رہنے سے انکار کر دیا۔ آخر کار نائب السلطنت نے عمارت کے بگل سلطانی اصطبل میں وقوف کیا جس کی وجہ سے کئی عمارتیں اور گھر گر گئے اور کئی چکیاں بہا دی گئیں۔ یہ ایک ایسی بات اور واقعہ ہے جس کی مثل آج تک کبھی نہیں دیکھی گئی ہے۔

**چند شیوخ کی وفات......** ۱۰ جمادی الاولیٰ بروز منگل کی رات کو شمس الدین عبدالرحمٰن بن شیخ عزالدین محمد بن تقی الدین الحنبلی نے بوقت سحر وفات پائی۔ ان کی نماز جنازہ بعد نماز ظہر جامع دمشق میں ادا کی گئی اور پھر سفح میں دفن کیا گیا۔ آج ہی کے دن شیخ ناصر الدین محمد بن احمد القونوی الحنفی خطیب جامع یلبغا نے بھی وفات پائی۔ آپ کی نماز جنازہ بعد نماز عصر ادا کی گئی اور پھر آپ کو الصوفیہ میں دفن کیا گیا۔ ان کے بعد آپ کی جگہ پر قاضی القضاۃ کمال الدین الکفری نے خطابت اور امامت کے فرائض سنبھال لیے۔ آج ہی کے دن قاضی علاء الدین بن قاضی شرف الدین بن قاضی شمس الدین ابن شہاب محمود الحلبی نے وفات پائی آپ دمشق میں سلطانی مہر کے نگران تھے۔ آپ کا جنازہ بروز بدھ کو پڑھا گیا اور آپ کو الصالحیہ میں دفنایا گیا۔

**قاضی القضاۃ جمال الدین الکفری کا جامع یلبغا میں درس دینا......** ۲۲ جمادی الاولیٰ بروز جمعہ کو قاضی القضاۃ جمال الدین الکفری نے جامع یلبغا میں خطبہ دیا کیونکہ شیخ ناصر الدین محمد کی جگہ آپ کو یہ عہدہ دیا گیا تھا۔ نائب السلطنت امیر سیف الدین تنکز اس کے پاس حاضر ہوا اور اسی طرح قاضی القضاۃ تاج الدین الشافعی نے غربی منزل میں اس کے پیچھے نماز ادا کی اور بہت سے امراء و اعیان بھی موجود تھے۔ اس نے جمعہ کا خطبہ نہایت حسن ادائیگی کے ساتھ فصیح و بلیغ انداز میں دیا۔ اور یہ علم کی بات ہے کہ ہر واقعی واقعہ ہوتا ہے۔ ۳۰ جمادی الآخرۃ کو شیخ شرف الدین قاضی حنبلی امیر سیف الدین یلبغا کے پاس ان کے ایک خط کے ملنے کے مطابق دیار مصر کی جانب گیا۔

**ایک حادثہ......** ۳ رجب بروز منگل کو یہودیوں کے محلے میں ایک گھر کی چھت سے دو افراد گر گئے وہ نشے میں مدہوش تھے جن میں سے ایک مسلمان اور دوسرا یہودی تھا۔ مسلمان تو اسی وقت مر گیا اور یہودی کی ٹانگ ٹوٹ گئی اور ہاتھ ٹوٹ گیا۔ پھر اسے سلطان کی خدمت میں حاضر کیا گیا تاکہ وہ کوئی درست حکم صادر کرے کہ انصاف پر عمل کرے۔

**دیارِ مصر میں طاعون کی وبا کا ظاہر ہونا**...... دمشق میں شیخ شرف الدین حنبلی حج تک گئے تو انہیں پتا چلا کہ دیارِ مصر میں وبا ہے جب وہ دمشق واپس آگیا اور اسے قحط نے آلیا اور خصوصاً سے اطلاع ملی کہ مصر میں شدید طاعون کی وبا پھیل گئی ہے اور تقریباً ہر دن ایک ہزار یا اس سے زیادہ لوگ طاعون سے متاثر ہو رہے ہیں اور اسی کی وجہ سے بہت سے معروف لوگوں نے بھی وفات پائی جن میں کاتب انشاء بن قیراط وغیرہ بھی شامل تھا اور شیخ ابن عقیل کے دونوں بیٹے اور حدیث الاستادی کے دونوں بیٹے وغیرہ۔

**ابو حاتم ابن الشیخ بہاء الدین السبکی کی وفات**...... رجب کے آخر میں مصر میں ایک افواہ اس جماعت کے متعلق جو کہ تقریباً ان میں وہ قریب الشیخ بہاء الدین السبکی سے بھی مصر میں وفات پائی آپ تقریباً بیس سال جوان تھے آپ۔ آپ مصر میں متعدد دن رہے آپ کے والد نے آپ کو لکھوایا۔ جب وہ آپ کی تعزیت اور ذکر کرنے لگے اور آپ کے چچا شیخ بہاء الدین ابو البقا سے بھی تعزیت کی آپ حسب میں تھے اور آپ دمشق جانے کے بعد مصر واپس چلے گئے پھر آپ نے دیار مصر کا ارادہ کیا اور ایک مدت تک وہیں قیام نہ کر سکا۔ پھر واپسی کی کوشش کی اور مدت سے آپ اس کے دونوں تعزیت کے ساتھ منتقل کر گئے۔

**نائب السلطنت کا قتل اور ابن خیاط کی امداد**...... ۲ شعبان بروز ہفتہ نائب السلطنت نے جمہور امراء اور امیر حمزہ ابن خیاط کے ہمراہ قلعہ کی طرف کوچ کیا اور وہ قیادت کے اصحاب اعراب وغیرہ اس کے آس پاس کے لوگ اکٹھے ہوگئے تھے ان لوگوں نے قلعہ کو تباہ و برباد کر دیا اور لوٹ مار کی۔ کیا وہاں کوٹ لیا اور مختلف چیزیں وغیرہ لوگوں کی بائیں ختم کر کے ان کی املاک پر قابض ہوگئے پھر نائب السلطنت ان کے بعد معاملات کے غیر یقینی کر کے ان کو بھگانے کے لئے ان کا پیچھا کیا۔ نائب السلطنت کے ہمراہ فیاض کا ساتھ امیر علی حمزہ ابن الخیاط کی ہیئت کے ساتھ ان سے آگے بڑھے وہ ان کے خلاف امیر بلغا کے ہاتھ پر متحد ہو گئے تھے ان سے مقابلہ کیا اور فیاض کو مغلوب کر کے تو اسے امیر نے ہو کی بغاوت کی وجہ سے کا۔ چنانچہ انہیں ان میں سے طاقت نہ رہی پھر وہ دمشق ایک لشکر کے ہمراہ آیا اس کے ساتھ خیار اور اس کے لشکر کی جانب ہونے کا حکم بھی تھا اور وہ مرتفع ہو گئے۔ تب شام کے سامنے اعراب مشرق کی طرف میں بھاگ گئے اور ان کی ہیئت کی بنا پر ان کا ہر معاملہ کر کے قید اور تحریر میں خیمے کے معاملے میں ملوث کر دیا۔ پھر انہیں اطلاع ملی کہ انہوں نے الامان کا اعلان کر کے شب خون مارا اور ان میں سے ایک جماعت کو قتل اور دوسری کو زخمی کر دیا گیا اور کچھ قیدی ہو گئے۔

**ملک اشرف ناصر الدین شعبان کی سلطنت**...... ۷۶۴ھ میں ۱۹ شعبان بروز ہفتہ کی شام کو شعبان بن حسین الملک الناصر محمد بن قلاوون مصر سے امیر آیا۔ وہ قصر حجاز میں اترا اس نے ملک منصور بن مظفر حاجی بن ملک ناصر محمد بن قلاوون کی بیعت کی۔ اور یہ اس کی عمر سولہ سال کی تھی۔ قلعہ منصورہ میں خوشی کے شادیانے بجائے گئے۔ اور امراء اور لوگوں نے اپنی بیعت ان کو پیش کی۔
۱۵ شعبان بروز منگل کو جمعہ کے قاضی القضاۃ تاج الدین اور صاحب سعد الدین ماجد وغیرہ کی تحریری اطلاع ملی کہ ملک منصور کو معزول کر کے اسے اس کے گھر میں نظر بند کر دیا گیا ہے اور اس کے بعد ملک اشرف ناصر الدین شعبان کو تخت سلطنت پر بٹھا کر بیعت کی گئی۔ اسی روز گرج چمک کے ساتھ موسلا دھار بارش ہوئی اور بڑے بڑے اولے پڑے اور راستوں میں پانی بھر گئے اور یہ اولے بہت بڑے تھے۔ پھر لوگوں کو بہت تعجب محسوس ہوا۔ کہ شعبان کو مصر میں وبا پھیلی اور اکثر لوگ بیمار ہو گئے اور بہت سے متاثر ہوئی اور تقریباً ہر روز ہزاروں افراد تک پہنچ گئی۔ وباللہ المستعان۔

**ایک سلطانی دستے پر اعراب کا حملہ اور طاعون کی وبا کا پھیلنا**...... اس ماہ کی سات تاریخ کو بروز جمعہ کا فیروز کی طرف سے خراج کے ایک دستہ کو جو حلب سے آرہا تھا کہ اس سے جنگ کی اور پچھتر افراد کو قتل کر دیا اور بہت سا مال لوٹ لیا اور اعراب مال لے کر فرار ہو گئے۔ پھر نائب اور امراء کے پیچھے گیا اور سے سلطان کی بیعت کے واسطے ٹھہرا گیا۔ انہوں نے سلطان کو سلام اور مبارکباد کہنے کے لئے آ رہے تھے۔ پھر اعراب سے شکست خوردہ امراء اور فوج کی جماعت واپس فرار ہو کے ساتھ تھی۔ پھر سلطان کا لشکر ان کی طرف واپس طلب کرنے کے لئے پہنچا

دمشق کے نائب السلطنت کے ساتھ تھی، اُن کا مخالف سردار بن عزیز یلبغا کی جانب بھاگ گیا۔ ماہ رمضان میں وہ صوبہ بدر ہو گیا اور بیس دن تک قائم تعلقہ میں رہا۔ عمر بن یلبغا نے شعبان سے لے کر رمضان تک ان سے ایک ہزار دینار وصول کیے۔ جیسا کہ پہلے قاضی صلاح الدین الصفدی نے بتایا، اور وہ سلطان کے بعد زیادہ شہرت اختیار کر گیا، مسلمانوں اور ذمیوں میں بھی شہرت رہی۔

اسی ماہ کی ۱۱ تاریخ کو بدھ کے روز نماز ظہر کے بعد شیخ عماد الدین بن الشیرجی کا جنازہ پڑھا۔ آپ ابن الشیرجی کے نام سے مشہور تھے۔ شیخ صلاح الدین بن کیکلدی العلائی کا بھی جنازہ پڑھا گیا۔ آپ بیت المقدس میں فوت ہوئے تھے۔ آپ نے بڑی تصانیف کیں، آپ نے تحریر کیں جن کا تذکرہ بھی ہے۔ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

## خطیب جمال الدین محمود بن جملہ کی وفات اور ان کے بعد تاج الدین کا خطابت سنبھالنا

آپ ہفتہ کے روز بعد از ظہر انتقال کر گئے۔ آپ کے بعد قاضی القضاۃ تاج الدین عبدالوہاب السبکی نے لوگوں کو نماز عصر پڑھائی، نماز جمعہ بھی اور اسی طرح مغرب اور عشاء کی نماز بھی پڑھائی۔ آپ کا جنازہ باب الخطابہ سے نکالا گیا اور آپ کے بعد وقت کی وجہ سے تاخیر ہو گئی۔ باب الخطابہ میں آپ کے بیٹے نے آپ کا جنازہ پڑھا۔ آپ کا جنازہ ایک بڑی جماعت کے ساتھ پڑھا گیا۔ اس میں نائب السلطنت بھی تھے اور بہت سے لوگ شامل ہوئے۔

بعض جاہلوں نے قاضی القضاۃ ابن السبکی کی شان میں بدزبانی کی اور ایک جماعت کو بلا لیا گیا اور جب اگلی صبح ہوئی تو آپ نماز ظہر میں بھی حاضر ہوئے اور بعد میں بھی۔ آپ نماز جمعہ اور عصر میں حاضر ہوتے تھے۔ آپ قضاۃ و اعیان کی محافل میں جا بیٹھتے۔ بعد میں شیخ جمال الدین بن قاضی القضاۃ نے آپ کی جگہ خطبہ دیا اور آپ کو یہ منصب دے دیا گیا۔

**شیخ شہاب الدین احمد بن عبداللہ کی وفات**...... ابن النقیب شیخ شہاب الدین احمد بن عبداللہ الحنفی کا جمعہ کے روز بعد نماز عصر نماز جنازہ ادا کیا گیا۔ آپ کو صوفیہ میں دفن کیا گیا۔ آپ علم قراءت، تصریف اور علوم عربیہ کے ماہر تھے۔ آپ کی وفات کے بعد یہ مناصب شیخ شمس الدین محمد بن اللبان نے سنبھالے اور شیخ شمس الدین عبدالوہاب بن السلار نے بھی۔ نائب السلطنت نے شوال کے مہینے میں عرب کی جانب کوچ کیا، اس کے ساتھ امراء اعیان اور فوج تھی۔ آپ نے عرب کے ساتھ جنگ کی اور ان سے بہت سا مال لیا۔

**صلاح الدین خلیل بن ایبک کی وفات**...... اسی ماہ کی ۱۰ تاریخ بروز جمعرات کی شب کو صفی بیت المال اور مصر و شام کی فوج کے گورنر صلاح الدین خلیل بن ایبک نے وفات پائی۔ بروز جمعرات صبح کو آپ کا جنازہ جامع میں پڑھا گیا اور آپ کو صوفیہ میں دفن کیا گیا۔ آپ بہترین شاعر اور مؤلف تھے۔ آپ متعدد علوم، تاریخ، لغت، ادب وغیرہ میں بہت سی کتب تصنیف کیں۔ آپ کی تصانیف کئی جلدوں میں ہیں۔

**قضاۃ و اعیان کا قاضی تاج الدین السبکی کی خطابت پر اظہار ناپسندیدگی**۔ اس ماہ کی ۱۱ تاریخ کو بعض عادل قضاۃ و اعیان بار السعادۃ میں جمع ہوئے اور ان لوگوں نے جامع اموی کے خطیب قاضی القضاۃ تاج الدین السبکی کی خطابت کی ناپسندیدگی کے متعلق نائب السلطنت کو خطوط لکھے اور نائب السلطنت نے بھی اس معاملے میں خط لکھا۔

**نائب السلطنت سیف الدین قشتمر کی معزولی**۔ اسی ماہ کی ۱۵ تاریخ بروز اتوار سلطانی خطوط کے ذریعے نائب السلطنت سیف الدین قشتمر کو دمشق کی نیابت سے معزول کر دیا گیا اور اسے حلب کی نیابت سونپ دی گئی اور اس سلسلے کا حکم ملا۔ چنانچہ اس نے اپنے اہل و عیال کو

شرقی اسلیہ جانب طیبغا شیخی کے پاس چھوڑ اور وہ صفد کے سفر کو روانہ ہو گیا۔ اور الطرو سے ہوتے ہوئے محمل میں حاجیوں کے ایک جم غفیر کے ساتھ شامل ہو گیا اس نے اپنے سفر کا آغاز ۱۰ شوال بروز جمعرات کو کیا۔

**قاضی امین الدین ابو حیان کی وفات**...... ۲۱ شوال بروز جمعرات کو قاضی تاج الدین السلمانی المالکی کے بھتیجے اور داماد قاضی امین الدین ابو حیان نے وفات پائی۔ آپ قاضی تاج الدین کے نائب تھے اور فیصلے میں مطلق تھے لیکن غیر حاضری میں تدریس اور قضاء میں بھی نائب تھے مگر آپ کو بہت جلدی موت نے آ لیا۔

**عجیب خواب**...... آخری ماہ میں ایک عجیب واقعہ عوام الناس اور خاص طور پر عورتوں میں پیش آیا وہ یہ کہ یہ بات مشہور ہوئی کہ ایک آدمی نے آپ ﷺ کو مسجد ضرار کے پاس توت کے درخت کے نزدیک باب شرقی کے باہر دیکھا ہے۔ اس کے پھیلتے ہی عورتوں نے توت کو توڑنے میں ایک دوسرے پر سبقت کرنے لگیں اور انہوں نے تبرک کے لئے شفا حاصل کرنے کی غرض سے اس کے پتے بھی توڑ لئے مگر بعد میں پتا چلا کہ نہ تو اس خواب میں کوئی صداقت تھی اور نہ ہی راوی معتبر تھا۔

**جامع دمشق میں تاج الدین السبکی کا خطاب**...... ۷ ذوالقعدہ بروز جمعہ کو قاضی القضاۃ تاج الدین السبکی نے جامع دمشق میں بڑے خوش ادائیگی کے ساتھ بڑا فصیح و بلیغ خطاب کیا۔ انہوں نے محسوس کیا کہ عوام کا ایک گروہ اضطراب پیدا کرے گا مگر ان میں کسی آدمی نے کوئی بات نہ کی بلکہ انہوں نے نصیحت کے وقت شور کیا۔ اور ان کو خطیب اور اس کے خطبے اور اس کی عبارت ادائیگی اور تبلیغ کو سن کر حیرت ہوئی اور وہ مسلسل خود خطبہ دیتا رہا۔

**ناظر جامع اموی تقی الدین سلیمان بن مراجل کی وفات**...... اس ماہ کی ۱۸ تاریخ کو منگل کے روز ناظر جامع اموی شیخ تقی الدین سلیمان مراجل نے وفات پائی۔ آپ تنگز کے ایام میں بھی جامع کے ناظر تھے آپ نے سامنے کی دیوار کو سنگ مرمر سے تعمیر کروایا اور اس میں حنفیہ کے لئے محراب کھولا اور غربی جانب میں حنابلہ کے واسطے محراب بھی تھا اس کے علاوہ آپ نے اس میں بہت سی اشیاء یادگار چھوڑیں۔ آپ خود دار، امین اور صاحب ہمت منتظم تھے آپ کو وفات کے بعد اس قبر میں دفنایا گیا جس کو آپ نے اپنے گھر کے سامنے قنیبات میں تعمیر کیا تھا آپ نے ۸۰ سال کی عمر میں وفات پائی۔

**امام مسجد درب الحجر شیخ بہاء الدین عبدالوہاب کی وفات**...... اس ماہ کی ۱۹ تاریخ کو بدھ کے روز امام مسجد درب الحجر شیخ بہاء الدین عبدالوہاب الاخمیمی المصری نے وفات پائی۔ آپ کی نماز جنازہ بعد عصر جامع اموی میں ادا کی گئی۔ آپ کو مقبرہ ابن الصلاح میں طیورہ حین کے نزدیک ایک خرابی تعمیر کے زاویے میں دفنایا گیا۔ آپ کو اصول فقہ پر کمال حاصل تھا اور آپ نے علم کلام پر ایک کتاب تصنیف کی جو کہ منقول اور غیر منقول اشیاء پر مشتمل ہے۔

**نائب السلطنت منکلی بغا کی آمد**...... ۲۷ ذوالقعدہ بروز جمعرات کو دمشق میں منکلی بغا نائب بن کر آئے آپ حلب سے بڑی شان و شوکت کے ساتھ دمشق میں آیا۔ اعراب کے ساتھ چلنے کی بناء پر تھکاوٹ بہت زیادہ ہو گئی تھی اور بدن میں بہت کاہلی محسوس کیا وہ حسب دستور دار السعادہ میں اترا۔ یکم ذوالحجہ سوموار کے دن جامع دمشق میں تاج الدین السبکی الشافعی کو خطابت کا خلعت عطا کیا گیا۔ اور پھر وہ ہر جمعہ کو خطبہ دینے لگا۔

۵ ذوالحجہ بروز منگل کو قاضی شیخ الدین بن رشید کو خلعت پہنائی گئی پھر لوگ اسے مبارکباد دینے لگے۔ جمعرات کے دن قاضی شیخ الدین بن تیمیہ سیکرٹری شیخ الاسماعیلی آیا مگر کے بجائے خلعت تھا وہ امیان کے آنے کے بعد عطا کیا گیا۔ دوسرے دن وہ حسب دستور حاضر ہو کر منکلی بغا نے شیخ جمال الدین الرہاوی اور شیخ شہاب الدین الزہری کو دارالعدل کے فتویٰ کا خلعت دیا۔

## آغاز ۷۶۵ھ

سال رواں کے آغاز میں دیار مصر، دمشق، حلب اور ان کے ماتحت علاقوں کا سلطان ملک اشرف ناصر الدین شعبان بن حسین بن السلطان الملک الناصر محمد بن المنصور قلاوون ہی تھا اور اس وقت ان کی عمر صرف دس سال تھی۔ اس کے تمام حکومتوں کا منتظم امیر کبیر نظام الملک سیف الدین یلبغا خاصکی تھا اور مصر کے قضاۃ وہی تھے جو پچھلے سال تھے اور وہاں کا وزیر فخر الدین بن قزوینہ تھا۔ اور دمشق میں نائب امیر سیف الدین منکلی بغا الشمسی تھے۔ اور ایک قول کے مطابق [illegible] تھا اور اس کے قضاۃ وہی پرانے تھے۔ مگر [illegible] قاضی شیخ الاسلام ابن السبکی [illegible] [illegible]۔

سال رواں کے آغاز میں حلب میں [illegible] قاضی القضاۃ کمال الدین المعری امیر یلبغا کے بلاوے پر مصر گئے اور بار بار [illegible] اپنے قلعہ میں آپ نے مسائل کا جواب دیا۔ ان کے بعد [illegible] قاضی القضاۃ تاج الدین [illegible] [illegible] منتقل ہو گئے اور بعض دنوں کے بعد شیخ [illegible] قاضی [illegible] مصر گئے۔ [illegible] الدین الحنفی بھی مصر چلے گئے۔

**شیخ شمس الدین ابن العطار الشافعی کی وفات ......** محرم کے مہینے کے آخر میں [illegible] شیخ شمس الدین [illegible] کا انتقال ہو گیا۔ آپ جامع دمشق میں [illegible] الحسین کے امام تھے۔ آپ صاحب علم و فضل اور [illegible] تھے۔ آپ نے [illegible] خطوط لکھے۔ آپ جامع کے کاموں پر [illegible] تھے۔ آپ [illegible] آپ نے اپنی زندگی میں [illegible] اور تقریباً دو سال سے زیادہ بیمار رہے۔ آپ [illegible] ۳۰ محرم کو [illegible] [illegible] سال کی عمر میں [illegible] ۔

**شیخ نظام الدین اسماعیل کی وفات ......** صفر بروز [illegible] شیخ نظام الدین [illegible] اسماعیل بن خلیفہ الحنفی نے [illegible] میں وفات پائی۔ آپ کے جنازہ میں علماء و اعیان کی ایک بڑی جماعت حاضر ہوئی۔ آپ نے [illegible] قرآن پاک کی [illegible] [illegible] ہے۔

**ذمیوں کے ساتھ نئے سلوک کا اعلان ......** ۵ صفر المظفر بروز جمعرات شہر میں ایک سلطانی اعلان کروایا گیا کہ ذمی اب آئندہ سے [illegible] گھوڑوں کے بجائے [illegible] [illegible] اور [illegible] عمامے [illegible] استعمال نہ [illegible] ان کی عورتوں [illegible] حماموں کے اندر گھنٹیاں باندھی [illegible] ایک [illegible] مسلمانوں نے اس اعلان پر خوشی کا اظہار کیا اور [illegible] کرنے لگے۔

**مختلف عہدوں پر مختلف شیوخ کی تقرری ......** ۳ ربیع الاول بروز [illegible] تاج الدین [illegible] قاضی القضاۃ [illegible] دیار مصر سے خطابت [illegible] لوگوں نے آپ کا پرجوش استقبال کیا [illegible] ربیع الاول کو بروز جمعرات کو قاضی صاحب [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] قاضی القضاۃ جمال الدین [illegible] [illegible] قاضی القضاۃ [illegible] دمشق میں [illegible] منتقل ہوئے۔

**باب الفرج کے پل کے پاس [illegible] اور بارشوں کی کثرت ......** ۱۵ ربیع الاول ۷۶۵ھ ہجری میں بروز جمعرات کو باب

الفرنج نے جو کچھ بھی جمع شدہ تھا [illegible] اس کے بچے کی [illegible] سے کچھ اس کو کوئی نقصان نہ پہنچا۔ نائب السلطنت اور قضاۃ بھی اس کو دیکھنے آئے۔ اس موقع پر بادشاہوں کی تربت [illegible] کا [illegible] شہر میں [illegible] تک آ پہنچا اسی طرح باب الفرادیس اور [illegible] کی [illegible] پانی کے [illegible] [illegible] تک پہنچ گیا۔

**حاجب الحجاب کی معزولی.....** ۱۱ ذیقعدہ بروز جمعرات کو ان [illegible] کے متعلق حاجب الحجاب [illegible] نائب السلطنت نے ان سے [illegible] سے معزول کر دیا اور [illegible] اپنے [illegible] کیا اس فیصلے سے لوگوں نے خوشی کا اظہار کیا کیونکہ وہ [illegible] جو [illegible] کیا کرتا تھا۔

**قاضی تاج الدین السلاوی کی وفات.....** اسی ماہ کی آخر میں قاضی تاج الدین السلاوی نے زیادہ عمر میں وفات پائی جو کہ [illegible] نے قضاء کا عہدہ سنبھالے ہوئے تھے آپ کے بعد اس عہدے پر قاضی القضاۃ [illegible] ابن [illegible] اس عہدے پر فائز ہوئے ان کے علاوہ آپ نے سلطان کی وکالت کا عہدہ بھی [illegible] آپ سب کے [illegible] اور شام میں شیخ [illegible] نے [illegible] ساتھ [illegible] کا [illegible] [illegible] تاج الدین [illegible] کیا۔ اسی طرح ان نے [illegible] کے [illegible] میں [illegible] کے لئے ایک شیخ شمس الدین [illegible] کو مقرر کیا۔

**شیخ نور الدین محمد بن شیخ ابا بکر کی وفات.....** ۷ ذیقعدہ بروز جمعرات کو [illegible] کے متعلق شیخ نور الدین محمد بن الشیخ [illegible] کا انتقال ہوا اور [illegible] کے [illegible] میں [illegible] کرتے تھے۔ ایک بڑی تعداد آپ کے جنازے میں شریک ہوئی۔ انہوں نے اپنے باپ کے بعد [illegible] باب الفرج میں [illegible] اپنے [illegible] سے [illegible] میں دفن کیا گیا۔ [illegible]

**قاضی تاج الدین کا مدرسہ مشیخہ دار الحدیث کا انتظام سنبھالنا** ۹ محرم [illegible] قاضی القضاۃ تاج الدین الشافعی نے [illegible] میں مدرسہ مشیخہ دار الحدیث کو سنبھالا۔ یہ مدرسہ [illegible] کے [illegible] جمال الدین [illegible] انہوں نے [illegible] اور شیخ [illegible] الدین کو ان کا معاون مقرر کیا گیا۔ [illegible] نائب السلطنت نے [illegible] لوگوں نے [illegible] قاضی [illegible] معزول کر دیا گیا۔

**شیخ شمس الدین کی وفات.....** ۸ جمادی الآخرۃ بروز جمعرات کے دن شیخ شمس الدین [illegible] نے وفات پائی [illegible] سال کی تھی۔

**دار السعادۃ میں عظیم الشان مجلس.....** ۳ جمادی الآخرۃ [illegible] ایک عظیم مجلس [illegible] جس میں [illegible] قاضی [illegible] کیا گیا۔

**ٹڈی دل کا حملہ:** ۔۔۔ ماہ رجب کے پہلے عشرے میں ٹڈی دل کا حملہ ہو گیا اور وقت کے گزرنے کے ساتھ ساتھ ان کا حملہ بھی بڑھ گیا اور معاملہ بہت بگڑ گیا۔ اور ان کی کثرت نے پوری زمین کو ڈھانپ لیا اور کھیتی کھلیان بگڑ گئے اور کھجور کے باغات کو تباہ و برباد کر دیا اور لوگوں کا بہت کام خراب ہو گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

**باب کیسان کا کھلنا:** ۔۔۔ ۶ شعبان بروز بدھ کو نائب السلطنت اور قضاۃ و اعیان باب کیسان پر جمع ہوئے تو معماروں نے دیوار مصر سے آگے ہوئے سلطانی حکم آنے سے قبل ہی جس کو کھولنے کا ارادہ کیا تھا جو نائب السلطنت کی اجازت اور قضاۃ کی رضامندی سے مکمل ہوا انہوں نے اسے کھولنا شروع کیا اور وہ کام میں مصروف رہے یہاں تک کہ وہ رمضان میں شروع ہو گیا۔

**شیخ شمس الدین محمد بن علی کی وفات:** ۔۔۔ ماہ شعبان کے آخری عشرے میں محدث فاضل الشریف شمس الدین محمد بن علی بن حمزہ الحسینی کا انتقال ہو گیا۔ آپ نے احادیث کا سماع کیا اور ان کی تالیف بھی کی۔ آپ نے مسند امام احمد کے اسماء الرجال لکھے اور ان پر ان کی مفید کتاب لکھی۔ آپ نے جمال الدین ابن القاسم بن عمر کے بعد تربت ام صالح دار الحدیث کو بھی سنبھالا اور آپ نے ماہ رمضان کے آخر میں بخاری کا ختم کیا۔

**ایک تحقیقی بحث:** ۔۔۔ محراب حنابلہ کے پاس بخاری کے قاری شیخ عماد الدین بن السراج اور شیخ بدر الدین بن شیخ جمال الدین المشرشی کے درمیان ایک تنازعہ ہو گیا۔ ان دونوں حضرات نے نقل روایت میں لفظ "حمر" جس کے معنی وہ تغیر کرتے ہوئے ہیں ایک دوسرے پر بھونڈا دعویٰ کیا اور ایک نسخہ میں "حمر" بھی ہے۔ لیکن ابن السراج حافظ الیونینی سے روایت ذکر کرتے ہیں کہ صحیح لفظ "حمر" ہے مگر یہ اہل عرب کے اقوال میں مستعمل ہے۔

اور ان میں سے اس قول کو درست قرار دیا اور دوسرے فریق نے ابن الیونینی کے قول کو غلطی کی جانب منسوب کیا۔ دوسرے نے ابن الیونینی کو صواب قرار دیا اور قول سے اس کا فیصلہ لیا اس کا باپ جمال الدین تھا اور اس نے صوفی کی طرح سر جھکا لیا مگر ابن السراج نے اس کی جانب التفات نہ کیا۔ پھر وہ شافعی قاضی کے پاس گئے اور ابن الیونینی کے قول کو درست قرار دیا اور بہت سے اتفاقات ہوئے پھر انہوں نے کئی مرتبہ صلح کی اور انہوں نے ابن السراج کے خلاف محضر لکھنے کا ارادہ کیا مگر پھر ترک کر دیا۔ یہ فتنہ ٹھنڈا ہو گیا۔

**اموات کی کثرت اور آسمانی آفت:** ۔۔۔۔۔ ماہ رمضان میں اموات بکثرت ہونے لگیں اور ان کا شمار تقریباً ایک سو کے قریب ہو گیا۔ بسا اوقات اس سے زیادہ اور اس سے کم ہو جاتی تھیں۔ مشہور اصحاب کی ایک جماعت بھی اس میں فوت ہو گئی۔ اور باغات اور سبزیوں پر ٹڈی کا حملہ ہو گیا اور اس نے پھلوں اور سبزیوں کو تباہ کر دیا۔ حتیٰ کہ آسمان تک پہنچ گئی اور ایک غرارہ ۲۰۰ درہم سے بھی زیادہ میں بکا جو اور چاول اس سے بھی مہنگا تھا۔ اور باب کیسان کا کھولنے کا کام مکمل ہو گیا اور اسے باب الجنیق کا نام دیا گیا۔ باب النصر تک کے راستے کے لئے ایک پل بنایا گیا جس کے ذریعے تھوڑی جگہ الگ کر دی گئی۔ اور اس کے دونوں پہلوؤں میں پیدل اور سوار کے گزرنے کے لئے راستہ بنایا گیا۔ لوگ اس کے کناروں میں چلے اور ان کی خرابیاں نمایاں ہو گئیں۔ لوگ ان کے پیچھے بھی قریب سے کھڑے ہو گئے۔

ماہ شوال کے آغاز میں ٹڈی کا ایک شدید حملہ ہوا اور اس وقت بہت شدت کے ساتھ تھا۔ ٹڈیوں نے باغات اور غلہ جات کو بہت نقصان پہنچایا اور اہل شام میں ایک مرتبہ پھر رنج ہوا اور بھاؤ بہت گراں ہو گئے۔ ساتھ ساتھ اموات کی کثرت بھی جاری تھی۔ اور ہم نے اپنے بہت سے دوست احباب کو اس میں کھو دیا۔ باقی قیمتوں کا سلسلہ کم ہوا اور یہ سلسلہ بھی کم ہو گیا اور اس حملہ کی شدت سے تقریباً پچاس سال تک اہل ارض محفوظ ہو گئے۔ ذوالقعدہ میں ان کی تعداد تقریباً ایک سو ہو گئی۔

۳ ذوالقعدہ کو باغی امراء قاہرہ سے دمشق لائے گئے انہیں قصر ابلق کے نزدیک میدان اخضر میں لایا گیا اور لوگ انہیں دیکھنے آئے۔ ۹ ذوالقعدہ کو ابن الخضری شیخ جمال الدین عبد الصمد بن خلیل بغدادی کا جنازہ پڑھا گیا۔ آپ محدث تھے اور فقہ بھی جانتے تھے اور ایک اہل اسناد و اجازہ سے تعلق رکھتے تھے۔

**[illegible] دمشق کی فصیل کے اندر [illegible] کی تجدید** ...... اس ہفتہ کا اتفاق تیسرے ہفتے پیش آیا اور یہ پتا چلا کہ ۷۶۵ ذوالقعدہ کے آخر کا آغاز اس کی تعمیر شدہ جامع کی بنا ہے نائب شام سیف الدین منکلی بغا نے درب [illegible] میں مسجد درب [illegible] کے سامنے بستی کا کام لیا تھا اس میں [illegible] کا افتتاح ہو چکا تھا اور جو [illegible] مسجد [illegible] کے نام سے جانتے تھے اور [illegible] اس کا نام یہ تعمیر [illegible] کیا گیا ہے۔

یہ مسجد بہت عمدہ اور پرانی ہو گئی تھی اور لوگ بہت کم اس میں آتے تھے چنانچہ اس کے [illegible] اور چھتوں پر دوبارہ تعمیر کی گئی اور [illegible] سے بچایا گیا اور اس کا [illegible] جامع کی طرح بنایا گیا اور دروازے سے [illegible] نکالے اور ایک دروازہ اندر کی جانب [illegible] گیا یہ [illegible] بہت وسیع تھا اور اس کے [illegible] اور بلند ستونوں والی [illegible] تھی۔ یہ مسجد تقریبا پچاس سال پہلے کی بنائی ہوئی تھی پھر یہ مسلمانوں کے قبضے میں آگئی اور اسے مسجد بنا دیا گیا اور اس وقت تک اسی حالت میں تھی کہ [illegible] اس میں پہلی [illegible] نماز [illegible] گیا اس میں ایک مستقل منبر بھی بنا دیا گیا۔

اس روز نائب السلطنت واپس یہاں سے شہر میں داخل ہوا پھر [illegible] کے لشکر کی جانب چلے گئے یہاں تک کہ جامع [illegible] تک پہنچ گیا اور اس کے ساتھ قضاۃ اعیان اور امراء بھی وہاں پہنچ گئے۔ اس نے [illegible] کی خطابت کا عہدہ [illegible] جامع اموی کے [illegible] شیخ [illegible] کو مقرر کیا جب [illegible] اذان دی گئی تو اس کا بیت الخطابت سے ایک لائق مرد کی [illegible] پر اٹھنا مشکل ہو گیا۔ بعض لوگوں نے تعجب [illegible] کی ہے اس روز قاضی القضاۃ جمال الدین المالکی نے نائب السلطنت کی خدمت کے لئے لوگوں کو خطبہ دیا۔

ماہ ذوالحجہ کے آغاز پر [illegible] نے دمشق سے [illegible] اور اس شہر [illegible] سابقہ [illegible] پر [illegible] طریقے پر [illegible] لگے اور اس مرض کی [illegible] اصلاحات [illegible] کی۔

## آغاز ۷۶۶ھ

سال رواں کے آغاز پر ملک الاشرف ناصر الدین شعبان سلطان تھے [illegible] شام [illegible] تھے [illegible] حلب [illegible] شوال کی [illegible] ہوا [illegible] پانی [illegible] کے بعد [illegible] بڑی تکلیف [illegible] ہوا۔ اس [illegible] میں مصر سے آنے والوں میں قاضی القضاۃ تاج الدین [illegible] بھی شامل تھے جو اس سے پہلے ان کے [illegible] قضاۃ کی [illegible] بھی [illegible] سے [illegible] ان کے ساتھ [illegible] کے [illegible] فیصلہ کیا ہے۔

**[illegible] کی [illegible] کو [illegible] کا حکم** ...... محرم میں نائب السلطنت نے [illegible] کی [illegible] کے [illegible] اس کا باعث یہ تھا کہ [illegible] کے پاس [illegible] میں [illegible] تھا اور شہر [illegible] تھے [illegible] بڑی [illegible] سے [illegible] تھے [illegible] تک [illegible] اس کے [illegible] کے بجائے [illegible] الخطیب میں [illegible] تعمیر کیا گیا۔ یہاں تک [illegible] بہت [illegible] تھی۔ [illegible] صلاح الدین [illegible] نے [illegible] کو [illegible] جو [illegible] کی [illegible] نے [illegible] میں [illegible] لیا ہے۔

**قاضی القضاۃ جمال الدین [illegible] کی وفات** [illegible] بروز [illegible] قاضی القضاۃ [illegible] جمال الدین [illegible] قاضی القضاۃ شرف الدین [illegible] قاضی القضاۃ [illegible] کی طرح [illegible] کا [illegible] آپ کی [illegible] کے بعد [illegible] سال کی عمر میں ہوئی۔ آپ نے [illegible] کو سنبھالا اور [illegible] خطبہ دیا۔ [illegible] کے [illegible] آپ پہلے [illegible] میں [illegible] سلطنت کی [illegible] جامع میں خطبہ دیا۔

[illegible] قاضی [illegible] شیخ جمال الدین [illegible] قاضی [illegible] وفات پائی۔ [illegible]

فرمایا اور آپ کو اکرام و اعزاز کے ساتھ واپس کر دیا گیا آپ کی وفات کا سبب یہ ہے کہ آپ نے ... الحال ... بیعت کی تجدید کی تھی اور آپ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا فریضہ سرانجام دیتے تھے۔

**مدرسہ سنجیدہ میں شیخ شمس الدین بن سند کا درس** اسی ماہ کی ... کو شیخ شمس الدین بن سند نے ... میں درس دیا آپ کے درس میں قاضی القضاۃ تاج الدین اور قضاۃ اور اعیان کی ایک جماعت موجود تھی۔ آپ نے حضرت عبادہ بن الصامت کی ایک حدیث ... پر درس دیا اور ... قاضی القضاۃ نے بھی ... درس دیا۔

**قاضی القضاۃ تاج الدین کی دیار مصر روانگی** ... دیار مصر سے ایک ایلچی آیا جس میں آپ کی طلبی کا فرمان تھا چنانچہ آپ نے پہلے اپنے اہل و عیال کو سوار کر کے بھیج دیا۔ ماہ ربیع الاول کو ان کے اہل بیت کی ایک جماعت اور اپنے اہل سے ملے پھر آپ ان کے ساتھ نائب السلطنت کے پاس گئے ... پھر ڈاک کے گھوڑے پر سوار ہو کر دیار مصر کو چلے گئے۔ ۱۵ جمادی الآخرۃ ... کو آپ ڈاک کے گھوڑے پر دیار مصر پہنچے اور لوگ آپ کی سلامتی اور آپ کے استقبال اور آپ کو سلام کرنے کے لیے گئے تھے۔

**خبیث رافضی کا قتل** ۱۷ ربیع الاول بروز جمعرات کے ... جامع دمشق میں ایک شخص محمود بن ابراہیم شیرازی پیش کیا گیا جو شیخین اور صحابہ کو گالیاں دیتا تھا۔ چنانچہ ... قاضی ... مالکی کی خدمت میں پیش کیا گیا ... آپ نے اس سے ... حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر لعنت کی۔ چنانچہ عوام نے اسے بہت مارا ... قریب تھا کہ قاضی نے ... اس نے ... تو وہ اس پر قائم رہا ... پھر اسے نائب السلطنت کی خدمت میں لے جایا گیا اور اس نے صحابہ رضی اللہ عنہم کی مخالفت ... اس کے قتل کا فیصلہ کیا ... اسے شہر سے باہر لے جایا گیا اور اسے قتل کر دیا گیا اور عوام نے اسے جلا دیا۔ یہ شخص مدرسہ ... میں متعلم تھا ... قاضی ... مالکی نے ... اپنے مذہب کو ظاہر کر دیا جو اس کے قتل کا سبب بنا ... جیسا کہ ۷۵۵ھ میں بھی قتل ہوا تھا۔

**ولی الدین بن ابی البقاء السبکی کا نائب مقرر ہونا** ۱۸ جمادی الاولیٰ بروز جمعرات کو قاضی القضاۃ ولی الدین بن قاضی القضاۃ بہاء الدین بن ابی البقاء نے قاضی القضاۃ تاج الدین کی نیابت میں ... قاضی القضاۃ شمس الدین الغزی اور قاضی تقی الدین ... کے بعد ... نائب مقرر کرنے کا فیصلہ کیا ... قاضی القضاۃ بہاء الدین ابن ابی البقاء ... سلطانی فرمان کے مطابق آپ قاضی القضاۃ تاج الدین کے ساتھ مستقل فیصلے کا اختیار رکھتے تھے۔

**امیر ناصر الدین بن الحاوی کی معزولی** ۲۳ جمادی الآخرہ ... کو نائب السلطنت نے حاجب امیر ناصر الدین ... کو ... معزول کر دیا ... امیر علم الدین ... بن امیر سیف الدین ... شیخ فخر الدین ... شیخ صفی الدین بن ابی البقاء ... چنانچہ اس نے اس کی ... اور لوگوں نے اس کی اہانت ... خلاف توقع ظاہر کیا۔

**عز الدین کے خود معزول ہونے پر قاضی بہاء الدین کا قضاء مصر کا عہدہ سنبھالنا** ...... اور مصر سے سلطانی ایلچی خبر لایا کہ قاضی القضاۃ عز الدین عبد العزیز بن قاضی القضاۃ بدر الدین بن جماعۃ نے جمادی الآخرۃ کی [illegible] تاریخ بروز سوموار کو خود کو قضاء مصر کے عہدے سے معزول کر لیا۔ چنانچہ امیر کبیر یلبغا نے امراء کو ان کی خدمت میں [illegible] کرنے کی خاطر بھیجا مگر آپ نے [illegible]۔ پھر قضاۃ و علماء کی ایک جماعت بھی آپ کے پاس گئی اور تلطف کا معاملہ کیا مگر آپ نہ مانے۔ پھر امیر کبیر نے بذات خود آپ کو کہا کہ آپ پھر خود اپنے بعد کسی کو مقرر کر دیں آپ نے جواب دیا کہ میں صرف [illegible] کو [illegible] ایک شخص ہے جسے چاہو مقرر کر لو۔ مجھے قاضی تاج الدین سبکی نے بتایا کہ انہوں نے کہا کہ ابن عقیل کے سوا جسے امیر کبیر چاہیں مقرر کریں۔ چنانچہ اس نے قاضی القضاۃ بہاء الدین ابو البقاء کو مقرر کیا۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ اس نے شروع میں انکار کیا مگر بعد میں قبول کر لیا اور خلعت پہنی۔ ۲۳ جمادی الآخرۃ بروز سوموار کو قاضی القضاۃ شیخ بہاء الدین نے قضاء و فتویٰ کا عہدہ بھی سنبھال لیا جو کہ پہلے ابو البقاء کے ہاتھ میں تھا۔

**شیخ المراوحی کی وفات** ...... ۲ رجب بروز سوموار کو شیخ احمد المراوحی البغدادی کے خادم شیخ علی المراوحی نے وفات پائی۔ وہ [illegible] معروف [illegible] کی [illegible] کرتا تھا۔ [illegible] ان کی خدمت میں [illegible] والوں کے پاس بھیجا کرتے تھے۔ وہ لوگوں میں مقبول اور قابل احترام تھا۔ وہ [illegible] اور مسکینوں کی مدد کرتا اور اس کے [illegible] کا ایک بڑا حال تھا جس میں وہ ایک طویل عرصہ معروف رہا۔ پھر [illegible] کی وقت ہوئی بعد ظہر اس کو [illegible] میں [illegible] کے [illegible] میں دفنایا گیا۔

**امیر سیف الدین بیدمر کو امارت ملنا** ...... ۲ شعبان بروز منگل کو نائب شام امیر سیف الدین بیدمر اپنے گھر میں [illegible] کے پاس اترا۔ پھر دار السعادۃ میں نائب السلطنت کو سلام کرنے گئے۔ ان کے بعد لوگ اسے سلام کرنے آتے رہے۔ اس نے [illegible] اور [illegible] سے [illegible] کے [illegible] کا عہدہ دیا۔ ملک الامراء نے اس کا تقرر کر دیا۔ عام لوگ اس عہدے سے بے حد خوش ہوئے [illegible] جامع اموی اور [illegible] ختم ہوئے [illegible] شیخ [illegible] ختم [illegible] پہلا ختم [illegible] طلوع آفتاب سے پہلے قبۃ النسر کے نیچے پھر دوسرا [illegible] پھر بعد ظہر [illegible] پھر [illegible] السنۃ کی [illegible] میں ختم [illegible] تک ختم ہوا۔ بعد عصر امیر علی ملک الامراء کے گھر میں غروب آفتاب کے قریب [illegible] القضاۃ [illegible] قبۃ النسر کے [illegible] پہلے [illegible] شیخ مسلم [illegible] والا ہے [illegible] گزشتہ سالوں میں اس کی مثال نہیں ملتی ہے

**شیخ نور الدین علی بن ابی الہیجاء کی وفات** ...... ۱۰ شوال بروز منگل کو شیخ نور الدین علی بن ابی الہیجاء [illegible] ثم الدمشقی الشافعی نے [illegible] کا انتقال ہوا۔ [illegible] اور کتاب [illegible] آپ [illegible] کے ساتھ تھے اور آپ نے [illegible] آپ کی پرورش [illegible] میں ہوئی آپ نے قرأت شیخ بدر الدین [illegible] سے پڑھی [illegible] اور پھر [illegible] المنہاج میں مشغول ہو گئے [illegible] آپ سے نقل کرتے اور جواب دیتے تھے۔ آپ [illegible] والے اور [illegible] ایک [illegible] حافظ تھے۔ آپ آیات قرآن کی [illegible] رکھنے والے تھے۔ نماز کا خوب اہتمام کرتے اور [illegible] قیام کرتے۔ آپ نے ایک عرصے تک جامع [illegible] میں بخاری کا درس دیا [illegible] میں امام ہو گئے پھر آپ [illegible] کا انتقال [illegible] آپ [illegible] البیان تھے آپ [illegible] محراب میں مختلف قراءات کے [illegible] امامت کے ساتھ [illegible] تھے اور [illegible] راتوں کو جاگتے ہوئے گزارتے تھے۔

[illegible] آپ [illegible] محراب میں شب بیداری کی اور پھر پانچ روز [illegible] شوال کو بروز منگل [illegible] وقت [illegible] مسجد میں آپ کی وفات ہوئی۔ بعد نماز عصر [illegible] آپ کا جنازہ پڑھا گیا۔ [illegible] میں آپ کے والد کے پاس دفن کیا گیا۔ آپ کے جنازے میں [illegible] اور ایک بڑا مجمع تھا۔ آپ نے ۶۵ سال کی عمر پائی۔ آپ نے صرف ایک ہی بیٹا چھوڑا جس کو آپ نے [illegible] قرآن [illegible] پڑھایا اور [illegible]

انہوں نے حفظ کروایا اب اس کی اصلاح اور تربیت کرے اور اس کے باپ پر رحم کرے۔

اور شامی محمل اور حاجی اس ماہ کی بارہ تاریخ کو بروز جمعرات روانہ ہوئے ان کا امیر طبلخانات کا امیر علاء الدین علی بن علم الدین الہلالی تھا۔

**شیخ عبداللہ الملطی کی وفات** ...... ۱۲ شوال کو بروز ہفتہ کو جامع اموی میں الکلاسہ کے مجاور شیخ عبداللہ الملطی نے وفات پائی۔ آپ طرار اور آلات فقر کی بہت سی چیزوں کے مالک تھے آپ کی شکل پریشان کن تھی اور لوگ آپ کی نیکی کے معتقد تھے آپ حریریہ طریقہ پر چلتے تھے۔ اور بہت سے لوگ اور میں بھی انکو ناپسند کرتے ہیں۔

**ایلچی کی آمد** ...... ۲۵ ذوالقعدہ بروز جمعرات کو مشرق سے ایلچی آیا۔ اس کے پاس چشمے کے پانی کا مٹکا تھا۔ اس مٹکے کی خاصیت یہ تھی کہ سمیرمائی زرد رنگ کا پرندہ اس کا پیچھا کرتا ہے۔ اور جب جہاں یہ ہو وہاں جب ٹڈی آتی ہے تو وہ اسے فنا کر دیتے ہیں اور کھا جاتے ہیں ٹڈی وہاں تھوڑے ہی عرصے ٹھہر پاتی ہیں یا کھائی جاتی ہیں۔

**قیساریہ کی تعمیر مکمل ہو جانا** ...... ۱۵ ذوالقعدہ کو قیساریہ کی تعمیر مکمل ہوگئی جو کہ مردوں کے سوق الدہشہ کے سامنے اور دارالحجارۃ کے پاس ایک کارخانہ تھا چنانچہ اس کا افتتاح کیا گیا۔ عورتوں کو سامان کے لئے دہشت کو کرائے پر دے دیا گیا اور یہ سب کام ملک الامراء، ناظر جامع المعمور کے حکم سے ہوا۔ الصدر عز الدین بن المصیرفی جامع کے دیکھنے والے نے مجھے خبر دی کہ اس پر جامع کے مال سے تقریباً تیس ہزار درہم کی رقم خرچ ہوئی۔

**کاتی ہوئی ملی اور روز آمدی کپاس کے ٹیکس کا خاتمہ** ...... ذوالحجہ کے آخر میں کاتی ہوئی ملی اور روز آمدی کپاس پر لوگ ٹیکس کے ختم ہونے کا سلطانی حکم آیا اور شہر میں اس کا اعلان کیا گیا۔ اور لوگوں نے حکم دینے والے کو بہت دعائیں دیں اور بہت خوشی کا اظہار کیا۔

## آغاز ۷۶۷ھ

سال نو کے آغاز پر حرمین شریفین، شام و مصر اور دیگر ماتحت علاقوں پر سلطان ملک اشرف بن حسین بن ملک ناصر محمد بن قلاوون کی حکومت تھی۔ اس کی عمر دس سال یا اس سے کچھ زیادہ تھی۔ اس کی حکومتوں اور افواج کا منتظم امیر سیف الدین یلبغا الخاصکی تھا۔ مصر میں قضاۃ الشافعیہ کا قاضی بہاء الدین السبکی اور حنفی قاضی کے علاوہ بقیہ تمام قضاۃ وہی پرانے تھے اور وہ حنفی قاضی شیخ جمال الدین بن السراج شیخ الہندی تھے، سیکرٹری اور شیخ الشیوخ قاضی فتح الدین بن الشہید تھے، خطابت قاضی القضاۃ تاج الدین الشافعی کے پاس تھی، وکیل بیت المال، شیخ جمال الدین بن الرہاوی تھے اور بروز جمعہ بعد نماز عصر غروب آفتاب کے بعد سلطانی محمل آیا مگر اکثر اہل شہر کو اس کا علم نہ ہوا اس لئے کہ باب فرات کے نزدیک السرحہ میں غائب تھا تاکہ فوج دیتے تو واپس کرتے جو ان گھوڑوں اور بار کرنے پر متعین تھے جو ملک العراق سلطان اویس کے زمانے میں خیار بن مہنا کی جاگیر تھے۔

**ملعون فرنگیوں کا اسکندریہ پر قبضہ کرنا** ...... ماہ محرم کے آخری عشرے میں دمشق میں فرنگیوں کی نگرانی سخت کر دی گئی اور انہیں قلعہ منصوریہ کے قید خانوں میں قید کر لیا گیا۔ اور یہ بات مشہور ہوگئی کہ اس کا سبب یہ ہے کہ شہر اسکندریہ کا متعدد جنگی جہازوں سے محاصرہ ہو چکا ہے اور حاکم قبرص بھی ان کے ہمراہ ہے چنانچہ افواج مصر نے اسکندریہ کی حفاظت کا ارادہ کیا۔ اور ہمیں خبر ملی کہ لوگوں نے اسکندریہ کے بعد چند دن قیام کیا اس کے بعد تاتاریوں کے امیر [illegible] نے اس کا محاصرہ کیا اور فرنگیوں کے دستے سے مدد طلب کی۔ انہوں نے بالجبر اسے فتح کر لیا اور بہت سے لوگوں کو شہید کیا اور ان کے ہاتھ بہت اموال لگے۔ ان کا بادشاہ وہاں بن گیا۔

**شیخ برہان الدین ابراہیم کی وفات** ...... محرم الحرام کے آخر میں بروز جمعہ کو شیخ برہان الدین ابراہیم بن شمس الدین قیم الجوزیہ نے المزہ کے بستان میں وفات پائی۔ اگلی نماز جنازہ جامع جراح میں ادا کی گئی اس کے بعد انکو باب الصغیر کے قبرستان میں اپنے والد کے نزدیک دفن کیا گیا۔

تھے اور اعیان اور عوام کی ایک بڑی جماعت آپ کے جنازے میں تھی۔ آپ نے ۴۹ سال عمر پائی۔ آپ الصدریہ اور القیمریہ کے مدرس اور جامع کے صدر تھے اور آپ کو علوم عربیہ، نحو، فقہ اور دیگر فنون میں اپنے والد کی طرح انفرادیت حاصل تھی۔

آپ جامع ابن صلحان کے خطیب بھی تھے۔ آپ نے وفات کے بعد تقریباً ایک لاکھ درہم کا ترکہ چھوڑا۔

**اسکندریہ پر فرنگیوں کے حملے کے حالات** — ماہ صفر میں پہلے ہفتے کو بعض علماء السیر نے مجھے بتایا کہ آج مریخ کے علاوہ ساتوں ستارے برج عقرب میں اکٹھے ہو رہے ہیں اور مریخ برج قوس کی جانب منتقل ہو گیا ہے ایسا اتفاق طویل سالوں سے نہیں ہوا۔ فرنگیوں نے اسکندریہ کا جو حال کیا اس کی اطلاعات ہمیں ملی۔ ان پر اللہ کی لعنت ہو وہ ۲۲ محرم کو بروز بدھ کو وہاں پہنچے اور انہوں نے سمندری محافظ، نائب اور مددگاروں کو اپنی جگہ پر نہ دیکھا وہ جس جمعے کے دن اس کے بیشتر دروازوں کو جلانے کے بعد دن کے پہلے حصے میں شہر میں داخل ہو گئے وہاں کے باشندوں کے ساتھ برا سلوک کیا مردوں کو قتل اور عورتوں اور بچوں کو قیدی بنایا اور سارا مال لوٹ لیا۔ انہوں نے وہاں بروز جمعہ، ہفتہ، اتوار، سوموار اور منگل قیام کیا۔ بروز بدھ کو مصری شالیش آ گئی تو وہ وہاں سے بھاگ گئے۔ انہوں نے تقریباً چار ہزار لوگوں کو قیدی بنایا اور بے شمار سونا چاندی ریشم اور نوادرات لے لیا۔

**سلطان اور امیر کبیر یلبغا کے اقدامات** — سلطان اور امیر کبیر یلبغا اس دن نماز ظہر کے وقت آئے اور سب تمام سمندری جہازوں کی طرف منتقل ہو گئیں۔ قیدیوں کی آہ و بکا فریاد اور مسلمانوں کی اللہ اور رسول اللہ کے حضور دعا تھی جس سے دل کرب سے پاش پاش اور دلوں کو رنجیدہ کر دیا۔ دمشق کو جب یہ اطلاع ملی تو انہیں اس پر بہت غم ہوا۔ بروز جمعہ کو خطیب نے منبر پر اس واقعے کا ذکر کیا تو لوگ رو پڑے۔ دیار مصر سے نائب السلطنت کے پاس نصاریٰ شام کو یکبارگی گرفتار کرنے کا سلطانی حکم ملا نیز وہ ان کے چوتھائی مال سے اسکندریہ کی دوبارہ تعمیر اور فرنگیوں سے مقابلہ کی خاطر کشتیوں کی مرمت پر خرچ کرنے کے لئے حاصل کرے۔ چنانچہ انہوں نے نصاریٰ کی اہانت کر کے ان کے گھروں سے اموال لوٹ لیا اور وہ قتل ہونے سے خائف ہوئے۔ اور وہ اپنے معاملے کے بارے میں بے خبر اور فکر مند تھے چنانچہ وہ بھاگ پڑے۔ یہ کام کوئی شرعی حیثیت نہ رکھتا تھا اور نہ ہی اس کا اعتماد جائز ہے۔

۱۶ صفر المظفر کو بروز ہفتہ کو مجھے میدان اخضر کی جانب نائب السلطنت سے ملاقات پر بلایا گیا۔ چنانچہ اس روز پولو کھیلنے کے بعد نماز عصر میں ہماری ملاقات ہوئی۔ تو میں نے اسے صحیح الفہم، خوش بیان، اچھا مستحسن، باہوش اور صاحب الرائے پایا۔ میں نے اس سے کہا کہ اہل نصاریٰ کو دکھ دینا جائز نہیں ہے تو کہنے لگا۔ بعض فقہاء مصر نے امیر کبیر نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے تو میں نے کہا کہ یہ بات شرعاً کہاں جائز ہے کہ وہ عہد پر قائم ہیں اور ذلت کے ساتھ جزیہ دیتے ہیں اور احکام ملت پر مستقیم ہیں چنانچہ ایک درہم بھی جزیہ سے زائد لینا جائز نہیں ہے اس طرح کی بات امیر پر مخفی نہیں رہ سکتی ہیں۔ وہ بولا میں اب کیا کر سکتا ہوں جبکہ اس کا حکم آ چکا ہے اور میں اس کی مخالفت نہیں کر سکتا ہوں۔ اس کے علاوہ میں نے اسے مزید باتیں بتائیں اور اسے اہل قبرص کو خوفزدہ کرنے اور ان کو ڈرانے دھمکانے کے بارے میں کہا کہ یہ جائز ہے اگرچہ وہ جس بات کی انہیں دھمکی دے رہا ہے اس پر عمل پیرا نہ ہو۔ جیسا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا میرے پاس چھری لاؤ میں اسے نصف نصف کر دوں۔ جیسا کہ صحیحین میں یہ حدیث موجود ہے یہ بات سن کر اسے بہت تعجب ہوا اور کہنے لگا کہ جو بات میرے دل میں تھی تم نے اس کا اظہار کیا ہے چنانچہ اس نے اس پر غور کرنے کے لئے دیار مصر کو لکھ بھیجا اور کہا کہ دس دن کے بعد اس کا جواب آئے گا اور اسی وقت جواب سے آگاہی ہو گی اور اس سے بہت احسان و اکرام ظاہر ہوا۔

ماہ ربیع الاول کے شروع میں دارالسعادۃ میں اس سے ملاقات کی اور اس نے خوشخبری دی کہ اس نے فرنگیوں سے مقابلے کی خاطر جنگی جہاز اور کشتیاں بنانے کا حکم دے دیا ہے پھر اس نے اہل نصاریٰ کو طلب کیا پھر وہ اس کے سامنے تقریباً کھڑے رہے حتیٰ کہ تنگ ہو گئے وہ تقریباً چار سو تھے اس نے ان سے عہد لیا کہ تمہارے اموال جتنے بھی ہوں ان کا چوتھائی حصہ دینا ان پر لازم ہے پھر اس نے والیوں کو ان کے اضلاع میں حاضری کا حکم دیا۔ اسی ہفتے امیر کا دوادار "القرایا" کی جانب چلا گیا۔ اور دوسرے امراء قدس بھی اموال کی وصولیابی کی خاطر چلے گئے۔

ماہ ربیع الاول کے آغاز میں قاضی القضاۃ تقی الدین السبکی الشافعی نے قاہرہ کی جانب سفر کیا اور انہوں نے ۵ ربیع الاول کو بروز بدھ کو نائب

السلطنت سے دار السعادۃ میں ملاقات کی۔ اس نے اس سے مطالبے کا جواب پوچھا تو اس نے بتایا کہ قبرص سے جنگ کرنے اور فرنگیوں سے قتال کرنے کی خاطر کشتیوں اور جہازوں کی تیاری کا سلطانی حکم آیا ہے۔ چنانچہ نائب السلطنت نے لکڑیوں کے حصول کے لئے لکڑہاروں اور مزدوروں کو دمشق کے جنگلات میں بھیجا ہے جو کہ بیروت کے قریب ہے۔ اس کے علاوہ یہ کہ ماہ کے آخر دن بروز منگل کو جہازوں کی تیاری کا کام شروع ہو گیا۔ حمام الکاس میں الشریف الحسامی کے سو ... بادرائیہ کے شمال میں وقف شدہ دار القرآن کا افتتاح ہو گیا۔ اس میں حدیث کا کام شروع کیا گیا۔ اس کا وقف کنندہ قاضی القضاۃ تاج الدین السبکی بروز حاضر ہوا تھا۔

**قاضی تاج الدین کی آمد پر مجلس کا انعقاد**...... ۲۳ ربیع الاول بروز سوموار کو قاضی القضاۃ تاج الدین الشافعی ابن قاضی القضاۃ تقی الدین السبکی پر لگائی گئی تہمت کے سلسلے میں ایک مجلس دار السعادۃ میں منعقد ہوئی جس میں مجھے بھی طلب کیا گیا اور میں تو چنانچہ میں حاضرین کے ہمراہ حاضر ہوا تینوں قضاۃ اور ان کے متعلقہ لوگ اور دوسرے بھی نائب شام سیف الدین منکلی بغا کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ پھر وہ دیار مصری کی جانب ابواب شریفہ کی طرف روانہ ہوا۔ اور اس نے اس مجلس سے لے کے نائب السلطنت سے ایک خط حاصل کرنا چاہا کہ لوگوں سے اس کے بارے میں پوچھا کرے اور اس نے اس معاملے میں دو مخالف محضر لکھے تھے ایک اس کے خلاف اور دوسرا اس کے حق میں جو محضر اس کے خلاف تھا اس میں دو قاضیوں مالکی اور حنبلی کے خط تھے اس کے علاوہ ایک اور جماعت کے بھی خطوط تھے اور اس میں بہت شدید ناپسندیدہ باتیں مکتوب تھیں جن کے سننے کی طرف کان مائل نہیں ہوتے۔ آخر میں نائب نے ... دوستوں کے قریبی خطوط تھے اور اس میں میرا خط بھی شامل تھا کہ اس میں مجھے بھلائی ہی نظر آئی۔

چنانچہ جب وہ اکٹھے ہوئے تو نائب السلطنت نے دونوں فریقین کو علیحدہ علیحدہ بیٹھنے کا حکم دیا۔ چنانچہ دونوں ایک دوسرے کے مقابل بیٹھ گئے۔ اس کے نائب شمس الدین الغزی اور دوسرے نائب بدر الدین بن وہبہ وغیرہ نے اس سے بڑی جھگڑی کی قاضی القضاۃ جمال الدین حنبلی نے وضاحت کی کہ اس نے اپنے خط میں جو کچھ بھی لکھا ہے وہ اس کے نزدیک ثابت شدہ ہے۔ پھر بعض حاضرین نے ان میں سے بڑھ کر اسے بڑی مہارت سے جواب دیا۔ قاضی الغزی نے اس سے کہا کہ تو نے قاضی تاج الدین سے اپنی عداوت و دشمنی کو ثابت کر دیا ہے اور پھر بہت مناظرہ اور قیل و قال میں آوازیں بلند ہو گئیں اور قاضی تاج الدین نے بھی ان کی طرح بات کی تو آپ نے بھی اسی طرح جواب دیا۔ اس قسم کی باتوں میں مجلس بہت طویل ہو گئی اور اس طرح فریقین علیحدہ ہو گئے۔ جب میں دروازے پر پہنچا تو نائب السلطنت نے مجھے بلا کر مسئلہ کو حل کرنے کا حکم دیا میں کیا دیکھتا ہوں کہ فریقین کے چیدہ افراد اور تینوں قضاۃ موجود ہیں اور پھر اس نے ان کے درمیان اور قاضی تاج الدین کے درمیان صلح کا مشورہ دیا۔ بعض قاضی اپنے موقف سے رجوع کرے۔ اور شیخ شرف الدین قاضی حنبلی اور میں نے بھی فلاں مالکی کو یہی مشورہ دیا مگر اس حنبلی نے انکار کر دیا۔ چنانچہ ہم کھڑے ہو گئے اور معاملہ جوں کا توں وہیں کا وہیں تھا۔

پھر ہم بروز جمعہ کو بعد عصر کو نائب السلطنت کے دروازے پر اس کی خدمت میں جمع ہوئے تو انہوں نے راضی ہو کر کہا کہ نائب السلطنت کے مطالبے کے ہمراہ خطوط کا جواب ہے ... تو آپ ایسا کر دیا اور ... دیار مصری کی جانب چلا گیا۔ اسی روز ہم بعد نماز جمعہ ۱۹ ربیع الآخر کو دار السعادۃ میں جمع ہوئے اور تینوں قضاۃ اور دوسرے لوگوں کی جماعت بھی آ گئی۔ نائب السلطنت نے قضاۃ اور قاضی الشافعی کے درمیان مصالحت کی کوششیں کیں جس پر اختلاف پیدا ہو گیا اور کلام بہت طویل ہو گیا۔ پھر ایک جماعت کے دل اس بات پر مطمئن ہو گئے جس کو ہم آئندہ ماہ کے حالات میں ذکر کریں گے۔

**افواج کے ناظر معلم داؤد کا وفات پا جانا**...... ... ربیع الاول کو فوج کے ناظر اور کچہری کے نگران معلم داؤد کی وفات ہو گئی۔ یہ ان دونوں عہدوں پر فائز تھا اس سے پہلے یہ دونوں عہدے کسی کے پاس اکٹھے نہ ہوئے تھے وہ فوج کی نگرانی اور انتظام کا بڑا ماہر تھا اور اسے جوانوں کے نام اور ان کی املاک کے مقامات تک معلوم تھے۔ اس کا باپ قرائی یہودی تھا اور فوج کے ناظروں کا نائب تھا۔ اس کا بیٹا اس کی وفات سے دس سال قبل اسلام لایا تھا اللہ اس کی نیت اور خلوص کو جاننے والا ہے۔ اپنی وفات سے ایک ماہ قبل بیمار ہو گئے تھے اور آج کے دن وفات پا گئے۔ آپ کی نماز جنازہ جامع اموی میں باب النسر کے سامنے بعد نماز عصر ادا کی گئی اور آپ کو آپ کی کھدوائی ہوئی قبر جو کہ ... کے بستان میں تھی میں دفنا دیا گیا آپ کی عمر پچاس سال تھی۔

**نصاریٰ کی عورتوں کو اضافی وصول کردہ رقم واموال کی واپسی** ۔۔۔ اس ماہ کے شروع میں سلطان کا حکم آیا کہ نصاریٰ کی عورتوں سے اس سے پہلے جو اضافی رقم ٹیکس کے ساتھ وصول کی گئی تھی اسے واپس کر دیا جائے کیونکہ یہ سب ظلم ہے اور عورتوں سے لینا تو اس سے بڑا اور بھی ظلم ہے۔

**نائب السلطنت کا ذمیوں کے بارے میں نیا حکم نامہ** ۔۔ اور ۲۴ تاریخ کو بروز بدھ کو نائب السلطنت نے ذمیوں کے بارے میں ایک حکم نامہ جاری کیا اور اس نے ان میں [illegible] شراب [illegible] کو [illegible] گیا اور اس سے [illegible] اور راستوں میں [illegible] ذمیوں کے پاس سے [illegible] ٹیکس کے علاوہ بہت سا مال طلب کیا گیا۔ جمعہ کے بعد ایک اعلان کیا گیا کہ ذمیوں کی عورتیں مسلم عورتوں کے حمام میں داخل نہ ہوں بلکہ ان کے مخصوص حماموں میں داخل ہوں اور ذمی مسلمانوں کے ساتھ [illegible] گردنوں میں علامات ہوں [illegible] تاکہ [illegible] سے پہچانے جا سکیں [illegible] ایک دوسرے سے مختلف ہوں۔

**قاضی القضاۃ تاج الدین سبکی کا مسئلہ** ۔ ۱۹ ربیع الاول بروز [illegible] [illegible] قاضی القضاۃ تاج الدین [illegible] شیخ [illegible] [illegible] نائب السلطنت [illegible] [illegible] کے مکان میں [illegible] نائب السلطنت [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] اور [illegible] مسائل کے بارے میں [illegible] شروع ہو گیا۔

پھر نائب السلطنت نے کہا کہ [illegible] [illegible] کے [illegible] [illegible] کے [illegible] سلطان کی [illegible] مصر کی جانب [illegible] [illegible] ہے۔

**قاضی القضاۃ سبکی کی دمشق روانگی** ۔ [illegible] مصر کی جانب [illegible] [illegible] [illegible] آپ کا استقبال کیا جب آپ [illegible] پہنچے [illegible] قاضی القضاۃ [illegible] [illegible] پھر جب آپ دمشق [illegible] بہت سے لوگوں نے آپ کا استقبال کیا اور لوگوں نے [illegible] [illegible] جب آپ [illegible] [illegible] آپ کا استقبال [illegible] [illegible] جب آپ [illegible] پہنچے [illegible] آپ کے ساتھ [illegible] نائب السلطنت [illegible] جامع [illegible] داخل ہوئے آپ کے ساتھ [illegible]

[illegible]

[illegible] جمعہ کے دن قاضی القضاۃ [illegible] نائب السلطنت سے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] ان کے [illegible] تشریف [illegible] گھر لے گئے اور وہاں بیٹھے [illegible] نے حسب استطاعت ان کی ضیافت کی۔

**ایک نیا سلطانی حکم:** اس ماہ کے شروع میں دیار مصر سے ایک سلطانی حکم آیا کہ امراء اپنی جاگیر کا نصف اپنے [illegible] اور نصف اپنی فوج کے لیے مخصوص کریں [illegible] تیر اندازی کے [illegible] جیسا کہ اللہ فرماتا ہے کہ "واعدوا لهم ما استطعتم من قوة ومن رباط الخيل ترهبون به عدو الله وعدوكم الآية" اور ایک حدیث میں ہے کہ [illegible] اور ایک اور حدیث میں ہے کہ تیر اندازی کرو اور سواری کرو اور تمہارا تیر اندازی کرنا مجھے پسند ہے۔

[illegible] دیار مصر سے [illegible] کے تحت قاضی [illegible] دمشق کے لیے ایک [illegible] بہت [illegible] اوقاف [illegible] چنانچہ اس [illegible] ہوئی تھی۔

**دیار مصر میں امراء کے درمیان معرکہ آرائی:** [illegible] امیر سیف الدین [illegible] امیر [illegible] الدین [illegible] مصر [illegible]

[illegible] امیر سیف الدین [illegible] دمشق [illegible] امیر [illegible] کو طلب کیا [illegible] پر قبضہ کرنے کا حکم ہے۔

**بغداد سے متعلق باتیں:** [illegible] بغدادی [illegible] شہاب الدین [illegible] بغدادی نے [illegible] اس سال [illegible] بغداد [illegible] ہوئی [illegible]

[illegible] تک [illegible] ہے۔

**قاضی القضاۃ [illegible] کی وفات:** [illegible] شعبان کے پچھلے [illegible] قاضی القضاۃ [illegible] کا انتقال ہو گیا [illegible] باب [illegible] میں دفن کیا گیا [illegible]

[illegible] ۶۹۳ھ [illegible] سال [illegible] آپ نے [illegible]

[illegible] کا [illegible] ہے۔

**[illegible] کی بیعت:** [illegible]

بیعت لے لی ہے اور انہوں نے اس کو دمشق میں انطاکیہ کے بطرک کے بدلے بنایا ہے اور اس نے کہا کہ یہ بات ان کے مذہب میں بدعت ہے۔

دراصل بطارک چار اشخاص ہیں، اسکندریہ، قدس، انطاکیہ اور رومیہ۔ چنانچہ رومیہ کا بطرک استنبول چلا گیا جو کہ قسطنطنیہ ہے اور اس وقت بہت سے لوگوں نے اُسے ملامت کی اور اس وقت جو انہوں نے اختیار کی وہ اس سے بڑی تھی۔ مگر اس نے عذر پیش کیا کہ وہ دراصل انطاکیہ کا بطرک ہے اور اُسے شام میں رہنے کی اجازت اس بناء پر دی گئی ہے کہ آپ نے حکم دیا ہے وہ اس کی جانب اور اہل ملت کی جانب سے اہل قبرص کو خطوط لکھے اور انکو حاکم قبرص کے اسکندریہ میں ظلم و ستم کی بناء پر اُسے احمق، رسوائی، عذاب اور گناہ کے متعلق باخبر کرے اور پھر اس نے میرے سامنے وہ خطوط پیش کیے جو اس کی طرف اور حاکم استنبول کی جانب آئے تھے میں نے انہیں پڑھا تو اس میں لکھا تھا کہ اللہ اس پر لعنت کرے اور جس کی طرف یہ بھیجا گیا ہے پھر میں نے اس سے اس کے دین کے بارے میں گفتگو کی جس پر تینوں فرقے اعتقاد رکھتے ہیں اور وہ ملکیہ، یعقوبیہ اور نسطوریہ ہیں۔ فرنگی اور قبطی، یعقوبیہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ وہ سب کچھ کی عقل رکھتا ہے مگر اس کے باوجود وہ غلیظ کفار میں سے ایک گدھا ہے۔

**مرجان خصی کی بغاوت** ...... اس ماہ اطلاع ملی کہ شاہ عراق خراسان نے بغداد کی نیابت مرجان خصی سے لے لی ہے جو کہ ان دونوں شہروں کا نائب تھا اور اس نے اویس کی اطاعت سے انکار کر دیا تھا چنانچہ وہ ایک افواج کے ہمراہ اس کے مقابلے کو نکلا مگر وہ بھاگ گیا پھر اویس بہت دہشت و حیرت کے ساتھ بغداد واپس آیا اور یہ بڑا قیامت والا دن تھا۔

**امیر سیف الدین بیدمر کو جنگی تیاری کا امیر بنانا** ...... ۲۷ شعبان بروز ہفتے کو امیر سیف الدین بیدمر ڈاک کے گھوڑے پر دیار مصر سے امیر البحر وجزاری امیر طیبغا کی تمام کچہریوں کا نائب اور جہازوں کی تیاری کا امیر بن کر آیا۔ چنانچہ اس نے اپنی آمد کے بعد تمام لکڑہاروں اور لوہاروں کو جمع کروایا اور انہیں بیروت لکڑیاں کاٹنے بھیج دیا۔ انہیں ۳ رمضان بروز بدھ کے دن بھجوا دیا گیا اور وہ وہاں ان کے ساتھ ملاقات کا ارادہ رکھتا تھا۔ پھر اس نے مزید لکڑہاروں اور لوہاروں کو ان کے پیچھے روانہ کیا اور باربرداروں کو بھی بھجوا دیا اور وہ جس گدھے سوار کو دیکھتے اُسے اتار کر اُسے البقاع کی جانب روانہ کر دیتے تھے۔ انہوں نے ان کے کاریگروں کو بیگار کیا اور بہت پریشانی ہوئی اور ان کے اہل اور اطفال رو پڑے کیونکہ انہیں ان کی مزدوری سے کچھ قرض کے رقم دی گئی تھی تاکہ وہ اسے اپنے اہل اور اطفال کی خاطر چھوڑ جاتے مگر ایسا نہ ہونے کی بناء پر بہت گڑبڑ ہوئی۔

**جامع دمشق میں درس** ...... جامع دمشق میں برہان الدین المقدسی نے سلطانی حکمنامے اور طیبغا کے بھائی نائب صفد استدمر کے حکم کے تحت تقی الدین ابن قاضی القضاۃ شرف الدین الکفری کی جگہ پر خطبہ دیا۔ اور یہ امر اس کے اہل و عیال اور اس کی جماعت پر بہت گراں گزری اور یہ ۳ رمضان بروز ہفتے کا دن تھا۔ اس خطبے میں اس کی خدمت میں بے شمار لوگ شریک تھے۔

**قاضی القضاۃ شرف الدین بن قاضی الجبل کے لئے قضاۃ حنابلہ کا حکمنامہ** ...... ۲۳ رمضان المبارک کو بروز جمعرات کو قاضی القضاۃ جمال الدین المرداوی کی جگہ حنابلہ کی قضاۃ کے لئے قاضی القضاۃ شرف الدین ابن قاضی الجبل کا حکمنامہ پڑھا گیا وہ اور مالکی چند وجوہات کی بناء پر جو ان کی جانب منسوب تھے معزول کر دیئے گئے تھے اور محراب حنابلہ میں یہ حکمنامہ پڑھا گیا پھر حنفی اور شافعی اس کی خدمت میں گئے مالکی جو کہ غزالی مینار کے صحن میں معتکف تھے وہ ان کے پاس نہ گئے کیونکہ وہ قاضی حماۃ کے مشورے سے معزول تھا۔ الصالحیہ وغیرہ میں شر و اور گڑبڑ شروع ہوگئی۔

۳۰ رمضان المبارک کو بروز بدھ کے دن قاضی جمال المسلاتی کی معزولی کے بعد قاضی سری الدین اسماعیل مالکی مالکیہ کی قضاۃ پر آئے اور ان کا حکمنامہ جامع میں حجرہ مالکیہ میں پڑھا گیا اور انکو قضاۃ و اعیان کی حاضری میں خلعت پہنائی گئی۔

**امیر خیار بن مہنا کا اطاعت میں واپس آ جانا** ...... ۷ شوال بروز بدھ کی صبح کو امیر خیار بن مہنا سمع و اطاعت کرتے ہوئے دمشق آیا اس سے پہلے اس کے اور افواج کے درمیان کئی مقابلے ہوئے تھے اس نے یہ سب کچھ اس وجہ سے کیا کہ وہ تمام معاملات کو ختم کرنا چاہتا تھا۔ مگر وہ قید

قتل اور گرفتار ہونے کے خوف سے منتشر ہو گیا اور وہ دیار مصر کے ارادے سے دمشق پہنچا تاکہ امیر کبیر یلبغا سے مصالحت ہو سکے۔ دمشق میں اس کا استقبال حاجبوں اور المہدار یہ اور عوام نے کیا وہ قصر ابلق میں اترا اور اس کے ساتھ حماۃ کا عمر شاہ بھی تھے۔ دوسرے روز وہ دیار مصر کو چلا گیا۔ وکیل بیت المال قاضی ولی الدین عبداللہ نے اپنے والد کے خط سے بتایا جو دیار مصر میں قاضی القضاۃ الشافعیہ تھے کہ امیر کبیر نے جامع ابن طولون میں نیا مدرسہ بنایا۔ اس میں حنفیہ کے لیے سات مدرس ہیں جس میں سے ہر ایک کو ماہانہ ایک اردب گندم اور چالیس درہم ملیں گے۔ مزید یہ بھی بتایا کہ غیر حنفیہ کی ایک جماعت نے مذہب حنفی اختیار کر لیا تا کہ درس میں حاضر ہو سکیں۔

**جامع اموی میں تفسیر کا درس**...... ۲۸ شوال ۷۶۷ھ کو بروز بدھ کو شیخ علامہ عماد الدین بن کثیر نے اس تفسیر کا درس دیا، جسے ملک الامراء نائب السلطنت امیر سیف الدین منکلی نے جامع کے اوقاف سے جسے اس نے اپنی نظارت کے دور میں از سر نو تعمیر کیا تھا۔ اللہ اسے اس کا اچھا بدلہ دے۔ اس نے دیگر مذاہب کے چودہ طالب علموں کو مقرر کیا اور ہر طالب علم کے لئے دس درہم وظیفہ مقرر کیا اور ہر دہرائی کرانے والے کو بیس اور کاتب الغیبہ کو بیس اور مدرس کو ساٹھ درہم ملتے تھے جب میں نے اسے درس میں شرکت کے لئے بلایا تو حاضر ہوا اور قضاۃ و اعیان بھی جمع ہو گئے آپ نے سورۃ فاتحہ کی تفسیر سے آغاز کیا اور وہ جشن کا دن تھا پھر اس نے صدقہ بھی دیا۔ حنابلہ کے قضاۃ و شیخ شرف الدین احمد بن الحسن بن قاضی الجبل المقدسی تھے اور کچہریوں کے ناظر سعد الدین بن التاج اسحاق تھا اور سیکرٹری فتح الدین بن شہید تھا اس کے ساتھ ساتھ وہ شیخ الشیوخ بھی تھا۔ شامی افواج کا ناظر برہان الدین بن الحلی اور بیت المال کا وکیل قاضی ولی الدین بن قاضی القضاۃ بہاء الدین ابوالبقاء تھا۔

**دیار مصر کی جانب نائب السلطنت کا سفر**...... ۲۱ تاریخ کی شب کو ڈاک کی گھوڑے پر طشتمر دوبدار آیا اور وہ دار السعادہ میں اترا پھر اور عشاء ہو اور نائب السلطنت مشعلوں کے ساتھ سوار ہوئے اور حاجب ان کے آگے آگے تھے۔ لوگ انہیں الوداع کہنے لگے اور دعائیں کرنے لگے اور وہ دیار مصر کو چلے گیا۔

یلبغا نے اس کا انعام و اکرام کیا اور اس گزارش کی کہ وہ حلب میں رہے تو اس نے اسے مان لیا اور حجرا اسماعیلی کے گھر میں اترا اور پھر حلب چلا گیا۔ میں نے اس سے وہاں ملاقات کی اور لوگوں نے اس کی غمخواری کی۔ اس کی عدم حاضری پر امیر سیف الدین زبالہ نے نیابت کے فرائض ادا کئے اور پھر حاجب الامرا السلیمی قطلمر عبدالغنی کے آنے پر اس نے فرائض سنبھال لئے۔ ۲۳ محرم بروز بدھ کو قاضی شمس الدین بن منصور حنفی کی وفات ہوئی آپ حاجب الحکم تھے۔ آپ کو باب الصغیر میں دفنایا گیا ان کی عمر ۹۰ سال تھی۔ اور آج ہی دوسرے روز قاضی شہاب الدین احمد ابن الوزوانزر ناظر اوقاف الصالحیہ نے وفات پائی۔

**جنگی کشتیوں کی آمد کی خبر اور جنگی تیاری**...... ۳ صفر المبارک بروز جمعہ کی صبح کو شہر میں اعلان کیا گیا کہ علاقے کا کوئی فوجی بھی بیروت جانے سے نہ رہے چنانچہ لوگوں نے جلدی کی اور اس کام پر سب جمع ہو گئے۔ فوج میدان الحرو میں ہتھیار بند تھی اور ملک الامراء امیر علی نائب شام باب الجابیہ میں اپنے گھر سے ایک ہیبت ناک ہتھیار بند جماعت کے ساتھ نکلا۔ اس کا بیٹا امیر ناصر محمد اور اس کی فوج بھی ساتھ تھی۔ نائب الغیبہ اور حاجب اس کے خیمے میں اس کے پاس گئے اور اس سے اس معاملے کے بارے میں صلح و مشورہ کرنے لگے۔ اس نے کہا کہ یہ کوئی معاملہ نہیں ہے ہاں جب قتال ہو گا تو میرے واسطے معاملہ ہو گا۔ بہت سے لوگ رضا کارانہ طور پر نکلے۔

قاضی القضاۃ تاج الدین شافعی نے حسب دستور جمعہ کا خطبہ دیا اور لوگوں کو جہاد کی ترغیب دی۔ اس کے بعد غلاموں کی ایک جماعت نے زرہیں اور خود پہن لئے اور وہ لوگوں کے ہمراہ بیروت کا عزم لیے ہوئے تھا۔ پھر اطلاع ملی کہ سمندر میں جو کشتیاں دیکھی گئی تھیں وہ دراصل میں تاجروں کی کشتیاں تھیں، جنگی کشتیاں نہیں تھیں پھر لوگ اس دن کے آخری حصے میں اپنے گھروں کو لوٹ گئے۔ مگر اس سے ان کی منظم تیاری سامنے آ گئی۔

**امیر سیف الدین شرشی کی معزولی**...... ۵ صفر المبارک بروز اتوار کی شب کو نائب حلب امیر سیف الدین شرشی کو بعد عشاء پوری نگرانی

میں دمشق میں دارالسعادہ میں لایا گیا اور اُسے حلب کی نیابت سے معزول کر دیا گیا پھر اسے طرابلس بھجوا دیا گیا۔ امیر علاء الدین بن صبیح کے ساتھ سرمین میں بھیجا گیا۔

اور ہمیں اطلاع ملی کہ دیار مصر میں شیخ جمال الدین نباتہ کا منصور قلاوون کے ہسپتال میں فوت ہو گئے آپ اپنے زمانے کے شعراء کی جماعت کے علمبردار تھے۔ اور یہ صفر کا دن تھا۔

**اسد کی جیل سے قیدیوں کا فرار ہونا**...... ۸ صفر بروز منگل کی رات کو اسد کی جیل کے قیدی اپنے جیل خانے سے بھاگ گئے اور قیدیوں کی اکثریت باہر نکل گئی دوسرے دن کی صبح کو والیوں نے ان کی گرفتاری کے لئے آدمیوں کو بھیجا اور اکثریت پکڑی گئی۔ پھر ان کو مارا گیا اور ان کو میرے ٹھکانے میں لوٹا دیا گیا۔

**حاکم قبرص کا قیدیوں کو یلبغا کے پاس بھیجوانا**...... ۱۵ صفر المبارک بروز بدھ کو شہر میں اعلان کر دیا گیا کہ بنادق، جنیوا اور کیتلان کے فرنگی کاروبار کریں۔ اور دن کے آخری حصے میں میں نے امیر زین الدین زبالہ نائب القلعہ سے ملاقات کی جو کہ دارالذہب میں فروکش تھا۔ انہوں نے مجھے بتایا کہ ایلچی نے مجھے بتایا ہے کہ حاکم قبرص نے ستارہ سے حساب دیکھا ہے کہ قبرص پر قبضہ ہونے والا ہے چنانچہ اس نے مسلمان قیدیوں کو دو کشتیوں میں یلبغا کی جانب بھیج دیا اور اپنے ملک میں اعلان کر دیا کہ جس نے کسی بھی مسلمان کو چھپایا اُسے قتل کر دیا جائے گا۔ دراصل وہ چاہتا تھا کہ تمام قیدیوں کو بھیج دے۔ اور کوئی باقی نہ رہے۔

**قاضی القضاۃ جمال الدین المسلاتی کی دیار مصر آمد**...... ۱۵ صفر کو دن کے آخری حصے میں قاضی القضاۃ جمال الدین المسلاتی المالکی قاضی مالکیہ۔ جو کہ پچھلے سال آخر رمضان میں معزول ہو گئے تھے دیار مصر سے آئے اور حج کیا اور پھر واپس مصر چلے گئے۔ اس میں داخل ہوئے کہ شاید وہ مدد مانگیں مگر انہیں قبولیت نہ ہوئی بلکہ ایک حاجب نے ان پر دعویٰ کر دیا جس سے انہیں بہت تکلیف ہوئی۔ بالآخر وہ شام لوٹ گئے۔ جامع کے شمال میں الکاملیہ کے قبرستان میں اترے۔ پھر آپ بیمار ہو گئے اور اپنی بیٹی کے ہاں چلے گئے اور مطالبات، دعاوی اور مصیبتیں ان پر بہت تھیں۔ پس اللہ ہی ان کا انجام بخیر کرے۔

**دمشق اور حلب میں نیابت کی تبدیلی**...... بروز اتوار کو بعد عصر امیر سیف الدین طیبغا الطویل قدس شریف سے دمشق آئے اور دو تین روز قصر ابلق میں قیام کے بعد سلطانی حکم کے مطابق حماہ کی نیابت کے واسطے چلے گئے۔ اور ہمیں اطلاع ملی کہ دمشق کی نیابت ان کی جگہ امیر سیف الدین منکلی بغا کو نیابت حلب سپرد کر دی گئی۔ اور اُسے دیار میں بے پناہ عزت اور ساز و سامان اور تحائف عطا کئے گئے۔ اور یہ کہ حاجب الحجاب مصر امیر سیف الدین قشتمر عبدالغنی دمشق میں ٹھہر گیا اور اس کی جگہ امیر علاء الدین طیبغا کو جو یلبغا کے گھر کا استاد تھا نیابت دے دی گئی اور تینوں کو ایک ہی دن خلعت دیئے گئے۔

**فرنگیوں کے ساتھ کشتیوں کا معاملہ**...... ۱۱ ربیع الاول بروز اتوار کو شہر میں یہ خبر مشہور ہو گئی کہ اسکندریہ میں بھی فرنگیوں والا معاملہ ہوا ہے اور دیار مصر سے ایلچی ایک حکم نامہ لایا کہ دمشق کے فرنگیوں کی نگرانی کی جائے۔ چنانچہ انہیں قید کر لیا گیا اور ان کے ذخائر ضبط کر لئے گئے۔ اسی روز قاضی القضاۃ تاج الدین نے مجھے بتایا کہ بنادق کے فرنگیوں کی سات کشتیاں اسکندریہ خرید و فروخت کے لئے آئی ہیں۔ امیر کبیر یلبغا کو اطلاع ملی کہ ان کی سات کشتیاں ایک حاکم قبرص کی جانب گئی ہیں۔ پھر اس نے فرنگیوں کو پیغام بھیجا کہ وہ اس کشتی کو چھوڑ دیں۔ انہوں نے اس امر سے انکار کر دیا اور وہ اپنی کشتیوں کی جانب چلے۔ تو اس نے ان کے پیچھے جانبازوں سے بھرے ہوئے آٹھ جنگی جہاز بھیجے انہوں نے ان سے سمندروں میں مڈبھیڑ کی دونوں فریقین میں سے بہت سے لوگ مارے گئے مگر فرنگیوں میں سے زیادہ افراد مارے گئے آخر کار وہ اپنے اموال سمیت بھاگ گئے۔ امیر علی جو دمشق کا نائب تھا وہ بھی ایک مبارک فوج کے ہمراہ ایک بہت بڑی شان و شوکت سے آیا اور اس کے

مزدوری کے بیٹے اور غلام بھی تھے پھر اپنے فن و ہنر بیچتے تھے اور مستقل نائب السلطنت رہا۔ یہاں تک کہ ان سے چھوٹے سے معرکے کی فوری لشکر پہ اور جہاد دشمن آگیا۔ پھر اسلامی فوج کو قتل کرتے ہوئے شہر اسکندریہ تک آگئے اور انہوں نے مسلمانوں کی لوٹ کھسوٹ شروع کر دی اور مال و متاع لوٹے۔ بہت سے لوگ جوان اور بچے قیدی بنا لئے اور بہت سے لوگ ہلاکت میں پہنچ گئے تھے اور اس پر فرنگیوں نے مسلمانوں پر ہولناک ظلم اور لیے تھے۔

**امیر کبیر کا قتل:۔** علامہ ابن ... محمد مدرسی نے مجھے خبر دی کہ مصر سے آنے والے قیدیوں نے بتایا کہ ... آئے تھے امیر کبیر یلبغا کو قتل کر دیا گیا ہے جو کہ اس وقت سے لوگوں کو ہر وقت شغل بنا رہا تھا۔ اس کے قاتلوں نے ایک دوسرے کی مدد کی اور اسے قتل کر دیا۔ حکومت تبدیل ہوئی اور ملک ... امراء اور ... کی ایک بڑی جماعت گرفتار ہوئی اور بہت سے لوگ مارے گئے۔ امیر سیف الدین منکلی بغا نے دمشق میں زمام سنبھالی اور سلطان کا چہرہ ظاہر ہو گیا اور اس نے امارت اختیار کر لی اور اہل مصر و امراء خوش ہو گئے اور نائب السلطنت بیدمر ... اور ان سے شہر دمشق کے لئے جانے کا حکم دیا۔ قلعہ منصورہ میں جو قیدی تھے انہیں رہا کر دیا اور لوگوں کو نجات مل گئی۔

یہ تاریخ کا آخری واقعہ ہے۔

والحمد للہ وحدہ والصلوٰۃ علی نبی محمد و آلہ وصحبہ وسلم

ختم شد

تاریخ ابن کثیر حصہ ا جلد ۱۴

# تاریخ ابن کثیر ... حصہ پانزدہم

## مقدمہ از مترجم

تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جس نے اپنی نعمتوں سے انسان کو نوازا ہے۔ ایسی تمام تعریفیں جو اللہ تعالیٰ کی ذات اس کے جلال اور عظمت کے شایان شان ہیں، ہم ان سب سے، رب تعالیٰ کی حمد کرتے ہیں۔ اور درود و سلام اس ذات گرامی پر جو خیر الخلائق اور خاتم الرسل ہونے کے اہل ہیں، ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اور ان کی آل اور تمام صحابہ پر۔

اما بعد! زیر نظر جو کتاب آپ کے سامنے ہے یہ آخری زمانے کے فتنوں اور آثار قیامت کے بارے میں انتہائی اعلیٰ درجے کی کتاب ہے اور اس کا پایہ مراتب مؤلف قدس سرہ کے نام سے ہی ظاہر ہو جاتا ہے۔

مؤلف علامہ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے اس کتاب میں ان قرآنی آیات اور احادیث کو ذکر کیا ہے جو آخری زمانے کے فتنوں اور علامات قیامت سے متعلق ہیں کہ قیامت سے پہلے کون کون سے بڑے واقعات رونما ہوں گے۔ چھوٹی بڑی نشانیاں کون سی ہیں؟ اس دار فانی سے جانے کے بعد دوامی زندگی تک کیا ہوگا؟ میدان حشر میں کیا ہوگا؟ شفاعت اور حساب کتاب اور دیدار جل جلالہ سے متعلق بہترین گفتگو کی ہے۔

یہ کتاب حافظ ابو الفداء اسماعیل ابن کثیر قرشی الدمشقی رحمۃ اللہ علیہ نے تالیف کی ہے۔ اس کتاب کی احادیث کی تخریج جناب "خلیل مامون شیحا" نے کی ہے اور اس پر تعلیق کا کام یعنی آیات قرآنیہ کی تخریج، بعض مشکل الفاظ کے معانی وغیرہ کا بیان جناب "محمد خیر طعمہ حلبی" نے کیا ہے۔

اور اس کی پہلی جلد کے ترجمہ کی سعادت اس ناکارہ بندہ شاہد محمود کو حاصل ہوئی ہے۔ غفر اللہ لی ولوالدی ولمشائخی ولمن لہ حق علی کلہم اجمعین.

اس کتاب کی تعریف میں اس سے زیادہ کچھ عرض نہیں کرنا چاہتا کہ کتاب کو کھولئے اور باسند اور باحوالہ اسے پڑھتے جائیے وہ کچھ اس کتاب میں ملے گا جو پہلے کسی نے لکھا اور نہ بعد میں کوئی لکھ پایا ہے۔

اب مؤلف کتاب کا مختصر سوانحی خاکہ پیش خدمت ہے۔

مؤلف کا نام عماد الدین بن عمر بن کثیر بن ضوء بن کثیر قرشی الدمشقی ہے۔ اور ان کا لقب ابو الفداء ہے۔

ولادت: مؤلف کی ولادت ---ھ کو ملک شام بصریٰ کے قریب واقع ایک قصبے مجدل میں ہوئی۔ یہ بصریٰ کے جنوب میں واقع ہے۔

مصنف کے شیوخ: مصنف نے جن شیوخ سے تعلیم حاصل کی ان میں سے چند مشہور حضرات کے نام حسب ذیل ہیں۔

۱ عبد الوہاب بن عمر بن کثیر (یہ ان کے سگے بھائی تھے)۔

۲ ... شیخ برہان الدین الفزاری (ان سے مؤلف نے فقہ کی تعلیم حاصل کی)۔

۳ شیخ کمال الدین بن قاضی شہبہ (یہ بھی ان کے استاد تھے)۔

۴ شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ۔

علمی مرتبہ مولف کے متعلق مورخین کا خاص طور سے حافظ ابن حجر کی یہ تعریف سے اندازہ ہوسکتا ہے۔ وہ دُرر میں لکھتے ہیں کہ:

"علامہ موصوف نے فن حدیث کے متن اور رجال سے واقفیت حاصل کی۔ ان کا حافظہ بہت اچھا تھا اللہ نے بڑی صلاحیت دی تھی۔ ان کی تصنیفات ان کی زندگی میں ہی پھیل گئی تھیں اور لوگ ان کی وفات کے بعد ان کی کتب سے مستفید ہوئے۔"

یہ محدثین کی طرح محض نقل اور روایت پر اکتفا نہ کرتے تھے بلکہ ان محدث فقہاء میں سے تھے جو فقہ اور حدیث دونوں میں مہارت رکھتے تھے۔ (ملخص از [illegible] صفحہ ۴۷)

تصانیف: مولف کی مشہور تصنیفات یہ ہیں

۱ تفسیر قرآن۔

۲ البدایہ والنہایہ جو تاریخ ابن کثیر کے نام سے مشہور ہے

۳ مختصر علوم الحدیث۔

۴ الفصول فی اختصار سیرۃ الرسول۔

۵ التکمیل فی معرفۃ الثقات والضعفاء والمجاہیل۔

۶ طبقات شافعیہ مع مناقب امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ

۷ کتاب ابن الصلاح فی علوم الحدیث (مختصر)

۸ شرح صحیح بخاری۔

۹ الاحکام۔

۱۰ تخریج احادیث ادلۃ التنبیہ، تخریج احادیث مختصر ابن الحاجب۔

وفات مولف کی وفات جمعرات کے دن ۲۶ شعبان ۷۷۴ھ میں ہوئی اور آپ کو مقبرہ صوفیہ میں دفن کیا گیا جو دمشق میں باب النصر کے باہر واقع ہے۔

اللہ تعالیٰ مولف کو جزائے خیر عطا فرمائے اور [illegible] اور ان کے علمی فیضان [illegible] عطا فرمائے آمین۔

شیخ زادہ ثناء اللہ محمود

گورنمنٹ اسلامیہ آرٹس اینڈ کامرس کالج کراچی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تمام تعریف اور ثنا مالک، خلاق عالم، رب الارباب، کائنات کے لئے جس کا سہارا اعلیٰ و بالا ہے۔ اللہ تعالیٰ رحمت و سلامتی نازل فرمائے ہمارے سردار محمد ﷺ اور ان کی آل و اصحاب پر۔

اما بعد یہ کتاب آخری زمانے میں ظاہر ہونے والے فتنوں، پیش آنے والی بڑی بڑی جنگوں، قیامت کی نشانیوں اور قیامت سے پہلے رونما ہونے والے ان واقعات عظیمہ و حقائق جلیلہ کے بیان میں ہے جن پر ایمان رکھنا واجب ہے۔ اس لیے کہ ان کی خبر الصادق المصدوق ﷺ نے دی ہے جو اپنی ذاتی خواہش سے کچھ نہیں فرماتے تھے بلکہ جو کچھ فرماتے تھے وہ وحی کی بنیاد پر ارشاد فرماتے تھے۔

**اللہ تعالیٰ کی امت محمدیہ ﷺ پر رحمت و شفقت کا بیان** ۔ ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میری یہ امت، امت مرحومہ (جس پر رحم کیا گیا) ہے۔ اس پر آخرت میں عذاب نہ ہوگا۔ بلکہ دنیا میں فتنوں، زلزلوں اور قتل و غارت کی صورت میں آزمائشیں آئیں گی۔ (ابوداؤد شریف کتاب الفتن والملاحم)

**نبی اکرم ﷺ کی مستقبل کی پیشین گوئیاں** ۔ پچھلی مذکورہ احادیث میں ذکر ہوا تھا کہ نبی اکرم ﷺ نے گذشتہ زمانے سے متعلق ارشاد فرمایا تھا اور ہم نے ابتدائے آفرینش اور وسط کے ساتھ ابتدائے تخلیق، انبیاء و رسل علیہم السلام کے واقعات اور نبی کریم ﷺ کے دور تک کے لوگوں کے حالات اور ان کی جنگیں ذکر کی تھیں۔ اس کے بعد نبی کریم ﷺ کی حیات طیبہ، غزوات، شمائل و فضائل اور معجزات کا ذکر ہوا۔ اب ہم ان اخبار و احادیث کو ذکر کریں گے جو نبی کریم ﷺ نے زمانہ مستقبل سے متعلق ارشاد فرمائیں اور وہ ان کے حالات و واقعات پر صادق و منطبق ہو گئیں۔ جیسے کہ ہم سے پہلے ان کو بیان کیا اور مشاہدہ ہو چکا ہے۔ آئندہ کتاب میں ہم تمام ان واقعات کو جمع کریں گے۔ اور واقعات و جنگوں کے ذکر کے بعد قیامت کی نشانیوں کا بیان ہوگا جیسا کہ ہم نے اجمالی تفصیل کے ساتھ ان کی ترتیب سے ان کو بیان کیا اور قرآن کی آیات اور احادیث جو قیامت کے متعلق ظاہر ہوئی ہیں۔ اور ہم گزشتہ احادیث کا اعادہ کریں گے تو کتاب بہت طویل اور مبسوط ہو جائے گی۔ ابتدا ان کی طرف اشارہ کریں گے پھر اپنے مقصود کی طرف آئیں گے۔ اور اللہ ہی مدد و توفیق دینے والا ہے۔

**خلافت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ نبوی ﷺ** ۔ اس موضوع پر احادیث میں سے ایک حدیث پہلے گزری ہے کہ ایک عورت نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ پھر کسی وقت آ جانا۔ اس نے عرض کیا کہ اگر میں اس وقت آپ ﷺ کو نہ پاؤں تو؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر مجھے نہ پاؤ تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس چلی آنا۔(۱)

یعنی میرے بعد خلافت گویا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے لیے طے ہو گی۔

اور اسی طرح جب نبی کریم ﷺ نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت کے لیے تحریر لکھوانے کا ارادہ فرمایا تو اس خیال سے اس کو ترک فرما دیا کہ آپ کے صحابہ ابوبکر کی فضیلت اور ان کی سبقت فی الاسلام کی وجہ سے ان سے منحرف نہیں ہوں گے۔ اور آپ ﷺ کا یہ فرمان

---

(۱) بخاری شریف باب المناقب، مسلم شریف باب فضائل ابی بکر صدیق۔

بھی اس کا شاہد ذکر کیا ہے

ما [illegible] و تعرفون إلا المنكر[1]

[illegible]

[illegible]

باللذين من بعدي أبي بكر و عمر[2]

میرے بعد ان دونوں ابوبکر اور عمر کی اقتداء کرنا۔

[illegible] القول المبين[3] [illegible] ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ [illegible] حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ [illegible]

**فتح مصر سے متعلق رسول اللہ ﷺ کی پیشگوئی** کعب بن مالک سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم مصر کو فتح کرو تو قبطی قوم سے [illegible] نصیحت [illegible] ان کے ساتھ بھلائی [illegible] ایک روایت میں ہے کہ اہل مصر [illegible] کیونکہ ان کا ذمہ اور رشتہ داری [illegible] ہے۔[4]

**روم و فارس کی فتح سے متعلق رسول اللہ ﷺ کی پیشگوئی** بخاری و مسلم میں روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب کسریٰ ہلاک ہو جائے گا تو اس کے بعد کوئی دوسرا کسریٰ نہیں ہوگا اور جب قیصر ہلاک ہو جائے گا تو اس کے بعد کوئی دوسرا قیصر نہیں ہوگا اور [illegible] تم ان کے خزانے اللہ کی راہ میں تقسیم کرو گے۔

یہ پیشگوئی بھی حرف بحرف پوری ہوئی [illegible] حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں [illegible] شام [illegible] روم [illegible] قیصر [illegible] اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے [illegible] رسول اللہ ﷺ [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible]

---

[1] [illegible] المنكر [illegible]

[2] [illegible] باللذين من بعدي أبي بكر و عمر [illegible]

[3] [illegible]

[4] [illegible] حضرت ہاجرہ علیہا السلام [illegible] مصر [illegible] ماریہ [illegible] مصر [illegible]

ٹکڑے ٹکڑے کر دے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا جیسا کہ آپ ﷺ نے فرمایا تھا۔

**عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی شہادت سے متعلق پیشگوئی**...... شقیق بن سلمہ حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں، وہ فرماتے ہیں کہ ہم حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کی فتنوں سے متعلق احادیث تم میں سے سب سے زیادہ کس کو یاد ہیں؟ میں نے عرض کیا کہ مجھے۔ انہوں نے فرمایا کہ تم بڑے دلیر شخص ہو[1] وہ احادیث بیان کرو۔ میں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آدمی کی آزمائش ہوتی ہے اس کے اہل وعیال اس کے مال، اس کی جان، اس کی اولاد اور اس کے پڑوسی میں (یعنی آدمی ان کے حقوق ادا کرتا ہے یا نہیں اور جو کچھ غفلت وکوتاہی ہوتی ہے تو) نماز، صدقہ، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر اس کا کفارہ بن جاتے ہیں۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے یہ سن کر فرمایا کہ میرا یہ مطلب نہیں بلکہ میں وہ فتنے مراد لے رہا ہوں جو سمندر کی موجوں کی طرح یکے بعد دیگرے اور ہلاک کرنے والے ہوں گے۔ میں نے عرض کیا کہ اے امیر المؤمنین! آپ کے اور ان فتنوں کے درمیان ایک بند دروازہ[2] حائل ہے (آپ کو ان سے کیا اندیشہ؟) عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ تجھ پر رحم فرمائے، یہ بتاؤ کہ وہ دروازہ کھولا جائے گا یا توڑا جائے گا؟ میں نے کہا کہ توڑا جائے گا۔ انہوں نے فرمایا کہ پھر تو وہ کبھی بھی بند نہ ہوگا۔ راوی کہتے ہیں کہ ہم نے حذیفہ سے پوچھا کہ کیا عمر فاروق رضی اللہ عنہ اس دروازے کو جانتے تھے؟ حذیفہ نے کہا کہ ہاں۔ میں نے ان سے ایسی حدیث بیان کی ہے جس میں کچھ غلطی نہیں ہے۔ شقیق بن سلمہ کہتے ہیں کہ ہم حذیفہ رضی اللہ عنہ سے اس دروازے کے متعلق پوچھتے ہوئے ڈر رہے تھے۔ ہم نے مسروق سے کہا کہ آپ اس بارے میں سوال کریں۔ چنانچہ مسروق نے سوال کیا، حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ دروازے سے مراد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہیں۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ ۲۳ھ میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد لوگوں کے درمیان فتنے پڑے اور یہ شہادت لوگوں میں انتشار وافتراق کا سبب بن گئی۔

**حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر آنے والی مصیبت کا اشارہ نبوی ﷺ**...... نبی کریم ﷺ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بارے میں جنتی ہونے اور ان پر مصیبت آنے کی خبر دے دی تھی۔ چنانچہ ان پر سخت مصیبت آئی اور وہ گھر میں محصور کر دیے گئے۔ جیسا کہ ہم ان کے حالات میں پہلے ذکر کر چکے ہیں اور وہ انتہائی صبر اور اللہ پر اپنا معاملہ چھوڑ کر شہادت پا گئے۔ اس بارے میں ہم وہ احادیث ذکر کر چکے ہیں جو ہر طرف پھیلی ہوئی ہیں۔ اسی طرح ہم نے جنگ جمل اور جنگ صفین کے بارے میں بھی آنے والی احادیث کو ذکر کیا جن میں اس فتنے اور ان واقعات کی طرف اشارہ موجود تھا۔

**حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کی شہادت کا اشارۂ نبوی ﷺ**...... اسی طرح نبی کریم ﷺ کی وہ احادیث جن میں حضرت عمار رضی اللہ عنہ کی شہادت کا ذکر موجود ہے، اسی طرح نبی کریم ﷺ سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خلاف خوارج کے خروج اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں ان کے قتل کے بارے میں احادیث ذکر ہوئی ہیں۔ (جو کہ تمام تاریخ ابن کثیر میں ذکر ہو چکی ہیں) اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کا بھی ذکر احادیث میں آیا ہے جو ہم اس حدیث کے مختلف طرق اور الفاظ کے ساتھ وہاں بیان کر چکے ہیں۔

**نبی کریم ﷺ کا خلافت کو تیس سال تک محدود بتانا اس کے بعد مظالم ملوکیت کا ہونا**...... اس سے پہلے حدیث گذر چکی ہے کہ امام احمد، ابوداؤد، نسائی اور ترمذی نے سعید بن جمہان کے طریق سے روایت کیا ہے۔ حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ کا فرمان ہے "خلافت میرے بعد تیس سال ہوگی اور اس کے بعد بادشاہت ہوگی"۔[3]

یہ تیس سال چاروں خلفاء، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ

---

[1] یعنی [illegible] صحابہ [illegible] فتنوں سے متعلق سوالات [illegible]

[2] یعنی [illegible] عمر فاروق [illegible] جب تک آپ زندہ ہیں [illegible] شہادت کے بعد [illegible] فتنوں کا سلسلہ شروع ہو گیا۔

[3] [illegible] ۴۶۴۶ [illegible] ۲۲۲۶ [illegible] (۵/۲۲۰)

عنہ اور چھ ماہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے ملا کر پورے ہو جاتے ہیں۔ ان کے بعد حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر سب نے بیعت کر لی اور اس سال کو عام الجماعۃ (اتحاد کا سال) کہا جاتا ہے۔ اس بارے میں بحث گزر چکی ہے۔

**حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے ذریعے مسلمانوں کے دو بڑے گروہوں میں صلح کا اشارہ** ـــ بخاری میں حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے رسول اکرم ﷺ کو یہ فرماتے سنا اس وقت حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ منبر پر ان کے قریب بیٹھے ہوئے تھے فرمایا: یہ میرا سردار بیٹا ہے امت کے دو بڑے گروہوں میں اللہ اس کے ذریعے صلح کروا دے گا۔(1) اور بالکل اسی طرح وقوع پذیر ہوا۔

**بحری جہاد میں ام حرام بنت ملحان رضی اللہ عنہا کی شہادت کا اشارۂ نبوی ﷺ** ...... صحیحین میں ثابت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ بحری جہاد دو مرتبہ ہوگا اور پہلے گروپ میں ام حرام رضی اللہ عنہا شریک ہوں گی۔ ۲۷ھ میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو بحری جہاد کرنے کی اجازت مرحمت فرمائی۔ چنانچہ انہوں نے مجاہدین کو جہازوں میں سوار کرایا اور قبرص پر چڑھائی کر کے اسے فتح کر لیا۔ حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا حضرت معاویہ کی زوجہ فاختہ بنت قرظہ کے ہمراہ تھیں۔

دوسرا غزوہ ۵۲ھ میں حضرت امیر معاویہ کے زمانہ میں ہوا جس میں انہوں نے اپنے بیٹے یزید بن معاویہ کو امیر بنا کر قسطنطنیہ پر چڑھائی کے لیے بھیجا تھا۔ اس معرکے میں کبار صحابہ میں سے حضرت ابو ایوب انصاری، حضرت خالد بن یزید رضی اللہ عنہما بھی شامل تھے۔ وہاں حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ انصاری کی وفات ہوئی اور انہوں نے وصیت فرمائی کہ یہاں سے جتنا دور لے جا سکتے ہو لے جاؤ اور وہاں گھوڑوں کے پاؤں کے نیچے (گھوڑے کی جگہ) دفن کرو۔ چنانچہ یزید نے ان کی وصیت پر عمل کیا۔

بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ام حرام سے یہ روایت ثور بن یزید بن خالد بن معدان کے طریق سے نقل کی ہے وہ فرماتی ہیں کہ رسول اکرم ﷺ کا ارشاد ہے میری امت کا جو پہلا گروہ سمندر کے راستے جہاد کرے گا ان پر جنت واجب ہے۔ ام حرام رضی اللہ عنہا نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا میں ان میں شامل ہوں گی؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں تم شامل ہو۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا میری امت کا وہ پہلا گروہ جو قیصر کے شہر میں حملہ کرے گا اس کی مغفرت کر دی گئی ہے۔ "میں نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ کیا میں ان میں شامل ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں۔"(2)

**امت مسلمہ کے لشکر کے سندھ اور ہند تک پہنچنے کا اشارۂ نبوی ﷺ** ...... مسند احمد میں یحییٰ بن اسحاق کی سند سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میرے پیارے دوست رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا:

> "اس امت کے لشکر سندھ اور ہند کی طرف بھیجے جائیں گے"۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اگر میں نے اس جہاد کو پایا اور اس میں شہید ہو گیا تو ٹھیک (سعادت) ہے ہی اور اگر لوٹ آیا تو میں آزاد ابوہریرہ ہوں گا مجھے رب تعالیٰ جہنم سے نجات دے چکا ہوگا۔"(3)

مسند احمد میں ہی ہشیم کی سند سے سیار، جبر بن ابو عبیدہ کے حوالے سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم سے نبی کریم ﷺ نے غزوہ ہند کا وعدہ فرمایا ہے۔ اور اگر میں اس میں شہید ہو گیا تو میں خیر الشہداء میں سے ہوں گا اور اگر زندہ لوٹ آیا تو میں آزاد ابوہریرہ ہوں گا"۔

نسائی میں بھی ہشام اور یزید بن ابی عبیدہ کی سند سے سیار، جبار سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی یہی حدیث مروی ہے کہ مسلمانوں نے ہند پر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور ۴۴ھ میں جہاد کیا تھا جسے ہم تفصیل سے بیان کر چکے ہیں۔

ان کے علاوہ غزنی کے عظیم بادشاہ محمود بن سبکتگین نے بھی ہند پر جہاد کیا تھا اور وہاں عظیم الشان کارنامے انجام دیے۔ سومنات جیسا بڑا صنم اور بت توڑا وہاں کے سونے اور تلواروں کو لے کر صحیح سلامت غزنی پہنچا۔

---

(1) بخاری کتاب الصلح حدیث (۲۷۰۴) مسند احمد صفحہ ۵/۳۹ بیہقی دلائل النبوۃ صفحہ ۶/۴۴۲ (2) بخاری کتاب الجہاد حدیث نمبر ۲۹۲۴، مستدرک حاکم صفحہ ۴/۵۵۶ بیہقی دلائل النبوۃ صفحہ ۶/۴۵۲ (4) ترکوں سے مراد ان کی نسل ہے جو روس، چین، کوہ قاف اور ترکی وغیرہ میں پھیلی ہوئی ہے۔ ضرب گی اعمال کا مطلب حسی ہوتی ہے۔

بنوامیہ کے نائبین نے سندھ اور چین کے آخری حصوں میں ترکوں سے جنگیں لڑیں اور "قتال اعظم" نامی بادشاہ کو زیر کیا اس کی افواج کو تہس نہس کیا ان کے اموال اور وسائل پر قبضہ کیا۔ اس بارے میں بھی احادیث نبویہ مروی ہیں جن میں کچھ کا ہم یہاں ذکر کرتے ہیں۔

**ترکوں سے جنگ کا اشارہ نبوی ﷺ** …… بخاری میں ابوالیمان، ابوشعیب، ابوالزناد، اعرج کی سند سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

> "قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک کہ تم بالوں کی جوتیاں پہننے والی قوم سے جنگ نہ کرلو اور جب تک تم چھوٹی ناک لال چہرے اور چھوٹی آنکھوں والے ترکوں سے جنگ نہ لڑلو۔ گویا کہ ان کے چہرے ضرب لگی ہوئی ڈھال کی طرح ہیں۔ اور تم اچھے لوگوں کو اس بات سے شدید مخالف پاؤ گے۔ حتیٰ کہ وہ اس میں داخل ہو جائے۔ اور لوگوں کی مختلف اقسام ہیں۔ ان کے جاہلیت کے اچھے لوگ اسلام کے بھی اچھے لوگ ہوں گے۔" (۱)

بخاری نے اس کو منفرداً بیان کیا ہے یحییٰ، عبدالرزاق، معمر، ہمام بن منبہ کی سند سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ "قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک تم خوز اور کرمان سے جنگ نہ کرلو جن کے چہرے لال، ناکیں چھوٹی، جوتیاں بالوں کی ہوں گی اور گویا ان کے چہرے ٹھسی ہوئی ڈھال کی طرح ہوں گے۔

اس حدیث کو نسائی کے علاوہ بے شمار لوگوں نے سفیان بن عیینہ کی حدیث سے اور مسلم نے اسماعیل بن ابی خالد سے نقل کیا ہے اور یہ دونوں قیس بن ابی حازم سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث نقل کرتے ہیں۔

مسند احمد میں عفان کی سند سے حضرت عمرو بن تغلب سے مروی ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا کہ:

> "قیامت کی نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ تم چوڑے چہرے والوں سے قتال کرو گے گویا کہ ان کے چہرے بہت زیادہ ٹھسی ہوئی ڈھال ہیں"۔ (بخاری عن جریر بن حازم)

اس حدیث کا مقصود یہ ہے کہ صحابہ کرام ترکوں سے لڑیں گے اور ان پر فتح حاصل کر کے مال غنیمت اور قیدی حاصل کریں گے۔ حدیث کا ظاہر یہ ہے کہ یہ قیامت کی نشانی ہے اور جب نشانی ہے تو اسے قیامت کے قریب واقع ہونا چاہئے اور یہ ایک مرتبہ پھر ہوگا اور اس کے آخر میں یاجوج ماجوج کا خروج ہوگا (جن کا تذکرہ آنے والا ہے) اور اگر صرف نشان ہی ہے تو پھر صرف واقع ہونا ضروری ہے چاہے پہلے ہو یا بعد میں۔ یہی بات احادیث پر غور کرنے سے معلوم ہوتی ہے۔ جیسا کہ تفصیلی تذکرہ بعد میں آئے گا انشاء اللہ تعالیٰ۔ اور ہم خلفاء بنوامیہ اور بنو عبدالمطلب کے نوجوانوں کے بارے میں وارد شدہ احادیث کے ذیل میں حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہ کی کربلا میں شہادت کا ذکر کر چکے ہیں۔

## مسلمانوں کی حکومت نوجوانوں کے ہاتھ میں آنے اور اس کے نتیجے میں ہونے والے فساد کی طرف اشارہ نبوی ﷺ

امام احمد نے روح کی سند سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی یہ روایت نقل کی ہے کہ مجھ سے رسول اکرم ﷺ نے فرمایا "میری امت کی ہلاکت نوجوانوں کے ہاتھوں ہوگی"۔

راوی کہتا ہے کہ میں اپنے والد کے ہمراہ بنی مروان کے پاس جاتا تھا ان کو اقتدار مل چکا تھا اور وہ بعض نو عمر لڑکوں کے ہاتھوں پر بیعت کر رہے ہوتے تھے تو میں ان سے کہتا کہ کیا تمہارے یہ دوست اس قول کے مطابق نہیں ہو گئے جو میں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا تھا کہ یہ بادشاہان ایک دوسرے کے مشابہ ہیں۔

اس موضوع پر بخاری کے علاوہ اور بھی روایات ہیں جو ہم اوائل ۶۰ھ میں لکھ چکے ہیں۔ ایک حدیث کذاب ثقیف اور مبیر (برباد کرنے والے) کے بارے میں گذری ہے ثقیف کا کذاب تو مختار بن ابی عبید ثقفی تھا اور مبیر حجاج بن یوسف تھا جس نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو شہید کیا تھا جیسا کہ گذرا۔

---

(۱) بخاری (حدیث نمبر ۲۹۲۸)، مسلم کتاب الفتن (حدیث نمبر ۷۳۳۱)، ابوداؤد (حدیث نمبر ۴۳۰۳)

اسی طرح ایک حدیث کالے جھنڈوں کے بارے میں آئی ہے یہ جھنڈے بنو عباس کے تھے جب انہوں نے مروان بن محمد بن مروان بن حکم بن ابی العاص سے خلافت چھین کر بنو امیہ کی خلافت کا ۱۳۲ھ میں خاتمہ کر دیا تھا۔ یہ مروان، مروان الحمار اور مروان جعدی سے بھی مشہور تھا اس لیے کہ پڑا۔ یہ موقف اور (جعد بن درہم معتزلی) کا شاگرد تھا۔ اسی طرح سفاح کے بارے میں بھی ایک واضح حدیث آتی ہے جسے مسند احمد میں نقل کیا گیا ہے۔ سفاح ابو العباس عبداللہ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس بن عبدالمطلب تھا جو بنو عباس کا پہلا خلیفہ تھا۔ جیسا کہ گزرا۔ ابو داؤد طیالسی نے جریر بن حازم کی سند سے حضرت ابو عبیدہ بن جراح اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

> "اللہ تعالیٰ نے اس کام (دین اسلام) کو نبوت اور رحمت سے شروع فرمایا۔ پھر عنقریب خلافت اور رحمت ہوگی اور عزت و حرمت بھی اور ظلم و فساد والی حکومت بھی ہوگی جس میں ریشم، شراب اور زنا کو حلال کر لیں گے اور اس پر ان کی مدد کی جائے گی (ان بادشاہوں کی حکومت کے ساتھ) ان کو رزق بھی دیا جائے گا حتیٰ کہ وہ وقت پورا کر کے اپنے رب سے جاملیں۔"[1]

بیہقی نے عبداللہ بن حارث کی سند سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: "انبیاء کرام کے بعد خلفاء ہوں گے جو اللہ تعالیٰ کی کتاب پر عمل کریں گے اور اللہ کے بندوں میں انصاف کریں گے۔ پھر ان کے بعد بادشاہ ہوں گے جو انتقام پرست ہوں گے لوگوں کو قتل کریں گے اور مال پسند کر کے چھین لیں گے۔ لہٰذا جو لوگ اپنے ہاتھ سے تبدیلی لانے والے ہوں گے وہ نجات پائیں گے اور زبان سے اور دل سے ان (کو غلط سمجھنے والا) نجات پا جائے گا اس کے علاوہ کچھ ایمان نہ ہوگا۔"[2]

بخاری شریف میں امام شعبہ کی سند سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ:

> "بنی اسرائیل کے انبیاء مسلسل آتے رہے جب ایک نبی کی وفات ہو جاتی تو (دوسرا) نبی اس کے بعد آ جاتا تھا اور بیشک میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا البتہ خلفاء بہت سے ہوں گے۔"

صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ ہمارے لیے آپ کا کیا حکم ہے؟ فرمایا کہ پہلی بیعت سے وفا کرنا اور ان کا حق ادا کرنا بیشک اللہ تعالیٰ ان سے رعیت کے بارے میں پوچھے گا۔[3]

صحیح مسلم میں ابو رافع کی سند سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: "ہر نبی کے حواری ہوتے ہیں جو ان کی سنت اور طریقے پر چلتے ہیں پھر ان حواریوں کے بعد ناخلف لوگ آجاتے ہیں جو قول کے مطابق عمل نہیں کرتے اور وہ عمل کرتے ہیں جو جانتے نہیں۔"[4]

**بارہ قریشی خلفاء امت مسلمہ کے حکمران ہوں گے....** صحیحین میں حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا "بارہ خلیفہ ہوں گے جو سب کے سب قریشی ہوں گے۔"[1] یہی روایت امام ابو داؤد کی دوسری سند سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرمایا:

> "یہ دین اس وقت تک قائم رہے گا جب تک کہ بارہ خلیفہ ہوں۔"

ایک اور روایت میں ہے کہ "یہ امت اپنی دعوت پر اس وقت تک برقرار رہے گی اور دشمنوں پر غالب رہے گی جب تک ان میں بارہ خلیفہ نہ ہو جائیں جو سب قریشی ہوں گے۔" صحابہ نے عرض کیا کہ پھر اس کے بعد کیا ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس کے بعد "ہرج" ہوگا۔[5] (یعنی فرقہ بندی کے سبب اور دشمنوں سے کمزوری آجائے گی)۔

ان روایات میں جن بارہ خلفاء کا تذکرہ ہے یہ وہ بارہ امام نہیں جنہیں روافض نے گمان کر رکھا ہے۔ ان کے بارے میں بہت سا اور

---

(۱) [illegible]
(۲) [illegible]
(۳) [illegible]
(۴) [illegible]
(۵) [illegible]

جنہوں نے کام لیتے ہیں اور ان کے بارے میں معصوم ہونے کا عقیدہ رکھتے ہیں۔ کیونکہ ان بارہ بزرگوں میں سوائے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ان کے صاحبزادے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے کسی دوسرے بزرگ نے خلیفہ بننے اور کسی کی علامت ... جبکہ حدیث میں لفظ خلفاء آتا ہے۔

**بارہ قریشی خلفاء کی مراد نہیں جو کہ نبی کریم ﷺ کے بعد مسلسل خلیفہ بنے۔** ان سے وہ بارہ خلفاء بھی مراد نہیں جو نبی کریم ﷺ کے بعد سے مسلسل آنے اور بنو امیہ کے دور میں بارہ مکمل ہوتے ہیں کیونکہ حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ "میرے بعد خلافت تیس سال رہے گی" وہ اس کی تردید کرتی ہے اگرچہ ہم ان کو راجح قرار دیتے ہیں۔ ہم نے ان کے بارے میں "دلائل النبوۃ" میں خوب بحث کی ہے اسے دہرانے کی ضرورت نہیں۔

یہ چند بارہ خلفاء ہیں ان میں سے چار تو خلفاء راشدین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ بن علی رضی اللہ عنہ بھی ہیں۔ ان میں حضرت عمر بن عبد العزیز بھی ہیں جیسا کہ اکثر ائمہ اور جمہور امت کا موقف ہے۔ اسی طرح چند خلفاء بنو عباس میں پائے جاتے ہیں اور باقی آئندہ زمانوں سے متعلق ہیں۔ یہاں تک ان میں حضرت مہدی بھی ہوں گے۔ جن کی بشارت احادیث میں آئی ہے جن کا ذکر آنے والا ہے۔ اور اس بات کو ہمارے علاوہ اور بھی بہت سے بزرگوں نے بیان کیا ہے۔

1. سن ۲۰۰ ہجری کے بعد نشانیاں (مصائب) ظاہر ہوں گی۔
2. سن ۲۰۰ ہجری کے بعد وہ لوگ اچھے ہوں گے جن کے نہ بیوی ہوں نہ گھر والے۔ مگر یہ دونوں احادیث صحیح نہیں۔

ابن ماجہ میں حسن بن علی بن خلال کی سند سے عون بن عمارہ، عبد اللہ بن مثنیٰ، ثمامہ بن عبد اللہ بن انس بن مالک (عن ابیہ عن جدہ) کے واسطے سے روایت ہے کہ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

"رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ سن دو سو ہجری کے بعد نشانیاں ظاہر ہوں گی۔" (۱)

یہ روایت ابن ماجہ میں مزید دو طریق سے روایت کی ہے جو کہ صحیح روایت نہیں اور اگر صحیح ہو بھی تو وہ ان واقعات پر محمول ہے جو مصائب "مسئلہ خلق قرآن" کے فتنے میں حضرت امام احمد بن حنبل اور ان کے رفقاء پر آئے۔

اور ابن جوزی نے (جیسا کہ "مختصر الموضوعات" ہے) سفیان ثوری، ربعی اور حذیفہ کے حوالے سے مرفوعاً روایت نقل کی ہے کہ:

"سن ۲۰۰ ہجری کے بعد تم میں بہتر شخص وہ ہوگا جو "خفیف الحاذ" ہو۔ صحابہ نے پوچھا "خفیف الحاذ" کیا ہے؟ فرمایا: وہ شخص جس کے اہل و عیال نہیں ہوں۔ یہ حدیث منکر ہے۔" (۲)

## بہترین زمانہ "زمانہ رسول ﷺ" ہے اور اس کے بعد اس سے متصل زمانہ اور پھر اس سے متصل زمانہ اس کے بعد فسادات پھیل جائیں گے

صحیحین میں حضرت شعبہ کی سند سے حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا "بہترین امت میرا زمانہ ہے اور پھر اس کے بعد والے" (عمران رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مجھے یقین نہیں کہ اس کے بعد آپ ﷺ نے دو زمانے کا ذکر فرمایا یا تین کا) پھر ان کے بعد ایسے لوگ آ جائیں گے جو قسم کھائیں گے مگر پورا نہیں کریں گے، خیانت کریں گے، امانت ادا نہیں کریں گے، نذر کریں گے مگر وفا نہیں کریں گے اور ان میں موٹاپا ظاہر ہوگا۔"

**حدیث میں پانچ سو سال کا ذکر** سنن ابی داؤد میں عمرو بن عثمان کی سند سے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی حدیث منقول

---

(۱) [illegible] (۲) [illegible]

[illegible]

۔ جبکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ "میں یہ امید رکھتا ہوں کہ میری امت اپنے رب کے ہاں اس بات سے عاجز نہ آجائے گی کہ انہیں آدھا دن مؤخر کر دیا جائے"۔ لوگوں نے پوچھا آدھا دن کتنا وقت ہوگا؟ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ "پانچ سو سال" (۱)
ایک روایت مسند احمد میں ابو ثعلبہ خشنی سے بھی یہی منقول ہے۔

## "قیامت سے ایک ہزار سال پہلے ہی نبی کریم ﷺ زمین پر نہ رہیں گے"
## یہ حدیث صحیح نہیں نیز آپ ﷺ نے قیامت کا وقت متعین نہیں فرمایا

بہت سے عوام لوگوں نے یہ حدیث نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ زمین کے نیچے نہ رہیں گے۔ اس کی کوئی اصل نہیں ہے نہ ہی باقاعدہ کتب حدیث میں اس کا کوئی تذکرہ نہیں اور نہ ہی ہم نے کسی معتبر و مستند کتاب کے حوالے سے کہیں دیکھا ہے یہ بات بھی کسی صحت سے ثابت نہیں ہے کہ آپ ﷺ نے قیامت کا کوئی وقت متعین فرمایا ہو۔ بلکہ آپ ﷺ نے تو علامات ذکر کی ہیں جن کا ذکر آگے آرہا ہے۔ (ابن کثیر)

## ارضِ حجاز میں آگ کی چنگاری جس سے بصرہ کے اونٹوں کی گردنیں بھی روشن ہو جائیں گی

بخاری و مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا "قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک کہ ارض حجاز سے ایسی آگ نہ نکلے جو بصرہ کے اونٹوں کی گردنیں روشن کر دے گی" (۲)

## واقعہ

**۶۵۴ھ میں مدینہ منورہ میں آگ کا ظہور** شیخ شہاب الدین ابو شامہ جو کہ اپنے زمانے کے شیخ محدثین اور استاد العلماء تھے فرماتے ہیں کہ ۶۵۴ھ میں مدینہ منورہ میں بقیع والی جگہ میں سے آگ نکلی جس کی لمبائی چار فرسخ اور چوڑائی چار میل تھی وہ چٹانوں پر بہتی تھی کہ وہاں پگھلتے ہوئے سیسے کی طرح ہو جاتا اور پھر کالے کوئلے کی طرح ہو کر جم جاتی اس کی روشنی اتنی تیز تھی کہ لوگ اس آگ کی روشنی میں رات کو سفر کیا کرتے جاتے تھے یہ آگ تقریباً ایک ماہ تک رہی۔ علماء مدینہ نے اس واقعہ کو محفوظ کیا اور اس پر اشعار بھی کہے ہیں۔
مجھے (ابو شامہ کو) قاضی القضاۃ صدر الدین علی بن قاسم حنفی قاضی دمشق نے اپنے والد شیخ صفی الدین جو مدرسہ حنفیہ بصرہ میں مدرس تھے کے حوالے سے بتایا کہ مجھے ایک عربی نے صبح اس رات کا قصہ بتایا کہ وہ بصرہ میں موجود تھا وہیں سے اور کئی لوگوں نے مشاہدہ کیا کہ اس رات اس آگ کی روشنی میں جو حجاز سے ظاہر ہوئی تھی بصرہ کے اونٹوں کی گردنوں کو روشن دیکھا۔

**نبی کریم ﷺ کا آنے والے واقعات کی خبر دینا**۔ مسلم میں حضرت ابو زید انصاری (عمرو بن اخطب) رضی اللہ عنہ سے مروی ہے (۳) کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں فجر کی نماز پڑھا کر منبر پر تشریف لائے اور ظہر تک خطبہ دیا پھر اترے ظہر پڑھی پھر منبر پر خطاب فرمایا اور ہمیں آنے والے واقعات کے بارے میں بتایا ہم میں زیادہ جاننے والا وہ ہے جس کا حافظہ اچھا تھا۔

**قیامت تک آنے والے اور گزشتہ واقعات کی طرف اشارہ نبوی ﷺ**۔ بخاری کتاب "بدء الخلق" میں حضرت عمر بن خطاب

---

(۱) ابو داؤد کتاب الملاحم باب قیام الساعۃ، مسند احمد حدیث نمبر ۱۴۳۵۰، کنز العمال حدیث نمبر ۳۸۳۹۶، مشکوۃ شریف حدیث نمبر ۵۵۱۴

(۲) بخاری کتاب الفتن حدیث نمبر ۷۱۱۸، مسلم کتاب الفتن حدیث نمبر ۷۲۱۹ (۳) مسلم شریف کتاب الفتن حدیث نمبر ۵۱۹۹

رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دن نبی کریم ﷺ نے کھڑے ہو کر ابتداء خلق سے لے کر آخر تک کے حالات و واقعات بیان کیے یہاں تک کہ اہل جنت اور اہل جہنم اپنے اپنے ٹھکانوں میں داخل ہو گئے۔ جس نے یاد رکھا اس نے یاد رکھا اور بعض بھول گئے۔

ابوداؤد میں بھی کتاب الفتن کے شروع میں یہ روایت ہے کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن نبی کریم ﷺ ہمارے درمیان کھڑے ہوئے سوائے ذکر قیامت کے آپ ﷺ نے کوئی بات ایسی نہیں چھوڑی جو [illegible] بعض بھول گئے آپ ﷺ کے صحابہ کو یہ باتیں اس طرح یاد ہیں کہ جب وہ چیز آتی ہے تو یاد آ جاتی ہے جیسے کوئی شخص کسی کا چہرہ [illegible] دیکھنے کے بعد پہچان لیتا ہے۔[1]

**دنیا تھوڑی سی باقی رہ گئی ہے بحوالہ ارشاد نبوی ﷺ** امام مسلم نے [illegible] کی طرح ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابو سعید فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ہمیں عصر کی نماز پڑھائی اور پھر غروب شمس تک خطبہ دیا اور اس میں قیامت تک کے واقعات بیان کیے۔ یاد رکھنے والوں نے یاد رکھا بھولنے والے بھول گئے آپ ﷺ نے جو فرمایا اس کے کچھ الفاظ یہ تھے۔

”اے لوگو! یہ دنیا میٹھی اور سرسبز ہے اللہ نے تمہیں یہاں بسایا ہے اور دیکھتا ہے کہ تم کیسے اعمال کرتے ہو دنیا سے بچو اور عورتوں سے بچو پھر فرمایا: سورج غروب ہونے کے قریب ہے اور دنیا کے ختم ہونے میں اتنا وقت باقی ہے جتنا سورج غروب ہونے میں باقی ہے۔“[2]

**قیامت کی تعیین اور دنیا کی عمر کی تحدید پر مشتمل اسرائیلی روایات بے بنیاد ہیں۔** اسی طرح یہ جو بات [illegible] دنیا کی عمر [illegible] کوئی نہیں جانتا اور بعض اسرائیلی روایات جن میں کہ دنیا کی عمر کی تحدید چند ہزار چند سالوں کے ساتھ کی گئی ہے وہ سب بے بنیاد ہیں [illegible] ایسی روایات سے جو [illegible] روایت [illegible]

ایک حدیث میں آتا ہے کہ ”دنیا آخرت کے دنوں میں سے ایک دن ہے۔“[3] اس حدیث کی سند صحیح نہیں ہے اور اسی طرح قیامت کے وقت کی تعیین کی احادیث بھی صحیح نہیں ہیں۔ کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

> ”یہ لوگ آپ سے قیامت کے متعلق سوال کرتے ہیں [illegible] آپ کہہ دیجئے کہ اس کا علم صرف میرے رب ہی کے پاس ہے اس کے وقت پر اس کو سوائے اللہ کے کوئی ظاہر نہیں کرے گا۔ وہ آسمانوں اور زمین میں بڑا بھاری حادثہ ہوگا وہ تم پر محض اچانک آ پڑے گی۔ وہ آپ سے اس طرح پوچھتے ہیں جیسے گویا آپ اس کی تحقیقات کر چکے ہیں آپ فرما دیجئے کہ اس کا علم خاص اللہ ہی کے پاس ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔“ (الاعراف: آیت نمبر ۱۸۷)

قیامت کے قریب ہونے کے بارے میں بہت سی آیات اور احادیث وارد ہوئی ہیں مثلاً:

[illegible] ہے کہ قیامت [illegible] یہ ارشاد نبوی ہے کہ ”میں اور قیامت اس طرح (ان دو انگلیوں کی طرح) بھیجے گئے ہیں (یہ کہہ کر آپ ﷺ نے اپنی دو انگلیوں کو ملا کر اشارہ فرمایا)۔“[4]

**قیامت کی نزدیکی** ایک روایت میں ہے کہ ”قریب تھا کہ قیامت مجھ سے پہلے آ جاتی“ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کی بعثت [illegible] قرب کی طرف اشارہ ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

”لوگوں کے حساب کا وقت قریب آ گیا اور وہ غفلت میں منہ پھیرے ہوئے ہیں۔“ (الانبیاء: آیت نمبر ۱)

ارشاد باری تعالیٰ ہے

---

[1] بخاری کتاب بدء الخلق حدیث نمبر [illegible]، مسلم [illegible] حدیث نمبر [illegible] [2] ترمذی کتاب الفتن حدیث نمبر [illegible]، [illegible] حدیث [illegible] [illegible] حدیث نمبر [illegible] [3] [illegible]

[4] بخاری کتاب [illegible] حدیث نمبر [illegible]، مسلم کتاب الفتن حدیث نمبر [illegible]، ترمذی کتاب الفتن حدیث نمبر [illegible]

”اللہ کا حکم آ گیا سو اس کے لئے جلدی مت مچاؤ۔“ (النحل آیت نمبر ۱)

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

”قیامت کو لوگ جلدی مانگتے ہیں جو اس پر ایمان نہیں رکھتے اور جو ایمان رکھتے ہیں وہ اس سے ڈرتے ہیں اور جانتے ہیں کہ وہ حق ہے۔“ (الشوریٰ آیت ۱۸)

**مسلمان کا حشر اپنے پسندیدہ لوگوں کے ساتھ ہوگا** صحیح حدیث میں ہے کہ ایک دیہاتی شخص نے نبی کریم ﷺ سے قیامت کے بارے میں پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا ”تو نے اس کے لئے کیا تیاری کی؟“ تو اس شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے بہت سی نمازوں اور اعمال کے ذریعے تو تیاری نہیں کی مگر میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہوں، چنانچہ آپ ﷺ نے فرمایا ”آدمی جس کو پسند کرتا ہے اس کے ساتھ ہوگا۔“(۱) مسلمان جتنے خوش اس ارشاد سے ہوئے اتنے کسی چیز سے نہیں ہوئے۔

**جو مر گیا اس کی قیامت آ گئی** ۔۔ بعض احادیث میں آتا ہے کہ آپ ﷺ سے قیامت کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا ”اس کو کیا مرنے والے کے لئے تو یہ ہے کہ تمہاری قیامت تم تک آ پہنچی ہے۔“(۲)

اس حدیث کا مطلب دنیاوی زندگی ختم ہونا اور عالم آخرت میں داخل ہونا ہے۔ یعنی جو شخص مر گیا وہ آخرت کے حکم میں داخل ہو گیا۔ بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ جو مر گیا اس کی قیامت آ گئی۔ یہ بات اس معنی میں درست ہے۔

مگر بعض ملحدین یہ جملہ کہتے ہیں اور اس سے ایسا باطل مطلب لیتے ہیں۔ لیکن ساعت عظمیٰ یعنی قیامت پہلے اور بعد والے تمام لوگوں کے ایک جگہ جمع ہونے کا وقت ہے۔ یہی اتنی بات اللہ تعالیٰ نے قیامت کے وقت کے بارے میں بیان کی ہے۔

**پانچ چیزوں کا علم سوائے اللہ کے کسی کو نہیں** ...... جیسا کہ حدیث میں ہے فرمایا پانچ چیزیں ایسی ہیں جنہیں اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔(۳) پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی ”بے شک خدا ہی کے پاس قیامت کا علم ہے اور وہی بارش نازل کرتا ہے اور وہی ماں کے پیٹ میں موجود بچے کے بارے میں جانتا ہے کسی شخص کو یہ علم نہیں کہ وہ کل کیا کرے گا اور کوئی شخص یہ نہیں جانتا کہ وہ کس جگہ مرے گا۔ بیشک اللہ تعالیٰ جاننے والا باخبر ہے۔“ (لقمان آیت نمبر ۳۴)

**رسول اللہ ﷺ کو بھی یہ علم نہیں تھا کہ قیامت کب آئے گی؟** ۔۔ جب جبرئیل علیہ السلام نے ایک دیہاتی کی شکل میں آ کر آپ ﷺ سے اسلام، ایمان اور احسان کے بارے میں سوال کیا، آپ ﷺ نے ان کا جواب دیا۔ پھر انہوں نے قیامت کے بارے میں پوچھا تو آپ ﷺ نے جواب دیا کہ ”جس سے سوال کیا گیا ہے وہ اس بارے میں سائل سے زیادہ نہیں جانتا۔“(۴) تو انہوں نے سوال کیا کہ پھر مجھے اس کی نشانیاں بتائیے؟ چنانچہ آپ ﷺ نے ان کا جواب دیا جو کہ تفصیل سے آگے آ رہا ہے۔

**فتنوں کا اجمالی ذکر اور پھر ان کی تفصیل** بخاری میں ابو ادریس خولانی سے مروی ہے کہ انہوں نے حضرت حذیفہ کو یہ کہتے سنا کہ لوگ رسول اکرم ﷺ سے خیر کے بارے میں پوچھا کرتے تھے اور میں شر کے بارے میں سوال کرتا تھا۔ مجھے خوف تھا کہ کہیں شر مجھ کو نہ پا لے۔ چنانچہ میں نے حضرت ﷺ کی خدمت میں عرض کیا۔

یا رسول اللہ! ہم لوگ پہلے جاہلیت اور شر میں مبتلا تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ خیر (اسلام) عطا فرمادی۔ کیا اس خیر کے بعد کوئی شر آئے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں۔ میں نے پوچھا کیا اس شر کے بعد خیر آئے گی؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں۔ لیکن اس میں کدورت (اختلاف کی آمیزش) ہوگی۔ پوچھا کہ کیسی

---

(۱) بخاری کتاب الادب حدیث نمبر ۶۱۷۱، مسلم حدیث نمبر ۶۶۵۲ (۲) بخاری کتاب الادب حدیث نمبر ۶۱۶۷، مسلم کتاب الفتن حدیث نمبر [illegible] (۳) بخاری کتاب التفسیر حدیث نمبر [illegible] (۴) بخاری: ۵۰، مسلم ۹۷

ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ قوم میرے راستے کو چھوڑ دے گی۔ کچھ غیر چلے گی اور جانے پہچانے پر عمل کرے گی۔ میں نے پوچھا کیا اس خیر کے بعد شر ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں۔ جہنم کے دروازے پر کھڑے لوگ دوسروں کو اپنی طرف بلائیں گے اور جب کوئی ان کے پاس جائے گا تو وہ اسے جہنم میں پھینک دیں گے۔ میں نے عرض کیا کہ مجھے ان کی نشانی بتا دیجیے؟ آپ ﷺ نے فرمایا وہ ہمارے قبیلے میں سے ہوں گے اور ہماری زبان بولیں گے۔ پوچھا کہ میں اگر ان کو پالوں تو کیا کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ مسلمانوں کی جماعت اور ان کے امام کے ساتھ جڑے رہنا۔ میں نے پوچھا کہ اگر مسلمانوں کی جماعت اور ان کا امام نہ ہو تو؟ فرمایا کہ تمام فرقوں سے الگ رہنا اور اگر کسی درخت کی جڑ بھی چبانی پڑے تو وہیں رہنا حتیٰ کہ تجھے موت آ جائے اور تو اسی حال پر ہو۔"

بخاری و مسلم میں یہ روایت محمد بن مثنیٰ کی سند سے بھی آئی ہے۔

**ابتدا کی طرح اسلام کے اجنبی حالت میں دوبارہ لوٹنے کا ذکر** صحیح روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اسلام اجنبی حالت میں شروع ہوا تھا اور دوبارہ اجنبی حالت میں لوٹے گا جیسے کہ شروع میں تھا پھر فرمایا "اجنبیوں کے لیے خوشخبری ہے۔" آپ ﷺ نے فرمایا مختلف قوموں سے اسلام اس طرح ختم ہو جائے گا جیسے کنوئیں سے پانی ختم ہوتا ہے۔

**امت کا تفرقہ** ابن ماجہ میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ یہود اکہتر فرقوں میں تقسیم ہوئے تھے اور میری امت تہتر فرقوں میں تقسیم ہوگی۔ یہ روایت ابوداؤد میں بھی آئی ہے۔

## فتنوں سے امت کے تقسیم ہونے اور نجات کے لیے مسلمانوں کی جماعت سے جڑے رہنے کا اشارہ نبوی ﷺ

ابن ماجہ میں حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

> "یہود اکہتر فرقوں میں تقسیم ہوئے ان کا ایک فرقہ جنت اور باقی ستر جہنم میں گئے۔ نصاریٰ بہتر فرقوں میں تقسیم ہوئے اکہتر جہنم میں اور ایک فرقہ جنت میں گیا۔ قسم اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے میری امت تہتر فرقوں میں تقسیم ہوگی ایک فرقہ جنت میں اور باقی بہتر جہنم میں جائیں گے۔ پوچھا گیا یا رسول اللہ جنتی فرقہ آپ کسے کہتے ہیں؟ آپ نے فرمایا (مسلمانوں کی) جماعت کو۔"

اس حدیث کی سند مناسب ہے اگرچہ ابن ماجہ اس میں منفرد ہیں۔

ابن ماجہ ہی کی سند سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا "بنی اسرائیل اکہتر فرقوں میں تقسیم ہوئے اور میری امت بہتر فرقوں میں تقسیم ہوگی اور ایک کے سوا سب جہنم میں جائیں گے اور وہ ایک فرقہ جماعت ہوگی۔"(۱)

اس روایت کی اسناد بھی قوی اور شرط صحیح پر ہیں ابن ماجہ اس میں منفرد ہیں۔ امام ابوداؤد نے امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کی سند سے نقل کیا ہے کہ حضرت معاویہ بن ابی سفیان نے ایک دن خطبے میں کہا کہ رسول اکرم نے ایک مرتبہ خطاب فرمایا کہ

> "تم سے پہلے اہل کتاب بہتر فرقوں میں تقسیم ہوئے اور یہ امت تہتر فرقوں میں تقسیم ہوگی، بہتر جہنم میں اور ایک فرقہ جنت میں جائے گا اور وہ "جماعت" ہے۔"[۲]

مستدرک میں یوں ہے کہ جب صحابہ نے پوچھا کہ جنتی فرقہ کون لوگ ہوں گے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا:

> "وہ اس طریقے پر ہوں گے جس پر میں اور میرے صحابہ ہیں۔"

اس سے پہلے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی حدیث گزر چکی ہے کہ فتنوں سے بچنے کا راستہ جماعت کی اتباع اور فرمانبرداری کا التزام ہے۔

---

(۱) الترمذی کتاب الایمان، ابن ماجہ کتاب الفتن، مسند احمد صفحہ [illegible]۔ (۲) ابوداؤد حدیث نمبر [illegible]، سنن دارمی جلد [illegible] کتاب السیر۔

**امت گمراہی پر جمع نہیں ہوگی:** ۔۔۔ ابن ماجہ میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اکرم ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ "میری امت گمراہی پر جمع نہیں ہوگی، اگر تم کوئی اختلاف دیکھو تو تم پر سواد اعظم کی اتباع لازم ہے۔"(۱)

لیکن یہ حدیث ضعیف ہے کیونکہ معاذ بن رفاعہ سلامی کو بہت سے ائمہ نے ضعیف قرار دیا ہے۔ بعض روایت میں "السواد الاعظم الحق واهله" کے الفاظ آئے ہیں اور اس سے مراد حق کی اکثریت کا امام ہے۔ پچھلے زمانے میں تو یہ پتا لگانا کوئی مشکل نہیں ہوتا تھا جو حق پر قائم ہو۔ مگر بعد کے زمانوں میں یہ امر ایک جماعت حق پر قائم رہے گی مبہم ہو گئے ہیں۔

**خواہشات اور فتنوں کے دور میں لوگوں سے الگ ہو جانے کا حکم:** ۔۔۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں یہ الفاظ گزر چکے ہیں کہ "اگر ان کا امام اور جماعت نہ ہو تو" فرمایا کہ "تم ان فرقوں سے علیحدہ ہو جانا اگرچہ تمہیں کسی درخت کی جڑ بھی کیوں نہ چبانی پڑے یہاں تک کہ اسی حالت میں موت آ جائے۔"

ایک حدیث میں ہے کہ اسلام جس حالت میں شروع ہوا تھا عنقریب پھر اسی حالت پر لوٹ جائے گا۔

ایک حدیث میں آتا ہے کہ قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک کہ روئے زمین پر ایک بھی شخص اللہ اللہ کہنے والا باقی ہے۔(۲)

مقصود یہ ہے کہ جب فتنے ظاہر ہوں تو لوگوں سے الگ ہو جانا بہتر ہے جیسا کہ مذکورہ بالا حدیث میں کہا گیا ہے:

جب کنجوسی کی جا رہی ہو، خواہشات پر عمل ہو رہا ہو اور ہر شخص کو اپنی رائے پسند آ رہی ہو تو تم پر لازم ہے کہ اپنی فکر کرو اور عوام کے معاملے کو چھوڑ دو۔(۳)

بخاری میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ "عنقریب مسلمان کا بہترین مال بکریاں ہوں گی جنہیں لے کر وہ پہاڑوں کی چوٹیوں پر چلا جائے گا جہاں بارش کا پانی میسر ہو تاکہ وہ اپنے دین کو فتنوں سے محفوظ رکھ سکے۔"(۴)

ایسے وقت میں فتنوں سے بچنے کے لئے موت کی دعا بھی مانگی جا سکتی ہے اگرچہ عام حالات میں منع ہے۔

**موت کی تمنا کرنے کی ممانعت:** ۔۔۔ مسند احمد میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"تم میں سے کوئی موت کی تمنا نہ کرے۔ موت آنے سے پہلے نہ مانگے کیونکہ اگر وہ مر گیا تو اعمال منقطع ہو جائیں گے اور مومن کی عمر کا زیادہ ہونا بھلائی ہی بڑھائے گا۔"(۵)

فتنوں کے وقت موت مانگنے کے جواز کی دلیل مسند احمد کی حدیث ہے جو حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اس میں ہے "اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں نیک اعمال کا، برائی کو چھوڑنے کا، اور یہ کہ جب تو کسی قوم پر فتنے کا ارادہ کرے تو مجھے فتنے میں مبتلا کئے بغیر اپنے پاس موت دے دے۔ اے اللہ! میں تجھ سے تیری محبت مانگتا ہوں اور تجھ سے محبت کرنے والوں کی محبت اور تیری محبت سے قریب کرنے والے عمل کی محبت۔"(۶)

یہ احادیث اس طرف اشارہ کرتی ہیں کہ ایک ایسا دور آئے گا جس میں حق کو قائم کرنے والی جماعت نہ ہوگی یا تو پوری زمین پر کہیں نہ ہوگی یا کچھ علاقوں میں نہ ہوگی۔

**علماء کی وفات سے علم کا اٹھایا جانا:** ۔۔۔ صحیح حدیث میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ "اللہ تعالیٰ علم کو ایک دم ہی نہیں اٹھائے گا کہ وہ لوگوں کے اندر سے علم کو کھینچ لے بلکہ علماء کی موت کی صورت میں اٹھائے گا حتیٰ کہ کوئی عالم باقی نہ رہے

---

(۱) ابن ماجہ کتاب الفتن حدیث نمبر ۳۹۵۰، کنز العمال حدیث نمبر ۱۰۲۹۔ [۲] مسلم شریف کتاب الایمان حدیث نمبر ۲۳۴۔

(۳) تفسیر طبری جلد ۷ صفحہ ۶۳، مستدرک حاکم جلد ۴ صفحہ ۳۲۲، شعب الایمان جلد ۷ صفحہ ۳۳۱ (۴) بخاری کتاب الایمان، ابوداؤد کتاب الفتن، نسائی کتاب الایمان، ابن ماجہ کتاب الفتن

(۵) مسلم شریف کتاب الذکر والدعاء، مسند احمد جلد ۲ صفحہ ۳۱۶، مصنف عبدالرزاق حدیث نمبر ۲۰۳۳۳

(۶) ترمذی کتاب التفسیر (سورۃ ص)، مؤطا امام مالک کتاب القرآن، مسند احمد جلد ۵ صفحہ ۲۴۳ (۷) بخاری کتاب العلم، مسلم حدیث نمبر ۲۶۷۳

اور لوگ جاہلوں کو پیشوا بنالیں گے جو بغیر علم کے فتوے دیں گے اور خود بھی گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے۔ (۱)

## ایک جماعت قیامت تک حق کو قائم رکھنے والی موجود رہے گی

ایک اور حدیث میں ہے۔

میری امت میں ایک ایسی جماعت موجود رہے گی جو حق پر قائم ہوگی ان کو رسوا کرنے والے ان کا کچھ بگاڑ نہ سکیں گے اور نہ مخالفت کرنے والے یہاں تک کہ قیامت آجائے گی اور وہ اسی حالت پر موجود ہوگی۔ (۲) امام بخاری کے مطابق یہ وہ لوگ (اہل علم) ہوں گے۔

## ہر سو سال بعد تجدید کرنے والے شخص کی پیدائش کی پیشن گوئی

عبداللہ بن مبارک اور دیگر سند سے ابوداؤد میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا۔

بیشک اللہ تعالیٰ اس امت کے لئے ہر سو سال کے بعد ایسے شخص کو بھیجا کرے گا جو اس دین کی تجدید کرے گا۔ (۳)

ہر قوم یہ دعویٰ کرتی ہے کہ ان کا امام (مجدد) یہی ہے ظاہری بات یہ ہے (اور اللہ ہی زیادہ جانتا ہے) کہ یہ حدیث اس معنی میں عام ہے۔ ہر جماعت کے اہل علم ہر صنف کے علماء مفسرین محدثین فقہاء نحویین وغیرہ مراد ہو سکتے ہیں۔

بعض علمی حدیث میں یہ کہا گیا کہ اللہ تعالیٰ علم کو لوگوں کے سینوں سے نہیں کھینچے گا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ علم عطا کرنے کے بعد ایسا نہیں کرے گا۔

## قیامت کی بعض نشانیاں

ابن ماجہ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کا ارشاد منقول ہے کہ کیا میں تمہیں ایک ایسی بات نہ بتاؤں جو میں نے رسول اکرم ﷺ سے سنی تھی اور میرے بعد تمہیں کوئی اور بیان نہ کرے گا۔

میں نے رسول اکرم ﷺ سے سنا کہ قیامت کی نشانیوں میں سے چند یہ ہیں کہ علم اٹھ جائے گا جہالت ظاہر ہوگی زنا عام ہو جائے گا شراب پی جانے لگی مرد کم ہو جائیں گے اور عورتوں کی تعداد زیادہ ہو جائے گی۔ حتیٰ کہ پچاس عورتوں کی کفالت ایک مرد کرے گا۔ (۴) صحیحین میں یہ حدیث حضرت شعبہ کے حوالے سے آئی ہے۔

## آخری زمانے میں لوگوں سے علم اٹھ جائے گا

سنن ابن ماجہ میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا۔

> "قیامت سے پہلے ایسا زمانہ آئے گا جس میں علم اٹھ جائے گا جہالت پھیل جائے گی اور ہرج کی کثرت ہوگی اور ہرج "قتل" ہے۔" (۵)
> (بخاری مسلم [illegible])

نیز سنن ابن ماجہ میں حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا" اسلام کا اثر اس طرح (آہستہ آہستہ) ختم ہوتا چلا جائے گا جیسا کہ کپڑے (کے) نقش و نگار ختم ہو جاتے ہیں۔ حتیٰ کہ کسی کو روزہ نماز اور عبادات کا پتہ نہ ہوگا اور صدقے کا۔ کتاب اللہ ایک رات میں اٹھا دی جائے گی۔ چنانچہ زمین پر ایک آیت بھی باقی نہیں رہے گی لوگوں کے بہت سے گروہ بوڑھوں اور بوڑھیوں کے ہوں گے جو کہیں گے کہ ہم نے اپنے باپ دادا کو "لا الہ الا اللہ" پڑھتے دیکھا تو ہم بھی پڑھتے ہیں انہیں نماز روزہ عبادات اور صدقہ کیا ہے؟"

اس پر حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے تین مرتبہ سوال کرنے کی کوشش کی مگر آپ ﷺ نے کوئی جواب نہ دیا مگر تیسری مرتبہ فرمایا کیا تجھے یہ [illegible]

---

(۱) بخاری کتاب العلم [illegible] مسلم کتاب العلم [illegible]

(۲) [illegible]

(۳) ابوداؤد کتاب الملاحم باب ما یذکر فی قرن المائۃ [illegible]

(۴) بخاری کتاب الفتن حدیث نمبر [illegible] مسلم حدیث نمبر [illegible] ترمذی [illegible]

(۵) [illegible]

جہنم سے نجات دلا دے گی"۔ (یعنی ہمیشہ جہنم میں رہنے سے بچا لے گی) (کلمہ کی پہچان) تخریج فرمایا۔(۵)

یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ آخری زمانے میں علم ختم ہو جائے گا حتیٰ کہ قرآن کریم بھی مصاحف سے مٹا دیا جائے گا اور لوگ علم ختم ہو جائیں گے اور بوڑھے لوگ کہیں گے کہ ہم نے اپنے بڑوں کو یہ کلمہ "لا الہ الا اللہ" اللہ کے قرب کے لئے پڑھتے تھے یہی کہتا ہیں کلمہ دوزخ سے بچائے گا حالانکہ ان کے پاس کوئی نیک عمل یا علم نہ تھا۔

حدیث میں جو نجات کا ذکر ہے اس سے یہ احتمال بھی ہو سکتا ہے کہ جہنم ان سے بالکل دور کر دی جائے گی۔ کیونکہ وہ علم نہ ہونے کے باعث معذور ہیں۔ ہے۔ واللہ اعلم۔ اور یہ بھی احتمال ہو سکتا ہے کہ دخول جہنم کے بعد نجات مل جائے۔ یہ قول اس حدیث قدسی کے مطابق ہے جس میں ارشاد ربانی تعالیٰ ہے کہ "میری عزت و جلال کی قسم میں ہر اس شخص کو جہنم سے نکال دوں گا جس نے کبھی بھی لا الہ الا اللہ کہا ہو۔"(۱)

اس کا ذکر شفاعت کے بیان میں تفصیل سے آ چکا ہے۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہ کوئی دوسری قوم ہو۔ واللہ اعلم۔ بہرحال مقصود یہ ہے کہ آخر زمانے میں جہالت کی کثرت ہو گی اور علم اٹھا لیا جائے گا اس حدیث میں اس بات کی اطلاع ہے کہ کل علم بھی ختم ہو جائے گا یعنی اس زمانے کے لوگوں میں جہل ڈال دیا جائے گا اور یہ سوال کی بات ہے (نعوذ باللہ منہ) اور یہ لوگ اسی حالت میں رہیں گے حتیٰ کہ دنیا ختم ہو جائے گی۔ جیسا کہ ارشاد نبوی ﷺ ہے کہ قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک کہ ایک بھی "اللہ اللہ" کہنے والا زندہ ہے اور یہ برے لوگوں پر قائم ہوگی۔ (۲)

## آخری زمانے کی چند برائیوں کی طرف اشارہ نبوی ﷺ اگرچہ بعض ہمارے زمانے میں بھی پائی جاتی ہیں

۱۔۔۔۔۔۔ابن ماجہ کتاب الفتن میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ہماری جانب متوجہ ہو کر فرمایا۔

اے مہاجرین کی جماعت! پانچ خصلتیں اگر تم ان میں مبتلا ہو گئے تو "اور میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں کہ تم اس میں مبتلا ہو جاؤ" کوئی بھی کسی قوم میں اس وقت تک فحش چیزیں ظاہر نہ ہوئیں حتیٰ کہ وہ علانیہ کرنے لگیں (جب ہی ہوا) تو ان میں ایسے طاعون اور قحط واقع ہو جائیں گے جو پہلے ان کے اسلاف میں واقع نہ ہوئے ہوں گے۔ جب لوگ ناپ تول میں کمی کریں گے تو ان پر آفت قحط سالی اور بادشاہوں کے ظلم کے عذاب مسلط ہوں گے۔ جب لوگ زکوۃ ادا نہ کریں گے تو آسمان سے بارشیں بند ہو جائیں گی اور اگر زمین پر جانور نہ ہوتے تو کبھی بارش نہ ہو۔ اور لوگ جب اللہ کے عہد کو توڑیں گے تو اللہ ان پر ان کے غیر میں سے دشمن مسلط کرے گا جو ان کے مال چھین لے گا۔ اور جب حکمران علم کے مطابق فیصلے نہ کریں اور اللہ کے نازل کردہ احکام کا انکار کریں تو اللہ تعالیٰ ان کو خانہ جنگی میں مبتلا فرما دے گا۔ (۳)

۲۔۔۔۔ترمذی میں محمد بن عمر بن علی بن ابی طالب سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

جب میری امت پندرہ خصلتیں اختیار کرے گی تو ان پر مصیبت آ پڑے گی پوچھا گیا "یا رسول اللہ! وہ خصلتیں کیا ہیں؟" آپ ﷺ نے فرمایا۔

جب غنیمت چند ہاتھوں میں ہو جائے، امانت کو غنیمت سمجھ لیا جائے، زکوۃ کو ٹیکس سمجھا جائے، مرد اپنی بیوی کی اطاعت کرے اور والدین کی نافرمانی کرے، دوست سے نیکی کرے اور باپ سے جفا کرے، مسجد میں آوازیں بلند ہونے لگیں، قوم کا سردار سب سے رذیل انسان ہو اور آدمی کی اس کے شر کے خوف سے اس کی عزت کی جائے۔ شراب پی جانے لگے، ریشم پہنا جانے لگے، گانے بجانے والیاں اور گانے کے آلات رکھے جائیں اور اس امت کے بعد والے پہلے زمانے کے لوگوں پر لعن طعن کریں تو اس وقت لال آندھی یا زمین کے دھنس جانے کے عذاب یا چہروں کے مسخ ہونے کا انتظار کریں۔(۴) (یہ حدیث غریب)

حافظ ابوبکر بزار نے زید بن علی بن حسین کے حوالے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ "نبی کریم ﷺ نے ہمیں فجر کی نماز پڑھائی تو نماز کے بعد ایک شخص نے ان سے بلند آواز سے پوچھا کہ قیامت کب آئے گی؟ تو آپ نے اس شخص کو ڈانٹ دیا اور چپ ہو گئے پھر جب اجالا ہو گیا تو آپ ﷺ نے آسمان کی طرف نظر اٹھائی اور فرمایا کہ وہ ذات مبارک ہے جس نے اسے بلند کیا اور اس کا انتظام کیا۔ پھر آپ ﷺ نے زمین کی جانب

---

(۱) دیکھئے بخاری "التوحید" میں ۴۹ حدیث۔ اور صفحات آگے ملاحظہ فرمائیں۔

(۲) مسلم شریف کتاب الایمان ۔ حدیث ۲۳۴

(۳) ابن ماجہ کتاب الفتن حدیث نمبر ۴۰۱۹

(۴) ترمذی کتاب الفتن حدیث نمبر ۲۲۱۰

نظر کی اور فرمایا کہ قدموں کو پھیلانے والی ذات مبارک ہے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کا سوال کرنے والا کہاں ہے؟ وہ شخص آپ ﷺ کے سامنے گھٹنوں کے بل بیٹھ گیا اور کہا "میرے ماں باپ آپ پر قربان" میں نے آپ سے سوال کیا تھا؟ آپ ﷺ نے اسے جواب دیا کہ:

قیامت اس وقت آئے گی جب حکمرانوں سے ظلم و ستم ہونے لگے، نجومیوں کی تصدیق کی جائے اور تقدیر کو جھٹلایا جائے، امانت کو غنیمت سمجھا جائے، صدقہ کو ٹیکس سمجھا جائے اور فحاشی عام ہو جائے تو اس وقت تیری قوم ہلاک ہو جائے گی۔(۱)

ترمذی میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا "جب غنیمت چند ہاتھوں میں رہ جائے، امانت غنیمت سمجھی جائے، زکوٰۃ کو ٹیکس بنا دیا جائے، دین کے علاوہ کی تعلیم حاصل کی جائے، مرد بیوی کا مطیع اور ماں کا نافرمان ہو جائے، دوست سے نیکی کرے باپ سے قطع تعلق کرے، قبیلہ کی قیادت ان کے فاسق کے ہاتھ میں ہو اور قوم کا سردار سب سے گھٹیا شخص ہو اور آدمی کی عزت اس کے شر کے خوف سے کی جائے، گانے والیاں اور گانے کے آلات عام ہو جائیں، شرابیں پی جائیں، اس زمانے کے لوگ پچھلے زمانے کے بزرگوں پر لعن طعن کریں تو اس وقت لال آندھی، دھنسنے کے عذاب، چہروں کے مسخ ہونے، پتھروں کی بارش کا انتظار کرو اور ان مصائب کا جو اس طرح پے در پے آئیں گے جیسے لڑی کا دھاگہ ٹوٹنے سے موتی پے در پے گرتے ہیں"۔(۲) (ھذا حدیث غریب)

ترمذی ہی میں حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا "اس امت پر دھنسنے کا عذاب، مسخ ہونے اور پتھروں کی بارش کے عذاب آ کر رہیں گے"۔

ایک مسلمان نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ ایسا کب ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جب گانے بجانے والیاں عام ہو جائیں گی، ساز کی کثرت ہو جائے گی اور شرابیں پی جائیں گی۔(۳) (ھذا حدیث غریب)

ترمذی ہی میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا جب میری امت متکبرانہ چال چلنے لگے اور ان کا خادم فارس اور روم کے شہزادوں جیسا ہو جائے تو اللہ تعالیٰ برے لوگوں کو اچھے لوگوں پر مسلط کر دے گا۔(۴)

صحیحین اور نسائی میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا "ہم قیامت کے دن پہلے لوگوں میں آخری لوگ ہوں گے اور جنت میں لوگوں سے پہلے داخل ہونے والے ہوں گے"۔

صحیح مسلم میں یہ الفاظ ہیں کہ ہم وہ پہلے ہوں گے جو جنت میں داخل ہوں گے۔(۵)

حافظ ضیاء نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب سے ارشاد نبوی ﷺ نقل کیا ہے کہ "جنت تمام انبیاء پر میرے داخل ہونے سے پہلے حرام ہے، اور تمام امتوں پر میری امت کے داخل ہونے سے پہلے حرام ہے"۔

ابوداؤد میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ارشاد نبوی ﷺ مروی ہے کہ "میرے پاس جبرئیل آئے اور مجھے جنت کا وہ دروازہ دکھایا جس سے میری امت جنت میں داخل ہوگی۔"(۶)

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! میری خواہش ہے کہ میں آپ کے ساتھ ہوتا تاکہ اسے دیکھ لیتا تو آپ ﷺ نے فرمایا ابوبکر میری امت کے تم پہلے شخص ہو گے جو جنت میں داخل ہو گے۔(۷) (بخاری شریف میں یہ الفاظ ہیں) کہ "پھر اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ تیری امت کے جن لوگوں کا حساب کتاب نہیں ہوگا انہیں دائیں دروازے سے داخل کر دو اور دوسرے باقی دروازوں میں یہ لوگوں کے شریک ہوں گے۔"(۸)

صحیحین میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا "جو اللہ کے راستے میں اپنا مال خرچ کرے گا وہ جنت کے سب دروازوں سے بلایا جائے گا۔ جنت کے کئی دروازے ہیں، نماز کی کثرت کرنے والوں کو باب الصلوٰۃ سے پکارا جائے گا، اہل صدقہ کو باب

---

(۱) مسند بزار حدیث نمبر ۳۳۰۶، مجمع الزوائد جلد ۷ صفحہ ۳۲۷، کنز العمال حدیث ۳۸۴۰۱ (۲) ترمذی کتاب الفتن حدیث نمبر ۲۲۱۱

(۳) ترمذی کتاب الفتن حدیث نمبر ۲۲۱۲ (۴) ترمذی کتاب الفتن حدیث نمبر ۲۲۶۱

(۵) بخاری کتاب الجمعہ حدیث نمبر ۸۷۶، مسلم حدیث نمبر ۸۵۵ (۶) الاحادیث المختارۃ جلد ۱ صفحہ ۱۴۱

(۷) ابوداؤد کتاب السنہ حدیث نمبر ۴۶۵۲ (۸) بخاری کتاب احادیث الانبیاء حدیث نمبر ۳۳۴۰، مسلم کتاب الایمان حدیث نمبر ۳۲۷

الصدقہ سے اور اہل جہاد کو باب الجہاد سے، اور روزہ داروں کو باب الریان سے بلایا جائے گا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے سوال کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ کیا یہ ضروری ہے کہ ہر ایک کو ان کے دروازے سے بلایا جائے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں۔ مجھے امید ہے کہ تم ان لوگوں میں سے ہو گے جنہیں ہر دروازے سے بلایا جائے گا۔ (۱)

صحیحین میں حضرت سہل بن سعد سے ارشاد نبوی ﷺ مروی ہے کہ "جنت کے آٹھ دروازے ہیں ان میں سے ایک باب الریان ہے جس میں کثرت سے روزے رکھنے والے داخل ہوں گے اور ان کے داخل ہونے کے بعد دروازہ بند کر دیا جائے گا اور پھر کوئی اس سے داخل نہ ہو گا۔ (۲)

**جنت میں امیروں سے پہلے غریبوں کے داخل ہونے کی پیشگوئی** ... مسند احمد میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ "غریب مسلمان جنت میں امیروں سے آدھے دن پہلے داخل ہوں گے اور آدھا دن پانچ سو سال کا ہے۔" (۳) (یہ حدیث ترمذی اور ابن ماجہ میں بھی ہے)

"غریب مومن مالداروں سے آدھے دن پہلے جنت میں جائیں گے اور (آدھا دن) پانچ سو سال کا ہو گا (ملخص)

مسند احمد میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے ارشاد نبوی مروی ہے کہ:

"غریب مہاجرین قیامت کے دن مالداروں سے سبقت لے جائیں گے (یعنی جنت میں) چالیس سال پہلے (جائیں گے)۔" (۴)

مسلم شریف میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ارشاد نبوی ﷺ مروی ہے کہ جنت کے دروازے پر دو مومنوں کی ملاقات ہوگی۔ ایک غریب اور ایک مالدار کی۔ غریب تو جنت میں داخل ہو جائے گا مگر امیر کو روک لیا جائے گا اور اتنی دیر تک روکے رکھیں گے جتنا اللہ چاہے گا اس کے بعد وہ جنت میں داخل ہوگا۔ پھر وہاں اس غریب سے ملے گا تو غریب پوچھے گا کہ بھائی تم کہاں رہ گئے تھے میں تمہارے بارے میں ڈر رہا تھا۔ تو وہ کہے گا: تمہارے جانے کے بعد مجھے روک لیا گیا اور یہاں داخل ہونے تک مجھے اتنا پسینہ آیا کہ اگر ایک ہزار اونٹ جو پیاسے ہوں اس کو پی لیتے تو ان کی کفایت کیلئے وہ پانی وافر رہتا۔ (۵)

صحیحین میں حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے ارشاد نبوی مروی ہے کہ میں نے جنت کے دروازے پر کھڑا ہو کر دیکھا تو جنت میں زیادہ مساکین (غریب لوگ) تھے اور پھر جہنم کے دروازے پر کھڑے ہو کر دیکھا تو اکثر عورتیں تھیں۔ (۶)

بخاری میں حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے ارشاد نبوی ﷺ مروی ہے کہ میں نے جنت میں دیکھا تو زیادہ تر مساکین کو پایا اور جہنم میں دیکھا تو زیادہ تر عورتوں کو پایا۔ (۷)

مسلم شریف میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بھی انہی الفاظ سے ارشاد نبوی ﷺ مروی ہے۔ موطا امام مالک میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ:

"جب تمہارے امراء تمہارے بہترین لوگوں میں سے ہوں، تمہارے مالدار سخی ہوں اور معاملات مشورے سے طے ہوتے ہوں تو زمین کے اوپر کا حصہ اس کے اندر سے اچھا ہے اور جب امراء برے لوگوں میں سے ہوں، مالدار کنجوس ہوں اور معاملات عورتوں کے حوالے ہو جائیں تو زمین کا پیٹ اس کے اوپر سے بہتر ہے۔" (۸)

مسند احمد میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے ارشاد نبوی ﷺ مروی ہے کہ:

"معشر (فقراء) اللہ کے بندوں کو خوشخبری سنا دیں کہ تم اللہ کی عبادت شروع کریں گے اور مومنین مسکین کی بھلائی کرنے کے لئے ہیں کہ

---

(۱) بخاری حدیث نمبر ۱۸۹۷، مسلم حدیث نمبر ۲۳۷۱

(۲) بخاری حدیث نمبر ۱۸۹۶، مسلم حدیث نمبر ۲۷۰۷

(۳) ترمذی، کتاب الزہد حدیث نمبر ۲۳۵۳، مسند احمد جلد ۲ ص ۳۴۳

(۴) مسلم کتاب الزہد حدیث نمبر ۷۴۶۳، مسند احمد جلد ۲ ص ۱۶۹

(۵) مسند احمد جلد ۱ ص ۳۰۴

(۶) بخاری کتاب النکاح حدیث نمبر ۵۱۹۶، مسلم حدیث نمبر ۶۸۷۴

(۷) ایضاً

(۸) ترمذی کتاب الفتن حدیث نمبر ۲۲۶۶

(۹) مسند احمد جلد ۳ ص ۹۶

دو نیمی ہوا تب نہیں تھکیں گے۔(۴)

مسند احمد میں حضرت انس سے ارشاد نبوی مروی ہے: "قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک لوگ مساجد میں فخر نہ کرنے لگیں۔"(۱)

یہ حدیث ابوداؤد، نسائی اور ابن ماجہ میں حماد بن سلمہ کی سند سے مروی ہے۔ ابو داؤد میں قتادہ کی سند سے اتنی بات زیادہ منقول ہے کہ

"مسجدوں کو سجایا جائے اور دل فخر و تکبر سے بھر جائیں گے"۔

مسند احمد میں ابو عمرو کاوی سے مروی ہے کہ ہم کسی جگہ بیٹھے تھے وہاں ایک صحابی (راوی یزید بن مروان کہتے ہیں کہ میرا خیال ہے کہ عابس رضی اللہ عنہ غفاری ہیں) بھی تھے لوگ طاعون کی وجہ سے بھاگ رہے تھے تو عابس رضی اللہ عنہ کہنے لگے: اے طاعون مجھے پکڑ لے (تین مرتبہ) تو ہم نے کہا آپ موت کو کیوں پکار رہے ہیں کیا تم نے رسول اکرم ﷺ کی وہ حدیث نہیں سنی؟ کہ کوئی موت کی تمنا نہ کرے کیونکہ موت کے بعد عمل منقطع ہو جاتے ہیں؟ تو حضرت عابس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اکرم ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ

> "جلد موت کو ترجیح دو جب بے وقوفوں کی حکومت ہو، پولیس کی کثرت ہو، فیصلوں کو بیچا جائے، خون بہانے کو ہلکا سمجھا جائے، قطع رحمی کی جائے اور ایسے لوگ پیدا ہو جائیں جو قرآن کریم کو گانے بجانے کے آلات کی طرح بنا لیں اور لوگوں کے سامنے اس سے گیت گانے کے لیے لائیں۔ اگرچہ یہ لوگ ان سے کم علم ہوں"۔(۲)

## فصل

**آخری زمانے میں "مہدی" کی پیشگوئی** ... یہ مہدی خلفاء راشدین اور ائمہ مہدیین میں سے ہیں۔ یہ وہ منتظر مہدی نہیں جسے رافضی نے گھڑ رکھا ہے جو ان کے خیال میں سامراء کے تہ خانے سے برآمد ہوگا۔ اس عقیدے کی کوئی حقیقت و اصلیت نہیں ہے اور نہ وجود ہی۔ البتہ جسے ہم بیان کر رہے ہیں اس کا ذکر بے شمار احادیث میں موجود ہے۔

کہ وہ آخری زمانے میں ہوگا اور غالب یہ ہے کہ ان کا ظہور حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے نزول سے پہلے ہوگا۔

**حضرت مہدی کی آمد کی احادیث۔** مسند احمد میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

> (آخری زمانے میں) اگر دنیا کا ایک دن بھی باقی ہوگا تو اللہ تعالیٰ ایک ایسے شخص کو بھیجے گا جو اس دنیا کو عدل سے اسی طرح بھر دے گا جیسے اس سے پہلے ظلم سے بھری ہوئی۔(۳)

ابو نعیم نے حلیۃ الاولیاء میں اور امام ابو داؤد نے سنن میں اور امام احمد نے مسند میں محمد بن الحنفیہ کے حوالے سے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

> مہدی ہمارے اہل بیت میں سے ہوگا اور اللہ تعالیٰ اسے ایک رات میں اس لائق بنا دیں گے۔(۴)

ابن ماجہ اور مسند احمد وغیرہ میں ابو اسحاق سے مروی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مذکورہ الفاظ ارشاد فرمائے اور پھر حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھ کر فرمایا: "میرا یہ بیٹا سردار ہے جیسا کہ اسے نبی کریم ﷺ نے سردار فرمایا ہے۔ اس کی صلب سے ایک شخص جس کا نام تمہارے نبی ﷺ کے نام پر ہوگا اخلاق میں نبی کریم ﷺ کے مشابہ ہوگا البتہ صورت میں مشابہ نہ ہوگا (پھر آپ نے زمین کو عدل سے بھر دینے والا ارشاد فرمایا)

امام ابو داؤد سجستانی نے باقاعدہ اس موضوع پر ایک باب قائم کر کے اس کے شروع میں حضرت جابر بن سمرہ سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "یہ دین اس وقت تک قائم رہے گا جب تک کہ تم پر بارہ خلیفہ نہ آ جائیں ان میں سے ہر ایک امت کو جمع کرے گا۔(۵)

---

(۱) ابو داؤد کتاب الصلوٰۃ حدیث نمبر ۴۴۹ (۲) مسند احمد ۳/۴۹۴

(۳) ابو داؤد کتاب المہدی حدیث نمبر ۴۲۸۳ مسند احمد ۱/۹۹، ترمذی ابواب الفتن باب المہدی حدیث نمبر ۲۲۳۰

(۴) ابن ماجہ کتاب الفتن حدیث نمبر ۴۰۸۵، السلسلۃ الصحیحۃ ۲۳۷۱ (۵) سنن ابوداؤد کتاب المہدی حدیث نمبر ۴۲۷۹، صحیح ابی داؤد

ایک اور روایت میں قائم کے بجائے عزیز رہے گا کے الفاظ آئے ہیں۔ راوی کہتا ہے کہ پھر لوگوں نے تکبیر کہی اور شور مچانے لگے۔ تو آپ ﷺ نے بہت ہلکے الفاظ کہے جن کو میں نے اپنے والد سے پوچھا کہ آپ ﷺ نے کیا فرمایا؟ تو انہوں نے بتایا کہ آپ ﷺ نے فرمایا تھا:

"وہ سب قریش سے ہوں گے۔"

"ایک اور روایت میں ہے کہ آپ ﷺ گھر تشریف لے گئے تو قریش کے لوگ آپ ﷺ کی خدمت میں آئے اور پوچھا کہ پھر کیا ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ پھر لوگوں میں ہرج آ جائے گا۔"

سنن ابوداؤد میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ارشاد نبوی ﷺ مروی ہے کہ اگر دنیا کا ایک دن بھی باقی رہ جائے تو اللہ تعالیٰ اس دن کو طویل تر کر دیں گے یہاں تک کہ ایک شخص کو جو مجھ سے یا میرے اہل بیت سے ہوگا مبعوث فرمائیں گے کہ اس کا نام میرے نام پر اور اس کے والد کا نام میرے والد کے نام کے موافق ہوگا (فطری کی حدیث میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ) وہ زمین کو عدل و انصاف سے بھر دے گا جیسا کہ اس سے پہلے ظلم و جور سے بھری ہوگی۔

حضرت سفیان کی روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ دنیا اس وقت تک ختم نہ ہوگی جب تک کہ میرے اہل بیت میں سے ایک شخص عرب کا مالک نہ بن جائے جس کا نام میرے نام کے موافق ہوگا۔ (1)

اسی طرح مسند احمد اور ترمذی شریف میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ ارشاد نبوی مروی ہے کہ:

"میرے اہل بیت میں سے ایک شخص والی ہوگا جس کا نام میرے نام کے موافق ہوگا۔"(2)

عاصم کہتے ہیں کہ ابو صالح نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ارشاد نبوی نقل کیا ہے کہ

"اگر دنیا کا صرف ایک دن ہی باقی ہو تب بھی اللہ تعالیٰ اسے طویل کر دیں گے۔ حتیٰ کہ میرے اہل بیت سے ایک شخص والی بنے جس کا نام میرے نام کے موافق ہوگا۔" (یہ حدیث صحیح ہے)

ابوداؤد میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے ارشاد نبوی مروی ہے کہ:

"مہدی مجھ میں سے ہوگا، چوڑی پیشانی اور اونچی ناک والا ہوگا، وہ زمین کو عدل و انصاف سے بھر دے گا جیسا کہ پہلے ظلم و جور سے بھری ہوگی۔ وہ سات سال تک زمین کا مالک رہے گا۔"

سنن ابوداؤد میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ میں نے رسول اکرم ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ:

"مہدی میری نسل میں سے فاطمہ کی اولاد میں سے ہوگا۔" (3)

سنن ابوداؤد ہی میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے ارشاد نبوی ﷺ مروی ہے کہ:

"خلیفہ کی وفات کے وقت اختلاف ہو جائے گا تو ایک شخص اہل مدینہ میں سے بھاگ کر مکہ آ جائے گا۔ پھر مکہ کے کچھ لوگ اس کے پاس آئیں گے اور زبردستی نکال کر رکن یمانی اور مقام ابراہیم کے درمیان اس سے بیعت کر لیں گے۔ پھر اس کے خلاف شام سے ایک لشکر بھیجا جائے گا جسے بیداء کے مقام پر جو مکہ و مدینہ کے درمیان ہے، زمین میں دھنسا دیا جائے گا۔ جب لوگ یہ صورتحال دیکھیں گے تو شام کے ابدال اور اہل عراق کے گروہ آ کر اس سے بیعت کر لیں گے۔ پھر قریش کا ایک شخص جوان ہوگا جس کا ننھیال قبیلہ کلب ہوگا۔ یہ ان لوگوں کے خلاف لشکر بھیجے گا جو ان پر غالب آ جائے گا اور یہ کلب والوں کا لشکر ہوگا۔ اس شخص کے لیے ناکامی ہے جو کلب والوں کی غنیمت میں شامل نہ ہو۔ پھر وہ مال تقسیم کرے گا اور لوگوں میں اپنے نبی کی سنت والے کام کرے گا اور اسلام کو مضبوط کرے گا۔ وہ سات سال رہ کر انتقال کر جائے گا پھر مسلمان اس کی نماز جنازہ پڑھیں گے۔" (4)

ابوداؤد میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ماوراء النہر سے حارث بن حراث نامی ایک شخص منصور نامی کے لشکر کے مقدمہ پر نکلے گا اور آل محمد کے موافق ہوگا۔ یا فرمایا ان کو ٹھکانہ دے گا جیسا کہ قریش نے رسول اللہ ﷺ کی موافقت کی، ہر مومن پر اس کی

---

(1) سنن ابوداؤد کتاب المہدی حدیث نمبر ۴۲۸۲، ترمذی، مسند احمد ۱/۱ (2) کنز العمال حدیث نمبر ۳۸۶۹۱، شرح السنہ حدیث نمبر ۴۲۰۹/۱

(3) ترمذی کتاب الفتن حدیث نمبر ۲۲۳۱، کنز العمال حدیث نمبر ۳۸۶۹۶ (4) ابوداؤد کتاب المہدی، ابن ماجہ کتاب الفتن، کنز العمال حدیث نمبر ۳۸۶۳۶

(5) ابوداؤد حدیث نمبر ۴۲۹۰، کنز العمال حدیث نمبر ۳۸۶۶۳

مدد ( یا فرمایا ) ان کی تابعداری کرنا واجب ہے۔ [۵]

ابن ماجہ کی ایک روایت میں جو حارث بن جزء زبیدی سے روایت ہے ارشاد نبوی ﷺ ہے کہ "مشرق سے کچھ لوگ نکلیں گے اور مہدی کی حکومت کی راہ ہموار کریں گے۔" [۱]

**اہل بیت پر ہونے والے مظالم کی پیش گوئی** ابن ماجہ میں حضرت عبداللہ سے مروی ہے کہ ہم نبی کریم ﷺ کی خدمت میں موجود تھے کہ آپ ﷺ کی آنکھیں آنسوؤں سے بھر گئیں اور چہرہ انور کا رنگ متغیر ہو گیا۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا بات ہے کہ ہم آپ کے چہرے پر پریشانی کے آثار دیکھ رہے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ

> "ہم اہل بیت ایسے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے آخرت کو دنیا پر (ترجیح) دی ہے اور میرے اہل بیت کو میرے بعد مصائب اور ابتلاء کا سامنا کرنا ہوگا یہاں تک کہ مشرق کی جانب سے ایک جماعت کالے جھنڈوں کے ساتھ آئے گی۔ وہ (دوسروں سے) بھلائی مانگیں گے مگر لوگ نہیں دیں گے۔ لہٰذا وہ جنگ کریں گے اور فتح پائیں گے پھر انھیں وہ کچھ دیا جائے گا جو وہ مانگتے تھے مگر وہ قبول نہ کریں گے یہاں تک کہ وہ اسے میرے اہل بیت میں سے ایک شخص کے حوالے کر دیں۔ چنانچہ وہ (زمین) کو عدل سے بھر دے گا جیسا کہ وہ پہلے ظلم سے بھری ہوئی تھی۔ تم میں سے کوئی اسے پائے تو اسے چاہیے کہ وہ ان کے پاس آ جائے چاہے برف پر گھسٹ کر آنا پڑے۔" [۲]

اس حدیث میں بنی عباس کی طرف اشارہ ہے جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے اور اس حدیث میں اس بات پر بھی دلالت ہے کہ مہدی عباسیوں کی حکومت کے بعد آئے گا اور اہل بیت سے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اولاد میں سے ہوگا اور حضرت حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کی اولاد میں سے ہوگا۔ جیسا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی سابق حدیث میں گزر چکا ہے۔ (واللہ اعلم)

ابن ماجہ میں حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تمہارے خزانے کے پاس تین افراد قتل ہوں گے۔ تینوں خلیفہ کے بیٹے ہوں گے مگر خزانہ کسی کو بھی نہیں ملے گا۔ پھر کالے جھنڈوں والی جماعت آئے گی مشرق کی طرف سے اور وہ تم سے ایسی لڑائی کرے گی جیسی پہلے کسی قوم نے نہ کی ہوگی۔ (راوی کہتا ہے کہ پھر آپ ﷺ نے کچھ فرمایا جو مجھے یاد نہیں) پھر فرمایا کہ تم انہیں دیکھو تو ان سے بیعت کر لینا چاہے برف پر گھسٹ کر آنا پڑے کیونکہ وہ اللہ کا خلیفہ مہدی ہے۔ [۳]

اس حدیث کی اسناد قوی ہیں۔ معنی یہ ہے کہ خزانہ سے مراد کعبہ کا خزانہ ہے جہاں خلفاء کے تین بیٹے اسے پانے کے لیے جنگ کریں گے یہاں تک کہ آخری زمانہ آ جائے گا اور مہدی نکلے گا۔ اس کا ظہور مشرقی علاقوں سے ہوگا نہ کہ سامرا کے سرداب سے جیسا کہ جاہل رافضی گمان کرتے ہیں کہ وہ اب بھی ان غاروں میں موجود ہے اور وہ آخری زمانہ تک اس کے خروج کے منتظر ہیں۔ یہ تصور شیطان کی چالوں میں سے ہے جو رافضیوں پر مسلط شدہ ہے کیونکہ اس قسم کے بے دلیل اور بے بنیاد مزعومات نہ تو قرآن سے نہ سنت سے اور نہ عقل سلیم کے اعتبار سے اور نہ ہی استحسان کے اعتبار سے درست ہیں۔

ترمذی میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: خراسان سے کالے جھنڈے نکلیں گے تو انہیں کوئی بھی واپس نہیں لوٹا سکے گا یہاں تک کہ انہیں ایلیا میں نصب کر دیا جائے گا۔ [۴]

یہ سیاہ جھنڈے وہ نہیں ہیں جنہیں ابو مسلم خراسانی لے کر آیا تھا اور جس نے ۱۳۲ ہجری میں بنو امیہ کی حکومت کا خاتمہ کیا تھا۔ بلکہ یہ دوسرے جھنڈے ہیں جو مہدی کی مصاحبت میں لائے جائیں گے۔ یہ مہدی محمد بن عبداللہ العلوی الفاطمی الحسنی ہوں گے اللہ تعالیٰ ایک رات میں ان کی اصلاح فرما دے گا اور ہدایت دے گا یعنی توبہ قبول کرے گا اور اہل مشرق کے کچھ لوگوں سے وہ مدد لیں گے اور ان کی حکومت کو مضبوط کریں گے اس کے پائے مضبوط کریں گے اور ان کے جھنڈے بھی کالے ہوں گے اور یہ وقار کی علامت ہے۔

---

[۱] ابن ماجہ کتاب الفتن حدیث نمبر ۴۰۸۸۔ کنز العمال حدیث نمبر ۳۸۶۵۷ [۲] ابن ماجہ کتاب الفتن حدیث نمبر ۴۰۸۲

[۳] ابن ماجہ حدیث نمبر ۴۰۸۴، دلائل النبوۃ للبیہقی حدیث نمبر ۵۸ [۴] ترمذی کتاب الفتن باب نمبر ۷۹ حدیث نمبر ۲۲۶۹، مسند احمد ۲/۳۶۵، دلائل النبوۃ للبیہقی ۶/۵۱۶

نبی کریم ﷺ کے جھنڈے کا رنگ بھی کالا تھا اور اسے عقاب کہا جاتا تھا وہ سب سے پہلے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے دمشق کی مشرقی چوٹی پر لہرایا تھا اور آج بھی وہ پہاڑی "ثنیۃ العقاب" کے نام سے مشہور ہے۔ یہاں یہ کافروں پر غالب ہوئے نصاریٰ پر عذاب تھا اور اس کے بعد جہاں جہاں اور نصاریٰ و قبط تک بھی پہنچی اور ان کے ساتھ بعد والوں کی بھی قیامت تک واقعت مقرر ہو گی۔ پھر جب نبی کریم ﷺ مکہ میں فاتحانہ داخل ہوئے تو آپ کے سر پر خود تھا جو کالا تھا بعض روایات میں ہے آپ ﷺ نے خود پر کالا عمامہ پہنا ہوا تھا۔

اس تفصیل کا مقصد یہ ہے کہ مہدی جس کا "آخری زمانے میں وعدہ کیا گیا ہے اس کا اصل خروج و ظہور بلاد مشرق سے ہو گا اور بیت اللہ کے نزدیک اس کی بیعت کی جائے گی جیسا کہ حدیث سے ثابت ہے۔

ترمذی میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے ارشاد نبوی ﷺ مروی ہے کہ "میری امت میں مہدی نکلے گا جو پانچ سات یا نو سال رہے گا اس کے پاس ایک شخص آ کر کہے گا کہ اے مہدی مجھے کچھ عطا کرو تو وہ اس کے کپڑے میں اتنا کچھ ڈال دے گا جو وہ اٹھا سکے۔"[1]

یہ حدیث بتاتی ہے کہ اس کی زیادہ سے زیادہ مدت نو سال اور کم از کم پانچ سال ہو گی یا سات سال۔ شاید وہ خلیفہ ہے جو عدل و انصاف سے رہے گا (واللہ اعلم)۔ اور اس کے زمانے میں پھل و کھیتی بہت زیادہ اور مال وافر ہو گا، بادشاہ زبردست ہو گا اور دین قائم ہو گا اور دشمن شکست کھائے گا اور اس کے زمانے میں خیر دائمی ہو گی۔

مسند احمد میں حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے ان سے عرض کیا کہ جو بھی امیر ہم پر آتا ہے وہ پہلے سے برا ہوتا جاتا ہے تو حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر میں نے نبی کریم ﷺ سے حدیث نہ سنی ہوتی تو میں بھی یہی کہتا لیکن میں نے رسول اکرم ﷺ سے سنا ہے کہ:

"تمہارے امیروں میں ایک امیر مال خوب دے گا اور مال گنتی بھی نہیں کرے گا، ایک شخص اس کے پاس آ کر مانگے گا تو وہ کہے گا لو اور اپنا کپڑا اٹھا کر اس میں بھر دے گا (راوی کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے اپنا کپڑا بچھایا اور اسے دونوں کونوں سے لپیٹ کر فرمایا) اور وہ اسے اٹھائے گا اور چلا جائے گا۔"[2]

ابن ماجہ میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اکرم ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ "ہم عبدالمطلب کی اولاد جنت کے سردار ہیں۔ میں، حمزہ، علی، جعفر، حسن، حسین رضی اللہ عنہم اور مہدی۔"[3]

اس سند میں علی بن زیاد یمامی ہے جس کے متعلق یہ ہے کہ یہ عبداللہ بن زیاد کی ہے میں سمجھتا ہوں کہ اس طرح بخاری نے تاریخ میں ذکر کیا ہے ابن ابی حاتم نے الجرح والتعدیل میں کہا ہے کہ یہ "مجہول شخص" ہے۔ بہرحال یہ حدیث منکر ہے۔

ابن ماجہ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ "معاملہ میں صرف شدت ہی آئے گی اور دنیا پیچھے ہٹتی جائے گی، لوگوں میں سب سے بری بخیلی بڑھ جائے گی اور قیامت صرف برے لوگوں پر آئے گی اور مہدی صرف ابن مریم ہیں۔"[4]

یہ حدیث مشہور ہے محمد بن خالد جندی صنعانی سے جو شافعی کے مؤذن ہیں اور بہت سے لوگوں نے ان سے روایت کی ہے لہٰذا یہ مجہول نہیں جیسا کہ حاکم کا خیال ہے بلکہ ابن معین نے اسے ثقہ کہا ہے اور اس حدیث کا ظاہر ان روایات کے خلاف معلوم ہوتا ہے کہ جن میں مہدی کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سوا ہونا ثابت کیا گیا ہے۔ بہرحال نزول عیسیٰ علیہ السلام سے پہلے تو ظاہر ہے کہ مہدی موجود ہیں البتہ نزول عیسیٰ علیہ السلام کے بعد غور کرنے سے یہ بات ظاہر ہو جاتی ہے کہ اس میں کوئی منافات نہیں بلکہ مراد یہ ہے کہ مہدی نے ایک امام مہدی کو ثابت کر دیا جو کہ عیسیٰ بن مریم علیہ السلام ہیں اور اس سے یہ نفی نہیں ہوتی کہ مہدی کے علاوہ کوئی اور مہدی نہ ہو۔

## فتنوں کی مختلف اقسام

بخاری میں حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نیند سے بیدار ہوئے تو آپ کی آنکھیں لال تھیں اور فرما رہے تھے

---

(۱) ترمذی باب المہدی حدیث نمبر ۲۲۳۲، ابن ماجہ حدیث نمبر ۴۰۸۳ (۲) مسند احمد صفحہ ۳/۹۸

(۳) ابن ماجہ باب خروج المہدی حدیث نمبر ۴۰۸۷، کنز العمال حدیث نمبر ۳۴۲۰۳ (۴) ابن ماجہ حدیث نمبر ۴۰۳۹، کنز العمال حدیث نمبر ۳۸۶۵۶

لا الٰہ الا اللہ عرب کے لیے ہلاکت ہے نزدیک آ جانے والے شر سے آج یاجوج ماجوج کی دیوار میں سوراخ کھل گیا ہے۔ یہ کہہ کر آپ ﷺ نے نوے (۹۰) کا اشارہ فرمایا۔ بعض صحابہ نے سوال کیا کہ کیا ہم ہلاک ہو جائیں گے حالانکہ ہم میں نیک لوگ بھی ہوں گے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہاں جب فسق و فجور زیادہ ہو جائے گا (تو ایسا ہوگا)۔ [1]

بخاری و مسلم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ارشاد نبوی ﷺ مروی ہے کہ آج کے دن یاجوج ماجوج کی دیوار میں اتنا سوراخ ہو گیا ہے اور آپ ﷺ نے (ہاتھ سے اشارہ فرمایا) جس سے نوے کا عدد مراد ہوتا ہے۔ [2]

بخاری میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ آپ ﷺ ایک رات بیدار ہوئے اور فرمایا سبحان اللہ آج کی رات کیا خزانے نازل ہوئے اور اللہ تعالیٰ نے کیا کیا فتنے نازل فرمائے ہیں؟ کون ہے جو حجروں میں رہنے والیوں کو بیدار کرے تاکہ وہ نماز پڑھیں۔ بہت سی کپڑے پہننے والیاں آخرت میں ننگی ہوں گی۔ [3]

## اسلام کے درمیانی دنوں میں فتنوں کی سرکشی کی پیشگوئی

بخاری و مسلم میں حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ مدینے کے ایک ٹیلے پر آئے اور فرمایا کہ:

"کیا تم وہ دیکھ رہے ہو جو میں دیکھ رہا ہوں؟" صحابہ نے کہا کہ "نہیں" آپ ﷺ نے فرمایا میں فتنوں کو دیکھ رہا ہوں جو تمہارے گھروں پر بارش کی طرح نازل ہو رہے ہیں۔" [4]

بخاری میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ارشاد نبوی ﷺ مروی ہے۔

"قیامت کے قریب عمل کم ہو جائے گا، بخل ڈالا جائے گا، فتنے ظاہر ہوں گے اور ہرج زیادہ ہو جائے گا۔ پوچھا گیا یا رسول اللہ ہرج کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا قتل۔ [5]

**جو زمانہ گزرتا ہے وہ آنے والے سے بہتر ہوتا ہے:** بخاری میں زبیر بن عدی سے مروی ہے کہ ہم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کی خدمت میں جا کر حجاج کے ظلم و ستم کی شکایت کی تو انہوں نے فرمایا صبر کرو کیونکہ ہر آنے والا زمانہ پچھلے زمانے سے بھی برا ہوگا اور یہ سلسلہ وقت تک جاری رہے گا) یہ بات میں نے تمہارے نبی ﷺ سے سنی تھی۔

ترمذی نے یہ حدیث بیان کر کے کہا ہے کہ لوگ اس حدیث کو اس مفہوم سے بیان کرتے ہیں کہ ہر آنے والا شخص پہلے سے بدتر ہوتا جائے گا۔

**آنے والے فتنے اور ان سے بچنے کی تلقین نبوی ﷺ:** بخاری و مسلم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ارشاد نبوی ﷺ مروی ہے کہ:

عنقریب بہت سے فتنے ہوں گے جن میں بیٹھا ہوا شخص کھڑے ہونے والے سے بہتر ہوگا اور کھڑا ہونے والا چلنے والے سے بہتر ہوگا اور چلنے والا ان میں دوڑنے والے سے بہتر ہوگا جو ان کی طرف جھانکے گا یہ اسے اپنی لپیٹ میں لے لیں گے۔ پس جو شخص کوئی پناہ گاہ پائے تو اسے چاہیے کہ وہاں چلا جائے۔ [6]

مسلم میں یہ روایت حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے [illegible] کی گئی ہے۔

---

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

کے اٹھ جانے کے بارے میں ارشاد فرمائی تھیں۔ ان میں سے ایک تو میں نے دیکھ لی اور دوسری کا منتظر ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا تھا کہ "بے شک امانت لوگوں کے دلوں کی گہرائی میں اتاری گئی اور پھر قرآن نازل کیا گیا چنانچہ انہوں نے قرآن سیکھا اور پھر سنت کی تعلیم حاصل کی۔ اور آپ ﷺ نے ان کے اٹھ جانے کی بابت ارشاد فرمایا کہ "ایک شخص سوئے گا تو اس کے دل سے امانت اٹھالی جائے گی اور اس کا اثر پھپھولے کی طرح رہ جائے گا پھر وہ سوئے گا تو اس کے دل سے پھر اٹھالی جائے گی تو اس کا اثر آبلے کی طرح رہ جائے گا جیسے کوئی انگارہ تیرے پاؤں میں گر جائے اور پھول جائے تجھے ابھرا ہوا نظر آئے مگر اس میں کچھ نہ ہو۔

چنانچہ لوگ ایسے ہو جائیں گے کہ معاملات کریں گے مگر ان میں سے کوئی امانت کا حق ادا کرنے والا نہ ہوگا۔ کہا جائے گا کہ فلاں قوم میں ایک امانتدار آدمی ہے یا فلاں شخص کتنا عقلمند، کتنا ظریف اور بہادر ہے۔ مگر اس کے دل میں رائی کے برابر بھی ایمان نہ ہوگا۔ مجھ پر ایسا زمانہ آیا تھا کہ مجھے یہ پرواہ نہیں ہوتی تھی کہ میں کس سے خرید و فروخت کر رہا ہوں اور اب وہ زمانہ ہے کہ میں فلاں اور فلاں کے علاوہ کسی سے خرید و فروخت نہیں کرتا۔

**مشرق کی سمت سے فتنہ ظاہر ہوگا** ۔ بخاری میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ منبر کے پاس کھڑے ہوئے اور آپ ﷺ کا رخ مشرق کی جانب تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا "فتنہ یہاں سے اٹھے گا جہاں سے شیطان کا سینگ (یا فرمایا کہ) سورج کی کرن طلوع ہوتی ہے۔"(۱)

**فساد اتنا زیادہ ہوگا کہ زندہ لوگ مرنے والوں پر رشک کریں گے** ۔ بخاری میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اکرم ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ "قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک کہ ایک شخص کسی کی قبر کے پاس سے گزرے گا اور کہے گا کاش میں (صاحب قبر) کی جگہ ہوتا۔"(۲)

**عرب کے بعض گروہوں سے بت پرستی لوٹ آئے گی** ۔ بخاری میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اکرم ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ "قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک قبیلہ دوس کی عورتوں کی سرینیں ذوالخلصہ (نامی بت) کے گرد حرکت (طواف) نہ کریں۔ ذوالخلصہ جاہلیت میں دوس قبیلے کا بت تھا جسے وہ پوجتے تھے۔"(۳)

**عرب میں دولت ظاہر ہونے اور اس کے نتیجے میں قتل و قتال کی پیشین گوئی** ... بخاری شریف میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ارشاد نبوی ﷺ مروی ہے کہ "فرات سے سونے کا خزانہ ظاہر ہوگا اور جو لوگ وہاں موجود ہوں گے وہ کچھ حاصل نہ کر سکیں گے۔"(۴) ایک اور روایت میں ہے کہ "جو عقبہ بن عبداللہ الخ ... سے یہی روایت منقول ہے کہ "سونے کا پہاڑ ظاہر ہوگا۔"

مسلم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ارشاد نبوی ﷺ مروی ہے کہ "قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک کہ فرات سے ایک سونے کا پہاڑ ظاہر نہ ہو جس پر لوگ قتال کریں گے سو میں سے ننانوے قتل ہوں گے اور ہر شخص امید کرے گا کہ شاید وہ کامیاب ہو جائے۔"(۵)

مسلم ہی میں عبداللہ بن حارث بن نوفل سے مروی ہے کہ میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایک قلعے کے سائے میں کھڑا تھا تو انہوں نے فرمایا کہ لوگ دنیا کی طلب میں مختلف راستوں پر چل رہے ہیں۔ میں نے کہا ہاں۔ انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اکرم ﷺ کو فرماتے سنا کہ "عنقریب فرات سے سونے کا پہاڑ ظاہر ہوگا جب لوگ اس کے بارے میں سنیں گے تو اس کی طرف چل پڑیں گے۔ جو لوگ اس کے پاس موجود ہوں گے وہ کہیں گے کہ اگر ہم نے لوگوں کو یہیں سے سونا لے جانے دیا تو وہ سارا کا سارا لے جائیں گے چنانچہ وہ قتال کریں گے اور ہر سو میں سے

---

(۱) بخاری کتاب الفتن حدیث نمبر [illegible]، مسلم حدیث نمبر [illegible]، مسند احمد [illegible] (۲) بخاری کتاب الفتن حدیث نمبر [illegible]، مسلم کتاب الفتن حدیث نمبر [illegible] (۳) مسلم کتاب الفتن حدیث نمبر [illegible]، مسند احمد [illegible] (۴) بخاری کتاب الفتن حدیث نمبر [illegible]، مسلم حدیث نمبر [illegible]، ابوداؤد حدیث نمبر [illegible] (۵) مسلم کتاب الفتن حدیث نمبر [illegible]، مسند احمد [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

---

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

---

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

---

[illegible]

سے بچنے کی صورت نہ ہو۔

**فتنوں کے وقت تکلیف برداشت کرنے اور بدحالی میں مزاحمت ترک کرنے کی نصیحت** ۔۔ ابوداؤد میں حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے ارشاد نبوی ﷺ مروی ہے کہ قیامت کے قریب اندھیری رات کی طرح فتنے ہوں گے صبح آدمی مومن اور شام کو کافر ہوگا۔ اس وقت بیٹھنے والا کھڑے ہونے والے سے اور کھڑا ہونے والا چلنے والے سے بہتر ہوگا۔ [illegible] اور چلنے والا دوڑنے والے سے بہتر ہوگا۔ اس وقت اپنی کمانیں توڑ دینا اپنی تانت کاٹ دینا اور تلواروں (کی دھار) کو پتھر پر مار کر (کند کر) دینا اور اگر تمہیں کوئی قتل کرنے گھر میں داخل ہو جائے تو آدم علیہ السلام کے دونوں بیٹوں میں اچھے بیٹے کا طرز عمل اختیار کرنا۔[۲]

مسند احمد میں حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے سواری پر مجھے اپنے پیچھے بٹھایا اور فرمایا اے ابوذر! بتاؤ جب لوگ شدید بھوک کا شکار ہوں گے اور تم اپنے بستر سے اٹھ کر مسجد تک نہ جا سکو گے تو کیا کرو گے؟ میں نے عرض کیا کہ اللہ اور اس کے رسول بہتر جانتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا صبر کرنا (یعنی [illegible]) اے ابوذر! بتاؤ تم کہ جب لوگ کثرت موت کا شکار ہوں گے تو تم کیا کرو گے؟ میں نے عرض کیا کہ اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا صبر کرنا (اے ابوذر!) بتاؤ جب لوگ آپس میں ایک دوسرے کو قتل کرنے لگیں گے کہ گھر کے پتھر خون سے بھر جائیں گے تو تم کیا کرو گے؟ میں نے عرض کیا کہ اللہ اور اس کے رسول بہتر جانتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا اپنے گھر بیٹھ جانا اور دروازہ بند کر لینا میں نے پوچھا کہ اگر مجھے نہ چھوڑا جائے تو کیا میں ہتھیار اٹھا لوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا ایسے تو تم بھی ان کے ساتھ شریک ہو جاؤ گے لیکن اگر تمہیں ڈر ہو کہ کہیں تمہیں تلوار کی چمک مرعوب نہ کر دے تو اپنی چادر کا پلو اپنے چہرے پر ڈال لینا اور اس شخص کو گناہ ہو جائے۔[۳]

اسی طرح ابوداؤد میں حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے ارشاد نبوی مروی ہے کہ:

قیامت سے پہلے اندھیری رات کی طرح فتنے ہوں گے کہ صبح آدمی مومن ہوگا اور شام کو کافر ہوگا اس میں بیٹھنے والا کھڑے ہونے والے سے اور کھڑا ہونے والا چلنے والے سے اور چلنے والا دوڑنے والے سے بہتر ہوگا۔ (ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے پوچھا) کہ آپ ﷺ ہمیں کیا حکم دیتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم اپنے گھر میں رہنا۔[۱]

**بعض مسلمانوں کے بت پرست بن جانے کی پیش گوئی** ۔۔ مسند احمد میں حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے ارشاد نبوی ﷺ مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے زمین میرے لیے سمیٹ دی چنانچہ میں نے مشرق سے مغرب تک دیکھا اور مسلمانوں کی حکومت وہاں تک پہنچ کر رہے گی جہاں تک زمین سمیٹی گئی اور مجھے سونے چاندی کے خزانے عطا کیے گئے۔ میں نے رب تعالیٰ سے دعا کی کہ میری امت کے لوگ قحط سے ہلاک نہ ہوں اور ان پر دشمن مسلط نہ ہو (سوائے) انہیں میں سے [illegible] جو ان کی عزت و حکومت چھین لے تو میرے رب نے فرمایا اے محمد میں نے فیصلہ کر دیا تو تبدیل نہیں ہوگا اور میں نے تیری امت کے لیے (یہ دعا) تجھے عطا کر دی کہ انہیں قحط میں ہلاک نہیں کروں گا اور ان پر کوئی دشمن ان کے سوا مسلط نہیں کروں گا جو ان کی جڑ اکھاڑ دے یہاں تک کہ وہ آپس میں ایک دوسرے کو ہلاک کریں اور ایک دوسرے کو قیدی بنائیں۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا ۔۔ مجھے اپنی امت پر گمراہ کن اماموں سے خوف ہے اور جب میری امت میں تلوار آپس میں چل پڑے گی تو قیامت تک اٹھائی نہیں جائے گی۔ نیز قیامت اس وقت قائم نہیں ہوگی جب تک کہ میری امت کے بعض قبائل مشرکوں سے نہ مل جائیں۔ حتیٰ کہ وہ بتوں کی عبادت کریں گے اور میری امت میں تیس کذاب ہوں گے جو ایسے ہوں گے کہ ہر ایک دعویٰ کرے گا کہ وہ نبی ہے حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ اور میری امت میں سے ایک جماعت حق پر غالب رہے گی۔ ان کی مخالفت کرنے والے انہیں کوئی نقصان نہ پہنچا سکیں گے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا حکم (قیامت) آ جائے۔[۱]

---

[illegible]

[illegible]

[illegible]

مسلم، ابوداؤد، ترمذی اور ابن ماجہ میں بھی یہ روایت آئی ہے۔

**فتنۂ احلاس:** سنن ابوداؤد میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ ہم رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں موجود تھے، آپ نے بہت سے فتنوں کے بارے میں بتایا اور فتنۂ احلاس کا بھی ذکر کیا۔ تو کسی نے کہا کہ یا رسول اللہ فتنۂ احلاس کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا یہ جنگ اور افراتفری ہے اور پھر ایک بھی فتنہ ہے جس کا دھواں میرے اہل بیت کے ایک شخص کے قدموں سے اٹھے گا جو سمجھے گا کہ وہ مجھ سے ہے حالانکہ وہ مجھ میں سے نہیں ہوگا (کیونکہ) میرے (اولیاء) دوست تو متقی ہوتے ہیں۔ پھر لوگ اس شخص کے پیچھے جمع ہو جائیں گے پھر ایک مصیبت کی طرح فتنہ ہوگا۔ کوئی شخص ایسا نہ بچے گا جو اس فتنے سے متاثر نہ ہوا ہو حتیٰ کہ یوں کہا جائے گا کہ ختم ہو گیا لوٹ آیا۔ صبح آدمی مومن ہوگا شام کو کافر ہوگا، یہاں تک کہ لوگوں کے دو گروہ بن جائیں گے ایک گروہ ایمان والوں کا جن میں نفاق نہ ہوگا۔ دوسرا نفاق والوں کا جن میں ایمان نہ ہوگا۔ اگر تم ایسے پاؤ تو اس دن سے یا دوسرے دن سے دجال کا انتظار کرنا۔ (۱)

سنن ابوداؤد میں حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے ارشاد نبوی ﷺ مروی ہے کہ تمہارا کیا حال ہوگا اور یہ زمانہ آنے والا ہے جس میں لوگ ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں گے اور ان کے معاہدے اور امانتیں ختم ہو جائیں گی اور ان میں اختلاف ہو جائے گا اور وہ اس طرح ہو جائیں گے (پھر آپ ﷺ نے انگلیوں کو ایک دوسرے میں پیوست کر لیا) ہم نے عرض کیا ہم اس وقت کیا کریں؟ آپ ﷺ نے فرمایا "جس چیز کو تم پہچانتے ہو اسے لینا اور جسے نہیں جانتے چھوڑ دینا اور اپنے خواص کے حکم پر آنا اور عام کے حکم کو چھوڑ دینا۔ (۲)

ابوداؤد کے علاوہ یہ روایت ابن ماجہ میں ہشام بن عمار کی سند سے اور مسند احمد میں حسین بن محمد کی سند سے عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ کے طریق سے منقول ہے۔

ابوداؤد میں ہارون بن عبداللہ کی سند سے حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ ہم نبی کریم ﷺ کے گرد بیٹھے تھے کہ آپ نے سامنے فتنوں کا ذکر کیا یا آپ ﷺ نے خود بیان کیا کہ جب تم لوگوں کو دیکھو گے کہ ان کے معاہدے ختم ہو گئے ہیں اور امانتیں کم ہو گئی ہیں اور وہ اس طرح ہو جائیں گے (یہ کہہ کر آپ ﷺ نے اپنی انگلیوں کو ایک دوسرے میں پیوست فرمایا) میں نے اٹھ کر عرض کیا اللہ مجھے آپ پر قربان ہونے والا بنائے۔ میں ایسے وقت میں کیا کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا اپنے گھر کو لازم پکڑنا اور زبان پر قابو رکھنا۔ جس بات کو جانتے ہو اسے لینا، جہالت کو چھوڑ دینا اور اپنے معاملات کو لینا دوسرے کے معاملے کو چھوڑ دینا۔ (۳)

مسند احمد، نسائی میں بھی یہ روایت آئی ہے۔

**ایسا فتنہ جس میں زبان کھولنا تلوار اٹھانے سے زیادہ سخت ہوگا:** سنن ابوداؤد میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے ارشاد نبوی ﷺ مروی ہے کہ عنقریب ایک فتنہ اٹھے گا جس میں عرب ہلاک ہوں گے اور اس کے مقتولین آگ میں ہیں اس میں زبان کھولنا تلوار اٹھانے سے زیادہ سخت (ثابت) ہوگا۔ (۴)

مسند احمد میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ کعبہ اللہ کے سائے میں بیٹھے لوگوں کو حدیث سنا رہے تھے فرمایا کہ ہم نے نبی کریم ﷺ کے ہمراہ ایک سفر میں جاتے ہوئے کسی جگہ پڑاؤ کیا اسی اثنا میں منادی نے آواز لگائی کہ نماز تیار ہے۔ چنانچہ ہم نماز کی جگہ پہنچے تو نبی کریم ﷺ لوگوں سے خطاب فرما رہے تھے۔

اے لوگو! مجھ سے پہلے جو نبی بھی آیا اس کی یہ ذمہ داری تھی کہ وہ اپنے بندوں کو اپنے علم کے مطابق خیر کی طرف رہنمائی کرے اور اپنے علم کے مطابق شر سے ان کو خبردار کرے۔ سنو! اس امت کی عافیت ابتدائی دور میں ہے اور آخری دور میں بلائیں اور فتنے ہوں گے جو ایک دوسرے کے ساتھ آئیں گے ایک فتنہ آئے گا تو مومن کہے گا کہ یہ مجھے ہلاک کرنے والا فتنہ ہے۔ پھر وہ ختم ہوگا تو دوسرا آ جائے گا اور وہ مومن کہے گا کہ یہ فتنہ

---

(۱) ابوداؤد حدیث ۴۲۴۲

(۲) ابن ماجہ حدیث ۳۹۵۷، ابوداؤد حدیث ۴۳۴۲

(۳) ابوداؤد حدیث ۴۳۴۳

(۴) ابوداؤد حدیث ۴۲۶۵، ابن ماجہ حدیث ۳۹۶۷

مجھے ہلاک کرنے والا ہے یہ وہ بھی ختم ہو جائے گا۔ چنانچہ جو چاہتا ہے کہ وہ آگ سے بچ کر جنت میں چلا جائے تو وہ اس کو اس حال میں موت آئے کہ وہ اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو اور لوگوں کو وہ دے جو وہ خود اپنے لیے چاہتا ہے۔ اور جس نے کسی امام (بادشاہ) سے بیعت کی اور اپنا ہاتھ اور دل کا ثمرہ اسے دے دیا تو اسے چاہیے کہ اگر ممکن ہو سکے تو اس کی اطاعت کرے۔"[1] اور ایک مرتبہ فرمایا کہ "جتنی استطاعت ہو اطاعت کرے۔"

عبدالرحمن راوی کہتے ہیں کہ یہ سن کر میں نے اپنا سر ان کے قریب کیا اور کہا کہ تمہارا یہ چچازاد بھائی تو ہمیں یہ حکم دیتا ہے کہ ہم لوگوں کے اموال باطل طریقے سے کھائیں اور آپس میں ایک دوسرے کو قتل کریں حالانکہ اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے اموال باطل طریقے سے کھانے سے منع فرمایا ہے۔ چنانچہ ابن عمرو رضی اللہ عنہ نے دونوں ہاتھ جمع کر کے اپنی پیشانی پر رکھے اور کچھ دیر سر جھکایا اور پھر سر اٹھا کر فرمایا "اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں اس کی اطاعت کرو اور اللہ کی نافرمانی میں اس کی اطاعت نہ کرو"۔ میں نے عرض کیا کہ "کیا تم نے یہ اللہ کے رسول ﷺ سے سنا ہے؟" انہوں نے فرمایا کہ "ہاں میرے کانوں نے اسے سنا اور میرے دل نے اسے محفوظ کیا"۔

مسند احمد میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے ارشاد نبوی ﷺ مروی ہے۔

> "جب میری امت کو دیکھو کہ وہ ظالم کو یہ کہنے سے ڈرنے لگی ہے کہ "تو ظالم ہے" تو ان کو الوداع کہہ دو"[2] (یعنی اب ان کی اصلاح سے مایوس ہو کر ان سے دور ہو جاؤ)۔

ایک اور ارشاد نبوی ﷺ ہے کہ:

> "میری امت میں پتھروں کی بارش، زمین میں دھنسائے جانے اور چہرے بگاڑے جانے کے عذاب ہوں گے۔"[3]

سنن ابوداؤد میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ارشاد نبوی ﷺ مروی ہے کہ عنقریب ایک اندھا گونگا بہرہ فتنہ اٹھے گا جو اس کے قریب جائے گا وہ اسے لپیٹ میں لے لے گا اور اس میں زبان چلانا تلوار اٹھانے سے زیادہ سخت (برا) ہوگا۔[4]

## روم سے پہلے قسطنطنیہ فتح ہونے کی پیشین گوئی

مسند احمد میں ابو قبیل سے مروی ہے کہ ہم حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر تھے کہ ان سے سوال کیا گیا کہ کونسا شہر پہلے فتح ہوگا۔ قسطنطنیہ یا رومیہ؟ چنانچہ انہوں نے ایک صندوق منگوایا اور اس میں سے ایک کتاب نکالی اور پھر فرمایا کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ارد گرد بیٹھے لکھ رہے تھے کہ نبی کریم ﷺ سے سوال کیا گیا کہ پہلے کون سا شہر فتح ہوگا؟ قسطنطنیہ؟ آپ ﷺ نے جواب دیا کہ ہرقل کا شہر پہلے فتح ہوگا۔"[5] (یعنی قسطنطنیہ)

مختلف علاقوں کی تباہی کی پیشگوئی جو نبی اکرم ﷺ کی طرف منسوب ہے (یعنی حدیث مستند نہیں ہے)

قرطبی نے تذکرہ میں حضرت حذیفہ بن یمان سے ارشاد نبوی ﷺ نقل کیا ہے کہ "زمین کے اطراف میں بربادی کا آغاز ہوگا حتیٰ کہ مصر تباہ و برباد ہو جائے گا اور مصر بربادی سے مامون ہے حتیٰ کہ بصرہ غرق ہو کر تباہ ہو جائے گا اور مصر نیل کے سوکھنے سے تباہ ہوگا۔ مکہ مکرمہ اور مدینہ کی تباہی بھوک سے ہوگی اور یمن کی خرابی ٹڈی دل سے اور "ابلہ" (بصرہ کا ایک علاقہ) کی تباہی حصار سے ہوگی۔

فارس کی تباہی مجوس سے، ترک کی تباہی دیلم کے ہاتھوں اور دیلم کی تباہی ارمن کے ہاتھوں اور ارمن کی تباہی خزر سے اور خزر کی تباہی ترک سے اور ترک کی تباہی آسمانی بجلی سے ہے اور سندھ کی تباہی ہند سے اور ہند کی تباہی چین کے ہاتھوں اور چین کی تباہی رمل سے ہوگی۔ حبشہ کی تباہی زلزلے سے اور زوراء (مدینہ کا علاقہ) کی تباہی اور عراق کی تباہی قتل و قتال سے ہوگی۔

قرطبی کہتے ہیں کہ امام جوزی نے اس کو نقل کر کے لکھا ہے کہ میں نے سنا ہے کہ اندلس کی تباہی آندھی سے ہوگی۔

---

(۱) [illegible]

(۲) [illegible] (۳) [illegible]

(۴) [illegible] (۵) [illegible]

# فصل

## قیامت کی بہت سی نشانیاں ہونے کا بیان

مسند احمد میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے پاس گیا وہ اس وقت سر جھکائے وضو میں مصروف تھے انہوں نے سر اٹھا کر مجھے دیکھا اور فرمایا اے امت! قیامت کی چھ نشانیاں تم میں ظاہر ہوں گی جن میں ایک تمہارے نبی کی موت ہے۔ وہ کہتے ہیں یہ سن کر مجھے ایسا لگا جیسے میرا دل اچھل کر باہر آ جائے گا۔

رسول اللہ ﷺ نے ایک تو یہ نشانی بتائی اور فرمایا کہ اور تم میں مال بہت زیادہ ہو جائے گا کہ اگر ایک شخص کو دس ہزار بھی دیئے جائیں تو وہ اسے کم سمجھے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ دو ہوئیں۔ اور فتنہ اموات بکریوں کے گھٹنے بالوں کے گرنے کی طرح واقع ہوں گی۔ فرمایا یہ چار ہو گئیں۔ اور تمہارے اور بنی اصفر (روم والے) کے درمیان ہو گا وہ تمہارے لیے نو مہینے عورت کی مدت حمل کے برابر فوج جمع کر رکھیں گے۔ اور پھر وہ تم سے زیادہ انصاف والے ہو جائیں گے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا یہ دو نشانیاں ملا کر پانچ ہو گئیں۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ قسطنطنیہ پہلے فتح ہو گا یا روم؟ آپ ﷺ نے فرمایا قسطنطنیہ۔[۱]

اس حدیث کی سند میں راویوں کی وجہ سے کچھ اختلاف ہے لیکن اس حدیث کا ایک شاہد دوسری حدیث ہے جو کہ صحیح ہے چنانچہ بخاری شریف میں شیخ حمید الساعدی کی سند سے حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں آیا اس وقت آپ ﷺ غزوہ تبوک کے دوران چمڑے کے خیمے میں تشریف فرما تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ "قیامت کی چھ نشانیاں تمھیں گنواتا ہوں:

(۱) ــــ میری وفات۔ (۲) ــــ بیت المقدس کی فتح۔
(۳) ــــ وباء، جو تمھیں بکریوں کے بالوں کے گھٹتے وقت گرنے کی طرح پکڑے گی۔
(۴) ــــ مال کا زیادہ ہو جانا۔ حتی کہ ایک شخص کو سو دینار دیے جائیں گے اور وہ ناراض ہو گا۔
(۵) ــــ فتنہ، جو عرب کے ہر گھر میں داخل ہو گا۔
(۶) ــــ جو تمہارے اور بنی اصفر کے مابین ہو گی اور وہ اسی جھنڈوں کے تحت تم پر حملہ آور ہوں گے اور ہر جھنڈے کے نیچے بارہ ہزار افراد ہوں گے۔"[۲]

یہ روایت ابوداؤد، ابن ماجہ اور طبرانی میں بھی ہے۔

## قیامت کی نشانیاں

مسند احمد میں حضرت عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے خدمت نبوی ﷺ میں حاضر ہو کر سلام عرض کیا۔ آپ ﷺ نے پوچھا عوف ہو؟ میں نے عرض کیا جی ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اندر آ جاؤ۔ میں نے عرض کیا پورا یا کچھ؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں مکمل آ جاؤ۔ پھر فرمایا

اے عوف قیامت کی چھ نشانیاں سن لو۔ ان میں سے پہلی نشانی میری وفات ہے (ﷺ یہ سن کر میں رونے لگا آپ ﷺ نے مجھے چپ کرایا اور فرمایا) کہو ایک "میں نے کہا ایک" (ہوئی) فرمایا دوسری نشانی بیت المقدس کی فتح ہے۔ کہو دو۔ (میں نے کہا دو) پھر فرمایا تیسری نشانی "وباء" ہے جو میری امت کو اس طرح پکڑے گی جیسے بکریوں کے بال کٹتے ہوئے گرتے ہیں۔ کہو تین (میں نے کہا تین)۔ چوتھی نشانی یہ کہ بہت بڑا فتنہ ہو گا کہو چار (میں نے کہا چار)۔ پھر فرمایا پانچویں نشانی تمہارے پاس مال بہت زیادہ ہو جائے گا حتی کہ ایک شخص کو سو دینار دیے جائیں گے مگر وہ اس پر ناراض ہو گا۔ کہو پانچ (میں نے کہا پانچ) پھر فرمایا چھٹی نشانی یہ ہے کہ تمہارے اور بنی اصفر کے مابین ایک جنگ ہو گی وہ اسی (۸۰) جھنڈوں کے

---

[۱] مسند احمد صفحہ ۱۷۴/۲، الدر المنثور، حدیث نمبر ۵۹/۶
[۲] بخاری کتاب الجزیۃ حدیث نمبر ۳۱۷۶، ابوداؤد حدیث نمبر ۵۰۰۰، ابن ماجہ حدیث نمبر ۴۰۴۲

باقی تمام پر حملہ کریں گے اور ہر جھنڈے کے نیچے بارہ ہزار آدمی ہوں گے۔ اور مسلمانوں کی جماعت اس وقت "غوطہ" نامی جگہ پر جو دمشق نامی شہر میں ہے، ہوں گی۔(۱)

ابوداؤد میں یہ روایت حضرت ابودرداء سے مروی ہے اور اس میں یوں ہے کہ "اس جنگ کے دن مسلمانوں کی جماعت "غوطہ" نامی جگہ میں ہوگی جو کہ شام کے بہترین شہر دمشق کے ایک طرف واقع ہے۔(۲)

مسند احمد میں یہی روایت حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اور اس میں بنی الاصفر کے بجائے "روم" کا نام صراحت سے آیا ہے۔(۳)

چھ باتوں کے ظہور سے پہلے مومنین نیک اعمال کرنے میں جلدی کریں۔ ارشاد نبوی ﷺ مسند احمد میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ارشاد نبوی ﷺ مروی ہے کہ چھ باتوں کے وقوع سے پہلے جلدی جلدی نیک اعمال کرلو:

(۱) سورج کے مغرب سے طلوع ہونے سے پہلے۔
(۲) دجال کی آمد۔
(۳) دھوئیں کے ظہور سے پہلے۔
(۴) ایک خاص جانور کے نکلنے سے پہلے۔
(۵) اپنی موت سے پہلے۔
(۶) قیامت سے پہلے۔

قتادہ کہتے ہیں کہ حدیث میں "امر العامۃ" (کا لفظ ہے اس) سے مراد قیامت ہے۔(۴)

مسلم اور مسند احمد میں یہ روایت موجود ہے۔

مسند احمد میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ارشاد نبوی مروی ہے کہ چھ چیزوں سے پہلے جلدی جلدی نیک اعمال کرلو (اس سے پہلے کہ) مغرب سے سورج طلوع ہو، دجال آئے، دھواں (ظاہر ہو) جانور (نکلے) تم میں سے کسی کو موت آئے اور قیامت آجائے (مسلم میں بھی اسمٰعیل بن جعفر سے یہ حدیث مروی ہے)۔

## قیامت سے پہلے دس نشانیاں

مسند احمد میں حضرت حذیفہ بن اسید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم قیامت کے بارے میں مذاکرہ کر رہے تھے کہ نبی کریم ﷺ تشریف لے آئے اور فرمایا کیا باتیں کر رہے ہو؟ ہم نے کہا قیامت کا تذکرہ کر رہے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک کہ تم دس نشانیاں دیکھ نہ لو۔

(۱) دھواں۔
(۲) دجال۔
(۳) جانور۔
(۴) مغرب سے سورج کا ہونا۔
(۵) حضرت عیسیٰ ابن مریم کا نزول۔
(۶) یاجوج ماجوج۔
(۷) تین جگہ زمین کا دھنسنا مشرق میں۔
(۸) مغرب میں اور
(۹) جزیرہ عرب میں۔
(۱۰) آخری نشانی یہ ہے کہ ایک آگ مشرق سے نکلے گی جو لوگوں کو ان کے محشر (جمع ہونے کی جگہ) تک لے جائے گی۔(۵)

**عدن کی سرزمین سے آگ کا نکلنا**۔۔۔۔ مسند احمد میں یہی مذکورہ روایت نقل کرتے ہوئے (سفیان ثوری اور شعبہ کے طریق والی روایت میں) آخر میں یہ الفاظ ہیں کہ ایک آگ جو عدن کی سرزمین سے نکلے گی اور لوگوں کو لے جائے گی، ان کے ساتھ رات گذارے گی جہاں وہ

---

(۱) مسند احمد صفحہ ۴/۱۵ (۲) ابوداؤد حدیث نمبر ۴۲۹۸ (۳) مسند احمد صفحہ ۵/۲۳۹، السلسلۃ الصحیحہ للالبانی حدیث ۱۸۸۳
(۴) مسلم حدیث نمبر ۷۳۱۲، مسند احمد صفحہ ۲/۳۳۷ (۵) مسلم کتاب الفتن حدیث نمبر ۷۲۱۳، ابوداؤد کتاب الملاحم حدیث نمبر ۴۳۱۱

رات رہیں گے اور جہاں وہ قیلولہ کریں گے وہ قیلولہ کرے گی۔ (۱)

شعبہ کہتے ہیں مجھے ایک اور شخص نے یہ روایت غیر مرفوع بیان کی اور ان دونوں میں سے ایک نے نزول عیسیٰ علیہ السلام کو نشانی بتایا۔ دوسرے نے سمندر میں ایک آدمی اٹھنے کا ذکر کیا۔ یہ روایت مسلم اور سنن اربعہ میں مختلف طرق سے آئی ہے۔

**رومیوں کے ساتھ جنگ اور اس کے آخر میں فتح قسطنطنیہ کی پیشگوئی** — اس واقعے کے بعد دجال نکل آئے گا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان دنیا سے زمین پر اتر آئیں گے۔ ان کا نزول دمشق میں نماز فجر کے وقت مشرقی سفید منارے پر ہوگا جیسا کہ آگے صحیح احادیث کی روشنی میں اس کا بیان آ رہا ہے۔

مسند احمد میں ذی مخمر سے ارشاد نبوی ﷺ سے مروی ہے کہ تم لوگ روم سے امن کی صلح کرو گے اور تم غالب ہو گے اور وہ اس کے بعد بھی دشمن ہوں گے تم صلح کر کے غنیمت لے کر ٹیلوں والی چراگاہوں میں پڑاؤ کرو گے پھر روم کا ایک شخص کھڑا ہو کر صلیب کے غالب ہونے کا اعلان کرے گا۔ اور مسلمانوں میں ایک شخص جا کر اسے قتل کر دے گا اس کے بعد روم حملہ کرے گا اور جنگیں ہوں گی چنانچہ وہ لوگ اسی جھنڈوں کے ماتحت فوج لائیں گے ہر جھنڈے کے پیچھے دس ہزار دشمن ہوں گے۔ (۲)

مسند احمد کی ایک روایت کے الفاظ "یجمعون الملحمة" کے ہیں اور ابن ماجہ اور ابوداؤد میں بھی اوزاعی سے یہ الفاظ مروی ہیں۔ اسی طرح عوف بن مالک رضی اللہ عنہ کی روایت میں غایۃ (جھنڈا) کے الفاظ اور شداد کی روایت "بنود" کے الفاظ آتے ہیں جو کہ جھنڈے کو کہا جاتا ہے۔

مسند احمد میں اسیر بن جابر سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ کوفے میں سخت لال آندھی چلی ایک شخص آدمی سے بے پرواہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو پکارتا ہوا ان کے پاس پہنچا اور کہا کہ اے عبداللہ بن مسعود قیامت آ گئی۔ وہ ٹیک لگائے ہوئے تھے۔ بیٹھ گئے اور فرمانے لگے کہ

"قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک کہ میراث تقسیم نہ کی جائے اور غنیمت کی کوئی خوشی نہ ہو" (پھر انہوں نے ہاتھ سے شام کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا کہ) دشمن اہل اسلام کے خلاف جمع ہو جائیں گے اور اہل اسلام بھی جمع ہو جائیں گے (میں نے کہا روم والے مسلمانوں کے خلاف) آئیں گے؟ فرمایا ہاں اس وقت شدید قسم کا فتنہ (اور) ارتداد ہوگا۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے مزید یہ فرمایا کہ "چنانچہ مسلمان ایک فدائی لشکر تیار کریں گے جو سوائے فتح کے واپس نہیں آئے گا چنانچہ وہ لڑتے رہیں گے حتیٰ کہ رات ہو جائے گی اور یہ دونوں لشکر پھر بغیر فتح کے رہ جائیں گے اور یہ لشکر ٹھہر جائے گا" مسلمان پھر ایک فدائی لشکر تیار کریں گے جو بغیر لڑے واپس نہ آئے گا پھر سے بھی لڑتے لڑتے رات ہو جائے گی اور یہ دونوں (مسلمان اور کافر) فتح و فیصلہ کے بغیر رہ جائیں گے اور پھر یہ فدائی لشکر ٹھہر جائے گا اس کے بعد پھر مسلمان ایک فدائی لشکر بنائیں گے (اور اس کے ساتھ بھی ایسا ہی ہوگا) جب چوتھا دن ہوگا تو باقی مسلمان ان کے خلاف کھڑے ہو جائیں گے اور پھر اللہ ان پر تباہی نازل فرما دیں گے اور ایسی جنگ ہوگی جو ہم نے پہلے نہیں دیکھی ہوگی (یا فرمایا کہ اس جیسی کبھی دیکھی نہیں گئی ہوگی) حتیٰ کہ جو پرندہ ان کے قریب سے گزرے گا وہ بھی مارا جائے گا اور باپ جو سو تھے ان میں سے صرف ایک شخص باقی بچے گا چنانچہ کس غنیمت پر خوش ہوا جائے یا کون سی میراث تقسیم کی جائے۔

اسی دوران وہ ایک جنگ کی آواز سنیں گے جو اس سے بھی زیادہ سخت ہوگی "ایک پکارنے والا ان کے پاس آئے گا کہ دجال ان کے پیچھے ظاہر ہو کر قبضہ کر چکا ہے چنانچہ وہ سب اپنے ہاتھوں میں موجود اشیاء کو چھوڑ کر اس طرف متوجہ ہو جائیں گے اور دس بہترین شہسوار ہراول دستوں کو اس کی طرف روانہ کریں گے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھا کہ میں ان دس ہراول دستوں کے نام بھی جانتا ہوں ان کے آباؤ کے نام اور ان کے گھوڑوں کے رنگ تک جانتا ہوں اور وہ اس وقت روئے زمین کے بہترین شہسوار ہوں گے"۔ (۳)

جبیر بن نفیر کی سند سے حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ایک روایت قیامت کی نشانیوں کے بارے میں گزر چکی ہے کہ رسول

---

(۱) مسلم حدیث نمبر ۵۲۱۵، ترمذی کتاب الفتن حدیث نمبر ۲۱۸۳، ابوداؤد کتاب الملاحم حدیث نمبر ۴۳۳۱

(۲) مسند احمد صفحہ ۹۱/۴، ابوداؤد حدیث نمبر ۴۲۹۲ (۳) مسلم کتاب الفتن حدیث نمبر ۵۱۷۰، مسند احمد حدیث نمبر ۳۸۱۵/۱

کریم ﷺ نے فرمایا:

"[illegible] ہے کہ تم [illegible] مومن [illegible] اور [illegible] خلاف [illegible] قسطنطنیہ فتح [illegible] اور [illegible] بچے [illegible] ہزار [illegible] مسلمانوں کی [illegible] اس وقت [illegible] کی [illegible] ہوں۔"

ابن ماجہ نے بھی ایک روایت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ [illegible] مسلمانوں کی جماعت [illegible] دمشق [illegible] حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کے حوالے سے بھی گذر چکی ہے)

## قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دجال کو قتل نہ کر دیں

صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

"قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک رومی (شام کے علاقے) اعماق یا دابق میں نہ اتر آئیں [illegible] اس وقت بہترین لوگوں کا ایک لشکر ان کے پاس جائے گا اور جب دونوں صفیں باندھ لیں گی تو اہل روم کہیں گے [illegible] سامنے سے ہٹ جاؤ [illegible] (کہ مسلمان ہو گئے) [illegible] مسلمان کہیں گے [illegible] بھائیوں [illegible] پھر [illegible] جنگ کریں گے تو ایک تہائی مسلمان بھاگ جائیں گے جنہیں اللہ تعالیٰ کبھی معاف نہیں کرے گا اور ایک تہائی شہید ہو جائیں گے جو افضل شہداء ہوں گے اور ایک تہائی کو فتح ہوگی جو کبھی فتنہ میں مبتلا نہ ہوں گے اور وہ قسطنطنیہ فتح کریں گے۔

جس وقت وہ غنیمت تقسیم کر رہے ہوں گے تو [illegible] شیطان پکارے گا کہ دجال تمہارے گھروں [illegible] یہ سن کر وہاں سے نکل پڑیں گے اور یہ [illegible] جب شام پہنچیں گے تو دجال نکل آئے گا [illegible] صفیں [illegible] درست کر رہے ہوں گے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے اور [illegible] جب [illegible] اللہ کا دشمن (دجال) انہیں دیکھے گا تو اس طرح پگھلنے لگے گا جیسے پانی میں نمک پگھلتا ہے، اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اسے چھوڑ دیں تو وہ خود ہی پگھل کر ہلاک ہو جائے، لیکن اللہ اسے ان کے ہاتھ سے قتل کرے گا اور اپنے نیزہ سے اس کا خون لوگوں کو دکھائیں گے۔"

## سچے عزم اور سچے ایمان سے "لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر" کہنا قلعوں کو گرا دے گا اور شہروں کو فتح کر لے گا

مسلم شریف میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے پوچھا: "کیا تم نے اس شہر کے بارے میں سنا ہے جس کی ایک طرف خشکی اور دوسری طرف سمندر ہے؟" لوگوں نے کہا ہاں، آپ ﷺ نے فرمایا:

قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک کہ اس شہر پر بنو اسحاق کے ستر ہزار افراد حملہ نہ کریں۔ جب یہ لوگ وہاں پہنچیں گے تو وہاں اتر [illegible] ہتھیار سے [illegible] لڑیں گے بلکہ "لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر" کہیں گے تو اس شہر کی ایک جانب (جو سمندر کی طرف ہے) گر جائے گی [illegible] کہتے ہیں کہ [illegible] پھر دوسری مرتبہ کہیں گے تو دوسری جانب گر جائے گی اور تیسری مرتبہ کہیں گے تو ان کے لئے کھل جائے گا اور یہ اس میں داخل ہو کر غنیمت حاصل کریں گے اور جس وقت وہ مال غنیمت تقسیم کر رہے ہوں گے کہ ایک شخص چیخ کر کہے گا کہ دجال نکل آیا ہے تو وہ سب کچھ چھوڑ کر لوٹ جائیں گے۔(۲)

**رومی علاقوں کی فتح اور مسلمانوں کے قبضے کی پیشگوئی** ...... ابن ماجہ میں کثیر بن عبداللہ بن عمرو بن عوف اپنے والد [illegible] دادا کے حوالے سے رسول اکرم ﷺ سے مروی ہے کہ

---

(۱) تاریخ دمشق [illegible] (۲) صحیح مسلم کتاب الفتن [illegible] (۳) صحیح مسلم کتاب الفتن [illegible]

قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک کہ مسلمانوں کا چھوٹے سے چھوٹا شخص بھی وہاں نہ رہ جائے (پھر) آپ ﷺ نے آواز دی: اے علی اے علی! حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا "یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان" تو آپ ﷺ نے فرمایا:

تم لوگ بنو اصفر سے جنگ کرو گے تمہارے بعد والے ان سے جنگ کریں گے حتیٰ کہ اسلام کے بہترین لوگ ان کے خلاف جنگ کے لیے نکلیں گے جو اہل حجاز ہوں گے اور وہ اللہ کے (دین کے) معاملے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پرواہ نہ کریں گے پھر وہ تسبیح و تکبیر کے ذریعے قسطنطنیہ فتح کریں گے۔ خوب غنیمت ملے گی ایسی غنیمت پہلے نہ ملی ہوگی حتیٰ کہ وہ ڈھالوں تک تقسیم کریں گے۔ اتنے میں ایک شخص آ کر کہے گا کہ دجال نکل آیا ہے "حالانکہ یہ خبر جھوٹ ہوگی اس پر عمل کرنے والا اور نہ کرنے والا دونوں نادم ہوں گے۔"(۱)

**بعض بحری جزیروں، روم و فارس کے علاقوں اور دجال کے خلاف جنگ کی پیشگوئی** — مسلم شریف میں حضرت نافع بن عتبہ رضی اللہ عنہ سے ارشاد نبوی ﷺ مروی ہے کہ تم لوگ سمندری جزیروں پر جنگ کرو گے اور اللہ اسے فتح کرائے گا، پھر فارس پر اسے بھی اللہ فتح کرائے گا، پھر روم پر جنگ کرو گے اسے بھی اللہ فتح کرائے گا، پھر تم دجال سے لڑو گے چنانچہ اللہ اس کے خلاف بھی کامیابی دے گا۔(۲)

**اہل روم کے بعض اچھے خصائل** — صحیح مسلم میں روایت ہے کہ مستورد قرشی نے حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے پاس کہا کہ میں نے رسول اکرم ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ جس وقت قیامت قائم ہوگی اہل روم سب سے زیادہ ہوں گے۔ اس پر حضرت عمرو رضی اللہ عنہ نے فرمایا "غور کرو تم کیا کہہ رہے ہو؟" انہوں نے کہا میں نے جو رسول اکرم ﷺ کو فرماتے سنا ہے وہی کہہ رہا ہوں۔ چنانچہ حضرت عمرو نے کہا اگر تم یہ کہتے ہو تو ان میں چار خصائل ہوں گے

(۱) وہ فتنے کے وقت لوگوں میں سب سے زیادہ مضبوط ہوں گے۔
(۲) مصیبت کے بعد سب سے جلدی سنبھلنے والے ہوں گے۔
(۳) فرار کے بعد سب سے پہلے لوٹ آنے والا ہوں گے۔
(۴) ان کی بھلائی مسکینوں، یتیموں اور ضعیفوں کے لیے ہوگی۔ اور پانچویں اچھی صفت یہ کہ وہ بادشاہوں کے ظلم کو سب لوگوں سے زیادہ روکنے والے ہوں گے۔(۳)

**قیامت کے وقت اہل روم کثرت میں ہوں گے** — صحیح مسلم میں حضرت مستورد قرشی سے ارشاد نبوی ﷺ مروی ہے کہ قیامت قائم ہوگی تو اہل روم کثرت میں ہوں گے۔ راوی کہتا ہے کہ یہ حدیث جب حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو پہنچی تو انہوں نے مستورد سے کہا کہ یہ کیا احادیث تمہارے حوالے سے ذکر کی جا رہی ہیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ میں نے وہ بات کی جو رسول اللہ ﷺ سے سنی۔ تو حضرت عمرو نے کہا اگر تم یہ کہتے ہو تو (ان کے بارے میں یہ بات بھی ہے کہ) وہ فتنے کے وقت سب سے زیادہ مضبوط، مصیبت کے وقت سب سے زیادہ برداشت کرنے والے اور اپنی قوم کے ضعفاء اور مساکین کے لیے سب سے زیادہ بھلائی کرنے والے ہوں گے۔(۴)

یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ آخری زمانے میں اہل روم مسلمان ہو جائیں گے اور قسطنطنیہ کی فتح انہی کے ہاتھوں سے ہوگی۔ جیسا کہ پچھلے ایک حدیث میں گزرا کہ بنو اسحاق کے ستر ہزار افراد قسطنطنیہ پر حملہ کریں گے (اور یہ لوگ عیص بن حضرت اسحاق بن حضرت ابراہیم علیہم السلام کی اولاد سے ہوں گے) انہی میں سے بنی اسرائیل کے چچا کی اولاد ہوگی (اسرائیل حضرت یعقوب علیہ السلام ہیں) اہل روم آخری زمانے میں بنی اسرائیل سے بہتر ہوں گے کیونکہ اصبہان کے ستر ہزار یہودی دجال کے متبع بن جائیں گے اور اہل روم کی اس حدیث میں تعریف کی گئی ہے شاید یہ لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ پر مسلمان ہو جائیں گے۔ واللہ اعلم۔

---

(۱) ابن ماجہ باب الملاحم حدیث نمبر ۴۰۹۴ء
(۲) مسلم شریف حدیث نمبر ۷۲۱۳ء، ابن ماجہ حدیث نمبر ۴۰۹۱ باب الملاحم
(۳) صحیح مسلم کتاب الفتن حدیث نمبر ۷۲۰۶ء
(۴) صحیح مسلم کتاب الفتن حدیث نمبر ۷۲۰۵ء

ابن ماجہ میں کثیر بن عبداللہ بن عمرو بن عوف (ان کے والد کے حوالے سے ان کے دادا سے) یہ روایت مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تم لوگ بنو اصفر سے جنگ کرو گے اور ان سے تمہارے بعد حجاز کے مسلمان جنگ لڑیں گے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ قسطنطنیہ اور روم کو تسبیح اور تکبیر سے فتح فرمادیں گے ان کا قلعہ گر جائے گا اور ان کو وہ کچھ ملے گا جو پہلے کبھی نہیں ملا تھا حتیٰ کہ وہ ڈھالوں تک کو تقسیم کرلیں گے۔ اتنے میں ایک شخص چیخے گا کہ "اے اہل اسلام مسیح دجال تمہارے علاقوں اور تمہارے بچوں۔ کے پاس پہنچ چکا ہے"۔ چنانچہ لوگ وہ ان اموال سے لاپرواہ ہو جائیں گے، کچھ لوگ مال لے لیں گے کچھ چھوڑ دیں گے، لینے والے بھی نادم اور چھوڑنے والے بھی نادم ہوں گے۔

یہ لوگ کہیں گے کہ آواز لگانے والا کون تھا؟ مگر پتہ نہ لگے گا کہ وہ کون ہے؟ چنانچہ کہیں گے کہ ایک دستہ جاسوسوں کا ایلیا بھیجو اگر وہ دجال آ گیا ہے تو وہ اس کی اطلاع دے دیں گے۔ چنانچہ وہ لوگ آ کر دیکھیں گے کہ کچھ نہیں ہوا لوگ آرام سے رہ رہے ہیں۔ وہ کہیں گے کہ چیخنے والے نے خطرناک خبر دی تھی اس لیے سب عزم کر کے ایلیا (بیت المقدس) چلو اگر دجال ہوا تو ہم اس سے لڑیں گے حتیٰ کہ اللہ ہمارا اور ان کا فیصلہ کر دے ورنہ وہ سب ہمارے علاقے اور ہمارے گھر ہیں اگر تم پہنچ گئے تو اپنے گھر پہنچو گے)۔ (۱)

**بیت المقدس کی مضبوط تعمیر مدینہ کی خرابی کا سبب ہوگی** ــــــ مسند احمد میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے ارشاد نبوی ﷺ مروی ہے کہ بیت المقدس کی تعمیر یثرب کی خرابی (کا سبب) ہے اور جنگوں کا خروج قسطنطنیہ کی فتح ہے اور فتح قسطنطنیہ دجال کے نکلنے کا سبب ہے (یہ فرما کر آپ ﷺ نے اس شخص کی ران یا اس شخص کے کندھے پر ہاتھ مار کر فرمایا) یہ سب ایسا سچ ہے کہ تو یہاں ہے یا جیسا کہ تو بیٹھا ہے۔ (۲)

اس حدیث سے مراد یہ نہیں ہے کہ مدینہ منورہ بالکل خراب ہو جائے گا بلکہ مراد یہ ہے کہ بیت المقدس کی تعمیر مدینہ منورہ کی خرابی کا سبب ہوگی اور جیسا کہ آگے صحیح احادیث کے حوالے سے آنے والا ہے کہ دجال مدینے میں داخل نہ ہو سکے گا کیونکہ مدینے کے دروازوں پر تلواریں لیے فرشتے موجود ہوں گے۔

**مدینہ منورہ کی طاعون اور دجال سے حفاظت کی پیشن گوئی** ــــــ صحیح بخاری میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ "مدینہ (منورہ) میں طاعون اور دجال داخل نہ ہو سکیں گے۔" (۳)

جامع ترمذی میں اس کے بعد یہ ہے کہ "حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کے بعد حجرہ نبوی میں دفن کیے جائیں گے۔

**مدینہ منورہ کی حدود بڑھنے کی پیشن گوئی** ــــــ صحیح مسلم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ارشاد نبوی ﷺ مروی ہے کہ "مدینہ منورہ کی رہائش گاہیں اہاب یہاں تک پہنچ جائیں گی۔ (۴)

اس حدیث کے راوی زہیر کہتے ہیں کہ اپنے شیخ سہیل سے پوچھا کتنی عمارات ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ اتنی ہیں۔ یہ حدود کی توسیع یا تو بیت المقدس کی تعمیر سے پہلے ہوگی اور پھر ایک زمانہ گذرنے کے بعد یہ بالکل تباہ ہو جائیں گی جیسا کہ ہم احادیث ذکر کریں گے۔

**اہل مدینہ کے مدینے سے نکل جانے کی پیشن گوئی** ــــــ قرطبی نے ولید بن مسلم کے طریق سے جابر سے نقل کیا ہے کہ میں نے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو سنا وہ منبر پر ارشاد رسول ﷺ سنا رہے تھے کہ اہل مدینہ مدینے سے نکل جائیں گے اور پھر دوبارہ آ کر اس کی تعمیر کریں گے حتیٰ کہ مدینہ بھر جائے گا اس کے بعد پھر نکل جائیں گے اور دوبارہ کبھی لوٹ کے نہ آئیں گے۔ (۵)

ایک اور روایت میں حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے یہ الفاظ زائد مروی ہیں کہ "مدینہ اس وقت تک اچھا ہے جب تک مربد (چوکور) ہے۔ سوال کیا گیا کہ اس (کے پھل وغیرہ) کو کون کھائے گا فرمایا کہ پرندے اور درندے۔"

---

(۱) ابن ماجہ حدیث نمبر ۴۰۹۴، طبرانی کبیر صفحہ ۱۷/۱۳، (۲) ابوداؤد باب فی امارات الملاحم حدیث نمبر ۴۲۹۴، مسند احمد صفحہ ۲۳۲/۵، مستدرک حاکم صفحہ ۴۲۰/۴

(۳) بخاری حدیث نمبر ۱۳۳، مسلم شریف حدیث نمبر ۳۳۳

(۴) مسلم حدیث نمبر ۲۱۹، کنز العمال حدیث نمبر ۳۴۹۹۲، (۵) مسند احمد صفحہ ۲۳۳/۱

صحیح مسلم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ارشاد نبوی ﷺ مروی ہے کہ "لوگ مدینہ کو اچھی حالت میں چھوڑ کر جائیں گے اور مدینہ میں صرف پرندوں اور جانوروں کی آمد و رفت رہ جائے گی۔ پھر مزینہ قبیلے کے دو آدمی اپنی بکریوں کو روتے ہوئے مدینہ کی طرف لے جائیں گے تو اس کو ویران اور تباہ دیکھیں گے۔ چنانچہ یہ چلتے چلتے "ثنیۃ الوداع" وداع کی گھاٹیوں تک پہنچیں گے تو منہ کے بل گر پڑیں گے"۔ (1)

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے میں نے رسول اکرم ﷺ سے بہت ساری باتیں پوچھیں مگر صرف یہ نہ پوچھا کہ اہل مدینہ کو مدینے سے کون سی چیز نکالے گی؟

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ "لوگ اس حالت میں مدینے سے نکلیں گے کہ اس کے آدھے پھل پک چکے ہوں گے۔ پوچھا کہ اے ابوہریرہ لوگوں کو کون وہاں سے نکال دے گا؟ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ایک برا آدمی۔ (2)

ابوداؤد میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے ارشاد نبوی ﷺ مروی ہے کہ "بڑی جنگ، فتح قسطنطنیہ، اور دجال کا نکلنا یہ سب سات مہینے میں ہو جائے گا۔" ترمذی میں یہ روایت اس طریق سے آئی ہے اس کے علاوہ حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت عبداللہ بن بسر، حضرت مصعب بن جثامہ، اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہم سے بھی منقول ہے۔

مسند احمد اور ابوداؤد میں (والفظ لہ) حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ سے ارشاد نبوی ﷺ ہے کہ بڑی جنگ اور شہر (قسطنطنیہ) کی فتح کے درمیان چھ سال کا عرصہ ہے اور ساتویں سال میں دجال نکل آئے گا۔ (3)

یہی روایت ابن ماجہ میں بھی ہے۔ اس روایت کی تطبیق پہلی روایت کے ساتھ مشکل ہے سوائے یہ کہ ہم کہہ دیں کہ بڑی جنگ کی ابتداء اور انتہا چھ سال پر محیط ہوگی اور پھر شہر کی فتح قریب ہی کے زمانے میں ہوگی جو خروج دجال کے ساتھ سات مہینے ہوں گے۔ واللہ اعلم

ترمذی میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ارشاد نبوی ﷺ مروی ہے کہ "قسطنطنیہ کی فتح قیامت کے ساتھ ساتھ ہی ہوگی"۔ (4)

محمود بن غیلان راوی کہتے ہیں یہ حدیث غریب ہے۔ قسطنطنیہ خروج دجال کے وقت فتح ہوگا۔ حالانکہ یہ نبی کریم ﷺ کے بعد صحابہ کے زمانے میں فتح ہو گیا تھا۔

اس بات میں بحث ہے کیونکہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے یزید کو ایک لشکر دے کر بھیجا تھا جس میں حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے مگر یزید کامیاب نہ ہوا۔ پھر مسلمہ بن عبدالملک نے اپنے خاندان کے دور حکومت میں اس کا محاصرہ کیا مگر کامیاب نہ ہوا اور ایک مسجد بنانے کی شرط پر ان سے صلح کر لی تھی۔ (جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں)

**قیامت سے پہلے کئی کذاب نبوت کا دعویٰ کریں گے** ...... صحیح مسلم میں حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ "قیامت کے قریب بہت سے کذاب آئیں گے"۔ (5) (اس کے بعد حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ان سے بچو)

مسند احمد میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ارشاد نبوی ﷺ مروی ہے کہ

قیامت سے پہلے بہت سے کذاب آئیں گے جن میں یمامہ کا ایک شخص، صنعاء سے عنسی حمیر کا ایک شخص، اور دجال بھی ہوگا جو ان سب سے بڑا فتنہ ہوگا۔ (6) (حضرت جابر کہتے ہیں کہ میرے بعض ساتھی بتاتے تھے کہ یہ تقریباً تیس آدمی ہوں گے۔ (7)

"قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک تیس کے قریب جھوٹے دجال نہ آجائیں۔ ان میں سے ہر ایک گمان کرے گا کہ وہ اللہ کا رسول ہے۔" (8)

---

(1) صحیح مسلم، حدیث نمبر ۱۳۸۹، باب فضائل مدینہ، مسند احمد ۲/۲۳۴

(2) فتح الباری فضائل مدینہ [illegible] ۹۰/۴

(3) ابوداؤد حدیث نمبر ۴۲۹۵، ترمذی حدیث نمبر ۲۲۳۸

(4) ابوداؤد حدیث نمبر ۴۲۹۶ [illegible] ۴/۱۸۹

(5) ترمذی ۲۲۳۹ [illegible]

(6) [illegible] ۳/۳۴۵

(7) مسند احمد [illegible]

(8) [illegible]

صحیح مسلم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی ارشاد نبوی ﷺ مروی ہے (اور اس میں صرف عربی لفظ بعث کے باب کا فرق ہے اور ایک روایت سے الفاظ [illegible] روایت کی طرح ہیں)

مسند احمد میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ارشاد نبوی ﷺ مروی ہے کہ "قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک تیس دجال ظاہر نہ ہو جائیں، ان میں سے ہر ایک یہ گمان کرے گا کہ وہ اللہ کا رسول ہے، مال بہت زیادہ ہو جائے گا، فتنے ظاہر ہوں گے اور ہرج زیادہ ہو جائے گا۔ دریافت کیا گیا کہ ہرج کیا ہے؟" حضور ﷺ نے قتل قتل قتل (تین مرتبہ) فرمایا۔[1]

ابوداؤد میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ارشاد نبوی ﷺ مروی ہے فرمایا کہ "قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک تیس جھوٹے دجال نہ نکل آئیں، ہر ایک اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پر جھوٹ بولے گا۔"

مسند احمد میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ارشاد نبوی ﷺ مروی ہے کہ "قیامت کے قریب تقریباً تیس جھوٹے آئیں گے، ہر ایک کہے گا کہ میں نبی ہوں۔"[2]

مسند احمد میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا

"عنقریب میری امت میں دجال اور جھوٹے لوگ تمہارے پاس نئی نئی باتیں لے کر آئیں گے جنہیں نہ تم نے سنا ہوگا نہ تمہارے باپ دادوں نے، ان سے بچتے رہو، [illegible] وہ تمہیں گمراہ نہ کرنے پائیں۔"[3]

صحیح مسلم میں حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے ارشاد نبوی ﷺ مروی ہے کہ اور بیشک میری امت میں تیس جھوٹے آئیں گے، ہر ایک یہ خیال کرتا ہوگا [illegible] حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

مسند احمد میں ابوالولید سے مروی ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کسی نے مختار کے بارے میں سوال کیا کہ کیا ان کے [illegible] تو انہوں نے فرمایا کہ "اللہ کی قسم! وہ جھوٹا ہے، رسول اکرم ﷺ کے عہد مبارک میں تھے اور دین پر تھے" پھر فرمایا کہ "واللہ میں نے رسول اکرم ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ قیامت سے پہلے تیس دجال ضرور آئیں گے اور ان میں سے [illegible] جھوٹے آئیں گے۔"

**امت مسلمہ میں جہنم کی طرف بلانے والے بھی آئیں گے** — طبرانی، مسند احمد اور مسند ابویعلیٰ میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے ارشاد نبوی ﷺ مروی ہے کہ "میری امت میں ستر اور کچھ (ستر سے اسی کے درمیان) داعی آئیں گے، ہر ایک جہنم کی طرف بلانے والا ہوگا، اگر میں چاہوں تو تمہیں ان کے نام اور قبیلے بھی بتا سکتا ہوں۔"[4]

[illegible] میں ابویعلیٰ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ارشاد نقل کیا ہے وہ عبداللہ بن سبا (ملعون) سے فرما رہے تھے "تجھے ہلاکت ہو، میں نے [illegible] اور میں نے رسول اکرم ﷺ سے یہ سنا ہے کہ قیامت سے پہلے تیس جھوٹے آئیں گے۔" (میں سمجھتا ہوں [illegible] میں سے ایک ہے)

مسند احمد میں حضرت [illegible] رضی اللہ عنہ سے ارشاد نبوی ﷺ مروی ہے کہ دجال سے پہلے ستر سے زائد دجال (فریبی لوگ) آئیں گے [illegible]

مسند احمد میں حضرت [illegible] رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے مسیلمہ کے بارے میں خطبہ دیتے ہوئے فرمایا

[illegible] یہ ان تیس جھوٹوں میں سے ایک ہے [illegible] کوئی شہر ایسا نہ بچے گا جہاں اس کا رعب نہ پہنچے۔"

---

[1] [illegible]

[2] [illegible]

[3] [illegible]

[4] [illegible]

[5] [illegible]

مسند احمد میں بھی روایت حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اور اس میں پہنچنے کے بجائے داخل ہونے کے الفاظ آئے ہیں۔

مسند احمد ہی میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے ارشاد نبوی ﷺ مروی ہے کہ دجال سے پہلے چند سال دھوکے کے ہوں گے جس میں سچا جھوٹ بولے گا اور جھوٹا سچ بولے گا امانت دار خیانت کرے گا اور خائن امانت داری کرے گا اور ان میں رویبضہ بات کریں گے پوچھا گیا رویبضہ کون ہیں؟ فرمایا فساق لوگ۔۔ وہ عوام کے امور میں بات کریں گے۔

**ابن صیاد کے بارے میں احادیث کا تذکرہ** — صحیح مسلم ابن شہاب زہری سے مروی ہے کہ سالم بن عبداللہ نے انہیں خبر دی کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ ایک جماعت میں (گروپ) چلے ابن صیاد سے پہلے۔ حتیٰ کہ ابن صیاد کو بنو مغالہ کے قلعے میں بچوں کے ساتھ کھیلتا پایا اس وقت ابن صیاد عمر شعور کے قریب تھا اسے نبی کریم ﷺ کی آمد کا احساس نہ ہوا نبی کریم ﷺ نے قریب جا کر اس کی کمر پر ہاتھ مارا اور فرمایا "کیا تو گواہی دیتا ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں، اس نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ تم ان پڑھ لوگوں کے نبی ہو پھر کہنے لگا (رسول کریم ﷺ سے) کیا آپ گواہی دیتے ہیں کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں اللہ اور اس کے سب رسولوں پر ایمان لایا پھر تم کیا سمجھتے ہو؟ اس نے کہا میرے پاس سچے جھوٹے سب آتے ہیں، تو آپ ﷺ نے فرمایا تجھ پر معاملہ خلط ملط ہو گیا ہے پھر فرمایا میں تجھ سے ایک خفیہ بات پوچھتا ہوں۔ اس نے کہا کہ وہ "دخ" ہے (دخ کے معنی ایک نرم بوٹی کے ہیں ایک اور روایت میں دخ دال سے آیا ہے اس سے مراد دخان یعنی دھواں جو قرآن کریم میں قیامت کے آثار میں سے شمار کیا گیا ہے لیکن صحیح بات یہ ہے کہ ابن صیاد نے کوئی ایسا جملہ کہا جس کا نجومیوں کی عادت اور طریقے میں کوئی معنی موجود نہیں) چنانچہ آپ ﷺ نے اس سے فرمایا، مسخ ہو جا تو اپنی قدر سے آگے نہ بڑھ سکے گا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہنے لگے کہ رسول اللہ مجھے اجازت دیں میں اس کی گردن مار دوں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا "اگر یہ وہی (دجال) ہے تو تم اس پر مسلط نہیں ہو سکو گے اور اگر یہ وہ نہیں تو اس کے قتل میں خیر نہیں۔

سالم بن عبداللہ بن عمر اپنے والد کا ارشاد نقل کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کھجور کے درختوں کے اس جھنڈ میں تشریف لے گئے جہاں ابن صیاد تھا آپ ﷺ اس سے چھپ چھپا کر وہاں گئے تاکہ ابن صیاد کے دیکھنے سے پہلے اس کی کوئی بات سن لیں آپ ﷺ نے اس کو ایک چادر میں لپٹے دیکھ لیا۔ آپ ﷺ کو اس طرح چھپ کر آتے ہوئے ابن صیاد کی ماں نے دیکھ لیا اور ابن صیاد کو آواز دی اے صاف (ابن صیاد کا اصل نام) یہ محمد ﷺ تیرے (پیچھے) آ رہے ہیں چنانچہ ابن صیاد فوراً اٹھ کھڑا ہوا تو آپ ﷺ نے تاسف سے فرمایا کہ اگر یہ عورت رہنے دیتی تو بات واضح ہو جاتی۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے خطبہ دیتے ہوئے حمد و ثنا کے بعد لوگوں سے دجال کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا "میں تمہیں اس کے بارے میں خبردار کر رہا ہوں، جو بھی نبی آیا اس نے اپنی قوم کو اس (دجال) کے بارے میں خبردار کیا (ڈرایا ہے) حضرت نوح علیہ السلام نے بھی اپنی قوم کو ڈرایا تھا لیکن میں اس کے بارے میں ایسی بات کہہ رہا ہوں جو پہلے کسی نبی نے نہیں کہی تھی۔ جان لو کہ وہ کانا ہے اور اللہ تعالیٰ ایسا نہیں ہے۔ ایک اور روایت میں عمر بن ثابت انصاری سے بعض صحابہ کے حوالے سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے لوگوں کو دجال سے خبردار کرتے ہوئے فرمایا کہ "اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان کافر لکھا ہوگا جو شخص دجال کے اعمال کو ناپسند کرے گا وہ اس کو پڑھ سکے گا۔ یا فرمایا کہ اسے ہر مومن پڑھ سکے گا۔ آپ ﷺ نے مزید فرمایا کہ جان رکھو کہ کوئی شخص مرتے دم تک اپنے رب کو نہیں دیکھ سکتا۔(۱)

**دجال کے بعض اوصاف کا ذکر بزبان رسول ﷺ** — بخاری و مسلم میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "اللہ تعالیٰ تو کانا نہیں ہے مگر دجال دائیں آنکھ سے کانا ہوگا، گویا اس کی آنکھ انگور کی طرح پھولی ہوئی ہے"(۲)

صحیح مسلم میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ارشاد نبوی ﷺ مروی ہے کہ ہر نبی نے اپنی قوم کو جھوٹے دجال (کی آمد) سے ڈرایا ہے۔ مگر یہ کہ وہ

---

(۱) بخاری احادیث الانبیاء حدیث نمبر ۳۳۳۷، مسلم حدیث نمبر ۷۲۹۳

(۲) بخاری احادیث الانبیاء حدیث نمبر ۳۴۳۹، مسلم حدیث نمبر ۷۳۹۸، مسند احمد ۲/۳۷

دجال کانا ہے اور تمہارا رب ایسا نہیں ہے اور اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان کافر لکھا ہوا ہے"(1) بخاری میں بھی ایسی ہی ایک حدیث ہے۔

صحیح مسلم میں حضرت انس سے ارشاد نبوی ﷺ مروی ہے کہ "دجال چھوٹی ہوئی آنکھ والا ہے۔ اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان کافر لکھا ہوا ہے اور کافر سے آگے کو واضح لکھا ہوا ہے۔ جسے ہر مسلمان پڑھ سکتا ہے۔"(2)

صحیح مسلم میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے ارشاد نبوی ﷺ مروی ہے۔

"بے شک میں وہ چیزیں بھی جانتا ہوں جو دجال کے ساتھ ہوں گی۔ اس کے ساتھ دو نہریں ہوں گی ایک میں سفید پانی نظر آئے گا اور دوسری میں بھڑکتی آگ ہوگی۔ اگر تم میں سے کوئی اس کو پائے تو وہ اس نہر میں آئے جو آگ نظر آ رہی ہو اور اس میں غوطہ لگا کر سر جھکائے پھر پانی پئے تو وہ ٹھنڈا پانی ہوگا اور بے شک دجال چھوٹی آنکھ والا ہوگا۔ جس پر موٹا چھلکا ہوگا۔ اور آنکھوں کے درمیان کافر لکھا ہوگا جسے ہر پڑھا اور ان پڑھ مسلمان پڑھ سکے گا۔"(3)

**دجال کی آگ جنت اور اس کی جنت آگ (جہنم) ہوگی** —— بخاری مسلم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ارشاد نبوی ﷺ مروی ہے کہ "کیا میں تمہیں دجال کے بارے میں ایسی بات نہ بتاؤں جو مجھ سے پہلے کسی نبی نے اپنی قوم کو نہیں بتائی کہ وہ کانا ہوگا اور جہنم اور جنت جیسی دو چیزیں لائے گا، جسے وہ جنت کہے گا وہ جہنم ہوگی اور جسے جہنم کہے گا وہ جنت ہوگی"۔ میں نے تمہیں اس چیز سے خبردار کر دیا ہے جس سے قوم نوح کو خبردار کیا گیا تھا۔(4)

**دجال کی قوت اور فتنے سے مرعوب ہو کر اس کا ساتھ نہ دینا (ارشاد نبوی ﷺ)** —— صحیح مسلم میں محمد بن منکدر سے مروی ہے کہ میں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کو قسم کھا کر یہ فرماتے سنا کہ ابن صیاد ہی دجال ہے۔ میں نے پوچھا کہ آپ کس بنیاد پر قسم کھا رہے ہیں؟ انہوں نے فرمایا کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو قسم کھا کر نبی کریم ﷺ کے سامنے یہی کہتے سنا مگر نبی کریم ﷺ نے اس پر نکیر نہیں فرمائی۔

حضرت نافع سے مروی ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کو ایک مرتبہ مدینے کی کسی گلی میں ابن صیاد مل گیا تو ابن عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو کوئی ایسی بات کہی جس پر اسے غصہ آ گیا اور اس نے یوں سانس کھینچی کہ وہ پھول گیا (ایک روایت میں ہے کہ اس نے گدھے سے بھی زیادہ بدترین آواز نکالی) اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے اسے اپنے ڈنڈے سے اتنا مارا کہ ان کا ڈنڈا ٹوٹ گیا۔ اس کے بعد وہ اپنی بہن ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے اور گویا ہوئے کہ میں نے جو کچھ ابن صیاد کے ساتھ کیا اس سے مقصد یہ تھا کہ مجھے یہ پتہ تھا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھا کہ "دجال کسی بات پر غصے کی وجہ سے نکلے گا"۔(5)

**ابن صیاد اصل دجال ہے یا نہیں** —— بعض علماء کا قول ہے کہ ابن صیاد کے بارے میں بعض صحابہ کا خیال تھا کہ وہ اصل دجال ہے حالانکہ یہ بات درست نہیں وہ تو ایک چھوٹا سا آدمی تھا۔ اور صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ ایک مرتبہ حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے اس کی مدینے اور مکہ کے درمیان ملاقات ہوئی تو انہوں نے اس سے یہ گفتگو کی جو لوگ کیا کرتے تھے کہ وہ دجال ہے تو اس نے حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے کہا کہ "کیا رسول اللہ ﷺ نے یہ نہیں فرمایا کہ دجال مدینے میں داخل نہ ہو سکے گا"۔ حالانکہ میں تو مدینے میں پیدا ہوا ہوں۔ اور یہ کہ "دجال کی اولاد نہ ہوگی" حالانکہ میری اولاد ہے۔ اور یہ کہ "وہ کافر ہوگا" حالانکہ میں مسلمان ہوں۔(6)

ابن صیاد نے حضرت ابو سعید سے اس کے علاوہ یہ بھی کہا کہ "میں دجال اور اس کے نکلنے کے بارے میں لوگوں سے زیادہ جانتا ہوں اور یہ کہ اگر مجھے پیشکش کی جائے کہ میں دجال بن جاؤں تو میں یہ پیشکش رد نہیں کروں گا۔

مسند احمد میں حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ کی مجلس میں ابن صیاد کا ذکر چھڑ گیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ

---

(1) بخاری حدیث نمبر ۷۱۳۱، مسلم حدیث نمبر ۲۹۳۳ (2) صحیح مسلم حدیث نمبر ۲۹۳۴، ابو داؤد حدیث نمبر ۴۳۲۱

(3) بخاری کی روایت کتاب الانبیاء حدیث نمبر ۳۴۵۰، مسلم حدیث نمبر ۲۹۳۴، ابو داؤد حدیث نمبر ۴۳۱۵ (4) بخاری حدیث نمبر ۳۳۳۸، مسلم حدیث نمبر ۲۹۳۶

(5) صحیح مسلم حدیث نمبر ۲۹۳۲ [illegible] (6) صحیح مسلم حدیث نمبر ۲۹۲۷، ترمذی حدیث نمبر ۲۲۴۶

کہنے لگے کہ وہ یہ گمان کرتا ہے کہ وہ جس چیز کے پاس سے گزرتا ہے وہ اس سے بات کرتی ہے۔"

مقصود اس کلام کا یہ ہے کہ ابن صیاد قطعاً وہ "دجال" نہیں ہے جو آخری زمانے میں نکلے گا۔ اور یہ ہم فاطمہ بنت قیس کی حدیث کی وجہ سے کہہ رہے ہیں جو اس بارے میں فیصلہ کن حدیث ہے...... واللہ اعلم۔

**فاطمہ بنت قیس کی حدیث** — صحیح مسلم میں عامر بن شراحیل شعبی سے مروی ہے کہ میں نے ہمدان کو حضرت فاطمہ بنت قیس سے یہ پوچھتے سنا کہ "مجھے کوئی حدیث سنایئے جو آپ نے رسول اکرم ﷺ سے سنی ہو" تو انہوں نے کہنا شروع کیا کہ میں نے مغیرہ سے نکاح کیا تھا جو قریش کے بہترین نوجوانوں میں سے ایک تھے پھر وہ رسول اکرم ﷺ کی معیت میں پہلے جہاد میں جاں بحق ہوئے ان کے انتقال کے بعد مجھے حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے "جو کہ نبی کریم ﷺ کے ایک ساتھی تھے" پیغام نکاح دیا اور رسول اکرم ﷺ نے مجھے اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کے لیے پیغام بھیجا، اور مجھے آپ ﷺ کا یہ ارشاد پہنچ چکا تھا کہ "جو شخص مجھ سے محبت کرتا ہے اسے چاہیے کہ وہ اسامہ سے محبت کرے" جب رسول اکرم ﷺ نے مجھ سے بات کی تو میں نے عرض کیا کہ میرا معاملہ آپ کے ہاتھ میں ہے۔ آپ ﷺ جس سے چاہیں میرا نکاح فرما دیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ "ام شریک کے پاس منتقل ہو جاؤ" ام شریک انصار کی ایک مالدار اور اللہ کے راستے میں خوب مال خرچ کرنے والی خاتون تھیں۔ ان کے ہاں بے شمار مہمان آیا کرتے تھے۔ میں نے کہا کہ میں منتقل ہو جاؤں گی تو فرمایا کہ "تمہیں ان کے ہاں مت جاؤ ان کے ہاں مہمان بہت آتے ہیں مجھے یہ ناپسند ہے کہ کہیں تمہاری چادر ڈھلک جائے یا پنڈلی سے کپڑا ہٹ جائے اور لوگوں کی نظر پڑے جو تمہیں پسند نہ ہو لیکن اپنے چچازاد عبداللہ بن عمرو بن ام مکتوم کے ہاں منتقل ہو جاؤ۔ یہ قریشی قبیلے بنو فہر کے ایک شخص تھے چنانچہ میں نے وہاں عدت پوری کی اور عدت کے بعد نبی کریم ﷺ کے ہمراہ نماز میں شریک ہوئی۔

جب نبی کریم ﷺ نے نماز پوری فرمائی تو منبر پر بیٹھ گئے اور ہنس رہے تھے۔ فرمایا کہ "ہر شخص اپنی نماز کی جگہ ہی رہے۔ پھر فرمایا کیا تمہیں معلوم ہے کہ میں نے تمہیں کیوں جمع کیا ہے؟" لوگوں نے کہا اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا کہ "میں نے تمہیں کسی ترغیب یا ترہیب کی بات کہنے کے لیے جمع نہیں کیا بلکہ یہ تمیم داری جو کہ پہلے عیسائی تھے اب مسلمان ہو کر بیعت کر چکے ہیں۔ انہوں نے مجھے ایک بات بتائی ہے جو اس بات کے موافق ہے جو میں تمہیں دجال کے بارے میں بتایا کرتا ہوں۔ انہوں نے مجھے بتایا ہے کہ یہ لخم اور جذام قبائل کے دوسرے تیس آدمیوں کے ہمراہ کشتی میں سوار ہوئے تھے تو طوفانی لہریں ایک مہینے تک انہیں سمندر میں گھماتی رہیں اور پھر ایک جزیرے پر دھکیل دیا اس سمت میں جہاں سورج غروب ہوتا ہے۔

پھر یہ جزیرے میں داخل ہوئے تو وہاں ایک بالوں سے بھری ایک مخلوق دیکھی، بالوں کی کثرت سے اس کے جسم کے اگلے اور پچھلے حصے کا اندازہ نہیں ہو پاتا تھا انہوں نے اس سے کہا تیرا ستیاناس! تو کون ہے؟" اس نے کہا میں جساسہ ہوں۔ تو اس نے کہا لوگو اس طرف جاؤ وہاں تمہارے شوق کے مطابق کوئی ملے گا۔ تمیم داری نے کہا کہ جب اس نے ہمیں کسی شخص کے بارے میں بتایا تو ہم اس (جساسہ) سے ڈر گئے کہ کہیں یہ شیطان نہ ہو۔ چنانچہ ہم تیزی سے وہاں پہنچے تو وہاں ایک بہت بڑا انسان دیکھا اتنا لمبا چوڑا انسان ہم نے پہلے نہیں دیکھا تھا اس کے ہاتھ گردن پر بندھے تھے اور وہ سر سے پیر تک زنجیروں سے جکڑا ہوا تھا۔ ہم نے اس سے پوچھا کہ "تو کون ہے؟" تو اس نے کہا کہ جب تم یہاں مجھ تک پہنچ ہی گئے ہو تو بتاؤ کہ تم کون ہو؟" (انہوں نے پورا احوال سمندر اور جساسہ سے ملنے کا بتا دیا) تو اس نے پوچھا کہ مجھے بیسان کے کھجور کے درختوں کے بارے میں بتاؤ؟" انہوں نے کہا کیا بتائیں؟" اس نے کہا بتاؤ کہ وہ پھل دے رہے ہیں؟" ہم نے کہا ہاں دے رہے ہیں۔ اس نے کہا کہ عنقریب وہ پھل نہ دیں گے پھر اس نے پوچھا کہ مجھے بحیرہ طبریہ کے بارے میں بتاؤ؟" انہوں نے پوچھا کہ اس کی حالت بتائیں؟ کیا کہتا ہے؟ اس میں پانی ہے یا نہیں؟" ہم نے کہا وہاں پانی ہے؟" اس نے کہا عنقریب وہ خشک ہو جائے گا پھر اس نے کہا کہ "مجھے زغر (شام کا ایک علاقہ) کے چشموں کے بارے میں بتاؤ؟" انہوں نے کہا کیا بتائیں؟" اس نے کہا کیا اس میں پانی ہے؟" انہوں نے کہا کہ ہاں اس میں پانی ہے۔ اس نے پوچھا کیا لوگ اس پانی سے زمینیں سیراب کرتے ہیں؟" انہوں نے کہا کہ ہاں وہ پانی بہت زیادہ ہے اور لوگ اس سے زمینیں سیراب کرتے ہیں۔ پھر اس نے پوچھا کہ مجھے امیین کے نبی کے بارے میں بتاؤ اس کا کیا کہنا ہے؟" انہوں نے کہا وہ مکہ سے نکل کر مدینے (یثرب) آ چکے ہیں۔ اس نے پوچھا کہ کیا عربوں نے ان سے جنگ کی؟" ہم نے کہا ہاں کی۔ اس نے پوچھا کیا نتیجہ نکلا؟" ہم نے بتایا کہ وہ اپنے اردگرد کے عربوں پر غالب آ گیا ہے اور وہ اس کے مطیع ہو گئے ہیں۔ اس نے کہا کہ یہ ہونا ہی تھا اور ان کے لیے یہی بہتر

ہے کہ وہ اس کی اطاعت کریں۔ اب میں تمہیں اپنے بارے میں بتاتا ہوں۔ میں مسیح (دجال) ہوں اور عنقریب ہو سکتا ہے کہ مجھے نکلنے کا حکم کر دیا جائے اور میں نکل کر چلوں تو میں چالیس میں سے کوئی قصبہ نہ چھوڑوں گا جس سے گذر نہ ہو سوائے مکہ اور طیبہ (مدینہ) کے۔ وہ دونوں مجھ پر حرام ہیں اور جب بھی میں ان کے قریب جاؤں گا وہاں فرشتہ میرے سامنے آئے گا جس کے ہاتھ میں چمکتی تلوار ہوگی اور ان کے ہر راستے پر فرشتے ان کی حفاظت کر رہے ہوں گے۔ یہ فرما کر آپ نے نیزے کی نوک سے منبر کو چھوا اور فرمایا کہ یہ طیبہ (مدینہ) ہے۔

سنو کیا میں نے تمہیں یہ بتایا تھا؟ لوگوں نے کہا جی ہاں۔ مجھے تمیم کے اس واقعہ سے بڑی حیرت ہوئی کہ یہ اس کے موافق ہے جو میں نے تمہیں دجال، مکہ اور مدینے کے بارے میں بتایا تھا۔ مگر یہ کہ وہ مشرق کی طرف۔ بحر شام یا فرمایا بحر یمن میں ہے۔ یہ فرما کر آپ ﷺ نے ہاتھ سے مشرق کی طرف اشارہ کیا فرمایا" فاطمہ کہتی ہیں کہ یہ ساری حدیث میں نے رسول اکرم ﷺ سے یاد رکھی۔ (۱)

**حدیث کا ایک اور طریق** —— مسلم میں سیار کی سند سے شعبی سے مروی ہے کہ اس میں صرف یہ فرق ہے کہ فاطمہ کہتی ہیں کہ تمیم داری اور عزیز و اقارب سمیت اس میں سوار ہوئے اور اس جزیرے کے قریب وہ کشتی سے بھٹکنے کی وجہ سے گر گئے اور پانی کی تلاش میں اس کے اندر گئے جہاں اسی بال والی مخلوق سے ملاقات ہوئی الی آخرہ۔ اور پھر رسول اکرم ﷺ نے انھیں لوگوں کے سامنے کیا کہ وہ یہ واقعہ سنائیں اور پھر فرمایا کہ یہ طیبہ ہے اور وہ دجال ہے۔

ابو بکر اسحاق کی سند سے مروی روایت میں الفاظ ہیں کہ اے لوگو! مجھے تمیم داری نے بتایا کہ اس کی قوم کے کچھ لوگ سمندری سفر پر گئے۔ الی آخرہ (۲)

مسند احمد میں یحییٰ بن سعید کی سند سے فاطمہ سے مروی ہے کہ مجھے عہد رسالت میں میرے شوہر نے طلاق دے دی تھی، اسی دوران اسے رسول اکرم ﷺ نے ایک سریہ (فوجی مہم) میں بھیج دیا۔ ادھر میرے دیور نے مجھے کہا کہ گھر سے نکل جا! میں نے اسے کہا کہ جب تک عدت نہیں گذر جاتی یہاں مجھے رہنے اور کھانے کا حق ہے۔ مگر اس نے کہا نہیں ہے۔ چنانچہ میں رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں آئی (اور پوری صورتحال بتائی) چنانچہ آپ ﷺ نے میرے دیور کو بلا لیا۔ اور پوچھا کہ بنتِ قیس اور تمہارا کیا جھگڑا ہے؟ اس نے کہا" یا رسول اللہ میرے بھائی نے اسے تین طلاقیں ایک ساتھ دے دی ہیں تو رسول اکرم ﷺ نے فرمایا دیکھو بنت قیس نفقہ اور رہائش طلاق کے بعد اس عورت کا حق ہے جسے طلاق رجعی ملی ہے۔ لہذا اب اسے تم سے رجعت کا حق نہیں ہے۔ لہذا تم وہاں سے نکل کر فلاں خاتون کے پاس چلی جاؤ! پھر فرمایا کہ اس کے ہاں مہمان آتے رہتے ہیں۔ اس لیے تم ابن ام مکتوم کے ہاں چلی جاؤ۔ وہ نابینا ہے تمہیں دیکھ نہیں سکے گا۔ جب تک میں تمہارا نکاح نہ کروں تم کسی سے نکاح نہ کرنا۔ فاطمہ کہتی ہیں کہ

پھر مجھے قریش کے ایک سرکردہ شخص نے پیغام نکاح دیا تو میں نے خدمت نبوی ﷺ میں جا کر عرض کر دیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کیا تم اس شخص سے نکاح کر لو گی جو مجھے اس شخص سے زیادہ پسند ہے؟ میں نے کہا یا رسول اللہ کیوں نہیں۔ آپ جس سے چاہیں میرا نکاح فرما دیں۔ چنانچہ آپ ﷺ نے میرا نکاح حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے فرما دیا۔

راوی عامر کہتے ہیں کہ جب میں حضرت فاطمہ بنت قیس کے ہاں سے اٹھ کر جانے لگا تو انہوں نے مجھے روک دیا اور فرمایا کہ بیٹھو میں تمہیں رسول اکرم ﷺ سے سنی ہوئی ایک اور حدیث بھی سناؤں گی۔ پھر فرمایا کہ ایک مرتبہ گرمی کے دنوں میں نبی کریم ﷺ نے ظہر کی نماز پڑھائی اور پھر بیٹھ گئے جب لوگ فارغ ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ لوگو اپنی جگہ بیٹھے رہو کیونکہ میں بات کی اہمیت کی وجہ سے اپنی جگہ سے تمہیں بتاتا ہوں۔

کیونکہ یہ تمیم داری ہے اس نے مجھے آ کر ایک واقعہ سنایا جس کی خوشی اور آنکھوں کی ٹھنڈک نے مجھے قیلولہ کرنے سے روک دیا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ تمہارے نبی کی خوشی تم پر بھی کھول دوں۔ اس نے مجھے بتایا کہ ان کے عزیزوں کا ایک گروپ سمندر کے سفر پر روانہ ہوا مگر طوفانی لہروں نے ان کی کشتی کو ایک نامعلوم جزیرے پر لا پھینکا۔ چنانچہ یہ کشتی کے قریب ہی اتر کر بیٹھ گئے۔ اچانک انھیں ایک خوفناک سی چیز جس میں بال بہت تھے نظر آئی، پتہ نہیں چل رہا تھا کہ وہ مرد ہے یا عورت؟ تو انہوں نے اس کو سلام کیا اور اس نے سلام کا جواب دیا" انہوں نے پوچھا تم کون ہو؟ تو اس نے کہا مجھ سے پوچھنا ہے نہ بتانا ہے البتہ اس جزیرے کے گرجے میں ایک شخص ہے جو تمہارے شوق کی خبریں دے گا۔ انہوں نے پوچھا تم کون ہو؟ اس نے کہا

---

(۱) مسلم کتاب الفتن حدیث نمبر ۷۳۸۶، ترمذی حدیث نمبر ۲۲۵۳ (۲) مسلم کتاب الفتن حدیث نمبر ۷۳۹۲، ابوداؤد کتاب الملاحم حدیث نمبر ۴۳۲۹

میں جساسہ ہوں۔ چنانچہ یہ لوگ اس گھر کے (خانقاہ نما) میں گئے تو وہاں ایک شخص کو زنجیروں میں سخت جکڑا ہوا پایا۔ انہوں نے اس کو سلام کیا اس نے جواب دیا اور پوچھا تم لوگ کون ہو؟ انہوں نے کہا کہ ہم عرب ہیں۔ اس نے پوچھا کہ عرب کا کیا بنا؟ ان کا نبی نکل آیا؟ انہوں نے کہا ہاں۔ اس نے پوچھا عربوں نے کیا کیا؟ انہوں نے کہا کہ اچھا کیا۔ ایمان لائے اور تصدیق کی۔ اس نے کہا یہ ان کے لیے بہتر ہے۔ انہوں نے کہا پہلے یہ اس کے دشمن تھے اللہ نے نبی کو ان پر غالب کر دیا۔ اس نے پوچھا کیا عرب کا اب خدا ایک ہی ہے؟ نبی ایک ہی ہے اور کلمہ ایک ہی ہے؟ انہوں نے کہا ہاں۔ پھر اس نے پوچھا زغر کے چشمے کا کیا بنا؟ انہوں نے کہا ٹھیک ہے وہاں کے رہنے والے پانی پی رہے ہیں اور کھیتیوں کو سیراب کر رہے ہیں۔ اس نے پوچھا کہ عمان اور بیسان کے درمیان واقع کھجور کے درخت کیسے ہیں؟ انہوں نے کہا کہ اچھے ہیں ہر سال پھل دے رہے ہیں۔ اس نے پوچھا کہ بحیرہ طبریہ کا کیا بنا؟ انہوں نے کہا کہ بھرا ہوا ہے۔ یہ سن کر اس نے لمبی سانس کھینچی اور قسم کھا کر کہا کہ جب میں اس جگہ سے نکلوں گا تو دنیا کا کوئی علاقہ نہ چھوڑوں گا جس میں نہ جاؤں سوائے مکہ اور طیبہ کے ان پر میرا زور نہیں چلے گا"۔

اتنا واقعہ بیان کر کے رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ دجال مدینے میں داخل نہ ہو سکے گا۔ یہاں میری خوشی کی انتہا ہو گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دجال پر مدینے میں داخل ہونا حرام کر دیا ہے۔ پھر رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ "اللہ کی قسم جس کے سوا کوئی بندگی کے لائق نہیں۔ اس کا کوئی تنگ یا کشادہ، آسان اور مشکل کوئی ایسا راستہ نہیں جس پر قیامت تک کوئی فرشتہ تلوار لیے کھڑا نہ ہو۔ دجال اہل مدینہ پر داخل ہونے کی طاقت ہی نہ رکھ سکے گا"۔

عامر کہتے ہیں کہ میں پھر قاسم بن محمد (بن ابی بکر) سے ملا تو انہوں نے بھی گواہی دی کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے یہی حدیث انہیں اسی طرح سنائی تھی صرف اس میں مدینے کے ساتھ مکہ کے حرام ہونے کے الفاظ بھی تھے۔ (۱)

سنن ابی داؤد میں حضرت فاطمہ بنت قیس سے مروی ہے کہ "رسول اکرم ﷺ نے ایک رات عشاء کی نماز مؤخر کر دی اور پھر گھر سے باہر تشریف لا کر فرمایا کہ مجھے اس واقعے نے روک رکھا جو تمیم داری نے مجھے سنایا کہ سمندری جزیروں میں سے ایک جزیرے میں ایک شخص نے ایک عورت کو دیکھا جس کے بال لٹکے ہوئے ہیں اس نے پوچھا تو کون ہے؟ اس نے کہا میں جساسہ ہوں۔ اس طرف محل میں جاؤ تو وہ وہاں گیا دیکھا کہ ایک شخص جس کے ہاتھ لٹکے ہوئے تھے اور زنجیروں سے بندھا ہوا تھا جو آسمان اور زمین کے درمیان لگی ہوئی تھی (وہ کہتا ہے کہ) میں نے کہا تو کون ہے؟ اس نے کہا میں دجال ہوں۔ عرب کا کیا بنا ان کا نبی آ گیا؟ میں نے کہا ہاں اس نے پوچھا عربوں نے اطاعت کی یا نافرمانی؟ اس نے کہا کہ اطاعت کر لی ہے تو دجال نے کہا یہ ان کے لیے بہتر ہے۔ (۲)

(اس کے بعد وہی روایت ہے جو عامر نے حضرت فاطمہ بنت قیس سے نقل کی ہے)

ابو داؤد ہی میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ایک دن منبر پر ارشاد فرمایا کہ کچھ لوگ سمندر میں سفر پر تھے کہ ان کا کھانا ختم ہو گیا اور ان کے لیے ایک جزیرہ بلند کر دیا گیا تو وہ خوراک کی تلاش میں ادھر چلے گئے وہاں انہیں جساسہ ملی۔ (راوی ولید کہتے ہیں کہ میں نے ابو سلمہ سے پوچھا کہ جساسہ کیا ہے؟ انہوں نے بتایا کہ ایک عورت جس کے سر اور بدن کے بال لٹکے ہوئے تھے) اس کے بعد سابقہ حدیث کی طرح الفاظ ہیں۔

ابو سلمہ کہتے ہیں کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ وہ دجال تھا اور میں (ابو سلمہ رضی اللہ عنہ) حدیث کے کچھ الفاظ بھول گیا ہوں۔ حضرت جابر نے گواہی دی کہ وہ ابن صیاد تھا۔ میں نے کہا وہ تو مر چکا اور اسلام بھی لے آیا تھا۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا اگرچہ اسلام لے آیا ہو۔ میں نے کہا کہ وہ تو مدینے میں داخل ہوا تھا۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا چاہے داخل ہوا ہو۔ (۳)

مسند ابو یعلیٰ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ منبر پر تشریف لائے اور فرمایا کہ مجھے تمیم رضی اللہ عنہ نے ایک واقعہ سنایا ہے۔ اتنے میں تمیم رضی اللہ عنہ مسجد کے کسی کونے میں نظر آ گئے تو فرمایا کہ تمیم رضی اللہ عنہ لوگوں کو وہ واقعہ سناؤ جو تم نے مجھے سنایا تھا۔ چنانچہ حضرت تمیم رضی اللہ عنہ نے سنانا شروع کیا۔

---

(۱) ابوداؤد کتاب الطلاق حدیث نمبر ۲۲۸۸، ابن ماجہ حدیث نمبر ۴۰۷۴، مسند احمد صفحہ ۶/۳۷۳

(۲) ابوداؤد حدیث نمبر ۴۳۲۵

(۳) مسند احمد حدیث نمبر ۴۳۲۸

ہم ایک جزیرے میں تھے وہاں ہمیں ایک جانور ملا ہمیں اس کے اگلے پچھلے حصے کا پتہ نہیں لگ رہا تھا۔ وہ کہنے لگا کہ تم میری خلقت پر تعجب کررہے ہو یہاں ایک گھر ہے (غار وغیرہ) میں ایک شخص موجود ہے جو تم سے بات کرنے کا شوق رکھتا ہے؟ ہم وہاں گئے تو ایک شخص جو لوہے کی زنجیروں سے بندھا ہوا تھا اس کے ناک کا ایک دہانہ بند اور آنکھ پھوٹی ہوئی تھی۔ اس نے ہم سے پوچھا تم کون ہو؟ ہم نے اسے بتایا اس نے پوچھا تیمہ و طبریہ کا کیا بنا؟ ہم نے کہا وہ ویسا ہی ہے؟ اس نے پوچھا کہ بیسان کے کھجور کے درختوں کا کیا بنا؟ ہم نے کہا ایسے ہی ہیں۔ تو وہ کہنے لگا کہ میں اپنے پاؤں سے پوری زمین کو روندوں گا سوائے ابراہیم علیہ السلام کے شہر اور طیبہ کے۔ (1) رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ طیبہ مدینہ ہے۔ ...... ابو حاتم کہتے ہیں کہ اس کی سند پایہ اعتبار نہیں۔

ابن صیاد مدینہ کے یہودیوں میں سے تھا...... امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ "مدینہ میں رہنے والے یہودیوں میں سے ایک عورت کے ہاں بچے کی ولادت ہوئی، جس کی ایک آنکھ مسخ شدہ تھی اور اگلے دانت باہر کی طرف نکلے ہوئے تھے۔ آنحضرت ﷺ نے جب اس کو دیکھا تو گمان ہوا کہ کہیں یہی دجال نہ ہو؟ چنانچہ ایک دن ابن صیاد کو ایک درخت کے نیچے سوتے ہوئے پایا۔ سوتے ہوئے اس کے منہ سے مکھیوں کی بھنبھناہٹ جیسی آواز نکل رہی تھی۔ جناب نبی کریم ﷺ آہستہ آہستہ اس کے قریب ہو رہے تھے کہ اس کی ماں نے دیکھ لیا اور پکار کر کہا اے عبداللہ ابو القاسم (ﷺ) آرہے ہیں، اٹھو اور وہاں سے نکل جاؤ۔

آپ ﷺ نے فرمایا "اللہ تعالیٰ اس کا ستیاناس کرے۔ اس کو کیا ہوا؟! اگر کچھ دیر صبر کرلیتی تو مسئلہ معلوم ہو جاتا۔ پھر ابن صیاد سے مخاطب ہو کر فرمایا اے ابن صیاد! کیا دیکھتے ہو؟ کہنے لگا مجھے حق دکھائی دیتا ہے اور باطل بھی اور میں عرش کو پانی پر دیکھتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں یہ تمہیں پوچھ رہا۔ پھر دریافت فرمایا "کیا تم گواہی دیتے ہو کہ میں اللہ کا رسول ﷺ ہوں؟ کہنے لگا کیا آپ گواہی دیتے ہیں کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا میں اللہ اور اس کے تمام رسولوں پر ایمان لاتا ہوں"۔ اور پھر اسے وہیں چھوڑ کر روانہ ہوگئے۔ پھر دوسری مرتبہ اس کے پاس تشریف لائے تو وہ اپنے کھجور کے درخت کے پیچھے تھا۔ پھر اس کی ماں نے اس کو آگاہ کردیا اے عبداللہ یہ ابو القاسم آگئے، چنانچہ رسول ﷺ نے فرمایا "اللہ اس کا ستیاناس کرے اس کو کیا ہوا؟! اگر اس کو چھوڑ دیتی تو معلوم ہو جاتا"۔

پھر حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ چاہتے تھے اس کی کوئی بات سن لیں تاکہ معلوم ہو جائے کہ یہی دجال ہے یا نہیں؟ پھر ابن صیاد سے دریافت فرمایا کہ اے ابن صیاد کیا دیکھتے ہو؟" کہنے لگا میں حق اور باطل کو دیکھتا ہوں اور عرش کو پانی پر دیکھتا ہوں"۔ پھر آپ ﷺ نے دریافت فرمایا "کیا تو گواہی دیتا ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟" کہنے لگا کیا آپ گواہی دیتے ہیں کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا میں اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لاتا ہوں۔

اس (ابن صیاد) کے دجال ہونے یا نہ ہونے کا معاملہ آپ ﷺ پر واضح نہ ہوا چنانچہ آپ ﷺ نے اس کو اپنے حال پر چھوڑا اور تشریف لے آئے۔ پھر تیسرے روز یا چوتھی مرتبہ دوبارہ تشریف لائے اس مرتبہ حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما، مہاجرین اور انصار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی ساتھ تھے اور میں (حضرت جابر رضی اللہ عنہ بن عبداللہ) بھی ساتھ تھا۔

پھر فرماتے ہیں کہ رسول ﷺ ہم سے سامنے اس امید پر آگے بڑھے کہ شاید اس کی کوئی بات سن سکیں لیکن اس مرتبہ بھی اس کی ماں آگے بڑھی اور کہنے لگی اے عبداللہ! یہ ابو القاسم آگئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ اس کا ستیاناس کرے اس کو کیا ہوا؟! اگر کچھ دیر رک جاتی تو معاملہ واضح ہو جاتا۔ پھر فرمایا اے ابن صیاد کیا دیکھتے ہو؟ کہنے لگا میں حق دیکھتا ہوں اور باطل بھی اور عرش کو پانی پر دیکھتا ہوں۔ پھر اس نے پوچھا کیا آپ گواہی دیتے ہیں کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟ جواب میں آپ ﷺ نے فرمایا میں اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لاتا ہوں۔ پھر دریافت فرمایا اے ابن صیاد! ہم نے تمہارے واسطے اپنے دل میں ایک بات چھپائی ہے بتاؤ تم جانتے ہو کہ وہ کیا ہے؟ کہنے لگا "الدخ" تو آپ ﷺ نے فرمایا "اخسأ" دفع ہو جا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول مجھے اجازت دیجئے میں اسے قتل کردوں؟! تو جواب میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر یہ وہی ہے تو

---

(1) [illegible]

آپ اسے نقصان نہیں پہنچا سکتے۔ بلکہ اس کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی نقصان پہنچائیں گے، اور اگر یہ (یعنی ابن صیاد) وہ (یعنی دجال) نہیں ہے تو پھر ایک ذمی کو قتل کرنے کی ضرورت نہیں"۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ ہمیشہ فکر مند رہے کہ کہیں وہ دجال نہ ہو۔ (۱)

ایک اور روایت ہے امام احمد حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، فرماتے ہیں ہم نبی اکرم ﷺ کے ساتھ ایک جگہ سے گذرے جہاں کچھ بچے کھیل رہے تھے، انہی بچوں میں ابن صیاد بھی تھا تو آپ ﷺ نے دریافت فرمایا اے ابن صیاد! تیرے دونوں ہاتھ خاک آلود ہوں، کیا تو اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟ ابن صیاد نے جواب میں کہا کیا آپ گواہی دیتے ہیں کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟ یہ سن کر حضرت عمر نے رضی اللہ عنہ فرمایا مجھے اجازت دیجئے میں اس کی گردن اڑا دوں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا "اگر یہ وہی ہے جو میں سمجھتا ہوں تو پھر آپ اس کو قتل نہ کر سکیں گے"۔ (۲)

**بعض وہ احادیث جن کی سچائی کو عقل تسلیم نہیں کرتی اور نہ ہی ممکن ہے کہ آپ ﷺ نے ایسی باتیں کی ہوں گی** ...... ابن صیاد کے بارے میں بہت سی روایات وارد ہوئی ہیں۔ بعض میں اس بارے میں کوئی وضاحت نہیں ہے کہ آیا وہ دجال تھا یا نہیں؟ البتہ ایسی کہا جا سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتے ہیں البتہ یہ بھی ممکن ہے کہ یہ تمام روایات دجال کی وضاحت اور یقین بذریعہ وحی پہلے کی ہوں۔

حضرت تمیم الداری رضی اللہ عنہ کی فیصلہ کن روایت پہلے گذر چکی ہے۔ وہ روایات جن سے یہ واضح ہوتا ہے کہ ابن صیاد دجال نہ تھا ہم عنقریب ذکر کریں گے۔ سب سے زیادہ جاننے والے اور سب سے صحیح فیصلہ کرنے والے تو اللہ تعالیٰ ہی ہیں۔

امام بخاری نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی ایک روایت نقل کی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا میں خانہ کعبہ کا طواف کر رہا تھا اسی دوران میں نے ایک گندمی رنگ کے آدمی کو دیکھا جس کے بال سیدھے اور لٹکے ہوئے تھے اور اس کے سر سے پانی کے قطرے ٹپک رہے تھے، میں نے پوچھا یہ کون ہے؟ کہا گیا ابن مریم (مریم کا بیٹا) ہے۔ پھر میں نے اس سے رخ موڑ لیا اور دوسری طرف دیکھا تو ایک اور شخص دکھائی دیا جو لمبا چوڑا سرخ رنگ والا تھا سر منڈا ہوا تھا، ایک آنکھ سے کانا تھا قبیلہ بنو خزاعہ کے ایک شخص ابن قطن سے سب سے زیادہ مشابہ تھا۔ (۳)

اس کے علاوہ امام احمد نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ دجال اس وقت نکلے گا جب دین ہلکا سمجھا جانے لگے گا اور علم سے دوری ہو جائے گی، چالیس دن تک (ادھر ادھر) زمین میں گھومتا پھرے گا۔ پہلا دن ان دنوں میں سے ایسا ہوگا جیسے پورا سال۔ دوسرا دن مہینے جتنا لمبا اور تیسرا دن پورے سات دن پر مشتمل ہفتے جتنا طویل ہوگا۔ پھر باقی دن عام دنوں کی طرح ہوں گے۔ اس کا ایک گدھا ہوگا جس پر وہ سوار ہوگا اس کے دونوں کانوں کے درمیان کا فاصلہ چالیس گز ہوگا۔ لوگوں سے کہے گا میں تمہارا رب ہوں حالانکہ وہ کانا ہے اور تمہارا رب کانا نہیں ہے، اس (دجال) کی دونوں آنکھوں کے درمیان ک ف ر ہجوں کے ساتھ تحریر ہوگا جسے ہر پڑھا لکھا اور ان پڑھ مومن پڑھ لے گا، مدینہ منورہ اور مکہ مکرمہ کے علاوہ جہاں کہیں پانی کا ذخیرہ ہے، وہاں جا پہنچے گا۔ کیونکہ حرمین کو اللہ تعالیٰ نے اس پر حرام کر دیا ہے۔ حرمین کے دروازوں پر فرشتے کھڑے ہوں گے، اس کے ساتھ کا پہاڑ ہوگا۔ سب لوگ مشکل میں ہوں گے علاوہ ان لوگوں کے جنہوں نے دجال کی پیروی کی ہوگی۔ اس کے ساتھ دو نہریں بھی ہوں گی میں ان دونوں نہروں کو جانتا ہوں۔ ان میں سے ایک نہر کو جنت کہے گا اور دوسری کو نار (دوزخ) اور جس کو اس نہر میں داخل کرے گا جس کا نام جنت ہے تو دراصل وہ آگ ہے اور جس کو اس نہر میں داخل کرے گا جس کا نام جہنم ہے تو وہ دراصل جنت ہے۔

پھر فرماتے ہیں کہ میں نے سنا ہے اس کے ساتھ شیاطین ہوں گے، لوگوں کے ساتھ بات کرے گا، وہ ایک زبردست فتنہ اور آزمائش ہے، آسمان کو حکم دے گا تو وہ ایسے دکھائی دے گا جیسے بارش ہونے لگی ہو۔ اور کسی کو قتل کرے گا اور لوگوں کو یوں دکھائی دے گا جیسے اس نے کسی کو قتل کر کے زندہ کیا ہو۔ اور لوگوں سے پوچھے گا کہ بھلا کیا رب کے علاوہ اور کوئی اس طرح کر سکتا ہے؟ لوگ شام میں موجود جبل دخان نامی پہاڑ پر پناہ لیں گے، یہ

---

(۱) مسند احمد: ۱۴۹۳۸ (۲) مسند احمد: ۳۷۴۳/۱ (۳) بخاری کتاب التعبیر باب الطواف بالکعبۃ فی المنام حدیث نمبر ۷۰۲۶ اور مسلم کتاب الایمان باب ذکر المسیح بن مریم و المسیح الدجال حدیث نمبر ۴۲۸ اور مسند احمد حدیث نمبر ۱۲۲ جلد ۲ اور حدیث نمبر ۱۲۲

ان کا محاصرہ کرے گا، محاصرین سخت مشقت اور تکلیف اٹھائیں گے، پھر ہم میں سحر کے وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے اور لوگوں سے کہیں گے "اے لوگو! کس وجہ سے تم اس کذاب اور خبیث کے خلاف حرکت نہیں کرتے؟ لوگ کہیں گے یہ شخص زندہ ہے۔ لوگ ان کے پاس پہنچیں گے تو ان کو معلوم ہوگا کہ یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں۔ پھر نماز قائم کی جائے گی اور ان سے کہا جائے گا اے روح اللہ آگے تشریف لائیے اور نماز پڑھائیے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے تمہارے ہی امام کو آگے آنا چاہیے تاکہ ہم اس کی اقتداء میں نماز ادا کریں۔

پھر فجر کی نماز ادا کرنے کے بعد دجال سے مقابلے کے لیے جائیں گے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھتے ہی دجال ایسے پگھلنے لگے گا جیسے پانی میں نمک حل ہو جاتی ہے، چنانچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آگے بڑھ کر اس کو قتل کر دیں گے، یہاں تک کہ ہر درخت اور پتھر پکارے گا، اے روح اللہ یہ یہودی ہمارے پیچھے چھپا بیٹھا ہے لہٰذا وہ دجال کی پیروی کرنے والوں میں سے کسی ایک کو بھی نہ چھوڑیں گے سب کو قتل کر دیں گے۔ (۱)

**نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ کلابی کی روایت** ...... امام مسلم دو مختلف سندوں کے ساتھ حضرت نواس بن سمعان کلابی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں کہ ایک دن آپ ﷺ نے دجال کا تذکرہ کیا، دجال کی حقارت اور اسکے فتنے کی ہلاکت خیزی کا ایسا تذکرہ کیا کہ ہم سمجھنے لگے جیسے دجال سامنے والے کھجوروں کے جھنڈ ہی میں موجود ہے، جب ہم روانہ ہونے لگے تو آپ ﷺ ہماری گھبراہٹ سے آگاہ ہو گئے اور ہم سے دریافت فرمایا کیا ہوا تم لوگوں کو؟ تو ہم نے جواب میں عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ نے دجال کا ایسا تذکرہ کیا ہے کہ ہم سمجھ رہے ہیں کہ دجال سامنے والے درختوں ہی میں موجود ہے۔

یہ سن کر آپ ﷺ نے فرمایا دجال کے علاوہ مجھے تمہارے بارے میں کسی چیز کا خوف نہیں۔ اگر وہ نکل آیا اور میں تم میں موجود ہوا تو میں اس کے لیے کافی ہو جاؤں گا اور اگر میں تم میں موجود نہ ہوا تو ہر شخص خود کو خود ہی سنبھالے، ہر مسلمان کی اللہ تعالیٰ خود نگرانی اور دیکھ بھال فرمائیں گے، وہ ایک جوان ہے، نہایت شدید حد تک گھنگھٹے ہوئے بالوں والا، اس کی ایک آنکھ ابھری ہوئی ہے، دیکھنے میں وہ عبدالعزیٰ بن قطن کی طرح لگتا ہے، تم میں سے جو کوئی اس کو پائے تو سورۃ کہف کی ابتدائی آیت کی تلاوت کرے، وہ شام اور عراق کے درمیان خلہ نامی جگہ پر ہوگا اور دائیں اور بائیں تباہی پھیلائے گا، اے اللہ کے بندو ثابت قدم رہنا۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ کتنے دن زمین میں رہے گا؟ آپ ﷺ نے جواب ارشاد فرمایا کہ وہ چالیس دن تک زمین میں رہے گا، پہلا دن سال کی طرح لمبا ہوگا دوسرا مہینے کی طرح، تیسرا ہفتے کی طرح اور باقی دن عام دنوں کی طرح ہوں گے۔

ہم نے پھر عرض کیا یا رسول اللہ وہ دن جو سال کے برابر لمبا ہوگا اس دن ایک دن کی نمازیں کافی ہوں گی؟ فرمایا نہیں بلکہ عام دنوں کی طرح نمازوں کے اوقات کا حساب رکھنا اور اپنے وقت پر تمام نمازیں سال بھر کی ادا کرنا۔

ہم نے پھر عرض کیا؟ یا رسول اللہ زمین میں اس کا چلنا پھرنا کس طرح ہوگا؟ فرمایا جیسے پانی کا ایک ریلا ہوتا ہے جو ہوا کے زور سے چلا آتا ہے۔ ایک قوم کے پاس پہنچے گا اور اپنی اتباع کی دعوت دے گا۔ وہ لوگ اس کا اتباع کر لیں گے تو وہ آسمان کو حکم دے گا، بارش شروع ہو جائے گی، زمین کو حکم دے گا وہ بھی اگانا شروع کر دے گی۔ لہٰذا وہ لوگ عیش اور مزے میں رہنے لگیں گے۔ پھر ایک اور قوم کے پاس پہنچے گا اور ان کو اپنے اتباع کی دعوت دے گا، لیکن وہ اس کی بات ماننے سے انکار کر دیں گے، وہ وہاں سے چلا جائے گا تو وہ لوگ بے سروسامان ہو جائیں گے۔ ان کے پاس کچھ بھی نہ بچے گا۔ پھر وہ زمین سے کہے گا، اپنے خزانوں کو نکال دے۔ تو زمین کے اندر موجود تمام خزانے باہر نکل آئیں گے اور اس کے پیچھے پیچھے چلیں گے جیسے شہد کی مکھیاں اپنی ملکہ کے پیچھے چلتی ہیں، پھر ایک خوبصورت نوجوان آدمی کو بلائے گا اور تلوار سے اس کو قتل کرے گا اور تیر کے نشانوں کی طرح دو ٹکڑے کرے گا اور پھر اس کو بلائے گا تو وہ چمکتا، روشن، چمکدار چہرے کے ساتھ مسکراتا ہوا آئے گا۔ اسی دوران اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نازل فرمائیں گے اور وہ دمشق کی مسجد کے مشرقی سفید مینار کے پاس نزول فرمائیں گے وہ دو چادر جن کو زعفران اور ورس سے رنگا گیا ہوگا، انہوں نے اپنے دونوں ہاتھ دو فرشتوں کے کندھوں (بازوؤں) پر رکھے ہوں گے۔ جب اپنا سر جھکائیں گے تو پانی کے قطرے ٹپکیں گے اور جب اٹھائیں گے تو چاندی کی طرح چمکتے ہوئے موتی جھڑیں گے، جس کافر تک بھی ان کی خوشبو پہنچے گی وہ مر جائے گا اور ان کی رفتار بھی اتنی تیز ہوگی کہ جہاں تک ان کی نظر پہنچے

---

(۱) مسند احمد، حدیث نمبر ۱۲۹۴۳

گی وہیں پر وہ موجود ہوں گے، وہ دجال کو تلاش کریں گے اور قدس کے قریب لد نامی شہر کے دروازے پر اس کو قتل کریں گے۔ پھر اس قوم کے پاس تشریف لائیں گے جنہوں نے دجال کی مخالفت کی ہوگی ان کے چہروں پر ہاتھ پھیریں گے اور ان کو جنت کی بشارت کریں گے، اسی دوران اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی بھیجیں گے کہ میرے بندے اس قتال کی وجہ سے کچھ کرنے کے قابل نہیں رہے، چنانچہ انہیں لے کر طور پر تشریف لے جائیے، پھر یاجوج ماجوج آئیں گے۔ ان کے لشکر کا ابتدائی حصہ طبریہ کے پاس سے گذرے گا اور سارا پانی پی جائے گا اور جب لشکر کا آخری حصہ گذرے گا تو کہے گا کہ یہاں بھی کبھی پانی ہوا کرتا تھا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام مسلمانوں کے ساتھ ایسا وقت گذاریں گے کہ ایک بیل کا سر ان کے لیے بہتر ہوگا جیسے آج کل تم میں سے کسی ایک کے نزدیک سو دینار اچھے ہوتے ہیں، پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور مسلمان اللہ کی طرف رجوع کریں گے تو اللہ تعالیٰ یاجوج ماجوج کی گردنوں میں ایک کیڑا پیدا کریں گے جس کی وجہ سے سب کے سب ایک ہی مرتبہ میں مر جائیں گے۔ پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام دیگر مومنین کے ساتھ زمین پر واپس تشریف لائیں گے، زمین پر ایک بالشت برابر جگہ بھی ایسی نہ ہوگی جہاں ان کی لاشیں اور بدبو نہ ہو، حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور مسلمان دوبارہ دعا مانگیں گے تو اللہ تعالیٰ لمبی لمبی گردنوں والے پرندے بھیجیں گے جو ان کو وہاں لے جائیں گے جہاں اللہ تعالیٰ چاہیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ بارش برسائیں گے، کوئی گھر اور خیمہ ایسا نہ رہے گا جس تک یہ پانی نہ پہنچے گا۔ اللہ تعالیٰ زمین کو دھو کر ایسا صاف فرما دیں گے جیسے صاف چمکدار پھسلواں فرش، پھر زمین سے کہا جائے گا، اپنے پھل اگاؤ اور اپنی برکت ظاہر کرو، سو اس دن یہ حال ہوگا کہ پوری جماعت ایک انار سے بخوبی گذارا کرے گی اور اس کے چھلکے کو سائے کے لیے استعمال کرے گی اور اللہ تعالیٰ اور تمام چیزوں میں بھی برکت فرمائیں گے یہاں تک کہ دودھ دینے والی ایک اونٹنی بہت سی جماعتوں کو کافی ہو جائے گی اور دودھ دینے والی ایک بکری قبیلے کی ایک شاخ کے لیے کافی ہوگی۔ اسی دوران اللہ تعالیٰ ایک خوشبودار ہوا بھیجیں گے، جس سے مسلمانوں کی بغلوں میں کوئی بیماری پیدا ہو جائے گی جس سے تمام مومنوں کا انتقال ہو جائے گا اور بدترین لوگ باقی رہ جائیں گے جو علی الاعلان، فحاشی اور بدکاری کریں گے جیسے بھی ہوتے گدھے، ان پر قیامت قائم ہوگی۔ (1)

ایک دوسری روایت جو عبدالرحمن بن یزید بن جابر سے روایت کی ہے یہ اضافہ ہے کہ جب یاجوج ماجوج کے لشکر کا آخری حصہ طبریہ کے پاس سے گذرے گا اور اسے خشک پائے گا تو کہے گا یہاں بھی کبھی پانی تھا، پھر وہ وہاں سے روانہ ہوگا اور جبل خمر تک پہنچے گا جو بیت المقدس کا ایک پہاڑ ہے، وہاں پہنچ کر کہیں گے، ہم نے تمام اہل زمین کو تو قتل کر دیا ہے اب آؤ آسمان والوں کو قتل کریں البتہ وہ آسمان کی طرف تیر برسانے شروع کر دیں گے، اللہ تعالیٰ ان کے تیروں کو خون آلود کر کے واپس پھینک دیں گے۔

ابن حجر کی روایت میں یہ بھی ہے کہ میرے کچھ بندے ایسے بھی ہیں جو ان کے مقابلے کی طاقت نہیں رکھتے۔ (2)

امام مسلم نے اس روایت کو امام بخاری سے نقل کیا ہے، ان کے علاوہ امام احمد نے اپنی مسند میں ولید بن مسلم کی سند کے ساتھ یہی روایت کی ہے۔ البتہ اس میں جہاں یاجوج ماجوج کی بدبودار لاشوں کو بڑے بڑے پرندوں کے ذریعے اٹھوانے کا کہا ہے، وہاں کچھ اضافہ ہے جس کو ابن حجر نے کعب وغیرہ کی روایت سے بیان کیا ہے وہ یہ ہے کہ وہ پرندے یاجوج ماجوج کی لاشوں کو "مہبل" کی طرف پھینک دیں گے۔ ابن جابر رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا کہ مہبل کہاں ہے؟ فرمایا جہاں سے سورج طلوع ہوتا ہے۔

ابن ماجہ نے زید بن جابر کی سند سے یہ بھی نقل کیا ہے کہ "لوگ سات سال یاجوج ماجوج کے تیروں اور کمانوں وغیرہ کو بطور ایندھن جلا کر استعمال کریں گے۔" (3)

---

(1) مسلم کتاب الفتن باب ذکر الدجال و صفتہ حدیث نمبر ۷۲۹۹، ابوداؤد کتاب الملاحم الفتن باب خروج الدجال حدیث نمبر ۴۳۲۱، اور ترمذی کتاب الفتن باب ماجاء فی فتنۃ الدجال حدیث نمبر ۲۲۴۰

(2) صحیح مسلم کتاب الفتن باب ذکر الدجال و صفتہ و ما معہ حدیث: ۷۳۰۰، اور ابوداؤد کتاب الملاحم والفتن باب خروج الدجال حدیث نمبر ۴۳۲۱، اور ترمذی کتاب الفتن باب ماجاء فی فتنۃ الدجال حدیث نمبر ۲۲۴۰

(3) مسلم کتاب الفتن باب ذکر الدجال و صفتہ و ما معہ حدیث: ۷۲۹۹ اور حدیث نمبر ۷۳۰۰، ابوداؤد کتاب الملاحم باب خروج الدجال حدیث ۴۳۲۱، ترمذی کتاب الفتن باب ماجاء فی فتنۃ الدجال حدیث ۲۲۴۰، کتاب الفتن باب فتنۃ الدجال و خروج عیسیٰ بن مریم و خروج یاجوج ماجوج حدیث ۴۰۷۶

ابو عبداللہ بن ماجہ نے حضرت ابو امامہ الباہلی رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ہمارے سامنے خطاب فرمایا، خطاب کا اکثر حصہ دجال کے بارے میں اطلاعات پر مشتمل تھا اور ہمیں اس سے ڈرایا فرمایا" جب سے اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام اور ان کی اولاد کو پیدا فرمایا ہے اس وقت سے آخر تک دجال سے بڑا فتنہ کوئی نہ ہوگا، اللہ تعالیٰ نے کوئی نبی ایسا نہیں بھیجا جس نے اپنی امت کو دجال سے نہ ڈرایا ہو اور میں آخری نبی ہوں اور تم آخری امت ہو لازمی بات ہے کہ اس کا واسطہ تم ہی سے پڑے گا۔ اگر وہ (دجال) آ گیا اور میں تم میں موجود ہوا تو کافی ہو جاؤں گا۔ لیکن اگر دجال میرے بعد آیا تو ہر شخص خود کو خود ہی سنبھالے، میرے بعد ہر مسلمان کی دیکھ بھال اللہ تعالیٰ خود فرمائیں گے؟ وہ شام اور عراق کے درمیان واقع مقام خلہ سے نکلے گا اور دائیں بائیں فساد پھیلاتا آئے گا، اے اللہ کے بندو ثابت قدم رہنا۔

میں اس کے بارے میں تمہیں ایسی تفصیلات بتاؤں گا کہ مجھ سے پہلے کسی اور نبی نے نہیں بتائی ہوگی۔ وہ (دجال) ظاہر ہوگا اور کہے گا میں نبی ہوں، حالانکہ میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ پھر اور زیادہ حد سے تجاوز کرے گا اور کہے گا میں تمہارا رب ہوں حالانکہ تم لوگ اپنے رب کو اس وقت تک نہیں دیکھ سکتے جب تم لوگ وفات نہ پا جاؤ۔ اور دجال کانا ہے جبکہ تمہارا رب سبحانہ وتعالیٰ کانا نہیں اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان لفظ کافر تحریر ہوگا، جس کو ہر پڑھا لکھا اور ان پڑھ پڑھ سکے گا۔

اس کے فتنوں میں سے یہ بھی ہے کہ جنت اور دوزخ اس کے ساتھ ہوں گی۔ اس کی دوزخ دراصل جنت ہے اور اس کی جنت دراصل دوزخ ہے لہٰذا اگر کسی کو اس نے اپنی دوزخ میں ڈال دیا تو اسے چاہیے کہ اللہ سے پناہ مانگے اور سورۃ کہف کی ابتدائی آیات پڑھے۔ وہ آگ اس کے لیے ایسے ہی ٹھنڈک اور سلامتی والی ہو جائے گی جیسے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لیے ہوگئی تھی۔

اس (دجال) کے فتنوں میں سے یہ بھی ہے کہ وہ ایک عرب سے کہے گا کہ اگر میں تیرے ماں باپ کو دوبارہ زندہ کر دوں تو کیا تو مجھے اپنا رب مان لے گا؟ عرب کہے گا ہاں۔ اسی وقت دو شیاطین اس کے ماں باپ کی صورت میں ظاہر ہوں گے اور کہیں گے اے بیٹے اس کی اتباع کر یہ بھی تیرا رب ہے۔

اس (دجال) کے فتنوں میں سے یہ بھی ہے کہ یہ ایک شخص پر مسلط ہوگا اور اسے قتل کرے گا آری سے ٹکڑے ٹکڑے کر دے گا۔ اور لوگوں سے کہے گا کہ دیکھو میرے بندے کی طرف میں ابھی اس کو دوبارہ زندہ کروں گا وہ یہ سمجھتا ہوگا کہ اس کا میرے علاوہ بھی کوئی رب ہے۔ اللہ تعالیٰ اس شخص کو زندہ فرمادیں گے اور دجال اس سے مخاطب ہو کر پوچھے گا تیرا رب کون ہے؟ وہ کہے گا میرا رب اللہ ہے اور تو اللہ کا دشمن دجال ہے۔ خدا کی قسم آج تجھے مجھ سے زیادہ جاننے والا کوئی بھی نہ تھا۔

ابوالحسن علی بن محمد حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا "وہ شخص میری امت میں سے جنت کے سب سے بلند درجے پر ہوگا"۔

پھر فرمایا حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب تک حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی وفات نہ ہوئی ہم یہی سمجھتے رہے کہ یہ شخص حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے علاوہ کوئی اور ہو۔

محاربی کہتے ہیں پھر ہم حضرت ابو رافع کی حدیث کی طرف واپس آتے ہیں۔

اس کے فتنوں میں سے ایک یہ بھی ہے یہ آسمان کو حکم دے گا تو بارش شروع ہو جائے گی۔ زمین کو کھیتی اگانے کا حکم دے گا اور زمین سے نباتات اگنا شروع ہو جائیں گی۔

اس کے فتنوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ یہ ایک محلے سے گذرے گا وہ اس پر ایمان لائیں گے، دجال آسمان کو حکم دے گا تو بارش شروع ہو جائے گی اور زمین کو کھیتی اگانے کا حکم دے گا تو فصلیں اگنا شروع ہو جائیں گی حتیٰ کہ ان کے جانور، جب ان فصلوں کو چر کر آئیں گے تو اتنے موٹے تازے ہوں گے کہ اس سے پہلے کبھی نہ تھے اور دودھ سے بھرے ہوئے ہوں گے۔ زمین پر کوئی جگہ ایسی نہ ہو گی جس کو دجال نے روندا ہوا اور وہاں نہ پہنچا ہو، علاوہ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے، کیونکہ جس گھاٹی سے بھی مکہ مکرمہ آئے گا وہیں اسے فرشتے ملیں گے جو تلواریں لیے ہوئے ہوں گے۔ یہاں تک کہ وہاں سے سرخ گھاٹی تک پہنچے گا اسی دوران مدینہ منورہ میں تین مرتبہ زلزلے کے جھٹکے محسوس ہوں گے، جس سے گھبرا کر ہر منافق

مرد و عورت اس کی طرف نکلے گا، اور مدینہ منورہ سے خباثت اور برائی بالکل اس طرح نکل جائے گی جیسے بھٹی میں ڈالنے سے لوہے کا زنگ دور ہو جاتا ہے اور اس دن کو نجات کا دن کہہ کر پکارا جائے گا۔ ام شریک بنت ابی العسکر نے پوچھا کہ اس دن عرب کہاں ہوں گے۔ فرمایا وہ بہت تھوڑے ہوں گے۔ اکثر بیت المقدس میں ہوں گے ان کا امام ایک نیک آدمی ہوگا ان کا امام آگے بڑھ کر فجر کی نماز پڑھانے کو ہوگا کہ اتنے میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے تو یہ امام فوراً پیچھے ہٹیں گے حتیٰ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کہیں گے کہ آپ ہی آگے بڑھ کر نماز پڑھائیں یہ جماعت آپ ہی کی امامت کے لیے کھڑی کی گئی ہے۔ ان کے امام نماز پڑھائیں گے نماز کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے دروازے کے پاس تم جاؤ دروازہ کھولا جائے گا دوسری طرف دجال اور ستر ہزار یہودی ہوں گے ان پر ایک منقش تلوار لیے اور چادریں لیے ہوئے ہوگا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھتے ہی دجال یوں پگھلنے لگے گا جیسے پانی میں نمک پگھل جاتا ہے اور بھاگ کھڑا ہوگا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے میں نے تجھے ایک ضرب لگانی ہے جو مجھ سے پہلے تجھے کسی نے نہ لگائی ہوگی۔ اس کو مشرقی دروازے کے پاس پائیں گے اور قتل کر دیں گے۔ اللہ تعالیٰ یہودیوں کو شکست دیں گے اور ایسی کوئی بھی چیز جس کے پیچھے یہودی چھپ سکتا ہوگا، اللہ کی دی ہوئی طاقت سے بول اٹھے گی خواہ وہ کوئی پتھر ہو یا دیوار، جانور ہو یا کوئی درخت، ہاں البتہ غرقد نامی پودا ایک ایسا ہے جو نہیں بولے گا کیونکہ وہ بھی یہودی ہے۔ باقی سب اطلاع دیں گے کہ اے مسلمان! یہ یہودی ہمارے پیچھے چھپا بیٹھا ہے آ اور اس کو قتل کر دو۔

پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ چالیس دن زمین پر رہے گا، چھ ماہ کے برابر ہوگا اور سال مہینے کے برابر ہوگا اور مہینہ ہفتے کے برابر ہوگا اور اس کے آخری دن بہت چھوٹے ہوں گے تم میں سے ایک شخص مدینہ کے دروازے کے پاس ہوگا اور وہاں سے چلے گا اور دوسرے دروازے تک پہنچتے پہنچتے شام ہو جائے گی۔

پوچھا گیا یا رسول اللہ ہم اتنے چھوٹے چھوٹے دنوں میں نماز کیسے پڑھیں گے؟ جواب میں ارشاد فرمایا کہ جس طرح تم ان لمبے دنوں میں نماز کے اوقات کا حساب لگاتے ہو اسی طرح ان چھوٹے دنوں میں بھی لگا لینا اور نماز پڑھ لینا۔

پھر آپ ﷺ نے فرمایا عیسیٰ بن مریم علیہ السلام ضرور میری امت میں عادل، منصف حکمران ہوں گے، صلیب کو توڑ دیں گے اور خنزیر کو قتل کر دیں گے، جزیہ مقرر کریں گے، صدقہ ترک کر دیا جائے گا لہٰذا کوئی بھی (صدقے کے لیے) بکری یا اونٹ کا مطالبہ نہیں کرے گا۔ آپس کے جھگڑے اور نفرتیں دور ہو جائیں گی، کسی کو کوئی نقصان نہ پہنچائے گا یہاں تک کہ ایک بچہ اپنا ہاتھ سانپ کے منہ میں دے دے گا لیکن سانپ اس کو نقصان نہ پہنچائے گا، بچہ شیر کو بھگائے گا لیکن وہ بچے کو نقصان نہ پہنچائے گا، بھیڑیا بکریوں کے ریوڑ کے لیے کتے کا کام دے گا اور زمین سلامتی سے ایسے بھر جائے گی جیسے برتن پانی سے بھر جاتا ہے۔ اور سب کی ایک ہی بات ہوگی، صرف اللہ ہی کی عبادت ہوگی اور جنگ ختم ہو جائے گی۔ قریش سے ان کا ملک چھین لیا جائے گا اور زمین ہر طرف سے یکساں ہو جائے گی۔ اس کی نباتات اگیں گی جیسے حضرت آدم علیہ السلام کا عہد ہو، یہاں تک کہ ایک جماعت انگور کے ایک گچھے سے پیٹ بھر لے گی، اور ایک جماعت ایک انار سے پیٹ بھرے گی، بیل اتنے اتنے مال کے بدلے بکے گا اور گھوڑے چند درہموں کے بدلے۔

کسی نے پوچھا کہ یا رسول اللہ گھوڑا کیوں سستا ہو جائے گا؟ فرمایا اس لیے کہ اس کو جنگ میں استعمال نہیں کیا جائے گا۔ پھر پوچھا گیا اور بیل کیوں مہنگا ہو جائے گا؟ فرمایا زمین کی کھیتی باڑی کے لیے۔ دجال کے نکلنے سے پہلے تین سال نہایت سخت قحط زدہ ہوں گے، لوگوں کو شدید بھوک کا سامنا کرنا ہوگا، اللہ تعالیٰ آسمان کو حکم دیں گے کہ تہائی بارشیں روک لی جائیں گی اور زمین کو حکم دیں گے اور تہائی پیداوار روک لی جائیں گی، پھر دوسرے سال آسمان کو حکم دیا جائے گا اور دو تہائی بارش مزید روک لی جائے گی، زمین کو حکم دیا جائے گا اور دو تہائی پیداوار مزید روک لی جائے گی، پھر تیسرے سال آسمان کو حکم دیا جائے گا اور ساری بارش روک لی جائے گی اسی طرح زمین کو حکم دیا جائے گا اور ساری پیداوار روک لی جائے گی۔ لہٰذا نہ کوئی سبزہ باقی رہے گا اور نہ کوئی چوپایہ، سب مر جائیں گے البتہ جسے اللہ چاہے گا وہی زندہ رہے گا۔ پھر پوچھا گیا لوگ اس زمانے میں زندہ کیسے رہیں گے؟ ارشاد فرمایا تہلیل، تکبیر، تسبیح و تحمید کے ذریعے کیونکہ یہی کھانے کا کام دیں گی۔ (۱)

بعض وہ روایات جن کی نسبت آپ ﷺ کی طرف کی گئی ہے۔

---

(۱) یعنی لا الہ الا اللہ، اللہ اکبر، سبحان اللہ و الحمد للہ پڑھنے کی بدولت (مترجم)

ابن ماجہ نے عبدالرحمن المحاربی کا قول نقل کیا ہے فرماتے ہیں مناسب ہے کہ یہ روایت استاذ کے حوالے کی جائے تاکہ وہ بچوں کو یاد کرا دے۔

اسی طرح امام احمد نے اپنی مسند میں ایک روایت حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے نقل کی ہے فرماتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا "میری امت میں سے ایک جماعت کی ہمیشہ دشمنوں کے خلاف لڑائی جاری رہے گی۔ کسی کی مخالفت سے ان کو کچھ نقصان نہ پہنچے گا۔ نہ کسی کی مذمت سے یہاں تک کہ اللہ کا حکم آ جائے گا اور وہ اسی حال میں ہوں گے۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ ﷺ وہ کہاں ہوں گے؟ فرمایا بیت المقدس اور اس کے اردگرد کے علاقوں میں۔" (۱)

وہ روایت جس کی تاویل کرنا ضروری ہے ..... امام مسلم نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی ایک روایت نقل کی ہے فرمایا ایک دن جناب نبی کریم ﷺ نے ہم سے طویل حدیث بیان کی فرمایا: دجال مدینہ منورہ کی طرف بڑھے گا اور مدینہ میں داخل ہونا اس کے لیے حرام ہے وہ مدینہ کی گھاٹیوں میں داخل ہونے کی کوشش کرے گا اس دن بعض شورزدہ زمینوں تک پہنچے گا جو مدینہ سے متصل ہیں۔ ایک آدمی اس کی طرف بڑھے گا وہ شخص اس دن لوگوں میں سے سب سے بہتر ہوگا وہ دجال سے مخاطب ہو کر کہے گا: میں گواہی دیتا ہوں کہ تو وہی دجال ہے جس کے بارے میں نبی کریم ﷺ نے ہم سے حدیث بیان کی تھی۔ دجال کہے گا تمہارا کیا خیال ہے؟ اگر میں اس کو قتل کر دوں اور پھر زندہ کر دوں کیا تم پھر بھی اس معاملے میں شک کرو گے؟ وہ (اس کے چیلے) کہیں گے نہیں۔ دجال اس شخص کو قتل کرے گا اور پھر زندہ کر دے گا وہ شخص زندہ ہونے پر کہے گا "خدا کی قسم تیرے بارے میں مجھے مزید یقین ہو گیا ہے اب کوئی کمی نہیں ہے" دجال اس کو قتل کرنا چاہے گا لیکن کوشش کے باوجود نہ کر سکے گا۔

ابو اسحاق کہتے ہیں کہ کہا جاتا ہے کہ وہ شخص خضر علیہ السلام ہوں گے۔

امام مسلم نے امام زہری سے بھی اسی طرح کی ایک روایت نقل کی ہے۔ اس کے علاوہ امام مسلم حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی ایک روایت نقل کرتے ہیں فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا "جب دجال نکلے گا تو مسلمانوں میں سے ایک شخص اس کی طرف متوجہ ہوگا" کہاں کا ارادہ ہے؟ کہے گا اس (دجال) کی طرف جو نکلا ہے۔ پھر فرمایا لوگ اس سے پوچھیں گے کیا تو ہمارے رب پر ایمان نہیں لاتا؟ وہ جواب دے گا کہ اس میں کیا شک ہے۔ وہ کہیں گے اس کو قتل کر دو۔ پھر آپس میں بعض لوگ کہیں گے کیا اللہ تعالیٰ نے تمہیں منع نہیں کیا کہ اس کے علاوہ کسی اور کو قتل نہ کرنا۔ پھر فرمایا کہ "وہ اسے دجال کی طرف روانہ ہوں گے اور جب وہ مومن اس (دجال) کو دیکھے گا تو پکار اٹھے گا اے لوگو! یہ وہی دجال ہے جس کا ذکر نبی کریم ﷺ نے کیا تھا۔

پھر فرمایا کہ "دجال حکم دے گا اور اس مسلمان کے سر پر چوٹ لگائی جائے گی اور کہے گا کہ اس کو پکڑ کر اس کے پیٹ اور پشت پر خوب ضربیں لگائی جائیں گی۔"

پھر فرمایا کہ "دجال اس سے پوچھے گا کیا تو مجھ پر ایمان نہیں لاتا؟" فرمایا کہ وہ جواب دے گا کہ تو مسیح کذاب (جھوٹا مسیح) ہے۔ پھر فرمایا کہ "دجال حکم دے گا اور اس مومن شخص کو اس کے سر کی مانگ سے لے کر دونوں ٹانگوں تک آرے سے چیر دیا جائے گا"۔ پھر فرمایا کہ دجال اس کے دونوں ٹکڑوں کے سامنے سے گزرے گا اور اس سے مخاطب ہو کر کہے گا کھڑا ہو جا تو اس مومن کا جسم صحیح سالم ہو جائے گا اور مسلمان دوبارہ زندہ ہو کر اٹھ کھڑا ہوگا۔ پھر فرمایا کہ دجال اس سے پوچھے گا کہ کیا اب بھی تو مجھ پر ایمان نہیں لاتا؟ وہ مومن کہے گا کہ اب تو اور زیادہ بصیرت کے ساتھ مجھے علم ہو گیا ہے کہ تو وہی ہے۔ پھر فرمایا کہ "مومن لوگوں سے مخاطب ہو کر کہے گا اے لوگو! اب یہ جو سلوک میرے ساتھ کیا ہے وہ میرے بعد کسی کے ساتھ نہ کر سکے گا۔

پھر فرمایا کہ "دجال اس کو ذبح کرنا چاہے گا لیکن اس مومن کا جسم گلے سے لے کر گردن اور ہنسلی کے درمیان تک تانبا بنا دیا جائے گا اور دجال کچھ نہ کر سکے گا۔"

پھر فرمایا کہ "دجال اس کے ہاتھ اور پاؤں پکڑے گا اور اس کو آگ میں پھینکے گا لوگ یہی سمجھیں گے کہ دجال نے اس مومن کو آگ میں پھینک دیا

---

(۱) ابو داؤد کتاب الملاحم باب خروج الدجال حدیث ۴۳۲۲ ابن ماجہ کتاب الفتن باب فتنۃ الدجال و خروج عیسی بن مریم و خروج یاجوج و ماجوج حدیث نمبر ۴۰۷۷

ہے لیکن در اصل وہ جنت میں ڈالا گیا ہوگا۔"

پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ "یہ شخص اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے زیادہ بلند مرتبہ شہید ہوگا۔" (۱)

## دجال کے بارے میں مروی چند روایات

**حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی روایت**...... امام احمد نے عمرو بن حریث سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو بیماری سے افاقہ ہوا تو لوگوں میں تشریف لائے اور کچھ عذر معذرت کیا اور فرمایا ہمارا بھلائی کے علاوہ اور کوئی ارادہ نہیں، پھر فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا دجال مشرق کی خراسان نامی سرزمین سے ظاہر ہوگا ایک قوم اس کی پیروی کرے گی جن کے سر ایسے ہوں گے جیسے بڑے بڑے مٹکے۔ (۲)

**حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت**...... امام احمد نے عبداللہ بن یحییٰ کی روایت حضرت علی رضی اللہ عنہ سے نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ ہم نے نبی کریم ﷺ کے سامنے دجال کا ذکر کیا تو آپ ﷺ آرام فرما رہے تھے کہ اچانک اٹھ بیٹھے آپ ﷺ کا چہرہ مبارک سرخ ہو رہا تھا اور فرمایا "اس کے علاوہ مجھے تمہارے بارے میں کسی چیز کا ڈر نہیں اور کچھ اور بھی ارشاد فرمایا۔ (۳)

**حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی روایت**...... امام احمد نے مالک سے انہوں نے اپنے والد اور انہوں نے اپنے دادا سے نقل کیا ہے فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ "کوئی نبی ایسا نہیں گذرا جس نے اپنی امت کے سامنے دجال کا ذکر نہ کیا ہو، اور میں تمہارے سامنے اس کی ایسی تفصیلات بیان کروں گا کہ مجھ سے پہلے انبیاء نے بیان نہ کی ہوں گی، وہ (دجال) کانا ہے اور اللہ تعالیٰ ایسا نہیں۔ (۴)

**حضرت ابوعبیدۃ بن الجراح رضی اللہ عنہ کی روایت**...... امام ترمذی نے حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں میں نے رسول اکرم ﷺ کا فرمان مبارک سنا فرما رہے تھے کہ "کوئی نبی ایسا نہیں گذرا جس نے اپنی قوم کو دجال سے نہ ڈرایا ہو، اور میں بھی تمہیں اس سے ڈراتا ہوں"۔ پھر فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ہمیں دجال کے بارے میں تفصیل سے بتایا اور فرمایا کہ "شاید ان لوگوں میں سے بھی کوئی شخص دجال کو دیکھ لے جنہوں نے مجھے دیکھا یا میرا کلام سنا ہے"۔ کسی نے سوال پوچھا یا رسول اللہ اس وقت ہمارے دلوں کی حالت کیا ہوگی؟ فرمایا "جیسی آج ہے یا اس سے بھی بہتر"۔ (۵)

امام ترمذی فرماتے ہیں کہ اس باب میں عبداللہ بن بسر، عبداللہ بن مغفل اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی روایات مروی ہیں۔

**حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی ہدایت**...... امام احمد نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں جناب رسول اکرم ﷺ کے سامنے دجال کا ذکر کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا "اس کی ایک آنکھ شیشے کی مانند ہے اور عذاب قبر سے اللہ کی پناہ مانگو"۔ (۶)

**حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت**...... امام احمد کے صاحبزادے عبداللہ فرماتے ہیں کہ یہ روایت میں نے اپنے والد صاحب (یعنی امام احمد بن حنبل) کی کتاب میں انہی کے ہاتھ سے لکھی ہوئی دیکھی جس میں تھا کہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے

---

(۱) مسلم کتاب الفتن باب فی صفۃ الدجال و تحریم المدینۃ علیہ حدیث ۳۰۲۔ کنز العمال حدیث ۳۸۷۳۳۔ اور مشکوٰۃ حدیث ۵۴۷۹۔

(۲) ترمذی کتاب الفتن باب ما جاء من این یخرج الدجال حدیث نمبر ۲۲۳۷ اور ابن ماجہ کتاب الفتن باب فتنۃ الدجال و خروج عیسیٰ حدیث نمبر ۴۰۷۲ مسند احمد جلد ۱ حدیث نمبر ۱۲ اور جلد ۱ حدیث نمبر ۷ (۳) مسند احمد جلد ۱ حدیث نمبر ۱۰۳ اور جلد ۱ حدیث نمبر ۱۷۸، کنز العمال حدیث نمبر ۳۸۷۳۰، مجمع الزوائد جلد ۵ حدیث نمبر ۱۴۳ اور جلد ۵ حدیث نمبر ۳۳۳ اور جلد ۱ حدیث نمبر ۲۳۷ (۴) مسند احمد جلد ۱ حدیث نمبر ۱۷۶

(۵) ابوداؤد کتاب السنۃ باب فی الدجال حدیث نمبر ۴۷۵۶ ترمذی کتاب الفتن باب ما جاء فی الدجال حدیث نمبر ۲۲۳۴ اور مسند احمد جلد ۱ حدیث نمبر ۱۹۰

(۶) ابوداؤد کتاب السنۃ باب فی الدجال حدیث نمبر ۴۷۵۶ ترمذی کتاب الفتن باب ما جاء فی الدجال حدیث نمبر ۲۲۳۴ مسند احمد جلد ۱ حدیث نمبر ۱۹۰

ان لوگوں سے دریافت فرمایا کیا تم دجال سے ملے ہو؟ یہ لوگ کہتے ہیں کہ میں نے جواب دیا کہ "نہیں"۔ پھر فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ "میں ایک خبر دیتا ہوں اس سے زیادہ کا علم کسی کو نہیں، کوئی ایسا نبی نہیں بھیجا گیا جس کی اتباع کی جاتی ہو اور اس نے اپنی امت کو دجال سے نہ ڈرایا ہو اور مجھے اس کے بارے میں وہ سب بتایا گیا ہے جو مجھ سے پہلے کسی اور کو نہیں بتایا گیا وہ کانا ہے اور تمہارا رب ایسا نہیں ہے، اس کی دائیں آنکھ کانی ہے آگے کو نکلی ہوئی ہے، پوشیدہ نہیں ہے بالکل ایسے جیسے کسی پختہ دیوار پر تھوک لگا ہوا اور اس کی بائیں آنکھ ایسی ہے جیسے کہ چمکتا ہوا ستارہ، اس کو ہر زبان آتی ہوگی، اس کے ساتھ ایک جنت کی صورت ہوگی سرسبز و شاداب جس میں پانی جاری ہوگا اور اسی طرح ایک جہنم کی صورت ہوگی بالکل سیاہ دھوئیں والی"۔ (۱)

## حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی روایات

پہلا طریق: ...... امام احمد نے جعفر ابو عثمان کے طریق سے حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا دجال آئے گا اور مکہ و مدینہ کے علاوہ دنیا کی ہر جگہ گھومے پھرے گا، پھر مدینہ منورہ کی طرف آنے لگا تو اس کو ہر گھاٹی میں فرشتوں کی صف ملے گی جو مدینہ کی حفاظت پر مقرر ہوگی۔ پھر وہ مسجد جرف کی طرف آئے گا اور پڑاؤ ڈال دے گا۔ جس سے مدینہ منورہ تین مرتبہ کانپے گا اور اس کے بعد ہر منافق مرد و عورت نکل کر دجال کے پاس جا پہنچے گا۔ (۲)

دوسرا طریق: ... امام احمد نے شعبہ کے طریق سے روایت نقل کی ہے حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ دجال کی بائیں آنکھ کانی ہے اور اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان کافر لکھا ہوا ہوگا۔ (۳)

یہ حدیث چونکہ ثلاثی ہے اس لیے شیخین کی شرط پر ہے۔

تیسرا طریق: ... امام احمد نے محمد بن مصعب کے طریق سے حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دجال اصبہان کے یہودیوں میں سے نکلے گا اس کے ساتھ ستر ہزار یہودی ہوں گے ان لوگوں نے سبز چادریں اوڑھ رکھی ہوں گی۔

چوتھا طریق: ...... امام احمد نے عبدالصمد کے طریق سے حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ دجال کی آنکھ مسخ ہو چکی ہوگی اس کی آنکھوں کے درمیان تحریر ہوگا "کافر"۔ پھر اس کے ہجے فرمائے ک ف ر اور فرمایا کہ اس کو ہر پڑھا لکھا اور ان پڑھ مسلمان پڑھ لے گا۔ (۴)

پانچواں طریق: ...... امام احمد نے حماد بن سلمہ کے طریق سے حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ "دجال کانا ہے اور تمہارا رب ایسا نہیں جیسا وہ ہے، اس (دجال) کی دونوں آنکھوں کے درمیان لفظ "کافر" تحریر ہے جسے ہر مومن پڑھ سکے گا خواہ پڑھا لکھا ہو یا ان پڑھ ہو۔" (۵)

چھٹا طریق: ... امام احمد نے محمد بن ابی عدی کے طریق سے حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے

---

(۱) مسند احمد جلد ۵ حدیث نمبر [illegible] ... مستدرک حاکم جلد ۴ صفحہ ۵۹۰، کنز العمال حدیث نمبر ۳۸۷۸۱

(۲) مسلم کتاب الفتن باب قصۃ الجساسۃ حدیث نمبر [illegible]، مسند احمد جلد ۳ حدیث نمبر [illegible]، کنز العمال حدیث نمبر [illegible]

(۳) مسند احمد جلد ۳ حدیث نمبر [illegible] ... [illegible]

(۴) مسلم کتاب الفتن باب ذکر الدجال وصفتہ وما معہ حدیث نمبر [illegible]، [illegible]

(۵) بخاری کتاب الفتن باب ذکر الدجال حدیث نمبر [illegible]، مسلم کتاب الفتن باب ذکر الدجال وصفتہ وما معہ حدیث نمبر [illegible]، مسند احمد جلد ۳ حدیث نمبر [illegible]

فرمایا: "کوئی نبی ایسا نہیں بھیجا گیا جس نے اپنی امت کو جھوٹے کانے سے نہ ڈرایا ہو، سن لو وہ کانا ہے اور تمہارا رب کانا نہیں اور اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان لفظ "کافر" لکھا ہوا ہے۔"[1]

**حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ کی روایت** ...... امام احمد نے حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ کی ایک روایت نقل کی ہے، وہ نبی کریم ﷺ کے غلام تھے، وہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ آپ ﷺ نے خطاب فرمایا: "آگاہ رہو! مجھ سے پہلے کوئی نبی ایسا نہیں ہوا جس نے اپنی امت کو دجال کے فتنے سے نہ ڈرایا ہو، وہ کانا ہے، اس کی دائیں آنکھ پر ایک پھلی کی طرح چڑھی ہوئی ہے، اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان لفظ "کافر" لکھا ہوا ہے، اور جب نکلے گا تو اس کے ساتھ دو وادیاں ہوں گی، ایک جنت ہوگی ایک جہنم۔ سو اس کی جنت درحقیقت جہنم ہے اور اس کی جہنم درحقیقت جنت ہے۔ اس کے ساتھ دو فرشتے بھی ہوں گے جو اس کے ساتھ دو نبیوں کی صورت میں ہوں گے، اگر میں چاہوں تو ان دونوں نبیوں کے اور ان کے باپوں کے نام بھی بتا سکتا ہوں، ان میں سے ایک اس (دجال) کے دائیں طرف ہوگا اور ایک بائیں طرف اور یہ آزمائش ہوگی، دجال کہے گا: کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ کیا میں زندہ نہیں کرتا اور موت نہیں دیتا؟ تو ایک فرشتہ کہے گا کہ "تو جھوٹا ہے" فرشتے کی اس بات کو دوسرے فرشتے کے علاوہ کوئی انسان نہیں سن سکے گا، تو دوسرا فرشتہ پہلے والے سے کہے گا: "تو نے سچ کہا" اس دوسرے فرشتے کی بات سب لوگ سنیں گے اور وہ یہ سمجھیں گے کہ یہ دجال کی تصدیق کر رہا ہے، یہ بھی آزمائش ہوگی۔

پھر وہاں سے روانہ ہوگا اور مدینہ میں داخل ہونے کی کوشش کرے گا مگر اس کو مدینہ میں گھسنے نہ دیا جائے گا، یہ دیکھ کر دجال کہے گا کہ یہ تو اس شخص کا علاقہ ہے۔ پھر وہاں سے روانہ ہو کر شام پہنچے گا اور وہاں افیق کی گھاٹی کے پاس اللہ تعالیٰ اس کو ہلاک کر دیں گے۔[2]

**حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی روایت** ...... یعقوب بن سفیان الفسوی نے ابو یعلیٰ جنادہ بن ابی امیہ کی روایت نقل کی ہے کہ کچھ لوگ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے، وہ اس وقت بیمار تھے، لوگوں نے ان سے کہا کہ ہمیں نبی کریم ﷺ کی کوئی حدیث بیان کریں جو آپ نے سنی ہو۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مجھے کھڑا کر دو، تو لوگوں نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو پکڑ کر اٹھایا اور سہارا دے کر بٹھا دیا، اس کے بعد حضرت معاذ رضی اللہ عنہ تھوڑی دیر خاموش رہے، پھر تھوڑی دیر بعد حضرت معاذ رضی اللہ عنہ فرمانے لگے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ "کوئی نبی ایسا نہیں گزرا جس نے اپنی امت کو دجال سے نہ ڈرایا ہو اور میں بھی تمہیں اس کے خطرے سے ڈراتا ہوں، وہ کانا ہے جبکہ تمہارا رب عزوجل کانا نہیں ہے۔ اس (دجال) کی آنکھوں کے درمیان لفظ "کافر" لکھا ہوا ہے اس کو ہر پڑھا لکھا اور ان پڑھ پڑھ سکے گا۔ خبردار! اس کے ساتھ جنت بھی ہوگی اور دوزخ بھی، تو اس کی جنت دراصل دوزخ ہے اور دوزخ دراصل جنت ہے۔"[3]

**حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ بن جنادہ بن جندب رضی اللہ عنہ کی روایت** ...... امام احمد نے اسود بن قیس سے ثعلبہ بن عباد العبدی کی روایت نقل کی ہے، وہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ نے خطبہ ارشاد فرمایا۔ میں بھی وہیں موجود تھا، آپ رضی اللہ عنہ نے سورج گرہن کے بارے میں ایک حدیث بیان فرمائی کہ نبی کریم ﷺ نے سورج گرہن کے وقت ایک خطبہ ارشاد فرمایا جس میں یہ بھی فرمایا کہ "خدا کی قسم! قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک تیس کذاب ظاہر نہ ہو جائیں، ان میں سب سے آخری کانا دجال ہوگا جس کی بائیں آنکھ مٹی ہوئی ہوگی، جیسے ابو یحییٰ کی آنکھ ہے [illegible] اور وہ جب نکلے گا تو دعویٰ کرے گا کہ وہ اللہ ہے، تو جو اس پر ایمان لائے گا اور اس کی تصدیق کرے گا اور اس کی پیروی کرے گا تو اس کو اس کا کوئی [illegible]
[illegible]

---

(۱) بخاری کتاب الفتن باب ذکر الدجال حدیث نمبر [illegible] ... [illegible] حدیث نمبر ۱۰۲

(۲) مسند احمد حدیث نمبر [illegible] ... [illegible]

(۳) [illegible] حدیث نمبر [illegible]

[illegible] دجال [illegible] پھر اللہ تعالیٰ [illegible] آسمان [illegible] اس کو قتل کرے گا [illegible] جب تک تم لوگ [illegible] بہت بڑا معاملہ نہ دیکھ لو گے [illegible] ایک دوسرے سے پوچھو گے کہ کیا تمہارے نبی نے اس [illegible] اس کے بعد انہوں نے ایک مرتبہ اور بھی حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے خطبہ نقل کیا [illegible] اس مرتبہ بھی بات تک کی کمی بیشی نہیں کی۔

**حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے ایک اور روایت** امام احمد نے حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ کی ایک روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں [illegible] دجال [illegible] بائیں آنکھ [illegible] ایک [illegible] اور دوسری [illegible] تمہارا رب ہوں [illegible] جس نے تسلیم کیا کہ تم میرے رب ہو [illegible] فتنے میں پڑ گیا اور جس نے [illegible] اللہ [illegible] اس کو کوئی عذاب [illegible] حضرت عیسیٰ علیہ السلام [illegible] قیامت [illegible][1]

حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ کی ایک روایت طبرانی نے بھی نقل کی ہے فرماتے ہیں [illegible] دجال [illegible] تمہارا رب [illegible] جس نے [illegible] دجال [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] حضرت عیسیٰ علیہ السلام [illegible][2]

**حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت** امام احمد نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے نقل کی ہے فرماتے ہیں ایک مرتبہ [illegible] ہم بھی ان کے ساتھ تھے [illegible] دجال [illegible] مدینہ [illegible] منافق مرد اور عورتیں [illegible] اس کے پاس [illegible] جس طرح [illegible] صحیح السند [illegible]

[illegible] قیامت [illegible] دجال [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible]

**حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی ایک اور روایت** امام احمد نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے [illegible] نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے [illegible]

---

[1] [illegible]

[2] [illegible]

[3] [illegible]

سے ڈرایا ہے میرے سامنے اس کی وہ صفات بھی ظاہر کی گئیں جو مجھ سے پہلے کسی پر ظاہر نہیں کی گئیں اور ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ وہ کانا ہے اور تمہارا رب ہرگز کانا نہیں ہے۔(۱)

عبداللہ بن احمد نے السنۃ میں مجالد کے طریق سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے دجال کا ذکر کیا اور فرمایا کہ "وہ کانا ہے اور تمہارا رب کانا نہیں۔(۲)

**حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی ایک اور روایت۔** امام احمد نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ "دجال کانا ہے اور [illegible] بڑا جھوٹا ہے"۔

امام مسلم نے بھی حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی ایک روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ "میری امت میں سے ایک جماعت ہمیشہ حق پر رہے گی یہاں تک کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہو جائیں گے۔(۳)

**حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت۔۔۔** امام احمد نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے دجال کے بارے میں فرمایا کہ "وہ کانا ہے خبیث اور کمینہ ہے اس کا رنگ [illegible] کی مانند ہے اس کا سر ایسے ہے جیسے عبدالعزیٰ بن قطن کا سر ہو اور تمہارا رب کانا نہیں ہے"۔(۴)

اس کے علاوہ امام احمد [illegible] اور ابو یعلیٰ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی معراج والی روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے دجال کو بیداری کی حالت میں اس کی اصلی صورت میں دیکھا نہ کہ خواب میں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بھی دیکھا جب آپ ﷺ سے دجال کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا میں نے اس کو دیکھا ہے اس کی ایک آنکھ بالکل گم ہو کر چھپی ہوئی ہے اور اس کے بال گویا کہ درخت کی شاخیں ہوں"۔(۵)

**دنیا میں دجال کے فتنے سے بڑا کوئی فتنہ نہیں** امام احمد نے حضرت ہشام بن عامر انصاری رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ "حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق سے لے کر قیامت تک دجال سے بڑا کوئی فتنہ پیدا نہیں ہوا۔(۶)

امام احمد نے ایک اور روایت نقل کی ہے کہ حضرت ہشام بن عامر رضی اللہ عنہ نے اپنے پڑوسیوں سے کہا کہ تم مجھے چھوڑ کر دوسرے لوگوں کے پاس جاتے ہو جو مجھ سے زیادہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر نہیں ہوا اور نہ ہی انہوں نے مجھ سے زیادہ احادیث یاد کی ہیں اور میں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے سنا کہ "حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق سے قیامت تک دجال سے بڑا کوئی فتنہ پیدا نہیں ہوا"۔(۷)

یہی روایت امام احمد نے احمد بن عبدالملک کے طریق سے بھی بیان کی ہے البتہ اس میں لفظ "فتنہ" کے بجائے لفظ "امر" ہے۔ یعنی آپ ﷺ نے فرمایا کہ حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق سے قیامت تک دجال سے بڑا کوئی معاملہ نہیں ہوا"۔(۸)

اسی روایت کو امام مسلم نے بھی روایت کیا ہے جبکہ امام احمد نے عبدالرزاق کے طریق سے ایک اور روایت نقل کی ہے جس میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا [illegible] دجال کا سر پیچھے سے بہت سے پیچ کی مانند ہے جو کہے گا کہ تو میرا رب ہے وہ فتنے میں پڑ گیا اور جس نے کہا کہ تو جھوٹا ہے میرا رب اللہ ہے اور اسی پر میں توکل کرتا ہوں تو اسے دجال نقصان نہ پہنچا سکے گا یا یہ کہا کہ وہ فتنے سے بچ گیا۔(۹)

---

(۱) [illegible]

(۲) [illegible]

(۳) [illegible] (۴) [illegible]

(۵) [illegible] (۶) [illegible] (۷) [illegible]

(۸) [illegible] (۹) [illegible]

**حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت:** امام احمد نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: دجال کا نزول اس نہر پر ہوگا اور دجال کے پاس جانے والوں میں زیادہ تر عورتیں ہوں گی۔ یہاں تک کہ ایک شخص اپنی بیوی، ماں، بیٹی، بہن اور پھوپھی کے پاس آئے گا اور ان کو باندھ دے گا کہ کہیں یہ بھی دجال کے پاس نہ چلی جائیں۔ پھر اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو اس پر اور اس کے [illegible] پر غالب کر دیں گے اور مسلمان ان سب کو قتل کر دیں گے۔ حتیٰ کہ ایک یہودی درخت اور پتھر کے پیچھے چھپے گا تو وہ درخت اور پتھر کہیں گے: اے مسلمان! یہ میرے پیچھے یہودی چھپا ہوا ہے اس کو قتل کر دو۔"(1)

**سالم کے طریق سے:** امام احمد نے سالم کے طریق سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے فرمایا کہ ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ [illegible] اور اللہ تعالیٰ کی [illegible] ثناء بیان کی پھر دجال کا تذکرہ کیا اور فرمایا: میں تمہیں اس سے ڈراتا ہوں اور ہر نبی نے اپنی امت کو اس سے ڈرایا ہے۔ یہاں تک کہ حضرت نوح علیہ السلام نے بھی اپنی قوم کو دجال سے ڈرایا تھا، لیکن میں تمہیں ایک بات بتاتا ہوں جو مجھ سے پہلے کسی نبی نے اپنی قوم کو نہیں بتائی، [illegible] دجال کانا ہوگا اور اللہ تعالیٰ کانا نہیں ہے۔"(2)

**یہودیوں سے جنگ اور مسلمانوں کی مدد کا اشارہ:** [illegible] زہری کے طریق سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت سے بیان کی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: تم یہودیوں سے جنگ کرو گے اور اللہ تعالیٰ تمہیں ان پر غالب کر دے گا حتیٰ کہ پتھر کہے گا: اے مسلمان! یہ یہودی میرے پیچھے چھپا ہوا ہے اسے قتل کر دو۔"(3)

**حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کا ایک اور طریق:** امام احمد نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ ہم [illegible] حجۃ الوداع [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] نبی [illegible] نوح علیہ السلام [illegible] انبیاء علیہم السلام نے [illegible] تمہارا رب کانا نہیں ہے۔"(4)

امام احمد نے ایک اور طریق سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: [illegible] ابن قطن [illegible]۔"(5)

[illegible] فرمایا [illegible]۔"(6)

**حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی روایت:** امام احمد نے [illegible] کی روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ [illegible]

---

(1) مسلم کتاب الفتن [illegible]

(2) [illegible]

(3) [illegible] (4) [illegible]

(5) مسلم کتاب الفتن [illegible] (6) مسلم کتاب الفتن [illegible]

[illegible]

اور انہوں نے فرمایا کہ میں نے آپ ﷺ کو فرماتے سنا کہ ''ہجرت کے بعد ایک اور ہجرت ہوگی لوگ ابراہیم کے ہجرت کے پاس جائیں گے اور دنیا میں شریر لوگوں کے علاوہ کوئی نہ بچے گا ان کی زمینیں ان کو دھتکار دیں گی اور آگ ان کو بندروں اور خنزیروں کے ساتھ جمع کرے گی جہاں وہ رات گزاریں گے آگ بھی رات گزارے گی اور جہاں وہ دوپہر کو ٹھہر جائیں گے آگ بھی ٹھہر جائے گی اور جو پیچھے رہ گیا اس کو کھا جائے گی۔'' (۱)

اور پھر فرمایا کہ ''آپ ﷺ فرما رہے تھے کہ میری امت میں سے مشرق کی طرف سے لوگ قرآن پڑھتے ہوئے آئیں گے۔ حالانکہ قرآن کریم ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا جب بھی ان میں سے ایک نسل پیدا ہوگی تو اسے ختم کر دیا جائے گا۔ یہاں تک کہ بیس سے زیادہ مرتبہ ان کلمات کو دہرایا جب بھی ان میں سے ایک نسل نکلے گی تو ختم کی جائے گی، یہاں تک کہ ان کے باقی بچے ہوئے لوگوں میں دجال کا ظہور ہوگا۔'' (۲)

**سند و متن کے لحاظ سے ایک غریب حدیث....** طبرانی نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے دجال کے بارے میں فرمایا کہ وہ کانا ہے اور اللہ تعالیٰ کانا نہیں۔ وہ ظاہر ہوگا اور مہینوں تک زمین پر رہے گا اس کا ایک دن سال کی طرح ہوگا اور ایک دن مہینے کے جیسے جمعہ کی طرح ہوگا اور جمعہ ایک دن کی طرح اس کے ساتھ جنت بھی ہوگی اور دوزخ بھی تو دوزخ اس کی جنت دوزخ ہے اور دوزخ جنت ہے۔ اس کے ساتھ روٹیوں کا پہاڑ اور پانی کی نہر ہوگی۔ ایک ایسے شخص کو بلائے گا کہ صرف اسی پر اللہ تعالیٰ دجال کو مسلط نہیں کریں گے دجال اس شخص سے پوچھے گا کہ میرے بارے میں کیا کہتا ہے؟ وہ شخص کہے گا کہ تو اللہ کا دشمن ہے تو دجال جھوٹا ہے۔ لہٰذا دجال آری منگوا کر اس شخص کو کاٹ کر دو ٹکڑے کر دے گا اور پھر دوبارہ زندہ کرے گا اور پھر پوچھے گا کہ اب کیا؟ وہ شخص کہے گا خدا کی قسم آج تیرے بارے میں مجھ سے زیادہ جاننے والا کوئی نہیں ہے تو اللہ کا دشمن ہے تو دجال ہے جس کے بارے میں ہمیں نبی کریم ﷺ نے اطلاع دی تھی۔ دجال اسے مارنے کے لیے اس کی طرف لپکے گا لیکن کامیاب نہ ہوگا تو کہے گا اس کو مجھ سے دور کر دو۔ (۳)

**حضرت اسماء بنت یزید بن سکن الانصاریہ رضی اللہ عنہا کی روایت....** امام احمد نے حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کی روایت نقل کی ہے فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ میرے گھر تشریف رکھتے تھے کہ دجال کا ذکر فرمایا اور فرمایا کہ ''اس سے پہلے تین سال ہوں گے پہلے سال آسمان تہائی پانی (بارش) روک لے گا، اسی طرح زمین اپنی ایک تہائی پیداوار روک لے گی۔ دوسرے سال آسمان دو تہائی پانی روک لے گا اور زمین بھی اپنی دو تہائی پیداوار روک لے گی۔ کوئی جانور خواہ وہ کھر والا ہو یا داڑھ والا زندہ نہیں بچے گا اور سخت ترین فتنہ یہ ہوگا کہ ایک اعرابی آئے گا اور کہے گا کہ اگر میں تیرے باپ اور بھائی کو زندہ کر دوں تو تو مجھے اپنا رب مانے گا؟ تو وہ شخص کہے گا کہ ہاں۔ تو شیطان اس کے باپ اور بھائی کی صورت اختیار کر لے گا'' پھر فرمانے لگیں کہ نبی کریم ﷺ اپنی ضرورت پوری فرمانے کے لیے تشریف لے گئے جبکہ لوگ یہ باتیں سن کر فکرمند ہو گئے تھے اور انتظار میں بیٹھے تھے کہ اتنے میں آپ ﷺ واپس تشریف لائے تو میرے گھر کے دروازے کا حلقہ پکڑ کر فرمایا ٹھہرو ٹھہرو یا صبر کرو اسماء! پھر میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ آپ نے دجال کا ذکر کر کے ہمارے دلوں کو ہلا کر رکھ دیا ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ''اگر وہ آ گیا اور میں تم لوگوں میں موجود ہوا تو میں اس کے لیے کافی ہو جاؤں گا ورنہ پھر میرا رب ہر مومن کی بہترین نگہبانی کرنے والا ہے۔''

پھر فرماتی ہیں کہ میں نے پوچھا یا رسول اللہ! ہم آٹا گوندھتے ہیں اور جب تک بھوکے ہوتے ہیں روٹی پکاتے ہیں تو اس دن مومنین کا کیا حال ہوگا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا جس طرح آسمان والوں (یعنی فرشتوں) کو تسبیح اور تقدیس کافی ہو جاتی ہے اسی طرح مومن بھی اس دن تسبیح و تقدیس سے پیٹ بھر لیں گے۔ (۴)

امام احمد نے حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا کی ایک اور روایت نقل کی ہے فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ''جو میری مجلس میں موجود ہو

---

(۱) مسند احمد حدیث نمبر ۶۸۷۱، ۲/۱۹۸، مستدرک حاکم حدیث نمبر ۸۴۹۷، ۴/۵۳۱، بغوی شرح السنہ حدیث نمبر ۴۰۰۲

(۲) سنن ابن ماجہ کتاب الفتن باب فی ذکر الخوارج حدیث نمبر ۱۷۴، مسند احمد حدیث نمبر ۶۸۷۱، ۲/۱۹۸، مجمع الزوائد حدیث نمبر ۱۲۵۸۵

(۳) مسند احمد حدیث نمبر ۲۷۵۷۹، ۶/۴۵۵، مجمع الزوائد حدیث نمبر ۱۲۵۴۹، معجم طبرانی الاوسط حدیث نمبر ۵۷۰۱

(۴) مسند احمد حدیث نمبر ۲۷۵۶۹، ۶/۴۵۳، بغوی شرح السنہ حدیث نمبر ۴۲۶۱، معجم الکبیر للطبرانی حدیث نمبر ۵۴۳

اور میری بات (حدیث) سنے اسے چاہیے کہ اس تک پہنچا دے جو موجود نہیں ہے اور جان لو کہ اللہ تعالیٰ کانا نہیں بلکہ اس سے پاک ہے، دجال کانا ہے اس کی آنکھ تیز شدہ ہے اور اس کی آنکھوں کے درمیان لفظ "کافر" تحریر ہے۔ جسے ہر مومن پڑھ لے گا خواہ پڑھا لکھا ہو یا ان پڑھ۔" (۱)

**حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایات**...... امام احمد نے ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث نقل کی ہے فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ نے دجال کے متعلق بے حد وجہد کا تذکرہ فرمایا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہ نے دریافت فرمایا اس دن کون سا مال بہتر ہوگا؟ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "سیاہ غلام جو اپنے گھر والوں کو پانی پلائے گا اور رہا کھانا تو وہ ہوگا ہی نہیں، دوبارہ عرض کیا تو اس دن مومنوں کا کھانا کیا ہوگا؟ ارشاد فرمایا کہ تسبیح، تکبیر، تحمید اور تہلیل"۔ ام المومنین رضی اللہ عنہا نے عرض کیا عرب اس دن کہاں ہوں گے؟ فرمایا تھوڑے سے ہوں گے"۔ (۲)

ام المومنین رضی اللہ عنہ سے ایک اور روایت امام احمد نے نقل کی ہے فرماتی ہیں کہ ایک دن میں بیٹھی رو رہی تھی کہ آپ ﷺ تشریف لائے۔ دریافت فرمایا کہ کیوں رو رہی ہو؟ میں نے جواباً عرض کیا کہ یا رسول اللہ! مجھے دجال کا معاملہ یاد آ گیا اس لیے رونے لگی، تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ "اگر دجال میرے ہوتے ہوئے نکل آیا تو میں اس کے لیے کافی ہو جاؤں گا، اور اگر میرے بعد نکلا تو تمہارا رب کانا نہیں ہے وہ (دجال) اصفہان کے یہودیوں میں سے ہوگا، مدینے پہنچے گا اور مدینہ سے باہر ایک طرف اترے گا، ان دنوں مدینہ کے سات دروازے ہوں گے، ہر دروازے پر دو فرشتے ہوں گے، تمام شرارتی اور بدترین لوگ دجال کے پاس جمع ہو جائیں گے۔ پھر وہ شام پہنچے گا، فلسطین کے شہر باب لد کے قریب، انہی دنوں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے اور دجال کو قتل کریں گے، چالیس سال تک زندہ رہیں گے وہ بہت انصاف، عادل حکمران ہوں گے۔ (۳)

**دجال حرمین میں داخل نہ ہو سکے گا**...... امام احمد نے ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت نقل کی ہے فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ دجال مکہ اور مدینہ میں داخل نہ ہو سکے گا۔ (۴)

صلوٰۃ کسوف کے بارے میں ایک روایت حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہ کی ہے فرماتی ہیں کہ اس دن خطبے میں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میرے پاس وحی بھیجی گئی ہے کہ جلد ہی تمہاری آزمائش ہوگی یا یہ کہ مسیح دجال کے فتنے سے پہلے"۔ فرماتی ہیں کہ مجھے معلوم نہیں کہ ان دونوں میں سے کیا کہا تھا۔

اس کے علاوہ صحیح مسلم میں ام شریک رضی اللہ عنہا سے ایک روایت ہے فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا "لوگ دجال سے بھاگ کر اونچے اونچے پہاڑوں کی چوٹیوں پر چڑھ جائیں گے"۔ فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! عرب اس دن کہاں ہوں گے؟ فرمایا بہت کم ہوں گے"۔ (۵)

**ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی روایت**...... ابن وہب نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی روایت نقل کی ہے فرماتی ہیں کہ ایک رات مجھے دجال کا معاملہ یاد آ گیا تو میں رات بھر سو نہ سکی، صبح میں نبی کریم ﷺ کے پاس پہنچی اور ساری بات گوش گزار کر دی تو آپ ﷺ نے فرمایا ایسا مت کرو اگر وہ میری موجودگی میں نکلا تو میں اس کے لیے کافی ہوں گا اور اگر وہ میرے بعد نکلا تو اللہ تعالیٰ صالحین کی طرف سے اس کے لیے کافی ہوں گے"۔ پھر کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ "کوئی نبی ایسا نہیں گذرا جس نے اپنی امت کو دجال سے نہ ڈرایا ہو، میں بھی تم کو ڈراتا ہوں، بے شک وہ کانا ہے اور اللہ تعالیٰ کانا نہیں ہے"۔ (۶)

طبرانی نے حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے قدریہ کی مذمت کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ اس امت کے زندیق ہیں، ان کے زمانے میں بادشاہ ظالم ہوگا، اس کی برائی اور سطوت ہوگی، پھر اللہ تعالیٰ طاعون کی بیماری بھیجیں گے، عام طور پر کثر

---

(۱) بخاری کتاب الفتن باب ذکر الدجال حدیث نمبر ۷۱۳۰، مسلم کتاب الفتن باب ذکر الدجال وصفته وما معه حدیث نمبر ۷۴۹۳، مسند احمد حدیث نمبر ۲۲۷۹۱، وحدیث نمبر ۳/۱۱۵، وحدیث نمبر ۶/۲۰

(۲) مسند احمد حدیث نمبر ۶/۷۵، وحدیث نمبر ۶/۱۲۵، وہیثمی کی مجمع الزوائد حدیث نمبر ۷/۳۳۵

(۳) مسند احمد حدیث نمبر ۶/۷۵، ہیثمی کی مجمع الزوائد حدیث نمبر ۷/۳۳۸

(۴) مسند احمد حدیث نمبر ۶/۲۳۰، وکنز العمال

(۵) مسلم کتاب الفتن باب فی بقیۃ احادیث الدجال حدیث نمبر ۷۳۹۴، ترمذی کتاب المناقب باب مناقب فی فضل العرب حدیث نمبر ۳۹۳۰

(۶) مجمع الزوائد ہیثمی حدیث نمبر ۷/۳۵۱

لوگ اس میں مر جائیں گے، پھر خسف (زمین میں دھنسا) ہوگا، کم ہی لوگ ہوں گے جو اس سے بچیں گے، ان دنوں مومن کی خوشی کم اور غم زیادہ ہوگا۔ پھر اللہ تعالیٰ لوگوں کے چہرے مسخ فرما کر بندر اور خنزیر بنا دیں گے اور پھر اس کے بعد دجال نکلے گا۔ پھر آپ ﷺ ایسے روئے کہ ہم بھی ساتھ رونے لگے۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ کیوں روئے؟ ارشاد فرمایا ان لوگوں پر ترس آ گیا کیونکہ ان میں کمانے والے اور محنتی لوگ بھی ہوں گے۔ (۱)

**حضرت عثمان بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی روایت** ...... امام احمد نے ابونضرہ سے نقل کیا ہے فرماتے ہیں جمعہ کے دن ہم حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تاکہ اپنے اور ان کے مصحف کا موازنہ کر کے دیکھ لیں، جب جمعہ کا وقت ہوا تو ہم نے غسل کیا، انہوں نے ہمیں خوشبو دی جو ہم نے لگائی، پھر ہم مسجد میں آ گئے اور ایک ایسے شخص کے پاس بیٹھ گئے جو ہمیں دجال والی حدیث بیان کر رہا تھا، اتنے میں عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ آ گئے، ہم لوگ کھڑے ہو گئے وہ بیٹھے تو ہم بھی بیٹھ گئے۔ اس کے بعد انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ فرماتے سنا کہ "مسلمانوں کے تین شہر ہوں گے، ایک اس جگہ جہاں دو سمندر ملتے ہیں، دوسرا جزیرہ میں اور تیسرا شام میں۔ اتنے میں تین زلزلے آئیں گے اور لوگ خوفزدہ ہو جائیں گے۔ پھر دجال ظاہر ہوگا اور مشرق کی طرف والوں کو شکست دے گا۔ سو پہلا شہر جس کو وہ فتح کرے گا وہ شہر ہوگا جہاں دو سمندر ملتے ہیں، اس شہر کے رہنے والے تین گروہوں میں بٹ جائیں گے، ایک گروہ شام میں رہے گا اور حالات پر نظر رکھے گا، دوسرا گروہ اعراب کے ساتھ رہے گا اور تیسرا گروہ اپنے قریبی شہر میں چلا جائے گا۔ دجال کے ساتھ ستر ہزار افراد ہوں گے، جنہوں نے تیجان (سبز چادر) اوڑھ رکھی ہوگی، دجال کے اکثر ساتھیوں میں یہودی اور عورتیں ہوں گی، پھر وہ دوسرے شہر میں آئے گا، اس کے لوگ بھی تین گروہوں میں تقسیم ہو جائیں گے، ایک شام چلا جائے گا اور تیسرا گروہ مغربی شام کی طرف چلا جائے گا۔ مسلمان افیق نامی مقام پر جمع ہوں گے اور اپنا نمائندہ بھیجیں گے۔ اس سے ان پر تنگی آئے گی، ان کو شدید بھوک اور مشقت کا سامنا کرنا ہوگا۔ یہاں تک کہ ان میں سے ایک شخص اپنی کمان کی رسی کو جلا کر کھائے گا، اسی دوران سحر کے وقت ایک آواز دینے والا تین مرتبہ پکارے گا، اے لوگو! تمہارے پاس مدد آ گئی لوگ آپس میں ایک دوسرے سے کہیں گے، یہ تو کسی ایسے شخص کی آواز لگتی ہے جس نے خوب پیٹ بھر کر کھایا ہو، فجر کی نماز کے وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے، مسلمانوں کے امیر ان سے کہیں گے۔ اے روح اللہ آگے بڑھیے اور نماز پڑھائیے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے کہ اس امت کے لوگ ایک دوسرے کے امیر ہیں، پھر مسلمانوں کے امیر نماز پڑھائیں گے، نماز کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنا نیزہ اٹھائیں گے اور دجال کی طرف روانہ ہوں گے۔ دجال جب ان کو دیکھے گا تو اس طرح پگھلے گا جیسے تانبہ پگھل جاتا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس کو سینے پر نیزہ ماریں گے اور قتل کر دیں گے۔ دجال کی فوج کو شکست ہو جائے گی۔ اس دن کوئی چیز ان کو پناہ نہ دے گی۔ حتیٰ کہ درخت بھی یہ کہے گا اے مومن! یہ کافر ہے اور اسی طرح پتھر بھی یہ کہے گا اے مومن! یہ کافر ہے۔" (۲) (اسے قتل کر دو)

علامہ ابن کثیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ امام احمد کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ دو شہر بصرہ اور کوفہ ہیں۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی ایک روایت ہے جو انہوں نے بصرہ کی مسجد میں بیان فرمائی کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ "میری امت میں سے ایک جماعت ضرور ایسے شہر پہنچے گی جسے بصرہ کہا جاتا ہوگا، جہاں ان کی تعداد بہت زیادہ ہوگی اور کھجوروں کے درخت بھی بہت زیادہ ہوں گے۔ پھر قنطوراء کی اولاد آئے گی، جن کی آنکھیں چھوٹی ہوں گی، یہاں تک کہ وہ دجلہ نامی ایک پل پر پہنچیں گے، پھر مسلمانوں کی تین جماعتیں بن جائیں گی۔ ایک جماعت تو اونٹوں کی دم پکڑ کر جنگلوں میں چلی جائے گی اور ہلاک ہو جائے گی، اور ایک قوم وہ خوفزدہ حالت میں وہیں ٹھہری رہے گی۔ یہ دونوں جماعتیں برابر ہوں گی۔ اور تیسری قوم اپنے بچوں کو اپنی پشتوں پر اٹھالیں گے۔ یہی ان کے فضلاء و شہداء ہوں گے۔ ان میں سے جو باقی بچیں گے ان کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ کامیابی عطا فرمائیں گے۔

امام احمد نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی ایک روایت ہمیں بیان کی ہے کہ بنو قنطوراء سے مراد "ترک قوم" ہے۔

امام ابوداؤد نے حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ "تم سے چھوٹی آنکھوں والے لڑیں گے۔ یعنی ترک۔ ان کو تین مرتبہ وہاں سے ہنکایا جائے گا۔ یہاں تک کہ وہ جزیرۃ العرب پہنچ جائیں گے۔ پہلی دفعہ بھگانے میں جو ان سے الگ ہو گیا وہ بچ

---

(۱) مسند احمد حدیث نمبر ۴۱۶/۱۹، مستدرک حاکم حدیث نمبر ۸۵۰۲/۴، کنز العمال حدیث نمبر ۳۸۸۲۹

(۲) طبرانی کی معجم کبیر حدیث نمبر ۸۴۹۰/۹

جائے گا، دوسری مرتبہ میں بعض ہلاک ہو جائیں گے اور بعض بچ جائیں گے اور تیسری مرتبہ میں کوئی ایک بھی نہ بچے گا"۔ (۱)

سفیان ثوری نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی ایک روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ جب دجال نکلے گا تو لوگوں کی تین جماعتیں بن جائیں گی۔ ایک گروہ تو دجال پر ایمان لے آئے گا، دوسرا اپنی سرزمین کی طرف چلا جائے گا جہاں "شیح" (گھاس) اگتی ہے۔ اور تیسری جماعت عراق چلی جائے گی، جو دجال اور اس کے ساتھیوں سے جنگ کرے گی۔ یہاں تک کہ تمام مومن شام میں جمع ہو جائیں گے، پھر وہ مومن اپنا ایک دستہ بھیجیں گے۔ ان میں ایک شہسوار ہوگا جس کا گھوڑا بھورے رنگ کا ہوگا یا چتکبرہ۔ یہ لوگ دجال سے مقابلہ کریں گے اور سب کے سب شہید ہو جائیں گے ایک بھی بچ کر واپس نہ جائے گا۔ (۲)

**عبداللہ بن بشر رضی اللہ عنہ کی روایت......** حنبل بن اسحق نے حضرت عبداللہ بن بشر رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں، وہ لوگ دجال کو ضرور پالیں گے جنہوں نے مجھے دیکھا ہے یا یہ فرمایا کہ میرے کہنے سے قریب ہوں گے۔ (۳)

**حضرت سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ کی روایت......** امام طبرانی نے حضرت سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ کی روایت بیان کی ہے، فرماتے ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ عقیق سے آ رہا تھا، جب ہم ثنیہ پہنچے تو آپ نے فرمایا کہ "میں اللہ کے دشمن مسیح دجال کی جگہوں کو دیکھ رہا ہوں وہ آئے گا یہاں تک کہ فلاں جگہ پہنچے گا پھر کچھ دیر ٹھہرے گا۔ سارے آوارہ و بدمعاش اس کے پاس جمع ہو جائیں گے۔ مدینہ کی کوئی گھاٹی ایسی نہیں بچے گی جہاں دو فرشتے پہرہ نہ دے رہے ہوں، دجال کے ساتھ دو صورتیں ہوں گی، جنت کی اور جہنم کی۔ اس کے علاوہ اس کے ساتھ شیاطین بھی ہوں گے جو ماں باپ کی صورت اختیار کر لیں گے اور ان کی زندہ اولاد سے کہیں گے کیا تو مجھے پہچانتا ہے؟ میں تیرا باپ ہوں۔ میں تیرا بھائی ہوں۔ میں تیرا رشتہ دار ہوں۔ اور کیا میں مر نہیں چکا؟ یہ (دجال) ہمارا رب ہے اسی کی اتباع کرو۔ پھر اللہ تعالیٰ نے جو اس شخص کے بارے میں فیصلہ کر رکھا ہوگا وہی یہ شخص کہے گا۔ دجال کے لیے اللہ تعالیٰ مسلمانوں میں سے ایک آدمی مقرر فرمائیں گے جو اس کو خاموش کروا دے گا اور مارے گا اور ڈانٹے گا اور کہے گا اے لوگو! یہ جھوٹا ہے، تمہیں دھوکے میں نہ ڈالے، بے شک یہ جھوٹا ہے، یہ باطل باتیں کرے گا، اور تمہارا رب کانا نہیں ہے۔ دجال اس شخص سے کہے گا تو میری اتباع کیوں نہیں کرتا؟ یہ کہہ کر اس کو پکڑے گا اور دو ٹکڑے کر دے گا اور لوگوں سے پوچھے گا کیا میں اس کو تمہارے لیے دوبارہ زندہ کر دوں؟ دوبارہ زندہ ہو کر وہ شخص پہلے سے زیادہ سختی سے دجال کی مخالفت شروع کر دے گا اور زیادہ برا بھلا کہنے لگے گا، اور کہے گا اے لوگو! تم نے ایک آزمائش دیکھی ہے۔ جس میں تم مبتلا کیے گئے ہو اور ایک ایسا فتنہ جس میں تمہیں آزمایا گیا ہے۔ سنو! اگر یہ دجال سچا ہے تو مجھے دوبارہ مار کر زندہ کر دکھائے، سنو! وہ جھوٹا ہے۔ دجال اس کو اپنی آگ میں پھینکنے کا حکم دے گا حالانکہ وہ جنت ہے، پھر شام کی طرف روانہ ہو جائے گا۔ (۴)

**حضرت محجن بن الادرع رضی اللہ عنہ کی حدیث......** امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت محجن بن الادرع رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ ایک دن آپ ﷺ نے خطبہ ارشاد فرمایا "نجات کا دن، نجات کا دن کیا ہے؟" یہ جملہ تین مرتبہ ارشاد فرمایا، عرض کیا گیا۔ نجات کا دن کیا ہے؟ ارشاد فرمایا دجال آئے گا اور احد پر چڑھ جائے گا اپنے ساتھیوں کی طرف دیکھ کر کہے گا "کیا تم اس سفید محل کے بارے میں جانتے ہو؟ یہ احمد (ﷺ) کی مسجد ہے، پھر مدینہ منورہ آئے گا، مدینہ کے ہر راستے پر فرشتوں کو پہرہ دیتے ہوئے پائے گا جو ننگی تلوار لیے ہوں گے۔ یہاں سے دجال جرف کی طرف آئے گا اور اپنا گرز تین مرتبہ زمین پر مارے گا۔ پھر مدینہ منورہ کو تین زبردست جھٹکے لگیں گے۔ ان جھٹکوں کی وجہ سے تمام منافق و فاسق مرد و عورت مدینہ سے نکل کر اس کے پاس جمع ہو جائیں گے یہی نجات کا دن ہوگا"۔ (۵)

**بہترین دین وہ ہے جو آسان ہو......** حضرت محجن بن الادرع رضی اللہ عنہ سے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی ہے، فرماتے ہیں کہ

---

(۱) ابوداؤد کتاب الملاحم باب فی قتال الترک حدیث نمبر ۴۳۰۵، ابن ماجہ کتاب الفتن باب الترک حدیث نمبر ۴۰۹۹، مسند احمد حدیث نمبر ۳۱۹/۲، مسند احمد حدیث نمبر ۳۱/۳، حدیث نمبر ۳۳۸/۵ (۲) مستدرک حاکم حدیث نمبر ۵۹۸/۴ (۳) کنز العمال حدیث نمبر ۳۸۸۰۹ (۴) طبرانی کی معجم کبیر حدیث نمبر ۱۷/۷، مجمع الزوائد ہیثمی کی حدیث نمبر ۱۲۵۹۷، کنز العمال حدیث نمبر ۳۸۷۹۳ (۵) مسند احمد حدیث نمبر ۳۳۸/۴، مستدرک حاکم حدیث نمبر ۵۴۳/۴، کنز العمال حدیث نمبر ۳۸۸۳۳

نبی کریم ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑا اور احد پہاڑ پر چڑھ گئے وہاں سے مدینہ منورہ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا "تباہی ہو اس بستی کی، یہ میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے اور میں اس کو سب سے بہتر سمجھتا ہوں۔ یا فرمایا کہ سب سے آخری جو ہوگا۔ (دجال) اس مدینہ کی طرف بڑھے گا لیکن ہر راستے پر ایک پہرہ فرشتوں کا پہرہ دار پائے گا جو اپنی تلواریں سونتے ہوئے ہوں گے لہٰذا یہ مدینہ میں داخل نہ ہو سکے گا۔

پھر آپ ﷺ وہاں سے نیچے تشریف لائے اور مسجد میں داخل ہوئے وہاں ایک شخص کو نماز پڑھتے ہوئے پایا اور دریافت فرمایا یہ کون ہے؟ میں نے اس شخص کی تعریف کی تو آپ ﷺ نے فرمایا خاموش ہو جاؤ اس کو مت سناؤ کہیں تم اس کو ہلاک نہ کر دو۔"

پھر امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن میں سے کسی کے حجرے کے نزدیک تشریف لائے، میرے ہاتھ کو چھوڑ دیا اور فرمایا "تمہارا بہترین دین وہ ہے جو آسان ہو تمہارا بہترین دین وہ ہے جو آسان ہو۔"(1)

**حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت** ... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک روایت امام مسلم نے نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا "قیامت اس وقت تک نہیں آئے گی جب تک مسلمان یہودیوں سے مقابلہ نہ کر لیں مسلمان ان کو قتل کریں گے یہاں تک کہ یہودی درختوں اور پتھروں کے پیچھے چھپیں گے اور وہ درخت اور پتھر پکاریں گے اے مسلمان! اے اللہ کے بندے! یہ یہودی میرے پیچھے چھپا ہوا ہے آ کر اس کو قتل کر دو علاوہ غرقد کی درخت کے کیونکہ وہ یہودیوں کا درخت ہے۔"(2)

اس کے علاوہ امام مسلم نے ایک اور سند سے یہ الفاظ بھی روایت کیے ہیں کہ:

"قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک تم ترکوں کے ساتھ قتال نہ کر لو۔" (الحدیث)

یہ ظاہر ہے کہ یہاں ترکوں سے مراد یہودی ہی ہیں اور دجال بھی یہودی ہوگا، جیسے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی روایت میں گزر چکا ہے جسے احمد، ترمذی اور ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

**ایک اور روایت** ... امام احمد نے بھی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے سنا کہ "دجال ضرور خراسان یا کرمان میں سے نکلے گا اس کے ساتھ ستر ہزار ساتھی ہوں گے ان کے چہرے ہوں گے جیسے ڈھال بڑے بڑے ہوتے۔"(3)

ایک اور روایت محمد بن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کی ہے، فرماتے ہیں کہ ایک دن آپ ﷺ نے خطبہ ارشاد فرمایا اور دجال کا ذکر فرمایا کہ "کوئی نبی ایسا نہیں گزرا جس نے اپنی امت کو اس سے نہ ڈرایا ہو میں تمہارے سامنے اس کی کچھ علامات بیان کرتا ہوں کہ جو مجھ سے پہلے کسی نبی نے بیان نہیں کی ہوں گی، وہ کانا ہے اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان "کافر" لکھا ہے جسے ہر شخص پڑھ سکے گا خواہ وہ پڑھا لکھا ہو یا ان پڑھ ہو۔"(4)

**اللہ تعالیٰ کے حکم سے فرشتے حرمین کی نگرانی کر رہے ہوں گے** ... امام احمد نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ مکہ مدینہ فرشتوں کی حفاظت میں ہوں گے مدینہ آنے والے ہر راستے پر فرشتے ہوں گے، وہاں نہ دجال داخل ہو سکے گا اور نہ طاعون۔"(5)

**حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ کی روایت** ... امام ابوداؤد نے حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ "آپ ﷺ

---

(1) مسند احمد [illegible]

(2) [illegible] کتاب الفتن [illegible] کتاب الامارۃ [illegible]

(3) مسند احمد [illegible] (4) [illegible] کتاب الفتن [illegible]

[illegible]

(5) مسند احمد [illegible]

ﷺ نے فرمایا میں نے تمہیں دجال کے بارے میں بتایا یہاں تک کہ مجھے خوف ہوا کہ تم نہ کرو گے، مسیح دجال ٹھگنا، گھٹے ہوئے پاؤں والا اور کانا ہے۔ اس کی ایک آنکھ مسخ کی جا چکی ہے۔ اگر اس کا معاملہ تمہاری سمجھ میں نہ آئے تو جان لو کہ تمہارا رب ہرگز کانا نہیں ہے"۔ (۱)

**بنو تمیم کی فضیلت** ...... بخاری اور مسلم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے فرماتے ہیں کہ مجھے تین وجوہات سے بنو تمیم سے محبت ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ (پہلی وجہ) وہ دجال کی مخالفت میں بہت سخت ہیں۔ (۲) اتنے میں بنو تمیم والوں کی طرف سے بھیجے گئے زکوۃ و صدقات پہنچ گئے تو فرمایا "یہ میری قوم کے صدقات ہیں۔ (۳) بنو تمیم والوں کی لڑکی ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ "اس کو آزاد کر دو، کیونکہ یہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں۔ (۴)

**حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کی روایت** ...... امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ "جس نے دجال کی بات سنی وہ اس سے کوئی تعلق نہیں، خدا کی قسم ایک شخص اس کے پاس آئے گا اور اس (دجال) کو مومن سمجھتا ہوگا اور اس کے مشکوک جادوئی کمالات کی پیروی کرے گا۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے ایک اور روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ "نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا "جس نے دجال کی بات سنی وہ اس سے کوئی تعلق نہیں، بے شک ایک شخص اس کو مومن سمجھتا ہوا اس کے پاس آئے گا اور اس کو مومن ہی سمجھتا ہوگا کیونکہ وہ شخص اس (دجال) کی طرف سے شکوک میں مبتلا ہوگا یہاں تک کہ وہ اس کی اتباع کرے گا"۔

یزید بن ہارون نے بھی اسی طرح روایت کی ہے۔

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے ایک روایت سفیان بن عیینہ نے نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ کھانا کھائے گا اور بازاروں میں گھومے گا"۔ (۵) یعنی دجال بھی انسانوں کی طرح کھائے پیئے گا اور بازاروں میں آیا جایا کرے گا۔

## حضرت مغیرۃ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کی روایت

**دجال کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے لیے بہت آسان ہے** ...... امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے ایک روایت حضرت مغیرۃ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کی نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ جتنی معلومات دجال کے بارے میں، میں نے نبی کریم ﷺ سے حاصل کی ہیں اور کسی نے نہیں حاصل کی ہیں۔ یہاں تک کہ آپ ﷺ نے فرمایا تمہیں اس سے کیا نقصان پہنچے گا؟ وہ (دجال) تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! لوگ کہتے ہیں کہ اس کے پاس کھانا بھی ہوگا اور پانی کی نہریں بھی ہوں گی فرمایا وہ اللہ کے نزدیک اس سے بھی زیادہ آسان ہے۔ (۶)

یہ روایت شریح بن یونس نے حضرت مغیرۃ رضی اللہ عنہ سے ان الفاظ میں نقل کی ہے کہ فرماتے ہیں دجال کے بارے میں جتنا آپ ﷺ سے میں نے پوچھا کسی اور نے نہیں پوچھا۔ چنانچہ ایک مرتبہ آپ ﷺ نے مجھ سے دریافت فرمایا کہ تمہارا اس (دجال) کے بارے میں کیا سوال ہے؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! لوگ کہتے ہیں کہ اس کے پاس روٹیوں اور گوشت کے پہاڑ ہوں گے اور بالائی کی نہریں ہوں گی؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے لیے یہ (یعنی دجال کو اتنی بڑی مقدار میں کھانا پانی وغیرہ دینا) اس (یعنی دجال کے معاملے) سے بھی زیادہ آسان ہے۔ (۷)

---

(۱) سنن ابوداؤد کتاب الملاحم باب خروج الدجال حدیث نمبر ۴۳۲۰، مسند احمد حدیث نمبر ۲۳۲۲۲/۵ اور کنز العمال حدیث نمبر ۳۸۷۹۵

(۲) بخاری کتاب العتق باب ملک من العرب حدیث نمبر ۲۵۴۳، مسلم کتاب فضائل الصحابہ فضائل اسلم حدیث نمبر ۶۳۹۸، فتح الباری حدیث نمبر ۸/۸۳، حدیث نمبر ۵/۱۷۰، حدیث نمبر ۷/۱۰۵ (۳) ایضاً (۴) ابوداؤد کتاب الملاحم باب خروج الدجال حدیث نمبر ۴۳۱۹ مسند احمد حدیث نمبر ۴/۴۴۱

(۵) مسند احمد حدیث نمبر ۴۳۲/۴، معجم الکبیر طبرانی حدیث نمبر ۱۸/۱۵۵، مجمع الزوائد حدیث نمبر ۸/۲ (۶) مسلم کتاب الفتن باب فی الدجال وھو اھون علی اللہ عزوجل حدیث نمبر ۷۳۰۴، حدیث نمبر ۷۳۰۵ (۷) ایضاً۔

یہی روایت مسلم نے بھی کئی طرق سے صحیح مسلم کتاب الدجال میں نقل کی ہے۔ اور حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں پہلے گذر چکا ہے کہ اس (دجال) کا پانی دراصل آگ ہے اور آگ دراصل ٹھنڈا پانی، اور بظاہر آنکھوں کو ایسا محسوس ہوگا (حقیقت میں نہ ہوگا)۔

اسی روایت سے بعض علماء جیسے ابن حزم الطحاوی وغیرہ نے استدلال کیا ہے کہ دجال ملمع سازی اور نظر بندی کا ماہر ہوگا، جو چیزیں لوگوں کو دکھائے گا ان کی حقیقت میں کوئی حیثیت نہ ہوگی بلکہ یہ صرف خیالات ہوں گے۔

معتزلہ فرقے کے بڑے شیخ ابو علی الجبائی کہتے ہیں کہ دجال جو کمالات دکھائے گا ان کا حقیقت میں سچا ہونا جائز نہیں ہے کیونکہ اگر اس کو ہم جائز کہیں گے تو خارق عادات کمالات اور حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے معجزات کے برابر ہو جائیں گے۔

قاضی عیاض اس کے مقابلے میں فرماتے ہیں کہ ایسا ہونا ممکن ہے کیونکہ دجال الوہیت کا دعوی کرے گا، اور جو الوہیت کا دعوی کرے اس سے ایسے افعال کا صدور ناممکن نہیں ہے ورنہ پھر وہ الوہیت کا دعوی کیونکر کرے گا۔

دوسری طرف بہت سے باطل فرقوں جیسے خوارج، جہمیہ اور بعض معتزلہ نے دجال کا بالکل ہی انکار کیا ہے اور اس معاملے میں وارد تمام احادیث کو رد کر دیا ہے۔ لہذا ان کے ہاں اس سلسلے میں کوئی تفصیل نہیں ملتی۔

لہذا اسی وجہ سے یہ لوگ عام اہلسنت والجماعت اور خصوصاً علماء سے کٹ گئے ہیں۔ کیونکہ انہوں نے اس سلسلے میں وارد ان روایات کا انکار کیا ہے جو آپ ﷺ سے تواتر کے ساتھ ثابت ہیں جیسے ہم نے ابھی بہت سی بیان کیں۔ اور یہ بھی تمام روایات نہیں بلکہ چند ہیں جو بات سمجھانے کے لیے کافی ہیں۔ مدد اور توفیق تو اللہ ہی کی طرف سے ہے۔

## سبق

ان تمام احادیث سے ہمیں یہ معلوم ہوا کہ دجال اور وہ تمام کمالات اور خوارق عادات جو اللہ تعالیٰ نے دجال کو دیے ہیں دراصل اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنے بندوں کا امتحان ہوگا۔ جیسے کہ پہلے گذرا کہ جو دجال کی بات مان لے گا وہ خوب خوشحال ہو جائے گا بارشیں ہوں گی، زراعت ہوگی، بہت سے مال مویشی ہوں گے اور خوب پھلے پھولے گا۔ اور جو اس کی بات نہیں مانے گا اور اس کو دھتکار دے گا وہ تنگی اور قحط سالی کا شکار ہو جائے گا۔ بیماریاں اس پر حملہ آور ہوں گی، مال مویشی ہلاک ہو جائیں گے، عزیز و اقارب مر جائیں گے، پھل، زراعت، کاروبار وغیرہ تباہ ہو جائے گا۔ یعنی مختلف آفتیں اس کو گھیر لیں گی۔

زمین کے اندر چھپے ہوئے خزانے دجال کے ساتھ ایسے چلیں گے جیسے شہد کی مکھیاں اپنی ملکہ کے ساتھ چلتی ہیں اور دجال کسی نوجوان کو قتل کر کے دوبارہ زندہ کرے گا۔ یہ سب خوارق اور کمالات حقیقی طور پر اللہ تعالیٰ دجال کو دیں گے تاکہ اپنے بندوں کا امتحان لیں۔ چنانچہ بہت سے اس کی وجہ سے گمراہ ہو جائیں گے اور مومنوں کا ایمان پہلے سے بھی زیادہ ہو جائے گا۔ لہذا یہ جو روایت گذری "هو اهون على الله من ذلك" (الحدیث) کہ یہ اللہ تعالیٰ کے لیے اس سے بھی زیادہ آسان ہے تو اس کا یہی مطلب ہے یہ معاملہ کم ہے اس سے کہ دجال کے پاس ایسی چیزیں ہوں جن سے لوگ گمراہ ہو جائیں گے حالانکہ وہ نقصان فسق و فجور اور ظلم کے علاوہ کچھ نہ ہوگا اگرچہ اس کے کمالات خوارق عادات میں سے ہوں۔ کیونکہ اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان لفظ "کافر" بھی تحریر ہوگا۔ اور یہ تحریر ایسی ہوگی جو واضح طور پر ہر ایک کو دکھائی دے گی۔ یعنی حسی ہوگی محسوس کی جا سکے گی، اس کو چھو کر بھی دیکھا جا سکے گا کہ معنوی یا خیالی تحریر نہ ہوگی۔ کیونکہ آپ ﷺ نے اس بارے میں تحقیقی خبر دی ہے کہ وہاں ک۔ ف۔ ر تحریر ہوگا۔

اس کے علاوہ اس کی ایک آنکھ کانی ہوگی، انتہائی کریہہ المنظر ہوگا۔ اس کی ایک آنکھ ابھری ہوئی ہوگی، یہی معنی ہیں اس جملے کے "کأنها عنبة طافية"۔ طافیہ اس مچھلی کو کہتے ہیں جو پانی میں مر جائے اور سطح کے اوپر آ جائے، یہاں روایات میں اس کے یہ معنی بھی ہیں کہ اس کی آنکھ بے نور بھی ہوگی یعنی اس میں روشنی بھی نہ ہوگی اور وہ کچھ بھی نہ دیکھ سکتا ہوگا۔ اور جیسا کہ ایک روایت میں گذرا کہ اس کی آنکھ ایسی ہوگی جیسے کسی چونا لگی دیوار پر کسی کے ناک کی گندگی بلغم وغیرہ لگی ہوتی ہے۔ یعنی نہایت بدصورت۔

بعض روایات میں بتایا ہے کہ اس کی دائیں آنکھ کانی ہوگی اور دوسری بھی عام سی ابھری طرح ہوگی۔ لہٰذا واقعہ یہ ہے کہ ان میں سے ایک قسم کی روایات کو ملا کر یہ بتایا ہے کہ اس کی دونوں آنکھیں عیب دار ہوں گی جس سے مراد نقص اور عیب ہیں۔

اس بات کی تائید اس روایت سے بھی ہوتی ہے جو طبرانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "دجال گھنگھریالے بالوں والا ہے، گورا چٹا ہے اس کا سر ایسا ہے جیسے کوئی سانپ ہوتا ہو (خوف کی علامت)، اس کا سر گویا کسی درخت کی ٹہنی ہو، اس کی بائیں آنکھ اندر کو دھنسی ہوئی اور دائیں آنکھ ابھری ہوئی ہے جیسے انگور کا دانہ ہو۔"(۱)

سفیان ثوری نے بھی سماک سے اسی طرح روایت نقل کی ہے لیکن جیسے کہ پہلی روایت میں بیان ہوا ہے کہ اس کی دوسری آنکھ ابھری ہوگی جیسے چمکتا ہوا ستارہ، اس بنا پر ایک روایت ضعیف ہوگی لیکن یہ بھی ممکن ہے کہ اس کی ایک آنکھ مکمل طور پر کانی ہو اور دوسری میں کچھ کانا پن ہو، حقیقت حال سے تو اللہ تعالیٰ ہی واقف ہیں۔

**دجال کے بارے میں تصریح قرآن کریم میں کیوں نہیں ہے؟** ... یہاں ایک سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ باوجود اس کے کہ دجال انتہائی درجے کا فاسق و فاجر ہے، اس کا شر و فتنہ بہت عظیم ہے، وہ ربوبیت کا دعویٰ کرے گا، وہ بڑے جھوٹوں میں سے ہوگا، تمام انبیاء کرام نے اپنی اپنی امتوں کو اس سے ڈرایا لیکن پھر بھی قرآن کریم میں اس کے بارے میں کوئی تفصیل نہیں تھی؟

اس کا جواب چند مختلف طریقوں سے دیا جا سکتا ہے۔

> "جس روز آپ کے رب کی بڑی نشانی آ پہنچے گی، کسی ایسے شخص کا ایمان جو پہلے سے ایمان نہیں رکھتا یا اس نے اپنے ایمان میں کوئی نیک عمل نہ کیا ہو۔" (ترجمہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ)

امام ترمذی نے اس کی تفسیر میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "تین چیزیں ایسی ہیں کہ جب وہ ظاہر ہو جائیں گی تو (ان کے ظہور کے بعد) کسی ایمان لانے والے کو اس کا ایمان کچھ بھی نفع نہ دے سکے گا یا (ان نشانیوں کے ظاہر ہونے کے بعد) کسی ایماندار نے نیک اعمال شروع کیے تو وہ بھی نفع مند نہیں ہوں گے، وہ تین چیزیں یہ ہیں (۱) دجال (۲) دابۃ الارض (۳) سورج کا مغرب سے طلوع ہونا۔"(۲)

دوم... جیسے کہ پہلے بیان ہوا اور جیسے کہ آگے بھی آ رہا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نازل ہو کر دجال کو قتل کریں گے جیسا کہ قرآن کریم سورۃ النساء آیت نمبر ۱۵۷، ۱۵۸ میں ذکر کیا گیا ہے۔

ترجمہ: ... اور ان کے اس کہنے کی وجہ سے کہ ہم نے مسیح عیسیٰ بن مریم کو جو رسول ہیں اللہ تعالیٰ کے قتل کر دیا حالانکہ انہوں نے ان کو قتل کیا اور نہ سولی پر چڑھایا لیکن ان کو اشتباہ ہو گیا اور جو لوگ ان کے بارے میں اختلاف کرتے ہیں وہ غلط خیال میں ہیں، ان کے پاس اس پر کوئی دلیل نہیں بجز تخمینی باتوں پر عمل کرنے کے اور انہوں نے ان کو یقینی بات ہے کہ قتل نہیں کیا بلکہ ان کو اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف اٹھا لیا اور اللہ تعالیٰ بڑے زبردست ہیں حکمت والے ہیں اور کوئی شخص اہل کتاب میں سے۔

بیشک ہم اپنی تفسیر میں بتا چکے ہیں کہ لفظ "قبل موتہ" میں "ہ" ضمیر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف راجع ہے یعنی عنقریب حضرت عیسیٰ علیہ السلام زمین پر نازل ہوں گے جن پر اہل کتاب ایمان لے آئیں گے جن کے بارے میں بہت زیادہ اختلاف کرتے تھے، وہ بھی جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا سمجھتے ہیں جیسے کہ عیسائی اور وہ بھی جو معاذ اللہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر بہتان لگانے والے ہیں، چنانچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نازل ہونے کی یہ وجہ ہے کہ اس کا جھوٹا ہونا ظاہر ہو جائے گا کہ یہ لوگ اپنے دعویٰ میں جھوٹے تھے جیسا کہ آگے ہم بیان کریں گے۔

چنانچہ اس بنا پر معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کے نزول میں اشارہ ہے دجال کے ظہور کی طرف جو گمراہیوں کا داعی ہے اور مسیح ہدایت کا مخالف ہے اور اہل عرب کی عادت ہے کہ بعض اوقات وہ متضاد چیزوں میں سے ایک کے ذکر پر اکتفا کرتے ہیں اور اس سے دوسرے کی

---

(۱) معجم کبیر طبرانی حدیث نمبر ۱۱۷۱۲

(۲) صحیح مسلم کتاب الایمان باب بیان الزمن الذی لا یقبل فیہ الایمان حدیث نمبر ۳۹۸ ترمذی کتاب تفسیر باب تفسیر سورۃ الانعام حدیث نمبر ۳۰۷۲ مسند احمد حدیث نمبر ۹۷۵۲

طرف بھی اشارہ ہو جاتا ہے جیسے کہ یہ بات اپنی جگہ مسلمہ ہے۔

سوم: قرآن کریم میں اس (دجال) کے نام کی تصریح اس لیے نہیں ہے تاکہ اس کی حقارت خوب اچھی طرح ثابت ہو جائے کیونکہ وہ الوہیت کا مدعی ہو گا جو بہت حقیر انسان ہے کہ قرآن کریم میں اس کا ذکر کرنے کی ضرورت ہی نہیں سمجھی گئی اور یہ بات اللہ بزرگ و برتر کی عظمت و جلالت، علو شان اور تمام واہیات سے پاک ہونے کے منافی بھی نہیں ہے لہٰذا دجال کا معاملہ اللہ رب کے نزدیک اس قدر حقیر اور معمولی تھا کہ اس کا ذکر ہی نہیں کیا گیا۔ لیکن انبیاء کرام علیہم السلام نے جناب باری میں عرض و معروض کر کے دجال کے فتنے اور اس کے خوارق العادات افعال و لیے وسعت سے ڈرتے خاص کر کے اپنی امتوں کو تنبیہ کی اور بہت کھول کھول کر بیان کیا یا انبیاء کرام کی عادت مبارکہ یہ تھی کہ اس سے متنبہ کرنے کا ذکر پر اکتفا کر لیا گیا۔

چنانچہ قرآن کے ساتھ آپ ﷺ سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ جس ہر قصے اور حال کی شکل کے مطابق کیا ہے دجال جیسے معمولی اور حقیر انسان کا ذکر قرآن کریم میں نہیں۔ اسی وجہ سے یہ کام انبیاء کرام کے سپرد کر دیا گیا۔

ایک شبہے کا ازالہ ..... اگر کوئی کہے کہ اس میں یہ شبہ ہو کہ دجال کا ذکر صرف اسی وجہ سے قرآن کریم میں نہیں کیا گیا کہ وہ ذات باری تعالیٰ کے مقابلے میں بہت معمولی حیثیت کی نہیں رکھتا تو فرعون اور دجال سے بھی کیا گزرا ہے اس نے بھی اسی قسم کے جھوٹے دعوے کیے تھے۔ مثلاً اس نے کہا تھا "انا ربکم الاعلی"۔[1] یا یہ کہ جھگیا "یا ایہا الملأ ما علمت لکم من الہ غیری"۔[2] پھر اس کا ذکر کیوں قرآن کریم میں کیا گیا ہے؟

تو اس کا جواب یہ ہے کہ فرعون کا معاملہ پہلے گزر چکا تھا اور اس کا جھوٹ ظاہر ہو گیا تھا اور ہر عقل مند کو اس کے بارے میں معلوم ہو جاتا ہے۔ جبکہ دجال کا معاملہ آگے آنے والے زمانے میں ہو گا۔ جب یہ چیز اوپر سے اور نیچے سے واضح ہو گی کہ وہ ظالم ہو گا۔ لوگ قرآن وحدیث سے غافل ہوں گے۔ لہٰذا دجال سے خوارق عادات افعال و افعال دیکھ کر اس پر ایمان لے آئیں گے اور دجال لوگوں کے لیے بہت بڑا فتنہ ہو گا چنانچہ اس کو اس کے حقیر ہونے کی بنا پر اور آزمائش ہونے کی بنا پر بھی ذکر نہیں کیا گیا کیونکہ اس (دجال) کے جھوٹے ہونے کا معاملہ تو واضح ہے جیسا کہ اس پر تنبیہ کرنے اور قرآن کریم میں ذکر کرنے کی ضرورت ہی نہ تھی کیونکہ جس بات کی وضاحت ہو اس کے عام ہونے کی وجہ سے ہی کسی کا ذکر چھوڑ دیا جاتا ہے جیسا کہ آپ ﷺ نے اپنے مرض میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت کے بارے میں تحریر لکھوانا چاہا لیکن پھر اس کا لکھنا ترک کر دیا اور فرمایا

"یأبی اللہ والمؤمنون الا ابابکر"۔

ترجمہ: ..... اللہ تعالیٰ اور مومنین (خلافت کے لیے) حضرت ابوبکر کے علاوہ کسی پر راضی نہیں ہوں گے۔[3]

اس کی وجہ بھی یہی تھی کہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی جلالت قدر، عظمت شان، شوکت اور بزرگی کا علم تھا۔ چنانچہ آپ ﷺ بھی یہ جانتے تھے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے علاوہ کسی اور کو خلیفہ نہ بنائیں گے اور ہوا بھی ایسے ہی۔ چنانچہ اسی وجہ سے اس حدیث کو نبوت کے دلائل میں بھی ذکر کیا جاتا ہے جیسا کہ پہلے ہم نے ذکر کیا اور کتاب میں کئی جگہ اس بات کو بیان کیا ہے۔

یہ حدیث جس میں بہت سارے مشغول ہیں اس کا تعلق بھی اسی قسم کے معاملات سے ہے اور جو کچھ آپ ﷺ کا مقصد تھا اس کے لیے کسی دلیل کی ضرورت نہیں تھی کیونکہ معاملہ بالکل واضح تھا کہ اس پر حرف اٹھانے کی کوئی گنجائش نہیں۔ اسی طرح دجال کا معاملہ بھی اپنے مقام پر واضح ہے اور اس کے جھوٹے ہونے کے لئے دلیل کی ضرورت نہیں ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس کا ذکر اور دلیل وغیرہ کا ذکر ضروری نہیں سمجھا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ جانتے تھے کہ دجال جیسے شخص کا معاملہ مومنین کے ایمان کو نقصان نہیں پہنچا سکتا ہے۔ بلکہ اس سے مومنوں کے ایمان اور یقین میں اضافہ ہو گا اور اس کے ساتھ دجال کے باطل ہونے کا یقین اور بھی پختہ ہو گا۔

---

[1] سورۃ النازعات آیت نمبر ۲۴ (ترجمہ: میں تمہارا سب سے بڑا رب ہوں)

[2] سورۃ القصص آیت نمبر ۳۸ (ترجمہ: اے سردارو! میں تمہارے لیے اپنے سوا کوئی معبود نہیں جانتا)

[3] بخاری کتاب الاحکام باب الاستخلاف حدیث نمبر ۷۲۱۷ مسلم کتاب فضائل الصحابہ باب من فضائل ابی بکر الصدیق حدیث نمبر ۲۳۸۷ کتاب ... باب ما جاء فی ... حدیث نمبر

بعد کی حدیث ہے: وہ مومن (اس کو دجال مار کر دوبارہ زندہ کرے گا) اس سے کہے گا کہ خدا کی قسم تیرے بارے میں میری بصیرت میں کہیں زیادہ اضافہ ہو گیا ہے۔ اس لیے کہ تو ہی وہ دجال ہے جس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے حدیث بیان کی تھی۔

بعض محدثین کی روایت کے ظاہر سے استدلال کرتے ہوئے فقیہ ابو اسحاق محمد بن سفیان نے کہا ہے کہ وہ مومن خضر علیہ السلام ہوں گے۔ اسی کو قاضی عیاض نے اپنی شرح مسلم میں معمر سے روایت کیا ہے۔ اس کے علاوہ مسند [illegible] میں ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کی روایت موجود ہے فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "کہ شاید ان لوگوں میں سے کوئی اس (دجال) کو پا لے، جنہوں نے مجھے دیکھا ہے یا میرا کلام سنا ہے"۔

اس روایت سے اس مومن کی تعیین حضرت خضر علیہ السلام سے کرنے کی تائید ہوتی ہے لیکن یہ حدیث غریب ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ یہ بات آپ ﷺ نے اس وقت فرمائی ہو جب کہ آپ ﷺ پر دجال کی تفصیلات نازل نہیں ہوئی تھیں، سب سے زیادہ جاننے والے تو اللہ تعالیٰ ہی ہیں۔

**دجال سے حفاظت کے لیے بیان کیے گئے اوراد و اذکار کا بیان:** پہلا ذکر تو استعاذہ (اللہ کی پناہ) مانگنا ہے جیسا کہ آپ ﷺ سے صحیح احادیث میں ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز میں دجال سے پناہ مانگا کرتے تھے۔ اسی طرح آپ ﷺ نے اپنی امت کو اس کا حکم دیا، چنانچہ فرمایا: "اے اللہ! ہم جہنم کے عذاب، قبر کے فتنے اور مسیح دجال کے فتنے سے تیری پناہ میں آتے ہیں۔"[۲]

**سورۃ کہف کی آخری دس آیات:** دوسری بات: حضرت ابو سعید خدری نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ سے یہ ثابت ہے جیسا کہ امام ابوداؤد نے حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا "جس نے سورۃ کہف کی آخری دس آیات یاد کیں تو وہ دجال کے فتنے سے محفوظ ہو گیا"۔[۳]

امام ابوداؤد نے قتادہ سے بھی یہی روایت کی ہے اس میں "حفظ من خواتیم" یعنی "آخری آیات" کے الفاظ کا اضافہ ہے۔ شعبہ نے قتادہ سے "من آخر الکہف" کے الفاظ نقل کیے ہیں۔ امام مسلم نے ہمام اور شعبہ سے مختلف الفاظ سے یہ روایت نقل کی ہے اور بعض روایات میں ہے کہ "سورۃ کہف کی ابتدائی آیات جس نے پڑھیں وہ دجال سے محفوظ ہو گیا"۔[۴]

اسی طرح شعبہ نے قتادہ سے نقل کیا ہے کہ "جس نے سورۃ کہف کی آخری دس آیات پڑھیں وہ دجال کے فتنے سے محفوظ ہو جائے گا"۔(۵) جیسا کہ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کی روایت پہلے گزر چکی ہے کہ "جس نے دجال کے بارے میں سنا وہ اس کے ساتھ کوئی تعلق نہ رکھے"۔(۶) اور نبی کریم ﷺ کا فرمان بھی گزر چکا ہے "کہ ایک مومن آدمی اس کو مومن سمجھتا ہوا اس کے پاس جائے گا پھر اس کے شبہات کے بعد اس کی اتباع کرے گا"۔

**حرمین کے رہائشی بھی دجال کے فتنے سے محفوظ رہیں گے:** دجال سے محفوظ رہنے کے لیے حرمین میں رہائش اختیار کرنا بھی مفید ہے۔ چنانچہ شیخین (بخاری و مسلم) نے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا "مدینے کے راستوں پر فرشتے پہرہ دے رہے ہوں گے۔ نہ اس میں طاعون داخل ہو سکے گا اور نہ دجال"۔(۷)

---

(۱) ابوداؤد کتاب الملاحم باب [illegible] حدیث نمبر [illegible]، ترمذی کتاب الفتن باب [illegible] الدجال حدیث نمبر [illegible]، مسند احمد حدیث نمبر [illegible]

(۲) بخاری کتاب الجنائز حدیث نمبر [illegible]، مسلم کتاب المساجد باب [illegible] حدیث نمبر [illegible]، ابوداؤد کتاب الصلاۃ باب [illegible] حدیث نمبر [illegible]

(۳) مسلم کتاب صلاۃ المسافرین باب فضل سورۃ الکہف وآیۃ الکرسی حدیث نمبر [illegible]، ابوداؤد کتاب الملاحم باب خروج الدجال حدیث نمبر [illegible]، ترمذی کتاب فضائل القرآن باب ما جاء فی فضل سورۃ الکہف حدیث نمبر [illegible] (۴) مسلم کتاب صلاۃ المسافرین باب فضل سورۃ الکہف وآیۃ الکرسی حدیث نمبر [illegible]

(۵) ابوداؤد کتاب الملاحم باب خروج الدجال حدیث نمبر [illegible]، مسند احمد حدیث نمبر [illegible]، مستدرک حاکم حدیث نمبر [illegible] (۶) بخاری کتاب فضائل المدینہ باب لا یدخل الدجال المدینہ حدیث نمبر [illegible]، مسلم کتاب الحج باب [illegible] حدیث نمبر [illegible]، مسند احمد حدیث نمبر [illegible]

(۷) بخاری کتاب فضائل المدینہ باب لا یدخل الدجال المدینہ حدیث نمبر [illegible]، مستدرک حاکم حدیث نمبر [illegible]

اسی طرح امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا "مدینہ منورہ میں مسیح دجال کا رعب داخل نہ ہو سکے گا۔ اس دن مدینہ منورہ کے سات دروازے ہوں گے اور ہر دروازے پر دو فرشتے پہرہ دے رہے ہوں گے۔"[1]

یہ روایت مختلف طرق سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ، حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اور حضرت محجن بن الادرع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی منقول ہے جیسے کہ پہلے گزرا۔

ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک اور روایت حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ "دجال مدینہ منورہ کی طرف آئے گا تو فرشتوں کو اس کی حفاظت کرتا ہوا پائے گا چنانچہ مدینہ میں نہ ہی دجال داخل ہو سکے گا اور نہ ہی طاعون ان شاء اللہ تعالیٰ۔"[2]

صحیح حدیث میں اس طرح بھی ثابت ہے کہ دجال مکہ میں داخل نہ ہو سکے گا اور نہ ہی مدینہ میں، فرشتے اس کو روکیں گے۔"

اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ دونوں شہر بہت معزز و مقدس ہیں یہ امن والے اور دجال پر حرام ہیں، لہٰذا جب دجال مدینہ کے قریب پہنچے گا تو مدینہ میں تین زلزلے آئیں گے، یہ زلزلے یا تو حسی ہوں گے یعنی محسوس کیے جائیں گے یا معنوی ہوں گے، دونوں طرح کے اقوال موجود ہیں۔ بہرحال ان زلزلوں کی وجہ سے ہر منافق مرد اور عورت مدینہ منورہ سے نکل جائے گا۔ اس دن مدینہ اپنی گندگی (گناہ گار اور منافق لوگوں) کو نکال پھینکے گا اور اپنی نیکی اور بھلائی پھیلائے گا جیسے کہ حدیث میں گزرا۔ واللہ اعلم۔

**دجال کی سیرت.....** دجال عام انسانوں کی طرح ایک انسان ہے اور حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد میں سے ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو اس لئے پیدا کیا ہے تاکہ قرب قیامت میں لوگوں کی آزمائش ہو۔ جیسے کہ سورۃ بقرہ میں ہے "يضل به كثيرا ويهدي به كثيرا وما يضل به الا الفاسقين" "کہ بہت سے لوگ گمراہ ہو جائیں گے اور بہت سے ہدایت پا جائیں گے اور گمراہ صرف وہی لوگ ہوں گے جو فاسق ہوں۔"

**کنیت.....** حافظ ابو علی الابار نے شعبی کے حوالے سے اپنی تاریخ میں دجال کی کنیت ابو یوسف نقل کی ہے۔

حضرت عمر، ابوذر، جابر بن عبداللہ وغیرہم صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مروی ہے کہ یہ دراصل ابن صیاد ہے جیسا کہ پہلے بھی گزرا ہے۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابوبکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ "دجال کے والدین کے تیس سال تک اولاد نہ ہوگی پھر تیس سال بعد ان کے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوگا جو نقصان دہ زیادہ اور فائدہ مند کم ہوگا، اس کی آنکھیں سویا کریں گی لیکن دل بیدار رہا کرے گا"۔[3]

پھر دجال کے والدین کی علامات بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ "اس کا باپ مضطرب الجسم یعنی بہت موٹا ہوگا اس کی ناک لمبی ہوگی جیسے کہ چونچ ہوگی، اور اس کی ماں کے پستان بہت بڑے بڑے ہوں گے"۔

پھر حضرت ابوبکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمیں معلوم ہوا ہے کہ مدینہ میں یہودیوں کے ہاں ایک بچہ پیدا ہوا ہے فرماتے ہیں کہ میں اور حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کو دیکھنے روانہ ہوئے اور اس کے والدین کے پاس پہنچے، جب ہم نے اس کے والدین کو دیکھا تو وہ تمام نشانیاں ان میں موجود پائیں جو آپ ﷺ نے فرمائی تھیں۔ جب ہم نے اس بچے کی طرف دیکھا تو وہ دھوپ میں زمین پر پڑا ہوا تھا اور ایک چادر اوڑھ رکھی تھی اور اس کے پاس سے گنگناہٹ کی سی آواز آ رہی تھی۔ ہم نے اس کے بارے میں اس کے والدین سے پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ تیس سال تک ہمارے ہاں بچہ پیدا نہیں ہوا اور اب ہوا ہے اور وہ بھی کانا، نقصان اس کا زیادہ ہے اور فائدہ کم ہے۔

پھر جب ہم واپسی کے دوران اس کے پاس سے گزرے تو بولا مجھے معلوم ہے کہ تم کیوں آئے تھے۔ ہم نے پوچھا کیا تو (سوتے ہوئے بھی) ہماری باتیں سن رہا تھا؟ کہنے لگا ہاں، میری آنکھیں سوتی ہیں دل نہیں سوتا۔"

---

[1] بخاری کتاب فضائل المدینہ باب لا یدخل الدجال المدینۃ حدیث نمبر ۱۸۷۹، مسلم کتاب الفتن [illegible] حدیث نمبر [illegible]، مسند احمد حدیث نمبر [illegible]

[2] بخاری کتاب الفتن باب لا یدخل الدجال المدینۃ حدیث نمبر [illegible]، ترمذی کتاب الفتن باب ما جاء فی الدجال لا یدخل المدینۃ حدیث نمبر [illegible]، مسند احمد حدیث نمبر [illegible]

[3] ترمذی کتاب الفتن باب ما جاء فی ذکر ابن صیاد حدیث نمبر [illegible]، مسند احمد حدیث نمبر [illegible]، مشکوٰۃ المصابیح حدیث نمبر [illegible]

یہ بھی بتایا جاتا ہے کہ ابن صیاد مدینے کے یہودیوں میں سے تھا اور اس کا لقب عبداللہ تھا جبکہ نام "صاف"۔ یہ تمام تفصیلات پہلے ذکر کی جا چکی ہیں۔
یہ بھی ممکن ہے کہ اس کا اصلی نام "صاف" ہو اسلام قبول کرنے کے بعد اس نے اپنا نام عبداللہ رکھا ہو۔

یہ بات بھی پیش نظر رہے کہ اس کا بیٹا عمارۃ بن عبداللہ جلیل القدر تابعین میں سے ہے۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے ان سے روایات لی ہیں اور یہ بات تو ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ ابن صیاد دجال نہیں ہے البتہ یہ ممکن ہے کہ ابن صیاد چھوٹے دجالوں میں سے ہو لیکن بعد میں اس نے توبہ کر لی تھی اور اسلام قبول کر لیا تھا لہٰذا اس کے مافی الضمیر اور سیرت کے بارے میں تو اللہ تعالیٰ ہی جانتے ہیں۔

رہا بڑا دجال تو اس کا ذکر حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت میں ہے جو آپ نے حضرت تمیم الداری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے۔ جس میں جساسہ کا ذکر ہے۔ اور یہ بھی کہ پھر جب مسلمان جب روم یعنی قسطنطنیہ فتح کر چکیں گے تو قرب قیامت میں دجال کو نکلنے کی اجازت ملے گی۔ چنانچہ اصبہان کے ایک ایسے علاقے سے نکلے گا جسے "یہودیہ" کہا جاتا ہو گا۔ اس علاقے کے رہنے والے ستر ہزار یہودی اس کے چیلے ہوں گے۔ وہ مسلح بھی ہوں گے اور سبز رنگ کی چادر لیے ہوئے ہوں گے۔ اسی طرح ستر ہزار تاتاری اور اہل خراسان بھی دجال کے ساتھیوں میں سے ہوں گے۔ پہلے تو ایک ظالم بادشاہ کی صورت میں ظاہر ہو گا۔ پھر نبوت کا دعویٰ کرے گا اور پھر خدا ہونے کا دعویٰ کر بیٹھے گا۔ لہٰذا اس کے اس دعوے پر جاہل، کمینے اور بدترین فطرت کے گندے لوگ اس کی اتباع کریں گے۔ البتہ وہ لوگ جنہیں اللہ تعالیٰ ہدایت سے نوازیں گے وہ اس کی مخالفت کریں گے اور اس کو دھتکار دیں گے۔ ایک ایک شہر اور ایک ایک قلعہ، ایک ایک صوبہ ایک ایک علاقہ فتح کرے گا۔ مکہ اور مدینہ کے علاوہ کوئی جگہ ایسی نہ رہے گی جس کو اپنے پیروں اور گھوڑوں کی ٹاپوں سے نہ روندے۔

چالیس دن دنیا میں رہے گا۔ پہلا دن سال کے برابر ہو گا، دوسرا مہینے کے، تیسرا جمعے کے اور پھر باقی دن عام دنوں کی طرح ہوں گے۔ اور یہ کوئی ایک سال اور اڑھائی مہینے ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس کے ہاتھ پر بہت سے عجیب و غریب خوارق عادات معاملات ظاہر کریں گے جس کی وجہ سے بہت سے لوگ گمراہ ہو جائیں گے اور بہت سے مومن ثابت قدم رہیں گے اور ان کا ایمان مزید بڑھ جائے گا۔ ہدایت یافتہ ہو جائیں گے۔ انہی دنوں دمشق کے مشرقی مینار پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے۔ اللہ کے نیک بندے ان کے ساتھ ہو جائیں گے اور دجال کی طرف روانہ ہوں گے۔ دجال بیت المقدس کی طرف جا رہا ہو گا۔ یہ لوگ اس کو عقبہ رفیق نامی جگہ پر جا لیں گے۔ وہاں دجال کو شکست ہو گی۔ دجال بھاگ کر باب لد پر جا پہنچے گا۔ اور جس وقت وہاں داخل ہو رہا ہو گا اسی وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس کو اپنے نیزے سے قتل کریں گے اور فرمائیں گے کہ میں نے تجھے ایک ایسی ضرب لگانی ہے جس سے تو ہرگز مجھ سے نہیں بچ سکے گا۔ جب دجال حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھے گا تو یوں پگھلنے لگے گا جیسے پانی میں نمک حل ہو جاتا ہے۔ بہرحال حضرت عیسیٰ علیہ السلام دجال کو باب لد پر قتل کر دیں گے۔ جیسے کہ تمام صحیح احادیث اس پر دلالت کرتی ہیں۔

ترمذی نے ایک روایت حضرت مجمع بن جاریہ رضی اللہ عنہ سے نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دجال کو باب لد نامی جگہ پر قتل کریں گے۔ (۱)

امام ابوبکر ابن ابی شیبہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک یہودی سے دجال کے بارے میں دریافت فرمایا تو اس یہودی نے جواب دیا کہ وہ اس لیے پیدا کیا گیا ہے تا کہ اس کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام لد پر قتل کریں۔ (۲)

**دجال کی علامات** ...... جیسے کہ پہلے احادیث میں گذر چکا ہے کہ وہ کانا ہے، کمینہ فطرت ہے۔ اس کے بال بہت زیادہ ہوں گے۔ بعض احادیث میں ہے کہ وہ ٹھگنا ہے اور بعض میں ہے کہ وہ لمبا ہے۔ یہ بھی گذر چکا ہے کہ اس کے گدھے کے دونوں کانوں کے درمیان ستر گز کا فاصلہ ہو گا۔ اس کے علاوہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ اور دوسری روایت میں ستر فٹ کا فاصلہ بتایا گیا ہے، حالانکہ یہ صحیح نہیں۔ اسی طرح پہلے قول میں بھی اشکال ہے۔ جبکہ عبدان نے اپنی کتاب معرفۃ الصحابہ میں مسعود سے نقل کیا ہے کہ دجال کے گدھے کا کان ستر ہزار کو سایہ فراہم کر سکے گا۔ (۳)

---

(۱) ترمذی کتاب الفتن باب ما جاء فی ذکر ابن صیاد حدیث نمبر ۲۲۴۸ مسند احمد حدیث نمبر ۱۰/۵، مشکوٰۃ المصابیح حدیث نمبر ۵۵۰۳

(۲) ترمذی کتاب الفتن باب ما جاء فی قتل عیسیٰ ابن مریم الدجال حدیث نمبر ۲۲۴۴ مسند احمد حدیث نمبر ۳/۴۲۰، کنز العمال حدیث نمبر ۳۹۳۳۵ (۳) ایضاً

ہمارے استاذ امام الظفر بھی فرماتے ہیں کہ اس روایت کی سند میں ابوطا العبدی ہے جو مجہول ہے اور یہ روایت منکر ہے۔

اس کے علاوہ اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان لفظ "کافر" تحریر ہے۔ جسے ہر مومن پڑھ سکے گا۔ اس کا سر پیچھے سے ایسا ہے جیسا کہ راستوں کا جال بچھے ہوئے ہوں۔ امام احمد نے ابوقلابہ سے روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ میں مسجد میں داخل ہوا تو دیکھا کہ لوگ ایک آدمی کے اردگرد گھیرا ڈالے موجود ہیں اور وہ آدمی کہہ رہا ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے سنا کہ "میرے بعد ایک جھوٹا گمراہ کرنے والا ہوگا اس کا سر پیچھے سے ایسا ہوا جیسے راستے بنے ہوئے ہوں۔"(۱)

روایت میں "حُبُکٌ حُبُکٌ" کا لفظ ہے جیسا کہ سورۃ ذاریات کی ساتویں آیت میں ہے کہ "والسماء ذات الحبک"۔

ترجمہ...... "قسم ہے آسمان کی جس میں راستے بنے ہوئے ہیں۔"

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ "میں تم لوگوں کی طرف آ رہا تھا کیونکہ مجھے لیلۃ القدر اور مسیح الضلالۃ (یعنی دجال) کے بارے میں بتایا گیا تھا۔ لیکن میں نے مسجد کے صحن میں دو آدمیوں کو جھگڑتے ہوئے پایا تو بھول گیا کہ لیلۃ القدر کون سی رات ہے۔ لہٰذا اب اس کو رمضان المبارک کے آخری عشرے کی طاق راتوں میں تلاش کرو۔

رہا دجال (مسیح الضلالۃ) تو وہ کانا ہے، پیشانی چوڑی ہے، بڑی گردن ہے، اس میں کچھ چیز ہے، دیکھنے میں ایسا ہے جیسا کہ قطن بن عبدالعزیٰ۔ قطن نے عرض کیا یا رسول اللہ! دجال کے میرے ہم شکل ہونے کی وجہ سے مجھے کچھ نقصان تو نہ ہوگا؟ ارشاد فرمایا نہیں تم تو مسلمان ہو اور وہ کافر ہے۔"(۲)

طبرانی نے ایک روایت عبداللہ بن مغتم سے نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ دجال کے معاملے میں کوئی الجھن نہیں ہے۔ وہ مشرق کی طرف سے نکلے گا اور لوگوں کو حق کی دعوت دے گا۔ لوگ اس کا اتباع کریں گے۔ پھر یہ مسلمانوں کے لیے جنگ کرے گا اور دشمنوں پر غلبہ پائے گا۔ اسی حالت میں کوفہ پہنچے گا اور اسلام کا اظہار کرے گا اور اس پر عمل کرے گا۔ چنانچہ لوگ نہ صرف اس کی اتباع کریں گے بلکہ اسے پسند بھی کرنے لگیں گے۔ پھر یہ نبوت کا دعویٰ کرے گا اس کے اس دعوے کی وجہ سے ہر عقلمند اس سے الگ ہو جائے گا۔ پھر کچھ عرصے بعد یہ کہے گا کہ میں اللہ ہوں، اللہ تعالیٰ اس کی آنکھ کانی کر دیں گے اور اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان لفظ "کافر" لکھ دیں گے اور اس کے کان کاٹ دیں گے۔ ہر وہ شخص جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان ہوگا اس سے الگ ہو جائے گا۔ یہودی، عیسائی، مجوسی اور عجمی مشرکین اس کے ساتھی بن جائیں گے۔ پھر ایک آدمی کو بلائے گا اور اس کو قتل کرنے کا حکم دے گا۔ اور اس کے جسم کے ٹکڑے ٹکڑے کرے گا اور اتنی دور دور پھینک دے گا کہ لوگ خوبی اس بات کو دیکھ اور سمجھ سکیں۔ پھر ان ٹکڑوں کو جمع کر کے اپنے عصا سے ضرب لگائے گا وہ شخص زندہ ہو جائے گا۔ تو دجال کہے گا کہ میں اللہ ہوں، زندہ بھی کر دیتا ہوں اور مارتا بھی ہوں۔(۳)

دراصل یہ جادو ہوگا جس سے یہ لوگوں کو مکر میں مبتلا کرے گا حقیقت میں کچھ نہ ہوگا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ دجال کا نام "صافی بن صاید" ہے۔ جو اصبہان کے یہودیوں میں سے ہوگا اور ایک دم کٹے گدھے پر سوار ہوگا جس کے دونوں کانوں کے درمیان چالیس گز کا فاصلہ ہوگا (وہ اتنا تیز رفتار ہوگا) کہ ایک قدم میں چار راتوں کا فاصلہ طے کرے گا۔ آسمان کو ہاتھوں پر اٹھائے گا۔ اس کے سامنے دھوئیں کا پہاڑ ہوگا اور اس کے پیچھے ایک اور پہاڑ ہوگا۔ اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان لفظ "کافر" تحریر ہوگا کہے گا کہ میں تمہارا رب ہوں۔ ریاکار لوگ اور حرامی (زنا سے پیدا شدہ) لوگ اس کی اتباع کریں گے۔

**ایک عجیب وغریب روایت**...... نعیم بن حماد نے کتاب الفتن میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ آپ

---

(۱) ابن حجر کی الاصابہ فی تمییز الصحابہ جلد ۲ صفحہ ۲۱۸ مختصراً۔ طبقات ابن سعد جلد ۹ صفحہ ۲۳۳

(۲) مسند احمد حدیث نمبر ۲/۱۲۰، کنز العمال حدیث نمبر ۳۸۷۷۴، مسند احمد حدیث نمبر ۲۹۱/۲، مجمع الزوائد حدیث نمبر ۳۳۵/۷، کنز العمال حدیث نمبر ۳۸۷۰۹

(۳) فتح الباری کتاب الفتن باب ذکر الدجال حدیث نمبر ۱۳/۹۱، مجمع الزوائد حدیث نمبر ۳۳۰/۷

ﷺ نے فرمایا کہ "دجال کے دونوں کانوں کے درمیان چالیس گز کا فاصلہ ہوگا" اس کا گدھا ایک قدم میں تین دن کا فاصلہ طے کرے گا۔ سمندر میں ایسے غوطہ لگائے گا جیسے تمہارے ساتھی لگاتے ہیں۔ اور کہے گا کہ میں رب العالمین ہوں۔ اور یہ سورج میرے حکم سے چلتا ہے کیا تم چاہتے ہو کہ میں اس کو روک کر دکھا دوں؟ لوگ کہیں گے ہاں۔ تو وہ سورج کو روک لے گا۔ یہاں تک کہ ایک ہفتہ مہینے کی طرح لمبا ہو جائے گا اور ایک دن جمعے کی طرح۔ پھر پوچھے گا کیا میں اس (سورج) کو چلا دوں؟ لوگ کہیں گے ہاں۔ لہٰذا دن کو ایک گھنٹے کی طرح بنا دے گا۔ اس کے پاس ایک عورت آئے گی اور کہے گی یا رب میرا بھائی اور بیٹا، میرا بھائی اور شوہر یہاں تک کہ (اپنے رشتے داروں کے روپ میں) شیطان کے گلے لگے گی۔ ان کے گھر شیطانوں سے بھرے ہوں گے۔ عرب اس کے پاس آئیں گے اور کہیں گے اے رب ہمارے لیے ہمارے اونٹوں اور بکریوں کو زندہ کر دے۔ لہٰذا دجال شیاطین کو ان کے اونٹوں اور بکریوں کے ہم عمر اونٹوں اور بکریوں کی شکل میں عربوں کے حوالے کرے گا۔ وہ لوگ کہیں گے اگر یہ ہمارا رب نہ ہوتا تو ہرگز ہمارے لیے ہمارے جانوروں کو زندہ نہ کرتا۔ اس کے پاس بکلی وغیرہ کا ایک پہاڑ ہوگا اور ایک پہاڑ گرم گرم گوشت کا جو ٹھنڈا نہ ہوگا اور ایک نہر جاری ہوگی اور ایک پہاڑ باغات اور سبزے کا ہوگا اور ایک پہاڑ آگ اور دھوئیں کا ہوگا۔ کہے گا یہ میری جنت اور یہ میری آگ (جہنم) ہے۔ یہ میرا کھانا ہے اور یہ پینا۔ حضرت المسیح علیہ السلام اس کے ساتھ ہوں گے اور پکار رہے ہوں گے کہ اے لوگو! یہ جھوٹا دجال ہے اس سے بچو اللہ اس پر لعنت کرے۔ اللہ تعالیٰ حضرت المسیح علیہ السلام کو زبردست پھرتی اور سرعت عطا فرمائیں گے جو دجال کو نہ ملے گی۔ لہٰذا جب دجال کہے گا کہ میں اللہ ہوں لوگ کہیں گے کہ تو جھوٹا ہے۔ حضرت المسیح علیہ السلام فرمائیں گے کہ لوگوں نے سچ کہا۔

پھر دجال مکہ کی طرف آئے گا وہاں ایک زبردست مخلوق کو پائے گا اور پوچھے گا تم کون ہو؟ ان کا سردار کہے گا میں جبرائیل ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس لیے بھیجا ہے کہ تجھے رسول اللہ کے حرم میں داخل ہونے سے روکوں۔ پھر دوسری طرف سے آئے گا وہاں حضرت میکائیل علیہ السلام ہوں گے۔ ان کو دیکھ کر بھاگ کھڑا ہوگا۔ چنانچہ مکہ اور مدینہ میں موجود تمام منافق لوگ حرمین سے نکل کر اس کے پاس جمع ہو جائیں گے۔

اسی دوران ایک ڈرانے والا ان لوگوں کے پاس آئے گا جنہوں نے قسطنطنیہ اور بیت المقدس فتح کیا تھا۔ دجال ان میں سے ایک شخص کو پکڑے گا اور کہے گا کہ یہ شخص سمجھتا ہے کہ میں اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا لہٰذا اس کو قتل کر دو اور آری سے ٹکڑے ٹکڑے کر دو۔ پھر کہے گا کہ میں اس کو زندہ کروں گا اور کہے گا اے شخص! کھڑا ہو تو اللہ کے حکم سے وہ شخص زندہ ہو کر کھڑا ہو جائے گا۔ کسی اور کو بولنے کی اجازت نہ دے گا اور کہے گا کہ کیا میں نے تجھے مار کر زندہ نہیں کیا؟ تو وہ شخص کہے گا کہ میں تجھے اچھی طرح جان گیا ہوں۔ تیرے بارے میں مجھے نبی کریم ﷺ نے بشارت دی تھی تو مجھے قتل کرے گا اور پھر میں اللہ کے حکم سے زندہ ہو جاؤں گا۔ پھر اس شخص کو تانبے یا پیتل کے ٹکڑے پہنا دیے جائیں گے۔ دجال کہے گا کہ اس کو میری جہنم میں پھینک دو۔ اللہ تعالیٰ اس شخص کو بدل دیں گے اور لوگ اس شخص کے بارے میں شک و شبہ کا شکار ہو جائیں گے اور بیت المقدس کی طرف متوجہ ہو جائیں گے۔ پھر عقبہ افیق پر جا پہنچے گا اور مسلمانوں پر ظلم کرنے لگے گا۔ اتنے میں مسلمان سنیں گے کہ تمہارے پاس مددگار آ گیا ہے۔ تو لوگ کہیں گے کہ یہ کسی ایسے شخص کی آواز لگتی ہے جس کا پیٹ بھرا ہوا ہے۔ زمین اللہ تعالیٰ کے نور سے روشن ہو جائے گی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے۔ اور ارشاد فرمائیں گے کہ اے مسلمانو! اپنے رب سے ڈرو اور تسبیح بیان کرو۔ لوگ ایسا ہی کریں گے۔ پھر وہ بھاگنے کا ارادہ کریں گے لیکن اللہ تعالیٰ زمین کو ان پر تنگ فرما دیں گے پھر جب وہ مقام لد پر پہنچیں گے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ملیں گے، ان کو دیکھتے ہی کہیں گے کہ نماز پڑھا دیجیے۔ دجال کہے گا اے اللہ کے نبی جماعت کھڑی ہو چکی ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے اے اللہ کے دشمن! اگر تو یہ سمجھتا ہے کہ تو رب العالمین ہے تو نماز کس کے لیے پڑھے گا؟ پھر اس کو گرز سے ماریں گے اور قتل کر دیں گے۔ دجال کے ساتھیوں میں سے کوئی باقی نہ بچے گا۔ لیکن وہ بھی پکارے گا کہ اے مومن یہ دجال ہے اس کو قتل کر دو۔ یہاں تک فرمایا کہ چالیس سال تک کوئی مرے گا اور نہ ہی بیمار ہوگا۔ ایک شخص اپنی بکریوں سے کہے گا آرام سے گھومتی پھرتی رہو، چرتی رہو اور سیراب ہو جاؤ۔ بھیڑ بکریاں وغیرہ کھیتوں کے درمیان سے گزریں گی لیکن ایک خوشہ تک نہ کھائیں گی۔ سانپ اور بچھو کسی کو تکلیف نہ دیں گے۔ درندے گھروں کے دروازوں پر ہوں گے لیکن کسی کو نقصان نہ پہنچائیں گے۔ ایک شخص ایک مومن سے دانے لے کر بغیر ہل کے بوئے گا اور اس سے سات سو دانے پیدا ہوں گے۔ اسی طرح زندگی گزرتی رہے گی یہاں تک کہ یاجوج ماجوج کی دیوار ٹوٹ جائے گی اور یاجوج ماجوج نکل پڑیں گے اور زمین میں خوب فساد پھیلائیں گے۔ لوگ ان سے بچنے کی دعائیں مانگیں گے لیکن ان کی دعائیں قبول نہ ہوں گی۔

طور سینا والے لوگ وہ ہوں گے جن کے لیے اللہ تعالیٰ قسطنطنیہ فتح کریں گے، وہ دعا مانگیں گے تو اللہ تعالیٰ زمین میں ایک کیڑا پیدا فرمادیں گے جس کی ٹانگیں بھی ہوں گی، یہ کیڑا یاجوج ماجوج کے کانوں میں داخل ہوجائے گا۔ صبح تک سب کے سب مرچکے ہوں گے اور ان کی لاشوں کی بو پوری زمین پر پھیل ہوگی۔ اس بدبو سے لوگ سب سے زیادہ پریشان ہوں گے۔ آخر کار اللہ تعالیٰ سے دعا مانگیں گے تو اللہ تعالیٰ یمن کی جانب سے ایک ہوا بھیجیں گے اس میں کچھ گرد و غبار بھی ہوگا اور دھواں بھی۔ اس سے لوگوں کو زکام ہوجائے گا اور تین دن بعد یاجوج ماجوج کا معاملہ واضح کردیا جائے گا کہ ان کی لاشوں کو سمندر میں پھینک دیا گیا ہوگا۔ پھر کچھ عرصہ بعد سورج مغرب سے طلوع ہوگا اور حقیقت یہ ہے کہ (تقدیر لکھنے والے) قلم خشک ہوچکے ہیں (یعنی ایسا ہی ہوگا) اور صحائف کو لپیٹ کر رکھ دیا گیا ہے۔ اب (یعنی مغرب سے سورج نکلنے کے بعد) کسی کی توبہ قبول نہ ہوگی۔ شیطان اللہ تعالیٰ کے حضور سجدے میں گر جائے گا اور آہ و زاری کرتے ہوئے کہے گا کہ اے اللہ! مجھے حکم دیجئے میں کس کو سجدہ کروں؟ جس کو آپ چاہیں گے اس کو سجدہ کرونگا۔ سارے شیطان اس کے آس پاس جمع ہوجائیں گے اور پوچھیں گے، اے آقا! کس کے سامنے رو دھو رہے ہو؟ شیطان کہے گا کہ "میں نے اللہ تعالیٰ سے قیامت کے دن تک کی مہلت مانگی تھی اور اب سورج مغرب سے طلوع ہوچکا ہے اور یہی وہ وقت ہے کہ قیامت آنے کو ہے۔

اس وقت تمام شیاطین لوگوں کو دکھائی دینے لگیں گے یہاں تک کہ ایک شخص کہے گا کہ یہ میرا دوست (شیطان) ہے جو مجھے بہکایا کرتا تھا۔ پس تمام تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں جس نے اس کو ذلیل و رسوا کردیا۔

شیطان بدستور سجدے ہی کی حالت میں پڑا رہا ہوگا یہاں تک کہ "دابۃ الارض" نکلے گا اور شیطان کو سجدے ہی کی حالت میں قتل کردے گا۔

اس کے بعد چالیس سال تک مومن مزے سے زندگی گذاریں گے جو مانگیں گے دیا جائے گا۔ یہاں تک کہ دابہ کے بعد چالیس سال پورے ہوجائیں گے۔ پھر دوبارہ موت آنی شروع ہوگی اور مومن نہایت تیزی سے مرنا شروع ہوجائیں گے یہاں تک کہ ایک بھی باقی نہ بچے گا۔ کافر کہیں گے ہماری توبہ نہیں قبول کی گئی اے کاش کہ ہم بھی مومنین میں سے ہوتے۔

پھر سارے کافر راستوں میں گدھوں کی طرح پھیل جائیں گے۔ حتیٰ کہ ایک شخص راستے کے بیچوں بیچ اپنی ماں کے ساتھ نکاح (زنا) کرے گا۔ ایک کھڑا ہوگا کہ دوسرا آجائے گا، جو شخص ان میں سے سب سے بہتر ہوگا وہ کہے گا "اگر تم لوگ راستے سے ذرا ایک طرف (ہو کر زنا کرتے) ہوجاتے تو بہتر ہوتا۔ لوگ ایسا ہی کریں گے۔ نکاح سے کسی کی اولاد نہ ہوگی، پھر اللہ تعالیٰ تیس سال تک تمام عورتوں کو بانجھ کردیں گے۔ چنانچہ جو لوگ ہوں گے سب کے سب حرامی ہوں گے اور بدترین لوگ انہی پر قیامت قائم ہوگی۔(۱)

**ایک متروک روایت**...... ہمارے استاد امام ذہبی نے ایک روایت حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دجال بادلوں تک جا پہنچے گا، سمندر اس کے ٹخنوں تک آئے گا، سورج اس کے مغرب کی طرف چلے گا، پرندے وغیرہ اس کے ساتھ ہوں گی، اس کی پیشانی پر ایک سینگ ہوگا جس کا ایک کنارہ ٹوٹا ہوا ہوگا، اس کے جسم پر ہر طرح کے اسلحے کی صورتیں بنی ہوں گی یہاں تک کہ ڈھال، تلوار اور نیزے تک کی بھی۔(۲)

میں نے حسن سے پوچھا یہ درق کیا ہے؟ (روایت میں یہ لفظ آیا ہے) فرمایا یہ ترس (ڈھال) کو کہتے ہیں۔

**ایک اور روایت**...... ابن منده نے کتاب الایمان میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے ایک روایت نقل کی ہے۔ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا "دجال کے پاس جو کچھ ہے میں خوب جانتا ہوں، اس کے ساتھ دو نہریں ہوں گی، ان میں سے ایک، دیکھنے والوں کو موجیں مارتی ہوئی دکھائی دیں گی، دوسری میں سفید پانی ہوگا، تم میں سے جو اسے پائے اسے چاہیے کہ اپنی آنکھیں اس (سفید نہر) میں ڈبوئے اور اس میں سے کچھ پی بھی لے، کیونکہ وہ نہر (جو دیکھنے میں آگ معلوم ہوگی) درحقیقت ٹھنڈا پانی ہے۔ ہاں دوسری سے بچنا وہ فتنہ ہے اور یہ بات جان لو کہ اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان لفظ کافر تحریر ہے جسے ہر شخص پڑھ سکے گا خواہ پڑھا لکھا ہو یا ان پڑھ۔ اس کی ایک آنکھ مسخ شدہ ہے اس پر ایک جھلی سی ہوگی وہ اپنی

---

(۱) الدر المنثور للسیوطی حدیث نمبر ۹۱/۳، الحاوی للفتاوی حدیث نمبر ۱۷۱/۲

(۲) مصنف ابن ابی شیبہ کتاب الفتن باب ما ذکر فی فتنۃ الدجال حدیث نمبر ۹۵۸/۸، ودر منثور للسیوطی حدیث نمبر ۳۵۵/۵

آخری عمر میں اردن کی ایک وادی بطن افیق سے ظاہر ہوگا۔ اس وقت اردن میں سب لوگ اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھنے والے ہوں گے۔ مسلمانوں سے تین جنگیں ہوں گی۔ تین مرتبہ شکست ہوگی اور تین باقی ہوں گی کہ رات آ جائے گی۔ مسلمان آپس میں ایک دوسرے سے کہیں گے۔ اب کس بات کا انتظار ہے کیا تم نہیں چاہتے کہ اپنے رب کی رضا کی خاطر اپنے بھائیوں سے جا ملو؟ جس کسی کے پاس کچھ فاضل کھانا وغیرہ ہے وہ اپنے بھائیوں کو دے دے۔ فجر کا وقت ہوتے ہی جلدی سے فجر کی نماز ادا کرو اور دشمن کی طرف متوجہ ہو جاؤ۔

پھر فرمایا کہ "جب فجر کی نماز کے لیے کھڑے ہوں گے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے۔ مسلمانوں کے امام فجر کی نماز پڑھائیں گے۔ نماز کے بعد پھر دشمن کی طرف متوجہ ہوں گے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے کہ اسی طرح میرے اور اللہ کے دشمن کے درمیان فاصلہ رکھو۔"

پھر فرمایا کہ "دجال حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھ کر یوں پگھلنے لگے گا جیسے نمک پانی میں حل ہو جاتا ہے۔ مسلمان ان پر مسلط ہو جائیں گے اور خوب قتل کریں گے۔ یہاں تک کہ درخت اور پتھر پکاریں گے اے اللہ کے بندے! اے مسلمان! یہ یہودی (چھپا بیٹھا) ہے اس کو قتل کرو۔ مسلمان غالب ہو جائیں گے، صلیب توڑ دیں گے، خنزیر کو قتل کر دیں گے، جزیہ مقرر کیا جائے گا، اسی دوران اللہ تعالیٰ یاجوج ماجوج کو چھوڑ دیں گے۔ ان کا ابتدائی حصہ سارا پانی پی جائے گا۔ سارا پانی خشک ہو جائے گا، آخری حصے والے کہیں گے یہاں پانی کے آثار ہیں (شاید یہاں کبھی پانی تھا) اللہ کے نبی اور ان کے ساتھی ان کے پیچھے پیچھے ہوں گے یہاں تک کہ یہ لوگ فلسطین کے ایک شہر میں جا پہنچیں گے جسے باب لد کہتے ہیں۔ یہاں پہنچ کر یاجوج ماجوج کہیں گے ہم نے دنیا پر غلبہ حاصل کر لیا چلو اب آسمان والوں سے جنگ کریں۔ اس کے بعد اللہ کے نبی اللہ تعالیٰ سے دعا مانگیں گے تو اللہ تعالیٰ یاجوج ماجوج کے حلق میں ایک پھوڑا پیدا کر دیں گے لہٰذا سب کے سب مر جائیں گے اور ایک بھی باقی نہ بچے گا۔ ان کی لاشوں کی بدبو مسلمانوں کو سخت تکلیف دے گی، پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام دعا مانگیں گے تو اللہ تعالیٰ ان پر ایک ہوا بھیجیں گے جو یاجوج ماجوج کی لاشوں کو سمندر میں پھینک دے گی۔(۱)

## قرب قیامت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول

سورۃ النساء میں اللہ تعالیٰ کا فرمان مبارک ہے:

وقولهم انا قتلنا المسيح ابن مريم رسول الله وما قتلوه وما صلبوه ولكن شبه لهم وان الذين اختلفوا فيه لفي شك منه ما لهم به من علم الا اتباع الظن وما قتلوه يقينا بل رفعه الله اليه وكان الله عزيزا حكيما

"اور ان کے اس کہنے کی وجہ سے ہم نے مسیح ابن مریم کو جو رسول ہیں اللہ تعالیٰ کے قتل کر دیا حالانکہ انہوں نے نہ ان کو قتل کیا اور نہ ان کو سولی پر چڑھایا لیکن ان کو اشتباہ ہو گیا اور جو لوگ ان کے بارے میں اختلاف کرتے ہیں وہ غلط خیال میں ہیں ان کے پاس اس پر کوئی دلیل نہیں بجز تخمینی باتوں پر عمل کرنے کے اور انہوں نے ان کو یقینی بات ہے کہ قتل نہیں کیا بلکہ ان کو اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف اٹھا لیا اور اللہ تعالیٰ بڑے زبردست ہیں حکمت والے ہیں۔"

اس کی تفسیر میں ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے فرماتے ہیں کہ یہ جو کہا:

وان من اهل الكتاب الا ليؤمنن به قبل موته

تو یہاں قبل موتہ سے مراد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات سے پہلے ہے۔

"نہیں اور کوئی شخص اہل کتاب میں سے نہیں رہتا مگر وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی اپنے مرنے سے پہلے ضرور تصدیق کر لیتا

---

(۱) بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب ذکر عن بنی اسرائیل حدیث نمبر ۳۴۵۰ مختصراً مسلم کتاب الفتن باب ذکر الدجال وصفتہ وما معہ حدیث نمبر ۲۹۴۲، ابوداؤد کتاب الملاحم والفتن باب خروج الدجال حدیث نمبر ۴۳۱۵

ہے اور قیامت کے روز وہ ان پر گواہی دیں گے۔"

کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام وفات پا چکے ہیں یا زندہ آسمانوں پر اٹھا لیے گئے ہیں۔

ابو مالک فرماتے ہیں کہ یہ جو کہا کہ:

**وان من اهل الكتاب الا ليؤمنن به قبل موته**

تو یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے وقت کی بات ہے جو اس وقت اللہ تعالیٰ کے پاس دنیاوی زندگی کے ساتھ زندہ موجود ہیں۔ لیکن جب وہ نازل ہوں گے تو سب ان پر ایمان لے آئیں گے (ابن جریر نے روایت کیا)۔

ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ایک روایت نقل کی ہے کہ ایک شخص نے حسن سے اس آیت "**وان من اهل الكتاب الخ** ......" کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ اس سے مراد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات سے پہلے ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ اپنے پاس اٹھا لیا تھا اور وہ (یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام) قرب قیامت میں ایسی جگہ نازل ہوں گے جہاں ہر نیک و بد ان پر ایمان لے آئے گا۔ اسی طرح دیگر حضرات سے بھی مروی ہے اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے موقوفاً اور مرفوعاً دونوں طرح مروی ہے جیسا کہ آگے بیان ہوگا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ، واللہ تعالیٰ اعلم۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمانوں پر اٹھائے جانے کی روایات بیان کرنے کا مقصد یہ ہے کہ اس بات کی خوب وضاحت ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ آسمان پر اٹھا لیا تھا۔ یہ نہیں کہ جیسے جاہل عیسائی یہ سمجھتے ہیں کہ انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پھانسی دی تھی ایسا ہرگز نہیں ہوا۔ بلکہ وہ قیامت سے پہلے دوبارہ زمین پر آئیں گے۔ جیسا کہ اس بات پر بہت سی متواتر احادیث شاہد ہیں۔ جن میں سے بعض دجال کے بیان میں گذر چکی ہیں اور بعض کا ذکر ان شاء اللہ تعالیٰ عنقریب آئے گا۔ مدد کرنے کا سزاوار خود اللہ تعالیٰ ہے۔ اسی پر بھروسہ ہے۔

**ولا حول ولا قوة الا بالله العزيز الحكيم العلى العظيم الذى لا اله هو رب العرش العظيم الكريم.**

تنبیہ ...... اس میں یہ بھی یاد رہے کہ ایک قول حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اس آیت کے تفسیر میں یہ بھی مروی ہے کہ قبل موتہ سے مراد "اہل کتاب کی موت" ہے۔ اگر یہ قول صحیح ہو تو اس قیام کے منافی ہوگا۔ لیکن صحیح بات وہی ہے جو ہم نے پہلے ذکر کی ہے اور اس کی تفصیلی بحث ہم نے اپنی تفسیر میں ذکر کر دی ہے۔

**بعض دیگر احادیث** ...... امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے عاصم بن عروۃ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے فرماتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن عمرو کو یہ کہتے سنا کہ میرے پاس ایک آدمی آیا اور کہنے لگا کہ یہ کیا حدیث ہے جو تم بیان کرتے ہو؟ تم کہتے ہو کہ قیامت فلاں فلاں وقت تک آئے گی؟ کہتے ہیں کہ انہوں نے سبحان اللہ یا لا الہ الا اللہ یا ایسا ہی کوئی کلمہ کہا اور فرمایا کہ میں نے ارادہ کیا تھا کہ آئندہ ہرگز کوئی حدیث نہیں بیان کروں گا۔ میں نے تو یہ کہا تھا کہ عنقریب بہت جلد تم ایک بہت بڑے معاملے کا سامنا کرنے والے ہو جو تم کی علامت ہے لیکن ہوگا ضرور۔ پھر فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، میری امت میں دجال نکلے گا، چالیس دن یا چالیس مہینے یا چالیس سال تک رہے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بھیجیں گے۔ دیکھنے میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام عروہ بن مسعود کی طرح لگتے ہوں گے، وہ دجال کو تلاش کریں گے اور ہلاک کر دیں گے۔ پھر سات سال لوگ ایسے گذاریں گے کہ کسی میں آپس میں کوئی دشمنی نہ ہوگی۔ پھر اللہ تعالیٰ شام کی طرف سے ایک ٹھنڈی ہوا بھیجیں گے چنانچہ پوری دنیا میں کوئی ایک بھی شخص ایسا زندہ نہیں رہے گا جس میں ذرہ برابر بھی بھلائی یا ایمان ہو سب مر جائیں گے۔ یہاں تک کہ اگر تم میں سے کوئی پہاڑ کے اندر بھی گھس گیا تو وہ ہوا وہاں بھی پہنچ جائے گی اور اس کے اثر سے وہ شخص ہلاک ہو جائے گا۔

پھر فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا فرمایا کہ پھر صرف بدترین لوگ باقی رہیں گے جو پرندوں کے پر سے بھی زیادہ حقیر ہوں گے۔ درندوں کی مانند ہوں گے۔ ان کو کسی بھلائی اور نیک کام کا پتہ نہ ہوگا اور نہ وہ کسی برے کام سے پیچھے ہٹیں گے۔ شیطان کی بات مانیں گے، وہ کہیگا جواب کیوں نہیں دیتے؟ وہ کہیں گے کہ تم ہمیں کیا حکم دیتے ہو؟ شیطان ان کو بت پرستی کا حکم دے گا، وہ لوگ اسی میں مصروف ہو جائیں گے۔ اسی

حالت میں رزق حاصل کرتے رہیں گے۔ بہترین زندگی گزارتے رہیں گے۔ پھر صور پھونکا جائے گا اور کوئی ایک بھی ایسا نہ بچے گا جو اپنی گردن اٹھائے نہ جھکائے۔

پھر فرمایا کہ "سب سے پہلے صور کی" آواز جو شخص سنے گا وہ اپنے اونٹ کو پانی پلانے والے حوض کو چونا گارا لگا رہا ہوگا اسی حالت میں صور کی کڑک کا شکار ہو جائے گا اور باقی لوگوں کے ساتھ بھی یہی معاملہ ہوگا۔ پھر اللہ تعالیٰ بارش بھیجیں گے یا فرمایا کہ بارش نازل فرمائیں گے گویا شبنم ہے یا سایہ یہاں سند میں موجود راوی نعمان کو شک ہے کہ لفظ کیا ہے) اس کے اثر سے لوگ اس طرح اٹھ کھڑے ہوں گے جیسے زمین سے اگتے ہیں۔ پھر دوسری مرتبہ صور پھونکا جائے گا تو سب لوگ کھڑے ہوں گے اور دیکھ رہے ہوں گے۔ پھر کہا جائے گا اے لوگو! چلو اپنے رب کی طرف "وقفوھم انھم مسئولون"۔[1] یعنی ٹھہرا لیا جائے گا کہ جہنم سے لوگوں کو نکالو۔ عرض کیا جائے گا کتنوں میں سے؟ ارشاد ہوگا ہر ہزار میں سے نو سو ننانوے۔ پھر فرمایا یہی وہ دن ہوگا جب بچے بوڑھے ہو جائیں گے "یجعل الولدان شیبا"۔ اور "یوم یکشف عن ساق" یعنی جس دن پنڈلی کھول دی جائے گی۔

**قیامت سے پہلے کے بعض حالات۔۔۔** امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی ایک روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ "حضرت عیسیٰ علیہ السلام بہت نیک، انصاف پسند اور صحیح فیصلہ کرنے والے عادل حکمران بن کر نازل ہوں گے صلیب کو توڑ دیں گے خنزیر کو قتل کر دیں گے اسلام کی بات آئے گی تو ایک ہی ہوگی اور یہ کہ کوئی جزیہ نہ لیں گے۔ بغض و عداوت کا خاتمہ ہو جائے گا۔ آسمان سے بہت سا رزق نازل ہوگا زمین سے اس کی برکتیں باہر نکل آئیں گی یہاں تک کہ بچے اژدہوں سے کھیلیں گے لیکن وہ بچوں کو نقصان نہ پہنچا سکیں گے بھیڑیے بکریوں کو چرائیں گے اور ان کی حفاظت کریں گے کوئی نقصان نہ پہنچائیں گے شیر اونٹ کے ساتھ چرتے رہیں گے لیکن شیر گائے کو نقصان نہ پہنچائے گا۔"[2]

**قیامت سے پہلے عبادت کم اور مال زیادہ ہو جائے گا۔۔۔** امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا "قسم اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے قریب ہے کہ ابن مریم علیہ السلام نازل ہوں گے عادل حکمران بن کر صلیب کو توڑ دیں گے خنزیر کو قتل کر دیں گے اور جزیہ مقرر کر دیں گے، مال و دولت اتنا عام ہو جائے گا کہ کوئی قبول کرنے کو تیار نہ ہوگا، یہاں تک کہ ایک سجدہ بھی ساری دنیا اور جو کچھ اس میں ہے اس سے بہتر ہے۔

پھر حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر تم چاہو تو یہ پڑھو:

"وان من اھل الکتاب الا لیؤمنن بہ قبل موتہ ویوم القیامۃ یکون علیھم شھیدا"[3]

"اور اہل کتاب میں سے کوئی شخص نہیں رہے گا مگر وہ عیسیٰ علیہ السلام کی ان کے مرنے سے پہلے ضرور تصدیق کر لیتا ہے اور قیامت کے دن وہ ان پر گواہی دیں گے۔"

ابن مردویہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا "قریب ہے کہ تم میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے جو رہبر اور منصف حکمران ہوں گے دجال کو قتل کریں گے خنزیر کو قتل کریں گے صلیب کو توڑ دیں گے اور جزیہ مقرر کریں گے مال و دولت کی کثرت ہوگی اور اللہ تعالیٰ کے حضور کیا گیا ایک سجدہ دنیا و مافیہا سے بہتر ہوگا۔"[4]

پھر حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر چاہو تو یہ پڑھ لو:

"وان من اھل الکتاب الا لیؤمنن بہ قبل موتہ"

اہل کتاب میں سے کوئی بھی نہ رہے گا جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت سے پہلے ان پر ایمان نہ لائے۔ یعنی یہاں موت سے مراد حضرت

---

(۱) سورۃ الصافات: آیت نمبر ۲۴ (۲) مسند احمد حدیث نمبر ۹۲۷۰، در منثور حدیث نمبر ۲/۳۵۰، مجمع الزوائد حدیث نمبر ۱۰۰۱

(۳) بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب نزول عیسیٰ بن مریم علیہما السلام حدیث نمبر ۳۴۴۸، مسلم کتاب الایمان باب نزول عیسیٰ ابن مریم حاکما بشریعۃ نبینا محمد ﷺ حدیث نمبر ۱۵۵، ترمذی کتاب الفتن باب ما جاء فی نزول عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام حدیث نمبر ۲۲۳۳ (۴) بخاری کتاب البیوع باب قتل الخنزیر حدیث نمبر ۲۲۲۲، مسلم کتاب الایمان باب نزول عیسیٰ ابن مریم حدیث نمبر ۱۵۵، مسند احمد حدیث نمبر ۱۰۴۰۹

عیسیٰ علیہ السلام کی موت ہے۔ پھر حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے تین مرتبہ اس کو دہرایا۔

امام احمد نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک اور روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ "حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے خنزیر کو قتل کر دیں گے صلیب کو مٹا دیں گے ان کے لیے جماعت (نماز کی) اکٹھی کی جائے گی، لوگوں کو اتنا مال دیں گے کہ کوئی قبول نہ کرے گا خراج مقرر کریں گے، روحاء پہنچ کر حج کریں گے پھر وہاں سے حج یا عمرہ کریں گے یا دونوں اکٹھے کریں گے۔"(۱)

پھر حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے اس آیت کی تلاوت کی

"وان من اهل الكتاب الا ليؤمنن به قبل موته و يوم القيامة يكون عليهم شهيدا"

حنظلہ کا خیال یہ ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات سے پہلے ایمان لے آئیں گے البتہ مجھے نہیں معلوم کہ یہ نبی کریم ﷺ کی حدیث ہے یا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا فرمان۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک اور روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ "عیسیٰ علیہ السلام ضرور روحاء میں قیام کریں گے اور پھر وہاں سے حج یا عمرہ کریں گے یا دونوں ایک ساتھ۔"(۲)

**انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والتسلیم آپس میں علاتی بھائی ہیں** ...... امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی ایک روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ "اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام تم میں نازل ہوں گے اور تمہارا امام تم ہی میں سے ایک شخص ہوگا۔"(۳)

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے بھی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ رسول ﷺ نے فرمایا کہ "انبیاء کرام علیہ السلام آپس میں علاتی بھائی ہیں"۔ ان کی والدات الگ الگ ہیں لیکن ان کا دین ایک ہی ہے، اور میں عیسیٰ بن مریم سے زیادہ قریب ہوں کیونکہ میرے اور ان کے درمیان اور کوئی نبی نہیں ہے وہ نازل ہونے والے ہیں، سو جب تم ان کو دیکھو تو پہچان لینا کہ وہ درمیانے قد و قامت کے ہیں، ان کا رنگ سرخی اور سفیدی کی طرف مائل ہے، انہوں نے دو رنگے ہوئے کپڑے اوڑھ رکھے ہوں گے۔ گویا کہ ان کے سر سے پانی ٹپک رہا ہوگا اگرچہ بھیگے نہ ہوں گے، صلیب کو توڑ دیں گے، خنزیر کو قتل کر دیں گے، جزیہ مقرر کریں گے، لوگوں کو اسلام کی دعوت دیں گے، ان کے زمانے میں اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے علاوہ تمام امتوں کو ہلاک کر دیں گے، انہی کے زمانے میں اللہ تعالیٰ دجال کو بھی ہلاک کر دیں گے، پھر زمین پر امن قائم ہو جائے گا یہاں تک کہ اونٹ سیاہ (شیر یا سانپ) کے ساتھ چرے گا، چیتے گائے بھینسوں کے ساتھ گھومیں گے، بھیڑیے بکریوں کے ساتھ پھریں گے، بچے سانپوں کے ساتھ کھیلا کریں گے۔

اسی طرح چالیس سال گذر جائیں گے۔ پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات ہوگی اور مسلمان ان کی نماز جنازہ پڑھیں گے۔(۴)

**نبی کریم ﷺ کی حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے قربت** ...... امام بخاری نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی ایک روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں ابن مریم علیہ السلام سے زیادہ قریب ہوں، تمام انبیاء آپس میں علاتی بھائی ہیں، میرے اور ان (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) کے درمیان کوئی نبی نہیں ہے۔"(۵)

محمد بن سفیان سے بھی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت منقول ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام

---

(۱) مسند احمد حدیث نمبر ۷۸۹۰/۲، والدر المنثور للسیوطی حدیث نمبر ۷۸۹۰/۲ و تفسیر قرطبی حدیث نمبر ۲/۲۷۰ (۲) مسند احمد حدیث نمبر ۷۸۹۰/۲، والدر المنثور للسیوطی حدیث نمبر ۷۸۹۰/۲ و تفسیر قرطبی حدیث نمبر ۲/۲۷۰ (۳) بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب نزول عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام حدیث نمبر ۳۴۴۹، مسلم کتاب الایمان باب نزول عیسیٰ ابن مریم حاکما حدیث نمبر ۳۹۰، الدر المنثور حدیث ۲/۲۴۲ (۴) مسلم کتاب الفضائل باب فضائل عیسیٰ علیہ السلام حدیث نمبر ۶۰۹۵ و مسند الامام احمد فی مسند حدیث نمبر ۹۳۱۹/۲ و حدیث نمبر ۹۴۷۶/۲ (۵) بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب قول تعالیٰ "واذکر فی الکتاب مریم" حدیث نمبر ۳۴۴۳، مسلم کتاب الفضائل باب فضائل عیسیٰ علیہ السلام حدیث نمبر ۶۰۹۳، ابوداؤد کتاب السنۃ باب فی التخییر بین الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام حدیث نمبر ۴۶۷۵

سے دنیا و آخرت میں زیادہ قریب ہوں۔ انبیاء آپس میں علاتی بھائی ہیں ان کی مائیں الگ الگ ہیں لیکن ان کا دین ایک ہی ہے"۔(۱)

ابراہیم بن طہمان نے بھی اسی طرح ایک روایت نقل کی ہے، چنانچہ کثرت طرق کی بناء پر یہ روایات حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ کی متواتر روایات ہیں۔

**حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت**...... امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی ایک روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ "معراج کی رات میری ملاقات حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہم السلام سے ہوئی"۔ پھر فرمایا کہ "وہاں آپس میں قیامت کا تذکرہ ہوا تو بات کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے حوالے کیا گیا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ مجھے اس سلسلے میں کوئی علم نہیں، پھر معاملہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سپرد ہوا انہوں نے بھی یہی جواب ارشاد فرمایا۔ پھر معاملہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سپرد ہوا تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے وقت کے بارے میں تو اللہ کے علاوہ کسی کو کچھ معلوم نہیں ہے، البتہ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے جو وعدہ اس سلسلے میں کیا ہے وہ یہ ہے کہ دجال نکلنے والا ہے اس کے پاس دو نہریں ہوں گی۔ جب وہ مجھے دیکھے گا تو یوں پگھلنے لگے گا جیسے رانگا پگھلتا ہے۔ پھر فرمایا کہ جب وہ مجھے دیکھے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو ہلاک کر دیں گے۔ یہاں تک کہ درخت اور پتھر بھی پکاریں گے کہ اے مومن میرے پیچھے کافر ہے آؤ اور اس کو قتل کر دو۔ پھر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ان سب کو ہلاک کر دیں گے پھر لوگ اپنے اپنے شہروں اور ملکوں میں واپس چلے جائیں گے، اسی دوران یاجوج ماجوج نکلیں گے "وھم من کل حدب ینسلون" "یعنی وہ ہر اونچی جگہ سے پھسلتے ہوئے آ رہے ہوں گے" وہ ان کے شہروں کو روند دیں گے، ہر چیز کو کھا جائیں گے، جہاں پانی دیکھیں گے پی جائیں گے۔ پھر فرمایا کہ لوگ دوبارہ اللہ تعالیٰ سے شکایت کریں گے اور دعا مانگیں تو اللہ تعالیٰ یاجوج ماجوج کو ہلاک کر دیں گے یہاں تک کہ پوری زمین ان کی لاشوں کی بدبو سے اٹی ہوئی ہوگی، پھر اللہ تعالیٰ بارش نازل فرمائیں گے جو ان کے جسموں کو لے جا کر سمندر میں ڈبو دے گی۔

چنانچہ میرے رب نے مجھ سے اس سلسلے میں جو وعدہ کیا ہے ان میں سے یہ بھی ہے کہ قیامت کی مثال اس وقت اس حاملہ عورت کی سی ہوگی جس کے حمل کی مدت پوری ہو چکی ہو لوگوں کو معلوم نہ ہوگا کہ کب قیامت آ جائے۔(۲)

**حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی علامات**...... صحیحین میں حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ "معراج کی رات میری ملاقات حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ہوئی، ان کا قد لمبا ہے اور بال گھنگھریالے ہیں۔(۳) گویا کہ وہ ازد شنوءۃ نامی قبیلے کے فرد ہوں۔

پھر فرمایا کہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے بھی ملا ان کی علامات یہ ہیں کہ ان کا رنگ سرخی مائل ہے گویا کہ وہ ابھی حمام سے نکل کر آ رہے ہوں۔(۴)

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے ایک روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ "میں حضرت موسیٰ، حضرت عیسیٰ اور حضرت ابراہیم علیہم السلام سے ملا ہوں رہے عیسیٰ علیہ السلام تو ان کا رنگ سرخی مائل ہے، چہرہ گول، گوشت کم ہے، سینہ چوڑا ہے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام۔

صحیحین نے موسیٰ بن عقبہ کے طریق سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ آپ ﷺ نے لوگوں کے درمیان مسیح دجال کا ذکر کیا اور فرمایا کہ "بے شک اللہ تعالیٰ کانا نہیں ہے، سنو! مسیح دجال کی دائیں آنکھ کانی ہے، جیسے کہ انگور کا پھولا ہوا دانہ ہوتا ہے۔ اللہ

---

(۱) بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب قول اللہ تعالیٰ "واذکر فی الکتاب مریم" حدیث نمبر ۳۴۴۳، مسلم کتاب الفضائل باب فضائل عیسیٰ علیہ السلام حدیث نمبر ۶۰۹۲، ابوداؤد کتاب السنۃ باب فی التخییر بین الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام حدیث نمبر ۴۶۷۵ (۲) مسند احمد حدیث نمبر ۳۵۵۶، ۱/۳۷۵ اور مستدرک حدیث نمبر ۸۵۰۱، تفسیر ابن کثیر حدیث نمبر ۳/۲۰۹

(۳) مسند احمد حدیث نمبر ۳۵۵۶، ۱/۳۷۵ اور مستدرک حدیث نمبر ۸۵۰۱، تفسیر ابن کثیر حدیث نمبر ۳/۲۰۹ (۴) بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب قول اللہ تعالیٰ "ھل اتاک حدیث موسیٰ" "وکلم اللہ موسیٰ تکلیما" حدیث نمبر ۳۳۹۴، مسلم کتاب الایمان باب ذکر المسیح ﷺ الانبیاء علیہم السلام حدیث نمبر ۴۲۳، ترمذی کتاب التفسیر باب ومن سورۃ بنی اسرائیل حدیث نمبر ۳۱۳۰

تعالیٰ نے مجھے خانہ کعبہ کے قریب سوتے ہوئے خواب میں ایک خوبصورت آدمی دکھایا جیسے بہترین گندمی رنگ ہوتا ہے اس کے لمبے بال اس کے کاندھوں کے درمیان لٹکے ہوئے تھے بالوں میں کنگھی کی ہوئی تھی ان کے سر سے پانی کے قطرے ٹپک رہے تھے اور وہ اپنے دونوں ہاتھ دو آدمیوں کے کندھوں پر رکھے ہوئے بیت اللہ کا طواف کر رہے تھے۔ میں نے پوچھا یہ کون ہیں؟ بتایا گیا کہ یہ ابن مریم علیہ السلام ہیں۔ پھر میں نے ایک آدمی ان کے پیچھے دیکھا جس کے بال سخت گھنگریالے تھے اور داہنی آنکھ سے کانا تھا، دیکھنے میں ابن قطن جیسا تھا وہ اپنے دونوں ہاتھ ایک شخص کے دونوں کندھوں پر رکھے ہوئے بیت اللہ کا طواف کر رہا تھا میں نے پوچھا کہ یہ کون ہے؟ بتایا گیا کہ یہ مسیح دجال ہے۔"[1]

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک روایت حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی بیان کی ہے کہ وہ فرماتے ہیں خدا کی قسم آپ ﷺ نے کبھی بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو سرخ رنگ کا نہیں فرمایا بلکہ آپ ﷺ نے تو یہ فرمایا ہے کہ ایک مرتبہ میں بیت اللہ کے طواف کے بعد میں سو رہا تھا کہ میں نے (خواب میں) دیکھا کہ ایک خوبصورت آدمی ہیں گندم گوں اور سیدھے بالوں والے ہیں وہ دو آدمیوں کے درمیان ٹیک لگائے ہوئے چلتے ہوئے طواف کر رہے ہیں ان کے سر سے پانی کے قطرے ٹپک رہے ہیں یا پانی بہہ رہا ہے۔ میں نے پوچھا کہ یہ کون ہیں؟ بتایا گیا کہ حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام ہیں جاتے تھے میں نے دوسری طرف توجہ کی تو ایک سرخ رنگ کا موٹا تازہ اور گھنگریالے بالوں والا جو داہنی آنکھ سے کانا تھا جیسے انگور کا پھولا ہوا دانہ ہو۔ میں نے پوچھا کہ یہ کون ہے؟ بتایا گیا کہ یہ دجال ہے جو دیکھنے میں اس سے سب سے زیادہ مشابہت ابن قطن کی ہے۔

زہری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ابن قطن بنو خزاعہ کا ایک شخص تھا جو زمانہ جاہلیت میں فوت ہو گیا تھا اور حضرت نواس بن سمعان کی روایت میں گزرا ہے۔" حضرت عیسیٰ علیہ السلام دمشق کے مشرقی جانب سفید مینار کے پاس زرد رنگ کے دو کپڑوں میں نازل ہوں گے دونوں نے اپنے ہاتھ دو فرشتوں کے پروں پر رکھے ہوں گے جب وہ اپنا سر جھکائیں گے تو اس سے پانی کے قطرے ٹپکیں گے اور جب وہ اٹھائیں گے تو اس سے موتیوں جیسے قطرے گریں گے کسی کافر کے لئے جائز نہ ہوگا جس تک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی خوشبو پہنچے اور وہ نہ مرے اور ان کی خوشبو وہاں تک پہنچے گی جہاں تک ان کی نظر جائے گی وہیں ان کو ختم کر دیں گے۔"[2]

علامہ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ دمشق کے مشرقی سفید مینار کے پاس حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نازل ہونے کے بارے میں بھی مشہور ہے، علاوہ ازیں میں نے بعض کتابوں میں یہ بھی دیکھا ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام دمشق کی جامع مسجد کے مشرقی سفید مینار پر نازل ہوں گے۔ ممکن ہے یہی محفوظ ہو یعنی ممکن ہے کہ روایت تو یہی ہو کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دمشق کے سفید مشرقی مینار پر نازل ہوں گے لیکن راوی نے اپنی سمجھ کے مطابق روایت کی تعریف کر دیا ہو۔ کیونکہ اب تک دمشق میں ایسا کوئی مینار نہیں جو مشرقی مینار کے نام پر مشہور ہو سوائے اس مینار کے جو "جامع اموی" کے مشرق میں ہے۔ اور یہی زیادہ مناسب لگتا ہے کیونکہ جب وہ نازل ہوں گے فجر کی جماعت کھڑی ہو گی اور وہاں سے کہا جائے گا کہ اے مسلمانوں کے امام! اے روح اللہ! آگے بڑھیے (اور نماز پڑھائیے) تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے کہ آپ ہی آگے بڑھیں کیونکہ جماعت آپ ہی کے لئے کھڑی کی گئی ہے۔

اور ایک روایت میں ہے کہ "تم میں سے بعض لوگ بعض دوسروں کے امیر ہوں گے اللہ تعالیٰ اس امت کا اکرام فرمائیں گے۔"

یہ بات بھی قابل غور ہے کہ اس سے اس زمانے ۷۴۱ھ میں سفید پتھر سے ایک مینار کی تعمیر کی گئی ہے جو پہلے مینار کی جگہ ہے جسے عیسائیوں کے ہاں سے دام ہے عیسائیوں نے اسی جگہ جو پہلا مینار تھا اس سے پہلے مینار کو جلا دیا۔ تو ممکن ہے کہ یہ بھی نبوت کے دلائل میں سے ہو کہ اللہ تعالیٰ نے جس مینار پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نازل فرمانا ہے اس کو عیسائیوں ہی کے ذریعہ سے بنوا دیا۔ اور چونکہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے تو خنزیر کو قتل کریں گے صلیب کو توڑیں گے جزیہ ختم کر دیں گے تو ان سے جزیہ قبول نہیں کیا جائے گا البتہ جو اسلام لے آئے گا اس کا اسلام لانا قبول ہوگا ورنہ اس کو قتل کر دیا جائے گا اسی طرح پھر سارے کافروں کے لئے بھی فیصلہ ہوگا۔

لہٰذا یہ بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی علامت میں سے ہے کہ یہی شریعت ہو حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہماری اسی شریعت مطہرہ کے مطابق فیصلہ فرمائیں گے جیسا کہ پہلی احادیث میں گزر چکا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بیت المقدس میں نازل ہوں گے اور بعض روایات کے

---

[1] بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب قول اللہ تعالیٰ "واذکر فی الکتاب مریم اذ انتبذت من اھلھا" حدیث نمبر ۳۴۳۹، اور حدیث نمبر ۳۴۴۰، مسلم کتاب الایمان باب ذکر المسیح ابن مریم والمسیح الدجال حدیث نمبر ۴۲۴ اور حدیث نمبر ۴۲۷

[2] مسلم کتاب الفتن باب ذکر الدجال حدیث نمبر ۷۳۷۳

مطابق ان دنوں میں ہر شخص کے مطابق مسلمانوں سے لشکر میں جیسے کہ مسلم کی بعض روایت میں ہے، واللہ اعلم۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ایک روایت پہلے گذر چکی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ”حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے۔ لہٰذا اگر تم انہیں دیکھو گے تو پہچان لو گے، وہ درمیانے قد کے مرد ہوں گے، سرخی اور سفیدی کی طرف مائل ہیں، انہوں نے زرد رنگ کے دو کپڑے اوڑھے ہوں گے، ان کے بال محسوس ہوں گے جیسے ان کے سر سے پانی کے قطرے ٹپک رہے ہوں حالانکہ وہ بھیگے ہوئے نہ ہوں گے، وہ صلیب کو توڑ دیں گے، خنزیر کو قتل کر دیں گے، جزیہ ختم کر دیں گے، اور لوگوں کو اسلام کی دعوت دیں گے، ان کے زمانے میں اللہ تعالیٰ اسلام کے علاوہ تمام مذاہب کو ہلاک کر دیں گے، اسی طرح دجال کو بھی انہی کے زمانے میں ہلاک کیا جائے گا، پھر دنیا میں امن و امان قائم ہو جائے گا۔ یہاں تک کہ شیر اونٹ کے ساتھ، چیتے گائے کے ساتھ، بھیڑیئے بکریوں کے ساتھ چریں گے، اور بچے سانپوں کے ساتھ کھیلیں گے لیکن یہ چیزیں ان کو نقصان نہیں پہنچائیں گی اور چالیس سال تک یہی حال رہے گا، پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات ہو جائے گی اور مسلمان ان کی نماز جنازہ ادا کریں گے۔“

**ایک اشکال اور اس کا حل** .... امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ نے ایک روایت میں یہ نقل کیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زمین پر چالیس سال زندہ رہیں گے جبکہ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی روایت میں یہ مدت صرف سات سال معلوم ہوتی ہے تو دونوں روایات میں تطبیق کی کیا صورت ہوگی؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ سات سال مدت تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نازل ہونے کے بعد کی مدت پر محمول کیا جائے گا کیونکہ آسمانوں پر اٹھائے جانے سے پہلے آپ علیہ السلام کی عمر تینتیس سال تھی تو تینتیس سال آسمانوں پر اٹھائے جانے سے پہلے اور سات سال زمین پر دوبارہ نازل ہونے کے بعد تو چالیس سال ہو گئے۔

یعنی امام احمد رحمۃ اللہ علیہ، ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ نے کل عمر روایت میں بیان کی ہے اور مسلم نے صرف نازل ہونے کے بعد والی۔

**فائدہ** ۔ یہ کئی صحیح روایات سے ثابت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں یاجوج ماجوج نکلیں گے اور حضرت کی دعا کی برکت سے اللہ تعالیٰ ان کو ایک ہی رات میں ہلاک کر دیں گے جیسا کہ پہلے بھی گزر چکا اور آگے بھی آئے گا اور یہ بھی ثابت ہے کہ آپ علیہ السلام زمین پر نازل ہونے کے بعد حج بھی ادا فرمائیں گے۔

محمد بن کعب القرظی فرماتے ہیں کہ کتب مقدسہ میں اسی طرح ہے کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے تو اصحاب کہف ان کے ساتھیوں میں سے ہوں گے اور ان کے ساتھ حج کریں گے۔

قرطبی نے اپنی کتاب تذکرہ میں آخرت کی علامات تحریر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات مدینہ منورہ میں ہوگی، جنازہ پڑھی جائے گی اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرے میں تدفین ہوگی۔ ابو داؤد نے اسی طرح کی روایت بیان کی ہے۔

امام ترمذی نے کتاب المناقب میں حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے کہ آپ ﷺ کے بارے میں تورات میں آپ ﷺ کی صفات تحریر ہیں اور یہ بھی تحریر ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان کے ساتھ دفن ہوں گے۔

”پھر فرماتے ہیں کہ ابو مودود نے کہا ہے کہ ام المومنین رضی اللہ عنہا کے حجرے میں ایک قبر کی جگہ باقی ہے۔“[1]

**یاجوج ماجوج کے نکلنے کا تذکرہ** ..... یاجوج ماجوج کے نکلنے کا واقعہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں دجال کے قتل کے بعد پیش آئے گا اور اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دعا کی برکت سے سب کو ایک ہی رات میں ہلاک کر دیں گے جیسا کہ سورۃ الانبیاء میں فرمایا ہے:

> ”یہاں تک کہ جب یاجوج ماجوج کھول دیے جائیں گے اور وہ ہر بلندی سے نکلتے معلوم ہوں گے اور سچا وعدہ نزدیک آ پہنچا ہوگا تو بس یکایک یہ حال ہوگا کہ منکروں کی نگاہیں پھٹی کی پھٹی رہ جائیں گی (اور وہ یوں کہیں گے کہ) ہائے کم بختی ہماری ہم اس (امر) سے غفلت میں تھے بلکہ قصور ہی ہمارا تھا۔“ (ترجمہ حضرت تھانوی)

---

(۱) ترمذی کتاب المناقب باب فضل النبی ﷺ حدیث نمبر ۳۶۱۷

اور ذی القرنین کے قصہ میں اللہ تعالیٰ نے سورۂ کہف میں ارشاد فرمایا ہے کہ:

"یہاں تک کہ جب دو پہاڑوں کے درمیان میں پہنچے تو ان پہاڑوں سے اس طرف جو کوئی بات سمجھنے کے قریب بھی نہیں پہنچتے۔ انہوں نے (ذوالقرنین سے) عرض کیا کہ اے ذوالقرنین قوم یاجوج ماجوج (جو اس گھاٹی کے اس طرف رہتے ہیں ہماری) اس سرزمین میں بڑا فساد مچاتے ہیں سو کیا ہم لوگ آپ کے لیے کچھ چندہ جمع کر دیں اس شرط پر کہ آپ ہمارے اور ان کے درمیان کوئی روک بنا دیں۔ ذوالقرنین نے جواب دیا کہ جس مال میں میرے رب نے مجھ کو اختیار دیا ہے وہ بہت کچھ ہے (مجھ کو ضرورت نہیں) البتہ ہاتھ پاؤں سے میری مدد کرو تو میں تمہارے اور ان کے درمیان میں خوب مضبوط دیوار بنا دوں گا۔ تم لوگ میرے پاس لوہے کی چادریں لاؤ یہاں تک کہ جب (ان کو تہ بہ تہ رکھتے رکھتے) ان کے دونوں سروں کے بیچ کے خلا کو برابر کر دیا تو حکم دیا کہ دھونکو (چنانچہ دھونکنا شروع ہوا) یہاں تک کہ جب اس کو لال انگارہ کر دیا تو (اس وقت) حکم دیا کہ میرے پاس پگھلا ہوا تانبا لاؤ کہ اس پر ڈال دوں (چنانچہ تانبا لایا گیا) سو (اس دیوار کو) نہ تو یاجوج ماجوج اس پر چڑھ سکتے ہیں اور نہ (بوجہ استحکام کے) اس میں نقب دے سکتے ہیں۔ ذوالقرنین نے کہا کہ یہ میرے رب کی ایک رحمت ہے پھر جس وقت میرے رب کا وعدہ آئے گا (یعنی اس کی فنا کا وقت آئے گا) تو اس کو ڈھا کر زمین کے برابر کر دے گا اور میرے رب کا وعدہ برحق ہے اور ہم اس روز ان کی یہ حالت کریں گے کہ ایک دوسرے میں گڈمڈ ہو جائیں گے۔"

(ترجمہ حضرت تھانوی)

ہم اپنی تفسیر (تفسیر ابن کثیر) میں ذی القرنین کے قصے کے ذیل میں بیان کر چکے ہیں کہ انہوں نے سونے اور تانبے کو پگھلا کر دو پہاڑوں کے درمیان ایک فصیل (دیوار) بنا دی تھی۔ اور پھر فرمایا: "قَالَ هٰذَا رَحْمَةٌ مِّنْ رَّبِّيْ" یعنی یہ میرے رب کی رحمت ہے کہ اس نے مجھ کو توفیق دی اور ان فسادی قوم کے درمیان رکاوٹ ڈال دی ہے۔ "فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ رَبِّيْ" "جب میرے رب کا وعدہ آ جائے گا" یعنی جب وہ وقت آ جائے گا جس میں اللہ تعالیٰ نے اس دیوار کو ڈھانے کا وعدہ کیا ہے یہ معاملہ ضرور ہو کر رہے گا۔ "وَتَرَكْنَا بَعْضَهُمْ يَوْمَئِذٍ يَّمُوْجُ فِيْ بَعْضٍ" "اور ہم نے چھوڑ دیا ان میں سے بعض کو بعض میں اس دن موجیں مارتے ہوئے" یعنی جس دن وہ دیوار گرے گی تو یاجوج ماجوج کا لشکر نکل پڑے گا اور لوگوں کے درمیان سے گذرتے ہوئے نہایت تیزی سے دنیا میں پھیل جائے گا اور یہ بہت جلدی ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے سورۂ انبیاء میں ارشاد فرمایا:

"یہاں تک کہ جب یاجوج ماجوج کھول دیئے جائیں گے اور وہ ہر اونچی جگہ سے نکلتے ہوئے آئیں گے اور سچا وعدہ قریب آ پہنچے گا۔"

(انبیاء آیت ۹۶-۹۷)

**عرب کے قریب آ پہنچنے والے ایک شر کی طرف اشارہ نبوی** ...... صحیحین میں حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ ان کے پاس تشریف لائے اور آپ گھبرائے ہوئے تھے اور چہرہ مبارک سرخ ہو رہا تھا اور فرما رہے تھے "عرب کے لیے ہلاکت ہے اس شر سے جو قریب آ چکا ہے آج یاجوج ماجوج کی دیوار میں اتنا سوراخ ہو گیا ہے (بعض روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے انگلیوں سے دائرہ بنا کر اشارہ فرمایا)۔

حضرت زینب رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا ہم ہلاک ہو جائیں گے حالانکہ ہم میں نیک لوگ موجود ہوں گے؟ تو فرمایا کہ ہاں جب خباثت زیادہ ہو جائے گی۔ (۱)

**یاجوج ماجوج کا نکلنا** ...... صحیحین میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ ﷺ کا ارشاد مروی ہے کہ آج یاجوج ماجوج کی دیوار میں اتنا سوراخ ہو گیا ہے اور آپ ﷺ نے نوے کا اشارہ فرمایا۔ (۲)

مسند احمد میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ارشاد نبوی ﷺ مروی ہے کہ بے شک یاجوج ماجوج روزانہ سد (دیوار) کو کھودتے ہیں پھر جب وہ سورج کی روشنی دیکھنے لگتے ہیں تو ان کا لیڈر کہتا ہے کہ لوٹ جاؤ کل ہم اسے کھود لیں گے۔ چنانچہ جب وہ دوبارہ آتے ہیں تو وہ پہلے سے بھی زیادہ سخت

---

(۱) بخاری احادیث الانبیاء حدیث نمبر ۳۳۴۶، مسلم حدیث نمبر ۲۸۸۰

(۲) بخاری حدیث نمبر ۳۳۴۷، مسلم حدیث نمبر ۲۸۸۱

ہو جاتی ہے۔ (پھر ایک دن) ان کا لیڈر کہے گا کہ لوٹ جاؤ کل انشاء اللہ ہم مزید کھودیں گے (انشاء اللہ کہے گا) چنانچہ وہ دوسرے دن آ کر کھودیں گے اور لوگوں کی طرف نکل پڑیں گے پانی خشک کر دیں گے لوگ بچنے کے لیے قلعوں میں چلے جائیں گے تو وہ اپنے تیروں کو آسمان کی طرف چلائیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ ان پر نغف (کیڑوں کی ایک قسم ہے) بھیجے گا جو ان کی گدی میں اتر کریں گے اور ان کے ذریعے اللہ تعالیٰ انہیں ختم کر دیں گے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "قسم اس ذات کی جس کے قبضے میں محمد ﷺ کی جان ہے، زمین کے کیڑے ان کے گوشت اور خون کھا کر موٹے ہو جائیں گے اور شکر ادا کریں گے"[1] (یہی روایت مسند احمد ترمذی اور ابن ماجہ میں بھی ہے)

مسند احمد میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اکرم ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ یاجوج ماجوج کو کھول دیا جائے گا تو وہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے مطابق "وہاں سے اونچے ٹیلوں سے پھسلتے" نکل پڑیں گے لوگ ان سے ڈر کر شہروں اور قلعوں میں چھپ جائیں گے اور اپنے مال مویشی بھی لے جائیں گے۔ یاجوج ماجوج گشت کریں گے اور زمین کا پانی اس طرح پی جائیں گے حتیٰ کہ کبھی کوئی وہاں سے گزرے گا تو کہے گا کہ یہاں بھی پانی ہوتا تھا۔ پھر کوئی شخص ایسا نہ رہے گا جو قلعوں یا شہروں میں جا کر چھپ نہ گیا ہو تو یہ کہیں گے کہ اب زمین والے تو ختم ہو گئے۔ آسمان والے باقی رہ گئے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ ان میں کوئی آسمان کی طرف تیر چلائے گا تو وہ تیر واپس خون میں رنگا آئے گا (آزمائش و فتنہ کے لیے) اسی دوران اللہ تعالیٰ ان کی گردنوں میں ایک بیماری (ناسور کی طرح) پیدا فرما دیں گے چنانچہ اسی میں مر جائیں گے۔ جب کوئی آہٹ وغیرہ ان کی سنائی نہ دے گی تو لوگ کسی کو تیار کر کے دشمن کو دیکھنے بھیجیں گے اور وہ قتل پر نکل پڑے گا اور اسے اپنے قتل کا یقین ہو گا مگر وہ انہیں مردہ حالت میں ایک دوسرے پر پڑا دیکھے گا تو آواز لگائے گا۔ اے مسلمانو! مبارک ہو اللہ تعالیٰ تمہاری طرف سے تمہارے دشمن کے لیے کافی ہو گیا تو لوگ اپنے قلعوں وغیرہ سے نکل آئیں گے لیکن جانوروں کے چرنے کے لیے کوئی چراگاہ نہ ہو گی صرف انہی یاجوج ماجوج کا گوشت میسر ہو گا جسے کھا کر جانور اس طرح موٹے ہو جائیں گے جیسا کہ گھاس کھا کر ہو جاتے ہیں (اسی طرح یہ روایت ابن ماجہ میں بھی آئی ہے)

نواس بن سمعان کی حدیث میں مشرقی باب لد کے قریب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھوں دجال کے قتل کے ذکر کے بعد مذکور ہے کہ اسی دوران اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کو وحی فرمائیں گے کہ میں اپنے کچھ بندوں کو نکال رہا ہوں اور تم ان کا مقابلہ نہیں کر سکتے لہٰذا میرے نیک بندوں کو طور پہاڑ پر لے جا کر محفوظ کر لو...... چنانچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے ساتھیوں سمیت وہاں چلے جائیں گے اور یہاں یاجوج ماجوج کی گردنوں میں بیماری ہو جائے گی جس سے وہ مر جائیں گے اور سب ایک ساتھ مریں گے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھی یہاں آئیں گے تو اللہ تعالیٰ کچھ پرندے بھیجیں گے جو یاجوج ماجوج کی لاشیں اٹھا کر جہاں اللہ کی مرضی ہو گی وہاں لے جا کر پھینک دیں گے۔

(کعب احبار فرماتے ہیں کہ سورج کے طلوع ہونے کی جگہ کے قریب مہبل نامی جگہ پر پھینک دیں گے) اور اللہ تعالیٰ بارش نازل فرمائیں گے جس سے کوئی بنگلہ بچو نہیں بچے گا اور زمین بالکل بیابان ہو جائے گی۔ بارش چالیس دن تک برسے گی اور زمین کو کہا جائے گا کہ اپنا پھل اور برکت ظاہر کر۔ اس دن لوگ انار کھائیں گے اور اس کے سائے میں رہیں گے (پھر طویل حدیث ہے) اسی دوران اللہ تعالیٰ مسلمانوں کی بغلوں کے نیچے ایک خوشبو پیدا کریں گے جو ہر مومن کی روح قبض کر لے گی۔ پھر فساق باقی رہ جائیں گے جو گدھوں کی طرح زمین میں کودتے پھریں گے اور قیامت انہی لوگوں پر قائم ہو گی۔

مدبر بن عبادہ کی وہ حدیث جس میں حضرات انبیاء، حضرت محمد ﷺ، حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہم السلام کی ملاقات اور قیامت کے تذکرے پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی گفتگو نقل کی ہے۔ اس میں ہے کہ قیامت کا وقت اللہ کے علاوہ کسی کو نہیں معلوم اور جو مجھ سے میرے رب نے وعدہ کیا ہے وہ یہ کہ دجال نکلے گا اور اس کے ساتھ دو شاخیں ہوں گی جب مجھے دیکھے گا۔ حتیٰ کہ پتھر اور درخت آواز دیں گے اے مسلمان میرے پیچھے کافر ہے اسے قتل کر اور اللہ انہیں ہلاک کر دے گا اور لوگ اپنے علاقوں میں واپس آ جائیں گے ...... اس وقت یاجوج ماجوج نکل آئیں گے اور وہ ان کے شہروں کو روند دیں گے کوئی چیز برباد کیے بغیر نہ چھوڑیں گے، جہاں سے گزریں گے پانی بھی پی کر ختم کر دیں گے۔ پھر لوگ لوٹ کر ان کی شکایت کریں گے چنانچہ میں یاجوج ماجوج کے لیے بددعا کروں گا اور اللہ انہیں ہلاک کر دے گا چنانچہ ان کے جسموں کی بدبو سے زمین

---

(1) ترمذی تفسیر حدیث نمبر ۳۱۵۳

بھر جائے گی پھر اللہ تعالیٰ بارش برسائیں گے (جس کا سیلابی ریلا) انہیں سمندر میں پھینک دے گا۔

اللہ نے جو مجھ سے وعدہ کیا ہے اس میں یہ ہے کہ یہ سب کچھ ہوگا قیامت کی مثال پورے دن کے حاملہ کی جیسی ہے جس کا پتہ نہیں کب وضع حمل ہو جائے رات میں یا دن میں۔ (۱)

مسند احمد میں ابن حرملہ اپنی خالہ سے نقل کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ نے خطبہ دیا آپ ﷺ کے ہاتھ پر بچھو کے کاٹنے کی وجہ سے پٹی بندھی تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا تم کہتے ہو کہ تمہارا کوئی دشمن نہیں تم تو اپنے دشمنوں سے یاجوج ماجوج نکلنے تک لڑتے رہو گے۔ جو چوڑے چہروں اور چھوٹی آنکھوں والے بھورے بال والے ہوں گے (جو ہر گھاٹی سے پھسلتے آئیں گے) ان کے چہرے گویا وہ چپٹی ہوئی ڈھالیں ہیں۔ (۲)

میں (ابن کثیر) کہتا ہوں کہ یاجوج ماجوج ترک نسل اور حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد میں سے دو قومیں ہیں جیسا کہ صحیح حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرمائیں گے۔

"اے ابن آدم! انسان کہے گا میں حاضر ہوں اللہ تعالیٰ بلند آواز سے فرمائے گا کہ جہنمی جماعت کو بھیج۔ وہ کہے گا کتنے؟ فرمائے گا کہ ہر ہزار میں سے نو سو ننانوے جہنم میں اور ایک جنت میں جائے گا اس وقت خوف اتنا ہوگا کہ بچہ بوڑھا ہو جائے گا اور حاملہ کا حمل گر جائے گا۔ مگر کہا جائے گا خوشخبری ہے تمہارے لیے کہ یاجوج ماجوج کی قوم تمہارا فدیہ ہیں۔ ایک روایت میں ہے کہ کہا جائے گا کہ تم میں دو قومیں ہیں جو جس چیز میں داخل ہوں اسے بڑھا دیں گے یعنی یاجوج ماجوج (آگے یہ حدیث اپنے تمام اور الفاظ کے ساتھ آ رہی ہے)

**یاجوج ماجوج کی پیدائش**...... یہ یاجوج ماجوج اماں حوا علیہ السلام کی اولاد ہیں ایک قول یہ ہے کہ یہ حوا علیہ السلام سے نہیں بلکہ صرف حضرت آدم علیہ السلام سے ہیں، وہ اس طرح کہ ایک مرتبہ حضرت آدم علیہ السلام کو احتلام ہو گیا اور منی مٹی میں مل گئی اس ملغوبے سے اللہ تعالیٰ نے یاجوج ماجوج کو پیدا فرمایا۔

یہ بات بلا دلیل ہے اور کسی ایسے شخص سے مروی نہیں جس کا قول قبول کیا جائے اور اللہ بہتر جانتا ہے۔ یہ حضرت نوح علیہ السلام سے ہیں اور یافث بن نوح علیہ السلام کی اولاد ہیں یہ جہاں رہتے تھے دوسروں کو تکلیف دیتے تھے چنانچہ ذوالقرنین نے انہیں سد بنا کر محصور کر دیا۔ جب اللہ تعالیٰ کا حکم ہوگا یہ لوگوں کے سامنے نکل آئیں گے۔

**یاجوج ماجوج انسان ہیں**...... یہ یاجوج ماجوج عام انسانوں کے مشابہ ہیں اور اپنی جنس کے ترک نسل والوں کی طرح چھوٹی آنکھوں، چپٹی ناک، بھورے بال اور ان کی شکلوں اور رنگت والے لوگ ہیں۔ ایک خیال یہ ان کے بارے میں ظاہر کیا جاتا ہے کہ ان میں کھجور کے درخت سے بھی لمبا اور چھوٹے سے چھوٹا انسان بھی ہوگا۔ ان کے دو بڑے کان ہوں گے ایک کو اوڑھیں گے اور دوسرے کو بچھا کر سوئیں گے۔ یہ بات کسی بے علم نے گھڑی ہے اور بے دلیل بات کی ہے۔

حالانکہ حدیث میں آتا ہے ان میں سے ہر آدمی اس وقت نہ مرے گا جب تک اپنی اولاد میں ایک ہزار انسان نہ دیکھ لے...... اس حدیث کی صحت کو اللہ بہتر جانتا ہے۔

طبرانی میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے ارشاد نبوی ﷺ مروی ہے کہ "یاجوج ماجوج حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں اگر انہیں کھلا چھوڑ دیا جائے تو وہ لوگوں کے معاش کو فاسد کر دیں اور ان میں سے کوئی شخص اس وقت نہیں مرے گا جب تک اپنی نسل کے ہزار یا اس سے زائد افراد دیکھ لے۔ اور ان کے علاوہ ان کی تین قومیں اور ہیں تاویل، تاریس اور منسک (۳) یہ حدیث غریب ہے اور ممکن ہے کہ یہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا اپنا کلام ہو۔

ابن جریر نے نقل کیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے بچوں کو کھیلتے ہوئے ایک دوسرے پر سے چھلانگیں لگاتا دیکھا تو فرمایا کہ یاجوج ماجوج اس طرح نکلیں گے۔

---

(۱) مسند احمد ۲۷۱/۵ (۲) بخاری حدیث نمبر ۳۳۴۸ (۳) ابوداؤد حدیث نمبر ۴۲۹۲، طبرانی کبیر حدیث نمبر ۱۰۰۳۳/۱۱

**ذوالسویقتین کے ہاتھوں کعبہ شریف کی بربادی کی پیشن گوئی**۔۔۔۔۔ حضرت کعب احبار سے تفسیر ابن کثیر میں مروی ہے (یاجوج ماجوج کے تذکرے میں) کہ ذوالسویقتین کا پیدا ظہور حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے زمانے میں ہوگا اور یہ یاجوج ماجوج کی ہلاکت کے بعد کا زمانہ ہوگا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سات سے آٹھ سو کے لگ بھگ لشکر ان کے مقابلے کے لیے بھیجیں گے۔ جس وقت یہ لوگ سفر میں ہوں گے تو اللہ تعالیٰ ایک خوشبودار ہوا بھیجے گا جس سے سب مومن مرجائیں گے اور صرف بے وقوف اور بے عقل رہ جائیں گے جو جانوروں جیسی حرکتیں کریں گے۔

کعب احبار کہتے ہیں کہ اس وقت قیامت بہت نزدیک ہوگی۔ میں (ابن کثیر) یہ کہتا ہوں کہ صحیح حدیث میں پہلے گذر چکا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زمین پر نازل ہونے کے بعد حج ادا فرمائیں گے۔

**حج و عمرہ کرنے والے یاجوج ماجوج کے بعد بھی ہوں گے**۔۔۔۔۔ مسند احمد میں حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا اس گھر (بیت اللہ) کا حج لوگ یاجوج ماجوج کے خروج کے بعد بھی کریں گے۔ (۱)

**قیامت سے پہلے حج کرنا ختم ہوجائے گا**۔۔۔۔۔ عبدالرحمن نے شعبہ سے قتادہ کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ "قیامت اس وقت قائم ہوگی جب حج نہ کیا جانے لگے"۔

ابوبکر بزار نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے ارشاد نبوی ﷺ نقل کیا ہے کہ "قیامت اس وقت قائم ہوگی جب حج نہ کیا جانے لگے۔ (۲)
اس کے بعد بزار نے لکھا ہے کہ یہ حدیث حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ کے علاوہ کسی اور صحابی کے حوالے سے ہمیں نہیں معلوم۔

میں (ابن کثیر) کہتا ہوں کہ دونوں قسم کی احادیث میں کوئی منافات نہیں ہے۔ کیونکہ لوگ حج اور عمرہ یاجوج ماجوج کے خروج کے بعد (ان کی ہلاکت کے بعد) کریں گے۔ لوگوں کا اطمینان اور رزق کی کثرت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں ہوگی پھر اللہ تعالیٰ خوشبودار ہوا چلا کر مومنوں کی ارواح قبض فرمالیں گے اور پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات ہوجائے گی۔ مسلمان ان کی نماز جنازہ پڑھ کر انہیں حجرہ نبوی ﷺ میں رسول اکرم ﷺ کے قریب دفن کردیں گے۔

پھر ذی السویقتین کے ہاتھوں کعبہ کی تباہی (ان واقعات کے بعد) ہوگی اگرچہ اس کا ظہور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں ہوگا۔ جیسا کہ کعب احبار سے مروی ہے۔

**کعبہ کی تباہی کی پیشگوئی**۔۔۔۔۔ مسند احمد میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اکرم ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ حبشہ کا ذوالسویقتین کعبہ کو تباہ کرے گا اس کا غلاف اتارے گا اس کی زیب و زینت ختم کردے گا۔ گویا کہ میں ابھی اس گنجے اور ٹیڑھے جوڑوں والے کو دیکھ رہا ہوں جو اپنے ہتھوڑوں اور کدالوں سے اسے مار کر (توڑ) رہا ہے۔ (۳) (اس حدیث کی سند قوی ہے)۔

سنن ابوداؤد میں حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے ارشاد نبوی ﷺ مروی ہے کہ تم حبشہ کو چھوڑ دو جب تک وہ تمہیں نہیں چھوڑتے کیونکہ کعبہ کا خزانہ کوئی نہیں نکال سکے گا سوائے ذوالسویقتین کے جو حبشہ سے آئے گا۔ (۴)

مسند احمد میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ارشاد نبوی ﷺ مروی ہے کہ گویا کہ میں ابھی اس کالے ٹیڑھی ٹانگوں والے شخص کو (کعبہ کی) اینٹ اینٹ (کرکے) اکھاڑتے دیکھ رہا ہوں۔ (۵)

حافظ ابوبکر بزار نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ارشاد نبوی ﷺ نقل کیا ہے کہ حبشہ کا ذوالسویقتین کعبہ کو تباہ کرے گا۔ (۶)

**قیامت سے پہلے قحطان سے ایک ظالم کے ظہور کی پیشگوئی**۔۔۔۔۔ صحیح مسلم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول

---

(۱) بخاری کتاب الحج حدیث نمبر ۱۵۹۳، (۲) حوالہ گزر چکا (۳) بخاری حدیث نمبر ۱۵۹۱، مسلم حدیث نمبر ۷۲۳۳، مسند احمد صفحہ ۲/۲۲۰
(۴) بخاری حدیث نمبر ۱۵۹۱، صحیح مسلم حدیث نمبر ۷۲۳۳ (۵) صحیح بخاری حدیث نمبر ۱۵۹۵ (۶) مسلم حدیث نمبر ۷۲۳۶، مسند احمد صفحہ ۲/۳۱۰

ﷺ نے فرمایا:

قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک قحطان سے ایک (ظالم) شخص نہ نکل آئے جو لوگوں کو اپنی لاٹھی سے ہانکے گا۔

بخاری میں بھی یہ روایت دوسری سند سے آئی۔ مذکورہ شخص ممکن ہے ذوالسویقتین ہو اور کسی دوسرے کے ہونے کا احتمال ہے کیونکہ یہ قحطان کا ہے اور ذوالسویقتین حبشہ کا ہے۔

مسند احمد میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ارشاد نبوی ﷺ مروی ہے کہ رات اور دن اس وقت تک ختم نہ ہوں گے جب تک کہ ایک غلام بادشاہت بن جائے جسے جہجاہ کہا جائے گا۔ (۱)

ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اس سے بھی مراد ذی السویقتین حبشی ہوسکتا ہے (لیکن اسلامی تاریخ میں خلافت عباسیہ میں ایک حکمران کا ذکر ملتا ہے جس کا نام جہجاہ تھا اور اس نے بھی مرکزی حکومت سے لڑکر اپنی الگ سلطنت بنالی تھی۔ مترجم)

مسند احمد میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے ارشاد نبوی ﷺ مروی ہے کہ اہل مکہ، مکہ سے نکل جائیں گے اور اس کے پاس سے کوئی گذرے گا بھی نہیں سوائے کم لوگوں کے، پھر مکہ دوبارہ بھر جائے گا اور پھر اہل مکہ، مکہ سے (دوبارہ) نکل جائیں گے اور پھر کبھی لوٹ کے نہیں آئیں گے۔ (۲)

## فصل

**دجال کے مکہ اور مدینہ میں داخل نہ ہونے کی پیشگوئی**...... مدینہ منورہ (علی ساکنہا افضل الصلاۃ والسلام) کے بارے میں صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ دجال کے لیے مدینہ اور مکہ میں دخول ممکن نہ ہوگا اور یہ کہ مدینے کے راستوں پر فرشتے چوکیداری کریں گے تاکہ وہ داخل نہ ہو۔ صحیح بخاری میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ

”مدینہ میں دجال داخل نہ ہوسکے گا اور نہ طاعون“۔ (۳)

یہ بھی گذر چکا ہے وہ اس کے قریب آئے گا، پڑاؤ کرے گا اور مدینے والوں کو زلزلے کے تین جھٹکے دے گا، چنانچہ منافق اور فاسق مرد وعورت اس کے پاس چلے جائیں گے اور مومن ثابت قدم رہیں گے۔ اس دن کو ”یوم الخلاص“ ”چھٹکارے کا دن یا ”چھانٹی کا دن“ کہا جائے گا۔

جیسا کہ ارشاد نبوی ﷺ ہے کہ

”یہ طیبہ ہے خبث کو نکال دے گا اور خوشبو کو پھیلائے گا“۔ (۴)

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

”خبیث عورتیں خبیث مردوں کے لیے اور خبیث مرد خبیث عورتوں کے لیے ہیں۔ پاکباز عورتیں پاکباز مردوں کے لیے اور پاکباز مرد پاکباز عورتوں کے لیے ہیں۔ یہ ان باتوں سے بری ہیں جو لوگ ان کے بارے میں کہتے ہیں“۔ (سورۃ النور آیت نمبر ۲۶)

مذکورہ حدیث سے مقصود یہ ہے کہ مدینہ میں ایام دجال میں آبادی ہوگی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں بھی آبادی ہوگی مگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کے بعد لوگ اس سے نکل جائیں گے۔ جیسا کہ پہلے گذر چکا۔

مسند احمد میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے ارشاد نبوی ﷺ مروی ہے کہ:

”(ایسا وقت آئے گا کہ) کچھ سوار مدینے کے قریب سے گذریں گے اور کہیں گے کہ یہاں کبھی مسلمانوں کی کثیر آبادی رہا کرتی تھی“۔ (۵)

---

(۱) بخاری حدیث نمبر ۳۵۱۷، مسلم حدیث نمبر ۷۲۳۷ (۲) مسلم حدیث نمبر ۷۲۳۸، ترمذی حدیث نمبر ۲۲۲۸، مسند احمد صفحہ ۳/۳۲۹

(۳) بخاری فضائل المدینہ حدیث نمبر ۱۸۸۰، مسلم حدیث نمبر ۳۳۳۷ (۴) بخاری حدیث نمبر ۷۲۰۹، مسلم حدیث نمبر ۳۳۳۲

(۵) مسند احمد نمبر ۱/۲۰، ابو یعلی ۳/۱۳۱، مجمع الزوائد صفحہ ۳/۱۵

## فصل

**زمین سے ایک دابہ نکلنے کا ذکر......** ارشاد باری تعالیٰ ہے:

> اور جب ان پر بات (قول) واقع ہوگا تو ہم ان کے لئے ایک دابہ زمین سے نکالیں گے جو ان سے باتیں کرے گا۔ بیشک لوگ ہماری نشانیوں پر یقین نہیں کرتے۔ (سورۃ نمل آیت نمبر ۸۲)

ہم اپنی تفسیر میں اس آیت کے ذیل میں اس موضوع پر گفتگو کر چکے ہیں اور وہاں اس کے متعلق احادیث بھی درج کی ہیں اگر وہ یہاں بھی آجائیں تو اچھا ہوگا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ، حسن اور قتادہ کہتے ہیں کہ "باتیں کرے گا" کا مطلب یہ ہے کہ وہ ان سے مخاطب ہوگا اور ابن جریر نے اس کو ترجیح دی ہے کہ وہ ان سے مخاطب ہو کر یہ کہے گا کہ "لوگ ہماری آیات پر یقین نہیں کرتے"۔ اور اس بات کو انہوں نے علی رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے۔ اس میں اعتراض ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے تکلمھم کا معنی نشان لگانے کا مروی ہے کہ وہ لوگوں کی پیشانی پر لکھے گا مومن کے مومن اور کافر کی پیشانی پر کافر لکھے گا اور ان سے یہی مروی ہے۔ باتیں بھی کرے گا اور لکھے گا بھی۔ تو یہ قول دونوں اقوال کو جامع اور بہترین ہے۔ واللہ اعلم۔

**قیامت سے پہلے کی دس نشانیاں......** اس سے پہلے حدیث مسند احمد، صحیح مسلم اور سنن کے حوالے سے گذر چکی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک کہ تم دس نشانیاں نہ دیکھ لو:

(۱) مغرب سے سورج کا طلوع ہونا۔ (۲) دھواں۔ (۳) دابہ۔
(۴) یاجوج ماجوج کا خروج۔ (۵) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول اور دجال کی آمد۔
(۶) تین جگہوں کا دھنسنا، ایک مغرب میں۔ (۸) دوسرا مشرق میں۔
(۹) تیسرا جزیرۃ العرب میں۔ (۱۰) قعر عدن سے آگ کا نکلنا جو لوگوں کو ہانکے گی اور جہاں لوگ رات گذاریں گے وہ رات گذارے گی اور جہاں ان کا دوپہر ہوگا وہاں ان کے ساتھ ہوگی۔

صحیح مسلم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ارشاد نبوی ﷺ مروی ہے کہ:

ان چھ چیزوں کے ظہور سے پہلے اعمال میں جلدی کرو، دجال، دھواں، دابہ، امر عامہ اور کسی کا خاص اپنے کام سے کام رکھنا۔

مسند ابو داؤد طیالسی میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے "دابۃ الارض" کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا:

> "اس کا خروج تین مرتبہ ہوگا پہلے وہ کسی دیہات میں نکلے گا مگر اس کا تذکرہ مکہ میں نہ ہوگا۔ پھر لمبے زمانے کے بعد دوسری مرتبہ نکلے گا اس جگہ کے علاوہ اور دیہاتوں میں اس کا تذکرہ خوب ہوگا اور مکہ میں بھی اس کا تذکرہ ہوگا۔"

اس کے بعد آپ ﷺ نے مزید فرمایا کہ (تیسری مرتبہ) لوگ ایک وقت اللہ تعالیٰ کی عظیم مسجد، مسجد حرام میں ہوں گے اور رکن یمانی اور مقام ابراہیم کے درمیان وہ زمین سے ظاہر ہوگا۔ اپنے سر سے مٹی جھاڑ رہا ہوگا۔ یہ دیکھ کر لوگ ادھر ادھر بھاگ جائیں گے، دیکھا کیے اور کچھ ٹولیوں میں۔ اور بس صرف مومنوں کی جماعت باقی رہ جائے گی اور وہ جان لیں گے کہ وہ اللہ تعالیٰ کو عاجز نہیں کر سکتے۔ یہ دابہ ان سے شروع کرے گا اور ان کے چہروں کو روشن کر دے گا یہاں تک کہ وہ چمکتے ستارے کی طرح ہو جائیں گے۔ پھر یہ دابہ زمین میں پھیل جائے گا۔ اس کو طلب کرنے والا اسے پکڑ نہ سکے گا اور بچنے والا بچ نہ سکے گا، کسی سے کہے گا اب نماز پڑھے گا؟ اور اس سے قبول کرائے گا۔ پھر اس کے چہرے پر نشان لگا دے گا۔ پھر چل پڑے گا۔ لوگ اموال میں آپس میں شریک بن جائیں گے، شہروں میں ساتھ رہیں گے اور مومن کافر پہچانا جانے لگے گا یہاں تک کہ مومن کافر سے یوں کہا کرے گا کہ میرا حق

مجھے دے اور کافر مومن سے یوں کہے گا اے مومن میرا حق مجھے دے دے۔ (۱)

یہ حدیث مرفوع ہے مگر اس میں کچھ غرابت ہے ابن جریر نے اسے مرفوعاً نقل کیا ہے یہ واقعہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے درمیان ہوگا البتہ اس کی سند میں کلام ہے۔

ابن ماجہ میں عبداللہ بن بریدہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ مجھے لے کر مکہ کے قریب دیہاتوں میں لے گئے اور وہاں ہم نے ایک خشک جگہ دیکھی جس کے گرد ریت تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس جگہ سے دابۃ الارض نکلے گا۔ (۲)

ابن بریدہ کہتے ہیں کہ کئی سال بعد جب میں حج پر گیا تو وہ جگہ دیکھی تو وہ میری لاٹھی کے اتنے حصے کے برابر تھی (مطلب ان کا یہ تھا کہ مسلسل اس جگہ میں اضافہ ہوتا جائے گا حتیٰ کہ دابہ کے نکلنے کا وقت آ جائے)۔

عبدالرزاق المعمر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ یہ دابہ چھوٹے نرم بال والا ہوگا اس کے چار پاؤں ہوں گے یہ تہامہ کی ایک وادی سے نکلے گا۔

ابن ابی حاتم نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ یہ "دابہ" صفا کی ایک دراڑ سے گھوڑے کے دوڑنے کی طرح نکلے گا اور تین دن رہے گا تیسرے دن کا ثلث بھی نہیں نکلے گا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ یہ دابہ ایک چٹان کے نیچے سے نکلے گا مشرق کا رخ کر کے آواز نکالے گا پھر شام کا رخ کر کے آواز نکالے گا پھر یمن کی طرف آواز نکالے گا اور پھر مکہ سے چلا جائے گا اور عسفان جا پہنچے گا۔ ان سے پوچھا گیا پھر کیا ہوگا؟ فرمایا مجھے نہیں معلوم۔

انہی سے ایک قول ہے کہ دابہ سدوم کے نیچے سے یعنی حضرت لوط علیہ السلام کے شہر سے نکلے گا۔ بہر حال یہ متعارض اقوال مروی ہیں۔ واللہ اعلم۔

ابوالطفیل سے مروی ہے کہ یہ دابہ صفا یا مروہ سے نکلے گا۔ (تحقیق) ابن ابی حاتم حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ "دابہ میں ہر رنگ موجود ہوگا اور دونوں سینگوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہوگا کہ ایک سوار بیٹھ سکے۔"

امیر المومنین حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اس دابہ کا سر ہے نرم بال ہیں دیکھے ہیں سم ہے داڑھی ہے اور یہ بہترین گھوڑے کی چال سے تین دن نکلے گا اور تیسرے دن کا تہائی نہیں گزرے گا۔ (ابن ابی حاتم)

ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ابو زبیر نے اس کا حلیہ یوں بیان کیا ہے کہ اس دابہ کا سر بیل جیسا، آنکھیں خنزیر جیسی، کان ہاتھی جیسے، سینگ پہاڑی بکرے جیسے، گردن شتر مرغ جیسی، سینہ شیر جیسا، اس کا رنگ چیتے جیسا، اس کے کولہے بلی جیسے، دم دنبے جیسی، اور پاؤں اونٹ جیسے ہیں جس کے ہر جوڑ کے درمیان بارہ ہاتھ کا فاصلہ ہوگا، اس کے ساتھ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی لاٹھی، حضرت سلیمان علیہ السلام کی انگوٹھی بھی نکلے گی اور یہ ہر مومن کے چہرے پر "عصائے موسیٰ" سے سفید نقطہ لگائے گا جس سے اس کا چہرہ سیاہ ہو جائے گا۔ حتیٰ کہ (اس پہچان کی وجہ سے) لوگ بازاروں میں خرید و فروخت کرتے وقت کافر کو کافر اور مومن کو مومن پکاریں گے۔ حتیٰ کہ ایک ہی گھر کے لوگ جب دسترخوان پر بیٹھیں گے تو اپنے لوگوں میں کافر اور مومن کی پہچان کر لیں گے۔

پھر دابہ ان سے کہے گا اے فلاں مبارک ہو تو اہل جنت میں سے ہے اور اے فلاں تو جہنمی ہے۔ (۳)

اس طرف اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد میں اشارہ ہے:

> "اور جب ان پر ہمارا قول واقع ہوگا تو ہم ان کے لیے زمین سے ایک دابہ نکال دیں گے جو ان سے باتیں کرے گا، لوگ ہماری آیت پر یقین نہیں کرتے"۔

ابو نعیم نے اپنی تصنیف میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ یہ دابہ ابلیس کی نسل سے ہوگا، اس قول کی صحت اللہ کو معلوم ہے

صحیح مسلم میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اکرم ﷺ سے ایک حدیث سنی جو میں کبھی نہیں بھولا۔ آپ ﷺ

---

(۱) [illegible] المطالب العالیہ ابن حجر حدیث نمبر ۴۵۵۵ تفسیر ابن کثیر صفحہ ۴۲۱/۳

(۲) اس سے آگے جو عبارت ہے اس کا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہاں کی مٹی اتنی تھی کہ ہم تھے اور شہادت کی انگلی کے درمیان جگہ ہوتی ہے۔ (مترجم) اور یہ بھی کہ وہ جگہ نرم تھی۔

(۳) تفسیر طبری سورۃ النمل صفحہ ۱۱/۱۵

نے فرمایا کہ:

"قیامت کی اولین نشانیاں: سورج کا مغرب سے طلوع ہونا، اور دابۃ الارض کا چاشت کے وقت نکلنا۔ دونوں میں سے جو نشانی بھی پہلے ظاہر ہو دوسری اس کے بعد بہت ہی جلد ظاہر ہو جائے گی۔"[1]

اس حدیث سے مراد وہ نشانیاں ہیں جو مانوس نہیں۔ یعنی ان سے پہلے دجال کی آمد، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول پہلے ہو چکا ہوگا۔ یہ تمام یہ مانوس نشانیاں ہیں اور مشاہدے اور عادت کے اعتبار سے غیر [illegible] نہیں البتہ سورج کا مغرب سے طلوع ہونا، عجیب و غریب شکل کے جانور کا نکلنا بھی غیر مانوس ہے۔ اسی طرح لوگوں سے بات چیت اور منکرین ایمان کی نشاندہی کرنا بھی غیر مانوس ہے۔ یہ زمین کی پہلی غیر مانوس نشانی ہے اور سورج کا مغرب سے طلوع ہونا آسمان کی غیر مانوس نشانی ہے۔

## فصل

**طلوع شمس کا مغرب سے ہونا...** مغرب سے سورج کے طلوع ہونے کے بعد کسی کی توبہ نفع مند نہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

یہ لوگ انتظار کر رہے ہیں کہ ان کے پاس فرشتے آئیں یا تمہارا رب آئے یا تمہارے رب کی کوئی نشانی آئے۔ جس دن تیرے رب کی کوئی نشانی آئے گی تو اس دن کسی کو ایمان لانا کوئی فائدہ نہ دے گا جو اس سے پہلے ایمان نہ لایا ہو یا اپنے ایمان میں کوئی بھلائی نہ کمائی ہو۔ کہہ دو (اے محمد) کہ تم انتظار کرو ہم بھی کرتے ہیں۔ (الانعام: ۱۵۸)

مسند احمد میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے ارشاد نبوی ﷺ مروی ہے کہ مذکورہ آیت سے مراد مغرب سے سورج کا طلوع ہونا ہے۔[2]

صحیح بخاری میں اسی آیت کی تفسیر میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ارشاد نبوی ﷺ منقول ہے کہ:

"قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک سورج مغرب سے طلوع نہ ہو۔ جب لوگ اسے دیکھیں گے تو سب کے سب ایمان لے آئیں گے یہی وہ وقت ہے "کسی شخص کو اس کا ایمان فائدہ نہ دے سکے گا"۔ (پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی)۔[3]

بخاری ہی میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ارشاد نبوی ﷺ مروی ہے کہ:

قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک کہ سورج مغرب سے طلوع نہ ہو جائے اور جب طلوع ہوگا اور لوگ اسے دیکھیں گے تو سب کے سب ایمان لے آئیں گے اور اس وقت کسی کا ایمان [illegible] اسے فائدہ نہ دے گا پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔[4] (یہی روایت مسلم میں بھی ہے)

مسند احمد میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ارشاد نبوی ﷺ مروی ہے کہ تین چیزیں جب نکل آئیں گی (تو کسی کا ایمان اسے فائدہ نہ دے گا جو ایمان اس سے پہلے نہ لایا ہو یا اپنے ایمان میں بھلائی نہ کمائی ہو) سورج کا مغرب سے طلوع ہونا، دجال اور دابۃ الارض کا نکلنا۔[5] (مسلم میں بھی یہ روایت نقل کی ہے)

[illegible] یہ حدیث کئی طرق سے کئی صحابہ سے مروی ہے حضرت ابو ذر [illegible] سے مروی ہے [illegible] نے فرمایا "قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک [illegible] نشانیاں [illegible] اس سے پہلے [illegible]"۔[6]

---

[illegible]

صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا "چھ چیزوں سے پہلے اعمال صالحہ کرلو اور ان چھ میں سے سورج کا مغرب سے طلوع ہونا، دھواں اور دابۃ الارض کا خروج شمار فرمایا۔(۱) جیسا کہ گذرا۔

صحیحین میں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مجھے رسول اکرم ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا:

> تمہیں معلوم ہے کہ جب یہ سورج غروب ہوتا ہے تو کہاں جاتا ہے؟ میں نے عرض کیا کہ نہیں تو فرمایا کہ یہ عرش کے نیچے سجدہ کرتا اور اجازت مانگتا ہے۔ ہوسکتا ہے کہ اسے یہ کہہ دیا جائے کہ جہاں سے آیا ہے وہیں لوٹ جا! (یعنی مغرب سے طلوع ہوجا) تو یہ اس وقت ہوگا جب کسی کو اس کا ایمان فائدہ نہ دے گا جو اس سے پہلے ایمان نہ لایا ہو یا اپنے ایمان میں بھلائی کمائی نہ کی ہو)۔(۲)

مسند احمد میں ابوزرعہ بن عمرو بن جریر سے مروی ہے کہ:

چند افراد مدینہ میں مروان کے ساتھ بیٹھے اور اس کی باتیں سنیں وہ قیامت کی نشانیوں کے بارے میں بات کر رہا تھا کہ قیامت کی پہلی نشانی دجال کا خروج ہے" تو وہ لوگ وہاں سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہوں نے اس کی بات نقل کی تو حضرت عبداللہ بن عمرو نے فرمایا کہ مروان نے کچھ نہ بتایا۔ مجھے رسول اکرم ﷺ کا ارشاد یاد ہے کہ:

بیشک اولین نشانیوں میں سے سورج کا طلوع ہونا، دابۃ الارض کا نکلنا ہے دونوں میں سے جو نشانی پہلے ظاہر ہوجائے دوسری اس کے بعد بہت جلد واقع ہوگی۔(۳)

پھر حضرت عبداللہ کہنے لگے یہ کتابیں پڑھتے رہتے تھے، اور میرا خیال یہ ہے کہ ان میں سے پہلے مغرب سے طلوع شمس واقع ہوگا۔ یہ اس لیے کہ وہ جب بھی غروب ہوتا ہے عرش کے نیچے آتا ہے سجدہ کرکے واپسی کی اجازت مانگتا ہے تو اس کو واپسی کی اجازت مل جاتی ہے۔ حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ اسے مغرب سے طلوع ہونے کا حکم دے۔ یہ اسی طرح چلتا رہے گا اور عرش کے نیچے آکر سجدہ کرکے واپسی کی اجازت مانگے گا اس کو کوئی جواب نہیں ملے گا، حتیٰ کہ رات کافی گذر جائے گی جتنی اللہ تعالیٰ چاہے اور سورج سمجھے گا کہ اگر اب اجازت بھی ملی تو وہ مشرق تک نہیں پہنچ سکے گا، وہ کہے گا اے رب مشرق بہت دور ہے لوگوں کا میرے بغیر کیا ہوگا؟ حتیٰ کہ افق ایسا ہو جائے گا جیسے کہ زنجیر ہو پھر اسے کہا جائے گا اپنی جگہ پر لوٹ جا اور طلوع ہوجا! چنانچہ وہ مغرب سے طلوع ہوجائے گا۔

یہ فرما کر حضرت عبداللہ نے یہ آیت تلاوت کی۔ "اس وقت کسی نفس کا ایمان اسے فائدہ نہ دے گا جو اس سے پہلے ایمان نہ لایا ہو یا اپنے ایمان میں خیر نہ کمائی ہو"۔

صحیح مسلم، ابوداؤد اور ابن ماجہ میں ابوحیان تیمی عن سعید بن حیان کی سند سے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مجھے رسول اکرم ﷺ کا یہ ارشاد یاد ہے کہ:

> "قیامت کی اولین نشانیوں میں سے سورج کا مغرب سے طلوع ہونا اور دابہ کا لوگوں کے سامنے نکلنا ہے۔ چنانچہ جو بھی نشانی پہلے واقع ہوجائے دوسری اس کے بعد بہت جلدی واقع ہوجائے گی"۔(۴)

ہم یہ بات ذکر کر چکے ہیں کہ یہاں ان نشانیوں سے مراد وہ نشانیاں ہیں جو مانوس نہیں اور جو کہ عادات مستقرہ کے خلاف ہے۔ چنانچہ دابہ کا لوگوں سے بات چیت کرنا، کافر اور مومن کی تعیین کرنا نامانوس ہے اور مغرب سے سورج کا طلوع ہونا دابہ سے متقدم ہے۔ یہی احتمال زیادہ صحیح اور مناسب ہے۔

طبرانی میں ایک غریب حدیث عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ:

"جب سورج مغرب سے طلوع ہوگا تو ابلیس سجدے میں گر جائے گا اور بلند آواز سے کہے گا کہ "مجھے حکم دے تو میں جسے تو

---

(۱) اس کی تخریج گذر چکی (۲) بخاری بدء الخلق حدیث نمبر ۳۱۹۹، مسلم حدیث نمبر ۳۹۷، ابوداؤد حدیث نمبر ۴۰۰۲

(۳) صحیح مسلم کتاب الفتن حدیث نمبر ۷۰۲۹، ابوداؤد کتاب الملاحم حدیث نمبر ۴۳۱۰

> چلا جائے سجدہ کرے گا‘‘ (اس کی جزع فزع دیکھ کر اس کے چیلے وہاں جمع ہو کر پوچھیں گے کہ یہ آہ و زاری کیسی ہے؟ وہ کہے گا کہ میں نے اپنے رب سے وقت معلوم تک کی مہلت مانگی تھی۔ (۱)
>
> پھر نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ پھر دابۃ الارض صفا پہاڑی کی ایک دراڑ سے نکلے گا ...... پھر فرمایا
> وہ پہلا قدم انطاکیہ میں رکھے گا چنانچہ ابلیس وہاں آ کر اسے طمانچہ لگائے گا۔ (۲)

یہ حدیث بہت ہی غریب (عجیب) ہے اس کا نبی کریم ﷺ تک نسبت میں نکارت پائی جاتی ہے۔ ہو نا ہو یہ حدیث ان دو صندوقوں کی باتوں میں سے ہو جو جنگ یرموک میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کے ہاتھ لگے تھے اور ان میں اہل کتاب کی کچھ کتب تھیں۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ ان کتب سے بہت سے عجیب و غریب واقعات بیان کیا کرتے تھے۔ ایسا ہی ایک واقعہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے حوالے سے گذر چکا ہے کہ دابۃ الارض ابلیس کو قتل کرے گا اور یہ بھی انتہائی غرابت والا واقعہ ہے۔

طالوت بن عباد کی سند سے ابوامامہ صدی بن عجلان سے ارشاد نبوی ﷺ مروی ہے کہ

> ’’قیامت کی پہلی نشانی سورج کا مغرب سے طلوع ہونا ہے۔‘‘ (۳)

**مسلمانوں میں رات کو عبادت کرنے والے مغرب سے طلوع شمس تک باقی ہوں گے** ...... حافظ ابوبکر بن مردویہ نے اپنی تفسیر میں حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ میں نے رسول کریم ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ:

> لوگوں پر دنیا کی تین راتوں کے برابر ایک رات آئے گی، جب وہ رات ہوگی تو نفل پڑھنے والے اسے پہچان لیں گے تو ان میں سے ایک شخص سو کر اٹھے گا اور پھر نفل میں تلاوت کر کے سو جائے گا، پھر دوبارہ اٹھے گا پھر پڑھ کر سو جائے گا۔ اسی دوران لوگ چیخ و پکار کر کے ایک دوسرے سے پوچھیں گے کہ یہ کیا ہو رہا ہے؟ اور پھر مسجدوں کی طرف بھاگیں گے اچانک انہیں سورج مغرب سے طلوع ہوتا نظر آئے گا حتیٰ کہ آسمان کے درمیان تک آ جائے گا پھر دوبارہ لوٹے گا اور پھر مغرب سے طلوع ہوگا۔
>
> (نبی کریم ﷺ نے مزید فرمایا کہ) اس وقت کسی کا ایمان اسے نفع نہیں دے گا۔ (۴)

ابن مردویہ نے سفیان ثوری کی سند سے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ’’میں نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا کہ مغرب سے طلوع شمس کی کیا نشانی ہے؟‘‘ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ:

> وہ رات طویل ہو جائے گی، اور دو راتوں کے برابر ہوگی۔ رات کو نفل پڑھنے والے بیدار ہو کر اپنے معمولات سرانجام دیں گے۔ پھر ستارے دکھائی دیں گے وہ اپنی جگہ ہو چکے ہوں گے۔ یہ لوگ بھی سو جائیں گے پھر اٹھیں گے نماز پڑھ کر پھر سو جائیں گے پھر اٹھ کر نماز پڑھ کر سو جائیں گے اور پھر اٹھیں گے رات لمبی ہو جائے گی تو لوگ چیخ و پکار کریں گے صبح نہ ہوگی۔ اسی دوران جب یہ صبح ہونے کا انتظار کر رہے ہوں گے سورج کے مشرق سے طلوع ہونے کا کہ اچانک انہیں وہ مغرب سے طلوع ہوتا نظر آئے گا۔ جب لوگ اسے دیکھیں گے تو ایمان لے آئیں گے مگر ان کا ایمان ان کا فائدہ مند نہ ہوگا۔ (۵)

حافظ ابوبکر بیہقی نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے ایک دن اپنے ہم نشینوں سے فرمایا کیا تم نے کبھی اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد پر غور کیا ہے ’’(وہ سورج ڈوبتی ہوئی کیچڑ کے ایک تالاب میں غروب ہو رہا تھا)‘‘ (سورۃ الکہف آیت نمبر ۸۶) کہ اس کا کیا مطلب ہے؟ انہوں نے کہا اللہ اور اس کے رسول بہتر جانتے ہیں۔ تو انہوں نے فرمایا کہ:

> ’’یہ سورج جب غروب ہوتا ہے تو اللہ کو سجدہ کرتا ہے اور اس کی تسبیح و تعظیم کرتا ہے اور پھر عرش کے نیچے جاتا ہے وہاں پہنچ کر اللہ کو سجدہ کرتا اور تسبیح و تعظیم کرتا ہے اور پھر اجازت مانگتا ہے۔ پھر جب وہ دن ہوگا اسے روک لیا جائے گا یہ سجدہ کر کے تسبیح و تعظیم

---

(۱) الطبرانی اوسط حدیث نمبر ۹۲ (۲) البغوی شرح السنہ صفحہ ۱۵۹/۵ (۳) صحیح مسلم حدیث نمبر ۷۳۰۹، ۷۳۱۰، ابوداؤد حدیث نمبر ۴۳۱۰

(۴) الدر المنثور صفحہ ۵۸/۳، اتحاف السادۃ المتقین صفحہ ۳۱/۱، تفسیر ابن کثیر صفحہ ۳/۳۰۹ (۵) ابن کثیر صفحہ ۳/۳۰۸، اتحاف السادۃ المتقین صفحہ ۳۱/۱، الدر المنثور صفحہ ۳/۵۸

کرے گا روایت ہے کہ قرآن اٹھا لیا جائے گا اور اس کے پڑھنے والوں سے بھی اٹھا لیا جائے گا (ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں) قرآن پڑھنے والے (قرآن) تلاش کریں گے۔ آدمی اپنے پڑوسی کو آواز دے گا کہ تمہارے پاس کیا کچھ ہے؟ رات کو جو کچھ پڑھا تھا صبح تک ختم ہو گیا۔ "اور قرآن لوگوں کے سینوں سے اٹھا لیا جائے گا اور یہ اس وقت ہوگا جب کہ ایمان ان سے نکل نہیں جاتا۔" [1]

## مہاجرین کی ہجرت دشمن سے لڑائی کے دوران ختم نہیں ہوگی

مسند احمد میں ابن السعدی سے مروی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ

"جب تک دشمن سے لڑائی رہے گی ہجرت ختم نہیں ہوگی۔" [2]

حضرت معاویہ، حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن عاص رضی اللہ عنہم سے بھی ایسی ہی روایت مروی ہے کہ ہجرت کی دو قسمیں ہیں ایک یہ کہ برائیوں کو چھوڑ دیا جائے اور دوسری یہ کہ اللہ اور اس کے رسول کی طرف ہجرت کی جائے اور جب تک توبہ قبول ہوتی رہے گی ہجرت منقطع نہیں ہوگی اور توبہ سورج کے مغرب سے طلوع ہونے تک قبول ہوگی اور جب طلوع ہو جائے گا تو ہر دل پر مہر لگا دی جائے گی اور لوگوں کے لئے عمل کافی ہوگا۔ [3] اس حدیث کی اسناد جید ہیں لیکن صحاح ستہ میں کسی نے بھی اس کی تخریج نہیں کی۔

مسند احمد اور ترمذی میں حضرت صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ "اللہ تعالیٰ نے توبہ کے لئے مغرب کی طرف ایک دروازہ کھولا ہے جس کی چوڑائی ستر سال کی مسافت ہے اور وہ اس وقت تک بند نہیں ہوگا جب تک کہ سورج مغرب سے طلوع نہ ہو جائے۔" [4]

چنانچہ بہت سی مرفوع اور موقوف روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ جو شخص سورج کے مغرب سے طلوع ہونے کے بعد ایمان لائے اس کا ایمان قبول نہ ہوگا اور نہ ہی اس کی توبہ قبول ہوگی کیونکہ یہ قیامت کی نشانیوں اور علامات میں سے ہے جس سے قیامت کے قریب ہونے کا پتہ چلتا ہے لہٰذا اس وقت میں بھی وہی معاملہ کیا جائے گا جو قیامت کے دن ہوگا یعنی ایمان اور توبہ نامقبول۔ جیسے کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ:

> "هل ينظرون الا ان تأتيهم الملائكة او يأتي ربك او يأتي بعض آيات ربك يوم يأتي بعض آيات ربك لا ينفع نفسا ايمانها لم تكن آمنت من قبل" (انعام/۱۵۸)

> یہ لوگ انتظار نہیں کرتے مگر یہ کہ آ جائیں ان کے پاس فرشتے یا آپ کا رب یا آپ کے رب کی کوئی نشانی، جس دن آپ کے رب کی کوئی نشانی آ جائے گی تو کسی شخص کو اس کا ایمان لانا نفع نہ دے گا جو اس سے پہلے ایمان نہ لایا ہو۔

اور دوسری جگہ فرمایا کہ

> پس جب انہوں نے ہمارا عذاب دیکھا تو کہنے لگے کہ ہم ایک خدا پر ایمان لائے اور جن چیزوں کو ہم اس کا شریک ٹھہراتے تھے ہم ان کا انکار کرتے ہیں لیکن ان کو کچھ نفع نہ دیا اس وقت ان کو ایمان نے۔

اور دوسری جگہ فرمایا کہ

> "پس کیا یہ قیامت کا انتظار کرتے ہیں کہ وہ ان پر اچانک آ جائے سو اس کی نشانیاں تو آ چکی ہیں۔" (سورہ محمد/۱۸)

جیسا کہ ہم نے پہلے بیان کیا کہ بعض علماء نے کہا ہے کہ سب سے پہلی نشانی دجال کا ظہور ہوگا پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہوگا پھر یاجوج ماجوج کا ظہور ہوگا پھر سورج مغرب سے طلوع ہوگا اور ان کا کہنا ہے کہ جب سورج مغرب سے طلوع ہوگا تو جس نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لا کر اطاعت کی ان کے بعد ... حضرت عیسیٰ علیہ السلام سورج کے مغرب سے طلوع

---

[1] تفسیر طبری سورۃ ... [illegible]

[2] مسند احمد ۱/۱۹۲

[3] مسند احمد [illegible]

[4] [illegible]

ہونے کے بعد دوبارہ سے توبہ قبول نہیں کی جاتی۔

لیکن یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس دن دنیا والوں کے ایمان سے مراد ایمان نہ ہو۔

"لا ینفع نفسا ایمانها لم تکن آمنت من قبل"(۱) (سورۃ انعام آیت ۱۵۸)

چنانچہ سورج کے مغرب سے طلوع ہونے کے بعد ایمان قبول نہیں ہوگا، لہٰذا اس واقعے سے پہلے ہی توبہ کر لیا اس طرح اللہ تعالیٰ کا فرمان قرب قیامت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے بارے میں ہے:

"وان من اهل الكتاب الا ليؤمنن به قبل موته"

اور کوئی شخص اہل کتاب میں سے نہیں ہوگا مگر وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ان کے مرنے سے پہلے ضرور تصدیق کرے گا۔

(ترجمہ حضرت تھانوی)

یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول ہونے کے بعد وفات سے پہلے پہلے تمام اہل کتاب ایمان لے آئیں گے کیونکہ وہ ایمان نہ لانے کی وجہ سمجھے ہوں گے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مر چکے ہیں اور سولی پر چڑھ چکے ہیں لیکن جب وہ ان کو زندہ دیکھیں گے تو ان کو علم ہو جائے گا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے بندے اور رسول ہیں جیسے کہ وہ سمجھا کرتے تھے وہاں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت اور غضب نازل ہوا۔

## قیامت سے پہلے دھویں کا ذکر

سورۃ دخان میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

سو آپ انتظار کیجیے اس روز کا کہ آسمان کی طرف سے ایک نظر آنے والا دھواں پیدا ہو جو ان سب لوگوں پر عام ہو جاوے (یہ بھی) ایک دردناک سزا ہے۔ اے ہمارے رب ہم سے اس مصیبت کو دور کر دیجیے ہم ضرور ایمان لے آویں گے۔ ان کو اس سے کب نصیحت ہوتی ہے حالانکہ ان کے پاس ظاہر شان کا پیغمبر آیا پھر بھی یہ لوگ اس سے سرتابی کرتے رہے اور یہی کہتے رہے کہ (کسی دوسرے بشر کا) سکھایا ہوا ہے دیوانہ ہے۔ ہم چندے اس عذاب کو ہٹا دیں گے تم پھر اپنی اسی حالت پر آ جاؤ گے۔ جس روز ہم بڑی سخت پکڑ پکڑیں گے (اس روز) ہم (پورا) بدلہ لے لیں گے۔ (ترجمہ حضرت تھانوی)

ان آیات کی تفسیر۔ گزشتہ صفحات میں ہم اپنی تفسیر ابن کثیر میں سورۃ دخان کے ذیل میں یہ حاصل گفتگو کر چکے ہیں۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے انہوں نے ان آیات کی تفسیر اس طرح بیان کی ہے کہ یہ واقعہ گزر چکا ہے جس میں قریش مبتلا ہوئے تھے اس قحط سالی میں جو رسول اکرم ﷺ کی بددعا کی وجہ سے آئی تھی قریش بھوک کی وجہ سے ہڈیاں کھانے لگے تھے۔ یہ شخص جب آسمان کی طرف نظر اٹھا کر دیکھتا تو اپنے اور آسمان کے درمیان دھواں نظر آتا۔

دیگر صحابہ کرام میں سے کسی نے اس قول کی موافقت نہیں کی ہے اس لیے کہ حضرت ابو سریحہ حذیفہ بن اسید رضی اللہ عنہ کی روایت میں منقول ہے فرماتے ہیں کہ قیامت اس وقت تک نہیں آئے گی جب تک کہ تم دس نشانیاں نہ دیکھ لو، جن میں سے سورج کا مغرب سے طلوع ہونا، دجال، دخان (دھواں) اور دابۃ الارض کا ذکر کیا۔"(۲)

اسی طرح حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی مرفوع روایت میں ہے کہ "چھ چیزوں سے پہلے اعمال کے ذریعے سبقت کر لو"(۳) چنانچہ ان چھ چیزوں میں سے

---

(۱) کسی ایسے شخص کا ایمان اس کے کام نہ آئے گا جو پہلے سے ایمان نہیں رکھتا (ترجمہ حضرت تھانوی) (۲) مسلم کتاب الفتن باب فی الآیات

ابوداؤد حدیث نمبر [illegible] ترمذی کتاب الفتن باب [illegible] حدیث نمبر [illegible] ابن ماجہ حدیث نمبر [illegible] مسند احمد حدیث نمبر [illegible]

(۳) مسلم کتاب الفتن باب فی بقیۃ من احادیث الدجال حدیث نمبر [illegible] ابن ماجہ حدیث نمبر [illegible] مسند احمد حدیث نمبر [illegible]

حدیث نمبر [illegible]

دخان (دھواں) اور دابۃ کا ذکر بھی کیا۔ یہ دونوں روایات امام مسلم نے مرفوعاً نقل کی ہیں۔

ظاہر قرآن کریم سے جو یہ معلوم ہوتا ہے کہ آسمان سے ایک دھواں آئے گا جو لوگوں کو ڈھانپ لے گا یہ تو عام اور تحقیق شدہ بات ہے۔ اس سے وہ تفسیر مراد نہیں جو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمائی ہے کہ بھوک کی شدت سے اہل قریش کو دھواں دکھائی دیتا تھا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ دخان آیت نمبر ۱۰ میں فرمایا ہے کہ:

"فارتقب یوم تاتی السماء بدخان مبین"

یعنی سو آپ (ان کے لیے) اس روز کا انتظار کیجئے کہ آسمان کی طرف ایک نظر آنے والا دھواں پیدا ہوگا۔

یعنی یہ نہایت واضح ہوگا کسی قسم کا خیال وغیرہ نہیں جو بھوک کی شدت کی وجہ سے ہو۔ اسی طرح آگے بارھویں آیت میں فرمایا:

"ربنا اکشف عنا العذاب انا مومنون"۔

یعنی اے ہمارے رب ہم سے عذاب کو دور فرما دیجئے ہم ایمان لانے والے ہیں۔

یعنی اس زمانے کے لوگ یہ دعا مانگیں گے اور اس کے ذریعے اس سختی سے نجات حاصل کرنا چاہیں گے۔ کیونکہ وہ ایمان لا چکے ہوں گے اور ان معاملات کے انتظار میں ہوں گے جو قیامت سے پہلے ہونے ہوں گے۔ تاکہ اگر ان کے سامنے وہ معاملات ہوں تو دعا کر کے نجات حاصل کرلیں۔ واللہ اعلم۔

امام بخاری نے مسروق سے ایک روایت نقل کی ہے کہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص "کندہ" نامی جگہ پر بیٹھا ہوا حدیث بیان کر رہا تھا کہ قیامت کے دن دھواں آئے گا اس دھوئیں کی وجہ سے منافقوں کی آنکھیں اور کان بے کار ہو جائیں گے اور مومنوں کو زکام ہو جائے گا (مسروق کہتے ہیں) ہم یہ سن کر گھبرا گئے اور فوراً حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے۔ حضرت اس وقت تکیہ لگائے ہوئے بیٹھے تھے (ہماری بات سن کر) غصے سے اٹھ کر بیٹھ گئے، اور فرمایا اے لوگو! اگر کسی کو کچھ معلوم ہے تو بتایا کرے، اور جسے معلوم نہ ہو اسے صرف یہ کہنا چاہئے "اللہ اعلم" یعنی اللہ ہی زیادہ جاننے والے ہیں۔ کیونکہ کسی بات سے لاعلمی کا اظہار کرتے ہوئے "اللہ اعلم" کہنا بھی علم ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ سے فرمایا کہ:

"قل ما اسالکم علیه اجراً وما انا من المتکلفین"۔ (سورۃ ص آیت نمبر ۸۶)

آپ کہہ دیجئے کہ میں تم سے اس قرآن (کی تبلیغ) پر نہ کچھ معاوضہ چاہتا ہوں اور نہ میں بناوٹ کرنے والوں میں سے ہوں۔

(ترجمہ حضرت تھانوی)

جب اہل قریش نے اسلام قبول کرنے میں مسلسل سستی کا مظاہرہ کیا تو نبی کریم ﷺ نے ان کے خلاف بددعا فرمائی کہ اے اللہ! میری ان سات چیزوں سے مدد فرما دیجئے جن سے حضرت یوسف علیہ السلام کی مدد فرمائی تھی"۔ چنانچہ رسول اکرم ﷺ کی بددعا کے نتیجے میں ان کا یہ حال ہوا حتیٰ کہ مردار اور ہڈیاں کھاتے کھاتے مر گئے، اسی بھوک کی وجہ سے ان کا یہ حال ہو گیا تھا کہ ان کو بھوک کی شدت کی وجہ سے زمین و آسمان کے درمیان دھواں دکھائی دیتا تھا۔ اس کے بعد حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ رسول اکرم ﷺ کے پاس تشریف لائے اور عرض کی "اے محمد! آپ تو صلہ رحمی کرنے والے ہیں اور آپ کی قوم ہلاک ہو رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں۔ چنانچہ نبی کریم ﷺ نے دعا فرمائی اور یہ آیت پڑھی:

"فارتقب یوم تاتی السماء بدخان مبین. یغشی الناس هذا عذاب الیم. ربنا اکشف عنا العذاب انا مومنون"۔ (سورۃ دخان)

"لوگوں کو یہ دردناک عذاب گھیر لے گا اے ہمارے رب ہم سے اس مصیبت کو دور کر دیجئے ہم ایمان لانے والے ہیں۔"

آخرت میں عذاب جب آئے گا تو ہم ان سے یہ عذاب ہٹا لیں گے؟ دنیا کا عذاب تو ان سے ہٹا لیا اس لیے وہ اپنے کفر میں دوبارہ مصروف ہو گئے۔ البتہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

"یوم نبطش البطشة الکبری" (سورۃ الدخان آیت نمبر ۱۶)

"جس روز ہم بڑی سخت پکڑ پکڑیں گے۔"

اور یہ جنگ بدر کا دن تھا

الم اہل روم ایک قریب کے موقع میں مغلوب ہوگئے اور وہ اپنے مغلوب ہونے کے بعد عنقریب تین سال سے لے کر نو سال
تک کے اندر اندر غالب ہوں گے۔ (ترجمہ حضرت تھانوی)

جیسے کہ پہلے گذر چکا ہے کہ چار نشانیوں کا ظہور ہو چکا ہے۔ امام بخاری اور مسلم نے اعمش کی روایت بیان کی ہے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ قمر، دخان، روم اور لزام کی نشانیاں گذر چکی ہیں۔ امام بخاری نے مختلف الفاظ اور متعدد طرق سے اس کو روایت کیا ہے۔ اور ابھی جس قصہ خواں کا ذکر پہلے گذرا ہے یہ دھواں قیامت سے پہلے ہوگا۔ یہ کہنا اچھا نہیں ہے اسی وجہ سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس شخص کا رد کیا بلکہ اصل بات یہ ہے کہ یہ دھواں قیامت سے پہلے اس طرح ظاہر ہوگا جیسے دابہ، دجال، دخان، یاجوج ماجوج وغیرہ۔ جیسا کہ ابھی اس بارے میں ابو شریح اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ وغیرھم رضی اللہ عنہ کی روایات گزری ہیں۔

رہی وہ آگ جو قیامت سے پہلے ظاہر ہوگی صحیح روایات کے مطابق یہ آگ عدن کے قعر سے نکلے گی جو لوگوں کو محشر کی طرف لے جائے گی، جہاں یہ لوگ رات گذاریں گے تو یہ آگ بھی ان کے ساتھ رات گذارے گی۔ اور جہاں یہ لوگ تھک کر ٹھہر جائیں گے وہیں یہ آگ بھی ٹھہر جائے گی اور جو بھاگتے ہوئے لوگوں میں سے پیچھے رہ جائے گا اس کو کھا جائے گی۔

**قرب قیامت بجلیاں گرنے کی کثرت ہوگی**...... امام احمد نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ "نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ قرب قیامت میں کثرت سے بجلیاں گریں گی، یہاں تک کہ ایک شخص اپنی قوم کے پاس آئے گا اور پوچھے گا کل کس پر بجلی گری؟ تو دوسرے جواب دیں گے فلاں فلاں پر بجلی گری ہے"۔(۱)

**قیامت سے پہلے شدید بارش کا ذکر**...... حافظ ابوبکر بزار نے اپنی مسند میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک ایسی زبردست بارش نہ ہو جو کسی جگہ کو نہ چھوڑے نہ بالوں سے بنے گھر کو نہ خیموں کو۔"(۲) (یعنی کچے گھروں کو اور نہ پکے گھروں کو)۔

امام احمد نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا "قیامت کی نشانیاں ایسی ہیں جیسے کسی لڑی میں موتی پروئے ہوئے ہوں، اور وہ لڑی ٹوٹ جائے تو وہ موتی پے در پے گرتے چلے جاتے ہیں"۔(۳)

یعنی جس طرح لڑی ٹوٹ جانے سے موتی ایک ایک کرکے سارے گر جاتے ہیں اور بہت تیزی سے اور جلدی جلدی گرتے ہیں اسی طرح قیامت کی نشانیاں ایک کے بعد ایک مسلسل گرتی چلی جائیں گی۔

**ان امور کا ذکر جن سے پہلے قیامت نہیں آسکتی**...... ان میں سے اکثر نشانیاں پہلے مختلف روایات میں گذر چکی ہیں، ان میں سے کچھ ہم مزید ذکر کریں گے۔ وباللہ المستعان۔

**بلند و بالا عمارات کی تعمیر بھی قیامت کی نشانیوں میں سے ہے**...... جیسا کہ پہلے گذرا کہ امام بخاری نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ "قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک لوگ اونچی اونچی عمارتیں نہ بنانے لگیں گے، اسی طرح اس وقت تک قیامت قائم نہ ہوگی جب تک دو بڑے بڑے عظیم گروہوں کی آپس میں جنگ نہ ہو، دونوں کا دعویٰ ایک ہی ہوگا اور

---

(۱) بخاری کتاب التفسیر باب وما انا من المتکلفین حدیث نمبر ۴۸۰۹، مسلم کتاب صفات المنافقین باب الدخان حدیث نمبر ۱۹۹۷، اور حدیث نمبر ۲۹۹۸، ترمذی کتاب تفسیر القرآن باب ومن سورۃ الدخان حدیث نمبر ۳۲۵۴

(۲) مذکورہ بالا اور مسند احمد حدیث نمبر ۳/۶۴، کنز العمال حدیث نمبر ۳۸۴۰۶، در منثور حدیث نمبر ۹/۵۵، مسند احمد حدیث نمبر ۳/۴۷۶، در منثور حدیث نمبر ۹/۵۵، مجمع الزوائد حدیث نمبر ۷/۳۳۰، ۷/۳۳۱

(۳) مسند احمد حدیث نمبر ۲/۲۱۹، مستدرک حاکم حدیث نمبر ۴/۵۴۰، کنز العمال حدیث نمبر ۳۸۴۳۳

قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک علم کم نہ ہو جائے، زلزلے بڑھ نہ جائیں، زمانہ قریب نہ ہو جائے، فتنے ظاہر نہ ہو جائیں اور ہرج بڑھ نہ جائے یعنی قتل کثرت سے ہونے لگیں گے۔ اور اس وقت تک قیامت قائم نہ ہوگی جب تک تمہارے پاس مال اتنا زیادہ نہ ہو جائے کہ وہ بہنے لگے اور ان میں سے جو ایک ہی تم میں [illegible] ہے۔ اور اس وقت تک قیامت قائم نہ ہوگی جب تک کہ ایک شخص کسی قبر کے پاس سے گزرے گا اور کہے گا کاش اس کی جگہ میری قبر ہوتی"۔

اسی طرح قیامت اس وقت تک نہیں آئے گی جب تک سورج مغرب سے طلوع نہ ہو اور جب سورج مغرب سے نکل آئے گا تو لوگ اس کو دیکھ کر ایمان لے آئیں گے لیکن یہ وہ وقت ہوگا جب۔

"لا ینفع نفساً ایمانها لم تکن آمنت من قبل او کسبت فی ایمانها خیرا"

"کسی ایسے شخص کو اس وقت کا ایمان نفع نہ دے گا جو اس سے پہلے ایمان نہ لایا ہو یا اس نے کوئی نیک کام نہ کیا ہو۔"

اور قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک تمہارے پاس مال کی بہت کثرت نہ ہو جائے یہاں تک کہ مال دار اس وجہ سے پریشان ہوگا کہ اس کا صدقہ کون قبول کرے۔ (۱)

امام بخاری نے اس روایت کو کئی طریقوں سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ اس کے علاوہ حضرت ابوہریرہ، حضرت ابو سعید اور حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہم سے بھی یہ روایت منقول ہے کہ قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک مسلمان ترک قوم سے جنگ نہ کر لیں جن کے چہرے چوڑے ہوں گے، چپٹی ناک اور چھوٹی آنکھیں ہوں گی، ان کے چہرے ایسے ہوں گے جیسے تہہ بہ تہہ ڈھالیں ہوں اور وہ بالوں کے جوتے پہنتے ہوں گے۔ (۲) یہ لوگ قنطوراء کی اولاد میں سے ہیں جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی لونڈی تھی۔

**قیامت کی نشانیوں میں سے علم کی کمی اور جہالت کی زیادتی بھی ہے** امام بخاری اور مسلم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ "قیامت کی نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ علم اٹھا لیا جائے گا اور جہالت عام ہو جائے گی، زنا عام ہو جائے گا، شراب پی جانے لگے گی، مرد کم اور عورتیں زیادہ ہو جائیں گی یہاں تک کہ پچاس عورتوں کا نگران ایک ہی مرد ہوگا۔ (۳)

**عرب کی سرزمین کا مال و دولت، خیر و برکت سے بھر جانا بھی قیامت کی نشانی ہے** سفیان ثوری نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک کہ عرب کی سرزمین بھی برکت اور خیر سے نہ بھر جائے یہاں تک کہ دریائے فرات سے سونے کا پہاڑ ظاہر ہوگا اور اس کی خاطر آپس میں جنگ کریں گے، سو میں سے ننانوے قتل ہو جائیں گے اور ایک بچے گا"۔ (۴)

**قیامت سے پہلے بعض عربوں کے مرتد ہونے کی طرف اشارۂ نبوی ﷺ** امام بخاری نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ "قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک قبیلہ دوس کی عورتوں کے چوتڑ ذی الخلصہ کے ارد گرد حرکت نہ کریں، یہ جاہلیت میں بتوں کی عبادت کرتے تھے"۔ (۵)

---

(۱) البخاری کتاب الفتن، باب (۲۵) حدیث نمبر [illegible] و مسلم کتاب الایمان باب [illegible] حدیث نمبر [illegible] و مسند احمد حدیث نمبر [illegible]

(۲) مسلم کتاب الفتن باب لا تقوم الساعۃ حتی یمر الرجل بقبر الرجل حدیث نمبر [illegible] و ابوداؤد کتاب الملاحم باب فی قتال الترک حدیث نمبر [illegible] و نسائی کتاب الجہاد باب غزوۃ الترک والحبشۃ حدیث نمبر [illegible]

(۳) البخاری کتاب العلم باب رفع العلم وظہور الجہل حدیث نمبر [illegible] و مسلم کتاب العلم باب رفع العلم وقبضہ وظہور الجہل حدیث نمبر [illegible] و الترمذی کتاب الفتن باب ما جاء فی اشراط الساعۃ حدیث نمبر [illegible]

(۴) البخاری کتاب الفتن باب خروج النار حدیث نمبر [illegible] و مسلم کتاب الفتن باب لا تقوم الساعۃ حتی یحسر الفرات عن جبل من ذہب حدیث نمبر [illegible] و ابوداؤد کتاب الملاحم باب حسر الفرات عن کنز حدیث نمبر [illegible]

(۵) البخاری کتاب الفتن باب تغییر الزمان حتی تعبد الاوثان حدیث نمبر [illegible] و مسلم کتاب الفتن باب لا تقوم الساعۃ حتی تعبد دوس ذا الخلصۃ حدیث نمبر [illegible] و مسند احمد حدیث نمبر [illegible]

امام مسلم نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا فرمایا رات دن اس وقت تک ختم نہ ہوں گے جب تک لات اور عزیٰ کی عبادت نہ کی جائے"۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! میں یہ سمجھتی تھی کہ جب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

"هو الذي ارسل رسوله بالهدى و دين الحق ليظهره على الدين كله ولو كره المشركون"
(سورۃ توبہ آیت نمبر ۳۳ سورۃ صف آیت ۹)

(چنانچہ) وہ اللہ ایسا ہے کہ اس نے اپنے رسول ﷺ کو ہدایت (کا سامان یعنی قرآن) اور سچا دین دے کر بھیجا ہے تاکہ اس کو تمام (بقیہ) دینوں پر غالب کر دے گو مشرک کیسے ہی ناخوش ہوں۔ (ترجمہ حضرت تھانوی)

تو آپ ﷺ نے فرمایا یہ سب کچھ جب تک اللہ تعالیٰ چاہیں گے عنقریب ہوگا، پھر اللہ تعالیٰ ایک پاکیزہ ہوا بھیجیں گے۔ اس ہوا کے ذریعے ہر وہ شخص وفات پا جائے گا جس کے دل میں ذرہ برابر بھی ایمان ہوگا، وہی لوگ باقی رہیں گے جن کا بھلائی کے ساتھ کوئی تعلق نہ ہوگا تو وہ اپنے باپ دادوں کے دین کی طرف واپس لوٹ جائیں گے۔[1]

[illegible] نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کی قیامت کی نشانی کیا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ نشانی یہ ہوگی کہ بے وقوف لوگ مشرق سے مغرب کی طرف حکومت کرنے لگیں گے۔[2]

بخاری نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ ایک دن لوگوں میں موجود تھے کہ اتنے میں ایک اعرابی آیا اور ایمان کے بارے میں آپ ﷺ سے سوال پوچھا پھر پوچھا کہ یا رسول اللہ! قیامت کب آئے گی؟ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ جس سے یہ سوال پوچھا گیا ہے وہ سوال پوچھنے والے سے زیادہ اس بارے میں کچھ نہیں جانتا لیکن میں تمہیں اس کی نشانیاں بتاتا ہوں کہ جب لونڈی اپنے آقا کو جننے لگے گی، ننگے پاؤں ننگے بدن بکریاں چرانے والے لوگوں کے سردار ہوں گے تو یہ قیامت کی نشانیاں ہیں۔ پانچ باتیں ہیں جن کو اللہ کے علاوہ کوئی نہیں جانتا۔ پھر اس آیت کی تلاوت فرمائی:

"ان الله عنده علم الساعة و ينزل الغيث و يعلم ما في الارحام وما تدري نفس ماذا تكسب غدا وما تدري نفس باي ارض تموت ان الله عليم خبير"
(سورۃ لقمان آیت نمبر ۳۴)

بے شک اللہ ہی کو قیامت کی خبر ہے اور وہی مینہ برساتا ہے اور وہی جانتا ہے جو کچھ رحم میں ہے اور کوئی شخص نہیں جانتا کہ کل وہ کیا عمل کرے گا اور کوئی شخص نہیں جانتا کہ وہ کس زمین میں مرے گا، بے شک اللہ سب باتوں کا جاننے والا باخبر ہے۔ (ترجمہ حضرت تھانوی)

پھر وہ شخص وہاں سے چلا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس شخص کو واپس بلا لاؤ۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بہت ڈھونڈا لیکن دکھائی نہ دیا تو آپ ﷺ نے فرمایا "یہ جبرئیل تھے لوگوں کو دین کی معلومات سکھانے آئے تھے"۔[3]

آپ ﷺ نے جو یہ فرمایا "ان تلد الامۃ ربتہا" اس سے مراد یہ ہے کہ آخری زمانے میں یہ باندیاں بڑی عزت و شہرت کا نشان ہوں گی۔ لہٰذا باندی صرف کسی بڑے آدمی کے پاس ہوگی کسی عام آدمی کے ہاتھ نہ ہوگی چنانچہ اسی لیے اس کے ساتھ ہی فرمایا "اور تو دیکھے گا ننگے پاؤں ننگے بدن رہنے والے بڑی بڑی آبادیاں آباد کر دیں گے یعنی ان کے ساتھ یہ لوگوں کے سردار بن جائیں گے جن کے مال زیادہ ہو جائیں ان کی عظمت و وجاہت بڑھ جائے گی۔

قیامت کی علامت میں سے یہ بھی ہے کہ دنیا ان لوگوں کے پاس جمع ہو جائے گی جس کا دین و دنیا میں کوئی حصہ نہ ہوگا اور یہی مضمون ایک گزری ہوئی حدیث میں بھی ہے جس میں فرمایا کہ "قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب دنیا سے سب سے زیادہ [illegible] حاصل کرنے والا

---

[1] مسلم کتاب الفتن باب لا تقوم الساعۃ حتی تعبد دوس ذا الخلصۃ ... حدیث نمبر [illegible]، مستدرک حاکم حدیث نمبر [illegible]، حدیث نمبر [illegible]، کنز العمال حدیث نمبر [illegible]

[2] مجمع الزوائد للہیثمی حدیث نمبر [illegible]

[3] بخاری کتاب الایمان باب سوال جبرئیل النبی ﷺ عن الایمان ... حدیث نمبر ۵۰، مسلم کتاب الایمان باب الایمان ما ہو وبیان خصالہ حدیث نمبر ۹۷

شخص نہ ہو جسے وہ خود کی تمنا ہے اور اس کا باپ بھی کہیں تھا۔"[۱]

قیامت کی علامات میں سے یہ بھی ہے کہ کسی کا معاملہ اس کے سپرد کر دیا جائے اور ایک روایت میں ہے کہ:

"جب کوئی کام کسی ایسے شخص کے سپرد کیا جائے جو اس کا اہل نہ ہو تو قیامت کا انتظار کرو۔"[۲]

ایک اور حدیث میں ہے کہ فرمایا:

"قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک یہ نہ ہو کہ کمینے ہی آدمی امیر بن جائیں۔"[۳]

بعض لوگوں نے اس حدیث کی تشریح میں کہا ہے کہ یہ کثرت فتوحات کی وجہ سے ہوگا۔ ممکن ہے یہ بات صحیح نہیں ہے۔ اس لیے کہ کثرت فتوحات اسلام کے ابتدائی زمانے میں ہوئی اور اکثر علامات قیامت سے یا متعلق آخر قرب قیامت میں ظاہر ہوں گی۔ واللہ اعلم۔

حافظ ابوبکر بیہقی نے اپنی کتاب البعث والنشور میں حسن سے ایک روایت بیان کی ہے، فرماتے ہیں کہ "میں مجلس میں بیٹھا ہوا تھا۔ وہاں اس وقت حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ موجود تھے میں نے عرض کی: "اے ابو عبدالرحمن! کیا قیامت کی علامات کے بارے میں آپ کچھ جانتے ہیں؟" تو فرمایا: "میں نے نبی کریم ﷺ سے اس بارے میں سوال کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

"قیامت کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ لڑکا غصہ والا ہوگا، بارش کم ہوگی اور کمینے لوگ بہت ہو جائیں گے، سچے کم ہو جائیں گے، جھوٹے کو سچا سمجھا جائے گا اور امانت دار کو خائن اور خائن کو امانت دار سمجھا جائے گا، ہر قبیلے کے سردار منافق ہوں گے اور بازاروں کے سردار فاجر ہوں گے، محرابوں کو سجایا جائے گا اور دل خراب ہو جائیں گے، شراب پی جائے گی، کثرت سے ... گی اور مردوں کی بدکاری عام ہوگی، شراب پی جانے لگے گی، کثرت سے ... لگے جس کی وجہ سے لوگوں پر ظاہر ہونے کو بیان کرنے والے اور غیبت کرنے والے بہت ہو جائیں گے۔"[۴]

قیامت کی نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ امانتوں کو ضائع کیا جانے لگے گا۔ بخاری میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول روایت نقل کی گئی ہے، فرماتے ہیں کہ ایک اعرابی آیا اور اس نے نبی کریم ﷺ سے عرض کیا: "یا رسول اللہ! قیامت کب آئے گی؟" تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ جب امانت کو ضائع کیا جانے لگے تو قیامت کا انتظار کرنا۔" دیہاتی نے عرض کی: یا رسول اللہ! امانت کیسے ضائع ہوگی؟ فرمایا: "جب کسی کام کو کسی ایسے آدمی کے سپرد کر دیا جائے جو اس کا اہل نہ ہو تو قیامت کا انتظار کرو۔"[۵]

ایک روایت امام احمد نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے اور ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے نقل کی ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

"قیامت سے قبل کے زمانوں میں کثرت سے ہرج ہوگا (قتل ہو جائے گا) اور جہالت ظاہر ہو جائے گی۔"[۶]

حضرت ابو موسیٰ فرماتے ہیں کہ حبشی زبان میں "ہرج" قتل کو کہتے ہیں۔

ایک اور روایت امام احمد نے حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے نقل کی ہے، فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ "قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک یہ حالت نہ ہو جائے کہ ایک شخص اپنے گھر سے نکلے گا تو اس کے جوتے اور اس کا کوڑا یا اس کا عصا اسے بتائے گا کہ تیری غیر موجودگی میں تیرے گھر والوں نے کیا کیا ہے۔"[۷]

اسی طرح ایک اور روایت حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے نقل کی جاتی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے، قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک درندے انسانوں سے باتیں نہ کرنے لگیں، اور جب تک انسان کے کوڑے کی نوک

---

[۱] بخاری کتاب الفتن باب [illegible] حدیث نمبر [illegible] مسلم حدیث نمبر [illegible]

[۲] بخاری کتاب العلم باب من سئل علما حدیث نمبر [illegible] [illegible] حدیث نمبر [illegible]

[۳] مجمع الزوائد حدیث نمبر [illegible] [illegible] حدیث نمبر [illegible]

[۴] [illegible] حدیث نمبر [illegible]

[۵] بخاری کتاب الرقاق باب رفع الامانۃ حدیث نمبر [illegible]

[۶] مسند احمد حدیث نمبر [illegible]

[۷] مسند احمد حدیث نمبر [illegible]

[illegible] جب علم والوں کے چلے جانے سے علم اٹھ جائے گا اور جب تم ان کی بات میں [illegible] تو [illegible] یہ سب [illegible] ہے۔"(۱)

امام احمد نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ایک روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ہم سے باتیں کرتے ہوئے فرمایا کہ قیامت اس وقت قائم ہوگی جب علم اٹھا لیا جائے گا اور جہالت عام ہو جائے گی [illegible] ایک شخص اپنے [illegible] کے پاس سے گذرے گا تو وہ اس کی قبر پر لوٹ کر کہے گا کاش اس کی جگہ میں ہوتا۔"(۲)

امام احمد نے یہی روایت حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی کریم ﷺ سے بیان کی ہے اور ایک اور روایت بھی حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے [illegible] بیان کی ہے۔

ایک اور روایت امام احمد نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کی ہے فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت اس وقت قائم ہوگی جب علم اٹھا لیا جائے گا، جہالت ظاہر ہوگی، زنا عام ہو جائے گا، عورتیں زیادہ ہو جائیں گی یہاں تک کہ پچاس عورتوں کا نگران ایک ہی مرد ہوگا۔(۳)

اسی طرح امام احمد نے ایک اور روایت حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت سے بیان کی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مسجد میں اس وقت تشریف لائے جب سورج کی روشنی زرد پڑ چکی تھی، آپ ﷺ نے عصر کی نماز ادا فرمائی، نماز سے فارغ ہونے کے بعد آپ ﷺ منبر پر تشریف فرما ہوئے اور قیامت کا تذکرہ فرمانے لگے اور یہ بھی فرمایا کہ قرب قیامت میں بڑے بڑے واقعات رونما ہوں گے۔(۴)

**قرب قیامت میں وقت سے برکت کے ختم ہونے کی طرف اشارہ نبوی ﷺ** امام احمد حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ قیامت اس وقت آئے گی جب زمانہ قریب ہو جائے گا (یعنی وقت سے برکت ختم ہو جائے گی) سال اتنی جلدی گذرے گا جیسے مہینہ، مہینہ ایسے گذرے گا جیسے ایک دن، اور دن اتنی جلدی گذر جائے گا جیسے ایک گھنٹہ اور گھنٹہ اتنی جلدی گذرے گا جیسے کوئی معمولی سی چیز فوراً جل جاتی ہے۔(۵)

ایک اور روایت امام احمد نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ دنیا اس وقت تک ختم نہ ہوگی جب تک کہ [illegible] ایسے شخص [illegible] جو خود بھی کمینہ تھا اور اس کا باپ بھی کمینہ تھا۔"(۶)

**نہایت معمولی چیزوں کا بولنا بھی قیامت کی نشانیوں میں سے ہے** امام احمد نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ قیامت سے پہلے ایسے سال ہوں گے [illegible] امانت دار خیانت کرے گا اور [illegible] ہو جائے گا اور [illegible] معمولی معمولی چیزیں بات کیا کریں گی۔(۷)

امام احمد نے ایک اور روایت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کی نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ بکریاں چرانے والوں کو لوگوں کا سردار بنا دیا جائے گا اور (ان کی نشانیوں میں سے) تم یہ بھی دیکھو گے کہ ننگے پیر اور ننگے بدن رہنے والے اونچی عمارتوں پر فخر کریں گے اور لونڈی اپنے (مرد یا عورت) آقا کو جنے گی۔"(۸)

امام احمد نے ایک اور روایت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ قیامت اس وقت تک

---

(۱) دارمی باب العلم [illegible] حدیث نمبر [illegible] (۲) مسند احمد حدیث نمبر [illegible] (۳) بخاری کتاب العلم باب رفع العلم وظہور الجہل حدیث نمبر [illegible]، مسلم کتاب العلم باب رفع العلم [illegible] حدیث نمبر [illegible]

(۴) مسند احمد حدیث نمبر [illegible] (۵) مسند احمد حدیث نمبر [illegible] (۶) مسند احمد حدیث نمبر [illegible]

(۷) مسند احمد حدیث نمبر [illegible] (۸) مسند احمد حدیث نمبر [illegible]

نہیں آئے گی جب تک کہ [illegible] ایسے [illegible] ہوں"۔ [۱]

امام احمد نے نقل حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "قیامت اس وقت تک نہ آئے گی جب تک علم کو اٹھا لیا جائے گا، جہالت عام نہ ہو جائے اور ہرج کی کثرت نہ ہو جائے گی۔ عرض کیا گیا کہ یہ ہرج کیا ہے؟ فرمایا: "قتل"۔ [۲]

امام احمد نے ہی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "قیامت اس وقت تک نہ آئے گی جب تک تم لوگوں میں مال کی کثرت نہ ہو جائے اور کثرت بھی اتنی کہ صاحب مال پریشان پھرے گا کہ کون ہے جو اس کے مال کا صدقہ (زکوٰۃ) قبول کرے، اسی طرح قیامت اس وقت تک نہ آئے گی جب تک علم کو اٹھا نہ لیا جائے، زمانہ قریب نہ ہو جائے (یعنی وقت سے برکت ختم نہ ہو جائے) فتنے ظاہر نہ ہو جائیں۔ عرض کیا گیا کہ "ہرج"؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ "قتل قتل"۔ [۳]

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ "قیامت اس وقت تک نہ آئے گی جب تک دو بڑے گروہوں کی آپس میں جنگ نہ ہو، جن میں سے ہر ایک کا دعویٰ ایک ہی ہوگا اور ان کے درمیان زبردست قتال ہوگا"۔ [۴]

اور رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "قیامت اس وقت تک نہیں آئے گی جب تک تقریباً تیس دجال جھوٹے نہ پیدا ہو جائیں۔ جن میں سے ہر ایک یہی سمجھتا ہو کہ وہ اللہ کا رسول ہے"۔ [۵]

ایک اور جگہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ "قیامت اس وقت تک نہ آئے گی جب تک سورج مغرب سے طلوع نہ ہو جائے، جب مغرب سے سورج طلوع ہوگا اور لوگ اس کو دیکھیں گے تو سب کے سب ایمان لے آئیں گے اور یہ وہ وقت ہوگا جب

"لا ینفع نفسا ایمانها لم تکن آمنت من قبل او کسبت فی ایمانها خیرا" (سورۃ الانعام آیت ۱۵۸)۔ [۶]

"کسی ایسے شخص کو اس وقت ایمان لانا نفع نہ دے گا جو اس وقت تک ایمان نہیں لایا تھا یا اس نے ایمان کی حالت میں کوئی نیک کام نہ کیا تھا"۔

حافظ ابوبکر البزار نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا "قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، یہ دنیا اس وقت تک ختم نہ ہوگی جب تک کہ اس میں خسف (زمین میں دھنسنا)، قذف (پتھروں کی بارش)، اور مسخ (چہروں کا بگڑ جانا) نہ ہو۔ عرض کیا گیا کہ یہ کب ہوگا یا رسول اللہ؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا جب تم عورتوں کو زین پر سوار دیکھو گے (یعنی گھوڑوں کی سواری کرنے میں مردوں جیسی ہو جائیں گی) اور گانے بجانے والیاں زیادہ ہو جائیں گی۔ جھوٹی گواہی عام ہو جائے گی، مرد مردوں سے اپنی [illegible] کرنے لگیں اور عورتیں عورتوں سے"۔ [۷]

طبرانی نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "قیامت کی نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ فحش غالب ہو جائے (یعنی فحش گوئی عام ہو جائے) اور [illegible] عام ہو جائے"۔ [۸]

امام احمد نے طارق بن شہاب سے ایک روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ ہم حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے تھے کہ ایک آدمی آیا اور کہا کہ جماعت کھڑی ہو گئی ہے، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بھی نماز کے لیے کھڑے ہو گئے اور ہم بھی اور مسجد کی طرف چل دیئے۔ جب مسجد میں پہنچے تو دیکھا کہ لوگ مسجد کے اگلے حصے میں رکوع کی حالت میں ہیں۔ یہ دیکھ کر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے تکبیر کہی اور رکوع کیا، ہم نے بھی تکبیر کہی اور رکوع کیا، پھر انہوں نے سجدہ کیا تو ہم نے بھی سجدہ کیا، انہوں نے سلام پھیرا تو ہم نے بھی سلام پھیرا۔

---

(۱) مسند احمد حدیث نمبر [illegible] (۲) مسلم کتاب العلم باب رفع العلم و قبضہ حدیث نمبر [illegible] مسند احمد حدیث نمبر [illegible]

[illegible] (۳) مسند احمد حدیث نمبر [illegible] (۴) بخاری کتاب [illegible] مسلم کتاب [illegible]

[illegible] (۵) بخاری کتاب [illegible] مسلم [illegible]

[illegible]

(۶) بخاری کتاب التفسیر [illegible] مسلم کتاب الایمان [illegible]

[illegible] (۷) [illegible]

[illegible] (۸) [illegible]

نے سب کہا! ... اتنے میں ایک شخص تیزی سے گزرا اور کہا السلام علیک یا ابا عبدالرحمٰن! آپ پر سلامتی ہو۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ "اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا اور رسول اکرم ﷺ نے پہنچا دیا"۔ نماز سے فارغ ہو کر ہم واپس آئے تو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اپنے گھر والوں کے پاس تشریف لے گئے اور ہم بیٹھ گئے اور آپس میں باتیں کرنے لگے کہ تم نے سنا تھا حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس شخص کے سلام کا جواب کس طرح دیا تھا؟ صدق اللہ وبلغ رسولہ۔ تم میں سے کون ہے جو حضرت رضی اللہ عنہ سے سوال پوچھے گا؟ طارق نے کہا میں پوچھوں گا۔ چنانچہ جب حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ واپس تشریف لائے تو طارق نے سوال پوچھا تو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ "نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ قربِ قیامت میں تجارت اتنی پھیل جائے گی کہ عورت اپنے شوہر کی معاون ہوگی اور قطع رحمی کی جائے گی جھوٹی گواہی عام ہوگی۔ سچی گواہی کو چھپایا جائے گا اور جہالت عام ہو جائے گی"۔ (۱)

**آخری زمانے والوں کی علامات......** امام احمد نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "قیامت اس وقت تک نہ آئے گی جب تک اللہ تعالیٰ زمین سے اپنا دین نہ اٹھا لے پھر اس کے بعد زمین پر صرف کمینے لوگ باقی رہ جائیں گے جو کسی نیکی کو نہ جانتے ہوں گے اور نہ کسی برائی سے بچتے ہوں گے"۔ (۲)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے ایک دوسری مرفوع روایت میں یہ الفاظ مروی ہیں کہ قیامت اس وقت تک نہ آئے گی جب تک اللہ تعالیٰ زمین سے اپنا دین نہ اٹھا لے"۔ (۳)

**بعض بیانات جادو اثر ہوتے ہیں......** امام احمد نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اکرم ﷺ کو فرماتے سنا کہ "بعض بیانات جادو اثر ہوتے ہیں، بدترین لوگ وہ ہوں گے جن کی زندگی میں قیامت آئے گی اور وہ جو قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیتے ہیں"۔ (۴)

**قیامت بدترین لوگوں پر قائم ہوگی......** امام احمد نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "قیامت صرف بدترین لوگوں پر قائم ہوگی"۔ (۵)

**قیامت سے کچھ ہی دیر پہلے انسانیت ختم ہو جائے گی......** جیسا کہ پہلے حدیث میں گزر چکا ہے کہ "مرد کم اور عورتیں زیادہ ہو جائیں گی یہاں تک کہ پچاس عورتوں کا نگران ایک ہی مرد ہوگا جو ان سب کی کفالت کرے گا اور وہ گلیوں کوچوں میں اس طرح زنا کیا کریں گے جیسے جانور کرتے ہیں"۔ (۶)

**قیامت موحد پر قائم نہ ہوگی......** امام احمد نے ایک روایت حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "قیامت اس وقت تک نہ آئے گی جب تک دنیا میں "لا الٰہ الا اللہ" کہا جائے گا"۔ [۷]

اسی روایت کو امام مسلم نے دوسرے طریق سے نقل کیا ہے فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جب تک زمین پر "اللہ اللہ" کہا جائے گا اس وقت تک قیامت نہیں آئے گی"۔ (۸)

---

(۱) مسند احمد حدیث نمبر [illegible] (۲) مسند احمد حدیث نمبر [illegible] (۳) ایضاً (۴) مسند احمد حدیث نمبر [illegible]، ابن حبان حدیث نمبر [illegible] (۵) مسلم کتاب الفتن باب قرب الساعۃ حدیث نمبر [illegible]

(۶) بخاری کتاب العلم باب رفع العلم و ظہور الجہل حدیث نمبر [illegible]، مسلم کتاب العلم باب رفع العلم [illegible]، ترمذی کتاب الفتن [illegible]

(۷) مسلم کتاب الایمان باب ذہاب الایمان آخر الزمان حدیث نمبر [illegible] (۸) ایضاً

امام احمد نے بھی حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہی ایک روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "ایسے کسی شخص پر قیامت نہیں آئے گی جو "اللہ اللہ" کہتا ہوگا"۔ (۱)

اسی طرح کی ایک اور روایت امام احمد نے ابن عدی کے طریق سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ "قیامت اس وقت تک نہ آئے گی جب تک زمین پر "اللہ اللہ" کہا جائے گا"۔ (۲)

یہ بات پیش نظر ہے کہ یہ روایت نہ صرف ثلاثی ہے بلکہ شیخین کی شرط پر بھی ہے، اور ترمذی نے مرفوعاً نقل کی ہے اور حسن کہا ہے۔

قیامت ان لوگوں پر قائم ہوگی جو نیکی کا حکم نہیں دیتے ہوں گے اور نہ ہی کسی گناہ سے پرہیز کرتے ہوں گے۔

یہ جو گذشتہ روایات میں آیا ہے کہ قیامت اس وقت تک نہ آئے گی جب تک زمین پر "اللہ اللہ" کہا جائے گا تو اس کی تشریح میں دو قول ہیں۔

اول: ...... اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو کسی گناہ سے پرہیز نہیں کرتے ہر قسم کے گناہ میں مشغول رہتے ہیں کوئی ایک بھی کسی دوسرے کو جب گناہ کرتے دیکھتا ہے تو ہرگز منع نہیں کرتا، اسی کو ان الفاظ سے تعبیر کیا گیا ہے، جب تک زمین پر اللہ اللہ کہا جائے گا۔ جیسے کہ ابھی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں گذرا ہے کہ "زمین میں گرد و غبار کی طرح معمولی لوگ رہ جائیں گے جو کسی گناہ سے پرہیز نہ کریں گے اور نہ کسی نیکی کا حکم کریں گے۔

دوم: ...... دوسرا مطلب یہ ہے کہ جب تک وہ وقت نہ آ جائے کہ زمین پر اللہ کا نام لیا جائے اور نہ ہی کوئی اللہ کا نام جانتا ہو یہ اس وقت ہوگا جب زمانے میں فساد برپا ہوگا اور نوع انسانی تباہ ہو چکی ہوگی، کفر، فسق و فجور اور نافرمانی بڑھ جائے گی، جیسے کہ حدیث میں ہے کہ قیامت اس وقت تک نہ آئے گی جب تک زمین پر اللہ اللہ کہا جائے گا"۔ (۳)

**بدترین لوگ وہ ہوں گے جن کی زندگی میں قیامت آئے گی** ...... جیسے کہ پہلے حدیث میں گذر چکا ہے کہ "ایک بوڑھا آدمی کہتا ہے کہ "میں نے لوگوں کو "لا الہ الا اللہ" کہتے دیکھا ہے، پھر ان کا معاملہ آپس میں مشتبہ ہو جائے گا اور حال برا ہو جائے گا۔ حتیٰ کہ زمین پر اللہ تعالیٰ کا ذکر ترک کر دیا جائے گا بلکہ بھلا دیا جائے گا۔ چنانچہ دنیا میں کوئی بھی اللہ کو نہ جانتا ہوگا، یہی لوگ بدترین ہوں گے اور انہی کی زندگی میں قیامت آئے گی۔"

جیسا کہ پہلے حدیث میں گذرا ہے کہ "قیامت بدترین لوگوں پر ہی آئے گی"۔ (۴)

دوسرے الفاظ میں یہ روایت اس طرح ہے کہ "بدترین لوگ وہ ہوں گے جن کی زندگی میں قیامت آئے گی"۔ (۵)

عبدالعزیز بن صہیب نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ "لوگوں میں بخل زیادہ ہو جائے گا زمانے کی سختی بڑھتی جائے گی اور قیامت بدترین لوگوں پر ہی آئے گی"۔ (۶)

امام احمد نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایت نقل کی ہے فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ "اے عائشہ! آپ کی قوم سب سے پہلے مجھ سے ملے گی"۔

فرماتی ہیں کہ جب آپ ﷺ تشریف فرما ہوئے تو میں نے عرض کیا "یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ مجھے آپ پر قربان کرے، آپ نے آتے ہی ایسی بات ارشاد فرمائی ہے جس سے میں گھبرا گئی ہوں"۔

آپ ﷺ نے دریافت فرمایا کہ وہ کیا بات ہے؟"

---

(۱) مسلم کتاب الایمان باب ذهاب الایمان آخر الزمان حدیث نمبر ۳۷۳، حدیث نمبر ۳۷۴، مسند احمد حدیث نمبر ۳/ ۱۰۷، اور حدیث نمبر ۳/ ۱۶۲، اور حدیث نمبر ۳/ ۲۰۱، اور حدیث نمبر ۳/ ۲۶۸، مصنف عبدالرزاق حدیث نمبر ۲۰۸۴۷ (۲) مسلم کتاب الایمان باب ذهاب الایمان آخر الزمان حدیث نمبر ۳۷۳، حدیث نمبر ۳۷۴، ترمذی کتاب الفتن باب لا یأتی زمان الا الذی بعدہ شر منہ حدیث نمبر ۲۳۰۷، مسند احمد حدیث نمبر ۳/ ۱۰۷، حدیث نمبر ۳/ ۱۶۲، حدیث نمبر ۳/ ۲۰۱، حدیث نمبر ۳/ ۲۶۸

(۳) مسلم کتاب الایمان باب ذهاب الایمان آخر الزمان حدیث نمبر ۳۷۳، حدیث نمبر ۳۷۴، ترمذی کتاب الفتن باب لا یأتی زمان الا الذی بعدہ شر منہ حدیث نمبر ۲۳۰۷، مسند احمد حدیث نمبر ۳/ ۱۰۷، حدیث نمبر ۳/ ۱۶۲، حدیث نمبر ۳/ ۲۰۱، حدیث نمبر ۳/ ۲۶۸ (۴) مسلم کتاب الفتن باب قرب الساعۃ حدیث نمبر ۷۳۲۸، ابن ماجہ کتاب الفتن باب شدة الزمان حدیث نمبر ۴۰۳۹، مسند احمد حدیث نمبر ۱/ ۳۹۴، حدیث نمبر ۱/ ۴۳۵ (۵) مسند احمد حدیث نمبر ۱/ ۴۵۴ (۶) ایضاً

فرماتی ہیں کہ میں نے جواب میں عرض کیا کہ "آپ کا کیا خیال ہے کہ میری قوم بہت جلد آپ سے ملنے والی ہے۔"
آپ ﷺ نے فرمایا "ہاں۔"
تو میں نے عرض کیا "وہ کس بارے میں؟"
تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "ان کی امیدیں بڑھ جائیں گی۔"
میں نے دوبارہ عرض کیا کہ "اس کے بعد لوگوں کا کیا حال ہوگا؟"
فرمایا کہ "لوگوں کا یہ حال ہوگا کہ طاقتور کمزور کو کھانے لگیں گے، یہاں تک کہ ان پر قیامت قائم ہوگی۔" (۱)

## حضور ﷺ کا ارشاد مبارک "مجھے اور قیامت کو اس طرح بھیجا گیا ہے"

## حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت

**پہلا طریق**...... امام احمد نے ابو المغیرہ کے طریق سے اسمٰعیل بن عبیداللہ ابو المہاجر دمشقی سے نقل کیا ہے فرماتے ہیں کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ ولید بن عبدالملک کے پاس تشریف لائے، تو انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ آپ ﷺ نے نبی کریم ﷺ سے قیامت کے بارے میں کیا سنا ہے؟ تو حضرت انس رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "میں نے رسول اکرم ﷺ کو دیکھا، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "مجھے اور قیامت کو اس طرح ساتھ بھیجا گیا ہے۔" (یعنی جس طرح انگوٹھے کے ساتھ والی دو انگلیاں)۔

**دوسرا طریق**...... امام احمد نے ہاشم کے طریق سے حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ "مجھے اور قیامت کو اس طرح ساتھ ساتھ بھیجا گیا ہے۔" (۲) اور انگوٹھے کے ساتھ والی دو انگلیوں یعنی شہادت کی انگلی اور درمیان والی بڑی انگلی کو ملا کر دکھایا۔

**تیسرا طریق**...... امام احمد نے یعقوب بن ابراہیم بن سعد کے طریق سے حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے سنا کہ "مجھے اور قیامت کو اس طرح ساتھ ساتھ بھیجا گیا ہے۔" (۳) اور انگوٹھے کے ساتھ والی دو انگلیوں کو ملا کر دکھایا۔

**چوتھا طریق**...... امام احمد نے محمد بن جعفر کے طریق سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "مجھے اور قیامت کو اس طرح ساتھ ساتھ بھیجا گیا ہے۔" (۴) اور انگوٹھے کے ساتھ والی دو انگلیوں کو ملا کر دکھایا۔

**پانچواں طریق**...... امام احمد نے یزید کے طریق سے حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "مجھے اور قیامت کو اس طرح ساتھ ساتھ بھیجا گیا ہے۔" (۵) اور انگوٹھے کے ساتھ والی دونوں انگلیوں کو ملا کر دکھایا۔

**چھٹا طریق**...... امام مسلم نے ابو غسان کے طریق سے حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "مجھے اور قیامت کو اس طرح ساتھ ساتھ بھیجا گیا ہے۔" (۶)

---

(۱) مسند احمد حدیث نمبر ۶/۸۱، اور حدیث نمبر ۶/۹۰، کنز العمال حدیث نمبر ۳۸۳۲۹ (۲) مسند احمد حدیث نمبر ۳/۱۲۳، مستدرک حاکم حدیث نمبر ۴/۱۹۳، کنز العمال حدیث نمبر ۳۸۳۲۲ (۳) بخاری کتاب الرقاق باب قول النبی ﷺ بعثت انا والساعۃ کھاتین حدیث نمبر ۶۵۰۵، مسلم کتاب الفتن باب قرب الساعۃ حدیث نمبر ۲۳۰، مسند احمد حدیث نمبر ۳/۱۲۴، اور حدیث نمبر ۳/۱۳۰ (۴) مسند احمد حدیث نمبر ۳/۱۳۱، اور حدیث نمبر ۳/۱۹۳ (۵) مسلم کتاب الفتن باب قرب الساعۃ حدیث نمبر ۲۳۲، مسند احمد حدیث نمبر ۳/۱۹۳ (۶) بخاری کتاب الرقاق باب قول النبی ﷺ بعثت انا والساعۃ کھاتین حدیث نمبر ۶۵۰۴، مسلم کتاب الفتن باب قرب الساعۃ حدیث نمبر ۲۳۳، ترمذی کتاب الفتن باب ما جاء فی قول النبی ﷺ بعثت انا والساعۃ کھاتین یعنی السبابۃ والوسطی حدیث نمبر ۲۲۱۴، مسند احمد حدیث نمبر ۳/۲۷۵

## حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی روایات

**پہلا طریق:** امام احمد نے مصعب بن سلام کے طریق سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے خطبہ دیا تو فرمایا، اللہ کی تعریف اور اس کی حمد و ثنا بیان کی جس کا وہ مستحق ہے پھر فرمایا: "اما بعد سب سے سچی بات اللہ کی کتاب ہے اور سب سے بہترین ہدایت (راستہ) محمد ﷺ کی ہدایت ہے اور بدترین چیزیں نئی ایجاد کی ہوئی چیزیں ہیں اور ہر بدعت گمراہی ہے۔"[1]

پھر آپ ﷺ کا چہرہ مبارک سرخ ہو گیا، غصے کا اظہار ہونے لگا اور بلند آواز سے (اس طرح) بولے گویا کسی لشکر سے ڈرا رہے ہیں، پھر فرمایا: "قیامت تمہارے پاس آ چکی، مجھے اور قیامت کو اس طرح ساتھ ساتھ بھیجا گیا ہے۔"[2] اور آپ ﷺ نے ہاتھ سے اشارہ کر کے شہادت والی اور بیچ والی انگلی کو ملایا [illegible] قیامت آ جائے گی [illegible]

اسی طرح امام مسلم نے بھی اسے حضرت جعفر کے طریق سے نقل کیا ہے، امام مسلم کے ہاں یہ الفاظ ہیں: "مجھے اور قیامت کو اس طرح بھیجا گیا ہے۔"[3]

**حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کی روایات:** امام مسلم نے ابو حازم کے طریق سے [illegible] نقل کیا ہے فرماتے ہیں: میں نے حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ نے بیچ کی انگلی اور شہادت کی انگلی ملا کر اشارہ فرمایا اور فرمایا: "مجھے اور قیامت کو اس طرح ساتھ ساتھ بھیجا گیا ہے۔"[4]

**حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایات:** امام بخاری نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "مجھے اور قیامت کو اس طرح ساتھ ساتھ بھیجا گیا ہے" اور اپنی انگلیاں ملا کر دکھایا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "مجھے اور قیامت کو اس طرح ساتھ ساتھ بھیجا گیا ہے۔"[5]

امام ابوبکر بن ابی الدنیا نے حضرت [illegible] رضی اللہ عنہ کی روایت حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "مجھے قیامت کے قریب ہی بھیجا گیا ہے۔"[6]

## باقی گزرے ہوئے زمانوں کی نسبت قرب قیامت کے بارے میں حدیث

امام احمد نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا [illegible] "تم سے پہلے جو امتیں گزر چکیں ان کی نسبت تمہارا وقت اتنا ہے جتنا عصر کی نماز سے سورج غروب ہونے تک کا وقت ہے۔ تورات والوں کو تورات دی گئی انہوں نے عمل کیا یہاں تک کہ جب دوپہر ہوئی تو عاجز آ گئے تو انہیں ایک ایک قیراط دیا گیا، پھر انجیل والوں کو انجیل دی گئی انہوں نے عصر کی نماز تک عمل کیا پھر عاجز آ گئے تو انہیں ایک ایک قیراط دیا گیا، پھر تمہیں قرآن دیا گیا تم نے سورج غروب ہونے تک عمل کیا تو تمہیں دو دو قیراط دیئے گئے [illegible]

---

(۱) مسند احمد حدیث نمبر ۳/۳۱۱ (۲) مسند احمد حدیث نمبر ۳/۳۱۱ (۳) مسلم کتاب الفتن باب قرب الساعۃ حدیث نمبر ۲۹۵۱ [illegible] بخاری کتاب [illegible] باب [illegible] حدیث نمبر [illegible] (۴) مسلم کتاب الفتن باب قرب الساعۃ حدیث نمبر ۲۹۵۰ (۵) ترمذی کتاب الفتن باب [illegible] (۶) [illegible]

ا بادا ہو ذرا سا ہے۔ جو اللہ تعالیٰ نے پوچھو کہ دنیا میں سے تمہارے اتنی ہی ہے جتنا کہ رہ گیا ہے اور [illegible] اللہ تعالیٰ نے [illegible] بنایا ہے [illegible] بیدا لگتا ہے جیسے [illegible]۔(۱)

امام بخاری نے سفیان ثوری کی روایت سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "تمہاری مدت گزشتہ امتوں کی نسبت تمہارا حصہ اور وقت اتنا ہی رہ گیا ہے جتنا عصر کی نماز اور سورج غروب کے درمیان ہوتا ہے۔"(۲)

پھر یہ حدیث کئی طرح تفصیل سے بیان ہے

**حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے ایک اور طریق** امام احمد نے مجاہد کی سند سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے فرماتے ہیں کہ ہم نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے اور سورج عصر کے بعد قعیقعان (پہاڑ) کی چوٹی پر تھا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ "تمہاری امت کے مقابلے میں اس دن کے مقابلہ میں اتنی ہی ہے جتنا اس دن کا حصہ گزرنے سے باقی رہ گیا ہے۔"(۳)

**ایک اور طریق** امام احمد نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے فرماتے ہیں کہ ہم بیٹھے تھے اور سورج غروب کے قریب تھا [illegible] حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیٹھے ہوئے تھے تو ایک شخص نے عرض کیا اے ابو عبدالرحمن آپ کی [illegible] سے [illegible] تو آپ نے [illegible] حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ گزرے ہوئے وقت کے مقابلے میں دنیا کی مدت اتنی ہی رہ گئی ہے جتنا اس دن کا حصہ گزرنے سے باقی رہ گیا ہے۔"(۴)

**تیسرا طریق** امام احمد نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "سابقہ امتوں کی نسبت تمہاری مدت اتنی ہی باقی رہ گئی ہے جتنا کہ عصر کی نماز اور سورج غروب کے درمیان ہوتا ہے۔"(۵)

حافظ ابو القاسم طبرانی نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے نبی کریم ﷺ کی روایت اسی طرح نقل کی ہے ان تمام روایات سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ گزرے ہوئے وقت کی نسبت قیامت تک جو وقت باقی رہ گیا ہے وہ بہت تھوڑا ہے لیکن اس کی تعیین اور مدت کی مقدار اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کو معلوم نہیں [illegible] کی مقدار کے بارے میں کوئی صحیح روایت موجود نہیں ہے [illegible] کی طرف رجوع کیا جائے [illegible] مقدار معلوم ہو جائے [illegible] بہر حال اتنا معلوم ہے کہ اب جو وقت باقی ہے وہ بہت تھوڑا ہے اور یہ بات بھی معلوم ہے کہ [illegible] روایت کی [illegible] قرآن کی آیات اور روایات [illegible] سے معلوم ہوتا ہے [illegible] اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو [illegible] کیا ہے [illegible] آپ ﷺ سے [illegible] آپ ﷺ نے [illegible] فرمایا [illegible]

"[illegible] لوگوں کے بارے میں [illegible] کہ [illegible] سو سال کے بعد [illegible] زمین پر کوئی [illegible] نہیں رہے گا۔"

امام احمد نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے ایک روایت نقل کی ہے [illegible] اپنی حیات مبارکہ کے آخری [illegible] زمانہ میں [illegible] سے [illegible] اور فرمایا کہ [illegible] آج [illegible] ہیں [illegible] سو سال بعد [illegible] ان میں سے کوئی بھی زندہ نہیں رہے گا۔"(۶)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ لوگ [illegible] کی اس بات کے بارے میں مختلف باتیں کرنے لگے حالانکہ آپ [illegible] کا مطلب یہ تھا کہ [illegible] جو لوگ [illegible] سو سال کے بعد ان میں سے کوئی [illegible] اس صدی کے اختتام تک [illegible] اختتام پذیر ہو جائے گا۔

---

(۱) بخاری کتاب [illegible] باب قول النبی ﷺ بعثت انا والساعۃ کھاتین حدیث نمبر ۶۵۰۳ (۲) بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب ما ذکر عن بنی اسرائیل حدیث نمبر ۳۴۵۹ (۳) مسند احمد حدیث نمبر ۶۱۲۶ (۴) ایضاً (۵) مسند احمد حدیث نمبر ۵۹۶۶ (۶) بخاری کتاب مواقیت الصلوٰۃ باب [illegible] مسند احمد حدیث نمبر [illegible]

اس حدیث کی یہ تفسیر و وضاحت صحابی (یعنی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ) نے بیان کی ہے جو دیگر وضاحتوں سے زیادہ قابل توجہ ہے۔ کہ آپ ﷺ یہ کہنا چاہتے تھے کہ یہ صدی ختم ہو جائے گی اور آج سے سو سال کی انتہا (یعنی صدی کے اختتام تک) کوئی باقی نہ رہے گا۔

چنانچہ اس بارے میں علماء کرام کا اختلاف ہوا ہے کہ آیا قول مبارک اسی صدی کے ساتھ خاص تھا یا کہ اس معنی میں عام ہے کہ کوئی بھی سو سال سے زیادہ زندہ نہیں رہ سکتا؟ دونوں طرح کے قول موجود ہیں لیکن اس قول مبارک کو اسی زمانے کے ساتھ ہی خاص کرنا بہتر ہے۔ کیونکہ اگر دوسرے معنی لیے جائیں تو یہ بات تو مشاہدے میں ہے کہ بہت سے لوگ سو سال سے زیادہ عرصہ زندہ رہے، اور یہ لوگ بزرگوں میں سے ہیں جیسا کہ ہم نے تاریخ میں بیان کیا ہے لیکن بہرحال کم ہیں۔ واللہ اعلم۔ اس حدیث کے اور بھی طریق ہیں۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ سے (وفات سے ایک مہینہ پہلے) قیامت کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "تم مجھ سے قیامت کے بارے میں پوچھتے ہو حالانکہ اس کا علم تو صرف اللہ کے پاس ہے اور قسم اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے، میں آج کے دن ایک بھی فرد ایسا نہیں پاتا جو سو سال تک زندہ رہے گا۔"(۱)

**حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی ایک اور روایت** ...... امام احمد نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی ایک روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے آپ ﷺ کو وفات سے ایک ماہ پہلے فرماتے سنا کہ "تم مجھ سے قیامت کے بارے میں پوچھتے ہو حالانکہ اس کا علم تو صرف اللہ ہی کے پاس ہے اور میں اللہ تعالیٰ کی قسم کھاتا ہوں کہ کوئی ایک بھی فرد ایسا نہیں جو آج زندہ ہو اور آئندہ سو سال تک زندہ رہے۔

**حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی ایک اور روایت** ...... امام احمد نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے آپ کی وفات سے ایک ماہ پہلے آپ کو یہ فرماتے سنا کہ "تم مجھ سے قیامت کے بارے میں پوچھتے ہو حالانکہ اس کا علم تو صرف اللہ ہی کے پاس ہے اور میں اللہ تعالیٰ کی قسم کھاتا ہوں کہ کوئی ایک بھی فرد ایسا نہیں جو آج زندہ ہو اور آئندہ سو سال تک زندہ رہے۔(۲)

یہ حدیث صحیح مسلم میں بھی ایک دوسری سند سے آئی ہے۔

**قیامت کا بیان** ...... امام مسلم نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایت نقل کی ہے۔ فرماتے ہیں اعراب (دیہاتی) جب نبی کریم ﷺ کے پاس آتے تو قیامت کے بارے میں سوالات پوچھتے تو آپ ﷺ نے ان (آنے والوں) میں سے سب سے کم عمر آدمی کی طرف دیکھا اور فرمایا کہ "اگر یہ زندہ رہا تو اس کے بوڑھے ہونے سے پہلے قیامت آ جائے گی"۔(۳)

اس کے علاوہ ایک اور روایت امام مسلم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ "ایک شخص نے آپ ﷺ سے عرض کی، یا رسول اللہ! قیامت کب آئے گی؟ (جب اس شخص نے سوال کیا تھا تو آپ کے پاس انصار کا ایک کم عمر نوجوان کھڑا تھا اس کا نام بھی محمد تھا) تو آپ ﷺ نے اس نوجوان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ اگر یہ لڑکا زندہ رہا تو بہت ممکن ہے اس کے بڑھاپے سے پہلے قیامت آ جائے"۔(۴)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہی امام مسلم نے ایک اور روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ "ایک شخص نے نبی کریم ﷺ سے عرض کی یا رسول اللہ! قیامت کب آئے گی؟ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ سوال سن کر آپ ﷺ کچھ دیر خاموش رہے اور پھر اپنے سامنے کھڑے ہوئے قبیلہ ازدشنوءہ کے ایک نوجوان کو دیکھتے ہوئے فرمایا کہ "اس نوجوان کی عمر بڑھاپے تک پہنچنے سے پہلے قیامت آ جائے گی۔(۵)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ان دنوں وہ نوجوان میرا دوست اور ہم عمر ساتھی تھا۔ اسی طرح امام مسلم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کی ایک اور روایت نقل کی ہے چنانچہ فرماتے ہیں کہ ایک دن حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کا لڑکا سامنے سے گزرا وہ میرا ہم عمر اور ساتھی بھی

---

(۱) مسند احمد حدیث نمبر ۳/۳۲۶، اور حدیث نمبر ۳/۳۴۵

(۲) مسلم کتاب فضائل الصحابہ باب قولہ ﷺ "لاتاتی مائۃ سنۃ وعلی الارض نفس منفوسۃ الیوم"۔ حدیث نمبر ۲۲۸/۹، مسند احمد حدیث نمبر ۳/۳۲۶

(۳) مسلم کتاب الفتن باب قرب الساعۃ حدیث نمبر ۳۳۵ھ

(۴) صحیح مسلم کتاب الفتن باب قرب الساعۃ حدیث نمبر ۳۳۶ھ

(۵) صحیح مسلم کتاب الفتن باب قرب الساعۃ حدیث نمبر ۳۳۷ھ

تھا، اس کو دیکھ کر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "اگر یہ کچھ عرصہ زندہ رہا تو اس کے بڑھاپے سے پہلے قیامت آ جائے گی"۔(1)

اسی روایت کو امام بخاری نے عمرو بن عاصم سے روایت کیا ہے۔

ان روایات سے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ یہ سوال اور جواب ایک سے زیادہ مرتبہ ہوئے ہیں، اور ان میں جو لڑکے کے بوڑھے ہونے اور قیامت آنے کے بارے میں جو مقررہ وقت بتایا گیا ہے اس سے مراد اپنے زمانے کا ختم ہونا ہے جو زیادہ سے زیادہ اس وقت موجود سب سے زیادہ کم عمر کی انتہائی عمر تک تھا۔ جیسے کہ پہلے گزرا اور حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "تم مجھ سے قیامت کے بارے میں پوچھتے ہو تو اس کا علم تو اللہ ہی کے پاس ہے اور میں اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں آج کے دن جتنے لوگ زندہ ہیں، ۱۰۰ سو سال تک زندہ نہ رہیں گے"۔(2)

اس کی تائید ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت سے بھی ہوتی ہے فرماتی ہیں کہ "تم پر قیامت آ گئی" اور یہ اس طرح کہ جو مر گیا تو گویا کہ اس کی قیامت آ گئی، تو عالم برزخ عالم قیامت سے قریب ہے، اور دنیا بھی اسی میں سے ہے لیکن وہ (یعنی عالم برزخ) آخرت سے زیادہ قریب ہے، اور پھر جب دنیا کی مقررہ مدت پوری ہو جائے گی تو اللہ تعالیٰ قیامت کا حکم فرما دیں گے لہٰذا اگلی امتیں اور بعد والی امتیں سب جمع ہو جائیں گی، جس کو ایک مقررہ دن میں جمع ہونا تھا، جیسا کہ اس کا بیان کتاب و سنت سے آگے آئے گا۔

**قرب قیامت کا تذکرہ قرآن کریم میں**...... اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں سورۃ انبیاء کی پہلی آیت میں فرماتے ہیں:

"ان منکر لوگوں سے ان کا (وقت) حساب نزدیک آ پہنچا اور یہ (ابھی) غفلت میں (پڑے) ہیں (اور) اعراض کئے ہوئے ہیں۔"

(ترجمہ حضرت تھانوی)

اور سورۃ نحل آیت نمبر ۱ میں ارشاد فرمایا:

"خدائے تعالیٰ کا حکم آ پہنچا سو تم اس میں جلدی مت مچاؤ۔" (حضرت تھانوی)

اور سورۃ الاحزاب کی آیت نمبر ۶۳ میں ارشاد فرمایا:

"یہ (منکر) آپ ﷺ سے قیامت کے متعلق سوال کرتے ہیں آپ فرما دیجئے کہ اس کی خبر تو بس اللہ ہی کے پاس ہے اور آپ کو اس کی کیا خبر عجب نہیں کہ قیامت قریب ہی واقع ہو جائے۔" (ترجمہ حضرت تھانوی)

سورۃ المعارج کی آیت نمبر ۱ سے نمبر ۱۱ میں ارشاد ہوتا ہے "ترجمہ: ایک درخواست کرنے والا (بطور انکار) اس عذاب کی درخواست کرتا ہے جو کہ کافروں پر واقع ہونے والا ہے (اور) جس کا کوئی دفع کرنے والا نہیں (اور) جو اللہ کی طرف سے ہو گا جو کہ سیڑھیوں کا (یعنی آسمانوں کا) مالک ہے جن (سیڑھیوں) سے فرشتے اور (اہل ایمان) کی روحیں اس کے پاس چڑھ کر جاتی ہیں۔ (اور وہ عذاب) ہو گا جس کی مقدار (دنیا کے) پچاس ہزار سال کے (برابر) ہے سو آپ (ان کی مخالفت پر) صبر جمیل کیجئے، یہ لوگ اس دن کو بعید دیکھ رہے ہیں اور ہم اس کو قریب دیکھ رہے ہیں۔ جس دن کہ آسمان (رنگ میں) تیل کی تلچھٹ کی طرح ہو جاوے گا اور پہاڑ رنگین اون کی طرح ہو جائیں گے (یعنی اڑتے پھریں گے) اور کوئی دوست کسی دوست کو نہ پوچھے گا گو ایک دوسرے کو دکھا بھی دیئے جائیں گے (اور اس روز) مجرم (یعنی کافر) اس بات کی تمنا کرے گا کہ اس روز کے عذاب سے چھوٹنے کے لئے اپنے بیٹوں کو اور بیوی کو اور بھائی کو اور کنبہ کو جن میں وہ رہتا تھا اور تمام اہل زمین کو اپنے فدیہ میں دے دے۔ (ترجمہ حضرت تھانوی)

اور سورۃ قمر کی پہلی آیت میں ارشاد فرمایا ہے کہ:

"قیامت نزدیک آ پہنچی اور چاند شق ہو گیا۔" (ترجمہ حضرت تھانوی)

سورۃ یونس کی آیت نمبر ۴۵ میں ارشاد فرمایا:

"اللہ تعالیٰ ان کو اس کیفیت سے جمع کرے گا کہ (وہ ایسا سمجھیں گے) گویا وہ (دنیا یا برزخ میں) سارے دن کی ایک آدھ

---

(۱) بخاری کتاب الادب باب ما جاء فی قول الرجل ویلک حدیث نمبر ۵۷۷۲، مسلم کتاب الفتن باب قرب الساعۃ حدیث نمبر ۵۲۴۹۔

(۲) مسلم کتاب فضائل الصحابہ باب قولہ ﷺ لا تاتی مائۃ سنۃ وعلی الارض نفس منفوسۃ الیوم حدیث نمبر ۴۶۳۹، مسند احمد حدیث نمبر ۳۲۹/۳

گھڑی رہے ہوں گے اور آپس میں ایک دوسرے کو پہچاننے کو ٹھہرے ہوں گے (اس وقت) واقعی خسارہ میں پڑے وہ لوگ جنہوں نے اللہ کے پاس جانے کو جھٹلایا تھا اور وہ (دنیا میں بھی) ہدایت پانے والے نہ تھے۔"

سورۃ شوریٰ کی آیت نمبر ۱۷۔۱۸ میں ارشاد ہے کہ

"اللہ ہی ہے جس نے (اس) کتاب (یعنی قرآن) کو اور انصاف کو نازل فرمایا اور آپ کو اس کی کیا خبر عجب نہیں کہ قیامت قریب ہو (مگر) جو لوگ اس کا یقین نہیں رکھتے وہ اس کا تقاضا کرتے ہیں اور جو لوگ یقین رکھنے والے ہیں وہ اس سے ڈرتے ہیں اور اعتقاد رکھتے ہیں کہ وہ برحق ہے یاد رکھو کہ جو لوگ قیامت کے بارے میں جھگڑتے ہیں بڑی دور کی گمراہی میں (پڑے) ہیں۔" (ترجمہ حضرت تھانوی)

سورۃ طٰہٰ کی آیت نمبر ۱۰۲۔۱۰۳ میں فرمایا

"جس روز صور میں پھونک دی جائے گی اور ہم اس روز مجرموں کو اس حالت میں جمع کریں گے کہ (آنکھوں سے) اندھے ہوں گے۔ چپکے چپکے آپس میں باتیں کرتے ہوں گے کہ تم قبروں میں صرف دس روز رہے ہوگے" (ترجمہ حضرت تھانوی)

سورۃ مومنون کی آیت نمبر ۱۱۲ تا ۱۱۵ میں ارشاد ہے کہ

"ارشاد ہوگا کہ اچھا بتلاؤ تم برسوں کے شمار سے کس قدر مدت زمین پر رہے ہوگے؟ وہ جواب دیں گے کہ ایک دن یا ایک دن سے بھی کم رہے ہوں گے اور سچ یہ ہے کہ ہم کو یاد نہیں سو گننے والوں سے پوچھ لیجئے۔ ارشاد ہوگا کہ تم (دنیا میں) تھوڑی ہی مدت رہے لیکن کیا خوب ہوتا کہ تم (یہ بات دنیا میں) سمجھتے ہوتے۔ ہاں تو کیا تم نے تم کو یونہی مہمل (خالی از حکمت) پیدا کر دیا ہے اور یہ (خیال کیا تھا) کہ تم ہمارے پاس نہیں لائے جاؤ گے" (ترجمہ حضرت تھانوی)

سورۃ الاعراف کی آیت نمبر ۱۸۷ میں ارشاد ہے کہ

"یہ لوگ آپ سے قیامت کے متعلق سوال کرتے ہیں کہ اس کا وقوع کب ہوگا آپ فرما دیجئے کہ اس کا علم صرف میرے رب ہی کے پاس ہے اس کے وقت پر اس کو سوا اللہ تعالیٰ کے کوئی ظاہر نہ کرے گا وہ آسمانوں اور زمین میں بڑا بھاری حادثہ ہوگا (اس لئے) وہ تم پر محض اچانک آ پڑے گی وہ آپ سے اس طرح پوچھتے ہیں جیسے گویا آپ اس کی تحقیقات کر چکے ہیں آپ فرما دیجئے کہ اس کا علم خاص اللہ ہی کے پاس ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔" (ترجمہ حضرت تھانوی)

سورۃ النازعات آیت نمبر ۴۲ تا ۴۴ میں فرمایا کہ

"یہ لوگ آپ سے قیامت کے متعلق پوچھتے ہیں کہ اس کا وقوع کب ہوگا۔ (سو) اس کے بیان کرنے سے آپ کا کیا تعلق اس (کے علم کی تعیین) کا مدار صرف آپ کے رب کی طرف ہے۔" (ترجمہ حضرت تھانوی)

سورۃ طٰہٰ کی آیت نمبر ۱۵۔۱۶ میں ارشاد ہوا ہے کہ

"بے شک قیامت آنے والی ہے میں اس کو (تمام مخلوق) سے پوشیدہ رکھنا چاہتا ہوں تا کہ ہر شخص کو اس کے کئے کا بدلہ مل جائے۔ سو تم کو قیامت سے ایسا شخص باز نہ رکھنے پائے جو اس پر ایمان نہیں رکھتا اور اپنی (نفسانی) خواہشوں پر چلتا ہے کہیں تم اس سے بے فکری کی وجہ سے تباہ نہ ہو جاؤ" (ترجمہ حضرت تھانوی)

سورۃ نمل کی آیت نمبر ۶۵۔۶۶ میں ارشاد فرمایا کہ

"آپ کہہ دیجئے کہ جتنی مخلوقات آسمانوں اور زمین (یعنی عالم) میں موجود ہیں (ان میں سے) کوئی بھی غیب کی بات نہیں جانتا بجز اللہ تعالیٰ کے اور (اسی وجہ سے) ان (مخلوقات) کو یہ خبر نہیں کہ وہ کب دوبارہ زندہ کئے جائیں گے بلکہ آخرت کے بارے میں تو (خود) ان کا علم (بالکل ہی) نیست ہو گیا۔ بلکہ یہ لوگ اس سے شک میں ہیں بلکہ یہ اس سے اندھے بنے ہوئے ہیں۔" (ترجمہ حضرت تھانوی)

اور سورۂ لقمان کی آیت نمبر ۳۴ میں فرماتے ہیں کہ

> "بے شک اللہ ہی کو قیامت کی خبر ہے اور وہی مینہ برساتا ہے اور وہی جانتا ہے جو کچھ رحم میں ہے اور کوئی شخص نہیں جانتا کہ وہ کل کیا عمل کرے گا اور کوئی شخص نہیں جانتا کہ وہ کس زمین میں مرے گا بے شک اللہ سب باتوں کا جاننے والا باخبر ہے۔"
>
> (ترجمہ حضرت تھانوی)

لہٰذا اسی لئے جب حضرت جبرائیل علیہ السلام ایک عرب دیہاتی کی صورت میں تشریف لائے اور آپ ﷺ سے قیامت کے بارے میں دریافت فرمایا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

> "جس سے یہ سوال پوچھا گیا ہے وہ سوال پوچھنے والے سے زیادہ (اس بارے میں) نہیں جانتا۔"(۱)

یعنی قیامت کے معاملے میں سوال کرنے والا اور جواب دینے والا علم برابر ہے اس لئے کہ حدیث میں لفظ "السائل" اور "المسئول" آیا ہے تو ان دونوں لفظوں میں جو الف لام استعمال ہوا ہے اس میں دو احتمال ہیں۔ اول تو یہ کہ الف لام سے مراد حضرت جبرائیل علیہ السلام اور آپ ﷺ کی شخصیت مراد ہوں تو اس صورت میں سوال پوچھنے والے (یعنی حضرت جبرائیل علیہ السلام) اور جواب دینے والے (یعنی آپ ﷺ) دونوں علم میں برابر ہوں گے یعنی معنی یہ ہوں گے کہ دونوں ہی اس کے بارے میں کچھ نہیں جانتے۔

(۲) یہ کہ الف لام سے مراد الف لام جنسی ہو تو اس صورت میں لفظ کے الفاظ سے معنی یہ مراد ہوں گے یعنی قرب قیامت کا علم پوری دنیا میں کسی بھی سوال پوچھنے والے اور جواب دینے والے کو نہیں ہے۔

**قرآن کریم میں بعض علامات قیامت کا ذکر** ... اللہ تعالیٰ نے ان پانچ چیزوں کی وضاحت فرما کر (جن کو اللہ کے علاوہ کوئی نہیں جانتا) فرمایا بے شک اللہ ہی کو قیامت کی خبر ہے۔ (سورۂ لقمان آیت نمبر ۳۴)

اسی طرح سورۂ یونس آیت نمبر ۵۳ میں ارشاد ہوتا ہے کہ:

> اور وہ (نہایت تعجب و انکار سے) آپ سے دریافت کرتے ہیں کہ کیا عذاب واقعی امر ہے؟ آپ فرما دیجئے کہ ہاں قسم میرے رب کی وہ واقعی امر ہے اور تم کسی طرح خدا کو عاجز نہیں کر سکتے (کہ وہ عذاب دینا چاہے اور تم بچ جاؤ)۔ (ترجمہ حضرت تھانوی)

سورۂ سبا آیت نمبر ۳ تا ۵ میں ارشاد ہوتا ہے کہ:

> "اور یہ کافر کہتے ہیں کہ ہم پر قیامت نہ آئے گی۔ آپ فرما دیجئے کہ کیوں نہیں قسم اپنے پروردگار عالم الغیب کی وہ ضرور تم پر آئے گی۔ اس (کے علم) سے کوئی ذرہ برابر بھی غائب نہیں نہ آسمانوں میں اور نہ زمین میں اور نہ کوئی چیز اس (مقدار مذکور) سے چھوٹی ہے اور نہ کوئی چیز (اس سے) بڑی ہے مگر یہ سب کتاب مبین میں (مرقوم) ہے تاکہ ان لوگوں کو صلہ (نیک) دے جو ایمان لائے تھے اور انہوں نے نیک کام کئے تھے (سو) ایسے لوگوں کے لئے مغفرت اور (بہشت میں) عزت کی روزی ہے اور جن لوگوں نے ہماری آیتوں کے متعلق (ان کے ابطال کی) کوشش کی تھی ہرانے کے لئے ایسے لوگوں کے واسطے سختی کا دردناک عذاب ہوگا۔"
>
> (ترجمہ حضرت تھانوی)

اس کے علاوہ سورۂ تغابن میں ارشاد فرمایا کہ:

> "یہ کافر (مضمون عذاب آخرت کو سن کر) یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ ہرگز دوبارہ زندہ نہ کئے جائیں گے آپ کہہ دیجئے کہ کیوں نہیں واللہ تم ضرور دوبارہ زندہ کئے جاؤ گے پھر جو کچھ تم نے کیا ہے تم کو سب جتلا دیا جاوے گا (اور) یہ [illegible] اللہ تعالیٰ کو بالکل آسان ہے۔"
>
> (ترجمہ حضرت تھانوی)

---

(۱) بخاری کتاب الایمان باب سوال جبرئیل النبی ﷺ عن الایمان والاسلام والاحسان وعلم الساعۃ حدیث نمبر ۵۰، صحیح مسلم کتاب الایمان باب الایمان ما هو وبیان خصاله حدیث نمبر ۹، مسند امام احمد، سنن ابن ماجہ کتاب الایمان حدیث نمبر ۶۴

چنانچہ یہ تین آیات ایسی ہیں جن میں اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول اللہ ﷺ کو حکم دیا کہ لوگوں کے متعلق اللہ کی قسم کھائیں۔ ان تین کے علاوہ کوئی اور آیت ایسی نہیں ہے البتہ اس معنی میں اور بہت سی آیات ہیں۔

اللہ تعالیٰ سورۃ نحل آیت نمبر ۳۸ تا ۴۰ میں فرماتے ہیں کہ:

> "اور یہ لوگ بڑے زور لگا لگا کر اللہ کی قسمیں کھاتے ہیں کہ جو مر جاتا ہے اللہ اس کو دوبارہ زندہ نہ کرے گا۔ کیوں نہیں زندہ کرے گا اس وعدے کو تو اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ لازم کر رکھا ہے لیکن اکثر لوگ یقین نہیں لاتے تاکہ جس چیز میں یہ لوگ اختلاف کیا کرتے تھے ان کے روبرو اس کا (بطور معائنہ کے) اظہار کر دے اور تاکہ کافر لوگ (پورا) یقین کر لیں کہ واقعی وہی جھوٹے تھے۔ ہم جس چیز کو (پیدا کرنا) چاہتے ہیں پس اس سے ہمارا اتنا ہی کہنا (کافی) ہوتا ہے کہ تو (پیدا) ہو جا پس وہ (موجود) ہو جاتی ہے۔" (ترجمہ حضرت تھانوی)

اسی طرح سورۃ لقمان آیت نمبر ۲۸ میں ارشاد فرمایا ہے کہ:

> "تم سب کا پیدا کرنا اور زندہ کرنا بس ایسا ہی ہے جیسا ایک شخص کا، بے شک اللہ تعالیٰ سب کچھ سنتا سب کچھ دیکھتا ہے۔" (ترجمہ حضرت تھانوی)

اور سورۃ مومن آیت نمبر ۵۷ تا ۵۹ میں ارشاد ہوتا ہے کہ:

> "آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنا لوگوں کے پیدا کرنے سے بڑا (کام) ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔ اور اندھا اور آنکھ والا برابر نہیں۔ اور نہ ایمان لانے والے نیکوکار اور نہ بدکار (برابر ہیں)۔ (حقیقت یہ ہے) کہ تم بہت کم غور کرتے ہو۔ قیامت آنے والی ہے اس میں کچھ شک نہیں لیکن اکثر لوگ ایمان نہیں رکھتے۔" (ترجمہ مولانا فتح محمد جالندھری صاحب)

اسی طرح سورۃ نازعات آیت نمبر ۲۷ تا ۳۳ میں ارشاد ہوتا ہے کہ:

> "بھلا تمہارا (دوسری بار) پیدا کرنا (فی نفسہ) زیادہ سخت ہے یا آسمان کا، اللہ نے اس کو بنایا (اس طرح سے کہ) اس کی چھت کو بلند کیا اور اس کو درست بنایا (کہ کہیں اس میں ظاہر شقوق نہیں) اور اس کی رات کو تاریک بنایا اور اس کے دن کو ظاہر کیا اور اس کے بعد زمین کو بچھایا (اور بچھا کر) اس سے اس کا پانی اور چارہ نکالا اور پہاڑوں کو اس پر قائم کر دیا تمہارے اور تمہارے مویشیوں کے فائدہ پہنچانے کے لیے۔" (ترجمہ حضرت تھانوی)

اسی طرح سورۃ الاسراء آیت نمبر ۹۷ تا ۹۸ میں ارشاد ہوتا ہے کہ:

> "اور ہم قیامت کے روز ان کو اندھا گونگا بہرا کر کے منہ کے بل چلاویں گے (پھر) ان کا ٹھکانہ دوزخ ہے وہ جب ذرا دھیمی ہونے لگے گی تب ہی ان کے لیے اور زیادہ بھڑکا دیں گے۔ یہ ہے ان کی سزا اس سبب سے کہ انہوں نے ہماری آیتوں کا انکار کیا تھا اور یوں کہا تھا کہ کیا جب ہم ہڈیاں اور بالکل ریزہ ریزہ ہو جاویں گے تو کیا ہم از سر نو پیدا کر کے (قبروں) سے اٹھائے جاویں گے۔" (ترجمہ حضرت تھانوی)

اس کے علاوہ سورۃ اسراء ہی کی آیت نمبر ۹۹ میں ارشاد ہوتا ہے کہ:

> "کیا ان لوگوں کو اتنا معلوم نہیں کہ جس اللہ نے آسمان اور زمین پیدا کیے وہ اس بات پر (بدرجہ اولیٰ) قادر ہے کہ وہ ان جیسے آدمی دوبارہ پیدا کر دے اور ان کے لیے ایک میعاد معین کر رکھی ہے کہ اس میں ذرا بھی شک نہیں، اس پر بھی بے انصاف لوگ بے انکار کیے نہ رہے۔" (ترجمہ حضرت تھانوی)

سورۃ یٰسین آیت نمبر ۸۱ تا ۸۳ میں ارشاد ہوتا ہے کہ:

> "اور جس نے آسمان اور زمین پیدا کیے ہیں کیا وہ اس پر قادر نہیں کہ ان جیسے آدمیوں کو (دوبارہ) پیدا کر دے ضرور وہ قادر ہے اور وہ بڑا پیدا کرنے والا خوب جاننے والا ہے۔ جب کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو بس اس کا معمول تو یہ ہے کہ اس چیز کو کہہ دیتا

ہے کہ ہو جا تو وہ ہو جاتی ہے تو اس کی پاک ذات ہے جس کے ہاتھ میں ہر چیز کا پورا اختیار ہے اور تم سب کو اسی کے پاس لوٹ کر جانا ہے۔"

اسی طرح سورۃ احقاف کی آیت نمبر ۳۳ میں ارشاد فرمایا کہ:

"کیا ان لوگوں نے یہ نہیں دیکھا کہ جس خدا نے آسمان اور زمین کو پیدا کیا اور ان کے پیدا کرنے میں ذرا بھی نہیں تھکا وہ اس پر قدرت رکھتا ہے کہ مردوں کو زندہ کر دے کیوں نہ ہو بے شک وہ ہر چیز پر قادر ہے۔" [ترجمہ حضرت تھانوی]

اور سورۃ روم آیت نمبر ۲۵ میں ارشاد ہوتا ہے کہ:

"اور اسی کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ آسمان اور زمین اس کے حکم سے قائم ہیں پھر جب تم کو پکار کر زمین میں سے بلاوے گا تم یکبارگی نکل پڑو گے۔" (ترجمہ حضرت تھانوی)

اور سورۃ روم کی آیت نمبر ۲۷ میں فرمایا کہ:

"اور وہی ہے جو اول بار پیدا کرتا ہے پھر وہی دوبارہ پیدا کرے گا اور یہ اس کے نزدیک زیادہ آسان ہے اور آسمان و زمین میں اسی کی شان اعلیٰ ہے اور وہ زبردست حکمت والا ہے۔" (ترجمہ حضرت تھانوی)

سورۃ یٰس آیت نمبر ۷۸ تا ۷۹ میں ارشاد ہوتا ہے کہ:

"اور اس نے ہماری شان میں ایک عجیب مضمون بیان کیا اور اپنی اصل کو بھول گیا۔ کہتا ہے کہ ہڈیوں کو (خصوصاً) جبکہ وہ بوسیدہ ہو گئی ہوں کون زندہ کرے گا؟ آپ جواب دیجئے کہ ان کو وہ زندہ کرے گا جس نے اول بار میں ان کو پیدا کیا ہے اور وہ سب طرح کا پیدا کرنا جانتا ہے۔" (ترجمہ حضرت تھانوی)

اسی طرح سورۃ حم سجدہ نمبر ۳۹ میں ارشاد ہوتا ہے کہ:

"اور (اے بندے یہ) اسی کی قدرت کے نمونے ہیں کہ تو زمین کو دبی ہوئی (یعنی خشک) دیکھتا ہے جب ہم اس پر پانی برسا دیتے ہیں تو شاداب ہو جاتی اور پھولنے لگتی ہے تو جس نے زمین کو زندہ کیا وہی مردوں کو زندہ کرنے والا ہے۔ بے شک وہ ہر چیز پر قادر ہے۔" (ترجمہ مولانا فتح محمد صاحب)

اس کے علاوہ سورۃ حج کی آیت نمبر ۵ تا ۷ میں ارشاد ہوتا ہے کہ:

"اے لوگو! اگر تم (قیامت کے روز) دوبارہ پیدا ہونے سے شک (و شبہ) میں ہو تو ہم نے (اول) تم کو مٹی سے بنایا پھر نطفہ سے (جو کہ غذا سے پیدا ہوتا ہے) پھر خون کے لوتھڑے سے پھر بوٹی سے کہ (بعض) پوری ہوتی ہے اور (بعض) ادھوری بھی تاکہ ہم تمہارے سامنے (اپنی قدرت) ظاہر کر دیں اور ہم (ماں کے) رحم میں جس (نطفہ) کو چاہتے ہیں ایک مدت معین (یعنی وقت وضع) تک ٹھہرائے رکھتے ہیں پھر ہم تم کو بچہ بنا کر باہر لاتے ہیں پھر تاکہ تم اپنی بھری جوانی (کی عمر) تک پہنچ جاؤ اور بعضے تم میں وہ بھی ہیں جو (جوانی سے پہلے ہی) مر جاتے ہیں اور بعضے تم میں وہ ہیں جو نکمی عمر (یعنی زیادہ بڑھاپے) تک پہنچا دیے جاتے ہیں جس کا اثر یہ ہے کہ ایک چیز سے باخبر ہو کر پھر بے خبر ہو جاتا ہے اور (آگے دوسرا استدلال ہے کہ) اے (مخاطب) تو زمین کو دیکھتا ہے کہ خشک (پڑی) ہے پھر جب ہم اس پر پانی برساتے ہیں تو وہ ابھرتی ہے اور پھولتی ہے اور ہر قسم کی خوشنما نباتات اگاتی ہے۔ یہ (سب) اس سبب سے ہوا کہ اللہ تعالیٰ ہی ہستی میں کامل ہے اور وہی بے جانوں میں جان ڈالتا ہے اور وہی ہر چیز پر قادر ہے اور (نیز اس سبب سے ہوا کہ) قیامت آنے والی ہے اس میں ذرا شبہ نہیں اور اللہ تعالیٰ (قیامت میں) قبر والوں کو دوبارہ پیدا کرے گا۔" (ترجمہ حضرت تھانوی)

اور سورۃ مومنون آیت نمبر ۱۲ تا ۱۶ میں ارشاد ہوتا ہے:

"اور ہم نے انسان کو مٹی کے خلاصہ (یعنی غذا) سے بنایا پھر ہم نے اس کو نطفہ سے بنایا جو کہ (ایک مدت معینہ تک) ایک محفوظ

مقام (یعنی رحم) میں رہا۔ پھر ہم نے اس نطفہ کو خون کا لوتھڑا بنایا۔ پھر ہڈیاں بنا دیں پھر ہم نے ان ہڈیوں پر گوشت چڑھا دیا پھر ہم نے (اس میں روح ڈال کر) اس کو ایک دوسری ہی (طرح کی) مخلوق بنا دیا۔ سو کیسی بڑی شان ہے اللہ کی جو تمام صناعوں سے بڑھ کر ہے۔ پھر تم بعد اس (تمام قصہ عجیبہ) کے (ایک روز) ضرور ہی مرنے والے ہو۔ پھر تم قیامت کے روز دوبارہ زندہ کیے جاؤ گے اور ہم نے تمہارے اوپر سات آسمان بنائے اور ہم مخلوق (کی مصلحتوں) سے بے خبر نہ تھے۔" (ترجمہ حضرت تھانوی)

چنانچہ جس طرح ان آیات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجرد مٹی کو زندگی دے سکتے ہیں اسی طرح یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ جسم کے گل جانے ٹکڑے ٹکڑے ہو جانے اور مٹی میں مل جانے کے بعد بھی دوبارہ زندہ کرنے پر قادر ہے۔ اسی طرح یہ بھی معلوم ہوا کہ تمام مخلوقات بھی مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کی جا سکتی ہیں۔

چنانچہ سورۂ روم آیت نمبر ۲۷ میں ارشاد ہوتا ہے کہ:

"اور وہی ہے جو اول بار پیدا کرتا ہے پھر وہی دوبارہ پیدا کرے گا اور یہ اس کے نزدیک زیادہ آسان ہے اور آسمان و زمین میں اسی کی شان اعلیٰ ہے اور وہ زبردست حکمت والا ہے۔"

اور سورۂ عنکبوت آیت نمبر ۲۰ میں فرمایا کہ:

"آپ (ان لوگوں سے) کہئے کہ تم لوگ ملک میں چلو پھرو اور دیکھو کہ خدا تعالیٰ نے مخلوق کو کس طور پر اول بار پیدا کیا ہے پھر اللہ پچھلی بار بھی پیدا کرے گا بے شک اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔" (ترجمہ حضرت تھانوی)

اسی طرح سورۂ زخرف آیت نمبر ۱۱ میں فرمایا کہ:

"اور جس نے آسمان سے پانی ایک اندازے سے برسایا۔ پھر ہم نے اس سے خشک زمین کو (اس کے مناسب) زندہ کیا اسی طرح تم بھی (اپنی قبروں سے) نکالے جاؤ گے۔" (ترجمہ حضرت تھانوی)

اور سورۂ فاطر آیت نمبر ۹ میں ارشاد ہوتا ہے کہ:

"اور اللہ ایسا (قادر) ہے جو (بارش سے پہلے) ہواؤں کو بھیجتا ہے پھر وہ (ہوائیں) بادلوں کو اٹھاتی ہیں پھر ہم اس بادل کو خشک قطعہ زمین کی طرف لے جاتے ہیں پھر ہم اس کے (پانی کے) ذریعہ سے زمین کو زندہ کرتے ہیں اسی طرح (قیامت میں) آدمیوں کا جی اٹھنا ہے۔" (ترجمہ حضرت تھانوی)

اسی طرح سورۂ طارق آیت نمبر ۵ تا ۱۷ میں ارشاد ہوتا ہے کہ:

"اور انسان کو (قیامت کی فکر کرنی چاہیے اور) دیکھنا چاہیے کہ وہ کس چیز سے پیدا کیا گیا ہے وہ ایک اچھلتے پانی سے پیدا کیا گیا ہے جو پشت اور سینہ (یعنی تمام بدن) کے درمیان سے نکلتا ہے (سو اس سے ثابت ہوا کہ) وہ اس کے دوبارہ زندہ کرنے پر ضرور قادر ہے اور یہ دوبارہ پیدا کرنا اس روز ہوگا (جس روز سب کی قلعی کھل جائے گی پھر انسان کو نہ تو خود قوت ہوگی اور نہ اس کا کوئی حمایتی ہوگا۔ قسم ہے آسمان کی جس سے بارش ہوتی ہے اور زمین کی جو (بیج نکلتے وقت) پھٹ جاتی ہے۔ (آگے جواب قسم ہے) کہ یہ قرآن (حق و باطل میں) ایک فیصلہ کر دینے والا کلام ہے اور کوئی لغو چیز نہیں ہے۔ یہ لوگ (حق کے مٹانے کے لیے) طرح طرح کی تدبیریں کر رہے ہیں اور میں بھی (ان کی سزا دہی اور حمایت حق کے لیے) طرح طرح کی تدبیریں کر رہا ہوں تو آپ ان کافروں (کی مخالفت) کی پرواہ نہ کیجئے اور زیادہ دنوں نہیں بس تھوڑے دنوں ان کو ان کے حال پر رہنے دیجئے۔" (ترجمہ حضرت تھانوی)

اور سورۂ اعراف آیت نمبر ۵۷ میں ارشاد فرمایا کہ:

"اور وہ (اللہ) ایسا ہے کہ اپنی باران رحمت سے پہلے ہواؤں کو بھیجتا ہے کہ وہ خوش کر دیتی ہیں یہاں تک کہ جب وہ ہوائیں بھاری بادلوں کو اٹھا لیتی ہیں تو ہم اس بادل کو کسی خشک سرزمین کی طرف ہانک لے جاتے ہیں پھر اس بادل سے پانی برساتے

ہیں پھر اس پانی سے ہر قسم کے پھل نکالتے ہیں یوں ہی ہم مردوں کو نکال کر کھڑا کریں گے تاکہ تم سمجھو۔" (ترجمہ حضرت تھانوی)

اور سورۂ ق آیت نمبر ۳ تا ۴ میں کافروں کے بارے میں فرمایا کہ:

"جب ہم مر گئے اور مٹی ہو گئے تو کیا دوبارہ زندہ ہوں گے یہ دوبارہ زندہ ہونا (امکان سے) بہت ہی بعید بات ہے ہم ان کے ان اجزا کو جانتے ہیں جن کو مٹی (کھاتی اور) کم کرتی ہے اور ہمارے پاس (وہ) کتاب (یعنی لوح) محفوظ (موجود) ہے۔"
(ترجمہ حضرت تھانوی)

اور پھر سورۃ الواقعہ کی آیت نمبر ۵۸ تا ۶۲ میں فرمایا کہ:

"اچھا پھر یہ بتلاؤ تم جو (عورتوں کے رحم میں) منی پہنچاتے ہو اس کو تم آدمی بناتے ہو یا ہم بنانے والے ہیں۔ ہم ہی نے تمہارے درمیان موت کو (معین وقت پر) ٹھہرا رکھا ہے اور ہم اس سے عاجز نہیں ہیں کہ تمہاری جگہ اور تم جیسے (آدمی) پیدا کر دیں اور تم کو ایسی صورت میں بنا دیں جن کو تم جانتے بھی نہیں اور تم کو اول پیدائش کا علم حاصل ہے پھر تم کیوں نہیں سمجھتے۔"
(ترجمہ حضرت تھانوی)

اور سورۃ الانسان آیت نمبر ۲۸ میں ارشاد فرمایا کہ:

"ہم ہی نے ان کو پیدا کیا اور ہم ہی نے ان کے جوڑ مضبوط کیے اور (نیز) جب ہم چاہیں ان ہی جیسے لوگ ان کی جگہ بدل دیں۔ اور سورۃ معارج آیت نمبر ۳۹ تا ۴۱ میں ارشاد ہوا کہ "یہ ہرگز نہ ہوگا۔ ہم نے ان کو ایسی چیز سے پیدا کیا ہے جس کی ان کو بھی خبر ہے پھر میں قسم کھاتا ہوں مشرقوں اور مغربوں کے مالک کی کہ ہم اس پر قادر ہیں کہ (دنیا ہی میں) ان کی جگہ ان سے بہتر لوگ آئیں (یعنی پیدا کر دیں) اور ہم (اس سے) عاجز نہیں ہیں۔" (ترجمہ حضرت تھانوی)

اور سورۂ بنی اسرائیل آیت نمبر ۴۹ تا ۵۲ میں ارشاد فرمایا کہ:

"اور یہ لوگ کہتے ہیں کہ کیا جب ہم (مر کر) ہڈیاں اور چورا ہو جائیں گے تو کیا ہم ازسرنو پیدا اور زندہ کیے جاویں گے۔ آپ (جواب میں) فرما دیجئے کہ تم پتھر یا لوہا یا اور کوئی مخلوق ہو کر دیکھو جو تمہارے ذہن میں بہت ہی بعید ہو اس پر پوچھیں گے کہ وہ کون ہے جو ہم کو دوبارہ زندہ کرے گا۔ آپ فرما دیجئے کہ وہ وہ ہے جس نے تم کو اول بار پیدا کیا تھا۔ اس پر آپ کے آگے سر ہلا ہلا کر کہیں گے کہ (اچھا بتلاؤ) یہ کب ہوگا؟ آپ فرما دیجئے کہ عجب نہیں یہ قریب ہی آ پہنچا ہو یہ اس روز ہوگا کہ اللہ تعالیٰ تم کو پکارے گا اور تم بالاضطرار اس کی حمد کرتے ہوئے حکم کی تعمیل کرو گے اور تم یہ خیال کرو گے کہ تم بہت ہی کم رہے تھے۔"
(ترجمہ حضرت تھانوی)

سورۃ النازعات آیت نمبر ۱۰ تا ۱۴ میں ارشاد ہوتا ہے کہ:

"کہتے ہیں کہ کیا ہم پہلی حالت میں پھر واپس ہوں گے (پہلی حالت سے مراد حیات قبل از موت ہے) کیا جب ہم بوسیدہ ہڈیاں ہو جائیں گے (پھر حیات کی طرف واپس ہوں گے؟) اگر ایسا ہوا تو اس صورت میں یہ واپسی (ہمارے لیے) بڑے خسارے کی ہوگی تو (یہ سمجھو کہ ہم کو کچھ مشکل نہیں بلکہ) لیکن وہ ایک ہی سخت آواز ہوگی جس سے سب لوگ فوراً ہی میدان میں آ موجود ہوں گے۔" (ترجمہ حضرت تھانوی)

اس کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے سورۂ بقرۃ میں بنی اسرائیل کے قصے کے دوران پانچ مرتبہ مردوں کو زندہ کرنے کے بارے میں آیات نازل فرمائیں ہیں (جب بنی اسرائیل نے بچھڑے کو پوجنا شروع کیا تو انہیں ایک دوسرے کے قتل کا حکم دیا گیا تھا)۔

چنانچہ سورۂ بقرۃ آیت نمبر ۵۶ میں ارشاد ہوتا ہے کہ:

"پھر ہم نے تم کو زندہ کر اٹھایا تمہارے مر جانے کے بعد اس توقع پر کہ تم احسان مانو گے۔" (ترجمہ حضرت تھانوی)

اور گائے کے قصے (آیت نمبر ۷۳) میں ارشاد ہوا کہ:

> "اس لیے ہم نے حکم دیا کہ اس کو اس کے کوئی سے ٹکڑے سے چھواؤ، اسی طرح حق تعالیٰ (قیامت میں) مردوں کو زندہ کر دیں گے اور اللہ تعالیٰ اپنے مظاہر قدرت تم کو دکھلاتے ہیں اس توقع پر کہ تم عقل سے کام لیا کرو"۔ (ترجمہ حضرت تھانوی)

اور ایک ایک قصے (آیت نمبر ۲۴۳) میں فرمایا کہ:

> "(اے مخاطب) تجھ کو ان لوگوں کا قصہ تحقیق نہیں ہوا جو اپنے گھروں سے نکل گئے تھے اور وہ لوگ ہزاروں ہی تھے موت سے بچنے کے لیے۔ سو اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے (حکم) فرمایا کہ مر جاؤ پھر ان کو جلا دیا بے شک اللہ تعالیٰ بڑے فضل کرنے والے ہیں لوگوں (کے حال) پر مگر اکثر لوگ شکر نہیں کرتے (اس قصہ میں غور کرو)"۔ (ترجمہ حضرت تھانوی)

اور عزیر علیہ السلام وغیرہ کے قصے میں ارشاد ہوا کہ:

> "یا تم کو اس طرح کا قصہ بھی معلوم ہے جیسے ایک شخص تھا کہ ایک بستی پر ایسی حالت میں اس کا گزر ہوا کہ اس کے مکانات اپنی چھتوں پر گر گئے تھے کہنے لگا کہ اللہ تعالیٰ اس بستی (کے مردوں) کو اس کے مرے پیچھے کس کیفیت سے زندہ کریں گے؟ سو اللہ تعالیٰ نے اس شخص کو سو برس تک مردہ رکھا پھر اس کو زندہ کر اٹھایا (اور پھر) پوچھا کہ تو کتنے (دنوں) اس حالت میں رہا۔ اس شخص نے جواب دیا کہ ایک دن رہا ہوں گا یا ایک دن سے بھی کم اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ نہیں بلکہ تو (اس حالت میں) سو برس رہا ہے تو اپنے کھانے (کی چیز) اور پینے (کی چیز) کو دیکھ لے کہ نہیں سڑی گلی اور (دوسرے) اپنے گدھے کی طرف نظر کر اور تاکہ ہم تجھ کو ایک نظیر لوگوں کے لیے بنا دیں اور (اس گدھے کی) ہڈیوں کی طرف نظر کر کہ ہم ان کو کس طرح ترکیب دیے دیتے ہیں پھر ان پر گوشت چڑھا دیتے ہیں۔ پھر جب یہ سب کیفیت اس شخص کو واضح ہو گئی تو کہہ اٹھا کہ میں یقین رکھتا ہوں کہ بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر پوری قدرت رکھتے ہیں"۔ (سورۂ بقرۃ آیت نمبر ۲۵۹ از ترجمہ حضرت تھانوی)

اور سورۂ بقرہ ہی کی آیت نمبر ۲۶۰ میں فرمایا کہ:

> "اور اس وقت کو یاد کرو جب کہ ابراہیم علیہ السلام نے عرض کیا کہ اے میرے پروردگار مجھ کو دکھلا دیجئے کہ آپ مردوں کو کس کیفیت سے زندہ کریں گے؟ ارشاد فرمایا کہ کیا تم یقین نہیں لائے؟ انہوں نے عرض کیا کہ یقین کیوں نہ لاتا لیکن اس غرض سے یہ درخواست کرتا ہوں کہ میرے قلب کو سکون ہو جائے۔ ارشاد ہوا کہ اچھا تم چار پرندے لو پھر ان کو (پال کر) اپنے لیے ہلا لو پھر ہر پہاڑ پر ان میں کا ایک ایک حصہ رکھ دو (اور) پھر ان سب کو بلاؤ (دیکھو) تمہارے پاس سب دوڑے (دوڑے) چلے آویں گے اور خوب یقین رکھو اس بات کا کہ حق تعالیٰ زبردست ہیں حکمت والے ہیں"۔ (ترجمہ حضرت تھانوی)

اور پھر اللہ تعالیٰ نے اصحاب کہف کا قصہ اور ان کے جاگنے کی کیفیت بیان فرمائی۔ یہ لوگ شمسی حساب سے تین سو سال اور قمری حساب سے تین سو نو سال مسلسل سوتے رہے۔ چنانچہ سورۂ کہف کی آیت نمبر ۲۱ میں ارشاد ہوا کہ:

> "اور اسی طرح ہم نے لوگوں کو ان پر مطلع کر دیا تاکہ وہ لوگ اس بات کا یقین کر لیں کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے اور یہ کہ قیامت میں کوئی شک نہیں۔ وہ وقت بھی قابل ذکر ہے جبکہ اس زمانے کے لوگ ان کے معاملے میں باہم جھگڑ رہے تھے سو ان لوگوں نے یہ کہا کہ ان کے پاس کوئی عمارت بنوا دو ان کا رب ان کو خوب جانتا تھا جو لوگ اپنے کام پر غالب تھے انہوں نے کہا کہ ہم تو ان کے پاس ایک مسجد بنا دیں گے"۔ (ترجمہ حضرت تھانوی)

**دنیا کے جانے اور آخرت کے آنے کا بیان** ...... علامات قیامت کے ظاہر ہونے کے بعد جو چیز سب سے پہلے دنیا والوں کے سامنے آئے گی وہ صور ہے جو حضرت اسرافیل علیہ السلام اللہ کے حکم سے پھونکیں گے۔ اسی کو "نفخۃ الفزع" یعنی گھبراہٹ کی پھونک بھی کہتے ہیں کہ چنانچہ اس پھونک کے بعد دنیا والوں میں سے کوئی ایک بھی ایسا نہ رہے گا جو بہت توجہ سے اس آواز کو نہ سن رہا ہو جو اس پھونک کی وجہ سے پیدا ہو رہی ہوگی۔ یہ وہی آواز ہوگی جس سے دنیا کے معاملات میں الجھے ہوئے لوگ سخت پریشان ہو جائیں گے جیسا کہ سورۃ النمل کی آیت نمبر ۸۷ تا ۸۸

میں بیان ہے: "اور جس دن صور میں پھونک ماری جاوے گی سو جتنے آسمان اور زمین میں ہیں سب گھبرا جاویں گے مگر جس کو خدا چاہے وہ اس گھبراہٹ سے امن (سلامت) سے محفوظ رہے گا اور سب کے سب اس کے سامنے دبے جھکے رہیں گے اور تو جن پہاڑوں کو دیکھ رہا ہے اور ان کو خیال کر رہا ہے کہ یہ (اپنی جگہ سے) جنبش نہ کریں گے حالانکہ وہ بادلوں کی طرح اڑے اڑے پھریں گے۔ یہ خدا کا کام ہوگا جس نے ہر چیز کو (مناسب انداز پر) مضبوط بنا رکھا ہے۔ یہ یقینی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ کو تمہارے سب افعال کی پوری خبر ہے۔ اور اسی طرح سورۃ ص آیت نمبر ۱۵ میں ارشاد فرمایا: "اور یہ لوگ بس ایک زور کی چیخ کے منتظر ہیں جس میں دم لینے کی گنجائش نہ ہوگی (مراد اس سے قیامت ہے)۔

جبکہ سورۃ مدثر آیت نمبر ۸ تا ۱۰ میں ارشاد ہوا کہ "پھر جس وقت صور پھونکا جاوے گا سو وہ وقت یعنی وہ دن کافروں پر ایک سخت دن ہوگا جس میں ذرا بھی آسانی نہ ہوگی۔

اور سورۃ انعام آیت نمبر ۷۳ میں فرمایا کہ "اور وہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو با قاعدہ پیدا کیا اور جس وقت اللہ تعالیٰ اتنا کہہ دے گا کہ (حشر) تو ہو جا، بس وہ ہو پڑے گا۔ اس کا کہنا با اثر ہے اور جبکہ صور میں پھونک ماری جاوے گی ساری حکومت اسی کی ہوگی وہ جاننے والا ہے پوشیدہ چیزوں کا اور ظاہر چیزوں کا اور وہی ہے بڑی حکمت والا پوری خبر رکھنے والا ہے۔

پھر اس کے بعد جب اللہ تعالیٰ دوبارہ حکم فرمائیں گے دوبارہ صور پھونکا جائے گا جو پہلا صور تھا اس سے مقصد یہ ہے علاوہ ان چیزوں کے جن کو اللہ چاہے گا باقی سب لوگ مر جائیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ حکم فرمائیں گے اور دوبارہ صور پھونکا جائے گا تو پوری نوع انسانی اپنے رب کے حضور حاضر ہونے کے لیے اٹھ کھڑی ہوگی۔ جیسا کہ سورۃ الزمر آیت نمبر ۶۸ تا ۷۰ میں ارشاد ہوتا ہے کہ "اور (قیامت کے روز) صور میں پھونک ماری جاوے گی سو تمام آسمان اور زمین والوں کے ہوش اڑ جاویں گے مگر جس کو خدا چاہے پھر اس (صور) میں دوبارہ پھونک ماری جاوے گی تو دفعتاً سب کے سب کھڑے ہو جاویں گے (اور چاروں طرف) دیکھنے لگیں گے اور زمین اپنے رب کے نور (بے کیف) سے روشن ہو جاوے گی۔ اور (سب کا) نامہ اعمال (ہر ایک کے سامنے) رکھ دیا جاوے گا اور پیغمبر اور گواہ حاضر کیے جاویں گے اور سب میں ٹھیک ٹھیک فیصلہ کیا جاوے گا اور ان پر ذرا ظلم نہ ہوگا اور ہر شخص کو اس کے اعمال کا پورا بدلہ دیا جاوے گا اور وہ سب کاموں کو خوب جانتا ہے۔

اور سورۃ یٰسین آیت نمبر ۴۸ تا ۵۳ میں فرمایا کہ:

> "اور یہ لوگ (پیغمبر و مومنین سے) کہتے ہیں کہ یہ وعدہ کب ہوگا اگر تم سچے ہو۔ یہ لوگ بس ایک آواز سخت کے منتظر ہیں جو ان کو آ پکڑے گی اور وہ سب باہم جھگڑ رہے ہوں گے۔ سو نہ تو وصیت کرنے کی فرصت ہوگی اور نہ اپنے گھر والوں کے پاس لوٹ کر جا سکیں گے۔ اور (پھر دوبارہ) صور پھونکا جاوے گا سو وہ سب یکایک قبروں سے (نکل نکل کر) اپنے رب کی طرف جلدی جلدی چلنے لگیں گے۔ کہیں گے ہائے ہماری کم بختی ہم کو ہماری قبروں سے کس نے اٹھا دیا۔ یہ وہی (قیامت) ہے جس کا رحمان نے وعدہ کیا تھا اور پیغمبر سچ کہتے تھے۔ بس وہ ایک زور کی آواز ہوگی جس سے یکایک سب جمع ہو کر ہمارے پاس حاضر کر دیے جاویں گے۔ پھر اس دن کسی شخص پر ذرا ظلم نہ ہوگا اور تم کو بس اپنے اعمال کا بدلہ ملے گا جو تم کیا کرتے تھے۔"

اس کے علاوہ سورۃ نازعات کی آیت نمبر ۱۳ تا ۱۴ میں ارشاد ہوا کہ:

> "کہ ہم کو کچھ مشکل نہیں بلکہ وہ ایک ہی سخت آواز ہوگی جس سے سب لوگ فوراً ہی میدان میں آ موجود ہوں گے۔"
>
> (ترجمہ حضرت تھانوی)

سورۃ قمر آیت نمبر ۵۰ میں اس بارے میں یوں فرمایا گیا:

> "اور ہمارا حکم یکبارگی ایسا ہو جاوے گا جیسے آنکھوں کا جھپکانا۔" (ترجمہ حضرت تھانوی)

جبکہ سورۃ کہف آیت ۹۹ میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

> "اور ہم اس روز ان کی یہ حالت کریں گے کہ ایک میں ایک گڈمڈ ہو جاویں گے اور صور پھونکا جاوے گا پھر ہم سب کو ایک ایک جمع کر کے جمع کر لیں گے۔"

اس کے علاوہ سورۃ الحاقۃ آیت نمبر ۱۳ تا ۱۸ میں ارشاد ہوتا ہے کہ:

"پھر جب صور میں یکبارگی پھونک ماری جاوے گی (مراد نفخہ اولیٰ ہے) اور (اس وقت) زمین اور پہاڑ (اپنی جگہ سے) اٹھا لیے جاویں گے پھر دونوں ایک ہی دفعہ ریزہ ریزہ کر دیے جاویں گے تو اس روز ہونے والی ہو پڑے گی اور آسمان پھٹ جاوے گا اور وہ (آسمان) اس روز بالکل بودا ہوگا اور فرشتے (جو آسمان میں پھیلے ہوئے ہیں) اس کے کنارے پر آ جاویں گے اور آپ کے پروردگار کے عرش کو اس روز آٹھ فرشتے اٹھائے ہوئے ہوں گے جس روز (خدا کے روبرو) حساب کے واسطے تم پیش کیے جاؤ گے (اور) تمہاری کوئی بات اللہ تعالیٰ سے پوشیدہ نہ ہوگی"۔

سورۃ نبأ آیت نمبر ۱۸ تا ۲۰ میں اسی بات کو یوں بیان کیا گیا ہے کہ:

"یعنی جس دن صور پھونکا جائے گا پھر تم لوگ گروہ گروہ ہو کر آؤ گے اور آسمان کھل جاوے گا۔ پھر اس میں دروازے ہی دروازے ہو جائیں گے اور پہاڑ (اپنی جگہ سے) ہٹا دیے جاویں گے سو وہ ریت کی طرح ہو جاویں گے"۔

اور سورۃ طٰہٰ آیت نمبر ۱۰۲ میں فرمایا کہ:

"جس روز صور میں پھونک ماری جائے گی اور ہم اس روز مجرم لوگوں کو اس حالت میں جمع کریں گے کہ (آنکھوں سے) اندھے ہوں گے"۔ ؏ (ترجمہ حضرت تھانوی)

امام احمد نے حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ:

"ایک دن ایک اعرابی آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ! یہ صور کیا ہے؟ ارشاد فرمایا کہ ایک سینگ ہے جس میں پھونکا جائے گا"۔ (۱)

**قیامت کا لمحوں میں آ جانا** ...... اسی مذکورہ روایت کو ابوداؤد، نسائی اور ترمذی نے بھی روایت کیا ہے۔ جبکہ امام احمد نے سورۃ مدثر کی آیت نمبر ۸ "فاذا نقر فی الناقور" (ترجمہ: پھر جس وقت صور پھونکا جائے گا) کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "کیا حال ہوگا جبکہ سینگ (صور) والے نے اس کو منہ سے لگا رکھا ہے اور اپنے چہرے کو موڑ رکھا ہے وہ (فرشتہ) اس انتظار میں ہے کہ اسے حکم ملے اور وہ صور پھونکے"۔ (۲)

صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ! اس وقت ہمیں کیا کہنا چاہیے؟ ارشاد فرمایا کہ اس وقت تم یہ کلمات پڑھنا:

"حسبنا اللہ ونعم الوکیل علی اللہ توکلنا"

یعنی ہمارے لیے اللہ ہی کافی ہے اور وہ کیا خوب ذمہ دار ہے اور بھروسہ اللہ ہی کی ذات پر ہے۔

اس روایت کو ابوکریب نے بھی روایت کیا ہے۔ امام احمد نے حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "کیا حال ہوگا جبکہ سینگ (صور) والے (فرشتے) نے صور کو منہ سے لگا لیا ہے اور اپنے چہرے کو موڑ رکھا ہے اور اپنے کانوں کو (اللہ کے حکم کی طرف) متوجہ کر رکھا ہے اور اس انتظار میں ہے کہ کب حکم ہو اور صور پھونکوں؟ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! اس وقت (یعنی صور پھونکے جانے کے وقت اگر ہم ہوں تو) ہم کیا پڑھیں؟ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اس وقت تم لوگ یہ کلمات پڑھنا:

"حسبنا اللہ ونعم الوکیل علی اللہ توکلنا"

یعنی ہمارے لیے اللہ ہی کافی ہے اور وہ کیا خوب ذمہ دار ہے اور بھروسہ اللہ ہی کی ذات پر ہے۔ (۳)

اس روایت کو ابوعمر اور خالد بن طہمان سے روایت کیا ہے اور حسن قرار دیا ہے۔ اور ہمارے استاد اور شیخ ابوالحجاج مزی نے "اطراف" میں اس کو

---

(۱) ترمذی کتاب صفۃ القیامۃ والرقائق والورع باب ماجاء فی شان الصور حدیث نمبر ۲۴۳۱، مسند احمد حدیث نمبر ۲/۱۹۲، اور حدیث نمبر ۲/۱۹۲، مستدرک حاکم حدیث نمبر ۲/۵۱۲، اور حدیث نمبر ۴/۵۶۰ (۲) ترمذی کتاب صفۃ القیامۃ والرقائق والورع باب ماجاء فی شان الصور حدیث نمبر ۲۴۳۱، مسند احمد حدیث نمبر ۱/۳۲۶ اور حدیث نمبر ۳/۷، ۷۳، کنز العمال حدیث نمبر ۳۸۷۳۳ (۳) اس کی تخریج پہلے گذر چکی ہے۔

اسمٰعیل بن ابراہیم کی سند سے بیان کیا ہے۔ جبکہ علامہ ابوبکر ابن ابی الدنیا نے اپنی کتاب "کتاب الاہوال" میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

> "کیا حال ہوگا جبکہ سینگ (صور) والے نے صور کو (پھونکنے کے لیے) منہ سے لگایا ہے اور اپنے چہرے کو موڑ رکھا ہے اور انتظار میں ہے کہ کب اس کو حکم ہو اور وہ صور پھونکے۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! اس صورت میں ہمیں کیا پڑھنا چاہئے؟ ارشاد فرمایا کہ اس وقت یہ کلمات پڑھنا "حسبنا اللہ ونعم الوکیل" یعنی ہمارے لیے اللہ ہی کافی ہے اور وہ بہترین کارساز ہے۔"[1]

ابویعلیٰ موصلی نے مسند ابوہریرہ رضی اللہ عنہ (حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ) سے اور انہوں نے حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

> کیا حال ہوگا یا فرمایا تمہارا کیا حال ہوگا جبکہ سینگ (صور) والے (فرشتہ) نے صور کو منہ سے لگا رکھا ہے اور کانوں کو متوجہ کر رکھا ہے اور چہرے کو بھی (اللہ تعالیٰ کی طرف) موڑ رکھا ہے اور اس انتظار میں ہے کہ کب اس (فرشتہ) کو حکم ہو اور وہ صور پھونکے۔ صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ! اس صورت میں ہمیں کیا پڑھنا چاہئے؟ فرمایا کہ اس وقت یہ کلمات پڑھنا:
> "حسبنا اللہ ونعم الوکیل علی اللہ توکلنا"۔[2]

امام احمد نے ابومعاویہ کے طریق سے حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے صور والے فرشتے کا ذکر کیا اور فرمایا کہ:

> "اس کے دائیں طرف جبرئیل ہیں اور بائیں طرف میکائیل علیہم الصلوٰۃ والسلام"۔[3]

ابن ماجہ نے ابوبکر بن ابی شیبہ کے طریق سے حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

> "صور دو فرشتوں کے ہاتھوں میں ہے یا فرمایا کہ دو فرشتے ایسے ہیں جن کے پاس صور ہے اور وہ اس میں پھونکنے کے حکم کے انتظار میں ہیں"۔[4]

امام احمد نے ابومریہ کے طریق سے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

> "صور پھونکنے والے دونوں فرشتے دوسرے آسمان میں ہیں۔ ایک کا سر مغرب میں اور دوسرے کا مشرق میں ہے (یعنی وہ فرشتے اس قدر عظیم الجثہ ہیں) اور وہ اس انتظار میں ہیں کہ کب ان کو حکم ہو اور وہ صور پھونکیں"۔[5]

ان دو فرشتوں میں سے غالباً ایک سے مراد حضرت اسرافیل علیہ السلام ہیں جو صور پھونکیں گے جیسے کہ آگے تفصیل سے بیان ہوگا اور دوسرا وہ فرشتہ جو ناقور میں پھونکے گا۔ صور اور ناقور کا اسم جنس ہونا ممکن ہے لیکن مراد ان سے صور اور ناقور ہوں۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ لفظ "الصور" بمعنی "الناقور" میں الف لام عہدی ہو یعنی صور اور ناقور میں پھونکنے والے دو فرشتے ہوں پھر ہر ایک کے ماتحت بہت سے اور فرشتے بھی ہوں۔ جو ان کے ساتھ مل کر صور پھونکیں گے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

ابن ابی الدنیا نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ:

> "صور پھونکنے والے فرشتے کے حوالے جب سے صور پھونکنے کا کام کیا گیا ہے اس وقت سے آج تک اس نے کبھی پلک بھی نہیں جھپکائی۔ اس کی آنکھیں دو چمکتے ہوئے ستاروں کی مانند ہیں اور وہ فرشتہ عرش کی جانب دیکھ رہا ہے اس خوف سے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ صور پھونکنے کا حکم ہو جائے اور وہ آنکھ جھپکا رہا ہو یا آنکھ جھپکانے سے کہیں صور پھونکنے کے حکم ملنے میں تاخیر نہ ہو جائے۔"

---

(۱) الترمذی کتاب صفۃ القیامۃ والرقائق والورع باب ماجاء فی شأن الصور حدیث نمبر [illegible]، مسند احمد حدیث نمبر [illegible]، کنز العمال حدیث نمبر [illegible]

(۲) ایضاً (۳) ابوداؤد کتاب الحروف والقراءات حدیث نمبر [illegible]، مسند احمد حدیث نمبر [illegible]

(۴) ابن ماجہ کتاب الزہد باب ذکر البعث حدیث نمبر [illegible]، کنز العمال حدیث نمبر [illegible] (۵) مسند احمد حدیث نمبر [illegible]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

"جب سے صور پر مقرر کیا گیا ہے اس وقت سے اس نے صور منہ میں لیا ہوا ہے اس خوف سے عرش کی طرف دیکھ رہا ہے کہ
کہیں اس کے پلک جھپکنے سے پہلے صور پھونکنے کا حکم نہ ہو جائے اس کی آنکھیں ایسی ہیں جیسے دو چمکتے ستارے۔" [1]

**تفصیلی روایت ۔۔** ابو یعلیٰ موصلی نے اپنی مسند میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ ایک دن ہم صحابہ کی مجلس میں تھے آپ ﷺ نے ہم سے حدیث بیان کی فرمایا کہ "اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمانوں کے بعد صور کو پیدا کیا اور حضرت اسرافیل علیہ السلام کو دے دیا وہ اسے لئے ہوئے ہیں اور منہ پر رکھے ہوئے ہیں اور اسی انتظار میں عرش کی جانب دیکھ رہے ہیں کہ کب انہیں حکم ہو اور وہ صور پھونکیں فرماتے ہیں کہ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صور کیا ہے؟ ارشاد فرمایا کہ "ایک سینگ ہے۔" ہم نے عرض کیا کہ وہ کیسا ہے؟ فرمایا "بہت بڑا" اور فرمایا "قسم ہے اس کی جس نے مجھے حق کے ساتھ بھیجا ہے اس کا گھیرا اتنا بڑا ہے کہ زمین و آسمان اس میں سما جائیں اس میں تین مرتبہ پھونکیں ماری جائیں گی پہلی پھونک کو "نفخۃ الفزع" (گھبراہٹ والی پھونک) کہتے ہیں دوسری کو "نفخۃ الصعق" (بے ہوشی والی پھونک) کہتے ہیں اور تیسری کو "نفخۃ القیام" (کھڑے ہونے کی پھونک جس سے رب العالمین کے حضور پیش ہوں گے) پھر فرمایا کہ حضرت اسرافیل علیہ السلام کو پہلی مرتبہ پھونکنے کا حکم دیا جائے گا کہ "نفخۃ الفزع" پھونکو وہ پھونکیں گے اس سے آسمان و زمین والے گھبرا اٹھیں گے۔ تمام زمینوں اور آسمانوں والے گھبرا جائیں گے سوائے ان کے جنہیں اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے اور اللہ کے حکم سے وہ لمبا کر دیا جائے گا اور بہت دیر تک ہوتا رہے گا اسی کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ" اور یہ لوگ بس ایک زور کی چیخ کے منتظر ہیں جس میں دم لینے کی گنجائش نہ ہو گی (سورۂ ص آیت نمبر ۱۵)۔ (ترجمہ حضرت تھانوی) اس کے بعد:

چنانچہ پہاڑ بادلوں کی طرح چلنے پھرنے لگیں گے اور سراب کی مانند ہو جائیں گے اور زمین اہل زمین سمیت ایسے ہچکولے کھانے لگے گی جیسے سمندر میں کوئی کشتی ڈولتی ہے جیسے موجیں ہر طرف سے تھپیڑے مارتی ہیں یا جیسے عرش میں لٹکی ہوئی قندیل کو ہوائیں ادھر ادھر جھلاتی ہیں۔ اسی بارے میں اللہ تعالیٰ نے (سورۃ النازعات آیت نمبر ۶، ۷ میں) ارشاد فرمایا ہے کہ

"جس دن ہلا دینے والی چیز ہلا ڈالے گی (مراد نفخہ اولیٰ ہے) جس کے بعد ایک پیچھے آنے والی چیز آئے گی (مراد نفخہ ثانیہ ہے) بہت سے دل اس روز دھڑک رہے ہوں گے۔" (ترجمہ حضرت تھانوی)

چنانچہ زمین اہل زمین سمیت ڈگمگا جائے گی دودھ پلانے والیاں اپنے بچوں کو بھول جائیں گی حاملہ عورتوں کے حمل گر جائیں گے بچے بوڑھے ہو جائیں گے اور شیاطین گھبراہٹ کی شدت سے بھاگ کر (زمین کے) کناروں پر آ جائیں گے تو فرشتے ان کے منہ پر مار مار کر لوٹا دیں گے لوگ ادھر ادھر بھاگ کھڑے ہوں گے اسی لئے اللہ نے اس دن کو یوم التناد فرمایا ہے لوگ ایک دوسرے کو پکاریں گے اسی حالت میں ایک کنارے سے دوسرے کنارے تک زمین پھٹ جائے گی تو لوگ ایسا امر عظیم دیکھیں گے کہ اس جیسا پہلے کبھی نہ دیکھا ہو گا ان کو ایسی تکلیف ہو گی کہ اللہ ہی جانتا ہے۔ پھر آسمان کی طرف دیکھیں گے تو وہ پگھلے ہوئے تانبے کی طرح ہو چکا ہو گا ستارے بکھر جائیں گے اور سورج اور چاند بے نور ہو جائیں گے۔

پھر نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

"جو لوگ ان واقعات سے پہلے مر چکے ہوں گے انہیں ان تمام حالات و واقعات کا بالکل احساس نہ ہو گا۔"

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سورۂ نمل کی آیت نمبر ۸۷ ہے۔

"جس دن صور میں پھونک ماری جائے گی سو جتنے آسمان اور زمین میں ہیں سب گھبرا جائیں گے اور جس روز تمام دودھ پلانے والیاں (اس ہیبت سے) اپنے دودھ پیتے بچے کو بھول جاویں گی اور تمام حمل والیاں اپنا حمل (پورے دن ہونے سے پہلے) ڈال دیں گی اور تجھ کو لوگ نشہ کی سی حالت میں دکھائی دیں گے حالانکہ وہ (واقع میں) نشہ میں نہ ہوں

---

(۱) مسند احمد حدیث نمبر [illegible]

کہ بے شک اللہ کا عذاب بہت ہی سخت چیز ہے۔" (ترجمہ حضرت تھانوی)

اللہ تعالیٰ نے جن لوگوں کو مستثنیٰ فرمایا ہے ان سے مراد شہداء ہیں کیونکہ گھبراہٹ صرف زندوں کو لاحق ہوگی اور شہید تو اپنے رب کے پاس نہ صرف یہ کہ زندہ ہیں بلکہ ان کو رزق بھی دیا جاتا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ اس دن کی گھبراہٹ سے بچالیں گے وہ لوگ (یعنی شہداء) امن میں ہوں گے اللہ کے اس عذاب سے جو اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق میں سے بدترین لوگوں پر نازل فرمائیں گے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد (سورۃ حج آیت نمبر ۱۔۲) ہے کہ:

> "اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو، (کیونکہ) یقیناً قیامت (کے دن) کا زلزلہ بڑی بھاری چیز ہے جس روز تم لوگ اس (زلزلہ) کو دیکھو گے لہٰذا لوگ جب تک اللہ چاہے گا اس عذاب میں مبتلا رہیں گے پھر عذاب بڑھ جائے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ اسرافیل علیہ السلام کو حکم دیں گے تو وہ دوسری مرتبہ صور پھونکیں گے جس سے تمام اہل زمین و آسمان مر جائیں گے علاوہ ان لوگوں کے جن کو اللہ چاہے گا۔ جب سب ڈھیر ہو جائیں گے تو ملک الموت جل جلالہ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کریں گے یا رب! زمین و آسمان والے سب لوگ مر گئے علاوہ ان لوگوں کے جن کو آپ نے چاہا۔ اللہ تعالیٰ دریافت فرمائیں گے (باوجود اس کے کہ اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے) کون باقی بچا؟ ملک الموت عرض کریں گے یا رب! صرف آپ ہی بچے ہیں کیونکہ آپ ہی ایسے ہیں جو ہمیشہ رہیں گے کبھی فنا نہ ہوں گے، اور (اس وقت) آپ کے علاوہ وہ فرشتے بھی ہیں جنہوں نے عرش کو اٹھایا ہوا ہے اور جبرائیل، میکائیل اور میں بھی ہوں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہوگا کہ جبرائیل اور میکائیل بھی مر جائیں۔ عرش عرض کرے گا اے اللہ جبرائیل و میکائیل بھی مر گئے، اللہ تعالیٰ فرمائیں گے خاموش رہو میں نے موت ہر اس چیز کے لیے لازم کر دی جو میرے عرش کے نیچے ہے لہٰذا جبرائیل و میکائیل بھی مر جائیں گے اور پھر ملک الموت حاضر ہوں گے اور عرض کریں گے اے اللہ جبرائیل و میکائیل بھی مر گئے صرف میں اور عرش اٹھانے والے فرشتے باقی ہیں۔ اللہ تعالیٰ حکم دیں گے عرش اٹھانے والے فرشتے بھی مر جائیں لہٰذا وہ بھی مر جائیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ عرش کو حکم دیں گے تو وہ اسرافیل علیہ السلام سے صور واپس لے لے گا۔"

پھر ملک الموت حاضر ہوں گے اور عرض کریں گے کہ یا رب عرش اٹھانے والے فرشتے بھی مر گئے۔ اللہ تعالیٰ جاننے کے باوجود پوچھیں گے کہ اب کون بچا؟ ملک الموت جواب دیں گے یا اللہ صرف آپ باقی بچے ہیں کیونکہ آپ ہمیشہ رہنے والے ہیں اور میں۔

اللہ تعالیٰ کا حکم ہوگا کہ تم بھی میری مخلوق میں سے ہو، تجھے بھی میں نے ہی پیدا کیا تھا اب تم بھی مر جاؤ چنانچہ ملک الموت بھی مر جائیں گے۔

لہٰذا جب اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی اور باقی نہ بچے گا (کیونکہ وہی ایک اکیلا ہے تنہا ہے۔ بے نیاز ہے، جو نہ کسی کا باپ ہے اور نہ کسی کا بیٹا اور نہ اس کا کوئی ہمسر ہے) تو وہ آخر ہوگا جس طرح اول تھا (اور) وہ زمین اور آسمانوں کو لپیٹ دے گا جس طرح کتابوں کی طومار لپیٹ دی جاتی ہے پھر اس کو کھول دے گا اور پھر تین مرتبہ لپیٹ دے گا اور تین مرتبہ ارشاد فرمائے گا کہ میں ہی جبار ہوں۔ پھر اپنی شان کے مطابق تین مرتبہ ارشاد ہوگا "لمن الملک الیوم؟" (آج کس کی بادشاہی ہے) لیکن کوئی جواب دینے والا نہ ہوگا۔ پھر خود اللہ تعالیٰ ہی ارشاد فرمائیں گے للہ الواحد القہار (یعنی صرف اور صرف اللہ ہی کے لیے جو اکیلا ہے زبردست ہے)۔ پھر اللہ تعالیٰ زمین اور آسمان کو تبدیل کر دیں گے اور دسترخوان کی طرح زمین و آسمان کو پھیلا دیں گے کہ اس میں کوئی اونچ نیچ نظر نہ آئے گی۔ پھر اللہ تعالیٰ مخلوق کو ڈانٹیں گے تو مخلوق دوبارہ اپنی پہلی حالت پر واپس آ جائے گی۔ اگر کوئی کسی کے پیٹ میں تھا تو وہ اسی طرح موجود ہوگا اگر کسی کی پشت پر تھا تو وہ اسی طرح موجود ہوگا۔

پھر اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق پر عرش کے نیچے سے پانی برسائیں گے اور آسمان کو حکم ہوگا کہ بارش برسائے، چنانچہ چالیس دن تک بارش ہوتی رہے گی یہاں تک کہ پانی ان کے سروں سے بارہ ہاتھ اوپر چلا جائے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ جسموں کو حکم دیں گے تو وہ زمین سے یوں اگیں گے جیسے سبزہ اگتا ہے یہاں تک کہ جب مکمل طور پر نکل آئیں گے تو اسی حالت پر آ جائیں گے جس پر قیامت سے پہلے تھے۔ اللہ تعالیٰ جبرائیل و میکائیل کو زندہ کر دیں گے اور ارواح کو طلب فرمائیں گے جس میں مومنوں کی روحیں ہوں گی جو منور ہوں گی اور کافروں کی روحیں تاریکی سے چمکتی ہوں گی اور دوسری اندھیروں سے۔ اللہ تعالیٰ ان سب روحوں کو ایک ہی مرتبہ پکڑ کر صور میں ڈال دیں گے اور حضرت اسرافیل علیہ السلام کو تیسری مرتبہ صور پھونکنے کا حکم ہوگا تو تمام روحیں شہد کی مکھیوں کی مانند نکل کر زمین و آسمان کو بھر دیں گی۔

پھر اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ مجھے اپنے عزت وجلال کی قسم ہر روح اپنے جسم میں داخل ہو جائے گی۔ چنانچہ تمام ارواح اپنے اپنے اجسام اجساد میں داخل ہو جائیں گی۔ چنانچہ نتھنوں میں داخل ہوں گی اور پھر پورے جسم میں سرایت کر جائیں گی جیسے زہر پورے بدن میں پھیل جاتا ہے۔ پھر زمین ترے سے پھٹ جائے گی اور میں سب سے پہلا وہ شخص ہوں گا جس کے سامنے سے زمین پھٹے گی۔ پھر سب لوگ نکل کھڑے ہوں گے اور اپنے رب کی طرف دوڑتے ہوں گے۔

"دوڑتے ہوئے پکارنے والے کی طرف دیکھتے، جب کافر کہیں گے یہ دن تو بڑا سخت ہے۔" (سورۃ القمر آیت نمبر ۸)

ننگے بدن ننگے پاؤں اور بغیر ختنہ کی حالت ہوگی اور وقت کی تنگی ہوگی پھر سب لوگ ایک جگہ کھڑے ہو جائیں گے جو ستر سال تک کے رہیں گے، وہ تمہاری طرف نہ دیکھے گا نہ تمہارے درمیان فیصلہ کرے گا، لوگ رونے لگیں گے یہاں تک کہ آنسو بھی ختم ہو جائیں گے اور آنسوؤں کی جگہ خون بہنے لگے گا، پسینہ بہنے لگے گا اور بہتے بہتے منہ تک یا ٹھوڑی تک۔ پہنچ جائے گا پھر وہ شور مچانے لگیں گے اور کہیں گے کہ کون ہے جو ہماری سفارش کرے اللہ تعالیٰ سے تاکہ ہمارے درمیان فیصلہ کر دیا جائے؟ آپس میں ایک دوسرے سے کہیں گے کہ حضرت آدم علیہ السلام سے زیادہ آج کے دن کون ہے اس سفارش کرنے کا مستحق ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے ہاتھ سے پیدا فرمایا اور ان کے جسم میں روح پھونکی اور ان سے گفتگو فرمائی۔ چنانچہ یہ لوگ سب کے سب حضرت آدم علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور سفارش کی درخواست کریں گے۔

حضرت آدم علیہ السلام انکار کر دیں گے اور ارشاد فرمائیں گے کہ میں اس قابل نہیں ہوں۔ چنانچہ ان کے بعد ہر ہر نبی کے پاس سفارش کی درخواست کرنے جائیں گے۔ جس نبی کے پاس بھی جائیں گے وہ انکار کر دیں گے۔

پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ یہاں تک کہ آخر میں میرے پاس آئیں گے۔ میں روانہ ہوں گا اور فحص نامی جگہ پر پہنچوں گا اور سجدے میں گر جاؤں گا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ "فحص" کیا ہے؟ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ عرش کے سامنے ایک جگہ ہے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ میرے پاس ایک فرشتہ بھیجیں گے جو مجھے کندھے کے پاس سے پکڑ کر اٹھائے گا پھر اللہ تعالیٰ مجھ سے مخاطب ہو کر فرمائیں گے اے محمد! میں عرض کروں گا اے میرے رب حاضر ہوں میں یا اللہ تعالیٰ (حالانکہ اللہ تعالیٰ سب کچھ جانتے ہیں) دریافت فرمائیں گے تمہارا کیا حال ہے؟ میں عرض کروں گا اے میرے رب! آپ نے مجھ سے شفاعت کا وعدہ فرمایا تھا لہٰذا اپنی مخلوق کے بارے میں میری سفارش قبول فرمائیے اور ان کے درمیان فیصلہ فرما دیجئے۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے میں نے تمہاری سفارش قبول کی۔ میں تم لوگوں کے پاس آؤں گا اور تمہارے درمیان فیصلہ کر دوں گا۔

پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ پھر میں واپس لوگوں کے پاس آ جاؤں گا۔ اسی دوران ہم آسمان سے ایک زبردست آواز سنیں گے چنانچہ آسمان دنیا کے رہنے والے فرشتے نازل ہوں گے جو زمین پر انسانوں اور جنات سے دگنے ہیں۔ یہاں تک کہ سب زمین کے قریب پہنچیں گے تو زمین ان کے نور سے منور ہو جائے گی۔ وہ آتے ہی صف بصف کھڑے ہو جائیں گے۔ ہم ان سے پوچھیں گے کیا ہمارا رب تشریف لے آئے ہیں؟ تو وہ کہیں گے ابھی نہیں لیکن وہ تشریف لا رہے ہیں۔ پھر اسی طرح دوسرے آسمان والے فرشتے نازل ہوں گے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ بادلوں اور فرشتوں کے ہجوم میں تشریف لائیں گے۔ پس اللہ تعالیٰ کا عرش آٹھ فرشتوں نے اٹھایا ہوگا (جبکہ آج کل صرف چار ہیں) ان فرشتوں کے قدم زمین کے انتہائی نچلے حصے میں ہوں گے۔ زمین آسمان ان کی کمر تک ہوں گے۔ عرش ان کے کندھوں پر ہوگا۔ یہ بہت بلند آواز سے اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کر رہے ہوں گے۔ عرش ان کے کندھوں پر ہوگا۔ یہ بہت بلند آواز سے اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کر رہے ہوں گے

سبحان ذی العزۃ والجبروت

"پاک ہے وہ ذات جو عزت وجبروت والی ہے۔"

سبحان ذی الملک والملکوت

"پاک ہے وہ ذات جس کو کبھی موت نہ آئے گی۔"

سبحان الذی یمیت الخلائق و یبعث

"پاک ہے وہ ذات جس نے [illegible] تمام مخلوقات کو موت [illegible] زندگی [illegible]"

پھر اللہ تعالیٰ جیسا کہ [illegible] اپنی شان کے مطابق اپنی آواز سے [illegible] فرمائے گا [illegible]

[illegible] اپنے [illegible] پر [illegible] جائیں گے [illegible]

پھر اللہ تعالیٰ [illegible] اے مجرمو! آج کے دن تم (اہل ایمان) سے الگ ہو جاؤ اے اولاد آدم کیا میں نے تم کو تاکید نہیں کر دی تھی کہ تم شیطان کی عبادت نہ کرنا وہ تمہارا کھلا دشمن ہے اور یہ کہ میری ہی عبادت کرنا یہی سیدھا راستہ ہے اور اس (شیطان) نے تم میں سے ایک کثیر مخلوق کو گمراہ کر دیا سو کیا تم نہیں سمجھتے تھے یہ جہنم ہے جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا آج اپنے کفر کے بدلے اس میں داخل ہو جاؤ۔

پھر اس کے بعد [illegible] اور ہر قوم اپنے اعمال [illegible] کی طرف [illegible]

پھر اللہ تعالیٰ انسانوں اور جنات کے علاوہ تمام مخلوقات کے درمیان فیصلہ فرما دیں گے یہاں تک کہ [illegible] اور چوپایوں کے درمیان بھی فیصلہ [illegible] سینگ والی [illegible] کے درمیان بھی فیصلہ کر دیا جائے گا [illegible] تمام [illegible] کاش میں بھی مٹی ہو جاتا۔

اس کے بعد انسانوں کے درمیان فیصلہ ہوگا۔ چنانچہ سب سے پہلے فیصلہ خون (قتل) کا ہوگا [illegible]

[illegible] اللہ تعالیٰ [illegible]

ان علامات [illegible]

جائے گا چنانچہ اس دن ایک فرشتہ حضرت عزیر علیہ السلام کی صورت اختیار کرے گا۔ اسی طرح ایک فرشتہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی صورت اختیار کرے گا چنانچہ یہود و نصاریٰ (علی الترتیب) ان دونوں کے پیچھے پیچھے چلیں گے۔ چنانچہ یہ فرشتے (ان کے معبودان کی صورت میں) ان کو لے کر جہنم میں پہنچا دیں گے۔ اللہ تعالیٰ سورۃ الانبیاء آیت نمبر ۹۸ میں ارشاد فرماتے ہیں کہ: تم (لوگ) اور جن کی تم اللہ تعالیٰ کے سوا عبادت [۱] کرتے ہو سب جہنم کا ایندھن ہو [illegible] اللہ تعالیٰ ان سے بہت بلند ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سے پاک ہے جو یہ لوگ بیان کرتے ہیں۔

(زیر مطالعہ حدیث)

پھر جب مومنوں کے علاوہ کوئی باقی نہ رہے گا ان میں سچے بھی ہوں گے اور منافق بھی جس حال پر آپ کا فیصلہ ہوگا ان کے سامنے تجلی فرمائے گا اور ارشاد ہوگا کہ سب لوگ تو چلے گئے اب تم کس لیے ٹھہرے ہو؟ اور جن کو تم پوجتے تھے ان کے پاس پہنچ جاؤ۔ لوگ کہیں گے کہ ہم اللہ کے علاوہ کسی کی عبادت نہیں کرتے تھے۔ تو اللہ تعالیٰ ان سے ارشاد فرمائیں گے۔ پھر حق تعالیٰ مومنوں کی طرف تجلی ہو کر ارشاد فرمائے گا: لوگ سب چلے گئے تم بھی اپنے معبود کے پاس جاؤ اور جن کو تم پوجتے تھے ان کے پاس پہنچ جاؤ۔ لوگ کہیں گے ہمارا تو اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے۔ ہم نے اس کے علاوہ کسی کی عبادت نہیں کی تھی۔ پھر حق تعالیٰ کی پنڈلی کھولی جائے گی اور ان پر ایسی علامات واضح ہوں گی جس سے ان کو یہ علم ہو جائے گا کہ یہی ہمارا رب ہے۔ چنانچہ سب سجدے میں گر جائیں گے اور منافق کوئی بھی سجدہ نہ کر سکے گا بلکہ اللہ تعالیٰ ان کی پشتیں تختہ کی طرح کر دیں گے۔

پھر اللہ تعالیٰ ان کو اجازت دیں گے کہ سر اٹھائیں۔ پھر جہنم کے اوپر پل صراط رکھا جائے گا [illegible] جیسے سوئی کی نوک کی طرح تیز ہوگا اور ان پر بجلی کی طرح [illegible] ہوں گے۔

اس کے بعد پل صراط پر سے گزرنا شروع ہوگا۔ بعض لوگ اس پر سے ایسے گزر جائیں گے جیسے پلک جھپکتی ہے، بعض بجلی کی چمک کی طرح، بعض ہوا کی طرح، بعض عمدہ گھوڑے اور سواری کی طرح اور بعض دوڑتے انسان کی طرح گزر جائیں گے۔

چنانچہ پل صراط سے نجات پانے والے بعض ایسے ہوں گے جو بالکل صحیح سالم ہوں گے اور بعض ایسے ہوں گے جو زخمی ہوں گے اور بعض منہ کے بل جہنم میں گرا دیے جائیں گے۔

جب اہل جنت، جنت کی طرف روانہ ہوں گے تو کہیں گے کون ہے جو اللہ تعالیٰ کے دربار میں ہماری سفارش کرے تاکہ ہمیں جنت میں داخلے کی اجازت مل جائے۔ پھر کہیں گے کہ سفارش کے لیے ہمارے باپ حضرت آدم علیہ السلام سے زیادہ کون مستحق ہو سکتا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنے ہاتھ سے پیدا فرمایا، روح پھونکی اور آمنے سامنے گفتگو فرمائی۔ چنانچہ لوگ حضرت آدم علیہ السلام کے پاس جائیں گے اور سفارش کی درخواست کریں گے۔ وہ اپنا گناہ یاد کر کے فرمائیں گے کہ میں اس قابل نہیں ہوں، تم نوح علیہ السلام کے پاس جاؤ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو پہلا رسول بنایا ہے۔ چنانچہ لوگ حضرت نوح علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر سفارش کی درخواست کریں گے۔ حضرت نوح علیہ السلام بھی اپنے گناہ کو یاد کر کے فرمائیں گے کہ میں اس قابل نہیں، البتہ تم حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ۔ چنانچہ لوگ اسی طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی یہ فرمائیں گے کہ میں اس قابل نہیں، تم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ۔ چنانچہ لوگ پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوں گے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی یہی فرما دیں گے اور یہ بھی فرما دیں گے کہ تم حضرت محمد ﷺ کی خدمت میں جاؤ۔

پھر نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: پھر وہ میرے پاس آئیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے تین شفاعتوں کا وعدہ کیا ہے چنانچہ میں جنت کی طرف جاؤں گا اور جنت کے دروازے کا حلقہ پکڑ کر کھٹکھٹاؤں گا [illegible] تو میرے لیے دروازہ کھول دیا جائے گا اور مرحبا کہا جائے گا

---

[۱] یہاں ترجمہ عبارت [illegible] کا ترجمہ ہے [illegible]
[illegible]

جائے گا۔ میں جنت میں داخل ہوں گا تو میری نظر اللہ تعالیٰ پر پڑتے ہی میں اس کے سامنے سجدے میں گر پڑوں گا۔ پھر اللہ تعالیٰ مجھے اپنی ایسی تعریف اور بزرگی کے کلمات الہام فرمائے گا جو مجھ سے پہلے کسی مخلوق کو نہیں سکھائے گئے ہوں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ مجھ سے ارشاد فرمائے گا: اے محمد! اپنا سر اٹھائیے، سفارش کیجئے آپ کی سفارش قبول کی جائے گی، مانگئے آپ کو عطا کیا جائے گا۔ جب میں سر اٹھاؤں گا تو اللہ تعالیٰ باوجود علم ہونے کے دریافت فرمائیں گے کہ کیا حال ہے؟ میں کہوں گا اے میرے رب! آپ نے میرے ساتھ شفاعت کا وعدہ کیا تھا تو آپ اہل جنت کے لیے میری شفاعت قبول فرمائیے تاکہ وہ جنت میں داخل ہو جائیں۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے میں نے آپ کی شفاعت قبول کی اور ان کو جنت میں داخل ہونے کی اجازت دے دی۔"

(ابن ابی حاتم) آپ ﷺ کا ارشاد ہے کہ قسم اس ذات کی جس نے مجھے حق کے ساتھ بھیجا تم لوگ اس دنیا میں اپنے گھروں اور بیویوں کی اتنی پہچان نہیں رکھتے جتنی اہل جنت، جنت میں اپنے گھروں اور بیویوں کو پہچانتے ہوں گے۔ پھر اہل جنت میں سے ہر شخص اپنی بہتر (۷۲) بیویوں کے پاس جائے گا جنہیں اللہ تعالیٰ نے خود بنایا ہے اور دو بیویاں انسانوں میں سے ہوں گی۔ ان کو اللہ تعالیٰ جس پر چاہیں گے فضیلت دیں گے۔ ان کی اس عبادت کی وجہ سے جو دنیا میں کیا کرتی تھیں۔ جنتی ان میں سے ایک کے پاس جائے گا وہ یاقوت کے بنے ہوئے کمرے میں ہوگی [illegible] جس میں [illegible] ہوں گے۔ اس کے بدن پر سندس و استبرق کے ستر جوڑے ہوں گے۔ جنتی اپنا ہاتھ اس کے [illegible] ان کے کپڑوں اور گوشت کے پیچھے سے بھی [illegible] اس کی پنڈلیوں کے گودے کی طرف دیکھے گا جیسے تم میں سے کوئی شخص [illegible] اس جنتی کا جگر اس کے لیے آئینہ ہوگا [illegible] دونوں کو تھکاوٹ کا احساس تک نہ ہوگا [illegible] معلوم ہے [illegible] تم [illegible] چنانچہ جنتی اس [illegible] آئے گا [illegible] کے پاس [illegible] جنت میں تم سے زیادہ حسین کوئی نہیں ہے اور نہ جنت میں مجھے تم سے زیادہ کوئی محبوب ہے۔

پھر فرمایا کہ جب اہل دوزخ دوزخ میں پہنچ جائیں گے [illegible] پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ پھر میں کہوں گا اے میرے رب! میری امت میں سے جو دوزخ میں ہیں ان کے حق میں میری شفاعت قبول فرمائیے۔ تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے جن کو تم پہچانتے ہو ان کو نکال لو۔ چنانچہ ان کو نکال لیا جائے گا۔ یہاں تک کہ ان میں سے ایک بھی دوزخ میں باقی نہ رہے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ مجھے شفاعت کی اجازت دیں گے چنانچہ کوئی نبی اور شہید ایسا نہ ہوگا جو شفاعت نہ کرے گا۔"

پھر اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائیں گے کہ جس کے دل میں ایک دینار کے برابر بھی ایمان ہو اس کو دوزخ سے نکال لو۔ چنانچہ ان لوگوں کو بھی نکال لیا جائے گا یہاں تک کہ ان میں سے کوئی اہل جہنم میں باقی نہ رہے گا۔

پھر اللہ تعالیٰ شفاعت قبول کرتے ہوئے حکم فرمائیں گے کہ [illegible] جہنم سے نکال لو جس کے دل میں [illegible] کے برابر ایمان ہے۔ [illegible] جس شخص کی نجات کا سامان [illegible] ایمان [illegible] جہنم میں باقی نہ رہ جائے گا۔ یہاں تک کہ کوئی [illegible] جہنم میں نہ رہے گا جس نے کبھی بھی اللہ کے لیے کوئی نیکی کا کام کیا ہو۔ [illegible] شفاعت [illegible] شفاعت قبول کی جائے گی۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کی بے پایاں رحمت دیکھ کر ابلیس بھی مغفرت کی امید رکھے گا۔

پھر اللہ تعالیٰ فرمائیں گے [illegible] سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہوں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ اپنا ہاتھ دوزخ میں ڈال کر [illegible] جہنم میں سے اتنے لوگوں کو نکالیں گے [illegible] کہ ان کی تعداد [illegible] جل کر کوئلہ ہو چکے ہوں گے [illegible] اللہ تعالیٰ ان کو ایک نہر میں [illegible] جسے نہر حیات کہا جاتا ہے۔ چنانچہ ان کو اس نہر میں ڈالا جائے گا جس کے بعد وہ اس طرح نکلیں گے جیسے [illegible]

بارش کے بعد جیسے خراسانی گھاس اگتی ہے جیسی کہ آسمانی بارش ہے اور جب سارے تیار ہو جائیں گے تو ان سے عرش کے نیچے سے روحوں کی فوج ... کے ساتھ اٹھائے جائیں گے ان پر یہ عبارت تحریر ہوگی "الصحیفہ من عطاء الرحمن عزوجل" یعنی یہ وہ ہے جس نے ہمیں آگ سے آزاد کیا ہے اور جنت میں داخل کرنے کا پروانہ ہے جب یہ مسلمان لوگوں نے دنیا میں اللہ تعالیٰ کی خاطر بھلائی کی ہوگی۔ پھر وہ جنت میں داخل ہو جائیں گے۔ [1]

ابوبکر ابن العربی کی کتاب میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اسی طرح مذکور ہے۔ یہ مشہور حدیث ہے جو بہت سے آئمہ نے اپنی کتب میں نقل کی ہے جیسا کہ ابن جریر نے اپنی تفسیر میں، طبرانی نے مطولات میں، حافظ بیہقی نے اپنی کتاب البعث والنشور میں، حافظ ابو موسیٰ المدینی نے بھی مطولات میں بہت سے طرق سے اسماعیل بن رافع (اہل مدینہ کے قاضی) سے نقل کیا ہے جن پر بعض لوگوں نے کلام کیا ہے اور ان کے نقل طریق میں تناقض اور اختلاف بھی ہے۔ میں نے اس روایت کے طرق کو ایک الگ جزء میں نقل کیا ہے۔

اس کے علاوہ اسماعیل بن رافع نے اس روایت کو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے نبی کریم ﷺ سے نقل کیا ہے۔ ... اس کے علاوہ اس روایت کو اسماعیل بن رافع نے ... مسلم سے بھی روایت کیا ہے اور ... ایک تصنیف بھی ہے جس میں اکثر احادیث سے اس کے شواہد ذکر کیے ہیں۔

ہم انشاء اللہ ان پر فصل در فصل گفتگو کریں گے، باللہ المستعان۔

## فصل

## صور کا پھونکا جانا

کئی جگہوں پر یہ صور پھونکا جائے گا۔ ایک مرتبہ اسے نفخۃ الفزع کہتے ہیں۔ دوسری مرتبہ نفخۃ الصعق اور تیسری مرتبہ نفخۃ البعث کہلاتا ہے جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے۔

امام مسلم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ دونوں مرتبہ صور پھونکے جانے کے درمیان چالیس کی مدت ہوگی۔ پھر لوگوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ چالیس دن؟ انہوں نے کہا میں نہیں جانتا۔ پھر پوچھا چالیس ماہ؟ کہا میں نہیں جانتا۔ پھر پوچھا چالیس سال؟ کہا میں نہیں جانتا۔ پھر فرمایا کہ آسمان سے پانی برسے گا اور لوگ ایسے اگیں گے جیسے سبزہ اگتا ہے۔ اور آپ ﷺ نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ (مرنے کے بعد) انسان کی ہر چیز بوسیدہ ہو جاتی ہے سوائے ایک ہڈی کے جو کہ ریڑھ کی ہڈی کا آخری حصہ ہے اور اسی سے قیامت کے دن تخلیق کی جائے گی۔ [2]

امام بخاری نے بھی یہ حدیث نقل کی ہے۔ یہ روایت بخاری کی روایت اعمش کی روایت سے ہے جو انہوں نے ابو صالح کے طریق سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ مسلم نے مغیرہ بن عبدالرحمن سے ابوالزناد اور اعرج کے واسطے سے ابوہریرہ سے روایت کیا ہے۔

امام احمد نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "ابن آدم کا ہر عضو بوسیدہ ہو جائے گا (مرنے کے بعد) سوائے ریڑھ کی ہڈی کے (جو کہ اس کا آخری حصہ ہے) اسی سے اس کو پیدا کیا گیا اور اسی سے دوبارہ پیدا کیا جائے گا۔" [3]

یہ روایت صحیحین کی شرط پر ہے اور امام احمد اس میں منفرد ہیں۔ امام احمد نے حسن بن ابی الحجاج کے طریق سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ

---

(۱) بیہقی کتاب البعث والنشور حدیث نمبر ۶۶۹، طبرانی "الاحادیث الطوال" حدیث نمبر ۱، تفسیر طبری ... حدیث نمبر ۱۴۲۲، ۲۴۳

(۲) بخاری کتاب التفسیر باب یوم ینفخ فی الصور حدیث نمبر ۴۸۱۴، مسلم کتاب الفتن باب ما بین النفختین حدیث نمبر ۲۹۵۵

(۳) مسند احمد حدیث نمبر ۲/۳۲۸

سے بھی روایت کیا ہے۔

[illegible] امام احمد نے حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ کی ایک روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "[illegible] [illegible] عرش کا پایہ پکڑے ہوئے [illegible] بے ہوشی سے [illegible]"۔[1]

یہاں پر [illegible] مرتبہ صور پھونکا جائے گا [illegible] چالیس دن کی مدت ہے یا چالیس مہینے یا چالیس سال کی مدت ہے۔

اور صور سے [illegible] پہلی مرتبہ [illegible] دوسری مرتبہ جب صور پھونکا جائے گا تو تمام مخلوقات کی موت واقع ہو جائے گی۔ اور تیسری مرتبہ جب صور پھونکا جائے گا تو سارے مردے اپنی قبروں سے اٹھ کھڑے ہوں گے۔ [illegible] آسمان سے [illegible] انسان کی [illegible] قیامت میں [illegible] ہوں گے۔

[illegible] صور پھونکے جانے [illegible]

**قیامت کی ہولناکی** [illegible] جیسا کہ سورۃ حج [illegible] ارشاد ہے کہ "[illegible] قیامت کا زلزلہ [illegible] دودھ پلانے والی [illegible] اپنا حمل [illegible] نشے کی حالت میں [illegible] عذاب بہت سخت ہے"۔

[illegible] جب قیامت [illegible]

چنانچہ جب پہلی مرتبہ صور پھونکا جائے گا [illegible] نفخة الفزع [illegible] قیامت کی [illegible] علامت [illegible] آتا ہے۔

جیسا کہ امام بخاری نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ جناب نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "[illegible] قیامت [illegible] اپنے درمیان [illegible] قیامت آ جائے گی [illegible]"۔

یعنی [illegible] صور پھونکے جانے [illegible] قیامت کے [illegible] قیامت [illegible] ہوگی۔

[illegible] صور پھونکے جانے [illegible] دوسری مرتبہ صور پھونکے [illegible]

---

(۱) مسند احمد [illegible]

گے سورج اور چاند کو گرہن لگ جائے گا۔ اور بظاہر تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ سب کچھ دوسری مرتبہ صور پھونکے جانے کے بعد ہوگا۔ واللہ اعلم۔

جیسا کہ سورۃ ابراہیم آیت نمبر ۴۸ تا ۵۱ میں فرمایا کہ "حالانکہ تم ان (پہلے) لوگوں کے رہنے کی جگہ میں رہتے تھے جنہوں نے اپنی ذات کا نقصان کیا تھا اور تم کو یہ بھی معلوم ہو گیا تھا کہ ہم نے ان کے ساتھ کیونکر معاملہ کیا تھا اور ہم نے تم سے مثالیں بیان کیں۔ اور ان لوگوں نے اپنی سی بہت ہی بڑی بڑی تدبیریں کی تھیں اور ان کی تدبیریں اللہ کے سامنے تھیں اور واقعی ان کی تدبیریں ایسی تھیں کہ ان سے پہاڑ بھی ٹل جائیں۔"(۱)

اور اسی طرح سورۃ انشقاق آیت نمبر ۱ تا ۲ میں فرمایا کہ:

"جب (نفخہ ثانیہ کے وقت) آسمان پھٹ جائے گا (تا کہ اس میں سے غمام اور ملائکہ آئیں) اور اپنے رب کا حکم سن لے گا۔"

(ترجمہ حضرت تھانوی)

اور سورۃ قیامہ آیت نمبر ۷ تا ۱۶ میں ارشاد ہوا کہ:

"اور تم تین قسم کے ہو جاؤ گے سو جو داہنے والے ہیں وہ داہنے والے کیسے اچھے ہیں۔ اور جو بائیں والے ہیں کیسے برے ہیں اور جو اعلیٰ درجے کے ہیں وہ تو اعلیٰ ہی درجے کے ہیں (اور) وہ قرب رکھنے والے ہیں یہ مقرب لوگ آرام کے باغوں میں ہوں گے ان کا ایک بڑا گروہ تو اگلے لوگوں میں سے ہوگا اور تھوڑے پچھلے لوگوں میں سے ہوں گے وہ لوگ سونے کے تاروں سے بنے ہوئے تختوں پر بیٹھے ہوں گے۔" (ترجمہ حضرت تھانوی)

جیسا کہ آگے آئے گا کہ یہ سب کچھ دوسری مرتبہ صور پھونکے جانے کے بعد ہونے والا ہے۔ رہا زمین کا زلزلہ اور اس زلزلے کی وجہ سے زمین کا پھٹنا اور لوگوں کا اس کے کناروں کی طرف دوڑنا تو یہ مناسب لگتا ہے کہ پہلی مرتبہ صور پھونکے جانے کے بعد ان واقعات کا ظہور ہو، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ غافر آیت نمبر ۳۲ تا ۳۳ فرعونیوں میں سے ایک مومن کے بارے میں بتایا ہے کہ "اے میری قوم میں تمہارے بارے میں قیامت کے دن سے ڈرتا ہوں، جس دن تم پیٹھ پھیر کر بھاگو گے (لیکن) تمہیں اللہ سے بچانے والا کوئی نہ ہوگا۔

اور سورۃ رحمٰن آیت نمبر ۳۳ تا ۳۶ میں ارشاد ہوتا ہے کہ:

"اے گروہ جن اور انسان کے اگر تم کو یہ قدرت ہے کہ آسمان اور زمین کی حدود سے کہیں باہر نکل جاؤ تو (ہم بھی دیکھیں) نکلو مگر بغیر زور کے نہیں نکل سکتے (اور زور ہے نہیں) سو اے جن و انس (تم) اپنے رب کی کون کون سی نعمت کے منکر ہو جاؤ گے۔ تم دونوں پر (قیامت کے روز) آگ کا شعلہ اور دھواں چھوڑا جائے گا پھر تم (اس کو) ہٹا نہ سکو گے سو اے جن و انس تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کے منکر ہو جاؤ گے۔"

اور جیسے کہ مسند احمد، صحیح مسلم اور سنن ابو داؤد کے حوالے سے حضرت ابو شریحہ حذیفہ بن اسید کی روایت گذری کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "قیامت اس وقت تک نہیں آئے گی جب تک تم دس نشانیاں نہ دیکھ لو۔" پھر ان نشانیوں کا تذکرہ فرمایا اور فرمایا کہ "سب سے آخری نشانی وہ آگ ہوگی جو عدن سے نکلے گی اور لوگوں کو ہانکتی ہوئی میدان حشر تک لے جائے گی۔"(۲)

یہ آگ آخری زمانے میں دنیا بھر کے لوگوں کو ہر طرف سے ہانک کر ملک شام میں جمع کرے گی اور یہی وہ جگہ ہے جو میدان حشر بنے گی۔

**لوگوں کو دھکیلنے والی** --- صحیحین میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی گئی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ "لوگوں کو تین طریقے سے جمع کیا جائے گا شوق سے دوڑتے ہوئے، ایک اونٹ پر دو دو اور تین تین اور دس دس سوار ہوں گے، باقی لوگوں کو آگ

---

(۱) ابراہیم: [illegible] اللہ تعالیٰ کو اپنے رسولوں سے وعدہ خلافی کرنے والا [illegible] اللہ تعالیٰ بڑا زبردست اور پورا بدلہ لینے والا ہے۔ جس روز [illegible] اور آسمان بھی اور سب کے سب ایک زبردست اللہ کے روبرو پیش ہوں گے اور تو مجرموں (یعنی کافروں) کو زنجیروں میں جکڑے ہوئے دیکھے گا [illegible] ان کے کرتے قطران کے ہوں گے اور آگ ان کے چہروں پر لپٹی ہوگی۔

(۲) [illegible] صحیح مسلم [illegible]

جمع کرے گی، چنانچہ جہاں وہ لوگ تھک کر آرام کریں گے وہیں یہ آگ بھی ٹھہر جائے گی اور جہاں یہ رات گذاریں گے وہیں آگ بھی رات گذارے گی۔"(۱)

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کی ایک روایت نقل کی گئی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "قیامت کی پہلی نشانی ایک آگ ہے جو لوگوں کو مشرق سے مغرب کی طرف لے جائے گی۔"(۲)

**میدان حشر میں لوگوں کو تین گروہوں میں جمع کیا جائے گا** ...... امام احمد نے حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "لوگوں کو میدان حشر میں تین گروہوں کی صورت میں جمع کیا جائے گا، ایک گروپ پیدل چلنے والوں کا ہوگا، ایک گروپ سواروں کا ہوگا اور ایک گروپ وہ ہوگا جو منہ کے بل چل کر جائے گا۔

صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ! وہ لوگ منہ کے بل کیسے چلیں گے؟ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس ذات نے ان کو ٹانگوں پر چلایا ہے وہ اس پر بھی قادر ہے کہ ان کو منہ کے بل چلائے، سنو! وہ منہ کے بل چلتے ہوئے بھی زمین کی ہر اونچ نیچ اور جھاڑ کانٹے سے بچیں گے۔"(۳)

امام ابوداؤد طیالسی نے اپنی مسند میں حماد بن سلمہ سے اسی طرح روایت کیا ہے۔ جبکہ امام احمد نے عبدالرزاق کے طریق سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے سنا رسول اللہ ﷺ فرما رہے تھے کہ بے شک عنقریب ہجرت کے بعد ایک اور ہجرت ہوگی، لوگوں کو اس جگہ پر جمع کیا جائے گا جہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام ہجرت کر کے تشریف لے گئے تھے، زمین پر صرف بدترین لوگ باقی رہ جائیں گے، ان کی زمین ان کو پھینک دے گی، آگ ان کو بندروں اور خنزیروں کے ساتھ ہانکے گی، جب وہ رات گذاریں گے تو آگ بھی ٹھہر جائے گی اور جب وہ تھک کر آرام کریں گے تو آگ بھی رک جائے گی اور جو ان میں پیچھے رہ گیا اس کو آگ کھا جائے گی۔"(۴)

طبرانی نے اسی طرح کی روایت حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ جبکہ حافظ ابوبکر البیہقی نے اپنی کتاب "البعث والنشور" حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ نے سورۃ بنی اسرائیل کی آیت نمبر ۹۷ تلاوت فرمائی "اور ہم ان کو قیامت کے دن اوندھے منہ اندھے بہرے گونگے اٹھائیں گے ان کا ٹھکانہ دوزخ ہے۔ جب اس کی آگ بجھنے کو ہوگی تو ہم ان کو عذاب دینے کے لئے اور بھڑکا دیں گے۔" (فتح محمد جالندھری) اور پھر فرمایا کہ مجھ سے صادق المصدوق ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن لوگوں کو تین فوجوں کی صورت میں جمع کیا جائے گا، ایک فوج کھاتے پیتے، عمدہ لباس پہنے ہوئے اور سواریوں پر سوار ہوگی، ایک فوج (گروہ) پیدل چل اور دوڑ رہے ہوں گے۔ اور ایک گروہ کو فرشتے منہ کے بل گھسیٹ رہے ہوں گے۔"

ہم نے عرض کیا (پہلے اور آخری) دونوں گروہوں کو تو ہم سمجھ گئے لیکن یہ پیدل چلنے اور دوڑنے والوں کا کیا معاملہ ہے؟ ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ پشت پر ایک آفت ڈالیں گے حتیٰ کہ کوئی پشت والا باقی نہ بچے گا یہاں تک کہ ایک شخص ایک ایسی اونٹنی کے بدلے ایک نہایت خوب باغ دے ڈالے گا جو قد میں اتنی چھوٹی ہوں گی کہ اونٹ کے کوہان کے برابر ہوگی، اس پر بہت کم سواری کی جا سکتی ہوگی اور اس نے دودھ دینا بھی بند کر دیا ہوگا۔(۵) (یہ مستدرک حاکم کے الفاظ ہیں)۔

اسی طرح امام احمد نے یزید بن ہارون کے طریق سے روایت نقل کی ہے البتہ اس میں حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کے آیت تلاوت کرنے کا ذکر نہیں اور آخر میں یہ اضافہ ہے کہ "وہ شخص اس اونٹنی پر قادر نہ ہو سکے گا۔"

امام احمد نے حضرت معاویہ بن حیدۃ القشیری سے روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "یہاں لوگوں کو جمع کیا

---

(۱) بخاری کتاب الرقاق باب الحشر حدیث نمبر ۶۵۲۲ صحیح مسلم کتاب الجنۃ ونعیمھا باب فناء الدنیا وبیان الحشر یوم القیامۃ حدیث نمبر ۵۱۳۷

(۲) بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب خلق آدم وذریتہ حدیث نمبر ۳۳۲۹ مسند [illegible] نمبر ۳/۱۳۶

(۳) ترمذی کتاب تفسیر القرآن باب (۱۸) سورۃ بنی اسرائیل حدیث نمبر ۳۱۴۲ مسند احمد حدیث نمبر ۲/۳۵۴ ابوداؤد الطیالسی حدیث نمبر ۲۵۶۶

(۴) مسند احمد حدیث نمبر ۲/۱۹۹ مصنف عبدالرزاق حدیث نمبر ۲۰۷۹۰ (۵) مسند احمد حدیث نمبر ۵/۱۶۴

جائے گا" (اور شام کی طرف اشارہ فرمایا) پیدل اور سوار ہو کر آئیں گے، اور ایک گروہ منہ کے بل چل کر اللہ تعالیٰ کے دربار میں حاضر ہوگا اور ان کے منہ پر بند ہوں گے (تاکہ وہ بول نہ سکیں)۔ (١)

ترمذی نے بھی اسی طرح روایت کیا ہے اور اس روایت کو حسن صحیح کہا ہے۔ بہر حال یہ چند روایات ہیں جن سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آخری زمانے میں موجود لوگوں کو میدان حشر میں پوری دنیا سے جمع کیا جائے گا، یہ شام کی سرزمین ہوگی، اور لوگ تین قسم کے گروہوں میں تقسیم ہوں گے، چنانچہ ایک قسم ایسی ہوگی جو کھاتے پیتے، عمدہ لباس پہنے سواریوں پر سوار ہوں گے، اور ایک قسم ایسی ہوگی جو کبھی پیدل چلے گی اور کبھی سوار ہوا کرے گی، یہ پیدل چلنے اور سوار ہونے کا سلسلہ اونٹ پر ہوگا، جیسے کہ پہلے صحیحین کی روایت میں گذرا کہ بعض اونٹ ایسے ہوں گے جن پر دو افراد سوار ہوں، اور بعض پر تین اور بعض پر دس، یعنی سواریوں کی قلت کی وجہ سے باری باری سواری کریں گے، جیسا کہ پہلے تفصیلاً بیان ہو چکا ہے، اور باقی لوگوں (یعنی تیسرے گروہ) کو آگ ہانک کر جمع کرے گی، یہ وہ آگ ہوگی جو عدن سے نکلے گی اور لوگوں کو پیچھے سے گھیرے گی اور ہر جانب سے ہانکتی ہوئی میدان حشر کی طرف لے جائے گی اور لوگوں میں سے جو پیچھے رہ گیا اس کو یہ آگ کھا جائے گی۔"

ان تفصیلات سے یہ معلوم ہوا کہ یہ سب دنیا کے آخری زمانے میں ہوگا مثلاً کھانا پینا، سوار ہونا، اور پیچھے رہ جانے والوں کو آگ کا کھا جانا (یعنی جل جانا) اور اگر ان واقعات کا ظہور تیسری اور آخری مرتبہ صور پھونکے جانے کے بعد مان لیا جائے تو صحیح نہیں کیونکہ اس کے بعد نہ تو موت ہوگی نہ چلتی سواری نہ کھانا نہ پینا، اور نہ ہی وسیع صحنوں میں رہنا پہننا، اور عجیب بات یہ ہے کہ حافظ ابوبکر البیہقی نے (باوجود یہ کہ اس طرح کی اکثر روایات بیان کی ہیں) ان کو قیامت کے بارے پر محمول کیا ہے اور اس کو صحیح قرار دیا ہے اور جو ہم نے بیان کیا ہے اس کو ضعیف قرار دیا ہے، وہ سورۃ مریم کی آیت نمبر ۸۵ تا ۸۶ سے استدلال کرتے ہیں "اور جس روز ہم متقیوں کو رحمٰن (کے دار النعیم) کی طرف مہمان بنا کر جمع کریں گے اور مجرموں کو دوزخ کی طرف پیاسا ہانکیں گے (وہاں) کوئی سفارش کا اختیار نہ رکھے گا مگر ہاں جس نے رحمٰن کے پاس (سے) اجازت لی ہے۔" (ترجمہ حضرت تھانوی)

**قیامت کے روز ننگے پیر، ننگے بدن اور غیر مختون ہوں گے......** اور ان کے اس دعوے کا صحیح ہونا کیسے ممکن ہے؟ جو انہوں نے اس آیت کی تفسیر میں حدیث بیان کر کے کہا ہے، کہ فرماتے ہیں کہ "بعض اونٹوں پر دو اور بعض پر تین اور بعض پر دس دس سوار ہوں گے" باوجود اس کے کہ سواریوں کی کمی کی تصریح بھی کی جا چکی ہے؟ اس سے بات نہیں بنتی۔ یہ جنت کی سواریاں ہوں گی جن پر مومن سوار ہوں گے اور وسیع صحنوں سے جنت کی طرف روانہ ہوں گے، لیکن ان کی حالت ایسی نہ ہوگی، جیسا کہ اپنی جگہ پر آئے گا۔

رہی وہ حدیث جو دوسرے طریق سے بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ ان میں حضرت ابن عباس، ابن مسعود اور ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا شامل ہیں۔

"بے شک تم کو اللہ تعالیٰ کے دربار میں جمع کیا جائے گا اس حال میں کہ تم ننگے پیر، ننگے بدن اور غیر مختون ہو گے۔" (١)

سورۃ انبیاء آیت نمبر ۱۰۴ میں ارشاد ہوتا ہے کہ:

"وہ دن بھی یاد کرنے کے قابل ہے جس روز ہم آسمان کو اس طرح لپیٹ دیں گے جس طرح لکھے ہوئے مضمون کا کاغذ لپیٹ دیا جاتا ہے۔" (٣)

تو یہ حشر اس کے علاوہ ہے، یہ تو قیامت کا دن ہے، آخری (تیسری مرتبہ) صور پھونکے جانے کے بعد لوگ اپنی قبروں سے ننگے پیر، ننگے بدن اور غیر مختون (یعنی ان کا ختنہ نہ ہوا ہوگا) اٹھ کھڑے ہوں گے اور کافروں کو بھی اسی طرح جہنم کی طرف روانہ کیا جائے گا یعنی پیاس کی حالت میں۔

سورۃ اسراء کی آیت نمبر ۹۷ میں ارشاد ہوتا ہے کہ "اور اللہ جس کو راہ پر لائے وہی راہ پر آتا ہے اور جس کو وہ بے راہ کر دے تو خدا کے سوا آپ کسی کو

---

(١) ترمذی کتاب صفة القیامة باب ما جاء فی شان الحشر حدیث نمبر ۲۳۲۳ (٢) بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب قول اللہ تعالیٰ واتخذ اللہ ابراہیم خلیلا حدیث نمبر ۳۳۴۹، مسلم کتاب الجنة باب فناء الدنیا وبیان الحشر یوم القیامة حدیث نمبر ۵۱۰۳، ترمذی کتاب صفة القیامة باب ما جاء فی شان الحشر حدیث نمبر ۲۳۴۳، مسند احمد حدیث نمبر ۱/۲۵۳

(٣) بقیہ ترجمہ: کی ابتدا کی تھی اسی طرح آسانی سے اس کو دوبارہ پیدا کریں گے یہ ہمارے ذمہ وعدہ ہے اور ہم ضرور اس کو پورا کریں گے (ترجمہ حضرت تھانوی)

بھی انہوں کا مددگار نہ پائیں گے اور ہم قیامت کے روز ان کو اندھا گونگا بہرا کر کے منہ کے بل چلاویں گے (پھر) ان کا ٹھکانا دوزخ ہے وہ جب ذرا دھیمی ہونے لگے گی تب ہی ان کے لئے اور زیادہ بھڑکا دیں گے۔" (ترجمہ حضرت تھانوی) یہ وہ وقت ہوگا جب انہیں آگ میں داخل ہونے کا حکم دیا جائے گا۔ میدان حشر سے، جیسا کہ ان شاء اللہ تعالیٰ اس کی تفصیل آگے بیان ہوگی۔ اللہ ہی پر بھروسہ اور اعتماد ہے۔

جیسا کہ پہلے صور کی تفصیلی حدیث میں ذکر کیا گیا ہے کہ جو لوگ قیامت سے پہلے مر چکے ہوں گے ان کو ان تمام ہونے والے واقعات کا کوئی احساس نہ ہوگا، اور جن کو اللہ تعالیٰ نے مستثنیٰ فرمایا ہے وہ صرف شہداء ہیں کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں زندہ ہیں اور ان کو رزق دیا جاتا ہے لہٰذا ان کو ان معاملات کا احساس ہوگا، لیکن وہ ان سے گھبرائیں گے نہیں اسی طرح وہ نفخۂ صعق سے بھی نہیں گھبرائیں گے۔

مفسرین کا اس میں اختلاف ہے کہ روایت میں مستثنیٰ کئے گئے افراد سے کون لوگ مراد ہیں؟ مختلف اقوال ہیں، ایک تو صحیح یہ جیسا کہ وہ شہداء ہیں۔ اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ان سے مراد حضرت جبرائیل، میکائیل، اسرافیل اور ملک الموت علیہم الصلوٰۃ والسلام ہیں، اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس سے مراد وہ فرشتے ہیں جنہوں نے عرش کو اٹھا رکھا ہے اور اس کے علاوہ بھی مختلف اقوال ہیں۔ واللہ اعلم۔

اور صور والی تفصیلی حدیث میں یہ ذکر کیا جا چکا ہے کہ یہ مدت اہل دنیا کے لئے اتنی طویل ہوگی جتنی نفخۂ فزع (پہلے صور) اور نفخۂ (دوسرے صور) پھونکے جانے کے درمیان، وہ یہ تمام خوفناک حالات اور معاملات دیکھ رہے ہوں گے چنانچہ اس کی وجہ سے موجود لوگ مر جائیں گے خواہ وہ آسمان پر رہنے والے ہوں یا زمین پر، انسانوں میں سے ہوں یا جنات و فرشتوں میں سے علاوہ ان کے جن کو اللہ تعالیٰ زندہ رکھنا چاہیں گے۔ چنانچہ یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ عرش اٹھانے والے فرشتے ہوں گے اور یہ بھی کہ ان سے مراد حضرت جبرئیل، میکائیل، اسرافیل علیہم السلام ہیں اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ ان سے مراد شہداء ہیں اور اس کے علاوہ بھی۔ واللہ اعلم۔

سورۃ زمر آیت نمبر ۶۸ میں ارشاد ہوتا ہے کہ:

> "اور (قیامت کے روز) صور میں پھونک ماری جاوے گی۔ سو تمام آسمان اور زمین والوں کے ہوش اڑ جائیں گے مگر جس کو خدا چاہے پھر اس (صور) میں دوبارہ پھونک ماری جائے گی تو بس کے سب کھڑے ہو جائیں گے اور چاروں طرف دیکھنے لگیں گے۔" (ترجمہ حضرت تھانوی)

اور سورۃ الحاقہ آیت نمبر ۱۳ تا ۱۸ میں فرمایا کہ:

> "پھر جب صور میں یکبارگی پھونک ماری جائے گی (مراد نفخہ اولیٰ ہے) اور (اس وقت) زمین اور پہاڑ (اپنی جگہ سے) اٹھا لئے جاویں گے پھر دونوں ایک ہی دفعہ میں ریزہ ریزہ کر دیئے جاویں گے اور آپ کے پروردگار کا عرش اس روز بالکل بودا ہوگا اور فرشتے (جو آسمان میں پھیلے ہوئے ہیں) اس کے کنارے پر آ جاویں گے اور آپ کے پروردگار کے عرش کو اس روز آٹھ فرشتے اٹھائے ہوئے ہوں گے جس روز (خدا کے روبرو) حساب کے واسطے تم پیش کئے جاؤ گے (اور) تمہاری کوئی بات اللہ تعالیٰ سے پوشیدہ نہ ہوگی۔" (ترجمہ حضرت تھانوی)

جیسا کہ پہلی صور والی تفصیلی حدیث میں گزر چکا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ "اللہ تعالیٰ حضرت اسرافیل علیہ السلام کو حکم دیں گے کہ نفخۃ الصعق پھونکو چنانچہ وہ (دوسری مرتبہ) صور پھونکیں گے۔ چنانچہ اس کے اثر سے تمام زمین و آسمان والے مر جائیں گے علاوہ ان کے جن کو اللہ تعالیٰ محفوظ رکھنا چاہیں گے اس کے بعد اللہ تعالیٰ (باوجود ہر بات معلوم ہونے کے) ملک الموت سے دریافت فرمائیں گے کہ اب کون باقی رہا؟ ملک الموت جواب میں عرض کریں گے اے اللہ! آپ باقی بچے ہیں! آپ کو کبھی موت نہ آئے گی، اور آپ کے علاوہ عرش اٹھانے والے فرشتے جبرائیل اور میکائیل باقی ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ جبرائیل و میکائیل کی روح قبض کرنے کا حکم دیں گے اس کے بعد عرش اٹھانے والے فرشتوں کی روح قبض کئے جانے کا حکم ہوگا اور پھر ملک الموت کو بھی مر جانے کا حکم ہوگا اور وہ تمام مخلوقات میں سب سے آخری مخلوق ہوں گے جن کو موت کا سامنا کرنا ہوگا"۔ (۱)

ابوبکر بن ابی الدنیا نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "اللہ تعالیٰ ملک الموت

---

(۱) ہیثمی کی مجمع الزوائد حدیث نمبر ۱۸۳۳۵

سے کہیں گے کہ تو بھی میری مخلوق میں سے ایک مخلوق ہے، میں نے تجھے پیدا کیا اب مر جا اور دوبارہ نہ زندہ ہونا"۔ (۱)

محمد بن کعب نے اپنی اطلاع کے مطابق یہ اضافہ کیا ہے کہ "ملک الموت سے کہا جائے گا کہ اب مر جا اور اس کے بعد کبھی بھی پیدا نہ ہونا۔ چنانچہ ملک الموت ایسی زبردست چیخ ماریں گے کہ اگر اس چیخ کو زمین و آسمان والے سن لیتے تو خوف کی شدت سے مر جاتے"۔

حافظ ابو موسیٰ المدینی فرماتے ہیں کہ اس روایت کی سند میں ان الفاظ کے لیے اسمٰعیل بن رافع کا کوئی متابع موجود نہیں ہے اور نہ ہی اکثر رواۃ نے ان الفاظ کو نقل کیا ہے۔

میرا (یعنی علامہ ابن کثیر مصنف تاریخ ہٰذا کا) یہ خیال ہے کہ بعض راویوں نے ان معنی کے ساتھ روایت کی ہے کہ "مر جا اور اس کے بعد کبھی بھی زندہ مت ہونا" یعنی اس کے بعد موت کا فرشتہ نہ رہے گا کیونکہ اس دن کے بعد کسی کو موت نہ آئے گی جیسے کہ صحیح روایات میں ثابت ہے۔ کہ قیامت کے دن موت کو ایک چتکبرے مینڈھے کی صورت میں لایا جائے گا اور جنت اور جہنم کے درمیان ذبح کر دیا جائے گا اور پھر کہا جائے گا اے اہل دوزخ اب تم ہمیشہ زندہ رہو گے کبھی موت نہ آئے گی"۔ اور اے اہل جنت اب تم ہمیشہ رہو گے کبھی موت نہ آئے گی"۔ (۲)

عنقریب حدیث آئے گی کہ ملک الموت فانی ہے یہاں تک کہ اس کے بعد موت کا فرشتہ کبھی بھی نہ رہے گا۔ واللہ اعلم۔

اور اگر بالفرض یہ الفاظ جناب نبی کریم ﷺ سے صحیح ثابت بھی ہیں تو اس کا ظاہری مطلب یہی ہے کہ اس کے بعد کبھی موت نہ آئے گی۔ اور یہ تاویل بھی حدیث کے صحیح ہونے کی صورت میں ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

## فصل

جیسا کہ صور کی تفصیلی حدیث میں ذکر کیا گیا ہے کہ "جب اس ذات بابرکات کے علاوہ کوئی نہ رہے گا جو اکیلا ہے واحد ہے قہار ہے، یکتا ہے بے نیاز ہے نہ کسی کا باپ ہے اور نہ کسی کا بیٹا اور نہ ہی اس کا کوئی ہمسر ہے، وہی آخر میں ہوگا جس طرح اول میں تھا، زمین و آسمان کو لپیٹ دے گا جیسے کتابوں کی فہرست کو لپیٹ دیا جاتا ہے اور پھر ان کو پھیلا کر وسیع کر دے گا اور تین مرتبہ ان کو پھیلا کر وسیع کرے گا۔

اور تین مرتبہ فرمایا کہ میں ہی جبار ہوں، پھر پکارے گا کون ہے آج حقیقی بادشاہ (تین مرتبہ پکارے گا) لیکن کوئی ایک بھی جواب دینے والا نہ ہوگا، پھر خود ہی جواب دیتے ہوئے ارشاد فرمائے گا "صرف اللہ ہی کے لئے جو اکیلا ہے اور زبردست ہے۔"

جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد (سورۃ الزمر آیت نمبر ۶۷) ہے کہ:

> "اور (افسوس) کہ ان لوگوں نے خدا تعالیٰ کی کچھ عظمت نہ کی جیسی عظمت کرنا چاہیے تھی (اس کی وہ شان ہے کہ) ساری زمین اس کی مٹھی میں ہوگی قیامت کے دن اور تمام آسمان لپٹے ہوں گے اس کے داہنے ہاتھ میں وہ پاک اور برتر ہے ان کے شرک سے۔"
>
> (ترجمہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ)

اور اسی طرح سورۃ الانبیاء آیت نمبر ۱۰۴ میں ارشاد فرمایا کہ:

> "وہ دن (بھی) یاد کرنے کے قابل ہے جس روز ہم (نفخہ اولیٰ کے وقت) آسمان کو اس طرح لپیٹ دیں گے جس طرح لکھے ہوئے مضمون کا کاغذ لپیٹ لیا جاتا ہے اور "ہم نے جس طرح اول بار پیدا کرتے وقت ہر چیز کی ابتداء کی تھی اسی طرح (آسانی سے) اس کو دوبارہ پیدا کر دیں گے یہ ہمارے ذمہ وعدہ ہے۔" (ترجمہ حضرت تھانوی)

اور سورۃ الحدید آیت نمبر ۳ میں فرمایا کہ:

> "وہی پہلے ہے اور وہی پیچھے اور ظاہر ہے اور وہی مخفی ہے اور ہر چیز کا خوب جاننے والا ہے۔"

---

(۱) مسند امام احمد حدیث نمبر ۲/۱۹۲ اور حدیث نمبر ۲/۵۱۳ مستدرک حاکم حدیث نمبر ۱/۸۳ (۲) بخاری کتاب التفسیر باب (وانذرہم یوم الحسرۃ) حدیث نمبر ۴۷۳۰ ترمذی کتاب صفۃ الجنۃ باب ما جاء فی خلود اہل الجنۃ واہل النار حدیث نمبر ۲۵۵۸ مسند احمد حدیث نمبر ۲/۳۷۷

اور سورۃ غافر آیت نمبر ۱۵ تا ۱۷ میں ارشاد فرمایا کہ

"(وہ) مالک درجات عالی وہ صاحب عرش ہے، اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے اپنے حکم سے وحی بھیجتا ہے تا کہ وہ قیامت کے دن سے ڈراوے۔ جس روز وہ نکل پڑیں گے، ان کی کوئی چیز خدا سے مخفی نہ رہے گی۔ آج کس کی بادشاہت ہے؟ خدا ہی کی جو یکتا اور غالب ہے۔ آج کے دن ہر شخص کو اس کے اعمال کا بدلہ دیا جائے گا۔ آج بے انصافی نہ ہوگی بے شک خدا بہت جلد حساب لینے والا ہے۔" (ترجمہ حضرت تھانوی)

اور صحیحین میں امام زہری کے حوالے سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی گئی ہے، فرماتے ہیں کہ جناب نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

"اللہ تعالیٰ زمین کو اپنے قبضے میں لے لیں گے اور آسمان کو اپنے دائیں ہاتھ سے لپیٹ لیں گے، اور پھر فرمائیں گے کہ میں ہی بادشاہ ہوں، میں ہی جبار ہوں، کہاں ہیں زمین کے بادشاہ؟ کہاں ہیں جبار و متکبر لوگ؟"

صحیحین میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

"اللہ تعالیٰ آسمان کو اپنے دائیں ہاتھ کی مٹھی میں لے لیں گے اور پھر فرمائیں گے کہ میں ہی شہنشاہ ہوں۔"[1]

مسند احمد اور صحیح مسلم میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ آپ ﷺ نے سورۃ زمر کی آیت نمبر ۶۷ منبر پر تلاوت فرمائی کہ

"اور (افسوس) ان لوگوں نے خدا تعالیٰ کی کچھ عظمت نہ کی جیسی عظمت کرنا چاہئے تھی حالانکہ (اس کی وہ شان ہے کہ) ساری زمین اس کی مٹھی میں ہوگی قیامت کے دن اور تمام آسمان لپٹے ہوں گے اس کے داہنے ہاتھ میں، وہ پاک اور برتر ہے ان کے شرک سے۔" (ترجمہ حضرت تھانوی)

اور رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے کہ اس طرح (اپنے ہاتھ کے اشارے سے) اس کو حرکت دیتے، کبھی آگے لے جاتے اور کبھی پیچھے۔ اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اپنی بزرگی بیان کریں گے کہ میں ہی جبار ہوں، میں ہی متکبر ہوں، میں ہی بادشاہ ہوں، میں ہی زبردست ہوں اور میں ہی کریم ہوں۔ اسی دوران آپ ﷺ کا منبر اتنا ہلنے لگا کہ ہم سمجھے کہ منبر آپ ﷺ سمیت گر نہ پڑے۔[2]

اس مقام سے متعلق دیگر بہت سی روایات ہم نے اپنی تفسیر کی کتاب میں اس آیت کی تفسیر کے ذیل میں بیان کر دی ہیں اور وہاں تفصیل سے بیان کر دیا ہے اور تعریف تو اللہ ہی کے لئے ہے۔

## فصل

حدیث صور میں فرمایا کہ "اللہ تعالیٰ اس زمین کو تبدیل کر دیں گے، اس کو پھیلا دیں گے اور خوب ہموار کر دیں گے اور اس کو اس طرح کھینچ کر دراز کر دیں گے جیسے بازار میں کھال کو کھینچ کر سیدھا کر دیا جاتا ہے۔ آپ اس میں کوئی اونچ نیچ نہ دیکھیں گے۔"

پھر اللہ تعالیٰ مخلوق کو دوسری زمین پر لے آئیں گے کہ وہ بھی زمین و آسمان کی طرح تبدیل ہو جائیں گے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ:

"جس روز دوسری زمین بدل جائے گی اس زمین کے علاوہ اور آسمان بھی اور سب کے سب ایک زبردست اللہ کے روبرو پیش ہوں گے۔"

(سورہ ابراہیم آیت نمبر ۴۸) (ترجمہ حضرت تھانوی)

صحیح مسلم میں ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے، فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے سوال پوچھا گیا کہ جس دن زمین

---

[1] بخاری کتاب الرقاق، باب یقبض اللہ الارض یوم القیامۃ، حدیث نمبر ۶۵۱۹، مسلم کتاب صفات المنافقین باب کتاب صفۃ القیامۃ والجنۃ والنار، حدیث نمبر ۷۲۲۸، مسند ابن ماجہ باب فیما انکرت الجہمیہ، حدیث نمبر ۱۹۲

[2] بخاری کتاب التوحید باب قول اللہ تعالیٰ لما خلقت بیدی، حدیث نمبر ۷۴۱۲، مسلم کتاب صفات المنافقین باب صفۃ القیامۃ والجنۃ والنار، حدیث نمبر ۷۲۲۸، مسند احمد حدیث نمبر ۵۴۱۴

آسمان کو تبدیل کر دیا جائے گا تو لوگ کہاں ہوں گے؟ فرمایا پل کے نیچے اندھیروں میں۔"(۱)

اس تبدیلی سے مراد حدیث میں مذکور تبدیلی کے علاوہ کوئی اور تبدیلی ہے اور وہ یہ کہ دوسری اور تیسری مرتبہ صور پھونکے جانے کے درمیان زمین کی علامات تبدیل ہو جائیں گی، پہاڑ ادھر ادھر اڑتے پھریں گے اور زمین ڈولنے لگے گی اور پوری زمین ایک ہموار زمین میں تبدیل ہو جائے گی نہ ہی اس میں کوئی ٹیڑھا پن ہوگا نہ گھاٹیاں نہ وادیاں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ طٰہٰ آیت نمبر ۱۰۵ تا ۱۰۷ میں ارشاد فرمایا ہے کہ:

> "اور لوگ آپ سے پہاڑوں کی نسبت پوچھتے ہیں (کہ قیامت میں ان کا کیا حال ہوگا) سو آپ فرما دیجئے کہ میرا رب ان کو بالکل اڑا دے گا پھر زمین کو ایک میدان ہموار کر دے گا کہ جس میں تو (اے مخاطب) نہ ہمواری دیکھے گا اور نہ کوئی بلندی۔ یعنی نہ گہرائی ہوگی اور نہ کوئی بلندی۔" (ترجمہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ)

اور سورۃ نبا آیت ۲۰ میں ارشاد ہوا:

> "اور پہاڑ (اپنی جگہ سے) ہٹا دیے جائیں گے سو وہ ریت کی طرح ہو جائیں گے۔"

اور سورۃ القارعۃ آیت نمبر ۵ میں فرمایا کہ:

> "اور پہاڑ دھنکی ہوئی رنگین اون کی طرح ہو جائیں گے۔" جبکہ سورۃ الحاقۃ آیت نمبر ۱۴ میں ارشاد ہوا کہ "اور زمین اور پہاڑ اٹھا لیے جاویں گے پھر دونوں ایک ہی دفعہ ریزہ ریزہ کر دیے جائیں گے۔"

اور سورۃ الکہف آیت نمبر ۴۷ میں ارشاد فرمایا کہ:

> "اور اس دن کو بھی یاد کرنا چاہیے جس دن ہم پہاڑوں کو ہٹا دیں گے اور آپ زمین کو دیکھیں گے کہ کھلا میدان پڑا ہے اور ہم ان سب کو جمع کر دیں گے اور ان میں سے کسی کو نہ چھوڑیں گے۔" (ترجمہ حضرت تھانوی)

## فصل

جیسے کہ صور والی حدیث میں ارشاد ہوا تھا کہ پھر اللہ تعالیٰ عرش کے نیچے سے پانی نازل فرمائیں گے چنانچہ یہ پانی چالیس دن تک برستا رہے گا یہاں تک کہ پانی کی سطح تمہارے سروں سے بھی بارہ گز اوپر تک جا پہنچے گی پھر اللہ تعالیٰ جسموں کو حکم دیں گے کہ وہ اگیں (یعنی اٹھ کھڑے ہوں) چنانچہ لوگ اپنی قبروں سے اگیں گے جیسے "طراثیث" (کھیرے کی ایک قسم جو عام کھیرے سے چھوٹی ہوتی ہے) یا سبزہ۔

امام احمد اور مسلم کی روایت جو انہوں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے نقل کی تھی اس میں یہ بھی گذر چکا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

> "پھر صور پھونکا جائے گا چنانچہ اس کی آواز کو سننے والا کوئی ایسا نہ رہے گا جو اس آواز کو توجہ سے سنے اور سر اٹھا کر غور سے سنے، اور اس آواز کو جو شخص سنے گا وہ اپنے حوض کو لیپ رہا ہوگا اور اسی حالت میں مر جائے گا۔ اس کو سننے والا کوئی بھی زندہ نہ بچے گا، پھر اللہ تعالیٰ ایسی بارش بھیجیں گے جیسے وہ شبنم کے قطرے ہوں یا سایہ چنانچہ اس کے اثر سے مخلوق کے جسم اگنے لگیں گے (یعنی اٹھ کے کھڑے ہونے لگیں گے)، پھر دوبارہ صور پھونکا جائے گا تو سب کے سب اٹھ کھڑے ہوں گے پھر کہا جائے گا اے لوگو! آ جاؤ اپنے رب کی طرف۔"(۲)

امام بخاری نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی ایک روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ جناب نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

> "دوبارہ صور پھونکے جانے کے درمیان چالیس کی مدت ہوگی۔"

---

(۱) مسلم کتاب الحیض باب بیان صفۃ منی الرجل والمرأۃ وان الولد مخلوق من مائھما حدیث نمبر ۷۱۶

(۲) بخاری کتاب التفسیر باب (یوم ینفخ فی الصور) حدیث نمبر ۴۹۳۵، مسلم کتاب الفتن باب ما بین النفختین حدیث نمبر ۷۴۱۴

لوگوں نے عرض کیا کہ:

"اے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ! کیا چالیس دن؟ فرمایا جس بات کا مجھے علم نہیں اس سے میں تو انکار ہی کرتا ہوں۔ پھر لوگوں نے پھر دریافت کیا کہ کیا چالیس سال؟ آپ نے فرمایا جس بات کا مجھے علم نہیں میں تو اس کا انکار ہی کرتا ہوں۔ (پھر فرمایا) انسان کا سارا جسم پرانا (بوسیدہ) ہو جائے گا سوائے ریڑھ کی ہڈی کے، قیامت کے دن اسی سے مخلوق دوبارہ پیدا ہوگی۔"[1]

امام مسلم نے اعمش کے حوالے سے یہی روایت نقل کی ہے البتہ اس میں تیسری بار پوچھنے کے بعد ابو ہریرہ کے مذکورہ جواب کا اضافہ کیا گیا ہے یعنی جس بات کا مجھے علم نہیں اس کے بارے میں میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔ پھر فرمایا کہ پھر آسمان سے پانی نازل ہوگا تو لوگ اس طرح اگیں گے جیسے سبزہ اگتا ہے۔ اور انسان کے جسم میں کوئی چیز باقی نہیں رہے گی بجز ایک ہڈی کے اور وہ "عجب الذنب" (یعنی ریڑھ کی ہڈی کا آخری سرا) اور اسی سے مخلوقات دوبارہ پیدا ہوں گی۔

ابوبکر بن ابی الدنیا نے اپنی کتاب بعنوان "اهوال یوم القیامۃ" میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں قیامت کے دن سے پہلے چھ علامات ہوں گی لوگ بازاروں میں گھوم پھر رہے ہوں گے کہ اچانک سورج کی روشنی ختم ہو جائے گی۔ ابھی لوگ اسی حیرت سے نکلے نہ ہوں گے کہ پہاڑ زمین پر گر کر ریزہ ریزہ ہو جائیں گے پھر ستارے حرکت اور بے چینی کا اظہار کرتے ہوئے گر جائیں گے زمین بھی بہت خلط ملط ہو جائے گی۔ جنات انسانوں کی جانب سب گھبرا کر بھاگیں گے (اسی گھبراہٹ کی وجہ سے) چوپائے، وحشی جانور اور پرندے بھی آپس میں مل جائیں گے اور ہر ایک پر ایسی گھبراہٹ طاری ہوگی کہ کسی کو دوسرے کا ہوش نہ ہوگا اس کو بیان کیا گیا ہے "واذا الوحوش حشرت" یعنی جب وحشی جانور (گھبراہٹ کے مارے) اکٹھے ہو جائیں گے۔ اور فرمایا "واذا العشار عطلت" یعنی اور جب دس مہینے کی گابھن اونٹنیاں چھٹی پھریں گی۔ اور "واذا البحار سجرت" یعنی "اور جب دریا آگ کر دئیے جائیں گے۔" (سورۃ تکویر آیت نمبر ۶،۴)

جنات انسانوں سے کہیں گے ہم تمہیں ایک خبر سناتے ہیں۔ سمندر کی طرف چلو۔ جب سمندر تک پہنچیں گے تو سمندر بھڑکتی ہوئی آگ میں تبدیل ہو چکا ہوگا۔ ابھی لوگ اسی حیرت و پریشانی کے عالم میں ہوں گے کہ زمین ایک ہی جھٹکے میں نچلی ساتویں تہہ تک پھٹ جائے گی اسی طرح آسمان بھی اوپر ساتویں آسمان تک پھٹ جائے گا۔ اسی دوران ایک ہوا چلے گی جس سے سب لوگوں کو موت آ جائے گی۔

ابن ابی الدنیا نے [illegible] بن یزید السکسکی کی روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ "حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کے بعد اللہ تعالیٰ ایک پاک خوشبودار ہوا بھیجیں گے۔ یہ قرب قیامت کے دن ہوں گے۔ یہ ہوا چلے گی تو ہر مومن کی موت واقع ہو جائے گی اور بدترین لوگ رہ جائیں گے۔ وہ لوگ گدھوں کی طرح شور مچائیں گے انہی پر قیامت قائم ہوگی۔ اسی دوران اللہ تعالیٰ زمین پر ایک زلزلہ بھیجیں گے جس سے لوگوں کے قدم اکھڑ جائیں گے ان کے مکانات تباہ ہو جائیں گے۔ چند قوم تین دن تین رات بھاگتے رہیں گے پھر آئیں گے ہر ایک فرار کا راستہ ڈھونڈتا ہوگا۔ یہ لوگ مغرب کی طرف آئیں گے لیکن وہ بند ہو چکا ہوگا اور اس پر محافظ فرشتے موجود ہوں گے، لوگ پھر ان لوگوں کے پاس واپس آ جائیں گے۔ اسی دوران قیامت آ جائے گی اور ایک پکارنے والے کی پکار سنی جائے گی کہ اے لوگو! "اتی امر اللہ فلا تستعجلوہ" (سورۃ النحل آیت نمبر ۱) یعنی خدا تعالیٰ کا حکم آ پہنچا سو تم اس میں جلدی مت کرو وہ لوگوں کے شرک سے پاک اور برتر ہے۔"

پھر فرمایا کہ جس طرح ایک حاملہ عورت اس پکڑتی ہے اور زچگی کے وقت شدت سے [illegible] اسی طرح [illegible] کے بعد صور پھونکا جائے گا جس کے اثر سے تمام اہل زمین پر موت آ جائے گی سوائے ان کے جنہیں اللہ تعالیٰ محفوظ رکھنا چاہے۔[2]

اور امام ابن ابی الدنیا نے ہی ایک روایت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کے طریق سے نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "تمہارے پاس ایک سیاہ بادل ڈھال کی مانند آئے گا مغرب کی جانب سے یہ بلند ہوتا چلا جائے گا یہاں تک کہ آسمان پر چھا جائے گا اور ایک پکارنے والا پکارے گا اے لوگو! بے شک اللہ کا حکم آ پہنچا۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے دو آدمی (خرید و فروخت کے لیے)

---

[1] بخاری کتاب التفسیر باب (یوم ینفخ فی الصور) حدیث نمبر ۴۸۱۴، مسلم کتاب الفتن باب بین النفختین حدیث نمبر [illegible]

[2] [illegible] کتاب الفتن باب [illegible] حدیث نمبر [illegible]

کپڑے پھیلائے ہوئے ہوں گے لیکن لپیٹنے کی نوبت نہ آئے گی، اور ایک آدمی اپنے حوض کو لیپ رہا ہوگا لیکن اس سے پینے کی نوبت نہ آئے گی، اور ایک شخص اپنی اونٹنی کا دودھ دوہ رہا ہوگا لیکن اس میں سے ایک قطرہ بھی پینے کی نوبت نہ آئے گی"۔ (۱)

محارب بن دثار نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن پرندے اپنی دم کے ذریعے اڑیں گے اور بلا کسی طلب کے وہ سب کچھ اگل دیں گے جو ان کے پیٹ میں ہوگا، اور یہ سب قیامت کے خوف سے ہوگا۔ ابن ابی الدنیا نے اپنی کتاب "الاہوال" میں اس کو ذکر کیا ہے۔

ابن ابی الدنیا نے ہی حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی ایک روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "جو شخص یہ چاہتا ہے کہ قیامت کے دن کو اپنی آنکھوں سے دیکھے تو اس کو چاہئے کہ "اذا الشمس کورت" (سورۃ التکویر)، "اذا السماء انفطرت" (سورۃ الانفطار) اور "اذا السماء انشقت" (سورۃ الانشقاق) پڑھا کرے"۔

اس روایت کو امام احمد اور ترمذی نے عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نقل کیا ہے۔ (۲)

## تیسری اور آخری مرتبہ (نفخۃ البعث) صور پھونکا جانا

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ "اور (قیامت کے روز) صور میں پھونک ماری جاوے گی۔ سو تمام آسمانوں اور زمین والوں کے ہوش اڑ جائیں گے مگر جس کو خدا چاہے، پھر اس (صور) میں دوبارہ پھونک ماری جاوے گی تو دفعتاً سب کے سب کھڑے ہو جائیں گے (اور چاروں طرف) دیکھنے لگیں گے"۔

(سورۃ الزمر آیت نمبر ۶۸ ۔ ترجمہ حضرت تھانوی)

سورۃ النبأ آیت نمبر ۱۸ تا ۲۰ میں ارشاد ہوا کہ "یعنی جس دن صور پھونکا جائے گا۔ پھر تم لوگ گروہ گروہ آؤ گے اور آسمان کھل جاوے گا پھر اس میں دروازے ہی دروازے ہو جائیں گے اور پہاڑ اپنی جگہ سے ہٹا دیئے جاویں گے سو وہ ریت کی طرح ہو جائیں گے"۔

سورۃ الاسراء آیت نمبر ۵۲ میں ارشاد فرمایا ہے کہ "یہ اس روز ہوگا کہ اللہ تعالیٰ تم کو پکارے گا اور تم (بالاضطرار) اس کی حمد کرتے ہوئے حکم کی تعمیل کرو گے اور تم یہ خیال کرو گے کہ تم بہت ہی کم رہے تھے"۔

سورۃ النازعات آیت نمبر ۱۳۔۱۴ میں فرمایا کہ "بس وہ ایک ہی سخت آواز ہوگی جس سے سب لوگ فوراً ہی میدان میں آ موجود ہوں گے"۔

(ترجمہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ)

جبکہ سورۃ یٰسین آیت نمبر ۵۱۔۵۴ میں ارشاد ہوا کہ "ہائے ہماری کم بختی ہم کو قبروں سے کس نے اٹھا دیا یہ وہی (قیامت) ہے جس کا رحمٰن نے وعدہ کیا تھا اور پیغمبر سچ کہتے تھے بس وہ ایک زور کی آواز ہوگی جس سے یکا یک سب جمع ہو کر ہمارے پاس حاضر کر دیئے جائیں گے پھر اس دن کسی شخص پر ذرا ظلم نہ ہوگا اور تم کو بس انہیں کاموں کا بدلہ ملے گا جو تم کیا کرتے تھے"۔ (ترجمہ حضرت تھانوی)

صور والی مذکورہ روایت میں دوسری مرتبہ صور پھونکے جانے کے بعد اور تمام مخلوقات کے قیام اور ہمیشہ زندہ رہنے والی ذات کی بقاء (جو سب سے اول اور آخر ہے، اور یہ کہ وہ دونوں کے درمیان زمین و آسمان کو تبدیل کریں گے) کے بعد فرمایا تھا کہ پھر پانی کو برسنے کا حکم فرمائیں جس سے قبروں میں اجساد و اجسام دوبارہ اٹھ کھڑے ہوں گے اور اپنی قبروں ہی میں دوبارہ زندہ ہوں گے جیسے اپنی دنیاوی زندگی میں رہا کرتے تھے یعنی صرف روحیں نہیں ہوں گی بلکہ دنیاوی زندگی کی طرح زندہ ہوں گے۔

پھر اللہ تعالیٰ حکم فرمائیں گے کہ عرش اٹھانے والے فرشتے زندہ ہو جائیں، تو وہ زندہ ہو جائیں گے۔ پھر حضرت اسرافیل علیہ السلام کو حکم دیا جائے گا وہ صور کو لے کر اپنے منہ پر رکھیں گے۔ پھر حضرت جبرائیل و میکائیل کو زندہ ہونے کا حکم دیا جائے گا وہ بھی زندہ ہو جائیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ روحوں کو طلب فرمائیں گے، روحوں کو لایا جائے گا مومنین کی ارواح نور سے چمک رہی ہوں گی، اور دوسری روحیں اندھیروں میں ڈوبی ہوئی ہوں گی،

---

(۱) مستدرک حاکم حدیث نمبر ۴/ ۵۳۹، الدر المنثور للسیوطی حدیث نمبر ۲/ ۱۰۱، کنز العمال حدیث نمبر ۳۸۵۵۵

(۲) ترمذی کتاب تفسیر القرآن باب ومن سورۃ (اذا الشمس کورت) حدیث نمبر ۳۳۳۳، مسند احمد حدیث نمبر ۲/ ۲۷، حدیث نمبر ۲/ ۱۰۰

اللہ تعالیٰ ان تمام ارواح کو پکڑ لیں گے اور صور میں ڈال دیں گے۔ پھر حضرت اسرافیل علیہ السلام کو حکم ہوگا کہ صور پھونکا جائے۔ چنانچہ وہ صور پھونکیں گے۔ لہٰذا ارواح صور میں سے اس طرح نکلیں گی جیسے شہد کی مکھیاں ہوتی ہے اور زمین و آسمان کو بھر دیں گی۔

پھر اللہ تعالیٰ فرمائیں گے، میری عزت وجلال کی قسم ہر روح اس جسم کی طرف چلی جائے جس میں وہ دنیاوی زندگی کے دوران رہتی تھی۔ چنانچہ ارواح جسموں کی طرف آئیں گی اور ناک کے ذریعے پورے جسم میں اس طرح سرایت کر جائیں گی جیسے کسی ڈسے ہوئے کے جسم میں زہر سرایت کر جاتا ہے۔ پھر تم سے زمین پھٹ جائے گی۔

پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں وہ سب سے پہلا شخص ہوگا جس کی (قبر کی) زمین پھٹے گی، پھر سب لوگ قبروں سے نکل کر دوڑتے گھبراتے ہوئے اپنے رب کی طرف چل پڑیں گے۔ کافر کہیں گے کہ آج تو بہت سخت دن ہے۔ ننگے پیر ہوں گے، ننگے بدن ہوں گے اور غیر مختون ہوں گے۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان مبارک ہے "جس دن یہ قبروں سے نکل کر اس طرح دوڑیں گے جیسے کسی پرستش گاہ کی طرف دوڑے جاتے ہیں (اور) ان کی آنکھیں (مارے شرمندگی کے) نیچے کو جھکی ہوں گی (اور) ان پر ذلت چھائی ہوگی (بس) یہ ہے ان کا وہ دن جس کا ان سے وعدہ کیا جاتا تھا"۔

(سورۃ المعارج آیت نمبر ۴۳ تا ۴۴ ترجمہ حضرت تھانوی)

اور سورۃ ق آیت نمبر ۴۱ تا ۴۴ ارشاد فرمایا کہ "اور فرض نمازوں کے بعد بھی اور سن رکھو کہ جس دن ایک پکارنے والا پاس ہی سے پکارے گا جس روز اس چیخنے کو بالیقین سب سن لیں گے یہ دن ہوگا (قبروں سے) نکلنے کا ہم ہی (اب بھی) جلاتے ہیں اور ہم ہی مارتے ہیں اور ہماری ہی طرف پھر لوٹ کر آنا ہے۔ جس روز زمین ان (مردوں) پر سے کھل جائے گی جبکہ وہ دوڑتے ہوں گے یہ ہمارے نزدیک ایک آسان جمع کر لینا ہے۔"

(ترجمہ حضرت تھانوی)

جبکہ سورۃ قمر میں ارشاد ہوا ہے کہ "تو آپ ان کی طرف سے کچھ خیال نہ کیجئے جس دن ایک بلانے والا فرشتہ ایک ناگوار چیز کی طرف بلاوا دے گا ان کی آنکھیں (مارے ذلت کے) جھکی ہوئی ہوں گی (اور) (قبروں سے اس طرح نکل رہے ہوں گے جیسے ٹڈی دل پھیل جاتی ہے"۔

(سورۃ القمر آیت نمبر ۶، ۷، ترجمہ حضرت تھانوی)

اور سورۃ طٰہٰ آیت نمبر ۵۵ میں فرمایا کہ:

> "ہم نے تم کو اسی زمین سے پیدا کیا اور اسی میں ہم تم کو (بعد موت) لے جاویں گے اور قیامت کے روز پھر دوبارہ اسی سے ہم تم کو نکالیں گے"۔ (ترجمہ حضرت تھانوی)

سورۃ الاعراف آیت نمبر ۲۵ میں فرمایا کہ:

> "تم کو وہاں ہی زندگی بسر کرنا ہے اور وہاں ہی مرنا ہے اور اسی میں سے پھر پیدا ہونا ہے"۔ (ترجمہ حضرت تھانوی)

سورۃ نوح آیت نمبر ۱۷، ۱۸ میں فرمان مبارک ہے کہ "اور اللہ نے تم کو زمین سے ایک خاص طور پر پیدا کیا پھر زمین میں ہی لے جائے گا قیامت میں پھر اسی زمین سے تم کو باہر لے جائے گا"۔

جبکہ سورۃ نبا آیت نمبر ۱۸ میں ارشاد ہوا کہ:

> "یعنی جس دن صور پھونکا جائے گا پھر تم لوگ گروہ گروہ ہو کر آؤ گے"۔ (۱) (ترجمہ حضرت تھانوی)

ابن ابی الدنیا نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ "ہوا چلائی جائے گی جو نہایت تیز اور ٹھنڈی ہوگی۔ یہ ہوا زمین پر کسی مومن کو نہ چھوڑے گی۔ پھر لوگوں پر قیامت قائم ہوگی، چنانچہ زمین و آسمان کے درمیان ایک فرشتہ کھڑا ہوگا جس کے پاس صور ہوگا۔ وہ صور پھونکے گا۔ چنانچہ زمین و آسمان کی تمام مخلوقات کو موت آجائے گی۔ پھر دو دفعہ صور پھونکے جانے کے درمیان وہی ہوگا جو اللہ چاہے گا، پھر اللہ تعالیٰ عرش کے نیچے سے پانی نازل فرمائیں گے۔ چنانچہ اسی پانی سے مخلوقات کے جسم اور گوشت اگیں گے۔ جیسے سیرابی سے زمین اگتی ہے"۔ پھر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے سورۃ فاطر کی آیت نمبر ۹ تلاوت فرمائی "کذلک النشور" یعنی اسی طرح قیامت میں

---

(۱) بیہقی کتاب البعث والنشور حدیث نمبر ۶۶۹ طبرانی کی "مطولات" حدیث نمبر ۳۶ طبرانی کی تفسیر مختصر مطول حدیث نمبر ۱۵/۲۹۳۵ اور حدیث نمبر ۱۲/۱۳۷، ۱۳۲

آدمیوں کا جی اٹھنا ہوگا"۔ (ترجمہ حضرت تھانوی)

پھر فرشتہ صور لے کر زمین و آسمان کے درمیان کھڑا ہوگا اور صور پھونکے گا چنانچہ ہر نفس اپنے جسم کی طرف بڑھے گا اور اس میں داخل ہو جائے گا اور رب العالمین کے سامنے حاضر ہو جائے گا۔(۱)

وہب بن منبہ فرماتے ہیں کہ "لوگ قبروں میں بوسیدہ ہو جائیں گے، چنانچہ جو چیخ کی آواز سنیں گے تو ارواح اپنے جسموں کی طرف واپس آ جائیں گی یہاں تک کہ ہڈیوں اور جوڑوں میں سما جائیں گی، پھر جب دوسری مرتبہ صور پھونکے جانے کی آواز سنیں گے تو سب لوگ اپنے قدموں پر کھڑے ہو جائیں گے اپنے سروں سے مٹی جھاڑ رہے ہوں گے، مومنین کہہ رہے ہوں گے کہ اے اللہ! پاک ہے آپ کی ذات، جیسے آپ کی عبادت کا حق تھا ویسے ہم آپ کی عبادت نہ کر سکے۔

## دوبارہ زندہ ہونے سے متعلق احادیث

سفیان ثوری نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ پھر ہوا بھیجی جائے گی جس میں نہایت شدید ٹھنڈک ہوگی۔ چنانچہ زمین پر کوئی مومن ایسا نہ رہے گا جو اس ہوا کے اثر سے وفات پا جائے، پھر لوگوں پر قیامت قائم ہوگی۔ پھر ایک فرشتہ زمین و آسمان کے درمیان صور لے کر کھڑا ہوگا اور صور پھونکے گا۔ چنانچہ اس صور کے اثر سے وہی ہوگا۔ پھر اللہ تعالیٰ عرش کے نیچے سے پانی نازل فرمائیں گے۔ لہٰذا لوگوں کے جسم اور گوشت اگنے لگیں گے جیسے زمین میں سبزہ اگتا ہے۔ پھر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے سورۃ فاطر کی آیت نمبر ۹ تلاوت فرمائی۔ "اور اللہ ایسا قادر ہے جو بارشوں سے پہلے ہواؤں کو بھیجتا ہے پھر وہ ہوائیں بادلوں کو اٹھاتی ہیں پھر ہم اس بادل کو خشک قطعہ زمین کی طرف لے جاتے ہیں پھر ہم اس کے (پانی کے) ذریعے سے زمین کو زندہ کرتے ہیں اسی طرح قیامت میں آدمیوں کا جی اٹھنا ہے"۔ (ترجمہ حضرت تھانوی)

پھر ایک فرشتہ زمین و آسمان کے درمیان صور لے کر کھڑا ہوگا اور صور پھونکے گا۔ چنانچہ ہر روح اپنے جسم کی طرف روانہ ہوگی اور اس میں داخل ہو جائے گی۔ چنانچہ وہ سب کھڑے ہو جائیں گے اور اپنے رب کے دربار میں حاضر ہونے لگیں گے۔

ابن ابی الدنیا نے حضرت ابو رزین رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ مردوں کو کیسے زندہ فرمائیں گے؟ اور مخلوق میں اس کی کیا علامت ہے؟

تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا "اے ابو رزین! کیا تو کبھی نہایت دشوار گذار اور مہلک وادی سے نہیں گذرا؟ اور کیا تو سبزہ زار سے نہیں گذرا؟" میں نے عرض کیا جی حضرت گذرا ہوں۔ فرمایا اسی طرح اللہ تعالیٰ مردوں کو زندہ کریں گے اور یہی مخلوقات میں اس کی نشانی ہے"۔(۲)

امام احمد نے عبدالرحمن بن مہدی اور غندر سے بھی ایسی ہی روایت نقل کی ہے۔ جبکہ علی بن اسحٰق کے طریق سے امام احمد نے ایک روایت حضرت ابو رزین العقیلی رضی اللہ عنہ ہی کی نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور عرض کیا، یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ مردوں کو کیسے زندہ فرمائیں گے؟ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا کہ کیا کبھی تم کسی قحط زدہ زمین سے گذرے ہو؟ کیا تم کبھی سرسبز و شاداب زرخیز زمین سے گذرے ہو؟

فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا جی ہاں گذرا ہوں تو آپ ﷺ نے سورۃ فاطر کی آیت نمبر ۹ تلاوت فرمائی "کذلک النشور" یعنی اسی طرح قیامت میں آدمیوں کا جی اٹھنا ہے"۔ (ترجمہ حضرت تھانوی)

پھر فرماتے ہیں کہ میں نے دوبارہ پوچھا یا رسول اللہ! ایمان کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تو گواہی دے کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، اور یہ کہ محمد اللہ کے بندے اور رسول ہیں، اور یہ کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ تمہیں سب سے زیادہ محبوب ہیں اور یہ کہ تو شرک کرنے کے بجائے آگ میں جل جانا پسند کرے اور کسی ایسے بے نسب شخص کی محبت تیرے دل میں داخل ہوگی جیسے پیاسے کے دل میں پانی کی محبت ہوتی ہے ایسے دن میں جب کہیں پانی دستیاب نہیں ہوگا۔

---

(۱) طبری کی تفسیر سورۃ فاطر حدیث نمبر ۱۲/ ۱۱۹ (۲) مسند احمد حدیث نمبر ۱۱ اور حدیث نمبر ۳/ ۱۲

میں نے عرض کیا، یا رسول اللہ! مجھے کیسے معلوم ہوگا کہ میں مومن ہوں؟ ارشاد فرمایا کہ میرے امتیوں میں سے کوئی بھی ایسا نہیں، یا کوئی امت ایسی نہیں گذری جس میں کوئی ایسا شخص نہ ہو جو اچھا عمل کرے اور اسے معلوم نہ ہو کہ اس نے اچھا عمل کیا ہے اور یہ کہ اللہ تعالیٰ اس کو اچھا بدلہ دیں گے، اور کوئی ایسا نہیں جو برا عمل کرے اور اسے معلوم نہ ہو کہ اس نے برا عمل کیا ہے اور اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرما دیں گے اور وہ جانتا ہو کہ اللہ کے علاوہ اور کوئی معاف نہیں کر سکتا مگر یہ کہ وہ مومن ہو۔

ولید بن مسلم جنہوں نے صور پر حدیث کے متعدد طرق اور آثار جمع کیے ہیں۔ وہ ایک آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ ایک فرشتہ بیت المقدس کی چٹان پر کھڑا ہوگا اور پکارے گا کہ اے بوسیدہ ہڈیو! اے ٹوٹے ہوئے جوڑو! اللہ تعالیٰ تمہیں حکم دیتے ہیں کہ فیصلے کے لیے جمع ہو جاؤ۔

حضرت قتادہ فرماتے ہیں کہ جن قبروں میں عذاب ہو رہا ہے ان کا عذاب صرف دوسری اور تیسری مرتبہ صور پھونکے جانے کے درمیان اٹھایا جائے گا۔

چنانچہ اسی لیے جب کافر کو دوبارہ اٹھایا جائے گا تو وہ کہے گا "ہائے تباہی ہمیں ہماری قبروں سے کس نے اٹھایا"۔ یعنی اس درمیانے وقفے کے دوران اور مومن اس کو کہے گا کہ "یہی ہے وہ جس کا رحمٰن نے وعدہ کیا تھا اور رسولوں نے سچ کہا تھا"۔

ابوبکر بن ابی الدنیا نے معدی بن سلیمان سے نقل کیا ہے فرماتے ہیں کہ "ابو محلم الجسری کی ایک [illegible] تھا اس کے بھائی بند دوست احباب اس کے پاس جمع ہوتے اور وہ یہ آیت تلاوت کرتا کہ" کہیں گے کہ ہائے ہماری کم بختی ہم کو قبروں سے کس نے اٹھایا۔ یہ وہی (قیامت) ہے جس کا رحمٰن نے وعدہ کیا تھا اور پیغمبر سچ کہتے تھے"۔ (سورۂ یٰس نمبر ۵۲ ترجمہ حضرت تھانوی)

تو روتا اور کہتا کہ بے شک قیامت کی ہولناکی سختی اور لوگوں کے دلوں سے نکل گئی ہے۔ اگر واقعی لوگ سو رہے ہوں جیسا کہ بظاہر معلوم ہوتا ہے تو قبر سے اٹھنے کے بعد پہلی ہی بار میں "ویل" "یعنی تباہی ہو تباہی ہو" پکارتے اور عرض کرنے کی جگہ توقف نہ کریں اور مگر یہ کہ وہ خود اپنی آنکھوں سے عظیم الشان زبردست خطرے کا مشاہدہ نہ کرلیں، قیامت اپنے تمام جلیل القدر اور عظیم الشان حوادث و واقعات کے ساتھ قائم ہوگی۔ لیکن چونکہ وہ ایک طویل عرصے سے برزخ میں تکلیف و عذاب بھگت رہے تھے۔ اس درد و عذاب کو ختم ہوتے وقت انہوں نے "ویل" "ویل" پکارا تھا، کیونکہ یہ تو قبروں سے اٹھتے وقت پکارا تھا۔ اور اگر ایسا نہ ہوتا یعنی آخری دو مرتبہ صور پھونکے جانے کے درمیان قبروں میں ان سے عذاب نہ ہٹایا جاتا تو مردے قبروں میں رہنے والے اس عرصے کو معمولی نہ سمجھتے اور اس عرصے (قبروں میں گذارا ہوا) کو سونے سے تعبیر نہ کرتے اور قرآن کریم سورۃ النازعات آیت نمبر ۳۴ میں اس کی دلیل مذکور ہے "فاذا جاءت الطامة الكبرى" یعنی سو جب وہ بڑا ہنگامہ آئے گا۔ (ترجمہ حضرت تھانوی)

یہ کہ ابو محلم الجسری اتنا روتے کہ ان کی داڑھی تر ہو جاتی۔

ولید بن مسلم نے عبداللہ الحضرمی سے نقل کیا ہے کہتے ہیں کہ میں نے ابو ادریس خولانی کو سنا وہ فرما رہے تھے کہ ایک مرتبہ زمانہ جاہلیت میں عراق اور شام کے درمیان لوگ اپنے بزرگوں کے پاس جمع ہوئے ان میں سے ایک بزرگ کھڑے ہوئے اور بولے اے لوگو! تم لوگ مرنے والے ہو اور پھر فیصلے اور حساب کے دن دوبارہ اٹھائے جانے والے ہو۔ اس کے بعد ایک اور کھڑا ہوا اور بولا اللہ کی قسم میں نے ایک آدمی کو دیکھا ہے جس کو اللہ تعالیٰ کبھی دوبارہ نہیں اٹھائیں گے۔ عرب کے موسموں میں سے ایک موسم میں اپنی سواری سے گر پڑا اس کے اونٹ نے اس کو اپنے پیروں تلے کچل دیا اور چوپایوں نے اپنے کھروں سے اور لوگوں نے اپنے پیروں سے کچل دیا یہاں تک کہ وہ بوسیدہ ہو گیا حتیٰ کہ اس کا کوئی انگلی کا پورا بھی باقی نہ رہا۔

تو اس بزرگ نے اس شخص سے کہا کہ تم ایک ایسی قوم سے تعلق رکھتے ہو، جن کی عقلیں مقید ہیں، جن کے ایمان و یقین ضعیف ہیں، جن کے اول قلیل ہیں۔ اگر ایک گھوڑا اس ہڈی کو کھالے اور پھر خارج کر دے اور کوئی کتا آ کر اس کو کھائے اور فضلے کے ساتھ خارج کر دے اور پھر کوئی مرغی اس کو کھالے اور پیٹ کے ذریعے اس کو خارج کر دے اور پھر کوئی اس کو ہانڈی کے نیچے آگ میں جلا دے اور ہوا اس کی راکھ کو ادھر ادھر بکھیر دے، تب بھی اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کو اصل حالت میں آنے کا حکم دیں گے تو وہ چیز اپنی اصل صورت میں آ جائے گی پھر حساب کتاب کے لیے اس کو حاضر کر دیا جائے گا۔

ولید کہتے ہیں کہ مجھے عبدالرحمٰن بن یزید بن جابر نے حدیث بیان کی کہ زمانہ جاہلیت کے ایک بزرگ نے آپ ﷺ سے پوچھا اے محمد! مجھے

تین باتیں معلوم ہوئی ہیں کہ آپ فرماتے ہیں حالانکہ وہ باتیں ایسی ہیں کہ کوئی بھی عقلمند ان پر یقین نہیں کر سکتا۔ (اول یہ کہ) مجھے معلوم ہوا کہ آپ فرماتے ہیں کہ عرب اور ان کے آباؤ اجداد جس کی عبادت کرتے تھے اب انہوں نے اس کو چھوڑ دیا ہے (دوم یہ کہ) آپ کہتے ہیں کہ ہم قیصر و کسریٰ کے خزانوں پر غالب آ جائیں گے (سوم یہ کہ) آپ کہتے ہیں کہ ہم سب کو ضرور موت آئے گی اور مرنے کے بعد سب نے دوبارہ زندہ ہونا ہے۔ تو رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "پھر میں ضرور تیرا ہاتھ پکڑوں گا قیامت کے دن اور تجھے تیری یہ باتیں یاد دلاؤں گا۔"

وہ بوڑھا پھر بولا اچھا آپ مجھے مرنے کے بعد گم تو نہ کریں گے اور بھلا تو نہ دیں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ "نہ تم مجھ سے گم ہو گے نہ میں تمہیں بھلاؤں گا"۔

پھر فرمایا کہ وہ بوڑھا طویل عرصہ زندہ رہا یہاں تک کہ رسول اکرم ﷺ نے رحلت فرمائی۔ اس بوڑھے نے آپ ﷺ کی رحلت کے بعد مسلمانوں کا غلبہ اور قیصر و کسریٰ پر فتوحات دیکھیں اور اسلام قبول کر لیا اور بہت اچھا مسلمان ثابت ہوا۔ اکثر سنا جاتا تھا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ مسجد نبوی میں اس کو سلام کرتے اور خوب تعظیم و تکریم کرتے کیونکہ آپ ﷺ نے بھی ایسا ہی کیا تھا۔ علاوہ ازیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس کے پاس تشریف لاتے اور فرماتے کہ تو مسلمان ہو گیا اور نبی کریم ﷺ نے تجھ سے وعدہ فرمایا تھا کہ وہ تیرا ہاتھ پکڑیں گے۔ اور ایسا کوئی نہیں ہو سکتا کہ آپ ﷺ اس کا ہاتھ پکڑ لیں اور وہ کامیاب و نیک بخت نہ ہو۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

ابو بکر بن ابی الدنیا نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، فرماتے ہیں کہ عاص بن وائل نبی کریم ﷺ کے پاس ایک بوسیدہ اور بکھری ہڈی لیے ہوئے آیا اور بولا اے محمد! کیا اللہ اس کو دوبارہ اٹھائے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں۔ اللہ تجھے موت دے گا، اس کی قسم پھر تجھے دوبارہ زندہ کرے گا اور پھر جہنم میں داخل کرے گا۔ اور یہ آیت نازل ہوئی کہ "اور اس نے ہماری شان میں ایک عجیب مضمون بیان کیا اور اپنی اصل کو بھول گیا۔ کہتا ہے کہ ہڈیوں کو (خصوصاً) جبکہ وہ بوسیدہ ہو گئی ہوں کون زندہ کرے گا۔ آپ جواب دے دیں کہ ان کو وہ زندہ کرے گا جس نے اول بار میں ان کو پیدا کیا ہے اور وہ سب طرح کا پیدا کرنا جانتا ہے۔" (سورۃ یٰسین آیت نمبر ۷۸ تا ۷۹، ترجمہ حضرت تھانوی)

اور سورۃ الواقعہ آیت نمبر ۶۳ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ "اچھا پھر یہ بتلاؤ کہ تم جو کچھ بوتے ہو اس کو تم اگاتے ہو"۔ (ترجمہ حضرت تھانوی)

پھر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو اور تمہیں بھی پیدا فرمایا، پھر فرمایا کہ تم کیوں نہیں اس کی تصدیق کرتے ہو؟(۱)

ابو جعفر ابن قرہ سے منقول ہے کہ فرمایا "کہا جاتا تھا کہ حیرت ہوتی ہے اس شخص پر جو دوبارہ زندہ ہونے کو جھٹلائے حالانکہ وہ پہلی مرتبہ پیدائش کو دیکھ چکا ہے۔ تعجب ہے اس شخص پر جو مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے کو جھٹلائے، حالانکہ وہ ہر دن دوبارہ اٹھتا ہے۔"(۲)

ابو العالیہ نے سورۃ الروم آیت نمبر ۲۷ کی تفسیر میں فرمایا کہ آیت (ترجمہ حضرت تھانوی) کا مطلب یہ ہے کہ ایک مرتبہ مار کر دوبارہ زندہ کرنا اللہ تعالیٰ کے لیے زیادہ آسان ہے بہ نسبت پہلی مرتبہ کے (اور جب پہلی مرتبہ کو مشکل نہیں تو دوسری مرتبہ کیوں مشکل ہوگی)۔ (رواہ ابن ابی الدنیا)

امام احمد نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ "اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ میرے بندے نے مجھے جھٹلایا حالانکہ اسے اس بات کا حق حاصل نہ تھا اور میرے بندے نے مجھے برا کہا حالانکہ اسے اس بات کا حق نہ تھا۔ رہا میرے بندے کا مجھے جھٹلانا تو اس کا یہ کہنا (مجھے جھٹلانا ہے) جس طرح ہمیں پہلے پیدا کیا دوبارہ پیدا نہ کرے گا۔ رہا مجھے برا کہنا تو اس کا یہ کہنا (مجھے برا کہنا ہے) کہ اللہ کی اولاد بھی ہے۔ حالانکہ میں اکیلا ہوں، بے نیاز ہوں، جس کا نہ کوئی باپ ہے اور نہ بیٹا اور جس کا کوئی ہمسر بھی نہیں"۔(۳)

یہ روایت صحیحین میں بھی ہے۔ اس میں وہ قصہ بھی ہے کہ ایک شخص نے اپنے بیٹوں کو وصیت کی کہ جب وہ مر جائے تو اس کو جلا دیں اور اس کی آدھی راکھ خشکی میں بکھیر دیں اور آدھی پانی میں بہا دیں۔ اور اس شخص نے اپنے بیٹوں سے یہ بھی کہا کہ اگر اللہ تعالیٰ مجھ پر قادر ہو گیا تو وہ مجھے ایسا عذاب دے گا کہ مجھ سے پہلے کسی کو ویسا عذاب نہ دیا ہوگا پورے جہاں میں۔ یہ وہ شخص تھا جس نے کبھی کوئی نیکی نہ کی تھی۔ جب مر گیا تو اس شخص کے بیٹوں نے ایسا ہی کیا جیسا کہ ان کے باپ نے ان کو وصیت کی تھی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے زمین کو حکم دیا تو زمین نے اس کی ساری راکھ جمع کر دی۔ اس کی

---

(۱) ابن الجوزی نے زاد المسیر میں نقل کی ہے حدیث نمبر ۸/ ۱۴۰۔ اور ابن ابی الدنیا نے روایت کیا ہے

(۲) ابن الجوزی کی زاد المسیر حدیث نمبر ۶/ ۳۰۲

(۳) البخاری کتاب التفسیر باب (وقالوا اتخذ اللہ ولدا سبحانہ) حدیث نمبر ۴۴۸۲ مسند احمد حدیث نمبر ۲/ ۳۱۷

ساری راکھ اکٹھی کر دو، وہ آدمی بن کر کھڑا ہو گا۔ اللہ تعالیٰ نے اس سے پوچھا تجھے اس حرکت پر کس چیز نے مجبور کیا تھا؟ اس شخص نے کہا اے میرے مالک! آپ کے خوف نے، اور آپ جانتے ہیں۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ یہ بات سن کر اللہ تعالیٰ نے اس کی بخشش فرما دی۔

صالح المری کہتے ہیں "میں ایک دن دوپہر کے وقت قبرستان میں داخل ہوا، میں نے قبروں کی طرف دیکھا تو مجھے یوں لگا کہ ایک قوم ہے جو خاموش ہے۔ میں نے کہا کہ سبحان اللہ کون ہے جو تمہیں زندہ کرے گا اور طویل عرصے تک بوسیدہ ہونے کے بعد تمہیں کون اٹھائے گا؟ اتنے میں انہی قبروں میں سے کسی پکارنے والے نے پکارا، اے صالح! اور اسی کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ آسمان اور زمین اس کے حکم سے قائم ہیں پھر جب تم کو پکار کر زمین میں سے بلائے گا تو تم یکبارگی نکل پڑو گے"۔ (سورۃ روم آیت نمبر ۲۵)

**قیامت جمعہ کے دن آئے گی......** اس سلسلے میں بھی احادیث وارد ہوئی۔ چنانچہ امام مالک نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "تمام ایام میں بہترین دن جمعہ کا دن ہے، اسی دن حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا گیا، اسی دوران ان کو زمین پر اتارا گیا، اسی دن ان کی توبہ قبول کی گئی، اسی دن حضرت آدم علیہ السلام کی وفات ہوئی اور اسی دن قیامت آئے گی، اور کوئی چوپایہ ایسا نہیں جو جمعہ کے دن (جب صبح سورج قیامت سے ڈرتا ہوا طلوع ہوتا ہے) چیخ کرتا رہتا ہو علاوہ جنات اور انسانوں کے اور اسی جمعہ کے دن میں ایک گھڑی ایسی بھی جو کسی مسلمان پر گزرتی ہے، اس گھڑی میں وہ نماز پڑھ رہا ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے کچھ مانگ رہا ہوتا ہے تو اس کو ضرور دیا جاتا ہے۔" (۱)

ابوداؤد نے اپنے الفاظ میں ترمذی نے امام مالک سے، نسائی نے قتیبہ سے اسی روایت کو بیان کیا ہے اور یہ نسائی کی روایت زیادہ مکمل ہے۔

**قیامت کس وقت آئے گی؟......** طبرانی نے معجم کبیر میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً نقل کی ہے، فرماتے ہیں کہ قیامت صرف اذان کے وقت آئے گی۔ امام طبری فرماتے ہیں کہ یعنی فجر کی اذان کے وقت قیامت آئے گی۔

امام شافعی نے اپنی مسند میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے، فرماتے ہیں کہ جبرائیل علیہ السلام ایک سفید چمکتا ہوا آئینہ لے کر رسول اکرم ﷺ کے پاس آئے۔ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ یہ کیا ہے؟ حضرت جبرائیل نے جواب دیا کہ یہ جمعہ ہے آپ کو اور آپ کی امت کو اس کے ساتھ فضیلت دی گئی ہے، باقی لوگ اس میں آپ کے پیروکار ہیں خواہ یہودی ہوں یا عیسائی، آپ کے لیے اس میں خیر ہے، اس میں ایک گھڑی ایسی بھی ہے کہ اگر اس گھڑی میں کوئی مومن اللہ تعالیٰ سے کسی بھلائی کی دعا مانگے تو ضرور قبول ہوتی ہے، اس دن کو ہمارے ہاں "یوم المزید" کہتے ہیں۔

رسول اکرم ﷺ نے پھر دریافت فرمایا "اے جبرائیل! یہ یوم المزید کیا ہے؟ جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا بے شک آپ کے رب نے جنت الفردوس میں ایک وادی بنائی ہے، جس میں مشک کی خوشبو پھیلائی ہے۔ تو جب جمعہ کا دن ہوتا ہے، جتنے فرشتے اللہ تعالیٰ چاہتا ہے، نازل ہوتے ہیں، اور گرد نور کے منبر بچھے ہوئے ہوتے ہیں جہاں انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے بیٹھنے کی جگہ ہوتی ہے، ان کے پاس دوسرے منبر ہیں جن پر سونا چڑھا ہوا ہے اور اس میں یاقوت اور زبرجد جڑے ہوئے ہیں۔ ان پر شہداء اور صدیقین کے بیٹھنے کی جگہ ہے، یہ شہداء اور صدیق انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے منبروں کے اردگرد مشک کے ٹیلوں پر بیٹھتے ہیں، اللہ تعالیٰ فرمائیں گے میں تمہارا رب ہوں۔ تم نے میرے وعدے کو سچا ثابت کر دیا۔ چنانچہ جو بھی مانگو میں تمہیں دوں گا۔ تو وہ لوگ کہیں گے اے اللہ! ہم آپ سے آپ کی رضامندی کے طلبگار ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ میں تم سے راضی ہو گیا، اور تمہارے لیے وہ سب کچھ ہے جس کی تم خواہش کرو اور میرے پاس اور بھی بہت کچھ ہے۔ چنانچہ وہ لوگ جمعہ کے دن کو پسند کریں گے کیونکہ ان کو اسی دن خیر اور بھلائی دی گئی تھی۔ اور یہ وہی دن ہے جس میں تمہارا رب اپنی شان کے مطابق عرش پر مستوی ہوا، اسی دن حضرت آدم علیہ السلام بھی پیدا کیے گئے اور اسی دن قیامت آئے گی۔" (۲)

---

(۱) سنن ابی داؤد کتاب الصلوٰۃ باب فضل یوم الجمعة ولیلة الجمعة حدیث نمبر ۹۰۴۔ ترمذی کتاب ابواب الصلوٰۃ باب ما جاء فی فضل یوم الجمعة حدیث نمبر ۴۸۸۔ نسائی کتاب الجمعة باب ذکر الفضل یوم الجمعة حدیث نمبر ۱۳۷۳۔ موطا امام مالک کتاب الجمعة باب ما جاء فی الساعة التی فی یوم الجمعة حدیث نمبر ۲۲۱

(۲) مسند شافعی حدیث نمبر ۳۷۰، کتاب الامام الشافعی حدیث نمبر ۱/۲۰۹

پھر امام شافعی نے اسی روایت کو ابراہیم بن محمد کے طریق سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اور اس میں کچھ اضافہ کیا ہے۔

یہ حدیث ان شاء اللہ تعالیٰ جنت کی خاصیات کے باب میں اپنے شواہد اور اسانید کے ساتھ آئے گی۔ باللہ المستعان۔

**انبیاء کرام علیہم السلام کے اجسام مبارکہ کو زمین کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتی**...... امام احمد نے اوس بن اوس ثقفی کی روایت نقل کی فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ”تمہارا سب سے افضل ترین دن جمعہ ہے اسی دن حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش ہوئی اور اسی دن وفات، اسی دن صور پھونکا جائے گا اور لوگ مریں گے۔ چنانچہ اس دن مجھ پر زیادہ سے زیادہ درود پڑھا کرو کیونکہ تمہارا درود مجھ تک پہنچایا جاتا ہے“۔ صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! درود آپ تک کیسے پہنچایا جائے گا جبکہ آپ تو قبر میں پرانے ہو چکے ہوں گے؟ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ”اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ انبیاء کرام کے اجساد کو کھائے“۔ (۱)

امام احمد نے ہی ایک روایت ابو لبابہ بن عبد المنذر سے نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ”جمعہ کا دن تمام دنوں کا سردار ہے، اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک تمام دنوں سے زیادہ عظیم ہے یہاں تک کہ عید الفطر اور عید الاضحیٰ سے بھی زیادہ۔ اس میں پانچ باتیں ہوئیں۔ اس دن اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا اور اسی دن حضرت آدم کی وفات ہوئی۔ اس دن میں ایک ایسی گھڑی آتی ہے جس میں بندہ جب اللہ تعالیٰ سے کچھ مانگتا ہے تو اس کو ضرور دیا جاتا ہے بشرطیکہ حرام نہ ہو، اور اسی دن قیامت آئے گی۔ کوئی مقرب فرشتہ ایسا نہیں، نہ ہی کوئی آسمان اور زمین، نہ کوئی پہاڑ، سمندر ایسا ہے کہ جو جمعہ کے دن سے نہ ڈرتا ہو“۔ (۲)

اس روایت کی تخریج ابن ماجہ نے اور طبرانی نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے کی ہے کہ فرماتے ہیں کہ ”قیامت جمعہ کے دن فجر کی اذان کے وقت آئے گی“۔ (۳)

ابو عبد اللہ القرطبی نے ”تذکرہ“ میں لکھا ہے کہ نصف رمضان المبارک کا ہوگا، لیکن اس قول کے لیے دلیل کی ضرورت ہے۔

ابو بکر ابن ابی الدنیا نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے شاگردوں میں سے کسی سے روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ وہ دن اور وہ راتیں ایسی ہیں کہ مخلوقات نے ان جیسے دنوں اور راتوں کے بارے میں کبھی نہ سنا ہوگا، میت کی رات اہل قبور کے ساتھ جس نے اس سے پہلے کبھی ایسی رات نہیں گذاری اور وہ رات جس کی صبح قیامت آئے گی۔ وہ دن جس دن اللہ تعالیٰ کی طرف سے خوشخبری سنانے والا جنت یا جہنم کی خوشخبری سنائے گا اور وہ دن جس میں نامہ اعمال دائیں یا بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا۔

عبد قیس اور ہرم بن حیان سے بھی اسی طرح روایت کی گئی ہے کہ وہ اس رات کو بڑا سمجھتے تھے جس کی صبح قیامت آئے گی۔

ابن ابی الدنیا نے حمید سے ایک روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ماہ رجب میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ مسجد میں موجود تھے ان کے ہاتھ میں چھوٹا سا مشکیزہ تھا جس سے وہ پانی پیتے اور پھر غرارے کرتے تھے کہ اچانک انہوں نے ایک زبردست آہ بھری اور پھر رونے لگے اور اس شدت سے روئے کہ کانپنے لگے۔ (جب ذرا حالت سنبھلی) تو فرمانے لگے کاش دل زندہ ہوتے، کاش دلوں میں نیکی اور تقویٰ ہوتا ہائے تباہی وہ صبح بھی آنی ہے جس میں قیامت برپا ہوگی یعنی وہ رات جس کے گزرنے کے بعد آنے والی صبح میں قیامت آئے گی مخلوقات نے بھی ایسے دن کے بارے میں نہ سنا ہوگا جس میں شرمگاہیں ظاہر ہوں گی اور آنکھیں رو رہی ہوں گی، علاوہ قیامت کے دن کے۔

**قیامت کے دن سب سے پہلے رسول اکرم ﷺ کھڑے ہوں گے**...... امام مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں قیامت کے دن حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد کا سردار ہوں گا، اور میں ہی وہ ہوں گا

---

(۱) سنن ابی داؤد کتاب الصلوۃ باب فضل یوم الجمعۃ ولیلۃ الجمعۃ حدیث نمبر ۱۰۴۷ و سنن نسائی کتاب الجمعۃ باب اکثار الصلوۃ علی النبی یوم الجمعۃ حدیث نمبر ۱۳۷۴ و ابن ماجہ کتاب اقامۃ الصلوۃ والسنۃ فیھا باب فی فضل الجمعۃ حدیث نمبر ۱۰۸۵، کتاب الجنائز باب ذکر وفاتہ ودفنہ حدیث نمبر ۱۶۳۶

(۲) سنن ابن ماجہ کتاب اقامۃ الصلوۃ باب فی فضل الجمعۃ حدیث نمبر ۱۰۸۴ (۳) مجمع الزوائد للہیثمی حدیث نمبر ۳۱۰۱

ہوں سب سے پہلے قبر سے کھڑا ہوں گا اور سب سے پہلے شفاعت کروں گا اور سب سے پہلے میری شفاعت قبول کی جائے گی۔"[1]

ہیثم نے حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں، رسول اکرم ﷺ نے فرمایا "میں قیامت کے دن حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد کا سردار ہوں گا لیکن اس بات پر فخر نہیں کرتا اور سب سے پہلے قبر سے نکل کر کھڑا ہوں گا۔ اس پر بھی فخر نہیں کرتا"۔[2]

ابو بکر ابن ابی الدنیا نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "صور پھونکا جائے گا تو زمین و آسمان کی تمام مخلوقات کو موت آ جائے گی، علاوہ اس کے جسے اللہ چاہتا ہے۔ پھر دوبارہ صور پھونکا جائے گا اور میں سب سے پہلے کھڑا ہونے والا ہوں گا تو میں دیکھوں گا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام عرش کو پکڑے کھڑے ہوں گے۔ مجھے معلوم نہیں وہ مجھ سے پہلے اٹھ کھڑے ہوں گے یا وہ طور پر ہونے والی بیہوشی کے بدلے ان کو ہوش میں رکھا جائے گا"۔[3]

صحیح مسلم میں بھی اسی معنی پر مشتمل حدیث موجود ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا "سب سے پہلے قیامت کے دن قبر سے اٹھ کر کھڑا ہوں گا تو دیکھوں گا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام مضبوطی سے عرش کے پائے کو پکڑے کھڑے ہوں گے۔ سو مجھے معلوم نہیں کہ وہ مجھ سے پہلے ہوش میں آ جائیں گے یا طور پر بے ہوش ہونے کے بدلے ان کو قیامت کے دن کی بیہوشی سے محفوظ رکھا جائے گا؟"

یہاں جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ذکر آیا ہے تو شاید کسی راوی نے ایک حدیث کو دوسری میں ملا دیا ہے۔ خصوصاً یہ جو فرمایا کہ "ان کو قیامت کے دن کی بے ہوشی سے محفوظ رکھا جائے گا"۔[4]

ابن ابی الدنیا نے سعید بن المسیب کی ایک روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور ایک یہودی کے درمیان بحث ہو گئی، یہودی نے کہا قسم اس ذات کی جس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو انسانوں میں سے چنا۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اسے تھپڑ دے مارا، اس کے بعد یہ رسول اکرم ﷺ کے پاس آئے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اے یہودی! قیامت کے دن سب سے پہلے میری قبر کھلے گی اور میں کھڑا ہوں گا تو دیکھوں گا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام عرش کو پکڑے کھڑے ہوں گے۔ سو مجھے معلوم نہیں کہ آیا کہ وہ مجھ سے پہلے اٹھ کھڑے ہوں گے یا طور کی بیہوشی کے بدلے ان کو اس سے محفوظ رکھا جائے گا"۔[5]

صحیحین میں یہ روایت مختلف الفاظ کے ساتھ مروی ہے اور بعض روایات میں یہ ہے کہ یہودی کی گفتگو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے نہیں بلکہ کسی اور انصاری صحابی رضی اللہ عنہ سے ہوئی تھی۔ واللہ اعلم۔

بہر حال سب سے بہترین طریقے میں روایت اس طرح ہے کہ "جب قیامت کا دن ہوگا اور سب لوگ بے ہوش پڑے ہوں گے تو سب سے پہلے میں ہوش میں آؤں گا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو مضبوطی سے عرش کے پائے پکڑے ہوئے دیکھوں گا۔ سو مجھے معلوم نہیں کہ آیا حضرت موسیٰ علیہ السلام کو مجھ سے پہلے ہوش آ گیا یا طور پر بیہوش ہونے کے بدلے ان کو قیامت کے دن کی بیہوشی سے محفوظ رکھا گیا"۔[6]

اور یہ (جیسے آگے اس کا بیان آ رہا ہے) اس بات کا تقاضہ کرتا ہے کہ یہ بے ہوشی اس میدان میں ہو جس میں قیامت واقع ہوگی، یہ بے ہوشی اس بے ہوشی کے علاوہ ہے جس کا قرآن کریم میں ذکر آیا ہے۔ اس حدیث میں اس بیہوشی کی وجہ اللہ تعالیٰ کا تجلی فرمانا ہے جس وقت اللہ تعالیٰ فیصلے

---

[1] صحیح مسلم کتاب الفضائل باب تفضیل نبینا ﷺ علی جمیع الخلائق حدیث نمبر [illegible]، سنن ابی داؤد کتاب السنۃ باب فی التخییر بین الانبیاء علیہم السلام حدیث نمبر [illegible]

[2] صحیح مسلم کتاب الفضائل باب تفضیل نبینا ﷺ علی جمیع الخلائق حدیث نمبر [illegible]، سنن ابی داؤد کتاب السنۃ باب فی التخییر بین الانبیاء علیہم السلام حدیث نمبر [illegible]

[3] بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب قول اللہ تعالیٰ وان یونس لمن المرسلین الی قولہ فساهم فكان من (المدحضين) ولا تكن كصاحب الحوت اذ نادی وهو مكظوم، حدیث نمبر [illegible] مسلم کتاب الفضائل باب من فضائل موسیٰ علیہ السلام حدیث نمبر [illegible]

[4] بخاری کتاب الرقاق باب نفخ الصور حدیث نمبر [illegible]، کتاب الخصومات باب ما یذکر فی الاشخاص والخصومۃ بین المسلم والیہود حدیث نمبر [illegible]، مسلم کتاب الفضائل باب من فضائل موسیٰ علیہ السلام حدیث نمبر [illegible]

[5] ایضاً

[6] بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب قول اللہ تعالیٰ وان یونس لمن المرسلین الی قولہ فساهم فكان من (المدحضين) ولا تكن كصاحب الحوت اذ نادی وهو مكظوم، حدیث نمبر [illegible] مسلم کتاب الفضائل باب من فضائل موسیٰ علیہ السلام حدیث نمبر [illegible]

کرنے کے لیے تشریف لائیں گے تو لوگ بیہوش ہو جائیں گے جیسے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کوہِ طور پر بے ہوش ہو کر گر پڑے تھے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

ابن ابی الدنیا نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ فرماتے ہیں رسول اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ "گویا کہ میں اپنے آپ اپنے سر سے مٹی جھاڑتے ہوئے دیکھ رہا ہوں۔ اس کے بعد میں نے ادھر ادھر دیکھا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے علاوہ کوئی اور دکھائی نہ دیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام عرش کے پائے کو پکڑے ہوئے ہوں گے۔ سو مجھے معلوم نہیں کہ آیا حضرت موسیٰ علیہ السلام ان لوگوں میں سے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے اس بے ہوشی سے مستثنیٰ رکھا ہے کہ صور پھونکنے کا اثر حضرت موسیٰ علیہ السلام تک نہ پہنچے یا ان کو مجھ سے پہلے اٹھایا جائے گا"۔ (۱)

یہ روایت بھی مرسل ہے۔

حافظ ابوبکر بیہقی نے حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ "قیامت کے دن میں حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد کا سردار ہوں گا۔ لیکن اس پر مجھے فخر نہیں۔ اور سب سے پہلے میری قبر کی زمین پھٹے گی اور میں کھڑا ہوں گا۔ میں سب سے پہلے شفاعت کروں گا اور سب سے پہلے میری شفاعت قبول کی جائے گی اور میرے ہی ہاتھ میں لواء الحمد ہوگا حتیٰ کہ حضرت آدم علیہ السلام بھی اس کے نیچے ہوں گے"۔ (۲)

ابوبکر بن ابی الدنیا نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ "سب سے پہلے میری قبر کی زمین پھٹے گی اور میں کھڑا ہوں گا، پھر ابوبکر پھر عمر، پھر میں جنت البقیع کی طرف چلوں گا، باقی لوگ بھی میرے ساتھ چلیں گے۔ پھر میں مکہ والوں کا انتظار کروں گا۔ وہ بھی میرے ساتھ جمع ہوں گے پھر میں حرمین کے درمیان ٹھہروں گا"۔ (۳)

ابوبکر بن ابی الدنیا نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اکرم ﷺ مسجد میں داخل ہوئے، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے دائیں جانب تھے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے بائیں جانب تھے اور آپ ﷺ دونوں کے ساتھ سہارا لگائے ہوئے تھے، پھر آپ ﷺ نے فرمایا "اسی طرح ہمیں قیامت کے دن اٹھایا جائے گا"۔ (۴)

ابن ابی الدنیا نے کعب الاحبار رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے فرماتے ہیں کہ جب بھی فجر طلوع ہوتی ہے ستر ہزار فرشتے نازل ہوتے ہیں جو آپ ﷺ کی قبر مبارک کو گھیر لیتے ہیں اور اپنے پر پھڑپھڑاتے ہیں اور آپ ﷺ پر درود شریف پڑھتے ہیں۔ یہاں تک کہ شام ہو جاتی ہے اور وہ فرشتے واپس چلے جاتے ہیں اور دوسرے ستر ہزار آ جاتے ہیں اور ایسا ہی کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ جب زمین شق ہوگی، آپ ﷺ ستر ہزار فرشتوں کے ساتھ باہر تشریف لائیں گے اور فرشتے آپ ﷺ کی تعظیم و تکریم کر رہے ہوں گے۔

ایک روایت یونس بن سیف سے نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ "لوگوں کو میدان حشر میں پیدل جمع کیا جائے گا اور میں براق پر سوار ہو کر جاؤں گا اور بلال میرے سامنے سرخ اونٹنی پر ہوں گے۔ جب ہم حشر میں پہنچیں گے تو بلال اذان دیں گے اور جب اشهد ان لا اله الا الله و اشهد ان محمداً رسول الله پڑھیں گے تو سب اولین و آخرین کے لوگ ان کی تصدیق کریں گے"۔

**قیامت کے دن لوگ ننگے پیر، ننگے بدن ہوں گے** ...... امام احمد نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ایک روایت نقل کی ہے فرماتی ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "قیامت کے دن لوگوں کو ننگے پیر، ننگے بدن اور غیر مختون اٹھایا جائے گا"۔ فرمایا کہ پھر ام المومنین رضی اللہ عنہا نے عرض کیا یا رسول اللہ! لوگوں کی شرمگاہوں کا کیا ہوگا؟ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "ان میں ہر شخص کو اپنی ہی جانب سے ایسا مشغلہ ہوگا جو اس کو اور طرف متوجہ ہونے نہ دے گا"۔ (۵) (سورۂ عبس، آیت نمبر ۳۷، ترجمہ حضرت تھانوی)

---

(۱) بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب قول اللہ تعالیٰ (وان یونس لمن المرسلین، الی قوله فمتعناهم الی حین) اور (ولا تکن کصاحب الحوت اذ نادی وهو مکظوم) حدیث نمبر ۳۴۱۲، صحیح مسلم کتاب الفضائل باب من فضائل موسیٰ علیہ السلام حدیث نمبر ۶۱۰۲ (۲) ترمذی کتاب المناقب باب فی فضل النبی ﷺ حدیث نمبر ۳۶۱۵، ابن ماجہ کتاب الزہد باب ذکر الشفاعۃ حدیث نمبر ۴۳۰۸ (۳) ترمذی کتاب المناقب باب فی مناقب عمر بن الخطاب حدیث نمبر ۳۶۹۲، طبرانی معجم کبیر حدیث نمبر ۱۲/۳۰۵ (۴) ترمذی کتاب المناقب باب مناقب ابی بکر الصدیق حدیث نمبر ۳۶۶۹، ابن ماجہ باب فی فضائل اصحاب رسول اللہ ﷺ فضل ابی بکر الصدیق حدیث نمبر ۹۹ (۵) بخاری کتاب الرقاق باب الحشر حدیث نمبر ۶۵۲۷، مسلم کتاب الجنۃ ونعیمها باب فناء الدنیا و بیان الحشر یوم القیامۃ حدیث نمبر ۷۱۹۸، مسند احمد حدیث نمبر ۲۴۲۶۹

**قیامت کے دن سب سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو عمدہ لباس پہنایا جائے گا** ـــــ امام احمد نے سعید بن جبیر سے نقل کیا ہے فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا کہ ایک مرتبہ رسول اکرم ﷺ کھڑے ہوئے اور نصیحت فرماتے ہوئے کہا "اے لوگو! تم سب کو ننگے پیر، ننگے بدن غیر مختون حالت میں اللہ تعالیٰ کے پاس لے جایا جائے گا"۔ اور ہم نے جس طرح اول بار پیدا کرنے کے وقت ہر چیز کی ابتدا کی تھی اسی طرح آسانی سے اس کو دوبارہ پیدا کریں گے یہ ہمارے ذمہ وعدہ ہے۔ (ترجمہ حضرت تھانوی)

اور سنو قیامت کے دن سب مخلوقات سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو لباس پہنایا جائے گا، میری امت میں سے کچھ لوگ زندہ ہوں گے تو ان کو بائیں جانب سے پکڑ لیا جائے گا، میں کہوں گا کہ یہ میرے ساتھی ہیں، مجھے بتایا جائے گا کہ آپ کو معلوم نہیں کہ انہوں نے آپ کے بعد کیا کیا شروع کر دیا (یہ سن کر) میں بھی ایک آدمی کی طرح کہوں گا، "اور میں ان پر مطلع رہا جب تک ان میں رہا، پھر جب آپ نے مجھ کو اٹھا لیا تو آپ ان پر مطلع رہے اور آپ ہر چیز کی پوری خبر رکھتے ہیں اگر آپ ان کو سزا دیں گے تو آپ کے بندے ہیں اور اگر آپ ان کو معاف فرما دیں تو آپ زبردست حکمت والے ہیں۔ (سورۃ المائدہ آیت نمبر ۱۱۷، ۱۱۸ ترجمہ حضرت تھانوی)۔ (یہاں نیک آدمی سے مراد حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں)۔ پھر کہا جائے گا کہ آپ کے جدا ہوتے ہی ان لوگوں نے ایڑیوں کے بل دین سے پھرنا شروع کر دیا تھا"۔ (۱)

صحیحین میں شعبہ کے طریق سے اس روایت کی تخریج کی گئی۔

امام احمد نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ایک روایت مرفوعاً نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "تم لوگوں کو ننگے پیر، ننگے بدن، غیر مختون اللہ تعالیٰ کے دربار میں حاضر کیا جائے گا"۔ (۲)

اسی روایت کو بیہقی نے اس طرح روایت کیا ہے کہ "تمہیں ننگے بدن اور ننگے پیر جمع کیا جائے گا، ام المومنین نے دریافت فرمایا کہ کیا (ننگے ہونے کی وجہ سے) لوگ ایک دوسرے کی طرف نہ دیکھیں گے؟ فرمایا اے فلاں! ان میں ہر شخص کو اپنا ہی ایسا مشغلہ ہوگا، جو اس کو اور طرف متوجہ ہونے نہ دے گا"۔ (سورۂ عبس آیت نمبر ۳۷)

ابوبکر ابن ابی الدنیا نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی ایک روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ لوگوں کو ننگے پیر، ننگے بدن غیر مختون جمع کیا جائے گا، چالیس سال تک لوگ کھڑے رہیں گے ان کی نگاہیں آسمان کی طرف اٹھی ہوئی ہوں گی، تکلیف کی شدت سے پسینے پسینے ہو رہے ہوں گے، پھر کہا جائے گا ابراہیم کو لباس پہناؤ، چنانچہ ان کو جنت کے قبطی کپڑوں میں سے دو کپڑے پہنائے جائیں گے۔ پھر رسول اکرم ﷺ کے لیے منادی کی جائے گی کہ حوض کو سامنے کیا جائے جو "ایلہ" سے لے کر مکہ تک (طویل) ہے۔ چنانچہ آپ ﷺ اس حوض سے پانی پئیں گے اور غسل کریں گے، جبکہ باقی مخلوق کی گردنیں پیاس کی شدت سے گویا کٹی جا رہی ہوں گی۔

پھر فرمایا کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ "پھر مجھے جنت کے کپڑوں میں سے لباس پہنایا جائے گا پھر میں عرش کے پاس کرسی سے دائیں جانب کھڑا ہوں گا، میرے علاوہ مخلوقات میں سے اس جگہ کوئی اور نہ کھڑا ہوگا پھر مجھے کہا جائے گا مانگئے دیا جائے گا، شفاعت کیجئے قبول کی جائے گی"۔

اسی دوران ایک شخص کھڑا ہوا اور اس نے آپ ﷺ سے عرض کیا کیا آپ اپنے والدین کے لیے بھی کچھ امید رکھتے ہیں؟ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں ان کی شفاعت کروں گا تو وہ قبول کی جائے یا نہ اور میں ان کے لیے کسی چیز کی امید نہیں رکھتا"۔ (۳)

امام بیہقی فرماتے ہیں کہ ہو سکتا ہے کہ یہ روایت اس آیت سے پہلے کی ہو جس میں آپ ﷺ کو مشرکین کے لیے دعائے مغفرت کرنے سے منع فرمایا گیا تھا۔

قرطبی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ سب سے پہلے حضرت خلیل (ابراہیم) علیہ السلام کو جنت کے قبطی کپڑوں میں سے دو کپڑے پہنائے جائیں گے۔ پھر آپ ﷺ کو جنتی لباس پہنایا جائے گا اور آپ ﷺ عرش کے دائیں جانب

---

(۱) بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب قول اللہ تعالیٰ واتخذ اللہ ابراہیم خلیلا وقول (ان ابراہیم کان امۃ قانتا) حدیث نمبر ۳۳۴۹، مسلم کتاب الجنۃ وصفۃ نعیمھا باب فناء الدنیا وبیان الحشر یوم القیامۃ حدیث نمبر ۷۱۳۰، مسند احمد حدیث نمبر ۲۲۸۰ (۲) اس روایت کی تخریج پہلے گزر چکی ہے۔

(۳) ترمذی کتاب المناقب باب فی فضل النبی ﷺ حدیث نمبر ۳۶۱۱، کنز العمال حدیث نمبر ۳۸۹۴۳

ہوں گے۔

قرطبی نے "تذکرہ" میں اور ابونعیم اصبہانی نے "تاریخ اصبہان" میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "سب سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو لباس پہنایا جائے گا، اللہ تعالیٰ فرمائیں گے میرے خلیل کو لباس پہناؤ چنانچہ دو نرم اور باریک اور سفید کپڑے لائے جائیں گے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو پہنائے جائیں گے، پھر وہ عرش کی طرف رخ کر کے بیٹھیں گے، پھر میرا لباس لایا جائے گا، میں اسے پہنوں گا، میں عرش کے دائیں جانب ایسی جگہ پر کھڑا ہوں گا جہاں آج تک میرے علاوہ کوئی اور نہ کھڑا ہوا ہوگا، میرے بارے میں تمام اولین و آخرین کے لوگ غبطہ کا شکار ہو جائیں گے"۔ (۱)

عباد بن کثیر نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے فرماتے ہیں کہ موذن اور ملبی قیامت کے دن اذان کہتے ہوئے اور تلبیہ پڑھتے ہوئے اٹھیں گے، سب سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جنتی لباس پہنایا جائے گا، پھر رسول اللہ ﷺ کو پھر دیگر انبیاء کرام کو اور پھر موذنوں کو"۔ (۲)

اس کے بعد قرطبی نے وہ وجوہات ذکر کی ہیں جن کی بناء پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آپ ﷺ سے پہلے جنتی لباس پہنایا جائے گا۔ چنانچہ فرماتے ہیں کہ اس کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے تستر کے خیال میں شلوار پہنی یا یہ بھی ممکن ہے کہ چونکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالتے وقت نمرود نے برہنہ کروا دیا تھا اس لیے ان کو پہلے لباس پہنایا جائے گا۔ واللہ اعلم۔

بیہقی نے ام المومنین حضرت سودہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "قیامت کے دن لوگوں کو ننگے بدن، ننگے پیر اور غیر مختون جمع کیا جائے گا، انہیں پسینے کی لگام پہنائی گئی ہوگی یعنی پسینہ کان کی لو تک آ رہا ہوگا۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! کیا یہی برا منظر ہوگا، کیا لوگ اس حال میں ایک دوسرے کو دیکھیں گے فرمایا کہ لوگوں کو اس دن کی ہولناکی مشغول کر دے گی "ان میں ہر شخص کو ایسا مشغلہ ہوگا جو اس کو اور طرف متوجہ نہ ہونے دے گا"۔ (سورہ عبس آیت نمبر ۳۷)

ابوبکر بن ابی الدنیا نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اکرم ﷺ کو فرماتے سنا کہ لوگوں کو قیامت کے دن ننگے پیر، ننگے بدن اور غیر مختون جمع کیا جائے گا جس طرح وہ اپنی پیدائش کے وقت تھے"۔ ام المومنین نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا لوگ اس حال میں ایک دوسرے کو دیکھیں گے؟ فرمایا لوگوں کو مشغول کر دیا جائے گا۔ پھر عرض کیا کس چیز میں مشغول ہوں گے فرمایا نامہ اعمال کو چیونٹیوں اور رائی کے دانوں کی طرح تقسیم کرنے (میں مشغول ہوں گے)۔ (۳)

حافظ ابوبکر بزار نے عمر بن شبیب کے طریق سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ تم لوگوں کو ننگے پیر، ننگے بدن غیر مختون حالت میں جمع کیا جائے گا"۔

بزار کہتے ہیں کہ "میرا خیال ہے کہ عمر بن شبیب سے روایت بیان کرنے میں بھول ہوئی ہے انہوں نے ایک حدیث کو دوسری سند سے ذکر کر دیا ہے، کیونکہ یہی حدیث سفیان الثوری عن زبید عن مرۃ عن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، ابن ابی الدنیا نے بھی اسی طرح روایت کیا ہے اور ساتھ یہ اضافہ بھی ہے کہ "قیامت کے دن سب سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو لباس پہنایا جائے گا"۔ (۴)

ابوبکر بن ابی الدنیا نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے رسول اکرم ﷺ سے دریافت فرمایا کہ یا رسول اللہ! مردوں کو کیسے جمع کیا جائے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا "ننگے پیر اور ننگے بدن"۔

ام المومنین نے کہا ہائے قیامت کے دن کی برائی، آپ ﷺ نے فرمایا تم کس بارے میں پوچھ رہی ہو؟ مجھ پر یہ بات نازل ہوئی ہے کہ آپ ﷺ پر لباس ہو یا نہ ہو لیکن آپ کو کچھ نقصان نہ پہنچے گا۔ ام المومنین نے پھر عرض کیا یا رسول اللہ اس کی کیا نشانی ہے؟ ارشاد فرمایا کہ "ان میں ہر شخص کو ایسا مشغلہ ہوگا جو اس کو اور طرف متوجہ نہ ہونے دے گا۔ (سورہ عبس آیت نمبر ۳۷)

---

(۱) ابونعیم کی تاریخ اصبہان حدیث نمبر ۱/۳۳۲

(۲) کنز العمال حدیث نمبر ۳۸۸۸۱، ہیثمی کی مجمع الزوائد حدیث نمبر ۱/۳۲۷ اور سیوطی کی جمع الجوامع حدیث نمبر ۵۸۲۷

(۳) کنز العمال حدیث نمبر ۳۸۹۹۷، ہیثمی کی مجمع الزوائد حدیث نمبر ۱۰/۳۳۳، سیوطی کی در منثور حدیث نمبر ۶/۳۱۷، ابن جوزی کی کتاب الرقائق باب الحشر حدیث نمبر ۱/۳۸۴

(۴) مسند احمد حدیث نمبر ۱/۲۳۵، تاریخ اصبہان لابی نعیم حدیث نمبر ۱/۲۷۹

ابویعلیٰ موصلی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ لوگوں کو اس طرح جمع کیا جائے گا جس طرح ان کی ماں نے ان کو پیدا کیا تھا۔ ننگے پیر، ننگے بدن، غیر مختون۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کیا مردوں اور عورتوں سب کو اسی طرح؟ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں۔ (اسی طرح)

ام المومنین نے کہا ہائے قیامت کے دن کی برائی! تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے ابوبکر کی بیٹی! کس بات پر حیران ہوتی ہو؟ ام المومنین نے جواباً عرض کیا: آپ کی حدیث سے کہ مردوں اور عورتوں کو ننگے پیر، ننگے بدن غیر مختون جمع کیا جائے گا، وہ ایک دوسرے کو دیکھیں گے؟ تو آپ ﷺ نے ام المومنین کے کندھے پر ہاتھ رکھا اور فرمایا کہ اے ابوقحافہ کی بیٹی! لوگوں کے پاس اس دن ادھر ادھر دیکھنے کا وقت نہ ہوگا۔ وہ ایک جگہ کھڑے ایک ہی جگہ دیکھ رہے ہوں گے، نہ کھائیں گے اور نہ کچھ پئیں گے، چالیس سال تک مسلسل آسمان کی طرف ٹکٹکی باندھے دیکھتے رہیں گے۔ ان میں سے بعض لوگ وہ ہوں گے جن کا پسینہ ان کے قدموں تک ہوگا، بعض کا پنڈلیوں تک، بعض کا پیٹ تک اور بعض پسینے میں ڈوبے ہوں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر رحم فرمائیں گے، پھر اللہ تعالیٰ مقرب فرشتوں کو حکم فرمائیں گے، چنانچہ وہ فرشتے آسمانوں سے عرش اٹھا کر زمین پر لے آئیں گے، اور سفید زمین پر ایسی جگہ رکھ دیں گے جہاں کبھی خون نہیں بہایا گیا اور نہ ہی اس جگہ کبھی کوئی خطا کی گئی ہوگی، وہ زمین ایسی ہوگی گویا کہ سفید چمکتی چاندی، پھر فرشتے اپنے پر پھیلائے ہوئے عرش کے ارد گرد کھڑے ہو جائیں گے۔ یہ پہلا دن ہوگا جب کوئی آنکھ اللہ کی طرف دیکھے گی۔ پھر ایک منادی کو حکم دیا جائے گا۔ چنانچہ وہ ایسی آواز سے پکارے گا کہ تمام جن وانسان سنیں گے کہاں ہے فلاں بن فلاں بن فلاں؟ لوگ یہ آواز سن کر پریشان ہو جائیں گے، بہر حال وہ شخص مجمع سے نکلے گا جس کو پکارا گیا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ لوگوں میں اس کا تعارف کروائیں گے۔ اس کے بعد کہا جائے گا کہ اس کی نیکیاں بھی نکل آئیں۔ اللہ تعالیٰ اس کی نیکیوں کو لوگوں میں بتائیں گے۔ پھر جب وہ شخص اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑا ہوگا، کہا جائے گا کہ ظالم لوگ کہاں ہیں؟ لوگ جواب دیں گے۔

پھر ہر ایک سے کہا جائے گا کہ تو نے فلاں پر ایسا ایسا ظلم کیا؟ کہے گا جی ہاں میرے رب۔ یہی وہ دن ہوگا جس میں زبانیں، ہاتھ اور پیر ان کے اعمال کے خلاف گواہی دیں گے۔ چنانچہ ظالم کی نیکیاں لی جائیں گی اور مظلوم کو دے دی جائیں گی، پھر کوئی دینار و درہم نہ بچے گا مگر یہ کہ ان کے بدلے نیکیاں لی جائیں گی اور برائیوں میں ڈال دی جائیں گی۔ چنانچہ اسی طرح ظالم کی نیکیاں لے کر مظلوموں کو دے دی جائیں گی یہاں تک کہ اس کی کوئی نیکی نہیں بچے گی۔

پھر وہ شخص کھڑا ہوگا جس کی نیکیوں سے کچھ کم نہ کیا گیا ہوگا وہ کہے گا: یہ کیا بات ہے کہ دوسروں کو تو پورا پورا دے دیا گیا اور ہمیں روک دیا گیا؟ تو ان سے کہا جائے گا کہ جلدی نہ کرو۔ چنانچہ پھر ان کی برائیوں میں سے لے کر ظالم کی خطاؤں میں شامل کر دی جائیں گی یہاں تک کہ کوئی بھی ایسا نہ بچے گا جس کو اس کے ظلم کا بدلہ نہ دے دیا گیا ہو۔ پھر اللہ تعالیٰ سارے کے سارے لوگوں کا تعارف کروائیں گے اور جب ظالم کے حساب سے فارغ ہو جائیں گے تو کہا جائے گا کہ اپنے ٹھکانے ہاویہ (جہنم کی ایک وادی) کی طرف لوٹ جاؤ۔ بے شک آج کوئی ظلم نہ کیا جائے گا اور اللہ تعالیٰ نہایت تیزی سے حساب لینے والے ہیں۔ اس دن نہ کوئی بادشاہ ہوگا نہ کوئی نبی مرسل نہ کوئی صدیق نہ شہید۔ لیکن شدت حساب کو وہ یہ گمان کرے گا کہ آج تو وہ نہیں بچ سکتا علاوہ اس کے جسے اللہ تعالیٰ بچائے۔ (۱)

یہ روایت اس طریق سے غریب ہے لیکن صحیح روایات میں اس کے بعض شواہد موجود ہیں جیسا کہ اس کا بیان ان شاء اللہ تعالیٰ آگے آئے گا بھروسہ اور اعتماد تو اللہ تعالیٰ ہی پر ہے۔

**قیامت کے دن انسان اپنے عمل خیر یا عمل شر کے لباس میں اٹھایا جائے گا** ...... حافظ کہتے ہیں کہ ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت آیا تو انہوں نے نئے کپڑے منگوائے اور پہنے، پھر فرمایا میں نے رسول اکرم ﷺ سے سنا فرمایا کہ "مسلمان کو اسی لباس میں اٹھایا جائے گا جس میں اس کی موت واقع ہوگی"۔ (۲)

---

(۱) مسند ابو یعلیٰ موصلی حدیث نمبر ۲۹/۱۳ ۷۵۳

(۲) سنن ابی داؤد کتاب الجنائز باب ما یستحب من تطھیر ثیاب المیت عند الموت حدیث نمبر ۳۱۱۴

اس روایت کو امام ابوداؤد نے اپنی سنن میں حسن بن علی عن ابن ابی مریم روایت کیا ہے۔ چونکہ یہ روایت پہلے مذکورہ روایت کے معارض واقع ہوئی ہے کیونکہ پہلے مذکورہ روایات میں یہ ہے کہ لوگ جب مرنے کے بعد دوبارہ اٹھیں گے تو ننگے ہوں، ننگے بدن غیر مختون ہوں گے جبکہ اس روایت میں ہے کہ اسی کپڑے میں اٹھیں گے جو موت کے وقت پہنے ہوئے ہوں گے۔ چنانچہ بیہقی اس کے جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اول تو یہ کہ یہ کپڑے قبر میں طویل عرصہ رہنے کے بعد پرانے اور بوسیدہ ہو جائیں گے۔ چنانچہ جب وہ قبروں سے اٹھیں گے تو وہ ننگے بدن ہوں گے پھر ان کو جنت کے کپڑے پہنچا دیئے جائیں گے۔

توجیہ دوم...... دوسری توجیہ یہ ہے کہ جب انبیاء کرام کو لباس پہنائے جائیں گے پھر صدیقین کو پھر ان کے بعد لوگوں کو ان کے درجات کے مطابق ہر انسان کو لباس اسی جنس میں سے ہوگا جس میں اس کی وفات ہوئی تھی تو پھر وہ جنت میں داخل ہوں گے تو وہاں ان کو جنتی لباس پہنا دیئے جائیں گے۔

توجیہ سوم...... یہ کہ یہاں کپڑوں سے مراد اعمال ہیں یعنی انسان کو اس کے ان اعمال کے ساتھ اٹھایا جائے گا جو وہ مرتے وقت کر رہا تھا خواہ وہ اعمال خیر کے ہوں یا شر کے۔

جیسے کہ اللہ تعالیٰ کا سورۃ الاعراف آیت نمبر ۲۶ میں ارشاد فرمایا کہ "اور تقویٰ کا لباس یہ اس سے بڑھ کر ہے"۔ (ترجمہ حضرت تھانوی)

اور اسی طرح سورۃ مدثر آیت نمبر ۴ میں فرمایا "اور اپنے کپڑوں کو پاک رکھو"۔ (ترجمہ حضرت تھانوی)

قتادہ اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ اپنے اعمال کو خالص کرو۔

پھر اس آخری اور تیسرے جواب کی تائید میں بیہقی نے وہ روایت نقل کی ہے جو مسلم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ "ہر شخص اسی حالت میں اٹھایا جائے گا جس میں اس کی موت واقع ہوئی"۔ (۱)

فرماتے ہیں کہ ہم نے فضالہ بن عبید سے اور انہوں رسول اکرم ﷺ سے روایت کی ہے کہ فرمایا کہ "جو ان مرتبوں میں سے کسی مرتبے پر وفات پا گیا تو اسی حالت میں اس کو قیامت کے دن اٹھایا جائے گا"۔ (۲)

ابوبکر بن ابی الدنیا نے عمرو بن الاسود رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے فرماتے ہیں کہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے مجھے اپنی اہلیہ کا خیال رکھنے کا کہا اور کہیں تشریف لے گئے، لیکن ان کی اہلیہ کا انتقال ہو گیا۔ ہم نے ان کو دفن کر دیا اتنے میں حضرت معاذ رضی اللہ عنہ واپس تشریف لائے ہم ابھی ان کی اہلیہ کی تدفین سے فارغ ہوئے ہی تھے کہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم نے کس چیز میں اس کو تیار کیا ہم نے جواب دیا کہ انہی کپڑوں میں جو انہوں نے پہن رکھے تھے۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے حکم دیا، چنانچہ قبر کو کھولا گیا اور ان کو نئے کپڑے کا کفن پہنایا گیا اور فرمایا کہ اپنے مردوں کے اچھے کفن بناؤ کیونکہ انہی میں ان کو اٹھایا جائے گا"۔ (۳)

ابن ابی الدنیا نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے فرماتے ہیں کہ "مُردوں کو ان کے کفنوں میں جمع کیا جائے گا"۔

اور ابو صالح المری سے نقل کیا ہے فرماتے ہیں مجھے یہ معلوم ہوا کہ ان کو اپنی قبروں سے ایسی حالت میں اٹھائیں گے کہ ان کے کفن پھٹے پرانے ہوں گے، جسم بوسیدہ ہوں گے، چہرے بگڑے ہوئے ہوں گے، بکھرے بال پراگندہ حال ہوں گے، جسم کمزور ہوں گے، ڈر کے مارے دل سینوں اور حلق سے باہر آنے کو ہوں گے، ان کو اپنے ٹھکانوں کا اس وقت تک علم نہ ہوگا جب تک وہ میدان حشر سے فارغ نہ ہوں۔ پھر اس کے بعد جنتیوں کا رخ جنت کی طرف اور دوزخیوں کا رخ دوزخ کی طرف ہو جائے گا۔ پھر بلند آواز سے پکاریں گے کہ کیا ہی برا ٹھکانہ ہے واپس لوٹنے کا۔ اگر تو ہمیں اپنی رحمت واسعہ سے بچا نہ لیتا تو ہمارے سینے ہمارے بڑے بڑے گناہوں سے تنگ ہو جاتے اور ان جرائم سے ہمارے سینے بند ہو جاتے جن کو آپ کے علاوہ کوئی معاف کرنے والا نہیں۔

---

(۱) صحیح مسلم کتاب الجنۃ وصفۃ نعیمہا باب الامر بحسن الظن باللہ تعالیٰ عند الموت حدیث نمبر ۷۱۹۱، ابن ماجہ کتاب الزہد باب النیۃ حدیث نمبر ۴۲۳۰

(۲) مسند احمد حدیث نمبر ۶/۱۹، ہیثمی کی مجمع الزوائد حدیث نمبر ۲/۱۱۳ (۳) تنزیہ الشریعۃ لابن عراق حدیث نمبر ۲/۳۷۰

# قیامت کے بعض ہولناک واقعات جن کا قرآن کریم میں ذکر ہے

سورۃ الحاقہ آیت نمبر ۱۵ تا ۱۸ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ "تو اس روز ہونے والی ہو پڑے گی اور آسمان پھٹ جاوے گا اور وہ (آسمان) اس روز بالکل بودا ہوگا۔ اور فرشتے (جو آسمان میں پھیلے ہوئے ہیں) اس کے کنارے پر آجاویں گے اور آپ کے پروردگار کے عرش کو اس روز آٹھ فرشتے اٹھائے ہوئے ہوں گے جس روز (خدا کے روبرو) حساب کے واسطے تم پیش کیے جاؤ گے (اور) تمہاری کوئی بات اللہ تعالیٰ سے پوشیدہ نہ ہوگی (پھر نامہ اعمال ہاتھ میں دیئے جاویں گے)۔" (ترجمہ حضرت تھانوی)

سورۃ ق آیت نمبر ۴۱ تا ۴۴ میں ارشاد ہوا کہ "اور سن رکھو کہ جس دن ایک پکارنے والا پاس ہی سے پکارے گا۔ جس روز اس چیخ کو بالیقین سب سن لیں گے یہ دن ہوگا (قبروں سے) نکلنے کا ہم ہی (اب بھی) جلاتے ہیں اور ہم ہی مارتے ہیں اور ہماری ہی طرف لوٹ کر پھر آنا ہے جس روز زمین ان مردوں پر سے کھل جائے گی جبکہ وہ دوڑتے ہوں گے یہ ہمارے نزدیک ایک آسان جمع کر لینا ہے"۔ (ترجمہ حضرت تھانوی)

سورۃ مزمل آیت نمبر ۱۲ تا ۱۴ میں فرمایا کہ "ہمارے یہاں بیڑیاں ہیں اور دوزخ ہے اور گلے میں پھنس جانے والا کھانا ہے اور دردناک عذاب ہے جس روز کہ زمین اور پہاڑ ہلنے لگیں گے اور پہاڑ (ریزہ ریزہ ہو کر) ایک ریگ رواں ہو جاویں گے"۔ (ترجمہ حضرت تھانوی)

اور سورہ مزمل آیت نمبر ۱۷ تا ۱۸ میں فرمایا "سو اگر تم (بھی بعد بھیجے رسول ﷺ کے نافرمانی اور) کفر کرو گے تو اس دن سے کیسے بچو گے جو بچوں کو بوڑھا کر دے گا جس میں آسمان پھٹ جائے گا بے شک اس کا وعدہ ضرور ہو کر رہے گا"۔ (ترجمہ حضرت تھانوی)

سورۃ یونس آیت نمبر ۴۵ میں فرمایا کہ "اور ان کو وہ دن یاد دلایئے جس میں اللہ تعالیٰ ان کو اس کیفیت سے جمع کرے گا کہ وہ ایسا سمجھیں گے کہ گویا وہ دنیا یا برزخ میں سارے دن کی ایک آدھ گھڑی رہے ہوں گے اور آپس میں ایک دوسرے کو پہچانیں گے بھی۔ واقعی اس وقت سخت خسارے میں پڑے وہ لوگ جنہوں نے اللہ کے پاس جانے کو جھٹلایا اور وہ دنیا میں بھی ہدایت نہ پانے والے تھے"۔

سورۃ کہف آیت نمبر ۴۷ تا ۴۹ میں فرمایا کہ "اور اس دن کو یاد کرنا چاہیے جس دن ہم پہاڑوں کو ہٹا دیں گے اور آپ زمین کو دیکھیں گے کہ کھلا میدان پڑا ہے اور ہم ان سب کو جمع کر دیں گے اور ان میں سے کسی کو بھی نہ چھوڑیں گے"۔ (ترجمہ حضرت تھانوی)

سورۃ الزمر آیت نمبر ۶۷ تا ۷۰ میں ارشاد ہوا کہ "اور ان لوگوں نے خدا تعالیٰ کی کچھ عظمت نہ کی جیسی عظمت کرنا چاہیے تھی۔ حالانکہ ساری دنیا اس کی مٹھی میں ہوگی، قیامت کے دن اور تمام آسمان لپٹے ہوئے ہوں گے اس کے داہنے ہاتھ میں۔ وہ پاک اور برتر ہستی ہے۔ اور (قیامت کے روز) صور میں پھونک ماری جائے گی سو تمام آسمان اور زمین والوں کے ہوش اڑ جائیں گے مگر جس کو خدا چاہے پھر اس (صور) میں دوبارہ پھونک ماری جائے گی تو دفعتاً سب کے سب کھڑے ہو جائیں گے اور چاروں طرف دیکھنے لگیں گے اور زمین اپنے رب کے نور سے منور ہو جائے گی"۔[1]

سورۃ المومنون آیت نمبر ۱۰۱ تا ۱۰۳ میں ارشاد ہوا کہ "پھر جب (قیامت میں) صور پھونکا جائے گا تو ان میں (جو) باہمی رشتے ناتے (تھے) اس روز نہ رہیں گے اور نہ کوئی کسی کو پوچھے گا سو جس شخص کا پلہ (ایمان کا) بھاری ہوگا تو ایسے لوگ کامیاب (یعنی ناجی) ہوں گے اور جس شخص کا پلہ ہلکا ہوگا (یعنی وہ کافر ہوگا) سو یہ وہ لوگ ہوں گے جنہوں نے اپنا نقصان کر لیا اور جہنم میں ہمیشہ کے لیے رہیں گے"۔ (ترجمہ حضرت تھانوی)

سورۃ المعارج آیت نمبر ۸ تا ۱۸ میں فرمایا کہ "جس دن کہ آسمان (رنگ میں) تیل کی تلچھٹ کی طرح ہو جاوے گا اور پہاڑ رنگین اون کی طرح ہو جائیں گے (یعنی اڑتے پھریں گے) اور کوئی دوست کسی دوست کو نہ پوچھے گا۔ گو ایک دوسرے کو دکھا بھی دیئے جائیں گے اور (اور اس روز) مجرم (یعنی کافر) اس بات کی تمنا کرے گا کہ اس روز کے عذاب سے چھوٹنے کے لیے اپنے بیٹوں کو اور بیوی کو اور بھائی کو اور کنبہ کو جن میں وہ رہتا تھا اور تمام اہل زمین کو اپنے فدیہ میں دے دے پھر یہ اس کو (عذاب سے) بچالے یہ ہرگز نہ ہوگا بلکہ وہ آگ ایسی شعلہ زن ہے جو کھال (تک) اتار دے گی وہ اس شخص کو بلائے گی جس نے حق سے پیٹھ پھیری ہوگی اور اطاعت سے بے رخی کی ہوگی اور جمع کیا ہوگا۔"

---

[1] اور روشن ہو جائے گی اور (سب کا) نامہ اعمال (ہر ایک کے سامنے) رکھ دیا جائے گا اور پیغمبر اور گواہ حاضر کئے جاویں گے اور سب میں ٹھیک ٹھیک فیصلہ کیا جاوے گا اور ان پر ذرا ظلم نہ ہوگا اور ہر شخص کو اس کے اعمال کا پورا بدلہ دیا جائے گا اور وہ سب کے کاموں کو خوب جانتا ہے۔

سورۃ عبس آیت نمبر ۳۳ تا ۴۲ میں فرمایا کہ "پھر جس وقت کانوں کا بہرہ کر دینے والا شور برپا ہوگا۔ جس روز ایسا آدمی اپنے بھائی سے اور اپنی ماں سے اور اپنے باپ سے اور اپنی بیوی سے اور اپنی اولاد سے بھاگے گا ان میں ہر شخص کو ایسا مشغلہ ہوگا جو اس کو اور طرف متوجہ نہ ہونے دے گا اور بہت سے چہرے اس روز روشن اور خنداں و شاداں ہوں گے اور اس روز ظلمت ہوگی ان پر غم کی کدورت چھائی ہوئی ہوگی یہی لوگ کافر فاجر ہیں۔" (ترجمہ حضرت تھانوی)

سورۃ النازعات آیت نمبر ۳۴ تا ۴۲ میں ارشاد ہوا کہ "سو جب وہ بڑا ہنگامہ آوے گا یعنی جس دن انسان اپنے کیے کو یاد کرے گا اور دیکھنے والوں کے سامنے دوزخ ظاہر کی جاوے گی تو (اس روز یہ حالت ہوگی کہ) جس شخص نے (حق سے) سرکشی کی ہوگی اور (آخرت کا منکر ہو کر) دنیوی زندگی کو ترجیح دی ہوگی سو دوزخ (اس کا) ٹھکانا ہوگا اور جو شخص (دنیا میں) اپنے رب کے سامنے کھڑا ہونے سے ڈرا ہوگا اور نفس کو حرام خواہش سے روکا ہوگا سو جنت اس کا ٹھکانا ہوگا۔ یہ لوگ آپ سے قیامت کے متعلق پوچھتے ہیں کہ اس کا وقوع کب ہوگا"۔ (ترجمہ حضرت تھانوی)

اور سورۃ فجر آیت نمبر ۲۱ تا ۳۰ میں ارشاد فرمایا کہ "ہرگز ایسا نہیں جس وقت زمین کو توڑ توڑ کر ریزہ ریزہ کر دیا جائے گا اور آپ کا پروردگار اور جوق در جوق فرشتے (میدان حشر) میں اتریں گے اور اس روز جہنم کو لایا جائے گا اس روز انسان کو سمجھ آئے گی اور اب سمجھ آنے کا موقع کہاں رہا۔ کہے گا کاش میں اس زندگی (اخروی) کے لیے کوئی عمل آگے بھیج لیتا۔ پس اس روز نہ تو خدا کے عذاب کے برابر کوئی عذاب دینے والا نکلے گا اور نہ اس کے جکڑنے کے برابر کوئی جکڑنے والا نکلے گا۔ اے اطمینان والی روح تو اپنے پروردگار کی طرف چل اس طرح سے کہ تو اس سے خوش اور وہ تجھ سے خوش پھر تو میرے خاص بندوں میں شامل ہو جا اور میری جنت میں داخل ہو جا"۔

اور سورۃ الغاشیہ آیت نمبر ۱۰ تا ۱۷ میں فرمایا کہ "آپ کو اس محیط عام واقعے کی کچھ خبر پہنچی ہے۔ بہت سے چہرے اس روز ذلیل اور مصیبت جھیلنے والے اور مصیبت جھیلنے سے خستہ ہوں گے۔ اور آتش سوزاں میں داخل ہوں گے اور کھولتے ہوئے چشمے سے پانی پلائے جائیں گے اور ان کو بجز ایک خار دار جھاڑ کے اور کوئی کھانا نصیب نہ ہوگا جو نہ (تو کھانے والوں کو) فربہ کرے گا اور نہ ان کی بھوک کو دفع کرے گا۔ بہت سے چہرے اس روز بارونق (اور) اپنے نیک کاموں کی بدولت خوش ہوں گے اور بہشت بریں میں ہوں گے جس میں کوئی لغو بات نہ سنیں گے۔ اس (بہشت) میں بہتے ہوئے چشمے ہوں گے اور اس بہشت میں اونچے اونچے تخت بچھے ہیں اور رکھے ہوئے آبخورے (موجود) ہیں اور برابر لگے ہوئے گدے تکیے ہیں اور سب طرف قالین پھیلے ہوئے ہیں تو کیا وہ لوگ اونٹ کو نہیں دیکھتے کہ کس طرح پیدا کیا گیا ہے"۔ (ترجمہ حضرت تھانوی)

سورۃ واقعہ آیت نمبر ۱ تا ۱۲ میں ارشاد ہوا کہ "جب قیامت واقع ہوگی جس کے واقع ہونے میں کوئی خلاف نہیں ہے تو وہ پست کر دے گی (اور بعض کو) بلند کر دے گی جبکہ زمین کو سخت زلزلہ آئے گا اور پہاڑ بالکل ریزہ ریزہ ہو جائیں گے پھر وہ پراگندہ غبار ہو جائیں گے اور تم تین قسم کے ہو جاؤ گے۔ سو جو داہنے والے ہیں وہ داہنے والے کیسے اچھے ہیں اور جو بائیں والے ہیں وہ کیسے برے ہیں اور جو اعلیٰ درجے کے ہیں وہ تو اعلیٰ ہی درجے کے ہیں وہ قرب رکھنے والے ہیں یہ مقرب لوگ آرام کے باغوں میں ہوں گے"۔ (ترجمہ حضرت تھانوی)

اس کے بعد ان تینوں اقسام کے لوگوں کو ان کے حاضر ہونے کے وقت کا ذکر کیا ہے جیسے ہم نے اس سورۃ کی تفسیر کے آخر میں ذکر کیا ہے۔

پھر سورۃ القمر آیت نمبر ۶ تا ۸ میں ارشاد ہوا کہ "تو آپ ان کی طرف سے کچھ خیال نہ کیجیے جس دن ایک بلانے والا فرشتہ ایک ناگوار چیز کی طرف بلاوے گا ان کی آنکھیں مارے ذلت کے جھکی ہوئی ہوں گی اور قبروں سے اس طرح نکل رہے ہوں گے جیسے ٹڈی دل پھیل جاتی ہے (اور پھر نکل کر) بلانے والے کی طرف دوڑے چلے جا رہے ہوں گے"۔ (ترجمہ حضرت تھانوی)

سورۃ ابراہیم آیت نمبر ۴۸ تا ۵۲ میں ارشاد ہوا کہ "جس روز دوسری زمین بدل دی جائے گی اس زمین کے علاوہ اور آسمان بھی اور سب کے سب ایک زبردست اللہ کے روبرو پیش ہوں گے۔ اور تو مجرموں کو زنجیروں میں جکڑے ہوئے دیکھے گا ان کے کرتے قطران کے ہوں گے اور آگ ان کے چہروں پر لپٹی ہوئی ہوگی۔ تاکہ اللہ تعالیٰ ہر مجرم کو اس کے کیے کی سزا دے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ بڑی جلد حساب لینے والا ہے۔ یہ قرآن لوگوں کے لیے احکام کا پہنچانا ہے اور تاکہ اس کے ذریعے سے عذاب سے ڈرائے جائیں اور تاکہ اس بات کا یقین کر لیں کہ وہی ایک معبود برحق ہے اور تاکہ دانش مند لوگ نصیحت حاصل کریں"۔ (ترجمہ حضرت تھانوی)

سورۃ مومن آیت نمبر ۱۵ تا ۱۷ میں ارشاد فرمایا کہ "(وہ) مالک درجات عالی اور صاحب عرش ہے اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے اپنے

حکم سے وحی بھیجتا ہے تاکہ ملاقات کے دن سے ڈراوے۔ جس روز وہ نکل پڑیں گے ان کی کوئی چیز خدا سے مخفی نہ رہے گی۔ آج کس کی بادشاہت ہے؟ اللہ ہی کی جو یکتا اور غالب ہے"۔

اور سورۂ طٰہٰ آیت نمبر ۹۸ تا ۱۱۱ میں فرمایا کہ "بس تمہارا (حقیقی) معبود تو (صرف) اللہ ہے جس کے سوا کوئی عبادت کے قابل نہیں وہ (اپنے) علم سے تمام چیزوں کو احاطہ کیے ہوئے ہے (جس طرح ہم نے موسیٰ علیہ السلام کا قصہ بیان کیا) اسی طرح ہم آپ سے اور واقعات گذشتہ کی خبریں بھی بیان کرتے رہتے ہیں اور ہم نے آپ کو اپنے پاس سے ایک نصیحت نامہ دیا ہے (یعنی قرآن) جو لوگ اس سے روگردانی کریں گے سو وہ قیامت کے روز بڑا بھاری بوجھ عذاب کو لادے ہوں گے اور وہ اس عذاب میں ہمیشہ رہیں گے اور یہ بوجھ قیامت کے روز ان کے لیے برا بوجھ ہوگا جس روز صور میں پھونک ماری جائے گی اور ہم اس روز مجرم لوگوں کو اس حالت سے جمع کریں گے کہ آنکھوں سے اندھے ہوں گے، چپکے چپکے آپس میں باتیں کرتے ہوں گے کہ تم لوگ قبروں میں صرف دس روز رہے ہوگے جس مدت کی نسبت وہ بات چیت کریں گے اس کو ہم خوب جانتے ہیں (کہ وہ کس قدر ہے) جبکہ ان سب میں صائب الرائے یوں کہتا ہوگا کہ نہیں تم ایک ہی روز (قبر میں) رہے ہوگے اور لوگ آپ سے پہاڑوں کی نسبت پوچھتے ہیں کہ قیامت میں ان کا کیا حال ہوگا۔ سو آپ فرما دیجئے کہ میرا رب ان کو بالکل اڑا دے گا پھر زمین کو ایک میدان ہموار کردے گا جس میں تو (اے مخاطب) نہ ناہمواری دیکھے گا اور نہ کوئی بلندی دیکھے گا اس روز سب کے سب (خدائی) بلانے والے کے کہنے پر ہو لیں گے اس کے سامنے (کسی کا) کوئی ٹیڑھا پن نہ رہے گا اور تمام آوازیں اللہ تعالیٰ کے سامنے (مارے ہیبت) دب جائیں گی سو تو (اے مخاطب) بجز پاؤں کی آہٹ کے اور کچھ نہ سنے گا اس روز کسی کو کسی کی سفارش نفع نہ دے گی مگر ایسے شخص کو کہ جس کے واسطے اللہ تعالیٰ نے اجازت دے دی ہو اور اس شخص کے واسطے بولنا"[۱]۔ (ترجمہ حضرت تھانوی)

سورۃ البقرہ آیت نمبر ۲۸۱ میں ارشاد ہوا کہ "اور اس دن سے ڈرو جس دن تم اللہ تعالیٰ کی پیشی میں لائے جاؤ گے پھر ہر شخص کو اس کا کیا ہوا پورا پورا ملے گا اور ان پر کسی قسم کا ظلم نہ ہوگا"۔ (ترجمہ حضرت تھانوی)

اور سورۃ البقرہ نمبر ۲۵۴ میں فرمایا کہ "اے ایمان والو! خرچ کرو ان چیزوں میں سے جو ہم نے تم کو دی ہیں۔ قبل اس کے کہ وہ دن قیامت کا آجاوے جس میں نہ تو خرید و فروخت ہوگی اور نہ دوستی ہوگی اور نہ کوئی سفارش ہوگی اور کافر لوگ ہی ظلم کرتے ہیں"۔ (ترجمہ حضرت تھانوی)

اور سورۂ آل عمران آیت نمبر ۱۰۶ تا ۱۰۷ میں فرمایا "اس روز بعض کے چہرے سفید ہو جائیں گے اور بعض کے چہرے سیاہ ہوں گے۔ سو جن کے چہرے سیاہ ہو گئے ہوں گے ان سے کہا جائے گا کیا تم لوگ کافر ہوئے تھے اپنے ایمان لانے کے بعد سو سزا چکھو بسبب اپنے کفر کے۔ اور جن کے چہرے سفید ہو گئے ہوں گے وہ اللہ کی رحمت میں ہوں گے وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے"۔ (ترجمہ حضرت تھانوی)

اور سورۂ آل عمران آیت نمبر ۱۶۱ میں فرمایا کہ "اور نبی کی یہ شان نہیں کہ وہ خیانت کرے حالانکہ جو شخص خیانت کرے گا وہ شخص اپنی اس خیانت کی ہوئی چیز کو قیامت کے دن حاضر کرے گا پھر ہر شخص کو اس کے کیے کا پورا بدلہ ملے گا اور ان پر بالکل ظلم نہ ہوگا"۔ (ترجمہ حضرت تھانوی)

اور سورۃ النحل آیت نمبر ۸۹ میں فرمایا کہ "اور جس دن ہم ہر ہر امت میں ایک ایک گواہ جو انہی میں کا ہوگا، مقابلہ میں قائم کریں گے اور ان لوگوں کے مقابلے میں آپ کو گواہ بنا کر لائیں گے اور ہم نے آپ پر قرآن اتارا ہے کہ تمام دین کی باتوں کا بیان کرنے والا ہے اور خاص مسلمانوں کے واسطے بڑی ہدایت اور بڑی رحمت اور بڑی خوش خبری سنانے والا ہے"۔ (ترجمہ حضرت تھانوی)

اور سورۃ النحل آیت نمبر ۸۴ تا ۸۸ میں ارشاد ہوا کہ "اور جس دن ہم ہر ہر امت میں سے ایک ایک گواہ قائم کریں گے پھر ان کافروں کو اجازت نہ دی جائے گی اور نہ ان کو حق تعالیٰ کے راضی کرنے کی فرمائش کی جاوے گی اور جب ظالم یعنی کافر لوگ عذاب کو دیکھیں گے تو وہ عذاب نہ ان سے ہلکا کیا جائے گا اور نہ وہ کچھ مہلت دیے جائیں گے اور جب مشرک لوگ اپنے شریکوں کو دیکھیں گے تو کہیں گے کہ اے ہمارے پروردگار وہ ہمارے شریک یہی ہیں کہ آپ کو چھوڑ کر ہم انہی کو پوجا کرتے تھے سو وہ ان کی طرف کلام کو متوجہ کریں گے کہ تم جھوٹے ہو اور یہ مشرک اور کافر لوگ اس روز اللہ کے سامنے اطاعت کی باتیں کرنے لگیں گے اور جو کچھ افترا پردازیاں کرتے تھے وہ سب گم ہو جائیں گی۔ جو لوگ کفر کرتے تھے اور اللہ کی راہ سے روکتے تھے ان

---

[۱] پسند کرلیا ہو اور اللہ تعالیٰ ان سب کے اگلے پچھلے احوال کو جانتا ہے اور اس کو ان کا علم احاطہ نہیں کرسکتا اور اس روز تمام چہرے اس حی و قیوم کے آگے جھکے ہوں گے اور ایسا شخص تو ہر طرح ناکام رہے گا جو ظلم (یعنی شرک) لے کر آیا ہو۔

کے لیے ہم ایک سزا پر دوسری سزا بمقابلہ ان کے فساد کے بڑھا دیں گے۔" (ترجمہ حضرت تھانوی)

اور سورۃ النساء آیت نمبر ۸۷ میں فرمایا کہ "اللہ ایسے ہیں کہ ان کے سوا کوئی معبود ہونے کے قابل نہیں وہ ضرور تم سب کو جمع کریں گے قیامت کے دن میں اس میں کوئی شبہ نہیں اور خدا تعالیٰ سے زیادہ کس کی بات سچی ہوگی"۔ (ترجمہ حضرت تھانوی)

سورۃ الذاریات آیت نمبر ۲۳ میں فرمایا کہ "ان سب کا معین وقت آسمان میں ہے تو قسم ہے آسمان اور زمین کے پروردگار کی کہ وہ برحق ہے جیسا تم باتیں کر رہے ہو"۔ (ترجمہ حضرت تھانوی)

اور سورۃ مائدہ آیت نمبر ۱۰۹ میں ارشاد ہوا کہ "جس روز اللہ تعالیٰ تمام پیغمبروں کو (مع ان کی امتوں کے) جمع کریں گے پھر ارشاد فرمائیں گے کہ تم کو (ان امتوں کی طرف سے) کیا جواب ملا تھا وہ عرض کریں گے کہ (ظاہر جواب تو ہم کو معلوم ہے لیکن ان کے دل کی) ہم کو کچھ خبر نہیں (اس کو آپ ہی جانتے ہیں)"۔ (ترجمہ حضرت تھانوی)

اور سورۃ الاعراف آیت نمبر ۶ تا ۹ میں فرمایا کہ "پھر ہم ان لوگوں سے ضرور پوچھیں گے جن کے پاس پیغمبر بھیجے گئے تھے اور ہم پیغمبروں سے ضرور پوچھیں گے پھر ہم چونکہ پوری خبر رکھتے ہیں ان کے روبرو بیان کر دیں گے اور ہم کچھ بے خبر نہ تھے اور اس روز میزان بھی واقع ہوگا پھر جس شخص کا پلہ بھاری ہوگا سو ایسے لوگ کامیاب ہوں گے اور جس شخص کا پلہ ہلکا ہوگا سو وہ لوگ ہوں گے جنہوں نے اپنا نقصان کر لیا بسبب اس کے کہ ہماری آیتوں کی حق تلفی کرتے تھے"۔ (ترجمہ حضرت تھانوی)

اور سورۃ آل عمران آیت نمبر ۳۰ میں فرمایا کہ "جس روز ایسا ہوگا کہ ہر شخص اپنے اچھے کیے ہوئے کاموں کو سامنے لایا ہوا پائے گا اور اپنے برے کیے ہوئے کاموں کو بھی۔ اور اس بات کی تمنا کرے گا کہ کیا خوب ہوتا کہ اس شخص کے اور اس روز کے درمیان میں دور دراز کی مسافت حائل ہوتی اور خدا تعالیٰ تم کو اپنی ذات سے ڈراتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نہایت مہربان ہے بندوں پر"۔ (ترجمہ حضرت تھانوی)

سورۃ زخرف آیت نمبر ۳۸ تا ۳۹ میں فرمایا کہ "یہاں تک کہ ایک ایسا شخص ہمارے پاس آئے گا تو اس شیطان سے کہے گا کہ کاش میرے اور تیرے درمیان میں مشرق اور مغرب کے برابر فاصلہ ہوتا کہ تو میرا برا ساتھی تھا اور ان سے کہا جائے گا کہ جب کہ تم دنیا میں کفر کر چکے تھے تو آج یہ بات تمہارے کام نہ آئے گی کہ تم (اور شیاطین) سب عذاب میں شریک ہو"۔ (ترجمہ حضرت تھانوی)

سورۃ یونس آیت نمبر ۲۸ تا ۳۰ میں ارشاد ہوا کہ "اور وہ دن بھی قابل ذکر ہے جس روز ہم ان سب کو میدان قیامت میں جمع کریں گے پھر مشرکین سے کہیں گے کہ تم اور تمہارے شریک اپنی جگہ ٹھہرو پھر ہم ان (عابدین و معبودین) کے درمیان پھوٹ ڈالیں گے اور ان کے وہ شرکا ان سے خطاب کر کے کہیں گے کہ تم ہماری عبادت نہیں کرتے تھے سو ہمارے تمہارے درمیان خدا کافی گواہ ہے کہ ہم کو تمہاری عبادت کی خبر بھی نہ تھی"۔

(ترجمہ حضرت تھانوی)

اور سورۃ القیامۃ آیت نمبر ۱۳ تا ۱۸ میں ارشاد ہوا کہ "اس روز انسان کو اس کا سب اگلا پچھلا کیا ہوا جتلا دیا جائے گا (اور انسان کا اپنے اعمال سے آگاہ ہونا کچھ اس جتلانے پر موقوف نہ ہوگا) بلکہ انسان خود اپنی حالت پر خوب مطلع ہوگا گو باقتضائے طبیعت اس وقت بھی اپنے حیلے پیش لائے (اور اے پیغمبر) آپ قبل اختتام وحی قرآن پر اپنی زبان نہ ہلایا کیجئے تا کہ آپ اس کو جلدی لیں ہمارے ذمہ ہے (آپ کے قلب میں) اس کا جمع کر دینا اور پڑھوا دینا جب ہم اسے پڑھیں"۔ (ترجمہ حضرت تھانوی)

سورۃ الاسراء آیت نمبر ۱۳ تا ۱۴ میں فرمایا کہ "ہم ہر انسان کا نامہ اعمال اس کے واسطے نکال کر سامنے کر دیں گے جس کو وہ کھلا ہوا دیکھ لے گا۔ اپنا نامہ اعمال خود پڑھ لے آج تو خود اپنا آپ ہی محاسب کافی ہے"۔ (ترجمہ حضرت تھانوی)

اور سورۃ ابراہیم آیت نمبر ۴۴ تا ۴۵ میں ارشاد ہوا کہ "اور آپ ان لوگوں کو اس دن سے ڈرائیے جس دن ان پر عذاب آ پڑے گا پھر یہ ظالم لوگ کہیں گے کہ اے ہمارے رب ایک مدت قلیل تک ہم کو (اور) مہلت دیجئے ہم آپ کا سب کہنا مان لیں گے اور پیغمبروں کا اتباع کریں گے (جواب میں ارشاد ہوگا) کیا تم نے اس کے قبل قسمیں نہ کھائی تھیں کہ تم کو کہیں جانا ہی نہیں ہے۔ حالانکہ تم ان (پہلے) لوگوں کے رہنے کی جگہوں میں رہتے تھے جنہوں نے اپنی ذات کا نقصان کیا تھا کہ ہم نے ان کے ساتھ کیونکر معاملہ کیا تھا اور ہم نے تم سے مثالیں بیان کیں"۔ (ترجمہ حضرت تھانوی)

اور سورۃ الفرقان آیت نمبر ۲۵ تا ۲۹ میں فرمایا کہ ”اور جس دن آسمان ایک بدلی پر سے پھٹ جائے گا اور فرشتے (زمین پر) بکثرت اتارے جائیں گے (اور) اس روز حقیقی حکومت (حضرت) رحمٰن (ہی) کی ہوگی اور وہ دن کافروں پر بڑا سخت دن ہوگا اور جس روز ظالم (یعنی آدمی غایت حسرت سے) اپنے ہاتھ کاٹ کاٹ کھائے گا (اور) کہے گا کیا اچھا ہوتا میں رسول اکرم ﷺ کے ساتھ (دین کی) راہ پر لگ لیتا۔ ہائے میری شامت (کہ ایسا نہ کیا اور) کیا اچھا ہوتا کہ میں فلاں شخص کو دوست نہ بناتا۔ اس کم بخت نے مجھ کو نصیحت آئے پیچھے بہکا دیا (اور بچلا دیا) اور شیطان تو انسان کو (عین وقت پر) امداد کرنے سے جواب دے ہی دیتا ہے۔“ (ترجمہ حضرت تھانوی)

اور سورۃ الفرقان ہی میں آیت نمبر ۱۷ تا ۱۹ میں فرمایا کہ ”اور جس روز اللہ تعالیٰ ان (کافر) لوگوں کو اور جن کو وہ لوگ خدا کے سوا پوجتے تھے ان (سب) کو جمع کرے گا پھر (ان معبودین سے) فرمائے گا کیا تم نے میرے ان بندوں کو گمراہ کیا تھا یا (خود ہی) راہ (حق) سے گمراہ ہو گئے تھے وہ (معبودین) عرض کریں گے کہ معاذ اللہ ہماری کیا مجال تھی کہ ہم آپ کے سوا اور کارسازوں کو تجویز کریں لیکن آپ نے (تو) ان کو اور ان کے بڑوں کو (خوب) آسودگی دی یہاں تک کہ وہ (آپ کی) یاد کو بھلا بیٹھے اور یہ لوگ خود ہی برباد ہوئے تمہارے ان معبودوں نے تو تم کو تمہاری باتوں میں جھوٹا ٹھہرا دیا سو (اب) تم نہ تو خود (عذاب کو) ٹال سکتے ہو اور نہ کسی دوسرے کی طرف سے مدد دیے جا سکتے ہو اور جو ظالم (یعنی مشرک) ہوگا ہم اسی کو بڑا عذاب چکھائیں گے۔“ (ترجمہ حضرت تھانوی)

اور سورۃ المرسلات آیت نمبر ۳۵ تا ۳۹ میں فرمایا کہ ”اور جس دن خدا تعالیٰ ان کافروں کو پکار کر کہے گا کہ وہ میرے شریک کہاں ہیں جن کو تم (ہمارا شریک) سمجھ رہے تھے۔ جن پر خدا کا فرمودہ ثابت ہو چکا ہوگا وہ بول اٹھیں گے۔ اے ہمارے پروردگار بیشک وہی لوگ یہ ہیں جن کو ہم نے بہکایا ہم نے ان کو ویسا ہی بہکایا جیسا ہم خود بہکے تھے اور ہم آپ کی پیشی میں ان سے دستبرداری کرتے ہیں اور یہ لوگ ہم کو نہ پوجتے تھے اور (اس وقت ان مشرکین سے کہا) کہا جائے گا کہ (اب) ان شرکاء کو بلاؤ چنانچہ وہ (فرط حیرت سے بالاضطرار) ان کو پکاریں گے سو وہ جواب بھی نہ دیں گے اور (اس وقت) یہ لوگ (اپنی آنکھوں سے) عذاب دیکھ لیں گے اے کاش یہ لوگ (دنیا میں) راہ راست پر ہوتے (تو یہ مصیبت نہ دیکھتے) اور جس دن ان کافروں سے پکار کر پوچھے گا کہ تم نے پیغمبروں کو کیا جواب دیا تھا۔

اور سورۃ المرسلات آیت نمبر ۳۵ تا ۳۷ میں فرمایا کہ ”یہ وہ دن ہوگا جس میں لوگ نہ بول سکیں گے اور نہ ان کو اجازت ہوگی سو عذر بھی نہ کر سکیں گے اس روز حق کے جھٹلانے والوں کی بڑی خرابی ہوگی۔ (ترجمہ حضرت تھانوی)

یعنی وہ کوئی ایسی بات نہ کر سکیں گے جو ان کو فائدہ دے۔

اور پھر سورۃ الانعام آیت نمبر ۲۳ تا ۲۴ میں ارشاد فرمایا کہ ”پھر ان کے شرک کا انجام اس کے سوا اور کچھ بھی نہ ہوگا کہ وہ یوں کہیں گے قسم اللہ کی اپنے پروردگار کی ہم مشرک نہ تھے۔ ذرا دیکھو تو کس طرح جھوٹ بولا اپنی جانوں پر اور جن چیزوں کو وہ جھوٹ موٹ تراشا کرتے تھے وہ سب غائب ہو گئیں۔“

(ترجمہ حضرت تھانوی)

اور سورۃ المجادلۃ آیت نمبر ۱۸ میں ارشاد ہوا کہ ”جس روز اللہ ان سب کو دوبارہ زندہ کرے گا سو یہ اس کے روبرو بھی (جھوٹی) قسمیں کھا جاویں گے جس طرح تمہارے سامنے قسمیں کھا جاتے ہیں اور یوں خیال کریں گے کہ ہم کسی اچھی حالت میں ہیں خوب سن لو یہ لوگ بڑے ہی جھوٹے ہیں۔“

(ترجمہ حضرت تھانوی)

تو کیوں دوسرے حال میں نہیں؟ جیسے اس کے جواب میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا جیسا کہ بخاری میں روایت نقل کی گئی ہے۔ اور سورۃ الصافات آیت نمبر ۲۷ تا ۳۲ میں ارشاد ہوا کہ ”اور وہ ایک دوسرے کی طرف متوجہ ہو کر جواب سوال (یعنی اختلاف) کرنے لگیں گے۔ (چنانچہ) تابعین کہیں گے کہ ہم پر تمہاری آمد بڑے زور کی ہوا کرتی تھی۔ متبوعین کہیں گے کہ نہیں بلکہ تم خود ہی ایمان نہیں لاتے تھے اور ہمارا تم پر کوئی زور تو تھا ہی نہیں بلکہ تم خود ہی سرکشیاں کرتے تھے۔ سو ہم سب ہی پر ہمارے رب کی یہ (ازلی) بات متحقق ہو چکی تھی۔ کہ ہم سب کو مزہ چکھنا ہے تو ہم نے تم کو بہکایا ہم خود بھی گمراہ تھے۔ تو وہ سب کے سب اس روز عذاب میں (بھی) شریک رہیں گے (اور) ہم ایسے مجرموں کے ساتھ ایسا ہی کیا

کرتے ہیں۔ وہ لوگ ایسے تھے کہ جب ان سے کہا جاتا کہ خدا کے سوا کوئی معبود برحق نہیں تو تکبر کیا کرتے تھے"۔ (۱) (ترجمہ حضرت تھانوی)

اور سورۂ یٰسین آیت نمبر ۴۸ تا ۵۴ میں ارشاد ہوا کہ "اور یہ لوگ (بطور حقارت) کہتے ہیں کہ یہ وعدہ کب ہوگا اگر تم سچے ہو۔ یہ لوگ بس ایک آواز سخت کے منتظر ہیں جو ان کو آ پکڑے گی اور وہ سب باہم لڑ جھگڑ رہے ہوں گے۔ سو نہ تو وصیت کرنے کی فرصت ہوگی اور نہ اپنے گھر والوں کے پاس لوٹ کر جا سکیں گے۔ اور پھر دوبارہ صور پھونکا جائے گا سو وہ سب یکایک قبروں سے (نکل نکل) پڑیں گے یہ وہی ہے جس کا رحمٰن نے وعدہ کیا تھا اور پیغمبر سچ کہتے تھے۔ بس وہ ایک زور کی آواز ہوگی۔ جس سے یکایک سب جمع ہو کر ہمارے پاس حاضر کر دیے جاویں گے۔ پھر اس دن کسی شخص پر ذرا ظلم نہ ہوگا اور تم کو بس انہیں کاموں کا بدلہ ملے گا جو تم کیا کرتے تھے"۔ (ترجمہ حضرت تھانوی)

اور سورۂ الروم آیت نمبر ۱۴ تا ۱۶ میں فرمایا کہ "اور جس روز قیامت قائم ہوگی۔ اس روز سب آدمی جدا جدا ہو جاویں گے یعنی جو لوگ ایمان لائے تھے اور انہوں نے اچھے کام کیے تھے وہ تو باغ میں مسرور ہوں گے اور جن لوگوں نے کفر کیا تھا اور ہماری آیتوں کو اور آخرت کے پیش آنے کو جھٹلایا تھا وہ لوگ عذاب میں گرفتار ہوں گے"۔ (ترجمہ حضرت تھانوی)

اور سورۂ الروم آیت نمبر ۴۳ تا ۴۴ میں ارشاد ہے کہ "سو تم اپنا رخ اس دین راست کی طرف رکھو قبل اس کے کہ ایسا دن آ جاوے جس سے پھر خدا کی طرف سے ہٹنا نہ ہوگا اس دن سب لوگ جدا جدا ہو جائیں گے۔ جو شخص کفر کر رہا ہے اس پر تو اس کا کفر پڑے گا۔ اور جو نیک عمل کر رہا ہے سو یہ لوگ اپنے لیے سامان کر رہے ہیں"۔ (ترجمہ حضرت تھانوی)

اور سورۂ روم آیت نمبر ۵۵ تا ۵۷ میں فرمایا کہ "اور جس روز قیامت قائم ہوگی مجرم لوگ قسم کھا بیٹھیں گے کہ وہ لوگ (یعنی عالم برزخ) میں ایک ساعت سے زیادہ نہیں رہے اسی طرح یہ الٹے چلا کرتے تھے اور جن لوگوں کو علم اور ایمان عطا ہوا ہے وہ کہیں گے کہ تم تو نوشتۂ خداوندی کے موافق قیامت کے دن تک رہے ہو سو قیامت کا دن یہی ہے لیکن تم یقین نہ کرتے تھے۔ غرض اس دن ظالموں کو ان کا عذر کرنا نفع نہ دے گا اور نہ ان سے خدا کی خفگی کا تدارک چاہا جاوے گا"۔ (ترجمہ حضرت تھانوی)

اور سورۂ سبا آیت نمبر ۴۱ تا ۴۲ میں فرمایا کہ "وہ عرض کریں گے کہ آپ پاک ہیں ہمارا تو آپ سے تعلق ہے نہ کہ ان سے، بلکہ یہ لوگ شیاطین کو پوجا کرتے تھے۔ ان میں سے اکثر لوگ انہیں کے معتقد تھے۔ سو (کافروں سے کہا جائے گا) آج تم (مجموعہ عابدین و معبودین) میں سے نہ کوئی کسی کو نفع پہنچانے کا اختیار رکھتا ہے اور نہ نقصان پہنچانے کا اور (اس وقت) ہم ظالموں (یعنی کافروں سے) کہیں گے کہ جس دوزخ کے عذاب کو تم جھٹلایا کرتے تھے (اب) اس کا مزہ چکھو"۔ (ترجمہ حضرت تھانوی)

سورۂ لقمان آیت نمبر ۳۳ میں ارشاد ہوا کہ "اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو اور اس دن سے ڈرو جس میں نہ کوئی باپ اپنے بیٹے کی طرف سے کچھ مطالبہ کر سکے گا اور نہ کوئی بیٹا ہی ہے کہ وہ اپنے باپ کی طرف سے ذرا بھی مطالبہ کرے یقیناً اللہ کا وعدہ سچا ہے، سو تم کو دنیاوی زندگی دھوکے میں نہ ڈالے اور نہ تم کو دھوکہ باز شیطان اللہ سے دھوکے میں ڈالے"۔ (ترجمہ حضرت تھانوی)

سورۂ ہود آیت نمبر ۱۰۳ تا ۱۰۸ میں فرمایا کہ "ان واقعات میں اس شخص کے لیے بڑی عبرت ہے جو آخرت کے عذاب سے ڈرتا ہو۔ وہ ایسا دن ہوگا کہ اس میں تمام آدمی جمع کیے جائیں گے اور وہ سب کی حاضری کا دن ہے اور ہم اس کو صرف تھوڑی مدت کے لیے ملتوی کیے ہوئے ہیں۔ (پھر) جس وقت وہ دن آئے گا کوئی شخص اس دن خدا کی اجازت کے بغیر بات تک (بھی) نہ کر سکے گا پھر ان میں بعضے تو شقی ہوں گے۔ سو جو لوگ شقی ہیں وہ تو دوزخ میں ایسے حال میں ہوں گے کہ اس میں ان کی چیخ و پکار پڑی رہے گی (اور) ہمیشہ ہمیشہ کو اس میں رہیں گے جب تک آسمان و زمین قائم ہیں۔ ہاں اگر خدا ہی کو (نکالنا) منظور ہو تو دوسری بات ہے۔ (کیونکہ) آپ کا رب جو کچھ چاہے اس کو پورے طور سے کر سکتا ہے۔ اور رہ گئے وہ لوگ جو سعید ہیں سو وہ جنت میں ہوں گے (اور) وہ اس میں (داخل ہونے کے بعد) ہمیشہ ہمیشہ کو رہیں گے جب تک آسمان و زمین ہیں۔"(۲) (ترجمہ حضرت تھانوی)

اور سورۂ النبا آیت نمبر ۱۷ تا ۱۸ میں ارشاد ہوا کہ "بے شک فیصلوں کا دن ایک معین وقت ہے یعنی جس دن صور پھونکا جائے گا پھر تم لوگ گروہ

---

(۱) اپنے معبودوں کو ایک شاعر دیوانہ کی وجہ سے چھوڑ دیں گے۔ بلکہ ایک سچا دین لے کر آئے ہیں اور دوسرے پیغمبروں کی تصدیق کرتے ہیں"۔

(۲) قائم ہیں ہاں اگر خدا ہی کو (نکالنا) منظور ہو تو دوسری بات ہے۔ وہ غیر منقطع عطیہ ہوگا۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

---

[illegible]

[illegible]

قرآن کریم کی اکثر سورتوں میں اس بارے میں متعدد آیات ہیں۔

ہم نے اپنی تفسیر کی کتاب میں ان تمام آیات کے ذیل میں ان احادیث کو بیان کر دیا ہے جو قیامت کے ہولناک واقعات پر دال ہیں۔ لیکن یہاں ہم ان میں سے چند ذکر کرتے ہیں جن سے مقصد حاصل ہو جائے۔ اور مدد و قوت اور توفیق تو اللہ ہی کی طرف سے ہے۔

## فصل

## قیامت کی ہولناکیوں اور اس کے بڑے واقعات پر دلالت کرنے والی آیات اور احادیث کا ذکر

مسند احمد میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن لوگ اس حال میں اٹھائے جائیں گے کہ آسمان ان پر برس رہا ہوگا۔

اس ارشاد کے دو معنی ہو سکتے ہیں ایک تو یہ کہ عرب کے محاورے کے مطابق "طش" یعنی ہلکی بارش برس رہی ہو یا یہ کہ اس دن شدید گرمی ہوگی۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

کیا ان کو گمان نہیں ہے کہ یہ لوگ اٹھائے جائیں گے ایک عظیم دن میں جس دن لوگ رب العالمین کے سامنے کھڑے ہوں گے۔

(المطففین [illegible])

ایک صحیح حدیث میں آیا ہے کہ لوگ قیامت کے دن آدھے کانوں تک پسینے میں ڈوبے ہوں گے اور ایک اور حدیث کے مطابق بعض اپنے اعمال کے مراتب کے مطابق ڈوبے ہوں گے۔ (۱) جیسا کہ پہلے گزرا۔

حدیث شفاعت میں ہے (جو آگے آرہی ہے) کہ قیامت کے دن سورج لوگوں سے بہت قریب ہوگا۔ چنانچہ ان سے ایک میل کے فاصلے پر ہوگا اور لوگ اس دن اپنے اعمال کے اعتبار سے پسینے میں ڈوب جائیں گے۔ (۲)

اور کہا کہ مسند احمد میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا "قیامت کے دن لوگوں کا پسینہ زمین میں ستر ہاتھ تک جائے گا اور یہ لوگوں کے منہ تک یا فرمایا کانوں تک پہنچ جائے گا"۔ (۳) ("منہ تک یا کانوں تک" اس میں راوی کو شک ہوا ہے) صحیح مسلم میں بھی یہ حدیث روایت کی گئی ہے۔

مسند احمد میں سعید بن عمیر انصاری رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ میں حضرت عبد اللہ بن عمر اور حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا تو ان میں سے ایک نے دوسرے صحابی کو مخاطب کر کے پوچھا کہ آپ نے رسول اکرم ﷺ سے اس بارے میں کیا سنا کہ قیامت کے دن پسینہ کہاں تک ہوگا؟ انہوں نے کہا کہ کانوں کی لو تک۔ دوسرے نے کہا کہ لگام ڈال دے گا۔ چنانچہ ابن عمر نے لکیر کھینچی اور ابو سعید نے کانوں کی لو سے منہ تک اشارہ کیا۔ اور فرمایا میں ان دونوں کو برابر سمجھتا ہوں۔ (۴)

مسند ابن ابی الدنیا نے حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ سے رسول اکرم ﷺ سے نقل کیا ہے کہ "قیامت کے دن سورج بندوں سے قریب ہوگا حتیٰ کہ ایک میل یا دو میل کے فاصلے پر ہوگا"۔

راوی کہتے ہیں کہ مجھے نہیں معلوم کہ یہاں میل سے مراد زمین کی مسافت والا میل ہے یا سرمہ دانی کی سلائی جس کو عربی میں میل کہتے ہیں۔ جس سے آنکھوں میں سرمہ لگایا جاتا ہے۔

پھر فرمایا کہ سورج ان کو پگھلا دے گا اور لوگ اپنے اعمال کے بقدر پسینے میں ڈوب جائیں گے۔ بعض لوگوں کے ٹخنوں تک ہوگا۔ بعض کے گھٹنوں تک اور بعض کے کولھوں تک اور بعض کو تو پسینہ لگام ڈال دے گا (یعنی اس طرح منہ تک پہنچ جائے گا) [illegible]

---

(۱) [illegible] (۲) [illegible] (۳) [illegible]

(۴) مسند احمد [illegible]

یہ فرماتے ہوئے میں نے رسول اکرم ﷺ کو اپنے منہ کی طرف اشارہ کرتے دیکھا فرمایا اسے لگام ڈال دے گا"۔ (۱)

ابن المبارک نے عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ قیامت میں پاؤں اس طرح ہوں گے جیسے سخت بارش میں پتھر (پر پاؤں رکھنے) کی ضرورت ہوتی ہے۔ چنانچہ وہ شخص خوش بخت ہوگا جو اس دن اپنے پاؤں رکھنے کی جگہ ڈھونڈ لے اور سورج ایک یا دو میل کے فاصلے پر آجائے گا اور اس کی گرمی کی شدت میں ننانوے گنا اضافہ ہو جائے گا۔

ولید بن مسلم نے مغیث بن سمی رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ سورج چند ہاتھوں کے فاصلے پر آ جائے گا۔ جہنم کے دروازے کھل جائیں گے اور ان پر اس کی گرم ہوا اور جہنم کی پھونکیں آئیں گی حتیٰ کہ ان کے پسینے کی نہریں بہہ پڑیں گی جو گندگی سے زیادہ بدبودار ہوں گی اور روزے دار اپنے خیموں میں عرش کے سائے کے نیچے ہوں گے۔

ابوبکر بزار نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ارشاد نبوی ﷺ نقل کیا ہے کہ "اس دن ایک شخص کو پسینہ خوب آئے گا حتیٰ کہ وہ کہنے پر مجبور ہوگا کہ اے رب تیرا مجھے جہنم میں بھیج دینا مجھے اس کیفیت سے بہتر معلوم ہو رہا ہے۔ حالانکہ وہ شخص شدت عذاب کو جانتا ہوگا"۔ (۲) (اس حدیث کی سند ضعیف ہے)

**بعض لوگ اللہ تعالیٰ کے سائے میں ہوں گے**...... صحیح حدیث سے ثابت ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ارشاد نبوی ﷺ نقل فرماتے ہیں کہ "سات افراد کو اللہ تعالیٰ اپنے سائے میں اس دن جگہ دے گا جس دن کوئی سایہ نہ ہوگا (ایک اور روایت میں ہے اس کے عرش کے سائے کے الفاظ آئے ہیں)۔

(۱) ـــ امام عادل۔

(۲) ـــ وہ نوجوان جس نے اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری میں پرورش پائی ہو۔

(۳) ـــ وہ شخص جس کا دل مسجد میں اٹکا رہے نکلنے کے بعد جب تک کہ لوٹ نہ جائے۔

(۴) ـــ وہ شخص جسے خوبصورت اور صاحب منصب عورت گناہ کی دعوت دے اور وہ کہہ دے کہ میں اللہ سے ڈرتا ہوں

(۵، ۶) ـــ وہ دو شخص جنہوں نے اللہ کے لیے آپس میں محبت کی اسی پر جمع ہوئے اور اسی پر جدا ہوئے۔

(۷) وہ شخص جس نے یوں چھپا کر صدقہ دیا کہ اس کے بائیں ہاتھ کو بھی پتہ نہ ہو کہ دائیں ہاتھ نے کیا دیا"۔ (۳)

**قیامت میں اللہ تعالیٰ کے سائے میں پہلے کون آئے گا**...... مسند احمد میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ارشاد نبوی ﷺ مروی ہے فرمایا کہ "کیا تمہیں معلوم ہے کہ کون ہیں وہ لوگ جو اللہ کے سائے میں پہلے آئیں گے؟ صحابہ نے جواب دیا کہ اللہ اور اس کے رسول بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا وہ لوگ جنہیں حق دیا جائے وہ قبول کریں۔ جب ان سے کچھ مانگا جائے تو وہ خرچ کریں اور لوگوں کے لیے بھی وہ چاہیں جو اپنے آپ کے لیے چاہیں۔" (۴) (اس حدیث کی سند میں ابن لہیعہ متکلم فیہ ہے)

**مصنف کہتے ہیں**...... یہ سب ایسا ہوگا کہ لوگ تنگ تکلیف دہ جگہ میں کھڑے ہوں گے جو شدید مشکل والا ہوگا۔ سوائے اس کے جسے اللہ تعالیٰ آسانی عطا فرمائے ہم بھی دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہم سب پر وہ وقت آسان فرمائے ہم پر توسع فرمائے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "اور ہم انھیں سب کو جمع کریں گے اور کسی کو نہیں چھوڑیں گے"۔ (سورۃ الکہف آیت نمبر ۴۷)

مسند احمد میں ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا گیا کہ نبی کریم ﷺ جب رات کو نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو کیا کہتے تھے؟ نماز کس طرح شروع فرماتے تھے؟ انہوں نے فرمایا کہ دس مرتبہ اللہ اکبر، دس مرتبہ الحمد للہ، دس مرتبہ لا الہ الا اللہ اور دس مرتبہ استغفار کہتے۔ پھر یہ فرماتے:

---

(۱) صحیح مسلم حدیث نمبر ۷۱۳۵، مسند احمد حدیث نمبر ۱۷۴۸۱ (۲) مجمع الزوائد صفحہ نمبر ۱۰/۳۳۹ (۳) صحیح بخاری حدیث نمبر ۶۶۰، صحیح مسلم حدیث نمبر ۲۴۲۷

(۴) مسند احمد صفحہ نمبر ۶/۶۷

اللھم اغفرلی واھدنی وارزقنی

''اے اللہ میری مغفرت فرما، مجھے ہدایت عطا کر، مجھے رزق عطا فرما''۔

اور فرماتے:

''اللھم انی اعوذبک من الضیق یوم القیامۃ''(۱)

''اے اللہ میں قیامت کے دن تنگی سے تیری پناہ مانگتا ہوں''۔

نسائی نے عمل الیوم واللیلۃ میں یہ الفاظ نقل کیے ہیں:

''من ضیق المقام یوم القیامۃ''(۲)

''قیامت کے دن کھڑے ہونے کی جگہ کی تنگی سے (پناہ مانگتا ہوں)''۔

ابوبکر ابن ابی الدنیا نے اپنی سند سے ابو العلاء الزاہد سے نقل کیا ہے کہ ''لوگ اپنی قبروں سے نکل کر ایک ہزار سال اندھیروں میں کھڑے رہیں گے اور اس دن زمین بالکل سپاٹ ہوگی۔ ان میں سب سے زیادہ خوش نصیب وہ شخص ہوگا جو اپنے دونوں پاؤں رکھنے کے لیے جگہ پالے''۔

نضر بن عربی کہتے ہیں کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ یوم حشر میں جب لوگ قبروں سے نکلیں گے تو ان کا شعار لا الٰہ الا اللہ ہوگا۔ اور ہر نیک و بد شخص جو پہلا جملہ بولے گا وہ جملہ ''اے رب ہم پر رحم کر'' ہوگا۔

ابو صالح کہتے ہیں کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ یوم حشر میں لوگ اس طرح آئیں گے'' یہ کہہ کر انہوں نے سر جھکایا اور اپنے دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ کی کلائی پر رکھا۔

ابن ابی الدنیا نے شامی کا قول نقل کیا ہے کہ جب لوگ قبروں سے اس حال میں نکلیں گے کہ وہ خوفزدہ ہوں گے تو ایک آواز دینے والا پکارے گا ''اے بندو! آج تم پر کوئی خوف نہیں اور نہ آج تم غمگین ہو گے (یہ سورۂ زخرف کی آیت نمبر ۶۸ ہے) لوگ اس آواز سے خوش ہو جائیں گے مگر اس کے فوراً بعد یہ آواز آئے گی۔

''وہ لوگ جو ہماری آیات پر ایمان لائے اور مسلمان تھے۔ (زخرف آیت نمبر ۶۹) یہ آواز سن کر غیر مسلم مایوس ہو جائیں گے''۔(۳)

**مومنوں کے لیے عظیم بشارت**...... عبدالرحمان بن زید کی سند سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ''لا الٰہ الا اللہ'' والوں کے لیے ان کی قبروں میں وحشت نہیں ہوگی نہ جس دن انہیں اٹھایا جائے گا۔ گویا کہ میں لا الٰہ الا اللہ والوں کو سر سے مٹی جھاڑتے دیکھ رہا ہوں۔ وہ کہہ رہے ہیں ''اللہ کا شکر ہے جس نے ہم سے غم کو دور کیا''۔(۴)

میں (ابن کثیر) کہتا ہوں کہ اس حدیث کی دلیل قرآن کریم میں موجود ہے۔

''بیشک وہ لوگ جن کے لیے پہلے ہی ہماری طرف سے سبقت کر گئی وہ لوگ اس آگ سے دور ہوں گے اس کی ہلکی سی آواز بھی نہ سنیں گے اور وہ اپنی پسندیدہ جگہ میں ہمیشہ رہیں گے۔ ان کو بڑی فزع (خوف) غمگین نہ کرسکے گی اور ان سے فرشتے ملاقات کریں گے (کہیں گے کہ) یہ وہ دن ہے جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا۔ اس دن (کی فکر) جس دن ہم آسمان کو کتابوں کو لپیٹنے کی طرح لپیٹ دیں گے جیسا کہ ہم نے پہلی مرتبہ بنایا تھا لوٹا دیں گے، ہمارے ذمہ وعدہ ہے، ہم ضرور یہ کریں گے۔ (سورۃ الانبیاء)

ابن ابی الدنیا نے ابراہیم بن عیسیٰ یشکری کا قول نقل کیا ہے کہ:

''ہمیں یہ خبر پہنچی ہے کہ جب مومن کو قبر سے اٹھایا جائے گا تو دو فرشتے اس کا استقبال کریں گے۔ ایک کے پاس ریشمی تھیلا اور دوسرے کے پاس جنت کا پیالہ ہوگا جس میں پینے کی کوئی چیز ہوگی۔ تھیلے میں مشک اور برف ہوگی جب وہ قبر سے نکلے گا تو فرشتہ مشک اور برف ملا کر اس پر چھڑک

---

(۱) مسند احمد صفحہ نمبر ۶/۱۳۳ (۲) نسائی عمل الیوم واللیلۃ حدیث نمبر ۷۷ (۳) تفسیر طبری سورۂ زخرف صفحہ نمبر ۱۳/۹۵

(۴) کنز العمال حدیث نمبر ۲۲۹ ، الدر المنثور صفحہ نمبر ۳/۱۸۸ ، مجمع الزوائد صفحہ نمبر ۱۰/۸۲

[illegible] جنت میں داخل ہو جائے گا۔ اہل جہنم بدبخت لوگ ہوں گے ان کے لیے قرآن میں فرمایا ہے کہ "اور جو کوئی خدا کی یاد سے آنکھیں بند کر لے (یعنی تغافل کرے) ہم اس پر ایک شیطان مقرر کر دیتے ہیں تو وہ اس کا ساتھی ہو جاتا ہے اور یہ (شیطان) ان کو رستے سے روکتے رہتے ہیں اور وہ سمجھتے ہیں کہ سیدھے رستے پر ہیں یہاں تک کہ جب ہمارے پاس آئے گا تو کہے گا کہ اے کاش مجھ میں اور تجھ میں مشرق و مغرب کا فاصلہ ہوتا تو برا ساتھی ہے۔ اور جب تم ظلم کرتے رہے تو آج تمہیں یہ بات فائدہ نہیں دے گی کہ تم (سب) عذاب میں شریک ہو۔" (سورۃ زخرف: ۳۶ تا ۳۹)

یعنی اس آیت کی تفسیر سے معلوم ہوتا ہے کہ جب کافر قبر سے نکلے گا تو اپنے شیطان کا ہاتھ پکڑ لے گا اور اسی کے ساتھ رہے گا، یہاں تک کہ دونوں ایک ساتھ جہنم میں پھینک دیئے جائیں گے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"ہر شخص ایک رہبر اور ایک گواہ کے ساتھ آئے گا۔" (سورۃ ق: ۲۱)

یعنی ایک فرشتہ کھینچ کر لائے گا اور دوسرا اس کے اعمال پر گواہی کے لیے ہوگا اور یہ اصول ہر نیک و بد کے لیے عام ہے۔

کافر کو خطاب ہوگا" کہ (اے انسان) تو اس دن سے غفلت میں تھا ہم نے تیری نظر سے پردہ ہٹا دیا چنانچہ تیری نگاہ آج کے دن تیز ہے (اور اس کا) ساتھی کہے گا یہ جو میرے ساتھ ہے حاضر ہے۔ تب حکم ہوگا کہ "تم دونوں ہر ناشکرے سرکش کو جہنم میں پھینک دو۔ جو مال میں بخل کرنے والا حد سے بڑھنے والا شبہ ڈالنے والا تھا۔ جس نے اللہ کے ساتھ اور معبود مقرر کر رکھا تھا تو اس کو سخت عذاب میں ڈال دو۔ اس کا ساتھی کہے گا کہ اے ہمارے پروردگار میں نے اس کو گمراہ نہیں کیا تھا بلکہ یہ خود ہی رستے سے دور بھٹکا ہوا تھا۔ فرمائے گا کہ ہمارے حضور میں رد و کد نہ کرو ہم تمہارے پاس پہلے ہی وعید بھیج چکے تھے۔ ہمارے ہاں بات بدلا نہیں کرتی اور ہم بندوں پر ظلم کرنے والے نہیں۔ اس دن ہم جہنم سے پوچھیں گے کیا تو بھر گئی؟ وہ کہے گی کہ اور بھی ہے؟" (سورۃ ق: ۲۲ تا ۳۰)

**قیامت میں متکبرین کی سزا** مسند احمد میں عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ کے طریق سے نبی کریم ﷺ کا ارشاد مروی ہے فرمایا کہ متکبروں کو قیامت کے دن چیونٹیوں کے مثل انسانوں کی صورت میں جمع کیا جائے گا۔ ہر چھوٹی چیز ان سے اوپر ہوگی یعنی وہ ذلیل ہوں گے پھر انہیں جہنم کی جیل میں داخل کیا جائے گا جس کا نام "بولس" ہے۔ ان پر آگوں کی آگ چڑھے گی۔ ان کو "طینۃ الخبال" پلایا جائے گا جو جہنمیوں کا پسینہ ہوگا۔[1]

(ترمذی اور نسائی میں بھی یہ روایت آئی ہے)

مسند بزار میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ ﷺ کا ارشاد مروی ہے کہ "متکبرین کو قیامت کے دن چیونٹیوں کی شکل میں اٹھایا جائے گا۔"[2]

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ کسی سفر میں تھے اور بعض صحابہ رضی اللہ عنہم آپ کے ساتھ چل رہے تھے تو آپ ﷺ نے یہ دو آیتیں بلند آواز سے تلاوت فرمائیں۔

"اے لوگو! قیامت کا زلزلہ بہت بڑی چیز ہے۔ جس دن تم اس کو دیکھو گے اس دن ہر دودھ پلانے والی اپنے بچے کو بھول جائے گی اور ہر حاملہ کا حمل گر جائے گا اور لوگ تجھ کو ایسے نظر آئیں گے کہ نشے میں ہیں حالانکہ وہ نشے میں نہیں ہوں گے بلکہ اللہ کا عذاب شدید ہے۔"

صحابہ نے جب یہ آواز سنی تو سمجھ گئے کہ آپ کوئی بات کہنا چاہتے ہیں۔ چنانچہ جب سب اکٹھے ہو گئے تو آپ ﷺ نے فرمایا "کیا تمہیں معلوم ہے کہ یہ کون سا دن ہوگا؟" یہ وہ دن ہے جب حضرت آدم علیہ السلام کو رب آواز دے گا کہ "اے آدم! جہنمیوں کو نکالو" وہ کہیں گے کہ اے رب کتنے؟ فرمائے گا کہ ہر ایک ہزار میں سے نو سو ننانوے جہنم میں (اور ایک جنت میں) یہ سن کر آپ ﷺ کے اصحاب کے چہرے زرد پڑ گئے اور کسی کے ہونٹوں پر ہنسی نہ رہی تو آپ ﷺ نے یہ دیکھ کر فرمایا "خوش ہو جاؤ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں حضرت محمد ﷺ کی جان ہے تم دو مخلوقوں کے ساتھ ہو گے جس کے ساتھ ہوں گی اس کی تعداد زیادہ کر دیں گی۔ ایک تو یاجوج ماجوج اور دوسرے اولاد آدم اور شیطان کی نسل کے ہلاک شدہ لوگ

---

[1] [illegible] [2] [illegible]

لوگ۔ (یہ سن کر وہ خوش ہو گئے) پھر آپ ﷺ نے فرمایا جان لو اور خوش ہو جاؤ قسم اس ذات کی جس کے قبضے میں محمد کی جان ہے تم سب لوگوں میں تعداد کے اعتبار سے صرف اتنے ہو جیسے اونٹ کے پہلو میں کوئی تل یا چھوٹے جانور کا تل (رقمہ: اس کا حجم درہم کے برابر ہوتا ہے)۔ (ترمذی اور نسائی میں بھی یہ حدیث آئی ہے ترمذی نے اسے حسن کہا ہے)۔ (۱)

## فصل

جب لوگ اپنی قبروں سے اٹھیں گے تو زمین کو اس حالت سے ہٹ کر دیکھیں گے جس پر انہوں نے اسے چھوڑا تھا کہ اب پہاڑ بالکل زمین کی سطح کے برابر ہو چکے، چوٹیاں ختم ہو گئیں، احوال بدل چکے، نہریں ختم، درخت غائب، اور سمندر آگ بن چکے۔ اس کے شہر اور گاؤں کھنڈر ہو چکے اور زمین میں ایسے زلزلے آئے۔ اس نے اپنے بوجھ نکال دیے۔ انسان حیرانی سے کہتا ہے اسے کیا ہوا؟ اسی طرح آسمان اور اس کے آس پاس کا علاقہ پھٹ چکا۔ اس کے آثار ریزہ ریزہ ہو گئے، سورج اور چاند بے نور ہو چکے، بلکہ گرہن ہو چکے اور ایک جگہ جمع ہیں۔ پھر یہ لپیٹ دیئے جائیں گے بے نور کر کے اور آگ میں پھینک دیئے جائیں گے (جیسا کہ آگے آ رہا ہے) گویا کہ یہ مرے ہوئے بیل ہیں۔

ابو بکر بن عیاش نے حضرت ابن عباس سے نقل کیا ہے فرمایا کہ:

"وہ لوگ قبروں سے نکل کر زمین کو اپنے دور کے اعتبار سے بدلا ہوا دیکھیں گے اور لوگ بھی وہ نہ ہوں گے جو ان کے وقت میں تھے"۔

پھر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے یہ شعر پڑھا:

فما الناس بالناس الذین عهدتهم      ولا الدار بالدار التی كنت اعرف
"نہ تو لوگ وہ رہے جن میں میں رہتا تھا اور نہ محلہ وہ محلہ رہا جسے میں جانتا تھا"۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

"اس دن زمین دوسری زمین سے بدل دی جائے گی اور آسمان بھی"۔
اور وہ سب ایک اللہ "قہار" کے سامنے حاضر ہوں گے۔ (سورۂ ابراہیم آیت نمبر ۴۸)

ایک اور ارشاد ہے:

"پس جب آسمان پھٹ کر تیل کی تلچھٹ کی طرح گلابی ہو جائے گا تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت جھٹلاؤ گے"۔
(سورۂ رحمن آیت نمبر ۳۷تا۳۸)

ایک اور ارشاد ہے:

"پس جس دن وہ عظیم واقعہ رونما ہوگا اور آسمان پھٹ جائے گا تو وہ اس دن کمزور ہوگا اور فرشتے اس کے کناروں پر اتر آئیں گے۔ اور تمہارے پروردگار کے عرش کو اس دن آٹھ فرشتے اٹھائے ہوں گے۔ اس دن تم سب لوگوں کے سامنے پیش کیے جاؤ گے"۔
(الحاقۃ آیت نمبر ۱۵تا۱۸)

ایک اور ارشاد ہے:

"جب سورج بے نور ہو جائے گا اور ستارے ٹوٹ پڑیں گے"۔ (التکویر آیت نمبر ۱،۲)

ایک صحیح حدیث میں حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے ارشاد نبوی ﷺ مروی ہے فرمایا:

"قیامت کے دن لوگ بالکل سفید چٹیل زمین پر جمع ہوں گے جیسا کہ صاف ستھری روٹی کا ٹکڑا جس پر کوئی نشان نہ ہو۔" (۱)

محمد بن قیس اور سعید بن جبیر کا قول ہے کہ:

"زمین سفید روٹی میں بدل جائے گی اور مومن اپنے پاؤں کے نیچے سے لے کر اسے کھائے گا"۔

اعمش نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا ارشاد نقل کیا ہے فرمایا:

”قیامت کے دن زمین پوری کی پوری آگ ہوگی، جنت اس کے سامنے ہوگی تم اس کی حوروں اور پیالوں کو دیکھو گے۔ لوگوں کو پسینہ آیا ہوگا منہ تک پہنچا ہوگا اور وہ سب تب تک نہ پہنچے ہوں گے“۔[1]

حضرت ابن مسعود سے اس آیت (زمین دوسری زمین سے بدل دی جائے گی) کی تفسیر یوں منقول ہے کہ زمین چاندی کی طرح بالکل صاف ہوگی جس پر نہ خون بہا ہوگا نہ اس پر کوئی گناہ ہوا ہوگا۔ حشر ان سب کو جمع کرے گا ایک منادی انہیں پکارے گا سب ننگے بدن، ننگے پیر کھڑے ہوں گے جیسے پیدا ہوئے تھے۔ حتیٰ کہ پسینہ ان کو لگام ڈال دے گا۔ یعنی منہ تک پہنچ جائے گا۔

مسند احمد میں ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے سوال کیا یا رسول اللہ! جب زمین دوسری زمین سے بدلی جارہی ہوگی تو لوگ اس وقت کہاں ہوں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا ”میری امت میں مجھ سے یہ سوال اب تک کسی نے نہیں کیا؟ فرمایا لوگ پل صراط پر ہوں گے۔“[2]

ابن ابی الدنیا نے نقل کیا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی گود میں نبی کریم ﷺ کا سر تھا اور وہ رو رہی تھیں تو آپ ﷺ نے پوچھا کیوں رو رہی ہو؟ کہنے لگیں مجھے یہ آیت یاد آ گئی کہ ”اس دن زمین دوسری زمین سے بدل دی جائے گی اور لوگ ایک اللہ قہار کے سامنے حاضر ہوں گے“۔ آپ ﷺ نے فرمایا زمین کی تبدیلی کے وقت لوگ جہنم کے پل پر ہوں گے۔ فرشتے کھڑے کہہ رہے ہوں گے اے رب محفوظ رکھ محفوظ رکھ۔ مگر کچھ لوگ مرد و عورتیں (کٹ کر) جہنم میں گر بھی جائیں گے۔“[3] (یہ حدیث صحاح ستہ میں نہیں آئی)

مسند احمد میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ

> ”میں اس امت کی پہلی فرد ہوں جس نے نبی کریم ﷺ سے اس آیت کے بارے میں پوچھا ”اس دن زمین دوسری زمین سے بدل دی جائے گی“۔ میں نے پوچھا کہ اس دن لوگ کہاں ہوں گے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا ”پل صراط پر“۔[4]

مسند احمد میں یہی روایت ہے اور الفاظ سے بھی آئی ہے فرمایا کہ لوگ اس دن جہنم کی پیٹھ پر ہوں گے“۔[5]

صحیح مسلم میں حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک یہودی عالم نے آپ ﷺ سے پوچھا کہ ہم اس دن کہاں ہوں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا ”پل سے پرے اندھیرے میں“۔[6]

ابن جریر نے حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ رسول اکرم ﷺ سے ایک یہودی عالم نے سوال کیا جس دن زمین تبدیل ہوگی اس دن اللہ کی مخلوق کہاں ہوگی؟ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ کے مہمانوں میں ان کو جو اس کے پاس ہے وہ عاجز نہ کر سکے گا“۔[7]

(مصنف کہتے ہیں) اور یہ تبدیلی حشر کے بعد ہوگی اور یہ دوسری حالت پر پہلی حالت کے بعد کی تبدیلی ہے۔

ابن ابی الدنیا نے بنو مجاشع کے ایک عبدالکریم یا ابو عبدالکریم سے نقل کیا ہے کہ میں ایک خراسانی کے پاس مقیم ہوا اس نے مجھے بتایا کہ اس نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے سنا کہ ”جس دن زمین دوسری زمین سے بدل دی جائے گی“۔ انہوں نے فرمایا کہ ہمیں بتایا گیا کہ زمین اس دن چاندی سے اور آسمان سونے سے بدل جائے گا۔ اسی طرح حضرت ابن عباس اور حضرت انس، مجاہد بن جبیر رضی اللہ عنہم وغیرہ سے بھی مروی ہے۔

**روز قیامت کی طوالت کا ذکر** ..... ارشاد باری تعالیٰ ہے ”اور یہ تجھ سے عذاب جلدی مانگتے ہیں اور اللہ تعالیٰ وعدہ خلافی ہرگز نہیں کرے گا اور تیرے رب کے ہاں ایک دن تمہارے شمار کے اعتبار سے ہزار سال کا ہے“۔ (سورۃ الحج آیت نمبر ۴۷)

بعض مفسرین نے کہا ہے کہ اس سے قیامت کا دن مراد ہے۔

سورۃ المعارج میں ہے

---

(۱) [illegible] ۲۹۹۱ (۲) مجمع الزوائد جلد نمبر ۱۰/ ۳۴۹ (۳) مسند احمد جلد نمبر ۶/ ۱۰۱

(۴) مسند احمد [illegible] حدیث نمبر ۲۵۰۸ (۵) صحیح مسلم حدیث نمبر ۲۹۹۸ ترمذی حدیث نمبر ۳۲۴۱

(۶) [illegible] ۱۱ (۷) مصنف عبدالرزاق حدیث نمبر [illegible] تفسیر قرطبی جلد نمبر ۹/ ۳۸۳

''اس میں فرشتے اور روح الامین ایک دن میں چڑھتے ہیں جس کی مقدار پچاس ہزار سال ہے''۔ (سورۃ المعارج آیت نمبر ۴)

اس آیت کی تفسیر میں سلف و خلف کا اختلاف منقول ہے۔ لیث بن ابی سلیم وغیرہ نے مجاہد کے حوالے سے حضرت ابن عباس سے نقل کیا ہے کہ ''یہ مقدار جو پچاس ہزار سال بتائی گئی ہے اس سے مراد عرش سے لے کر ساتویں زمین تک کا فاصلہ ہے۔ اسی طرح تفسیر ابن عباسؓ میں بھی ہے اور سورۃ سجدہ میں جو آیت نمبر ۵ میں ہزار سال کا ذکر ہے اس کی تفسیر میں فرمایا کہ'' اس سے مراد آسمان سے زمین تک اترنے اور زمین سے آسمان تک (فرشتوں کا) جانا مراد ہے اس لیے کہ آسمان اور زمین کے درمیان پانچ سو سال کا فاصلہ ہے''۔ یہی قول ابن ابی حاتم کا ہے اور ابن جریر نے مجاہد سے نقل کیا ہے کہ فراء کا بھی یہی مذہب ہے۔ اور ابوعبداللہ حلیمی نے بیہقی کی کتاب ''البعث والنشور'' سے نقل کیا ہے کہ ''فرشتہ اس مسافت کو دن کے کچھ حصے میں طے کر لیتا ہے۔ کیونکہ انسان اس مسافت کو پانچ سو سال ہی میں طے کر سکتا ہے''۔

وہ کہتے ہیں کہ مذکورہ مقدار قیامت کے دن کی طوالت کی نہیں ہے اور حلیمی نے آیت (من اللہ ذی المعارج'' وہ خدائے صاحب درجات کی طرف سے نازل ہوگا) کے تحت اس کا معنی علو اور عظمت بیان کیا ہے اور سورۃ مومن کی آیت نمبر ۱۵'' رفیع الدرجات ذوالعرش'' کا معنی بھی یہی ہے۔ پھر حلیمی نے آیت'' اور فرشتے اور روح الامین اس میں ایک دن میں چڑھتے ہیں (دن کا معنی مسافت بیان کیا ہے اور) جس کی مقدار پچاس ہزار سال ہے۔ کا معنی فاصلہ اور اسی مدت میں اس کا پورا ہونا بیان کیا ہے۔ اس تفصیل کے مطابق دو قول ہوئے مسافت، مکان کا اور مدت دنیا کا۔

ابن ابی حاتم نے اپنی تفسیر میں مجاہد کا قول نقل کیا ہے کہ دنیا کی عمر پچاس ہزار سال ہے اور اسی عمر کو اللہ تعالیٰ نے ایک دن سے تعبیر فرمایا ہے۔ اسی لیے سورۃ المعارج کی آیت میں ''دن'' سے مراد ''دنیا'' بیان کی ہے۔(۱) (ابن کثیر)

عبدالرزاق نے مجاہد اور عکرمہ سے ''پچاس ہزار سال کے دن'' کا مطلب نقل کیا ہے کہ دنیا اول سے آخر تک پچاس ہزار سال کی ہے اور اللہ کے سوا کسی کو نہیں معلوم کہ کتنی گزر گئی اور کتنی باقی ہے۔ بیہقی نے بھی اسے ''معمر'' سے نقل کیا ہے۔ اور یہ قول انتہائی غرابت والا ہے کتب مشہورہ میں نہیں ملتا، واللہ اعلم۔

تیسرا قول — اس مقدار سے مراد دنیا اور قیامت کے دن کے درمیان کی مدت ہے۔ یہ قول ابن ابی حاتم نے محمد بن کعب قرظی سے نقل کیا ہے اور یہ بھی انتہائی غریب قول ہے۔

چوتھا قول — اس سے مراد قیامت کا دن ہے یہ قول ابن ابی حاتم نے سماک کے حوالے سے عکرمہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے۔ اس روایت کی سند صحیح ہے۔

ثوری نے سماک کے حوالے سے عکرمہ سے یہی نقل کیا ہے۔ حضرت حسن بصری کا بھی یہی قول ہے اور سماک اور ابن زید کا بھی یہی قول ہے۔

ابن ابی الدنیا نے اپنی سند سے زید ارشد سے نقل کیا ہے، وہ کہتے ہیں کہ ''لوگ قیامت کے دن ایک ہزار سال کھڑے رہیں گے اور دس ہزار سال میں جا کر ان کا حساب کتاب مکمل ہوگا۔

انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول نقل کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ قیامت کا دن بدکاروں کے لیے پچاس ہزار سال کا بنا دیں گے۔ کلبی نے اپنی تفسیر میں ابوصالح سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول نقل کیا ہے کہ ''اگر اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی اور حساب کتاب کرنے لگے تو پچاس ہزار سال میں بھی فارغ نہیں ہوگا۔

بیہقی نے ذکر کیا ہے کہ حسن بصری نے فرمایا کہ تمہارا اس دن کے بارے میں کیا خیال ہے جب لوگ پچاس ہزار سال تک بغیر کھائے پیے اپنے قدموں پر کھڑے رہیں گے۔ حتیٰ کہ پیاس سے گردنیں ٹوٹ جائیں گی، بھوک کے مارے ان کے پیٹ جل جائیں گے اور پھر جب انہیں جہنم میں ڈالا جائے گا تو ابلتا ہوا پانی پلایا جائے گا۔(۲) اس بارے میں متعدد احادیث آئی ہیں۔

قیامت کا دن باوجود اپنی سختی اور طوالت کے مومن کے لیے فرض نماز کی ادائیگی سے زیادہ ہلکا ہوگا۔

مسند احمد میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ سے سوال کیا گیا کہ اس دن (قیامت) کی طوالت کتنی ہے؟

---

(۱) تفسیر ابن کثیر صفحہ نمبر ۴/۴۲۷ (۲) بیہقی کتاب البعث والنشور صفحہ نمبر ۳۱۰

آپ ﷺ نے فرمایا: قسم اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے یہ دن مومن پر ہلکا ہوگا حتیٰ کہ دنیا میں پڑھی جانے والی فرض نماز سے بھی زیادہ آسان ہوگا۔[1]

اس روایت کو ابن جریر نے بھی یونس بن عبدالاعلیٰ کی سند سے دراج سے نقل کیا ہے مگر دراج اور ان کے شیخ ابوالہیثم سلیمان بن عمرو دونوں ضعیف ہیں مگر بیہقی نے اس کو دوسرے الفاظ سے نقل کیا ہے کہ:

ہمیں خبر دی سلیمان حضرمی نے بیان کیا جو ضعفاء میں سے تھے کہ میں نے ابوالسمح کو کسی شخص کو یہ حدیث سناتے سنا کہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ وہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آئے اور عرض کیا کہ مجھے بتائیے کہ قیامت کے دن کون شخص کھڑا ہونے میں مضبوط ہوگا؟ جس کے بارے میں ارشاد باری ہے "جس دن لوگ رب العالمین کے سامنے کھڑے ہوں گے"۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ مومن پر یہ دن اتنا ہلکا ہوگا کہ اس پر فرض نماز کی مانند جیسا ہوگا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مومنوں کے لیے قیامت کے دن نور سے بنی کرسیاں ہوں گی جن پر وہ بیٹھیں گے اور ان پر بادلوں کا سایہ ہوگا اور قیامت کے دن ان پر ایک دن یا اس کے کچھ حصے جیسا ہوگا (اسے اہوال قیامت میں ابن ابی الدنیا نے بیان کیا ہے)

**زکوٰۃ نہ دینے والوں کو عذاب**..... مسند احمد میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "جو دولت مند دولت کا حق ادا نہیں کرتا (زکوٰۃ ادا نہیں کرتا) اللہ تعالیٰ جہنم میں اس پر گرم اینٹیں مقرر کریں گے جو اس کی پیشانی، پہلو اور پیٹھ پر داغ کر رکھے جائیں گے۔ حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے درمیان اس دن فیصلہ فرمائے جو تمہارے شمار کے اعتبار سے پچاس ہزار سال کا ہے۔ پھر اس کا راستہ دکھا دیا جائے گا یا تو جنت یا پھر جہنم"۔ (پھر اسی حدیث میں بکریوں اور اونٹوں وغیرہ کی زکوٰۃ نہ دینے والوں کی سزا کا ذکر ہے) فرمایا کہ اس شخص کو ایک چٹیل میدان میں لٹا دیا جائے گا جہاں وہ جانور اپنے کھروں، ہاتھوں اور سینگوں سے اس کو روندیں گے (اور کچل دیں گے) جب گزر جائیں گے تو اسے پھر لوٹا دیا جائے گا (اسی طرح ہوتا رہے گا) حتیٰ کہ خدا بندوں کے درمیان اس دن فیصلہ فرمادے جو تمہارے حساب سے پچاس ہزار سال کا ہے پھر اس کو راستہ دکھا دیا جائے گا جنت کی طرف یا جہنم کی طرف"۔

مسند احمد اور ابوداؤد میں شعبہ کی سند سے اور نسائی میں سعید بن ابی عروبہ کی سند سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ "جس شخص کے پاس اونٹ ہوں اور وہ ان کا حق (زکوٰۃ) ادا نہ کرے اپنی خوشحالی اور تنگی میں تو یہ جانور قیامت کے دن دنیا کی حالت سے زیادہ موٹے تازے آئیں گے اور اس شخص کو چٹیل میدان میں لٹا دیا جائے گا جہاں یہ جانور اسے اپنے پاؤں سے روندیں گے اور اس شخص کو پھر اپنی پہلی حالت پر لٹا دیا جائے گا۔ حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ بندوں کا اس دن میں فیصلہ فرمادے جو کہ تمہارے حساب سے پچاس ہزار سال کا ہے۔ وہ پھر اسے اس کا راستہ (جنت یا جہنم کی طرف) دکھا دیا جائے گا۔

جس شخص کے پاس گائے ہوں (اس کے بعد مذکورہ الفاظ ہی ہیں صرف یہ کہ سینگ والی گائے اپنے سینگوں سے مارے گی پھر آگے بکریوں کی زکوٰۃ کے بارے میں بھی یہی الفاظ وغیرہ آئے ہیں)۔[2]

بیہقی کہتے ہیں کہ اس حدیث میں اس کے سوا کوئی احتمال نہیں ہے کہ اس دن کی مقدار پچاس ہزار سال کے برابر ہے تمہارے حساب سے۔ واللہ اعلم۔

## قیامت کا دن گناہگاروں کے لیے مشکل اور طویل ہوگا اور تقویٰ والوں کے لیے طویل اور مشکل نہ ہوگا

قیامت کا دن گناہگاروں کے لیے طویل اور مشکل ہوگا جیسا کہ سابقہ احادیث میں گزرا، البتہ مومن کے لیے کم ہوگا، چنانچہ ابوعبداللہ الحافظ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث نقل کی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ "قیامت کا دن مومنین کے لیے ظہر و عصر کے درمیانی وقت کی طرح ہوگا"۔ ابوعبداللہ نے اس حدیث کو محفوظ کیا ہے اور ایک اور سند سے بھی اسے روایت کیا ہے۔

---

(۲) ابوداؤد حدیث نمبر ۱۶۵۸ بیہقی حدیث نمبر ۷۳۳۲ مسند احمد حدیث نمبر ۲/۲۶۲

یعقوب بن سفیان نے اپنی سند سے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی "جس دن لوگ رب العالمین کے روبرو کھڑے ہوں گے"۔ (المطففین آیت نمبر ۶)

پھر فرمایا کہ: "تمہیں کیسا لگے گا جب تیروں کو ترکش میں جمع کرنے کی طرح اللہ تمہیں جمع کرے اور پچاس ہزار سال تک تمہاری طرف دیکھے گا بھی نہیں۔"[1]

ابن ابی الدنیا نے اپنی سند سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ "قیامت کے دن نصف نہار اس وقت تک نہ ہوگا جب تک یہ لوگ اور وہ لوگ آرام نہ کریں۔ پھر یہ آیت تلاوت کی "پھر ان کا ٹھکانہ جہنم ہے"۔ (الصافات آیت نمبر ۶۸)

ابن المبارک کہتے ہیں کہ یہ الفاظ ابن مسعود رضی اللہ عنہما کی قراءت کے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے آیت نمبر ۲۴ سورۃ فرقان کی تفسیر میں یوں منقول ہے "اہلیان جنت اس دن بہترین ٹھکانے اور اچھی آرام دہ جگہ میں ہوں گے"۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما نے فرمایا، قیامت کا دن آدھا نہ ہوگا حتی کہ یہ لوگ اور وہ لوگ آرام نہ کر لیں"۔

**شفاعت عظمیٰ اور مقام محمود کا ذکر جو رسول اکرم ﷺ کا خاص دولت کدہ ہے**...... ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

"اور رات کو (اٹھ کر) تہجد پڑھ یہ تیرے لیے اضافی نماز ہے قریب ہے کہ تیرا رب تجھے مقام محمود پر بھیج دے"۔ (الاسراء آیت نمبر ۷۹)

صحیح بخاری میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے ارشاد نبوی ﷺ مروی ہے کہ اذان سننے کے بعد جو کوئی یہ پڑھے:

"اللهم رب هذه الدعوة التامة والصلوة القائمة آت محمدن الوسيلة والفضيلة وابعثه مقامامحمودان الذى وعدته"

"اے اللہ اس دعوت کامل اور اس کے نتیجے میں کھڑی ہونے والی نماز کے رب! تو محمد ﷺ کو وسیلہ اور فضیلت عطا فرما۔ اور ان کو اس مقام محمود تک پہنچا جس کا تو نے ان سے وعدہ فرمایا ہے۔"[2]

(اس کے لیے میری شفاعت حلال ہو گئی)۔

**شفاعت ہی "مقام محمود" ہے**...... مسند احمد میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ارشاد نبوی ﷺ مروی ہے "آپ ﷺ نے اس آیت کے بارے میں فرمایا "قریب ہے کہ تیرا رب تجھے مقام محمود پر پہنچائے"۔ فرمایا "یہ شفاعت ہے"۔ (اس کی سند حسن ہے)

**وہ پانچ انعامات جو نبی کریم ﷺ کے علاوہ کسی اور نبی کو عطا نہیں ہوئے**...... صحیحین میں حضرت جابر رضی اللہ عنہما وغیرہ سے ارشاد نبوی ﷺ مروی ہے "مجھے پانچ ایسے خواص دیے گئے جو اور کسی نبی کو مجھ سے پہلے عطا نہیں ہوئے"۔

(۱)...... ایک ماہ کی مسافت تک رعب کے ذریعے میری مدد کی گئی۔

(۲)...... میرے لیے غنیمت کو حلال کیا گیا۔

(۳)...... میرے لئے پوری زمین کو مسجد اور پاک قرار دیا گیا (پاکی حاصل کرنے کا ذریعہ) لہذا جہاں کہیں میرے امتی کو نماز کا وقت ہو جائے وہ وہیں پڑھ لے۔

(۴)...... مجھے شفاعت (عظمیٰ) عطا کی گئی۔

(۵)...... پہلے ہر نبی صرف اپنی قوم کی طرف مبعوث ہوتا تھا اور مجھے تمام لوگوں کی طرف مبعوث کیا گیا۔[3]

---

(۱) کنز العمال حدیث نمبر ۳۸۹۳۳، کتاب الفتن، صفحہ نمبر ۱۴/۳۹۰ (۲) تفسیر ابن کثیر صفحہ نمبر ۳/ ۸۱، کنز العمال حدیث نمبر ۳۴۹۸۸

(۳) صحیح بخاری حدیث نمبر ۳۲۸، مسلم حدیث نمبر ۵۲۳

مذکورہ ارشاد میں شفاعت سے مراد وہ شفاعت ہے۔ جس کی پہلے حضرت آدم علیہ السلام سے گزارش کی جائے گی، وہ فرمائیں گے میں (تو خود) اس کا اہل نہیں (سمجھتا) نوح علیہ السلام کے پاس چلے جاؤ۔ وہ بھی اسی طرح فرمائیں گے وہ انہیں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرف بھیج دیں گے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام انہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف بھیج دیں گے اور وہ انہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف بھیج دیں گے اور وہ انہیں حضرت محمد ﷺ کی طرف بھیج دیں گے۔ چنانچہ آپ ﷺ فرمائیں گے میں اس کا اہل ہوں، میں اس کا اہل ہوں۔

یہ واقعہ گناہ گاروں کو جہنم سے نکالنے کے بیان میں احادیث شفاعت کے ذیل میں تفصیل سے آرہا ہے۔ البتہ اس موضوع پر ہم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اقوال مقدسہ کی روشنی میں اپنی تفسیر میں کافی بحث کی ہے جو اپنے موضوع کے لیے کافی ہے۔ (۱)

**نبی کریم ﷺ قیامت کے دن بنی آدم علیہ السلام کے سردار ہوں گے** ...... صحیح مسلم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ارشاد نبوی ﷺ مروی ہے فرمایا:

”میں قیامت کے دن بنی آدم کا سردار ہوں گا۔ سب سے پہلے میری قبر شق ہوگی میں ہی پہلا شافع اور مشفع ہوں گا۔ (۲)

مسلم ہی میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے القراءۃ علی سبعۃ احرف والی حدیث میں یہ الفاظ آئے ہیں۔ اے میرے رب میری امت کی مغفرت فرما۔ اور تیسری دعا کو اس دن تک مؤخر کر دیا گیا جس دن لوگوں سے مایوسی کا اظہار کر دیا جائے گا حتیٰ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی (مایوسی کا اظہار) کر دیں گے۔ (۳)

**روز قیامت رسول اکرم ﷺ امام الانبیاء ہوں گے** ...... مسند احمد میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے ارشاد نبوی ﷺ مروی ہے فرمایا ”میں روز قیامت انبیاء کا امام اور خطیب ہوں گا اور ان کا شفاعت کرنے والا ہوں گا اور اس میں مجھے کوئی فخر نہیں“۔ (۴) (ھذا حدیث حسن صحیح)

مسند احمد میں عبدالرحمن بن عبداللہ بن کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے ارشاد نبوی ﷺ مروی ہے فرمایا کہ:

”قیامت کے دن لوگ اٹھائے جائیں گے، میں اور میرے امتی اونچی جگہ پر ہوں گے، میرا رب مجھے سبز حلہ پہنائے گا اور مجھے اجازت دے گا کہ میں جب تک وہ چاہے بولوں۔ یہ ہے وہ ”مقام محمود“۔ (۵)

مسند احمد میں حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے ارشاد نبوی ﷺ مروی ہے فرمایا کہ:

”میں وہ پہلا شخص ہوں گا جسے قیامت کے دن سجدہ کرنے کی اجازت دی جائے گی اور میں وہ پہلا شخص ہوں گا جسے سر اٹھانے کی اجازت دی جائے گی۔ چنانچہ میں اپنے سامنے دیکھوں گا تو دوسری امتوں میں سے اپنی امت کو پہچان لوں گا اسی طرح اپنے پیچھے دیکھوں گا، اسی طرح دائیں دیکھوں گا، اسی طرح بائیں طرف دیکھوں گا (اور اپنی امت کو پہچان لوں گا) ایک شخص نے پوچھا دوسری امتوں میں آپ کی امت کی امتیازی شان کیا ہوگی؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ان کے اعضاء وضو سے چمکتے ہوں گے (وضو کے اثر سے)۔ اور کوئی دوسرا اس طرح نہ ہوگا۔ اور اس طرح بھی پہچانوں گا کہ ان کا نامہ اعمال دائیں ہاتھ میں ہوگا اور اس طرح بھی کہ ان کی اولاد ان کے سامنے دوڑتی پھرتی ہوگی“۔ (۶)

مسند احمد میں حضرت نضر بن انس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ مجھ سے رسول اکرم ﷺ نے بیان کیا کہ ”میں پل صراط (کے مرحلے) کے بعد اپنی امت کا انتظار کر رہا ہوں گا کہ میرے پاس حضرت عیسیٰ علیہ السلام تشریف لائیں گے اور کہیں گے کہ اے محمد! یہ انبیاء کرام آپ کے پاس درخواست لے کر آئے ہیں۔ یا فرمائیں گے کہ آپ کے پاس جمع ہوتے آئے ہیں کہ اللہ سے دعا کریں کہ وہ تمام امتوں کو علیحدہ کر کے جہاں چاہے بھیج دے۔ لوگ منہ تک پسینے میں غرق ہیں۔ یہ کیفیت مومن کے لیے زکام کی طرح ہوگی اور کافر پر جیسے موت طاری ہوگی۔

نبی کریم ﷺ انہیں فرمائیں گے کہ میرا انتظار کیجئے حتیٰ کہ میں آپ کے پاس واپس آ جاؤں۔ پھر اللہ کے نبی ﷺ جا کر عرش کے نیچے کھڑے ہو جائیں گے اور وہ اعزاز پائیں گے جو کسی منتخب فرشتے اور نبی مرسل کو بھی حاصل نہ ہوا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ جبرائیل کو حکم دیں گے کہ محمد ﷺ کے پاس جاؤ

---

(۱) تفسیر ابن کثیر صفحہ نمبر ۲/۴۲۱، النہایہ لابن کثیر صفحہ ۱/۱۸۱ (۲) صحیح مسلم حدیث نمبر ۵۸۹۹ (۳) صحیح مسلم حدیث نمبر ۱۹۰۱

(۴) مسند احمد صفحہ نمبر ۵/۱۳۷، ترمذی حدیث نمبر ۳۶۱۲ (۵) مسند احمد صفحہ نمبر ۳/۴۵۶ (۶) مسند احمد صفحہ نمبر ۱۹۹

اور کہو کہ سر اٹھائیں اور مانگیں آپ کو دیا جائے گا۔ شفاعت کریں قبول کی جائے گی، اور ہر ننانوے میں سے ایک انسان کو نکال لیں، میں بار بار اپنے رب سے درخواست کرتا رہوں گا۔ اور میں ابھی کھڑا بھی نہ ہوں گا کہ میری شفاعت قبول کر لی جائے گی۔ حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ مجھے وہ عطا فرما دیں گے اور کہیں گے اے محمد! اپنی امت میں سے ان کو جنت میں لے جاؤ جس نے کسی ایک دن اخلاص کے ساتھ اس کی گواہی دی ہو کہ اللہ کے سوا کوئی بندگی کے لائق نہیں اور اسی حالت پر اس کی وفات ہوئی۔ (۱)

مسند احمد میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما کی ایک طویل حدیث ہے جس میں یہ ذکر بھی ہے کہ "اور بیشک میں قیامت کے دن مقام محمود پر کھڑا ہوں گا"۔ ایک انصاری نے پوچھا مقام محمود کیا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا۔ اس وقت جب تمھیں ننگے بدن، ننگے پیر لایا جائے گا اور سب سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کپڑے دیے جائیں گے۔ اللہ فرمائے گا کہ میرے خلیل کو کپڑے پہناؤ۔ دو سفید چادریں ان کو پہنائی جائیں گی، پھر وہ عرش کی طرف رخ کر کے بیٹھ جائیں گے۔ پھر میرا لباس لایا جائے گا میں اسے پہنوں گا اور ان کی دائیں جانب ایسی جگہ کھڑا ہو جاؤں گا جہاں کوئی اور کھڑا نہ ہوگا اور پہلے اور آخری لوگ میرے اس مرتبے پر رشک کریں گے" —— پھر فرمایا کہ اور ان کے لیے پھر حوض کوثر کھولی جائے گی —— (اس کے بعد حوض کوثر کا بیان ہے جیسا کہ آگے آئے گا)۔

مسند احمد میں ثابت بن انس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ:

"قیامت کا دن لوگوں پر طویل ہو جائے گا تو وہ ایک دوسرے کو کہیں گے کہ ہمارے ساتھ ابوالبشر حضرت آدم علیہ السلام کے پاس چلو تاکہ سفارش کرائیں کہ رب تعالیٰ حساب کتاب کرے۔ چنانچہ وہ ان کے پاس آ کر حساب کتاب شروع کرنے کی درخواست کریں گے تو حضرت آدم علیہ السلام فرمائیں گے کہ میں اس کے قابل نہیں مگر تم انبیاء کی بنیاد حضرت نوح علیہ السلام کے پاس جاؤ۔ چنانچہ وہ لوگ حضرت نوح علیہ السلام کے پاس آ کر (شفاعت) سفارش کی درخواست کریں گے۔ چنانچہ وہ بھی فرمائیں گے کہ میں یہ نہیں کر سکتا۔ مگر تم لوگ اللہ کے خلیل اور نبی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس جاؤ۔ چنانچہ وہ ان کے پاس آ کر شفاعت کی درخواست کریں گے تاکہ حساب کتاب شروع ہو مگر حضرت ابراہیم علیہ السلام فرمائیں گے کہ میں یہ نہیں کر سکتا مگر تم لوگ اللہ تعالیٰ کے کلیم موسیٰ علیہ السلام جنھیں اللہ تعالیٰ نے اپنی رسالت اور کلام کے لیے چنا تھا، کے پاس چلے جاؤ۔ چنانچہ وہ ان کے پاس آ کر شفاعت کی درخواست کریں گے مگر وہ فرمائیں گے کہ تم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس چلے جاؤ جو روح اللہ اور اس کا کلمہ ہیں۔ چنانچہ ان کے پاس جا کر شفاعت کی درخواست کریں گے وہ فرمائیں گے میں یہ نہیں کر سکتا مگر تم خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے پاس چلے جاؤ جن کی اگلی پچھلی خطائیں معاف کر دی گئی تھیں۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام یہ بھی فرمائیں گے کہ یہ بتاؤ اگر کسی برتن میں کوئی سامان ہو اور برتن پر سیل لگا دی جائے تو کیا سیل توڑے بغیر اس کے سامان میں تصرف کیا جا سکتا ہے؟ لوگ کہیں گے کہ نہیں۔ چنانچہ وہ فرمائیں گے کہ محمد رسول اکرم ﷺ خاتم النبیین ہیں (یعنی ان کے بعد انبیاء کے آنے پر سیل کر دی گئی تھی) ان کے پاس جاؤ۔ چنانچہ وہ میرے پاس آئیں گے اور کہیں گے کہ آپ رب تعالیٰ سے شفاعت کر دیں کہ وہ ہمارا حساب کتاب کرے۔ میں کہوں گا کہ ہاں! چنانچہ میں جنت کے دروازے پر آ کر دروازہ کھٹکھٹاؤں گا، پوچھا جائے گا کہ کون ہے؟ میں کہوں گا محمد! چنانچہ دروازہ کھول دیا جائے گا اور میں سجدے میں گر جاؤں گا اور اپنے رب کی ایسی حمد بیان کروں گا جو اس سے پہلے کسی نے نہ کی ہوگی اور نہ میرے بعد کوئی بیان کرے گا۔ چنانچہ رب تعالیٰ کہیں گے کہ اپنا سر اٹھاؤ اور کہو تمھاری بات سنی جائے گی، مانگو تمھیں دیا جائے گا شفاعت کرو قبول کی جائے گی"۔ میں کہوں گا اے رب! میری امت! میری امت! تو وہ کہیں گے کہ ان میں سے ہر اس امتی کو نکال لو جس کے دل میں ذرہ برابر بھی ایمان ہو (نبی کریم ﷺ نے فرمایا) چنانچہ میں انھیں نکالوں گا اور پھر سجدے میں گر جاؤں گا"۔

(یہ روایت بخاری میں دوسری سند سے آئی ہے)

**حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت......** مسند احمد میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ کے پاس گوشت لایا گیا چنانچہ آپ ﷺ کو کھانے کے لیے دستی (اگلی ٹانگوں کا اوپر کے گوشت) دیا گیا جو آپ ﷺ کو بہت مرغوب تھا آپ ﷺ نے اس میں

---

(۱) مسند احمد صفحہ نمبر ۳/۱۴۸

سے لقمہ توڑا اور فرمایا۔

میں قیامت کے دن بنی آدم کا سردار ہوں گا کیا تمہیں پتہ ہے کہ کیوں؟ اللہ تعالیٰ اولین اور آخرین کو ایک ہی میدان میں جمع فرمادے گا۔ انہیں داعی سنا رہا ہوگا اور بصیرت دیکھ رہا ہوگا۔ سورج قریب آ جائے گا تو لوگوں کو وہ غم اور تکلیف پہنچے گی جس کو وہ برداشت نہ کر سکیں گے۔ چنانچہ آپس میں ایک دوسرے کو کہیں گے کہ تم دیکھ رہے ہو جو تمہیں تکلیف اور پریشانی لاحق ہو رہی ہے؟ کیا تمہیں کوئی ایسا نظر آ رہا ہے جو تمہارے رب کے پاس تمہاری سفارش کر سکے؟ لوگ کہیں گے کے پاس۔ تمہارے والد حضرت آدم علیہ السلام ہیں۔ چنانچہ وہ ان کے پاس آ کر کہیں گے اے آدم آپ ابو البشر ہیں اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے دست مبارک سے بنایا اور اپنی روح آپ میں پھونکی اور ملائکہ کو حکم دیا کہ آپ کو سجدہ کریں۔ آپ ہماری اس حالت کو دیکھ رہے ہیں، رب تعالیٰ سے سفارش کیجئے۔ آپ ہماری تکلیف دیکھ رہے ہیں۔ حضرت آدم علیہ السلام کہیں گے کہ آج میرا رب اتنے غصہ میں ہے کہ اتنا پہلے نہ تھا اور نہ اس کے بعد ہوگا اس نے مجھے ایک درخت کا پھل کھانے سے منع کیا تھا مگر میں نے نافرمانی کی۔ نفسی نفسی نفسی (یعنی مجھے اپنی پڑی ہے) میرے علاوہ کسی اور کے پاس چلے جاؤ۔ جاؤ حضرت نوح علیہ السلام کے پاس چلے جاؤ!

چنانچہ وہ لوگ حضرت نوح علیہ السلام سے آ کر کہیں گے کہ آپ اللہ تعالیٰ کے رسول تھے اس نے آپ کو شکر گذار بندے کا خطاب دیا تھا لہٰذا آپ ہماری حالت اور تکلیف دیکھ رہے ہیں۔ رب تعالیٰ سے سفارش کر دیجئے! تو حضرت نوح علیہ السلام فرمائیں گے کہ میرا رب آج اتنے غصے میں ہے کہ جتنا پہلے کبھی نہ تھا اور نہ کبھی ہوگا۔ اور میں نے تو اپنی قوم کے لیے بددعا کی تھی لہٰذا مجھے اپنی پڑی ہے جاؤ کسی اور کے پاس۔ حضرت ابراہیم کے پاس چلے جاؤ۔

چنانچہ وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس آ کر کہیں گے کہ آپ اللہ تعالیٰ کے نبی اور اس کے اہل زمین میں سے خلیل تھے آپ ہماری حالت اور تکلیف دیکھ رہے ہیں۔ لہٰذا آپ سفارش کر دیں۔ وہ کہیں گے کہ مجھے اپنی پڑی ہے جاؤ کسی اور کے پاس چلے جاؤ۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس چلے جاؤ۔

چنانچہ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آ کر کہیں گے کہ آپ اللہ تعالیٰ کے کلیم ہیں آپ کو رب تعالیٰ نے اپنے کلام اور رسالت کے لیے چنا تھا۔ آپ ہماری حالت اور تکلیف دیکھ رہے ہیں۔ آپ علیہ السلام اللہ تعالیٰ سے شفاعت کر دیجئے۔ مگر وہ کہیں گے کہ آج کے دن میرا رب اتنے غصہ میں جتنا پہلے نہ کبھی تھا اور نہ کبھی ہوگا۔ اور میں نے تو ایک ایسے شخص کو قتل کر دیا تھا جس کے قتل کا مجھے حکم نہ تھا۔ لہٰذا مجھے اپنی پڑی ہے جاؤ کسی اور کے پاس جاؤ۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ۔

چنانچہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس آ کر کہیں گے کہ آپ روح اللہ اور اللہ کا وہ کلمہ ہیں جسے انہوں نے مریم کی طرف القا فرمایا تھا (آپ علیہ السلام نے فرمایا وہ ایسے ہی ہیں) آپ علیہ السلام ہماری حالت اور تکلیف دیکھ رہے ہیں آپ سفارش فرما دیجئے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے کہ آج کے دن میرا رب جتنے غصے میں ہے اتنا پہلے نہ کبھی تھا اور نہ کبھی ہوگا (حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنی کسی غلطی کا تذکرہ نہیں کریں گے) جاؤ کسی اور کے پاس چلے جاؤ۔ حضرت محمد ﷺ کے پاس چلے جاؤ۔

چنانچہ وہ میرے پاس آ کر کہیں گے:

”اے محمد! آپ اللہ تعالیٰ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی اگلی پچھلی خطائیں معاف فرما دیں۔ آپ ہماری سفارش رب تعالیٰ کی خدمت میں کر دیں۔ آپ ہماری حالت اور تکلیف دیکھ رہے ہیں۔ چنانچہ میں اٹھ کر عرش کے نیچے آ کھڑا ہوں گا اور اپنے رب عزوجل کو سجدہ کروں گا۔ اللہ تعالیٰ کھول دے گا اور مجھے اپنی محامد اور ثنا کا الہام کرے گا جو اس نے پہلے کبھی کسی کو الہام نہ کی ہوں گی۔ پھر مجھے کہا جائے گا اے محمد اپنا سر اٹھاؤ اور کہو تمہاری بات سنی جائے گی، مانگو تمہیں دیا جائے گا شفاعت کرو قبول کی جائے گی“۔ میں کہوں گا اے میرے رب میری امت! میری امت! اے میرے رب، میری امت! میری امت! چنانچہ کہا جائے گا محمد! اپنی امت کے ان لوگوں کو جن کا کوئی حساب کتاب نہیں، جنت کے دائیں دروازے سے داخل کر دو اور یہ لوگ دوسرے لوگوں کے ساتھ دوسرے دروازوں میں بھی شریک ہوں گے پھر آپ ﷺ نے فرمایا قسم اس ذات کی جس کے قبضے میں محمد ﷺ کی جان ہے۔ جنت کے دروازوں کے دونوں پٹوں میں اتنا فاصلہ ہے جتنا کہ مکہ اور ہجر کے درمیان ہے (یا فرمایا) مکہ اور

بصریٰ کے درمیان ہے۔"(۱)

صحیحین میں ابن حبان کی سند سے یہ روایت آئی ہے۔ اور ابن ابی الدنیا نے اہوال قیامت میں یہ حدیث ابوخیثمہ کی سند سے نقل کی ہے اس میں تمام انبیاء (سوائے نبی کریم ﷺ کے) کے الفاظ میں یہ الفاظ زائد ہیں۔ مجھے ڈر ہے کہ کہیں مجھے آگ میں نہ پھینک دیا جائے۔ لہٰذا میرے علاوہ کسی اور کے پاس جاؤ۔ یہ اضافہ غریب ہے۔ صحیحین میں موجود نہیں۔ واللہ اعلم۔

مسند احمد میں ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بصرہ میں خطبہ دیتے ہوئے فرمایا کہ ہر نبی کی ایک دعا ضرور قبول ہوتی ہے لہٰذا میں نے اپنی اس دعا کو شفاعت کے لئے رکھ چھوڑا ہے۔ میں قیامت کے دن بنی آدم کا سردار ہوں گا اس میں کوئی فخر نہیں۔ سب سے پہلے مجھے قبر سے نکالا جائے گا اس میں کوئی فخر نہیں، میرے ہاتھ میں لواء الحمد ہوگا اس میں کوئی فخر نہیں۔ آدم اور ان کے علاوہ دوسرے سب انبیاء میرے جھنڈے تلے ہوں گے اس میں کوئی فخر نہیں۔

لوگوں پر جب قیامت کا دن طویل ہو جائے گا تو وہ آپس میں کہیں گے کہ ہمارے ساتھ ہمارے ابا جان کے پاس چلو تاکہ وہ ہماری سفارش کریں تاکہ رب تعالیٰ حساب کتاب کریں۔ چنانچہ وہ حضرت آدم کے پاس آ کر کہیں گے کہ وہ آپ ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے دست مبارک سے بنایا اور آپ کو جنت میں ٹھہرایا، آپ کو اس کے فرشتوں نے سجدہ کیا ہمارے لئے اپنے رب سے سفارش کر دیں تاکہ وہ ہمارا حساب کتاب کرے تو وہ کہیں گے، میں یہ نہیں کر سکتا میں جنت سے نکالا گیا تھا اور آج مجھے اپنی پڑی ہے جاؤ انبیاء کی بنیاد حضرت نوح کے پاس چلے جاؤ (اس کے بعد سابقہ احادیث کی طرح الفاظ ہیں حتیٰ کہ وہ حضرت نبی کریم ﷺ کے پاس آئیں گے) چنانچہ وہ کہیں گے اے محمد اپنے رب سے سفارش کیجئے تاکہ وہ ہمارا حساب کتاب کرے۔ چنانچہ میں کہوں گا ہاں میں یہ کر سکتا ہوں حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ جس کے لئے چاہے حکم دے دے۔

چنانچہ جب اللہ تعالیٰ مخلوق کا فیصلہ کرنے کا ارادہ کرے گا تو ایک منادی آواز لگائے گا کہ احمد اور اس کے امتی کہاں ہیں؟ لہٰذا ہم آخری مگر اولین ہوں گے سب سے پہلے حساب دینے والے، چنانچہ دوسرے لوگ ہمارے لئے راستہ چھوڑ دیں گے اور ہم چمکتے اعضاء کے ساتھ جو وضو کے اثر سے چمک رہے ہوں گے گذرتے چلے جائیں گے دوسری امتیں کہیں گی۔ اس امت کے تمام لوگ سب کے سب انبیاء بن سکتے تھے۔ پھر جب جنت کے دروازے پر آؤں گا۔"(۲) (الحدیث)

اس کے بعد اس حدیث میں اس امت کے گناہگاروں کی شفاعت کا بیان ہے۔ یہ حدیث بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے اسی طرح مروی ہے جن میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی شامل ہیں۔ مگر ایک بہت حیران کن بات ہے کہ ائمہ نے اس حدیث کو بیان کیا ہے بہت سے طریق لائے ہیں مگر شفاعت اولیٰ جو کہ حساب کتاب شروع کرانے کے بارے میں ہے، اسے نظر انداز کر دیا جیسا کہ اس حدیث کے سابقہ تمام طرق میں واضح ہے اور اس مقام پر یہی مقصود ہے۔

اس حدیث کا سیاق یہ ہے کہ لوگ حضرت آدم علیہ السلام اور دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کے پاس یہ سفارش لے کر جائیں گے کہ حساب کتاب شروع کرا دیا جائے تاکہ فیصلہ ہو اور اس شدت کی گرمی اور تکلیف سے نجات ملے۔ جیسا کہ اس حدیث کے تمام طرق سے واضح ہے۔ جب وہ حشر میں پہنچتے ہیں تو محدثین گناہگاروں کی شفاعت اور ان کو جہنم سے نکالنے کا تذکرہ کرتے ہیں (یعنی حدیث مختصر کر دیتے ہیں)۔

اس اختصار کا مقصود خوارج اور معتزلہ کی تردید ہے کیونکہ وہ لوگ اس بات کے قائل ہیں کہ کسی شخص کو جہنم میں جانے کے بعد وہاں نہیں نکالا جائے گا۔ وہ (محدثین) اتنی ہی حدیث کو صرف اس لیے ذکر کرتے ہیں کہ اس میں اس بدعتی عقیدے کے خلاف صریح نص موجود ہے۔ اور تصریح ان احادیث میں آئی ہے جو پہلے گذریں تفصیلی حدیث جس میں شفاعت اولیٰ (حساب کتاب) کا ذکر ہے۔ یہ ہے:

"لوگ حضرت آدم علیہ السلام پھر حضرت نوح علیہ السلام پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور پھر خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے پاس آئیں گے۔ چنانچہ نبی کریم ﷺ جا کر عرش کے نیچے اس مقام پر سجدہ ریز ہو جائیں گے جسے فحص کہا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ پوچھیں گے (حالانکہ انہیں معلوم ہے) کہ کیا بات ہے؟ میں کہوں گا:

---

(۱) صحیح بخاری، احادیث الانبیاء حدیث نمبر ۳۳۴۰ صحیح مسلم حدیث نمبر ۴۷۹، مسند احمد صفحہ نمبر ۲/۴۳۵ صحیح ابن حبان حدیث نمبر ۶۴۶۵ (۲) مسند احمد صفحہ نمبر ۱/۲۹۵

"اے رب! تو نے مجھ سے شفاعت کا وعدہ کیا تھا۔ مخلوق کے بارے میں میری شفاعت قبول فرمائیں اور ان کا حساب کر کے فیصلہ فرما دیں۔"

اللہ تعالیٰ فرمائیں گے میں نے تیری شفاعت قبول کی۔ پھر مجھ سے سر اٹھاؤ اور لوگوں کے ساتھ کھڑے ہو جاؤ (اس کے بعد حدیث میں آسمان پھٹنے، فرشتوں کی آمد، کرسی لگائے جانے اور اللہ تعالیٰ کے اس پر جلوہ فرما ہونے کا ذکر ہے اور یہ کہ دیان اور مقرب فرشتے مختلف تسبیحیں پڑھ رہے ہوں گے) آگے فرمایا

"جب مخلوق زمین میں اپنی جگہ ٹھہر جائے گی تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا کہ میں نے جب سے تمہیں پیدا کیا خاموشی سے تمہاری باتیں سنتا رہا، تمہارے اعمال دیکھتا رہا اب تم چپ رہو اور خاموشی سے دیکھو یہ تمہارے نامۂ اعمال ہیں جو تمہارے سامنے پڑھے جا رہے ہیں۔ چنانچہ جو کوئی اس میں بھلائی پائے وہ اللہ کا شکر ادا کرے اور جو کوئی اور پائے تو اسے چاہیے کہ اپنے علاوہ کسی اور کو ملامت نہ کرے۔"(۱)

عبدالرزاق نے اپنی سند سے علی بن حسین زین العابدین سے ارشاد نبوی ﷺ نقل کیا ہے کہ:

"جب قیامت کا دن ہوگا اللہ تعالیٰ زمین کو پھیلا دیں گے جیسے کھال کو پھیلایا جاتا ہے حتیٰ کہ انسان کے لیے صرف پاؤں رکھنے کی جگہ ہوگی۔ رسول اکرم ﷺ نے مزید فرمایا: "میں وہ پہلا شخص ہوں گا جسے پکارا جائے گا۔ جبرئیل علیہ السلام اللہ تعالیٰ عزوجل کے دائیں جانب ہوں گے واللہ میں نے رب کو اس سے پہلے نہیں دیکھا ہوگا میں کہوں گا اے رب! ان (جبرائیل) نے مجھے خبر دی تھی کہ آپ نے مجھے رسول بنا کر بھیجا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے اس نے سچ کہا، پھر میں شفاعت کروں گا میں کہوں گا اے رب تیری عبادت کرنے والے تیرے بندے اور تیری عبادت کرنے والے بندے زمین کے اطراف میں موجود ہیں۔"

(مطلب یہ کہ وہ اطراف زمین میں کھڑے ہیں جتنی ایک ہی جگہ سب جمع ہیں ان میں مومن بھی ہیں اور کافر بھی۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ اللہ تعالیٰ سے سفارش فرما دیں گے کہ سب کا حساب کر کے مومن اور کافر میں تفریق کر دی جائے۔ کھڑے ہونے کی جگہ تنگی کی وجہ سے مستقل ٹھکانے میں بھی۔)(۲)

اسی لیے ابن جریر نے لکھا ہے۔

"اکثر اہل تاویل نے قرآن کی اس آیت "عنقریب تیرا رب تجھے مقام محمود پر مبعوث کرے گا" (سورۃ بنی اسرائیل: ۷۹)

یہ وہ مقام ہے جہاں رسول اکرم ﷺ لوگوں کی شفاعت کے لیے قیامت کے دن کھڑے ہوں گے تاکہ ان کا رب انہیں اس عظیم دن سے نجات دے جس دن کی سختی کی وجہ سے ان پر آ پڑی ہوگی۔

بخاری میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ لوگ قیامت کے دن دو زانو بیٹھے ہوں گے ہر امت اپنے نبی سے شفاعت کے لیے کہے گی اور پھر یہ شفاعت کی درخواست نبی کریم ﷺ تک پہنچے گی اور آپ علیہ السلام شفاعت کریں گے۔ یہی وہ دن ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو مقام محمود پر فائز کریں گے۔ (۳)

**بھکاری کے چہرے سے قیامت کے دن گوشت اتار لیا جائے گا** ۔۔۔ صحیح بخاری میں حضرت حمزہ بن عبداللہ عمر رضی اللہ عنہ سے ارشاد نبوی ﷺ مروی ہے فرمایا: "جو بندہ لوگوں سے بھیک مانگتا رہے گا قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ اس کے چہرے پر گوشت کا کوئی ٹکڑا بھی نہ ہوگا۔ اور فرمایا: "قیامت کے دن سورج بہت قریب آ جائے گا حتیٰ کہ پسینہ آدھے کانوں تک پہنچ جائے گا اسی دوران لوگ حضرت آدم علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام اور پھر حضرت محمد ﷺ سے فریاد کریں گے۔

(ایک اور روایت میں یہ الفاظ زائد آئے ہیں) چنانچہ وہ (محمد ﷺ) شفاعت کریں گے کہ رب تعالیٰ مخلوق کا فیصلہ فرما دے حتیٰ کہ وہ دروازے کی کنڈی پکڑ کر کھڑے ہو جائیں گے۔ چنانچہ اس دن اللہ تعالیٰ آپ کو مقام محمود پر فائز کرے گا کہ وہاں جمع ہونے والے سب آپ علیہ السلام کا شکریہ

---

(۱) البیہقی کتاب البعث والنشور حدیث نمبر ۶۶۹ طبرانی مطولات حدیث نمبر ۳۶
(۲) تفسیر ابن کثیر جلد نمبر ۵ ص ۱۰۵، اتحاف سادۃ المتقین جلد نمبر ۱۰/۴۸۳، کنز العمال حدیث نمبر ۳۹۰۱۲
(۳) بخاری کتاب التفسیر حدیث نمبر ۴۷۱۸

ادا کریں گے (یعنی حمد کریں گے)۔ (۱)

**اس حوض محمدی کا ذکر جس سے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ہمیں سیراب فرمائیں گے** ...... حوض کوثر کا وجود متعدد مشہور احادیث سے اور کئی طرق سے ثابت ہے ایسے بے شمار لوگ مٹی میں مل گئے جو اس کے وجود کے منکر تھے ان کا انکار ان کے اور حوض کوثر پر آنے کے درمیان حائل ہے۔ جیسا کہ بعض سلف سے منقول ہے کہ جو شخص کرامت کا منکر ہو وہ حوض کوثر پر نہیں آ سکے گا اور اگر حوض کوثر کا منکر ان احادیث پر مطلع ہو جائے جو ہم پیش کرنے والے ہیں تو وہ اپنے قول کے خلاف رجوع کرے گا۔

**سب صحابہ رضی اللہ عنہم حوض کوثر کی تصدیق کرتے اور اس کے وجود پر ایمان رکھتے تھے** ...... اور اس بارے میں احادیث بھی روایت کی ہیں" بے شمار صحابہ رضی اللہ عنہم سے اس کے وجود کے بارے میں احادیث مروی ہیں جن میں کچھ مندرجہ ذیل حضرات ہیں، حضرت ابی بن کعب، حضرت جابر بن سمرہ، حضرت جابر بن عبداللہ، حضرت جندب بن عبداللہ البجلی، حضرت زید بن ارقم، حضرت سلمان فارسی، حضرت حارثہ بن وہب، حضرت حذیفہ بن اسید، حضرت حذیفہ بن یمان، حضرت سمرہ بن جندب، حضرت سہل بن سعد، حضرت عبداللہ بن زید بن عاصم، حضرت ابن عباس، حضرت ابن عمر، حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص، حضرت ابن مسعود، حضرت عتبہ بن عبد السلمی، حضرت عقبہ بن عامر الجہنی، حضرت ثوبان بن سمعان، حضرت ابو امامہ باہلی، حضرت ابو برزہ اسلمی، حضرت ابوبکرہ، حضرت ابوذر غفاری، حضرت ابو سعید خدری، حضرت ابوہریرہ، حضرت اسماء بنت ابی بکر، حضرت عائشہ صدیقہ، حضرت ام سلمی، حضرت حمزہ کی زوجہ محترمہ رضی اللہ عنہم و عنہن اجمعین۔

**حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی حدیث** ...... ابوالقاسم طبرانی نے اپنی سند سے حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ" رسول اکرم ﷺ نے حوض کوثر کا ذکر فرمایا تو انہوں نے پوچھا یا رسول اللہ! یہ حوض کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ "وہ دودھ سے زیادہ سفید، برف سے زیادہ ٹھنڈا، شہد سے زیادہ میٹھا، مشک سے زیادہ خوشبودار ہے۔ جس نے ایک گھونٹ پی لیا کبھی پیاسا نہ ہوگا اور جو اس سے روگردانی کرے گا کبھی سیراب نہ ہوگا۔ (۲)

کتاب السنہ میں ایک اور سند سے یہ روایت آئی ہے صرف اس میں قسم کھا کر بیان کرنے اور ستاروں سے زیادہ اس کے پیالوں کے ہونے کا ذکر آیا ہے۔ (۳) اور یہ روایت صحاح ستہ یا مسند احمد میں نہیں۔

**حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی حدیث** ...... بخاری میں حضرت انس سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ
"میرا حوض اتنا بڑا ہے جتنا کہ ایلہ اور صنعاء یمن کے درمیان فاصلہ اور اس میں ستاروں کی تعداد جتنے پیالے ہیں۔" (کذا رواہ مسلم)

**حضرت انس رضی اللہ عنہ کی دوسری روایت** ...... بخاری ہی میں ارشاد نبوی ﷺ ہے کہ
"میرے پاس (حوض پر) میرے کچھ ساتھی (امتی) آئیں گے اور میں ان کو پہچان بھی لوں گا مگر فرشتے مجھ سے انہیں دور کر دیں گے میں کہوں گا یہ تو میرے ساتھی ہیں، کہا جائے گا آپ کو نہیں معلوم کہ آپ کے بعد انہوں نے کیا کیا بدعتیں ایجاد کیں"۔ (۴) (رواہ مسلم عن محمد بن حاتم)

**کوثر ایک نہر ہے جو رسول اکرم ﷺ کو ملے گی، حضرت انس کی تیسری روایت** ...... مسند احمد میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ کو اونگھ آ گئی جب بیدار ہوئے تو آپ ﷺ نے مسکراتے ہوئے سر اٹھایا (آپ سے حضرت انس رضی اللہ عنہ یا دوسرے صحابہ نے پوچھا) یا رسول اللہ! آپ اس وقت کس بات پر ہنس رہے ہیں؟ فرمایا "مجھ پر ابھی ابھی ایک سورۃ نازل ہوئی ہے"۔
بسم اللہ الرحمن الرحیم ہم نے تجھ کو کوثر عنایت کی ہے (الی آخر سورۃ) سورت سنانے کے بعد پوچھا کہ "کیا تمہیں پتہ ہے کہ کوثر کیا ہے؟"۔

---

(۱) بخاری کتاب الزکوٰۃ حدیث نمبر ۱۴۱۲ اور نمبر ۱۴۷۵ (۲) طبرانی المعجم الکبیر صفحہ نمبر ۱/ ۱۹۷ (۳) حوالہ سابقہ
(۴) بخاری کتاب الرقاق حدیث نمبر ۶۵۸۰، مسلم حدیث نمبر ۵۹۵۰

نے کہا اللہ اور اس کے رسول بہتر جانتے ہیں۔ تو فرمایا کہ ”یہ ایک نہر ہے جو مجھے رب تعالیٰ نے جنت میں عطا کی ہے۔ اس میں بہت بھلائی ہے۔ قیامت کے دن میری امت اس پر میرے پاس پانی پینے آئے گی۔ اس کے پیالے ستاروں جتنی تعداد میں ہیں۔ ایک بندے کو اس سے دور دھکیلا جائے گا تو میں کہوں گا کہ یہ میرا امتی ہے۔ تو کہا جائے گا کہ آپ کو نہیں معلوم ان لوگوں نے آپ کے بعد کیا کیا بدعات ایجاد کیں“۔ (یہ ثلاثی حدیث ہے اسے مسلم، ابوداؤد اور نسائی نے بھی محمد بن فضیل کی سند سے روایت کیا ہے)۔

**حضرت انس رضی اللہ عنہ کی چوتھی روایت**...... مسند احمد میں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ”میرے حوض کے دونوں کناروں میں اتنا فاصلہ ہے جتنا کہ مدینہ اور صنعاء کے درمیان ہے اور مدینہ اور عمان کے درمیان ہے“۔ (۱) (مسلم شریف میں دو طرق سے یہ روایت آئی ہے)۔

**حضرت انس رضی اللہ عنہ کی پانچویں روایت**...... مسند احمد میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ کچھ لوگوں نے عبید اللہ بن زیاد کے پاس حوض کوثر کا تذکرہ کیا تو اس نے اس کا انکار کیا اور کہنے لگا حوض کیا ہے؟ یہ بات جب حضرت انس رضی اللہ عنہ تک پہنچی تو آپ نے فرمایا کہ میں اس کے پاس جا کر ضرور بات کروں گا۔ چنانچہ تشریف لے گئے اور فرمایا کہ ”تم حوض کوثر کے بارے میں بات کر رہے تھے“ عبید اللہ نے کہا کیا آپ نے رسول اکرم ﷺ سے اس حوض کا تذکرہ سنا ہے؟ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بہت زیادہ اور ایک مرتبہ رسول اکرم ﷺ نے یہ فرمایا کہ

> ”میرے حوض کے دونوں کناروں کے درمیان ایلہ سے مکہ یا صنعاء سے مکہ کے درمیان فاصلے جتنا فاصلہ ہے۔ اور اس کے برتن آسمان کے ستاروں سے بھی زیادہ ہیں“۔

مسند احمد ہی میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ارشاد نبوی ﷺ مروی ہے کہ:

> ”میرا حوض اتنا اتنا بڑا ہے۔ اس میں آسمان کے ستاروں کے برابر برتن ہیں شہد سے زیادہ میٹھا، برف سے زیادہ ٹھنڈا اور دودھ سے زیادہ سفید ہے۔ جو اس سے پیئے گا کبھی پیاسا نہ ہوگا اور جو نہ پیئے گا کبھی سیراب نہ ہوگا“۔ (۲)

**حضرت انس رضی اللہ عنہ کی چھٹی روایت**...... مسند ابو یعلی میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ عبید اللہ بن زیاد نے ان سے پوچھا ”اے ابو حمزہ! کیا آپ نے نبی کریم ﷺ سے حوض کے بارے میں تذکرہ سنا؟ تو انہوں نے فرمایا کہ میں مدینے میں ایسی بوڑھی عورتوں کو چھوڑ کر آیا ہوں جو کثرت سے یہ دعا کرتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں حضرت محمد ﷺ کے حوض سے (شربت) پلائے“۔ (۳)

**حضرت انس رضی اللہ عنہ کی ساتویں روایت**...... مسند ابو یعلی میں یزید الرقاشی سے مروی ہے کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے عرض کیا ”اے ابو حمزہ! کچھ لوگ ہمیں کفر و شرک سے متہم کرتے ہیں۔ حضرت انس نے فرمایا کہ وہ لوگ بد خلق اور بدترین مخلوق ہیں۔ میں نے کہا اور وہ حوض کوثر کو جھٹلاتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اکرم ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ میرا ایک حوض ہے۔ جس کا عرض ایلہ سے کعبہ کی مسافت کے برابر ہے (یا فرمایا کہ صنعاء تک) دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا ہے۔ اس میں آسمان کے ستاروں کے برابر برتن ہیں اس میں کئی پرنالے جنت کی طرف سے بہتے ہیں۔ جو اسے جھٹلائے وہ اس سے نہیں پی سکے گا۔ (۴)

**حضرت انس رضی اللہ عنہ کی آٹھویں روایت**...... مسند بزار میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میرا حوض اتنا اتنا بڑا ہے اس میں ستاروں کی تعداد میں برتن ہیں، مشک سے زیادہ خوشبودار، شہد سے زیادہ میٹھا، برف سے زیادہ ٹھنڈا اور دودھ سے زیادہ سفید ہے۔ جو اس سے ایک مرتبہ پیئے کبھی پیاسا نہ ہوگا اور جو نہیں پیئے گا وہ کبھی سیراب نہیں ہوگا۔ (۵)

---

(۱) صحیح مسلم الفضائل حدیث نمبر ۵۹۵۳، مسند احمد صفحہ ۳/۱۳۳ (۲) مسند احمد صفحہ نمبر ۳/۲۳۰ (۳) مسند ابو یعلی صفحہ نمبر ۶/۳۲۵۵

(۴) السنۃ ابن ابی عاصم صفحہ نمبر ۲/۳۳۲، (۵) مجمع الزوائد صفحہ نمبر ۱۰/۳۶۰، الترغیب والترہیب صفحہ نمبر ۴/۴۱۸

حافظ بزار کہتے ہیں ان الفاظ سے ہمیں سوائے حضرت انس رضی اللہ عنہ کے اور کسی سے روایت نہیں معلوم۔ یہ اسناد جید ہیں۔ اس روایت کو صحاح ستہ یا مسند احمد میں نقل نہیں کیا گیا۔

**حضرت انس رضی اللہ عنہ کی نویں روایت** —— علامہ ابن ابی الدنیا نے اپنی سند سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ "میں نے اپنا حوض دیکھا، اس کے کنارے پر ستاروں کی طرح برتن رکھے تھے میں نے اس میں ہاتھ ڈال کر دیکھا تو وہ انتہائی خوشبودار عنبر کی طرح تھا۔

**حضرت بریدہ بن حصیب اسلمی رضی اللہ عنہ کی روایت** —— مسند ابو یعلیٰ میں حضرت بریدہ بن حصیب رضی اللہ عنہ سے ارشاد نبوی ﷺ مروی ہے فرمایا کہ "میرا حوض عمان سے یمن تک کی مسافت جتنا بڑا ہے اس میں آسمان کے ستاروں کی تعداد میں برتن ہیں جو اس سے ایک مرتبہ پیئے گا کبھی پیاسا نہ ہوگا۔"(1) (اسی طرح حضرت بریدہ سے ابن سماعہ اور ابن ابی الدنیا نے اپنی سند سے نقل کیا ہے اس کے الفاظ یہ ہیں)
"میرا حوض عمان اور یمن (کی مسافت) کے برابر ہے، اس میں ستاروں کی تعداد میں برتن ہیں شہد سے میٹھا دودھ سے زیادہ سفید اور ملائم مکھن سے، جو شخص ایک مرتبہ اس سے پیئے گا کبھی پیاسا نہ ہوگا"۔(2)

**حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کی روایت** ...... مسند احمد میں حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا "قیامت کے دن میں اپنے حوض پر ہوں گا اور اہل یمن میں سے کچھ لوگوں کو اس سے دور کروں گا اور اپنی لاٹھی سے ماروں گا۔ حتیٰ کہ ان کو دور کر دوں گا"۔
رسول اکرم ﷺ سے پوچھا گیا کہ اس کی گنجائش کتنی ہے؟ فرمایا کہ "میری اس جگہ سے عمان تک اس میں دو پرنالے ہیں جو اس (شربت کو) لا رہے ہوں گے گر رہے ہوں گے۔"(3)
مسند احمد ہی میں حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ سے اس حوض کی چوڑائی کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا کہ میری اس جگہ سے عمان تک"۔(4)
عبد الرزاق نے نقل کیا ہے کہ "بصری اور صنعاء کے فاصلے کے برابر یا مکہ اور ایلہ کے فاصلے کے برابر"۔(5)
یا فرمایا کہ میری اس جگہ سے عمان تک"۔(6)
اس کے شربت کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا "دودھ سے زیادہ سفید، شہد سے زیادہ میٹھا ہے اور اس میں جنت سے دو پرنالے گر رہے ہیں جو ایک سونے کا ہے اور ایک چاندی کا ہے"۔(7)
مسند ابو یعلیٰ میں حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے ارشاد نبوی ﷺ مروی ہے کہ "میں اپنے حوض کے پاس کھڑا ہوں گا، اہل یمن کے کچھ لوگوں کو اس سے دور کروں گا اور اپنی لاٹھی سے ماروں گا حتیٰ کہ وہ حوض چھوڑ جائیں گے"۔(8)
نبی کریم ﷺ سے اس حوض کی چوڑائی وغیرہ کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا کہ میری اس جگہ سے عمان تک۔ جس کا فاصلہ ایک ماہ ہے یا اسی طرح بتلایا"۔(9)
پھر آپ ﷺ سے اس کے شربت کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ "وہ دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا ہے اس میں دو پرنالے جنت سے آکر گر رہے ہیں، ایک سونے کا اور دوسرا چاندی کا ہے"۔(10) (مسلم میں یہ روایت حضرت قتادہ سے مروی

---

(1) [illegible] (2) ایضاً (3) مسند احمد حدیث نمبر ۲۲۴۹۰
[illegible] (5) [illegible] (6) ایضاً (7) صحیح مسلم [illegible] حدیث نمبر ۲۳۰۱ [illegible]
[illegible] (8) [illegible] (9) [illegible] (10) صحیح مسلم حدیث نمبر ۲۳۰۱ [illegible]
[illegible]

6A

**حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کی روایت کا ایک اور طریق......** مسند احمد میں حسین بن محمد کی سند سے عباس بن سالم لخمی سے مروی ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز نے ابو سلام حبشی سے حوض کوثر کے بارے پوچھنے کے لیے کسی کو روانہ کیا، چنانچہ وہ انھیں لے کر ان کی خدمت میں حاضر ہوگیا تو حضرت عمر بن عبدالعزیز نے ان سے پوچھا تو انہوں نے جواب دیا کہ میں نے حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے سنا کہ انہوں نے رسول اکرم ﷺ کو یہ فرماتے سنا:

> ”میرا حوض عدن سے عمان بلقاء کی مسافت کے برابر بڑا ہے۔ اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا ہے۔ اس کے پیالے ستاروں کی تعداد میں ہیں۔ جو اس سے ایک بار پئے گا وہ اس کے بعد کبھی پیاسا نہ ہوگا اور سب سے پہلے حوض کوثر پر فقراء مہاجرین پہنچیں گے۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے سوال کیا یا رسول اللہ! وہ کون لوگ ہیں؟ تو فرمایا کہ ”پراگندہ بالوں اور میلے کپڑے والے مسلمان جو مالدار اور نازونعم میں پلی ہوئی عورتوں سے شادی نہیں کر سکتے اور نہ ان کے لیے روساء کے دروازے کھولے جاتے ہیں۔“

یہ سن کر عمر بن عبدالعزیز کہنے لگے کہ میں نے تو نازونعم میں پلی عورت سے شادی کی ہے اور میرے لیے روساء کے دروازے کھلے ہوتے ہیں، ہاں اب تو اللہ ہی مجھ پر رحم کرے۔ خدا کی قسم میں اپنے سر میں اب تیل نہ ڈالوں گا حتیٰ کہ میرے بال پراگندہ ہو جائیں اور ان پہنے ہوئے کپڑوں کو نہیں دھوؤں گا حتیٰ کہ یہ بوسیدہ ہو جائیں۔ (۱)

ابوبکر بن ابی عاصم نے اپنی سند سے حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے ارشاد نبوی ﷺ نقل کیا ہے فرمایا کہ ”میرا حوض عدن اور عمان کے درمیان (یعنی اس مسافت کے برابر) ہے، دودھ سے زیادہ سفید، شہد سے زیادہ میٹھا اور مشک سے زیادہ خوشبودار ہے اس کے پیالے آسمان کے تاروں کے برابر ہیں (تعداد میں) جو اس سے ایک مرتبہ پئے گا اس کے بعد کبھی پیاسا نہ ہوگا اور اس پر آنے والے اکثر لوگ فقراء مہاجرین ہوں گے۔ (ہم نے پوچھا وہ کون ہیں؟ تو فرمایا) وہ الجھے بال اور میلے کپڑوں والے لوگ ہیں جو امیرزادیوں سے نکاح نہیں کر سکتے۔ اور ان کے لیے روساء کے دروازے نہیں کھلتے، جو دوسروں کا حق تو واپس کر دیتے ہیں مگر ان کا حق واپس نہیں کیا جاتا۔“ (۲) (سند کا یہ طریق بھی پچھلی روایت کی سند کی طرح جید ہے)۔

**حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کی روایت......** مسند ابو یعلیٰ میں حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے ارشاد نبوی ﷺ مروی ہے، فرمایا کہ:

> ”میں حوض پر تم سے پہلے پہنچوں گا اور اس حوض کے دونوں کناروں میں فاصلہ صنعاء اور ایلہ کے فاصلے کے برابر ہے اور اس کے پیالے گویا ستارے ہیں۔“ (۳)
>
> مسلم میں بھی یہ روایت آئی ہے۔

**حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی روایت......** مسند احمد میں ابوزبیر سے مروی ہے انہوں نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کو رسول اکرم ﷺ کا یہ ارشاد سناتے ہوئے سنا:

”میں حوض پر اپنے پاس آنے والوں کو دیکھ رہا ہوں گا۔ مجھ سے کچھ لوگوں کو دور کیا جا رہا ہوگا تو میں کہوں گا اے رب! یہ لوگ مجھ سے ہیں اور میری امت میں ہیں۔ کہا جائے گا کہ آپ ﷺ کو نہیں معلوم کہ انہوں نے آپ کے بعد کیا اعمال کیے یہ لوگ آپ کے بعد الٹے پیروں واپس ہوتے رہے (یعنی دین اور سنت کے خلاف چلتے رہے)۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ”حوض ایک مہینے کی مسافت کے برابر ہے اس کی چوڑائی لمبائی کی مثل ہے اس کے برتن آسمان کے ستاروں کی مثل ہیں، وہ مشک سے زیادہ خوشبودار اور دودھ سے زیادہ سفید ہے، جو اس سے ایک بار پئے گا وہ

---

(۱) ترمذی صفۃ القیامۃ حدیث نمبر ۲۴۴۴، ابن ابی عاصم حدیث نمبر ۷۰۳، مسند احمد صفحہ نمبر ۵/۲۷۵ (۲) ترمذی صفۃ القیامۃ حدیث نمبر ۲۴۴۴، ابن ماجہ ایضاً مسند احمد صفحہ نمبر ۵/۲۷۵ (۳) مسلم کتاب الفضائل حدیث نمبر ۵۹۵۸، ابن ابی شیبہ صفحہ نمبر ۱۱/۴۳۲

کبھی پیاسا نہ ہوگا"۔ (۱)

(اس کی اسناد شرطِ مسلم پر ہیں مگر مسلم نے اسے روایت نہیں کیا، بلکہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے چند روایات نقل کی ہیں مگر مذکورہ روایت ان میں نہیں)۔

**روایت جابر رضی اللہ عنہ، رسول اکرم ﷺ امت کی کثرت پر فخر کریں گے** ...... مسند بزار میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے ارشادِ نبوی ﷺ مروی ہے فرمایا کہ میں حوض پر تم سے پہلے موجود (انتظار میں) ہوں گا اور دوسری امتوں کے مقابلے میں تمہاری کثرت پر فخر کروں گا۔ چنانچہ تم میرے بعد کافر مت ہوجانا کہ ایک دوسرے کی گردنیں مارنے لگو۔ ایک شخص نے حوض کی پیمائش پوچھی تو فرمایا۔ ایلہ سے مکہ کے درمیان کی مسافت (حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا خیال ہے کہ مدینہ کہا ہے) اس میں پینے کے برتن ستاروں کی تعداد سے زیادہ ہیں۔ مومن ایک پیالہ اٹھا کر دوبارہ رکھنے نہ پائے گا کہ اسے دوسرا مومن بھائی اٹھا لے گا"۔ (۲)

**حضرت جندب بن عبداللہ البجلی رضی اللہ عنہ کی روایت** ...... بخاری میں حضرت جندب سے مروی ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے سنا "میں حوض کوثر پر تم سے پہلے موجود ہوں گا"۔ (مسلم میں شعبہ کی سند اور مسند احمد میں سفیان بن عیینہ کی سند سے بھی منقول ہے)

**حضرت حارثہ بن وہب رضی اللہ عنہ کی حدیث** ...... صحیح بخاری میں حضرت حارثہ بن وہب سے مروی ہے کہ میں نے رسول اکرم ﷺ کو حوض کوثر کا تذکرہ کرتے سنا فرمایا کہ جتنا فاصلہ مدینے اور صنعاء میں ہے (اتنا بڑا ہے) (ابن ابی عدی نے حضرت حارثہ بن وہب رضی اللہ عنہ کی روایت میں یہ اضافہ بتایا ہے۔ ان کا حوض صنعاء اور مدینے کے درمیان ہے۔ مستورد نے ان سے پوچھا کہ "تم نے انہیں برتنوں کا ذکر کرتے نہیں سنا؟" انہوں نے کہا نہیں تو مستورد نے کہا ہم نے اس میں یہ ذکر دیکھا ہے"۔ فرمایا "برتن ستاروں کی مانند ہیں"۔ (۳)

(صحیح مسلم میں محمد بن عرعرہ سے مروی ہے۔ اسی طرح محمد بن عبداللہ کی سند سے بھی ہے۔ یہ مستورد ابن شداد بن عمرو فہری ہیں۔ جو کہ صحابی ہیں۔ ان کی روایات بخاری، مسلم میں آئی ہیں اور سنن اربعہ میں بھی۔)

**حضرت حذیفہ بن اسید رضی اللہ عنہ کی حدیث** ...... ابوشریحہ غفاری نے اپنی سند سے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ "جب نبی کریم ﷺ حجۃ الوداع سے لوٹے تو فرمایا کہ میں حوض کوثر پر تم سے پہلے موجود ہوں گا۔ تم اس حوض پر آؤ گے جس کی لمبائی بصری سے صنعاء کی مسافت کے برابر ہے۔ اس میں ستاروں کی تعداد میں پیالے ہیں"۔ (۴) (یہ روایت مشہور کتب ستہ اور مسند احمد میں نہیں آئی)۔

**حضرت حذیفہ بن یمان عبسی رضی اللہ عنہ کی حدیث** ...... ابوالقاسم البغوی نے اپنی سند سے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا "میرا حوض ایلہ و عدن سے بھی دور ہے۔ اور قسم اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے اس کے برتن ستاروں سے بھی زیادہ ہیں۔ وہ دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا ...... میں اس سے بعض لوگوں کو دور کروں گا جیسا کہ کوئی شخص اپنے حوض سے اجنبی اونٹ کو بھگا دیتا ہے"۔ کسی نے پوچھا یا رسول اللہ! آپ ﷺ اس دن ہمیں پہچانیں گے؟ فرمایا! "تم لوگ میرے حوض پر آثار وضو سے چمکتے اعضاء کے ساتھ آؤ گے اور یہ امتیاز کسی اور کو حاصل نہ ہوگا"۔ (۵) (مسلم اور بخاری میں بھی یہ روایت الگ الگ اسناد سے آئی ہے)۔

**حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کی حدیث** ...... مسند احمد میں حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "تم لوگ ان لوگوں کا لاکھواں حصہ بھی نہیں جو لوگ میری امت کے میرے حوض پر آئیں گے"۔ راوی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت زید سے پوچھا کہ ان دنوں تم مسلمانوں کی تعداد کتنی تھی؟ فرمایا کہ ہم سات یا آٹھ سو افراد تھے"۔ (۶)

---

(۱) صحیح مسلم حدیث نمبر ۵۹۹۸، مسند احمد صفحہ نمبر ۳/۳۸۲ (۲) طبرانی کبیر صفحہ نمبر ۱/۹۳۱، فتح الباری صفحہ نمبر ۱۱/۴۶۸

(۳) صحیح بخاری کتاب الرقاق حدیث نمبر ۶۵۹۱، صحیح مسلم حدیث نمبر ۵۹۳۸ (۴) کنز العمال حدیث نمبر ۳۹۱۲۹، طبرانی کبیر صفحہ نمبر ۳/۶۵

(۵) صحیح بخاری کتاب الرقاق حدیث نمبر ۶۵۸۹، صحیح مسلم حدیث نمبر ۵۸۲ (۶) سنن ابی داؤد حدیث نمبر ۴۷۴۶، مسند احمد صفحہ نمبر ۴/۳۷۱

**حدیث حضرت زید رضی اللہ عنہ: نبی کریم ﷺ پر جھوٹ باندھنے والا میں نہیں ہے۔** بیہقی میں یزید بن حیان تیمی سے مروی ہے کہ میں حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کی خدمت میں موجود تھا، عبیداللہ بن زیاد نے ان کے پاس پیغام بھیجا کہ "آپ کی وہ کون سی حدیث ہے جو آپ رسول اکرم ﷺ سے نقل کرتے ہیں اور کیا تمہارا خیال ہے کہ رسول اکرم ﷺ کا جنت میں کوئی حوض ہے؟ تو حضرت زید نے جواب دیا کہ ہمیں رسول ﷺ نے بتایا اور ہم سے اس کا وعدہ بھی فرمایا، تو عبیداللہ نے کہا تم جھوٹ بول رہے ہو لیکن تم ایک بوڑھے آدمی ہو جن کی عقل ماری گئی ہے، تو زید نے کہا میرے کانوں نے نبی کریم ﷺ سے سنا ہے کہ جو شخص جان بوجھ کر مجھ پر جھوٹ باندھے وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے اور میں رسول اکرم ﷺ پر جھوٹ نہیں باندھ رہا۔" (۱)

**حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی حدیث:** صحیح ابن خزیمہ میں حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی فضیلت رمضان پر ایک طویل حدیث نقل کی ہے جس میں رسول اکرم ﷺ نے شعبان کے آخری دن خطبہ دیتے ہوئے فرمایا:

"اے لوگو! تم پر ایک عظیم مہینہ سایہ فگن ہوا ہے۔ ... جو شخص اس مہینے میں روزہ دار کو پانی پلائے گا اللہ تعالیٰ اسے میرے حوض سے (شربت) پلائیں گے۔ چنانچہ وہ اس کے بعد پیاسا نہ ہوگا یہاں تک کہ جنت میں داخل ہو جائے گا۔" (۲)

# فصل

## ہر نبی کا ایک حوض ہوگا اور آنے والوں کی کثرت پر ایک دوسرے سے فخر کریں گے

### حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ کی روایت

ترمذی نے اپنی سند سے حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے ارشاد نبوی نقل کیا ہے فرمایا: "ہر نبی کا ایک حوض ہوگا اور وہ آنے والے لوگوں کی کثرت پر ایک دوسرے سے فخر کریں گے اور مجھے امید ہے کہ میرے حوض پر سب سے زیادہ لوگ آئیں گے۔" (۳) (یہ حدیث غریب ہے)

**حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ ساعدی کی روایت:** صحیح بخاری میں حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرمایا: "میں حوض پر تم سے پہلے ہوں گا (تمہارا پیش رو ہوں گا) جو وہاں آئے گا وہ پیئے گا اور جو پیئے گا کبھی پیاسا نہ ہوگا اور میرے پاس کچھ لوگ آئیں گے جنہیں میں پہچانتا ہوں گا اور وہ مجھے پہچانتے ہوں گے پھر ان کے اور میرے درمیان رکاوٹ ڈال دی جائے گی۔"

ابو حازم راوی کہتے ہیں نعمان بن ابی عیاش نے مجھ سے یہ روایت سنی تو پوچھا کہ کیا تم نے یہ روایت حضرت سہل سے سنی ہے؟ میں نے جواب دیا: ہاں، تو انہوں نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے یہ روایت اس اضافے کے ساتھ سنی ہے (فرمایا):

"میں کہوں گا یہ میرے ہیں، تو کہا جائے گا کہ آپ نہیں جانتے کہ انہوں نے آپ کے بعد کیا بدعات شروع کیں، تو میں کہوں گا دوری ہو دوری ہو اس شخص کے لیے جس نے میرے بعد (دین) بدل ڈالا۔" (۴)

**حضرت عبداللہ بن زید بن عاصم مازنی کی روایت:** صحیح بخاری و مسلم میں مروی ہے کہ جب رسول اکرم ﷺ نے حنین کا مال غنیمت تقسیم فرمایا تو قریش کے لوگوں کو دیا اور انصار ناراض ہو گئے تو آپ ﷺ نے خطبہ دیا اور فرمایا کہ تم میرے بعد ترجیحات پاؤ گے تو صبر کرنا یہاں تک کہ مجھ سے حوض پر آ ملو۔ (۵)

---

(۱) [illegible] (۲) صحیح ابن خزیمہ، حدیث نمبر ۱۸۸۷ (۳) ترمذی حدیث نمبر ۲۴۴۳

(۴) صحیح بخاری حدیث نمبر ۶۵۸۳ (۵) بخاری حدیث نمبر ۴۳۳۰

**حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت** …… مسند بزار میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے ارشاد نبوی ﷺ مروی ہے فرمایا کہ:

"میں تمہارے دامن کو پکڑے کھینچ رہا ہوں گا کہ جہنم سے اور حدود کے تجاوز سے بچو۔ (تین مرتبہ فرمایا) اور اگر میں مر گیا تو تمہیں چھوڑ جاؤں گا اور تم سے پہلے حوض پر (منتظر) ہوں گا۔ جو وہاں آئے گا کامیاب ہوگا۔ ایک قوم کو لایا جائے گا مگر انہیں بائیں والے فرشتے روک لیں گے، میں پکاروں گا اے رب — (حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا خیال ہے کہ یوں کہا ہے) کہا جائے گا کہ یہ لوگ آپ کے بعد دین سے پھر گئے تھے۔ (1)

صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

"حوض کوثر وہ خیر کثیر ہے جو اللہ تعالیٰ رسول اکرم ﷺ کو عطا فرمائیں گے۔ ابو بشر کہتے ہیں کہ میں نے حضرت سعید بن جبیر سے پوچھا کہ لوگ گمان کرتے ہیں کہ حوض جنت میں ایک نہر ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ کوثر سے حوض تک دو پرنالے ہیں ایک سونے کا اور ایک چاندی کا"۔ (2)

**حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی دوسری روایت** …… طبرانی میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ارشاد نبوی ﷺ مروی ہے فرمایا:

"میرا حوض ایک ماہ کی مسافت (کے برابر بڑا) ہے۔ اس کے چاروں کونے برابر ہیں اس کے برتن آسمان تک ستاروں کی تعداد میں ہیں۔ اس کا پانی زیادہ سفید ہے برف سے، شہد سے زیادہ میٹھا ہے اور مشک سے زیادہ خوشبودار ہے۔ جو اس سے ایک مرتبہ پئے گا اسے اس کے بعد کبھی پیاس نہ لگے گی"۔ (3)

**حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی تیسری روایت** …… علامہ ابن ابی الدنیا نے اپنی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ رسول اکرم ﷺ سے سوال کیا گیا رب تعالیٰ کے سامنے کھڑے ہونے کے بارے میں کہ کیا وہاں پانی ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

"قسم اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے، اس میں ضرور پانی ہوگا بیشک اللہ کے اولیاء انبیاء کرام کے حوضوں پر آئیں گے اور اللہ تعالیٰ ستر ہزار فرشتے بھیجے گا۔ جن کے ہاتھوں میں آگ کے ڈنڈے ہوں گے جو کافروں کو انبیاء کے حوضوں سے دور ہٹائیں گے۔

**حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت** …… صحیح بخاری میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے ارشاد نبوی ﷺ مروی ہے فرمایا:

"(قیامت میں) تمہارے سامنے اتنا بڑا حوض ہوگا جتنا کہ جرباء اور اذرح کے درمیان فاصلہ ہے"۔ (4) (جرباء عمان کے قریب اور اذرح شام کا ایک علاقہ ہے)۔

مسند احمد میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے یہی حدیث مروی ہے۔ بعض روایات میں ہے کہ تمہارے سامنے اتنا بڑا حوض ہوگا جتنا جرباء اور اذرح کے درمیان مسافت ہے۔ یہ دونوں شام کے علاقے ہیں جو شخص اس حوض سے ایک مرتبہ پئے گا اس کے بعد کبھی اسے پیاس نہیں لگے گی۔ (5)

**حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی ایک اور روایت** …… مسند احمد میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے رسول اکرم ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ:

"میرا حوض اتنا بڑا ہے جیسا کہ مدینہ اور عمان کے مابین فاصلہ ہے، برف سے زیادہ ٹھنڈا، شہد سے زیادہ میٹھا، مشک سے زیادہ خوشبودار ہے۔ اس کے پیالے آسمان کے ستاروں کی تعداد جتنے ہیں جو ایک مرتبہ اس سے پئے گا کبھی پیاسا نہ ہوگا۔ اور سب سے پہلے حوض پر آنے والے غریب مہاجرین ہوں گے۔ کسی نے پوچھا وہ کون لوگ ہیں؟ فرمایا کہ "ان کے بال پراگندہ، چہرے زرد اور کپڑے میلے ہوتے ہیں۔ ان کے لیے رزق کا دروازہ نہیں کھلتا اور وہ مالدار عورتوں سے نکاح نہیں کر سکتے۔ وہ لوگ دوسروں کا حق واپس کر دیتے ہیں ان کا حق کوئی واپس نہیں کرتا۔

---

(1) طبرانی کبیر صفحہ نمبر ۱۱/۳۳ (2) طبرانی معجم الکبیر صفحہ نمبر ۱۱/۱۲۵ (3) صحیح بخاری کتاب الرقاق حدیث نمبر ۶۵۷۷، مسلم حدیث نمبر ۵۹۴۱، مسند احمد صفحہ نمبر ۲/۲۱ (4) حوالہ بالا (5) مسند احمد صفحہ نمبر ۲/۱۳۲

**حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی ایک اور روایت** مسند ابو داؤد طیالسی میں حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب سورۃ انا اعطینک الکوثر نازل ہوئی تو جناب رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"کوثر جنت میں ایک نہر ہے اس کے دونوں کنارے سونے کے بنے ہوئے ہیں۔ وہ موتی اور یاقوت پر چلتی ہے اس کی مٹی مشک سے زیادہ خوشبودار ہے اس کا پانی شہد سے زیادہ میٹھا ہے اس کا پانی برف سے زیادہ سفید ہے۔"(۱)

**حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی روایت** صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میرا حوض ایک مہینے کی مسافت جتنا ہے، اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید اس کی خوشبو مشک سے زیادہ عمدہ اور اس کے پیالے آسمان کے ستاروں کی طرح ہیں جو اس سے پی لے گا کبھی پیاسا نہ ہوگا۔(۲)

**حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی ایک اور روایت** مسند احمد میں ابو سبرہ سے مروی ہے کہ عبیداللہ بن زیاد حوض کوثر کے بارے میں پوچھا کرتا تھا اور اس کی تکذیب کرتا تھا، حضرت ابو برزہ، براء بن عازب، عائذ بن عمرو اور ایک شخص سے پوچھنے کے بعد بھی اس نے تکذیب کرتے ہوئے کہا ... ابو سبرہ نے کہا کہ میں تمہیں ایک حدیث سناتا ہوں جس میں اس کی شفا ہے، تمہارے والد نے مجھے کچھ مال دے کر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بھیجا تھا، میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے ملا تھا انہوں نے مجھے یہ حدیث سنائی جو میں نے لکھ لی:

"اللہ تعالیٰ فحش گوئی اور بے ہودہ گوئی کو پسند نہیں کرتا، اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں محمد کی جان ہے، اس وقت تک قیامت قائم نہ ہوگی جب تک فحش گوئی اور بدگوئی ظاہر نہ ہو جائے، قطع رحمی اور پڑوسیوں سے بدسلوکی عام نہ ہو جائے اور جب تک امانت دار کو خائن اور خائن کو امانت دار نہ سمجھا جائے۔ میرے حوض کی لمبائی اور چوڑائی ایلہ سے مکہ مکرمہ کے درمیانی مسافت کے برابر ہے، اس میں ستاروں کی تعداد کے برابر پیالے ہیں، اس کا پانی چاندی سے زیادہ سفید ہے، جو اس سے ایک مرتبہ پی لے گا اس کے بعد کبھی پیاسا نہ ہوگا۔"(۳)

یہ سن کر عبیداللہ نے کہا کہ میں نے حوض کے متعلق اس سے زیادہ پختہ حدیث نہیں سنی، چنانچہ اس نے وہ صحیفہ لے لیا اور لکھ کر اپنے پاس رکھ لیا۔

**حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی ایک اور روایت** مسند احمد میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے ارشاد نبوی ﷺ مروی ہے کہ:

"جنت میں میرا ایک حوض ہوگا، اس کی مسافت ایک ماہ کی ہے، اس کے چاروں کونے برابر ہیں، اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور مشک سے زیادہ خوشبودار ہے، اس کے کوزے آسمان کے ستاروں کی طرح ہیں، جو اس میں سے ایک مرتبہ پی لے گا اس کے بعد کبھی پیاسا نہ ہوگا۔"(۴)

**حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی ایک اور روایت** طبرانی میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ میرا حوض ایک ماہ کی مسافت جتنا ہے اس کی لمبائی اور چوڑائی برابر ہے، اس پر ستاروں کی تعداد کے برابر پیالے رکھے ہیں، اس کا پانی برف سے زیادہ ٹھنڈا، دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا ہے اور اس کی مٹی مشک سے زیادہ خوشبودار ہے جو اس سے ایک مرتبہ پی لے گا کبھی پیاسا نہ ہوگا۔(۵)

یہ حدیث حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کے علاوہ دیگر حضرات سے بھی مروی ہے۔

---

(۱) ترمذی حدیث نمبر ۳۳۶۱، ابن ماجہ، طیالسی حدیث نمبر ۱۹۳۳ (۲) صحیح بخاری حدیث نمبر ۶۵۷۹، مسلم حدیث نمبر ۵۹۷۱

(۳) مسند احمد جلد نمبر ۲ صفحہ ۱۹۹ (۴) مسند احمد حدیث نمبر ۶۵۱۴ (۵) طبرانی اوسط حدیث نمبر ۳۴۷

**حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت** ۔۔ بخاری میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا "میں تم سے پہلے حوض پر موجود ہوں گا"۔

مسند کی ایک روایت میں یہ ہے فرمایا کہ

"میں تم سے پہلے حوض پر موجود ہوں گا اور تم میں سے کچھ لوگ اٹھائے جائیں گے پھر مجھ سے دور کر دیئے جائیں گے۔ میں کہوں گا اے رب! یہ میرے ساتھی ہیں تو مجھ سے کہا جائے گا کہ آپ نہیں جانتے کہ انہوں نے آپ کے بعد کیا کیا نئی باتیں نکالیں۔ (اس حدیث کا ایک حصہ حضرت حذیفہ کی حدیث سے ہے۔)

**حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی دوسری روایت** ..... مسند احمد میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ملیکہ کے دو بیٹے خدمت نبوی ﷺ میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ ہماری ماں اپنے شوہر کا بڑا اکرام کرتی تھی اور بچوں پر بھی بہت مہربان تھی اور مہمانوں کی خدمت کرتی تھی مگر وہ جاہلیت میں انتقال کر گئی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ "تمہاری ماں جہنم میں ہوگی"۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ وہ دونوں واپس چلے گئے اور یہ بات ان پر بہت گراں گزری تھی آپ ﷺ نے انہیں واپس بلوایا تو وہ دونوں خوشی خوشی لوٹ آئے کہ شاید اب کوئی بات ہو۔ چنانچہ آپ ﷺ نے انہیں فرمایا کہ "تمہاری ماں اور میری والدہ دونوں ایک ساتھ ہوں گی"

یہ سن کر ایک منافق بولا کہ یہ کیا اپنی والدہ کو کوئی فائدہ نہ پہنچا سکا ہے حالانکہ ہم اس کے پیچھے چلتے ہیں۔ ایک انصاری نے کہا کہ اس شخص سے زیادہ سوال کرنے والا شخص میں نے نہیں دیکھا، یا رسول اللہ! کیا آپ ﷺ سے اللہ تعالیٰ نے آپ کے والدین کے بارے میں کوئی وعدہ فرمایا ہے؟ اس کا خیال تھا کہ کوئی ایسا جواب ہوگا جو پہلے کبھی نہ سنا ہوگا۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ

تو میں نے رب سے سوال کیا اور اس کی امید کی اور میں قیامت کے دن مقام محمود پر کھڑا ہوں گا۔ اس نے پوچھا مقام محمود کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جب تمہیں ننگے پیر، ننگے بدن اور غیر مختون جمع کیا جائے گا تو سب سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کپڑے پہنائے جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ کہے گا کہ میرے خلیل کو کپڑے پہناؤ۔

چنانچہ انہیں دو سفید چادریں پہنائی جائیں گی پھر وہ عرش کی طرف منہ کر کے بیٹھ جائیں گے۔ پھر مجھے کپڑے لائے جائیں گے میں انہیں پہنوں گا اور میں ان کی دائیں جانب اس جگہ کھڑا ہوں گا کہ اولین و آخرین اس پر رشک کریں گے اور کوثر سے حوض کی طرف (نہر) کھول دی جائے گی۔

یہ سن کر منافق بولا کہ پانی بہنے کے لئے تو کیچڑ اور کنکریاں ہوتی ہیں؟ انصاری نے پوچھا یا رسول اللہ! پانی کا کیا حال ہوگا؟ کیا اس میں کنکریاں ہوں گی؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ مٹی مشک ہے اور کنکریاں موتی ہیں۔

منافق نے کہا کہ آج تک میں نے ایسی بات نہیں سنی کہ پانی کیچڑ کے بغیر بہتا ہو، پھر انصاری نے پوچھا یا رسول اللہ! کیا اس میں درخت ہوں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں سونے کی شاخیں۔ منافق کہنے لگا کہ آج تک میں نے ایسی بات نہیں سنی۔ جب کوئی شاخ اگتی ہے تو اس پر پتے اور پھل لگتے ہیں۔ چنانچہ انصاری نے پوچھا یا رسول اللہ! کیا اس میں پھل بھی ہوں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں ہر قسم کے جواہرات کے رنگ کے ہوں گے۔ اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا ہوگا جو ایک مرتبہ پی لے گا اس کے بعد کبھی پیاسا نہ ہوگا اور جو محروم رہا وہ اس کے بعد کبھی سیراب نہ ہو سکے گا"۔[1] (تقریبا یہ حدیث گزر چکی ہے)

**حضرت عتبہ بن عبد السلمی رضی اللہ عنہ کی حدیث** ..... طبرانی میں حضرت عتبہ بن عبد السلمی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک اعرابی نے خدمت نبوی ﷺ میں حاضر ہو کر پوچھا۔ آپ ﷺ کا حوض کیسا ہے جس کے بارے میں آپ ﷺ بتاتے ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ "صنعاء سے بصریٰ تک کا فاصلہ ہے، اللہ تعالیٰ مجھے اس میں ایسے پیالے دے گا جو آسمان کے ستاروں کی تعداد سے زیادہ ہیں"۔[2]

---

(1) مسند احمد ۱/۳۹۸ (2) طبرانی کبیر ۱۷/۱۲۶

جو شخص حوض رسول سے اعراض کرے گا فرشتے اس کے چہرے کو حوض سے دور لے جایا کریں گے۔ ترمذی میں حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے ارشاد نبوی ﷺ مروی ہے کہ اے لوگو! میری حوض سے اعراض مت کرنا کیونکہ جو شخص میری حوض سے اعراض کرے گا قیامت کے دن فرشتے اس کو اس طرح دور ہٹائیں گے جس طرح اجنبی اونٹ کو بھگایا جاتا ہے۔ (۱)

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کی روایت۔ صحیح بخاری میں حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے شہدائے احد کی نماز جنازہ پڑھ کر منبر پر تشریف لا کر فرمایا

"میں حوض پر تم سے پہلے موجود ہوں گا، میں تم پر گواہ ہوں گا اور میں اب بھی اپنے حوض کی طرف دیکھ رہا ہوں اور بیشک مجھ کو اس سے خوف نہیں ہے کہ تم میرے بعد شرک کرو گے لیکن مجھے اس کا خوف ہے کہ تم دنیا کے حصول کے لیے ایک دوسرے سے مقابلہ کرو گے۔"(۲)

مسلم کی روایت میں الفاظ یہ ہیں

"بیشک میں تم سے پہلے حوض پر موجود ہوں گا اور اس کا عرض ایلہ سے جحفہ کے فاصلے کے برابر ہے۔ اور مجھے تم پر اس سے خوف نہیں کہ تم میرے بعد شرک کرو گے لیکن مجھے دنیا کا خوف ہے کہ تم اس کے حصول کے لیے مقابلہ کرو گے اور قتل کرو گے اور تم سے پہلے والوں کی طرح ہلاک ہو جاؤ گے۔" حضرت عقبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے اس وقت نبی کریم ﷺ کو آخری مرتبہ دیکھا تھا۔

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی حدیث۔ بیہقی میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے سنا کہ:

"بیشک رسول اکرم ﷺ نے رجم فرمایا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے رجم کیا اور میں نے رجم کیا۔ اور عنقریب ایسے لوگ آئیں گے جو رجم، دجال، حوض، شفاعت، عذاب قبر اور لوگوں کے آگ سے نکالے جانے کے منکر ہوں گے۔"

حضرت ثوبان بن بجدد رضی اللہ عنہ کی حدیث۔ امام محمد بن یحییٰ ذہلی نے اپنی سند سے حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے ارشاد نبوی ﷺ نقل کیا ہے کہ میرے حوض کا عرض اتنا ہے جتنا ایلہ سے عمان کا فاصلہ ہے۔ اس میں ستاروں کی تعداد کے برابر پیالے ہیں اور سب سے پہلے اس حوض پر وارد ہونے والا سب سے زیادہ پیاسا ہوگا۔(۳) (صاحب کتاب نے اس سند سے دوسری کئی احادیث بھی ذکر کی ہیں)۔

حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ کی روایت۔ "المستدرک" میں حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے رسول اکرم ﷺ سے پوچھا کہ آپ کے حوض کی چوڑائی کتنی ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا "عدن سے عمان کی مسافت کی طرح" (اور اپنے ہاتھ سے وسعت کا اشارہ فرمایا) اس میں دو پرنالے سونے اور چاندی کے ہیں۔ انہوں نے پوچھا کہ آپ ﷺ کے حوض کا مشروب کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا "دودھ سے زیادہ سفید، شہد سے زیادہ میٹھا اور مشک سے زیادہ خوشبودار ہے۔ جو اس سے پیئے گا اس کے بعد کبھی پیاسا نہ ہوگا اور اس کا چہرہ کبھی سیاہ نہ ہوگا۔"(۴)

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ کی ایک اور روایت۔ ...... ابن ابی الدنیا نے اپنی سند سے حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ "رسول اکرم ﷺ سے پوچھا گیا کہ آپ ﷺ کی حوض کا طول و عرض کتنا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا "عدن اور عمان کے درمیانی مسافت جتنا (چوڑا) پھر آپ ﷺ نے اپنے دست مبارک سے وسعت ہونے کا اشارہ فرمایا اس کے اندر سونے اور چاندی کے دو پرنالے ہیں۔ (پھر) پوچھا گیا کہ حوض کا مشروب کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا "دودھ سے زیادہ سفید، شہد سے زیادہ میٹھا، مشک سے زیادہ خوشبودار ہے۔ جو شخص اس سے ایک مرتبہ پیئے گا وہ کبھی پیاسا نہیں ہوگا اور اس کے بعد کبھی اس کا چہرہ سیاہ نہ ہوگا۔"(۵)

---

(۱) تفسیر قرطبی سورۃ طٰہٰ و الکوثر ۱۰۲۸ (۲) بخاری کتاب الجنائز حدیث نمبر ۱۳۴۴، مسلم حدیث نمبر ۲۲۹۶

(۳) ترمذی حدیث نمبر ۲۴۴۴، ابن ماجہ حدیث نمبر ۴۳۰۳ (۴) المستدرک للحاکم ۳۱۲ (۵) الطبرانی فی الکبیر

**حضرت ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ کی حدیث ۔۔۔** سنن ابو داؤد میں ابو طالوت عبدالسلام بن ابی حازم سے مروی ہے کہ میں نے حضرت ابو برزہ رضی اللہ عنہ کو عبید اللہ بن زیاد کے ساتھ آتے دیکھا۔ مجھے ایک شخص نے (راوی اس کا نام سمجھتا ہے) بتایا کہ جب عبید اللہ نے حضرت ابو برزہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا تو کہنے لگا کہ یہ ٹھگنا سا شخص تمہارا محدث ہے؟ اس کی بات سن کر حضرت سمجھ گئے فرمانے لگے کہ میں نے کبھی سوچا بھی نہ تھا کہ مجھے محمد ﷺ کا صحابی ہونے پر عار دلائی جائے گی۔ تو عبید اللہ نے کہا کہ آپ کے لیے تو یہ زینت ہے عیب نہیں۔ پھر کہا کہ میں نے آپ کو اس لیے بلایا تھا کہ میں آپ سے حوض کوثر کے بارے میں معلومات کروں کیا آپ نے اس بارے میں رسول اکرم ﷺ سے کچھ سنا ہے یا نہیں؟ انہوں نے فرمایا ہاں سنا ہے کہ ایک دو تین یا چار یا پانچ مرتبہ نہیں۔ جو شخص اس کا منکر ہوگا اللہ اسے اس حوض کوثر سے کبھی نہیں پلائیں گے۔ یہ کہہ کر غصے میں باہر نکل گئے۔[1]

**حوض کوثر کو جھٹلانے والے حوض کوثر کا جام نہیں پی سکیں گے ۔۔۔** علامہ ابن ابی الدنیا نے اپنی سند سے ابو طالوت عنزی سے نقل کیا ہے کہ میں نے حضرت ابو برزہ رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے سنا کہ میں نے رسول اکرم ﷺ کو یہ فرماتے سنا: "میرا ایک حوض ہے جو اس کا منکر ہو اللہ اسے حوض سے شربت نہیں پلائیں گے۔"[2]

(یہ روایت بیہقی میں ایک اور سند سے آئی ہے)

**حضرت ابو برزہ رضی اللہ عنہ کی ایک اور روایت ۔۔۔** ابوبکر بن عاصم نے اپنی سند سے حضرت ابو برزہ رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث نقل کی ہے۔

"میں نے رسول اکرم ﷺ کو فرماتے سنا فرمایا کہ میرے حوض کے دونوں کناروں کے درمیان ایلہ اور صنعاء جتنا فاصلہ ہے اور اس کی چوڑائی لمبائی کے مثل ہے اس میں سونے اور چاندی کے دو پرنالے جنت سے آ گر رہے ہیں۔ وہ دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا ہے۔ اس کے پیالے آسمان کے ستاروں کی طرح ہیں جو اس سے ایک مرتبہ پیئے گا اس کے بعد کبھی پیاسا نہ ہوگا اور جو کوئی اسے جھٹلائے گا اس کو نہیں پلایا جائے گا۔"

**حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ۔۔۔** علامہ ابن ابی الدنیا نے "اہوال قیامت" میں حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث نقل کی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا "میں حوض پر تم سے پہلے موجود ہوں گا (استقبال کروں گا)۔"

**حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ کی حدیث ۔۔۔** صحیح مسلم میں حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے خدمت نبوی ﷺ میں عرض کیا "یا رسول اللہ! حوض کے برتن کیسے ہیں؟" تو آپ ﷺ نے فرمایا:

"قسم اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے اس کے برتن اندھیری رات کے آسمان کے ستاروں کی مانند ہیں اور جنت کے برتن ہیں۔ اس میں جنت سے دو پرنالے گر رہے ہیں۔ جو اس کا شربت پیئے گا کبھی پیاسا نہ ہوگا۔ حوض کا طول و عرض یکساں ہے عمان سے ایلہ کی مسافت کے برابر (اور) اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا ہے۔"[3]

**روایت حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ ۔ قیامت میں نبی کریم ﷺ کے پیروکار زیادہ ہوں گے ۔۔۔۔** ابن ابی عاصم نے اپنی سند سے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے ارشاد نبوی ﷺ نقل کیا ہے فرمایا کہ:

"میرا ایک حوض ہے جس کی لمبائی کعبہ سے بیت المقدس کی مسافت کے برابر ہے دودھ سے زیادہ سفید ہے اور قیامت کے دن سب سے زیادہ پیروکار میرے ہوں گے۔"[4] (یہ روایت ابن ماجہ اور مصنف ابن ابی شیبہ میں بھی ہے)

---

(۱) ابو داؤد، السنۃ، حدیث نمبر ۴۷۴۹ (۲) مسند ابو داؤد طیالسی حدیث نمبر ۲۴۰۰ (۴) ابن ماجہ حدیث نمبر ۴۳۰۱

(۳) صحیح مسلم حدیث نمبر ۵۹۲۵، مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۱۱/۸۸

علامہ ابن ابی الدنیا نے اپنی سند سے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے ارشاد نبوی ﷺ نقل کیا ہے فرمایا کہ "میرا ایک حوض ہے جس کی لمبائی کعبہ سے بیت المقدس کی مسافت کے برابر ہے (اس کا شربت) دودھ سے زیادہ سفید ہے۔ اس کے برتن ستاروں کی تعداد کے برابر ہیں۔ ہر نبی اپنی امت کو بلائے گا۔ ہر نبی کا حوض ہوگا۔ چنانچہ ان میں سے کسی کے پاس بڑی تعداد آئیں گے۔ کسی کے پاس چھوٹی جماعت آئیں گے اور کسی کے پاس دس۔ کسی کے قریب تین آئیں گے اور کسی کے پاس دو آدمی اور کسی کے پاس ایک آدمی آئے گا اور کسی کے پاس ایک بھی نہیں آئے گا اور میرے پیروکار قیامت میں تمام انبیاء سے زیادہ ہوں گے۔"[1]

**نبی اکرم ﷺ کے روضے اور منبر کے درمیان جنت کا باغ ہے** ۔ بخاری میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا "میرے گھر اور منبر کے درمیان جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔"[2]

(یہ روایت مسلم اور موطا میں دوسری سند سے آئی ہے)

**حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث** ۔ بخاری میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے حضرت ابوسعید کے الفاظ کے ساتھ روایت آئی ہے اس کے آخر میں ہے "اور میرا منبر میرے حوض پر ہے۔"[3]

**حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی دوسری حدیث** ۔ بخاری میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ارشاد نبوی ﷺ مروی ہے کہ "ایک مرتبہ میں سو رہا تھا تو میں نے لوگوں کا ایک گروہ دیکھا تو جب میں نے پہچان لیا تو میرے اور ان کے درمیان سے ایک شخص نکلا اور انہیں کہنے لگا چلو۔ میں نے کہا کہاں؟ اس نے کہا اللہ کی قسم جہنم کی طرف۔ میں نے پوچھا کیوں؟ انہوں نے کیا کیا ہے؟ کہنے لگا کہ یہ آپ کے بعد مرتد ہو گئے تھے۔ پھر ایک اور گروہ دیکھا کہ جب میں نے انہیں بھی پہچان لیا تو میرے اور ان کے درمیان سے ایک شخص نکلا اور انہیں کہنے لگا چلو۔ میں نے پوچھا کہاں لے جا رہے ہو؟ اس نے کہا جہنم کی طرف۔ میں نے پوچھا انہوں نے کیا کیا ہے؟ اس نے کہا "یہ الٹے مرتد ہو گئے تھے" پس میں سمجھتا ہوں کہ ان میں سے کوئی چھٹکارا پانے والے بے کار اور آوارہ اونٹ کی طرح ہوں گے۔"[4]

**حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی تیسری روایت** ۔ صحیح مسلم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ارشاد نبوی ﷺ مروی ہے کہ "میں اپنے حوض سے کچھ لوگوں کو یوں دور کروں گا جیسے اجنبی اونٹ کو حوض سے بھگایا جاتا ہے۔"[5]

**حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی ایک اور روایت** ...... حافظ ابویعلیٰ نے اپنی سند سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ "جب میری وفات ہو جائے گی تو تم سب سے پہلے حوض پر مجھ سے ملو گے (ابوہریرہ کہتے ہیں) ہم نے پوچھا یا رسول اللہ ... حوض کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا اس کی چوڑائی تمہارے اور جار کے درمیان مسافت جتنی ہے۔ اس کی طرف دو نالے بہتے ہیں۔ وہ شہد سے زیادہ میٹھا ہے۔ اس کے برتن آسمان کے ستاروں کی طرح ہیں۔ جو میرے پاس آئے گا وہ شربت پئے گا اور جو پی لے گا اس کے بعد کبھی پیاسا نہ ہوگا۔ میرے پاس کچھ قومیں آئیں گی جنہیں میں پہچانوں گا اور وہ مجھے پہچانتی ہوں گی۔ پھر ان کے اور میرے درمیان آڑ کر دی جائے گی (حیلولت ہوگی) میں کہوں گا اے میرے رب یہ میرے امتی ہیں۔ کہا جائے گا کہ آپ ﷺ کو نہیں معلوم انہوں نے آپ کے بعد کیا کیا؟ پھر تم میں سے کوئی اس طرح چیخ رہا ہوگا جیسے اونٹ کی آواز کہ مجھ سے جدا کیا گیا تھا۔"[6]

ملاحظہ: کہتے ہیں کہ میں نے اس حدیث کے علاوہ کہیں اور کسی حدیث میں "شحر (چیخ)" کا لفظ نہیں دیکھا۔ میں (ابن کثیر) کہتا ہوں کہ

---

(۱) صحیح مسلم حدیث نمبر ۵۹۲۵، مصنف ابن ابی شیبہ جلد نمبر ۸۸۰
(۲) بخاری حدیث نمبر ۱۱۹۵، صحیح مسلم حدیث نمبر ۳۴۳۵
(۳) صحیح بخاری حدیث نمبر ۱۱۹۶، صحیح مسلم حدیث نمبر ۳۴۳۶
(۴) بخاری کتاب الرقاق حدیث نمبر ۶۵۸۷
(۵) صحیح مسلم حدیث نمبر ۵۹۲۸
(۶) صحیح بخاری حدیث نمبر ۶۵۷۵، صحیح مسلم حدیث نمبر ۶۱۰۶، مسند احمد جلد نمبر ۲/۱۸

شکر کا لفظ بیہقی کی روایت میں آیا ہے جو انہوں نے باب الولیمہ میں نقل کی ہے۔

رسول اکرم ﷺ ایک نکاح کی تقریب میں تشریف لائے۔ چنانچہ وہاں ایک طباق شکر اور انڈوں کا لایا گیا، جسے آپ ﷺ نے بکھیر دیا اور لوگ ایک دوسرے سے آگے بڑھ کر انہیں اٹھانے لگے۔ (الحدیث) (ہو غریب جدا)

**حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی ایک اور روایت** ...... صحیح بخاری میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

قیامت کے دن میرے ساتھیوں کا ایک گروپ میرے پاس آئے گا مگر انہیں حوض سے ڈانٹ ڈپٹ کر بھگا دیا جائے گا۔ میں کہوں گا یا رب یہ میرے ساتھی ہیں۔ تو وہ کہے گا کہ تمہیں نہیں معلوم کہ انہوں نے تمہارے بعد کیا کیا نئی باتیں پیدا کیں۔ یہ لوگ الٹے پیروں مرتد ہو گئے تھے۔ (۱)

اس روایت کے مختلف الفاظ بھی بعض روایات میں آئے ہیں مگر میں نے عموماً شیوخ کو انہیں تعلیقاً بیان کرتے دیکھا ہے اور اس طریقے سے مسند بیان نہیں کیا۔ سوائے یہ کہ بخاری میں ایک اور روایت میں الفاظ ھم کے بجائے ادبارھم کے الفاظ آئے ہیں۔

علامہ ابن ابی الدنیا نے اپنی سند سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے فرمایا کہ "گویا کہ میں ابھی تمہیں حوض پر آتے جاتے دیکھ رہا ہوں ایک شخص دوسرے سے مل کر پوچھتا ہے کہ کیا تو نے پی لیا؟ وہ کہتا ہے کہ ہاں پی لیا۔ ایک دوسرا شخص دوسرے سے مل کر پوچھتا ہے تو وہ کہتا ہے ہائے میری پیاس"۔

**حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی ایک اور روایت** ...... صحیح مسلم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ارشاد نبوی ﷺ مروی ہے فرمایا کہ "میرا حوض ایلہ سے عدن کے فاصلے سے بھی زیادہ دور ہے اور وہ برف سے زیادہ سفید ہے۔ شہد سے زیادہ میٹھا ہے۔ اس کے برتن آسمان کے ستاروں سے زیادہ ہیں۔ اور میں اس سے بعض لوگوں کو یوں دور کروں گا جیسا کہ اجنبی اونٹ کو اپنے حوض سے ہٹایا جاتا ہے"۔ صحابہ نے پوچھا یا رسول اللہ! کیا آپ ﷺ اس دن ہمیں پہچانیں گے؟ فرمایا کہ ہاں تمہاری ایک نشانی ایسی ہوگی جو دوسری امتوں میں نہ ہوگی۔ تم میرے پاس حوض پر وضو کے اثر سے چمکتے اعضاء کے ساتھ آؤ گے"۔ (۲)

**حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا کی روایت** ...... صحیح بخاری حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ "میں حوض پر ہوں گا اور آنے والوں کو دیکھ رہا ہوں گا کہ کچھ لوگ مجھ سے دور لے جائے جائیں گے۔ میں کہوں گا یا رب یہ مجھ سے ہیں میرے امتی ہیں تو کہا جائے گا کہ کیا تمہیں پتہ ہے جو انہوں نے تمہارے بعد کیا، واللہ یہ لوگ الٹے پیروں پھرتے رہے (مرتد رہے)۔ (۳)

ابن ابی ملیکہ (راوی) کہتے ہیں کہ ہم اللہ سے پناہ مانگتے ہیں اس سے کہ ہم مرتد ہو جائیں یا اپنے دین میں فتنہ برپا کریں۔ (مسلم میں بھی یہ روایت دوسری سند سے آئی ہے)۔

**ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایت** ...... بیہقی میں ابوعبیدہ سے مروی ہے کہ میں نے ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے حوض کوثر کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ "یہ ایک حوض ہے جو تمہارے نبی ﷺ کو جنت میں عطا کی جائے گی اس کے دونوں کنارے (ایسے ہیں جیسے) موتی میں سوراخ (کے بعد اس کے کنارے لگتے ہیں) اور اس پر ستاروں کی تعداد میں برتن رکھے ہیں"۔ (۴)

صحیح مسلم میں عبید اللہ بن ابی ملیکہ سے مروی ہے کہ انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو یہ فرماتے سنا کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو اپنے صحابہ کے سامنے یہ فرماتے سنا کہ "میں حوض پر آنے والوں کا انتظار کروں گا۔ واللہ وہاں مجھ سے کچھ لوگ دور کئے جائیں گے تو میں کہوں گا اے رب یہ مجھ سے ہیں اور میرے امتی ہیں۔ وہ فرمائے گا کہ تمہیں نہیں معلوم کہ انہوں نے تمہارے بعد کیا کام کئے۔ یہ لوگ الٹے پیروں مرتد ہو گئے تھے"۔ (۵)

---

(۱) بخاری کتاب الرقاق حدیث نمبر ۶۵۸۵ (۲) مسلم حدیث نمبر ۵۸۰ (۳) بخاری حدیث نمبر ۶۵۹۳ صحیح مسلم کتاب الفضائل حدیث نمبر ۵۹۲۸
(۴) بخاری حدیث نمبر ۶۵۸۱ (۵) صحیح مسلم حدیث نمبر ۵۹۳۹

ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی روایت ۔۔۔ صحیح مسلم میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ میں لوگوں کو حوض کوثر کا تذکرہ کرتے سنتی رہتی تھی لیکن میں نے رسول اکرم ﷺ سے نہیں سنا تھا۔ چنانچہ ایک دن میری خادمہ میرے بالوں میں کنگھی کر رہی تھی کہ میں نے رسول اکرم ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ ''اے لوگو!'' یہ سن کر میں نے خادمہ سے کہا کہ تھوڑا ٹھہر جاؤ۔ تو اس نے کہا کہ آپ ﷺ نے مردوں کو بلایا ہے۔ عورتوں کو نہیں۔ تو میں نے کہا کہ لوگوں میں میں بھی شامل ہوں۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا

''میں تم سے پہلے حوض پر (منتظر) ہوں گا میں آنے والوں کو دیکھ رہا ہوں گا اور تم میں بعض لوگ مجھ تک آئیں گے تو انہیں مجھ سے یوں دور کر دیا جائے گا جیسے لاوارث اونٹ کو بھگا دیا جاتا ہے۔ میں کہوں گا یہ کس جرم میں؟ کہا جائے گا کہ آپ کو نہیں معلوم کہ انہوں نے آپ کے بعد کیا کام کیے۔ چنانچہ میں کہوں گا دور کرو۔ (۱)

## خلاصہ

مذکورہ تمام احادیث میں اس عظیم حوض کی جو صفات بیان ہوئی ہیں ان کا خلاصہ یوں ہے کہ یہ حوض جنت کا شربت ہے، نہر کوثر سے بھرے گا، دودھ سے زیادہ سفید ہے، شہد سے زیادہ میٹھا، برف سے زیادہ ٹھنڈا، مشک سے زیادہ خوشبودار اور خوب سیراب کرنے والا ہے۔ اس کا طول و عرض برابر ہے چاروں طرف سے ایک ماہ کی مسافت جتنا بڑا ہے۔ اور اس کی تہہ میں اس کی مٹی مشک ہے اور کنکریاں موتی ہیں۔ پس پاک ہے وہ ذات جسے کوئی چیز عاجز نہیں کر سکتی اس کے سوا کوئی بندگی کے لائق نہیں اور اس کے سوا کوئی معبود بھی نہیں۔

## ہمارے نبی ﷺ کا حوض دوسرے انبیاء کے حوض سے بڑا ہے اور اس پر زیادہ لوگ پیاس بجھانے آئیں گے

علامہ ابن ابی الدنیا نے ''اہوال قیامت'' میں حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ کی حدیث نقل کی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا ''کعبہ اور بیت المقدس کی مسافت جتنا بڑا میرا حوض ہے جو دودھ سے زیادہ سفید ہے۔ اس کے برتن ستاروں کی تعداد میں ہیں ہر نبی اپنی امت کو بلائے گا اور ہر نبی کا حوض ہوگا۔ چنانچہ بعض کے پاس لاتعداد لوگ آئیں گے بعض کے پاس چالیس کے قریب لوگ آئیں گے بعض کے پاس دس کے قریب، بعض کے پاس دو آدمی، بعض کے پاس صرف ایک آدمی اور بعض کے پاس کوئی ایک بھی نہیں آئے گا۔ چنانچہ کہا جائے گا آپ نے اپنا فرض پورا کر دیا۔ اور بیشک میرے پیروکاروں کی تعداد دوسرے انبیاء سے زیادہ ہوگی۔ (۲)

## اللہ تعالیٰ کے اولیاء انبیاء کرام کے حوضوں پر تشریف لائیں گے

حافظ ابن ابی الدنیا نے اپنی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ:

''نبی کریم ﷺ سے رب العالمین کے سامنے کھڑے ہونے کے بارے میں سوال کیا اور پوچھا کیا وہاں پانی ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں قسم اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے وہاں میں یقیناً پانی ہوگا۔ بیشک اللہ تعالیٰ کے اولیاء انبیاء کرام کے حوضوں پر آئیں گے اور اللہ تعالیٰ ستر ہزار فرشتے بھیجیں گے جن کے ہاتھوں میں آگ کے ڈنڈے ہوں گے اور وہ انبیاء کرام کے حوضوں سے کافروں کو بھگائیں گے''۔

اس انداز سے یہ حدیث غریب ہے صحاح ستہ میں سے کسی میں نہیں البتہ اس قسم کی ملتی جلتی حدیث ترمذی کے حوالے سے گزر چکی ہے کہ حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے ارشاد نبوی ﷺ مروی ہے فرمایا کہ ''ہر نبی کا حوض ہوگا اور وہ اس پر آنے والوں کی کثرت پر ایک دوسرے سے فخر کریں گے۔ اور مجھے امید ہے کہ میرے حوض پر آنے والوں کی تعداد ان سب سے زیادہ ہوگی''۔

---

(۱) صحیح مسلم حدیث نمبر ۵۹۳۰ (۲) ابن ماجہ حدیث نمبر ۴۳۰۱، ابن ابی شیبہ کتاب [illegible] صفحہ نمبر ۸۹/۸

(ترمذی کہتے ہیں کہ یہ حدیث غریب ہے اور ابوحاتم نے اشعث بن عبدالملک سے جو حسن سے روایت کی ہے وہ زیادہ صحیح ہے)

ابن ابی الدنیا نے حضرت حسن بصری سے مرسل روایت کی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا

"جب تم مجھے نہ پاؤ تو میں حوض پر تمہارا منتظر ہوں گا ہر نبی کا حوض ہوگا اور وہ اپنے حوض پر کھڑے ہوں گے ان کے ہاتھ میں عصا ہوگا اور اس عصا سے وہ اپنی امت کے لوگوں کو پہچانتے ہوں گے اور وہ اپنے پیروکاروں کی کثرت پر ایک دوسرے سے فخر کریں گے۔ قسم اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے مجھے امید ہے کہ میرے پیروکاروں کی تعداد ان سب سے زیادہ ہوگی۔

(یہ حدیث مرسل ہے جس کو ابن سعید قطان نے حسن بھی کہا ہے اور اسی سے ترمذی نے بھی اس کی تحسین کی ہے اور قوی کہا ہے)

## فصل

## حوض پر لوگ پل صراط سے پہلے آئیں گے

اگر کوئی شخص کہے کہ حوض پر لوگوں کا آنا پل صراط سے گزرنے کے بعد ہوگا یا پہلے؟ تو میں جواب دوں گا کہ ظاہری احادیث تو یہی ہیں کہ حوض کا واقعہ پل صراط سے گزرنے سے پہلے ہونے کا تقاضا کرتی ہیں۔ کیونکہ حدیث کے مطابق کچھ لوگ حوض سے ہٹا دیئے جائیں گے جیسا کہ گزر چکا ہے۔ چنانچہ جب یہ لوگ کافر ہیں تو پل صراط پر پہنچ کر تو یہ جہنم میں منہ کے بل گرا دیئے جائیں گے اور گرا دیئے جانے والے لوگ گنہگار ہیں اور مسلمان ہیں اور پھر ان پر نشانی ہوگی کہ وضو کے آثار سے ان کے اعضاء چمکتے ہوں گے جیسا کہ حدیث میں گزرا۔ اب چونکہ پل صراط پر سے مسلمان ہی پار ہو سکیں گے اور اس قسم کے لوگوں کو حوض سے دور نہیں کیا جائے گا۔ یہیں معلوم ہوا کہ ثابت شدہ بات ہے کہ حوض پر وارد ہونا پل صراط سے پہلے ہوگا واللہ اللہ بہتر جانتا ہے۔

ابو یعلیٰ نے ایک حدیث جو مسند احمد میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اکرم ﷺ سے سوال کیا کہ آپ ﷺ قیامت میں میری شفاعت کریں گے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا "ہاں میں کروں گا" پھر حضرت انس رضی اللہ عنہ نے پوچھا قیامت کے دن میں آپ کو کہاں ڈھونڈوں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا سب سے پہلے مجھے پل صراط پر ڈھونڈنا۔ انہوں نے کہا کہ اگر میں وہاں آپ سے نہ مل سکوں تو؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے میزان پر ڈھونڈنا۔ انہوں نے کہا کہ اگر وہاں بھی آپ کو نہ پاؤں تو؟ آپ ﷺ نے فرمایا پھر حوض پر ملوں گا ان تین جگہوں کے علاوہ کہیں اور نہیں ہوں گا۔

یہ حدیث ترمذی اور ابن ماجہ میں بھی ہے اور ترمذی میں حرب بن میمون کی روایت سے مروی ہے۔ بخاری نے کہا ہے کہ یہ ایک ضعیف حدیث ہے جب کہ دارقطنی نے اس پر اعتراض کیا ہے۔ شیخ مزی کہتے ہیں کہ یہ دو راوی ہیں اور انہیں ایک قرار دینا صحیح نہیں اور ترمذی نے اس کو حسن غریب قرار دیا ہے اور یہی زیادہ صحیح ہے۔

میں (ابن کثیر) کہتا ہوں کہ میں نے اس سے پہلے کوئی ایسی بات کی ہے ہمارا مقصود یہ ہے کہ اس حدیث کا ظاہر یہ بتاتا ہے کہ حوض پل صراط کے بعد ہوگا اور اسی طرح میزان کے بھی بعد ہوگا۔ اور میں نہیں سمجھتا کہ کسی نے یہ قول کیا ہو۔ اس حدیث کے متعلق کے بارے میں جواب یہ دیا جائے گا کہ یہ حوض نہیں بلکہ دوسرا مرحلہ ہے جس سے کسی کو دور نہیں کیا جائے گا۔ واللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔

## فصل

پھر جب گزشتہ تمام احادیث کا ظاہر یہ ہے کہ حوض کا واقعہ پل صراط سے پہلے ہوگا تو اس میں اختلاف ہے کہ میزان کے بعد ہے یا میزان سے پہلے ہے یا نہیں؟ ان دونوں باتوں کا احتمال ہے اور فیصلہ کرنے والی کوئی دلیل مجھے نظر نہیں آئی، واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

## حوض میزان قائم ہونے سے پہلے ہے

علامہ قرطبی نے تذکرہ میں لکھا ہے کہ حوض کے میزان سے پہلے ہونے میں اختلاف ہے۔ ابو الحسن قابسی کہتے ہیں کہ صحیح یہ ہے کہ حوض میزان سے پہلے ہے۔ قرطبی کہتے ہیں کہ معنی بھی اسی کا متقاضی ہے کیونکہ لوگ قبر سے پیاسے نکلیں گے چنانچہ حوض پہلے ہوگا پھر میزان پر قدم ہوگا۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے "علم کشف الاسرار" کی کتاب میں لکھا ہے کہ بعض سلف نے بعض اہل تصنیف سے حکایت کیا ہے کہ حوض پل صراط کے بعد آئے گا یہ بات کہنے والے نے غلطی کی ہے۔ قرطبی کہتے ہیں کہ حقیقت بھی ایسی ہے جو غزالی نے فرمایا۔ اس کے بعد انہوں نے حوض سے ہٹائے جانے کی حدیث ذکر کی۔ قرطبی نے لکھا ہے یہ حدیث پل صراط کے ساتھ بڑی دال ہے کہ حوض موقف میں ہے۔ اس کی جگہ تو ایسے پل صراط کے بعد ہے۔ یہ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ پل صراط سے جو گزر گیا وہ جہنم میں ہونے سے بچ گیا۔ میں (ابن کثیر) کہتا ہوں کہ یہ وہی توجیہ ہے جو ہم پیچھے بیان کر چکے ہیں۔

## فصل

## نبی کریم ﷺ نے فاصلے بیان کرنے میں مختلف جگہوں کا نام کیوں لیا؟

علامہ قرطبی کہتے ہیں کہ بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ آپ ﷺ نے حوض کی حدود بیان کرنے کے لئے کبھی جرباء اور اذرح کا نام لیا۔ کبھی کعبہ سے بیت المقدس تک بیان فرمایا اور کبھی کوئی اور یہ اضطراب سمجھتے ہیں۔ (قرطبی کہتے ہیں کہ) یہ بات اس طرح نہیں ہے بلکہ نبی کریم ﷺ نے اپنے صحابہ کو بہت مرتبہ یہ حدیث فرمائی اور ہر مرتبہ بیان کرتے ہیں اسی جگہ کا نام لیتے جسے مخاطب لوگ جانتے تھے۔ اور حدیث صحیح میں اس کی حد ایک ماہ کی مسافت بھی آئی ہے۔ قرطبی کہتے ہیں کہ اس سے یہ نہ سمجھا جائے کہ یہ اسی زمین میں ہے بلکہ یہ مسافت اس زمین میں ہے کہ جو وجود میں تبدیل کی جائے گی جو بالکل چاندی کی طرح سفید ہوگی۔ جس میں کوئی خون نہ بہا ہوگا اور نہ اس میں کسی نے کوئی ظلم کیا ہوگا۔

**یہ زمین فیصلہ کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ کے نزول کے لیے پاک کی جائے گی** قرطبی کہتے ہیں کہ ایک حدیث میں آتا ہے کہ حوض کے چاروں کونوں پر چاروں خلفاء ہوں گے۔ ایک کونے پر حضرت ابو بکر، دوسرے پر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ، تیسرے پر حضرت عثمان اور چوتھے پر حضرت علی رضی اللہ عنہم ہوں گے۔ میں کہتا ہوں کہ ہم نے اسے ذکر کیا ہے اس کی اسناد صحیح نہیں کیونکہ اس کے بعض راوی ضعیف ہیں۔

## فصل

## اللہ تعالیٰ کا فیصلہ کرنے کے لیے تشریف لانا

پہلے حدیث میں گزر چکا ہے کہ جب رسول اکرم ﷺ بندوں کا حساب کتاب شروع کرنے کی شفاعت کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ کے حضور جائیں گے اور شفاعت قبول ہو گی تو فرشتے آسمان سے اتریں گے۔ اور آسمان دنیا کے لوگ بھی اتریں گے جو اہل زمین سے جن و انس کے برابر تعداد میں ہوں گے۔ ان سے زمین کا ایک دائرہ بنا دیا جائے گا۔ اس کے بعد دوسرا آسمان پھٹے گا اور فرشتے اتریں گے جو اہل زمین کے برابر ہوں گے ان کے گرد بھی دائرہ کھینچ دیا جائے گا۔ اسی طرح ایک ایک کر کے ساتوں آسمان پھٹیں گے اور ہر ایک کے فرشتوں کا دائرہ کھینچ دیا جائے گا۔ پھر حاملین عرش فرشتے اتریں گے اور عرش کے مقرب فرشتے اتریں گے جو تسبیح و تقدیس اور تکریم کا ورد کر رہے ہوں گے۔

سبحان ذی العزۃ والجبروت
پاک ہے وہ عزت اور سطوت والی ذات
سبحان ذی الملک والملکوت
پاک ہے وہ ملک اور عالم ملکوت والی ذات
سبحان الحی الذی لا یموت
پاک ہے وہ ذات جو زندہ ہے جسے موت نہیں آئے گی
سبحان الذی یمیت الخلائق ولا یموت
پاک ہے وہ ذات جو مخلوق کو موت دیتا ہے اور خود اسے موت نہیں آئے گی
سبوح قدوس، سبوح قدوس
پاک ہے مقدس ہے پاک ہے مقدس ہے
سبحان ربنا الاعلی، رب الملائکۃ والروح
پاک ہے ہمارا بلند رب، جو فرشتوں اور روح الامین کا رب ہے
سبحان ربنا الاعلی
پاک ہے ہمارا بلند و برتر رب
یمیت الخلائق ولا یموت
جو مخلوق کو موت دیتا ہے اور خود اسے موت نہیں آتی

اہوال قیامت میں علامہ ابن ابی الدنیا نے لکھا ہے کہ ضحاک بن مزاحم نے اپنی سند سے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کر کے بتایا کہ:

"قیامت کے دن زمین کو کھال کی طرح کھینچا جائے گا اور کچھ کشادگی پیدا کی جائے گی تمام مخلوق ایک ہی میدان میں ہو گی جنات بھی انسان بھی۔ جب یہ ہو گا تو اس دنیا کے آسمان کو کھینچ کر زمین پر پھیلا دیا جائے گا تاکہ اہل زمین اور اہل آسمان کے لیے گنجائش ہو جائے۔ چنانچہ جب اس آسمان والوں کو زمین سے اترتا دیکھیں گے تو ان سے التجائیہ انداز میں کہیں گے کہ "کیا تم میں ہمارا رب موجود ہے؟" اس پر ان کو جواب دیں گے تو وہ نفی کریں گے کہ ہمارے رب کی ذات پاک ہے وہ ہم میں موجود نہیں وہ آنے والا ہے پھر سارے آسمان ایک ایک کر کے کھینچ لیے جائیں گے۔ جب دوسرے آسمان والے پہنچیں گے ان کی تعداد زمین والوں سے زیادہ ہوگی اور پہلے آسمان والوں سے بھی زیادہ ہوں گے (ان کے جن بھی اور انسان بھی) جب بھی کسی آسمان والے اتریں گے تو لوگ آہ و زاری کرتے ہوئے ان سے رب تعالیٰ کی موجودگی کا سوال کریں گے اور وہ پہلی طرح جواب دیں گے حتیٰ کہ ساتواں آسمان بھی کھینچ لیا جائے گا اور اس کے رہنے والے باقی چھ آسمانوں اور زمین والوں سے بڑھ کر ہوں گے اور اللہ تعالیٰ ان میں آئے گا اور ساری قومیں صف بستہ کھڑی ہوں گی۔

ایک منادی پکارے گا کہ عنقریب تم جان لو گے کہ آج عزت والے کون ہیں؟ چند مخصوص لوگ کھڑے ہو جائیں جن کے پہلو بستروں سے دور رہتے ہیں جو اپنے رب کو خوف و امید سے پکارتے ہیں اور جو کچھ ہم نے دیا اس میں سے خرچ کرتے ہیں (السجدۃ آیت نمبر ۱۶) چند لوگ کھڑے ہو کر تیزی سے جنت کی طرف چلیں گے۔ پھر پکارا جائے گا عنقریب تم جان لو گے آج عزت والے کون ہیں؟ کہاں ہیں وہ لوگ "جنہیں تجارت اور خرید و فروخت اللہ کے ذکر سے نماز کی ادائیگی سے اور زکوٰۃ کی ادائیگی سے غافل نہیں کرتی۔ وہ تو اس دن سے ڈرتے ہیں جس دن دل اور آنکھیں الٹ پلٹ جائیں گی۔" (النور آیت نمبر ۳۷) چند لوگ اٹھ کر تیزی سے جنت کی طرف چلے جائیں گے۔

ان کے جانے کے بعد جہنم سے ایک گردن نمودار ہوگی اور لوگوں کے اوپر مسلط ہو جائے گی اس کے چہرے پر دو چمکتی آنکھیں اور فصیح زبان

[illegible]۔ وہ کہے گی کہ مجھے تین قسم کے لوگوں پر مسلط کیا گیا ہے۔ ایک جھگڑالو ظالم شخص پر مسلط کیا گیا ہے۔ [illegible] ان لوگوں پر [illegible] لیتی ہے پھر وہ ان کو اچک کر جہنم میں [illegible]

چنانچہ [illegible] جیسا کہ [illegible] کی طرح ایک [illegible] جہنم میں [illegible] ان [illegible] سے پہلے [illegible] جہنم میں لے جائے گی۔

اس کے بعد [illegible] اعمال نامے [illegible] کتاب [illegible]۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

”ہرگز نہیں! جب زمین کوٹ کوٹ کر ریزہ ریزہ کر دی جائے گی اور تیرا رب اور فرشتے صف در صف حاضر ہوں گے اور اس دن جہنم لائی جائے گی تو اس دن انسان نصیحت پکڑے گا۔ مگر اب نصیحت پکڑنے کی مہلت کہاں؟“ (الفجر، آیت نمبر ۲۱ تا ۲۳)

نیز ارشاد باری تعالیٰ ہے:

”کیا لوگ [illegible] کہ اللہ تعالیٰ بادلوں کے سائبانوں میں ان کے پاس آئے اور فرشتے بھی، اور معاملہ ختم کر دیا جائے۔ اور اللہ ہی کی طرف سارے معاملات لوٹائے جائیں گے۔“ (البقرۃ، آیت نمبر ۲۱۰)

نیز ارشاد باری تعالیٰ ہے:

”اور زمین اپنے رب کے نور سے منور ہو جائے گی اور کتاب رکھ دی جائے گی اور انبیاء اور شہداء کو لایا جائے گا اور ان سب کے درمیان انصاف کے ساتھ فیصلہ کر دیا جائے گا اور کسی کے ساتھ ناانصافی نہیں ہوگی۔ ہر شخص کو اس کے کیے کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا اور وہ (اللہ) خوب جانتا ہے جو کچھ وہ کر رہے تھے۔“ (الزمر، آیت نمبر ۶۹، ۷۰)

نیز ارشاد باری تعالیٰ ہے:

”اور جس دن آسمان بادلوں سے پھٹ جائے گا اور فرشتے اتارے جائیں گے۔ اس دن حقیقی بادشاہت (اللہ تعالیٰ) رحمٰن کے لیے ہوگی اور یہ دن کافروں کے لیے بہت مشکل ہوگا۔“ (الفرقان، آیت نمبر ۲۵، ۲۶)

حدیث صور میں آتا ہے کہ پھر اللہ تعالیٰ جہاں چاہے گا اپنی کرسی رکھے گا۔“[1] اس کرسی سے مراد فیصلہ کرنے کی کرسی ہے، یہ وہ کرسی نہیں جس کا ذکر [illegible] کی اس روایت میں آیا ہے۔

”ساتوں آسمان اور ساتوں زمینیں اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے کرسی کے مقابلہ میں (بیابان) میں پڑی ہوئی انگوٹھی کی طرح ہیں اور کرسی عرش کے مقابلہ میں ایسی ہے جیسے اس بیابان میں وہ انگوٹھی، اور عرش کی قدر اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔“[2]

[illegible] حدیث میں آیا ہے کہ جیسا کہ [illegible] ہے:

”[illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] عرش کے [illegible] جس دن اس کے سائے کے سوا کوئی سایہ نہ ہوگا۔“[3]

[illegible] قدرت [illegible] پہلے حوالہ گزر [illegible]

”[illegible] سب مخلوق [illegible] بے ہوش ہو جائیں گے اور میں سب سے پہلا شخص ہوں گا جسے ہوش آئے گا۔ چنانچہ میں [illegible] موسیٰ [illegible] عرش کا پایہ پکڑے ہوئے ہوں گے۔ مجھے نہیں معلوم کہ وہ مجھ سے پہلے ہوش میں آ گئے یا طور کی بے ہوشی کے بدلے انہیں اس بے ہوشی سے مستثنیٰ کر دیا گیا۔“[4]

اس سے [illegible] کے وقت بے ہوشی سے [illegible] قیامت میں جو [illegible] بے ہوش [illegible] اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کا حساب کتاب کرنے کے لیے [illegible]۔ چنانچہ [illegible] عظمت اور جلال کی

---

[1] [illegible] حدیث نمبر ۳۶۹ [illegible]
[2] [illegible] نمبر ۱۵۱
[3] بخاری حدیث نمبر ۶۶۰
[4] بخاری حدیث نمبر [illegible]، مسلم حدیث نمبر [illegible]

وہ سب بیہوش ہو جائیں گے۔ جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر کوہ طور پر بیہوشی طاری ہوگئی تھی۔ اس وقت انہوں [illegible] اللہ تعالیٰ سے دیدار کی خواہش کی تھی اور تجلی ظاہر ہونے پر وہ بیہوشی سے ہمکنار ہوگئے تھے۔

لہٰذا قیامت کے دن کی تجلی میں یا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کوہ طور کی تجلی کی وجہ سے رخصت دی جائے گی یا پھر تجلی کی [illegible] سے پہلے ہوش [illegible] اس لئے وہ سب سے پہلے ہوش میں آ جائیں گے۔

بعض روایت میں آیا ہے کہ مومنین اللہ تعالیٰ کی زیارت قیامت کے دن کریں گے۔ جیسا کہ بخاری و مسلم میں آیا ہے۔ حضرت جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم ﷺ [illegible] چودھویں رات کا چاند نکلا تو فرمایا کہ

"عنقریب تم لوگ قیامت کے دن اپنے رب کو اس طرح دیکھو گے جس طرح تم اس چاند کو دیکھ رہے ہو، اور اس کو دیکھنے میں تمہیں کوئی تکلیف نہیں ہوگی۔"[1]

بخاری کی روایت میں ہے کہ تم اپنے رب کو واضح طور پر دیکھو گے۔[2]

ایک روایت میں آیا ہے کہ رب تعالیٰ کو دیکھ کر سجدہ کریں گے۔ جیسا کہ ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ

"جب اللہ تعالیٰ قیامت کے دن مخلوقات کو جمع [illegible] سجدہ کرنے کی اجازت دی جائے گی۔ چنانچہ وہ ایک طویل سجدہ کریں گے۔ پھر کہا جائے گا کہ اپنے سر اٹھاؤ میں نے تمہاری تعداد کے بقدر [illegible]۔"[3]

(اس حدیث کے راوی کو [illegible] کہا گیا ہے)

مسند دارمی میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے [illegible] مروی ہے۔

"کیا تم میں سے کوئی اس طرف دیکھتا [illegible]۔ چنانچہ سب [illegible] اور منافقین کے [illegible] کی [illegible]۔"

حدیث قدسی میں آیا ہے کہ قیامت میں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو آواز دے گا کہ میں نے جب سے تمہیں پیدا کیا ہے میں خاموش رہا ہوں، تمہارے اعمال کو تمہارے لئے لکھتا رہا ہوں۔ چنانچہ آج تمہارے سامنے تمہارے اعمال ہی پیش کئے جائیں گے۔ جو شخص اس میں بھلائی پائے تو اللہ کا شکر ادا کرے اور جو شخص اس کے علاوہ پائے تو صرف اپنے نفس کو ملامت کرے۔"[4]

مسند احمد میں جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے ایک ماہ کا سفر طے کر کے حضرت عبد اللہ بن انیس سے ایک حدیث سننے کے لیے [illegible] انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اکرم ﷺ کو فرماتے سنا کہ

"قیامت کے دن لوگوں کو جمع کیا جائے گا (یا بندوں کا لفظ کہا) ننگے، غیر مختون [illegible] پھر اللہ انہیں ایسی آواز سے پکارے گا جسے دور والا بھی ایسے ہی سنے گا جیسے قریب والا سنتا ہے۔ [illegible] کسی جہنمی کے لئے مناسب نہیں کہ وہ جہنم میں داخل ہو [illegible] جب تک اس سے بدلہ نہ لے لیا جائے گا۔"

صحابہ نے پوچھا [illegible]

[illegible] جائے گا۔"[5]

صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث قدسی مروی ہے [illegible]

"اللہ تعالیٰ [illegible] میری عظمت کی خاطر آپس میں محبت کرنے والے کہاں ہیں؟ [illegible]

[illegible] میرے سائے کے سوا کوئی سایہ نہیں ہے۔"

[illegible]

---

(۱) بخاری [illegible] مسلم حدیث نمبر ۱۴۳۲ (۲) بخاری [illegible] حدیث نمبر ۷۴۳۵ (۳) [illegible] حدیث نمبر ۴۲۹۱

(۴) [illegible] حدیث نمبر ۶۹۹ (۵) مسند احمد [illegible] (۶) [illegible] حدیث نمبر ۶۵۴۸

"بیشک ان سب میں یقیناً نشانی ہے اس شخص کے لیے جو آخرت کے عذاب سے ڈرے۔ یہ وہ دن ہے کہ اس میں ان کے لیے تمام لوگ اکٹھا کیا جائے گا اور یہ حاضری کا دن ہے۔ اور ہم اسے مقررہ وقت سے مؤخر نہیں کریں گے۔ جس دن وہ آئے گا کوئی شخص اللہ کی اجازت کے بغیر بات نہیں کر سکے گا۔ چنانچہ ان میں سے بعض بدبخت ہوں گے اور بعض خوش نصیب ہوں گے۔ (سورۃ ہود، آیت نمبر ۱۰۳ تا ۱۰۵)

پھر بدبختوں کے لیے جو عذاب اور خوش نصیبوں کے لیے جو انعام ہے اس کا تذکرہ فرمایا (سورۃ ہود)

ایک اور ارشاد ربانی یوں ہے:

"رحمٰن جو رب ہے آسمانوں اور زمین کا اور جو کچھ ان کے درمیان ہے وہ لوگ اس سے بات کرنے کے مالک نہ ہوں گے۔ جس دن روح الامین اور فرشتے صف بنا کر کھڑے ہوں گے وہ بات نہیں کر سکیں گے مگر وہ جس کو رحمٰن (اللہ تعالیٰ) اجازت دے اور وہ بات بھی سیدھی کہے گا"۔ (النبا، آیت نمبر ۳۷، ۳۸)

صحیح حدیث میں آتا ہے کہ اس دن رسولوں کے سوا کوئی بات نہیں کرے گا"۔(۱)

ایسا ہی دونوں جگہ پر اور مختلف مواقع پر ہوگا۔ جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے۔ جو کہ کتاب کی توضیح ذیل میں ہے۔ واللہ اعلم۔

اختتام بحمد اللہ و عونہ

النہایہ فی الفتن والملاحم

قرب قیامت کے فتنے اور جنگیں

النہایہ للبدایہ معروف بہ تاریخ ابن کثیر

حصہ پانزدہم ۱۵

---

(۱) صحیح بخاری حدیث نمبر ۷۴۳۷

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

## تاریخ ابن کثیر ... حصہ شانزدہم

## پروردگار عزوجل کا قیامت کے دن لوگوں سے کلام فرمانا

**قیامت کے دن پروردگار اپنے بندوں سے کلام فرمائیں گے** امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس موضوع پر ایک مستقل باب قائم فرمایا ہے چنانچہ باب التوحید کے ذیل میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث درج فرمائی ہے:

> تم میں سے ہر ایک شخص سے پروردگار عزوجل اس حال میں کلام فرمائے گا کہ اس کے اور پروردگار کے درمیان کوئی ترجمان نہ ہوگا

اس موضوع پر بہت سی آیات قرآنیہ بھی شاہد ہیں جن میں فرمان باری تعالیٰ ہے:

> (وہ دن یاد رکھنے کے لائق ہے) جس دن خدا پیغمبروں کو جمع کرے گا پھر ان سے پوچھے گا کہ تمہیں (لوگوں کو دعوت دینے پر) کیا جواب ملا تھا؟ وہ عرض کریں گے کہ ہمیں کچھ معلوم نہیں تو ہی غیب کی باتوں سے واقف ہے۔ (المائدہ:۱۰۹)

نیز فرمان باری تعالیٰ ہے:

> پس جن لوگوں کی طرف پیغمبر بھیجے گئے ہم ان سے بھی پرسش کریں گے اور پیغمبروں سے بھی پوچھیں گے پھر اپنے علم سے ان کے حالات بیان کریں گے اور ہم کہیں غائب تو نہیں تھے۔ اور اس روز (اعمال کا) تلنا برحق ہے۔ تو جن لوگوں کے (اعمال کے) وزن بھاری ہوں گے وہ تو نجات پانے والے ہیں۔ اور جن کے وزن ہلکے ہوں گے تو یہی لوگ ہیں جنہوں نے اپنے تئیں خسارے میں ڈالا اس لئے کہ ہماری آیتوں کے بارے میں بے انصافی کرتے تھے۔ (الاعراف:۶-۹)
>
> اور اسی طرح ہم نے تم کو امت معتدل بنایا ہے تاکہ تم لوگوں پر گواہ بنو اور پیغمبر تم پر گواہ بنیں۔ (البقرہ:۱۴۳)
>
> اور لوگ تجھ کو مدہوش نظر آئیں گے حالانکہ وہ مدہوش نہ ہوں گے۔ بے شک خدا کا عذاب بڑا سخت ہے۔ (الحج)
>
> (جن لوگوں کی طرف پیغمبر بھیجے گئے ہم ان سے بھی پرسش کریں گے اور پیغمبروں سے بھی پوچھیں گے۔ (الاعراف:۶)

**قیامت کے دن امت محمدیہ ﷺ کی دوسری امتوں پر شہادت** ... ابن ابی الدنیا رحمۃ اللہ علیہ (ابن المبارک، رشدین بن سعد، ابن انعم المعافری، حبان بن ابی جبلہ) کی سند کے ساتھ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے روز جب اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو جمع فرمائیں گے تو سب سے پہلے حضرت اسرافیل علیہ السلام کو بلایا جائے گا۔ پروردگار آپ علیہ السلام سے پوچھیں گے کیا تم نے اپنی ذمہ داری پوری کر دی؟

---

(۱) بخاری (رقم حدیث ۷۴۴۳) مسلم (رقم حدیث ۲۳۳۳)

عرض کریں گے کہ جی ہاں پروردگار! پھر ان کو چھوڑ دیا جائے گا، پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام سے ارشاد ہوگا کیا تم نے میرا پیغام پہنچا دیا تھا؟ وہ عرض کریں گے جی ہاں پروردگار! میں نے رسولوں کو پہنچا دیا تھا۔ [illegible] امانت ادا کر دی تھی۔

پھر پروردگار رسولوں سے دریافت فرمائیں گے کہ کیا جبرئیل نے تمہیں میرا پیغام پہنچا دیا تھا؟ وہ عرض کریں گے جی ہاں پروردگار! پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام کو چھوڑ دیا جائے گا۔

اس کے بعد امتوں سے پوچھا جائے گا کہ تم نے میرے عہد کو پایا؟ وہ عرض کریں گے ہم نے [illegible] تصدیق کی اور کسی نے ہم کو جھٹلایا، [illegible] رسولوں [illegible] آپ کا پیغام [illegible] رسولوں سے پوچھیں گے تمہارے گواہ کون ہیں؟ رسول عرض کریں گے امت محمد ﷺ۔

پھر امت محمدیہ کو بلایا جائے گا اور اللہ تبارک و تعالیٰ ان سے فرمائیں گے کہ کیا میرے رسولوں نے میرا پیغام ان امتوں تک پہنچا دیا تھا؟ [illegible] وہ عرض کریں گے جی ہاں پروردگار! ہم گواہی دیتے ہیں کہ [illegible] آپ کا پیغام پہنچا دیا تھا [illegible] امتیں کہیں گی [illegible] ہم سے پہلے [illegible] یہ ہمارے بعد [illegible] پروردگار! [illegible] آپ نے ہمارے پاس ایک رسول بھیجا [illegible] ہمارے پاس [illegible] آپ نے [illegible] ہم نے [illegible] آپ کے فرمان پر [illegible] اسی فرمان کا ذکر [illegible] ہے

اور اسی طرح ہم نے تم کو امت معتدل بنایا ہے تاکہ تم لوگوں پر گواہ بنو اور پیغمبر آخر الزمان تم پر گواہ بنیں۔

(البقرۃ: آیت ۱۴۳)

ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں [illegible] یہ بات کہی گئی ہے کہ امت محمدیہ [illegible] شہادت دینے کی [illegible] حاصل ہے [illegible] سے مستثنیٰ [illegible]۔

## قیامت کے روز اللہ تبارک و تعالیٰ کا آدم علیہ السلام سے کلام فرمانا

**دیگر امتوں کے مقابلہ میں امت محمدیہ کی کل تعداد** مسند احمد میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

قیامت کے دن سب سے پہلے آدم علیہ السلام کو بلایا جائے گا اور ان کی اولاد کو دکھایا جائے گا کہ یہ تمہارے باپ آدم علیہ السلام ہیں، (لوگوں [illegible]) تو حضرت آدم علیہ السلام عرض کریں گے لبیک پروردگار!

پھر اللہ تعالیٰ حضرت آدم علیہ السلام سے فرمائیں گے کہ اپنی اولاد میں سے جہنم کا حصہ نکالو! حضرت آدم علیہ السلام عرض کریں گے کتنا نکالوں پروردگار؟ فرمائیں گے ہر سو میں سے ننانوے۔

اس موقع پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ ﷺ سے عرض کیا یا رسول اللہ! جب ہم میں سے ننانوے نکال لئے جائیں گے تو پیچھے ہم میں کیا رہ جائے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

میری امت دیگر امتوں میں ایسی ہے جیسے سیاہ بیل کے جسم پر ایک سفید بال۔ (۱)

یعنی [illegible] فیصد [illegible] امت محمدیہ کا تناسب فی صد بھی تمام انسانیت کے [illegible] فی صد [illegible] دیگر امتوں کے لوگ جنت میں جائیں گے۔ (مترجم)

---

(۱) بخاری ۶۵۲۹، مسند احمد ۲/۳۷۸

**قیامت کے دن سب سے پہلے پیش ہونے والے شخص:** بخاری شریف میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا قیامت کے دن سب سے پہلے جس کو پکارا جائے گا وہ حضرت آدم علیہ السلام ہیں کہ آپ علیہ السلام کو آپ کی اولاد دکھائی جائے گی اور کہا جائے گا کہ یہ تمہارے باپ آدم ہیں۔ حضرت آدم علیہ السلام عرض کریں گے لبیک وسعدیک (حاضر ہوں)۔ کہا جائے گا آپ جہنم کے لیے اپنی اولاد میں سے جہنمیوں کو الگ کر دو۔[1]

**رسول اللہ ﷺ کو خیال کہ آپ کی امت اہل جنت میں نصف تعداد میں ہوگی۔۔۔** حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

قیامت کے دن اللہ تعالیٰ فرمائیں گے اے آدم! اٹھو اور جہنم کا حصہ نکالو۔ آدم علیہ السلام عرض کریں گے لبیک یا رب خیر آپ کے ہاتھ میں ہے آپ ہی مالک ہیں۔ اے پروردگار جہنم کا حصہ کتنا ہے؟ پروردگار فرمائیں گے ہر ہزار میں سے نو سو ننانوے۔

یہ جملہ کہتے ہی اس وقت بچے بوڑھے ہو جائیں گے اور ہر حاملہ اپنا حمل گرا دے گی۔

اور تم لوگوں کو نشے کی حالت میں دیکھو گے حالانکہ وہ نشے میں نہیں ہوں گے بلکہ اللہ کا عذاب بہت سخت ہے۔
(سورۃ الحج آیت ۲)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ (ﷺ) ہم میں سے وہ ایک کون ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا خوش ہو جاؤ یاجوج ماجوج میں سے ہزار ہوں گے اور تم میں سے ایک ہوگا۔

راوی کہتے ہیں یہ جواب سن کر لوگوں نے (خوشی سے) اللہ اکبر کا نعرہ لگایا۔

پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ کی قسم مجھے امید ہے کہ تم اہل جنت کا ایک چوتھائی حصہ ہو گے۔ اللہ کی قسم مجھے امید ہے کہ تم اہل جنت میں ایک تہائی تعداد میں ہو گے۔ پھر فرمایا اللہ کی قسم مجھے امید ہے کہ تم اہل جنت کی نصف تعداد میں ہو گے۔

راوی کہتے ہیں پھر لوگوں نے (خوشی سے) اللہ اکبر کا نعرہ بلند کیا۔

پھر آپ ﷺ نے فرمایا تم لوگوں میں ایسے ہو جیسے سیاہ بیل کی جلد پر ایک سفید بال یا سفید بیل کی جلد پر سیاہ بال۔

بخاری شریف میں ایک طریق سے یہ روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرمایا ہم تقریباً چالیس آدمی ایک خیمہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے آپ ﷺ نے فرمایا کیا تم اس پر راضی ہو کہ تم اہل جنت کا چوتھائی ہو؟ ہم نے عرض کیا جی ہاں۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں محمد کی جان ہے مجھے امید ہے کہ تم اہل جنت کا نصف ہو گے اور یہ اس لیے کہ جنت میں صرف مسلمان ہی داخل ہو گا اور تم مشرکین کے مقابلے میں ایسے ہو جیسے سیاہ بیل کی کھال میں ایک سفید بال یا سرخ بیل کی کھال میں سیاہ بال۔

**قیامت کے روز اللہ تبارک و تعالیٰ کا لوگوں اور انبیاء علیہم السلام سے سوال کرنا:** پس جن لوگوں کی طرف پیغمبر بھیجے گئے ہم ان سے بھی پرسش کریں گے اور پیغمبروں سے بھی پوچھیں گے۔
(سورۃ الاعراف آیت ۶)

بخاری شریف میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا قیامت کے دن نوح علیہ السلام کو بلایا جائے گا اور پوچھا جائے گا کیا تم نے (میرا پیغام) پہنچا دیا تھا؟ وہ عرض کریں گے جی ہاں۔ پھر ان کی امت کو بلایا جائے گا اور ان سے پوچھا جائے گا کیا انہوں نے تم تک پیغام پہنچا دیا تھا؟ وہ کہیں گے ہمارے پاس کوئی ڈرانے والا نہیں آیا۔ پھر نوح علیہ السلام سے کہا جائے گا تمہارا گواہ کون ہے؟ وہ کہیں گے پیغمبر آخر الزمان علیہ السلام اور ان کی امت۔ چنانچہ آپ ﷺ کی امت گواہی دے گی۔ یہی مطلب ہے اللہ تعالیٰ کے فرمان کا:

اور اسی طرح ہم نے تم کو امت معتدل بنایا ہے تاکہ تم لوگوں پر گواہ بنو اور پیغمبر (آخر الزمان) تم پر گواہ بنیں۔[2]
(سورۃ البقرۃ آیت ۱۴۳)

---

(۱) بخاری (۲) اخرجہ البخاری رقم الحدیث ۴۴۸۷

آپ ﷺ نے فرمایا پھر تم کو بلایا جائے گا اور تم حضرت نوح علیہ السلام کے متعلق گواہی دو گے کہ انہوں نے پیغام الٰہی پہنچایا تھا اور میں تمہارے متعلق (مذکورہ بالا) گواہی دوں گا۔(۱)

بخاری، ترمذی اور امام نسائی نے بھی اس کو روایت کیا ہے۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کو دوسری سند کے ساتھ بھی روایت کیا ہے کہ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے روز کسی نبی کے ساتھ صرف ایک شخص ہوگا کوئی نبی آئے گا اس کے ساتھ صرف دو آدمی ہوں گے اور کسی کے ساتھ اس سے زیادہ۔ پھر ایک قوم کو (اس کے نبی کے ساتھ) بلایا جائے گا۔ ان سے کہا جائے گا کیا اس (پیغمبر) نے تم تک (میرا) پیغام پہنچا دیا تھا؟ وہ کہیں گے نہیں۔ پھر اس پیغمبر سے پوچھا جائے گا کیا تم نے ان تک دعوت پہنچا دی تھی؟ وہ عرض کریں گے جی ہاں۔ پھر پوچھا جائے گا تمہارا گواہ کون ہے؟ وہ عرض کریں گے محمد اور ان کی امت۔ پھر محمد (ﷺ) کو بلایا جائے گا اور پوچھا جائے گا کیا انہوں نے دعوت پہنچا دی تھی؟ آپ ﷺ عرض کریں گے جی ہاں پروردگار! پھر امت محمدیہ ﷺ کو بلایا جائے گا اور ان سے پوچھا جائے گا کیا انہوں نے اپنی امت کو دعوت پہنچا دی تھی؟ امت محمدیہ عرض کرے گی جی ہاں پروردگار! پھر ان سے کہا جائے گا: تم کو کس نے بتایا؟ امت محمدیہ عرض کرے گی ہمارے پاس محمد (ﷺ) تشریف لائے انہوں نے ہم کو خبر دی کہ رسولوں نے دعوت کا فریضہ انجام دیا ہے۔ پھر فرمایا یہ فرمان باری تعالیٰ ہے:

اور اسی طرح ہم نے تم کو امت معتدل بنایا ہے تاکہ تم لوگوں پر گواہ بنو اور پیغمبر (آخر الزمان) تم پر گواہ بنیں۔(۲)

(سورۃ البقرۃ آیت ۱۴۳)

ابن ماجہ نے بھی اس کو روایت کیا ہے۔

## قیامت کے دن امت محمدیہ ﷺ کی دوسری امتوں پر شہادت

### (اس امت کے لئے یہ عدالت اور شرافت کا پروانہ ہے)

مصنف ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن امت محمدیہ ﷺ کی دوسری امتوں پر شہادت (دینا اور اس کو ترتیب و حیثیت پانا) اس امت کے لئے عدالت و شرافت کا پروانہ ہے۔ قیامت کے دن تمام قوموں کے مقابلہ میں اس امت کے افراد عادل اور امانت دار ہوں گے۔ اسی وجہ سے تمام انبیاء کرام علیہم السلام اپنی امتوں پر اس امت کو گواہ پیش کریں گے۔ اور بہرحال یہی اس امت کی شرافت و برتری کا اعتراف ہے کہ یہی قرآن کی گواہی سے ان پر الزام ختم ہوگا۔ چنانچہ بہز بن حکیم اپنے والد اور اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

تم ستر امتوں کے برابر ہو اور تم اللہ کے نزدیک ان سب سے زیادہ بہتر اور قابل عزت ہو۔(۳)

یوم محشر کو ابراہیم علیہ السلام کی حاضرین پر فضیلت اور برتری۔۔۔ فرمان باری تعالیٰ ہے:

اور ہم نے ان کو دنیا میں بھی خوبی دی تھی اور آخرت میں بھی نیک لوگوں میں ہوں گے۔ (سورۃ النحل آیت ۱۲۲)

بخاری میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ ہمیں نصیحت دینے کے لئے کھڑے ہوئے تو فرمایا:

تم ننگے پاؤں، ننگے بدن (میدان محشر میں) جمع کئے جاؤ گے۔(۴)

پھر آپ ﷺ نے آیت تلاوت فرمائی جس کا ترجمہ ہے:

جس طرح ہم نے (تم کو) پہلی دفعہ پیدا کیا تھا اسی طرح دوبارہ پیدا کر دیں گے۔ (سورۃ الانبیاء آیت ۱۰۴)

پھر آپ ﷺ نے فرمایا مخلوق میں سب سے پہلے ابراہیم علیہ السلام کو لباس پہنایا جائے گا۔ اور میری امت کے کچھ لوگوں کو لایا جائے گا اور ان

---

(۱) فتح الباری [illegible] (۲) مسند احمد [illegible] (۳) ترمذی [illegible] (۴) فتح الباری [illegible]

کو بائیں طرف کو لے جایا جائے گا (اور حوض کوثر سے ان کو پیچھے ہٹا دیا جائے گا) تو میں عرض کروں گا: یا رب! یہ تو میرے اصحاب ہیں۔ پس اللہ فرمائے گا تم نہیں جانتے کہ انہوں نے تیرے بعد کیا کیا نئے کام گھڑ لئے؟ تب میں ایک نیک بندے کی طرح کہوں گا:

> اور جب تک میں ان میں رہا ان (کے حالات) کی خبر رکھتا رہا، جب تو نے مجھے دنیا سے اٹھا لیا تو تو ان کا نگران تھا اور تو ہر چیز سے خبردار ہے۔ اگر تو ان کو عذاب دے تو یہ تیرے بندے ہیں اور اگر بخش دے تو (تیری مہربانی ہے) بے شک تو غالب (اور) حکمت والا ہے۔ (سورۃ المائدہ آیت ۱۱۷-۱۱۸)

پھر اللہ فرمائے گا تم نہیں جانتے کہ انہوں نے تیرے بعد کیا کیا نئی باتیں شروع کر دی تھیں۔ یہ دین سے الٹے پاؤں پھر گئے تھے۔

اس سے پتا چلا کہ آپ ﷺ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عظمت و برتری کا بیان فرمایا اور ان کے بعض کی تصدیق اور ان کے اختلاف کا ذکر فرمایا۔

## قیامت کے روز اللہ تبارک و تعالیٰ کا عیسیٰ علیہ السلام سے کلام فرمانا

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

> اور (اس وقت کو بھی یاد رکھو) جب خدا فرمائے گا کہ اے عیسیٰ بن مریم! کیا تم نے لوگوں سے کہا تھا کہ خدا کے سوا مجھے اور میری والدہ کو معبود مقرر کرو؟ وہ کہیں گے کہ تو پاک ہے مجھے کب شایاں تھا کہ میں ایسی بات کہتا جس کا مجھے کچھ حق نہیں اگر میں نے ایسا کہا ہوگا تو تجھ کو معلوم ہوگا (کیونکہ) جو بات میرے دل میں ہے تو اسے جانتا ہے اور جو تیرے ضمیر میں ہے اسے میں نہیں جانتا بے شک تو علام الغیوب ہے۔ میں نے ان سے کچھ نہیں کہا بجز اس کے جس کا تو نے مجھے حکم دیا ہے وہ یہ کہ تم خدا کی عبادت کرو جو میرا اور تمہارا سب کا پروردگار ہے۔ اور جب تک میں ان میں رہا ان (کے حالات) کی خبر رکھتا رہا جب تو نے مجھے دنیا سے اٹھا لیا تو تو ان کا نگران تھا اور تو ہر چیز سے خبردار ہے۔ اگر تو ان کو عذاب دے تو یہ تیرے بندے ہیں اور اگر بخش دے تو (تیری مہربانی ہے) بے شک تو غالب (اور) حکمت والا ہے۔ خدا فرمائے گا کہ آج وہ دن ہے کہ راست بازوں کو ان کی سچائی ہی فائدہ دے گی ان کے لئے باغ ہیں جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں۔ ابدالآباد ان میں بستے رہیں گے۔ خدا ان سے خوش ہے اور وہ خدا سے خوش ہیں یہ بڑی کامیابی ہے۔ (سورۃ المائدہ آیت ۱۱۶-۱۱۹)

مذکورہ دلیل کی بنا پر معلوم ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ہرگز ایسی بات نہیں کہی لیکن اس کے باوجود اللہ تعالیٰ آپ سے یہ سوال صرف نصاریٰ کی مذمت کو نمایاں کرنے کے لئے فرمائیں گے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان کے جواب سے کہ یوں بری ہو جائیں گے جیسے ملائکہ ان لوگوں سے بری ہوں گے جو ان کے متعلق غلط دعویٰ کرتے تھے، اسی طرح ان کے متعلق فرمایا گیا ہے:

> اور جس دن وہ ان سب کو جمع کرے گا پھر فرشتوں سے فرمائے گا کیا یہ لوگ تم کو پوجا کرتے تھے؟ وہ کہیں گے تو پاک ہے تو ہی ہمارا دوست ہے نہ کہ یہ، بلکہ یہ جنات کو پوجا کرتے تھے اور اکثر ان ہی کو مانتے تھے۔ (سورۃ سبا آیت ۴۰-۴۱)

نیز اسی طرح فرمان الٰہی ہے:

> اور جس دن (خدا) ان کو اور ان کو جنہیں یہ خدا کے سوا پوجتے ہیں جمع کرے گا تو فرمائے گا کیا تم نے میرے ان بندوں کو گمراہ کیا تھا یا یہ خود گمراہ ہو گئے تھے؟ وہ کہیں گے تو پاک ہے ہمیں یہ بات شایاں نہ تھی کہ تیرے سوا اوروں کو دوست بناتے لیکن تو نے ہی ان کو اور ان کے باپ دادا کو برتنے کو نعمتیں دیں یہاں تک کہ وہ تیری یاد کو بھول گئے اور یہ ہلاک ہونے والے لوگ تھے تو (کافرو) انہوں نے تم کو تمہاری بات میں جھٹلا دیا پس (اب) تم (عذاب کو) پھیر سکتے ہو نہ (کسی سے) مدد لے سکتے ہو اور جو شخص تم میں سے ظلم کرے گا ہم اس کو بڑے عذاب کا مزا چکھائیں گے۔ (سورۃ الفرقان آیت ۱۷-۱۹)

اسی کے مثل یہ ارشاد بھی ہے:

> اور جس دن ہم ان سب کو جمع کریں گے پھر مشرکوں سے کہیں گے کہ تم اور تمہارے شریک اپنی اپنی جگہ ٹھہرے رہو تو ہم ان میں تفرقہ ڈال دیں گے اور ان کے شریک (ان سے) کہیں گے کہ تم ہم کو تو نہیں پوجا کرتے تھے۔ ہمارے اور تمہارے درمیان خدا ہی گواہ کافی ہے ہم تمہاری پرستش سے بالکل بے خبر تھے۔ وہاں ہر شخص (اپنے اعمال کی) جو اس نے آگے بھیجے ہوں گے آزمائش کر لے گا اور وہ اپنے سچے مالک کی طرف لوٹائے جائیں گے اور جو کچھ وہ بہتان باندھا کرتے تھے سب ان سے جاتا رہے گا۔ (سورۃ یونس آیت ۲۸-۳۰)

## قیامت کے روز خاتم النبیین حضرت محمد ﷺ کا مقام

## جس تک کسی اول و آخر پیغمبر کی رسائی نہ ہوگی

قیامت کے روز خاتم النبیین حضور ﷺ کا جو مقام ہوگا جس تک کسی کی پہنچ نہ ہوگی، بلکہ اس کے قریب تک کوئی نہ آ سکے گا۔ اول و آخر تمام مخلوقات آپ کی عظمت و بزرگی پر رشک کریں گی۔ صلوات اللہ وسلامہ علیہ وعلی سائر الانبیاء والمرسلین۔

قیامت کے دن سب سے پہلے جس کا قبر سے ظہور ہوگا وہ آپ ﷺ کی ذات مبارک ہوگی، قیامت کے دن سب سے پہلے جس کو شفاعت کرنے کا حق ہوگا اور اس کی شفاعت قبول بھی ہوگی وہ آپ ﷺ کی ذات ہوگی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بعد سب سے پہلے آپ علیہ السلام ہی کو لباس پہنایا جائے گا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو سفید کپڑے پہنائے جائیں گے اور آپ ﷺ کو سبز کپڑے پہنائے جائیں گے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو عرش خداوندی کے سامنے اور حضور ﷺ کو عرش خداوندی کے دائیں طرف بٹھایا جائے گا۔

پھر آپ ﷺ حضرت جبرئیل علیہ السلام کی طرف اشارہ کرتے ہوئے حضور ﷺ اللہ تعالیٰ سے عرض کریں گے یا رب انہوں نے آپ کی طرف سے مجھے خبر دی تھی کہ آپ نے ان کو میری طرف قاصد بنا کر بھیجا ہے؟ اللہ عزوجل فرمائیں گے جبرئیل نے سچ کہا تھا۔

**مقام محمود ..... کی حقیقت:** حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ مقام محمود کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو اپنے ساتھ عرش پر بٹھائیں گے۔ عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے بھی ایسی ہی مروی ہے۔ ابو بکر مروزی نے اس بارے میں اقوال جمع کیے ہیں جن میں آپ سے مروی کی حضرت ابو داؤد اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اسحاق بن ابراہیم اور بہت سے دیگر ائمہ سے نقل کی ہیں [illegible]

حافظ ابو الحسن الدار قطنی رحمۃ اللہ علیہ نے (حضور ﷺ کو عرش پر بٹھائے جانے کے بارے میں) ایک قصیدہ میں بھی اس بات کا ذکر کیا ہے۔

مصنف ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اس شان کا صحیح ثبوت مروی نہیں ہے۔

مصنف حضرت علامہ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ بات حدیث میں نہیں ہے بلکہ یہ قول مجاہد کا ہی ہے اور اس کی کوئی حدیث مرفوع نہیں ہے جس پر اعتماد کیا جا سکے۔ امام مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کا قول قابل تسلیم ہے [illegible] بعض محدثین نے [illegible]

ابو بکر بن ابی الدنیا نے [illegible] سے روایت کی ہے [illegible] رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جب قیامت ہوگی تو زمین چمڑے کی طرح پھیلا دی جائے گی (کھینچ دی جائے گی) کسی انسان کے لئے پاؤں رکھنے سے زیادہ جگہ نہ ہوگی۔ فرمایا: پھر سب سے پہلے مجھے بلایا جائے گا، جبرئیل علیہ السلام رحمن کے حضور میں میری دائیں طرف ہوں گے۔ اللہ کی قسم جبرئیل نے اس سے پہلے رحمن کو نہیں دیکھا ہوگا، میں عرض کروں گا میرے رب! انہوں نے مجھے خبر دی تھی کہ آپ نے ان کو میری طرف بھیجا ہے؟ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے انہوں نے سچ کہا۔ پھر میں شفاعت کروں گا اور کہوں گا اے میرے رب تیرے بندے زمین کے اطراف میں تیری عبادت کرتے رہے ہیں (اور اب تیرے پاس [illegible] منتظر ہیں)۔[1]

**فیصلے کے وقت اللہ عزوجل کا اہل علم سے کلام فرمانا اور علم کا اکرام** [illegible] حضرت ثعلبہ بن [illegible] رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ جب فیصلے کے لئے کرسی پر جلوہ افروز ہوں گے تو علماء سے فرمائیں گے میں نے تمہارے اندر اپنا علم اور حکمت اس لئے رکھا تھا کہ میں تمہاری مغفرت کر دوں اور مجھے کوئی پرواہ نہیں ہے۔[2]

---

[1] [illegible] حاکم نے المطالب العالیہ [illegible] حدیث ۴۶۲۹ [illegible] کنز العمال ۳۹۰۰۴

[2] تفسیر ابن کثیر [illegible] حدیث ۱۳۸۱

**اللہ عزوجل کا مومنین سے پہلا کلام۔** ابوامامہ یا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے اپنے اصحاب کو فرمایا:

اگر تم چاہو تو میں تم کو وہ پہلی بات بتاؤں جو اللہ عزوجل مومنین سے فرمائیں گے اور جو مومنین اللہ عزوجل کی جناب میں عرض کریں گے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: ضرور یا رسول اللہ!

تب آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ مومنین کو فرمائیں گے: کیا تم مجھ سے ملاقات پسند کرتے تھے؟ مومنین عرض کریں گے: جی ہاں اے ہمارے پروردگار! اللہ فرمائیں گے: کیوں پسند کرتے تھے؟ وہ عرض کریں گے: آپ کے عفو و درگزر اور آپ کی رحمت و خوشنودی کے۔ پروردگار فرمائیں گے: پس میں نے تمہارے لئے اپنی رحمت واجب کر دی۔(۱)

## فصل

## جس نے اللہ کی امانت اور عہد میں خیانت کی اس کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں

فرمان باری ہے

جو لوگ خدا کے عہد و پیمان اور اپنی قسموں (کو بیچ ڈالتے ہیں اور ان) کے عوض تھوڑی سی قیمت حاصل کرتے ہیں ان کا آخرت میں کچھ حصہ نہیں۔ ان سے خدا نہ تو کلام کرے گا اور نہ قیامت کے روز ان کی طرف دیکھے گا اور نہ ان کو پاک کرے گا اور ان کو دکھ دینے والا عذاب ہوگا۔

(سورۃ آل عمران آیت ۷۷)

اسی طرح دوسری جگہ ارشاد الٰہی ہے

جو لوگ (خدا کی) کتاب سے ان (آیتوں اور ہدایتوں) کو جو اس نے نازل فرمائی ہیں چھپاتے اور ان کے بدلے تھوڑی سی قیمت (یعنی دنیاوی منفعت) حاصل کرتے ہیں وہ اپنے پیٹوں میں محض آگ بھرتے ہیں۔ ایسے لوگوں سے خدا قیامت کے دن نہ کلام کرے گا اور نہ ان کو (گناہوں سے) پاک کرے گا اور ان کے لئے دکھ دینے والا عذاب ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے ہدایت چھوڑ کر گمراہی اور بخشش چھوڑ کر عذاب خریدا۔ یہ (آتش) جہنم کی کیسی برداشت کرنے والے ہیں! یہ اس لئے کہ خدا نے کتاب سچائی کے ساتھ نازل فرمائی۔ اور جن لوگوں نے اس کتاب میں اختلاف کیا وہ ضد میں (آکر نیکی سے) دور (ہو گئے) ہیں۔ (سورۃ البقرۃ آیات ۱۷۴ تا ۱۷۶)

یعنی اللہ عزوجل ان سے بات کرنے کے لئے ان کی طرف متوجہ نہ ہوگا اور نہ ہی ان پر نظر رحمت فرمائے گا بلکہ وہ اپنے پروردگار سے حجاب میں ہوں گے۔ بات کرنے کا مطلب ہے کہ ان سے حجاب میں بات کرے گا۔ جیسا کہ فرمان الٰہی ہے

بیشک یہ لوگ اس روز اپنے پروردگار (کے دیدار) سے اوٹ میں ہوں گے۔ (سورۃ المطففین آیت ۱۵)

یعنی رب کے کلام نہ کرنے کے بارے میں فرمان الٰہی ہے

ارشاد ہوگا کہ اسی (جہنم) میں (ذلت کے ساتھ) پڑے رہو اور مجھ سے بات نہ کرو۔ میرے بندوں میں ایک گروہ تھا جو دعا کیا کرتا تھا کہ اے ہمارے پروردگار ہم ایمان لائے تو تو ہم کو بخش دے اور ہم پر رحم کر اور تو سب سے بہتر رحم کرنے والا ہے۔ تو تم ان سے تمسخر کرتے رہے یہاں تک کہ ان کے پیچھے میری یاد بھی بھول گئے اور تم (ہمیشہ) ان سے ہنسی کیا کرتے تھے۔

(سورۃ المومنون آیت ۱۰۸ تا ۱۱۰)

صحیح بخاری میں ہے

اور فرمان نبوی ﷺ ہے۔

---

(۱) [illegible]

یہی فیصلے کا دن ہے (جس میں) ہم نے تم کو اور پہلے لوگوں کو جمع کیا ہے۔ اگر تمہارے پاس کوئی مکر ہے تو مجھ سے کرلو۔ اس دن جھٹلانے والوں کی خرابی ہے۔ (سورۃ المرسلات، آیات ۳۸، ۴۰)

اور فرمان خداوندی ہے

جس دن خدا ان سب کو جلا اٹھائے گا تو جس طرح تمہارے سامنے قسمیں کھاتے ہیں (اسی طرح) خدا کے سامنے قسمیں کھائیں گے اور خیال کریں گے کہ ایسا کرنے سے کام نکل جائے گا دیکھو یہ جھوٹے (اور برسر غلط) ہیں۔ (سورۃ المجادلۃ، آیت ۱۸)

اور فرمان خداوندی ہے

اور جس روز (خدا) ان کو پکارے گا اور کہے گا کہ میرے وہ شریک کہاں ہیں جن کا تمہیں دعویٰ تھا؟ (تو) جن لوگوں پر (عذاب کا) حکم ثابت ہو چکا ہوگا وہ کہیں گے کہ ہمارے پروردگار یہ وہ لوگ ہیں جن کو ہم نے گمراہ کیا تھا (اب) ہم تیری طرف (متوجہ ہو کر) ان سے بیزار ہوتے ہیں۔ یہ ہمیں نہیں پوجتے تھے اور کہا جائے گا کہ اپنے شریکوں کو بلاؤ تو وہ ان کو پکاریں گے اور وہ ان کو جواب نہ دے سکیں گے اور (جب) عذاب کو دیکھ لیں گے (تو تمنا کریں گے کہ) کاش وہ ہدایت یاب ہوتے۔ اور جس روز (خدا) ان کو پکارے گا اور کہے گا کہ تم نے پیغمبروں کو کیا جواب دیا تو وہ اس روز خبروں سے اندھے ہو جائیں گے اور آپس میں کچھ بھی پوچھ نہ سکیں گے۔ (سورۃ القصص، آیات ۶۲، ۶۶)

پھر آگے فرمایا

اور جس دن وہ ان کو پکارے گا اور کہے گا کہ میرے وہ شریک جن کا تمہیں دعویٰ تھا کہاں ہیں؟ اور ہم ہر ایک امت میں سے گواہ نکال لیں گے پھر کہیں گے کہ اپنی دلیل پیش کرو تو وہ جان لیں گے کہ سچ بات خدا کی ہے اور جو کچھ وہ افتراء کیا کرتے تھے ان سے جاتا رہے گا۔
(سورۃ القصص، آیات ۷۴، ۷۵)

ان آیات سے اللہ تعالیٰ کی ہر ایک سے کلام فرمانے کا ثبوت ملتا ہے۔

صحیحین میں حضرت عدی بن حاتم سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

تم میں سے ہر ایک سے پروردگار اس حال میں کلام فرمائے گا کہ اس کے اور پروردگار کے درمیان کوئی ترجمان نہ ہوگا۔ پس پروردگار ایک شخص سے ملاقات فرمائے گا اور (اپنے احسانات شمار کرتے ہوئے) کہے گا اے فلاں! کیا میں نے تجھ کو عزت نہیں دی؟ کیا تیری شادی نہیں کرائی؟ کیا تیرے لئے گھوڑے اور اونٹ کو مسخر نہیں کیا؟ کیا میں نے تجھے نہیں چھوڑ رکھا تھا کہ تو سرداری اور خوشحالی سے چرتا رہا؟ وہ عرض کرے گا بے شک۔ پھر پروردگار فرمائے گا: کیا تجھے میری ملاقات کا یقین تھا؟ وہ کہے گا نہیں۔ تو پروردگار فرمائے گا کہ آج میں نے بھی تجھے بھلا دیا جیسے تو نے مجھ کو بھلا دیا تھا۔(۱)

مذکورہ بالا کلام سے صراحۃً معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے ہر بندے سے کلام فرمائیں گے۔

**گنہگار مسلمانوں کے ساتھ اللہ کا معاملہ** صحیحین میں ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

قیامت کے روز اللہ تعالیٰ بندے کو اپنے قریب کریں گے حتیٰ کہ اس پر چھا جائیں گے۔ پھر اس سے اس کے گناہوں کا اقرار کرائیں گے۔ پروردگار اس کے گناہوں کو یاد دلائیں گے کہ فلاں فلاں دن تم نے یہ کیا فلاں دن یہ کیا، بندہ اقرار کرے گا اور کہے گا ہاں پروردگار! حتیٰ کہ اس کو یقین ہو جائے گا کہ وہ ہلاک ہو گیا۔ تب اللہ تعالیٰ اس سے فرمائیں گے:
دنیا میں نے دنیا میں تیری پردہ پوشی کی، پس آج میں نے تجھے بخش دیا۔(۲)

---

(۱) بخاری کتاب الرقاق حدیث ۶۵۳۹، مسلم کتاب الزکاۃ حدیث ۲۳۴۵

(۲) بخاری حدیث ۲۴۴۱، مسلم حدیث ۶۹۰۳، ابن ماجہ ۱۸۳

# فصل

## جنت وجہنم کا ظاہر ہونا، میزان عدل کا قائم ہونا اور حساب کتاب کا شروع ہونا

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اور جب دوزخ (کی آگ) بھڑکائی جائے گی اور بہشت جب قریب لائی جائے گی تب ہر شخص معلوم کرے گا کہ وہ کیا لے کر آیا ہے۔
(سورۃ التکویر ۱۲-۱۴)

دوسری جگہ فرمایا:

اس دن ہم دوزخ سے پوچھیں گے کہ کیا تو بھر گئی؟ وہ کہے گی کہ کچھ اور بھی ہے؟ اور بہشت پرہیزگاروں کے قریب کر دی جائے گی (کہ مطلق) دور نہ ہوگی یہی وہ چیز ہے جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا (یعنی) ہر رجوع لانے والے حفاظت کرنے والے سے، جو خدا سے بن دیکھے ڈرتا اور رجوع کرنے والا دل لے کر آیا اس میں سلامتی کے ساتھ داخل ہو جاؤ یہ ہمیشہ رہنے کا دن ہے وہاں وہ جو چاہیں گے ان کے لئے حاضر ہے اور ہمارے ہاں اور بھی (بہت کچھ) ہے۔ (سورۃ ق آیات ۳۰ تا ۳۵)

ایک اور جگہ فرمایا:

اور ہم قیامت کے دن انصاف کی ترازو کھڑی کریں گے تو کسی شخص کی ذرا بھی حق تلفی نہ کی جائے گی۔ اور اگر رائی کے دانے کے برابر بھی (کسی کا عمل) ہوگا تو ہم اس کو لا موجود کریں گے اور ہم حساب کرنے کو کافی ہیں۔ (سورۃ الانبیاء آیت ۴۷)

ایک اور جگہ فرمایا

خدا کسی کی ذرا بھی حق تلفی نہیں کرتا اور اگر نیکی (کی) ہوگی تو اس کو دو چند کر دے گا اور اپنے ہاں سے اجر عظیم بخشے گا بھلا اس دن کیا حال ہوگا جب ہم ہر امت میں سے احوال بتانے والے کو بلائیں گے اور تم کو ان لوگوں کا (حال بتانے کو) گواہ طلب کریں گے اس روز کافر اور پیغمبر کے نافرمان آرزو کریں گے کہ کاش ان کو زمین میں مدفون کر کے مٹی برابر کر دی جاتی۔ اور خدا سے کوئی بات چھپا نہیں سکیں گے۔ (سورۃ النساء آیات ۴۰ تا ۴۲)

اسی طرح ایک جگہ حضرت لقمان علیہ السلام کے بارے میں خبر دیتے ہوئے فرمایا:

(لقمان نے یہ بھی کہا کہ) بیٹا اگر کوئی عمل (بالفرض) رائی کے دانے کے برابر بھی (چھوٹا) ہو اور ہو بھی کسی پتھر کے اندر یا آسمانوں میں (مخفی ہو) یا زمین میں خدا اس کو قیامت کے دن لا موجود کرے گا۔ کچھ شک نہیں کہ خدا باریک بین (اور) خبردار ہے۔ (سورۃ لقمان آیت ۱۶)

جزا و سزا کے بارے میں بہت سی آیات ہیں۔ واللہ الموفق للصواب۔

**میدان محشر میں جہنم کا لایا جانا اور لوگوں پر ظاہر ہونا:** اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اور دوزخ اس دن حاضر کی جائے گی تو انسان اس دن متنبہ ہوگا مگر (اب) انتباہ (سے) اسے (فائدہ) کہاں (مل سکے گا)؟
(سورۃ الفجر آیت ۲۳)

صحیح مسلم میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جہنم کو لایا جائے گا اور اس دن جہنم کی ستر ہزار باگیں ہوں گی ہر باگ کے ساتھ ستر ہزار فرشتے ہوں گے جو جہنم کو کھینچ کر لا رہے ہوں گے۔[1]

اس روایت کو امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے مرفوعاً اور امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے موقوفاً روایت کیا ہے۔

---

[1] مسلم حدیث ۲۸۴۲، ترمذی حدیث ۲۵۷۳

## جہنم سے ایک گردن کا نکلنا اور اس کا کلام کرنا اور سرکش، متکبر اور ناحق جان لیوا قاتلین کو جہنم رسید کرنا

حضرت [illegible] ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے [illegible] نے فرمایا

جہنم سے [illegible] گردن نکلے گی [illegible] آنکھیں [illegible] ہر سرکش متکبر [illegible] اور [illegible] جہنم [illegible] ڈال دے گی۔ [1]

ارشاد ہے

جب وہ ان کو دور سے دیکھے گی تو (غضبناک ہو رہی ہو گی اور یہ) اس کے جوش (غضب) اور چیخنے چلانے کو سنیں گے۔ اور جب یہ دوزخ کی کسی تنگ جگہ میں (زنجیروں میں) جکڑ کر ڈالے جائیں گے تو وہاں موت کو پکاریں گے۔ آج ایک ہی موت کو نہ پکارو بہت سی موتوں کو پکارو۔

[سورۃ الفرقان آیت ۱۲، ۱۳]

[illegible] جب وہ ان کو دور سے دیکھے گی تو غضبناک ہو رہی ہو گی اور یہ اس کے جوش غضب اور اس کے چیخنے چلانے کو سنیں گے [illegible] جہنم [illegible] غضبناک [illegible]

[illegible] جہنم [illegible] آنکھیں [illegible]

> کیا جہنم کی آنکھیں ہوں گی؟ [illegible] کیا جہنم کی آنکھیں بھی ہوں گی؟
>
> آپ ﷺ نے فرمایا کیا تم نے اللہ کا ارشاد نہیں سنا
>
> جب وہ ان کو دور سے دیکھے گی تو (غضبناک ہو رہی ہو گی اور) یہ اس کے جوش (غضب) اور اس کے چیخنے چلانے کو سنیں گے۔ [2]

ابن ابی حاتم نے بھی اس کو روایت کیا ہے۔

تفسیر ابن جریر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا

ایک شخص کو جہنم کی طرف کھینچا جائے گا تو جہنم [illegible]

[illegible]

[illegible] ایک شخص کو جہنم کی طرف [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] حضرت ابراہیم علیہ السلام [illegible]

[illegible]

[illegible] فرمان ہے

[illegible] جہنم [illegible] کی طرف [illegible]

---

[1] [illegible] (۲) [illegible] (۳) [illegible]

اور اللہ پروردگار فرمائے گا:

اے آدم کی اولاد! ہم نے تم سے کہہ نہیں دیا تھا کہ شیطان کو نہ پوجنا وہ تمہارا کھلا دشمن ہے اور یہ کہ میری ہی عبادت کرنا یہی سیدھا رستہ ہے اور اس نے تم میں سے بہت سی خلقت کو گمراہ کر دیا تھا تو کیا تم سمجھتے نہیں تھے؟ یہی وہ جہنم ہے جس کی تمہیں خبر دی جاتی تھی۔ (سو) جو تم کفر کرتے رہے ہو اس کے بدلے آج اس میں داخل ہو جاؤ۔ (سورۃ یٰس آیت ۶۰-۶۴)

پھر اللہ تبارک وتعالیٰ خلائق پر ظہور فرمائیں گے اور تمام امتیں گھٹنوں کے بل گری پڑی ہوں گی جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

اور تم ہر ایک امت کو دیکھو گے کہ گھٹنوں کے بل بیٹھی ہوگی (اور) ہر ایک جماعت اپنی کتاب (اعمال) کی طرف بلائی جائے گی۔ جو کچھ تم کرتے رہے ہو آج تم کو اس کا بدلہ دیا جائے گا۔ یہ ہماری کتاب تمہارے بارے میں سچ سچ بیان کر دے گی۔ جو کچھ تم کیا کرتے تھے ہم لکھواتے جاتے تھے۔[1] (سورۃ جاثیہ آیت ۲۸-۲۹)

**میزان عدل کا قائم ہونا** اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

اور ہم قیامت کے دن انصاف کی ترازو کھڑی کریں گے تو کسی شخص کی ذرا بھی حق تلفی نہ کی جائے گی۔ اور اگر رائی کے دانے کے برابر بھی (کسی کا عمل) ہوگا تو ہم اس کو لا موجود کریں گے اور ہم حساب کرنے کو کافی ہیں۔ (سورۃ انبیاء آیت ۴۷)

دوسری جگہ فرمایا:

تو جن کے عملوں کے بوجھ بھاری ہوں گے وہ فلاح پانے والے ہیں اور جن کے بوجھ ہلکے ہوں گے وہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے آپ کو خسارے میں ڈالا ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے۔ (سورۃ المؤمنون آیت ۱۰۲-۱۰۳)

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

اور اس روز (اعمال کا) تلنا برحق ہے تو جن لوگوں کے (عملوں کے) وزن بھاری ہوں گے وہ تو نجات پانے والے ہیں اور جن کے وزن ہلکے ہوں گے تو یہی لوگ ہیں جنہوں نے اپنے آپ کو خسارے میں ڈالا اس لئے کہ ہماری آیتوں کے بارے میں بے انصافی کرتے تھے۔ (سورۃ الاعراف آیت ۸-۹)

سورۃ القارعۃ میں فرمایا:

تو جس کے (اعمال کے) وزن بھاری نکلیں گے وہ دل پسند عیش میں ہوگا اور جس کے وزن ہلکے نکلیں گے اس کا مرجع ہاویہ ہے اور تم کیا سمجھے کہ ہاویہ کیا چیز ہے؟ (وہ) دہکتی ہوئی آگ ہے۔ (سورۃ القارعۃ آیت ۶-۱۱)

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

کہہ دو کہ ہم تمہیں بتائیں جو عملوں کے لحاظ سے بڑے نقصان میں ہیں۔ وہ لوگ جن کی سعی دنیا کی زندگی میں برباد ہو گئی اور وہ یہ سمجھے ہوئے ہیں کہ اچھے کام کر رہے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے پروردگار کی آیتوں اور اس کے سامنے جانے سے انکار کیا۔ تو ان کے اعمال ضائع ہو گئے اور ہم قیامت کے دن ان کے لئے کچھ بھی وزن قائم نہیں کریں گے۔ (سورۃ الکہف آیت ۱۰۳-۱۰۵)

**حساب اور فیصلے کے بعد اعمال کا وزن** ابو عبداللہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: علماء نے کہا ہے کہ جب حساب ختم ہو جائے گا اس کے بعد اعمال کا وزن ہوگا کیونکہ وزن بدلہ دینے کے لئے ہوگا اور مناسب ہے کہ حساب کتاب کے بعد ہو، اس لئے کہ حساب کتاب اعمال کی جانچ کے لئے ہوگا [illegible] جب یہ حساب ختم ہو جائے گا [illegible]

پھر فرمان الٰہی ہے: اور ہم قیامت کے دن انصاف کی ترازو قائم کریں گے۔[2] یہ اس بات کا احتمال رکھتی ہے کہ قیامت کے دن بہت سی ترازوئیں ہوں گی جن میں اعمال کا وزن کیا جائے۔ یہ احتمال بھی ہو سکتا ہے کہ [illegible] اس لیے جمع لایا گیا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

---

[1] امام بیہقی نے اس حدیث کو البعث [illegible] میں ذکر فرمایا ہے حدیث ۴۹۶۔ [2] سورۃ انبیاء آیت ۴۷

## میزان کے دو مجسم پلڑے ہونے کا بیان

## "بسم اللہ الرحمن الرحیم" پر کوئی شے بھاری نہیں ہو سکتی

مسند احمد میں عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ تمام مخلوق کے سامنے میری امت کے ایک فرد کو بلائیں گے اور اس کے سامنے (اس کے گناہوں کے) ننانوے دفتر پھیلا دیئے جائیں گے ہر دفتر حد نگاہ تک پھیلا ہوا ہوگا۔ پھر اللہ تبارک و تعالیٰ اس سے فرمائیں گے کیا تو ان میں سے کسی چیز کا انکار کرتا ہے کہ میرے محافظ فرشتوں نے یہ غلط لکھ دیا ہو؟ وہ عرض کرے گا نہیں پروردگار! پروردگار فرمائیں گے: کیا تیرے پاس کوئی عذر یا نیکی ہے؟ بندہ خوفزدہ ہو جائے گا اور کہے گا نہیں اے پروردگار! پروردگار فرمائیں گے: ہمارے پاس تیری ایک نیکی ہے اور آج تجھ پر کچھ ظلم نہیں کیا جائے گا۔ پھر کاغذ کا ایک پرزہ نکالا جائے گا جس میں مکتوب ہوگا: "اشهد ان لا اله الا الله واشهد ان محمدا عبده ورسوله" پروردگار فرشتوں سے فرمائیں گے اس کو حاضر کرو۔ وہ بندہ عرض کرے گا یا رب! یہ کاغذ کا ایک پرزہ ان سارے گناہوں کے دفتر کا کیا مقابلہ کرے گا؟ پروردگار فرمائیں گے آج تجھ پر کچھ ظلم نہ ہوگا۔ پھر وہ دفتر میزان کے ایک پلڑے میں اور کاغذ کا پرزہ دوسرے پلڑے میں رکھ دیا جائے گا۔ اس کاغذ کے وزن سے دفتروں کا پلڑا ہوا میں اڑنے لگے گا یعنی بسم اللہ الرحمن الرحیم پر کوئی شے بھاری نہیں ہو سکتی۔[1]

ترمذی، ابن ماجہ اور ابن ابی الدنیا نے لیث کی حدیث سے اس کو روایت کیا ہے۔

**کیا قیامت کے دن عمل کے ساتھ عامل کا وزن بھی کیا جائے گا؟** ۔۔۔ مسند احمد میں ابو عبدالرحمن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:

قیامت کے دن میزانیں قائم کی جائیں گی پھر ایک آدمی کو لایا جائے گا اور ایک پلڑے میں رکھ دیا جائے گا اور اس کے اعمال دوسرے پلڑے میں رکھ دیئے جائیں گے۔ آدمی والا پلڑا جھک جائے گا اور اس کو جہنم کی طرف بھیج دیا جائے گا۔ جب وہ منہ پھیر کر جانے لگے گا تو رحمٰن کی طرف سے ایک پکارنے والا پکارے گا جلدی مت کرو اس کا ایک عمل باقی رہ گیا ہے۔ پھر کاغذ کا ایک پرزہ لایا جائے گا جس میں مکتوب ہوگا: "لا الہ الا اللہ" اس کو اس آدمی کے ساتھ دوسرے پلڑے میں رکھ دیا جائے گا حتیٰ کہ اس کا پلڑا بھاری ہو جائے گا۔[2]

لیکن اس روایت میں غرابت و اجنبیت ہے لیکن ایک فائدہ کا علم ہے کہ آدمی کو بھی اس کے عمل کے ساتھ تولا جائے گا۔

## قیامت کے دن "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ" کی شہادت میزان میں گناہوں پر بھاری ہو جائے گی

ابن ابی الدنیا میں عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ قیامت کے دن ایک شخص کو میزان کی طرف لایا جائے گا اس کے ننانوے دفتر نکالے جائیں گے ہر ایک حد نگاہ تک پھیلا ہوگا ان میں اس کے گناہ ہوں گے وہ ایک پلڑے میں رکھ دیئے جائیں گے۔ پھر انگلی کے پوروں جتنا کاغذ کا ایک ٹکڑا نکالا جائے گا جس میں مکتوب ہوگا "اشهد ان لا اله الا الله وان محمدا عبده ورسوله" وہ دوسرے پلڑے میں رکھا جائے گا۔ وہ پرزہ ان سب دفتروں پر بھاری ہو جائے گا۔[3]

ابوبکر بن ابی الدنیا مسنداً کہتے ہیں: ابن عبداللہ بن سابط سے مروی ہے کہ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت قریب آیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف یہ پیغام بھیجا کہ

قیامت کے دن میزان میں ان کے اعمال بھاری ہوں گے جنہوں نے دنیا میں حق کی اتباع کے ساتھ اپنے اعمال (کو) بھاری کر دیا ہے اور

---

(۱) ترمذی حدیث نمبر ۲۶۳۹، ابن ماجہ حدیث نمبر ۴۳۰۰، احمد ۲/۲۱۳۔ (۲) احمد ۲/۲۲۱ (۳) [illegible]

الٰہی کرنے والے سے بھاری ہو جاتی ہے میزان [illegible] ہے۔ جب ترازو میں کوئی شے رکھی جائے تو وہ جھک جاتا ہے۔ اسی طرح قیامت کے دن میزان میں اس نیکی بھاری ہو گی جو [illegible] باتوں کی جانب سے ساتھ والے اپنی [illegible] وہ [illegible] سامنے بھاری ہو گی [illegible] ان کلام [illegible] جب قیامت کے دن [illegible] میں رکھا جائے تو وہ بھاری ہو جائے۔

**قیامت کے دن بندے کے اعمال میں حسن اخلاق سب سے بھاری شے ہوگی** ۔ مسند احمد میں ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

قیامت کے دن مومن کے میزان میں سب سے بھاری چیز حسن خلق ہوگی۔[1]

اس حدیث کو امام احمد نے ابو داؤد نے [illegible] اور ترمذی نے [illegible] ایک شخص آیا [illegible] امام ترمذی کی [illegible] سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا [2]

طہارت نصف الایمان ہے۔ الحمد للہ میزان کو بھر دیتا ہے سبحان اللہ والحمد للہ آسمان و زمین کے درمیان کو بھر دیتے ہیں نماز نور ہے۔ صدقہ برہان ہے صبر روشنی ہے اور قرآن تیرے حق میں یا تیرے خلاف حجت ہے ہر انسان صبح کرتا ہے اور اپنی جان کو بیچتا ہے پس یا تو اسے آزاد کرا لیتا ہے یا اسے ہلاک کر دیتا ہے۔[3]

سبحان اللہ نصف میزان کو بھر دیتا ہے [illegible] ایک صحابی حضرت [illegible] سے روایت ہے [illegible] کے لئے کافی ہے یہ بات معلوم ہو کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ [illegible] ابن ابی الدنیا کی [illegible] بھی اسی طرح ہے

کہ ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اکرم ﷺ نے فرمایا

سب سے زیادہ بھاری چیز جو میزان میں رکھی جائے گی وہ حسن اخلاق ہیں۔[4]

اسے امام احمد نے [illegible] روایت کیا اور ترمذی نے [illegible] قرار دیا ہے۔

مسند احمد میں ابو سلمیٰ رضی اللہ عنہ [illegible] سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا

واہ واہ میزان میں پانچ چیزیں کتنی بھاری ہوں گی لا الہ الا اللہ اللہ اکبر سبحان اللہ الحمد للہ اور نیک بچہ جس کی وفات ہو جائے اور اس کا والد ثواب کی امید رکھے (اس پر صبر کرے)۔

اور فرمایا

پانچ چیزوں کو جو کوئی لے کر اللہ سے اس حال میں ملاقات کرے کہ ان پانچ چیزوں پر یقین رکھتا ہو وہ جنت میں داخل ہوگا اللہ پر ایمان رکھے یوم آخرت پر ایمان رکھے جنت و دوزخ پر ایمان رکھے مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے اور حساب کتاب پر ایمان رکھے۔[5]

امام احمد اس روایت میں منفرد ہیں۔

ابن مردویہ کی روایت ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ اعمال مجسم ہو جائیں گے

سورۂ بقرہ اور آل عمران قیامت کے روز بادل یا سائبان کی طرح [illegible] اپنے پڑھنے والوں کی طرف سے [illegible] کریں گی۔[6]

یعنی قرآن [illegible] قیامت کے روز [illegible] شکل میں ہو جائے گا۔

---

[1] ترمذی [illegible]
[2] مسلم کتاب الطہارۃ [illegible]
ترمذی [illegible]
[3] [illegible]
[4] [illegible]
[5] [illegible]

[illegible]

---

[illegible]

4

[illegible]

[illegible]

عائشہ بنت ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ سے روایت [illegible] [illegible]

[illegible]

قیامت کے روز حضور ﷺ کہاں کہاں ہوں گے؟ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے [illegible] [3]

شقی یا سعید؟ [illegible] [4]

[illegible]

---

(۱) [illegible] (۲) [illegible]

(۳) [illegible] (۴) [illegible]

[illegible] ہے جیسا کہ حافظ ابن ابی الدنیا فرماتے ہیں

میزان کے پاس ایک فرشتہ ہوگا۔ جب بندے کا وزن ہوگا تو وہ پکارے گا کہ فلاں بن فلاں کا میزان بھاری ہوگیا اور وہ کامیاب ہوگیا۔ اب کبھی وہ نامراد نہ ہوگا۔ اور فلاں بن فلاں کا میزان ہلکا ہوگیا اور وہ نامراد ہوگیا اب کبھی بھی فلاح نہیں پاسکے گا۔

ابن ابی الدنیا نے حضرت حذیفہ کی حدیث روایت کرتے ہیں

قیامت کے دن حضرت جبرئیل میزان کے پاس ہوں گے [illegible] ایک دوسرے کے پاس [illegible] ظالم کی نیکیاں [illegible] مظلوم پر [illegible] لوٹا دی جائیں گی۔

ابن ابی الدنیا فرماتے ہیں: حضرت سلمان رضی اللہ عنہ [illegible] حضرت [illegible] رضی اللہ عنہ نے [illegible] قیامت کے دن [illegible] میزان [illegible] جائے گی [illegible] تب اگر میری [illegible] ہوں۔

ابن ابی الدنیا فرماتے ہیں [illegible] ہوگی تو [illegible] فلاں بن فلاں کامیاب ہوگیا [illegible] اب کبھی ناکام نہیں ہوگا۔ [illegible] فلاں بن فلاں ناکام ہوگیا اب کبھی بھی فلاح نہیں پاسکے گا۔

ترمذی میں ہے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت عمر بن خطاب نے عرض کیا یا محمد (رسول اللہ) ایمان کیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا ایمان یہ ہے کہ تو اللہ پر یقین لائے اس کے ملائکہ پر اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے۔ جنت اور جہنم میزان اور موت کے بعد دوبارہ اٹھائے جانے پر اور اچھی بری تقدیر پر ایمان لائے۔ جب تو نے یہ کرلیا تو تو مومن ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا جی ہاں! جب میں نے ایسا کیا تو میں مومن ہوں۔ آپ نے سچ فرمایا۔[1]

حضرت [illegible] فرماتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کا ارشاد ہے کہ میزان کے پاس لوگوں کا اژدہام ہوگا۔

ابن ابی الدنیا [illegible] ہے کہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے فرمایا میزان رکھی جائے گی۔ اس کے دو پلڑے ہوں گے اگر ایک پلڑے میں آسمان اور زمین اور ان کی تمام چیزیں رکھی جائیں تو وہ سب پلڑے میں سما جائیں گی۔ ملائکہ عرض کریں گے یا رب! اس میں کس کا عمل تولا جائے گا؟ اللہ فرمائے گا کہ میری مخلوق میں سے جس کا چاہوں گا۔ تو ملائکہ عرض کریں گے پروردگار! ہم نے تیری عبادت کا حق ادا نہیں کیا۔

ابن ابی الدنیا [illegible] آیت ذیل کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

قیامت کے دن ہم انصاف کی ترازو کھڑی کریں گے [illegible] عمل لایا جائے گا اور ترازو کے پلڑے میں رکھ دیا جائے گا [illegible] دوسرے پلڑے میں [illegible] جھک جائے گا تو [illegible] کیا جاتا ہے [illegible] کیا گیا۔

ابن ابی الدنیا نے سلیمان [illegible] سے مروی ہے کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں

قیامت کے دن لوگوں کا حساب کتاب کیا جائے گا۔ جس کی نیکیاں برائیوں سے ایک بھی زیادہ ہوگی وہ جنت میں داخل ہوجائے گا اور جس کی برائیاں نیکیوں سے ایک بھی زیادہ ہوگی وہ جہنم میں داخل ہوجائے گا۔ پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

جن کے پلڑے بھاری ہوں گے وہ فلاح پانے والے ہیں۔ اور جن کے پلڑے ہلکے ہوں گے وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے آپ کو خسارے میں ڈالا، ہمیشہ جہنم میں رہیں گے۔ (سورۃ المومنون: ۱۰۲، ۱۰۳)

پھر آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میزان [illegible] ہلکی یا بھاری ہوجائے گی [illegible] جھک جائے گی۔

ابن ابی الدنیا [illegible] حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن آدم سے [illegible] کہیں گے [illegible] اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہوگا

---

(۱) مسند احمد [illegible]

اے آدم! اگر میں جھوٹے پر لعنت نہ کرتا اور جھوٹ اور وعدہ خلافی سے بغض نہ رکھتا تو آج مجھے تیری ذریت پر شدت عذاب سے رحم آ جاتا۔ (لیکن چونکہ مجھے ان چیزوں سے بغض ہے) اس لئے مجھ پر لازم ہے کہ جس نے میرے رسولوں کو جھٹلایا اور میری نافرمانی کی میں ان سے جہنم کو بھر دوں گا۔ اے آدم جان لے! میں تیری اولاد میں سے کسی کو آگ کا عذاب نہیں دوں گا اور نہ کسی کو جہنم میں داخل کروں گا سوائے اس کے جس کے متعلق میرے علم میں یہ بات آ چکی ہے کہ اگر میں اسے دوبارہ دنیا میں لوٹا دوں تو وہ پہلے سے بھی زیادہ شر کی طرف بڑھے گا۔ اے آدم! آج تو میرے اور اپنی اولاد کے درمیان فیصلہ کرنے والا ہے پس تو میزان کے پاس کھڑا ہو جا اور دیکھ ان کے اعمال میں کیا چیز بلند ہے؟ اگر کسی کی بھلائی برائی سے ایک ذرہ بھی زیادہ ہے تو اس کے لئے جنت ہے تاکہ تو جان لے کہ میں ظالم کے سوا کسی کو عذاب نہیں دوں گا۔

ابن ابی الدنیا نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

جب قیامت کا دن ہوگا لوگوں کا ایک بہت بڑا گروہ ظاہر ہوگا (کثرت تعداد کی وجہ سے) افق کو بھر دے گا ان کا نور آفتاب کی طرح ہوگا۔ اس کے ساتھ آواز دی جائے گی یہ گروہ نبی امی کا ہے پس ہر نبی متجسس ہو جائے گا تب کہا جائے گا محمد علیہ السلام اور ان کی امت کا گروہ ہے۔ پھر دوسرا ایک جتھا ظاہر ہوگا (کثرت تعداد کی وجہ سے) افق کو بھر دے گا ان کا نور چودھویں کے چاند کی طرح ہوگا۔ اس کے ساتھ آواز دی جائے گی یہ گروہ نبی امی کا ہے۔ پس ہر نبی متجسس ہو جائے گا تب کہا جائے گا محمد ﷺ اور ان کی امت کا گروہ ہے۔ پھر اللہ تبارک وتعالیٰ آئیں گے اور فرمائیں گے: اے محمد! یہ میری طرف سے تیرے لئے (ہدیہ) ہے۔ یہ میری طرف سے تیرے لئے (ہدیہ) ہے۔ پھر میزان رکھ دیا جائے گا اور حساب کتاب شروع ہو جائے گا۔

## فصل

**میزان سے متعلق علماء کے اقوال:** امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے بعض علماء سے نقل کیا ہے کہ میزان کے دو پلڑے ہیں۔ ہر ایک پلڑے میں زمین و آسمان رکھ دیئے جائیں تو دونوں کو کافی ہو جائے گا۔ نیکیوں کا پلڑا نور کا ہے اور برائیوں کا پلڑا ظلمت کا ہے۔ یہ ترازو اللہ کے عرش کے سامنے نصب ہے۔ عرش کے دائیں طرف جنت ہے نور کا پلڑا اسی کی طرف ہے۔ عرش کے بائیں طرف جہنم ہے اور ظلمت کا پلڑا اسی کی طرف ہے۔

معتزلہ نے میزان کا انکار کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں اعمال عرض ہیں جن کا کوئی جسم نہیں تو ان کا وزن کیسے ہو سکتا ہے؟ اس کے جواب میں فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ اعراض کو اجسام میں بدل دیں گے اور ان کا وزن کیا جائے گا۔ امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں صحیح یہ ہے کہ اعمال کے رجسٹروں کا وزن کیا جائے گا۔ لیکن مصنف علامہ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جیسے صراحت کے ساتھ گزر چکا ہے کہ اعمال کو جسم کی صورت میں وزن ہو سکتا ہے اسی طرح ان کے رجسٹروں کا وزن ہو سکتا ہے اور بذات خود عامل کا وزن کیا جانا بھی ممکن ہے۔ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں مجاہد، ضحاک اور اعمش سے مروی ہے کہ میزان سے مراد عدل اور فیصلہ ہے۔ اور وزن کا ذکر مثال کے طور پر کیا گیا ہے جیسے کہا جاتا ہے یہ بات اس بات کے ہم وزن ہے۔ مصنف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ممکن ہے کہ ان علماء نے یہ تفسیر ذیل کی آیت کی وجہ سے کی ہو:

اور اسی نے آسمان کو بلند کیا اور ترازو قائم کی کہ ترازو (سے تولنے) میں حد سے تجاوز نہ کرو اور انصاف کے ساتھ ٹھیک تولو اور تول کم مت کرو۔
(سورۃ الرحمٰن، آیات ۷۔۹)

وضع میزان سے مراد عدل ہے۔ اللہ نے بندوں کو اس کا حکم دیا ہے۔ احادیث اور قرآن میں میزان کا ذکر حقیقی ترازو کے لئے آیا ہے جیسے فرمایا: "فمن ثقلت موازینه ومن خفت موازینه"

**میزان ہر شخص کے لئے قائم نہیں ہوگی:** امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میزان برحق ہے لیکن ہر ایک کے حق میں نہیں ہے۔ اس پر خدا تعالیٰ کا فرمان دلیل ہے: مجرم اپنے چہرے ہی سے پہچان لئے جائیں گے تو پیشانی کے بالوں اور پاؤں سے پکڑ لئے جائیں گے۔
(سورۃ الرحمٰن، الآیہ ۴۱)

اسی طرح آپ ﷺ کا فرمان ہے: پھر اللہ تعالیٰ فرمائیں گے اے محمد! اپنی امت میں سے، جس پر حساب کتاب نہیں ہے اس کو جنت میں دائیں دروازے سے داخل کرلے۔ اور وہ باقی امور میں لوگوں کے شریک کار ہوں گے۔

مصنف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ستر ہزار اشخاص کے بارے میں احادیث تواتر کے ساتھ ثابت ہیں کہ وہ بغیر حساب کتاب جنت میں جائیں گے۔ لیکن اس سے لازم نہیں آتا کہ ان کے اعمال کا وزن بھی نہ کیا جائے، اس میں کلام ہے، کیونکہ اعمال نیکوکاروں کے بھی وزن کئے جائیں گے محض اس لئے کہ حاضرین محشر پر ان کی عظمت ظاہر ہو۔ اسی طرح کفار خواہ ان کے پاس کوئی سودمند نیکی نہ ہو تب بھی ان کے اعمال کا وزن ہوگا تاکہ ان کے کفر و بدبختی کا اندازہ کیا جاسکے اور حاضرین محشر پر ان کی شقاوت ظاہر ہوسکے۔

**کیا آخرت میں کافر سے عذاب کی تخفیف ہوگی؟** ...... حدیث میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی پر ایک نیکی کا ظلم بھی نہیں فرماتے یعنی اگر کسی کافر سے کوئی نیکی سرزد ہو تو اس کو بھی اس کا بدلہ عطا فرمادیتے ہیں اس طرح کہ دنیا میں اس کو عیش و عشرت سے نواز دیتے ہیں حتیٰ کہ وہ اللہ کے پاس حاضر ہوتا ہے تو اس کے پاس کوئی نیکی نہیں رہتی۔

لیکن التذکرہ میں امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ موقف اختیار کیا ہے کہ کافر کوئی صدقہ کرے یا صلہ رحمی وغیرہ نیکی کا کام کرے تو اس سے عذاب میں تخفیف کی جاتی ہے۔ انہوں نے جناب ابی طالب کے قصے سے اس پر دلیل لی ہے، کہ ان کی نیکی اور حضور ﷺ کی مدد کے صلے میں ان پر عذاب میں تخفیف کی جائے گی اور آگ کے صرف جوتے پہنائے جائیں گے جس سے ان کا دماغ کھولے گا۔

حضرت مصنف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ممکن ہے یہ خصوصیت صرف حضرت جناب ابی طالب کے ساتھ ہو کیونکہ انہوں نے حضور ﷺ کی بے انتہا مدد و نصرت فرمائی تھی۔

امام قرطبی اپنی رائے پر اس آیت سے دلیل پکڑتے ہیں:

اور ہم قیامت کے دن انصاف کی ترازو کھڑی کریں گے تو کسی شخص کی ذرا بھی حق تلفی نہ کی جائے گی اور اگر رائی کے دانے کے برابر بھی (کسی کا عمل) ہوگا تو ہم اس کو لاموجود کریں گے اور ہم حساب کرنے کو کافی ہیں۔ (سورۃ الانبیاء، الآیۃ: ۴۷)

مصنف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ آیت عموم پر دلیل ہے، کہ کسی پر ظلم نہیں کیا جائے گا اور کافرین پر بھی ظلم نہیں ہوگا اور ان کو ہم پہلے ہی دنیا میں ان کی نیکی کا بدلہ دے چکے ہوں گے لہٰذا کافروں کو اس آیت کے عموم سے خاص کرلیا جائے گا۔ اسی طرح آپ ﷺ سے سوال کیا گیا کہ عبداللہ بن جدعان مہمان نوازی کرتا تھا صلہ رحمی سے پیش آتا تھا اور غلاموں کو آزاد کرتا تھا تو کیا یہ باتیں اس کے لئے سودمند ثابت ہوں گی؟ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں! کیونکہ اس نے کبھی زندگی میں لا الٰہ الا اللہ نہیں کہا۔ اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: اور جو انہوں نے عمل کئے ہوں گے ہم ان کی طرف متوجہ ہوں گے تو ان کو اڑتی خاک کردیں گے۔ (سورۃ الفرقان، الآیۃ: ۲۳)

اسی طرح فرمایا: یہاں تک کہ جب اس کے پاس آئے گا تو اسے کچھ بھی نہ پائے گا۔ اور خدا ہی کو اپنے پاس دیکھے تو وہ اسے اس کا حساب پورا پورا چکادے اور خدا جلد حساب کرنے والا ہے۔ (سورۃ النور، الآیۃ: ۳۹)

اور فرمایا: جن لوگوں نے اپنے پروردگار سے کفر کیا ان کے اعمال کی مثال راکھ کی سی ہے کہ آندھی کے دن اس پر زور کی ہوا چلے (اور) اسے اڑا لے جائے۔ (سورۃ ابراہیم، الآیۃ: ۱۸)

اور فرمایا: اور جن لوگوں نے کفر کیا ان کے اعمال (کی مثال ایسی ہے) جیسے میدان میں ریت کہ پیاسا اسے پانی سمجھے۔ یہاں تک کہ جب اس کے پاس آئے تو اسے کچھ بھی نہ پائے۔ اور خدا ہی کو اپنے پاس دیکھے تو وہ اسے اس کا حساب پورا پورا چکادے اور خدا جلد حساب کرنے والا ہے۔ (سورۃ النور، الآیۃ: ۳۹)

مترجم احقر عرض کرتا ہے ناقص رائے میں مصنف ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ کی بات زیادہ قوی ہے کیونکہ اکثر نصوص اسی طرف اشارہ کرتی ہیں۔

## فصل

امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جس کی نیکیاں برائیوں سے ایک رائی کے دانے کے برابر بھی زیادہ ہوں گی وہ جنت میں داخل ہو جائے گا، جس کی برائیاں اس کی نیکیوں سے ایک رائی کے دانے کے برابر بھی زیادہ ہوں گی تو وہ جہنم میں داخل ہو جائے گا، الا یہ کہ اللہ تعالیٰ اس کی بخشش فرما دے اور جس کی نیکیاں اور برائیاں برابر ہوں گی وہ اعراف کے باسی ہوں گے۔

اس روایت کے مثل حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بھی ایک روایت مروی ہے۔ مصنف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: قرآن کی یہ آیت بھی اس کی شاہد ہے۔

خدا کسی کی ذرہ بھر بھی حق تلفی نہیں کرتا اور اگر نیکی (کی) ہوگی تو اس کو دو چند کر دے گا اور اپنے ہاں سے اجر عظیم بخشے گا۔ (سورۃ النساء، آیت: ۴۰)

لیکن اگر کسی کی نیکی اس کی برائیوں سے ایک مثقال ذرہ بھی زیادہ ہوئی اور وہ جنت میں داخل ہو گیا تو کیا اس کی تمام نیکیاں اس کے لئے رفع درجات کا سبب بنیں گی یا نہیں اور اس کی برائیوں کا بدلہ ہو جائیں گی؟ مجھے اس کا کوئی علم نہیں۔

### اللہ تعالیٰ کے سامنے پیشی، صحائف اعمال کا اڑنا اور اللہ تعالیٰ کا حساب کتاب لینا

فرمان الٰہی ہے:

اور جس دن ہم پہاڑوں کو چلائیں گے اور تم زمین کو صاف میدان دیکھو گے اور ان (لوگوں) کو ہم جمع کر لیں گے تو ان میں سے کسی کو بھی نہیں چھوڑیں گے۔ اور سب تمہارے پروردگار کے سامنے صف باندھ کر لائے جائیں گے (تو ہم ان سے کہیں گے کہ) جس طرح ہم نے تم کو پہلی بار پیدا کیا تھا (اسی طرح آج) تم ہمارے سامنے آئے لیکن تم نے تو یہ خیال کر رکھا تھا کہ ہم نے تمہارے لئے (قیامت کا) کوئی وقت ہی مقرر نہیں کیا۔ اور (عملوں کی) کتاب (کھول کر) رکھی جائے گی تو تم گنہگاروں کو دیکھو گے کہ جو کچھ اس میں (لکھا) ہوگا اس سے ڈر رہے ہوں گے اور کہیں گے ہائے شامت یہ کیسی کتاب ہے کہ نہ چھوٹی بات کو چھوڑتی ہے نہ بڑی بات کو (کوئی بات بھی نہیں) مگر اسے لکھ رکھا ہے اور جو عمل کئے ہوں گے سب کو حاضر پائیں گے اور تمہارا پروردگار کسی پر ظلم نہیں کرے گا۔ (سورۃ الکہف، آیت: ۴۷ تا ۴۹)

ایک جگہ فرمایا:

کہہ دو کہ بے شک پہلے اور پچھلے (سب) ایک روز مقرر کے وقت پر جمع کئے جائیں گے۔ (سورۃ الواقعہ، آیت: ۴۹، ۵۰)

اور فرمایا:

اور زمین اپنے پروردگار کے نور سے چمک جائے گی اور (اعمال کی) کتاب (کھول کر) رکھ دی جائے گی اور پیغمبر اور گواہ حاضر کئے جائیں گے اور ان میں انصاف کے ساتھ فیصلہ کیا جائے گا اور بے انصافی نہیں کی جائے گی اور جس شخص نے جو عمل کیا ہوگا اس کو اس کا پورا پورا بدلہ مل جائے گا اور جو کچھ یہ کرتے ہیں اس کو سب کی خبر ہے۔ (سورۃ الزمر، آیت: ۶۹، ۷۰)

اور فرمان الٰہی ہے:

اور جیسا ہم نے تم کو پہلی دفعہ پیدا کیا تھا ایسا ہی آج اکیلے اکیلے ہمارے پاس آئے اور جو (مال و متاع) ہم نے تمہیں عطا فرمایا تھا وہ سب اپنی پیٹھ پیچھے چھوڑ آئے اور ہم تمہارے ساتھ تمہارے سفارشیوں کو بھی نہیں دیکھتے جن کی نسبت تم خیال کرتے تھے کہ وہ تمہارے (شفیع اور ہمارے) شریک ہیں (آج) تمہارے آپس کے سب تعلقات منقطع ہو گئے اور جو دعوے تم کیا کرتے تھے سب جاتے رہے۔ (سورۃ الانعام، آیت: ۹۴)

اور فرمان الٰہی ہے:

اور جس دن ہم ان سب کو جمع کریں گے پھر مشرکوں سے کہیں گے کہ تم اور تمہارے شریک اپنی اپنی جگہ ٹھہرے رہو تو ہم ان میں تفرقہ ڈال دیں گے اور ان کے شریک (ان سے) کہیں گے کہ تم ہم کو نہیں پوجا کرتے تھے۔ ہمارے اور تمہارے درمیان خدا ہی گواہ کافی ہے ہم تمہاری پرستش سے بالکل بے خبر تھے۔ وہاں ہر شخص (اپنے اعمال کی) جو اس نے آگے بھیجے ہوں گے آزمائش کر لے گا اور وہ اپنے سچے مالک کی طرف لوٹائے جائیں گے

اور جو کچھ وہ بہتان باندھا کرتے تھے سب ان سے جاتا رہے گا۔ (سورۃ یونس، آیت ۲۸-۳۰)

اور فرمایا:

جس دن وہ سب (جن و انس) کو جمع کرے گا (اور فرمائے گا کہ) اے گروہ جنات! تم نے انسانوں سے بہت (فائدے) حاصل کئے تو جو انسانوں میں ان کے دوست دار ہوں گے وہ کہیں گے کہ پروردگار! ہم ایک دوسرے سے فائدہ حاصل کرتے رہے اور (آخر) اس وقت کو پہنچ گئے جو تو نے ہمارے لئے مقرر کیا تھا۔ خدا فرمائے گا (اب) تمہارا ٹھکانا دوزخ ہے، ہمیشہ اس میں (جلتے) رہو گے مگر جو خدا چاہے۔ بے شک تمہارا پروردگار دانا اور خبردار ہے۔ اور اسی طرح ہم ظالموں کو ان کے اعمال کے سبب جو وہ کرتے تھے ایک دوسرے پر مسلط کر دیتے ہیں۔ اے جنوں اور انسانوں کی جماعت! کیا تمہارے پاس تم ہی میں سے پیغمبر نہیں آتے رہے جو میری آیتیں تم کو پڑھ پڑھ کر سناتے اور اس دن کے سامنے آ موجود ہونے سے ڈراتے تھے۔ وہ کہیں گے کہ (پروردگار!) ہمیں اپنے گناہوں کا اقرار ہے۔ ان لوگوں کو دنیا کی زندگی نے دھوکے میں ڈال رکھا تھا اور (اب) خود اپنے اوپر گواہی دی کہ کفر کرتے تھے۔ (اے محمد!) یہ جو پیغمبر آتے رہے اور کتابیں نازل ہوتی رہیں تو اس لئے کہ تمہارا پروردگار ایسا نہیں کہ بستیوں کو ظلم سے ہلاک کر دے اور وہاں کے رہنے والوں کو (کچھ بھی) خبر نہ ہو۔ اور سب لوگوں کے بلحاظ اعمال درجے (مقرر) ہیں اور جو کام یہ لوگ کرتے ہیں خدا ان سے بے خبر نہیں۔ [سورۃ الانعام، آیات ۱۲۸-۱۳۲]

اس بارے میں بہت سی احادیث ہیں، ان شاء اللہ عنقریب ہم ان کو ان کے مقام پر ذکر کریں گے، یہاں ان آیات کا ذکر کر دیتے ہیں۔

صحیح بخاری میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

تم اللہ سے اس حال میں ملاقات کرو گے کہ ننگے پاؤں، ننگے بدن اور غیر مختون ہو گے جیسے کہ ہم نے تم کو پہلی مرتبہ پیدا کیا اسی طرح ہم دوبارہ لوٹائیں گے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا، حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا وغیرہ سے بھی اسی کے مثل مروی ہے۔

ترمذی اور ابن ماجہ میں حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے منقول ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ لوگوں کی تین پیشیاں ہوں گی، دو پیشیوں میں تو بحث و جدال اور عذر معذرت ہوگی اور تیسری پیشی میں اعمال نامے اڑائے جائیں گے، سو جس کا اعمال نامہ دائیں ہاتھ میں آئے گا وہ حساب کتاب سے آسانی کے ساتھ فارغ ہو جائے گا اور جنت میں داخل ہوگا لیکن جس کا نامہ اعمال بائیں ہاتھ میں ملا وہ جہنم میں داخل ہوگا۔[1]

مسند احمد میں حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لوگوں کی تین پیشیاں ہوں گی، دو پیشیوں میں تو بحث و جدال اور عذر معذرت ہوگی اور تیسری پیشی میں اعمال نامے اڑائے جائیں گے، سو کوئی دائیں ہاتھ میں لینے والا ہوگا اور کوئی بائیں ہاتھ میں۔

اس بارے میں حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے متعلق ایک طویل اثر مروی ہے جس کا ترجمہ حسب ذیل ہے

[illegible] اعمال نامے تم پر پیش کئے جائیں گے، جو کچھ اس میں [illegible] ہوگا [illegible] اس وقت [illegible] کیا جنت میں [illegible] جہنم [illegible] [illegible] سامنے [illegible] [illegible] پہلے [illegible] اپنے حال [illegible] [illegible]

جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

تو جس کا نامہ اعمال اس کے داہنے ہاتھ میں دیا جائے گا اس سے حساب آسان لیا جائے گا اور وہ اپنے گھر والوں میں خوش خوش آئے گا اور جس کا نامہ اعمال اس کی پیٹھ کے پیچھے سے دیا جائے گا

---

[1] ترمذی شریف حدیث ۲۴۲۵، مسلم الحدیث ۴۲۷۷، ابن ماجہ حدیث ۴۲۷۷، مسند احمد الحدیث ۴/۴۱۴

موت کو پکارے گا اور دوزخ میں داخل ہوگا۔ یہ اپنے اہل (وعیال) میں مست رہتا تھا۔ اور خیال کرتا تھا کہ (خدا کی طرف) پھر کر نہ جائے گا۔ ہاں (ہاں) اس کا پروردگار اس کو دیکھ رہا تھا۔ (سورۃ الانشقاق، الآیات ۶۔۱۵)

جس سے حساب میں جانچ پڑتال کی گئی وہ ہلاک ہو گیا...... صحیح بخاری میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن جس کسی سے بھی حساب کتاب کیا گیا وہ ہلاک ہو جائے گا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا یہ خدا کا فرمان نہیں ہے؟ (ترجمہ) تو جس کا نامہ (اعمال) اس کے داہنے ہاتھ میں دیا جائے گا اس سے حساب آسان لیا جائے گا۔ (سورۃ الانشقاق، الآیات ۷۔۸)

آپ ﷺ نے فرمایا: یہ تو محض پیشی ہے، حساب تو جس سے بھی لیا گیا وہ ہلاکت سے نہیں بچ سکتا۔(۱)

یعنی پروردگار بندوں سے حساب میں پوچھ گچھ شروع فرمائیں تو کوئی بھی حساب کتاب پر پورا نہیں اتر سکتا۔ جس سے بھی حساب لیا گیا وہ مبتلائے عذاب ہو کر رہے گا لیکن اس کے باوجود حلم ربی بھرپور ہوگا۔ اس وجہ سے پروردگار عفو و درگزر سے کام لیں گے اور جس طرح دنیا میں بندوں کی پردہ پوشی فرماتے رہے اسی طرح آخرت میں بھی بہت سوں کے ساتھ ستاری و غفاری کا کرشمہ فرمائیں گے۔ جیسے ابن عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے:

قیامت کے دن اللہ تعالیٰ بندے کو اپنے قریب کریں گے حتیٰ کہ اس پر چھا جائیں گے اور پھر اس سے گناہوں کا اقرار کروائیں گے ــــ حتیٰ کہ جب اسے اپنی ہلاکت کا یقین ہو جائے گا تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: (دیکھ!) میں نے دنیا میں بھی تیرا پردہ رکھا، جا آج بھی تیری بخشش کرتا ہوں۔(۲)

## فصل

دنیا میں نیک و بد سب ساتھ ہیں لیکن قیامت میں کافر و مومن اچھے و برے سب الگ الگ کر دیئے جائیں گے۔ (مترجم) اس ضمن میں فرمان ایزدی ہے:

اور تم لوگ تین قسم میں ہو جاؤ۔ داہنے ہاتھ والے، (سبحان اللہ) داہنے ہاتھ والے کیا (ہی چین میں) ہیں!!! اور بائیں ہاتھ والے (افسوس) بائیں ہاتھ والے کیا (ذلیل و خوار اور گرفتار عذاب) ہیں!!! اور جو آگے بڑھنے والے (ہیں ان کا کیا ہی کہنا) وہ آگے ہی بڑھنے والے ہیں۔ وہی (خدا کے) مقرب ہیں۔ نعمت کی بہشتوں میں۔ (سورۃ الواقعۃ، الآیات ۷۔۱۲)

جب فیصلے کے لئے پروردگار کی کرسی رکھ دی جائے گی تو کافر مومنوں سے بائیں طرف ہٹا کر کھڑے کر دیئے جائیں گے۔ مومنین عرش کی داہنی جانب رہ جائیں گے۔ ان میں سے کچھ پروردگار کے سامنے ہوں گے۔

اس سے متعلق فرامین الٰہی ملاحظہ ہوں:

اور گنہگارو! تم آج الگ ہو جاؤ۔ (سورۃ یٰسین، الآیۃ ۵۹)

پھر مشرکوں سے کہیں گے کہ تم اور تمہارے شریک اپنی اپنی جگہ ٹھہرے رہو۔ تو ہم ان میں تفرقہ ڈال دیں گے۔ (سورۃ یونس، الآیۃ ۲۸)

اور تم ہر ایک فرقے کو دیکھو گے کہ گھٹنوں کے بل بیٹھا ہوگا (اور) ہر ایک جماعت اپنی کتاب (اعمال) کی طرف بلائی جائے گی۔ جو کچھ تم کرتے رہے ہو آج تم کو اس کا بدلہ دیا جائے گا۔ (سورۃ الجاثیۃ، الآیۃ ۲۸)

اور (عملوں کی) کتاب (کھول کر) رکھی جائے گی تو تم گنہگاروں کو دیکھو گے کہ جو کچھ اس میں (لکھا) ہوگا اس سے ڈر رہے ہوں گے اور کہیں گے ہائے شامت! یہ کیسی کتاب ہے کہ نہ چھوٹی بات کو چھوڑتی ہے نہ بڑی بات کو (کوئی بات بھی نہیں) مگر اسے لکھ رکھا ہے اور جو عمل کئے ہوں گے سب کو حاضر پائیں گے۔ اور تمہارا پروردگار کسی پر ظلم نہیں کرے گا۔ (سورۃ الکہف، الآیۃ ۴۹)

الغرض ساری خلق خدا خدا کے سامنے سرنگوں کھڑی ہوگی۔ ہر شخص اپنے اپنے اعمال کے مطابق پسینے میں غرق ہوگا۔ تمام لوگ گردن ڈالے

---

(۱) بخاری، الحدیث ۶۵۳۷۔ مسلم، الحدیث ۷۱۵۶۔ (۲) بخاری، الحدیث ۴۶۸۵۔ مسلم، الحدیث ۶۹۳۹۔ ابن ماجہ، الحدیث ۱۸۳

ہوں گے۔ ہر طرف گمبھیر سناٹا چھایا ہوگا۔ مشیت ایزدی کے سوا کوئی کسی سے بات کرنے کی جرأت نہیں کر سکے گا۔ انبیاء ہی بات چیت کر رہے ہوں گے۔ ہر نبی کے اردگرد اس کی پریشان امت جمع ہوگی۔ اولین و آخرین پر مشتمل کتاب الاعمال رکھ دی جائے گی، جو نہ چھوٹی بات کو چھوڑے گی اور نہ بڑی بات کو بلکہ ہر ذرہ ذرہ اس میں محفوظ ہوگا۔ خلق خدا کے کیے ہوئے اعمال اس میں درج ہوں گے نگہبان اور امانت دار فرشتوں نے نئی پرانی ہر بات اس میں لکھ رکھی ہوگی۔

فرمان الٰہی ہے: اس دن انسان کو اگلی پچھلی ہر بات بتا دی جائے گی۔

اور ہم نے ہر انسان کے اعمال کو (بہ صورت کتاب) اس کے گلے میں لٹکا دیا ہے۔ اور قیامت کے روز (وہ) کتاب اسے نکال دکھائیں گے جسے وہ کھلا ہوا دیکھے گا۔ (کہا جائے گا کہ) اپنی کتاب پڑھ لے تو آج اپنا آپ ہی محاسب کافی ہے۔ (سورۃ الاسراء، الآیتان: ۱۳-۱۴)

حضرت بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اے ابن آدم! پروردگار نے خود تجھے تیرا نگہبان بنا کر تیرے ساتھ کس قدر انصاف کیا ہے، پس سوچ لے اس دن کا عالم کیا ہوگا جب اچھے برے اعمال کے لیے میزان نصب کر دی جائے گی۔ پل صراط جہنم کی پشت پر بچھا دی جائے گی۔ ملائکہ جن و انس کو گھیرے ہوئے ہوں گے۔ جہنم ظاہر ہو جائے گی۔ نعمتوں کا جہان مزین ہو کر سامنے آ جائے گا۔ بندوں کا فیصلہ کرنے کے لیے پروردگار جلوہ افروز ہوں گے۔ زمین اپنے رب کے نور سے منور ہو جائے گی۔ صحائف اعمال پڑھے جائیں گے۔ ملائکہ بنی آدم کے اعمال پر گواہی دیں گے۔ زمین اپنی پشت پر کی جانے والی ہر بات کی گواہی دے گی۔ پس کوئی تو حقیقت کا اعتراف کرے گا اور جو اپنے کیے سے منکر ہوگا اس کے منہ پر مہر سکوت ثبت کر دی جائے گی۔ اور اس کے اعضاء، جو کچھ انہوں نے کیا ہوگا دن کے اجالے میں یا رات کی اندھیری میں از خود سب کچھ بتا دیں گے۔

فرمان الٰہی ہے:

اس روز وہ اپنے حالات بیان کر دے گی۔ کیونکہ تمہارے پروردگار نے اس کو حکم بھیجا (ہوگا)۔ (سورۃ الزلزال، الآیتان: ۴-۵)

فرمان الٰہی ہے:

یہاں تک کہ جب اس کے پاس پہنچ جائیں گے تو وہ ان کے کان اور آنکھیں اور جلدیں (یعنی اعضاء) ان کے اعمال پر گواہی دیں گے وہ اپنی جلدوں سے کہیں گے کہ تم نے ہمارے خلاف کیوں شہادت دی؟ وہ کہیں گی کہ جس خدا نے سب چیزوں کو نطق بخشا اسی نے ہم کو بھی گویائی دی۔ اور اسی نے تم کو پہلی بار پیدا کیا تھا اور اسی کی طرف تم کو لوٹ کر جانا ہے۔ اور تم اس (بات کے خوف) سے تو پردہ نہیں کرتے تھے کہ تمہارے کان اور تمہاری آنکھیں اور چمڑے تمہارے خلاف شہادت دیں گے بلکہ تم خیال کرتے تھے کہ خدا کو تمہارے بہت سے عملوں کی خبر ہی نہیں۔ اور اسی گمان (بد) نے جو تم اپنے پروردگار کے بارے میں رکھتے تھے تم کو ہلاک کر دیا اور تم خسارہ پانے والوں میں ہو گئے۔ اب اگر یہ صبر کریں گے تو ان کا ٹھکانا دوزخ ہی ہے اور اگر توبہ کریں گے تو ان کی توبہ قبول نہیں کی جائے گی۔ (سورۃ فصلت، الآیات: ۲۰-۲۴)

فرمان الٰہی ہے:

(یعنی قیامت کے روز) جس دن ان کی زبانیں اور ہاتھ اور پاؤں سب ان کے کاموں کی گواہی دیں گے۔ اس دن خدا ان کو (ان کے اعمال کا) پورا پورا (اور) ٹھیک بدلہ دے گا اور ان کو معلوم ہو جائے گا کہ خدا برحق (اور حق کو) ظاہر کرنے والا ہے۔ (سورۃ النور، الآیتان: ۲۴-۲۵)

اور فرمان الٰہی ہے:

آج ہم ان کے مونہوں پر مہر لگا دیں گے اور ان کے ہاتھ جو کچھ عمل کرتے رہے تھے ہم سے بیان کر دیں گے اور ان کے پاؤں (اس کی) گواہی دیں گے۔ اور اگر ہم چاہیں تو ان کی آنکھوں کو مٹا (کر اندھا کر) دیں پھر یہ رستے کو دوڑیں تو کہاں دیکھ سکیں گے۔ اور اگر ہم چاہیں تو ان کی جگہ پر ان کی صورتیں بدل دیں پھر وہاں سے نہ آگے جا سکیں اور نہ پیچھے لوٹ سکیں۔ (سورۃ یٰس، الآیات: ۶۵-۶۷)

اور فرمان الٰہی ہے: اور اس زندہ و قائم کے روبرو منہ نیچے ہو جائیں گے۔ اور جس نے ظلم کا بوجھ اٹھایا وہ نامراد رہا۔ اور جو نیک کام کرے گا اور وہ مومن بھی ہوگا تو اس کو نہ ظلم کا خوف ہوگا اور نہ نقصان کا۔ (سورۃ طٰہٰ، الآیتان: ۱۱۱-۱۱۲)

یعنی اس کی نیکیوں میں سے کچھ کم نہیں کیا جائے گا اور نہ کسی کا برا عمل اس کے کندھوں پر ڈالا جائے گا۔

# فصل

سب سے پہلے اللہ تعالیٰ انس و جن کے علاوہ بے زبان مخلوق کا فیصلہ فرمائیں گے اور ان کو دوبارہ زندہ کرنے کے حوالہ سے ایک قرآن مجید کی آیت اس پر شاہد ہے

اور زمین میں چلنے پھرنے والا (حیوان) یا دو پروں سے اڑنے والا جو جانور ہے ان کی بھی تم لوگوں کی طرح جماعتیں ہیں ہم نے کتاب (یعنی لوح محفوظ) میں کسی چیز (کے لکھنے) میں کوتاہی نہیں کی۔ پھر سب اپنے پروردگار کی طرف جمع کئے جائیں گے۔ (سورۃ الانعام آیت ۳۸)

اسی طرح قرآن پاک میں ہے اور جب وحشی جانور جمع کئے جائیں گے۔ (سورۃ التکویر آیت ۵)

عبداللہ بن امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بن عفان سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا

قیامت کے دن بغیر سینگوں والی بکری سینگوں والی سے بدلہ لے گی۔ (۱)

مسند احمد میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا قیامت کے دن حقوق ادا کئے جائیں گے حتیٰ کہ بغیر سینگوں والی بکری کا سینگوں والی بکری سے بدلہ دلوایا جائے گا۔ (۲)

اس روایت کی اسناد کے متعلق مصنف امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ سند صحیح مسلم کی شرائط پر پوری اترتی ہے تاہم انہوں نے اس کے ساتھ روایت تخریج فرمائی۔

مسند احمد میں ہی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا

مخلوق میں سے ایک دوسرے سے قصاص لیا جائے گا۔ حتیٰ کہ بغیر سینگوں والی بکری کا سینگوں والی بکری سے قصاص لیا جائے گا اور چیونٹی تک کا قصاص بھی دلوایا جائے گا۔

امام احمد اس کی روایت میں منفرد ہیں۔

عبداللہ بن امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سند روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ تشریف فرما تھے دو بکریاں پاس چارہ کھا رہی تھیں کہ ایک نے دوسری کو سینگ مارا جس سے اس کا بچہ ضائع ہو گیا۔ ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہنس دیئے آپ ﷺ سے پوچھا گیا یا رسول اللہ! کس چیز نے آپ کو ہنسایا؟ فرمایا مجھے اس پر تعجب ہوا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے قیامت کے دن اس کا بھی بدلہ دلوایا جائے گا۔ (۳)

مسند احمد میں مسند ابو یعلیٰ سے منقول روایت ہے وہ اپنے شیخ سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے (جیسا کہ گزر چکا) پھر حضور اکرم ﷺ نے فرمایا اے ابوذر! جانتے ہو یہ بکریاں کس وجہ سے لڑ رہی ہیں۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا نہیں۔ فرمایا: لیکن اللہ تعالیٰ جانتا ہے اور ان کے درمیان فیصلہ بھی فرمائے گا۔ (۴)

قرطبی میں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ بکریوں کے پاس سے گزرے جو سینگوں سے لڑ رہی تھیں تو آپ ﷺ نے فرمایا قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ان سے بغیر سینگوں والی کا بدلہ ان سینگوں والی سے دلائیں گے۔ (۵)

ابن ابی وہب سنداً ذکر کرتے ہیں کہ عبدالرحمن بن [illegible] طریق سے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ ان کی ایک بات بتائی آتے وقت دیکھا کہ آپ رضی اللہ عنہ [illegible] سے فرما رہے ہیں اللہ کی قسم! اگر قیامت کے دن کا خوف نہ ہوتا تو میں تجھے مارتا۔ میں نے عرض کیا: کیا بات ہے اے ابوذر! (بکری کا دوسری کو سینگ مارنا) [illegible] آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے (راوی کہتے ہیں) [illegible] آپ ﷺ نے یوں قسم کھائی قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے بکری سے ضرور سوال کیا جائے گا کہ اس نے کیوں سے

---

(۱) [illegible] (۲) [illegible]

(۳) [illegible] (۴) [illegible] (۵) [illegible]

[illegible]

مسند احمد میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے آپ فرماتے ہیں ایک دن رسول اللہ ﷺ ہمارے درمیان کھڑے ہوئے اور خیانت کا ذکر فرمایا اور اس کی شدت [illegible] بیان فرمایا [illegible] کہ میں تم میں سے کسی کو قیامت کے دن اپنی گردن پر اونٹ لادے ہوئے آئے اور وہ بلبلا رہا ہو اور وہ کہے یا رسول اللہ میری مدد کیجئے اور میں کہہ دوں میں اللہ کی طرف سے تمہارے لئے کسی چیز کا مالک نہیں میں تم کو بات پہنچا چکا تھا [illegible] میری مدد کیجئے اور میں کہہ دوں میں اللہ کی طرف سے تم کو کسی چیز سے چھڑا نہیں سکتا میں تم کو بات پہنچا چکا تھا [illegible] میں اللہ کی طرف سے تم کو کسی چیز سے چھڑا نہیں سکتا میں تم کو بات پہنچا چکا تھا [illegible] میری مدد کیجئے اور مجھے کہنا پڑے میں اللہ کی طرف سے تم کو کسی چیز سے چھڑا نہیں سکتا میں تم کو بات پہنچا چکا تھا اسی طرح [illegible] میری مدد کیجئے اور مجھے کہنا پڑے میں اللہ کی طرف سے تم کو کسی چیز سے چھڑا نہیں سکتا میں تم کو بات پہنچا چکا تھا۔ (1)

یہ حدیث خیانت سے متعلق ہے [illegible] قیامت کے دن [illegible] کہ قیامت کے دن فیصلے کے متعلق [illegible] (مترجم)

[illegible]

[illegible] (2)

[illegible]

[illegible] قیامت کے دن [illegible]

[illegible]

قیامت کے دن جب [illegible] آدم [illegible] جنت والے ہیں اور [illegible] جہنم والے [illegible]

[illegible]

[illegible]

---

(1) مسند احمد [illegible] (2) [illegible] (3) مسلم [illegible]

# فصل

## قیامت کے دن (بندوں کے اعمال میں) پہلی شے جس کا حساب کیا جائے گا وہ خون (ناحق) ہوگا

جب اللہ تعالیٰ بہائم اور چوپایوں کے درمیان فیصلے سے فارغ ہو جائیں گے تو پھر خون کا فیصلہ فرمائیں گے حدیث صحیح میں ہے فرمایا: پھر اللہ تعالیٰ بندوں کے درمیان فیصلہ فرمائیں گے۔ پس پہلی شی خون (ناحق) کا فیصلہ ہوگا۔

فرمان باری ہے: اور ہر ایک امت کی طرف پیغمبر بھیجا جائے گا جب ان کا پیغمبر آئے گا تو ان میں انصاف کے ساتھ فیصلہ کر دیا جائے گا اور ان پر کچھ ظلم نہیں کیا جائے گا۔ (سورۂ یونس، آیت: ۴۷)

فیصلہ میں سب سے پہلے امت محمدیہ آئے گی۔

**قیامت کے روز تمام امتوں میں سب سے پہلے امت محمدیہ کا حساب کتاب ہوگا.....** پھر حضور ﷺ کی عزت و تکریم کے لئے سب سے پہلے آپ کی امت کا فیصلہ کیا جائے گا اور اسی کو سب سے پہلے پل صراط عبور کرایا جائے گا اسی طرح سب سے پہلے جنت میں داخل ہونے والی پہلی امت بھی آپ کی امت محمدیہ ہی ہوگی جیسا کہ صحیحین میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: ہم (دنیا میں تو) آخر میں آنے والے ہیں لیکن قیامت کے دن پیش پیش ہوں گے۔ ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں: خلائق میں سب سے پہلے امت محمدیہ ہی کا فیصلہ ہوگا۔(۱)

ابن ماجہ میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ہم امتوں میں سب سے آخر میں ہیں اور حساب کتاب میں سب سے پہلے ہوں گے۔ کہا جائے گا: امی امت اور اس کا نبی کہاں ہے؟ پس ہم آخرین و اولین ہیں۔(۲)

## قیامت کے دن جن چیزوں کا پہلے حساب کیا جائے گا
## اور کس سے حساب میں احتساب کیا جائے گا اور کس سے چشم پوشی سے کام لیا جائے گا

حدیث میں ہے: قیامت کے دن حقوق دلوائے جائیں گے حتیٰ کہ بغیر سینگوں والی بکری کا سینگوں والی بکری سے قصاص لیا جائے گا۔(۳)

مصنف امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جب غیر مکلف جانوروں کے حقوق کا اس قدر لحاظ کیا جائے گا تو آدمیوں کے حقوق اور انصاف بطریق اولیٰ ادا ہوں گے۔ پس ان میں سب سے پہلے خون کا حساب کیا جائے گا جیسا کہ صحیحین میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: پہلی شی، جس کا قیامت کے دن فیصلہ کیا جائے گا وہ خون ہوگا۔(۴) حدیث صور میں ہے کہ مقتول قیامت کے دن آئے گا اس کی رگوں میں خون کا جوش جاری ہوگا۔ بعض احادیث میں ہے کہ اس کا سر اس کے ہاتھ میں ہوگا۔ وہ قاتل کے ساتھ چمٹ جائے گا حتیٰ کہ اگر (کافر) مقتول خدا کی راہ میں کسی (مسلمان) کے ہاتھ قتل ہوا تو وہ بھی فریاد کرے گا۔ وہ کہے گا: اے رب! اس قاتل سے سوال کر کہ اس نے مجھے کیوں ذبح کیا؟ پروردگار قاتل سے فرمائیں گے: تو نے اس کو کیوں قتل کیا؟ وہ عرض کرے گا: پروردگار میں نے اس کو اس لئے قتل کیا تھا کہ تیرا نام بلند ہو۔ پروردگار فرمائیں گے: تو نے سچ کہا۔

غیر خدا قتل کیا ہوا شخص فریاد کرے گا اور کہے گا اے رب اس قاتل سے سوال کر کہ اس نے مجھے کیوں ذبح کیا؟ پروردگار قاتل سے فرمائیں

---

(۱) بخاری فی الجمعۃ ۸۷۶۔ مسلم فی الجمعۃ ۸۵۵، نسائی فی الجمعۃ ۱۳۶۷، احمد ۲/۲۷۴۔

(۲) ابن ماجہ فی الزہد ۴۲۹۰۔ مسند احمد فی مسند ۱/۲۸۲۔

(۳) مسلم فی البر ۲۵۸۲۔ ترمذی فی صفۃ القیامۃ ۲۴۲۰۔ احمد ۲/۲۳۵۔

(۴) بخاری فی الرقاق ۶۵۳۳۔ مسلم فی القسامۃ ۱۶۷۸۔

کہ تو نے اس کو کیوں قتل کیا؟ وہ عرض کرے گا پروردگار میں نے اس کو اس لئے قتل کیا تھا کہ میرے نام کا شہرہ ہو۔ ایک روایت میں ہے پروردگار اس سے فرمائیں گے تو نے بہت برا کیا۔ پھر اس سے اس کے مظلوم مقتولین کا حساب کیا جائے گا۔ پھر آگے خدا کی مشیت ہوگی چاہے اس کو بتلائے عذاب فرمائیں یا رحمت کا معاملہ فرمائیں۔

یہ اس بات پر دلیل ہے کہ قاتل جہنم کا مستحق ضرور ہوگا جیسا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ وغیرہ اسلاف سے بھی منقول ہے حتیٰ کہ بعض نے یہ نقل کیا ہے کہ قاتل کے لئے توبہ بھی نہیں ہے۔ یہ اس وقت ہے جب قتل کا تعلق اس کے حق "یعنی بندہ کا حق" سے ہو۔ تب تو اس کا معاف نہ ہونا واضح ہے۔ لیکن اگر قتل کو اس حدیث کے تناظر میں دیکھا جائے جس میں ہے کہ بنی اسرائیل کے ایک شخص نے ننانوے قتل کئے پھر سو پورے کئے پھر بنی اسرائیل کے ایک عالم سے سوال کیا کہ کیا میرے لئے توبہ کا دروازہ کھلا ہے؟ عالم نے کہا تیری توبہ کے درمیان کیا چیز حائل ہو سکتی ہے؟ تو فلاں بستی میں جا وہ نیکوں کی بستی ہے وہاں تجھے معافی مل جائے گی۔ لیکن جب وہ وہاں کے لئے نکلا ابھی بیچ درمیان میں تھا کہ موت نے اسے آلیا۔ اور ملائکہ رحمت نے اس کو اپنے ساتھ لے لیا۔

اسی طرح فرمان الٰہی ہے: اور وہ جو خدا کے ساتھ کسی اور معبود کو نہیں پکارتے اور جس جاندار کو مار ڈالنا خدا نے حرام کیا ہے اس کو قتل نہیں کرتے مگر جائز طریق پر (یعنی شریعت کے حکم سے) اور بدکاری نہیں کرتے۔ اور جو یہ کام کرے گا سخت گناہ میں مبتلا ہوگا۔ قیامت کے دن اس کو دوگنا عذاب ہوگا اور ذلت و خواری سے ہمیشہ اس میں رہے گا۔ مگر جس نے توبہ کی۔ (سورۃ الفرقان آیات ۶۸-۷۰)

مذکورہ حدیث اور آیت دونوں سے معلوم ہوتا ہے کہ قاتل کے حق میں توبہ ممکن ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

اعمش شمر بن عطیہ سے وہ شہر بن حوشب سے وہ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: قیامت کے دن مقتول آئے گا اور راستہ پر بیٹھ جائے گا۔ جب قاتل اس کے پاس سے گزرے گا تو مقتول کھڑا ہوگا اور اس کو گریبان سے پکڑ لے گا اور پروردگار سے کہے گا: یارب! اس سے سوال پوچھیں اس نے مجھے کیوں قتل کیا تھا؟ وہ کہے گا مجھے فلاں شخص نے حکم دیا تھا۔ پس آمر اور قاتل کو پکڑ کر جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔

حدیث صحیح میں ہے: پھر اللہ تعالیٰ مخلوق کے درمیان فیصلہ فرمائیں گے حتیٰ کہ کسی کا کسی پر کوئی ظلم نہ رہے گا حتیٰ کہ دودھ میں پانی کی آمیزش کرنے والے کو مکلف کیا جائے گا کہ دودھ کو پانی سے جدا کرے۔

نیز فرمان باری ہے: اور خیانت کرنے والوں کو قیامت کے دن خیانت کی ہوئی چیز (خدا کے روبرو) لا حاضر کرنی ہوگی پھر ہر شخص کو اس کے اعمال کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا اور بے انصافی نہیں کی جائے گی۔ (سورۃ آل عمران آیت ۱۶۰)

## جس نے زمین کا ٹکڑا غصب کیا اسے سات زمینوں تک وہ ٹکڑا گلے میں طوق بنا کر ڈالا جائے گا

صحیحین میں سعید بن زید وغیرہ نبی کریم ﷺ سے نقل کرتے ہیں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے کسی پر بالشت بھر زمین کے ٹکڑے کا ظلم کیا اللہ تعالیٰ سات زمینوں تک وہ ٹکڑا طوق بنا کر اس کے گلے میں ڈالیں گے۔[1]

**قیامت کے روز مصورین اور مجسمہ گروں کو عذاب......** صحیحین میں ہے کہ جس نے کوئی صورت بنائی قیامت کے روز اسے مجبور کیا جائے گا کہ اس میں روح پھونکے اور وہ ہرگز روح پھونکنے پر قادر نہ ہوگا۔[2] ایک روایت میں ہے کہ مصورین کو عذاب دیا جائے گا اور کہا جائے گا جو تم نے بنایا تھا اسے زندہ کرو۔

صحیح میں ہے کہ جس نے جھوٹا خواب بیان کیا جو اس نے نہیں دیکھا تو قیامت کے دن اسے مکلف کیا جائے گا کہ وہ جو کے دو دانوں میں گرہ ڈالے اور وہ ہرگز نہیں کر سکے گا۔

---

(۱) بخاری المظالم باب ۱۳ حدیث [illegible] مسلم [illegible]۔

(۲) بخاری البیوع باب [illegible] حدیث ۲۲۲۵ مسلم [illegible]۔

اسی طرح خیانت سے متعلق ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث کہ آپ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کوئی نہ پاؤں کہ وہ قیامت کے دن اپنی گردن پر اونٹ کو لادے آئے اور وہ بلبلا (کر فریاد کر) رہا ہو یا کوئی گائے کہ گائے ڈکار رہی ہو، بکری کہ ممیا رہی ہو اور سامنے (کپڑے یا کاغذ) یا گھوڑے کا بوجھ لے کر آئے۔ جو ہنہنا رہا ہو پس وہ کہے یا رسول اللہ میری مدد کیجئے اور مجھے کہنا پڑے: میں اللہ کی طرف سے تم کو کسی چیز سے چھڑا نہیں سکتا۔ میں تم کو بات پہنچا چکا تھا۔ یہ پوری روایت صحیحین میں موجود ہے۔ (۱)

## وہ پانچ باتیں جن کا جواب دیے بغیر قیامت کے دن بندے کے قدم زمین سے ہل نہ سکیں گے

حافظ ابو یعلیٰ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مسند کے ساتھ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں قیامت کے دن ابن آدم کے قدم ہل نہ سکیں گے جب تک وہ پانچ باتوں کا جواب نہ دیدے: تو نے اپنی عمر کس چیز میں فنا کی؟ اپنا شباب کس مشغلہ میں گزارا؟ مال کہاں سے کمایا؟ اس کو کہاں خرچ کیا؟ اور اپنے علم پر کتنا عمل کیا؟ (۲)

ترمذی (عبداللہ بن شریک، الحسن بن علی، حسین بن قیس) کے طریق سے نقل کرتے ہیں۔

عبداللہ بن حکیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ جب ہم کو حدیث بیان فرماتے تو کہتے: تم میں سے ہر شخص کے ساتھ اللہ تعالیٰ تنہائی میں بات چیت فرمائیں گے۔ جس طرح تم میں سے ہر شخص چاند کے ساتھ تنہا ہوتا ہے۔ پھر فرمائیں گے: اے بندے! تجھے کس چیز نے مجھ سے دھوکہ میں ڈالا؟ تو نے اپنے علم پر کتنا عمل کیا؟ تو نے رسولوں کو کیا جواب دیا؟ (۳)

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب میں مذکورہ روایت سے قبل یہ روایت ذکر فرماتے ہیں کہ عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

تم میں کوئی شخص نہ ہوگا مگر وہ اس طرح پیش ہوگا کہ پروردگار اور اس کے سامنے کوئی حجاب نہ ہوگا اور درمیان میں کوئی نہ ہوگا۔ نہ کوئی ترجمان ہوگا جو درمیان میں ترجمانی کرے۔ پس پروردگار فرمائیں گے کیا میں نے تجھے مال نہیں عطا کیا تھا؟ بندہ عرض کرے گا کیوں نہیں پروردگار! پھر فرمائیں گے کیا میں نے تیرے پاس رسول نہیں بھیجے تھے؟ بندہ عرض کرے گا کیوں نہیں پروردگار! پھر بندہ اپنی دائیں طرف دیکھے گا تو اسے جہنم نظر آئے گی، بائیں طرف دیکھے گا تو وہاں بھی جہنم کے سوا کچھ نظر نہ آئے گا۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا: ہر شخص کو جہنم سے بچاؤ کر لینا چاہیے خواہ کھجور کے ایک ٹکڑے کے صدقہ یا کسی نیک بات کے بدلے۔ (۴)

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کی اپنی صحیح میں تخریج فرمائی ہے۔

مسند احمد میں ہے صفوان بن محرز فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا ہاتھ تھامے جا رہا تھا ایک شخص نے آکر آپ سے پوچھا کہ آپ نے حضور ﷺ سے یہ بات کیسے سماعت فرمائی ہے کہ قیامت کے روز (اللہ تعالیٰ بندے سے) سرگوشی فرمائیں گے۔ اس پر حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا:

اللہ تعالیٰ بندے کو اپنے اس قدر قریب کریں گے کہ اس پر اپنا پردہ ڈال دیں گے اور لوگوں سے اس کو چھپا لیں گے۔ پھر اس سے اس کے گناہوں کا اقرار کروائیں گے۔ کہیں گے: کیا تو فلاں گناہ جانتا ہے؟ یہاں تک کہ جب وہ اپنے گناہوں کا اقرار کرے گا اور اپنے دل میں خیال کرے گا کہ وہ ہلاک ہوگیا تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: دیکھ میں نے دنیا میں بھی تیری پردہ پوشی کی اور آج بھی تجھے معاف کرتا ہوں۔ پھر اس کی نیکیوں کی کتاب اس کے دائیں ہاتھ میں دے دی جائے گی۔ لیکن کفار اور منافقین کے متعلق گواہ شہادت دیں گے یہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے رب پر جھوٹ باندھا تھا، خبردار! ظالمین پر اللہ کی لعنت ہو۔ (۵)

---

(۱) بخاری الحدیث ۳۰۷۳۔ مسلم الحدیث: ۱۸۳۱۔ (۲) مجمع الزوائد للہیثمی ۱۰/ ۳۴۶۔ (۳) تاریخ بغداد جلد ۲ ص ۴۱۳۔

(۴) بخاری الحدیث ۶۵۳۹۔ مسلم الحدیث: ۱۰۱۶۔ ابن ماجہ الحدیث ۱۸۴۳۔ (۵) مسند احمد جلد ۲ ص ۱۰۵۔

صحیحین میں اس روایت کی تخریج کی گئی ہے۔

مسند احمد میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: اے ابن آدم! میں نے تجھے گھوڑے اور اونٹ پر سوار کیا، عورتوں سے تیری شادی کی اور عیش و عشرت کے تجھے مواقع میسر کئے پس تو نے ان چیزوں کا کیا شکر ادا کیا؟(۱)

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے سہل بن ابی صالح عن ابیہ کی حدیث سے روایت کی کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حضور ﷺ سے ایک طویل روایت نقل کرتے ہیں جس میں آپ ﷺ نے فرمایا:

اللہ اپنے بندہ سے ملاقات فرمائے گا: اے فلاں! کیا میں نے تجھے عزت نہیں دی؟ تجھے سردار نہیں بنایا؟ تیری شادی نہیں کی؟ تیرے لئے گھوڑے اور اونٹ کو مسخر نہیں کیا؟ تجھے عیش و عشرت میں نہیں چھوڑا؟ بندہ کہے گا: کیوں نہیں اے پروردگار! پروردگار فرمائے گا کیا تجھے میری ملاقات کا یقین نہیں تھا؟ بندہ کہے گا نہیں۔ پروردگار فرمائیں گے: بس آج میں بھی تجھے بھلاتا ہوں جیسے تو نے مجھے بھلایا۔ پھر اللہ تعالیٰ دوسرے بندے سے ملاقات فرمائیں گے۔ پروردگار اس سے فرمائیں گے: اے فلاں! کیا میں نے تجھے عزت نہیں دی؟ تجھے سردار نہیں بنایا؟ تیری شادی نہیں کی؟ تیرے لئے گھوڑے اور اونٹ کو مسخر نہیں کیا؟ تجھے عیش و عشرت میں نہیں چھوڑا؟ بندہ کہے گا: کیوں نہیں اے پروردگار! پروردگار فرمائے گا کیا تجھے میری ملاقات کا یقین نہیں تھا؟ بندہ کہے گا نہیں۔ پروردگار فرمائیں گے: بس آج میں بھی تجھے بھلاتا ہوں جیسے تو نے مجھے بھلایا۔ پھر اللہ تعالیٰ تیسرے بندے سے ملاقات فرمائیں گے۔ اور اس سے بھی گزشتہ کی طرح سوال جواب فرمائیں گے۔ یہ بندہ کہے گا: پروردگار! (مجھے تیری ملاقات کا یقین تھا اس لئے) میں تجھ پر ایمان لایا، تیری کتاب پر اور تیرے رسول پر ایمان لایا۔ (تیرے آگے سر جھکایا اور) نماز پڑھی، (تیرے لئے) بھوکا پیاسا رہا، (تیری راہ میں) مال صدقہ کیا، الغرض جو اس سے بن سکی وہ اپنی تعریف کرے گا۔ پروردگار فرمائے گا: ٹھہر! ہم تجھ پر گواہ کو بلاتے ہیں۔ بندہ دل میں خیال کرے گا: یہ مجھ پر کون گواہ ہوسکتا ہے؟ پھر اس کے منہ پر مہر سکوت لگادی جائے گی اور اس کی ران، گوشت اور ہڈیوں کو حکم دیا جائے گا۔ پس اس کی ران، گوشت اور اس کی ہڈیاں اس کے کئے دھرے کی گواہی دیں گی۔ تب انکشاف حال کے بعد یہ عذر خواہی کرے گا۔ یہ شخص منافق ہوگا۔ پروردگار اس پر ناراض ہوں گے۔

اس کے بعد منادی ندا دے گا کہ ہر امت اس معبود کے پیچھے چلی آئے جس کی وہ عبادت کیا کرتی تھی۔(۲)

مذکورہ حدیث تفصیل کے ساتھ آگے اپنے مقام پر آئے گی۔

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ اور امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک ہی سند کے ساتھ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہم حضور اکرم ﷺ کے ساتھ تھے۔ آپ ہنس پڑے۔ پھر فرمایا: جانتے ہو مجھے کیوں ہنسی آئی؟ ہم نے عرض کیا: اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن بندہ اپنے رب سے جو بات کرے گا اس سے مجھے ہنسی آ گئی۔ بندہ کہے گا: اے رب! کیا تو نے مجھے ظلم سے بچایا نہیں (اور منع نہیں کیا)؟ پروردگار فرمائیں گے: کیوں نہیں۔ بندہ کہے گا: بس آج میں اپنے متعلق اپنی جان کے سوا کسی کی گواہی قبول نہیں کرتا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ فرمائیں گے: آج تجھ پر تیری ذات کی ہی گواہی کافی ہو جائے گی۔ (اس کے علاوہ) ہم کراماً کاتبین کی گواہی بھی پیش کریں گے۔

پھر اللہ تعالیٰ اس کے منہ پر مہر سکوت ثبت فرمادیں گے اور اس کے اعضاء کو حکم دیں گے: بولو! پس اس کے اعضاء اس کے اعمال کی گواہی دیں گے۔ پھر اس کے اور اس کے اعضاء کے درمیان بات چیت ہوگی۔ وہ اپنے اعضاء پر برہم ہو کر کہے گا: تم پر پھٹکار پڑے، میں تمہارے لئے تو کوشش کر رہا تھا۔(۳)

ابو یعلیٰ رحمۃ اللہ علیہ سنداً حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

قیامت کے دن کافر شخص کو اس کے اعمال سے آگاہ کیا جائے گا۔ وہ انکار کرے گا اور جھگڑے گا۔ اسے کہا جائے گا: دیکھ! یہ تیرے پڑوسی تجھ پر گواہی دیتے ہیں۔ وہ کہے گا: یہ جھوٹ بولتے ہیں۔ کہا جائے گا: اچھا! یہ تیرے اہل و عیال اور خاندان والے تجھ پر گواہی دیتے ہیں۔ وہ کہے گا: یہ جھوٹ بولتے ہیں۔ کہا جائے گا: تم قسم اٹھاؤ۔ وہ قسم اٹھالیں گے (وہ تب بھی نہ مانے گا تو) اللہ تعالیٰ ان کو خاموش کردیں گے اور اس کی زبان (اور دیگر اعضاء

---

(۱) مسند احمد، الحدیث: ۷۴۵۳۔ (۲) مسلم، الحدیث: ۷۳۹۳۔ ابوداؤد، الحدیث: ۴۷۳۰۔ ترمذی، الحدیث: ۲۴۲۸۔ (۳) مسلم، الحدیث: ۷۳۹۵۔

وجوارح) اس کے خلاف گواہی دیں گے۔ پھر اس کو جہنم میں داخل کر دیا جائے گا۔ (۱)

مسند احمد اور بیہقی میں حکیم بن معاویہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

قیامت کے دن تم لوگ گھٹنوں کے بل بیٹھے ہو گے اور تمہارے مونہوں پر کپڑا بندھا ہوگا۔ پہلی چیز جو ابن آدم کی جانب سے بولے گی وہ اس کی ران اور اس کی ہتھیلی ہوگی۔ (۲)

ابن ابی الدنیا میں حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا قیامت میں پہلا تنازعہ ایک مرد اور اس کی عورت کا پیش ہوگا عورت کی زبان بند ہوگی۔ بلکہ اس کے ہاتھ اور اس کے پاؤں اس پر گواہی دیں گے جو کچھ وہ اپنے شوہر سے متعلق برائی کرتی رہی۔ اسی طرح آدمی کے ہاتھ پاؤں گواہی دیں گے جو کچھ وہ اپنی بیوی کے ساتھ سلوک کرتا رہا۔ پھر اسی کے موافق آدمی اور اس کے ماتحتوں کو بلایا جائے گا۔ پھر اہل اسواق کو بلایا جائے گا۔ ان سے پیسہ پائی کچھ وصول نہ کیا جائے گا بلکہ اس کی نیکیاں اس کے مظلوم کو دی جائیں گی۔ اور اس مظلوم کی برائیاں ظالم پر لاد دی جائیں گی۔ پھر سرکشوں کو لوہے کے لباس میں لایا جائے گا اور کہا جائے گا کہ ان کو جہنم کے حوالے کر دیا جائے۔ پتہ نہیں پھر وہ جہنم داخل ہو جائیں گے یا وہ معاملہ ہوگا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا

اور تم میں کوئی نہیں مگر اسے اس پر گزرنا ہوگا۔ یہ تمہارے پروردگار پر لازم اور مقرر ہے۔ پھر ہم پرہیزگاروں کو نجات دیں گے۔ اور ظالموں کو اس میں گھٹنوں کے بل پڑا ہوا چھوڑ دیں گے۔ (۳) (سورۃ مریم، الآیتان ۷۱۔۷۲)

بیہقی میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

(ترجمہ) —— اس روز وہ (زمین) اپنے حالات بیان کر دے گی۔ کیونکہ تمہارے پروردگار نے اس کو حکم بھیجا (ہوگا)۔

(سورۃ الزلزال، الآیتان ۴۔۵)

فرمایا کیا تم جانتے ہو اس کی اخبار کیا ہیں؟ عرض کیا اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا اس کی اخبار یہ ہیں کہ وہ شہادت دے گی ہر بندہ اور بندی کے متعلق کہ وہ اس کی پشت پر کیا اعمال کرتے رہے ہیں۔ زمین کہے گی اس نے فلاں وقت مجھ پر یہ کام کیا، یہ کام کیا۔ یہ اس کی اخبار ہیں۔ (۴)

ترمذی اور نسائی نے اس کو روایت کیا ہے۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کرتے ہیں کہ ہمیں فرزدق کے چچا صعصعہ رضی اللہ عنہ نے روایت کی وہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اکرم ﷺ کے پاس حاضر ہوا آپ ﷺ اس آیت کی تلاوت فرما رہے تھے تو جس نے ذرہ بھر نیکی کی ہوگی وہ اس کو دیکھ لے گا۔ اور جس نے ذرہ بھر برائی کی ہوگی وہ اسے دیکھ لے گا۔ (سورۃ الزلزال، الآیتان ۷۔۸)

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں واللہ مجھے کوئی پرواہ نہیں کہ اس کے علاوہ مجھے کچھ نہ ملے گا حسبی! حسبی!

ابوبکر بن ابی الدنیا میں ہے حضرت سیف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں ایک مرتبہ مدینہ میں داخل ہوا دیکھا کہ ایک شخص کے پاس لوگ جمع ہیں۔ میں نے پوچھا یہ کون ہے؟ لوگوں نے کہا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ میں آپ کے قریب گیا اور آپ کے سامنے بیٹھ گیا۔ آپ لوگوں سے حدیث بیان فرما رہے تھے۔ میں نے آپ سے عرض کیا آپ کو حق کا واسطہ آپ مجھے کوئی ایسی حدیث بیان کریں جو آپ نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہو، سمجھی ہو اور اس کو اچھی طرح جان لیا ہو۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو جھرجھری آ گئی پھر آپ طویل دیر تک ٹھہرے رہے پھر آپ کو ہوش آیا اور فرمایا میں تجھے وہ حدیث بیان کروں گا جو رسول اللہ ﷺ نے مجھے اسی گھر میں بیان کی ہے ہم دونوں کے سوا اس وقت کوئی پاس موجود نہ تھا۔ اس کے بعد حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو دوبارہ جھرجھری آ گئی۔ اسی حالت میں کچھ دیر گزر گئی۔ پھر آپ نے اپنے منہ پر ہاتھ پھیرا اور کہا سناتا ہوں۔ پھر فرمایا میں تجھے وہ حدیث بیان کروں گا جو رسول اللہ ﷺ نے مجھے اسی گھر میں بیان کی ہے ہم دونوں کے سوا اس وقت کوئی پاس موجود نہ تھا۔ اس

---

(۱) مجمع الزوائد للہیثمی، الحدیث ۳۵۱/۱۰۔ الدر المنثور للسیوطی فی الحدیث ۵/۵۵۔ کنز العمال للہندی فی الحدیث ۳۸۹۷۹ (۲) مسند احمد الحدیث ۳/۵۔ الہندی فی کنز الحدیث ۳۸۹۹۶۔

(۳) مجمع الزوائد الحدیث ۳۴۹/۱۰۔ الدر المنثور ۳۴۹/۵۔ کنز العمال الحدیث ۳۸۹۹۸۔ الطبرانی فی الکبیر الحدیث ۴۶۱۱

(۴) الترمذی الحدیث ۳۳۵۳، مسند احمد الحدیث ۳۷۴/۲

کے بعد حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو دوبارہ پہلے سے سخت جھرجھری آ گئی اور آپ چہرے کے بل آن گرے۔ کافی دیر چہرے کے بل پڑے رہے۔ پھر آپ کو افاقہ ہوا تب آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اکرم ﷺ کا فرمان ہے:

جب قیامت کا دن ہوگا اللہ تعالیٰ بندوں کی طرف نزول اجلال فرمائیں گے تاکہ ان کے درمیان فیصلہ فرمائیں۔ ہر امت گھٹنوں کے بل جھکی ہوگی۔ پہلے پہل صاحب قرآن کو بلایا جائے گا اور اس شخص کو جو راہ خدا میں قتل ہوا اور مالدار کو بلایا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ قاری کو فرمائیں گے: کیا میں نے تجھے وہ کتاب نہیں سکھائی جو میں نے اپنے رسول پر نازل کی تھی؟ بندہ عرض کرے گا: کیوں نہیں پروردگار! پروردگار فرمائیں: پھر تو نے اپنے علم پر کیا عمل کیا؟ بندہ عرض کرے گا پروردگار! میں رات اور دن تلاوت کے لئے کھڑا رہتا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: تو جھوٹ بولتا ہے، ملائکہ بھی کہیں گے تو جھوٹ بولتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: تو اس لئے یہ کرتا تھا تاکہ لوگ کہیں تو قاری ہے، پس وہ تو کہا جاچکا۔ پھر صاحب مال کو بلایا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: کیا میں نے تجھے مال کی وسعت نہیں دی تھی؟ حتیٰ کہ میں نے تجھے کسی کا محتاج نہیں بننے دیا تھا؟ بندہ عرض کرے گا کیوں نہیں پروردگار! پروردگار فرمائیں: پھر تو نے میرے دیئے ہوئے میں کیا کام کیا؟ وہ عرض کرے گا: میں مال کے ذریعہ صلہ رحمی کرتا تھا، صدقہ خیرات کرتا تھا۔ پروردگار فرمائیں گے: تو جھوٹ بولتا ہے۔ ملائکہ بھی کہیں گے تو جھوٹ بولتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: تو اس لئے یہ کرتا تھا تاکہ لوگ کہیں کہ فلاں بڑا سخی ہے، پس وہ تو کہا جاچکا۔ پھر اس شخص کو بلایا جائے گا اور پوچھا جائے گا تو کس لئے قتل کیا گیا تھا؟ وہ عرض کرے گا: مجھے تیرے راستے میں جہاد کا حکم ملا، میں نے قتال کیا حتیٰ کہ میں خود قتل ہوگیا۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: نہیں، بلکہ تو نے اس لئے قتال کیا تھا تاکہ کہا جائے کہ فلاں شخص بہادر ہے، پس وہ تو کہا جاچکا۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں پھر رسول اکرم ﷺ نے میرے گھٹنوں پہ ہاتھ مارا اور فرمایا: اے ابوہریرہ! قیامت کے روز اللہ کی مخلوق میں یہ پہلے تین اشخاص ہوں گے جن پر جہنم بھڑکے گی۔

ابوعثمان الولید کہتے ہیں مجھے عقبہ نے خبر دی کہ حضرت سیف رحمۃ اللہ علیہ کا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس آنا جانا تھا، وہ ایک مرتبہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور آپ رضی اللہ عنہ کو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی (مذکورہ) حدیث سنائی۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ فرمانے لگے ان تین قسم کے لوگوں کا جب یہ حال ہوگا تو باقی انسانیت کا کیا حال ہوگا۔ یہ فرما کر آپ زاروقطار رو پڑے حتیٰ کہ ہمیں محسوس ہوا کہ کہیں آپ کی روح پرواز نہ کر جائے۔ لیکن پھر آپ کو افاقہ ہوگیا۔ آپ نے اپنے چہرۂ اقدس پہ ہاتھ پھیرا اور فرمایا: بیشک اللہ اور اس کے رسول کا فرمان حق ہے: جو لوگ دنیا کی زندگی اور اس کی زیب وزینت کے طالب ہوں، ہم ان کے اعمال کا بدلہ انہیں دنیا ہی میں دے دیتے ہیں اور اس میں ان کی حق تلفی نہیں کی جاتی۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کے لئے آخرت میں آتش (جہنم) کے سوا اور کچھ نہیں اور جو عمل انہوں نے دنیا میں کئے سب برباد اور جو کچھ وہ کرتے رہے سب ضائع ہوا۔ (سورۂ ھود، الآیتان ۱۵، ۱۶)

## قیامت کے روز (اعمال میں) پہلے نماز کی پرسش ہوگی..... سو اگر وہ درست نکلی تو سب اعمال درست ہوں گے اور اگر وہ خراب نکلی تو سب اعمال خراب نکلیں گے۔

ابن ابی الدنیا میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ:

آدمی سے پہلے نماز کا حساب کتاب کیا جائے گا سو اگر وہ درست نکلی تو سب اعمال درست ہوں گے اور اگر وہ خراب نکلی تو سب اعمال خراب نکلیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: دیکھو! میرے بندے کے پاس کچھ نفلیں ہیں؟ اگر اس کے پاس نفلیں ہوں تو ان سے فرائض کی کمی پوری کردی جائے۔ پھر دوسرے فرائض (مثلاً روزہ، زکوٰۃ وغیرہ) میں بھی یوں ہی کیا جائے گا۔ (۱)

ترمذی، نسائی نے بھی اس کو روایت کیا ہے۔

مسند احمد میں حضرت حسن سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اور میرا خیال ہے کہ انہوں نے حضور اکرم ﷺ کے حوالے سے فرمایا:

---

(۱) ترمذی، الحدیث ۴۱۳۔ النسائی، الحدیث ۴۶۳۔ مسند احمد، الحدیث ۹۴۵۳ والحدیث ۷۴۲۷

کہ قیامت کے روز غلام (بندہ) سے حساب کتاب لیا جائے گا۔ جب اس کی نماز میں کمی کوتاہی نکلے گی تو اس سے پوچھا جائے گا: نماز میں یہ کمی کیوں ہے؟ وہ عرض کرے گا: یارب! تو نے مجھ پر ایک مالک کو مسلط کر دیا تھا جو مجھے نماز سے مشغول رکھتا تھا۔ پروردگار فرمائے گا: میں نے دیکھا تھا تو اس کے مال میں سے اپنے لئے چوری کرتا تھا؟ تو تو اس کے یا اپنے کاموں میں سے اپنی جان کے لئے (نماز پڑھنے کی) چوری کیوں نہیں کرتا تھا؟ پس اللہ تعالیٰ اس پر یہ حجت قائم فرمادیں گے۔ (۱)

ابن ابی الدنیا میں ہے حضرت حسن رضی اللہ عنہ حدیث بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

قیامت کے دن عورت سے پہلے پہل اس کی نماز کا سوال ہوگا۔ پھر اس کے شوہر کا کہ اس کے ساتھ اس کا سلوک کیسا رہا؟ (۲) یہ حدیث مرسل جید ہے۔

مسند احمد میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ ہم مدینہ میں تھے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اکرم ﷺ کا فرمان ہے:

> قیامت کے دن اعمال آئیں گے۔ نماز آئے گی اور کہے گی: پروردگار! میں نماز ہوں۔ پروردگار فرمائے گا: تو خیر پر ہے۔ پھر صدقہ آئے گا اور کہے گا: پروردگار! میں صدقہ ہوں۔ پروردگار فرمائے گا: تو خیر پر ہے۔ پھر روزہ آئے گا اور کہے گا: پروردگار! میں روزہ ہوں۔ پروردگار فرمائے گا: تو خیر پر ہے۔ اسی طرح تمام اعمال آئیں گے اور رب تعالیٰ ان کو فرمائیں گے: تم خیر پر ہو۔ پھر اسلام آئے گا اور عرض کرے گا: یارب! تو سلام ہے اور میں اسلام ہوں۔ پروردگار فرمائیں گے: تو خیر پر ہے آج کے دن میں تیری وجہ سے پکڑ کروں گا اور تیری وجہ سے عطا و بخشش کروں گا۔ فرمان الٰہی ہے:

اور جو شخص اسلام کے سوا کسی اور دین کا طالب ہوگا وہ اس سے ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا اور ایسا شخص آخرت میں نقصان اٹھانے والوں میں ہوگا۔ (۳)
(سورۃ آل عمران، الآیۃ: ۸۵)

ابن ابی الدنیا میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

> قیامت کے دن ظالم حکام کو لایا جائے گا جو مجھ سے پہلے گزر گئے ہوں یا میرے بعد آنے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ ان سے فرمائیں گے: تم میری زمین کے خزانچی تھے، میرے بندوں کے نگہبان تھے۔ (تمام عمدہ) مرغوب اشیاء تمہارے پاس تھیں۔ پھر اللہ تعالیٰ مجھ سے پہلے وفات پانے والے حکام سے فرمائیں گے: تو نے جو کیا اس پر تجھے کس چیز نے برانگیختہ کیا؟ وہ عرض کرے گا: تیری رحمت نے۔ پروردگار فرمائیں گے کیا میرے بندوں پر تو مجھ سے زیادہ رحم کرنے والا ہے؟ پھر اللہ تعالیٰ اس سے جو میرے بعد گزرا فرمائیں گے: جو تو نے کیا اس پر تجھے کس بات نے برانگیختہ کیا؟ وہ عرض کرے گا: میں نے تیرے لئے غصہ کیا تھا۔ پروردگار فرمائے گا: کیا تو مجھ سے زیادہ غضب ناک ہے؟ پھر اللہ تعالیٰ حکم فرمائیں گے ان کو لے جاؤ اور جہنم کا ایک حصہ ان سے بھر دو۔

ابن ابی الدنیا میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب میں حبشہ کی ہجرت سے لوٹا تو ایک جوان عورت نے عرض کیا: یارسول اللہ! ایک مرتبہ ہم بیٹھے ہوئے تھے کہ اہل حبشہ کی ایک بڑھیا ہمارے پاس سے گزر رہی تھی اس کے سر پر پانی کا ایک گھڑا تھا۔ جب وہ انہی کے ایک نوجوان کے پاس سے گزری تو اس جوان نے اس اس بڑھیا کے شانوں پر اپنا ہاتھ مارا جس سے بڑھیا گھٹنوں کے بل گری اور اس کا گھڑا بھی ٹوٹ گیا۔ بڑھیا اٹھی اور اس جوان کو دیکھ کر بولی: اے بدمعاش! کل کے دن تجھے سب پتہ چل جائے گا، جب اللہ تعالیٰ کرسی رکھیں گے اور اولین و آخرین کو جمع فرمائیں گے۔ اس وقت لوگوں کے ہاتھ پاؤں ان کے کئے دھرے کی گواہی دیں گے۔ تب تیرے کو میرا اور اپنا معاملہ خوب اچھی طرح معلوم ہو جائے گا۔

---

(۱) مسند احمد، الحدیث: ۳۲۸/۲۔ مجمع الزوائد، الحدیث: ۲۹۲/۱۔ الدر المنثور، الحدیث: ۳۰۶/۱۔ (۲) کنز العمال، الحدیث: ۴۵۰۹۳۔

(۳) مسند احمد، الحدیث: ۳۶۲/۲۔ مجمع الزوائد، الحدیث: ۳۴۲/۱۰۔ الدر المنثور، الحدیث: ۴۸/۲۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

بڑھیا نے سچ کہا کیسے اللہ اس قوم کو پاک کریں گے جن کے ضعیفوں کا ان کے طاقتوروں سے بدلہ نہیں لیا جاتا۔ (۱)

عبداللہ بن انیس کی حدیث میں ہے: قیامت کے دن اللہ تعالیٰ منادی دیں گے

میں انصاف کرنے والا بادشاہ ہوں۔ کسی جنتی کو جنت میں جانے کی اجازت نہیں۔ کسی جہنمی کو جہنم میں جانے کی اجازت نہیں جب تک کہ اس کے متعلق ذرہ بھر ظلم کا بھی انصاف نہیں ہو جاتا۔ اسی طرح کوئی جنتی اس وقت تک جنت میں نہیں جا سکتا جب تک کہ اس کے متعلق ذرہ بھر ظلم کا بھی انصاف نہیں ہو جاتا خواہ وہ ایک تھپڑ کیوں نہ ہو۔ مسند احمد میں اس کو روایت کیا گیا ہے اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس پر تعلیق قائم کی ہے۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سعید بن ابوسعید المقبری عن ابیہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

جس کا کسی بھائی پر ذرہ بھی ظلم ہو وہ اس کو حل کرا لے اس لئے کہ وہاں دینار ہوگا نہ درہم۔ وہاں ظالم کی نیکیاں لی جائیں گی اگر اس کے پاس نیکیاں ہوئیں تو ٹھیک ورنہ اس نے بھائی کی برائیاں لے کر اس پر ڈال دی جائیں گی۔ (۲)

بخاری و مسلم نے اس کو روایت کیا ہے۔

ابن ابی الدنیا نے (علاء عن ابیہ کی حدیث) سے روایت کی ہے وہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

کیا تم جانتے ہو کہ مفلس کون شخص ہے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: جس کے پاس درہم و دینار نہ ہوں۔ فرمایا: نہیں، بلکہ مفلس میری امت میں وہ شخص ہے، جو قیامت کے دن آئے گا نماز، روزے اور زکوٰۃ لے کر مگر اس کے ساتھ اس کو گالی دی ہے، اس کا مال کھایا ہے، اس کا خون بہایا ہے، اس کو مارا ہے۔ پس یہ بھی اس کی نیکیاں لے جائے گا یہ بھی اس کی نیکیاں لے جائے گا۔ پھر اگر حق داروں کے پورا ہونے سے پہلے اس کی نیکیاں ختم ہو گئیں تو ان کی برائیاں لے کر اس پر ڈال دی جائیں گی۔ بالآخر اس کو جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔ (۳)

ابن ابی الدنیا میں ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

تم اس حالت میں نہ مرو کہ تم پر کسی کا قرض ہو کیونکہ وہاں درہم و دینار نہ ہوں گے۔ وہاں تو نیکیوں سے ایک دوسرے کا بدلہ دیا جائے گا۔ اور تیرا رب کسی پر ظلم نہ کرے گا۔ (۴)

ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مزید دوسرے دو طریق سے یہ حدیث مرفوعاً منقول ہے۔

**قیامت کے دن ظالمین سے قصاص**...... ابن ابی الدنیا میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن بندہ اپنی نیکیوں پر خوش خوش آئے گا۔ ایک دوسرا آدمی آئے گا اور کہے گا یارب! اس نے مجھ پر ظلم کیا ہے۔ پس اس کی نیکیاں لے کر مظلوم کو دے دی جائیں گی۔ اسی طرح ہوتا رہے گا حتیٰ کہ اس کے پاس کوئی نیکی نہ رہے گی۔ اب جو حق دار آئیں گے ان کی برائیاں لے کر اس کے سر ڈال دی جائیں گی۔ اسی طرح سلسلہ ہوگا حتیٰ کہ جہنم میں داخل ہو جائے گا۔

**اللہ کے ساتھ شرک معاف نہیں ہوگا، بندوں پر ظلم کا بدلہ ضرور لیا جائے گا**...... مسند احمد میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ کے ہاں تین عدالتیں ہیں ایک عدالت تو ایسی ہے جس کی خدا کو کوئی پرواہ نہیں۔ دوسری عدالت ایسی ہے جس میں کچھ معاف نہ ہوگا۔ تیسری عدالت ایسی ہے جس میں بخشش کا کوئی سوال نہیں۔ یہ عدالت جس میں بخشش کا کوئی سوال نہیں وہ شرک سے متعلق ہے۔ (۵) [illegible]

---

(۱) ابن ماجہ، الحدیث: ۴۰۱۰ (۲) بخاری، الحدیث ۶۵۳۴، مسند احمد، الحدیث: ۲/۴۳۵، الحدیث: ۲/۵۰۹

(۳) مسلم، الحدیث ۶۵۲۲، ترمذی، الحدیث: ۲۴۱۸ (۴) مجمع الزوائد، الحدیث: ۱۰/۳۷۱، کنزالعمال، الحدیث: ۱۵۴۹۳، حلیۃ الاولیاء، الحدیث: ۳/۳۰۲۔

(۵) مسلم، الحدیث: ۶۸۶۱

الٰہی ہے: جو شخص خدا کے ساتھ شرک کرے گا خدا اس پر بہشت کو حرام کر دے گا۔ (سورۃ المائدہ والآیۃ: ۷۲)

وہ عدالت جس کی خدا کو کوئی پرواہ نہیں، وہ بندہ کا اپنی جان پر ظلم ہے اور خدا کے حق میں ظلم ہے۔ مثلاً روزہ چھوڑ دیا، نماز چھوڑ دی۔ پس اللہ تعالیٰ اس عدالت میں بخشش فرمائیں گے۔ اگر چاہیں گے تو درگزر فرمائیں گے۔ اور وہ عدالت جس میں اللہ تعالیٰ نہیں چھوڑیں گے وہ بندوں کا ایک دوسرے پر ظلم ہے۔ وہاں ہر حال میں بدلہ دلایا جائے گا۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے سند اور دوسرے طریق سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً نقل کیا ہے: کہ ظلم تین ہیں، ایک ظلم جس کو خدا معاف نہیں فرمائے گا اور اس کی بخشش نہ ہوگی۔ وہ خدا کے ساتھ شرک ہے۔ ایک وہ ظلم ہے جو بندوں کا اپنے آپ پر ہے اور خدا کے حق میں ہے۔ اس کو خدا معاف فرمائیں گے۔ ایک وہ ظلم ہے جس کا بدلہ ضرور دیا جائے گا وہ بندوں کا ایک دوسرے پر ظلم ہے۔ (۱)

امام بیہقی نے ایک اور طریق یزید الرقاشی عن انس سے اس کو نقل کیا ہے۔ مصنف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں دونوں طریق ضعیف ہیں۔

**خدا کی راہ میں جہاد ہر چیز کو بخش دیتا ہے سوائے امانت کے**...... ابوبکر بن ابی الدنیا سنداً عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: خدا کی راہ میں جہاد کرنا ہر گناہ کو بخش دیتا ہے سوائے امانت کے۔ فرمایا: صاحب امانت کو بلایا جائے گا اور کہا جائے گا امانت ادا کر۔ وہ کہے گا یا رب! اب میں تو دنیا سے آ گیا ہوں (اب کیسے ممکن ہے؟) حکم ہوگا اس کو ہاویہ (جہنم) کی طرف لے جاؤ۔ پس اس کی طرف لے جایا جائے گا اور اس میں دھکیل دیا جائے گا حتیٰ کہ اس کی گہرائی میں جا گرے گا۔ وہاں دیکھے گا کہ وہ امانت موجود ہے۔ وہ اس کو اٹھائے گا اور کندھے پر رکھ کر اوپر چڑھے گا جب دیکھے گا کہ جہنم سے نکلنے والا ہے پھر نیچے گہرائی میں جا گرے گا۔ پس یونہی رہتے زمانے تک اس کے ساتھ ہوتا رہے گا۔ (۲)

پھر فرمایا امانت نماز میں بھی ہے۔ امانت روزے میں بھی ہے۔ امانت وضو میں بھی ہے۔ اور امانت بات چیت میں بھی ہے۔ لیکن سب سے بڑھ کر امانت وہ چیز ہے جو کوئی دوسرے کے پاس بطور امانت رکھوائے۔

زاذان رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کے راوی کہتے ہیں میں حضرت براء رضی اللہ عنہ سے ملا اور کہا کہ آپ کے بھائی عبداللہ یوں یوں حدیث بیان کرتے ہیں۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ نے فرمایا وہ سچ کہتے ہیں۔ اس روایت کی تائید مسلم کی اس حدیث سے بھی ہوتی ہے کہ ابو سعید رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ! اگر میں خدا کی راہ میں لڑائی پر صبر کرتے ہوئے خدا سے ثواب کی امید رکھتے ہوئے اور پشت دیئے بغیر آگے بڑھتے ہوئے قتل ہو جاؤں تو کیا خدا تعالیٰ میرے گناہوں کو بخش دے گا؟ فرمایا ہاں سوائے قرض کے۔ (۳)

ابن ابی الدنیا میں ہے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی (ترجمہ) اے پیغمبر تم بھی مر جاؤ گے اور یہ بھی مر جائیں گے۔ پھر تم سب قیامت کے دن اپنے پروردگار کے سامنے جھگڑو گے (اور جھگڑے کا فیصلہ کر دیا جائے گا)۔ (سورۃ الزمر والآیتان: ۳۰، ۳۱)

تو حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا دنیا میں جو گناہ ہو گئے وہ ہم پر دوبارہ پیش کئے جائیں گے؟ فرمایا ہاں تم پر دوبارہ پیش کئے جائیں گے حتیٰ کہ تم ہر صاحب حق کو اس کا حق دے دو۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یہ تو بڑا سخت معاملہ ہے۔ (۴)

ابن ابی الدنیا میں ہے زاذان رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اقوام حساب کتاب کے لئے گھٹنوں کے بل گری پڑی ہوں گی۔ باپ بیٹے سے، بیٹا باپ سے، بہن بھائی سے، خاوند بیوی سے اور بیوی خاوند سے دنیا کی نسبت زیادہ سخت ہوں گے۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے یہ آیت تلاوت فرمائی (ترجمہ) ـــــ تو نہ تو ان میں قرابتیں رہیں گی اور نہ ایک دوسرے کے بارے میں پوچھیں گے۔
(سورۃ المؤمنون والآیۃ: ۱۰۱)

ابوبکر البزار اپنی سند کے ساتھ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

---

(۱) مجمع الزوائد والحدیث ۱۰/ ۳۴۸۔ کنز العمال والحدیث ۱۰۳۲۶۔ ابو نعیم فی حلیۃ الاولیاء والحدیث ۳۰۹۔ المطالب العالیہ لابن حجر ۳۶۵۳۔

(۲) مسلم والحدیث ۲۸۶۱ (۳) مسلم والحدیث ۲۸۶۲۔ (۴) المستدرک للحاکم والحدیث ۴۳۵۲۔ الدر المنثور والحدیث ۵/ ۳۲۷۔ اتحاف السادۃ المتقین والحدیث ۱۰/ ۲۷۔ شرح السنۃ للبغوی والحدیث ۹/ ۵۵۔

غلام اور اس کے مالک کو لایا جائے گا، شوہر اور اس کی بیوی کو لایا جائے گا۔ غلام اور اس کے مالک کا، بیوی اور اس کے شوہر کا تصفیہ کر دیا جائے گا۔ (ہر بات فیصلہ میں آئے گی) حتیٰ کہ کہا جائے گا فلانی کو تو نے پیغام دیا اور میں نے اس کے ساتھ تیری شادی کر دی لیکن تو نے (اس کے خیال میں) سب کو چھوڑ دیا۔

ابن ابی الدنیا کہتے ہیں، عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن بندہ کو بلائیں گے اور اس پر اپنے احسانات کو یاد دلائیں گے اور انکا شمار کرائیں گے فرمائیں گے: تو نے مجھے فلاں دن یاد کیا اور دعا کی ——— اور کہا یا اللہ میری فلانی سے شادی کر دے اور وہ ہم نے کر دی۔ اس طرح بہت سی باتیں شمار کرائی جائیں گی۔ (مقصود حدیث یہ ہے کہ کوئی بات نہ چھوٹے گی بلکہ ہر بات کا ذکر ہوگا۔ م)

ابن ابی الدنیا میں ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

بندہ کو عار اور شرمندگی اس طرح گھیرے گی کہ وہ کہے گا اے اللہ! تیرے مجھے جہنم میں پھینکنے سے زیادہ لوگوں کی رسوائی سے مجھے خوف ہے۔ اور اللہ کی قسم! وہ جانتا ہوگا کہ جہنم کا عذاب کس قدر سخت ہے۔ (۱)

**قیامت کے دن بندے سے نعمتوں کا سوال کیا جانا......** فرمان الٰہی ہے: پھر اس روز تم سے نعمت کے بارے میں پرسش ہوگی۔
(سورۃ التکاثر، الآیۃ ۸)

صحیح میں ہے کہ آپ ﷺ اور آپ کے اصحاب نے ابوالہیثم کے باغ میں بکری کے گوشت، کھجوروں اور پانی سے کھانا تناول فرمایا پھر فرمایا:

یہ وہ نعمتیں ہیں جن کا تم سے سوال کیا جائے گا۔ (یعنی پوچھا جائے گا کہ کیا اس نعمت کا شکر ادا کیا اور اس کے مقابلہ میں عمل کیا؟)

اسی طرح حدیث میں ہے: اپنے کھانے میں ذکر اللہ اور ورد کا سامان استعمال کرو اور کھانے کے بعد سو مت جاؤ اس سے تمہارے دل سخت ہو جائیں گے۔ (۲)

ابن ابی الدنیا میں ہے حضرت ثابت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص مسجد دمشق میں داخل ہوا اور دعا کرنے لگا اے اللہ میری وحشت کو دور فرما، میری تنہائی پر رحم فرما اور مجھے کوئی اچھا ہم نشین عطا فرما۔ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے اس کی دعا سنی اور فرمایا اگر تو طلب میں سچا ہے تو میں تیری نسبت سعادت مند ہوں (اور تیری ہم نشینی اختیار کرتا ہوں) میں نے رسول اکرم ﷺ سے سنا ہے آپ نے فرمایا:

لوگوں میں سے کچھ تو اپنی جان پر ظلم کرنے والے ہیں یعنی وہ ظالم جس کو اس کے مقام پر پکڑ لیا جائے گا اور وہ حزن وغم (میں مبتلا رہنے والا) ہے۔ اور کچھ لوگ میانہ رو ہیں یعنی ان سے حساب کتاب آسانی کے ساتھ لیا جائے گا۔ اور کچھ نیکیوں میں سابق ہیں یعنی وہ جنہیں بغیر حساب کتاب کے جنت میں داخل کر دیا جائے گا۔ (۳)

**اللہ تعالیٰ کا بندوں کی جانب سے مصالحت کروانا** ——— ابو یعلیٰ سنداً روایت کرتے ہیں کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ تشریف فرما تھے، ہم نے آپ کو دیکھا کہ آپ ہنسنے لگے حتیٰ کہ آپ کے اوپری دانت نظر آنے لگے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا یا رسول اللہ! آپ پر میرے ماں باپ قربان ہوں، کیا چیز آپ کو ہنسا رہی ہے؟ فرمایا میری امت کے دو فرد اللہ عزوجل تبارک وتعالیٰ کے روبرو جھگڑیں گے۔ ایک کہے گا یا رب! میرے بھائی سے مجھ پر ظلم کرنے کا بدلہ دلائیے۔ اللہ تعالیٰ دوسرے کو فرمائیں گے: اپنے بھائی کا بدلہ دو۔ وہ کہے گا میرے پاس نیکیوں میں سے تو کچھ بچا نہیں۔ اللہ تعالیٰ طلب گار کو فرمائیں گے: تو اپنے بھائی کے ساتھ کیا کرے گا؟ اس کے پاس تو کوئی نیکی بچی نہیں۔ وہ عرض کرے گا یا رب! پھر وہ میرے گناہ اٹھائے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں یہاں آپ ﷺ کی آنکھیں بہہ پڑیں۔ پھر فرمایا وہ دن بڑا ہی ہولناک ہوگا لوگ اس دن بڑے محتاج ہوں گے کہ کوئی ان کے گناہ اٹھالے۔ پس پھر اللہ تعالیٰ اس طلب گار کو فرمائیں گے: اپنی نگاہ

---

(۱) المستدرک، الحدیث ۸۷۷۴۔ جمع الجوامع للسیوطی، الحدیث ۵۶۸۸۔ (۲) النسائی، الحدیث ۳۹۳۱۔ مسند احمد، الحدیث ۳/۳۳۹، الحدیث ۳/۳۵۷۔
مجمع الزوائد، الحدیث ۱۰/۳۶۔ (۳) المستدرک، الحدیث ۳/۵۷۶۲۔ الترغیب والترہیب للمنذری، الحدیث ۳/۳۰۹۔ اتحاف السادۃ المتقین، الحدیث ۶/۳۹۷

اٹھ اور جنت کی طرف دیکھ! وہ دیکھے گا اور کہے گا یارب! میں چاندی کے شہر اور سونے کے محلات دیکھ رہا ہوں جو موتیوں سے جڑے ہوئے ہیں۔ یہ کس نبی کے ہیں؟ کس صدیق کے ہیں؟ کس شہید کے ہیں؟ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: جو بھی ان کی قیمت ادا کرے۔ وہ بندہ کہے گا یارب! اس کی کس میں ہمت ہو سکتی ہے؟ باری تعالیٰ فرمائیں گے تو بھی اس کا مالک ہو سکتا ہے! بندہ کہے گا وہ کیسے پروردگار! اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: اپنے بھائی کو معاف کر دے۔ وہ کہے گا یارب! میں نے اس کو بالکل معاف کر دیا۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے جا اپنے اس بھائی کو بھی لے جا اور جنت میں داخل کر لے۔ پھر حضور ﷺ نے فرمایا:

قیامت کے روز اللہ تعالیٰ مومنین کے درمیان مصالحت کرائیں گے۔

یہ روایت سنداً و سیاقاً غریب ہے۔ اگرچہ اچھے کلام پر مشتمل ہے۔ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے عبداللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے اس کو نقل کیا ہے۔

صحیح بخاری میں ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

جس نے لوگوں کا مال اس نیت سے لیا کہ لوٹا دے گا تو اللہ اسے ادا کرے گا اور جس نے اس نیت سے لیا کہ کھا جائے گا تو اللہ بھی اسے ضائع کر دے گا۔

ابوداؤد طیالسی، ابن ماجہ اور بیہقی میں ہے عباس بن مرداس اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عرفہ کی رات اپنی امت کے لئے مغفرت کی دعا مانگی اور خوب مانگی۔ اللہ تعالیٰ نے جواب مرحمت فرمایا کہ میں نے دعا قبول کر لی مگر جس نے ظلم کیا۔ حضور ﷺ نے دعا کی یا اللہ تو اس پر قادر ہے کہ مظلوم کو ظالم کی طرف سے خیر عطا کر کے خوش کر دے اور ظالم کو بخش دے۔ لیکن اس رات کوئی جواب نہ آیا۔ جب مزدلفہ کی صبح ہوئی تو آپ نے پھر دعا کی تو اللہ نے قبول فرمائی کہ میں نے اس کو بھی بخش دیا۔ تب رسول اللہ ﷺ مسکرائے۔ بعض اصحاب رضی اللہ عنہ نے پوچھا یارسول اللہ! آپ ایسی گھڑی میں مسکرائے ہیں، جس میں آپ کے مسکرانے کی عادت نہیں تھی؟ آپ ﷺ نے فرمایا میں اللہ کے دشمن ابلیس کی وجہ سے مسکرایا ہوں اسے جب معلوم ہوا کہ اللہ نے میری امت کی بخشش کی دعا قبول کر لی ہے تو وہ ہلاکت ہلاکت پکارنے لگا اور اپنے سر پر خاک ڈالنے لگا۔(۱)

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ممکن ہے کہ یہ مغفرت عذاب پانے کے بعد ہو۔ یہ بھی ممکن ہے کہ بعض لوگوں کے ساتھ خاص ہو۔ یہ بھی ممکن ہے کہ ہر ایک کے ساتھ ہو۔ مترجم احقر عرض کرتا ہے جب حدیث میں عام ذکر ہے تو خدا کی رحمت کو خاص کیوں کیا جائے اس کے لئے کیا مشکل ہے کہ وہ سب کو بخش دے۔ لیکن بندوں کو زیب نہیں دیتا کہ ایسے رحیم کی نافرمانی کی جائے۔

ابوداؤد طیالسی مسند عبدالرحمٰن بن ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

قیامت کے دن اللہ تعالیٰ مقروض کو بلائیں گے اور فرمائیں گے: اے ابن آدم! تو نے بندوں کے حقوق کس چیز میں ضائع کئے اور ان کے اموال کس چیز میں خرچ کئے؟ وہ عرض کرے گا یارب! میں نے ان کو ضائع نہیں کیا بلکہ صحیح کاموں میں خرچ کیا ہے۔ پروردگار فرمائیں گے: آج تجھ سے زیادہ میں صحیح فیصلہ کرنے والا ہوں۔ پس اس کی نیکیاں اس کی برائیوں سے وزنی ہو جائیں گی اور اس کو جنت جانے کا حکم مل جائے گا۔(۲)

صحیح مسلم میں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ بندے کے گناہوں کے متعلق فرمائیں گے پہلے اس کے چھوٹے چھوٹے گناہ اس پر ظاہر کرو اور بڑے گناہ چھوڑ دو۔ پھر اس کو کہا جائے گا کیا تو ان میں سے کسی چیز کا انکار کرتا ہے؟ وہ بڑے گناہوں کے ڈر سے اقرار کرے گا اور کہے گا نہیں۔ تب اللہ تعالیٰ فرمائیں گے ہم تیرے ہر گناہ کو نیکی سے بدلتے ہیں۔ وہ بندہ کہے گا یارب! میں نے کچھ بڑے بڑے گناہ بھی کئے تھے جو یہاں نہیں نظر آ رہے۔ اس موقع پر آپ ﷺ اس قدر ہنسے کہ آپ کی داڑھ مبارک ظاہر ہو گئی۔(۳)

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں گزر چکا ہے کہ اللہ تعالیٰ بندے کو اس قدر قریب فرمالیں گے کہ اس پر اپنا ایک حصہ رکھ دیں گے اور اس سے اس کے گناہوں کا اقرار کروائیں گے۔ حتیٰ کہ جب اس کو اپنی ہلاکت کا یقین ہو جائے گا تب اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ میں نے دنیا میں بھی تیری

---

(۱) مسند احمد الحدیث ۱۶۲۰۷۔ الدر المنثور، والحدیث: ۱؍۲۳۰۔ التمہید لابن عبدالبر، والحدیث: ۱؍۱۳۳ (۲) البدایۃ والنہایۃ ۲۵۹

(۳) السنن الکبریٰ للبیہقی، والحدیث: ۱۰؍۱۹۱ والاسماء والصفات للبیہقی، الحدیث ۵۳

پردہ پوشی کی اور آج بھی تیری مغفرت کرتا ہوں۔ پھر اس کی بڑی بڑی نیکیاں اس کے دائیں ہاتھ میں دے دی جائیں گی۔ (۱)

ابن ابی الدنیا میں ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو قریب فرمائیں گے اور اس پر اپنا حصہ رکھ دیں گے اور تمام خلائق سے اس کو چھپالیں گے۔ اسی پردہ میں اس کو اس کے اعمال کی کتاب دیں گے اور فرمائیں گے لے ابن آدم! پڑھ اپنی کتاب۔ پس جب وہ کسی نیکی کے پاس سے گزرے گا تو اس کا دل خوش ہوگا۔ پروردگار اس کو فرمائیں گے اے بندے کیا تو اس کو جانتا ہے وہ کہے گا جی ہاں اے پروردگار میں اس کو جانتا ہوں۔ پروردگار فرمائیں گے ہم اس نیکی کو قبول کرتے ہیں۔ بندہ وشکریہ میں سجدہ میں گر پڑے گا۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے اٹھو سر اٹھاؤ اور اپنی کتاب آگے پڑھو پھر وہ کسی برائی کے پاس سے گزرے گا تو اس کا چہرہ سیاہ پڑ جائے گا اور دل رنجیدہ ہو جائے گا اور جسم کپکپا جائے گا۔ اس وقت اس کو اپنے رب سے اس قدر حیاء آئے گی کہ اس کیفیت کو اس کے سوا کوئی نہیں جانتا اللہ تعالیٰ فرمائیں گے بندے اس کو جانتا ہے؟ بندہ کہے گا جی پروردگار۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے ہم نے اس کو بخش دیا ہے۔ پس اسی طرح اس کی نیکی قبول ہوتی رہے گی اور وہ سجدہ کرتا رہے گا اور بدی معاف ہوتی رہے گی اور وہ سجدہ کرتا رہے گا۔ مخلوق صرف اس کے سجدوں کو دیکھے گی — حتیٰ کہ مخلوق ایک دوسرے کو پکارے گی واہ اس بندے کی کیا خوبی ہے کہ اس نے کبھی خدا کی نافرمانی نہیں کی۔ لیکن ان کو بندے اور خدا کے درمیان کے راز کا علم نہ ہوگا۔ (۲)

ابن ابی الدنیا میں ہے عثمان بن عاتکہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جس کو اس کا اعمال نامہ دائیں ہاتھ میں ملا اس کے اوپر تو نیکیاں لکھی ہوں گی لیکن اس کے اندر برائیاں ہوں گی۔ اسے کہا جائے گا اپنا نامہ اعمال پڑھ وہ اندر سے پڑھے گا تو مایوس ہو جائے گا لیکن جب آخر میں پہنچے گا تو اس میں پڑھے گا کہ یہ تیری بداعمالیاں ہیں میں نے دنیا میں بھی ان پر پردہ رکھا اور آج بھی میں تیری بخشش کرتا ہوں۔ اس پر موجود لوگ رشک کریں گے۔ یہ فرمایا کہ اہل محشر اس کے ظاہری اعمال جو کہ اوپر ہیں پڑھیں گے اور کہیں گے فلاں تو نیک بخت ہو گیا پھر اللہ تعالیٰ حکم فرمائیں گے کہ اس کو بدل دیا جائے اور اس کے اندر برائیاں نیکیوں سے بدل دی جائیں گی۔ پھر اس کو پڑھنے کا حکم ملے گا وہ دیکھے گا کہ نیکیاں ہی نیکیاں ہیں۔ جب آخر میں پہنچے گا تو پڑھے گا کہ یہ تیری نیکیاں ہیں جنہیں میں قبول کرتا ہوں۔ تب وہ اہل محشر کو کہے گا:

لیجئے میرا نامہ (اعمال) پڑھئے۔ مجھے یقین تھا کہ مجھ کو میرا حساب (کتاب) ضرور ملے گا۔ (سورۃ الحاقۃ، الآیتان ۱۹، ۲۰)

فرمایا جس کو اس کا نامہ اعمال پشت کے پیچھے سے ملے گا وہ اس کو بائیں ہاتھ سے تھامے گا۔ پھر اس کو پڑھنے کا حکم ملے گا اس کے اندر نیکیاں ہوں گی اور اوپر برائیاں۔ اہل محشر پڑھیں گے تو کہیں گے یہ تو ہلاک ہو گیا۔ جب وہ آخری نیکی پر پہنچے گا تو کہا جائے گا یہ تیری نیکیاں ہیں جن کو ہم رد کرتے ہیں۔ پھر اس کو پلٹنے کا حکم ملے گا (کہ دوبارہ پڑھو) پھر وہ دوبارہ پڑھے گا تو وہ نیکیاں برائیوں سے تبدیل ہو چکی ہوں گی حتیٰ کہ آخر تک یہی ہوگا پھر وہ اہل محشر کو کہے گا: اے کاش مجھ کو میرا (اعمال) نامہ نہ دیا جاتا۔ اور مجھے معلوم نہ ہوتا کہ میرا حساب کیا ہے؟ اے کاش موت (ابد الآباد کے لئے میرا کام) تمام کر چکی ہوتی۔ (آج) میرا مال میرے کچھ بھی کام نہ آیا۔ (سورۃ الحاقۃ، الآیات ۲۵۔۲۸)

ابن ابی الدنیا میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن ابن آدم کو یوں لایا جائے گا گویا وہ بکری کا بچہ ہے۔ اس کو اس کا رب کہے گا کہاں ہے وہ مال جو میں نے تجھے بخشا تھا؟ جس کا میں نے تجھے مالک بنایا تھا؟ جو میں نے تجھے عطا کیا تھا؟ وہ کہے گا یا رب! میں نے اسے جمع کیا اور اس کو ثمر آور بنایا اور اس میں پہلے سے بڑھوتری کی۔ پروردگار فرمائیں گے۔ اس میں سے آگے کیا بھیجا تھا؟ وہ دیکھے گا تو کچھ نہ پائے گا جو اس نے آگے بھیجا ہو۔ پس اس کے بعد وہ دوبارہ کوئی بات نہ کر سکے گا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ حضور ﷺ سے مذکورہ روایت کے مثل نقل فرماتے ہیں۔ جس میں یہ اضافہ بھی ہے:

بندہ رب سے درخواست کرے گا یا رب! مجھے واپس لوٹا دے میں وہ سارا مال لے آؤں گا۔ اگر اس کو لوٹا بھی جائے تب بھی وہ کچھ آگے نہ بھیج سکے گا پس اس کو جہنم میں دھکیل دیا جائے گا۔

فرمان الٰہی ہے: اور جیسا ہم نے تم کو پہلی دفعہ پیدا کیا تھا ایسا ہی آج اکیلے اکیلے ہمارے پاس آئے۔ اور جو (مال و متاع) ہم نے تمہیں عطا فرمایا تھا وہ سب اپنی پیٹھ پیچھے چھوڑ آئے۔ (سورۃ الانعام، الآیۃ ۹۴)

---

(۱) بخاری الحدیث ۴۶۸۵، مسلم الحدیث ۶۹۳۶، ابن ماجہ الحدیث ۱۸۳ (۲) بخاری الحدیث ۴۶۸۵، مسلم الحدیث ۶۹۳۶، ابن ماجہ الحدیث ۱۸۳

صحیح مسلم میں حضور ﷺ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ابن آدم کہتا ہے۔ میرا مال، مال، حالانکہ اس کا مال بس وہی ہے جو اس نے کھالیا اور ختم کر دیا یا پہن لیا اور پرانا کر دیا یا صدقہ کر دیا اور آگے بھیج دیا۔ اس کے ماسوا جو کچھ ہے وہ جانے والا ہے اور لوگوں کے لئے ہے۔

فرمان الٰہی ہے: کہتا ہے کہ میں نے بہت سا مال برباد کر دیا۔ کیا اسے یہ گمان ہے کہ اس کو کسی نے دیکھا نہیں۔ (سورۃ البلد الآیتان ۶۔۷)

ابن ابی الدنیا میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

قیامت کے دن بندے کے قدم اپنی جگہ سے اس وقت تک نہ ہل سکیں گے جب تک اس سے چار باتوں کا سوال نہ کر لیا جائے۔ عمر کس چیز میں فنا کی؟ جسم کن کاموں میں بوسیدہ کیا؟ علم پر کیا عمل کیا؟ مال کہاں سے کمایا اور کہاں خرچ کیا؟

ابن ابی الدنیا میں حضرت ابن مکحول رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

اے مقروض! اے ابو الدرداء! اس وقت تیرا کیا حال ہوگا جب قیامت کے دن تجھ سے کہا جائے گا: تو علم جانتا ہے یا جاہل ہے؟ اگر تو کہے گا جانتا ہوں تو کہا جائے گا کہ جس علم کو جانتا ہے اس پر کیا عمل کیا؟ اور اگر تو کہے گا کہ میں جاہل ہوں تو کہا جائے گا کہ تیرے جاہل رہنے کا کیا عذر ہے؟ علم کیوں نہیں حاصل کیا؟

## فصل

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے باب "یدعیٰ الناس بآبائهم" کے ساتھ قائم فرمایا اور اس کے ذیل میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث ذکر فرمائی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: قیامت کے دن ہر غدر کرنے والے کے لئے ایک جھنڈا اس کی سرین کے پاس بلند کیا جائے گا اور کہا جائے گا یہ فلاں بن فلاں کا غدر اور دھوکہ ہے۔ (۱)

ابن ابی الدنیا میں حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

قیامت کے دن تم کو تمہارے ناموں اور تمہارے باپوں کے ناموں سے پکارا جائے گا۔ پس اپنے نام اچھے رکھا کرو۔ (۲)

امام احمد فرماتے ہیں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

زمین اپنے جگر پاروں کو باہر پھینک دے گی۔ چور گزرے گا اور کہے گا (ہائے!) اس مال کی وجہ سے میرا ہاتھ کاٹا گیا۔ قاتل آئے گا اور کہے گا (ہائے!) اس مال کی وجہ سے میں نے خون بہایا۔ رشتہ ناطہ توڑنے والا آئے گا اور کہے گا (افسوس!) اس مال کی وجہ سے میں نے رشتہ داری توڑی۔ پھر وہ اس مال کو پکاریں گے اور کچھ اس میں سے نہ اٹھائیں گے۔

فرمان الٰہی ہے: جس دن بہت سے منہ سفید ہوں گے اور بہت سے سیاہ۔ تو جن لوگوں کے منہ سیاہ ہوں گے (ان سے خدا فرمائے گا) کیا تم ایمان لا کر کافر ہو گئے تھے؟ سو اب اس کفر کے بدلے عذاب (کے مزے) چکھو۔ اور جن لوگوں کے منہ سفید ہوں گے وہ خدا کی رحمت (کے باغوں) میں ہوں گے اور ان میں ہمیشہ رہیں گے۔ (سورۃ آل عمران الآیتان ۱۰۶۔۱۰۷)

اور فرمان الٰہی ہے: اس روز بہت سے منہ رونق دار ہوں گے۔ (اور) اپنے پروردگار کے محو دیدار ہوں گے اور بہت سے منہ اس دن اداس ہوں گے۔ خیال کریں گے کہ ان پر مصیبت واقع ہونے کو ہے۔ (سورۃ القیامۃ الآیات ۲۲۔۲۵)

فرمان الٰہی ہے: اور کتنے منہ اس روز چمک رہے ہوں گے۔ خنداں و شاداں (یہ نیکوکار ہیں)۔ اور کتنے منہ ہوں گے جن پر گرد پڑ رہی ہوگی۔ (اور) سیاہی چڑھ رہی ہوگی۔ یہ کفار بدکردار ہیں۔ (سورۃ عبس الآیات ۳۸۔۴۱)

اور فرمان الٰہی ہے: جن لوگوں نے نیکوکاری کی ان کے لئے بھلائی ہے اور (مزید برآں) اور بھی۔ اور ان کے مونہوں پر نہ تو سیاہی چھائے گی اور

---

(۱) بخاری الحدیث ۳۱۸۶، والحدیث ۳۱۸۷۔ مسلم الحدیث ۴۵۱۳۔ ابن ماجہ الحدیث ۲۸۷۲۔ مسند احمد الحدیث ۳۱۱/۵، والحدیث ۴۱/۱، والحدیث ۱۹/۲

(۲) ابو داؤد الحدیث ۴۹۴۸۔ مسند احمد الحدیث ۱۹۴/۵۔ الدارمی الحدیث ۲۹۴/۲

نے والے۔ یہی جنتی ہیں کہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔ اور جنہوں نے برے کام کئے تو برائی کا بدلہ ایسا ہی ہوگا اور ان کے منہ پر ذلت چھا جائے گی۔ اور کوئی ان کو خدا سے بچانے والا نہ ہوگا۔ ان کے منہ (کی سیاہی کا یہ عالم) ہوگا کہ ان پر گویا اندھیری رات کے ٹکڑے اوڑھا دیئے گئے ہیں۔ یہی دوزخی ہیں کہ ہمیشہ اس میں رہیں گے۔ [illegible]

حافظ ابو بکر البزار اپنی سند کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ذیل کی آیت کے متعلق حدیث نقل فرماتے ہیں۔

فرمان الٰہی ہے: جس دن ہم سب لوگوں کو ان کے ان کے پیشواؤں کے ساتھ بلائیں گے۔ تو جن (کے اعمال) کی کتاب ان کے داہنے ہاتھ میں دی جائے گی وہ اپنی کتاب کو (خوش ہو ہو کر) پڑھیں گے اور ان پر دھاگے برابر بھی ظلم نہ ہوگا۔ اور جو شخص اس (دنیا) میں اندھا ہو وہ آخرت میں بھی اندھا ہوگا اور (نجات کے) راستے سے بہت دور۔ [illegible]

حضور ﷺ نے فرمایا (مومنوں میں سے) ایک کو بلایا جائے گا اور اس کا نامۂ اعمال اس کے داہنے ہاتھ میں دیا جائے گا اور اس کے جسم کو بڑا کر دیا جائے گا۔ اس کا چہرہ سفید کر دیا جائے گا اور اس کے سر پر موتیوں کا چمکتا ہوا ایک تاج رکھ دیا جائے گا۔ وہ اپنے ساتھیوں کی طرف جائے گا۔ وہ دور سے اس کو دیکھیں گے اور کہیں گے: اے اللہ! اس کو ہمارے پاس لا اور اس میں ہم کو برکت عطا فرما۔ یہاں تک کہ وہ ان کے پاس آئے گا اور کہے گا تمہیں بشارت ہو تم میں سے ہر شخص کے لئے ایسا ہی ہے۔ لیکن کافر اس کا چہرہ سیاہ ہو جائے گا۔ قد اس کا جسم بڑھا دیا جائے گا۔ اس کے ساتھی اس کو دیکھیں گے اور کہیں گے اللہ کی پناہ اس سے یا اس کے شر سے۔ اے اللہ! اس کو ہمارے پاس نہ لانے دیجیو۔ لیکن وہ ان کے پاس آئے گا وہ کہیں گے اے اللہ اس کو رسوا کر۔ وہ کہے گا تم پر اللہ کی پھٹکار ہو۔ تم میں سے بھی ہر شخص کے لئے یہی ہے۔

حافظ ابو بکر البزار اپنی سند کے ساتھ اس کو روایت کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ یہ حدیث صرف اسی سند کے ساتھ ملی ہے۔ ابو بکر بن ابی الدنیا نے بھی اس کو روایت کیا ہے۔

ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں جب اللہ تعالیٰ جہنمی کے متعلق حکم فرمائیں گے: اسے پکڑو اور طوق پہنا دو۔ [illegible]

تو اس حکم کو سن کر ستر ہزار فرشتے جھپٹیں گے اور ایک زنجیر سے اس کو باندھیں گے اور اس کو منہ کے بل گرا دیں گے اور یوں اس میں پرو دیں گے جیسے دھاگے میں موتی۔ پھر اس کو جہنم میں ایک کونے سے دوسرے کونے تک لے جائیں گے تو وہ ہڈیوں کا ایک پنجر بن چکا ہوگا اور دوبارہ جہنم میں ڈالے جانے سے پہلے اس کا جسم پھر سالم ہو چکا ہوگا۔

فضیل بن عیاض فرماتے ہیں جب اللہ تعالیٰ یہ فرمائیں گے: اسے پکڑو اور طوق پہنا دو۔ تو ربیعہ اور مضر سے زیادہ افراد اس کی طرف جھپٹیں گے۔ (عرب میں یہ دو قبیلے بہت زیادہ تعداد والے گزرے ہیں اس لئے ان کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے۔)

معتمر بن سلیمان اپنے والد سلیمان سے نقل کرتے ہیں کہ جہنمی اس کو پکڑ کر کہے گا کہ تم مجھ پر رحم کیوں نہیں کرتے؟ وہ کہیں گے تجھ پر ارحم الراحمین کو رحم نہ آیا تو ہم کیسے رحم کریں۔

## فصل

حضرت امام ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ اپنی سنن کی کتاب الزہد میں سند ذکر فرماتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ کی سو رحمتیں ہیں، ان میں سے ایک تمام مخلوق میں نازل کی ہے جس کی وجہ سے آپس میں ایک دوسرے سے رحم و محبت کا معاملہ کیا جاتا ہے حتیٰ کہ چوپائے بھی اسی کی بدولت اپنی اولاد پر رحم کرتے ہیں۔ اور ننانوے رحمتیں قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر فرمائیں گے۔[1]

---

[1] [illegible]

امام مسلم نے بھی اس کو روایت کیا ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہمیں قتیبہ بن سعید نے بیان کیا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ:

اللہ تعالیٰ نے جس دن رحمت پیدا فرمائی اس میں سے سو حصے بنائے اپنے پاس رکھ لئے۔ صرف ایک حصہ اپنی تمام مخلوق میں پھیلا دیا۔ اگر کافر کو علم ہو جائے کہ اللہ کے پاس کس قدر رحمت ہے تو وہ بھی جنت سے مایوس نہ ہوگا۔ اگر مومن کو یہ پتہ چل جائے کہ خدا کے پاس کس قدر عذاب ہے تو وہ جہنم سے بے خوف ہو کر سو نہیں سکے گا۔

اس طریق سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ منفرد ہیں۔ (۱)

ابن ماجہ میں ابو سعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: جس دن اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان پیدا فرمائے سو حصے رحمت کے بھی پیدا فرمائے۔ جن میں سے صرف ایک حصہ زمین میں رکھا۔ اسی کے طفیل ماں اپنے بچے پر شفقت کرتی ہے۔ جانور اور پرندے ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں۔ باقی ننانوے حصے قیامت کے لئے اٹھا رکھے ہیں (پس جب قیامت ہوگی) ان کو پورا فرما دیں گے۔

امام ابن ماجہ اس روایت میں منفرد ہیں اس کے باوجود یہ حدیث صحیحین کی شرائط کے مطابق ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کئی طرق سے مروی ہے کہ

اللہ تعالیٰ نے جس دن آسمان و زمین پیدا فرمائے تو اپنی کتاب پر لکھ دیا کہ میری رحمت میرے غضب پر غالب ہے۔ ایک روایت میں میری رحمت میرے غضب پر سبقت لے گئی ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ وہ (رحمت) اللہ کے پاس عرش پر لکھی ہے۔ (۲)

قرآن کریم میں ہے: خدا نے اپنی ذات (پاک) پر رحمت کو لازم کر لیا ہے۔ (سورۃ الانعام، آیت ۵۴)

دوسری جگہ فرمایا: اور جو میری رحمت ہے وہ ہر چیز کو شامل ہے۔ میں اس کو ان لوگوں کے لئے لکھ دوں گا جو پرہیزگاری کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور جو ہماری آیتوں پر ایمان رکھتے ہیں۔ (سورۃ الاعراف، آیت ۱۵۶)

اس کے بعد ابن محمد رحمۃ اللہ علیہ اس سلسلہ کی حدیث حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں فرمایا:

تم جانتے ہو کہ اللہ کا اس کے بندوں پر کیا حق ہے؟ یہ کہ وہ اس کی عبادت کریں اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں۔ پھر فرمایا جانتے ہو بندوں کا خدا پر کیا حق ہے؟ یہ کہ جب وہ ایسا کریں تو وہ ان کو عذاب نہ دے۔ (۳)

یہ حدیث اسود بن ہلال اور انس بن مالک کی معاذ کے طریق سے بخاری میں موجود ہے۔

اسی حدیث میں ہے کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: وہی ڈرنے کے لائق اور بخشش کا مالک ہے۔ (سورۃ المدثر، آیت ۵۶)

حضور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اس کا اہل ہوں کہ مجھ سے ڈرا جائے اور میرے ساتھ کسی کو شریک نہ بنایا جائے اور جو میرے ساتھ کسی کو خدا بنانے سے ڈرا تو مجھ کو لائق ہے کہ میں اس کی بخشش کر دوں۔

پھر ابن محمد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔ وہ فرماتے ہیں کہ کسی غزوہ میں ہم حضور اکرم ﷺ کے ساتھ تھے کہ ایک قوم کے پاس سے آپ ﷺ کا گزر ہوا۔ آپ نے پوچھا یہ قوم والے کون لوگ ہیں؟ وہ کہنے لگے: ہم مسلمان ہیں۔ ایک عورت تنور میں آگ جلا رہی تھی۔ اس کے ساتھ اس کا بچہ بھی تھا۔ جب تنور کی لپٹ اوپر اٹھی تو وہ بچہ کو ہٹانے لگی۔ حضور ﷺ اس کے پاس تشریف لائے وہ کہنے لگی کیا آپ اللہ کے رسول ہیں؟ فرمایا: ہاں۔ عورت بولی: آپ پر میرے ماں باپ قربان ہوں۔ کیا اللہ تعالیٰ سب سے زیادہ رحم کرنے والے نہیں ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: کیوں نہیں۔ عورت نے پھر سوال کیا: کیا اللہ تعالیٰ ماں کے اپنے بچے پر رحم کرنے سے زیادہ رحم کرنے والے نہیں ہیں؟ فرمایا: کیوں نہیں۔ پھر عورت اور

---

(۱) بخاری، الحدیث ۶۴۶۹۔ [illegible] الحدیث [illegible]۔ (۲) ابن ماجہ، الحدیث ۴۲۹۳

(۳) بخاری، الحدیث ۲۸۵۶۔ مسلم، الحدیث ۱۴۳۔ ابن ماجہ الحدیث: ۴۲۹۶۔ مسند احمد الحدیث ۲۲۰۶۳

حوض کا طول اور چوڑائی کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: [illegible] ایلہ سے [illegible] تک ہے۔[۱]

یہ بھی حدیث نہایت غریب ہے۔

**حوض کوثر سے کچھ لوگوں کا دفع کیا جانا** امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اپنی سند کے ساتھ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

قیامت کے دن میرے پاس میری امت کے کچھ لوگ آئیں گے۔ ان کو حوض کے پاس آنے سے روکا جائے گا۔ میں کہوں گا: یا رب! یہ تو میرے اصحاب ہیں! اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ تم نہیں جانتے کہ انہوں نے تمہارے بعد کیا کچھ نئے کام کئے۔ وہ دین سے الٹے پاؤں پھر گئے تھے۔[۲]

ابن ابی الدنیا نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ میں تم کو حوض کوثر پر آتے ہوئے پہچان لوں گا [illegible] سے پوچھا گیا تو آپ نے [illegible] پہچانیں گے [illegible] آپ کو [illegible] پہچان لیا جاتا ہے کیسے پہچان لیں گے؟

**اسماء بنت ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہا کی روایت** امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ہمیں سعید بن ابی مریم نے نافع بن عمر سے، انہوں نے ابن ابی ملیکہ سے، انہوں نے اسماء بنت ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہا سے حدیث بیان کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

میں حوض پر ہوں گا تاکہ جو تم میں سے میرے پاس آئے اس کو دیکھوں گا۔ کچھ لوگوں کو مجھ سے دور ہٹا دیا جائے گا۔ میں کہوں گا: اے رب! یہ تو مجھ سے تعلق رکھنے والے اور میری امت کے لوگ ہیں۔ مجھے کہا جائے گا: کیا آپ کو معلوم نہیں کہ انہوں نے آپ کے بعد کیا کیا؟

ابن ابی ملیکہ (اس حدیث کے) بعد کہا کرتے تھے: یا اللہ! ہم تیری پناہ مانگتے ہیں۔[۳]

آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں اپنے پیچھے [illegible] الٹی پھر گئی۔ پھر آپ ﷺ رو پڑے۔ پھر [illegible] قرآن پاک [illegible] اللہ تعالیٰ فرماتا ہے [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] کرتا ہے۔

اس حدیث کی اسناد ضعیف ہے جبکہ متن غریب ہے۔

(جس نے میری پیروی کی وہ میرا ہے اور جس نے میری نافرمانی کی تو تو بخشنے والا مہربان ہے۔) (سورۃ ابراہیم آیت نمبر ۳۶)

(اگر تو ان کو عذاب دے تو یہ تیرے بندے ہیں اور اگر بخش دے تو بیشک تو غالب حکمت والا ہے۔) (سورۃ المائدہ۔ آیت نمبر ۱۱۸)

**نومولود کو دودھ پلانے والی ماں سے زیادہ اللہ پاک اپنے بندے پر رحم فرماتے ہیں** -- بخاری میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ بن الخطاب سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس کچھ قیدی آئے تو ایک قیدی عورت کی چھاتی سے دودھ بہہ رہا تھا [illegible] جاری ہے، جب بھی کسی قیدی بچے کو پاتی ہے اس کو دودھ پلاتی ہے [illegible]۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تمہارا کیا خیال ہے یہ عورت اپنے بچے کو آگ میں ڈال سکتی ہے؟ ہم نے عرض کیا: ہرگز نہیں، یہ ہرگز اپنے بچے کو آگ میں نہیں ڈال سکتی۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ اپنے بندوں پر اس عورت سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔[۴]

امام مسلم نے بھی اس کو روایت کیا ہے۔

ایک روایت میں یوں آتا ہے کہ فرمایا: رب تعالیٰ [illegible] اپنے بندوں پر اس عورت سے زیادہ رحم کرنے والا ہے جو اپنے بچے پر شفقت رکھتی ہے۔

بخاری و مسند احمد میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: ساری امت جنت میں داخل ہوگی سوائے اس کے جو انکار کرے۔ پوچھا گیا یا رسول اللہ! انکار کون کرے گا؟ فرمایا: جس نے اللہ کی اطاعت نہیں کی اور اس کی معصیت سے اجتناب نہیں کیا۔[۵]

---

(۱) [illegible] (۲) [illegible] (۳) [illegible]

(۴) [illegible] (۵) [illegible]

اس روایت کی سند بھی ضعیف ہے۔

صحیح مسلم میں ابی بردہ بن ابی موسیٰ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

قیامت کے دن ہر مسلمان کو ایک یہودی یا نصرانی دیا جائے گا اور کہا جائے گا یہ جہنم سے تیری آزادی ہے۔[1]

ایک روایت میں ہے کہ کوئی مسلمان وفات نہیں پاتا مگر اللہ تعالیٰ اس کے بدلے ایک یہودی یا نصرانی کو جہنم میں داخل فرما دیتے ہیں۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے ابو بردہ کو اللہ وحدہ لا الٰہ الا ھو کی قسم تین مرتبہ قسم دے کر پوچھا کیا تمہارے والد نے حضور ﷺ سے یہ روایت بیان کی ہے تو انہوں نے قسم کھالی۔[2]

مسلم کی ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: مسلمان قیامت کے دن پہاڑوں کی طرح گناہ لے کر آئیں گے اللہ تعالیٰ وہ گناہ ان سے معاف فرما کر یہود و نصاریٰ پر ڈال دیں گے۔[3]

ابن ماجہ میں ابی بردہ بن ابی موسیٰ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ قیامت کے دن مخلوق کو جمع فرمائیں گے تو امت محمدیہ کو اپنی خداوندی میں سجدہ کرنے کی اجازت مرحمت کی جائے گی۔ وہ حضور الٰہی میں ایک طویل سجدہ بجا لائیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ فرمائیں گے اپنا سر اٹھاؤ، ہم نے تمہارے دشمنوں کو تمہارے لئے جہنم سے خلاصی کا فدیہ بنا دیا۔[4]

المعجم الکبیر میں حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اپنی نیکی کے بھروسے پر تم میں سے کوئی بھی جنت میں داخل نہیں ہو سکے گا۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے تم گناہوں کی وجہ سے آپس میں لڑتے رہو گے پھر بھی جنت میں ضرور داخل ہو گے۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اللہ تعالیٰ ایسی مغفرت فرمائیں گے کہ شیطان کو بھی امید ہو جائے گی کہ رحمت اس کو بھی شامل ہوگی۔[5]

**امت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں سے بغیر حساب کتاب جنت میں داخل ہونے والے** بخاری میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ حضور ﷺ سے حدیث نقل فرماتے ہیں:

میرے سامنے تمام امتوں کو پیش کیا گیا میں نے دیکھا کہ کسی نبی کے ساتھ اس کی امت چند ہی ہے کسی نبی کے ساتھ ایک دو ہیں کسی نبی کے ساتھ کوئی بھی نہیں ہے۔ کسی نبی کے ساتھ صرف پانچ افراد ہیں اور کوئی نبی تنہا موجود ہے۔ پھر دیکھا کہ انسانوں کا ایک جم غفیر ہے۔ مجھے بتایا گیا یہ تیری امت ہے ان میں سے ستر ہزار جنت میں جائیں گے جن پر حساب ہے نہ عذاب۔ کسی نے پوچھا یہ کون ہیں؟ بتایا گیا یہ وہ لوگ تھے جو نہ داغ لگواتے تھے نہ بدفالی لیتے تھے بلکہ اپنے رب پر بھروسہ کرتے تھے۔ حاضرین میں سے حضرت عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ دعا فرمائیے کہ اللہ مجھے بھی ان میں سے کر دے حضور ﷺ نے دعا فرمائی اے اللہ! اس کو ان میں شامل کر دے۔ پھر دوسرا شخص کھڑا ہوا اور کہنے لگا یا رسول اللہ میرے لئے بھی دعا فرمائیے کہ اللہ مجھے بھی ان میں سے کر دے حضور ﷺ نے فرمایا: عکاشہ تجھ سے اس میں سبقت لے جا چکا۔[6]

**ستر ہزار سے متعلق ایک اور حدیث** مسند احمد میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں نے اپنے پروردگار سے سوال کیا تو اس نے مجھ سے وعدہ فرمایا کہ میری امت میں سے ستر ہزار افراد کو بلا حساب کتاب کے جنت میں داخل فرمائے گا ان کے چہرے چودھویں رات کے چاند کی مانند چمکتے ہوں گے۔ میں نے اور زیادہ کی طلب کی تو اللہ تعالیٰ نے ہر ہزار کے ساتھ ستر ہزار کا مزید اضافہ فرما دیا۔ میں نے پھر عرض کیا اے رب! اگر میری امت کے مہاجر اتنی تعداد میں نہ ہوئے تو؟ فرمایا: تب میں یہ تعداد تیری امت

---

[1] مسلم حدیث ۲۷۶۷۔ [2] مسلم حدیث ۲۷۶۷۔ مسند احمد ج ۴ ص ۳۹۸ [3] مسلم حدیث ۲۷۶۷۔

[4] ابن ماجہ حدیث ۴۲۹۱ مجمع الزوائد ج ۱۰ ص ۳۸۰ [5] مجمع الزوائد للطبرانی ج ۱۰ ص ۲۱۱۔ مجمع الزوائد ج ۱۰ ص ۳۸۵۔

[6] بخاری حدیث ۶۵۴۱۔ مسلم حدیث ۲۲۰۔ ترمذی حدیث ۲۴۴۶

کے اعرابی (دیہاتی) بکریوں کے ساتھ پوری کر دے گا۔ [1]

مسند احمد میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہم (دنیا میں) آخر میں آنے والے ہیں لیکن قیامت کے روز اولین میں سے ہوں گے۔ میری امت کا پہلا گروہ جو جنت میں داخل ہوگا وہ ستر ہزار نفوس پر مشتمل ہوگا جن سے کوئی حساب کتاب نہیں ہوگا۔ ان میں سے ہر شخص کا چہرہ چودھویں رات کے چاند کی مانند چمکتا ہوگا۔ پھر ان کے بعد جو لوگ ہوں گے ان کے چہرے آسمان کے ستاروں سے زیادہ روشن ہوں گے اسی طرح ان کے بعد والے بھی۔ [2]

بخاری و مسلم میں سہل رضی اللہ عنہ بن سعد روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: میری امت میں سے ستر ہزار یا (فرمایا) سات لاکھ افراد بغیر حساب کتاب کے جنت میں داخل ہوں گے۔ وہ ایک دوسرے کو تھامے ہوں گے حتیٰ کہ ان میں اول و آخر سب جنت میں داخل ہو جائیں گے۔ ان کے چہرے چودھویں رات کے چاند کی مانند ہوں گے۔ [3]

مسند احمد میں حضرت ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مجھے ستر ہزار افراد بغیر حساب کتاب جنت میں جانے والے دیئے گئے ہیں۔ ان کے چہرے چودھویں رات کے چاند کی مانند چمکتے ہوں گے ان کے دل (باہم) بھی شیر و شکر ہوں گے گویا (وہ) ایک دل ہیں۔ میں نے اپنے رب سے مزید اضافہ مانگا تو پروردگار نے ہر ایک کے ساتھ مزید ستر ہزار عطا کر دیئے۔ [4]

مسند احمد میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک رات ہم نے حضور ﷺ کے پاس بہت باتیں کیں۔ پھر صبح کو ہم آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا:

آج کی رات مجھے انبیاء اپنی اپنی امتوں کے ساتھ دکھائے گئے۔ پس کوئی نبی گزرا تو کسی کے ساتھ تین افراد تھے۔ کسی نبی کے ساتھ ایک (عصبہ) جماعت تھی۔ کسی نبی کے ساتھ ایک فرقہ۔ [5] کسی نبی کے ساتھ کوئی نہ تھا۔ حتیٰ کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا میرے پاس سے گزر ہوا ان کے ساتھ بنی اسرائیل کی ایک بہت بڑی جماعت تھی۔ جس نے مجھے حیرت میں ڈال دیا۔ میں نے پوچھا یہ کون ہیں؟ کہا گیا آپ کے بھائی موسیٰ ہیں اور ان کے ساتھ بنی اسرائیل ہیں۔ میں نے پوچھا میری امت کہاں ہے؟ مجھے کہا گیا کہ اپنی دائیں طرف دیکھئے۔ دیکھا تو ٹیلے اور زمین لوگوں سے اٹے پڑے تھے۔ مجھے پھر کہا گیا اب اپنی بائیں طرف نظر اٹھائیے۔ دیکھا تو سارا افق لوگوں سے بھرا ہوا تھا۔ مجھ سے پوچھا گیا کیا آپ راضی ہیں؟ میں نے عرض کیا یا رب! میں راضی ہوں یا رب! میں راضی ہوں۔ پھر مجھے کہا گیا کہ ان کے ساتھ ستر ہزار وہ ہیں جو بغیر حساب کتاب جنت میں داخل ہوں گے۔ پھر نبی ﷺ نے ہم کو مخاطب ہو کر فرمایا تم پر میرے ماں باپ قربان ہوں اگر ہو سکے تو تم ستر ہزار میں شامل ہو جاؤ۔ اگر یہ نہ ہو سکے تو دائیں طرف والوں میں شامل ہو جاؤ۔ اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو پھر افق والوں میں شامل ہو جاؤ۔ کیونکہ میں نے وہاں لوگوں کو بہت پریشانی اور آہ و بکا میں دیکھا ہے۔

اس کے بعد حضرت عکاشہ کا واقعہ مذکور ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد ہم آپس میں تبصرہ کرنے لگے کہ وہ ستر ہزار افراد کون ہو سکتے ہیں؟ کسی نے کہا ان سے وہ لوگ مراد ہیں جو اسلام میں پیدا ہوئے اور اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرایا حتیٰ کہ وہ اللہ سے جا ملے۔ یہ بات حضور ﷺ کو پہنچی تو آپ ﷺ نے فرمایا یہ وہ لوگ ہیں جو نہ داغتے ہیں۔ [6] نہ لوگوں کی دم میں رہتے ہیں نہ بدفالی لیتے ہیں۔ بلکہ اپنے رب پر بھروسہ رکھتے ہیں۔ [7]

کتب احادیث میں یہ روایت بہت سے اصحاب اور طرق سے الفاظ کے معمولی رد و بدل کے ساتھ منقول ہے۔ جن کا طوالت کے ڈر سے ترک

---

(1) مسند احمد ذریعہ حدیث: [illegible]۔ مجمع الزوائد کی حدیث: [illegible] (2) مسند احمد حدیث: [illegible]۔ (3) بخاری حدیث: [illegible]۔ مسلم، حدیث: [illegible]۔ مسند احمد حدیث: [illegible]۔ مجمع الزوائد حدیث: [illegible]۔ (4) مسند احمد حدیث: [illegible]۔ مجمع الزوائد حدیث: [illegible]

(5) عصابہ بڑی جماعت کو اور فرقہ اس سے کم تعداد کی جماعت کو کہا جاتا ہے۔ مترجم (6) داغنے سے مراد ہے کہ بیماری کے علاج کے لئے جسم پر داغ لگوانا [illegible] (7) مسند احمد حدیث: [illegible]۔ مجمع الزوائد حدیث: [illegible]

کیا جاتا ہے۔ صرف ایک روایت اس زمین میں مزید ذکر کی جاتی ہے جو اس باب کی احادیث سے بالکل مختلف الفاظ میں منقول ہے۔

طبرانی میں حضرت ابو مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے! قیامت کے دن اللہ تعالیٰ تم کو جنت کی طرف اندھیری رات کی طرح عظیم جماعت بنا کر بھیجے گا۔ جس نے زمین کو بھر رکھا ہوگا۔ ملائکہ کہیں گے سارے انبیاء سے زیادہ محمد کے اصحاب ہیں۔ (1)

## میدان حساب سے لوگوں کے منتشر ہونے کی کیفیت
## ایک فریق جنت میں اور ایک فریق جہنم میں

فرمان خداوندی ہے: اور ان کو حسرت (و افسوس) کے دن سے ڈراؤ جب بات فیصل کر دی جائے گی اور (ہیہات) وہ غفلت میں (پڑے ہوئے) ہیں اور ایمان نہیں لاتے۔ (سورہ مریم آیت ۳۹)

اور جس دن قیامت برپا ہوگی اس روز وہ الگ الگ فرقے ہو جائیں گے۔ تو جو لوگ ایمان لائے اور عمل نیک کرتے رہے وہ (بہشت کے) باغ میں خوشحال ہوں گے۔ اور جنہوں نے کفر کیا اور ہماری آیتوں اور آخرت کے آنے کو جھٹلایا وہ عذاب میں ڈالے جائیں گے۔ (سورۃ الروم الآیۃ ۱۴۔۱۶)

فرمان خداوندی ہے: تو اس روز سے پہلے جو خدا کی طرف سے آکر رہے گا اور رک نہیں سکے گا دین (کے رستے) پر سیدھا منہ کئے چلے چلو۔ اس روز (سب) لوگ منتشر ہو جائیں گے۔ (سورۃ الروم آیت ۴۳)

فرمان خداوندی ہے: اور جس روز قیامت برپا ہوگی اس روز اہل باطل خسارے میں پڑ جائیں گے۔ اور تم ہر ایک فرقے کو دیکھو گے کہ گھٹنوں کے بل بیٹھا ہوگا (اور) ہر ایک جماعت اپنی کتاب (اعمال) کی طرف بلائی جائے گی۔ جو کچھ تم کرتے رہے ہو آج تم کو اس کا بدلہ دیا جائے گا۔ یہ ہماری کتاب تمہارے بارے میں سچ سچ بیان کر دے گی۔ جو کچھ تم کیا کرتے تھے ہم لکھواتے جاتے تھے۔ تو جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کرتے رہے ان کا پروردگار انہیں اپنی رحمت (کے باغ) میں داخل کرے گا۔ یہی صریح کامیابی ہے۔ اور جنہوں نے کفر کیا (ان سے کہا جائے گا کہ) بھلا ہماری آیتیں تم کو پڑھ کر سنائی نہیں جاتی تھیں؟ مگر تم نے تکبر کیا اور تم نافرمان لوگ تھے۔ اور جب کہا جاتا تھا کہ خدا کا وعدہ سچا ہے اور قیامت میں کچھ شک نہیں تو تم کہتے تھے ہم نہیں جانتے کہ قیامت کیا ہے؟ ہم اس کو محض ظنی خیال کرتے ہیں اور ہمیں یقین نہیں آتا۔ اور ان کے اعمال کی برائیاں ان پر ظاہر ہو جائیں گی اور جس (عذاب) کی وہ ہنسی اڑاتے تھے وہ ان کو آ گھیرے گا۔ اور کہا جائے گا کہ جس طرح تم نے اس دن کے آنے کو بھلا رکھا تھا اسی طرح آج ہم تمہیں بھلا دیں گے اور تمہارا ٹھکانا دوزخ ہے اور کوئی تمہارا مددگار نہیں۔ یہ اس لئے کہ تم نے خدا کی آیتوں کو مذاق بنا رکھا تھا اور دنیا کی زندگی نے تم کو دھوکے میں ڈال رکھا تھا۔ سو آج یہ لوگ نہ دوزخ سے نکالے جائیں گے اور نہ ان کی توبہ قبول کی جائے گی۔ پس خدا ہی کو ہر طرح کی تعریف (سزاوار) ہے جو آسمانوں کا مالک اور زمین کا مالک اور تمام جہان کا پروردگار ہے۔ اور آسمانوں اور زمین میں اسی کے لئے بڑائی ہے۔ اور وہ غالب (اور) دانا ہے۔ (سورۃ الجاثیہ آیات ۲۷۔۳۷)

فرمان خداوندی ہے: اور زمین اپنے پروردگار کے نور سے جگمگا اٹھے گی اور (اعمال کی) کتاب (کھول کر) رکھ دی جائے گی اور پیغمبر (اور) گواہ حاضر کئے جائیں گے اور ان میں انصاف کے ساتھ فیصلہ کیا جائے گا اور بے انصافی نہیں کی جائے گی۔ اور جس شخص نے جو عمل کیا ہوگا اس کو اس کا پورا پورا بدلہ مل جائے گا اور جو کچھ یہ کرتے ہیں اس کو سب کی خبر ہے۔ اور کافروں کو گروہ گروہ بنا کر جہنم کی طرف لے جائیں گے یہاں تک کہ جب وہ اس کے پاس پہنچ جائیں گے تو اس کے دروازے کھول دیئے جائیں گے تو اس کے داروغہ ان سے کہیں گے کہ کیا تمہارے پاس تم ہی میں سے پیغمبر نہیں آئے تھے جو تم کو تمہارے پروردگار کی آیتیں پڑھ پڑھ کر سناتے اور اس دن کے پیش آنے سے ڈراتے تھے؟ کہیں گے کیوں نہیں لیکن کافروں کے حق میں عذاب کا حکم ثابت ہو چکا تھا۔ کہا جائے گا کہ دوزخ کے دروازوں میں داخل ہو جاؤ ہمیشہ اس میں رہو گے۔ تکبر کرنے والوں کا برا ٹھکانا ہے۔ اور جو

---

(1) المعجم الکبیر للطبرانی الحدیث ۳۴۲۳۔ مجمع الزوائد الحدیث: ۱۸۵۰۱۔ کنز العمال للمتقی الہندی الحدیث: ۳۴۲۹

اور جو لوگ اپنے پروردگار سے ڈرتے ہیں ان کو گروہ گروہ بنا کر جنت کی طرف لے جایا جائے گا۔ یہاں تک کہ جب وہ اس کے پاس پہنچ جائیں گے اور اس کے دروازے کھول دیئے جائیں گے تو اس کے داروغہ ان سے کہیں گے کہ تم پر سلام، تم بہت اچھے رہے، اب اس میں ہمیشہ کے لیے داخل ہو جاؤ۔ اور وہ کہیں گے کہ خدا کا شکر ہے جس نے اپنے وعدے کو ہم سے سچا کر دیا اور ہم کو اس زمین کا وارث بنا دیا ہم بہشت میں جس مکان میں چاہیں رہیں تو (اچھے) عمل کرنے والوں کا بدلہ بھی کیسا خوب ہے۔ اور تم فرشتوں کو دیکھو گے کہ عرش کے گرد گھیرا باندھے ہوئے ہیں (اور) اپنے پروردگار کی تعریف کے ساتھ تسبیح کر رہے ہیں اور ان میں انصاف کے ساتھ فیصلہ کیا جائے گا اور کہا جائے گا کہ ہر طرح کی تعریف خدا ہی کو سزاوار ہے جو سارے جہان کا مالک ہے۔ (سورۂ زمر آیات ۷۳ تا ۷۵)

فرمان خداوندی ہے: جس روز وہ آ جائے گا تو کوئی شخص خدا کے حکم کے بغیر بول بھی نہیں سکے گا۔ پھر ان میں سے کچھ بدبخت ہوں گے اور کچھ نیک بخت۔ تو جو بدبخت ہوں گے وہ دوزخ میں ڈال دیئے جائیں گے اس میں ان کا چلانا اور دھاڑنا ہو گا۔ اور جب تک آسمان اور زمین ہیں ہمیشہ اسی میں رہیں گے مگر جتنا تمہارا پروردگار چاہے۔ بے شک تمہارا پروردگار جو چاہتا ہے کر دیتا ہے۔ اور جو نیک بخت ہوں گے وہ بہشت میں داخل کئے جائیں گے اور جب تک آسمان اور زمین ہیں ہمیشہ اسی میں رہیں گے مگر جتنا تمہارا پروردگار چاہے۔ یہ (خدا کی) بخشش ہے جو کبھی منقطع نہیں ہو گی۔

فرمان خداوندی ہے: جس دن وہ تم کو جمع ہونے (یعنی قیامت) کے دن اکٹھا کرے گا وہ نقصان اٹھانے کا دن ہے۔ اور جو شخص خدا پر ایمان لائے اور نیک عمل کرے وہ اس سے اس کی برائیاں دور کر دے گا اور باغہائے بہشت میں جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں داخل کرے گا ہمیشہ ان میں رہیں گے یہ بڑی کامیابی ہے۔ اور جنہوں نے کفر کیا اور ہماری آیتوں کو جھٹلایا وہی اہل دوزخ ہیں ہمیشہ اس میں رہیں گے اور وہ بری جگہ ہے۔ (سورۂ تغابن ۹-۱۰)

فرمان خداوندی ہے: جس روز ہم پرہیزگاروں کو خدا کے سامنے (بطور) مہمان جمع کریں گے اور گنہگاروں کو دوزخ کی طرف پیاسے ہانک لے جائیں گے تو لوگ کسی کی سفارش کا اختیار نہ رکھیں گے مگر جس نے خدا سے اقرار لیا ہو۔ (سورۂ مریم ۸۵-۸۷)

فرمان خداوندی ہے: جس دن قیامت برپا ہو گی اس روز وہ الگ الگ فرقے ہو جائیں گے تو جو لوگ ایمان لائے اور عمل نیک کرتے رہے وہ (بہشت کے) باغ میں خوشحال ہوں گے اور جنہوں نے کفر کیا اور ہماری آیتوں اور آخرت کے آنے کو جھٹلایا وہ عذاب میں ڈالے جائیں گے۔ (سورۂ روم آیات ۱۴-۱۶)

اس مضمون پر بہت سی آیات ہیں [illegible] ہم ان میں سے [illegible] احادیث ذکر کرتے ہیں۔ [illegible] بہت سے [illegible] مشکل ہیں۔

ابن ابی الدنیا [illegible] آیت (وسیق الذین اتقوا ربہم الی الجنۃ زمرا) کی تفسیر منقول ہے فرماتے ہیں یعنی جب [illegible] تمام اہل جنت کو جنت کی طرف جماعت در جماعت لے جایا جائے گا۔[1]

**جنت میں داخل ہونے والا آخری شخص** بخاری میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ سے پوچھا گیا کیا ہم قیامت کے دن اپنے پروردگار کو دیکھیں گے؟ آپ نے فرمایا کیا جب سورج کا آسمان بادل سے صاف ہو تو تمہیں سورج کو دیکھنے میں کوئی دقت ہوتی ہے؟ صحابہ نے عرض کیا نہیں یا رسول اللہ! آپ ﷺ نے فرمایا کیا جب چاند کا [illegible] بادل سے صاف ہو اس وقت تمہیں چاند کو دیکھنے میں کوئی دقت ہوتی ہے؟ صحابہ نے عرض کیا نہیں یا رسول اللہ! فرمایا بس اسی طرح تم قیامت کے دن پروردگار کو دیکھو گے۔ جب اللہ تعالیٰ انسانوں کو جمع فرمائے گا تو ارشاد ہو گا جو شخص جس چیز کی پرستش کرتا تھا وہ اس کے پیچھے آئے۔ پس سورج کی عبادت کرنے والا سورج کے پیچھے ہو گا جو چاند کو پوجتا تھا وہ اس کی اتباع کرے گا جو شیاطین کی عبادت کیا کرتا تھا وہ ان کے ساتھ ہو گا باقی یہ امت رہ جائے گی جس میں منافقین بھی ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ ان کے پاس ایک صورت میں جلوہ فرما ہوں گے جس کو یہ نہ پہچانتے ہوں گے، پس فرمائیں گے

---

[1] [illegible] ص ۳۴

کہ میں تمہارا رب ہوں۔ وہ کہیں گے ہم تجھ سے پناہ مانگتے ہیں ہم یہیں ٹھہرے رہیں گے یہاں تک کہ ہمارا رب آجائے اور ہم اس کو پہچان لیں۔ پھر اللہ تعالیٰ اپنی صورت میں جلوہ افروز ہوں گے جس سے وہ آشنا ہوں گے۔ پس اللہ فرمائیں گے میں تمہارا رب ہوں۔ وہ کہیں گے ہاں آپ ہمارے رب ہیں۔ پھر وہ پیروی کریں گے [illegible] اور جہنم پر پل قائم کر دیا جائے گا۔

آپ ﷺ نے فرمایا: میں اپنی امت کو لے کر سب سے پہلا گزرنے والا ہوں گا۔ اس دن صرف رسول بات کریں گے اور رسولوں کی دعا ہوگی: اے اللہ سلامتی فرما اے اللہ سلامتی فرما۔ اور اس (جہنم) میں سعدان کے کانٹوں کی مثل (کانٹے) ہوں گے۔ کیا تم نے سعدان کے کانٹے دیکھے ہیں؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ! فرمایا: وہ سعدان کے کانٹوں کی مثل ہوں گے مگر [illegible] اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ وہ لوگوں کو ان کے اعمال کے مطابق پکڑیں گے۔ [illegible] نجات پا جائے گا۔ [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] سے نکال لیا جائے۔ [illegible]

ایک شخص جہنم کی طرف منہ کیے باقی رہ جائے گا [illegible] اس کی تپش مجھے جلائے دے رہی ہے۔ [illegible] اللہ تعالیٰ فرمائیں گے [illegible]

[illegible]

[illegible] تب اس کو کہا جائے گا [illegible] [1]

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں [illegible] جنت میں داخل ہونے والے [illegible]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ [illegible]

[illegible]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں [illegible]

[illegible]

---

[1] [illegible]

ہو جائیں اپنے معبودوں کے ساتھ جائیں گے۔ حتیٰ کہ صرف خدائے وحدہ لاشریک کے عبادت گزار اور اہل کتاب بچ جائیں گے۔ نیکوکار ہوں یا فاسق و گنہگار۔ پھر جہنم کو لایا جائے گا۔ وہ سراب کی طرح سامنے آئے گی (پیاسے کو وہ پانی کی طرح معلوم ہوگی)۔ یہود سے پوچھا جائے گا تم کس کی عبادت کیا کرتے تھے؟ وہ کہیں گے ہم اللہ کے بیٹے عزیر کی عبادت کیا کرتے تھے۔ کہا جائے گا تم جھوٹ بولتے ہو اللہ کی نہ بیوی ہے اور نہ کوئی بیٹا۔ اچھا تمہیں کیا چاہیے؟ وہ کہیں گے ہمیں پانی پلا دو۔ انہیں کہا جائے گا (جا کر) پی لو۔ وہ جہنم (کو پانی سمجھتے ہوئے اس) میں جا گریں گے۔ اسی طرح نصاریٰ سے پوچھا جائے گا تم کس کی عبادت کیا کرتے تھے؟ وہ کہیں گے ہم اللہ کے بیٹے مسیح ابن مریم کی عبادت کیا کرتے تھے۔ کہا جائے گا تم جھوٹ بولتے ہو۔ اللہ کی نہ بیوی ہے اور نہ کوئی بیٹا۔ اچھا تمہیں کیا چاہیے؟ وہ کہیں گے ہمیں پانی پلا دو۔ انہیں کہا جائے گا (جا کر) پی لو۔ وہ جہنم (کو پانی سمجھتے ہوئے اس) میں جا گریں گے۔ حتیٰ کہ صرف خدائے وحدہ لاشریک کے عبادت گزار بچ جائیں گے، نیکوکار ہوں یا فاسق و گنہگار۔ ان سے کہا جائے گا تمہیں کس چیز نے روک رکھا ہے؟ سارے لوگ چلے گئے ہیں۔ وہ کہیں گے ہم اپنے خدا سے جدا ہو گئے تھے حالانکہ آج ہمیں اس کی سب سے زیادہ ضرورت ہے۔ ہم نے کسی منادی کی ندا سنی تھی کہ ہر قوم اپنے معبود کے ساتھ چلی جائے۔ اب ہم اپنے سچے رب تعالیٰ کا انتظار کر رہے ہیں۔ پھر جبار جل جلالہ ان کے پاس ایسی صورت میں جلوہ افروز ہوں گے جس سے وہ نا آشنا ہوں گے۔ پروردگار فرمائیں گے کہ میں تمہارا رب ہوں۔ وہ کہیں گے کہ ہم تجھ سے پناہ مانگتے ہیں۔ ہم کسی کو اس کا شریک نہیں ٹھہراتے اور یہ بات دو یا تین مرتبہ کہیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ اپنی تجلی سے مختلف ایسی صورت میں جلوہ افروز ہوں گے جس سے وہ آشنا ہوں گے۔ پروردگار فرمائیں گے میں تمہارا رب ہوں۔ وہ کہیں گے ہاں آپ ہمارے رب ہیں۔ لیکن پیغمبر دعا کرتے (اس وقت) صرف انبیاء ہی کلام کر سکیں گے۔ پھر پوچھا جائے گا کیا تمہارے اور تمہارے درمیان کوئی علامت طے ہے جس سے تم اسے پہچان سکو؟ وہ کہیں گے ہاں وہ علامت "ساق" ہے۔ تو پروردگار "ساق" سے پردہ اٹھا دیں گے جیسے قرآن پاک میں ہے جس دن (ساق) پنڈلی سے کپڑا اٹھا دیا جائے گا۔ سو ہر مومن سجدہ ریز ہو جائے گا۔ لیکن جو اللہ کے لئے ریاء و شہرت کا سجدہ کرتا تھا وہ پیچھے رہ جائے گا اور سجدہ کرنے کی کوشش کرے گا تو اس کی کمر تختہ ہو جائے گی۔ پھر پل لایا جائے گا اور اس کو جہنم پر کھڑا کر دیا جائے گا۔ پس کوئی تو سلامتی کے ساتھ نجات پا جائے گا کوئی زخمی حالت میں گزر جائے گا اور کوئی جہنم میں اوندھے منہ جا گرے گا۔ حتیٰ کہ آخری شخص گھسٹتا ہوا نکلے گا۔ حق کا ساتھ دینے میں تم بھی اس سے زیادہ سخت نہیں ہو اس دن تم جو حق کے متعلق مصر ہو رہے ہو گے۔ مومن لوگ جبار ذوالجلال سے سفارش کریں گے جبکہ وہ جہنم سے نجات پا چکے ہوں گے کہ یا اللہ ہمارے کچھ بھائی تھے جو ہمارے ساتھ نماز پڑھتے تھے ہمارے ساتھ روزہ رکھتے تھے اور ہمارے ساتھ دیگر اعمال میں شریک رہتے تھے (انہیں بھی جہنم سے خلاصی مرحمت فرما)۔ پروردگار فرمائیں گے: جاؤ اور جس کے دل میں مثقال کے ذرہ برابر بھی ایمان ہو اسے جہنم سے نکال لاؤ۔ پس وہ اپنے مومن بھائیوں کو نکال لیں گے۔ اللہ پاک ان پر جہنم کی آگ حرام فرما دیں گے حتیٰ کہ بعض سفارشی حضرات جہنم میں قدموں تک گھسے ہوں گے جو ہوں گے اور جن کو پہچانیں گے نکال لیں گے اور بعض نصف پنڈلی تک آگ میں گھسے ہوں گے۔ کہا جائے گا جن کو پہچانیں نکال لیں گے۔ پھر واپس آ جائیں گے۔ پروردگار فرمائیں گے کہ جاؤ اور جس کے دل میں نصف مثقال کے برابر بھی ایمان ہو اسے بھی نکال لاؤ۔ پس وہ جس کو پہچانیں گے نکال لیں گے۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اگر تم کو میری بات پر یقین نہیں تو یہ آیت تلاوت کر لو: (ترجمہ) خدا کسی کی ذرہ بھر بھی حق تلفی نہیں کرتا اور اگر نیکی (کی) ہو گی تو اس کو دو چند کر دے گا اور اپنے ہاں سے اجر عظیم بخشے گا۔[1]

پس انبیاء، ملائکہ اور مومنین خدا کے حضور سفارش کریں گے۔ (جب یہ سفارشی اپنے بندوں کو جہنم سے چھڑا لیں گے) تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے میری شفاعت باقی رہ گئی ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ جہنم سے ایک مٹھی بھر لیں گے اور جب تک جہنم میں جھلس رہے تھے ان کو باہر نکال دیں گے۔ ان کو جنت کے دروازے کے قریب نہر میں ڈالا جائے گا جسے نہر حیات کہا جاتا ہے۔ خلاصی پانے والے اس نہر کے کنارے ایسے اگیں گے جیسے دانہ سیلاب کے بہاؤ میں تر و تازہ شادابی لے آتی ہے۔ جیسے کہ تم سبزہ اور درخت کی جانب دیکھتے ہو گے کہ جس جانب آفتاب کی روشنی پڑتی ہے وہ سرسبز ہو جاتی ہے اور جو سائے میں ہوتی ہے وہ سفید ہوتی ہے۔ پس وہ خلاصی پانے والے اس نہر سے چمکتے موتیوں کی طرح نکلیں گے۔ اللہ تعالیٰ ان کی گردنوں

---

[1] سورۃ النساء آیت ۴۰

میں (بطور علامت) انگوٹھی (کے مثل کوئی شی) ڈال فرما دیں گے۔ اس کو دیکھ کر اہل جنت کہیں گے: یہ رحمٰن کے آزاد کردہ ہیں۔ جن کو اللہ تعالیٰ نے بغیر کسی عمل اور خیر کے جو انہوں نے آگے بھیجی ہو جنت میں داخل فرمایا ہے۔ پھر ان رحمٰن کے آزاد کردہ جنتیوں کو کہا جائے گا کہ جو تم دیکھ رہے ہو یہ اور اس کے مثل مزید عطا کیا جاتا ہے۔(۱)

مسلم میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے "ورود" کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

ہم قیامت کے دن ایسی ایسی حالت میں جمع ہوں گے۔ پھر اقوام کو ان کے معبودوں کے ساتھ بلایا جائے گا اول فالاول۔ پھر ہمارا رب (ہمارے پاس) جلوہ افروز ہوگا۔ وہ فرمائے گا تم کس کے منتظر ہو؟ وہ (مومنین) کہیں گے ہم اپنے رب کا انتظار کر رہے ہیں۔ پروردگار فرمائے گا میں تمہارا رب ہوں۔ وہ کہیں گے ہم آپ کو دیکھنا چاہتے ہیں۔ پروردگار تبسم فرماتے ہوئے تجلی افروز ہوں گے۔ پس مومنین اپنے رب کے ساتھ چلیں گے۔ ان میں سے ہر شخص کو خواہ منافق ہو یا مومن ایک نور دیا جائے گا جس کی روشنی میں وہ چلا جائے گا۔ جہنم کے پل پر آنکڑے ہوں گے۔ جسے اللہ چاہے ان لوگوں کو پکڑ کر جہنم کا ایندھن بنا رہے ہوں گے۔ پھر منافقین کا نور بجھ جائے گا اور مومنین نجات پا جائیں گے۔ پہلی جماعت جو نجات پائے گی ان کے چہرے چودھویں رات کے چاند کی مانند چمکتے ہوں گے۔ ان کی تعداد ستر ہزار ہوگی۔ ان کے بعد آنے والے ایسے ہوں گے گویا آسمان میں سب سے زیادہ چمکنے والے ستارے۔ پھر شفاعت کا باب کھلے گا۔ شفاعت ہوگی اور جہنم سے ہر اس شخص کو نکال لیا جائے گا جس نے لا الہ الا اللہ کہا ہو اور اس کے دل میں جو کے برابر بھی ایمان ہو۔ ان کو جنت کے صحن میں لا کر ڈال دیا جائے گا۔ اہل جنت ان پر پانی بہائیں گے۔ وہ یوں تروتازہ ہو جائیں گے جیسے بارش کے سیلاب میں دانہ اگتا ہے۔ ان کا تمام خوف زائل ہو جائے گا۔ پھر (جنت میں) ان سے سوال کیا جائے گا اور ان کو دنیا اور اس کے مثل مزید دس گنا عطا کر دیا جائے گا۔(۲)

مسلم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

اللہ عزوجل لوگوں کو جمع فرمائیں گے۔ مومنین کھڑے ہوں گے حتیٰ کہ ان کے لیے جنت آراستہ کر دی جائے گی۔ مومنین اپنے باپ آدم علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور عرض کریں گے: اے ہمارے جد امجد! ہمارے لیے جنت کا دروازہ کھلوا دیجئے۔ حضرت آدم علیہ السلام فرمائیں گے تمہیں جنت سے تمہارے باپ کی خطا ہی نے تو نکلوایا تھا؟ میں اس کا اہل نہیں ہوں۔ تم ابراہیم خلیل اللہ کے پاس جاؤ۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام فرمائیں گے: میں اس کا اہل نہیں ہوں میں تو ویسے ہی خلیل تھا۔ تم لوگ موسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ۔ موسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے: میں اس کا اہل نہیں ہوں۔ تم لوگ عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ وہ اللہ کا کلمہ اور اس کی روح ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے میں بھی اس کا اہل نہیں ہوں۔ آخرکار سب لوگ حضرت محمد ﷺ کے پاس حاضر ہوں گے۔ پس آپ کھڑے ہوں گے اور آپ کو (شفاعت کی) اجازت ملے گی۔ اس کے بعد امانت اور صلہ رحمی چھوڑی جائیں گی۔ وہ دونوں پل صراط کے دائیں اور بائیں کھڑی ہو جائیں گی۔

پس تم میں سے کوئی بجلی کی لپک کی طرح گزر جائے گا۔ راوی کہتے ہیں میں نے پوچھا آپ پر میرے ماں باپ فدا ہوں۔ برق کس طرح گزرتی ہے؟ فرمایا کیا تم نے نہیں دیکھا کہ وہ پل جھپکنے میں آتی ہے اور چلی جاتی ہے۔ آگے فرمایا اور کوئی ہوا کے جھونکے کی طرح گزر جائے گا۔ پھر پرندے کی طرح اور سواریوں کی طرح ان کے اعمال ان کو لے جائیں گے۔ تمہارا پیغمبر پل صراط پر کھڑا ہوگا اور رب سلّم سلّم پکار رہا ہوگا۔ حتیٰ کہ اعمال (کمزور ہونے کی وجہ سے عبور کرانے سے) عاجز آ جائیں گے۔ ایک شخص آئے گا اور وہ چلنے کی طاقت نہیں رکھتا ہوگا مگر سرین کے بل گھسٹ رہا ہوگا۔ پل صراط کے دونوں طرف آنکڑے معلق ہوں گے۔ جس کے متعلق ان کو حکم ہوگا اس کو پکڑ پکڑ کر جہنم میں ڈال دیں گے۔ کوئی زخمی حالت میں نجات پا جائے گا اور کوئی منہ کے بل جہنم میں جا گرے گا۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے ہاتھ میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی جان ہے جہنم کی گہرائی ستر سال ہے۔(۳)

ابن ابی الدنیا میں حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ تمام امتوں کو ایک چٹیل میدان میں

---

(۱) بخاری الحدیث ۷۴۳۹۔ مسلم الحدیث ۴۵۳۔ ابوداؤد ۴۷۴۹۔ مسند احمد الحدیث ۳ (۹۴/۳)

(۲) مسلم الحدیث ۳۹۸۔ (۳) مسلم الحدیث ۴۸۱

[illegible] جب مخلوق کے درمیان فیصلہ [illegible] [1]

**پل صراط کا ذکر** [illegible] [2]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

---

[1] [illegible]

[2] [illegible]

میں تو پہچان لیں گے۔ یہ پوچھا جائے گا وہ کیا ہے؟ یہ کہیں گے "ساق کا کھلنا" تو پھر اسی وقت ساق سے پردہ اٹھا دیا جائے گا۔ پس جو اس کی عبادت کیا کرتا تھا وہ سجدہ ریز ہو جائے گا اور ایک قوم کی کمر گائے کے سینگوں کی طرح سخت ہو جائے گی۔ وہ سجدہ کرنا چاہیں گے مگر کرنے پر قادر نہ ہو سکیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ ان کو سجدے سے سر اٹھانے کا حکم فرمائیں گے۔ پھر ان کو ان کے اعمال کے مطابق نور دیا جائے گا۔ کسی کو اس کا نور بڑے عظیم الشان درخت کی طرح دیا جائے ہاتھ میں دیا جائے گا۔ کسی کو اس سے کم نور اس کے دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا۔ حتیٰ کہ سب سے آخری شخص کو صرف اس کے پاؤں کے انگوٹھے کے برابر نور دیا جائے گا۔ وہ کبھی روشن ہوگا کبھی بجھے گا (یعنی ٹمٹماتا رہے گا)۔ جب روشن ہوگا تو قدم بڑھائے گا۔ جب بجھے گا تو قدم روک لے گا۔ پھر لوگ پل صراط پر سے گزریں گے۔ پل صراط تلوار کی دھار سے زیادہ تیز ہوگی۔ جس پر پاؤں پھسلانے اور ڈگمگانے والی ہوگی۔ انہیں کہا جائے گا کہ تم اپنے اپنے نور کے مطابق چلتے جاؤ۔ کوئی ستارے کے ٹوٹنے کی مانند گزر جائے گا، کوئی ہوا کے جھونکے کی طرح گزر جائے گا، کوئی پلک جھپکنے کی طرح گزر جائے گا اور کوئی اونٹ کی سواری کی طرح دوڑتا ہوا گزرے گا۔ یعنی لوگ اپنے اپنے اعمال کے مطابق گزریں گے۔ جس کا نور انگوٹھے کے پورے کے برابر ہوگا وہ ایک ہاتھ گرے گا، ایک ہاتھ چلے گا، ایک پاؤں گرے گا اور ایک پاؤں بچے گا۔ اس کے اطراف کو آگ جھلسا رہی ہوگی۔ آخر وہ لوگ بچ کر نکلیں گے اور پل صراط سے نکلیں گے: تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس نے تجھ کو دیکھنے کے بعد مجھے تجھ سے نجات بخشی۔ یہ اتنی بڑی نعمت ہے جو دوسروں (گرنے والوں) کو میسر نہ ہوگی۔

حضرت مسروق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ جب بھی اس مقام تک پہنچتے تو ہنس پڑتے۔ آپ کو ایک شخص نے عرض کیا اے ابوعبدالرحمن! کیا بات ہے؟ آپ نے کئی مرتبہ یہ حدیث بیان کی اور جب بھی آپ اس مقام پر پہنچے آپ ہنس دیئے؟ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے رسول اکرم ﷺ کو کئی مرتبہ یہ حدیث بیان کرتے ہوئے سنا آپ ﷺ جب بھی اس مقام پر پہنچتے ہنس دیتے تھے حتیٰ کہ آپ کے حلق کا کوا اور آخری داڑھ مبارک نظر آنے لگتی تھی۔

اس کے بعد حدیث کا باقی حصہ بیان فرماتے ہیں۔ انسان اللہ تبارک وتعالیٰ سے عرض کرے گا: اے رب العالمین! کیا آپ مجھ سے مذاق فرماتے ہیں جبکہ آپ رب العالمین ہیں؟ پروردگار فرمائیں گے: نہیں، لیکن میں ایسا کر سکتا ہوں۔ اس کے بعد حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہنس پڑتے ہیں۔ (۱)

بغوی میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں میں نے حضور اکرم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ پل صراط بال سے زیادہ باریک اور تلوار سے زیادہ تیز ہے۔ ملائکہ مؤمنین اور مومنات کا بچاؤ کر رہے ہوں گے۔ جبرئیل علیہ السلام میری حفاظت کر رہے ہوں گے اور میری زبان پہ یہ ورد جاری ہوگا: اے رب! سلامتی فرما، سلامتی فرما۔ اس دن گرنے والے مرد و عورت بہت زیادہ ہوں گے۔ (۲)

امام ثوری رحمۃ اللہ علیہ [illegible] کے واسطے سے حضرت [illegible] رضی اللہ عنہ بن ابی [illegible] سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں:

اللہ کے ہاں تم اپنے ناموں، اطلاع، اپنے چہروں اور اپنی مجلس کے ساتھ لکھے ہوئے ہو۔ جب قیامت کا دن ہوگا کہا جائے گا اے فلاں ابن فلاں تیرا یہ نور ہے۔ اے فلاں تیرا کوئی نور نہیں ہے۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: ان کا نور (ایمان) ان کے آگے اور دائیں طرف دوڑتا ہوا چل رہا ہوگا۔ (سورۃ التحریم آیت ۸)

حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: قیامت میں ہر شخص کو نور دیا جائے گا۔ لیکن جب وہ پل صراط پر پہنچیں گے (جہاں تاریکی ہی تاریکی ہوگی) تو منافقین کا نور بجھا دیا جائے گا۔ مومنین یہ معاملہ دیکھ کر ڈر جائیں گے کہ کہیں ان کا نور بھی نہ بجھا دیا جائے جیسے منافقین کا نور بجھا دیا گیا ہے۔ اس لئے وہ دعا کریں گے اے پروردگار! ہمارا نور ہمارے لئے پورا فرما۔

اسحاق بن بشیر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت فرماتے ہیں: رسول ﷺ نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ان لوگوں کو ان کے نام سے پکارے گا تا کہ ان کی پردہ پوشی ہو سکے۔ پل صراط پر ہر مومن اور منافق کو

---

(۱) المعجم الکبیر للطبرانی [illegible] ۔ (۲) [illegible] کشف الاستار [illegible] ۔

[illegible]

کو عطا فرمائیں گے۔ تم نے دیکھا نہیں جب سب پل صراط پر پہنچیں گے تو اللہ تعالیٰ منافق مردوں اور عورتوں کے نور سلب فرما لیں گے۔ منافق مرد اور عورتیں مومنوں سے کہیں گے ہماری طرف نظر (شفقت) کیجئے تاکہ ہم بھی تمہارے نور سے روشنی حاصل کر لیں۔ (الحدید آیت ۱۳)

مومنین ان کو جواب دیں گے: جس کو خدا روشنی نہ دے اس کو (کہیں بھی) روشنی نہیں (مل سکتی)۔ (سورۃ نور آیت ۴۰) اس وقت کوئی کسی کو یاد نہ کرے گا۔ (۱)

ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ سند فرماتے ہیں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: میں پہلا شخص ہوں گا جس کو قیامت کے دن سجدہ کرنے کی اجازت ملے گی۔ اور مجھے ہی سب سے پہلے سر اٹھانے کا حکم ہوگا۔ میں اپنے آگے پیچھے دائیں اور بائیں دیکھوں گا تو تمام اقوام میں سے اپنی امت کو پہچان لوں گا۔ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ! ساری امتوں کے درمیان اور حضرت نوح سے اب تک کے لوگوں کے درمیان آپ اپنی امت کو کیسے پہچان لیں گے؟

آپ ﷺ نے فرمایا وضو کی وجہ سے میری امت کے چہرے، ہاتھ، پاؤں روشن ہوں گے۔ اور یہ خصوصیت کسی اور قوم کو میسر نہیں ہوگی جس کی وجہ سے میں اپنی قوم کو پہچان لوں گا دوسری صورت ان کے نامہ اعمال ان کے دائیں ہاتھوں میں ہوں گے۔ تیسرے ان کے سجدوں کی نشانی اور چہروں پر ان کے نور کی وجہ سے میں ان کو پہچان لوں گا نیز ان کا نور ان کے آگے آگے دوڑ رہا ہوگا۔ (۲)

ابن ابی حاتم سند حضرت سلیم بن عامر رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں: دمشق میں ہم ایک جنازے میں نکلے۔ ہمارے ساتھ حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ جب جنازے پر نماز ادا کر لی اور لوگ اس کی تدفین میں مشغول ہو گئے تو آپ رضی اللہ عنہ فرمانے لگے: اے لوگو! تم آج ایک ایسے گھر میں صبح و شام بسر کر رہے ہو جہاں نیکیاں اور گناہ بھی کمائے جاتے ہیں اور عنقریب تم اس گھر کی طرف آنے والے ہو یہ قبر کا گھر ہے۔ تنہائی کا گھر ہے۔ ظلمت کا گھر ہے۔ کیڑوں کا گھر ہے۔ تنگی (مصیبت) کا گھر ہے۔ لیکن جس کے لئے خدا چاہتا ہے اس کو کشادہ فرما دیتا ہے۔ پھر تم یہاں سے قیامت قائم ہونے کی جگہ منتقل ہو گے۔ وہاں ایک موقع پر تم پر (خوف) چھا جائے گا۔ پھر کچھ کے چہرے سفید اور کچھ کے سیاہ ہوں گے۔ پھر تم ایک دوسرے موقع پر منتقل ہو گے وہاں تم پر اندھیرے کی شدت چھا جائے گی۔ پھر نور تقسیم کیا جائے گا۔ مومن کو نور عطا کیا جائے گا اور کافر و منافق کو اندھیرے میں چھوڑ دیا جائے گا۔ انہیں کچھ عطا نہ ہوگا۔ اسی کی مثال قرآن میں یوں بیان فرمائی گئی ہے:

جس کو خدا روشنی نہ دے اس کو (کہیں بھی) روشنی نہیں (مل سکتی)۔ (سورۃ النور آیت ۴۰)

کافر اور منافق مومن کے نور سے مستفید نہ ہو سکیں گے جیسے اندھا بینا کے نور سے فائدہ نہیں اٹھا سکتا۔ لیکن منافق مومنوں سے کہیں گے کہ ہماری طرف نظر (شفقت) کیجئے کہ ہم بھی تمہارے نور سے روشنی حاصل کر لیں تو ان سے کہا جائے گا کہ پیچھے کو لوٹ جاؤ اور (وہاں) نور تلاش کرو۔ (الحدید آیت ۱۳) یہ اللہ کی طرف سے ان سے دھوکہ کیا جائے گا جیسے کہ وہ دنیا میں دھوکہ کیا کرتے تھے۔ فرمان الٰہی ہے: خدا کو دھوکہ دیتے ہیں (یعنی دھوکہ کی کاروائیاں کرتے ہیں) اور وہ انہیں دھوکے میں ڈالنے والا ہے۔ (النساء آیت ۱۴۲) لہٰذا یہ واپس جائیں گے جہاں نور تقسیم کیا گیا تھا۔ لیکن وہاں کچھ نہ ملے گا تو پھر مومنین کی طرف واپس آئیں گے۔ (لیکن پھر) ان کے بیچ میں ایک دیوار کھڑی کر دی جائے گی جس میں ایک دروازہ ہوگا جس کی اندرونی جانب میں تو رحمت ہے اور بیرونی جانب اس طرف عذاب (والی صورت ہے)۔ (الحدید آیت ۱۳)

فرماتے ہیں یہ دیوار جنت اور جہنم کے درمیان واقع ہوگی۔ جیسے فرمان الٰہی ہے: اور ان دونوں کے درمیان ایک دیوار ہے۔ (الاعراف ۴۶)

یہ بات زیادہ صحیح ہے۔ اس کے برعکس جو عبداللہ بن عمرو اور کعب احبار رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ (قرآن میں مذکور دیوار) وہ بیت المقدس کی دیوار ہے یہ ضعیف ہے۔ اور یہ بھی کتابوں سے منقول ہے۔ لیکن ممکن ہے کہ ان حضرات کی مراد اس دیوار سے محض تشبیہ ہو۔ واللہ اعلم۔

ابن ابی الدنیا میں اسد سے مروی ہے حضرت ابو العوام رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ آپ دیوار پر ٹیک لگا کر رو رہے تھے اور تذکرہ کر رہے تھے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ

قیامت کے دن جب دنیا کو لایا جائے گا جس نے اس دنیا میں خدا کی اطاعت کی ہوگی۔ اس کا مال اس کے آگے آگے ہوگا۔ جب بھی پل

---

(۱) مجمع الزوائد جلد ۱۰: ۳۵۹ (۲) مسند امام احمد جلد ۵: ۱۹۹۔ مجمع الزوائد جلد ۱۰: ۳۴۷

صراط پر ان کو [illegible] کی کمان ان کے [illegible] سے متعلق اللہ کا حق ادا کیا ہے۔ [illegible] دیا جائے گا جس نے [illegible] میں بندگی و عبادت کی ہوگی۔ اس دنیا میں [illegible] پر [illegible] ہوگا۔ جب کوئی پل صراط پر سے [illegible] آنے کی [illegible] کا حکم اور قرآن نے منع کیا ہے [illegible] کے ساتھ [illegible] ہے کہ [illegible] پہنچا [illegible] ہوگا۔ [1]

حضرت عبید بن عمیر رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ پل صراط [illegible] تلوار کی طرح [illegible] ہے۔ [illegible] اس کے اطراف دونوں جانب میں [illegible] ہیں [illegible] اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے [illegible] ایک آنکڑے کے ساتھ ربیعہ اور مضر سے زیادہ لوگ کھینچ لئے جائیں گے۔ (یہ دونوں قبیلے لوگوں کی تعداد میں [illegible] تھے۔)

سعید بن ابی ہلال رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ ہمیں یہ خبر ملی ہے کہ قیامت کے دن جہنم پر پل صراط بعض لوگوں کے لئے بال سے زیادہ باریک اور ایک جماعت یعنی بعض لوگوں کے لئے کشادہ زمین کی طرح ہوگا۔ [2] (رواہ ابن ابی الدنیا)

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: مجھے خبر ملی ہے کہ پل صراط پندرہ ہزار سال کا راستہ ہے۔ پانچ ہزار سال چڑھائی ہے، پانچ ہزار سال [illegible] سطح ہموار ہے اور پانچ ہزار سال اترائی ہے۔

حضرت سالم بن ابی الجعد رحمۃ اللہ علیہ سے [illegible] روایت [illegible] ایک [illegible] ہے [illegible] جس کا ذکر قرآن میں آیا ہے۔ [illegible] بہت [illegible] مشکل ہے۔ [illegible] پیدا [illegible] ہے۔ [illegible]

حضرت عبداللہ [illegible] رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں قیامت کے دن پل صراط کو امانت اور صلہ رحمی کے درمیان پھیلا دیا جائے گا۔ ایک منادی ندا دے گا کہ جس نے امانت ادا کی اور صلہ رحمی کی وہ اللہ کی [illegible] کے ساتھ [illegible] ہے۔ (ابن ابی الدنیا)

ابن ابی الدنیا [illegible] روایت کرتے ہیں کہ [illegible] ایک شخص نے مجھے بتایا کہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آیا۔ میرے اور آپ کے درمیان پردہ حائل تھا۔ میں نے عرض کیا [illegible] سے متعلق کچھ پوچھنا ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے [illegible] پوچھا [illegible] ضرورت ہے؟ میں نے عرض کیا [illegible] کیا رسول اللہ ﷺ نے یہ حدیث بیان کی ہے کہ آپ پر بھی ایسا وقت آئے گا کہ آپ کسی کی شفاعت کرنے کے مالک نہیں ہوں گے؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا [illegible] میں نے آپ ﷺ سے یہ سوال کیا تو جب ہم دونوں ایک ہی بستر پر تھے آپ ﷺ نے فرمایا ہاں! بعض وقت میں بھی شفاعت نہیں کر سکوں گا (ایک وقت) جس وقت پل صراط بچھایا جائے گا میں نہیں کہہ سکتا کہ [illegible] جب تک مجھے پتہ نہ چل جائے کہ مجھے کہاں لے جایا جائے گا۔ اسی طرح جب [illegible] اور [illegible] جب تک مجھے کسی چیز کا اختیار نہ ہوگا۔ جب تک [illegible] پل صراط [illegible] گرم کیا جائے گا۔ میں نے پوچھا یا رسول اللہ [illegible] کیا مطلب ہے؟ [illegible] پل صراط [illegible] تلوار کی طرح باریک [illegible] ہوگا [illegible] نقصان نہ پہنچے گا [illegible] درمیان [illegible] حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا [illegible] جہنم کی طرف [illegible] اسی طرح [illegible] فرشتوں کی ایک جماعت [illegible] پل صراط [illegible] جہنم میں [illegible] گر جائیں گے۔

---

[1] [illegible]

[2] [illegible]

# فصل

فرمان الٰہی ہے: تمہارے پروردگار کی قسم! ہم ان کو جمع کریں گے اور شیطانوں کو بھی، پھر ان سب کو جہنم کے گرد حاضر کریں گے (اور وہ) گھٹنوں پر گرے ہوئے (ہوں گے)، پھر ہر جماعت میں سے ہم ایسے لوگوں کو کھینچ نکالیں گے جو خدا سے سخت سرکشی کرتے تھے، اور ہم ان لوگوں سے خوب واقف ہیں جو ان میں داخل ہونے کے زیادہ لائق ہیں، اور تم میں کوئی (شخص) نہیں مگر اسے اس پر گزرنا ہوگا، یہ تمہارے پروردگار پر لازم و مقرر ہے۔ پھر ہم پرہیزگاروں کو نجات دیں گے اور ظالموں کو اس میں گھٹنوں کے بل پڑا ہوا چھوڑ دیں گے۔ [illegible]

اللہ تعالیٰ اپنی کریم ذات کی قسم اٹھا رہے ہیں کہ وہ بنی آدم کو جمع فرمائیں گے پھر شیطان کے پجاریوں کو جہنم میں لا کھڑا کر دیں گے جیسے فرمایا: اور تم ہر ایک فرقے کو دیکھو گے کہ گھٹنوں کے بل بیٹھا ہوگا اور ہر ایک جماعت اپنی کتاب (اعمال) کی طرف بلائی جائے گی۔ (الجاثیہ ۲۸)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جنتی گزرتے ہوئے جہنم کی ہولناکی اور اس کے بھیانک منظر کو دیکھ رہے ہوں گے، اور انہیں اس میں داخلے کا یقین ہوگا، جیسے فرمان ہے:

جس وقت وہ ان کو دور سے دیکھے گی تو (غضبناک ہو رہی ہوگی اور یہ) اس کے جوش (غضب) اور چیخنے چلانے کو سنیں گے، اور جب یہ دوزخ کی کسی تنگ جگہ میں (زنجیروں میں) جکڑ کر ڈالے جائیں گے تو وہاں موت کو پکاریں گے، آج ایک ہی موت کو نہ پکارو، بہت سی موتوں کو پکارو، پوچھو کہ یہ بہتر ہے یا بہشت جاودانی جس کا پرہیزگاروں سے وعدہ ہے، یہ ان (کے عملوں) کا بدلہ اور رہنے کا ٹھکانہ ہوگا، وہاں جو چاہیں گے ان کے لئے (میسر) ہوگا، ہمیشہ اس میں رہیں گے، یہ وعدہ خدا کو (پورا کرنا) لازم ہے اور اس لائق ہے کہ مانگ لیا جائے۔ (الفرقان [illegible])

نیز فرمان الٰہی ہے: تم ضرور دوزخ کو دیکھو گے پھر اس کو ایسا دیکھو گے (کہ) عین الیقین (آ جائے گا)، پھر اس روز تم سے (شکر) نعمت کے بارے میں پرسش ہوگی؟ (التکاثر [illegible])

جہنم پر سے ہر شخص کو جو مؤمن ہو یا کافر گزرنا ہوگا ...... پھر اللہ تعالیٰ صاف فرماتے ہیں کہ ہر شخص جہنم کو ضرور دیکھے گا۔

فرمان الٰہی ہے اور تم میں کوئی (شخص) نہیں مگر اسے اس پر گزرنا ہوگا، یہ تمہارے پروردگار پر لازم اور مقرر ہے۔ [illegible]

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں یہ قسم خدائی واجب ہے۔

صحیحین میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جس شخص کے تین بچے وفات پا گئے اس کو جہنم کی آگ نہیں چھوئے گی، اور صرف قسم پوری کرنے کے لئے جہنم پر سے گزرے گا۔[1]

مسند احمد میں معاذ بن انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: جس نے مسلمانوں کی (عدم موجودگی میں ان کے گھروں اور ان کی عزت کی رضاکارانہ طور پر ان کی بقا کے لئے نگہبانی کی) سلطان کی اجرت وغیرہ کے بغیر تو وہ جہنم کی آگ نہیں دیکھے گا مگر قسم پوری کرنے کے لئے۔[2]

فرمان الٰہی ہے اور تم میں کوئی (شخص) نہیں مگر اسے اس پر سے گزرنا ہوگا۔ [illegible]

ہر ایک کو اس پر گزرنا ہوگا یہ بعنوان منکم الا واردھا۔ مفسرین وارد ہونا کی تفسیر میں مختلف آراء رکھتے ہیں کہ وارد ہونے سے کیا مراد ہے۔ مصنف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں تمام اپنی تفسیر (ابن کثیر) میں اس کی تفسیر بالمرور علی الصراط کرتے ہیں، یعنی پل صراط پر سے گزرنا۔

فرمان الٰہی ہے: پھر ہم پرہیزگاروں کو نجات دیں گے اور ظالموں کو اس میں گھٹنوں کے بل پڑا ہوا چھوڑ دیں گے۔ [illegible]

حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بخار بھی مؤمن کا حصہ ہے جو مؤمن کو جہنم سے گزرنے کے وقت [illegible]

---

[1] [illegible]

[2] [illegible]

ہوئی۔ ورود کا یہی مطلب ہے۔

مفسر ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ان کے مثل ہم سے بیان کیا گیا ہے لہٰذا احمد فرماتے ہیں کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ اپنے اصحاب میں سے کسی کی عیادت کو نکلے جس کو بخار تھا۔ میں بھی آپ ﷺ کے ہمراہ تھا آپ ﷺ نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں یہ (بخار) میری آگ ہے جس کو میں اپنے مومن بندے پر بھی مسلط کرتا ہوں تاکہ آخرت میں جہنم کی طرف سے اس کا حصہ ادا ہو جائے۔[1]

اس روایت کی اسناد حسن لگتی ہے۔

مسند احمد میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے وان منکم الا واردھا کی تفسیر میں منقول ہے حضور ﷺ نے فرمایا:

اس پر تمام لوگ وارد ہوں گے۔ پھر (تمام لوگ نیچے) اپنے اعمال کے مطابق اس پل سے اتریں گے۔[2]

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے سدی رحمۃ اللہ علیہ سے مرفوعاً و موقوفاً دونوں طرح اس کو نقل کیا ہے۔ امام ترمذی کے علاوہ بہت سے شیوخ نے سدی کے واسطے سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

تمام لوگ صراط پر آئیں گے وہ نار جہنم کے ارد گرد کھڑے ہو جائیں گے۔ پھر اپنے اپنے اعمال کے مطابق صراط سے اتریں گے۔ کوئی تو برق کی طرح گزر جائے گا اور کچھ لوگ تیز رفتار گھوڑے کی طرح پار کر جائیں گے۔ کچھ لوگ تیز رفتار پرندے کی طرح اور کچھ آدمی کے دوڑنے کی رفتار کے مطابق پل صراط عبور کر جائیں گے۔ حتیٰ کہ سب سے آخر میں جو شخص گزرے گا اس کے ساتھ صرف اس کے پاؤں کے انگوٹھے کے برابر نور ہوگا وہ پل صراط پر لڑکھڑائے گا۔ جبکہ پل صراط پر پھسلن بھی ہے اور چپچپاہٹ ہوگی۔ جس پر سعدان کی بوٹی کے کانٹوں (کے دانت) کی طرح ہوں گے۔ پل صراط کے دونوں اطراف میں ملائکہ ہوں گے کہ ان کے ہاتھ میں جہنم کے آنکڑے ہوں گے۔ جن کے ساتھ وہ لوگوں کو اچک رہے ہوں گے۔[3]

سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ سلمہ بن کہیل عن ابی الزعراء کے طریق کے ساتھ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ پل صراط کا حکم فرمائیں گے اور اس کو جہنم پر بچھا دیا جائے گا۔ لوگ اپنے اپنے اعمال کے مطابق (رفتار کے ساتھ) اس پر سے گزریں گے۔ ان میں پہلا شخص بجلی کی کوندنے کی طرح گزر جائے گا۔ پھر ہوا کی طرح۔ پھر تیز رفتار پرندوں کی طرح۔ پھر تیز رفتار جانوروں کی طرح۔ حتیٰ کہ کوئی شخص دوڑتا ہوا گزرے گا۔ کوئی شخص پیدل چلتا ہوا۔ پھر سب سے آخر والا پیٹ کے بل گھسٹتا ہوا گزرے گا۔ وہ کہے گا اے رب! مجھے تو نے اس قدر سست رفتار کیوں کر دیا؟ اللہ فرمائیں گے تجھے سست رفتار میں نے نہیں کیا بلکہ تیرے اعمال نے کیا ہے۔[4]

حافظ ابو نصر الوائلی کی کتاب "الابانہ" میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

لوگوں کو میری سنت سکھاتے رہو خواہ ان کو ناگوار گزرے۔ اگر تم یہ پسند کرتے ہو کہ پل صراط سے پلک جھپکنے کی طرح گزر جاؤ اور جنت میں داخل ہو جاؤ تو اللہ کے دین میں اپنی رائے سے کوئی بات بیان نہ کرو۔

یہ غریب الاسناد ہے اور اس کا متن حسن ہے امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو ذکر فرمایا ہے۔

خالد بن معدان رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ اہل جنت جنت میں داخل ہونے کے بعد کہیں گے کیا رب نے ہم سے جہنم پر گزرنے کا وعدہ نہیں کیا تھا؟ کہا جائے گا: تم اس پر گزرے تھے لیکن وہ بجھی ہوئی تھی۔[5]

بعض لوگوں کی رائے ہے کہ ورود سے مراد دخول ہے اس کے قائل ابن عباس رضی اللہ عنہ، عبداللہ بن رواحہ، ابو میسرہ وغیرہ ہیں۔

مسند احمد میں ابو سمیہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم ورود کے بارے میں اختلاف ہو گیا تھا۔ بعض نے کہا کوئی مومن اس میں داخل نہیں ہوگا۔ بعض کہتے تھے کہ ہر شخص اس میں داخل ہوگا لیکن پھر اللہ تعالیٰ متقی لوگوں کو نجات عطا فرما دیں گے۔ تو ہم اپنے اختلاف کو لے کر حضرت جابر رضی

---

[1] البیہقی فی شعب الایمان الحدیث [illegible]۔ مسند ابی یعلیٰ الحدیث [illegible]۔ [illegible] الحدیث [illegible]

[2] الترمذی الحدیث [illegible]۔ مسند احمد الحدیث [illegible] [3] [illegible]

[4] [illegible] [5] مسند احمد الحدیث [illegible]

تو وہ حضرت عبداللہ کے پاس حاضر ہوئے اور ان سے ذکر کیا تو آپ نے فرمایا: سب لوگ پل صراط میں داخل ہوں گے(1)

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں سب اس میں داخل ہوں گے اور اپنے کانوں کی طرف انگلی کا اشارہ کرتے ہوئے فرمایا یہ بہرے ہو جائیں اگر میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے نہ سنا ہو:

نیکوکار ہو یا گنہگار: ہر شخص اس (پل صراط) میں داخل ہو گا لیکن مومنین کے لیے وہ اس طرح سلامتی والی ہو جائے گی جیسے ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ ہوا حتیٰ کہ لوگوں کی اس پر ٹھنڈک سے چیخ و پکار شروع ہو جائے گی۔ آپ ﷺ نے اللہ کا یہ فرمان تلاوت فرمایا: پھر ہم پرہیزگاروں کو نجات دیں گے اور ظالموں کو اس میں گھٹنوں کے بل پڑا ہوا چھوڑ دیں گے۔) [سورۃ مریم: ۷۲]

محدثین نے اس کی اسناد سے تخریج نہیں فرمائی لیکن روایت حسن کے درجہ پر ہے۔

ابو محمد بن سلیمان بن جابر فرماتے ہیں کہ کعب بن عجرہ نے حضور نبی کریم ﷺ سے روایت کیا ہے کہ:

قیامت کے روز جہنم مومن کو کہے گی اے مومن! جلدی پار ہو جا تیرا نور میری آگ کو بجھا رہا ہے(2)

یہ حدیث نہایت غریب ہے۔

ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ سفیان سے وہ کسی اور راوی سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت خالد بن معدان فرماتے ہیں:

کہا اہل جنت کہیں گے کیا ہمارے پروردگار نے وعدہ نہیں فرمایا تھا کہ ہم جہنم پر سے گزریں گے؟ کہا جائے گا تم اس پر سے گزر آئے ہو لیکن وہ بجھی ہوئی تھی۔(3)

ایک روایت میں خالد بن معدان رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ جب اہل جنت جنت میں داخل ہو جائیں گے تو کہیں گے کیا ہمارے رب نے ہمیں بتایا تھا کہ ہم جہنم پر سے گزریں گے؟ کہا جائے گا تم اس پر سے گزرے ہو جبکہ وہ ٹھنڈی ہو چکی تھی۔(4)

[illegible] قیس سے مروی ہے کہ لوگوں میں جہنم کا ذکر ہوا تو ابن رواحہ رونے لگے [illegible] اعمال کے ذریعے اعمال صالحہ میں بڑھے گی [illegible] کے پاؤں پھسلنے [illegible] لیکن ایک سواری [illegible] آپ نے اپنے اصحاب کو [illegible] میرے صاحب! [illegible] جہنم اپنے [illegible] سے [illegible] سکے۔(5)

حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ سے بھی یہ روایت منقول ہے۔

مسند احمد میں زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کی بیوی ام مبشر رضی اللہ عنہا سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ حضور ﷺ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں تھے تو آپ ﷺ نے فرمایا:

بدر و حدیبیہ میں شریک ہونے والوں میں سے کوئی شخص جہنم میں داخل نہیں ہو گا۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا اللہ تعالیٰ نے نہیں فرمایا ہے (تم میں سے ہر ایک شخص اس پر گزرے گا) یہ تو ہونا ہی ہے!

حضور ﷺ نے جواب میں یہ آیت تلاوت فرمائی: پھر ہم پرہیزگاروں کو نجات دیں گے اور ظالموں کو اس میں گھٹنوں کے بل پڑا ہوا چھوڑ دیں گے۔[6] [سورۃ مریم: ۷۲]

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بن سلام فرماتے ہیں محمد ﷺ کو سب سے پہلے (پل صراط پر گزرنے کی) اجازت ہو گی۔ پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام پھر موسیٰ علیہ السلام پھر ابراہیم علیہ السلام۔ حتیٰ کہ انبیاء میں سب سے آخر میں حضرت لوط علیہ السلام ہوں گے۔ جب تمام مومنین پل صراط سے فارغ ہو جائیں گے تو (جنت کے دروازے پر) فرشتے ان سے ملیں گے وہ ان کو جنت میں لے جائیں گے۔

حتیٰ کہ جس شخص نے اپنے عمل میں سے کسی چیز کی وجہ سے [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] اسے جنت کے خادم دروازوں سے لے جائیں گے

---

(1) مسند احمد جلد ۳ صفحہ [illegible] (2) [illegible]

(3) [illegible] (4) [illegible]

(5) [illegible] (6) مسند احمد جلد ۶ صفحہ [illegible]

گا۔ جنت کے آٹھ دروازے ہیں۔ جو اہل صلوٰۃ میں سے ہوں گے ان کو باب الصلوٰۃ سے بلایا جائے گا۔ جو اہل جہاد ہوں گے ان کو باب الجہاد سے بلایا جائے گا۔ جو اہل الصیام (روزے دار) ہوں گے وہ باب ریان سے بلائے جائیں گے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا ایسا بھی کوئی شخص ہے جو تمام دروازوں سے بلایا جائے؟ کیا کوئی سب دروازوں سے بلایا جائے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں اور مجھے امید ہے کہ تم ان میں سے ہو گے اے ابوبکر۔[1]

جب وہ جنت میں داخل ہوں گے تو انہیں اپنے گھروں کی طرف رہنمائی کی جائے گی۔ وہ دنیا کے گھروں سے زیادہ اپنے گھروں میں واقف اور مانوس ہو جائیں گے۔

امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا جنت میں بغیر اجازت کے کوئی داخل نہیں ہوگا (اجازت نامہ یوں ہوگا) بسم اللہ الرحمن الرحیم یہ اللہ کی طرف سے فلاں شخص کے لئے ہے کہ اس کو عالی شان جنت میں داخل کرو جس کے خوشے قریب ہیں۔[2]

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی جامع میں حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

پل صراط پر مومنوں کی زبان پر یہ الفاظ جاری ہوں گے: رب سلم رب سلم۔[3]

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ حدیث غریب ہے اور صحیح مسلم میں ہے:

تمہارا نبی پل پر ہوگا: رب سلم رب سلم۔[4]

یہ بھی آیا ہے کہ تمام انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے یہی الفاظ ہوں گے۔

صحیح بخاری رحمۃ اللہ علیہ میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جب مومن پل صراط سے نجات پا جائیں گے تو جنت و جہنم کے درمیان ایک پل پر روک لئے جائیں گے۔ پھر ان کے درمیان دنیا میں ہونے والے مظالم کا قصاص لیا جائے گا حتیٰ کہ جب وہ صاف ستھرے ہو جائیں گے تب ان کو جنت میں داخلہ کی اجازت ملے گی۔ ان میں سے ہر ایک اپنے جنتی مکان کو دنیا کے مکان سے زیادہ پہچانتا ہوگا۔[5]

امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث پر کلام کرتے ہوئے فرماتے ہیں ممکن ہے یہ دوسرا پل ہو جو مومنین کے لئے خاص ہوگا۔ اور اس سے کوئی گر کر جہنم میں نہیں جائے گا۔

مصنف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ پل جہنم کے پل صراط کے بعد ہوگا اور کیا یہ جہنم سے پرے قائم ہوگا یا نہیں؟ یہ ہم نہیں جانتے وہ صرف اللہ تعالیٰ ہی کے علم میں ہے۔

ابن ابی الدنیا میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرمائیں گے: جہنم کو میرے عفو و درگزر کے ساتھ عبور کرو اور جنت میں میری رحمت کے ساتھ داخل ہو جاؤ اور اپنے فضائل اعمال کے ساتھ اپنے درجات تقسیم کرلو۔

یہ حدیث غریب ہے۔

امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب التذکرہ میں بعض علماء سے یہ الفاظ نقل فرماتے ہیں:

اے میرے بھائی! ذرا خیال کرو کہ تمہارا کیا حال ہوگا جب تم پل صراط عبور کرو گے اور تم جہنم کی طرف دیکھو گے کہ وہ تمہارے پیچھے رہ گئی ہے اور جہنمی اس میں گرتے جا رہے ہوں گے۔ اس کے شعلے بھڑک رہے ہوں گے۔ تم اس پر سے گزر گئے اور تمہیں اس کی آگ سے نجات مل گئی ہوگی۔

---

(۱) بخاری حدیث نمبر ۱۸۹۷، مسلم حدیث نمبر ۲۳۷۱، ترمذی حدیث نمبر ۳۶۷۴، نسائی حدیث نمبر ۲۲۳۹، مسند احمد حدیث نمبر ۲۹۷۳

(۲) الخطیب البغدادی: تاریخ بغداد، ابن عساکر، تاریخ دمشق، کنز العمال حدیث نمبر ۳۲۰۳

(۳) ترمذی حدیث نمبر ۲۴۳۲۔ (۴) مسلم الایمان حدیث ۳۲۹ (۵) بخاری حدیث ۲۴۴۰، مسند احمد حدیث ۱۱۰۰۸

ترجمہ: ۔ اپنے نفس کو سستی کمانے میں مشغول رہے تو پھر جب تمام فرشتے تیرے دروازے پر موجود ہوں گے اس وقت تیرا کیا کلام آئے گا۔ لوگ پرانی قبروں سے ننگے بدن ننگے ہوں گے پیروں ننگے اٹھیں گے۔ ان کے لئے پھر بڑا غضب ناک دن ہونے کی بنا پر اس کو (اپنے اعمال کے مطابق) بدلہ کریں یا بخشیں اگر بہت سے لوگ متقیوں نے بھی اللہ سے محبت کی ہو گی۔ لیکن بہت نیک جنت عطا کرنے کے لئے خلافات کے معاملے کی تیز تیز اپنے حسن و جمال کے ساتھ ان کا استقبال کریں گی۔ خوش آمدید ہو تمہارا اور ان کو بتائیں گی کہ میرے دوست انہی نے تیرے سب گناہ معاف کر دیئے اب تو ہمیشہ یہاں رہ۔

## فصل

فرمایا گیا ہے: جس روز تمام پرہیزگاروں کو خدا کے سامنے (جلوس) بنا کر جمع کریں گے۔ اور مجرموں کو دوزخ کی طرف پیاسے ہانک لے جائیں گے۔ (تو لوگ) کسی کی سفارش کا اختیار نہ رکھیں گے مگر جس نے خدا سے اقرار لیا ہو۔ (سورۃ مریم، آیات: ۸۵ تا ۸۷)

حدیث میں وارد ہے کہ جنت سے عمدہ پالان والی اونٹنیاں آئیں گی جن پر وہ سوار ہوں گے۔ (۱)

ایک اور حدیث میں ہے جب وہ اپنی قبروں سے اٹھائے جائیں گے اس وقت ان کے لئے سواریاں حاضر کر دی جائیں گی۔

لیکن اس حدیث کی نظر ہے کیونکہ پہلے حدیث میں گزر چکا ہے:

سب لوگ (میدان حشر کی طرف) پیادہ پا جمع کئے جائیں گے۔ رسول اللہ ﷺ اپنی اونٹنی پر سوار ہوں گے۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ آپ کے سامنے اذان دیتے ہوں گے۔ جب وہ "اشهد ان لا اله الا الله واشهد ان محمدا رسول الله" کہیں گے تو اولین و آخرین سب ان کی تصدیق کریں گے۔ (۲)

لہذا اگر قبر کے بعد سواری صرف رسول اللہ ﷺ کے لئے مخصوص ہو تو پہلی حدیث کا مطلب ہوگا کہ پل صراط عبور کرنے کے بعد ان کے لئے سواریاں لائی جائیں گی۔ ظاہر یہی مناسب ہے۔ واللہ اعلم۔

حدیث صور میں آیا ہے کہ جب مومنین پل صراط عبور کریں گے ان کے لئے حوض کا انتظام کیا جائے گا۔ پھر جب جنت کے دروازے پر پہنچیں گے تو حضرت آدم علیہ السلام سے (جنت کھلوانے کی) سفارش کریں گے۔ پھر نوح، ابراہیم، موسیٰ علیہ السلام، عیسیٰ علیہ السلام تمام علیہم السلام سے باترتیب سفارش کریں گے اور سب سے آخر میں مرکز و ملجا جہاں (کون و مکان) حضور ﷺ کے پاس حاضر ہوں گے۔ یعنی آنحضرت ﷺ سب کے لئے شفاعت فرمائیں گے۔

صحیح مسلم میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا میں جنت کے دروازے پر آؤں گا اور اسے کھلواؤں گا۔ جنت کا داروغہ کہے گا: آپ کون ہیں؟ میں کہوں گا: میں محمد (ﷺ) ہوں۔ داروغہ کہے گا آپ ہی کا مجھے حکم ملا ہے کہ آپ سے پہلے کسی کے لئے دروازہ نہ کھولوں۔ (۳)

صحیح مسلم میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا میں قیامت کے روز انبیاء میں سب سے زیادہ کثیر التبعین ہوں گا اور سب سے پہلے جنت کا دروازہ کھٹکھٹاؤں گا۔

صحیح مسلم میں ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے روز تمام لوگوں کو جمع فرمائیں گے۔ مومنین کھڑے ہوں گے اور ان کے لئے جنت قریب کر دی جائے گی۔ لوگ حضرت آدم علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور کہیں گے: اے ہمارے والد بزرگوار! ہمارے لئے شفاعت فرما دیجئے۔ وہ فرمائیں گے: تم کو جنت سے تمہارے باپ کی غلطی ہی نے نکالا تھا لہذا میں اس کا اہل نہیں ہوں۔ (۴)

یہ حدیث اس بات کی قوی شاہد ہے کہ مومنین انبیاء کے پاس دو مرتبہ شفاعت کے لئے حاضر ہوں گے۔ دوسری مرتبہ جنت میں داخلے کی

---

(۱) الکامل حدیث: ۹۹۱ (۲) الکامل الحدیث: ۱۹۹ (۳) مسلم حدیث: ۳۸۵ (۴) مسلم حدیث: ۳۹۱

شفاعت کے لئے ہوگا۔ پہلی مرتبہ حساب کتاب لے جانے کی شفاعت کے لئے ہوگا اور دونوں مرتبہ حضرت محمد ﷺ ہی شفاعت فرمائیں گے۔

عبداللہ بن امام احمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہمیں سوید بن سعید نے بیان کیا کہ ہم لوگ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر تھے کہ آپ رضی اللہ عنہ نے ایک آیت تلاوت فرمائی۔ جس کا ترجمہ درج ذیل ہے:

جس روز ہم پرہیزگاروں کو خدا کے سامنے (بطور مہمان) جمع کریں گے اور گناہگاروں کو دوزخ کی طرف پیاسے ہانک لے جائیں گے۔

(سورۃ مریم، آیت ۸۶،۸۵)

اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کی قسم! (مومنین) لوگ پیادہ پا نہیں جمع کئے جائیں گے۔ اور نہ ہی یہ وفد (متقین) پیادہ پا جمع کیا جائے گا۔ بلکہ ایک ایسی اونٹنی ہوگی، کہ مخلوق نے اس کے مثل کوئی نہ دیکھی ہوگی۔ اس پر سونے کے پالان پڑے ہوں گے جن پر وہ سوار ہوں گے حتیٰ کہ وہ جنت میں داخل ہو جائیں گے۔ (۱)

ابن ابی حاتم اور مفسر ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو عبدالرحمٰن بن اسحاق کی حدیث سے نقل کیا ہے۔ اس کے بعد یہ اضافہ بھی فرمایا ہے: اس پر سونے کے کجاوے ہوں گے اور زبرجد کے پتھر اس پر جڑے ہوں گے۔

ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد ابو حاتم کی سند کے ساتھ فرماتے ہیں کہ ابو معاذ البصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ حضور ﷺ کے پاس موجود تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک آیت تلاوت فرمائی:

**یوم نحشر المتقین الی الرحمن وفداً**

جس روز ہم پرہیزگاروں کو خدا کے سامنے (بطور مہمان) جمع کریں گے۔ (سورۃ مریم، الآیۃ ۸۵)

اس کے بعد عرض کیا یا رسول اللہ! میں سمجھتا ہوں کہ (متقین کا) وفد سوار ہوگا؟

حضور ﷺ نے فرمایا:

قسم ہے اس ذات کی، جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! جب وہ اپنی قبروں سے اٹھائے جائیں گے تو ان کا استقبال ہوگا اور ایک سفید رنگ اونٹنی لائی جائے گی، جس کے پر بھی ہوں گے، اس پر سونے کے کجاوے بندھے ہوں گے۔ ان لوگوں کے جوتوں کے تسمے نور کے ہوں گے جو چمکتے ہوں گے۔ وہ اونٹنی ہر قدم حد نگاہ تک بھرے گی۔ پھر وہ ایک درخت کے پاس پہنچیں گے۔ اس کی جڑ سے دو چشمے پھوٹتے ہوں گے۔ وہ لوگ ایک چشمے سے پانی پئیں گے۔ اس سے ان کے شکموں کی تمام نجاسات زائل ہو جائیں گی۔ پھر دوسرے سے وہ غسل کریں گے۔ جس کی وجہ سے ان کی جلدیں گندی ہونے سے ہمیشہ کے لئے محفوظ ہو جائیں گی۔ نعمتوں کی تروتازگی ان کے بشرے سے ظاہر ہوگی۔ وہ جنت کے دروازے تک پہنچیں گے۔ وہاں (جنت کے دروازے پر) سونے کے کواڑوں پر سرخ یاقوت کے حلقے (کنڈے) جڑے ہوں گے۔ وہ کنڈے سے کواڑوں کو دستک دیں گے تو ایک انتہائی سریلی اور بلند آواز پیدا ہوگی۔ وہ آواز ہر حور تک پہنچ جائے گی اور انہیں پتہ چل جائے گا کہ ان کے شوہر آ گئے ہیں۔ وہ جنت کے داروغہ کو بھیجیں گی۔ وہ آ کر دروازہ کھولے گا۔ جنتی شخص داروغہ (کی شان و شوکت) سے مرعوب ہو کر اسے خدا سمجھ بیٹھے گا اور (اس) کے آگے سجدہ ریز ہو جائے گا۔ داروغہ کہے گا: اپنا سر اٹھاؤ میں تو تیرا نگہبان ہوں تیری خدمت مجھے سونپی گئی ہے۔ پھر وہ جنتی اس کے پیچھے چلا آئے گا۔ جنتی حور اس کے دیدار کے اشتیاق میں بے کل ہو رہی ہوگی۔ وہ موتی اور یاقوت کے خیمہ سے نکل آئے گی اور اس کے ساتھ چمٹ جائے گی پھر کہے گی۔ تو ہی میری محبت ہے۔ میں ہمیشہ (یونہی تروتازہ) رہوں گی۔ مجھے کبھی فنا نہیں۔ میں ہمیشہ تروتازہ رہوں گی، میرا حسن کبھی ماند نہیں پڑے گا۔ میں تجھ سے ہمیشہ راضی رہوں گی کبھی ناراض نہیں ہوں گی۔ میں ہمیشہ تیرے پاس رہوں گی تجھے چھوڑ کر کہیں نہیں جاؤں گی۔

پھر وہ اپنے محل میں داخل ہوگا جس کی بنیاد سے چھت تک سو گز اونچائی ہوگی۔ لؤلؤ کی چٹان پر اس کی بنیاد قائم ہوگی۔ اس کے ستون سرخ، سبز اور زرد رنگ کے ہوں گے۔ کوئی ستون دوسرے سے مشابہت نہ رکھتا ہوگا۔ ایک کمرے میں ستر تخت ہوں گے۔ ہر تخت پر ستر بستر ہوں گے اور ہر بستر پر ستر حوریں ہوں گی۔ ہر حور کے جسم پر ستر جوڑے ہوں گے۔ اس کے باوجود ان ستر جوڑوں کے پار اس کی پنڈلی کا گودا نظر آئے گا۔ تمہاری ان راتوں

---

(۱) مسند احمد، الحدیث ۱/۱۵۵

کے حساب سے ایک رات میں ایک حور سے جماع پورا ہوگا۔ ان کے نیچے نہریں بہہ رہی ہوں گی۔ کچھ نہریں خالص پانی کی ہوں گی، کچھ نہریں دودھ کی ہوں گی جس کا مزہ کبھی نہ خراب ہو وہ دودھ کسی جانور کے تھنوں سے نہ دوہا گیا ہوگا۔ کچھ نہریں شراب کی ہوں گی جو پینے والوں کے لئے خوب سرور انگیز ہوگی۔ جس کو لوگوں نے اپنے پاؤں سے نہ نچوڑا ہوگا۔ اور کچھ نہریں خالص شہد کی ہوں گی۔ وہ شہد مکھی سے نہ نکلا ہوگا۔ ہر طرف پھل دار درختوں کی فراوانی ہوگی۔ چاہے کھڑا ہو کر کھائے یا ٹیک لگا کر کھائے۔ پھر آپ ﷺ نے ایک آیت تلاوت فرمائی، جس کا ترجمہ ہے: ان سے (ثمردار شاخیں اور) ان کے سائے قریب ہوں گے اور میوؤں کے گچھے جھکے ہوئے ہوں گے۔ (سورۃ الانسان آیت ۱۴)

بندے کو کھانے کی اشتہاء ہوگی تو اس کے پاس ایک سفید پرندہ آ جائے گا یا فرمایا سبز پرندہ آئے گا۔ پرندہ اپنے پر اٹھائے گا تو جنتی اس کے پہلو سے رنگارنگ مزیدار گوشت کھائے گا۔ پھر وہ اڑ جائے گا۔ پھر ایک فرشتہ داخل ہوگا اور سلام کرے گا اور کہے گا یہ جنت جس کے تم مالک کر دیے گئے تمہارے اعمال کا صلہ ہے۔ (سورۃ الزخرف آیت ۷۲)

اگر جنتی حور کے بالوں میں سے ایک بال زمین پر گر جائے تو سورج کی روشنی کے باوجود اندھیرا چھا جائے۔ (۱)

اس روایت کا حضرت علی رضی اللہ عنہ پر موقوف ہونا زیادہ قرین صحت ہے۔ ابوالقاسم البغوی رحمۃ اللہ علیہ کی سند سے عاصم رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جہنم کا ذکر کیا اور بہت وضاحت کے ساتھ کیا جس کو میں پورا یاد نہ کر سکا لیکن آپ نے ایک تلاوت فرمائی (جس کا ترجمہ ہے) اور جو لوگ اپنے پروردگار سے ڈرتے ہیں ان کو گروہ گروہ بنا کر بہشت کی طرف لے جائیں گے۔ (۲) (سورۃ الزمر آیت ۷۳)

پھر فرمایا جب جنتی لوگ جنت تک پہنچیں گے اس کے پاس ایک درخت پائیں گے اس کے نیچے سے دو چشمے پھوٹ رہے ہوں گے۔ جنتی ایک چشمے کی طرف یوں بڑھیں گے گویا ان کو اس کا حکم ملا ہے۔ اس سے پانی پئیں گے، جس کی وجہ سے ان کے پیٹوں کی ساری گندگی، تکلیف اور مصیبت نکل جائے گی۔ پھر وہ دوسرے چشمے کا رخ کریں گے اور اس میں غسل کریں گے، جس سے ان کے جسم پر نعمتوں والی تر و تازگی ابھر آئے گی۔ اس کے بعد ان کے بال خراب ہوں گے اور نہ کبھی ان کے سر پراگندہ ہوں گے۔ ان کے سر گویا ان پر تیل لگا دیا گیا ہے۔ پھر جب وہ جنت میں پہنچیں گے تو جنت کا داروغہ ان سے کہے گا تم پر سلامتی ہو تم خوش و خرم رہو اور جنت میں ہمیشہ کے لئے داخل ہو جاؤ۔

پھر خوبصورت بچے ان کو گھیر لیں گے جیسے دنیا میں بچے اپنے عزیزوں کو گھیر لیتے ہیں۔ وہ بچے ان کو کہیں گے بشارت ہو اللہ نے تمہارے لئے یہ تیار کر رکھا ہے۔ پھر ان بچوں میں سے ایک بچہ اس جنتی کی حوروں میں سے ایک حور عین کے پاس آئے گا اور اس جنتی کا دنیاوی نام لے کر کہے گا فلاں شخص آیا ہے۔ حور عین کہے گی کیا تو نے اس کو دیکھا ہے؟ وہ کہے گا ہاں میں نے اس کو دیکھا ہے لیکن اس نے مجھے نہیں دیکھا۔ ان سب حوروں پر شادی مرگ کی خوشی طاری ہو جائے گی حتیٰ کہ وہ جنت کی چوکھٹ پر آ جائیں گی۔ جنتی جب اپنے محل میں پہنچے گا تو اس کی نظر محل کی بنیاد پر پڑے گی وہاں لولو موتی کی چٹان نظر آئے گی۔ اس کے اوپر سرخ پتھر اس پر سبز، پر زرد غرض ہر رنگ کا پتھر ہوگا۔ اس طرح قیمتی موتی کے پتھروں کے ساتھ چنائی ہوگی۔ پھر نظر اٹھا کر چھت کی طرف دیکھے گا وہاں بجلی کی چمک ہوگی۔ اگر اللہ نے نہ لکھ رکھا ہوتا تو اس کی بینائی ہی چلی جاتی۔ پھر نظریں پھرائے گا تو اس کی بیویاں، حسین برتن، قطار در قطار گاؤ تکیے اور اعلیٰ مسندیں بچھی ہوئی پائے گا۔ پھر وہ ٹیک لگائے گا اور کہے گا خدا کا شکر ہے جس نے ہم کو یہاں کا راستہ دکھایا اور اگر خدا ہم کو رستہ نہ دکھاتا تو ہم رستہ نہ پا سکتے۔

بے شک ہمارے رب کے رسول حق بات لے کر آئے تھے اور (اس روز) منادی کر دی جائے گی کہ تم ان اعمال کے صلہ میں جو (دنیا میں) کرتے تھے اس بہشت کے مالک بنا دیے گئے ہو۔ (اعراف ۴۳)

پھر ایک منادی ندا دے گا تم ہمیشہ زندہ رہو گے کبھی نہ مرو گے۔ یہیں مقیم رہو گے، یہاں سے کبھی کوچ نہ کرو گے۔ ہمیشہ تندرست اور صحتمند رہو گے کبھی مرض نہ آئے گا۔

یہ ساری تر و تازگی جنت میں دخول سے قبل دو نہروں سے حاصل ہوگی۔ اور یہ خیال کہ مومنین کو قبروں سے نکلتے وقت ہی یہ حالت میسر ہو جائے گی بعید بات ہے۔ کیونکہ اکثر احادیث اس کے معارض ہیں۔

---

(۱) مسند احمد رقم الحدیث ۱۵۵۱ (۲) المستدرک للحاکم رقم الحدیث ۳۵۲۳

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ سلیمان بن مغیرہ کے توسط سے حضرت حمید بن ہلال رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں یہ ذکر کیا گیا ہے کہ آدمی جب جنت میں داخل ہو جائے گا، اسے اہل جنت کی صورت مل جائے گی۔ ان کا لباس زیب تن ہو جائے گا۔ ان کی زینتوں سے مزین ہو جائے گا اور اس کو اس کی بیویاں اور اس کے خدمت گار دکھا دیئے جائیں گے تو اس کو اس قدر خوشی اور سرور حاصل ہوگا کہ اگر مرنا ممکن ہوتا تو وہ شدت خوشی سے مر جاتا۔ پھر اسے کہا جائے گا: تجھے اپنی اس خوشی کا اندازہ ہے؟ بس یہ خوشی اور مسرت کی کیفیت تجھے ہمیشہ طاری رہے گی۔ (۱)

ابن المبارک رحمۃ اللہ علیہ دوسری روایت کے ساتھ ایک بزرگ کا قول نقل فرماتے ہیں کہ سب سے پہلے جنتی جب جنت میں داخل ہوگا تو موتیوں کے مثل ستر ہزار خادم اس کا استقبال کریں گے۔

ابن المبارک رحمۃ اللہ علیہ سنداً حضرت عبدالرحمٰن المعافری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ جنتی شخص کے لئے خادموں کی دو دو صفیں استقبال کے لئے کھڑی ہو جائیں گی۔ جن کا آخری سرا نظر نہیں آئے گا۔ جنتی جب گزرے گا تو وہ اس کے پیچھے پیچھے چل پڑیں گے۔ (۲)

ابونعیم مسلمہ سے اور وہ حضرت ضحاک بن مزاحم رحمۃ اللہ علیہ سے نقل فرماتے ہیں کہ مومن شخص جب جنت میں داخل ہوگا تو اس کے آگے ایک فرشتہ ہوگا، وہ جنتی کو جنت کی گلیوں میں پھرائے گا۔ فرشتہ کہے گا کیا نظر آ رہا ہے؟ وہ کہے گا: سونے چاندی کے یہ محلات دیکھ رہا ہوں۔ فرشتہ کہے گا یہ تیرے لئے ہیں۔ جب جنت والیوں کو اس کا پتہ چلے گا وہ ہر ہر دروازے سے اس کا استقبال کرتے آئیں گی۔ کہیں گی: ہم تیرے لئے ہیں، ہم تیرے لئے ہیں۔ فرشتہ پھر کہے گا کیا نظر آ رہا ہے؟ وہ کہے گا: خیمے ہیں بہت سے۔ جن میں بہت سے مونس دل بہلانے والے نظر آ رہے ہیں۔ فرشتہ کہے گا: میں ان کو تیرے لئے جمع کرتا ہوں۔ جب اندر والوں کو جنتی کی آمد کا علم ہوگا تو وہ یہ کہتے ہوئے استقبال کو نکلیں گے: ہم تیرے لئے ہیں، ہم تیرے لئے ہیں۔ (۳)

احمد بن ابی الحواری ابوسلیمان الدارانی سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان اور بہشت میں (جہاں) آنکھ اٹھاؤ گے کثرت سے نعمت اور عظیم (الشان) سلطنت دیکھو گے (سورۃ الانسان آیت ۲۰) کے متعلق نقل کرتے ہیں کہ فرشتہ اللہ عزوجل کے دوست کے پاس تحفہ لے کر حاضر ہوگا۔ اس کے پاس اجازت کے بغیر نہیں آئے گا۔ پھر جنتی کے دربان سے کہے گا: اللہ کے دوست کے پاس جانے کے لئے مجھے اجازت لے دو۔ وہ دربان اگلے دربان کو بتائے گا۔ وہ اپنے سے اگلے کو بتائے گا۔ جنتی اس گھر سے سلامتی کے گھر (جائے گا)۔ جنت میں ایک دروازہ ایسا ہوگا، جس سے وہ بغیر اجازت ہر وقت اپنے رب سے ملاقات کر سکے گا۔ پروردگار کا قاصد بغیر اجازت اس کے پاس نہیں آئے گا۔

ابن ابی الدنیا میں بشر بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں ہم حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ فرمانے لگے:

اللہ (سبحانہ وتعالیٰ) کے ہاں اس کی مخلوق میں سب سے زیادہ باعزت ذات حضرت ابوالقاسم ﷺ کی ہے۔ جنت آسمان میں ہے اور جہنم زمین میں۔ جب قیامت کا دن ہوگا اللہ تعالیٰ مخلوق کو امت امت کر کے ان کے نبیوں کے ساتھ بلائیں گے۔ پھر جہنم پر پل بچھا دیا جائے گا۔ پھر ایک منادی ندا دے گا: احمد اور اس کی امت کہاں ہے؟ آپ ﷺ کھڑے ہوں گے۔ آپ کے پیچھے آپ کی امت ہوگی، خواہ نیکوکار ہوں یا فاسق و فاجر۔ وہ پل پر چلنا شروع کریں گے۔ اللہ پاک اپنے دشمنوں کی آنکھوں کو اندھا فرما دیں گے۔ وہ پل صراط پر دائیں اور بائیں سے گریں گے۔ نبی ﷺ اپنے نیک جنتیوں کے ساتھ نجات پا جائیں گے۔ سامنے ملائکہ ان کے استقبال کے لئے موجود ہوں گے۔ دائیں بائیں ان کے جنتی محلات آراستہ ہوں گے۔ وہ گزرتے ہوئے اللہ رب العزت تک پہنچ جائیں گے۔ پھر آپ کے لئے دوسری طرف کرسی ڈال دی جائے گی۔ انبیاء اور دیگر امتیں آپ کے بعد آئیں گی۔ حتیٰ کہ سب سے آخر میں حضرت نوح علیہ السلام تشریف لائیں گے۔

یہ روایت حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بن سلام پر موقوف ہے۔

---

(۱) الزہد لابن المبارکؒ الحدیث ۴۲۹، ص: ۱۴۹ (۲) الزہد لابن المبارکؒ الحدیث ۴۲۷، ص: ۱۴۸

(۳) الزہد لابن المبارکؒ الحدیث ۴۱۵، ص: ۱۴۶

ابن ابی الدنیا میں حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ قیامت کے دن پل صراط رکھا جائے گا۔ اس کی دھار استرے کی طرح تیز ہوگی۔ ملائکہ کہیں گے: یا رب! اس پر کون چل سکے گا؟ فرمایا: مخلوق میں جس کو میں چاہوں گا وہ اس پر چل سکے گا۔ تب فرشتے کہیں گے: اے رب! سبحانک ہم تیری کما حقہ عبادت نہیں کر سکے۔[1]

## فصل

## اہل جنت کی بعض صفات اور بعض نعمتوں کا ذکر

مسند احمد میں حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: پہلا گروہ جو جنت میں داخل ہوگا ان کی صورتیں چودھویں کے چاند کی مانند ہوں گی۔ وہ تھوکیں گے نہ ناک صاف کریں گے اور نہ پاخانہ کی حاجت ہوگی۔ ان کی کنگھیاں سونے چاندی کی ہوں گی۔ ان کی انگیٹھیاں عود کی ہوں گی۔ ان کی خوشبو مشک ہوگی۔ ہر جنتی کے لیے دو بیویاں (حوریں) ہوں گی۔ حسن کی وجہ سے ان کی پنڈلیوں کا گودا گوشت سے پار نظر آئے گا۔ ان کے درمیان کوئی اختلاف نہ ہوگا۔ کوئی بغض و عداوت نہ ہوگی۔ ان سب کے دل ایک دل کی مانند ہوں گے۔ وہ صبح و شام اللہ کا ذکر کریں گے۔[2]

بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس کو روایت کیا ہے۔

ابو یعلی رحمۃ اللہ علیہ اپنی سند کے ساتھ حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: پہلا گروہ جو جنت میں داخل ہوگا ان کی صورتیں چودھویں کے چاند کی مانند ہوں گی۔ ان کے بعد آنے والے گویا آسمان میں سب سے زیادہ چمکدار ستارے سا ہوں گے۔ وہ پیشاب پاخانہ کریں گے نہ تھوکیں گے اور نہ ناک صاف کریں گے۔ ان کی کنگھیاں سونے کی ہوں گی۔ ان کی انگیٹھیاں عود کی ہوں گی۔ ان کی خوشبو مشک ہوگی۔ ان کی بیویاں حور عین ہوں گی۔ ان کے اخلاق ایک شخص (آدم علیہ السلام) کے اخلاق ہوں گے۔ سب اپنے باپ کی صورت پر ہوں گے۔ ان کے قد ساٹھ ذراع لمبے ہوں گے۔[3]

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے ابوکریب سے اس کو روایت کیا ہے اور جریر کی حدیث سے دونوں نے اس پر اتفاق کیا ہے۔

**اہل جنت کی عمر کے بارے میں احادیث:** مسند احمد اور طبرانی میں حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

اہل جنت جنت میں ننگے بدن بالوں سے صاف، نوجوان، سفید رنگت، بالوں والے اور سرمگیں آنکھوں والے ہوں گے۔ حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق کے مطابق تینتیس سال کی عمر میں ہوں گے۔ ساٹھ ہاتھ لمبے اور سات ہاتھ چوڑے ہوں گے۔[4]

طبرانی میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

اہل جنت جنت میں داخل ہوں گے تو جسم پر (زائد) بال نہ ہوں گے، نوجوان ہوں گے، ان کی آنکھیں سرمگیں ہوں گی۔ تینتیس سال کی عمر کے ہوں گے۔[5]

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو روایت کیا ہے اور فرمایا ہے کہ یہ حدیث حسن غریب ہے۔

ابن ابی الدنیا میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اہل جنت جنت میں حضرت آدم علیہ السلام کی لمبائی کے مطابق داخل ہوں گے۔ فرشتے کے ہاتھ کے مطابق ساٹھ ہاتھ ان کا قد ہوگا۔ یوسف

---

(۱) الترغیب والترہیب للمنذری

(۲) مسلم [illegible]

(۳) [illegible]

(۴) [illegible]

(۵) ترمذی [illegible]

یوسف علیہ السلام کا حسن ہوگا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عمر یعنی تینتیس سال عمر ہوگی، محمد (ﷺ) کی زبان ہوگی (یعنی عربی بول چال میں حضرت ﷺ کا سا طرز ہوگا) بالوں سے صاف جسم ہوگا، جوان مرد ہوں گے، سرمگیں آنکھیں ہوں گی۔[1]

ابو بکر بن ابی الدنیا فرماتے ہیں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

اہل جنت حضرت آدم علیہ السلام کی صورت پر اٹھائے جائیں گے۔ تینتیس سال ان کی عمر ہوگی۔ جسم پر (زائد) بال نہ ہوں گے اور بے ریش ہوں گے اور ان کی آنکھیں سرمگیں ہوں گی۔ پھر ان کو ایک درخت کے پاس لے جایا جائے گا اس سے لباس پہنیں گے۔ ان کا لباس کبھی خراب نہیں ہوگا اور ان کا شباب کبھی فنا نہ ہو سکے گا۔

ابو بکر بن ابی الدنیا فرماتے ہیں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

اہل جنت میں سے جو شخص وفات پائے خواہ چھوٹا ہو یا بڑا جنت میں اس کو تینتیس سال کی عمر میں لوٹا دیا جائے گا اس سے زیادہ ان کی عمر کبھی نہ ہوگی اسی طرح اہل جہنم۔[2]

**جہنم کی صفات** ۔۔۔ فرمان الٰہی ہے: لیکن اگر (ایسا) نہ کر سکو اور ہرگز نہیں کر سکو گے تو اس آگ سے ڈرو جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہوں گے (اور جو) کافروں کے لئے تیار کی گئی ہے۔ (سورۃ البقرۃ آیت ۲۴)

فرمان الٰہی ہے: ایسوں پر خدا کی اور فرشتوں کی اور لوگوں کی سب کی لعنت ہے۔ (سورۃ البقرۃ آیت ۱۶۱)

فرمان الٰہی ہے: یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے ہدایت چھوڑ کر گمراہی اور بخشش چھوڑ کر عذاب خرید لیا تو (جہنم کی) آگ کیسے برداشت کرنے والے ہیں۔ (سورۃ البقرۃ آیت ۱۷۵)

فرمان الٰہی ہے: جو لوگ کافر ہوئے اور کفر ہی کی حالت میں مر گئے وہ اگر (نجات حاصل کرنی چاہیں اور) بدلے میں زمین بھر کر سونا دیں تو ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا۔ ان لوگوں کے لئے دکھ دینے والا عذاب ہے اور ان کی کوئی مدد نہیں کرے گا۔ (سورۃ آل عمران آیت ۹۱)

فرمان الٰہی ہے: جن لوگوں نے ہماری آیتوں سے کفر کیا ان کو ہم عنقریب آگ میں داخل کریں گے جب ان کی کھالیں گل (اور جل) جائیں گی تو ہم اور کھالیں بدل دیں گے تاکہ (ہمیشہ) عذاب (کا مزہ) چکھتے رہیں بیشک خدا غالب حکمت والا ہے۔ (سورۃ النساء آیت ۵۶)

فرمان الٰہی ہے: جو لوگ کافر ہوئے اور ظلم کرتے رہے خدا ان کو بخشنے والا نہیں اور نہ انہیں رستہ ہی دکھائے گا۔ ہاں دوزخ کا رستہ جس میں وہ ہمیشہ (جلتے) رہیں گے اور یہ (بات) خدا کو آسان ہے۔ (سورۃ النساء آیت ۱۶۸، ۱۶۹)

فرمان الٰہی ہے: جو لوگ کافر ہیں اگر ان کے پاس روئے زمین (کے تمام خزانے اور اس) کا سب مال و متاع ہو اور اس کے ساتھ اسی قدر اور بھی ہو تاکہ قیامت کے روز عذاب (سے رستگاری حاصل کرنے) کا بدلہ دیں تو ان سے قبول نہیں کیا جائے گا اور ان کو درد دینے والا عذاب ہوگا۔ (ہر چند) چاہیں گے کہ آگ سے نکل جائیں مگر اس سے نہیں نکل سکیں گے اور ان کے لئے ہمیشہ کا عذاب ہے۔ (سورۃ المائدۃ آیت ۳۶، ۳۷)

فرمان الٰہی ہے: جن لوگوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا اور ان سے سرتابی کی ان کے لئے نہ آسمان کے دروازے کھولے جائیں گے اور نہ وہ بہشت میں داخل ہوں گے یہاں تک کہ اونٹ سوئی کے ناکے میں سے نکل جائے اور گنہگاروں کو ہم ایسی ہی سزا دیا کرتے ہیں۔ ایسے لوگوں کے لئے (نیچے) بچھونا بھی (آتش) جہنم کا ہوگا اور اوپر سے اوڑھنا بھی (اسی کا) اور ظالموں کو ہم ایسی ہی سزا دیا کرتے ہیں۔ (سورۃ الاعراف آیت ۴۰، ۴۱)

فرمان الٰہی ہے: اور (اوروں سے بھی) کہنے لگے کہ گرمی میں مت نکلنا (ان سے) کہہ دو کہ دوزخ کی آگ اس سے کہیں زیادہ گرم ہے کاش یہ (اس بات کو) سمجھتے۔ یہ دنیا میں تھوڑا سا ہنس لیں اور (آخرت میں) ان کو ان اعمال کے بدلے جو کرتے رہے ہیں بہت سا رونا ہوگا۔ (سورۃ التوبۃ آیت ۸۱، ۸۲)

---

[1] مجمع الزوائد حدیث [illegible]

[2] ترمذی حدیث [illegible] [illegible] مجمع الزوائد حدیث [illegible]

فرمان الٰہی ہے اس وقت ہم ان کو عذاب شدید (کے مزے) چکھائیں گے کیونکہ کفر کیا کرتے تھے۔ (سورۃ یونس آیت ۷۰)

فرمان الٰہی ہے اس میں ان کو چلانا اور دھاڑنا ہوگا۔ (اور) جب تک آسمان اور زمین ہیں اسی میں رہیں گے مگر جتنا تمہارا پروردگار چاہے بیشک تمہارا پروردگار جو چاہتا ہے کر دیتا ہے۔ (سورۃ ہود آیت ۱۰۶-۱۰۷)

فرمان الٰہی ہے اور ہم ان کو قیامت کے دن منہ کے بل اندھے گونگے اور بہرے اٹھائیں گے اور ان کا ٹھکانہ دوزخ ہے جب (اس کی آگ) بجھنے کو ہوگی تو ہم اس کو اور بھڑکا دیں گے۔ (سورۃ بنی اسرائیل آیت ۹۷)

فرمان الٰہی ہے یہ دو (فریق) ایک دوسرے کے دشمن اپنے پروردگار (کے بارے) میں جھگڑتے ہیں تو جو کافر ہیں ان کے لیے آگ کے کپڑے قطع کیے جائیں گے (اور) ان کے سروں پر جلتا ہوا پانی ڈالا جائے گا۔ اس سے ان کے پیٹ کی چیزیں اور کھالیں گل جائیں گی۔ اور ان (کے مارنے ٹھوکنے) کے لیے لوہے کے ہتھوڑے ہوں گے۔ جب وہ چاہیں گے کہ اس رنج (وتکلیف) کی وجہ سے دوزخ سے نکل جائیں تو پھر اسی میں لوٹا دیئے جائیں گے اور (کہا جائے گا کہ) جلنے کے عذاب کا مزہ چکھتے رہو۔ (سورۃ الحج آیت ۱۹-۲۲)

فرمان الٰہی ہے تو جن کے (عملوں کے) بوجھ بھاری ہوں گے وہ فلاح پانے والے ہیں اور جن کے بوجھ ہلکے ہوں گے وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے تئیں خسارے میں ڈالا ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے۔ آگ ان کے مونہوں کو جھلس دے گی اور وہ اس میں تیوری چڑھائے ہوں گے۔ کیا تم کو میری آیتیں پڑھ کر نہیں سنائی جاتی تھیں (نہیں) تم ان کو سنتے تھے اور جھٹلاتے تھے۔ اے پروردگار ہم پر ہماری کمبختی غالب ہو گئی اور ہم رستے سے بھٹک گئے۔ اے پروردگار ہم کو اس میں سے نکال دے اگر ہم پھر (ایسے کام) کریں تو ظالم ہوں گے۔ (خدا) فرمائے گا کہ اسی میں ذلت کے ساتھ پڑے رہو اور مجھ سے بات نہ کرو۔ میرے بندوں میں ایک گروہ تھا جو دعا کیا کرتا تھا کہ اے ہمارے پروردگار ہم ایمان لائے تو تو ہم کو بخش دے اور ہم پر رحم کر۔ (سورۃ المومنون آیت ۱۰۲-۱۰۹)

فرمان الٰہی ہے بلکہ یہ تو قیامت ہی کو جھٹلاتے ہیں اور ہم نے قیامت کے جھٹلانے والوں کے لیے دوزخ تیار کر رکھی ہے۔ جس وقت وہ ان کو دور سے دیکھے گی تو (غضبناک ہو رہی ہوگی اور یہ) اس کے جوش (غضب) اور چیخنے چلانے کو سنیں گے۔ اور جب یہ دوزخ کی کسی تنگ جگہ میں (زنجیروں میں) جکڑ کر ڈالے جائیں گے تو وہاں موت کو پکاریں گے۔ آج ایک ہی موت کو نہ پکارو بہت سی موتوں کو پکارو۔ (سورۃ الفرقان آیت ۱۱-۱۴)

فرمان الٰہی ہے تو وہ اور گمراہ (یعنی بت اور بت پرست) اوندھے منہ دوزخ میں ڈال دیئے جائیں گے۔ اور شیطان کے لشکر سب کے سب (داخل جہنم ہوں گے) وہاں وہ آپس میں جھگڑیں گے اور کہیں گے کہ خدا کی قسم ہم تو صریح گمراہی میں تھے۔ جب کہ تمہیں (خدائے) رب العالمین کے برابر ٹھہراتے تھے۔ اور ہم کو ان گنہگاروں ہی نے گمراہ کیا تھا۔ تو (آج) نہ کوئی ہمارا سفارش کرنے والا ہے۔ اور نہ گرم جوش دوست۔ کاش ہمیں (دنیا میں) پھر جانا ہو تو ہم مومنوں میں ہو جائیں۔ بے شک اس میں نشانی ہے اور ان میں اکثر ایمان لانے والے نہیں۔ اور تمہارا پروردگار تو غالب (اور) مہربان ہے۔ (سورۃ الشعراء آیت ۹۴-۱۰۴)

فرمان الٰہی ہے یہی لوگ ہیں جن کے لیے بڑا عذاب ہے اور وہ آخرت میں بھی بہت نقصان اٹھانے والے ہیں۔ (سورۃ النمل آیت ۵)

فرمان الٰہی ہے ہم ان کو تھوڑا سا فائدہ پہنچائیں گے پھر عذاب شدید کی طرف مجبور کر کے لے جائیں گے۔ (سورۃ لقمان آیت ۲۴)

فرمان الٰہی ہے اور جنہوں نے نافرمانی کی ان کے رہنے کے لیے دوزخ ہے جب چاہیں گے کہ اس میں سے نکل جائیں تو اس میں لوٹا دیئے جائیں گے اور ان سے کہا جائے گا کہ جس دوزخ کے عذاب کو تم جھوٹ سمجھتے تھے اس کے مزے چکھو۔ اور ہم ان کو قیامت کے بڑے عذاب کے سوا عذاب دنیا کا بھی مزہ چکھائیں گے شاید (ہماری طرف) لوٹ آئیں۔ (سورۃ السجدہ آیت ۲۰، ۲۱)

فرمان الٰہی ہے بے شک خدا نے کافروں پر لعنت کی ہے اور ان کے لیے (جہنم کی) آگ تیار کر رکھی ہے جس میں ابد الآباد رہیں گے نہ کسی کو دوست پائیں گے اور نہ مددگار۔ جس دن ان کے منہ آگ میں الٹائے جائیں گے کہیں گے اے کاش ہم خدا کی فرمانبرداری کرتے اور رسول (خدا) کا حکم مانتے۔ اور کہیں گے کہ اے ہمارے پروردگار ہم نے اپنے سرداروں اور بڑے لوگوں کا کہا مانا تو انہوں نے ہم کو رستے سے گمراہ کر دیا۔ اے ہمارے پروردگار ان کو دگنا عذاب دے اور ان پر بڑی لعنت کر۔ (سورۃ الاحزاب آیت ۶۴-۶۸)

فرمان الٰہی ہے اور جن لوگوں نے کفر کیا ان کے لیے دوزخ کی آگ ہے نہ انہیں موت آئے گی کہ مر جائیں اور نہ ان کا عذاب ہی ان سے ہلکا

کیا جائے گا۔ ہم ہر ایک ناشکرے کو ایسا ہی بدلہ دیا کرتے ہیں۔ وہ اس میں چلائیں گے کہ اے پروردگار ہم کو نکال لے (اب) ہم نیک عمل کیا کریں گے نہ وہ جو (پہلے) کرتے تھے۔ کیا ہم نے تم کو اتنی عمر نہیں دی تھی کہ اس میں جو سوچنا چاہتا سوچ لیتا اور تمہارے پاس ڈرانے والا بھی آیا تو اب مزے چکھو۔ ظالموں کا کوئی مددگار نہیں۔ (سورۃ فاطر آیت ۳۶، ۳۷)

فرمان الٰہی ہے: یہی وہ جہنم ہے جس کی تمہیں خبر دی جاتی تھی (سو) جو تم کفر کرتے رہے ہو اس کے بدلے آج اس میں داخل ہو جاؤ۔ آج ہم ان کے مونہوں پر مہر لگا دیں گے اور جو کچھ یہ کرتے رہے تھے ان کے ہاتھ ہم سے بیان کر دیں گے اور ان کے پاؤں (اس کی) گواہی دیں گے۔ اور اگر ہم چاہیں تو ان کی آنکھوں کو مٹا (کر اندھا کر) دیں پھر یہ رستے کو دوڑیں تو کہاں دیکھ سکیں گے۔ اور اگر ہم چاہیں تو ان کی جگہ پر ان کی صورتیں بدل دیں پھر وہاں سے نہ آگے جا سکیں اور نہ (پیچھے) لوٹ سکیں۔ (سورۃ یٰسین آیات ۶۳ تا ۶۷)

فرمان الٰہی ہے: جو لوگ ظلم کرتے تھے ان کو اور ان کے ہم جنسوں کو اور جن کو وہ پوجا کرتے تھے (سب کو) جمع کر لو۔ (یعنی جن کو) خدا کے سوا (پوجا کرتے تھے) پھر ان کو جہنم کے رستے پر چلا دو۔ اور ان کو ٹھہرائے رکھو کہ ان سے (کچھ) پوچھنا ہے۔ تم کو کیا ہوا کہ ایک دوسرے کی مدد نہیں کرتے؟ بلکہ آج تو وہ فرمانبردار ہیں۔ (سورۃ الصافات آیت ۲۲ تا ۲۶)

فرمان الٰہی ہے:

یہ (نعمتیں) تو (فرمانبرداروں کے لئے ہیں) اور سرکشوں کے لئے برا ٹھکانا ہے۔ (یعنی) دوزخ جس میں وہ داخل ہوں گے اور وہ بری آرام گاہ ہے۔ یہ کھولتا ہوا گرم پانی اور پیپ (ہے) اب اس کے مزے چکھیں۔ اور اسی طرح کے اور بہت سے (عذاب ہوں گے)۔ یہ ایک فوج ہے جو تمہارے ساتھ داخل ہوگی ان کو خوشی نہ ہو یہ دوزخ میں جانے والے ہیں۔ کہیں گے بلکہ تم ہی کو خوشی نہ ہو۔ تم ہی تو یہ (بلا) ہمارے سامنے لائے سو (یہ) برا ٹھکانا ہے۔ وہ کہیں گے اے پروردگار جو اس کو ہمارے سامنے لایا ہے اس کو دوزخ میں دوگنا عذاب دے۔ اور کہیں گے کیا سبب ہے کہ (یہاں) ہم ان شخصوں کو نہیں دیکھتے جن کو ہم بروں میں شمار کرتے تھے؟ کیا ہم نے ان سے ٹھٹھا کیا ہے یا (ہماری) آنکھیں ان (کی طرف) سے پھر گئی ہیں؟ بے شک یہ اہل دوزخ کا جھگڑنا برحق ہے۔ (سورۃ ص آیت ۵۵ تا ۶۴)

فرمان الٰہی ہے: اور کافروں کو گروہ گروہ بنا کر جہنم کی طرف لے جائیں گے یہاں تک کہ جب وہ اس کے پاس پہنچ جائیں گے تو اس کے دروازے کھول دیئے جائیں گے تو اس کے داروغہ ان سے کہیں گے کہ کیا تمہارے پاس تم ہی میں سے پیغمبر نہیں آئے تھے جو تم کو تمہارے پروردگار کی آیتیں پڑھ پڑھ کر سناتے اور اس دن کے پیش آنے سے ڈراتے تھے۔ کہیں گے کیوں نہیں لیکن کافروں کے حق میں عذاب کا حکم متحقق ہو چکا تھا۔ کہا جائے گا کہ دوزخ کے دروازوں میں داخل ہو جاؤ ہمیشہ اس میں رہو گے۔ تکبر کرنے والوں کا برا ٹھکانا ہے۔ (سورۃ الزمر آیت ۷۱، ۷۲)

فرمان الٰہی ہے: جن لوگوں نے کفر کیا ان سے پکار کر کہہ دیا جائے گا کہ جب تم (دنیا میں) ایمان کی طرف بلائے جاتے تھے اور مانتے نہیں تھے تو خدا اس سے کہیں زیادہ بیزار ہوتا تھا جس قدر تم اپنے آپ سے بیزار ہو رہے ہو۔ وہ کہیں گے کہ اے ہمارے پروردگار تو نے ہم کو دو دفعہ بے جان کیا اور دو دفعہ جان بخشی۔ ہم کو اپنے گناہوں کا اقرار ہے تو کیا نکلنے کی کوئی سبیل ہے؟ یہ اس لئے کہ جب تنہا خدا کو پکارا جاتا تھا تو تم انکار کر دیتے تھے اور اگر اس کے ساتھ شریک مقرر کیا جاتا تھا تو تسلیم کر لیتے تھے تو حکم تو خدا ہی کا ہے جو (سب سے) اوپر (اور سب سے) بڑا ہے۔ (سورۃ المؤمن آیت ۱۰ تا ۱۲)

فرمان الٰہی ہے: غرض خدا نے (موسیٰ کو) ان لوگوں کی تدبیروں کی برائیوں سے محفوظ رکھا اور فرعون والوں کو برے عذاب نے آ گھیرا (یعنی) آتش (جہنم) کہ صبح و شام اس کے سامنے پیش کئے جاتے ہیں اور جس روز قیامت برپا ہوگی (حکم ہوگا کہ) فرعون والوں کو نہایت سخت عذاب میں داخل کرو۔ اور جب وہ دوزخ میں جھگڑیں گے تو ادنیٰ درجے کے لوگ بڑے آدمیوں سے کہیں گے کہ ہم تو تمہارے تابع تھے تو کیا تم دوزخ (کے عذاب) کا کچھ حصہ ہم سے دور کر سکتے ہو؟ بڑے آدمی کہیں گے کہ تم (بھی اور) ہم (بھی) سب دوزخ میں ہیں۔ خدا بندوں میں فیصلہ کر چکا ہے۔ اور جو لوگ آگ میں (جل رہے) ہوں گے وہ دوزخ کے داروغوں سے کہیں گے کہ اپنے پروردگار سے دعا کرو کہ ایک روز تو ہم سے عذاب ہلکا کر دے۔ وہ کہیں گے کہ کیا تمہارے پاس تمہارے پیغمبر نشانیاں لے کر نہیں آئے تھے؟ وہ کہیں گے کیوں نہیں۔ وہ کہیں گے کہ تم ہی دعا کرو۔ اور کافروں کی دعا (اس روز) بیکار ہوگی۔ ہم اپنے پیغمبروں کی اور جو لوگ ایمان لائے ہیں ان کی دنیا کی زندگی میں بھی مدد کرتے ہیں اور جس دن گواہ کھڑے ہوں

نے (یعنی قیامت کو بھی)۔ جس دن ظالموں کو ان کی معذرت کچھ فائدہ نہ دے گی اور ان کے لئے لعنت اور برا گھر ہے۔ (سورۃ غافر آیات ۵۲-۴۹)

فرمان الٰہی ہے جن لوگوں نے کتاب (خدا) کو اور جو کچھ ہم نے اپنے پیغمبروں کو دے کر بھیجا اس کو جھٹلایا وہ عنقریب معلوم کرلیں گے۔ جب کہ ان کی گردنوں میں طوق اور زنجیریں ہوں گی گھسیٹے جائیں گے۔ (یعنی) کھولتے ہوئے پانی میں پھر آگ میں جھونک دیئے جائیں گے۔ پھر ان سے کہا جائے گا کہ وہ کہاں ہیں جن کو تم (خدا کے) شریک بناتے تھے۔ (یعنی غیر خدا) کہیں گے وہ تو ہم سے جاتے رہے بلکہ ہم تو پہلے کسی چیز کو پکارتے ہی نہیں تھے۔ اسی طرح خدا کافروں کو گمراہ کرتا ہے۔ یہ اس کا بدلہ ہے کہ تم زمین میں حق کے بغیر (یعنی اس کے خلاف) خوش ہوا کرتے تھے اور اس کی (سزا ہے) کہ اترایا کرتے تھے۔ (اب) جہنم کے دروازوں میں داخل ہو جاؤ ہمیشہ اسی میں رہو گے۔ متکبروں کا کیا برا ٹھکانا ہے؟

(سورۃ غافر آیات ۷۶-۷۰)

فرمان الٰہی ہے: اور اسی خیال نے جو تم اپنے پروردگار کے بارے میں رکھتے تھے تم کو ہلاک کر دیا اور تم خسارہ پانے والوں میں سے ہو گئے۔ اب اگر یہ صبر کریں گے تو ان کا ٹھکانا دوزخ ہی ہے اور اگر توبہ کریں گے تو ان کی توبہ قبول نہیں کی جائے گی۔ اور ہم نے (شیطانوں کو) ان کا ہم نشین مقرر کر دیا تو انہوں نے ان کے اگلے اور پچھلے اعمال ان کو عمدہ کر دکھائے تھے اور جنات اور انسانوں کی جماعتیں جو ان سے پہلے گزر چکیں ان پر بھی خدا (کے عذاب) کا وعدہ پورا ہو گیا۔ بے شک وہ نقصان اٹھانے والے ہیں۔ اور کافر کہنے لگے کہ اس قرآن کو سنا ہی نہ کرو اور (جب پڑھنے لگیں تو) شور مچا دیا کرو تاکہ تم غالب رہو۔ سو ہم بھی کافروں کو سخت عذاب کے مزے چکھائیں گے اور ان کے برے عملوں کی جو وہ کرتے تھے سزا دیں گے۔ یہ خدا کے دشمنوں کا بدلہ ہے (یعنی) دوزخ۔ ان کے لئے اسی میں ہمیشہ کا گھر ہے یہ اس کی سزا ہے کہ ہماری آیتوں سے انکار کرتے تھے۔ اور کافر کہیں گے کہ اے ہمارے پروردگار! جنوں اور انسانوں میں سے جن لوگوں نے ہم کو گمراہ کیا تھا ان کو ہمیں دکھا کہ ہم ان کو اپنے پاؤں کے تلے (روند) ڈالیں تاکہ نہایت ذلیل ہوں۔ (سورۃ فصلت آیات ۲۹-۲۳)

فرمان الٰہی ہے (اور کفار) گنہگار ہمیشہ دوزخ کے عذاب میں رہیں گے۔ جو ان سے ہلکا نہ کیا جائے گا اور وہ اس میں ناامید ہو کر پڑے رہیں گے۔ اور ہم نے ان پر ظلم نہیں کیا بلکہ وہی (اپنے آپ پر) ظلم کرتے تھے۔ اور پکاریں گے کہ اے مالک! تمہارا پروردگار ہمیں موت دے دے۔ وہ کہے گا کہ تم ہمیشہ اسی حالت میں رہو گے۔ ہم تمہارے پاس حق لے کر پہنچے تھے لیکن تم میں سے اکثر حق سے ناخوش ہوتے رہے۔ (سورۃ الزخرف آیات ۷۸-۷۴)

فرمان الٰہی ہے۔ بلاشبہ تھوہر کا درخت، گنہگاروں کا کھانا ہے۔ جیسے پگھلا ہوا تانبا پیٹوں میں (اسی طرح) کھولے گا۔ جس طرح گرم پانی کھولتا ہے۔ (حکم ہو گا کہ) اس کو پکڑ لو اور کھینچتے ہوئے دوزخ کے بیچوں بیچ لے جاؤ۔ پھر اس کے سر پر کھولتا ہوا پانی انڈیل دو (کہ عذاب پر) عذاب (ہو)۔ (اب) مزہ چکھ تو بڑی عزت والا (اور) سردار ہے۔ یہ وہی (دوزخ) ہے جس میں تم لوگ شک کیا کرتے تھے۔ (سورۃ الدخان آیات ۵۰-۴۳)

فرمان الٰہی ہے: جنت جس کا پرہیزگاروں سے وعدہ کیا جاتا ہے اس کی صفت یہ ہے کہ اس میں پانی کی نہریں ہیں جو بو نہیں کرے گا اور دودھ کی نہریں ہیں جس کا مزہ نہیں بدلے گا اور شراب کی نہریں ہیں جو پینے والوں کے لئے (سراسر) لذت ہے اور شہد مصفیٰ کی نہریں ہیں (جو حلاوت ہی حلاوت ہے) اور (وہاں) ان کے لئے ہر قسم کے میوے ہیں اور ان کے پروردگار کی طرف سے مغفرت ہے (کیا یہ پرہیزگار) ان کی طرح (ہو سکتے) ہیں جو ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے اور جن کو کھولتا ہوا پانی پلایا جائے گا تو ان کی انتڑیوں کو کاٹ ڈالے گا۔ (سورۃ محمد آیت ۱۵)

فرمان الٰہی ہے: جس دن ہم دوزخ سے پوچھیں گے کہ کیا تو بھر گئی؟ اور وہ کہے گی کہ کچھ اور بھی ہے؟ (سورۃ ق آیت ۳۰)

فرمان الٰہی ہے: جس دن ان کو آتش جہنم کی طرف دھکیل دھکیل کر لے جائیں گے۔ یہی وہ جہنم ہے جس کو تم جھوٹ سمجھتے تھے۔ تو کیا یہ جادو ہے یا تم کو نظر ہی نہیں آتا۔ اس میں داخل ہو جاؤ اور صبر کرو یا نہ کرو تمہارے لئے یکساں ہے۔ جو کام تم کیا کرتے تھے (یہ) انہی کا تم کو بدلہ مل رہا ہے۔

(سورۃ الطور آیات ۱۶-۱۳)

فرمان الٰہی ہے: ان کے وعدے کا وقت تو قیامت ہے اور قیامت بڑی سخت اور بہت تلخ ہے۔ بے شک گنہگار لوگ گمراہی اور دیوانگی میں (مبتلا) ہیں۔ اس روز منہ کے بل دوزخ میں گھسیٹے جائیں گے اب آگ کا مزہ چکھو ہم نے ہر چیز اندازہ مقرر کے ساتھ پیدا کی ہے۔ اور ہمارا حکم تو آنکھ کے جھپکنے کی طرح ایک بات ہوتی ہے۔ (سورۃ القمر آیات ۵۰-۴۶)

فرمان الٰہی ہے: گنہگار اپنے چہرے ہی سے پہچان لئے جائیں گے تو پیشانی کے بالوں اور پاؤں سے پکڑ لئے جائیں گے۔ تو تم اپنے پروردگار کی کون کونسی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟ یہی وہ جہنم ہے جسے گنہگار لوگ جھٹلاتے تھے وہ دوزخ اور کھولتے ہوئے گرم پانی کے درمیان گھومتے پھریں گے۔ تو تم اپنے پروردگار کی کون کونسی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟ (سورۃ الرحمٰن آیات ۴۱ تا ۴۵)

فرمان الٰہی ہے: اور بائیں ہاتھ والے (افسوس) بائیں ہاتھ والے کیا (ہی عذاب میں) ہیں۔ (یعنی دوزخ کی) لپٹ اور کھولتے ہوئے پانی میں اور سیاہ دھوئیں کے سائے میں (جو) نہ ٹھنڈا ہے نہ خوشنما۔ یہ لوگ اس سے پہلے عیش نعیم میں پڑے ہوئے تھے اور گناہ عظیم پر اڑے ہوئے تھے اور کہا کرتے تھے کہ بھلا جب ہم مر گئے اور مٹی ہو گئے اور ہڈیاں (ہی ہڈیاں رہ گئے) تو کیا ہمیں پھر اٹھنا ہوگا؟ اور کیا ہمارے باپ دادا کو بھی؟ (سورۃ الواقعۃ آیات ۴۱ تا ۴۸)

فرمان الٰہی ہے: تو آج تم سے معاوضہ نہیں لیا جائے گا اور نہ (وہ) کافروں ہی سے (قبول کیا جائے گا) تم سب کا ٹھکانہ دوزخ ہے۔ وہی تمہارے لائق ہے اور وہ بری جگہ ہے۔ (سورۃ الحدید آیت ۱۵)

فرمان الٰہی ہے: مومنو! اپنے آپ کو اور اپنے اہل و عیال کو آتش (جہنم) سے بچاؤ جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں اور جس پر تند خو اور سخت مزاج فرشتے (مقرر) ہیں جو ارشاد خدا ان کو فرماتا ہے اس کی نافرمانی نہیں کرتے اور جو حکم ان کو ملتا ہے اسے بجا لاتے ہیں۔ (سورۃ التحریم آیت ۶)

فرمان الٰہی ہے: اور جن لوگوں نے اپنے پروردگار سے انکار کیا ان کے لئے جہنم کا عذاب ہے اور وہ برا ٹھکانہ ہے۔ جب وہ اس میں ڈالے جائیں گے تو اس کا چیخنا اور چلانا سنیں گے اور وہ جوش مار رہی ہوگی۔ گویا مارے جوش کے پھٹ پڑے گی جب اس میں ان کی کوئی جماعت ڈالی جائے گی تو دوزخ کے داروغہ ان سے پوچھیں گے تمہارے پاس کوئی ڈرانے والا نہیں آیا تھا؟ وہ کہیں گے کیوں نہیں ضرور ڈرانے والا آیا تھا لیکن ہم نے اس کو جھٹلا دیا اور کہا کہ خدا نے تو کوئی چیز نازل ہی نہیں کی تم تو بڑی غلطی میں (پڑے ہوئے) ہو۔ اور کہیں گے اگر ہم سنتے یا سمجھتے ہوتے تو دوزخیوں میں نہ ہوتے۔ پس وہ اپنے گناہوں کا اقرار کر لیں گے۔ سو دوزخیوں کے لئے (رحمت خدا سے) دوری ہے۔ (سورۃ الملک آیات ۶ تا ۱۱)

فرمان الٰہی ہے: (دیکھو) عذاب یوں ہوتا ہے۔ اور آخرت کا عذاب اس سے کہیں بڑھ کر ہے کاش! یہ لوگ جانتے ہوتے۔ (سورۃ القلم آیت ۳۳)

فرمان الٰہی ہے: اور جس کا نامہ (اعمال) اس کے بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا وہ کہے گا اے کاش مجھ کو میرا (اعمال) نامہ نہ دیا جاتا۔ اور مجھے معلوم نہ ہوتا کہ میرا حساب کیا ہے۔ اے کاش موت (ابدالآباد کے لئے میرا کام) تمام کر چکی ہوتی۔ میرا مال میرے کچھ بھی کام نہ آیا۔ میری سلطنت خاک میں مل گئی۔ (حکم ہوگا کہ) اسے پکڑ لو اور طوق پہنا دو۔ پھر دوزخ کی آگ میں جھونک دو۔ پھر زنجیر سے جس کی ناپ ستر گز ہے جکڑ دو۔ یہ تو خدائے جل شانہ پر ایمان نہ لاتا تھا۔ اور نہ فقیر کے کھانا کھلانے پر آمادہ کرتا تھا۔ سو آج اس کا بھی یہاں کوئی دوستدار نہیں۔ اور نہ پیپ کے سوا (اس کے لئے) کھانا ہے۔ جس کو گنہگاروں کے سوا کوئی نہیں کھائے گا۔ (سورۃ الحاقۃ آیات ۲۵ تا ۳۷)

فرمان الٰہی ہے: (اس روز) گنہگار خواہش کرے گا کہ کسی طرح اس دن کے عذاب کے بدلے میں سب کچھ دے دے (یعنی) اپنے بیٹے اور اپنی بیوی اور اپنے بھائی اور اپنا خاندان جس میں وہ رہتا تھا اور جتنے آدمی زمین پر ہیں (غرض) سب (کچھ) دے دے اور اپنے آپ کو عذاب سے چھڑا لے۔ (لیکن) ایسا ہرگز نہیں ہوگا وہ بھڑکتی ہوئی آگ ہے۔ کھال ادھیڑ ڈالنے والی۔ ان لوگوں کو اپنی طرف بلائے گی جنہوں نے (دین حق سے) اعراض کیا اور منہ پھیر لیا اور (مال) جمع کیا اور بند کر رکھا۔ (سورۃ المعارج آیات ۱۱ تا ۱۸)

فرمان الٰہی ہے: ہم عنقریب اس کو سقر میں داخل کریں گے اور تم کیا سمجھے کہ سقر کیا ہے؟ (وہ آگ ہے کہ) نہ باقی رکھے گی اور نہ چھوڑے گی۔ اور بدن کو جھلس کر سیاہ کر دے گی۔ اس پر انیس داروغہ ہیں۔ اور ہم نے دوزخ کے داروغہ فرشتے بنائے ہیں۔ اور ان کا شمار کافروں کی آزمائش کے لئے مقرر کیا ہے۔ اس لئے کہ اہل کتاب یقین کریں اور مومنوں کا ایمان اور زیادہ ہو اور اہل کتاب اور مومن شک نہ لائیں اور اس لئے کہ جن لوگوں کے دلوں میں (نفاق کا) مرض ہے اور (جو) کافر (ہیں) کہیں کہ اس مثال (کے بیان کرنے) سے خدا کا مقصد کیا ہے؟ اسی طرح خدا جس کو چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے اور جس کو چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے اور تمہارے پروردگار کے لشکروں کو اس کے سوا کوئی نہیں جانتا اور یہ تو بنی آدم کے لئے نصیحت ہے۔

(سورۃ المدثر آیات ۲۶ تا ۳۱)

فرمان الٰہی ہے: ہر شخص اپنے اعمال کے بدلے گروی ہے۔ مگر داہنی طرف والے (نیک لوگ کہ) وہ باغہائے بہشت میں (ہوں گے

وہ (اہل جنت) پوچھتے ہوں گے (یعنی آگ میں جلنے والے) گنہگاروں سے کہ تم دوزخ میں کیوں پڑے؟ وہ جواب دیں گے کہ ہم نماز نہیں پڑھتے تھے۔ اور نہ فقیروں کو کھانا کھلاتے تھے۔ اور اہل باطل کے ساتھ مل کر (حق سے) انکار کرتے تھے اور روز جزا کو جھٹلاتے تھے۔ یہاں تک کہ ہمیں موت آ گئی۔ تو (اس حال میں) سفارش کرنے والوں کی سفارش ان کے حق میں کچھ فائدہ نہ دے گی۔ ان کو کیا ہوا ہے کہ نصیحت سے روگرداں ہو رہے ہیں۔

(سورۃ مدثر آیت نمبر ۴۰ تا ۴۹)

فرمان الٰہی ہے: ہم نے کافروں کے لئے زنجیریں اور طوق اور دہکتی آگ تیار کر رکھی ہے۔ (سورۃ دہر آیت ۴)

فرمان الٰہی ہے: جس چیز کو تم جھٹلایا کرتے تھے (اب) اس کی طرف چلو (یعنی) اس سائے کی طرف چلو جس کی تین شاخیں ہیں، نہ ٹھنڈی چھاؤں اور نہ لپٹ سے بچاؤ۔ اس سے آگ کی (اتنی اتنی بڑی) چنگاریاں اڑتی ہیں جیسے محل، گویا زرد رنگ کے اونٹ ہیں۔ اس دن جھٹلانے والوں کی خرابی ہے۔

(سورۃ مرسلات آیات ۲۹ تا ۳۴)

فرمان الٰہی ہے: بے شک دوزخ گھات میں ہے۔ (یعنی) سرکشوں کا وہی ٹھکانا ہے۔ اس میں وہ مدتوں پڑے رہیں گے۔ وہاں نہ ٹھنڈک کا مزہ چکھیں گے نہ (کچھ) پینا (نصیب ہوگا) مگر گرم پانی اور بہتی پیپ۔ (یہ) بدلہ ہے پورا پورا۔ یہ لوگ حساب (آخرت) کی امید ہی نہیں رکھتے تھے اور ہماری آیتوں کو جھوٹ سمجھ کر جھٹلاتے رہتے تھے اور ہم نے ہر چیز کو لکھ کر ضبط کر رکھا ہے۔ سو (اب) مزہ چکھو ہم تم پر عذاب ہی بڑھاتے چلے جائیں گے۔ بے شک پرہیزگاروں کے لئے کامیابی ہے۔ (یعنی) باغ اور انگور اور ہم عمر نوجوان عورتیں۔ (سورۃ نبا آیات ۲۱ تا ۳۳)

فرمان الٰہی ہے: سن رکھو کہ بدکاروں کے اعمال سجین میں ہیں۔ اور تم کیا جانتے ہو کہ سجین کیا چیز ہے؟ ایک دفتر ہے لکھا ہوا۔ اس دن جھٹلانے والوں کی خرابی ہے۔ (سورۃ مطففین آیات ۷ تا ۱۰)

فرمان الٰہی ہے: سو میں نے تم کو بھڑکتی آگ سے متنبہ کر دیا۔ اس میں وہی داخل ہوگا جو بڑا بدبخت ہے جس نے جھٹلایا اور منہ پھیرا۔

(سورۃ لیل آیات ۱۴ تا ۱۶)

فرمان الٰہی ہے: جو شخص اپنے پروردگار کے پاس گنہگار ہو کر آئے گا تو اس کے لئے جہنم ہے جس میں نہ مرے گا نہ جئے گا۔ (سورۃ طٰہٰ آیت ۷۴)

فرمان الٰہی ہے: اس دن بہت سے منہ (والے) ذلیل ہوں گے۔ سخت محنت کرنے والے تھکے ماندے۔ دہکتی آگ میں داخل ہوں گے۔ ایک کھولتے ہوئے چشمے کا ان کو پانی پلایا جائے گا۔ اور خاردار جھاڑ کے سوا ان کے لئے کوئی کھانا نہیں (ہوگا) جو نہ فربہی لائے اور نہ بھوک میں کچھ کام آئے۔

(سورۃ غاشیہ آیات ۲ تا ۷)

فرمان الٰہی ہے: تو جب زمین کی بلندی کوٹ کوٹ کر پست کر دی جائے گی اور تمہارا پروردگار (جلوہ فرما ہوگا) اور فرشتے قطار باندھ باندھ کر آ موجود ہوں گے اور دوزخ اس دن حاضر کی جائے گی تو انسان اس دن متنبہ ہوگا مگر (اب) متنبہ ہونے سے اسے (فائدہ) کہاں (مل سکے گا)؟ کہے گا کاش میں نے اپنی زندگی (جاودانی) کے لئے کچھ آگے بھیجا ہوتا۔ تو اس دن نہ کوئی خدا کے عذاب کی طرح (کسی کو) عذاب دے گا اور نہ کوئی ویسا جکڑنا جکڑے گا۔

(سورۃ فجر آیات ۲۱ تا ۲۶)

فرمان الٰہی ہے: اور جنہوں نے ہماری آیتوں کو نہ مانا وہ بدبخت ہیں۔ یہ لوگ آگ میں بند کر دیئے جائیں گے۔ (سورۃ بلد آیات ۱۹ تا ۲۰)

فرمان الٰہی ہے: ہر طعن آمیز اشارتیں کرنے والے چغلخور کی خرابی ہے جو مال جمع کرتا ہے اور اس کو گن گن کر رکھتا ہے۔ (اور) خیال کرتا ہے کہ اس کا مال اس کی ہمیشہ کی زندگی کا موجب ہوگا۔ ہرگز نہیں وہ ضرور حطمہ میں ڈالا جائے گا۔ اور تم کیا سمجھے حطمہ کیا ہے؟ وہ خدا کی بھڑکائی ہوئی آگ ہے جو دلوں پر جا لپٹے گی (اور) وہ اس میں بند کر دیئے جائیں گے۔ (یعنی آگ کے) لمبے لمبے ستونوں میں۔ (سورۃ ہمزہ)

[illegible] حضرت [illegible] سے مروی ہے کہ [illegible]

[illegible] آگ [illegible] پہنچے گی [illegible] یہ مطلب ہے فرمان الٰہی [illegible] آگ [illegible] دلوں تک جا پہنچے گی۔

---

[۱] [illegible]

جہنم کی صفات سے متعلق بطور نمونہ یہ آیات ذکر کی گئی ہیں۔ طوالت کے خوف سے مزید آیات کا ذکر نہیں کرتے ورنہ اس موضوع پر بہت زیادہ آیات ہیں۔

ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے وہ روایت کرتے ہیں کہ جب جہنم پیدا کی گئی۔ ملائکہ گھبرا گئے ان کے دل اڑ گئے لیکن جب آدم علیہ السلام کی تخلیق ہوئی تو فرشتوں کا سکون ہو گیا [illegible]۔[1]

**ایک انصاری کا واقعہ جسے جہنم کے خوف نے ہلاک کر ڈالا:**

ابن ابی الدنیا رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں محمد بن مطرف نے ایک ثقہ شخص سے روایت کی ہے کہ ایک انصاری شخص کے دل میں جہنم کا خوف بیٹھ گیا تھا۔ جہنم کا ذکر ہوتا تو آنسوؤں کی جھڑی بندھ جاتی۔ حتیٰ کہ اسی خوف نے اس کو گھر میں محبوس کر دیا۔ جب یہ حال نبی ﷺ سے ذکر کیا گیا تو آپ ﷺ اس کے گھر تشریف لائے۔ آپ ﷺ جیسے ہی گھر میں داخل ہوئے وہ نوجوان آپ کے ساتھ لپٹ گیا اور جان نکل کر گر گئی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

اپنے ساتھی کے کفن دفن کا انتظام کرو جہنم کے خوف نے اس کا دل ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ہے۔[2]

ابو محمد علی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں روایت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا چند افراد کے پاس سے گزر ہوا جن کے رنگ اڑے ہوئے تھے اور جسم لاغر تھے ان کے جسموں پر ان کے دلوں کی پریشانی ظاہر ہو رہی تھی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اے لوگو! [illegible] [illegible] جہنم میں داخل ہونے والوں کو [illegible] پینے کے لئے کھولتا [illegible]۔

قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو کتاب التذکرہ میں ذکر کیا ہے۔

**حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کا جہنم سے خوف**

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے یہ آیت سنی۔

"وَإِنَّ جَهَنَّمَ لَمَوْعِدُهُمْ أَجْمَعِينَ"

اور ان سب کے وعدے کی جگہ جہنم ہے۔ (الحجر: [illegible])

یہ آیت سنی تو اس قدر خوف طاری ہوا کہ [illegible] لوگ ان کو نبی کریم ﷺ کے پاس لائے۔

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول ﷺ! کیا یہ آیت آپ پر نازل ہوئی ہے

"وَإِنَّ جَهَنَّمَ لَمَوْعِدُهُمْ أَجْمَعِينَ"

قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے اس آیت نے میرا دل ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ہے۔

اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی

إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي جَنَّاتٍ وَعُيُونٍ

بے شک پرہیزگار باغوں اور چشموں میں ہوں گے۔ (الحجر: آیت ۴۵)

امام ثعلبی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو ذکر فرمایا ہے۔

**جہنم کا تذکرہ اور حضرت مجاہد:** فرمان الٰہی ہے [illegible] (سورۃ [illegible])

---

[1] [illegible]

[2] المستدرک للحاکم [illegible]

فرمان الٰہی ہے: اور جس کے وزن ہلکے نکلیں گے اس کا مرجع ہاویہ ہے۔ اور تم کیا سمجھے کہ ہاویہ کیا چیز ہے؟ (وہ) دہکتی ہوئی آگ ہے۔

(سورۃ القارعۃ، آیت ۹-۱۱)

فرمان الٰہی ہے: ایک کھولتے ہوئے چشمے کا ان کو پانی پلایا جائے گا۔ اور خاردار جھاڑ کے سوا ان کے لئے کوئی کھانا نہیں (ہوگا) جو نہ فربہی لائے اور نہ بھوک میں کچھ کام آئے۔

(سورۃ الغاشیۃ، آیت ۵-۷)

دوزخ اور کھولتے ہوئے گرم پانی کے درمیان گھومتے پھریں گے۔ (سورۃ الرحمٰن، آیت ۴۴)

گرم آب اس قدر گرم ہوگا کہ اپنی انتہائی حد کو پہنچ گیا۔

**جہنم کی آگ دنیا کی آگ سے ستر گنا تیز ہوگی**..... امام مالک رحمۃ اللہ علیہ مؤطا میں ابو الزناد عن الاعرج کی سند سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ (فداہ ابی وامی) نے فرمایا:

بنی آدم کی آگ جو تم جلاتے ہو جہنم کی آگ کا سترواں حصہ ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہی آگ تو بہت زیادہ تیز ہوتی ہے فرمایا

جہنم کی آگ اس آگ پر انہتر گنا بڑھی ہے۔[1]

امام بخاری اور امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس کو روایت کیا ہے۔

مسند احمد میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

تمہاری یہ آگ جہنم کی آگ کا سترواں حصہ ہے۔ اس کو سمندر میں دو مرتبہ غوطہ دیا گیا ہے اگر ایسا نہ کیا جاتا تو دنیا اس (شدت کی وجہ سے) سے مستفید نہ ہوتی۔[2]

یہ روایت صحیحین کی شرط کے مطابق ہے۔

مسند بزار میں حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: سچا خواب بھی بشارت ہے۔ یہ نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہے۔ اور تمہاری یہ آگ جہنم کی بڑی آگ کا سترواں حصہ ہے۔ بندہ جب تک نماز کے لئے انتظار میں رہتا ہے نماز میں ہی شمار ہوتا ہے جب تک بات چیت نہ کرے۔

طبرانی میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

کیا جانتے ہو کہ تمہاری اس آگ کی مثال جہنم کی آگ کے مقابلے میں کیسی ہے؟ جہنم کی آگ کا دھواں بھی اس آگ کے دھوئیں سے ستر گنا ہے۔[3]

**جہنم کی آگ تین ہزار سال جلائی گئی حتیٰ کہ سیاہ تاریک ہوگئی** ترمذی اور ابن ماجہ میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جہنم کی آگ کو ایک ہزار برس تک بھڑکایا گیا حتیٰ کہ وہ سرخ ہوگئی پھر ایک ہزار سال تک بھڑکایا گیا حتیٰ کہ وہ سفید ہوگئی۔ پھر ایک ہزار سال اور مزید بھڑکایا گیا حتیٰ کہ وہ سیاہ ہوگئی۔ اب وہ انتہائی سیاہ اور تاریک ہے۔[4]

**جہنم کی آگ کی تپش کبھی کم نہ ہوگی اور نہ اس کے شعلے بجھنے والے ہوں گے**..... بیہقی میں حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جہنم کی آگ کی تپش کبھی ختم نہیں ہوگی نہ اس کے انگارے ٹھنڈے ہوں گے۔ پھر آپ ﷺ نے یہ آیت

---

(۱) [illegible] حدیث ۱۹۳ (۲) [illegible] حدیث ۴۳۱۸ [illegible]

(۳) [illegible] حدیث ۴۸۸ (۴) [illegible] حدیث ۲۵۹۱ [illegible]

تلاوت فرمائی: اور (قیامت کے روز فرشتے) کہیں گے کہ عذاب (آتش) سوزاں کے مزے چکھتے رہو۔ (۱) (سورۃ آل عمران آیت ۱۸۱)

ابن مردویہ اپنی سند کے ساتھ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے ایک آیت تلاوت فرمائی جس کا ترجمہ ہے: مومنو! اپنے آپ کو اور اپنے اہل وعیال کو آتش (جہنم) سے بچاؤ، جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں اور جس پر تندخو اور سخت مزاج فرشتے (مقرر) ہیں جو ارشاد خدا ان کو فرماتا ہے اس کی نافرمانی نہیں کرتے اور جو حکم ان کو ملتا ہے اسے بجالاتے ہیں۔ (سورۃ التحریم آیت ۶)

پھر فرمایا: جہنم کی آگ کو ایک ہزار سال تک بھڑکایا گیا حتیٰ کہ وہ سرخ ہوگئی۔ پھر ایک ہزار سال تک بھڑکایا گیا حتیٰ کہ وہ سفید ہوگئی۔ پھر ایک ہزار سال اور مزید بھڑکایا گیا حتیٰ کہ وہ سیاہ ہوگئی۔ اب وہ انتہائی سیاہ ہے اور اس کے شعلے روشن نہیں ہیں۔ (۲)

ابن مردویہ اپنی سند کے ساتھ روایت فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بن الخطاب نے فرمایا کہ ایک مرتبہ حضرت جبرئیل علیہ السلام حضور اکرم ﷺ کے پاس ایسے وقت حاضر ہوئے جس میں عام طور سے وہ نہیں آیا کرتے تھے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: اے جبرئیل! کیا بات ہے میں تجھے اڑی ہوئی رنگت میں دیکھ رہا ہوں؟ فرمایا: میں آپ کے پاس نہیں آیا حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے جہنم کھولنے کا حکم فرمادیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا: اے جبرئیل! مجھے جہنم کی صفات بتاؤ۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا: اللہ تعالیٰ نے جہنم کے متعلق حکم فرمایا پس اس کو ایک ہزار سال تک بھڑکایا گیا حتیٰ کہ وہ سرخ ہوگئی۔ پھر ایک ہزار سال تک بھڑکایا گیا حتیٰ کہ وہ سفید ہوگئی۔ پھر ایک ہزار سال اور مزید بھڑکایا گیا حتیٰ کہ وہ سیاہ ہوگئی اب وہ انتہائی سیاہ اور تاریک ہے اور اس کے شعلے روشن نہیں ہیں۔ اور اس کے انگارے بھی نہیں بجھتے۔

نیز حضرت جبرئیل نے آنحضرت ﷺ سے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے، جہنم کی وہ زنجیر جس کی اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں صفت بیان فرمائی ہے اگر اس کے حلقوں میں سے ایک حلقہ بھی دنیا کے پہاڑوں پر رکھ دیا جائے تو ان سب کو پگھلا دے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: اے جبرئیل! بس کافی ہے، کہیں میرے دل کے ٹکڑے نہ ہوجائیں۔ حضور ﷺ نے دیکھا تو جبرئیل علیہ السلام بھی رو رہے تھے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: اے جبرئیل! آپ رو رہے ہیں جبکہ اللہ کے ہاں آپ کا جو مقام ہے وہ بس آپ ہی کا ہے۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا: مجھے رونے سے کیا مانع ہے جبکہ مجھے علم نہیں ہے، کہیں اللہ کے علم میں میرا یہ حال نہ ہو۔ ابلیس بھی تو ملائکہ کے ساتھ تھا۔ ہاروت ماروت بھی تو ملائکہ میں شامل تھے۔ چنانچہ حضرت جبرئیل علیہ السلام اور حضور ﷺ دونوں روتے رہے ــــ حتیٰ کہ ندا دی گئی: اے محمد! اے جبرئیل! اللہ تم دونوں کو امن دیتا ہے کہ وہ تم پر غضب نہ فرمائے گا۔ پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام اٹھ گئے اور حضور ﷺ بھی وہاں سے نکل آئے۔ حضور ﷺ کا اپنی ایک قوم کے پاس سے گزر ہوا جو ہنسی مذاق کررہی تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تم ہنسی مذاق کررہے ہو جبکہ جہنم تمہارے پیچھے ہے۔ اگر تم وہ جانتے جو میں جانتا ہوں تو تم ہنستے کم اور روتے زیادہ اور اللہ کو روتے اور پکارتے ہوئے جنگلوں کی طرف نکل جاتے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے وحی فرمائی: اے محمد! میں نے تجھے بشارت دینے والا بنا کر بھیجا ہے۔ پھر حضور ﷺ نے فرمایا: لو بشارت لو سیدھی راہ پر رہو اور قریب قریب رہو۔ (۳)

## اہل جہنم میں سب سے کم عذاب والے حضرت ابوطالب ہوں گے

بخاری میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ کے پاس آپ کے چچا حضرت جناب ابوطالب کا ذکر کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

شاید قیامت کے روز میری شفاعت ان کے لئے سودمند ثابت ہوجائے اور ان کو صرف (جہنم کے) ایک گڑھے میں رکھا جائے جو ان کے ٹخنے تک پہنچتا ہو، اس سے ان کا دماغ کھولے گا۔ (۴)

مسلم میں حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: اہل جہنم میں سب سے کم عذاب والا وہ شخص ہوگا جس کو جہنم کی آگ کے جوتے پہنائے جائیں گے۔ ان جوتوں کی شدت تپش سے اس شخص کا دماغ کھول اٹھے گا۔ (۵)

---

(۱) البیہقی: کتاب البعث والنشور۔ (۲) الترمذی الحدیث: ۲۵۹۱۔ ابن ماجہ الحدیث: ۴۳۲۰ (۳) الترغیب والترہیب للمنذری الحدیث ۵۳۷۴۔ الدر المنثور للسیوطی الحدیث ۱۰۲۱۔ کنز العمال الحدیث ۳۹۴۸۳ (۴) بخاری الحدیث ۳۸۸۳۔ مسلم الحدیث ۵۰۹۔ والحدیث ۵۱۲۔ مسند احمد الحدیث ۱۱۰۷۶۔

(۵) مسلم الحدیث ۵۱۳۔

بخاری میں حضرت نعمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے:

قیامت کے دن سب سے ہلکے عذاب میں جو شخص ہوگا جس کے قدموں تلے آگ کے انگارے رکھے جائیں گے جس سے اس کا دماغ کھولے گا۔(۱)

ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں تو اس کا دماغ یوں کھولے گا جیسے ہانڈی اور پتیلی کھولتی ہے۔

**جہنم کی ہولناکی۔** مسند احمد میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے اگر تم وہ دیکھ لو جو میں نے دیکھا ہے تو تم روؤ زیادہ اور ہنسو کم کرو۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے استفسار کیا یا رسول اللہ! آپ نے کیا دیکھا ہے؟

فرمایا میں نے جنت اور جہنم کو دیکھا ہے۔(۲)

مسند احمد میں حضرت ثابت بنانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے دریافت فرمایا: کیا بات ہے کہ میں نے میکائیل کو کبھی ہنستے ہوئے نہیں دیکھا؟ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا جب سے جہنم تخلیق کی گئی ہے وہ ہنسے نہیں ہیں۔(۳)

**جہنم کی شکایت۔** ..... مسند احمد میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: جہنم نے اپنے رب کو شکایت کی کہ اے پروردگار! (شدت گرمی کی وجہ سے) میرے حصے ایک دوسرے کو کھا گئے ہیں۔ مجھے ہر سال دو سانس لینے کی اجازت مرحمت فرما۔ حضور ﷺ نے فرمایا: جو سخت سردی تم محسوس کرتے ہو وہ جہنم کا ٹھنڈا سانس ہے اور جو سخت گرمی محسوس کرتے ہو وہ جہنم کا گرم سانس ہے۔(۴)

بخاری، مسلم نے ابو ہریرہ رحمۃ اللہ علیہ کی حدیث سے اس کو روایت کیا ہے۔

**گرمی کی شدت جہنم کے سانس کی لپٹ سے ہے** مسند احمد میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: جہنم نے اپنے رب کو شکایت کی کہ اے پروردگار! (شدت گرمی کی وجہ سے) میرے حصے ایک دوسرے کو کھا گئے ہیں۔ تو اس کو دو سانس لینے کی اجازت دی گئی۔ ایک سانس سردی میں ایک سانس گرمی میں۔ سخت گرمی جہنم کی لپٹ سے ہوتی ہے۔(۵)

فرمان الٰہی ہے:

جس چیز کو تم جھٹلایا کرتے تھے (اب) اس کی طرف چلو۔ (یعنی) اس سائے کی طرف چلو جس کی تین شاخیں ہیں۔ نہ ٹھنڈی چھاؤں اور نہ لپٹ سے بچاؤ۔ اس سے آگ کی (اتنی بڑی بڑی) چنگاریاں اڑتی ہیں جیسے محل، گویا زرد رنگ کے اونٹ ہیں۔ اس دن جھٹلانے والوں کی خرابی ہے۔

(سورۃ المرسلات آیات ۲۹ تا ۳۴)

طبرانی میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے منقول ہے وہ فرمان الٰہی "اس سے آگ کی (بڑی بڑی) چنگاریاں اڑتی ہیں" کے متعلق فرماتے ہیں کہ یہ چنگاریاں درخت اور پہاڑوں کی طرح نہیں ہوں گی بلکہ بڑے شہروں اور قلعوں کی مانند ہوں گی۔(۶)

طبرانی میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: (جہنم کا) ایک شعلہ اگر مشرق میں ہو تو اس کی تپش مغرب میں محسوس ہو۔(۷)

---

(۱) بخاری، الحدیث: ۶۵۶۱ (۲) مسند احمد، الحدیث ۱۳۰۰۴ (۳) مسند احمد الحدیث ۱۳۳۴۳۔

(۴) مسلم الحدیث ۱۳۸۰۔ ترمذی الحدیث ۲۵۹۲۔ مسند احمد الحدیث ۷۲۴۸ والحدیث ۱۰۰۰۰۔ (۵) مسلم الحدیث: ۱۳۸۰۔ ترمذی الحدیث ۲۵۹۲۔

مسند احمد الحدیث: ۷۲۷۸ والحدیث ۱۰۰۰۰۔ (۶) الترغیب والترهیب المنذری الحدیث ۵۴۴۳۔ (۷) الترغیب والترهیب للمنذری الحدیث ۵۴۴۵

مجمع الزوائد ھیثمی الحدیث ۱۸۵۰۱۔ کنز العمال الحدیث: ۳۹۴۸۲، الحدیث ۳۹۵۰۱

## دنیا میں سب سے زیادہ عیش وعشرت والا جہنم میں جاتے ہی سب نعمتیں بھول جائے گا

## دنیا میں سب سے زیادہ مصائب میں گھرا شخص جنت میں جاتے ہی سب تکالیف بھول جائے گا

مسند احمد میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن جہنمیوں میں سے دنیا میں سب سے زیادہ نعمتوں میں پلنے والے شخص کو لایا جائے گا۔ اس کو جہنم میں ایک غوطہ دیا جائے گا، پھر اس سے پوچھا جائے گا: کیا تو نے کبھی بھلائی دیکھی ہے؟ کیا کبھی کسی نعمت کو پایا ہے؟ وہ کہے گا: اللہ کی قسم اے پروردگار! کبھی نہیں۔ پھر جنتیوں میں سے دنیا میں سب سے زیادہ مصائب اٹھانے والے شخص کو لایا جائے گا اور اس کو جنت کا ایک چکر لگوایا جائے گا پھر پوچھا جائے گا: اے ابن آدم! کیا تو نے کبھی کوئی تکلیف دیکھی ہے؟ کیا تجھ پر کبھی کوئی سختی آئی ہے؟ وہ کہے گا: اللہ کی قسم اے پروردگار! کبھی نہیں۔ مجھے کبھی کوئی مصیبت ہو کر بھی نہیں گزری اور نہ میں نے کبھی کوئی سختی دیکھی ہے۔ (۱)

## اگر کافر کے پاس زمین بھر سونا ہو اور وہ اپنی جان کے عوض اس کو فدیہ کرے تو وہ قبول نہ کیا جائے گا

مسند احمد میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: قیامت کے روز کافر کو روبرو کیا جائے گا اور اس کو کہا جائے گا: کیا خیال ہے اگر تیرے پاس زمین بھر سونا ہو تو اس کو اپنی جان کے بدلہ دے دے گا؟ وہ کہے گا: ہاں! کہا جائے گا: تو نے اس سے اچھا موقع گنوا دیا ہے۔ یہی مطلب ہے فرمان باری کا: جو لوگ کافر ہوئے اور کفر ہی کی حالت میں مر گئے وہ اگر (نجات حاصل کرنا چاہیں اور) بدلے میں زمین بھر سونا دیں تو ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا۔ واللہ اعلم۔ (۲) (سورۃ آل عمران آیت ۹۱)

**دوسرا طریق** ...... مسند احمد میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اہل جہنم میں سے ایک شخص کو کہا جائے گا اگر تیرے پاس زمین کے تمام خزانے ہوں کیا تو اپنی جان کے بدلہ ان کا فدیہ دے دے گا؟ وہ کہے گا ہاں۔ اللہ تعالیٰ اس کو فرمائیں گے: میں نے اس سے آسان چیز تجھ سے طلب کی تھی، میں نے تجھ سے آدم کی پشت میں ہی عہد لیا تھا کہ میرے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرانا۔ لیکن تو نہ مانا اور میرے ساتھ شریک ٹھہرانے پر مصر رہا۔ (۳)

**قیامت کے روز مومن کی تمنا کہ دنیا کو لوٹے اور راہ خدا میں جہاد کرے اور شہید ہو** ...... مسند احمد میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

اہل جنت میں سے ایک شخص کو لایا جائے گا اور کہا جائے گا: اے ابن آدم! اپنا گھر تجھے کیسا لگا؟ اب مزید سوال کر اور اپنی خواہش کا اظہار کر۔ بندہ کہے گا: میں کوئی اور سوال یا خواہش کا اظہار نہیں کرتا الا یہ کہ مجھے دنیا میں واپس کر دیا جائے اور میں راہ خدا میں اس بار شہید ہوں۔ شہادت کی فضیلت کی وجہ سے اس کو یہ تمنا پیدا ہوگی۔

پھر اہل جہنم میں سے ایک شخص کو لایا جائے گا اور اس کو کہا جائے گا: اے ابن آدم! تجھے اپنا گھر کیسا لگا؟ وہ کہے گا: اے پروردگار! وہ بہت برا ٹھکانا ہے۔ پروردگار اس سے فرمائیں گے: کیا تو اس سے چھٹکارا پانے کے لئے زمین بھر کر سونا دے سکتا ہے؟ وہ کہے گا: ہاں پروردگار! بالکل۔ پروردگار فرمائیں گے: تو جھوٹ بولتا ہے، میں نے تجھ سے اس سے کہیں زیادہ کم اور آسان چیز کا سوال کیا تھا، لیکن تو نے پورا نہیں کیا۔ پھر اس کو جہنم کی طرف لوٹا دیا جائے گا۔ (۴)

---

(۱) مسند احمد، الحدیث ۳/۲۰۳۔ (۲) مسند احمد، الحدیث ۳/۲۱۸ (۳) مسند احمد، الحدیث ۳/۲۱۸

(۴) مسند احمد، الحدیث ۳/۲۰۷، الحدیث ۳/۲۱۸

مسند احمد میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جہنم کے مثل کوئی (خوفناک) شے نہیں لیکن اس سے بھاگنے والا سویا ہوا ہے۔ جنت کے مثل کوئی شے نہیں لیکن اس کا طالب بھی سویا ہوا ہے۔[1]

ابو یعلیٰ رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ محدثین نے محمد بن شعیب، جعفر بن ابی وحشیہ، سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ کے طریق سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

اگر کسی مسجد میں ایک لاکھ یا اس سے بھی زیادہ افراد ہوں اور ان میں ایک شخص اہل جہنم سے چھوڑ دیا جائے اور وہ ان میں بیٹھ کر سانس لے تو اس کی سانس سب کو پہنچ جائے گی اور وہ مسجد اور اس میں حاضر تمام افراد کو جلا کر خاکستر کر دے گی۔[2]

یہ روایت نہایت غریب ہے۔

**جہنم کی صفات، وسعت اور اس کے اہل کی جسامت (اللہ محفوظ فرمائے)۔** فرمان ایزدی ہے بے شک منافق لوگ دوزخ کے سب سے نچلے درجے میں ہوں گے، اور تم کسی کو ان کا مددگار نہیں پاؤ گے۔ (سورۃ النساء آیت ۱۴۵)

فرمان ایزدی ہے اور جس کے وزن ہلکے نکلیں گے اس کا مرتبہ ہاویہ ہے، اور تم کیا سمجھے کہ ہاویہ کیا چیز ہے۔ (وہ) دہکتی ہوئی آگ ہے۔

(سورۃ القارعہ آیات ۸-۱۱)

فرمان ایزدی ہے ایسے لوگوں کے لئے (نیچے) بچھونا بھی (آتش) جہنم کا ہوگا اور اوپر سے اوڑھنا بھی (اسی کا) اور ظالموں کو ہم ایسی ہی سزا دیتے ہیں۔ اور جو لوگ ایمان لائے اور عمل نیک کرتے رہے (اور) ہم (عملوں کے لئے) کسی شخص کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتے۔

(سورۃ الاعراف آیات ۴۱-۴۲)

فرمان ایزدی ہے جس دن ان کو آتش جہنم کی طرف دھکیل دھکیل کر لے جائیں گے۔ یہی وہ جہنم ہے جس کو تم جھوٹ سمجھتے تھے۔

(سورۃ الطور آیت نمبر ۱۳-۱۴)

فرمان ایزدی ہے (حکم ہوگا کہ) پھر اس کو ستر گز کی زنجیر میں جکڑ دو۔ (سورۃ الحاقہ ۳۲)

فرمان ایزدی ہے اس دن ہم دوزخ سے پوچھیں گے کہ کیا تو بھر گئی؟ وہ کہے گی کہ کچھ اور بھی ہے؟ (سورۃ ق آیت ۳۰)

تفسیر یہ ہے کہ جتنے جانے والے ہیں یہاں تک کہ تمام جہنم میں مشرق و مغرب جتنی گہرائی میں پھینک دیا جاتا ہے۔

صحیحین میں کئی طریق سے منقول ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

جہنم میں دوزخیوں کو ڈالا جاتا رہے گا اور وہ کہے گی ھل من مزید (اور ہے) یہاں تک کہ رب العزت اس میں اپنا قدم رکھ دے گا جس سے جہنم کے حصے ایک دوسرے میں سمٹ جائیں گے اور جہنم پکار اٹھے گی بس بس اے پروردگار تیری عزت کی قسم۔[3]

مسلم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

بندہ بلا سوچے سمجھے بات کر رہا ہوتا ہے جس کی وجہ سے جہنم میں مشرق و مغرب جتنی دور پھینک دیا جاتا ہے۔[4]

عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ اپنی سند کے ساتھ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

آدمی بات کرتا رہتا ہے اپنے ساتھیوں کو خوش کرتا ہے لیکن اس کی وجہ سے ثریا ستارے سے بھی دور (جہنم میں) پھینک دیا جاتا ہے۔

مصنف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ روایت غریب ہے اور اس کی سند میں ایک راوی ضعیف ہے۔[5]

---

[1] [illegible] [2] اخرجہ ابو یعلیٰ [illegible]

[illegible] [3] بخاری [illegible] مسلم [illegible] ترمذی [illegible]

[4] مسلم [illegible] ترمذی [illegible] [5] مسلم [illegible]

مسند احمد میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس تھے ہم نے دھڑام سے کسی چیز کے گرنے کی آواز سنی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جانتے ہو یہ کیا ہے؟ ہم نے کہا: اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا: یہ پتھر آگ میں ستر سال پہلے جہنم میں پھینکا گیا تھا اب جا کر اس کی گہرائی میں پہنچا ہے۔[۱]

حافظ ابو نعیم اصبہانی نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں حضور ﷺ نے ایک آواز سنی جس نے آپ کو خوف زدہ کر دیا۔ پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام آپ کے پاس تشریف لائے تو آپ ﷺ نے دریافت فرمایا یہ کیسی آواز تھی؟ جبرئیل نے عرض کیا: یہ پتھر جہنم کے کنارے سے ستر سال پہلے گرایا گیا تھا اب جہنم کی تہ میں گرا ہے۔ اس وقت سے آپ کو کھل کر ہنستے نہ دیکھا گیا۔[۲]

صحیح مسلم میں عتبہ بن غزوان سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

پتھر جہنم کے کنارے سے گرایا جاتا ہے وہ ستر سال تک گرتا چلا جاتا ہے لیکن تہ تک نہیں پہنچتا۔ اللہ کی قسم! اس کو ضرور بھرا جائے گا کیا تم کو اس پر تعجب ہوتا ہے؟ ہم سے ذکر کیا گیا ہے کہ جنت کے کواڑوں کے دو پٹوں کے درمیان چالیس سال کی مسافت ہے اور ایک دن ایسا آئے گا کہ رش کی وجہ سے اس میں بھیڑ ہوگی۔(۳)

اللہ تعالیٰ اپنے کرم سے ہمیں اس میں جگہ مرحمت فرمائے۔

**جہنم کی گہرائی** ترمذی، امام بیہقی اور حافظ ابو نعیم اصبہانی نے عبداللہ بن مبارک عن مجاہد کی حدیث سے نقل کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے پوچھا: جانتے ہو جہنم کی وسعت کتنی ہے؟ ہم نے عرض کیا: نہیں۔ فرمایا: ہاں اللہ کی قسم تم نہیں جانتے مجھے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بتایا کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان: اور قیامت کے دن تمام زمین اس کی مٹھی میں ہوگی اور آسمان اس کے داہنے ہاتھ میں لپٹے ہوں گے۔ (سورۃ الزمر ۶۷) کے متعلق سوال کیا کہ لوگ اس دن کہاں ہوں گے؟ فرمایا: جہنم کے پل پر۔(۴)

صحیح مسلم میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً منقول ہے کہ جہنم کو قیامت کے دن لایا جائے گا اور ستر ہزار لگاموں کے ساتھ اس کو کھینچا جائے گا۔ ہر لگام کو ستر ہزار فرشتے تھامے کھینچ رہے ہوں گے۔(۵)

علی بن معبد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سند کے ساتھ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً نقل کیا ہے آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا اس آیت کا مطلب جانتے ہو:

> "جب زمین کی بلندی کوٹ کوٹ کر پست کر دی جائے گی اور تمہارا رب (خود جلوہ افروز) ہوگا اور فرشتے قطار باندھ باندھ کر آموجود ہوں گے اور جس دن جہنم بھی حاضر کی جائے گی تو انسان اس دن نصیحت حاصل کرے گا (مگر) آج اس کے (نصیحت) قبول کرنے کا (فائدہ) کہاں (ملے گا)۔" (الفجر: ۲۱-۲۳)

کی تفسیر یہ ہے کہ فرمایا: جب قیامت کا دن ہوگا جہنم کو لایا جائے گا اور ستر ہزار لگاموں کے ساتھ اسے کھینچا جائے گا۔ ہر لگام کو ستر ہزار فرشتے تھامے کھینچ رہے ہوں گے۔ اگر جہنم کا ایک شعلہ دنیا میں چھوڑ دیا جائے تو آسمان و زمین کو خاک کر دے۔(۶)

مسند احمد میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک پیالے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: اگر (جہنم) اتنا سیسہ آسمان سے زمین کی طرف چھوڑ دیا جائے جبکہ یہ پانچ سو سال کی مسافت ہے تو وہ زمین تک اپنی تیز رفتاری کی وجہ سے رات سے پہلے پہنچ جائے گا۔ لیکن اگر اسی کو جہنم کی زنجیر کے بالائی سرے سے گرایا جائے تو مسلسل دن رات چلتا رہے تو اس کی جڑ تک چالیس سال میں پہنچے گا۔(۷)

---

[۱] مسلم ۲۸۴۴۔ مسند احمد ۲/۳۷۱۔    [۲] مجمع الزوائد ۱۰/۳۸۹    [۳] مسلم ۲۹۶۷۔ کتاب الزہد۔

[۴] ترمذی ۳۲۴۱۔ مسند احمد ۶/۱۱۶۔    [۵] مسلم ۲۸۴۲۔ ترمذی ۲۵۷۳۔ مستدرک حاکم ۴/۵۹۵۔

[۶] تفسیر ابن کثیر ۴/۵۱۰۔    [۷] ترمذی ۲۵۸۸۔ مسند احمد ۲/۱۹۷۔

امام ترمذی نے اس کو روایت کیا ہے۔

مسند احمد میں حضرت معقل سے مروی ہے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ بخار جہنم (کا حصہ) ہے۔[1]

جہنمیوں کے لیے چوڑے جسموں کا بیان (اللہ ہمیں پناہ میں رکھے)...... اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: جن لوگوں نے ہماری آیتوں سے کفر کیا ان کو ہم عنقریب آگ میں داخل کریں گے جب ان کی کھالیں گل (اور جل) جائیں گی تو ہم اور کھالیں بدل دیں گے تاکہ (ہمیشہ) عذاب (کا مزہ) چکھتے رہیں۔ بیشک خدا غالب حکمت والا ہے۔ (سورۃ نساء آیت ۵۶)

مسند احمد میں ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جہنم میں اہل جہنم کا جسم بڑھا دیا جائے گا حتیٰ کہ جہنمی کے کان کی لو سے کندھے تک کا فاصلہ سات سو سال کی مسافت کا ہوگا اس کی ڈاڑھ جبل احد کی مانند ہوگی۔[2]

مسند احمد میں حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن جہنمی کی ڈاڑھ جبل احد کی مانند ہوگی۔ کھال کی چوڑائی ستر ہاتھ ہوگی۔ اس کی ران ورقان (مدینہ کے قریب ایک پہاڑی کا نام ہے) کی مثل ہوگی اور اس کی مقعد (سرین، بیٹھنے کا حصہ) یہاں سے ربذہ تک ہوگا۔[3]

امام بیہقی کے طریق میں یہ اضافہ ہے: اور اس کا بازو (بیضاء) پہاڑ کی مانند (قریب) ہوگا۔[4]

مسند احمد اور دیگر کتب حدیث میں دوسرے طرق سے بھی یہ روایت منقول ہے۔ ایک روایت میں یہ اضافہ ہے۔ اس کی جلد کی موٹائی بیالیس ہاتھ ہوگی۔[5]

ایک روایت میں ہے کہ جہنمی کے دو شانوں کے درمیان کا فاصلہ تیز رفتار شخص کے حساب سے پانچ ایام کی مسافت ہے۔[6]

مسند احمد میں عمرو بن شعیب (عن ابیہ عن جدہ) سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن متکبرین انسان کی صورت میں چیونٹیوں کی مانند کر دیے جائیں گے۔ ہر چھوٹی سے چھوٹی چیز ان سے اونچی ہوگی حتیٰ کہ جہنم کا قید خانہ جس کو بولس کہا جاتا ہے وہاں ان کو گھیر کر لے جایا جائے گا، آگ ان پر چھا جائے گی اور وہ جہنمیوں کے جسم کا پیپ ملا طینۃ الخبال پئیں گے۔[7]

**توجیہ و تطبیق** میدان محشر میں متکبروں کی تذلیل کے لئے ان کے اجسام چیونٹیوں کی مانند کر دیے جائیں گے۔ لیکن جہنم میں تعذیب کے لئے ان کے ابدان پہاڑوں سے بھی لمبے چوڑے کر دیے جائیں گے تاکہ وہ عذاب کا مزہ چکھیں۔

**سمندر کے جہنم بن جانے کا ذکر......** مسند احمد میں یعلیٰ بن امیہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

سمندر (بھی) جہنم ہے۔[8]

حضرت یعلیٰ رضی اللہ عنہ نے اس کے بعد فرمایا: کیا تم یہ فرمان الٰہی نہیں پڑھتے ہو: (دوزخ کی) آگ تیار کر رکھی ہے جس کی قناتیں ان کو گھیر رہی ہوں گی۔ (سورۃ کہف آیت ۲۹)

پھر آپ نے حلفاً فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں سمندر میں کبھی داخل نہ ہوں گا حتیٰ کہ اللہ کے سامنے پیش کیا جاؤں اور نہ ہی مجھے سمندر کا ایک قطرہ بھی لگے گا حتیٰ کہ میں اللہ عزوجل سے ملاقات کر لوں۔

مسند ابو داؤد میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

سمندر میں حاجی، معتمر یا راہ خدا کے مجاہد کے سوا کوئی سفر نہ کرے کیونکہ سمندر کے نیچے جہنم ہے اور جہنم کے نیچے سمندر ہے۔[9]

---

[1] مسند احمد ۳/[illegible]۔ [2] مسند احمد ۲/[illegible]۔ الترغیب [illegible]۔ کنز العمال [illegible] [3] مسلم [illegible]۔ ترمذی [illegible]۔ مسند احمد [illegible]

[4] بیہقی [illegible]۔ [5] مسند احمد [illegible]۔ [6] بخاری ۶۵۵۱، مسلم ۲۸۵۲۔ [7] مسند احمد [illegible]

[8] مسند احمد [illegible]۔ مستدرک [illegible]۔ [9] ابو داؤد [illegible]۔ بیہقی [illegible]

**جہنم کے دروازوں، ان کی صفات اور ان کے داروغوں کا ذکر۔** فرمانِ الٰہی ہے: اور کافروں کو گروہ گروہ بنا کر جہنم کی طرف لے جایا جائے گا یہاں تک کہ جب وہ اس کے پاس پہنچ جائیں گے تو اس کے دروازے کھول دیے جائیں گے تو اس کے داروغہ ان سے کہیں گے کیا تمہارے پاس تم ہی میں سے پیغمبر نہیں آئے تھے جو تم کو تمہارے پروردگار کی آیتیں پڑھ پڑھ کر سناتے اور اس دن کے پیش آنے سے ڈراتے تھے؟ کہیں گے کیوں نہیں، لیکن کافروں کے حق میں عذاب کا حکم متحقق ہو چکا تھا۔ کہا جائے گا کہ دوزخ کے دروازوں میں داخل ہو جاؤ ہمیشہ اس میں رہو گے۔ تکبر کرنے والوں کا برا ٹھکانا ہے۔ (سورۃ الزمر آیت [illegible])

فرمانِ الٰہی ہے: اس کے سات دروازے ہیں، ہر ایک دروازے کے لئے ان میں سے جماعتیں تقسیم کر دی گئی ہیں۔ ([illegible])

**پل صراط کی صفت اور اسے پار کرنے میں لوگوں کا تفاوتِ رفتار۔** امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

پل صراط جہنم کی پشت پر لگایا جائے گا، پھسلنے کی جگہ ہے۔ (اس کے عبور کے وقت) انبیاء اللھم سلم سلم کہتے ہوں گے۔ کچھ لوگ بجلی کی طرح گزر جائیں گے، کچھ پلک جھپکنے کی طرح، کچھ تیز رفتار گھوڑوں اور اونٹوں کی طرح اپنے اعمال کے مطابق گزر جائیں گے۔ کوئی صحیح سالم نجات پا جائے گا اور کوئی زخمی حالت میں پار ہو جائے گا اور بہت سے اس میں گر جائیں گے۔ جہنم کے سات دروازے ہیں ہر دروازے کے لئے ان کا حصہ مقرر ہے۔(۱)

**جہنم کے دروازوں کے نام۔** بیہقی میں خلیل بن مرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ اس وقت تک نہ سوتے تھے جب تک کہ "تبارک الذی بیدہ الملک" اور "حم تنزیل السجدۃ" کی تلاوت نہ فرما لیتے۔ خلیل بن مرہ فرماتے ہیں: حوامیم (قرآن پاک میں حم سے شروع ہونے والی سورتیں) سات ہیں اور جہنم کے دروازے بھی سات ہیں: جہنم، حطمہ، لظی، سعیر، سقر، ہاویہ، جحیم۔ فرمایا: اور ہر حم قیامت کے دن آئے گی اور جہنم کے ان دروازوں پر کھڑی ہو جائے گی۔ پھر وہ دعا کرے گی: اے اللہ! کوئی ایسا شخص ان دروازوں میں سے داخل نہ ہو جو مجھ پر ایمان رکھتا ہو اور میری تلاوت کرتا ہو۔(۲)

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ روایت منقطع ہے اور خلیل بن مرہ میں بھی کلام ہے۔

ابوبکر بن ابی الدنیا فرماتے ہیں خالد بن خداش نے ابو شہاب حناط سے نقل کیا وہ اپنی سند کے ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت فرماتے ہیں فرمایا: جہنم کے دروازے ایک دوسرے کے اوپر ہیں۔ (پھر آگے راوی ابو شہاب نے انگلیوں کے ساتھ اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ) پہلے یہ بھرے گا پھر یہ بھرے گا پھر یہ۔

ابن جریج قولِ باری تعالیٰ (اس کے سات دروازے ہیں) کے متعلق فرماتے ہیں: ان میں پہلا جہنم ہے پھر لظی پھر حطمہ پھر سعیر پھر سقر پھر جحیم اور پھر ہاویہ ہے۔(۳)

ترمذی میں مالک بن مغول کے واسطے سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جہنم کے سات دروازے ہیں۔ ان میں سے ایک دروازہ اس شخص کے لئے ہے جو میری امت پر تلوار سونتے۔(۴)

اس کے بعد امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ روایت غریب ہے اور اس کو ہم صرف مالک بن مغول کے حوالے سے جانتے ہیں۔

ابی بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جہنم کے سات دروازے ہیں۔ ان میں سے ایک دروازہ حروریہ (اہلِ اسلام کا ایک فرقہ) کے لئے ہے۔

حضرت وہب بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جہنم کے ہر دو دروازوں کے درمیان ستر سال کا فاصلہ ہے۔ ہر دروازہ (عذاب میں) اپنے سے اوپر والے سے ستر گنا زیادہ ہے۔

---

(۱) بخاری [illegible] البعث والنشور [illegible]
(۲) بیہقی [illegible] البعث والنشور [illegible]
(۳) بیہقی [illegible]
(۴) ترمذی [illegible]

**جہنم کے فرشتوں کی تعداد ۔** مومنو! اپنے آپ کو اور اپنے اہل و عیال کو آتش (جہنم) سے بچاؤ جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں اور جس پر تند خو اور سخت مزاج فرشتے (مقرر) ہیں جو ارشاد خدا ان کو فرماتا ہے اس کی نافرمانی نہیں کرتے اور جو حکم ان کو ملتا ہے اسے بجا لاتے ہیں۔

(سورۃ تحریم آیت ۶)

یعنی جس چیز کا حکم ملتا ہے اس کو بلا تاخیر جیسا بھی ہو پوری طاقت کے ساتھ فوراً پورا کرتے ہیں۔

نیز فرمان الٰہی ہے: اس پر انیس داروغہ ہیں۔ اور ہم نے دوزخ کے داروغہ فرشتے بنائے ہیں۔ (سورۃ مدثر آیت ۳۰، ۳۱)

آگے فرمایا: اور ان کا شمار کافروں کی آزمائش کے لئے مقرر کیا ہے (سورۃ المدثر آیت ۳۱) یعنی ان کی تعداد لوگوں کے لئے بطور آزمائش رکھی گئی ہے کہ کون اس پر ایمان لاتے ہیں۔ یہ بھی ملحوظ رہے کہ انیس کی تعداد بڑے فرشتوں کی ہے جو جہنم کے داروغہ ہیں۔ پھر ہر ایک کے ساتھ ماتحت مددگار فرشتے بہت ہیں۔ جس کی دلیل یہ ہے کہ فرمان الٰہی "اسے پکڑو اور طوق پہنا دو" کی تفسیر میں آیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ یہ حکم فرمائیں گے تو ستر ہزار فرشتے اس کی طرف لپکیں گے۔

فرمان الٰہی ہے: تو اس دن نہ کوئی خدا کے عذاب کی طرح (کسی کو) عذاب دے گا اور نہ کوئی ویسا جکڑنا جکڑے گا۔ (سورۃ فجر آیت ۲۵، ۲۶)

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کرتے ہیں: فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! جہنم کی تخلیق سے ایک ہزار سال قبل جہنم کے فرشتے پیدا کئے گئے تھے اور مسلسل روز بڑھتے جا رہے ہیں حتیٰ کہ وہ وقت آ جائے جب وہ لوگوں کو سر اور پاؤں سے پکڑ پکڑ کر جہنم واصل کریں۔(۱)

**جہنم کی حدود ۔۔۔** نار احاط بھم سرادقها (جس کی قناتیں ان کو گھیر رہی ہوں گی) کے قرآنی الفاظ سے مراد وہ دیوار ہے جو جہنم کا احاطہ کئے ہوئے ہے۔ اس میں جہنم کے حالات [illegible] اور غضب دینے کے تھپیڑے ہیں۔

فرمان الٰہی ہے: ہم نے ظالموں کے لئے (دوزخ کی) آگ تیار کر رکھی ہے جس کی قناتیں ان کو گھیر رہی ہوں گی۔ اور اگر فریاد کریں گے تو ایسے کھولتے ہوئے پانی سے ان کی داد رسی کی جائے گی جو پگھلے ہوئے تانبے کی طرح (گرم ہوگا اور جو) منہوں کو بھون ڈالے گا (ان کے پینے کا) پانی بھی برا اور آرام گاہ بھی بری۔ (سورۃ کہف ۲۹)

فرمان الٰہی ہے: (اور) وہ اس میں بند کر دیئے جائیں گے یعنی (آگ کے) لمبے لمبے ستونوں میں۔ (سورۃ ہمزہ ۸، ۹)

[illegible] پینے کو کھولتا ہوا پانی اور آگ [illegible] اور دکھ دینے والا عذاب ہے۔ (سورۃ [illegible])

جب کہ ان کی گردنوں میں طوق اور زنجیریں ہوں گی (اور) گھسیٹے جائیں گے (یعنی) کھولتے ہوئے پانی میں پھر آگ میں جھونک دیئے جائیں گے۔

(سورۃ مومن آیت ۷۱، ۷۲)

اس روز منہ کے بل دوزخ میں گھسیٹے جائیں گے۔ اب آگ کا مزہ چکھو۔ ہم نے ہر چیز اندازہ مقررہ کے ساتھ پیدا کی ہے اور ہمارا حکم تو آنکھ کے جھپکنے کی طرح ایک بات ہوتی ہے۔ (سورۃ القمر آیت ۴۸، ۴۹، ۵۰)

ان کے اوپر تو آگ کے سائبان ہوں گے اور نیچے (اس کے) فرش ہوں گے یہ وہ (عذاب) ہے جس سے خدا اپنے بندوں کو ڈراتا ہے تو اے میرے بندو مجھ سے ڈرتے رہو۔ (زمر ۱۶)

ایسے لوگوں (کے لئے) نیچے بچھونا بھی (آتش) جہنم کا ہوگا اور اوپر سے اوڑھنا بھی (اسی کا) اور ظالموں کو ہم ایسی ہی سزا دیتے ہیں۔

(سورۃ الاعراف آیت ۴۱)

یہ دو (فریق) ایک دوسرے کے دشمن اپنے پروردگار (کے بارے) میں جھگڑتے ہیں تو جو کافر ہیں ان کے لئے آگ کے کپڑے قطع کئے جائیں گے (اور) ان کے سروں پر جلتا ہوا پانی ڈالا جائے گا۔ اس سے ان کے پیٹ کی چیزیں اور کھالیں گل جائیں گی (۲) اور ان (کے مارنے ٹھوکنے) کے لئے لوہے کے ہتھوڑے ہوں گے۔ (سورۃ حج آیت ۱۹، ۲۰، ۲۱)

---

(۱) [illegible]

حافظ ابو یعلیٰ نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے وہ حضور ﷺ سے روایت فرماتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا اہل جہنم کی حدود چار دیواریں ہیں اور ہر دیوار کا حصہ چالیس سال کی مسافت کے بقدر ہے۔ (۱)

مسند احمد میں حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر جہنم کے گرزوں میں سے کوئی گرز زمین پر رکھ دیا جائے اور جن و انس مل کر اس کو اٹھانا چاہیں تو نہیں اٹھا پائیں گے۔ (۲)

ابن وھب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اگر جہنم کے گرز کی ایک ضرب کسی پہاڑ پر ماری جائے تو اس کو ریزہ ریزہ کر کے غبار بنا دے گی۔ (۳)

**جہنم کے عذابوں کی چند انواع و اقسام**...... حافظ ابو بکر بن مردویہ اپنی تفسیر میں حضرت یعلیٰ بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ اہل جہنم کے لئے ایک بادل پیدا فرمائیں گے۔ وہ ان پر چھا جائے گا۔ اس میں سے ایک آواز آئے گی اے اہل جہنم بولو تم کس چیز کے طلب گار ہو اور تمہارا کیا سوال کیا ہے؟ جہنمیوں کو بادل دیکھ کر دنیا کے بادل اور وہ پانی جو ان پر برستا تھا یاد آ جائے گا۔ لہٰذا وہ سوال کریں گے اے رب ہمیں پینے کے لئے پانی چاہئے۔ لہٰذا ان پر طوق برسیں گے جو ان کے پہلے طوقوں میں اضافہ ہو جائیں گے ان پر زنجیریں برسیں گی جو ان کی زنجیروں میں اضافہ کا سبب بنیں گی۔ اور آگ کے شعلے برسیں گے جو جہنم کی آگ کو دو چند کر دیں گے۔ (۴)

ابو بکر بن ابی الدنیا رحمۃ اللہ علیہ اپنی سند کے ساتھ حضرت ابو الاحوص سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے پوچھا تو جہنم میں سب سے زیادہ عذاب کس کو ہوگا؟ ایک شخص نے عرض کیا: منافقین کو۔ فرمایا درست۔ دریافت کیا ان کو کیسے عذاب دیا جائے گا؟ فرمایا ان کو لوہے کے تابوتوں میں بند کر کے جہنم کے سب سے نچلے درجہ میں شطرنج کے مہرے سے بھی چھوٹے آگ کے تنور میں رکھ دیا جائے گا جس کو "جب الحزن" یعنی غم کا کنواں کہا جاتا ہے۔ اسی طرح دوسری اقوام کو بھی ان کے اعمال کے ساتھ ہمیشہ کے لئے بند کر دیا جائے گا۔

ابن ابی الدنیا میں حضرت وھب بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے فرمایا اہل جہنم جو جہنم کے مستحق ہیں وہ نکلنے کا رستہ نہ پائیں گے۔ سو سکیں گے اور نہ مر سکیں گے۔ آگ پر چلیں گے، آگ پر بیٹھیں گے۔ ان کا اوڑھنا آگ ہوگا اور ان کا بچھونا بھی آگ کا ہوگا۔ ان کی قمیصیں آگ اور تارکول کی ہوں گی۔ ان کے منہوں پر آگ کی لپٹیں مسلط رہیں گی۔ تمام جہنمی زنجیروں میں بندھے ہوں گے جن کے سرے فرشتوں کے ہاتھ میں ہوں گے۔ جو ان کو آگے پیچھے کھینچتے پھریں گے۔ ان کے لہو پیپ جہنم کے گڑھے میں جمع ہوتے رہیں گے۔ یہی ان کے پینے کا سامان ہوگا۔

اس کے بعد حضرت وھب بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ رونے لگے حتیٰ کہ بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ اس روایت کے راویوں میں سے حضرت بکر بن خنیس روایت کرنے کے بعد اس قدر روئے کہ بات کرنے کی ہمت نہ رہی اور دوسرے راوی محمد بن جعفر بھی بہت زیادہ روئے۔ اللہ ہمیں جہنم کے عذاب سے محفوظ فرمائے۔

یہ حضرت وھب بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ کا کلام تھا جو پہلی کتابوں میں ملتا ہے اور اہل کتاب سے منقول ہے۔ قرآن و حدیث سے بھی اس کے شواہد ملتے ہیں۔ فرمان الٰہی ہے: اور کفار گنہگار ہمیشہ دوزخ کے عذاب میں رہیں گے۔ جو ان سے ہلکا نہ کیا جائے گا اور وہ اس میں ناامید ہو کر پڑے رہیں گے۔ اور ہم نے ان پر ظلم نہیں کیا بلکہ وہی (اپنے آپ پر) ظلم کرتے تھے۔ اور پکاریں گے اے مالک تمہارا پروردگار ہمیں موت دے دے۔

(سورۃ الزخرف آیت ۷۴ تا ۷۷)

فرمان الٰہی ہے: اے کاش کافر اس وقت کو جانیں جب وہ اپنے منہوں پر سے (دوزخ کی) آگ کو روک نہ سکیں گے اور نہ اپنی پیٹھوں پر سے اور ان کا کوئی مددگار نہ ہوگا۔ بلکہ قیامت ان پر ناگہاں آ واقع ہوگی اور ان کے ہوش کھو دے گی پھر نہ تو وہ اس کو ہٹا سکیں گے اور نہ ان کو مہلت دی جائے گی۔

(سورۃ الانبیاء ۳۹، ۴۰)

فرمان الٰہی ہے: اور جن لوگوں نے کفر کیا ان کے لئے دوزخ کی آگ ہے نہ انہیں موت آئے گی کہ مر جائیں اور نہ ان کا عذاب ہی ان سے ہلکا

---

(۱) الترمذی ۲۵۸۴ و مسند احمد ۳/ ۲۹

(۲) مسند احمد ۳/ ۲۹ و مجمع الزوائد ۱۰/ ۳۸۸

(۳) مسند احمد ۳/ ۸۳ و مجمع الزوائد ۱۰/ ۳۸۸

(۴) الترغیب ۴/ ۲۱۳ و الدر المنثور ۵/ ۳۲۶ و الکامل فی الضعفاء لابن عدی ۲/ ۴۴۰

کیا جائے گا ہم ہر ایک ناشکرے کو ایسا ہی بدلہ دیا کرتے ہیں۔ وہ اس میں چلائیں گے کہ اے پروردگار! ہم کو نکال لے (اب) ہم نیک عمل کیا کریں گے نہ وہ جو (پہلے) کرتے تھے۔ کیا ہم نے تم کو اتنی عمر نہیں دی تھی کہ اس میں جو سوچنا چاہتا سوچ لیتا؟ اور تمہارے پاس ڈرانے والا بھی آیا، تو اب مزے چکھو ظالموں کا کوئی مددگار نہیں۔ (سورۃ فاطر آیت ۳۶-۳۷)

فرمان الٰہی ہے: اور جو لوگ آگ میں (جل رہے) ہوں گے وہ دوزخ کے داروغوں سے کہیں گے کہ اپنے پروردگار سے دعا کرو کہ ایک روز تو ہم سے عذاب ہلکا کر دے۔ وہ کہیں گے کہ کیا تمہارے پاس تمہارے پیغمبر نشانیاں لے کر نہیں آئے تھے۔ وہ کہیں گے کیوں نہیں! تو وہ کہیں گے کہ تم ہی دعا کرو۔ اور کافروں کی دعا (اس روز) بیکار ہو گی۔ (سورۃ المؤمن آیت ۴۹-۵۰)

فرمان الٰہی ہے: اور (بے خوف) بدبخت پہلو تہی کرے گا۔ جو (قیامت کو) بڑی آگ میں داخل ہو گا۔ پھر وہاں نہ مرے گا نہ جیے گا۔
(سورۃ الاعلیٰ آیت ۱۱-۱۳)

صحیح میں ہے کہ اہل جہنم اس میں جئیں گے نہ مریں گے اور آگے آنے والی حدیث میں ہے کہ اس دن جنت اور جہنم کے درمیان موت کو مینڈھے کی شکل میں لا کر ذبح کر دیا جائے گا اور کہہ دیا جائے گا اے اہل جنت! اب دوام ہی دوام ہے۔ موت کا خطرہ ہمیشہ کے لئے ٹل گیا۔ اے اہل جہنم ہمیشہ ہمیشہ یونہی سڑتے رہو موت کبھی نہ آئے گی۔ (۱)

ایسے شخص کو نیند بھی آ سکتی ہے جو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے عذاب میں ہو؟ ایک لحظہ اور ایک لمحہ کے لئے بھی چھٹکارا نصیب نہ ہو بلکہ فرمان الٰہی ہے: جب (اس کی آگ) بجھنے کو ہو گی تو ہم ان کو (عذاب دینے کے لئے) اور بھڑکا دیں گے۔ (سورۃ بنی اسرائیل آیت ۹۷)

اور فرمان الٰہی ہے: جب وہ چاہیں گے کہ اس رنج (و تکلیف کی وجہ) سے دوزخ سے نکل جائیں تو پھر اس میں لوٹا دیئے جائیں گے اور (کہا جائے گا کہ) جلنے کے عذاب کا مزہ چکھتے رہو۔ (سورۃ الحج آیت ۲۲)

مسند احمد میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اہل جہنم کے متعلق فرمایا:

جہنم کا کھولتا ہوا پانی کسی جہنمی کے سر پر ڈالا جائے گا تو وہ اس کی کھوپڑی سے نکل کر پیٹ میں پہنچے گا اور اس کی آنتیں وغیرہ نکالتا ہوا اس کے قدموں سے نکل جائے گا۔ (۲)

ترمذی اور طبرانی میں حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اہل جہنم پر بھوک کا عذاب مسلط کیا جائے گا وہ ان کے پیٹوں کے اندر سب کچھ برابر کر دے گا۔ پھر وہ کھانے کی فریاد کریں گے۔ ان کے لئے گلے میں اٹک جانے والا کھانا لایا جائے گا۔ پھر ان کو دنیا میں پانی مانگنے اور پینے کی یاد آئے گی تو ان کے پاس جہنم کے کنڈوں میں جہنم کا کھولتا ہوا پانی لایا جائے گا۔ وہ پانی ان کے منہوں کے قریب کیا جائے گا تو ان کے منہوں کی کھال اتر جائے گی۔ پھر جب وہ پانی پیٹ میں اترے گا تو ان کے پیٹ کی آنتوں کو کاٹ کاٹ دے گا۔ وہ فریاد کریں گے تو ان کو کہا جائے گا: کیا تمہارے پاس تمہارے پیغمبر نشانیاں لے کر نہیں آئے تھے وہ کہیں گے: کیوں نہیں! پھر کہا جائے گا کہ تم ہی دعا کرو اور کافروں کی دعا (اس روز) بیکار ہو گی۔ [illegible] جہنمی کہیں گے ہمارے پاس مالک (داروغہ جہنم) کو بلاؤ۔ پھر اس سے فریاد کریں گے: اے مالک! تمہارا پروردگار ہمیں موت دے دے۔ وہ کہے گا کہ تم ہمیشہ (اسی حالت میں) رہو گے (سورۃ الزخرف ۷۷) وہ کہیں گے: اے ہمارے پروردگار! ہم پر ہماری کمبختی غالب ہو گئی اور ہم رستے سے بھٹک گئے (سورۃ المؤمنون ۱۰۶) لیکن (خدا فرمائے گا کہ) اسی میں ذلت کے ساتھ پڑے رہو اور مجھ سے بات نہ کرو۔ (سورۃ المؤمنون آیت ۱۰۸)

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو دارمی سے روایت کیا ہے اور ان سے منقول ہے فرمایا کہ یہ روایت عام لوگوں کے علم میں نہیں ہے بلکہ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے یہ منقول ہے۔

**اہل جہنم کا کھانا پینا**..... فرمان الٰہی ہے: (ضریع یعنی) خار دار جھاڑ کے سوا ان کے لئے کوئی کھانا نہیں (ہو گا) جو نہ فربہی لائے نہ بھوک

---

(۱) بخاری ۔ مسلم ۔ الترمذی کتاب صفۃ الجنۃ باب ما جاء فی خلود اہل الجنۃ واہل النار (۲) ترمذی ۲۵۸۲ ۔ مسند احمد ۲/۳۷۴

میں کچھ کام آئے۔ (سورۃ الغاشیہ آیت ۶-۷)

ضریع ارض حجاز کا کانٹا ہے، جس کو شبرق کہا جاتا ہے۔ ضحاک رحمۃ اللہ علیہ کی حدیث حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً منقول ہے فرمایا: ضریع جہنم میں ایسی کوئی چیز ہے جو کانٹے کے مشابہ ہے۔ ایلوے سے زیادہ کڑوی، مردار سے زیادہ بدبودار اور آگ سے زیادہ گرم ہے۔ جہنمی جب اس کو کھائے گا تو وہ اس کے حلق سے نیچے نہیں اترے گی اور نہ ہی واپس اس کے منہ کی طرف آئے گی، بس درمیان میں اٹک جائے گی۔ نہ وہ فربہی دے گی اور نہ بھوک مٹائے گی۔[1]

یہ روایت نہایت غریب ہے۔

فرمان الٰہی ہے: کچھ شک نہیں کہ ہمارے پاس بیڑیاں ہیں اور بھڑکتی آگ ہے اور گلوگیر کھانا ہے اور درد دینے والا عذاب ہے۔ (سورۃ المزمل آیت ۱۲-۱۳)

فرمان الٰہی ہے: اور پیغمبروں نے (خدا سے اپنی) فتح چاہی تو ہر سرکش ضدی نامراد رہ گیا اس کے پیچھے دوزخ ہے اور اسے پیپ کا پانی پلایا جائے گا وہ اس کو گھونٹ گھونٹ پیے گا اور گلے سے نہیں اتار سکے گا اور ہر طرف سے اسے موت آ رہی ہوگی مگر وہ مرنے میں نہیں آئے گا اور اس کے پیچھے سخت عذاب ہوگا۔ (سورۃ ابراہیم آیت ۱۵ تا ۱۷)

فرمان الٰہی ہے: پھر تم اے جھٹلانے والے گمراہو! تھوہر کے درخت کھاؤ گے اور اسی سے پیٹ بھرو گے اور اس پر کھولتا ہوا پانی پیو گے۔ اور پیو گے بھی اس طرح جیسے پیاسے اونٹ پیتے ہیں۔ جزا کے دن یہ ان کی ضیافت ہوگی۔ (سورۃ الواقعہ آیات ۵۱ تا ۵۶)

فرمان الٰہی ہے: بھلا یہ مہمانی اچھی ہے یا تھوہر کا درخت؟ ہم نے اس کو ظالموں کے لئے عذاب بنا رکھا ہے۔ وہ ایک درخت ہے کہ جہنم کے اسفل (سب سے نچلے حصہ) میں اگے گا۔ اس کے خوشے ایسے ہوں گے جیسے شیطانوں کے سر۔ سو وہ اسی میں سے کھائیں گے اور اسی سے پیٹ بھریں گے۔ پھر اس (کھانے) کے ساتھ ان کو گرم پانی ملا کر دیا جائے گا۔ پھر ان کو دوزخ کی طرف لوٹایا جائے گا۔ (سورۃ الصافات آیات ۶۲ تا ۶۸)

حضرت عبداللہ ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، حضرت ابی امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے اس قول "اور اسے پیپ کا پانی پلایا جائے گا وہ اس کو گھونٹ گھونٹ پیے گا"[2] کے متعلق فرمایا: یہ اس کے قریب کر دیا جائے گا تو وہ اس سے کراہت کرے گا جب اس کے منہ کے قریب کیا جائے گا تو اس کے منہ کو جلا دے گا اور اس کے سر کی کھال اس میں جا گرے گی۔ جب اس کو پیئے گا تو وہ اس کی آنتوں کو کاٹ ڈالے گا اور اس کے پاخانے کے مقام سے (آنتوں کے ساتھ) نکل جائے گا۔[3]

فرمان الٰہی ہے: اور جن کو کھولتا ہوا پانی پلایا جائے گا تو ان کی انتڑیوں کو کاٹ ڈالے گا۔ (سورۃ محمد آیت ۱۵)

فرمان الٰہی ہے: اور اگر فریاد کریں گے تو ایسے کھولتے ہوئے پانی سے ان کی دادرسی کی جائے گی جو پگھلے ہوئے تانبے کی طرح (گرم ہوگا اور جو) منہوں کو بھون ڈالے گا (ان کے پینے کا) پانی بھی برا۔ (سورۃ کہف آیت ۲۹)

ترمذی میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

**اتقوا اللہ حق تقاتہ ولا تموتن الا وانتم مسلمون۔**

اللہ سے ڈرو جیسا کہ اس سے ڈرنے کا حق ہے اور نہ مرو مگر مسلمان ہونے کی حالت میں۔

پھر فرمایا: اگر زقوم درخت (جو جہنمیوں کا کھانا ہوگا اس) کا ایک قطرہ بھی دنیا کے سمندروں میں ڈال دیا جائے تو وہ اہل دنیا کا جینا دوبھر کر دے گا، تو اس شخص کا کیا حال ہوگا جس کا یہ کھانا ہوگا![4]

بیہقی نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
اگر جہنمیوں کے غساق (پانی) کا ایک ڈول دنیا میں انڈیل دیا جائے تو ساری دنیا بدبودار ہو جائے۔[5]

حضرت کعب احبار رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اپنے بندہ کو غضب کی حالت میں دیکھیں گے اور فرمائیں گے اسے

---

[1] [illegible]
[2] سورۃ ابراہیم آیت ۱۶
[3] ترمذی ۲۵۸۳
[4] ترمذی ۲۵۸۵، ابن ماجہ ۴۳۲۵
[5] ترمذی ۲۵۸۴ [illegible]

بلاوا تو ایک لاکھ یا اس سے زیادہ فرشتے اس کو پکڑیں گے۔ وہ پیشانی اور قدموں کے درمیان سے اس کو پکڑ لیں گے۔ اللہ کے غضب کی وجہ سے وہ بھی اس پر غضبناک ہوں گے اور اس کو چہرے کے بل جہنم کی طرف گھسیٹیں گے۔ اور آگ ان سے ستر گنا زیادہ اس پر غضبناک ہوگی۔ جہنمی پانی کی فریاد کرے گا تو اس کو ایسا پانی پلایا جائے گا جس سے اس کا گوشت اور اس کے پٹھے گر جائیں گے اور جہنم میں اوندھے منہ اس کو ڈال دیا جائے گا۔ سو اس کے لئے آگ کی ہلاکت ہے۔

آپ ہی سے مروی ہے آپ نے دریافت فرمایا جانتے ہو فساق کیا چیز ہے؟ حاضرین نے عرض کیا نہیں۔ فرمایا یہ جہنم میں ایک چشمہ ہے۔ جس میں تمام سانپ، بچھوؤں اور دوسری چیزوں کا زہریلا مواد اور پسینہ بہہ بہہ کر گرتا ہے۔ آدمی کو لایا جائے گا اور اس میں ایک غوطہ دیا جائے گا۔ جب وہ نکلے گا تو اس کی ہڈیوں سے سارا گوشت گل کر گر جائیگا اور اس کی کھال اور گوشت اس کے ٹخنوں میں جا گرے گا۔ وہ اپنے گوشت کو یوں کھینچتا پھرے گا جیسے کوئی اپنے کپڑے کو کھینچتا ہے۔

## جہنم کے ناموں سے متعلق روایات اور ان کی وضاحت

الہاویۃ...... ابن جریج رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ جہنم کا بالکل نچلا طبقہ ہے۔ فرمان الٰہی ہے:

اور جس کے وزن ہلکے نکلیں گے اس کا مرجع ہاویہ ہے۔ (سورۃ القارعۃ آیت ۹،۸)

ایک قول یہ ہے کہ ہاویہ کا مطلب یہ ہے کہ اس کو سر کے بل نیچے گرا دیا جائے گا کیونکہ ھوی یھوی کا معنی ہے نیچے گرنا۔ لہٰذا اوپر سے جہنم میں گرایا جانا ہی اس کا مطلب ہے۔ حدیث میں ہے آدمی اللہ کی ناراضگی کی کوئی بات کرتا ہے لیکن اس کی وجہ سے (یھوی بھا فی النار) جہنم میں ستر سال کی گہرائی تک گرا دیا جاتا ہے۔ یہاں بھی یہوی اسی معنی میں مستعمل ہوا ہے۔

ایک قول یہ ہے کہ "فامه هاوية" کا مطلب جہنم کا سب سے نچلا درجہ ہے۔ یا یہ خود آگ کی صفت ہے۔ اس کی تائید اس روایت سے ہوتی ہے:

ابو بکر بن ابی الدنیا نے اپنی سند کے ساتھ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب مومن مرجاتا ہے تو (پہلے سے مرے ہوئے مردوں کی روحیں) اس نئے آنے والے مومن سے سوال جواب کرتی ہیں کہ فلاں کا کیا بنا؟ فلانی کا کیا بنا؟ لیکن اگر کوئی مرجائے اور ان کے پاس نہ آئے تو وہ کہتے ہیں اس کو امه الهاوية یا یہ جہنم میں لے گئے ہیں۔ وہ تو بہت برا ٹھکانہ ہے۔ بہت بری پرورش گاہ ہے۔ اسی طرح جب کوئی (نیک روح والا ان کے پاس) آتا ہے تو وہ اس سے پوچھتے ہیں فلاں کا کیا ہوا کیا اس نے شادی کرلی؟ فلانی کا کیا ہوا کیا اس نے شادی کرلی؟ پھر آپس میں کہتے ہیں چھوڑو اس کو آرام کرنے دو۔ یہ سفر سے آیا ہے۔

ابن جریر میں ہے حضرت اشعث بن عبداللہ الاعمٰی فرماتے ہیں کہ جب کوئی مومن مرجاتا ہے تو اس کی روح مومنین کی ارواح کے پاس لے جائی جاتی ہے۔ وہ کہتے ہیں اپنے بھائی کی شادی کرو یہ دنیا کے غم میں تھا پھر پوچھتے ہیں فلاں کا کیا ہوا وہ کہتا ہے اس کا تو انتقال ہو گیا ہے کیا وہ تمہارے پاس نہیں آیا؟ وہ کہتے ہیں اس کو امه الهاوية یعنی جہنم لے گئے ہوں گے۔(۱)

حافظ ضیاء المقدسی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اللہ کی راہ میں جہاد کرنا گناہوں کو مٹا دیتا ہے یا فرمایا ہر گناہ کو مٹا دیتا ہے۔ سوائے امانت کے۔ لہٰذا صاحب امانت کو لایا جائے گا اور کہا جائے گا امانت ادا کر وہ کہے گا یا رب! دنیا تو چلی گئی۔ یہ بات تین مرتبہ ہوگی۔ پھر حکم سنایا جائے گا کہ اس کو ہاویہ لے جاؤ۔ لہٰذا اس کو لے جایا جائے گا اور اس میں دھکیل دیا جائے گا وہ اس میں گرے گا حتیٰ کہ اس کی گہرائی تک جا پہنچے گا۔ وہاں اس امانت کو بعینہ اپنی اصل شکل میں پائے گا۔ چنانچہ اس کو اٹھائے گا اور اپنے کندھے پر رکھے گا پھر اس کو لے کر جہنم کی آگ میں چڑھے گا۔ حتیٰ کہ جب نکلنے کے قریب ہوگا پھسل جائے گا اور ہمیشہ کے لئے دوبارہ گہرائی میں گر جائے گا۔ نیز فرمایا: امانت نماز میں بھی ہے (کہ اس کو ادا کرے اور صحیح ادا کرے)، امانت روزے میں بھی ہے۔ امانت وضوء میں

---

(۱) اتحاف السادۃ المتقین ۱۰/۳۹۵

بھی ہے۔ امانت بات چیت میں بھی ہے (کہ کسی کا راز یا آپس کا عہد افشاء نہ کرے)۔ لیکن ان سب امانتوں میں سخت امانت کسی کی امانت رکھوائی ہوئی شے ہے۔

حدیث کے عالی راوی زاذان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں نے حضرت براء رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ کے بھائی عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ یہ روایت بیان کرتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا وہ سچ کہتے ہیں۔

یہ روایت مسندات میں سے نہیں ہے۔ اور نہ صحاح ستہ میں سے کسی کتاب میں ہے۔

**جب الحزن یعنی غم کی وادی** ——— حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: جب الحزن سے اللہ کی پناہ مانگا کرو۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یارسول اللہ! جب الحزن کیا شے ہے؟ فرمایا جہنم میں ایک وادی ہے۔ جس سے خود جہنم بھی دن میں چار سو مرتبہ پناہ مانگتی ہے۔ وہ ریاکار قاریوں کے لئے بنائی گئی ہے۔ اللہ کے نزدیک سب سے مبغوض اور ناپسندیدہ وہ لوگ ہیں جو امراء اور ظالم حکام کے دکھاوے کے لئے اعمال کرتے ہیں۔ (۱)

## جہنم کی نہر کا ذکر جس میں جہنمیوں کے میل کچیل اور لہو پیپ وغیرہ جمع ہوں گے

## جنت میں شراب کا عادی، رشتہ ناطہ قطع کرنے والا اور جادوگری کی تصدیق کرنے والا داخل نہیں ہو سکتے

مسند احمد میں ابوموسیٰ کی حدیث سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تین اشخاص جنت میں داخل نہیں ہوں گے۔ شراب کا عادی، اللہ تعالیٰ اس کو غوطہ کی نہر سے پلائیں گے۔ پوچھا گیا نہر الغوطہ کیا ہے؟ فرمایا: وہ نہر جو فاحشات کی شرمگاہوں سے نکلنے والی غلاظت سے جاری ہوتی ہے۔ نیز اہل جہنم کو ان فاحشات کی شرمگاہوں کی بدبو سے بھی ایذا دی جائے گی۔ (۲)

**وادیٔ لملم کا ذکر** ——— ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جہنم میں ایک وادی ہے، جس کا نام لملم ہے۔ جہنم کی دوسری وادیاں بھی اس کی گرمی سے اللہ کی پناہ مانگتی ہیں۔ (۳) یہ روایت غریب ہے۔

**ایک وادی اور کنویں کا ذکر** ——— ابوبکر بن ابی الدنیا رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبردۃ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جہنم میں ایک وادی ہے جس کا نام "ھب ھب" ہے۔ اللہ پر لازم ہے کہ اس میں ہر جابر شخص کو سکونت دے۔ اے فلاں! احتیاط رکھنا کہیں تو ان میں سے نہ ہو جائے۔ (۴)

## ویل اور صعود کا ذکر

**ویل یومئذ للمکذبین**

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: اس دن جھٹلانے والوں کے لئے خرابی ہے۔ (سورۃ المرسلات ۱۵)

**سارھقہ صعوداً**

نیز فرمان الٰہی ہے: ہم اسے صعود پر چڑھا ئیں گے۔ (سورۃ المدثر آیت ۱۷)

---

(۱) الترمذی ۲۳۸۳۔ ابن ماجہ ۲۵۶۔ (۲) مسند احمد ۳۹۹/۴۔ (۳) کنز العمال ۳۹۴۵۵۔ اتحاف السادۃ المتقین ۵۱۶/۱۰

(۴) مسند الفردوس ۳۳۱۳۔ [illegible] ۵۸/۱

مسند احمد میں حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ویل جہنم میں ایک وادی کا نام ہے کافر اس میں چالیس سال تک گرتے چلے جائیں گے پھر کہیں جا کر اس کی گہرائی تک پہنچیں گے صعود جہنم میں ایک پہاڑ کا نام ہے۔ جہنمی اس پر ستر سال تک چڑھتا رہے گا پھر اتنا ہی اترتا رہے گا۔ یہی حال ہمیشہ رہے گا۔(1)

یہ روایت امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ نے بھی روایت کی ہے لیکن ضعیف ہے بلکہ اس سے حدیث کے منکر ہونے کا درجہ بھی ہے۔ زیادہ مناسب ہے ویل کی تفسیر نجات اور سلامتی کی ضد ہے۔ جیسے عرب میں کہا جاتا ہے ویل فلاں کو ویل ہے۔

صعود کے معنی...... امام محمد بن جریر رحمۃ اللہ علیہ، امام ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ اور ابن مردویہ نے ایک ہی سند کے ساتھ حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اللہ کے اس فرمان "سارھقہ صعودا" کے متعلق فرمایا صعود جہنم میں ایک پہاڑ کا نام ہے کافر کو مجبور کیا جائے گا کہ اس پر چڑھے۔ جب اس پر ہاتھ رکھے گا تو اس کا ہاتھ (پہاڑ کی شدت تپش کی وجہ سے) پگھل جائے گا۔ جب واپس اٹھائے گا تو وہ دوبارہ ٹھیک ہو جائے گا۔ اسی طرح جب اپنا پاؤں رکھے گا تو پگھل جائے گا۔ جب واپس اٹھائے گا تو درست ہو جائے گا۔(2)

حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ صعود جہنم میں ایک چٹان کا نام ہے جس پر کافر کو منہ کے بل گھسیٹا جائے گا۔

حضرت سدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں صعود جہنم میں ایک پھسلنے والی چٹان کا نام ہے جس پر کافر کو چڑھنے کے لیے مجبور کیا جائے گا۔

حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ہم اسے صعود پر چڑھائیں گے کا مطلب یہ ہے کہ ہم اس کو مشقت والا عذاب دیں گے۔ حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اس کا مطلب عام ہے یعنی ایسا عذاب دیں گے جس میں راحت نہ ہوگی۔ اسی کو امام ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ نے اختیار فرمایا ہے۔

جہنم کے سانپ بچھوؤں کا ذکر (اللہ اپنی پناہ میں رکھے)۔ ارشاد خداوندی ہے: جو لوگ مال میں جو خدا نے اپنے فضل سے ان کو عطا فرمایا ہے بخل کرتے ہیں وہ اس بخل کو اپنے حق میں اچھا نہ سمجھیں بلکہ وہ ان کے لیے برا ہے۔ وہ جس مال میں بخل کرتے ہیں قیامت کے دن اس مال کا طوق بنا کر ان کی گردنوں میں ڈالا جائے گا۔ (آل عمران آیت ۱۸۰)

صحیح بخاری میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو صاحب مال اپنے مال کی زکوۃ ادا نہیں کرتا تو اس کا مال اس کے لیے قیامت کے دن گنجے سانپ کی شکل میں بنا دیا جائے گا۔ اس کی دو آنکھوں پر دو سیاہ نقطے ہوں گے۔ وہ اپنے جبڑوں سے اس شخص کو پکڑے گا اور کہے گا میں تیرا مال ہوں میں تیرا خزانہ ہوں۔(3)

دوسری روایت میں ہے۔ وہ اس سانپ کو دیکھ کر بھاگے گا سانپ اس کے پیچھے دوڑے گا اور اس کو ڈسے گا اور اس کا ہاتھ چبا جائے گا اور اس کے گلے کا طوق بن جائے گا۔

پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: جو لوگ مال میں جو خدا نے اپنے فضل سے ان کو عطا فرمایا ہے بخل کرتے ہیں وہ اس بخل کو اپنے حق میں اچھا نہ سمجھیں بلکہ وہ ان کے لیے برا ہے۔ وہ جس مال میں بخل کرتے ہیں قیامت کے دن اس کا طوق بنا کر ان کی گردنوں میں ڈالا جائے گا۔
(آل عمران آیت ۱۸۰)

مسند ابو یعلیٰ میں مرہ کی سند کے ساتھ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے اس فرمان الٰہی "جن لوگوں نے کفر کیا اور لوگوں کو اللہ کے راستے سے روکا ہم ان کو عذاب پر عذاب زیادہ دیں گے اس لیے کہ وہ شرارت کیا کرتے تھے (سورۃ النحل آیت ۸۸) کے متعلق مروی ہے ... عذاب پر عذاب دیں گے کا مطلب یہ ہے کہ ان پر ایسے بچھو چھوڑے جائیں گے جن کے ڈنک لمبی کھجوروں کی طرح

[illegible]

بچھڑے جائیں گے۔

بیہقی میں عبداللہ بن الحارث بن جزء الزبیدی حضور ﷺ سے روایت کرتے ہیں

جہنم میں ایسے سانپ ہیں جن کی موٹائی بختی اونٹوں کی گردنوں کی طرح ہے ان میں سے کوئی ایک مرتبہ ڈسے گا تو چالیس سال تک اس کی تکلیف محسوس ہوگی۔ (۱)

ابن ابی الدنیا میں ہے حضور ﷺ کے غلام [illegible] رضی اللہ عنہ عجیب فرماتے ہیں جہنم میں ستر ہزار وادیاں ہیں۔ ہر وادی میں ستر ہزار گھاٹیاں ہیں۔ ہر گھاٹی میں ستر ہزار گھر ہیں۔ ہر گھر میں ستر ہزار غار ہیں۔ ہر غار میں ستر ہزار اژدھے ہیں اور ہر اژدھے کے منہ میں ستر ہزار بچھو ہیں۔ کافر و منافق سب سے پہلے ان کے پاس ضرور جائیں گے۔

یہ روایت موقوف ہے اور منکر ہے۔ اس میں ایک راوی سعید [illegible] مجہول ہے۔ اور بھی کئی ضعف ہیں۔

بعض مفسرین نے [illegible] کی تفسیر [illegible] ہے۔ [illegible] سے حفاظت فرمائے۔

فرمان الٰہی ہے اور ہم نے ان کے درمیان ہلاکت کی جگہ بنا دی ہے۔ (کہف ۵۲)

بعض مفسرین یہ روایت بھی فرماتے ہیں اس سے مراد جہنمیوں کے خون اور پیپ وغیرہ کی نہر ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ اور مجاہد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اس سے مراد جہنم کی وادیوں میں سے ایک وادی ہے۔ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں قیامت کے دن اہل ہدایت اور اہل ضلالت کے درمیان تفریق کر دیا جائے گا۔

بیہقی میں عبدالرحمن [illegible] رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں دمشق میں [illegible] کے پاس حضور ﷺ کے اصحاب میں سے ایک صاحب تشریف لائے انہوں نے لوگوں کو دنیا میں انہماک ملاحظہ فرمایا تو کہنے لگے [illegible] کیا ان کے پیچھے غی نہیں ہے [illegible] پھر فرمایا جہنم میں ایک کنواں ہے جب اس کو کھولا جائے گا تو اہل جہنم بھی اس سے پناہ مانگیں گے۔ (۲)

**عبرت انگیز خطبہ** امام دمشقی رحمۃ اللہ علیہ امام ابو حاتم امام ابراہیم بن مرزوق بصری سعید بن عامر رضی اللہ عنہ سے حضرت شعیب سے روایت کرتے ہیں۔ حضرت شعیب فرماتے ہیں (خلیفہ) عمر [illegible] کے پاس خط لکھا گیا [illegible] حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ [illegible] خناصرہ [illegible] منبر پر کھڑے ہو کر خطبہ دیتے تھے ایک دن انہوں نے ہم کو خطبہ دیا اور اللہ کی حمد و ثنا کے بعد فرمایا

اے لوگو! اپنے [illegible] اصلاحات کر لو [illegible] تم [illegible] یہاں [illegible] کے لوگ ہیں۔ [illegible] جب [illegible] سے کوئی [illegible] جو [illegible] ہے [illegible] کرتی ہیں۔ [illegible] تم [illegible] کی [illegible] ہوا۔ [illegible] قبروں [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] جیسے [illegible] سے بچ گیا [illegible] جہنم [illegible] رہتی ہیں [illegible] کی طرف [illegible] جہنم کی ایک وادی [illegible] جہنم [illegible] سے بچتے [illegible] پناہ مانگتی ہیں [illegible] کی طرف [illegible] تک پہنچتی

---

(۱) [illegible] (۲) [illegible]

کے قریب زہریلے سانپ اور بچھو ہیں وہ گھیر لیں گی ان سے چمٹ جائیں گی اور ان کے منہوں اور پہلوؤں کو کاٹیں گی۔ تو وہ لوٹ کر آگ کے مرکز میں پہنچ جائیں گے۔ اس کے علاوہ ان پر خارش مسلط کر دی جائے گی۔ وہ کھجائیں گے اور کھجاتے چلے جائیں گے حتیٰ کہ ہڈیاں ظاہر ہو جائیں گی۔ ان کو کہا جائے گا اے فلاں کیا تجھے اس سے تکلیف ہوتی ہے؟ وہ کہے گا ہاں۔ چنانچہ اس کو کہا جائے گا یہ اس وجہ سے ہے کہ تو مومنین کو تکلیف پہنچاتا تھا۔[1]

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ اپنی سند کے ساتھ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جس نے اللہ سے تین مرتبہ جنت کا سوال کیا جنت اس کے متعلق کہتی ہے اے اللہ اس کو جنت میں داخل فرما دے۔ اور جس نے جہنم سے تین مرتبہ پناہ مانگی تو جہنم کہتی ہے اے اللہ اس کو جہنم سے پناہ دے دے۔

## جس نے خلوص دل کے ساتھ جہنم کی گرمی و سردی سے خدا کی پناہ مانگی خدا کی رحمت اس کے قریب ہے

بیہقی میں حضرت ابوسعید اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جب گرمی کا دن ہوتا ہے اللہ تعالیٰ آسمان و زمین والوں کی طرف اپنے کان اور نگاہیں لگا دیتے ہیں۔ چنانچہ جب کوئی بندہ کہتا ہے لا الٰہ الا اللہ بڑی سخت گرمی ہے اے اللہ! مجھے جہنم کی گرمی سے اپنی پناہ میں رکھیے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ جہنم کو فرماتے ہیں میرے ایک بندے نے تجھ سے میری پناہ مانگی ہے چنانچہ میں تجھ کو گواہ بناتا ہوں کہ میں نے اس کو تجھ سے اپنی پناہ میں لے لیا۔ اسی طرح جب سخت سردی کا دن ہوتا ہے اللہ تعالیٰ آسمان و زمین والوں کی طرف اپنے کان اور نگاہیں لگا دیتے ہیں۔ چنانچہ جب کوئی بندہ کہتا ہے لا الٰہ الا اللہ! آج کتنی سخت (زمہریر) سردی ہے اے اللہ! مجھے جہنم کی سردی سے اپنی پناہ میں رکھیے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ جہنم کو فرماتے ہیں میرے ایک بندے نے تیری سردی سے میری پناہ مانگی ہے چنانچہ میں تجھ کو گواہ بناتا ہوں کہ میں نے اس کو تجھ سے اپنی پناہ میں لے لیا۔[2]

لوگوں نے استفسار کیا یہ زمہریر کیا چیز ہے؟ فرمایا زمہریر وہ جگہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ اس میں کسی کافر کو ڈالیں گے تو سردی کی شدت سے اس کے اعضاء ایک دوسرے سے کٹ کٹ جائیں گے۔

## فصل

جہنم کے درجات اللہ اپنی پناہ میں رکھے۔ امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ علماء کا قول ہے سب سے بالائی درجہ جہنم ہے جو امت محمدیہ ﷺ کے گنہگاروں کے لئے مخصوص ہوگا۔ اس کو ان گنہگاروں کے بعد خالی چھوڑ دیا جائے گا (اور جہنم کی) ہوائیں اس کے دروازوں کو بجائیں گی۔ پھر لظیٰ، حطمہ، سعیر، سقر، جحیم اور سب سے آخر میں ہاویہ ہے۔[3]

سب سے بالائی طبقہ میں امت محمدیہ کے عاصی ہوں گے۔ ان کے نیچے دوسرے طبقہ میں نصاریٰ، تیسرے میں یہود، چوتھے میں صابئین، پانچویں میں مجوس، چھٹے میں مشرکین عرب اور سب سے نچلے ساتویں میں منافقین ہوں گے۔

بعض حضرات نے یہ طبقات بیان کئے ہیں پس یہ تقسیم اور ہر طبقہ کے لئے کسی مخصوص مخلوق کی تعیین ایسی چیز ہے جو یہاں تک نہیں پائی جاتی۔ اور وہ جو [illegible] یا مستند ہو۔ [illegible] حدیث میں [illegible] کا وجود [illegible] ہے۔ اس نے کہ فرمان الٰہی ہے: اور (آپ ﷺ) فرماتے ہیں کہ [illegible] سے [illegible] لئے۔ [illegible] (دوزخ کی طرف) [illegible] جاتا ہے [illegible] ہے۔ ([illegible])

---

[1] [illegible]

[2] [illegible]

[3] [illegible]

لہذا ان کی وجہ بندی صحیح طور پر صرف اللہ کو معلوم ہے۔ ہاں آخری وجہ متکلمین کے لئے جو قرآن سے ثابت ہے اس میں کوئی شک نہیں کیا جا سکتا۔ نیز ان سب کا جہنم میں جانا بھی یقینی ہے۔

امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جہنم کے متعلق گزشتہ نام جہنم کے محل کا نام نہیں ہیں۔ بلکہ یہ صفات ہیں۔ لیکن جہنم کے دروازے سات ہی ہیں۔ مصنف رحمۃ اللہ علیہ بھی امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ کی تائید فرماتے ہیں۔

## جہنم کے بختی نامی اژدھوں کا ذکر (اللہ اپنی پناہ میں رکھے)

عبداللہ بن حارث حضور ﷺ سے روایت کرتے ہیں فرمایا جہنم میں سانپ ہیں جو بختی اونٹوں کی گردنوں کی طرح ہیں اگر ان میں کوئی ایک مرتبہ ڈس لے تو وہ شخص چالیس سال تک اس کی شدید تکلیف میں مبتلا رہے گا۔ (۱)

طبرانی میں براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے اللہ تعالیٰ کے فرمان "ہم ان کو عذاب پر عذاب دیں گے (سورۃ نحل آیت ۸۸)" کے متعلق سوال کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

جہنم میں بڑی کھجوروں (کے تنوں) کی طرح کے بچھو ان پر چمٹ جائیں گے اور ان کو کاٹیں گے۔

حضرت کعب احبار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جہنم کے سانپ اژدھے وادیوں کی طرح (بڑے بڑے) ہوں گے۔ جہنم کے بچھو (بڑے بڑے) خچروں کی طرح ہوں گے۔ ان کی دمیں تیز نیزوں کی طرح ہوں گی۔ ان میں سے کوئی کسی کافر کو ڈسے گا تو (شدت زہر کی وجہ سے) کافر کا گوشت اس کے قدموں پر گر جائے گا۔

**اہل جہنم کا رونا دھونا اور چیخ و پکار۔** ابو یعلی موصلی اپنی سند کے ساتھ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

اے لوگو! روؤ، اگر رونا نہ آئے تو تکلف سے رونے کی کوشش کرو۔ جہنمی جہنم میں روئیں گے حتیٰ کہ ان کے آنسو ان کے چہروں پر نالیوں کی صورت اختیار کر لیں گے۔ آنسو ختم ہو جائیں گے، آنکھوں میں گڑھے پڑ جائیں گے۔ اگر ان آنسوؤں میں کشتی چلائی جائے تو چل پڑے گی۔ (۲)

ابن ابی الدنیا میں سند کے ساتھ [illegible] سے مرفوعاً منقول ہے فرمایا اہل جہنم جب جہنم میں داخل ہوں گے تو ایک زمانہ تک آنسوؤں کے ساتھ روئیں گے۔ پھر ایک زمانہ تک خون کے آنسو روئیں گے۔ جہنم کے داروغے کہیں گے۔ اے بدبخت گروہ! گزشتہ گھر میں تم رونے سے بچتے رہے۔ آج کوئی مددگار ہے تمہارا؟ وہ لوگ بلند آواز سے پکاریں گے اے اہل جنت! اے باپوں، ماؤں اور اولاد! ہم قبروں سے پیاسے نکلے تھے، میدان حشر میں بھی طویل عرصہ پیاسے رہے، افسوس! آج بھی ہم شدت سے پیاسے ہیں۔ ہماری طرف کچھ پانی بہا دو یا جو کچھ اللہ نے تم کو رزق دیا ہے۔ چالیس سال تک ان کی پکار پر کوئی جواب نہیں دیا جائے گا۔ پھر کہا جائے گا تم چپ کر کے پڑے رہو۔ تب وہ ہر بھلائی سے مایوس ہو جائیں گے۔

فرمان الٰہی ہے "آگ ان کے منہ کو جھلس دے گی اور وہ اس میں تیوری چڑھائے ہوں گے۔" (سورۃ مومنون آیت ۱۰۴)

مسند احمد میں حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے آیت تلاوت فرمائی:

وَهُمْ فِيهَا كَالِحُونَ

اور وہ اس میں تیوری چڑھائے ہوں گے۔ (سورۃ مومنون آیت ۱۰۴)

پھر فرمایا آگ ان کے چہروں کو بھون دے گی، ان کا اوپر والا ہونٹ سکڑ کر سر کے درمیان تک پہنچ جائے گا اور نیچے والا ہونٹ ناف تک لٹک جائے گا۔ ابن مردویہ اپنی سند کے ساتھ حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے اللہ کے اس فرمان "آگ ان کے منہ کو جھلس دے گی" (سورۃ مومنون آیت ۱۰۴) کے متعلق فرمایا۔

---

(۱) [illegible] مجمع الزوائد [illegible] (۲) [illegible]

آگ ان کو یوں جھلسا دے گی کہ ایک ہی لپٹ سے ان کا گوشت ان کی ایڑیوں پر گر جائے گا۔

جہنم کی صفت سے متعلق مختلف احادیث ...... ابو القاسم الطبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اہل جہنم جب جہنم میں جمع ہوں گے اور ان کے ساتھ اہل قبلہ[1] (مسلمانوں کے گنہگار) بھی ہوں گے جن کو خدا چاہے۔ تو کفار مسلمانوں سے کہیں گے: کیا تم مسلمان نہیں تھے؟ وہ کہیں گے کیوں نہیں! کفار کہیں گے: پھر تمہارے اسلام نے تم کو کیا فائدہ دیا؟ تم بھی ہمارے ساتھ جہنم میں پڑے ہو۔ مسلمان کہیں گے ہمارے سر پر کچھ گناہ تھے جن کی وجہ سے ہم پکڑے گئے۔ اللہ تعالیٰ ان کی یہ باتیں سنیں گے تو حکم فرمائیں گے کہ جو اہل قبلہ جہنم میں ہیں سب کو نکال لو۔ آخر سب مسلمانوں کو نکال لیا جائے گا۔ باقی رہ جانے والے کفار دیکھیں گے تو کہیں گے اے کاش! اگر ہم مسلمان ہوتے تو ہم بھی نکال لئے جاتے۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

**أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ الٓرٰ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ وَقُرْاٰنٍ مُّبِيْنٍ رُبَمَا يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ كَانُوْا مُسْلِمِيْنَ**

الٓر۔ یہ (خدا کی) کتاب اور روشن قرآن کی آیتیں ہیں۔ کسی وقت کافر لوگ آرزو کریں گے کہ کاش وہ مسلمان ہوتے۔

(سورۃ الحجر آیت ۱،۲)

امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سند کے ساتھ حضرت صالح بن طریف سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں میں نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے پوچھا کیا آپ نے حضور ﷺ سے اس فرمان الٰہی "کسی وقت کافر لوگ آرزو کریں گے کہ کاش وہ مسلمان ہوتے۔ (سورۃ الحجر آیت ۲) کے متعلق کچھ سنا ہے؟ تو انہوں نے فرمایا ہاں۔ آپ فرماتے تھے: اللہ تعالیٰ جہنم سے کچھ لوگوں کو نکالیں گے اور ان سے اپنا عذاب ہٹالیں گے۔[2]

نیز فرمایا: جب اللہ تعالیٰ ان مسلمانوں کو مشرکین کے ساتھ جہنم میں داخل فرمائیں گے تو مشرکین ان سے کہیں گے: دنیا میں تم تو سمجھتے تھے کہ ہم اللہ کے اولیاء ہیں۔ اب ہمارے ساتھ جہنم میں کیوں ہو؟ اللہ تعالیٰ ان کی یہ بات سنیں گے تو ان مسلمانوں کے لئے شفاعت کی اجازت مرحمت فرمائیں گے۔ لہٰذا ملائکہ، انبیاء اور مومنین ان کے لئے شفاعت فرمائیں گے۔ حتیٰ کہ اللہ کے حکم سے ان کو نکال لیں گے۔ چنانچہ مشرکین جب یہ معاملہ دیکھیں گے تو کہیں گے: اے کاش کہ ہم بھی ان جیسے (مسلمان) ہوتے تو آج ہمیں بھی شفاعت نصیب ہو جاتی اور ہم بھی جہنم سے نکل جاتے۔ فرمایا یہی اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

**رُبَمَا يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ كَانُوْا مُسْلِمِيْنَ**

ایک وقت کافر لوگ آرزو کریں گے کہ کاش وہ مسلمان ہوتے۔ (سورۃ الحجر آیت ۲)

پھر وہ جنت میں جہنمیوں ہی کے نام سے پہچانے جائیں گے۔ کیونکہ ان کے چہروں پر سیاہی باقی ہوگی۔ وہ عرض کریں گے: اے رب! یہ نام ہم سے ختم فرما دے۔ اللہ تعالیٰ حکم فرمائیں گے۔ لہٰذا ان کو جنت کی نہر میں غسل دیا جائے گا جس سے ان کے چہروں سے وہ علامت ختم ہو جائے گی۔

ابو اسامہ نے اس روایت کی توثیق فرمائی ہے۔

طبرانی میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لا الٰہ الا اللہ کہنے والے بہت سے لوگ اپنے گناہوں کی وجہ سے جہنم میں داخل ہوں گے۔ لات و عزیٰ کے بندے کہیں گے: تم کو لا الٰہ الا اللہ نے کیا فائدہ دیا؟ تم بھی ہمارے ساتھ جہنم میں پڑے ہو۔ ان کی بات پر اللہ کو غصہ آئے گا اور مسلمانوں کو جہنم سے نکال لے گا اور نہر حیات میں ان کو ڈال دے گا۔ پھر جیسے چاند گرہن سے نکلتا ہے اس طرح وہ اپنی جلن سے تروتازہ نکلیں گے اور جنت میں داخل ہو جائیں گے۔ جنت میں ان کو جہنمیوں کے نام سے پکارا جائے گا۔[3]

---

[1] المسند ۴/۴۰۸۔ مجمع الزوائد ۱۰/۳۷۹۔ کنز العمال ۲۹۵۵۵    [2] اوسط الطبرانی ۲۹۹۔

[3] اوسط الطبرانی ۲۹۹۔ مجمع الزوائد ۱۰/۳۷۹۔ در المنثور ۴/۹۳۔ کنز العمال ۳۹۴۲۲

ایک شخص نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے عرض کیا: اے انس! جانتے ہو نبی ﷺ کا فرمان ہے: جس نے قصداً مجھ پر جھوٹ بولا وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے۔ تو کیا آپ نے واقعی رسول ﷺ سے یہ بات سنی ہے؟ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ بات خوب اچھی طرح سنی ہے۔

**ایک غریب روایت**...... ابن ابی الدنیا میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں:

قیامت کے روز جہنم کو ستر ہزار لگاموں کے ساتھ کھینچ کر لایا جائے گا۔ ہر لگام کو ستر ہزار فرشتے تھامے ہوئے ہوں گے۔ اس کے باوجود جہنم اپنی طرف کھینچ رہی ہوگی۔ حتیٰ کہ اس کو عرش کے دائیں طرف کھڑا کر دیا جائے گا۔ اس دن اللہ تعالیٰ اس پر [illegible] کے بادل مسلط فرمادے گا۔ پھر پروردگار اس سے دریافت فرمائیں گے: (اے جہنم!) یہ حالت کیسی ہے؟ وہ کہے گی پروردگار! مجھے خوف ہے کہیں میری وجہ سے آپ کی ذات پر حرف نہ آئے۔ پروردگار فرمائیں گے تو میری مخلوق ہے اور میری ہی لگام ہے لیکن تیری [illegible] ہے۔ عرض کرے گی: مجھ پر کوئی قدرت [illegible] ہوگی۔ پھر اللہ تعالیٰ اس کی طرف وحی فرمائیں گے اور وہ اس قدر تڑتڑائے گی کہ اس کی آنکھوں سے آنسو بہیں گے اور خوف اور دہشت سے [illegible] ہو جائیں گی۔ پھر جہنم دوسری بار حرکت کرے گی جس کی وجہ سے کوئی فرشتہ بچے گا نہ کوئی نبی مرسل بلکہ ہر ایک بے ہوش ہو جائے گا صرف تمہارا پیغمبر (ﷺ) ہی دست بستہ کھڑا ہو جائے گا جو کہہ رہا ہوگا یا رب! امتی امتی۔(۱)

**غریب روایات میں سے ایک روایت**...... حافظ ابو نعیم اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ اپنی سند کے ساتھ حضرت کعب احبار رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب قیامت کا دن ہوگا اللہ پاک اولین و آخرین کو ایک ہی میدان میں جمع فرمائیں گے۔ فرشتے اتریں گے اور صف بستہ ہو جائیں گے۔ کہا جائے گا اے جبریل! جہنم کو میرے پاس لاؤ۔ حضرت جبریل علیہ السلام جہنم کو لائیں گے جس کو ستر ہزار لگاموں کے ساتھ کھینچ کر لایا جائے گا۔ پھر مخلوق کو اس کے سامنے چھوڑ دیا جائے گا حتیٰ کہ جب سو سال کا عرصہ بیت جائے گا تو جہنم اٹھائے گی جس سے مخلوق کے دل ہوا ہو جائیں گے۔ پھر جہنم دوسری بار حرکت کرے گی جس کی وجہ سے کوئی فرشتہ بچے گا نہ کوئی نبی مرسل بلکہ ہر ایک گھٹنوں کے بل گر جائے گا۔ پھر تیسری بار جہنم [illegible] کرے گی جس کی وجہ سے دل حلقوں میں آجائیں گے اور عقلیں اڑ جائیں گی۔ ہر شخص اپنے اعمال کی وجہ سے گھبرا رہا ہوگا حتیٰ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی فرمائیں گے: آج میں خدا کے ساتھ اپنی دوستی کے طفیل صرف اپنی ذات ہی کا سوال کرتا ہوں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے: اے خدا اس عزت کے صدقے جو تو نے مجھے بخشی آج میں اپنی ذات ہی کا تجھ سے سوال کرتا ہوں، مریم کا جس نے مجھے جنم دیا اس کے متعلق بھی آپ سے سوال نہیں کرتا۔ لیکن محمد ﷺ یوں عرض کریں گے: آج میں اپنی ذات کا سوال نہیں کرتا بلکہ اپنی امت کے لئے سوال کرتا ہوں۔ پروردگار آپ ﷺ کو جواب مرحمت فرمائیں گے: (اے محمد!) تیری امت میں جو میرے دوست ہیں آج ان کو کوئی خوف ہے نہ رنج۔ میری عزت کی قسم! میرے جلال کی قسم! آج میں تیری امت سے تیری آنکھیں ٹھنڈی کروں گا۔ پھر ملائکہ اللہ عزوجل کے سامنے (ہاتھ باندھے مؤدب) کھڑے ہو جائیں گے۔ ارشاد خداوندی ہوگا (اور ملائکہ فوراً تعمیل کریں)۔ عالی وزنی مرتبت پروردگار عزوجل کا فرمان ہوگا: اے زبانیہ (جہنم کے فرشتوں) کی جماعت! امت محمدیہ میں سے گناہوں پر ڈٹے رہنے والے لوگوں کو (جہنم) لے جاؤ۔ ان پر میرا شدید غضب ہے کیونکہ انہوں نے میرے کاموں میں سستی دکھائی، میرے حق کی ناقدری کی، میری حرمت کو پامال کیا، لوگوں سے ڈرتے رہے لیکن مجھ سے بے خوف رہے حالانکہ میں نے انہیں عزت بخشی تھی اور ان کو دوسری اقوام و امم پر فضیلت کا درجہ دیا تھا۔ لیکن ان سب کے باوجود انہوں نے میری عظمت و فضیلت کا پاس نہیں کیا۔ میری عظیم نعمتوں کا شکر ادا نہیں کیا۔

پھر اس وقت زبانیہ فرشتے ان کے مردوں کو داڑھیوں سے اور عورتوں کو چوٹیوں سے پکڑ لیں گے اور جہنم کی طرف لے چلیں گے۔

اس امت کے علاوہ دیگر امم کے افراد کو بھی جہنم کے ساتھ لے جایا جائے گا وہ بھی اس حال میں کہ (زنجیروں وغیرہ کا) عذاب ان کے قدموں میں ہوگا اور گردنوں میں طوق پڑے ہوں گے۔ لیکن اس امت کے افراد (کے ساتھ جہنم لے جانے میں بھی رعایت کی جائے گی۔ اور ان)

---

(۱) [illegible] ۳۹۵

کو ان کے اپنے سابقہ رنگوں کے ساتھ لے جایا جائے گا۔ جب وہ جہنم کے داروغہ مالک کے پاس پہنچیں گے تو مالک ان کو کہے گا: اے بدبخت گروہ! تم کون سی امت ہو؟ تم سے اچھے چہرے والے میرے پاس اور کوئی نہیں آئے؟ وہ کہیں گے: اے مالک! ہم قرآن والی امت ہیں۔ مالک کہے گا: اے بدبخت گروہ! کیا محمد ﷺ پر قرآن نازل نہیں ہوا تھا؟ تب وہ امت محمدیہ کے گنہگار گریہ وزاری اور چیخ و پکار کریں گے۔ وامحمداہ! وامحمداہ! (اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہوگا) اے محمد! تیری امت میں سے جن کے لئے جہنم کا حکم ہوا ہے ان کے لئے شفاعت کر۔ پھر مالک کو ندا دی جائے گی: اے مالک! تجھے کس نے حکم دیا ہے ان بدبختوں کے ساتھ عتاب کرنے کا، ان سے مکالمہ کرنے کا اور ان کو جہنم میں داخلے سے روکے رکھنے کا؟ اچھا اے مالک! ان کے چہرے سیاہ نہ کرنا، کیونکہ یہ دنیا میں اللہ رب العالمین کو سجدہ کرتے تھے۔ اے مالک! ان کو زنجیروں کے ساتھ نہ باندھنا، کیونکہ یہ جنابت سے غسل کرتے تھے۔ اے مالک! ان کو بیڑیاں نہ پہنانا، کیونکہ یہ میرے حرمت والے گھر کا طواف کرتے تھے۔ اے مالک! ان کو تارکول کے لباس نہ پہنانا، کیونکہ احرام کے لئے انہوں نے اپنے لباس اتار دیئے تھے۔ اے مالک! جہنم کو کہہ دے کہ بس ان کو ان کے اعمال کے مطابق ہی سزا دینا۔ پس جہنم ان کو اور ان کے عذاب کی مقدار کو خوب اچھی طرح جان لے گی، جتنا کہ ایک ماں بھی اپنے بیٹے کو نہیں جانتی۔

لہٰذا جہنم کسی کو صرف اس کے ٹخنوں تک پکڑے گی، کسی کو گھٹنوں تک، کسی کو ناف تک اور کسی کو اس کے سینے تک جکڑے گی۔ پس جب اللہ تعالیٰ ان کو ان کے کبیرہ گناہوں اور ان کے گناہوں پر اڑے رہنے کی سزا دے لیں گے تو ان کے اور مشرکین کے درمیان دروازہ کھول دیں گے جو کہ جہنم کے نچلے طبقہ میں ہوں گے۔ اہل امت محمد نے اب تک کوئی ٹھنڈی شی چکھی ہوگی نہ پی ہوگی۔ وہ خوب روئیں گے اور کہیں گے: یا محمداہ!! اپنی امت کے بدبختوں پر رحم فرما۔ ان کی شفاعت فرما۔ (جہنم کی بے رحم) آگ ان کے گوشت، ہڈیاں اور خون تک کھا چکی ہے۔ پھر وہ پروردگار کو پکاریں گے: یا رباہ! یا سیداہ! اپنے ان بندوں پر رحم فرما، جنہوں نے تیرے ساتھ کبھی شرک نہیں کیا، اگرچہ انہوں نے برے کام کئے، خطائیں کیں اور ظلم کیا۔ اس وقت مشرکین کہیں گے: تمہیں اللہ اور محمد پر ایمان لانے نے کیا نفع دیا؟ یہ بات سن کر پروردگار رب العالمین غضبناک ہو جائیں گے اور جبریل علیہ السلام کو حکم فرمائیں گے: اے جبریل! جا جہنم سے امت محمدیہ کے تمام افراد کو نکال لا۔ حضرت جبریل علیہ السلام ان کو جتھوں کے جتھے نکالیں گے جو جل کر کوئلہ ہو چکے ہوں گے۔ پھر ان کو جنت کے دروازے پر نہر الحیاۃ میں ڈال دیں گے۔ وہ اس میں رہیں گے حتیٰ کہ پہلے سے زیادہ تروتازہ ہو جائیں گے۔ پھر حضرت جبریل علیہ السلام ملائکہ کو حکم دیں گے کہ رحمن کے آزاد کردہ بندوں کو جنت میں داخل کریں۔ وہ اہل جنت میں اس علامت کے ساتھ ہی پہچانے جائیں گے (کہ یہ جہنم سے خلاصی پانے والے ہیں)۔ پھر یہ دعا کریں گے کہ ان سے یہ علامت مٹا دی جائے۔ اللہ تعالیٰ ان سے یہ علامت ختم فرما دیں گے اور اس کے بعد اہل جنت میں اس علامت کے ساتھ ان کی پہچان ختم ہو جائے گی۔[1]

دوسری روایات سے اس حدیث کے مختلف حصے موید ہیں۔

## باب

## قیامت میں رسول خدا ﷺ کی شفاعت اور اس کی انواع و تعداد کا بیان

**شفاعت عظمیٰ کا بیان**...... حضور ﷺ کی شفاعتوں میں پہلی قسم شفاعت اولیٰ ہے۔ اسی کو شفاعت عظمیٰ کہتے ہیں۔ انبیاء و مرسلین اور مومنین میں یہ شفاعت صرف حضور ﷺ ہی کو حاصل ہوگی۔ اس شفاعت کو پانے کے لئے تمام مخلوق محتاج ہوگی حتیٰ کہ ابراہیم علیہ السلام اور موسیٰ علیہ السلام بھی۔ تمام لوگ حضرت آدم علیہ السلام کے پاس حاضر ہوں گے کہ ہمارے لئے شفاعت فرمائیں اسی طرح یکے بعد دیگرے دوسرے انبیاء کے پاس آئیں گے۔ لیکن ہر ایک انکار کرے گا اور کہے گا میں اس کا اہل نہیں ہوں۔ بالآخر یہ سلسلہ سید الاولین والآخرین حضرت محمد ﷺ پر جا کر ختم ہوگا۔ آپ ﷺ فرمائیں گے ہاں ہاں، میں اس کا اہل ہوں۔[2] لہٰذا آپ ﷺ تشریف لائیں گے اور بارگاہ خداوندی میں شفاعت کریں گے کہ پروردگار ان کا حساب کتاب شروع فرما۔ ان کو اس مقام سے نجات دے۔ مومن اور کافر کے درمیان امتیاز فرما۔ مومن کو جنت سے نواز اور کافر کو جہنم واصل فرما۔

---

(۱) تاریخ اصبہان لابی نعیم ۱/۲۹۵

(۲) البخاری ۴۷۱۲۔ المسلم ۴۸۰۔

اس مقام کی تفصیل تفسیر ابن کثیر میں سورۃ اسراء کی ذیل کی آیت کے تحت بیان ہوئی ہے۔

اور کچھ حصہ شب میں بیدار رہا کرو (اور تہجد کی نماز پڑھا کرو یہ شب خیزی) تمہارے لئے سبب زیادت ہے۔ قریب ہے کہ خدا تم کو مقام محمود میں داخل کرے۔ (سورۃ الاسراء آیت ۷۹)

**دیگر انبیاء و مرسلین کے مقابلہ میں حضور ﷺ کی خصوصیات**...... صحیحین میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے پانچ ایسی خصوصیات سے نوازا گیا ہے، جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو حاصل نہیں ہوئیں۔ ایک ماہ کی مسافت کی دوری سے میرا رعب (دشمن پر مسلط) کر کے میری مدد کی گئی۔ میرے لئے ساری روئے زمین جائے سجود اور پاک قرار دی گئی۔ اموال غنیمت میرے لئے حلال کر دیئے گئے، جو مجھ سے قبل کسی کے لئے حلال نہیں ہوئے۔ مجھے شفاعت کرنے کا اہل بنایا گیا، اور یہ کہ ہر نبی کسی ایک قوم کی طرف مبعوث ہوتا تھا جبکہ مجھے تمام انسانیت کے لئے مبعوث کیا گیا ہے۔ (۱)

فرمایا: مجھے شفاعت کرنے کا اہل بنایا گیا۔ اس سے شفاعت عظمیٰ مراد ہے۔ حضور ﷺ بارگاہ خداوندی میں یہ شفاعت فرمائیں گے۔ یہ شفاعت حساب کتاب شروع ہونے سے متعلق ہوگی۔ تمام مخلوق اس شفاعت کی محتاج ہوگی کیونکہ ہر ذی روح میدان حشر میں کھڑا کھڑا تنگ ہو چکا ہوگا۔ حتیٰ کہ ابراہیم خلیل علیہ السلام، موسیٰ کلیم علیہ السلام اور دیگر تمام انبیاء و مرسلین اس شفاعت کی رغبت رکھیں گے اور اولین و آخرین سب اس کے معترف ہوں گے۔ یہ شفاعت صرف حضور ﷺ کو حاصل ہوگی اور کسی پیغمبر کو نصیب نہ ہوگی۔

اس کے علاوہ گنہگاروں کے متعلق شفاعت دیگر انبیاء و ملائکہ کو بھی حاصل ہوگی۔

حضرت امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ ابو عمار، عبداللہ بن فروخ کے توسط سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

میں پہلا شخص ہوں جس کے لئے زمین شق ہوگی اور سب سے پہلے میں شفاعت کروں گا اور سب سے پہلے میری شفاعت قبول کی جائے گی۔ (۲)

میں پہلا شخص ہوں جس کے لئے زمین شق ہوگی، کا مطلب ہے میں سب سے پہلے قبر سے اٹھایا جاؤں گا۔

اسی طرح امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سند کے ساتھ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

میں اولاد آدم کا سردار ہوں اور اس پر کوئی فخر نہیں۔ اور میں پہلا شخص ہوں جس کے لئے زمین شق ہوگی اور سب سے پہلے میں شفاعت کروں گا اور سب سے پہلے میری شفاعت قبول کی جائے گی۔ میرے ہاتھ میں لواء الحمد یعنی حمد باری تعالیٰ کا جھنڈا ہوگا حتیٰ کہ آدم علیہ السلام اس کے نیچے ہوں گے۔ (۳)

صحیح مسلم میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

میرے رب نے مجھے فرمایا کہ میں ایک حرف پر قرآن پڑھوں۔ میں نے عرض کیا پروردگار میری امت پر آسانی فرما۔ تو پروردگار نے جواب دیا ایک حرف پر پڑھو۔ میں نے پھر عرض کیا پروردگار میری امت پر آسانی فرما۔ تو پروردگار نے تیسری مرتبہ جواب دیا اچھا سات حروف پر پڑھو۔ پھر فرمایا تم نے جتنی بار مجھ سے سوال کیا ہر سوال کے بدلہ میں جو چاہو مانگو۔ میں نے عرض کیا اے پروردگار ایک تو میری امت کی مغفرت فرما دے اور باقی سوال میں آخرت کے دن کے لئے اٹھا رکھتا ہوں جس دن ساری مخلوق میری طرف رغبت رکھے گی حتیٰ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی۔ (۴)

**تشریح**...... مذکورہ بالا حدیث میں قرآن کو سات حروف پر پڑھنے کی اجازت دی گئی اس سے مراد عرب کی مختلف زبانوں کے مطابق پڑھنے کی اجازت ہے۔ یہی سات قرأت کہلاتی ہیں۔ یہ ساتوں قرائیں قراء اور علماء کے ہاں محفوظ ہیں۔ ان کے علاوہ کسی اور طریق سے قرآن پڑھنا ممنوع ہے۔ ہمارے دیار مشرق میں قرآت حفص پڑھی جاتی ہے۔ (م ۔ ع)

---

(۱) البخاری ۳۳۵۔ مسلم ۱۱۶۳۔ النسائی ۴۳۰۔ مسند احمد ۳/۳۰۴ (۲) الترمذی ۳۱۴۸۔ ابن ماجہ ۴۳۰۸۔

(۳) اخرجہ کما سبق آنفاً۔ (۴) مسلم ۱۹۰۱

## شفاعت کی دوسری اور تیسری قسم: عام مسلمان لوگوں کے لئے حضور ﷺ کی شفاعت ہے، جن کی نیکیاں اور بدیاں برابر ہوں گی تاکہ وہ جنت میں داخل ہو جائیں اور ان لوگوں کے واسطے جن کے لئے دخول جہنم کا حکم ہو چکا ہوگا تاکہ وہ دخول جہنم سے بچ جائیں

حافظ ابوبکر بن ابی الدنیا رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب الاھوال میں عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

قیامت کے دن انبیاء کے لئے نور کے منبر نصب کئے جائیں گے جس پر وہ جلوہ افروز ہوں گے۔ میرا منبر رہ جائے گا میں اس پر نہ بیٹھوں گا بلکہ اللہ عزوجل کے سامنے کھڑا رہوں گا اس بات کی فکر میں کہ کہیں مجھے جنت بھیج دیا جائے اور میرے بعد میری امت رہ جائے۔ سو میں عرض کروں گا: یارب! میری امت۔ پروردگار فرمائیں گے: اے محمد! آپ کیا چاہتا ہے کہ میں تیری امت کے ساتھ کیا کروں۔ میں عرض کروں گا: یارب! ان کا حساب جلد لے لیجئے۔ پس ان کو بلایا جائے گا اور حساب کتاب لیا جائے گا۔ کوئی تو اللہ کی رحمت کے ساتھ جنت میں داخل ہو جائے گا اور کوئی میری سفارش کے ساتھ جنت میں داخل ہو جائے گا اور میں مسلسل شفاعت کرتا رہوں گا حتیٰ کہ مجھے ان لوگوں کے لئے دستاویز لکھ دی جائے گی جن کو جہنم بھیج دیا گیا ہوگا جس کی وجہ سے جہنم کا داروغہ مالک کہے گا: اے محمد! آپ نے اپنی امت پر اپنے رب کے غضب کے لئے کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ (1)

(منہال بن عمرو، عن عبداللہ بن الحارث) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لوگوں کو ننگے جسم میدان حشر میں جمع کیا جائے گا۔ وہ اپنی نگاہیں آسمان کی طرف اٹھائے جمع ہوں گے اور فیصلہ کئے جانے کے انتظار میں چالیس سال تک کھڑے رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ اپنے عرش سے کرسی کی طرف نزول اجلال فرمائیں گے۔ سب سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بلایا جائے گا اور ان کو دو جنتی ریشم کے جوڑے پہنائے جائیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: میرے پاس نبی امی محمد کو لاؤ۔ فرمایا: تو میں کھڑا ہوں گا اور جنت کا لباس پہنوں گا اور میرے لئے حوض کو کھولا جائے گا جس کی چوڑائی ایلہ سے کعبہ تک ہے۔ میں اس سے پیوں گا اور غسل کروں گا جبکہ شدت پیاس کی وجہ سے مخلوق کی گردنیں کٹ رہی ہوں گی۔ پھر میں کرسی کی دائیں جانب کھڑا ہوں گا۔ اس مقام پر میرے سوا کسی کو کھڑے ہونے کی اجازت نہ ہوگی۔ پھر مجھے کہا جائے گا: سوال کر تجھے عطا کیا جائے گا۔ شفاعت کر تیری شفاعت قبول کی جائے گی۔

اس موقع پر ایک شخص نے آپ ﷺ سے سوال کیا: یا رسول اللہ! کیا ہم آپ کے والدین کے لئے کسی بھلائی کی توقع رکھ سکتے ہیں؟ آپ ﷺ نے جواب دیا: میں ان کے لئے شفاعت کروں گا تو قبول کر لی جائے گی یا منع کر دیا جائے گا اور مجھے ان کے لئے کوئی امید نہیں ہے۔ (2)

آگے منہال بن عمرو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس کے علاوہ مجھے عبداللہ بن الحارث نے حضور اکرم ﷺ کا یہ ارشاد نقل کیا:

اپنی امت میں سے ایک قوم پر میرا گزر ہوگا جس کو جہنم کی طرف لے جایا جا رہا ہوگا۔ وہ کہیں گے: اے محمد! ہماری شفاعت کر دیجئے۔ میں ملائکہ کو حکم دوں گا: ان کو روک کے رکھیں۔ میں پروردگار کے حضور میں جاؤں گا اور اجازت طلب کروں گا مجھے اجازت دی جائے گی۔ میں خدا کے حضور سجدہ ریز ہو کر عرض کروں گا: پروردگار! میری امت میں سے ایک قوم کے متعلق آپ نے جہنم کا حکم فرمایا ہے۔ پروردگار فرمائیں گے: جا جس کو تم چاہو نکال لے۔ پھر باقی لوگ بھی پکاریں گے: اے محمد! ہمارے لئے بھی شفاعت فرما دیجئے۔ پس میں پروردگار کے پاس دوبارہ حاضر ہوں گا اور اجازت چاہوں گا۔ مجھے اجازت مل جائے گی اور میں سجدہ ریز ہو جاؤں گا۔ پروردگار فرمائیں گے: اپنا سر اٹھاؤ اور سوال کرو تمہیں عطا کیا جائے گا اور شفاعت کرو تمہاری شفاعت قبول کی جائے گی۔ پس میں کھڑا ہوں گا اور اللہ تبارک و تعالیٰ ذوالجلال کی وہ حمد و ثنا کروں گا کہ کسی نے نہ کی ہوگی۔ پھر عرض کروں گا: میری امت میں سے ایک قوم کے متعلق جہنم کا حکم ہو چکا ہے۔ پروردگار فرمائیں گے: جاؤ جس نے لا الٰہ الا اللہ کہا ہے جہنم سے نکال لے۔ میں عرض کروں گا اور جس کے دل میں ذرہ برابر بھی ایمان ہو؟ پروردگار فرمائیں گے: اے محمد! یہ تیرے لئے نہیں ہے یہ میرے لئے ہے۔ پس میں جاؤں گا اور جس کی مشیت ایزدی ہوگی جہنم سے نکال لوں گا۔ صرف ایک قوم رہ جائے گی جو جہنم میں داخل ہوگی۔ دوسرے اہل جہنم ان کو عار دلائیں

---

(1) کنز العمال، [illegible] رقم [illegible]۔

(2) المعجم الکبیر للطبرانی [illegible]۔ [illegible]

گے اور کہیں گے: تم تو اللہ کی عبادت کیا کرتے تھے اس کے ساتھ کسی کو شریک بھی نہیں ٹھہراتے تھے اس کے باوجود اس نے تم کو جہنم میں داخل کروایا ہے۔ فرمایا یہ بات سن کر وہ لوگ انتہائی رنجیدہ ہو جائیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ ایک فرشتے کو بھیجیں گے جو اپنا ایک چلو پانی کا جہنم میں پھینک دے گا۔ بس کوئی لا الہ الا اللہ والا نہ بچے گا بلکہ ہر ایک کے چہرے پر اس پانی کا ایک ایک قطرہ ضرور گرے گا۔ جس کی وجہ سے وہ دوسروں سے پہچان لئے جائیں گے۔ پھر دوسرے اہل جہنم ان پر رشک کریں گے۔ لہٰذا ان کو نکالا جائے گا اور جنت میں داخل کیا جائے گا۔ پھر اہل جنت ان کی ضیافت اور مہمان نوازی کریں گے۔ اگر وہ سب بھی کسی ایک جنتی کے پاس ٹھہر جائیں تو اس کے پاس سب کے لئے بہت گنجائش ہوگی۔ ان کو مجروین کہا جائے گا۔

**صرف ایک قوم رہ جائے گی جو جہنم میں داخل ہوگی**...... اس بات سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلے جو نکالنے کے الفاظ استعمال ہوئے ان کا مطلب بچانا ہے یعنی میں ان کو جہنم جانے سے بچاؤں گا۔ نیز اس روایت سے متعدد شفاعت کا پتہ چلتا ہے۔

**شفاعت کی چوتھی قسم**...... حضور ﷺ کی چوتھی شفاعت اہل جنت کے لئے ہوگی تاکہ ان کے درجات میں مزید ترقی ہو سکے اور ان کو اپنے اعمال سے زیادہ درجات مل سکیں۔ معتزلہ صرف اسی شفاعت کے قائل ہیں اس کے علاوہ دیگر شفاعتوں کے منکر ہیں۔ حالانکہ ان کے متعلق احادیث تواتر کے ساتھ وارد ہیں۔ (۱)

اس چوتھی قسم پر دلیل صحیحین کی حدیث ہے کہ غزوہ اوطاس میں حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے ماموں ابو عامر کو کاری زخم پہنچا۔ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ کو اس کی اطلاع دی تو آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ بلند کئے اور دعا کی: اے اللہ اپنے بندے ابو عامر کی مغفرت فرما اور قیامت کے دن ان کو کثیر مخلوق پر فوقیت دے۔ (۲)

**قیامت کے دن ان کو کثیر مخلوق پر فوقیت دے**...... یہ درجات میں ترقی کے لئے شفاعت ہے۔ نیز معلوم ہوا کہ شفاعت صرف آخرت کے ساتھ خاص نہیں ہے۔

اسی طرح ام سلمہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ جب ان کے شوہر ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کی وفات ہوگئی تو رسول اللہ ﷺ نے ان کے لئے دعا فرمائی: اے اللہ! ابو سلمہ کی مغفرت فرما۔ ہدایت پانے والوں میں ان کے درجات بلند فرما۔ پیچھے رہ جانے والوں میں ان کا اچھا نائب ہو۔ اس کی اور ہماری مغفرت فرما اے رب العالمین اور اس کی قبر کو کشادہ و منور فرما۔ (۳)

یہ روایت صحیح مسلم میں بھی مروی ہے۔

## جنت میں بغیر حساب داخل کرنے والی اور گنہگار کے عذاب میں تخفیف کرنے والی شفاعت کا بیان

## شفاعت کی پانچویں قسم

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے ایک اور پانچویں قسم متعارف کروائی ہے۔ جنت میں بغیر حساب و کتاب داخل کروانے والی شفاعت۔ مصنف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میرے علم میں اس کی کوئی نظیر نہیں ہے۔ نیز قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس کی کوئی مستند دلیل پیش نہیں کی ہے۔ لیکن اس کی تائید میں حضرت عکاشہ رضی اللہ عنہ کی حدیث پیش کی جا سکتی ہے۔ کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کے لئے دعا فرمائی تھی کہ اللہ ان کو ان ستر ہزار افراد میں داخل فرما دے جو بغیر حساب کتاب جنت میں داخل ہوں گے۔

---

(۱) اوطاس دیار ہوازن میں ایک وادی کا نام ہے۔ قبیلہ ہوازن اور نبی ﷺ کے درمیان ایک معرکہ پیش آیا تھا جو جنگ حنین کہلاتا ہے۔ اس معرکہ میں جب لڑائی کا بازار گرم ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اب وطیس کی حمایت جاگ گئی ہے۔

(۲) البخاری ۴۳۲۳۔ المسلم ۶۳۵۹

(۳) المسلم ۲۱۲۔ ابو داؤد ۳۱۱۸۔ ابن ماجہ ۱۴۵۴

یہ حدیث صحیحین میں مروی ہے جو اس مقام کے مناسب ہے۔

**شفاعت کی چھٹی قسم** ...... ابو عبداللہ القرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے شفاعت کی ایک اور چھٹی قسم بیان فرمائی ہے وہ یہ ہے حضور ﷺ کی شفاعت اپنے چچا ابو طالب کے لئے کہ اللہ ان کے عذاب میں تخفیف فرمائے۔ صحیح مسلم میں مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس حضرت ابو طالب کا ذکر کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

قیامت کے دن شاید میری شفاعت ان کے کام آ سکے اور ان کو صرف آگ کے ایک گڑھے میں داخل کیا جائے۔ وہ آگ صرف ان کے ٹخنوں تک پہنچے گی۔ (لیکن) اسی سے ان کا دماغ کھولے گا۔[1]

لیکن اگر اس پر اعتراض کیا جائے کہ فرمان الٰہی اس کے معارض ہے تو (ان معنی میں) سفارش کرنے والوں کی سفارش ان کے حق میں کچھ فائدہ نہ دے گی (سورۃ مدثر ۴۸) تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ شفاعت جہنم سے تو نہ نکلوا سکے گی لیکن تخفیف عذاب کا فائدہ دے گی جیسے تمہارا دعویٰ ہے کہ جہنم سے نکلوا بھی سکے گی۔

**شفاعت کی ساتویں قسم** ...... حضور ﷺ کی یہ شفاعت تمام مومنین کے لئے ہوگی اور جنت میں داخلے کی اجازت کے لئے ہوگی۔ صحیح مسلم میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جنت میں میں پہلا شفیع ہوں گا۔[2]

حدیث صور میں ہے: جب اہل جنت جنت کے دروازے پر پہنچیں گے تو آپس میں کہیں گے پروردگار کے پاس اب کون سفارش لے کر جائے کہ ہم جنت میں داخل ہو جائیں۔ لوگ کہیں گے آپ کے جد امجد حضرت آدم علیہ السلام کے علاوہ اور کون زیادہ مناسب ہوگا، ان کو اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے پیدا فرمایا، ان میں اپنی روح پھونکی تھی اور فرشتوں کو سامنے کھڑا کر کے ہمکلام ہوئے تھے۔ لہٰذا سب لوگ حضرت آدم علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور یہ مطالبہ کریں گے۔ حضرت آدم علیہ السلام اپنی خطا یاد کر کے فرمائیں گے: میں تو اس کا اہل نہیں ہوں۔ ہاں تم محمد (ﷺ) کے پاس جاؤ۔ آپ ﷺ نے فرمایا: پھر سب لوگ میرے پاس آئیں گے اور پروردگار عزوجل کے ہاں میری تین سفارشیں (باقی) ہوں گی جن کا اللہ نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہوگا۔ پس میں جنت کے دروازے پر آؤں گا اور دروازے کا حلقہ پکڑوں گا اور دروازہ کھلواؤں گا۔ پس میرے لئے دروازہ کھول دیا جائے گا۔ مجھے سلام پیش کیا جائے گا اور مرحبا کہا جائے گا۔ میں داخل ہو کر جب اپنے رب ذوالجلال کو دیکھوں گا تو سجدہ میں گر جاؤں گا۔ اللہ تعالیٰ مجھے ایسی حمد و ثنا القا فرمائیں گے جو مجھ سے پہلے کسی کو القا نہیں کی گئی ہوگی۔ پھر اللہ تعالیٰ مجھے فرمائیں گے: اے محمد! اپنا سر اٹھائیے اور شفاعت کیجئے آپ کی شفاعت قبول کی جائے گی اور سوال کیجئے آپ کو عطا کیا جائے گا۔ جب میں اپنا سر اٹھاؤں گا تو اللہ عزوجل فرمائیں گے حالانکہ وہ خوب جاننے والا ہے: کیا غم کیا چاہتے ہو؟ میں عرض کروں گا: یارب! آپ نے مجھ سے شفاعت کا وعدہ فرمایا تھا لہٰذا اہل جنت کے لئے میری شفاعت قبول کر لیجئے تاکہ وہ جنت میں داخل ہو سکیں۔ اللہ عزوجل فرمائیں گے: میں نے تمہاری شفاعت قبول کی اور ان کو جنت میں داخلے کی اجازت دے دی۔

رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے تم دنیا میں اپنے اہل خانہ کو اور اپنے ٹھکانوں کو اس سے زیادہ نہیں جانتے ہو گے جتنا کہ اہل جنت اپنے اہل خانہ اور اپنے ٹھکانوں کو جانتے ہوں گے۔

جنت میں ہر جنتی کو بہتر حوریں اور دو دنیا کی عورتیں ملیں گی۔ ان دو عورتوں کو باقی حوروں پر فضیلت حاصل ہوگی کیونکہ انہوں نے دنیا میں خدائے عزوجل کی عبادت کی ہوگی۔

**شفاعت کی آٹھویں قسم** ...... حضور ﷺ کی یہ شفاعت اپنی امت کے اہل کبائر کے لئے ہوگی، جن کی وجہ سے وہ جہنم سے نکال لئے جائیں گے۔ اس شفاعت کے متعلق متواتر احادیث وارد ہیں۔ عجیب بات ہے کہ اہل بدعت کے گروہ خوارج اور معتزلہ (اس) شفاعت کے منکر ہو گئے۔ یہ تو صحیح احادیث سے اس کی ثبوت واضح ہوئی ہے باوجود علم کے اپنے عناد کی وجہ سے اس پر اڑے رہے ہیں۔ یہ شفاعت ملائکہ انبیاء

---

(۱) بخاری: ۶۵۶۴، مسلم: ۲۱۰ (۲) مسلم: ۱۹۶

اور [illegible] حاصل ہوئی۔ حضور ﷺ کی طرف سے [illegible] صلوات اللہ وسلامہ علیہ۔

## مختلف شفاعتوں سے متعلق مختلف احادیث

**ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی روایت** ابن ابی الدنیا میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن میں انبیاء کا خطیب ہوں گا، ان کا امام اور ان کا شفیع ہوں گا۔

**انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی روایت**...... ابن ابی الدنیا میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں سب سے پہلے (اپنی قبر سے) نکلوں گا جب لوگ وفد بنا کر آئیں گے تو میں ان کا قائد ہوں گا۔ جب سب خاموش ہو جائیں گے تو میں ان کا خطیب ہوں گا۔ جب سب رک جائیں گے تو میں ان کا شفیع ہوں گا۔ جب سب مایوس ہو جائیں گے تو میں ان کو خوشخبری دینے والا ہوں گا۔ عزت اور چابیاں اس دن میرے ہاتھ میں ہوں گی۔ حمد کا جھنڈا بھی اس دن میرے ہاتھ میں ہوگا۔ اللہ عزوجل کے ہاں اولادِ آدم میں سب سے زیادہ باعزت میں ہوں گا ایک ہزار خادم میرے گرد گھوم رہے ہوں گے جو چھپے ہوئے انڈوں یا بکھرے موتیوں کی مانند ہوں گے۔(۱)

مسند [illegible] حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

میری شفاعت میری امت کے اہل کبائر کے لئے ہوگی۔(۲)

یہ روایت بہت سی کتب حدیث میں مروی ہے۔

مسند احمد میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہر نبی نے ایک سوال کیا تھا، فرمایا ہر نبی نے ایک ایک دعا کی جو قبول کی گئی۔ اور اللہ تعالیٰ نے میری دعا بھی قبول فرمائی اور قیامت کے دن میری امت کے لئے میری شفاعت کو ذخیرہ بنا لی۔(۳)

## قیامت کے دن رسول اللہ ﷺ کی شفاعت ان لوگوں کے لئے جنہوں نے اپنی جان ہلاکت میں ڈالی

ترمذی میں محمد سے مروی ہے وہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

میری شفاعت میری امت کے اہل کبائر کے لئے ہوگی۔(۴)

محمد کہتے ہیں میں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے کہا یہ کیا بات ہے؟ جواب میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہاں! کیونکہ جن کی نیکیاں برائیوں پر غالب آ گئیں وہ تو جنت میں بغیر حساب کتاب داخل ہو جائیں گے اور جن کی نیکیاں اور برائیاں برابر ہو گئیں ان سے معمولی سا حساب ہوگا اور بالآخر وہ بھی جنت میں داخل ہو جائیں گے۔ آنحضرت ﷺ کی شفاعت تو ان لوگوں کے لئے ہوگی جنہوں نے اپنی جان کو ہلاک کر دیا اور اپنے آپ کو تھکا لیا۔

امام بیہقی نے دوسرے طریق سے یہی روایت نقل کی ہے محمد سے مروی ہے وہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت تلاوت کی جس کا ترجمہ ہے اور وہ (اس کے لئے) کسی کی سفارش نہیں کرتے مگر اس شخص کی جس سے خدا خوش ہو اور وہ اس کی ہیبت سے ڈرتے رہتے ہیں (۲۱: ۲۸) اس کے بعد فرمایا میری شفاعت میری امت کے اہل کبائر کے لئے ہوگی۔(۵)

[illegible] یہ روایت صحیح ہے۔

**تشریح** امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ اس کی تخریج میں فرماتے ہیں [illegible] حسن صحیح غریب ہے۔ (اس ب

---

(۱) [illegible] (۲) [illegible] (۳) [illegible]

(۴) [illegible] (۵) [illegible]

کے پاس کسی کی سفارش نہیں کر سکتے مگر اس شخص کی جس سے خدا خوش ہوا) سے یہی مراد ہے۔ لہٰذا کفار و مشرکین جن پر خدا غضبناک ہوگا ان کی سفارش نہیں کی جا سکتی۔ نیز ان روایت سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت ﷺ اہل کبائر کے لئے شفاعت فرمائیں گے اور اہل صغائر کے لئے اور جنتیوں کے رفع درجات کے لئے ملائکہ شفاعت کریں گے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

**دیگر انبیاء کی شفاعت** ...... مسند احمد میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جب اہل جنت اور اہل جہنم کو الگ الگ کر دیا جائے گا اور اہل جنت جنت میں داخل ہو جائیں گے اور اہل جہنم جہنم میں داخل ہو جائیں گے تو (انبیاء و رسل کھڑے ہوں گے اور شفاعت کریں گے۔ ان کو کہا جائے گا جاؤ اور جس جس کو تم جانتے ہو (کہ وہ صاحب ایمان ہے) اسے نکال لو۔ لہٰذا وہ ان کو نکالیں گے اور وہ جل کر کوئلہ ہو چکے ہوں گے۔ پھر ان کو ایک نہر میں ڈال دیا جائے گا جس کو نہر الحیات کہتے ہیں۔ فرمایا ان کا جلا ہوا حصہ نہر کے کناروں پر گر جائے گا اور وہ شیشے کی مانند سفید ہو کر نکلیں گے۔ اس کے بعد پھر شفاعت کریں گے اور ان کو کہا جائے گا جاؤ اور جس جس کو تم جانتے ہو کہ اس کے دل میں ایک قیراط برابر بھی ایمان ہے اسے نکال لو۔ پس وہ نکالیں گے اور لوگ جلدی جلدی نکلیں گے اور شفاعت کریں گے۔ ان کو کہا جائے گا جاؤ اور جس جس کو تم جانتے ہو کہ اس کے دل میں ایک رائی برابر بھی ایمان ہے اسے نکال لو۔ پس وہ نکالیں گے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: اب میں اپنے علم اور اپنی رحمت کے ساتھ نکالوں گا۔ پھر اللہ تعالیٰ پہلے گئے لوگوں سے کئی گنا زیادہ افراد کو نکالیں گے۔ ان کی گردنوں میں لکھ (کر لٹکا) دیا جائے گا "اللہ کے آزاد کردہ"۔ پھر وہ جنت میں داخل ہوں گے اور وہاں ان کو جہنمیوں کے نام سے پکارا جائے گا۔ (۱)

امام احمد اس روایت میں منفرد ہیں۔

**عبادۃ بن الصامت رضی اللہ عنہ کی حدیث** ...... مسند احمد میں عبادۃ بن الصامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کسی جگہ پڑاؤ ڈالا تو آپ ﷺ کو قافلہ کے درمیان میں جگہ دی تھی۔ لیکن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے دیکھا کہ آپ غائب ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم گھبرا اٹھے اور خیال کرنے لگے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر کے لئے ہم سے بہتر اور ساتھی اختیار فرما لئے ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اسی خیال میں غلطاں تھے کہ آپ کو دیکھ کر صدائے اللہ اکبر بلند کی۔ عرض کیا: یا رسول اللہ! ہم تو ڈر گئے تھے کہ کہیں اللہ تعالیٰ نے آپ کے لئے ہمارے سوا دوسرے اصحاب نہ پسند کر لئے ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نہیں، بلکہ تم ہی دنیا و آخرت میں میرے اصحاب ہو۔ دراصل اللہ تعالیٰ نے مجھے بیدار کیا تھا اور فرمایا: اے محمد! میں نے کوئی نبی یا رسول نہیں بھیجا لیکن اس کی کوئی خواہش اور سوال ضرور پورا کیا ہے۔ چنانچہ تو بھی اے محمد! کوئی سوال کر۔ میں نے عرض کیا: میرا سوال یہ ہے کہ قیامت کے دن مجھے میری امت کی شفاعت مل جائے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! شفاعت کیا ہے؟ فرمایا: میں عرض کروں گا یا رب! میں نے اپنی امت کے لئے تیرے پاس شفاعت رکھوائی تھی۔ تو اللہ تبارک و تعالیٰ فرمائیں گے ہاں۔ پھر اللہ تعالیٰ جہنم سے میری بقیہ امت کو نکال دیں گے اور جنت میں ڈال دیں گے۔ (۲)

**حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا شفاعت کے منکر کو جواب** ...... ابن ابی الدنیا میں طلق بن حبیب کہتے ہیں میں لوگوں میں شفاعت کا انکار کرنے والوں میں سب سے شدت پسند تھا۔ حتیٰ کہ ایک مرتبہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے میری ملاقات ہوگئی۔ اور مجھ سے قرآن کی جتنی آیات ممکن ہو سکیں سنا ڈالیں جن میں اہل جہنم کا جہنم میں ہمیشہ رہنے کا ذکر تھا۔ لہٰذا اگر شفاعت کا ثبوت مان لیا جائے تو ان آیات سے تعارض لازم آتا ہے۔ لیکن حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے اس کا جواب مرحمت فرمایا: اے طلق! کیا تم اپنے آپ کو مجھ سے زیادہ قرآن وسنت کا جاننے والا سمجھتے ہو؟ تم نے جو آیات پڑھ کر سنائی ہیں وہ مشرکین سے متعلق ہیں۔ لیکن یہ (مسلمان) قوم ہیں ان سے گناہ سرزد ہوئے ہیں اور ان کی سزا ان کو ملے گی پھر یہ جہنم سے نکال لئے جائیں گے۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے کانوں کی طرف اشارہ کر کے فرمایا: یہ بہرے ہو جائیں اگر میں نے رسول اللہ ﷺ سے (شفاعت والی احادیث) نہ سنی ہوں۔ جبکہ ہم قرآن کی یہ آیات بھی تلاوت کرتے تھے۔

---

(۱) مسند احمد ۳/ ۳۲۵

(۲) مسند احمد ۵/ ۳۲۹

**شفاعت سے متعلق ایک طویل روایت** ...... مسند احمد میں (عفان، حماد بن سلمہ) علی بن زید، ابی نضرۃ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے بصرہ کے منبر پر ہمیں خطبہ دیا اور فرمایا رسول اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:

مجھ سے پہلے کوئی نبی نہیں گزرا مگر اس کی ایک دعا ضرور تھی جسے اللہ نے دنیا میں پورا کیا لیکن میں نے اپنی دعا کو قیامت کے دن اپنی امت کی شفاعت کے لئے اٹھا رکھا ہے۔ قیامت کے دن میں اولاد آدم علیہ السلام کا سردار ہوں گا اور اس پر مجھے کوئی فخر نہیں ہے۔ میں پہلا شخص ہوں جس سے زمین شق ہوگی اور اس پر مجھے کوئی فخر نہیں ہے۔ میرے ہاتھ میں لواء الحمد ہوگا اور اس پر مجھے کوئی فخر نہیں ہے۔ آدم علیہ السلام اور ان کے بعد آنے والے سب اس کے نیچے ہوں گے اور اس پر مجھے کوئی فخر نہیں ہے۔ قیامت کے دن لوگ طویل عرصہ تک کھڑے رہیں گے پھر آپس میں مشورہ کریں گے کہ ہمیں آدم علیہ السلام کے پاس چلنا چاہئے تاکہ وہ پروردگار کے ہاں ہماری شفاعت کریں کہ ہمارا حساب کتاب لیا جائے۔ لہٰذا وہ سب حضرت آدم علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور عرض کریں گے ...... اے آدم علیہ السلام! آپ کو اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے پیدا فرمایا اپنی جنت میں آپ کو ٹھکانہ دیا اپنے ملائکہ سے آپ کو سجدہ کروایا۔ لہٰذا آپ پروردگار کے پاس ہماری شفاعت کریں کہ وہ ہمارا جلد فیصلہ کردے۔ حضرت آدم علیہ السلام فرمائیں گے: میں اس مقام کا اہل نہیں ہوں۔ اپنی خطا کی وجہ سے میں جنت سے نکالا گیا ہوں۔ آج مجھے سب سے بڑا مسئلہ اپنی جان کا درپیش ہے۔ تم ابراہیم خلیل علیہ السلام کے پاس جاؤ۔ پس وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور عرض کریں گے اے ابراہیم علیہ السلام! پروردگار کے ہاں ہماری شفاعت کیجئے کہ وہ جلد ہمارا حساب لے لے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام فرمائیں گے: میں اس منصب کا اہل نہیں ہوں۔ میں نے اسلام میں تین جھوٹ بولے تھے ...... اللہ کی قسم! ان سے بھی ان کا مقصود صرف اسلام کا دفاع تھا ...... ایک تو ان کا یہ فرمانا کہ میں بیمار ہوں، دوسرا ان کا یہ فرمانا کہ ان کے بڑے نے کیا ہوگا اس سے دریافت کرو۔ تیسرے آپ کا اپنی بیوی کے متعلق بادشاہ کو کہنا کہ یہ میری بہن ہے۔ (غرض) حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنی ان باتوں کو یاد کرکے فرمائیں گے کہ آج تو میرے لئے سب سے اہم معاملہ اپنی جان کا ہے۔ ہاں تم موسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ، اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی رسالت کے لئے اور اپنے ساتھ ہم کلامی کے لئے منتخب فرمایا تھا۔ پس لوگ حضرت موسیٰ علیہ السلام علیہ السلام کے پاس آ حاضر ہوں گے اور عرض کریں گے اے موسیٰ علیہ السلام! پروردگار کے پاس ہماری شفاعت کریں کہ وہ ہمارا جلد فیصلہ کردے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے: میں اس مقام کا اہل نہیں ہوں۔ مجھ سے ناحق ایک قتل سرزد ہوگیا تھا۔ آج میرے لئے سب سے اہم مسئلہ اپنی جان کا درپیش ہے۔ تم عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ، وہ اللہ کی روح اور اس کا کلمہ ہیں۔ پھر وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور عرض کریں گے اے عیسیٰ علیہ السلام! پروردگار کے ہاں ہماری شفاعت کیجئے کہ وہ جلد ہمارا حساب لے لے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے: میں اس منصب کا اہل نہیں ہوں۔ مجھے خدا کے مقابلہ میں معبود بنایا گیا تھا۔ آج تو میرے لئے سب سے اہم معاملہ اپنی جان کا ہے۔ بھلا بتاؤ کہ کسی برتن کے منہ پر مہر لگی ہوئی ہو تو کیا اس مہر کے ختم کئے بغیر برتن کے اندر کی شئی نکالا جاسکتا ہے؟ لوگ عرض کریں گے: نہیں۔ آپ علیہ السلام فرمائیں گے پس اسی طرح محمد خاتم النبیین ﷺ ہیں (نبیوں کے منہ پر ان کی مہر لگی ہوئی ہے۔ لہٰذا آج کا دن (ان کا دن) ان کا پیش ہے۔ اور ان (ﷺ) کے اگلے پچھلے سب گناہ معاف ہوچکے ہیں۔ (تم انہی کے پاس جاؤ۔)

حضور ﷺ نے فرمایا: پھر لوگ میرے پاس آئیں گے اور عرض کریں گے اے محمد! اپنے رب کے پاس ہماری سفارش کرو کہ وہ ہمارا فیصلہ فرمادیں۔ میں کہوں گا ہاں میں اس کا اہل ہوں۔ (اور حضور ﷺ کی شفاعت کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ حساب کتاب شروع فرمائیں گے) اور جسے چاہیں گے اذن رحمت فرمائیں گے۔ پس جب اللہ تعالیٰ فیصلہ فرمانے کا ارادہ کریں گے تو ایک منادی ندا دے گا: احمد اور ان کی امت کہاں ہے؟ پس ہم آخرین بھی ہیں اور اولین بھی۔ دنیا میں سب سے آخری امت ہیں اور حساب کتاب میں سب سے پہلی امت ہیں۔ دوسری امتیں ہمارا اکرام کرتے ہوئے ہمارے لئے راستہ چھوڑ دیں گی۔ ہم وضوء کے سبب روشن چہروں اور چمکتے ہاتھ پاؤں کے ساتھ درمیان سے گزریں گے۔ لوگ کہیں گے یہ ساری امت نبیوں کی ہے۔ پھر میں جنت کے دروازے پر آؤں گا اور دروازے کا حلقہ تھاموں گا اور کھٹکھٹاؤں گا تو آواز آئے گی تم کون ہو؟ میں کہوں گا میں محمد ہوں۔ پس دروازہ کھول دیا جائے گا۔ میں پروردگار عزوجل کو دیکھوں گا کہ اپنی کرسی پر جلوہ افروز ہیں۔ میں خدا تعالیٰ کو دیکھتے ہی سجدہ میں گر پڑوں گا اور اس کی ایسی حمد و ثناء کروں گا کہ مجھ سے پہلے کسی نے نہ کی ہوگی۔ کہا جائے گا: اے محمد! سر اٹھاؤ، سوال کرو تمہیں

عطا کیا جائے گا۔ بات کرو تمہاری بات سنی جائے گی۔ سفارش کرو قبول کی جائے گی۔ فرمایا: میں اپنا سر اٹھاؤں گا اور عرض کروں گا اے رب! میری امت! میری امت! پروردگار فرمائیں گے: جس کے دل میں اتنا اتنا مثقال بھی ایمان ہو اسے جہنم سے نکال لو۔ (یہاں راوی کو بھول ہو گئی ہے۔) پھر میں دوبارہ سجدہ ریز ہو جاؤں گا اور (حمد و ثناء) عرض کروں گا۔ کہا جائے گا: اے محمد! اپنا سر اٹھاؤ اور بات کرو تمہاری بات سنی جائے گی۔ سوال کرو تمہیں عطاء کیا جائے گا۔ سفارش کرو قبول کی جائے گی۔ فرمایا: میں عرض کروں گا اے رب! میری امت! میری امت! پروردگار فرمائیں گے: جس کے دل میں اتنا اتنا مثقال بھی ایمان ہو اسے جہنم سے نکال لو (پہلے سے کم مقدار کے ساتھ)۔ میں پھر سجدہ ریز ہو جاؤں گا اور پہلے کے مثل (حمد و ثناء) عرض کروں گا۔ کہا جائے گا: اے محمد! اپنا سر اٹھاؤ اور بات کرو سنی جائے گی۔ سفارش کرو قبول کی جائے گی۔ فرمایا: میں عرض کروں گا اے رب! میری امت! میری امت! پروردگار فرمائیں گے: جس کے دل میں اتنا اتنا مثقال بھی ایمان ہو اسے جہنم سے نکال لو (مزید پہلے سے کم مقدار کے ساتھ)۔

**شفاعت اور نصف امت کے جنت میں داخلہ کے درمیان حضور ﷺ کا اختیار** ...... مسند احمد میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مجھے شفاعت اور اپنی نصف امت کے جنت میں داخلہ کے درمیان اختیار دیا گیا تو میں نے شفاعت کو اختیار کر لیا ہے۔ کیونکہ یہ زیادہ عام اور زیادہ مفید ہے۔ کیونکہ تم متقین کو دیکھتے ہو؟ نہیں بلکہ خطا کار و تہ پر کرنے والوں کو دیکھتے ہو گے۔ (۱)

**اے محمد! ہم تجھے خوش کر دیں گے** ...... صحیح مسلم میں عبداللہ رضی اللہ عنہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بن العاص سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ذیل کی آیات تلاوت فرمائیں (حضرت ابراہیم علیہ السلام بارگاہِ خداوندی میں عرض کرتے ہیں):

اے پروردگار! انہوں نے بہت سے لوگوں کو گمراہ کیا ہے۔ سو جس شخص نے میرا کہا مانا وہ میرا ہے اور جس نے میری نافرمانی کی تو تو بخشنے والا مہربان ہے۔ (سورۂ ابراہیم آیت ۳۶)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام بارگاہِ خداوندی میں عرض کرتے ہیں:

اگر تو ان کو عذاب دے تو یہ تیرے بندے ہیں۔ اور اگر بخش دے تو (تیری مہربانی ہے) بے شک تو غالب (اور) حکمت والا ہے۔ (سورۂ مائدہ آیت ۱۱۸)

حضرت نوح علیہ السلام بارگاہِ خداوندی میں عرض کرتے ہیں:

پروردگار کسی کافر کو روئے زمین پر بستا نہ رہنے دے۔ (نوح آیت ۲۶)

آپ ﷺ نے انبیاء کی یہ دعائیں پڑھیں تو اپنے ہاتھ دعا کے لیے اٹھائے اور عرض کیا:

اے اللہ میری امت! اے اللہ میری امت!

اس کے بعد آپ ﷺ بے اختیار رو دیئے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت جبریل علیہ السلام کو فرمایا: محمد کے پاس جاؤ ... جبکہ خدا سب کچھ جانتا ہے اس کے باوجود پوچھا ...... کیا چیز تمہیں رلا رہی ہے؟ حضرت جبریل آپ ﷺ کے پاس تشریف لائے اور دریافت کیا آپ ﷺ نے (اپنی امت کے غم کی کیفیت کا) جواب مرحمت فرمایا۔ حضرت جبریل علیہ السلام نے پروردگار عزوجل کو خبر دی ... باوجود اس کے کہ خدا سب کچھ جانتا ہے ...... اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے جبریل! محمد کے پاس جاؤ اور کہو تیری امت کے بارے میں ہم تجھ کو راضی کر دیں گے اور تجھے کچھ تکلیف نہ ہونے دیں گے۔

**ایک وفد کا قصہ** ...... بیہقی میں حضرت عبدالرحمن بن عقیل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں ایک وفد کے ہمراہ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور ہم لوگوں نے اپنی سواریاں دروازے پر بٹھا دیں۔ اس وقت جس کے پاس ہم جا رہے تھے اس سے مبغوض اور ناپسندیدہ شخص ہمارے نزدیک کوئی نہیں تھا۔ لیکن جب ہم نکلے اس وقت اس سے زیادہ محبوب شخصیت ہمارے نزدیک اور کوئی نہیں تھی۔ (یہ کفر کی حالت میں آئے تھے

---

(۱) ابن ماجہ ۴۳۱۱

اور اسلام سے مشرف ہو کر نکلے (سبحان اللہ)۔ ہم میں سے ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ نے اپنے رب سے حضرت سلیمان علیہ السلام جیسی بادشاہت کا سوال نہیں کیا؟ حضور ﷺ یہ سوال سن کر ہنس پڑے اور فرمایا: اللہ کے پاس تمہاری حاجات کا پورا ہونا سلیمان کی بادشاہت سے افضل ہے۔ اللہ نے کسی نبی کو نہیں بھیجا مگر اس کو اس کی کوئی ایک مراد ضرور عطاء کی ہے۔ پس کسی نے دنیا کو اختیار فرمایا اور وہ ان کو مل گئی۔ کسی نے اپنی قوم پر بددعا کی ان کی نافرمانی کی وجہ سے اور وہ قوم ہلاک کر دی گئی۔ لیکن اللہ نے مجھے میری مراد دی تو میں نے اس کو قیامت کے دن کے لئے اللہ کے پاس اٹھا رکھا تا کہ قیامت میں اپنی امت کی شفاعت کر سکوں۔

مصنف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ غریب الاسناد اور غریب الحدیث روایت ہے۔

**شفاعت کے اہل انبیاء پھر علماء اور پھر شہداء ہوں گے**...... حافظ ابو یعلی اپنی سند کے ساتھ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

قیامت کے دن تین اشخاص شفاعت کریں گے: انبیاء، پھر علماء، پھر شہداء۔ (۱)

**حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت**...... ابو بکر البزار رحمۃ اللہ علیہ (محمد بن زید المداری، عمرو بن عاصم) کے واسطے سے حرب بن الشریح البزار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں نے ابو جعفر محمد بن علی سے کہا: یہ کون سی شفاعت ہے جس کا اہل عراق ذکر کرتے ہیں؟ کیا یہ برحق ہے؟ میں نے پوچھا کونسی شفاعت؟ کہا: حضور ﷺ کی شفاعت۔ فرمایا: اللہ کی قسم یہ برحق ہے۔ واللہ! مجھے میرے چچا محمد بن علی بن الحنفیہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہوئے خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

میں اپنی امت کی شفاعت کرتا رہوں گا حتی کہ پروردگار عزوجل فرمائیں گے: اے محمد! کیا تم راضی ہو؟ میں عرض کروں گا پروردگار میں راضی ہوں۔ (۲)

مصنف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ روایت صرف اسی سند کے ساتھ آئی ہے۔

**حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ کی روایت**...... ابن ابی الدنیا میں حضرت عوف بن مالک الاشجعی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

رات کو میرے پاس پروردگار کی طرف سے ایک آنے والا آیا اور اس نے مجھے اختیار دیا کہ میری نصف امت جنت میں داخل ہو جائے یا مجھے شفاعت کا حق مل جائے۔ چنانچہ میں نے شفاعت کو پسند کر لیا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: ہم آپ کو اللہ کا اور اپنی رفاقت کا واسطہ دیتے ہیں کہ آپ ہمیں اپنے اہل شفاعت میں کر لیجئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میں حاضرین کو گواہ بناتا ہوں کہ میری شفاعت میری امت کے ہر اس شخص کے لئے ہے جو اس حال میں مرے کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراتا ہو۔ (۳)

**حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی روایت**...... مسند احمد میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ حضرت ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ صبح کو بیدار ہوئے اور فجر کی نماز ادا فرمائی اور تشریف فرما ہو گئے۔ جب سورج چڑھا تو آپ ہنسنے لگے۔ پھر بھی بیٹھے رہے حتی کہ ظہر کی نماز ادا کی پھر عصر اور مغرب کی نماز ادا کی۔ کسی نماز کے درمیان آپ نے بات چیت نہیں فرمائی۔ حتی کہ آخری عشاء کی نماز ادا فرمائی۔ پھر اپنے اہل خانہ کی طرف چل پڑے۔ لوگوں نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے عرض کیا: آپ رسول اللہ ﷺ سے کیوں نہیں پوچھتے کہ آپ کا کیا حال ہے؟ آج آپ نے وہ کام کیا جو پہلے کبھی نہیں فرمایا۔ حضرت ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ نے آپ کی خدمت میں عرض کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

ہاں آج مجھ پر وہ سب کچھ پیش کیا گیا جو دنیا میں آئندہ ہونے والا ہے۔ اور وہ جو آخرت میں پیش آئے گا۔ اللہ تعالی (آخرت میں) اولین

---

(۱) ابن عدی ۳۲۱۳/۵۔ کنز العمال ۳۹۰۹۷۔ (۲) مجمع الزوائد ۳۷۷/۱۰۔ کنز العمال ۳۹۰۵۸ (۳) المعجم الکبیر ۷۲/۱۸۔ الترغیب ۱۲۱۵

وہ آخرین سب کو ایک ہی میدان میں جمع فرمائیں گے۔ لوگوں کے تمام گروہ اسی طرح (ایک میدان میں) ہوں گے۔ حتیٰ کہ لوگ (انتظار کرتے کرتے جب تھک جائیں گے تو) حضرت آدم علیہ السلام کے پاس آئیں گے۔ پسینے نے سب کو لگام ڈال رکھی ہوگی۔ لوگ کہیں گے: اے آدم علیہ السلام آپ ابوالبشر ہیں۔ اللہ نے آپ کو منتخب فرمایا ہے۔ لہٰذا اپنے پروردگار کے پاس ہماری شفاعت کر دیجئے۔ حضرت آدم علیہ السلام فرمائیں گے جو تمہارا حال ہے وہی مجھ میرے ساتھ بھی پیش آ رہا ہے۔ لہٰذا تم اپنے دوسرے باپ حضرت نوح علیہ السلام کے پاس جاؤ۔ فرمان الٰہی ہے:

خدا نے آدم اور نوح اور خاندان ابراہیم اور خاندان عمران کو تمام جہان کے لوگوں میں منتخب فرمایا تھا۔ (سورۃ آل عمران آیت ۳۳)

فرمایا: پس سب لوگ حضرت نوح علیہ السلام کے پاس آ حاضر ہوں گے اور کہیں گے: اپنے پروردگار کے پاس ہماری شفاعت کر دیجئے۔ کیونکہ اللہ نے آپ کو منتخب فرمایا ہے۔ آپ کی دعا قبول فرمائی ہے اور کسی نبی نے آپ کی مثل دعا نہیں مانگی۔ وہ فرمائیں گے: یہ کام میرے بس کا نہیں ہے۔ تم لوگ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس جاؤ۔ کیونکہ اللہ نے ان کو اپنا دوست بنایا ہے۔ پھر لوگ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئیں گے (اور اپنا مدعا عرض کریں گے) حضرت ابراہیم علیہ السلام فرمائیں گے: یہ منصب میرے پاس نہیں ہے۔ تم لوگ موسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو ہم کلامی کا شرف بخشا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام بھی فرمائیں گے میں اس منصب کا اہل نہیں ہوں۔ تم لوگ اولاد آدم کے سردار کے پاس جاؤ۔ کیونکہ اس دن انہی سے زمین سب سے پہلے شق ہوئی ہے۔ (یعنی سب سے پہلے قبر سے اٹھے ہیں۔ لہٰذا) تم محمد (ﷺ) کے پاس جاؤ۔ وہ اللہ کے ہاں تمہاری شفاعت کر سکتے ہیں۔ پس لوگ اس کے بعد میری طرف آئیں گے اور میں اپنے پروردگار سے اجازت چاہوں گا اور مجھے اجازت ملے گی تو خدا کے حضور حاضر ہوں گا اور جناب الٰہی کو دیکھتے ہی سجدہ ریز ہو جاؤں گا۔ جب تک اللہ چاہیں گے مجھے اسی حال میں رہنے دیں گے۔ پھر پروردگار فرمائیں گے: اپنا سر اٹھاؤ اور کہو تمہاری بات سنی جائے گی۔ شفاعت کرو تمہاری شفاعت قبول کی جائے گی۔ فرمایا: پھر میں اپنا سر اٹھاؤں گا جب پروردگار میری دیکھیں گے تو پھر دوبارہ سجدہ ریز ہو جاؤں گا اور بقدر ایک ہفتہ کے سجدہ میں پڑا رہوں گا۔ پھر پروردگار فرمائیں گے اپنا سر اٹھاؤ اور کہو تمہاری بات سنی جائے گی۔ شفاعت کرو تمہاری شفاعت قبول کی جائے گی۔ فرمایا: پھر میں اپنا سر اٹھاؤں گا جب پروردگار میری طرف دیکھیں گے تو پھر دوبارہ سجدہ ریز ہو جاؤں گا اور بقدر ایک ہفتہ کے سجدہ میں پڑا رہوں گا۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: اپنا سر اٹھاؤ اور کہو تمہاری بات سنی جائے گی۔ شفاعت کرو تمہاری شفاعت قبول کی جائے گی۔ فرمایا: اس دفعہ میں پھر سجدہ میں گرنے لگوں گا تو جبریل علیہ السلام میرا بازو تھام لیں گے اور مجھے ایسی دعا تعلیم کریں گے جو اس سے پہلے کسی بشر کو نہیں بتائی گئی ہوگی۔ پس میں عرض کروں گا: اے پروردگار! تو نے مجھے اولاد آدم کا سردار بنا کر پیدا فرمایا اور مجھے اس پر کوئی فخر نہیں ہے۔ اس قیامت کے روز مجھ ہی سے زمین پہلے شق ہوئی۔ مجھے کوئی فخر نہیں ہے۔

آپ ﷺ فرماتے ہیں اس کے بعد میرے حوض پر صنعاء اور ایلہ کے درمیان سے زیادہ لوگ میری امت کے آئیں گے۔ پھر کہا جائے گا: انبیاء علیہم السلام کو بلایا جائے۔ پس نبی آئے گا کسی کے ساتھ ایک جماعت ہوگی اور کوئی نبی آئے گا اس کے ساتھ پانچ افراد ہوں گے اور کوئی نبی آئے گا اس کے ساتھ چھ افراد ہوں گے اور کوئی نبی ایسا بھی آئے گا کہ اس کے ساتھ کوئی امتی نہ ہوگا۔ پھر شہداء کو بلایا جائے گا اور سب جس کی چاہیں گے شفاعت کریں گے۔ جب شہداء بھی شفاعت سے فارغ ہو جائیں گے تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: میں اللہ ہوں میں ارحم الراحمین ہوں میری جنت میں ہر اس شخص کو داخل کرو جس نے میرے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرایا ہو۔ پس وہ لوگ جنت میں داخل کر دیئے جائیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: تم میں دیکھو کیا ایسا کوئی شخص ہے جس نے کبھی بھی کوئی نیک عمل کیا ہو؟ پس وہ جہنم میں ایک ایسے شخص کو پائیں گے اور اس سے استفسار کریں گے کیا تو نے کبھی کوئی نیک عمل کیا ہے؟ وہ کہے گا نہیں میں نے اس کے سوا کوئی نیک کام نہیں کیا کہ میں لوگوں کو خرید و فروخت میں مہلت دے دیا کرتا تھا۔ پروردگار فرمائیں گے: میرے بندے کے ساتھ بھی تم مہلت اور چشم پوشی کا معاملہ کرو جیسے یہ میرے بندوں کے ساتھ کیا کرتا تھا۔ پھر اسی طرح ایک اور شخص کو جہنم سے نکالیں گے اور پوچھیں گے کیا تو نے بھی کوئی نیک عمل کیا ہے؟ وہ کہے گا نہیں۔ لیکن میں نے مرتے وقت اپنی اولاد کو حکم کیا تھا کہ وہ میرے مرنے کے بعد میری نعش کو جلا دیں پھر میرے باقیات کو اچھی طرح پیس کر سرمہ کی طرح باریک کریں اور پھر اس خاک کو سمندر میں بہا دیں اور ہواؤں میں اڑا دیں۔ اللہ کی قسم پھر پروردگار مجھ پر کبھی قادر نہ ہو سکے گا۔ پروردگار فرمائیں گے: تجھے اس بات پر کس چیز نے مجبور کیا تھا؟ وہ کہے گا: پروردگار! تیرے خوف نے۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: اب دیکھو بادشاہوں کے بادشاہ کو۔ جا تیرے لئے جنت اور اس کے مثل اس جیسی جنتیں ہیں۔ وہ کہے گا پروردگار! آپ

بادشاہ ہو کر مجھ سے مذاق فرما رہے ہیں؟ حضور ﷺ نے فرمایا اس بات کی وجہ سے میں صبح کے وقت ہنسا تھا۔ (۱)

اس حدیث پر مسند الصدیق میں طویل کلام ہو چکا ہے۔ از مصنف۔

**حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت** ...... مسند احمد میں حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جہنم کی پشت پر پل صراط رکھا جائے گا اس پر کانٹے ہوں گے سعدان جنگل جیسے۔ لوگ اس پر سے گزریں گے۔ کوئی سلامتی کے ساتھ پار ہو جائے گا۔ کوئی زخمی حالت میں نجات پائے گا اور کوئی پھنس کر الٹے منہ گرے گا۔ جب اللہ تعالیٰ بندوں کے فیصلہ سے فارغ ہو جائیں گے تو مؤمنین اپنے کچھ ساتھیوں کو گم پائیں گے، جو دنیا میں ان کے ساتھ ہوتے تھے۔ ان کے ساتھ نماز پڑھتے تھے۔ ان کے ساتھ روزے رکھتے تھے۔ ان کی طرح زکوٰۃ ادا کرتے تھے۔ ان کی طرح حج کرتے تھے اور انہی کی طرح غزوات میں شریک ہوا کرتے تھے۔ آج ہم ان کو نہیں دیکھ رہے یہ کیا بات ہے؟ ارشاد ہو گا: جہنم کی طرف جاؤ۔ ان میں سے جس کو پاؤ نکال لو۔ پس وہ اپنے ساتھیوں کو جہنم میں اپنے اعمال کے مطابق سزا میں گھرا ہوا دیکھیں گے۔ کسی کو آگ نے قدموں تک، کسی کو نصف پنڈلی تک، کسی کو گھٹنوں تک، کسی کو ناف تک، کسی کو سینے تک اور کسی کو گردن تک پکڑ رکھا ہو گا۔ لیکن منہ آگ سے صحیح و سالم ہوں گے۔ پس یہ لوگ ان کو نکالیں گے اور ماء الحیاۃ میں ڈال دیں گے پوچھا گیا یا رسول اللہ! یہ ماء الحیاۃ کیا ہے؟ فرمایا: اہل جنت کے غسل کا پانی۔ وہ اس میں کھیتی کی طرح اگ آئیں گے۔ پھر انبیاء صدق دل سے لا الٰہ الا اللہ کہنے والوں کے لئے شفاعت کریں گے اور ان کو جہنم سے نکلوائیں گے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کے ساتھ ان پر تجلی فرمائیں گے۔ پس کوئی ایسا بندہ نہ رہے گا جس کے دل میں ذرہ بھر بھی ایمان ہو مگر اللہ تعالیٰ اس کو جہنم سے نکال لیں گے۔ (۲)

**جہنم میں مؤمنین کے ساتھ عظیم رعایت** ...... مسند احمد میں حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اہل جہنم جو جہنم کے (دائمی باسی اور) اہل ہوں گے وہ کبھی مریں گے اور نہ جئیں گے۔ لیکن جن پر خدا رحمت کرنا چاہے گا ان کو جہنم میں (عارضی) موت دیدے گا۔ پھر جماعت در جماعت ان کو جہنم میں ڈالے گا اور نکالنے کے بعد ان کو نہر حیاۃ میں ڈال دے گا۔ نہر میں ان کے جسم یوں تر و تازہ ہو اگیں گے جیسے سیلاب میں گھاس اگ آتی ہے۔ پھر آپ ﷺ نے دریافت کرتے ہوئے فرمایا: کیا تم درخت کو نہیں دیکھتے وہ پہلے سبز ہوتا ہے پھر زرد ہو جاتا ہے لیکن پھر سبز ہو جاتا ہے۔ ایک صحابی فرماتے ہیں آپ ﷺ کا انداز ایسا تھا گویا آپ گاؤں کے باشندے ہیں۔ (۳)

مسند احمد میں حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

لوگوں کو جہنم کے پل پر لایا جائے گا اس پر کانٹے اور آنکڑے ہوں گے، جو لوگوں کو اچک رہے ہوں گے۔ کچھ لوگ تو بجلی کی طرح تیز رفتاری کے ساتھ گزر جائیں گے، کچھ ہوا کی طرح، کچھ تیز رفتار گھوڑے کی طرح اور بہت سے گھبرا کر اندر گر جائیں گے۔ اہل جہنم (کافر و مشرک) تو مریں گے نہ جئیں گے۔ لیکن (مسلمان) گنہگاران کو ان کے گناہ کی سزا ملے گی اور وہ جل کر کوئلہ ہو جائیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ ان کے لئے شفاعت کی اجازت مرحمت فرما دیں گے۔ چنانچہ ان کو جماعت در جماعت نکالا جائے گا اور ایک نہر میں ڈال دیا جائے گا۔ وہ اس نہر میں یوں اگیں گے جیسے بارش میں دانہ اگتا ہے۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

پھر جہنم سے ایک ادنیٰ (مسلمان) کو نکالا جائے گا اور جہنم کے کنارے پر پڑا ہو گا وہ کہے گا: پروردگار! میرا چہرہ جہنم سے پھیر دے۔ پروردگار فرمائیں گے تو اپنا عہد اور وعدہ دے کہ اس کے علاوہ کوئی سوال نہ کرے گا۔ بندہ کہے گا پروردگار! میں اپنا عہد اور وعدہ دیتا ہوں کہ آپ سے اور کچھ سوال نہیں کروں گا۔ چنانچہ اس کا چہرہ جہنم سے پھیر دیا جائے گا۔ وہ ایک درخت کو دیکھے گا تو پکار اٹھے گا یا رب! مجھے صرف اس درخت کے قریب فرما دے تاکہ میں اس کے سائے میں آ جاؤں اور اس کا پھل کھا سکوں۔ پروردگار فرمائیں گے تو اپنا عہد اور وعدہ دے کہ اس کے علاوہ کوئی سوال نہ کرے گا۔ بندہ کہے گا پروردگار! میں اپنا عہد اور وعدہ دیتا ہوں کہ آپ سے اور یہ سوال نہیں کروں گا۔ لہٰذا اس کو درخت کے قریب کر دیا جائے گا۔ وہ وہاں پہنچ کر ایک اور اس سے عمدہ درخت دیکھے گا تو پھر بول اٹھے گا: مجھے اس دوسرے درخت کی طرف منتقل فرما دے میں اس کے سائے میں

---

(۱) مسند احمد [illegible] (۲) مسند احمد ۱۱/۳ (۳) مسند احمد ۵/۳

آنا چاہتا ہوں اور اس کا پھل کھانا چاہتا ہوں۔ پروردگار فرمائیں گے تو اپنا عہد اور ذمہ دے کہ اس کے علاوہ مزید کوئی سوال نہ کرے گا۔ بندہ کہے گا پروردگار! میں اپنا عہد اور ذمہ دیتا ہوں کہ آپ سے اور کچھ سوال نہیں کروں گا۔ لہذا اس کو اس دوسرے درخت کے قریب کر دیا جائے گا۔ وہاں پہنچ کر وہ ایک تیسرے درخت کو دیکھے گا تو (پھر مچل اٹھے گا اور) کہے گا یارب مجھے صرف اس درخت کے قریب فرما دے تا کہ میں اس کے سائے میں آ جاؤں اور اس کا پھل کھا سکوں۔ پروردگار فرمائیں گے تو اپنا عہد اور ذمہ دے کہ اس کے علاوہ کوئی سوال نہ کرے گا۔ بندہ کہے گا پروردگار! میں اپنا عہد اور ذمہ دیتا ہوں کہ آپ سے اور کچھ سوال نہیں کروں گا۔ لہذا اس کو اس تیسرے درخت کے قریب کر دیا جائے گا۔ وہاں وہ لوگوں کی جماعت دیکھے گا ان کی آوازیں سنے گا اور پھر پکارے گا پروردگار! مجھے بس جنت میں داخل فرما دے۔ (۱)

مصنف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ اور ایک دوسرے صحابی رضی اللہ عنہ کا اختلاف ہوا حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس کو جنت میں داخل کر کے دنیا جتنی جنت اور اس کے مثل ایک اور جنت دے دی جائے گی لیکن دوسرے صحابی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اس کو جنت میں داخل کر کے دنیا کے مثل جنت اور مزید اس کے دس مثل اور جنتیں عطا کر دی جائیں گی۔

وہ دوسرے صحابی حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ ہیں۔ (مترجم ابو علی)

**حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ کی روایت**...... مسند احمد میں حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے دریافت کیا قیامت کے دن آپ کی شفاعت کا سب سے زیادہ مستحق کون ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

اے ابو ہریرۃ! میرا پہلے ہی خیال تھا کہ اس حدیث کے متعلق پوچھنے والا تم سے زیادہ آگے اور کوئی نہیں ہوگا کیونکہ میں حدیث میں تمہاری حرص اور تمہارے شوق کو دیکھ چکا تھا۔ (جان لو کہ) قیامت کے دن میری شفاعت کا سب سے زیادہ مستحق وہ شخص ہوگا جس نے اخلاص کے ساتھ لا الٰہ الا اللہ کہا ہو۔ (۲)

یہ روایت صحیح الاسناد ہے اور شیخین رحمۃ اللہ علیہ کی شرائط پر پوری اترتی ہے۔

صحیح میں حضرت عطاء بن یسار کے طریق سے منقول ہے وہ حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کرتے ہیں فرمایا:

مومنین جب پل صراط سے پار ہو جائیں گے اور ان کو اطمینان ہو جائے گا کہ وہ نجات پا گئے ہیں تو اس وقت حق پر قائم رہنے میں وہ تم سے زیادہ سخت ہوں گے۔ کیونکہ ان پر ظاہر ہو چکا ہوگا کہ (وہ خود نجات پا گئے ہیں اور) ان کے بھائی جہنم میں ہیں۔ وہ کہیں گے: یارب ہمارے بھائی جو ہمارے ساتھ نماز پڑھتے تھے، ہمارے ساتھ روزے رکھتے تھے، ہمارے ساتھ حج کرتے تھے اور ہمارے ساتھ قرآن پڑھتے تھے؟! (ان کو جہنم سے نکال دیں)۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: جاؤ اور جس کے دل میں ذرہ بھر ایمان پاؤ، اس کو جہنم سے نکال لو۔

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اگر تم چاہو یہ آیت پڑھ سکتے ہو: ترجمہ: خدا کسی کی ذرا بھی حق تلفی نہیں کرتا اور اگر نیکی (کی) ہوگی تو اس کو دو چند کرے گا اور اپنے ہاں سے اجر عظیم بخشے گا۔ (سورۃ النساء آیت ۴۰)

پھر آگے حضور ﷺ کی روایت نقل کرتے ہوئے فرمایا:

اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: ملائکہ شفاعت کر چکے، انبیاء شفاعت کر چکے اور مومنین شفاعت کر چکے۔ اب ارحم الراحمین کے سوا کوئی نہیں بچا۔ پس اللہ تعالیٰ ایک مٹھی بھر کر جہنم سے نکالیں گے اور ایسی قوم کو نجات دیں گے جنہوں نے کبھی کوئی نیک عمل نہ کیا ہوگا۔ وہ کوئلہ ہو چکے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ ان کو جنت کے منہ پر بہتی نہروں میں سے ایک نہر میں ڈال دیں گے۔ جس کا نام نہر الحیاۃ ہے۔ وہ اس میں یوں تر و تازہ ہو کر نکلیں گے جیسے بارش کے سیلاب میں گھاس اُگ آتی ہے اور اس میں سے موتیوں کی طرح چمک دار ہو کر نکلیں گے۔ ان کی گردنوں میں ہار ہوں گے جس کی وجہ سے اہل جنت ان کو پہچانیں گے اور ان کو ”عتقاء اللہ“ کہیں گے یعنی اللہ کے آزاد کردہ۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوگا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو بغیر کسی عمل کے جو انہوں نے کیا ہو اور بغیر کسی خیر کے جو انہوں نے آگے بھیجی ہو جنت میں داخل فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو فرمائیں گے جنت میں داخل ہو جاؤ جو تم دیکھو وہ

---

(۱) مسند احمد ۳/ ۲۵

(۲) مسند احمد ۲/ ۳۰۷

تمہارے لئے ہے۔ وہ کہیں گے پروردگار اس سے افضل اور کیا شی ہو سکتی ہے؟ تو نے ہم کو وہ کچھ عطا کیا ہے جو جہان والوں میں سے کسی کو عطا نہیں کیا۔ ان کو کہا جائے گا: میرے پاس اس سے کہیں زیادہ افضل ہے۔ وہ عرض کریں گے: پروردگار اس سے افضل وہ کیا چیز ہے؟ پروردگار فرمائیں گے: میری رضا۔ آج کے بعد میں تم سے کبھی ناراض نہیں ہوں گا۔

**قیامت کے دن مؤمنین شفاعت کریں گے سوائے لعنت کرنے والوں کے ......** حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: پھر میں عرض کروں گا: یارب میری امت میں سے جو افراد جہنم میں پڑے ہیں ان کے بارے میں میری شفاعت قبول کیجئے۔ پروردگار فرمائیں گے: ہاں جہنم سے ہر اس شخص کو نکال لو جس کے دل میں دو تہائی دینار ایمان ہو یا نصف دینار یا ایک تہائی دینار یا چوتھائی دینار حتی کہ جس کے دل میں وہ قیراط بھی ایمان ہو اس کو بھی نکال لو۔ بلکہ جس نے کبھی بھی کوئی نیکی کی ہو اس کو بھی نکال لو۔ پھر شفاعت کی اجازت دی جائے گی، کوئی شخص ایسا نہ بچے گا جو شفاعت نہ کر سکے۔ سوائے لعنت کرنے والے کے، وہ شفاعت نہیں کر سکے گا۔ (اس دن خدا کی رحمت اس قدر بے بہا ہوگی کہ) جہنم میں شیطان بھی آس لگانے لگا کہ شاید میری شفاعت بھی ہو جائے۔ حتی کہ جب کوئی بھی (مسلمان) شفاعت کرنے سے باقی نہ بچے گا تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: میں ارحم الراحمین بچ گیا ہوں۔ پس جہنم سے اس قدر افراد نکالے جائیں گے کہ ان کا شمار خدا کے سوا کسی سے ممکن نہ ہوگا۔ وہ سوختہ لکڑی کی مانند ہو چکے ہوں گے۔ ان کو جنت کے دروازے پر ایک نہر میں ڈال دیا جائے گا۔ جس کو نہر الحیاۃ کہا جاتا ہے۔ وہ اس میں ایسے پرورش پائیں گے جیسے سیلاب کے پانی میں ہری بھری گھاس اگتی ہے۔ (۱)

ابن ابی الدنیا نے اس کو روایت کیا ہے۔

حافظ ابو یعلی اپنی سند کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

جہنمیوں کی صفیں بنادی جائیں گی۔ مؤمنین کا ان پر سے گزر ہوگا۔ کوئی جہنمی کسی مؤمن کو دیکھ کر پہچانے گا تو اس سے کہے گا: اے فلاں! وہ دن یاد کر جب تو نے مجھ سے فلاں حاجت میں مدد مانگی تھی؟ اور کیا تجھے وہ دن یاد نہیں ہے جب میں نے تجھے یہ کچھ دیا تھا؟ فرمایا: اس طرح وہ اپنے احسانات گنوائے گا۔ مؤمن کو یاد آئے گا اور اس کو پہچان لے گا اور پروردگار کے پاس اس کی شفاعت کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کی شفاعت قبول فرمالیں گے۔ (۲)

مصنف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اس کی روایت میں ضعف ہے۔

ابن ماجہ میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

قیامت کے دن لوگ صف در صف کھڑے ہو جائیں گے۔ (حدیث کے ایک راوی ابن نمیر کہتے ہیں یہ مؤمنین ہوں گے۔) پھر کوئی جہنمی کسی جنتی پر سے گزرے گا تو کہے گا: اے فلاں! کیا تجھے یاد نہیں ہے تو نے مجھ سے پانی مانگا تھا اور میں نے تجھے پانی پلایا تھا۔ پس وہ جنتی اس کے لئے شفاعت کرے گا۔ اسی طرح ایک آدمی دوسرے کے پاس سے گزرے گا اور اس کو کہے گا کیا تجھے وہ دن یاد نہیں ہے میں نے تجھے وضو کے لئے پانی دیا تھا۔ پس وہ بھی اس کے لئے شفاعت کرے گا۔ کوئی دوسرے کے پاس سے گزرے گا اور اس کو کہے گا: تو نے مجھے فلاں کام کے لئے بھیجا تھا اور میں چلا گیا تھا پس وہ بھی اس کے لئے شفاعت کرے گا۔ (۳)

**مؤمنین کی اپنے اہل وعیال کے لئے شفاعت ......** بعض علماء نے نقل کیا ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام کے صحیفہ زبور میں لکھا ہے میں اپنے زاہد بندگان کو قیامت کے دن کہوں گا: اے میرے بندو! میں نے دنیا کو تم سے دور اس لئے نہیں رکھا تھا کہ تم میرے نزدیک بے وقعت تھے۔ بلکہ میرا ارادہ تھا کہ آج تم اپنا پورا پورا حق وصول کر لو۔ لہٰذا صفوں میں گھس جاؤ اور جس سے تم دنیا میں محبت کرتے تھے، یا کسی نے تمہاری کوئی حاجت روائی کی، یا کسی نے تمہاری غیبت کا دفاع کیا، یا کسی نے میری رضا کے لئے تم کو کھانے کا ایک لقمہ کھلایا تھا پس ہر ایسے شخص کا ہاتھ پکڑو اور اسے جنت میں داخل کر لو۔ ترمذی اور بیہقی میں حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

میری امت کے بہت سے ایسے لوگ ہیں کہ ان میں سے ایک شخص پوری پوری جماعت کی شفاعت کرے گا۔ یوں وہ پوری جماعت اس کی

---

(۱) البخاری ۷۴۳۳۔ مسلم ۴۵۰۔ مسند احمد ۳/۵ (۲) مسند ابی یعلی الموصلی ۴۰۰۶ (۳) ابن ماجہ ۳۶۸۵

شفاعت کی بدولت جنت میں جائے گی۔ کوئی آدمی قبیلہ کے لئے شفاعت کرے گا اور وہ سب اس کی شفاعت کے سہارے جنت میں جائیں گے۔ کوئی شخص اپنے کسی آدمی اور اہل وعیال کے لئے شفاعت کرے گا اور وہ جنت میں جائیں گے۔ (۱)

مسند بزار میں مرفوعاً نقل کیا گیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ایک آدمی بیسیوں لوگوں کے لئے شفاعت کرے گا۔ (۲)

ایک روایت میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

آدمی کو کہا جائے گا: اے فلاں! اٹھ کھڑا ہو اور شفاعت کر۔ پس آدمی کھڑا ہو گا اور قبیلے کے لئے شفاعت کرے گا۔ اہل خانہ کے لئے، ایک آدمی کے لئے اور دو آدمیوں کے لئے الغرض اپنے عمل کے مطابق (کم یا زیادہ کے لئے) شفاعت کرے گا۔ (۳)

حضرت ابو ثعلبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا آپ فرما رہے تھے:

میرے ایک امتی کی شفاعت سے مضر قبیلہ سے زیادہ افراد جنت میں جائیں گے۔ آدمی اپنے گھر والوں کے لئے شفاعت کرے گا اور اپنے عمل کے مطابق شفاعت کرے گا۔ (۴)

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جنت میں ایک شخص جو حسین یا حسن رضی اللہ عنہما جیسا (افضل) نہیں ہو گا مگر اس کی شفاعت سے ربیعہ اور مضر جتنے بڑے قبائل جنت میں داخل ہوں گے۔ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ! ربیعہ مضر کے مقابلہ میں کیا حیثیت رکھتا ہے؟ فرمایا: جو میں کہہ رہا ہوں کہہ رہا ہوں (تم مقصود یعنی کثرت کی طرف دھیان دو)۔ (۵)

دوسری جگہ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ایک جنتی شخص کی شفاعت سے ربیعہ اور مضر میں سے ایک قبیلہ جتنے افراد جنت میں داخل ہوں گے۔ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ! ربیعہ مضر (اتنے بڑے قبیلے)؟ فرمایا: جو میں کہہ رہا ہوں کہہ رہا ہوں۔ (۶)

ربیعہ و مضر تعداد افراد میں عرب کے سب سے بڑے قبیلے تھے۔ حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا خیال تھا کہ یہ شخص حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ ہیں، جن کی شفاعت سے اس قدر لوگ جنت میں داخل ہوں گے۔

دوسری روایت میں ابن ابی الجدعاء سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں میں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ ایک شخص کی شفاعت سے بنی تمیم سے زیادہ افراد جنت میں داخل ہوں گے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہ نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ! وہ شخص آپ کے علاوہ کوئی اور ہو گا؟ فرمایا ہاں میرے سوا کوئی اور ہو گا۔ (۷)

**پانی کے بدلے شفاعت کا قصہ**۔۔۔۔ بیہقی میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

دو شخص ایک جنگل میں چلے جا رہے تھے۔ ایک عابد تھا دوسرا گنہگار۔ گنہگار کے ہمراہ پانی کا برتن تھا۔ عابد کے پاس پانی نہیں تھا۔ عابد کو پیاس لگی۔ اس نے دوسرے گنہگار کو کہا: اے فلاں! مجھے پانی پلا دے میں مر رہا ہوں۔ گنہگار بولا: میرے پاس ایک ہی برتن ہے اور ہم جنگل میں ہیں، اگر میں تجھ کو پانی پلا دوں تو میں مر جاؤں گا۔ آخر دونوں چل پڑے۔ عابد کو پیاس اور شدید ہو گئی اور پھر بولا: اے فلاں! مجھے پانی پلا دے ورنہ میں مر جاؤں گا۔ اس نے پھر وہی جواب دہرایا میرے پاس ایک ہی برتن ہے اور ہم جنگل میں ہیں، اگر میں تجھ کو پانی پلا دوں تو میں مر جاؤں گا۔ آخر چل پڑے۔ عابد راستے میں گر گیا اور بولا: اے فلاں! مجھے پانی پلا دے میں مر رہا ہوں۔ تب گنہگار کو خیال آیا کہ اللہ کی قسم! یہ نیکوکار بندہ ہے۔ بے کار موت کے منہ میں جا رہا ہے۔ اگر یہ مر گیا تو اللہ پاک مجھے کبھی معاف نہیں فرمائیں گے۔ آخر کار اس نے اس کے منہ پر پانی کے چھینٹے

---

(۱) ابن ماجہ ۴۳۲۰، مسند احمد ۳/۲۰، ۳/۶۳ (۲) البزار ۳۴۶۳ (۳) اتحاف السادۃ المتقین ۱۰/۴۹۵ (۴) المجمع ۱۰/۳۸۱، اتحاف ۴۷۸

(۵) مجمع الزوائد ۱۰/۳۸۱ (۶) کنز العمال ۳۹۰۳۲ (۷) ابن ماجہ ۴۳۱۶، مسند احمد ۳/۴۶۹، ۵/۳۶۶

دے اور اس کو پانی پلا دیا اور پھر وہ اس جنگل کی طرف نکل پڑے۔

آپ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن ان دونوں کو حساب کتاب کے لیے لایا جائے گا۔ عابد کو جنت اور گنہگار کو جہنم کا حکم دیا جائے گا۔ گنہگار عابد کو پہچان لے گا لیکن عابد گنہگار کو نہ پہچان پائے گا۔ گنہگار عابد کو پکارے گا: اے فلاں! یاد کر میں نے اس دن جنگل میں پیاس کی شدت پر تجھ کو ترجیح دی تھی؟ اب مجھ کو جہنم کا حکم سنایا جا چکا ہے، تو اپنے رب کے پاس میری شفاعت کر دے۔ عابد رب کی بارگاہ میں عرض کرے گا: اے رب! اس نے اپنی ذات پر مجھ کو فوقیت دی تھی۔ اے رب! آج یہ شخص مجھے ہدیہ کر دے۔ پس وہ گنہگار اس کو ہدیہ کر دیا جائے گا۔ عابد اس کا ہاتھ پکڑ کر اس کو جنت میں لے جائے گا۔(۱)

**اعمال کی شفاعت صاحب اعمال کے لئے۔** حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ مسند حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں آپ علیہ السلام فرماتے ہیں:

روزہ اور قرآن بندے کے لئے شفاعت کریں گے۔ روزہ کہے گا: اے رب! میں نے اس کو کھانے پینے سے اور دن میں خواہشات کی تکمیل سے روکے رکھا۔ لہٰذا اس کے حق میں مجھے شفاعت کا موقع دیجئے۔ قرآن کہے گا: پروردگار! میں نے اس کو رات میں سونے سے باز رکھا، پس اس کے لئے میری شفاعت قبول فرمائیے۔(۲)

**ایک واقعہ ...** تمیم بن حماد ابو منذر سے ایک قصہ نقل کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں:

میرا بھتیجا شراب کا بہت عادی تھا۔ وہ بیمار پڑ گیا اور اس نے مجھے بلوا لیا۔ میں اس کے پاس پہنچا تو وہاں پہنچ کر دیکھا کہ دو سیاہ فام شخص اس پر چھائے ہوئے ہیں۔ میں نے کہا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ میرا بھتیجا تو ہلاک ہو گیا۔ پھر قریب ہی ایک طرف سے دو سفید پوش شخص ظاہر ہوئے اور ایک نے دوسرے سے کہا: اس کے پاس جاؤ۔ جب وہ اس کے پاس آیا تو پیچھے دونوں سیاہ فام لوگ ہٹ گئے۔ سفید فام بزرگ نے اس کے منہ کو سونگھا اور کہا: اس سے ذکر کی خوشبو نہیں آ رہی۔ پھر اس کے پیٹ کو سونگھا اور کہا: اس میں روزوں کے آثار بھی نظر نہیں آ رہے۔ پھر اس کے قدموں کو سونگھا اور کہا: ان میں نماز کے آثار بھی نظر نہیں آ رہے ہیں۔ یہ سن کر اس کے ساتھی نے کہا: انا للہ وانا الیہ راجعون۔ یہ محمد (ﷺ) کا امتی ہے اس میں کہیں بھی کوئی خیر کی خبر نہیں ہے؟ توقف کرو میں دوبارہ دیکھتا ہوں۔ لہٰذا پہلے سفید پوش بزرگ نے دوبارہ اس کو دیکھا لیکن کچھ نہ پایا۔ آخر کار دوسرا شخص اس کے پاس آیا اور اس کو سونگھا لیکن پہلی مرتبہ اس کو بھی کوئی خیر کی شئ نہ ملی۔ لیکن جب دوبارہ دیکھا تو اس کی زبان کے کنارے میں ایک تکبیر پائی جو اس نے اللہ کی رضا کے لئے اس کی راہ میں لگائی تھی۔ آخر انہوں نے اس کی روح قبض کر لی۔ لوگوں نے گھر میں مشک کی خوشبو محسوس کی اور اس کے جنازے میں حاضر ہوئے۔

یہ روایت نہایت غریب ہے لیکن اعمال کے شفاعت کرنے پر دلیل ہے۔

علامہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے تذکرہ میں کتاب الدیباج کے مؤلف کے حوالے سے نقل کیا ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ روای ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جب اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کے فیصلے سے فارغ ہو جائیں گے تو عرش کے نیچے سے ایک کتاب نکالیں گے۔ (جس پر لکھا ہوگا) میری رحمت میرے غضب پر غالب ہے اور میں ارحم الراحمین ہوں۔ فرمایا: پھر اہل جہنم سے اہل جنت کے مثل (کثیر) افراد نکالے جائیں گے۔ فرمایا: دو مثل نکالے جائیں گے۔ راوی کہتے ہیں میرا غالب گمان ہے کہ ایک مثل فرمایا۔ تو ان کی پیشانی پر لکھا ہوگا "عتقاء اللہ" اللہ کے آزاد کردہ۔(۳)

ترمذی میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جہنم سے ہر اس شخص کو نکال دو جس نے مجھے کسی دن یاد کیا یا کسی مقام پر مجھ سے ڈرا ہو۔

---

(۱) [illegible] [۲] احمد [illegible]

(۳) [illegible]

امام ترمذیؒ فرماتے ہیں یہ حدیث حسن غریب ہے۔

ترمذی ہی میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

جہنم میں جانے والوں میں سے دو شخص انتہائی تیز چیخیں گے۔ پروردگار عالم حکم فرمائیں گے ان کو نکالو۔ ان کو نکال دیا جائے گا تو پروردگار دریافت فرمائیں گے کس وجہ سے اتنی تیز چیخ رہے تھے؟ وہ کہیں گے یہ حرکت ہم نے اس لئے کی تھی تاکہ آپ ہم پر رحم فرمائیں۔ تو رب فرمائیں گے میری رحمت تمہارے لئے یہی ہے کہ تم دونوں واپس وہیں چلے جاؤ۔ پس وہ دونوں اپنے آپ کو جہنم کے اندر ڈال دیں گے۔ پس جو جہنم میں پہلا شخص ڈالے گا وہ اس پر ٹھنڈک اور سلامتی والا ہو جائے گا۔ پروردگار اس سے دریافت فرمائیں گے تو نے کیوں اپنے آپ کو جہنم میں نہیں ڈالا جیسے تیرے ساتھی نے اپنے آپ کو جہنم میں ڈال دیا؟ وہ عرض کرے گا پروردگار مجھے تیری رحمت سے امید تھی کہ تو مجھے جہنم سے نکالنے کے بعد دوبارہ اس میں نہیں ڈالے گا۔ پروردگار فرمائیں گے: جا تجھے تیری امید کے مطابق ملے گا (اور دوسرے کو اس کی فرمانبرداری کی بنیاد پر) پھر دونوں کو اللہ کی رحمت سے جنت میں داخل کر دیا جائے گا۔"(۱)

اس روایت کی سند میں رشدین بن سعد ابن انعم سے روایت کرتے ہیں یہ دونوں ضعیف راوی ہیں۔ لیکن ترغیب و ثواب ابواب میں مقبول ہیں۔

عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں رشدین بن سعد ابو ہانی الخولانی عمرو بن مالک الجنبی کے سلسلہ سند سے مروی ہے کہ فضالہ بن عبید اور عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں حضور ﷺ نے فرمایا

جب قیامت کا دن ہوگا اللہ تبارک و تعالیٰ مخلوق کے فیصلے سے فارغ ہو جائیں گے تو صرف دو آدمی رہ جائیں گے۔ ان دونوں کو جہنم کا حکم ہو چکا ہوگا۔ ایک مڑ کر اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف دیکھے گا۔ جبار تعالیٰ فرمائیں گے اس کو واپس لے آؤ۔ فرشتے اس کو واپس لائیں گے تو پروردگار اس سے دریافت فرمائیں گے: تو کیوں مڑ کر دیکھ رہا تھا؟ بندہ عرض کرے گا پروردگار میرا خیال تھا کہ آپ مجھے جنت میں داخل فرما دیں گے۔ پس اس کو جنت میں داخل کر دیا جائے گا۔ بندہ (جنت کی نعمتوں کو دیکھ کر) کہے گا پروردگار نے مجھے اتنا عطا کیا ہے کہ اگر میں سارے جنتیوں کی دعوت کر دوں تو میرے کھانے پینے میں کچھ کمی نہ آئے۔

حضور ﷺ جب بھی اس حدیث کا ذکر فرماتے مسرت آپ کے چہرۂ مبارک سے عیاں ہو جاتی۔"(۲)

## فصل

**اصحاب الاعراف کا بیان** فرمان الٰہی ہے ان دونوں (یعنی جنت اور دوزخ) کے درمیان (اعراف کی) ایک دیوار ہوگی اور اعراف پر کچھ آدمی ہوں گے جو سب (اہل جہنم اور اہل جنت) کو ان کی صورتوں سے پہچان لیں گے تو وہ اہل جنت کو پکار کر کہیں گے کہ تم پر سلامتی ہو۔ یہ لوگ ابھی جنت میں داخل تو نہیں ہوئے ہوں گے مگر امید رکھتے ہوں گے اور جب ان کی نگاہیں پلٹ کر اہل دوزخ کی طرف جائیں گی تو عرض کریں گے کہ اے ہمارے پروردگار ہم کو ظالم لوگوں کے ساتھ (شامل) نہ کیجیو۔ [illegible]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اعراف جنت اور جہنم کے درمیان ایک دیوار کا نام ہے۔

حضرت ابن مردویہ رحمۃ اللہ علیہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اصحاب الاعراف کو جہنم میں جانے سے ان کی نیکیاں آڑے آگئیں اور ان کی برائیوں نے ان کے لئے جنت کا راستہ بند کر دیا۔

فرمان الٰہی ہے اور جب ان کی نگاہیں پلٹ کر اہل دوزخ کی طرف جائیں گی تو عرض کریں گے کہ اے ہمارے پروردگار ہم کو ظالم لوگوں کے ساتھ (شامل) نہ کیجیو۔ [illegible]

---

(۱) [illegible]    [illegible]

پس یہ لوگ ایک عرصہ تک اسی امید وبیم کی حالت میں ہوں گے کہ پروردگار ان پر جلوہ افروز ہوگا اور ان کو فرمائے گا کھڑے ہو جاؤ اور جنت میں داخل ہو جاؤ، میں نے تم کو بخش دیا ہے۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے سنداً حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بن الحارث بن نوفل سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ اصحاب الاعراف وہ لوگ ہیں جن کی نیکیاں اور بدیاں برابر ہو گئیں۔ ان کو ایک نہر پر لے جایا جائے گا، جس کو نہر الحیاۃ کہتے ہیں۔ اس نہر کی مٹی ورس اور زعفران کی ہوگی۔ اس کے کنارے لوہے کے سرکنڈوں کے ہوں گے۔ جن پر موتی جڑے ہوں گے۔ وہ اس میں غسل کریں گے۔ جس سے ان کے سینوں پر ہلکی سفیدی ظاہر ہوگی۔ وہ دوبارہ غسل کریں گے اور ان کی سفیدی بڑھ جائے گی۔ پھر ان کو کہا جائے گا تم جو چاہو اپنی خواہشات کا اظہار کرو۔ وہ اپنی خواہشات بتائیں گے۔ ان کو کہا جائے گا جو تم نے بتایا اور اس سے ستر گنا زیادہ تم کو دیا جاتا ہے۔ یہ لوگ مساکین اہل جنت ہوں گے۔ (۱)

مصنف ابوالفداء علامہ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اصحاب الاعراف کے متعلق کئی احادیث وارد ہوئی ہیں لیکن ان میں ضعف ہے۔ جس کی وجہ سے ہم نے ان کو ترک کر دیا ہے۔

**سب سے پہلے جو شخص جہنم سے نکل کر جنت میں داخل ہوگا**...... صحیح مسلم میں زہری عن عطاء بن یزید اللیثی کی روایت ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: لوگوں نے حضور ﷺ کی خدمت میں عرض کیا یا رسول اللہ! کیا ہم قیامت کے دن اپنے پروردگار کو دیکھیں گے؟ فرمایا: کیا چودھویں کے چاند کو دیکھنے میں تمہیں کوئی مزاحمت کا سامنا ہوتا ہے؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا نہیں یا رسول اللہ! پھر فرمایا: کیا جب سورج کا مطلع بادلوں سے صاف ہو اس وقت تمہیں سورج کو دیکھنے میں کوئی مزاحمت کا سامنا ہوتا ہے؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا نہیں یا رسول اللہ!

فرمایا پس اسی طرح تم قیامت کے دن پروردگار کو دیکھو گے۔ جب اللہ تعالیٰ انسانوں کو جمع فرمائے گا تو ارشاد ہوگا: جو شخص جس چیز کی پرستش کرتا تھا وہ اس کے پیچھے آ جائے۔ پس جو سورج کی عبادت کیا کرتا تھا وہ سورج کے پیچھے رہے۔ جو چاند کو پوجتا تھا وہ اس کی اتباع کرے۔ جو سرکش شیاطین کی عبادت کیا کرتا تھا وہ ان کے ساتھ آ جائے۔ بس یہ امت اور اس کے منافقین رہ جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ان کے پاس ایسی صورت میں جلوہ افروز ہوں گے جس سے وہ ناآشنا ہوں گے۔ پروردگار فرمائیں گے میں تمہارا رب ہوں، وہ کہیں گے ہم تجھ سے پناہ مانگتے ہیں، ہم یہیں ایستادہ ہیں تاوقتیکہ ہمارا رب آ جائے اور ہم اس کو پہچان لیں۔ پھر اللہ تعالیٰ ایسی صورت میں جلوہ افروز ہوں گے جس سے وہ آشنا ہوں گے۔ پروردگار فرمائیں گے: میں تمہارا رب ہوں۔ وہ کہیں گے ہاں آپ ہمارے رب ہیں۔ پھر وہ پروردگار کے پیچھے آئیں گے اور جہنم پر پل قائم کر دیا جائے گا۔

آپ ﷺ فرماتے ہیں: پس اس پر گزرنے والوں میں سے میں پہلا شخص ہوں گا۔ اس دن رسولوں کے سوا کوئی بات نہ کر سکے گا اور اس دن سب رسولوں کی زبان پر یہ دعا ہوگی اے اللہ! سلامتی فرما، اے اللہ! سلامتی فرما۔ مقام سعدان کے کانٹوں کے مثل (بڑے بڑے) آنکڑے ہوں گے۔ کیا تم نے سعدان کے کانٹے دیکھے ہیں؟ صحابہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا جی یا رسول اللہ! فرمایا: بس وہ آنکڑے ان کے مثل ہوں گے بس جسامت ان کی اللہ ہی کو معلوم ہے۔ وہ لوگوں کو ان کے اعمال کے مطابق پکڑیں گے۔ کوئی تو اپنے عمل کی پاداش میں ہلاک ہونے والا ہوگا۔ کوئی ذلت وخواری اٹھانے کے بعد نجات پا جائے گا۔ حتیٰ کہ جب اللہ تعالیٰ قصاص سے فارغ ہو جائیں گے اور جہنم سے لا الٰہ الا اللہ کہنے والوں میں جس جس کو نکالنا چاہیں گے تب فرشتوں کو حکم فرمائیں گے کہ ان کو جہنم سے نکال لیا جائے۔

فرشتے ان کو سجدہ کے نشانات سے پہچان لیں گے کیونکہ آگ ان نشانات کو جلانے پر قادر نہ ہوگی۔ وہ جہنم سے کوئلہ ہو کر نکلیں گے پھر ان پر آب حیات چھڑکا جائے گا۔ اس سے ان کے جسم یوں تر وتازہ اگ آئیں گے جیسے بارش میں گھاس اگ آتی ہے۔

جب اللہ تعالیٰ فیصلہ سے فارغ ہو جائیں گے اور ایک شخص جہنم کی طرف منہ کئے باقی رہ جائے گا وہ منہ پھیرنے پر قادر نہ ہو سکے گا۔ وہ پکارے گا پروردگار! مجھے جہنم کی (آتشیں) ہوا آ رہی ہے۔ اس کی تپش مجھے جلائے دے رہی ہے۔ میرا چہرہ جہنم سے پھیر دے۔ وہ مسلسل اللہ کو پکارتا رہے گا۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: اگر تیرا یہ سوال پورا کر دیا جائے، پھر اور سوال تو نہیں کرے گا؟ وہ کہے گا: تیری عزت کی قسم! اور کوئی سوال نہ کروں

---

(۱) البیہقی ۱۴۰

گا۔ پس اس کا چہرہ جہنم سے پھیر دیا جائے گا۔ لیکن پھر وہ سوال کرے گا یا رب! مجھے جنت کے دروازے کے اور قریب کر دے۔ پس اللہ تعالیٰ فرمائیں گے تم نے نہیں کہا تھا کہ اور کوئی سوال نہ کرو گے۔ بندہ کہے گا تیری عزت کی قسم اب کوئی سوال نہ کروں گا۔ پھر اللہ تعالیٰ اس سے بہت سے عہد و پیمان لیں گے کہ اب وہ دوبارہ کوئی سوال نہ کرے گا اور پھر اس کو باب جنت کے قریب کر دیا جائے گا۔ وہ جنت میں بیش بہا نعمتیں دیکھے گا تو کچھ عرصہ تو خاموش رہے گا پھر کہے گا یا رب! مجھے جنت میں داخل کر دے۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے تم نے نہیں کہا تھا کہ اور کوئی سوال نہ کرو گے۔ اے ابن آدم! افسوس تو کس قدر دغا باز ہے۔ بندہ کہے گا یا رب! مجھے اپنی مخلوق میں سب سے بدبخت نہ فرمائیں وہ مسلسل اللہ کو پکارتا رہے گا۔ حتیٰ کہ اللہ پاک ہنس دیں گے۔ جب اللہ عزوجل اس کو دیکھ کر مسکرائیں (ہنسی فرمائیں) گے تو اس کو جنت میں داخل ہونے کی اجازت مرحمت فرما دیں گے۔ جب وہ داخل ہو جائے گا تو اس سے پوچھا جائے گا اپنی خواہش کا اظہار کرو۔ وہ اظہار کرے گا۔ اسے پھر کہا جائے گا چاہو تو کچھ اور خواہش بتاؤ۔ وہ پھر اپنی خواہشات بتائے گا۔ حتیٰ کہ اس کی تمنائیں اور خواہشات ختم ہو جائیں گی۔ تب اس کو کہا جائے گا تجھے یہ بھی اور اس جتنا مزید عطا کیا جاتا ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے یہ حدیث سناتے وقت حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ شروع سے حدیث ختم تک ساتھ موجود تھے لیکن کہیں بھی انھوں نے انکار نہیں فرمایا۔ صرف یہ فرمایا کہ میں نے حضور ﷺ سے آخری الفاظ یہ سنے تھے کہ یہ اور اس سے دس گنا زیادہ دیا جاتا ہے۔ جبکہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں یہ اور اس جتنا اور عطا کیا جاتا ہے کے الفاظ ہیں۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں یہ شخص جنت میں داخل ہونے والوں میں سے آخری ترین شخص ہوگا (جس کا یہ اعزاز ہوگا۔)

بعض روایات میں آیا ہے جیسا کہ اوپر گزر چکا اس شخص کا جہنم سے نکلنے کے بعد جنت میں داخلہ تین مراحل میں ہوگا۔ ہر مرحلہ میں وہ ایک درخت کے پاس فروکش ہوگا اور ہر درخت پہلے والے سے اچھا ہوگا۔

اسی طرح امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے بھی روایت کیا ہے۔ (۱)

**سب سے آخر میں جہنم سے نکلنے والا شخص** عثمان بن ابی شیبہ، جریر، منصور، ابراہیم، عبیدہ کے سلسلہ سند کے ساتھ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

سب سے آخر میں جہنم سے نکلنے والے شخص کو میں جانتا ہوں، وہی سب سے آخر میں جنت میں داخل ہونے والا ہوگا۔ وہ شخص جہنم سے گھٹنوں کے بل نکلے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کو فرمائیں گے: جا جنت میں داخل ہو جا۔ وہ جنت کے پاس آ کر خیال کرے گا کہ جنت تو اب تک بھر چکی ہوگی لہٰذا وہ لوٹ کر پروردگار کے پاس آئے گا اور عرض کرے گا پروردگار! جنت کو تو میں بھرا ہوا پاتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ اس کو فرمائیں گے: جا جنت میں داخل ہو جا تیرے لیے دنیا اور اس کے دس مثل جنت عطا کی جاتی ہے۔ وہ حیرت میں عرض کرے گا یا رب! آپ بادشاہ ہو کر مجھ سے مذاق فرما رہے ہیں۔

راوی حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ اس قدر ہنسے کہ آپ کی داڑھ مبارک ظاہر ہو گئیں۔

یہ شخص جنت میں سب سے کم مرتبہ والا ہوگا۔ (۲)

## فصل

امام الدارقطنی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "الرواۃ عن مالک" اور خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک غریب طریق کے ساتھ عبدالملک بن الحکم سے روایت کی ہے وہ مالک، عن نافع کی سند کے ساتھ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جنت میں سب سے آخر میں داخل ہونے والا شخص جہینہ کا ایک فرد ہوگا۔ اس کو جہینی کہا جائے گا۔ اہل جنت کہیں گے جہینہ کے پاس یقینی خبر ہے اس سے سوال کرو کہ کیا کوئی مخلوق میں سے باقی ہے؟

---

(۱) البخاری ۔ ۷۴۳۷ ۔ ۸۰۶ ۔ مسلم ۔ ۲۵۰ ۔ ۲۵۱ ۔ ۳ ۔ ۳ ۔ ۲۵۵ (۲) البخاری ۔ ۶۵۷۱ ۔ ۷۵۱۱

مصنف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی طرف اس روایت کی نسبت کرنا درست نہیں ہے۔ کیونکہ اس کے راوی مجہول ہیں۔ اگر آپ رحمۃ اللہ علیہ سے یہ روایت ثابت ہوتی تو آپ مشہور ہوتا جیسا کہ خود آپ کی کتاب موطا امام مالک میں ضرور ہوتی۔ اما دار قطنی پر حیرت ہوتی ہے کہ انہوں نے اس روایت کو غرائب میں بیان کر کے اس پر یقین کر لیا اور فرمایا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جنت میں سب سے آخر میں داخل ہونے والا شخص جہینہ کا ایک فرد ہوگا۔ اس کو جہینہ ہی کہا جائے گا۔ اہل جنت کہیں گے جہینہ کے پاس یقینی خبر ہے۔

محدث سہیلی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس کو نقل کیا ہے اور اس کی تضعیف نہیں فرمائی۔ وا عجب!

صحیح مسلم میں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اہل جنت میں سب سے آخر میں جنت میں داخل ہونے والے شخص کو میں جانتا ہوں۔ وہی سب سے آخر میں جہنم سے نکلنے والا ہوگا۔ ایک شخص کو قیامت کے دن لایا جائے گا۔ اس کو اس کے گناہ یاد دلائے جائیں گے کہ تو نے اس دن یہ گناہ کیا، فلاں دن یہ کیا یہ کیا۔ اس کو تسلیم کے بغیر چارہ نہ ہوگا بلکہ وہ ہاں ہاں کہتا جائے گا۔ ساتھ ساتھ اسے خوف لاحق ہوگا کہیں اس کے بڑے بڑے گناہ نہ پیش کر دیے جائیں۔ پھر اسے کہا جائے گا کہ تجھے ہر بدی کے عوض نیکی دی جاتی ہے۔ تب وہ کہے گا پروردگار! میں نے اور بھی بہت سے برے کام کیے ہیں ان کو میں یہاں نہیں دیکھ رہا؟

(حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا آپ ﷺ اس قدر ہنسے کہ آپ ﷺ کی ڈاڑھ مبارک نظر آنے لگیں۔)[1]

المعجم الکبیر للطبرانی رحمۃ اللہ علیہ میں سنداً حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جنت میں سب سے آخر میں جو شخص داخل ہوگا وہ پل صراط پر پیٹ کے بل ایسے گرتے پڑتے چلے گا جیسے وہ بچہ جسے اس کا باپ مار پیٹ رہا ہو اور وہ اس کی مار سے بچنے کے لئے بھاگ رہا ہو۔ اس کا عمل اس سے عاجز ہوگا کہ اس کو دوڑائے۔ وہ دعا کرے گا پروردگار! مجھے جنت میں پہنچا دے اور جہنم سے نجات دیدے۔ اللہ تعالیٰ اس کو وحی بھیجیں گے میرے بندے! اگر میں تجھے جہنم سے نجات دیدوں اور جنت میں داخل کر دوں تو کیا تو اپنے سب گناہوں اور خطاؤں کا اقرار کرے گا؟ وہ کہے گا پروردگار! تیری عزت کی قسم! اگر تو مجھے جہنم سے نجات دیدے تو میں اپنے سب گناہوں کا اقرار کر لوں گا۔ پس وہ پل عبور کر جائے گا۔ پھر بندہ دل میں خیال کرے گا اگر میں اپنے گناہوں اور اپنی خطاؤں کا اقرار کر لوں تو ممکن ہے اللہ پاک مجھے واپس جہنم میں ڈال دے۔ اللہ تعالیٰ اس کو وحی فرمائیں گے میرے بندے! اپنے گناہوں کا اعتراف کر میں تیری مغفرت کر دوں گا اور تجھے جنت میں داخل کر دوں گا۔ وہ کہے گا پروردگار! تیری عزت اور تیرے جلال کی قسم! میں نے کبھی کوئی گناہ کیا ہی نہیں اور نہ کوئی مجھ سے خطا سرزد ہوئی ہے۔ پروردگار فرمائے گا بندے میرے پاس تیرا گواہ موجود ہے۔ وہ اپنے دائیں بائیں دیکھے گا اور کسی کو نہ پا کر کہے گا پروردگار! اپنے گواہ حاضر دکھا دے۔ پس اللہ تعالیٰ اس کی کھال کو بلوائیں گے وہ اس کے چھوٹے چھوٹے گناہوں کو بتائے گی۔ بندہ جب یہ ماجرا دیکھے گا تو پکار اٹھے گا یارب! تیری عزت کی قسم! میرے تو اس سے بھی بڑے بڑے گناہ ہیں۔ اللہ پاک وحی فرمائیں گے بندے! میں اس دن کو تجھ سے زیادہ اچھی طرح جانتا ہوں۔ تو ان کا اعتراف کر لے میں ان کو بخش دوں گا۔ پس بندہ گناہوں کا اعتراف کر لے گا اور اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں داخل فرما دیں گے۔

یہ حدیث ارشاد فرما کر آپ ﷺ اس قدر ہنسے کہ آپ ﷺ کی ڈاڑھ مبارک ظاہر ہو گئیں اور فرمایا یہ تو سب سے کم مرتبہ والے جنتی کا حال ہے۔ اس سے اوپر والے کا کیا حال ہوگا (اور کیا شان و شوکت ہوگی)۔[2]

مسند احمد میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جہنم میں ایک بندہ ایک ہزار سال تک خدا کو یا حنان یا منان کہہ کر پکارتا رہے گا۔

حنان کا مطلب شفقت فرمانے والا، منان کا مطلب احسان کرنے والا۔

اللہ تبارک وتعالیٰ حضرت جبریل علیہ السلام کو حکم فرمائیں گے جاؤ میرے اس بندے کو لے کر آؤ۔ حضرت جبریل علیہ السلام آئیں گے تو اہل جہنم کو گھٹنوں کے بل جھکے ہوئے اور روتے ہوئے پائیں گے۔ (حضرت جبریل علیہ السلام نہ پہچاننے کی وجہ سے) لوٹ کر واپس چلے جائیں گے اور بارگاہ الٰہی میں خبر دیں گے۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے اس کو لاؤ وہ فلاں فلاں جگہ میں ہے گا۔ پس حضرت جبریل علیہ السلام اس کو لے آئیں گے اور

---

[1] مسلم ۱۹۰

[2] المعجم الکبیر للطبرانی ۷۶۶۹

پھر اللہ کہا جائے گا اس کو کھڑا کر دیں گے۔ پھر اللہ فرمائیں گے: اے میرے بندے! اپنے ٹھکانے اور پہلے آرام کو کیسا پایا؟ وہ عرض کرے گا: پروردگار! اللہ کی قسم! بڑا ٹھکانہ ہے اور بڑی آرام گاہ ہے۔ پھر اللہ فرمائیں گے: اس کو دوبارہ اس کے ٹھکانے پر پہنچا دو۔ بندہ عرض کرے گا: پروردگار! مجھے تو آپ سے یہ امید نہیں تھی کہ آپ مجھے ایک مرتبہ نکال کر دوبارہ اس میں لوٹا دیں گے۔ پروردگار فرمائیں گے: اس کو چھوڑ دو۔ (1)

امام احمد اس کی روایت میں منفرد ہیں۔

مسلمانوں کے نکلنے کے بعد کافروں کے ساتھ پیش آنے والے احوال..... جب اہل ایمان جہنم سے نکال لئے جائیں گے اور صرف کافر اس میں موجود رہ گئے تو وہاں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ جیسے فرمان الٰہی ہے: سو آج یہ لوگ نہ اس سے نکالے جائیں گے۔ (سورۃ الجاثیۃ ۳۵) ان کے لئے کوئی جائے پناہ نہ ہوگی بلکہ اس آگ کے ٹھکانے میں ہمیشہ پڑے رہیں گے۔ یہ وہ لوگ ہوں گے جن کو قرآن نے مجرمین کہہ کر پکارا ہے اور ہمیشہ کے لئے جہنم کو ٹھکانہ کہا ہے۔ جیسے فرمان الٰہی ہے: اور جو شخص خدا اور اس کے پیغمبر کی نافرمانی کرے گا تو ایسوں کے لئے جہنم کی آگ ہے ہمیشہ ہمیشہ اس میں رہیں گے۔ یہاں تک کہ جب یہ لوگ وہ (دن) دیکھ لیں گے جس کا ان سے وعدہ کیا جاتا ہے تب ان کو معلوم ہو جائے گا کہ مددگار کس کے کمزور اور شمار کس کا تھوڑا ہے۔ (سورۃ الجن آیت ۲۳، ۲۴)

نیز فرمان الٰہی ہے: بے شک خدا نے کافروں پر لعنت کی ہے اور ان کے لئے (جہنم کی) آگ تیار کر رکھی ہے جس میں ابدالآباد رہیں گے نہ کسی کو دوست پائیں گے اور نہ مددگار۔ (سورۃ الاحزاب آیت ۶۴، ۶۵)

فرمان الٰہی ہے: جو لوگ کافر ہوئے اور ظلم کرتے رہے خدا ان کو بخشنے والا نہیں اور نہ انہیں رستہ ہی دکھائے گا، ہاں دوزخ کا رستہ جس میں وہ ہمیشہ (جلتے) رہیں گے اور یہ (بات) خدا کو آسان ہے۔ (النساء ۱۶۸، ۱۶۹)

یہ تمام آیات ان کافروں کے لئے جہنم میں ہمیشہ رہنے کو صاف ظاہر کرتی ہیں۔ یہ تمام آیات ان کے حق میں سخت ترین ہیں۔ اس کے علاوہ مشیت کے ساتھ جو دوام کے حکم ہیں ان پر کلام ہوا ہے ان کی الگ تفصیل ہے جیسے فرمان الٰہی ہے: فرمایا جہنم تمہارا ٹھکانا ہے ہمیشہ اس میں رہو گے مگر جو خدا چاہے۔ بے شک تمہارا پروردگار حکمت والا خبردار ہے۔ (سورۃ الانعام آیت ۱۲۸)

نیز فرمایا: تو جو بدبخت ہوں گے وہ دوزخ میں (ڈال دیئے جائیں گے) اس میں ان کا چلانا اور دھاڑنا ہوگا (اور) جب تک آسمان اور زمین ہیں اسی میں رہیں گے مگر جتنا تمہارا پروردگار چاہے۔ بے شک تمہارا پروردگار جو چاہتا ہے کر دیتا ہے۔ (سورۃ ہود آیت ۱۰۶، ۱۰۷)

مسند احمد میں ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب اہل جنت جنت میں اور اہل جہنم جہنم میں پہنچ جائیں گے تو موت کو (مینڈھے کی شکل میں) لایا جائے گا اور جنت و جہنم کے درمیان کھڑا کر دیا جائے گا۔ پھر ایک منادی ندا دے گا: اے اہل جنت! اب دوام ہی دوام ہے۔ موت کبھی نہیں آئے گی۔ اے اہل جہنم! دوام ہی دوام ہے۔ موت کبھی نہیں آئے گی۔ یہ اعلان سن کر اہل جنت کی خوشی دوبالا ہو جائے گی اور اہل جہنم کے رنج و غم کا کوئی ٹھکانہ نہ رہے گا۔ (2)

مسند احمد میں حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن موت کو لایا جائے گا اور پل صراط پر کھڑا کر دیا جائے گا۔ پھر اعلان ہوگا: اے اہل جنت! اہل جنت خوفزدہ ہو کر دیکھیں گے کہ کہیں ان کو ان کے ٹھکانے سے تو نہیں نکالا جا رہا ہے۔ پھر کہا جائے گا: کیا تم اس کو جانتے ہو؟ وہ کہیں گے جی ہاں پروردگار! یہ موت ہے۔ پھر اعلان ہوگا: اے اہل جہنم! اہل جہنم خوش ہو کر دیکھیں گے کہ شاید ان کو یہاں سے نکالا جائے گا۔ پھر کہا جائے گا: کیا تم اس کو جانتے ہو؟ وہ کہیں گے جی ہاں پروردگار! یہ موت ہے۔ پس اس کے لئے حکم جاری کیا جائے گا اور موت کو پل صراط پر ذبح کر دیا جائے گا اور دونوں فریقوں کو کہا جائے گا: تم جہاں ہو وہیں ہمیشہ ہمیشہ رہو گے اور موت کبھی نہیں آئے گی۔ (3)

مصنف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اس روایت کی سند قوی اور جید ہے۔ نیز صحیح کی شرط کے مطابق ہے۔ لیکن اس طریق کے ساتھ صحیحین میں سے کسی نے تخریج نہیں فرمائی۔

---

(۱) مسند ۳/۳۳     (۲) مسند ۲/۱۱۸     (۳) مسند احمد ۲/۲۶۱، ۳۷۷

# اہل جنت کی صفات اور نعمتوں کا بیان

## جنت کے دروازوں کا بیان

فرمانِ الٰہی ہے: اور جو لوگ اپنے پروردگار سے ڈرتے ہیں ان کو گروہ گروہ بنا کر جنت کی طرف لے جائیں گے یہاں تک کہ جب اس کے پاس پہنچ جائیں گے اور اس کے دروازے کھول دیئے جائیں گے تو اس کے داروغہ ان سے کہیں گے کہ تم پر سلام، تم بہت اچھے رہے اب اس میں ہمیشہ کے لئے داخل ہو جاؤ۔ وہ کہیں گے کہ خدا کا شکر ہے جس نے اپنے وعدے کو ہم سے سچا کر دیا اور ہم کو اس زمین کا وارث بنا دیا ہم جنت میں جس مکان میں چاہیں رہیں تو (اچھے) عمل کرنے والوں کا بدلہ بھی کیسا خوب ہے۔ (سورۃ الزمر، آیت ۷۳، ۷۴)

فرمانِ الٰہی ہے: ہمیشہ رہنے کے باغ جن کے دروازے ان کے لئے کھلے ہوں گے۔ (سورۃ ص آیت ۵۰)

فرمانِ الٰہی ہے: اور فرشتے (بہشت کے) ہر ایک دروازے سے ان کے پاس آئیں گے (اور کہیں گے) تم پر رحمت ہو (یہ) تمہاری ثابت قدمی کا بدلہ ہے اور عاقبت کا گھر خوب (گھر) ہے۔ (سورۃ الرعد، آیت ۲۳، ۲۴)

پہلے احادیث میں گزر چکا ہے کہ مؤمن جب جنت کے دروازے پر پہنچیں گے تو اس کو بند پائیں گے پس وہ شفیع کا ارادہ کریں گے جو اللہ عزوجل کے ہاں شفاعت کر کے ان کے لئے دروازہ کھلا سکے۔ پہلے وہ حضرت آدم علیہ السلام کے پاس آئیں گے۔ پھر نوح، ابراہیم، موسیٰ، عیسیٰ علیہم السلام کے پاس یکے بعد دیگرے آئیں گے۔ لیکن ہر ایک انکار کرے گا پھر حضور ﷺ کے پاس حاضر ہوں گے۔ پس آپ علیہ السلام باب جنت کے حلقے کو کھٹکھٹائیں گے۔ داروغہ جنت عرض کرے گا کون؟ آپ ﷺ فرمائیں گے: محمد۔ وہ عرض کرے گا مجھے آپ ہی کا حکم ملا ہے کہ آپ سے پہلے کسی کے لئے دروازہ نہ کھولوں۔ لہٰذا آپ ﷺ داخل ہوں گے اور بارگاہ الٰہی میں حاضر ہو کر دوسرے تمام مؤمنین کے داخلے کے لئے شفاعت فرمائیں گے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی شفاعت کو شرف قبولیت بخشیں گے۔ چنانچہ انبیاء علیہم السلام میں آپ ﷺ اور امتوں میں آپ ﷺ کی امت سب سے پہلے جنت میں داخل ہوگی۔

صحیح مسلم میں آپ ﷺ کا فرمان ہے: جنت میں سب سے پہلے شفاعت بھی میں کروں گا اور سب سے پہلے جنت کے دروازے پر دستک بھی میں دوں گا۔

امام احمد، امام مسلم اور اہل سنن رحمہم اللہ نے عقبہ بن عامر وغیرہ کی روایت کے ساتھ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ حضور ﷺ کا ارشاد ہے:

جس نے وضو کیا اور اچھی طرح کیا پھر آسمان کی طرف اپنی نگاہ اٹھائی اور یہ پڑھا:

اشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له واشهد ان محمداً عبده ورسوله

اس کے لئے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ جس سے چاہے داخل ہو۔(۱)

مسند احمد میں (عفان، بشر بن المفضل، عبدالرحمن بن اسحاق، ابی حازم رحمۃ اللہ علیہ کی سند کے ساتھ) حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جنت کا ایک دروازہ باب الریان کہلاتا ہے۔ قیامت کے دن روزہ داروں کو اس سے بلایا جائے گا۔ پوچھا جائے گا کہاں ہیں روزے دار؟ حتیٰ کہ جب روزہ دار داخل ہو جائیں گے تو دروازے کو بند کر دیا جائے گا پھر ان کے علاوہ کوئی اور داخل نہ ہو سکے گا۔(۲)

مسند احمد میں ہے کہ جس نے اپنے مال میں سے کسی چیز کا جوڑا یعنی دو اللہ کی راہ میں خرچ کیں اسے جنت کے تمام دروازوں سے بلایا جائے گا۔ جنت کے آٹھ دروازے ہیں۔ جو نمازی ہوں گے ان کو باب الصلاۃ سے بلایا جائے گا۔ جو اہل زکوٰۃ ہوں گے ان کو باب الزکوٰۃ

---

(۱) [illegible]

(۲) [illegible] ۵/۳۳۵

[illegible] حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول [illegible]

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا [illegible] جنت [illegible]

[illegible] [1]

[illegible] رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا

[illegible] [2]

[illegible] رضی اللہ عنہ [illegible]

[illegible] حساب [illegible]

[illegible] [3]

[illegible] نے فرمایا

[illegible] [4]

[illegible] رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

[illegible] [5]

[illegible] سال کی مسافت [illegible]

[illegible]

ایک دوسری روایت میں [illegible] رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

جنت [illegible] کے لئے [illegible]

[illegible] [6]

امام [illegible] رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو روایت کیا ہے لیکن وہ فرماتے ہیں میں نے امام [illegible] رحمۃ اللہ علیہ سے اس حدیث کے بارے میں [illegible]

[illegible] حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے [illegible] کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

---

[1] [illegible]

[2] [illegible] [3] [illegible] [4] [illegible]

[5] [illegible] [6] [illegible]

جہنم کے ساتوں دروازے ایک دوسرے کے اوپر ہیں اور ہر دو دروازوں کے درمیان کا فاصلہ ستر سال کی مسافت کا ہے۔

علامہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی یہ دلیل دی ہے کہ جنت کے آٹھ دروازے ہیں۔ ان کے داخل ہونے کے لیے نہیں۔ (۱) الزبانی کہ جنت کے آٹھ دروازے ہیں جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جس نے وضو کیا اور کہا اشہد ان لا الٰہ الا اللہ تو اس کے لیے جنت کے دروازوں میں سے آٹھوں دروازے کھول دیے جاتے ہیں۔ جس سے چاہے داخل ہو جائے۔

اس حدیث کو امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے تخریج فرمایا ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب الصیام میں حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کی ہے:

جنت میں ایک دروازہ ہے جس کو باب ریان کہا جاتا ہے۔ ایک منادی کہے گا کہاں ہیں روزے دار جو پابندی سے روزہ رکھا کرتے تھے۔ پھر کہا جائے گا اس دروازے سے یہاں میں داخل ہو جاؤ۔ (۲)

**جنت کے دروازوں کے نام** قرطبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ باب محمد ﷺ کے نام سے ہے اسی کو باب التوبہ بھی کہا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ باب الصلوٰۃ، باب الصوم، باب الزکوٰۃ، باب الصدقہ، باب الحج، باب العمرہ اور باب الجہاد اور باب صلۃ الرحم کے دروازے ہیں۔

قرطبی رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ دوسرے حضرات نے کچھ دیگر نام بھی گنوائے ہیں۔ باب الکاظمین، باب الراضین اور باب الایمن جس سے وہ لوگ داخل ہوں گے جن پر کوئی حساب نہ ہوگا۔ علامہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے ابن العربی سے نقل کیا ہے کہ جنت کے دروازوں کے درمیان کی چوڑائی تیز رفتار سواری کے حساب سے تین دن کی مسافت بتائی ہے۔ واللہ اعلم۔

## جنت کی چابی لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی شہادت ہے

## اعمال صالحہ اس چابی کے دندانے ہیں

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا:

جنت کی چابی لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی شہادت ہے۔ (۳)

صحیح بخاری میں ہے کہ حضرت وہب بن منبہ سے پوچھا گیا: کیا لا الٰہ الا اللہ جنت کی چابی نہیں ہے؟ فرمایا: کیوں نہیں! لیکن کوئی چابی ایسی نہیں ہوتی کہ جس کے دندانے نہ ہوں اور بغیر دندانوں کے کھولے گی۔ یعنی توحید کے ساتھ اعمال صالحہ بھی ضروری ہیں اور منکرات کا چھوڑنا ضروری ہے اور محرمات سے اجتناب کرنا لازمی ہے۔ (۴)

**جنت کے محلات، ان کی بلندی اور فراخی و کشادگی کا بیان** قرآن پاک میں ہے اور جو شخص اپنے پروردگار کے سامنے کھڑے ہونے سے ڈرا اس کے لیے دو باغ ہیں۔ تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟ ان دونوں میں بہت سی شاخیں (یعنی قسم قسم کے میووں کے درخت) ہیں۔ تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟ ان میں دو چشمے بہہ رہے ہیں۔ تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟ اہل جنت ایسے بچھونوں پر جن کے استر اطلس کے ہیں تکیہ لگائے ہوئے ہوں گے اور دونوں باغوں کے میوے قریب (جھک رہے) ہیں۔ تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟ ان میں نیچی نگاہ والی عورتیں ہیں جن کو اہل جنت سے پہلے نہ کسی انسان نے ہاتھ لگایا اور نہ کسی جن نے۔ تو تم

---

[illegible]

[illegible]

سے اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟ گویا وہ یاقوت اور مرجان ہیں۔ تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟ نیکی کا بدلہ نیکی کے سوا کچھ نہیں ہے۔ تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟ اور ان باغوں کے علاوہ دو باغ اور ہیں۔ تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟ دونوں خوب گہرے سبز۔ تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟ ان میں دو چشمے ابل رہے ہیں۔ تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟ ان میں میوے اور کھجوریں اور انار ہیں۔ تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟ ان میں نیک سیرت (اور) خوبصورت عورتیں ہیں۔ تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟ (وہ) حوریں (ہیں جو) خیموں میں مستور (ہیں)۔ تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟ ان کو (اہل جنت سے) پہلے نہ کسی انسان نے ہاتھ لگایا اور نہ کسی جن نے۔ تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟ سبز قالینوں اور نفیس مسندوں پر تکیہ لگائے بیٹھے ہوں گے۔ تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟ (اے محمد ﷺ) تمہارا پروردگار جو صاحب جلال وعظمت ہے اس کا نام بڑا بابرکت ہے۔ (الرحمٰن آیت ۴۶ تا ۷۸)

صحیح بخاری میں حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

دو جنتیں سونے کی ہیں جن کے برتن اور جو کچھ ان میں ہے سب سونے کا ہے اور دو جنتیں چاندی کی ہیں، ان میں برتن اور جو کچھ ہے وہ سب چاندی کا ہے۔ جنت عدن میں اہل جنت اور ان کے رب کے دیدار کے درمیان صرف کبریائی کی چادر ہوگی جو اللہ کے چہرے پر ہوگی۔[1]

امام حماد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سابقین کے لیے سونے کی دو جنتیں ہیں اور اصحاب یمین کے لیے دو جنتیں چاندی کی ہیں۔[2]

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اپنی سند کے ساتھ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں یوم بدر حارثہ رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے، ان کو نامعلوم تیر آ لگا تھا جس کی وجہ سے وہ جام شہادت نوش فرما گئے۔ ان کی والدہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں عرض گزار ہوئیں کہ آپ جانتے ہیں حارثہ کا میرے دل میں کیا مقام تھا۔ پس اگر وہ جنت میں ہے تو میں اس پر رونا نہیں کروں گی ورنہ آپ دیکھیں گے کہ میں کیا (کرتی ہوں) تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اس کے لیے ایک ہی جنت ہے؟ بلکہ بہت سی جنتیں ہیں اور وہ فردوس اعلیٰ میں ہے۔

### فی سبیل اللہ نکلنا افضل اور جنت کی کشادگی دنیا و مافیہا سے بہتر ہیں۔۔۔ فرمان رسول ﷺ ہے:

راہ خدا میں ایک صبح یا ایک شام (چلنا) دنیا و مافیہا سے بہتر ہے۔ تم میں سے کسی کی (جنت میں) کمان کی مقدار یا کوڑے کی جگہ دنیا و مافیہا سے بہتر ہے، اور جنت کی عورتوں میں سے کوئی ایک زمین والوں پر جھانک لے تو آسمان اور زمین کے درمیان کو روشن کر دے اور دونوں جہاں خوشبو سے مہک اٹھیں، جنتی عورت کی اوڑھنی دنیا و مافیہا سے بہتر ہے۔[3]

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: فردوس جنت میں سب سے بلند، وسطی اور افضل ترین جگہ ہے۔[4]

فرمان الٰہی ہے: جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے اور وہاں سے جگہ بدلنا نہ چاہیں گے۔ (الکہف آیت ۱۰۸)

فرمان الٰہی ہے: تو پرہیزگاروں کے لیے باغ اور نہریں ہیں۔ (القمر آیت ۵۴)

فرمان الٰہی ہے: اور اپنے پروردگار کی بخشش اور بہشت کی طرف لپکو جس کا عرض آسمان اور زمین کے عرض کے برابر ہے اور جو (خدا سے) ڈرنے والوں کے لیے تیار کی گئی ہے۔ (آل عمران آیت ۱۳۳)

فرمان الٰہی ہے: (بندو!) اپنے پروردگار کی بخشش کی طرف اور جنت کی (طرف) جس کا عرض آسمان اور زمین کے عرض کا سا ہے، جلدی کرو، جو ان لوگوں کے لیے تیار کی گئی ہے جو خدا پر اور اس کے پیغمبروں پر ایمان لائے ہیں۔ یہ خدا کا فضل ہے جسے چاہے عطا فرمائے اور خدا بڑے فضل کا مالک ہے۔ (الحدید ۲۱)

---

[illegible]

[illegible]

مسند احمد میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جو شخص اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لایا، نماز قائم کی اور رمضان کے روزے رکھے تو اللہ پر لازم ہے کہ اس کو جنت میں داخل کرے۔ فی سبیل اللہ ہجرت کی ہو یا اپنی جائے پیدائش میں بیٹھا رہا ہو۔

لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا ہم لوگوں کو خبر دے دیں؟ فرمایا: جنت میں سو درجات ہیں۔ اللہ نے وہ اپنے راستے کے مجاہدین کے لئے تیار کئے ہیں۔ ہر دو درجوں کے درمیان زمین و آسمان کے درمیان جتنا فاصلہ ہے۔ اور جب بھی تم اللہ سے سوال کرو جنت الفردوس کا سوال کرو، کیونکہ وہ جنت کا بیچوں بیچ اور جنت کا سب سے بالائی درجہ ہے۔ اس کے اوپر عرش رحمن ہے۔ اسی سے جنت کی تمام نہریں پھوٹتی ہیں۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس کے ہم معنی حدیث روایت فرمائی ہے۔ (۱)

## فردوس جنت کا سب سے اعلیٰ اور بلند درجہ ہے۔ نماز اور روزہ اللہ کی مغفرت کا سبب ہیں

ابو القاسم الطبرانی رحمۃ اللہ علیہ اپنی سند کے ساتھ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا آپ ﷺ نے فرمایا:

جس شخص نے یہ پانچ نمازیں قائم کیں رمضان کے روزے رکھے (حضرت معاذ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں) میں بھول گیا کہ آپ نے زکوۃ کا ذکر کیا یا نہیں تو اللہ پر لازم ہے کہ اس کی مغفرت فرمادے۔ ہجرت کرے یا وہیں بیٹھا رہے جہاں اس کی ماں نے اس کو جنم دیا تھا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا میں نکل کر لوگوں کو نہ بتادوں؟ فرمایا: چھوڑ دو انہیں عمل کرنے دو۔ بے شک جنت میں سو درجات ہیں۔ ہر دو درجوں کے درمیان زمین و آسمان کے درمیان جتنا فاصلہ ہے۔ ان میں سب سے اعلیٰ درجہ فردوس ہے۔ اسی پر عرش خداوندی ہے۔ یہ جنت کا بالکل درمیانی حصہ ہے۔ اسی سے جنت کی نہریں پھوٹتی ہیں۔ پس جب تم اللہ سے سوال کرو تو فردوس کا سوال کرو۔

اسی طرح امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سند کے ساتھ روایت کی ہے۔ اور امام ابن ماجہؒ نے بھی اس کو مختصراً روایت کیا ہے۔ (۲)

## جنت کی نہریں فردوس سے پھوٹتی ہیں

مسند احمد میں عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جنت کے سو درجے ہیں۔ ہر دو درجوں کے درمیان سو سال کی مسافت ہے۔ (۳)

ابن عفان فرماتے ہیں: آسمان و زمین کے درمیان جتنی مسافت کے بقدر جنت کے دو درجوں کا درمیانی فاصلہ ہے۔ فردوس ان میں سب سے اعلیٰ درجہ ہے۔ اسی سے چاروں نہریں نکلتی ہیں۔ عرش اس کے اوپر ہے۔ پس جب تم اللہ سے سوال کرو تو فردوس کا سوال کرو۔

مصنف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میرا خیال ہے کہ فردوس کی مذکورہ صفت گنبد نما عمارت میں ہی ممکن ہو سکتی ہے۔ کیونکہ اس کا وسط اور بالائی حصہ گنبد کی چوٹی پر منتہی ہوتا ہے۔

**جنت کے درجات متفاوت ہیں لیکن ان کے تفاوت کی مقدار کا اللہ ہی کو علم ہے** ...... ابوبکر بن ابی داؤد اپنی سند کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جنت کے سو درجات ہیں۔ ہر دو درجوں کے درمیان پانچ سو سال کی مسافت ہے۔ (۴)

---

(۱) البخاری ۲۷۹۰۔ مسند احمد الجزء ۲، ۳۳۵۔ الجزء ۲، ۳۳۹۔ الجزء ۵، ۳۱۶ (۲) الترمذی ۲۵۳۰۔ ابن ماجہ ۴۳۳۱

(۳) مسند احمد ۳۱۶/۵۔ ۳۲۱/۵۔ ۳۲۲/۵ (۴) المعجم الکبیر للطبرانی [illegible]۔ کنز العمال ۳۹۲۲۱۔ ۳۹۲۳۰۔ الدر المنثور [illegible]

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس کو روایت کیا ہے لیکن اس میں ہر دو درجوں کے درمیان سو سال کی مسافت کا ذکر ہے۔ (۱) اور اس کے متعلق امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے حسن صحیح کا حکم عائد فرمایا ہے۔ لہٰذا سو سال کی روایت زیادہ واضح ہے۔

حافظ ابویعلیٰ نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جنت کے سو درجات ہیں۔ اگر سارے جہاں والے ایک ہی درجہ میں آ جائیں تو وہ ان کے لئے کافی اور وسیع ہو جائے گا۔ (۲) امام ترمذی اور امام احمد رضی اللہ عنہ نے بھی اس کو روایت فرمایا ہے۔

**اہل جنت میں سے ادنیٰ اور اعلیٰ جنتی کے لئے نعمتوں کا بیان** …… فرمان الٰہی ہے: اور بہشت میں (جہاں) آنکھ اٹھاؤ گے کثرت سے نعمت اور عظیم (الشان) سلطنت دیکھو گے۔ (سورۃ الدھر ۲۰)

پہلے متفق علیہ حدیث میں گزر چکا ہے کہ جنت میں سب سے آخر میں داخل ہونے والے شخص کو کہا جائے گا: کیا تو اس پر راضی ہے کہ تیرے لئے دنیا جتنی جنت اور اس کے بھی دس مثل مزید دی جائے۔ (۳)

مسند احمد میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے آپ رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کی طرف نسبت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

اہل جنت میں سب سے کم درجے والا جنتی وہ ہو گا جو اپنے باغات، نعمت و آسائش، حشم و خدم اور تخت و سریر کو ہزار سال کی مسافت سے ہی دیکھ لے گا۔ اور اللہ کے ہاں سب سے زیادہ عزت و کرامت والا شخص وہ ہو گا جو صبح و شام اللہ کے دیدار کا مستحق ہو گا۔ (۴) پھر آپ نے ایک آیت تلاوت فرمائی، جس کا ترجمہ ہے: اس روز بہت سے منہ رونق دار ہوں گے (اور) اپنے پروردگار کے محو دیدار ہوں گے۔ (القیامۃ ۲۲-۲۳)

مسند احمد میں ہی حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اہل جنت میں سب سے کم مرتبہ والا بھی وہ شخص ہو گا جو اپنی سلطنت کو دو ہزار سال کی مسافت سے بھی یوں دیکھے گا جیسے قریب سے دیکھ رہا ہے۔ وہ اپنی ازواج اور حشم و خدم کو بخوبی دیکھے گا۔ اور اہل جنت میں سب سے زیادہ مرتبہ والا وہ شخص ہو گا جو ہر روز دو مرتبہ اللہ کا دیدار کرے گا۔ (۵)

مسلم اور طبرانی میں سفیان بن عیینہ سے مروی ایک روایت میں ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا: یا رب! مجھے اہل جنت میں سب سے کم مرتبے والا شخص بتا دیجئے۔ فرمان ہوا: ہاں میرا وہ بندہ جو تمام لوگوں کے (جنت میں) اپنے اپنے ٹھکانوں پر منتقل ہو جانے اور اپنی اپنی مصروفیات میں محو ہونے کے بعد آئے گا۔ اسے کہا جائے گا: جنت میں داخل ہو جا۔ وہ عرض کرے گا: پروردگار! میں کیسے اس میں داخل ہوں جبکہ لوگ اپنے اپنے ٹھکانوں پر منتقل ہو گئے ہیں اور اپنی اپنی مصروفیات میں محو ہو گئے ہیں۔ پروردگار اس کو فرمائیں گے: کیا تو اس پر راضی ہے کہ تیرے لئے دنیا کے بادشاہوں جیسا (ٹھاٹھ باٹھ) ہو جائے۔ وہ عرض کرے گا: یا رب میں راضی ہوں۔ پروردگار فرمائیں گے: لے تیرے لئے اتنا اور اتنا ہوا۔ اس موقع پر حضرت سفیان رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی پانچوں انگلیوں کو ملا کر (اتنا یا اس کا) اشارہ کیا۔ بندہ کہے گا: یا رب! میں راضی ہوں۔ اس کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا: پروردگار! اب مجھے اہل جنت میں سب سے اعلیٰ درجہ والے شخص کا بتا دیجئے۔ فرمایا: ہاں وہی لوگ میرے خیال میں ہیں ان کا میں بتاتا ہوں۔ اپنے ہاتھ کے ساتھ میں نے ان کی عزت کا پودا لگایا ہے۔ انہی پر میں نے کرامت کو ختم کر دیا ہے۔ (ان کے لئے میں نے وہ چیزیں تیار کر رکھی ہیں) جو کسی آنکھ نے دیکھیں اور نہ کسی کان نے سنیں بلکہ کسی بشر کے دل پر ان کا خیال تک بھی نہیں گزرا۔ (۶)

اللہ تعالیٰ کی کتاب میں بھی اس روایت کا مصداق ہے۔ فرمان الٰہی ہے: کوئی متنفس نہیں جانتا کہ ان کے لئے کیسی آنکھوں کی ٹھنڈک چھپا کر رکھی گئی ہے یہ ان اعمال کا صلہ ہے جو وہ کرتے تھے۔ (سورۃ السجدۃ آیت ۱۷)

صحیحین میں ہے اور مسلم کے الفاظ ہیں حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: میں نے اپنے نیک بندوں کے لئے وہ چیزیں تیار کر رکھی ہیں جو کسی آنکھ نے دیکھیں اور نہ کسی کان نے سنیں بلکہ کسی

---

(۱) ترمذی ۲۵۲۹ (۲) ترمذی ۲۵۳۲۔ مسند احمد ۳/۲۹۔ ۳/۲۱۵۔ ۳/۲۹۴ (۳) البخاری ۶۵۷۱ مسلم ۳۹۰

(۴) مسند احمد ۲/۱۳۔ ۲/۶۴ (۵) ترمذی ۲۵۵۳ مسند احمد ۲/۱۳۔ ۲/۶۴ (۶) مسلم ۳۱۲ الطبرانی فی الکبیر [illegible]

بشر کے دل پر ان کا خیال تک بھی نہیں گزرا۔ (۱) اللہ تعالیٰ کی کتاب میں بھی اس کا مصداق ہے فرمان الٰہی ہے: کوئی شخص نہیں جانتا کہ ان کے لئے کیسی آنکھوں کی ٹھنڈک چھپا کر رکھی گئی ہے یہ ان اعمال کا صلہ ہے جو وہ کرتے تھے۔ (سورۃ سجدہ آیت ۱۷)

مسند احمد میں ہے حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی مجلس میں حاضر ہوا جس میں جنت کی صفات بیان کی جا رہی تھیں۔ حتیٰ کہ آخر میں آپ ﷺ نے فرمایا:

اس میں وہ چیزیں ہیں جو کسی آنکھ نے دیکھیں نہ کسی کان نے سنیں اور نہ کسی بشر کے دل پر ان کا خیال تک بھی نہیں گزرا۔ (۲) پھر آپ ﷺ نے آیت کی تلاوت فرمائی: ان کے پہلو بچھونوں سے الگ رہتے ہیں (اور) وہ اپنے پروردگار کو خوف اور امید سے پکارتے ہیں اور جو (مال) ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔ کوئی متنفس نہیں جانتا کہ ان کے لئے کیسی آنکھوں کی ٹھنڈک چھپا کر رکھی گئی ہے یہ ان اعمال کا صلہ ہے جو وہ کرتے تھے۔ (سورۃ سجدہ آیت ۱۶، ۱۷)

امام مسلمؒ نے ہارون بن معروف سے اس کو روایت فرمایا ہے۔

## جنت کے بالاخانوں، ان کی بلندی، کشادگی اور فراخی کا ذکر

### اللہ پاک ہمیں ان کی سکونت بخشے

فرمان الٰہی ہے: لیکن جو لوگ اپنے پروردگار سے ڈرتے ہیں ان کے لئے اونچے اونچے محل ہیں جن کے اوپر بالاخانے بنے ہوئے ہیں (اور) ان کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں (یہ) خدا کا وعدہ ہے خدا وعدے کے خلاف نہیں کرتا۔ (سورۃ زمر آیت ۲۰)

فرمان الٰہی ہے: ایسے ہی لوگوں کو ان کے اعمال کے سبب دگنا بدلہ ملے گا اور وہ خاطر جمعی سے بالاخانوں میں بیٹھے ہوں گے۔ (سورۃ سبا آیت ۳۷)

صحیحین میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اہل جنت اپنے اوپر کے گھروں والوں (دوسرے جنتیوں) کو یوں دیکھیں گے جیسے تم مشرق و مغرب سے اپنے اوپر ستاروں کو دیکھتے ہو یہ تفاوت اہل جنت کے درجات کے تفاوت سے ہوگا۔ لوگوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! یہ (بلند) منازل تو انبیاء کے لئے ہوں گی جن میں کوئی اور نہیں پہنچ سکے گا۔ فرمایا: نہیں! قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! انبیاء کی منازل ہوں گی اور (ان کے علاوہ) ان لوگوں کی بھی منازل ہوں گی جو اللہ پر ایمان لائے اور رسولوں کی تصدیق کی۔ (۳)

صحیح میں سہل رضی اللہ عنہ بن سعد سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اہل جنت، جنت میں ایک دوسرے کو یوں دیکھیں گے جیسے تم آسمان کے افق میں دور سے کسی چمکتے ہوئے ستارے کو دیکھتے ہو۔ (۴)

مسند احمد میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اہل جنت، جنت میں ایک دوسرے کو یوں دیکھیں گے جیسے تم آسمان کے افق میں کسی ڈوبتے اور چمکتے ہوئے ستارے کو دیکھتے ہو۔ یہ ان کے درمیان درجات کے تفاوت کی وجہ سے ہوگا لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا ان (اونچی) منازل میں انبیاء ہوں گے؟ فرمایا: ہاں قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اور بہت سی قومیں بھی ہوں گی جو اللہ پر ایمان لائیں اور رسولوں کی تصدیق کی۔

یہ روایت صحیحین کی شرط پر پوری ہے۔ (۵)

اللہ کے لئے آپس میں محبت رکھنے والوں کے مقامات ... مسند احمد میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول

---

(۱) بخاری ۴۷۸۰، مسلم ۲۸۲۴ (۲) مسند احمد ۵/۳۳۴ (۳) بخاری ۳۲۵۶، مسلم ۲۸۳۱

(۴) بخاری ۶۵۵۵، مسلم ۲۸۳۰ (۵) بخاری ۶۵۵۶، مسند احمد ۲/۳۳۵

اللہ ﷺ نے فرمایا:

اللہ کے لئے آپس میں محبت رکھنے والوں کے جنت میں بالا خانے یوں دکھیں گے جیسے مشرق یا مغرب میں طلوع ہونے والا ستارہ۔ پوچھا جائے گا یہ کون لوگ ہیں؟ کہا جائے گا: یہ اللہ کے لئے آپس میں محبت رکھتے تھے۔ [1]

ابو عطیہ حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً نقل کرتے ہیں: اہل علیین کو دوسرے جنتی یوں دیکھیں گے جیسے آسمان کے افق میں ستارہ دیکھا جاتا ہے۔ اور ابوبکر اور عمر انہی میں سے ہیں۔ رضی اللہ عنہما اور انعما۔

## جنت میں سب سے اعلیٰ ترین مرتبہ "وسیلہ" جس میں حضور ﷺ فروکش ہوں گے

صحیح البخاری میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ آپ ﷺ سے نقل کرتے ہیں: جس نے اذان سن کر کہا:

اللَّهُمَّ رَبَّ هَذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ، وَالصَّلَاةِ الْقَائِمَةِ، آتِ مُحَمَّدًا الْوَسِيلَةَ، وَالْفَضِيلَةَ، وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَحْمُودًا الَّذِي وَعَدْتَهُ

تو قیامت کے دن اس کے لئے میری شفاعت حلال ہو جائے گی۔ [2]

صحیح مسلم میں حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بن العاص سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

جب تم مؤذن کی آواز سنو تو جو وہ کہہ رہا ہے ویسا ہی تم بھی کہو۔ پھر مجھ پر درود پڑھو، کیونکہ جس نے مجھ پر درود پڑھا اللہ اس پر دس رحمتیں نازل فرمائے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ سے میرے لئے وسیلہ کا سوال کرو، کیونکہ جس نے میرے لئے وسیلہ کا سوال کیا اس کے لئے میری شفاعت حلال ہوگی۔ [3]

**وسیلہ جنت کا اعلیٰ ترین درجہ ہے جس کو محمد رسول اللہ ﷺ کے سوا کوئی نہیں پاسکے گا** ...... مسند احمد میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جب تم مجھ پر درود پڑھو تو اللہ سے میرے لئے وسیلہ کا سوال کرو۔ لوگوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! وسیلہ کیا شئے ہے؟ جنت کا اعلیٰ ترین درجہ جس کو ایک ہی شخص پائے گا، اور مجھے امید ہے کہ وہ شخص میں ہی ہوں۔ [4]

مسند احمد میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اللہ کے ہاں وسیلہ ایک درجہ ہے جس کے اوپر کوئی درجہ نہیں۔ پس اللہ سے سوال کرو کہ مجھے وسیلہ عطا فرمائے۔ [5]

طبرانی میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اللہ سے میرے لئے وسیلہ کا سوال کرو، کیونکہ دنیا میں جس بندے نے بھی میرے لئے اس کا سوال کیا قیامت کے دن میں اس کے لئے شفاعت کروں گا۔ [6]

**جنت کی بنیادوں کا ذکر کہ کس چیز سے ان کی تعمیر ہوئی؟** ...... مسند احمد میں ہے ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے آزاد کردہ غلام ابو مدلہ کہتے ہیں میں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ہم نے حضور ﷺ کی خدمت میں عرض کیا یا رسول اللہ! جب ہم آپ کو دیکھتے ہیں تو ہمارے دلوں پر رقت طاری ہو جاتی ہے اور ہم اہل آخرت میں سے ہو جاتے ہیں۔ لیکن جب آپ سے جدا ہو کر جاتے ہیں تو دنیا میں مست ہو جاتے ہیں اور بیوی بچوں میں مشغول ہو جاتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اگر تمہارا ہر وقت وہی حال رہے جیسے کہ مجھ سے ملاقات کے وقت رہتا ہے تو ملائکہ تم سے مصافحہ کرنے لگیں اور وہ تمہارے گھروں میں آ کر تمہاری زیارت کرنے لگیں۔ لیکن اگر تم سے گناہ سرزد نہ ہوں تو اللہ تعالیٰ تمہارے بدلے دوسری قوم لے آئے جو گناہ کریں پھر اللہ سے مغفرت مانگیں اور اللہ ان کی مغفرت فرماتا رہے۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہمیں جنت کا بتائیے کہ کس چیز سے اس کی بنیاد رکھی گئی ہے؟ فرمایا: ایک اینٹ سونے کی ہے اور ایک اینٹ چاندی کی۔ اس کا گارا مشک سے

---

(۱) [illegible] (۲) البخاری ۶۱۴ (۳) مسلم ۸۴۸ (۴) مسند احمد ۲/۲۶۵ (۵) مسند احمد ۳/۸۳

(۶) الطبرانی [illegible] مجمع الزوائد ۱/۳۳۳

ہے۔ اس کے کنکر لؤلؤ اور یاقوت ہیں اور اس کی مٹی زعفران ہے۔ جو اس میں داخل ہو گیا تر و تازہ رہتا ہے کبھی بوسیدہ نہیں ہوتا۔ ہمیشہ رہتا ہے کبھی نہیں مرتا۔ اور اس کا لباس پرانا نہیں ہوتا نہ اس کا شباب زائل ہوتا ہے۔

ابن ابی الدنیا میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ نے جنت عدن کو اپنے دست قدرت سے پیدا فرمایا۔ ایک اینٹ سفید موتی سے اور ایک اینٹ سرخ یاقوت سے اور ایک اینٹ سبز زبرجد سے۔ اس کی ملاوٹ مشک کی رکھی۔ اس کے کنکر لؤلؤ ہیں اور اس کی گھاس زعفران ہے۔ اس کے بعد پروردگار نے اس کو فرمایا: بول! لہٰذا جنت گویا ہوئی: قد افلح المؤمنون۔ بے شک مومنین فلاح پا گئے۔[1] اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میری عزت کی قسم! میرے جلال کی قسم! کوئی بخیل میرا پڑوسی نہیں بنے گا۔ پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

اور جو شخص طبیعت کے بخل سے بچ گیا تو ایسے ہی لوگ مراد پانے والے ہیں۔ (سورۃ التغابن ۱۶)

ابن ابی الدنیا میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے جنت کے بارے میں سوال کیا گیا آپ ﷺ نے فرمایا:

جو جنت میں داخل ہو گیا وہ ہمیشہ زندہ رہے گا کبھی نہ مرے گا۔ تر و تازہ رہے گا کبھی بوسیدہ نہ ہو گا۔ اس کا لباس پرانا ہوگا اور نہ اس کا شباب زائل ہو گا۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ جنت کی تعمیر کس چیز سے کی گئی ہے؟ فرمایا: ایک اینٹ سونے کی ہے اور ایک اینٹ چاندی کی۔ اس کا گندھاؤ مشک سے ہے۔ اس کے کنکر لؤلؤ اور یاقوت ہیں اور اس کی مٹی زعفران ہے۔[2]

گندھاؤ سے مراد گارا ہے جس سے اینٹیں ایک دوسرے کے ساتھ جوڑی جاتی ہیں۔

مسند البزار میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ نے جنت کو پیدا فرمایا ایک اینٹ سونے کی اور ایک اینٹ چاندی کی۔ اس کا گارا مشک ہے۔ جنت کو پیدا فرمانے کے بعد اللہ تعالیٰ نے اس کو فرمایا: بول! تو جنت گویا ہوئی: قد افلح المؤمنون بے شک مومنین فلاح پا گئے۔[3] ملائکہ نے جنت کو کہا: خوشخبری ہو تجھے تو (آخرت کے) بادشاہوں کا ٹھکانہ ہے۔

امام بیہقی نے بھی اس کو روایت کیا ہے لیکن اس میں: خوشخبری ہو تجھے تو (آخرت کے) بادشاہوں کا ٹھکانہ ہے لفظ کا اضافہ ہے۔

داؤد بن ابی ہند نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے فرمایا:

اللہ تعالیٰ نے فردوس کو اپنے ہاتھ سے پیدا فرمایا اور ہر مشرک اور شراب کے عادی پر اس کو ممنوع قرار دے دیا ہے۔[4]

طبرانی میں (احمد بن خلید، ابو الیمان الحکم بن نافع، صفوان بن عمرو، ابراہیم بن میمون کی سند کے ساتھ) حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ انہوں نے اپنے والد ماجد نبی اکرم ﷺ سے عرض کیا: (ابا جان!) ہماری ماں خدیجہ کہاں ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: موتی کے ایک گھر میں جہاں کوئی شور ہے نہ تعب۔ مریم اور فرعون کی بیوی آسیہ علیہما السلام کے درمیان۔[5]

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: کیا اسی موتی کا؟ فرمایا: نہیں، بلکہ وہ جڑاؤ موتی جو یاقوت اور لؤلؤ اور دوسرے موتیوں کے ساتھ پرویا گیا ہو۔

امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے صرف اسی سند سے روایت ہوئی ہے۔ صفوان بن عمرو اس میں منفرد ہیں۔ مصنف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ حدیث غریب ہے۔ لیکن صحیح بخاری میں اس کا شاہد موجود ہے۔ فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا کہ میں خدیجہ کو جنت میں ایسے گھر کی خوشخبری دوں، جو جڑاؤ موتی کا ہوا ہے اس میں شور ہو گا نہ تعب۔[6]

حدیث میں "فی بیت من قصب" کے الفاظ آئے ہیں۔ قصب کے بہت سے معنی ہیں۔ اس مقام کے لحاظ سے جڑاؤ موتی معنی لیا گیا ہے۔ قصب کا ایک اور معنی وہ نشان ہے جو دوڑ کے مقابلے میں انتہاء پر گاڑا جاتا ہے۔ تاکہ سب سے سبقت لے جانے والا اس کو حاصل

---

[1] سورۃ المومنون آیت ۱
[2] مجمع الزوائد ۱۰/۳۹۷۔ کنز العمال ۳۹۲۸۹
[3] سورۃ المومنون آیت ۱
[4] کنز العمال [illegible] ۲۲۲۲۰
[5] مجمع الزوائد ۲۲۳۰۹
[6] تفسیر ابن کثیر [illegible] ۲۹۵۰۳

کرتے ہوئے علماء کرام نے فرمایا ہے کہ حضرت خدیجہ کے لئے قصب استعارۃً ذکر فرمایا گیا۔ کیونکہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کی تصدیق کرنے میں سب سے سبقت لے گئی تھیں۔ جیسا کہ اول بعثت والی حدیث اس پر دلالت کرتی ہے۔ کہ جب رسول اللہ ﷺ نے حضرت خدیجہ کو وحی آنے کی خبر دی اور وحی نازل ہونے کی وجہ سے فرمایا کہ مجھے اپنے ہوش و حواس جاتے رہنے کا اندیشہ ہے تو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آپ کو ایسے الفاظ سے تسلی دی، جو رہتی دنیا تک سنہری حروف میں لکھے جانے کے قابل ہیں۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا ہرگز نہیں اللہ کی قسم اللہ آپ کو کبھی رسوا نہ کرے گا۔ آپ صلہ رحمی کرتے ہیں۔ سچ کا ساتھ دیتے ہیں۔ یتیم کا بوجھ اٹھاتے ہیں۔ بے کس کو سہارا دیتے ہیں، مصیبت زدہ پر (دکھ درد میں) امداد کرتے ہیں۔

مذکورہ حدیث میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو مریم اور آسیہ علیہما السلام کے درمیان ذکر کیا گیا ہے۔ اس میں اس طرف اشارہ ہے کہ جنت میں یہ دونوں بھی حضور ﷺ کی زوجیت میں آئیں گی۔ بعض حضرات نے اس کی دلیل کی صورت سے استنباط فرمایا ہے۔

یاایہا النبی لم تحرم (سورۃ تحریم) میں آنے والی آیت ثیبات وابکاراً یعنی شوہر دیدہ اور کنواری عورتوں سے اللہ تعالیٰ آپ کی شادی فرمادیں گے۔ کنواری تو حضرت مریم علیہا السلام ہیں اور شادی شدہ فرعون کی بیوی حضرت آسیہ علیہا السلام ہیں۔

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ وغیرہ سے اس کے مثل منقول ہے۔

## قیام اللیل، کھانا کھلانا اور کثرت صیام کی فضیلت

ابن ابی الدنیا میں حضرت علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

جنت میں ایسے بالاخانے ہیں جن کے اندر سے باہر کے مناظر دیکھے جا سکتے ہیں اور باہر سے اندر کے مناظر۔ پوچھا گیا یا رسول اللہ کس کے لئے ہوں گے یہ بالاخانے؟ فرمایا اس کے لئے جس نے اچھا کلام کیا (بھوکے کو) کھانا کھلایا، پابندی دوام سے روزے رکھے اور رات کے اس پہر میں نماز (تہجد) پڑھی جب سب لوگ سوئے ہوئے ہوتے ہیں۔[۳]

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو علی بن حجر، علی بن مسہر، عبدالرحمن بن اسحاق کے طریق سے روایت کیا ہے اور فرمایا یہ روایت غریب ہے اور ہم اس کو صرف اسی (راوی) کی حدیث سے پہچانتے ہیں۔

طبرانی میں حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جنت میں ایسے بالاخانے ہیں جن کے اندر سے باہر کے مناظر دیکھے جا سکتے ہیں اور باہر سے اندر کے مناظر۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو اس شخص کے لئے تیار کیا ہے جس نے (بھوکے کو) کھانا کھلایا، پابندی دوام کے ساتھ روزے رکھے اور رات کے اس پہر میں نماز (تہجد) پڑھی جب لوگ سوئے ہوتے ہیں۔[۴]

دوسری روایت میں ہے کہ جنت کی چھتیں نور کی ہیں جو بجلی کی مانند چمکتی ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ نے یہ بات مقدر نہ کی ہوتی کہ جنتیوں کی نگاہیں محفوظ رہیں تو نگاہیں ان کی روشنی کی شدت سے اچک جاتیں۔

بیہقی میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

کیا میں تم کو جنت کے بالاخانوں کا نہ بتاؤں؟ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا ضرور بتائیے یا رسول اللہ ہمارے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا جنت میں یاقوت اور ہر قسم کے جواہرات سے بنے ہوئے بالاخانے ہیں۔ ان کے اندر سے باہر کا نظارہ ہوتا ہے اور باہر سے اندر کا منظر نظر آتا ہے۔ ان میں وہ نعمتیں، لذتیں اور سرور ہے کہ جن کو کسی آنکھ نے دیکھا نہ کسی کان نے سنا۔ راوی کہتے ہیں ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ بالاخانے کس کے لئے ہوں گے؟ فرمایا جس نے سلام کو عام کیا (بھوکے کو) کھانا کھلایا، روزوں پر دوام کیا اور رات کے اس پہر میں نماز پڑھی جب لوگ سوئے ہوتے ہیں۔[۵]

---

(۱) بخاری [illegible] (۲) [illegible] (۳) ترمذی ۱۹۸۴ (۴) طبرانی ۳۳۳۰

(۵) [illegible]

راوی کہتے ہیں ہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کس میں ان سب چیزوں کی طاقت ہو سکتی ہے؟ فرمایا میری امت اس کی طاقت رکھتی ہے اور میں تم کو بتاتا ہوں کہ جس نے اپنے بھائی سے ملاقات کے وقت سلام کیا اور اس نے جواب دیا تو اس نے سلام کو عام کر دیا اور جس نے اپنے اہل وعیال کو کھانا کھلایا اور ان کو سیر کر دیا تو اس نے کھانا کھلایا اور جس نے ماہ رمضان کے روزے رکھے اور ہر مہینے میں سے تین دن کے روزے رکھے تو اس نے روزوں پر مداومت کر لی۔ اور جس نے عشاء اور فجر کی نماز باجماعت پڑھی تو گویا اس نے اس وقت نماز پڑھی جس وقت یہود ونصاریٰ اور مجوسی لوگ سو رہے ہوتے ہیں۔

بیہقی میں حسن بن یحییٰ نے حضرت حسن البصری رحمۃ اللہ علیہ سے اور وہ حضرت عمران بن حصین اور حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے اس آیت کے متعلق پوچھا گیا "وَمَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِي جَنّٰتِ عَدْنٍ" وہ جنت ہائے جاودانی میں نفیس مکانات کا (وعدہ کیا ہے) کا مطلب بیان کیا جائے تو آپ ﷺ نے فرمایا: (یہ مکانات) موتی کا ایک محل ہے، اس محل میں یاقوت کے ستر گھر ہیں۔ ہر گھر میں زمرد کے ستر کمرے ہیں۔ ہر کمرے میں ایک تخت ہے۔ ہر تخت پر ہر رنگ کے ستر بستر ہیں، اور ہر بستر پر ایک حور عین ہے، اور ہر کمرے میں ستر دستر خوان ہیں۔ ہر دستر خوان پر ستر رنگ کے کھانے ہیں۔ ہر کمرے میں ستر خادم ہیں، اور مؤمن کو ان چیزوں اور ان کے تمام لوازمات بھی دیئے جائیں گے۔[1]

امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ روایت نہایت غریب ہے کیونکہ اس میں انقطاع ہے۔

حضرت عبداللہ بن وہب، عبدالرحمن بن زید بن اسلم سے روایت کرتے ہیں اور وہ اپنے والد زید بن اسلم سے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ایک شخص کو ایک موتی کا بنا ہوا محل دیا جائے گا، اس محل میں ستر کمرے ہیں۔ ہر کمرے میں ایک حور عین ہے۔ ہر کمرے کے ستر دروازے ہیں، جنتی کو ہر دروازے سے جنت کی خوشبو آئے گی جو ہر دروازے کی خوشبو دوسرے دروازے سے مختلف ہوگی۔

پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: کوئی متنفس نہیں جانتا کہ ان کے لئے کیسی آنکھوں کی ٹھنڈک چھپا کر رکھی گئی ہے۔ یہ ان اعمال کا صلہ ہے جو وہ کرتے تھے۔ (سجدہ آیت ۱۷)

امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً نقل فرمایا ہے:

جنت میں ایسے بالاخانے ہیں جن میں کوئی چیز لٹکی ہوئی ہے اور نہ کوئی ستون ہیں۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ! ان میں اہل جنت کیسے داخل ہوں گے؟ فرمایا: پرندوں کی مانند۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ! یہ بالاخانے کن لوگوں کے لئے ہوں گے؟ فرمایا: مصیبت زدوں، بیماروں اور بے کسوں کے لئے (جو مصیبتوں پر صبر کرتے ہیں اور رب کی رضا میں راضی رہتے ہیں۔)[2]

**جنت کے خیموں کا ذکر** ... فرمان الٰہی ہے: (وہ) حوریں (ہیں جو) خیموں میں مستور (ہیں) تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے۔ (سورۃ الرحمٰن آیت ۷۲، ۷۳)

صحیحین میں ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مؤمن کے لئے جنت میں ایک کھوکھلے موتی کے اندر بنا ہوا خیمہ ہوگا۔ اس خیمہ کی لمبائی ساٹھ میل ہوگی۔ اس میں مؤمن کے اہل خانہ بسیں گے۔ مؤمن ہر ایک کے پاس آئے گا لیکن کوئی ایک دوسرے کو نہ دیکھ پائے گا۔

مذکورہ روایت میں مسلم کے الفاظ ہیں لیکن بخاری کی روایت میں خیمہ کی لمبائی تیس میل آئی ہے جبکہ یہاں ساٹھ میل ہیں۔

ابن ابی الدنیا میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

کھوکھلے موتی میں ایک خیمہ ہوگا اس کی لمبائی ایک فرسخ (یعنی تین میل) ہوگی، اس میں سونے کے ایک ہزار دروازے ہوں گے، اس کے گرد و پیش بھی چار فرسخ تک شامیانے ہوں گے۔ جنتی کے پاس ہر دروازے سے اللہ کی طرف سے تحفہ آئے گا، اور یہی مطلب ہے اس فرمان باری کا: اور فرشتے (بہشت کے) ہر ایک دروازے سے ان کے پاس آئیں گے۔[3] (سورۃ الرعد آیت ۲۳)

---

[1] تفسیر القرطبی [illegible]، تفسیر الطبری [illegible]
[2] تفسیر القرطبی [illegible]
[3] بخاری [illegible]، مسلم [illegible]

ابن المبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ہمیں ہمام نے عکرمہ کے حوالے سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل فرمایا ہے کہ خیمہ ایک ایسا موتی ہوگا جو اندر سے خالی ہوگا اور ایک مربع فرسخ اس کی پیمائش ہوگی۔ چار ہزار سونے کے کواڑ ہوں گے۔

حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ خالد العصری کے توسط سے حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

خیمہ ایک ہی موتی کا بنا ہوا ہوگا۔ ستر اس کے دروازے ہوں گے اور سب کے سب موتی کے ہوں گے۔

**جنت کی مٹی کا ذکر**...... صحیحین میں حدیث معراج میں حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مجھے جنت میں لے جایا گیا دیکھا تو وہاں موتی کی چٹانیں ہیں اور وہاں کی مٹی مشک کی ہے۔(۱)

مسند احمد میں حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ابن صائد رضی اللہ عنہ سے جنت کی مٹی کے بارے میں پوچھا ابن صائد رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: وہ انتہائی ملائم نرم اور خالص سفید مشک ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: سچ کہا۔

مسند احمد میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یہود سے متعلق فرمایا: میں جنت کی مٹی کے بارے میں یہود سے پوچھتا ہوں اور (انکا جواب ہوگا کہ) وہ مٹی نرم وملائم اور سفید ہے۔ آپ ﷺ نے ان سے پوچھا تو انہوں نے عرض کیا: یا ابا القاسم وہ روٹی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: موتی کی روٹی ہے۔

گزشتہ اوراق میں جنت کی تعمیر کے بارے میں گزر چکا ہے کہ اس کا گارا مشک کا ہے۔ اس کے پتھر موتیوں کے ہیں اور اس کی مٹی زعفران کی ہے۔

بعض روایتوں میں مشک کی مٹی آئی ہے لہذا ممکن ہے کہ کہیں مشک کی مٹی استعمال ہو اور کہیں زعفران کی مٹی استعمال کی گئی ہو۔

یہ وسعت اور کشادگی اس قدر رفیع ہوگی کہ صحیح میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

تم میں سے کسی کی کمان کی جگہ یا اس کے پاؤں کی جگہ دنیا وما فیہا سے بہتر ہے۔(۲)

مسند احمد میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

تم میں سے کسی جنتی کے کوڑے کی رسی آسمان وزمین سے بہتر ہے۔(۳)

یہ روایت صحیحین کی شرط پر ہے۔

ابن وہب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ہمیں عمرو بن الحارث نے سلیمان بن حمید کے حوالے سے خبر دی کہ عامر بن سعد رضی اللہ عنہ بن ابی وقاص نے فرمایا: حمید راوی کہتے ہیں میں بھول گیا کہ عامر نے اپنے والد سعد رضی اللہ عنہ بن ابی وقاص کی نسبت بیان کیا یا اپنی طرف نسبت کر کے کہا کہ رسول اللہ ﷺ فرمان ہے:

اگر جنت کا کم سے کم نور دنیا میں ظاہر ہو جائے تو آسمان وزمین کے درمیان کو روشن کردے۔

**جنت کی نہروں اور درختوں کا بیان** ..... اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں۔ (سورۃ بقرۃ آیت ۲۵)

ان کے نیچے نہریں بہہ رہی ہوں گی۔ (سورۃ الاعراف آیت ۴۳)

جنت، جس کا پرہیزگاروں سے وعدہ کیا جاتا ہے اس کی صفت یہ ہے کہ اس میں ایسے پانی کی نہریں ہیں جو بو نہیں کرے گا اور دودھ کی نہریں ہیں جس کا مزہ نہیں بدلے گا اور شراب کی نہریں ہیں جو پینے والوں کے لئے (سراسر) لذت ہے اور شہد مصفی کی نہریں ہیں (جس میں حلاوت ہی حلاوت ہے)۔

اور ان کے لئے ہر قسم کے میوے ہیں اور ان کے پروردگار کی طرف سے مغفرت ہے۔ (سورۃ محمد آیت ۱۵)

جس باغ کا متقیوں سے وعدہ کیا گیا ہے اس کے اوصاف یہ ہیں کہ اس کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں اس کے پھل ہمیشہ (قائم رہنے والے) ہیں اور اس کے سائے بھی۔ یہ ان لوگوں کا انجام ہے جو متقی ہیں اور کافروں کا انجام دوزخ ہے۔ (سورۃ الرعد آیت ۳۵)

---

(۱) بخاری [illegible]　(۲) اتحاف السادۃ المتقین [illegible]　(۳) مسند احمد ۲/۳۱۵

مسند احمد میں حکیم بن معاویہ سے مروی ہے وہ اپنے والد معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جنت میں دودھ کا سمندر ہے۔ پانی کا سمندر ہے۔ شہد کا سمندر ہے۔ شراب کا سمندر ہے۔ اور سب نہریں انہی سے پھوٹتی ہیں۔ (۱)

ترمذی میں ابو بکر بن قیس سے مروی ہے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

تمہارا خیال ہے کہ جنت کی نہروں کی زمین میں حدود ہوں گی۔ نہیں اللہ کی قسم! وہ تو زمین کی سطح پر تیرتی ہیں۔ اور ان کے کنارے موتیوں کے ہیں۔ ان کے بند موتیوں کے ہیں اور ان کی مٹی خالص مشک ہے۔ (۲)

عرض کیا گیا یا رسول اللہ! یہ اذفر کیا شی ہے؟ فرمایا: جس میں کوئی ملاوٹ نہ ہو۔

بیہقی میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جس کو یہ بات اچھی لگے کہ آخرت میں اللہ تعالیٰ اس کو شراب پلائیں تو اس کو چاہیے کہ وہ دنیا میں اس کو چھوڑ دے۔ اور جس شخص کو یہ پسند ہو کہ اللہ تعالیٰ اس کو آخرت میں ریشم پہنائیں تو اس کو چاہیے کہ دنیا میں اس کو ترک کر دے۔ جنت کی نہریں مشک کے پہاڑ کے نیچے سے پھوٹ رہی ہیں۔ اگر کسی ادنیٰ جنتی کے لباس کو دنیا کے تمام لباسوں کے ساتھ موازنہ کیا جائے تو ادنیٰ جنتی کا لباس سب سے بہتر ہوگا۔ (۳)

## جنت کی مشہور ترین نہر کوثر کا ذکر
## اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس سے سیراب فرمائیں

فرمان الٰہی ہے: (اے محمد ﷺ) ہم نے تم کو کوثر عطا فرمائی ہے تو اپنے پروردگار کے لئے نماز پڑھا کرو اور قربانی کیا کرو۔ کچھ شک نہیں کہ تمہارا دشمن ہی بے اولاد رہے گا۔ (سورۃ الکوثر آیت ۱ تا ۳)

صحیح مسلم میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ پر سورت بالا نازل ہوئی تو آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ کوثر کیا ہے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ ایک نہر ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے۔ اس پر بہت ہی خیر ہے۔ (۴)

صحیحین میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے حدیث معراج منقول ہے جس میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

میں ایک نہر پر آیا اس کے کنارے کھوکھلے موتیوں کے گنبد تھے۔ میں نے کہا: یا جبریل! یہ کیا ہے؟ عرض کیا: (یہ نہر) کوثر ہے جو اللہ عزوجل نے آپ کو عطا فرمائی ہے۔ (۵)

ایک روایت میں مزید اضافہ ہے کہ پھر میں نے اس نہر میں ہاتھ مارا تو (اس کی مٹی) خالص مشک پائی۔

مسند احمد میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے کوثر عطا کی گئی ہے۔ میں نے اس کو دیکھا تو وہ ایک نہر تھی جو زمین کی سطح پر بہہ رہی تھی۔ اس کے کنارے موتیوں کے گنبد ہیں۔ نہر پر کوئی (سائبان یا) چھت نہیں ہے لہٰذا میں نے اس کی مٹی میں ہاتھ مارا تو خالص مشک پائی اور اس کے کنکر موتی تھے۔ (۶)

مسند احمد میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے کوثر کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

وہ جنت میں ایک نہر ہے جو اللہ تعالیٰ نے مجھے عطا فرمائی ہے۔ اس کی مٹی مشک ہے۔ اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید ہے اور شہد سے زیادہ میٹھا ہے۔ اس نہر پر ایسے پرندے آتے ہیں جن کی گردنیں اونٹوں کی گردنوں کی طرح (لمبی لمبی) ہیں۔ (۷)

---

(۱) مسند احمد ۳/۵ ۔ (۲) الترمذی ۳۳۹۰ (۳) کنز العمال ۱۳۹۴۰، اتحاف السادۃ ۵۳۴/۱۰، دیوان الضعفاء ۲۹۹۴

(۴) [illegible] (۵) مسلم ۱۶۲، ابو داؤد ۴۷۴۸، مسند احمد ۱۰۳/۳ (۶) مسند احمد ۱۵۲/۳، ۲۰۷ (۷) مسند احمد ۱۶۴/۳، ۲۲۰

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا وہ تروتازہ ہوں گے؟

فرمایا: ان کا کھانا ان سے زیادہ تروتازہ ہوگا۔

امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ کی روایت میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے بھی روایت مروی ہے اس میں یہ اضافہ ہے کہ آپ ﷺ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو یہ بھی فرمایا: اے ابو بکر! تو بھی ان پرندوں کے کھانے والوں میں سے ہے۔ [1]

مسند احمد میں بھی روایت دوسرے طریق سے مروی ہے اس میں مذکورہ بالا سوال حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کیا اور آنحضرت ﷺ نے ان کو وہی جواب عنایت فرمایا کہ ان کا کھانا ان سے زیادہ تروتازہ ہوگا۔

مسند احمد میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کوثر جنت میں ایک نہر کا نام ہے۔ اس کے کنارے سونے کے ہیں۔ اس کا پانی موتیوں پر بہتا ہے۔ اور اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید ہے اور شہد سے زیادہ میٹھا ہے۔ [2]

ایک روایت میں برف سے زیادہ سفید ہونے کے الفاظ آئے ہیں۔ [3]

**ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت اور کوثر کی ایک اور تفسیر** ...... امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اپنی سند کے ساتھ کوثر کی تفسیر میں حضرت سعید رحمۃ اللہ علیہ بن جبیر سے مروی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ قول نقل کرتے ہیں کہ

کوثر ایک خیر ہے جو اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو عطا فرمائی ہے۔

ابن بشر کہتے ہیں میں نے حضرت سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ عام طور پر تو یہ مشہور ہے کہ کوثر جنت میں ایک نہر کا نام ہے؟ حضرت سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: جنت کی کوثر نامی وہ نہر بھی اسی خیر کا ایک حصہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا فرمایا ہے۔

ابن جریر میں حضرت عطاء ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

کوثر جنت میں ایک نہر کا نام ہے اس کے کنارے سونے اور چاندی کے ہیں۔ اس کا پانی یاقوت اور موتیوں پر بہتا ہے اور اس کا پانی برف سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا ہے۔ [4]

**حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت** ...... بخاری میں ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں پوچھا:

**إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ**

ہم نے آپ کو کوثر عطا کیا۔ (سورۂ کوثر آیت ۱)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: کوثر ایک نہر ہے جو تمہارے نبی کو عطا کی گئی ہے۔ اس کے کنارے (کھوکھلے) موتیوں کے ہیں۔ اس کے (پینے کے) برتن آسمان کے تاروں کی طرح (لاتعداد اور چمکتے ہوئے) ہیں۔ [5]

**نہر کوثر کی آواز** ...... حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے مزید فرمایا: جنت میں جو داخل ہوگا اس کی آواز سنے گا۔ یہ کہا کہ اس قدر جب آدمی اپنے کانوں میں انگلی رکھ کر سنے تو سائیں سائیں کی دھیمی آواز سنائی دیتی ہے۔ [6]

## جنت میں نہر بیدخ کا ذکر

**ایک صحابیہ رضی اللہ عنہ کے سچے خواب کا ذکر** ...... مسند احمد میں سنداً حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو

---

[1] اتحاف السادۃ المتقین ۱۰/۵۴۵ [2] مسند احمد ۳/۲۳۶ [3] الترمذی ۳۳۶۱ ابن ماجہ ۴۳۳۴ احمد ۲/۶۷

[4] الترمذی ۳۳۶۱ ابن ماجہ ۴۳۳۴ احمد ۲/۶۷ [5] البخاری ۴۹۶۵ [6] ایضاً

خواب پسند تھے، اکثر ایسا ہوتا کہ آپ فرماتے:

کیا تم میں سے کسی نے کوئی خواب دیکھا ہے؟ چنانچہ اگر کسی نے خواب دیکھا ہوتا تو وہ اس کے بارے میں آپ ﷺ سے دریافت کر لیتا۔ اگر اس میں کوئی بری بات نہ ہوتی تو آپ ﷺ اس کو پسند فرماتے۔ چنانچہ ایک مرتبہ ایک عورت خدمت رسالت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا یا رسول اللہ! میں (خواب میں کیا) دیکھتی ہوں گویا میں جنت میں داخل ہو گئی۔ میں نے ایک تیز آواز سنی جس کو سن کر اہل جنت رونے لگ گئے۔ میں نے دیکھا تو فلاں بن فلاں اور فلاں بن فلاں کو لایا گیا حتی کہ میں نے بارہ آدمی گن لئے۔ راوی کہتے ہیں: جبکہ رسول اللہ ﷺ اس سے پہلے ایک جنگی دستہ بھیج چکے تھے۔ عورت نے آگے ذکر کیا پھر ان بارہ آدمیوں کو لایا گیا ان کے جسموں پر پھٹے پرانے کپڑے تھے اور ان کی رگوں سے خون پھوٹ رہا تھا۔ پھر کہا گیا ان کو بیدخ یا نہر بیدخ کہا گیا میں لے جاؤ۔ وہ اس میں غوطہ زن ہو گئے۔ پھر جب نکلے تو ان کے چہرے چودھویں چاند کی مانند ہو گئے۔ پھر کرسیاں لائی گئیں اور وہ ان پر بیٹھ گئے۔ پھر ایک بڑا یا چھوٹا پیالہ لایا گیا۔ اس میں تازہ پھل تھے۔ انہوں نے ان کو کھایا۔ وہ جب بھی لقمہ لیتے اور کسی نئے ذائقہ کا خیال کرتے تو وہی ذائقہ اس میں پاتے۔ میں نے بھی اس میں سے کھایا۔ راوی کہتے ہیں: اس کے بعد اس جنگی دستہ کا خبر رساں شخص آ گیا اور خبر دی: یا رسول اللہ! یوں یوں ہوا اور فلاں فلاں شہید ہو گئے حتی کہ اس نے وہی بارہ اشخاص گنوائے جن کو اس سے پہلے عورت گنوا چکی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس عورت کو میرے پاس لاؤ۔ وہ بلائی گئی۔ آپ ﷺ نے عورت کو فرمایا اس شخص کو بھی اپنا خواب سناؤ۔ عورت نے مخبر کو خواب گوش گزار کیا تو وہ شخص بولا: یا رسول اللہ! بالکل ایسا ہی ہوا جیسا یہ کہہ رہی ہے۔ (۱)

## جنت کے دروازے پر جاری نہر بارق کا ذکر اور جنت کی نہروں کے نام

مسند احمد میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

شہداء جنت کے دروازے پر (جاری) نہر بارق کے پاس سبز گنبد میں ہوں گے۔ صبح و شام جنت سے ان کا رزق آئے گا۔ (۲)

حدیث الاسراء میں سدرۃ المنتہیٰ کے ذکر میں آپ ﷺ نے فرمایا:

اس (سدرۃ المنتہیٰ) کی جڑ سے دو نہریں باطنی اور دو نہریں ظاہری پھوٹ رہی ہیں۔ دو باطنی نہریں تو جنت میں ہیں اور دو ظاہری نہریں (زمین میں) نیل اور فرات ہیں۔

مسند احمد اور صحیح مسلم میں (بالفاظ مسلم) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

سیحان، جیحان، فرات اور نیل ہر ایک جنت کی نہریں ہیں۔ (۳)

حافظ ضیاء نے اپنے طریق کے ساتھ جس میں مسلمۃ بن علی الخشنی راوی بھی ہیں، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ نے جنت سے پانچ نہریں نازل فرمائی ہیں۔ سیحان یہ ہند کی نہر ہے، جیحون یہ بلخ (افغانستان) کی نہر ہے۔ دجلہ اور فرات یہ عراق کی نہریں ہیں۔ نیل یہ مصر کی نہر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان سب کو جنت کے چشموں میں سے ایک ہی چشمے سے جاری فرمایا ہے۔ یہ چشمہ جنت کے درجات میں سب سے نچلے درجہ میں جبرئیل علیہ السلام کے پروں پر واقع ہے۔ اللہ نے اس کو پہاڑوں کے پاس امانت رکھوایا اور زمین میں اس کو جاری فرمایا اور لوگوں کے لئے اس میں ان کی معیشت کے فوائد رکھے ہیں۔ یہی اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

اور ہم ہی نے آسمان سے ایک اندازے کے ساتھ پانی نازل کیا پھر اس کو زمین میں ٹھہرایا۔ (۴)

**بہت سی چیزوں کے آسمان پر اٹھائے جانے کا ذکر**...... تسلسل کے ساتھ آگے فرمایا: پس جب یاجوج اور ماجوج کا خروج ہوگا اللہ تعالیٰ جبرئیل علیہ السلام کو بھیجیں گے اور زمین سے قرآن اٹھا لیا جائے گا، سارا علم اٹھا لیا جائے گا، حجر اسود اٹھا لیا جائے گا، رکن الیمت کے پاس

---

(۱) مسند احمد: ۱۳۵/۳ (۲) مسند احمد: ۲۶۶/۱ (۳) مسلم ۷۰۹۰، مسند احمد: ۲۸۹/۲ (۴) سورۃ المومنون آیت ۱۸

سے مقام ابراہیم علیہ السلام اٹھا لیا جائے گا، موسیٰ علیہ السلام کا تابوت اپنے متعلقات کے ساتھ اٹھا لیا جائے گا اور یہ پانچوں نہریں اٹھا لی جائیں گی۔ یہ سب چیزیں آسمان کی طرف اٹھا لی جائیں گی۔ یہ مطلب ہے اللہ تعالیٰ کے فرمان کا:

اور ہم اس کے اٹھا لے جانے پر بھی قادر ہیں۔ (سورۃ المؤمنون آیت ۱۸)

پس جب یہ سب چیزیں اٹھا لی جائیں گی تو اہل زمین پر دنیا و آخرت کی بھلائی کی تمام راہیں مسدود ہو جائیں گی۔[1]

مصنف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ حدیث نہایت ضعیف ہے بلکہ منکر ہے اس میں مسلمہ بن علی راوی ائمہ کے ہاں حدیث میں ضعیف ہے۔

اللہ تعالیٰ نے جنت کی نہروں کی تعریف فرمائی ہے کہ وہ کثرت کے ساتھ بہتی ہوں گی یعنی جنت جہاں جو ہیں گے ان کو جاری کر لے جائیں گے یہ نہریں مختلف جگہوں سے ان کے لئے پھوٹ رہی ہوں گی۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جنت میں کوئی ایسا چشمہ نہیں جو مشک کے ٹیلے کے نیچے سے نہ نکلتا ہو۔[2]

تل مسک سے مراد مشک خوشبو کا پہاڑ ہے۔

اور یہ روایت مرفوعاً بھی منقول ہے امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مستدرک میں اس کو اپنی سند کے ساتھ مرفوعاً حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جس کو یہ خواہش ہو کہ اللہ تعالیٰ اس کو آخرت میں شراب پلائیں اس کو چاہئے کہ دنیا میں اس کو ترک کر دے اور جس کی یہ خواہش ہو کہ اللہ تعالیٰ آخرت میں اس کو ریشم پہنائیں تو اس کو چاہئے کہ دنیا میں اس کو پہننا ترک کر دے۔ (یاد رکھو!) جنت کی نہریں مشک کے پہاڑ یا ٹیلے کے نیچے سے بہہ رہی ہیں۔ اگر کسی ادنیٰ جنتی کے لباس کو دنیا کے تمام لباسوں کے ساتھ موازنہ کیا جائے تو ادنیٰ جنتی کا لباس جو اللہ تعالیٰ اس کو آخرت میں پہنائیں گے دنیا کے تمام لباسوں کو مات کر دے گا۔[3]

**جنت کے درختوں کا بیان**..... فرمان الٰہی ہے: اور جو لوگ ایمان لائے اور عمل نیک کرتے رہے ان کو ہم باغوں میں داخل کریں گے جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں وہ ان میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ وہاں ان کے لئے پاک بیبیاں ہیں اور ان کو ہم گھنے سائے میں داخل کریں گے۔

(سورۃ النساء آیت ۵۷)

فرمان الٰہی ہے: ان دونوں میں بہت سی شاخیں (یعنی قسم قسم کے میووں کے درخت ہیں) تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے۔

(سورۃ الرحمٰن آیات ۴۸، ۴۹)

فرمان الٰہی ہے: دونوں خوب گہرے سبز۔ (سورۃ الرحمٰن آیت ۶۴)

فرمان الٰہی ہے: (اہل جنت) ایسے بچھونوں پر جن کے استر اطلس کے ہیں تکیہ لگائے ہوئے ہوں گے اور دونوں باغوں کے میوے قریب (جھک رہے) ہیں۔ (سورۃ الرحمٰن آیت ۵۴)

فرمان الٰہی ہے: جن کے میوے جھکے ہوئے ہوں گے۔ (سورۃ الحاقہ آیت ۲۳)

فرمان الٰہی ہے: اور میووں کے گچھے جھکے ہوئے لٹک رہے ہوں گے۔ (سورۃ الدہر آیت ۱۴)

فرمان الٰہی ہے: اور داہنے ہاتھ والے (سبحان اللہ!) داہنے ہاتھ والے کیا (ہی عیش میں) ہیں (یعنی) بے خار کی بیریوں اور تہ بہ تہ کیلوں اور لمبے لمبے سایوں اور پانی کے جھرنوں اور میوہ ہائے کثیرہ (کے باغوں) میں جو نہ کبھی ختم ہوں اور نہ ان سے کوئی روکے اور اونچے اونچے فرشوں میں۔

(سورۃ الواقعہ آیات ۲۷ تا ۳۴)

فرمان الٰہی ہے: ان میں میوے اور کھجوریں اور انار ہیں۔ (سورۃ الرحمٰن آیت ۶۸)

ان میں سب میوے دو دو قسم کے ہیں۔ (سورۃ الرحمٰن آیت ۵۲)

---

(۱) تفسیر القرطبی ۱۲/۱۱۲ [illegible] (۲) [illegible] (۳) [illegible]

ابوبکر بن ابی داؤد اپنی سند کے ساتھ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جنت میں کوئی درخت ایسا نہیں جس کی شاخ سونے کی نہ ہو۔ (۱)

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس کو روایت کیا ہے اور فرمایا ہے کہ یہ حدیث حسن غریب ہے۔

ابن ابی الدنیا نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

جنت کے درختوں کی جڑیں شاخیں سبز زمرد کی ہیں۔ ٹہنیاں سرخ سونے کی ہیں۔ جن کا دامن اہل جنت کے لئے لباس ہے۔ ان کے عمدہ کپڑے اور جوڑے اسی سے بنتے ہیں۔ ان درختوں کے پھل مٹکوں اور ڈولوں کی مانند ہوتے ہیں۔ وہ دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھے ہیں۔ ان میں گٹھلیاں نہیں ہیں۔ (۲)

ابن ابی الدنیا نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرمایا:

قرآن میں جس درخت کے سائے کا ذکر فرمایا گیا ہے اس کا سایہ اس قدر طویل ہوگا کہ تیز رفتار گھوڑوں کے سائے میں سو سال تک بھاگتا رہے گا۔ اہل جنت اس کے سائے تلے آ کر محفلیں منعقد کریں گے اور جب وہ دنیا کی کسی چیز اور لہو کا ذکر کریں گے تو اللہ تعالیٰ ایک ہوا بھیجیں گے جو آ کر اس درخت کو ہلا دے گی جس کی وجہ سے اس درخت سے وہ دنیاوی چیز گرے گی۔

## جنت کے ایسے درخت کا ذکر جس کے سائے تلے سو سال تک تیز رفتار گھوڑا بھاگتا رہے

صحیحین میں حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جنت میں ایک درخت ہے کہ سوار اس کے سائے میں سو سال تک بھاگتا رہے تب بھی اس کے سائے کو ختم نہیں کر سکے گا۔ (۳)

ابو حازم رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں میں نے یہ حدیث النعمان بن ابی العیاش الزرقی رحمۃ اللہ علیہ کو بتائی تو انہوں نے فرمایا: مجھے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بھی اس کے مثل بتایا اور فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

جنت میں ایسا درخت ہے کہ انتہائی تیز رفتار سوار اس کے سائے میں سو سال تک بھاگتا رہے تب بھی اس کے سائے کو قطع نہیں کر سکے گا۔ (۴)

صحیح بخاری میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان "اور لمبے لمبے سایوں (میں ہوں گے)" (سورۃ الواقعۃ آیت ۳۰) کے متعلق مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جنت میں ایک درخت ہے کہ سوار اس کے سائے میں سو سال تک بھاگتا رہے تب بھی اس کے سائے کو ختم نہیں کر سکے گا۔ (۵) رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

جنت میں ایک کمان یا کوڑے کی مقدار جگہ پوری دنیا سے بہتر ہے جس پر سورج طلوع اور غروب ہوتا ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو روایت کیا ہے۔

**شجرۂ طوبیٰ**... مسند احمد میں عتبہ بن عبد السلمی سے منقول ہے، فرماتے ہیں:

کہ ایک اعرابی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ ﷺ سے جنت و حوض کے بارے میں سوال کیا اور عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا اس میں پھل ہوں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں اور اس میں ایک درخت ہے جس کو طوبیٰ کہا جاتا ہے۔ راوی کہتے ہیں آپ ﷺ نے اس کے علاوہ بھی کچھ فرمایا جو مجھے یاد نہیں رہا۔ اعرابی نے پوچھا یا رسول اللہ! کیا وہ درخت ہماری زمین کے درختوں جیسا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تیری زمین کے درختوں میں کوئی مشابہت اس میں نہیں ہے۔ پھر آپ ﷺ نے اس سے پوچھا کیا تو کبھی ارض شام گیا ہے؟ اعرابی نے عرض کیا: نہیں۔ فرمایا: شام میں

---

(۱) ترمذی ۲۵۲۵ (۲) ترغیب ص ۲۹۲ (۳) بخاری ج ۲ ص ۹۶۵، مسلم ۳۷۹

(۴) مسلم ج ۲ ص ۳۷۹ (۵) بخاری ج ۲ ص ۷۲۵

ایک درخت ہے جس کو "جوزہ" کہا جاتا ہے، اس کے ساتھ فقط اتنی مماثلت ہے کہ وہ ایک ہی تنے پر سیدھا جاتا ہے اور اوپر جا کر اس کی ٹہنیاں پھیلتی ہیں۔ (جوزہ اردو میں اخروٹ کا درخت کہلاتا ہے۔)

اعرابی نے عرض کیا: اس درخت کی جڑ کیسی موٹی ہے؟ فرمایا: اگر تو اونٹنی کے بچے کو لے کر جائے اور اس درخت کی جڑ میں اترتا جائے تو اس بچہ کے گھٹنے ٹوٹ جائیں گے لیکن اس کی جڑ کو نہیں پہنچ پائے گا۔ عرض کیا: اس میں انگور (لگے ہوئے) ہیں؟ فرمایا: ہاں۔ عرض کیا: انگوروں کا گچھا کتنا بڑا ہے؟ فرمایا: کالے سفید کوے کی ایک مہینے کی مسافت کے بعد بھی وہ ختم نہ ہو۔ عرض کیا: پھر اس کا دانہ کتنا بڑا ہوگا؟ کیا ہم اس (کے رس) سے ایک ڈول بھر سکتے ہیں؟ فرمایا: ہاں۔ عرض کیا: کیا وہ جنت میرے اور میرے اہل خانہ کے لئے کافی ہو سکتی ہے؟ فرمایا: بلکہ تیرے سارے قبیلے کے لئے وہ کافی ہے۔ (۱)

حرملہ بن وہب اپنی سند کے ساتھ حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے عرض کیا: یارسول اللہ! جس نے آپ کو دیکھا اور آپ پر ایمان لایا اس کے لئے کیا ہی خوشی کا مقام ہے؟ فرمایا: ہاں اس کے لئے خوشخبری ہے۔ (ایک مرتبہ فرمایا) جس نے مجھے دیکھا اور مجھ پر ایمان لایا۔ اور اس کے لئے خوشخبری ہے پھر خوشخبری ہے، جو مجھ پر ایمان لایا باوجودیکہ اس نے مجھے دیکھا نہیں۔ (۲) یہاں طوبیٰ کا معنی خوشخبری کیا گیا ہے۔

لہٰذا ایک شخص نے عرض کیا: یارسول اللہ! یہ طوبیٰ کیا شے ہے؟ فرمایا: جنت میں ایک درخت ہے جس (کے سائے) کی مسافت سو سال ہے۔ اہل جنت کے لباس اسی کے شگوفوں سے نکلتے ہیں۔

**سدرۃ المنتہیٰ**...... فرمان الٰہی ہے اور انہوں نے اس کو ایک اور بار بھی دیکھا ہے، پرلی حد کی بیری کے پاس۔ اسی کے پاس رہنے کی بہشت ہے۔ جبکہ اس بیری پر چھا رہا تھا جو چھا رہا تھا۔ ان کی آنکھ نہ تو اور طرف مائل ہوئی اور نہ (حد سے) آگے بڑھی۔ انہوں نے اپنے پروردگار (کی قدرت) کی کتنی ہی بڑی بڑی نشانیاں دیکھیں۔ (سورۃ نجم آیات ۱۳-۱۸)

سدرۃ المنتہیٰ ایک بیری کا درخت ہے۔ جس کو پروردگار کا نور ڈھانپے ہوئے ہے۔ ملائکہ اس پر چھائے رہتے ہیں۔ بعض پرندے اس کو گھیرے رکھتے ہیں۔ سونا اور متعدد رنگ اس پر رونق افروز رہتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ فرمان ہے:

> اس پر بہت سے رنگ چھائے رہتے ہیں، میں نہیں جانتا کہ وہ کیا ہیں؟ کوئی ان کی صفات بیان نہیں کرسکتا۔

صحیحین میں آپ ﷺ کا فرمان ہے۔ جو حدیث معراج کے ذیل میں آیا ہے کہ:

پھر مجھے ساتویں آسمان میں سدرۃ المنتہیٰ کی طرف اوپر لے جایا گیا۔ دیکھا تو اس کے پھل ہجر کے (بڑے بڑے) گھڑوں کی مانند ہیں۔ اس کے پتے ہاتھی کے کانوں کی طرح ہیں۔ دیکھا تو اس کے تنے سے دو ظاہری نہریں اور دو باطنی نہریں پھوٹ رہی تھیں۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں میں نے کہا: اے جبرئیل یہ کیا ہے؟ بولے دو باطنی نہریں تو جنت میں ہیں اور دو ظاہری نہریں (زمین میں) نیل اور فرات ہیں۔ (۳)

حافظ ابو یعلیٰ اپنی سند کے ساتھ اسماء بنت ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتی ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو سدرۃ المنتہیٰ کے بارے میں یہ فرماتے ہوئے سنا:

اس کے سائے میں سوار سو سال تک چلتا رہے یا فرمایا سو سوار اس کے سائے میں آسکتے ہیں۔ اس میں سونے کے بچھونے ہیں اس کے پھل گویا گھڑے ہیں۔ (۴)

ابن ابی الدنیا میں سلیم بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ کے اصحاب رضی اللہ عنہ فرماتے تھے: اللہ تعالیٰ ہمیں

---

(۱) مسند احمد ۳/۱۸۳ (۲) مسند احمد ۳/۷۱۔ ف/۴۳۸ (۳) البخاری ۷/۲۰۱۔ مسلم ۲۱۵

(۴) ابو یعلیٰ فی مسندہ ۵/۴۴۹۔ ۳۰۳۸۔ ۱۰/۵۸۵۳

اعراب (دیہاتیوں) کے سوال کرنے سے بہت نفع پہنچاتے تھے۔ سلیم بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک اعرابی نے آ کر عرض کیا یارسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے جنت میں ایک ایسے درخت (یعنی بیری) کا ذکر کیا ہے جس کے کانٹوں سے ایذا پہنچتی ہے؟

رسول اللہ ﷺ نے اس کے جواب میں فرمایا: کیا اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا:

فِیْ سِدْرٍ مَّخْضُوْدٍ

(یعنی) بے خار کی بیریوں میں۔ (سورۃ الواقعہ آیت ۲۸)

اللہ تعالیٰ اس کے کانٹوں کو ختم فرما کر ہر کانٹے کی جگہ پھل پیدا فرما دیں گے۔ چنانچہ اس درخت سے ایسے پھل پھوٹیں گے جن میں بہتر بہتر ذائقے ہوں گے ہر ذائقہ دوسرے سے جدا ہوگا۔ (۱)

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جس رات مجھے آسمانوں کی سیر کرائی گئی اس رات حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ میری ملاقات ہوئی انہوں نے مجھے فرمایا: اے محمد! میری طرف سے اپنی امت کو سلام پہنچا دینا اور ان کو بتا دینا کہ جنت کی مٹی بہت اچھی ہے اور اس کا پانی بہت میٹھا ہے۔ لیکن وہ جنت چٹیل میدان ہے اور اس کے درخت "سبحان اللہ، الحمدللہ، لا الہ الا اللہ واللہ اکبر" ہیں۔ (۲)

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ روایت حسن غریب ہے۔

ترمذی کے اسی باب میں اور ابن ماجہ میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ میں ایک پودا لگا رہا تھا کہ رسول اللہ ﷺ کا میرے پاس سے گزر ہوا آپ ﷺ نے مجھے فرمایا:

کیا میں تجھے اس سے بہتر پودا نہ بتاؤں؟ "سبحان اللہ، الحمدللہ، لا الہ الا اللہ واللہ اکبر" ہر ایک کے عوض جنت میں تیرے لئے ایک درخت لگا دیا جائے گا۔ (۳)

امام ترمذی نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جس نے "سبحان اللہ العظیم وبحمدہ" کہا اس کے لئے جنت میں ایک درخت لگا دیا جاتا ہے۔ (۴)

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ روایت حسن صحیح غریب ہے۔

**جنت کے پھلوں کا ذکر** اللہ تعالیٰ اپنے فضل کے ساتھ ہمیں بھی ان سے نوازے۔

فرمان الٰہی ہے ان میں میوے اور کھجوریں اور انار ہیں۔ (سورۃ الرحمٰن آیت ۶۸)

فرمان الٰہی ہے ان میں سب میوے دو دو قسم کے ہیں۔ (سورۃ الرحمٰن آیت ۵۲)

فرمان الٰہی ہے (اہل جنت) ایسے بچھونوں پر جن کے استر اطلس کے ہیں تکیہ لگائے ہوئے ہوں گے اور دونوں باغوں کے میوے قریب (جھک رہے) ہیں۔ (سورۃ الرحمٰن آیت ۵۴)

یعنی ان کو لیٹے لیٹے بھی کھا سکیں گے جیسے دوسری جگہ فرمایا اور میوے ان کے بس میں جھکے ہوئے لٹک رہے ہوں گے۔ (سورۃ الدہر آیت ۱۴)

فرمان الٰہی ہے اور داہنے ہاتھ والے (سبحان اللہ) داہنے ہاتھ والے کیا (ہی عیش میں) ہیں (یعنی) بے خار کی بیریوں اور تہ بہ تہ کیلوں اور لمبے لمبے سایوں اور پانی کے جھرنوں اور میوہ ہائے کثیرہ (کے باغوں) میں جو نہ کبھی ختم ہوں اور نہ ان سے کوئی روکے اور اونچے اونچے فرشوں میں۔
(سورۃ الواقعہ آیت ۲۷ تا ۳۴)

فرمان الٰہی ہے اس کے پھل ہمیشہ (قائم رہنے والے) ہیں اور اس کے سائے بھی۔ یہ ان لوگوں کا انجام ہے جو متقی ہیں۔ (سورۃ الرعد آیت ۳۵)

یعنی دنیا کے پھلوں کی طرح موسم کے ساتھ مخصوص نہیں ہوں گے بلکہ ہر وقت اور ہر زمانے میں لدے پھندے رہیں گے۔ اسی طرح ہمیشہ ہرے

---

(۱) ابن ابی الدنیا فی صفۃ الجنۃ رقم ۲۶۵۔ الترغیب والترہیب ۴/ ۵۱۶ (۲) ترمذی ۳۴۶۲۔ (۳) ابن ماجہ ۳۸۰۷۔ (۴) ترمذی ۳۴۶۴۔

بھرے رہیں گے ان پر کبھی خزاں نہ آئے گی۔ اور نہ ان سے کوئی روکنے والا ہوگا۔ بلکہ جو بھی ارادہ کرے گا اس کے لئے ان کا حصول انتہائی سہل ہوگا حتیٰ کہ بیٹھے لیٹے بھی اشاروں سے ان کی ٹہنیاں آ موجود ہوں گی۔ اور اگر جنتی درخت کے بالائی حصہ سے کھانا چاہے گا وہ حصہ از خود قریب آ کر جھک جائے گا۔

ابو اسحاق حضرت براء رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ:

**وذللت قطوفها تذليلا**

اور میووں کے گچھے جھکے ہوئے لٹک رہے ہوں گے۔ (سورۃ الدھر آیت ۱۴)

کا مطلب ہے کہ پھل اس قدر قریب آ جائیں گے کہ جنتی لیٹے لیٹے بھی ان کو تناول کر سکیں گے۔

فرمان الٰہی ہے اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے ان کو خوشخبری سنا دو کہ ان کے لئے (نعمت کے) باغ ہیں جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں جب انہیں ان میں سے کسی قسم کا میوہ کھانے کو دیا جائے گا تو کہیں گے یہ تو وہی ہے جو ہم کو پہلے دیا گیا تھا اور ان کو ایک دوسرے کے ہم شکل میوے دیئے جائیں گے اور وہاں ان کے لئے پاک بیویاں ہوں گی اور وہ بہشتوں میں ہمیشہ رہیں گے۔ (سورۃ البقرۃ آیت ۲۵)

فرمان الٰہی ہے بے شک پرہیزگار سایوں اور چشموں میں ہوں گے اور میووں میں جو ان کو مرغوب ہوں۔ جو عمل تم کرتے رہے تھے ان کے بدلے میں مزے سے کھاؤ اور پیو۔ ہم نیکوکاروں کو ایسا ہی بدلہ دیا کرتے ہیں۔ (سورۃ المرسلات آیات ۴۱ تا ۴۴)

فرمان الٰہی ہے اور میوے جس طرح کے ان کو پسند ہوں اور پرندوں کا گوشت جس قسم کا ان کا جی چاہے اور بڑی بڑی آنکھوں والی حوریں جیسے (حفاظت سے) تہ کئے ہوئے (آب دار) موتی۔ یہ ان کے اعمال کا بدلہ ہے جو وہ کرتے تھے (سورۃ الواقعۃ آیات ۲۰ تا ۲۴)

پہلے گزر چکا کہ جنت کی مٹی مشک اور زعفران ہے۔ اور جنت میں ایسا کوئی درخت نہیں جس کا تنا سونے کا نہ ہو۔ اور ان درختوں کی جڑوں کا ذکر بھی ہوا تو ایسے درختوں سے کس قدر عمدہ اور لذیذ شی پیدا ہوگی اس کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ دنیا میں ان پھلوں کا صرف نام ہے ورنہ ان جنتی پھلوں کی دنیا میں کوئی مثل نہیں ہے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

جنت میں دنیا کی کوئی شے نہیں ہے سوائے نام کے۔

دنیا میں بیری کا درخت انتہائی معمولی پھل اور وہ بھی ایک سادہ ذائقہ کے ساتھ پیدا ہوتا ہے جبکہ اس کے ساتھ کانٹے بھی کثیر ہوتے ہیں۔ جبکہ جنت میں بیری کا ایک پھل اپنے اندر ستر ستر ذائقے سموئے ہوگا۔ ہر ذائقہ دوسرے سے قطعی مختلف ہوگا۔ اسی پر دوسرے سب پھلوں کو قیاس کیا جا سکتا ہے۔ ان کے علاوہ بھی جنت میں ایسی اشیاء ہوں گی جن کو کسی کان نے سنا اور نہ کسی آنکھ نے دیکھا۔ اور نہ ہی کسی دل پر ان کا خیال تک گزرا۔

صحیحین میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صلاۃ الکسوف کے بعد فرمایا جبکہ لوگوں نے یہ سوال کیا یا رسول اللہ! ہم نے آپ کو دیکھا کہ آپ نے یہاں سے کوئی شی لی اور تناول فرمائی (جبکہ یہاں ایسی کوئی شے نہیں ہے۔ اور) اس کے بعد آپ پیچھے ہٹ گئے۔ تو آپ ﷺ نے اس کے جواب میں فرمایا:

میں نے جنت کو دیکھا تھا پھر میں نے اس سے پھلوں کا ایک گچھا لے لیا اگر میں اس سے لے لیتا (اور تم کو دیتا) تو تم رہتی دنیا تک اس سے کھاتے رہتے۔(۱)

یہی روایت مسند احمد میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے یوں مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مجھ پر جنت اپنی تمام تر رعنائیوں اور زیب و زینت کے ساتھ پیش کی گئی۔ میں نے اس میں سے انگور کا ایک خوشہ لیا تا کہ تمہارے پاس لاؤں۔ لیکن کوئی شے اس کے اور میرے درمیان آڑے آ گئی۔ اگر میں اس کو لے آتا تو آسمان و زمین کے درمیان کے تمام لوگ کھاتے اور اس میں سے کچھ کم نہ ہوتا۔(۲)

---

(۱) البخاری ۱۰۵۲۔ ومسلم۔ ومسند احمد ۱/۳۵۸

(۲) مسند احمد ۱/۳۵۸

المعجم الکبیر للطبرانی میں حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جنتی جب جنت کا کوئی پھل توڑے گا تو اس کی جگہ دوسرا پھل لگ جائے گا۔ (۱)

لیکن حافظ نے یہ بھی کہا ہے کہ اس روایت کے ایک راوی عباد کے متعلق کلام کیا گیا ہے۔

امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ اپنی سند کے ساتھ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جب حضرت آدم علیہ السلام جنت سے اتارے گئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کو ہر چیز کی صنعت سکھادی تھی۔ اور جنت کے پھلوں کا توشہ بھی ساتھ کردیا تھا۔ یوں یہ تمہارے پھل جنت کے پھلوں (کی نسل) سے ہیں۔ لیکن یہ خراب ہوجاتے ہیں اور وہ خراب نہیں ہوتے۔ (۲)

## فصل

فرمان الٰہی ہے: اور میوے جس طرح کے ان کو پسند ہوں اور پرندوں کا گوشت جس قسم کا ان کا جی چاہے۔ (سورۃ الواقعہ ۲۰، ۲۱)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

تو (جنت میں) کسی پرندے کو دیکھے گا اور خواہش کرے گا، وہ آکر تیرے سامنے بھنا ہوا گر جائے گا۔ (۳)

ترمذی میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ایک روایت منقول ہے جس کو امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے حسن قرار دیا ہے رسول اللہ ﷺ سے مروی ہے فرمایا:

ایک نہر ہے جو اللہ تعالیٰ نے مجھے عطا فرمائی ہے۔ اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا ہے اس میں ایسے پرندے ہیں جن کی گردنیں اونٹوں کی گردنوں کی طرح ہیں۔ (۴)

تفسیر ثعلبی میں حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ:

جنت میں ایسے پرندے ہیں جن کی گردنیں بختی اونٹوں کی مانند ہیں۔ وہ اللہ کے ولی کے ہاتھ پر آکر بیٹھ جائے گا۔ اور کہے گا اے اللہ کے ولی! میں نے عرش کے نیچے چراگاہوں میں چرا ہے اور تسنیم چشموں کا پانی پیا ہے لہٰذا مجھے کھا۔ یوں پرندہ مسلسل اپنی تعریف کرکے جنتی کو اپنے کھانے کی طرف رغبت دلائے گا حتیٰ کہ جنتی کا دل اس کے کھانے کی طرف جیسے ہی مائل ہوگا وہ پرندہ مختلف ذائقوں کے ساتھ اس کے سامنے آکر گر جائے گا۔ پس وہ اس سے جو چاہے گا کھائے گا حتیٰ کہ جنتی جب سیر ہوجائے گا تو اس پرندے کی ہڈیاں جڑ جائیں گی اور وہ جنت میں چرنے کے لئے جہاں چاہے گا اڑ جائے گا۔

یہ روایت غریب ہے۔

**اہل جنت کے کھانے پانی کا ذکر**……فرمان الٰہی ہے: جو (عمل) تم ایام گزشتہ میں آگے بھیج چکے ہو اس کے صلے میں مزے سے کھاؤ اور پیو۔

(سورۃ الحاقۃ ۲۴)

فرمان الٰہی ہے: وہاں نہ بے ہودہ بات سنیں گے اور نہ گالی گلوچ۔ ہاں ان کا کلام سلام سلام ہوگا۔ (سورۃ الواقعہ ۲۵، ۲۶)

فرمان الٰہی ہے: اور ان کے لئے صبح وشام کھانا تیار ہوگا۔ (سورۃ مریم آیت ۶۲)

فرمان الٰہی ہے: اور میوے جس طرح کے ان کو پسند ہوں اور پرندوں کا گوشت جس قسم کا ان کا جی چاہے۔ (سورۃ الواقعہ آیت ۲۰، ۲۱)

فرمان الٰہی ہے: ان پر سونے کی پرچوں اور پیالوں کا دور چلے گا اور وہاں جو جی چاہے اور جو آنکھوں کو اچھا لگے (موجود ہوگا) اور (اے اہل جنت) تم اس میں ہمیشہ رہو گے۔ (سورۃ الزخرف آیت ۷۱)

---

(۱) المعجم الکبیر للطبرانی [illegible]

(۲) کنز العمال ۳۲۲۴۴، ۳۵۴۴۳ [illegible]

(۳) مجمع الزوائد [illegible]

(۴) الترمذی ۲۵۴۲

فرمان الٰہی ہے: جو نیکوکار ہیں وہ ایسی شراب نوش جان کریں گے جس میں کافور کی آمیزش ہوگی۔ یہ ایک چشمہ ہے جس میں سے خدا کے بندے پئیں گے اور اس میں سے (چھوٹی چھوٹی) نہریں نکال لیں گے۔ (سورۃ الدھر ۵، ۶)

فرمان الٰہی ہے: (خدام) چاندی کے برتن لیے ہوئے ان کے اردگرد پھریں گے اور شیشے کے (نہایت شفاف) گلاس اور شیشے بھی چاندی کے، جو ٹھیک اندازے کے مطابق بنائے گئے ہیں۔ (سورۃ الدھر آیات ۱۵، ۱۶)

یعنی وہ گلاس ہوں گے چاندی کے لیکن صفائی ستھرائی میں شیشے کو مات دیں گے۔ دنیا میں اس کی کوئی نظیر نہیں ہے۔ اور یہ شفافیت اور چمک ایسی نہ ہوگی جو اللہ کے ولی کی آنکھوں کو خیرہ کرے۔ بلکہ ایک ٹھیک اندازے کے مطابق ہوگی، کم نہ زیادہ۔ یہ جنتی کے اکرام و اعزاز کی دلیل ہے۔

نیز فرمان الٰہی ہے: اور وہاں ان کو ایسی شراب (بھی) پلائی جائے گی جس میں سونٹھ کی آمیزش ہوگی یہ بہشت میں ایک چشمہ ہے جس کا نام سلسبیل ہے۔ (سورۃ الدھر آیات ۱۷، ۱۸)

فرمان الٰہی ہے: جب انہیں ان میں سے کسی قسم کا میوہ کھانے کو دیا جائے گا تو کہیں گے یہ تو وہی ہے جو ہم کو پہلے دیا گیا تھا اور ان کو ایک دوسرے کے ہم شکل میوے دیئے جائیں گے۔ (سورۃ البقرۃ آیت ۲۵)

یعنی خشم و خدم جب ان کے پاس کوئی پھل وغیرہ لے کر حاضر ہوں گے تو ان کی ظاہری شکل یکساں ہونے کی بناء پر جنتیوں کو خیال گزرے گا کہ یہ تو وہی ہے جو ابھی تھوڑی دیر پہلے آیا تھا۔ لیکن حقیقت اس کے بالکل برعکس ہوگی کیونکہ ہر پھل بلکہ ہر لقمہ کا بھی الگ ذائقہ ہوگا جو کھانے کے بعد معلوم ہوگا۔

مسند احمد میں حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جنت میں سب سے کم مرتبہ والے جنتی کو سات منزلیں، تین سو خادم ملیں گے جو صبح و شام اس کی خدمت میں تین سو سونے کی پلیٹوں میں کھانا لائیں گے۔ (ہر ایک کھانا تو الگ ہوگا ہی بلکہ) ہر سونے کی پلیٹ کا رنگ بھی دوسری پلیٹوں سے جدا ہوگا۔ اور وہ جس قدر ذائقہ پہلی طشتری میں محسوس کرے گا اسی طرح آخری میں بھی محسوس کرے گا (یعنی دنیا کی طرح جلد اس کا دل نہ بھر جائے گا)۔ اسی طرح مشروبات کے بھی تین سو برتن اس پر پیش کئے جائیں گے۔ ہر برتن میں ایسا رنگ اور مزہ ہوگا جو دوسرے میں نہ ہوگا۔ اور جس طرح پہلے برتن میں شدید لذت پائے گا اسی طرح آخری برتن میں بھی شدید لذت محسوس کرے گا۔ وہ (سب سے کم مرتبہ والا جنتی بارگاہ خداوندی میں) عرض کرے گا یارب! اگر آپ مجھے اجازت مرحمت فرمائیں تو میں اہل جنت کو کھلاؤں اور پلاؤں۔ اس سے میری نعمتوں میں کچھ کمی نہ ہوگی۔ نیز اس کے لئے بہتر جنتی حور عین ہوں گی اور دنیاوی بیویاں الگ ہوں گی۔ ان میں ہر ایک کے لئے بیٹھنے کی جگہ (شان و شوکت کی وجہ سے) ایک میل تک ہوگی۔(۱)

امام احمد اس روایت میں منفرد ہیں اور اس میں انقطاع کی وجہ سے یہ غریب ہے۔

مسند احمد میں حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں ایک یہودی شخص کو پیش کیا گیا۔ اس نے آپ ﷺ سے سوال کیا! اے ابو القاسم! کیا آپ کا یہ خیال نہیں ہے کہ اہل جنت جنت میں کھائیں گے اور پئیں گے؟ راوی کہتے ہیں اس نے اپنے ساتھیوں کو کہا تھا کہ اگر آپ (ﷺ) اس کا اقرار کریں گے تو میں آپ کو پھنسالوں گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کیوں نہیں! قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے ہر جنتی کو کھانے، پینے، شہوت اور جماع کرنے میں سو آدمیوں کے برابر طاقت دی جائے گی۔ یہودی نے سوال کیا: جو کھاتا اور پیتا ہے اس کو تقاضائے حاجت بھی پیش آتی ہے، پھر؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جنتیوں کی قضائے حاجت یہ ہوگی کہ ان کے بدن سے مشک کی خوشبو لئے ہوئے پسینہ چھوٹے گا اسی سے ان کے پیٹ ہلکے ہو جائیں گے۔(۲)

مذکورہ حدیث کی مؤید ایک دوسری روایت ...... مسند احمد میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
اہل جنت جنت میں کھائیں گے اور پئیں گے۔ لیکن وہ پاخانہ کریں گے اور نہ پیشاب۔ نہ ناک کریں گے اور نہ تھوک۔ ان کے کھانے کا ہضم

---

(۱) مسند احمد ۲/ ۵۳ (۲) مسند احمد ۴/ ۳۶۷

ڈکار اور مشک کی خوشبو کا پسینہ ہوگا۔ (۱)

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس کو روایت فرمایا ہے اس میں یہ اضافہ ہے۔ ان کو تسبیح و تحمید الہام کر دی جائے گی۔ جس طرح وہ سانس لیتے ہیں اس طرح تسبیح و تحمید الہام کریں گے۔ (۲)

**بعض جنتیوں کی خواہش کہ وہ کھیتی باڑی کریں، ایک دیہاتی کا واقعہ** ...... مسند احمد میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ حدیث بیان فرما رہے تھے اور ایک دیہاتی بھی حاضر مجلس تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

ایک جنتی پروردگار عزوجل سے کھیتی باڑی کی اجازت مانگے گا۔ پروردگار فرمائیں گے۔ کیا تیری ہر چاہت پوری نہیں ہو رہی؟ وہ عرض کرے گا بالکل پروردگار! لیکن دل کرتا ہے کہ میں کھیتی باڑی کروں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: بس وہ بیج ڈالے گا اور نگاہ اٹھائے گا تو دیکھے گا کہ دانے اُگے اور کھیتے ہی دیکھتے بلند ہو گئے اور خود بخود کٹ کر ان کے ڈھیر پہاڑوں کی مانند ہو گئے۔ تب پروردگار عزوجل اس سے فرمائیں گے۔ لے ابن آدم! تیرا پیٹ تو کوئی چیز نہیں بھر سکتی۔ اعرابی نے کہا: ہمارا خیال ہے کہ یہ شخص قریشی یا انصاری ہوگا کیونکہ یہی لوگ کاشتکار ہیں ہم تو کھیتی باڑی والے نہیں ہیں۔ راوی کہتے، اس پر آپ ﷺ ہنس دیئے۔ (۳)

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس کو روایت فرمایا ہے۔

**جنتیوں کے سب سے پہلے کھانے کا ذکر** ...... مسند احمد میں اسماعیل بن علقمہ بن حمید سے صحیح بخاری میں انس بن عبداللہ بن سلام سے مروی ہے کہ جب رسول اکرم ﷺ مدینہ تشریف لائے تو لوگوں نے آپ سے مختلف سوالات کیے ان میں سے ایک یہ بھی تھا:

وہ سب سے پہلی شے کیا ہے جو جنتی کھائیں گے؟ آپ ﷺ نے اس کے جواب میں فرمایا: مچھلی کے جگر کی جھلی۔

**ایک یہودی کا آپ ﷺ سے مکالمہ** ...... صحیح مسلم میں حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کی روایت ہے کہ ایک یہودی نے آپ ﷺ سے سوال کیا کہ جنتی جب جنت میں داخل ہوں گے تو ان کو تحفہ میں کیا پیش کیا جائے گا؟ فرمایا:

مچھلی کے جگر کی جھلی۔

یہودی نے پھر سوال کیا: اس کے بعد جنتیوں کی کیا غذا ہوگی؟ فرمایا:

جنت کا بیل ان کے لئے ذبح کیا جائے گا، اس کے اطراف سے اہل جنت کھائیں گے۔

یہودی نے پھر سوال کیا: اس کے اوپر جنتیوں کو کیا پلایا جائے گا؟ فرمایا:

اس چشمہ سے جس کو سلسبیل کہا جاتا ہے۔

تب یہودی نے کہا آپ نے بالکل سچ فرمایا۔ (۴)

صحیحین میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے عطاء رحمۃ اللہ علیہ بن یسار کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

قیامت کے روز ساری زمین ایک روٹی ہو جائے گی۔ جس کو جبار اپنے ہاتھ میں لئے ہوں گے۔ جیسے تم میں سے کوئی سفر میں روٹی اپنے ساتھ لے لیتا ہے۔ یہی روٹی اہل جنت کے لئے مہمان نوازی ہوگی۔ (اتنے میں) یہود کا ایک آدمی پیش کیا گیا، اس نے عرض کیا: یا ابا القاسم! اللہ آپ کو برکت دے، کیا قیامت کے دن اہل جنت کے لئے کوئی مہمان نوازی ہوگی؟ فرمایا: کیوں نہیں۔ بتاؤں! قیامت کے دن اہل جنت کے لئے کیا مہمان نوازی ہوگی؟ عرض کیا ضرور بتایئے؟ فرمایا: قیامت کے روز ساری زمین ایک روٹی ہو جائے گی۔ پھر فرمایا اور کیا تم کو اس کا سالن نہ بتاؤں؟ عرض کیا: ضرور۔ فرمایا: "بالام ونون"۔ عرض کیا: یہ کیا شے ہیں؟ فرمایا: بیل اور مچھلی۔ ان میں ایک (یعنی مچھلی) کے جگر کی جھلی سے ستر ہزار آدمی کھانا کھائیں گے۔ (۵)

---

(۱) احمد ۳/۳۸۴ (۲) مسلم ۲۸۳۵ (۳) البخاری ۷۵۱۹ ومسند احمد ۲/۵۱۱

(۴) مسلم ۳۱۵ (۵) البخاری ۶۵۲۰ مسلم ۲۷۹۲

امام اعمش رحمۃ اللہ علیہ عبداللہ بن مرۃ عن مسروق کے حوالے سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے نقل فرماتے ہیں کہ فرمان الٰہی:

یسقون من [illegible] مختوم ختامہ مسک

"ان کو خالص شراب سر بمہر پلائی جائے گی جس کی مہر مشک کی ہوگی"۔ (سورۃ المطففین آیات ۲۵، ۲۶)

کے متعلق نقل فرماتے ہیں کہ رحیق سے مراد شراب اور مختوم سے مراد شراب کے آخر میں مشک کی خوشبو پانا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ فرمان الٰہی:

ومزاجہ من تسنیم

اور اس میں تسنیم (شراب) کی آمیزش ہوگی۔ (سورۃ المطففین آیت ۲۷)

تسنیم اہل جنت کی سب سے اعلیٰ قسم کی شراب ہے۔ جو خاص مقربان خدا ہوں گے ان کو یہ شراب خالص ملے گی۔ اور ان کے علاوہ جنتیوں کی شراب میں اس کی معمولی مقدار ملائی جائے گی۔ (۱)

مصنف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے جنت کی شراب کی وہ صفات جمیلہ بیان فرمائی ہیں جو اہل دنیا کی شراب میں ہوتی نہیں تھیں۔ مثلاً فرمایا کہ وہ شراب جاری نہری صورت میں ہوگی

فیھا عین جاریۃ

اس میں چشمے بہہ رہے ہوں گے۔ (سورۃ الغاشیہ آیت ۱۲)

اسی طرح دوسری جگہ فرمایا:

اس کی صفت یہ ہے کہ اس میں پانی کی نہریں ہیں جو بو نہیں کرے گا اور دودھ کی نہریں ہیں جس کا مزہ نہیں بدلے گا اور شراب کی نہریں ہیں جو پینے والوں کے لئے (سراسر) لذت ہے اور شہد مصفیٰ کی نہریں ہیں (جس میں حلاوت ہی حلاوت ہے)۔ (سورۃ محمد آیت ۱۵)

اس طرح یہ شراب جاری نہروں کی صورت میں بہہ رہی ہوگی۔ جیسے سمندروں سے اور بڑے بڑے چشموں سے یہ نہریں نکلتی ہیں اور وہ چشمے اور سمندر مشک کے پہاڑوں اور ٹیلوں کے نیچے سے نکلتے ہیں۔ کہ دنیا کی شراب کی طرح بڑی بڑی مٹکوں میں نکال کر نہیں ڈالی جائے گی۔ پھر جنت کی شراب پینے والوں کے لئے نہایت مرغوب اور لذت افزا ہوگی جس سے سر درد ہوگا اور نہ مدہوشی پیدا ہوگی۔ جبکہ دنیا کی شراب کا ذائقہ کڑوا ہے عقل میں فتور پیدا کرنے والی، پیٹ کو خراب کرنے والی اور سر کے لئے درد کا سبب ہوتا ہے اور جنت کی شراب ان سب برائیوں سے پاک صاف ہوگی جیسے فرمایا گیا ہے: شراب لطیف کے جام کا ان میں دور چل رہا ہوگا وہ جام، چمکتا سفید ہوگا (سورۃ الصافات آیت ۴۵، ۴۶) پینے والوں کے لئے (سراسر) لذت ہوگی نہ اس میں درد سر ہوگا نہ وہ اس سے مدہوش ہوں گے۔ (سورۃ الصافات آیت ۴۷)

شراب سے مقصود سرشاری کی وہ کیفیت ہے جس سے وجدانی سرور اور لذت حاصل ہو۔ یہ کیفیت جنت کی شراب میں بدرجہ اتم پائی جاتی ہے۔ جبکہ شراب سے عقل کا زائل ہونا اس طرح کہ شراب پینے والا بیہوش ہو جائے اور طرح طرح کی بے حسی ہو جائے یہ فضول نہیں بلکہ نقص اور عیب ہے۔ جو کہ دنیاوی شراب سے پیدا ہوتا ہے۔ (جس کی وجہ سے شراب حرام کر دی گئی ہے۔) جبکہ جنت کی شراب یہ چیز قطعاً پیدا نہیں کرتی۔ بلکہ اس سے اصل فرحت و سرور اور سرشاری ہوتی ہے۔ اسی وجہ سے اس کے متعلق خدا نے فرمایا:

پینے والوں کے لئے (سراسر) لذت ہوگی نہ اس میں درد سر ہوگا اور نہ وہ اس سے مدہوش ہوں گے۔ (سورۃ الصافات آیت ۴۷)

یعنی اس کے پینے کے سبب ان کی عقلیں زائل نہ ہوں گی۔ سورۃ الواقعہ میں اس کے متعلق فرمایا:

نوجوان خدمت گزار جو ہمیشہ (ایک ہی حالت میں) رہیں گے ان کے آس پاس پھریں گے (یعنی) آبخورے اور آفتابے اور صاف شراب کے گلاس لے لے کر اس سے نہ سر میں درد ہوگا اور نہ ان کی عقلیں زائل ہوں گی۔ (سورۃ الواقعہ آیات ۱۷ تا ۱۹)

یعنی اس سے نہ سر درد ہوگا اور نہ ہی ان کی عقلیں زائل ہوں گی۔

---

(۱) تفسیر عثمانی ص [illegible]

دوسری جگہ فرمایا اور اس میں تسنیم (کے پانی) کی آمیزش ہوگی وہ ایک چشمہ ہے جس میں سے (خدا کے) مقرب پئیں گے۔ (سورۃ المطففین آیت ۲۷، ۲۸)

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

اہل جنت کی ایک جماعت شراب کی محفل پر جمع ہوگی جیسے اہل دنیا محفلیں جماتے ہیں۔ ان پر ایک بادل گزرے گا۔ وہ کسی بھی شی کا سوال کریں گے تو وہ بادل سے ان پر برسے گی۔ حتیٰ کہ ان میں سے کوئی کہے گا ہم پر ہماری ہم عمر ابھرے سینوں والی لڑکیاں برسیں تو وہ بھی ان پر برسیں گی۔ (۱)

پہلے گزر چکا ہے کہ جنتی شجر طوبیٰ کے پاس جمع ہوں گے اور دنیا کے کھیل اور لہو و لعب کو یاد کر کے ان کا ذکر کریں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ ان پر ایک ہوا بھیجیں گے جو شجر طوبیٰ کو ہلا دے گی جس سے ان کی دنیا کی ہر لہو و لعب کی چیزیں گریں گی جن سے وہ دنیا میں کھیلتے تھے۔

بعض آثار میں ہے کہ اہل جنت کی جماعت جنت کی عمدہ سواریوں پر سوار ہو کر ٹولوں کی صورت میں کسی جانب گزرے گی تو راستے کے درخت دائیں بائیں سمت جائیں گے تاکہ جنتیوں کے درمیان عارضی جدائی بھی نہ ڈالیں۔ یہ اور اس کے علاوہ بہت بڑا اکرام و انعام سب اللہ کے فضل سے ہوگا۔ پس اسی کے لئے تمام تعریفیں اور نعمتیں ہیں

فرمان الٰہی ہے: اور شراب کے چھلکتے ہوئے جام۔ (سورۃ النبا آیت ۳۴)

فرمان الٰہی ہے: وہاں نہ بے ہودہ بات سنیں گے نہ جھوٹ (اور خرافات)۔ (سورۃ النبا آیت ۳۵)

فرمان الٰہی ہے: وہ اس میں سلام کے سوا کوئی بے ہودہ کلام نہ سنیں گے۔ (سورۃ مریم آیت ۶۲)

فرمان الٰہی ہے: جس (کے پینے) سے نہ ہذیان سرائی ہوگی نہ کوئی گناہ کی بات۔ (سورۃ الطور آیت ۲۳)

فرمان الٰہی ہے: وہاں وہ کسی طرح کی بکواس نہیں سنیں گے۔ (سورۃ الغاشیۃ آیت ۱۱)

فرمان الٰہی ہے: وہاں نہ بے ہودہ بات سنیں گے اور نہ گالی گلوچ۔ ہاں انکا کلام سلام سلام (ہوگا)۔ (سورۃ الواقعۃ آیت ۲۵، ۲۶)

صحیحین میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

سونے اور چاندی کے برتنوں میں نہ پیو اور نہ ان کی بنی ہوئی پلیٹوں میں کھاؤ۔ کیونکہ یہ دنیا میں ان (کافروں) کے لئے ہیں۔ اور تمہارے لئے آخرت میں ہیں۔ (۲)

**اہل جنت کے لباس، زیورات اور حسن و جمال کا ذکر**..... فرمان الٰہی ہے ان (کے بدنوں) پر دیبائے سبز اور اطلس کے کپڑے ہوں گے اور انہیں چاندی کے کنگن پہنائے جائیں گے اور ان کا پروردگار ان کو نہایت پاکیزہ شراب پلائے گا۔ (سورۃ الدھر آیت ۲۱)

فرمان الٰہی ہے: ان لوگوں کے لئے) بہشت جاودانی (ہیں) جن میں وہ داخل ہوں گے۔ وہاں ان کو سونے کے کنگن اور موتی پہنائے جائیں گے اور ان کی پوشاک ریشمی ہوگی۔ (سورۃ فاطر آیت ۳۳)

فرمان الٰہی ہے: (اور) جو ایمان لائے اور کام بھی نیک کرتے رہے تو ہم نیک کام کرنے والوں کا اجر ضائع نہیں کرتے ایسے لوگوں کے لئے ہمیشہ رہنے کے باغ ہیں، جن میں ان کے (محلوں کے) نیچے نہریں بہہ رہی ہیں۔ ان کو وہاں سونے کے کنگن پہنائے جائیں گے اور وہ باریک دیبا اور اطلس کے سبز کپڑے پہنا کریں گے (اور) تختوں پر تکیے لگا کر بیٹھا کریں گے (کیا) خوب بدلہ اور (کیا خوب) آرامگاہ ہے۔ (سورۃ الکہف آیت ۳۰، ۳۱)

صحیحین میں رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے فرمایا:

مومن کا زیور وہاں پہنچے گا جہاں جہاں اس کے وضو کا پانی پہنچتا ہے۔ (۳)

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جنت میں زیور و جواہرات مردوں پر عورتوں سے جچیں گے۔

ابن وہب رحمۃ اللہ علیہ سنداً فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے اہل جنت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

جنتی سونے چاندی کے کنگن پہنے ہوں گے۔ جو موتیوں کے ساتھ جڑاؤ ہوں گے۔ نایاب گوہر اور یاقوت سے مرصع پٹکے ان کی زینت ہوں

---

(۱) تفسیر الطبری: ۱۵/۱۰۸، ۱۰۹۔ (۲) البخاری ۵۴۲۶، ۵۶۳۲، ۵۶۳۳۔ مسلم ۵۳۱۱، الترمذی ۱۸۷۸۔ (۳) مسلم ۵۸۵۔

گے۔ ان کے سروں پر بادشاہوں کی مثل تاج ہوں گے۔ نوجوان، (داڑھی وغیرہ کے) بالوں سے بے نیاز اور سرگیں آنکھوں والے ہوں گے۔

ابن ابی الدنیا میں حضرت سعد رضی اللہ عنہ بن ابی وقاص سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اگر کوئی جنتی اپنے کنگن کو دنیا میں ظاہر کر دے تو وہ سورج کی روشنی کو بے نور کر دے۔ جس طرح سورج ستاروں کی روشنی کو بے نور کر دیتا ہے۔ (۱)

مسند احمد میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جو جنت میں داخل ہو گیا تر و تازہ رہے گا کبھی ناتواں نہ ہوگا۔ اس کے کپڑے پرانے ہوں گے اور نہ اس کا شباب فنا پذیر ہوگا۔ جنت میں وہ وہ کچھ ہے جو کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی کان نے سنا اور نہ ہی کسی بشر کے دل پر ان کا خیال تک گذرا۔ (۲)

مسند احمد میں حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مؤمن کی دو بیویاں ہوں گی جن کی پنڈلیوں کا گودا ان کے کپڑوں کے باہر سے نظر آئے گا۔ (۳)

المعجم الکبیر میں حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

پہلا گروہ جو جنت میں داخل ہوگا ان کے چہرے چودھویں رات کے چاند کی مانند چمکتے ہوں گے۔ دوسرے گروہ کے چہرے آسمان میں سب سے زیادہ چمکنے والے ستارے کی مانند ہوں گے۔ ان میں سے ہر ایک کے لئے دو حور عین ہوں گی۔ ہر حور پر ستر جوڑے ہوں گے۔ ان کی پنڈلیوں کا گودا ان کے گوشت اور حلوں کے باہر سے نظر آئے گا۔ جس طرح سرخ شراب سفید شیشی سے باہر نظر آتی ہے۔ (۴)

مسند احمد میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جنت میں تم میں سے کسی کے کوڑے کی جگہ دنیا اور اس کے مثل سے بہتر ہے۔ اگر اہل جنت کی عورتوں میں سے کوئی ایک اپنا سر زمین کی طرف اٹھا دے تو آسمان و زمین کا درمیان خوشبو سے بھر جائے اور پوری فضا خوشی سے مہک اٹھے۔ جنتی عورت کی اوڑھنی دنیا و مافیہا سے بہتر ہے۔ (۵)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جنتی آدمی بغیر حرکت کئے ستر سال تک تکیہ لگائے استراحت میں رہے گا۔ پھر اس کی بیوی اس کے پاس آئے گی اور اس کے شانوں پر ہاتھ مارے گی۔ جنتی اس کے آئینہ سے زیادہ صاف چہرے میں اپنا چہرہ دیکھے گا۔ اس کے جسم پر ایک ادنیٰ سا موتی مشرق و مغرب کے درمیان سارے جہان کو روشن کر دے گا۔ وہ اس کو سلام عرض کرے گی۔ جنتی اس کے سلام کا جواب دے گا اور اس سے سوال کرے گا تو کون ہے؟ وہ کہے گی "انا المزید" میں مزید ہوں۔ (یعنی اللہ کی طرف سے بطور مزید انعام کے تجھے دی گئی ہوں)۔ اس پر ستر حلوں سے بنے ہوئے انتہائی سرخ ستر کپڑے ہوں گے۔ جنتی کی نظر ان سب کے پار سے اس کی پنڈلیوں کا گودا دیکھے گی۔ اس حور مزید پر (بیش بہا) تاج ہوں گے۔ اس کے جسم پر ایک ادنیٰ موتی مشرق و مغرب کے درمیان سارے جہان کو روشن کر دے گا۔ (۶)

ابن وہب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک آیت تلاوت فرمائی (ترجمہ: ان لوگوں کے لئے) بہشت جاودانی (ہیں) جن میں وہ داخل ہوں گے۔ وہاں ان کو سونے کے کنگن اور موتی پہنائے جائیں گے اور ان کی پوشاک ریشمی ہوگی۔ (سورۃ فاطر آیت ۳۳) پھر فرمایا:

ان جنتیوں کے سروں پر (بیش بہا) تاج ہوں گے۔ اور ان میں سے ایک ادنیٰ سا موتی مشرق و مغرب کے درمیان سارے جہان کو روشن کر دے گا۔ (۷)

مسند احمد میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ! جنت کے کپڑے کیا پیدا کئے جائیں گے یا بنے جائیں گے؟ اس سوال پر بعض حاضرین ہنس پڑے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کو فرمایا تم کیوں ہنسے؟ ایک بے چارے جاہل پر جو جاننے والے سے سوال کر رہا ہے! پھر آپ ﷺ آگے کی طرف متوجہ ہوئے اور پوچھا کہاں ہے سائل؟ سائل نے عرض کیا میں

---

(۱) مسند احمد ۱/۱۶۹، ۱۷۱ (۲) مسند احمد ۲/۳۷۰، ۴۰۷، ۴۶۲ (۳) مسند احمد ۲/۳۴۵

(۴) المعجم الکبیر ۱۰/۱۰۳۲۱، صحیح مسلم ۲۸۳۴ (۵) مسند احمد ۳/۲۶۳ (۶) مسند احمد ۳/۷۵، الترمذی ۲۵۶۲ (۷) مسند احمد ۳/۷۵، الترمذی ۲۵۶۲

پھل ہوں یا رسول اللہ! آپ ﷺ نے فرمایا:

نہیں بلکہ جنت کے پھلوں سے نکلیں گے۔ (۱)

آپ ﷺ نے یہ بات تین بار ارشاد فرمائی۔

اسی کے مثل مسند احمد میں حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا: یا رسول اللہ! طوبیٰ کیا ہے؟ فرمایا: جنت کا ایک درخت ہے جس کی مسافت سو سال ہے۔ اہل جنت کے کپڑے اسی کے شگوفوں سے نکلتے ہیں۔ (۲)

ابن ابی الدنیا میں حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے۔

تم میں سے ہر ایک جو جنت میں داخل ہوگا اسے طوبیٰ کے پاس لے جایا جائے گا۔ پھر اس کے لئے طوبیٰ درخت کے شگوفے کھول دیئے جائیں گے وہ جیسا رنگ چاہے پہننے کے لئے پسند کرے سفید، سرخ، زرد، سیاہ جو بھی چاہے۔ یہ رنگ انتہائی کھرا، روشن اور خوبصورت ہوگا۔ (۳)

یہ روایت غریب حسن ہے۔

ابن ابی الدنیا میں سماک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے عرض کیا اہل جنت کے جوڑے کس چیز کے بنے ہوئے ہوں گے؟ فرمایا:

جنت میں ایسے درخت ہیں جن پر انار کی مثل پھل لگے ہوئے ہوں گے۔ جب اللہ کا ولی کوئی نیا لباس طلب کرے گا تو درخت طوبیٰ کی ٹہنی جھک کر اس کے پاس آئے گی اور اس سے ستر جوڑے نکل آئیں گے۔ ہر ایک دوسرے سے جدا رنگ میں ہوگا۔ اس کے بعد درخت پہلی حالت پر آجائے گا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرمایا:

جنت کے درختوں کی شاخیں سبز زمرد کی ہوں گی اور ان کی ٹہنیاں سرخ سونے کی ہوں گی۔ اس سے آگے کے انتہائی نرم پتوں اور باریک چھلکوں سے جنتیوں کے لباس بنائے جائیں گے۔ اسی سے ان کے استعمال کے چھوٹے کپڑے اور جوڑے بنیں گے۔ (۴)

**اہل جنت کے بچھونوں کا ذکر**...... فرمان باری ہے: وہ (لوگ) بہشت کے بچھونوں پر جن کے استر اطلس کے ہیں تکیہ لگائے ہوئے ہوں گے اور دونوں باغوں کے میوے قریب (جھک رہے) ہیں۔ تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے۔ (سورۃ الرحمن آیت ۵۴، ۵۵)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جن بچھونوں کے استر اطلس کے ہیں ان کے ابرے کا کیا عالم ہوگا!

نیز فرمان الٰہی ہے اور اونچے اونچے فرشوں میں (ہوں گے)۔ (سورۃ الواقعۃ آیت ۳۴)

مسند احمد اور سنن ترمذی میں حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

وَفُرُشٍ مَّرْفُوعَةٍ

اور اونچے اونچے فرشوں میں (ہوں گے)۔ (سورۃ الواقعۃ آیت ۳۴)

پھر فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! ان فرشوں کی اونچائی آسمان و زمین کے درمیان جتنی ہوگی۔ اور آسمان و زمین کے درمیان پانچ سو سال کی مسافت ہے۔ (۵)

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ روایت غریب ہے کیونکہ ہم اس کو صرف رشدین بن سعد عن دراج کے طریق ہی سے جانتے ہیں۔

مصنف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں لیکن حرملہ ابن وہب سے بھی یہ منقول ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ مذکورہ روایت کو نقل فرمانے کے بعد فرماتے ہیں اس کی تفسیر میں بعض اہل علم نے فرمایا ہے

---

(۱) مسند احمد ۲/۲۲۱۔ (۲) مسند احمد ۳/۷۱ (۳) مصنف نے اس روایت کو تفسیر ابن کثیر میں ذکر فرمایا ہے [illegible]

(۴) کنز العمال [illegible] تفسیر الطبری [illegible] (۵) ترمذی [illegible] مسند احمد [illegible]

اس کا معنی ہے کہ فرش (جنتی بچھونے) جنتی کے درجات میں بچھے ہوں گے اور درجات آسمان و زمین جتنی بلندی پر ہوں گے۔[1]

مصنف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اس بات کی تائید اس روایت سے بھی ہوتی ہے جس کو حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے آیت مبارکہ تلاوت فرمائی:

وَفُرُشٍ مَّرْفُوعَةٍ

اور اونچے اونچے فرشوں میں (ہوں گے)۔ (سورۃ الواقعہ آیت ۳۴)

آپ نے جواب فرمایا: ان بستروں کے درمیان زمین و آسمان جیسا فاصلہ ہوگا۔

مصنف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ زیادہ محفوظ روایت ہے۔

صاحب جوہر رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کیا ہے حسن بن علی کے متعلق مروی ہے کہ اونچے فرشوں سے مراد چالیس سال کی اونچائی ہے۔

مطلب یہ ہے کہ جنتی اور حور کے مکان یا محل میں یہ فرش جنتی بستر موجود ہوں گے کیونکہ جنتی جہاں چاہے آرام کر سکے۔ (یا ہر بستر دوسرے سے چالیس سال کی اونچائی پر ہوگا کہ ایک حور دوسری کو نہ دیکھ سکے)۔

فرمان الٰہی ہے اس میں بہتے ہوئے چشمے ہوں گے۔ وہاں تخت ہوں گے اونچے بچھے ہوئے اور آبخورے (قرینے سے) رکھے ہوئے اور گاؤ تکیے قطار کی قطار لگے ہوئے اور نفیس مسندیں بچھی ہوئی۔ (سورۃ الغاشیہ آیت ۱۲ تا ۱۶) یعنی جنتی لوگ تکیے لگائے بیٹھے ہوں گے جیسے دوسری جگہ فرمایا: سبز قالینوں اور نفیس مسندوں پر تکیہ لگائے بیٹھے ہوں گے۔ (سورۃ الرحمٰن آیت ۷۶)

نفیس مسند عبقری کا ترجمہ کیا گیا ہے جو عرب میں سب سے نفیس مسند کہلاتی تھی اس سے مقصود یہ ان کو سمجھانا ہے کہ تمام چیزوں میں سب سے اعلیٰ معیار جنت کا ہو جائے گا۔

**حوروں کی تعداد اور ان کے زیورات اور جنات و آدمی کی ان پر فضیلت** ... فرمان الٰہی ہے (اہل جنت) ایسے بچھونوں پر جن کے استر اطلس کے ہیں تکیہ لگائے ہوئے ہوں گے اور دونوں باغوں کے میوے قریب (جھک رہے) ہیں تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے۔ ان میں نیچی نگاہ والی عورتیں ہیں جن کو اہل جنت سے پہلے نہ کسی انسان نے ہاتھ لگایا اور نہ کسی جن نے۔ تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے۔ گویا وہ یاقوت اور مرجان ہیں۔ تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے۔ نیکی کا بدلہ نیکی کے سوا کچھ نہیں ہے۔ تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے۔ (سورۃ الرحمٰن آیت ۵۴ تا ۶۱)

فرمان الٰہی ہے ان میں نیک سیرت (اور) خوبصورت عورتیں ہیں۔ تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے۔ (وہ) حوریں (ہیں جو) خیموں میں مستور (ہیں)۔ تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے۔ ان کو اہل جنت سے پہلے نہ کسی انسان نے ہاتھ لگایا اور نہ کسی جن نے۔ تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے۔ سبز قالینوں اور نفیس مسندوں پر تکیہ لگائے بیٹھے ہوں گے۔ تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے۔ (اے محمد) تمہارا پروردگار جو صاحب جلال و عظمت ہے اس کا نام بڑا بابرکت ہے۔ [سورۃ الرحمٰن آیات ۷۰ تا ۷۸]

**حوروں کی تخلیق کس چیز سے ہوئی؟**

فرمان الٰہی ہے وہاں ان کے لئے پاک بیویاں ہوں گی۔ (سورۃ البقرہ آیت ۲۵)

یعنی حیض، نفاس، پیشاب، پاخانہ، رینٹ، تھوک سے بالکل پاک صاف ہوں گی۔ اور وہ حوریں خیموں میں مستور ہیں۔ اس فرمان الٰہی کے متعلق ابو الاحوص فرماتے ہیں بعض روایت میں ہے کہ عرش کے نیچے سے پانی برسے گا جس سے حوریں اس پانی کے قطروں سے پیدا ہوئی تھیں۔ پھر ان پر [illegible] ہر ایک پر خیمہ بنا کر مستور کر دیا گیا۔ ہر ایک خیمہ کی وسعت اور لمبائی چالیس میل ہے اور کسی خیمہ کا کوئی دروازہ نہیں ہے حتیٰ کہ جب جنتی اس خیمہ میں اترے گا تو اس میں دروازہ پیدا ہو جائے گا تاکہ اللہ کے دوستوں کو معلوم ہو جائے کہ [illegible]

---

(1) ترمذی ۲۵۴۰

خدام کیوں نہ ہوں کسی کی نظر اس کے حرم تک نہیں پہنچی۔ بس یہ مطلب ہے مستور ہونے کا۔[1]

فرمان الٰہی ہے: اور بڑی بڑی آنکھوں والی حوریں، جیسے (حفاظت کے ساتھ) تہ کئے ہوئے (آب دار) موتی۔ (سورۃ الواقعہ)

دوسری جگہ فرمایا: گویا وہ محفوظ انڈے ہیں۔ (سورۃ الصافات، آیت ۴۹)

ایک قول ہے کہ یہاں شتر مرغ کے ریت میں چھپے ہوئے انڈوں سے تشبیہ دی گئی ہے۔ ان کی سفیدی عرب کے نزدیک سفید اشیاء میں سب سے خوبصورت ہوتی ہے۔

ایک قول یہ ہے کہ (آب دار) موتی سے تشبیہ مراد ہے، جو ابھی صدف سے نہ نکلے ہوں۔

فرمان الٰہی ہے: ہم نے ان (حوروں) کو پیدا کیا تو ان کو کنواریاں بنایا، (اور شوہروں کی) پیاریاں اور ہم عمر (یعنی) داہنے ہاتھ والوں کے لئے۔ (سورۃ الواقعہ، آیات ۳۵ تا ۳۸)

یعنی دنیا میں بڑھاپے، ضعف اور کمزوری کے بعد ہم ان کو جنت میں نوعمر جوان لڑکیاں بنا دیں گے۔ جو جنتیوں کے لئے بالکل ہم عمر اور محبوب ہوں گی۔

**ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے سوالات اور آنحضرت ﷺ کے جوابات** ...... المعجم الکبیر للطبرانی رحمۃ اللہ علیہ میں حضرت ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے وہ فرماتی ہیں میں نے آنحضرت ﷺ سے عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے فرمان الٰہی: اور حور عین ہوں گی کے متعلق کچھ بیان فرمایئے!

آنحضرت ﷺ: وہ حور عین بڑی بڑی آنکھوں اور گھنیری پلکوں والی مثل سرخاب کے پر والی حور ہوں گی۔

ام سلمہ رضی اللہ عنہا: مجھے اللہ کے فرمان ”جیسے (حفاظت سے) تہ کئے ہوئے (آب دار) موتی“ کے متعلق بتایئے:

آنحضرت ﷺ: یعنی صفائی میں ایسی صاف ستھری ہوں گی جیسے وہ موتی جو ابھی صدف سے نہ نکلا ہو اور ہاتھوں نے اسے چھوا تک نہ ہو۔

ام سلمہ رضی اللہ عنہا: یا رسول اللہ فرمان الٰہی ”ان میں نیک سیرت (اور) خوبصورت عورتیں ہیں“ کے متعلق بتایئے:

آنحضرت ﷺ: وہ اخلاق میں اعلیٰ ترین اور انتہائی خوبصورت چہروں والی ہوں گی۔

ام سلمہ رضی اللہ عنہا: یا رسول اللہ فرمان الٰہی ہے: ”گویا وہ محفوظ انڈے ہیں“ کے متعلق فرمایئے۔

آنحضرت ﷺ: ان کی جلد کی نرمی و ملائمت انڈے کے اندر کی سفیدی کے ساتھ ملی ہوئی آخری جھلی کی مانند ہوگی۔

ام سلمہ رضی اللہ عنہا: یا رسول اللہ! مجھے ”عربا اترابا یعنی پیاریاں اور ہم عمر بنایا“ کے متعلق بتایئے:

آنحضرت ﷺ: اس سے مراد وہ عورتیں ہیں جو دنیاوی زندگی میں بوڑھی، بجھی آنکھوں اور سفید بالوں والی ہوگئی تھیں۔ وہ جنت میں فریفتہ کن محبوبہ اور ہم عمر ہو جائیں گی۔

ام سلمہ رضی اللہ عنہا: یا رسول اللہ! مجھے یہ بتایئے کہ دنیا کی عورتیں افضل ہوں گی یا حور عین؟

آنحضرت ﷺ: دنیا کی عورتوں کو جنتی حوروں پر وہ فضیلت حاصل ہوگی جو غلاف کو استر پر ہوتی ہے۔

ام سلمہ رضی اللہ عنہا: یا رسول اللہ! اس کی کیا وجہ ہے؟

آنحضرت ﷺ: ان کی نماز، روزوں اور اللہ کی عبادت کرنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ان کے چہروں پر خاص نور طاری فرما دیں گے۔ ان کے جسموں پر ریشم پہنا دیں گے۔ ان کی جلدیں سفید رنگت والی ہوں گی۔ ان کے کپڑے سبز رنگ ہوں گے۔ ان کے زیور زرد ہوں گے۔ ان کی انگیٹھیاں موتیوں کی ہوں گی۔ ان کی کنگھیاں سونے کی ہوں گی۔ وہ کہیں گی: ہم ہمیشہ رہنے والی ہیں، کبھی نہ مریں گی۔ ہمیشہ تر و تازہ رہنے والی ہیں کبھی بوسیدہ نہ ہوں گی۔ ہمیشہ یہاں رہنے والی ہیں، یہاں سے کبھی کوچ نہ کریں گی۔ آگاہ رہو! ہم ہمیشہ راضی رہنے والی ہیں کبھی ناراض نہ ہوں گی۔ خوشخبری ہو اس

---

(۱) تفسیر القرطبی سورۃ الرحمٰن آیۃ ۷۰ ۔ ۱۷/۱۹۲

وہ جو ہمارے لئے ہے اور ہم اس کے لئے۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا: یا رسول اللہ! ہم میں سے بعض عورتیں (یکے بعد دیگرے) دو، تین اور چار شادیاں کر لیتی ہیں۔ پھر وہ مر جاتی ہیں اور جنت میں داخل ہو جاتی ہیں اور وہ سب شوہر بھی جنت میں داخل ہو جاتے ہیں۔ اب وہ کس شوہر کے ساتھ رہیں گی؟

آنحضرت ﷺ: اس عورت کو اختیار دیا جائے گا۔ لہٰذا وہ اخلاق میں سب سے اچھے کو پسند کرے گی۔ وہ عرض کرے گی یارب! یہ شوہر دنیا میں میرے ساتھ ان سب شوہروں سے زیادہ اچھا سلوک کرتا تھا لہٰذا اس کے ساتھ میری شادی فرما دیجئے۔

اے ام سلمہ! حسن اخلاق دنیا و آخرت کی بھلائی کو لے اڑے۔ (۱)

مصنف ابن ابی شیبہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس انصار کی ایک بڑھیا آئی۔ آکر عرض کیا یا رسول اللہ! دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ مجھے جنت میں داخل فرمائے۔ آپ ﷺ نے فرمایا جنت میں کوئی بڑھیا داخل نہیں ہوگی۔ پھر آپ ﷺ نماز پڑھنے کے لئے چلے گئے۔ نماز پڑھ کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس لوٹے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا میں نے آپ سے آج ہی یہ شدت اور سختی کی بات سنی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

بات اسی طرح درست ہے اللہ تعالیٰ جب ان (بڑھیوں) کو جنت میں داخل فرمائیں گے تو پہلے ان کو کنواری نوعمر بنا دیں گے۔ (۲)

مومنین کے جنت میں داخل ہونے سے متعلق روایت میں آیا ہے کہ

ایک جنتی شخص ان کی پیدا ہوئی بہتر حوروں اور دو دنیاوی عورتوں کے پاس داخل ہوگا۔ اللہ کے فضل سے یہ دو عورتیں ان بہتر پر فضیلت و برتری رکھیں گی کیونکہ دنیا میں انہوں نے اللہ کی عبادت کی ہوگی۔ جنتی شخص دنیاوی پہلی عورت کے پاس یاقوت کے بالاخانے میں داخل ہوگا۔ سونے کی چارپائی جو موتیوں سے جڑاؤ ہوگی اس پر جلوہ آرا ہوگا۔ سندس اور استبرق (خاص ریشمی کپڑوں کی اقسام) کے ستر صندوق ہوں گے۔ جنتی اپنی اس بیوی کے کندھے پر ہاتھ رکھے گا پھر سامنے کی طرف سے اس کے سینے پر، کپڑوں، گوشت اور جلد کے پار سے اپنے ہاتھ کو بخوبی دیکھے گا۔ نیز جنتی اس کی پنڈلی کا گودا یوں صاف دیکھے گا جیسے تم میں سے کوئی یاقوت میں سے صاف دیکھ لیتا ہے۔ ابھی وہ اسی منظر میں ہوگا کہ ندا آئے گی ہم نے جان لیا [illegible] سے اکتائے گا اور نہ اس کو اکتاہٹ [illegible] بے شک تیری اس کے علاوہ بھی بیویاں ہیں۔ پس وہ ان کی طرف نکلے گا اور وہ ایک ایک کے پاس حاضر ہوگا [illegible] وہ عرض کرے گی اللہ کی قسم! جنت میں تجھ سے زیادہ کوئی شی حسین نہیں ہے اور میرے نزدیک جنت میں کوئی شی تجھ سے زیادہ محبوب نہیں۔

ترمذی میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

سب سے کم مرتبہ والے جنتی کو اسی ہزار خادم اور بہتر بیویاں ملیں گی۔ نیز اس کے لئے موتیوں، زبرجد اور یاقوت سے ایک قبہ بنایا جائے گا۔ جو جابیہ سے صنعاء تک وسیع ہوگا۔ (۳)

امام احمد، ابن ماجہ اور ترمذی نے مقدام بن معدی کرب سے روایت کی ہے جس کو امام ترمذی نے صحیح قرار دیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اللہ کے ہاں شہید کے لئے چھ انعامات ہوں گے۔ اول یہ کہ اس کے خون کے پہلے قطرہ کے ساتھ اس کی مغفرت کر دی جائے گی۔ جنت میں اس کا ٹھکانہ اس کو دکھا دیا جائے گا۔ خلعت ایمان اس کو پہنائی جائے گی۔ عذاب قبر سے اس کو امن دیا جائے گا۔ فزع اکبر (صور پھونکے جانے کے [illegible] پریشانی) سے مامون ہو جائے گا۔ اس کے سر پر عزت و وقار کا تاج رکھا جائے گا۔ اس تاج کا ایک یاقوت دنیا و مافیہا سے بہتر ہوگا۔ بہتر حوروں سے اس کی شادی کی جائے گی۔ اور اس کے اعزہ و اقارب میں سے ستر آدمیوں کے حق میں اس کی شفاعت قبول کی جائے گی۔ (۵)

امام مسلم نے اپنی صحیح میں روایت کی ہے

ایوب بن محمد نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا جنت میں مرد زیادہ ہوں گے یا عورتیں؟

---

(۱) [illegible] الطبرانی ۲۳ / ۸۔ (۲) ابن ابی شیبہ ۲ / ۳۵ (۳) [illegible] البیہقی ۴۹۹۔ (۴) الترمذی ۲۵۶۲

(۵) الترمذی ۱۶۶۳۔ ابن ماجہ ۲۷۹۹۔ مسند احمد ۴ / ۱۳۱

فرمایا: کیا ابوالقاسم ﷺ نے نہیں فرمایا: بے شک پہلی جماعت جو جنت میں داخل ہوگی وہ چودھویں رات کے چاند کی مانند چہروں والی ہوگی۔ اس کے بعد داخل ہونے والی جماعت کے چہرے آسمان میں سب سے زیادہ چمکنے والے ستارے کی طرح چمکتے ہوں گے۔ ان میں سے ہر ایک کے لئے (دنیا کی) دو عورتیں ہوں گی (حسن کی وجہ سے) جن کی پنڈلیوں کا گودا ان کے گوشت پوست سے باہر نظر آئے گا۔ اور جنت میں کوئی بغیر شادی کے نہیں ہوگا۔ [1]

یعنی جب دنیا کی دو دو عورتیں ہوں گی اور جنتی ستر ستر عورتیں ہوں گی تو اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ جنت میں کس صنف کی تعداد زیادہ ہوگی۔ لیکن یہ روایت صحیحین کی اس روایت کے معارض و مخالف نہیں ہے جس میں آیا ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: میں نے جہنم میں دیکھا تو وہاں زیادہ تعداد عورتوں کی پائی۔ کیونکہ جنت اور جہنم دونوں میں عورتوں کی تعداد زیادہ ہونا ممکن ہے۔ نیز یہ بھی ممکن ہے کہ پہلے جہنم میں عورتوں کی تعداد زیادہ ہو۔ پھر شفاعت کی وجہ سے وہ جہنم سے جنت میں آ کر وہاں بھی اپنی صنف کی تعداد بڑھا لیں۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جنتی آدمی بغیر حرکت کے ستر سال تک تکیہ لگائے استراحت میں رہے گا۔ پھر اس کی بیوی اس کے پاس آئے گی اور اس کے شانوں پر ہاتھ مارے گی۔ جنتی اس کے آئینے سے زیادہ صاف چہرے میں اپنا چہرہ دیکھے گا۔ اس کے جسم پر ایک ادنیٰ سا موتی مشرق و مغرب کے درمیان سارے جہان کو روشن کر دے گا۔ وہ اس کو سلام عرض کرے گی۔ جنتی اس کے سلام کا جواب دے گا اور اس سے سوال کرے گا تو کون ہے؟ وہ کہے گی "انا المزید" میں مزید ہوں۔ (یعنی اللہ کی طرف سے بطور مزید انعام کے تجھے دی گئی ہوں)۔ اس پر شجر طوبیٰ سے بنے ہوئے انتہائی سرخ ستر جوڑے ہوں گے۔ جنتی کی نظر ان سب کے پار سے اس کی پنڈلیوں کا گودا دیکھے گی۔ اس حور پر (بیش بہا) تاج ہوں گے۔ اس کے جسم پر ایک ادنیٰ سا موتی مشرق و مغرب کے درمیان سارے جہان کو روشن کر دے گا۔ [2]

امام احمد نے اس کو اپنی مسند میں روایت کیا ہے۔

مسند احمد میں ہی حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اللہ کی راہ میں ایک صبح یا ایک شام لگانا دنیا اور مافیہا سے بہتر ہے۔ جنت میں تم میں سے کسی کے کوڑے کی جگہ دنیا اور اس کے مثل سے بہتر ہے۔ اگر اہل جنت کی عورتوں میں سے کوئی ایک اپنا سر یا زمین کی طرف دکھا دے تو آسمان و زمین کا درمیان خوشبو سے بھر جائے اور پوری فضا خوشی سے گنگنا اٹھے۔ جنتی عورت کی اوڑھنی دنیا اور مافیہا سے بہتر ہے۔ [3]

ابن ابی الدنیا میں حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اگر کوئی جنتی حور آسمان و زمین کے درمیان صرف اپنی ہتھیلی کا حصہ ظاہر کر دے تو ساری مخلوق اس کے حسن کی وجہ سے فتنہ میں مبتلا ہو جائے۔ اور اگر وہ حور اپنا دوپٹہ ظاہر کر دے تو سورج کی روشنی یوں ماند ہو جائے جیسے چراغ سورج کے سامنے اور سورج اپنی روشنی کھو بیٹھے۔ اور اگر وہ حور عین اپنا چہرہ دنیا میں ظاہر کر دے تو زمین و آسمان کا درمیان روشن ہو جائے۔

ابن وہب محمد بن کعب القرظی سے روایت کرتے ہیں انہوں نے فرمایا:

اللہ کی قسم! جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اگر ایک حور عین اپنا کنگن عرش کے نیچے سے ظاہر کرے تو اس کی روشنی آفتاب و ماہتاب کی روشنی کو بجھا دے۔ تو خود اس حور کی صورت کیسی ہوگی!؟ اور اللہ نے پہننے والوں کے لئے جو بھی لباس اور زیورات پیدا کئے ہیں ان سب میں سب سے اچھے اس کے جسم پر ہوں گے۔ [4]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جنت میں ایک حور ہے جس کو "العیناء" کہا جاتا ہے۔ جب وہ چلتی ہے تو اس کے دائیں بائیں ستر ہزار خادم ساتھ ساتھ چلتے ہیں۔ وہ کہتی ہے کہاں ہے امر بالمعروف کرنے والے؟ نہی عن المنکر کرنے والے؟ (تفسیر القرطبی)

---

(۱) البخاری ۳۳۲۷۔ المسلم ۷۰۷۰۔ (۲) مسند احمد ۷۵/۳۔ (۳) البخاری کتاب الجہاد ۱۱/۲۲۳، مسند احمد ۲۶۳/۳

(۴) تفسیر القرطبی ۲۹۸/۱۸

حافظ طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سند کے ساتھ مجاہد عن ابی امامہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

حور عین کو زعفران سے پیدا کیا گیا ہے۔(۱)

یہ حدیث غریب ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مراسیل میں ہے کہ حور عین دنیا میں اپنے زندہ شوہروں کے لئے کہتی ہیں اے اللہ ان کی اپنے دین پر مدد فرما اور ان کے دل کو اپنی اطاعت کی طرف موڑ دے اور ان کو قوت کے ساتھ ہمارے پاس پہنچا دے۔ یا ارحم الراحمین۔

مسند امام احمد رحمۃ اللہ علیہ میں کثیر بن مرہ رحمۃ اللہ علیہ کی حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً حدیث مروی ہے کہ فرمایا

کوئی عورت دنیا میں اپنے شوہر کو ایذا نہیں پہنچاتی مگر اس کی جنتی بیوی حور عین کہتی ہے: تجھ پر اللہ کی پھٹکار ہو! یہ تیرے پاس تھوڑے عرصے کے لئے ہے۔ قریب ہے کہ یہ تجھے چھوڑ کر ہمارے پاس آ جائے۔(۲)

**جنت میں حوروں کے گانے کا بیان** ...... امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے عبدالرحمن بن اسحاق عن نعمان بن سعد کی سند کے ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

جنت میں حور عین کے لئے ایک محفل ہوتی ہے۔(۳) وہاں وہ اتنی سریلی آواز سے گاتی ہیں جو کسی مخلوق نے نہ سنی ہوگی۔ وہ کہتی ہیں: ہم ہمیشہ رہنے والی ہیں کبھی ہلاک نہ ہوں گی۔ ہم ہمیشہ تروتازہ رہنے والی ہیں کبھی بوسیدہ نہ ہوں گی۔ ہم خوش رہنے والی ہیں کبھی ناراض نہ ہوں گی۔ خوشخبری ہے اس کے لئے جو ہمارا ہے اور ہم اس کی ہیں۔(۴)

ابن وہب رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اہل جنت کی بیویاں اپنے شوہروں کو ایسی حسین سریلی آواز سے گا کر سنائیں گی جو کسی نے نہ سنی ہو۔ ان کے گیتوں کے چند الفاظ یہ ہیں: ہم ہمیشہ رہنے والی ہیں کبھی موت نہ آئے گی۔ ہم امن میں ہیں کوئی خوف نہیں۔ ہم یہاں ہمیشہ رہیں گی یہاں سے کہیں نہ جائیں گی۔(۵)

لیث بن سعد، یزید بن ابی حبیب، ولید بن عبدہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت جبریل علیہ السلام کو فرمایا:

مجھے حور عین کے پاس لے چلو۔ حضرت جبریل علیہ السلام آپ کو حوروں کے پاس لے گئے۔ آپ ﷺ نے ان سے دریافت کیا: تم کون ہو؟ وہ بولیں: ہم ایک قوم کی باعزت بیویاں ہیں جو کبھی داغدار نہ ہوں گے۔ جوانی کے بعد ان پر کبھی بڑھاپا نہ آئے گا۔ صفائی پاکیزگی کے بعد کبھی ان سے گندگی سرزد نہ ہوگی۔

امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے حور عین کے گانے کے بعد دنیا کی جنتی عورتوں کے گیت بھی نقل فرمائے ہیں۔ وہ حوروں کے جواب میں گائیں گی۔ ہم نماز پڑھنے والی ہیں اور تم نے کبھی نماز نہیں پڑھی۔ ہم روزے رکھنے والی ہیں اور تم نے کبھی روزے نہیں رکھے۔ ہم وضو کرنے والی ہیں اور تم نے کبھی وضو نہیں کیا۔ ہم صدقہ خیرات کرنے والی ہیں اور تم نے کبھی صدقہ خیرات نہیں کیا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں اس طرح وہ جنتی عورتیں ان پر غالب آ جائیں گی۔ واللہ اعلم۔(۶)

امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی طرح اس کو ذکر کیا ہے لیکن اس کو کسی کتاب کی طرف منسوب نہیں کیا۔ واللہ اعلم۔

**اہل جنت کے ہم بستر ہونے کا بیان** ...... فرمان الٰہی ہے: اہل جنت اس روز عیش و نشاط کے مشغلے میں ہوں گے۔ وہ بھی اور ان کی بیویاں بھی سایوں میں تختوں پر تکیے لگائے بیٹھے ہوں گے۔ وہاں ان کے لئے میوے اور جو چاہیں گے (موجود ہوگا) پروردگار مہربان کی طرف سے سلام (کہا جائے گا)۔ (سورۃ یٰس آیت ۵۵تا۵۸)

فرمان الٰہی ہے "اہل جنت اس روز عیش و نشاط کے مشغلے میں ہوں گے" کے متعلق حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بن مسعود، ابن عباس رضی اللہ عنہ

---

(۱) مجمع الزوائد ۱۰/۴۱۸۔ (۲) المعجم الکبیر للطبرانی ۲۰/۱۱۲۔ (۳) مسند احمد ۵/۲۴۲۔ (۴) ترمذی ۲۵۶۴۔

(۵) مجمع الزوائد ۱۰/۴۱۹، کنز العمال ۳۹۳۴۲ (۶) تفسیر القرطبی سورۃ الرحمٰن آیت ۵۶

اور کئی مفسرین نے ذکر کیا ہے کہ شغل وشاغلہ کے مشغلہ سے مراد کنواریوں کا پردۂ بکارت زائل کرتا ہے

نیز فرمان الٰہی ہے: بے شک پرہیزگار لوگ امن کے مقام میں ہوں گے۔ (یعنی) باغوں اور چشموں میں حریر کا باریک اور دبیز لباس پہن کر ایک دوسرے کے سامنے بیٹھے ہوں گے۔ (وہاں) اس طرح (کا حال ہوگا) اور ہم بڑی بڑی آنکھوں والی سفید رنگ کی عورتوں سے ان کے جوڑے لگائیں گے۔ وہاں خاطر جمع سے ہر قسم کے میوے منگائیں گے (اور کھائیں گے) (اور) پہلی دفعہ کے مرنے کے سوا (کہ مر چکے تھے) دوبارہ موت کا مزہ نہیں چکھیں گے اور خدا ان کو دوزخ کے عذاب سے بچا لے گا۔ یہ تمہارے پروردگار کا فضل ہے۔ یہی تو بڑی کامیابی ہے۔ (سورۃ الدخان، آیات ۵۱ تا ۵۷)

حضرت ابوداؤد طیالسی رحمۃ اللہ علیہ سنداً حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جنت میں مؤمن کو اتنے اتنے مردوں کی طاقت دی جائے گی۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ! کتنے مردوں کی طاقت دی جائے گی؟ فرمایا: سو آدمیوں کی طاقت دی جائے گی۔ (۱)

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ کی حدیث سے اس کو روایت کیا ہے اور صحیح غریب کا حکم لگایا ہے۔

امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے المعجم الکبیر میں سنداً حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ کسی نے سوال کیا:

یارسول اللہ! کیا آدمی جنت میں جماع کرے گا؟ یا یہ سوال کیا کیا ہم جنت میں اپنی عورتوں سے صحبت کریں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! جنتی ایک وقت میں سو کنواریوں سے جماع کرے گا۔ (۲)

حافظ ضیاء رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ روایت میرے نزدیک صحیح کی شرط پر ہے۔

مسند بزار میں حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ سے سوال کیا گیا کہ آدمی جنت میں عورتوں کو چھوئے گا؟ فرمایا: ہاں! ایسے عضو کے ساتھ، جو نہ تھکے اور ایسی شہوت کے ساتھ جو ختم نہ ہو۔ (۳)

امام بزار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اس روایت کا ایک راوی عبدالرحمٰن بن زیاد ہے۔ جو تھا تو حسن العقل، لیکن شیوخ مجاہیل سے روایت کرتا ہے۔ جس کی بناء پر اس سے منکر روایات مروی ہیں۔ یہ حدیث بھی اس کی ضعیف احادیث میں شامل ہے۔

حرملہ رحمۃ اللہ علیہ اپنی ابن وہب والی سند کے ساتھ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا گیا: کیا ہم جنت میں وطی کریں گے؟ فرمایا ہاں قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے زور زور کے ساتھ۔ اور جب آدمی عورت کے پاس سے فارغ ہوگا تو وہ دوبارہ کنواری ہو جائے گی۔ (۴)

امام طبرانی نے سنداً حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا گیا کہ کیا جنتی لوگ جماع کریں گے؟ فرمایا: زور زور سے۔ لیکن اس جماع سے منی خارج ہوگی اور نہ (اس کے لئے آدمی کو پریشان کن) خواہش ہوگی۔ (۵)

کیونکہ منی کے خروج سے جماع کی لذت ختم ہو جاتی ہے اور منیہ یعنی شدید خواہش سے زندگی کی لذت بے کیف ہو جاتی ہے۔

امام طبرانی نے سنداً حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا گیا کہ کیا جنتی لوگ جماع کریں گے؟ فرمایا: ہاں! ایسے عضو کے ساتھ، جو نہ تھکے اور ایسی شہوت کے ساتھ جو ختم نہ ہو۔ (۶)

**اہل جنت کے لئے بچوں کا ہونا نہ ہونا** —— جب کوئی جنتی خواہش کرے گا کہ اس کو دنیا کی طرح اولاد پیدا ہو تو اس کو اولاد بھی پیدا ہوگی۔ لہٰذا مسند احمد میں حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جب مؤمن بندہ جنت میں بچے کی خواہش کرے گا تو اس بچہ کا حمل اور وضع حمل اسی وقت ہو جائے گا جب وہ خواہش کرے گا اور اسی وقت بچہ بڑا بھی ہو جائے گا۔ (۷)

---

(۱) الترمذی ۲۵۳۹ (۲) مسند ابی داؤد ۲۰۱۲، الطبرانی فی المعجم الکبیر ۵/۹۰۰۵ (۳) مجمع الزوائد ۱۰/۴۱۷، مسند بزار ۳۵۴۴

(۴) مسند طیو ار ۳۵۷۲ (۵) الطبرانی فی المعجم الکبیر ۸/۹۸ (۶) الطبرانی فی المعجم الکبیر ۸/۹۸ (۷) الترمذی ۲۵۶۳، ابن ماجہ ۴۳۳۸، مسند احمد ۳/۹

امام ترمذی اور امام ابن ماجہ نے اس کو محمد بن بشار سے روایت کیا ہے۔ نیز امام ترمذی نے اس کو حسن غریب بتایا ہے۔ سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ اپنی سند کے ساتھ حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کہ یا رسول اللہ! کیا اہل جنت کو اولاد پیدا ہوگی کیونکہ اولاد کے ساتھ ہی خوشی کامل ہوتی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا

ہاں قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اس میں صرف اتنی دیر لگے گی جتنی خواہش کرنے میں اسی وقت حمل ٹھہرے گا اور بچہ پیدا ہوگا اور دودھ کا زمانہ پورا ہو کر بچہ عنفوان شباب کو پہنچ جائے گا۔ یہ سب آن واحد میں ہو جائے گا۔ (۱)

لیکن یہ روایت امام بخاری اور امام ترمذی کی اس روایت کے خلاف ہے جو انہوں نے حضرت اسحاق بن راہویہ سے نقل کی ہے۔ وہ فرماتے ہیں اولاد ہونا تو خواہش پر محمول ہوگا۔ اگر جنتی چاہے گا تو اولاد ضرور ہوگی۔ لیکن جنتی چاہے گا ہی نہیں۔ مصنف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہی درست ہے یعنی جنت میں دنیا کی طرح جماع سے تو اولاد نہیں ہوگی کیونکہ دنیا تو افزائش نسل کا گھر ہے۔ تاکہ دنیا آباد رہے۔ جبکہ آخرت دار السلامت ہے۔ وہاں کسی نے مرنا نہیں ہے۔ جو زندہ ہوں گے انہیں ہی ہمیشہ عیش و عشرت کرنی ہے۔ اسی وجہ سے اہل جنت کے جماع میں منی نہیں ہوگی۔ لیکن اگر کوئی خواہش کرے گا تو اس کو اولاد ضرور پیدا ہوگی کیونکہ فرمان الٰہی ہے۔ وہ جو چاہیں گے ان کے لئے ان کے پروردگار کے پاس (موجود) ہے۔ نیکوکاروں کا یہی بدلہ ہے۔ (سورۃ الزمر آیت ۳۴) لیکن عام طور سے جنتی اولاد کی خواہش نہیں کریں گے۔ تابعین کی ایک جماعت جن میں امام طاؤس رحمۃ اللہ علیہ، مجاہد رحمۃ اللہ علیہ، ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ جیسے حضرات شامل ہیں نے یہ روایت نقل کی ہے کہ

جنت میں اولاد نہیں ہوگی۔ (۲)

## جنت میں صغریٰ موت آئے گی اور نہ کبریٰ موت ۔۔۔ نیند چھوٹی موت اور عام موت بڑی موت کہلاتی ہے۔

فرمان الٰہی ہے (اور) پہلی دفعہ کے مرنے کے سوا (کہ مر چکے تھے دوبارہ) موت کا مزہ نہیں چکھیں گے۔ اور خدا ان کو دوزخ کے عذاب سے بچا لے گا۔ (سورۃ الدخان آیت ۵۶)

جو لوگ ایمان لائے اور عمل نیک کئے ان کے لئے بہشت کے باغات کی مہمانی ہوں گے۔ ہمیشہ ان میں رہیں گے اور وہاں سے مکان بدلنا نہ چاہیں گے۔ (سورۃ الکہف آیت ۱۰۷، ۱۰۸)

یعنی وہاں ایسی عمدہ ترین رہائش ہوگی کہ وہ اس کو چھوڑ کر کہیں جانا نہیں چاہیں گے۔ کیونکہ وہ اس میں کبھی تھکیں گے اور نہ اس سے اکتائیں گے۔ جبکہ اہل دنیا تو اچھی جگہ کو لیکن بسا اوقات اکتا جاتے ہیں۔ جیسے کسی فصیح و ادیب شاعر کا شعر ہے:

"میں تو وہاں سے چلا آیا کیونکہ وہاں میرا دل سیدھا نہ تھا اور نہ میں اطاعت کرنے والا نہیں ہوں۔ اور نہ کسی حال سے پلٹنے والا ہوں۔"

اور پہلے موت کو ذبح کئے جانے والی روایت گزر چکی ہے جس میں ہے کہ ایک منادی ندا دے گا

اے اہل جنت! اب ہمیشہ ہمیشہ یہیں رہنا ہے۔ موت کبھی نہیں آئے گی۔ اور اے اہل جہنم! اب تم کو بھی ہمیشہ ہمیشہ کے لئے یہیں رہنا ہے موت کبھی نہیں آئے گی۔ جو جہاں ہے وہیں ہمیشہ ہمیشہ رہے گا۔ (۳)

مسند احمد میں یحییٰ بن آدم، حمزہ، ابو اسحاق، الاغر ابو مسلم کے حوالہ سند کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

اس کے ساتھ ندا دی جائے گی۔ تم پر لازم ہے کہ تم ہمیشہ زندہ رہو گے کبھی نہ مرو گے۔ تمہارے لئے صحت و سلامتی رکھ دی گئی ہے اب تم کبھی بیمار نہ ہو گے۔ تم ہمیشہ جوان رہو گے کبھی بوڑھے نہ ہو گے۔ تم ہمیشہ نعمتوں میں رہو گے کبھی کوئی تنگی نہ آئے گی۔ راوی کہتے ہیں ان چار چیزوں کے ساتھ اس کو خطاب کیا جائے گا۔ (۴)

---

(۱) اخرجہ الترمذی فی السنن (۲) اخرجہ الترمذی فی السنن (۳) اخرجہ الترمذی فی کتاب صفۃ الجنۃ باب ما جاء فی خلود اہل الجنۃ و اہل النار حدیث ۲۵۵۸

(۴) مسلم فی کتاب الجنۃ و صفۃ نعیمہا باب فی دوام نعیم اہل الجنۃ و قولہ تعالیٰ (و نودوا ان تلکم الجنۃ اورثتموہا بما کنتم تعملون) الحدیث ۷۰۹۲ مسند احمد ۸۲۵۳

امام احمد فرماتے ہیں کہ عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ابو اسحاق نے اغر کے حوالہ سے حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

قیامت کے دن ایک منادی پکارے گا تمہارے لیے لکھ دیا گیا ہے کہ تم ہمیشہ زندہ رہو گے کبھی نہ مرو گے۔ تمہارے لئے صحت ہو گی کبھی بیمار نہ ہو گے۔ تم ہمیشہ جوان رہو گے کبھی بوڑھے نہ ہو گے۔ تم ہمیشہ خوش رہو گے کبھی کوئی تکلیف نہ آئے گی یہی معانی ہیں اس آیت کے ساتھ جو وضاحت کیا ہے۔[1] جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے

(اور منادی کی جائے گی کہ تم ان اعمال کے صلے میں جو دنیا میں کرتے تھے اس جنت کے وارث بنا دیئے گئے ہو۔ سورہ اعراف آیت ۴۳)

امام مسلم نے اس کو اسحاق بن ابراہیم اور عبد بن حمید سے روایت کیا ہے اور ان دونوں نے عبدالرزاق سے روایت کیا ہے۔

## اہل جنت کو کبھی نیند نہ آئے گی

حافظ ابوبکر بن مردویہ فرماتے ہیں کہ احمد بن القاسم بن صدقہ المصری نے مقدام بن داؤد، عبداللہ بن المغیرہ، سفیان ثوری، محمد بن المنکدر کے حوالہ سے بیان کیا کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

نیند موت کی بہن ہے۔ لہٰذا اہل جنت کبھی نہ سوئیں گے۔[1]

امام طبرانی نے اس کو مصعب بن ابراہیم عن عمران بن الربیع الکوفی عن یحییٰ بن سعید الانصاری عن محمد بن المنکدر کے طریق سے یوں روایت کیا ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا گیا

کیا اہل جنت کو نیند آئے گی؟ فرمایا

نیند موت کی بہن ہے۔ لہٰذا اہل جنت کو کبھی نیند نہ آئے گی۔[2]

امام بزار رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس کو حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ اس کے بعد امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ایک شخص نے حضور ﷺ سے نیند کے متعلق سوال کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

موت نیند کی شریک ہے اور جنت میں کوئی موت نہیں۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ جنتیوں کو کون سی راحت نصیب ہو گی؟ فرمایا:

اہل جنت کو تھکن ہی نہیں پہنچے گی جس میں راحت کی حاجت ہو۔[3] پس اللہ تعالیٰ نے یہ فرمان نازل فرمایا:

(جنتی کہیں گے) جہاں نہ ہم کو رنج پہنچے گا اور نہ ہمیں تکان ہی ہو گی۔ (سورہ فاطر آیت ۳۵)

یہ روایت ضعیف … منکر ہے۔

## جنتیوں کو اللہ تعالیٰ کی رضا نصیب ہونے سے متعلق فرمان الٰہی

فرمان الٰہی ہے: جنت جس کا پرہیزگاروں سے وعدہ کیا جاتا ہے اس کی صفت یہ ہے کہ اس میں پانی کی نہریں ہیں جو بو نہیں کرے گا اور دودھ کی نہریں ہیں جس کا مزہ نہیں بدلے گا اور شراب کی نہریں ہیں جو پینے والوں کے لئے (سراسر) لذت ہے اور شہد مصفا کی نہریں ہیں (جس میں حلاوت ہی حلاوت ہے) اور (وہاں) ان کے لئے ہر قسم کے میوے ہیں اور ان کے پروردگار کی طرف سے مغفرت ہے (سورہ محمد آیت ۱۵)

فرمان الٰہی ہے: خدا نے مومن مردوں اور مومن عورتوں سے بہشتوں کا وعدہ کیا ہے جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں (وہ) ان میں ہمیشہ رہیں گے اور بہشت ہائے جاودانی میں نفیس مکانات کا (وعدہ کیا ہے) اور خدا کی رضا مندی تو سب سے بڑھ کر نعمت ہے یہی بڑی کامیابی ہے۔ (سورہ توبہ آیت ۷۲)

## اللہ تعالیٰ کے اہل جنت سے ہمیشہ کے لئے راضی ہونے سے متعلق فرمان نبوی

… زید بن اسلم عطاء بن یسار کے طریق سے

---

(۱) [illegible]

(۲) [illegible]

سند کے ساتھ ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ ﷺ نے فرمایا

اللہ تعالیٰ اہل جنت سے فرمائیں گے اے اہل جنت وہ کہیں گے ہم حاضر ہیں اے ہمارے رب حق تعالیٰ شانہ فرمائیں گے کیا تم راضی ہو؟ وہ عرض کریں گے ہم کیوں راضی نہ ہوں حالانکہ آپ نے ہمیں وہ کچھ دیا ہے جو اپنی مخلوق میں آپ نے کسی اور کو نہیں دیا حق تعالیٰ شانہ فرمائیں گے میں اس سے بھی افضل چیز دوں؟ عرض کریں گے اس سے اچھا کیا ہو سکتا ہے فرمائیں گے آپ پر اپنی رضا اتار دوں گا (اپنی رضا کا اعلان کرتا ہوں) اس کے بعد کبھی آپ سے ناراض نہیں ہوں گا۔[1]

اسی سند سے امام مالک کی حدیث کو صحیحین میں بھی ذکر کیا گیا ہے۔

ابو بکر بزار نے فرمایا حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا جب جنتی جنت میں جائیں گے تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کیا میں آپ کو اس سے اچھا عطا کروں وہ عرض کریں گے اے ہمارے رب اس سے اچھا کیا ہو سکتا ہے؟ فرمائیں گے میری رضا سب سے بڑی ہے۔[2]

یہ حدیث بخاری کی شرط پر ہے اور اس طریق سے ان کے علاوہ کسی اصحاب کتب نے بیان نہیں کیا۔

## اللہ تعالیٰ کا اہل جنت کو اور اہل جنت کا اللہ تعالیٰ کو دیکھنا

اللہ تعالیٰ نے فرمایا

"جس روز وہ اس سے ملیں گے ان کا تحفہ (ان کی طرف سے) سلام ہوگا اور اس نے ان کے لیے بڑا ثواب تیار کر رکھا ہے۔" (سورۃ الاحزاب آیت ۴۴)

"مہربان رب کی طرف سے سلام کہا جائے گا۔" (سورۃ یٰس آیت ۵۸)

سنن ابن ماجہ میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا

"اہل جنت نعمتوں کے مزے لے رہے ہوں گے کہ اچانک ایک نور ظاہر ہوگا وہ اوپر کو دیکھیں گے تو رب تعالیٰ اپنی مہربانی سے اوپر سے جھانک رہے ہوں گے ان کو دیکھیں گے اور فرمائیں گے "السلام علیکم یا اهل الجنة" فرمایا اور اسی کو اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے "سلام قولا من رب رحیم" فرمایا پس اللہ تعالیٰ اہل جنت کو اور اہل جنت اللہ تعالیٰ کو دیکھیں گے اور کسی دوسری جانب التفات نہیں کریں گے جب تک اللہ تعالیٰ ان کو دیدار کراتے رہیں گے۔ پھر حق تعالیٰ حجاب فرمائیں گے لیکن ان کا نور اور برکت ان کے اوپر ان کے گھروں میں بھی باقی رہے گی۔[3]

بیہقی نے اسی حدیث کو اسی طریق سے طویل بیان کیا ہے فرماتے ہیں۔

اہل جنت اپنی مجلس میں تشریف رکھتے ہوں گے کہ اچانک جنت کے دروازے پر ایک نور ظاہر ہوگا۔ وہ سر اٹھائیں گے تو دیکھیں گے کہ حق تعالیٰ شانہ جلوہ فرما ہیں۔ فرمائیں گے "اے اہل جنت مانگو مجھ سے۔ عرض کریں گے ہم آپ سے آپ کی رضا چاہتے ہیں۔ فرمائیں گے میری رضا کی وجہ سے آپ کو جنت ملی ہے اور میری رضا نے آپ کو میری مہمان نوازی تک پہنچایا ہے۔ یہ میری مہمان نوازی کا وقت ہے پس مانگو۔ عرض کریں گے ہم مزید چاہتے ہیں تو ان کے واسطے سرخ یاقوت کے گھوڑے لائے جائیں گے ان کی لگامیں سبز زمرد اور سرخ یاقوت کے ہوں گے۔ پس اہل جنت ان پر سواری کریں گے۔ وہ اپنا قدم وہاں رکھیں گے جہاں تک ان کی نظر پہنچتی ہوگی۔ پھر اللہ تعالیٰ حکم فرمائیں گے تو درختوں میں سے حوریں (یہ کہتے ہوئے) آئیں گی"

"ہم نرم و نازک ہیں کبھی سخت نہ ہوں گی، ہمیشہ رہنے والی ہیں کبھی مریں گی نہیں ہم ایسے لوگوں کی بیویاں ہیں جو مسلمان ہیں شریف ہیں۔

پھر ایک ہوا چلے گی جس کو مثیرہ کہتے ہیں وہاں تو جنت عدن کے چلے آتے فرشتے کہیں گے اے ہمارے رب وہ لوگ آ گئے بھلوں کو خوش آمدید دونوں کو خوش آمدید پھر پردہ اٹھا دیا جائے گا وہ حق تعالیٰ شانہ کو دیکھیں گے اور رحمان کے نور سے اس قدر روشن ہوں گے یہاں تک کہ ایک دوسرے کو نہیں دیکھ سکیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ فرمائیں گے ان کو محلات کی طرف لوٹا دو وہ واپس لوٹیں گے اور ایک دوسرے کو دیکھ سکتے ہوں گے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اسی کو اللہ تعالیٰ نے یوں بیان فرمایا ہے "نزلا من غفور رحیم" (یعنی بخشنے والے مہربان کی طرف سے مہمانی ہے۔

---

[1] [illegible] [2] [illegible] [3] ابن ماجہ ۱۸۴

اس حدیث کو بیان کرنے کے بعد بیہقی نے فرمایا "اس کتاب (کتاب الرؤیۃ) میں ایسی روایات گزری ہیں جو اس حدیث میں بیان شدہ مضمون کی تائید کرتی ہیں۔ (۱)

ابوالمعالی جوینی نے الرد علی المصری میں لکھا ہے کہ حق تعالیٰ شانہ جب پردہ ہٹائیں گے اور اہل جنت کے لیے جلوہ افروز ہوں گے تو نہریں چل پڑیں گی اور درختوں کے پتے بجنے لگیں گے اور تخت و محلات چرچرانے لگیں گے اور پھوٹتے چشموں سے بہتے پانی کی آواز آئے گی۔ ہوا خوب چلنے لگے گی۔ گھر اور محلات خالص مشک اور کافور سے مہکنے لگیں گے۔ پرندے چہچہانے لگیں گے اور حورعین نظارہ کریں گی۔

اس بات کا بیان کہ اہل جنت جمعہ کے دنوں میں حق تعالیٰ کا دیدار ایسی جگہوں میں کریں گے جو خاص اس مقصد کے لئے تیار کی گئی ہوں گی۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"اس دن بہت سے چہرے چمکتے ہوں گے اپنے رب کی طرف دیکھ رہے ہوں گے۔ (سورۃ القیامۃ: ۲۲-۲۳)

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

نیک لوگ نعمتوں میں ہوں گے تختوں پر بیٹھے ہوئے نظارے کریں گے تم ان کے چہرے پر نعمتوں کی تازگی دیکھو گے۔ (سورۃ المطففین ۲۲-۲۴)

حضرت ابوموسیٰ اشعری کی حدیث میں گزرا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "دو جنتیں ایسی ہیں کہ اس کا سب کچھ چاندی کا ہے۔ لوگوں اور دیدار رب میں جنت عدن میں کبریائی کی چادر حائل ہے (جس کی وجہ سے وہ دیدار نہیں کر سکتے) ایک اور حدیث میں ابن عمر سے مروی ہے کہ جنتیوں میں اونچے درجے کا وہ ہے جو دن میں دو مرتبہ اللہ کا دیدار کرے (۲) صحیحین میں اس مضمون کا شاہد بھی ہے۔ قیامت کے دن مومنین کے دیدار اللہ عزوجل کے بیان میں جریر سے مرفوعاً روایت ہے۔ "جیسے وہ سورج اور چاند کو دیکھتے ہیں۔ پھر اس کے بعد فرمایا،

پھر اس آیت کو تلاوت فرمایا "وسبح بحمد ربک قبل طلوع الشمس وقبل الغروب" "اور اپنے رب کی پاکی بیان کیجئے سورج کے طلوع ہونے سے پہلے اور سورج کے غروب ہونے سے پہلے" اور صحیح بخاری میں ہے کہ تم اپنے رب کو کھلم کھلا دیکھو گے۔ (۳)

اس سیاق نے بتا دیا کہ دیدار عبادت کے اوقات میں ہوگا تو گویا اچھے لوگ صبح وشام رب کا دیدار کرتے ہیں۔ اور یہ بہت اونچا مرتبہ ہے۔ وہ اپنے تختوں اور صوفوں پر بیٹھے حق تعالیٰ کا ایسا دیدار کرتے ہیں جیسا کہ ایسی حالت میں چاند کو دیکھا جاتا ہے۔ عام مجلسوں میں بھی وہ اللہ تعالیٰ کا دیدار کریں گے جیسا کہ جمعہ کے دن۔ کہ اس دن میں اہل جنت ایک کھلے میدان میں جمع ہو جاتے ہیں جو کہ سفید مشک کی ہوتی ہے۔ پھر وہ اپنے گھروں کے حساب سے بیٹھتے ہیں (جیسے گھر ملے ہیں جنت میں اس حساب سے اس وادی میں بھی منبر ملیں گے) بعض نور کے منبروں پر ہوں گے اور بعض سونے کے منبروں پر وغیرہ ذلک۔ پھر ان کے اوپر انعامات کی بارش ہوگی۔ ان کے سامنے خوان رکھے جائیں گے۔ جن میں مختلف قسم کی اشیاء ہوں گی کھانے اور پینے کے لئے۔ جن کو نہ تو کسی آنکھ نے دیکھا نہ کسی کان نے سنا اور نہ کسی انسان کے دل پر اس کا خیال گزرا۔ پھر اس طرح مختلف قسم کے عطر استعمال کریں گے اور مختلف قسم کا اکرام ہوگا کہ جس کا انہوں نے سوچا تک نہ تھا۔ پھر اللہ تعالیٰ تجلی فرمائیں گے اور ان میں سے ایک ایک سے تکلم فرمائیں گے۔ جیسا کہ احادیث اس پر دلالت کرتی ہیں۔ جیسا کہ عنقریب ان احادیث کو ذکر کیا جائے گا۔

بعض علماء نے عورتوں کے بارے میں اختلاف نقل کیا ہے۔ کیا وہ بھی اللہ تعالیٰ کا دیدار کریں گی جیسا کہ مرد کریں گے۔ کہا گیا کہ وہ دیدار نہیں کریں گی کیونکہ وہ خیموں میں محصور رہتی ہیں۔ اور کہا گیا وہ دیدار کریں گی کیونکہ خیموں میں دیدار سے کوئی مانع نہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے "نیک لوگ بہشت میں ہوں گے تختوں پر بیٹھے دیدار کریں گے" اور فرمایا "وہ اور ان کی بیویاں سایوں میں تختوں پر تکیہ لگائے بیٹھے ہوں گے" اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "بلاشبہ تم اپنے پروردگار عزوجل کو ایسا دیکھو گے جیسا کہ اس چاند کو دیکھتے ہو۔ دیدار میں کچھ شک نہیں کرتے ہو اگر تم سے ہو سکے تو طلوع و غروب سے قبل نماز پر مواظبت کیا کرو" اور یہ مردوں اور عورتوں سب کو شامل ہے۔ (۴)

بعض علماء نے تیسری بات بھی فرمائی ہے وہ یہ کہ عورتیں عید کے دنوں میں دیدار کریں گی۔ کیونکہ ان دنوں میں اللہ تعالیٰ تجلی عام فرمائیں گے تو وہ اس حال میں دیدار کریں گی دیگر احوال میں نہیں اس تیسرے مذہب کو ثابت کرنے کے لئے دلیل کی ضرورت ہے۔

---

(۱) البیہقی ۴۹۳ (۲) بخاری، ح۔ ۶۵۳۹، مسلم ۴۴۵۔ (۳) بخاری ۷۴۳۵، ۷۴۳۶۔ (۴) بخاری ۵۵۴، مسلم ۱۴۳۲، ابوداؤد ۴۷۲۹

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

"جن لوگوں نے نیکوکاری کی ان کے لئے بھلائی ہے اور مزید برآں بھی" (یونس: ۲۶)

ایک جماعت نے زیادت کی تفسیر دیدار الٰہی سے کی ہے۔ جن سے اس کی تفسیر مروی ہے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، ابی بن کعب، کعب بن عجرہ، حذیفہ بن الیمان، ابو موسیٰ اشعری، عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم، سعید بن مسیب، مجاہد، عکرمہ، عبد الرحمن بن ابی لیلیٰ، عامر بن سعد، حسن، قتادہ، ضحاک، سدی، محمد بن اسحاق رحمہم اللہ تعالیٰ اور ان کے علاوہ بھی سلف و خلف سے یہی تفسیر مروی ہے۔ اللہ تعالیٰ سب کو جزائے خیر عطا فرمائیں۔

آخرت میں مومنین بچشم سر رب کا دیدار کریں گے اس کے بارے میں حدیث گذر چکی ہے۔ اس کو صحابہ کی ایک جماعت نے روایت کیا ہے۔ جن میں سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں ان کی بھی حدیث گذر چکی ہے۔ اور ان میں سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ ہیں۔ ان کی حدیث یعقوب بن سفیان یوں بیان کرتے ہیں۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا جب اہل جنت جنت میں جائیں گے ... اور پھر پوری حدیث ذکر کی جس میں ہے کہ جب رب تعالیٰ (حق تعالیٰ شانہ) پردہ ہٹائیں گے تو گویا اس سے پہلے ان کو کچھ نہ دیا ہوگا۔ ( )

اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں "اور ہمارے ہاں اور بھی بہت کچھ ہے" دیدار الٰہی کی روایت کرنے والے صحابہ میں ابی بن کعب، انس بن مالک، بریدہ، ابن حبیب، جابر بن عبد اللہ، حذیفہ، زید بن ثابت، سلمان فارسی، ابو سعید خدری، سعد بن مالک، سہل بن سعد، ابو امامہ باہلی، صہیب رومی، عبادہ بن صامت، عبد اللہ بن عباس، ابن عمر، عبد اللہ بن عمرو، ابو موسیٰ عبد اللہ بن قیس، عبد اللہ بن مسعود، عدی بن حاتم، عمار بن یاسر، عمارہ بن رویبہ، معاذ بن جبل، ابو ہریرہ اور حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہم شامل ہیں۔

بہت سی احادیث ان میں گذر چکی ہیں اور حسب موقع ہم ذکر کریں گے ان شاء اللہ کیونکہ اللہ ہی پر اعتماد و توکل ہے۔

### جمعہ کا دن یوم المزید ہے:

امام محمد نے فرمایا (عفان، حماد بن سلمہ، ثابت بنانی، عبد الرحمن بن ابی لیلیٰ) حضرت صہیب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت پڑھی "للذین احسنوا الحسنی وزیادة" جن لوگوں نے نیکوکاری کی ان کے لئے بھلائی ہے اور مزید برآں بھی۔ (یونس: ۲۶) اور فرمایا جب اہل جنت کو جنت میں اور اہل دوزخ کو دوزخ میں داخل کیا جائے گا تو ایک پکارنے والا پکارے گا اے اہل جنت اللہ تعالیٰ کا آپ کے ساتھ ایک وعدہ ہے جس کو وہ پورا کرنا چاہتے ہیں۔ وہ کہیں گے وہ کیا ہے؟ کیا اس نے ہمارے میزان بھاری نہیں کئے؟ کیا اس نے ہمارے چہروں کو روشن نہیں کیا؟ کیا ہمیں جنت میں داخل نہیں کیا؟ کیا ہمیں دوزخ سے نجات نہیں دی؟ تب پردہ اٹھایا جائے گا اور وہ اللہ تعالیٰ کا دیدار کریں گے۔ پس اللہ کی قسم جنتیوں کے لئے اس سے بڑی کوئی نعمت نہیں ہوگی اور نہ ان کی آنکھوں کی ٹھنڈک کے لئے اس سے بڑھ کر کوئی نعمت ہوگی۔ (۱)

اور مسلم نے حماد بن سلمہ کے طریق سے اسی طرح روایت کیا ہے۔ عبد اللہ بن مبارک نے فرمایا (ابو بکر الہذلی، ابو تمیمہ الہجیمی رحمہ اللہ تعالیٰ) بصرہ کے منبر پر حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیتے ہوئے فرمایا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اہل جنت کی طرف ایک فرشتہ بھیجیں گے۔ وہ کہے گا اے اہل جنت کیا اللہ تعالیٰ نے تم سے وعدہ پورا کیا؟ اہل جنت اپنی نعمتوں کو دیکھیں گے کہ جس میں زینت و آرائش ہے، نہریں ہیں اور پاکیزہ بیویاں ہیں تو وہ کہیں گے ہاں۔ فرشتہ کہے گا ابھی کچھ باقی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں "نیکوکاروں کے لئے بھلائی ہے اور مزید برآں بھی"۔ (یونس: ۲۶) آگاہ رہو! بھلائی تو جنت ہے اور مزید اللہ کے چہرہ کی طرف دیکھنا ہے۔ (۲)

یہ روایت موقوف ہے۔

ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے اسی طریق سے یوں روایت کیا ہے۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ایک منادی (فرشتہ) کو بھیجیں گے جو ایسی آواز سے پکارے گا کہ اول و آخر تمام جنت والے سن لیں گے وہ کہے گا اے اہل جنت اللہ تعالیٰ نے تم سے حسنیٰ (بھلائی) اور زیادہ کا وعدہ فرمایا ہے۔ حسنیٰ تو جنت ہے اور زیادہ دیدار الٰہی ہے۔

---

(۱) مسلم ص ۱۶۳ ج ۱، ترمذی ص ۱۱۲ ج ۲، ابن ماجہ ص ۱۸۷ (۲) مسلم ... ص ۲۲۳ (۳) طبرانی ... ابن جریر و ابن ابی حاتم۔

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے اللہ تعالیٰ کے قول "للذین احسنوا الحسنی وزیادۃ" کے بارے میں پوچھا تو فرمایا کہ حسنی جنت ہے اور زیادۃ دیدار الٰہی ہے۔[1]

ابن جریر روایت کرتے ہیں (ابن حمید، ابراہیم بن مختار، ابن جریج، عطاء) حضرت کعب بن عجرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے "للذین احسنوا الحسنی وزیادۃ" کے بارے میں فرمایا کہ جن لوگوں نے اچھا عمل کیا ان کے لئے حسنی ہے اور یہ جنت ہے اور زیادۃ جس کا ذکر آیت میں ہے اللہ کا دیدار ہے۔ (طبری)

حضرت امام شافعی اپنی مسند میں فرماتے ہیں (ابراہیم بن محمد، موسیٰ بن عبیدہ، ابو الازہر معاویہ بن اسحاق بن طلحہ، عبید بن عمیر رحمہم اللہ تعالیٰ) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت جبرئیل ایک سفید آئینہ لے کر آئے جس میں ایک نقطہ تھا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ کیا ہے؟ فرمایا جمعہ ہے جس کے ساتھ آپ کو اور آپ کی امت کو فضیلت دی گئی ہے اور لوگ اس میں آپ کے تابع ہیں اس میں آپ کے لئے خیر ہے۔ اس دن میں ایک گھڑی ایسی ہے کہ اس میں جو بھی آدمی اللہ سے خیر طلب کرے گا اللہ اس کو قبول فرمائیں گے اور وہ ہمارے ہاں یوم المزید کہلاتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جبرئیل یوم المزید کیا ہے؟ فرمایا کہ آپ کے رب نے جنت الفردوس میں ایک وادی میں میدان بنایا ہے جس میں مشک کے ٹیلے ہیں۔ جب جمعہ کا دن آتا ہے اللہ تعالیٰ نازل فرماتے ہیں اور ملائکہ [illegible] کے منبر ہوتے ہیں جن پر انبیاء کے بیٹھنے کے لئے [illegible] ہیں اور منبروں کے ارد گرد سونے کی کرسیاں ہیں جن پر یاقوت اور زبرجد جڑے ہوتے ہیں ان پر شہداء اور صدیقین بیٹھیں گے اور ان کے پیچھے ان ٹیلوں پر [illegible] لیں گے پس اللہ تعالیٰ فرمائیں گے میں تمہارا رب ہوں میں نے تم سے کیا گیا وعدہ سچا کر دکھایا اب مجھ سے مانگو میں دوں گا۔ وہ عرض کریں گے اے ہمارے رب ہم آپ کی رضا کے طالب ہیں۔ پس فرمائیں گے میں تم سے راضی ہوں اور میرے پاس مزید وہ ہے جس کا تم نے سوال نہیں کیا ہے۔

آپ کے رب نے جو کچھ آپ کو دیا ہے اس کی وجہ سے وہ جمعہ کو پسند کرتے ہیں کیونکہ اس دن میں ان کو خیر دی جاتی ہے اور یہی وہ دن ہے جس میں اللہ تعالیٰ [illegible] عرش پر مستوی ہوئے اور اسی میں آدم علیہ السلام پیدا کئے گئے اور اسی دن قیامت قائم ہوگی۔[2]

یہ روایت کرتے ہیں (عثمان بن عبد اللہ [illegible]) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

حضرت جبرئیل علیہ السلام میرے پاس ایک سفید آئینہ لے کر آئے جس میں ایک کالا نکتہ تھا میں نے پوچھا اے جبرئیل یہ کیا ہے؟ کہا یہ جمعہ ہے جو آپ کے رب کی طرف سے آپ کو پیش کیا گیا ہے تاکہ آپ کے لئے اور آپ کے بعد آپ کی امت کے لئے عید ہو۔ آپ پہلے اور یہود و نصاریٰ آپ کے بعد۔ آپ نے پوچھا اس میں ہمارے لئے کیا ہے؟ فرمایا اس میں ایک گھڑی ہے جس میں جو بھی مومن خیر کی دعا کرے گا تو رب تعالیٰ عطا فرمائیں گے اور اگر قسمت میں نہ ہو تو اس سے بہتر اس کے لئے قیامت میں ذخیرہ کر دیا جائے گا۔

اور اگر اس نے کسی برائی سے پناہ مانگی ہے اور اس کے لئے لکھی جا چکی ہے تو اسے [illegible] اس سے بڑی برائی سے پناہ میں رکھا جاتا ہے کہ آپ ﷺ فرماتے ہیں میں نے پوچھا یہ کالا نقطہ کیا ہے؟ جبرئیل نے کہا یہ قیامت ہے جو جمعہ کے دن قائم ہوگی اور ہمارے ہاں یہ دن تمام دنوں کا سردار ہے اور ہم آخرت میں اس کو یوم المزید کہیں گے۔ پوچھا یوم المزید کیا ہے؟ کہا اللہ تعالیٰ نے سفید مشک سے ایک وادی بنائی ہے۔ جمعہ کے دن اللہ تعالیٰ علیین سے نزول فرمائیں گے اور اپنی کرسی پر جلوہ افروز ہوں گے کرسی کے ارد گرد نور کے منبر ہوں گے جن پر انبیاء تشریف فرما ہوں گے۔ منبروں کے ارد گرد سونے کی کرسیاں ہوں گی جن پر صدیقین اور شہداء تشریف رکھیں گے اور اہل جنت (مشک کے) ٹیلوں پر بیٹھیں گے۔ پھر رب تعالیٰ جلوہ فرما ہو کر ارشاد فرمائیں گے میں وہ ہوں کہ جس نے اپنا وعدہ پورا کر دکھایا اور میں نے اپنی نعمتیں تم پر تمام کر دیں۔ یہ میری کرامت کی جگہ ہے مجھ سے مانگو۔ سب مانگیں گے کہ ہم آپ کی رضا چاہتے ہیں [illegible] گواہی [illegible] ایسی نعمتیں [illegible] جو کسی آنکھ نے دیکھی نہ کسی کان نے سنا نہ کسی کے دل میں خیال گزرا۔ یہ [illegible] جمعہ [illegible] آتے ہیں [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] کرسی پر تشریف لے جاتے ہیں اور صدیقین اور شہداء [illegible] اپنی اپنی مجلسوں پر چلے جاتے ہیں [illegible]

---

[1] طبری

(۲) مسند شافعی [illegible]

بیان کیا فرمایا اور ملاقات والے اپنے محلات میں چلے جاتے ہیں جو سفید موتی کے بنے ہوئے ہوتے ہیں یا سرخ یاقوت سے یا سبز زبرجد سے۔ ان محل ان کے گھر سے اور دروازے بھی ہوتے ہیں جس پر کشیدہ اور لٹکی ہوئی ہے ان میں نہریں ہیں جو پھل دار درخت ہوتے ہیں ان میں نہایت عمدہ ان کی بیویاں اور خادم ہوتے ہیں۔ لہٰذا وہ تمام نعمتوں سے زیادہ جمعہ کے محتاج ہوتے ہیں تاکہ ان کی عزت میں اضافہ ہو اور دیدار سے لطف یاب ہوں اسی لئے اسے جمعہ کے دن کو یوم المزید کہا جاتا ہے۔[1] پھر انہوں نے فرمایا: میں کوئی ایسا شخص معلوم نہیں کہ جس نے اس حدیث کو حضرت انس رضی اللہ عنہ سے اس طریق کے علاوہ نقل کیا ہو سوائے فرمایا اور ہم نے اس حدیث کو یزید بن ہارون کے طریق سے روایت کیا ہے پھر اسی سیاق سے حدیث اسی طرح روایت کر لی۔

اور حضرت امام شافعی کی روایت جو انہوں نے حافظ ابن عبید سے کی ہے پہلے گزر چکی ہے اس میں موسیٰ کا اس (عثمان) کے بارے میں اختلاف ہے۔ بعض راویوں کا کہنا ہے کہ وہ تدلیس سے کام لیتے تھے کہ حقیقت حال کا جرح سے اسی لیے کیا جاتا ہے کہ وہ ضعیف ہیں۔ واللہ اعلم اور مسند میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت سے اس حدیث کو ذکر کیا ہے۔[2] اور حضرت انس سے روایت کے پانچ طریق ہیں جو شاہد ہیں عثمان ابن عمیر کی روایت کے لئے۔

حافظ ابوالحسن اور دارقطنی نے کئی طریق سے بہت سا اہتمام کر کے اس حدیث کو بیان کیا ہے

حافظ ضیا فرماتے ہیں کہ ایک عمدہ طریق سے بھی اس کو روایت کیا گیا ہے انس بن مالک سے اور طبرانی نے محمد بن ابراہیم کے طریق سے اس کو روایت کیا ہے۔(۳)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کے علاوہ صحابہ سے بھی روایت کیا گیا ہے جو ذکر کئے ہیں۔ (ابو القاسم بن عساکر نے امام ابن ابی طیب سے بیان کی)

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جبرئیل میرے پاس آئے اور یوم المزید کا ذکر کیا اور کہا کہ اللہ تعالیٰ ملائکہ عرش (فرشتوں) کو حکم دیں گے کہ پردے ہٹاؤ۔ اہل جنت حق تعالیٰ کا جمال و کلام سنیں گے۔

"میرے وہ بندے کہاں ہیں جنہوں نے میری فرمانبرداری کی حالانکہ انہوں نے مجھے دیکھا تک نہیں اور میرے رسولوں کی بات مانی اور میرے حکم کی تصدیق کی مجھ سے مانگو یہ یوم المزید ہے۔"

اہل جنت اس بات پر متفق ہو جائیں گے کہ ہم آپ سے راضی ہیں آپ بھی ہم سے راضی ہو جائیے۔

اللہ تعالیٰ جواب فرمائیں گے جنت والو اگر میں آپ سے راضی نہ ہوتا تو آپ کو اپنی جنت میں نہ ٹھہراتا۔ یہ یوم المزید ہے پس مجھ سے مانگو۔ پس وہ ایک بات متفقہ طور پر کہیں گے اور وہ ہو گی اپنے رب سے۔ اپنا دیدار کرائیے کہ ہم اللہ تعالیٰ کو دیکھیں۔ اللہ تعالیٰ پردہ ہٹائیں گے اور اپنے جمال کے ساتھ تجلی فرمائیں گے اور ان پر چھا جائیں گے اگر اللہ تعالیٰ کا یہ فیصلہ نہ ہوتا کہ وہ جنتی نہیں جلیں گے تو وہ جل جاتے۔ پھر ارشاد ہوگا اپنے گھروں کو لوٹ جاؤ۔ وہ اپنے گھروں کو لوٹیں گے اور سات دنوں میں ان کے لئے ایک دن (جمعہ) ہوگا۔(۴)

جنت کے بازار کا ذکر (حافظ ابن ابی الدنیا نے بیان کیا ہے سعید بن مسیب رحمہ اللہ تعالیٰ)

سعید بن مسیب فرماتے ہیں کہ میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ملا تو آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ میری ملاقات جنت کے بازار میں کرائے (ہم جنت کے بازار میں جمع ہوں) میں نے پوچھا کیا جنت میں بازار ہے؟ فرمایا مجھے رسول اللہ ﷺ نے بتایا کہ جب اہل جنت اپنے اعمال کی بدولت جنت میں جائیں گے ان کو اجازت دی جائے گی جمعہ کے دن کی مقدار میں وہ جنت کے باغات میں سے ایک باغ میں اللہ تعالیٰ کی زیارت کریں گے۔ ان کے لئے تخت رکھے جائیں گے۔ بعض نور کے ہوں گے، بعض موتی کے، بعض یاقوت کے، بعض زبرجد کے، بعض سونے کے اور بعض چاندی کے ہوں گے۔ ان کا ادنیٰ جنتی مشک اور کافور کے ٹیلوں پر بیٹھے گا اور وہ یہ خیال نہیں کرے گا کہ ان کی مجلس اس کی مجلس سے کم ہے۔

---

(۱) [illegible] (۲) [illegible] (۳) [illegible] (۴) [illegible]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ لوگوں نے سوال کیا کہ کیا ہم اپنے رب کو دیکھیں گے؟ فرمایا کیا تم سورج اور چودھویں رات کے چاند کے دیکھنے میں شک کرتے ہو؟ ہم نے کہا نہیں۔ فرمایا پس اسی طرح تم اپنے رب کے دیکھنے میں کوئی شک نہیں کرو گے۔ اس مجلس میں کوئی ایسا آدمی نہ ہوگا جس سے اللہ تعالیٰ گفتگو نہ کریں گے یہاں تک کہ فرمائیں گے اے فلاں بن فلاں کیا تجھے یاد ہے کہ تم نے دنیا میں فلاں فلاں دن فلاں فلاں کام کئے تھے، وہ کہے گا ہاں، کیا آپ نے مجھے بخش نہیں دیا؟ حضرت کی مغفرت کی وسعت سے تو اپنے اس مرتبہ کو پہنچا ہے۔ فرمایا اسی اثنا میں ان کے اوپر ایک بادل چھا جائے گا جو ان پر ایسی خوشبو برسائے گا کہ ایسی خوشبو انہوں نے کبھی نہ پائی ہوگی۔ فرمایا پھر ہمارا رب فرمائے گا جو عزت میں نے تمہارے لئے تیار کی ہے اس کی طرف اٹھو اور جو پسند کرو لے لو۔ پھر ہم ایک بازار میں پہنچیں گے جس کو فرشتوں نے گھیر رکھا ہوگا اور اس میں ایسی چیزیں ہوں گی جن کو نہ آنکھوں نے دیکھا اور نہ کانوں نے سنا اور نہ دلوں پر ان کا خیال گزرا۔ فرمایا پھر ہم جو چاہیں گے لایا جائے گا اور اس بازار میں خرید و فروخت نہیں ہوگی۔ اس بازار میں اہل جنت ایک دوسرے سے ملیں گے۔ اونچے مرتبے والا اپنے سے کم درجے والے سے ملے گا اور ان میں کوئی کم تر نہ ہوگا، پس اسے ان کی ہیئت پسند آئے گی، ابھی ان میں گفتگو ختم نہ ہوگی کہ (جس کو اس نے اچھا سمجھا تھا) اس سے عمدہ لباس اس پر ظاہر ہو جائے گا (یعنی اس کو خیال آئے گا کہ اس (کو سمجھائے) کی وجہ یہ ہے کہ وہاں کسی کو غمگین ہونا نہیں ہوگا، پھر ہم اپنے گھروں کی طرف لوٹیں گے تو ہماری بیویاں ہم سے ملیں گی اور فرمائیں گی مرحبا خوش آمدید، آپ عجیب خوشبو لائے ہیں، آپ جس حالت میں تشریف لائے ہیں وہ اس جمال اور خوشبو کی حالت سے بہتر ہے جس میں آپ ہمیں چھوڑ کر گئے تھے۔ ہم کہیں گے کہ ہم نے اپنے رب جبار کی ہم نشینی کی ہے اور ہمارا حق ہے کہ ہم اسی طرح لوٹیں۔(۱)

اس حدیث کو ابن ماجہ نے ذکر کیا ہے اور ترمذی نے بھی۔(۲)

امام مسلم فرماتے ہیں (ابو عثمان سعید بن عبدالجبار البصری، حماد بن سلمہ، ثابت) حضرت انس بن مالک فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جنت میں ایک بازار ہے جس میں اہل جنت ہر جمعہ آیا کریں گے، پس شمال کی ہوا چلے گی جو ان کے چہروں اور کپڑوں پر خوشبو بکھیر دے گی تو ان کے حسن و جمال میں اضافہ ہو جائے گا۔ پھر وہ اپنے گھر والوں کی طرف لوٹیں گے تو ان کے گھر والے کہیں گے تمہارے حسن و جمال میں اضافہ ہو گیا ہے، وہ کہیں گے تمہارے حسن و جمال میں بھی اضافہ ہوا ہے۔(۳)

ابن ابی الدنیا نے بیان کیا ہے کہ وہ فرماتے ہیں۔ جنت میں ایک بازار ہے جس میں مشک کے ٹیلے ہیں، اہل جنت جب وہاں جاتے ہیں تو ہوا چلتی ہے۔ امام بخاری نے یہ حدیث ذکر کی ہے۔(۴)

جنت کی زمین اور جنت کی خوشبو کی مہک۔ (ابو بکر بن ابی شیبہ، محمد بن بشر، عبداللہ بن عمر، ابو العمیس)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جنت کی زمین سفید ہے اس کا صحن کافور کی چٹانوں کا ہے، اس کا احاطہ مشک نے کیا ہے جیسا کہ ریت کے ٹیلے ہوتے ہیں، اس میں نہریں جاری ہیں، اہل جنت وہاں جمع ہوتے ہیں اور ایک دوسرے کو پہچانتے ہیں، پس اللہ تعالیٰ رحمت کی ہوا بھیجتے ہیں جو ان پر مشک کی خوشبو بکھیر دیتی ہے، آدمی اپنی بیوی کی طرف لوٹتا ہے تو اس کی خوشبو اور حسن میں اضافہ ہو چکا ہوتا ہے، وہ کہتی ہے آپ میرے پاس سے گئے تو آپ کی یہ حالت نہ تھی۔(۵)

ترمذی میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جنت میں ایک بازار ہے جس میں خرید و فروخت نہیں ہوگی سوائے اس کے کہ اس میں مردوں اور عورتوں کی صورتیں ہوتی ہیں۔ جب کوئی آدمی کسی صورت کو پسند کرے گا تو اس میں داخل ہو جائے گا۔(۶)

یہ حدیث غریب ہے جیسا کہ امام ترمذی نے بیان کیا ہے اور اس کے آخر کی کیفیت میں ایسی بات ہے جو اس بازار کی حالت کو واضح کرتی ہے اور اس حدیث کی تخریج گزشتہ حدیث سے کی جا سکتی ہے کہ "سوق الجنۃ" کے تحت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں اس کے کچھ حصے کو بیان کیا گیا ہے۔ حدیث یہ ہے:

---

(۱) مسلم ۲۸۳ (۲) ترمذی ۲۵۴۹ ابن ماجہ ۴۳۳۶ (۳) مسلم ۲۸۳۳ (۴) بخاری ۴۸۷۹

(۵) ابن ابی شیبہ ۱۳/۹۷ (۶) ترمذی ۲۵۵۰

ایک بڑے مرتبے والا آئے گا اور اپنے سے کم مرتبہ والے سے ملاقات کرے گا۔ اور کوئی بھی ادنیٰ نہ ہوگا جب اس کے لباس پر ہیئت کو دیکھے گا تو اسے اچھا لگے گا اب وہ بات ختم نہ کر چکے ہوں گے کہ اس پر اس سے بھی اچھی ہیئت آجائے گی اور یہ اس لئے ہوگا کہ جنت میں کوئی (کسی دوسرے کے حسن اور جمال کی وجہ سے) غمگین نہیں ہوگا۔ (۱)

اگر اس حدیث کے الفاظ محفوظ ہوں۔ حالانکہ ظاہر یہی لگتا ہے کہ الفاظ محفوظ نہیں۔ تو اس کو صرف عبدالرحمن بن اسحاق نے روایت کیا ہے جو اپنے والد اور نعمان بن سعد اور شعبی کے علاوہ ایک جماعت سے جن میں حفص بن غیاث عبداللہ بن ادریس اور ہشیم ہیں۔

امام احمد اس حدیث کے بارے میں فرماتے ہیں کہ یہ منکر ہے اور نعمان بن سعد کی روایت میں اس کی تکذیب کی۔ نیز یحییٰ بن معین، محمد بن سعد، یعقوب بن سفیان، بخاری، ابوداؤد، ابوحاتم، ابوزرعہ، نسائی، ابن خزیمہ اور ابن عدی وغیرہ نے ان کو ضعیف قرار دیا ہے۔ تکمیل میں میں نے اس پر تفصیلی کلام کیا ہے۔

اس جیسے آدمی کی روایت ناقابل قبول ہے جس کو صرف یہ روایت کرے خاص طور پر ایسی حدیث، کیونکہ یہ بہت ہی منکر ہے۔ اس آدمی کی طرح تو سب سے بہترین حالت یہ ہے کہ کچھ سنے اور کچھ نہ سمجھ سکے پوری طرح پھر اس مطلب کی تعبیر ایک ناقص عبارت سے کرے علاوہ اصل حدیث وہی ہے جس کو ہم نے "جنت کا بازار" کے تحت حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے ذکر کیا ہے۔

اس کو ایک اور غریب طریق سے روایت کیا گیا ہے (محمد بن عبداللہ حضرمی، احمد بن محمد بن عمر بن کثیر، جابر جعفی، ابوجعفر علی بن حسینؒ) حضرت جابر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ ہم ایک جگہ جمع تھے جناب رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور فرمایا اے مسلمانوں کی جماعت! جنت میں بازار ہے جس میں نہ خرید ہے نہ فروخت بلکہ صورتیں ہیں۔ جس کو جو بھی صورت مرد یا عورت کی پسند آجائے گی اس میں داخل ہو جائے گا۔ (۲)

### جنت کی ہوا، اس کی خوشبو، اس کا پھیلنا، یہاں تک کہ وہ خوشبو کئی سال کی مسافت تک سونگھی جاسکے:

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اور جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے گئے اللہ تعالیٰ ان کے اعمال ہرگز ضائع نہیں کرے گا ان کو سیدھا راستہ دکھائے گا اور ان کی حالت درست کرے گا اور ان کو داخل کرے گا ایسی جنت میں جس کو ان کے لئے خوشبوؤں سے مہکایا گیا ہے۔ (سورۃ محمد آیت ۴ ـ ۶)

بعض مفسرین نے "عرفها لهم" کو "عرف" یعنی خوشبو سے لیا ہے اور یوں تفسیر کی ہے "طیبها لهم" یعنی ان کے لئے جنت کو خوشبوؤں سے مہکایا گیا ہے۔

(ابوداؤد طیالسی، شعبہ، حکم، مجاہد) حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے اپنے باپ کے غیر کی طرف نسبت بیان کی وہ جنت کی خوشبو بھی نہ سونگھے گا حالانکہ پانچ سو برس کی مسافت سے اس کی خوشبو سونگھی جاتی ہے۔ (۳) اور مسند امام احمد میں ستر سال کا ذکر ہے۔ (۴) حضرت عبداللہ بن عمرو سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے اپنے باپ کے علاوہ دوسرے کا اپنے آپ کو ظاہر کیا وہ جنت کی خوشبو بھی نہ سونگھے گا حالانکہ جنت کی خوشبو ستر سال کی مسافت سے محسوس ہوتی ہے اور فرمایا جو مجھ پر قصداً جھوٹ باندھے اس کو چاہئے کہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالے۔

امام بخاری فرماتے ہیں (قیس بن حفص، عبدالواحد بن زیاد، حسن بن عمرو، مجاہد) حضرت عبداللہ بن عمرو سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے ذمی کو قتل کیا وہ جنت کی خوشبو نہ سونگھے گا حالانکہ چالیس سال کی مسافت کے بقدر جنت کی خوشبو پائی جاتی ہے۔ (۵) اور اسی طرح ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے۔ (۶)

امام احمد فرماتے ہیں (اسماعیل بن محمد یعنی ابو ابراہیم المعقب، مروان بن معاویہ، حسن بن عمرو، مجاہد، جنادہ بن ابی امیہ) حضرت عبداللہ بن عمرو سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے اہل ذمہ میں سے کسی کو قتل کیا وہ جنت کی خوشبو بھی نہ پائے گا حالانکہ جنت کی خوشبو چالیس برس کی

---

(۱) ترمذی ۲۵۴۹ (۲) ترمذی ۲۵۵۰ (۳) ابن ماجہ ۲۶۱۱۔ (۳) مسند احمد ۲/۱۷۱ (۴) بخاری ۳۱۶۶

(۵) ابن ماجہ ۲۶۸۶ (۶) مسند احمد ۲/۱۸۶

مسافت کی مقدار پہنچتی ہے۔ [۱]

طبرانی: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے بغیر حق کے کسی معاہد کو قتل کیا وہ جنت کی خوشبو نہ پائے گا اور جنت کی خوشبو ایک سال کی مسافت کی مقدار پائی جاتی ہے۔ [۲] اور ابو داؤد اور ترمذی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً ستر سال کی روایت بھی نقل کی ہے۔ [۳]

عبدالرزاق فرماتے ہیں (معمر از حسن) حضرت ابو بکرہ (آنحضرت ﷺ کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں کہ جنت کی خوشبو سو سال کی مسافت تک پائی جاتی ہے۔ [۴]

سعید بن ابی عروبہ حضرت قتادہ سے پانچ سو سال روایت کرتے ہیں۔ حماد بن سلمہ نے بھی یونس بن عبید سے یہی روایت کی ہے۔

حافظ ابو نعیم اصفہانی صفۃ الجنۃ میں روایت کرتے ہیں۔ (رقم ۸۴۔ یہ ضعیف ہے [illegible])

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ جنت کی خوشبو پانچ سو سال کی مسافت سے پائی جاتی ہے۔ [۵]

موطا امام مالک میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا گیا ہے کہ ایسی عورتیں جو پہنتی ہیں (مگر بھی) ننگی رہتی ہیں (کپڑے ایسے ہوتے ہیں کہ ان کا مقصد پورا نہیں ہوتا اس لئے ننگی رہتی ہیں) خود بھی مائل ہوتی ہیں (مردوں کی طرف اور مردوں کو اپنی طرف) مائل کرنے والی ہوتی ہیں ایسی عورتیں نہ جنت میں جائیں گی اور نہ جنت کی خوشبو پائیں گی اور حالانکہ جنت کی خوشبو پانچ سو برس کی مسافت سے محسوس کی جاتی ہے۔ [۶]

حافظ ابن عبدالبر کہتے ہیں کہ عبداللہ بن نافع نے حضرت مالک سے مرفوعاً بھی اس کو روایت کیا ہے۔

طبرانی (محمد بن عبداللہ حضرمی، محمد بن احمد بن طریف، محمد بن کثیر، جابر جعفی، ابو جعفر محمد بن علی) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا جنت کی خوشبو ایک ہزار سال کی مسافت کی مقدار میں پائی جاتی ہے واللہ عزوجل (والدین کا) نافرمان اور قطع رحمی کرنے والا اس کو نہیں پائے گا۔ [۷]

صحیحین میں ہے کہ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ جنگ احد کے دن حضرت انس بن نضر رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرے جب ان کو شہید کر دیا گیا تھا تو زیادہ زخموں کی وجہ سے ان کو پہچان نہ سکے ان کی بہن صرف ان کی انگلیوں کے پوروں سے پہچان سکی ان کو پہچانا ان پر اسی زخم لگے تھے جن میں تلوار کی ضرب، نیزوں اور تیروں کے زخم تھے رضی اللہ عنہ اسی موقع پر حضرت سعد نے فرمایا کہ انس رضی اللہ عنہ نے جنت کی خوشبو پائی [۸] حالانکہ وہ زمین میں تھے اور خوشبو آسمانوں سے اوپر سے آ رہی کہا جاتا ہے کہ اس دن خوشبو مسلمانوں کے قریب آ گئی تھی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## جنت کی روشنی اس کا حسن اس کے صحن کی خوبی اور صبح و شام اس کا خوبصورت منظر ..... اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اور جب تو دیکھے وہاں تو دیکھے نعمت اور سلطنت بڑی۔ اوپر کی پوشاک ان کی کپڑے ہیں باریک ریشم کے سبز اور گاڑھے اور ان کو پہنائے جائیں گے کنگن چاندی کے اور پلائے ان کو ان کا رب شراب جو پاک کرے دل کو۔ (سورۃ الدھر ۲۰، ۲۱)

اور فرمایا:

سدا رہا کریں ان میں، خوب جگہ ہے ٹھہرنے کی اور خوب جگہ رہنے کی۔ (سورۃ الفرقان ۷۶)

اور فرمایا:

تجھ کو یہ ملا ہے کہ نہ بھوکا ہو اس میں اور نہ ننگا اور یہ کہ نہ پیاس کھینچے اس میں اور نہ دھوپ۔ (سورۃ طٰہٰ ۱۱۸، ۱۱۹)

اور فرمایا: نہیں دیکھتے وہاں دھوپ اور نہ ٹھٹھر۔ (سورۃ الدھر ۱۳)

ابن ابی الدنیا فرماتے ہیں (محمد بن سعید، حماد بن قتیل) ابو مسلم نے اپنے والد سے یہ کہتے سنا کہ مدینہ منورہ میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے ملے جب ان کی بینائی جا چکی تھی تو میں نے پوچھا اے ابن عباس جنت کی زمین کیسی ہے؟ فرمایا وہ چاندی کے سفید مرمر سے ہے گویا کہ وہ آئینہ

---

(۱) مسند احمد [illegible]۔ (۲) ابو داؤد [illegible]۔ (۳) ترمذی [illegible]۔ (۴) مصنف عبدالرزاق [illegible]۔ (۵) موطا امام مالک [illegible]

(۶) مسند [illegible] (۷) مسلم [illegible]، ترمذی ۳۲۰۰ (۸) مسند احمد [illegible]

ہے۔ پھر اس کی روشنی ظاہر ہو جائے گی جیسے سورج طلوع ہوتا ہے۔ [illegible]

ہم نے حدیث میں ذکر کیا جیسا کہ گزر چکا ہے کہ ابو سعید نے ابن صیاد سے جو جنت کی مٹی کے بارے میں سوال کیا اس میں بھی کہا کہ وہ سفید ہے خالص مشک کی۔ (مسلم حدیث ۲۹۲۸)

(احمد بن منصور، کثیر بن ہشام، جعفر بن برقان، حبیب بن شبیب، عطاء بن ابی رباح)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے جنت کو سفید پیدا فرمایا اور سفید رنگ اللہ کو سب سے زیادہ محبوب ہے تمہارے زندوں کو سفید پہننا چاہیے۔ اور مردوں کو اسی میں کفن دو۔

پھر آپ ﷺ نے بکریاں چرانے والوں کو جمع کرنے کا حکم فرمایا جمع کئے گئے فرمایا جن کے پاس کالی بکریاں ہوں وہ چاہے کہ اس میں سفید بکری ملا لے۔ اتنے میں ایک عورت آئی اور عرض کیا اے رسول اللہ میں نے کالی بکریاں پالی ہوئی ہیں ان کی افزائش نہیں ہوتی فرمایا ان کے ساتھ سفید بکری ملاؤ۔

(ابو بکر بزار، احمد بن فرج حمصی، عثمان بن سعید، محمد بن مہاجر انصاری، ضحاک معافری، سلیمان بن موسیٰ، کریب رحمہم اللہ تعالیٰ) حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا جنت کے لئے کوئی تیاری کرنے والا نہیں؟ کیونکہ جنت کی کوئی مثال نہیں ہے رب کعبہ کی قسم چمکتا نور ہے اور مہکتا ریحان، مضبوط محلات، جاری نہریں، پکے پھل، خوبصورت خوبرو بیویاں، بہت سے جوڑے، ہمیشہ رہنے کی جگہ میں بہت ہی چمکتا ہوا سلامتی والا گھر میں۔ میوے اور سبزی اور شادابی، خوشحالی و خوش عیشی پر رونق اور عیش ہو گئیں ایک بلند خوبصورت دلکش مقام (یہ سب کچھ جنت میں) ہے۔ صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم تیاری کرنے والے ہیں فرمایا کہو ان شاء اللہ لوگوں نے کہا ان شاء اللہ۔[1] بزار نے کہا ہمیں اس حدیث کا صرف یہی طریق معلوم ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا گیا ہے!

جنت کی سرزمین سفید ہے اس کا صحن کافوری چٹانوں کا بنا ہوا ہے۔ اس کو مشک نے احاطہ کیا ہوا ہے جیسے ریت کے ٹیلے۔ اس میں جاری نہریں ہیں۔ اہل جنت جمع ہوتے ہیں۔ ایک دوسرے کو پہچانتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ رحمت کی ہوا بھیجتے ہیں وہ مشک کی خوشبو کو پھیلاتی ہے۔ پھر آدمی اپنی بیوی کے پاس واپس آتا ہے کہ وہ حسن اور خوشبو میں اضافہ کر چکا ہوتا ہے بیوی کہتی ہے میاں! آپ جب گئے تھے آپ پر فریفتہ تھی اب تو مزید زیادہ فریفتہ ہوں۔[2]

## جنت کی چاہت کا حکم، اللہ کا اپنے بندوں کو اس کی ترغیب دینا اور ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کا حکم فرمانا

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اللہ دارالسلام (جنت) کی طرف بلاتا ہے۔ (یونس ۲۵)

اور فرمایا:

اور دوڑو اپنے رب کی بخشش اور اس جنت کی طرف جس کی چوڑائی آسمان اور زمین (کے برابر) ہے تیار کی گئی ہے متقین کے لئے۔ (آل عمران ۱۳۳)

سبقت کرو اپنے رب کی بخشش اور اس جنت کی طرف جس کی چوڑائی ایسی ہے جیسی زمین و آسمان کی چوڑائی تیار کی گئی ہے ان لوگوں کے لئے جو ایمان لائے اللہ اور اس کے رسولوں پر یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے عطا کرتا ہے اور اللہ بڑے فضل والے ہیں۔ (سورہ حدید ۲۱)

اور فرمایا:

اللہ تعالیٰ نے مومنوں سے ان کی جانوں اور ان کے اموال کو جنت کے بدلے خرید لیا ہے وہ اللہ کے راستے میں لڑتے ہیں۔ (توبہ ۱۱۱)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ فرشتے رسول اللہ ﷺ کے پاس تشریف لائے آپ سو رہے تھے۔ بعض نے کہا کہ آپ سو رہے ہیں اور بعض نے کہا آنکھ سوتی ہے اور دل بیدار ہے۔ (فرشتے) کہنے لگے آپ کے بارے میں فرمانے لگے کہ آپ کی مثال اس شخص کی سی ہے جس نے ایک گھر بنایا

---

[1] [illegible] ترمذی [illegible]

[2] [illegible]

اس میں دعوت کی اور بلانے والے کو بھیجا پس جس نے بلانے والے کی بات مان لی وہ گھر میں داخل ہو گیا اور دستر خوان میں سے کھا لیا۔

لوگوں نے اس کی تفسیر آنحضرت ﷺ کے لیے کی اور بعض نے کہا آپ سو رہے ہیں بعض نے کہا آنکھ سوتی ہے دل بیدار ہے۔ پس گھر جنت ہے بلانے والے محمد (ﷺ) ہیں جس نے آپ کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے آپ کی نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی۔ (۱)

اور ترمذی کے الفاظ یہ ہیں

ایک دن رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا میں نے خواب میں دیکھا جیسے جبرئیل میرے سر کی طرف ہیں اور میکائیل پاؤں کی طرف ہیں ان میں سے ایک اپنے ساتھی سے کہہ رہا ہے ان کی مثال بیان کرو اس نے کہا سنو آپ کے کان سنیں اور سمجھو آپ کا دل سمجھے آپ کی اور آپ کی امت کی مثال ایسی ہے جیسے کسی بادشاہ نے گھر بنایا اور اس میں (بڑے گھر میں) ایک مکان بنایا پھر دعوت کی پھر ایک ایلچی بھیجا جو لوگوں کو بادشاہ کی دعوت کی طرف بلاتا ہے بعض نے ایلچی کی بات مانی اور بعض نے نہ مانی۔ پس اللہ تعالیٰ بادشاہ ہیں اور دار اسلام گھر ہے اور جنت (گھر کے اندر کا) مکان ہے اور آپ اے محمد (ﷺ) ایلچی ہیں۔ جو آپ کی بات مانے گا اسلام میں داخل ہو گا اور جو اسلام میں داخل ہو گا وہ جنت میں داخل ہو گا اور جو جنت میں داخل ہو گا وہ جنت کے پھل کھائے گا۔ (۲)

ترمذی میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بھی ایسے روایت کیا گیا ہے جس کو ترمذی نے صحیح فرمایا ہے۔

در منثور میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایک آقا نے گھر بنایا اور دعوت کی اور ایک بلانے والے کو بھیجا۔ جس نے بلانے والے کی اطاعت کی گھر میں داخل ہوا اور دعوت کھائی اور آقا اس سے راضی ہوا خبردار آقا تو اللہ ہیں اور گھر اسلام ہے اور دعوت جنت ہے اور بلانے والا محمد (ﷺ) ہیں۔ (در منثور ۳/۳۰۵)

## جو آگ سے اللہ کی پناہ مانگے گا اللہ اس کو پناہ دیں گے اور جو جنت کا طلب گار ہو گا اللہ اس کو جنت میں داخل فرمائیں گے بشرطیکہ نیت صادق اور عمل صحیح ہو

مسند ابو یعلیٰ میں حضرت ابوہریرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب بھی کوئی بندہ آگ سے سات مرتبہ پناہ مانگتا ہے آگ کہتی ہے اے رب آپ کا فلاں بندہ مجھ سے پناہ مانگ رہا ہے اس کو پناہ دیجئے اور جب بھی کوئی بندہ سات مرتبہ جنت کا سوال کرتا ہے جنت کہتی ہے اے رب آپ کے فلاں بندے نے مجھے مانگا ہے اس کو مجھ میں داخل کر دیجئے۔ (۳)

ترمذی اور نسائی میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو کوئی جنت کو تین مرتبہ مانگتا ہے جنت کہتی ہے اے اللہ اسے جنت میں داخل فرما اور جو آگ سے تین مرتبہ اللہ کی پناہ مانگتا ہے تو آگ کہتی ہے اے اللہ اس کو آگ سے پناہ دے۔ (۴)

## جنت اور دوزخ ایسے شفاعت کرنے والے ہیں جن کی شفاعت قبول کی گئی ہے ...... حسن بن سفیان فرماتے ہیں

([illegible]) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کا ارشاد نقل فرماتے ہیں کہ جنت کا سوال کثرت سے کیا کرو اور دوزخ سے کثرت سے پناہ مانگا کرو کیونکہ یہ دونوں شفاعت کرنے والے ہیں ان کی شفاعت قبول کی گئی ہے اور جب بندہ کثرت سے جنت کا سوال کرتا ہے جنت کہتی ہے اے رب آپ کے اس بندے نے مجھے مانگا ہے اسے مجھ میں داخل فرما اور آگ کہتی ہے اے رب آپ کے اس بندے نے مجھ سے آپ کی پناہ مانگی ہے اس کو پناہ دے۔

---

(۱) بخاری ۷۲۸۱۔ (۲) ترمذی ۲۸۶۰ [illegible]

(۳) [illegible] ۶۱۹۲۔ (۴) ترمذی ۲۵۷۲ نسائی ۵۵۲۱

اپنی طاقت بھر جنت کی طلب کرو اور اپنی طاقت بھر دوزخ سے بھاگو۔ ۔۔۔ ابوبکر شافعی فرماتے ہیں کہ کلیب بن حرب نے فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ میں نے جنت کی طرح کوئی چیز نہیں دیکھی کہ اس کا طالب سو رہا ہو اور دوزخ سے بھاگنے والا سو رہا ہو، آگاہ رہو! بلاشبہ جنت کا ایک ہے کہ اس کا غضب کرنے والا [illegible] ہے کہ اس سے ہو گئے بلا کسی [illegible] آج آخرت کو ناگواریوں نے اور دنیا کو شہوات نے گھیرا ہوا ہے شہوات پر [illegible] آخرت سے غافل ہوجاتے۔ [۱]

**جنت کو ناگواریوں نے گھیرا ہے اور دوزخ کو شہوات نے گھیرا ہے** ۔۔۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ حضرت ﷺ سے ارشاد نقل فرماتے ہیں کہ جنت کو ناگواریوں اور دوزخ کو شہوات نے گھیرا ہے۔ [۲]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا جنت کو ناگواریوں اور دوزخ کو شہوات نے گھیرا ہے۔ [۳]

اس طرح کی امام ترمذی نے روایت کیا جو حسن ہے کیونکہ اس کے شواہد موجود ہیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ نے جنت کو پیدا فرمایا تو حضرت جبرئیل کو بھیجا اور فرمایا اس کو دیکھو اور دیکھو جو میں نے اہل جنت کے لیے تیار کیا ہے۔ پس وہ آئے جنت اور اہل جنت کے لیے تیار کی گئی نعمتوں کو دیکھا اور کہا تیری عزت کی قسم جو بھی جنت کے بارے میں سنے گا اس میں داخل ہوگا پھر فرمایا تو جنت کو ناگواریوں میں چھپایا گیا پھر اس کو کہا گیا دیکھو تو اے جبرئیل جب گئے اور دیکھا کہ جنت ناگواریوں میں چھپا دیا گیا ہے تو واپس ہوکر کہا آپ کی عزت کی قسم مجھے تو ڈر ہے کہ کوئی بھی اس کی ناگواریوں سے نجات نہیں پائے گا۔ [۴]

اس طرح مسلم نے روایت کیا ہے اور صحیح ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ [illegible] آپ کی مجلس کرتے [illegible] چیزیں [illegible] جنت میں جاتا ہے اور [illegible] اچھا اخلاق۔

یعنی دوزخ کو شہوات سے ملا دیا گیا ہے اور اس کے بعد تکلیف دہ چیزیں اور مصیبتیں ہیں اور جنت کا معاملہ اس سے الٹ ہے اور اس کے ساتھ خوشی اور لذت کی چیزیں ہیں جن کو نہ آنکھ نے دیکھا نہ کان نے سنا اور نہ کسی انسان کے دل پر اس کا خیال گزرا جیسا کہ ہم اس کے بارے میں آیات و احادیث ذکر کر چکے ہیں۔

جیسا کہ بعض حضرات نے ان ہی الفاظ میں ایک شعر ہے کہ [illegible]

بعض شعراء فرماتے ہیں

پس جو لوگ یہاں بلند مرتبے کے مالک ہیں وہ جنت میں بھی ہوں گے اور [illegible] ہوں گے۔ (ترجمہ شعر)

[illegible] سے نقل کرتے ہیں کہ جس [illegible] آخرت [illegible] سے [illegible] ہے۔

**اللہ کی جنت میں حوروں کا گیت** ۔۔۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ جنت میں حور عین کے لئے جمع ہونے کی ایک جگہ ہے وہ اپنی آوازوں سے گیت گاتی ہیں کہ ایسی آواز کبھی مخلوق نے نہیں سنی ہوگی وہ کہتی ہیں ہم ہمیشہ رہنے والیاں ہیں کبھی ختم نہ ہوں گی ہم نرم و نازک ہیں کبھی سخت نہیں ہوں گی ہم راضی رہنے والیاں ہیں کبھی ناراض نہ ہوں گی خوشخبری ہے اس کے لئے جو ہمارا ہوا اور ہم اس کی ہیں۔ [۶]

اس باب میں ابوہریرہ، ابوسعید اور انس رضی اللہ عنہم سے بھی روایات منقول ہیں۔ نیز عبداللہ بن ابی اوفیٰ، ابن عمر اور ابوامامہ الباہلی رضی اللہ عنہم سے بھی منقول ہیں۔

چنانچہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ جنت میں ایک نہر ہے جس کی لمبائی جنت جتنی ہے اس کے دونوں کناروں پر دوشیزائیں

---

(۱) الطبرانی ۱۰۰۱۔ (۲) مسلم [illegible]۔ (۳) مسند احمد [illegible] (۴) مسند احمد [illegible]

(۵) مسند احمد [illegible]۔ (۶) ترمذی [illegible]

کھڑا ہوں یا ایک دوسرے کے آمنے سامنے کھڑی رہتی ہیں ایسی آواز سے گاتی ہیں جس کو تمام مخلوق سنتے ہیں۔ ان کے خیال میں جنت میں اس جیسی کوئی لذت نہ ہوگی۔ راوی کہتے ہیں میں نے پوچھا اے ابوہریرہ وہ کیا گاتی ہوں گی۔ فرمایا وہ اللہ کی تسبیح بزرگی اور پاکیزگی کے گیت گائیں گی۔ ان شاء اللہ۔ (۱)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ جنت میں ایک درخت ہے جس کی جڑیں سونے کی اور شاخیں زبرجد اور لولوء کی ہیں اس پر ہوا چلتی ہے تو اس کے پتے بجنے لگتے ہیں۔ سامعین نے اس سے زیادہ لذت والی چیز کبھی نہ سنی ہوگی۔ (۲) اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت میں گزرا ہے کہ ہوا اس کو حرکت دے گی تو دنیا میں موسیقی کی جتنی قسمیں تھیں ان سب کی آوازیں اس میں آئیں گی۔

اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جنت میں حورعین گاتی ہیں اور کہتی ہیں کہ ہم خوبرو حوریں ہیں ہمیں شریف خاوندوں کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ (۳)

حضرت ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہر آدمی کی شادی چار ہزار کنواریوں سے اور آٹھ ہزار بے خاوند عورتوں (چاہے ان کے خاوند مر گئے ہوں یا جنہوں نے شادی ہی نہ کی ہو) اور سو حوروں سے ہوگی ہر سات دنوں میں ایک مرتبہ وہ جمع ہوتی ہیں اور ایسی خوبصورت آوازوں سے گاتی ہیں کہ ایسی آوازیں مخلوق نے کبھی نہ سنی ہوں گی (کہتی ہیں) ہم سدا رہنے والیاں ہیں فنا ہونے والیاں نہیں نرم ہیں سخت نہیں راضی رہنے والیاں ہیں ناخوش ہونے والیاں نہیں اور مقیم ہیں یہاں سے جانے والیاں نہیں خوشخبری اس کے لئے جس کی ہم ہیں اور جو ہمارا ہے۔ (۴)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ اہل جنت کی بیویاں ان کے سامنے گاتی ہیں ہم ہمیشہ رہنے والیاں ہیں کبھی نہیں مریں گی ہم مامون ہیں کوئی خوف نہیں ٹھہری ہیں جاتی نہیں۔ (۵)

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ آنحضرت ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ جو بھی بندہ جنت میں جاتا ہے تو دو حورعین اس کے سر اور پاؤں کی طرف سے آتی ہیں اور خوبصورت آواز سے گاتی ہیں جس کو تمام انس و جن سنتے ہیں اور ان کا یہ گانا مزامیر شیطان نہیں۔ (۶)

ابن وہب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے سعید بن ابوایوب رحمۃ اللہ علیہ نے بتایا کہ ایک قریشی آدمی نے ابن شہاب سے پوچھا کیا جنت میں گانا ہوگا کیونکہ مجھے گانا پسند ہے فرمایا ہاں خدا کی قسم جنت میں ایک درخت ہے جس کو لولو اور زبرجد نے اٹھایا ہے۔ اس کے نیچے دوشیزہ لڑکیاں ہوتی ہیں جو قرآن کو حسن صوت سے پڑھتی ہیں۔ اور کہتی ہیں ہم نرم ہیں سخت نہیں ہوں گی ہم سدا زندہ ہیں ہم کو موت نہیں۔ جب درخت اسے سنتا ہے تو اس کے بعض حصے بعض سے بجنے لگتے ہیں۔ یہ لڑکیاں اس بجنے کی آواز کو پسند کریں گی پھر یہ معلوم نہ ہوگا کہ لڑکیوں کی آواز اچھی ہے یا درخت کی۔

ابن وہب فرماتے ہیں کہ ہمیں لیث نے خالد بن یزید سے روایت کر کے بتایا کہ لڑکیاں اپنے خاوندوں کو گانا سنائیں گی اور کہیں گی ہم اچھی اور خوبصورت ہیں۔ شریف نوجوانوں کی بیویاں ہیں۔ ہم سدا رہنے والیاں ہیں ہم نہیں مریں گی ہم سلامتی والیاں ہیں سخت نہیں راضی ہیں ناخوش نہیں ہوں گی مقیم ہیں جائیں گی نہیں ان میں سے ایک کے سینہ میں لکھا ہوا ہوگا آپ میرے محبوب ہیں اور میں آپ کی محبوبہ میری آنکھوں نے آپ جیسا نہیں دیکھا۔

ابن مبارک کہتے ہیں مجھے اوزاعی نے یحییٰ بن ابی کثیر سے روایت کر کے بتایا کہ حورعین جنت کے دروازوں کے ساتھ اپنے شوہروں کو ملتی ہیں تو کہتی ہیں کہ ہم نے آپ کا بہت انتظار کیا ہم راضی ہیں ناخوش نہیں ہوں گی اور مقیم ہیں جائیں گی نہیں سدا رہنے والیاں ہیں مریں گی نہیں۔ خوبصورت آوازوں کے ساتھ گائیں گی۔ ہر ایک اپنے شوہر سے کہے گی کہ آپ میرے محبوب آپ کے علاوہ کسی کا ارادہ نہیں اور آپ کو چھوڑ کر کہیں جانا نہیں۔

(ابن ابی الدنیا، ابراہیم بن سعید، علی بن عاصم، سعید بن ابی سعید)

فرمایا کہ جنت میں سونے کے محلات ہوں گے جس کو لولو اٹھائے ہوئے ہوں گے جب اہل جنت کوئی آواز سننا چاہیں گے تو اللہ تعالیٰ ان محلات پر ہوا کو بھیجیں گے پس وہ ہر آواز لائے گی جو انہیں پسند ہو۔

حماد بن سلمہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں (ثابت بنانی، حجاج بن اسود، شہر بن حوشب) کہ اللہ تعالیٰ ملائکہ سے فرماتے ہیں میرے بندے دنیا میں خوبصورت آواز کو پسند کرتے تھے لیکن میری وجہ سے اس کو چھوڑتے تھے۔ پس میرے بندوں کو سناؤ پس وہ تہلیل، تسبیح اور تکبیر کی ایسی خوبصورت آواز ۔۔۔

---

(۱) اتحاف ۱۰/۵۴۹ (۲) الترغیب والترہیب ۴/۵۳۳ (۳) کنزالعمال ۳۹۳۲۰ والمطالب العالیۃ ۴۶۸۲

(۴) اتحاف ۱۰/۵۴۹ الدرمنثور ۱/۳۸ (۵) المجمع ۱۰/۴۱۷ (۶) کنزالعمال ۳۹۲۲۷

پڑھیں گے کہ ایسی آواز کبھی نہ سنی گئی ہوگی۔

ابن ابی الدنیا فرماتے ہیں (داؤد بن عمرو، عبداللہ بن مبارک، مالک بن انس، محمد بن منکدر)

جب قیامت کا دن ہوگا تو ایک پکارنے والا پکارے گا کہاں ہیں وہ لوگ جو اپنے آپ کو لہو و لعب کی مجلسوں اور شیطانی موسیقی سے بچاتے تھے انہیں مشک کے باغات میں ٹھہرا دو پھر ملائکہ کو حکم ہوگا ان کو میری حمد و ثنا سناؤ۔ (۱)

ابن ابی الدنیا فرماتے ہیں (ابراہیم بن الفضل [illegible]) مجھے معلوم ہوا ہے کہ اللہ کی مخلوق میں اسرافیل سے زیادہ خوبصورت آواز والا کوئی بھی اللہ کی مخلوق نہیں جب وہ قرأت شروع کریں گے تو ساتوں آسمان میں موجود ہر فرشتے کی نماز کو توڑ دے گا جب تک وہ چاہیں اسی حالت میں رہیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ فرمائیں گے میری عزت کی قسم اگر بندے میرے جلال سے واقف ہوتے تو میرے غیر کی ہرگز عبادت نہ کرتے۔

ذلک بما یعملون لہ لزلفی وحسن ماٰب کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔ جب قیامت کا دن ہوگا تو ایک اونچے منبر کا حکم دیا جائے گا وہ جنت میں رکھا جائے گا پھر آواز دی جائے گی اے داؤد اس آواز سے میری پاکی بیان کیجئے جس سے آپ دنیا میں میری پاکی بیان کیا کرتے تھے پھر حضرت داؤد علیہ السلام کی آواز بلند ہوگی جو تمام اہل جنت کو شامل ہوگی۔ یہی اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے وان لہ لزلفی وحسن ماٰب یعنی ان کے لئے ہمارے ہاں قرب اور اچھا ٹھکانہ۔ [illegible]

جنت میں اللہ کے حضور جنتیوں کے لئے مجلس جس میں مجلس کی ایسی جگہیں ہیں جو بلند ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ ان سے ہم کلام ہوتے ہیں اور وہ اللہ کو دیکھتے ہیں اور جب وہ اللہ کے قریب ہوتے ہیں تو سلام کرتے ہیں کیونکہ اللہ نے "سلام قولا من رب رحیم" کے تحت بیان کیا ہے اس میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی ایک حدیث گزر چکی ہے جس کو ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جمعہ کے روز اللہ کے حضور حاضری دیتے ہیں اللہ تعالیٰ قرآن [illegible] جاتے ہیں اور ہر آدمی اس کے بیٹھنے کے لئے مخصوص ہوگا۔ موتیوں کے منبروں یاقوت زبرجد سونا اور چاندی کے منبروں پر (حسب مراتب) بیٹھے ہوں گے۔ کسی چیز سے ان کی آنکھیں اتنی ٹھنڈک نہیں [illegible] (کلام اللہ [illegible]) [illegible] انہوں نے کبھی اس سے اچھی چیز نہ سنی ہوگی پھر وہ اپنی مجلسوں کی طرف لوٹ جاتے ہیں اور اسی طرح [illegible] اگلی جمعہ تک ان کی آنکھیں اسی طرح ٹھنڈی ہوں گی۔ (۲)

ولید بن مسلم [illegible] ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعا روایت کرتے ہیں کہ اہل جنت [illegible] ایک دوسرے کی زیارت کے لئے [illegible] جس طرح تم میں سے کوئی اپنے دوست کی زیارت کے لئے [illegible] اسی طرح اہل جنت کی صبح و شام ہوگی [illegible] ان کے لئے وقت [illegible] اللہ کے حضور حاضری دی جاتی ہے۔

جنت کے گھوڑے ...... ترمذی میں ہے کہ حضرت سلیمان بن بریدہ اپنے والد بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کیا جنت میں گھوڑے ہوں گے؟ فرمایا ہاں، جب اللہ تعالیٰ آپ کو جنت میں داخل کر دیں گے تو آپ جب گھوڑے پر سواری کرنا چاہیں گے آپ کو سرخ یاقوت کے ایک گھوڑے پر سوار کیا جائے گا وہ آپ کو اڑا کر لے جائے گا جہاں آپ چاہیں گے۔

فرمایا ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا مجھے گھوڑے پسند ہیں کیا جنت میں گھوڑے ہوں گے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے جنت میں [illegible] یاقوت کے [illegible] گھوڑے ہیں اہل جنت ان پر سوار ہو کر جہاں چاہیں گے ایک [illegible] سے [illegible] کی زیارت کریں گے۔ (۳)

حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک اعرابی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور کہا کہ یا رسول اللہ! مجھے گھوڑے پسند ہیں کیا جنت میں گھوڑے ہوں گے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب آپ کو جنت میں داخل کیا جائے گا تو آپ کے سامنے یاقوت کا ایک گھوڑا لایا جائے گا جس کے دو پر ہوں گے آپ کو اس پر سوار کیا جائے گا پھر آپ جہاں چاہیں گے وہ آپ کو لے اڑے گا۔ (۴)

---

(۱) [illegible] ۲۳۹ (۲) [illegible] ۲۱۹ (۳) ترمذی ۲۵۴۴ (۴) ترمذی ۲۵۴۳

ترمذی نے اس کی سند کو ضعیف قرار دیا کیونکہ کئی علماء نے اس کو ضعیف کہا ہے۔ اور بخاری نے اس کو منکر کہا ہے۔

قرطبی فرماتے ہیں کہ حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اہل جنت میں سب سے کم درجہ کا وہ شخص ہوگا جو سواری کرے گا اور اس کے ساتھ دس لاکھ خوبرو ہمیشہ رہنے والے لڑکے خادم ہوں گے اس کی سواری سرخ یاقوت کا گھوڑا ہوگا جس کے پر سونے کے ہوں گے پھر آپ نے اس آیت کی تلاوت کی واذا رایت ثم ---- الآیۃ (ترجمہ) ---- جب آپ وہاں دیکھیں تو دیکھیں نعمتیں اور سلطنت بڑی۔

مصنف رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں عبدالرحمان بن زید اور حسن کے درمیان انقطاع ہے اور عبدالرحمان ضعیف بھی ہیں نیز حدیث مرسل ہے۔(۱)

حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ اہل جنت سفید اونٹوں پر سواری کریں گے گویا کہ وہ یاقوت ہے جنت میں گھوڑوں اور اونٹوں کے سوا جانور نہیں۔ (مجمع الزوائد ۱۰/۴۱۹ کنزالعمال ۳۵۴۴۳)

عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ عوام سے وہ قتادہ رحمۃ اللہ علیہ سے اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جنت میں عمدہ گھوڑے اور بہترین اونٹ ہیں اہل جنت اس پر سواری کریں گے۔

یہ الفاظ حصر پر دلالت نہیں کرتے جیسا کہ حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے نیز وہ اس حدیث کے بھی معارض ہے جس کو ابن ماجہ نے اپنی سنن میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بکری جنتی جانوروں میں سے ہے۔(۲) اور یہ منکر ہے اور مسند بزار میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ بکریوں سے بھلائی کرو اور تکلیف کو اس سے دور کرو کیونکہ وہ جنتی جانوروں میں سے ہے۔(۳)

حضرت جابر بن عبداللہ حضور ﷺ کا ارشاد نقل فرماتے ہیں کہ جب اہل جنت جنت میں پہنچ جائیں گے تو ان کے پاس سرخ یاقوت کے گھوڑے آئیں گے جس کے پر ہوں گے وہ پیشاب اور لید وغیرہ نہیں کرتے۔ یہ سوار ہو جائیں گے وہ ان کو جنت میں لے اڑیں گے پس اللہ تعالیٰ جلوہ افروز ہوتے ہیں جب وہ دیدار کرتے ہیں تو سجدہ میں گر جاتے ہیں ارشاد ہوتا ہے سر اٹھاؤ یہ عمل والا دن نہیں یہ نعمتوں اور عزت کا دن ہے وہ سر اٹھاتے ہیں اللہ تعالیٰ ان پر خوشبوؤں کی بارش نازل فرماتے ہیں۔ پھر یہ سواریاں ان کو مشک کے ٹیلوں کی طرف لے جائیں گی اللہ تعالیٰ ان ٹیلوں پر ہوا بھیجیں گے۔ وہ مشک کو پھیلائے گی ان کے اوپر، تو وہ اس حالت میں گھروں کو واپس لوٹیں گے کہ ان کے بال مشک آلود وہ بکھرے ہوئے ہوں گے۔(۴)

حضرت علی رضی اللہ عنہ ارشاد اقدس نقل کرتے ہیں کہ جنت میں ایک درخت ہے جس کے اوپر اور نیچے سے سونے کے گھوڑے نکلتے ہیں جس کے زین اور لگام موتیوں اور یاقوت کے ہوں گے وہ بول و براز نہیں کرتے۔ اس کے پر ہیں۔ وہ منتہائے نظر پر قدم رکھتے ہیں۔ اہل جنت اس پر سواری کرتے ہیں وہ اس کو اڑائے جاتے ہیں جہاں وہ چاہتے ہیں نچلے درجے والے (جنتی) کہتے ہیں آپ کے بندے اس مرتبے کو کیسے پہنچے؟ ارشاد ہوتا ہے وہ رات کو نماز پڑھتے تھے تم سوتے تھے وہ روزہ رکھتے تھے تم کھاتے تھے وہ خرچ کرتے تھے تم بخل کرتے تھے وہ لڑتے تھے تم ڈرتے تھے۔(۵)

## اہل جنت کا ایک جگہ جمع ہونا۔ ایک دوسرے کی زیارت کرنا اور اچھے و برے اعمال کا تذکرہ کرنا

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں!

اور متوجہ ہوئے ایک دوسرے کی طرف پوچھتے ہوئے کہا ہم اس سے پہلے ڈرتے رہتے تھے اپنے اہل میں اللہ تعالیٰ نے احسان فرمایا ہمارے اوپر اور ہمیں لو کے عذاب سے بچایا، ہم اس سے پہلے اس کو پکارتے تھے بے شک وہی نیک سلوک والا مہربان ہے۔ (طور ۲۵۔۲۸)

حضرت انس رضی اللہ عنہ ارشاد نبوی نقل فرماتے ہیں جب اہل جنت جنت میں چلے جائیں گے اور بھائی (اور دوست واحباب) ایک دوسرے (کی ملاقات) کے مشتاق ہو جائیں گے تو اس کا تخت اس کے تخت کے پاس چلا جائے گا۔ یہاں تک کہ وہ ایک جگہ میں مل جائیں گے ان میں سے

---

(۱) اتحاف ۱۰/۵۵۱، در منثور ۶/۱۵۱

(۲) ابن ماجہ ۲۳۰۶

(۳) مجمع الزوائد ۴/۶۶، کنزالعمال ۳۵۴۴۳۔

(۴) الترغیب ۴/۵۰۹

(۵) اتحاف ۱۰/۵۳۲۔

ایک دوسرے سے کہے گا کیا آپ جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں کب بخشا؟ اسی کا ساتھی کہے گا کہ ہم فلاں جگہ میں تھے اور اللہ کو پکارا پس اللہ تعالیٰ نے مغفرت فرمادی۔ (۱)

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں!

اور ایک دوسرے سے پوچھنے لگے آپس میں متوجہ ہوکر ان میں سے ایک کہنے والے نے کہا کہ میرا ایک ساتھی تھا وہ کہا کرتا تھا کہ بھلا آپ ایسی باتوں کا یقین کرتے ہیں بھلا جب ہم مرجائیں گے اور خاک اور ہڈیاں ہوجائیں گے تو پھر بھی ہمیں جزا ملے گی (اس کہنے والے نے اپنے ساتھیوں سے) کہا کہ کیا تم جھانک کر دیکھنا چاہتے ہو؟ (کہ وہ کس حال میں ہے) پھر وہ دیکھے گا تو اس کو جہنم کے بیچ میں دیکھے گا کہے گا خدا کی قسم تو تو مجھے ہلاکت میں ڈالنے والا تھا اگر میرے رب کا فضل نہ ہوتا تو میں (گناہ کی پاداش میں قید ہوکر سزا کے لئے) حاضر کئے جانے والوں میں سے ہوتا، بھلا ایسا نہیں ہے کہ ہمیں نہیں مرنا سوائے پہلی بار دنیا میں مرنے کے اور (یہ کہ) ہمیں عذاب نہیں دیا جائے گا بلاشبہ یہ بڑی کامیابی ہے اس جیسی کامیابی کے لئے جدوجہد کرنے والوں کو جدوجہد کرنی چاہئے۔ (سورۃ الصافات ۵۰۔ ۶۱)

یہ کامیابی جن وانس کو شامل ہے۔ یہ کہے گا کہ میرا ساتھی کفر کے دعوے ذاتی تھا اور آخرت کے معاملے کو ناممکن بتاتا تھا۔ اللہ کی رحمت سے میں اسلام پا گیا پھر اپنے ساتھیوں کو حکم دے گا کہ وہ آگ میں دیکھیں پھر اس کو دوزخ میں پڑا پائیں گے کہ عذاب ہو رہا ہے اس کو اپنی نجات پر وہ اللہ کی تعریف کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں (وہ جنتی کہے گا اپنے دوزخی ساتھی سے) خدا کی قسم قریب تھا کہ تو مجھے ہلاک کرتا اگر اللہ کا فضل نہ ہوتا تو میں حاضر کئے جانے والوں میں سے ہوتا۔

پھر اللہ تعالیٰ کی نعمت کو یاد کرکے وہ اللہ کا شکر ادا کرتا ہے۔ اور کہا کیا اب ہمیں پہلی بار مرنے کے سوا مرنا نہیں اور ہمیں کوئی عذاب نہیں دیا جائے گا۔ یعنی جنت میں داخل ہوکر اب ہم مرنے اور عذاب سے نجات پا گئے ہیں بلاشبہ یہ بڑی کامیابی ہے۔

اور ایسی کامیابی کے لئے محنت کرنے والوں کو محنت کرنی چاہئے۔ ہوسکتا ہے یہ اس جنتی کا کلام ہو اور ہوسکتا ہے اللہ تعالیٰ کا ہو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ایک اور جگہ فرمایا ہے "اور اس میں آگے بڑھنے والوں کو بڑھنا چاہئے۔ (سورۃ المطففین ۲۶)

اس کی بہت سی مثالیں ہیں جن کو ہم نے تفسیر میں ذکر کردیا ہے۔

بخاری کے شروع کتاب الایمان میں حضرت حارثہ بن سراقہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے جب اس سے رسول اللہ ﷺ نے پوچھا آپ نے کس حال میں صبح کی۔ جواب دیا اللہ پر حق ایمان کے ساتھ۔ پوچھا آپ کے ایمان کی حقیقت کیا ہے؟ کہا میں نے اپنے آپ کو دنیا سے ہٹالیا، راتوں کو جاگا اور دن کو پیاسا رہا (روزہ رکھا) اور ایسا معلوم ہوتا ہے گویا میں اپنے رب کے عرش کو دیکھ رہا ہوں اور اہل جنت کو کہ ایک دوسرے کی زیارت کرتے ہیں اور اہل جہنم کو (دیکھ رہا ہوں) کہ ان کو عذاب ہو رہا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ ایک بندہ ہے جس کے دل کو اللہ پاک نے منور فرمایا ہے۔ (۲)

سلیمان بن مغیرہ حمید بن ہلال سے نقل کرتے ہیں کہ جنت میں اوپر درجے والا نچلے درجے والے کی زیارت کرے گا اور نچلے درجے والا اوپر والے کی زیارت نہ کرسکے گا۔ اس کے دو معنی ہوسکتے ہیں۔

(۱) ــــ نچلے درجے والا اوپر کو جانہ سکے گا وہ اس کا اہل نہیں۔

(۲) ــــ وہ اس لئے اوپر نہ جائیں گے تاکہ وہ غمگین نہ ہوں ان نعمتوں کو دیکھ کر جو ان کو حاصل نہیں ہیں۔ اور (قاعدہ یہ ہے کہ جنت میں غم نہیں۔ ایک حدیث مرفوع میں بھی اسی طرح کا مضمون آیا ہے اور اس میں کچھ زیادتی بھی ہے چنانچہ طبرانی میں ابوامامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کیا جنتی باہم ملاقات کریں گے؟ فرمایا اونچے درجے والے نچلے درجے والوں کی زیارت کریں گے اور نچلے درجوں والے اونچے درجے والوں کی زیارت نہ کریں گے سوائے ان لوگوں کے جو ایک دوسرے سے اللہ کے لئے محبت کرتے تھے وہ جنت میں جہاں چاہیں گے

---

(۱) مجمع الزوائد ۵۳۳/۱۰

(۲) مجمع الزوائد ۵۷/۱، الاصابہ ۲۹۵/۲

اونٹوں پر سوار ہو کر چلا کریں گے۔ (۱)

شفی بن ماتع رسول کریم ﷺ سے نقل فرماتے ہیں کہ جنت کی نعمتوں میں یہ بھی ہے کہ وہ سوار ہوں اور عمدہ اونٹوں پر ایک دوسرے کی ملاقات میں کرتے ہیں اور جنت میں ان کے سامنے زین لگے ہوئے لگام شدہ گھوڑے لائے جائیں گے جو بول و براز سے پاک۔ وہ اس پر سواری کریں گے اور جہاں اللہ چاہیں گے پہنچ جائیں گے پھر بادل جیسی کوئی چیز آئے گی اس میں وہ کچھ ہوگا جس کو آنکھوں نے دیکھا اور نہ کانوں نے سنا ہیں وہ کہیں گے ہمارے اوپر برس، وہ برستی یہاں تک کہ ختم ہو پھر اللہ تعالیٰ ایسی ہوا بھیجتے ہیں جو تکلیف نہیں دیتی وہ مشک کے ٹیلوں کو ان کے دائیں بائیں بکھیرتی ہے۔ یہ مشک ان کے گھوڑوں کے ماتھوں سروں اور جوڑوں میں پایا جاتا ہے اور ان میں سے ہر آدمی جو چاہے گا وہ اس کو بلا مشقت لے گا مشک ان سے اور ان کے گھوڑوں سے مس ہو جائے گا اور اس کے علاوہ کپڑوں وغیرہ کو لگے گا پھر واپس جائیں گے یہاں تک کہ وہاں پہنچیں گے جہاں اللہ کی مشیت ہوگی۔ عورتیں ان میں سے بعض کو پکاریں گی اے اللہ کے بندے کیا آپ کو ہماری حاجت نہیں؟ وہ کہے گا تو کون ہے؟ کہے گی تمہاری بیوی اور محبوب، وہ کہے گا مجھے آپ کی جگہ معلوم نہیں تھی وہ کہے گی کیا تجھے اللہ تعالیٰ کا فرمان معلوم نہیں؟

پس کسی نفس کو معلوم نہیں جو تیار کی گئی ہے ان کے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک یہ بدلا ہے ان اعمال کا جو وہ کرتے تھے۔ (۲) (سورۃ السجدہ: ۱۷)

وہ کہے گا کیوں نہیں میرے رب کی قسم تو شاید وہ اس وقت کے بعد مشغول ہو نہ التفات کرے گا اور نہ واپس ہوگا۔ اس کو اس قوت سے وہ نعمتیں اور عزتیں جس میں وہ ہے مشغول نہیں کرتیں۔

اور یہ حدیث مرسل ہے اور بہت غریب ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اہل جنت عمدہ سفید اونٹوں پر سوار ہو کر ایک دوسرے کی زیارت کریں گے ان اونٹوں کے اوپر سونے کے کجاوے ہوں گے ان کی ناک کی جڑوں پر مشک کا غبار ہوگا ان میں سے ایک کی لگام دنیا و مافیہا سے بہتر ہے۔ (۳)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں پوچھا اور صور پھونکا جائے گا تو بیہوش ہو جائیں گے جو آسمان میں ہیں اور جو زمین میں ہیں مگر جسے اللہ چاہے۔ (الزمر: ۶۸)

جواب دیا کہ وہ شہداء ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے عرش کے اردگرد سے اس حال میں انہیں اٹھائے گا کہ وہ اپنی تلواریں لٹکائے ہوئے ہوں گے۔ ملائکہ ان کے سامنے محشر سے سفید یاقوت کی اونٹنیاں لائیں گے سونے کے کجاووں کے ساتھ۔ اس کے لگام باریک اور دبیز (دونوں قسم کے) ریشم ہوں گے اور اس کے گدے ریشم کے ہوں گے اس کا قدم وہاں ہوگا جہاں تک نظر پہنچتی ہے۔ وہ جنت میں اپنے گھوڑوں پر چلتے ہیں اور تفریح کرتے ہیں وہ کہتے ہیں ہمیں لے جاؤ تاکہ ہم دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے خلائق کے درمیان کیسے فیصلے فرماتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ ان (شہداء) پر ہنستے ہیں اور جس پر اللہ ہنسے اس سے حساب نہیں ہوگا۔ (۴)

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد مبارک ہے۔

بلاشبہ جنت میں ایک درخت ہے جس کا نام طوبیٰ ہے۔ اگر کوئی سوار عمدہ گھوڑے پر سفر کرے تو سو سال تک اس کے سایہ میں چلے اس کا ورق زمرد ہے اور اس کے پھول زرد کپڑے ہیں اور اس کی ٹہنیاں باریک اور دبیز ریشم ہیں اس کا پھل زیورات ہیں اور اس کا گوند زنجبیل اور شہد ہے۔ اور اس کی کنکریاں سرخ یاقوت اور سبز زمرد ہے اور مٹی اس کی مشک ہے اور اس کا گھاس بیان زعفران ہے جس کی خوشبو بغیر جلائے بھڑکتی ہے اور اس کا سایہ اہل جنت کی ایک مجلس ہے جس کو وہ پسند کرتے ہیں اور سب اس میں آپس میں باتیں کرتے ہیں۔ پس ان لوگوں کے درمیان ملائکہ یاقوت کی اونٹنی جس میں روح ڈال دی گئی ہوگی لائیں گے جس کے لگام سونے کی زنجیریں ہوں گی اس کے چہرے چراغوں جیسے ہوں گے اس کے اوپر کجاوے ہوں گے جس کے تختے زبرجد یاقوت کے ہوں گے اور لؤلؤ و مرجان اس میں جڑے ہوں گے اس کا اندرونی حصہ ریشم کا ہوگا جس پر سرخی اور عبقری اور ارجوان (ایک پھول کا نام) چڑھے ہوں گے تو وہ ان اونٹنیوں کو بٹھائیں گے اور ان سے کہیں گے کہ تمہارا رب تمہیں سلام کہتا ہے اور تمہیں زیارت کے لئے طلب کرتا ہے تاکہ وہ تمہیں دیکھے اور تم ان کو دیکھو تم ان کو سلام کرو اور وہ تم کو اور تم ان سے بات کرو اور وہ تمہیں اپنے وسیع فضل سے مزید عطا کرے

---

(۱) مجمع الزوائد ۱۰/۴۱۳۔ (۲) الترغیب والترہیب ۴/۵۶۱۔ (۳) مسند امام احمد ۲/۴۴۵۔ (۴) المطالب العالیہ ۴/۴۳۱ و الترغیب والترہیب ۴/۳۸۱

وہ وسیع رحمت اور بڑے فضل والا ہے۔

پھر ہر کوئی اپنی سواری کی طرف جائے گا اور وہ ایک معتدل صف بنا کر جائیں گے کوئی کسی سے آگے نہیں گزرے گا۔ سواری کا کان سواری کے کان سے اور سواری کا گھٹنا سواری کے گھٹنے سے جدا نہیں ہوگا اور وہ جنت کے جس درخت سے بھی گزریں گے وہ انہیں اپنے پھلوں کا تحفہ پیش کرے گا اور راستے سے ہٹ جائے گا تاکہ ان کی صف کی ترتیب ختم نہ ہو اور وہ کسی آدمی اور اس کے دوست کے درمیان آڑے نہ بنے۔ جب وہ رب العالمین کے حضور پہنچیں گے تو رب کریم اپنے چہرہ مبارک سے پردہ ہٹائے گا اور عظیم جلال میں تجلی فرمائیں گے۔ وہ کہیں گے کہ اے ہمارے پروردگار آپ سلام ہیں، آپ کی طرف سے سلامتی ہے آپ کو جلال اور اکرام کا حق ہے۔ حق تعالیٰ شانہ فرمائیں گے میں سلام ہوں، مجھ سے سلامتی ہے اور میرے لئے عظمت اور اکرام کا حق ہے، خوش آمدید میرے ان بندوں کو جنہوں نے میری وصیت کو محفوظ رکھا اور میرے حق کی رعایت کی اور مجھ سے دیکھے بغیر ڈرتے رہے اور وہ ہر حال میں مجھ سے ڈرتے تھے۔ وہ کہیں گے کہ آپ کی عزت اور بلند مقام کی قسم ہم نے آپ کی کما حقہ قدر نہیں کی اور آپ کا پورا حق آپ کو ادا نہیں کیا ہمیں سجدہ کی اجازت دیجئے۔ رب تعالیٰ فرمائیں گے میں نے عبادت کی مشقت آپ پر سے ہٹا دی ہے اور آپ کے بدن کو راحت دی ہے آپ نے میرے لئے بہت اپنے بدن کو تھکایا اور اپنے چہروں کو گرد آلود کیا اب آپ میری رحمت، کرامت اور راحت تک پہنچے ہو۔ مجھ سے مانگو تمنا کرو میں تمہاری تمنائیں پوری کروں گا۔ آج میں تمہیں تمہارے اعمال کی بقدر نہیں بلکہ اپنی رحمت، کرامت، شان اور عظمت کی بقدر دوں گا۔ پس ان لوگوں کی تمنائیں اور مطالبات بڑھتے رہیں گے یہاں تک کہ ان میں سب سے کم تمنا کرنے والا ابتدائے آفرینش سے لے کر قیامت تک جتنی دنیا کی تمنا کرے گا۔

اللہ تعالیٰ فرمائیں گے تم لوگوں نے تمنا کرنے میں کوتاہی کی اور اپنے حق سے کم پر راضی ہو گئے جو کچھ تم نے مانگا۔ وہ اور تمنا کی چیزیں بھی۔ جو تم اور میں نے تمہاری اولاد کو بھی آپ کے درجوں تک پہنچا دیا ہے اور تم کو وہ بھی دے دیا جس تک تمہاری تمنائیں نہ پہنچی تھیں۔[1] (اللھم اجعلنا من اھل الجنۃ)

اور یہ حدیث مرسل ہے ضعیف ہے غریب ہے اور اچھا حال یہ ہے کہ یہ کسی بزرگ کا کلام ہے جس کے کسی راوی کو وہم ہوا تو اس کو مرفوع بنا دیا واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

## جنت کے متعلق ایک جامع باب اور مختلف احادیث ... اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اور جو لوگ ایمان لائے اور ان کی اولاد نے بھی ان کا اتباع کیا ایمان کے ساتھ ہم نے ان کی اولاد کو ان کے درجے تک پہنچا دیا اور ہم نے کم نہیں کیا ان کے اعمال میں سے۔ (الطور: ۲۱)

اس کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ اولاد کے درجہ کو آباء کے درجے تک پہنچا دیں گے اگر چہ اولاد ان کے بقدر اعمال نہ کر سکے ہوں آباء کے اعمال میں کوئی کمی نہیں ہوگی ان کو ملانے کے لئے اس جنت میں جس کے آباء مستحق ہیں۔ پھر ادنیٰ کو اعلیٰ کے برابر کیا جائے گا تاکہ والد اور بچے درجے میں جمع ہوں اور ان کی آنکھیں ساتھ ہونے کی وجہ سے ٹھنڈی ہوں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مومن کی اولاد کو اس کے درجے تک پہنچایا جائے گا اگرچہ وہ اعمال نہ کر سکے ہوں تاکہ ان کے آباء کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور یہ ان کے لئے ہوگا تاکہ آباء کی آنکھیں اپنی اولاد کو (اونچے درجے میں) دیکھ کر ٹھنڈی ہوں۔ پھر اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان پڑھا "والذین آمنوا" الآیۃ

ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے اپنی تفسیروں میں ایسا ہی روایت کیا ہے حضرت ثوری سے عن عمرو بن مرہ، سعید، ابن عباس موقوفاً اور مسند بزار میں ہے قیس بن ربیع، عمرو، سعید بن ابن عباس، عن رسول اللہ ﷺ۔

اسی آیت کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ لوگ جن کا ذکر اس آیت میں ہے یہ مومن کی اولاد ہیں جو ایمان پر مریں گے اگر ان کے درجے ان کے آباء کے درجوں سے کم ہوں گے تو ان کو ان کے آباء تک پہنچایا جائے گا اور اس کے لئے آباء کے اعمال میں کوئی کمی نہ ہوگی۔[2]

---

[1] الترغیب والترہیب ۵۴۲/۴، ۵۴۳، ۵۴۴، [illegible]

[2] مجمع الزوائد [illegible]

اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب کوئی آدمی جنت میں جائے گا تو اپنے والدین، بیوی اور اولاد کے بارے میں پوچھے گا (کہ وہ کہاں ہیں؟) اس سے کہا جائے گا کہ وہ آپ کے مرتبے تک نہیں پہنچے تھے، تو وہ کہے گا کہ میرے رب! میں نے تو عمل اپنے لئے اور ان کے لئے کیا تھا، پس حکم ہوگا کہ ان کو اس کے ساتھ ملا دیا جائے۔ پھر ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ آیت تلاوت فرمائی (والذین آمنوا واتبعتهم ... الآیۃ)[1]

اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اس آیت کی تفسیر میں نقل کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جن لوگوں کی اولاد ایمان پر مری اور انہوں نے میری وحدانیت کی تو میں ان کو جنت میں ان کے آباء کے پاس پہنچاؤں گا، ایمان کی بدولت اولاد کو ان کے پاس پہنچا دیا جائے گا۔

اس آیت کی تفسیر میں جو اقوال کہے گئے ان میں سے ایک یہ ہے جیسا اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: "ان کی ذریت میں اچھے اور ظالم بھی ہیں"۔ (الصافات: ۱۱۳) اور فرمایا: "اہل ایمان لوگوں کی ذریت جن کو ہم نے نوح علیہ السلام کے ساتھ کشتی میں سوار کیا"۔ (اسراء: ۳)

یہ سب باتیں مجمل اور سب کو شامل ہے۔ واحدی نے جو تفسیر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کی ہے اس کی روشنی میں مثال کے طور پر یہی معنی کئے گئے ہیں۔ واللہ اعلم۔

یہ اللہ تعالیٰ کا فضل اور رحمت ہے جو اولاد پر آباء کے اعمال کی وجہ سے فرمایا ہے۔

**آباء پر اللہ تعالیٰ کا فضل اولاد کے نیک اعمال کی وجہ سے** حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد نقل فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نیک آدمی کے درجہ کو جنت میں بلند فرماتے ہیں تو وہ عرض کرتا ہے: اے رب! یہ مجھے کیسے ملا؟ ارشاد ہوتا ہے آپ کے لئے آپ کے بیٹے کے استغفار کی وجہ سے۔[2]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ جب آدمی مر جاتا ہے تو اس کے عمل منقطع ہو جاتے ہیں سوائے تین کے (۱) صدقہ جاریہ (۲) علم نافع (۳) نیک اولاد جو اس کے لئے دعا کرے۔[3]

**جنت اور دوزخ موجود ہیں** ... یہ جنت اور دوزخ ابھی موجود ہیں۔ چنانچہ متقیوں کے لئے تیار کی گئی ہیں جس طرح قرآن اور متواتر احادیث سے ثابت ہے اور یہی اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے۔ جبکہ معتزلہ نے ... قیامت تک معطل ... برخلاف ان لوگوں کے جو کہتے ہیں کہ جنت اور دوزخ کو ابھی تک پیدا نہیں کیا گیا، قیامت کے دن پیدا کیا جائے گا اور یہ ان لوگوں کا قول ہے جو صحیحین اور مشہور و معروف کتب کی تحقیق سے ناواقف ہیں ... حالانکہ صحیحین کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے معراج کی رات جنت اور دوزخ کا مشاہدہ کیا۔[4] اور صحیحین کی روایت ہے کہ دوزخ نے رب تعالیٰ سے شکایت کی کہ اے رب میرے بعض حصوں نے بعض دیگر حصوں کو کھا لیا (ختم کر دیا) پس اللہ تعالیٰ نے اس کو دو سانس لینے کی اجازت دی ایک سانس سردی میں اور ایک گرمی میں (سو موسم گرما میں) جو تم سخت گرمی محسوس کرتے ہو وہ دوزخ کی گرمی میں سے ہے اور (موسم سرما میں) جو تم سخت سردی محسوس کرتے ہو وہ دوزخ کی سردی میں سے ہے۔ جب گرمی زیادہ ہو تو نماز ظہر کو ٹھنڈا کرو کیونکہ گرمی کی شدت جہنم کی بھاپ میں سے ہے۔[5]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جنت اور دوزخ نے آپس میں جھگڑا کیا، دوزخ نے کہا میرے لئے متکبرین اور جبارین کو خاص کیا گیا ہے، جنت نے کہا کہ میرا کیا حال ہے کہ مجھ میں کمزور اور گرے پڑے لوگ داخل ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ نے جنت سے فرمایا تو میری رحمت ہے تیرے ذریعہ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہوں گا رحم کروں گا، اور دوزخ سے فرمایا تو میرا عذاب ہے تیرے ذریعے اپنے بندوں میں سے جس کو چاہوں گا عذاب دوں گا، اور تم میں سے ہر ایک کو بھرنا ہے۔ لیکن دوزخ نہیں بھرے گی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس میں اپنا قدم رکھیں گے تو وہ کہے گی بس بس۔ اس وقت وہ بھر جائے گی اور اس کا بعض حصہ بعض کی طرف سمٹ جائے گا

---

[illegible]

[illegible]

گے اور اللہ تعالیٰ مخلوق میں کسی پر ظلم نہ فرمائیں گے۔ اور رہی جنت تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے نئی مخلوق پیدا فرمائیں گے۔[1]

حضرت انس رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ دوزخ میں لوگوں کو ڈالا جاتا رہے گا اور وہ کہتی رہے گی کہ آپ کی عزت و کرامت کی قسم بس بس ہے اور جنت میں فالتو جگہ باقی رہے گی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس خالی جگہ کے لئے نئی مخلوق پیدا فرمائیں گے اور خالی جگہ کو بھر دیں گے۔[2]

اور رہی وہ حدیث جس کو امام بخاری نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ دوزخ کے لئے جس کو چاہیں گے پیدا فرمائیں گے اور وہ کہے گی هل من مزيد؟ (کیا اور کچھ ہے؟) اس میں جو اشکال ہے وہ واضح ہے اس کے جواب میں بعض حفاظ نے فرمایا ہے کہ یہ بعض راویوں کی غلطی ہے گویا کہ مشتبہ ہو گیا اور ایک لفظ دوسرے میں داخل کر کے اس حکم کو جنت سے دوزخ کی طرف منتقل کر دیا۔ واللہ اعلم۔

میں کہتا ہوں کہ اگر (غلطی نہ بھی ہوئی ہو اور حدیث کے الفاظ) محفوظ ہوں تو یہ بھی احتمال ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کا امتحان لیتے ہوں جیسا کہ ان لوگوں کا امتحان لیں گے جن پر دنیا میں حجت تمام نہ ہوئی ہو جیسے بوڑھا فانی وغیرہ۔ پس جو آگ میں اور جو اطاعت کرے گا اس کو جنت میں داخل فرمائیں گے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے "ہم جب تک کوئی رسول نہ بھیجیں عذاب نہیں دیتے۔" (الاسراء ۱۵)

اور ارشاد ہے "ہم نے رسولوں کو خوشخبری سنانے اور ڈرانے والے بنا کر (بھیجا) تا کہ لوگوں کے لئے ان رسولوں کے بعد اللہ پر کوئی حجت نہ رہے اور اللہ غالب حکمت والا ہے۔" (سورۃ النساء ۱۶۵)

**جنت والوں کی بعض صفات اور دوزخ والوں کی بعض صفات**...... سابق میں ہم اہل جنت کے بارے میں بیان کر چکے کہ کیسے جنت میں جائیں گے کیسے داخل ہوں گے اور یہ کہ وہ ساٹھ گز لمبے اور سات گز چوڑے ہوں گے اور یہ کہ ان کے چہروں پر بال نہ ہوں گے اور آنکھیں سرمگیں ہوں گی اور تینتیس سال جوانی کا زمانہ ہوگا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اہل جنت جنت میں حضرت آدم علیہ السلام کے طول یعنی ساٹھ گز اور یوسف علیہ السلام کے حسن اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عمر یعنی ۳۳ سال اور حضرت محمد ﷺ کی زبان والی صفات کے ساتھ جائیں گے۔[3]

حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ اہل جنت کی زبان عربی ہوگی۔[4]

مقدام بن معدی کرب رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کا ارشاد نقل فرماتے ہیں کہ ہر آدمی چاہے وہ زندگی میں مرا ہو (چھوٹی عمر میں یا بوڑھا ہو کر مرا ہو) اس کو ۳۰ سال اور ایک روایت کے مطابق ۳۳ سال کی عمر میں اٹھایا جائے گا اگر وہ جنتی ہے تو حضرت یوسف علیہ السلام کی شکل و صورت اور حضرت ایوب علیہ السلام کے قلب اور صبر کی صفت کے ساتھ ان کو اس حالت میں اٹھایا جائے گا کہ چہرے پر داڑھی نہ ہوگی اور آنکھوں میں سرمہ لگے ہوئے ہوں گے اور اگر دوزخی ہے تو اس کو پہاڑ جیسا بڑا موٹا کر دیا جائے گا۔ اور ایک روایت میں ہے۔

ان کو اتنا موٹا کر دیا جائے گا کہ ان کے ہاتھ کی کھال چالیس گز ہوگی اور ان کی ایک داڑھ احد پہاڑ کے برابر۔ (نعوذ باللہ من جہنم)[5]

اور یہ بات معلوم ہے کہ جنتی کھائیں گے پئیں گے اور پاخانہ پیشاب کی حاجت نہ ہوگی البتہ ان کو ایسا پسینہ آئے گا جس سے خالص مشک کی بو آئے گی (جس کی وجہ سے پاخانے کی ضرورت نہ پڑے گی) اور ان کا سانس بشکل تعریف رب کی پاکی اور بڑائی بیان کرتا ہے۔[6]

سب سے پہلی جماعت جنتیوں کی چاند جیسی ہوگی ان کے بعد والوں کی روشنی چمکتے ستارے کی طرح ہوگی وہ نہ تھوکیں گے اور نہ ناک صاف کریں گے وہ نہ بیمار ہوں گے نہ بوڑھے ہوں گے نہ مریں گے گویا کہ ان کی زندگی زیادہ ہوتی جائے گی سال گزرتے جائیں گے اور لوگوں کے بعد کھانے اور مشروبات پینے سے اکتائیں گے نہیں۔ جتنا بھی زمانہ گزرتا جائے گا ان کے حسن و جمال میں اضافہ ہوتا جائے گا اور جتنا ان کی عمر بڑھے گی ان کی رونق اور خوبصورتی بڑھتی جائے گی اور وہ زیادہ محبت کریں گے جنت میں اور ان کی جنت کی طرف رغبت بڑھتی جائے گی۔ یہی وجہ ہے کہ جنت سے نکلنا نہیں چاہیں گے اللہ تعالیٰ نے فرمایا (جنت میں) ہمیشہ رہیں گے وہاں سے جگہ بدلنا نہیں چاہیں گے۔ (الکہف ۱۰۸)

---

[1] [illegible] [2] بخاری [illegible] مسلم [illegible] [3] [illegible] [4] [illegible]

[5] [illegible] [6] [illegible]

## فصل

ہم اس سے پہلے ذکر کر چکے ہیں کہ سب سے پہلے جنت میں داخل ہونے والے رسول اللہ ﷺ ہیں اور امتوں میں سب سے پہلے جنت میں جانے والی امت محمدیہ (علی صاحبہا افضل الصلوٰۃ والسلام) ہے اور اس امت میں سب سے پہلے داخل ہونے والے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں اور یہ امت جنت کے دو تہائی کے برابر ہوگی جیسا کہ حدیث گزر چکی ہے۔

اہل جنت کی ۱۲۰ صفیں ہوں گی، ۸۰ اس امت کی ہوں گی۔ [1]

**فقیر امیروں سے پانچ سو سال پہلے جنت میں جائیں گے۔** حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ فقیر امیروں سے آدھا دن پہلے جنت میں جائیں گے اور وہ ۵۰۰ سال کے برابر ہے۔ [2]

اس کی سند مسلم کی شرط پر ہے۔ اور ترمذی نے اس کو حسن صحیح کہا ہے۔ دوسرے طرق میں بھی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً ایسا ہی نقل کیا گیا ہے۔ [3] ترمذی نے ابوسعید سے مرفوعاً ایسا نقل کیا پھر اس کو حسن کہا۔

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے نقل فرماتے ہیں کہ فقراء مہاجرین اغنیاء سے چالیس سال قبل جنت میں جائیں گے۔ [4] اور ترمذی نے بھی جابر بن عبداللہ سے مرفوعاً ایسا نقل کیا ہے اور اس کو صحیح فرمایا ہے اور وہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بھی نقل کرتے ہیں اور اس کو غریب کہتے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ اگر اس (حدیث) کو محفوظ مانا جائے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ فقراء میں سب سے اول اور اغنیاء میں سے آخری گروہ کے درمیان ۴۰ سال کا زمانہ ہوگا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ارشاد نبوی نقل فرماتے ہیں کہ میرے سامنے ان تینوں کو پیش کیا گیا جو سب سے پہلے جنت میں جائیں گے اور ان تینوں کو بھی جو سب سے پہلے جہنم میں جائیں گے۔ جنتی تو یہ ہیں:

(۱) شہید۔ (۲) وہ غلام جس کو غلامی نے اللہ کی اطاعت سے نہ روکا ہو۔
(۳) وہ فقیر جس کے اہل و عیال ہوں اور وہ عفیف ہو (سوال نہ کرتا ہو بلکہ حرام سے بچنا اختیار کرتا ہو)۔
اور جہنم میں داخل ہونے والے:
(۱) ظالم حاکم۔ (۲) وہ غنی جو زکوٰۃ ادا نہیں کرتا۔ (۳) اور فخر کرنے والا فقیر۔ [5]

اور ترمذی نے اس کو ابن مبارک کے طریق سے روایت کیا ہے اور اس کو حسن کہا ہے لیکن انہوں نے جہنم کے تین آدمیوں کا ذکر نہیں کیا۔

عیاض بن حمار حضور ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ اہل جنت تین قسم کے لوگ ہیں: انصاف والا توفیق کرنے والا بادشاہ اور وہ آدمی جس کا دل ہر قرابت دار کے لئے نرم ہے اور عفت والا عیال دار مسلمان اور اہل جہنم پانچ قسم کے لوگ ہیں: وہ ضعیف جس کی کوئی عقل نہیں جو اس کو برائیوں اور بے حیائی کے کاموں سے روکے جو تمہارے پیچھے تابع ہو کر رہتے ہیں نہ اہل طلب کرتے ہیں اور نہ مال۔ اور وہ خائن جو معمولی طمع کی وجہ سے بھی خیانت کرے اور وہ آدمی جو صبح شام آپ کو آپ کے اہل و عیال کے بارے میں دھوکہ دیتا ہے اور (پھر) بخل یا جھوٹ کو ذکر کیا اور بدخلق، بے حیا گالی بکنے والا۔ [6]

حارثہ بن وہب سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا میں آپ کو اہل جنت کے بارے میں نہ بتاؤں؟ ہر کمزور جس کو لوگ ضعیف سمجھتے ہیں اگر اللہ کی قسم کھائے تو اللہ اس کی قسم کو پورا کر دے۔ کیا میں آپ کو جہنمیوں کے بارے میں نہ بتاؤں؟ ہر سخت گو، جمع کرنے والا، تکبر کرنے والا، جھگڑا کرنے والا۔ [7]

عبداللہ بن عمرو سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جہنم والے ہر بدخلق سخت گو، تکبر کرنے والے، جمع کرنے والے اور منع کرنے والے ہیں اور جنت والے مغلوب ضعفاء ہیں۔ [8]

---

(۱) ترمذی ۲۵۴۶، ابن ماجہ ۴۲۸۹، مسند احمد ۵/۳۴۷ (۲) ترمذی ۲۳۵۳، ابن ماجہ ۴۱۲۲، مسند احمد ۲/۲۹۶ (۳) ترمذی ۲۳۵۴
(۴) مسلم ۲۹۷۹، ترمذی ۲۳۵۵، مسند احمد ۲/۱۶۹ (۵) ترمذی ۱۶۴۲، مسند احمد ۲/۴۲۵ (۶) مسلم ۲۸۶۵
(۷) مسند احمد ۴/۳۰۶ (۸) بخاری ۴۹۱۸، مسلم ۲۸۵۳، ترمذی ۲۶۰۵

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اہل جنت وہ ہیں جنہوں نے لوگوں کی اچھی تعریف سے اپنے کانوں کو بھر لیا اور دوزخ والے وہ ہیں جنہوں نے لوگوں کے برے اوصاف سنتے ہوئے اپنے کان بھرے۔ (۱)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں تم کو جنتیوں کے بارے میں بتاتا ہوں نبی جنتی، صدیق جنتی، شہید، وہ جو اللہ کے لئے اپنے کسی بھائی کی زیارت کو شہر کے ایک کونے میں جاتا ہے، اور جنت کی عورتوں کے بارے میں تم کو بتاتا ہوں۔۔۔ زیادہ بچے جننے والی، جب ان کا خاوند غصہ ہوتا ہے تو یہ اپنا ہاتھ ان پر رکھتی ہے اور کہتی ہے کہ جب تک تو راضی نہ ہو پلک نہیں جھپکوں گی۔ (۲)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے اہل جنت کو دیکھا تو معلوم ہوا کہ اکثریت ان میں فقراء کی ہے اور اہل جہنم کو دیکھا تو پتہ چلا کہ اکثریت اغنیاء کی ہے۔ (۳)

## جنت میں جانے کیلئے اول جن کو پکارا جائے گا وہ غمی اور خوشی میں اللہ کی تعریف بیان کرنے والے ہوں گے

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی یہ مرفوع حدیث گذر چکی ہے کہ سب سے پہلے جن کو جنت میں جانے کے لئے بلایا جائے گا وہ اللہ کی حمد کرنے والے ہوں گے خوشی اور غمی میں۔ (۴)

امت محمدیہ کی جنت میں اکثریت اور بلند درجے اور مرتبے ۔۔۔ اس امت کی اکثریت ہوگی اہل جنت کے مرتبے بلند ہوں گے اور وہ پہلے داخل ہونے والے ہوں گے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے مقربین کی صفت میں بیان فرمایا ہے۔

وہ بہت سے اگلے لوگوں میں ہوں گے اور تھوڑے سے پچھلے لوگوں میں۔ (سورۃ الواقعہ ۱۳، ۱۴)

اور اہل یمین کی صفت میں بیان فرمایا۔

وہ بہت سے اگلے لوگوں میں اور بہت سے پچھلے لوگوں میں ہوں گے۔ (سورۃ واقعہ ۳۹، ۴۰)

اور صحیحین میں ہے۔

تمام زمانوں میں میرا زمانہ بہتر ہے پھر ان کے بعد والے پھر ان کے بعد والے پھر آسمان یا سورج کے نیچے ایسے لوگ ہوں گے جو نذر مانیں گے اور پوری نہیں کریں گے اور حاضر ہوں گے لیکن ان کی گواہی نہیں لی جائے گی (ان پر موٹاپا ظاہر ہوگا کہ وہ گواہی ادا کریں گے) خیانت کریں گے امانتداری نہیں کریں گے۔ (۵)

صحابہ رضی اللہ عنہم کی پہلی جماعت اس امت کی بہترین جماعت ہے۔۔۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جو آپ میں سے اقتداء و عمل کرنا چاہتے ہیں ان کو چاہیے کہ ان کی اقتداء کرے جو اس جہاں کو سدھار چکے ہیں اور وہ ہیں آپ کے صحابہ سب سے زیادہ ایمان والے دل میں اور سب سے عظیم علم کے لحاظ سے اور بہت کم تکلف والے وہ ایک ایسی قوم ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کی صحبت کے لئے اختیار کیا اور اپنے دین کی نصرت کے لئے ان کو چنا ان کی قدر پہچانو اور ان کی اقتداء کرو کیونکہ وہ سیدھے راستے پر تھے۔

اس امت کی ایک بڑی تعداد بغیر حساب کے جنت میں جائے گی۔ گزر چکا ہے کہ اس امت کے ستر ہزار لوگ بغیر حساب کے جنت میں جائیں گے اور صحیح مسلم میں ہے ہر ہزار کے ساتھ ستر ہزار جائیں گے اور احمد کی روایت میں ہے ہر ایک کے ساتھ ستر ہزار جائیں گے۔ اس کے بعد حدیث کے الفاظ اور طرق کو بیان کیا۔

---

(۱) مسند احمد ۱/۱۹۴ (۲) [illegible] مجمع الزوائد ۴/۳۱۲ (۳) بخاری ۳۲۴۱، مسلم ۲۷۳۷

(۴) مستدرک حاکم ۱/۵۰۲ (۵) بخاری ۲۶۵۱، مسلم ۲۵۳۵

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری امت میں سے ایک جماعت جنت میں جائے گی وہ ستر ہزار ہوں گے ان کے چہرے چودھویں کے چاند کی طرح چمکتے ہوں گے تو عکاشہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اے رسول اللہ! دعا فرمایئے اللہ ان میں سے مجھے بھی کر دیں آپ نے ان کے لئے دعا کر دی۔ اس کے بعد ایک انصاری کھڑے ہوئے اور کہا اے رسول اللہ! میرے لئے بھی دعا فرمایئے آپ ﷺ نے فرمایا کہ عکاشہ اس دعا کو لے کر آپ سے سبقت لے گئے۔[1]

صحیحین میں حضرت سہل بن سعد کی روایت سے بھی ایسا نقل کیا گیا ہے

حضرت ابن عباس حضور ﷺ کا ارشاد نقل فرماتے ہیں کہ میرے سامنے امتوں کو پیش کیا گیا میں نے ایک نبی دیکھا جن کے ساتھ تھوڑے آدمی تھے اور ایسا نبی بھی جن کے پاس ایک آدمی تھا اور دو تھے اور ایسا نبی بھی دیکھا جن کے ساتھ کوئی بھی آدمی نہیں تھا پھر میں نے ایک بڑے مجمع کو دیکھا گمان کیا کہ یہ میری امت ہے کہا گیا یہ موسیٰ علیہ السلام کی امت ہے یہاں آپ افق کی طرف دیکھئے میں نے دیکھا تو ایک عظیم مجمع دیکھا تو مجھ سے کہا گیا یہ آپ کی امت ہے اور ان کے ساتھ ستر ہزار وہ بھی ہیں جو بغیر حساب و عذاب کے جنت میں جائیں گے۔ اور اس روایت میں یہ بھی ہے یہ وہ لوگ ہیں جو نہ شگون نکالتے دوسروں کی بات سنتے ہیں چیچک سے نہ بدفالی لیتے ہیں اور اپنے رب پر توکل کرتے ہیں۔ تو عکاشہ رضی اللہ عنہ کھڑے ہو گئے۔ پھر راوی نے حدیث مکمل ذکر کر دی۔ (بخاری ۵۷۰۵، مسلم ۵۲۳)

اور مسلم میں محمد بن سیرین کے طریق سے حضرت عمران بن حصین سے حضور ﷺ کا یہ ارشاد نقل کیا گیا ہے کہ میری امت میں سے ستر ہزار بغیر حساب و عذاب کے جنت میں جائیں گے پوچھا گیا وہ کون ہیں؟ فرمایا وہ لوگ جو نہ داغ لگاتے ہیں اور نہ بدفالی لیتے ہیں اور وہ اپنے رب پر توکل کرتے ہیں۔ [مسلم ۵۲۵]

حضرت ابو امامہ آپ ﷺ کا ارشاد نقل فرماتے ہیں کہ میرے رب نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ میری امت کے ستر ہزار لوگوں کو جنت میں داخل فرمائیں گے اور ہر ہزار کے ساتھ ستر ہزار ہوں گے نہ ان سے حساب لیا جائے گا اور نہ ان پر کوئی عذاب ہوگا اور میرے رب عزوجل کی مٹھیوں میں سے تین مٹھی لوگ بھی جنت میں جائیں گے۔ (ترمذی ۲۴۳۷، ابن ماجہ ۴۲۸۶، مسند احمد ۵/۲۶۸)

اور ابوبکر بن ابی عاصم نے بھی حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ کی اس حدیث کو ایسا نقل کیا ہے۔

ابوبکر بن عاصم۔ ہشام۔ ولید بن مسلم۔ صفوان بن عمرو۔ سلیم بن عامر۔ ابوالیمان عامر بن عبداللہ بن لحی اور طبرانی نے عتبہ بن عبد السلمی کی روایت سے ایسا نقل کیا ہے۔[2]

اور طبرانی نے ایک اور طریق سے اس کو ذکر کیا ہے اس میں تین مٹھیوں کا ذکر نہیں۔

## جنت اور دوزخ موجود ہیں ان کو پیدا کیا جا چکا ہے نہ یہ کہ وہ ابھی وجود میں نہیں آئے جیسا کہ بعض اہل باطل کا خیال ہے

اللہ تعالیٰ نے فرمایا

اور دوڑو اپنے رب کی بخشش کی طرف اور اس جنت کی طرف جس کی چوڑائی آسمانوں اور زمین (کے برابر) ہے وہ تیار کی گئی ہے متقین کے لئے۔ (آل عمران ۱۳۳)

اور فرمایا:

سبقت کرو اپنے رب کی مغفرت اور اس جنت کی طرف جس کی چوڑائی ایسی ہے جیسے کہ آسمان اور زمین کی چوڑائی۔ ان لوگوں کے لئے تیار کی گئی ہے جو ایمان لائے اللہ اور اس کے رسولوں پر یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے عطا فرمائے اللہ بڑے فضل والے ہیں۔ (الحدید ۲۱)

---

[1] بخاری ۶۵۴۲، مسلم ۵۲۶

[2] بخاری ۶۵۴۳، مسلم ۵۲۳

اور فرمایا: "اس آگ سے ڈرو جو کافروں کے لیے تیار کی گئی ہے۔" [illegible]

اور آل فرعون کے بارے میں فرمایا:

"وہ صبح و شام آگ پر پیش کیے جاتے ہیں اور جب قیامت قائم ہوگی تو حکم دیا جائے گا کہ آل فرعون کو سخت عذاب میں داخل کرو۔" (سورۃ غافر/۴۶)

اور فرمایا: "پس کوئی نفس نہیں جانتا جو ان کے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک چھپا رکھی گئی ہے یہ بدلہ ان اعمال کا جو وہ کرتے تھے۔" (سورۃ السجدہ ۱۷)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ میں نے اپنے نیک بندوں کے لئے وہ کچھ تیار کر رکھا ہے جس کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا نہ کسی کان نے سنا اور نہ کسی بشر کے دل پر اس کا خیال گزرا۔ ذخیرہ ہے ان کے سوا جو تمہیں معلوم ہے۔ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی فلا تعلم نفس۔ الخ۔[1]

صحیحین میں مالک کی روایت سے حضور ﷺ کا ارشاد نقل کیا گیا ہے کہ تم میں سے جب کوئی مرتا ہے تو اسے صبح و شام اس کا ٹھکانہ دکھایا جاتا ہے اگر وہ جنتی ہے تو جنت میں اس کا ٹھکانہ اور اگر دوزخی ہے تو دوزخ میں اس کا ٹھکانہ۔ کہا جاتا ہے یہ ہے یہاں تک کہ قیامت میں اسے اٹھایا جائے۔[2]

صحیح مسلم میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ شہداء کی ارواح سبز پرندوں کے پیٹوں میں ہوتی ہیں۔ جنت میں جہاں چاہتی ہیں چلتی ہیں پھر عرش میں معلق قندیلوں میں آ جاتی ہیں۔[3]

حضرت مالک رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ مومن کی روح جنت کے درختوں میں معلق پرندے میں ہوتی ہے یہاں تک کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کو اپنے جسم میں لوٹا دے۔[4]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ارشاد نبوی منقول ہے جنت کا احاطہ ناگواریوں نے اور دوزخ کا احاطہ شہوات نے کر رکھا ہے۔[5]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب جنت کو پیدا فرمایا تو جبرئیل علیہ السلام کو حکم دیا کہ جاؤ جنت کو دیکھو۔[6]

اور ایک حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب جنت کو پیدا فرمایا تو حکم دیا کہ بولو تو وہ بولی کہ مومن کامیاب ہو گئے۔[7]

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ ارشاد نبوی نقل فرماتے ہیں کہ جنت و جہنم میں تکرار ہوئی۔[8]

صحیحین میں ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً منقول ہے کہ بخار جہنم کی گرمی میں سے ہے۔[9]

اور حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے جب گرمی زیادہ ہو جائے تو نماز ٹھنڈے وقت میں پڑھو کیونکہ سخت گرمی جہنم کی تپش میں سے ہے۔[10]

صحیحین میں ہے۔ جب رمضان کا مہینہ آتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں۔ اور معراج والی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس رات جنت و جہنم کا مشاہدہ فرمایا۔

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اور دیکھا اس کو ایک بار اور پرلی حد کی بیری کے پاس وہاں جنت الماویٰ ہے۔ (سورۃ النجم ۱۳)

اور سدرۃ المنتہیٰ (پرلی حد کی بیری) کی صفت میں فرمایا۔ اس کی جڑوں میں سے دو ظاہری نہریں اور دو باطنی نکلتی ہیں۔ اور دو باطنی جنت میں ہیں۔[11]

صحیحین میں ہے مجھے جنت میں داخل کیا گیا تو دیکھا کہ اس کے گنبد موتیوں کے ہیں اور اس کی مٹی مشک ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد نقل فرماتے ہیں۔ میں جنت میں سیر کر رہا تھا کہ دیکھا ایک نہر ہے جس کے دونوں طرف لولو ہیں جن کے درمیان خول ہیں میں نے پوچھا یہ کیا ہے؟ جبرائیل نے کہا یہ کوثر ہے جو آپ کو آپ کے رب نے عطا فرمایا ہے۔[12]

اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مناقب میں مذکور ہے کہ ﷺ نے فرمایا مجھے جنت میں داخل کر دیا گیا تو میں نے ایک محل کے ساتھ ایک لڑکی کو وضو

---

[1] مسلم/[illegible]
[2] [illegible]
[3] مسلم/[illegible]
[4] [illegible]
[5] بخاری/[illegible]
[6] [illegible]
[7] [illegible]
[8] [illegible]
[9] مسلم/[illegible]
[10] بخاری/[illegible]
[11] [illegible]
[12] بخاری/[illegible]

کرتے دیکھا پوچھا تو کس کے لئے ہے۔ جواب دیا عمر کے لئے پھر میں نے محل کے اندر جانا چاہا لیکن مجھے آپ کی غیرت یاد آئی یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ رو پڑے اور کہا یا رسول اللہ میں آپ کے معاملہ میں بھی غیرت کروں گا؟(۱)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ میں نے جنت میں آپ کے پاؤں کی آہٹ سنی اپنے سامنے اس لئے مجھے وہ عمل بتاؤ جو آپ نے اسلام میں کیا ہو اور آپ کو اس کے بارے میں زیادہ امید (قبولیت کی) ہو۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے عرض کیا، میں اپنے اس عمل سے زیادہ امید دہندہ عمل نہیں پاتا کہ میں رات دن کے کسی حصے میں جب بھی وضو کرتا ہوں اس سے کچھ نفل ضرور پڑھتا ہوں جتنا میرے مقدر میں اللہ نے لکھ دیا ہو۔ اور (راوی کہتے ہیں کہ) آپ نے مجھے رمیصاء کے بارے میں بتایا کہ آپ نے اس کو جنت میں دیکھا ہے۔(۲)

اور صلوٰۃ الکسوف کے دن بتایا کہ جنت اور دوزخ آپ کے سامنے پیش کئے گئے اور جنت آپ کے قریب ہوگئی اور آپ نے ارادہ کیا کہ انگور کا ایک خوشہ لے لیں اور فرمایا اگر خوشہ لے لیتا تو تم لوگ رہتی دنیا تک اس میں سے کھاتے۔ (سنن المسعودی الاحادیث الاولی ۲/۹۸۳)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد نقل فرماتے ہیں کہ میں نے عمرو بن لحی (وہ جس نے عرب میں بت پرستی کی داغ بیل ڈالی تھی) کو جہنم میں اپنی آنتوں کو گھسیٹتے ہوئے دیکھا۔(۳)

ایک اور حدیث میں ہے میں نے جہنم میں صاحب المحجن کو دیکھا۔ (محجن ٹیڑھی لاٹھی کو کہتے ہیں۔ زمانہ جاہلیت میں ایک آدمی تھا جسکے پاس ٹیڑھی لاٹھی ہوا کرتی تھی۔ وہ گزرگاہوں میں بیٹھ جاتا اور گزرنے والوں کی غفلت سے فائدہ اٹھا کر ان کے سامان میں سے یکے بعد دیگرے چیزیں نکالنا شروع کر دیا کرتا تھا کسی کو پتہ چلتا تو کہتا کہ بغیر ارادے کے لاٹھی آپ کے سامان میں پھنس گئی۔(۴)

اور فرمایا: ایک عورت جہنم میں اس لئے گئی کہ اس نے بلی کو قید کر رکھا تھا یہاں تک کہ وہ مرگئی نہ اسے کھلایا نہ پلایا اور نہ آزاد چھوڑا تا کہ وہ خود زمین کے پیڑوں میں سے کھا لے۔ اور میں نے اسے دیکھا کہ آگ اسے جلا رہی ہے۔(۵)

اور اس آدمی کے بارے میں بتایا جو کانٹے دار ٹہنی کو راستے سے دور کرتا تھا فرمایا میں نے اس کو دیکھا کہ اس پر جنت میں سایہ کیا جا رہا ہے۔ اور صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے دوسرے الفاظ میں مروی ہے۔

اور حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے جنت کو دیکھا تو اس میں اکثریت فقیروں کی تھی اور دوزخ کو دیکھا تو ان میں اکثریت عورتوں کی تھی۔(۶)

حضرت انس رضی اللہ عنہ ارشاد نبوی نقل کرتے ہیں کہ اگر تم وہ دیکھتے جو میں نے دیکھا ہے تو ہنستے کم اور روتے زیادہ۔ کہا اے رسول اللہ! آپ نے کیا دیکھا؟ فرمایا جنت اور جہنم۔(۷)

اور فرمایا۔ وضو کرنے والا جب وضو کے بعد تشہد پڑھتا ہے اس کے لئے جنت کے دروازے کھل جاتے ہیں جس میں سے چاہے داخل ہو جائے

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (حضور ﷺ کے صاحبزادے ابراہیم کا انتقال ہوا تو

آپ نے فرمایا بلاشبہ جنت میں اس کے لئے ایک دودھ پلانے والی ہے۔(۸)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ مومنوں کی اولاد جنت میں ایک پہاڑی میں ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور سارہ رضی اللہ عنہما ان کی کفالت کرتے ہیں یہاں تک کہ قیامت کے دن ان کو ان کے آباء کے حوالے کریں گے۔(۹)

اور وکیع نے بھی سفیان ثوری رحمہ اللہ سے ایسا نقل کیا ہے۔ اس میں احادیث بہت ہی زیادہ ہیں اکثر کو ہم نے ذکر کیا۔

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا

---

(۱) بخاری ۵۲۲۵، مسلم ۲۳۹۴ (۲) بخاری ۱۱۴۹، مسلم ۲۴۵۸ (۳) بخاری ۱۲۵۹، ترمذی ۲۳۳۹ (۴) بخاری ۵۲۲۴

(۵) بخاری ۱۴۰۹، مسلم ۹۴۲ (۶) بخاری ۳۲۴۱، مسلم ۲۷۳۷ (۷) مسند احمد ۳/۲۱۸ (۸) بخاری ۶۱۹۵، مسلم ۲۳۱۵

(۹) مسند ۲/۳۲۶، ترمذی ۱۰۹۴

اور جب تم نے [illegible] جنت میں [illegible] جہاں ہو [illegible] کے قریب ہو جاؤ۔ ([illegible])

جمہور کا مذہب یہ ہے کہ یہ جنت الماویٰ کا ذکر ہے اور ایک جماعت کا مذہب یہ ہے کہ وہ زمین میں ایک جنت ہے جسے اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے بنایا اور پھر وہاں سے نکالا۔ اور ہم نے قصص الانبیاء میں اس کو اس کتاب میں تفصیل سے ذکر کیا ہے دوبارہ ذکر کی ضرورت نہیں۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ فقراء مہاجرین قیامت کے دن اغنیاء سے چالیس سال قبل جنت میں جائیں گے۔[1]

اور ترمذی میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے آدھا دن یعنی پانچ سو سال پہلے جائیں گے۔[2]

میں کہتا ہوں اگر اس کے الفاظ محفوظ ہیں جیسا کہ ترمذی نے اس کو صحیح کہا ہے تو پھر آدھا (۵۰۰ سال) سب سے پہلے فقیر اور آخری غنی کے درمیان ہوگا اور چالیس سال سب سے آخری فقیر اور پہلے غنی کے درمیان ہوگا۔ واللہ اعلم۔

اور قرطبی نے اپنی کتاب تذکرہ میں اسی طرف اشارہ کیا ہے چنانچہ فرماتے ہیں اور یہ فقراء اور اغنیاء کے مختلف احوال کی وجہ سے ہوگا اس کا اشارہ اس بات کی طرف ہے جس کو ہم ذکر کر چکے۔

زہری فرماتے ہیں کہ اہل جنت کا کلام عربی ہوگا اور ہمیں معلوم ہوا ہے کہ قیامت کے دن لوگ سریانی بولیں گے جب جنت میں جائیں گے تو عربی بولیں گے۔

**کئی شوہروں والی بیوی جنت میں اس کے ساتھ ہوگی جس کے اخلاق اچھے تھے** ... قرطبی نے تذکرہ میں [illegible] سے نقل کیا ہے کہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا اپنے والد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس اپنے شوہر حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی شکایت لے کر گئیں تو حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا بیٹی صبر کرو [illegible] اور وہ مر جائے تو وہ جنت میں تمہارا شوہر ہوگا۔[3]

اور مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ جو آدمی کسی عورت کے ساتھ کنوارے پن میں شادی کرے تو وہ جنت میں بھی اس سے شادی کرے گا۔ ابن [illegible] فرماتے ہیں یہ غریب حدیث ہے۔

حضرت حذیفہ بن یمان اور حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عورت آخری شوہر کے ساتھ ہوگی اور یہ بھی آیا ہے کہ وہ سب سے زیادہ خوش خلق کے ساتھ ہوگی۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا یا رسول اللہ! وہ عورت جس کے دو شوہر ہوں تو وہ جنت میں کس کے ساتھ ہوگی؟ فرمایا دنیا میں اس کے ساتھ جس کے اخلاق زیادہ اچھے تھے ان دونوں میں سے۔ پھر فرمایا اے ام حبیبہ! اچھے اخلاق نے دنیا و آخرت کی خیر کو حاصل کر لیا۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے بھی یہی نقل کیا گیا ہے۔

تمت بحمد اللہ و عونہ

النہایہ فی الفتن والملاحم